سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

سوموار2، منگل3، بدھ4، جمعرات5، جمعتہ المبارک6، سوموار9، منگل10۔فروری2009

(یوم الاثنین6، یوم الثلاثہ7، یوم الاربعاء8، یوم الخمیس9، یوم الجمع10، یوم الاثنین13، یوم الثلاثہ14۔ صفر المظفر1430ھ)

پندرھویں اسمبلی: گیارہواں اجلاس

جلد11(حصہ اول) : شمارہ جات1 تا7

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

گیارہواں اجلاس

سوموار،2۔فروری2009

جلد 11 : شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	----------	13
7۔	نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف	----------	14
	تعزیت		
8۔	فلسطین، غزہ کے شہداء، مسلم لیگ(ن) کے لیڈر شیر اعظم خان معروف صحافی رومان احسان اور پیپلز پارٹی کے لیڈر ملک شاہد امتیاز کے لئے دعائے مغفرت	----------	15

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
9۔	ایس۔ایچ۔او منصور آباد (فیصل آباد) کے بہنوئی اور بھائی کا مسلح افراد کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ اور آگ لگانے کی کوشش کرنا----------	15
10۔	کورم کی نشاندہی ----------	21
	پوائنٹ آف آرڈر	
11۔	ایس۔ایچ۔او منصور آباد (فیصل آباد) کے بہنوئی اور بھائی کا مسلح افراد کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ اور آگ لگانے کی کوشش کرنا(۔۔۔جاری) ----------	21
	سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)	
12۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	34
13۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	57
14۔	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب ----------	83
	توجہ دلاؤ نوٹس	
15۔	الفلاح اور تماثیل تھیٹرز سنٹر لاہور میں بم دھماکے اور اس پر حکومتی اقدامات کی تفصیل ----------	86
16۔	شیخ زید ہسپتال لاہور کے ایڈمنسٹریٹر کا قتل اور اس پر حکومتی اقدامات کی تفصیل ----------	88
17۔	کورم کی نشاندہی ----------	91
	تحاریک استحقاق	
18۔	حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی رپورٹ برائے سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا(۔۔۔جاری) ----------	95

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
19۔	ایس ایچ او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	96
20۔	لاہور ٹریفک وارڈن کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	97
21۔	پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 07۔2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا	98
22۔	پرنسپل نرسنگ سکول سرگنگارام ہسپتال لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	102
23۔	ایس پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد، ایس ایچ او چک جھمرہ اور ساہیانوالہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ	104
24۔	ڈی ایس پی پھالیہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک	106
	تحاریک التوائے کار	
25۔	ضلعی ترقیاتی فنڈز کا محکمہ کے عملے اور ٹھیکیداروں کے ہاتھوں خورد بُرد	108
26۔	مینٹل ہسپتال لاہور میں سینئر ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے مریض عدم توجہی کا شکار	112
	پوائنٹ آف آرڈر	
27۔	ایجوکیٹرز کی بھرتی میں مروجہ پالیسی کی خلاف ورزی	113
28۔	کورم کی نشاندہی	120
	منگل، 3۔فروری 2009	
	جلد 11 : شمارہ 2	
29۔	ایجنڈا	123
30۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	129
31۔	نعت رسول مقبول ﷺ	130

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
32۔	زمیندارہ کالج گجرات کی زمین پر ناجائز قبضہ میں رکاوٹ بننے پر طلبہ وطالبات پر پولیس کا تشدد	130
	سوالات (محکمہ زکوٰۃ وعشر)	
33۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	134
34۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	165
35۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	185
	قرارداد	
36۔	غزہ پر اسرائیل کی حالیہ جارحیت میں فلسطینیوں کے ہونے والے قتل عام کی بھرپور مذمت	186
	تحاریک استحقاق	
37۔	ایس پی مدینہ ٹاؤن (فیصل آباد) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	207
	تحاریک التوائے کار	
38۔	لاہور میں مچھرمار سپرے نہ ہونے کی وجہ سے ڈینگی بخار کے مریضوں میں اضافہ	211
39۔	حکومت کی خصوصی بچوں کے علاج اور تربیت میں عدم توجہی	216
40۔	محکمہ تعلیم میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے بارے میں پالیسی پر مکمل طور پر عملدرآمد نہ کرنا	222
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
41۔	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب مصدرہ2009	226

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
42۔	مسودہ قانون(ترمیم)سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ2009 ----------	228
43۔	مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2009----------	235
44۔	مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2009----------	242
45۔	مسودہ قانون(ترمیم)ہجویری یونیورسٹی لاہور مصدرہ2009 ----------	244
	قرار دادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
46۔	صوبائی دارالحکومت لاہور اور دوسرے میٹروپولیٹن شہروں میں ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت کی فراہمی ----------	246
47۔	صوبہ میں جرائم کو کنٹرول کرنے پر وزیراعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرنے، ایم پی اے کو متعلقہ تھانے کی انسپکشن اور مانیٹرنگ کا اختیار دینے کا مطالبہ----------	248
48۔	گریڈ16 کے سرکاری ملازمین کو میڈیکل Re-imbursement کی سہولت کی بحالی ----------	252
49۔	تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں علیٰحدہ وارڈز قائم کرنے اور تمام طبی سہولیات مفت فراہم کرنے کا مطالبہ ----------	254
50۔	گریڈ1تا16 میں کنٹریکٹ پر بھرتی ہونے والے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ ----------	256
	بدھ،4۔فروری2009	
	جلد11 : شمارہ3	
51۔	ایجنڈا ----------	273
52۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	275
53۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	276

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
54۔	ایم پی ایز کو حکومت کی جانب سے دی جانے والی طبی سہولیات میں تبدیلی سے مشکلات کا سامنا	277
	سوالات (محکمہ خوراک)	
55۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	285
56۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	311
	پوائنٹ آف آرڈر	
57۔	محکمہ آبپاشی کے عملہ اور ٹھیکیدار کی ملی بھگت سے بھل صفائی کی آڑ میں کسانوں کا استحصال	326
	تحاریک استحقاق	
58۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	344
	تحاریک التوائے کار	
59۔	سابقہ تاریخوں کے stamp papers کی بآسانی دستیابی سے مقدمہ بازی کی بھرمار اور عوام کا جائیدادوں سے محروم ہونا	344
60۔	سمبڑیال (سیالکوٹ) میں ڈبل شاہ کے ایجنٹ کا فراڈ	348
61۔	چک نمبر 95/P اور 98/P تحصیل رحیم یار خان کی اراضی سے مزارعین کی بے دخلی اور سب رجسٹرار خانیوال کا اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے بااثر افراد کے نام انتقال کرنا	350
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
62۔	مسودہ قانون جنرل پراویڈنٹ انویسٹمنٹ فنڈ پنجاب مصدرہ 2009	363
63۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بنک مصدرہ 2009	363

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
64۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009	----------	364
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)		
65۔	پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2007		
	کا ایوان میں پیش کیا جانا	----------	364
	عام بحث		
66۔	سالانہ بجٹ10-2009 کے لئے اراکین سے پیشگی		
	بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث	----------	365
	جمعرات، 5 ۔فروری2009		
	جلد11 : شمارہ4		
67۔	ایجنڈا	----------	407
68۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	409
69۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	410
70۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	----------	410
	قرارداد		
71۔	ایوان کی طرف سے کشمیریوں کی جہد وجہد آزادی کی حمایت اور		
	استصواب رائے کرانے اور وہاں سے ہندوستانی فوج کی واپسی کا مطالبہ	----------	411
	جمعۃ المبارک، 6 ۔فروری2009		
	جلد11 : شمارہ 5		
72۔	ایجنڈا	----------	433
73۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	435
74۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	436

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر		
75۔	اجلاس کی کارروائی شروع کرنے میں تاخیر	----------	436
76۔	ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس پر خودکش حملہ کے خلاف مشترکہ قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ	----------	439
77۔	سیالکوٹ میں سابق وزیر کے بیٹے کا نشے میں دھت ہوکر تین افراد کو قتل کرنا	----------	442
78۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------	444
79۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	470
80۔	حکومت کی طرف سے ایم پی ایز کے لئے ادویات کی فراہمی	----------	484
	تحاریک استحقاق		
81۔	ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔۔جاری)	----------	487
82۔	حکومت اور پرائیویٹ کنسٹرکشن کمپنی معاہدہ B.O.T کے تحت اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا	----------	488
83۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	----------	507
	قرارداد		
84۔	ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس میں بم دھماکہ کی مذمت اور شہداء کے لواحقین سے ہمدردی	----------	508

سوموار، 9۔ فروری 2009

جلد 11 : شمارہ 6

85۔	ایجنڈا	----------	523

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
86۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	525
87۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	526
	پوائنٹ آف آرڈر		
88۔	صدر مملکت جناب آصف علی زرداری کے والد محترم جناب حاکم علی زرداری کی صحت یابی کے لئے دعا	----------	526
	تعزیت		
89۔	میانوالی اور ڈیرہ غازی خان میں خود کش دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت	----------	527
	پوائنٹ آف آرڈر		
90۔	امریکی / نیٹو فورسز کی Logistic Basis کی پشاور (صوبہ سرحد) سے حسن ابدال ڈسٹرکٹ اٹک (صوبہ پنجاب) میں منتقلی	----------	527
91۔	رابرٹ فارم رحیم یار خان کے بارے میں پیش ہونے والی تحریک التوائے کار کے فیصلہ جناب سپیکر سے نظر ثانی کا مطالبہ	----------	529
92۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------	536
93۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	560
94۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------	587
	پوائنٹ آف آرڈر		
95۔	لاہور چیئرنگ کراس پر معزز خاتون رکن اسمبلی سے موبائل فون کا چھن جانا	----------	592
96۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	----------	596

سوالات

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
97۔	میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر حملے کی مذمت، شہید ہونے والوں کے لئے خراج تحسین اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار	597
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
98۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا	599
	پوائنٹ آف آرڈر	
99۔	ایس۔ایچ۔او منصور آباد (فیصل آباد) کے بہنوئی اور بھائی کا مسلح افراد کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ اور آگ لگانے کی کوشش (۔۔۔جاری)	600
	توجہ دلاؤ نوٹس	
100۔	لاہور میں نائب صدر پیپلز پارٹی کا قتل	605
	تحاریک استحقاق	
101۔	روزنامہ ''جنگ'' کی غلط رپورٹنگ سے معزز رکن اسمبلی کی شہرت کا نقصان	614
	پوائنٹ آف آرڈر	
102۔	ایل ڈی اے میں بیوہ کوٹا کے پلاٹوں پر تعمیر شدہ گھروں کو خالی کرنے کا نوٹس جاری ہونے سے الاٹیوں کو پریشانی کا سامنا	618
103۔	جعلی ادویات اور ان کا خام مال بنانے والی کمپنیوں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ	620
104۔	ڈی سی او لاہور کی جانب سے پتنگ بازی کی مشروط اجازت دلانے کی یقین دہانی	622

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
105۔	سیالکوٹ میں سابق وزیر کے بیٹے کا نشے میں دھت ہو کر تین افراد کو قتل کرنا(۔۔۔جاری)	626
	تحاریک التوائے کار	
106۔	لاہور مینٹل ہسپتال میں سینئر ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے مریض عدم توجہی کا شکار(۔۔۔جاری)	629
107۔	سابقہ تاریخوں کے stamp papers کی بآسانی دستیابی کی وجہ سے مقدمہ بازی کی بھرمار اور عوام کا جائیدادوں سے محروم ہونا(۔۔۔جاری)	632
	عام بحث	
108۔	سالانہ بجٹ 10۔2009 پر اراکین اسمبلی سے پیشگی تجاویز کی غرض سے عام بحث(۔۔۔جاری)	642
	منگل،10۔فروری2009	
	جلد11 : شمارہ 7	
109۔	ایجنڈا	663
110۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	667
111۔	نعت رسول مقبول ﷺ	668
	تعزیت	
112۔	سابق رکن اسمبلی نواب زادہ سرفراز حسین خان کی وفات پر دعائے مغفرت	668
	پوائنٹ آف آرڈر	
113۔	معزز اراکین اسمبلی کو ذاتیات کے حوالے سے بحث کرنے سے اجتناب کا مشورہ	672

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ زراعت)	
114۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	675
115۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	702
	پوائنٹ آف آرڈر	
116۔	شیخوپورہ پولیس کی قتل کے ملزموں کو گرفتار کرنے میں ناکامی	728
	تحاریک استحقاق	
117۔	روزنامہ ''جنگ'' کی غلط رپورٹنگ سے معزز رکن اسمبلی کی شہرت کا نقصان (۔۔۔جاری)	745
	تحاریک التوائے کار	
118۔	"O level"اور"A Level" کے طلباء کو میڈیکل کالجوں میں داخلہ نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی کا سامنا	745
119۔	زمیندار اکالج گجرات کی اراضی پر قبضہ کے خلاف احتجاج کرنے والے پروفیسروں اور طلباء وطالبات پر پولیس کا وحشیانہ تشدد	748
120۔	افسران کی ملی بھگت سے پراپرٹی کی غلط تشخیص اور مالکان کے نام تبدیل کرنے سے عوام کو پریشانی کا سامنا	749
121۔	تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں ایک گینگ کے ذریعے طالبات اور استانیوں کا قتل	761
	پوائنٹ آف آرڈر	
122۔	جنرل ہسپتال لاہور کے وارڈ نمبر 18 کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ	764
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف کروانے کے لئے پیش ہوا)	
123۔	مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارف پنجاب مصدرہ 2009	766

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق):	
124۔	لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں رینٹ الاؤنس میں اضافے کا مطالبہ	769
125۔	پنجاب میں اسلامی بنکنگ کے قیام کا مطالبہ	774
126۔	بھرتی کے وقت حافظ قرآن کی طرح مخصوص مذہبی تعلیم کے حامل اقلیتی امیدواروں کو بھی 20 نمبر اضافی دینے کا مطالبہ	777
127۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(56)/2009/23. Dated 31st January, 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the Powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, February 2, 2009 at 3.00 P.M. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the
31-01-2009
PUNJAB"

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،2۔فروری2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولؐ

سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر نشان زدہ سوال اوراس کا جواب

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون جنرل پراویڈنٹ انوسٹمنٹ فنڈ پنجاب مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر7بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون جنرل پراویڈنٹ انوسٹمنٹ فنڈ پنجاب مصدرہ2009ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب بنک مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر8بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب بنک مصدرہ2009ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر9بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	چودھری ظہیر الدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	ملک محمد وارث کلو	:	ایم پی اے پی پی۔42
2۔	پیر ولایت شاہ کھگہ	:	ایم پی اے پی پی۔220
3۔	سردار محمد حسین ڈوگر	:	ایم پی اے پی پی۔179
4۔	ڈاکٹر سامیہ امجد	:	ایم پی اے ڈبلیو۔357

3۔ کابینہ

1۔	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ*
2۔	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی، سماجی بہبود*
3۔	جناب تنویر اشرف کائرہ	:	وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*
4۔	چودھری عبدالغفور	:	وزیر جیل خانہ جات، صنعت اور تجارت و سرمایہ کاری

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 5۔جنوری 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (2۔فروری 2009 تا 28۔فروری 2009) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد اشرف خان سوہنا	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
6۔	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال*
7۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر خوراک، صحت، مواصلات وتعمیرات*
8۔	جناب احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات اور سیاحت وترقی تفریحی مقامات
9۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ہاؤسنگ وشہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ماحولیات اور اطلاعات
10۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر خصوصی تعلیم
11۔	جناب کامران مائیکل	:	وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود
12۔	راناثناء اللہ خان	:	وزیر قانون وپارلیمانی امور ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ اور پبلک پراسیکیوشن
13۔	جناب تنویر الاسلام	:	وزیر کھیلیں، امور نوجوانان وثقافت

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 5۔جنوری2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (2۔فروری تا 28۔فروری2009) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 2۔فروری2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (2۔فروری تا۔28۔فروری2009) تفویض کیا گیا۔

7

14۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعت اور امداد باہمی *
15۔	جناب فاروق یوسف گھرکی	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی، خزانہ اور منصوبہ بندی *
16۔	حاجی محمد اسحاق	:	وزیر مال و بحالی اور کالونیز

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	راجہ طارق کیانی	:	محنت
2۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
3۔	سردار کامل گجر	:	مال
4۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
5۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ و عشر اور بیت المال
6۔	جناب ظفر اقبال ناگرہ	:	ہاؤسنگ و شہری ترقی
7۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
8۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	ماحولیات
9۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
10۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 5۔جنوری2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (2۔فروری تا28۔فروری2009) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 2۔فروری2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (2۔فروری تا28۔فروری2009) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

11۔	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری و محصولات
12۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
13۔	رانامبشر اقبال	:	
14۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
15۔	رانامحمد ارشد	:	سیاحت
16۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی و غیر رسمی تعلیم
17۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
18۔	ڈاکٹر محمد اختر ملک	:	خزانہ
19۔	جناب نشاط احمد خان ڈاہا	:	کان کنی و معدنیات
20۔	جناب شہزاد سعید چیمہ	:	منصوبہ بندی و ترقیات
21۔	ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال	:	
22۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
23۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز واشتمال اراضی
24۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
25۔	چودھری ممتاز احمد ججہ	:	ایجوکیشن
26۔	جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
27۔	چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ)	:	
28۔	میاں محمد اسلم(ایڈووکیٹ)	:	سپورٹس
29۔	انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں	:	بہبود آبادی
30۔	محترمہ نرگس فیض ملک	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
31۔	محترمہ صغیرہ اسلام	:	ترقی خواتین
32۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ثقافت وامور نوجوانان

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

33۔ محترمہ فائزہ احمد ملک : آبپاشی وقوت برقی
34۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق واقلیتیں

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر 2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

سوموار،2۔فروری2009

(یوم الاثنین،6۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 42 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا ٱكۡتَسَبَتۡۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَـٰفِرِينَ o

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت286

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر، اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی، اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا جو کیں، اے ہمارے رب ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا، اے ہمارے رب اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نے کی طاقت نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اپنے دامان شفاعت میں چھپائے رکھنا
میرے سرکار میری بات بنائے رکھنا
میں نے مانا کہ نکما ہوں مگر آپ کا ہوں
اس نکمے کو بھی سرکار نبھائے رکھنا
ذرہ خاک کو خورشید بنانے والے
خاک ہوں میں مجھے قدموں سے لگائے رکھنا
آپ کی یاد ستاتی ہے تو رو لیتے ہیں
اپنی یادوں کے ہمیں روگ لگائے رکھنا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ضابطے کے مطابق چلیں اور تشریف رکھیں۔ میں بعد میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

1۔ ملک محمد وارث کلو ایم پی اے پی پی۔42
2۔ پیر ولایت شاہ کھگہ ایم پی اے پی پی۔220
3۔ سردار محمد حسین ڈوگر ایم پی اے پی پی۔179
4۔ ڈاکٹر سامیہ امجد ایم پی اے ڈبلیو۔357

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک بہت ہی سینئر صحافی رومان احسان صاحب کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کی طرف سے اس کی چٹ میرے پاس آ گئی ہے، میں اسے پڑھوں گا۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: غزہ کے شہداء کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں ضابطے کے مطابق ہی چلنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو ہمارے نو منتخب ممبر ہاؤس میں تشریف فرما ہیں تو ان کا پہلے حلف ہو گا، اس کے بعد چند سیکنڈ، میں خود لوں گا اس کے بعد پھر چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے اور ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کی طرف سے جو بات آئی ہے اس کی طرف آؤں گا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ملک شاہد امتیاز صاحب کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! شیر اعظم صاحب کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں تمام ممبران کی بات سنوں گا۔ سردار عاطف حسین مزاری صاحب! اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر آپ نے اپنا نام لینا ہے۔ اس کے بعد جس طرح میں کہتا جاؤں گا بسم اللہ کر کے آپ بھی اسی طرح ہی پڑھیں گے اور پھر فوری بعد آپ کو اجازت ہو گی کہ آپ پانچ منٹ کے لئے اپنے متعلق جو کچھ کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ ہاؤس کی طرف سے میں آپ کو welcome کروں گا اور اس کے بعد آپ نے اپنی بات کرنی ہے پھر ہم دوسری کارروائی شروع کریں گے۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن سردار عاطف حسین مزاری نے حلف اٹھایا)

جناب سپیکر: مزاری صاحب! آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ اب آپ رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر سردار عاطف حسین مزاری نے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائے)

جناب سپیکر: سب سے پہلے میں ان تمام معزز اراکین جو کمیٹیوں کے چیئرمین اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان بنے ہیں ان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مزاری صاحب! اگر آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں تو بول سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار عاطف حسین مزاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور صوبائی صدر سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے پارٹی کا ٹکٹ دیا اور اس قابل سمجھا کہ میں پارٹی کے لئے خدمات سرانجام دے سکتا ہوں۔ اس موقع پر میں تمام بزرگوں اور احباب کا بھی شکر گزار ہوں۔

(اذان عصر)

تعزیت

فلسطین، غزہ کے شہداء، مسلم لیگ (ن) کے لیڈر شیر اعظم خان، معروف صحافی رومان احسان اور پیپلز پارٹی کے لیڈر ملک شاہد امتیاز کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: میں چودھری صاحب کی بات کی طرف آتا ہوں کہ غزہ کے شہدا، مسلم لیگ (ن) کے مرکزی لیڈر جناب شیر اعظم خان، معروف صحافی رومان احسان اور ملک شاہد امتیاز کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر مرحومین کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

ایس۔ایچ۔او منصور آباد (فیصل آباد) کے بہنوئی اور بھائی کا مسلح افراد کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ اور آگ لگانے کی کوشش کرنا

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ یکم جنوری 2009 کے اس واقعہ کی طرف دلانا چاہوں گا جس میں کچھ شر پسندوں نے فیصل آباد میں جگہ جگہ کہرام مچا رکھا تھا۔ یہ احتجاج بجلی اور سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کے خلاف تھا۔ میرا گھر اس واقعہ سے جو کہ فیسکو کے سامنے احتجاج ہو رہا تھا تقریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ نے کوئی تحریک یا کوئی بات پہلے اسمبلی میں کی ہے؟

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ تحریک دے کر میں اپنی تضحیک نہیں کرنا چاہتا۔ آپ میری بات سن لیجئے اس کے بعد جو بھی فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔ اس دن ایک S.H.O کا بہنوئی اور اس کا بھائی پندرہ سولہ مسلح لوگوں کے ساتھ میرے گھر پر حملہ آور ہوا۔ اس S.H.O کے خلاف میں D.I.G صاحب کے پاس پیش ہوا تھا کہ یہ علاقے میں ناجائز ایف آئی آر اور دوسرے غلط کاموں کی سرپرستی کر رہا ہے جس کا بدلہ لینے کے لئے یکم جنوری

کے احتجاجی واقعات کی آڑ میں اس نے میرے گھر پر حملہ کیااور میرے گھر کے اندر وہ لوگ داخل ہو گئے جہاں انہوں نے میرے دروازوں پر باقاعدہ پٹرول اور دوسری چیزیں ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی۔اس وقت ہم میں سے کوئی مرد گھر پر موجود نہیں تھا۔تقریباً10 سے 15 منٹ ہمیں گھر پہنچنے میں لگے اور جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو وہ ہمارے چہرے دیکھ کر فرار ہو گئے،ان میں سے دو آدمی ہم نے قابو کر لئے جن میں ایک علاقہ کے S.H.O کا بھائی تھااور وہ S.H.Oاس وقت on duty تھا۔(شیم، شیم)

جناب والا!میرا گھر اس S.H.O کے علاقے میں نہیں تھا بلکہ S.H.O تھانہ منصور آباد کے علاقے میں واقع ہے۔S.H.O مدینہ ٹاؤن جس کا بہنوئی میرے گھر پر حملہ آور ہوا تھا وہ 15 منٹ بعد میرے گھر پر پہنچ گیااور بندوق کے زور پر اندر داخل ہوااور اپنے بہنوئی کو اس نے باہر نکالااور اپنی گاڑی میں بٹھایااور فرار ہو گیا۔اسی دوران میں بھی وہاں پہنچ گیااور اس علاقے کا S.H.O منصور آباد بھی وہاں پہنچ گیا۔میں منصور آباد S.H.O کے آگے واویلا کرتا رہ گیا کہ خدا کے واسطے!یہ ملزم تمہارے ہیں اور تم ان ملزموں کو لے کر جاؤ مگر وہ ان ملزموں کو نہ لے کر گیا بلکہ S.H.O مدینہ ٹاؤن جس کا وہ علاقہ بھی نہیں تھا وہ اپنی گاڑی میں بٹھا کر ان ملزموں کو لے کر فرار ہو گیا۔اس کے بعد رات کو تقریباً اڑھائی بجے F.I.R درج کی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب!آپ یہ ساری چیزیں میرے نوٹس میں لائے ہیں تو اس وقت لاء منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما نہیں ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ ان سے رابطہ بھی کر لیں اور اپنی شکایات مکمل طور پر ادھر بھی دیں۔اگر آپ کے استحقاق کا اس میں کوئی نکتہ آتا ہے تو پھر اسے House میں لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی اور معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر!یہ کھلی دہشت گردی ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہماری اسمبلی کے ایک معزز ممبر نے اپنے معاملات یہاں پر بتائے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے انہیں اجازت دی اور یہی House ہے ہمارا جہاں پر ہم نے اپنی باتیں کرنی ہیں اور اس سے متعلقہ صورتحال یہ ہے کہ پولیس کا یہ mind set بن چکا ہے کہ جس کے گھر جیسے مرضی داخل ہو جاتے ہیں۔ آپ گجرات میں دیکھیں کہ ایک کالج پر جب قبضہ ہوا تو پولیس وہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بات ان کی کر رہے ہیں اور گجرات کو درمیان میں ٹھونس رہے ہیں، یہ کیا بات ہوئی؟

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی اور معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

Order in the House. پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جب آپ کا proper وقت ہو گا تو میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! آپ نے S.H.Os کی شکل میں دہشت گرد پال رکھے ہیں جو لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر دہشت گردی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ proper طریقے سے کوئی چیز لے آئیں پھر ہم اس پر ایکشن لیتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ پارلیمانی ممبران کی ایک کمیٹی قائم کی جائے۔

جناب سپیکر: اس کام کے لئے پہلے ہی کمیٹی موجود ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! بتائیے کہ Privilege Committee کی تجاویز پر کتنے لوگوں کو سزا دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ آپ چیک کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب! قواعد و ضوابط کے مطابق ہی چلنا ہو گا، آپ کیا کر رہے ہیں، یہ کب کی بات ہے؟ آپ کو چاہئے تھا کہ اس معاملے کو اس وقت ہی ہمارے نوٹس میں لے کر آتے آپ اس کو آج لے کر آ رہے ہیں اور وہ بھی زبانی فرما رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں فیصل آباد کی ہوں، آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ، ایک ایم پی اے کے ساتھ اتنی زیادتی ہو رہی ہے حالانکہ وہ قابل احترام ہیں۔

جناب سپیکر: بی بی!وہ میرے لئے آپ سے بھی بہت زیادہ قابل احترام ہیں۔آپ تشریف رکھیں میں ان کی بات سن رہا ہوں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر!اگر آپ انصاف کرتے تو یہ اسمبلی کے تمام ممبران اس طرح یہاں کھڑے نہ ہوتے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر: بتائیں کیسے انصاف نہیں ہوا؟

ملک محمد عباس راں: ایک آدمی کسی گھر میں داخل ہو جائے اور وہ بھی ممبر ہو۔

جناب سپیکر: تو میں نے کیا کہا ہے،آپ نے سنا کیا ہے؟

ملک محمد عباس راں: آپ اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے ہم پرائمری جماعت کے طالب علم ہیں۔(شور وغل)

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب بات کریں گے آپ سب تشریف رکھیں،Please sit down اعجاز شفیع صاحب!آپ تشریف رکھیں.This is not good آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پہلے اپوزیشن لیڈر بات کریں گے کیونکہ یہ پہلے بات کر رہے تھے اور آپ نے ان کا مائیک بند کروا دیا تھا۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب!اگر آپ میری بات نہیں سن رہے ہیں تو پھر اسی طرح چلتے جائیںcarry on بات کرتے جائیں۔ اب آپ تشریف رکھیں، ڈاکٹر اسد معظم صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر!یہ واقعہ یکم جنوری 2009 کو پیش آیا۔ میں بذات خود کائرہ صاحب کے ساتھ 7 تاریخ کو وزیر اعلیٰ کے دفتر حاضر ہوا اور پوری بات ان کے نوٹس میں لے کر آیا۔انہوں نے اسی وقت آئی جی کو آرڈر کئے کہ آپ کسی senior officer سے ان کی investigation کروائیں۔Investigation officer ایس ایس پی فیصل آباد رانا اقبال کو لگایا گیا جو کہ 13 سال سے فیصل آباد میں تعینات ہے۔اس نے پہلا کام یہ کیا کہ میرے والد صاحب کے خلاف جن کی عمر 75

سال ہے جن کے تین بائی پاس آپریشن ہو چکے ہیں ان کے ہاتھ میں اس نے آتشی اسلحہ پکڑایا اور کہا کہ تم اس شخص کو اغوا کر کے لائے ہو جو میرے گھر کے اندر داخل ہو چکا تھا۔(شیم، شیم)

جناب والا! یہ investigation رانا اقبال نے کی۔اس کے بعد میں اپنے وزراء صاحبان راجہ ریاض، تنویر اشرف کائرہ اور حاجی اسحاق کے ساتھ دوبارہ 12 تاریخ کو وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو پوری بات بتائی۔ انہوں نے investigation کے لئے آئی جی صاحب سے کہا کہ یہ investigation لاہور لے آئیں، یہ ریکارڈ میرے پاس موجود ہے کہ فیصل آباد میں S.H.Os کا ایک ٹولہ ہے جو ransom کی وارداتوں میں involve تھا اور اسی وجہ سے R.P.O صاحب نے ان پانچ S.H.Os کو فیصل آباد سے ٹرانسفر کر دیا تھا مگر جیسے ہی نئے ڈی آئی جی صاحب فیصل آباد آئے وہ کچھ ملزمان کو ماورائے عدالت قتل کروانے کے لئے، میں on record یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اس S.H.O اور اس ٹولے کو واپس فیصل آباد لے کر آئے۔اس نے آکر یہ کیا کہ سب سے پہلے فیصل آباد میں تین جعلی پولیس مقابلے کئے۔ میں on record یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اس نے آکر تین جعلی پولیس مقابلے کئے اور اس کے بعد وہ کسی کے گھر میں داخل ہو گیا۔ میں ڈی آئی جی صاحب کے پاس گیا، ڈی آئی جی صاحب فرمانے لگے کہ میں اسے کسی خاص مشن کے لئے لے کر آیا ہوں جب تک وہ مشن پورا نہیں ہوتا یہ S.H.O فیصل آباد میں ہی رہے گا اور آپ ہی کے تھانے میں تعینات رہے گا۔ یہ ہماری پولیس کے حالات ہیں، یہ law and order کے آپ کے صوبے میں حالات ہیں کہ جہاں پر کمیشن پر S.H.Os لگائے جاتے ہیں۔(شیم، شیم)

جناب والا! میں ایک بات اور آپ کو بتا دوں کہ اگر مجھے انصاف نہ ملا، اگر ایک ایم پی اے ممبر پارلیمنٹ انصاف حاصل نہ کر سکا تو شاید صوبہ پنجاب میں آپ کی حکومت میں کسی بھی شخص کو انصاف نہ مل سکے۔ دس دن تک اس S.H.O سے آپ کے کسی پولیس آفیسر نے آکر interrogation اور investigation نہیں کی، انہوں نے آکر پٹرول کے ڈبے اپنے قبضے میں نہیں لئے جس کے ذریعے سے وہ میرے گھر کو آگ لگانا چاہتے تھے اور انہوں نے آکر ایک دفعہ بھی میرے گھر کا حال نہیں دیکھا جہاں انہوں نے توڑ پھوڑ کی تھی۔ S.S.P Investigation فیصل آباد رانا اقبال 10۔جنوری کو یعنی اس واقعہ کے دس دن بعد پہلی دفعہ میرے گھر آیا اور میں نے اسے کہا کہ انہوں نے دس دن پہلے کیا حالت بنائی تھی، اب میں نے شیشے جڑوا لئے ہیں۔اس نے ایک بات نہیں سنی اور وہ اٹھ کر وہیں سے واپس چلا گیا۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ کس قانون کے تحت وہ شخص 13 سال سے فیصل آباد میں

appointed ہے؟ یہ صوبہ جو پولیس اسٹیٹ بنتا چلا جارہا ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ حال ایک ایم پی اے کے ساتھ پولیس والے کرتے ہیں تو عام آدمی کا کیا حال ہوگا؟ میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ اگر مجھے 24 گھنٹے کے اندر انصاف نہ ملا اور اس سلسلے میں پارلیمانی ممبران کی ایک کمیٹی نہ بنائی گئی جو فیصل آباد آکر اس سارے مسئلے کو investigate کرے تو 48 گھنٹے بعد میں اسمبلی کی سیڑھیوں میں احتجاجاً تامرگ دم بھوک ہڑتال کروں گا۔ اس وقت تک میں اسمبلی میں نہیں بیٹھوں گا جب تک مجھے انصاف نہیں ملتا۔ میں اس ہاؤس سے بائیکاٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اسد معظم، پیپلز پارٹی اور معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب! ایک منٹ ذرا ان کی بات سن لیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان معاملات میں بہت mature رویہ رکھنا ہے۔ آج میں اس سے پہلے بات کرنا چاہتا تھا اور اب یہ معاملہ بھی create ہو گیا ہے۔ آج صبح جب میں اٹھا تو میں نے اخبارات میں پڑھا کہ ہمارے پیپلز پارٹی کے ایک معزز ساتھی قتل ہو گئے ہیں۔ ابھی اس بات کو 48 گھنٹے نہیں گزرے تھے کہ ہمارے تنظیمی اداروں کے کچھ ساتھوں نے یہ statement دی ہے کہ یہ پنجاب حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے اور ابھی اس واقعہ کو 24 گھنٹے نہیں گزرے کہ یہ معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ آج بہت سمجھداری کی ضرورت ہے۔ آج محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کو ایک سال گزرنے کو ہو گیا ہے مگر ہم نے تو کبھی یہ بات نہیں کہی، مرکزی حکومت آج تک ان کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کر سکی۔ کیا یہ مرکزی حکومت کی credibility کے اوپر ایک سوالیہ نشان نہیں ہے؟ آج 24 گھنٹے نہیں گزرے پنجاب میں اگر کوئی murder ہوتا ہے تو کچھ غیر ذمہ دار عناصر ہیں جو اس طرح کے بیانات اور بیان بازی شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہ ساتھی خود پنجاب حکومت میں موجود ہیں اور ہمیں ایسی کارروائیوں اور ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ میں اپنے پیپلز پارٹی کے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ اس معاملے کی سنگینی کو سمجھیں اور اپنے ان ساتھیوں کو بھی جو جان بوجھ کر چائے کی پیالی

میں طوفان کھڑا کرنا چاہتے ہیں ان سے نہ صرف خود احتیاط کریں بلکہ ان سے سسٹم کے معاملات کو بھی بچائیں۔بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر.This is not goodان کا استحقاق ہے۔انہوں نے جو نشاندہی کی ہے اس پر آپ غور کریں۔(شوروغل)

نہیں، بھئی نہیں۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔.This is not good جی،جناب سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان:یہ معاملہ ہمارے ایک ایم پی اے نے اٹھایا ہے،وہ کوئی گورنمنٹ اور اسمبلی کے درمیان نہیں ہے،ایک ایم پی اے اور آپ کے درمیان ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب نجف عباس خان سیال:جناب سپیکر!میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،نشاندہی کروادی گئی ہے۔گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے۔کورم پورا نہیں لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائیں گئیں)

جناب سپیکر:جی،اب دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا ہاؤس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایس۔ایچ۔او منصور آباد(فیصل آباد)کے بہنوئی اور بھائی کا مسلح افراد کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ اور آگ لگانے کی کوشش کرنا

(۔۔۔جاری)

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے ڈاکٹر اسد صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر:اسد معظم صاحب ہاؤس میں تشریف لے آئیں، بات کوئی اچھے طریقے سے ہو گی اور آپ کی حق رسی ہو گی۔ اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین صاحب بھی میری بات سن رہے ہوں گے،ان سے بھی میری گزارش ہے کہ وہ بھی ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔آرڈر پلیز،آرڈر۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!فاضل رکن نے ایک افسوسناک واقعہ کی نشاندہی کی ہے جس میں ان کی عزت مجروح ہوئی ہے، ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور قانون سے تجاوز کیا گیا ہے۔سارے ہاؤس کو اس کا افسوس ہے۔ہم سب بشمول آپ کے جو اس ہاؤس کے custodian ہیں کا فرض بنتا ہے کہ ہر ممکن ان کی عزت و ناموس اور شہرت کا تحفظ کیا جائے۔ فاضل رکن یہاں تشریف رکھتے ہیں جیسے انھوں نے مطالبہ کیا ہے میں حکومت پنجاب کی طرف سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔میں کمیٹی کے جن ممبران کے نام پیش کر رہا ہوں وہ وزیر خزانہ کی مشاورت سے دونوں پارٹیوں سے لئے ہیں۔

جناب سپیکر:سردار صاحب!قطع کلامی معاف۔ کمیٹی کے ممبران کے نام note کئے جائیں،اسد معظم صاحب کدھر ہیں؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!ڈاکٹر اسد معظم صاحب لابی میں اپوزیشن والوں کے پاس گئے ہیں۔ابھی آتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اسد معظم اور معزز ممبران حزب اختلاف
واک آؤٹ ختم ایوان میں واپس کر کے تشریف لے آئے)

جناب سپیکر:میں ان کی بات کو بے مقصد نہیں بلکہ بامقصد سمجھتا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ ان کی بات کے بعد حکومت کی طرف سے جواب آ جائے لیکن انھوں نے وہ جواب سنا نہیں اور درمیان میں کچھ دوستوں نے معاملے کو اور طرح سے شروع کر دیا۔

معزز ممبران حزب اقتدار:اپوزیشن والوں نے۔

جناب سپیکر:آپ ان کی اپوزیشن ہوں گے لیکن میری اپوزیشن میں نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں؟

جناب سپیکر:پلیز!مجھے بات کرنے دیں۔میں بات کر رہا ہوں۔میں اپنے بھائی کو بتانا چاہتا تھا کہ یقیناً میری سو فیصد ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں اور رہیں گی لیکن میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ ان کا مؤقف بھی سن لیا جائے اور جو بات میرے ذہن میں تھی وہ اب سردار صاحب نے کر دی ہے،یقیناً آپ کی عزت میری عزت ہے۔میں آپ کے استحقاق کو اپنا استحقاق سمجھتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میرے خیال میں آپ میری بات نہیں سن پائے یا ادھر سے شور وغل ہو گیا اور وہ معاملہ الٹ پلٹ ہو گیا۔لہذا حکومت جو کمیٹی بنا رہی ہے اب سردار صاحب اس کے نام بتاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میری گزارش بھی سن لیں۔

جناب سپیکر:میں آپ کی بات سنوں گا لیکن ابھی میں سردار صاحب کو floor دے چکا ہوں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!آپ مجھے floor دے چکے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:میں سردار صاحب کو floor دے چکا ہوں۔جی،سردار صاحب! آپ بات کریں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!جیسے میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے عرض کر رہا تھا کہ ہر معزز رکن کا وقار،عزت ہم سب کے لئے مشترکہ ہے۔ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے ہمیں بھی اس پر اتنا ہی صدمہ ہے جتنا ان کو ہوا ہو گا۔یہ بھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر عمل نہ ہوا۔جب انھوں نے ایوان کے اندر اس ناراضگی اور رنج کا اظہار کیا تو ان کی فرمائش کے مطابق میں اس کمیٹی کے نام آپ کی خدمت میں تجویز کر رہا ہوں جو اس معاملے کی تحقیق کر کے رپورٹ پیش کرے گی۔وزیر قانون کی سربراہی میں اشرف خان سوہنا وزیر محنت،ملک ندیم کامران وزیر خوراک،محمد حسین ڈوگر ایم پی اے قصور سے اور ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے لاہور سے ہیں،ان پانچ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دیجئے۔آپ اس کے لئے ٹائم مقرر کر دیں تاکہ اس ٹائم کے اندر یہ کمیٹی آپ کے سامنے اس واقعہ کی رپورٹ پیش کرے اور اس پر آپ کی جو بھی ہدایت ہو حکومت اس پر عمل کرے گی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: اپوزیشن سے بھی اس کمیٹی میں کوئی ممبر رکھا جائے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا لازم سمجھتا ہوں کہ اگر ان بچوں کو ان کی عزت و وقار کا احساس تھا تو پھر اسے شور وغل میں ختم کرنے کی کوشش نہ کی جاتی اور ہمارا موقف سن لیا جاتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: درست بات ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ پنجاب (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): خدا نخواستہ ہم ان کے مؤقف کی، ان کے مطالبے کی نفی کرتے یا ان کے ساتھ تعاون نہ کرتے تو پھر یہ بات کرتے۔انھوں نے تو صرف جلتی پر تیل ڈالنے کی کوشش کی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ اگر ان کو ڈاکٹر اسد معظم کے ساتھ ہمدردی تھی تو ہماری بات سن لیتے پھر اس پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔جلتی پر تیل ڈالنا غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے ان کو بات کرنے دیں پھر آپ کو ٹائم ملے گا۔جی، چودھری صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! انھیں اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔میں خود ان کی بات کا جواب دوں گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: ہم نے ایک معزز رکن کے حوالے سے بات کی تھی لیکن میں نہایت افسوس اور دکھ کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جناب کھوسہ صاحب نے کہا کہ جلتی پر تیل۔یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر: وہ بہت سمجھدار ہیں، وہ غیر پارلیمانی الفاظ کے استعمال سے یقیناً پرہیز کرتے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔اب چودھری صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! آپ کے ارشاد کے مطابق محترم ذوالفقار کھوسہ صاحب نے ارشادات فرمائے اور ہماری طرف سے بھی ان کی مکمل بات سنی گئی۔

میں اپنی بات کرنے سے پہلے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں اس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے لئے ٹائم کی قدغن نہیں ہوتی، یہ سابقہ traditions ہیں۔اب جیسے مرضی آپ نئی traditions set کرتے جائیے گا پھر کبھی اس کو بہتر کر لیا جائے گا تو ان کے لئے ٹائم کی قدغن ہوئی ہے اور نہ ہی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو کوئی interrupt نہیں کرے گا۔ آپ بولتے جائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ہاں! اگر کسی کو میری غلط بات نظر آئے تو پھر دوسروں کو بھی بولنے کا حق دیجئے گا لیکن ہمیشہ یہ رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ پہلے قائد حزب اختلاف کو وضاحت کر لینے دیجئے۔اگر traditions کے مطابق مجھے بات کرنے دیتے تو میری بات کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔ویسے بھی جب قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف کھڑے ہوتے ہیں تو تمام ہاؤس seize ہو جاتا ہے اور اس وقت کوئی اور معزز ممبر نہیں بولتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں ہمیشہ آپ کی بہت عزت و احترام کرتا ہوں اور میں دوسری طرف بھی request کرتا ہوں وہ آپ کو interrupt نہیں کرتے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ذوالفقار کھوسہ صاحب نے کمیٹی بنانے کے ساتھ ساتھ ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے جلتی پر تیل ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ جلاتے ہی کیوں ہیں، آپ اپنے ساتھیوں میں آگ کیوں لگاتے ہیں؟ یہ ایک یونیک اتحاد بنا تھا لیکن انھوں نے مانا کہ ہم نے آگ جلائی ہے۔ایک معزز گھر میں آگ لگائی ہے تو اس میں جلتی پر تیل ہم نے نہیں ڈالا بلکہ اسے مظلوم ساتھی سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں کھوسہ صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ پہلے مجھے بات کر لینے دیجئے پھر بعد میں بات کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ انھیں address نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک mind set ہے جو پولیس کے ذریعے پورے صوبے میں تمام لوگوں کے لئے ایک عذاب بنا ہوا ہے۔ایک طرف تو ان

لوگوں کے ساتھ اتنی زیادتیاں کی جاتی ہیں اور بعد میں پانچ پانچ چھ چھ پارلیمانی سیکرٹریز کا لولی پاپ دے کر انھیں چپ کرایا جاتا ہے۔میں تو ان پر حیران ہوں کہ ان کے اتحاد کے بارے میں روزانہ سارا میڈیا کہہ رہا ہوتا ہے۔ہم تو آپ لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ خدا کے لئے صوبے کی عوام پر مہربانی کریں،آپس کی لڑائیاں بند کریں،اب ایک دوسرے کو انتقام کا نشانہ بنانا بند کریں اور لوگوں کے گھروں پر حملے بند کروائیں۔

آج کے اخبارات میں دیکھیں کہ صرف لاہور میں 29ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور لاہور وہ شہر ہے جس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے focus کیا ہوا ہے۔آٹھ ماہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی ایک ہی statement آئی ہے کہ 24 گھنٹوں کے اندر اندر لاہور کے ضلع کا گند اٹھا کر باقی 34اضلاع میں پھینک دیا جائے۔آپ دیکھیں کہ سابق سیکرٹری داخلہ تسنیم نورانی محفوظ نہیں ہے۔اس کے گھر ڈکیتی ہوئی ہے جس دن ان کی خبر "نوائے وقت "اخبار میں آئی اس دن 40ڈکیتیاں ہوئیں، جس پولیس کو لوگوں کی حفاظت کرنی چاہئے وہ federating کا نمائندہ بنتے ہوئے ،9۔مارچ کو فیڈریشن پر حملہ کرنے کے لئے یہاں تیاریاں کر رہی ہے۔وہ اپنے کام پر لگی ہے اور ڈکیت اپنے کام پر لگے ہیں۔یہاں پر کھاد جس کی قیمت 600روپے فی بوری ہے وہ 1200روپے میں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں چودھری صاحب!پھر مجھے آپ کو منع کرنا پڑ گیا ہے۔مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!یہ میرا right ہے۔آپ مجھے بات مکمل کرنے دیں پھر جو بھی بولنا چاہتا ہے وہ بولے۔میں ایک بات کر کے اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،آپ لمبی بات کریں۔میں آپ کو مکمل سننے کے لئے تیار ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!پچھلے دنوں ضلعی ناظمین کے خلاف 80لاکھ روپے کے اشتہارات دیئے گئے اور ان لوگوں کے خلاف جتنی رقم نکالی گئی ہے انھیں تو ہانگ کانگ اور آئی ایم ایف کے پیچھے پھرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، یہ ان سے وہ پیسے نکلوالیں یا انھوں نے جو مناظرے کے لئے کہا ہے اسمبلی کے باہر سارے لیڈران کو بلا لیا جائے جس میں وزیر اعلیٰ صاحب بھی ذوالفقار کھوسہ صاحب کے ساتھ اپنی ٹیم لے کر آجائیں اور ان کو بھی بلایا جائے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔یہ قوم آٹھ ماہ سے ایک تشنج میں مبتلا ہے۔خدا کے لئے حکومت کیجئے، آپس میں مل جائیے، بُرا وقت آ رہا ہے اور دوسرے لوگوں کے لئے کیوں تماشا بنتے ہیں؟ ایک

دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے ہیں،ایک دوسرے کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔آج کوئی دبنے سے نہیں دبنے والا۔حکومت کے لئے good governance کی مثال زبان سے نہیں ہوتی۔میڈیا کے چند لوگوں کے ذریعے نہیں کہا جا سکتا اور یہ روایات بھی رہی ہیں کہ جس ممبر نے بات کر لی ہے وہ بیٹھا رہے جب دوسرے کی بات ختم ہو جائے تو وہ پھر کھڑا ہو۔

جناب والا!میں آخر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہاں پر law & order پر debate رکھی جائے،زراعت پر debate رکھی جائے اور ہمارے اس مظلوم ساتھی کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کے لئے جو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے وہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے ساتھی نہیں ہیں،وہ اس معزز ایوان کے ممبر ہیں۔سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب personal explanation پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔میں آپ کی بات سنوں گا لیکن ابھی نہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا!یہاں میرے اس فقرے سے ان کو بڑی آگ لگی کہ "جلتی پر تیل پھینکنا"۔میں اس لئے کہہ رہا تھا کہ ہم حکومت کی طرف سے ان کی حق رسی کے لئے،ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اعلان کرنا چاہتے تھے۔اسی دوران اپوزیشن بنچوں کی طرف سے کورم کی نشاندہی کی گئی اور وہ نشاندہی کر کے خود باہر چلے گئے کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہاؤس میں جو مسئلہ اٹھایا گیا ہے اس کا حل حکومت کی طرف سے پیش کیا جائے۔ لیڈر آف اپوزیشن اپنی تقریر کہاں سے کہاں لے گئے؟دیکھیں!یہاں ناظمین کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں اشتہارات دینے پر 80 لاکھ روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں۔فرد واحد کے لئے "پڑھا لکھا پنجاب" کے اشتہارات پر 2۔ارب روپے خرچ کئے گئے تھے۔یہ اس کا ذکر یہاں پر نہیں کریں گے۔ یہ law and order کی situation کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کہتے ہیں کہ "As you sow so shall you reap"

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر!جی، بالکل آپ نے ٹھیک فرمایا ہے۔یہاں کہا جاتا ہے کہ انتقامی کارروائی نہ کریں۔اس سفید ریش میں مجھے نیلا گنبد کی مسجد سے جمعہ کی نماز پڑھتے ہوئے اٹھا کر تھانے میں لے گئے تھے،وہ کس جرم میں،اس وقت انہی کی

حکومت تھی،آج یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟آج یہ ہمیں ایک مثال بتادیں کہ مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی کی coalition government نے کسی کو نشانہ بنایاہو؟یہ مجھے اس طرح کی کوئی ایک مثال دے دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: تھوڑا سا مجھے بھی یاد ہے کہ جب وہاں سے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور چودھری رفیق صاحب کو اٹھایا گیا تھا تو اس وقت انھوں نے ان دونوں کو پاؤں میں جوتے بھی پہننے نہیں دیئے تھے۔مجھے یہ بات اچھی طرح سے یاد ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!پھر مجھے یہ بھی یاد ہے۔ میں on record بات کر رہا ہوں کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے اپنے خاص ایلچی کو مجھ سے ملنے کے لئے کوٹ لکھپت جیل میں بھیجا تھا اور مجھ سے معذرت کی تھی۔بغیر کسی جرم اور قصور کے جیل میں بھی ڈالا ہوا ہے اور وہاں اپنا ایلچی بھیج کر مجھ سے معذرت بھی کرتے ہیں۔ میرا فقرہ تب بھی یہی تھا کہ "آپ وہ کریں جو آپ کو ایک ڈکٹیٹر حکم دے رہا ہے اور میں وہ کروں گا جو جمہوریت کے تقاضے ہیں"۔

جناب سپیکر:Very good جی،ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم:جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے آج بولنے کا موقع دیا ہے۔ میں خاص طور پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ،کامران مائیکل،سب معزز ممبران اور خصوصاً پاکستان پیپلز پارٹی کی اپنی بہنوں، بھائیوں اور اپوزیشن کے معزز ممبران کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جنھوں نے آج اس مسئلے پر اپنے ایک ساتھی کا ساتھ دیا۔

جناب والا!سردار صاحب نے فرمایا کہ ایک ایم پی اے کا وقار مجروح ہوا ہے۔ایک ایم پی اے کی عزت پر حرف آیا ہے،ایک ایم پی اے کی تذلیل کی گئی ہے تو ایم پی اے بعد کی بات ہے پہلے انسانی حقوق کی بات ہے۔ پہلے چادر اور چار دیواری کی بات ہے۔ میں ریکارڈ کی بات کروں گا کہ ہم وہی لوگ ہیں کہ پرویز مشرف کے دور میں کم از کم بیس دفعہ تھانوں اور جیلوں میں بند رہے ہیں،پنجاب اسمبلی میں داخل ہونے سے پندرہ پندرہ دن تک پابندی لگائی گئی اور ہمیں اٹھا کر تھانوں میں بند کیا جاتا رہا، ہمیں جیل میں ڈالا گیا۔یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ میرے اوپر جھوٹا قتل کا مقدمہ بنوایا گیا،مجھ پر الیکشن کے دوران لڑکی کے اغواء کا مقدمہ بنایا گیا مگر میں نے کبھی اپنی زبان سے ایک حرف بھی نہیں نکالا

کیونکہ وہ دور قربانیوں کا دور تھا، وہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے نقش قدم پر چلنے کا دور تھا۔ خدا کی قسم اگر آج بھی کوئی آمر آئے، آج بھی کوئی پرویز مشرف اور پیدا ہو جائے، کوئی ضیاء الحق اور پیدا ہو جائے تو ہم لوگ اپنی جان پر کھیلنا جانتے ہیں مگر دکھ اس بات کا ہے کہ آج اس جمہوریت کے دور میں ایک ایس ایچ او گھر میں داخل ہوتا ہے اور ڈی آئی جی فیصل آباد، ایس ایس پی فیصل آباد اس کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ دکھ اس بات کا ہے کہ چیف منسٹر صاحب 12 تاریخ کو آئی جی پولیس کو orders pass کرتے ہیں کہ چار دن کے اندر اندر اس کی انکوائری رپورٹ مجھے بھیجی جائے لیکن آج بیس اکیس دن بعد بھی وہ رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب تک نہیں پہنچ سکی۔ یہ بیوروکریسی کیا کر رہی ہے، کیا اس صوبے کو پولیس نے یرغمال بنا رکھا ہے؟ میں سردار ذوالفقار کھوسہ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ یہ جو کمیٹی انھوں نے آج form کی ہے اس کی رپورٹ 48 گھنٹے کے اندر پیش کی جائے۔ تمام لوگوں کو پابند کیا جائے کہ وہ بدھ والے دن اسی وقت، اسی جگہ پر اپنی رپورٹ پیش کریں۔ بہت شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): میں فاضل رکن کے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ ان کا دل رنجیدہ ہے اور وہ حق بجانب ہیں کہ یہاں پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کریں۔ دوبارہ یہ باتیں دھرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے تو خود تسلیم کیا ہے۔ چیف منسٹر کے احکامات کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اب آپ پر منحصر ہے کہ جو مدت آپ اس کمیٹی کو دیں گے وہ اس کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ صرف reality کو سمجھتے ہوئے آپ یہ ضرور دیکھیں گے کہ ان افسران کو بلانا ہے اور پوری تحقیق کرنی ہے۔ لہذا اتنی مہلت ضرور دی جائے، میں یہ نہیں کہتا کہ ایک مہینہ دیں یا دو ہفتے دیں لیکن اتنا مناسب وقت دے دیں کہ ان سب کی شنوائی ہو سکے اور پھر اسمبلی میں آپ کے سامنے وہ رپورٹ پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا بھی مشکور ہوں۔ ہمارے بھائی ڈاکٹر اسد معظم صاحب کے ساتھ واقعی فیصل آباد میں پولیس کے ایک انسپکٹر نے زیادتی کی تھی۔ ہم نے وہاں پر ڈی آئی جی کے ساتھ اس معاملے کو اٹھایا لیکن ہمیں انصاف نہ ملا۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی گئی جنھوں نے اس کیس کی تفتیش پنجاب کرائم برانچ، لاہور میں تبدیل کر دی۔ ہمارے ایم پی اے صاحب

اس سے مطمئن نہیں ہیں اور آپ نے اس بارے میں آج ایک کمیٹی بنائی ہے۔ میں ان سے اور سردار صاحب سے گزارش کروں گا کہ معزز ممبران کمیٹی کو پورا موقع ملنا چاہئے تاکہ اس کے بعد کسی کے پاس کوئی بہانہ نہ رہے کہ وقت کی کمی تھی۔ جلدی میں فیصلہ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ وقت تو ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی مرضی سے طے ہونا چاہئے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ان سے پوچھ کر ہی بات کر رہا ہوں۔ اس بات کو بڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ اس معاملے کو بڑھایا جائے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بھائی کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ ہو اسی لئے میں نے گزارش کرنے کے لئے آپ سے اجازت چاہی ہے کہ آپ مہربانی کر کے بے شک اس وقت کو تھوڑا بڑھالیں اور ہفتے یا پیر تک اس کی رپورٹ ہاؤس میں آ جائے اور اس پر فیصلہ ہو تاکہ سب کو انصاف مل سکے۔

جناب سپیکر: ہفتے کو تو چھٹی ہو گی، ہفتے کو اجلاس نہیں ہو گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): تو آپ Monday کا دن رکھ لیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد معظم صاحب! آپ مجھے time کا بتائیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں، میں 60 سیکنڈ سے زیادہ بات نہیں کروں گا۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! مجھے اجازت دیجئے گا۔ میں سینئر منسٹر صاحب کی تجویز سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ کوئی ایسا فیصلہ نہ کیا جائے جس میں جلد بازی کا عنصر ظاہر ہو۔ مہربانی کر کے اگلے سوموار تک کمیٹی کو مہلت دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب پہلے time کرنل صاحب کا ہے کیونکہ وہ بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے لیکن ایک چیز کو بڑا غور سے دیکھنا پڑے گا کہ یہ واقعہ کس شہر میں ہوا؟ یہ ہمارے سینئر منسٹر صاحب کے شہر میں ہوا، اگر سینئر منسٹر صاحب اور وزیر قانون کے شہر کی یہ حالت ہے تو مجھے بتائیں کہ پھر ہم لوگ کہاں جائیں؟ یہ تو ہماری حالت ہے ہمارے سینئر منسٹر بھی اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے ہیں اور اپنے ایک ساتھی ایم پی اے کو نہیں بچا سکتے ہیں تو آپ ہمیں بتادیں کہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے پھر ہم کہاں جائیں؟

جناب سپیکر: آپ بڑے سمجھدار ہیں ماشاء اللہ۔آپ تشریف رکھیں۔سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ جتنی بھی کارروائی ہو رہی ہے یہ سارا prerogative آپ کا ہے۔ کمیٹی بنانا بھی آپ کا prerogative ہے، time limit کرنا بھی آپ کا prerogative ہے۔یہ بات House کی روایات میں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کمیٹی کے لئے time fix کریں، اگر اس وقت میں نہیں ہو سکتا تو یہ کمیٹی اتنی بااختیار ہوتی ہے کہ یہ House سے ایک دو دن کا time extend کروا سکتی ہے۔یہ بہت urgency والا کام ہے آپ اس کے لئے time limit کریں اور اس کے بعد اگر کمیٹی چاہے تو وہ آپ کو time extend کرنے کے لئے request کرے تاکہ آپ اس کا وقت بڑھا سکیں۔ اس میں ایک ہفتے کا وقت نہیں ہونا چاہئے بلکہ دو تین دن کا ٹائم ہونا چاہئے۔ کمیٹی اس کی سماعت کر کے آپ کو بتائے اگر آپ مناسب سمجھیں تو وقت بڑھادیا جائے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں اور مجھے مشورہ کرنے دیں، میں اپنے بھائی سے پوچھ رہا ہوں کہ جس طرح سے suggestions آئی ہیں ان کے مطابق اگر ان کو ٹائم دیا جائے تاکہ ان کو بھی سن لیا جائے۔ یہ فیصلہ کمیٹی نے ہی کرنا ہے لیکن ہم کوئی ایسا فیصلہ بھی نہیں کرنا چاہتے کہ جس سے خدانخواستہ ہمیں شرمندگی اٹھانا پڑے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں بات کر رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔جب میں بات کر رہا ہوں تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔آپ تشریف رکھیں۔I am sorry.

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میری آپ سے التماس ہے کہ آپ کمیٹی کو 48 یا 72 گھنٹے کا ٹائم دیں۔ اس کے بعد بھی اگر کمیٹی یہ سمجھے کہ وہ ابھی تک کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکی تو وہ دوبارہ آپ سے وقت لے سکتی ہے۔

جناب سپیکر: پھر سوموار تک ٹھیک ہے؟

ڈاکٹر اسد معظم: جناب! 72 گھنٹے تو جمعرات تک مکمل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: سوموار تک کر لیتے ہیں کیونکہ درمیان میں ہفتے کی چھٹی بھی آ جائے گی۔

ڈاکٹر اسد معظم: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سوموار تک اس کی رپورٹ پیش ہو گی۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ میں سے کس نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے، اتنے بندوں کو میں کس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج آپ سے پوائنٹ آف آرڈر لینے کے لئے مجھے شدید محنت کرنا پڑی ہے۔ ہمارے محترم بزرگ جناب کھوسہ صاحب نے ہم پر اتنا کیچڑ اچھالا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات ہو گئی۔ کوئی کیچڑ نہیں ہے۔ اب بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! انصاف اور اصول کی بات کرنے والے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ قبضہ گروپ کے حوالے سے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کی بات سن لی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: قبضہ گروپ کے حوالے سے بھی ان کے دامن پر کتنے بدنما داغ ہیں اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دینے کے حوالے سے ان پر کتنے الزامات ہیں۔ یہ کون سے انصاف کی بات کرتے ہیں، کس اصول کی بات کرتے ہیں؟ سیالکوٹ میں انہوں نے کن کن مجرموں کو پناہیں دی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ اب ہم ایجنڈے کی طرف چلتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔ اپنا ہاتھ اور دامن یہاں پر پیش کریں اور یہ بتائیں کہ ان کے اوپر یہ الزامات کیوں لگ رہے ہیں، یہ کس انصاف کی بات کرتے ہیں، یہ کس اصول کی بات کرتے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کر دیا جائے۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آرڈر پلیز۔ Order in the House. وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! House کو in order کریں۔

MR. SPEAKER: Order please.Order in the House.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد) جناب سپیکر! میں عرض کروں، میرے بھائی سعید نوانی صاحب نے جو بات کی ہے کہ جب تک آپ اپنی زبان سے ممبران کا نام نہیں بولیں گے اس وقت تک یہ گفتگو ہوتی رہے گی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب اس کمیٹی کو preside کریں گے۔ جناب محمد اشرف سوہنا، سردار محمد حسین ڈوگر صاحب۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب پر مشتمل کمیٹی قائم کی جاتی ہے اور ان کو House کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ سوموار تک یہ اپنی رپورٹ پیش کر دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب کو بولنے دیں لیکن دیکھ لیں کہ وقفہ سوالات ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ سوالات نہ کئے جائیں تو میں ان کو pending کر دیتا ہوں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب والا! گجرات کا ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اس کے اوپر مجھے ایک منٹ دے دیں۔ گجرات میں زمیندارہ کالج میں چار دن پہلے ایک بہت المناک واقعہ ہوا۔

جناب سپیکر: کیا ہوا ہے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: زمیندارہ کالج گجرات میں پولیس نے ایک بہت بڑی پولیس گردی کی ہے بلکہ دہشت گردی کی ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی اس کے لئے ایک طریق کار ہے اس کے مطابق چلیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب والا! یہ ایک بہت بڑا issue ہے لیکن مجھے آپ اس کے لئے وقت نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: اس House میں کوئی چھوٹا issue تو آتا ہی نہیں ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب والا! اسی لئے تو ہم اس issue کو سامنے لے کر آ رہے ہیں تاکہ پتا چل سکے کہ۔۔۔

سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس معاملے کو لکھ کر پیش کریں۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ رانا محمد اقبال صاحب! آپ کا سوال ہے۔ نمبر بولیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا محمد اقبال خان: سوال نمبر 51۔

لاہور۔موضع شاہدرہ، سگیاں، جیا موسیٰ، نین سکھ اور حلقہ پی پی۔137 میں سرکاری اراضی اور متعلقہ دیگر تفصیل

*51: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موضع شاہدرہ، سگیاں، جیا موسیٰ، نین سکھ اور حلقہ پی پی۔137 لاہور میں کتنی سرکاری اراضی موجود ہے نیز اس سرکاری اراضی کو کن مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اور اس اراضی پر حکومت کتنے اور کون کون سے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) مذکورہ موضع جات میں حکومت نے لیز پر کتنی اراضی دی ہوئی ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) سرکاری اراضی ملکیتی صوبائی حکومت تعدادی 20355 کنال ایک مرلہ اور 197 مربع فٹ ہے۔جس کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔منصوبہ جات کی بابت متعلقہ محکمہ جات یا سرکاری ادارے ہی واضح کر سکتے ہیں۔

(ب) ان موضع جات و حلقہ پی پی۔137 میں کوئی رقبہ لیز شدہ نہ ہے اور نہ ہی کوئی اندراج ریکارڈ مال میں پایا گیا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

اس معزز House کا وقت ضائع نہ کریں۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! گجرات میں زمیندارہ کالج میں تین دن پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب! آپ نے ایک گھنٹے سے یہ بات کی ہے کہ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دی جائے آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب والا! میں اس معزز ایوان کی توجہ اپنے ان فلسطینی بھائیوں پر ہونے والے مظالم کی طرف دلانا چاہتا ہوں جہاں مسلسل 21 روز طیاروں، ٹینکوں، توپوں اور میزائلوں کے ذریعے غزہ کی بستی کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ہزاروں کے قریب مسلمانوں کا ناحق خون بہایا گیا۔ حملوں کے ذریعے سکولوں میں چھوٹے چھوٹے بچوں پر بم برسائے گئے۔تمام انسانی حقوق کے چیمپئن خاموش تماشائی بنے رہے۔سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ مسلم حکمران بھی اسرائیل کا ہاتھ روکنے کے لئے آگے نہیں بڑھے۔ایک آدھ کے سوا کسی نے بھی اسرائیل سے سفارتی، تجارتی بائیکاٹ کا اعلان نہیں کیا۔

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب! میری بات سنیں۔اس بارے میں ہماری بات مکمل ہو چکی ہے۔ حکومت کی دونوں اتحادی جماعتوں اور اپوزیشن کی اس مسئلے پر بات ہو چکی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کل آپ اس resolution کو متفقہ طور پر لے آئیں آپ کی بہت بہت مہربانی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ہم آج اسے لانا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔(قطع کلامیاں)

میرے بھائی! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کی بات سن لی ہے، کل انشاء اللہ دونوں طرف سے متفقہ resolution آئے گی۔ جی، جی۔ سوال نمبر 51۔(قطع کلامیاں)

جی بھائی! آپ اپنی قرارداد ادھر دے دیں ناں، آپ کیا کر رہے ہیں؟(قطع کلامیاں)

Voting ابھی نہیں ہو گی۔آپ تشریف رکھیں۔ علی نور نیازی صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب کامران مائیکل! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایوان کی توجہ نیازی صاحب کی بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ قرارداد متفقہ طور پر اس لئے آنی چاہئے کیونکہ اس میں بہت سی چیزیں دیکھنے والی ہیں۔ ہمارے بھائی نے بات کی کہ غزہ میں فلسطینی مسلمان بھائی شہید ہو رہے ہیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فلسطین میں ہمارے مسلمان اور مسیحی بھائی سب مل کر لڑ رہے ہیں اور شہید ہو رہے ہیں۔اس قرارداد میں ابھی گنجائش باقی ہے، اس کو ہم بالکل vet کریں گے اور اس کو proper طریقے سے پیش کریں گے۔ شکریہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ہمارے نہتے بھائی شہید ہو رہے ہیں۔اسرائیل فلسطینیوں کے اوپر بمباری کر رہا ہے، ہمیں اس چیز کی مذمت کرنی چاہئے اور اسی لئے ہم نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! نیازی صاحب جو بات کر رہے ہیں اس پر پورا House متفق ہے۔انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب آج نہیں آئے ہیں، وہ کل آئیں گے اور ہم متفقہ طور پر ایک قرارداد لے کر آئیں گے جس کا کوئی اثر بھی ہو گا۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ کل صبح ہم اس کے لئے بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کی نوک پلک دیکھ کر بڑے اچھے طریقے سے کرنا پڑے گا۔ بات ہو گئی ہے، بس اب آگے چلنے دیں۔ ایسے تو یہ سوالات رہ جائیں گے۔ یہ آپ کا ایجنڈا اسی طرح پڑا رہے گا آپ کیا کرتے ہیں؟ وقفہ سوالات شروع ہے۔آپ proper طریقے سے آئیں ناں، پھر آپ کی بات سنی جائے گی۔ جی، رانا محمد اقبال خان صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں، نہیں تو آگے بڑھتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

رانا محمد اقبال خان: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: next question میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میاں صاحب!نمبر بولئے گا؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میں question پر جانے سے پہلے آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 28۔نومبر کو session کا جو آخری دن تھا اس کے اندر میرا سوال نمبر 7 اور 8 زیر بحث آیا تھا جس میں کوئی ایک گھنٹہ بحث ہوئی تھی۔اس میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ پنجاب کی 8ہزار ایکڑ سرکاری اراضی جس پر D.H.A نے قبضہ کیا تھا اس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ معاملہ C.M.I.T کے سپرد کر دیا جائے گا اور اس session میں اس کی رپورٹ پیش کی جائے گی تو میں اس حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے بتا دیا جائے کہ اس کے بارے میں کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: کل لاء منسٹر صاحب تشریف لائیں گے تو انشاء اللہ آپ کی ان سے بات کروائیں گے اور ان سے مکمل رپورٹ لیں گے کہ اس کا کیا ہوا ہے؟اب آپ اپنے سوال پر چلیں۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 99 ہے۔

ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*99: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے؟

(ب) اب تک کتنے موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اور کتنے موضع جات بقایا ہیں؟

(ج) ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا تخمینہ کتنا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا،اس کی حتمی تاریخ بتائی جائے؟

(د) لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرانے میں کیا مشکلات ہیں،اس سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا لینڈ ریونیو ریکارڈ جلد از جلد کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کسی کمپنی کی خدمات لی گئی ہیں، اگر نہیں تو کیا کسی کمپنی سے خدمات لی جا سکتی ہیں؟

(و) کیا لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے عوامی نمائندوں پر مشتمل کمیٹی بنائی جا سکتی ہے، جو اس معاملے کو ہینڈل کرتے ہوئے جلد از جلد کمپیوٹرائزیشن کے مرحلے کو مکمل کرانے میں معاون ثابت ہو؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں ضلعی حکومت لاہور تحصیل سٹی لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈز کمپیوٹرائزڈ کر رہی ہے۔

(ب) تحصیل سٹی لاہور کے 115 موضع جات میں سے 109 موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا چکا ہے۔

(ج) ضلع لاہور کی دونوں تحصیلوں میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزیشن کا تخمینہ تقریباً 25 کروڑ روپے کا ہے۔ لینڈ ریکارڈز مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم پراجیکٹ ضلع لاہور کے مکمل ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا کام دسمبر 2010 میں مکمل ہونا متوقع ہے۔

(د) لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرانے میں درج ذیل مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے:۔

(i) ایسا سافٹ ویئر بنانا جو کہ ریکارڈ کو ہر طرح سے محفوظ رکھے (حکومت ایسا سافٹ ویئر بنانے کے آخری مراحل میں ہے)

(ii) پٹواری کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ریکارڈ میں بہت سی غلطیاں ہیں جو کہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔

(iii) ریکارڈ کی پٹواری سے درستگی کرانا ایک طویل مرحلہ ہے۔

(iv) کمپیوٹر کے تربیت یافتہ افراد کی فراہمی فی الحال محدود ہے۔

(ہ) پنجاب بھر میں استعمال کے لئے سافٹ ویئر تیار کرنے کی غرض سے 4 سافٹ ویئر کمپنیاں منتخب ہو چکی ہیں، جن کے نام یہ ہیں:۔

(i) اکاؤنٹینسی آؤٹ سورسنگ سروسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

(ii) ڈیسکون انفارمیشن سسٹم (پرائیویٹ) لمیٹڈ

(iii) نیٹ سول ٹیکنولوجیز لمیٹڈ

(iv) ٹیکلوجیکس

ان کمپنیوں کے تیار کردہ سافٹ ویئر میں سے بہترین سافٹ ویئر منتخب کیا جائے گا۔

(و) صوبائی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے ریونیو نہ صرف کمپیوٹرائزیشن کے کام کی نگرانی کر سکتی ہے بلکہ ضلعی حکام اور اہلکاروں کے تعاون کو بھی یقینی بنا سکتی ہے۔

میاں نصیر احمد: اس سوال کے جز (ب) میں، میں نے لاہور سٹی کے حوالے سے جو land revenue record computerized کیا جا رہا ہے اس کے بارے میں پوچھا تھا تو جواب دیا گیا ہے کہ لاہور سٹی کے 115 موضع جات ہیں جن میں سے 109 کا ریکارڈ computerized کر دیا گیا ہے۔ میں اس میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لاہور ضلع کے ٹوٹل 371 موضع جات ہیں تو پہلے نمبر پر مجھے جواب کے حوالے سے بتایا جائے کہ یہاں پر 115 موضع جات لکھے گئے ہیں تو کیا یہ 115 ہیں یا 371 ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ سٹی اور تحصیل کے ہیں، ڈسٹرکٹ کے نہیں ہیں اور موضع جات ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایک نمبر پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان کی 2/2 آبادیاں ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے یہاں پر تحصیل اور سٹی کے 115 موضع جات لکھے گئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب کا جواب بالکل سمجھ نہیں آیا کہ یہ تحصیل اور سٹی کیا ہے؟ جب لکھا ہوا ہے کہ ضلع لاہور میں کتنے موضع جات ہیں تو میں ان سے اس کی detail پوچھنا چاہ رہا ہوں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جواب میں لاہور سٹی کا لکھا ہوا ہے۔

میاں نصیر احمد: میں نے تحصیل کا نہیں بلکہ ضلع لاہور کے تمام موضع جات کے computerize record کے حوالے سے پوچھا ہے لیکن مجھے صرف لاہور سٹی کا بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نصیر صاحب! آپ کے جز (ب) میں ہے کہ اب تک کتنے موضع جات کا ریکارڈ computerized ہو چکا ہے اور کتنے موضع جات بقایا ہیں؟

میاں نصیر احمد: جی، جناب! اس میں کہا گیا ہے کہ 115 ہیں اور 109 کا record computerized کر دیا گیا ہے جبکہ ڈسٹرکٹ لاہور کے ٹوٹل موضع جات 371 ہیں۔ میں اپنی information ٹھیک کرنا چاہتا ہوں کہ یہ 371 ہیں یا 115 ہیں؟

جناب سپیکر: آپ نے جو سوال پوچھا ہے اس کے مطابق ہی انہوں نے جواب دیا ہے۔ بتائیں جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جز(ب) کے سوال کے مطابق جواب موجود ہے۔ یہ لاہور میں دو دفعہ ایم پی اے رہے ہیں، انہیں بہتر پتا ہو گا۔ اگر مزید کوئی معاملہ ہو گا تو میں پوچھ کر انہیں بتادوں گا۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ ریکارڈ کے مطابق انہیں بتادیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ لاہور کینٹ تحصیل کے کسی موضع کا record computerized نہیں ہو رہا۔ تحصیل سٹی کی بابت بتایا گیا ہے کہ 109 مواضعات کا record computerized ہو چکا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال سے لاہور کا land record computerized کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ہر روز میڈیا پر یہ record computerized ہونے کی بات بھی ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے پنجاب کے اندر Revenue Department ایک ایسا مرض ہے جو ہمارے سیاسی اور انتظامی ڈھانچے کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے تمام ممبران اس بات پر یقیناً متفق ہوں گے کہ ہمارے تھانے، کچہری کے جتنے مسائل ہیں وہ اس land revenue record میں خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں تو آج پانچ سال گزر جانے کے باوجود لاہور کے 371 موضع جات میں سے صرف 109 کو computerized کیا گیا ہے۔ اگر اس حساب سے دیکھا جائے تو باقی زمین کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے مزید 25 سے 30 سال لگیں گے اور پنجاب کی اراضی کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے تو پھر 100 سال لگیں گے۔ میری جناب وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ یہ کس قسم کا مقدس کام ہو رہا ہے کہ کہیں اس کی informations نہیں دی جاتیں، کہیں اس کا time frame نہیں دیا جاتا اور ہر دفعہ اس کے لئے دو سال کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چلیں، ان کی مہربانی ہے کہ انھوں نے مجھے یاد کرایا ہے کہ میں لاہور سے ایم پی اے ہوں اور مجھے بہتر طور پر پتا ہے کہ لاہور کے کتنے موضع جات ہیں۔ کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ کمپیوٹرائزیشن کون کر رہا ہے، اس کی monitoring کون کر رہا ہے، کون اس کو look after کر رہا ہے اور یہ کہاں پر ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز:(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!جہاں تک جواب کا تعلق ہے تو جواب ان کے سوال کے مطابق دیا گیا ہے کہ ریکارڈ کمپیوٹرائز ہو رہا ہے۔کالونیز کی وزارت وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے۔ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 2010 تک یہ targetپورا کیا جائے گا۔اس کے علاوہ جہاں تک میرے علم میں ہے تو رحیم یار خان، گجرات اور قصور میں کام جاری ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ اس ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کس کی نگرانی میں کیا جا رہا ہے؟اس حوالے سے وزیر مال تھوڑی سی وضاحت فرما دیں۔اس کا target پہلے 2008 تھا لیکن چار سال گزرنے کے باوجود صرف 25 فیصد کام ہوا ہے۔اس طرح اگلے 15 سال میں بھی لاہور کا ریکارڈ کمپیوٹرائز نہیں ہو سکے گا۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کوئی time frameدے دیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!میں وزیر مال کی معاونت کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کمپیوٹرائزیشن کے معاملے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے جائزہ لینے کے لئے کمیٹی بنائی تھی۔میں بھی اس وقت ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔انھوں نے جو کمیٹی اپنے پچھلے وزارت اعلیٰ کے دور میں بنائی تھی۔گزشتہ ساڑھے 8 سالہ (ق) لیگ کے دور میں اس کام کو پیچھے reverse کر دیا گیا ہے۔اب دو سال کی مہلت دی گئی ہے،12 اضلاع میں کام شروع ہوا تھا اور 23 اضلاع کو انھوں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔اب بقیہ 23 اضلاع اور ان 12 اضلاع کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے دو سال کی مہلت دی گئی ہے۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(د) کے جواب میں لکھا ہے کہ ایسا softwareبنانا جو کہ ریکارڈ کو ہر طرح سے محفوظ رکھے (حکومت ایساsoftware بنانے کے آخری مراحل میں ہے) پھر جز(ہ) میں لکھا ہے کہ پنجاب بھر میں استعمال کے لئے software تیار کرنے کی غرض سے 4 software کمپنیاں منتخب ہو چکی ہیں۔مجھے یہ واضح کیا جائے کہ کیا یہ چار کمپنیاں softwareبنانے کے آخری مراحل میں ہیں یا ان میں سے کوئی ایک بنا رہی ہے؟پھر آگے یہ بھی لکھا ہے کہ "ان کمپنیوں کے تیار کردہ software میں سے بہترین softwareمنتخب کیا جائے گا۔" اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ 109 موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا جا چکا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس softwareمیں یہ ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!سوال کا جواب محکمانہ طور پر آتا ہے جس کو وزیر نے follow کرنا ہوتا ہے۔

جناب محمد یسین سوہل:جناب سپیکر!اس میں جو جواب دیا گیا ہے وہ سراسر غلط جواب دیا گیا ہے۔ وزیر مال کے جواب سے یہ لگتا ہے کہ اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا اور کوئی موضع ابھی کمپیوٹرائز نہیں ہوا۔ یہ ہمیں بتائیں کہ اس کو کون monitor کر رہا ہے۔S.M.B.R کر رہا ہے یا چیف سیٹلمنٹ کمشنر کر رہا ہے۔اس کی الف ب کا بھی وزیر مال کو پتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ ایسی بات نہ کریں۔

جناب محمد یٰسین سوہل:جناب سپیکر!آپ کے سامنے ہے کہ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزراء کو ہر معاملے پر مکمل تیار ہو کر آنا چاہئے تاکہ ہم عوام کو آگاہ کر سکیں، ہم یہاں اپنا وقت ضائع کرنے نہیں آتے ہم عوام کے لئے کچھ کرنے کے لئے آتے ہیں۔

جناب سپیکر:اگر آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔اس موقع پر تقریر کی اجازت نہیں ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ابھی جو software کا مسئلہ چل رہا تھا کہ ہم اچھا یا بُرا software لے رہے ہیں اس پر میں ایک عام بات کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کو پنجاب اسمبلی سے جو دوائی مل رہی تھی وہ بھی ایک نمبر سے دو نمبر پر چلی گئی ہے تو پھر یہاں پر soft ware کیسے اچھا آئے گا؟

جناب والا!آپ کو اندازہ نہیں کہ اتنی مقدار میں ادویات خرید لی گئی ہیں کہ جس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ ہمیں جو دوائی ڈاکٹر لکھ کر دیتے ہیں وہ محض مارنے کے لئے دو نمبر انسولین دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ نے رات کو جو مجھے دوائی دی ہے کیا وہ بھی دو نمبر دی ہے؟

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!وہ ایک نمبر تھی۔

جناب سپیکر:آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔اس پر بات کر لیں گے۔جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر! مجھے اسمبلی کے ڈاکٹر سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے پاس 327 ادویات کی list آئی ہے اور سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ان سے باہر کسی ایم پی اے کو دوائی نہیں

دینی۔ ہمارے ڈاکٹروں نے جو ادویات prescribe کی ہیں تو ہم نے وہی ادویات لینی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ پانی کی انسولین ہمیں دے دی جائے اور بیکنگ پاؤڈر کی گولیاں ہمیں دے دی جائیں۔ اس سیکرٹری کو بلایا جائے اور ادویات کی چھان بین کی جائے۔ اس سیکرٹری نے کروڑوں کا گھپلا کیا ہے، اس نے کروڑوں کا کمیشن لیا ہو گا، میں دل کی مریض ہوں میں پانی کی انسولین کیسے لگالوں؟ وہ کہتے ہیں کہ آپ کو یہ انسولین نہیں مل سکتی جو آپ کے ڈاکٹر نے prescribe کی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر کل بات کریں گے۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ میں اس بات کا notice لوں گا لیکن گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف تو ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ میاں نصیر احمد صاحب! آپ اپنا آخری ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب بے شک تھوڑا سا وقت لے لیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے ڈیڑھ ارب روپیہ دوبارہ لینڈ ریکارڈ کے لئے مختص کیا ہے تو اس کے متعلق کم از کم اس معزز ایوان کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ اس لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے کون سے لوگ ہیں، کیا وہ سیکرٹری ریونیو ہیں، S.M.B.R ہیں یا کون سے آدمی ہیں؟ یہ بے شک ابھی جواب نہ دیں لیکن اگلی دفعہ جب آئیں تو کم از کم اس کا ایک road map بنا ہو کہ کون اس کام کو monitor کر رہا ہے اور کہاں پر پیسے جا رہے ہیں؟ اس حوالے سے یہ آئندہ وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ کو بتا تو گئے ہیں پھر بھی آپ مطمئن نہیں ہو رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم دیا ہے اور کام بھی یقیناً ہو رہا ہو گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! محکمہ کالونیز ان کے پاس نہیں ہے لیکن عارضی طور پر جواب دینے کے لئے ان کو بھیجا گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: میری یہ request ہے کہ آپ یہ حکم فرمادیں کہ اگلی دفعہ particular صرف اس سوال کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو علیحدگی میں مطمئن کر دیں گے۔ اس سوال کو اب جانے دیں۔ یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):سوال نمبر(A)61۔

رحیم یار خان،رابرٹ زرعی فارم کی ہزاروں ایکڑاراضی سے مزارعین کو بے دخل کرنے کامسئلہ ودیگر تفصیلات

*61اے۔ محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):کیاوزیرکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں واقع رابرٹ زرعی فارم کی ہزاروں ایکڑاراضی جو سینکڑوں مزارعین میں منقسم تھی اور وہ اس پر محنت مشقت کرکے اپنے بچوں کو پال رہے تھے۔

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ 2006 میں وہاں کے لوکل لینڈ مافیا نے پنجاب کی ایک سیاسی شخصیت کا سہارالے کر ہزاروں ایکڑاراضی سے سینکڑوں مزارعین کو بے دخل کر دیااس واقعہ کو حکومت کے نوٹس میں لایاگیامگر کوئی عمل نہ ہوا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے توکیاحکومت اس کی انکوائری ایوان کی کمیٹی سے کرانے اور اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے توکب تک، نہیں تو مکمل تفصیلات سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیرکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں رابرٹ زرعی فارم کاکل رقبہ 1638 ایکڑ ہے جو دو چکوک پر مشتمل ہے۔ چک نمبر95/پی میں رقبہ 1154 ایکڑ ہے اوراس میں مزارعین کی تعداد110 ہے۔ چک نمبر98/پی میں484 ایکڑ رقبہ ہے اور38 مزارعین ہیں۔

(ب) رابرٹ زرعی فارم جو رابرٹ فیملی "مسٹر مائیکل ون رابرٹس"وغیرہ کی ذاتی ملکیت تھا۔ پرائیویٹ اشخاص نے خرید لی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ محمد ابراہیم ولد تاج دین	328کنال	مورخہ 9-4-05
2۔ مونس الہیٰ ولد پرویزالہی	24456کنال2مرلہ	مورخہ 9-4-05
3۔ بریگیڈیئر مختار احمد	3643کنال2مرلہ	مورخہ 9-4-05
4۔ محمد ابراہیم وغیرہ ولد تاج دین	1221کنال19مرلہ	مورخہ 20-7-05
5۔ محمد ابراہیم ولد تاج دین	228کنال صفرمرلہ	مورخہ 23-11-05

6۔امتیاز احمد ولد تاج دین	1000کنال صفر مرلہ	مورخہ 23-11-05
7۔ مونس الہیٰ ولد پرویز الہیٰ	1554کنال 3مرلہ	مورخہ 9-4-05
8۔ بریگیڈیئر مختار احمد	2315کنال 15مرلہ	مورخہ 9-4-05

رابرٹ زرعی فارم کو رابرٹ خاندان سے پرائیویٹ اشخاص نے خرید لیا ہے۔ بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کسی مزارع کو بے دخل نہ کیا گیا ہے۔

(ج) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) رحیم یار خان کسی مزارع کو بے دخل نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں نے سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ زمین اراضی کتنی ہے جو کہ لوگوں کو دی گئی ہے؟ جواب میں انہوں نے اراضی 1638 ایکڑ بتائی ہے۔ اگر آپ اس کا کنال کے حوالے سے حساب لگائیں تو یہ زمین بہت زیادہ بنتی ہے حالانکہ میں نے جواب ایکڑ کے حساب سے پوچھا ہے لیکن انہوں نے کنال کے حساب سے جز (ب) میں جواب دیا ہے۔ جو زمین ان کے پاس تھی وہ انہوں نے وہاں کے مزارعوں کو نکال کر قبضہ کر کے ان سیاسی لوگوں کو دی ہے جن کی approach تھی اس میں آپ نام دیکھ لیں کہ محمد ابراہیم ولد تاج دین اور مونس الہیٰ ولد پرویز الہیٰ ہیں، اس کے علاوہ بریگیڈیئر مختار احمد ہیں، دوبارہ پھر محمد ابراہیم کا نام آیا ہے اس کے بعد پانچویں نمبر پر پھر ابراہیم کا نام آیا ہے، چھٹے نمبر پر امتیاز احمد ہے، ساتویں نمبر پر مونس الہیٰ ولد پرویز الہیٰ کا نام دوبارہ آیا ہے، بریگیڈئر صاحب کا نام آٹھویں نمبر پر دوبارہ آیا ہے۔ اگر آپ صرف اور صرف مونس الہیٰ جن کو دوسرے اور ساتویں نمبر پر جو زمین الاٹ ہوئی ہے وہی دیکھ لیں تو اس کا ٹوٹل 26012 ایکڑ بنتا ہے، جب 26012 ایکڑ اراضی صرف ایک شخص کو ملے گی تو باقی لوگ کیا کریں گے؟ محکمے نے یہ جواب غلط دیا ہے۔ میں نے جز (ج) میں یہ پوچھا تھا کہ کیا حکومت اس کی انکوائری ایوان کی کمیٹی سے کروانے اور اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے تو محکمے نے جز (ج) کا جواب ہی نہیں دیا۔ اس کا جواب قابل طلب ہے لہذا اس سوال کو pending کرتے ہوئے اس سوال کا دوبارہ تفصیلاً جواب بھی لیا جائے اور مزید ایکڑ کے حوالے سے انہوں نے جو پیمائش بتائی ہے اس کا بھی صحیح جواب لیا جائے۔ انہوں نے صرف اور صرف خانہ پُری کرنے کے لئے اس کا یہ جواب دیا ہے حالانکہ آپ دیکھ لیں کہ اس کا ٹوٹل کیا بنتا ہے، جو زمین انہوں نے دی ہے وہ ٹوٹل چار ہزار تین سو 43 ایکڑ زبنتی ہے۔ جواب جب ایکڑ میں مانگا

جارہا ہے تو محکمے والے کنال میں اس کا جواب کیوں دے رہے ہیں؟ محکمے سے اس کا تفصیلاً جواب مانگیں، اس کو کمیٹی کے سپرد بھی کریں تاکہ وہ اس رپورٹ کو ایوان میں لائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو اس حوالے سے تھوڑا سا بتاتا ہوں کہ کنال کے حساب سے جو رقبہ دیتے ہیں، ہر جگہ ایکڑ یکساں نہیں ہوتے، کہیں 9/13 کا ایکڑ ہوتا ہے اور کہیں اور حساب سے ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جواب میں انہوں نے ٹوٹل ایکڑ کیا بتایا ہوا ہے اور مونس الٰہی کو جو زمین دی گئی ہے اس کو دیکھیں تو اس میں اور کل ٹوٹل میں کتنا فرق ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا یہ زمین صرف سیاسی لوگوں کے لئے تھی، کیا وہاں پر غریب لوگ نہیں تھے، کیا ان غریبوں کا حق نہیں بنتا تھا؟

جناب سپیکر: آپ اس بحث کو چھوڑیں۔ آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب آ رہا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے اس ضمنی سوال کا جواب دیں کہ کیا وہاں پر غرباء نہیں تھے، کیا ان کا حق نہیں بنتا تھا کہ وہ بھی یہ زمین خرید سکیں اور کیا مونس الٰہی کے حصے میں ہی یہ زمین آنی تھی؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کس ریٹ سے خریدی گئی ہے؟

جناب سپیکر: خریدنے والا کوئی ہے، بیچنے والا کوئی ہے۔ جو پیسے دے گا وہ خرید لے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بتایا جائے کہ کس ریٹ سے یہ زمین خریدی گئی ہے؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے ان کے سوال کا جواب تو آنے دیں پھر کر لینا۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! دونوں کے اکٹھے جواب آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ایک تو cost کا تعین کیا جائے کہ اس وقت زمین کی قیمت کیا ہے، کتنے میں یہ فروخت کی گئی ہے اور جو الاٹمنٹ ہوئی ہے وہ کس کے آرڈر سے ہوئی ہے، محکمہ مال یہ

بھی بتائے کہ کون سی وہ competent authority ہے جو یہ الاٹمنٹ کرنے کی مجاز ہے؟ زمین کی موجودہ قیمت اور اس کو دیئے جانے کی قیمت کا بھی تعین کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کیا بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ برداشت کا مادہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب! آپ مجھے بار بار کہتے ہیں کہ جب میں بول رہا ہوں تو پھر interruption نہیں ہونی چاہئے۔ میرے خیال میں قائد ایوان ایک دفعہ اپنا خطاب فرماتے ہیں اور اس کے بعد ضرورت ہی پیش نہیں آتی کہ وہ دوبارہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر لیں لیکن آپ پوائنٹ آف آرڈر بھی لے رہے ہیں اور ضمنی سوال بھی کر رہے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ تو بولنے والوں کو جیل لے جایا کرتے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ میرے خیال میں اپنا کوئی نائب مقرر کر لیں کیونکہ آپ کا بار بار اٹھنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہاں پر تو یہ بھی روایات رہی ہیں کہ بولنے والے کو جیل لے جایا کرتے تھے لیکن میں اب اس چیز میں نہیں جانا چاہتا۔ میں نے جو سوال کیا ہے امید کرتا ہوں کہ وزیر موصوف اس کا detail جواب دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جب یہ زمین پرائیویٹ لوگوں سے پرائیویٹ لوگوں نے ہی خریدی ہے تو اس کا ریکارڈ ہمارے پاس تو موجود نہیں ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: حاجی صاحب! اس سوال کا جواب تو آپ کو دینا پڑے گا۔ آپ محکمے سے اس کا مکمل تفصیل کے ساتھ جواب لیں لہذا اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری محمد ظہیر الدین خان): ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری محمد ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا کہ لیڈر آف دی ہاؤس ایک دفعہ ہی سال میں خطاب فرماتے ہیں تو جب وہ ایک دفعہ آئے گا تو ایک دفعہ ہی کرے گا اور جو زیادہ دیر بیٹھا رہے گا تو اس کو زیادہ دیر بات کرنا پڑتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کی تاریخ وصولی 08-4-23 ہے، تاریخ ترسیل 08-4-28 ہے اور اس کے جواب کی وصولی کی تاریخ 08-8-15 ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 08-8-15 کو کیا یہ انہی اشخاص کے نام تھی؟ آپ اس کو confirm کر لیں۔ اگر pending فرمانا چاہیں تو کر لیں ورنہ اگر یہی نام آپ confirm کرتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کا مکمل جواب لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری محمد ظہیر الدین خان): اگر آپ انہی ناموں کو confirm کرتے ہیں تو پھر اس پر تحریک استحقاق بنے گی اور اس تاریخ کے اوپر آپ نے جو تاریخ دی ہے کہ اس date کو یہ نام ساتھ تھے اگر یہ نام ساتھ نہ ہوئے تو یہ answer defamatory ہے اور اس کے لئے privilege motion بنتی ہے۔ آپ اس کو confirm کر لیں یا منسٹر صاحب ابھی اگر اس پر statement دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے منسٹر صاحب کو کہہ دیا ہے، اب اس کو pending کرتے ہیں، اس کے جواب کی مکمل تفصیل لیں گے اور اگلے سیشن میں اس کو لے کر آئیں گے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کو حج کی مبارک ہو۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! خیر مبارک۔ سوال نمبر 61 جو اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ disposed of ہو گیا۔ میاں صاحب! آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اس لئے آپ اسے چھوڑ دیں کیونکہ وہ pending کر دیا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: میرے سوال کا نمبر 157 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں زرعی اراضی پر انکم ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*157: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی انکم ٹیکس سے کیا مراد ہے؟

(ب) زرعی انکم ٹیکس کتنی اراضی کے مالکان اور کس کس فصل کی کاشت پر لگایا جاتا ہے؟

(ج) سال 08-2007 میں حاصل ہونے والے زرعی ٹیکس کی کل رقم کتنی ہے؟

(د) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے بعد حکومت پنجاب کن کن مدات میں زرعی انکم ٹیکس کی رقم خرچ کرتی ہے،اس کے خرچ کرنے کے طریق کار سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز: (حاجی محمد اسحاق):

(الف) زرعی انکم ٹیکس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو کسی زرعی سال کے دوران کسی مالک کی کاشتہ اراضی کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔یہ کاشتہ اراضی پر محصول ہے جس میں پختہ پھلدار باغات کے تحت اراضی بھی شامل ہے جس میں سال محصول کے دوران پھل لگے ہوں لیکن اس میں ایسی اراضی شامل نہیں ہے جس میں جنگلات یا کوئی نرسری لگائی گئی ہو۔

(ب) زرعی انکم ٹیکس کے اطلاق کے لئے مالک اراضی کے پاس ساڑھے بارہ ایکڑ کاشتہ رقبہ کا ہونا لازمی ہے اور یہ ٹیکس سال میں صرف ایک دفعہ لگایا جاتا ہے۔اس ٹیکس کا اطلاق فصل کے حساب سے نہیں بلکہ زمین کے حساب سے ہوتا ہے۔بارانی علاقہ کا دو ایکڑ کاشتہ رقبہ آبپاش علاقہ کے ایک ایکڑ کے برابر ہے۔

(ج) جولائی 2007 سے اپریل 2008 تک زرعی انکم ٹیکس کے ضمن میں 408 ملین روپے وصول کئے گئے ہیں۔

(د) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے بعد اس کو BO 1173 ہیڈ میں جمع کروایا جاتا ہے۔بعد ازاں حکومت پنجاب اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرتی ہے تاہم اس بارے میں مزید وضاحت کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

میاں نصیر احمد: وزیر موصوف نے چونکہ بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دیا ہے اور میں مطمئن ہوں اور اس پر مزید کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: سوال نمبر 90۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں بیکار پڑی قابل کاشت سرکاری اراضی بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیل

*90: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب میں تقریباً ایک کروڑ ایکڑ اراضی بیکار پڑی ہے؟

(ب) کیا وزیر اعلیٰ پنجاب اس بیکار پڑی قابل کاشت سرکاری اراضی کو پنجاب کے بے زمین کاشتکاروں اور مزارعین میں 25 ایکڑ فی خاندان کے حساب سے انتہائی کم قیمت پر فروخت کرنے کے لئے تیار ہے تاکہ دیہی آبادی میں بیروزگاری کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف اجناس کی پیداوار میں بے پناہ اضافہ کر کے خوشحالی لائی جا سکے؟

وزیر کالونیز: (حاجی محمد اسحاق):

(الف) اس وقت حکومت پنجاب کے پاس 1157026 ایکڑ رقبہ خالص بقایا سرکار موجود ہے

(ب) وزیر اعلیٰ صاحب نے مذکورہ اراضی کے بارے میں پالیسی بنانے کے لئے ایک کمیٹی بنادی ہے جس کے ارکان درج ذیل ہیں

1۔ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب
2۔ جناب اسد الرحمان سابق ایم این اے، ٹوبہ ٹیک سنگھ
3۔ لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خان، ایم پی اے، ٹوبہ ٹیک سنگھ
4۔ جناب شوکت محمود بسرا، ایم پی اے، بہاولنگر
5۔ جناب وسیم افضل گوندل، ایم پی اے، منڈی بہاؤالدین

مذکورہ کمیٹی کی ایک میٹنگ 28-05-08 اور دوسری 04-06-2008 کو ہو چکی ہیں اور یہ کمیٹی اپنی سفارشات دو ہفتہ کے اندر مرتب کر کے وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کرے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اپریل میں یہ سوال جمع کروایا گیا اور اس کے بعد ایک کمیٹی بنی لیکن کیا اس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں آئی ہے؟ سندھ حکومت نے کہا ہے کہ ایک کروڑ ایکڑ اراضی ہاریوں اور بے زمین کسانوں میں تقسیم کریں گے تو میرا یہی سوال ہے کہ کیا پنجاب حکومت بھی اس قسم کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ ہم بے زمین کاشت کاروں میں یہ زمینیں کس طریقے سے دیں گے وہ طریق کار کیا ہے؟ یا وہ پہلے والے سوال کی طرح کہ بات یہاں کی جاتی ہے اور اس کی تکمیل سندھ اسمبلی میں ہوتی ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ اگر حکومت کی یہ زمین خانیوال میں ہے، ملتان میں ہے، بہاولپور میں ہے، ڈی جی خان میں ہے اور اس کے بعد لاہور میں بھی ہے اور لاہور کے ارد گرد کے علاقے شہر کے نزدیک پگالی میں یہ زمین ہے تو حکومت یہ زمینیں کسانوں کو کیوں نہیں دیتی؟ اگر یہ domestic استعمال کے لئے شہروں میں دی جارہی ہے تو یہ بھی ان بے زمین کسانوں اور مزارعوں کے ساتھ سراسر زیادتی ہے تو اس قسم کی کوئی لینڈ ریفارمز کرنی چاہیئں کیونکہ ہم لوگ اگر عوام کی خدمت کرنے آئے ہیں تو یہ کریں اور میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کہ یہ ایک کمیٹی بن گئی اور اس کی رپورٹ آئے گی اور اس میں چار معزز ممبران ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب کو چاہئے اور میں ان سے یہ درخواست کروں گی کہ وہ اس کا فیصلہ جلد کریں اور بے زمین کاشتکاروں کو یہ زمینیں دینی چاہیئں اور خاص طور پر خواتین کاشتکاروں کو یہ زمینیں دی جائیں تو میں یہ سمجھوں گی کہ میں نے ان کے لئے کچھ کام کیا ہے۔

جناب سپیکر: کمیٹی ممبران میں کون کون شامل ہیں اور کیا ان میں سے یہاں پر کوئی صاحب تشریف فرما ہیں جنہوں نے رپورٹ پیش کرنی تھی تو کیا ان تک رپورٹ آئی بھی ہے کہ نہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اس کمیٹی میں سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو اصغر امان صاحب، لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خان صاحب، جناب شوکت محمود بسرا صاحب، وسیم افضل گوندل صاحب تھے۔ رپورٹ بھیجی جاچکی ہے، سمری جاچکی ہے اور open auction کے لئے تجویز زیر غور ہے اور انشااللہ تعالیٰ اس پر جلد فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کو pending till next Session کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میرے سوال کا نمبر 272 ہے۔

صوبہ میں ناگہانی صورتحال سے نمٹنے کے لئے انتظامات واقدامات کی تفصیل

*272: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیاوزیرمال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں کسی بھی ناگہانی آفت (زلزلہ یابم دھماکے) سے نمٹنے کے لئے حکومت کے پاس انتظام ہے،اس کی تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ صوبائی حکومت اس مد میں رقم مختص کرتی ہے،تو2007-08 کے مالی سال میں جو رقم مختص کی گئی،اس کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) حکومت اس معاملے میں مزید بہتری لانے کے لئے کیااقدامات اٹھارہی ہے اگر جواب نفی میں ہے تواس کی وجوہات سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیرمال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف)ایکٹ1958 کے تحت محکمہ ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ پنجاب میں قدرتی آفات (مثلاً سیلاب، قحط، ٹڈی دل، ژالہ باری، آگ، وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی بیماری یاایسی کوئی آفت مثلاً زلزلہ وغیرہ جوکہ صوبہ کے وسیع حصہ کونقصان پہنچائے) میں ہونے والے نقصانات کی تلافی کے لئے دوسرے متعلقہ اداروں کے تعاون سے ضروری اقدامات کرتا ہے اور متاثرین کو مالی امداد فراہم کرتا ہے جبکہ بم بلاسٹ وغیرہ کی صورت میں بم ڈسپوزل یونٹ، سول ڈیفنس، ریسکیو1122، ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ادارے ضروری اقدامات کرتے ہیں۔

تاہم موجودہ مون سون سیزن میں بارش وسیلاب کے لئے تمام اقدامات کرلئے گئے ہیں، جن میں متعلقہ اداروں، تمام اضلاع کے ڈی سی اوز صاحبان کو مورخہ 17-3-2008 کو ضروری اقدامات واپنے اپنے فلڈ پلان کی نظرثانی اپ ڈیٹ کرنے کے لئے کہاگیا، نیز متعلقہ اداروں کے کئے گئے اقدامات و ان کے فلڈ پلان کا جائزہ لینے کے لئے مورخہ 11-6-2008 کو میٹنگ بلائی گئی جس میں تمام متعلقہ اداروں نے بتایاکہ انہوں نے ضروری اقدامات کرلئے ہیں۔

اس کے علاوہ آرمی کو متعلقہ ریلیف ایکویپمنٹ مثلاً کشتیاں، لائف جیکیٹس، ڈی واٹرنگ سیٹ وغیرہ کافی تعداد میں مہیا کئے گئے ہیں۔فلڈ وارننگ سنٹر مورخہ 15-6-2008 سے

24 گھنٹے کام کر رہا ہے تاکہ کسی ناگہانی صورتحال سے لوگوں کو باخبر رکھا جائے اور متاثرین کی بروقت امداد کی جاسکے۔

(ب) ہر سال صوبائی حکومت ستر لاکھ روپے کی گرانٹ مختص کرتی ہے لیکن ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مزید فنڈز بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔

صوبائی حکومت نے مالی سال08-2007 میں ستر لاکھ روپے کی گرانٹ مختص کی لیکن بارشوں اور سیلاب میں جانی نقصانات کے لئے معاوضہ کی ادائیگی و فلڈ ریلیف آپریشن و متاثرین زلزلہ کے لئے 36412386 روپے جاری کئے گئے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

(i) بارش / سیلاب میں فوت ہونے والوں کے لئے 9850000 روپے ان کے لواحقین اور زخمیوں کو معاوضہ کی ادائیگی

(ii) فلڈ ریلیف آپریشن 3200000 روپے

(iii) بارشوں اور سیلابوں کے علاوہ فوت ہونے والوں کے لواحقین و متاثرین زلزلہ کو معاوضہ کی ادائیگی و دیگر نقصانات کے لئے 23362386 روپے کل رقم 36412386 روپے

70 لاکھ مختص گرانٹ کے علاوہ جو رقم خرچ ہوئی وہ محکمہ خزانہ سے سپلیمنٹری گرانٹ کے ذریعے وصول ہوئی۔

(ج) نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ آرڈیننس 2006 کے تحت پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی و کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کے قیام سے متعلقہ اداروں کی کارکردگی بہتر ہونے میں مدد ملے گی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (الف) کی تیسری لائن میں لکھا ہوا ہے کہ "متعلقہ اداروں کے تعاون سے ضروری اقدامات کئے جاتے ہیں۔" یہ متعلقہ اداروں کی ذرا وضاحت فرمادیں کیونکہ متعلقہ ادارے تو بہت سے ہو سکتے ہیں جو سیلاب اور زلزلے وغیرہ میں مسائل کھڑے ہونے پر یہ کام کرتے ہیں۔ میرے سوال کے اندر خاص طور پر بم دھماکے اور زلزلے کا ذکر تھا جس کی انہوں نے کوئی خاص تفصیل نہیں دی تو quick warning یا earth quake کی quick warning کے لئے کیا صوبائی حکومت میں کوئی ادارے کام کر رہے ہیں اور ان کے لئے کیا کیا

اقدامات کئے جارہے ہیں؟ میرا سوال یہ بھی ہے کہ جب بھی کوئی ناگہانی آفات آتی ہیں تو اس میں عموماً بہت سے بیرونی فنڈز ملتے ہیں۔ پچھلے سالوں کا بھی اس میں کوئی ذکر نہیں ہے اور اب کا بھی پتا نہیں ہے کیونکہ مسلسل دہشت گردی کی ایک threat ہم face کرتے ہیں تو یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے تو اس کے مطابق کیا اقدامات کئے جارہے ہیں اور مرنے والے لوگوں کو دی جانے والی رقم کی بھی کوئی تفصیل دی گئی اور نہ ہی زخمی ہونے والوں کو دی جانے والی رقم کی کوئی تفصیل دی گئی ہے اور بچ جانے والے بچوں کو کیا دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ریلیف ڈیپارٹمنٹ کے پاس پہلے سال کی 70 لاکھ روپے کی گرانٹ ہے اور جب یہ رولز بنے تھے تو اس میں آپ اندازہ لگائیں کہ 50 ہزار روپے اس وقت مرنے والے کو دیئے جاتے تھے اور زخمی کو 25 ہزار روپے دیئے جاتے تھے جس کی تفصیل موجود ہے۔ وزیر اعلیٰ اپنی گرانٹ سے فرداً فرداً ان لوگوں کے لئے فنڈ مہیا کرتے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور میں نے ان سے تفصیل پوچھی ہے کہ یہ گرانٹ زخمیوں اور وفات پانے والوں کو کس طریقے سے تقسیم کی جاتی ہے اور ناگہانی آفت میں جاں بحق ہونے والوں کے چھوٹے بچوں کو کتنی دیر تک support کرتے ہیں؟ اور باہر سے آنے والے بیرونی فنڈز کی کیا transparency ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک ریلیف کا معاملہ ہے تو زلزلے و دیگر آفات کے لئے اس محکمہ کے پاس کوئی ایسی گرانٹ نہیں ہے اور میں تفصیل کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں اور House چاہے اس کا مذاق بنائے، چاہے کچھ کرے۔۔

جناب سپیکر: کیوں مذاق بنائے گا؟ آپ حقائق کے مطابق بات کریں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ہم ڈسپوزل اور زلزلوں سے متاثرین کے لئے مرکزی حکومت فنڈز فراہم کرتی ہے اور وہی اعلان کرتی ہے جبکہ وزیر اعلیٰ بھی اپنے صوابدیدی فنڈ سے امداد دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ ریلیف ڈیپارٹمنٹ صرف ایسی ناگہانی آفات کے سلسلے میں فصلوں

سے زمینداروں کو ہونے والے نقصان کی تلافی کے لئے انہیں ریلیف فراہم کرتی ہے۔ وہ مالی صورت میں بھی ہوتا ہے اور seed کی صورت میں بھی جیسے راجن پور یا دوسرے علاقوں میں کیا گیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ بم دھماکے اور زلزلے میں۔۔۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ پوچھ رہی ہیں کہ ان کے بچوں کے لئے کتنے عرصہ تک funding کی جائے گی اور ان کو ریلیف دیا جائے گا تو بچوں کا معاملہ اس میں نہیں آتا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے quick warning کا بھی پوچھا ہے کہ 24 گھنٹے جو کام کرتے ہیں اور آپ ہی کے جواب میں ہے کہ چوبیس گھنٹے کام کر رہے ہیں تاکہ ناگہانی صورتحال سے لوگوں کو باخبر رکھا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! کام تو محکمہ کر رہا ہے وہ 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے۔ تمام محکمے چاہے وہ پولیس کا ہو یا پٹواری کا محکمہ ہو ہر ملازم 24 گھنٹے کا ملازم ہے اور اپنی ڈیوٹی پوری دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا بڑا سادہ سا سوال ہے جس میں، میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ quick warning کی تفصیل دینا بہت ضروری ہے۔ چلیں آپ terrorist attacks کی تو quick warning نہیں دے سکتے لیکن کیا زلزلے کی بھی نہیں دے سکتے جبکہ زلزلہ ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا threat بن چکا ہے، وزیر موصوف ذرا اس بارے میں تفصیل سے بتا دیں کہ اس quick warning کے لئے کیا کام کیا جائے؟ ان کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! محکمہ موسمیات والے پیشین گوئی کرتے ہیں اور 1122 والے ایمرجنسی کی صورتحال میں اس ناگہانی مصیبت میں پہنچتے ہیں۔ Relief department اپنے محکمانہ طور پر جہاں land کا معاملہ ہوتا ہے وہاں پر جاتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! مجھے بھی کچھ clarification چاہئے تھی کہ یہ ناگہانی آفت یہ disaster relief کی بات نہیں ہو رہی ہے یہ شاید محترمہ نے بھی یہی پوچھا تھا کہ اگر کوئی pre-warning system ہے تو وہ کیا ہے اور اس کے لئے کیا فنڈز allocated ہیں؟ میرا سوال یہ ہے کہ اگر اس کے لئے funds allocated ہیں تو کیا ان کی کوئی dress rehearsals کوئی drills یا اس قسم کے systems ہیں جو کہ پوری دنیا میں ہوتے ہیں کہ اگر کوئی اس طرح کی آفت آئے تو اس کے بعد evacuation processes کیا ہوں گے، بچوں کو retrieve کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ پوری دنیا میں یہ drills کرائی جاتی ہیں میں وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ پنجاب میں حالانکہ اتنا فنڈز بھی مختص کیا جاتا ہے تو کیا awareness create کرنے کے لئے کوئی programmes ہیں جو اپنائے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: مجھے ایک بات تو بتائیں، آپ کا سوال تو انہوں نے سن لیا ہے اگر ایسی چیز کوئی بنانی تھی تو آپ پہلے کیوں نہیں بنا کر گئے؟ میں اپنی information کے لئے یہ پوچھ رہا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ 1947 سے لے کر اب تک اور نواز شریف کی پانچ حکومتوں نے اگر وہ چیز نہیں بنائی اور ہماری ایک حکومت بھی وہ چیز نہیں بنا سکی تو ہمیں اس کی معافی دیں۔ اب ہمیں ایک نیا دور شروع کرنا چاہئے اور تمام چیزوں کو بھول کر نئی سیاست شروع کرنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ وزیر موصوف سے جواب لے لیں، time ختم ہو رہا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ نے بھی سوال کیا تھا جو civil defence کا معاملہ ہے اور یہ department اب 1122 کو دے دیا گیا ہے وہاں سے تفصیل مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلی بار وہ تفصیل لے کر آئیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا سوال pending فرما دیں، وہ بڑا important ہے۔

جناب سپیکر: بھائی میرے! کوئی سوال ایسا نہیں ہے جو important نہ ہو۔ بہر حال آپ کے سوال کا کون سا نمبر ہے؟

کرنل(ر)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر647ہے۔

جناب سپیکر:کرنل صاحب کا سوال نمبر647جو ہے وہpendingکیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر92بھیpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر:سوال نمبر92بھیpendingکیا جاتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اشٹام فروشی کا لائسنس جاری کرنے والی اتھارٹی و دیگر معاملات

*357:محترمہ طلعت یعقوب:کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کئے جاتے ہیں اگر ہاں تو مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اشٹام فروشی کا لائسنس جاری کرنے کے لئے طریق کار اور شرائط مقرر کی ہوئی ہیں،اگر ہاں تو وہ کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت نے اشٹام فروشی کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے کوئی ضروری اقدام کئے ہیں، اگر ہاں تو کیا؟

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق):

(الف) صوبہ پنجاب میں سٹیمپ ایکٹ 1899 کے تحت جاری کردہ پنجاب سٹیمپ رولز 1934کے25/26رول کے مطابق اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کئے جاتے ہیں ڈسٹرکٹ آفیسر(ریونیو)/ضلع کلکٹر اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کرنے کی مجاز اتھارٹی ہے۔

(ب) اشٹام فروشی کے لائسنس ضلع و تحصیل کی سطح پر مقرر کردہ کوٹہ کی بنیاد پر جاری کئے جاتے ہیں۔ضلع کلکٹر ایسے لائسنس اپنی صوابدید کے مطابق جاری کرنے کا مجاز ہے البتہ

ضلع و تحصیل ہیڈکوارٹر کے لئے مقرر کردہ تعداد سے زائد کسی شخص کو لائسنس جاری کرنا مقصود ہو تو ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) سے تعداد میں اضافہ کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ سٹیمپ رولز کے مطابق لائسنس ان افراد کو جاری کئے جاتے ہیں جو اچھے کردار کے مالک، تعلیم یافتہ اور خوشخط لکھ سکتے ہوں۔

(ج) حکومت پنجاب / بورڈ آف ریونیو نے ہر ضلع کی سطح پر اشٹام فروشوں کا ریکارڈ چیک کرنے کے لئے سٹیمپ انسپکٹرز مقرر کر رکھے ہیں جو کہ ماہانہ پڑتال کے وقت اشٹام فروشوں کے رجسٹر / اسٹاک کا معائنہ کرتے ہیں مزید برآں ضلع کلکٹر بھی وقتاً فوقتاً اشٹام کے رجسٹر / اسٹاک کا معائنہ کرتے ہیں۔

ضلع بہاولپور میں 2003 تا 2007 سرکاری اراضی کی بے گھر / بے زمین لوگوں کو الاٹمنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*205: **ملک جہانزیب وارن:** کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2003 تا 2007، صوبہ کے مختلف اضلاع میں سرکاری اراضی بے گھر اور بے زمین لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(ب) ضلع بہاولپور میں اس عرصہ کے دوران کتنے ایکڑ اراضی کن کن افراد کو الاٹ کی گئی ہے ان کے نام، پتاجات اور ولدیت بیان کریں؟

(ج) کیا اس الاٹمنٹ میں ایک ہی گھر کے تین / چار افراد کو بھی زمینیں الاٹ کی گئی ہیں؟

(د) حلقہ پی پی۔269 بہاولپور میں کتنے ایسے گھرانے ہیں، جن کے ایک سے زائد افراد کو زمین برائے کاشت الاٹ کی گئی ہے، ان کے نام، پتاجات اور ولدیت بیان کریں؟

(ہ) کیا حکومت ایک ہی گھر کے ایک سے زائد افراد کی الاٹمنٹ کینسل کرنے اور باقی بے گھر / بے زمین افراد کو زمین الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) درست ہے

(ب) ضلع بہاولپور میں اس عرصہ کے دوران 12679 ایکڑ 1-کنال اور 3 مرلے زمین الاٹ کی گئی ہے تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل بہاولپور صدر میں 495 ایکڑ 4 کنال 6 مرلے 43 افراد کو تقسیم کی گئی

تحصیل خیرپور ٹامیوالی میں 310 ایکڑ 5 کنال 11 مرلے 36 افراد کو تقسیم کی گئی

تحصیل یزمان میں 3075 ایکڑ 335 افراد میں تقسیم کی گئی

تحصیل احمد پور شرقیہ میں 2022 ایکڑ 5 کنال 6 مرلے 191 افراد میں تقسیم کی گئی

تحصیل حاصل پور میں 5975 ایکڑ 2 کنال 514 افراد میں تقسیم کی گئی۔

تحصیل وار نام، ولدیت اور پتاجات جھنڈی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! ان افراد کو الاٹمنٹ کی گئی ہے جو پالیسی کی شرائط پوری کرتے تھے اور علیٰحدہ علیٰحدہ رہائش پزیر تھے اور ان کے نام ضلعی سپروائزری کمیٹی نے منظور کئے تھے۔

(د) حلقہ پی پی۔269 تحصیل احمد پور شرقیہ موضع نوناری میں ایک ہی باپ کے 5 بیٹوں کو رقبہ تعدادی 476 کنال 13 مرلے وزیر اعلیٰ سکیم کے تحت الاٹ کیا گیا یہ الاٹیان شادی شدہ ہیں اور علیٰحدہ علیٰحدہ گھرانوں کی صورت میں آباد ہیں ان کو پالیسی کے مطابق الاٹمنٹ کی گئی ہے۔

(ہ) پالیسی کے مطابق ایک ہی گھر کے افراد علیٰحدہ علیٰحدہ رہائش پزیر ہوں اور بالغ ہوں تو ان کو بذریعہ قرعہ اندازی الاٹمنٹ ہو سکتی ہے کسی بھی فرد کو پالیسی سے ہٹ کر الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے اگر ایسا ہوتا تو ان کی الاٹمنٹ منسوخ کر دی جاتی اور قانون کے مطابق باقی اشخاص کو الاٹمنٹ کر دی جاتی۔

ہر بنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ و فروخت کا معاملہ

*358: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر بنس پورہ لاہور کے علاقہ میں ہزاروں کنال سرکاری اراضی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ علاقے کے بااثر افراد زمین پر قبضہ کر کے اشٹام کے ذریعے رقبہ فروخت کر رہے ہیں جس کا محکمہ مال کے ریکارڈ میں کوئی اندراج نہ ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری زمین کا قبضہ واگزار کروانے اور بااثر افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور کتنی سرکاری زمین واگزار کروائی گئی ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) موضع ہربنس تحصیل کینٹ کا کل رقبہ 2738 ایکڑ ہے۔ مثل حقیت سال 40-1939 سالم رقبہ غیر مسلم ملکیت تھا۔ قیام پاکستان کے بعد سالم رقبہ بروئے انتقال نمبر 330 تبدیل ملکیت مورخہ 62-01-29 انتقال نمبر 392 مورخہ 59-08-17 بحق سنٹرل گورنمنٹ منتقل ہو گیا۔ خانہ کاشت میں قبل از قیام پاکستان مزارعان لگان چھ گنا کا اندراج بدستور قائم رہا اس میں سے 230 ایکڑ غیر مسلم مالکان کے تحت دخیلکاران زیر دفعہ 5-6 ایکٹ 1887، 16 کا اندراج ہے۔ اس اندراج کے تحت دخیلکاران ہیں۔

(ب) متذکرہ بالا سنٹرل گورنمنٹ کے رقبہ میں سے 1220 ایکڑ رقبہ مختلف الاٹیان کو رورل کلیم کے عوض الاٹ ہوا تھا۔ الاٹیان نے یہ رقبہ مختلف اشخاص کو بیعہ کر دیا جس پر ٹاؤن و کالونی ہائے تعمیر ہو گئیں بعد ازاں تحت حکم عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ آف پاکستان مورخہ 97-06-25 بوجہ اربن سائیٹ الاٹمنٹ خارج ہو کر رقبہ مذکور بحق سنٹرل گورنمنٹ ضبط ہوا۔ اس کے علاوہ رقبہ تعدادی 152 ایکڑ بذریعہ PTO-TD-PTD مختلف اشخاص کو منتقل ہوا جو بدستور قائم ہے۔ علاوہ ازیں بقایا رقبہ پر مزارعان لگان چھ گنا ادا کرنے والوں نے بذریعہ اشٹام رقبہ فروخت کیا جس کا ریونیو ریکارڈ سے کوئی تعلق نہ ہے۔ جن اشخاص نے رقبہ الاٹیان سے خرید کیا تھا انہی لوگوں نے موقع پر خوشنما کوٹھیاں و مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں ان کی رجسٹری ہائے بدستور قائم ہیں مگر انتقالات خارج ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں کے مختلف عدالت ہائے میں کیس زیر سماعت ہیں۔

(ج) صحافی کالونی کے لئے 952 کنال و قبرستان کے لئے تقریباً 9 کنال امریکن سکول کے لئے تقریباً 84 کنال، لیبارٹری برائے اینیمل کے لئے 15 کنال واگزار کروایا جا چکا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عرصہ دراز سے ناجائز قابضین چلے آ رہے ہیں۔ اب غیر قانونی تجاوزات کو سختی سے روکا جا رہا ہے اور ایسے تمام سرکاری رقبے جن پر کوئی سرکاری حکم امتناعی نہ ہیں کو واگزار کروانے کے لئے رواں مہینے میں چار آپریشن کئے جا چکے ہیں جن میں سے صحافی

کالونی کے لئے 952 کنال وقبرستان کے لئے تقریباً 9 کنال، امریکن سکول کے لئے تقریباً 84 کنال، لیبارٹری برائے اینیمل کے لئے 15 کنال واگزار کروایا جا چکا ہے۔ محکمہ مال نے سرکاری رقبہ پر ناجائز قابضین اور قانونی مالکان کی تفریق کرنے کے لئے اس وقت ایک سروے شروع کر دیا ہے سروے مکمل ہونے کے بعد قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

میانوالی پپلاں میں گندم کی پیداوار کم ہونے کی وجہ سے کسانوں کا مالیہ، آبیانہ / قرضہ معاف کرنے کا مسئلہ

*550: جناب محمد فیروز جوئیہ: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2008 میں گندم کی پیداوار فی ایکڑ صوبہ میں اور خاص کر پپلاں میں (جہاں فی ایکڑ پیداوار دس سے پندرہ من ہوئی) بہت کم ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسانوں کو فی ایکڑ پیداوار کم ہونے کی وجہ سے اس فصل پر خرچ کردہ رقم بھی وصول نہیں ہوئی؟

(ج) کیا حکومت صوبہ پنجاب خاص کر پپلاں ضلع میانوالی کے علاقہ کے کسانوں کا مالیہ، آبیانہ معاف کرنے اور کوآپریٹو بنک کے قرضہ جات کی ادائیگی مؤخر کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ سال 2008 میں گندم کی پیداوار فی ایکڑ سابقہ سالوں کی نسبت بہت کم ہوئی۔

(ب) بورڈ آف ریونیو کے پاس اس نوعیت کی معلومات نہیں ہوتیں شاید محکمہ زراعت اس بارے میں کوئی جواب فراہم کر سکے

(ج) معافی کا معاملہ گورنمنٹ آف پنجاب ریلیف ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے

فیصل آباد میں علی زیب بلڈ ٹرانسفیوژن سروسز سنٹ رکوزمین فراہم کرنے کا مسئلہ

*828: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں علی زیب بلڈ ٹرانسفیوژن سروسز سنٹر (پرائیویٹ) میں تھیلسیمیا کے مریض ننھے اور معصوم بچوں کی قیمتی زندگی بچانے کا کام کیا جاتا ہے اور فری آف کاسٹ خدمات سرانجام دے رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر کرائے کی بلڈنگ میں قائم ہے جس کی وجہ سے آئے روز یہ ایک سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا ہے اور مریضوں کو کافی مشکلات درپیش آتی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سنٹر کے لئے سرکاری اراضی الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ علی زیب فاؤنڈیشن فیصل آباد کی درخواست مورخہ 17-6-2005 کے مطابق علی زیب فاؤنڈیشن مریضوں کا بلا معاوضہ علاج کرتا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مطابق درخواست علی زیب فاؤنڈیشن فیصل آباد مذکورہ سنٹر کرائے کی بلڈنگ میں قائم ہے۔

(ج) علی زیب فاؤنڈیشن فیصل آباد نے بورڈ آف ریونیو کو سرکاری جگہ مہیا کرنے کی درخواست دی لیکن علی زیب فاؤنڈیشن کی درخواست پر اس بنا پر رقبہ الاٹ نہ ہو سکا کہ مجوزہ رقبہ سرکار کی بابت مقدمہ زیر سماعت تھا تاہم مزید رقبہ بقایا سرکار کی نشاندہی کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) فیصل آباد کو تحریر کیا ہوا ہے اگر کوئی رقبہ سرکار دستیاب ہوا تو بورڈ آف ریونیو کی پالیسی کے مطابق علی زیب فاؤنڈیشن کو دے دیا جائے گا۔

میانوالی پپلاں میں چنے کی فصل تباہ ہونے کی وجہ سے کسانوں کو مالیہ، آبیانہ قرضہ معاف کرنے کا مسئلہ

*551: جناب محمد فیروز جوئیہ: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پپلاں (ضلع میانوالی) میں چنے کی فصل شدید سردی اور برف باری کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ کے کسانوں کواس فصل پر خرچ کردہ رقم تک نہ مل سکی؟
(ج) کیاحکومت تحصیل پیپلاں کے چنے کے کسانوں کاآبیانہ، مالیہ معاف کرنے اور کوآپریٹو بنک کے قرضہ جات مؤخر کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ چنے کی فصل کو بوجہ شدید سردی کافی نقصان ہوااوراس کا جھاڑ بہت کم رہا ہے۔
(ب) بورڈ آف ریونیو کے پاس اس نوعیت کی معلومات نہیں ہوتیں۔شاید محکمہ زراعت اس بارے میں کوئی جواب فراہم کر سکے۔
(ج) ڈسٹرکٹ ریونیو آفیسر، میانوالی سے کہا جائے گا کہ تحصیل پیپلاں میں فصل کے خرابہ کی رپورٹ بھجوائے۔اس رپورٹ کی روشنی میں آبیانہ اور مالیہ معاف ہو گااور پنجاب کوآپریٹو بنک کو قرضہ جات مؤخر کرنے کے لئے کہا جائے گا۔

بہاولپور میں نور محل کی ملکیت کا معاملہ ودیگر تفصیلات

*958: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولپور میں واقع نور محل کس کی ملکیت ہے، موجودہ مالکان نے اس کو کب اور کتنی رقم کے عوض خریدا تھااوراس وقت یہ کس کی تحویل میں کس قانون کے تحت دیا گیاہے؟
(ب) نور محل کواب تک کن کن مقاصد کے لئے استعمال کیا جاچکا ہے؟
(ج) نور محل کا کل رقبہ کتناہےاور موجودہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی کیاقیمت ہے؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) بہاولپور میں نور محل، نواب آف بہاول پور سر صادق محمد خان کی ملکیت تھاان کی وفات کے بعد اس کے ورثااس محل کے مالک ہوئے محکمہ دفاع حکومت پاکستان نے 12-12-1998 کو حصول اراضی ایکٹ کے تحت مبلغ 119137694/41 روپے میں نور محل بلڈنگ مع اراضی 95 ایکڑ، 2 کنال، 2 مرلے واقع موضع ڈیرہ عزت ورثاء نواب آف بہاولپور سے خرید کی اوراب یہ ملٹری کی تحویل میں ہے۔

(ب) نور محل اب ملٹری کے زیر قبضہ ہے اور بہاول پور گریژن(Mess)بھی اس میں موجود ہے۔

(ج) بمطابق رپورٹ عملہ فیلڈ نور محل کا رقبہ بلڈنگ مع اراضی 95ایکڑ، 2کنال 2مرلے ہے۔ اس کی بازاری قیمت تینتالیس لاکھ روپے(4300000) فی ایکڑ ہے۔

سیلاب زدہ علاقہ علی پور ضلع مظفر گڑھ کو مراعات دینے کا معاملہ

*586: جناب شہزاد رسول خان: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کو ماضی میں سیلاب زدہ علاقہ قرار دیا گیا اگر ہاں تو اس علاقے کے لوگوں کو کیا مراعات دی گئیں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ دریائے سندھ اور پنجند کے وسط میں واقع ہے اگر ہاں تو اس علاقے کے لوگوں سے زرعی ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس اور دیگر ٹیکسوں سے استثنیٰ پر حکومت غور کرنے پر تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس علاقے کی پسماندگی دور کرنے کے لئے اس علاقے کو ٹیکس فری زون قرار دینے اور یہاں صنعتوں کے لئے دیگر ترغیبات دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز: (حاجی محمد اسحاق):

(الف) لینڈ ایڈمنسٹریشن مینوئل کے مطابق کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو 50 فی صد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے دوران سال 2005 ضلع مظفر گڑھ کے 61 مواضعات جس میں تحصیل علی پور کے 33 مواضعات شامل ہیں بمطابق نوٹیفکیشن نمبری CR-III/1367/2005-1488 مورخہ 20-08-2005 بوجہ سیلاب آفت زدہ قرار دیئے گئے۔

(ب) علی پور ہیڈ پنجند سے 10 کلو میٹر دور اور دریائے سندھ سے 35 کلو میٹر جانب مشرق دور ہے اور تحصیل علی پور کا زیادہ رقبہ دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔

آفت زدہ قرار دیئے گئے مواضعات کے لوگوں کو بمطابق نوٹیفکیشن نمبری 1488-2005/1371/CR-III مورخہ 20-08-2005 سرکاری واجبات بابت فصل خریف 2005 کی معافی دی گئی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(I) زرعی ٹیکس (Agricultural income Tax)

(II) آبیانہ (Water Rate)

(III) ترقیاتی محاصل (Development Cess)

(IV) لوکل ریٹ (Local Rate)

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی گئی کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ جات وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

(ج) اس کا تعلق وفاقی حکومت اور محکمہ صنعت پنجاب سے ہے۔

پی پی۔9 راولپنڈی میں حکومت پنجاب کی اراضی سے متعلقہ تفصیل

*1182: **چودھری محمد ایاز**: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔9 راولپنڈی کینٹ میں محکمہ مال کے کون کون سے موضع جات شامل ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان موضع جات میں حکومت پنجاب کی اراضی کتنی ہے اور کس کس جگہ کن کن کے پاس ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی پلاٹوں کی صورت میں پڑی ہے اور کتنی کن کن لوگوں کے زیر قبضہ ہے ان کے نام، پتا جات بیان کریں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ جناب ڈی او ریونیو راولپنڈی سات موضع جات پی پی۔9 راولپنڈی کینٹ میں شامل ہیں۔ موضع جات آدڑہ، تلسہ ہردو، کھوٹہ خورد، دھاماں، ٹوپی، موہری غزن حلقہ پی پی۔9 میں شامل ہیں۔

(ب) بمطابق رپورٹ ڈی او آر موضع ٹینچ کا کل رقبہ 483ایکڑ ہے جو کہ زیادہ تر شامل آبادی ہو چکا ہے اور صوبائی حکومت کا رقبہ نہ ہے۔موضع آدڑہ کا کل رقبہ 131ایکڑ ہے۔زیادہ رقبہ شامل آبادی ہے اور نہ ہی کسی کا قبضہ سرکاری رقبہ پر تصدیق ہوتا ہے۔موضع تلسہ ہر دو کا کل رقبہ 627ایکڑ 6کنال 12مرلے ہے۔زیادہ تر آبادی ہو چکی ہے اور نہ کوئی سرکاری رقبہ بقایا ہے اور نہ ہی کوئی قابض ہے۔موضع کھوٹہ خورد میں صوبائی حکومت کا کوئی رقبہ موقع پر خالی نہ ہے۔موضع ڈیری غزن کا کل رقبہ 688ایکڑ ہے جس میں سالم آبادی اور نہ ہی اس میں کوئی سرکاری رقبہ بقایا ہے اور نہ ہی کوئی قابض ہے۔موضع دھاماں کا کل رقبہ 970 ایکڑ ہے۔جس میں کوئی سرکاری رقبہ نہ ہے اور نہ ہی کسی کے قبضہ میں ہے۔موضع ٹوپی کا کل رقبہ 1229ایکڑ ہے اور سالم آبادی ہے۔سرکاری رقبہ نہ ہے اور نہ ہی کوئی قابض ہے۔

(ج) بمطابق رپورٹ ڈی او آر صوبائی حکومت کا کوئی رقبہ کسی کے قبضہ میں نہیں ہے اور کوئی پلاٹ خالی نہیں ہے۔

فورٹ منرو کو تحصیل ہیڈ کوارٹر بنانے کا معاملہ

*809:جناب محمد محسن خان لغاری:کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فورٹ منرو عرصہ دراز سے صحت افزاءمقام کے طور پر سیاحوں و دیگر لوگوں کے لئے عالمی شہرت کا حامل رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فورٹ منرو کو بطور تحصیل ہیڈ کوارٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر کوئی امر مانع ہے تو اسکی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ فورٹ منرو ایک صحت افزاءمقام ہے۔

(ب) کسی بھی صحت افزاءمقام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اسے تحصیل کا درجہ دیا جائے۔فورٹ منرو کو تحصیل کا درجہ دینے کی کوئی تجویز اس وقت حکومت پنجاب کے پاس زیر غور نہیں ہے مزید یہ کہ ملک میں جاری مردم شماری و خانہ شماری2008 کے مدنظر،وفاقی حکومت

کی ہدایت کے تحت، کسی بھی ضلع و تحصیل کی انتظامی حدود میں تبدیلی 30۔نومبر 2008 تک نہیں کی جا سکتی۔

پی پی۔60 فیصل آباد چراگاہ کے رقبہ کی تفصیلات

*1415: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری فیصل آباد میں چراگاہ کی مد میں کتنا رقبہ موجود ہے اور کہاں کہاں واقع ہے، اسکی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں چراگاہ کے رقبہ پر کون اشخاص ناجائز قابضین ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں چراگاہ کے رقبہ پر ناجائز قابضین کے خلاف اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں چراگاہ کے رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال و کالونیز: (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری فیصل آباد میں کل چراگاہ رقبہ 4514 کنال 2 مرلے ہے۔یہ رقبہ چکوک 390، 389، 443، 437، 417، 440، 414، 394، 231، 230، 229، 175، 174، 170، 168، 166، 438، 385، 462، 461، 50، 472، 470، 469، 468، 471، 466، 464، 448، 446، 445، 444، 442 اور 439 گ ب میں واقع ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔60 سمندری فیصل آباد 2453 کنال 16 مرلے پر 147 افراد ناجائز قابض ہیں۔ناموں کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ناجائز قابضین کے خلاف کالونی ایکٹ کی دفعہ 32/34 کے تحت امثلہ جات تیار کی جا رہی ہیں۔مزید برآں حکومتی سطح پر ناجائز قابضین کے خلاف ٹاسک فورس ہر ضلع میں قائم کر دی گئی ہے جو کہ حسب ضابطہ کارروائی کرنے کی مجاز ہے۔

(د) جواب (ج) ملاحظہ ہو۔

محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن

*874:چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا جارہاہے،اس کے اہداف کیا ہیں، کیا ضلع پاکپتن اس میں شامل ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں اور کب تک ضلع پاکپتن کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا؟

(ب) کیایہ ممکن ہے کہ ہر مالک جائیداد کو اسکی جائیداد کا کمپیوٹرائزڈ کارڈ دے دیا جائے اور اسی کارڈ کے ذریعہ جائیدادوں کا لین دین ہو،اگر نہیں تو کیوں، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال وکالونیز:(حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں! محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا جارہاہے۔محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے درج ذیل اہداف ہیں۔

(1) زمینوں کے ریکارڈ کی حفاظت کو مزید بہتر بنانا۔

(2) زمینوں کے ریکارڈ میں تبادلہ کے عمل کے بیان کردہ اور غیر بیان کردہ اخراجات کو کم کرنا۔

(3) زمینوں کے ریکارڈ کی نقول حاصل کرنے کے عمل کو اور زمینوں کے ریکارڈز میں تبدیلی درج کروانے کے عمل کو آسان اور عام فہم بنانا۔

(4) غیر مراعات یافتہ طبقہ کے زمین کے بارے میں حقوق کی حفاظت کرنا

صوبے کے تمام اضلاع کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ضلع پاکپتن بھی اس منصوبے میں شامل ہے زیر نظر منصوبہ کے تحت صوبے کے تمام اضلاع کے ریکارڈ کو 2011 کے اختتام تک کمپیوٹرائزڈ کئے جانے کا ارادہ ہے۔

(ب) فی الحال یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر مالک جائیداد کو اس کی جائیداد کا کمپیوٹرائزڈ کارڈ دے دیا جائے۔کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کے سسٹم میں ہر مالک اپنی جائیداد کی تفصیل ایک کمپیوٹرائزڈ نقل کی صورت میں حاصل کر سکے گا اور یہ ایک قانونی دستاویز ہو گی۔

پی پی۔39 میں خوشاب میں سیلاب کے متاثرین کو مالی امداد فراہم کرنے کا معاملہ

*901: ملک محمد جاوید اقبال اعوان:کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب کے موضع جات سوڈھی جے والی، کلیال، کھوڑہ اور احمد آباد (سون ویلی) میں مورخہ 02-9-29 کو آنے والے طوفانی بارش کے سیلاب میں لاکھوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا لیکن ارباب اختیار سے گزارشات کے باوجود متاثرین کو آج تک کوئی مالی امداد نہیں ملی؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا دیہات کے لوگوں کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز: (حاجی محمد اسحاق):

(الف، ب) یہ درست ہے کہ اگست، ستمبر 2002 میں وادی سون ضلع خوشاب کے چند مواضعات شدید بارشوں سے متاثر ہوئے جس سے فصلوں اور مکانات کو نقصان پہنچا۔دو بچے بھی فوت ہوئے۔دونوں بچوں کے لواحقین کو۔/65000 روپے فی کس کے حساب سے مالی امداد کی ادائیگی کی گئی۔لینڈ ایڈمنسٹریشن مینوئل کے مطابق کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے اور متاثرین کے مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں:۔

(1) زرعی ٹیکس (Agriculture Income Tax)

(2) آبیانہ (Water Rate)

(3) ترقیاتی محاصل (Development Cess)

(4) لوکل ریٹ (Local Rate)

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ جات کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

سال 2002 میں سون ویلی کے موضع جات سوڈھی جے وال، کلیال، کھوڑا اور احمد آباد میں بارشوں کی وجہ سے فصلوں کا نقصان 50 فیصد سے کم تھا اس لئے انہیں آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا۔

پنجاب میں لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا مسئلہ

*1065:جناب محمد یار ہراج:کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا پراسیس کب تک مکمل ہو جائے گا، ضلع وار priority اور criteria کیا ہے؟

(ب) land record کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے ضلع خانیوال کے لئے خصوصاً کیا اقدامات کئے گئے ہیں جو عملہ تعینات کیا گیا ہے اسکی تفصیل مع عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بیان کی جائے؟

(ج) کیا land record کے process کو شفاف اور fool proof بنانے کے لئے technocrats اور experts سے مشاورت کی گئی ہے نیز جدید تحقیق کی روشنی میں غیر ممالک سے experts بلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا حکومت ایک ایسی کمیٹی ہر ضلع میں تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے جو specialists اور ارکان اسمبلی پر مشتمل ہو اور وہ کمیٹی رپورٹ مرتب کرے اور اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کرے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) پنجاب میں لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا عمل اگلے تین سالوں میں مکمل کئے جانے کا منصوبہ ہے اس عمل کے لئے ضلع وار ترجیح، ہر ضلع میں زمین مالکان کی تعداد، ریکارڈ کی حالت اور انتقالات کی تعداد کے معیار کے مطابق قائم کی گئی ہے۔

(ب) ضلع خانیوال میں اس منصوبہ پر مرحلہ نمبر2 میں یعنی سال2009-10 میں عمل ہو گا۔

(ج) کمپیوٹرائزیشن کے عمل کو شفاف اور محفوظ بنانے کے لئے سافٹ ویئر بنانے کا کام اس شعبہ کے بہترین ماہرین کے بذریعہ ایک مقابلے کے عمل کے بعد کروایا جارہا ہے اس کے علاوہ غیر ملکی ماہرین وقتاً فوقتاً اس عمل کا جائزہ لینے کے لئے آتے رہتے ہیں۔

(د) ضلعی سطح پر اس عمل کی ضرورت نہیں ہو گی، کیونکہ صوبائی سطح پر تیار کی گئی پالیسی پر ہر ضلع میں عمل ہو گا۔

فیصل آباد میں جعل سازی سے الاٹ کی گئی اراضی کا مسئلہ

*1174: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسلم ٹاؤن نمبر 1 سرگودھا روڈ فیصل آباد 30 سال قبل سے رہائشی علاقہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ٹاؤن کا رقبہ فیصل آباد شہر کے مشہور اور قابل اعتماد ڈویلپر نے 1982 میں تین بھائیوں سبحان علی وغیرہ سے خرید کیا تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سبحان علی وغیرہ کو یہ اراضی حکومت نے 1986 میں سلطانی بیعہ کے ذریعہ مزارعان / دخلیکاران ہونے کی وجہ سے بطور ملکیت دیا تھا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے ایک مشہور زمانہ قبضہ گروپ اور قبضہ مافیا گروپ نے سال 2004 میں ایک فرضی جعلی کلیم کے ذریعے یہ اراضی اللہ دتہ نامی شخص کے نام کروائی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مال کے افسران و اہلکاران نے اس جعل سازی کے وقت مذکورہ اراضی کو خالی ظاہر کیا حالانکہ اس اراضی پر سینکڑوں مکانات تعمیر شدہ ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ 52 سال کے بعد اللہ دتہ کے 27 کس مبینہ وارثان کے نام یہ اراضی جعل سازی سے کی گئی؟

(ز) کیا حکومت اس اراضی کی الاٹمنٹ کی تحقیقات ہائی کورٹ / سپریم کورٹ کے جج سے کروانے، اس کے ذمہ داران سرکاری افسران / ملازمین اور قبضہ گروپ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز: (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ریکارڈ مال کے مطابق مسلم ٹاؤن نمبر ایک مربعہ نمبر 13 کیلہ جات 14/214/1، 1/15، 15/2، 11/1، 11/2، 12/1، 12/2، 13/1، 13/2 25 برقبہ 49K-15M واقع چک نمبر 122 ج ب تحصیل فیصل آباد سٹی سال 1982 سے رہائشی فروخت ہونا شروع ہوا۔

(ب) ریکارڈ مال کے مطابق رقبہ زیر بحث سال1980 و سال 1987 میں محمد الدین، سبحان علی، علم الدین پسران غلام نبی کمبوہ نے شوکت بیگم وغیرہ کو فروخت کیا ہے۔

(ج) ریکارڈ مال کے مطابق جمعبندی سال52-1951 تا سال 60-1959 مربعہ نمبر13، کیلہ نمبران 11/2 تا15/2- 25 برقبہ 28K-18M ملکیتی غیر مسلم اور سبحان علی وغیرہ بطور غیر دخیلکار عارضی مستقل الاٹی درج خانہ کاشت ہیں۔ جبکہ مربعہ نمبر13 کیلہ نمبران 11/1 تا 15/1 برقبہ 20K-17M ملکیتی پراونشل گورنمنٹ سال52-1951 تا سال60-1959 ہے اور خانہ کاشت میں سال 52-1951 تیجا سنگھ وغیرہ مال گزاران اور سال56-1955، 60-1959 خانہ کاشت میں تیجا سنگھ وغیرہ مال گزاران صاحب کمشنر بحالیات محمد الدین وغیرہ عارضی مستقل الاٹیان درج ہے۔ جمع بندی سال 68-1967 کی کھیوٹ نمبر123 کے خانہ ملکیت میں بغیر کسی حوالہ انتقال کے محمد الدین، سبحان علی، علم الدین پسران غلام نبی کمبوہ بحصہ برابر درج شدہ ہیں کسی بیع سلطانی کا بھی ذکر نہ ہے۔ان مالکان نے سال1980 و1987 میں شوگت بیگم وغیرہ کو رقبہ فروخت کیا بعد ازاں سال1982 سے شوکت بیگم وغیرہ نے پلاٹ رہائشی کی صورت میں سالم رقبہ فروخت کر دیا۔

(د) انتقال نمبر39614 صحت ریاکرڈ مورخہ 28/03/08 کے تحت رقبہ زیر بحث منجانب خریداران مالکان پلاٹ ہائے بحق حاجراں بی بی بیوہ 1/8 حصہ، کلثوم بی بی دختر 1/2 حصہ، طالع بی بی، حسین بی بی ہمشیر گان اللہ دتہ بحصہ برابر 3/8 حصہ تحت حکم عدالت ڈی او (آر) صاحب مورخہ 31/05/2004 منتقل ہوا۔

(ہ) فیصلہ جناب ڈی او آر مورخہ 31/05/2004 میں رقبہ کی تفصیل اور خالی یا تعمیر شدہ ہونے کی بابت تحریر نہ ہے۔البتہ رقبہ زیر بحث میں سے بیعہ نامہ جات رہائشی تصدیق شدہ ہیں اور موقعہ پر مکانات ہیں۔

(و) حکم جناب ڈی او آر مورخہ 31/05/2004 کے تحت صحت ریکارڈ/تبدیلی ملکیت بحق حاجراں بی بی وغیرہ 5 کس افراد ہوئی ہے۔

(ز) فیصلہ عدالت ڈی او آر فیصل آباد مورخہ 13/05/2004 ہے اس کے خلاف عدالت جناب ای ڈی او آر اپیل زیر سماعت ہے اور ایک انکوائری دفتر جناب ایس ایم بی آر لاہور بھی ہو رہی ہے۔

فیصل آباد کے پٹواریوں کی طرف سے فرد انتقال کی فیس، زائد وصولی کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1214: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے پٹواری فرد انتقال وراثت وغیرہ کی فیس مقرر کردہ فیس سے زائد وصول کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام پٹواری اپنے دفاتر سے غائب رہتے ہیں اور انہوں نے اپنے طور پر پرائیویٹ کلرک رکھ کر تمام سرکاری ریکارڈ ان کے سپرد کیا ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام پٹواریوں نے خالی فرد اور پر فارموں پر دستخط کر کے اپنے ملازموں کے حوالے کئے ہوتے ہیں جو من مرضی فیس وصول کر کے انہیں مکمل کر کے سائلین کو دیتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فرد پر صرف پٹواری کے دستخط ہونا لازمی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا فیصل آباد کے پٹواریوں کے ذاتی ملازم رکھنے، سرکاری ریکارڈ ان کے قبضہ میں دینے اور منہ مانگی فیس وصول کرنے والوں کے خلاف حکومت کسی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز: (حاجی محمد اسحاق):

(الف) پٹواریان قواعد کے مطابق فرد وانتقال وراثت کی فیس وصول کرتے ہیں۔نوٹس میں آنے پر پٹواریوں کی بے قاعدگی پر ان کے خلاف قانون رائج الوقت کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔البتہ پٹواریان کو سختی سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ فرد وانتقال وراثت وغیرہ مقررہ فیس سے زائد وصول نہ کریں۔پٹواریان و عملہ مال کو یہ باور کرایا گیا ہے کہ حکومتی محکمہ جات عوام کی سہولت کے لئے قائم ہیں۔عوام کی رہنمائی اور ان سے قانونی تقاضوں کے مطابق بھرپور تعاون کیا جائے۔

(ب) فیصل آباد ایک زرعی ضلع ہے جو چھ تحصیلوں پر مشتمل ہے اس ضلع کی 33 قانونگوئیاں اور 299 سرکل ہیں جبکہ 24 قانونگوز اور 288 پٹواریان کام کر رہے ہیں جس میں ریونیو فیلڈ سٹاف میں کمی کے علاوہ زرعی زمینوں کے سکنی میں تبدیلی کی وجہ سے ریونیو ورک میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔حکومت کی جانب سے اہم اور فوری نوعیت کے پروگرام کے تحت کھالوں کی تعمیر، ہنگامی صورت حال، صورت سیلاب، گندم کی فراہمی کی مہم یا حالیہ فوڈ سٹیمپ سکیم، اتوار و جمعہ بازار کے انعقاد پٹواریوں کو سونپے جاتے ہیں۔جو کہ علاقائی سطح پر پٹواریوں کے تعاون سے پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں۔اس لئے دفتر سے عدم حاضری بعض اوقات ناگزیر ہوتی ہے نیز پٹواریان کو مختلف عدالتوں میں مع ریکارڈ بھی پیش ہونا پڑتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ پٹواری اکثر اپنے پٹوار خانوں سے غائب رہتے ہیں۔ان کی علاقے میں حاضری یقینی بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً چیکنگ کی جاتی ہے اور یہ بھی غلط ہے کہ انہوں نے پرائیویٹ افراد رکھے ہوئے ہیں اور تمام سرکاری ریکارڈ ان کی تحویل میں ہے۔پٹواری حضرات کو سختی سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ پرائیویٹ اشخاص کو ریکارڈ سپرد نہ کریں کہ اگر ہدایات کی تعمیل میں کوتاہی پائی گئی تو سخت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) بارہا پٹواریوں و عملہ مال کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سرکاری ریکارڈ پرائیویٹ اشخاص کی دسترس میں نہ دیں اور انہیں تنبیہہ کی گئی ہے کہ خلاف ورزی کرنے والے پٹواریان کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔نوٹس میں آنے پر ہدایات کی خلاف ورزی کے مرتکب پٹواریوں کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ فرد پر صرف پٹواری کے دستخط ہونے لازمی ہیں۔البتہ عدالت ہائے ماتحت و عظمیٰ میں فرد پیش کرنے کے لئے ریونیو آفیسر حلقہ اور حلقہ گرداور کے بھی کاؤنٹر سائن کروالئے جاتے ہیں تاکہ کسی ممکنہ جعلی فرد کے جاری ہونے کی روک تھام ہو سکے۔فرد کا اجراء صرف پٹواریوں کے دستخطوں سے ہوتا ہے۔رجسٹری میں بھی یہی طریق کار اپنایا گیا ہے تاکہ جعلسازی و فراڈ کے ممکنہ ارتکاب کی روک تھام ہو سکے۔

(ہ) مفصل جواب اوپر ضمنات (الف) تا (د) آ چکا ہے البتہ دوبارہ اعادہ کیا جاتا ہے کہ ہدایات کی خلاف ورزی کرنے والے کرپٹ پٹواریوں و عملہ سے کسی قسم کی رعایت نہیں کی جاتی اور نوٹس میں آنے پر ان کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

تحصیلدار کا اپنی ہوم تحصیل میں تعیناتی کا معاملہ

*1350: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے پالیسی سرکلر نمبر-1(Coord)S O 13/79 مورخہ 16-3-1980 کے تحت کوئی بھی نائب تحصیل دار اپنی ہوم تحصیل میں تعینات نہیں رہ سکتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے مذکورہ پالیسی کے تحت 18۔اکتوبر 2007 کو ایک بار پھر صرف ڈی سی او جھنگ کو یہ لیٹر لکھا کہ اس پر عمل درآمد کیا جائے؟

(ج) کیا یہ پالیسی صرف ضلع جھنگ کے لئے مخصوص ہے یا پورے صوبے کے لئے ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے اور پالیسی پورے پنجاب کے لئے ہے تو کیا اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے؟

(ہ) اگر اس پالیسی پر ابھی تک عمل نہیں ہوا تو حکومت کب تک اپنی اس پالیسی پر عملدرآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ بتائی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ پالیسی پورے صوبے کے لئے ہے۔

(د) اس سلسلہ میں ایک سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو برائے ضروری ہدایات بھجوائی گئی ہے جس کی منظوری ہونے پر حکومت کی ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

(ہ) ۔ایضا۔

صوبہ پنجاب میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1421: ملک عادل حسین اترا: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال میں پٹواریوں کی اسامیاں خالی ہیں، اگر ہاں تو ضلع وار تفصیل بیان کی جائے اور ان کو پر کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ جنوری1999 میں ضلع میانوالی کے پٹوار سکول سے کچھ افراد نے پٹواریوں کا امتحان پاس کیا تھا، اگر ہاں تو ان میں سے اب تک کتنے افراد کو ملازمت دی گئی اور کتنے افراد اب تک باقی ہیں۔ تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ 1999 سے پٹواریوں کا امتحان پاس کرنے والے بعض افراد اوور ایج ہو گئے ہیں اور ان کو ملازمت نہیں ملی اگر ہاں تو کیا ان افراد کو ان کی عمر میں رعایت دینے کے لئے حکومت تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مال پنجاب میں پٹواریوں کی 1020 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:-

نام ضلع	تعداد اسامیاں	نام ضلع	تعداد اسامیاں
لاہور	05	شیخوپورہ	48
ننکانہ صاحب	07	قصور	33
اوکاڑہ	40	ساہیوال	37
پاکپتن	21	راولپنڈی	04
اٹک	03	چکوال	20
جہلم	25	گوجرانوالہ	31
گجرات	58	سیالکوٹ	34
نارووال	24	منڈی بہاؤالدین	14
حافظ آباد	08	سرگودھا	21
خوشاب	23	بھکر	10
میانوالی	60	فیصل آباد	24
جھنگ	59	ٹوبہ ٹیک سنگھ	16
ملتان	13	وہاڑی	39
خانیوال	25	لودھراں	15
ڈیرہ غازی خان	62	راجن پور	32
مظفر گڑھ	52	لیہ	31
بہاول پور	29	بہاولنگر	42
رحیم یار خان	52		

حکومت پالیسی 2004 کے تحت ہر ضلع میں بھرتی پٹواریاں کے لئے ایک کمیٹی بر مشتمل ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کنوینر، ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) متعلقہ و نمائندہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر آفیسر اور نمائندہ بورڈ آف ریونیو مقرر ہیں جو اہل امیدواران کا بطور پٹواری تعیناتی کے لئے انتخاب کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 1999 میں ضلع میانوالی پٹوار سکول سے کچھ افراد نے امتحان پاس کیا تھا اور ان میں سے اکثر امیدواران بطور پٹواری تعینات ہو چکے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تحصیل	تعداد پاس امیدواران	جن امیدواران کو ملازمت ملی	بقایا
میانوالی	42	36	06
عیسیٰ خیل	20	14	06
پپلاں	20	03	15
میزان	82	53	27

(ج) یہ درست ہے کہ 1999 سے پٹواریوں کے امتحان پاس کرنے والے بعض افراد اوور ایج ہو گئے ہیں۔ 1990 سے قبل فہرست امیدواران پٹواریاں تحصیل وار ہر ضلع میں تیار کی جاتی تھی جس میں اس جز میں پوچھے گئے سوال کے مطابق جملہ معلومات میسر ہوتی تھیں مگر پنجاب ریونیو ڈیپارٹمنٹ (ریونیو ایڈمنسٹریشن پوسٹس) رولز 1990 کے تحت تیاری فہرست امیدواران پٹواریاں ختم کر دی گئی جس کی وجہ سے پٹواریاں پاس امیدواران کی عمر کے متعلق کسی تحصیل میں کوئی معلومات موجود نہ ہوتی ہیں تاہم ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت حکومت پہلے ہی پانچ سال کی رعایت زائد العمری کا اعلان کر چکی ہے جو تاحال نافذ العمل ہے۔

سیالکوٹ میں پٹواریوں کے تبادلوں کی تفصیلات

*1439: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پٹواریوں کے تبادلوں پر پابندی ہے؟

(ب) سیالکوٹ میں پٹواریوں کے تبادلے ہو رہے ہیں یا نہیں، اگر ہو رہے ہیں تو کس کی اجازت سے ہو رہے ہیں؟

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت پنجاب نے بذریعہ مراسلہ نمبر 2003/1-1ایس او مورخہ 10-06-2008 کے تحت تمام محکموں میں تبادلوں پر مکمل پابندی عائد کر رکھی ہے۔البتہ خالی نشست پر تعیناتی ہو سکتی ہے۔ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مراسلہ مذکورہ بالا پر عمل کرتے ہوئے تمام ٹرانسفر/پوسٹنگ بشمول پٹواریان پر پابندی ہے اور تبادلے نہ ہو رہے ہیں۔البتہ حکومت پنجاب کے مراسلہ مورخہ 10-06-2008 کی رو سے خالی نشستوں پر وقتاً فوقتاً اضافی چارج دے دیئے جاتے ہیں یا کسی اہلکار کی معطلی/ چھٹی وغیرہ کی صورت میں بھی مفاد عام میں تعیناتی کی جاتی ہے۔پابندی لگنے کی تاریخ سے آج تک ہونے والی ایڈجسٹمنٹ کے احکامات جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راجن پور کے سیلاب سے متاثرہ علاقہ جات

*1508: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راجن پور کے حالیہ سیلابی علاقوں کو حکومت نے کیا مراعات دی ہیں؟

(ب) کیا حکومت جز (الف) کے جواب میں بیان کردہ سیلابی مراعات پنجند کینال جو کہ نجی وارہ تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کے مقام پر ٹوٹ چکی ہے اور کافی دیہات زیر آب آ چکے ہیں کو مذکورہ سیلابی مراعات دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع راجن پور کے 139 مواضعات جو کہ بری طرح متاثر ہوئے تھے اور فصلوں کو 50 فیصد سے زیادہ نقصان ہوا ان کو آفت زدہ قرار دے دیا گیا ہے اور ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ کلی طور پر معاف کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے:-

i- 14143 فوڈ پیکٹ متاثرین میں امداد کے لئے تقسیم کئے گئے ہر پیکٹ میں 10 کلو آٹا، 2 کلو کھانے کا تیل، ایک کلو دال چنا، ایک کلو دال مونگ، آدھا کلو چائے پتی، ایک کلو چینی، دو کلو چاول 1.5 لیٹر پانی کی بوتل اور ایک موم بتی شامل تھی۔

ii- 20 کلو آٹے کے 28690 تھیلے متاثرین میں تقسیم کئے گئے۔

iii- 10 کلو آٹے کے 17500 تھیلے متاثرین میں تقسیم کئے گئے۔

iv- 4600 خیمہ جات متاثرین کو مہیا کئے گئے۔

v- 500 کھانے کی پکی ہوئی دیگیں متاثرین میں تقسیم کی گئیں۔

vi- 225430 لیٹر پینے کا پانی مہیا کیا گیا۔

vii- 10618 (1.5 لیٹر) پانی کی بوتلیں متاثرین کو مہیا کی گئیں۔

viii- 23070 مریضوں کا پی آر ایس پی نے علاج کیا اور 140151 مریضوں کا میڈیکل کیمپ میں علاج کیا گیا۔

ix- جانوروں کے لئے 200 ٹرک چارہ مہیا کیا گیا۔

x- 18318 مویشیوں اور 14375 بھیڑ بکریوں کو ادویات دی گئیں۔

xi- متاثرہ سڑکوں کا 50 کلو میٹر ایریا مرمت کیا گیا۔

xii- حکومت پنجاب نے -/14000000 روپے ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر راجن پور کو متاثرین کی بحالی کے لئے مہیا کئے۔

xii- 8 لاکھ روپے ہلاک شدگان کے لواحقین کے لئے مہیا کئے گئے مزید ایک لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں۔

xiv- متاثرین کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے 200 واٹر فلٹر مہیا کئے گئے۔

xv- متاثرین کو 2000 کمبل اور 4000 پلاسٹک میٹ بھی مہیا کئے گئے۔

xvi- ساڑھے بارہ ایکڑ زرعی رقبہ کے مالکان جنہوں نے مختلف بنکوں سے زرعی قرضہ جات حاصل کئے ہیں اور جو کہ -/659152451 روپے ہیں ان قرضہ جات کو معاف کرنے کا کیس صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے زیر غور ہے۔

xvii- -/8070000روپے کا خریدا گیا بیج جو کہ سرسوں، توریااور جوار وغیرہ پر مشتمل ہے ساڑھے بارہ ایکڑ تک رقبہ کے مالکان میں مفت تقسیم کیا گیا ہے۔

xviii- جن متاثرین کے مکان جزوی و کلی طور پر تباہ ہوئے ہیں ان کو معاوضہ دینے کے لئے معاملہ زیر غور ہے۔

xiv- متاثرہ سڑکوں کی مکمل بحالی کے لئے-/8000000روپے مہیا کر دیئے گئے ہیں-

(ب) چونکہ ضلعی حکومت رحیم یار خان سے مذکورہ نقصانات کے بارے صوبائی حکومت کو مطلع نہیں کیا گیا تھا لہذا ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر رحیم یار خان سے اس بارے رپورٹ طلب کی گئی-رپورٹ کے مطابق پنجند کینال میں شگاف پڑنے سے متاثرہ دیہات میں 50 فیصد سے کم فصلات کو نقصان ہوا۔

لینڈ ایڈمنسٹریشن مینوئل کے مطابق کسی موضع/ریونیو اسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے-اس سلسلہ میں محکمہ مال وانہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں-آفت زدہ علاقہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں-

1-زرعی انکم ٹیکس

2-آبیانہ

3-ترقیاتی محاصل

4-لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں-لیکن تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان میں نہر ٹوٹنے کی وجہ سے نقصان 50 فیصد سے کم تھا اس لئے یہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی-

راجن پور میں سیلاب کی تباہ کاریاں و دیگر تفصیلات

*1599:جناب وسیم قادر:کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) حالیہ سیلاب کی وجہ سے راجن پور میں جو تباہ کاریاں ہوئیں،انکی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) حکومت نے ضلع راجن پور میں سیلاب کی وجہ سے لوگوں کا مالی نقصان پورا کرنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے،ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سیلاب کے علاقوں کے کسانوں کا آبیانہ معاف کر دیا ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) حالیہ سیلاب کی وجہ سے ضلع راجن پور میں مندرجہ ذیل تباہ کاریاں ہوئیں:۔

1-کل176 موضع جات /گاؤں متاثر ہوئے۔

2- 90000لوگ متاثر ہوئے۔

3-کل523600ایکڑ رقبہ متاثر ہوا۔

4- 199894ایکڑ زیر کاشت رقبہ متاثر ہوا۔

5- 9373 کچے مکانات مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

6- 1661 کچے مکانات جزوی طور پر تباہ ہوئے۔

7- 290 پکے مکانات جزوی اور مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

8-کل9افراد سیلاب کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

(ب) 1- 14143 فوڈ پیکٹ متاثرین میں امداد کے لئے تقسیم کئے گئے۔ ہر پیکٹ میں10 کلو آٹا، 2 کلو کھانے کا تیل، ایک کلو دال چنا، ایک کلو دال مونگ، آدھا کلو چائے پتی، ایک کلو چینی، دو کلو چاول، 1.5 لیٹر پانی کی بوتل اور ایک موم بتی شامل تھی۔

2- 20 کلو آٹے کے 28690 تھیلے متاثرین میں تقسیم کئے گئے۔

3- 10 کلو آٹے کے 17500 تھیلے متاثرین میں تقسیم کئے گئے۔

4- 4600خیمہ جات متاثرین کو مہیا کئے گئے۔

-5 500 کھانے کی پکی ہوئی دیگیں متاثرین میں تقسیم کی گئیں۔

-6 225430لیٹر پینے کا پانی مہیا کیا گیا۔

-7 10618(1.5لیٹر) پانی کی بوتلیں متاثرین کو مہیا کی گئیں۔

-8 23070مریضوں کا پی آر ایس پی نے علاج کیا اور 140151مریضوں کا میڈیکل کیمپ میں علاج کیا گیا۔

-9 جانوروں کے لئے 200ٹرک چارہ مہیا کیا گیا۔

-10 18318مویشیوں اور 14375بھیڑ بکریوں کو ادویات دی گئیں۔

-11 متاثرہ سڑکوں کا 50کلو میٹر ایریا مرمت کیا گیا۔

-12 حکومت پنجاب نے 14000000روپے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر راجن پور کو متاثرین کی بحالی کے لئے مہیا کئے۔

-13 8لاکھ روپے ہلاک شدگان کے لواحقین کے لئے مہیا کئے گئے۔مزید ایک لاکھ روپے دیئے جارہے ہیں۔

-14 متاثرین کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے 200واٹر فلٹر مہیا کئے گئے۔

-15 متاثرین کو 2000کمبل اور 4000پلاسٹک میٹ بھی مہیا کئے گئے۔

-16 ساڑھے بارہ ایکڑ زرعی رقبے کے مالکان جنہوں نے مختلف بنکوں سے زرعی قرضہ جات حاصل کئے ہیں اور جو کہ 659152451روپے ہیں ان قرضہ جات کو معاف کرنے کا کیس صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے زیر غور ہے۔

-17 8070000روپے کا خریدا گیا بیج جو کہ سرسوں، توریا اور جوار وغیرہ پر مشتمل ہے ساڑھے بارہ ایکڑ تک رقبہ کے مالکان میں مفت تقسیم کیا گیا ہے۔

-18 جن متاثرین کے مکان جزوی و کلی طور پر تباہ ہوئے ہیں ان کو معاوضہ دینے کے لئے معاملہ زیر غور ہے۔

-19 متاثرہ سڑکوں کی مکمل بحالی کے لئے 8000000روپے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) ضلع راجن پور کے 139 مواضعات جو کہ بری طرح متاثر ہوئے تھے ان کو آفت زدہ قرار دے دیا گیا ہے اور ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ کلی طور پر معاف کر دیا گیا ہے۔

نمبر دار کے تقرر کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1611: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں نمبر دار کے تقرر کا کیا طریقہ ہے؟

(ب) نمبر دار کی کیا ذمہ داریاں اور فرائض ہوتے ہیں؟

(ج) اپنے فرائض کی انجام دہی کے عوض نمبر دار کو کتنا اعزازیہ / ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کے تحت وضع شدہ قواعد لینڈ ریونیو 1968 کے مطابق نمبر دار کا تقرر کلکٹر ضلع کرتا ہے۔

(ب) فرائض نمبر دار قواعد لینڈ ریونیو 1968 میں تفصیلاً درج ہیں۔

(ج) نمبر دار کی معرفت جو واجبات سرکار وصول کئے جاتے ہیں اس کے صلہ میں اس کو درج ذیل فیس ادا کی جاتی ہے۔

(i) معاملہ اراضی کی وصولی پر پانچ فیصد (پنجوترہ)

(ii) آبیانہ کی وصول کردہ رقم کا چھ فیصد

(iii) رقم پٹہ عارضی کاشت اور لگان نقدی پر وصول کردہ وصولی کا تین فیصد

(iv) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے لئے کوئی زمیندار اگر ٹیکس کی رقم نمبر دار کے ذریعہ جمع کروائے تو وہ نمبر دار کو 5 فیصد ادا کرے گا۔

مزید برآں کالونی چکوک میں نمبر داران کو دستیاب سرکاری اراضی ساڑھے بارہ ایکڑ پٹہ پر برائے کاشت دی ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

چک نمبر 24 شرف شاہ ضلع بہاولپور میں رقبہ کی تفصیلات

99: میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک نمبر 24 شرف شاہ تحصیل خیرپور ضلع بہاولپور میں 1990 سے پہلے کتنا رقبہ بقایا سرکار تھا، 1990 کے بعد کتنا رقبہ الاٹ ہوا اور کس کس سکیم کے تحت الاٹ ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 24 شرف شاہ ممنوعہ زون میں آتا ہے، جبکہ اس کا سرکاری رقبہ بھی الاٹ کر دیا گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) سال 1990 سے قبل چک نمبر 24 شرف شاہ، تحصیل خیرپور ٹامیوالی میں خلصتاً رقبہ بقایا سرکار 8078 کنال 4 مرلے محکمہ ریلوے 635 کنال 9 مرلے، محکمہ انہار 1126 کنال 15 مرلے، محکمہ واپڈا 200 کنال، ٹیوب ویل سکیم 1240 کنال 7 مرلے، مختلف کھتونی ہائے میں 302 کنال مرلے جبکہ کل رقبہ سرکار 11583 کنال 7 مرلے تھا۔

سال 1990 کے بعد رقبہ سرکار کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

محکمہ ریلوے 670 کنال 3 مرلے

محکمہ انہار 6396 کنال 3 مرلے، محکمہ واپڈا 200 کنال تحصیل کمپلیکس 316 کنال 15 مرلے، مقبوضہ باشندگان 770 کنال 9 مرلے، قبرستان 353 کنال 18 مرلے مختلف کھتونی ہائے 189 کنال 3 مرلے، ضبط شدہ ٹیوب ویل سکیم 3740 کنال 8 مرلے و مقبوضہ رقبہ سرکار 3438 کنال 19 مرلے۔

کل رقبہ 11664 کنال 3 مرلے میں سے رقبہ 804 کنال 3 مرلے انتقالات و پٹہ ملکیت منظور ہو چکے ہیں اس کے علاوہ رقبہ سرکار 10860 کنال ایک مرلے کسی بھی شخص کو کسی سکیم کے تحت الاٹ نہ ہوا ہے۔

(ب) درست ہے۔ چک نمبر 24 شرف شاہ ممنوعہ زون میں آتا ہے۔ رقبہ سرکار 10860 کنال ایک مرلہ کسی بھی شخص کو کسی سکیم کے تحت الاٹ نہ ہوا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آج اپنے شیر دل وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے چنیوٹ کا دیرینہ مطالبہ جو 34 سال سے چل رہا تھا کہ چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا جائے آج پورا کر دیا ہے۔ انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا اور میاں محمد نواز شریف نے بھی میرے والد مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ حالیہ انتخابات میں میاں محمد شہباز شریف نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا اور اب اس کا notification بھی ہو گیا ہے۔ آج انہوں نے چنیوٹ میں جا کر ایک بہت بڑے جلسہ میں چنیوٹ کو ضلع بنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ ہم جو وعدہ کرتے ہیں وہ نبھانے کے لئے کرتے ہیں میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنا وعدہ جو کیا تھا اس کو نبھا دیا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ میری طرف سے ان کو بہت بہت شکریہ پہنچا دیں۔

جناب سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس کو لیا جاتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بہت دیر سے گزارش کرنا چاہ رہا ہوں، اب تو وقفہ سوالات بھی ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا میں کھڑا ہو کر آپ کی بات سنوں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: کھڑے ہو جائیں۔

جناب سپیکر: ان کا ظرف سنیے گا، یہ فرما رہے ہیں کہ کھڑے ہو جائیں۔ لو جی میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کو نہیں کہہ رہا تھا۔۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آج ایک ایم پی اے کو ایک problem ہوئی تو سارا ایوان کھڑا ہو گیا اور مجھے اس بات کی بہت خوشی ہوئی۔ میں دوسرے موضوع کی طرف آنا

چاہ رہا ہوں کہ اس وقت پنجاب کی ساری دیہاتی عوام کھاد کے لئے ترس رہی ہے اور آپ خود بھی کاشتکار ہیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ کو باقاعدہ وقت ملے گا اس بارے میں آپ چودھری صاحب سے گفتگو کر لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس کے لئے بھی ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: مکمل کمیٹی بنی ہوئی ہے، آپ ان سے بات کر لیں انہیں پتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں اس بارے میں بہت زیادہ بحث ہو گی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں جو چودھری ظہیر الدین خان، محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد اور جناب محمد محسن خان لغاری کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری ظہیر الدین!

الفلاح اور تماثیل تھیٹر زلاہور میں بم دھماکے اور اس پر حکومتی اقدامات کی تفصیل

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں 9۔جنوری 2009 کو رات 8 بج کر 25 منٹ پر الفلاح تھیٹر میں دھماکہ ہوا، چند منٹوں بعد دوسرا، پھر تیسرا دھماکہ ہوا اور بعد ازاں فیروزپور روڈ لاہور پر تماثیل تھیٹر میں دو دھماکے ہوئے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟ شکریہ

وزیر انسانی حقوق، اقلیتی امور و سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ 09 جنوری کو رات ساڑھے آٹھ بجے الفلاح تھیٹر کے باہر دھماکے ہوئے۔ یہ دھماکے 'کریکر' کے ساتھ کئے گئے۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ دہشت گردی کی فضا قائم کی جائے، لوگوں میں خوف وہراس پھیلایا جائے گو کہ اس سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن اس کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں کچھ لوگوں کو interrogate بھی کیا گیا ہے اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ کڑی پہلے بھی جو گڑھی شاہو میں

دھماکے ہوئے ہیں ان سے جڑتی ہے اور اس ضمن میں پرسوں بھی کچھ لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور اس پر پریس کانفرنس کی گئی ہے اور یہ جو الفلاح کے باہر بم دھماکے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت جلد یہ بھی بے نقاب کئے جائیں گے اور ان کے ملزمان کو قانون کے کٹہرے پر لا کر کھڑا کیا جائے گا۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!گو کہ یہ preliminary investigationمیں crackersثابت ہو گئے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر crackersکے ملزمان ابھی تک نہیں پکڑے گئے تو اگر یہ ملزمان real bombsکے ہوتے تو پھر بھی اسی طرح ہی محفوظ ہوتے۔اب حکومت پنجاب نے کروڑوں روپے خرچ کر کے camerasلگائے ہوئے ہیں،کیا ان جگہوں پر camerasلگائے گئے تھے،اگر ان جگہ پر کیمرے لگے ہوئے تھے تو ان کی کیا outputآئی ہے ؟اگر نہیں لگائے گئے تھے تو کیا وہ ان جگہوں کو غیر ضروری سمجھتے ہیں؟ان کا میں جواب چاہتا ہوں۔

وزیر انسانی حقوق،اقلیتی امور و سماجی بہبود(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!وہاں پر کیمرے نصب نہیں کئے گئے تھے لیکن اب حکومت پنجاب ان تجاویز پر جو ہمارے بھائیوں کی طرف سے آئی ہیں اس پر فوری عملدرآمد کر رہی ہے اور ان تمام تھیٹرز کو بالخصوص جہاں پر ثقافتی پروگرام دکھائے جاتے ہیں جن کو ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ہم اس چیز کو ensureکر رہے ہیں کہ ان تمام جگہوں پر کیمرے نصب کئے جائیں تاکہ آئندہ کسی بھی ناخوشگوار واقعہ سے نمٹا جا سکے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر !میں آخری ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں جو کہ تھوڑا سا suggestiveبھی ہے کہ اگر یہاں پر کیمرے نہیں لگائے گئے تھے تو میرا خیال ہے کہ یہ اہم جگہیں تھیں اور جہاں جہاں لگائے گئے ہیں وہاں کے بھی ملزم پکڑنے میں کوئی outputابھی تک نہیں آئی۔ان کی تصدیق کر لی جائے کہ کیا وہاں پر کیمرہ جات ٹھیک ہیں،اگر کیمرہ جات ٹھیک نہیں ہیں تو ان کو ٹھیک کروایا جائے،اگر وہ ٹھیک ہیں تو ان جگہوں کی بجائے جو important جگہیں ہیں وہاں پر لگایا جائے۔میری اتنی سی گزارش تھی جو میں آپ کی وساطت سے کرنا چاہتا تھا۔بہت، بہت شکریہ

وزیر انسانی حقوق ،اقلیتی امور وسماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):جی، ہم بھی ان suggestionsپر غور کریں گے اور دیکھیں گے کہ کہاں کیمروں کی properجگہ ہے،اگر وہاں پر نصب نہیں کئے گئے تو وہاں پر نصب کروائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر:جی،next محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ !تشریف فرماہیں؟

شیخ زید ہسپتال لاہور کے ایڈمنسٹریٹر کا قتل اوراس پر حکومتی اقدامات کی تفصیل

محترمہ شمسہ گوہر:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ مورخہ 16۔جنوری2009کو شیخ زید ہسپتال لاہور کے ایڈمنسٹریٹر، ڈاکٹر عبدالصبور ملک کو سرعام گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا؟

(ب) target killingکی ایسی وارداتوں کی روک تھام کے لئے حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ واردات کے بارے میں مکمل صورتحال سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر انسانی حقوق،اقلیتی امور وسماجی بہبود(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ 16۔جنوری کو ڈاکٹر صبور جو شیخ زید ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر تھے ان کی گاڑی کے سامنے آکر کسی نے ان کوshootکیا، موقع پر جو گواہ موجود تھے انہوں نے بتایا کہ سامنے سے کوئی آیا تھا اس لئے اس کے فنگر پرنٹس گاڑی پر موجود نہیں ہیں ہم نے اس کے لئے ٹیمیں تشکیل دیں اور تقریباً80کے قریب لوگوں کو ان کے جو قریبی دوست تھے ان کوinterrogateکیا گیاہے اوراس میں ایک عنصر یہ بھی پایا جاتاہے کہ ان کے کچھ family disputesبھی تھے جن کے کچھ casesبھی عدالتوں میں چل رہے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم بہت جلد معاملہ کی تہہ تک پہنچیں گے اور جو رپورٹ ہم تک پہنچی ہے اس کی روشنی میں مثبت نتائج برآمد ہوں گے اور بہت جلد جوmainملزم ہیں وہ قانون کے کٹہرے میں ہوں گے۔ شکریہ

محترمہ شمسہ گوہر:جناب سپیکر!میں اس میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ Is that target killing or not?

وزیر انسانی حقوق ،اقلیتی امور وسماجی بہبود(جناب کامران مائیکل):دیکھیں جی !یہ target killingتھی کیونکہ کسی کو ٹارگٹ کر کے اس کی گاڑی کو بالکل فوکس کیا گیااورانہیں یہ پتا تھا کہ یہاں

سے ڈاکٹر صاحب گزر رہے ہیں تو یہ target killing تھی لیکن کسی نے اس کو identify نہیں کیا اس لئے تھوڑی سی اس میں confusion ہے، جیسے ہی interrogation مکمل ہو گی تو تمام صورتحال سامنے آجائے گی۔

محترمہ شمسہ گوہر:جناب سپیکر !اگر ایسی ہی شخصیات کی target killing ہوتی رہی تو پھر اعلیٰ شخصیات کے لئے باہر نکلنا بہت مشکل ہو جائے گا اس کے لئے حکومت پنجاب کیا اقدامات کر رہی ہے ؟ یہ میرا سوال ہے کہ اس سلسلے میں جتنی بھی target killing ہو رہی ہیں اس کے لئے کیا اقدامات ہو رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق،اقلیتی امور و سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):حکومت پنجاب بالکل اس چیز کو فوکس کئے ہوئے ہے۔جہاں تک آپ بڑی شخصیات کی بات کر رہی ہیں ان کو تو بالکل ہم security provide کرتے ہیں اور یہ ensure کرتے ہیں کہ ان کی جتنی حفاظت ہو سکے کی جائے ، پنجاب گورنمنٹ اس میں کوئی کمی نہ رکھے لیکن اگر ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں تو اس کے لئے ہم بالکل اس چیز کو ensure کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایسا کام کیا ہے ان کے ساتھ ہم آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے اور کسی قسم کی رعایت نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر:اب Call Attention Notice ختم ہوئے۔اب ہم Privilege Motions لے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، مجھے سمجھ ہے جو بات آپ کرنا چاہتے ہیں۔میں بات کو سمجھ لیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!آپ نے کوارٹروں سے related کمیٹی بنائی تھی۔اس حوالے سے میں نے بات کرنی تھی کہ پیپلز ہاؤس کے جو کوارٹر ہیں ان کا معاملہ کمیٹی کے سپرد تھا اور اس وقت پیپلز ہاؤس میں جو کوارٹر ہیں وہ اتنے خطرناک ہو چکے ہیں کہ وہاں پر سیڑھیاں گر رہی ہیں، ان کے در و دیوار ہل رہے ہیں، یہ تو آپ کی supervision میں سارا کچھ ہو رہا تھا۔

جناب سپیکر!آپ بڑی مہربانی کرتے ہیں۔ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں میں آپ کی personally بہت مشکور ہوں آپ ہر جگہ پہنچتے ہیں خوشی میں، غم میں تو kindly میں

چاہوں گی کہ میرے ساتھ چل کر پیپلز ہاؤس کے کوارٹر دیکھیں۔یہاں پر لوگوں کی زندگیوں کا سوال ہے۔آپ خود visit کریں اور دیکھیں کہ کیا condition ہے؟

جناب سپیکر:اس پر کمیٹی موجود ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!یہ مسئلہ بہت سنگین ہو چکا ہے مگر کمیٹی کی طرف سے اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے، یہ معاملہ stop ہے۔اس کے لئے آپ کی طرف سے مجھے ruling چاہئے کہ وہاں چلنے کے لئے کوئی ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر:یہ بات ختم ہو گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!آج revenue سے related سوالات کا دن تھا،آپ کو یاد ہو گا کہ سابقہ جو revenue کا دن تھا اس دن میاں نصیر صاحب کے سوال نمبر 7 اور 8 میں انہوں نے یہ point raise کیا تھا کہ D.H.A کے پاس جو زمین ہے اس کی انہوں نے کسی قسم کی بھی رقم پنجاب گورنمنٹ کو ادا نہیں کی۔اس وقت تمام ممبران بھی ساتھ تھے اور اس سلسلے میں آصف موہل صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب حتی کہ اپوزیشن کے تمام ارکان کے علاوہ حکومتی ارکان بھی اس حق میں تھے کہ کمیٹی بنا کر معاملہ اس کے سپرد کیا جائے کیونکہ یہ کھربوں روپے کا معاملہ تھا۔آپ نے یہ کہا تھا کہ اس معاملے کو ہم C.M.I.T کے سپرد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔آپ مناسب ٹائم پر بات کرتیں تو پھر ٹھیک تھا۔اب تو وقت گزر چکا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!اس وقت آپ نے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا تھا۔

جناب سپیکر:کیوں نہیں دیا تھا؟میں نے خود آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیا تھا۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!آپ نے C.M.I.T کے سپرد کرنے کا کہا تھا اور ابھی تک وہاں سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔

جناب سپیکر:جی، جہاں تک بات پہنچی ہے،اس کی رپورٹ کے متعلق ہم نے بتا دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب نے اس کی کمیٹی بھی نہیں بننے دی تھی جبکہ وزیر صاحب بھی چاہتے تھے کہ کمیٹی بن جائے۔

جناب سپیکر: جی،آج رانا صاحب نہیں تھے اس لئے وہ مکمل نہیں بتا سکے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ حکم فرمائیں اور یہ کمیٹی کے سپرد کریں اس کے اوپر بات ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں دیکھوں گا، پہلے اس کی رپورٹ تو آنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج اس کا دن تھا، سب سے پہلے اس پر بات ہونی چاہئے۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کا وقت ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اتنے عرصے بعد حکومت کا کوئی بزنس آیا ہے اس میں بھی گورنمنٹ اپنے بندے نہیں پورے کر سکتی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

یہ باہر کھڑے حضرات اندر تشریف لے آئیں، ابھی گنتی ہو رہی ہے۔ ممبر صاحبان تشریف رکھیں، گنتی کرنے دیں۔ جی! کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عبدالوحید: پوائنٹ آف آرڈر۔ ساڈے ول وی تک لو۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کا وقت ہے، دیکھ لیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بڑی خوشی کی بات ہے کہ اپوزیشن حکومت پر مثبت تنقید کرے اور ہم ان کی جو بھی تعمیری تنقید ہو اسے welcome کریں اور اس وقت تک یہ ہاؤس مکمل نہیں ہو سکتا جب تک اپوزیشن اپنا کردار ادا نہ کرے لیکن انتہائی دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جب پنجاب کے عوام کی فلاح و بہتری کے لئے کوئی بات کرنے کا موقع آتا ہے، یہ انتہائی شرم کی بات ہے کہ محسن لغاری جیسا آدمی کورم کو پوائنٹ آؤٹ کرتا ہے اور اس ہاؤس میں جو پنجاب کے غریب عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے یہاں پر اجلاس بلایا جاتا ہے اور پنجاب کے عوام کی بہتری کے لئے یہاں پر بات کرنے کا موقع ملتا ہے تو اس وقت مجھے انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ محسن لغاری اپنا وہ کردار ادا کرتے ہیں جس سے اس ہاؤس کا ٹائم ضائع ہوتا ہے اور یہ ان کو زیب نہیں دیتا۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے آئندہ یہ احتیاط کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، ماشااللہ وہ بڑے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں خود ہی جواب دیتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ جو قواعد و ضوابط کے مطابق ان کو اختیار ہے جس کو انہیں استعمال کرنا پڑتا ہے ان چیزوں کا آپ کو خود خیال کرنا چاہئے، اگر انہوں نے نشاندہی کی ہے تو انہوں نے غلط نہیں کیا۔ جی، یہ تحریک استحقاق ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا کسی تحریک پر ہیں؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر کو چھوڑیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! آج صبح جب اجلاس کا آغاز ہوا تو آپ نے بذات خود نئے منتخب ہونے والے پارلیمانی سیکرٹریوں کو مبارکباد دی۔ میں آپ کی توجہ اپنی بہن ساجدہ میر کی طرف دلانا چاہتا ہوں جن کو appoint کیا گیا اور سینئر وزیر کے کہنے پر ان سے زبردستی استعفیٰ لیا گیا۔۔

جناب سپیکر: جی! یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے اس کو آپ چھوڑیں۔ میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا thank you آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،آپ بھی تشریف رکھیں۔چودھری عبدالوحید صاحب!آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

چودھری عبدالوحید:جناب سپیکر!ہم تقریباً گوئی آٹھ نو ماہ سے ہاتھ جوڑ کے درخواست کر رہے ہیں کہ ہم مظلوموں کی بھی کوئی بات سنی جائے کہ ہم نے آپ سے بھی request کی اور بار بار سب سے request کی لیکن ہمیں آج تک آپ نے ہاسٹل دیا اور نہ ہی ہمیں رہنے کے لئے کوئی جگہ دی۔ہم جب بھی لاہور آتے ہیں ہمیں رہائش کا مسئلہ ہوتا ہے آپ نے بھی کئی دفعہ وعدہ کیا یا تو ہمارے لئے وزیر مذہبی امور کو کہیں کہ وہ داتا دربار پر ٹینٹ لگالیں تاکہ ہمیں وہاں رہنے کے لئے جگہ دی جائے۔میری سب سے پہلے دس نمبر درخواست تھی لیکن جب ہم ایم پی اے بن کے آئے آج تک ہمیں کوئی کمرہ الاٹ نہیں کیا گیا۔آپ ہماری طرف بھی دیکھیں۔آپ ہمارے custodian ہیں۔آپ نے ہمارے لئے سب کچھ کرنا ہے لہذا آپ ہمارے لئے ہاسٹل میں رہائش کے لئے allow کریں۔

جناب سپیکر:آپ میری بات سنیں۔میں آپ کے لئے بھی allow کروں گا لیکن کیا یہ کمرے ہیں کہ ربڑ ہیں جو بڑھتے ہیں،جتنے کمرے ہیں اور جن کی بھی الاٹمنٹ ہوئی ہے، بھائی!اگر ان میں سے کوئی صاحب چھوڑتے ہیں تو میں کیوں نہ آپ کی خدمت کروں گا؟

چودھری عبدالوحید:جناب سپیکر!میری درخواست نمبر دس ہے اور میں نے پچاس دفعہ درخواست دی ہے اور آج تک کمرہ الاٹ نہیں کیا گیا۔آپ مجھ سے کتنے نمبر لگوائیں گے ؟

جناب سپیکر:آپ نے نمبر غلط لگوالیا ہے۔میں چیک کرتا ہوں۔

چودھری عبدالوحید:جناب سپیکر!یہ زیادتی والی بات ہے۔

جناب سپیکر:دیکھیں یہ ٹائم تو اس کے لئے نہیں جو آپ نے بات کی ہے۔

میاں محمد رفیق:پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

چودھری محمد اسد اللہ:جناب سپیکر!میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت پیش کریں۔ جی، چودھری ظہیر صاحب! آپ کی تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا لیکن آج لاء منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں لہذا اسے کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر کوئی وزیر بیمار ہو یا ایوان میں موجود نہ ہو تو آپ اس بنیاد پر کوئی مسئلہ ایوان میں pending کریں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ کا پارلیمانی سیکرٹری ہو گا یا کوئی دوسرا منسٹر اسے deal کرے گا۔ آپ نے صبح سے تین بار کہا کہ چونکہ لاء منسٹر نہیں ہیں اس لئے اسے pending کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: پہلی بات اس لئے ہوئی تھی کہ سپورٹس ان کے پاس ہے اور رپورٹ بھی انھوں نے پیش کرنی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور و سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم جواب دینے کے لئے یہاں کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں معزز رکن کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب موجود ہیں اور وہ جواب دینے کے لئے کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کسی طریقے سے ہاؤس پر مہربانی کریں۔ آپ میری بات سمجھ گئے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں سمجھے تو پھر میں آپ کو سمجھاؤں گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ منسٹر کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے اور وہ جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب! جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور و سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! تحریک استحقاق کا نمبر پکار دیں۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 37 کا جواب آنا ہے۔

حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی رپورٹ
برائے سال2006کاایوان میں پیش نہ کیاجانا
(۔۔۔جاری)

وزیرانسانی حقوق واقلیتی امور وسماجی بہبود(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!محکمہ کے مطابق رپورٹ بابتPrinciple of Policyمرتب کرلی گئی ہے جو طباعت کے مرحلے میں ہے اور جلد ہی ایوان میں پیش کردی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!اگر وزیر موصوفidentifyکردیں تو بہتر ہوگا کیونکہ پہلے جب اکتوبر میں یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی اس وقت بھی اس کا جواب نہیں دیا گیا تھا۔اس وقت بھی بعد میں جواب دینے کا کہا گیا تھااور اب بھی بعد میں جواب دینے کا کہا جارہاہے۔میں اس سلسلے میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک توPrivilege Committeeہی نہیں .بنی اس لئے ہم جو بھیexerciseکر رہے ہیں اس کا فائدہ نہیں اور یہ ساری چیزیں لٹک جاتی ہیں۔لہذا استدعاہے کہPrivilege Committeeبنانے کی مہربانی کریں۔

جناب سپیکر:جونہیPrivilege Committeeبنتی ہے ہم اس کے سپرد کردیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:لیکن اس کے لئے بھی کوئیtime fixکردیں چونکہ بغیر time fixکئے تو ساری باتیں لٹکی رہ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر:وہ ٹائم ہوتاہے۔

وزیرانسانی حقوق واقلیتی امور اور سماجی بہبود(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں معزز رکن کو بتاناچاہتاہوں کہ مختلف محکموں کی طرف سے تمام جوابات اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر طباعت کے مراحل پورے ہوتے ہیں اور یہ ایک محکمے کا کام نہیں ہے بلکہ ہم نے سب سے آرالینی ہوتی ہیں اس کے بعد ہم اسے ایوان کی میز پر رکھنے کے مجاز ہوں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:آپ ایک ماہ، دو ماہ، چھ ماہ یا آٹھ ماہ رکھ لیںit's your choice لیکنidentifyکردینا بہتر ہوتاہے۔open handچھوڑ دینے سے کبھی بھی بات مکمل نہیں ہوتی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور سماجی بہبود(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!ہم ان کی اس آرزو کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ جیسے انھوں نےsuggestکیا ہے دو ماہ میں رپورٹ پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر37اب disposed ofکی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر38 محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی طرف سے ہے، یہ پیش ہو چکی تھی اس کا جواب آنا تھا۔

ایس ایچ او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور سماجی بہبود(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!ڈی پی او صاحب نے تحریک استحقاق نمبر38 سےrelatedرپورٹ بھیجی ہے۔معزز رکن اسمبلی نے پولیس آفیسر کے رویہ کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی تھی جس پر مذکورہ پولیس آفیسر نے معذرت کی ہے اور کہا ہے کہ اگر میرے کسی قول وفعل سے معزز رکن نےfeelکیا ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔لہذا اب معزز رکن دیکھ لیں اگر یہ ان کی معذرت قبول کرتی ہیں تو ٹھیک ہے otherwiseاسے proceedکریں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر!اگر وہ مجھ سے معذرت کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاقdispose ofکی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر42ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!قبل اس کے کہ میں اپنی تحریک استحقاق پیش کروں میں ایوان کی توجہ اس شرپسندی کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو آج اپوزیشن نے کی ہے۔میرے خیال میں انھوں نے مگر مچھ کے آنسو بہانے والا کام کیا ہے۔اب جب صحیح کارروائی ہو رہی ہے تو وہ سب چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں اور اپنی تحریک استحقاق پر بات کریں۔

لاہور ٹریفک وارڈن کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: بہر حال مجھے ان کے کردار پر بہت افسوس ہے۔اب میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 20۔اکتوبر 2008 تقریباً دو بجے دوپہر میں سول سیکرٹریٹ لاہور سے اپنے حلقہ کے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر واقع کیولری گراؤنڈ جارہا تھا کہ لبرٹی چوک میں مجھے اچانک ٹریفک وارڈن نے روکا اور لائسنس طلب کیا اور مجھے کہا کہ آپ گاڑی چلاتے ہوئے فون نہیں سن سکتے ۔ میں نے ان کو بڑی تمیز سے بتایا کہ کوئی ایمرجنسی تھی جس وجہ سے میں نے یہ فون کیا اور میں نے انھیں بطور ایم پی اے اپنا تعارف کرایا جس پر ان کے چہرے پر بڑا غصہ آگیا اور انھوں نے بڑی بدتمیزی سے کہا کہ کوئی ایم پی اے ہو یا وزیر میں ہر صورت چالان کروں گا۔انھوں نے میرا نام پوچھا،جب میں نے انھیں بتایا کہ میرا نام ڈاکٹر اشرف چوہان ہے تو اس نے مجھے سلیوٹ پیش کیا اور کہا کہ میں ڈاکٹروں کا چالان نہیں کرتا اور ہمیں حکم ہے کہ کسی ڈاکٹر کا چالان نہ کیا جائے تو میں اس مسئلے پر ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ عوامی نمائندوں کے بارے میں پولیس کے mind میں ایک pre-set attitude ہے۔میں اس سے کافی پریشان ہوا کہ میں تو ایم بی بی ایس اور ایف آر سی ایس کرنے کے بعد عزت بڑھانے کے لئے ایم پی اے بنا۔میں نے اپنی عزت کم کرنے کے لئے تو یہ الیکشن نہیں لڑا۔لوگوں کے ساتھ پولیس کا رویہ شرمناک ہے۔جب وہ discriminate کرتے ہیں تو کیا یہ قانون ان کا اپنا لکھا ہوا ہے کہ وہ کسی شخص کو معاف کر سکتے ہیں اور کسی کا چالان کر سکتے ہیں؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے تمام ممبران قابل احترام ہیں اور ان کا استحقاق سب سے پہلے ہے۔میں اسی سلسلے میں اپنے فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے وارڈن کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے فوری طور پر اسے معطل کیا ہے اور اسے close line کر دیا گیا ہے اور اب اس کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: بہت بہت۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر45 ملک احمد کریم قصور لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! لنگڑیال صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک استحقاق pending کر دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔انہوں نے مجھے نہیں کہا کہ اسے pending کر دیا جائے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے ہے ۔ میرے خیال میں اب تو یہ تحریک پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کدھر ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر57 چودھری صاحب اور باقی معزز ممبران کی طرف سے ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اجازت ہو تو میں یہ تحریک استحقاق پیش کروں؟

جناب سپیکر: جناب! میری طرف سے اجازت ہے اور میں تو آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ
برائے سال 07۔2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Public Service Commission Ordinance,1978 کے تحت محترم گورنر صاحب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنے کے پابند ہیں Section 9 میں provided ہے کہ:

> "9-(1) The Commission shall, not later than 15th day of February in each year, prepare report as to the work done by it during the be careful in future year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The report shall be accompanied by a statement setting out, so far as known to the Commission:-

(a) The cases, if any, in which the advice of the Commission was not accepted and the reasons therefore; and

(b) The matters, if any, on which the Commission ought to have been consulted but was not consulted and reasons therefore.

(3) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.''

مذکورہ بالا قانون کی واضح provision کے باوجود متذکرہ رپورٹ برائے سال 2006 اور 2007 ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔ متذکرہ رپورٹ کی اہمیت کا اس امر سے یہ August House بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذکورہ Ordinance کے Section 7 میں provided ہے کہ:

''7 The functions of the Commission shall be_

(a) to conduct tests and examination for recruitment to_

(i) such Provincial services and posts connected with the affairs of the Province, as may be prescribed; and

(ii) such posts in or under a Corporation or other body or organization set up by

Government under any law, as may be prescribed;

(b) to advise the Government on such matters as may be prescribed, relating to the terms and conditions of service of persons who are members of a Provincial service or hold posts in connection with the affairs of the Province; and

(c) such other functions as may be prescribed.''

اپنی اس تحریک کی support میں، میں آپ کی توجہ Rules of Procedure of the provincial Assembly of the Punjab 1997 کے rule 70(a) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں provided ہے کہ

''70(a). The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law.''

اندریں حالات مذکورہ رپورٹ اسمبلی میں پیش نہ کر کے نا صرف مجھے بلکہ اس معزز ایوان کو اس کے آئینی اور قانونی حق سے محروم رکھا گیا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی اس تحریک استحقاق کی بابت جواب موصول نہیں ہوا۔آپ ہمیں صرف تین چار روز کا وقت دیں تاکہ ہم اس کا جواب حاصل کر سکیں۔ جیسے ہی ہمیں اس کا جواب ملتا ہے ہم اسے ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس تحریک کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کیا Monday کو اس کی رپورٹ ملے گی یا جواب آئے گا؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور سماجی بہبود(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں یہ چاہوں گا کہ جہاں پر اس ایوان میں وزراء کے بارے میں comments pass کئے جاتے ہیں وہاں mover بھی ذرا توجہ دیا کریں اور سنا کریں کہ کیا جواب آیا ہے تاکہ انھیں دوبارہ جواب پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر! مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی کہ انھوں نے جواب کیا دیا ہے،میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا Monday کو رپورٹ ملے گی یا اس تحریک کا جواب آئے گا؟

جناب سپیکر:میں نے اس پر آرڈر کر دیا ہے،یہ تحریک pending ہو چکی ہے۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کیا Monday کو رپورٹ آجائے گی؟میں اس بات کو clear کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:ہراج صاحب!Monday کو جواب آئے گا۔وہ جواب مانگ رہے ہیں اور Monday تک اس کا جواب آجائے گا پھر وہ آپ کو صحیح صورتحال کے بارے میں بتا سکیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:کیا Monday کو رپورٹ آجائے گی؟

جناب سپیکر: Monday کو جواب آئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:یا اللہ خیر۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!بالکل خیر ہے۔اب سے تھوڑی دیر پہلے عبداللہ یوسف صاحب نے ایک مسئلہ point out کیا تھا۔وہ ہماری پارٹی کا اندرونی مسئلہ ہے۔ساجدہ میر صاحبہ نے جو استعفیٰ دیا ہے اس حوالے سے انھوں نے بات کی ہے۔

جناب سپیکر:وہ بات ختم ہو گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میری عرض تو سن لیں۔اس کو clear کرنا بہت ضروری ہے۔یہ اسی طرح کرتے ہیں،پھر ان کو ہماری طرف سے شیم شیم کہا جاتا ہے اور اس طرح ہاؤس کا ماحول خراب ہوتا ہے تو میری آپ کی وساطت سے ان سے گزارش ہے کہ آئندہ وہ احتیاط کیا کریں تاکہ ہماری طرف سے انھیں بار بار شیم کا سامنا نہ کرنا پڑے۔شکریہ

جناب سپیکر: یہ اچھی بات ہے۔ دونوں طرف سے ہی اچھی اچھی باتیں ہونی چاہیئں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ایسی حرکتیں نہ کریں۔ اگر یہ ایسی حرکتیں کریں گے تو ہم point out کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: اب محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 58 کو take up کرتے ہیں۔ جی، محترمہ!

پرنسپل نرسنگ سکول سرگنگارام ہسپتال لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے ایک انتہائی اہمیت کے حامل اور مفاد عامہ کے مسئلہ پر پرنسپل نرسنگ سکول سرگنگارام ہسپتال، لاہور سے مورخہ 18۔دسمبر 2008 کو اسمبلی آفس سے بات کرنا چاہی تو معلوم ہوا کہ محترمہ رحمت الہیٰ درانی صاحبہ رخصت پر ہیں، میں نے پھر مذکورہ ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر اعجاز احمد سے بات کی تو انھوں نے فرمایا کہ یہ مسئلہ خالصتاً پرنسپل صاحبہ کا ہے۔ لہذا آپ انہی سے بات کریں اور میں بھی آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔ آج مورخہ 19 دسمبر کو صبح بوقت 10:40 پر میں نے مذکورہ پرنسپل صاحبہ کو ان کے آفس نمبر 042-9200893 پر اپنے موبائل نمبر 0300-4405297 سے عوامی اور مفاد عامہ کے مسئلہ پر بات کرنا چاہی اور محترمہ کو میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنا نام بتایا تو موصوفہ نے انتہائی سخت اور بدتمیزی کے لہجہ میں کہا کہ آپ جھوٹ بول رہی ہیں میں آپ کو ایم پی اے نہیں مانتی اور بدکلامی کرنے لگی۔ جب میں نے کہا کہ محترمہ آپ عوامی نمائندہ سے اس رویہ سے بات نہیں کر سکتی تو موصوفہ نے جواباً کہا کہ جائیں آپ میری شکایت کر لیں بلکہ آپ نے شکایت کیا کرنی ہے میں خود آپ کی شکایت اسمبلی میں کروں گی اور مزید کہا کہ آپ نے کل بھی فون کیا تھا میں رخصت پر تھی ورنہ کل ہی میں آپ کو ٹھیک ٹھیک سناتی اس کے بعد میں نے اپنا فون بند کر دیا۔

جناب سپیکر! محترمہ پرنسپل صاحبہ کے رویے کے بارے میں مجھے قبل ازیں بھی بتایا گیا تھا جو کہ درست ثابت ہوا۔ایک سرکاری ملازم کو قطعاً یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایک عوامی نمائندہ کی اس طرح تضحیک کرے تو یہ عام لوگوں کے ساتھ کیا رویہ روا رکھتی ہوں گی؟ پرنسپل نرسنگ سکول سرگنگارام ہسپتال، لاہور کے اس ہتک آمیز رویہ ،انتہائی بدتمیزی سے پیش آنے سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔معزز رکن نے اپنی تحریک میں ٹیلیفون نمبرز بھی دیئے ہیں اور وقت کا بھی ذکر کیا ہے۔اس سلسلے میں تحقیق کے بعد پرنسپل نرسنگ سکول سرگنگارام ہسپتال، لاہور کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں انھوں نے بتایا ہے کہ 19۔دسمبر کو تو محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا کوئی ٹیلیفون آیا ہے اور نہ ہی میں نے attend کیا ہے۔اس کے ساتھ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنی دوست عزت مآب محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) ایم پی اے صاحبہ کو یقین دلاتی ہیں کہ ان کا کوئی بھی عوامی مفاد کے متعلق حکم کسی بھی وساطت سے جب بھی کبھی موصول ہوگا تو اس کی فوری تعمیل کی جائے گی اور کسی قسم کی کوتاہی یا تساہل نہیں برتا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی شکایت کا موقع دیا جائے گا۔تاہم اگر غیر دانستگی یا غلط فہمی میں دفتر کی کسی کوتاہی سے محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) ایم پی اے صاحبہ کی دل آزاری ہوئی ہے تو زیر دستخطی کو اس کا بہت افسوس ہے اور اس کے لئے دلی طور پر معذرت خواہ ہیں۔

انھوں نے معذرت کی ہے لیکن معزز محرک نے اپنی تحریک میں جو بات کہی ہے وہ بڑا وزن رکھتی ہے۔اگر یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔اگلی تحریک جناب احمد خان بلوچ صاحب کی ہے۔ یہ پہلے پڑھی تو نہیں گئی؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میں اپنی تحریک استحقاق withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ withdrawn and disposed of

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب احمد خان بلوچ صاحب نے اپنی تحریک استحقاق کو withdraw کر لیا ہے۔ ایک پل بغیر اجازت کے اپنی مدد آپ کے تحت بنایا گیا تھا۔ میں نے انہیں اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ پل لوگوں کی ضرورت ہے لیکن جس طرح سے لوگوں نے یہ پل اپنی مدد آپ کے تحت بنایا تھا تو وہ رکاوٹ بن رہا تھا۔ چونکہ وہاں پر لوگوں کی بہت زیادہ آمدورفت ہے تو میں نے ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ محکمانہ منظوری کے بعد اس پل کو بنا دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ یہ اچھی بات ہے۔ رائے فاروق صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ میری طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق کو چار روز تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ لہذا اس تحریک استحقاق کو 4۔فروری تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چودھری طارق محمود باجوہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

ایس پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد، ایس ایچ او چک جھمرہ اور ساہیانوالہ کا معززرکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

چودھری طارق محمود باجوہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 6۔جنوری2009 سہ پہر 4 بجے کے قریب میرے گھر واقع باجوہ ہاؤس سانگلہ ہل سٹی میں اصغر یوسف زئی S.P لائلپور ٹاؤن فیصل آباد ہمراہ پولیس کی تین گاڑیاں اور تین پرائیویٹ گاڑیوں میں حافظ عمران S.H.O جھمرہ، میاں رفیق S.H.O ساہیانوالہ تقریباً پچیس، تیس مسلح آتشیں اسلحہ داخل ہوئے۔ میرے اہل خانہ اور بچوں سے بدتمیزی کی، انہیں کمرے میں زدوکوب کرتے ہوئے بند کر دیا، الماریاں توڑ دیں، ملازمین کو تشدد کا نشانہ بنا کر الٹا لٹا دیا۔ میں نے مقامی S.H.O سٹی سانگلہ ہل اکرام گجر کو فوری طور پر فون کیا لیکن اس نے بھی کوئی جواب نہ دیا اور میں تقریباً 35، 40 منٹوں کے بعد گھر پہنچا تو SP اصغر یوسف زئی نے میرے ساتھ انتہائی بدتمیزی کی اور کہا کہ آپ جیسے کئی ایم پی اے دیکھے ہیں۔ سڑک بلاک کر دی گئی اور ہزاروں لوگوں کے سامنے میری تذلیل کی گئی۔ میاں محمد نواز شریف کی پارٹی خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ممبران صوبائی اسمبلی کی تذلیل ہوئی ہے۔ سخت قانونی کارروائی کی جائے اور آئندہ بھی مجھے قانونی تحفظ دیا جائے۔ لہذا میری

اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب والا! ہمیں اس سلسلے میں دو یا تین دن کی مہلت دے دیں۔ دو تین دن میں ہم اس کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! معزز رکن نے جو کچھ بتایا ہے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور جو کچھ ہوا ہے یہ سارا thrash out ہونا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب والا! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں، بے شک اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں میں ان کی بات سن رہا ہوں۔

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب والا! سردار ذوالفقار خان کھوسہ نے کہا ہے کہ ہم اس کا action لیتے ہیں۔ وہ جو بھی action لیتے ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: جو بھی action لیں؟

چودھری طارق محمود باجوہ: جو بھی action لیں ہم ان کے ساتھ ہیں، اپنی پارٹی کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب! آپ اس میں کیا کرنا چاہتے ہیں، جواب دینا ہے، کیا کرنا ہے؟

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! فاضل رکن کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے مجھے اس کا اتنا ہی احساس ہے جتنا آپ کو ہے اور سارے House کو ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے۔ وزیر قانون بھی اس معاملے میں involved تھے، پہلے بھی ہم نے اکٹھے اس سارے معاملے کو سنا ہے۔ ان کی تسلی کے مطابق اس کا تصفیہ کریں گے اور جس کے خلاف action لینا ہو گا لیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے پھر بتائیں کہ اس کو dispose of کیا جائے۔ مجھے بتائیں کہ میں اس کا کیا کروں؟

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کریں یا پھر ایس ایس پی کو معطل کریں۔

جناب سپیکر: اب یہ assuranceانہوں نے دلوائی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں اس کا کچھ دن انتظار کرنا چاہئے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب والا! ایسا کریں کہ ڈاکٹر صاحب کا معاملہ جس کمیٹی کے سپرد کیا ہے یہ بھی اس کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! فاضل رکن اگر اصرار کر رہے ہیں کہ یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

ڈی ایس پی پھالیہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

چودھری محمد اسد اللہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد سے تعلق رکھنے والے تین لڑکوں کو قادر آباد پولیس نے 19۔دسمبر2008 کو پکڑا۔اس سلسلہ میں علاقہ کے معززین نے ملاقات کر کے اصل صورتحال معلوم کرنے کو کہا چونکہ میں نے بذریعہ فون D.S.P پھالیہ جناب سلطان میراں سے 21۔دسمبر2008 کو تعارف کرواتے ہوئے ان سے دریافت کرنے کی کوشش کی کہ مذکورہ لڑکوں کو کس جرم میں پکڑا ہے؟D.S.Pمذکور نے بجائے میرے سوال کا جواب دینے کے سخت لہجے میں کہنے لگے کہ نہ تو میں تمہارا ملازم ہوں اور نہ ہی پکڑنے کا جرم بتانے کا پابند ہوں، تم صرف ایکM.P.A ہو، تمہارے پاس کیا اختیار ہے؟ کیا تم میرےD.I.G لگے ہوئے ہو جو میں تمہیں بتاؤں اور مزید سخت لہجے میں کہا کہ میں تمہیں بتاؤں گا نہیں جو کرنا ہے کر لو۔ میرے فون کرنے کے ایک دو روز بعد ان لڑکوں پر ڈکیتی کرنے کے ارادے کا پرچہ دے دیا گیا۔ میں نےD.S.Pمذکور سے صرف یہ دریافت کرنے کے لئے فون کیا تھا کہ آخر ان کو کس جرم میں گرفتار کیا ہے؟ پاکستان کا کوئی بھی شہری پولیس سے کسی بھی آدمی کی گرفتاری کے بارے میں پوچھنے کا حق رکھتا ہے جبکہ ایک عوامی نمائندہ ہونے کے ناتے عوام کے مسئلے حل کرنا میرا فرض ہے۔D.S.Pمذکور کا میرے ساتھ نازیبا الفاظ کا استعمال غیر مہذب گفتگو اور سخت لہجے میں انکار سے بطور رکن اسمبلی نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا

میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب والا! یہ بڑا اہم معاملہ ہے کیونکہ پولیس کا جو رویہ ہمارے سامنے آرہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر کیوں نہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جی، اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چودھری شفیق احمد گجر صاحب کی تحریک ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پچھلے اجلاس میں 28۔نومبر کو میری ایک تحریک استحقاق تھی۔ آپ نے کہا تھا کہ یہ تحریک maintainable نہیں ہے، وزیر کے خلاف تحریک استحقاق پیش نہیں ہو سکتی۔ رولنگ کی ایک کتاب ہے Punjab Assembly decisions 1947 to 1999 میں اس کو جا کر دیکھنے بیٹھ گیا کہ شاید مجھے کوئی ایسی رولنگ مل جائے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی وہ پڑھا دیں۔ ہم بیٹھ کر پڑھ لیں گے، اگر بنتا ہو گا تو اسے دیکھ لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کو ابھی پڑھ کر بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ ادھر بیٹھ کر مجھے پڑھائیں نا۔ اب تحاریک استحقاقات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی، میں آپ سے ضرور مشورہ لوں گا۔ آپ کے مشورے کے مطابق آگے بڑھیں گے۔ (قطع کلامیاں)

یہ تحریک التوائے کار روبینہ شاہین وٹو صاحبہ کی ہے۔

ضلعی ترقیاتی فنڈز کا محکمہ کے عملے اور ٹھیکیداروں کے ہاتھوں خورد بُرد

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ہر ضلع میں ترقیاتی کاموں کے لئے ہر معزز رکن اسمبلی کی صوابدید پر آٹھ ملین روپے ترقیاتی فنڈز مختص کئے ہیں، جو ڈسٹرکٹ، تحصیل، ٹاؤن کی سطح پر ترقیاتی کاموں پر خرچ کرنا ہوتے ہیں لیکن ان فنڈز کو ڈسٹرکٹ حکومت، ماتحت عملہ، متعلقہ ٹھیکیدار سے ملی بھگت کر کے، ٹھیکیدار ناقص مٹیریل استعمال کر کے فنڈز کو بے دریغ خرچ کر کے، زبانی جمع خرچ کر کے کرپشن کر رہے ہیں اور عوام کے مسائل جوں کے توں ہیں، وہ حل نہیں ہو رہے۔ ان ترقیاتی کاموں پر فنڈز خرچ کرنے کے لئے موثر انقلابی اقدامات کئے جائیں تاکہ جو کرپشن کا روایتی فرسودہ نظام ہے اسے ختم کیا جائے اور عوام کا پیسا عوام کی فلاح و بہبود پر امانت سمجھ کر خرچ کیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور و سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ صوبائی سطح پر development schemes کی monitoring کا نظام موجود ہے اور تمام سرکاری محکمہ جات اپنے اپنے ضلع میں ترقیاتی سکیموں کے معیار اور monitoring کے ذمہ دار ہیں اور صوبائی سطح پر ایک monitoring cell محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیاتی کام قائم کیا گیا ہے جو چیدہ چیدہ ترقیاتی سکیموں کی monitoring کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم بھی monitoring کے اس عمل میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں چیف سیکرٹری بذات خود بھی تمام سیکرٹری صاحبان کی مدد سے مقامی سطح پر تمام اضلاع میں ترقیاتی سکیموں کا جائزہ خود لے رہے ہیں اور اس کے علاوہ مقامی سطح پر بھی monitoring کا نظام موجود ہے جو ڈویژنل کمشنر میں Director Finance and Development ترقیاتی کاموں کے معیار اور رفتار کا جائزہ لیتے رہتے ہیں اور اس کے علاوہ ضلعی سطح پر monitoring کمیٹیاں بھی موجود ہیں جو کہ district level کی ترقیاتی سکیموں کی monitoring کی ذمہ دار ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تمام تر انتظامات اس لئے کئے گئے ہیں تاکہ کرپشن کا خاتمہ کیا جا سکے اور جیسا کہ معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے، تمام معزز ممبران قومی اور صوبائی اسمبلی بذات خود بھی اپنے اپنے علاقوں میں ان سکیموں کو monitor کرتے ہیں اور اس کے علاوہ مقامی سطح پر مقامی لوگ اپنی اپنی سکیموں کی development کے بارے میں شکایات متعلقہ کمیٹیوں کو پہنچاتے ہیں تاکہ کرپشن کو روکا جا سکے۔ شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! روبینہ شاہین وٹو صاحبہ نے یہاں پر جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے منسٹر صاحب نے اس کا جواب دیا ہے لیکن اس میں، میں تھوڑا add کرنا چاہوں گا اور میرا خیال ہے کہ پورا ہاؤس اس سے متفق ہو گا، سردار ذوالفقار کھوسہ بھی یہاں پر موجود ہیں، تحصیلوں اور ڈسٹرکٹس میں ہمارے ایم پی ایز کے فنڈز واقعی بہت misuse ہوتے ہیں اور معیاری کام نہیں ہو رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹس میں جو کچھ ہوا ہے وہ ابھی پورے پنجاب کے لوگوں کے سامنے آیا ہے تو محترمہ کی تحریک کا جواب منسٹر صاحب نے دیا ہے لیکن اس میں، میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم آئندہ سے یہ کوشش کرتے ہیں اور اس پر ایک detail briefing لے کر اگر یہ فنڈز ہم C&W میں لے کر جائیں تو اس سے بہتر results آ سکتے ہیں۔ محترمہ نے جو تحریک التواہاؤس میں پیش کی ہے میرا خیال ہے کہ اس پر باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور ہمارے ایم پی ایز کی grant proper طریقے سے خرچ ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نجف عباس سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب اور فنانس منسٹر صاحب سے میرا ایک سوال ہے جیسے انہوں نے فنڈز کی بات کی ہے، ہر ڈسٹرکٹ میں Steering Committees بنی ہوئی ہیں اور developments کے کاموں کے حوالے سے چیف منسٹر صاحب نے مہربانی فرما کر ایک ایک ایم پی اے کو 20/20, 22/22 کروڑ روپے تک عنایت فرمائے ہیں۔ ان دو صاحبان سے میرا یہ سوال ہے کہ پی پی۔83 میرا حلقہ ہے اس میں، میں steering Committee کا ممبر ہوں کیا اس میں ایک روپیہ بھی مجھے دیا گیا ہے، کیا میرا حلقہ امرتسر میں ہے؟ میں ہوں، میرے ساتھ میرے دوست قمر حیات کاٹھیا، ملک اقبال لنگڑیال، کرنل عباس اور کئی لوگ ہیں جنہیں حق بولنے کی سزا دی جا رہی ہے تو یہ فنڈز کسی کے باپ دادا کی کوئی ذاتی جاگیر تو نہیں ہے۔ اگر میرا حلقہ امرتسر یا پٹیالہ میں آتا ہے تو پھر تو بات ٹھیک ہے۔ اگر میرا حلقہ پنجاب میں ہے تو قابل شرم بات ہے، میں 3 لاکھ افراد کا نمائندہ ہوں پھر مجھے بھی فنڈز دیئے جائیں۔ مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ بات آپ باہر جا کر کریں۔ میرے سامنے ایسی بات نہ کریں، یہ مناسب نہیں ہے۔

(اذان عشاء)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اگر آپ کی chair سے ایک رولنگ آ جائے کہ ہمارے اسمبلی کے ممبران برابر ہیں۔اگر کسی کو کوئی خصوصی گرانٹ یا کوئی چیز دینی ہے تو وزیر اعلیٰ ضرور دیں اور اگر حکومت پنجاب کے فنڈز ایک علاقے یا حلقے کے لئے ہیں تو وہ اس علاقے کے ایم پی اے کے لئے ہوں۔ ہمیں فوڈ سٹیمپ سکیم اور فنڈز میں ایسے رکھا گیا ہے کہ جیسے الیکشن کمیشن نے ہارے ہوئے لوگوں کا نوٹیفکیشن کیا ہے۔اس سلسلے میں آپ سے انصاف کی توقع رکھتے ہوئے یہ رولنگ چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے سارے ممبران برابر ہیں اور ان میں کوئی تفریق نہیں ہے چاہے وہ ممبران آپ کے دائیں طرف بیٹھے ہیں یا بائیں طرف بیٹھے ہیں، اگر کسی کو رات کے اندھیرے میں مل کر یا خوشامد کر کے فنڈز لینے ہیں تو ہمیں وہ فنڈز نہیں چاہئیں۔اگر ہمارا ان فنڈز پر حق ہے تو ہمیں ملنے چاہئیں، اگر حق نہیں ہے تو نہیں ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: ابھی آگے آپ کا time آ رہا ہے۔آپ pre budget پر بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ اس سلسلے میں رولنگ دے دیں کہ اسمبلی کے ممبران میں فرق ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: کیا فنڈز میرے پاس ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں یہ چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آگے دن آئیں گے تو آپ اس بحث میں حصہ لیں اور وہاں پر بتائیں۔میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی بھی حلقہ ignore نہیں ہونا چاہئے، کسی کی ذات کو فنڈز نہیں ملتے بلکہ حلقے کی ڈویلپمنٹ کے لئے ملتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس وقت اخبار میں اشتہار دیتے ہیں تو آپ کے وزراء اور ایم پی ایز اپنے نام لکھواتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ میرے نہیں ہیں؟ آپ بھی میرے ہیں اور وزراء بھی میرے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے میں ان کی اس بات کا جواب دیتا ہوں اور میں اس ایوان میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر صوبائی حلقے میں 80 لاکھ روپے کی گرانٹ بھی دی جائے گی اور 5 ہزار فوڈ سپورٹ پروگرام بھی دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ روبینہ وٹو صاحبہ!

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے، میں اس سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ میں راجہ ریاض صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں اور اپنے ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جنھوں نے میری بات کو support کیا لیکن میں نے جس معاملے پر آپ کی توجہ دلائی ہے وہ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں 08-2007,09-2008 میں صرف 60 ملین روپے فنڈز ملے ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ آپ ماضی میں دیکھیں کہ سڑکیں بار بار بنتی رہی ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں اور میرے حلقے کی سڑکوں کی حالت دیکھیں کہ وہ سڑکیں چلنے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ناقص مٹیریل لگتا ہے، ٹھیکیدار کرپشن کرتے اور پیسا کھا جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے سے نہیں روک سکتے اس لئے کہ میں ایک حلقے کی نمائندہ ہوں اور اپنے عوام کے لئے بولنا میرا حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ آپ حلقے کی نمائندہ ضرور ہیں اور میرے لئے قابل احترام بھی ضرور ہیں لیکن میں نے وقت کو بھی دیکھنا ہے۔ آپ یہ بھی کہہ رہی ہیں کہ میں حلقے کی نمائندہ ہوں تو کیا دوسرے ایم پی ایز اپنے اپنے حلقے کے نمائندے نہیں ہیں؟ شاباش، آپ بیٹھیں۔ آپ کی بات ہو گئی ہے اور سب نے سن لی ہے۔

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: میں یہ چاہتی ہوں کہ اس پر بحث ہو۔

جناب سپیکر: یقیناً اس پر بحث ہو گی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! کیا مخصوص نشستوں پر آنے والی خواتین کو بھی فنڈز دیئے جائیں گے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کافی غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ہر خاتون ممبر کے لئے 80 لاکھ روپے کی گرانٹ بھی دی جائے گی اور فوڈ سپورٹ پروگرام 5 ہزار تو نہیں لیکن دیئے گئے ہیں اور جن کو نہیں ملے ان کو بھی دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اور ان کی کوئی request بھی نہیں آئی اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

مینٹل ہسپتال لاہور میں سینئر ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے مریض عدم توجہی کا شکار

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ جو دماغی امراض کے لئے صوبہ کا سب سے بڑا اور برطانوی دور کا بہترین ہسپتال ہوتا تھا اور جس کا زیادہ تر رقبہ شادمان کالونی بنا کر فروخت کیا جا چکا ہے آج انتہائی دگرگوں حالات کا شکار ہے جس کی ہلکی سی جھلک اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔ دماغی امراض میں مبتلا لوگ جو ہمارے معاشرے کا اٹوٹ حصہ ہیں ان پر توجہ دینا بھی ہر معزز رکن کا فرض اولین ہے۔ 1400 بستروں پر مشتمل اس ہسپتال میں 20 مردانہ اور 13 زنانہ ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہیں اس کے علاوہ 8 سینئر میڈیکل آفیسرز، 2 ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسرز، 2 ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹس، کلینیکل سائیکالوجسٹ، سائیکیٹرجسٹ نیوریو سائیکالوجسٹ، ریڈیالوجسٹ، پیتھالوجسٹ، فزیشن وغیرہ کی اسامیاں بھی خالی پڑی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دماغی امراض میں مبتلا ان لوگوں کو ہم اپنا حصہ ماننے کو تیار نہ ہیں جو صریحاً بددیانتی اور اللہ کے سامنے دنیا اور آخرت میں ہم سب کے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا۔ یہ امر بھی اس معزز ایوان کے لئے حیرت کا باعث ہوگا کہ مرکزی حکومت نے Lunacy Act, 1912 کی جگہ Mental Health Ordinance, 2001 نافذ کیا جس کے تحت لازم قرار پایا کہ ہر میڈیکل انسٹیٹیوٹ میں دماغی امراض کا جدید علاج کیا جائے گا لیکن آج تک اس پر کوئی عمل نہ ہو سکا ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (W.H.O) کی ایک detail study کے مطابق depression کی وجہ سے سال 2020 تک اموات کا تناسب اتنا بڑھ جائے گا کہ یہ Heart Failure کے بعد دوسرے نمبر پر ہوگی۔ افسوسناک صورتحال ہے کہ 75 فیصد depression کے مریض 65 فیصد Schizophrenia اور 70 فیصد Epileptic کے مریض انتہائی مہنگا علاج اور ادویات نہ ہونے کے باعث بے بسی سے کسی مسیحا کا انتظار کر رہے ہیں۔

اب وقت آ گیا ہے کہ Punjab Institute of Mental Health کے معاملات کو درست کرنے کے لئے فوری طور پر اس ایوان کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس کے کم از کم ماہانہ دو اجلاس at the spot ہوں۔ اس کے علاوہ پورے صوبے میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تحصیل کی حد تک psychiatrist مقرر کئے جائیں جو حلقہ کے ایم پی اے کو ماہانہ کارکردگی کی رپورٹ دیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک خاتون ڈاکٹر نصرت حبیب نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ انھوں نے میرا شکریہ ادا کیا اور ایک افسوسناک بات مجھے بتائی کہ مینٹل ہسپتال کا دروازہ بھی بند کیا جا رہا ہے۔ اس تحریک پر فوری طور پر اس ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے کہ اب کیا حالات ہو گئے ہیں کہ مینٹل ہسپتال کے دروازے کو بھی بند کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ میری درخواست ہے کہ اس تحریک کو تین دن کے لئے pending کر دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے خیال میں اس تحریک کو کل تک pending کریں۔ آپ وہاں جا کر ان کی حالت تو دیکھیں۔ اب تو ان کو ایک سو بیس سالہ پرانے دروازے کو بھی بند کیا جا رہا ہے۔ پہلے سارا مینٹل ہسپتال پلاٹ بنا کر بیچ دیا گیا ہے۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! 5۔فروری کو چھٹی ہے اس لئے میرے خیال میں اس کو 6۔فروری تک pending کر لیا جائے تو انشاء اللہ تب تک جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایجوکیٹرز کی بھرتی میں مروجہ پالیسی کی خلاف ورزی

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!ایک ضروری مسئلے کے متعلق نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں آپ کا وقت کبھی ضائع نہیں کرتا لیکن کوئی ضروری بات ہوتی ہے تو جناب سے ٹائم لیتا ہوں۔اس وقت پورے پنجاب میں ایجوکیٹرز کی بھرتی ہو رہی ہے اور اس میں ظلم یہ ہو رہا ہے کہ پالیسی کو پورے پنجاب میں لاگو نہیں کیا جا رہا۔آدھے پنجاب میں پالیسی کچھ اور ہے اور آدھے میں کچھ اور ہے۔حالانکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اتنی اچھی پالیسی بنائی ہے جس سے مقامی دیہات کی استانیاں اور استاد تعینات ہو سکتے ہیں، جو سکول بند پڑے ہیں وہ کھل سکتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس پالیسی میں کوئی رکاوٹ بن رہا ہے۔آدھے پنجاب میں مقامی دیہات اور مقامی یونین کونسل کے نمبر نہیں دیئے جا رہے ہیں اور آدھے پنجاب میں مقامی دیہات اور یونین کونسل کے نمبر دیئے جا رہے ہیں۔میری گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو اتنی اچھی پالیسی بنائی ہے اس کو وزیر تعلیم صاحب لاگو کرائیں تاکہ مقامی دیہات کی بچیاں اور بچے تعینات ہو سکیں اور جو سکول بند پڑے ہیں وہ کھل سکیں۔شکریہ

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس وقت متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔میرے خیال میں کل اس پر دوبارہ بات کی جائے تاکہ ان کے علم میں ہو اور انہوں نے جو تجویز دی ہے اس پر عملدرآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک دو دن لگیں گے اس کے بارے میں پھر بات ہو جائے گی۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!آپ کو بھی پتا ہے کہ کل decide ہو گا کہ کس کس issue پر بحث ہونی ہے لہذا کل اس کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!اس کو جلدی کریں کیونکہ اس سے مقامی لوگ محروم ہو جائیں گے۔جو تحصیل level پر میرٹ بنا رہے ہیں وہ ظلم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ point نوٹ کریں اور سردار ذوالفقار صاحب کو بلا کر ان سے مشورہ کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میں اس پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!بلوچ صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے اس میں حکومت کو بہت پریشانی آ رہی ہے۔پالیسی یہ تھی کہ اگر ایک گاؤں میں وہیں کا ٹیچر

ہے تو اسے پہلے رکھا جائے اور اسے دس نمبر دیئے جائیں،اس کے بعد اگر یونین کونسل کا ہے تو اس کو رکھا جائے، پھر تحصیل level کا ہے تو اس کو رکھا جائے۔ مسئلہ یہ آ رہا ہے کہ گاؤں میں کوئی ایسا پڑھا لکھا نہیں جو اپنے گاؤں کے سکول کے معیار پر پورا اترتا ہو جس کی وجہ سے ہمیں ٹیچر نہیں مل رہے۔ اب حکومت نے پالیسی تبدیل کی ہے اور تحصیل level پر equal کر دیا ہے کہ اس تحصیل میں جو بھی بچے ہیں انہیں بھرتی کیا جائے اور سکولوں میں کمی کو پورا کیا جائے۔ ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ مقامی گاؤں میں جس نے پی ٹی سی کورس کیا ہوا ہے ان کو بھی موقع دیا جائے اور وہ بھی سکولوں میں بچوں کو تعلیم دے سکیں۔پورے غور و فکر کے بعد یہ پالیسی اب تبدیل ہوئی ہے۔۔۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!ایسا نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے راجہ صاحب کی بات تو سن لیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): چلیں، پہلے ان کی بات ہو لینے دیں۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!یہ جو پالیسی ابھی تبدیل ہوئی ہے It is itself mala fide میں اپنی مثال دیتا ہوں کہ میں نورپور تھل تحصیل کا رہنے والا ہوں جو انتہائی backward تحصیل ہے۔ میری تحصیل کے بچے جوہر آباد اور خوشاب کے برابر marks نہیں لے سکتے۔اب بات یہ ہے کہ پڑھے لکھے بچے ہر جگہ پر موجود ہیں لیکن مسئلہ یہ آ رہا ہے کہ اب تحصیل اور شہروں کے بچوں کے ساتھ ہمارے گاؤں کے بچے compete نہیں کر سکتے۔پہلی پالیسی یہ تھی کہ سب سے پہلے دس نمبر گاؤں کے بچوں کے ہوتے تھے،اس کے بعد یونین کونسل کے پھر باقیوں کے نمبر آتے تھے،اس پالیسی کو جاری کیا جائے اور یہ جو mala fied policy اختیار کی گئی ہے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر:کلو صاحب!اب ان کی بات بھی سن لیں۔آپ کی بات بھی تو انہوں نے سنی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): یہ جو بات کر رہے ہیں میں نے ان کی تائید کی ہے لیکن اب مسئلہ یہ آ رہا ہے کہ وہ سکول جو نورپور تھل کا ہے اگر اس میں ٹیچر نہیں ہو گا تو کس کا نقصان ہے؟

ملک محمد وارث کلو: ٹیچرز available ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): نہیں ہیں۔یہاں پر ہاؤس میں کہنے کی حد تک بالکل یہ کہا جاتا ہے کہ موجود ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: یہ صرف ایک بہانہ بنایا جا رہا ہے۔ راجن پور اور نور پور تھل سے زیادہ کوئی backward area نہیں ہے۔ میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج میرے ہر گاؤں میں بچے موجود ہیں، وہاں پر موجود نہیں ہیں تو یونین کونسل میں بچے بچیاں موجود ہیں۔ آج تک پاکستان میں یہی مسئلہ رہا ہے کہ ایک طبقے کو ہر چیز کا benefit پہنچانے کے لئے نئے سے نئے قوانین بن جاتے ہیں اور ہمارے جو down trodden لوگ ہیں ان کے ساتھ مختلف قسم کی زیادتیاں کی جاتی ہیں چاہے اس میں محکمہ صحت ہو، تجارت ہو یا محکمہ تعلیم ہو ہر جگہ پر چالبازیاں ہوتی ہیں۔ میری یہ استدعا ہے کہ پرانی پالیسی کو جاری کیا جائے اور اسی کے تحت بھرتی کی جائے۔ جب تک پالیسی میں تبدیلی نہ ہو تب تک بھرتیاں بند کی جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی بات آ گئی ہے لیکن تعلیم پر بحث ہونی ہے اس میں آپ اپنی تجاویز مکمل طور پر دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! بھرتی کو تو فوراً روک دیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چونکہ معاملہ ایسا ہے جس پر فوری کوئی action لینے کی ضرورت ہے تو بہتر یہ ہے کہ کل تک اس کو pending کر لیں تاکہ وزیر تعلیم کے ساتھ discuss ہو جائے۔ بعد میں اس پر بحث بھی ہو جائے گی لیکن ان کا جو مطالبہ ہے وہ کل ہی پورا ہو جائے گا۔ وزیر تعلیم صاحب کو ہم بتائیں گے تو کل ہی وہ اپنا پالیسی بیان جاری کر دیں گے۔ ہاؤس جو consensus built کرے گا اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

ملک محمد وارث کلو: میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو accept تو کر لیں۔ بے شک اس پر آپ بحث کے لئے کوئی دن مقرر کر لیں لیکن یہ issue اتنا اہم ہے کہ جو پالیسی بنائی ہوئی تھی اس میں تبدیلی لائی جا رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو accept کر لیں اور کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا accept کروں؟

ملک محمد وارث کلو: تحریک التوائے کار کو accept کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نہیں ہے، وہ تو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ پالیسی پہلے تھی جو تحصیل level کی تھی۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو جب شکایت پہنچی کہ اس طرح سے مقامی بچے بچیوں کا نقصان ہو رہا ہے تو

انہوں نے نئی جو پالیسی بنائی ہے اس میں انہوں نے دس نمبر گاؤں کو اور آٹھ نمبر یونین کونسل کو دیئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پہلے والی پالیسی انہوں نے خود ختم کر دی ہے اور موجودہ پالیسی اچھی ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا جارہا۔۔۔

جناب سپیکر: جو پالیسی بلوچ صاحب بتارہے ہیں اس کے مطابق عملدرآمد کروائیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بلوچ صاحب کا بڑا valid point ہے۔ اس میں صرف یہ کر دیا جائے کہ for the time being دو دن کے لئے اس کو روک دیا جائے تاکہ اس بات پر ہم لوگ مزید discuss کر لیں۔ دو دن بعد مسئلہ سامنے آجائے گا۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس طرح اس کو دو دن کے لئے نہیں روکا جا سکتا۔ کل اس پر بات ہو جائے گی اور اسی وقت فیصلہ ہو جائے گا۔ جو پالیسی adopt کی گئی ہے یہ تو اس کو second کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس میں آپ اس کو take up کریں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): کل ہی اس کو take up کر لیتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! رات بارہ بجے مجھے فون آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ انہیں نکالنے کی بات کریں گے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! رات بارہ بجے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے فون آیا ہے کہ جو applicants reject ہو چکے ہیں انہیں اطلاع کروادیں اور اعلان کروادیں کہ صبح ان کی hearing ہے۔ رات بارہ بجے تو لوڈ شیڈنگ رہتی ہے تو جن applicants کی applications reject ہو چکی ہیں تو ان کے ساتھ کتنا بڑا ظلم ہے تو میری آپ سے یہ submission ہے کہ ان کی date extend کی جائے اور سب سے بڑا اہم مسئلہ T.M.A میں ہونے والی Legal Advisor کی بھرتی کا ہے کہ Law Department appoint کر رہا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ پنجاب کے تمام T.M.A میں Legal Advisor کے لئے مقامی ایم پی اے کی recommendation کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

جناب سپیکر! ہوا اس طرح رہا ہے کہ جو Law department کو پیسے دے رہا ہے اس کی appointment ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: راؤصاحب!آپ نے میری بات نہیں سنی؟میں نے آپ کو کیا کہا ہے کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور آپ اس میں اپنی بات کر لیں۔ منسٹر صاحب!راؤصاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی appointments ہو رہی ہیں اور جو تاریخ دی گئی تھی اسے extend نہیں کیا گیا۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!کوئی appointments نہیں ہو رہی ہیں اور اگر ہو بھی رہی ہیں تو۔۔۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!اس وقت تک یہ مکمل ہو جائیں گی۔آپ Law department کو روک دیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!ہم انہیں روک دیتے ہیں اور آج رات کو کوئی appointment نہیں ہو گی۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!Law department کی بات کر رہا ہوں میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی بات نہیں کر رہا۔ پنجاب کے تمام T.M.As میں Legal Advisor کی appointments ہو رہی ہیں اور جو پیسے دے رہا ہے اس کی تقرریاں ہو رہی ہیں تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ T.M.A کی حدود میں آنے والے تمام مقامی ایم پی ایز کی recommendation کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!میرے بھائی نے بات کی ہے تو جو بھی تقرریاں ہوتی ہیں وہ rules کے مطابق ہوتی ہیں۔ اس طرح سے recommendations سے appointments نہیں ہو سکتیں جیسے وہ چاہ رہے ہیں۔اگر اس پر وہ further بحث کرنا چاہتے ہیں تو کل ویسے ہی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو وہ اس پر بحث کر سکتے ہیں۔rules کے مطابق ہی appointments ہو سکتی ہیں، کسی recommendation پر appointments نہیں ہو سکتیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ دوسروں کو کہتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم ضائع نہ کیا کریں لیکن اب legislation کا وقت آیا تو آپ خود پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں۔آپ خود خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بات بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کس رکن کی بات ضروری نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آج ہماری اس اسمبلی کی 55th sitting ہے تو میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ صبح آپ نے دس بجے کا ٹائم رکھا ہوا ہے۔ جتنی sitting ہوتی ہیں اس کے اندر جتنے ارکان ہیں وہ دفاتر میں اپنے حلقے کے مسائل اور لوگوں کے مسائل کے لئے پھرتے ہیں یا تو آپ اس کا ٹائم تین بجے کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں اور میں اس بارے میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ آپ اسے چھوڑ دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی education سے متعلقہ بات ہو رہی تھی تو اللہ رکھا صاحب نے پچھلے سیشن میں گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج کے حوالے سے ایک پوائنٹ اٹھایا تھا جس پر آپ نے کمیٹی بنائی تھی جس میں رانا ارشد صاحب، اللہ رکھا صاحب، ڈاکٹر زمرد رانا صاحبہ بھی تھیں۔ ہم نے پورا دن اس کالج میں گزارنے کے بعد ایک رپورٹ مرتب کی۔ وہ رپورٹ آج تک ہم سے مانگی گئی ہے نہ ہی اس پر مزید کوئی working ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! وہ بڑا حساس معاملہ تھا جس پر ہم نے سارا دن خرچ کیا تھا اور ابھی آپ ناراض ہو رہے ہیں تو آپ ہی کے ارکان مجھے کورم کی نشاندہی کے لئے کہہ رہے ہیں کہ کورم پورا نہیں ہے۔ حکومتی اراکین کی طرف سے یہ بات آ رہی ہے کہ کورم کو point out کیا جائے تو آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ سنجیدگی کا عالم یہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو جو نیکی نظر آتی ہے وہ کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سنجیدگی کا عالم دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ آپ کا استحقاق ہے۔ میں کیوں آپ کو کہوں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! حکومت کے ممبران کا interest دیکھئے، ان کی حالت زار دیکھئے کہ وہ مجھے کورم point out کرنے کے لئے مشورہ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ ان کی بات چھوڑیں۔آپ جو کرنا چاہتی ہیں وہ کریں، مجھے کیا اعتراض ہے اور میں کیوں آپ پر اعتراض کروں؟

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر! آپ کے سامنے کورم point out تو ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر:یہ کس نے کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!آپ کے لوگوں نے کہا ہے کہ وہ کورم point out کریں۔

جناب سپیکر:آپ بولیں ناں کس نے کیا ہے؟

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں point out کر چکی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:تو پھر ٹھیک ہے کہ آپ نے بول دیا ہے تو پھر اسے لوگوں کے سر کیوں پچڑھا رہی ہیں؟ بات ختم ہو گئی۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!سب لوگ کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر:کورم point out ہو چکا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے اس لئے اب اجلاس کل مورخہ 3-2-09 بروز منگل صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

123

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 3۔فروری2009

تلاوت قرآن پاک ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

(مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1. THE FOREST (PUNJAB AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 1 of 2009)

Ch Muhammad Asad Ullah: to move that leave be granted to introduce the Forest (Punjab Amendment) Bill 2009.

Ch Muhammad Asad Ullah: to introduce the Forest (Punjab Amendment) Bill 2009.

2. THE PUNJAB SOCIAL SERVICES BOARD (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 2 of 2009)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Ch Moonis Elahi:
Ch Muhammad Arshad:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
to move that leave be granted to introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2009.

Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Mrs Khadija Umar:
Ms Amna Jehangir:

Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayesha Javed:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda Majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mian Shafi Muhammad:
Mr Muhammad Ejaz Shafi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Engineer Shahzad Elahi:
Ms Joyce Rufin Julius:

to introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2009.

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Ch Moonis Elahi:
Ch Muhammad Arshad:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Mrs Khadija Umar:
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayesha Javed:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda Majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mian Shafi Muhammad:
Mr Muhammad Ejaz Shafi:
Mrs Qamar Aamir Ch:

124 Engineer Shahzad Elahi:
Ms Joyce Rufin Julius:

3. THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 3 of 2009)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Ch Moonis Elahi:
Ch Muhammad Arshad:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:

to move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

Mr Khurram Nawab:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Mrs Khadija Umar:
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayesha Javed:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda Majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mian Shafi Muhammad:
Mr Muhammad Ejaz Shafi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Engineer Shahzad Elahi:
Ms Joyce Rufin Julius:

to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Ch Moonis Elahi:
Ch Muhammad Arshad:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:

125 Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Mrs Khadija Umar:
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayesha Javed:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda Majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mian Shafi Muhammad:
Mr Muhammad Ejaz Shafi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Engineer Shahzad Elahi:
Ms Joyce Rufin Julius:

4. THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 6 of 2009)

Ch Muhammad Asad Ullah: to move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

Ch Muhammad Asad Ullah: to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

126

5. THE HAJVERY UNIVERSITY, LAHORE (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 4 of 2009)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Ch Moonis Elahi:
Ch Muhammad Arshad:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Mrs Khadija Umar:
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayesha Javed:
to move that leave be granted to introduce the Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill 2009.

127 Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda Majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mian Shafi Muhammad:
Mr Muhammad Ejaz Shafi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Engineer Shahzad Elahi:
Ms Joyce Rufin Julius:

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Ch Moonis Elahi:
Ch Muhammad Arshad:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Mrs Khadija Umar:
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayesha Javed:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda Majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mian Shafi Muhammad:

to introduce the Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill 2009.

Mr Muhammad Ejaz Shafi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Engineer Shahzad Elahi:
Ms Joyce Rufin Julius:

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 25۔نومبر 2008 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قرارداد)

محترمہ آمنہ اُلفت:
جناب محمد محسن خان لغاری:

یہ ایوان، صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرنے کے لئے اپنے وسائل کے مطابق جامع پالیسی بناکر

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جلداز جلد عملدرآمد کو یقینی بنائے۔
جناب محمد اعجاز شفیع:
ڈاکٹر سامیہ امجد:
چودھری عامر سلطان
چیمہ:

(موجودہ قرار دادیں)

1. ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ ایوان خادم اعلیٰ پنجاب، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو صوبہ میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے کئے گئے اقدامات پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جرائم کی رفتار کو مزید کم کرنے کے لئے صوبہ کے تھانہ جات کی انسپکشن کرنے اور متعلقہ پولیس اسٹیشن کی مانیٹرنگ کرنے کا اختیار باقاعدہ طور پر متعلقہ علاقہ کے ایم پی اے کو سونپا جائے۔ اس طرح پولیس کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا اور تھانہ کلچر بھی تبدیل ہوگا، پولیس اور عوام کے درمیان پائے جانے والا خلیج بھی کم ہو جائے گا۔

2. محترمہ انجم صفدر: یہ ایوان وفاقی اور حکومت پنجاب سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ گریڈ16 کے سرکاری افسران کو میڈیکل Re-imbursement کی جو سہولت سالانہ میزانیہ 09-2008 سے پہلے میسر تھی، کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔

3. محترمہ روبینہ شاہین وٹو: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں واقع ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے ٹیسٹ، ویکسین اور انجیکشن مفت فراہم کئے جائیں تاکہ ہیپاٹائٹس کے مرض پر مکمل قابو پایا جاسکے۔

4. محترمہ شمیلہ اسلم: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز (DHQ) ہسپتالوں میں تشدد کا شکار خواتین کے لئے ایک علیٰحدہ وارڈ یا یونٹ قائم کیا جائے جہاں ادویات سمیت انہیں تمام سہولیات مفت فراہم کی جائیں۔

128

5. چودھری ظہیر الدین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب پہلے مرحلہ میں 1تا

چودھری عامر سلطان چیمہ: 16 گریڈ میں Contract پر کام کرنے والے تمام
ڈاکٹر سامیہ امجد: سرکاری ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جلداز جلد
چودھری عبداللہ یوسف: جاری کرے تاکہ ان ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی اور
چودھری محمد ارشد: مایوسی کاازالہ ہو سکے۔
جناب محمد یار ہراج:
جناب طاہر اقبال چودھری:
محترمہ آمنہ اُلفت:
جناب محمد شفیق خان:
جناب شیر علی خان:
جناب خرم نواب:
محترمہ خدیجہ عمر:
محترمہ آمنہ جہانگیر:
جناب محمد محسن خان
لغاری:
حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:
محترمہ ثمینہ خاور حیات:
محترمہ عائشہ جاوید:
جناب خالد جاوید اصغر
گھرال:
سیدہ ماجدہ زیدی:
سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:
میاں شفیع محمد:
جناب محمد اعجاز شفیع:
محترمہ نسیم لودھی:
محترمہ قمر عامر چودھری:

حصہ سوم

(عام بحث)

محترمہ نسیم لودھی: میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ243 کے تحت یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ "پنجاب اسمبلی کے ایوان نے مورخہ 15۔دسمبر1988 کو متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے ایک رہائشی کالونی بناکر دی جائے جس پر آج تک عمل درآمد نہ ہو سکا۔مذکورہ قرارداد پر عمل درآمد نہ ہونے کے محرکات کو زیر بحث لایا جائے تاکہ مہنگائی

کے اس کمرتوڑ دور میں ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے جبکہ صحافی برادری کو حکومت نے حال ہی میں ایک رہائشی کالونی کے لئے زمین بھی مہیا کر دی ہے۔ لہذا اس صورتحال پر عام بحث کی جائے۔"

129

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

منگل،3۔فروری2009

(یوم الثلاثہ،7۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ تَنزِيلاً ۝o فَٱصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ ءَاثِمًا أَوۡ كَفُورًا ۝o وَٱذۡكُرِ ٱسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً وَأَصِيلاً ۝o وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَٱسۡجُدۡ لَهُ ۥ وَسَبِّحۡهُ لَيۡلاً طَوِيلاً ۝o إِنَّ هَـٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّونَ ٱلۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيلاً ۝o نَّحۡنُ خَلَقۡنَـٰهُمۡ وَشَدَدۡنَآ أَسۡرَهُمۡ ۖ وَإِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَآ أَمۡثَـٰلَهُمۡ تَبۡدِيلاً ۝o إِنَّ هَـٰذِهِۦ تَذۡكِرَةٌ ۖ فَمَن شَآءَ ٱتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ سَبِيلاً ۝o وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝o يُدۡخِلُ مَن يَشَآءُ فِى رَحۡمَتِهِۦ ۚ وَٱلظَّـٰلِمِينَ أَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا أَلِيمًا ۝o

سُوْرَۃُ الاھرآیات 23 تا 31

اے محمد ﷺ ہم نے تم پر قرآن آہستہ آہستہ نازل کیاo تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے رہو اور اُن لوگوں میں سے کسی بدعمل اور ناشکرے کا کہانہ مانوo اور صبح وشام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہوo اور رات کو بڑی رات تک اُس کے آگے سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہوo یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور (قیامت کے) بھاری دن کو پس پشت چھوڑے دیتے ہیںo ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے مفاصل کو مضبوط بنایا اور اگر ہم چاہیں تو ان کے بدلے انہی کی طرح اور لوگ لے آئیںo یہ تو نصیحت ہے جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے کا راستہ اختیار کرےo اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو خدا کو منظور ہو بے شک خدا جاننے والا، حکمت والا ہےo جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہےo

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

عشق تیرا نہ اگر میرا مسیحا ہوتا
تو میں بھی گمراہی کے ویرانوں میں کھویا ہوتا
تیری نسبت نے سنوارا میرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا
کاش یہ آنکھ تیری راہ کے تنکے چُنتی
دل تیرے شہر کی گلیوں میں سلگتا ہوتا

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ زکوٰۃ و عشر سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج پرائیوٹ ممبرز ڈے ہے اور عام بحث کے لئے بھی ٹائم رکھا گیا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! بڑا ہی اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

زمیندارہ کالج گجرات کی زمین پر ناجائز قبضہ میں رکاوٹ بننے پر طلبہ وطالبات پر پولیس کا تشدد

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! ایک بڑا اہم issue گجرات میں زمیندارہ کالج کے حوالے سے ہے جس کی ساری تفصیل میڈیا میں بھی آ چکی ہے۔ پولیس نے وہاں پر بہت بڑی دہشت گردی اور بربریت کی ہے۔ طلباء وطالبات اور اساتذہ کو ڈنڈوں سے مار اپیٹا گیا ہے۔ مسجد میں جا کر طلباء

کو رائفلوں کے بٹوں سے مارا گیا ہے جو کہ چینل "دنیا" نے live cover کیا تھا، خبروں میں بھی آیا اور اخبارات میں بھی اس کی تفصیل آئی۔ بات یہ تھی کہ زمیندارہ کالج جو کہ 13 کنال آٹھ مرلے کا ایک ٹکڑا اس کی ملکیت ہے اس پر ایک قبضہ گروپ قبضہ کر رہا تھا اور اس کے سرغنہ کے ایماء پر پولیس نے اتنا بڑا اقدام کیا جس میں ساری انتظامیہ involve ہے۔ پرنسپل زمیندارہ کالج کو انتظامیہ کی higher authority کی طرف سے فون آتے تھے کہ آپ اس معاملے میں بالکل رکاوٹ نہ بنیں اور قبضہ گروپ کو قبضہ کرنے دیں کیونکہ یہ ان کی ملکیت ہے۔D.P.O نے پہلے دن جو رویہ رکھا وہ انتہائی سخت تھا لیکن جب بعد میں اخبارات اور میڈیا نے بات اچھالی اور یہ بات حکومتی level پر سامنے آئی تو پھر جا کر حکومت کی طرف سے ان پر دباؤ آیا اور انہوں نے اپنی لچک دکھائی۔ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ "گونگلواں توں مٹی لہن واسطے" کسی ایس ایچ او اور پولیس والوں کو suspend کر دیا لیکن جس طریقے سے طالبات پر ڈنڈے برسائے، چادریں کھینچیں اور ان کی بے عزتی کی گئی میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی شرمناک بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ محرکات صرف یہی ہیں کہ پیپلز پارٹی کے سابق ایم این اے ادھر قبضہ کر رہے تھے جنہوں نے اس زمین پر چار دیواری بھی بنائی ہے، گیٹ لگایا ہے اور رائفلوں کے ساتھ اپنے بندے بٹھائے ہوئے تھے۔ صرف اس کو cover دینے کے لئے پولیس نے اتنا بڑا آپریشن کیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ راناثناء اللہ صاحب کے پاس اس وقت جو بھی رپورٹ ہے وہ ایوان میں پیش کریں تاکہ سارے پنجاب کو پتا چلے کہ اتنی بڑی دہشت گردی کیوں کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے گجرات کے جس واقعہ کے اوپر اظہار کیا ہے میں ان سے بالکل متفق ہوں لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان کا اس واقعہ کے اوپر concern کتنا ہے کیونکہ اس واقعہ کو آج تین چار دن گزر گئے ہیں لیکن کسی معاملے کو regular انداز سے ہاؤس کے سامنے لانے کا جو طریق کار ہے اس کے لئے انہوں نے کوئی ٹائم نہیں نکالا اور صرف پوائنٹ آف آرڈر کی حد تک اکتفا کیا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اگر یہ اس معاملے کو تحریک التوائے کار، قرارداد یا سوال کے ذریعے لے کر آئیں تو میں پھر ان کی تسلی اور تشفی کے مطابق پورے ہاؤس کو آگاہ کر سکوں۔ انہوں نے جو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے میں اس سلسلے میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ اس معاملے کے دو پہلو ہیں، جہاں تک اس جگہ کے متنازعہ ہونے کا معاملہ ہے تو اب

تک کی prima facie انکوائری کے مطابق وہ جگہ متنازعہ ہے۔ایک فریق claim کر رہا ہے کہ یہ جگہ اس کی موروثی پراپرٹی ہے اور اس کا اس کے اوپر claim بنتا ہے۔یہ معاملہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ تک پہنچا ہوا ہے۔ایک پہلو تو یہ ہے کہ حکومت یہ اختیار رکھتی ہے اور نہ ہی حکومت کو اس معاملے کو decide کرنا چاہئے کیونکہ اس کا فیصلہ متعلقہ سول کورٹ، ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کرے گی جہاں پر یہ معاملہ pending ہے۔ دوسرا اس کا پہلو یہ ہے کہ اُس دن جو واقعہ پیش آیا وہ امن و امان کی صورتحال ہے۔ وہاں پر ایسی کوئی encroachment یا کوئی تعمیرات نہیں ہو رہی تھیں یا اس قسم کی کوئی activity نہیں ہو رہی تھی جس کو روکنے کے لئے جلوس نکالا گیا۔ انہوں نے جلوس اپنے طور پر اس وجہ سے نکالا کہ وہ اس بات پر احتجاج کرنا چاہتے تھے۔اس جلوس کو کنٹرول کرنے کے لئے متعلقہ تھانے کا S.H.O پہلے گیا لیکن جلوس کے شرکا نے پتھر وغیرہ مارے اور وہاں پر ان کا آپس میں scuffle ہو گیا تو پھر اس کے بعد ایڈیشنل نفری منگوائی گئی اور جب پولیس والے لوگوں پر حاوی ہوئے تو پھر انہوں نے تجاوز کیا اور کالج کی حدود میں داخل ہو کر وہاں پر احتجاج کرنے والے لوگوں کو مارا اور ڈنڈے برسائے۔اس پر فوری ایکشن لیا گیا۔ڈی آئی جی گوجرانوالہ ذوالفقار چیمہ صاحب کو کہا گیا اور وہ خود حکومت کی ہدایت پر وہاں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر خود کالج کے پرنسپل اور اساتذہ سے باقاعدہ اس واقعہ پر معافی مانگی اور اس کے بعد وہ دونوں انسپکٹرز S.H.O بھی اور جو انسپکٹر اضافی نفری لے کر گیا تھا اور جس نے اس معاملے کو ایک اچھے اور حکمت سے کنٹرول کرنے کی بجائے وہاں پر طاقت کا زیادہ استعمال کیا ان دونوں کو suspend کیا گیا۔ اس کے بعد اس دن ٹی وی چینلز پر چلنے والی footage دیکھ کر دس کے قریب کانسٹیبلان کو identify کر کے انہیں بھی suspend کیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک S.P level کا افسر اس معاملے کی انکوائری کر رہا ہے۔اس دن کے واقعہ میں اگر کوئی اور بھی ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے گا۔ جہاں تک اس کے proprietary rights کا تعلق ہے کہ وہ جگہ کس کی بنتی ہے، کس کی نہیں بنتی، کالج کی انتظامیہ کا claim صحیح ہے یا دوسرے فریقین کا حق ہے؟ تو اس کا فیصلہ عدالت کرے گی اور فیصلے کے مطابق عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار اسی حوالے سے 29 جنوری کی ہے تو اگر آپ اسے out of turn لے لیں تو پھر معاملہ جلدی take up ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آج آفس میں رابطہ کر لیں چونکہ سیشن چل رہا ہے تو ہم اس کو فوری طور پر لے لیں گے کیونکہ اس وقت تو وہ موجود نہیں ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! احتجاج کرنا بچوں کا حق تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ کی تحریک التوائے کار آئے گی تو سارا معاملہ دیکھ لیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیمی اداروں کے اوپر ہمارا جو مؤقف ہے، اسمبلی کا۔۔۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اس معاملے پر آج ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک چار رکنی کمیٹی بنائی ہے جسے ذوالفقار کھوسہ صاحب head کریں گے اور راجہ ریاض صاحب، رانا ثناء اللہ صاحب اور میں خود اس کا ممبر ہوں اور ساتھ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو بھی ہیں۔ اس کمیٹی میں دیکھا جائے گا کہ یہ ملکیت کس کی ہے اور میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ جو ملکیت گورنمنٹ کی ہے اس پر قبضہ کیا جا رہا ہے اور ہم انہیں قبضہ کرنے نہیں دیں گے۔ یہ کمیٹی فیصلہ کرے گی اور تمام حقائق سامنے لے کر آئے گی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک ممبر کو شامل کر لیا جائے تو ہمیں بھی معاملے کا پتا چل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ہی آپ کی اس معاملے میں تحریک التوائے کار آ چکی ہے تو اسمبلی کی حد تک تو آپ کی بات کو ہم دیکھ لیں گے لیکن باقی جو گورنمنٹ کر رہی ہے وہ بالکل آپ کو on board لے کر کمیٹی کے ممبران ان کے ساتھ رابطہ کر کے اور انہیں on board لے کر کریں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار آج ہی لے لیں تاکہ یہ جلدی take up ہو جائے کیونکہ کمیٹی تو پہلے ہی بن چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسے ابھی دیکھ لیتا ہوں اور آپ کو بتا دیا جائے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک دو اہم مسائل کی طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

سوالات (محکمہ زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! اس وقت وقفہ سوالات ہے اور عام بحث کے دوران آپ اپنے مسائل کی نشان دہی کر لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آج کے روز نامہ نوائے وقت میں رینالہ خورد میں ایک چھ سالہ معصوم بچے کی خبر آئی ہے کہ اسے اغوا کے بعد قتل کر دیا گیا اور وہ قاتل بھی ہمسایہ نکلا۔ "گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"۔ میری گزارش یہ ہے کہ اغوا برائے تاوان اور اس قسم کے قتل عمد کے لئے کوئی ایسی کڑی سزا بنائی جائے تاکہ مجرموں کے حوصلے پست ہو جائیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایک ای میل آیا ہے کہ حکومت نے اعلان کیا ہے کہ نئے کمپیوٹر ٹیچرز بھرتی کئے جا رہے ہیں جو کہ یقیناً بہت خوش آئند امر ہے لیکن ایک خبر یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے I.T کے 515 ٹیچرز کی چھ مہینے سے تنخواہ بند ہے تو براہ مہربانی اس مسئلے کو بھی حل کیا جائے۔

MRS. AYESHA JAVED: If it is irrelevant you can dismiss it. It is point of order?

MR. DEPUTY SPEAKER: Yes.

MRS. AYESHA JAVED: The time given is 10 O clock and the proceedings started at least one hour late. Further I want to know that if it is a grace period it should always be given to us. What is the criteria? What precedents are we setting? Do you believe in keeping the time 11 in future?

MR. DEPUTY SPEAKER: Do you believe him?

MRS. AYESHA JAVED: Keeping the time.

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ہماری کوشش یہی ہوتی ہے اور کئی معاملات ایسے ہوتے ہیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن بھی ہمارے ساتھ موجود تھے اور کچھ معاملات تھے جنہیں طے کر کے اسمبلی میں آنا تھا اور ویسے ہماری کوشش یہی ہوتی ہے اور آپ دیکھیں کہ ہم اسے ٹائم پر ہی شروع کرتے ہیں۔آپ سے گزارش ہے کہ چلیں ہم نے شروع کیا ہی ہے تو وقفہ سوالات کو کم از کم ایک پورا گھنٹہ دے دیں۔پہلا سوال زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

DR SAMIA AMJAD: On his behalf, Sir Question No. 521

سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 521 دریافت کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کا قیام ودیگر تفصیلات

*521: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کب قائم ہوئی تھی اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) یکم جنوری2005 سے اب تک حکومت کی طرف سے جو رقم دی گئی اس کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) یہ رقم کن کن مقاصد کے لئے فراہم کی گئی تھی؟

(د) کتنی رقم گریڈ18 اور اوپر کے ملازمین کی تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی ہے؟

(و) کتنی رقم سے ادارے کھولے گئے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل 1998 میں قائم ہوئی تھی اس کا مقصد صوبہ میں فنی تربیتی ادارہ جات کا قیام اور ان کا انتظام وانصرام کرنا ہے۔

(ب) حکومت کی طرف سے یکم جنوری2005 سے آج تک 369.4 ملین روپے کی رقم دی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مد/مقصد	رقم روپوں میں
فنی تربیتی ادارہ جات کا قیام	109.3 ملین
فنی تربیتی ادارہ جات کی اپ گریڈیشن	185.6 ملین
سٹاف کی تربیت کے لئے انسٹیٹیوٹ کا قیام	054.5 ملین
پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کی استعداد کار میں اضافہ	020.0 ملین

(ج) فراہم کردہ رقم کے مقاصد جز(ب) میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

(د) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل ایک خود مختار ادارہ ہے اس کے ملازمین کی درجہ بندی حکومت پنجاب کے گریڈنگ سسٹم سے مختلف ہے۔یہاں ڈپٹی مینجر کے عہدہ کا افسر گریڈ18 یا اس سے اوپر تصور کیا جاتا ہے۔مذکورہ ملازمین کو دی گئی تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں:۔

تنخواہ	46045653روپے
ٹی اے/ ڈی اے	3970446روپے

(ہ) سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر اٹھنے والے اخراجات کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں:۔

مرمت	2621559روپے
تیل	6866664روپے
میزان	9488223روپے

(و) فنی تربیتی ادارہ جات کے قیام پر 109.3 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: عرض یہ ہے کہ اس سوال کے جز(ب) میں commitment ہے کہ فنی تربیتی ادارہ جات کے قیام پر 109.3 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ یہ ادارے کہاں پر قائم کئے گئے ہیں اور دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہاں پر ایک commitment کی ہے کہ سٹاف کی تربیت کے لئے 054.4 ملین روپے کی رقم سے انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ سٹاف کی تربیت کے لئے قائم کیا جانے والا یہ انسٹیٹیوٹ کہاں ہے اور کس category کے ملازمین کو وہاں پر تربیت دی جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ انسٹیٹیوٹ پورے پنجاب میں قائم ہوئے ہیں اور ان کے قیام پر رقم خرچ کی گئی ہے اور سٹاف کی تربیت کے لئے بھی لاہور میں انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کس category کے ملازمین کو وہاں ٹریننگ دی جارہی ہے وہ کس کے لئے قائم کیا تھا، وہ کون سے لوگ ہیں جنہیں وہاں ٹریننگ دی گئی اور لاہور تو بہت بڑا ہے وہ انسٹیٹیوٹ کا بتائیں کہ کس جگہ قائم کیا گیا ہے یا فلاں جگہ پر موجود ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ لاہور میں قائم کیا گیا ہے اور teaching کرنے والے سٹاف کو یہاں پر تربیت دی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ یہ ادارہ لاہور میں کہاں پر قائم ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ شمالی لاہور میں قائم کیا گیا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جتنی دیر میں وہ ڈاکٹر صاحبہ کے سوال کا جواب دیکھ رہے ہیں تو آپ کر لیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل 1998 میں قائم ہوئی تھی اور اس کے مقاصد بھی انہوں نے بیان کئے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب بھر میں ووکیشنل انسٹیٹیوٹس کے ادارے قائم ہیں وہ سب زکوٰۃ پر based ہیں اور اس صوبہ سے minority سے تعلق رکھنے والے فنی تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مندوں کو ان اداروں میں داخلہ نہیں دیا جاتا۔ میری آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ آیا کونسل کے آئین میں ایسی بات لکھی گئی ہے کہ اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کو ان اداروں میں داخلہ نہیں دیا جائے گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہے تو اس سلسلے میں محکمہ، ادارہ یا کونسل کی کیا پالیسی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! زکوٰۃ مسلمانوں کے لئے ہے اور غیر مسلموں کو اس لئے یہاں پر داخلہ نہیں دیا جاتا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں اور یہ ادارے زکوٰۃ فنڈ سے چلتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے سوال کا بھی جواب دے دیں۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی): وہ ادارہ گلبرگ لاہور میں قائم کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ادارہ گلبرگ لاہور میں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس ادارے کی proper جگہ بھی بتائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ متعلقہ بات کریں اور آپ basic کے اوپر ہی رہیں وہ گلبرگ لاہور میں ہے۔آپ چاہتے کیا ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ایک ایک لفظ کا جواب اتنی مشکل سے آ رہا ہے، یہ سوال باری لے کر یہاں آتا ہے، آپ براہ مہربانی اس سوال کو pending کریں اور آٹھ ماہ کے بعد اگر وزیر صاحب کی یہی کچھ تیاری ہے تو یہ وہاں جا کر وزٹ ہی کر لیں۔ یہ سوال pending کر لیں اور وزیر صاحب کو suspend کر دیں۔ یہ کوئی طریقہ ہے کہ آٹھ ماہ ہو گئے ہیں ہر سوال کو pending کروانا پڑتا ہے۔ آپ وزیروں کی ان فوج کو pending اور suspend کے فارمولے پر kindly ایک ruling دیں۔ جتنے دن ہو گئے ہیں اسی قسم کے جوابات آ رہے ہیں جب ایک وزیر کو یہی پتا نہیں کہ وہاں کون لوگ train ہو رہے ہیں، ان کو یہ نہیں پتا کہ وہ جگہ کہاں موجود ہے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ پورے پنجاب میں VTIs بن گئی ہیں۔ میں ایک لسٹ دے سکتی ہوں جہاں پر وہ VTIs بننی تھیں اور نہیں بنیں۔ اس قسم کی یہ تیاری کر کے آئے ہیں لہذا آپ اس سوال کو pending کریں اور وزیر صاحب سے کہیں کہ وہ تیاری کریں یا پھر اس وزیر کو suspend کر کے کسی اور کو وزیر بنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! بات بڑی سیدھی سی ہے کہ جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب موجود ہے۔ آپ نے ضمنی سوال میں اس کی location پوچھی تھی اور جو کچھ بھی پوچھا تھا وہ سارا کچھ آ چکا ہے۔ آپ اس کو رولز کے مطابق دیکھیں اگر اس کے اندر آپ کو کچھ نظر آتا ہے کہ کہیں اس میں کمی رہ گئی ہے تو آپ دوبارہ mention کریں اور نیا سوال لے آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری گارنٹی ہے۔ کل بھی کھوسہ صاحب نے ایک بڑی interesting بات کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں میاں محمد شہباز شریف کے پاس بیٹھا تھا اور انہوں

نے پالیسی بیان کر کے اپنے ایک وزیر کی مدد فرمائی تھی۔ جب میاں محمد شہباز شریف کھوسہ صاحب کو بٹھا کر وہ پالیسی مرتب کرتے ہیں، بڑی اچھی بات ہے وہ وزیروں کو بھی ساتھ بٹھا لیا کریں۔ ان وزیروں میں سے ایک کو نہیں پتا چلتا کہ پالیسی کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: This is very wrong دیکھیں بات یہ ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہی ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں، جب سپیکر بول رہا ہوتا ہے تو کم از کم اتنا latitude دیا کریں کہ وہ بات کر لے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ policy matters جو ہیں اگر آپ کو یہاں کوئی چیز ایسی لگے جس میں آپ کو پورا جواب نہیں مل رہا ہے پھر تو آپ اس کو take up کریں۔ اب پہلے سوال پر ہی جو آپ نے بات کی ہے I agree with you کہ ان کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ وہ institute کہاں پر ہے اور وہ اس کے بارے میں آپ کو information دے بھی رہے ہیں۔ اگر اس information میں آپ کو کوئی کمی لگتی ہے تو پھر Then you point out اس ہاؤس کو ہم طریقے سے چلائیں اور ہاؤس کو ہم آگے لے کر چلیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا یہاں پر criticism کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں یہاں اس ہاؤس میں سارا دن شروع سے لے کر شام تک بیٹھتی ہوں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ شہباز شریف صاحب اپنے senior ministers کو اپنے قریب کر کے یہ ساری policies کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ جو باقی وزراء ہیں ان کو بھی اگر on board کریں تو ان کے پاس بھی بہتر اور updated جواب ہوں کل بھی ان کی مدد کرنے کی ضرورت پڑی تھی۔ یہ بہت اچھی بات ہے، پالیسی تو بن رہی ہے اور اس کے لئے سوچ بھی موجود ہے لیکن سارے ministers غالباً on board نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ ان کے پاس اس وقت جواب نہیں ہوتا۔ میں جواب سے اس لئے satisfied نہیں ہوں کہ آپ دیکھیں کہ کل بھی وزراء کی طرف سے جس قسم کے جوابات آ رہے تھے ان کی تیاری satisfactory نہ ہے۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے اب تو حکومت کافی settle down ہو گئی ہے۔ میری مودبانہ درخواست ہے کہ خدارا اتنا پیسا ایک session پر خرچ ہوتا ہے، اتنا کچھ ہوتا ہے۔ یہ سوالات بڑی دور سے گھوم کر آتے ہیں اور لوگ مجبوری کے تحت یہ سوال پوچھتے ہیں اگر وزراء صاحبان کو بہتر بریفنگ دی جائے، ان کو update کیا جائے اور on board رکھا جائے تاکہ وہ بہتر اور مناسب جواب دیں۔ ان کو تو عبور ہونا چاہئے لیکن اس چیز کی کمی موجود ہے اور میں مودبانہ

گزارش کر رہی ہوں، میرا قطعاً مقصد کسی کو criticize کرنے کا نہیں ہے لہذا میری تمام وزراء سے درخواست ہے کہ kindly اپنا home work بہتر کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! میرا خیال ہے کہ ضمنی سوال بہت ہو گئے ہیں اور ضمنی سوال آگے بھی آئیں گے۔ آپ کی مہربانی اب آگے چلنے دیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے کہا ہے کہ vocational institute میں کیونکہ زکوٰۃ وعشر سے اس کے سارے اخراجات برداشت کئے جاتے ہیں اس لئے minorities کا admission اس میں ممنوع قرار دے دیا گیا ہے تو کیا ہم یہ سمجھیں کہ جو minorities کے بچے پنجاب میں بستے ہیں ان کے لئے حکومت پنجاب نے vocational کے لئے ban لگایا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب آئندہ اس پالیسی کو improve کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ وہ بیت المال سے فنڈز لے کر minorities کے لئے جو no go area بنایا ہوا ہے ان کے لئے اصلاحات کر سکیں؟ ہماری تجویز ہے کہ اس میں کچھ اصلاحات کر کے اس کو minorities کے لئے بھی مخصوص کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس میں صرف سوال ہی رکھیں۔ جی، وزیر موصوف!

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بھی فرمائیں پھر وزیر صاحب اکٹھا ہی جواب دے دیں گے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اسد اللہ غالب نے شاید اسی موقع کے لئے یہ کہا تھا کہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا پانچ سال کی حکمرانی کرنے کے بعد آج ان کو یہ یاد آیا کہ minister کو suspend کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔This is not relevant

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! وہ کہیں سپیکر کو suspend کرنے کا نہ کہہ دیں یا اسمبلی کو suspend کرنے کا نہ کہہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے students کے لئے یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا جیسا کہ محترم رکن نے یہاں پر بیان فرمایا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس جبکہ فنڈز موجود ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر جب اس مرتبہ بجٹ میں 20 کروڑ روپے کی خطیر رقم اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے رکھی گئی ہے تو اس رقم میں سے اگر چار یا پانچ کروڑ روپیہ ان vocational institutes میں اقلیتی students کے لئے رکھ دیا جائے تو یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بیت المال سے اقلیتی students کی مدد کی جا سکتی ہے اور ہم اس کے لئے کوشش کریں گے اور اسی طرح سے ہو گا جس طرح یہ فرما رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف اتنی بات کروں گا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ discrimination نہیں ہونی چاہئے اور سب کے لئے equal rights ہونے چاہئیں اور vocational training institutes میں اگر زکوٰۃ کے پیسوں سے نہیں تو جس طرح وزیر موصوف نے فرمایا کہ بیت المال کے پیسوں سے اقلیتی students کی فلاح و بہبود ہو سکتی ہے تو ان کو بھی پوری طرح سے accommodate کیا جانا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگلا سوال محترمہ آمنہ جہانگیر کا ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز رکن نے محترمہ آمنہ جہانگیر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 544 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 544 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وفاقی حکومت سے 2003 سے اب تک صوبہ کو ملنے والا زکوٰۃ فنڈز و دیگر تفصیلات

*544 محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2003 سے آج تک وفاقی حکومت سے صوبہ کو کتنا زکوٰۃ فنڈ سالانہ موصول ہوا؟

(ب) یہ رقم ان سالوں کے دوران کن کن اضلاع کو برائے تقسیم غرباء دی گئی، تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ج) وفاقی حکومت سے موصول شدہ زکوٰۃ فنڈ سے کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم دفتری اخراجات، گاڑیوں کے پٹرول اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کی خُورد برد کا انکشاف ہوا؟

(ہ) اس خورد برد کے سلسلے میں کتنے سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ /قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) سال 2003 سے 2008 تک وفاقی حکومت کی جانب سے صوبہ کو 17726.368 ملین روپے زکوٰۃ فنڈ دیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	رقم ملین روپوں میں
2003-04	4340.999
2004-05	4349.769
2005-06	2933.910
2006-07	3028.819
2007-08	3072.872
ٹوٹل	17726.368

(ب) یہ رقم صوبہ کے تمام اضلاع کو تقسیم کی گئی جس کی ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) وفاقی حکومت سے موصول شدہ زکوٰۃ فنڈ سے غرباء میں تقسیم کی گئی رقم، دفتری اخراجات، گاڑیوں کے پٹرول اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل

تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے صرف عاملین زکوٰۃ کو تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے جبکہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی صوبائی حکومت سرکاری بجٹ سے کرتی ہے۔

(د) سال2003 سے 2008 مبلغ 7456942روپے کی رقم خُورد برد کی گئی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	خُورد برد شدہ رقم
2003-04	4467790روپے
2004-05	660164روپے
2005-06	1302938روپے
2006-07	263750روپے
2007-08	762300روپے
ٹوٹل	7456942روپے

(ہ) اس خُورد برد میں مجموعی طور پر122 افراد ملوث پائے گئے جن میں فیلڈ کلرک، آڈیٹر، چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی ہائے اور سکول ہیڈ ماسٹرز شامل ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ تفصیل تتمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز(د) میں پوچھا گیا ہے کہ ان سالوں کے دوران کتنی رقم کی خُورد برد کا انکشاف ہوا؟ اس سوال کا جواب جو ادارے کی طرف سے آیا ہے اس میں انہوں نے ایک تفصیل لکھی ہے کہ 2003 اور 2004 میں 44,67,790 روپے کی خُورد برد ہوئی، سال 2004 اور 2005 میں 6,60,164 روپے کی خُورد برد ہوئی اور اسی طریقے سے آپ آگے آجائیں 2006 اور 2007 میں 2,63,750 روپے اور 2007 اور 2008 میں 7,62,300 روپے کی خُورد برد ہوئی۔ میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ 2003 اور 2004 میں خُورد برد کا تناسب بہت زیادہ ہے جو 2006 میں کم ہو کر اڑھائی لاکھ روپے تک رہ گیا اس کی وجہ بیان کریں کہ ایسا کیوں ہوا؟ دوسرا اس سے related اگلا سوال جو وسیم قادر صاحب نے کیا ہے اس کے جز(ج) میں اگر جائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! Let the question come

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہ اسی سے relevant ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن rules کو بھی دیکھیں۔ پہلے اس سوال پر بات کر لیں، دوسرے سوال پر بعد میں ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ٹھیک ہے مجھے یہ بتادیں کہ یہ تناسب اتنا کم کیسے ہو گیا اور kindly یہ بھی بتادیں کہ 2003 سے لے کر 2005 تک لوکل زکوٰۃ کے جو چیئرمین تھے اور جو کمیٹیاں تھیں وہ کس دور کی بنائی ہوئی چلی آ رہی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ یہ معاملہ سابق حکومت سے متعلقہ ہے اور یہ رقم اس دور میں خُورد برد ہوئی تھی، ابھی آپ مزید دیکھیں گے کہ بے شمار خُورد برد کے واقعات ہیں۔ جب یہ رقم خُورد برد ہوئی تو ان کو کھلا ہاتھ دیا گیا تھا پھر اگر اپوزیشن کی طرف سے سختی ہوئی تو ان پر سختی کی گئی پھر شاید یہ خُورد برد کم ہو گئی اور دوبارہ پھر ان کو کھلا ہاتھ دیا گیا چونکہ یہ سارے معاملات سیاسی بنیادوں پر کئے گئے تھے اس لئے ان لوگوں کو سیاسی طور پر accommodate کیا گیا اور ان کو چیئرمین بنایا گیا تو ظاہر ہے کہ خُورد برد تو ہونا تھی۔ اب ہم اس خُورد برد کی تحقیقات کر رہے ہیں اور جس کا رزلٹ انشاء اللہ منظر عام پر آ جائے گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب! (قطع کلامی)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talking.

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے ان سے جو سوال پوچھا ہے وہ یہ تھا کہ 04-2003 میں 44 لاکھ کی رقم ہے اور 2006,2007-2005 میں 2.6 لاکھ کی رقم ہے۔ یہ اتنا جو فرق ہے، سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ فرق کیوں ہے؟ اگر یہ ایک سال سے منسٹری کر رہے ہیں تو یہ جو بے ضابطگیاں ہوئی ہیں، ہم نے یہ پوچھا تھا، سوال یہ کیا گیا تھا کہ یہ difference کیوں ہے؟ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ پچھلے دورانیہ میں حکومت میں بڑی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ یہ جواب نہیں ہے۔ ان کو چاہئے کہ اس سوال کا جواب دیں جو ان سے پوچھا گیا ہے، اگر ان کی تیاری نہیں ہے تو اس question کو

pending کر لیں اور یہ بعد میں take up کر لیا جائے۔ دیکھیں! کل بھی سارا دن یہی ہوتا رہا ہے اور آج بھی یہی لگ رہا ہے۔ منسٹر صاحبان کی کوئی تیاری نہیں ہوتی۔ وہ بات گول مول کر کے بول کر بیٹھ جاتے ہیں، ان کو آپ direct کریں کہ جو سوال پوچھا جائے اس کو سنیں اور اس کے مطابق جواب دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! ایک چھوٹی سی بات ہے کہ اب منسٹر صاحب یہ کس طرح سے بتا سکتے ہیں کہ جو وہاں پر کرپشن کر رہا ہے اس نے کس عہد میں زیادہ کی اور کس میں کم کی؟ اگر آپ جواب پڑھیں تو اس میں تو وہ بڑا clear کہہ رہے ہیں جس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس خُورد برد میں مجموعی طور پر جتنے لوگ ملوث پائے گئے ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اب جو کرپشن ہو گئی وہ تو ہو گئی اس وقت He was not the minister. اب جو ریکارڈ سامنے آیا ہے۔ اب ان کا یہ کام بنتا ہے کہ وہ اس کرپشن کی تحقیق کریں اور صحیح نیت کے ساتھ کریں کیونکہ یہ زکوٰۃ کا پیسا ہے اس کے اوپر تو بالکل معافی نہیں ہونی چاہئے اور اس کے اوپر پوری تحقیق کر کے اس کی تفتیش کریں اور جو لوگ ملوث ہیں ان لوگوں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں جو کرپشن ہوئی ہے اس کے جو اسباب ہیں ان کو جاننے کے لئے تو یہاں پر بہت بڑی بحث شروع ہو جائے گی، ہمیں صرف اس بات پر آنا چاہئے کہ اب ہم اس کرپشن کو پکڑیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! مجھے policy matter پر خلاصہ چاہئے۔ ہمیں اس وقت یہ پتا چلنا چاہئے کہ تین سال پہلے محکمے کی یہ policies ہوتی تھیں، یہ functioning ہوتی تھیں اس لئے یہ results آئے ہیں اور دو سال پہلے یہ ہوتا تھا اور اس سال یہ ہے۔ ہمیں ایک واضح حساب سے دو لائن کی سمری بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ہراج صاحب! یہ اس طرح نہیں ہوتا۔ اگر آپ ایک منٹ سوال کو ملاحظہ کریں تو اس میں بڑا واضح ہے۔ اس میں انہوں نے بس یہ detail پوچھی ہے کہ کرپشن کتنی ہوئی ہے؟ اب جو پالیسی ہے اور جو پالیسی رہی ہے اس کے اوپر آپ نیا سوال put کر دیں یا کچھ بھی لے کر آ جائیں کیونکہ میں خود یہ سمجھتا ہوں کہ جو کرپشن ہوئی ہے اس کو پکڑا جانا چاہئے اور قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر !ان سے جو سوال پوچھا گیا تھا وہsupplementaryسوال تھا۔ آپ نے اس سوال کے جواب کی بات تو کر دی ہے جوsupplementaryسوال پوچھا گیا تھا یا آپ اس کیrulingدیتے کہ وہsupplementaryنہیں بنتا وہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ تو پھر اگلی پالیسی کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ جو محترمہ نے بھی پوچھا ہے اور میں نے clarifyکروانے کی کوشش کی ہے کہ 04-2003میں جو رقم تھی اور 07-2006میں جو رقم ہے ان میں 20گنا کا فرق ہے تو وہ محکمے میں کیاchangeآئی ہے کہ تین سال میں 20گنا کا فرق پڑا ہے تو انہوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ"ہوا ہے"یہ اس سوال کا جواب نہیں ہے۔یہ جواب گول مول ہے ۔ میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یا آپ یہ rulingدیں کہ ان کا یہ supplementaryسوال نہیں بنتا یا آپ ان سے کہیں کہ اس سوال کا جواب دیں اگر یہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو اس کوpendingکر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ ضمنی سوال کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!یا تو آپ اس کوpendingکریں یا کہیں کہ وہrelevantنہیں ہے یا اس پر آپrulingدیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اعجاز صاحب!مہربانی کر کے میری ذرا عرض سن لیں۔میں کل بھی یہ دیکھتا رہا ہوں،Chairجو ہوتی ہے وہ اللہ کے فضل سے Custodian of the Houseہوتی ہے اور ہم نے تمام ہاؤس کو لے کر چلنا ہوتا ہے اورrulesکو سامنے رکھ کر چلنا ہوتا ہے جو بات انہوں نے کی ہے میں بالکل اس کا جواب بھی دوں گا اور آپ کو اس کے اوپر satisfyبھی کروں گا Let the gentleman talk.

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میرا اگلا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے،آپ کی باری آتی ہے، میں نےfloorان کو دیا ہوا ہے،ان کی بات کے بعد میں آپ کوfloorدیتا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! شکریہ۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے جو میرے معزز ساتھی ہیں کیا وہ یہی dictation لے کر آتے ہیں،کیا وہ یہیbriefingلے کر آتے ہیں، کیا یہ معزز ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع کرنے کے لئے آتے ہیں؟ یہrepetitionہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ "چور مچائے شور"انہوں نے 8سال میں اس قوم کا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:بیٹھ جائیں پلیز، منڈا صاحب! دیکھیں،یہ question hourہے اس میں صرف سوالات سےrelevantبات ہو سکتی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):انہوں نے کرپشن کی ہے، لوٹ مار کی ہے،ان کو منع کیا جائے کہ یہrepetitionنہ کریں۔(شوروغل)

جناب ڈپٹی سپیکر:پلیز!میں نے آپ کی بات سن لی ہے آپ تشریف رکھیں۔بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں!اگرquestionسے متعلق کوئی بات ہے تو وہ آپ کر لیں۔ معزز رکن کو بھی میں نے اسی بات پر بٹھا دیا ہے کہthat was not relevant

محترمہ آمنہ الفت : جناب سپیکر !میں نے اپنے اگلے سوال کو ساتھ ہی جوڑ کر یہ کہا تھا کہ 2003-05تک لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں کن کی بنائی ہوئی تھیں ؟ یہ میرا وزیر صاحب سے سوال ہے، مجھے اس کا جواب چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ نیا سوال ہے۔اس وقت یہ فوری طور پر کہاں پر بتا سکتے ہیں؟ چلیں! اگلا سوال آنے دیں اس میں دیکھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ جواب دیں کہ وہ کمیٹیاں کس نے بنائی ہوئی تھیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ میں سے ایک ساتھی بات کر لے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جو کرپشن ہمارے کھاتے میں ڈال رہے ہیں یہ بتائیں کہ یہ کمیٹیاں کن کی بنائی ہوئی تھیں تاکہ clear ہو جائے کہ کرپشن کس عہد میں ہوئی ہے اور کن لوگوں نے کی ہے اور وہ کمیٹیاں کس دور میں بنی تھیں اور 2006 کے بعد جو لوگ آئے وہ ہماری حکومت نے بنائے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے اڑھائی لاکھ تک کرپشن کی ratio میں کمی ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت مہربانی، آپ کا سوال آگیا ہے۔ ضمنی سوال مختصر ہوتا ہے۔ آپ نے بات کر لی کہ کمیٹیاں کس دور میں بنائی گئی تھیں؟ یہی آپ کا سوال ہے ناں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک سوال پر کتنے ضمنی سوال ہوں گے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ضمنی سوال نہیں ہے۔ میں نے جو بات کہی تھی میں صرف اس کی clarification کرنا چاہتا ہوں۔ جو میں نے ان سے پوچھا تھا وہ یہ تھا، بہت simple سی بات تھی کہ 2003-04 میں 44 لاکھ اور 2006-07 میں اس سے 20 گنا کم۔ منسٹر صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو committee formation کا cycle ہے اس سے یہ change آئی ہے۔ اتنا آسان سا جواب تھا اور یہ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو اتنی basic چیز کا بھی نہیں پتا۔ جس چیز کے یہ منسٹر ہیں وہ زکوٰۃ کیسے disburse ہوتی ہے۔ اس کی کمیٹیاں بننے کا cycle کیا ہے؟ ان cycles کے مطابق یہ disbursement کی values change ہوئی ہیں، اتنا آسان سا جواب تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! آپ کی بات ہو گئی اب آپ دیکھیں! آپ نے ایک بات point out کر دی ہے question hour کے اندر یہی ہوتا ہے۔ میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ یہ question hour ہے اس کے اندر ضمنی سوالات ہوتے ہیں جن کا منسٹر صاحب نے جواب دینا ہوتا ہے۔ یہ مختصر سا ہو جیسا کہ rules میں ہے اس کے مطابق کریں۔ otherwise تو جو ایک precedent بنا ہوا ہے کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہو سکتے لیکن ممبران کا interest دیکھتے ہوئے ہم ٹائم دے دیتے ہیں۔ میری سب سے یہ گزارش ہے کہ اس میں to the point بات ہونی چاہئے۔ ساجدہ میر صاحبہ! بہت دیر سے ٹائم مانگ رہی تھیں ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! زکوٰۃ کمیٹیاں بنانے کا ایک طریق کار ہوتا ہے اس سے پہلے 1993 میں کل 1036 زکوٰۃ کمیٹیاں تھیں جس میں، میں نے بھی کام کیا ہے، اس میں زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین کا جب چناؤ ہوتا ہے کم از کم پتا ہونا چاہئے کہ حکومت کن کی تھی، کن لوگوں نے کیا اور اس کا طریق کار کیا ہوتا ہے۔ باقاعدہ مسجد میں اعلان کیا جاتا ہے یا علاقہ کے معززین آپس میں بیٹھ کر طے کرتے ہیں کہ فلاں علاقہ کی جو کمیٹی ہے اس کا نمبر یہ ہے، اس کو ایک نمبر دے دیا جاتا ہے، اس کا چیئرمین یہ ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس اعداد و شمار میں پڑنے سے بہتر ہے کہ وہ سال کن کی حکومت کے تھے اور اس بات کو اتنا الجھایا گیا ہے کہ کرپشن کس نے کی؟ میں نہیں کہتی کہ وہ جانے والوں نے کی یا آنے والوں نے کی۔ اب جو زکوٰۃ فنڈز cease ہوئے ہیں اس کی بحالی کی بات کریں اور اس سے اگلا جو میرا سوال ہے کہ یہ زکوٰۃ کا جو طریق کار ہے یہ ایک سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو بدلنا چاہئے اور اس کو بدلنے کے لئے آپ باقاعدہ ایک زکوٰۃ اور عشر کے لئے ایک کمیٹی بنائیں کیونکہ جو فنڈ ہوتا ہے اس میں دینی مدارس کا بھی پیسا ہوتا ہے، سکولوں کا بھی ہوتا ہے، اس میں غریب خواتین کا پیسا بھی ہوتا ہے، اس کو آپ lump sum دے دیں تاکہ ایک عورت جو ہے چھوٹا سا کاروبار کرے وہ جو زکوٰۃ لینے والا ہر مہینے 500 روپیہ لیتا ہے اس کو آپ 25000 روپیہ اگر اکٹھا دے دیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کرپشن میں کافی کمی آسکتی ہے اور لوگ کرپشن کرنے سے گریز کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (الف) کے اندر صرف supplementary question آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ یہ بیان فرما دیں کہ سال 2008-09 میں وفاقی حکومت سے پنجاب گورنمنٹ کو کتنے فنڈ ملے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ اس کا حصہ ہی نہیں ہے۔ اس پر آپ new question put کریں اس طرح ان کے پاس یہ detail کہاں ہو گی؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ میں current year کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں! current year پر یہ آپ کا ضمنی سوال بنتا ہی نہیں ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں صرف current year کی بات کر رہا ہوں، اگر current information نہیں ہیں تو اس پر آپ ہمیں bulldoze نہ کریں ۔ میں صرف current information لے رہا ہوں اور میں کوئی چار سال یا دس سال کی پرانی information نہیں لے رہا بلکہ میں پوچھ رہا ہوں کہ 09-2008 میں کتنے فنڈ پنجاب گورنمنٹ کو دیئے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! آپ ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں۔ ایک سوال کا index ہی نہیں بنتا تو وہ اس کا جواب کس طرح دے سکتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! 09-2008 کے فنڈز بتا دیں؟

وزیر مذہبی امور وزکوٰۃ (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر ابھی تک وفاق سے کوئی فنڈ نہیں آیا اور زکوٰۃ کمیٹی ابھی ورکنگ میں نہیں ہے تو اس کے متعلق ابھی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ کیسی بے اصولی بات ہے کہ اب منسٹر صاحب نے on the floor of the House یہ کہا ہے کہ 2008 اور 2009 میں پنجاب گورنمنٹ کو وفاقی حکومت سے کوئی فنڈ نہیں ملا۔ ان حکومتوں کو بنے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ وہ حکومتیں ہیں جنہوں نے اس الیکشن کے اندر غریب کی روٹی، کپڑے اور مکان کا نعرہ لگا کر عوام سے ووٹ لئے تھے۔ یہ وہ حکومتیں ہیں جنہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم آ کر غریب کی قسمت کو سدھاریں گے۔ مجھے انتہائی افسوس اور دکھ کے ساتھ یہاں پر یہ بات کرنا پڑ رہی ہے کہ آج جو غریب کی بنیادی ضرورت ہے اس ضرورت پر کوئی توجہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تقریر نہیں سوال۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! وہی بات ہے اور مجھے اس کی reasons بتائیں کہ فنڈ کیوں نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے کہا کہ غریب کے لئے اس گورنمنٹ نے کیا کیا ہے۔ اس گورنمنٹ میں ہم زکوٰۃ کے علاوہ دوسری مد میں جو خرچ کر رہے ہیں وہ پنجاب اور ہمارے ملک کی تاریخ میں اتنا بڑا فنڈ کبھی بھی نہیں دیا گیا، اتنی بڑی subsidy کبھی نہیں دی

گئی اور جو ایک ہزار روپیہ ایک مہینہ میں ہم اٹھارہ لاکھ خاندانوں کو دے رہے ہیں وہ غریبوں کو جا رہا ہے اور بہت ہی transparent ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جب ایک ممبر بات کر رہا ہو تو ان کی بات پوری ہو لینے دیا کریں۔ میں floor سب کو دوں گا اور سب کی بات بھی سنوں گا۔ ہم اس ہاؤس کے اندر کچھ اچھی روایات کو جنم دیں۔ ایک فاضل ممبر بات کر رہے ہیں تو مہربانی کر کے اس کی بات مکمل ہونے دیں۔ جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں نے جو گزارش کی کہ وہ سارا فنڈ غریبوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ہمارے بھائی نے بات کی کہ غریبوں کے لئے یہ فنڈ اتنا late کیوں ہو گیا؟ اس کے علاوہ جتنی بھی ہماری پالیسیاں آ رہی ہیں۔ ''سستی روٹی'' کا اجراء ہے اور ''سستے ٹریکٹر'' کے لئے بھی ہم subsidy دے رہے ہیں، اتنی بڑی subsidy تاریخ میں کبھی بھی ہمارے ملک میں نہیں دی گئی اور وہ سب غریبوں کے لئے ہے یہ اس لئے کہ یہ عوامی حکومت ہے اور غریبوں کے لئے جمہوری حکومت ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب کی بات کو میں آگے بڑھاؤں گا کہ پنجاب میں جس طرح انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ اٹھارہ لاکھ خاندانوں کو ہم ایک ہزار روپیہ ماہانہ دے رہے ہیں اور اسی طرح یہ بات کرنا بڑا آسان ہے۔ وفاقی حکومت 34۔ارب روپے کا ''بے نظیر بھٹو سپورٹ پروگرام'' کی شکل میں پاکستان کے غریبوں میں تقسیم کر رہی ہے۔ یہ تو لاکھوں میں کرتے تھے ہم تو اربوں کے یہ پروگرام وفاقی اور صوبائی حکومت سے چلا رہے ہیں اور جہاں تک غریبوں کی بات ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) غریبوں کی support سے ہی اس ہاؤس میں آئے ہیں اور ان کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہاں پر لوٹ مار نہیں ہو رہی، ہم صرف اور صرف پاکستان کے غریب عوام کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! میں نے بڑی دیر سے غلام عباس راں صاحب کو کہا ہوا ہے۔ وہ بات کر لیں تو آپ کر لیجئے گا۔

جناب غلام عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو سوال ہوا ہے کہ خُورد برد کتنی ہوئی ہے تو 07۔2004 کا جو پیریڈ ہے یہ پیریڈ (ق) لیگ کی گورنمنٹ کا ہے اور اس وقت پرویز الہیٰ صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے اور یہ اس دور کی خُورد برد ہمارے منسٹر سے پوچھ رہے ہیں۔ ہم سے یہ 2008 سے لے کر اس کے بعد کا پوچھیں اور جب عشر وزکوٰۃ کمیٹیوں کے الیکشن ہوئے تھے تو اس وقت میں ملتان کا تحصیل ناظم تھا اور میں نے ضلع کے جو زکوٰۃ کے چیئرمین تھے ان سے فون پر بات کی تھی کہ کیا یہ الیکشن فیئر ہوں گے انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے لیکن میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں کہ وہ جو الیکشن ہوئے ہیں ہمیں پتا نہیں چلا کہ کہاں الیکشن ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنے آدمیوں کو select کر کے selection کی ہے اور اپنے چیئرمین اور اپنے ممبر بنائے ہیں، اگر خُورد برد کیا ہے تو انہوں نے کیا ہے یہ ان سے پوچھیں، ہم اس چیز کے حقدار نہیں ہیں کہ ہم یہ بتائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! ذرا میری بات سن لیں۔ دیکھیں، جب آپ بول رہے ہوتے ہیں تو چاہے آپ تین منٹ بولیں یا پانچ منٹ بولیں میری کوشش ہوتی ہے کہ میں ادھر سے کسی کو نہ بولنے دوں۔ اب ان کا بھی حق ہے یہاں پر لوگ بیٹھے ہیں جو بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جب ہماری باری آتی ہے تو کہتے ہیں کہ to the point بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں یہ بات ان کو بھی کہہ رہا ہوں۔ آپ نے ایک سوال پوچھا ہے اگر ہم طریق کار پر چلیں تو پھر rules کے اندر بڑا صاف ہے کہ سوال آئے اور اس پر ضمنی سوال آئیں اور اس کے جواب آئیں۔ یہاں پر بحث کا آغاز جو ہوا ہے وہ آپ نے کیا ہے اور وہ ٹھیک کیا ہے کیونکہ آپ نے ایک بڑی important چیز point out کی ہے۔ اب اس کو اگر اس طرح thrash out کرنا ہے تو جو بات آپ کریں گے اس کا reply یہاں سے بھی آئے گا اس لئے صرف آپ دو منٹ ٹھہر جائیں، میں آپ کو بالکل ٹائم دے رہا ہوں۔

جناب غلام عباس راں: جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ پچھلے پیریڈ میں چیئرمین ان کے اپنے بنائے ہوئے تھے، بہتر یہ ہے کہ خُورد برد کا حساب اپنی پارٹی سے لے لیں یا ان چیئرمینوں سے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! مہربانی اور بہت بہت شکریہ۔ایک تو میں احتجاج کرنا چاہتا ہوں کہ آپ صرف چند لوگوں کو موقع دیتے ہیں۔آپ ہمیں بتادیں کہ ہم آیا نہ کریں، ہماری حاضری لگادیا کریں، کل بھی سارا دن انتظار کرتے رہے ہیں اور آج پھر یہی چند لوگوں کو گھوم پھر کر ٹائم دیا جاتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ کل بھی اپوزیشن والوں نے ہمارا وقت ضائع کیا اور جو ہماری آپس کی بات تھی اور ایک جو ہمارا معزز رکن ہے ہم ان کے ساتھ تھے، انہوں نے موقع جان کر کل بھی احتجاج کیا اور آج بھی دیکھیں کہ کرپشن ان کے زمانے میں ہوئی ہے۔ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ آپ لوگوں نے اتنی کرپشن کی ہے آپ صرف اپنی کی ہوئی کرپشن کے سوالات ہی پوچھیں گے تو پورے پانچ سال ضائع ہو جائیں گے۔آپ نے کرپشن کی اور آپ ہی ہمیں بتائیں کہ یہ 74لاکھ روپیہ آپ لوگوں نے خُورد برد کیا اور آپ بتائیں کہ آپ کے کس کس فرد نے لیا، آپ ہمارا ٹائم کیوں ضائع کر رہے ہیں اور آپ ہم سے بار بار کیوں پوچھ رہے ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

آپ 24ہزار کنال کا حساب دیں جو مونس الہیٰ کے نام ہے؟آپ ہمیں یہ سوال نہ کریں، اپنے ان سابق وزراء سے سوال کریں، آپ اپنے گریبان میں جھانکیں کہ آپ نے پانچ سال میں قوم کا کیا کیا نقصان کیا ہے؟آپ لوگوں نے جنرل مشرف کو وردی میں رکھنے کے لئے کہا کہ دس دفعہ اگر منتخب کروانا پڑا تو کروائیں گے۔آپ لوگوں کو تو شرم آنی چاہئے، آپ لوگوں کا یہی جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ آپ کا اپنا سوال بتاتا ہے کہ آپ کتنے کرپٹ لوگ تھے اور آپ بار بار ہمارے وزراء سے سوال پوچھ رہے ہیں، آپ کو شرم آنی چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ میں سے پہلے کون بات کرے گا؟یہ پہلے اعجاز صاحب اور پھر بشریٰ صاحبہ اور اس کے بعد پھر آمنہ صاحبہ!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جس طرح میں نے گزارش کی تھی اور منسٹر صاحب نے on the floor of the House یہ statement دی ہے کہ 2008 اور 2009 میں وفاقی حکومت نے زکوٰۃ کے فنڈ نہیں دیئے اور کائرہ صاحب نے بڑی اچھی باتیں کیں۔ زکوٰۃ کے تین چار objects ہیں ایک تو اس سے غریب اور نادار لوگوں کو فنڈ دیا جاتا ہے۔ اس کے اندر ایجوکیشن فنڈ ہے، جہیز فنڈ ہے اور جو old aged لوگ ہیں ان کے لئے فنڈ ہے۔ اس میں دو چیزیں سمجھ آ رہی ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ پاکستان پیپلز پارٹی کی ہے وہ پنجاب گورنمنٹ کو پیسے نہیں دینا چاہ رہی یا اس میں یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ زکوٰۃ فنڈ کو اگر انہوں نے دوسرے پروگراموں میں بدل دیا ہے جس میں فنڈ نہیں دیئے گئے اور منسٹر صاحب نے on the floor of the House یہ statement دی ہے تو پھر اس محکمہ کو بند کر دیں، ایک منسٹر کو ڈنڈا، جھنڈا گاڑی اور اتنی ساری administration اور ساری چیزیں ہیں تو پھر ان چیزوں کا وجود میں رکھنا مناسب نہیں۔ اب منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایک سال سے فنڈ نہیں ملے جبکہ 18۔ فروری سے گورنمنٹ وجود میں آ چکی ہے۔ عوامی نمائندے جنھوں نے اپنی الیکشن مہم میں بڑے بلند و بانگ دعوے کئے تھے، نعرے لگائے تھے۔ غریبوں کی فلاح و بہبود کا تو صرف ایک ہی فنڈ ہے۔ یہ ان کا محکمہ نہیں ہے لیکن میں پوری ذمہ داری کے ساتھ ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ جس طرح پورے سال میں زکوٰۃ کے فنڈ سے غریبوں پر ایک روپیہ خرچ نہیں کیا گیا اسی طرح بیت المال کے فنڈ سے بھی ایک روپیہ تک غریب عوام پر خرچ نہیں کیا گیا۔ ہمیں یہاں نمائندگی کے لئے غریب عوام نے بھیجا ہے لیکن یہ المیہ ہے، آپ وفاقی اور صوبائی حکومت کی commitment کا اندازہ آج کی statement سے لگا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ بشریٰ گردیزی صاحبہ!

ملک غلام عباس راں: جب آپ منسٹر تھے تو آپ کو بھی جھنڈا اور ڈنڈا دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please no cross talk ہم نے اسمبلی کے اندر ایک decorum رکھنا ہے۔ جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور کائرہ صاحب فرما رہے تھے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت اربوں روپے غریبوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ میں پی ٹی وی کے آج صبح کے ٹاک شو کا حوالہ دینا چاہوں گی جس میں وفاقی وزیر ڈاکٹر

آیت اللہ درانی صاحب فرمارہے تھے کہ انھوں نے اس پروگرام کے تحت جو فارم ایم این ایز اور سینیٹرز حضرات کو دیئے ہیں وہ فارم fill ہو کر ابھی تک ان کے پاس واپس نہیں آئے۔ وفاقی سطح پر پیپلز پارٹی کی حکومت نے ایک بہت ہی اچھا initiative لیا لیکن ابھی تک اسے عملی جامہ نہیں پہنایا جا رہا یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے۔وہ خود فرمارہے تھے کہ اب تک اس سلسلے میں لوگوں میں پانچ فیصد رقم بھی تقسیم نہیں ہوئی۔لہذا میں آپ کے توسط سے بزرگ وزراء سے یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس احسن قدم کو کب تک عملی جامہ پہنایا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!آج ایوان کی میز پر مہیا کردہ اس پیپر میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے اور میں اسے اپنے سوال سے جوڑتی ہوں کہ انھوں نے خورد برد کا جو الزام ہماری حکومت پر لگایا ہے یہ آپ ہی کا دیا ہوا جواب ہے جس میں لکھا ہے کہ چیئرمینوں اور ممبران کا چناؤ 2005 میں ہوا تھا اور اس میں درج ہے کہ 2004 میں 44 لاکھ سے زیادہ کرپشن ہوئی ہے۔یہ کمیٹیاں ان کے دور کی بنی ہوئی ہیں اور اس میں 20 فیصد سے کئی گنا زیادہ تناسب سے کرپشن ہوئی ہے۔یہ کس طرح کرپشن ہمارے کھاتے میں ڈال سکتے ہیں؟ یہ آپ کی طرف سے دی ہوئی رپورٹ ایوان میں رکھی گئی ہے پھر اسے جلادیں۔

جناب والا!یہ ثبوت میرے ہاتھ میں موجود ہے اور وزیر موصوف سے میرا سوال تھا جس کا یہ ابھی تک جواب نہیں دے سکے کہ یہ کمیٹیاں کس کے دور کی بنائی ہوئی ہیں لیکن یہاں پر جواب موجود ہے جس میں انھوں نے خود لکھا ہے کہ یہ ان کے دور کی بنائی ہوئی کمیٹیاں ہیں اور یہ آج ثابت ہو رہا ہے۔میرے بھائی نے اٹھ کر کہا تھا کہ یہ چور ہیں لیکن اپنے ہاتھ سے لکھ کر دے رہے ہیں کہ یہ کمیٹیاں ان کے دور کی بنائی ہوئی ہیں لہذا یہ خود فیصلہ کر لیں کہ چور یہ تھے یا ہم؟2006 میں جب ہمارا دور تھا اس میں کرپشن کا تناسب اتنا کم ہو گیا تھا جس کی یہ مثال موجود ہے اور یہ آپ ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنا point بتا دیا،بہت اچھی بات ہے۔میرے خیال میں آج منسٹر صاحب بڑے خوش ہوں گے چونکہ ممبران نے پورے کا پورا وقفہ سوالات استعمال کر لیا ہے اور انھوں نے موقع ہی نہیں دیا کہ منسٹر صاحب اس بات کا جواب دے سکیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: ان کا حافظہ بڑا کمزور ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صغیرہ اسلام صاحبہ! مستی خیل صاحب بات کر لیں پھر میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا یہ ضمنی سوال بنتا تھا کہ جو کرپشن کی گئی ہے اس میں کتنی recovery ہوئی ہے اور کتنے لوگوں کو convict کیا گیا ہے؟ میرے خیال میں سوال بھی یہی ہے اور ہمارے ادارے کا test بھی یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد سعید مغل: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں پہلے وہ بات کر لیں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، مغل صاحب فرمائیے!

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! میں شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اس قدر لوٹا ہے ان لوٹوں نے ارض پاکستان کو
جانے اس بستی کی بربادی کہاں تک جائے گی
سبزہ پامال سے تو وجہ بربادی نہ پوچھ
بات چل نکلی تو پھر یہ باغباں تک جائے گی
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ابھی میرے فاضل دوست غریبوں کی بات کر رہے تھے۔شاید آپ کو یاد ہو گا کل اجلاس میں بات ہو رہی تھی کہ ایک انتہائی غریب آدمی مونس الہیٰ کو 30 مربع زمین الاٹ کی گئی تھی۔(شیم، شیم)

لہذا انھیں بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں ضرور جھانکنا چاہئے۔یہ عوامی حکومت ہے اس نے پہلے بھی ہمیشہ غریبوں کے لئے کام کیا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): دوبارہ بتادیں کہ یہ زمین کس کوالاٹ کی گئی ہے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ایک غریب بندے مونس الٰہی کو زمین الاٹ ہوئی۔اس کا سارا ریکارڈ موجود ہے، دیکھ سکتے ہیں۔رحیم یار خان میں رابرٹ فارم ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ثبوت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let him talk دیکھیں! جب آپ بولتے ہیں تو میں انھیں interrupt نہیں کرنے دیتا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: تو میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آپ نے بات کرلی ہے۔جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں پر جتنے دوست بیٹھے ہیں انھیں پرویز الٰہی اور مونس الٰہی فوبیا ہو گیا ہے۔وہ ہر بات کے اندر یہ بات لاتے ہیں۔میرے خیال میں ان کو خوف آ رہا ہے۔یہاں پر کل جو بات ہو رہی تھی یا جسے ابھی quote کیا گیا ہے۔کل انچارج وزیر نے ایوان میں جوابات دیتے ہوئے خود admit کیا ہے اور میں بھی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہ ایک private treaty تھی۔ Private treaty میں ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اگر کوئی زمین بیچ رہا ہے تو وہ خرید سکتا ہے doesn't mean کہ آپ سپیکر ہیں تو کسی چیز کا لین دین نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میری گزارش سنیں! کل بھی قائد حزب اختلاف نے on the floor of the House یہ بات کہی تھی کہ سوال کے جواب میں جو facts بتائے جا رہے ہیں اور جو ریکارڈ پیش کیا جا رہا ہے وہ غلط ہے۔اگر یہ اس کو concede کرتے ہیں تو ہمارے پاس right ہے کہ ہم اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے پاس یہ right ہے، آپ لائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے فوبیے سے ان کے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ مسائل اسی طریقے سے حل ہوں گے جیسے میں نے پہلے بات کی تھی اور ابھی تک منسٹر صاحب میرے اس سوال کا جواب نہیں دے سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ انھیں موقع ہی نہیں دے رہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: یہ وجہ بتادیں کہ 09-2008میں یہ فنڈز کیوں نہیں رکھے گئے، کیا یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں اور حکومت ہے اور وفاق میں اور حکومت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ یہ چاہ رہے ہیں کہ ماضی میں جو کرپشن ہوتی رہی ہے پہلے اس کا سدباب کرلیں پھر فنڈز استعمال کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس مسئلے سے relatedاعجاز شفیع صاحب نے بات کی ہے اسی سے متعلقہ ایک تحریک التوائے کار غالباً مخدوم احمد محمود صاحب نے جمع کرائی ہے لیکن اعجاز شفیع صاحب نے ایک بڑی غلط بات کی ہے کہ یہ private treatyتھی اور پھر کہتے ہیں کہ ہمیں فوبیا ہو گیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:.No cross talkاب ان کی بات مکمل ہونے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): آپ میری بات سن لیں پھر جواب دیں۔ پھر ہمیں کہتے ہیں کہ فوبیا ہو گیا ہے۔ رابرٹ نامی شخص زرعی کالج فیصل آباد کا پرنسپل تھا۔ اس زمانے میں حکومت کا پروگرام تھا کہ ہم زرعی زمین الاٹ کرتے ہیں آپ اسے آباد کریں۔ آباد کرنے کے بعد آدھی زمین حکومت کو واپس کر دیں اور آدھی آپ رکھ لیں۔1940 میں اسے تقریباً100مربع زمین الاٹ ہوئی تھی لیکن جب 1947 میں partitionہوئی اور انگریز کا دور ختم ہوا تو وہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد اس زمین پر مزارعے اس آس پر بیٹھے تھے کہ اس ملک میں کبھی نہ کبھی کوئی ایسا حکمران آئے گا جو ان غریبوں کے دکھوں کا مداوا کرے گا۔ وہ اسی انتظار میں بیٹھے رہے کہ ہمیں اس زمین کے مالکانہ حقوق مل جائیں گے۔ وہ اسے آباد کرتے رہے اس میں ہل چلاتے رہے۔ دو مرتبہ سیلاب آیا اور وہ ساری زمین تباہی کا شکار بھی ہوئی لیکن اس کے باوجود ان مزارعوں نے اسے آباد کیا۔ اب اس میں اعجاز شفیع صاحب اور ان کے ساتھ دو تین مقامی لوگ بھی شامل ہیں۔ وہ رابرٹ جو 1940 میں تھا پتا نہیں وہ کہاں مر کھپ گیا لیکن انھوں نے فراڈ کرتے ہوئے انگلینڈ میں جا کر اس کی باقیات تلاش کیں۔ اب دیکھیں یہ کرتے کیا رہے ہیں۔ اس کی انھوں نے باقیات تلاش کیں اور ان سے Robert کا مختار نامہ حاصل کیا یعنی پہلے اس کی باقیات تلاش کیں پھر ان سے مختار نامہ حاصل

کیا۔ مختار نامہ حاصل کرنے کے بعد پھر دیکھیں انھوں نے کیا کیا ہے۔ مختار نامہ حاصل کرنے کے بعد پھر انھوں نے وہاں کے پٹواریوں کو کہا کہ بستے اٹھاؤ اور ادھر آ جاؤ۔ انھوں نے Robert کو 1940 سے شروع کیا اور کرتے کرتے ادھر لے آئے اور لا کر 22 مربعے چودھری مونس الہیٰ ولد چودھری پرویز الہیٰ کے نام allot کر دیئے جس کا یہ کہتے ہیں کہ ہمیں فوبیا ہوا ہے۔ تقریباً بائیس مربعے دو تین دوسرے لوگوں کو بھی الاٹ ہوئے ہیں جن میں وہاں کا ایک تحصیل ناظم بھی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے پولیس بھیجی کہ ان مزارعین کو بے دخل کیا جائے۔ وہ مزارعے اپنے بچوں کو لے کر سامنے آ گئے اور انھوں نے کہا کہ بے شک آپ ہمارے اوپر بلڈوزر چلا دیں لیکن ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ یہ معاملہ پچھلے دو تین سالوں سے چل رہا ہے۔ میں نے اس کے اوپر 2006 میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ جب میں نے تحریک التوائے کار پیش کی تو اس کے اوپر مجھے یاد پڑتا ہے کہ غالباً 22۔ جون کی تاریخ for discussion fix ہوئی۔ اس کے بعد ان کے دو وزراء میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے کہا کہ دیکھیں رانا صاحب! یہ ایک ذاتی سا مسئلہ ہے، اس کو جانے دیں۔ میں نے کہا کہ اس میں ذاتی مسئلہ کیا ہے؟ آپ ان غریب لوگوں کو جو وہاں پر 1940 سے بیٹھے ہیں، جو وہاں پر پچھلے ساٹھ سالوں سے بیٹھے ہیں ان کو اجاڑنا چاہتے ہیں، وہاں سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مونس الہیٰ وغیرہ جو آپ کے نزدیک انتہائی غریب لوگ ہیں اور آپ ان کی جائیداد میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کو تو رات کو کھانے کو نہیں ملتا۔ چونکہ ان مزارعین کے پاس بہت زیادہ دولت ہے اس لئے ان سے آپ یہ واپس لینا چاہتے ہیں تو میں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد انھوں نے یہ کیا کہ 21۔ جون کو مجھے آ کر کہا کہ ہم اس کو withdraw کر لیتے ہیں اور وہ اراضی واپس ان مزارعین کو چلی جائے گی تو اس پر میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ انھوں نے مجھے ایک رجسٹری لا کر دکھائی جس کے اوپر چودھری مونس الہیٰ ولد چودھری پرویز الہیٰ نے وہ 22 مربعے واپس کر دیئے۔ غالباً وہ رجسٹری 3 کروڑ 78 لاکھ روپے کی تھی۔ جس مختار عام سے وہ لی گئی تھی اسی کے حق میں اسے withdraw کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم ان مزاعین کو بھی compensate کریں گے اور ہم وہاں پر بے دخلی یا کوئی ظلم و زیادتی نہیں کریں گے۔ اب آ کر یہ پتا چلا ہے کہ وہ رجسٹری جو انھوں نے مجھے دکھائی تھی وہ بھی دو نمبر تھی، جعلی تھی۔ (شیم، شیم)

اب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں پرویز الہیٰ یا مونس الہیٰ کا فوبیا ہو گیا ہے۔ فوبیا نہیں بلکہ ہم ان مزارعین کے حقوق انھیں دلانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ وہ مزارعے جس حکمران کا انتظار کرتے

رہے کہ جو امانت دار ہو، جو دیانت دار ہو، جو غریبوں کے حقوق کو پہچانتا ہو وہ حکمران اب پنجاب میں بیٹھا ہے جس کا نام میاں محمد شہباز شریف ہے۔اب آپ کو غریبوں کا حق انھیں واپس کرنا پڑے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:.Order in the Houseاب وزیر قانون صاحب نے بات کی ہے تو ان کو بھی پہلے بات کر لینے دیں۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!۔۔۔ خلیل طاہر سندھو صاحب پلیز، بیٹھ جائیں۔ میں نے اعجاز شفیع صاحب کو floor دیا ہوا ہے اس کے بعد میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔

میاں محمد رفیق:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ میں نے آپ کو floor نہیں دیا، پہلے اعجاز شفیع صاحب کو بات کر لینے دیں کیونکہ میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔

میاں محمد رفیق: کیا آپ ان کے بعد مجھے وقت دیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔جناب اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ راناثناءاللہ صاحب اچھی لفاظی کر لیتے ہیں۔ اصل issue کو وہ پھر گول مول کر گئے ہیں۔ لفاظی میں bracket کر کے وہ بات کر گئے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اسی اسمبلی میں کل کا ریکارڈ گواہ ہے کہ وزیر موصوف نے خود یہ admit کیا ہے اور میں بھی پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک private treaty تھی۔اس کے وارث کیسے بنے، کیا ہوا، یہ دوسری بات ہے۔ اگر یہ Robert کے رشتہ دار ہیں تو یہ کھڑے ہو کر بتادیں کہ میں ان کا رشتہ دار ہوں اور یہ میرا حق بنتا تھا۔ یہ ان کا حق نہیں بنتا۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:.Order in the Houseاعجاز شفیع صاحب! یہ آپ نے personal attack کیا ہے۔ وہ تو ان مزارعین کے حقوق کی بات کر رہے تھے۔ وہ اپنے کسی ذاتی حق کی بات نہیں کر رہے۔(قطع کلامی)

پلیز، میری بات سنیں۔ جب میں بات کر رہا ہوں تو پھر کسی اور کو بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے لئے یہاں پر تمام ممبران کی ایک جیسی عزت ہے۔یہاں میں کسی ممبر کو کسی دوسرے ممبر پر ذاتی attack نہیں کرنے دوں گا۔ جو بات already ہوئی ہے اگر اس کے بارے میں آپ نے کوئی بات کرنی ہے تو وہ کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اسی context میں بات کر رہا ہوں۔ میں یہ بات بھی اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا ہے کہ اعجاز شفیع صاحب کو بھی زمین ملی ہے۔ میں اسی context میں بات کر رہا ہوں۔ رانا صاحب کی بات ریکارڈ پر موجود ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب معذرت کریں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: یہ معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! واقعی جو بات آپ نے کہی ہے یہ پارلیمانی روایات کے خلاف تھی۔ آپ نے Robert کے رشتہ دار والی جو بات کہی ہے وہ نامناسب ہے۔ تمام معزز ممبران تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب کھڑے ہیں ان کو بات کر لینے دیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے حکومتی بنچوں کے معزز ممبران اور آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اعجاز شفیع صاحب نے میرے متعلق جو personal بات کی ہے کہ میری رشتہ داری دونوں فریقین Robert اور مزارعین میں سے کس کے ساتھ ہے، میں اس کا جواب دے دوں گا۔ آپ ان کو بالکل نہ روکیں، یہ جتنی بات کرنا چاہتے ہیں انھیں کرنے دیں۔ میں بعد میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ وہی فوبیا والی بات ہے۔ ایک چیز جو کہ admitted fact ہے۔ کل کے ریکارڈ کی بات ہے، وزیر موصوف نے خود admit کیا ہے اور میں بھی پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہ ایک private treaty تھی۔ اب جس طرح اس کو ایک لمبی چوڑی داستان بنا کر ہاؤس کے اندر پیش کیا گیا ہے میں اسی context میں بات کر رہا ہوں کہ اگر کوئی Robert کے ساتھ اپنے آپ کو legally طور پر claim کرتا ہے وہ تو یہ بات کر سکتا ہے۔ یہ تو عدالت میں بھی نہیں جا سکتے کیونکہ یہ ایک treaty مکمل ہو گئی ہے۔ میں یہاں دوسری بات یہ کہنی چاہوں گا کہ کل ہاؤس میں جو بات زیر بحث آئی ہے اس کا چودھری مونس الہیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اس کو ہاؤس میں intentionally اسمبلی کے عملے نے پیش کیا ہے۔ اگر ریکارڈ غلط ہے تو ادارے سے پوچھنا چاہئے۔ اگر ادارے کے اندر ریکارڈ درست ہے اور یہاں آ کر اس کو tamper کیا گیا ہے اور چودھری مونس الہیٰ کا نام لکھا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہماری تحریک

استحقاق بنتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس تحریک استحقاق کو ضرور move کریں گے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے خود یہ فرمایا تھا کہ مخدوم سید احمد محمود صاحب کی ایک motion آچکی ہے تو اس کو اسی context میں لیا جانا چاہئے تھا۔آج زکوٰۃ کے issue پر بات ہو رہی تھی۔ میں یہاں پر آپ کی، پریس اور پورے پنجاب کے عوام کی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ سال 2008-09 میں غریب اور نادار لوگوں کے لئے کچھ نہیں کیا گیا تو اس بات کو چھوڑ کر ایک نیا issue شروع کرا دیا گیا۔ جس دن یہ تحریک آئے گی اس دن بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ defend کریں گے کیونکہ یہ ایک private treaty ہے اور ہر شخص کو اس بات کا حق ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پہلے وزیر قانون صاحب بات کر لیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جو بات facts & figures کے ساتھ کی ہے اس پر تو محترم اعجاز شفیع صاحب نہیں آئے بلکہ یہ کہہ دیا کہ انھوں نے ایسے بات کر دی، ویسے بات کر دی۔ جہاں تک انھوں نے رشتہ داری کی بات کی ہے تو بات یہ ہے کہ اب Robert بھی سامنے ہے۔ چودھری مونس الہیٰ اور وہ مزارعین بھی سامنے ہیں، جس کی جس کے ساتھ رشتہ داری ہے، جس دن motion آئے گی پتا چل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ خلیل طاہر سندھو صاحب کافی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ وزیر قانون صاحب نے Robert کے حوالے سے صرف حقائق بتائے ہیں۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جو مرضی کریں، جو مرضی لوٹ لیں لیکن کم از کم ہمارے اس کرسچئن بھائی Robert کا نام استعمال کر کے اراضی نہ خریدیں۔ ہمیں اس سے تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی روح کو بھی تکلیف پہنچتی ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ہم اس بات کو یہیں پر ختم کر دیں کیونکہ وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹے کا وقت تھا۔

محترمہ آمنہ الفت:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، پہلے آپ بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا!مجھے اس حوالے سے ایک دو سوال کرنے ہیں کہ اس سلسلے میں نہ تو کسی مزارع کو بے دخل کیا گیا ہے اور نہ ہی وہ زمین چودھری مونس الٰہی کے نام ہے۔کسی قسم کا کوئی ریکارڈ، کسی قسم کی کوئی دستاویزات کہ آج کے دور میں وہ پراپرٹی کس کے پاس ہے اور اس میں مزارعین کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟ یہ اگر دستاویزات یہاں پر چودھری مونس الٰہی کے خلاف پیش کر دیں تو میں کھڑے کھڑے استعفیٰ دے دوں گی۔ میرا ان کو چیلنج ہے کہ یہ دستاویزات لے کر آئیں ریکارڈ لے کر آئیں کسی مزارع کو لے کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کی بات ہو گئی ہے،آپ تشریف رکھیں۔وزیر قانون صاحب!محترمہ فرما رہی ہیں کہ کل جو کچھ یہاں پر کہا گیا ہے چودھری مونس الٰہی کا اس پراپرٹی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!3کروڑ78لاکھ روپے کی 22مربع اراضی کی رجسٹری جو کہ چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی کے نام ہے،سکنہ گلبرگ،شناختی کارڈ نمبر اور اس رجسٹری کی کاپی میرے پاس پڑی ہے اگر یہ کہیں تو میں کل ہی ان کو لا کر پیش کر دوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:میرا خیال ہے کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب والا!اس رجسٹری کی فوٹو کاپی میرے پاس پڑی ہے۔جو دو نمبر رجسٹری انہوں نے بعد میں پیش کی اس کی فوٹو کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔ یہ دونوں چیزیں میں ان کو پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔محترمہ!آپ کافی دیر سے کھڑی ہیں،آپ فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ:جناب والا!کمیٹیوں کے بارے میں یہاں پر بات ہوئی ہے میں یہ گزارش کروں گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے دور حکومت میں اربوں روپے کی رقم غریبوں کے لئے مختص کی گئی ہے اور لاکھوں خاندان اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ہزار روپے مہینہ کے حساب سے ان کو پیسے مل رہے ہیں اور یہ سکیم چھ ماہ سے چل رہی ہے، لاکھوں لوگ ان کے لئے دعا گو ہیں۔یہ سب بھول جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غریبوں کو ہم کیا دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، بہت شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت مشکور ہوں، آپ کی وساطت سے یہ گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ گندم کے creative crisis کے باوجود دو روپے کی روٹی پورے پنجاب میں میاں صاحب کے توسط سے مل رہی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ یا تو وقفہ سوالات کا وقت ایک گھنٹے کے لئے بڑھا دیا جائے یا میرا سوال نمبر 1654 کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ میرے حلقہ میں ابھی تک زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں بن سکیں جس کی وجہ سے غرباء تک ان کا حق نہیں پہنچ رہا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ میرے سوال کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آئندہ جب اس محکمے کی باری آئے گی اس وقت تک اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! آپ ہر قسم کی باتیں اس House میں سن لیتے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Rules of Procedure میں پوائنٹ آف آرڈر کی گنجائش تو موجود ہے لیکن point of khushamad , point of irrelevance and point of history کے لئے بھی اگر آپ رولز میں کوئی provision create کر دیں تو اس ایوان کی کارروائی باضابطہ ہو جائے گی۔ یہاں پر دو تین جو point of khushamad پیش کئے گئے ان کا اس ایجنڈے کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری عبدالوحید: جناب والا! ہمارے معصوم چودھری مونس الٰہی صاحب اگر وہ یہ admit نہیں کرتے کہ یہ زمین ان کی نہیں ہے تو انہوں نے یہ زمین تین کروڑ روپے کی لی ہے، میں دس کروڑ دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ انتہائی مسکین و مجبور ہیں تو پھر ان کا زکوٰۃ کمیٹی میں نام بھی لکھنا چاہئے۔ یہ زمین ان مزارعین کو دینی چاہئے جو اس کے صحیح حقدار ہیں جنہوں نے خون پسینے کی کمائی سے اس

زمین کو آباد کیا ہے، جن مزارعین کی نسلیں اس زمین پر ختم ہوئی ہیں، ان کو یہ زمین الاٹ کر دینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات سن لی گئی ہے۔ جی، وزیر مذہبی امور!

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

مالی امداد کے لئے ماہانہ، سالانہ اور مستقل بحالی سکیم میں مزید بہتری لانے کا معاملہ

*625: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زکوٰۃ اپنے فنڈ سے ماہانہ، سالانہ اور مستقل بحالی سکیم کے تحت مالی امداد کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فنڈ کے حصول میں کئی محکمانہ اور دفتری پیچیدگیاں موجود ہیں، جس کی وجہ سے زکوٰۃ کی رقم مستحق تک نہ پہنچ پاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ محکمہ زکوٰۃ پنجاب، زکوٰۃ فنڈ سے ماہانہ، سالانہ اور مستقل بحالی سکیم کے تحت مالی امداد فراہم کرتا ہے۔

(ب) زکوٰۃ فنڈز کے حصول کے لئے مرکزی زکوٰۃ کونسل نے طریق کار وضع کر رکھا ہے اور اس میں محکمانہ یا دفتری پیچیدگی موجود نہیں تاہم رقوم کا اجراء قواعد و ضوابط کے پیش نظر ہی کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی مختلف مدات میں جون 2008 تک 2۔ارب 84لاکھ 24ہزار 847روپے کی رقم مستحقین کو تقسیم کی گئی ہے۔ چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے منتخب

کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا، آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ج) جی ہاں، عنقریب نیک اور ایماندار لوگوں پر مشتمل کمیٹیاں بنائی جائیں گی جن کے توسط سے منصفانہ تقسیم زکوٰۃ کو قطعی بنایا جائے گا۔

پی پی۔144 لاہور میں ممبران، چیئرمینوں کے انتخابات

*626: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کا چناؤ کب ہوا؟

(ب) چیئرمینوں اور ممبران کے چناؤ کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا گیا؟

(ج) چیئرمینوں اور ممبران کے نام اور ایڈریس بتائے جائیں نیز انتخابات کن افسران کی نگرانی میں ہوئے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پی پی۔144 میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور ممبران کا چناؤ جنوری تا مارچ 2005 کے دوران ہوا۔

(ب) چیئرمینوں اور ممبران کے چناؤ کے لئے زکوٰۃ وعشر آرڈیننس 1980 کی دفعہ (4،5&6) 18 اور پنجاب، ضلعی، تحصیل/سب ڈویژنز اور مقامی کمیٹیوں (پروسیجر) رولز 1993 میں وضع کردہ طریق کار پر عمل کرتے ہوئے تین یا زیادہ افراد پر مشتمل چناؤ ٹیمیں تشکیل دی گئیں جن میں کم از کم ایک گزیٹڈ آفیسر ایک عالم دین اور ایک متعلقہ ضلع کمیٹی کا ممبر شامل تھا ان ٹیموں نے ہر مقامی کمیٹی کے رہائشی بالغ مسلمانوں کے اجتماع کا اہتمام کیا، جنہوں نے اکثریت رائے سے مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے سات مرد اور دو خواتین ممبران کا چناؤ کیا۔ بعد ازاں ہر کمیٹی نے اکثریت رائے سے چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کا انتخاب کیا۔

(ج) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت 30۔جون 2008 کو ختم ہو گئی تھی جب کہ نئی کمیٹیوں کی تشکیل کا عمل ابھی زیر غور ہے 30۔جون سے قبل فعال کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور ممبران

کے نام اور ایڈریس تتمہ (الف) پر اور جن افسران کی نگرانی میں انتخاب کروائے گئے ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مستحق افراد میں بے نظیر شہید کارڈ کی تقسیم

*1006: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے اب تک صوبہ بھر میں کتنے مستحق افراد میں بے نظیر شہید کارڈ تقسیم کئے ہیں؟

(ب) ان افراد کی فہرست مع پتاجات فراہم کئے جائیں؟

(ج) کیا حکومت زکوٰۃ فنڈ میں سے بھی محترمہ بے نظیر کارڈ کے تحت خرچ کرے گی؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مستحق افراد میں بے نظیر شہید کارڈ تقسیم کرنے کی سکیم محکمہ زکوٰۃ کے ذریعے جاری نہیں کی گئی۔ کیونکہ یہ پروگرام وفاقی حکومت کا ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے چونکہ یہ سکیم محکمہ زکوٰۃ نے جاری نہیں کی اس لئے ان افراد کے پتاجات محکمہ زکوٰۃ کے پاس موجود نہیں۔

(ج) تقسیم زکوٰۃ میں سے نئی سکیموں کے اجراء کا اختیار مرکزی زکوٰۃ کونسل کے پاس ہے اگر کونسل نے ایسی کوئی سکیم کی منظوری دی اور اس کے لئے بجٹ موصول ہوا تو صوبائی حکومت اس رقم کو خرچ کرے گی۔

مرکزی حکومت کی جانب سے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو زکوٰۃ کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*1143: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت پنجاب میں ضلعی سطح پر کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں اور محلہ وارڈ اور دیہات کی سطح پر کتنی کمیٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو سال میں کتنی مرتبہ زکوٰۃ کی مدات میں رقوم فراہم کرتی ہے؟

(ج) سال2007میں مرکز سے کتنی رقم کب وصول ہوئی، کیا یہ رقم مستحقین میں تقسیم کی جاچکی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا کام سرد ست بند پڑا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقائی اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے پاس بے شمار درخواستیں آچکی ہیں لیکن ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں کے دفاتر فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے درخواستیں وصول نہیں کر رہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچیوں کی شادی گرانٹ کے لئے چھ ماہ سے ایک سال کے عرصہ کی درخواستوں پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی جس سے مستحقین سخت پریشان ہیں؟

(ز) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلد از جلد فنڈز کی فراہمی کو یقینی بنا کر اس مسئلہ کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب میں اس وقت ضلعی کی سطح پر 35 زکوٰۃ کمیٹیاں موجود ہیں جبکہ محلہ وارڈ اور دیہات کی سطح پر 25019 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں کام کر رہی تھیں جن کی میعاد 30۔جون 2008 کو ختم ہو چکی ہے۔

(ب) مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ، صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو زکوٰۃ کی مستقل مدات اور فنی تعلیمی وظائف کی رقم دو مساوی اقساط میں جاری کرتی ہے جبکہ دیگر مدات میں رقم بالعموم مالی سال میں ایک بار فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) مالی سال 08-2007 میں مرکز سے زکوٰۃ کی تقسیم کی مختلف مدات اور انتظامی اخراجات کے لئے کل۔3ارب 7کروڑ33لاکھ 19ہزار250روپے کی رقم موصول ہوئی اس رقم کی وصولی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔زکوٰۃ کی مختلف مدات میں جون2008تک 2۔ارب 84لاکھ 24ہزار 847روپے کی رقم مستحقین کو تقسیم کی گئی ہے چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا، آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(د) یہ درست ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا کام مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر بند ہے۔ چونکہ سابق دور میں یہ کمیٹیاں سیاسی بنیادوں پر بنائی گئیں اور انہوں نے زکوٰۃ کی تقسیم بھی منصفانہ طرز سے نہ کی لہذا اس دفعہ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ انتہائی نیک اور غیر سیاسی افراد کو ان میں شامل کیا جائے۔

(ہ) علاقائی و مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی میعاد کار 30-6-2008 کو ختم ہو چکی ہے۔ چونکہ سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں کی بے ضابطگیاں آڈٹ رپورٹس کے ذریعے منظر عام پر آ چکی ہیں، لہذا ان چیئرمینوں کے خلاف کارروائی کرنے کے بعد نئی مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی اور اس کے بعد مستحقین سے درخواستیں طلب کی جائیں گی۔

(و) یہ درست ہے کہ گزارہ الاؤنس، شادی و بحالی کی مدات میں زکوٰۃ کی تقسیم مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر بند ہے۔

(ز) جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے کہ سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں کی بے ضابطگیاں آڈٹ رپورٹس میں شائع ہو چکی ہیں اور ان کے خلاف کارروائی کرنے کے بعد نئی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی اور وفاقی حکومت کو فنڈز کے اجراء کی درخواست کی جائے گی جس کے بعد زکوٰۃ کی تقسیم کا کام شروع کیا جائے گا۔

پی پی۔60 فیصل آباد میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1412: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں کام کر رہی ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں زکوٰۃ کی مد میں پچھلے پانچ سالوں میں کتنی زکوٰۃ دی گئی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ج) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں زکوٰۃ کی خُورد برد کرنے پر کتنے اشخاص کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

(د) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں موجودہ زکوٰۃ کمیٹیوں کے عہدیداران کی مدت کتنی ہے؟

(ہ) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں پچھلے پانچ سالوں میں کتنے لوگوں کو زکوٰۃ دی گئی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں 126 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں کام کر رہی تھیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔چونکہ سابق دور میں یہ کمیٹیاں سیاسی بنیادوں پر بنائی گئیں اور انہوں نے زکوٰۃ کی تقسیم بھی منصفانہ طرز سے نہ کی لہذا اس دفعہ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ انتہائی نیک اور غیر سیاسی افراد کو ان میں شامل کیا جائے۔

(ب) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں پچھلے پانچ سالوں میں زکوٰۃ کی مد میں مبلغ70748417روپے جاری کئے گئے اس رقم کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے:۔

مد	2003-04	2004-05	2005-06	2006-07	2007-08	میزان
گزارہ الاؤنس عید الاؤنس	88520114	8820000	8820000	8836000	8860000	44186114
جہیز	680000	150000	180000	460000	240000	1710000
چھوٹی بحالی	665000	10000	400000	455000	95000	1625000
مستقل بحالی	9515000	7025000	NIL	Nil	Nil	16541000
تعلیمی وظائف	1912124	221400	236688	50400	446364	2866976
طبی امداد	Nil	NIL	NIL	Nil	680250	680250
دینی مدارس	Nil	982350	370610	652117	Nil	2005077
انتظامی اخراجات						
چیئرمین الاؤنس	Nil	378000	378000	378000	Nil	1134000
میزان	21622238	17587750	10385298	10831517	10321614	70748417

چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ج) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں خورد برد کرنے پر مقامی زکوٰۃ کمیٹی وارڈ نمبر2 تحصیل سمندری کے چیئرمین امیر خان ولد غریب محمد خان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اسے برطرف کیا گیا اور اس کے خلاف ایف آئی آر بھی درج کروادی گئی تھی کیس زیر سماعت ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے عہدیداران کی مدت کار مورخہ 30۔جون2008 کو ختم ہو چکی ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں پچھلے پانچ سالوں میں کل13100 افراد کو زکوٰۃ دی گئی ہے جس کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے:۔

مد	2003-04	2004-05	2005-06	2006-07	2007-08	میزان
گزارہ الاؤنس، عید الاؤنس	1386	1386	1386	1392	1400	6950
جہیز	68	15	18	46	24	171
چھوٹی بحالی	133	2	18	91	19	325
مستقل بحالی	761	453	-	-	-	1214
تعلیمی وظائف	2030	212	262	12	344	2860
طبی ادارہ جات	248	323	195	302	106	1228
دینی مدارس	-	170	76	106	-	352
میزان	4626	2561	2017	1949	1947	13100

پی پی۔125 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1438: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں، کتنی فعال اور کتنی غیر فعال ہیں؟

(ب) کیا حلقہ پی پی۔125 میں یونین کونسل پراگ پور کے گاؤں محال مٹاں والا میں زکوٰۃ کمیٹی ہے تو کیا اس کی باڈی موجود ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 82 ہے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت 30۔جون 2008 کو مکمل ہونے کی بنا پر اس وقت تمام مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں غیر فعال ہیں۔

(ب) یونین کونسل پراگ پور کے گاؤں مٹاں والا کے نام سے کوئی مقامی زکوٰۃ کمیٹی نہ ہے تاہم یہ گاؤں دھیرا سندھا کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے ساتھ منسلک ہے۔

ضلع قصور میں زکوٰۃ فنڈز سے پیداواری اداروں کا قیام

*1500: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت زکوٰۃ فنڈ سے ضلع قصور میں کوئی ایسے ادارے یا فیکٹری قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جہاں پر مستحق اور غرباء کے بچوں کو باعزت روزگار مل سکے؟

(ب) کیا حکومت ضلع قصور میں گداگری کی لعنت کو دور کرنے اور پیشہ ور بھکاریوں کے لئے ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو زکوٰۃ سے قائم ہوں اور جہاں بھکاریوں کو ضروریات زندگی کی تمام سہولتیں میسر ہوں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک فیکٹری یاادارے قائم کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک،اگر نہیں تواس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حکومت کی طرف سے ضلع قصور میں تین فنی تربیتی ادارہ جات کام کر رہے ہیں جہاں مستحق اور غرباء کے بچوں کو فنی تربیت کے مختلف شعبوں میں تعلیم دی جارہی ہے۔ دوران تعلیم (ٹریننگ)طلبا کو زکوٰۃ فنڈ سے -/500روپے ماہوار وظیفہ اور تعلیم (ٹریننگ)کی کامیاب تکمیل کے بعد-/5000روپے اوزار (ٹول)کی خرید کے لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنا روزگار شروع کر کے معاشرے میں باعزت زندگی بسر کر سکیں۔

(ب) بنیادی طور پر یہ سوال محکمہ سوشل ویلفیئر سے تعلق رکھتا ہے لیکن جہاں تک گداگری کی لعنت اور پیشہ ور بھکاریوں کا تعلق ہے حکومت واقعی ان سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ سردست تقسیم زکوٰۃ کے موجودہ قواعد وضوابط کے تحت بھکاریوں کے لئے ادارے قائم نہ کئے جاسکتے ہیں۔ہاں البتہ ایسے بھکاری جو فنی تربیت کے مجوزہ تعلیم (ٹریننگ)کے معیار پر پورااترتے ہیں ان کو فنی تربیت کے اداروں میں زکوٰۃ سے فنی تربیت فراہم کی جاسکتی ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ سے ماہانہ وظیفہ و دیگر مراعات حاصل کر سکیں گے جبکہ دیگر افراد اپنے علاقوں کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں سے استحقاق کے تعین کے بعد ماہانہ /500روپے بطور گزارہ الاؤنس حاصل کر سکتے ہیں۔

(ج) جز(ب)میں اس بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

ضلع لاہور 2004تا2005، میں زکوٰۃ کی مد میں موصول ہونے والی رقم ودیگر تفصیلات

*1502: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2004 سے2005 ضلع لاہور میں کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں موصول ہوئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس فنڈ سے کتنی رقم بطور زکوٰۃ غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) مذکورہ سالوں میں اس مد میں ملنے والی رقم میں کتنی رقم خورد برد ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں زکوٰۃ کی رقم میں خورد برد کرنے والے جن سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور کو مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں کل 719210497 روپے زکوٰۃ کی مد میں موصول ہوئے جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

مد	2003-04	2004-05	میزان
گزارہ الاؤنس بشمول عید گرانٹ	112565404	111061062	223626466
تعلیمی وظائف	31914906	31463568	63378474
دینی مدارس	14184480	13983866	28168346
طبی ادارہ جات	10638186	10487856	21126042
بحالی	7092066	6991848	14083914
مستقل بحالی	121378000	116412000	237790000
تعلیمی وظائف (فنی)	48900000	48593000	97493000
جہیز فنڈ	7092066	6991848	14083914
میزان	353765108	345985048	699750156
تنخواہ زکوٰۃ یڈ سٹاف	4959243	4796784	9756027
چیئرمین الاؤنس	3768000	3846000	7614000
سٹیشنری	628000	641500	1269500
پرنٹنگ	219054	384600	603654
دیگر اخراجات	89660	127500	217160
کل میزان	363429065	355781432	719210497

(ب) اس فنڈ سے مبلغ 589486618 روپے تقسیم کئے گئے جس کی سال و مد وار تفصیل درج ذیل ہے:-

مدات	2003-04	2004-05	میزان
گزارہ الاؤنس	108709260	108120000	216829260
تعلیمی وظائف	7675539	7578522	15254061
دینی مدارس	14184480	13982267	28166747
طبی ادارہ جات	3054100	3058650	6112750
بحالی	7080000	6990000	14070000
مستقل بحالی	119300000	115408000	234708000

تعلیمی وظائف(فنی)	17226100	44229700	61455800
جہیز فنڈ	5920000	6970000	12890000
میزان	283149479	306337139	589486618

چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ج) آڈٹ رپورٹس کے مطابق زکوٰۃ کی تقسیم میں بے شمار بے ضابطگیاں پائی گئیں، حکومت ان رپورٹس کا بغور جائزہ لے رہی ہے اور ذمہ داران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

(د) آڈٹ رپورٹس کا جائزہ لیا جارہا ہے اور ذمہ داران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

ضلع لاہور کو زکوٰۃ کی مد میں رقم کی وصولی و دیگر تفصیلات

*1524: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2002 تا سال 2005 ضلع لاہور میں کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں موصول ہوئی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس فنڈ سے کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم دفتری اور اخراجات سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے / ڈی اے گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ج) مذکورہ سالوں میں ضلع لاہور میں زکوٰۃ کی کتنی رقم کی خُورد برد کا انکشاف ہوا؟

(د) زکوٰۃ کی اس رقم کی خُورد برد کے سلسلے میں جن سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ان ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور کو سال 2002 تا 2005 میں زکوٰۃ کی مد میں مبلغ 167999031 روپے کی رقم موصول ہوئی جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	مالی سال	رقم
1	2002-03	448788534
2	2003-04	363429065

3	2004-05	355781432
	میزان:	1167999031

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع لاہور کے غرباء میں مبلغ 944174207 روپے کی رقم تقسیم کی گئی جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

نمبر شمار	مالی سال	رقم
1	2002-03	354687589
2	2003-04	283149479
3	2004-05	308337139
	میزان	944174207

اس فنڈ سے انتظامی اخراجات کی مد میں خرچ کردہ رقم کی تفصیل بھی درج ذیل ہے:۔

مد	2002-03	2003-04	2004-05	میزان
دیگر اخراجات	1886	5092	51327	58305
تنخواہ زکوٰۃ ہیڈ سٹاف	2328003	4207243	4795075	12330321
گاڑیوں کی مرمت	5072	11900	20000	36972
پٹرول	4704	20300	17156	42160
میزان	2339665	4244535	4883558	17351316

یہاں اس امر کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے سرکاری ملازمین کو تنخواہیں، ٹی اے / ڈی اے وغیرہ نہیں دیا جاتا۔

(ج) چونکہ آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی لہذا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) چونکہ زکوٰۃ کی رقم سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی اور آڈٹ رپورٹس کے مطابق وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔لہذا حکومت سرکاری ملازمین کے خلاف نہیں بلکہ بے قاعدگیوں میں ملوث زکوٰۃ چیئرمینوں اور ممبران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔

پنجاب میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1525: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے کتنے ادارے ہیں؟

(ب) پنجاب میں قائم انسٹیٹیوٹ کے یہ ادارے کن کن اضلاع میں ہیں۔ ضلع وار تفصیل مع سٹاف تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پنجاب میں قائم انسٹیٹیوٹ اداروں کو سال2002تا2005 کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان اداروں میں استعمال ہونے والی رقم کو بہتر استعمال میں لانے کے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام 145 ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بشمول13 Satellite VTIs کام کر رہے ہیں۔تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں کی ضلع وار تفصیل مع سٹاف تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 02-2001 تا 05-2004 حکومت پنجاب نے کل110854900 روپے آپریشنلExpenditure اور Upgradation of VTIs کی مد میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کو اس کے زیر انتظام ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کے لئے فراہم کئے جن کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	مد/ مقصد	رقم
2001-02	Operational Exp.	21,999,900
2002-03	Operational Exp.	30,555,000
2003-04	Nil	Nil
2004-05	Up gradation of VTIs	58,300,000
میزان		110854900

(د) سال2002 سے سال2005 تک ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں انتظام وانصرام کے لئے استعمال ہونے والی گاڑیوں کی دیکھ بھال، مرمت اور تیل پر بالترتیب880743 اور2049162 روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	دیکھ بھال ومرمت	تیل	میزان
2001-02	101995	317710	419705
2002-03	138193	440061	578254
2003-04	304930	538467	843397
میزان	880743	2049162	2929905

(ہ) جزہائے بالا میں بیان کردہ اخراجات تقریباً18349 روپے ماہانہ تمام VTIs کی گاڑیوں کی دیکھ بھال و مرمت اور 42691 روپے ماہانہ برائے تیل پر خرچ ہوئے جو کہ انتہائی مناسب ہیں اس لئے مزید کسی اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

ملتان، 08-2007 میں زکوٰۃ کی مد میں رقم کی وصولی و دیگر تفصیلات

*1574: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 تا 31۔جنوری 2008 ضلع ملتان میں کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں صوبائی حکومت کی طرف سے موصول ہوئی؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے تیل اور مرمت وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم خُورد برد ہوئی اور اس کے ذمہ داران کون کون ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی ملتان کو یکم جنوری 2007 تا 31۔جنوری 2008 صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کی جانب سے زکوٰۃ فنڈ کی مد میں کل مبلغ 116430126 روپے موصول ہوئے جس کی مد وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	مستقل مدات	رقم
1	گزارہ الاؤنس	51877174
2	عید الاؤنس	2790000
3	تعلیمی وظائف (ریگولر)	15563152
4	دینی مدارس	6916984
5	طبی ادارہ جات	5187718
6	سوشل ویلفیئر/بحالی	3458450
7	جہیز فنڈ	3520900

دیگر مدات

تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	19927903

انتظامی اخراجات

9	سٹیشنری	558000
10	پرنٹنگ	334800
11	چیئرمین الاؤنس	3348000
12	تنخواہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف	2916845
13	پٹرول	15000
14	متفرق اخراجات	15200
	میزان	116430126

(ب) ضلع ملتان میں اس عرصہ کے دوران کل 38870 غرباء زکوٰۃ فنڈ سے مستفید ہوئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مستقل مدات

مد	تقسیم شدہ رقم	تعداد مستحقین
1 گزارہ الاؤنس	50512900	8370
2 عید الاؤنس	2760000	8370
3 تعلیمی وظائف (ریگولر)	12795818	13055
4 دینی مدارس	6894150	1967
5 طبی ادارہ جات	1753825	2273
6 سوشل ویلفیئر / بحالی	2630000	526
7 جہیز فنڈ	2670000	267

دیگر مدات

تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	19811000	3963
میزان	99827693	38791

چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار، بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ج) زکوٰۃ فنڈ سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر کوئی رقم خرچ نہ کی جاتی ہے۔

(د) سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر درج ذیل رقم خرچ کی گئی ہے۔

1	گاڑیوں کی مرمت	58000روپے
2	پٹرول	67399روپے
	میزان	125399روپے

(ہ) حکومت آڈٹ رپورٹس میں پائی جانے والی بے ضابطگیوں کا بغور جائزہ لے رہی ہے اور ذمہ داران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

ضلع سرگودھا میں زکوٰۃ کی مد میں فراہم کی گئی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*1688: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم دسمبر 2007 سے آج تک کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں ضلع سرگودھا کو فراہم کی گئی ہے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم تحصیل بھلوال کو دی گئی ہے؟

(ج) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(د) کیا حکومت اس تحصیل کو زکوٰۃ کی مد میں مزید فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا کو یکم دسمبر 2007 سے 31۔اکتوبر 2008 تک مبلغ-/92564841 روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے جس کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے۔

مستقل مدات

گزارہ الاؤنس	22186408روپے
دینی مدارس	09089900روپے
تعلیمی وظائف (ریگولر)	06655923روپے
طبی ادارہ جات	02218641روپے
جہیز فنڈ	01479082روپے
عارضی بحالی	01479082روپے

دیگر مدات

تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	38065714روپے

انتظامی اخراجات

عاملین زکوٰۃ کی تنخواہ و دیگر اخراجات	11390091روپے

(ب) تحصیل بھلوال کو یکم دسمبر 2007تا23۔اکتوبر2008تک 17546777 روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے جس کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے

مد	رقم ملین میں
گزارہ الاؤنس	6861000
دینی مدارس	301668
تعلیمی وظائف (ریگولر)	673068
تکنیکی ادارہ جات	311441
جہیز فنڈ	520000
عارضی بحالی	350000
تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	8529600

(ج) زکوٰۃ کی مختلف مدات میں مبلغ 17546777 روپے کی رقم مستحقین کو تقسیم کی گئی چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(د) حکومت اس تحصیل کو فنڈز فراہم کر رہی ہے اور آئندہ بھی فنڈز کی ترسیل قواعد وضوابط کے تحت جاری رہے گی۔

لاہور میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1767: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کہاں اور کتنے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لاہور میں موجود ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کو سال 2008 میں کتنا فنڈ مہیا کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) لاہور میں اس وقت 9 ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ادارہ جات
1	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گورنرہاؤس لاہور
2	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سپیشل ہاؤس(گنج محل) 40ٹی گلبرگ 11
3	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ فیروزپور روڈ، سوئے آصل سٹاپ بلیاں والا کھوہ(31کلومیٹر) لاہور
4	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ انجمن سلیمانیہ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل کمپلیکس نزد خضری مسجد، سمن آباد، لاہور
5	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ(ملک برکت علی کیمپس) گگے زئی ویلفیئر کمپلیکس لنک شادمان روڈ، لاہور
6	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نین سکھ نزد سگیاں پل شیخوپورہ، جڑانوالہ روڈ لاہور
7	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ134انڈسٹریل ایریا، کوٹ لکھپت گرین ٹاؤن لاہور
8	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سی۔1/ٹو نزد قادری چوک ٹاؤن شپ لاہور
9	ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ یونین کونسل روڈ مانگا لاہور

(ب) لاہور میں موجود ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کو سال2008 کے دوران پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کی جانب سے انتظامی اخراجات اور ضلعی زکوٰۃ فنڈز لاہور سے فراہم کردہ رقم برائے وظائف طلباء وکورس اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام ادارہ جات	رقم برائے انتظامی اخراجات منجانب PVTC	زکوٰۃ فنڈ سے وظائف اور کورس اخراجات کے لئے مہیا کردہ رقم
1- VTI گرین ٹاؤن لاہور	5684500	10408000
2- VTI ٹاؤن شپ لاہور	2088480	4930000
3- VTI سپیشل ہاؤس(گنج محل) 40ٹی گلبرگ- 11	1056000	3525000
4- VTI شادمان لاہور	Nil	4066800
5- VTI سمن آباد لاہور	1147200	3324200
6- VTI گورنرہاؤس لاہور	Nil	7651600
7- VTI مانگا لاہور	1219100	2225400
8- VTI بلیانوالہ کھوہ لاہور	480500	2761600
9- VTI نین سکھ لاہور	Nil	1713800
میزان	11675780	40606400

ووکیشنل ٹریننگ کونسل کا قیام ودیگر تفصیلات

*1768: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں ووکیشنل ٹریننگ کونسل کا قیام کب وجود میں آیا؟

(ب) مذکورہ کونسل کو سال2008 میں کتنی گاڑیاں فراہم کی گئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا سال2008میں لاہور میں ووکیشنل ٹریننگ کا کوئی نیا ادارہ کھولا گیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل، پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل ایکٹ 1998 کے تحت معرض وجود میں آئی۔

(ب) ووکیشنل ٹریننگ کونسل کو سال2008میں کوئی گاڑی فراہم نہیں کی گئی۔

(ج) لاہور میں سال2008میں ووکیشنل ٹریننگ کا کوئی ادارہ قائم نہیں کیا گیا۔

لاہور کے ہسپتالوں میں غریب مریضوں کے علاج کے لئے مختص کی گئی رقم ودیگر تفصیلات

*1997: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گنگارام ہسپتال، جنرل ہسپتال، سروسز ہسپتال اور میو ہسپتال لاہور میں زکوٰۃ فنڈز سے کتنی رقم غریب مریضوں کے علاج کے لئے مختص کی جاتی ہے، 2006تا2008 کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ ہسپتالوں میں زکوٰۃ کی مد سے غریب مریضوں کے علاج کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ ہسپتالوں میں ہر ڈیپارٹمنٹ کے لئے زکوٰۃ سے علیٰحدہ علیٰحدہ رقم مختص کی جاتی ہے؟

(د) کیا کسی مستحق غریب مریض کے لئے زکوٰۃ کی رقم مختص کی جاتی ہے کہ اس سے زیادہ رقم کسی بھی مریض کو نہیں مل سکتی یا بیماری کے مطابق رقم دی جاتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) گنگارام، جنرل، سروسز اور میو ہسپتال لاہور میں زکوٰۃ فنڈز سے مستحق مریضوں کے علاج کے لئے سال2006تا2008 جو رقم مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے مہیا کی گئی اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

	2006-07	2007-08
گنگارام	3500000	3500000
جنرل	7500000	7500000
سروسز	6600000	6600000
میو	23000000	2300000

یہ امر قابل ذکر ہے کہ میو ہسپتال لاہور کو ملنے والی مذکورہ دونوں سالوں کی رقم میں مبلغ10000000روپے سالانہ گردوں کے مریضوں کے لئے مہیا کئے گئے تھے۔

(ب) مرکزی زکوٰۃ کونسل کے منظور شدہ قواعد کے تحت زکوٰۃ کے مستحق مریض اپنے رہائشی علاقہ کے چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اپنے قومی شناختی کارڈ کی کاپی کے ساتھ ہسپتال کی ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی کو پیش کرتے ہیں۔ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی مریض کے کوائف کے اندراج کے بعد اس کو علاج کے لئے ڈاکٹر کو بھیجتی ہے۔ڈاکٹر نسخہ لکھتا ہے اور کنسلٹنٹ / فارماسسٹ کی تصدیق کے بعد مریض کو ادویات جاری کر دی جاتی ہے چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی عدم موجودگی یا ایمرجنسی کی صورت میں مستحق کو فوری طور پر علاج کی سہولت میسر ہے اور اس کے استحقاق کی تصدیق متعلقہ ہسپتال کی ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی کا کوئی بھی ممبر، صوبائی و مرکزی زکوٰۃ کونسل کے ممبر کر سکتے ہیں۔آوٹ ڈور مریض کے علاج کے لئے فی مستحق1000روپے اور ہسپتال میں داخل مریض کے لئے مبلغ2000روپے کی رقم یکمشت خرچ کی جاسکتی ہے جس کو مرکزی زکوٰۃ کونسل نے اب بڑھا کر بالترتیب2000تا3000روپے کر دی ہے لیکن مریض کے مرض کے مطابق ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی وجوہات کے تعین کے بعد مقرر کردہ شرح سے زیادہ رقم خرچ کرنے کی بھی مجاز ہے۔چونکہ پچھلے دور میں سابق حکومت کے منتخب چیئرمینوں نے مستحقین کے استحقاق سرٹیفکیٹ تصدیق کئے تھے لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے مستحق مریضوں کو نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔موجودہ حکومت دیانتدار اور صاحب کردار چیئرمینوں کی نامزدگی کے لئے کوشاں ہے تاکہ آئندہ کسی مستحق مریض کی حق تلفی نہ ہو۔

(ج) مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ تمام ہسپتالوں کو مالی سال میں دو اقساط میں رقم کا اجرا کرتی ہے یہ رقم تمام شعبہ جات کے مریضوں کے لئے اکٹھی جاری کی جاتی ہے۔میو ہسپتال میں پہلے یورالوجی اور دیگر بیماریوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ فنڈز کا اجرا کیا جاتا تھا۔یورالوجی کی گرانٹ گردہ کے مریضوں اور جنرل گرانٹ تمام دیگر شعبہ جات کے مختلف مریضوں پر خرچ کی جاتی تھی۔

(د) مریض کی بیماری ونسخےاور مرکزی زکوٰۃ کونسل کے وضع کردہ قواعد وضوابط کے تحت ان ڈور اور آوٹ ڈور مریض کے لئے متعین کردہ رقوم کی حد کے اندر رہتے ہوئے مستحق مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔البتہ ہسپتال کی ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی کو مرض کی نوعیت کے پیش نظر مریض پر زائد رقم خرچ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

گنگارام ہسپتال کے لئے زکوٰۃ کی مد سے مختص رقم کی تفصیلات

*1998: **محترمہ آمنہ الفت:** کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زکوٰۃ و عشر گنگارام ہسپتال کے لئے سالانہ 35لاکھ روپے مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے فراہم کرتا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پہلے بریسٹ کینسر کی مریض خواتین کے لئے ایک کورس 15ہزار روپے میں لگتا تھا جس کی قیمت موجودہ دور میں بڑھ کر 50ہزار روپے تک ہو گئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا محکمہ مریضوں کے علاج کے لئے بالعموم اور بریسٹ کینسر میں مبتلا خواتین کے لئے بالخصوص امداد میں دو سے تین گنا اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو یہ اضافہ کب تک ممکن ہے، نہیں تو اضافہ نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ گنگارام ہسپتال کی ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی کو مستحق مریضوں کے علاج ومعالجہ کے لئے مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے سالانہ 35لاکھ روپے فراہم کئے جاتے ہیں۔

(ب) درحقیقت مرض کی نوعیت کو پیش نظر رکھ کر کورس تجویز کیا جاتا ہے جس پر کم شدت کی بیماری کی صورت میں پانچ ہزار سے دس ہزار ماہانہ اور زیادہ شدت کی صورت میں 40سے 50ہزار روپے تک ماہانہ اخراجات ہو جاتے ہیں۔

(ج) گنگارام ہسپتال تدریسی ہسپتال کا درجہ رکھتا ہے اور اس سطح کے تمام ہسپتال براہ راست مرکزی زکوٰۃ کونسل سے امداد حاصل کر رہے ہیں البتہ گنگارام ہسپتال کی انتظامیہ /ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی اگر امداد میں اضافہ چاہتی ہے تو وہ ہسپتال کا کیس تیار کر کے برائے منظوری صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو ارسال کرے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ ہسپتال کی سالانہ گرانٹ میں

اضافہ کی درخواست صوبائی زکوٰۃ کونسل کی منظوری کی سفارشات کے ساتھ مرکزی زکوٰۃ کونسل کو سالانہ گرانٹ میں اضافہ کے لئے ارسال کرے گی۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون راناثناء اللہ خان، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب۔ قائد حزب اختلاف، علی نور نیازی صاحب اور مخدوم سید احمد محمود صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115,27 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غزہ کے متاثرین سے اظہار یک جہتی کے لئے قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> ''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115,27 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غزہ کے متاثرین سے اظہار یک جہتی کے لئے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> ''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115,27 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غزہ کے متاثرین سے اظہار یک جہتی کے لئے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> ''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115,27 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غزہ کے متاثرین سے اظہار یک جہتی کے لئے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''
>
> (تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

غزہ پر اسرائیل کی حالیہ جارحیت میں فلسطینیوں کے ہونے والے قتل عام کی بھرپور مذمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان غزہ پر حالیہ اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اسے علاقے میں گزشتہ ساٹھ سال سے جاری اسرائیلی بربریت اور ظلم کا تسلسل قرار دیتا ہے۔ یہ معزز ایوان بے گناہ اور نہتے فلسطینی عوام کے بہیمانہ قتل عام کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں شہید ہونے والے بے گناہ فلسطینیوں خصوصاً خواتین اور معصوم بچوں کے قتل عام کو ایسا بدترین المیہ قرار دیتا ہے جس کی پوری انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس معاملے پر پاکستان عوام کے جذبات اور احساسات کو اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک کی عالمی تنظیم O.I.C تک پہنچائے اور عالمی سطح پر اسرائیل کی بھرپور مذمت کی جائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ عالمی سطح پر فلسطین کی سیاسی اور اخلاقی حمایت کا اعادہ کیا جائے تاکہ فلسطینی عوام تک یہ پیغام پہنچے کہ مصیبت کی اس گھڑی میں وہ تنہا نہیں ہیں۔ اس ایوان کے تمام اراکین فلسطینی عوام کے ہونے والے افسوسناک جانی و مالی نقصان کی تلافی کے لئے اپنی ایک دن کی تنخواہ دینے کا اعلان بھی کرتے ہیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان غزہ پر حالیہ اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اسے علاقے میں گزشتہ ساٹھ سال سے جاری اسرائیلی بربریت اور ظلم کا تسلسل قرار دیتا ہے۔ یہ معزز ایوان بے گناہ اور نہتے فلسطینی عوام کے بہیمانہ قتل عام کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اسرائیلی

جارحیت کے نتیجے میں شہید ہونے والے بے گناہ فلسطینیوں خصوصاً خواتین اور معصوم بچوں کے قتل عام کو ایسا بد ترین المیہ قرار دیتا ہے جس کی پوری انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس معاملے پر پاکستان عوام کے جذبات اور احساسات کو اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک کی عالمی تنظیم O.I.C تک پہنچائے اور عالمی سطح پر اسرائیل کی بھرپور مذمت کی جائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ عالمی سطح پر فلسطین کی سیاسی اور اخلاقی حمایت کا اعادہ کیا جائے تاکہ فلسطینی عوام تک یہ پیغام پہنچے کہ مصیبت کی اس گھڑی میں وہ تنہا نہیں ہیں۔ اس ایوان کے تمام اراکین فلسطینی عوام کے ہونے والے افسوسناک جانی و مالی نقصان کی تلافی کے لئے اپنی ایک دن کی تنخواہ دینے کا اعلان بھی کرتے ہیں۔"

یہ قرارداد چونکہ متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے اس کی کوئی مخالفت نہیں کی گئی لیکن اگر کوئی معزز رکن اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس وقت تمام پارٹیوں کی طرف سے یہ بہت ہی اہم قرارداد آئی ہے اور اس کے نہایت ہی مناسب الفاظ بھی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میں ایک مدت یعنی 60 سال کا ذکر کیا گیا ہے۔ انسانیت کی تاریخ میں بہیمانہ ظلم کا تسلل نہ Roman Age میں، نہ یہودیوں کے اوپر ہٹلر کے مظالم کا تسلط 60 سال تک رہا، یہودیوں کا امریکہ اور اپنے alliance کے ساتھ مل کر 60 سال پر محیط ظالمانہ تسلط کی مذمت جتنی بھی کی جائے وہ کم ہے اور آج اس ایوان نے مشترکہ طور پر اس کی مذمت کی ہے۔ میں اس کے لئے اس ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں یہاں ایک بات گزارش کرنا چاہتا ہوں، جو کوئی بھی ہمارے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے، ہمارے آباء کے اقدار کی پیروی کرتے ہوئے ہمارے بھائی اسلامی ممالک میں سے جس نے ایک اعلیٰ اور ارفع قدم اٹھایا ہے اس کے لئے بھی خراج تحسین پیش کیا جانا چاہئے۔ ہمارے برادر ملک ترکی کے وزیر اعظم جب Davos میں گئے تھے تو وہاں پر جب اسرائیلی وزیر اعظم نے ظلم اور انصاف کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچنے کے لئے اپنے remarks دیئے تو ہمارا برادر ملک ترکی جو R.C.D میں ہمارے ساتھ رہا اور ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا، جنگوں میں بھی ہمارا ساتھ

دیا،آج مسلم امہ کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے وزیراعظم ترکی نے فوری طور پر وہاں پر احتجاج کیااور احتجاج کے طور پر وہاں پرwalkout بھی کیااوراس وقت ان کارویہ یہ تھاکہ میں آئندہ ایسےforum پر نہیں آؤں گا جہاں پر اسرائیلی وزیراعظم بیٹھے گا تو بعد میں اسرائیلی وزیراعظم نے اس پر معذرت بھی کی اور معافی بھی مانگی۔ میں وزیراعظم ترکی کی دلیری، دانشمندی اور مسلم امہ کے ساتھ یک جہتی پر اس ایوان کے ذریعے اسے خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایک بہت ہی مناسب وقت پر اس قرارداد کو پیش کر کے فلسطینیوں کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کیا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب علی حیدر نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر!اس سے پہلے Leader of the Opposition بہت اچھی باتیں فرمارہے تھے اور میں یہ کہوں گا کہ ہم لوگ یہاں پر تقریریں کر دیتے ہیں یعنی جب ان کی بھی گورنمنٹ تھی تو اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات بنانے کی کوشش بھی کی گئی اور ابھی بھی ہم وزیراعظم ترکی کی یہ مثالیں تو دے دیتے ہیں لیکن جب ہم لوگ خود گورنمنٹ میں جاتے ہیں تو ہماری طرف سے اس طرح کا کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا جاتا لیکن کیا ہم اپنے آپ سے یہ سوال نہیں کر سکتے کہ اگر وزیراعظم ترکی اس طرح کر سکتا ہے تو کیا ہم لوگ اس طرح نہیں کر سکتے اور میں تھوڑا سا ایک شکوہ یہ بھی کروں گا کہ ہم نے کل جو قرارداد جمع کروائی تھی اس میں فلسطینی عوام کے ساتھ اظہار یک جہتی کے ساتھ ساتھ امریکہ کے ڈراؤن حملے پاکستان کے اوپر ہو رہے ہیں اس کی بھی مذمت کی گئی تھی، سوات کے اندر اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس کی بھی مذمت کی گئی تھی، ان الفاظ کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جاتا تو وہ ایک کافی اچھی بات ہوتی۔ بہر حال میں ایک دفعہ پھر اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے فلسطینی عوام کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتا ہوں اور ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں فلسطینی بھائیوں کی ہر سطح پر مدد کرنی چاہئے۔ ان کے ساتھ صرف قرارداد کی حد تک مدد نہیں ہونی چاہئے، ہمیں وفاقی حکومت کو pressurize کرنا چاہئے کہ اقوام متحدہ میں آنے والی قرارداد کو امریکہ نے veto کیا لہذا امریکہ کے ساتھ یہ مطالبہ کیا جائے کہ اگر اسی طرح آپ مسلمانوں کو مارتے رہیں گے تو war interior پر جو ہم آپ کے اتحادی بنے ہوئے ہیں اور اپنے لوگ مروا رہے ہیں تو ہم اس اتحاد سے الگ ہو جائیں گے، اس چیز کو بھی اس قرارداد کے اندر شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس قرارداد کو پورے House نے endorse کیا ہے اور ہمارے لئے یہ انتہائی لمحہ فکریہ ہے کہ ہم اسلام کے پیروکار ہیں۔ اسلام میں یہ ہے کہ ہم ایک رسی کی مانند ہیں، ہم ایک جسم کی مانند ہیں اور ہمارے جسم کے کسی حصے کو بھی اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تو پورے جسم کو درد ہوتا ہے۔ جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر کوئی تکلیف آئے تو تمام مسلمانوں کو feel کرنا چاہئے یعنی بے حسی نہیں ہونی چاہئے لیکن ہم نے یہ جو قرارداد مذمت دی ہے اس قسم کی قراردادیں پہلے بھی آتی رہی ہیں، ہماری حکومت بھی دے رہی ہے لیکن اب ہمیں root cause کی طرف جانا ہوگا کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ نے یہودیوں کو فلسطین میں ایک سازش کے تحت آباد کیا اور جب سے یہ یہاں آباد ہوئے ہیں اس وقت سے امریکہ ان کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے اور انہوں نے crusade جاری کی ہوئی ہے اور امریکہ اور Zionist اسلام کے خلاف پوری تگ و دو کر رہے ہیں۔ کبھی وہاں ٹیسیں اٹھتی ہیں تو کبھی بیروت سے چیخیں آتی ہیں اور کبھی غزہ میں بچوں اور عورتوں کی چیخیں آتی ہیں لیکن ہم صرف یہی کر سکتے ہیں کہ ہم ادھر قرارداد دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس forum پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ لوگ سمجھیں گے نہیں:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

یہ ایک غزہ کی بات نہیں ہے، یہ ایک بیروت کی بات نہیں ہے، یہ امریکہ نے پورے عالم اسلام کے خلاف جنگ چھیڑی ہوئی ہے لیکن آج ہم اپنے اپنے خول سے، اپنے اپنے مفادات سے اوپر اٹھ کر دیکھ نہیں سکتے۔ کبھی ہم ان کے ڈراؤن سے ڈرتے ہیں، کبھی ہم ان کے طیاروں سے ڈرتے ہیں۔ ابھی ڈراؤن طیارے ہمارے ملک میں ہمارے بھائیوں کو مار رہے ہیں، ہم غزہ کی بات کیا کریں گے؟ ابھی انہوں نے اِدھر 10 ہزار فوجی اتار دیئے ہیں اور ہم امریکہ کی خوشامدیں کر رہے ہیں۔ آج میں اس forum پر احتجاج کروں گا کہ جن لوگوں نے ہمیں تباہ کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی آج ہم اپنے سب سے بڑے اعزازات ان لوگوں کو بصد خوشی اور احترام عطا کر رہے ہیں۔ کبھی ہندوستان کو ہمارے اوپر چڑھا دیا جاتا ہے۔ میں آج یہاں آپ کے توسط سے وفاقی حکومت اور پوری قوم کو یہ آواز دیتا ہوں کہ خدارا! مفادات سے ہٹ کر اور نظریہ اسلام پر آ کر امریکہ کو اپنا دشمن سمجھیں، یہودیوں کو

اپنا دشمن سمجھیں اور اس کے لئے اپنے پورے وسائل جھونک دیں۔آپ دیکھ رہے ہیں کہ پورے غزہ میں بچے چیخ رہے ہیں، مر رہے ہیں اور پرسوں آپ کی باری ہے اور آپ بے خبر سوئے ہوئے ہیں۔ میری یہ استدعا ہے کہ خدارا!حکومت پاکستان اب صرف ان نعروں اور ان مذمتی قرار دادوں سے ہٹ کر امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی ایک پالیسی بنائے اور اسرائیل کوئی چیز نہیں ہے۔ اسرائیل کے خلاف ہماری فوج اور ہماری نیوکلیئر ٹیکنالوجی سارا کچھ کر سکتی ہے لیکن اس کے پیچھے امریکہ کھڑا ہے، وہ ہر جگہ پر veto کرتا ہے تو آج میرا مطالبہ یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ آپ کی جو پالیسی چل رہی ہے اسے بدلا جائے اور اگر آپ اس پالیسی کو نہیں بدلیں گے تو آپ، پوری قوم اور عالم اسلام خسارے میں ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج بڑی خوشی ہوئی ہے کہ نیازی صاحب نے ایک قرار داد پیش کی، مسلم لیگ (ن)، ایم ایم اے اور پی پی کے سب دوستوں نے اسے پاس کیا ہے لیکن اب ہمیں تھوڑا سا پاکستان کا moral بلند کرنا ہو گا۔ ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ یہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور پاکستان کا مطلب کیا تھا، لا الہ الا اللہ۔ آج پوری دنیا کے اندر مسلمانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے یہ ایک بہت بڑی سازش ہے، لمحہ فکریہ ہے آج ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے اندر مسلمانوں کا کھویا ہوا مقام حاصل ہونا چاہئے۔ آج امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے پنجاب اسمبلی کے ممبران کو یہ پیغام دینا ہو گا کہ پاکستان کے اندر امریکہ جو غنڈہ گردی کر رہا ہے وہ فلسطین کے اندر منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس سے پہلے عراق کے اندر یہی کچھ ہوا، افغانستان کے اندر یہی کچھ ہوا تو اگر ہم نے stand نہ لیا اور اپنے مؤقف کو امریکہ کے ایوانوں تک نہ پہنچایا تو ہم پاکستان کے عوام کے مجرم ہوں گے کیونکہ ہم سب ممبران کو پاکستان کے عوام نے اپنا قیمتی ووٹ دیا ہے۔ اگر ہم نے پاکستان کی حفاظت نہیں کرنی اور مسلمانوں کا تشخص قائم رکھنے کے لئے اپنا تاریخی کردار ادا نہیں کرنا تو پھر ہم پاکستان کے عوام کو جوابدہ ہوں گے۔ لہذا آج ممبران صوبائی اسمبلی کا پیغام مرکز کے ایوانوں تک جانا چاہئے اور مرکزی حکومت کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنا ہو گی کیونکہ جمہوری دور اور آمریت کے دور میں فرق ہوتا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ پچھلے آمریت کے دور میں جو کچھ ہوا وہی آج کل بھی ہو، ان پالیسیوں پر ہمیں نظر ثانی کرنا ہو گی اور ہمیں امریکہ کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ فلسطینی بھائیوں کے ساتھ جو ظلم و تشدد ہو رہا ہے وہی ظلم آج سوات میں بھی ہو رہا ہے اور شمالی علاقہ جات

میں بھی ہو رہا ہے۔اس ظلم کو روکنا ہو گا اور یہ ہماری ذمہ داری ہے اس لئے ہمیں اپنا تاریخی کردار ادا کرنا ہو گا۔اللہ حافظ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، عبدالوحید چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انمالمومنون اخوہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کو، وزیر قانون اور تمام اراکین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے صحیح معنوں میں صحیح وقت پر یہ قرارداد پیش کی۔اس وقت عالم اسلام میں بے چینی کی لہر ہے کہ پچھلے 60 سالوں سے فلسطینیوں کے ساتھ ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ تمام دنیا میں کتنے ہی مسلم ممالک ہیں جو بہت طاقتور بھی ہیں لیکن ہم 60 سالوں میں ان فلسطینی بہنوں اور بھائیوں کی چیخ و پکار پر کچھ بھی نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! آج تو ہم ایمان کے کمزور ترین حصے کو ادا کر رہے ہیں۔ ہم صرف یہاں بیٹھ کر ان کی باتیں کرتے ہیں، زبانی جمع خرچ کرتے ہیں، تمام اسلامی ممالک کو چاہئے کہ وہ اسرائیل کا بائیکاٹ کریں۔ امریکہ نے جو کتا یا ریچھ اسرائیل پالا ہوا ہے، ہم سب امریکہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ ہم مسلمان ہونے کے ناتے اس کو یہ باور نہیں کرا سکتے کہ ہمارے بھائیوں، ہماری بیٹیوں اور ہماری ماؤں پر ظلم و ستم ہو رہے ہیں۔ کیا امت مسلمہ اتنی کمزور ہو چکی ہے؟ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ جو کچھ آج پاکستان میں ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ ہو رہا ہے ہمیں وہ دن نہیں بھولنا چاہئے کہ جب قیامت کے دن ہماری بچیوں کے ہاتھ ہمارے حکمرانوں کے گریبانوں پر ہوں گے اور وہ اللہ سے سوال کریں گی کہ:

> اے اللہ ان سے پوچھ تو سہی کہ ہم اس ملک میں جو ملک اسلام کے نام پر بنا تھا جو اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بنا تھا جو اسلام کے نظام کے لئے بنا تھا اس ملک میں جب ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی بات کی اور جب ہم نے اللہ کے قانون کی بات کی، اللہ اور اللہ کے رسول کے نظام کی بات کی۔

ہم ان حکمرانوں سے پوچھیں تو سہی کہ ہمیں سجدے کی حالت میں کیوں قتل کیا گیا؟ کیا ہم نے ان حکمرانوں اور اس ملک کی بربادی کے لئے تو کوئی قدم نہیں اٹھایا؟ ہماری وفاقی حکومت کو بھی سوچنا چاہئے کہ آج ہماری فوج اور ہم خود اپنی مسلمان بچیوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں، ان بچیوں کا کیا قصور ہے، کیا یہ امریکہ کے کہنے پر ایسا کیا جا رہا ہے؟ امریکہ تو یہ چاہتا ہے کہ پاکستان رہے، کوئی مسلمان ملک رہے اور نہ کوئی اسلام کا نام لینے والا رہے۔

جناب سپیکر! آج ہمیں ہوش کے ناخن لینے ہیں۔ آج ہمیں ہمت، جرأت، استقامت، قومی اہمیت اور قوم کو بحیثیت قوم ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ آج ہمیں پاکستان کو ایک آزاد اور خود مختار ملک ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ میں وفاقی حکومت سے بھی گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی وہ کم از کم اپنے اقتدار، اپنی حکومت اور اپنی طاقت جتنی اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ اپنے عوام کے لئے استعمال کریں اور عوام کی عزت، مال اور جان کے تحفظ کے لئے استعمال کریں نہ کہ امریکہ کے اشاروں پر ہم اپنے ہی بندوں کو مارتے چلے جائیں۔

جناب والا! آخر میں، میں بس یہی کہوں گا کہ قیامت کے دن ہم نے بھی اللہ کے ہاں پیش ہونا ہے اور ہم نے بھی جواب دینا ہے۔ ہم تو صرف آواز اٹھانے کی حد تک ہیں لیکن حکومتوں کے ہاتھوں میں تو سب کچھ ہے۔ ہم تو صرف کوشش کر رہے ہیں جیسے شاکر شجاع آبادی نے کہا ہے کہ:

توں محنت کر تے محنت دا صلہ جانے خدا جانے
توں دیوا بال کے رکھ چا ہوا جانے خدا جانے
ایہہ پوری تھیوے نہ تھیوے مگر بیکار نئیں ویندی
دعا شاکر تو منگی رکھ دعا جانے خدا جانے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اسرائیل امریکہ کا ناجائز بچہ ہے جو ظلم اور انسانیت دشمنی کی تاریخ لکھ رہا ہے۔ میں وزیر قانون صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اسرائیل کے انسانیت، اسلام، مسلمانوں کے خلاف جو ظالمانہ اقدامات کئے ہیں اور غزہ کی پٹی پر جو اس نے حملے کئے ہیں اس کے خلاف جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کی تحسین کرتا ہوں کہ

اس معزز ایوان نے اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا ہے۔ اس کے علاوہ میں اپوزیشن لیڈر کی معلومات میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو ترکی کے وزیر اعظم کی تحسین کی ہے اس پر میں معزز ایوان کے توسط سے یہ بات انھیں بتاتا ہوں کہ ترکی جو امریکہ کی ریاست سمجھی جاتی ہے جب امریکہ نے ایران کے خلاف حملہ کرنے کے لئے ایک اڈے کے لئے 28۔ارب ڈالر کی پیشکش کی تھی کہ ہمیں ایران پر حملہ کرنے کے لئے ترکی کو ایک اڈا دے دو تو ترکی کا وزیر اعظم ہی تھا جس نے 28۔ارب ڈالر کی پیشکش پر پیشاب کی دھار مار دی تھی۔ آپ اب بھی دیکھ لیں کہ جو وردی اور بوٹوں کی باقیات جو ایک ہی ٹیلیفون پر ڈھیر ہو گئے تھے انھوں نے پاکستان کے تمام اڈے logistic cell بھی ان کے حوالے کر کے انھیں supportدی تھی جس کے ذریعے سے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ وانا اور وزیرستان اور شمالی علاقہ جات میں لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے گئے اور انھوں نے قیدی بنا کر بھی ڈالر وصول کئے اور جیبیں بھریں۔ انھوں نے لاشوں کے عوض بھی ڈالر وصول کئے۔

جناب سپیکر! میں یہ فرق بھی واضح کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے رویے کیا تھے اور ترکی کے وزیر اعظم اور ترکی کی پارلیمنٹ کے رویے کیا تھے کہ جنھوں نے اسلام، مسلمانوں کی یکجہتی اور غزہ کی پٹی کے حوالے سے جو اسرائیل کے خلاف بیان دیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ ایران کے خلاف ایک اڈہ دینے پر انکار کر دیا تھا، 28۔ارب ڈالر کی پیشکش کو بھی نامنظور کر دیا تھا اور پیشاب کی دھار مار دی تھی۔ اسرائیل جو امریکہ کا ایک ناجائز بچہ تھا اس کے تمام اقدامات کی مذمت کرتے ہوئے ترکی کے وزیر اعظم کے یہ سارے اقدامات قابل تحسین ہیں۔ اس کی سوچ اور فکر کا یہ vision ہے جو ترکی کے وزیر اعظم نے اظہار کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب میں ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ آج متفقہ طور پر اس ایوان کے اندر جو قرارداد پیش کی گئی ہے کل میں اور علی نیازی صاحب نے بھی پیش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ متفقہ طور پر پورا ایوان اور لاء منسٹر صاحب اسے پیش کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسرائیل نے غزہ کے اندر بربریت، ناانصافی اور جو ظلم روا رکھا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اس کی پشت پناہی امریکہ اور سکیورٹی کونسل جو کر رہا ہے مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ستاون اسلامی ممالک کے حکمران اس پر

خاموش ہیں، انہوں نے کوئی آواز بلند نہیں کی۔ اگر یہ ستاون اسلامی ممالک جس میں ہمارا سب سے بڑا ہتھیار آئل ہے اگر ہم ان کو threat کرتے کہ ہم ان کا آئل بند کر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا کو ایک واضح پیغام جاتا۔ قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ آپ کے دوست نہیں ہو سکتے لیکن کتنے افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اسرائیل کی بربریت، ناانصافی اور ان کے طیاروں نے وہاں پر جو کیا اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ میں اب بھی آپ کے توسط سے اپنے مسلمان حکمرانوں سے مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت foreign ministry ان سے یہ contact کرے کہ کم از کم مسلمانوں کا ایک فورم ہونا چاہئے۔ فورم موجود ہے لیکن سکیورٹی کونسل کے اندر بھی ہم مسلمانوں کی ایک سیٹ ہونی چاہئے۔ اس کے لئے عالم اسلام کو میں سمجھتا ہوں کہ لابنگ کرنی چاہئے کیونکہ پاکستان عالم اسلام کی واحد ایک atomic power ہے۔ ہمیں ہی initiative لینا چاہئے اور صدر پاکستان اور وزیر اعظم صاحب کو ایک سیمینار یا summit یہاں بلانی چاہئے جس میں لابنگ کر کے پوری دنیا کے اندر سکیورٹی کونسل میں ہماری مسلمانوں کی سیٹ بھی ہونی چاہئے تاکہ جو مظالم چاہے وہ کشمیر کے اندر ہوں، فلسطین کے اندر ہوں یا افغانستان کے اندر ہوں ان کی بربریت روکنی چاہئے۔ میں یہ کہوں گا کہ آخر مسلمانوں پر یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ امریکہ جو اپنا new world order مسلط کرنا چاہ رہا ہے یہ ان کی کڑیاں ہیں۔ کیا خوب امریکہ کی عوام ایک change لائے ہیں اور انہوں نے باراک حسین اوباما کو امریکہ کا صدر منتخب کیا ہے۔ امریکہ کے پہلے جو step تھے وہاں پر گوانتاناموبے جو عقوبت خانہ تھا اس کو بند کرنے کے احکامات دیئے ہیں۔ چلو وہ عیسائی ہیں لیکن ہمارے بھائی ہیں اور وہ حسین کے نام کی لاج رکھ لیں۔ پوری دنیا کے اندر جب تک یہ انصاف عدل جہانگیری نہیں ہو گا تب تک میں سمجھتا ہوں کہ یہ دہشت گردی بھی ختم نہیں ہو سکتی اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے بہت کم ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! فلسطینی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی اور ان کے دکھوں میں شریک ہونے کی بابت پنجاب کے عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے آج پنجاب اسمبلی نے جو ایک متفقہ قرارداد پیش کی ہے اور پنجاب کے غیور عوام کا پیغام وفاقی حکومت اور مظلوم فلسطینی عوام کو دیا ہے یہ قابل صد ستائش ہے لیکن اس موقع پر میں ایک دو گزارشات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اب یہ مسائل صرف قرارداد اور اس طرح کی اظہار یکجہتی سے حل نہیں ہوں گے بلکہ اب وقت آ گیا

ہے کہ امریکہ اور اس کی بی ٹیم یہودی لابی کی غلامی سے ہمیں آزاد ہونا ہوگا۔آج ہمیں یزید کی پالیسیوں سے انحراف کرنا ہوگا۔آج ہمیں مشرف اور اس کی ٹیم جو یہودی اور امریکہ کی غلامی کی پالیسیوں پر چل رہی ہے اس سے ہمیں بغاوت کرنا ہوگی۔ آج ہمیں حضرت امام حسینؓ اور اس عراقی صحافی المنتظر الزیدی کا پیروکار بننا پڑے گا۔ میں اس موقع پر اس عظیم صحافی جس نے دنیا کے number one terrorist امریکی صدر کے منہ پر جوتا رسید کیا میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔آج اس صحافی کی زندگی ہماری مسلمان قوم کے لئے مشعلِ راہ ہے۔آج ہمیں سینہ سپر ہو کر اس بات کا اعادہ کرنا ہوگا کہ مسلمان ایک جسم ہیں۔ اگر جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو ہم ہر لحاظ سے غزہ کی مسلمان برادری جو ہمارے فلسطینی بھائی ہیں ان کے ساتھ ہمیں اخلاقی، جانی، مالی، خونی اور ہر طرح کا رشتہ جوڑنا ہوگا اور امریکہ کو غلامی سے بغاوت کا پیغام دینا ہوگا۔اس طرح قرار دادوں سے بات نہیں بڑھے گی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم حسینیت کے پیروکار ہیں، ہمیں اس بات پر بھی فخر ہے کہ ہم مشرف کے باغی ہیں جو یزیدیت کا پیروکار ہے اس لئے ہم اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ ہم عالم اسلام کے لیڈر میاں محمد نواز شریف کے ساتھی ہیں جو ایک ساتویں عالمی ایٹمی قوت کا سربراہ اور قائد ہے۔ ہم امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ پیغام دیں گے کہ اب یہ آپ کو ظلم بند کرنا ہوگا وگرنہ آپ کی داستان نہ ہوگی داستانوں میں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آج اس ایوان میں متفقہ طور پر جو قرارداد پیش ہوئی ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو نہ صرف پاکستان کا بلکہ ساری مسلم امہ کا مسئلہ ہے اور اس کے بہت سارے محرکات ہمارے سامنے وقتاً فوقتاً پہلے آتے رہے ہیں۔ بیروت پر حملہ ہوا، عراق پر قبضہ ہوا اور افغانستان میں جو کچھ ہوا ان ساری سازشوں کا جو دائرہ کار تھا وہ آج پاکستان کے گرد جمع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ممبئی میں حملہ ہوا اور اس کے ساتھ غزہ پر جو حملہ ہوا یہ ملتی جلتی کڑیاں تھیں۔ان کو پتا تھا کہ جب دنیا میں کسی مسلمان ملک پر کوئی کڑا وقت آتا ہے تو پاکستان کے مسلمان ان کے لئے آواز اٹھاتے ہیں۔ انہی حالات میں انڈیا میں ایک ڈرامہ رچا کر ہمیں الجھایا گیا اور ساتھ ہی غزہ میں افسوسناک واقعہ نے جنم لیا۔ اسرائیل نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر کے ملک کو آباد کیا جس کی پشت پناہی امریکہ نے کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں دہشت گردی کی جو ابتداء ہوئی وہ ہیروشیما، ناگاساکی پر پہلی ایٹمی قوت کے استعمال سے ہوئی تھی، اس کے بعد اسرائیل کی ناجائز قبضے

کی حمایت کرنے پر ہوئی۔اس کے بعد ساری دنیا پر بالخصوص عراق میں biological weapons کا ایک ڈرامہ کیا گیا جہاں سے آج تک نہیں نکلے۔انہوں نے ہر موڑ پر اپنے اندر کا چھپا ہوا چہرہ دنیا کے سامنے لانے کی کوشش کی جسے ہم بیان نہیں کر سکے۔جس کے اصل روپ کی طرف مسلمان دنیا نے توجہ نہیں دی۔یہ بہت بڑی سازش ہے اور جس گمان میں ہم پاکستانی بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس ایٹم بم ہے اور ہم دفاع کر لیں گے تو روس کے پاس تین ہزار ایٹم بم تھے لیکن اپنی عوام کے کھانے کے لئے روٹی نہ تھی وہ collapse کر گیا۔ہمیں ان حالات پر غور کرنا ہو گا اور بحیثیت قوم اس صورتحال کی طرف توجہ دینی ہو گی کہ ہمیں اس ملک اور اس زمین کے ٹکڑے کے لئے ایسے فیصلے کرنے ہوں گے جس پر ہماری آنے والی نسلوں کو ہماری لیڈر شپ کے اوپر فخر ہونا چاہئے۔ہمارے سیاسی اختلافات اپنی جگہ بجا ہیں، نظریات کے اختلافات اپنی جگہ بجا ہیں، ہم ایک دوسرے سے اختلافات تو ضرور کر سکتے ہیں لیکن جب اس وطن کی مٹی کی بات ہو، جب دین اسلام کی بات ہو، جب قوم کی بات ہو، جب پاکستان کی بات ہو، جب مسلم دنیا کی عزت اور وقار کی بات ہو تو ہمیں ایک جھنڈے تلے جمع ہونا چاہئے۔اس اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے تاکہ کسی کو اپنے ناپاک عزائم کو معرض وجود میں لانے کے لئے قطعاً کوئی جرأت نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر!اس بات کے لئے میں چاہوں گا کہ اس متفقہ قرارداد کے ساتھ وفاقی حکومت کو اس بات کی سفارش کی جائے کہ آج پھر وفاقی حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کی ہے اور یہ اسی جماعت کی حکومت ہے کہ جس جماعت کے لیڈر نے ملک کو ایٹمی قوت بنانے کے لئے ابتدا کی تھی۔آج پنجاب میں اس جماعت کی حکومت ہے جس نے امریکہ کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر ایٹمی دھماکہ کر کے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا تھا۔آئیں اپنے ان اوصاف کو برقرار رکھیں اور اسی جرأت کے ساتھ کام لیں اور اس پاکستان کو بچانے کے لئے اور مسلم امہ کو دنیا میں اپنا نام پیدا کرنے کے لئے وہ خطوط استوار کریں کہ دنیا ہم پر ناز کرے۔ہمیں اس نقش قدم پر چلنا چاہئے جو ہماری قیادتوں نے اس سے پہلے اس ملک پر قائم کئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ حصہ میرے گھرانے کا بھی ہے کہ 18۔اپریل 1974 کو اس پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے کا Privilege Motion جو اسمبلی میں move ہوئی تھی وہ میرے والد محترم نے move کی تھی کہ پاکستان کو ایٹمی قوت ہونا چاہئے۔آئیں آج اس بات کا تہیہ کریں اس قرارداد کے ساتھ کہ ان چیزوں کی بنیاد رکھیں جو ہمیں ان طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھ ڈالنے کی جرأت عطا کریں۔

جناب سپیکر! ہمارے ساتھ ایران نے اپنا فیصلہ کیا۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکا کیونکہ بحیثیت قوم انہوں نے اپنے ملک کو بچانے کے لئے اپنی بقا اور سلامتی کے لئے فیصلہ کیا تھا۔ کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ جب ہمارے اندر کے سیاسی اور نظریاتی اختلافات ہمارے ملکی مفاد کے سامنے حائل ہوتے ہیں تو ہمیں اس طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں یوں کہوں گا کہ:

ابھی حیات کو تاریکیوں نے گھیرا ہے
جدھر بھی آنکھ اٹھاؤ بڑا اندھیرا ہے
شب سیاہ سے اہل سفر نہ گھبرائیں
شب سیاہ کی آغوش میں سویرا ہے

بہت شکریہ، مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز خان صاحب!

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! سابق اسمبلی میں آپ کو یاد ہو گا کہ دستی صاحب کو سپیکر صاحب out of the way کہتے تھے کہ جس وقت آپ کا دل کرے آپ بول لیں اور پھر انہیں out of turn وقت ملتا تھا۔ اب اس اسمبلی کے دستی صاحب ڈھکو صاحب ہیں اور مہربانی کر کے انہیں out of turn accommodate کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! ابھی ڈھکو صاحب کو وقت دیا تو وہ باہر چلے جائیں گے، میں انہیں اس کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔ جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پارلیمانی لیڈروں نے عالمی اہمیت کی حامل متفقہ تحریک پیش کی ہے جو بلا شبہ پاکستان اور پنجاب کے عوام کے جذبات کی ترجمانی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ غزہ کے اندر جو تین ہفتے تک اسرائیل نے ظلم و زیادتی اور وحشیانہ تشدد کی ایک تاریخ رقم کی ہے تو اس کے دوران U.N.O اور بنیادی حقوق کے علمبردار اور O.I.C نے اپنا بنیادی کردار ادا کیا ہے یا نہیں؟ U.N.O نے اس دوران ایک قرارداد پاس کی کہ اسرائیل غزہ پر اپنے مظالم بند کرے لیکن اس کے باوجود اس قرارداد پر عمل نہیں کیا گیا لیکن اگر ایسی کوئی تحریک کسی اسلامی ملک چاہے وہ عراق یا

افغانستان ہو، کے خلاف پاس کی جائے تو فوری طور پر سکیورٹی کونسل اس کے اوپر مسلح یلغار کر دیتا ہے جبکہ غزہ کے معاملے میں قرارداد پاس ہونے پر خاموشی اختیار کی گئی۔ یہ double standard ہے اور U.N.O کی formation اور اس کے بنیادی طور پر تخلیق اور وجود کے ایجنڈا کے برعکس ہے۔ آج پوری امت مسلمہ کو سوچنا ہے کہ کیا U.N.O امریکہ کے مفادات کا تحفظ کر رہی ہے یا پوری دنیا کے اندر جو ممالک کے ساتھ مظالم پر آواز اٹھاتی ہے تو جواب بہت واضح ہے کہ U.N.O اپنے ایجنڈے سے ہٹ گئی ہے۔ آج پوری امت مسلمہ کو یہ سوچنا ہے کہ O.I.C کو اس موقع پر activate کریں۔ آپ دیکھیں کہ O.I.C کا کوئی اجلاس اس سارے دورانیے میں نہیں بلایا گیا اور اسلامی امہ کو divide کر دیا گیا ہے۔ امریکہ ایک ایک ملک کو پکڑ کر اس کے خلاف ایک مذموم سازش بنا کر terrorism کے نام نہاد ایجنڈے پر ان کے خلاف کارروائیاں کر رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قرارداد کے اندر U.N.O کے کردار کو condemn کیا جائے، اس کے دہرے معیار کو expose کیا جائے اور اسلامی امہ کی O.I.C جیسی مردہ تحریک کو دوبارہ سے بحال کرنے کی بات کی جائے اور حکومت پاکستان سے بھی اس بات کا مطالبہ کیا جائے کہ تین ہفتوں تک یہ خاموشی کیوں اختیار کی گئی، کیا ہم O.I.C کے ممبر نہیں ہیں، ہم نے O.I.C کا اجلاس بلانے کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟ ہم صرف اور صرف ایسے مواقع پر جب فلسطین میں ظلم ہو رہا ہو، جب غزہ میں ظلم ہو رہا ہو، جب کشمیر میں ظلم ہو رہا ہو تو ہم مساجد کے اندر دعائیں کرنے تک محدود ہو جاتے ہیں۔ اللہ اس قوم کی تقدیر نہیں بدلتا جو substantially کام کرنے کے لئے باہر نہ نکلے۔ ہمیں بدلتے ہوئے عالمی معاملات پر جوش کی بجائے ہوش کے ساتھ کام لینا چاہئے۔ ہمیں اس ساری صورتحال کا ادراک کرنا چاہئے اور اس پر اس قوم کے مسلم امہ کے اور خصوصی طور پر پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کے قائدین کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہو گا اور پوری دنیا کے اندر مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک uniform policy بنانی ہو گی اور U.N.O کا کردار اور اس ادارے کے استعمال کو امریکہ کی لونڈی نہیں بننے دیں گے۔ ہم آواز بلند کریں گے کہ یا تو اس U.N.O کو ختم کر دیا جائے یا اس۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ U.N.O اسلامی امہ کے مفادات اور آزادی کا تحفظ کرنے میں ناکام رہا ہے لہذا U.N.O کی موجودہ formation ہمیں قبول نہیں ہے۔ Security Council میں اسلامی ممالک کی مستقل سیٹ کے حوالے سے جو بات ابھی ایک دوست

نے کی تھی یہ بہت قابل عمل مطالبہ ہے۔اس کے علاوہ U.N.O کے ایجنڈے پر عمل کرنے کا مطالبہ حکومت پاکستان کو فوری طور پر کرنا چاہئے،آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اس پر بات کرنے کے لئے جن معزز ممبران نے نام دیئے تھے ان میں کرنل(ر)نوید، جلال الدین ڈھکو، شیخ علاؤالدین، محترمہ آمنہ الفت، محترمہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ شمیلہ اسلم، ڈاکٹر اشرف چوہان اور خلیل طاہر سندھو ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے ممبران بات کرنا چاہتے تھے جن میں ڈاکٹر سامیہ امجد،جناب نوید انجم۔۔۔

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!میں اس کے بعد آپ کو وقت دے دوں گا کیونکہ ہم نے وقفہ نماز کرنا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے اس پر تقریر نہیں کرنی، میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں چاہ رہا تھا کہ صرف ریکارڈ کو سیدھا کر لیا جائے کیونکہ ہمارے کچھ بھائیوں نے یہ بات بار بار اس ایوان میں کہی ہے کہ اسرائیل امریکہ کا ناجائز بچہ ہے۔ میں صرف یہ بات ریکارڈ کو صحیح کرنے کے لئے کہنا چاہ رہا ہوں کہ Belford Declaration کا main signatory انگلینڈ تھا،آپ خود بھی اس بات کو بہت سمجھتے ہیں اور اس کا creator بھی Great Britain تھا۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اگر ہم امریکہ کی مذمت کرتے ہیں no doubt کہ اس وقت امریکہ کا کردار بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے بھائیوں نے کہا ہے لیکن ہمیں یہ بات تاریخی طور پر یاد رکھنی چاہئے کہ Belford Declaration کس نے create کیا تھا وہ Great Britain نے کیا تھا اور اس وقت امریکہ اتنا زیادہ politics میں active نہیں تھا۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے لئے اب تک جو عظیم مسئلہ کشمیر کا بنا ہوا ہے اس میں بھی جب سری نگر پر قبضہ ہونے لگا تھا تو Royal Air Force پاکستان کے خلاف اور قبائلیوں کے خلاف انگلینڈ نے ہی استعمال کی تھی ورنہ سری نگر پر قبضہ ہو جاتا۔ تیسری اور آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم یہ ساری باتیں کرتے ہیں تو ہمیں فلسطینی صدر کا کردار بھی یہاں condemn کرنا چاہئے جس نے یہ کہا کہ یہ حملے اس لئے ہو رہے ہیں کہ حماس نے ان پر راکٹ attack کئے ہیں۔ ہم غیروں کو تو برا کہتے ہیں اس فلسطینی

صدر کو اس اسمبلی میں بُرا کیوں نہیں کہتے جس نے وہاں کھڑے ہو کر بیان دیا کہ یہ attack اس لئے ہوئے ہیں اور یہ retaliation ہے against that attack of missile from the Hammas شکریہ

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ تو بات کر چکے ہیں، جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جس طرح فرمایا ہے، یہ امریکہ کی بات نہیں ہے، دیکھیں کہ امریکہ کن لوگوں پر محیط ہے۔ امریکہ itself جو جگہ ہے وہ تو آج بھی بیچارے Red Indians کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں اور انگریزوں نے ان کو اس طرح مارا ہے کہ یہ لوگ تو بدمعاش ہیں۔ انگریزوں نے یہ سارا اور Jews, Zens اور Christians وہاں کے جو انگریز Christians ہیں انہوں نے مل کر ایک جنگ عالم اسلام کے خلاف چھیڑی ہوئی ہے۔ شیخ صاحب جو فلسطینی صدر کی بات کر رہے تھے تو اس سلسلے میں پورے عالم اسلام نے ایسے ایسے لوگ بٹھائے ہوئے ہیں، آپ ایک فلسطینی صدر کی کیا مذمت کریں گے، آپ کو تو پھر تمام صدور کی مذمت کرنی پڑے گی۔ جگہ جگہ جتنے صدور بیٹھے ہوئے ہیں وہ انہی انگریزوں کے ہیں، امریکہ ہو یا Britain ہو ہمارے لئے وہ ایک ہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس ایوان نے متفقہ طور پر یہ قرارداد پیش کی ہے اور میں اس ایوان کا بہت مشکور ہوں۔ بات یہ ہے کہ تمام دوستوں نے اس پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ یہ امریکہ اور اسرائیل رکیں گے نہیں جب تک ہمارے پاس طاقت نہیں آئے گی۔ ہم نے اس ایوان میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہ طاقت کے بغیر نہیں رکیں گے اور طاقت علم کے بغیر نہیں آ سکتی۔ جب تک ہم آنے والی نسلوں کو پڑھائیں گے نہیں یہ مظالم بند نہیں ہوں گے۔ ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اگلے پانچ سالوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو اپنے مدارس سے لے کر ٹاٹ سکول تک پڑھانا ہے پھر یہ مظالم بند ہونے ہیں۔ ان بچوں نے زیر زمین لیبارٹریوں سے نئی invention کر کے ان کتوں کے

منہ پر وہ inventionداغنی ہے پھر انہوں نے رکنا ہے۔ ہماری ان قراردادوں سے انہوں نے قطعی طور پر نہیں رکنا۔ ہم یہ فیصلہ کریں کہ ہم اپنے بچوں کو پڑھائیں گے اور وہ بچے نت نئی inventionکر کے ہمارے وطن عزیز کو serve کرنے کے لئے میدان عمل میں اتریں گے تو پھر یہ رکیں گےotherwise یہ رکیں گے نہیں۔ ہماری قرارداد مذمت سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر انہیں کسی چیز سے فرق پڑتا ہے تو وہ ہماری educationہے۔ ہم سارے متفقہ طور پر تہیہ کریں کہ ہم ساری developments کو روک کر اپنی ساری کی ساری توانائیاں اپنے بچوں کو پڑھانے پر لگانی ہیں تو انشاءاللہ یہ سارے ہی رکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان غزہ پر حالیہ اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اسے علاقے میں گزشتہ 60 سال سے جاری اسرائیلی بربریت اور ظلم کا تسلسل قرار دیتا ہے۔ یہ معزز ایوان بے گناہ اور نہتے فلسطینی عوام کے بیہمانہ قتل عام کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں شہید ہونے والے بے گناہ فلسطینیوں خصوصاً خواتین اور معصوم بچوں کے قتل عام کو ایسا بدترین المیہ قرار دیتا ہے جس کی پوری انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس معاملے پر پاکستانی عوام کے جذبات اور احساسات کو اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک کی عالمی تنظم O.I.C تک پہنچائے اور عالمی سطح پر اسرائیل کی بھرپور مذمت کی جائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ عالمی سطح پر فلسطین کی سیاسی اور اخلاقی حمایت کا اعادہ کیا جائے تاکہ فلسطینی عوام تک یہ پیغام پہنچے کہ مصیبت کی اس گھڑی میں وہ تنہا نہیں ہیں۔ اس ایوان کے تمام ارکان فلسطینی عوام کے ہونے والے افسوسناک جانی اور مالی نقصان کی تلافی کے لئے اپنی ایک دن کی تنخواہ دینے کا اعلان بھی کرتے ہیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ کہنا ہے ویسے تو اب تک یہی ہوتا رہا ہے کہ یہاں پر خواتین کے ساتھ شدید discrimination ہو رہی ہے۔ چاہے وہ food stamp تھا یا اسی اسی لاکھ روپے تھے یا پارلیمانی سیکرٹری اور وزیر بنانے کا معاملہ تھا لیکن آج جب ایک عالمی بات جس میں عورتوں اور بچوں کا ذکر تھا آپ کی کسی ایک بھی خاتون کی طرف نظر نہیں اٹھی باوجود اس کے کہ میں نے آپ سے تیسرے نمبر پر باری مانگی تھی اور تقریر بہت ہی اہم تھی۔ میں اس بات پر آپ کو اپیل کروں گی کہ خواتین کو اس دور میں جب ایک representation دی گئی ہے تو Chair کو اس طرف ضرور توجہ فرمانی چاہئے تھی۔ یہ انصاف نہیں ہے کہ آپ خواتین کو بالکل اتنا پیچھے لے جائیں کہ اس دور کا جو سب سے بڑا قدم اور آدھی دنیا جس کے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ جب مرد نے جنم لینا ہو تو وہ عورت کی کوکھ سے جنم لیتا ہے، جب اسے بھوک لگتی ہے تو وہ عورت کے شیر پر پلتا ہے، جب اسے پرورش پانی ہوتی ہے تو وہ عورت کی گود میں پرورش پاتا ہے، جب وہ چلنا سیکھتا ہے تو عورت کی انگلی پکڑتا ہے، جب اسے مان کی ضرورت ہوتی ہے تو ایک بہن اس کا مان ہوتی ہے، جب وہ چاہتا ہے کہ اس پر کوئی واری صدقے جائے تو وہ بھی یہ عورتیں مامی، چاچی اور پھوپھیاں ہوتی ہیں، جب اسے شریک حیات چاہئے تو وہ بھی ایک عورت ہے، جب اس نے ایک کنبہ بڑھانا ہے تو تب بھی ایک عورت ہے، جب وہ رسول بنتا ہے تو اس پر ایمان بھی ایک عورت لاتی ہے اور جس دن قیامت آئے گی تو بدبختوں کا نام بھی ایک عورت سے ہو گا۔ لہذا آپ یہ بات یاد رکھیں کہ میں اس حکومت کی اس پالیسی پر احتجاج کرتی ہوں کہ اتنی بڑی قرارداد پر اس بھرے ایوان میں 70 عورتوں میں سے ایک خاتون کو بھی اجازت نہ دی گئی۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آئندہ اس چیز کا خیال رکھیں اور خواتین کو پورا اور بھرپور موقع دیں ورنہ آج کا وقت آپ کو کبھی معاف نہ کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جتنی اچھی بات آپ نے یہاں کی ہے اس سے اچھی تقریر آپ نے اس موضوع پر کرنی تھی اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک خواتین کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی بات ہے تو جو نظر اٹھا کر نہ دیکھے میرے خیال میں اس کو شریف آدمی کہا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے نظر اٹھانے اور نہ اٹھانے کی خود ہی تعریف کر لی ہے۔ بہر حال ہمیں بھی اس بات کا احساس ہوا ہے اور ویسے آپ کو یہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ آپ شریف آدمی ہیں۔ (قہقہ)

میرا یہ خیال ہے کہ قرارداد پاس ہو چکی ہے اور انہوں نے ایک valid point raise کیا ہے۔ اس میں تو کوئی دوسری بات ہو ہی نہیں سکتی اور ماں ایک عورت ہوتی ہے اور عورت کا جو مقام ہے اس سے تو کوئی انکار کر نہیں سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ جب انہوں نے یہ point raise کر ہی دیا ہے تو آپ اپنی discretion کو استعمال کرتے ہوئے انہیں ٹائم دے دیں۔ وہ بھی دو لفظ اس بارے میں کہہ دیں تو یہ مناسب ہو گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ تحریک متفقہ طور پر پیش ہوئی ہے اور پاس بھی ہو گئی ہے اس پر میں سب کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ پنجاب کا بچہ بچہ اس پر فخر محسوس کرے گا کہ ایک متفقہ قرارداد پاس ہوئی ہے۔ میری بہن نے عورتوں کے سر تسلیم خم کی بات کی لیکن ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب اتنی بڑی بات ہو رہی ہوتی ہے، ہم امت مسلمہ کی بات کرتے ہیں تو ہم اس وقت یہ نہیں سوچتے ہیں کہ ہمارے سے اگلی benches کتنے خالی ہیں، قائد ایوان تو آج باہر جا رہے ہیں وہ اگر پنجاب میں ہوتے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ یہاں پر ہوتے لیکن چونکہ وہ ایک سفر پر جا رہے ہیں ان کا نہ ہونا تو ٹھیک بنتا ہے لیکن ان کے بعد ہمارے وزراء اور خاص طور پر سینئر وزیر کو یہاں پر ہونا چاہئے تھا کہ ان کی موجودگی میں ایک ایسی قرارداد پاس ہوتی، ایسی تحریک پاس ہوتی جب وہ دوسری جگہ پر جاتی تو لوگوں کی آواز آتی۔ یہ میڈیا جو اوپر بیٹھا ہوا ہے اور ہمارے پاکستان کا، پنجاب کا بچہ بچہ اس چیز کا گواہ رہے گا کہ ہمارے وزراء اس میں شریک نہیں تھے۔ یہاں پر اس تحریک کی seriousness ختم ہو جاتی ہے اور اس کا impact کم ہو جاتا ہے۔ اگر ہم نے یہ قراردادیں پاس کرنی ہوتی ہیں تو میں بڑے ادب سے اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ یہاں پر تشریف لایا کریں تاکہ اس ایوان میں جو بھی بات ہو اس کا وزن بڑھ جائے اور جب یہ صاحبان

میڈیا کے سامنے ہوں تو کم از کم میڈیا یہ کہہ سکے کہ اس میں اربابِ اختیار بھی شامل تھے۔صرف ممبران نہیں اربابِ اختیار کو بھی اس میں شامل ہونا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ اس تحریک کے محرک ہیں اگر آپ دیکھیں تو یہ قرارداد متفقہ طور پر اسمبلی میں پیش کی گئی اسمبلی میں جتنی بھی جماعتیں موجود ہیں ان سب کے لیڈران نے، پارلیمانی لیڈران نے، سب نے اس پر sign کئے ہیں اور پھر پیش کی ہے اور دوسری بات یہاں پر یہ بھی کرنا چاہوں گا کہ جو بات آپ نے یہاں پر کی ہے یہ بالکل فرضی ہے کہ وہ موجود ہوں لیکن اگر ہم باہر کے ملکوں کی parliaments کو دیکھیں تو وہاں پر اگر ایک ممبر بھی بیٹھا ہوتا ہے تو session کی seriousness ہوتی ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ ایوان میں کورم پورا ہونا چاہئے، یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔یہاں پر وزراء کو بھی ہونا چاہئے لیکن اس کو ہمیں point of no return نہیں بنالینا چاہئے کیونکہ جب ہم ایک مہذب معاشرے کی بات کرتے ہیں اور اسمبلی جب in session ہوتی ہے تو قاعدے اور قوانین کی بات تو ایک طرف، اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر جتنے ممبر بیٹھے ہیں یہ سارے معزز ہیں۔ کئی دفعہ جب کورم کی نشاندہی ہوتی ہے اتنے اتنے important issues یہاں پر رہ جاتے ہیں۔جہاں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں صحت مندانہ روایات کو جنم دینا چاہئے تو ہمیں اس طرف بھی خیال ہونا چاہئے کہ وہ points اور اپنے علاقے کے مسائل جو ممبر یہاں پر لے کر آتے ہیں ان کو پورا ٹائم ملنا چاہئے اور اس پر پوری بات ہونی چاہئے۔ جی، منسٹر صاحب! آپ بات کر لیں پھر ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، بلوچ صاحب میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر نے ابھی جو بات کی ہے وہ بڑی relevant بات تھی کہ یہاں پر ممبران کو موجود ہونا چاہئے۔ میں صرف یہ وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج صبح C.M صاحب نے ایک میٹنگ بلائی ہوئی تھی وہ بڑا اہم issue تھا اور چونکہ وہ باہر جا رہے تھے تو ٹائم کی shortage کی وجہ سے وہ خود اس کو finalize نہیں کر سکے چونکہ آج ہی اس issue کو finalize ہونا تھا تو کھوسہ صاحب کی سربراہی میں پانچ منسٹرز کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی، ہم یہاں سے ابھی گئے نہیں تھے، ابھی یہاں کمیٹی روم میں ہماری میٹنگ چل رہی تھی اور اس کا decision ابھی convey کرنا تھا۔ وہاں پر راجہ ریاض صاحب بھی موجود تھے، اولکھ صاحب تھے، میں تھا، کائرہ صاحب تھے، گھرکی صاحب تھے اور کھوسہ صاحب موجود تھے۔ ہم ابھی اس میٹنگ سے فارغ ہو کر سیدھا یہاں پر آ گئے ہیں۔ ہم اس ساری کارروائی میں شامل ہیں تو میں

ان کو وضاحت دینا چاہتا ہوں کہ یہاں سے کوئی گیا نہیں ہے، ایک ضروری کام تھا جس کی وجہ سے اس کو نمٹانا ضروری تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔

لفظوں کے اس کھیل میں ہر لفظ تمہارا لگتا ہے
میں اچھا لگتا ہے اور تم پیارا لگتا ہے
جو ہر دم پیارا لگتا ہے وہ ہم تم پیارا لگتا ہے

جناب سپیکر! آج غزہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ خاموشی کی نذر نہیں ہونا چاہئے۔ کیا آپ کی کبھی خاموشی سے ملاقات ہوئی ہے؟ خاموشی ایسی ہی ہے جیسے ہزاروں لاکھوں سروں والی کوئی ناگن کہ جس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ پہلے وہ لفظوں کا گلا گھونٹ کر ان کو ایک سرگوشی میں تبدیل کرتی ہے اور پھر اس لفظ کو سالم ہی نگل جاتی ہے۔ خاموشی وہ ناگن ہے جو انتہائی بزدل ہے کیونکہ وہ ایک چھوٹی سی چھن سے بھی ٹوٹ جاتی ہے لہذا اتنے عظیم ایوان سے یہ آواز اٹھنی انتہائی ضروری ہے، یہ آواز، یہ بات کہنی بہت ضروری ہے کہ یہ سب غلط ہو رہا ہے، غلط ہو رہا ہے، غلط ہو رہا ہے۔ میں یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ خاموشی، جس کے لئے آج میں آواز یا پیغام دینا چاہتی ہوں وہ اسلامی ممالک کی خاموشی ہے۔ میں ان اسلامی ممالک کو یہاں سے کہنا چاہتی ہوں کہ کسی دشمن کی جرأت نہ تھی کہ اگر ہمیں یہ یاد رہتا کہ ہماری ماؤں کے خون کی گردش نے ہمیں کونسا کلمہ سکھایا تھا "لاالہ الا اللہ محمد الہ رسول اللہ" اور انشاء اللہ اس کلمے کو کوئی بھی مٹا نہ سکے گا۔ ہمیں صرف اپنے اسی کلمے کو یاد کر لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس سے جڑی قسموں کو یاد کر لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس کلمے کی سچائی کو بلند اور بالا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم تمام اسلامی ملکوں کو پنجاب اسمبلی سے call دیتے ہیں کہ کب وہ وقت آئے گا کہ آپ سب اکھٹے ہو جائیں گے۔ آپ کا confidence کدھر چلا گیا؟ اسلام کی طاقت سے ہمیں اپنے تمام دشمنوں کو نیچا دکھانا ہے، ان کو ختم کرنا ہے، ان کی طاقت سے مرعوب ہونے میں ایک بھی جملہ نہیں کہوں گی بلکہ ان کی طاقت کو طاقتور کہنے والوں کے ہر لفظ کو اس اسمبلی کی کارروائی سے رد کرتی ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے اندر کے جذبے، ولولے اور ہمارے اندر کی جو آگ ہے اگر وہ خاموش اور ٹھنڈی نہیں ہو گی تو ہم باطل کی دھجیاں اُڑا دیں گے۔ مجھے قسم ہے اور مجھے یاد ہے کہ ہمیں صرف اتنا کرنا ہے کہ ایک ایک لفظ، حرف اور قرآن کی آیت ایک تسبیح میں پرونی ہے تاکہ ایک تسبیح

بن جائے۔ ہمیں اپنے پیارے رسول ﷺ کے ان آنسوؤں کو یاد کرنا ہے کہ جس سے وہ رو رو کر رات بھر رب العزت سے دعا کرتے تھے کہ اسلامی ملک اور اسلام کا نام کبھی ختم نہ ہو گا اور چونکہ کافی وقت گزر گیا ہے آخر میں، میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس ایوان میں ہر شخص ایک پھول کی مانند ہے۔ اپنی ذات میں مکمل، اپنی بات میں مکمل، اپنی سوچ میں مکمل اور آج میں جھولی پھیلا کر اللہ کے سامنے یہ دعا کرتی ہوں کہ خدا کرے کہ یہاں اور کچھ نہیں تو ہر اس ایک پھول کا قطرہ قطرہ رس اسلام کے پیالے میں گر گر کر چاش ہو جائے یہی ہماری جیت ہے، یہی ہماری آواز ہے اور یہی ہماری قرارداد ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان کے جذبہ، جوش، بہادری، دلیری، قابلیت، حریت، حرمت میں کوئی کمی تھی اور نہ ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

جناب والا! مسلمانوں کی تاریخ ایسے ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ فلسطین کی گلیوں میں ایک ننھا معصوم بچہ اسرائیلی ٹینک کے سامنے پتھر لے کر کھڑا ہوا ہے۔ یہ ہے جذبہ، یہ ہے بہادری اور دوسری طرف ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ اب ایسا کیا ہو گیا ہے کہ آج ہمارے رویوں میں اتنی بڑی کمزوری پیدا ہو گئی ہے کہ جب امریکن صدر کا انتخاب آتا ہے تو ہم ایک عجیب و غریب فیصلے کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ بش نے اگر دس تھپڑ مارے تھے تو اوباما ہمیں کتنے تھپڑ مارے گا۔ مارنا دونوں نے ہے لیکن جو کم مارے گا اس کو support کیا جائے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ عالم اسلام آج اگر کسی بحران سے دوچار ہے تو وہ رویوں کا بحران ہے۔ میرے بھائی نے بڑی خوبصورت بات کی تھی کہ ہم اس بحران کا اسی وقت مقابلہ کر سکتے ہیں جب ہم اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور ہم اپنے بچوں کو پڑھائیں اور لکھائیں اور ترقی کی ان منازل پر پہنچ جائیں کہ جہاں دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہ بٹھا سکے۔ اسلام سرحدوں اور حدوں کا پابند نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تاب خاک کاشغر

جناب والا! مسلمانوں میں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہمارے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے اگر کہیں کوئی کمزوری یا کمی ہے تو وہ رویوں میں کوئی بحران کی کیفیت ہے۔ ہمارے اندر وہ برداشت اور اتفاق ہے اور نہ ہی وہ قابلیت ہے۔ ہم شاید ڈرنا شروع ہو گئے ہیں اور میں یہ یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ اگر ہم اس بنیادی مسئلہ کو لے کر کھڑے ہو جائیں اور اس کو major issue بنالیں کہ ہم نے ان رویوں کی بحرانی کیفیت سے اسلام کو نکالنا ہے، اگر ایسا نہ ہوا تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ عالم اسلام پر ایک وقت ایسا آئے گا جیسا کہ سپین میں جو دور آیا تھا اس دور کی طرح لوگ اسلام سے ڈرنا شروع ہو جائیں گے۔ اگر ضرورت ہے تو رویوں کو سدھارنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ! اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ چودھری شفیق احمد گجر صاحب موجود ہیں؟ بلوچ صاحب اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، چودھری صاحب!

ایس پی مدینہ ٹاؤن (فیصل آباد) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 5۔جنوری 2009 کو میں اپنے حلقہ کے رہائشی ساتھیوں کے ہمراہ ڈیڑھ، سے دو بجے کے درمیان ایس۔پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد روحیل اکبر کے دفتر میں ایک اکٹھ کے سلسلہ میں گیا۔ ان کے P.A کے ذریعے ان سے ملنے کے لئے ٹائم لیا تو انہوں نے مجھے اپنے ویٹنگ روم میں بٹھا دیا کہ میں ضروری میٹنگ لے رہا ہوں۔ میٹنگ کے بعد ملتا ہوں۔ میں دو گھنٹے تک وہاں بیٹھا رہا۔ دو گھنٹے کے بعد پتا چلا کہ ایس۔پی موصوف جو اپنے کسی رشتہ دار / فین کے ساتھ

دفتر میں مصروف تھے مجھ سے ملے بغیر دفتر سے چلے گئے ہیں تو میں نے ان کے موبائل پر ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ میں جلد آپ سے رابطہ کروں گا مگر انہوں نے آج تک مجھ سے رابطہ نہ کیا۔ مورخہ 15۔جنوری2009 کو میں نے اپنے حلقہ کے رہائشی امجد نامی نوجوان کے کام کے سلسلہ میں ان سے فون پر رابطہ کیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اس کی سفارش نہ کریں ورنہ میں آپ کو حوالات میں بند کروادوں گا۔ میں نے ان سے اپنے حوالات میں بند کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے ٹیلی فون پر تلخ اور ترش لہجے میں بات شروع کر دی کہ میں فیصل آباد کے کسی ایم۔پی اے سے ملنا اور بات کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہوں۔اس کے علاوہ انہوں نے مجھ سے غصہ میں ایسی باتیں کیں جو میں اس ایوان کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ ان کا یہ رویہ تمام معزز اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کے ساتھ ہے۔ مذکورہ S.P کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! فیصل آباد کے ایم پی ایز کیا کرتے ہیں کہ S.P ان کو نہیں ملنا چاہتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ اس تحریک کے ذریعے سے ہی میرے نوٹس میں آیا ہے۔ موجودہ حکومت کی قطعی طور پر ایسی کوئی پالیسی نہیں بلکہ یہ افسران کو direction ہے کہ نہ صرف معزز اراکین اسمبلی بلکہ عام شہریوں سے بھی عزت واحترام کے ساتھ پیش آئیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جمعہ تک آپ اس کو pending فرمادیں۔اس کا جواب آجائے تو اس کے بعد جس طرح mover کی خواہش ہو گی تو اس کے مطابق اس کو dispose of کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں بہتر بات یہ ہے لیکن تھوڑا سا یہ بتادیں کہ اس تحریک استحقاق میں رشتہ دار / فین کا کیا مطلب ہے؟

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! اس کے ساتھ فیملی اور لیڈیز تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا چلیں! بس ٹھیک ہے۔ فین اور رشتہ دار میں فرق ہوتا ہے۔یہ جمعہ تک pending کی جاتی ہے۔جی، sorry بلوچ صاحب! آپ پہلے بات کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے ایک point اٹھایا تھا یہ میرا ذاتی نہیں ہے یہ پورے پنجاب کا معاملہ ہے اور محکمہ تعلیم میں ایجوکیٹرز کی بھرتی ہو رہی ہے اور اس میں پہلے ایک پالیسی تھی جو تحصیل level تک میرٹ بنتا تھا۔ جب وزیر اعلیٰ صاحب کو عوام کی طرف سے یہ شکایت پہنچی اور انہیں بتایا گیا کہ جناب! rural area کے سکول جو ہیں وہ بند رہتے ہیں۔ 20 تا 25 کلو میٹر کے فاصلے پر بچے یا بچیاں وہ سکول پڑھنے کے لئے نہیں آتے اور وہ سکول نہیں کھل سکتے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی فرمائی اور انہوں نے پالیسی میں تبدیلی کر دی۔ انہوں نے کہا کہ مقامی دیہات کی جو بچیاں یا استاد ہیں ان کو دس نمبر دے کر میرٹ پر لایا جائے اور مقامی دیہات کے استاد کو اس سکول میں تعینات کیا جائے۔ انہوں نے یہ مہربانی کی اور پالیسی میں تبدیلی کر دی اور جب یہ چٹھی انہوں نے روانہ کی تو بیوروکریسی جو اس میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ انہوں نے پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ بعض ڈسٹرکٹ میں یہ پالیسی اپنا رہے ہیں اور بعض میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو پہلے درخواستیں دے چکے ہیں وہ in process ہیں ان کو یہ نمبر نہ دیں، جو نئی درخواستیں دیں ان کو یہ نمبر دیں۔ یہ ہر ایک کا حق ہے، ہزاروں بچیوں کا مسئلہ ہے اور دیہاتوں میں سکول بند پڑے ہیں اور وہ بچیاں شہروں کے میرٹ پر نہیں آسکتیں اور دوسری بات یہ کہ اگر کوئی شہر کی ٹیچر تعینات ہوتی ہے تو وہ پڑھانے نہیں جاتی۔ میں نے تحریک التوائے کار جمع کروائی ہوئی ہے۔ کل سپیکر صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا اور یہاں تین چار منسٹر صاحب تھے انہوں نے بھی وعدہ کیا تھا کہ آج private day ہے out of turn آپ کی تحریک کو لیا جائے گا اور اس کا حل ضرور نکالا جائے گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ہمارے جو دور دراز کے علاقہ جات ہیں وہاں problem یہ آتا تھا کہ وہاں کے بچے اور خصوصاً بچیاں جو ہیں وہاں میسر نہیں ہوتی تھیں اور شہروں سے تحصیل ہیڈ کوارٹر یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے جو بچے یا بچیاں ہوتی تھیں وہ job لے جاتی تھیں کیونکہ ان کے marks زیادہ ہوتے تھے اور اس پر نقصان یہ ہوتا تھا کہ وہ جو ہمارے دور دراز کے علاقہ جات ہیں وہاں کبھی بھی بچے یا بچیاں جاتے ہی نہیں تھے، سکول خالی پڑے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! میری request یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو out of turn لے لیا جائے گا تو اب ہم وقفہ نماز کر کے جب تحریک التوائے کار شروع کریں گے تو ہم اس کو out of turn لیں گے۔ اس میں پھر آپ پوری بات بھی کر لیجئیے گا اور ساری بات ہو جائے گی۔ اب آپ تشریف رکھیں، پندرہ منٹ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے پونے دو بجے دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 1.55 پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: پونے دو بجے تک وقفہ نماز تھا۔ میرے خیال میں ٹائم تھوڑا اوپر ہو گیا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میری ایک زیر التواء قرارداد تھی اگر مناسب سمجھیں تو اس کو take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب آ جائیں تو دیکھ لیتے ہیں۔ اگر یہ موجود ہے تو پھر اس کو ابھی take up کر لیں گے کیونکہ ابھی تک تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ قراردادوں کے اندر ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 999/08 شیخ علاؤالدین صاحب!۔۔۔ ابھی تو موجود تھے لیکن اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1000/08 یہ بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1001/08 یہ بھی شیخ صاحب کی ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1002/08 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد 1003/08 ہے یہ بھی شیخ صاحب کی ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1012/08 یہ محترمہ نسیم لوھی صاحبہ کی

ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں،ان کی requestآئی ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ لہذا اسے بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1015/08 ہے، یہ بھی محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی ہے، یہ بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد 1017/08 ہے۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ ، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

لاہور میں مچھرمار سپرے نہ ہونے کی وجہ سے ڈینگی بخار کے مریضوں میں اضافہ

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 23۔نومبر 2008 کی خبر کے مطابق صوبائی دار لحکومت میں انتظامیہ حکمرانوں اور شہریوں کو مچھروں کے سپرے کے حوالے سے بے وقوف بنانے پر زور دے رہی ہے اور ماضی کی طرح افسران لاکھوں روپے کی کمیشن اپنی جیبوں میں ڈال کر عوام کو خدا کے حوالے کر رہے ہیں، سولہ لاکھ روپے کی جو دوائی منگوائی گئی ڈبے پر کسی کمپنی کا ایڈریس درج نہیں کیا گیا ہے۔fog spray کے لئے مشین خرید کر fog چھوڑا جا رہا ہے۔ جس سے مچھر مرتا نہیں بلکہ بھاگ جاتا ہے ۔ جعلی دوائی ٹھیکیداروں کے ذریعے خرید کر کمائی ہونے کی وجہ سے اب تک لاہور میں ہزاروں لوگ ڈینگی بخار کا شکار ہو گئے ہیں۔دریں اثناء عوام نے احتجاج کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ روز ضلعی حکومت کی طرف سے اخبارات میں سپرے کے اشتہارات چھپے تھے جن میں کہا گیا تھا کہ ان نمبروں پر اطلاع دے کر اپنے علاقے میں سپرے کروائیں۔یہ نمبر کمشنر آفس کے تھے اور D.C.O office کا عملہ اپنے دفتر کی shifting میں لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے سارا دن نمبر مصروف رکھے گئے اور اگر کوئی نمبر مل بھی گیا تو اس پر کہا گیا کہ آپ شکایات درج کروا دیں۔ ہم آپ کی شکایت E.D.O(Health) کو بھجوا دیں گے جس پر لوگوں نے شدید احتجاج کیا ہے کہ اگر افسران دفاتر میں موجود نہ ہوں گے تو وہ یہ شکایات کہاں لے جائیں گے۔اس حوالے سے ضلعی حکومت کے ذرائع نے بتایا کہ کمشنر روزانہ میٹنگ بلا لیتے ہیں وہی کام D.C.O کر رہا ہے اور وہی کام کمشنر کر رہا ہے اس کی وجہ سے عوام کو کوئی relief نہیں ملا۔اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں ان سے کہنا چاہوں گا۔ بسلسلہ تحریک التوائے کار حسب ذیل عرض ہے کہ لاہور کی تمام یونین کونسلوں میں پانچ یا چھ مرتبہ سپرے ہوا ہے۔ سپرے کا سارا کام ہر یونین کونسل کے coordinator کے ذریعے اور ان کی نگرانی میں کروایا گیا ہے۔ coordinator کا تعین متعلقہ ایم اپی ایز صاحبان نے کیا تھا۔ کمیشن خُورد برد کرنے کے سلسلے میں عرض ہے کہ ہر سال purchase committee بنتی ہے، اس کے ٹینڈر ہوتے ہیں اس کے بعد ریٹ طے ہوتے ہیں اور پھر متعلقہ فرم کو سپلائی آرڈر دیا جاتا ہے۔ دوائی کی ہر بوتل پر کمپنی کا نام اور پتا درج ہے، fog spray سے fog کی زد میں آنے والے مچھر مر جاتے ہیں اور دوائی کے اصلی یا جعلی ہونے کا تعین لیبارٹری ٹیسٹ سے معلوم ہوتا ہے اور اس دوائی کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی کروایا گیا ہے۔ ہیلپ لائن کے ٹیلی فون نمبر شکایات زیادہ ہونے کی وجہ سے مصروف رہتے ہیں، جان بوجھ کر مصروف نہیں رکھے جاتے۔ جو شکایات ملتی رہیں وہ دور کروادی جاتی ہیں۔ افسران باقاعدگی سے بیٹھتے رہے اور کام کی بہتری کے لئے میٹنگ میں اور فیلڈ میں بھی جاتے رہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آخر میں جو بات کی گئی ہے کہ کمشنر اور D.C.O ایک ساکام کر رہے ہیں اور اس وجہ سے دونوں ہی available نہیں ہیں، دونوں ہی میٹنگ میں ہیں۔ اس حوالے سے further کیا action لیا گیا ہے کہ کوئی ایک تو اطلاع دینے پر یا فون سننے پر موجود ہو۔

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): آپ نے ڈینگی کے حوالے سے بھی بات کی ہے۔ ڈینگی وائرس جو پچھلے سال کے آخر میں آیا تھا۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ میں اس مسئلے میں خود بھی involve رہا ہوں کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کی اس سلسلے میں بہت زیادہ consideration تھی۔ پچھلے دنوں جب لاہور شہر میں ڈینگی وائرس پھیلا تو انہوں نے مجھے بھی خاص طور پر اس میں involve کیا۔ میرا محکمہ صحت سے تعلق نہیں ہے لیکن میں نے اس پر آپ سے اس لئے بات کی ہے کہ ایک تو ان کا جواب تھا۔ اب میں خود بھی اس کے بارے میں آپ کو جواب دے رہا ہوں کہ جب ہم نے اس کو دیکھا، take up کیا تو اس وقت تک ڈینگی وائرس پوری طرح سے لاہور میں پھیل چکا تھا اور ڈینگی وائرس کے پھیلنے کی وجہ یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس وسائل نہیں تھے، اس کے پاس proper machinery نہیں تھی۔ پچھلے دور میں جب ناظموں کا نظام بنا تو

پچھلے 4/3 سال سے لاہور میں ڈینگی وائرس آ رہا ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے جب اس میں ذاتی طور پر involvement کی اور ایک کمیٹی بنا کر مجھے بھی اس کا انچارج بنایا تو اس وقت لاہور میں 6 اموات ہو چکی تھیں اور 3 ہزار سے زیادہ reported cases تھے۔ لاہور کی 150 یونین کونسلیں ہیں جن کے پاس صرف 50 سپرے پمپس تھے، ہم نے within 72 hours purchase کر کے 350 سپرے پمپس لاہور کی یونین کونسلوں کو مہیا کئے۔ محترمہ نے فوگر مشین کے حوالے سے جو بات کی وہ بھی ان کی بات بجا ہے۔ صرف 2 فوگر مشینیں operational تھیں، ہم within one week انہیں 20 پر لے کر گئے اور جیسے اس پر بات کی گئی میں آپ لوگوں کو بھی بتاتا چلوں کہ فوگر کے side effects بھی ہیں مگر اس وقت جس طرح ڈینگی وائرس پھیلا تھا کیونکہ اس کا mosquito بڑی تیزی سے fly کرتا ہے اور یہ 20 فٹ تک اوپر چلا جاتا ہے جبکہ عام مچھر کی اتنی flight نہیں ہوتی لہذا سپرے اتنا اوپر نہیں جاتا تو اس کے لئے fogging کرنی پڑی اور کئی areas میں intensive fogging کرنی پڑی کیونکہ جب آپ fogger سے fog دیتے ہیں تو 25,30 فٹ تک اس کا دھواں جاتا ہے اور جب یہ مچھر اس کی زد میں آتا ہے تو یہ اس سے مرتا چلا جاتا ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ جب چیف منسٹر صاحب نے یہ کمیٹی بنائی اور ہم نے ایک ہفتے میں اس کو پوری طرح سے take up کیا تو daily meetings ہوتی تھیں۔ ہسپتالوں میں free test کئے گئے، ان کا علاج free کیا گیا۔ جب یہ ڈینگی وائرس والا مچھر کاٹتا ہے تو Y-blood cells کم ہو جاتے ہیں تو blood کا plasma لگتا ہے تو انہیں blood banks سے plasma تک provide free کیا گیا۔ جن teaching hospitals میں cell separators نہیں تھے انہیں فوری طور پر blood کے حوالے سے اس کی مشینیں مہیا کی گئیں اور اس طرح ہم نے اسے ایک ہفتے میں قابو کیا۔ ہم نے جب اس کو take up کیا تو اس کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ کسی کی بھی death نہیں ہوئی کیونکہ حکومت پنجاب کے لئے ایک ایک شہری کی زندگی انتہائی قیمتی ہے اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم state کی ذمہ داری کو پورا کریں اور ہم نے اس کو پورا کیا۔ اس کے بعد کوئی اموات نہیں ہوئیں اور پھر آپ نے دیکھا کہ ہم نے میڈیا میں awareness campaign بھی شروع کی۔ لوگوں کو پوری awareness دی کہ جو لوگ afford کرتے ہیں وہ اپنے گھروں میں اپنے طور پر سپرے کریں کیونکہ یہ بہت زیادہ پھیلا تھا۔ اس کے علاوہ ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے ایک cycle بنوایا ہے کہ cycle diseases تیار کر کے رکھیں، جیسے ڈینگی وائرس آتا ہے یا اس طرح کے دیگر وائرس ہیں

تواس پر ہم نے بہت کام کیااور محترمہ نے آخر میںD.C.Osاور کمشنر کی میٹنگز کے حوالے سے بات کی تو وہ میٹنگز عوام کے مسائل کے حل کے لئے ہی رکھی جاتی ہیں اور وہ کام ہی کر رہے ہیں۔اگر محترمہ کہتی ہیں کہ وہ2 گھنٹے میٹنگ کرتے ہیں تو وہ2 گھنٹےآفس میںpublic dealing بھی کرتے ہیں تو لاہور کے اندرD.C.Oاور کمشنر روزانہ 8 سے10 گھنٹےfieldمیں جاکر کام کر رہے ہیں۔بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!منسٹر صاحب بالکل مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے detailedاور بڑااچھا جواب دیاہے میں ان کے جواب سے مطمئن بھی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ باقی وزراء کو بھی اسی طرح دلچسپی اور پوری تیاری کر کے آنا چاہئے۔جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انہوں نے ہر چیز کو بڑے اچھے طریقے سے لیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ پوری توجہ ہے لیکن جو D.C.Oاور کمشنر کی بات ہے کہ وہ فون نہیں attendکر پائے تواس میں تھوڑاسا یہ بھی ایک کر لیں کہ phone receiveکرنے کا ایک الگ سے سیکشن بنا دیاجائے کہ لوگوں کی شکایات on recordآجائیں اوران پرproperطریقے سے عملدرآمد ہو سکے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔میں خود یہ سمجھتاہوں کہ جس طرح منسٹر صاحب نے یہexplain کیاہے مجھے یہ ڈینگی کے پورےexpertلگے ہیں اور میں نے خود جوpersonal experience دیکھا اس میں ڈینگی کے fogکا مچھر پر کوئی اثر پڑا یا نہ پڑا ان پر ضرور اثر پڑا تھا کیونکہ یہ اس پوری campaignsکے اندر کافی بیمار رہے تھے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!earlier میں نے آواز اٹھائی تھی اور میں مبارکباد دیتی ہوں کہ اتنی ذمہ داری کا ثبوت دیا گیاہے جو منسٹر صاحب نے اتنے اچھے جواب دیئے ہیں۔بحیثیت ایک ڈاکٹر two suggestionsہیں جو مجھے آپ کو دینی ہیں۔ایک بات یہ ہے کہ میں نے خود پچھلی وباء کے دوران Punjab Assembly Premisesمیں ایک ڈینگی مچھر پکڑا تھااور اس کے پکڑنے کا مقصد یہ کہ اس کے 2 یا3 کلومیٹر کے flight range کے اندر کہیں نہ کہیں ایک breeding areaموجود ہے۔بعد میں پتا چلا کہ وہ breeding area clean waterلارنس گارڈنز وغیرہ ہیں کیونکہ جب پانی کو کھڑا کر دیا جاتا ہے تو اس صاف پانی میں مچھر breedکرتے ہیں۔horticulture kindlyوالوں سے بھیcoordinateکیا جائے کہ standing water systemپر سپرے سے ہی کام ہو جائے گا کہ اس پانی پر کوئی ایسی دوائی یا سپرے اس وقت کر دیا جائے۔

دوسری بہت اہم بات میں نے یہ کہنی ہے کہ اس وقت awareness programme بے شک بہت ہی vigorously چلا تھا لیکن اس وقت اس کا drop ہو جانا کوئی اتنی اچھی بات نہیں۔Ministry of Health کی طرف سے bill boards اور ٹی وی پر ڈینگی کی تعلیم اور awareness programme کو جاری رکھنا چاہئے اور اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ مچھر صبح اور شام کے وقت کاٹتا ہے اور اگر آپ full sleeves پہنیں۔ پاجامے اور یہ جوتے اور جرابیں ہیں اس کی تاکید ایک ایسی سوشل بات ہے جس کو ضرور highlight کیا جائے کہ Prevention is better than cure یہ وہ زمانہ ہے کہ جب ہم نے bacterial diseases کو تو defeat کر دیا لیکن viral diseases ایک نئے غصے کے ساتھ human کے اوپر attack کر رہی ہیں اور وائرس کے خلاف اس وقت کوئی vaccinations موجود نہ ہیں چاہے وہ AIDS virus ہے، soars virus ہے، influenza virus ہے یا ڈینگی وائرس ہے لہذا prevention is better than cure کے نام سے ہی ایک slogan float کیا جائے اور پورے پنجاب کیا پورے پاکستان میں جگہ جگہ bill boards لگانے بہت ضروری ہیں۔ان two submissions کے ساتھ میں منسٹر صاحب کی دوبارہ بہت شکر گزار ہوں کہ وہ اس چیز میں interest لیں اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس اپوزیشن بنچ کا وعدہ ہے کہ ہم نے جو شور ڈالا ہے آپ دیکھیں گے کہ اس cooperation میں ہماری اس سے بھی زیادہ بلند آواز ہو گی۔آپ چلیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): Thank you very much. جس طرح آپ نے بتایا کہ میں کچھ زیادہ details بتانے لگ گیا تھا تو میں نے خود ہی وہ بات ختم کی۔ جب ہم نے ڈینگی وائرس کی compaign شروع کی تھی تو ہم نے ان دنوں Parks & Horticulture کو کہا تھا کہ اس ڈینگی mosquito کی fresh water کے اوپر hatchery ہے تو ہم نے انہیں کہا تھا کہ کسی بھی پارک کے درمیان میں پانی کھڑا نہیں ہونا چاہئے تو آپ اپنے تمام پارکوں میں پانی اس طرح لگائیں کہ پانی کہیں کھڑا نہ ہو۔اس کے علاوہ ہم نے لاہور میں سارے پانی والے گڑھوں میں میڈیسن پھینکی تھی تاکہ اس مچھر کو ختم کیا جائے تو یہ اس کی اور details تھیں۔

اس کے علاوہ آپ نے awareness کے حوالے سے بات کی ہے اس میں ہمارے پاس لاہور میں 8ہزار لیڈی ہیلتھ ورکرز ہیں، انہیں ہم نے 2لاکھ ہینڈ بل جن کے اوپر ہمارا یہی slogan تھا، Prevention is better than cure یہ پورے لاہور میں distribute ہوئے۔یہ ہماری media campaign کے علاوہ کاوش تھی۔ جیسے میری معزز ممبر بہن نے ٹیلیفون نمبروں کے حوالے سے بات کی ہے تو اس میں ہماری جو ہیلپ لائن ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ کے آفس میں تھی، ہماری ہیلپ لائن ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر کے آفس میں تھی، ہماری ہیلپ لائن کمشنر کے آفس میں تھی اور اس کے علاوہ ای ڈی او ہیلتھ کے آفس میں بھی ہیلپ لائن تھی۔اس طرح جن دنوں میں ڈینگی وائرس آیا تھا اس وقت ہماری پانچ چھ ہیلپ لائنیں چل رہیں تھیں۔ان دنوں میں اتنی مشکلات نہیں تھیں اور extensively spray ہو رہا تھا۔انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہم اس کو کنٹرول کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک پر تسلی بخش جواب آگیا ہے اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 08/1035 جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد یار ہراج، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔تینوں ممبرز موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 08/1038 ہے۔جی، شیخ صاحب!

حکومت کی خصوصی بچوں کے علاج اور تربیت میں عدم توجہی

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ نارنگ منڈی کے ایک غریب والدین اپنے 6معذور بچوں کو عبدالستار ایدھی ہوم چھوڑ آئے ہیں کیونکہ ان کے لئے لاکھوں روپے کی ادویات کی ضرورت تھی لیکن وہ روٹی سے بھی تنگ تھے۔ سسکیوں اور آہوں کے درمیان اپنے بچوں کو غیروں کے رحم و کرم پر چھوڑ آنے سے اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے، ایسے بے شمار بچوں اور والدین کے بارے میں فکر کرنا اس معزز ایوان کے ہر رکن پر لازم ہے۔اب وقت آ گیا ہے کہ ہر ماں بننے والی عورت کا میڈیکل ٹیسٹ لازمی قرار دیا جائے تاکہ پیدائشی طور پر معذور بچوں کا پہلے سے ہی کچھ انتظام ہو سکے۔ جسمانی طور پر معذور بچے اکثر اوقات انتہائی ذہین ہوتے ہیں لیکن

بیچارے ماں باپ ان کو اپنے لئے شرمندگی کا باعث سمجھ کر ان بچوں کو اکثر اوقات Liability سمجھ بیٹھتے ہیں۔ ان معذور بچوں کے لئے پورے صوبہ پنجاب میں ایک مفصل سروے کرایا جانا انتہائی ضروری ہے جس میں بچے کی معذوری کی وجہ، دماغی حالت، والدین کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر معذور بچے کے لئے ایک معقول معاوضہ کا فوری اجراء انتہائی ضروری ہے اور اس کام میں ہر M.P.A کو زیادہ سے زیادہ 30 یوم کے اندر اپنے حلقے کے تمام معذور بچوں اور ان کے والدین کا ریکارڈ تیار کرنا چاہئے تاکہ ایسے تمام والدین جو مالی طور پر ان معذور بچوں کی کفالت کے ساتھ ساتھ تعلیمی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے انجام نہیں دے سکتے، ان کے لئے فوری طور پر مالی وظیفہ مقرر کیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن نے ایک انتہائی اہم issue کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس سلسلے میں پنجاب حکومت بہت کام کر رہی ہے۔ میں ان کو اور ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ محکمہ صحت پنجاب کو پیدائشی معذور افراد اور ان کے لواحقین کی مشکلات کا مکمل ادراک ہے اور ان کی بحالی کے لئے کوشاں بھی ہے تاکہ وہ معاشرے کے کارآمد فرد بن سکیں۔ ان تمام سرکاری ہسپتالوں میں ان معذور افراد کا علاج مفت کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے میو ہسپتال میں پیدائشی طور پر معذور افراد اور ایسے افراد جو کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے معذور ہو جاتے ہیں کی بحالی کے لئے ایک شعبہ بھی قائم کر رکھا ہے جہاں ان کو علاج معالجے کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ مزید برآں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے تحت حکومت پنجاب نے معذور افراد کی تعلیم و تربیت کے لئے سپیشل ادارے قائم کر رکھے ہیں جہاں ان افراد کو معاشرے کا مفید شہری بننے کے لئے تمام تر سہولیات موجود ہیں۔ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ماہر ڈاکٹروں کی زیر نگرانی حاملہ خواتین کا مفت معائنہ کیا جاتا ہے اور ان کو زچگی اور بچے کے بارے میں مکمل معلومات اور موثر مشورہ بھی دیا جاتا ہے۔ محکمہ صحت معزز رکن اسمبلی کی تجویز برائے مالی سال اور سروے کی تائید کرتا ہے تاہم اس پر عملدرآمد کروانا محکمہ سماجی بہبود اور محکمہ خزانہ کے دائرہ اختیار میں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب کی بات پر صرف اتنا ہی کہوں گا کہ یہ سرکاری bulletin تو ہو سکتا ہے لیکن یہ حقیقت نہیں ہے۔ میں یہ بات خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے اپنے حلقے میں جب یہ سلسلہ شروع کیا اور جہاں سے مجھے یہ احساس ہوا کہ ایک خاتون میرے پاس آئی اس کی دو بچیاں تھیں جن میں سے ایک کی عمر دس سال اور ایک کی عمر بارہ سال تھی۔ دونوں بچیاں ہی معذور تھیں اور وہ دونوں بچیاں بہت پیاری تھیں لیکن ان دونوں بچیوں کی ٹانگیں پیدائشی طور پر خراب تھیں۔ میں نے جب اس معاملے میں ایک اشتہار چھپوایا اور اس کو اپنے حلقے میں تقسیم کروایا تو آپ یقین کیجئے کہ جو پرسوں اتوار گیا ہے اس دن سے اب تک 70 بچوں مع والدین نے رابطہ کیا ہے جو بالکل معذور ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یہ لفاظی ہے کہ ہسپتالوں میں یہ ہو رہا ہے، وہاں ہو رہا ہو گا لیکن جس ground level کی میں بات کر رہا ہوں اور جن roots میں جانے کی میں بات کر رہا ہوں وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے۔ میں صرف دو گھنٹے کے notice پر اپنے اس مؤقف کو ثابت کر سکتا ہوں، 50 منٹ پر میرا حلقہ شروع ہو جاتا ہے۔ میرے ساتھ کوئی بھی چلے تو میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے جو disability centres بنائے ہوئے ہیں وہاں پر ایک غریب آدمی کو جوتا بھی نہیں ملتا۔ یہ اللہ جانتا ہے کہ میں کس طرح اپنی جیب سے لے کر دیتا ہوں کہ ان کو کوئی چیز وہاں پر مفت نہیں ملتی۔ میں جن بچوں کی بات کر رہا ہوں۔ ان بچوں کے پاس پورے کپڑے بھی نہیں ہیں۔ اب تک 70 بچوں کے والدین کا میں نے انٹرویو کیا ہے۔ ہم نے اللہ سے وعدہ کر کے ایک ویلفیئر اسٹیٹ لی تھی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر آج یہ رولنگ دیں کہ ہر ایم پی اے 30 دن کے اندر اپنے حلقے سے معذور بچوں کی فہرست دے کہ جن کے والدین ان کو کچھ نہیں دے سکتے۔ میں اپنی فہرست دیتا ہوں۔ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ یہ میرا صرف ایک مہینے کا کام ہے کہ 70 تک تعداد ہوئی ہے۔ یہ مسئلہ ہر حلقے میں موجود ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ یہ بچے روڑیوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ یہ بچے صبح گھر سے نکلتے ہیں ادھر سے ملا، ادھر سے ملا تو کھا لیا۔ ان میں بعض بچے بہت ذہین ہیں جو پڑھ سکتے ہیں۔ میں ان بچوں کی بات کر رہا ہوں۔ جہاں تک حکومت جن بچوں کو دے رہی ہے تو وہ انہی والدین کو پہنچا سکتی ہے جن کے پاس پہلے ہی کچھ ہے لیکن ہمارے حلقوں میں جو بچے ہیں تو ان کے لئے کچھ کہہ دیں تاکہ ان کو specifically کچھ نہ کچھ پہنچے اور ان کے والدین پر یہ پابندی لگائی جائے کہ یہ بچے پڑھیں گے۔ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ان بچوں کی اکثریت

پڑھ نہیں رہی۔ ان 70 بچوں کے متعلق میں نے عرض کیا ہے، ان میں سے بیس پچیس بچے یا بچیاں ایسی بھی ہیں جو پڑھ بھی رہی ہیں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بچے بالکل نہیں پڑھ رہے ان کا مستقبل کیا ہے؟ اس کا تصور کرنے سے ہی طبیعت خراب ہوتی ہے اور میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ان کا مستقبل بھیک ہے اس لئے ہم ان کے جوابدہ ہیں اور ان کے لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس کو شروع کروادیں، اس پر بحث کروالیں اور ہر ایم پی اے کو کہیں کہ جن کے اس قسم کے حالات نہیں ہیں تو ان کی ایک فہرست تو گورنمنٹ کو دیں تاکہ ان کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جاسکے۔ وزیر صاحب نے جیسے کہا ہے کہ محکمہ خزانہ کرے گا اس محکمہ خزانہ تو اسی وقت کرے گا جب یہ معزز ایوان اس کو پیش کرے گا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان بچوں کے لئے کچھ کریں اور ان کے بچوں کے لئے پیسا دیا جائے۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے اپنا individually کام کیا ہے جسے ہم سب کو appreciate کرنا چاہئے اور انہوں نے جو ہمیں request کی ہے کہ تمام ایم پی ایز کو آرڈر کر دیں کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کا سروے کر کے ایک ماہ کے اندر اندر اپنی رپورٹ پیش کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت سے لوگوں کا فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بات بھی صحیح کی ہے کہ فنانس کا معاملہ تب آئے گا جب ہمارے سامنے کوئی figures آ جائیں گی یا ہمارا کوئی target بن جائے گا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسے deal کرنا ہے؟ ان کی تجویز سے میں تو متفق ہوں کہ اگر ہر ایم پی اے اپنے اپنے حلقے کی دشواریوں اور کمی بیشی کی رپورٹ دے دیں اور اس پر اگر عملدرآمد کر دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں انہیں appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے حلقے میں اتنا سروے کیا ہے جو کہ شاید کسی اور نے نہ کیا ہو۔ آپ اگر حکم کرتے ہیں تو تمام ایم پی ایز اپنا کام کریں، اس پر اللہ بھی راضی ہو گا اور پنجاب حکومت چاہتی ہے کہ ہم ان کو support کر سکیں۔ جہاں تک ہمارے ادارے ہسپتال یا خصوصی تعلیم کے ہیں وہ اپنے طور پر بہت بہتر کام کر رہے ہیں لیکن اگر اس میں کوئی کمی ہے تو وہ identify کر دیں۔ ایسے مسائل جو یہ فوری طور پر چاہتے ہیں کہ ان بچوں کے لئے انہیں ہسپتالوں سے امداد چاہئے یا ان کو کوئی proper treatment چاہئے تو میں ابھی on the floor of the House یہ ensure کر رہا ہوں کہ یہ جن مسائل کو میرے سامنے لائیں گے ہماری منسٹری اس پر فوری طور پر عملدرآمد کرے گی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! میں اسی کی طرف آ رہا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: میں نے ایک میٹنگ میں جانا ہے لہذا میری ایک عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ پہلے ہم اس کو تو wind up کر لیں۔ شیخ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم issue ہے جو آپ نے اٹھایا ہے۔ اس میں خاص طور پر یہ کہ 30 یوم کے اندر اندر ایک صوبائی حلقہ وار لسٹ واقعی بننی چاہئے۔ اگر ہم اپنے معزز ارکان کو صرف یہی کہیں کہ وہ لسٹ بنائیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا ایک طریق کار ہونا چاہئے۔ کوئی کمیٹی بنا لیں اور شیخ علاؤالدین صاحب چونکہ محرک ہیں ان کو بھی شامل کر لیں کیونکہ data اکٹھا کرنا بہت لازمی ہے۔ میری تو یہی تجویز ہے کہ اس پر فوری کوئی لائحہ عمل اختیار کر کے ہاؤس کو intimate کریں کہ ہم کتنے دنوں تک اس پر سب کچھ کر کے ہاؤس میں put کریں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ یہ بالکل ایک صحیح طریقہ ہے۔ kindly ایک کمیٹی بنا دیں اور ہمارے معزز اراکین کو یہ کہیں کہ وہ اپنے حلقے میں کام کریں اور سارے کام چھوڑ کر یہ کام کریں۔ یہ کام بہت ضروری ہے کیونکہ بہت عجیب حالات ہیں۔ منسٹر صاحب سے کہیں اور آج ہی یہ کمیٹی بنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کمیٹی کے بنانے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کمیٹی تو تین چار لوگوں پر مشتمل ہو گی لیکن یہ اتنا بڑا کام ہے اس میں جب تک تمام participate نہیں کریں گے تو شاید وہ نتیجہ نہ نکل سکے جو ہم بھی چاہتے ہیں اور فاضل ارکان بھی چاہتے ہیں۔ ایک تو Chair کی طرف سے آرڈر چلا جائے کہ تمام ارکان within thirty or sixty days ہمیں feedback دیں اور اس کے علاوہ سب کو monitor کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں جن کو بھی آپ نامزد کرتے ہیں. and we are ready for that.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ شیخ صاحب آپ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں تو آپ ایک کمیٹی بنا لیں اور آپ ہاؤس کی اگلی sitting میں کمیٹی کی رپورٹ put کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ہاؤس کی اس میں sense ہو اور آپ کی یہ رائے ہو کہ اس معاملے کو consider کرنے کے لئے کمیٹی کی ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم وہ بات جو اس کے علاوہ بھی کرتے ہیں کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اجلاس نہیں ہوتے

اور وہاں پر کوئی کام نہیں ہوتا۔ چونکہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بن چکی ہیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس معاملے پر consideration کی ضرورت ہے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ محکمہ صحت کی سٹینڈنگ کمیٹی کو یہ معاملہ refer کریں اور شیخ صاحب اگر اس کمیٹی میں نہیں ہیں تو ان کو بھی شامل کر لیں۔ ساتھ ان کو ایک ٹائم بھی دے دیں کہ after one month or two weeks کمیٹی اپنی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کرے۔ اس سے سٹینڈنگ کمیٹیاں بھی بہتر طور پر کام کر سکیں گی اور properly کام ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں بہت ہی اچھی تجویز ہے۔ ہم یہ سٹینڈنگ کمیٹی صحت کو refer کر دیتے ہیں اور شیخ صاحب as a co-opted ممبر کمیٹی میں اس کو move کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا اور منسٹر صاحب کا بہت شکریہ لیکن میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ایک cut date دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بھی تجویز یہی تھی کہ within thirty days اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: اس کو پھر pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو pending کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کمیٹی کو بھیج دی ہے اور وہ اس کی رپورٹ پیش کرے گی۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ pending ہو گی اور نہ ہی dispose of ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Yes you are right. شیخ صاحب! چونکہ یہ کمیٹی کو refer کر دی گئی ہے اور ادھر سے ہماری direction یہی ہے کہ آپ اس کمیٹی میں as a co-opted member لے کر جائیں گے۔ اس کے بعد احمد خان بلوچ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔ یہ تحریک میں نے out of turn لی ہے اس کی کاپی متعلقہ منسٹر صاحب کو مہیا کی جائے۔

محکمہ تعلیم میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے بارے میں پالیسی پر مکمل طور پر عملدرآمد نہ کرنا

جناب احمد خان بلوچ: میں ایک مفاد عامہ اور فوری اہمیت کے مسئلہ کے لئے تحریک پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے کرپشن سے پاک پنجاب کے لئے پالیسی بنائی ہے جس میں مقامی villageکے سکولوں کے لئے امیدواروں کو دس اضافی نمبر دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد مقامی یونین کونسل کے رہائشی امیدواروں کو آٹھ نمبر دیئے گئے ہیں اور مقامی تحصیل کے رہائشی امیدواروں کو چھ نمبر دیئے گئے ہیں۔اس پالیسی سے پورے پنجاب کی عوام خوش ہے اور پنجاب کے امیدوار کرپشن سے بھی بچ گئے ہیں لیکن افسوس ہے کہ بعض ڈسٹرکٹ اس پالیسی کو لاگو کر رہے ہیں اور کچھ ڈسٹرکٹ پرانی پالیسی پر میرٹ لسٹ تیار کر رہے ہیں۔ جن ڈسٹرکٹ میں پرانی پالیسی کے مطابق میرٹ لسٹ بن رہی ہے ان ڈسٹرکٹ میں بہت پریشانی پائی جاتی ہے اور ان اضلاع کے امیدوار بہت پریشان ہیں اس لئے گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو بحث کے لئے منظور فرمائیں تاکہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب کی پالیسی پورے پنجاب میں عملدرآمد ہو سکے اور پنجاب کے عوام کی پریشانی دور ہو سکے اور کسی ڈسٹرکٹ کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

جناب سپیکر! مجھے صرف اس چیز کا افسوس ہے کہ ہمیشہ ہی پالیسیاں پورے پنجاب کے لئے ہوتی ہیں کہ 15/20 ڈسٹرکٹ میں تو مقامی امیدواروں کو نمبر دیئے جا رہے ہیں اور باقی 15/20 ڈسٹرکٹ میں یہ پالیسی لاگو نہیں کی جا رہی حالانکہ 29/12/08 کا یہ لیٹر amendment کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ سننے کے بعد issue کیا تھا اور انہوں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ جب تک مقامی گاؤں کی استانیاں نہیں آئیں گی اس وقت تک rural areas کے مقامی سکول نہیں کھل سکتے کیونکہ تحصیل level پر جب میرٹ بنتا ہے تو 25/30 کلومیٹر پر شادی شدہ یا غیر شادی شدہ لڑکیاں اتنی دور پڑھانے کے لئے نہیں جاتیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کئی کئی سالوں سے سکول ویسے ہی بند پڑے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ سمجھتے ہوئے پالیسی اختیار کی اور انہوں نے کہا کہ پہلے اس گاؤں میں دیکھیں کہ اگر وہاں پر پڑھی لکھی بچی یا بچہ موجود ہے تو اس کو دس نمبر اضافی دے کر وہاں تعینات کر دیا جائے۔ اگر وہاں نہیں ہے تو پھر اس یونین کونسل میں میرٹ بنائیں اور اس کو آٹھ نمبر اضافی دے کر تعینات کریں۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر تحصیل level پر لے کر آئیں لیکن افسوس یہ ہے کہ پتا نہیں کہاں پر آ کر گڑبڑ ہو گئی اور بیوروکریٹس نے کہا کہ جن اضلاع میں process ہو رہا ہے، درخواستیں مل

چکی ہیں اس پر یہ پالیسی لاگو نہ کریں اور جو اضلاع سست تھے جنہوں نے درخواستیں نہیں دیں ان کی طرف سے جو نئی درخواستیں آئیں تو ان پر یہ پالیسی لاگو کریں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کہاں کا آئین ہے کہ پنجاب میں آدھے اضلاع تو مقامی گاؤں کے نمبر لے رہے ہیں اور آدھا پنجاب اس سے محروم ہے جس سے عوام میں پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔ جب میں ضلعی انتظامیہ کے پاس گیا اور کہا کہ آپ یہ کیوں کر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو بہت محنت کی ہے، میرٹ بنا چکے ہیں، اب ہمیں دوبارہ میرٹ بنانا پڑے گا اور محنت کرنی پڑے گی۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ محنت کی خاطر یا دوبارہ میرٹ بنانے کی خاطر ہزاروں امیدوار جو دیہات میں رہنے والے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں جو سکول بند پڑے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ بند پڑے رہیں لیکن ہمیں دوبارہ محنت نہ کرنی پڑے۔ اگر تعیناتی ہو جاتی تو پھر ایک علیٰحدہ بات تھی لیکن وہ ابھی under process ہیں اور اس کے لئے یہ پالیسی لاگو نہیں کی گئی۔ یہاں پر وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں اور جناب custodian ہیں تو یہ عوام کا بہت اہم مسئلہ ہے لہذا آپ اس پالیسی کو پورے پنجاب میں لاگو کروادیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! احمد خان بلوچ صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار میں جو بات فرمائی ہے وہ بالکل درست ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کہ جب تک ہم اس دیہہ اور اس یونین کونسل کے مقامی لوگوں کو اس میں نہیں لائیں گے تو وہاں پر وہ سکول آباد نہیں ہو سکیں گے اور وہاں دور خاص طور پر خواتین اساتذہ کا جانا مشکل ہے لیکن آپ نے اس تحریک التوائے کار اور اس کے بعد کافی تفصیل بیان کرتے وقت بھی کسی ایک ضلع کا نام نہیں دیا اور آپ نے کہا کہ آدھے اضلاع میں ہو رہا ہے اور آدھے اضلاع میں نہیں ہو رہا اور یہاں بھی آپ نے یہی لکھا ہے کہ کچھ اضلاع میں پرانی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے اور کچھ میں نئی پالیسی پر ہو رہا ہے۔ اگر آپ کے علم میں ہے تو آپ ان اضلاع کی نشاندہی کر دیں اس تحریک التوائے کار کو pending کر لیتے ہیں اور جن اضلاع کی آپ نشاندہی کریں گے ان کا میں آپ کو ensure کر کے ایک دو دنوں میں جواب دوں گا اور باقی ہم پورے پنجاب میں general direction بھی دے دیتے ہیں کہ یہ پالیسی وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت نے approve کی ہے اور اس کے مطابق ہی عمل ہو گا اور یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی یہ کہے کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے اور میں اس پر عمل نہیں کرتا۔ آپ جن اضلاع کا ذکر فرما

رہے ہیں تو آپ ان اضلاع کے نام بھی فرمادیں کہ کن اضلاع میں آپ کو اس قسم کی انفارمیشن پہنچی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اگر یہاں پر کوئی ایجوکیشن کے محکمہ کا آدمی بیٹھا ہے تو آپ ان سے پوچھ لیں کیونکہ ان کو سب پتا ہے کہ کون کون سے اضلاع میں ہو رہا ہے۔ لودھراں کا نام لے لیتا ہوں اور آپ پوچھ لیں کہ لودھراں میں کیا پالیسی بن رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لودھراں کے علاوہ اور کوئی ضلع؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! لودھراں کے علاوہ ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان میں بھی ہو رہا ہے اور 26 اضلاع ہیں۔ اگر آپ لسٹ لینا چاہتے ہیں تو۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو یہ problem جب انہوں نے بتائی ہے تو اس کا نوٹس لیتے ہوئے انہوں نے یہ کہا تھا کہ سب سے پہلے village کو اضافی نمبر دیں اور گاؤں کی بچیوں اور بچوں کو پہلے 10 نمبر دے کر accommodate کریں، اس کے بعد یونین کونسل اور پھر تحصیل ہے۔ اب چونکہ یہ لوگ اشتہار مانگ چکے تھے اور چھوٹی موٹی جو processing ہوتی ہے اس کے اندر between the lines کچھ اور بھی ہوتا ہے وہ چونکہ ہو چکا تھا۔ اب انہوں نے کیا کیا ہے؟ یہ لیٹر ہے، اس کے مطابق انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کی ساری پالیسی کو سبوتاژ کر دیا ہے۔ یہ محکمہ ایجوکیشن کے ڈپٹی سیکرٹری صاحب مہر مشتاق احمد نے لیٹر لکھا ہے اور باقاعدہ یہ لیٹر اتنا ridiculous ہے کہ اس کو آپ پڑھیں کہ جن میں پہلے applications اور processing ہو چکی ہیں وہ پرانے نظام پر کریں گے اور جو ابھی نئی applications مانگ رہے ہیں وہ نئے نظام پر کریں گے۔ رانا صاحب! میں یہ آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ آج کل کیا ہو رہا ہے؟ immediately کرنے کا کام یہ ہے کہ آپ جس طرح فرما رہے ہیں کہ آپ حکم صادر کریں کہ وہ کوئی بھی بھرتی نہ کریں ورنہ وہ راتوں رات بھرتی کر کے appointment letter دے کر وہاں accommodate بھی کروا دیتے ہیں۔ چونکہ اس کے درمیان اندرونی کہانیاں کہیں اور ہوتی ہیں تو آپ اس لیٹر کو فوری طور پر withdraw کروائیں اور فوری طور پر انہیں direct کریں کہ وزیر اعلیٰ

پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا جو حکم ہے وہin letter and spiritاس پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیٹر کی کاپی کلو صاحب مجھے دے دیں اور آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر لیں۔ کل اس کے متعلق تفصیلی جواب بھی دیا جائے گا اور اگر یہ لیٹر وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت کی پالیسی کے خلاف کسی official نے جاری کیا ہے تو اس کو سزا بھی دی جائے گی۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ حکم بھی صادر کر دیں کہ وہ راتوں رات بھرتی کے لیٹر نہ جاری کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! آپ نے اسمبلی میں تحریک التوائے کار پیش کی ہے اور یہ لیٹر میں نے بھی پڑھا ہے اور واقعی اس طرح کا لیٹر ہے کہ اس میں گورنمنٹ کی writ کو direct چیلنج کیا جا رہا ہے اور میں بالکل یہ سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر اس تحریک کو کل تک pending کیا جا رہا ہے تو اس پر مزید کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہئے۔ کسی بھی گورنمنٹ quarter کی طرف سے اور کل جب آپ اس کا جواب دیں گے تو اس وقت تک اسے اسی طرح روکا جاتا ہے۔ یہ تحریک کل تک pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! کون سی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ 25۔نومبر 2008 کو ملازمین کے لئے ہاؤس ریکوزیشن کی قرارداد پیش کی تھی جس پر معزز وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ قرارداد ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!اب تحاریک التوائے کار ختم ہوئی ہیں۔ابھی مسودات قانون ہیں اور پھر اس کے بعد قرار دادیں ہیں اور پھر جب آپ کی قرارداد آئے گی تو اس وقت آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جی،بہتر۔

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب مصدرہ2009

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر مسودات قانون ہیں جو پیش کئے جائیں گے۔ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں اور عام بحث ہے توسب سے پہلے

The Forest (Punjab Amendment) Bill, 2009 (Bill No 1 of 2009) Chaudhary Muhammad Asaduallah may move the Forest (Punjab Amendment) Bill, 2009

CH. MUHAMMAD ASAD ULLAH: I move:

> "That leave be granted to introduce the Forest (Punjab Amendment) Bill, 2009"

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Forest (Punjab Amendment) Bill, 2009.''

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اسد اللہ صاحب!

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر!فاریسٹ ایکٹ 1927 میں پاس ہوااور 21۔ ستمبر 1927 کو نافذ ہوا تھا۔اس قانون کے ذریعے جنگلات اور ان کے تحفظ کے لئے سزائیں،قید اور جرمانے تجویز کئے گئے تھے لیکن 1927 کے بعد اب تک جرمانے کی سزا میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ابھی روپے کی value بہت کم ہو گئی ہے اور جو 1927 میں روپے کی value تھی اس کے مقابلے میں یہ بہت کم ہے۔اس کی وجہ سے جنگلات کی لکڑی اور درختوں کی چوری میں جرمانہ کم ہے اور درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے جرمانے میں اضافہ کرنا چاہئے۔جب یہ قانون 1927 میں نافذ کیا گیا تھا تو اس وقت لکڑی کی چوری اور

درختوں کی چوری اور اس قانون کی خلاف ورزی پر 500 روپے جرمانہ رکھا گیا تھا۔ میں اس بل کے ذریعے 10 ہزار کی تجویز پیش کرتا ہوں اور ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ فاریسٹ ایکٹ 1927 کی شق 71 میں ہے کہ بھینس جنگل میں اگر داخل ہوتی ہے اور جنگلات کو نقصان پہنچاتی ہے تو اس پر 2 روپے جرمانہ رکھا گیا تھا اور اگر گھوڑا وغیرہ جنگل میں داخل ہو کر جنگلات کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس پر ایک روپیہ جرمانہ رکھا گیا تھا اور اگر بھیڑ یا، بکری جنگل میں داخل ہو کر جنگل اور درختوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو اس پر صرف پچاس پیسے جرمانہ رکھا گیا تھا۔ یہ جرمانہ آج کے وقت کے مطابق بہت کم ہے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس میں ترمیم لائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معزز ممبر نے جو ترامیم پیش کی ہیں یہ بالکل معمولی نوعیت کی ہیں۔ اس کے علاوہ Forest Act میں بہت زیادہ ترامیم کی ضرورت ہے۔ اس میں جنگلات کو reserve کرنے اور protected forests سے متعلقہ ہم ترامیم لا رہے ہیں کہ جنگل، پارک پرائیویٹ سیکٹر کی معاونت کے ساتھ develop کئے جائیں تاکہ لوگوں کو صحت منداور سستی تفریح بھی میسر آئے اور ملک کا ماحول اور فضا بھی بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں محکمہ ایک بڑی جامع exercise ہو کر Law Department سے بھی vet ہو کر یہ سمری 31-1-2009 کو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں move ہو چکی ہے تاکہ کابینہ کی منظوری کے بعد اسے مسودہ قانون کی صورت میں اسمبلی میں پیش کیا جا سکے اس لئے میری محرک سے یہی درخواست ہے کہ وہ اس کو press نہ کریں۔ یہ ترامیم بھی اس میں شامل ہیں اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سیشن تک مسودہ قانون آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ پہلے ہی اس پر بڑا کام مکمل کر کے وہ مسودہ قانون لے کر آ رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس وقت تک آپ اس کا انتظار کر لیں اور اسے مزید press نہ کریں۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! اگر یہ ترامیم بھی اس میں شامل ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!لازمی بات ہے کہ یہ بھی اس میں شامل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی اس میں شامل ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے بھی شروع والے سیشن میں اسی طرح کی ترامیم دی تھیں لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے یاد ہے اور چونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اب بن چکا ہے اور اس کو فوری طور پر ایوان میں پیش کر دیں گے اس لئے یہ dispose of ہوا۔

مسودہ قانون (ترمیم) سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ2009

جناب ڈپٹی سپیکر: اب بل نمبر 2 لیتے ہیں۔

The Punjab Social Services Board (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 2 of 2009) Ch. Zahir-ud-Din Khan may move the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill, 2009. Any other mover.

MRS. QAMAR AAMIR CH.: I move:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill, 2009."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill, 2009."

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! اس میں ہم پنجاب آرڈیننس نمبر 2 بابت 1970 کی دفعہ 18 میں یہ تبدیلی چاہتے ہیں کہ بورڈ ہر سال کے آخر میں اپنی سالانہ رپورٹ حکومت کو as soon as possible پیش کرے تاکہ اس کے معاملات کو اچھے طریقے سے دیکھا جا سکے اور جو ہو سکتا ہے وہ فیصلہ

کیا ہے اور ہم لوگ اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ سالانہ رپورٹ حکومت پنجاب اسمبلی میں پیش کرے اور پھر جناب سپیکر کی اجازت سے بحث کے لئے وقت مقرر کر لیں چونکہ یہ کام سوشل ویلفیئر کا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس میں ہر آدمی کو involve ہونا چاہئے اور اسے پتا ہونا چاہئے کہ ہم لوگ عوام کی خدمت کے لئے کیا کام کر رہے ہیں۔

دوسری بات میں یہ کہوں گی کہ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم پارلیمنٹ کی supremacy اس لئے چاہتے ہیں کہ عام private sector میں رضاکارانہ طور پر جو لوگ کام کر رہے ہیں یہ اپنے گھپلے رکھتے ہیں، سمجھ نہیں آتی کہ لوگوں کا کون سا کام ہو رہا ہے اور کون سا نہیں ہو رہا ہے۔ اگر ہم اس میں involve ہوں گے تو میرے خیال میں بہت اچھے طریقے سے اس کو tackle کر سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ The Punjab Social Services Board ہر سال اپنی کارکردگی کی بابت رپورٹ حکومت کو پیش کرتا ہے۔ یہ کوئی secret document نہیں ہوتا اس کی ایک access ہے ہر ممبر کو اور جو بھی ممبر چاہے اس رپورٹ کو حاصل کر کے اس سے متعلقہ کوئی بھی معاملہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہاں پر کوئی کام ٹھیک نہیں ہو رہا ہے تو There are questions, adjournment motions کسی بھی طریقے سے نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ اس میں extra خرچ involve ہو گا اگر اس میں ایوان میں پیش کرنے کی ترمیم کی جائے تو اس قسم کا مسودہ قانون جس میں کوئی finance matter involve ہو وہ اس طرح قرارداد کے ذریعے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا technically یہ مسودہ قانون move نہیں ہو سکتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ رپورٹ already حکومت کو پیش ہوتی ہے۔ اس کو کوئی بھی ممبر جب چاہے حاصل کر سکتا ہے، اس کو پڑھ سکتا ہے اور پڑھ کر اگر کسی قسم کا کوئی defect نوٹ کرے تو وہ ہاؤس کے نوٹس میں لا سکتا ہے اور حکومت کے نوٹس میں بھی لا سکتا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ 372 کا پیاں distribute ہوں گی اس میں کتنے فنڈز لگ جائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بات بعد میں آتی ہے جو بات وہ کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ public document ہے اور public کا اس تک access ہے۔ جہاں پر public کا access ہوتا ہے It means وہ سب کے knowledge میں ہوتا ہے اس لئے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس کے ساتھ ہم نے کچھ پہلے بھی demands پیش کی ہیں۔ supremacy of Parliament کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب یہ boards بنے تھے تو ان کے Chairmen of Boards of Governors اور boards کے members آزاد تھے اور یہ ایک مادر پدر آزاد قسم کا ایک autonomous سا ادارہ بن گیا تھا جو کسی کی جوابدہی میں نہیں آتا۔ یہ جو legislation کی گئی تھی پچھلی حکومت اور اس سے پچھلی حکومت میں اور اس سے بھی پچھلی حکومت میں، میں کسی حکومت کو credit نہیں دینا چاہ رہی ہوں میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان boards کو بنانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس ادارے کی کارکردگی کو strong کیا جائے اور autonomy دے کر اس کو meaningful بنایا جائے۔ وہاں پر autonomy کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ وہ کسی کو بھی جوابدہ نہیں ہے۔ کتاب اٹھانا یا میگزین خریدنا اس کا مقصد نہیں ہے جب تک یہ law نہیں ہو گا کہ They are bound to lay the report before the Provincial Assembly وہ کسی سے نہیں ڈرنے لگے۔ پارلیمنٹ کی supremacy اسی میں ہے کہ اگر وہ ہم سے اتھارٹی لیتے ہیں، اگر ہم ان کو finance دیتے ہیں تو وہ جوابدہ بھی اسی ادارے کو ہے۔ آپ اس چیز کو اتنا lightly مت لیں اس لئے کہ اس میں جو major failure کی causes تھیں چاہے وہ health کے boards تھے، چاہے social welfare کے boards تھے اس لئے خدارا! میں لاء منسٹر صاحب کو کہوں گی کہ اس کو دوبارہ دیکھیں، دوبارہ سوچیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری بات سن لیں، اس میں حکومتی بنچز کی طرف سے جو بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ public document ہے۔ اگر آپ کا اس بات پر اعتراض ہے کہ یہ public

document نہیں ہے اور سب کی access نہیں ہے پھر تو اس مسودہ قانون کی افادیت اور اہمیت بنتی ہے اب When he is saying that on the floor of the House کہ یہ ایک public document ہے اور اس پر پہنچ ہے پھر تو اس کی افادیت اور importance وہیں ختم ہو جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحبہ سے یہ عرض کروں گا کہ اس میں جو یہ فرما رہی ہیں اور واقعی ان کی observation ہے یا انہوں نے اس بارے میں کوئی study کیا ہے کہ یہ Boards of Governors غلط behave کرتے ہیں یا وہ اس طرح سے کام کرتے ہیں کہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں اور وہ مادر پدر آزاد ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحبہ سے عرض کروں گا کہ جو rules اور متعلقہ law ان کو regulate کرتا ہے یہ اس میں amendments لائیں اور ان کی power کو کم کر دیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں جس طرح یونیورسٹی کے سینٹ اور سنڈیکیٹ میں ہے اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ کا وہاں پر کوئی رول ہونا چاہئے تو آپ اس قسم کی کوئی amendment لے آئیں میں اس کو support کروں گا لیکن جو laying of report ہے یہ کوئی ایسا اچھا طریقہ نہیں ہے کہ اس سے supremacy ثابت ہو جائے گی۔ جو رپورٹیں already lay ہوتی ہیں ان کے متعلق آپ بھی بہتر جانتے ہیں کہ اس سے کتنی زیادہ supremacy قائم ہوتی ہے۔ اس لئے یہ اگر سمجھتی ہیں کہ ان بورڈز کی functioning بالکل مادر پدر آزاد ہے تو ان کی functional سے متعلقہ جو rules ہیں ان پر کام کریں اور amendment لے کر آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں غالباً اپنی بات وزیر قانون کو سمجھا نہیں سکی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ٹھیک ہے ان کو ایک طاقت دینے کے لئے ہی autonomy دی گئی تھی، اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ان کی functioning بہتر ہو گئی ہو گی لیکن جب ایک رپورٹ لکھی جاتی ہے وہ vet نہیں ہوتی، وہ پڑھی نہیں جاتی اور public document بنا دی جاتی ہے پھر اسمبلی کی opinion یا اس کے سامنے جوابدہی نہ ہو، انہوں نے ایک رپورٹ لکھ دی اور وہ چھپ گئی۔ یہ اس رپورٹ کو lay کریں اور اسمبلی میں اس کی discussion ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اس کے بورڈز میں already منتخب نمائندے اس کے ممبران ہوتے ہیں اور اس طرح نہیں ہوتا کہ without seeing کام ہو جائے۔ ان بورڈز میں ہمارے اسمبلی کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں پر on the

floor of the House یہ بات کی جارہی ہے کہ یہ سب کچھ public document ہے اور public کی access ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کی ضرورت ہے۔ اس میں جو language ہے آپ وہ پڑھیں۔اس میں یہی ہے کہ اس کو public کیا جائے اور اس کو lay کیا جائے پھر حکومت بھی اس کی assurance دے رہی ہو تو میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!اس میں صرف movers ہی بات کر سکتے ہیں۔ I know you are a doctor آپ پھر کسی وقت بات کر لیجئے۔۔۔اچھا فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!public document اس وقت ہوتا ہے جب اس کو ایک دفعہ open کیا جاتا ہے اور relevant لوگ اس کو دیکھ لیتے ہیں، میری proposal یہ ہے کہ جب یہ document تیار ہو تو یہ Parliament کی Select Committee میں جائے اور وہ اس پر objection کرے اور اس کی approval کے بعد public document بنے۔ڈاکٹر صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے،جب وہ document فائنل ہو جائے اس کے بعد سارا شور ڈالنا بے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Thank you ڈاکٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ جب assurance آ گئی ہے تو اس کو press کرنے کی ضرورت نہیں ہے یا اگر آپ کہتے ہیں تو میں ووٹنگ پر لے جاتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!آپ بے شک اس کو ووٹنگ میں لے جائیں لیکن میں دوبارہ ایک منٹ اور لوں گی کیونکہ آپ کو پتا ہے جب معاملات floor پر آتے ہیں تو کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جب آپ ایک opinion قائم کرتے ہیں آپ یہاں دیکھیں پھر ایک side track والی بات ہے کہ کئی ایسے ادارے ہیں کہ جن میں بورڈ بنے ہی نہیں ہیں۔اسمبلی کے اب نئے ممبران reports میں lay ہونے والے کون ہیں جو ان بورڈز میں موجود ہیں؟ پچھلی اسمبلی کے ممبر تو چلے گئے ہیں جو اس سال کی سالانہ رپورٹ ہے میں یہی چیلنج کرتی ہوں کہ سوشل ویلفیئر میں اگر پچھلے ایک سال میں کوئی ممبر اس میں بنے ہیں وہ M.P.As کون ہیں جنہوں نے اس سال کی رپورٹ میں اپنی opinion دی ہے؟آپ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ پچھلے سال جب سے یہ حکومت .بنی ہے کیا اس ایوان کا کوئی بھی ایم پی اے اس بورڈ میں شامل ہوا ہے؟ یہ کم از کم میرے علم میں نہیں ہے۔کہنے کا مقصد صرف یہ ہے

کہ We must do some how or the other اس چیز کو آپ اس طرح lightly نہ لیں اس کو دوبارہ دیکھیں کہ جو reports دی جاتی ہیں، جو باتیں کی جاتی ہیں۔ میں خود اس چیز کو شکار ہوں کہ ایک مسودہ قانون ایک سیکرٹری کے کہنے پر، اس کی غلط بیانی پر اس نے sabotage minutes کئے ہیں۔ ایک مسودہ قانون جس کا نام پنجاب کالج آف فیملی میڈیسن تھا ایک سیکرٹری نے اس کی اور There was no way to catch him اور یہ چیزیں جو ہیں یہ ہو رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری strength کم ہے، ہماری say کم ہے، ہماری اسمبلی کا اظہار کم ہے۔ تین ساڑھے تین سال کی محنت اس اسمبلی کے، اس اسمبلی کا autonomous vote اس پنجاب کالج آف فیملی میڈیسن کے مسودہ قانون کو صرف ایک بیوروکریٹ، رئیس زیدی کے ایک اشارے سے وہ advent down the drain اور یہی وہ بات ہے جس کو ہم آج یہاں پر voice کر رہے ہیں۔ آپ اس کو take up کریں یا نہ کریں، میں اس میں "no" بھی سن ہی لوں گی کیونکہ ہم کم ہیں ووٹ کی بات ہے لیکن میں آپ کو یہ بتا دوں کہ جب تک آپ اس اسمبلی کو assert نہیں کریں گے یہ اسمبلی assert نہیں ہو گی اور بیوروکریٹ کے ایک pen اشارے سے چاہے وہ nullify اور sabotage کر رہا ہے، جس رئیس زیدی کی میں بات کر رہی ہوں آپ گورنر ہاؤس کا ریکارڈ اٹھائیں آپ دیکھیں گے کہ اس کی انکوائری ہوئی ہوئی ہے اور sabotage proof ہوا ہے لیکن اس اسمبلی کی جرأت نہیں تھی کہ وہ اس کا sabotage proof کرے وہ گورنر کے ڈیپارٹمنٹ سے ہوا۔ یہ وہ باتیں ہیں، یہ وہ حقائق ہیں جو اس اسمبلی کی law making رپورٹنگ اس کی will، اس کی آواز کو دباتی ہیں اور اسی چیز کے لئے یہ amendment کی voicing ہے۔

If then secretaries are going to sit and write every thing and make it a public document then damn it.

اس کی یہ ساری چیزوں کو بند کریں۔ آپ اتنی چیز assure کر سکتے ہیں کہ یہ وہ چیز regular ہو رہی ہے اور ہمارے جو ممبران ہیں ان کی رائے کو وہاں فوقیت دی جا رہی ہے یا صرف خانہ پُری کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں انہوں نے جو amendment چاہی ہے وہ اس کے arguments بالکل مختلف ہیں۔ اب دیکھیں! public document کہنے

سے میری یہ مراد تھی کہ جو پنجاب سوشل سروسز بورڈ ہے اس کی جو اس سال کی، اس سے پچھلے سال کی، اس سے پچھلے سال کی اور اس سے بھی پچھلے سال کی جو رپورٹیں ہیں وہ محکمے کے پاس ہیں، ان تک سب کی access ہے۔ آپ بطور ممبر اس کو لے کر پڑھیں اور اگر آپ سمجھتی ہیں کہ اس میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے، کوئی اس میں ناجوازی ہوئی ہے تو آپ اس کے اوپر Adjournment Motion لے آئیں، آپ اس کے اوپر question لائیں یعنی وہ جو ڈیپارٹمنٹس کی کارکردگی کو پرکھنے کا طریق کار ہے وہ آپ کے پاس موجود ہے۔ اب آپ کہتی ہیں کہ وہ رپورٹ کے مرتب کرنے میں، جب وہ ہاؤس میں پیش ہو گی تو مرتب ہو کر ہی پیش ہو گی، فائنل ہو کر پیش ہو گی اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس بورڈ میں اس ہاؤس کی نمائندگی ہے یا نہیں ہے اس سے متعلق آپ کی یہ amendment ہے ہی نہیں۔ بورڈ کی جو composition ہے اس کے متعلق میرے پاس جواب نہیں ہے، آپ composition دیکھ لیں اگر اس میں ہاؤس کی representation نہیں ہے تو آپ اس کے لئے amendment لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جہاں تک آپ کی اس amendment کی بات ہے اس پر تو جواب آ چکا ہے I think آپ اس کو press نہ کریں اور اس کو پھر ہم dispose of کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں دو چیزیں ہیں اور دوسری بات جو آپ نے کی وہ بڑی important ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب اور گورنمنٹ سے بھی یہ کہوں گا کہ یہ جو بورڈز بنے ہوئے ہیں اس میں باقاعدہ ہمارے معزز ممبران اس میں ممبرز ہیں اور اگر آج 8 مہینے، 9 مہینے کی گورنمنٹ، جو اسمبلی بنی ہے اس کے بعد بھی اگر ممبرز کو بورڈز کا ممبر نہیں بنایا گیا ان کا جو right ہے ان کا جو استحقاق ہے تو یہ فوری طور پر اس کو take up کریں تاکہ ان پر نظر رہے اور خالی بیوروکریسی کے ہاتھ میں ہی نہ رہے۔ وہ لوگ جو ووٹ لے کر عوام سے آتے ہیں ان کا ان اداروں میں، ان بورڈز میں مکمل role رہنا چاہئے جو already اس میں provide کیا گیا ہے تو I think this is not pressed

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں تک آپ کی اس amendment کی بات ہے اس میں تو انہوں نے on the floor of the House کہہ دیا ہے کہ This is a public document

جناب محمد محسن خان لغاری: Will the members be incorporated in those boards? ہماری وہاں پر نمائندگی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو بات وہ ہے جو اس مسودہ قانون میں نہیں ہے۔ and as a custodian of the House میں نے feel کیا ہے کہ آپ کا point ہے اور میں نے اپنا point آگے گورنمنٹ کو رجسٹر کروادیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر منسٹر صاحب یہ commitment کر دیں تو پھر اس کو ہم پریس نہیں کرتے یہ تو چھوٹی سی بڑی جائز بات آپ نے کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بورڈز کی composition ہے اس کا off hand تو مجھے بھی نہیں پتا اور میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی نہیں پتا تو اس کی composition چیک کر لیں اور اگر آپ اس میں یہ مناسب سمجھیں کہ وہاں پر اس معزز ہاؤس کی representation ہونی چاہئے تو آپ اس میں amendment لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جتنا میں نے پڑھا ہے کہ سپیکر صاحب نے بورڈز کے اندر ممبرز بھیجنے ہوتے ہیں تو That I do undertake کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی sitting کے دوران جو یہ session چل رہا ہے اس میں ہم تمام بورڈز جو ہیں We will make a best level کہ ہم ان تمام بورڈز میں اپنے ممبران کو بھیج دیں۔ This is not pressed and disposed of. ممبران کے لئے بات کی ہے لیکن کسی ممبر نے کچھ نہیں کہا۔ (قہقہ)

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2009

جناب ڈپٹی سپیکر: اب بل نمبر 3 لیتے ہیں۔

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009.(Bill No. 3 of 2009).Chaudhary Zahir ud Din Khan may move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009. Any other mover to move this?

MRS KHADIJA UMAR: I move:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! عرض یہ ہے کہ پنجاب قانون نمبر 2 بابت 1972 کی دفعہ 17 میں ترمیم کی ضرورت ہے ہماری رائے یہ ہے کہ قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972 کی دفعہ 17 ذیلی دفعہ 1 کے بعد درج ذیل عبارت ایزاد کی جائے تاہم خاتون رکن ہونے کی صورت میں اسے پیشگی اطلاع پر اپنے رہائشی ضلع میں واقع ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، مراکز صحت، سوشل ویلفیئر کے دفاتر اور تعلیمی اداروں کے معائنے کا استحقاق ضرور حاصل ہو گا۔ بات یہ ہے کہ مرد اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کو یہ privilege ہے کہ وہ ان دفتروں میں، ہسپتالوں میں جا کر معائنہ کر سکتے ہیں جبکہ خواتین اراکین اسمبلی پنجاب کو ان privileges سے محروم رکھا گیا ہے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ خواتین جب ہسپتال میں جاتی ہیں تو بہتر طریقے سے خواتین سے interact کر سکتی ہیں، بہتر طریقے سے ان کے مسائل کو سمجھ سکتی ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ خواتین کو right ہونا چاہئے، ان کو یہ privilege دینی چاہئے کہ وہ بھی جا کر معائنہ کر سکیں کیونکہ اس طریقے سے وہی بات آ جاتی ہے جس طرح کچھ دیر پہلے ڈاکٹر سامیہ امجد نے کہا ہے کہ خواتین کے جو rights ہیں ان کو اس طرح سے priority نہیں دی جاتی اور ان لوگوں کو اس طرح سے importance نہیں دی جاتی جبکہ ہسپتالوں میں اور جتنے بھی یہاں پر دفاتر ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے اس میں خواتین بھی اسی طرح سے participate کرتی ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ خواتین کو بھی ایسی privilege حاصل ہو تاکہ وہ جا کر معائنہ کر سکیں اور خواتین کی problems کو بہتر طریقے سے represent کر سکیں اور اسی طرح حصہ لے سکیں اور ادارہ اس کو protocol دے سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو محترمہ نے ترمیم پیش کی ہے وہ اس طرح سے ہے کہ:

The Punjab Privileges Act section 17: Visit to hospitals etc: (1) A member shall be entitled to visit hospitals, dispensaries, health centres, social welfare offices; education institutions for boys located within the constituency with previous intimation

(2) After such visit, the member may submit his report to the Minister in-charge.

یعنی اس سے یہ ہے جو ایک ممبر elected member ہے وہ صرف اپنے حلقہ کی حد تک ان institutions کو visit کر سکتا ہے اور after previous intimation اب انہوں نے amendment چاہی ہے وہ یہ فرما رہی ہیں کہ:

However, in case of a woman member, she shall be entitled to visit hospitals, dispensaries, health centres, social welfare offices, education institutions for girls located within her home district.

یعنی اب ایک جو elected member ہے اس کو تو صرف اپنے حلقہ کی حد تک institutions visit کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر ایک خاتون ہے تو اسے پورے ڈسٹرکٹ کے institutions کو visit کرنے کے اختیار کے لئے محترمہ نے یہ ترمیم پیش کی ہے تو اس طرح سے پھر دوسرے حلقوں میں ایک مداخلت کا عنصر آئے گا اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ elected member صرف اپنے حلقہ تک محدود ہے اور جو ایک female member ہے اس کے لئے پورا ڈسٹرکٹ ہے تو اس طرح سے اس بات کی relevancy نہیں بنتی اس لئے میری ان سے یہی درخواست ہے کہ اس پر آپ تھوڑا سا غور کر لیں کیونکہ خواتین ایسی بھی ہیں جو general seats پر منتخب ہو کر آئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو انہوں نے amendment پیش کی ہے اگر اس طرح منظور کی جائے تو جس طرح سے انہوں نے پیش کی ہے تو یہ problems create کرے گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جو reserved seats کی خواتین ہیں اور اب جو وہاں پر خواتین ہیں اور ان کے جو مسائل ہیں جس طرح سے جیل میں اور بہت سے ایسے ہسپتال اور بہت سے ایسے ادارے ہیں جن میں خواتین کے بہت سے ایسے مسائل ہیں جو کہ وہ مردوں کے سامنے openly پیش نہیں کر سکتیں تو پھر اس کا کیا solution ہے کیونکہ ہم یہاں عورتوں کی representation کے لئے بیٹھی ہوئی ہیں اور ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس کا یا تو کوئی حل نکالیں اور جو بہتر solution نکال سکتے ہیں وہ نکالیں تاکہ ہم لوگ اس میں participate کر سکیں because اگر وہ ہمیں اپنی problems بتا ہی نہیں سکیں گی تو اس چیز کا فائدہ کیا ہو گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دیکھیں اس کا ایک بڑا مناسب حل ہے اگر ان کا مقصد جیسے انہوں نے فرمایا کہ جیل کی حد تک ہے تو جیل میں اگر non official visitors گورنمنٹ appoint کر سکتی ہے اور اس کے متعلق وہ amendment لے آئیں کہ خواتین ہماری ممبر ہیں، ان کو non official visitors مقرر کر دیا جائے تو وہ یہاں پر بھی amendment آ سکتی ہے اور ویسے بھی اگر گورنمنٹ چاہے تو جو بھی خواتین بہنیں اگر اس طرح کا کام کرنے میں interested ہیں تو ان کو non official visitor members مقرر کیا جا سکتا ہے اور اگر اپوزیشن سے ہماری کوئی بہنیں اس سلسلے میں کام کرنا چاہتی ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ اپنا ڈسٹرکٹ بتائیں اور اس کے مطابق ان کو non official members مقرر کر دیا جائے گا اور وہ جا کر کام کریں اور وہاں پر خواتین کے جو متعلقہ معاملات ہیں ان کو دیکھیں اور گورنمنٹ کو suggest کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش یہ ہے کہ خالی جیلوں کی بات نہیں بلکہ تمام محکموں کی ہے جیسا کہ ہسپتال ہیں ایجوکیشن سکول ہیں، سوشل ویلفیئر کے دفاتر اور تمام محکموں میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں تو میں ان تمام اداروں کی بات کر رہی ہوں جن اداروں کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ صرف خالی جیل کی ہی میں بات نہیں کر رہی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔ جس وقت یہ دور بدلا اور خواتین کو representation دی گئی تو اس وقت پوری دنیا میں یہ ایک global phenomenon تھا۔ یہ صرف پاکستان میں نہیں ہوا یا کسی ایک شخص کے کریڈٹ پر نہیں ہوا۔ ہر جگہ قانونی ترمیم آئی کہ خواتین کو درمیان میں لایا جائے تاکہ وہ پچاس فیصد خواتین عوام کی بات کر سکیں۔ جس وقت خواتین ان اسمبلیوں میں آ گئی ہیں تو سب سے پہلے یہی جھگڑا رہا کہ ان کا cosmetic role ہے یا substantive role ہے، وہ cosmetic role اس وقت تک رہے گا جب تک آپ قانون میں ان کو کوئی ایک جگہ by law نہیں دیں گے۔ یہ first step میں تو ان کی یہاں آمد تھی اور اس amendment کو اس کا دوسرا قدم سمجھیں۔ جب تک آپ پنجاب میں مثلاً میں ایک ممبر ہوں ،ایک technocrat member ہوں ، میرا اخبار سے تعلق ہے اور میں ایک lawyer ہوں، میں ایک social worker ہوں اور اگر میرا media سے بطور ایک ایم پی اے کے تعلق ہے تو kindly اس میں کوئی نہ کوئی amendment جو آ رہی ہے وہ یہ request کر رہی ہے کہ جیسے G.R.A.P اور G.R.B.I پروگرام یہ کہتا تھا کہ آپ gender sensitivity چیک کریں۔ اس پوری فلاسفی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ request کی جا رہی ہے کہ تمام rules جو existing ہیں ان میں ایک ایک شق کی amendment کی جائے کہ خواتین بے شک male member constituency کے ساتھ الاٹ کئے جائیں یا home districts سے start ہوں اس چیز کو legally strength کیا جائے اور خواتین کو سجاوٹ کے لئے نہیں بٹھانا بلکہ یہ legally strengthening کی بات ہے تو یہ یقیناً اس حکومت کا بہت احسن قدم ہو گا۔ آج اس کو vote out کرایا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں خواتین کے بارے میں یہاں مرد حضرات میرے بھائی بھی ووٹ دیں گے کہ یہ اس social structure کو belong کرتے ہیں جہاں کی بہنیں ،بہوؤں اور بیٹیوں کے پردے کا سوال ہے ۔یہاں پر یہی رانا ثناء اللہ کھڑے ہو کر ہمارے لاء منسٹر صاحب کی کلاس لیا کرتے تھے کہ یہ ہر جگہ سوٹ بدل کر کیوں جاتا ہے؟ وہ ہزار بہنوں کا ایک بھائی، وہ اتنا پیارا لاڈلہ بھائی، یہاں پر کھڑے ہو کر پانچ سال روزانہ جو کچھ اس کو کہتے رہے ہیں وہ بھی ہم سنتے رہے ہیں۔ میں اسی بات کے لئے amendment کی اپیل کر رہی ہوں کہ خواتین کے پردے کا اگر خیال کرنا ہے تو خواتین ہیں، بچیاں ہیں، سکول ہیں، population welfare,environment اور گھروں کے مسائل ہیں اور زکوٰۃ کے مسائل

ہیں اور وہی مرد ہیں ان خواتین کو جو دھکے دیتے ہیں اور میں خواتین کی آواز ایوانوں تک پہنچانے میں آپ سے اپیل کروں گی کہ آپ اس amendment کو یوں bulldoze نہ کریں to vote put کریں۔یہاں پر بیٹھے لوگ آج یہ انصاف کر دکھائیں کہ کیا انہوں نے خواتین کو صرف یہاں پر سجاوٹ کے لئے بٹھانا ہے اور ان کا substantive role اور ہر role میں amendment ہونی چاہئے،یہاں سے ہی شروع کر دیں اور کہیں سے ایک بارش کا پہلا قطرہ تو گرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔ میں آپ کو بات بتاؤں کہ اس میں rules جو ہیں وہ clear ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ محترم راجہ بشارت صاحب تو راجہ صاحب میرے بھائی تھے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!عمران مسعود صاحب؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): عمران مسعود صاحب، چلیں!بہر حال ان کے ساتھ بھی ہمارا اچھا تعلق تھا لیکن کلاس وغیرہ تو ہم نے کسی کی نہیں لی تھی۔ایک تو انہوں نے بار بار جو سجاوٹ والی بات کی ہے اس پر مجھے سخت اعتراض ہے۔(قہقہے)

سجاوٹ والی کوئی بات نہیں ہے۔یہاں پر ہم بیٹھے ہیں تو اس میں میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ اس کے ساتھ start with کرنا چاہتی ہیں تو دیکھیں میں بات اس طرح سے نہیں کرنا چاہتا کہ ایک آدمی ایک حلقہ سے الیکشن لڑ کر اس ہاؤس میں پہنچتا ہے یا کوئی خاتون جو الیکشن لڑ کر پہنچتی ہے تو اسے آپ نے اپنے حلقہ تک محدود کر دیا اور جس نے الیکشن نہیں لڑا،اس کو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو پورے ڈسٹرکٹ میں اختیار دے دیا جائے تو یہ problem create کرے گا۔اگر آپ چاہتی ہیں تو ایسا کریں کہ جس حلقہ کی آپ رہائشی ہیں اس حلقہ تک محدود ہوں اور وہاں سے جو مرد اور خاتون جس نے الیکشن لڑا ہے اس کے ساتھ آپ اس کو attach کر دیں۔ دونوں مل کر اس institution کی بہتری کے لئے ان کو visit کریں اور اس کے متعلق گورنمنٹ کو رپورٹ کریں۔ اگر آپ اس کو start with کرنا چاہتی ہیں تو آپ اس طرح سے کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر شاید اعتراض

نہ ہو لیکن آپ اس طرح سے کریں کہ ایک non elected member کو پورا ضلع میں اختیار دیں اور elected کو صرف اس کے حلقہ تک محدود کریں تو اس پر objection آئے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری ذرا بات سن لیں، پلیز، آپ بیٹھیں۔ اس کے اندر جو rules ہیں وہ rules clear ہیں اس میں یہ ہے کہ جب بل ہاؤس کے اندر پیش ہوتا ہے تو اگر اسے oppose کیا جائے تو اس میں brief explanatory statement دینی ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ اتنی کوئی brief ہو گئی ہے کہ now I am compelled کہ میں اس کو voting کے لئے ہاؤس میں put کر دوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! صرف مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا صاحب کی بات سے مجھے اس طرح لگتا ہے کہ مجھے کسی نے زہر آلود چھری سے stab کر دیا ہے جب reserved یا elected seat کی بات کہی جاتی ہے تو میری ایک بات ضرور سن لیں، اگر میں غلط rule quote کر رہی ہوں تو I am sorry غالباً 120 ہے By the law of Constitution women have been given the seats. الیکشن کمیشن کے laws میں صرف mode of election کا فرق ہے۔ ایک reserved seat کی خاتون کسی بھی طرح، کسی بھی منتخب ممبر سے کم نہ ہے۔ وہی تنخواہ لیتی ہے، وہی status ہے، وہی سب کچھ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب آپ یہ بات کہنا چھوڑ دیں۔ اس سے آپ کی اپنی نفی ہوتی ہے۔ اگر آپ proportion دیکھیں تو ساڑھے تین مرد ایم پی اے مل کر خاتون کی ایک سیٹ کے برابر ہیں اس جھگڑے میں مت پڑیں اس لئے کہ یہ غلط ہے اور ناانصافی ہے۔ صرف اس لئے خاتون کو اجازت ہی نہیں دی جاتی کہ وہ اٹھ کر یہ کہہ دے کہ:

> It's my constitutional right to be the part of member. I am a member and no man demands to change it until the change to amend in Constitution

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ یہاں کی ممبران کا right ہے۔ ہم کسی کی مہربانی سے یہاں نہیں آئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے، قطعی طور پر قانون میں، آئین میں اور نہ ہی ہمارے ذہن میں ایسی بات ہے کہ reserved seats پر جو ممبران ہیں ان کا درجہ دوسرے ممبران سے کم ہے۔ بالکل ان کی حیثیت برابر ہے ،درجہ برابر ہے لیکن انھوں نے جو procedure suggest کیا ہے اس میں تھوڑا سا problem آتا ہے۔ میں نے تو خود آپ کو suggest کیا ہے کہ جیسے آپ نے start with کی بات کی ہے اگر آپ نے start with کرنا ہے تو آپ constituency سے کر لیں پھر اسے آگے بڑھا لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر بہت بات ہو گئی ہے۔ اب میں اسے ہاؤس میں put کرتا ہوں۔

The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009."

(The motion was lost)

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2009

MR. DEPUTY SPEAKER: The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009). Ch. Muhammad Asad Ullah may move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009.

چودھری صاحب!آپ کے move کرنے سے پہلے ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔جی، چودھری صاحب!

CH. MUHAMMAD ASAD ULLAH: I move:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے سیکشن 11 میں ایک ہزار کی بجائے بیس ہزار روپے کرنے کے لئے کہا ہے۔یہ بے ضرر سی ترمیم ہے لہذا اسے refer کر دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Ch.Muhammad Asad Ullah may move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009.

CH. MUHAMMAD ASAD ULLAH: I introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 90 sub clause 4 of the Rules of Procedure

of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under rule 94 it is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs with the direction to submit its report up to 15th March 2009.

مسودہ قانون(ترمیم)ہجویری یونیورسٹی لاہور مصدرہ2009

MR. DEPUTY SPEAKER::Now, next one is the Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 4 of 2009). Ch. Zaheer-ud-Din Khan may move the Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill, 2009. Any other mover.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That leave to introduce the Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill, 2009."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill, 2009"

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس version کے ساتھ اسے oppose کرتا ہوں کہ معزز اراکین اپوزیشن نے اس کے ذریعے کہا ہے کہ ہجویری یونیورسٹی میں In the performance of the functions under this Ordinance, the Patron shall act and be bound in the same manner as the Governor of the Province acts and is bound under article 105 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب سپیکر!یونیورسٹیاں دو طرح کی ہیں، کچھ گورنمنٹ سیکٹر میں ہیں اور کچھ پرائیویٹ سیکٹر میں ہیں۔ہجویری یونیورسٹی پرائیویٹ سیکٹر میں ہے۔حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے اور آنے والے وقت کا رخ بھی اسی طرف ہے کہ آپ ان اداروں کو زیادہ سے زیادہ autonomy دیں۔اگر ہم پرائیویٹ یونیورسٹیوں کو بھی اس طرح حکومت کے کنٹرول میں لانے کی کوشش کریں گے تو میرے

خیال میں اس کے کوئی اچھے اثرات نہیں ہوں گے۔پندرہ کے قریب پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہیں اس لئے اگر ایسا کرنا بھی ہے تو پھر سب میں ترامیم لائی جائیں۔لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اسے pendingفرمادیں تاکہ اس کے محرک لغاری صاحب یاچودھری ظہیر الدین صاحب بیٹھ کر اس پر تھوڑا سا غور و فکر کر لیں کہ آیا اس کے کوئی مثبت اثرات ہو سکتے ہیں؟اگر ہو سکتے ہیں تو پھر پندرہ کی پندرہ یونیورسٹیوں میں ترامیم لائیں لیکن میرے خیال میں پرائیویٹ اداروں میں سرکاری مداخلت کوئیpositive roleادانہیں کرے گی۔لہذا یہ بیٹھ کر اسے دیکھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: باقی یونیورسٹیوں میں ہے اسی لئے ہم نے باقی یونیورسٹیوں کے at parلانے کے لئے کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پرائیویٹ یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اسے pendingکر لیں پھر اس پر discussکر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ بہتر ہے۔ لہذا The Hajvery University Lahore (Amendment) Bill, 2009pendingکیا جاتا ہے تاکہ آپ اس پر discussکر کے ایک ہی بار اکٹھا لے آئیں۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں take upکرتے ہیں۔ہم سب سے پہلے مورخہ 25۔نومبر 2008 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار داد لیتے ہیں۔یہ قرار داد محترمہ آمنہ الفت نے پیش کی تھی اور وزیر قانون نے اسے زیر التواء رکھوایا تھا اور یہ طے ہوا تھا کہ اس قرار داد کو مناسب ترمیم کے بعد پیش کیا جائے۔زیر التواء ترمیم شدہ قرار داد محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ ثمینہ خاور حیات، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر سامیہ امجد اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔وہ اسے پیش کریں۔

صوبائی دارالحکومت لاہور اور دوسرے میٹروپولیٹن شہروں میں ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت کی فراہمی

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> ''یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرنے کے لئے اپنے وسائل کے مطابق جامع پالیسی بناکر جلد از جلد عملدرآمد کو یقینی بنائے۔''

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> ''یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرنے کے لئے اپنے وسائل کے مطابق جامع پالیسی بناکر جلد از جلد عملدرآمد کو یقینی بنائے۔''

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے پہلے یہ قرارداد پیش کی تھی اس کے الفاظ اس طرح کے تھے جیسے یہ کوئی mandatory ہے اور حکومت اس پر عمل کرنے کی پابند ہے۔ انھوں نے وفاق کا بھی حوالہ دیا تھا تو میں نے اس وقت بھی عرض کیا تھا کہ اس سلسلے میں وفاق کا کل خرچہ تقریباً ایک ارب 70 کروڑ روپے ہے جبکہ پنجاب حکومت کو اس سلسلے میں کم از کم 12۔ارب روپے کی financial implications کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ پنجاب حکومت اپنے وسائل کے مطابق ملازمین کے حالات کو بہتر کرنے کے لئے اس سے پہلے بھی سوچ رہی ہے اور آپ کی قرارداد بھی ہے تو ہم اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے یہ کوشش کریں گے کہ ملازمین کو بہتر سے بہتر سہولتیں فراہم کریں لیکن پنجاب حکومت اس سلسلے میں کسی قسم کی کوئی گارنٹی یا یقین دہانی کرانے کی پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس سلسلے میں کب تک عملدرآمد ہو گا چونکہ اس میں financial implications ہیں۔ جب ان کے اوپر کوئی عبور حاصل ہو گا یا دوسرے sectors سے جو stress ہے وہ کم ہو گا اور وسائل میسر ہوں گے تو یقیناً موجودہ پنجاب حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ملازمین کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل خرچ کئے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! 25۔نومبر کو میں نے جو قرارداد پیش کی تھی اس میں وزیر موصوف کے اپنے الفاظ ہیں کہ یہ ہماری اس بات کو مدنظر رکھیں۔ انھوں نے تو ہمیں صاف جواب دے دیا تھا۔ ہم تو پھر ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں اور جو ideas یا سوچ میرے ذہن میں ہے

ہم آپ کو بتائیں گے کہ حکومت اس بارے میں کیا کام کر رہی ہے۔یہاں پر بات تو وسائل کی ہے۔ ہم آپ کو بتائیں گے کہ کس طرح یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ ہم ان غریب ملازمین کو جتنا ممکن ہے benefit پہنچائیں اور اس کے بعد کوشش کریں گے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح پہنچایا جا سکتا ہے اس لئے آپ اس قرارداد کو pending کروالیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کے مطابق اس کو لے کر آئیں۔

جناب سپیکر!ہم ان کے کہنے کے مطابق اور ان کے الفاظ کے مطابق ہی چل رہے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ مشترکہ طور پر اس قرار داد کو منظور کیا جائے۔ یہ سب کے benefit میں جا رہی ہے۔ لوگوں کا دیرینہ مطالبہ ہے لہذا اس کو مشترکہ طور پر منظور کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی لئے وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اب اس میں دیکھیں کہ ان سے یہ بات ہوئی تھی۔ میں نے اس دن یہ بات عرض کی تھی لیکن اس کے بعد ان کو چاہئے تھا کہ یہ میرے ساتھ اس چیز کو discuss کرنے کے بعد اس کی language کو مرتب کرتیں۔ یہ خود ہی بتادیں کہ کیا انھوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر اس قرار داد پر بات کی ہے؟ میں نے تو پھر بھی یہ کہا ہے کہ ٹھیک ہے ہم اس میں کوئی commitment یا یقین دہانی نہیں کروا سکتے۔ بہر حال rent allowance کو بڑھا کر بھی ان کو benefit دیا جا سکتا ہے۔اب کوئی لازمی تو نہیں ہے کہ ہر جگہ پر house requisition ہی کیا جائے اور صرف اسی سے ہی benefit پہنچ سکتا ہے۔اس میں مختلف طریقے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہم آپ کو بتائیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں؟ آپ اس کو pending کر دیں اور اس کے بارے میں یہ اگر کوئی definite چیز چاہتی ہیں تو پھر ٹھیک ہے،اس حوالے سے ہم definite قرارداد مرتب کر کے لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بہتر ہے کہ آپ وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کو final کر لیں۔اس وقت تک اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!مہربانی کر کے یہ طے کر لیا جائے کہ ہم نے کب بیٹھنا ہے؟اس کے حوالے سے کوئی وقت مقرر کر دیں کہ فلاں وقت اس بارے میں میٹنگ ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ کل اجلاس کے بعد تشریف لے آئیں اوراس قرارداد کوnext weekتک کے لئے آپpendingفرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، کل آپ بیٹھ جائیں اورnext weekتک اس کوpendingکیا جاتا ہے۔تو یہ قرارداد اگلے منگل تکpendingکی جاتی ہے۔اگلی قرارداد ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کی طرف سے ہے۔جی،چوہان صاحب!آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ میں جرائم کو کنٹرول کرنے پر وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرنے، ایم پی اے کو متعلقہ تھانے کی انسپکشن اور مانیٹرنگ کا اختیار دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان خادم اعلیٰ پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو صوبہ میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے کئے گئے اقدامات پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جرائم کی رفتار کو مزید کم کرنے کے لئے صوبہ کے تھانہ جات کی انسپکشن کرنے اور متعلقہ پولیس سٹیشن کی مانیٹرنگ کرنے کا اختیار باقاعدہ طور پر متعلقہ علاقہ کے ایم پی اے کو سونپا جائے۔اس طرح پولیس کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا اور تھانہ کلچر بھی تبدیل ہوگا،پولیس اور عوام کے درمیان پایا جانے والا خلیج بھی کم ہو جائے گا۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان خادم اعلیٰ پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو صوبہ میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے کئے گئے اقدامات پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جرائم کی رفتار کو مزید کم کرنے کے لئے صوبہ کے تھانہ جات کی انسپکشن کرنے اور متعلقہ پولیس سٹیشن کی مانیٹرنگ کرنے کا اختیار باقاعدہ طور پر متعلقہ علاقہ کے ایم پی اے کو سونپا جائے۔اس طرح پولیس کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا اور تھانہ کلچر بھی تبدیل ہوگا،پولیس اور عوام کے درمیان پایا جانے والا خلیج بھی کم ہو جائے گا۔"

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS:
(Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! عوام میں پہلے ہی بہت زیادہ احساس محرومی پائی جاتی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ پولیس ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ out of reach ہے۔ خصوصی طور پر تھانوں میں ایم پی اے صاحبان کا کردار ایک ولن کا سمجھا جاتا ہے جبکہ ان کو متعلقہ علاقوں میں اپنے عوام کی اکثریت کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر قانون صاحب کی اس ایوان کے ساتھ زبردست ناانصافی ہے کیونکہ عوام جس کو confidence دیتے ہیں اس کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اس تھانے میں جاکر عوام پر ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کرے۔ اس چیز پر کسی کو اعتراض نہیں ہے، یہ پورا ایوان جانتا ہے کہ پولیس کی طرف سے لوگوں کے ساتھ کتنی زیادتیاں کی جاتی ہیں۔ monitoring کا مقصد یہ نہیں ہے کہ control دیا جائے لیکن access دی جائے کہ متعلقہ ایم پی اے کسی وقت بھی جاکر تھانے کا visit کر سکے۔ جس طرح ہمیں کالجوں اور ہسپتالوں میں جانے کی اجازت ہے اسی طرح تھانوں میں بھی جانے کی اجازت ہونی چاہئے۔ کل ہمارے ہی ایک ایم پی اے صاحب نے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا بتایا تھا۔ ہمیں یہ اجازت دی جائے کہ ہم کسی بھی وقت تھانے میں جا سکیں اور دیکھیں کہ وہاں کتنے لوگ بند ہیں اور آیا وہ registered کیسوں میں بند ہیں یا انھیں ویسے ہی detain کیا گیا ہے؟ ایم پی اے کو یہ access دی جائے کہ وہ وہاں جاکر inspect کر سکے اور اس کی رپورٹ وہ آئی جی پولیس یا متعلقہ ڈی آئی جی کو پہنچائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ڈاکٹر صاحب نے قرارداد میں جو کچھ فرمایا ہے اس میں اور انھوں نے ابھی جو تقریر کی ہے اس میں بڑا فرق ہے۔ انھوں نے قرارداد میں تو یہ کہا ہے کہ "صوبہ کے تھانہ جات کی انسپکشن کرنے اور متعلقہ پولیس سٹیشن کی مانیٹرنگ کرنے کا اختیار باقاعدہ طور پر متعلقہ علاقہ کے ایم پی اے کو سونپا جائے۔" اس میں انسپکشن کا لفظ بڑا وسیع ہے۔ انسپکشن میں تو تھانے کا سارا ریکارڈ بھی آتا ہے۔ وہاں پر جو investigations ہو رہی ہیں وہ آتی ہیں۔ اس میں صرف حوالات یا judicial lock up کا visit نہیں آتا۔ اسی طرح مانیٹرنگ میں بھی ساری چیزیں شامل ہو جاتی ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس حوالے سے ہاؤس میں کافی discussion ہوئی ہے لیکن اس میں after all جس سوچ نے prevail کیا ہے وہ یہی ہے کہ شاید

ایسا کرنے سے معاملات سدھرنے کی بجائے زیادہ بگاڑ کا شکار ہوں گے اور لوگوں کی جو علاقائی اور مقامی طور پر رنجشیں ہوتی ہیں ان میں بہتری ہونے کی بجائے کہیں اضافہ نہ ہو جائے۔ معزز ممبر نے حوالات کی حد تک جو بات کہی ہے اس کے متعلق کچھ سوچا جا سکتا ہے لیکن انسپکشن والا معاملہ بہت زیادہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے معاملات بہتری کی بجائے خرابی کا شکار ہوں گے۔ لہذا میری معزز محرک سے گزارش ہے کہ وہ اس کو withdraw کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں اپنی قراد داد کو withdraw کرنے کے متعلق وزیر قانون کے حکم کے بارے میں بڑی سنجیدگی سے سوچوں گا لیکن گزارش یہ ہے کہ اگر اس میں سے ریکارڈ کی انسپکشن کو نکال دیا جائے تو اس پر discussion ہو سکتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل ممبران یہ ضرور چاہیں گے کہ کسی کم از کم حد تک ان کو اختیار ضرور ہو کہ وہ تھانے میں جا کر visit کر سکیں۔ ہم وہاں پر پولیس کی welfare کے بارے میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ جو تھانے دار ہے وہ رہتا کہاں پر ہے؟ دوسرے پولیس والوں کی بہتری کے لئے بھی سوچا جا سکتا ہے اور اسی visit میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ تھانے کے اندر کتنے لوگ بند ہیں؟ یہ ایک رواج ہو چکا ہے کہ پولیس تھانوں میں لوگوں کو کئی کئی دن بند کئے رکھتی ہے اور مقدمات رجسٹر نہیں ہوتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرار داد کو pending کر کے اس پر کم از کم ایک discussion ضرور ہونی چاہئے تاکہ ہمارے ممبران حضرات کو موقع ملے اور ہم میں جو بے چینی پائی جاتی ہے اس کا کچھ تو ادراک ہو سکے۔ آپ اس کو pending کر دیں اور میں اسے تھوڑا سا mild form میں بنا لیتا ہوں، اس میں سے انسپکشن کا لفظ نکال دیتا ہوں لیکن اس پر بحث ضرور ہونی چاہئے اور ممبران کو یہ اختیار ضرور ملنا چاہئے۔ جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ کئی علاقوں میں دو گروپوں کے درمیان دشمنی ہوتی ہے اور ان میں سے کسی بھی ایک گروپ کو advantage نہیں ملنی چاہئے لیکن بے شمار علاقوں میں پولیس اور ایم پی اے کی آپس میں دشمنی ہوتی ہے اور وہاں پر پولیس والے اپنی مرضی کرتے رہتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ جو میرا profession ہے اس کے حوالے سے I will be the last person to be involved. میرے علاقے میں پہلے (ق) لیگ کے ایک تھانے دار تھے انھوں نے میرے لئے تھانے کو out of bound کر رکھا تھا۔ خدا نے کیا کہ وہ گئے اور اس کے بعد کچھ میرا عمل دخل ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات بالکل بجا ہے کہ اس میں پولیس کی working میں دخل

اندازی ہو سکتی ہے لیکن اس کو mild form میں visit کی اجازت ہونی چاہئے۔ ریکارڈ کی انسپکشن نہ سہی لیکن how police is doing? اور پولیس کی welfare کے بارے میں کہ how police is living? اور اس کے علاوہ حوالات کی انسپکشن کی ضرور اجازت ہونی چاہئے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے کافی تفصیل سے بات کی ہے اور اب میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو امن عامہ پر جس دن بحث ہو گی تمام ممبران اس حوالے سے بات کریں اور اگر House کا consensus ہوا کہ اس سے کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو ٹھیک ہے۔ ویسے میرا تو یہ خیال ہے کہ ایک منتخب ممبر کو اور ایک صوبائی اسمبلی کے منتخب ممبر کو تھانے جانا ہی نہیں چاہئے۔ آپ telephonically بات کریں۔ میں پچھلے 20 سال سے اپنے حلقے سے منتخب ہو کر آ رہا ہوں اور میں کبھی تھانے نہیں گیا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی جو تجویز ہے اس میں کافی complications ہیں۔ جس دن law and order پر بحث ہو گی اس دن سارے اراکین اسمبلی اس پر اظہار خیال کریں، کسی حد تک اگر کوئی consensus ہوا تو اس کو پھر دیکھ لیں گے۔ سر دست آپ اس کو واپس لے لیں۔

As a gesture I will take it back, but I think Law Minister will certainly consider this

وہ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ تھانے میں نہ جائیں لیکن اگر ممبر کو access کی facilities ہوں تو اس سے ایس ایچ پر تھوڑا سا pressure ہو گا کہ:

He can come and visit. As a gesture I take it back.

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسری قرارداد محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی ہے۔

گریڈ 16 کے سرکاری ملازمین کو میڈیکل Re-imbursement کی سہولت کی بحالی

محترمہ انجم صفدر: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی اور حکومت پنجاب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ گریڈ16 کے سرکاری افسران کو medical reimbursement کی جو سہولت سالانہ میزانیہ 9-2008 سے پہلے میسر تھی اس کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی اور حکومت پنجاب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ گریڈ16 کے سرکاری افسران کو medical reimbursement کی جو سہولت سالانہ میزانیہ 9-2008 سے پہلے میسر تھی اس کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! میں یہاں پر یہ بات کرنا چاہوں گی کہ یہ جو گریڈ 16 کے gazetted ملازمین ہیں ان کو 500 روپے ماہانہ میڈیکل الاؤنس دیا جاتا ہے جو کہ ایک مذاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ 16 گریڈ کا جو gazetted officer ہے جب وہ گریڈ16 تک پہنچتا ہے تو اس کی عمر 50 سال سے زیادہ ہو جاتی ہے اور پچاس سال کے بعد تو آپ کو پتا ہے کہ انسان بہت سی موذی اور موروثی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ میرے جیسی بھی آئے دن ہائے ہوئی کرتی رہتی ہے۔ یہ جو افسران ہیں صبح سے رات گئے تک اپنی سرکاری ذمہ داریوں کی وجہ سے اہل خانہ کو پوری طرح سے ٹائم نہیں دے سکتے۔ اگر یہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں یا سرکاری ہسپتالوں میں اپنے فیملی ممبران کو لے کر جائیں گے تو میرے خیال میں ان کی جو محکمانہ ذمہ داریاں ہیں وہ متاثر ہوں گی۔ ویسے بھی مرکز میں اور دوسرے جو تین صوبے ہیں ان میں ان ملازمین کو پوری medical facilities دی جا رہی ہیں۔ اس مسئلے کو جب ہمارا بجٹ اجلاس تھا take up کیا جانا چاہئے تھا۔ آپ خود ہی بتائیں کہ پانچ سو روپے ماہانہ میڈیکل الاؤنس کتنا کم ہے۔ اگر آپ کسی بھی سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس چلے جائیں، ہارٹ سپیشلسٹ کے پاس چلے جائیں، آئی سپیشلسٹ کے پاس چلے جائیں کیا ان کی فیس ایک ہزار روپے سے کم ہے؟ ایک سرکاری افسر کس طرح سے اپنے میڈیکل

الاؤنس سے کسی سپیشلسٹ کے پاس جا سکتا ہے؟ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور میں اس ایوان کی طرف سے یہ request کرتی ہوں کہ اس کو بحال کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! محترمہ کی بات بالکل درست ہے کہ پانچ سو روپے میڈیکل الاؤنس بڑا کم ہے۔ بہر حال حکومت اس پر غور کر رہی ہے کہ اس کے پاس جو وسائل دستیاب ہیں اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں مزید اضافہ کیا جائے لیکن سر دست اس کو unlimited کرنا ممکن نہیں ہے۔ ویسے indoor medical facilities انہیں حاصل ہیں۔ indoor جو بھی اخراجات ہوں، جو طریق کار ہے اس کے مطابق اس کی reimbursement ہوتی ہے۔ جہاں تک outdoor کا تعلق ہے اس میں بھی سہولتیں بہتر کرنے پر کام ہو رہا ہے۔ ایمرجنسی میں پہلے ہی ادویات مفت ہیں اب اس کے بعد جو بڑے ٹیچنگ ہسپتال ہیں ان میں indoor ادویات free کر دی گئی ہیں ۔ ہم اس کو ٹیچنگ ہسپتالوں سے بھی آگے جو B.H.U's اور rural hospitals ہیں ان تک یہ سہولیات باہم پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہمارا جو مقصد ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا جو vision ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب کے تمام شہریوں کو طبی سہولیات حکومت کی طرف سے مفت میسر ہوں۔ وسائل کی کمی آڑے آتی ہے۔ جوں جوں ہمیں وسائل دستیاب ہوں گے تو اس میں ہم اضافہ کرتے جائیں گے لیکن سر دست جس طرح سے محترمہ نے فرمایا ہے یہ ممکن نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے اس کا بڑا اچھا جواب دے دیا ہے۔ اس کو تو میں سمجھتا ہوں کہ press نہ ہی کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ ملازمین بھی ہمارا حصہ ہیں اس House کا حصہ ہیں ہمارے ساتھی ہیں اور اگر ہم ان کا خیال نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ 5 سو روپے جو میڈیکل الاؤنس ہے اس میں تھوڑا سا اضافہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو پھر آپ وزیر قانون سے بات کر لیجئے گا۔ This is disposed of as not pressed. اس کے بعد تیسری قرار داد محترمہ روبینہ شاہین وٹو صاحبہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف

نہیں رکھتیں.This is disposed of اس کے بعد چوتھی resolution محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کی طرف سے ہے۔

تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں علیٰحدہ وارڈز قائم کرنے اور تمام طبی سہولیات مفت فراہم کرنے کا مطالبہ

محترمہ شمیلہ اسلم: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں تشدد کا شکار خواتین کے لئے ایک علیٰحدہ وارڈ یا یونٹ قائم کیا جائے۔ جہاں انہیں نہ صرف تمام سہولیات مفت فراہم کی جائیں بلکہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو بھی اس بات کا پابند کیا جائے۔۔۔۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جتنی قرارداد ہے آپ وہ پڑھیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! یہ بھی اس لائن کا حصہ تھی شاید اس میں print نہیں ہو سکا کیونکہ آخری جملہ اسی کے ساتھ مکمل ہوتا ہے کہ

"پولیس ڈیپارٹمنٹ کو بھی پابند کیا جائے کہ ترجیح بنیادوں پر ان کے case کو take up کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں قرارداد ایک ہی issue کے اوپر آ سکتی ہے۔ وہ پھر آپ کا دوسرا issue بن جاتا ہے اس لئے اس کو ایک issue تک confine کیا گیا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں تشدد کا شکار خواتین کے لئے ایک علیٰحدہ وارڈ یا یونٹ قائم کیا جائے جہاں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں تشدد کا شکار خواتین کے لئے ایک علیحدہ وارڈ یا یونٹ قائم کیا جائے جہاں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب والا! میں اس وضاحت کے ساتھ اس کو oppose کرتا ہوں۔ یہ جو محترمہ نے فرمایا ہے کہ تشدد کا شکار خواتین، یہ tortured cases بنتے ہیں اور انہوں نے لازمی طور پر ایمرجنسی وارڈ میں ہی admit ہونا ہوتا ہے۔ ایمرجنسی وارڈ میں پہلے سے ہی ادویات بالکل مفت ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے بھی بڑی strong instructions بھی ہیں کہ ایمرجنسی میں کسی بھی مریض سے کسی قسم کے charges نہ لئے جائیں اور ان کو ادویات مفت فراہم کی جائیں۔ اب اس میں اگر علیٰحدہ وارڈ کی بات ہو گی تو اس میں بڑا time لگے گا اور ایک طرح سے خواہ مخواہ کا اتنا زیادہ خرچہ ہو گا اور ایمرجنسی وارڈ میں جو ہم already سہولت دے رہے ہیں وہ بھی متاثر ہو گی۔ محترمہ کے اس concern کے اوپر محکمے سے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ تمام ہسپتالوں میں اس سلسلے میں instructions جاری کریں کہ جو خواتین torture کی وجہ سے ہسپتالوں میں آئیں ان کو ادویات کی سہولت تو چونکہ پہلے سے مفت ہے لیکن بطور خاص ان کی care بھی کی جائے اور ان کو خاص طور پر اسی وارڈ میں جس طرح سے ایمرجنسی وارڈ ہوتا ہے اس میں ایک حصے کو، ویسے تو پہلے بھی خواتین کے لئے ایک علیٰحدہ حصہ مخصوص ہوتا ہے اگر کہیں نہیں ہے تو اس کو علیٰحدہ مخصوص کر دیں تاکہ جو خواتین کے beds ہیں ان کو علیٰحدہ ایک side پر treat کیا جائے اور males کے beds کو علیحدہ کر دیا جائے تو اس قسم کا arrangement جہاں کہیں نہیں ہے تو وہ کروا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب تشدد کا شکار خواتین ہسپتالوں میں admit کی جاتی ہیں تو ان کے ساتھ جو دیگر لوگ ہوتے ہیں وہ انہیں ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہیں تو اگر انہیں separate کر دیا جاتا تو وہ جیسے کہ پہلے ہی تشدد کا شکار ہوتی ہیں اور دوسرا معاشرہ انہیں جس نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس سے کم از کم ان کی بچت ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ انہیں علیٰحدہ کرنے کا بندوبست ہو جائے گا تو I think کہ آپ جو بات کرنا چاہ رہی تھیں وہ ہو گئی ہے۔ ٹھیک ہے، This is disposed of

as not pressedاب اس کے بعد پانچویں قرارداد چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، چودھری محمد ارشد، جناب محمد یار ہراج، جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد محسن خان لغاری، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، میاں شفیع محمد، جناب محمد اعجاز شفیع، محترمہ نسیم لودھی، محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

گریڈ1تا16 میں کنٹریکٹ پر بھرتی ہونے والے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"حکومت پنجاب پہلے مرحلہ میں 1تا16 گریڈ میں contract پر کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جلد از جلد جاری کرے تاکہ ان ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی اور مایوسی کا ازالہ ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"حکومت پنجاب پہلے مرحلہ میں 1تا16 گریڈ میں contract پر کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جلد از جلد جاری کرے تاکہ ان ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی اور مایوسی کا ازالہ ہو سکے۔"

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ اس contract میں ایک دو چیزیں ہیں جو general impressionبھی ہے اور جو حقیقت بھی ہے اس میں یہ ہے کہ permanent appointments میں لوگ جو job security محسوس کرتے تھے وہ اس میں نہ ہے جیسا کہ pension, gratuity یا اس کی job security یا جو سارا کچھ ہے اور پھر اس میں

seniority and transferوغیرہ کی سہولیات تھیں لیکن اس میں وہ چیزیں نہیں ہیں۔یہ ٹھیک ہے کہ پچھلے دور میں اس کو اس طرح لایا گیا تھا لیکن ایک سے لے کر 16 گریڈ تک کے وہ لوگ ہیں، وہfinancial budgetکی وجہ سے فیصلہ کیا گیا تھا کہ contractکو preference دی جائے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ پہلے گریڈ سے گریڈ16تک کے لئے خزانے پر اتنا بوجھ نہیں پڑے گا اگر اس کو reviseکیا جائے اور ایک غریب آدمی کو یہ advantageدے دیا جائے۔اس میں ایک سے سولہ گریڈ کے ملازمین میں سکول ٹیچر اور peons، یہ تمام لوگ ہیں جن کی pay, pension or gratuity arrangeان کے لئے بڑا helpfulرہے گا اور ان کو سب سے بڑی psychologied supportیہ ہے کہ ہم مستقل جاب پر آ گئے ہیں۔یہ چیز تو ہم humanitarian ground پر forwardکرنا چاہتے ہیں کہ آپ جہاں پر اتنا کچھ کرتے ہیں وہاں پر یہ ایک بڑا سہل انگیز قدم ہو گا اور خاص طور پر غریب اپنے آپ کو بڑا مضبوط محسوس کریں گے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو appointment contract policy بنی تھی تو یہ پالیسی بنانے والوں کا خیال یہ تھا کہ اس ملک کے لوگ بے وقوف ہیں ان کو کوئی سمجھ نہیں ہے، ہم لوگوں کو نوکریاں دیں گے تو وہ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور ہم اس ملک اور قوم کے ساتھ جو کر رہے ہیں اس کو لوگ ایک طرف رکھ دیں گے اور ہمیں سیاسی لیڈر بنا دیں گے لیکن بہر حال پھر ان کی توقعات پوری نہیں ہوئیں اور اٹھارہ تاریخ کو جن لوگوں کو انہوں نے نوکریاں دی تھیں انہوں نے ان کے خلاف بھرپور فیصلہ کیا۔اب اس میں یہ ہے کہ یہ contract appointment policy 29 December 2004کو بنائی گئی ہے تو آپ اس وقت کہاں تھے اور آپ اس وقت کیا کر رہے تھے، آپ نے کیوں نہیں اس کو checkکیا، آپ نے اس میں کیوں نہیں کوئی نہ کوئی ایسی گنجائش رکھی کہ ان لوگوں کو کل آنے والے وقت میں ان کو regularکیا جا سکے؟(قطع کلامیاں)

ہم تب کوئی صحیح کام کریں جب آپ صحیح کام کرنے کے لئے کوئی راستہ چھوڑ کر گئے ہوں۔آپ نے یہ پالیسی بنائی ہے اس کی کاپی میرے پاس ہے آپ مجھے بتائیں کہ اس پالیسی کے تحت جن لوگوں کو

appoint کیا گیا ہے اس میں کوئی ایک شق یا rule بتائیں کہ جس کے تحت انہیں regular کیا جا سکتا ہے، بتائیں آپ ؟آپ اس کی نشاندہی کر دیں حکومت اس کے اوپر غور کرے گی۔(قطع کلامیاں) آپ پھر بل لے آئیں ناں!بل بھی ہم ہی لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چیمہ صاحب!ایک منٹ،ایک منٹ۔چیمہ صاحب! This is not the way to talk in Assembly. آپ نے اگر کوئی بات کرنی ہے تو آپ کھڑے ہو کر کریں۔ماشاء اللہ آپ senior parliamentarian ہیں مجھے اس بات پر حیرانی ہوئی ہے۔جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!مجھے یہ کہنا ہے کہ راناثناء اللہ کی memory ماشاء اللہ بہت اچھی ہے اور انہیں بڑے نکتے یاد رہتے ہیں تو 1997 میں میاں محمد شہباز شریف نے ہی یہ contract policy شروع کی تھی بلکہ اس زمانے میں بھرتیاں بھی شروع ہو گئی تھیں، یہ 1997 والا contract بھی لے آتے جو یہ لے کر آئے تھے غالباً اس کا improved form یہاں پر آیا ہے اور جن وجوہات کی بنا پر یہ شروع کی تھی وہ 1997 کے documents میں موجود ہو گی لہذا mud slinging نہ کریں، سال ہو گیا ہے کوئی مثبت بات کرنا شروع کر دیں۔یہ کہنا بس کر دیں گے کہ بارش ہوئی، (ق)لیگ کا قصور ہے، بارش نہیں ہوئی تو بھی (ق)لیگ کا ہی قصور ہے، بارش ہو گی تب بھی (ق)لیگ کا قصور ہو گا کہ اتنی بارش نہیں ہونی چاہئے۔اس کو چھوڑ دیں آپ اگر اجازت دیں اس کو pending کر دیں میں اگلی دفعہ اس کو اور بھی support کے ساتھ لے آتی ہوں تو بات یہ ہے کہ یہ contract appointments جن مجبوریوں میں کی گئی تھیں وہ یہ تھیں کہ اس وقت اس ملک کا total financial budget اتنا نہ تھا کہ اس کو continuity دی جاتی۔میرا خیال ہے کہ یہ ان کی بھی حکومت سے پہلے بے نظیر کے زمانے میں assess کیا گیا تھا کہ 2013 میں We will need a triple budget. pension & gratuities ادا ہوں گی۔ I again excuse کہ میں وہ document بھی دوبارہ reconfirm کروں گی۔ایک assessment کے تحت یہ بات ہوئی تھی اور وہ حکومت کو facilitate کرنے کے لئے کی گئی تھی۔اب جبکہ یہ دور آیا ہے کہ جب ہمارے budgetary figures بھی پہلے سے بہت بہتر ہیں یعنی ترقی ہو گئی ہے۔اس وقت ہم اس قرارداد کے through جو مانگ رہے ہیں وہ غریب کے لئے مانگ رہے ہیں، وہ گریڈ ایک کی بات ہو رہی ہے، وہ کسی پالیسی یا ٹھٹھہ اڑانے کے لئے نہیں کی جا رہی۔ہم as a private member یہ چیز لا رہے ہیں حالانکہ کاش!اس contract

میں کوئیamendmentچیز تھی تو یہgovernment benchکی طرف سے آتی۔ as a private member I feel and I strongly feel کہ اگر یہ سمجھیں کہ میں کسی بھی پارٹی سے نہیں ہوں صرف اس ہاؤس کی ایک ممبر ہوں ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے میں اس استحقاق کو استعمال کر رہی ہوں کہ آج کوئی ایکlegislationایک پرائیویٹ ممبر کے نام سے بھی کی جاسکے اس لئے کہ اس میں گریڈ ایک اور گریڈ16 کے غریب گورنمنٹ ملازم جو white collared ہیں جن کے بچے ہیں اور اس بڑھتی مہنگائی میں ان کے اخراجات ہیں، روٹی، کپڑا اور مکان کے crisis کے دور میں جنہیں support کی ضرورت ہے، جنہیں re-assurance کی ضرورت ہے، جنہیں ایک چھاؤں کی ضرورت ہے وہ گریڈ ایک تا گریڈ16 تک یہ ہمارا first step ہونا ہی چاہئے اور میں اس چیز کو کسی بھی سیاسی دور سے بالاتر رکھ کر آج اس ایوان میں یہ اپیل کرنا چاہتی ہوں کہ خدارا!اس غریب طبقے کی طرف توجہ کیجئے۔ جو اس وقت حکومتی بنچز پر بیٹھے ہیں۔ خدا نے انہیں یہاں پر بٹھایا ہے، جس وقت یہ یہاں اپوزیشن بنچوں پر تھے تو اس وقت غریب لوگوں کی سب سے زیادہ بات کرنے والے رانا ثناء اللہ ہی تھے اور افسوس کہ اب ہر بات پر ''ناں'' کرنے والے یہی ہیں ان کو کہیں نہ کہیں جگہ ضرور بنانی چاہئے۔ میں ان کی بہت respect کرتی ہوں اور آپ یقین کریں کہ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ لوگوں کے مسائل پر ان کا جو جذبہ اور burning تھی اس سے میں نے پچھلے پانچ سال میں بہت سیکھا اور آج اس طرف کھڑے ہو کر مجھے ان کو یہ یاد کرانا ہے کہ وہ باتیں، وہ سوچ، وہ جذبہ، وہ عزم، جو یہ اس سارے ایوان کے لئے اکیلے رکھتے تھے آج وہ کہاں چلا گیا۔ گریڈ 1 سے گریڈ 16 تک کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ بنانے کے لئے re-assurance کریں، اس قرارداد کو لے کر کسی کمیٹی یا ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیں اور خدارا!ایک نیکی کی طرف personal level پر ہی کر دیں لیکن لوگ یہی کہیں کہ ایک وزیر قانون کو اگر اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی تھی تو یہ ایک بہن کی درخواست پر اس کو لے کر اکیلا ہی آگے چلا۔ ہمیں اپنی انا سے آگے بڑھ کر، اپنی سیاسی وابستگی سے آگے بڑھ کر لوگوں کی بھی بات کرنی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ ان چھوٹے گریڈ کے افسران کی طرف خدا کے لئے توجہ کریں تو یہ ایک احسن قدم ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے بلکہ خوشگوار حیرت بھی ہوئی ہے کہ ہم پانچ سال جن بنچوں پر بیٹھ کر ان کو کہتے رہے ہیں اس کا ان پر اتنا اثر ہوا ہے

کہ یہ مکمل طور پر تبدیل ہو گئے ہیں،ان کی سوچ تبدیل ہو گئی ہے اور اب انھوں نے وہی باتیں شروع کر دیں جو ہم کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اس سلسلے میں بات یہ ہے کہ سر دست حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو لوگ گریڈ 1 سے 4 تک یا اس سے اوپر بھی ہیں تو ہم ان کا کنٹریکٹ ختم نہیں کر رہے اور ان کو بے روزگار نہیں کر رہے۔ ہم نے یہ اصولی طور پر فیصلہ کر لیا ہے۔اس کے بعد جو دوسری financial implications ہیں ان کا ہم جائزہ لے رہے ہیں کیونکہ ہمیں اداروں کو بھی تو برقرار رکھنا ہے۔انھوں نے یہ کیا ہے کہ جہاں پر دس بندوں کی ضرورت تھی وہاں سو بندوں کو بھرتی کیا ہوا ہے۔ان معاملات کو بھی دیکھنا ہے اور ان سے کیسے عہدہ برآ ہونا ہے اس لئے ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے جو بہتر معاملات ہوں گے ان کے مطابق خاص طور پر وہ غریب آدمی خواہ اس کے لئے کوئی کام ہے یا نہیں ہے انھیں بھی دیکھنا ہے۔انھوں نے اسمبلی میں جس کو باورچی بھرتی کیا ہے تو اس کو چائے بنانی نہیں آتی، جس کو انھوں نے ٹائپسٹ بھرتی کیا ہے اس کو انگریزی لکھنی بھی نہیں آتی یعنی نااہل لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ اب یہاں پر چار سو کے قریب آدمیوں کو اسمبلی میں ٹھونسا ہوا ہے اور یہاں پر لوگوں کو out of turn ترقیاں دینے کی جو dirtiest examples چھوڑی ہیں۔اس کی کسی ادارے میں مثال نہیں ملتی اور اسی طرح کا حال دوسرے اداروں میں ہے۔یہاں تک کہ جب interim Government تھی تو وہ بھی ان کی continuation تھی تو اس وقت بھی انھوں نے کوئی دس ہزار کے قریب لوگوں کو مختلف محکموں میں بھرتی کیا۔ سیالکوٹ جہاں سے ان کو ایک سیٹ بھی نہیں ملی وہاں پر بھی تقریباً کوئی 5/4 ہزار لوگوں کو بھرتی کیا گیا۔اس سارے معاملے کو آپ اس طرح کہیں کہ اس گندگی کو پھیلانے میں تو آپ نے 10/8 سال لگائے ہیں اور آپ ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک سال میں سارا کچھ صاف کریں تو یہ ممکن نہیں ہے لیکن ہم صاف کر رہے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ بھی اب وہی ذہن رکھتے ہیں جو ہمارا ذہن ہے یعنی اب آپ پر بھی ہماری باتوں کا اثر ہوا ہے۔اس وجہ سے آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہیں اس لئے مجھے یہ یقین ہے کہ آپ کے ساتھ ہونے سے جب ہم مل کر کام کریں گے اور ان لوگوں کے معاملات حل کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ انشاء اللہ تعالیٰ حل ہو جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس یقین دہانی کے بعد محترمہ اس کو press نہیں کریں گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یقین دہانی اگر ان الفاظ میں ہوتی ہے تو پھر جواب تو دینا بنتا ہے۔ میں یہ کوشش کر رہی تھی لیکن جو کچھ رانا ثناء اللہ نے آخر میں کہا ہے۔اب بات صرف اتنی ہے کہ جب ہم

نے بھرتیاں کیں تھیں تو ہم نے بھی شاید یہی سمجھا تھا کہ نااہل لوگ ان سیٹوں پر بیٹھے ہیں۔ یہ ذاتی پسند اور ناپسند کی جو بو ہے یا اس سسٹم کی سب سے بڑی جو خرابی ہے۔ اگر آپ نے کنٹریکٹ کو extend کرنا ہے تو اس میں جو authority ہے؟ وہ بھی پسند اور ناپسند کو سامنے رکھتی ہے۔ رانا صاحب کی پوری تقریر میں پسند اور ناپسند کی بات ہو رہی ہے کہ جس کو ہم اچھا سمجھتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور باقی سب گندگی صاف ہو رہی ہے۔ یہ گندگی کیا ہے، وہ بجٹ، وہ پیسا، وہ کامیابیاں جو ہماری حکومت کی تھیں۔ اگر اس پیسے اور کامیابیوں کو یہ گندگی کہہ رہے ہیں اور اس کا صفایا کر رہے ہیں تو خوب صفایا کر رہے ہیں۔ اس طرح کی باتیں نہ کریں کہ جن کا جواب دینا پڑے۔ یہ بات نہیں ہے اس میں ہماری محنت بھی شامل ہے اور نیک نیتی بھی شامل ہے۔ جہاں negative points ہیں ان کو negative کہیں لیکن ہر بات کو یوں نہ کہیں کہ یہ ساری گندگی تھی اور ہم گندگی کو صاف کرنے آ گئے ہیں۔ اس طرح پھر بحث شروع ہو گی اور ماحول خراب ہو گا اور یہاں پر ایک اور cause دم توڑ دے گا۔ میں ان کی دوبارہ یقین دہانی پر کہتی ہوں کہ ٹھیک ہے کہ انھوں نے دوبارہ یقین دہانی کرائی ہے۔ میری سوچ نہیں بدلی، میری سوچ وہی تھی جو لوگوں کی سوچ تھی۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ وہاں جا کر ضرور بدل گئے ہیں۔ آپ خدارا! نہ بدلیں۔ اللہ نے اگر آپ کو یہ موقع دیا ہے اور رتبہ دیا ہے تو یہاں کی باتیں مت بھولیں جو آپ کے کہنے سے دوسروں نے بھی سیکھیں ہیں۔ آپ کیوں بدل گئے ہیں؟ آپ اپنے آپ کو نہ بدلیں۔

جناب سپیکر! صاحب میں آپ سے دوبارہ درخواست کروں گی کہ یہ قرارداد جس روح اور جس نیت کے ساتھ لائی گئی ہے۔ وہ ایک غریب اور white collared سرکاری ملازم کی بہبود کے لئے ہے۔ اس کی job security کی بات ہو رہی ہے اور اس کے علاوہ اس کے بارے میں ایک بھی لفظ مزید introduce کرنا غلط ہے۔ میں آپ سے appeal کرتی ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور اگر یہ آج کسی طرح سے ووٹنگ سے پاس ہو جائے تو یہ ایک انتہائی مثبت قدم ہو گا۔ اس کو work out کیا جائے۔ ہم چاہیں گے کہ اس کو consider کرنے کی commitment ہو جائے گی بغیر ووٹنگ کے کسی کمیٹی کے حوالے ہو جائے یا کوئی کمیٹی بنا لی جائے۔ جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم consider کر رہے ہیں۔ اس پر ہی کوئی کمیٹی بنا لیں اور کچھ لوگوں کو شامل کریں اور اس پر کوئی تاریخ دیں۔ صرف یہ کہنا کہ ہم غور کر رہے ہیں تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی پھر شاید اسمبلی کا وقت اور موقع ہاتھ سے چلا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے وہ میرے خیال میں ان کی اس قرارداد کے جواب میں حکومت کی طرف سے on record اس بات کا آنا کہ ہم ان چھوٹے ملازمین کو جنھیں ایک یا دو سال کے کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا تھا۔ ہم ان کو بے روزگار نہیں کر رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ ان کے لئے یہ good gesture ہو گا۔ انھوں نے جہاں تک پسند ناپسند کی بات کی ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت جو ایجوکیٹرز کی بھرتی ہو رہی ہے اور جو میرٹ بن رہا ہے۔ میں اپوزیشن کے ممبران کو کہتا ہوں کہ کسی جگہ پر اگر آپ دیکھیں کہ میرٹ violate ہو رہا ہے تو ہمیں بتائیں۔ اس سے پہلے جو پولیس کانسٹیبل بھرتی ہوئی ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس وقت ہماری پارلیمانی پارٹی میں بھی لوگوں کا دباؤ تھا اور اس کے بعد اے ایس آئی کی اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجا گیا ہے کہ وہاں سے بھرتی ہو کر آئیں۔ ہم پر بہت دباؤ تھا لیکن میاں شہباز شریف صاحب نے یہی کہا کہ میں پولیس میں سفارشی بھرتی کر کے اس ملک کے عوام کو چوروں اور ڈاکوؤں کے سپرد نہیں کر سکتا اس لئے میرٹ کو مدنظر رکھ کر کام ہو رہا ہے۔ اگر کسی جگہ پر کوئی بے ضابطگی ہے تو آپ نشاندہی کریں ہم اس کا تدارک کریں گے اور کسی جگہ پر بھی خاص طور پر لوگوں کو روزگار دینے کی بات ہے تو ہم incompetent لوگوں کو لائیں گے اور نہ ہی کسی قسم کی پسند ناپسند کو مدنظر رکھیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اپنے ضلع سرگودھا کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر حال ہی میں کالجز میں اسسٹنٹ لیکچرار کی بھرتیاں ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں 6/7 سکیل کی اسامیاں ہیں۔ وہاں پر 60ہزار سے 80ہزار روپیہ لیا گیا ہے۔ ایم پی اے اور ایم این اے کو ایک ایک سیٹ دی گئی ہے اور باقی سیٹیں بولیوں اور نیلامیوں کے ذریعے دی گئی ہیں۔ وہاں پر اچھا خاصا شور ہے۔ اس کی کوئی انکوائری کرنے والا نہیں ہے جب اخباروں میں یہ چیزیں آئیں تو اس کے لئے ایک کمیٹی آئی اور انھوں نے کہا کہ سب ٹھیک ہوا ہے۔ آپ یقین مانیں اگر کہیں گے تو میں وہ لڑکے پیش کر سکتا ہوں۔۔۔۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یقیناً اذان نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ میرے پاس وہ ثبوت اور لڑکے موجود ہیں جو اپنے ہاتھوں سے 60 سے 80ہزار روپے دے کر بھرتی ہوئے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ وہ میرے ہی ووٹر، سپورٹر ہیں۔ میرے اپوزیشن میں ہوتے ہوئے میرے حلقے کے بندے اگر بھرتی ہو سکتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پیسوں کے بغیر نہیں ہوئے اور یہی سب سے بڑا ثبوت ہے۔ منسٹر صاحب آج اگر ensure کراتے ہیں کہ ان کے دور میں pure میرٹ پر کام ہو رہا ہے تو سرگودھا کے کالجز میں جو بھرتی ہوئی ہے اس کو examine کر لیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ date of joining اور date of appointment سے ہی difference نظر آتا ہے۔ انہوں نے ایک ایک کر کے لڑکوں کو join کرایا تھا کہ شور نہ پڑے، اس سے ہی پتا چل جائے گا کہ حقیقت اور سچائی کیا ہے۔ دوسرا منسٹر صاحب نے یہ بھی ensure کرایا ہے کہ جو لوگ کنٹریکٹ پر ہیں ان کا کنٹریکٹ بھی ہم دو تین سال extend کریں گے تو یہ آرڈر ایوان میں distribute کرا دیں تاکہ ہمیں اس بات کی assurance ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے assurance کی بات کی ہے تو میں نے جب on the floor of the House یہ بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے معزز ممبران کو اس بات پر یقین کرنا چاہئے۔ جہاں تک انہوں نے سرگودھا کی بات کی ہے تو ہم ڈیپارٹمنٹ level پر ضرور examine کروائیں گے اور یہ ہماری ڈیوٹی ہے اور اس پر رپورٹ بھی منگوائیں گے لیکن انہوں نے specifically ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگوں سے انہوں نے پیسے لئے ہیں تو لازمی بات ہے کہ جنہوں نے جن لوگوں کو پیسے دیئے ہیں ان کے پاس پوری information ہو گی تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اس سلسلے میں ایک درخواست manage کروا دیں کیونکہ جب کسی کے خلاف proceed کرنا ہے تو اس کے لئے evidence تو ضروری ہوتی ہے کیونکہ کل کو اگر وہ عدالت میں جائے گا تو کہے گا کہ میرے خلاف victimization ہو رہی ہے۔ لہذا آپ ایک درخواست manage کروا دیں اور اس کی انکوائری انٹی کرپشن محکمے کے جس آفیسر کو چیمہ صاحب کہیں کہ یہ آدمی ایماندار ہے اور یہ انکوائری صحیح کرے گا اس سے انکوائری کروالیں گے اور جرم ثابت ہونے پر ان لوگوں کو نہ صرف سزا بلکہ قرار واقعی سزا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چیمہ صاحب ہمارے بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں میں ان سے دوبارہ گزارش بھی کروں گا اور ان سے یہ توقع بھی کروں گا کہ یہ اس سلسلے میں میری مدد بھی کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: یہ تو نیکی کا کام ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ڈیرہ غازی خان کے لئے بھی یہ offer ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر طرف ہے۔ اب جس طرح assurance آ گئی ہے میرے خیال میں اب آپ اس میں press نہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرے خیال میں اس میں ووٹنگ کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

> ”اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب پہلے مرحلہ میں ایک تا 16 گریڈ میں contract پر کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جلد از جلد جاری کرے تاکہ ان ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی اور مایوسی کا ازالہ ہو سکے۔“

(تحریک نامنظور ہوئی)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! دُکھ کی بات یہ ہے کہ گریڈ 1 سے 16 گریڈ میں حکومت نے ناں میں ووٹنگ کرائی اور خواتین کے حقوق کے لئے بھی انہوں نے ناں میں ووٹنگ کرائی۔ میں پریس کی وساطت سے یہ on record لانا چاہتی ہوں کہ کوئی بھی قرارداد جو خواتین کے لئے آئی یا گریڈ 1 سے 16 کے لئے آئی، حکومت نے بڑے شور سے اس کو ناں میں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسری بات میں آپ سے یہ کروں گا کہ جب آپ ہاؤس میں بات کر رہے ہوں تو آپ کا کام ہے کہ Chair سے مخاطب ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پریس میں on record لانا چاہتی ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! Rules of Procedure میں بھی یہ بات clear ہے کیونکہ یہاں پر جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے حالانکہ لاء منسٹر صاحب کی واضح clearance آ گئی تھی۔ ابھی انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ گریڈ 1 سے 16 کے تمام ملازمین کی confirmation کی جائے لیکن اس میں بہت سارے ملازمین ایسے بھی ہیں جو qualify نہیں کرتے۔ میں حکومت اور لاء منسٹر صاحب کو appreciate کروں گا کہ ان ملازمین کے ساتھ جو روزگار میں کسی بھی طریقے سے پہنچ گئے ہیں چاہے میرٹ سے ہٹ کر یا ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ اہل نہیں ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ ان کو مستقل کیا جائے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس کو scrutinize کیا جانا چاہئے۔ کسی بھی ملازم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ rules سے ہٹ کر کسی بھی عہدے سے continue کرے اور اس پر متمکن رہے and unless he is qualified for that لیکن جو merit policy form ہو اس پر جو لوگ پورے اتریں ان کی confirmation کے لئے لاء منسٹر صاحب کی observation on record ہے۔ میں اپوزیشن کے معزز اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کا وقت بہت قیمتی ہے۔ جو چیز یہ on the floor of the House لے کر آئے ہیں اس کی assert اس انداز میں نہ کریں کہ تین تین دفعہ جواب الجواب کی صورت بنے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیشہ مجھے بات کرنے کا موقع دیا اور میری کوشش ہوتی ہے کہ to the point بات کروں اور مجھ سے کوئی ایسا عمل نہ ہو جس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس اسمبلی کو بنے آج تقریباً ایک سال ہونے والا ہے۔ اس عہدے کا آپ نے بھی charge لیا تھا اور بطور ممبر جب میں بھی اس اسمبلی میں آئی تھی تو بہت سارے مسائل جو میرے سامنے آئے میں نے on the floor of the House آپ کے سامنے پیش کئے۔ اس

میں آپ نے جس گرمجوشی کا مظاہرہ کیااور فوراً ان کو take up کرتے ہوئے کمیٹی بنائی۔اس میں ایک سرفہرست معاملہ اسمبلی کے ان ملازمین کا تھا جن کے کوارٹرز گرنے والے تھے اور خاص طور سے پیپلز ہاؤس کے وہ کوارٹر جو انتہائی مخدوش حالت میں ہیں،اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بارشوں کی وجہ سے وہ آج اس سٹیج پر ہیں کہ ان کی سیڑھیاں ہل رہی ہیں اور وہ کسی بھی وقت کسی جانی نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ میں تو اس وقت یہ سمجھی تھی کہ اب منٹوں میں فیصلے ہوں گے اور گھنٹوں میں عمل ہو جائے گا لیکن مجھے آج بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ روٹین میں اس کو کمیٹی کے سپرد کر کے سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔آج پھر میں آپ سے request کروں گی کہ اس مسئلے کو دوبارہ سے اسی جذبے کے ساتھ take up کریں۔ کمیٹی میں A.C.S صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ان ملازمین کو ہم جگہ مہیا کئے بغیر کوارٹروں سے بے دخل نہیں کریں گے یہ بات on record ہے اور کمیٹی کے minutes میں لکھی ہوئی ہے کہ A.C.S صاحب نے کہا تھا کہ میرا وعدہ ہے کہ ان کو اس وقت تک بے دخل نہیں کریں گے جب تک انہیں متبادل جگہ مہیا نہیں کی جائے گی لیکن آج پھر وہی شنید ہے کہ یہ لوگ اپنے کوارٹر خالی کر کے جہاں مرضی جائیں،جب تک یہ خالی نہیں کریں گے تب تک نئے نہیں بن سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر ہم نے کمیٹی بنائی ہوئی ہے اس کا ہم اجلاس فوری بلا لیتے ہیں اور اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس حالت میں وہاں کوئی حادثہ ہو سکتا ہے۔ میری آپ سے یہ personal request ہے کہ آپ پروگرام بنا کر میرے ساتھ پیپلز ہاؤس کی سیڑھیاں اور جگہ دیکھ لیں آپ کو خود ہی پتا چل جائے گا۔ وہاں پر سات سات کوارٹروں کے لئے ایک ایک wash room ہے۔ وہاں پر انسان رہ رہے ہیں۔ خدارا!آپ وہاں پر خود جا کر دیکھ لیں وہ جانوروں سے بھی بدتر جگہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!میں نے سیکرٹری صاحب کو کہہ دیا ہے وہ میٹنگ بلا لیتے ہیں اور اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ایک اور بہت اہم issue گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج کا تھا۔اس پر ہم لوگ کمیٹی میں بڑی تیزی سے رشک کرتے ہوئے گئے۔ میرے ساتھی اللہ رکھا صاحب نے اس کو move کیا تھا اور اولکھ صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ ہم نے صبح سے لے کر رات تک اس کالج کا

ایک ایک کونا visit کیا تھا، اس کی رپورٹ میں نے اپنے طور پر مرتب کی۔ ارشد صاحب بھی اس وقت یہاں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں دوبارہ ہم سے کوئی رپورٹ مانگی گئی اور نہ ہی کمیٹی کا دوبارہ کوئی اجلاس بلایا گیا۔ اس انداز سے اگر یہ سارے کام delay ہوں گے تو وقت پر اگر کسی کو انصاف نہ ملا اور آپ یقین کریں کہ آج بھی وہ بچے threatening کا شکار ہو رہے ہیں اور ٹیچرز انہیں دبا رہے ہیں۔ خدارا! میں کہوں گی اور میرے بھائی بھی اس حوالے سے ذرا بات کریں کیونکہ ہم اس کا ذاتی طور پر معائنہ کر کے آئے تھے اور اس ادارے کا ہم نے بغور ایک ایک کونا چیک کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس معاملے کے حوالے سے بننے والی کمیٹی کل سپیکر چیمبر میں بیٹھ جائے اور اس بات پر فوری طور پر اسے دوبارہ activate کر دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کے vision کو لے کر آگے بڑھے اور گریڈ 1 سے 16 تک کے ملازمین جنہیں خدشہ تھا کہ ہمارے بچوں کے منہ سے نوالہ چھینا جائے گا اور ہمیں دربدر کیا جائے گا، ہم سے روزگار چھین لیا جائے گا تو ہم ان کو ملازمتوں سے نہیں نکالیں گے اور میں رانا ثناء اللہ صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ وہ ملازمین جیسے بھی آئے آ گئے اب انہیں قائم و دائم رکھنا انشاء اللہ ہماری حکومت کا بڑا احسن قدم ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی گزارش ہے کہ حکومت پنجاب نے 34 پارلیمانی سیکرٹری بنائے ہیں جس کی بڑی خوشی ہوئی ہے تو انہیں گاڑیاں اور دفاتر بھی ملنے چاہئیں تاکہ وہ اپنے کام شروع کریں اور حکومت کے لئے معاون ثابت ہوں۔ ان کی مرضی ہے کہ وہ گاڑیاں نہ بھی دیں تو کوئی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ پارلیمانی سیکرٹریوں کی بات کر رہے ہیں یا چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیوں کی بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹریوں کی بات کر رہا ہوں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہجہاں خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا صاحب پارلیمانی سیکرٹری بن گئے ہیں تو انہیں مبارک ہو اور انہیں اپنے مسائل کی تو بڑی فکر ہے لیکن یہاں پر ایم پی ایز پہلے اجلاس سے بلبلا رہے ہیں کہ انہیں رہائش کے لئے جگہ نہیں ملتی۔ اس کا آج تک کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تو انہیں اپنی بڑی فکر پڑ گئی ہے اس لئے یہ ہمارا بھی خیال رکھیں جو سیدھے سادے ایم پی ایز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے بارے میں rules تو بڑے واضح ہیں کہ انہیں official گاڑی ملتی ہے اور اگر اس کے اندر نہیں دی گئی تو میرے خیال میں اس میں کہیں نہ کہیں پر کوئی رہ گیا ہے اور میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس پر تھوڑا سا brief کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میاں صاحب نے جب سے اس صوبے کی خدمت کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کا چارج سنبھالا ہے تو اس وقت سے انہوں نے پابندی لگائی ہوئی تھی کہ کوئی نئی گاڑی نہ خریدی جائے۔ کمشنرز appoints ہوئے، ان کو بھی اور اس سے پہلے بھی ضرورت پڑتی رہی تو انہوں نے نئی گاڑیاں خریدنے کی اجازت نہیں دی۔ اب اس میں تھوڑا سا shortage کا پہلو سامنے ہے تو کچھ گاڑیاں پرانی ہیں جنہیں پارلیمانی سیکرٹریوں اور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیوں نے پسند نہیں فرمایا۔ آج بھی جب وہ لندن جا رہے تھے تو میری ان سے بات ہوئی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ کوئی اس قسم کی گنجائش پیدا کریں کہ اگر یہ پرانی گاڑیاں اس قابل نہیں کہ یہ چل سکیں تو پھر ہم ان کو فروخت کر کے اس کے متبادل گاڑیوں کی خریداری کے لئے کچھ کریں تاکہ خزانے پر کم سے کم بوجھ پڑے تو میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں ہمارے محترم پارلیمانی سیکرٹریوں اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو تھوڑا سا ٹائم دینا پڑے گا۔ اس سلسلے میں انشاء اللہ within one month یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کسی شہر میں، کسی تحصیل میں یا کسی ضلع میں اگر کوئی سرکاری افسر جاتا ہے تو اس کے جانے سے پہلے اس کا وہاں پر تمام تر بندوبست جس میں گاڑی، رہائش اور سب کچھ موجود ہوتا ہے تو یہاں پر جب ہم کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ سپریم ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ سپریم ہے اور ہم نے اس کی supremacy کو establish بھی کرنا ہے تو جو پارلیمانی سیکرٹری اور چیئرمین سٹینڈنگ

کمیٹیوں کے بنے ہیں تو میرا ذاتی خیال ہے کہ آج آپ جا کر دیکھ لیں بیوروکریسی کے پاس جس طرح کی گاڑیاں موجود ہیں اور جو کچھ موجود ہے اور جو کچھ ہے تو ہمیں اس بات کے اوپر آنا ہے کہ ہم نے سب سے پہلے اپنے پارلیمانی سیکرٹریوں اور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیوں کو فوری طور پر جو ان کا حق بنتا ہے، وہ دلوانا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ ایک مہینے کی بات کر رہے ہیں تو وہ مہینے کی بات تو ہوتی رہے گی کیونکہ آج وزیر اعلیٰ صاحب پاکستان سے باہر گئے ہیں تو پانچ دن کے اندر اندر بات کر کے اگلے ہفتے اس House کے اندر بتائیں گے کہ آپ کب تک ان تمام کو گاڑیاں فراہم کر رہے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے خادم اعلیٰ صاحب نے بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے کہ ان کو چھوٹی اور پرانی گاڑیاں دی جائیں کیونکہ ویسے تو انہیں گاڑیاں دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ماشاء اللہ تمام ہی حیثیت رکھتے ہیں اور سب کے سالانہ گوشوارے اور جب ہم پنجاب اسمبلی میں آتے ہیں تو ان سے لگتا ہے کہ وہ بہتر ہیں اور سب کے پاس گاڑیاں موجود ہیں کیونکہ جو باہر گاڑیاں نظر آتی ہیں وہ بھی دیکھ لی جائیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بہتر اقدام ہے اور اس حوالے سے میں بھی خادم اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے کہ انہیں پرانی گاڑیاں مہیا کی جائیں اور اس سے پہلے جو شاہ خرچیاں ہوتی رہی ہیں اور جو پہلے گاڑیاں زیادہ آئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ جب یہ نئی نئی حکومت بنی تھی تو انہوں نے گاڑیوں کا بڑا شور ڈالا تھا اور 8 کلب پر بڑا شور ڈالا تھا، وہ گاڑیاں اگر فروخت کر دی ہیں تو ان کے پیسوں سے میرا خیال ہے کہ آپ نے جو گاڑیاں خریدی ہیں وہ انہیں دے دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بات ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں، جناب سپیکر! وہ گاڑیاں جو نیلام کی تھیں ان کے پیسے سے جو لوگ دوائی سے مر رہے تھے اور بھوک سے مر رہے ہیں، ان کو دوائیاں فراہم کی ہیں اور لوگوں کے دوسرے کام کئے ہیں۔ کوئی گاڑی نہیں خریدی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چیمہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں on record ہوں کہ جب سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے حلف لیا ہے

کوئی ایک گاڑی بھی نہیں خریدی گئی۔اگر ان کے پاس کوئی انفارمیشن ہے تو وہ لے کر آئیں۔کوئی گاڑی نہیں خریدی گئی اور اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ چیمہ صاحب نے بھی یہ کہہ دیا ہے کہ انہیں گاڑیاں خرید کر دیں اور اب اپوزیشن بھی اور حکومتی بنچوں والے بھی کہیں اور سپیکر صاحب بھی کہیں تو اب ہم مجبور کر کے ان کو منالیں تو یہ علیٰحدہ بات ہے ورنہ اب بھی ان کا گاڑیاں خریدنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے خریدنے کی بات نہیں کی بلکہ وہ دوسری گاڑیاں جو کھڑی ہوئی ہیں اس وقت استعمال ہو رہی ہیں ان کے بقول وہ سیکنڈ ہینڈ ہیں ان کو استعمال کر لیا جائے اور 8 کلب میں جو گاڑیاں رکھی گئی تھیں اور جن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ یہ گاڑیاں سابق چیف منسٹر کے سکواڈ میں چلتی تھیں اور یہ bullet proof تھیں۔میرا خیال ہے کہ اگر ہم ان گاڑیوں کی اخبارات میں تصاویر دیکھیں،ٹی وی پر دیکھیں تو وہ گاڑیاں اب استعمال ہو رہی ہیں اور وہ فروخت نہیں ہوئیں۔کھوسہ صاحب کی وزارت اعلیٰ کے دور میں جو 8 کلب کی basement میں دکھائی گئی تھیں اور جنہیں کھڑا کر کے پورے میڈیا کو دکھایا گیا تھا اور منسٹر صاحب دوائیوں وغیرہ کی پتا نہیں کیا کیا باتیں کر رہے ہیں تو اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہیں تو وہ ہمیں دکھا دیں کیونکہ یہ بیوروکریسی کی حکومت ہے اور بیوروکریسی کو کھلم کھلا strengthen کیا جا رہا ہے۔ہمیں خوشی ہے اس بات کی کہ یہ کریں اور اس حوالے سے جب میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ میں خادم اعلیٰ کو اس حوالے سے سلام پیش کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ اسی طرح کا سلوک ہونا چاہئے تاکہ یہ لوگ اچھے طریقے سے پھر اس دور کو یاد کریں جو دور گزر چکا ہے۔

جناب افتخار احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب افتخار احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے چیمہ صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ direct نہیں کرتے بلکہ میری وساطت سے کرتے ہیں؟

جناب افتخار احمد خان: وہ تو ظاہر ہے۔جناب سپیکر!میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے خادم اعلیٰ کی تمام باتیں انہیں پسند آنا شروع ہو گئی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر ایک دو باتیں اور

انہوں نے کیں تو یہ ہمارے ساتھ بھی آ جائیں گے۔ فکر کی کوئی بات نہیں یہاں ہم گاڑیوں کے محتاج نہیں ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں اور یہ گاڑیوں سے شرارتیں مت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے اگلا item عام بحث تھی اور اس کی تحریک محترمہ نسیم لودھی صاحبہ نے دی تھیں چونکہ وہ موجود نہیں ہیں تو یہ اگلے منگل جو کہ private member's day ہے، اس کے لئے carry forward کی جاتی ہے۔ میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ private member's day کے لئے سابقہ ریکارڈ بھی دیکھ رہا تھا کہ آج تک ٹائم extend نہیں کیا گیا اور ہم نے صرف اس business کو مکمل کرنے کے لئے جو کہ private member's day کا تھا، صرف time extend کیا اور لاء منسٹر صاحب سے میں نے بات کی اور انہوں نے بھی اس میں grace show کی تو اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو چکا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 4-2-2009 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

273

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔فروری2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اُور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون جنرل پراویڈنٹ انویسٹمنٹ فنڈ پنجاب مصدرہ2009
(مسودہ قانون نمبر7بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون جنرل پراویڈنٹ انویسٹمنٹ فنڈ پنجاب مصدرہ2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب بنک مصدرہ2009
(مسودہ قانون نمبر8بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب بنک مصدرہ2009ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009
(مسودہ قانون نمبر9بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2007 کاایوان میں پیش کرنا

274

ایک وزیر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ سالانہ بجٹ10۔2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث

ایک وزیر سالانہ بجٹ10۔2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

275

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

بدھ،4۔فروری2009

(یوم الاربعاء،8۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 32 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَلِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَo وَلَا تَسۡتَوِى الۡحَسَنَةُ وَ لَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِىۡ بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيۡمٌo وَمَا يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِيۡمٍo

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوںo اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمھارا گرم جوش دوست ہےo اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیںo

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

قطرہ مانگے جو کوئی تُو اسے دریا دے دے
مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنا دے دے
وہ جو آسودگی چاہیں انھیں آسودہ کر
بے قراری کی لطافت مجھے تنہا دے دے
میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں ہوں لیکن
مجھ کو ہمسائیگی گنبد خضرا دے دے

پوائنٹ آف آرڈر

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک انتہائی اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے پہلے بسم اللہ تو پڑھنے دیں، کچھ تو خیال کریں۔

ملک محمد عباس راں: جناب والا! بسم اللہ تو تلاوت سے ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: اب میں بول رہا ہوں۔ اب آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں گے؟

ملک محمد عباس راں: جناب والا! ہمیں بھی بولنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایک گھنٹہ وقف ہے اور ایک گھنٹے کے بعد جتنے بھی یہ سوال ہیں اگر یہ نہ پیش ہو سکے تو انہوں نے پھر ختم ہو جانا ہے۔ میں تمام دوستوں سے پر زور اپیل کر رہا ہوں، صرف آپ کی بات نہیں ہے۔ یہ بات تمام دوستوں کے لئے ہے کہ وقفہ سوالات انتہائی اہم ہوتا ہے۔ معاملات تو تمام اہم ہوتے ہیں لیکن وقفہ سوالات انتہائی اہم ہوتا ہے جس پر آپ کو کوئی information ملتی ہے۔ آپ متعلقہ محکمہ جات سے اپنے سوالات کے جوابات پوچھتے ہیں۔ اس سے اس صوبے کی بہتری کے لئے اور آپ کی information کے لئے بہت سی اطلاعات آتی ہیں تو میں

آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی وقفہ سوالات کے دوران جتنا بھی کم از کم پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جائے تو میں اس کے لئے آپ تمام کا مشکور ہوں گا۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر کیوں نہ بولنے دوں، وہ آپ کا استحقاق ہے، آپ کو بولنا چاہئے لیکن relevantہو تو مناسب ہے، اگر irrelevant point of orderاٹھائے جائیں تو پھر Houseکے ٹائم میں کمی آتی ہے۔ یہ مناسب نہیں لگتا اس لئے میں آپ سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ جو کام آپ کے ذمہ ہے اس کام کو بطریق احسن آپ بھی نبھائیں اور میں بھی اس کے لئے کوشش کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ

ایم پی ایز کو حکومت کی جانب سے دی جانے والی طبی سہولیات میں تبدیلی سے مشکلات کا سامنا

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ہمیں اس Houseسے ممبران کو جو medical facilitiesملتی ہیں جو کہ ہماری entitlementہے لیکن پرسوں جب میں ڈاکٹر صاحب سے ملا تھا تو انہوں نے فرمایا ہے کہ اب ہمیں ایک لیٹر آگیا ہے کہ آپ کو medicine by nameنہیں دی جائے گی بلکہ generic nameپر دی جائے گی۔ مثال کے طور پر ایک دوائی meprazoleہے جو کہ ایک saltہے اور stomachکے لئے کام آتا ہے۔ اب meprazoleکی گولی 25روپے کی بھی ہے اور 3روپے کی بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو وہ saltدیں گے جو کم از کم قیمت کا ہوگا، جو lowest rateپر ہوگا اور جس کی کوالٹی بھی غیر معیاری ہوگی۔ یہ میرے اکیلے کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پورے Houseکا مسئلہ ہے۔ اس کا آپ نوٹس لیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! بات یہ ہے کہ اگر اس پالیسی کو پورے صوبے کے اندر نافذ کیا گیا ہے، سرکاری افسران اور سیکرٹری صاحبان بھی اسی قسم کی دوائیاں لے رہے ہیں تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ہماری entitlement class-I officerوالی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ آپ نے class-Iکی کیا بات کی ہے؟ آپ اس قوم کے نمائندے ہیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!ہماری entitlement class-I gazetted officerوالی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں gazatted officerوالی بات نہیں ہے، آپ ایک نمائندہ ہیں اور آپ کے اپنے حقوق ہیں اوران حقوق کو آپ کو لینا چاہئے۔آپ کسی سے کوئی بھیک مانگنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!یہی تو میری بھی گزارش تھی۔قانون یہ کہتا ہے کہ ہماری بھی class-Iکے افسران کے برابرentitlementہے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب اس بات کا سختی سے نوٹس لیں اور ہمیں بھی اس بات سے مکمل طور پر مطمئن کریں اوراس Houseکو بھی مطمئن کریں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب والا!ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات سامنے آئی ہے۔ابھی تواس بارے میں ہمارے پاس کوئی informationنہیں ہے۔جیسے ہی وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے کیونکہ آج میرے محکمہ خوراک کے سوالات بھی ہیں،اس کے بعد یہ مجھے مل لیں وہ لیٹر بھی مجھے دے دیں تاکہ پتا چل جائے کہ یہ احکامات کہاں سے جاری ہوئے ہیں، کیسے ہوئے ہیں؟ کل اس کے بارے میں آپ کو رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: تمام Houseکی جو رائے ہے اس کو بھی آپ مقدم رکھیں اور براہ مہربانی اس کا بغور مطالعہ کر کے اوران کے مشورے کے بغیر کوئی ایسا stepنہ اٹھائیں۔

ملک محمد عباس راں: شکریہ

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): یہ وقفہ سوالات کے بعد میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا!وزیر موصوف نے بڑی معصومیت کے ساتھ یہ کہہ دیا ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے جبکہ پورا Houseاس چیز کا گواہ ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اس کے لئے ٹائم لیا ہے۔آپ ان کو تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا!آپ دیکھیں یہ ہمارا اپنا بجٹ ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!ڈاکٹر کے پاس تین سو دوائیوں کی ایک لسٹ موجود ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہی دوائیاں ملیں گی۔ میں پورے House کی طرف سے بات کر رہی ہوں کہ پورے House کی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سب کا استحقاق ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: میں کہہ رہی تھی کہ پورے House کو دوائیاں ملنی چاہئیں میں اپنی بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: لیکن پالیسی کے بارے میں تو وزیر موصوف نے بتانا ہے کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو یہ اس کا نوٹس لیں گے اور ازالہ کریں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: نہیں، جناب! زیادتی کی بات نہیں ہے بلکہ پتا نہیں غلط بیانیوں سے یہ کہاں سے لسٹ لے آئے ہیں، پیسے وغیرہ دے کر لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آئی ہے کہ بعد میں آپ نے کیا کہا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!ڈاکٹر کے پاس جو دوائیوں کی لسٹ آئی ہے وہ سستی دوائیوں کی لسٹ ہے۔آپ خود دیکھیں ایک بندہ دل کا مریض ہو، آپ اس کو اسپرین دے دیں گے۔ایک ڈاکٹر نے انسولین تجویز کر دی ہے تو کیا آپ اس کو پنسلین دے دیں گے، ایسے تو نہیں ہو سکتا جو دوائیاں ڈاکٹر نے تجویز کی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ڈاکٹر بیچارے نے تو وہی کرنا ہے جو آپ اُن کے پاس ہدایات بھیجیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!وہ تو ہمیں مارنے کی کوشش کر رہے ہیں آپ ان کو بیچارے بنا رہے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر: کون مارنے کی کوشش کر رہا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ وہ بیچارے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ ڈاکٹر کی تو جرأت نہیں ہے کہ وہ گورنمنٹ کی پالیسی کے against چلے۔آپ اس بات کو سوچیں جو بات انہوں نے کی ہے اس کو غور سے سنیں اور اس کے بعد

وزیر موصوف کا جواب آنے دیں۔ وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے، انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔اس کے بعد اس پر عمل ہو گا۔

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات تو بڑی عجیب سی بتا رہی ہیں جو مرض کی تشخیص ہوئی ہے اسی کی دوائی بھی ملنی ہے۔ یہ تو نہیں کہ تشخیص کچھ اور ہے اور دوائی کچھ اور دی جا رہی ہے۔ البتہ یہ جو بڑا valid point انہوں نے اٹھایا ہے کہ وہ generic name پر دوائی دیں گے اس پر میں نے آپ سے ٹائم مانگا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صبح اس کے اوپر آپ کو رپورٹ دے دیں گے کیونکہ یہ ایک ایسا لیٹر ہے جو ہمارے علم میں نہیں ہے۔ کس نے اس لیٹر کو جاری کیا ہے اور اس کی کیا back ground ہے؟ with facts and figures آپ کے سامنے رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: مہربانی

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں ایک issue raise ہوا تھا جو ہمارے ایک معزز رکن نے House میں put کیا تھا کہ پنجاب گورنمنٹ کی پراپرٹی تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار کنال جو ڈی ایچ اے اور محکمہ ریونیو نے مل کر۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ آپ کس طرح کی اپیل پر غور کر سکتے ہیں؟ آپ مجھے وہ بتا دیں میں اس طرح کی اپیل آپ سے کر دوں۔ اس معزز ایوان کا جو قیمتی وقت ہے وہ بچ سکے۔ ہم قواعد وضوابط کے مطابق چل رہے ہیں جب اس محکمے کا دن آئے گا آپ کو کھلی چھٹی ہو گی کہ آپ اس پر بحث بھی کریں اور بات بھی کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں کہ 35۔ارب روپے کا معاملہ ہے۔ اس ایوان میں یہ commit ہوا تھا کہ اگلا اجلاس جب آئے گا تو وزیر قانون اس کے متعلق پوری رپورٹ پیش کریں گے۔ دو دن پہلے بھی یہ issue اس ایوان کے اندر raise ہوا۔

جناب سپیکر: چلیں، وزیر قانون صاحب ابھی تشریف نہیں لائے جب وہ آتے ہیں تو دیکھیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں آپ کو یاد دہانی کروا رہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! House میں بات ہو رہی تھی۔35۔ارب روپے کا گھپلا ہے جس کے اندر بورڈ آف ریونیو کے ملازمین بھی ملوث ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگر غلط ہوا ہے تو اس کا نوٹس لیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب! میری یہ گزارش ہے کہ آج وزیر قانون سے کہیں کہ وہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

جناب سپیکر: جب وہ تشریف لاتے ہیں تو ان سے معلوم کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پھر آپ کہیں گے کہ ہمیں ٹائم نہیں ملتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں نے تو کبھی یہ شکایت نہیں کی۔

جناب سپیکر: ابھی وقفہ سوالات کو تو چلنے دیں۔ابھی وقفہ سوالات کا ٹائم ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ایک منٹ کی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج کا "نوائے وقت" اخبار میرے ہاتھ میں ہے اور اس کے صفحہ نمبر 3 پر ایک خبر درج ہے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ خبر میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ میرے متعلق ہے یا آپ کے متعلق ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے اور ایوان کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اخبار میں خبر ہے کہ پنجاب میں N.R.O سے کون کون مستفید ہوئے۔اسمبلی سیکرٹریٹ کا میاں نصیر کو سوال کا جواب دینے سے انکار۔یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب بالکل ملنا چاہئے تھا اور میاں نصیر صاحب جو (ن) لیگ کے ہی معزز رکن ہیں۔براہ مہربانی ہمیں

یہ پوچھ کر بتادیا جائے کہ اس میں ایسی کون سی قباحت تھی کہ اس کی تفصیل فراہم کرنے سے یا اس کا جواب دینے سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ میرا آپ سے یہی سوال ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں ذرا، کس نے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا ہے؟

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا ہے اور جو اخبار کے references دیئے ہیں تو اس سلسلے میں proper طریقے سے اس کا سوال لے آئیں یا اس کے اوپر کوئی تحریک لے آئیں تو انہیں اس سلسلے میں مکمل طور پر satisfied کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا کہ اس کو proper طریقے سے لے کر آئیں، یہ کوئی 3 دفعہ proper طریقے سے بھیجا جا چکا ہے اور ہر دفعہ مجھے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ وفاق کا مسئلہ ہے۔ اس میں کسی پر کوئی تنقید کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب راولپنڈی کا ایک پٹواری N.R.O کے تحت اڑھائی کروڑ کا غبن معاف کروا تا ہے جو گورنمنٹ آف پنجاب سے salary لیتا ہے، جو گورنمنٹ آف پنجاب کا employee ہے، جو گورنمنٹ آف پنجاب کے ریکارڈ میں کرپشن کرتا ہے تو یہ کس طرح وفاق کا مسئلہ ہوتا ہے؟ میری ان سے یہی گزارش تھی کہ پنجاب کے اندر کتنے سرکاری اہل کار اس لاء سے مستفید ہوئے ہیں؟ تین دفعہ بھیجنے کے باوجود اس کا جواب نہیں دیا گیا اور کل کے اخبار میں ایک اور خبر آئی ہے کہ ایک اور 18 سکیل کا ریونیو آفیسر اس لاء سے مستفید ہوا اور اسے بری کر دیا گیا ہے تو ان سے میری گزارش یہ ہے کہ یہ کون سا proper طریقہ ہے مجھے بتادیں تاکہ میں اس طریقے سے سوال بھیجوں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو اس بارے میں وہی بتا سکتے ہیں کیونکہ ان کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چلیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کے ہی سوال ہیں، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہم نے پہلے دن ہی ہاؤس میں آکر یہ commitment دی تھی کہ ہم نے ہاؤس کے اندر اپوزیشن برائے اپوزیشن نہیں کرنی بلکہ اصلاح کی اپوزیشن کرنی ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ یہ پہلی اپوزیشن ہے کہ جو یہ کہہ رہی ہے کہ ہم نے حکومت کے ہر اچھے کام میں ان کا ساتھ

دینا ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں میں ان کے شانہ بشانہ چلنا ہے کیونکہ ہم اس سسٹم کو خراب نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ سسٹم پورے 5 سال چلے تو ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ کرپٹ عناصر جو N.R.O سے مستفید لوگ ہیں، جو اس ملک سے عوام کا اربوں روپیہ لوٹ کر N.R.O کے تحت دوبارہ اس ملک میں آکر حکمرانی کر رہے ہیں، جو حکمران ٹولہ بنا بیٹھا ہے، ان کے جو حواری ہیں اور commitment کر کے یہاں آکر بیٹھے ہیں وہ بھی سارے N.R.O کی ہی پیداوار ہیں۔ اس میں کوئی قباحت یا کوئی ایسا issue نہیں ہے کہ جو لوگ پنجاب میں N.R.O سے مستفید ہوئے ہیں اگر ان کے نام ہاؤس میں آجائیں آپ ان لوگوں کے چہرے کیوں بے نقاب نہیں کرنا چاہتے ؟ اگر ان چہروں کے پیچھے کوئی history ہے تو وہ ہاؤس میں بتادیں یا ان چہروں کو بے نقاب کیا جائے کیونکہ چوری بھی معاف کی گئی ہے اور پیسا بھی معاف کر دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، تشریف رکھیں۔ Is it a point of order?

(قطع کلامیاں)

چودھری صاحب! نہیں، آپ کی بڑی مہربانی۔ اب آپ کو ٹائم نہیں ملے گا This I tell you۔ جی، بسرا صاحب!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب سے یہ اسمبلی working کر رہی ہے میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہمارا session شام کا کر دیا جائے کیونکہ۔۔۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! I am sorry میں معذرت کے ساتھ آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ وقفہ سوالات ہے 20/15 منٹ گزر گئے ہیں اور ایک گھنٹے کا ٹائم ہے۔ میں تمام فاضل ممبران سے request کروں گا کہ مہربانی فرما کر اس کو ختم کر لیں۔ اس کے بعد پھر یہ چیزیں discuss کر لیں گے کیونکہ اس سے سب کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں ذرا۔ پارلیمانی سیکرٹری کی میں ذرا بات سن لوں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ ہم نے آپ سے request کی تھی اور اس دن اسمبلی کے اندر یہ consensus ہوا تھا کہ ہمارا session شام کا کر دیا جائے کیونکہ خاص طور پر ہم لوگ جو دور دراز کے علاقوں سے یہاں آتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی اتنی بات ہو چکی ہے،آپ تشریف رکھیں۔آپ کوئی طریقے کی بات کریں ناں۔نہیں،آپ تشریف رکھیں۔میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،چودھری صاحب!فرمائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میں جناب کی وساطت سے معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس وقت N.R.O آیا تھا اس وقت اس صوبے کا چیف منسٹر کون تھا،اس وقت پرائم منسٹر کون تھا،اس وقت ڈکٹیٹر پریذیڈنٹ کون تھا؟ یہ خود N.R.O لانے والے ہیں،خود اس سازش کا حصہ ہیں اور یہ خود اس کا حصہ بنے۔اس وقت انہیں یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ N.R.O کیا ہے اور کون لا رہا ہے؟آج یہ بات کرتے ہیں کہ لاء منسٹر on record بتائے کہ کتنے فراڈ ہوئے ہیں؟میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے یہ درخواست کروں گا کہ پچھلے 8 سالوں کے اندر جتنے فراڈ ہوئے ہیں،جس طرح اس صوبے کو لوٹا گیا ہے اور جس جس نے لوٹا ہے ان سب کی لسٹ یہاں پر فراہم کرنے کی اجازت دی جائے۔بہت شکریہ۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ ایجنڈے کے مطابق مجھے چلنے دیں،پلیز،میجر صاحب!آپ بھی تشریف رکھیں۔ دیکھیں،یہ ایجنڈا ہے اس کے مطابق مجھے چلنے دیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!کیا صرف منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر پر بول سکتے ہیں اور کوئی نہیں بول سکتا؟

جناب سپیکر: چلیں جی،آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہی چلتے رہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔میں پھر اس کے مطابق نہیں چلوں گا۔آپ بات کریں گے تو پھر دوسرے کا حق نہیں ہے؟ جی،آپ بولیں۔ چودھری صاحب!آپ تشریف رکھیں۔پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میرا بالکل پوائنٹ آف آرڈر ہو گا۔میں نے آج تک کبھی فضول تقریر نہیں کی۔میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے session کے اندر C&W کے خلاف میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی جو مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ سپیکر صاحب نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ وہ تحریک استحقاق یہ تھی کہ ایک agreement کے اندر لکھا گیا ہے کہ اسمبلی اس کے متعلق قانون سازی نہیں کر سکتی،اس سے پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ تحریک استحقاق بھی مسترد ہو

گئی ہے۔ اگر وہ تحریک میرے اپنے متعلق ہوتی تو پھر اس کا کیا حال ہوتا، اس کے اوپر مجھے آپ کی رولنگ چاہئے۔Thank you very much.

جناب سپیکر: رانا صاحب! اجلاس کے بعد آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں، میں آپ کو دکھاؤں گا اور خود بھی دیکھوں گا کہ کیوں اس طرح ہوا ہے؟ اس کا نوٹس لیں گے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! اپوزیشن سے میرے دوست نے کہا ہے کہ ہم نے حکومت کے ہر اچھے کام کی تائید کی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے؟ آپ تشریف رکھیں، please۔ دیکھیں، 11 بج گئے ہیں۔ میرے بھائی! میری بات سنیں، آپ کچھ تو خیال کریں ناں۔ (قطع کلامیاں) نہیں، کون سے الفاظ؟ میں نے ابھی floor آپ کو دیا نہیں، آپ کیسے بول رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں) نہیں، کیوں نہیں ہے؟ ان کا جو حق ہے وہ میں نے دینا ہے۔ آپ چھوڑیں اس بات کو، وہ میرا اور ان کا معاملہ ہے.Thank you very much آپ تشریف رکھیں۔ بھئی! پوائنٹ آف آرڈر والے کوئی اور صاحب رہ گئے ہیں؟ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! I want to draw your kind attention, sir. میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں، ابھی جو آپ نے فرمایا تھا اور ہمارے بھائی نے N.R.O سے مستفید ہونے والے لوگوں کے بارے میں جو point اٹھایا تھا کہ یہاں پر ہاؤس میں جو information دینی ہے اس کے بارے میں وہ سوال put کرتے ہیں اور آپ نے گورنمنٹ سے پوچھا ہے۔ یہ آپ کے سیکرٹریٹ کا مسئلہ ہے، گورنمنٹ ان سوالات کی اجازت نہیں دیتی۔

سوالات (محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، میں اپنے سیکرٹریٹ کی بات کر رہا ہوں۔ جہاں تک میرا استحقاق ہے تو میں اس حد تک رہتا ہوں۔ اب وقفہ سوالات شروع کریں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا سوال ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 115

لاہور میں فلور ملوں کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*115: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت لاہور میں کتنی فلور ملز موجود ہیں، ان ملز کے نام اور ان کے مالکان کے نام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا حکومت کی طرف سے ان ملز کو گندم کی سپلائی کی جاتی ہے، اگر کی جاتی ہے تو ہر مل کے کوٹے کی تفصیل مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے مطابق ایوان میں بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ ملز صرف آٹا فروخت کر سکتی ہیں یا گندم بھی؟

(د) اگر کسی مل سے آٹے کی بجائے گندم فروخت ہوتی ہے تو اس مل مالک کے خلاف کیا کارروائی کی جا سکتی ہے، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور میں کل 39 فلور ملیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام فلور ملز	نام مالک	نام فلور ملز	نام مالک
داتا	میاں فیاض، محمد اکرم	پریمئر	محمد خالد، عارف
لاہور	اظہار حق	راوی	میاں احمد
سپریم	خلیق ارشد	ساجد	ساجد عبداللہ
افضل	میاں افضل	رحمت۔I	بختیار علی بابر
رحمت۔II	بختیار علی بابر	یعقوبیہ	میاں اشرف
فردوس	ملک عبدالمجید، شجاع	گڈلک	عبدالستار
ناصر	احسن رضا	مدینہ	نوید مظہر
ایف اے	نوازش علی	ذیشان	محمد ارشد
صفدر	محمد صفدر	فائیو سٹار	حاجی عاشق
پاکستان	محمد طارق	خواجہ برادرز	خواجہ عطاالرحمٰن
الرمضان	رانا محمد اشرف	بادامی باغ	حاجی محمد امین
شیخ برادرز	میاں اکبر	ماڈرن	چودھری وجاہت
سنی	حاجی عبداللہ	حیات	صوفی محمد بلال
فیروز	میاں خالد	بھٹی	عبدالرشید
طارق	شیخ عارف	قیصر	قیصر رشید
سرتاج	میاں اخلاق احمد	النور	محمد ایوب
گلستان	میاں خالد	عوامی	محمد طاہر
الراعی	میاں محمد ندیم	اے بی فوڈ	علی محمد
سلیم	رفاقت علی	شیخ برادرز-II	میاں اکبر
برکت	محمد امجد		

(ب) سپلائی کردہ گندم برائے سال(بوری)

نمبر شمار	نام ملز	2006-07	2007-08
1	ناصر	219638	155928
2	پریمئر	118179	118080
3	لاہور	144089	129624
4	رمضان	80488	115427
5	افضل	82452	112669
6	راوی	129785	124608
7	سپریم	99425	132597
8	ساجد	78699	130739
9	رحمت-I	89293	106920
10	رحمت-II	62781	80228
11	ناصر	69894	90693
12	فردوس	51470	74249
13	خواجہ برادرز	49125	75852
14	گڈلک	108430	92781
15	مدینہ	-	24805
16	ایف اے	14395	12071
17	ذیشان	11922	19332
18	صفدر	10850	17924
19	فائیو سٹار	19254	19192
20	ماڈرن	341957	197501
21	النور	113873	83511
22	شیخ برادرز-I	159216	114888
23	شیخ برادرز-II	91751	77767
24	عظیم	114398	-
25	الراعی	-	55370
26	عوامی	61723	43708
27	بادامی باغ	209309	123904

28	بھٹی	95692	86799
29	قیصر	103229	67704
30	سرتاج	134362	92092
31	حیات	112385	103951
32	گلستان	100658	78323
33	طارق	110636	84312
34	فیروز	110504	89067
35	سنی	162776	125811
36	برکت	101368	77186

(ج) ملز صرف آٹا فروخت کر سکتی ہیں۔

(د) اس کے خلاف محکمانہ قواعد کے تحت کارروائی کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں

1- فلور ملز کا فوڈ گرین لائسنس معطل / منسوخ کیا جا سکتا ہے۔

2- گندم کا کوٹا کچھ دنوں یا غیر معینہ مدت کے لئے معطل / بند ہو سکتا ہے۔

3- فلور ملز مالکان کو جرم کی نوعیت کے پیش نظر نقد جرمانہ کیا جا سکتا ہے جو کہ فلور ملز کی سکیورٹی کی رقم ضبط ہونے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بظاہر اس رپورٹ کے مطابق گندم پوری ترسیل کے ساتھ ملوں میں جاتی ہوئی نظر آ رہی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس حکومت کے آنے کے بعد چھ مہینوں میں لگاتار بحران کی کیفیت رہی ہے؟ یہ براہ مہربانی وجہ بتا دیں کہ لوگوں کو آٹا نہیں ملتا رہا اور اس چیز پر پورا میڈیا اور عوام شدید احتجاج کرتے رہے کہ اپنی good governance کے حوالے سے وزیر موصوف کچھ جواب دے دیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اس جواب کو پورا پڑھا ہے اور اس کے بعد کوئی ایسا نکتہ نہیں نکالا کہ جس میں کوئی ایسی مشکل نظر آئی ہو۔ اب آپ نے ایک وضاحت مانگی ہے کہ پچھلے چھ ماہ میں کیا ہوتا رہا؟ میں آپ کو واضح طریقے سے بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال ان دنوں میں جو حالات تھے وہ شاید اب نظر نہیں آ رہے۔ الحمدللہ اب تو کسی جگہ پر بھی آٹے کی کوئی مشکل ہے اور نہ کوئی شکایت آ رہی ہے۔ اگر کوئی اِکا

دُکا واقعات ہوتے بھی ہیں تو ان کو حل کرنے کے لئے قانون بھی نافذ کیا جاتا ہے اور قانون کے تحت کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے جواب سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب گندم فراوانی سے ملوں میں جارہی تھی تو پھر عوام کو اتنے زبردست ٹارچر سے کیوں گزارا گیا؟ اب بھی غیر معیاری آٹا عوام کو مل رہا ہے، آٹا مہنگا بھی ہوا ہے اور آج بھی بہت سی جگہوں پر آٹا نہیں مل رہا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے آپ سے وجہ پوچھی ہے جبکہ آپ ہی کی سربراہی میں یہ رپورٹ اسمبلی میں فراہم کی گئی ہے اس کے مطابق گندم کی ترسیل جاری رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے 07-2006 کا ذکر کیا ہے تو اس کے لئے پورے ہاؤس کو پتا چلنا چاہئے کہ اس دوران کیا ہوتا رہا ہے۔ یہاں پر ذخیرہ اندوزی کی جاتی رہی اور حکومت کو غلط figures بتائے جاتے رہے۔ یہاں پر کچھ کمیشن ایجنٹس نے گندم کو بیرون ملک بھجوادیا اور پھر وہاں سے واپس گندم یہاں پر لے کر آئے۔ اس طرح 07-2006 کا عرصہ اسی طرح کے crisis میں گزرا۔ آپ نے 08-2007 میں دیکھا کہ وہی مشکلات جاری رہیں کہ ذخیرہ اندوزی بھی ہوتی رہی، سمگلنگ بھی ہوتی رہی اور کمیشن ایجنٹ مافیا نے کھل کر اپنا کام کیا کیونکہ یہاں پر governance نہیں تھی۔ یہاں پر ایسا کوئی سلسلہ نہیں تھا۔ یہ پچھلی گورنمنٹ کے دور میں ہوا ہے اور یہ ان کا حصہ تھے۔ آپ پچھلے چھ ماہ کی بات کرتے ہیں تو ان میں اتنا اچھا انتظام ہوا ہے کہ اس کی مثال پچھلے تین چار سال میں نظر نہیں آتی۔ اس لحاظ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ رمضان شریف میں جب دوسرے صوبے میں آٹے کا تھیلا 600 یا 700 روپے کا مل رہا تھا تو پنجاب میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے حکم کے مطابق 300 روپے کا تھیلا دیا گیا۔ اس دوران بھی کوئی مشکل نظر نہیں آئی۔ باقی معاملات کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ کیا ہوتا رہا اور کیسے یہاں پر کرپشن ہوتی رہی یا کیسے نظام درہم برہم رہا ان معاملات کے حوالے سے میں نے سارے لوگوں کا آپ کو بتادیا ہے۔ آپ کسی وقت ان سے وضاحت لے لیں تو بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!انتہائی افسوس کے ساتھ میں یہ کہوں گی کہ وزیر موصوف نے میرے سوال کے جواب میں مخالفانہ طریقے سے بیان دیا ہے۔ میں آپ ہی کے جوابات جو ادارے نے دیئے ہیں اور ان کی سربراہی میں دیئے ہیں وہ کچھ اور کہہ رہے ہیں اور ان کی زبان کچھ اور کہہ رہی ہے۔ یہ قول و فعل کا تضاد کب تک آپ عوام کے سامنے بیان کرتے رہیں گے؟ میں موجودہ حکومت کے آنے کے بعد کی جو تفصیل ہے اس کے حوالے سے سوال پوچھ رہی ہوں اور یہ ہمارے سابق دور حکومت پر الزام لگا رہے ہیں۔ اس روایت کو کب ختم کیا جائے گا اور کب یہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوں گے؟ میں نے ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ 07-2006 کے دوران ملوں کو گندم کی جس انداز سے ترسیل رہی ہے اسی انداز سے 08-2007 میں بھی رہی ہے اور تواتر کے ساتھ گندم مہیا کی جاتی رہی ہے۔ میں نے وزیر موصوف سے یہ پوچھا تھا کہ پھر آٹے کا بحران کیوں آیا تھا جبکہ آپ پورے کے پورے سوال اور ان کے جواب پڑھ لیں تو کہیں پر بھی یہ نہیں لکھا کہ گندم کی کمی ہوئی ہے، کہیں پر بھی نہیں لکھا ہوا کہ گندم کی کم پیداوار ہوئی ہے، کہیں پر بھی نہیں لکھا ہوا کہ گندم کو سپلائی نہیں کیا گیا پھر یہ الزامات کس وجہ سے ہمارے کھاتے میں آج تک ڈالتے آ رہے ہیں۔ آج یہ الزامات کا سلسلہ ختم ہونا چاہئے۔ میرے پاس یہ سوالات کے جوابات ہیں، یہ آپ کی سربراہی میں دیا ہوا proof ہے۔ آج یہ قبول کریں کہ یہ الزامات fake ہیں اور آج میڈیا بھی سن لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ نے اپنی بات کر لی ہے تو آپ میری بات بھی سن لیں۔ آپ اگر اپنا سوال پڑھیں تو اس میں یہ لکھا ہے کہ اس وقت لاہور میں کتنی فلور ملیں موجود ہیں۔ حکومت کی طرف سے ان ملوں کو گندم کی سپلائی کی جاتی ہے تو ہر مل کے کوٹے کی تفصیل 07-2006 اور 08-2007 کے حساب سے دی گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!آپ میرے دوسرے سوال کو دیکھیں۔ اس کا جواب آیا ہوا ہے کہ ملوں کو کتنی کتنی گندم سپلائی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے تو یہ پوچھا ہے کہ کتنی گندم فراہم کی جاتی ہے؟ آپ نے یہ اسباب نہیں پوچھے لیکن ضمنی سوال میں آپ نے پوچھا ہے کہ کیا وجہ ہے؟ آپ کے سوال کا جواب تو اس میں آیا ہوا ہے لیکن آپ کا جو ضمنی سوال آیا تھا کہ وہ کیا وجہ ہے کہ جس کی بنیاد پر آٹا مہنگا ہوا یا سپلائی متاثر ہوئی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!وزیر موصوف یہ سارا کچھ ہمارے اوپر ڈال رہے ہیں۔ یہ پھر وہی گھسی پٹی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ اسباب پوچھیں گی تو انھوں نے تو اسباب بتانے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ اسباب تو 2005 کے نکال کر بیٹھے ہوئے ہیں جب ایسی باتوں کا تو وجود ہی نہیں تھا۔ میں تو موجودہ سال کی بات کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں تو نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات کروں لیکن محترمہ جس طرف بات لے کر جا رہی ہیں تو ان پر ہی سارا الزام اور ملبہ آنا ہے۔ شوکت عزیز نے لاکھوں ٹن گندم export کی تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر صاحب کی بات سن لیں پھر آپ اپنی بات کریں۔ میں آپ کو ضرور موقع دوں گا لیکن یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ آپ انھیں بات تو کرنے دیں۔ جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ان کا تعلق (ق) لیگ سے ہے اور (ق) لیگ کے چودھری پرویز الٰہی صاحب نے خود کہا ہے کہ شوکت عزیز نے اس ملک کا بیڑا غرق کیا ہے۔ اب یہ اس کو کیوں defend کر رہے ہیں؟ انھیں اتنا بھی نہیں پتا کہ ہم نے شوکت عزیز کو defend نہیں کرنا۔ اس نے لاکھوں ٹن گندم export کی اور پھر import کی جس سے ایک بحران پیدا ہوا اور اس بحران کے اثرات کافی عرصہ تک رہے۔ گندم کی export پر مسلم لیگ (ق) کے بہت سے رہنماؤں نے بیان دیا کہ شوکت عزیز نے یہ بہت بڑی غلطی کی ہے اور ملک کو کروڑوں ڈالر کا نقصان پہنچا ہے جس وجہ سے بحران رہا ہے۔ ان کے لیڈر پرویز الٰہی صاحب نے کہا ہے کہ اس ملک کا بیڑا شوکت عزیز نے غرق کیا ہے اور یہ پتا نہیں کیوں اسے defend کر رہے ہیں؟ یہ آٹے کا بحران بھی اسی کی وجہ سے آیا تھا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے کل آپ سے گزارش کی تھی کہ پوائنٹ آف آرڈر پر rules موجود ہیں لیکن point of irrelevance، پوائنٹ آف خوشامد اور point of useless

history پر rules نہیں ہیں۔ میں اس موضوع پر بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ 2007 سے 2008 جون تک کی یہ discussion ہو رہی ہے اور اب شوکت عزیز صاحب کو اس حکومت سے بے دخل ہوئے بہت عرصہ ہو چکا تھا۔ یہ حکومت پنجاب کا معاملہ ہے وفاق کا نہیں ہے۔ آپ وزراء صاحبان کو سمجھائیں کہ اگر ان کو اپنے محکموں کا نہیں پتا، اگر ان کو federal اور provincial کی divisions کا نہیں پتا، ان کی demarcation کا پتا نہیں تو یہاں پر یہ کیا کرنے آ جاتے ہیں؟ ایک سادہ سا سوال پوچھا ہے کہ اس کالم کا اور ساتھ والے کالم کا ٹوٹل کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن جون 2007 میں کس کی حکومت تھی؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ مالی سال کی بات ہو رہی ہے۔ اس پر جون 2008 لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! میں نے یہاں پر سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ آپ نے سوال میں کہا کہ 2006 سے 2007 اور 2007 سے 2008 کا لکھا ہے۔ آپ کو خود پتا ہے کہ الیکشن 18۔فروری کو ہوئے اور ممبران پنجاب اسمبلی نے حلف اپریل میں اٹھایا تھا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بات کر رہا ہوں کہ اگر شوکت عزیز صاحب پر یہ discussion چلی جاتی ہے تو شوکت عزیز صاحب کا اس حکومت پنجاب کی گندم کی distribution سے کیا تعلق ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ majority of this fiscal year میں شوکت عزیز صاحب اس ملک کے وزیر اعظم نہیں تھے۔ majority of the fiscal year of 2007-08 میں شوکت عزیز صاحب صرف پانچ مہینے تھے، سات مہینے نہیں تھے۔ سوال پنجاب حکومت کے متعلق ہے، سوال گندم کی disbursement کے متعلق ہے، سوال کا جواب بڑا سادہ تھا لیکن وزیر صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔ ان کو اگر سمجھ نہیں آتا تو میں ان کو آسان اشاروں کی زبان میں سمجھا دیتا ہوں کہ گندم کا ٹوٹل اس کالم کا اور ساتھ والے کالم کا ٹوٹل اس سے زیادہ ہے۔ اگر یہ ٹوٹل اس سے زیادہ ہے تو بحران کہاں سے آیا؟ اتنا آسان سا سوال جس کا آسان سا جواب ہونا چاہئے اگر ان کو اپنے محکمے کا کچھ بھی پتا ہو۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس بات کو politicalize نہیں کرنا چاہتا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے بی اے کی ڈگری تو ضرور لی ہے لیکن یہ 2006 بھی نہیں پڑھ سکتے اور 2007 بھی نہیں پڑھ سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! personal attack نہ کریں اور صرف متعلقہ issues پر رہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): مجھے افسوس ہے کہ یہ اگر سوال اور اس کا جواب پڑھ لیتے تو ان کو پتا چل جاتا کہ انہوں نے کیا تفصیل مانگی ہے؟

جناب محمد یار ہراج: یہ ذاتی attack نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے وہ بات کر دی ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): اس کے بعد جو ضمنی سوال بنتا ہے وہ کریں اس کا مناسب جواب دیا جائے گا۔ سارا سوال پڑھنے کے بعد انہوں نے ایک ہی ضمنی سوال کیا کہ بحرانی کیفیت کیوں پیدا ہوئی؟ اب یہ بتانا ضروری ہے کہ 07-2006 میں کیا ہوتا رہا اور 2007 سے لے کر 2008 میں کیا ہوتا رہا۔ اگر ہم اس کی وضاحت کر رہے ہیں تو اس میں ان کو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہاں پر مافیا تھا جو سمگلنگ میں شامل تھا اور ساتھ ساتھ ہولڈرز میں شامل تھا۔ اس سے بڑھ کر یہاں پر ایسے لوگ بھی تھے جو بیرون ملک، گندم باہر بھیجتے رہے یہاں پر لوگ گندم کے لئے ترس رہے تھے اور کمیشن مافیا جو اقتدار میں بیٹھا ہوا تھا وہ یہاں سے اٹھا کر باہر بھیجتا رہا۔ راجہ صاحب نے جو بیان دیا شاید ان کو سمجھ نہیں آیا تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ شوکت عزیز صاحب کا نام اس لئے آیا کہ گندم کی پالیسی ہمیں وفاقی حکومت دیتی ہے اس کے تحت ہمیں چلنا پڑتا ہے۔ اگر وہ کہتی ہے کہ ہم نے باہر import export کرنا ہے تو انہی کے کہنے پر ہوتی ہے، پنجاب حکومت کے کہنے کے مطابق نہیں ہوتی۔ لہذا وفاقی حکومت کی اس میں interference رہی جس کی وجہ سے یہ سارے معاملات ہوتے رہے۔ اس کے بعد پنجاب میں جناب وزیر اعلیٰ اور ان کی جو ٹیم تھی انہوں نے یہ کیا کہ stockist کو بھی پروان چڑھایا، سمگلرز کو بھی پروان چڑھایا اور اسی issue کو لے کر آگے بڑھتے رہے۔ اب اگر یہ اپنے سوال کے مطابق چلیں تو بڑے مناسب جواب ملیں گے۔ اگر یہ اس سے ہٹ کر بات کریں گے تو بات ہمیں بھی کرنی آتی ہے لیکن چونکہ میں آج وقفہ سوالات میں سوالات کا جواب دینا چاہتا ہوں لہذا یہ relevant بات کریں تاکہ میں relevant ہی جواب دوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہمارا بڑا سادہ سا سوال ہے جس کو میرے خیال میں منسٹر صاحب confuse کر رہے ہیں۔ پچھلے سال گندم کا جو حشر ہوا ہے، borders cross کرائے گئے ہیں یا جو ملی بھگت محکمے کے ساتھ کی گئی ہے اس کے اوپر یہ کوئی shadow کرنا چاہ رہے ہیں۔ میرے دو سوال ہیں ایک یہ کہ گندم کی فصل کس مہینے میں آئی تھی جو کہ مارچ میں آئی تھی، مارچ 2008 میں گندم کی نئی فصل آ چکی تھی اور منسٹر صاحب کے بیان کے مطابق وہ bumper crop تھی، اس bumper crop کے باوجود جون، جولائی، اگست، ستمبر اور اکتوبر میں پنجاب کی عوام کا آٹے لینے اور گھر میں روٹی پکانے میں جو حشر ہوا ہے اس کا اندازہ آپ اخباروں سے لگا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! بات سال 2007 اور 2008 کی ہو رہی ہے، پہلے اس بات کو تو پورا کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! وہ confuse کر رہے تھے اور میری بہن نے بھی وہی سوال کیا تھا جو میں کر رہا ہوں۔ آپ منسٹر صاحب سے پوچھیں کہ bumper crop مارچ 2008 میں آ چکی تھی؟ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں اور آج ہمارا پورا میڈیا اور ہمارے دوست بھی سن رہے ہیں کہ 2002 سے لے کر نومبر 2007 تک اتنا سنگین بحران آج تک کبھی بھی نہیں آیا تھا جو پچھلے سال مئی، جون، جولائی اور اگست میں آیا ہے۔ میڈیا اس چیز کا گواہ ہے اور میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ پچھلے پانچ سال بلکہ پوری history میں اتنا بحران کبھی نہیں آیا تھا جو پچھلے سال bumper crop کے باوجود مئی، جون، جولائی اور اگست میں آیا ہے۔ اس کی reason بتا دی جائے کہ منسٹر صاحب کی کیا administration تھی، بارڈرز پر جو سمگلنگ ہو رہی تھی اس میں کس کس کا حصہ ہے اور ان کا کیا کمیشن تھا؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے جو ابھی بات کی ہے ان کو شاید حقائق کا علم ہی نہیں ہے اور یہ بے علمی میں ساری باتیں کر رہے ہیں۔ میں تھوڑا facts and figures کے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو یہ بھی پتا نہیں ہے کہ گندم کی فصل فروری یا مارچ میں آتی ہے یا اپریل میں آتی ہے۔ ہماری procurement 19۔اپریل سے شروع ہوتی

ہے۔ دوسرا انہوں نے bumper crop کا کہا ہے۔ اگر bumper crop ہوتی تو ہمارے targets achieve نہ ہوتے؟ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ bumper crop ہوئی ہی نہیں ہے اور نہ ہونے کی وجہ بتانے کے لئے مجھے پھر پیچھے جانا پڑے گا کہ ان کی غلط پالیسی تھی۔انہوں نے کسانوں کے ساتھ جو ظلم کیا اور بوائی کے وقت گندم کا425روپے ریٹ رکھا وہ اتنا کم تھا کہ لوگوں نے اسے لگانا ہی پسند نہیں کیا اور ان کی غلط پالیسی کی وجہ سے 12لاکھ ایکڑ کم کاشت ہوا۔اس کے بعد جب یہ دیکھا گیا کہ 425روپے کے تحت زمیندار بالکل پِس چکا ہے اور جتنی investment انہوں نے اپنی فصل کے اوپر کی تھی وہ recover نہیں ہو رہی تو اس کو enhance کیا گیا اور 625روپے پر گندم کی خرید شروع کی گئی۔ میں یہ بھی ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ bumper crop تھی تو ہمارا پنجاب کا target تو 30لاکھ کا تھا جو 2.5 پر آ کر ختم ہو گیا اور ہم اس کو achieve ہی نہیں کر سکے تھے جس کو ہم نے 83فیصد پر achieve کیا، بعد میں ہمیں گندم کو پنجاب کی ضرورت کے مطابق 3.5تک لے جانا تھا لہذا باہر سے import کرنے کے لئے ہم نے وفاقی حکومت کو لکھا کہ آپ مہربانی کر کے منگوا کر دیں اور تب ہم معاملہ آگے لے کر چلیں گے لہذا وفاقی حکومت نے 17.5ٹن باہر سے منگوائی اور اس وقت بھی پائپ لائن میں پانچ لاکھ ٹن گندم موجود ہے۔انہیں تو پتا ہی نہیں کہ bumper crop کسے کہتے ہیں اور self sufficient کسے کہتے ہیں؟لہذا یہ facts & figures میں نے ان کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر انہیں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں اور انہیں میرا چیلنج ہے کہ کسی بھی میڈیا پر جا کر، کسی بھی فورم پر جا کر پریس کے سامنے یہ اس بات کا comparison کر لیں کہ سال 07-2006اور اس کے بعد جو حالات رہے اور 2008میں جب ہماری حکومت آئی تو اس میں اور اس میں کتنا فرق تھا اور اگر اس میں فرق نکلے گا تو یہ جو کہیں گے ہم اس کی سزا کے لئے تیار ہیں لیکن انہیں یہاں پر facts & figures کے ساتھ بات کرنی چاہئے۔جھوٹ میں ساری باتیں، غلط فہمی پر ساری باتیں اور سنی سنائی باتوں میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔اگر ان کے پاس facts & figures ہیں تو یہ بتائیں۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ رمضان شریف میں جب ہمیشہ crisis ہوتا ہے اور ہم نے میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت 300روپے اس تھیلے کا ریٹ رکھا اور اس دوران بھی اس کی کمی محسوس نہیں ہوئی تو یہ کون سی بات کر رہے ہیں کہ کیا

crisis ہے؟آج بھی یہ مارکیٹ میں چلے جائیں تو کوئی ایسا مسئلہ نظر نہیں آ رہا۔یہ اگر جھوٹ کا ہی سہارا لیتے رہیں گے تو اب یہ جھوٹ ختم ہونے والا ہے اور ان کا اس سے زیادہ اور جھوٹ نہیں چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ کل بھی پورے گھنٹے میں صرف دو سوالات ہوئے اور آج پہلے سوال پر ہی 35 منٹ گزر چکے ہیں۔ وہ ممبر جنہوں نے آگے سوالات دیئے ہوئے ہیں وہ بھی بڑے اہم ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے اوپر بھی جواب آئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر موصوف کی لمبی تقریر پر تو میں یہ کہوں گی اور اوپر سے انہوں نے چیلنج بھی کر دیا ہے کہ "اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے" اور "سوال گندم اور جواب چنا" مستقل ہو رہا ہے اور سابق دور میں اگر bumper crop نہ ہوئی ہوتی تو اتنی گندم اس رپورٹ کے مطابق لگاتار ملوں میں جا رہی ہے، یہ کہاں سے آ گئی؟ تیسری بات یہ ہے کہ پہلے جب خوراک کے سوالات آئے تھے تو اس میں آپ ہی کی سربراہی میں جواب آیا تھا کہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ bumper crop ہوئی ہے، اس کا ریکارڈ یہاں پر درج تھا، وہ پچھلے بھی کاغذات نکال کر میں اسمبلی میں پیش کر دوں گی اور مزید بات یہ ہے کہ یہ چیزیں on record ہیں اور نکلوالیں اور انہیں اسمبلی میں لے آئیں کہ اڑھائی لاکھ ٹن گندم چودھری پرویز الٰہی نے 425 روپے فی من خرید کر سٹاک کی تھی، reserve کی تھی، وہ کہاں گئی؟ وہ تو حکومت کی ملکیت تھی۔ یہ کبھی شوکت عزیز کے اوپر لے جاتے ہیں اور کبھی کہیں پر لے جاتے ہیں اور یہ باتوں کو گھمائے چلے جا رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں سوال کا to the point جواب دیتے؟ غلطیاں ان کی ہیں، good governance ان کی ہے یہ اس چیز کا جواب دیں۔

جناب شاہان ملک: اسی سے متعلقہ سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے بالآخر اس طرف بھی توجہ کر لی۔ گزارش یہ ہے کہ میں ایک انتہائی اہمیت کی حامل بات کا تذکرہ کروں گا کہ ہم یہاں پر معاملات کو افہام و تفہیم سے بہتری کی طرف لے جانے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ بات شروع کہیں سے ہوتی ہے اور پہنچ کہیں جاتی ہے۔ ابھی میری محترم بہن نے تذکرہ کیا کہ چودھری صاحب نے لاکھوں ٹن گندم منگوائی اور اسے ایسے ایسے کیا تو میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کی خدمت میں ایک چھوٹا سا واقعہ گوش گزار کرنا چاہتا

ہوں کہ چند دن پہلے میں نے اٹک میں لارنس پور کے مقام پر ایک گودام میں چھاپہ مارا جو آپ نے شاید ٹی وی پر دیکھا ہو گا، جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں گندم کی بوریاں اور آٹا پڑا ہوا تھا اور آٹے کی حالت یہ تھی کہ وہ اتنا پرانا ہونے کی وجہ سے پتھر بن چکا تھا۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ وہی لاکھوں ٹن کا حصہ ہو گا جو پتھر بن چکا تھا۔ اس بات کا بھی پتا چل جائے گا کہ کب کا تھا کیونکہ ریکارڈ میں ہو گا۔ وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں بوریاں تھیں، آٹا پتھر بن چکا تھا اور گندم کھاد بن چکی تھی جس کے evidence بھی میرے پاس موجود ہیں۔ جب میں نے متعلقہ افسران سے پوچھا تو مجھے یہ جواب دیا گیا کہ معاملہ litigation میں ہے۔ آپ کی وساطت سے گزارش یہ ہے کہ اگر یہ معاملہ litigation میں ہے اور کل عدالت یہ فیصلہ کر دیتی ہے کہ اس آٹے کو auction کر دیا جائے تو کیا وہ پتھر اس قابل ہے، کیا وہ کھاد auctionable ہے؟ میری یہ گذارش ہے کہ عوام دو روپے کی روٹی کو ترس رہی ہے تو وہ دو روپے کی روٹی جس قسم کی مل رہی ہے وہ آپ کے گوش گزار کریں گے۔ ہم نے حکومت کے ساتھ مل کر عوام کی بہتری کی بات کرنی ہے چاہے وہ آپ کے حق میں جائے یا آپ کے خلاف جائے۔ بات حق اور سچ کی ہو گی۔ وزیر موصوف جب حکم صادر فرمائیں گے تو انہیں تمام تفصیلات سے میں آگاہ بھی کر دوں گا اور یہ خود بھی اس بات کا نوٹس لیں کہ وہ ہزاروں بوریاں جو کہ دس ہزار سے زائد بوریاں ہیں اور یہ کوئی تھوڑی amount نہیں ہے تو اس پر نوٹس لیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! floor of the House کوئی ایسا figure نہیں دینا چاہئے جو اصل صورتحال سے بالکل مختلف ہو۔ انہوں نے ابھی کہا کہ اڑھائی تین لاکھ ٹن گندم چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے یہاں پر سٹور کروائی تھی تو یہ مجھے دکھا دیں کہ ان کے پاس ریکارڈ ہے تو وہ کہاں ہے، کہاں سے انہوں نے یہ figures لی ہیں؟ یہ بالکل اور سراسر غلط figures ہیں اور صرف 87 ہزار ٹن گندم جس میں imported شامل تھی اور جیسے میرے بھائی ابھی یہاں سے بات کر رہے تھے کہ وہ گندم کا معیار نہیں ہے جس کے مطابق یہاں پر آٹا سپلائی کیا جائے۔ یہ اس وقت imported گندم منگوائی گئی جو ہم نے بڑی مشکل سے نکالی ہے اور اس کے علاوہ یہ اڑھائی لاکھ ٹن اور تین لاکھ ٹن کی بات کر رہی ہیں کہ وہ سٹاک چھوڑ کر گئے تھے۔ اگر وہ سٹاک چھوڑ کر گئے ہوتے تو 18۔فروری کو ان لوگوں کا جو حشر ہوا وہ آٹے کے اوپر ہی ہوا تھا اور اس کے بعد جو حالات پیدا ہوئے وہ اس سے بہت مختلف ہیں۔ لہذا یہ facts & figures کے ساتھ کوئی بات کریں اور سنی سنائی باتیں نہ کریں۔ ان

کے سامنے تو کسی قسم کا figure ہے ہی نہیں۔ یہ مجھے اڑھائی لاکھ ٹن گندم کا بتادیں کہ یہ ہمارے پاس forward ہوا ہے تو جو ہمیں کہیں گے ہم اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ سنی سنائی باتیں یا کسی کے کہنے پر آگے بات convey نہ کریں۔ ان کے پاس کوئی facts ہیں تو وہ ضرور convey کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اور اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں جو کہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 120۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2005 سے 2007 تک گندم کے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی

*120: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گندم کے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے؟

(ب) سال 2005 سے 2007 تک گندم کے جن ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے،ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ذخیرہ اندوزوں کے خلاف بذریعہ فوڈ سٹف کنٹرول ایکٹ 1958 (Stuff Food Control Act,1958) پرائس کنٹرول اینڈ پریوینشن آف پرافٹیرنگ اینڈ ہورڈنگ ایکٹ 1958 (Price Control & reventionof Profiteering & Hoarding Act,1958) اور فوڈ گرین لائسنسنگ کنٹرول آرڈر، 1958 (Food grain Licensing Control Order, 1958) کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) سال 2005 سے 2007 تک گندم کی خرید و فروخت و ذخیرہ کرنے کی عام اجازت تھی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں درج ہے کہ 2005 سے 2007 تک گندم کی خرید و فروخت اور ذخیرہ کرنے کی عام اجازت تھی،ایسا کیوں تھا؟ وزیر موصوف سے میری گزارش

ہے کہ انہوں نے کہا کہ bumper crop نہیں تھی، یہ نہیں اور وہ نہیں تھا تو ان کا محکمہ خود درج کر رہا ہے کہ اتنی فراوانی تھی اور کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔2005 میں جب ہماری حکومت ابھی چل رہی تھی اور اس mid سے لے کر 2007 تک لگاتار میں سمجھتی ہوں کہ لوگ گندم میں نہا رہے تھے۔اتنی گندم تھی تو ایسا کیوں تھا اور ان کے دور میں اب کیا ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): معذرت سے بات کروں گا کہ گندم سے نہایا نہیں جاتا بہر حال انہوں نے یہ فقرہ تو دے دیا ہے۔ ان کے ضمنی سوال میں ہے کہ 2005 تا 2007 میں یہ خرید و فروخت اور ذخیرہ کرنے کی اجازت تھی۔ ہم نے جواب دیا ہے اور ان کا سوال یہ تھا کہ 2005 سے 2007 تک گندم ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کی گئی ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ چونکہ پنجاب کی ہر سال پالیسی بنائی جاتی ہے کہ اس دفعہ ہم نے کتنا ٹارگٹ achieve کرنا ہے، کس پالیسی کے تحت کرنا ہے اور اوپن مارکیٹ میں ہم نے جانا ہے یا ہم نے اپنے warders کی نگرانی کرتے ہوئے اچھی management کے تحت اپنا ٹارگٹ achieve کرنا ہے؟ جو پالیسی ہر cell کی بنتی ہے اسی کے تحت سارا سال work کیا جاتا ہے لہذا اس وقت کی حکومت نے یہ پالیسی بنائی ہو گی کہ ہم نے اس کے اوپر پابندی نہیں لگانی اس لئے وہ پابندی نہیں تھی اور اسی لحاظ سے کسی کے خلاف کارروائی کی گئی اور نہ ہی کوئی ذخیرہ اندوزی کا معاملہ سامنے آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ اگر پابندی نہیں تھی تو اس کی وجہ کیا تھی؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! لگتا ہے کہ مجھے ان کو سارے figures دینے پڑیں گے۔ پچھلے پانچ سال سے 2.5 سے زیادہ گندم آج تک کبھی procure ہوئی ہی نہیں ہے۔یہی وجہ تھی کہ یہ پچھلے پانچ سال کا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں اگر ان کے پاس نہیں ہے تو میں ان کو provide کر دوں گا کہ 2.5 سے زیادہ آج تک procure نہیں ہوئی۔ صرف ایک سال 2000 کا تھا جس میں بہت bumper crop تھی اس میں یہ 60 لاکھ تک بھی چلی گئی تھی جس کی وجہ سے بہت عجیب سی صورتحال پیدا ہو گئی تھی۔ یہ ایک ہی ratio سے چل رہی ہے، ہر آنے والے سال، آبادی کے تناسب سے اور مزید ضرورت کے مطابق اس میں enhancement ہوتی رہتی ہے اور اس کی requirement بڑھتی رہتی ہے۔ لہذا ہر سال ہمیں نئی پالیسی بنانی پڑتی ہے اور اس سال جو پالیسی بنے گی وہ بھی ان کے سامنے آ جائے گی۔ یہ نہیں کہ اس وقت بہت زیادہ crop تھی۔ یہ 2.5 اس دفعہ

بھی ہوئی ہے، 2.5 پچھلے سال بھی تھی اور اس سے پچھلے سال بھی تھی تو وہ ایک ہی تناسب سے چل رہا ہے اس میں کوئی ایسا فرق نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 465 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں آٹے کی قلت اور قیمت میں کمی کے اقدامات

*465: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ حکومت صوبہ بھر میں آٹے کی قلت دور کرنے اور آٹے کی قیمت میں کمی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) پچھلے چھ ماہ میں آٹے کی قلت اور آٹے کی قیمت میں اضافہ کی وجوہات کیا ہیں، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) موجودہ حکومت نے اپنے دور آغاز سے ہی صوبہ بھر میں آٹے کی قلت کو دور کرنے کے لئے بھرپور اقدامات اٹھائے اور فلور ملوں کو اوپن مارکیٹ میں آٹے کے تھیلے کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے مکمل monitoring کا نظام اپنایا۔ جس سے صوبے کے تمام اضلاع میں روزانہ کی بنیاد پر وافر مقدار میں آٹا تھیلا کی سپلائی کا بندوبست کیا گیا ہے نیز ضلعی حکومتوں کے ذریعے آٹے کے تھیلے کی اوپن مارکیٹ میں دستیابی اور مقررہ نرخوں پر فروخت کی مستقل بنیادوں پر نگرانی کے لئے عملہ کو مامور کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ خصوصی مقرر کردہ سیل پوائنٹس پر تھیلا آٹا ٹرکوں کے ذریعے روزانہ پرچون نرخ فی تھیلا 20 کلو گرام۔/375 روپے پر فروخت کروایا جا رہا ہے۔ ان اقدامات سے آٹا ہر جگہ دستیاب ہے اور حکومت کے مقرر کردہ نرخ پر فروخت ہو رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ پچھلے چھ ماہ میں آٹے کی کوئی قلت پیدا ہوئی یا آٹا تھیلا کی قیمت میں کوئی اضافہ ہوا ہے آٹے کی قیمتوں میں اضافہ کے آثار ضرور ظاہر ہوتے تھے۔ حکومت پنجاب

نے آٹے کی دستیابی اور مقررہ نرخوں پر فروخت کا مناسب monitoringنظام قائم کر رکھا ہے۔اس لئے آٹا گورنمنٹ کے مقررہ نرخوں۔/365روپے فی 20 کلوگرام تھیلا سابق مل اور ۔/375روپے پر چون نرخ پر وافر دستیاب ہے۔تاہم اگر کسی جگہ آٹے کی مصنوعی قلت کا کوئی اکادکا واقعہ رپورٹ ہوتا ہے تو اس پر فوری کارروائی کی جاتی ہے اور آٹے کی فراہمی میں مزید اضافہ کر کے منافع خوروں کے مذموم مقاصد کو ناکام بنادیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال کوئی نہیں ہے لیکن میں صرف ایک چیز کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو آٹے کا green bagمتعارف کروایا جارہا ہے اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال میں green bagکا ذکر تو نہیں تھا لیکن اگر میرے فاضل ممبر نے ایک point raiseکیا تو بتاتا ہوں۔اس کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ ابھی ہمارا معاشرہ جس کو ہم good governanceکے تحت چلانا چاہتے ہیں اور جو آٹا ہم تندوروں کو سپلائی کر رہے ہیں اس پر 170 روپے subsidy per bagدیتے ہیں۔وہاں سے شکایت مل رہی تھی کہ یہاں سے آٹا leakageہو رہا ہے۔کچھ لوگ ابھی تک اپنے آپ کو قانون کے دائرے میں نہیں سمجھ رہے ہیں اور وہ باہر فروخت کر رہے ہیں۔لہذا فرق رکھنے کے لئے white bagاور green bagہے۔green bag جس میں ہم subsidy دے رہے ہیں ہم نے اس لئے بھی introduce کروایا ہے تاکہ اس کی movementکا بھی پتا چل سکے اور جو سپلائی لے کر جاتا ہے اسے بھی پتا چلے کہ یہ سپلائی وہ ہے جس پر subsidyدی گئی ہے۔یہ عوام کی سہولت کے لئے بھی ہے اور جو corruptionکا عنصر شامل تھا اس کو روکنے کے لئے بھی ہے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو monitoring کا نظام وضع کیا گیا ہے اس کی تفصیل دے دیں۔ دوسرا یہ کہ جز(الف) میں بیس کلو گرام آٹے کے تھیلے کی قیمت 375 روپے مقرر کی گئی ہے، 20 کلو گرام آٹے کے تھیلے کی قیمت 420 روپے ہے جو پرچون میں فروخت ہو رہا ہے۔ اسی سوال کے جز(ب) میں آٹے کا فیکٹری ریٹ 365 روپے بتایا گیا حالانکہ وہ 410 روپے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال 5۔اگست 2008 کو وصول ہوا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ اس وقت کا ریٹ بتا رہے ہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! بالکل ایسا ہی ہے۔ یہ جواب اگست کا print ہوا ہے اس وقت یہی قیمت تھی، بعد میں قیمت کو تبدیل کیا گیا ہے۔ اس وقت فیکٹری ریٹ 410 روپے اور پرچون ریٹ 420 روپے ہے۔ دوسرا آپ نے monitoring کے طریق کار کے بارے میں پوچھا ہے تو جب ہماری procurement شروع ہوتی ہے تو اس procurement کو ensure کرنے کے لئے کہ ہم گندم maximum اکٹھی کر سکیں اور اپنے سٹور میں جمع کر سکیں تو اس سلسلے میں ہم سب سے پہلے district wise دفعہ 144 کے تحت کوشش کرتے ہیں کہ جو ضلع میں گندم موجود ہے وہ ہمارے سنٹر سے فروخت ہو، ضلع سے فروخت نہ ہو۔ جو سمگلر اور holders باہر ملکوں سے آتے ہیں اور وہ کھڑی crop کی payment کر کے زمیندار کو خرید لیتے ہیں کہ یہ اب ہماری crop ہو گئی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے صوبے کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے کہ یہاں کے 8 کروڑ عوام۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! باتیں کرنے کے لئے لابی بنی ہے اگر زیادہ important بات ہے تو باہر لابی میں تشریف لے جائیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: ٹھیک ہے۔ sorry sir

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو یہاں crop پیدا کی جاتی ہے اس پر 8 کروڑ عوام کا پہلے حق ہے لہذا ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہم procurement کے ٹارگٹ کو achieve کریں اور اس کے لئے ہمیں جو اقدامات اٹھانے پڑتے ہیں خواہ وہ district level پر ہوں، خواہ وہ

موٹروے پر ہوں، خواہ وہ ہائی وے پر ہوں وہ ہم اٹھاتے ہیں تاکہ وہ گندم سمگلروں کے ہاتھوں سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے۔ یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ جو چھ ماہ کا عرصہ ہوتا ہے اس میں مل والوں کے پاس بھی گندم نہیں ہوتی اور سٹور میں بھی نہیں ہوتی تو سارا کا سارا انحصار Food Department پر ہوتا ہے اور Food Department یہ گندم دینے کا پابند ہوتا ہے۔ لہذا اس کو اس طرح سے monitor کر کے سارے سال کے لئے manage کیا جاتا ہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! آج چونکہ گندم کی relevant policy پر بھی questions ہیں تو پاکستان میں ہر تاجر طبقے کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کو پاکستان کی تمام مارکیٹ میں access حاصل ہے۔ زمیندار ایک ایسا طبقہ ہے جس کو اپنے ملک کے اندر بھی تمام مارکیٹوں میں access حاصل نہیں ہے۔ میں وزیر خوراک کی بات میں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ ہم زمینداروں کو یہ حق دیا جائے کہ ہم بھی اپنی جنس اور گندم صوبے اور ملک کی کسی بھی مارکیٹ میں جا کر اپنی مرضی سے بیچ سکیں۔ حکومت competition میں آ کر ہم سے گندم خریدے۔ جہاں ہم زمینداروں پر taxation کی بات ہوتی ہے وہاں پہلے ہمیں یہ حق بھی تو دیا جائے کہ ہم بھی عام تاجروں کی طرح، عام طبقے کی طرح کسی بھی مارکیٹ میں جا کر اپنی اجناس کو فروخت کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال کیا ہے؟

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اگلی بار زمینداروں کو ملک کی تمام مارکیٹوں میں access دی جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھی بات کی ہے۔ اس وقت جو prices fix کی جاتی ہیں وہ اسی چیز کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہیں کہ اگر ہمارے زمینداروں کو نقصان ہو رہا ہے یعنی support price کا مطلب ہی یہ ہے کہ calculation کی جاتی ہے کہ گندم پر فی ایکڑ کتنا خرچہ آ رہا ہے اس کے مطابق calculate کر کے ایسی قیمت fix کی جاتی ہے جس سے زمینداروں کو نقصان سے بچایا جا سکے۔ اس وقت اگر دیکھیں کہ قیمت 950 روپے

فی من رکھی گئی ہے، یہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑی قیمت رکھی گئی ہے اور خالصتاً زمینداروں کو support کرنے کے لئے اور ان کو مسائل سے نکالنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ میں ان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں گندم کی قیمت کافی کم ہو چکی ہے اور ہمیں بہت امید ہے کہ اس دفعہ انشاء اللہ زمیندار کو یہ پریشانی نہیں ہو گی کہ اگر ہم اپنی گندم باہر لے جاتے تو ہمیں زیادہ ریٹ مل جاتا اور یہاں ہمیں کم ریٹ مل رہا ہے۔ میں on the floor of the House یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ گندم کا target بھی achieve کیا جائے گا اور زمیندار بھی خوشحالی سے اپنا کام کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ب) کو اگر پڑھا جائے تو محکمے نے بالکل واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ پچھلے چھ ماہ میں آٹے کی کوئی قلت پیدا ہوئی ہے یا آٹے کے تھیلا کی قیمت میں کوئی اضافہ ہوا ہے، آٹے کی قیمتوں میں اضافہ کے آثار ضرور ظاہر ہوئے تھے۔ حکومت پنجاب نے آٹے کی دستیابی اور مقررہ نرخوں پر فروخت کا مناسب monitoring نظام قائم کر رکھا ہے، اس لئے آٹا گورنمنٹ کے مقررہ نرخوں -/365 روپے فی 20 کلو گرام تھیلہ Ex Mill اور -/375 روپے پر چون نرخ پر وافر دستیاب ہے۔ تاہم اگر کسی جگہ آٹے کی مصنوعی قلت کا کوئی اِکا دُکا واقعہ رپورٹ ہوتا ہے تو اس پر فوری کارروائی کی جاتی ہے اور آٹے کی فراہمی میں مزید اضافہ کر کے منافع خوروں کے مذموم مقاصد کو ناکام بنا دیا جاتا ہے۔ ابھی وزیر موصوف دہائی دے رہے تھے کہ آٹے کی قلت ہے، بحران ہے اور یہ سب کچھ ہمارے کھاتے میں ڈال رہے تھے جبکہ محکمہ یہ کچھ کہہ رہا ہے۔ اگر محکمے کا جواب غلط ہے تو پھر براہ مہربانی محکمے کو، کیونکہ یہ ایوان کے استحقاق کا معاملہ ہے کہ محکمے نے جواب غلط کیوں دیا، اگر وزیر موصوف نے جواب غلط دیا ہے تو پھر وہ ڈاکٹر سامیہ امجد والی بات میں کہوں گی کہ سوال کو pending کریں اور وزیر کو suspend کریں کیونکہ یہ آپ کے سامنے proof موجود ہے کہ اس میں سے ہم کس بات کو سچ سمجھیں کیا ہم وزیر موصوف کی بات کو سچ سمجھیں؟ محکمے کی بات کو سچ سمجھیں یا media کی بات کو سچ سمجھیں، اس کو سچ سمجھیں، میڈیا کی بات کو سچ سمجھیں، عوام کے واویلے کو سچ سمجھیں؟ خدارا! کچھ تو سچ بولیں، کچھ تو حق کہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی بات ہو گئی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جن سوالوں کے میں نے جواب دیئے ہیں اور سب نے اس ایوان میں دیکھا ہے کہ انہوں نے کتنا سچ بولا ہے اور کتنیfacts and figuresکے ساتھ بات کی ہے تو یہ پہلے خود دیکھ لیں کہ ہمfacts and figuresکیا دے رہے ہیں اور جواب کیا آ رہا ہے، انہوں نے ایک بات بھیfacts and figuresکے ساتھ پیش نہیں کی۔ ابھی تو یہ پرویز الہیٰ صاحب کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ وہ3لاکھ ٹن گندم چھوڑ کر گئے ہیں۔ یہon the recordبات لے آئیں، یہ پورا پریس دیکھ رہا ہے، یہ پورا ہاؤس دیکھ رہا ہے، انہوں نے اتنی غلط بات کی ہے۔ انہیں بتائیں یہsuspensionکی بہت بات کرتے ہیں یہ پہلے اپنا موازنہ کر لیں اس کے بعد کسی کوsuspendکرنے کی بات کریں۔ دوسری بات یہ جو آپ نے کی ہے کہ آٹے کی جو قلت رہی ہے اور کیا ہوتا رہا ہے تو ان سب حضرات کو پتا ہے کہ جب ہماری حکومت نہیں تھی اس وقت سے پیشتر اس میںproblemsرہی ہیں اس کے بعد جب ہماری حکومت آ گئی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے مکمل طور پر اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنا کام شروع کیا ہے تو اس کے بعد یہproblemsآہستہ آہستہslow downہوتی گئیں اورslow downہوتے ہوئے اب الحمد للہ ایسی پوزیشن میں آ گئے ہیں کہ اس وقت کوئیproblemsنظر نہیں آ رہی لیکن اس کے باوجود یہاں پر لکھا گیا ہے کہ اگر اِکا دُکا واقعات ہوتے ہیں تو اس کو ضرورsort outکیا جاتا ہے اور اس کو ہمیں کرنا چاہئے۔ لہذا یہ خود تو کسی facts and figuresکے ساتھ بات کرتے نہیں ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ان سب کو suspendکر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف صاحب سے ایک ضمنی سوال ہے کہ ابھی پچھلے ایک سال میں آٹے کی جو بدترین قلت پیش آئی ہے، آپ ہی کے دور کی بات کر رہی ہوں۔

محترمہ سامیہ امجد: جی، آپ کے ہی دور میں۔۔۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق:cross talkنہیں کرنی۔ میں محکمہ فوڈ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ لوگ جو اس سارے گھناؤنے جرم میں ملوث تھے، جو سمگلنگ کر رہے تھے یا جنہوں نے آٹے کو سٹور کر کے اس کی قلت پیدا کی اور غریب عوام تک وہ آٹا نہیں پہنچ سکا کیا آپ کے محکمے نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اور اگر نہیں کی تو اس کی کیا وجہ ہے، کیا ان لوگوں کا چہرہ عوام کے سامنے

نہیں آنا چاہئے جو عوام کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھیننا چاہتے ہیں، کیا آپ کے محکمے کی ذمہ داری میں یہ آتا ہے کہ آپ ان کو پکڑیں اور ان کو کیفر کردار تک پہنچائیں؟ مجھے اس کا جواب چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو انہوں نے بات کی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو غیر قانونی کام کرتا ہے، اس کے خلاف بھی کارروائی ہوتی ہے، جو ہولڈنگ کرتا ہے اس کے خلاف بھی کارروائی ہوتی ہے، جو سمگلنگ کرتا ہے اس کے خلاف بھی کارروائی ہوتی ہے اگر یہ اس کی detail چاہتی ہیں تو وہ میں ان کو provide کر دوں گا باقی یہ action تو لیا جاتا ہے اور وہ گھناؤنے چہرے بھی انشاء اللہ سامنے آ جائیں گے اور کچھ آ بھی چکے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ایک گھنٹے سے جو بحث چل رہی ہے اس میں کافی گھناؤنے چہروں کا ذکر آ چکا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ وزیر موصوف نے ابھی جو کہا ہے کہ 'اکا دُکا' واقعات ہیں۔ یہ ساری عوام جانتی ہے کہ پچھلے ایک سال میں جو ابھی اتنے serious crisis تھے اگر یہ اِکا دُکا واقعات ہیں تو یہ اس کا proof دے دیں۔ یہ ''اِکا دُکا'' نہیں ہیں ہزاروں کے حساب سے عوام آٹے کی قلت کی وجہ سے سڑکوں پر آ کر رو رہی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ Privilege Committee کو دیا جائے کیونکہ یا تو یہ جواب غلط ہے یا وزیر موصوف صاحب غلط فرما رہے ہیں تو جو بھی صحیح بات ہے وہ بتائی جائے اور یہ Privilege Committee کے سُپرد کیا جائے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں تو بہت خوش ہوں کہ انہوں نے یہ بات کی ہے کہ یہ غلط بات آ رہی ہے یہ تو میرا خیال ہے کہ پورا ہاؤس اس بات کا گواہ ہے اور پریس بھی انشاء اللہ اس بارے میں decide کرے گا کہ کون غلط بات کر رہا ہے اور کون سُنی سنائی باتیں کر رہا ہے اور گھناؤنے کردار کی بات کر رہا ہے۔ گھناؤنی باتیں بہت ہو چکی ہیں، relevant بات کریں جس میں کسی قوم کا فائدہ ہو، اس ملک کا فائدہ ہو۔ یہاں پر یہ بار بار یہی بات کر رہے ہیں کہ یہ کیا ہوا ہے؟ یہ اپنی detail لے کر آ جائیں جنہوں نے کیا ہے اور وہ سیاہ چہرے سامنے لے آئیں ان کے خلاف ایکشن لے لیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ''اِکا دُکا'' واقعات ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات صرف اتنی سی ہے کہ جو سوال تھا آپ اس سوال کو پڑھ لیں اور جواب پڑھ لیں۔اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Contradictions point out کی جا رہی ہیں۔ یہ جواب کہہ رہا ہے کہ ''اِکا دُکا'' واقعات ہوئے ہیں۔ ''اِکا دُکا'' بڑا ایک simple سا لفظ ہے۔ ''اِکا دُکا'' کا مطلب آپ ہمیں تشریح کر دیں۔ ہماری جو محدود تعلیم ہے وہ تو اِکا دُکا کو بہت limited کہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس میں تو انہوں نے بہت clear بات کی ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ "اِکا دُکا" کا مطلب نہیں سمجھتے؟ ''اِکا'' کا مطلب ہے ''ایک'' اور "دُکا" کا مطلب ہے ''دو''۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا صرف ایک دو واقعات ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ اس کا جواب پڑھ لیں، اس میں لکھا ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ''اِکا دُکا'' واقعات ہوئے ہیں۔ پھر یہ بات آ گئی کہ جن لوگوں نے کئے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ''اِکا دُکا'' واقعات ہوئے ہیں۔ پلیز! اس محکمے کی کھچائی کریں۔ اس کو Privilege Committee کے سپرد کریں۔ یہ اتنا غلط جواب ہے کہ جس کی گواہی میڈیا بھی دے گا، ایک ایک ممبر بھی دے گا، آپ کے لوگ بھی دیں گے۔ وزیر موصوف ایک گھنٹے سے تقریر کر رہے ہیں کہ بحران تھا، قلت تھی، مجھے بتائیں کہ پھر محکمہ کا یہ جواب کیوں آیا ہے؟ پلیز! محکمے کو Privilege Committee کے سپرد کریں۔ اس کے اوپر ruling آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں بات صرف اتنی سی ہے کہ جو بات یہاں سے آ رہی ہے وہ یہ آ رہی ہے کہ جس طرح یہاں سے فرمایا گیا ہے کہ پہلے بہت بحران تھا پوری عوام نے دیکھا ہے کہ آٹے کی قلت تھی جبکہ جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ ''یہ درست نہ ہے کہ پچھلے 6 ماہ میں آٹے کی قلت پیدا ہوئی۔'' صرف اس بات کی وہ clarification چاہتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے ان کو بڑے واضح طور پر یہ بتایا تھا کہ جو غلط پالیسی بنائی گئی تھی اس کے تحت بہت سی problems create ہوئی تھیں جن کے تحت یہ چیزیں سامنے آئی تھیں۔ (شور و غل)

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ ''اِکاُدکا'' واقعات ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:problems علیٰحدہ چیز ہیں۔''اِکاُدکا'' واقعات علیحدہ ہیں۔! Let him talk

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!اس میں بہت سی problems آئی تھیں اور جب اس حکومت نے چارج لیا ہے اور اس کے بعد یہ کام کرنا شروع کیا ہے اس کے بعد یہ چیزیں آہستہ آہستہ minimize ہوتی گئی ہیں۔الحمد للہ اب کوئی ایسی صورتحال نہیں ہے۔یہ جیسے ابھی یہاں پر بات کر رہے تھے کہ یہاں پر آٹے کا 375 روپے ریٹ لکھا ہوا ہے تو جب یہ جواب چھپا تھا یہ آج سے 6 ماہ پیشتر کا جواب ہے اس لحاظ سے latest جو بات کی جا رہی ہے وہ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ latest اس وقت کوئی پوزیشن نہیں ہے، جو پچھلے واقعات ہیں اس پر اگر کوئی ایسے ٹھوس ثبوت ہیں جن سے یہ problems create ہوئی ہیں تو یہ وہ میرے پاس لے آئیں ہم اس کو بیٹھ کر sort out کر لیں گے۔ایک گھنٹہ تو انہوں نے دو سوالوں پر لگا دیا ہے ان کے پاس اور بات کرنے کے لئے کچھ ہے ہی نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں آپ کی بات سے پہلے صرف یہ بات کروں گا کہ جب ایک فاضل ممبر یا منسٹر بات کر رہے ہوں تو decorum of the House یہ ہے کہ سارے بیٹھ کر بات سنتے ہیں۔آپ completely ان کی بات کے درمیان کھڑی رہی ہیں۔دیکھیں! میں آپ کو ہمیشہ floor دیتا ہوں۔اپوزیشن اور حکومتی ارکان سب میرے لئے برابر ہیں اور میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میں سب کو ساتھ لے کر چلوں۔جو کچھ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے اور جو اس ایوان کی روایات ہیں ان کو ہم نے ساتھ رکھنا ہے۔ہمارے بہت سینئر ممبر ناظم شاہ صاحب بیٹھے ہیں، پچھلی اسمبلی میں بھی یہ ہمیں بہت guide کرتے رہے ہیں۔بات کرنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ہم نے ایوان کی اعلیٰ روایات کو برقرار رکھنا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!اگر کہیں غلطی ہوئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔میں صرف غلط جواب آنے پر ضرور تھوڑی سی جذباتی طور پر بکھر سی جاتی ہوں، میرا بلڈ پریشر بھی ہائی ہو جاتا ہے۔جب ہم حق کو حق اور سچ کہنا سیکھیں گے تب ہی ہم آگے کی طرف بڑھیں گے۔یہ ہمارے رویوں کا بحران ہے، یہ آٹے کا بحران نہیں ہے۔ہمیں رویے درست کرنے چاہئیں اور سچ بولنا چاہئے۔یہ جواب

غلط ہے۔اس کو انہیں غلط تسلیم کر لینا چاہئے۔یہ Privilege Committee کو چلا جانا چاہئے، محکمہ سے بھی پوچھا جائے، وزیر موصوف اگر غلط کہہ رہے ہیں تو ان کو بھی اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ہم کب تک ڈھٹائی پر لگے رہیں گے اور لکیر کے فقیر بنے رہیں گے، ہم کب اپنے رویوں میں تبدیلی لائیں گے؟ یہ معزز ایوان ہے، ایک ایک ممبر جو ہے اس کی طرف کروڑوں عوام کی نگاہیں ہیں اگر ہم جھوٹ کو جھوٹ نہیں کہیں گے تو کون کہے گا؟یہاں میرے بھائی بات کر رہے تھے قانون کی، قانون کے دائرے کی۔چودھری غفور صاحب میرے بھائی ہیں سب سے زیادہ جو طوفان انہوں نے رائیونڈ میں اٹھایا ہوا ہے جو کچھ وہاں قبضہ گروپ نے کیا ہوا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .This is not relevant آپ نے ضمنی سوال پوچھنا ہے اور ضمنی سوال سے متعلق بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ غلط ہے، اس کو سب accept کریں اور اس پر کارروائی کی جائے۔

محترمہ یاسمین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔یاسمین صاحبہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! If I am wrong تو آپ مجھے correct کر دیں۔آٹے کی قلت کی وجہ سے ہمیں کافی آٹا import کرنا پڑ رہا ہے specially from Russia

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح کی بات کا تو منسٹر صاحب ہی جواب دیں گے۔.Let him talk

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے ہی سوال کر رہی ہوں۔25 فیصد جو ہے وہ ہمارے پنجاب میں ہو رہا ہے اس کی وجہ جو میرے سننے میں آئی ہے If I am wrong .please correct me کہ کافی سارا آٹا frontier اور افغانستان میں بھی جا رہا ہے جس کی وجہ سے .We are having a shortage in Punjab اس کا جواب مجھے منسٹر صاحب دے دیں کہ یہ shortage کیوں آ رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! اگر کوئی بات ہے تو آپ بھی ساتھ ہی کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور جس issue پر بحث ہوئی ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اہم issue بھی ہے اور ان چیزوں پر ہمیں بحث بھی کرنی چاہئے۔میری بہن آمنہ الفت صاحبہ نے بڑی بات کی اور کبھی منسٹر کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ

اس میں آنے والے وقت میں حکومت پنجاب نے کیاmiddle manکاroleختم کرنے کے لئے جو غلہ منڈیوں کے چیئرمین یامارکیٹ کمیٹی کے صدر ہیں ان پر بھی کچھ غور کریں۔ غزالہ سعید رفیق نے جو ضمنی سوال کیا کہ محکمہ کارروائی کرے لیکن اس کے بارے میں کیا خیال ہے کہ مڈل مین کاroleختم ہو جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ نظام بہتری کی طرف جائے گا۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!۔۔۔

ملک غلام عباس راں:جناب سپیکر! میرا سوال بھی اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ آپ اکٹھے ہی سب سوالوں کے جواب دے دیجئے گا۔

ملک غلام عباس راں :جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف صاحب ہمیں یہ بتائیں گے کہ ابھی گندم کی فصل کی کٹائی ہونے والی ہے اور نئی گندم آنے والی ہے۔اس کے لئے گورنمنٹ نے خریداری مراکز قائم کئے ہیں یا اس کا بھی حشر وہی ہو گا جو دھان اور چاول کی فصل کا ہوا ہے، اگر ضلع کی سطح پر کسی کی گندم گورنمنٹ نہیں لیتی یا گورنمنٹ کے نمائندے نہیں لیتے تو وہ کس کے پاس شکایت لے کر جائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، چودھری صاحب! آپ بھی بات کر لیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! question hourکا ٹائم ختم ہو گیا ہے اور میرا next questionتھا وہ نہیں آ سکا تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے دو سوال ہیں وہ بھیpendingفرما دیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں! بالکل ٹھیک ہے اور آپ کا سوال بھی pendingکیا جاتا ہے۔ میاں صاحب اور نوید انجم صاحب منسٹر صاحب! جواب دے دیں تو میں آپ کی بات بھی سن لیتا ہوں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ابھی جو فاضل ممبران نے باتیں کیں اور واقعی میں آمنہ الفت صاحبہ سے agree کروں گا کہ یہ ''اِکاَدُکا'' واقعات نہیں تھے اور اس میں کچھ واقعات زیادہ تھے۔ اس میں انشاء اللہ ہم سب مل کر اس کو بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔ دوسری بات جو فوڈ سنٹر کی ہے کہ پہلے جیسا حشر ہو گا یا اس دفعہ کچھ بہتر حالات پیدا کئے جائیں گے تو اس کی پالیسی بنائی جا رہی ہے۔ جیسے ہی مارچ کا مہینہ آئے گا اس میں وہ پالیسی واضح ہو جائے گی۔ ہمیں جہاں مزید سنٹر کی ضرورت ہے اس کو بڑھا بھی رہے ہیں اور پچھلے سال جس جگہ پر ہم نے دیکھا کہ وہاں پر انتظامات صحیح طریقے سے نہیں ہوئے ہیں تو اس کو بہتری کی طرف لا رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ جی، میاں نصیر صاحب! آپ پہلے بات کر لیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ خوراک پنجاب کا صوبہ سرحد اور افغانستان کو آٹا سپلائی کرنے کا معاملہ

*853: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ خوراک پنجاب نے سال2006تا2007 صوبہ سرحد کو سرکاری طور پر آٹا سپلائی کیا، اگر ہاں تو کتنا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ غیر قانونی طور پر صوبہ سرحد اور افغانستان کو آٹا سپلائی کیا جاتا رہا ہے، اگر ہاں تو غیر قانونی طور پر کتنا پکڑا گیا اور سپلائی کرنے والی ملز مالکان اور سپلائرز کے نام اور ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ خوراک پنجاب نے سال2006تا2007میں صوبہ سرحد کو سرکاری طور پر آٹا سپلائی نہیں کیا۔

(ب) 2006تا2007میں آٹا کی سپلائی پر بین الصوبائی پابندی نہ تھی۔

پنجاب میں شوگر ملوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*854: محترمہ طلعت یعقوب:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کتنی شوگر ملز کہاں کہاں واقع ہیں اوران کے مالکان کے نام کیاہیں؟

(ب) مذکورہ ملز نے سال2005سے آج تک کتنا گنا، کتنی مالیت میں خرید کیا؟

(ج) ہر مل کا مذکورہ سالوں کا کتنا شوگر سیس بناہے، کتنا حکومت کو جمع کروایااور کتنی ملز کا سیس ابھی بقایاہے نیز بقایا سیس لینے کے لئے کیااقدامات کئے گئے ہیں؟

(د) کیاہر مل نے کاشتکاروں کو مذکورہ سالوں کی پوری ادائیگی کر دی ہے، اگر نہیں تو ابھی تک کتنی ادائیگی کرنی ہے، مل وار تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب میں کل 44 شوگر ملز واقع ہیں جن میں ایک شوگر مل(گنج بخش شوگر ملز) جو تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے اپنی تاریخ نیلامی 2001 سے تاحال کام نہیں کر رہی ہے۔ تمام ملز کے جائے وقوع اور مالکان کی تفصیل منسلکہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ شوگر ملز کے خرید کردہ گنااوراس کی تفصیل منسلکہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب کی تمام شوگر ملز سوائے گوجرہ سمندری شوگر مل، شوگر سیس خزانہ سرکار میں جمع کروادیاہے۔ منسلکہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے، گوجرہ سمندری شوگر ملز کو پورا شوگر سیس جمع نہ کروانے پر شوکاز نوٹس جاری کیاگیاہے منسلکہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جس میں مذکورہ ملز کو2008۔07۔18تک جواب داخل کرنے کا کہا گیا تھا مگر ملز انتظامیہ نے مذکورہ تاریخ کو شوکاز نوٹس کا جواب جمع کروادیاہے جس میں ملزانتظامیہ نے

وقت پر شوگر سیس جمع نہ کرانے کی تفصیل سے وجہ بیان کی ہے۔ ملزانتظامیہ کے جواب کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ ملز کوایک ماہ کے اندر 08۔08۔18 تک بقایا شوگر سیس جمع کرانے کا وقت دیا ہے۔ مذکورہ تاریخ کے بعد ملز کو قانون کے مطابق جرمانہ کر دیا جائے گا۔

(د) پنجاب میں کام کرنے والی کل 43 ملز میں سے 27 شوگر ملز نے گنے کی قیمت کے تمام واجبات ادا کر دیئے ہیں واجبات کی تفصیل منسلکہ (د) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گنے کے کاشتکاروں کو رقوم کی ادائیگی

*1045: ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومتی دباؤ کے پیش نظر شوگر ملز مالکان نے گنے کے کاشتکاروں کو چار چار ماہ بعد کی تاریخوں کے چیک تھما دیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملز مالکان نے حکومت کو چینی اٹھانے کے لئے کہا ہے اور اس طرح ملز مالکان حکومتی ادائیگی سے گنے کے کاشتکاروں کو بھگتانا چاہتے ہیں؟

(ج) حکومت گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی کے لئے آئندہ سے کیا حکمت عملی وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

جواب عرض ہے کہ:

(الف) حکومت پنجاب کے علم میں ایسی کوئی شکایت نہ ہے اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو یہ ملز مالکان اور کاشتکاروں کی باہمی رضامندی سے ہوا ہو گا۔ حکومت پنجاب اس کی ذمہ دار نہ ہے۔

(ب) ملز سے چینی حکومت پاکستان، ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے ذریعے خریدتی ہے جو کہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے، حکومت پنجاب سے ملز مالکان کی ایسی کوئی بات نہ چل رہی ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب ملز مالکان سے چینی خریدتی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی کے لئے پنجاب شوگر فیکٹری کنٹرول ایکٹ اور رولز میں نئی ترمیم کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو سمری بھیجی ہوئی ہے جس کے مطابق کین پرچیزر سید (سی پی آر) کو نگوشی ایبل انسٹرومنٹ (negotiable

(instrument)قرار دلوایا جائے گا تاکہ ڈیفالٹر ملز کے خلاف پرچہ کروایا جاسکے اور گنے کی قیمت کی ادائیگی کو یقینی بنایا جاسکے۔

لاہور میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1481:جناب وسیم قادر:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی فلور ملز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) لاہور کی فلور ملز کو آبادی کے لحاظ سے کتنی گندم دی جاتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں فلور ملز ہونے کے باوجود آٹے کی قلت ہے، وجہ بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ ملز کا آٹا ناقص ہے، حالانکہ ریٹ سب ملز کا ایک ہے؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع لاہور میں 41 فلور ملز واقع ہیں،ان میں 38 فلور ملز فنکشنل ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور کی فلور ملز کو آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے گندم جاری کی جاتی ہے۔آج کل تقریباً20000 بوری سے زائد گندم روزانہ جاری کی جارہی ہے جو کہ لاہور کی آبادی کی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں آٹے کی قلت ہے مورخہ 12-10-2008 کو اتوار بازاروں میں 73800 تھیلا آٹا فراہم کیا گیا جس میں سے 27801 تھیلے فروخت نہ ہوئے،اس سے صاف ظاہر ہے کہ لاہور میں آٹے کی قلت نہ ہے۔

(د) محکمہ خوراک کوالٹی کے بارے میں خصوصی توجہ دیتا ہے۔مارکیٹ میں دستیاب آٹے کا نمونہ وقتاً فوقتاً گیا جاتا ہے اور تجزیاتی لیبارٹری میں نمونہ کا تجزیہ کروایا جاتا ہے۔اگر کسی کا نمونہ فیل ہو جائے تو کیس متعلقہ عدالت کو دے دیا جاتا ہے۔

تحصیل بھلوال میں گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1696: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں گندم کو سٹور کرنے کے گودام کس کس جگہ ہیں اور ان میں کتنی گندم سٹور کی جا سکتی ہے؟

(ب) اس وقت ان گوداموں میں کتنی گندم موجود ہے اور یہ کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس تحصیل کی ضرورت کتنی گندم کی ہے؟

(د) ان گوداموں کے انچارج ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(ہ) ان گوداموں کی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران کتنی رقم مرمت پر خرچ ہوئی ہے؟

(و) حکومت اس تحصیل میں مزید کس کس جگہ گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) تحصیل بھلوال میں گندم سٹور کرنے کے لئے محکمہ خوراک پنجاب کے گوداموں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	مقام گودام	تعداد گودام	گنجائش ذخیرہ
1	بھلوال	4	3000 میٹرک ٹن
2	پھلروان	6	4500 میٹرک ٹن

(ب) تحصیل بھلوال میں موجود گوداموں میں سٹور شدہ گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سنٹر	مقدار ذخیرہ شدہ
1	بھلوال	1214 میٹرک ٹن
2	پھلروان	3626 میٹرک ٹن

(ج) تحصیل بھلوال کی سالانہ ضرورت گندم تقریباً 4520 میٹرک ٹن ہے۔

(د) تحصیل بھلوال میں گوداموں پر تعینات شدہ اہلکاران کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سنٹر	نام اہلکاران، عہدہ و گریڈ	تعلیمی قابلیت
1	بھلوال	سجاد حسین، فوڈ گرین انسپکٹر، بی ایس 12	ایف اے
		محمد ارشد، فوڈ گرین سپروائزر، بی ایس 9	ایف اے
2	پھلروان	محمد منیر احمد، فوڈ گرین انسپکٹر، بی ایس 12	بی ایس سی
		محمد اسلم، فوڈ گرین انسپکٹر، بی ایس 12	ایم اے

(ہ) سال 07-2006 اور 08-2007 میں مندرجہ بالا گوداموں پر مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(و) چونکہ تحصیل بھلوال کی ضرورت کے مطابق گندم کے گودام موجود ہیں پس مزید گودام تعمیر کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

تحصیل بھلوال میں فلور ملوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1699: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں کون کون سی فلور ملز کس کس جگہ کام کر رہی ہیں، ان ملوں اور ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان ملوں کا سالانہ کتنا گندم کا کوٹا مختص شدہ ہے؟

(ج) یکم جنوری 2008 سے آج تک ان ملوں کو حکومت کی طرف سے کتنی گندم فراہم کی گئی ہے تفصیل مل وار فراہم کریں؟

(د) ان فلور ملوں کو ان کی ضرورت کے مطابق گندم حکومت فراہم کرتی ہے، اگر کم فراہم کرتی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) تحصیل بھلوال میں صرف دو فلور ملز (فضل فلور ملز + عوامی فلور ملز) موجود ہیں لیکن صرف فضل فلور ملز چالو حالت میں ہے جبکہ عوامی فلور ملز مئی 2007 سے بند ہے۔ فضل فلور ملز کے مالک کا نام شیخ فضل الہیٰ ہے جبکہ عوامی فلور ملز کو طاہر مجید چلا رہا تھا۔

(ب) حکومت کی طرف سے کسی فلور مل کا سالانہ کوٹا مختص نہ ہے۔ ہر سال حکومت گندم کے اجرأ کے سلسلہ میں پالیسی جاری کرتی ہے جس پر من و عن عمل کیا جاتا ہے۔ تاہم موجودہ سال 09-2008 کے لئے مذکورہ فلور ملز (فضل فلور ملز) کا سالانہ اجرأ گندم 4520 ٹن بنتا ہے۔ تاہم ان اعداد و شمار میں گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(ج) حکم جنوری 2008 سے اب تک مذکورہ فلور ملز کو جاری کردہ گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فلور ملز	جاری کردہ مقدار گندم
1	عوامی فلور ملز	فلور ملز بند ہے۔
2	فضل فلور ملز	3904.600 میٹرک ٹن

(د) پنجاب گورنمنٹ کی ہدایات / پالیسی کے مطابق مذکورہ فلور ملز کو گندم کا اجرا سرکاری ذخیرہ گندم سے کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی کمی نہ کی جاتی ہے۔

پی پی۔145 اور 146 میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1703: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔145 اور 146 لاہور میں کتنی فلور ملز کس کس جگہ واقع ہیں ان فلور ملز کے نام اور ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو ماہانہ کتنی گندم حکومت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہے، تفصیل مل وار فراہم کریں؟

(ج) ان فلور ملز میں روزانہ کتنی گندم گرائنڈ کی جاتی ہے؟

(د) ان میں سے کون کون سی فلور ملز گندم چوری اور آٹا چوری میں سال 2006 سے آج تک پکڑی گئی ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ہ) ان فلور ملز کو گندم فراہم کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ان صوبائی حلقوں میں واقع 8 فلور ملز کی مطلوبہ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فلور ملز مع ایڈریس	نام مل مالک
1	داتا، بند روڈ، داروغہ والا، لاہور	میاں لیاقت علی، میاں محمد فیاض وغیرہ،
2	پریمئر، سکھ نہر، باغبانپورہ لاہور	میاں محمد خالد، میاں محمد عارف وغیرہ
3	سرتاج، 321 جی ٹی روڈ داروغہ والا	میاں وحید
4	الراعی، جی ٹی روڈ داروغہ والہ	میاں ندیم
5	بھٹی، شالامار لنک روڈ	افضل رشید بھٹی
6	قیصر، شالامار لنک روڈ	قیصر رشید بھٹی
7	عوامی، ہربنس پورہ	ملک طاہر
8	برکت، بیدیاں روڈ لدھڑ پنڈ	حاجی امجد

(ب) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ان تمام فلور ملز کو ماہانہ 103748 بوری (فی بوری100 کلو گرام گندم) حکومت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہے۔ مطلوبہ تفصیل مل وار حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	فراہم کردہ کوٹا
1	داتا	17570بوری
2	پریمئر	11610بوری
3	سرتاج	24809بوری
4	الراعی	13936بوری
5	بھٹی	13677بوری
6	برکت	17198بوری
7	قیصر	Nilبوری
8	عوامی	4948بوری
	میزان	103748بوری

(ج) ان فلور ملز میں روزانہ 2491بوری گندم حسب ذیل تفصیل سے گرائنڈ کی جاتی ہے۔

1	داتا	470بوری روزانہ
2	پریمئر	470بوری روزانہ
3	سرتاج	329بوری روزانہ
4	الراعی	376بوری روزانہ
5	بھٹی	329بوری روزانہ
6	برکت	329بوری روزانہ
7	قیصر	0بوری
8	عوامی	188بوری روزانہ
	میزان	2491بوری

(د) 2006 سے تاحال مذکورہ بالا فلور ملز میں سے کوئی فلور مل بھی گندم وآٹا چوری میں ملوث نہیں پائی گئی۔

(ہ) سرکاری گندم اجرأ پالیسی مجریہ 09-2008 کی روشنی میں سرکاری گندم کا ضلعی کوٹا ملز کی باڈی کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے مساویانہ طور پر ان فلور ملز کو گندم کی ایڈوانس قیمت گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کروانے کے بعد روزانہ جاری کی جاتی ہے۔

ضلع لاہور میں فلور ملوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1704:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنی فلور ملز کس کس جگہ کام کر رہی ہیں،ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو کتنی گندم حکومت ماہانہ فراہم کرتی ہے،تفصیل مل وار بتائیں؟

(ج) یکم جنوری2008 سے آج تک ان کو حکومت کی طرف سے کتنی گندم فراہم کی گئی ہے؟

(د) ضلع لاہور میں روزانہ کتنا آٹا یہ ملز فراہم کر رہی ہیں؟

(ہ) ضلع لاہور میں روزانہ کتنا آٹا ڈیمانڈ کیا جاتا ہے؟

(و) کیا حکومت لاہور شہر میں مزید آٹا لوگوں کی ضرورت کے مطابق فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع لاہور میں 41 فلور ملز ہیں۔مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ماہ اکتوبر 2008 میں ان فلور ملز کو 446938 بوری گندم فراہم کی گئی، مطلوبہ تفصیل مل وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یکم جنوری2008 سے آج تک 2824092 بوری گندم ان فلور ملز کو فراہم کی گئی، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ ملز ضلع لاہور میں تقریباً105000 ہزار تھیلا آٹا 20 کلو روزانہ فراہم کرتی ہیں۔

(ہ) ضلع لاہور میں تقریباً70000 تھیلا آٹا روزانہ ڈیمانڈ کیا جاتا ہے۔

(و) ضلع لاہور میں آٹا لوگوں کی ضرورت کے مطابق فراہم کیا جا رہا ہے۔تاہم اگر لوگوں کی ضرورت میں اضافہ مشاہدہ میں آیا تو حکومتی پالیسی کے مطابق عمل کرتے ہوئے لوگوں کی آٹے کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا۔

ضلع رحیم یار خان میں گندم کے سرکاری گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1845:جناب محمد اعجاز شفیع:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان کس کس فلور مل کو کن کن تاریخوں میں کتنا کتنا کوٹا گندم یکم جولائی 2004 سے جون 2006 تک دیا گیا ہے ان کے نام و پتا جات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) مارچ، اپریل 2008 میں گندم کی خریداری کے لئے کیا پالیسی بنائی گئی ہے؟

(ج) اس کے لئے کتنا باردانہ خرید کیا گیا ہے؟

(د) زمیندار کو صحیح قیمت دینے کے لئے کیا محکمہ خوراک صوبہ کی تمام تحصیلوں سے گندم خریدنے کا پروگرام رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) گندم کو سٹور کرنے کے لئے کتنے سرکاری گودام ہیں اور کتنے پرائیویٹ لئے گئے ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) جولائی 2004 تا جون 2006 مل وار اور تاریخ وار اجرا گندم کی تفصیل مع فلور ملوں کے نام و پتا جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گندم خریداری سکیم 09-2008 کی پالیسی کے مطابق محکمہ خوراک نے کاشتکاروں سے گندم۔/625 روپے فی چالیس کلو گرام خرید کی۔کاشتکاروں / گندم فروخت کنندگان کو شخصی ضمانت / کال ڈپازٹ پر باردانہ (جیوٹ بوریاں / پالی پراپلین تھیلا جات) بھی فراہم کئے تاکہ وہ اپنی گندم ان میں بھر کر محکمہ کو فروخت کر سکیں۔علاوہ ازیں گندم فروخت کنندگان کو ڈلیوری چارجز کی مد میں۔/7 روپے فی بوری اور بعد ازاں ٹرانسپورٹیشن چارجز کی مد میں۔/25 روپے فی بوری بھی ادا کئے۔گندم فروخت کنندگان کو بروقت، فوری اور سہل ادائیگی کے لئے گندم خریداری مراکز کے نزدیک واقع بنکوں کی شاخیں مقرر کی گئیں۔

ضلع ہذا میں گندم کی خریداری کا ہدف 150000 میٹرک ٹن مقرر کیا گیا اور اس ضلع میں 21 مراکز خرید گندم قائم کئے گئے۔گندم خریداری ہدف کے مقابل ضلع میں 118763 میٹرک ٹن گندم خرید ہوئی۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب نے ضلع ہذا میں گندم خریداری کے لئے 3106 جیوٹ گانٹھیں اور 3735 پی پی گانٹھیں خرید کر ضلع رحیم یار خان کو مہیا کیں۔

(د) گندم کی خریداری کے لئے محکمہ خوراک پاسکو کے لئے مختص کردہ تحصیلوں / اضلاع کے علاوہ صوبہ بھر کی دیگر تحصیلوں / اضلاع سے زمینداروں سے گندم خرید کرتا ہے۔ضلع ہذا

کی تحصیلیں رحیم یار خان، صادق آباد اور لیاقت پور گندم کی خریداری کے لئے محکمہ خوراک کو مختص کی گئی ہیں۔

(ہ) ضلع ہذا میں گندم کو سٹور کرنے کے لئے 124 سرکاری گودام موجود ہیں۔اس سال کوئی بھی پرائیویٹ گودام گندم کی سٹوریج کے لئے نہ لیا گیا ہے۔تاہم 8 عارضی سنٹروں پر خرید کردہ گندم پرائیویٹ جگہوں پر گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ کی گئی۔

2006-07 میں گندم خریدنے کی تفصیلات

*1846: **میاں شفیع محمد**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے سال 2006-07 میں کل کتنی مقدار میں کسانوں سے براہ راست گندم خریدی ہے؟

(ب) حکومت پنجاب نے بیرون ملک گندم برآمد کے لئے براہ راست خود بھی سودے کئے یا صرف ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے ذریعے گندم فراہم کی گئی اور کس ریٹ پر؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت پنجاب نے سال 2006-07 میں کسانوں سے براہ راست 25.62 لاکھ ٹن گندم خریدی۔

(ب) حکومت پنجاب نے سال 2006-07 میں بیرون ملک گندم برآمد کے لئے نہ تو براہ راست خود سودے کئے اور نہ ہی اس سلسلہ میں ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے ذریعے گندم فراہم کی۔

ضلع جھنگ میں گندم کے گوداموں کی تعداد و تفصیلات

*1848: **حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ میں گندم سٹور کرنے کے کتنے گودام کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) سال 2007 میں ضلع جھنگ کے لئے سرکاری ہدف گندم جمع کرنے کا کیا تھا، کیا اس کے مطابق گندم جمع کی گئی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ گوداموں میں کتنی گندم کو سٹور کیا گیا، کتنے سٹور ناکارہ ہیں اور کتنی گندم کھلی جگہ پر سٹور کی گئی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع جھنگ میں محکمہ خوراک کے گوداموں اور ان کی گنجائش ذخیرہ گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام سنٹر	تعداد گودام	ذخیرہ گنجائش (ٹن)
جھنگ-1	13	11000
جھنگ- 11	8	9800
جھنگ- 111	12	9000
چک کڑیانہ	44	48500
شاہ جیونہ	10	9500
موچیوالہ	3	5000
چک نمبر170	4	6000
احمد پور سیال	7	10500
گڑھ موڑ	14	21000
چنیوٹ	2	3000
چک نمبر11	8	12000
جامعہ آباد	15	23500
چناب نگر	7	7200
لالیاں	4	4000
شورکوٹ سٹی	3	3000
شورکوٹ کینٹ	9	7000
وریام	2	1500
رستم سرگانہ	2	1500

(ب) گندم خریداری ہدف برائے سال2007-08 228000.000 میٹرک ٹن

خرید کردہ گندم برائے سال2007-08 224896.100 میٹرک ٹن

ضلع میں تقریباً مقرر کردہ ہدف کے مطابق گندم خرید ہوئی۔

(ج) خرید کردہ گندم128 گوداموں میں ذخیرہ کی گئی: 145026.900 میٹرک ٹن

خرید کردہ گندم221 گنجیوں میں کھلی جگہ ذخیرہ کی گئی 79869.200 میٹرک ٹن

کل خرید کردہ گندم: 224896.100 میٹرک ٹن

ضلع میں5000 ٹن کے بنز (Bins) جو کہ 1954 کے تعمیر شدہ ہیں وہ ناکارہ ہو چکے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرے سوال کا چار مہینے سے جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر کیا ہے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 851 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کا جواب نہیں آتا وہ already pending ہوتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! چار مہینے ہو گئے ہیں ذرا پابند کریں گے تو اگلی دفعہ جواب اس کا آئے گا۔

جناب محمد نوید انجم صاحب: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! بالکل ٹھیک ہے۔ نوید انجم صاحب! آپ تشریف رکھیں، اس کے بعد میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے پچھلے آخری سیشن کے اندر میں نے "باب پاکستان" کے بارے میں سوال کیا تھا جس کے بارے میں یہ طے ہوا تھا کہ اگلے سیشن میں اس کا ایک تو وہ جواب دیں گے کیونکہ اس کے بارے میں یہی فیصلہ ہوا تھا اور پورے ہاؤس نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ بہت اہم منصوبہ ہے جس میں 1994 کے اندر تمام صوبائی حکومتوں نے پیسے پول کئے تھے کیونکہ اس جگہ پاکستان کے لئے ہجرت کرنے والوں کے لئے کیمپ لگا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب یہ سوال آپ نے کب put کیا تھا؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال put نہیں کیا تھا۔ ہاؤس میں منسٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ اس سیشن میں اس کا جواب دیں گے کہ اس کو پنجاب حکومت نے takeover کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں تو اس کے متعلق ذرا مجھے بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ان سے سوال کیا تھا؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کامران صاحب سے کیا تھا کیونکہ یہ ان کی منسٹری بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ندیم کامران صاحب! آپ نے کوئی "باب پاکستان" کے حوالے سے commitment کی تھی کہ سیشن میں آپ ان کو جواب دیں گے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! بات کی تھی اور میری ان سے کل بھی بات ہوئی تھی اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی آپ دو تین دن بعد ہاؤس میں بات اٹھائیں گے تو میں آپ کو جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ جی، دو تین دن تک آپ ان سے مل لیں اور مل بیٹھ کر بات کر لیں پھر ہاؤس میں وہ اس کا جواب دے دیں گے۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میری ایک humble request ہے کیونکہ تین یا چار سوال ایک دن میں ادھر ہاؤس میں ہوتے ہیں تو یہ علاقے کے لوگوں کے مسائل کے بارے میں یہ سارے سوال ہیں تو آپ سے یہ request ہے کہ اس کا ایک گھنٹہ ٹائم اور بڑھا یا جائے یا دو، تین سوال ایک دن میں شامل کئے جائیں۔ دوسری میری بات یہ ہے کہ میرے سوال نمبر 1703 کے جواب میں فلور ملوں کی انہوں نے تفصیل بتائی ہے۔ فلور مل جو میرے علاقے میں ہے اس سے 13936 بوری انہیں آٹا دیا جاتا ہے۔ وزیر صاحب اس کا ریکارڈ منگوائیں کہ یہ آٹے کی پسائی بغیر electricity کے ممکن ہے کیونکہ وہ فلور مل چلتی نہیں ہے اور اس کا کوٹا لئے جا رہی ہے۔ یہ ہمارے وزیر صاحب کو بیوروکریسی misguide کر رہی ہے اور ان کے ساتھ بیوروکریسی ملی ہوئی ہے اور مل کر یہ کرپشن کر رہی ہے اور اگر مل چلتی ہے تو انہوں نے بجلی کا بل بھی pay کیا ہو گا اور اگر بجلی کا بل pay نہیں کیا تو یہ بیوروکریسی اس کرپشن میں involve ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ مل بند ہے اور انہوں نے اس کا کوٹا mention کیا ہوا ہے یا تو اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا اگلی دفعہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بہت serious allegation ہے جو ہمارے معزز ممبر نے لگایا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو محکمہ خوراک نے جواب دیا ہے اس کے اندر ایک مل کا کوٹا وہ 13000 کا show کر رہے ہیں جبکہ وہ مل بند پڑی ہے اور وہ مل چل ہی نہیں رہی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ اس کے بجلی کے بل صرف منگوا لیں کہ پتا چل جائے گا کہ وہ مل چلتی ہے یا بند پڑی ہے اور چار نمبر پر الراعی نام کی مل ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے ابھی فائل بھیج دی ہے، یہ پہلے بتا دیتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسا کریں کہ منسٹر صاحب سے ملیں اور مل کر بتائیں کیونکہ یہ اتنا serious allegation محکمہ کے اوپر ہے منسٹر صاحب! جو next session آئے گا اس میں آپ نے اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ابھی بتائیں اور ابھی اس کا بتادیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ ابھی ان سے مل لیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے آخر میں اس غلطی کو تسلیم کیا اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے رویے اسی انداز میں ہونے چاہیئں کہ جس اہم منصب پر وزیر موصوف صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو اس منصب کا تقاضا بھی یہ ہے کہ پوری عوام کی نظریں ان کی طرف ہیں کہ اگر ہم سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہیں گے تو ایک اچھی روایت رکھی جائے گی۔ میں ان کی بے حد مشکور ہوں۔ بہت شکریہ

جناب جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب!

جناب جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرا ایک سوال تھا اس کا نمبر 1679 ہے۔ اس میں ہمارے ضلع خوشاب میں غریب کسانوں کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ ایک تو مل والوں نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس سوال کو بھی pending کر دیتا ہوں کیونکہ وقفہ سوال ختم ہو چکا ہے اور آپ in the meanwhile minister کو مل کر اس کے متعلق بات کر لیں۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب نے پہلے کہا ہے اس لئے اس کے بعد میں شیخ صاحب! آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، خواجہ عمران نذیر!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ گریڈ 18 کی کچھ اسامیوں کے لئے جو پنجاب پبلک سروس

کمیشن نے tests لئے تھے ان میں صرف 77امیدوار پاس ہوئے اور اب بھی 155اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! میری بات ذرا سن لیں کہ بات تو آپ ٹھیک کر رہے ہیں لیکن جب ایک رپورٹ lay ہوتی ہے تو اس میں under rules 131 discussion ہوتی ہے، جب وہ discussion ہو گی تو آپ ضرور اس کو point out کریں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! پانچ اور سات سال سے ہم بھی اخبار دیکھ دیکھ کر تھک گئے تھے کہ پڑھے لکھے پنجاب میں اربوں روپے کے اشتہارات آ رہے تھے۔اس کے باوجود حال یہ ہے کہ ہمارے پنجاب کا تعلیمی نظام اسی طرح تباہی کا شکار ہوا ہے اور اس میں اس نے وجہ بتائی ہے کہ جو ٹیچر کی بھرتی ہوئی ہے وہ انتہائی ناقص پالیسی کے تحت ہوئی ہے اور اس میں کسی چیز کا دھیان نہیں رکھا گیا اور کوئی پتا نہیں ہے کہ کس subject کا ٹیچر کہاں بھرتی ہو گیا ہے تو kindly جو پیچھے ہو گیا ہے اس کو ختم کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اس کو بڑی سوچ و بچار اور بڑی سنجیدگی سے لیا جائے کیونکہ یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے تاکہ ہم سب مل جل کر اپنی آنے والی نسل کو کوئی اچھا نظام دے سکیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ آبپاشی کے عملہ اور ٹھیکیدار کی ملی بھگت سے بھل صفائی کی آڑ میں کسانوں کا استحصال

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک اہم معاملے پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آج کل نہروں کی بھل صفائی ہو رہی ہے۔مجھے جو کچھ بتایا جا رہا تھا میں نے اس پر یقین نہیں کیا بلکہ میں نے خود جا کر physically نہریں چیک کی ہیں۔اب میں اپنے حلقے کی نہروں کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ بھل صفائی کے لبادے میں کروڑوں روپیہ کھایا جا رہا ہے۔یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ اس میں محکمہ آبپاشی کے تمام لوگ ملے ہوئے ہیں۔باقاعدہ silt جمع کی جاتی ہے پھر زمینداروں کو اکٹھا کر کے انھیں بتایا جاتا ہے کہ جہاں سے تمہارے پانی کا ڈسچارج شروع ہوتا ہے اگر تم وہاں سے یہ silt ہٹانا چاہتے ہو

تو اتنا پیسا دو۔میں خود موقع پر گیا ہوں اور وہیں کھڑے ہو کر چیف انجینئر لاہور سے بات کی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟انھوں نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں-اس کی ground reality یہ ہے کہ پتا نہیں کس زمانے کی مشینری بھیج کر اسے سڑکوں کے کنارے چلا دیا جاتا ہے تاکہ ارباب اختیار یہ دیکھ کر خوش ہو جائیں کہ نہروں کی صفائی ہو رہی ہے لیکن موقع پر نہروں کی صفائی نہیں ہو رہی-اب پانی آنے میں صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں، یہ اتنی بڑی زیادتی ہے کہ لوگوں کو سارا سال اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔میں چاہتا ہوں کہ آپ حکومت کو ہدایت دیں کہ یہ فوری طور پر موقع پر جا کر دیکھیں کہ جان بوجھ کر ریت اور بھل کے پہاڑ کیوں لگائے جا رہے ہیں اور صفائی کیوں نہیں ہو رہی؟آپ یقین کریں نہروں کے اندر ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔۔۔(شور وغل)

MR. DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

شیخ علاؤالدین: جان بوجھ کر بڑے بڑے سپیڈ بریکر بنائے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں کو پانی نہ ملے اور پھر محکمہ اس سے اپنی آمدنی بنائے-وہ بے چارے لوگ مجبور ہیں۔آخر انھوں نے اپنے بچے بھی پالنے ہیں، جب وہ اپنا پانی گزارنے کے لئے کچھ کرتے ہیں تو پھر ان پر لاکھوں، کروڑوں روپے تاوان ڈالتے ہیں-پھر اریگیشن ریسٹ ہاؤس میں بیٹھ کر ان کی negotiation meetings ہوتی ہیں اور وہاں کروڑوں روپے کے تاوان پر بات ہوتی ہے-لہذا میری استدعا ہے کہ ابھی نہریں بند ہیں اس لئے اس معاملے کے حل کے لئے فوری طور پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور ہر ایم پی اے کو بھی چاہئے کہ وہ دیکھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ہم بعد میں تو شور مچاتے ہیں کہ فصل نہیں ہو رہی لیکن میں تو کہتا ہوں کہ اصل میں کسانوں کو محکمہ آبپاشی کھا رہا ہے اور انھیں تباہ کر رہا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے اس کی بات نہ کر لیں؟

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!میں بھی اسی سے related بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!آج جو آٹے اور گندم کے بحران پر بحث اور گرما گرمی ہو رہی تھی۔ اب گندم کی نئی فصل آنے والی ہے لیکن ابھی تک کھاد کا بحران جاری ہے۔کھاد فیلڈ میں تو آ چکی ہے

لیکن اس کی تقسیم غیر منصفانہ ہو رہی ہے-ابھی تک چھوٹے کاشتکاروں کو کھاد مہیا نہیں ہو رہی-لہذا آپ کی وساطت سے متعلقہ وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اس کی مانیٹرنگ اور تقسیم کے لئے جو ٹیمیں بنائی گئی ہیں ان میں کسانوں کے نمائندے بھی شامل کئے جائیں تاکہ چھوٹے کاشتکاروں کو بھی کھاد مل سکے-ابھی جو ٹیمیں بنائی گئی ہیں وہ سرکاری ملازمین پر مشتمل ہیں اس لئے اب بھی وہی ڈیلر حضرات وہاں سے کھاد لے کر بلیک مارکیٹنگ کر رہے ہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بہت important مسئلہ ہے-

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو نکتہ اٹھایا ہے میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں-اگر آپ دیکھیں تو ہمارے ملک میں potential کی کمی نہیں ہے It's a matter of organization ہم اسے صحیح طریقے سے organize نہیں کر سکتے جس وجہ سے ہمیں ایک بحران کے بعد دوسرے بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے-آپ دیکھیں کہ ابھی ہم اس مسئلے کو صرف bracket کرتے ہیں کہ کھاد کاشتکاروں کی ضرورت ہے-میں ادب کے ساتھ اس سے اختلاف کرتا ہوں کہ یہ کاشتکاروں کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی زمانے میں black gold تیل کا ایک weapon ایجاد ہوا تھا اسے counter کرنے کے لئے خوراک کا weapon استعمال ہوا اس لئے یہ صرف کاشتکاروں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس ملک کی بقا کا مسئلہ ہے-اس طرح تو یہاں پر کھانے کے لئے کچھ نہیں ہو گا-اب گندم کو کھاد دینے کے لئے یہی ہفتہ دس دن ہیں-ہر جگہ کھاد کی کمی ہے، پرسوں ترسوں بھی ہمارے وفاقی وزیر زراعت نذر گوندل صاحب ملتان گئے ہوئے تھے-وہ کہتے ہیں کہ کھاد کی کمی نہیں ہے بلکہ صرف distribution درست طور پر نہیں ہو رہی ہے۔ ملتان میں صرف دو جگہوں مخدوم رشید اور ایک یوٹیلٹی سٹور پر کھاد فروخت ہو رہی ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ چند مخصوص اداروں کی اجارہ داری کیوں بنا دیتے ہیں؟ یہ تو پورے ملک کی معیشت کا مسئلہ ہے، آپ کا مسئلہ ہے، میرا مسئلہ ہے-اگر کھاد مہیا نہیں ہو گی تو جس کاشتکار نے گندم کاشت کی ہے شاید اس کے سال کے خرچے کے لئے تو اس کی گندم پوری ہو جائے گی مگر جو لوگ صرف اس بات پر depend کرتے ہیں کہ وہاں سے گندم آئے گی لیکن جب ہمارے ملک میں گندم کی پیداوار کم ہو گی اور شہروں میں نہیں آئے گی تو پھر ان کا کیا بنے گا؟ اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ سب سے اہم مسئلہ ہے اس لئے اس پر

خصوصی توجہ دینی چاہئے یہ ملک کی بقا کا مسئلہ ہے، یہ ملک کی معیشت کا مسئلہ ہے، یہ صرف کاشتکاروں کا مسئلہ نہیں بلکہ ہم سب کا مسئلہ ہے۔شکریہ

جناب احمد خان بلوچ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بلوچ صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں، پہلے ان کی بات سن لی جائے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے جو issue اٹھایا تھا ابھی اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ cross issues شروع ہو گئے ہیں جیسے آپ نے مہربانی فرمائی تھی میں بھی عرض کرتا ہوں کہ معزز ممبران کو cross issues نہیں کرنے چاہئیں۔ میں نے نہروں اور پانی کے متعلق ایک انتہائی اہم مسئلہ اٹھایا لیکن اسے کھاد کے ساتھ Co-relate کر دیا گیا۔میں نے جو بات پہلے کی تھی اس پر آپ کا فیصلہ چاہتا ہوں کہ حکومت اس پر بات کرے اگر پانی نہیں ہو گا تو پھر کچھ بھی نہیں ہو گا۔نہروں میں پانی آنے میں صرف تین چار دن باقی رہ گئے ہیں۔یہ بہت بڑا issue ہے لہذا پہلے اس پر بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بلوچ صاحب! کیا آپ بھی اسی issue پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب احمد خان بلوچ:جی، میں بھی اسی issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں بھی شیخ صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں۔انھوں نے ٹھیک کہا ہے لیکن میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ٹھیکیدار بھل صفائی کے کروڑوں روپے کے ٹھیکے لیتے ہیں۔انھوں نے بھل اٹھا کر باہر رکھنی ہوتی ہے لیکن اس میں خاص طور پر دیہی علاقوں میں زیادتی ہو رہی ہے کہ جہاں metal roads بنی ہیں وہ بھل اٹھا کر ان metal roads پر رکھ رہے ہیں حالانکہ ان کا ٹھیکہ یہ ہے کہ وہ یہ بھل metal roads سے ایک طرف رکھیں گے۔انھوں نے تو سڑکیں بند کر دی ہیں۔آپ موقع پر جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں دو بیل گاڑیاں بھی نہیں گزر سکتیں بلکہ وہاں تو آدمیوں کا آنا جانا بھی بند ہو گیا ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ اگر وزیر آبپاشی بیٹھے ہیں تو انھیں ہدایت کریں کہ وہ metal roads صاف رکھیں چونکہ وہاں پر لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر!میں دوسری یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نہروں میں پانی نہیں ہے۔نیچے کا پانی کڑوا ہے اس لئے ٹیوب ویل چلانا بھی مشکل ہیں، کھاد بھی نہیں مل رہی اس سے گندم کو بہت زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے۔جہاں میٹھے پانی ہیں اور ٹیوب ویل لگے ہیں تو وہاں بجلی نہیں ہے۔لہذا ہم دیہی علاقے کی طرف سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہمیں دن میں بے شک تین چار گھنٹے بجلی دے دیں کافی ہے لیکن ہمیں ٹیوب ویل کے لئے رات کو بجلی مہیا کریں تاکہ ہم گندم کو پانی لگا سکیں ورنہ گندم کی پیداوار بہت کم ہو جائے گی۔لہذا میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ ان دونوں چیزوں کا خیال رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر آبپاشی تو موجود نہیں ہیں لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ جواب دینا چاہتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): شکریہ۔جناب سپیکر!معزز ممبران نے بہت اہم issue raise کیا ہے، ہمیں فوری اس پر notice لینا ہے۔لہذا میں آپ کی وساطت سے استدعا کرتی ہوں کہ دونوں معزز ممبران وزیر آبپاشی کو ان کے چیمبر میں مل لیں تو فوری طور پر اس مسئلے پر غور کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔بھل صفائی میں صرف دو تین دن باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد تو اس کی افادیت ہی ختم ہو جانی ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!میں پہلے ان کی بات سن لوں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!میرے حلقے کا ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے کہ ضلع خوشاب میں 14۔ارب روپے کی لاگت سے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے بھل صفائی والی بات ہو جائے پھر آپ بات کر لیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!یہ بھی اسی سے متعلقہ بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیے!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!ان ٹیوب ویلوں کے بجلی کے بل ادا نہیں کئے گئے جس وجہ سے یہ بند ہو چکے ہیں اور کروڑوں ایکڑز مین جو آباد کی گئی تھی اور اس پر ہر قسم کی فصل کاشت کی جا سکتی

تھی وہ بنجر ہو رہی ہے۔اب محکمے نے تین ماہ سے بجلی کے بل ادا نہیں کئے اور وہ ٹیوب ویل بند ہیں۔اس طرح ورلڈ بنک کی امداد سے جو 14۔ارب روپے لگائے گئے تھے وہ بالکل ضائع ہو رہے ہیں اور وہ زمین دوبارہ بنجر ہو جائے گی۔لہذا حکومت سے درخواست ہے کہ جلد از جلد بجلی کے بل کئے جائیں تاکہ وہ ٹیوب ویل چلائے جا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اعجاز شفیع صاحب!کیاآپ بھی بھل صفائی کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع:جی،ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنی چاہتاہوں کہ ابھی میری محترمہ بہن فائزہ احمد ملک،پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے فرمایاہے کہ دو ممبران وزیر آبپاشی کے chamber میں آ جائیں تو یہ دو ممبران کا مسئلہ نہیں ہے۔شیخ صاحب نے جو issue raise کیاہے یہ بہت ہی sensitive issue ہے۔اگر وزیر صاحب کسی اور مسئلے میں الجھے نہیں ہوئے تو انھیں بلا لیں تاکہ وہ اس پر اپنی policy statement دیں۔ہمارے ملک کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے۔اگر تین چار دن بعد اس پر بات ہوتی ہے تو اس کا پھر کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔آپ سیکرٹری زراعت اور آبپاشی کو بلائیں اور وزیر صاحب اس بارے میں آج ہی کوئی policy statement دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ بات تو صحیح ہے کہ یہ معاملہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔شیخ صاحب نے بہت اچھا point out کیا ہے کہ تین چار دن بعد پھر اس کی افادیت ختم ہو جانی ہے اور جس مقصد کے لئے حکومت اتنا پیسا لگا رہی ہے پھر وہ مقصد فوت ہو جائے گا۔پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!اگر منسٹر صاحب موجود ہیں تو ان سے بات کر کے اسی اجلاس کے اندر ہی بتائیں کہ اس وقت کیا ہو رہا ہے،کیا پوزیشن ہے؟شیخ علاؤالدین صاحب،بلوچ صاحب اور دوسرے جس جس ممبر نے اس حوالے سے بات کی ہے ان سب سے بات کر کے حکومت کی جو بھی پالیسی ہے وہ آپ sitting of the Assembly کے درمیان ہی آ کر بتائیں۔بہت شکریہ۔جی،شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ:جناب والا!گزارش یہ ہے کہ آپ ذرا خود اس کا نوٹس لیں کہ ایک طرف تو لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بجلی نہیں مل رہی،دوسری طرف سے نہروں میں پانی بند ہے،تیسرا گندم کے لئے کھاد نہیں مل رہی جبکہ اس وقت گندم کا دانہ بن رہا ہے۔کاشتکاری سے جو لوگ بھی منسلک ہیں یہ

بات ان کے تجربے میں ہے کہ اگر دو دن پانی نہ ملے تو تقریباً25 فیصد گندم ختم ہو جاتی ہے اور اگر اسے ایک ہفتہ پانی نہ ملے تو50 فیصد گندم ختم ہو جاتی ہے۔ دانہ تو ہوتا ہے لیکن وہ بہت چھوٹا ہوتا ہے، باریک ہو جاتا ہے جس سے output میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ بلوچ صاحب نے کہا ہے کہ جہاں پر subsoil کے لئے brackish water ہے وہاں پر آپ ٹیوب ویل بھی نہیں چلا سکتے۔ اگر وہ پانی فصل کو لگائیں تو ساری زمین خراب ہو جاتی ہے۔ اس وقت ہمارے ملتان میں بھی ساری نہریں بند ہیں۔ پانی بھی نہیں، بجلی بھی نہیں اور کھاد بھی میسر نہیں ہے تو پھر آپ خود اندازہ کریں کہ آپ کی پیداوار کیا ہو گی؟ یہ پورے ملک کا بحران ہے اس لئے اس کا فوری نوٹس لیں۔ It should be decided within a day or two. تاکہ اس مسئلے پر قابو پایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے سوموار والے دن کھاد کے issue پر بولنے کی جسارت کی تو سپیکر صاحب نے فرمایا کہ اس پر debate کے لئے ایک دن رکھا جائے گا جو کہ ایڈوائزری کمیٹی میں discuss ہو چکا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک اہم معاملہ ہے اگر ہم اس پر debate رکھیں گے تو debate کے بعد کوئی فیصلہ ہو گا اور پھر اس پر کوئی implementation ہو سکے گی اور اس طرح اس کی افادیت اگلے سال تک ہی ہو سکے گی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت قائمہ کمیٹیاں موجود ہیں۔ ہمارے پاس زراعت کی مجلس قائمہ موجود ہے، ہمارے پاس مجلس قائمہ برائے آبپاشی موجود ہے۔ ان کو directions دیں کہ وہ فوری طور پر ان معاملات کو take up کریں۔ اس وقت زیادہ تر ممبران لاہور میں موجود ہیں۔ اگر کسی کمیٹی کے ذمے یہ issue لگا دیا جائے اور وہ تین دن کے اندر اندر ہاؤس میں رپورٹ پیش کرے کہ کھاد کے issue کو حل کرنے کے لئے immediate steps کیا لئے جا رہے ہیں؟ جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ اس وقت کھاد کی allocation کا issue ہے۔ پانی کا مسئلہ بھی ہے اور بجلی کا معاملہ تو وفاقی حکومت سے متعلق ہے۔ ہم اس بارے میں قرار داد بھیج سکتے ہیں۔ آج ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے تیسرا دن ہے۔ پنجاب کی دیہاتی عوام جن کا میں نمائندہ ہوں وہ اس وقت کھاد کے لئے ترس رہے ہیں۔ مجھے اپنے حلقے سے ٹیلیفون آتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ آپ وہاں اسمبلی میں بیٹھے کیا کر رہے ہیں؟ ادھر ہمارے پاس کھاد ہی نہیں ہے تو اس پر دو یا تین دن سے زیادہ وقت نہ لگائیں۔ ہمارے پاس already کمیٹی موجود ہے ان سے کہیں کہ ہفتے یا سوموار تک یا جو بھی آپ مناسب سمجھیں وہ وقت مقرر کر دیں اور اس کمیٹی کو

ہدایت کریں کہ کھاد کی availability and distribution کو within a week یقینی بنایا جائے۔یہ بہت critical time ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بڑی اچھی بات point out کی ہے لیکن ہم نے business of the House کو بھی آگے چلانا ہے اور اس وقت سوا بارہ ہو چکے ہیں۔میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو یہ نہیں کہا کہ وہ اس کا جواب کل لے کر آئیں بلکہ میں نے ان سے کہا ہے کہ کوشش کریں کہ آج ہی اس پر کوئی policy statement دیں تاکہ ہم اس پر فوری طور پر عمل کر سکیں۔ڈاکٹر صاحب! کیا آپ بھی کھاد کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جی،ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،آپ بھی بات کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! کھاد کے حوالے سے میری درخواست یہ ہے کہ کل بھی میرے حلقے میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا کہ لوگ کھاد کے لئے لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ناظم شاہ صاحب نے جو دو points بتائے ہیں کہ مخدوم رشید اور یوٹیلٹی سٹور جو کہ کینٹ ایریا میں ہے وہاں پر distribution points ہیں۔اگر distribution points بڑھا دیئے جائیں تو اس سے بہتری آ سکتی ہے۔وفاقی اور پنجاب حکومت مل کر اس حوالے سے کوئی فارمولا طے کر لیں۔کھاد پوری آ رہی ہے لیکن proper distribution نہیں ہو رہی۔تو میری اس میں تجویز ہے کہ اگر یونین کونسل کی سطح پر اس کے distribution points بنا دیئے جائیں تو اس سے حالات ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ہمارے پاس محکمہ زراعت اور یونین کونسل کا ایک پورا structure ہے۔اگر اس set up کو استعمال کرتے ہوئے یونین کونسل level پر کھاد کی distribution دے دی جائے تو پھر یہ لڑائی جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں اور ہمارا یہ distribution والا معاملہ حل ہو سکتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ساری باتیں اہم ہیں اور ہاؤس کا business بھی بہت اہم ہے۔میں نے اس کو بھی لے کر چلنا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔وزیر قانون صاحب کو بات کر لینے دیں کیونکہ وہ کھڑے ہوئے ہیں۔اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پانی اور کھاد کی shortage سے متعلق چار پانچ ممبران نے جو باتیں کی ہیں، انھوں نے جو arguments پیش کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان سے بالکل انکار نہیں ہے، ان میں بڑا وزن ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: رانا صاحب! مہربانی کر کے ذرا اونچی آواز میں کہہ دیں کیونکہ مجھے سننے میں problem ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شاہ صاحب! آپ seat میرے پاس لے آئیں۔ (قہقہے)

تو میں آپ کی وساطت سے شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کھاد اور پانی کی shortage پر چار پانچ ممبران نے جو باتیں کہی ہیں وہ بڑی وزنی ہیں، ان کے arguments سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ پانی سے متعلق معاملے پر پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے جواب دیا ہے اور انھوں نے وعدہ بھی کیا ہے کہ جن ممبران نے پانی سے متعلق باتیں کہی ہیں ان کی وہ راجہ ریاض، سینئر منسٹر صاحب سے میٹنگ کروائیں گی۔ دوسرا معاملہ کھاد سے متعلق ہے۔ اس حوالے سے عرض یہ ہے کہ اگر ہم یہ سارا معاملہ متعلقہ محکمہ اور اس کے آفیسروں کے حوالے کرتے ہیں تو اس پر بھی اعتراض آ رہا ہے کہ اس میں منتخب ممبران کی involvement نہیں ہے۔ اب اگر ہم منتخب ممبران کو کوئی کردار دیتے ہیں تو اس پر بھی پھر اعتراض آ جاتا ہے۔ میں نے ایک رات کسی چینل پر خود سنا ہے، وہاں پر یہی propaganda ہو رہا تھا کہ وہ ایم این اے کی چٹیں لے کر آ رہے ہیں اور کھاد لے رہے ہیں، وہ ایم پی اے کی چٹیں لے کر آ رہے ہیں اور کھاد لے رہے ہیں۔ باقاعدہ انہوں نے شاہ صاحب سے ٹیلیفون کے ذریعے live بات بھی کی تھی اور کہا کہ آپ کی چٹوں پر کھاد دی جا رہی ہے۔ یعنی اس پر بھی تنقید کی جاتی ہے تو اس لئے میرا یہ خیال ہے کہ سیکرٹری زراعت کو آج، کل یا پھر جو بھی آپ مناسب سمجھیں، جو وقت معزز ممبران کے پاس ہو اس کے مطابق میں انھیں بلا لیتا ہوں۔ میرے چیمبر میں بیٹھ کر اپنے arguments اور دلائل کے مطابق اس پالیسی میں یہ جس طرح کی تبدیلی چاہتے ہیں حکومت اس کو لانے کے لئے تیار ہے کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ جلد از جلد حل ہو۔ اس کا نہ صرف کاشتکاروں بلکہ پورے صوبے اور ہم سب کو نقصان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام ممبران سے گزارش ہے کہ پہلے میری عرض سن لیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!آپ پہلے میری گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ کا مسئلہ تو بھل صفائی کے حوالے سے تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی بات اٹھائی جاتی ہے تو اس کو cold storage میں لگانے کے لئے کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ منسٹر صاحب سے جا کر مل لیں۔ میں کسی کی دل آزاری نہیں چاہتا لیکن میں صرف ایک مثال دوں گا جو اس ایوان کے لئے بھی بہت ضروری ہے وہ مثال میری اپنی ہے کہ اسی ہال میں سپیکر صاحب نے حج کوٹاپر ایک کمیٹی بنائی جس میں مجھے بھی غلطی سے ممبر بنا دیا گیا۔وزیر آبپاشی سے یہ کہا گیا کہ آپ وفاقی حکومت سے بات کر کے بتائیں گے۔ حج ہو گیا، وقت گزر گیا لیکن آج تک کمیٹی کی میٹنگ ہوئی نہ کچھ اور ہوا۔اسی طرح یہ جو بھل صفائی اور پانی والا مسئلہ ہے اگر اس پر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو آج ایک مہربانی فرما کر اس قوم پر رحم فرما کر رولنگ دے دیں کہ یہ جتنی بھل صفائی ہو رہی ہے اس کی اس وقت تک کوئی ادائیگی نہ کی جائے جب تک اس کی باقاعدہ کوئی ٹیم monitoring نہ کرے۔وہ ٹیم آپ چاہے جہاں سے مرضی لے آئیں، چاہے اللہ پاک سے لے آئیں لیکن اس ٹیم کی monitoring کے بغیر اس کی payment روک دی جائے ورنہ یہاں کا کسان تباہ ہو جائے گا اور اس طرح سے کروڑوں روپے ضائع ہو جائیں گے۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس طرح سے کسی کے پاس جا کر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔یہاں جو بات کرنی ہے کر لیں کیونکہ میں practically دیکھ کر آیا ہوں، میں اس کی ڈرائینگ بنا کر دے سکتا ہوں جو ظلم یہ کر رہے ہیں۔پہاڑ بنا رہے ہیں نہروں کے اندر پھر وہیں بیٹھ کر negotiation meetings کرتے ہیں۔"اچھا ہن اینوں اینہاں گھٹائیے تے کنے پیسے" اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس پر آپ کچھ نہ کریں، ایک فرشتوں کی monitoring team لائیں وہ جا کر دیکھ لے اور اگر اس کو پاس کر دے تو ان کو بل دیں ورنہ کوئی پیسے نہ دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح میں نے پہلے بات کی تھی کہ آپ ہاتھ کھڑا کریں میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ایسے ہی کھڑے ہو جانا مناسب نہیں ہے اور یہ House کے decorum کے بھی خلاف ہے۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔آپ بات کریں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب والا!یہ چونکہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ایک تو انہوں نے بھل صفائی کے متعلق monitoring کی بات کی۔ تین دن کے بعد پانی آ جائے گا اس کے بعد

monitoring ممکن نہیں ہو گی کیونکہ پانی آنے کے بعد ہر چیز ملیا میٹ ہو جائے گی۔ دوسرا کھاد کا معاملہ ہے یہ انتہائی اہمیت اور ضرورت کے دن ہیں۔ صرف اتنی رولنگ ضرور فرمادیں کہ اگلے اجلاس میں جتنے بھی اضلاع ہیں ان کی سپلائی اور ڈیمانڈ کا ریکارڈ ضرور floor پر پیش کیا جائے۔ جتنی بھی فرٹیلائزرز کمپنیاں ہیں ان کا ریکارڈ ضرور پیش کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا!ایک ہی ممبر ایک ہی topic پر دس دس بار بات کر رہا ہے۔ یہ غلط طریق کار ہے۔ اگر ایک ممبر ایک topic پر بات کرے تو صرف ایک ہی بار کرے تاکہ یہاں پر جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں سب کو بات کرنے کا موقع ملے۔ میں بار بار آپ سے کہہ رہی ہوں، request کر رہی ہوں کہ آپ مجھے ٹائم دیں لیکن آپ فرمارہے ہیں کہ جی، آپ بولیں اور اس کے بعد آپ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کو میں نے floor دے دیا ہے، اب آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا!میں بھی بھل صفائی کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ گورنمنٹ کی اس وقت جو پالیسی ہے اور اس میں کروڑوں روپے کے ٹھیکے بھی دیئے جاتے ہیں اس میں یہ بھی دیکھیں کہ جن علاقوں میں tail تک پانی نہیں پہنچتا وہاں پر جو بھل صفائی کی جاتی ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟ مزید یہ کہ بھل صفائی کو چیک کرنے کے لئے monitoring committees بنائی جائیں اور اس میں وہاں کے کاشتکاروں کو شامل کیا جائے۔ یہ نہیں کہ آپ لاہور سے لے لیں، فیصل آباد سے لے لیں اور اسلام آباد سے لوگوں کو لے لیں۔ وہاں کے مقامی لوگوں کو اس کمیٹی میں شامل کریں تاکہ وہ ساری چیزوں کو چیک کریں۔ اس کے بعد ان کے بل پاس کئے جائیں۔ کھاد کے حوالے سے آپ دیکھیں، ہمارے بہاولنگر میں کھاد کی یہ صورتحال تھی کہ ہمارے ایم این اے ممتاز عالم گیلانی صاحب وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پی۔اے ظفر چشتی صاحب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے جس جس کو سو سو بوریوں کی چٹ بنا کر دی ہے صرف ان کو کھاد ملی ہے۔ جناب! میں آپ سے بات کر رہی ہوں پلیز، میری بات غور سے سنیں۔

ہمارے ایم پی اے بسرا صاحب کو سو بوریاں ان کے گھر پر پہنچائی گئی ہیں، یہ R.M کی وہاں پر کارکردگی ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ غریب غرباء صبح سے لے کر شام تک اپنا کام کاج چھوڑ کر، اپنا سارا کاروبار چھوڑ کر لائنوں میں لگے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود انہیں کھاد کی بوریاں نہیں مل سکیں، جن کی

تھوڑی زمین تھی ان لوگوں کو تو بالکل ہی نہیں ملیں۔اس کے علاوہ جن لوگوں نے دو دو، تین تین سو بوریاں لی ہیں انہوں نے بھی بلیک میں فروخت کی ہیں۔ان کو monitor کرنے کے لئے کوئی ٹیم نہیں تھی۔اگر یہی صورتحال رہی تو حقیقت میں کھاد کی ضرورت تو اس وقت ہے، کاشت کاری تو اب ہو رہی ہے۔اگر in time اس چیز کو نہ چیک کیا گیا تو میرا خیال ہے کہ آئندہ آپ خوراک سے بھی محروم رہ جائیں گے۔وہاں پر پانی ہے، ٹیوب ویل کو چلانے کے لئے بجلی ہے اور نہ ہی وہاں پر کھاد مل رہی ہے۔ بھل صفائی کے حوالے سے بھی جو یہ فراڈ ہو رہا ہے یہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ میری یہ کوشش ہے کہ monitoring team میں متعلقہ لوگوں کو شامل کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی وہاں کے نمائندوں کو بھی اس میں شامل کریں تاکہ وہ اس کی بہتر رپورٹ پیش کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دو منٹ کے لئے تمام معزز اراکین میری بات سن لیں۔ اس کے اندر جو anxiety ہے وہ تمام ممبران کے اندر نظر آ رہی ہے اور بہت اچھے طریقے سے point out کیا گیا ہے۔اب اگر ہم اس پر خالی بحث ہی کرتے رہے تو اس کا کوئی حل نہیں نکلے گا۔ ہم اس کے حل کی طرف آ جائیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح میں نے محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے کہا تھا کہ مجھے آج ہی بھل صفائی کے حوالے سے جواب چاہئے۔ابھی مجھے ان کا پیغام ملا ہے کہ اس سلسلے میں راجہ ریاض صاحب خود آ رہے ہیں۔Let him come ان کی موجودگی کے اندر آج ہی اس Issue کو take up کرتے ہیں اور ان کے سامنے جو بات کریں گے تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ جہاں تک کھاد کا مسئلہ ہے یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔

محترمہ آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے پہلے بات کرنے دیں۔ محترمہ بٹر صاحبہ تشریف رکھیں میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس طرح کھاد کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ میرے خیال میں اگر تو آج possible ہے تو سیکرٹری ایگریکلچر کو آج ہی یہاں پر بلایا جائے اور جن جن ممبران نے یہاں پر بات کی ہے ان سب کی ان کے ساتھ میٹنگ ہو اور اس کی ایک جامع رپورٹ اس اسمبلی کے اندر پیش کی جائے تاکہ اس پر عمل بھی ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر تمام ممبران اس طرح کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! کھاد کے معاملے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے جس کو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ head کر رہے ہیں اور ان کی اس سلسلے میں

روزانہ میٹنگیں بھی ہو رہی ہیں۔این ایف سی کو بھی انہوں نے بلایا ہے اس کے علاوہ انہوں نے وفاقی حکومت سے بھی رابطہ کیا ہے اور این ایف سی والے ان کی میٹنگ میں آئے بھی ہیں۔ کھاد کی improvement کے لئے انہوں نے جو اقدامات کئے ہیں اگر ان سے آپ کہیں گے تو وہ اس کی رپورٹ بھی پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کائرہ صاحب! بالکل صحیح بات ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں۔(قطع کلامیاں) معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ پہلے مجھے observation دینے دیں۔ اگر آپ اس سے agree نہیں کریں گے تو پھر میں آپ کی بات سن لوں گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جو بات میں کر رہا ہوں، میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ اس مسئلے کو آگے ڈال دیں یا کمیٹی بنا دیں، وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں ان کی رائے لے لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! جس طرح سے آپ نے فرمایا ہے۔ معزز اراکین یہاں پر موجود ہیں، ساڑھے تین بجے سیکرٹری ایگریکلچر کمیٹی روم "اے" میں موجود ہوں گے اور وزیر زراعت کا بھی میں پتا کرواتا ہوں وہ اگر موجود ہوئے تو وہ بھی آ جائیں گے۔ میں بھی یہاں پر موجود ہوں گا۔ تو یہ تمام ممبران ساڑھے تین بجے کمیٹی روم "اے" میں آ جائیں اور کھاد کے متعلق جو مسئلہ ہے اس کو discuss کر کے کوئی بہتر حل نکال لیں گے۔اس کے علاوہ ہمارے جو اپوزیشن کے ممبران بیٹھے ہیں ان کو میں خصوصی طور پر اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس بارے میں کوئی contribute کرنا چاہیں تو وہ بھی وہاں پر تشریف لے آئیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری عبدالوحید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے میری بات سن لیں۔ میں نے دیکھنا ہے کہ جو دوست پہلے کھڑے ہیں جیسے لغاری صاحب پھر اس کے بعد میاں صاحب پھر اس کے بعد آمنہ بٹر صاحبہ پھر چودھری جاوید صاحب ان کے بعد پھر آپ کی باری ہو گی۔

چودھری عبدالوحید: جناب والا! مجھے ایک منٹ دے دیں، میں نے ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔

چودھری عبدالوحید: جناب والا! اس طرح سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کھاد کی پیداوار وفاقی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ غلطی اس میں یہ ہوئی ہے کہ جہاز کراچی کی بندرگاہ پر

آنے تھے اس طرح کھاد تین دن کے اندر پنجاب میں آ جانی تھی۔ غلطی یہ ہوئی کہ جہاز گوادر کی بندرگاہ پر چلے گئے ہیں۔ یہ جو کمیٹی بنی ہے یہ فوری طور پر وفاقی وزیر پیداوار، وفاقی سیکرٹری زراعت سے رابطہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اتنے سمجھدار پارلیمنٹیرین ہیں، آپ میری بات سنیں۔ ایک سیکرٹری آ رہا ہے وزیر موصوف ساتھ بیٹھ رہے ہیں یہ suggestions اگر آپ ان کو دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا تاکہ اس House کو ہم آگے چلا سکیں۔ اگر اس پر عمل نہیں ہوتا تو پھر اس کے بعد آپ بات کریں۔

چودھری عبدالوحید: مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مہربانی، اب انہوں نے ساڑھے تین بجے کا وقت مقرر کیا ہے ان کے ساتھ آپ جا کر بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! جس وقت ہماری اسمبلی کا اجلاس دو دو، تین تین مہینے ہوتا ہی نہیں ہے۔ اگر آج سیکرٹری صاحب بیٹھ کر کوئی حکم صادر فرما دیتے ہیں تو کیا nature رُک جائے گی، گندم کے دانے نے ابھی بڑھنا ہے تو کیا وہ رک جائے گا کہ سیکرٹری صاحب کا حکم آیا ہے کہ تم رُک جاؤ تمہیں تین دن بعد کھاد مل جائے گی اور دس دن بعد پانی آ جائے گا۔ اس اسمبلی کو ہمیں regularly بلانا چاہئے۔ تین تین مہینے ہماری اسمبلی کا اجلاس نہیں ہوتا۔ نومبر میں ہمارا اجلاس ہوا اور یہ crisis دسمبر سے چل رہا ہے۔ کھاد نہیں مل رہی تھی، proper بھل صفائی نہیں ہو رہی تھی لیکن چونکہ اسمبلی کا اجلاس نہیں ہوتا اس کے علاوہ کوئی forum ہی نہیں ہوتا کہ جہاں پر کوئی issue raise کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، ہم نے اس کو general discussion بنا دیا ہے۔ یہ issue بہت بڑا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ دو دو، تین تین مہینے اسمبلی کے اجلاس نہیں ہوتے۔ یہ تو آپ کے اختیار میں ہے۔ دانے کی growth روکنا آپ کے اختیار میں نہیں ہے کہ تم دس دن رک جاؤ، دس دن بعد تمہیں کھاد ملے گی لیکن اس اسمبلی کا اجلاس بلانا تو آپ کے اختیار میں ہے۔ اسمبلی کے اجلاس باقاعدگی سے ہوں گے، عوامی نمائندے یہ مسئلے مسائل اس اسمبلی کے سامنے پیش کریں گے تو ان پر کوئی عمل ہو گا۔ good governance کے نعرے بڑے

لگائے جاتے ہیں یہ ساری چیزیں failure of governance ظاہر کر رہی ہیں کہ کھاد distribute نہیں ہو رہی، بھل صفائی نہیں ہو رہی۔ یہ اپوزیشن والے نہیں کہہ رہے بلکہ treasuryوالے دوست بھی کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب!آپ ان مسائل پر اسمبلی میں کوئی چیز لے کر آئے ہیں؟ یہ تو آج آپ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔اگر ہم آپ کے کہنے پر rules معطل کر کے کچھ بھی لے سکتے ہیں تو ہم اتنےimportant matter کو بھی لے سکتے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے کہنے پر پھر آپ دسمبر میں اسمبلی کا session بلا لیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف آپ کی بات نہیں کر رہا۔یہاں پر کسی بھی طرف سے جتنے ممبران بات کر رہے ہیں اگر اتنے بڑے issues تھے۔ ہم نے قواعد کو پس پشت نہیں ڈال دینا، کس نے moveکیا ہے؟(قطع کلامیاں)

لغاری صاحب! بات صرف اتنی سی ہے۔ایک issue raise ہوا،اس کا ہم نے نوٹس لے لیا اور اس کو ہم نے لمبا نہیں کیا۔.Minister for Irrigation is coming وہ بھی آکر reply دے دیں گے،Minister for Law, agriculture کو بھی دیکھ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ تمام ممبران جس جس کا یہ مسئلہ ہے وہ تمام stake holders آکر بیٹھ جائیں اور بات کر لیں۔اس کے اندر جو decisionہو گا وہ اسمبلی کے اندر بتا دیا جائے گا اور پھر اس پر عمل کرایا جائے گا۔(قطع کلامیاں)

یہ آج کے لئے بلایا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہو سکتا ہے کہ تین دن میں ساری بھل صفائی ہو جائے گی۔اگر آج Agriculture Secretary آکر decide کرتے ہیں کہ کھاد کی قلت کو دور کر دیا جائے گا تو کیا وہ الہ دین کے چراغ کے ساتھ یہ سارا ایک دو دن میں کر دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔ابھی ہاؤس کا business بہت زیادہ ہے۔ابھی Minister for Finance نے pre-budget speech بھی کرنی ہے اور اس کے علاوہ بھی ہم نے اپنا تمام کام ختم کرنا ہے تو اس لئے میرے خیال میں اس پر ابھی تک جو بات ہو چکی ہے That is sufficient۔جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے بڑا اچھا point raise کیا ہے۔

ہائے میرے قتل کے بعد کی اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زودِ پشیماں کا پشیماں ہونا

جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ 1970 میں اسمبلی کے ایک سو ستر working days ہوتے تھے اور اب ستر working days ہیں اور یہی نکتہ بار بار لغاری صاحب کے دورِ اقتدار میں اٹھایا گیا تھا۔ شکر ہے آج ان کو احساس ہوا ہے اگر یہ اس وقت احساس کر کے اسمبلی کا time period بڑھا دیتے، واقعی صحیح ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے تو بہت سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں تو اس لئے انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ پورے پانچ سال رہے ہیں اس وقت اس نکتے کو بھی اٹھا لیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! دو منٹ میں بات کر لیں، پھر میں نے آگے تحاریک استحقاق لینی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ آپ نے توجہ فرمائی ہے۔ ہم تو سمجھ بیٹھے تھے شاید ہم کوئی سوتیلے ہیں۔ آج زیر بحث بات بھل صفائی، کھاد کا نہ ملنا اور پانی کی کمیابی کے حوالے سے ایک ایسے موضوع پر بات کرنا چاہوں گا جو چھپے ہوئے ہیں، جو زیادہ نظر نہیں آ رہے۔ آج چونکہ محکمہ خوراک کے حوالے سے بھی یہاں ہاؤس میں discuss ہوتی رہی، ہم اس وقت تک غذائی خود کفالت حاصل نہیں کر سکتے جب تک مناسب مقدار میں کھاد فراہم نہ کی جائے۔ اس میں، میں تھوڑی سی یہ بھی عرض کر دوں کہ ہم نے اپنے کارخانے تو فروخت کر دیئے اور میں نے چیف منسٹر صاحب سے بھی ایک میٹنگ میں یہ بھی کہا تھا کہ جب تک ترقی پذیر ملکوں میں پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر دونوں ساتھ ساتھ نہیں چلیں گے کھاد جیسے معاملات حل نہیں ہو سکتے۔ اب ہمارے ہاں کھاد کی production تو پوری مقدار میں نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ کھاد درآمد کی جاتی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کھاد وفاقی حکومت نے درآمد کرنی ہے۔ وفاقی حکومت نے وقت پر کھاد درآمد کیوں نہیں کی ہے؟ جب دیر سے درآمد کی گئی ہے تو وہ گوادر میں dump کیوں کر دی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ کاشت کاروں کو کھاد نہیں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات پانی کی ہے۔ پانی کی کمیابی کی وجہ سے بھی ہم غذائی خود کفالت حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ پانی کی کمیابی کی بھی بہت ساری وجوہات ہیں، اس کی وجہ صرف بھل صفائی

نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ پانی کے جو وسائل میسر ہیں اس کی تقسیم میں discrimination ہے۔ہر صوبے میں الگ الگ water allowance مقرر ہے۔یہ لوگوں کے ساتھ discrimination کی گئی ہے۔ کہیں water allowance زیادہ ہے اور کہیں کم ہے۔ پانی کی کمیابی کا دوسرا factor بھارت کا ہے،اس نے دریائے چناب اور دریائے جہلم پر ڈیم اور بہت سارے ایسے project بنا دیئے ہیں جس کی وجہ سے وہ پاکستان کو روزانہ 8ہزار کیوسک پانی کم دے رہا ہے۔ یہ World Bank کی رپورٹ ہے اور یہ بھی توجہ طلب بات ہے کہ ہمارے وردی اور بوٹوں والوں نے اس پر توجہ کیوں نہیں دی کہ بھارت سے ہم اپنے حصے کا پانی حاصل کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!ادھر general discussion نہیں ہو رہی ہے۔پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!سب ہیڈ سے جو ٹیل نکلتی ہیں ان کی بھل صفائی ہو رہی ہے۔انجینئرنگ کے نکتہ نگاہ سے ٹھیک ہے اس میں لاکھوں کروڑوں روپے کا گھپلا ہو رہا ہے لیکن میں نے اس معزز ایوان میں جو point آپ کے گوش گزار کرنا ہے وہ یہ ہے کہ دریا کا ہیڈ جہاں سے نہر نکلتی ہے اس main line کی سو سال سے کسی نے بھل صفائی نہیں کی اور اس پر کبھی کسی نے بات بھی نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آپ کی بات record پر آ گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک جملے میں بات یہ ہے کہ یہ اصلاح احوال کیوں نہیں ہوتی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے:

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے
انجامِ گلستاں کیا ہوگا

بہت شکریہ۔جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاءاللہ۔جی،آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! کھاد کے سلسلے میں، میں بھی بات کرنا چاہوں گی کہ جب تک ہم elite culture and nepotism کا خاتمہ نہیں کریں گے تب تک یہ تمام مسائل حل نہیں ہوں گے۔ چنیوٹ کو اب ضلع کا درجہ بھی دے دیا گیا ہے وہاں پچھلے سات دن سے کھاد نہیں آئی ہے۔اگر distribution companies کو فون کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پورے پاکستان کو سپلائی

کرنی ہے، جس کا فون چلا جاتا ہے وہاں پر کھاد کی سپلائی ہو جاتی ہے۔ ایک standardized procedure ہونا چاہئے، جس میں تمام شہروں اور دیہات کے تمام areas کو priority دی جائے اور وہاں پر کھاد سپلائی کی جائے۔ اگلا ship 12 تاریخ کو آئے گا تب تک کاشت کار اور خاص طور پر چھوٹے کاشت کاروں کا کیا بنے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی لئے سیکرٹری ایگریکلچر کو بلایا گیا ہے آپ ساڑھے تین بجے جائیں، میٹنگ کریں اور وہاں پر یہ سارے points raise کریں اور اس کے بعد اسمبلی کے اندر اس پر بات ہو گی۔ آپ کا بہت شکریہ۔ جی، شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے ایک عرض کروں گا کہ گندم کے issue پر ہر طرح سے بات ہو رہی ہے جس میں پانی، کھاد اور ملوں کا issue بھی چل رہا ہے۔ آپ کی وساطت سے میری طرف سے حکومت کو ایک request ہے کہ دو ماہ میں تقریباً فصل mature ہونے والی ہے انہوں نے فروخت کے متعلق جو بھی پالیسی بنالی ہے یا بنانے والے ہیں اس کو واضح کریں تاکہ زمیندار کو قبل از وقت معلوم ہو جائے کہ اس ریٹ سے اس کی گندم فروخت ہو گی اور انہیں اس کی قیمت اس طرح حاصل ہو جائے گی تاکہ وہ اچھے طریقے سے اپنی فصل بیج سکیں۔ کوئی کاروباری یا بزنس مین فائدہ نہ اٹھا جائے اور اصل grower کو فائدہ ہو۔ اس میں، میں ایک request کروں گا کہ بھل صفائی کے حوالے آپ جو مرضی فیصلے کریں لیکن انہیں تھوڑا سا پابند کر دیں کہ بھل صفائی کے period کے اندر رہ کر یہ مکمل کریں تاکہ فصل کو جو دوسرا پانی ملنا ہے وہ ٹائم پر مل سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے شعر پڑھا ہے کہ:

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہو گا

ان کا اشارہ کس طرف تھا؟ کیا ان کا اشارہ پنجاب حکومت کی طرف تھا یا وفاقی حکومت کی طرف تھا؟ یہ وضاحت فرمادیں۔ (شیم، شیم)

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اشارہ کسی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر2 رائے عمر فاروق کھرل صاحب کی ہے جو آج تک کے لئے pending تھی۔ رائے صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک استحقاق دوبارہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں اس لئے ان کی تحریک استحقاق بھی pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے اور شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 08/999 ہے۔ جی، شیخ صاحب!

سابقہ تاریخوں کے stamp papers کی بآسانی دستیابی سے مقدمہ بازی کی بھرمار اور عوام کا جائیدادوں سے محروم ہونا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ زرعی اور سکنی جائیدادوں کے زیادہ تر مقدمات اور فراڈ کی بنیاد پرانی تاریخوں میں stamp papers کا بآسانی حصول ہے۔ یہ امر اس معزز ایوان کے لئے انتہائی لمحہ فکریہ ہونا چاہئے کہ مخصوص اشٹام فروشوں اور وثیقہ نویسوں کے پاس پچاس سال سے زائد تک پرانے stamp papers اب بھی منہ مانگی قیمت پر دستیاب ہیں۔ یہ امر بھی باعث حیرت ہے کہ فوت شدہ اشٹام فروشوں کے رجسٹروں میں اندراج ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ پرانی تاریخوں میں حاصل کردہ ان stamp papers پر زندہ اور مردہ جائیدادوں کے مالکان اور ان کے وارثان کو مسلسل مسائل اور خطرات کا سامنا ہے۔ بے شمار لوگ بیوائیں اور یتیم بچے اس بدنام مافیا جن گروہوں میں بڑے بڑے نام شامل ہیں جن کے ہاتھوں وہ کروڑوں کی جائیدادوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں۔ اس وقت ہزاروں سول / فوجداری مقدمات کی بنیاد

جس میں زیادہ تر specific performance suits اور declaratory suits خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور یہ سب پچھلی تاریخوں میں stamp papers کی دستیابی کی وجہ سے ہے۔ یہ امر بھی کوئی پوشیدہ نہ ہے کہ متنازعہ جائیدادوں کی خرید وفروخت کے ذریعے اربوں روپے کا ناجائز سرمایہ دھڑلے سے اکٹھا کیا جاتا رہا ہے اور مظلوم لوگ اپنے بزرگوں کی جائیدادوں کے بچاؤ میں کئی کئی دہائیوں سے عدالتوں کے دھکے کھا رہے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر صوبہ بھر میں تمام stamp papers کی فروخت چاہے وہ 5 روپے کا ہو، بنک چالان کے ذریعے کی جائے اور بنک چالان کی ادائیگی بھی صرف اور صرف لوکل بنک پے آرڈر کے ذریعے کی جائے۔ stamp papers کی پشت پر pay order کا نمبر، فریقین کے نام اور جائیداد کی تفصیل کا اندراج لازم قرار دیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں محترم شیخ صاحب نے جس بات کا notice لیا ہے اس میں یہ بالکل حقیقت ہے کہ stamp papers کی خرید وفروخت میں اس طرح کے گھپلے ہو رہے ہیں اور لوگوں کو کافی پریشانی کا سامنا ہے۔ اس کا جو محکمے نے جواب بھیجا ہے اس کا جو متعلقہ حصہ ہے وہ میں معزز ایوان کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں یہ تجویز زیر غور ہے کہ جعلی اور پرانی تاریخوں میں stamp papers کے حصول کو ناکام بنانے کے لئے ہر stamp paper پر کرنسی نوٹ کی طرح سیریل نمبر چھاپا جائے۔ اس سلسلہ میں مورخہ 2008-11-4 کو بورڈ آف ریونیو میں اجلاس بلایا گیا جس میں زیر صدارت سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، چیف کنٹرولر آف satmps کراچی، اسسٹنٹ منیجر پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کراچی اور چیف انسپکٹر treasury پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے شرکت کی تھی۔ اس جواب میں ذکر ہے کہ اجلاس 2008-11-4 کو منعقد ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ جواب update نہیں ہے کیونکہ 2008-11-4 کے بعد کوئی میٹنگ ہونی چاہئے تھی اور اس معاملے کو finalize ہونا چاہئے تھا۔ اس تحریک میں جو تجاویز محترم شیخ صاحب نے دی ہیں ان پر بھی غور ہونا چاہئے۔ آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر لیں تو میں اس سلسلے میں بورڈ کی ایک میٹنگ arrange کرواتا ہوں اور شیخ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی اس

میں حصہ لیں تاکہ اس معاملے میں ایک بہتر لائحہ عمل سامنے آئے اور اس کے مطابق لوگوں کو اس مشکل سے نجات ملے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار اگر منظور ہوتی ہے کہ stamp paper کی back side پر voucher کا نمبر، draft کا نمبر آنا چاہئے اور پارٹی کے نام اور جائیداد کی تفصیل آنی چاہئے۔ اس پر جس طرح وزیر قانون نے فرمایا کہ سیریل نمبر آنا چاہئے تو اس میں، میں ایک چیز کا اور اضافہ کروں گا کہ جو بھی stamp paper print ہو تو اس پر سال بھی print ہونا چاہئے جو اس سال میں فروخت ہو جائیں تو ٹھیک ہے اور جو بچ جائیں تو وہ خزانے میں واپس جمع کروا دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو فرمایا ہے یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا اور آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کیونکہ آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ سیریل نمبر میں بھی جتنے فراڈ ہوتے ہیں، یہاں پر تو ایک بانڈ نکل آئے تو اس نمبر کا بانڈ بن جاتا ہے۔ اگر پانچ کروڑ یا اڑھائی کروڑ کا بانڈ نکل آئے تو اس سیریل نمبر کا بانڈ بازار میں آ جاتا ہے اور سیریل نمبر پر بھی فراڈ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے اور آپ جانتے ہیں کہ تیس سال تک کا document اگر unregistered بھی ہے تو اس کی وجہ سے کتنی litigation ہے۔ آپ کے علم میں بھی ہے، میرے علم میں بھی ہے اور PLD میں بھی ہے کہ مرے ہوئے لوگوں کی بیویاں کھڑی ہو گئیں کہ اس نے تو میرے ساتھ 1960 میں شادی کی تھی اور یہ نکاح نامہ ہے۔ اس وقت ملا یعنی مولوی بھی مر گیا اور اس کی اربوں روپے کی جائیداد کا جھگڑا پڑ گیا۔ وہ بیوی صاحبہ سپریم کورٹ تک جا رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے عوام کو اس عذاب سے بچانا ہے۔ اس کے لئے ایک سادہ حل یہ ہے کہ بنکوں کو pay orders کے تحت اس میں involve کیا جائے کیونکہ pay order اور draft کی اطلاع شام 6 بجے تک بنک نے دینی ہوتی ہے کہ آج فلاں برانچ سے اتنے pay order issue ہوئے۔ اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ ویسے تو مجھے یہ بھی خوف ہے کہ کل کو اس کا بھی کوئی طریقہ نہ نکال لے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر فوری طور پر کچھ کیا جائے۔ اس کے علاوہ جو کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ ضرور کچھ کر رہی ہو گی۔ اسی کمیٹی کو یہ بھی کہہ دیں کہ آپ اس کو بنکوں کے ذریعے

چلائیں۔آپ جانتے ہیں کہ 4/4روپے کے stamp papers پر کیا کیا ہوا ہے۔اس کے علاوہ میری حکومت سے درخواست ہے کہ retrospective effect ایک lawبننا چاہئے کہ اگر پانچ سال تک کوئی documentجس کو سورج کی روشنی نہیں دکھائی گئی جو باہر نہیں آیا، حتیٰ کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو فوری طور پر منظر عام پر نہیں آیا یا declareنہیں ہوا تو اس کی بنیاد پر کوئی claim نہ مانا جائے۔ ہم اس قوم پر بہت بڑا احسان کریں گے کہ اگر ہم نے یہ کام کر دیا۔آپ جانتے ہیں کہ تعمیل مختص کے زیادہ تر مقدمات اس وقت ہیں تو ان کی بنیاد یہی فراڈیئے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ بات اس لئے بتانا چاہتا ہوں کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے لیکن آپ یقین کیجئے کہ کراچی میں میرا ایک بھائی 2004میں پیدا ہو گیا اور اس نے ایک معاہدہ میری ماں کی طرف سے دکھایا کہ میرا اس سے اختلاف ہے۔ میں by air پولیس لے کر گیا پھر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی وکیل دونوں عورتیں تھیں۔ میں نے ان کو پکڑوایا۔یہ ایک لمبی storyہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے لوگوں کو بچانا ہے تو ہمیں فوری طور پر کم از کم stamp papers کی فروخت کے اندر بنکوں کو involveکرنا چاہئے۔ یہ صرف ایک executive orderکا مسئلہ ہے۔اگر آج وزیر اعلیٰ ایک executive order issue کریں کہ آج کے بعد کوئی stamp paperچاہے 5روپے کا ہی کیوں نہ ہو وہ بنکوں کے ذریعے جائے گا تو ہم بہت سے لوگوں کو بچالیں گے باقی رہ گئی retrospective effectکہ پیچھے کیا ہوا ہے تو اس کے لئے جناب وزیر قانون خود بہت جانتے ہیں۔وہ اس پر کچھ نہ کچھ کریں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ ایک بہت اہم issueہے۔اس وقت جو litigationچل رہی ہے اور اگر ہم کوئی ایسا سسٹم بنالیں تو ہم 40سے 50فیصد litigationکم کر سکتے ہیں اور جس طرح Law Ministerصاحب نے کہا ہے کہ میٹنگ میں شیخ صاحب کو شامل کر لیں اور فوری طور پر اس پر عمل کرایا جائے۔لہذا اس کو pendingکیا جاتا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر!میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے اسے آپ out of turn لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی دیکھتا ہوں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!کل میری بھی زمیندار اکالج والی تھی اسے بھی out of turnلے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ نیچے اسمبلی میں ہمارے لئے جو آپ نے ڈسپنسری بنائی ہوئی ہے اس میں پہلے طریق کار یہ ہوتا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! میری عرض سنیں۔ تحریک التوائے کار کا وقت آدھا گھنٹہ ہوتا ہے جب وہ آدھا گھنٹہ ختم ہو جائے پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ضرور کھڑے ہوں۔ گھرال صاحب! آپ سیکرٹری اسمبلی کو بتا دیں۔ جب تحریک التوائے کار مجھ تک پہنچے گی تو پھر میں لے لیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 08/1000 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

سمبڑیال (سیالکوٹ) میں ڈبل شاہ کے ایجنٹ کا فراڈ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ معزز اراکین کے علم میں ہے کہ ملکی تاریخ کا ایک بہت بڑا فراڈ (ڈبل شاہ فراڈ) جس کے متاثرین کی تعداد تقریباً 2400 افراد سے زیادہ ہے اور جن سے ساڑھے پانچ ارب روپے کی رقم سے زائد لوٹی گئی تھی۔ نیب کی کوششوں سے اب تک تقریباً 60 کروڑ کی رقم صرف 800 متاثرین میں تقسیم ہو سکی ہے۔ اس عظیم فراڈ کی بازگشت ابھی ہر طرف سنی ہی جا رہی ہے کہ اس جیسا ایک اور فراڈ منظر عام پر آ گیا ہے۔ سمبڑیال ڈسٹرکٹ سیالکوٹ کے ایک شیخ فیاض حسین جو پیشہ کے لحاظ سے ایک کسان ہے لوگوں کو اپنے ایجنٹوں کے ذریعے رقم دگنی کرنے کا لالچ دے کر ایک سو پچاس ملین روپے کی رقم سے اب تک محروم کر چکا ہے۔ فیاض حسین کے فی الحال known متاثرین کی تعداد 356 ہے اور اس کا اب تک معلوم کردہ حلقہ متاثرین پینتالیس دیہاتوں جو سمبڑیال کے ارد گرد ہیں پر مشتمل ہے اس نے بھی آزمودہ طریق کار کے مطابق ستر دن میں رقم دگنی کرنے کے وعدہ پر کمال ہوشیاری سے لوگوں کو لوٹ لیا۔ اس کے متاثرین میں زیادہ تر متوسط طبقے کے لوگ ہیں۔ معزز ایوان کی توجہ اس پہلو کی جانب بہت ضروری ہے

کہ اب جبکہ نیب کو ختم کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے تو ایسے فراڈ کے متاثرین کے لئے نیب کے ختم ہونے کے بعد کیا ہو گا؟ دوسرا اہم پہلو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آخر اس قسم کے فراڈ آج اکیسویں صدی میں بھی اتنے طاقتور میڈیا کے باوجود کیوں نہیں رک رہے؟ ڈبل شاہ کیس 2006 میں منظر عام پر آیا تھا، پاکستان بھر میں اس کی بھرپور تشہیر ہوئی تھی اس کے باوجود ضلع سیالکوٹ میں اب فیاض حسین کیس منظر عام پر آ گیا ہے اور عوام کی بہت بڑی تعداد کو لوٹ لیا گیا ہے۔ ادارے خراب نہیں ہوتے ان کو خراب کیا جاتا ہے۔ قانون نافذ کرنے والا ہر ادارہ کسی نہ کسی کے مفاد کے خلاف ہوتا ہے۔ جب ان طبقات کے مفادات پر زد پڑتی ہے تو ان کے دباؤ میں اداروں کو ہی ختم کرنا کوئی اچھی بات نہ ہے۔ ہر ادارے کی کارکردگی اس کی بنیاد ہونی چاہئے اگر ایسے ہی ہوتا رہا تو کل کلاں انٹی کرپشن کا ادارہ بھی اسی طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس اہم معاملے پر ہر معزز رکن کا نہ صرف اظہار ضروری ہے بلکہ اس ایوان کا فرض اولین ہے کہ ہمیشہ کے لئے اداروں کے مستقبل کے criteria کا تعین کر لیا جائے جو مخصوص طبقات کے مفادات سے بالاتر ہو۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے لئے مزید ضروری ہے کہ میڈیا کی زیادہ سے زیادہ خدمات حاصل کی جائیں تاکہ لوگ اس فراڈ سے بچ سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو لوکل ایڈمنسٹریشن سے جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق فیاض حسین شاہ موضع کولو کا رہائشی ہے جو کہ سابق ڈبل شاہ کا ساتھی ایجنٹ تھا۔ ڈبل شاہ کے ساتھ مل کر وہ لوگوں سے رقم دگنی کرنے کے لئے پیسے حاصل کرتا تھا۔ ڈبل شاہ کے گرفتار ہونے پر فیاض حسین شاہ مذکور بیرون ملک چلا گیا۔ اس وقت ضلع ہذا کی حدود میں فیاض حسین شاہ نامی شخص لوگوں سے رقم دگنی کرنے کا جھانسا دے کر کوئی رقم وصول نہ کر رہا ہے۔ معزز رکن اسمبلی کی پیش کردہ تحریک التواء کار میں درج شدہ حالات و واقعات موجودہ حقائق کے مطابق enquire کیا گیا ہے لیکن اس میں کوئی چیز سامنے نہیں آئی۔ فیاض حسین شاہ نے ڈبل شاہ کے دور میں رقم دگنی کرنے کے لئے لوگوں سے پیسے لئے تھے جو کہ اس وقت دگنی کرنے کے لئے کوئی شخص کسی سے رقم وصول نہ کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ لوکل ایڈمنسٹریشن پولیس کی رپورٹ ہے کہ اس نام کا کوئی آدمی وہاں پر نہیں ہے جو کہ اس وقت کسی سرگرمی میں ملوث ہو۔ یہی آدمی تھا لیکن وہ ڈبل شاہ

کاایجنٹ تھا جو اسی دور میں لوگوں سے پیسے لیتا رہا۔ جن متاثرین کا ذکر شیخ صاحب فرما رہے ہیں وہ بھی اسی دور کے ہیں لیکن شیخ صاحب کے پاس اگر اس کے علاوہ کوئی information ہے یا کوئی ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ ان دنوں میں کوئی فراڈ ہوا ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ہمیں اس کی information دیں تو ہم اِس وقت fresh inquiry کروا لیتے ہیں اور اس پر قانونی کارروائی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ٹھیک ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب چونکہ مزید press نہیں کرتے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 09/40 سید مخدوم احمد صاحب کی ہے۔

چک نمبر95/Pاور 98/P تحصیل رحیم یار خان کی اراضی سے مزارعین کی بے دخلی اور سب رجسٹرار خانیوال کا اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے بااثر افراد کے نام انتقال کرنا

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔اپریل 2005 کو تحصیل رحیم یار خان کے رہائشی سید اکرام علی ولد سید ممتاز عالم حال مقیم سول لائن سٹاف کالونی خانیوال میں بذریعہ مختار نامہ عام منجانب مس الزبتھ جان رابرٹس دختر موناگریٹ رابرٹس حال سکنہ U.K. اور دیگر آٹھ مالکان کی زرعی اراضی واقع بمقام چک نمبر95/P اور چک نمبر98/P تحصیل رحیم یار خان تعدادی 3999 کنال پانچ مرلے (تقریباً500 ایکڑ) بعوض مبلغ -/3,81,70,000 روپے بذریعہ انتقال بنام چودھری مونس الہیٰ ولد چودھری پرویز الہیٰ قوم جٹ سکنہ گلبرگ لاہور منتقل کر دی جس میں یہ امر انتہائی اہم ہے کہ لندن سے جاری ہونے والے مختار عام پر مکمل پتا ہے، نہ ہی پاسپورٹ وغیرہ کی کاپیاں لف ہیں اور نہ ہی یہ سفارت خانہ سے تصدیق شدہ ہیں۔اس کے باوجود سب رجسٹرار خانیوال نے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے مذکورہ انتقال اراضی کر دیا جو کھلی جعل سازی ہے۔ چونکہ مذکورہ اراضی جس پر سینکڑوں مزارعین محنت مشقت کر کے اپنا

اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے تھے کو زبردستی بے دخل کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہاں کے مزارعین اور صوبے کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ وہی معاملہ ہے جس پر کل بھی تھوڑی سی بات ہوئی تھی۔ یہ مسٹر رابرٹس 1940 میں یہاں پر تھا اس کے بعد چلا گیا، پھر پتا نہیں انہوں نے اس کی باقیات کہاں سے تلاش کیں یا کس کو اس رابرٹس کی مس رابرٹس بنا دیا۔ اس کے بعد پٹواریوں سے کہا تو انہوں نے اپنے بستے 1940 سے سیدھے کرنے شروع کئے جو 2006 یا 2008 تک سیدھے کئے اور پھر پورا انتقال سے انتقال آگے ملایا۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! غالباً کل اپوزیشن کے ایک رکن بات کر رہے تھے تو اسی دوران اذان شروع ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ دیکھیں کہ میری بات سچ ہونے کی ایک گواہی ہے تو اب آپ دیکھ لیں کہ اس وقت صوبے کے بے زمین ہاری حق دار جو تھے یعنی چودھری مونس الہیٰ ولد چودھری پرویز الہیٰ پھر ان کے نام اس کی رجسٹری کروا دی گئی اور پھر اس بات کا بندوبست کیا گیا کہ وہاں پر بیٹھے ہوئے مزارعین کو پولیس کی مدد سے ڈنڈے مار کر نکال دیا جائے کیونکہ وہ سارے صاحب حیثیت ہیں لہذا ان لوگوں کو زمین کاشت کر کے اپنی روٹی چلانے کا موقع دیا جائے کیونکہ یہ انتہائی حق دار لوگ ہیں۔ انہی کا حق ہے کہ اس ملک کی زمینوں پر قبضے کریں اور یہی کاشت کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ معاملہ پہلے بھی 2007 میں، میں نے ایک تحریک التوائے کار کے ذریعے اٹھایا تھا اور اس کے بعد مجھے افسوس ہے کہ اس وقت کے وزیر قانون و پارلیمانی امور میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک رجسٹری دکھائی اور کہا کہ ہم نے رجسٹری اس کے ذریعے سے یہ زمین withdraw کر دی ہے اور ہم نے اپنا حق ختم کر دیا ہے لیکن بعد میں کیا یہ کہ زبانی انتقال کروالیا گیا تو میں اس کو concede کرتا ہوں کہ اس پر آپ جس دن مناسب سمجھیں House کی sense لے لیں اور rules کے مطابق اس پر دو گھنٹے بحث ہونی چاہئے تو آپ اس پر بحث کے لئے ٹائم مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ میں احمد محمود صاحب کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس پر صرف بحث نہیں ہو گی بلکہ اس پر جو legal action required ہے وہ بھی ہم کریں گے اور ان سینکڑوں مزارعین کو جن کی حق تلفی ہوئی اور ان کے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے ان کا حق بھی ان کو دلوائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر!میں سب سے پہلے اس ایوان میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے کہ کسی کی کردار کشی کرنا یا کسی پر کیچڑ اچھالنا۔یہ ایک عوامی نوعیت کا معاملہ اور یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔سنگین اس لئے ہے کہ بحث میں جائے بغیر میں صرف اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اگر مونس الہیٰ اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب کے بیٹے نہ ہوتے تو یہ زمین انہیں نہ ملتی تو اس زمین کو حاصل کرنے کے لئے criteria ایک خریدار کی حیثیت سے نہیں ہے بلکہ criteria اس زمین کو حاصل کرنے کا وزیر اعلیٰ کے بیٹے کی حیثیت سے ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ پانچ سو ایکڑ زمین ہے جو انہوں نے اپنے نام کروائی ہے۔اس پر مزارعین بیٹھے ہیں اور مزارعین کا پہلے حق ہوتا ہے۔اگر زمین بک بھی رہی ہے اور سارا ایوان یہ جانتا ہے کہ مزارعین کو یہ حق دیا جاتا ہے۔کیا ان غریب مزارعین جو پشتوں سے اسے کاشت کر رہے ہیں انہیں اس زمین کو خریدنے کا حق دیا گیا؟

تیسری بات یہ ہے کہ مجھے یہ بتایا جائے، یہ میرے پاس رجسٹری ہے،3 کروڑ 81 لاکھ 70 ہزار روپے میں زمین خریدی جا رہی ہے۔۔۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر!یہ جو کہہ رہے ہیں نہ کہ زمین کا حق صرف مزارعوں پر ہے تو مالک جس کو چاہے بیچ سکتا ہے اس میں کوئی پابندی نہیں ہے اور جو اس کی قیمت زیادہ دے گا وہ اس کو خرید سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ بالکل صحیح بات ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر!میں اس کی بحث میں نہیں جانا چاہتا بلکہ صرف دو تین باتوں کی طرف وزیر قانون صاحب کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں کہ ان issues پر انکوائری کی جائے۔سب سے اہم

بات یہ ہے کہ جس آدمی نے انتقال کروایا ہے اور جس کے نام مختار عام تھا اس کا نام سید محمد اکرام علی ولد سید ممتاز عالم، رہنے والا یہ خانیوال کا ہے اور پتا لکھا ہوا ہے حال چک 95/P تحصیل رحیم یار خان اور اس شخص کو مس الربتھ بھی جو کہ سکنہ U.K ہے وہ اپنی ساری جائیداد فروخت کرنے کی اجازت نمبر 2 پر Mr. Hogue، نمبر 3 پر مسٹر مائیکل، نمبر 4 پر Mrs. Roth اور نمبر 5 پر Mrs. Richard کو دے رہی ہے۔ اب یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ تو کوئی تماشا بھی اس طرح سے نہیں چلتا اور مجھے افسوس ہے کہ اس House میں ایسے اراکین اس وقت بھی موجود ہیں جو اس سنگین مسئلے کو defend کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہی accountability ہوتی ہے۔ جب یہ House accountability کے قابل نہیں رہے گا تو پھر اور ادارے accountability کرنے کے لئے آتے ہیں جس کا آپ کو اور ہم سب کو اندازہ ہے لہذا یہ مسئلہ سنگین نوعیت کا ہے۔ یہ مسئلہ رحیم یار خان کا نہیں ہے۔ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ گجرات کے وزیر اعلیٰ کا بیٹا رحیم یار خان میں جا کر زمین پسند کرے اور 500 ایکڑ کا انتقال، رنجیت سنگھ کے بعد اتنا بڑا انتقال پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا کہ 500 ایکڑ کا انتقال ایک شخص کے نام ایک دن میں ہو جائے۔ اگر ہوا ہے تو اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ ہم بھی زمیندار ہیں، سو ایکڑ، دو سو ایکڑ آپس میں والد کی طرف سے بیٹے کو اور بیٹے کی طرف سے پوتے کو چلا جاتا ہے لیکن 500 ایکڑ کا ایک انتقال تو ہم نے کبھی نہیں سنا لہذا یہ سارا mala fide ہے اور یہ سارا فراڈ ہے اور یہ سب زیادتی ہے اور اس میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی ملی بھگت ہے۔ اس میں E.D.Os اور D.C.Os سارے ملوث ہیں۔ میں اس وقت اسی ضلع میں تھا جب یہ موصوف اس زمین کے دورے پر آیا کرتے تھے تو ایسا پروٹوکول ہوتا تھا کہ لگتا تھا کہ شہنشاہ اکبر صاحب اس زمین پر اتر آئے ہیں اور زمین کے دورے کئے جاتے تھے اور مزارعوں کو ہراساں کیا جاتا تھا تو وہ بیچارے میرے پاس بھاگتے تھے کیونکہ میری اس وقت ضلع میں ایک اپوزیشن تھی تو میں انہیں تسلی دیا کرتا تھا کہ وقت آئے گا اور آپ کو یہ زمین واپس ملے گی۔ میں یہاں floor of the House request کرتا ہوں اس Chair سے بھی اور وزیر قانون سے بھی کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس میں (ق) لیگ کے ارکان زیادہ تعداد میں شامل کئے جائیں اور ایمان والے چن کر شامل کئے جائیں اور (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی والے بے شک کم ہوں اور مجھے بے شک نہ ڈالا جائے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر اس ایوان کی کمیٹی نے ایمانداری سے یہ فیصلہ کیا اور دیانت داری سے یہ فیصلہ کیا تو اس سے بڑا اور سنگین جرم اس اسمبلی کے کسی رکن نے اس سے پہلے نہیں کیا ہو گا۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو یہ ہے کہ رجسٹری کی کاپی مخدوم صاحب کے پاس موجود ہے وہ آپ کی وساطت سے محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو فراہم کر دی جائے تاکہ وہ آج اپنا استعفیٰ دے دیں کیونکہ کل انہوں نے کہا تھا کہ اگر رجسٹری کی کاپی آ گئی تو میں استعفیٰ دے دوں گی۔

معزز ممبران حزب اقتدار: استعفیٰ دو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ کاپی مخدوم صاحب نے مجھے بھجوائی ہے تو میں آپ کی اجازت سے یہ کاپی آمنہ الفت صاحبہ کو بھجوا رہا ہوں کیونکہ یہ کہیں لے کر اسے دبا ہی نہ لیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر! میں نے rules کے مطابق مخدوم سید احمد محمود صاحب کی تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے کہا تھا کہ اس کے لئے کوئی وقت مقرر کر دیں لیکن شاید مخدوم صاحب کی intention یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس پر ایک کمیٹی بن جائے جس میں House کے دونوں اطراف کے ممبران ہوں اور وہ رپورٹ پیش کریں۔ اگر مخدوم صاحب کی desire کو آپ ملحوظ خاطر رکھیں تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔آپ بے شک اس پر کمیٹی بنا دیں اور دوسرا یہ ہے کہ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو خود ذاتی طور پر اس معاملے کی انکوائری کریں گے اور اس کی رپورٹ House میں بھی اور اگر آپ نے کمیٹی بنائی تو کمیٹی میں بھی دو ہفتوں کے اندر پیش کریں گے۔اس سلسلے میں اگر آپ ان کی desire پر کمیٹی بنانا چاہیں تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کے اندر جس طرح تحریک التوائے کار پیش کی گئی rules یہ کہتے ہیں، rule 85 میں یہ ہے کہ اگر تحریک التوائے کار کو concede کیا جائے تو سپیکر اس تحریک کو ہاؤس میں put for voting کرتا ہے۔ اگر باسٹھ ممبران کہہ دیتے ہیں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے تو پھر دن مقرر کر کے بحث ہوتی ہے اور وہاں اگر فیصلہ ہو جائے کہ اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنا ہے یا کیا کرنا ہے تو اس کا طریق کار یہ ہے۔لاء منسٹر صاحب! اگر ہم rules کو دیکھیں تو۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہمیں rules by چلنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کے طریق کار کے مطابق تحریک التوائے کار نمبر40/2009 مخدوم سید احمد محمود کی طرف سے ہے۔ تحریک یہ ہے کہ:

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔اپریل 2005 کو تحصیل رحیم یار خان کے رہائشی سید اکرام علی ولد سید ممتاز عالم حال مقیم سول لائن سٹاف کالونی خانیوال نے بذریعہ مختار نامہ عام منجانب مس الزبتھ جان رابرٹس دختر موناگریٹ رابرٹس حال سکنہ UK اور دیگر آٹھ مالکان کی زرعی اراضی واقع بمقام چک نمبر P/95 اور چک نمبر P/98 تحصیل رحیم یار خان تعدادی 3999 کنال 5 مرلہ (تقریباً 500 ایکڑ) بعوض مبلغ -/3,81,70,000 روپے بذریعہ انتقال بنام چودھری مونس الہیٰ ولد چودھری پرویز الہیٰ قوم جٹ سکنہ گلبرگ لاہور منتقل کر دی جس میں یہ امر انتہائی اہم ہے کہ لندن سے جاری ہونے والے مختار عام پر مکمل پتا ہے، نہ ہی پاسپورٹ وغیرہ کی کاپیاں لف ہیں اور نہ ہی یہ سفارت خانہ سے تصدیق شدہ ہے۔ اس کے باوجود سب رجسٹرار خانیوال نے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے متذکرہ انتقال اراضی کر دیا جو کھلی جعل سازی ہے کیونکہ متذکرہ اراضی جس پر سینکڑوں مزارعین محنت مشقت کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے تھے کو زبردستی بے دخل کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہاں کے مزارعین اور صوبہ کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جو ممبران اس تحریک التوائے کار پر بحث کرنے کی اجازت دینا چاہتے ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں تاکہ سیکرٹری اسمبلی گنتی کر لیں۔ (اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلوبہ تعداد باسٹھ چاہئے تھی اور یہ تعداد اس سے بہت زیادہ ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار بحث کے لئے منظور کی جاتی ہے۔ قانون یہ کہتا ہے کہ within three days دن مقرر کرنا ہے۔ تین دن بعد ہفتے کا دن بنتا ہے۔ ہفتے کو چھٹی ہے اور اتوار کی بھی چھٹی ہے لہذا اس کو کیا پیر کے لئے رکھ لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Monday کو second time session ہو گا اگر یہ first time کے session میں رکھا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اگر آپ اس تین دن کی قید سے باہر جائیں تو پھر اس دن رکھا جائے جب first

time session ہو۔چونکہ پیر کو ممبران نے اپنے حلقوں سے واپس آنا ہوتا ہے اور second time session ہوتا ہے۔ذرا حاضری بھرپور ہو اور جو لوگ اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ بہتر طور پر حصہ لے سکیں اس لئے اگر ایک دن اور بڑھالیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاعدہ 85 کے تحت بحث تین دن کے اندر اندر کرنا ضروری ہے اگر ہم تین دن کو اس طرح لیں تو three working days of the Assembly اور منگل کو private members' day ہے۔اگر ہاؤس چاہتا ہے کہ اس کو منگل والے دن کر لیا جائے تو پھر ہم منگل والے دن رکھ لیتے ہیں۔

آوازیں: اس کو منگل کے لئے رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے پھر اس پر بحث کے لئے منگل کا دن fix کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، میری اس سے relevant بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی گھرال صاحب کی تحریک التوائے کار ہے پھر ٹائم ختم ہو جائے گا وہ بھی important ہے۔چلیں! پھر محترمہ آپ کی relevant بات تھی وہ کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ، مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ وزیر قانون نے مجھے کل کی بات یاد دلائی ہے۔میں اس پر اس وقت بھی stand کرتی ہوں اور سب کو گواہ بنا کر میرے الفاظ یہاں پر کل کے ریکارڈ میں موجود ہیں کہ آپ نے جواب میں جو رجسٹری اور جو فردیں عطا فرمائی ہیں وہ 2005 کی ہیں۔آپ موجودہ فرد 2009 کی لے کر آئیں، آج کی date کی لے کر آئیں کہ وہ زمین کس کے نام ہے؟ مجھے 2009 آج کی date کی فرد چاہئے، وہ فرد نکلوا کر لے کر آئیں پھر بات ہو گی۔سب سے پہلے یہ فرد لے کر آئیں موجودہ date کی کہ یہ کس کے نام ہے اور دوسری بات یہ کہ میرا آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ سرکاری زمین تھی؟ اگر پرائیویٹ زمین خریدنا جرم ہے تو اس جرم میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔آپ نے بھی گھر خریدا ہے، انہوں نے بھی زمینیں خریدی ہیں اور پھر رائیونڈ فارم خریدنا بھی جرم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جو میں جیولری خرید رہی ہوں، زمین خرید رہی ہوں اور مکان خرید رہی ہوں اس کا حق مجھے حاصل ہے۔ ہاں اگر وہ رقم کسی کو قبضہ کر کے حاصل کی گئی ہے، سرکاری زمین پر قبضہ کیا گیا ہے، مزارعوں کو مار کر نکالا گیا ہے تو ثابت کریں پھر بات بنتی ہے کہ کوئی جرم ہوا ہے۔ آپ اپنے وزراء سے پوچھیں [**********]

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ Order in the House, order in the House محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ نے بات کر لی ہے۔ مخدوم صاحب کی تحریک تھی پہلے وہ بات کر لیں پھر اس کے بعد میں چودھری عبدالغفور صاحب کو موقع دوں گا۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب آپ اس تحریک التوائے کار پر voting کروانے کے بعد time fix کر چکے ہیں تو اب اس موضوع پر پھر کسی ممبر کو بات نہیں کرنی چاہئے۔ اب اس کے لئے ایک time fix ہے ایک دن fix ہے اس دن وہ جو باتیں بھی کرنا چاہیں وہ کریں، ہم ان کی ہر بات کو سنیں گے اور ہر بات کا جواب دیں گے لیکن اس دفعہ میں اس پورے معزز ہاؤس کو یہاں پر ہر اس شخص کو جو میری بات سن رہا ہے اور opposition کے ممبران کو بھی یہ بات باور کرانی چاہتا ہوں کہ یہ بڑا مسلمہ اور ایک بڑا آزمودہ طریق کار بنا ہوا ہے کہ چور جو ہے وہ چور چور کا شور مچائے۔ اس دفعہ چور چور کا شور مچانے سے ہم چور کو چھپنے نہیں دیں گے انشاء اللہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں، Order in the House جی، مخدوم صاحب!

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس مسئلے کو point scoring کی نذر نہ کیا جائے،اس مسئلے کو سیاست کی نذر نہ کیا جائے۔ میں گزارش کر دوں کہ سیاست میں اگر آپ2008میں ایک دفعہ غلطی کرتے ہیں اور اگر آپ کی موت2080 میں واقع ہوتی ہے تو وہ2008،2080تک ساتھ چلتا ہے۔ سیاست میں غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی لہذا اگر یہ غلطی سرزد ہوئی ہے تو اسے اس ہاؤس کے سامنے آنے دیں میں نے آپ سے request کی ہے۔اس ہاؤس میں بحث ہونے والی ہے۔آپ نے ووٹنگ کرائی ہے۔اس ہاؤس میں یہ مسئلہ آنے دیں۔اگر یہ ہاؤس ایک کمیٹی بنائے گا تو میری آپ سے یہ request ہے کہ اس کمیٹی کے اراکین میں (ق)لیگ کے اراکین کی تعداد زیادہ کر دیں تاکہ کوئی ناانصافی کا پہلو سامنے نہ آئے اور پھر اس کمیٹی پر چھوڑ دیں۔ابھی صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔اب اس مسئلے کو یہیں ختم کر دیا جائے۔ Tuesday کی بحث ہے،Tuesday کو ہم بھی آئیں گے،یہ بھی آئیں اور میری اپنی تو یہ خواہش ہے کہ اس اسمبلی کا کوئی بھی ممبر جو اس کیس کو defend کرے گا وہ اس اسمبلی کی روایات،وقار اور عزت سے زیادتی کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔ پہلے میری بات سن لیں کہ یہاں پر قواعد وانضباط کار کے مطابق ووٹنگ ہوئی ہے ووٹنگ پر ایک time fix ہو گیا ہے۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے ایک issue جو اسمبلی نے ووٹنگ سے proof کیا ہے کہ اس پر بحث ہو گی اس سے توجہ ہٹانے کے لئے دو معزز ممبران پر الزام لگایا ہے وہ بھی without any proof لگایا ہے۔ یہ ایک انتہائی غلط بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میری بات تو سنیں!

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پہلے آپ میری بات سن لیں۔ اس طرح کی جب وہاں سے کوئی بات ہوتی ہے تو فوری طور پر یہاں سے اٹھ کر کہا جاتا ہے کہ personal attack نہ کیا جائے اور اسمبلی میں as a custodian of the House میرے لئے تمام ممبران کی عزت ہے، ان کا احترام کروانا بھی ہے اور اس کے لئے میں نے کوشش بھی کرنی ہے اور اس اسمبلی کے سب سے سینئر رکن پر جس طرح آپ نے الزام لگایا ہے یہ ایک انتہائی افسوسناک بات ہے without any material آپ نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم ایک اعلیٰ روایات کی بات کرتے ہیں تو آپ جب بحث ہو گی اس میں بات کریں کہ اگر یہ بات غلط کر رہے ہیں تو آپ یہ آ کر

بتائیں کہ یہ چیز غلط ہے لیکن اٹھ کر کسی معزز ممبر پر الزام لگا دینا میں اس کی کبھی بھی اجازت نہیں دوں گا اور اس طرح کرنے سے نہ صرف یہ کہ ہم اس اسمبلی کو اچھے طریقے سے چلا سکیں گے اور نہ ہی ممبران کو قابو میں رکھ سکیں گے۔ یہ میری ذمہ داری ہے تو پھر آپ مجھے یہ اختیار دیں کہ اگر کوئی غلط بات ادھر سے ہوتی ہے یا اِدھر سے ہوتی ہے تو میں اس پر پورا actionلوں This is very wrong(قطع کلامیاں)

اب آپ میری بات سن لیں۔ اب چونکہ چودھری عبدالغفور صاحب خود اسمبلی میں موجود ہیں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں تو میں چاہوں گا کہ انہیں موقع دیا جائے بلکہ محترم سردار صاحب بھی آ گئے ہیں، میں چاہوں گا کہ پہلے وہ بات کر لیں۔ ٹھہر جائیں ذرا بات سن لیں پھر بات ہو گی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر !میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں ایک میٹنگ کے سلسلے میں باہر بیٹھا ہوا تھا مجھے یہاں آ کر یہ پتا چلا ہے کہ اپوزیشن بنچوں سے کسی خاتون نے میرے بارے میں جائیداد کے فراڈ کا الزام لگایا ہے کہ میں نے کسی کی جائیداد پر قبضہ کیا ہے۔ شاید یہ میرے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ میں انہیں point of personal explanationپر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب land reformsہوئیں اس وقت میری تمام جائیداد جس کا figureمیں یہاں پر quoteنہیں کرنا چاہتا شاید یہ پیچھے ٹیکنے لگیں گی کہ کتنی بڑی جائیداد تھی وہ گورنمنٹ کی managementتھی اور میری managementنہیں تھی کیونکہ میں اس وقت minor تھا، 21 سال کا نہیں تھا اس میں میرے فراڈ کرنے کی گنجائش ہے ہی نہیں کیونکہ سارا recordگورنمنٹ خود maintainکرتی تھی اور وہ کوئی دس ایکڑ، دس مربعے یا100 مربعے کی جائیداد نہیں تھی میں اتنا کہوں گا کہ وہ کتنی تھی یہ سن کر شاید وہ سنبھل نہ سکیں کہ وہ کتنی بڑی جائیداد تھی۔ کسی پر اس قسم کی تہمت لگانا یہ بڑی شرمناک بات ہے۔ آج تک میرے کسی بدترین مخالف نے اور میں اپنے سیاسی مخالفین میں سب سے زیادہ اپنے ضلع کے لغاری صاحبان کو مخالف سمجھتا ہوں ان کا ایک نمائندہ بھی یہاں بیٹھا رہتا ہے انہوں نے بھی مجھ پر بد دیانتی کا، کسی کی جائیداد غصب کرنے کا یا جائیداد میں کوئی ہیرا پھیری کرنے کا الزام آج تک انہوں نے بھی نہیں لگایا۔ ایک

خاتون جس کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں بنتا،اس ضلع سے تعلق ہی نہیں بنتا،اس طرح کی بات کرتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو معذرت کرنی چاہئے ورنہ یہ ثابت کریں کہ میں نے کہاں زیادتی کی ،کس کی جائیداد پر قبضہ کیا،کہاں میں نے فراڈ کیا؟ ورنہ میں ان کے خلاف آپ کی وساطت سے ایک privilege motionلاؤں گااوران پر دعویٰ ہتک عزت کروں گا۔(شوروغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر !میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ محترمہ نے فن خطابت میں بہت سی باتیں کی ہیں۔انہوں نے میرے نام کے ساتھ رائیونڈ کا نام quoteکیا حالانکہ رائیونڈ میں جو تاریخ کا سب سے بڑا فراڈ ہوا ہے سندر اسٹیٹ کے نام سے وہ اسی شخص نے کیا ہے جس کو یہ defendکر رہی ہیں۔اگر ہم قبضہ گروپ ہوتے تو ہم ان کی طرح پچھلی دفعہ ڈکٹیٹر کے ساتھ بیٹھے ہوتے ۔آپ بذات خود اس چیز کے گواہ ہیں کہ جب1999میں12۔اکتوبر کو ایک ڈکٹیٹر نے majority 2/3کی حکومت ختم کی اس وقت آپ نے خود ایک writفائل کی میری وساطت سے as an M.P.Aاور میں پہلا وہ MPAتھا 12۔اکتوبر1999کے بعد اگر میں نے کوئی پلاٹ لیا ہے،کوئی کرپشن کی ہے،میرےagainstکوئی loanہے یا کچھ بھی ہے میں دینا چاہتا ہوں۔ڈپٹی اٹارنی جنرل نے کورٹ میں آکر statementدی کہ اس کے againstنہ کوئی کرپشن کا چارج ہے،نہ اس کے againstاور کوئی چیز ہے،ہم نے اس کا نام E.C.Lسے deleteکر دیا ہے۔ ہم کرکیٹر والے لوگ ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آتی جیسے لاء منسٹر کہہ رہے تھے کہ چوریاں بھی یہ کرتے رہے،ڈکیتیاں بھی یہ کرتے رہے،ڈکٹیٹر کے ساتھ بھی یہ کھڑے رہے اور آج بھی ان کو شرم نہیں آتی ہے،آئینہ دیکھ کر پھر ان کو اپنی شکل نظر آتی ہے۔ میں ذمہ داری سے on the floor of the Houseیہ کہنا چاہتا ہوں[*********](شوروغل)

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!یہ غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جب آپ ذاتی attackکریں گے تو پھر جواب تو آئے گا۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر![**********] انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے کہ جناب محمد شہباز شریف کے vision کے مطابق عوام کی لوٹی ہوئی دولت ان سے نکال کر عوام کے قدموں میں نچھاور کریں گے اور ہم انہیں بچنے نہیں دیں گے۔اب رات کے اندھیرے میں جاکر meetings کرتے ہیں، کبھی گورنر کے پاؤں پڑتے ہیں، کبھی president کے پاؤں پڑتے ہیں اور پھر سازشیں کر رہے ہیں،ان کو شرم نہیں آتی۔انہوں نے جو کچھ لوٹا ہے، جو کچھ اس قوم سے کھایا ہے وہ وقت آگیا ہے یہ قوم آپ کا گریبان پکڑے گی آپ سے حساب ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف اتنی بات کروں گا کہ جب آپ کسی پر personal attack کرتے ہیں تو پھر اس میں دوسروں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔آمنہ الفت صاحبہ نے جن اصحاب کے نام اپنی تقریر میں لئے۔۔۔(شوروغل)

آپ میری بات تو سن لیں،آپ بات سننا چاہتی ہیں کہ نہیں سننا چاہتی؟آپ میری بات تو پوری ہونے دیں۔آمنہ الفت صاحبہ نے اپنی تقریر میں جن اصحاب کے نام لئے ہیں وہ نام اور جو چودھری عبدالغفور صاحب نے اپنی تقریر میں[**]لئے ہیں وہ بھی میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں میں صرف یہ بات کہوں گا کہ جب ہم ہاؤس کے اندر روایات کی بات کرتے ہیں میری ممبران سے صرف ایک گزارش ہے کہ اس ہاؤس میں آپ جو بھی بات کرتے ہیں وہ ریکارڈ کا حصہ بن رہی ہوتی ہے،اس ہاؤس میں آپ جو بھی بات کر رہے ہوتے ہیں وہ میڈیا کے through پوری عوام پڑھ رہی ہوتی ہے اور آپ سارے اپنے اپنے حلقوں کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔آپ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے تو آپ یہاں پر کوئی بات کرنے سے پہلے ضرور سوچیں اور پھر کریں کیونکہ آپ کی کہی ہوئی بات quote ہونی ہے تو جب ہم اسمبلی کی روایات کی بات کرتے ہیں تو ہم نے ان ساری چیزوں کو دیکھنا ہے۔اب جتنی بات اس پر ہو چکی ہے۔اس کے بعد میں اس پر مزید بات کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دوں گا۔نماز کا وقت ہو چکا ہے اب 15 منٹ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔پونے دو بجے دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوگی۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے پندرہ منٹ تک اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد 2.00 بجے جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میری یہ گزارش ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کو بعد میں لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ مجھے پہلے بل پیش کر لینے دیں اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل ایک تحریک التوائے کار پر اس ایوان میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ وزیر قانون صاحب نے محکمہ تعلیم سے discuss کر کے جواب دینا تھا اور یہ معاملہ آج کے لئے pending کیا گیا تھا۔ وزیر قانون سے پوچھ لیا جائے کیونکہ یہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے، ہزاروں لوگوں کا مفاد ہے اور پورے پنجاب کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے روزگار رہیں گے۔ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب کی نئی پالیسی پر عملدرآمد نہ کیا گیا تو اس کی وجہ سے دیہاتوں میں سکول نہیں کھل سکیں گے کیونکہ دور دراز کے اساتذہ کو تعینات کر دیا جاتا ہے لیکن وہ وہاں نہیں پہنچتے۔ وزیر قانون نے policy statement دینی ہے کہ انہوں نے سیکرٹری تعلیم سے کیا discuss کیا ہے اور اس پر کیا فیصلہ ہوا ہے، آیا پورے پنجاب میں ایک پالیسی پر عمل ہو گا یا دو پالیسیوں پر عمل ہو گا؟

جناب سپیکر: وزیر قانون نے آپ کی بات سن لی ہے۔ انہیں سرکاری business پیش کر لینے دیں اس کے بعد وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے۔ وزیر قانون صاحب آپ کی اس سلسلے میں سیکرٹری تعلیم کے ساتھ بات ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! پہلے سرکاری business کو take up کر لیں اس کے بعد میں ان کی بات کا جواب تفصیلاً دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات مانتا ہوں لیکن ان کی بات کا جواب دینا ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): بات تو ویسے ان کی بھی ہو گئی ہے انہیں ساری بات کا پتا ہے۔ میں نے تو اِن کی میٹنگ کروائی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو پھر بہت اچھی بات ہے۔ آپ پھر بسم اللہ کریں۔

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون جنرل پراویڈنٹ انویسٹمنٹ فنڈ پنجاب مصدرہ2009

MR. SPEAKER: Minister for Law to introduce the Punjab General Provident Investment Fund Bill, 2009.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I introduce:

"The Punjab General Provident Investment Fund Bill, 2009."

MR. SPEAKER: Thank you. The Punjab General Provident Investment Fund Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Finance for report up to 15th March 2009.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بنک مصدرہ2009

MR. SPEAKER: Minister for Law to introduce the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I introduce:

"The Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009."

MR. SPEAKER: The Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Finance for report up to 15th March 2009.

مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009

MR. SPEAKER: Minister for Law to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I introduce:

> "The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009."

MR. SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report within one week.

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)
پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2007
کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR. SPEAKER: Laying of the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2007. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**I lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2007.

MR. SPEAKER: Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2007 has been laid.

عام بحث

سالانہ بجٹ 10-2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا item سالانہ بجٹ 10-2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ محترم وزیر خزانہ آج pre-budget discussion کا آغاز کریں میں تمام حکومتی، ممبران اور اپوزیشن کے معزز ممبران سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ for the first time in the history of Provincial Assembly of the Punjab وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب اور موجودہ coalition government نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اس مرتبہ جو annual development programme بنے اس میں ایسا نہ ہو جیسا کہ پچھلے سالوں میں ہوتا رہا ہے اور کہا جاتا رہا ہے کہ جب بجٹ اجلاس آتا ہے تو ایک پورا بستہ ممبران پر لاد دیا جاتا ہے۔ وہ انہوں نے چار دنوں میں پاس کرنا ہوتا ہے اور ان چار دنوں میں وہ اس کو دیکھ سکتے ہیں، نہ ہی اس پر بہتر طور پر کوئی contribute کر سکتے ہیں۔ صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ "ہاں" اور "ناں" میں اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ یہ معزز ہاؤس اور اس کے اندر بیٹھنے والے تمام معزز ممبران کے vision کے مطابق صحیح معنوں میں اس صوبے کی ترقی کی جائے لہذا اس مقصد کے لئے اس pre-budget discussion کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس میں چیئرمین پی اینڈ ڈی اور سیکرٹری فنانس بذاتِ خود موجود ہیں ان کے ساتھ ان کے officials بھی موجود ہیں اور جو بھی ممبر اپنے حلقے، اپنے شہر، اپنے ضلع، اپنے ڈویژن اور اپنے علاقے کی بات

کرے گا کہ وہاں پرannual development programme کیسے ہونا چاہئے، کس انداز سے ہونا چاہئے اور ان کی تجاویز کو انشاء اللہ تعالیٰ نوٹ کیا جائے گا اور اس مرتبہ انشاء اللہ تعالیٰ بجٹ 10-2009اس ہاؤس کی visions and contribution کو reflect کرے گا۔ چونکہ پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا ہے اس میں ہو سکتا ہے کہ حکومت کی طرف سے یا معزز ممبران کی طرف سے کوئی کمی کوتاہی ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ شروعات ہے آئندہ آنے والے سالوں میں اس ہاؤس کی contribution بھی زیادہ بہتر اور refined ہو گی اور اس سلسلے میں گورنمنٹ کو بھی بہتر طور پر رہنمائی حاصل ہو گی لیکن worthy members سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ نہ صرف اپنے علاقے کی ترقی کے حوالے سے بات کریں بلکہ پچھلے ADP میں کتنا حصہ خرچ ہو گیا ہے، ان کے علاقوں میں جو ongoing schemes ہیں، جو fresh schemes ہیں وہ کس صورتحال سے دوچار ہیں اس کے متعلق بھی وہ بات کریں اور آخری بات یہ کہ چونکہ یہ اس صوبے کی ترقی کا مسئلہ ہے اور یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے، صوبہ اتنا ہیtreasury benches کا ہے، اتنا ہی اپوزیشن کا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کو اس مقصد کی حد تک focus رکھا جائے جو مقصد وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کا ہے جس سے وہ یہ رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس میں دیگر موضوع کوdiscussion میں لاکر وقت کو ضائع نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! کچھ ممبران نے مجھے ایک تجویز دی ہے اس حوالے سے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب سے میری بات ہوئی ہے اور لیڈر آف دی اپوزیشن چودھری ظہیر الدین صاحب سے بھی بات ہوئی ہے، کچھ ممبران کا یہ خیال ہے کہ یہ اتفاق ہے کہ اس مرتبہ Assembly in session ہے اور ''کشمیر ڈے'' آیا ہے تو اس دن ہم چھٹی کر کے اپنے دیگر کاموں کو نمٹانے میں لگ جائیں تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم کل کا دن ایکspecial session کے طور پر رکھیں۔ اس میں routine business کو ایک طرف رکھ کر کشمیر پر بات کریں۔ پوری دنیا میں مظلوم مسلمان صیہونیت کے ظلم اور بربریت کا شکار ہو رہے ہیں ان پر بات کریں اور اس کے بعد یہاں پر ایک joint resolution پاس کریں اور اگر ممبران مناسب سمجھیں تو ہم باہر جا کر as a token of protest جس میں P.M.L(N) بھی ہو، پیپلز پارٹی بھی ہو اور اپوزیشن بھی ہو تاکہ ہمارے فلسطینی بھائی اور ہمارے کشمیری بھائی جو ظلم و بربریت کا شکار ہیں اور اپنی آزادی چاہتے ہیں انہیں یہ پتا چلے کہ

ہم ان کے ساتھ ہیں تو یہ ایک تجویز ہے آپ ہاؤس کی sense لے لیں اور اگر ہاؤس اجازت دے تو پھر کل اس مقصد کے لئے اجلاس رکھا جائے۔

جناب سپیکر: اب یہ question put ہوتا ہے کہ ہاؤس اس کو accept کرتا ہے۔(قطع کلامیاں) کچھ دوست 11 بجے کا اور کچھ 2 بجے session کا کہہ رہے ہیں۔ رانا صاحب! آپ ٹائم کے بارے میں تجویز کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹائم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، 11 بجے رکھنا ہے یا 2 بجے رکھنا ہے جیسے اکثریت کہتی ہے وہ کر لیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے 2 بجے کا ٹائم ٹھیک نہیں ہے، 11 بجے کا ٹائم ٹھیک ہے۔(قطع کلامیاں) Order please. Order in the House. جو pre-budget discussion کی بات ہوئی ہے ویسے تو یہ بات اپوزیشن کو بھی پسند آنی چاہئے اس طرف سے ایسی جو کاوش شروع ہوئی ہے میرے خیال میں اپوزیشن کو بھی چاہئے کہ وہ اس بارے میں حکومت کو ضرور شاباش دے۔ اچھی بات ہے، اچھی روایت ہے، جمہوریت کی طرف مستحسن قدم ہے اور اداروں کی مضبوطی کے لئے انتہائی اہم فیصلہ ہے تو میں گزارش کروں گا کہ جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام میرے پاس بھجوادیں اور جس طرح لاء منسٹر صاحب نے بات کی ہے سب بھائیوں کو ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بحث میں حصہ لینا چاہئے۔(قطع کلامیاں)

میرے خیال میں اچھی بات کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم ابھی نماز پڑھ کے آئے ہیں اور اب اچھی بات ہی کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا، ماشاء اللہ، جی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں حکومت کے اس قدم کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں یہ بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جب پچھلا بجٹ پیش کیا گیا تب اپوزیشن نے بھی اور کچھ treasury members نے بھی یہی request کی تھی کہ pre-budget session ہونا چاہئے تو ہماری request کو دیکھتے ہوئے اور اپنی wishes کو بھی دیکھتے ہوئے اگر حکومت نے ایک قدم اٹھایا ہے تو ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ہمیں یہی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اس ہاؤس کے process کو بہتر سے بہتر بنائیں۔ جیسے رانا صاحب نے کہا ہے کہ میرے ایک دو سوالات ہیں، local level پر جو

A.D.Pوغیرہ کے issues ہیں آج کی debate کے حوالے سے ذرا clarify کر دیں کہ وزیر خزانہ آج جو overall policy brief پر بات کریں گے ہم اس کے اوپر comment کریں گے اور policy کے مطابق جو micro level discussion ہے وہ آج ہم address کر رہے ہیں تو اگر ہم نے کوئی local issues یا ADP related details کے حوالے سے اپنی suggestions آگے دینی ہیں تو اس کا پلیٹ فارم اور طریق کار کیا ہے اس کو clarify کر دیا جائے تاکہ ہم آج کی اس discussion کو بہتر طریقے سے کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ہر اچ صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے حکومت کے اس اقدام کو سراہا ہے۔ میں ان کی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ پچھلے سال جب بجٹ پیش ہوا تھا تو اپوزیشن نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ pre-budget اجلاس ہونا چاہئے لیکن میں ان کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال بھی اپوزیشن یہی بات کرتی رہی لیکن اس حکومت کو یہ توفیق ہوئی ہے کہ آج pre-budget اجلاس ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے جو پالیسی کی بات کی ہے یا local A.D.P کے حوالے سے بات کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہر ممبر کا اپنا کام ہے۔ آپ پالیسی پر بھی بات کریں اور local level کی بھی بات کریں اور جس طرح سے آپ مناسب سمجھیں آپ بات کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پہلے بھی طریق کار میں بڑی کمی تھی کہ pre-budget discussion ہو۔ میں نے حکومت کے اس اقدام کو بڑی خندہ پیشانی سے ڈیسک بجا کر سراہا ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ مجھے اسی بات کی آپ سے توقع تھی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری تمام ممبران سے آپ کے توسط سے appeal ہو گی کہ یہ اتنا اہم وقت ہے براہ مہربانی تمام ممبران اس بحث میں حصہ لیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ اپنی juniors کو بھی وقت دے دیا کریں۔ میرے خیال میں آپ دونوں ہی سارا وقت لے لیتی ہیں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ ہمیشہ شفقت فرماتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایوان لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ہے اور آج کا یہ اقدام لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کی طرف ایک بہترین قدم ہے۔ اس ایوان میں اگر کوئی غلط بات یا روایات کے خلاف کوئی بات مجھ سے ہوئی یا کسی سے بھی ہوئی ہے، اگر مجھ سے ہوئی ہے تو کھوسہ صاحب میرے باریش بزرگ ہیں، میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ یہ ایک اچھا طریقہ نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں یا ہم politically ایک دوسرے کو pressurize کرنے کے لئے انتقامی کارروائیاں کریں اور بہتان لگائیں۔ میں خود اس کو condemn کرنے والوں میں سے ہوں تو میں اس کا حصہ نہیں بننا چاہتی اور میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ روایت برقرار رہے اور جھوٹے الزامات اور فضولیات میں رہ کر رجسٹریاں لائیں، رجسٹریاں پھینکیں اور خرید و فروخت کو issue نہ بنائیں۔ خواہ وہ چودھری مونس الٰہی صاحب کے لئے ہوں، خواہ وہ میاں محمد نواز شریف صاحب کے لئے ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ issue resolve ہو چکا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ روایات ختم ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اگر معذرت کی ہے تو یہ بڑائی کی بات ہے لیکن ایک حد تک تو وہ بزرگ ہیں اور میرے خیال میں ساری اسمبلی میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہیں اور ان کے متعلق تضحیک آمیز زبان استعمال کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کی بالکل عزت کرتی ہوں۔

SENIOR ADVISOR TO CHIEF MINISTER (Sirdar Zulfiqar Ali Khan Khosa): Mr. Speaker! I am on a personal explanation.

محترمہ آمنہ الفت: میں نے آپ سے معذرت کی ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں ان کے الفاظ کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ یہ کس ضلع سے ہیں؟ مجھے یہ پتا ہے کہ ان کی قیادت کون ہے اور ان کو اس پارٹی میں کیا سبق ملے ہوئے ہیں۔ مجھے صرف یہ پتا ہے۔ میں جس طبقے سے belong کرتا ہوں اور جس خاندان سے میں belong کرتا ہوں۔ میرا خاندان اور میرے بزرگ اپنے رقبے دیتے آئے ہیں۔ میرے خاندان نے آج تک ایک انچ پر بھی کسی کے رقبے پر قبضہ نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب یہ خاتون میرے خاندان اور میرے خون کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں نے خون کی بات نہیں کی تھی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): تو ان کے لئے مناسب تھا کہ میرے خاندان کے بارے میں پہلے معلومات حاصل کر لیتیں۔ اس وقت جناب ڈپٹی سپیکر Chair پر بیٹھے تھے میں نے ان سے یہ request کی تھی اور وہی request آپ سے دہراتا ہوں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ہاؤس کے سامنے معذرت کریں۔

جناب سپیکر: پیاری بہن! آپ ان کے ساتھ معذرت کریں۔ اچھی بات تو یہی ہے اور اچھی روایت قائم ہونی بھی چاہئے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! وہ general بات کر رہی تھیں۔ انھوں نے میرا نام particularly لے کر کہا ہے۔ اگر میں چودھری صاحبان کا ریکارڈ یہاں پر پیش کروں جن کو یہ لیڈر مانتی ہیں تو پھر کیا ہو گا؟ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ان کی حرکات کیا ہیں۔ جب میرے بزرگ لاکھوں ایکٹر کے مالک تھے تو ان کے بزرگ تو کوئی ہیڈ کانسٹیبل تھا اور کوئی پٹواری تھا۔ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں؟ یہاں یہ راز نہ کھولیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ماشاء اللہ بزرگ ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اپنی عزت سے زیادہ ان کی عزت نہیں سمجھتا اور نہ ان کے لیڈروں کی عزت کو سمجھتا ہوں۔ اگر یہ عزت کروانا چاہتی ہیں تو پہلے عزت کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کو تو پتا ہی ہے کہ میرے کیا الفاظ ہیں۔ اگر میرے محترم بزرگ نے نہیں سنے تو اس میں میری خطا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، آپ معذرت کریں کہ آپ نے جو بات کی ہے۔ اگر ہم بزرگوں کی بے عزتی کریں تو کیا یہ اچھا لگے گا؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے تو اپنی بات کا آغاز ہی انہی الفاظ سے کیا تھا کہ کھوسہ صاحب باریش بزرگ ہیں میں معذرت کرتی ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی بداخلاقی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔

محترمہ آمنہ الفت: میں نے یہ بات سب سے پہلے کی ہے۔ اگر میرے محترم بزرگ نے اس کو نہیں سنا تو میرے خیال میں ان کو ریکارڈ دکھایا جا سکتا ہے اور عزت سب کی سانجھی ہے۔ خواہ وہ کوئی بھی انسان ہو۔ اگر کوئی غریب ہے یا امیر ہے سب کی عزت سانجھی ہوتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم سے زیادہ عزت دوسروں کی مقدم ہے۔ اگر ہم دوسروں کی عزت کریں گے تو ہمارے کھاتے میں بھی عزت آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت احترام ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: چودھری برادران بھی اتنے ہی عزت دار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت احترام ہے۔ ہم آپ کا بہت احترام کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: میں آپ سے ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کے میرے ایک معزز ممبر اور cabinet کے minister بھی ہیں وہ آپ کے برخورداروں کی طرح ہیں ان کی بھی دل آزاری ہوئی ہے۔ آپ مہربانی کریں، اس سے ماحول اچھا ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے تو combine معذرت کی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہی بلکہ بات تو یہ ہے کہ میں نے تو اس روایت کو ہی غلط قرار دیا ہے لیکن یہ بھی دیکھنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کا نام بھی لے لیں جن کا نام پہلے لیا تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! چودھری عبدالغفور میرے بچوں کی عمر کے ہیں۔

جناب سپیکر: بس بس، ٹھیک ہے۔ شاباش، شاباش۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ جب ہمارے لیڈروں کے بارے میں کوئی غلط بات ہوتی ہے تو ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ وہ ذرا خیال کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ اب وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ pre-budget discussion کا آغاز کریں گے۔ جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! کیونکہ pre-budget speech پہلی دفعہ کی جارہی ہے اس لئے میری request ہے کہ اس کو پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو اجازت دی جاتی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ایوان کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال بجٹ تقریر کے دوران یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ مالی سال کے صوبائی بجٹ کی تیاری سے پہلے صوبائی اراکین اسمبلی کی آراء اور مفید تجاویز کو مدنظر رکھنے کے لئے pre-budget سیمینار اور pre-budget اجلاس کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ موجودہ اسمبلی اجلاس اس کی ایک کڑی ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صوبہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مشاورت کا اتنا وسیع عمل کیا جارہا ہے۔ یہ بات موجودہ حکومت کی جمہوریت پسندی کی عکاسی کرتی ہے۔

جناب والا! اس سے پہلے کہ میں مزید تفصیل میں جاؤں میں ایوان کو یہ گزارش کرنا لازم سمجھتا ہوں کہ pre-budget اجلاس کی نوعیت اسمبلی کے بجٹ اجلاس سے مختلف ہے اس میں کسی خاص مد یا کسی سپلیمنٹری گرانٹ یا ترقیاتی منصوبے کی بغور بحث شامل نہیں ہے بلکہ معزز ایوان سے حکومت کے اخراجات اور وسائل پر مفید آراء حاصل کرنا ہیں۔ اراکین اسمبلی کی سہولت کے لئے موجودہ مالی سال کے بجٹ کے بنیادی اعداد و شمار تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اس بات کا احساس ہے کہ بجٹ اجلاس میں یہ شکوہ رہا کہ اگر ایوان کی رائے کو پہلے شامل کر لیا جائے تو بجٹ کے مختلف پہلوؤں میں معزز ایوان کی ترجیحات کی عکاسی ہو سکتی ہے۔ میں اس معاملے میں زیادہ طویل تقریر نہیں کرنا چاہتا اور یہ خواہش رکھتا ہوں کہ ایوان کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا زیادہ موقع دیا جائے اور اس کو مدنظر

رکھتے ہوئے میں صرف کچھ بنیادی حقائق پر روشنی ڈالنا چاہوں گا کہ جس سے معزز اراکین مستفید ہو سکیں اور اپنی بجٹ تجاویز کو ان حقائق کی روشنی میں سامنے لا سکیں۔

مالی سال 10-2009 کے بجٹ کا تخمینہ تقریباً مئی کے وسط تک ایک مکمل شکل اختیار کرتا ہے اس وقت محکمہ خزانہ مختلف محکموں سے ان کے تخمینے وصول کرنے اور ان کا جائزہ لینے میں مصروف ہے۔ حکومت کے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ آپ کو اگلے سال کا بجٹ ابھی پیش کر دیا جائے البتہ میں آپ کو موجودہ مالی سال کے دوران اخراجات اور آمدن کی کچھ تفصیل ضرور پیش کرنا چاہوں گا جس سے آپ کو ہمارے اخراجات اور وسائل کا اندازہ ہو سکے۔ موجودہ مالی سال کا غیر ترقیاتی بجٹ 256.94 ارب روپے منظور کیا گیا تھا۔ مجھے یہ بتا کر انتہائی فخر محسوس ہو رہا ہے کہ پنجاب حکومت کی financial discipline کی پالیسی کے اچھے نتائج سامنے آ رہے ہیں اور باوجود اس کے کہ موجودہ مالی سال کے دوران حکومت پنجاب نے ایک تاریخی سبسڈی پروگرام شروع کیا جس میں غربت اور مہنگائی سے متاثرہ لوگوں کے لئے خاطر خواہ رقم رکھی گئی، اس سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران 256۔ارب کے غیر ترقیاتی تخمینے کے مقابلے میں 120.24۔ارب خرچ ہوئے جو کہ کل تخمینے کا 48 فیصد ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر ہاؤس کو اس بات پر زور دے کر کہوں گا کہ ہماری حکومت نے اپنے اخراجات میں سے آٹھ ارب روپے کی کمی پچھلے سات ماہ میں کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مالی لحاظ سے یہ صورتحال انتہائی تسلی بخش ہے۔یہاں میں حکومت پنجاب کے ان اخراجات کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا جو کہ اس نے اپنے غیر ترقیاتی بجٹ کی مد میں سے غریب اور پسماندہ عوام کے لئے پہلے چھ ماہ کے دوران کئے۔ غریب عوام کے لئے فوڈ سپورٹ سکیم شروع کی گئی ہے جس میں بتدریج اضافہ کیا جا رہا ہے۔ سالِ نو کے وسط تک تقریباً چودہ لاکھ گھرانے اس میں شامل کئے جا چکے ہیں اور 4.9۔ارب روپے بطور فوڈ سپورٹ ان کو فراہم کیا جا چکا ہے۔ سستی روٹی سکیم بھی اس سال کے دوران شروع کی گئی اور پچھلے چند ماہ میں یہ انتہائی کامیاب رہی اور اب تک اس مد میں 1.14۔ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ سستی روٹی سکیم میں بھی بتدریج اضافہ کیا جائے گا۔ سرکاری ہسپتالوں میں ایئر کنڈیشنر اور جنریٹرز کی فراہمی کے لئے 1.99۔ارب روپے فراہم کئے جا چکے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ وہ ہسپتال ہیں جن میں غریب عوام کی سب سے زیادہ تعداد آتی ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں مفت ادویات فراہم کرنے کے لئے 2.7۔ارب روپے فراہم کئے جا چکے ہیں۔ گردوں کی مفت ڈائیلسز کے

لئے 21کروڑ روپے فراہم کئے جا چکے ہیں۔ تعلیم کے میدان میں ذہین مگر غریب طلباء کے لئے ''پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ'' فنڈ قائم کیا جا چکا ہے جس کے لئے اس سال کے دوران 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے ایک ارب روپے فراہم کئے جا چکے ہیں۔اسی طرح کسانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کی مد میں سال کے دوران 2۔ارب روپے مختص کئے گئے جس میں سے ایک ارب روپے فراہم کئے جا چکے ہیں۔ میں ایک بار پھر دہرانا چاہوں گا کہ اس سے پہلے پنجاب کی تاریخ میں غریب عوام کے لئے اتنی زیادہ خالصتاً مختص رقم پہلے چھ ماہ میں کبھی فراہم نہیں کی گئی۔ باتیں تو کی گئیں لیکن عمل نہیں کیا گیا۔ مجھے امید ہے کہ رواں مالی سال کے آخر تک ان رقومات میں مزید اضافہ ہو گا جو کہ حکومتِ پنجاب اپنے غیر ترقیاتی بجٹ میں سے بہتر مالی ڈسپلن کی وجہ سے برداشت کر سکے گی۔

جناب سپیکر!میں ایوان کو وسائل کے بارے میں کچھ چیدہ چیدہ باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ صوبہ پنجاب کے وسائل کا زیادہ تر دارومدار N.F.C کے ذریعے ملنے والے وفاقی ٹیکسوں پر ہوتا ہے۔ ہماری کل ٹیکس آمدن میں سے تقریباً80 فیصد ہمیں N.F.C کے ذریعے ملنے والے وفاقی ٹیکسوں اور تیل و گیس کی رائلٹی سے موصول ہوتا ہے جو کہ رواں مالی سال کے لئے 293۔ارب روپے کے نزدیک ہیں۔ان ٹیکسوں کی وصولی ٹارگٹ کے مطابق جاری ہے البتہ صوبائی حکومت کے محاصل اپنے اہداف سے نیچے ہیں۔ موجودہ مالی سال کے دوران صوبائی ٹیکس اور non-tax revenue کی مد میں تقریباً59۔ارب روپے اکٹھے کرنے کا ٹارگٹ ہے لیکن یہ ابھی اس ہدف سے نیچے ہے۔ حکومتِ پنجاب نے اس عمل کو تیز تر کرنے کے لئے tax collection machinery کی مانیٹرنگ کو مزید فعال بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مالی سال کے آخر تک صوبائی محاصل میں پچھلے سال کے مقابلہ میں واضح بہتری نظر آئے گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ حکومت پرائیویٹائزیشن کے ذریعے تقریباً 17۔ارب روپے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے البتہ غیر مناسب معاشی حالات کی وجہ سے اس معاملہ میں بے حد احتیاط کے ساتھ کام لیا جا رہا ہے اور اس امر کو یقینی بنایا جا رہا ہے کہ حکومتی اثاثوں کی پرائیویٹائزیشن شفاف اور اچھی قیمت پر کی جائے۔ ترقیاتی کاموں کے لئے بیرونی قرضوں کے ذریعے حکومتِ پنجاب کو 23.53۔ارب روپے اکٹھا کرنے کی توقع ہے جو کہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں کم ہے۔ یہ ایک سوچی سمجھی پالیسی کا نتیجہ ہے جس میں ہم بیرونی قرضوں پر اپنا انحصار کم کرنا چاہتے ہیں اور صرف ان قرضوں کو حاصل کریں گے جو کہ صوبے میں ترقیاتی ترجیحات کی عکاسی کریں۔ اس کے علاوہ مختلف

ترقیاتی منصوبوں کے لئے foreign projects کی مد میں 12.23۔ارب روپے حاصل ہونے کی توقع ہے۔

جناب سپیکر!آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان ایک بیرونی اور اندرونی معاشی بحران سے گزر رہا ہے اور اس کے نتیجے میں وفاقی حکومت اور تمام صوبائی حکومتوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اخراجات میں کمی کریں اور عوام کے فلاح و بہبود سے تعلق رکھنے والے اخراجات کو محفوظ کریں۔ وفاقی ترقیاتی پروگرام پر عملدرآمد کے لئے پنجاب کو مختلف منصوبوں کے لئے تقریباً12.19۔ارب روپے کی رقم درکار ہے البتہ وفاقی ترقیاتی پروگرام سے ابھی یہ پوری رقم حاصل نہیں ہو سکی۔

جناب والا!اخراجات اور وسائل کا یہ جائزہ دینے کے بعد میں ایوان پر یہ امر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اپنے جاریہ اخراجات موجودہ وسائل میں سے بآسانی پورے کر سکتی ہے اور ترقیاتی کاموں کے لئے وسائل فراہم کر سکتی ہے البتہ وسائل محدود ہیں اور مسائل لامحدود اس لئے کسی بھی حکومت پر یہ فرض بنتا ہے کہ وسائل کا سب سے موزوں استعمال کیا جائے۔ جاریہ اخراجات یا جس کو ہم غیر ترقیاتی بجٹ کا نام دیتے ہیں زیادہ تر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن، قرضوں پر سود کی ادائیگی وغیرہ پر استعمال ہوتے ہیں۔ ان اخراجات میں ڈاکٹروں، اساتذہ، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور بہت سے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں شامل ہیں۔ ہسپتالوں میں مفت ادویات پر خرچہ، سرکاری اداروں کے بجلی کے بل، پٹرول وغیرہ بھی شامل ہیں۔ دراصل غیر ترقیاتی بجٹ حکومت کا روزمرہ کام چلانے کے لئے مختص کیا جاتا ہے اس لئے اس مد میں کٹوتی کو ایک بغور جائزہ لینے کے بعد کیا جاتا ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ حکومت کا آپریشن متاثر نہ ہو۔ اس کے باوجود ہماری یہ کوشش ہے کہ جاریہ اخراجات میں افراطِ زر کو مدنظر رکھتے ہوئے آنے والے سال میں صرف ایک مناسب حد تک اضافہ کیا جائے۔ میری ایوان سے یہ گزارش ہو گی کہ اپنی آراء دیتے وقت ان اخراجات کی نوعیت کو ضرور مدنظر رکھیں تاکہ ایوان کی آراء کو ایک عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

جناب والا!اب میں کچھ مختصر بات ترقیاتی اخراجات پر کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے تین سال سے پنجاب کا ترقیاتی پروگرام میڈیم ٹرم ڈویلپمنٹ فریم ورک (MTDF) کے تحت بنایا جارہا ہے۔ اگلے مالی سال برائے 10-2009 کا ترقیاتی پروگرام بھی اسی طرز پر بنایا جائے گا۔ اس میں حکومت کی جاری شدہ پالیسیاں اور ترجیحات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اس میں 10-2009 کے لئے ترقیاتی سکیمیں شامل کی جائیں گی جبکہ 11-2010 اور 12-2011 کے لئے اہداف مقرر کئے جائیں گے۔ اس ضمن میں

محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے تمام محکمہ جات کو گائیڈ لائنز فراہم کر دی ہیں تاکہ تمام محکمہ جات اپنا ترقیاتی پروگرام بناتے وقت ان کو مدنظر رکھیں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 10-2009 کے لئے حکومت پنجاب کی درج ذیل ترجیحات جو کہ بنیادی طور پر موجودہ مالی سال کا ہی تسلسل ہوں گی۔ موجودہ مالی سال کی چیدہ چیدہ ترجیحات یوں ہیں:۔

i. شرح نمو کو بڑھانا۔
ii. صوبے میں روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنا۔
iii. غربت میں کمی۔
iv. صوبے کے ہر علاقے، طبقے اور ہر شعبے کو ترقیاتی عمل میں شامل کرنا۔
v. موجودہ انفراسٹرکچر کی بحالی و بہتری۔
vi. زرعی و صنعتی پیداوار کو بڑھانا۔
vii. خوراک، پانی اور انرجی کی فراہمی کو یقینی بنانا۔
viii. افرادی قوت کو مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق فنی تربیت دینا۔
ix. نئے انفراسٹرکچر کے منصوبوں میں حکومت اور پرائیوٹ سیکٹر کی شمولیت۔
x. عوام کو ان کی دہلیز پر بنیادی ضروریات مثلاً تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی ونکاسی آب۔
xi. نتیجہ خیز منصوبہ بندی کا اجراء۔
xii. بڑے منصوبہ جات کو احسن طریقے سے مکمل کرنے کے لئے consultants کے ذریعے نگرانی وغیرہ شامل تھی۔

ان ترجیحات کی روشنی میں اگر موجودہ سال کے ترقیاتی پروگرام کا جائزہ لیا جائے تو اس کے اہم نکات اس طرح ہیں:

i. جاری سکیموں کی تکمیل پر حتی الوسع توجہ دی جائے گی۔ 2,957 جاری سکیموں میں 1.715 سکیموں کو مکمل کر دیا جائے گا۔
ii. غریب دوست شعبوں پر کل ترقیاتی بجٹ کا 82 فیصد خرچ کیا جارہا ہے اس سلسلے میں تعلیم، صحت اور صاف پانی کی فراہمی پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ تعلیم، صحت اور پانی کی فراہمی 50۔ارب سے زائد یعنی ترقیاتی بجٹ کا ایک

تہائی خرچ کیا جارہاہے۔ سماجی بہبود کے شعبوں پر تقریباً30۔ارب روپے مزید خرچ کئے جارہے ہیں۔

iii. پنجاب کی تقریباً65فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ترقیاتی بجٹ کا بھی تقریباً65فیصد دیہات کی ترقیاتی سکیموں پر خرچ کیا جارہاہے اس سلسلے میں جنوبی پنجاب کی پسماندگی کو دور کرنے پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔

iv. حکومت نے اس کے علاوہ کئی نئے منصوبے شروع کئے ہیں جن کا محور پسماندہ طبقات کو ترقی کے دھارے میں شامل کرناہے۔ان میں چیدہ چیدہ منصوبے درج ذیل ہیں:

(الف) غریب بچوں کے لئے اعلیٰ معیار کے تعلیمی اداروں کا قیام جہاں مفت تعلیم کے علاوہ رہائش اور خوراک کی سہولیات میسر ہوں گی اس مد میں تقریباً5۔ارب روپے کی خطیر رقم خرچ کی جارہی ہے۔

(ب) تقریباً چار ہزار سے زائد ہائی سکولوں کے لئے کمپیوٹر کی تعلیم اور کمپیوٹر لیبارٹری کے قیام کے لئے5۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔

(ج) چھوٹے کسانوں کے لئے دس ہزار ٹریکٹر اور زرعی آلات کی فراہمی کے لئے حکومت 2لاکھ روپے کی سبسڈی فراہم کرے گی۔

(د) چولستان اور بارانی اضلاع کے لئے خصوصی ترقیاتی پروگرام پر عملدرآمد جاری ہے۔

- حکومت نے اس سال نہ صرف ترقی کے لئے اضافی وسائل فراہم کئے ہیں بلکہ ان وسائل کے موثر استعمال اور کرپشن کے تدارک کے لئے بھی کئی انقلابی اقدام اٹھائے ہیں جن میں:

i. بڑی سکیموں کی تھرڈ پارٹی ویلیڈیشن(Validation)

ii. سیکرٹری صاحبان کی باقاعدہ دوروں کے ذریعے مانیٹرنگ۔

iii. تمام بڑی سکیموں پرconsultantsکے ذریعے نگرانی وغیرہ شامل ہیں۔

ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد جاری ہے اور اس امر کو یقینی بنایا جارہا ہے کہ تمام وسائل کو موثر طور پر استعمال کیا جائے اور منصوبہ جات بروقت مکمل ہو سکیں تاکہ پنجاب کے عوام ان سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 10-2009 کی تیاری کا کام ابتدائی مراحل میں داخل ہے جس کے لئے تمام محکمہ جات اپنی ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے سکیموں کی تفصیل جلد از جلد محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو ارسال کریں گے اس سلسلہ میں تمام محکمہ جات کو ہدایت کی گئی ہے کہ ترقیاتی پروگراموں کو تشکیل دیتے ہوئے درج ذیل حکومتی پالیسی کو مدنظر رکھا جائے:

i. جاری شدہ سکیموں اور پروگراموں کی شرح 60 فیصد جبکہ نئی کی 40 فیصد ہے۔ ایسی جاری شدہ سکیمیں جن پر 70 فیصد سے زائد کام ہو چکا ہے ان کو ترجیح دی جائے اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ ان کو پورے فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ وہ مالی سال 10-2009 میں مکمل ہو سکیں۔

ii. ایسی نامکمل سکیمیں جو کہ مالی سال 09-2008 میں accelerated programmes یا block allocations سے شروع کی گئی تھیں ان کو A.D.P-2009-10 میں شامل کیا جائے اور مکمل کیا جائے۔

iii. جو سکیمیں سال 10-2009 میں مکمل ہوں گی ان کو الگ ظاہر کیا جائے تاکہ ان پر زیادہ توجہ دی جائے۔

iv. غیر ملکی امداد سے چلنے والے منصوبہ جات کو اہمیت دی جائے اور معاہدوں کے مطابق ان منصوبوں کے لئے ترقیاتی پروگراموں میں رقوم مختص کی جائیں۔

v. سماجی بہبود کے جاری منصوبہ جات اور اصلاحی منصوبہ جات کو حکومت کی "غربت مکاؤ" پالیسی کے تحت ترجیحات میں شامل کیا جائے۔

vi. کم ترقی یافتہ علاقہ جات کو زیادہ اہمیت دی جائے اور ان کے لئے خصوصی پروگرام مرتب کئے جائیں۔

vii. ترقیاتی پروگرام مرتب کرتے وقت ایسے شعبہ جات جو غربت کم کرنے میں ممد ومعاون ہوں گے کو مدنظر رکھا جائے۔ مثلاً صحت، تعلیم، فراہمی ونکاسی آب، مویشیوں کی افزائش، چھوٹی ودرمیانے درجے کی صنعت وغیرہ وغیرہ۔

viii. صوبائی اہمیت و بڑے بڑے منصوبہ جات جو مرکزی حکومت و پنجاب حکومت کی شراکت سے مکمل ہوتے ہیں کو مناسب رقوم مختص کی جائیں تاکہ وہ بروقت مکمل ہو سکیں۔ ایسے منصوبہ جات کی تفصیلات فوری طور پر مرکزی حکومت کو مہیا کی جائیں تاکہ وہ ان منصوبہ جات کو اپنے ترقیاتی پروگراموں میں شامل کر سکیں۔

ix. اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے جن منصوبہ جات کے لئے اعلانات کئے ہیں ان کو ترقیاتی پروگراموں میں شامل کیا جائے۔

x. ہر محکمہ ترقیاتی پروگرام پر مکمل غور و خوض اور اپنے منسٹر انچارج کے صلاح مشورہ کے بعد محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کو ارسال کرے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے تمام معزز ممبران اسمبلی سے درخواست کروں گا کہ وہ عوامی اہمیت کے منصوبہ جات متعلقہ محکموں کے نوٹس میں لائیں تاکہ وہ اپنے ترقیاتی پروگرام تشکیل دیتے ہوئے عوامی آراء کو بھی مدنظر رکھیں۔ ابھی اس حوالے سے کافی کام ہونا باقی ہے اور تمام محکمے بالخصوص محکمہ خزانہ اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقی اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ آئندہ سال کا بجٹ وسائل کے حساب سے مناسب اور صوبے میں سماجی اور معاشی ترقی کا حامل ہو۔ اس کے ساتھ میں معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی تجاویز اور آراء کا منتظر ہوں۔ پاکستان زندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش، کائرہ صاحب! اس پر بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف نے کرنا ہے تو کیا وہ موجود نہیں ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! وہ گورنر سٹیٹ بنک سے ملاقات کے لئے گئے ہیں اس لئے ان کی جگہ میں بحث کا آغاز کروں گا۔ اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے دور میں جب پاکستان ایک معاشی بحران کا شکار ہے اور عالمی economy بھی ایک معاشی بحران کا شکار ہے تو اس وقت یہ financial allocation capital جو کہ وزیر خزانہ کا ٹاسک ہوتا ہے تو یہ ٹاسک پہلے سے بھی زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ مجھے خوشی ہے اور میں نے اس ایوان میں پہلے بھی یہ بات کہی ہے کہ بجٹ تیار کرنے سے پہلے ہماری input مانگی گئیں اور تمام ممبران کی input مانگی گئی ہیں اور تمام ممبران سے تجاویز مانگی گئی ہیں تو میں یہ خواہش کروں گا کہ آج اور دوسرے دن جو اس بحث کے لئے allocate کئے گئے ہیں تو ان تجاویز کو note کرنے کا اور ان پر عمل کرنے کا طریق کار بھی ہونا چاہئے تاکہ یہ صرف debates تک محدود نہ رہیں بلکہ ان کی actually input بجٹ میں ہو۔

جناب سپیکر! میں جن points کی طرف آپ کی، وزیر خزانہ اور ایوان کی توجہ چاہوں گا کہ جو allocation of provincial capital ہے provincial receipts اور provincial revenue ایک طرف اور اس کی spending اور اس کی allocation دوسری طرف تو میں اس میں تین areas پر بات کرنا چاہوں گا۔ پہلا area تو specifically public welfare projects کے سلسلے میں ہے۔ دوسرا area allocation of capital by regions ہے by economic unit اور by sector اور تیسرا area جو micro economic challenges ہیں ان problems کو اس وقت ہمیں کیسے address کرنا چاہئے اور ہماری طرف سے کیا suggestions ہیں کہ ان کو کیسے address کیا جائے؟

جناب والا! میں اپنی تقریر کو مختصر رکھنا چاہوں گا لیکن میں اپنے points اس لئے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان points کو تین حصوں میں لانا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک جو public welfare projects کی بات ہوتی ہے تو جب سے پاکستان بنا ہے، جو بھی حکومت آئی میں اس وقت سیاست میں نہیں پڑنا چاہتا، ہر بار ہم نے یہی سنا کہ غریب کے حقوق ہیں اور غریب کے لئے فلاں ہو گا، یہ ہو گا اور وہ ہو گا لیکن 60 سال گزر گئے ہیں اور ابھی تک ہمارا یہ نظام کسی ایسی direction میں نہیں گیا کہ اس سے ہمیں تسلی ہو گئی ہو۔ ظاہر سی بات ہے کہ کوئی بھی نظام ہو اس میں ہمیشہ improvement ہو سکتی ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ ہمیں کچھ اس قسم کے targets set کرنے چاہئیں، ہمیں کچھ اس قسم کی discussion کرنی چاہئے کہ پاکستان کا ایک average

personاس کے basic rights کیا ہیں، حکومت نے اس کو کیا کیا کچھ provide کرنا ہے؟ صرف یہ کہہ دینا کہ حکومت ہر چیز ہر کسی کو ہر وقت provide کر سکے گی وہ بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ کہہ دینا کہ حکومت کی کوئی بھی ذمہ داری نہیں ہے وہ بھی مناسب نہیں ہے اس لئے ہمیں یہ define کر لینا چاہئے کہ اگر تین ہزار کی آبادی کا ایک village ہے تو اس دیہات میں کیا کیا کچھ ہونا چاہئے، حکومت کو کیا کیا چیزیں provide کرنی چاہئیں اور جن villages میں وہ available نہیں ہیں تو وہ ہمیں identify کر کے اگلے مالی سال میں یا اگلے پانچ سالہ plan میں ان کی ضرورت پوری کر دینی چاہئے۔ میں اس کی ایک مثال یہ دوں گا کہ اگر دس ہزار آبادی کے ایک area میں کوئی Basic Health Unit نہیں ہے، کوئی ہائی سکول نہیں ہے، کوئی کالج نہیں ہے تو ہمیں اس قسم کے project کو ابھی سے ہی identify کر لینا چاہئے۔ مثال کے طور پر ہر دس ہزار کی آبادی میں دس کلو میٹر کے اندر اندر ان کے لئے لڑکوں کے کالج اور لڑکیوں کے کالج available ہونے چاہئیں۔ یہ targets تو حکومت نے set کرنے ہوتے ہیں میں تو صرف suggestion ہی دے سکتا ہوں۔ تعلیم کے متعلق بھی ہمیں یہ targets set کرنے چاہئیں، health کے سلسلے میں بھی targets set کرنا چاہئے اور ڈاکٹروں کی availability کے targets کو بھی set کرنے چاہئیں۔ اگر دس ہزار کی آبادی ہے تو حکومت کے دو ڈاکٹر، تین ڈاکٹر یا پانچ ڈاکٹر ہونے چاہئیں۔ اگر دس ہزار کی آبادی ہے اور اس میں چار گورنمنٹ سکول ہیں تو دیکھنا چاہئے کہ ان میں ٹیچروں کی تعداد کتنی ہونی چاہئے۔ میری خواہش ہے کہ ان targets کو ہم tangible کے طور پر identify کریں کیونکہ ہر بار اور پچھلے 60 سال سے پاکستان کی عوام اور پنجاب کی عوام یہی سنتی آئی ہے کہ اس مالی سال کے بجٹ میں تمام مسئلے حل ہو جائیں گے لیکن جب تک ہم ان چیزوں کو ایک مکمل process کے through address نہیں کریں گے تو اس وقت تک وہ مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر! اس میں جو سستی روٹی والا پروگرام ہے، مجھے خوشی ہوتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں public welfare projects کے لئے subsidies بھی ہیں اور مختلف چیزیں allocate کی جاتی ہیں کہ عوام کے لئے روٹی available ہو۔ میری خواہش تو یہ تھی کہ اگر ہم اس سستی روٹی سکیم کی بجائے یہ planning کریں کہ اگلے مالی سال میں اس کی ضرورت بھی نہ ہو، اگر گندم کی فراوانی ہو گی کہ دو دو روپے کی روٹی کو regulate نہیں کرنا پڑے گا

جس طرح پہلے کچھ دور میں ہوتا رہا ہے کہ جب گندم اضافی مقدار میں ہو تو پھر گندم کی monitoring programme کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمیں macro level پر اس قسم کے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ہمیں ان پروگراموں کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ میں اس کی ایک مثال دوں گا کہ کچھ سال پہلے موبائل فون کمپنیاں جب بزنس میں نہیں آئی تھیں تو P.T.C.L کی لائن لینے کے لئے ایم پی اے اور ایم این اے کے کوٹے ہوتے تھے، لوگ لائنوں میں لگتے تھے اور تین تین، چھ چھ مہینے انتظار کرتے تھے پھر ان کو ٹیلیفون ملتا تھا۔ market forces اور government policies کے through جو پچھلے دس بارہ سال میں بنی ہے telecommunication deregulation کی پالیسی بنی ہے۔ اب کسی کو ٹیلیفون کے لئے ترسنا نہیں پڑتا اور ان کی قیمتیں خود ہی نیچے آ رہی ہیں، حکومت کو اس میں intervene نہیں کرنا پڑ رہا ہے۔ اسی طرح آٹے کی availability، روٹی کی availability، گھی کی availability اور basic necessities کی availability ہے یا جو بھی basic products کو identify کر لیں ضروری نہیں کہ ہر چیز پر subsidies کریں مثال کے طور پر چاکلیٹ پر اگر آپ subsidy کریں تو ہر بچے کے پاس چاکلیٹ جانا اتنا ضروری نہیں ہے لیکن ہر بچے کے پاس روٹی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ہر چیز میں ہر پالیسی بنانے کے لئے پہلے دن ہی کام شروع کر دیں اگر ہمیں دس ہزار پالیسیاں ایک دن میں بنانی پڑیں تو شاید کوئی بھی نہ بنا سکے۔ ہمیں وہ areas identify کرنے چاہئیں۔ روٹی کی availability کے لئے ہمیں پالیسی ایسی بنانی چاہئے خواہ ہمیں باہر سے import کرنی پڑے، خواہ ہمیں local incentive دینا پڑے۔ گندم کی فراوانی ہو اس میں جتنے بھی multiple محکمے ہیں خواہ اس کے اندر Ministry of Agriculture involved ہو کیونکہ گندم کی production میں اس کا involve ہونا ضروری ہے، irrigation کا involve ہونا ضروری ہے۔ ہمیں multi departments پر efforts کرنی چاہئیں تاکہ ہم اس طرح کی چیزوں کو کامیاب بنا سکیں۔

جناب سپیکر! اگلا area جس پر میں بات کرنا چاہوں گا وہ allocation of capital ہے۔ پنجاب جب Federation میں جاتا ہے، وزیر خزانہ اور سیکرٹری فنانس جب اسلام آباد میں جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ پاکستان کی 60 فیصد آبادی پنجاب میں ہے تو پاکستان کے 60 فیصد ریونیو اور resources پنجاب کو ملنے چاہئیں۔ ہم یہ لڑائی حکومتی بنچ ہوں یا اپوزیشن ہوں مل کر لڑتے ہیں۔

کراچی والے کہتے ہیں کہ ہمارا پورٹ ہے ہمیں زیادہ ملنا چاہئے ، بلوچستان والے کہتے ہیں کہ ہمیں زیادہ ملنا چاہئے کیونکہ ہمارے پاس national resources ہیں، فرنٹئیر والے کہتے ہیں کہ میجر دریا ہمارے پاس سے آ رہے ہیں اور ہمارے پاس ڈیمز ہیں تو ہمیں زیادہ ملنا چاہئے تو آخر میں فیصلہ ہوتا ہے کہ یہ آبادی کے لحاظ سے ملنا چاہئے کیونکہ تمام پاکستان ایک Federation ہے جن میں تمام شہریوں کے برابر حقوق ہیں خواہ وہ سندھی ہو یا پنجابی ہو۔ یہ بحث ہم جا کر اسلام آباد میں تو کرتے ہیں اور پاکستان بجٹ کا 60 فیصد حصہ resources کا لے کر ہم لاہور آتے ہیں تو جب ہم اس کو لے کر لاہور آتے ہیں تو اس میں سے پچاس فیصد ہم لاہور اور اس کے گرد و نواح میں لگا لیتے ہیں اور باقی پچاس فیصد، اب تو 35 یا 36 ضلع ہو گئے ہیں تو باقی پچاس فیصد ان 35,36 ضلعوں کو بھیجا جاتا ہے۔ اس کی allocation بھی اس طرح نہیں ہوتی کہ آبادی کا فارمولا follow کریں۔ جو ہم پسماندہ علاقوں کے نمائندے ہیں، جس طرح کہ میں ایک پسماندہ علاقے کا نمائندہ ہوں جب میں دیکھتا ہوں کہ خانیوال ضلع کا Annual Development Programme جو اس حکومت میں ویسے بھی zero ہو گیا پچھلے دور میں وہ تیس تیس کروڑ روپے تک گیا ہے۔ لاہور میں کینال پر 30 کروڑ روپے کی لاگت سے انڈر پاس بنتا ہے اس میں سے آپ 10 کروڑ روپے نکال بھی لیں کہ corruption میں ضائع ہوا یا نہیں ہوا میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہوں گا لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہم خانیوال کی عوام کے دل پر کچھ گزرتی ضرور ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے پورے سال 25 لاکھ لوگ مرد عورتیں بچے ان کی education، ان کی health، ان کے mega infrastructure projects ان تمام سے زیادہ ایک underpass ضروری ہے اور ان underpasses کا بننا بہت ضروری ہے ہمیں بھی خوشی ہوتی ہے جب ہم لاہور میں اس طرح کی چیزیں دیکھتے ہیں، یہ ہمارا صوبہ ہے، یہ ہمارا capital ہے لیکن اگر لاہور میں ہم آبادی کی بنیاد پر پیسا لے کر آتے ہیں تو ہمیں باقی اضلاع میں بھی اسی بنیاد پر disburse کرنا ہو گا۔ خواہ آپ اس کو ضلعی حکومتوں کے through کریں، خواہ آپ پرانا بلدیاتی نظام لے آئیں مجھے اس سے سروکار نہیں خانیوال کو اس کا حصہ دیں، لیہ کو اس کا حصہ دیں، ملتان کو اس کا حصہ دیں اور یہ سب آبادی کی بنیاد پر ہو۔

جناب سپیکر! اس میں allocation کا دوسرا issue comparative advantages کا ہے۔ ہماری economy کے وہ کون سے سیکٹرز ہیں جن پر ہمیں باقی سیکٹرز سے زیادہ spending کرنی ہے اور ان پر ہمیں local issues کو ایک حساب سے نظر انداز کرتے

ہوئے کرنی ہے۔کیا پاکستان کی یا پنجاب کی economy کا ایک بڑا حصہ sector textile ہے یا نہیں میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔کیا textile sector ہے، کیا sugar mills ہے، کیا وہ production of wheat یا production of cotton ہے اور کیا وہ agriculture sector ہے ہمیں ان areas کو اور ان sectors کو بھی priorities پر کرنا ہو گا کہ پاکستان میں اس وقت ہماری comparative advantage کیا ہے، کیا چیز ہے جو ہم پاکستان والے، پنجاب والے دنیا سے بہتر کر سکتے ہیں میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہوں گا کہ ہم سب کچھ بہتر کر سکتے ہیں جو شخص کہتا ہے کہ میں ہر فن مولا ہوں وہ کسی چیز کا expert نہیں ہوتا۔جب ڈاکٹر کہے کہ میں انجینئر بھی ہوں اور میں ٹھیکیدار بھی اچھا ہوں تو اس ڈاکٹر کو کوئی اچھا نہیں سمجھتا بلکہ ہر کوئی اس کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ہمیں بھی یہی دیکھنا ہو گا کہ ہم پنجاب والے ہیں اور ہمارے comparative advantages کیا ہیں؟ کیا ہماری comparative advantage wheat کی production ہے، کیا ہماری comparative advantage cotton کی production ہے یا کیا ہماری comparative advantage کپڑا بنانا ہے؟ جب ہم ان sectors کو identify کریں، اسمبلی میں highlight کریں یا جو forum ہیں ان پر highlight کریں اس کے بعد جب بجٹ آئے گا تو میں بھی کہوں گا اور تمام بہن بھائی جو یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی کہیں گے کہ جی ہاں اس سیکٹر میں زیادہ investment ہونی چاہئے کیونکہ یہ ہمارے پنجاب کی economy کی life time ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ پہلی allocation geographic basis پر بھی ہمیں دیکھنی چاہئے اور دوسری allocation ہمیں sector basis پر بھی دیکھنی چاہئے۔

جناب سپیکر!اگلا میرا پوائنٹ macro economic challenges ہیں جو اس وقت ہمارے صوبے اور ملک کو درپیش ہیں۔ ہمارا پنجاب کا اور پاکستان کی economy کا ایک interesting سا phenomena ہے۔ یہ phenomena ہمارے لئے unique نہیں ہے۔ یہ باقی دنیا میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ جب economic growth slow ہوتی ہے تو ہماری inflation بڑھ جاتی ہے۔امریکہ اور برطانیہ میں اس سے opposite ہوتا ہے۔ برطانیہ میں اس سے opposite ہوتا ہے، G-8 countries میں اس سے opposite ہوتا ہے، جاپان میں اس سے opposite ہوتا ہے۔جب وہاں پر recession ہوتی ہے جس کا مطلب ہے دو quarters of growth، چھ مہینے اگر ان کی economy grow نہیں کرتی تو قیمتیں نیچے آنا شروع ہو جاتی ہیں۔

اگر وہاں پر روٹی دو روپے کی ہے تو وہ ڈیڑھ روپے کی ہو جاتی ہے۔اگر وہاں پر ٹائر 100ڈالر کا تھا تو وہ 50ڈالر کا ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک کا جو phenomena ہے وہ different ہے ہمارے یہاں جب بھی slowing growth ہوتی ہے تو inflation بڑھ جاتی ہے۔اس کو address کرنے کے لئے ہمیں ان ملکوں کے models دیکھنے ہوں گے جن کو یہ مسائل درپیش رہے ہیں۔ ہمیں آنکھوں پر پٹی باندھ کر ہر وقت آئی ایم ایف اور امریکہ کے models دیکھتے ہوئے اپنی economy fix کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ اس کے مطابق نہیں ہیں۔ جو نسخہ ہماری economy کے لئے چاہئے ہمیں اس کے مطابق دوائیاں لینی چاہئیں ۔ ہمیں آنکھیں بند کر کے Asian Development Bank اور آئی ایم ایف کے formulas کے مطابق نہیں چلنا چاہئے۔ یہ Latin American countries phenomena نے face کئے ہیں، یہ ملائشیا نے face کئے ہیں، انڈونیشیا اس کا opposite رہا ہے، کوریا میں، ساؤتھ کوریا نے دس سال اس کو face کیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر ! شکریہ۔ میرے فاضل بھائی نے ابھی یہاں کہا ہے کہ امریکہ میں جب ان کی slow economy ہوتی ہے تو inflation بھی کم ہو جاتی ہے ہمیں ان سے سیکھنا چاہئے۔ ساتھ ہی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے ماڈل کو اور ورلڈ بنک کے ماڈل کو ہمیں follow نہیں کرنا چاہئے ۔ میں یہاں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جب slow economy ہو جاتی ہے تو production کم ہو جاتی ہے، supply and demand کی وجہ سے supply کم ہوتی ہے تو demand بڑھ جاتی ہے اور inflation بڑھ جاتی ہے یہ بڑا simple economic formula ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ ان کی بات سنتے جائیں اور جو بات آپ کو پسند نہ ہو اس کو چھوڑ دیں۔ان کی جو بات پسند آئے وہ مان لیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! اس میں پوائنٹ آف آرڈر والی کیا بات تھی؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں باقی دنیا کے ماڈل سے سیکھنا چاہئے، کوئی models ہم پر apply کرتے ہیں، کوئی apply نہیں کرتے۔ ہمیں آنکھیں بند کر کے کوئی ایک نسخہ یا کوئی ایک فارمولا نہیں استعمال کرنا چاہئے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ باقی دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور عقل استعمال کر کے اپنی policies بنانی چاہئیں۔ اس کے علاوہ جو ہمارے بجٹ کا issue آ جاتا ہے جن میں macro economic challenges اور جس طرح ہم اپنے budget کو دیکھتے ہیں تو ہمیں inflation adjustments کے ساتھ ان budgets کو دیکھنا چاہئے۔ ہمارے ملک میں اب یہ بھی depend کرتا ہے کہ اگر ہم 15 فیصد inflation کو follow کر رہے ہیں تو کون سے نمبرز کو استعمال کیا جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ آپ ذرا جلدی wind up کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! ہمیں ٹائم ملے گا؟

جناب سپیکر: جی، سیال صاحب! آپ کو ٹائم ضرور ملے گا۔ کوئی سنے یا نہ سُنے میں تو آپ کی بات ضرور سُنوں گا۔

جناب نجف عباس خان سیال: بہت مہربانی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ اگر ہم اپنے budget کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ پچھلے سال کا 150 بلین تھا اور اس سے اگلے سال 160 بلین تھا تو ہمیں ان چیزوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ اگر 15 فیصد inflation ہے تو 160 بلین کا بجٹ اس سال real income or real expenditure کی terms میں پچھلے سال سے کم ہو گا تو ہمیں ان چیزوں کو جو value of money کے international standards ہیں ان کے بھی bench marks دینے چاہئیں تاکہ ہم بہتر capital allocation کر سکیں۔ lastly tax policy پر میرے ایک دو points ہیں ابھی فنانس منسٹر صاحب نے developed countries, developed economies پر بات کی ہے۔ generally یہ سمجھا جاتا ہے کہ taxes جو ہیں وہ direct ہونے چاہئیں in direct نہیں ہونے چاہئیں اس کا main issue یہی ہے کہ جو غریب آدمی 15 فیصد sales tax دے گا وہی sales tax امیر آدمی بھی دے گا تو کوشش یہ کی جانی چاہئے

کہ indirect taxes کو reduce کیا جائے تاکہ جو low income طبقہ ہے اس پر اس ٹیکس کا burden کم پڑے تو میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ in direct taxes کو reduce کر کے direct taxes کے through گورنمنٹ increase revenues کئے جائیں تاکہ اس کا جو disproportionate effect ہوتا ہے وہ lower income طبقے پر نہ ہو۔آخر میں جو کسی بھی اکانومی کے لئے ایک main چیز ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا saving rates کتنا ہے،انہوں نے کتنا پیسا بنکوں میں رکھا ہوا ہے، خرچہ کتنا ہے،اخراجات کتنے ہیں اور savings کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: سیال صاحب! میرا خیال ہے کہ اگر آپ لابی میں جانا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے تاش منگوادیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ میرا last point ہے۔

جناب سپیکر: سیال صاحب پیچھے اپنی گپ شپ میں لگے ہوئے ہیں میں ان کو کہہ رہا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا last point یہ ہے کہ ہمیں banking policy میں saving rates increase کرنے کے لئے بنکوں کو گائیڈ کرنا ہو گا، سٹیٹ بنک کو گائیڈ کرنا ہو گا کہ پنجاب کی عوام کو inflation سے زیادہ savings rate اگر offer کئے جائیں تو لوگ بنکوں میں پیسا رکھنا بہتر سمجھیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اگر بنکوں میں پیسا بڑھے گا تو economy میں stability آئے گی savings rate increase ہوں گے تو کچھ policies ہمارے ملک کی اس طرح ہیں کہ جب بھی ہم consumer rights کی بات کرتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ finance policy ہے، یہ تو Federal میں ہونا چاہئے۔ دنیا میں ہر جگہ provinces and states consumer policies کو دیکھتے ہوئے banking policies کو influence کرتی ہیں تو inflation rates, banking return rates, credit card interest rates, debt interest rates ان کو اگر سٹیٹ بنک ہمارے لئے صحیح monitor نہیں کر رہا تو ہمیں اس کو province level پر کرنا چاہئے اور اس کی طرف movement کرنی چاہئے۔آپ کا بہت شکریہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ یہ pre budget debates کا process شروع ہو گیا ہے۔ میں خواہش یہ کروں گا کہ جس طرح اسمبلی آئندہ سالوں میں بھی چلے گی اسی طرح اس کو رکھا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محمد وارث کلو صاحب!۔۔۔یہ ذرا دس منٹ کی احتیاط رکھیں کیونکہ سب کو ٹائم ملنا چاہئے۔

ملک محمد وارث کلو: ہر اج صاحب کو تو آپ نے ایک گھنٹہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ ان کی بات ہے، انہوں نے opening کرنی تھی۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! ان کو بات کرنے دیں۔انہوں نے سوٹ بڑا شاندار پہنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: سوٹ کی بات نہ کریں، کلو صاحب ماشاء اللہ ویسے ہی بڑے خوبصورت ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں اپنے بھائی عبداللہ یوسف صاحب کا بھی اور آپ کا بھی۔سب سے پہلے تو میں ان اقدامات کو جو کہ ہماری حکومت نے اٹھائے ہیں بہت appreciate کرتا ہوں اور یہ pre-budget session بڑے عرصے کے بعد شروع ہوا ہے۔

جناب سپیکر: پہلے بھی کہیں 04-2003 اور 2005 میں شروع کیا تھا؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج تک پہلے pre-budget session نہیں ہوا اور ہر دور میں یہ مطالبہ رہا ہے کہ ہمارے اوپر budget speech نہ تھوپ دی جائے بلکہ اس سے پہلے ہم سے تجاویز بھی لی جائیں لیکن چونکہ آج تک کسی گورنمنٹ نے یہ سلسلہ شروع نہیں کیا تو میں اس کے لئے اپنی حکومت، وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کا انتہائی مشکور ہوں لیکن اس میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تجاویز ہوں in letter and spirit میں وزیر خزانہ صاحب کو عرض کروں گا کہ ان کو تھوڑا سا نوٹ کر لیں اور یہ اس میں شامل ضرور کریں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں، آپ کی تمام باتیں نوٹ ہو رہی ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ میں پچھلے پانچ سال بھی یہاں ممبر تھا جب بھی بجٹ بنتا ہے تو اس کی priorities مختلف ہوتی ہیں، وہ priorities جو ہیں ان پر ہمیں ہمیشہ سے اعتراض رہا ہے کہ اگر آپ ان priorities کو دیکھیں کہ کس کس محکمے کو کیسے کیسے budget allocation ہوتی ہے تو اس میں بھی ہمیں اعتراض ہوتا ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں ایک صوبے کو اور اس بجٹ کو یہ ہمارے گھر کا بجٹ ہے، سب سے پہلے تو سلسلہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں آمدن

کیسے آنی ہے اور ہمارے اس صوبہ پنجاب میں سوائے زراعت کا کوئی آمدن کا سلسلہ نظر نہیں آ رہا کیونکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ industries بالکل تباہ ہو چکی ہیں اور کسی بھی معاشرے کے لئے زراعت کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں ہے اس حوالے سے میں یہ کہتا ہوں اور ہمیشہ کہتا رہوں گا کہ ہمیں سب سے زیادہ توجہ زراعت پر دینی چاہئے کیونکہ زراعت جو ہے وہ اتنی production دے کہ ہم ایک زرعی ملک ہیں ہم اس زرعی ملک ہونے کے ناتے سے اپنے کسان کو facilitate کریں، ہم اسے پانی مہیا کریں، اس کو سستا ٹیوب ویل مہیا کریں اور اسے سستی کھاد دیں اور اس کے بعد زمیندار یا کاشتکار دل لگا کر اپنی فصلیں کاشت کریں اور زمین کے حوالے سے ہم اسے know how provide کریں کہ وہ کون سی زمین میں کونسی فصل لگائے تو تب اس کی production صحیح ہو گی۔ اس حوالے سے میں سب سے زیادہ weightage زراعت کو دیتا ہوں کہ سب سے پہلے تو آمدن آنی چاہئے اور ہمارے پاس آمدن میں سوائے زراعت کے کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دوسری جتنی بھی چیزیں ہیں مثلاً کاروبار، بزنس اور انڈسٹری ہے اس پر آپ بعد میں توجہ دیں۔ سب سے پہلے زراعت پر توجہ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب آمدن آ جاتی ہے اور وسائل اکٹھے ہو جاتے ہیں، چاہے وہ N.F.C award سے آتے ہیں تو یہاں جو allocation ہوتی ہے، اس پر مجھے ہر دور میں انتہائی اعتراض رہا ہے کہ یہاں آ کر بڑے شہروں میں مثلاً لاہور یا سیالکوٹ ہوا ن میں ایک ایک motorway بن جاتی ہے اور لاہور سے سیالکوٹ کی طرف motorway بنتی ہے اور 60percent یا 50percecnt ترقیاتی بجٹ وہ ایک motorway پر چلا جاتا ہے تو نام لیا جاتا ہے کہ ہم جنوبی پنجاب کو اتنا دے رہے ہیں لیکن میں تو اس تحصیل سے ہوں جس کو جنوبی پنجاب میں شامل کیا جاتا ہے نہ وسطی پنجاب میں شامل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، میں کچھ نہ کہوں تو بہتر یہی ہے کہ آپ جنوبی پنجاب میں ہیں نہ۔۔۔(قہقہے)

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! نہ he میں نہ she میں، آپ یہی کہنا چاہ رہے ہیں ناں؟(قہقہ)

جناب سپیکر: نہیں، میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو : جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جو کہتے ہیں کہ welfare state کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے لئے روٹی کپڑے کا بندوبست کرے، ان کی تعلیم کا بندوبست کریں، ان کی صحت کا بندوبست کرے اور ان کو صاف پانی میسر آنا چاہئے۔ میں

اپنے حلقہ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ یقین کریں کہ آج کے اس دور میں ہمارے لوگ وہاں اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کرتے ہیں، سڑکیں نہیں ہیں۔آج یہاں ایک گھنٹہ کا رولا ہوتا ہے کہ ایک گھنٹہ یا چار گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہو گئی۔ ہم بھی لوگ بس رہے ہیں کہ جہاں ہوتی ہی لوڈ شیڈنگ ہے۔ ہمارے پاس بجلی ہوتی ہی نہیں اور ابھی اس دور میں اکیسوی صدی میں ہم زندہ ہیں، وہاں بچیوں کے سکول ہیں اور نہ لڑکوں کے سکول ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اگر وہاں سے پتا کیا جائے کہ وہاں heart patient کتنے ہیں تو آپ کے ضلع میں اوسط سب سے کم ہو گی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ عرض کی تھی کہ میرا ٹائم آپ مجھے دینا اور میرا ٹائم آپ نہ لے لینا۔ میں یہ استدعا کر رہا ہوں کہ میرے علاقے میں نہ صحت اور تعلیم کی سہولیات ہیں اور اس کے علاوہ سڑکیں نہیں ہیں۔ اس حوالے سے جب بجٹ allocation کی جائے تو ان میں جو down trodden علاقہ جات ہیں، جن علاقوں میں آج تک سہولیات نہیں دی گئیں کم از کم ان کے لئے allocation زیادہ ہونی چاہئے۔ میرا مقصد یہ ہے اور اس کے علاوہ ہمارا ایک پل جو خوشاب برج ہے وہ تقریباً 90 کے کسی سال میں بنا تھا، اس وقت اس کی پوزیشن یہ ہے کہ جہلم سے جھنگ تک درمیان میں پبلک کا کوئی ایسا پل نہیں ہے اس لئے وہ پل کسی دن بھی حادثہ کا شکار ہو سکتا ہے اور وہ پل ٹوٹنے والا ہے۔ وہاں پر دو دو، تین تین گھنٹے ٹریفک بلاک رہتی ہے۔اور وہ پل آج تک کسی نے مرمت نہیں کیا۔

جناب سپیکر: اس پل کی مکمل طور پر نشاندہی کرا دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے نشاندہی کرا دی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں سے ہمارا direct راستہ ہے جو خوشاب سے motorway کو direct approach کرتا ہے وہ ہمیں سارے شہر مثلاً بھکر، لیہ، مظفر گڑھ، راولپنڈی اور لاہور جانا ہو تو سب کو ملاتا ہے۔ وہ راستہ خوشاب اور ٹھٹھہ سے لے کر motorway تک ہے کیونکہ جناب وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اور میں عرض کرنا چاہتا تھا اور میری main استدعا یہ ہے کہ یہ سارا پیسا جو ہے وہ پرانی ریت اور پرانی روایت کے مطابق نہ چلتا رہے کہ سارا پیسا شہروں پر خرچ کر دیا جائے۔ جہاں 70 فیصد آبادی رہتی ہے وہ بھی انسان ہیں اور وہ وہاں بھیڑ بکریوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں، ان پر بھی کچھ خرچ کیا جائے۔ جیسا کہ آپ اکثر شعر سناتے رہتے ہیں کہ ''کچھ نظر ادھر بھی'' ٹھیک ہے ناں جی! اور وہ شعر آپ

مکمل کر دیں گے یہ میری وزیر خزانہ صاحب سے استدعا ہے اور آپ کے توسط سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو انتہائی پسماندہ علاقہ جات ہیں ان پر کوئی توجہ دیں کہ خدارا!اب تو direct taxesکا نظام آگیا ہے ۔ یہ جو N.F.Cمیں تقسیم ہورہی ہوتی ہے یہ سارے direct taxesسے پیسا وصول ہوتا ہے اور ہر آدمی سے وصول ہوتا ہے، چاہے وہ امیر ہے یا غریب ہے اپنے حصہ کا ٹیکس دے رہا ہوتا ہے لیکن آپ اس کو اس کے حصہ کا کوئی حصہ یا share repairتو کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کی بہت مہربانی ،ماشاءاللہ آپ اپنے آپ کو کہہ رہے ہیں کہ ہم backward areaہیں جبکہ ماشاءاللہ ہر لحاظ سے آپ ٹھیک ٹھاک ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نمبر کے حساب سے پکار رہا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نمبر ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا نمبر یہ نہیں ہے اور آپ کا نمبر دور دور تک نہیں ہے ،چیک کر لیں اور آپ مجھے بتائیں کہ آپ کا نمبر کدھر ہے؟ جی، مہرار شاد احمد سیال صاحب! دیکھ لیں سواتین ہو گئے ہیں، آپ کا دس منٹ کا ٹائم ہے۔ ذرا مہربانی کر کے اس میں اپنی تقریر مکمل کر لیں۔

مہرار شاد احمد سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا جس حلقہ سے تعلق ہے تو میرے حلقہ پر ایک خاندان بلکہ ایک ہی آدمی پچاس سال تک ایم پی اے بنتا رہا ہے۔ تقریباً سو کلو میٹر میرے حلقہ کی لمبائی ہے۔ امجد حمید صاحب میرے حلقہ سے ایم پی اے بنتے رہے ہیں، وہ بزرگ آدمی تھے۔ میرے حلقہ میں آج تک کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو سکے۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہمارے بزرگ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بیٹھے ہیں۔ میں یہ requestکر رہا ہوں کیونکہ ہمارے ڈویژن کے وہ چیف اور انچارج ہیں اور ہمارے ضلع میں ان کا کافی عمل دخل ہے۔ میں یہ التجا کر رہا ہوں کہ ہمارا یہ مقابلہ نہیں اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمیں لاہور کے مقابلے میں لایا جائے ،ہمیں گوجرانوالہ کے مقابلہ میں لایا جائے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں ڈیرہ غازیخان کے مقابلے میں تو لایا جائے کیونکہ مظفر گڑھ کی آبادی کم از کم 35لاکھ لوگوں پر مشتمل ہے جبکہ ڈیرہ غازیخان سے ہمارے ڈسٹرکٹ کی کافی زیادہ آبادی ہے۔ ہمارا ضلعی ہسپتال 150بیڈ کا ہے اور ڈیرہ غازیخان کا ہسپتال 500بیڈ کا ہے تو مظفر گڑھ

کے ضلعی ہسپتال کو fully upgrade کیا جائے کیونکہ وہاں کافی بڑی آبادی ہے، اگر زیادہ نہیں تو کم از کم جوڈیرہ غازیخان کے ہسپتال کو سہولتیں میسر ہیں اسے بھی وہ سہولتیں میسر کی جائیں؟ مظفر گڑھ میں تین تھرمل ہیں، کافی آلودگی ہے اور مقامی لوگوں کو کوئی روزگار بھی نہیں ملتا۔ سوائے آلودگی کے انہیں کوئی اور سہولت میسر نہیں ہے۔ مظفر گڑھ میں کوئی تفریحی پارک نہیں ہے۔ میری التجا ہے کہ مظفر گڑھ کے پورے شہر میں کم از کم ایک تفریحی پارک ہونا چاہئے۔ ہم جب لاہور آتے ہیں تو تقریباً ہر فرلانگ پر flyover اور underpass ملتا ہے۔ مظفر گڑھ میں جھنگ روڈ پر ایک railway crossing ہے۔ جب جون کے مہینے میں 12 بجے ٹرین نے گزرنا ہوتا ہے تو پھر چار چار گھنٹے ٹریفک کو گزرتے گزرتے لگ جاتے ہیں۔ اگر کوئی مریض ہو تو وہاں ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں کہ وہاں کئی مریض تڑپ تڑپ کر مر گئے ہیں اور جب سکول سے بچے آتے ہیں تو وہ بھی ملکتے رہتے ہیں اس لئے railway crossing پر underpass یا flyover ہونا چاہئے اور اسی طرح رنگ پور مظفر گڑھ کا ایک تاریخی قصبہ ہے وہاں گرلز ہائی سکول ہے اسے انٹر کالج کا درجہ دیا جائے اور مراد آباد ایک مین قصبہ ہے وہاں بوائز ہائی سکول ہے اسے انٹر کالج کا درجہ دیا جائے اور اسی طرح یونین کونسل چک فرازی مظفر گڑھ کی آخری یونین کونسل ہے جو جھنگ کے بارڈر کے ساتھ ہے اور احمد پور سیال کے ساتھ ہے وہاں ایک بھی گرلز مڈل اور ہائی سکول نہیں ہے، وہاں گرلز ہائی سکول ہونا چاہئے اور اسی طرح ملتان میرے حلقہ کے ساتھ ہے جو گیلانی صاحب کے حلقہ کے ساتھ ملتا ہے۔ ملتان کی طرف سے دریائے چناب پر تمام سپر بند باندھے گئے ہیں۔ اب دریا کا جو رُخ ہے وہ مغرب یعنی مظفر گڑھ کی طرف مُڑ گیا ہے اور مظفر گڑھ کی تمام بستیاں برباد ہو رہی ہیں، علاقہ برباد ہو رہا ہے اور بستی لشکر پور جو بہت ہی ضروری ہے وہاں دو سکول ہیں۔ ایک سکول تو دریا برد ہو گیا ہے اور ایک بچا ہوا ہے۔ وہاں کی جامع مسجد اور پوری بستی دریا برد ہو رہی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ فی الفور چالیس پچاس لاکھ یا کروڑ روپیہ لگا کر وہاں سپر بند بنانے کا انتظام کیا جائے تاکہ وہ بستی دریا برد ہونے سے بچ سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح مظفر گڑھ شہر میں ٹبہ کریم آباد اور بہاری کالونی جن کی آبادی دس دس ہزار ہے انھیں مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ مظفر گڑھ شہر، مراد آباد، رنگ پور کھیڑا میں سیوریج نہیں ہے وہاں سیوریج دیا جائے اور جہاں کڑوا پانی ہے وہاں واٹر سپلائی کی سکیمیں دی جائیں۔ وہاں سڑکوں اور بجلی کا بندوبست بھی کیا جائے۔ میں فوڈ سپورٹ پروگرام کے حوالے سے عرض کروں گا کہ

اس کی تقسیم صحیح نہیں ہو رہی بلکہ ڈاکا ڈالنے والے خود کھا رہے ہیں اور غریب لوگوں تک یہ پیسا نہیں جا رہا لہذا اس کی تقسیم کا کوئی مناسب بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ نہر کے شرقی کنارے پر پختہ سڑک بنائی جائے اور مراد آباد سیلابی بند پر بھی پختہ سڑک بنائی جائے۔ پرانا رنگ پور روڈ مرمت کیا جائے اور حلقہ نمبر 254 کی تمام پرانی سڑکوں کو جہاں آدمی پیدل بھی نہیں چل سکتا مرمت کیا جائے۔ ہمیں آج تک بجلی کی کوئی سہولت نہیں ملی لہذا میری استدعا ہے کہ ہمیں کم از کم پچاس گاؤں کے لئے بجلی کی سہولت دی جائے بلکہ میں تو یہ گزارش بھی کرتا ہوں، چونکہ ایم پی ایز کو بجلی دینے کی اجازت نہیں ہے اس لئے اس میں کوئی نرمی برتی جائے اور جتنی بھی مناسب سمجھیں ہر ایم پی اے کو بجلی ملنی چاہئے ۔ میرے حلقے میں موضع کھنگن جنوبی، موضع چراغ بیلہ، موضع گلو والا، بیٹ ٹھٹھہ سیالاں میں کوئی پرائمری سکول نہیں ہے وہاں پرائمری سکول دیئے جائیں۔ موضع ٹھٹھہ سیال اور بستی شدین میں حیوانات کی ڈسپنسری دی جائے۔

جناب سپیکر! شوگر سیس کے فنڈز سے تمام سکیمیں کوٹ ادو کے بااثر لوگ کھر، گورمانی اور ہنجرا اپنے رقبوں میں بنواتے ہیں۔ شوگر سیس پر مظفر گڑھ کے لوگوں کا بھی حق بنتا ہے۔ یہاں بھی گنا کاشت کیا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ شوگر سیس کی سکیمیں مظفر گڑھ میں بھی بنائی جائیں۔ مراد آباد کی سیوریج سکیم کا تخمینہ اڑھائی کروڑ روپے بنتا ہے لیکن اس کے لئے صرف 75 لاکھ منظور ہوئے ہیں لہذا اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس سکیم کے لئے پورے فنڈز دیئے جائیں تاکہ یہ منصوبہ مکمل ہو سکے۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب، رانا ثناء اللہ خان اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نام بھول گئے تھے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھولا نہیں تھا۔ میں وزیر مال حاجی اسحاق صاحب کا بھی بڑا مشکور ہوں کہ ان تمام احباب نے ہمارا دیرینہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے چنیوٹ کو ضلع بنایا اور ہمارے نئے ضلع کے ترقیاتی کاموں کے لئے کثیر رقم بھی مختص کی ہے۔

آوازیں: فنڈز وزیر خزانہ نے جاری کرنے ہیں لیکن آپ نے ان کا شکریہ ادا نہیں کیا۔

سید حسن مرتضیٰ: مینوں کرتاں لین دیو۔جناب سپیکر! میری چند ایک گزارشات ہیں اگر ان پر نظر ثانی کی جائے تو ہماری مشکلات میں آسانی ہو سکتی ہے۔یہاں پر رانا ثناء اللہ خان بھی تشریف فرما ہیں ان کا اور ہمارا ایک مشترکہ مسئلہ ہے کہ آج سے کافی عرصہ پہلے ہمارے چنیوٹ میں واسا کے 28 یا 30 ٹیوب ویل لگے تھے جس سے ہمارے under ground water کا level بہت نیچے چلا گیا جس کی وجہ سے ہمارے ٹیوب ویل حتیٰ کہ گھریلو استعمال کے نلکے بھی متاثر ہوئے ہیں اور آج یہ حالت ہے کہ ہمیں پینے کے لئے پانی بھی میسر نہیں ہے۔ہم نے کئی دفعہ واسا سے گزارش کی کہ آپ ہماری زمین سے جو پانی لے رہے ہیں اس کی وجہ سے جو گاؤں متاثر ہوئے ہیں اس پانی کے بدلے ان میں پینے کے لئے پانی کے کنکشن دے دیں لیکن انھوں نے کہا کہ ہم یہاں پر یہ کنکشن نہیں دے سکتے بلکہ یہ کنکشن فیصل آباد میں ہی دینے ہیں۔ ہمیں پینے کے لئے تو پانی ملتا نہیں لیکن ان کی سیم نہر جو فیصل آباد سے نکل کر دریائے چناب میں آتی تھی وہ ضلع چنیوٹ سے گزرتی ہے۔تمام ملوں کا گندا اور کیمیکلز والا پانی اس نہر میں ڈالا جاتا ہے جس سے دریا میں آبی جانوروں کی زندگیاں بھی متاثر ہو رہی ہیں اور جہاں جہاں سے وہ نہر گزرتی ہے وہاں پینے کے پانی کا ذائقہ بھی بدل چکا ہے اور اسی وجہ سے میرے حلقے میں ہیپاٹائٹس (اے) عام بیماری ہے۔اگر آج بھی سروے کروا کر دیکھ لیں تو پتا چلے گا کہ اس نہر کے ساتھ ساتھ جتنے گاؤں آتے ہیں ان میں سے 80 فیصد لوگ ہیپاٹائٹس کے مریض بن چکے ہیں۔یہ ساری مہربانی اس سیم نہر کی ہے جس میں بغیر treatment پانی ڈال دیتے ہیں اور اس سے ہمیں بڑا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی حکومت اور وزیر خزانہ سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اس بجٹ میں ہمارے اس مسئلے پر بغور جائزہ لے کر اس کا کوئی حل نکالیں گے۔میں پچھلے چار پانچ سال سے اس مسئلے پر گزارش کرتا آ رہا ہوں لیکن ابھی تک اس پر کوئی نظر ثانی نہیں ہوئی۔ابھی وہاں چار پانچ ملیں ہیں، ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ سرمایہ دار کو جہاں بھی سستی زمین ملتی ہے وہ حکومت کی اجازت اور نفع و نقصان کا جائزہ لئے بغیر وہاں مل لگا دیتا ہے۔پھر اس سے کسی کو کوئی نقصان ہو تو اسے کوئی سروکار نہیں ہے۔اس میں حکومت کوئی دلچسپی لیتی ہے اور نہ ہی کوئی اور ادارہ ہے۔میرے ہی حلقے میں مدینہ شوگر مل لگی ہے انھوں نے بھی اپنا پانی ایک سیم نالے میں ڈال دیا ہے۔اس سے ہماری زمینیں اور فصلیں تباہ ہو رہی ہیں لیکن کوئی آدمی ٹس سے مس نہیں ہو رہا کہ اسے چیک کروائیں۔میری وہی زمینیں جن کی پیداوار پچاس پچاس من فی ایکڑ تھی اب وہ زمینیں بنجر ہو گئی ہیں اور وہاں پر کوئی فصل نہیں ہوتی۔اس کی چمنی

سے ایک راکھ اٹھتی ہے۔اگر ہم صبح اٹھ کر دیکھیں تو وہاں جو بے چارے لوگ اپنے مال مویشیوں کی حفاظت کے لئے سوئے ہوتے ہیں ان کے بستر پر ایک عجیب سی کالک کی تہہ جمی ہوتی ہے۔ہم نے کئی دفعہ محکمہ ماحولیات کو بھی inform کیا لیکن انھوں نے اس پر کوئی کام نہیں کیا اور وہ بدستور اسی طرح چل رہی ہے۔لہذا میں استدعا کرتا ہوں کہ ہمارے اس اہم مسئلے پر مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر!اگر آپ ہمارے water channels and distributaries دیکھیں تو اس وقت ان میں تیس چالیس فیصد پانی چھوڑا جا رہا ہے۔اس کی یہ وجہ ہے کہ آج تک اس پر rehabilitation کا کام نہیں ہو سکا اور ہمارا ایک بہت بڑا نہری سسٹم صرف توجہ نہ دینے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گیا ہے۔محکمے کے پاس پیسے پڑے ہیں لہذا مہربانی فرما کر اس پر توجہ دی جائے۔اگر اس بجٹ میں میرے ان مطالبات کے لئے فنڈز دے دیئے جائیں تو اس حکومت نے ضلع بنا کر جتنا بڑا احسان کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس کے برابر ہو گا اور میں بڑا ممنون ہوں گا۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جناب اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر!آپ کی عنایت کی وجہ سے حسن مرتضیٰ مجھ سے پہلے نمبر لے گئے۔میری خواہش ہے کہ کبھی آپ کے احسانات ہم پر بھی ہوں اور ہمیں بھی یہ ترجیح دی جائے کہ ہم اپنی باری سے پہلے ایوان سے مخاطب ہو سکیں۔

سید حسن مرتضیٰ: مجھے تو اپنی باری سے بھی ایک نمبر دیر سے ملا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔شاہ صاحب کی چٹ پہلے تھی اور ادھر پڑی ہوئی تھی لیکن وہ نیچے ہو گئی تھی۔اب آپ بات کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!یہ ضمناً بات تھی۔یہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ بجٹ بننے سے پہلے ایوان کے معزز اراکین سے ترجیحات لی جا رہی ہیں۔جب پچھلا بجٹ پیش کیا گیا تھا تو اس کے منظور ہونے سے پہلے ہم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ منتخب ممبران کو on board کیا جائے اور بجٹ preparation سے پہلے ہماری inputs لی جائیں۔آج فنانس منسٹر نے 8۔ارب روپے کے اخراجات میں کمی اور حکومت پنجاب کی down sizing کی بات کر کے پورے ایوان کے دل جیت لئے ہیں۔انشاءاللہ، بفضل تعالیٰ آئندہ بجٹ خالصتاً پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہو گا۔یہ اچھی روایت قائم کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ساری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب سپیکر!چھ یا آٹھ ماہ کے مختصر وقت میں پانچ بڑی سکیموں کا اجراء ہونا پنجاب حکومت کی بہت بڑی کامیابی ہے۔اس میں Food Support Scheme، سستی روٹی سکیم، سرکاری ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی، free Dialysis Scheme، گرین ٹریکٹر سکیم اور ذہین طلباء کے لئے مفت تعلیم جیسی بڑی سکیمیں شامل ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ خدمت کے جس سلسلے کا آغاز ہوا ہے یہ اگر پانچ سال تک چلے گا تو انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب کے اندر ایک بہت بڑا انقلاب آئے گا۔کسی بھی ریاست کو چلانے کے لئے tax collection back bone ہوا کرتی ہے۔پنجاب کے اندر property tax کی collection ایک دیرینہ مسئلہ تھا اس کے اوپر وہ feed back نہیں تھا جو کہ دوسرے taxes کی collection میں ہے۔ابھی حال ہی میں حکومت نے تمام property transactions سے پہلے property department کے N.O.C کو لازمی قرار دیا ہے۔اس پالیسی کے introduce کرنے سے فوری طور پر پنجاب کے ریونیو میں ایک واضح اضافہ ہوگا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ پالیسی جتنی جلد implement کی جائے اتنا ہی بہتر ہے۔حکومت نے زرعی و صنعتی پیداوار کو بڑھانے، خوراک پانی اور energy کی فراہمی اور افرادی قوت کو فنی تعلیم کی فراہمی کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا ہے۔میں عرض کروں کہ زرعی پیداور کو بڑھانے کے معاملے سے پنجاب اور پاکستان کا مستقبل منسلک ہے۔پچھلے بجٹ کے دوران agricultural research کے ضمن میں بہت بڑی رقم رکھی گئی تھی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اعجاز احمد خان صاحب!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب ڈپٹی سپیکر!خوش آمدید۔میں عرض کر رہا تھا کہ agricultural research پر حکومت پنجاب نے بہت بڑی رقم رکھی تھی لیکن ریسرچ کے ضمن میں محکمہ جو کچھ کر رہا ہے وہ ہمیں پچھلے سات سالوں میں نظر نہیں آیا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!اعجاز احمد خان صاحب اپنی بات ختم کر لیں تو پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیجئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر تو چلتی کارروائی میں ہوتا ہے۔ میں بعد میں بات نہیں کر سکتا۔ میں یہاں کوئی تنقید نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ ڈپٹی سپیکر جب کرسی صدارت پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ ڈپٹی سپیکر نہیں ہوتا بلکہ سپیکر ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔ جی، خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ریسرچ کے لئے بہت ساری رقم ہمیشہ ہر بجٹ میں شامل کی جاتی ہے لیکن ریسرچ کے output سے پنجاب کی عوام overall مستفید نہیں ہوئی۔ اس ضمن میں عوامی نمائندگان کو on board لیا جائے اور آئندہ سے ریسرچ کے ضمن میں واضح طور پر یہ وضاحت بجٹ میں رکھی جانی چاہئے کہ زرعی شعبہ کے اندر کس فصل کے اوپر ماضی میں ریسرچ کے نتیجے میں کوئی فوائد ملے ہیں اور اس کو آگے بڑھانے کے لئے مزید رقم کی ضرورت ہے۔ ریسرچ کی مد میں بہت بڑی رقم کو اس طرح تفویض کر دینا اور at the end یہ معلوم ہونا کہ وہ رقم خرچ ہو گئی ہے اور اس کا عملی طور پر پنجاب کے عوام کو فائدہ نہیں ہوا اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! یہاں page-8 پر شق 12 کے اندر یہ لکھا گیا ہے کہ بڑے منصوبہ جات کو احسن طریقے سے مکمل کرنے کے لئے consultants کے ذریعے سے نگرانی شروع کی گئی ہے۔ میرے علاقے لاہور میں مولانا شوکت علی روڈ بن رہی ہے جس میں نیسپاک کو consultant مقرر کیا گیا ہے۔ یہ بات ہمارے علم میں آئی ہے کہ بعض اوقات contractor and consultant مل جاتے ہیں، ان کے درمیان ایک conclusion develop ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں ایک معیاری منصوبہ آپ کو نہیں ملتا۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہو گی کہ بڑے منصوبہ جات میں جہاں ہم consultants کو بھاری رقوم fee consultancy کے طور پر دیتے ہیں وہاں پر ہاؤس کے منتخب نمائندگان کو واضح طور پر monitoring تفویض کرنی چاہئے کیونکہ سب سے بہترین monitoring عوام کے نمائندوں کی ہے جو کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! پہلے بجٹ کے اندر ہمیں معلوم ہوتا تھا کہ فلاں فلاں منصوبہ جات کو بجٹ کے اندر ترجیحی بنیادوں پر شامل کیا گیا ہے لیکن آج اگر موقع ملا ہے تو میں آپ سے چند باتیں عرض کروں گا۔یہاں پر ڈپٹی اپوزیشن لیڈر صاحب نے لاہور کی مثال دی تھی کہ لاہور پر ترقیاتی مد میں زیادہ اخراجات ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور شہر سارے پنجاب کا شہر ہے، سارے پنجابیوں کا شہر ہے کیونکہ لوگوں نے ایک گھر تو اپنے آبائی حلقوں میں بنایا ہوتا ہے اور ساتھ ہی انھوں نے لاہور میں بھی ایک گھر رکھا ہوتا ہے تو یہ شہر سب کا شہر ہے۔ اس کے اندر water purification plantsآج تک installنہیں ہوئے۔ میری گزارش ہو گی کہ لاہور بھر کے لئے ایک میگا پراجیکٹ شروع کیا جائے اور لاہور شہر میں فوری طور پرwater purification plants کی installationکی جانی چاہئے کیونکہ ہمارے ملک میں عمومی طور پر اور لاہور شہر میں خصوصی طور پر Hepatitisکے بڑھتے ہوئے رجحانات صرف سیوریج اور واٹر سپلائی کی لائنیں آپس میں ملنے کی وجہ سے بڑھ رہے ہیں۔ ہمیں علاج کی بجائے اس کا پیش خیمہ کرنا چاہئے کہ بنیادی طور پر مرض پیدا ہی نہ ہو۔ ایساatmosphereپیدا کرنا چاہئے کہ جس سے بیماری کی روک تھام ہو سکے۔ لہذا لاہور میں water purification plantsکو ترجیحی بنیادوں پر شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! مولانا شوکت علی روڈ جو نہر سے ملتی ہے ہم کیمپس کی طرف سے اس پر چھ کلو میٹر تک آتے ہیں اور پھر شیخ زید ہسپتال کی طرف سے وحدت روڈ موڑ سے جا کر علاقہ اقبال ٹاؤن کی وحدت روڈ پر پہنچتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ مولانا شوکت علی روڈ کو یونیورسٹی کے درمیان سے علامہ اقبال ٹاؤن کے ساتھ ملایا جائے تاکہ اس علاقے میں ٹریفک کا مسئلہ حل ہو۔ اسی طرح ملتان روڈ بھی لاہور کی بڑی سڑکوں میں شامل ہے۔ آپ کا حلقہ اور میرا حلقہ ملتان روڈ کے ساتھ ہے۔ ایک طرف آپ ذمہ دار ہیں اور دوسری طرف میں ذمہ دار ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ ملتان روڈ کو ترجیحی بنیادوں پر تعمیر کرنا چاہئے۔ اس کے اندر اتنے گڑھے بن چکے ہیں کہ بعض اوقات اسے تیزی میں crossکریں تو ٹائر پیچھے رہ جاتا ہے اور گاڑی آگے نکل جاتی ہے۔

جناب سپیکر! ایک مسئلہ جو لاہور کے اندر دیمک کی طرح فروغ پا رہا ہے وہ اس شہر کے اندر بھینسوں کا بہت بڑی تعداد میں موجود رہنا ہے۔ نتیجتاً آپ کا سارا سیوریج سسٹم تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ لاہور کے اندر ترقیاتی سکیموں سے فائدہ بھینسوں کی بجائے انسانوں کو ہو تو پھر بھینسوں کا انخلا بہت ضروری ہے وگرنہ سیوریج کا سارا سسٹم بیٹھ جائے گا کیونکہ شہر کے اندر

بھینسوں کو باہر وہ نکال نہیں سکتے ، وہیں اندر ہی نہلاتے ہیں اور وہیں ان کی سب ضروریات پوری ہوتی ہیں نتیجتاً وہاں پر سیوریج پر بوجھ بڑھ گیا ہے۔آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔افتخار علی کھیتران صاحب!

جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: شکریہ۔جناب سپیکر!pre-budget session یقیناً ایک اچھی کاوش ہے جہاں اراکین بجٹ سے پہلے یہ توقع رکھتے ہیں کہ جو آراء یہاں پیش کی جائیں گی جب budget form ہو گا تو انہیں سنجیدگی سے لیا جائے گا۔جہاں تک وزیر خزانہ کی تقریر تھی اور اس میں financial discipline کی کارکردگی کا ذکر کیا گیا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جب کوئی رقم خرچ کی جائے ۔ development work کے اندر kick back culture اور کمیشن مافیا کی روایت بن چکی ہے۔اس کے تدارک کے بغیر ہم ترقی نہیں کر سکتے۔یہ معاملہ دیمک کی طرح عوام کے سرمایہ کو چاٹ رہا ہے؟

اس کے علاوہ ایک اور چیز میں vision کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ کس vision کے ساتھ ہم آگے بڑھنا چاہتے ہیں؟ کہتے تو ہم یہی ہیں کہ تمام اضلاع میں equality کی بنیاد پر ڈویلپمنٹ پروگرام شروع کریں گے لیکن جب ہم جنوبی پنجاب والے لوگ یہ بات کہتے ہیں تو ہم equity کی بات کرتے ہیں کیونکہ جہاں پر بہت زیادہ پسماندگی ہے وہاں لوگوں کا معیار زندگی بہت زیادہ پست ہے، ان پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔یقیناً لاہور کے رہنے والوں کو بھی اچھا معیار زندگی ملنا چاہئے اور ان کا یہ حق ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسی صوبے کے اندر وہ لوگ بھی بستے ہیں جنہیں پینے کا پانی میسر نہیں۔وہ بھی equity کے حوالے سے اپنا حق رکھتے ہیں کہ ان کے مسائل کو ان کے problems کو اسی بنیاد پر ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے ۔صرف documentation کے اندر لفظوں کے حوالے سے یہ بات درج نہ ہو کہ جنوبی پنجاب کو ہم نے اہمیت دی۔

اسی طرح میں health sector کے حوالے سے عرض کروں گا کہ غربت کی شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے ۔ تمام اراکین جو یہاں موجود ہیں وہ جانتے ہیں کہ جب کسی غریب کو Dialysis کا مسئلہ ہوتا ہے، Hepatitis کا مسئلہ شروع ہوتا ہے اس کے پاس اتنے وسائل ممکن ہی نہیں ہوتے کہ وہ اپنا علاج کروا سکے۔اس کے بعد اس کے پاس صرف ایک ہی option رہ جاتی ہے کہ وہ کسی عطائی کے پاس یا کسی اشتہار باز کے پاس جا کر اپنا مسئلہ حل کروائے کیونکہ ادویات بھی اس کی پہنچ

سے دور ہیں۔ ان امراض کے علاج کے لئے ادویات کی مد میں بجٹ کے اندر خاطر خواہ رقم مختص کی جائے۔

افواج پاکستان کے بعد سب سے بڑاادارہ جو ہمارے صوبے میں jobsفراہم کر رہاہے وہ education sectorہے۔ ٹیچرز کی تعدد یاان پر خرچ ہونے والی رقم کااگر ہم جائزہ لیں اور اس خرچ ہونے والی رقم سےproductکونسی پیدا ہو رہی ہے کیا گورنمنٹ سکولوں کے اندر پڑھنے والے بچے یاان کے والدین اس تعلیم سے مطمئن ہیں کہ billionاور trillionروپے خرچ کرنے کے بعد وہاں ایسے میٹرک پاس لڑکے تیار ہو رہے ہیں جن کا مستقبل اتنا روشن نہیں ہوتا۔ وہ طالب علم ایک کلرک یاپی ٹی سی ٹیچر بننے سے آگے صلاحیت نہیں رکھتے تاوقتیکہ وہextra محنت نہ کریں۔یہاں پنجاب کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ سکول سسٹم کام کر رہے ہیں.لیکن ہاؤس ہے یااسی طرح کے اور سکول ہیں۔ وہاں پڑھنے والا بچہ ایک بہتر معیار کی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ گورنمنٹ سیکٹر میں پڑھنے والا بچہ اس معیار سے کیوں محروم ہے؟ اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ quality of educationیا اساتذہ کی groomingپر خصوصی طور پر توجہ دینی چاہئے۔ ایسے پروگرام بھی launchکرنے چاہیئں کہ اگر کوئی بچہ کسی سرکاری سکول میں پڑھنے کے لئے جاتا ہے تو وہاں اسے اچھے اساتذہ میسر ہوں تاکہ وہ معیاری تعلیم حاصل کر سکے۔

زراعت کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ پچھلے دور کے اندر ٹریکٹر کے لئے جو subsidy schemeشروع کی تھی وہ ایک اچھی سکیم تھی اسے جاری رہنا چاہئے۔اسی طرح جہاں غریب دوست شعبوں کی وزیر خزانہ نے بات کی،یہ ایک حقیقت ہے کہ subsidyصرف ان شعبوں کے اندر ہی فائدہ مند ہوتی ہے جن میں یہ صلاحیت ہی نہ ہو کہ وہ مقابلہ کر سکے۔اگر مغربی ممالک یا امریکہ اپنے agriculture sectorکو subsidyدے رہا ہے تو اچھا کر رہا ہے کیونکہ ان کا جو انڈسٹریل سیکٹر ہے وہ اس کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا اسی لئے وہ اس کو subsidyدے رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم ہزار روپے مہینہ دینے سے اس غربت کو ختم کر سکتے ہیں۔جب اس سکیم کے تحت5ہزار فارم فی حلقہ تقسیم ہوئے تو جس عذاب سے ہمیں گزرنا پڑا وہ ہمیں ہی پتا ہے۔ ہر شخص اس ایک ہزار کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔کیوں نہ ان شعبوں کو encourageکریں جو job orientedہوں ۔ جس طرح ہراج صاحب نے اپنی تقریر کے آغاز میں کہا تھا میں اس کا referenceدینا چاہوں گا کہ ہمیں اپنا potential exploreکرنا ہو گا۔ ہمارے صوبے کے اندر

جو بھی business کے حوالے سے potential ہے اس کو بھی explore کرنا ہو گا۔ اگر گورنمنٹ آج کوئی انڈسٹری لگانے کے لئے خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، حالانکہ پہلے یہ تصور تھا کہ گورنمنٹ صنعتیں قائم کرے گی جبکہ موجودہ حالات میں اس vision سے ہاتھ اٹھا لیا گیا ہے تو کیا guidance کے حوالے سے جس جس علاقے میں جس چیز کا potential ہے اس حوالے سے گورنمنٹ کتنی assistance فراہم کر رہی ہے، کتنی feasibility لوگوں کو دے رہی ہے کہ آپ کے علاقے میں اس چیز کی گنجائش ہے۔ کتنے ایسے financial institutes ہیں جو اسے رقم دینے کے لئے تیار ہوں۔ جیسے لیہ کے اندر بھکر کے اندر میانوالی کے اندر اگر کوئی صنعتیں لگانا چاہے، چاہے وہ چھوٹے پیمانے پر ہی کیوں نہ ہوں۔ مجھے بتائیں کہ کتنے ادارے ایسے ہیں جو اسے finance کرنے یا رہنمائی کے لئے موجود ہوں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے بھی خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ غربت کے خاتمے کے لئے روزگار کی on grounds جو پیداواری صلاحیت رکھتا ہو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ صوبے کو market forces کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ بارک اوبامہ نے اپنی حالیہ صدارتی تقریر کے اندر یہ کہا ہے کہ امریکہ جو market forces کا سب سے بڑا guardian تھا انہوں نے بھی اس بات پر protest کیا کہ market forces negative کردار ادا کرتی ہیں۔ گورنمنٹ سیکٹر جو لوگوں سے related ہے اسے market forces کے سہارے نہ چھوڑیں۔ خصوصاً agriculture sector کے اندر جہاں growers کی products کو تو managed حالت میں وصول کر لیا جاتا ہے لیکن جو کچھ grower input کے حوالے سے در بدر پھرتا ہے اور market forces کے حوالے سے اس کے ریٹ طے کئے جاتے ہیں اس لئے یہ ضرورت ہے کہ کم از کم جو growers related چیزیں ہیں ان میں state اپنا کردار ادا کرے اور وہ mechanism بھی فراہم کرے جس سے کم از کم growers کو protection ہو سکے یا تو اس کی product کے حوالے سے اسے free چھوڑ دیا جائے یا پھر اس کی inputs کے حوالے سے اسے facilities دی جائیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک اہم مسئلہ جو شہری علاقوں کا ہے وہ یہ کہ شہر تیزی سے بڑھ رہے ہیں اس پر بھی خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آج لاہور کے underpasses اور overhead bridges لوگوں کی ضروریات کو پورا نہیں کر رہے، سڑکوں پر آنے والی گاڑیاں اور لوگوں کی

ضروریات کو پورا نہیں کر رہے، کیوں نہ ان لوگوں کو ان کے اپنے شہروں کے اندر، حلقوں کے اندر وہ تمام سہولیات باہم پہنچائی جائیں اور انہیں identify کیا جائے اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ انہیں اس بجٹ کے اندر، ان چیزوں کے اندر identify کیا جائے اس سال میں implement کیا جائے۔ جب تک اس گورنمنٹ کا جیسے پانچ سال کا tenure ہے ایک vision develop کر لیا جائے کہ فلاں فلاں علاقوں کے اندر اتنی اتنی ضرورتیں ہیں اور یہ چیزیں ہم نے manage کرنی ہیں اور ان کو privatize کر لیا جائے تاکہ جب وقت آئے تو لوگوں کو یقین ہو کہ ہم pipe line کے اندر ہیں اس سال کے بجٹ کے اندر اگر شامل نہیں ہیں تو کم از کم گورنمنٹ ان چیزوں کو ensure کر رہی ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے ایک request آئی ہے۔ میں بلوچ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جب ایک تحریک التوائے کار admit ہو جاتی ہے تو اس دن پھر کوئی اور تحریک التوائے کار پیش نہیں ہو سکتی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ پرسوں جب ہمارا اجلاس ہو گا تو اس میں اسے up take کر لیں گے۔ محترمہ لیلیٰ مقدس!

محترمہ لیلیٰ مقدس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے pre-budget تقریر کے لئے موقع دیا۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف جو صحیح معنوں میں خادم اعلیٰ پنجاب ہیں۔ میں ان کی کوششوں کو سراہنا چاہوں گی جو پنجاب کے غریب عوام کو relief دینے کے لئے کر رہے ہیں۔ جیسے سستی روٹی سکیم اور صحت کے شعبے کے حوالے سے جیسے وہ اچانک ہسپتالوں کا visit کرتے ہیں تاکہ سرکاری ہسپتالوں کی جو صورتحال ہے اس کو بہتر کیا جائے۔ اچانک visit کی وجہ سے لوگوں کو اس بات سے ensure کیا جائے کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر موجود رہیں اور عوام جن کو serve کرنے کے لئے وہ بیٹھے ہیں اپنا فرض احسن طریقے سے ادا کریں۔ یہاں پر اکثر جنوبی پنجاب کے بارے میں کہا جاتا ہے لیکن میرا ضلع حافظ آباد جو کہ اگرچہ وسطی پنجاب میں ہے لیکن اس کی صورتحال بھی جنوبی پنجاب سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ یہ بنیادی طور پر agriculture based علاقہ ہے۔ یہاں پر ایشیا کا بہترین چاول پیدا ہوتا ہے لیکن صورتحال یہ ہے کہ جیسے پاکستان میں سب سے neglected حالت کسان کی ہے وہی مثال آپ ہمارے ضلع کی بھی لے لیجئے۔ یہاں پر کچھ اچھے اقدامات بھی ہوئے ایک دم ان مسائل پر قابو نہیں پایا جا سکتا لیکن میں یہ چاہوں گی کہ اس سلسلے میں مزید concentration کی ضرورت ہے کیونکہ کسان 6 مہینے انتظار کرتا ہے کہ اس کی فصل پکے

اور اس پر وہ چھ مہینے آگے گزارے لیکن جب اس کی فصل پک کر تیار ہوتی ہے تو اس سے اس کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے کیونکہ وہ کوڑیوں کے بھاؤ بکتی ہے۔اس دفعہ باسمتی چاول کا یہ حال ہوا کہ اس سے زیادہ قیمت 86اور اری کی لگ گئی۔جب باسمتی کی فصل تیار ہوئی تو منڈی میں اس کو اٹھانے والا کوئی موجود نہیں تھا حالانکہ یہ پچھلے سال 4سے 5ہزار روپے فی من بکتا رہا ہے اور اب اس کی صورتحال یہ ہے کہ اس دفعہ کسان کی باسمتی 1100روپے میں بکی ہے۔اب ایک ڈیڑھ مہینے میں ہی ڈیلر کے پاس جا کر اس کی قیمت 7/6سو روپے بڑھ گئی ہے لیکن کسان نے اسے چھ مہینے میں تیار کیا،اسے اس کا اصل پھل نہیں مل سکا۔کسان کو ٹریکٹر سکیم اور دوسرے reliefفراہم کئے گئے وہاں D.A.P کھاد زیادہ مہنگی ہے اور یوریا کھاد کی فراہمی پر monitoringمزید سخت کرنے کی ضرورت ہے۔ہر ڈسٹرکٹ اور تحصیل سطح پر اس کے cellsبنائے گئے ہیں جہاں پر یہ availableہے لیکن اس کے باوجود یہ ناکافی ہے اور اس کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

Secondly میں کہنا چاہوں گی کہ بجلی عام شہری کو میسر نہیں تو ٹیوب ویلوں کے لئے کیا آئے گی۔8گھنٹے بعد جب گھنٹہ دو گھنٹے lightآتی ہے تو کھیت تک پانی پہنچتا نہیں اور پیچھے سے بجلی بند ہو جاتی ہے اس لئے اگر چیف منسٹر صاحب solar tubewell schemeبھی شروع کریں اور اس میں گورنمنٹ کی طرف سے کسانوں کو financial assistance provideکی جائے تو یہ بہت اچھا رہے گا۔

جناب والا!میں مزید یہ کہنا چاہوں گی کہ allover the Punjab decisionہوا تھا کہ غلہ منڈیوں کو شہروں سے باہر shiftکر دیا جائے۔ہمارے ضلع میں بھی تقریباً 8/7سال پہلے زمین تو acquireکر لی گئی اور اشتہار بھی جاری ہوا اس کی آخری تاریخ 31۔جنوری تھی لیکن گورنمنٹ اتنی زیادہ قیمت demandکر رہی ہے کہ وہ ایک عام آڑھتی کے بس سے باہر ہے۔جتنا اس کا running capitalہے ایک دکان کی اتنی قیمت حکومت اس سے چاہ رہی ہے اس کا رزلٹ یہ نکلا ہے کہ 31تاریخ گزرنے کے باوجود کسی ایک آڑھتی نے بھی اس کے لئے درخواست جمع نہیں کروائی۔وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے development chargesآڑھتیوں سے demandکر رہے ہیں۔حکومت سے گزارش ہے کہ غلہ منڈیوں کی باہر shiftingکے لئے funds for development charges provideکئے جائیں اور ان سے صرف زمین کی قیمت لی جائے اور وہ بھی rationalطریقے سے کہ جہاں ایک لاکھ کا ایکڑ لیا گیا تھا اب وہاں 4مرلے کی ایک دکان کا

6لاکھ لیا جارہا ہے یہ کوئی residential scheme تو ہے نہیں کہ اس کے development charges غریب آڑھتیوں پر ڈال دیئے جائیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہمارے خانقاہ ڈوگراں میں interchanges 2 ہیں،ایک کوٹ سرور اور ایک خانقاہ ڈوگراں interchanges،ان کو شروع ہوئے کوئی دو سال ہو چکے ہیں لیکن اس کی حافظ آباد کی link road تاحال نامکمل ہے۔اس کے لئے کم funds allocate کئے گئے تھے جس کی وجہ سے ابھی اس کا level بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ funds ختم ہو گئے۔اس کے شیخوپورہ کے حصے کے لئے 3کروڑ کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں لیکن حافظ آباد کا link road جو خانقاہ ڈوگراں سے جائے گا اس کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہیں کئے گئے۔گزارش ہے کہ next A.D.P میں اس کے لئے فنڈز فراہم کئے جائیں حافظ آباد کی next سے main road interchange 17 kilo meter ہے اور حافظ آباد سے کوٹ سرور 22کلو میٹر آگے ہے اگر اس روڈ کے لئے فنڈز جاری کر کے اسے working condition میں لایا جائے تو حافظ آباد کے شہریوں کو لاہور سے تقریباً20 سے 25کلو میٹر فاصلہ کم پڑ جائے گا۔

جناب سپیکر!حافظ آباد کے لئے میں ایک اور منصوبہ چاہوں گی کہ وہاں ایک مین پھاٹک ہے وہ شہر کے شرقی اور غربی حصوں کو آپس میں ملاتا ہے اور وہ بہت congested area ہے کیونکہ غلہ منڈیاں بھی پھاٹک کے دائیں اور بائیں واقع ہیں۔آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ وہاں پر traffic blockage کتنی بُری حالت میں رہتا ہے اگر وہاں پر ایک underpass بنا دیا جائے تو یہ صورتحال کافی بہتر ہو جائے گی۔حافظ آباد میں D.H.Q ہسپتال کا grade C ہے اگر اسے grade C سے grade B کر دیا جائے تو حافظ آباد کی عوام پر بہت بڑا احسان ہو گا۔وہاں ڈسٹرکٹ ہسپتال میں 100 سے زیادہ اسامیاں ہیں لیکن وہاں 30 سے 40 کے درمیان ڈاکٹرز ہیں اور وہ بھی ادھر بہت کم available ہوتے ہیں کیونکہ 12/10 ہزار کی تنخواہ پر وہاں کوئی ڈاکٹر جانے کو تیار نہیں ہے اس لئے اس D.H.Q ہسپتال کی upgradation کر دی جائے اور وہاں پر خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اگر ڈاکٹروں کو کچھ زیادہ مراعات دی جائیں تو یہ حافظ آباد کی عوام پر حکومت کا بہت بڑا احسان ہو گا۔حافظ آباد کے boys college میں ایم اے کلاسز کے لئے بلاک بنے تو 3/2 سال ہو چکے ہیں لیکن وہاں پر تاحال سٹاف فراہم نہیں کیا گیا اس کے لئے گزارش ہے کہ اگر وہاں ایم اے کلاسز کے لئے سٹاف تعینات کر دیا جائے تو یہ بہت بہتر رہے گا۔

جناب والا!وہاں کا district complex by pass کی طرف shift ہو رہا ہے اگر وہاں پر نیا گرلز ڈگری کالج منظور کر دیا جائے تو وہ بہت بہتر رہے گا۔ گرلز کالج کی پرنسپل کہہ رہی ہیں کہ ہم مزید بچیوں کو اس لئے admission نہیں دے سکتے کہ ہمارے پاس فرنیچر اور کمروں کی کمی ہے اور ہم برآمدوں کو کلاس رومز میں change کر سکتے ہیں لیکن اگر کرسیاں ہی نہیں ہوں گی تو ہم انہیں admission نہیں دے سکتے اور ان کے پاس لائبریری کی books رکھنے کے لئے الماریاں تک نہیں ہیں۔ وہاں پر پرائیویٹ تعلیمی ادارے اتنے مہنگے ہیں کہ ہر کوئی وہ afford نہیں کر سکتا۔ گرلز کالج میں فرنیچر کی فراہمی کے لئے ان کی طرف سے میرے پاس written application بھی موجود ہے۔ گرلز کالج کے لئے ان کی requirement کے مطابق فنڈز مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر!یہاں مہنگائی کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے یہاں ہر کسی نے common man کے استعمال کی چیزوں کے ریٹ بڑھائے کہ تیل بہت مہنگا ہو گیا اور ہر صنعت تیل سے چلتی ہے۔ تیل تو گرتے گرتے one third پر آ گیا لیکن یہاں پر کسی چیز کی قیمت کم نہیں ہوئی۔ پام آئل کی قیمت بھی کافی کم ہوئی ہے حکومت کہتی ہے کہ ہم اس کو one hundred/ninety پر لے آئے ہیں لیکن مارکیٹ کی صورتحال پھر ویسی کی ویسی ہی ہے وہ 100/90,120/130/140 سے کم پر available نہیں ہے اسے حکومت کو سختی سے monitor کرنے کی ضرورت ہے، صنعت کار اور سرمایہ دار عوام کی خون پسینے کی کمائی سے اپنی جیبیں بھرنا اپنا حق کیوں سمجھتے ہیں۔ میں آخر میں ایک نظم پڑھنا چاہوں گی:

اِن غریبوں کی فریاد مانو، سُنو
پُتلیاں نہ بنو حکمرانو! سُنو
گرمی پانی ہے سورج ہے دن رات ہے
پھر ہمارے مقدر میں کیوں مات ہے
اِک پُتلی تماشا کرے پھر سے جو
ہم کو ایسی حکومت نہیں چاہئے
روزگار اور امن و امان چاہئے
سر چُھپانے کو اِک آشیاں چاہئے

ہم غریبوں کو انصاف جو دے سکے
اس طرح کا ہمیں حکمراں چاہئے
(اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ pre-budget بحث اس وقت تک جاری رہے گی جب تک تمام اراکین کی طرف سے تجاویز موصول نہیں ہو جائیں گی۔ کل کشمیر ڈے کے حوالے سے ہمارا خصوصی اجلاس ہو گا جو صبح 11 بجے شروع ہو گا۔ ہم بجٹ پر 6۔فروری کو دوبارہ بحث شروع کریں گے۔ لہذا آج کا اجلاس کل مورخہ 5۔فروری صبح 11 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

407

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔فروری 2009

Recitation from the Holy Quran, its Urdu translation and
Na'at in praise of Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him)

GOVERNMENT BUSINESS

RESOLUTION

A MINISTER to move that the requirement of sub-rule (2) of Rule 115 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the Rules *ibid*, for moving of the Resolution in support of the freedom struggle of the Kashmiri people for their right of self-determination.

A MINISTER to move the following Resolution:-

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مقبوضہ جموں وکشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خودارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔

یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام خصوصاً خواتین، بچوں اور بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کا نہ صرف اعادہ کرے بلکہ اس سلسلے میں عملی کوششوں کا مظاہرہ بھی کیا جائے۔

408

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کو دُنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی۔یہی وجہ ہے کہ گزشتہ اکسٹھ سالوں سے جاری بھارتی جارحیت اور لاکھوں کشمیریوں کے قتل عام کے باوجود اس تحریک آزادی کو دبایا نہیں جاسکا۔

یہ ایوان اس عزم کا بھی اعادہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی اس جدوجہد آزادی میں پاکستانی قوم کا ایک ایک فرد اپنے کشمیری بھائیوں کے اس وقت تک شانہ بشانہ کھڑا ہے جب تک ان کو اپنی خواہشات کے مطابق حق خود ارادیت نہیں مل جاتا۔"

409

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

جمعرات،5۔فروری2009

(یوم الخمیس،9۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 6 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌo فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُلۡ حَسۡبِيَ ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡعَظِيمِo

سُوۡرَةُ التّوبَة آیات 128تا 129

بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول ﷺ تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف ومشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت) کے بڑے طالب وآرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیںo اگر (ان بے پناہ کرم نوازیوں کے باوجود) پھر (بھی) وہ روگردانی کریں تو فرما دیجئے مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہےo

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غائتوں کی غائتِ اولیٰ تمہی تو ہو
جلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو
گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدارِ یثرب و بطحا تمہی تو ہو
دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد کی معطلی کی تحریک رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون، راجہ ریاض احمد، سینئر وزیر، چودھری ظہیر الدین خان، قائد حزب اختلاف، جناب علی حیدر نور خان نیازی، ایم پی اے، پی پی۔45 اور مخدوم سید احمد محمود ایم پی اے، پی پی۔292 نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> ”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ جموں و کشمیر میں

جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر234 کے تحت قاعدہ115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ جموں وکشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر234 کے تحت قاعدہ115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ جموں وکشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ایوان کی طرف سے کشمیریوں کی جہدوجہد آزادی کی حمایت اور استصواب رائے کرانے اور وہاں سے ہندوستانی فوج کی واپسی کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مقبوضہ جموں وکشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خود ارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔

یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام خصوصاً خواتین، بچوں اور بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کا نہ صرف اعادہ کرے بلکہ اس سلسلے میں عملی کوششوں کا مظاہرہ بھی کیا جائے۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ اکسٹھ سالوں سے جاری بھارتی جارحیت اور لاکھوں کشمیریوں کے قتل عام کے باوجود اس تحریک آزادی کو دبایا نہیں جا سکا۔

یہ ایوان اس عزم کا بھی اعادہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی اس جدوجہد آزادی میں پاکستانی قوم کا ایک ایک فرد اپنے کشمیری بھائیوں کے اس وقت تک شانہ بشانہ کھڑا ہے جب تک ان کو اپنی خواہشات کے مطابق حق خود ارادیت نہیں مل جاتا۔"

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو House میں voting کے لئے put کرنے سے پہلے جو معزز اراکین اس کے اوپر اظہار خیال کرنا چاہیں، انہیں اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خود ارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔

یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام خصوصاً خواتین، بچوں اور

بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کا نہ صرف اعادہ کرے بلکہ اس سلسلے میں عملی کوششوں کا مظاہرہ بھی کیا جائے۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی۔یہی وجہ ہے کہ گزشتہ اکسٹھ سالوں سے جاری بھارتی جارحیت اور لاکھوں کشمیریوں کے قتل عام کے باوجود اس تحریک آزادی کو دبایا نہیں جاسکا۔

یہ ایوان اس عزم کا بھی اعادہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی اس جدوجہد آزادی میں پاکستانی قوم کا ایک ایک فرد اپنے کشمیری بھائیوں کے اس وقت تک شانہ بشانہ کھڑا ہے جب تک ان کو اپنی خواہشات کے مطابق حق خود ارادیت نہیں مل جاتا۔"

میرے خیال میں اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اور اگر کوئی معزز رکن اس سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر سکتے ہیں۔جی، چودھری ظہیر الدین خان!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ آج آپ کی صدارت میں سبھی پارٹیاں اکٹھی ہیں اور ایک قومی مسئلہ جو کہ ہماری شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے اور گزشتہ اکسٹھ برسوں سے قوم سے ہر طبقہ سے اور ہر مکتبہ فکر کا آدمی اس میں کوئی دو رائے نہیں رکھتا کہ پاکستان کی تکمیل اس وقت تک نامکمل سمجھی جاتی ہے جب تک کہ کشمیر کے عوام، کشمیریوں کو ان کے حق رائے دہی مل نہیں جاتی۔

جناب سپیکر! سیاق وسباق سے اگر دیکھا جائے تو پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے جتنی قربانیاں دی گئیں۔اب تک کشمیریوں کی قربانیاں اور پاکستان کی قربانیاں ملا کر اس سے بھی بڑھتی جارہی ہیں جس وقت پاکستان کا نقشہ پہلی دفعہ announce ہوا، یہ final چیزیں تھیں جب ایک تاریخ ساز بات تھی کہ ایک نظریاتی مملکت وجود میں آرہی تھی اور دو قومی نظریہ کے تحت مسلمانوں نے اپنا ایک علیٰحدہ خطہ لینا پسند کیا تھا اور اس کے لئے جدوجہد کی تھی کہ ہم اس میں اپنے مکتبہ فکر کے مطابق

اپنے اصولوں کے مطابق،اپنے مذہب کے مطابق،اپنی روایات کے مطابق،اپنے رکھ رکھاؤ کے مطابق وہاں پر اپنی زندگیاں گزار سکیں۔اس announcement کے بعد پھر ایک دن کے وقفے کے بعد ہی ایک ریڈ کلف ایوارڈ announce کر دیا گیا کہ وہ آنے والا ہے۔ ریڈ کلف ایوارڈ آنے سے پہلے میں جناب کی وساطت سے گزارش کرتا چلوں کہ زندہ قومیں اپنی تاریخ میں جوان کے ساتھ سانحے ہوتے ہیں،ان کو جب تک red-ressal نہیں ہوتی،اس وقت تک دہراتے رہتے ہیں۔یہ ایک سانحہ تھا کہ برطانیہ نے یہاں پر ایک خون کی لکیر کھینچنے کے لئے وہاں پر ریڈ کلف ایوارڈ announce کیا۔ ضلع گورداسپور پاکستان کے اندر تھا، پاکستان کا حصہ قرار دے دیا گیا تھا اور وہاں سے جیتنے والے ایم ایل اے اس وقت کے مسلم لیگ کے ایم ایل اے چودھری غلام فرید تھے جو وہاں سے جیت چکے تھے اور ان کا casting vote بھی پاکستان کے حق میں استعمال ہو چکا تھا اور چودھری غلام فرید نے اس کے لئے یہاں پر احتجاجی رویہ بھی اختیار کیا تھا۔ میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ جب وہ ریڈ کلف ایوارڈ آیا تو اس ضلع کی ایک تحصیل شکر گڑھ کو کاٹ کر پاکستان کو دے دیا گیا اور تین تحصیلیں پٹھان کوٹ، گورداسپور اور بٹالہ انڈیا کو دے دی گئیں اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ انڈیا کا کشمیر کے ساتھ کوئی land connection نہیں رہ سکتا تھا جب تک کہ گورداسپور کی پٹھان کوٹ تحصیل انڈیا کو نہ دی جاتی۔ اگر land contact نہ ہوتا تو اس وقت انڈیا بھی اسی جگہ پر جغرافیائی طور پر کھڑا ہوتا جس جگہ پر ہم کھڑے تھے کہ ہمارا land contact حیدر آباد (دکن) کے ساتھ نہیں تھا۔ ہمارا land contact مشرقی پاکستان کے ساتھ نہیں تھا اور وہ بھی ہماری صف میں کھڑا ہوتا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو اس صف سے نکالنے کے لئے ایک استعماری قوت اور استعماری طاقت کو جو کہ آج بھی ہمارے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہی ہے انہوں نے اس کو استعمال کیا اور ہمارے احتجاج کے باوجود وہاں پر خون کی جو ہولی کھیلی گئی اور گورداسپور کے لوگ جب وہاں سے ہجرت کر کے یہاں آئے تو وہ ہجرت کی داستان خون سے رنگی ہوئی ایک داستان ہے۔14۔اگست تھا اس وقت راوی کے اندر سیلاب تھا اور اس وقت راوی کا پانی بھی خون آلودہ تھا اور راوی کے اندر پانی نظر نہیں آتا تھا بلکہ خون نظر آتا تھا۔

جناب سپیکر! پہلے دن جب ہندو بنیے نے اس بات کا اظہار کر دیا کہ ہمارے cloture جو ہیں، ہمارے دانت جو ہیں ہم اس خطے پر گاڑنے والے ہیں لیکن کشمیری اس کے خلاف کھڑے ہو گئے اور پاکستان نے بھی 1948 میں یہاں پر ہمارے قبائلی علاقوں سے آنے والے بھائی بھجوائے تھے اور جب ہماری افواج نے وہاں پر یلغار کی تو ہمارے اوپر سری نگر میں رائل ائیر فورس استعمال ہوئی۔ اتنی

قربانیاں دی گئی ہیں اور آج ہم اس جگہ پر تمام اپنی اپنی پارٹی کے نظریات کے ساتھ کھڑے ہونے کے باوجود اس وجہ سے یہاں پر اکٹھے ہیں کہ یہ ہماری شہ رگ ہے اور وہ شہ رگ اس طرح سے ہے کہ ہم ایک زرعی ملک ہیں اور زرعی ملک ہونے کے ناتے پانی کے بغیر زراعت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور پانی جو upper apiarian کا حق وہ حاصل کر رہے ہیں اور اس سے انہوں نے بند پر بند باندھنا شروع کر دیا ہے اور کشمیر کے راستے ہماری طرف آنے والا پانی بالکل رک چکا ہے۔ ہمارے ساتھی یہاں پر تشریف فرما ہیں اور پچھلے دنوں چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب ہمارا کیس لڑتے رہے ہیں اور اسے مسلسل اور لڑنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ کشمیریوں کو ایک علاقائی مسئلہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ میڈیا کے ذریعے علاقائی مسئلہ کہا جاتا ہے۔ یہ دو ملکوں کے درمیان مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے کیونکہ U.N.O کی قرارداد اس کے اوپر آ چکی ہے اور U.N.O اس میں involve ہے اور U.N.O کی commitment ہے ہم U.N.O کی طرف دیکھتے ہیں اور ہمارے کشمیری بھی دیکھتے ہیں کہ یہ کس قسم کی U.N.O ہے کہ آج سے اکسٹھ سال پہلے تو پاس کی گئی قرارداد پر کسی قسم کا کوئی reminder بھی نہیں آیا لیکن ممبئی میں ایک واقعہ ہوا تو راتوں رات اس پر ایک قرارداد آئی اور اس قرارداد کے ساتھ ہمیں instructions آئیں کہ پاکستان ایسے کرے، ویسے کرے اور مدرسوں کو بند کر دے۔ ہمارے باریش لوگ اور ان کے پاسپورٹوں کو اپنے قبضے میں لینے کی ہمیں directions دی گئیں۔ U.N.O کو ایسا سمجھا جاتا تھا کہ ساری دنیا کے لئے وہاں پر جانے کے لئے ایک ہی رویہ ہے لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کہ کشمیریوں کے point of view، فلسطین کے point of view سے اور پاکستان اور پنجاب کے point of view سے U.N.O کا رویہ ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا ہے۔ اس قرارداد میں ہم اپنی باتوں میں احتجاج بھی شامل کرنا چاہتے ہیں کہ U.N.O نے جو بمبئی کے لئے اپنا رویہ اختیار کیا اسی رویے کو ساٹھ سال بعد ہی دہرا دیا۔

جناب سپیکر! دنیا کی تاریخ مظالم سے بھری پڑی ہے لیکن مظالم کا جو era ہے وہ کسی جگہ پر ہجرت آنے کی وجہ سے کسی جگہ چار سال ہے، کسی جگہ پانچ سال ہے اور کسی جگہ دس سال ہے لیکن کشمیر میں مظالم اکسٹھ سال پر محیط ہے جو کہیں بھی کسی بھی جگہ پر نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ بمبئی کا جو واقعہ ہے انہی دنوں میں کشمیر میں انتخابات ہو رہے تھے یہ ایک بنی بنائی چیز تھی جو وہاں پر کی گئی اور کرنے کے بعد اس کی آڑ میں بندوقوں کے سائے میں وہاں پر انتخابات کرائے گئے۔

بمبئی کے دھماکوں اور کشمیر کے الیکشن کو اگر link کیا جائے تو وہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ انہوں نے بہت بڑا mega operation کیا ہے جس سے وہ پاکستان کو under pressure لے کر آئے ہیں اور کشمیریوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ ہمسایوں کے ساتھ اچھے طریقے سے، دوستی کے ساتھ اور امن کے ساتھ رہنا چاہئے لیکن ہمارے تمام دوستی کے راستے، تمام امن کے راستے کشمیر سے ہو کر گزرتے ہیں۔ کشمیر کو نظر انداز کر کے ہمارا کوئی دوستی کا راستہ گزرتا ہے نہ ہمارا کوئی امن کا راستہ گزرتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کشمیر کا مسئلہ اب کسی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ مسئلہ عوام کے دلوں میں بستا ہے اور کشمیری پاکستانی عوام کے دلوں میں بستے ہیں۔ اس وقت کشمیریوں کا دکھ ساری قوم اپنے دلوں میں سمیٹ کر بیٹھی ہوئی ہے، سراپا احتجاج ہے، غصے میں ہے اور اس پر عملی طور پر اظہار کرتی ہے۔ ہم ایک مہذب قوم کی طرح ان اداروں میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں لیکن ہمیں جنگیں لڑنا پڑیں۔ ہم نے تین جنگیں لڑی ہیں اور تین جنگوں کے بعد اگر چار جنگیں بھی لڑنا پڑیں اگر ہم نے atomic energy حاصل کی اور ٹیکنالوجی حاصل کی ہے تو وہ کسی آتش بازی کے لئے نہیں کی بلکہ ہمارا main focus ہی یہی ہے، ہمارا target کشمیر کی آزادی ہے۔ کشمیریوں کو حق رائے دہی دلانا ہے، ہم کشمیریوں کے ساتھ ہیں، میری پارٹی اور میری پارٹی کے ساتھی تمام کے تمام ہم یکجان ہیں، متحد ہیں کہ کشمیر کی آزادی تک ہمیں جو بھی قدم اٹھانا پڑا وہ اٹھائیں گے، جس سطح تک بھی جانا پڑا وہاں تک جائیں گے اور ہم اس میں سیاست کو کبھی نہیں آنے دیں گے۔ کشمیری ہمارے بھائی ہیں اور ہم کشمیریوں کے بھائی ہیں۔ اس بھائی چارے کا رشتہ ہم ہمیشہ نبھائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے پاس نام تو کافی پہنچ گئے ہیں یہ 23,24 نام پہنچ گئے ہیں۔ اس طرح تو یہ معاملہ کافی لمبا ہو جائے گا اور آپ لوگوں نے کہیں جانا بھی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہر پارٹی سے ایک ایک ممبر بات کر لے اور خواتین کی بھی نمائندگی ہو جائے اس طرح سے کافی بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ لسٹ تو کافی لمبی ہے، میرا خیال ہے کہ ایسا کر لیں کہ میں تمام کے نام بول دوں گا اور ایک دو صاحبان ہی floor لے لیں۔ بہتر تو یہی ہو گا۔

معزز ممبران: سب کو دو دو یا پانچ پانچ منٹ کے لئے ٹائم دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہمیں پتا نہیں تھا کہ لوگ اپنے نام بھیج رہے ہیں پھر ہم بھی نام بھیج دیتے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے ایک اپیل کروں گا کہ جو صاحبان اپنی تقریر کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پھر روانگی اختیار کرے یہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے پھر آپ سب کو یہاں رہنا پڑے گا۔

چودھری عبدالوحید: جناب سپیکر! اس میں تین منٹ یا پانچ منٹ کا ٹائم مقرر کر لیں اس کی پابندی لازمی رکھیں اور ہر ممبر کو موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے پاس جو نام آئے ہیں اب میں اس کے مطابق چل رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہم بھی اپنے نام بھیج رہے ہیں ہمیں موقع دیں ہمیں پتا نہیں تھا کہ آج نام پھر لئے جائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس میں ٹائم مقرر کر دیں اور اس میں زیادہ سے زیادہ تین منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ سب کی جو رائے ہے میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اس میں تین منٹ سے زیادہ کوئی وقت نہ لے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ تجربہ آپ میرے سے شروع کریں میں تین منٹ میں ہی ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا نام لسٹ میں کہاں ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ مجھے خود سے موقع دے دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! Ladies first

جناب سپیکر: یقیناً آپ کی یہ بات صحیح ہے۔ میں سب کو ٹائم دیتا ہوں تشریف رکھیں، جی محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مسئلہ کشمیر کو ساٹھ سال گزر چکے ہیں لیکن پھر بھی کتنے کشمیری شہید ہوئے، کتنی بہنوں کے سر سے چادریں چھینی گئیں، کتنی ماؤں کی گودیں اجڑ گئیں، کتنی بہنوں کے گھر کے چراغ بُجھ گئے لیکن پھر بھی U.N.O نے یہ کہا کہ کشمیر کا مسئلہ دنیا سے رائے لے کر حل کیا

جائے گا۔جب1948 میں انہوں نے یہ بات کی اس کے بعد1965 میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ یہ بھارت کا اٹوٹ انگ نہیں ہے بلکہ کشمیریوں کو ان کی خواہش کے مطابق آزادی ملنی چاہئے۔یہی بات محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کی کہ کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت ان کی خواہش کے مطابق ملنا چاہئے جیسے کشمیری چاہتے ہیں ان کو آزادی ملنی چاہئے۔اس میں، میں سمجھتی ہوں کہ آج اقوام متحدہ نے یہ بات سرد خانے میں ڈال کر اور ان کی شہادتوں کے بعد اگر وہاں پر امن کا جھنڈا لہرائیں گے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔آج وقت ہے کہ کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت ملنا چاہئے اور اس بات کی تائید کرنی چاہئے۔یہاں پر پچھلی ڈکٹیٹر شپ نے جو فیصلہ کیا تھا ہم اس کو نہیں مانتے اور انڈیا سے جو ساز باز کر کے کشمیریوں کو ان کی آزادی سے محروم کرنا چاہتے ہیں ہم اس کی سخت مذمت کرتے ہیں۔ہم آج بھی اس کے کاربند ہیں جو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اقوام متحدہ میں جا کر بات کی تھی اور ہم اسی بات پر رہیں گے۔کشمیریوں کی آزادی کے لئے ہر دم یہی ہماری کوشش رہے گی کہ ان کو ان کی مرضی کے مطابق حق خود ارادیت دیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔میں آپ سب سے اجازت لینا چاہتا ہوں۔سعید اکبر خان نوانی نے مجھے خصوصی طور پر کہا ہے یہ کبھی ویسے کہتے نہیں ہیں اگر آج انہوں نے کہہ دیا ہے تو کیا اجازت دے دی جائے؟

معزز ممبران: دے دی جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پہلے میری باری تھی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! پہلے آپ بات کر لیں آپ کے بعد پھر سعید اکبر نوانی صاحب ہوں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہی کچھ ہونا تھا تو پھر لسٹ کا کیا فائدہ تھا، جو ہم نے نام دیئے ہیں ان کا پھر کیا فائدہ؟

جناب سپیکر: کبھی کبھی مجھے اپنا اختیار استعمال کر لینے دیا کریں، میرا ابھی آخر کوئی حق ہے۔حضرت صاحب! آپ تھوڑا سا کچھ خیال کریں اور ایسا نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے آپ جو مرضی کریں۔

جناب سپیکر: جو مرضی تو میں نہیں کرتا، میں آپ کی رائے سے ہی کرتا ہوں۔جی، محترمہ سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!نہ جانے وہ الفاظ کیسے کہتے ہیں کہ جن سے تقریریں رودیتی ہیں، یہ وہ بات ہے، یہ وہ آگ ہے، یہ وہ دکھ ہے یہ وہ آنسو ہیں کہ جو میری امی مسز جمیلہ نذیر ملک وہاں سے مہاجر ہو کر آئیں تھی۔ان کا گھر محلہ دلپتیاں جموں میں تھااور اگر کسی نے جموں دیکھا ہے تو انہیں یہ معلوم ہو گا کہ وہ سفید سنگ مرمر سے بنا تھا۔کہتے ہیں کہ جب دل کا دکھ زیادہ ہو تو بات اختصار سے کرنی چاہئے اور جب اختصار سے بات کرنی ہو تو کہتے ہیں کہ نظم کہہ دینی چاہئے آپ سب کی اجازت سے میں اپنی امی کے نام یہ نظم آپ سب کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں جو انشاءاللہ exact تین منٹ میں ختم ہو جائے گی۔نظم کا عنوان ہے "کنچن"

"کنچن"

دریائے ''توی'' کا کنارہ
جہاں سفید پتھروں سے تراشا جموں شہر تھا
ہنستا بستا تھا محلہ دلپتیاں
جہاں آتے جاتے گلے ملتے ملاتے تمام راستوں کا گزر تھا
وہاں بوہڑ کا تھڑا تھا
جس کے پتھروں کی درزوں کی خوشحال مٹی
میں گل کھل رہے تھے
رنگ رنگ ہنستے حیات ان کی خوشبو سے مہک رہی تھی
اور بوہڑ کا درخت تھا
ایک پختہ معمر شفیق جہاں دیدہ بوڑھا
جو بانہیں پھیلائے سورج سمیٹے
نرم نہر پتوں کی دھیمی سرسراہٹ کی نغمگی میں
ان گنت پھلوں میں
نئی زندگیوں کا وعدہ سمیٹے اِک ننھی سی بچی کا شاہد بنا تھا

وہ ماہ نور سی
چمکتی دمکتی سُرخ و سپید رنگتوں والی
گوہر وصدف
الماس و گوہر کی خیرہ چمک کو ہرا دینے والی
اپنے آپ میں
خود کا وقار سمیٹتی ، سبز بھوری جھیل آنکھوں والی
گداز بانہوں میں
اِک ٹوٹی پھوٹی سی پرانی "جستی صندوقچی" سنبھالے
وہ ننھی سی بچی
گھبرائی ہوئی، الجھی الجھی سی چلی آ رہی تھی

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! کشمیر تے گل ہو رہی ہے یا اماں جان تے!

جناب سپیکر: Order please, order please.. دیکھیں! وہ کیا بات کر رہی ہیں۔آپ سننے کی ہمت رکھیں۔وہ آپ بیتی کی بات کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: "دیکھو بابا۔۔۔!"

وہ بوہڑ سے بولی، "زیادہ باتوں کا سمے نہیں ہے"
گواہ رہنا
کہ یہ خزانہ امانت کر کے، تیرے قدموں میں دفن کر چلی ہوں
دھیان کرنا
کہ ان میں میری نیلی کنچن کی چھ پیالیاں ہیں
"بوبو" نے کہا ہے
کہ بہت تھوڑے ، جھٹ پٹ گزرتے چند دِنوں میں لوٹ آئیں تو
ان سے پھر آ کر
تم کھیل لینا، لمبا سفر ہے، یہ نازک آبگیں ہیں
ٹوٹ نہ جائیں

بس اس وقت تو
یہ وعدہ کر و تم کہ میرے یہ کھلونے کسی کو نہ دو گے
میرے یہ کھلونے کسی کو نہ دو گے
آج وہ بچی
اُنہتر برس کی ہو ئی ہے ، کسی اور دنیا پلتی رہی ہے
کل رات وہ جامِ جم پر
یک ٹک نظریں جمائے دریا کنارے اپنے بابل کے گھر میں گئی تھی
جہاں بچپن کے
خفیہ لمحوں میں کہکشاؤں کے سارے ستارے اُتر آتے تھے
مگر آہ!
"توی" کے مست پانیوں میں لہو بہہ رہا تھا
مرمریں سنگ
کے چندن بدن پر لہو کے چھینٹے جم چکے تھے
ویراں ویراں!
بے در گھروں کی چھتوں سے، آسماں جھانکتا تھا
سہاگن خوشبو
سے لبریز پھولوں کے دلہن چہرے مسخ ہو چکے تھے
آباد گلیوں
کے زخم پر حیات برہنہ سر و آبلہ پا، روتی چیختی ، نوحہ کناں تھی
زمین تھی بگولا
مٹی بھی کیسی لہو،لہو تھی زیست کیسی دھواں، دھواں تھی
کٹتا تھا کلیجہ
کہ مادر مٹی خود، اپنے جواں مرگ بیٹوں کی قبر ہوئی تھی

مگر یہ کیا وہ بوڑھا
معمر شفیق جہاں دیدہ بوہڑ اب بھی وہیں تھا
مضبوط تنے والے
کڑیل "مڈھ"میں، حیات پانی، اب بھی رواں تھا
اس کے قدموں سے
نکلتی جڑیں، مادر مٹی پر حق جمائے، گہری ہوئی تھیں
فولادی بانہوں کی
انوکھی جڑیں، "کرہء باز" سے دامن گیر، پوچھتی تھیں
کہ اب اور کب تک
اِک ننھی سی بچی کی سونپی امانتوں کا امیں بنوں میں ؟
آج اب یہ کہنا ہے مجھ کو
کہ حصول آزادی کے لئے فنائے وجود کی مست دیوانہ جرأت
کبھی بھی
کہیں بھی کسی بھی باراں میں بِکتی نہیں ہے
اور حوصلوں کی بلندی
حُب کے فنائے کسی کے لئے کوئی لکھتا نہیں ہے
سو میرے قلم کو
قید و بند کے حصار کو آج تو توڑنا ہی ہوگا
اور بے دھڑک ہو کر
کوئے بانج کاغذ اور زرخیز لفظوں کے باہم رشتوں سے
ہواؤں میں ایسا راستہ
تراشنا ہوگا، جو اُن نیلے نازک آبگینوں تلک پہنچا ہو

کہ خالی نگاہوں
سے بیاں کرنے والی اس پیاری سی بڑھیا کے پاس اب بھی سمے نہیں ہے
وہ آج تجھ سے، مجھ سے
اپنی امانتوں کا حساب مانگتی ہے
وہ ننھی سی بچی
وہ ہے میری امی، وہ ننھی سی بچی وہ ہے میری امی

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سعید اکبر نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے وقت کا بھی احساس ہے اور آپ کی مجبوری کا بھی۔ کیونکہ ہمارے کافی دوستوں کی خواہش ہے کہ اس دنیا کے سب سے اہم subject پر بات کریں جس پر آج یہاں پنجاب اسمبلی میں discussion ہو رہی ہے۔ یہ مسئلہ پاکستان سے related ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اس کشمیر کے کسی بھی عنوان پر، کسی ایک لفظ پر بھی پورے دن کی تقریر ہو سکتی ہے۔ یہاں کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کی بات ہو سکتی ہے، یہاں عصمت دری کی بات ہو سکتی ہے، یہاں کشمیریوں کی مجبوری کی بات ہو سکتی ہے، یہاں کشمیریوں کی مصیبتوں کی بات ہو سکتی ہے۔ میرے بھائی اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ یہ پاکستان کی شہ رگ ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن میں اس بات سے اس لئے اختلاف کرتا ہوں کہ یہ پاکستان کی شہ رگ نہیں ہے یہ تمام جمہوری ممالک کی جو جمہوریت پر believe کرتے ہیں، جو جمہوریت نواز سمجھے جاتے ہیں یہ ان کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے، یہ پوری انسانیت کا مسئلہ ہے اور یہ پوری دنیا کا مسئلہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں بھی کوئی آدمی، جہاں بھی کوئی خطہ اپنے بنیادی حق کے لئے مطالبہ کرتا ہے تو یہ جمہوریت کا پہلا اصول ہے کہ تمام دنیا کے بسنے والوں کو ان کا بنیادی حق ملنا چاہئے۔ میں یہ نہیں سمجھتا، جیسے میرے بھائی نے کہا کہ یہ لکیر کھینچتے ہوئے اتنی بڑی تفریق ڈال دی گئی۔ اس لکیر کھینچنے میں بھی ایک بہت بڑی مصلحت تھی کہ یہ پاکستان جو مسلمانوں کا اتنا بڑا ملک ہے اگر یہ اسی طرح اور سکون سے چلا تو جیسے آج ایٹمی طاقت ہے کہ کہیں یہ دنیا کی بہت بڑی طاقت نہ بن جائے۔ اس کو روکنے کے لئے یہ سارا مسئلہ پیش کیا گیا اور اس مسئلہ کو زندہ رکھنے کے لئے یہ غلط لائن لگائی گئی، وہ لائن آج تک قائم ہے اور اسی مسئلے میں ہمیں الجھا دیا گیا ہے۔ یہ پاکستان کا مسئلہ اس لئے ہے کہ کشمیری مسلمان ہیں اور پاکستان کا حصہ ہیں

لیکن یہ پوری دنیا کی جمہوریت کے لئے چیلنج ہے اور تمام جمہوری لوگوں کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے کہ اگر آپ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں تو کیا یہی جمہوریت ہے کہ جہاں آپ کا مفاد ہو تو وہاں تو جمہوریت کو سپورٹ کریں اور جہاں آپ کا مطلب نہ ہو تو وہاں یہودیوں کو اسرائیل میں سپورٹ کی جائے تاکہ وہ ساتھ بسنے والے مسلمانوں پر یلغار کریں اور وہاں ان کو توپوں اور گولوں کے ساتھ ماریں اور یہی رویہ کشمیر میں ہے کہ جب کشمیر کی ساری آبادی یہ چاہتی ہے کہ ہمیں اس دنیا میں آزادی کا سانس لینے دیا جائے تو ان کو اس سانس لینے سے روکنے کے لئے تمام جو بڑی طاقتیں ہیں وہ اس پر اتفاق کر گئی ہیں کہ یہ مسئلہ پاکستان اور انڈیا کا ہے۔یہ پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری دنیا کا مسئلہ ہے اور پوری دنیا کو اس پر غور کر کے کشمیریوں کا ساتھ دینا چاہئے اور اس مسئلے کو ان کے حق میں حل کرنا چاہئے۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ تین منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا حالانکہ اس پر بہت بڑی تقریر ہو سکتی ہے۔ میں آپ کا مشکور اور شکر گزار ہوں اور دنیا سے اسی امید پر ہم ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے کہ کسی دن تو ان کا ضمیر جاگے گا اور اتنے لوگ شہید ہو رہے ہیں، وہاں کشمیری عورتوں کی عصمت دری کی جا رہی ہے لیکن پھر بھی اس کی پروانہ کئے ہوئے وہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم اللہ سے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کشمیریوں کو ان کی منزل تک پہنچا دے۔

جناب سپیکر: جی، چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جس طرح کہا گیا کہ کشمیر کا مسئلہ اس وقت ہی شروع ہو گیا جب پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ لیکن آج اکسٹھ سال گزرنے کے بعد ہمیں یہ سوچنا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ U.N.O کا سب سے دیرینہ مسئلہ ہے اس سے زیادہ پرانا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے اور کسی بھی مسئلہ پر U.N.O میں اس سے زیادہ قراردادیں پیش نہیں ہوئیں۔انڈیا اور پاکستان کے درمیان دو، تین جنگیں ہو چکی ہیں لیکن یہ مسئلہ آج تک حل نہیں ہو سکا۔ ہمیں سوچنا ہو گا کہ یہ مسئلہ کیوں حل نہیں ہوا یہاں بات ہوئی کہ ہندوستان کے ایک ہوٹل پر حملہ ہوا اور راتوں رات قرارداد آ گئی مگر ہمارا اکسٹھ سال کا پرانا مطالبہ منظور نہیں ہوتا۔ جہاں ہمیں احتجاج کرنا ہے، جہاں ہمیں اقوام عالم کو بتانا ہے کہ اس مسئلہ کو حل کیا جائے وہیں ہمیں اپنے گریبان میں بھی دیکھنا ہے کہ وہ کیا کمزوریاں ہیں کہ جن کی وجہ سے ہماری آواز دنیا میں سنی نہیں جاتی، کیا وجہ ہے کہ پاکستان کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے، کیا وجہ ہے کہ ہم معاشی طور پر بھی پیچھے جا رہے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ بائیڈل لگڑ کا جو کنٹریکٹ تھا جس میں

پاکستان کو پیسے ملنے تھے وہ بھی اس سال روک دیئے گئے ہیں؟ ہمیں اٹھنا ہے اور آگے بڑھنا ہے۔ We have to move forward as a strong nation ہمیں اپنی آواز سنانے کے لئے اپنی کمزوریوں کو دور کرنا ہے، ہمیں اپنی کمزوریوں پر آنسو نہیں بہانے بلکہ ایک طاقتور قوم کے طور پر سامنے آنا ہے، ہمیں اپنے آپ کو منظم کرنا ہے، ہمیں اپنی جمہوریت کو منظم کرنا ہے اور کشمیر کا مسئلہ اسی طرح حل ہو گا جس طرح میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنی پچھلی حکومت میں مذاکرات کے ذریعے کشمیر کے حل کے قریب تر پہنچے تھے اور پھر ایک ڈکٹیٹر نے وہ راستہ روک دیا اور اس کے بعد اس تحریک کو کچل دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں اپنے ایک اور point کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں آپ نے آج چھٹی والے دن یہاں اس ایوان کو بلا کر ایک اچھی رسم کا آغاز کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی جگہ آج جو پاکستان میں چھٹی کی گئی ہے یہ زبردست زیادتی ہے، کسی بھی modern world میں آپ چھٹی کر کے قوم کا معاشی نقصان نہیں کرتے۔ ہم نے ہر غم اور ہر خوشی کو چھٹی کی نذر کر دیا ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ماڈرن دنیا میں چھٹی سے کتنے نقصانات ہوتے ہیں۔ انگلینڈ میں پورے سال میں صرف پانچ چھٹیاں ہوتی ہیں۔ ایک چھٹی ہوئی تھی جو حادثاتی طور پر ہوئی تھی کہ جب لیڈی ڈیانا قتل ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، چوہان صاحب! Time is over.

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: میں یہ چاہتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ اس طرح کے سلسلے میں ہونے والی چھٹی کو ختم کرے تاکہ لوگ اپنے ادارے اور کاروبار میں آئیں اور وہاں اس طرح کے احتجاج بھی کریں اور ملک کے لئے کام کریں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ اب میرے خیال میں مجھے سوال کو put کرنے دیں۔ اس کے بعد ہم اس سلسلے کو جاری رکھیں گے لیکن میری بات سنیں ماسوائے آپ کے محترمہ شگفتہ شیخ! آپ نے چونکہ ایک جنازے میں جانا ہے یا شرکت کرنی ہے، آپ کو صرف جانے کی اجازت ہو گی، باقی تمام صاحبان سے میں پرزور اپیل کروں گا کہ ہم نے اس کا احتجاج بعد میں ریکارڈ کروانا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! خواتین جنازے میں شرکت نہیں کر سکتیں۔ مہربانی کر کے یہ جو لسٹ ترتیب دی گئی ہے اس کے مطابق چلا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا کوئی عزیز ہے۔ انھوں نے باہر جانا ہے، جنازہ ہے۔ (قطع کلامی)

جی، ایک منٹ، مجھے ذرا یہ question put کرنے دیں۔ میں یہ question put کر رہا ہوں کہ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا اعادہ کرتا ہے اور یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خود ارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطہ میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام، خصوصاً خواتین، بچوں اور بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کا نہ صرف اعادہ کرے بلکہ اس سلسلہ میں عملی کوششوں کا مظاہرہ بھی کیا جائے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کو دنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ اکسٹھ سالوں سے جاری بھارتی جارحیت اور لاکھوں کشمیریوں کے قتل عام کے باوجود اس تحریک آزادی کو دبایا نہیں جا سکا۔ یہ ایوان اس امر کا بھی اعادہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی اس جدوجہد آزادی میں پاکستانی قوم کا ایک ایک فرد اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ اس وقت تک شانہ بشانہ کھڑا ہے جب تک ان کو اپنی خواہشات کے مطابق حق خود ارادیت نہیں مل جاتا۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب میں محترمہ سے گزارش کروں گا کہ میرا خیال ہے کہ ایک منٹ میں آپ اپنی بات کر لیں میں نے نام تو آپ کا بولنا ہی تھا۔

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج یوم یکجہتی کشمیر کے حوالے سے ہم اکٹھے ہوئے ہیں کیونکہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور شہ رگ کے بغیر جسم بے جان ہے۔ کشمیر کی موجودہ صورتحال بڑی گھمبیر ہے۔ کشمیریوں نے 1988 میں جب محسوس کیا کہ محض سیاسی انداز سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا تو انھوں نے مسلح جدوجہد شروع کی جس کے نتیجہ میں آج تک پانچ لاکھ کشمیری شہید ہو چکے ہیں۔ عورتوں کی عصمت دری، بچیوں کی ہلاکت اور پابند سلاسل لوگوں کا ماورائے عدالت قتل ابھی تک جاری ہے۔ آٹھ لاکھ بھارتی فوج کشمیر میں موجود ہے۔ تنازع کشمیر کے حل کے لئے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کے دور میں بیک چینل ڈپلومیسی شروع ہوئی، اگر جنرل پرویز مشرف ان کی حکومت کا تختہ نہ پلٹتے تو یہ تنازع دو سال کے اندر اندر حل ہو جاتا۔

جناب سپیکر: آپ اب جلدی سے wind up کریں۔۔۔ جی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا۔ اب جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! پانچ فروری کا دن پاکستان کی تاریخ میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے، آپ کی بات ہو گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج یہ جو ہم تحریک آزادی کشمیر کی بات کر رہے ہیں، میرے بہت سارے بھائی یہاں پر [***] رہے ہیں۔ میں دیکھتا اگر کشمیر میں ان کا گھر ہوتا، ان کے گھر پر کوئی بم گرتا، ان کے گھر والا کوئی مرتا، ہم نے اس کو کس طرح سے [***] بنایا ہوا ہے کہ پورے ایوان میں [***] چل رہا ہے لیکن میں اس بات کو آگے نہیں لے کر جانا چاہتا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو کوئی [***] نہیں کر رہا، آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): میں کشمیر کی بات کر رہا ہوں۔یہاں پر میں یہ کہوں گا کہ:

اینی وتھ نہ پائیے کل نوں رل کے بہہ نہ سکیے
اک دوجے نوں اپنے دل دی گل وی کہہ نہ سکیے
تیرا میرا جھگڑا خواب کسے دا کر نہ دیو پورا
ایہہ نہ ہووے ایس دھرتی تے دونویں رہ نہ سکیے

جناب سپیکر!آج جب ہم اقوام متحدہ کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر یہ جو ہمارا مسئلہ ہے اس کو ہم نے frozen issue بنا دیا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ آج جب یہاں پر قائدین کی بہتات نے قیادت کا فقدان پیدا کیا ہے تو آج پھر ہمیں میاں محمد نواز شریف کی صورت میں ایک ایسی ہی قیادت کی ضرورت ہے کہ جب واجپائی کو یہاں پر چل کے آنا پڑا نہ کہ ملک کے صدر کو اس کی سیٹ پر جا کر ہاتھ ملانا پڑا اور اس پر ہمارے سر جو تھے وہ ندامت سے جھک گئے۔

(اذان ظہر)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! میں اپنی بات اس طرح ختم کرتا ہوں کہ کشمیر صرف تحریک پاکستان کا نام نہیں ہے بلکہ یہ تکمیل پاکستان کا نام ہے۔

جناب سپیکر:ایک منٹ میں wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جی،ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں آج اس امر کی ضرورت ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اسے ایک ہجوم کے طور پر لیں، ہمیں اسے ایک قوم کے طور پر لینا ہے۔صرف ایک دن منانے سے کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو گا بلکہ ہمیں عالمی سطح پر اپنے delegations بھیجنے چاہئیں تاکہ ہم lobbing کر کے اس مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کر سکیں۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔تشریف رکھیں۔محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) عبد الرحمٰن رانا :پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!آپ نے جن کو out of turn باری دی انھوں نے یہ کہہ کر پورے ہاؤس کا[***]اڑایا ہے کہ یہاں پر[***]ہو رہا ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ مہربانی کر کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔یہ زیادتی ہے یہاں کوئی بھی نہیں ہنس رہا تھا۔

جناب سپیکر: جو غلط الفاظ ہوں گے وہ حذف ہو جائیں گے۔جی، حذف کر دیئے جائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبد الرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میرے خیال میں رانا ثناء اللہ خان صاحب اور چودھری ظہیر الدین خان کے بڑے اچھے تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: خدانخواستہ ان کی آپس میں کوئی دشمنی ہے؟وہ بھائی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبد الرحمٰن رانا: نہیں۔دشمنی نہیں ہے میں تو ان کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: راناصاحب as tradition یہاں آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔میں نے آپ کا ٹائم اس میں شامل کر لیا ہے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آج پاکستان اور کشمیر کی عوام یوم یکجہتی کشمیر منا رہی ہے۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پاکستان کی تمام سیاسی قوتیں، تمام سیاسی اکابرین مل کر آج کے دن کو اس طرح مناتے کہ سب ایک جگہ اکٹھے ہوتے اور ان مظلوم کشمیریوں کو یہ پیغام دیتے کہ ہم آپس میں جس طرح بھی چل رہے ہیں لیکن آپ کے ساتھ ہیں۔ہم آپ کی جنگ آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے چونکہ پاکستان اقوام متحدہ میں کشمیریوں کا وکیل صفائی ہے۔ہمارے اپنے اندرونی حالات جو بھی ہیں، جس طرح بھی چل رہے ہیں لیکن مظلوم کشمیری اکسٹھ سال سے پاکستان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان ان کے لئے کیا کرے گا؟یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ ہم نے آج پنجاب اسمبلی کا اجلاس ان کے لئے رکھا اور ان کے ساتھ یکجہتی منا رہے ہیں۔صرف سڑکوں پر بینرز لگا دینا کہ پاکستان کشمیر کے ساتھ ہے اور ہمارے دل ان کے ساتھ دھڑکتے ہیں کافی نہیں ہے۔بلکہ اس کے لئے پاکستانی عوام اور اس سے بھی زیادہ پاکستان کی قیادت اور اکابرین کو پوری سنجیدگی اور پورے دل کے ساتھ کشمیری عوام کے اس موقف کو اقوام متحدہ میں لے کر جانا چاہئے اور اسے بار بار اس بات کا احساس دلانا چاہئے کہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

صرف مسلمانوں پر ہی مظالم ہو رہے ہیں اس پر آپ کارروائی کیوں نہیں کرتے، مسلمانوں کے خلاف جو قرار دادیں آتی ہیں ان پر اقوام متحدہ فوری action کیوں لیتا ہے، اقوام متحدہ نے یہ پالیسی کیوں اختیار کی ہوئی ہے اور مسلمان اکٹھے کیوں نہیں ہو رہے؟ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔پچھلے آٹھ سالہ دور حکومت میں مشرف پالیسی نے کشمیر کاز کو جو نقصان پہنچایا ہے ہم سب اس سے واقف ہیں کہ حریت کی تحریک کو کس طرح سبوتاژ کیا گیا؟ لیکن اب یہ موقع ہے کہ ہمارے حکمران A.P.F.C کو متحد کریں، اسے فعال بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں اور اقوام متحدہ میں اس موقف کو اس طرح پیش کریں کہ واقعی یہ جلتا ہوا کشمیر ہے، یہ ہم سب کے لئے مسئلہ ہے۔یہ پاکستان کی شہ رگ ہے۔اگر کشمیر نہیں ہو گا تو ہم لوگ پیاسے مر جائیں گے اور ہمارے تو کشمیریوں کے ساتھ دل دھڑکتے ہیں۔

خدارا! کشمیر پر سیاست نہ کریں یہ تو ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔کشمیر کے issue کو اقوام متحدہ میں اسی طرح لے کر جائیں جیسے اس کا حق ہے اور ان کے ساتھ اسی طرح اظہار ہمدردی کریں جس طرح کرنی چاہئے۔بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یا شیخ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو یہ دیکھیں کہ آپ کا نمبر کیا ہے؟ اب میں نمبر کے بغیر نہیں بولنے دوں گا۔ This I tell you. آپ میری کوئی بات چلنے ہی نہیں دے رہے۔پلیز آپ تشریف رکھیں۔یہ مناسب بات نہیں ہے۔اب میں نمبر والے کو بلاؤں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! turn by turn کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، turn by turn کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! تقاریر بھی ہو چکی ہیں اور سب پارٹیوں کی نمائندگی بھی ہو گئی ہے۔ اب یکجہتی کے اظہار کے لئے باہر جانے کے لئے سب لوگ بیٹھے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے نمبر کے حساب سے چلنا ہے یا اپنی مرضی سے؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): وہcustodian of the House ہیں جو فیصلہ کریں اسے چیلنج تو نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!ڈکٹیشن کی بات نہ کریں۔آپ میری بات سنیں آپ اچھے ماحول کو خراب نہ کریں۔میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ .This is not good آپ اپنی بات کریں۔آپ نے پونا منٹ ایسے ہی بحث میں ضائع کر دیا۔

شیخ علاؤالدین: جی.Thank you Sir

جناب سپیکر:Thank you کس چیز کا؟

شیخ علاؤالدین: میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر: میں ایک منٹ سے زیادہ دوں گا بھی نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!وہ مجھے پتا ہے کہ آپ مجھے نہیں دیں گے۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: اوپر سے کچھ نہیں پڑھنا۔

شیخ علاؤالدین: کہاں سے؟

جناب سپیکر: کاغذ سے کوئی نقل نہیں مارنی۔

شیخ علاؤالدین: میں کبھی بھی نقل نہیں مارتا لیکن جنھوں نے یہاں پر کتابیں کھول کر تقریریں کی ہیں آپ کو وہ بھی دیکھنی چاہیئں تھیں۔5۔فروری1990 کو پہلی دفعہ کشمیر کے ساتھ یوم یکجہتی منایا گیا۔وہ اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کا کارنامہ تھا جس نے یہ startدیا اور جسے آج تک منایا جا رہا ہے۔ صرف 2004 وہ سال تھا جس میں جنرل پرویز مشرف نے یوم کشمیر نہیں منایا،اس کی وجہ یہ تھی کہ ہندوستان سے نام نہاد دوستی شروع کی گئی تھی۔میں صرف tips پیش کروں گا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہوں گا۔میں اس کے ساتھ ساتھ تاریخی طور پر عرض کروں گا کہ کشمیریوں کے ساتھ سینکڑوں سالوں سے ظلم ہو رہا ہے چاہے مغل ہوں، چاہے افغان ہوں، چاہے سکھ ہوں سب نے ظلم کیا ہے اور آج تک وہ ظلم اس وجہ سے جاری ہے کہ ہم نے practicallyان کا کوئی ساتھ نہیں دیا۔میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 1947 میں مہاراجہ ہری سنگھ نے اپنی نگرانی میں اڑھائی لاکھ مسلمانوں کو قتل کروایا اور پھر جا کر دلی بیٹھ گیا۔یہاں پر یہ بات بتانا بھی بہت ضروری ہے کہ جب شیخ عبداللہ نے نہرو کو کشمیر بلایا تو اسے وہاں پر جوتے اور پتھر پڑے۔اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ مجھے ان لوگوں کو دیکھ

کر بہت حیرانگی ہوتی ہے جو ہندوستانی کپڑا پہن کر، ہندوستانی گوشت کھا کر، ہندوستان سے ایک ہزار آئٹمیں منگوا کر بھی باتیں کرتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ لڑیں گے۔صرف اس ایک مالی سال میں ہندوستان ہمیں چار ارب ڈالر کا deficit بجٹ دے کر ہم سے چار ارب ڈالر لوٹ چکا ہے۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے کردار کی منافقت ہے۔ہمیں ہندوستان سے کوئی کاروبار نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں اپنے پیٹ پر پتھر باندھنا چاہئے۔یہ جو گوشت کھایا جا رہا ہے اور جو ہندوستانی ساڑھیاں پہن کر باتیں ہو رہی ہیں۔میں جانتا ہوں کہ یہ ہندوستانی کپڑا کہاں سے لا کے پہنا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی کتنی باتیں سنی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: چلیں جی، میں بات نہیں کرتا۔شکریہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کیا فرما رہے تھے؟اب فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اس مسئلے پر سب کے جذبات یکساں ہیں۔تمام پارٹیوں کی طرف سے نمائندگی بھی ہو چکی ہے۔یہ قرارداد پاس ہو چکی ہے اور سب ساتھی اظہار یکجہتی کے لئے موجود ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں اور حکم صادر فرمائیں تو ہم اکٹھے یکجہتی کا اظہار کر لیں۔

جناب سپیکر: میں آپ تمام حضرات سے اپیل کروں گا کہ اب ہم سب کو اظہار یکجہتی کے لئے نیچے چلنا چاہئے۔ اب میں اجلاس کے بارے میں اعلان کر دیتا ہوں۔کل تک کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ، اللہ کے فضل و کرم سے اجلاس کل صبح 9 بجے ہو گا۔

433

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک،اس کااردو ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10۔2009 کے لئے اراکین سے پیشگی
بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث جاری رہے گی۔

435

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔فروری2009

(یوم الجمع،10۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10 بج کر12 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

أَفَحَسِبۡتُمۡ أَنَّمَا خَلَقۡنَـٰكُمۡ عَبَثً۬ا وَأَنَّكُمۡ إِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُونَo فَتَعَـٰلَى ٱللَّهُ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡحَقُّ ۖ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡكَرِيمِo وَمَن يَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرۡهَـٰنَ لَهُ ۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ ۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُ ۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡكَـٰفِرُونَo وَقُل رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٰحِمِينَo

سُوْرَۃُ المؤمنون آیات 115تا 118

سو تم کیا خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا ہے کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہیں آؤ گے۔ سو بہت برتر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا۔ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ جو کوئی پکارے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی کوئی سند نہیں اُس کے پاس سو اُس کا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بے شک منکر فلاح نہیں پائیں گے۔ تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم فرما اور تو بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک ہمیں آپ کے در سے
اس شان سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے
بے دام ہی بک جائیے بازارِ نبی ﷺ میں
اس شان کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ اوقاف کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اجلاس کی کارروائی شروع کرنے میں تاخیر

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! کل جب اجلاس ختم ہوا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ کل اجلاس 9 بجے شروع ہو گا۔ آپ کے حکم کے مطابق کافی ممبران 9 بجے آ چکے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ point بار بار دہرایا جا رہا ہے کہ punctuality کا ہم نے خیال کرنا ہے لیکن آج بھی اجلاس ایک گھنٹہ 10 منٹ کی تاخیر سے شروع ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ہی late آتے ہیں اور ہمارا ہی اجلاس late شروع ہوتا ہے تو باقی لوگ جو ہمارے عوام ہیں، جو ہمیں دیکھ رہے ہیں تو وہ اس سے کیا سبق سیکھیں گے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس ہاؤس میں اسی وقت پر آ جایا کریں۔ ہاؤس میں ممبران ہوں یا نہ ہوں لیکن آپ آ جایا کریں تاکہ ہاؤس وقت پر شروع ہو جایا کرے۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب!آپ کی بات بہت اچھی ہے۔ میں اکیلا ہی یہاں پر بیٹھا رہوں تو کیا آپ کو یہ اچھا لگے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری:آپ اکیلے نہیں ہوں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:آپ اکیلے نہیں ہوں گے۔ ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں وزیر قانون صاحب سے خصوصی طور پر کہوں گا کہ اس چیز کا خیال رکھیں کہ آپ کے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ہیں اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات ہیں۔آپ کی ماشاء اللہ ایک مکمل ٹیم ہے۔اب میرے خیال میں ان کو احساس ہونا چاہئے۔ وزیر قانون اس سلسلہ میں تھوڑی سی وضاحت فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم خانزادہ صاحب کی کیونکہ back ground آرمی سے ہے اس لئے یہ اسی قسم کا discipline بھی یہاں پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دراصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں میں بہت discipline ہے اور جن لوگوں نے اپنی زندگی کا آغاز discipline سے کیا ہو تو پھر آخر میں آکر discipline کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ انھوں نے بات کی ہے اور میں جواب دینے کے لئے کھڑا ہوا ہوں تو اس میں بھی انھوں نے مداخلت کرنا شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس ہاؤس میں جتنے بھی صاحبان بیٹھے ہیں، چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حکومتی بنچوں سے ہے یہ تمام کے تمام لوگ سیاستدان ہیں۔انھوں نے الیکشن لڑے ہیں، لوگوں کے مسائل ہوتے ہیں، لوگ اپنے مسائل لے کر صبح سویرے ان کے گھروں اور دفتروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ہر چیز کو روند کر آگے بڑھ جائیں۔ان لوگوں کو اپنے گھر یا دفتر میں آئے ہوئے لوگوں کا خیال کرنا ہوتا ہے، ان کی بات سننی ہوتی ہے اس لئے وقت کا وہ discipline جو کسی Army unit میں ہوتا ہے یا otherwise ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک سیاستدان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔آپ اس بات کو بھی manage نہیں کر سکتے کہ آپ کے گھر پر اس قسم کی guard بٹھا دی جائے جو کسی کو آپ کے گھر اور دفتر کے نزدیک نہ آنے دے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ اس timing میں تھوڑی بہت

15/10یا20منٹ کی تاخیر ہو جاتی ہے لیکن اس بات کو اس انداز سے کرنا کہ جس سے سیاستدانوں کی یا اسمبلی ممبران کی تضحیک ہو یا ان کے متعلق یہ تاثر ابھارا جائے کہ یہ لوگ serious نہیں ہیں اور یہ وقت کے پابند نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں اگر کوئی بہتری ہوئی ہے تو پھر ایسے لوگوں کی وجہ سے ہوئی ہے جو لوگ ساری زندگی left right کرتے رہے اور discipline میں رہے۔انھوں نے جو اس ملک اور قوم کے ساتھ کیا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: میں نے کہا ہے کہ اگر 9 بجے اجلاس کا وقت مقرر کیا گیا ہے تو 9 بجے کا مطلب 9 بجے ہی ہے۔انھوں نے غلط بات کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، میں سمجھ گیا ہوں۔اب اس بارے میں ہم سب کو احتیاط کرنی چاہئے۔وقت کی پابندی یقیناً اچھی بات ہے، یہ کوئی بُری بات نہیں ہے۔رانا صاحب! آپ اس میں میرے ساتھ تھوڑا سا تعاون فرمائیں، میں سمجھتا ہوں کہ آپ سمجھدار ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں ہاؤس کے ممبران اور آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہم بھرپور تعاون کریں گے لیکن اس بات کو اس انداز سے نہ کیا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! خانزادہ صاحب نے صحیح بات کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب بڑی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں اور میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کے سوالات ہیں اور میں نے 11 بج کر 22 منٹ پر وقفہ سوالات ختم کر دینا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم انھوں نے لیا ہے یا آپ نے ان کو ٹائم دیا ہے۔

ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس پر خودکش حملہ کے خلاف مشترکہ قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ڈیرہ غازی خان میں جو دھماکہ ہوا ہے۔اس کی بات کرنا اگر نامناسب ہے تو میں چپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ یہ serious issue ہے اور اتنا بڑا issue ہے کہ اس کے لئے آپ وقت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم 9 اور 10 کی بات کر رہے ہیں۔ جب آپ پچھلی دفعہ 9 بجے اجلاس کی کارروائی شروع کر دیتے تھے تو تین بندوں کے ساتھ بھی اجلاس شروع ہو جاتا تھا۔ اس پر تو ہم دس منٹ سے بحث کر رہے ہیں اور بد قسمتی سے ایک serious issue ڈیرہ غازی خان میں ہوا ہے میں اس کو ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا تھا اور وزیر قانون صاحب سے گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ہم ایک مشترکہ قرارداد مذمت لائیں اور اس چیز کو واضح کریں کہ جو دہشتگرد ہیں وہ ہمارے حوصلے پست نہیں کر سکیں گے۔ ان چیزوں کے ساتھ ہمارے حوصلے پست نہیں ہوں گے۔ اگر ماتمی جلوس میں دھماکہ کر کے اور مذہبی انتشار پیدا کر کے کوئی شیعہ سنی فسادات کرانا چاہتا ہے تو ہم ان کے اس trap میں نہیں پھنسیں گے۔

جناب والا!کل جو واقعہ ہوا ہے اس میں سب سے serious چیز یہ ہے کہ سکیورٹی کے انتظامات بہت زیادہ خراب تھے۔ میں لوگوں سے ٹیلیفون پر یہ پتا کرتا رہا۔ وہ ماتمی جلوس 350/300 لوگوں کا تھا اور صرف تین A.S.Is ان کی حفاظت کے لئے تعینات تھے۔ محرم کے دوران جب حکومت نے انتظامات کئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور پورے صوبے کے اندر کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اس وقت کی انتظامیہ relax تھی جس نے اس کو سنجیدہ نہیں لیا اور یہ واقعہ پیش آیا۔ اگر سو لوگ بھی اس جلوس کے ساتھ ہوتے تو ضروری نہیں تھا کہ وہ رُک جاتا لیکن جیسے امتحانوں میں ہوتا تھا کہ اگر ہم نے اس کا method follow کیا ہے تو اس کے بھی کچھ نمبر مل جاتے ہیں لیکن اس کیس میں تو method بھی follow نہیں کیا گیا، وہ انتظامات نہیں کئے گئے جو کرنے چاہئیں تھے۔ میں نے ٹی وی پر clip دیکھا ہے کہ ایک کمیٹی بنادی گئی ہے جس میں لاء منسٹر صاحب اور دوست محمد کھوسہ صاحب ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ اس کے لئے accountable ہوں، جن لوگوں کی یہ ذمہ داری تھی ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے اور ان کو مثالی سزائیں دی جائیں تاکہ آئندہ ایسے واقعات پیش نہ ہوں۔ اس حادثے کے بعد کی جو management ہے اس کے اندر بھی بہت زیادہ کمیاں اور کوتاہیاں سامنے آئی ہیں لیکن وہاں پر ایک ادارہ جو کام کر رہا تھا وہ 1122 ریسکیو والے لوگ

تھے جن کو میں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا۔ چاہے گھڑ پلازہ والا حادثہ ہے یا اس قسم کا صوبے میں کہیں بھی واقعہ پیش آیا ہے تو ان well trained نوجوانوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور ہمیں ان کو appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے جس افسوسناک واقعہ کے متعلق اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے وہ کل تقریباً ساڑھے چھ بجے چہلم کے سلسلے میں جلوس تھا جس میں انہوں نے درست فرمایا کہ کوئی تین چار سو کے قریب لوگ تھے۔ جب یہ جلوس لاری اڈا چوک ڈیرہ غازی خان پہنچا تو وہاں پر خودکش بمبار نے اپنے آپ کو explode کیا جس کے نتیجے میں اب تک کی latest information کے متعلق میں ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اب تک 31 قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور 48 کے قریب لوگ زخمی ہیں جن میں سے 10 کی حالت serious ہے اور ان میں سے پانچ کو ملتان ہسپتال میں داخل کروادیا گیا ہے۔ آج اڑھائی بجے ان کی اجتماعی نماز جنازہ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 ڈیرہ غازی خان میں رکھی گئی ہے۔ اگر جنازہ ہو چکا ہوتا تو ان کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی بہر حال کل ہو جائے گی۔ جہاں تک انہوں نے قرارداد پیش کرنے کا ذکر کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ لغاری صاحب کا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے تو ان کے ساتھ شوکت بسرا صاحب اور ہماری طرف سے چودھری عبدالغفور صاحب تینوں دوست اس سلسلے میں قرارداد draft کر لیں جسے ہم مشترکہ طور پر move کر لیں گے تاکہ وہاں پر جو لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں ان کے دکھ درد میں یکجہتی اور شرکت کا انہیں احساس دلا سکیں۔ باقی جہاں تک مالی امداد کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا کوئی ازالہ تو نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کو احساس دلانے والی بات ہے کہ حکومت ان کے دکھوں میں برابر کی شریک ہے۔ مالی امداد کا اعلان کر دیا گیا ہے جو ان کے لواحقین کو پہنچا دی جائے گی۔ جس طرح لغاری صاحب نے کہا کہ وہاں پر security arrangements مناسب نہیں تھے اور دوسرا لوگ جب ہسپتال میں گئے ہیں تو وہاں پر بھی شکایات آئی ہیں کہ مریضوں کو صحیح طور پر handle نہیں کیا گیا۔ دونوں واقعات کا حکومت علیٰحدہ سے جائزہ لے رہی ہے اور انکوائری کروائے گی۔ اگر اس میں کوئی ذمہ دار پایا گیا تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی ہو گی لیکن سر دست ہماری tension اس طرف ہے کہ وہاں پر جو لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں ان کے لواحقین کی مدد کی جائے، جو لوگ زخمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے تو اس سے

متعلق ہماری top priority ہے۔ باقی جہاں جہاں پر کمی identify ہوئی ہے اس کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ اس واقعہ میں خود کش بمبار کا دھڑ اور سَر بھی مل گیا ہے اس پر متعلقہ ادارے اپنی identificationاور examination کر رہے ہیں اور ہمیں بھی کچھ clue ملے ہیں، جو آدمی مبینہ طور پر اُس خود کش کو drop کر کے گیا ہے اس کی بھی کچھ leads ملی ہیں جس پر law enforcing agencies پوری طرح سے کام کر رہی ہیں۔ جس طرح بھکر کا incident trace out ہوا، لاہور کے incidents trace ہوئے، انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعہ میں بھی ملزمان تک law enforcing agencies پہنچیں گی۔ بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس موضوع پر تھوڑی سی اور بات کرنا چاہوں گا۔ لاء منسٹر صاحب کا بہت شکریہ کہ انہوں نے اس issue کی وضاحت کر دی اور تھوڑے ٹائم میں ہی actions شروع ہو چکے ہیں جس پر ہم ان کو سراہتے ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے مزید گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ مجھے نہیں پتا کہ چہلم کے جلوسوں کے route پہلے سے طے شدہ ہوتے ہیں یا نہیں لیکن محرم کے جلوسوں کے route پہلے سے طے ہوتے ہیں اور ضلعی حکومتوں کو routes کا علم ہوتا ہے۔ multiple issues پر multiple inquiries ہونی چاہئیں۔ پنجاب حکومت اس پر پہلا قدم یہ اٹھائے کہ زخمیوں کی نگہداشت بھی کی جائے لیکن ساتھ ساتھ ہمیں عملے کو بھی دیکھنا ہے کہ کیا یہ route determine تھا، اجازت کے ساتھ یہ جلوس ہوا اور اس کے along the route پولیس والے کتنے تعینات تھے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ صرف تین لوگ تھے۔ جب اس قسم کے کوئی جلوس جاتے ہیں تو ان کے لئے کیا سکیورٹی کے طریقوں کو follow کیا گیا ہے؟ محرم کے جلوسوں کے security procedures تو انگریز بہادر کے وقت سے چل رہے ہیں جن کو آہستہ آہستہ حکومت پاکستان نے بہتر بھی کیا ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ دو تین جو مختلف پہلو ہیں ان سب پر inquiries کی جائیں تاکہ اس طرح کے واقعات جب ہوتے ہیں تو ہماری اپنی حکومت کی طرف سے کوئی کوتاہیاں نہ ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں ہم ایجنڈے کی طرف چلتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہراج صاحب نے جو فرمایا ہے اس سلسلے میں جو کارروائی ہو گی بالکل ان چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا بلکہ انکوائری رپورٹ بھی اس ہاؤس میں پیش کریں گے۔ یہاں پر حزب اختلاف کے دوست بیٹھے ہیں تو گورنمنٹ کی جانب سے ان کے

لئے کھلی offer ہے کہ قائد حزب اختلاف اپنے کسی ممبر کو بے شک نامزد کر دیں جو ٹیم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سارے معاملے کا جائزہ لینے کے لئے بنائی ہے تو ہمیں بڑی خوشی ہو گی کہ وہ ہمارے ساتھ آئیں اور مل کر ان تمام چیزوں کو دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں محسن خان لغاری صاحب آپ کے ساتھ بہتر رہیں گے کیونکہ یہ ان کا ضلع بھی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو قائد حزب اختلاف پر depend ہے کہ وہ جس کو چاہیں اس کمیٹی میں شامل کر دیں اس سے ہمیں بڑی خوشی ہو گی۔ ان کے ساتھ اس سارے معاملے کی انکوائری کرنا اور input لینا ہمارے لئے باعث مدد ہو گی۔

جناب محمد اخلاق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کل ایک اہم واقعہ جو اخبار میں آیا ہے اس کے بارے میں ایوان کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیالکوٹ میں سابق وزیر کے بیٹے کا نشے میں دھت ہو کر تین افراد کو قتل کرنا

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! سیالکوٹ میں تین ماہ قبل ایک واقعہ ہوا تھا جس میں بلال چیمہ نام کا لڑکا جو کہ اٹک کے ناظم میجر طاہر صادق کا داماد ہے، سابق صوبائی وزیر اجمل چیمہ کا بیٹا ہے اور ضلع ناظم سیالکوٹ کا وہ بھتیجا ہے اس نے تین ماہ قبل رات کو نشے میں دھت تین ہیجڑوں کے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کسی طریقے اور ضابطے کے مطابق چلیں۔ اس حوالے سے آپ کوئی تحریک لائیں لیکن یہ تو میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! اس کیس میں اگلے دن اس نے تین قتل کئے ہیں اور قتل کرنے کے بعد وہ پاکستان سے فرار ہو گیا ہے۔ جب پولیس نے اپنی طرف سے یہ انکوائری کی ہے تو ان کو بہت سارے شواہد مل گئے ہیں کہ یہ قتل بلال چیمہ نے کیا ہے لیکن کل 4۔ فروری کو ضلع ناظم سیالکوٹ اکمل چیمہ

نے ایک اجلاس بلا کر یہ show کیا ہے کہ مسلم لیگ (ن) ہمیں سیاسی طور پر victimize کرنا چاہتی ہے اور اس جھوٹے مقدمے میں ملوث کر رہی ہے۔ میں یہ آپ سے درخواست کروں گا کہ میڈیا کی موجودگی میں اس کیس کی باقاعدہ انکوائری کی جائے۔ ایوان میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور آپ اس کمیٹی کے سربراہ ضرور اپوزیشن کے لیڈر لیں۔ یہ clear ہونا چاہئے کہ اس کیس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اگر ضلع ناظم نے جھوٹی خبر اور جھوٹا اجلاس بلا کر ایک قرارداد پاس کروائی ہے تو اس بارے میں اس کے خلاف disciplinary action لیا جائے تاکہ یہ جو روایت بن گئی ہے کہ یہ ہر معاملہ مسلم لیگ (ن) پر ڈال رہے ہیں آئندہ یہ ختم ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے تین ہیجڑوں کو قتل کرنے کی بات کی ہے تو یہ بات اس وقت بھی اخبارات کی زینت بنی تھی اور اس کے بعد انکوائری میں بھی یہ بات بالکل سامنے آ گئی ہے کہ سیالکوٹ میں چیمہ فیملی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران وہاں پر بڑے ظلم اور زیادتیاں کی ہیں اور اس قسم کے معاملات میں ملوث تھے اور آپ کو یاد ہو گا کہ ایک حساس ادارے کے آفیسر کو بھی اس وقت انہوں نے اسی طرح سے مارا تھا اور فائرنگ کی تھی اور اس وقت بھی ان کے لئے بڑی مشکل بنی تھی۔ اب بات یہ ہے کہ ان کے جرائم اور کالے کرتوتوں کے اوپر ہاتھ ڈالا جاتا ہے تو پھر یہ بھاگتے پھرتے ہیں اور پھر کبھی کسی سے ملاقات کرتے ہیں اور کبھی کسی سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری victimization ہو رہی ہے۔ اب چونکہ یہ معاملہ معزز ایوان میں فاضل ممبر نے اٹھایا ہے تو آپ مجھے ایک دن کا ٹائم دے دیں۔ میرا خیال ہے کہ میں Monday کو اس سلسلے میں مکمل انکوائری رپورٹ اور اس مقدمے کے حقائق پر مبنی صورتحال اس ایوان کے سامنے رکھ دوں گا۔ اس کے بعد اگر ایوان اس پر کمیٹی بنانا چاہے تو کمیٹی بنا دے یا کوئی اور direction دینا چاہے تو وہ direction دے دے۔

سوالات (محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے تو یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 282 ہے۔

ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی اراضی و دیگر تفصیلات

*282: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں مختلف مقامات پر محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلق مکمل فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی اراضی مختلف لوگوں کو الاٹ یا لیز پر دی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے محکمے میں ایک علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹ / ونگ موجود ہے، 2002 سے 2007 تک اس ڈیپارٹمنٹ / ونگ میں کام کرنے والے افسران و اہلکاران کے ناموں اور عہدوں کی تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمینوں پر محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے ناجائز قبضے کروائے جاتے رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے افسران و اہلکاران زمینوں کی الاٹمنٹ یا لیز پر دینے کے کاروبار میں ملوث ہیں، 2002 سے 2007 تک الاٹ یا لیز ہونے والی زمینوں سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ کہاں کہاں ناجائز قبضے ہوئے ہیں نیز کیا محکمہ ان زمینوں کو واگزار کرانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) اگر جز(ہ)کا جواب اثبات میں ہے تو محکمے کو نقصان پہنچانے والے افسران واہلکاران کے خلاف کیاکارروائی کی گئی ہے نیز بدعنوان عناصر سے متعلق تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف(جناب افتخار احمد خان):

(الف) ضلع لاہور میں مختلف مقامات پر محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلق مکمل فہرست برنشان (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف اراضیات برائے کاشت بعد از مشتہری و منادی بذریعہ نیلام عام سالانہ پٹہ پر دی جاتی ہیں جبکہ کمرشل مقاصد کے لئے بھی اراضی بعد از وسیع مشتہری بذریعہ اخبار گڈول سکیم کے تحت لیز/کرایہ پر دی جاتی ہے جس کے کرایہ میں ہر تین سال بعد25 فیصد اضافہ ہوتا ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے ضلعی سطح پر منیجر اوقاف تعینات ہیں۔زونل سطح پر زونل ایڈمنسٹریٹرز تعینات ہیں جبکہ صدر دفتر میں ایک شعبہ اسٹیٹ موجود ہے جو جملہ وقف اراضیات کا ریکارڈ مرتب کرتا ہے ۔ شعبہ اسٹیٹ میں سال 2002 سے 2007 تک کام کرنے والے افسران /اہلکاران کی تفصیل برنشان (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اگر کسی وقف اراضی پر لینڈ مافیا ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فوری طور پر ضلعی انتظامیہ /پولیس کی مدد سے ناجائز قبضہ ختم کروایا جاتا ہے ۔ حال ہی میں ضلعی انتظامیہ /پولیس کے تعاون سے موضع بھوبتیاں رائے ونڈ روڈ اور موضع ہنجروال ملتان روڈ میں ناجائز قبضے ختم کروائے گئے ہیں۔

(ہ) محکمہ اوقاف کا کوئی افسر یا اہلکار اراضیات کی الاٹمنٹ یا لیز پر دینے کے کاروبار میں ملوث نہ ہے ۔ محکمانہ پالیسی کے مطابق وقف اراضیات بعد از وسیع مشتہری و منادی محکمانہ نیلام کمیٹی کے زیر نگرانی سالانہ پٹہ پر دی جاتی ہے جبکہ کمرشل مقاصد کے لئے بعداز وسیع تر مشتہری و منادی بذریعہ اخبار محکمانہ نیلام کمیٹی کے زیر نگرانی گڈول سکیم کے تحت پٹہ /کرایہ پر دی جاتی ہیں جن کے کرایہ میں ہر تین سال بعد 25 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے تفصیل برنشان(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) محکمہ کا کوئی افسر / اہلکار ناجائز قبضے کروانے میں ملوث نہ ہے۔

(ز) اس کا جواب جز(ہ) میں دیا جا چکا ہے۔

میاں نصیر احمد: میں نے اس سوال کے جز(د) اور (ہ) میں پوچھا تھا کہ بعض جگہوں کی الاٹمنٹ محکمہ کی ملی بھگت سے ہوتی ہے اور اس میں مالی اور انتظامی بے ضابطگیوں کے حوالے سے پچھلے آٹھ دس سال کے اندر اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی اس میں ملوث ہے یا نہیں؟ میں آپ کے توسط سے اس محکمہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا جواب دیا ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ میں کوئی آدمی کسی قسم کی کرپشن میں ملوث نہیں۔

جناب سپیکر! میرا یہاں پر ایک ضمنی سوال بنتا ہے کہ انہوں نے محکمہ کی مجھے ایک لسٹ دی ہے جس میں ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے آگے لفظ ریٹائرڈ لکھا ہوا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں یا یہ ریٹائرڈ ہونے کے بعد کام کرتے رہے ہیں، اس کی تفصیل بتا دیں کہ یہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اس لئے ریٹائرڈ لکھا ہوا ہے کہ ریٹائرڈ ہونے کے بعد پانچ سال کام کرتے رہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور کام نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ وہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا یہ 2007 کے بعد ریٹائرڈ ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): اس کی تفصیل کے لئے آپ نیا سوال جمع کرا دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! نئے سوال کی بات نہیں ہے بلکہ میں اسی سوال کے ضمن میں تفصیل پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا پہلا دن ہے اور انہیں آج ہی یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ بہر حال آپ کوشش کریں کہ میاں صاحب کو مطمئن کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! آج ہی صبح صبح مجھے یہ فریضہ سونپا گیا ہے۔ یہ آدمی 2005 میں ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال 282 کے جز(ہ) میں انہوں نے جگہ کی الاٹمنٹ بتائی ہے کہ ایک تو سکول کو ہوئی ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے اور ایک واپڈا گرڈ سٹیشن کو دی ہے لیکن اس میں 11 پٹرول پمپس کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کن ہستیوں کو 11 پٹرول پمپس کے لئے جگہ الاٹ کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے تفصیل on table ہے اسے ملاحظہ کر لیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ بلوچ صاحب کا آج پہلا دن ہے اور اگر آج وہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو اس سوال کو pending کر لیں تاکہ اس کی تفصیل آئندہ سیشن میں آ جائے کیونکہ یہ بڑا اہم سوال ہے اور 11 پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشن کے لئے جگہ بھی دی گئی ہے اور ڈائریکٹرز کے حوالے سے بھی کافی مسائل ہیں اور آگے اور بھی پیچیدہ قسم کے سوال بنتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! یہ اپنے سوال کا جز(الف) پڑھیں کیا لکھا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ یہ جگہ کن کو الاٹ کی گئی ہے تو اس کے جواب میں ہے کہ تین پمپ ایک ہیں، دو پمپ ایک ہیں اور تین سی این جی سٹیشن ہیں تو پمپ کے نام سے تو زمین نہیں دی گئی بلکہ وہ کسی نہ کسی آدمی کے نام پر ہی دی گئی ہے تو میں نے ان کے نام پوچھے ہیں جو یہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں محکمہ سے جواب لے کر اس ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: اس کو pending کر دیں پھر؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ دربار حضرت شیر شاہ ولی 26 کنال پانچ مرلے ہے، یہ برائے تنصیب 132KV گرڈ سٹیشن واپڈا کے حق میں الاٹ ہوا ہے۔ اس کے بعد یہ تکیہ الہیٰ شاہ چوہنگ ملتان روڈ برائے تنصیب

تین عدد پٹرول پمپس 12 کنال جگہ ہے۔اس کے بعد تکیہ سائیں الہ دین چار کنال ہے جو برائے تنصیب پٹرول پمپس ہے، اس کے بعد مسجد باہر والی ہنجروال تو یہ 8 کنال ہے برائے تنصیب دو عدد پٹرول پمپس۔ بو علی قلندر باگڑیاں یہ 12 کنال 14 مرلے ہے برائے تعمیر ٹرسٹ سکول باگڑیاں لاہور۔اس کے علاوہ درس بڑے میاں بند روڈ لاہور 20 کنال برائے تنصیب پانچ عدد پٹرول پمپس سی این جی۔مزید تفصیلات پوچھنا چاہیں تو اس کے لئے الگ سوال کر دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ غلط پڑھ رہے ہیں۔ یہ الگ ہے اور اگلے صفحے پر جائیں گے تو یہاں پر صرف 11 پٹرول پمپس کی تفصیل دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): اس کے لئے الگ سوال کر دیں، تمام تفصیلات دے دی جائیں گی۔ جگہ کا تو بتا دیا گیا ہے مزید یہ کچھ تفصیل چاہتے ہیں تو پھر نیا سوال دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے جو جواب میں بتایا گیا ہے کہ پٹرول پمپس کو جگہ دی گئی ہے تو میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ پمپ کے لئے جگہ کسی نہ کسی آدمی یا ذات کے نام الاٹ کی گئی ہے تو اس کی تفصیل بتا دیں۔ اگر بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو اس کو pending کر دیں اور اگلے سیشن میں بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس سوال میں میرے بھائی نے نام کا تو پوچھا ہی نہیں ہے اس لئے یہ نیا سوال کر دیں تو ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نیا سوال کر دیں۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! نئے سوال کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ نیا سوال بنتا ہی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے جگہ دی ہے تو میں نے ایک سوال پوچھا ہے کہ وہ جگہ انہوں نے کسے دی ہے؟ اس میں نئے سوال کا تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ بلوچ صاحب کا آج پہلا دن ہے اس لئے اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! انہوں نے جواب تو پورا دے دیا ہے اور پتا نہیں آپ کیا چاہتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال تک ابھی پہنچے نہیں ہیں، وہ جو پڑھ رہے ہیں یہ اور کوئی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کون سا انہوں نے پڑھا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اسے pending فرما دیں تاکہ یہ تفصیل سے آئندہ سیشن میں اس کا جواب دے دیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ محکمہ اوقاف کے تمام افسران مقدس گائے ہیں اور دوسری طرف دیکھیں کہ پٹرول پمپ کے لئے اس طریقے سے جگہ الاٹ کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کس شخص کے نام جگہ الاٹ ہوئی ہے اور پٹرول پمپ کا مالک کون ہے؟ ایسے ہی انہوں نے جگہ دے دی ہے اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کرپشن نہیں کرتے اور یہ کرپشن میں ملوث نہیں ہیں۔ یہ قبضہ گروپ اور قبضہ مافیا کو support نہیں کرتے۔ ان کا اپنا بیان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسے pending کیا جائے اور اس کا جواب وضاحت سے آنا چاہئے تاکہ پتا چل سکے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے پٹرول پمپس کے لئے محکمہ اوقاف کی جگہ ہتھیائی ہے اور کن شرائط پر ان لوگوں کو جگہ دی گئی ہے؟ اس کی تفصیل آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے ضمنی سوال بہت لمبا کر دیا ہے وہ کس طرح جواب دیں گے؟ اسے short کر دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کو pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو وہ مطمئن کر رہے ہیں، تھوڑا انتظار کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اگر وہ مطمئن نہیں ہو رہے ہیں تو پھر اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اب وہ بھی کہہ رہے ہیں تو اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کو کہوں گی کہ محکموں کو ہدایت کریں کہ اس قسم کے جواب نہ بھیجیں کہ "لکھے موسیٰ پڑھے خدا" تو خدا کے لئے ہم اتنا session کرتے ہیں، اس پر اتنے پیسے لگائے جاتے ہیں اور ہم پر قوم امیدیں لگا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ کچھ محکموں کی کارکردگی بہتر کی جائے۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! جیسا آپ نے فرمایا کہ آج ان کا پہلا دن ہے۔ یہ 35 پارلیمانی سیکرٹریز بھرتی ہوئے ہیں تو یہ پہلے role model ہیں۔ میں ان سے یہی عرض کروں گا کہ 35 مزید بھرتی کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ ٹھیک نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارے جو پارلیمانی سیکرٹریز صاحبان ہیں ان کے تقرر کے بعد پہلا روز ہے کہ وہ سوالات کے جوابات دے رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس میں پورے competent ہو جائیں گے۔ ان کو وہ وقت یاد رکھنا چاہئے جو پانچ سال تک ان کے وزیروں کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔ اب جواب الجواب کی ضرورت نہیں ہے، پلیز! تشریف رکھیں۔ مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ ان کو ساڑھے آٹھ بجے یہ charge ملا ہے۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں، پارلیمانی سیکرٹری نئے بنے ہیں اور آج ان کے جواب دینے کا پہلا دن ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس میں بہت اہم سوالات بھی ہیں، ان کی بھی تیاری ہونی چاہئے۔ آپ اس کو pending کر دیں اور منسٹر صاحب کو خود آنے دیں۔ اگر ہر سوال کا ایسے ہی ہاؤس میں مذاق بنتا رہے گا تو وقت ضائع ہو گا۔ مہربانی کریں آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو پریشان نہ کریں، اوقاف کے تمام سوالات کو pending کر دیں، منسٹر صاحب آ کر خود جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: ہم نے ایک سوال pending کیا ہے۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب وسیم قادر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! Kindly یہ سوال pending فرمادیں انہوں نے مجھے کہا تھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو درخواست کی تھی؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی، ہاں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال چونکہ on her behalf take up کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس طرح سے pending نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی provision موجود ہے۔ اگر یہ اس کو take up کرنا چاہتی ہیں تو یہ on her behalf سوال کا نمبر پکار دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں محترمہ! اس کو on her behalf بھی کیا جاسکتا ہے، اس کو pending کیسے کریں گے؟ انہوں نے مجھے تو لکھ کر نہیں بھیجا۔ یہ ہاؤس کی property ہے، آپ اس پر ضمنی سوالات بھی کر سکتے ہیں۔ آپ اس پر questions کر لیں ورنہ میں اس کو dispose of کروں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس میں بہت سے وزراء اور ایم پی اے حضرات بھی اپنے سوال، Adjournment Motions اور تحاریک بھی pending کراتے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ جو بھی Chair کر رہا ہوتا تھا اس نے اس درخواست کو منظور کیا تھا۔ لہذا اگر محترمہ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکیں تو kindly آپ تھوڑا سا اپوزیشن کے ممبران کو بھی کبھی favour کر دیا کریں، آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایسا کر لیں کہ اس سے متعلقہ سوال آپ ضرور کر لیں یہ آپ کا حق ہے اور یہ ہاؤس کی property بن چکا ہے۔ یہ تحریک استحقاق ہے اور نہ ہی تحریک التواء ہے یا اس کو dispose of ہونے دیں یا ضمنی سوال پوچھیں، نہیں تو پھر اس کو dispose of کیا جائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب! On her behalf سوال نمبر 936۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو نکل گیا ہے۔ اب of dispose ہو گیا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب!آپ نے pending نہیں کیا ہے اور اس میں غلط جواب ہے۔اس میں70کنال کا گھپلا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیںAn order has been passed my dearآپ تشریف رکھیں،اگر آپ پہلے بولتے تو ٹھیک تھا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی کہا تھااور اس سوال میں غلط جواب آیا ہے میں ہاؤس میں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔ جواب میں دو کنال کا رقبہ لکھا ہے جبکہ 72کنال جگہ ہےاور 70کنال کا گھپلا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:آپ اس وقت کیوں نہیں بولے ؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!میں بول رہا ہوں۔ میں تو گھنٹہ گھنٹہ کھڑا رہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں!یہ سارا ہاؤس سن رہا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا!سب سے پہلے میں کھڑا ہوا ہوں،یہ میرے گواہ ہیں اور اس کے بعد وہ محترمہ کھڑی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر:اب میںdispose of کر چکا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!70کنال گھپلا ہوا ہے،آپ اسے کیوںdispose of کر رہے ہیں؟مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب!آپ سمجھ دار ہیں، میں کیا کروں؟میں نے تین دفعہ پوچھا ہے on her behalfاس وقت تو آپ بولے ہی نہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: رانا صاحب!آپ اس طرف دیکھتے ہی نہیں،آپ ایسا نہ کریں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب!اس کو پھرpending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ pending کس طرح ہو سکتا ہے؟pending کی conditions کچھ اور ہیں۔آپ مہربانی کریں،اب dispose of ہو گیا ہے،اب ضمنی سوال کیسے ہو گا؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب! آپ کی مرضی ہے، یہ 70 کنال شہر کا رقبہ ہے۔ آپ ہاؤس میں سوال بھی نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ I am sorry اگر آپ نے یہ بات کی ہے I could not listen لیکن میں نے اپنی بہن سے یہ تین دفعہ بات کی ہے اور میں نے بار بار یہ بات کی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں کھڑا تھا، جب محترمہ کھڑی ہوئیں تو میں بیٹھ گیا تھا اس کے بعد پھر آپ نے کہا کہ اس کو pending نہیں کیا جا سکتا آپ question کریں، پھر میں question کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں اور آپ نے پھر کہا کہ وہ سوال تو چلا گیا ہے۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ میں نے اپنی ڈیوٹی ادا کر دی ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! میں معذرت کے ساتھ۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ: یہ شہری جگہ پر گھپلا ہے اور میرے پاس اس کا ثبوت ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے پاس review کا اختیار بھی تو ہے، آپ اس کو اب بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ انجم صفدر کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On her behalf (معزز رکن نے محترمہ انجم صفدر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1384 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1384 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سے ملحقہ اوقاف کی زمین پر قبضہ کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1384: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ فیصل آباد میں گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ سے ملحقہ محکمہ اوقاف کی زمین ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول سے ملحقہ اوقاف کی زمین لیز یا ٹھیکے پر دی گئی ہے اگر ہاں تو کسے، کتنے سالہ لیز پر کتنے کرایہ /پٹہ پر اور کن شرائط کے مطابق دی گئی ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اوقاف کی زمین کے علاوہ بھی پٹہ داروں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پٹہ داروں سے ناجائز قبضہ واگزار کروانے اور ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف) گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ فیصل آباد سے ملحقہ محکمہ اوقاف (مسلم) پنجاب کے زیر تحویل کوئی رقبہ نہیں ہے۔

(ب) (ایضا)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ جامعہ چشتیہ ہائی سکول میرے حلقے میں واقع ہے اور سوال کے جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ "گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ فیصل آباد سے ملحقہ محکمہ اوقاف (مسلم) پنجاب کے زیر تحویل کوئی رقبہ نہ ہے۔" اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سکول کے رقبہ پر قبضہ کر کے وہاں ایک باقاعدہ دربار چل رہا ہے تو اس دربار کے امور اور اس کا control کیا محکمہ کے پاس نہ ہے؟ کیونکہ سکول کا جو بارہ تیرہ کنال کا رقبہ ہے اس کے دو تین کنال رقبے پر قبضہ کر کے دربار بنایا گیا ہے اور اس قبضے کو واگزار کروانے کے لئے ہر روز بچے اور سکول کی انتظامیہ احتجاج کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس سوال میں دربار کا کوئی نام نہ دیا گیا ہے تو یہ fresh question کر لیں اس میں اس کی تفصیل فراہم کر دی جائے گی اور جو دربار ہے وہ محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول ہے۔ یہ fresh question کر دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال پر پورے محکمے نے ریسرچ کی ہو گی کہ وہاں پر کیا حالات ہیں، اس جگہ کو دیکھا ہو گا تو اس سوال کو pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، جی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ جو محکمہ اوقاف زمین کی auction کرتا ہے کیا وہاں ان کی متعلقہ جگہ کی جو requirement ہوتی ہے یا بیعہ ہوتی ہے اس کے مطابق کرتا ہے یا ان کا کوئی اپنا پیمانہ ہے کیونکہ ایسا ہو چکا ہے کہ وہاں بیعہ زیادہ ہے اور auction کم ہے؟

جناب سپیکر: جی، افتخار صاحب ان کے سوال کا جواب بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس میں market value دیکھی جاتی ہے اور اس کے بعد ایک مخصوص assessment ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی بولی ہوتی ہے وہ جہاں تک بھی جائے پھر اس کو open نیلام کیا جاتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ایسا کافی جگہ پر نہیں ہوا کیونکہ وہاں کی بیعہ 10,000 روپے ہے اور اڑھائی ہزار روپے وہاں پر auction ہوئی ہے جس کا میں ثبوت بھی دے سکتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): یہ ایسی کسی جگہ کی نشاندہی کر دیں تو next time اس کا جواب محکمے سے لے لیں گے۔

حاجی ذوالفقار علی: چلیں جی، میں ان کو ثبوت کے ساتھ بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں آپ نیا سوال دے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! I am on point of order جب کوئی ضمنی سوال آتا ہے تو وہ کسی سوال کے جز کا ذکر کرنے کے بعد آنا چاہئے۔ ابھی میرے بھائی نے جو discussion کی ہے اس کا اس سوال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور میری درخواست یہ ہے کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کر دیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: Thank you sir مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب! آپ کا سوال ہے؟

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولئے۔

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1413 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد محکمہ اوقاف کی اراضی کی تفصیلات

*1413: راؤکاشف رحیم خان: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) حلقہ پی پی۔60 ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی پر کن اشخاص کا قبضہ ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی قانون کے مطابق رینٹ / لیز پر دی گئی ہے، اگر لیز پر دی گئی ہے اور اس لیز شدہ پراپرٹی کی تفصیل معہ مدت لیز بتائی جائے؟

(د) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی پر کتنے ناجائز قابضین ہیں ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی پر ناجائز قابضین کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(و) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر اراضی کو واگزار کروانے کے لئے کتنی مدت کا ٹائم فریم دیا گیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف) پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل سکنی پراپرٹی نہیں ہے جبکہ زرعی اراضی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی سکنی پراپرٹی نہ ہے جبکہ مختلف مواضعات میں موجود زرعی اراضی پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی سکنی پراپرٹی نہ ہے جبکہ مختلف مواضعات میں موجود زرعی اراضیات گھمانہ پالیسی کے مطابق ایک سالہ لیز پر دی گئی ہیں۔ سال 09۔2008 کے لئے پٹہ پر دی جانے والی اراضی کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی پراپرٹی پر کوئی ناجائز قابض موجود نہ ہے۔

(ہ) (ایضا)

(و) (ایضا)

جناب سپیکر: میں نہیں سن سکا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی یہ کہہ دیا ہے کہ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ آپ نے اپنے منہ میں بول کر کہہ دیا ہے۔ (قہقہہ)

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس کے جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ "حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟"

اس کا جواب یہ آیا ہے کہ "پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل سکنی پراپرٹی نہیں ہے جبکہ زرعی اراضی کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" حالانکہ میں پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ وہاں سکنی پراپرٹی بھی ہے، کمرشل پراپرٹی بھی ہے جس پر ناجائز قابض نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پوچھیں۔ آپ تو دوسری طرف چلے گئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں گے اس کے بعد وہ آگے چلیں گے۔ پھر بات کر لیں۔

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر!میں یہ کہہ رہاہوں کہ میرے سوال کا غلط جواب دیا گیاہے۔اس پر میں ضمنی سوال کیا کروں؟

جناب سپیکر: افتخار صاحب!یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے سوال کا جواب غلط دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر!یہ میرے بھائی ہیں، یہ کوئی دعویٰ نہ کریں، کوئی ریکارڈ ہے تو وہ دکھائیں next time اس کا جواب دے دیا جائے گا۔دعویٰ تو میں بھی کر سکتا ہوں کہ میں روس کا بادشاہ ہوں۔(قہقہہ)

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر![*****]اگر میرا سوال غلط ہے تو اس پر کمیٹی بنادی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں،ایسے الفاظ حذف کئے جائیں جو آپ نے کہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر!میں ان سے عقلمند بھی زیادہ ہوں اور شکل سے بھی خوبصورت ہوں۔

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر!میں نے کوئی رشتہ داری نہیں کرنی، نہ رشتہ لینا ہے۔میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ کمیٹی بنائی جائے،یہاں مذاق اُڑایا جارہا ہے۔یہ سوال ہے اس کا جواب غلط دیا جا رہاہے۔یہاں مذاق کی بات ہو رہی ہے، یہ ایوان ہے، کوئی یونین کونسل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر!نہیں، میں مطمئن نہیں ہوں، میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب سپیکر: کمیٹی کس لئے بنائی جائے؟

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب غلط دیا گیاہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب!اب آپ کوئی serious بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ میں دعویٰ کرتا ہوں۔اب دعوے پر میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ کوئی ریکارڈ لائیں، کوئی چیز بتائیں fresh question کر دیں تو ان کو جواب مل جائے گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر !وہ ثابت تو کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان کی بات غور سے سُنیں۔ یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔ راؤ کاشف صاحب! آپ یہ فرما رہے ہیں کہ انہوں نے غلط جواب دیا ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جی ہاں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! جو میرے پاس جواب آیا ہے وہ میں نے ان کو بتا دیا ہے۔ اب یہ مجھے کسی ثبوت کے ساتھ بتائیں گے تو پھر میں محکمے کو کھینچوں گا اور یقیناً اُن سے کہوں گا کہ اگر جواب غلط ہے تو next time ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: اس کی آپ خود انکوائری کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! جی، بالکل کروں گا اگر غلط ہو گا تو پھر کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی معزز رکن یہ بات دعوے سے کہے کہ یہ چیز غلط ہے تو اس دعوے کو غلط قرار دینا تو بحث مباحثہ کرنے والی بات ہے، اس سے متعلقہ جو rules ہیں وہ یہ ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ اس ایوان میں صحیح جواب دے، یہ پورے ایوان کا اور اس ممبر کا استحقاق ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے ویسے بھی یہ جواب تو پرنٹ ہے اب یہ تو موجود رہے گا اب اس کو کوئی چُھپا بھی نہیں سکتا۔ اگر ان کے پاس contradiction میں کچھ ہے تو وہ اس پر privilege motion لا سکتے ہیں اور اگر وہ بات ہاؤس نے یا Chair نے مناسب سمجھی کہ واقعی اس میں کوئی contradiction ہے تو وہ استحقاق کمیٹی کو بھیجی جا سکتی ہے اور اگر محکمے نے واقعی کوئی غلط جواب دیا ہے تو اس نے اس ہاؤس کا اور اس معزز رکن کا استحقاق breach کیا ہے اس کے لئے کوئی علیٰحدہ سے کمیٹی بٹھانا یا بحث کرنا وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ غلط ہے، وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ صحیح ہے تو اس کا تو پھر بحث کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اس ثبوت کو لائیں اور اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔ اس سے پہلے دو تحریک استحقاق آئی تھیں، میں نے دونوں کو concede کیا اور وہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی ہیں۔

جناب سپیکر: جی راؤصاحب! کیاآپ کے پاس اس سے متعلق کوئی ثبوت ہے؟

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر! آپ اس کو pending کر دیں، میں آپ کو ثبوت دے دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): چل ہن چھڈو ی دے۔

راؤکاشف رحیم خان: "میں لے کے آواں گا۔" جناب سپیکر! آپ پارلیمانی سیکرٹری کو سمجھایا کریں کہ یہ cross talk نہ کیا کریں، Chair سے خطاب کیا کریں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ آپ کے پاس جو ثبوت ہے وہ آپ متعلقہ سیکرٹری صاحب اور رانا صاحب کو دے دیں اور اگر غلط جواب آیا ہو گا تو یقیناً اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں ثبوت دے دوں گا۔ Thank you

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! وہ on the floor of the House یہ بات کر رہے ہیں Honorable member ہیں، انہوں نے ایسے ہی کہہ دیا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ ثبوت لے کر آئیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! وہ کیا ثبوت لے کر آئیں؟ انہوں نے ایک statement دے دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! پی پی۔60 ضلع فیصل آباد میں کوئی پراپرٹی ایسی نہیں ہے جو سکنی ہو حالانکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ اوقاف والوں کے پاس زیادہ تر properties سکنی ہوتی ہیں، زرعی properties ان کے پاس نہیں ہوتیں اور یہ جواب دینا کہ کوئی سکنی پراپرٹی محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ہے۔ یہ سراسر غلط جواب ہے حالانکہ جتنے بھی مزار ہوتے ہیں یا جتنے بھی دربار ہوتے ہیں وہ سارے سکنی ہوتے ہیں تو یہ کیسے لکھ رہے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی سکنی پراپرٹی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات کر لی ہے آپ بھی اگر شامل ہونا چاہتے ہیں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! میں آپ کی اور ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ جو اچانک ضمنی سوال آجاتے ہیں ان کا وزیر موصوف اور سیکرٹری صاحبان بھی تسلی بخش جواب نہیں دے پاتے، کیا یہ زیادہ مناسب نہیں ہو گا کہ جب اجلاس کا ایک متواتر ایجنڈا ترتیب دیا جائے تو یہ سوالات بھی ممبران کو دے دیئے جائیں تاکہ ان کے ثبوت اور ان کا صحیح ہونا اور غلط ہونا اور اس بارے میں ضمنی سوال کرنا کہ وہ relevant ہو جائے اور فوری طور پر تسلی بخش جواب بھی آسکیں، میرا یہ خیال ہے کہ اگر سوال پہلے مل جائیں۔ اب جب ہم صبح آتے ہیں تو صبح سوال سامنے پڑے ہوتے ہیں تو ان کے جواب سیکرٹری صاحبان کیسے وہاں بیٹھے بیٹھے دے دیں؟

جناب سپیکر: ہم قواعد و ضوابط کے مطابق چل رہے ہیں۔

MR SAEED AKBAR KHAN: I am on point of order

MR SPEAKER: Yes, Mr Saeed Akbar!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ ثبوت پیش کریں۔ rules and procedure میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر میں کسی جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب relevant نہیں ہے تو میرے پاس ایک فورم ہے کہ میں اس جواب کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر تحریک استحقاق پیش کروں اور پورا ثبوت on the floor of the House رکھوں اور آپ اس پر decision کریں۔ اگر اس سے relevant میری تحریک استحقاق ہو تو آپ استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں وہ اس کی چھان بین کرے۔ سیکرٹری کو دینا یا منسٹر کو دینا وہی تو opponent group ہے جنہوں نے ایک ممبر موصوف کو غلط جواب دیا ہے اس کے لئے ہمارے پاس فورم ہے اور rules and procedure اور اس ہاؤس کی روایات ہیں کہ یہاں رانا ثناء اللہ خان نے کئی دفعہ تحریک استحقاق اسی بنیاد پر دی کہ مجھے غلط جواب دیا گیا ہے۔ اب جو استحقاق کمیٹی ہے وہ اس کی چھان بین کرے اور وہ اس کا decision کرے اور پھر اس ہاؤس کو رپورٹ پیش کرے۔

جناب سپیکر: اگر اس کا جواب غلط آیا ہو گا تو یقیناً ہاؤس کا استحقاق بنتا ہے، اس کا action ہو گا۔ میں نے جو بات کی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر ممبر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں تو اس میں کون سی برائی والی بات میں نے کہہ دی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ کوئی ممبر اس بات کا پابند نہیں کہ سیکرٹری صاحب اور منسٹر صاحب کے پاس اپنے ثبوت لے جائے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ممبر direct تحریک استحقاق دے اور اس کی چھان بین استحقاق کمیٹی کرے پھر وہ رپورٹ ہاؤس کے سامنے پیش ہو اور پھر وہ اس کا فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔next question محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1452 ہے۔

حضرت میاں میر مزار پر سرکاری اہلکاران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1452: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں واقع حضرت میاں میر کے مزار پر کتنے سرکاری اہلکار کام کرتے ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مزار پر کچھ غیر سرکاری افراد نے بھی قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مزار سے حاصل ہونے والی آمدن مزار پر خرچ نہیں کی جاتی بلکہ دوسرے کاموں میں لگادی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مزار کی دیکھ بھال کے لئے کچھ مخیر حضرات بھی تعاون کرتے ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مزار کی دیکھ بھال اور انتظام کو مکمل طور پر اوقاف کے تحت لینے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف) دربار حضرت میاں میر پر 4 عدد اہلکار کام کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ محمد اشرف ولد غلام محمد ٹیوب ویل آپریٹر

2۔ مشتاق احمد ولد عبدالشکور نگران

3۔ فضل الٰہی ولد محمد صدیق نگران

4۔ غفار احمد ولد خورشید احمد چوکیدار

(ب) درست نہ ہے، دربار حضرت میاں میر کے مزار کا انتظام وانصرام محکمہ اوقاف کے سپرد ہے۔

(ج) دربار حضرت میاں میر سے حاصل ہونے والی آمدنی کو خزانہ اوقاف میں جمع کروایا جاتا ہے اور مزار شریف کی ضروریات کے مطابق مجاز اتھارٹی کی منظوری سے خرچ کیا جاتا ہے نیز دربار پر تعینات سرکاری ملازمین کی تنخواہیں وبل بجلی وغیرہ کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

(د) حضرت میاں میر کے مزار کے اخراجات محکمہ اوقاف برداشت کرتا ہے۔

(ہ) دربار شریف کی دیکھ بھال اور انتظام مکمل طور پر محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے جز(الف) میں جواب آیا ہے کہ صرف چار اہلکار ملازم ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ: چار ملازم ہیں جو کہ صرف مرد حضرات ہیں تو کیا دربار میں کوئی خاتون ملازم نہیں رکھی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں اور کیا یہ چار ملازمین دربار کی نگرانی کے لئے کافی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): یہ ان کی بات بالکل درست ہے کہ ریکارڈ میں عورت ملازم کوئی نہیں رکھی گئی تو next time ان کی جو proposal ہے۔ اس پر محکمہ سے بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: پوری طرح سے سنا نہیں ہے۔ Next time کیا کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! پہلے بھی اس قسم کا انہوں نے سوال کیا ہے۔ اس میں انہوں نے صرف پوچھا ہے کہ وہاں کون کون سے ملازمین ہیں، اس کی تفصیل جواب میں آ گئی ہے۔ Next جب اس قسم کا سوال آئے گا تو پھر اس میں اس کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا کوئی خاتون آپ اس میں رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! ایسی کوئی ابھی تک درخواست نہیں آئی اور محکمہ کو کوئی درخواست وصول نہیں ہوئی اور اگر آئندہ ہوئی تو ضرور اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرے سوال کے جز(ہ)کا جواب دیا ہے کہ "دربار شریف کی دیکھ بھال اور انتظام مکمل طور پر محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔اور جو سرکاری اوقاف کے ملازم ہیں ان کو تنخوائیں دی جاتی ہیں۔"

جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں جو بے شمار خدام اور مجاور ہیں ان کو جو تنخوائیں دی جاتی ہیں کیا وہ دربار کی آمدنی سے دی جاتی ہیں اور وہ وہاں پر کس حیثیت سے ہیں؟

جناب سپیکر:جی!بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):جناب سپیکر!جو سرکاری ملازمین ہیں ان کو تنخوائیں دی جاتی ہیں اور وہ اسی آمدن سے دی جاتی ہیں اور اس کے علاوہ private کسی بندے کو تنخواہ اس آمدن سے نہیں دی جاتی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ ان کا یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ وہاں پر سرکاری ملازمین اور private نگران ہیں ان کو بھی دربار کی آمدنی یا اوقاف کا جو خزانہ ہے اس میں سے تنخوائیں دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر:جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):جناب سپیکر!یہاں اس قسم کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔اگر ان کے پاس ہے تو بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،اگر محکمہ کا جواب غلط ہوا تو پھر وہ تحریک استحقاق لائیں گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!اگر ثبوت نہیں ہے یا جواب نہیں ہے تو کیا یہ اس کے بارے میں چھان بین کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):جناب سپیکر!جواب میں بتایا گیا ہے کہ کسی بھی private آدمی کو محکمہ تنخواہ بالکل نہیں دیتا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر:جی،ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!حضرت میاں میر کے مزار پر جو سرکاری اہلکار یا ملازمین رکھے جاتے ہیں ان کو وہاں پر رکھنے کا کیا طریق کار ہے یا جس طرح سرکاری ملازمین کو عام recruitment کے ذریعے رکھا جاتا ہے اور ان کو باقاعدہ انٹرویو کے لئے call کیا جاتا ہے یا اس کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے تو اس کا طریق کار کوئی اور ہے؟

جناب سپیکر: جی،وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ جو وہاں سرکاری ملازم رکھتے ہیں ان کی باقاعدہ آپ تشہیر دیتے ہیں،اشتہار اخبار میں دیتے ہیں یا محکمہ اپنے طور پر رکھنے کا مجاز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف(جناب افتخار احمد خان):جناب سپیکر!جس طرح دوسرے محکموں کے باقاعدہ سرکاری قواعد ہیں اس کے مطابق رکھے جاتے ہیں اور باقاعدہ اشتہار اور سب کچھ قاعدہ کے مطابق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس قسم کے جو ملازمین رکھے جاتے ہیں ان کے لئے باقاعدہ اشتہار دیا جائے تاکہ لوگوں کو پتا چلے تاکہ لوگ درخواستیں دیں اور ان کو انٹرویو کے بلایا جائے اور پھر ان کے آرڈر کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ کوئی نشاندہی کریں تو۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہمارے بہاولنگر میں بھی ایسے ہی۔۔۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!ادھر کا سوال آپ بعد میں دے دیں۔جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!جز(الف)میں انہوں نے صرف دو نگران ایک چوکیدار اور ایک ٹیوب ویل آپریٹر کا کہا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ کہ:کیا دربار میں کسی خاکروب اور صفائی والے کی ضرورت نہیں اور انہوں نے وہاں پر ضرورت کیوں نہیں سمجھی اور وہ ابھی تک وہاں پر کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پہلے تو میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جس نے یہ جواب لکھا ہے آپ اسے سمجھائیں۔ جز(الف) میں لکھتے ہیں، چار عدد اہلکار، اہلکار عدد نہیں ہوتے۔ان کی بھی بات سن کر اس کا بھی جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف(جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! دربار کو ماننے والے مریدین خود بھی عقیدت مند ہوتے ہیں اور خود صفائی کر لیتے ہیں لیکن ان کی جو proposal ہے next time کے لئے اس کو considered کرتے ہیں اور اگر اس قسم کی کوئی vacancy نکلی تو اس پر باقاعدہ قواعد کے مطابق کسی کو رکھا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیکرٹری صاحب کیا خود کبھی دربار پر گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میرے ضلع جھنگ میں بہت زیادہ دربار ہیں اور میں سب درباروں پر جاتا ہوں، اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو next time آپ میرے ساتھ آئیں مل کر وہاں جائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ specially حضرت میاں میر کے دربار کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کہ آیا آپ نے اس کو visit کیا ہے کہ نہیں، یہ بات بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں نے آج ساڑھے آٹھ بجے چارج لیا ہے تو اس کے بعد بھی اگر وہ سارے پنجاب کا مجھ سے ریکارڈ پوچھنا چاہ رہی ہیں تو میں معذرت خواہ ہوں اور میں جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں بار بار اسی دربار حضرت میاں میر کا ذکر کر رہی ہوں پورے پنجاب کا نہیں پوچھا اور اگر سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ میں ان کے ساتھ جاؤں تو میں ان کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ خواتین کا مزاروں پر جانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! عورتیں جاتی ہیں، آپ میری بہن ہیں۔ یہ کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ آپ نہیں جا سکتیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں اب کافی ہو گیا ہے۔ next question محترمہ نرگس پروین صاحبہ کا ہے۔ جی، تشریف فرما ہیں؟ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1609 ہے۔

ضلع ملتان میں محکمہ کے مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1609: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کہاں کہاں واقع ہیں، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان مزارات کی سال 2006-07 اور 2007-08 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس ضلع میں واقع محکمہ کی مساجد پر سال 2006-07 اور 2007-08 میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف،ب،ج) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد جہاں جہاں واقع ہیں ان کے نام و مقام کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ اوقاف کی ضلع ہذا کی آمدن مالی سال 2006-07 اور 2007-08 کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے:-

سال	آمدن	خرچ
2006-07	-/19934137روپے	-/11719040روپے
2007-08	-/20643951روپے	11788296روپے

محکمہ اوقاف کی ضلع ہذا کی آمدن مالی سال 2006-07 اور 2007-08 کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے:-

سال	آمدن	خرچ
2006-07	-/6464336روپے	10195740روپے
2007-08	-/7576677روپے	10919513روپے

مفصل جواب تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! میں نے ملتان کے مزارات اور مذہبی امور و اوقاف کے جتنے بھی مزارات ہیں ان کے بارے میں سوال کیا ہے اور اس پر جہاں تک میں نے مشاہدہ کیا ہے ان کی کافی

آمدن ہوتی ہے جیسا کہ مجھے جواب ملا ہے کہ آمدن کافی زیادہ ہے لیکن مزارات کی حالت اور زائرین کے لئے سہولتوں کا فقدان ہے اور کیا وزیر اوقاف یہ بیان فرمائیں گے کہ جو آمدنی ہے وہ کہاں چلی جاتی ہے اور وہ مزارات پر خرچ کیوں نہیں ہوتی اور زائرین کو کسی قسم کی بھی سہولیات وہاں پر کیوں فراہم نہیں کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں آمدن اور خرچ کا بڑی تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔وہ انھوں نے بھی پڑھ لیا ہوا ہے۔اگر اس میں کوئی ایسی بات ہے تو یہ pin point کر دیں اور اگلی دفعہ اس کا بھی جواب دے دیا جائے گا۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتانا پسند فرمائیں گے کہ کس مزار پر کہاں کہاں، کتنا کتنا خرچ ہوا ہے؟ میرے خیال میں انھوں نے تو ملتان کے یہ مزارات دیکھے بھی نہ ہوں گے۔ محترمہ کا سوال بہت اہم ہے اس لئے اس کا تفصیلی جواب چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جی، پھر نیا سوال کر دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جن مزارات کا پوچھا گیا ہے ان کی آمدن کہاں جاتی ہے اور کس پر خرچ ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس آمدنی سے تنخواہیں وغیرہ دی جاتی ہیں، maintenance کے لئے بھی خرچ کیا جاتا ہے۔وہاں پر زائرین کے لئے تمام سہولتیں موجود ہیں، اگر کہیں کوئی سہولت موجود نہیں ہے تو یہ اس کی نشاندہی کر دیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! جن کا سوال ہے انھیں تو مطمئن ہونے دیں۔جی، محترمہ! کیا آپ ان کے جواب سے مطمئن ہو گئی ہیں؟

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! میں جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں کیونکہ مزارات پر صفائی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔زائرین کے لئے پینے کے پانی کا انتظام ہے اور نہ ہی ٹائلٹس کا کوئی انتظام ہے جبکہ مزارات کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔مجھے تو لوگوں نے یہاں تک اطلاعات دی ہیں کہ مزارات کی خدمت کے لئے عوام کی طرف سے جو جانور پیش کئے جاتے ہیں وہ بھی وہاں کے منتظمین قصابوں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ فرمارہی ہیں کہ جو کوئی دے کر جاتا ہے وہ بھی کہیں اور چلا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں محکمے سے پوچھ کر ہی اس کا بتاؤں گا۔ مجھے جو علم تھا وہ بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ محکمے سے ساری معلومات لیں۔ چودھری صاحب! آپ کچھ کہہ رہے تھے؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ قلعہ قاسم باغ ملتان میں جو مزارات موجود ہیں وہ ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اور ملتان کا تاریخی اثاثہ بھی ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان پر آپ نے کیا خرچ کیا ہے؟ وہاں بہت بڑی ہستیوں کے مزارات ہیں لیکن اگر قلعہ پر جائیں تو وہاں کھنڈرات معلوم ہوتے ہیں اور بڑی کسمپرسی کی حالت ہے اور وہاں کچھ خرچ نہیں ہوا۔ ایک مزار کے گدی نشین وزیر خارجہ صاحب ہیں اور دوسرے کے وزیر اعظم صاحب ہیں لیکن وہاں ان درباروں کی حالت بہت بُری ہے لہذا اس بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! خرچ کی پوری تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ اس کا پیسا سنٹر اوقاف فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور اخراجات کے لئے باقاعدہ بجٹ تیار ہوتا ہے لیکن اگر آپ اس کی تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر نیا سوال دے دیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! یہ تو ہر relevant سوال پر کہہ رہے ہیں کہ fresh question دیں۔ میں نے قلعہ کے درباروں شاہ رکن عالم اور بہاؤالدین ذکریا کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہاں کیا خرچ ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): میں نے پورے سوال کا اکٹھا جواب دے دیا ہے۔ اب جو آپ پوچھ رہے ہیں اس کے لئے نیا سوال دے دیں پھر اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آج ہی چارج لیا ہے اس لئے ان کو پتا نہیں ہو گا لیکن مجھے یہ بتائیں کہ کس چیز کے لئے fresh question دیں؟ جب معزز رکن نے یہ سوال کیا ہے کہ بہاؤالدین ذکریا یا شاہ رکن عالم کی کتنی آمدن اور کتنا خرچ ہے تو یہ ضمنی سوال میں آتا ہے۔ جب پورے ضلع کی تفصیل مانگ لی گئی ہے تو پھر یہ fresh question کیسے بنتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! پورے ملتان کے مزارات اور مساجد کے بارے میں پوچھا گیا تھا اس لئے اس کی اکٹھی تفصیل دی گئی ہے لیکن اب آپ نے ایک کا پوچھا ہے اس لئے میں نئے سوال کا کہہ رہا ہوں۔آپ اپنا سوال پڑھیں اس میں پورے ملتان کے درباروں اور مساجد کا لکھا ہوا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ضلع ملتان کے مزارات کا پوچھا گیا ہے اور ضمنی سوال بھی یہی ہے۔ یہ کم از کم ہوم ورک کر کے آیا کریں۔اگر ان کو زبانی نہیں آتا تو ان کے پاس لکھا ہو گا دیکھ لیں۔ہم ضلع ملتان کے ہی درباروں شاہ رکن عالم یا بہاؤالدین ذکریا کا پوچھ رہے ہیں، یہ دونوں میں سے کسی کا جواب دے دیں۔ہم نے یہ پوچھا ہے کہ ان کی آمدن اور خرچ کتنا ہے؟ ہم ڈیرہ غازی خان یا جھنگ کا نہیں پوچھ رہے بلکہ ملتان کا پوچھ رہے ہیں جس سے متعلق سوال کیا گیا ہے تو یہ کس طریقے سے fresh question بنتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! انھوں نے سوال میں ایک ایک دربار کی تفصیل نہیں پوچھی بلکہ پورے ملتان کا اکٹھا پوچھا ہے اور اس کا جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر آ چکے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع جھنگ میں مساجد و مزارات کی تعداد

*148: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں کتنی مساجد اور مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں؟

(ب) سال2005 سے آج تک ان مساجد اور مزارات سے آمدن اور اخراجات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں اوقاف کے زیر انتظام مساجد اور مزارات پر کتنا عملہ دیکھ بھال کے لئے تعینات ہے، ان کے نام، عہدہ اور مدت تعیناتی بتائی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع جھنگ میں 24 مزارات اور 17 مساجد محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چنیوٹ سرکل	:	7 مزارات، 4 مساجد
جھنگ و شورکوٹ سرکل	:	17 مزارات، 13 مساجد

تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 06۔2005 تا 08۔2007 مساجد اور مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن مبلغ۔/4,50,19,895 روپے ہے جبکہ اخراجات مبلغ۔/1,34,49,961 روپے ہوئے ہیں۔ پراپرٹی وار آمدن و اخراجات کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں اوقاف کے زیر تحویل مساجد و مزارات پر تعینات عملہ کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ اوقاف کی زمین پر ناجائز قابضین و آمدن تحصیل چنیوٹ 2005 کی تفصیل

*149: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ دونوں میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین کس کس موضع اور کن کن لوگوں کے پاس لیز پر ہے؟

(ب) کیا مذکورہ زمین کی بولی سالانہ یا پانچ سال کے بعد ہوتی ہے؟

(ج) حکومت کو سال 2005 سے آج تک اس زمین سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) محکمہ کی کتنی زمین پر کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، وہ کتنے سال سے ناجائز قابضین ہیں کیا حکومت یہ اراضی واگزار کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) تحصیل چنیوٹ میں محکمہ اوقاف کی قابل کاشت اراضی 895ایکڑ6کنال 11مرلے ہے جبکہ جھنگ سرکل میں 638ایکڑ4کنال 15مرلے اور شورکوٹ سرکل میں 5989 ایکڑ11مرلے ہے تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمانہ پالیسی کے مطابق زمین کی بولی ایک سال کے لئے ہوتی ہے۔تاہم اگر پٹہ دار آئندہ سال کے لئے توسیع کا خواہشمند ہواور 31۔دسمبر سے قبل 20فیصد کے ساتھ زرپٹہ جمع کروادے تو دو سال تک 20فیصد سالانہ اضافہ کے ساتھ زونل ناظم توسیع دینے کا مجاز ہے اور مزید دو سال کے لئے 10فیصد سالانہ اضافہ پر چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کو توسیع دینے کا اختیار حاصل ہے۔ٹیوب ویل سکیم کے تحت اراضی سات سال کے لئے پٹہ پر نیلام کی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کو وقف اراضیات سے سال 2005تا2008 مبلغ 35503397روپے آمدن ہوئی، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

چنیوٹ سرکل	10640330.00روپے
جھنگ وشورکوٹ سرکل	روپے24863067.00

(د) چنیوٹ سرکل میں محکمہ اوقاف کی 9ایکڑ13مرلے اراضی پر جبکہ جھنگ سرکل میں تقریباً53ایکڑ7کنال 4مرلے اور شورکوٹ سرکل میں سابقہ پٹہ داران کے زیر قبضہ بوجہ مقدمہ عدالت عالیہ 4921ایکڑ16مرلے پر ناجائز قبضہ ہے۔ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کے لئے زونل ناظم کو ہدایت کر دی گئی ہے۔

داتا دربار آئی ہسپتال لاہور میں مریضوں کی حالت زار

*374:جناب وسیم قادر:کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا گنج بخش آئی ہسپتال لاہور میں آنکھوں کا آپریشن فری کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئی ہسپتال کے ڈاکٹر مریضوں سے پیسے لے کر ان کا علاج کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو قیمتی دواؤں کے نسخے لکھ دیئے جاتے ہیں جو باہر میڈیکل سٹور سے خریدنے کی تاکید کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال میں داتا صاحب کے لنگر سے کھانا دیا جاتا ہے اور وہ ہسپتال کے ملازمین گھر لے جاتے ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ڈاکٹرز و ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) درست ہے کہ داتا گنج بخش آئی ہسپتال لاہور میں آنکھوں کا آپریشن فری کیا جاتا ہے۔ مریض کو صرف داخلہ کی فیس مبلغ۔/50روپے جمع کروانی پڑتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ داتا دربار ہسپتال کے ڈاکٹر مریضوں سے پیسے لیکر ان کا علاج کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مریضوں کو قیمتی ادویات کے نسخہ جات تاکید کیساتھ لکھ کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ باہر سٹور سے ادویات خریدیں۔ مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے زیادہ تر ادویات ہسپتال میں موجود ہوتی ہیں جو ان کو ہسپتال سے فراہم کی جاتی ہیں جو دوائی ہسپتال مہیا نہیں کر سکتا اس کے لئے نسخہ لکھ کر دیا جاتا ہے کہ مریض جہاں سے چاہے وہ دوا خریدے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ ہسپتال میں داتا صاحب کے لنگر سے کھانا دیا جاتا ہے اور وہ ہسپتال کے ملازمین گھر لے جاتے ہیں۔ دراصل داتا دربار ہسپتال میں خوراک / کھانا مہیا کرنے کی کوئی سہولت موجود نہ ہے۔

(ہ) چونکہ جز(ب)،(ج)اور(د)کا جواب اثبات میں نہ ہے لہٰذا ڈاکٹرز / ملازمین کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

حق نواز ٹرسٹ کی زمین پر بااثر افراد کا قبضہ و دیگر تفصیلات

*568: **جناب وسیم قادر**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حق نواز ٹرسٹ کوٹھی حق نواز محمود بوٹی چمبہ پارک کے نام پر کتنی زمین ہے؟

(ب) کیاحکومت حق نواز ٹرسٹ کی زمین کو پلاٹوں کی صورت میں لوگوں کو لیز پر دینے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک،اگر نہیں تووجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ بااثرافراد نے حق نواز ٹرسٹ کی زمین پر قبضہ کر رکھاہےاور مکان تعمیر کر رہے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ذمہ دار ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے جن کی ملی بھگت سے لوگ حق نواز ٹرسٹ کی زمین پر قبضہ کر رہے ہیں،اگر رکھتی ہے توکب تک،اگر نہیں تواس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حق نواز ٹرست سے ملحقہ وقف اراضی واقع محمود بوٹی مختلف جگھوں پر ٹکڑوں کی شکل میں واقع ہے۔ حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ کوٹھی تقریباً2 کنال رقبہ پر واقع ہے۔یہ کوٹھی خستہ حال ہے اس میں محمد علی کرایہ دار رہائش پذیر ہے جو محکمہ کو ماہانہ کرایہ ادا کر رہاہے۔ حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ کسی رقبہ پر چمبہ پارک واقع نہ ہے۔چمبہ پارک جس رقبہ پر واقع ہے وہ دربار پیر عبدالقادر گیلانی سے ملحقہ تقریباً19 کنال رقبہ پر واقع ہے جو محکمہ اوقاف نے 1983 میں ایل ڈی اے کو منتقل کر دیا تھا۔

(ب) فی الحال حق نواز ٹرسٹ کی زمین کو پلاٹوں کی صورت میں لوگوں کو لیز پر دینے کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔تاہم اس وقف رقبہ کو کمرشل سکیم کے تحت گڈول/ماہانہ کرایہ کی بنیاد پر نیلام عام کیاجائے گا۔

(ج) حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ 44 کنال 9 مرلے اراضی قبل ازیں برائے کاشت لیز پر دی جاتی تھی۔سابقہ پٹہ دار کی جانب سے عدالتی چارہ جوئی اور عدالت کی جانب سے حکم امتناعی جاری ہونے پر معاملہ تقریباًدس سال تک زیر کارروائی عدالت رہا۔اس دوران لوگوں نے اراضی مذکورہ پر مکانات تعمیر کر لئے۔ حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ محمود بوٹی میں واقع اراضی چونکہ آبادی میں گھر چکی ہے جس کے کچھ حصہ پر لوگوں نے مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں۔محکمہ کے 7 عدد باقاعدہ کرایہ دار ہیں جو کرایہ ادا کر رہے ہیں اور جو ناجائز قابض ہیں ان کی تعداد15 عدد ہے جن کے زیر قبضہ رقبہ 8 کنال 17 مرلہ ہے جن کو بید خلی کے نوٹس زیر دفعہ 8 جاری کئے گئے۔بید خلی کے لئے معاملہ ہذا زیر کارروائی ہے۔تقریباً6 کنال رقبہ

پر ناجائز قابض محمد نذیر نے نرسری بنالی اور اس میں ایک کمرہ تعمیر کر کے ناجائز قبضہ کر لیا۔ محکمہ نے اس 6 کنال اراضی کو ناجائز قابض سے واگزار کروالیا۔ مینجر حلقہ کی رپورٹ کی نقل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم ناجائز قابض نے عدالت عالیہ میں رٹ دائر کرتے ہوئے حکم امتناعی کی درخواست گزاری ہے۔ محکمہ کی پوری کوشش ہے کہ ناجائز قابض کو عدالت سے حکم امتناعی نہ مل سکے اور عدالت عالیہ سے اس کی رٹ پٹیشن کو جلد از جلد خارج کروایا جائے۔

(د) جزہذا کا جواب جز (ج) میں دیا جا چکا ہے۔ جہاں تک زمین پر قبضہ اور مکانات تعمیر کرنے کا تعلق ہے تو یہ کارروائی عرصہ 10 سال کی عدالتی کارروائی کے دوران ہوئی اور محکمہ کے کسی ملازم کی ملی بھگت شامل نہ ہے۔

لاہور بی بی پاکدامن کے مزار پر زائرین کو سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ

*936: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی بی پاکدامن کے مزار کا رقبہ، زائرین کی آمدورفت کے لحاظ سے بہت کم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زائرین کے لئے مذکورہ مزار پر تمام رسومات ادا کرنے کے لئے مکمل اور مناسب سہولیات نہیں ہیں جس سے زائرین کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس مزار کے رقبہ کو وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ انتظامات برائے آمدورفت زائرین و ادائیگی رسومات کو بہتر بنایا جا سکے، اٹھائے جانے والے اقدامات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) کیا محکمہ، جو زائرین دور علاقوں سے آتے ہیں، ان کی رہائش کے لئے مسافر خانہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ زائرین معمولی چارجز کے ساتھ رہائش رکھ سکیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت بی بی پاکدامن سے ملحقہ وقف رقبہ صرف 2 کنال 6 مرلے 113 مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ یہ درست ہے کہ زائرین کی آمدورفت کے لئے یہ جگہ کم ہے۔

(ب) اگرچہ دربار شریف پر جگہ کم ہے تاہم زائرین اپنی مذہبی رسومات احسن طریقے سے ادا کرتے ہیں۔

(ج) چونکہ دربار شریف کے ایک جانب پرائیویٹ قبرستان ہے جبکہ دوسری جانب ذاتی ملکیتی رقبہ پر لوگ رہائش پذیر ہیں اس کی وجہ سے مزار کے رقبہ میں توسیع ممکن نہ ہے۔

(د) جو زائرین دربار شریف پر رات کے وقت قیام کرنا چاہیں انہیں احاطہ میں گرمیوں کے موسم میں واٹر کولر، ایئر کولر وپنکھے اور سردیوں کے موسم میں بستر وغیرہ مہیا کئے جاتے ہیں جو ہر وقت سٹور میں موجود رہتے ہیں۔ زائرین کی حفاظت کے لئے دربار شریف پر ایک پولیس چوکی قائم ہے نیز زائرین کے علاج ومعالجہ کے لئے محکمہ اوقاف کی طرف سے دربار شریف کے احاطہ میں ایک ڈسپنسری قائم ہے۔

ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی ودیگر تفصیلات

*1610: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع ملتان میں کس کس جگہ زرعی زمین ہے؟

(ب) کتنی زمین بنجر، غیر آباد ہے اور کتنی قابل کاشت ہے؟

(ج) کتنی زمین ٹھیکہ لیز/پٹہ پر دی گئی ہے، اس سے کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کس کس نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، ناجائز قابضین سے اراضی واگزار نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع ملتان میں زرعی اراضیات کی فہرست مع مقام ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع ملتان میں کل بنجر اراضی 470 ایکڑ 2 کنال ایک مرلہ اور قابل کاشت اراضی 1117 ایکڑ 2 کنال ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کل 969 ایکڑ 3 کنال اراضی ٹھیکہ پر ہے جس کی آمدن -/4168400 روپے ہے۔ کل رقبہ زیر قبضہ 1007 کنال 19 مرلے ہے جس پر ناجائز قابضین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنجر / غیر آباد رقبہ 470ایکڑ02کنال01مرلہ
قابل کاشت رقبہ 1117ایکڑ02کنال18مرلہ
(ج) زمین جو ٹھیکہ لیز/پٹہ پر دی گئی ہے 969ایکڑ03کنال00مرلہ
حاصل ہونے والی آمدن ۔/4168400روپے
(د) ناجائز قابضین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خوشاب میں محکمہ اوقاف کی زمین کی تفصیلات

*1678: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) ضلع خوشاب میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور پی پی۔39، پی پی۔40، پی پی۔41 پی پی۔42 ہر حلقہ میں سرکاری طور پر کتنے پلاٹ بنائے گئے ہیں ان میں سے کتنے پلاٹوں پر ناجائز قبضہ ہے اور کس کس نے قبضہ کیا ہوا ہے؟
(ب) کیا حکومت ان ناجائز قابض افراد کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):
(الف) ضلع خوشاب میں کل وقف اراضی تعدادی 220ایکڑ3کنال 11مرلے محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ پی پی 39، 40، 41، 42 میں واقع وقف اراضی پر کوئی سرکاری طور پر پلاٹ نہیں بنائے گئے اور نہ ہی کوئی ناجائز قبضہ ہے۔

نمبر شمار	نام وقف	اراضی تعدادی ایکڑ۔کنال۔مرلے
1	دربار حضرت سید شاہ نور پور تھل	5-3-22
2	دربار حضرت بادشاہاں خوشاب	0-4-2
3	عیدگاہ خوشاب	15-1-3
4	دربار فیض اللہ نور پور تھل	16-5-17
5	وقف اراضی واقع مٹھہ ٹوانہ	10-4-161
6	وقف اراضی (آمدہ انڈیا) واقع کھبکی نوشہرہ خوشاب	5-0-13
	میزان	11-3-220

(ب) جز(الف) میں درج صورتحال کے مطابق ان حلقہ جات پی پی۔39،40،41،42 میں محکمہ کے زیر تحویل وقف املاک پر کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے مزارات، مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1684: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کہاں کہاں واقع ہیں، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان مزارات کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس ضلع میں واقع محکمہ کی مساجد پر سال 07-2006 اور 08-2007 میں کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(د) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں ان کے سالانہ اخراجات کتنے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 10 مزارات اور 16 مساجد ہیں جن کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مزارات کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن و اخراجات کی تفصیل برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف نے جامع مسجد ضیاو چلی معظم آباد بھلوال میں سال 07-2006 میں مبلغ -/852387 روپے تعمیر و مرمت پر خرچ کئے دیگر اخراجات کی تفصیل فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے 53 ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن پر محکمہ سالانہ مبلغ -/6700200 روپے خرچ کر رہا ہے۔ تفصیل برفلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

*1690: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع سرگودھا میں کس کس جگہ زمین ہے؟

(ب) کتنی زمین بنجر غیر آباد ہے اور کتنی قابل کاشت ہے؟

(ج) کتنی زمین ٹھیکہ / لیز / پٹہ پر دی گئی ہے اس سے کتنی آمدن سالانہ ہوتی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر ناجائز قبضہ ہے، ناجائز قابضین سے اراضی واگزار نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف پنجاب کی زمین 6070 کنال 17 مرلے ہے جس کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیر کاشت زرعی رقبہ 5929 کنال 17 مرلے ہے جبکہ 141 کنال بنجر قدیم رقبہ کو سات سال کے لئے ٹیوب ویل سکیم کے تحت پٹہ پر دیا گیا ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں کل رقبہ 6070 کنال 17 مرلے ہے جو کہ تمام ٹھیکہ پر دیا گیا ہے اور اس سے مبلغ۔/3356094 روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں 17 کنال اراضی پر ناجائز تعمیرات ہیں جو کہ تاریخ قبضہ سے قبل کی ہیں ان کو واگزار کروانے کے لئے کارروائی کی جارہی ہے۔

لاہور میں محکمہ اوقاف کے زونز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1792: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کو محکمہ اوقاف نے کتنے سرکل / زون میں تقسیم کر رکھا ہے، ان سرکل / زون کے نام بتائیں؟

(ب) ان سرکل / زونز کے انچارج ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان زونز / سرکل کی سالانہ آمدن 07-2006 اور 08-2007 و اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) لاہور میں محکمہ اوقاف کے تین زون (لاہور، بادشاہی مسجد، داتا دربار لاہور) کام کر رہے ہیں۔لاہور زون کے تحت 8 سرکل ہیں جن میں قصور اور شیخوپورہ سرکل بھی شامل ہیں ان کی تفصیل ستمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ستمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ستمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان کی آمدن کے ذرائع ، کیش بکسز ، کرایہ داری مکانات و دکانات، ٹھیکہ جات اور زرپٹہ جات ہیں۔

بی بی پاکدامن لاہور کے مزار کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1842: محترمہ نگہت ناصر شیخ:: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بی بی پاکدامن لاہور کے مزار کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مزار کی زمین کے گرد و نواح میں لوگوں نے قبضہ کر کے مکان تعمیر کر لئے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مزار کی زمین واگزار کرا کے اسے محکمہ اوقاف کے سپرد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مزار بی بی پاکدامناں کا کل رقبہ 2 کنال 6 مرلے 113 مربع فٹ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف کے زیر تحویل دربار حضرت بی بی پاکدامناں کے رقبہ پر کسی قسم کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) مزار شریف کا کل رقبہ 02 کنال 06 مرلہ 113 مربع فٹ ہے جو پہلے ہی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

داتا دربار آئی ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

*1892 محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) داتا دربار آئی ہسپتال میں کل کتنا پیرا میڈیکل سٹاف ہے نام، عہدہ اور گریڈ فراہم کیا جائے؟

(ب) سال2007اور2008 میں داتا دربار آئی ہسپتال سے کتنے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں؟

(ج) داتادربار ہسپتال کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال کو فراہم کی جانے والی سرکاری ادویات اہلکار پرائیویٹ میڈیکل سٹوروں پر مہنگے داموں فروخت کر دیتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے پارکوں کی صفائی کے لئے ڈیلی ویجز پر عملہ رکھا ہوا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار ہسپتال لاہور میں تعینات پیرا میڈیکل سٹاف کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) داتادربار ہسپتال لاہور سے سال 2007اور 2008 میں تقریباً553137مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئی ہیں۔

(ج) داتادربار ہسپتال لاہور کا کل رقبہ تقریباً4ایکڑ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ داتادربار ہسپتال لاہور میں فراہم کی جانے والی تمام ادویات پر فارماسیوٹیکل کی طرف سے(Not for sale)کی سیل ثبت ہوتی ہے۔

(ہ) محکمہ اوقاف کے زیر انتظام پارک نہ ہیں۔

لاہور پی پی۔143 میں محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

*1896: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔143 لاہور محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقع ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت اس زمین کو پلاٹوں کی صورت میں لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس حلقہ میں محکمہ اوقاف کی زمین پر کچھ لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ قبضہ گروپ نے مکان تعمیر کر کے فروخت کر دیئے ہیں؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت اوقاف کی زمین کو لیز پر دے کر غریب لوگوں کو ریلیف دینے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پی پی۔143 میں محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر تحویل صرف تکیہ مستان شاہ کے نام سے موسوم اراضی تعدادی 45 کنال 8 مرلہ بند روڈ پر واقع ہے۔

(ب) وقف اراضی کو محکمانہ پالیسی کے تحت ہر سال بذریعہ نیلام عام کاشت کاری پر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اراضی کو پلاٹوں کی صورت میں لیز پر دینے کی کوئی تجویز محکمہ اوقاف کے زیر غور نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ اراضی مذکورہ پر کسی کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ اراضی مذکورہ سالانہ پٹہ پر ہے۔

(ہ) محکمانہ پالیسی کے تحت اراضی کو ہر سال بذریعہ نیلام عام کاشت کاری پر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اراضی کو پلاٹوں کی صورت میں لیز پر دینے کی کوئی تجویز محکمہ اوقاف کے زیر غور نہ ہے

تحصیل صادق آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول دربار، مدارس مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2161: **جناب محمد اعجاز شفیع**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل صادق آباد میں اوقاف کے زیر کنٹرول دربار مسجد مکتب سکول، مدارس اور مساجد کی تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کسی بھی مسجد یا مدرسہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کا معیار اور طریق کار کیا ہے اور محکمہ کی تحویل میں لینے والی مجاز اتھارٹی کون سی ہے؟

(ج) کیا محکمہ کے زیر کنٹرول مساجد اور مدارس کے اخراجات، مدرسین کی تنخواہیں اور بجلی، گیس کے بل محکمہ ادا کرتا ہے؟

(د) کیا جامع مسجد چندرامی اور جامع مسجد الکوثر بستی مورن تحصیل صادق آباد محکمہ کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مساجد کو محکمہ کی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) تحصیل صادق آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام دو (2) عدد دربار حضرت پیر موسیٰ نواب اور حضرت پیر محمد اکرم المعروف عراقی پیر ہیں۔ مزید چار مندرجہ ذیل مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں۔

1۔ جامع مسجد ولہار موضع ولہار

2۔ جامع مسجد گوٹھ عالو موضع گوٹھ عالو

3۔ جامع عیدگاہ صادق آباد

4۔ جامع مسجد تحصیل والی صادق آباد

تحصیل صادق آباد میں کوئی مسجد مکتب یا مدرسہ محکمہ کی تحویل میں نہ ہے۔

(ب) کسی بھی مسجد یا مدرسہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کے لئے آمدن اور اخراجات کو مدنظر رکھا جاتا ہے محکمہ کی تحویل میں لینے کی مجاز اتھارٹی جناب ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب ہیں۔

(ج) محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول مساجد و مدارس کا جملہ انتظام وانصرام محکمہ اوقاف کے ذمہ ہے مساجد و مدارس میں تعینات عملہ اور مساجد و مدارس کا بل بجلی و سالانہ تعمیر و مرمت، طلباء کے وظائف اور گیس وغیرہ کے اخراجات محکمہ اوقاف خود برداشت کرتا ہے۔

(د) جامع مسجد چندرامی اور مسجد الکوثر بستی مورن تحصیل صادق آباد محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہ ہیں۔

(ہ) مذکورہ بالا دونوں مساجد دیہاتی علاقے میں واقع ہیں ابھی تک ان کا سروے کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی تحریک / تجویز ان مساجد کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کے لئے زیر غور ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1613 pending کیا جائے اور یہ اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے لہذا یہ متعلقہ محکمے کو بھیجا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 1613 pending کیا جاتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اسے department concern کو refer بھی کر دیا جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت کی طرف سے ایم پی ایز کے لئے ادویات کی فراہمی

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پرسوں کے اجلاس میں ہمارے معزز اراکین نے ایک اہم نکتہ اٹھایا تھا کہ اسمبلی ڈاکٹر اور باقی تمام ہسپتالوں میں جو لسٹ جاری کی گئی ہے اس پر کافی اعتراض کیا گیا تھا کہ ہمیں sub standard ادویات مل رہی ہیں اور اس لسٹ میں جو 761 کا figure آیا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔ ہمیں صحیح ادویات چاہئیں جن میں کسی قسم کا کوئی problem نہ ہو۔ میں نے اس سلسلے میں ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ میں consult کرنے کے بعد اس کا رزلٹ یہاں پیش کروں گا۔ میں نے اس سلسلے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے استدعا کی کہ آپ میرے ساتھ معاونت فرمائیں، پھر ہم نے محکمہ صحت کو involve کیا، پھر اسمبلی کے ڈاکٹر کو بلایا اور اس میٹنگ میں ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے چونکہ ہمارے ایوان کے تمام ممبران بڑی پریشانی میں تھے کہ یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے میں آپ کی اجازت سے چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب اس میٹنگ کا فیصلہ معزز ایوان کو بتا دیں تاکہ ہماری ذمہ داری پوری ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اس دن پالیسی کے بارے میں بات ہوئی تھی۔ تمام ممبران نے مجھ سے بھی بات کی ہے کہ ادویات کا کچھ معاملہ generic name سے چل رہا ہے اور اسمبلی کے ڈاکٹر سے بھی کئی صاحبان کی ترشی ہوئی ہے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ہاؤس کو اس بارے میں بتائیں کہ کیا پالیسی ہے؟ ہمارے ساتھی پریشان ہیں لہذا اگر اس میں کوئی ambiguity ہے تو اسے دور کیا جائے۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب بتا رہے ہیں، ذرا تمام دوست غور سے سنیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو یہ بات کہنا چاہوں گا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔یہ سسٹم بھی اسی طرح ہے جیسے پہلے چل رہا تھا۔ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ medicine کی formulary ہوتی ہے جس میں کچھ common drugs bulk میں خریدی جاتی ہیں اور وہ پورے پنجاب کے ٹیچنگ ہسپتالوں، ڈسٹرکٹ ہسپتالوں، تحصیل ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں تقسیم کی جاتی ہیں تو جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ ہماری حکومت محکمہ صحت پر خاص طور پر توجہ دے رہی ہے۔ہمارے وزیر اعلیٰ، میاں شہباز شریف صاحب کا concern ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے عوام کو صحت کے بارے میں تمام سہولتیں state provide کرے جو کہ ان کا آئینی حق بھی ہے اور وہ اس کے لئے کوشاں ہیں اس کے لئے ہماری پالیسی یہی ہے کہ کسی بھی مریض یا اس کے لواحقین کے ہاتھ میں کسی بھی میڈیکل انسٹیٹیوشن میں کسی دوائی یا کسی ٹیسٹ کے لئے پرچی نہ ہو۔پہلے یہ تھا کہ hospital formulary میں 210 یا اڑھائی سو کے قریب drugs ہوتی تھیں۔اب صوبے کے تمام specialists، پروفیسر حضرات، تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان کی رائے لینے کے بعد ان ادویات کی تعداد کو بڑھا کر 761 کر دیا گیا ہے اور اس بارے میں باقاعدہ ایک notification بھی جاری ہو چکا ہے جس کا ذکر معزز ممبران نے بھی کیا ہے۔ All head of institutions, principles, professors اور ایم ایس صاحبان کو اس کی نقول بھجوائی گئی ہیں کہ وہ مریضوں کو ان ادویات میں سے prescribe کریں تاکہ لوگوں کو باہر نہ جانا پڑے۔یہ تقریباً وہ تمام ادویات ہیں جو کسی بھی شعبے میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ادویات آئی ہوئی ہیں۔Molecule ایک ہی ہوتا ہے لیکن کئی ناموں سے وہ دوائی چل رہی ہوتی ہے۔یہاں پر یہ تاثر لیا گیا کہ شاید وہ جو 761 ادویات ہیں صرف ان میں سے ہی prescribe کیا جائے گا جبکہ ایسا نہیں ہے۔میں اس ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ معزز اراکین یا مریض کو جو بھی دوائی چاہئے ہو گی وہ ملے گی۔اگر وہ ان 761 ادویات میں نہیں ہے اور وہ سرکاری ہسپتال میں داخل ہیں یا ان کے معالج نے prescribe کیا ہے تو ایم ایس صاحبان یا ادارے کے سربراہ کو اختیار ہے کہ وہ مارکیٹ سے اسے خرید کر دے۔ہمارے معزز اراکین یا دوسرے مریض کسی کو بھی جس دوائی کی ضرورت ہو گی، اس کی needs کے مطابق اگر ہسپتال میں وہ دوائی میسر ہے تو وہ مہیا کی جائے گی اور اگر ہسپتال میں میسر نہیں ہے تو باہر سے خرید کر مہیا کی جائے گی۔اس کے علاوہ میں ایک اور بات بھی عرض کرنی چاہوں گا کہ اگر کسی کو کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہے،

وہاں پر پبلک سیکٹر کی medical facility نہیں ہے اور اسے private medical treatment لینی پڑتی ہے تو اس کا case بھی process کر کے reimburse کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ایک اجلاس میں طے پایا تھا کہ اگر کسی محکمہ کے سوالات کے جوابات مکمل نہ ہو پائیں تو ان کو ختم نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ آئندہ اجلاس میں پیش کئے جائیں گے۔ آج چونکہ کافی سارے سوالات پیش نہیں کئے جا سکے ان میں شورکوٹ اور چنیوٹ سے متعلق میرے بھی دو سوالات تھے۔ محکمہ اوقاف کی زمینوں سے درخت خورد برد کئے گئے، ان کو فروخت کیا گیا اور ان کا کوئی حساب و کتاب محکمہ کے پاس نہیں ہے۔ ان کا جواب ابھی تک نہیں آیا تو میری یہ گزارش ہو گی محکمہ اوقاف کو یہ ہدایت کی جائے کہ آئندہ اجلاس میں ان سوالات کے جوابات بھی لے آئیں۔ میں اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے معزز رکن افتخار احمد بلوچ صاحب کو محکمہ اوقاف کا پارلیمانی سیکرٹری مقرر ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! جن سوالات کے جوابات نہیں آتے وہ automatically pending ہو جاتے ہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر2، رائے فاروق عمر خان صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے کہ اس کو منگل تک pending کیا جائے تو یہ تحریک استحقاق منگل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر6، محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر7، چودھری شفیق احمد گجر صاحب کی ہے یہ آج تک کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا معززرکن اسمبلی
کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس حوالے سے آج میں نے متعلقہ آفیسر کو بلایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آج moverاور اس آفیسر کو بٹھا کر اس معاملے کو resolve کر دیا جائے گا۔اس تحریک کو آپ بدھ تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ ان کی میٹنگ کروادیں۔ میرا خیال ہے کہ گجر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔اگر وہ آج موجود نہیں ہیں تو آپ Monday کو ان کی میٹنگ کروادیں تو یہ تحریک استحقاق بدھ تک pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! تحاریک استحقاق کمیٹی کو refer تو ہو رہی ہیں لیکن ابھی تک ہماری اسمبلی کی استحقاق کمیٹی operational نہیں ہو سکی تو اس کے لئے بھی مہربانی کر کے کوئی حکم صادر فرمادیں کیونکہ جو تحاریک اگست ستمبر کی جمع ہیں ان پر بھی ابھی تک کوئی action نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں یہ ہے کہ کمیٹی تو بن چکی ہے البتہ اس کے چیئرمین کا انتخاب ہونا باقی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ جلدی ہو جائے گا۔لاء منسٹر صاحب!اس بارے میں کوئی یقین دہانی کروا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کمیٹی تو بن چکی ہے اب اس کے چیئرمین کا انتخاب ہونا ہے جو کہ اس اجلاس کے فوراً بعد کمیٹی کا اجلاس بلا کر کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ نے سنا نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس اجلاس کے فوری بعد استحقاق کمیٹی کے چیئرمین کا انتخاب کر لیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اگلی تحریک استحقاق نمبر8، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب کی طرف سے ہے۔جی، راناصاحب!

حکومت اور پرائیویٹ کنسٹرکشن کمپنی کے معاہدہB.O.T کے تحت اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک پرائیویٹ کنسٹرکشن کمپنی کے ساتھ غالباً 2003 میں معاہدہ کیا، جو B.O.T(Built Operate and Transfer) کی بنیاد پر فیصل آباد سے لاہور سڑک کی تعمیر کے متعلق ہے۔ اس معاہدہ میں ایک شق شامل کی گئی ہے جس کے مطابق پنجاب گورنمنٹ اس معاہدہ کے متعلق قانون سازی نہیں کر سکتی۔ میری دانست میں یہ مجوزہ قوانین اور پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی ہے اور اس شق کے ذریعے سے صوبہ کے تمام منتخب نمائندگان کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے جس کی بنا پر پنجاب اسمبلی کے ممبران کے ہاتھ باندھ کر تضحیک کی گئی ہے اور جس مقصد کے لئے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے اس مقصد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ اس طرح سے ہے کہ معزز ممبر رانا عبدالرحمٰن صاحب دراصل اس بات کو confuse کر رہے ہیں کہ شاید اس معاہدے کی رو سے اس معزز ہاؤس کو legislate کرنے سے روکا گیا ہے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ اس معزز ہاؤس کا استحقاق ہے اور جس area میں قانون سازی کرنے کا اس معزز ہاؤس کو استحقاق ہے اس کے بارے میں اگر ایسا کوئی معاہدہ یا قانون ہو تو آئین کی رُو سے اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ دراصل اس میں معاملہ یہ ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے حکومت پنجاب نے یہ undertake کیا ہے کہ ہم آپ کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کریں گے یا کوئی administrative action نہیں لیں گے۔ دراصل اس میں ہوتا یہ ہے کہ اگر کوئی foreign companies بہت بڑا سرمایہ لے کر آتی ہیں جو کہ کروڑوں، اربوں میں ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ جناب ہم یہ منصوبہ بنائیں گے اور اس کے بعد اس منصوبے کی آمدن سے ہم اپنے پیسے وصول کریں گے، گورنمنٹ اس وقت انھیں کچھ نہیں دے رہی

ہوتی تو پھر آخر انھیں ایک sort of guarantee تو دینا پڑتی ہے۔اگر آپ ان سے یہ کہیں کہ ٹھیک ہے آپ اتنے ارب روپے invest کر دیں اور اس کے بعد اگلے دن آپ اس معاہدے کو violate کر دیں تو پھر اس طرح سے کوئی بھی کمپنی آگے نہیں آئے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ تھوڑا سا حساس ہے۔اس کو آپ کم از کم ایک ہفتے کے لئے pending فرما دیں۔اس agreement کو بھی ہم منگوا لیتے ہیں اور متعلقہ محکمے کے سیکرٹری کو بھی بلا لیتے ہیں اور ساتھ معزز رکن کو بٹھا کر اس کو پوری طرح سے دیکھ لیتے ہیں کہ ہم اس میں کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس کی وجہ سے ایسی کمپنیاں جو foreign investment کر کے گورنمنٹ کا ہاتھ بٹانا چاہتی ہیں اور ایسے منصوبے مکمل کرنا چاہتی ہیں جس میں سارا سرمایہ بھی ان کا ہو گا اور اپنا پیسا بھی وہ ان منصوبوں کی آمدن سے وصول کریں گی اس کے بعد وہ منصوبے بھی گورنمنٹ کو transfer کر دیں گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک حساس مسئلہ ہے اس پر تھوڑا سا غور و فکر کر لیتے ہیں۔ اول تو میں سمجھتا ہوں کہ محرک کی satisfaction ہو جائے گی ورنہ یہ معاملہ دوبارہ House میں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: گزارش ہے کہ جو کچھ وزیر قانون نے کہا سر آنکھوں پر لیکن ابھی میں نے اپنی short statement ہی نہیں دی اور اس کی وضاحت ہی نہیں کی، اس سے پہلے وزیر قانون نے اپنا جواب دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: طریق کار تو یہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ وزیر قانون نے کہا ہے یہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے لیکن جو concession agreement ہے، جس کتاب کو اس agreement کے مطابق مقدس قرار دیا گیا ہے، جس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے بھی مجھے ایک سال لگ گیا کہ میں کتاب کو دیکھ سکوں، پڑھ سکوں۔اس کتاب سے ہی میں اقتباس پیش کرنا چاہوں گا۔section 5.2.1of the concession agreement، اس کو میں انگریزی میں پڑھنا چاہوں گا کیونکہ یہ agreement انگریزی میں ہے.

> "Subject to the terms of this agreement, the Government of Punjab undertakes during the tenure of this agreement, it will not take any action

administrative or legislative in nature that they have the consequence of suspending or changing or terminating the terms of this agreement to the detriment of the private company."

جناب والا! گورنمنٹ آف پنجاب تو کوئی legislation نہیں کرتی۔ گورنمنٹ آف پنجاب اگر کوئی legislation کرتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ specific line دوبارہ پڑھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ساری پڑھوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جو ہے کہ..... Government of Punjab can not۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس میں لکھا ہے کہ:

The Government of Punjab undertakes during the tenure of this agreement, it will not take any action administrative or legislative in nature.

جناب والا! یہ فقرہ ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کا نام لکھ دیا گیا ہے، گورنمنٹ آف پنجاب نے اس اسمبلی کے through legislation کرنی ہے۔اگر اس طرح ایک پرائیویٹ کمپنی کو اجازت دے دی جائے اور جو بھی اس وقت کی حکومت تھی اس کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ legislation نہیں کرے گی تو پھر اس طرح ہر معاہدے میں یہ شق آ جائے گی کہ آپ اس پر قانون سازی نہیں کر سکتے۔ پھر اس House کا، ان لوگوں کا جو یہاں پر ممبران منتخب ہو کر آئے ہیں اور ان کا یہ حق کہ وہ legislation کر سکتے ہیں وہ کیسے محفوظ ہو سکتا ہے۔ پھر اس agreement کے اوپر دستخط کن ہستیوں کے ہیں، وہ بھی ایک دیکھنے والی چیز ہے۔وہ دستخط جس نے agreement accept کیا وہ اس وقت 2003 میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات تھے اور اس وقت کے ایک سینئر بیوروکریٹ تھے۔ دوسرے جو دستخط کروانے والے ہیں، میں تو یہ بھی نہیں مانتا کہ یہ agreement کی terms ہیں بلکہ یہ ایک dictation کی term ہے کیونکہ دوسری جانب میجر جنرل شاہد نیاز جو اس وقت وردی کے اندر تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس agreement کی spirit کیا ہے۔ نہ ہی اس کے اندر foreign investment جیسا کہ وزیر قانون نے کہا foreign

currency یا foreign investment کی involvement ہے۔یہ ایک پرائیویٹ پاکستانی کمپنی ہے،F.W.O جو کہ ایک سرکاری ادارہ ہے اس کے 65 فیصد shares ہیں، اس کے اندر کوئی ایسی شرط نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ اس پر مزید غور کیا جائے۔یہ پاکستان کے آئین کی متصادم کلاز ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا آج آپ اس پر یہ رولنگ دیں کہ اس agreement کو null and vide قرار دیا جائے۔یہ agreement اس وقت agreement ہی نہیں رہتا جس کے اندر یہ کلاز ہو۔جو بھی چیز آئین کے خلاف ہو، جو بھی چیز اس اسمبلی کے استحقاق کے خلاف ہو وہ اس میں شامل ہو سکے۔آج مجھے یہ پتا نہیں کہ 2003 سے لے کر آج تک یہ agreement کس طرح سے operation کے اندر ہے اور صرف یہی نہیں اس agreement کی وجہ سے آج بھی ہزاروں لاکھوں لوگ اس سڑک پر لوٹے جا رہے ہیں۔میں پچھلے ایک سال سے یہ آواز بلند کر رہا ہوں کہ ہماری مدد کیجئے۔اس سڑک پر لاکھوں گاڑیاں چلتی ہیں جس سڑک کے متعلق یہ agreement ہے آج بھی وہ overcharging کر رہے ہیں۔ ان کو یہ بھی پتا چل چکا ہے کہ یہ مسئلہ پچھلی دفعہ بھی اسمبلی میں آیا تھا اور رانا ثناء اللہ خان کی معرفت آیا تھا۔انہوں نے اس کے اوپر تقریر کی تھی، ان کو اس بات کا بھی پتا ہے کہ پچھلے ایک سال سے اسمبلی کے ممبران چیخ و پکار کر رہے ہیں اور یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے پاس پہلے سے موجود ہے لیکن اس پر ابھی تک کوئی عمل نہیں ہوا۔اس مسئلے کو pending کرنے سے، استحقاق کمیٹی میں پیش نہ کرنے سے ان لوگوں کی مزید حوصلہ افزائی ہو گی۔اصل میں ان کی سوچ کو دیکھنے والی بات ہے اس میں صرف ایک ہی clause نہیں ہے، جب یہ کتاب بر سر عام آئے گی تو آپ کو پتا چلے گا کہ کتنی clauses against public interest ہیں اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر اس تحریک کو ایک تو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے دوسری بات یہ ہے کہ priority پر استحقاق کمیٹی بنائی جائے اور اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ایک تو ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ کی تقریر ان کو مہنگی پڑ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جب ایک تحریک استحقاق self explanatory ہو، اس میں پوری بات کی وضاحت ہو تو اس کے لئے short statement دینا کوئی ضروری نہیں ہوتا۔اس تحریک میں انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کے بعد ویسے short statement کی ضرورت نہیں تھی۔بہر حال انہوں نے اپنی بات کو تھوڑا سا اور تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔

آپ دیکھیں کہ پورا معزز ایوان یہاں پر تشریف فرما ہے۔اس میں دو چیزیں ہیں یعنی ایک ایسا معاہدہ کرنا جو کہ عوام کے مفادات کے خلاف ہو ایسی شرائط کو تسلیم کرنا جو عوام کے مفادات کے خلاف ہوں یہ تو اپنی جگہ پر ایک علیٰحدہ بات ہے اور جن لوگوں نے ایسا کیا، جن لوگوں نے کوئی ایسی شرائط رکھیں ان لوگوں نے میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی کی اپنے office سے بھی اور اس معاہدے کی رو سے پنجاب کے عوام سے بھی لیکن جو بنیادی بات ہے وہ یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ کمپنی، کوئی غیر ملکی کمپنی ہے یا پاکستان made کمپنی ہو ،آپ اس سے یہ کہیں کہ آپ ایک ارب روپے اپنے پاس سے invest کریں۔اس کے بعد کہیں کہ اس منصوبے سے ہی آپ نے اپنا ایک ارب روپیہ واپس لینا ہے اور اس منصوبے کو گورنمنٹ کو واپس transfer بھی کرنا ہے۔پھر بھی اگر آپ اس کو یہ گارنٹی نہ دیں کہ جو معاہدہ ہم آپ سے کر رہے ہیں جب تک آپ کے پیسے پورے نہیں ہوں گے ہم اس معاہدے کی پابندی کریں گے یہ تو ایک اخلاقی بات ہے،قانونی بات ہے۔اگر یہ بھی آپ نہ کریں اور اس کے بعد آپ اسے دھوکہ دیں پہلے آپ اس سے ایک ارب روپے invest کروالیں اس کے بعد تیسرے مہینے کوئی نیا رول بنالیں اور قانون سازی کر کے اس معاہدے کو altogether change کر دیں تو اس طرح سے وہ investment جس کو ہم چاہتے ہیں جو کہ اس صوبے کے مفاد میں ہے۔ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم اپنے وسائل سے اس صوبے کو development کی اس سطح پر لے جائیں جہاں پر ہم لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں foreign companies سے foreign investment اور جو ملکی کمپنیاں ہیں ان سے بھی investment کی ضرورت ہے اس لئے ان کو کوئی ایسا طریق کار دینا لازمی ہے کہ وہ اپنی investment کو محفوظ سمجھیں۔اب اس سے ایک طرف تاثر یہ جائے گا جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ان کو حوصلہ ملے گا دوسری طرف تاثر یہ بھی جائے گا کہ اس قسم کے جتنے بھی منصوبے ہیں وہ سارے کے سارے متاثر ہوں گے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر معزز ممبر کا اور اس House کا بعض چیزوں پر concern ہے، مثال کے طور پر اگر انہوں نے toll plaza زیادہ بنائے ہیں یا وہ عوام سے پیسے زیادہ وصول کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں کمپنی سے بھی بات کر لی جائے اور گورنمنٹ کا نمائندہ بھی بیچ میں بیٹھے، یہ بھی بیٹھیں اور ہم اس کا کوئی solution نکال لیں۔ بجائے اس کے کہ ہم ان کو اس طرف لے کر جائیں کہ آپ نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے یا قانونی کی خلاف ورزی کی ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے یہ معاہدہ اب ہو چکا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے ہی اس معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ اس کی پابندی اب پنجاب حکومت پر

لازمی ہے۔ اس قسم کے معاہدے ہونے چاہیئں، نہیں ہونے چاہیئں، یہ اب بیٹھ کر decide ہو جائے گا لیکن جو کچھ اب 2003 میں کر چکے ہیں اس کو اگر آپ violate کریں گے تو پھر ہائی کورٹس موجود ہیں، سپریم کورٹ بھی موجود ہے اس لئے اس کی پابندی تو کرنی پڑے گی لیکن یہ ہے کہ اس معاملے کو دیکھنے سے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے بھی ان کی بات کو reject نہیں کیا بلکہ میں نے ان کی بات کو accept کیا ہے کہ اس معاملے کو بیٹھ کر resolve کر لیتے ہیں، privilege committee میں بھی یہی ہونا ہے۔ یہ بات جو privilege committee میں تین ماہ بعد جا کر ہو گی میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آج سے تین دن بعد ہم بیٹھ جاتے ہیں اور اس معاملے کا کوئی حل نکال لیتے ہیں۔ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ میں نے تو ان کی بات کو priority دی ہے نہ کہ میں نے ان کی بات کو delay کرنے کی بات کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ انہوں نے اس clause کی ایک line پڑھی ہے جس کے اندر right of legislation کی بات ہے، مطلب آپ اس اسمبلی سے right of legislation لے رہے ہیں جو کسی طرح بھی binding نہیں ہو سکتی اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈکٹیٹر شپ کی بدترین سے بدترین صورت میں بھی اس طرح نہیں ہوتا ہے اور ہم جب supremacy of parliament کی بات کرتے ہیں تو frankly میں خود بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے agreements کرنا اور ان پر عملدرآمد کرنا اس پارلیمنٹ کی تضحیک ہے۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے یہ بڑا sensitive and grave issue ہے اس کے اوپر آپ بالکل انہیں ملیں کیونکہ ابھی آپ اپنی ایک تحریک استحقاق سے جو ایک point سامنے لے کر آئے ہیں اس پر ان سب کو بلا کر پورا agreement منگوا لیں گے اور next week میں جب اسمبلی کی next sitting ہو گی اس کے اندر وہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کریں گے اور اگر اس طرح کی کوئی چیز ہوئی تو پھر اس ہاؤس کا جو استحقاق بنتا ہے وہ بالکل استعمال ہو گا اور اس کے اوپر ہم انشاء اللہ تعالیٰ implementation بھی کروائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ اس کو اس طرح سے interpret کیا جا رہا ہے کہ یہ ہاؤس legislate نہیں کر سکتا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس ہاؤس کے legislate کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ یہاں پر private member bill کے ذریعے legislation ہو سکتی ہے، یہاں پر کوئی ممبر اس معاہدے میں کی ہوئی کسی بھی بات

کو null and void قرار دینے کے لئے اپنی طرف سے بل لا سکتا ہے۔اس میں صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ آف دی پنجاب جو اس معاہدے کی ایک پارٹی ہے وہ پارٹی بیٹھ کر طے کر کے دوسری پارٹی سے investment کروا کر وہ پارٹی back نہیں ہو سکتی۔یہاں پر گورنمنٹ آف پنجاب کی بات ہے، گورنمنٹ آف پنجاب under take کر رہی ہے کیونکہ گورنمنٹ آف پنجاب اس معاہدے کی ایک پارٹی ہے۔اب اگر یہ نہیں ہو گا تو پھر ہمیں ایک شق یہ ڈالنی پڑے گی یا آئندہ یہ ڈالی جائے گی کہ اگر گورنمنٹ آف پنجاب کسی level پر یا کسی وقت اس معاہدے کو terminate کر سکتی ہے، اس معاہدے کے خلاف کوئی قانون سازی کر سکتی ہے لیکن جب کرے گی تو پھر اس کو compensate کرے گی۔ بات یہ ہے کہ اگر ایک ارب روپے کا ایک منصوبہ ہے اور اس میں انہوں نے ایک سال میں 10 کروڑ روپیہ حاصل کیا ہے تو پھر 90 کروڑ گورنمنٹ کو دینے پڑیں گے یعنی یہ بالکل ایک transparent بات ہے کہ آپ نے جب کسی پارٹی سے investment لینی ہے تو پھر آپ نے اس کی investment کی گارنٹی تو دینی ہے لیکن اس شق سے یہ inference کرنا کہ اس ہاؤس کو legislate کرنے کا اختیار ختم کر دیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ وہ آپ کے پاس آ جاتے ہیں، آپ متعلقہ کمپنی کو بلا کر پورا agreement منگوا لیں اور بیٹھ کر in depth دیکھ لیں اور اس کے بعد ہاؤس کے سامنے جو بات آتی ہے تو پھر اس کے حوالے سے اس پر ضرور کارروائی کی جانی چاہئے۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں چند وضاحتیں ضروری ہیں۔لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ چونکہ یہ معاہدہ ہو چکا ہے اس لئے ہمیں اسے follow کرنا پڑے گا اور آئندہ کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ ایسا معاہدہ نہ ہو۔ قتل بھی ہو جاتا ہے وہ تو ہو چکا ہوتا ہے پھر اس کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟ اس لئے یہ بات کہہ دینا کہ یہ معاہدہ ہو گیا ہے اس لئے ہم اس کو touch نہیں کر سکتے، یہ بات نہیں ہے۔

انہوں نے دوسری بات کی کہ ہم نے پارٹی کا پیسا لگوایا ہے اور اگر ایک ارب روپے لگوا کے اور انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ اگر ہم دھوکہ دہی سے۔۔۔ تو جب legislation کی بات آئے گی تو legislation ایک آدمی نہیں کرتا، legislation یہ 371 ممبران کرتے ہیں، یہ سارے بے وقوف یا پاگل نہیں ہو جائیں گے یا وہ کسی پرائیویٹ پارٹی سے دھوکہ دہی کی بات نہیں کریں گے

جب تک وہ معاہدہ پبلک کے interest کے اندر ہے، جب تک وہ معاہدہ user کے interest کے اندر ہے۔ دوسری چیز، پنجاب کے اندر build operate and transfer کا پراجیکٹ نہیں چل رہا، پچھلے 10 سال کے اندر صرف ایک پراجیکٹ چلا ہے اور اس کے اندر بھی اس وقت کی گورنمنٹ آف پنجاب نے جب یہ معاہدہ کیا تھا یا یہ build operate transfer کا سسٹم رائج کیا تھا تو اس کے متعلق کیا کوئی قانون سازی ہوئی، کیا contract act موجود ہے؟ اگر اس کو contract act سے باہر لے کر جاتے ہیں تو پھر B.O.T کی base کے اوپر نئی قانون سازی ہونی چاہئے تھی، بغیر کسی قانون کے یہ معاہدہ کیا گیا اس کو کسی قانون کی coverage حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ contract act کے تحت آتا ہے اور نہ ہی B.O.T کے تحت کوئی سپیشل قانون بنایا گیا ہے جبکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اگر development کے اندر یہ سسٹم رائج کرنا تھا تو پہلے B.O.T basis کے اوپر قانون سازی کی جاتی کیونکہ contract act کے اندر صاف دیا گیا ہے کہ کوئی بھی معاہدہ پبلک کے مفاد کے خلاف نہیں کیا جا سکتا۔ پبلک کا مفاد تو ایک طرف چھوڑ دیجئے وہ تو میں ایک سال سے پیچھا کر رہا ہوں اور ایک سال سے اس علاقے کے پانچ ممبران directly متاثر ہیں اور جن لوگوں نے ہمیں ووٹ دیا وہ بھی متاثر ہیں۔ آج تک کوئی بات نہیں سنی گئی۔ مجھے بتا دیجئے کہ پنجاب کے کسی حصے میں 114 کلومیٹر کا سفر کر کے ایک کار 100 روپیہ اور ٹرک 900 روپیہ ایک سائیڈ کا ٹیکس دیتا ہے تو کہیں پر مجھے یہ ریٹ بتا دیا جائے کیا اس ٹول ٹیکس کی وجہ سے مہنگائی نہیں بڑھی؟ کیا وہی پیسا عوام کو اپنی جیب سے نہیں دینا پڑ رہا؟ وزیر موصوف نے کہا کہ ایک ارب روپیہ خرچ ہوا ہے میرے حساب کتاب سے یہ پراجیکٹ 4.5۔ارب روپے سے تیار ہوا جبکہ اس کی actual cost 2۔ارب روپے تھی اور اس کمپنی نے 25 سال کے بعد 82۔ارب روپیہ لوگوں سے وصول کرنا ہے، کہاں کا یہ کاروبار ہے کہ 2۔ارب روپیہ لگا کر 82۔ارب کا منافع حاصل کیا جائے اور دوسری بات یہ کہ کسی پارٹی کا پیسا نہیں ہے اس پاکستان کے اندر F.W کون سی پرائیویٹ پارٹی ہے۔ F.W کے پاس پیسا حکومت پاکستان کا ہے اور اس کے اندر اس کے 65 percent shares ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کو پرائیویٹ پیسا ظاہر کیا جائے۔ اسی کے متعلق جب C&W نے میرے سوال کا غلط جواب دیا تو اس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہوئی ہے کہ F.W کا پیسا private money نہیں ہے۔ عجیب بات ہے کہ گورنمنٹ ہی پیسا خرچ کرے اور گورنمنٹ ہی 2۔ارب سے اٹھا کر 82۔ارب روپیہ پبلک سے وصول کرے تو اس کے لئے میری

گزارش یہ ہوگی کہ آپ جو فیصلہ کریں میں تسلیم کرتا ہوں لیکن اگر تحریک استحقاق پر directly پیش کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی اور اگر آپ چاہیں تو اس پر ہاؤس میں voting کروالی جائے یا directly تحریک استحقاق جانی چاہئے یا نہیں کیونکہ یہ discussions سیکرٹری C&W کے ساتھ پچھلے ایک سال سے ہو رہی ہیں۔اس علاقے کے ہم 5ایم پی اے کئی دفعہ ان کے پاس گئے ہیں لیکن ان کے کان پر کوئی جوں تک نہیں رینگتی اور ایک سال کی کوشش کے بعد یہ کتاب ملی ہے تو میرا خیال ہے باقی 4سال ہمیں اسی طرح تقریریں کرتے گزر جائیں گے اور 5سال کے بعد لوگ ہمارے گریبان پکڑیں گے کہ آپ ہمیں ایک ٹول ٹیکس تو معاف نہیں کرا سکے،آپ ٹول ٹیکس کے ریٹ تو کم نہیں کرا سکے کیونکہ جہاں پر بھی ٹول ٹیکس لگا ہے وہ 5روپے ہیں یا زیادہ سے زیادہ 10روپے ہیں وہاں پر 5ٹول پلازے ہیں اور وہاں پر ایک وقت کے اندر ایک کار 85روپے ادا کر رہی ہے، یہ کہاں کا ریٹ ہے؟اس کے بعد پھر high speed road بنائی گئی اس لئے کہ وقت بچے گا، 114کلو میٹر کے اندر 5ٹول پلازوں پر میرا ہر روز آنے جانے پر آدھے سے پونا گھنٹہ ضائع ہوتا ہے کیونکہ وہاں پر لمبی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔پھر بھی ہم ان کے لئے اتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں۔یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر کیا وجہ ہے؟وہ وردی والے ہیں شاید اس لئے ہم ڈرتے ہیں،اس لئے ہماری supremacy ختم ہو چکی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا اس وقت کی حکومت بھی اب ان وردی والوں کے ساتھ چلنا چاہتی ہے اور ہم ایک طرف یہ condemn کرتے ہیں کہ ان کا یہ کوئی کام نہیں ہے کہ وہ اپنا دفاع چھوڑ کر سڑکوں کی construction کا کام کرنا شروع کریں اور دوسری طرف ہم انہیں concession دینے کے لئے تیار ہیں تو اس کے بعد میں یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کیونکہ یہ تحریک استحقاق میری ذات کے متعلق نہیں ہے، یہ تحریک استحقاق پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی عوام کی طرف سے ہے جو اس سڑک کو استعمال کرتے ہیں۔بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ پانچ ممبران اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے فیصل آباد، جھنگ، بھکر اور جو لوگ بھی ادھر سے آتے ہیں ان کا مسئلہ ہے۔یہ آدھے پنجاب کا مسئلہ ہے۔میجر صاحب نے جس issue کی نشاندہی کی ہے یہ بڑا sensitive issue ہے۔جب یہ بنایا گیا تو اس میں کروڑوں روپے کا گھپلا ہوا اور اب وہ پارٹی یہاں سے کروڑوں

روپے کا منافع بھی کمار ہی ہے۔ راناصاحب نے جس طرح کہا ہے تو میں میجر صاحب سے سو فیصد اس پر متفق ہوں لیکن اگر اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ جلد نتائج نہیں آئیں گے۔ آپ اس کو pending رکھیں۔ اگر راناصاحب، میں، میجر صاحب اور ایک دو آدمی مل بیٹھ کر اس کو حل نہ کر سکے تو پھر اس کو استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں گے کیونکہ یہ فوری notice لینے والا issue ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہم خود بیٹھ کر اس پر فیصلہ کریں اور اس میں قانون کو بھی دیکھ لیں اور تمام چیزیں بھی دیکھ لیں۔ اگر اس فیصلے پر میجر صاحب یا ہم نے سمجھا کہ لوگوں کو صحیح فائدہ نہیں پہنچ رہا تو پھر ہم اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دراصل میجر صاحب نے جو تقریر تیار کی ہوئی تھی وہ انھوں نے ساری کی ساری کرنی تھی۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ جو بات وہ کر رہے ہیں ہم اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ جہاں تک یہ بات کرتے ہیں کہ وردی والوں سے ڈر گئے ہیں تو وردی والوں کا ہم ہر طرح مقابلہ کرتے رہے ہیں اور میجر صاحب کو خود پتا ہے کہ یہ کیا کرتے رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی تقریر کریں لیکن اس میں اس قسم کے حصوں کو شامل نہ کریں۔ وردی والوں سے کون ڈرتا رہا ہے اور کون ان کے ساتھ رہا ہے، یہ سب کو پتا ہے، یہ حقائق کی باتیں ہیں۔ اس وقت بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ بالکل ہے اور جس طرح سینئر وزیر صاحب نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے یہ معاہدہ کیا ہے اگر وہ لوگ سزا کے مستحق پائے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت اس میں ایک فیصد بھی agitate نہیں کرے گی۔ اس معاملے کو یہ چاہتے ہیں کہ چھ مہینے چلتا رہے اور رپورٹا رپورٹی ہوتی رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کا جو ابتدائی حل ہے وہ ہم ایک ہفتے میں کر دیں تاکہ وہاں سے جو لوگ گزرتے ہیں ان کو کم از کم کوئی نہ کوئی ریلیف تو مل سکے۔ مثال کے طور پر انھوں نے کہا ہے کہ وہاں ٹول پلازوں پر لائنیں لگتی ہیں، انھوں نے کہا کہ وہاں ٹول پلازوں کا ریٹ بڑھا رہے ہیں۔ اگر ہم وہ معاہدہ دیکھیں اور مثال کے طور پر اس معاہدے میں ایک specific rate ہے کہ جب یہ سڑک مکمل ہو جائے گی تو وہ کمپنی کار سے 10 روپے لے سکتی ہے، ٹرک سے 20 روپے لے سکتی ہے اور بس سے 30 روپے لے سکتی ہے لیکن وہ کار سے 100 روپے لے رہے ہوں اور ٹرک سے جیسے انھوں نے کہا ہے کہ 900 روپے لے رہے ہوں تو کیا اس بات کو فوری طور پر روکا جانا مناسب ہے یا اس بات کو لمبے عرصے کے لئے پڑا رہنے دیں؟ میں یہ چاہتا

ہوں کہ اس میں میجر صاحب بیٹھیں، سینئر وزیر بیٹھیں، وزیر خوراک بیٹھیں اور باقی آدمیوں کو شامل کر کے اس میں معاہدے کو آگے پیچھے کئے بغیر جو ابتدائی ریلیف اور بہتری ہم موقع پر کر سکتے ہیں۔ اس کو ہم اب کر دیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ معاہدے کے خلاف ہم کیا action لے سکتے ہیں، کیا legislate کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے؟ یہ تو بعد کی بات ہے۔ اب ہم legislation میں پڑے ہوئے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے لیکن لوگوں کو جو تکلیف ہو رہی ہے، جو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں روزانہ آتے ہیں ان کے لئے کم از کم کچھ تدارک کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اگر ہم حل کر دیں تو اس میں کوئی مضائقے والی بات نہیں ہے۔ باقی جو تقریر وہ تیار کر کے لائے تھے وہ بھی انھوں نے ساری کر لی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ معاملہ اسی طرح سے resolve ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سلیکٹ کمیٹی نے چھ مہینے اس پر debate کی ہے۔ یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے۔ اس معاہدے کے اندر اس طرح کی clauses موجود ہیں کہ یہ معاہدہ عدالت میں بھی نہیں لے جایا جا سکتا۔ انھوں نے معاہدے کی کاپی کمیٹی کو دینے سے انکار کیا اور ہمارے اصرار پر law ministry کے through اجازت لے کر ہماری اسمبلی کو معاہدے کی کاپی دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کو بلا کر اس ادارے کے ساتھ discussion کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اس معاہدے میں کیا غلطیاں کی گئیں۔ پہلے ہم اپنے گھر کو درست کریں۔ اگر حکومت پنجاب نے ایک bad contract کیا ہے تو آج ہماری ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس contract کو study کرے کہ اس کے اندر جو bad clauses ہیں جن پر ہم نے دستخط کئے ہیں ان سے ہم نے کیسے جان چھڑانی ہے؟ اس کمپنی کا بریگیڈیر آئے گا تو وہ آپ کو کاپی بھی نہیں دے گا، وہ آپ کو کوئی ریلیف نہیں دے گا، وہ کہے گا کہ اس contract کے اندر یہ ساری چیزیں موجود ہیں اور اس کے مطابق میں نے چلنا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ اس bad contract میں ہماری یعنی حکومت پنجاب کی کیا غلطیاں ہیں؟ اب چونکہ contract ہو چکا ہے۔ اس کے اندر یہ بھی شرط لکھی گئی ہے کہ ہم عدالت میں بھی نہیں جا سکتے، اس کی کاپی کسی کو دکھائی بھی نہیں جا سکتی، یہ خفیہ contract ہے جبکہ کوئی بھی contract جو public money پر based ہو تو وہ خفیہ ہو سکتا ہے اور نہ اسے عدالت میں جانے سے روکا جا سکتا ہے۔ میں میجر صاحب کی تائید کروں گا

تاکہ اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور ہم اپنی sideکے defectکو studyکریں، تیاری کریں اور پھر اس کمپنی کو faceکریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! سلیکٹ کمیٹی نے آج تک کیا کیا ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سلیکٹ کمیٹی نے یہ کیا ہے کہ اس contractکی دو شقیں تھیں۔ اس کی ایک constructionکی siteتھی کہ اس میں چونکہ irregularities engineering تھیں ہم نے وہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کی انجینئرنگ ٹیم بھیجی ہیں کہ ایک مہینے کے اندر رپورٹ دیں تاکہ contractکے اندر جو engineering deficienciesہیں ان کی نشاندہی کی جائے اور responsibility fixکی جائے۔

جناب سپیکر! contractکا دوسرا operationalپہلو تھا جس کے اندر وہ ہر سال tollبڑھا دیتے ہیں اور اس سڑک کی maintenanceکی ذمہ داریاں اس کمپنی کے ذمہ ہیں لیکن وہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اس سڑک کی maintenance and repairنہیں کی جا رہی۔ ہم نے وہ بھی C.M.I.Tکو referکیا کہ اس کی انجینئرنگ ٹیم اور ٹیکنیکل ٹیم اس کو studyکرے کہ اس کی operational siteمیں انھوں نے کون کون سی شرائط پوری کرنی تھیں لیکن پوری نہیں کی گئیں۔ جیسا کہ میجر صاحب نے کہا ہے کہ یہ سڑک تین، چار ارب روپے سے بنی ہے اور انھوں نے ساٹھ، ستر ارب روپے اکٹھا کرنا ہے۔ پہلے پیسے خرچ کر دینا بعد میں وصول کرنا یہ معاملہ نہیں ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ عوام نے پیسے دینے ہیں اور عوام کو bad contractکے throughلوٹا جا رہا ہے۔ اس bad contractپر حکومت پنجاب نے دستخط کئے ہیں۔ ہمارا جو defectہے اسے پہلے ایک کمیٹی studyکرے کہ ہم نے اس کو کیسے faceکرنا ہے کیونکہ ہم عدالت میں جا سکتے ہیں اور نہ ہم وہ عوام کو دکھا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا افضل خان صاحب نے جس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس پر ایک سلیکٹ کمیٹی بنی تھی۔ اس نے اس معاملے کو مکمل studyکیا اور اس کے بعد اس کے دو aspects identifyکرنے کے بعد C.M.I.Tکو بھیجا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم within this weekاسی کی رپورٹ منگواتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جو معاملہ سلیکٹ کمیٹی نے ان کو بھیجا تھا وہ وہاں پر پڑا رہے اور پتا نہیں وہ کب اس کو اٹھائیں گے۔ ہم اس کی بھی رپورٹ

منگواتے ہیں کہ ایک سلیکٹ کمیٹی جو ہاؤس کی کمیٹی تھی اس نے اگر ہاؤس کا اختیار استعمال کرتے ہوئے دو معاملات بھیجے تھے تو آپ نے اس پر کیا کام کیا ہے اور اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟ میرا مقصد یہی ہے کہ اس پر ایک سلیکٹ کمیٹی بنی اور جیسا کہ رانا صاحب فرمارہے ہیں کہ چھ ماہ تک سلیکٹ کمیٹی نے اس پر کام کیا۔چھ ماہ کام کرنے کے بعد دو identify aspects کرکے C.M.I.T کو بھیج دیئے گئے۔اب C.M.I.T اس پر ڈیڑھ سال غور کرے گی اور اس کے بعد رپورٹ آئے گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور کرنے سے اور کمیٹیوں کے سپرد کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ ہاؤس میں اس معاملے کی جو نوعیت ہے اس کو سامنے لایا جائے اور جو difficulty عوام face کر رہے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی حل جلد نکل آئے۔اب جیسا کہ رانا افضل صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم معاہدے کی رو سے یہ بھی نہیں کر سکتے، وہ بھی نہیں کر سکتے تو چلیں کم از کم ہم کمپنی سے negotiation کریں تاکہ لوگ جس مشکل کا شکار ہیں اس میں تو کوئی نہ کوئی کمی لائیں۔جہاں تک رانا افضل خان صاحب اور میجر صاحب نے دو تین مرتبہ اس پنجاب گورنمنٹ کے الفاظ کہے ہیں تو اس پنجاب گورنمنٹ نے یہ معاہدہ بالکل نہیں کیا بلکہ یہ معاہدہ سال2003 میں ہوا ہے اس لئے اس وقت کی پنجاب گورنمنٹ responsible ہے اور اس وقت کے لوگ جنھوں نے اس پر دستخط کئے وہ responsible ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں، ہمارے وزیر قانون ایک اچھے وکیل ہیں۔ میں صرف ایک بات add کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ معاہدہ سال2003 کا ہے تو آپ کے علم میں Pakistan Steel Mill case اور wasting house case ہے جس میں سپریم کورٹ نے یہ hold کیا ہے کہ جہاں public interest ہوگا وہاں ہم interfere کریں گے۔ انھوں نے اس بنیادی نکتے کا فیصلہ کیا ہے۔اب بات یہ ہو رہی ہے اور وزیر قانون صاحب بھی بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔suppose اگر پنجاب گورنمنٹ انھیں کہتی ہے کہ آج کے بعد ہم اس معاہدے پر نہیں چلتے تو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ breach of contract کے تحت damages کے اتنے بڑے suit ہوں گے کہ پنجاب گورنمنٹ سنبھال نہیں سکے گی۔اس کے علاوہ سال2003 کا معاہدہ ہے اس میں دو تین سال سے کافی لوگ مصروف ہیں۔

جناب سپیکر! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ کیا ایک quo warranto writ نہیں ہو سکتی تھی جو aggrieved persons کی طرف سے ہوتی کہ ایک کھوتی ریڑھی والا بندہ بھی

aggrieved ہے اگر وہاں سے اس سے پیسا لیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی طرف سے writ آتی، دونوں پارٹیوں کو بلایا جاتا اور بیٹھ کر یہ فیصلہ ہوتا۔ دو بنیادی کیس ہمارے سامنے ہیں۔ قانون کو آپ سے زیادہ بہتر کون جانتا ہے لیکن پاکستان سٹیل مل کیس جس کے اندر اُس وقت کے چیف جسٹس نے یہ بات کہی تھی کہ یہ public interest کا معاملہ ہے اس لئے میں اس کو cancel کرتا ہوں۔ وہ صرف ایک صحیح فورم ہے۔ لاء منسٹر صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ اس وقت اس حالت میں نہیں ہے۔ اگر یہ breach کرتی ہے تو یہ کل کو damages suit ہو گا اور حشر کر دے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جتنے general power of attorneys کے اندر زیادتی کر کے لکھ دیا جاتا ہے کہ general power of attorneys ناقابل تنسیخ ہے۔ بے شمار case lodge ہیں جن میں کورٹس نے held کیا حتیٰ کہ Privy Council نے held کیا ہے کہ یہ کوئی معاہدہ نہیں ہے اس کو cancel کیا جائے۔ سیدھا راستہ یہی ہے کہ کسی کی طرف سے بھی quo warranto writ ہوتی تو اب تک فیصلہ آ جاتا اور وہ فیصلہ بالکل صحیح ہوتا اگر یہ ثابت کر دیتے کہ اس میں یہ زیادتی ہے۔ واقعی پنجاب حکومت اس میں بے بس ہے اور ہمیں یہ طریقہ اپنانا چاہئے کہ لوگوں کو relief کیسے مل سکتا ہے؟ اس کے لئے پاکستان سٹیل مل کیس سامنے ہے جس کو بنیاد بنا کر move کیا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پہلے نمبر پر یہ کہ شیخ صاحب نے کہا کہ ہمیں عدالت میں چلے جانا چاہئے۔ کاش! میرے پاس اتنا پیسا ہوتا جتنا شیخ صاحب کے پاس ہے تو میں آج سے دس سال پہلے عدالت میں چلا گیا ہوتا۔ دوسرے نمبر پر یہ کہ یہ بھی ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر لوگوں کے دکھوں کا ازالہ کیا جاتا ہے تو پھر کیوں ہم ہر چیز عدالت پر ہی پھینکیں؟ تیسرے نمبر پر یہ کہ لوگ عدالت میں گئے، صوبائی محتسب کے پاس گئے تو ان کی اپیلیں خارج ہو گئیں کیونکہ بریگیڈیر صاحب کا اس میں بیان ہوتا ہے جس کے متعلق ابھی ذکر ہو رہا تھا اور بریگیڈیر کہتا ہے کہ وہ معاہدہ خفیہ ہے محتسب کو نہیں دکھایا جا سکتا اور محتسب صاحب نے اس کو فارغ کر دیا اور آج بھی کیس pending پڑے ہوئے ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کا احترام کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ذاتی طور پر کہا کہ میں نے لکھی ہوئی تقریر کی ہے۔ اس ہاؤس میں لکھی ہوئی تقریر کرنے کا بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ لوگ

کرتے ہیں لیکن میری یہ لکھی ہوئی تقریر نہیں تھی، لکھی ہوئی صرف وہی تھی جتنی میں نے آپ کو پیش کر دی ہے باقی میرے دل اور ضمیر کی آواز تھی۔ جب سے میں نے اس حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی ہے مجھ پر پہلے ہی بہت دباؤ تھا کہ یہ کیا چیز تم اسمبلی کے اندر لے کر کھڑے ہو گئے ہو اس کو ختم کرو۔ یہ بھی ایک طریقے سے دباؤ ہی ہے کہ اس میں فلاں نقص ہے۔ اگر رانا صاحب مجھے حکم کریں تو میں ویسے ہی withdraw کر جاتا ہوں اور آئندہ اس کے متعلق اسمبلی میں کبھی بات نہیں کروں گا۔ میں نے یہ بات بھی نہیں کی کہ اس حکومت نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ میں نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ کہا ہے کہ سال2003 کے اندر یہ وقوعہ ہوا ہے اور بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ اُس وقت کی حکومت نے کیا ہے۔ یہ کہاں سے تاثر لے لیا گیا کہ میں نے یہ کہا ہے کہ موجودہ حکومت کا یہ قصور ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت پنجاب بہت مصیبت میں پڑ جائے گی لیکن میں کہتا ہوں کہ نہیں پڑے گی کیونکہ وہی document یہ کہتا ہے۔ کاش! کسی نے اس کا ایک ایک صفحہ پڑھا ہوتا تو پھر ان کو معلوم ہوتا کہ یہ کیا چیز ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت arbitration کر سکتی ہے۔ آج تک کیا وہاں پر arbitration ہوئی ہے، کیا ان سے بیٹھ کر بات بھی کی گئی ہے؟ میری گزارش ہے کہ کمیٹی ضرور بنائیں اور اس کو time frame دیا جائے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کوئی حرج نہیں کہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس چلی جائے لیکن ایک کمیٹی ہو جو اس agreement کو بھی review کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بات یہ ہے کہ کمیٹی کو بھیجنا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ اتنا grave ہے کہ as a custodian of the House میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس agreement کے ذریعے اس اسمبلی کی writ کو challenge کیا گیا ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے بھی کہا کہ جہاں پر public interest کی بات آتی ہے یا جہاں پر public money کسی کنٹریکٹ میں involve ہو تو وہاں پر بھی وہ secret document نہیں ہو سکتا یہ بھی کورٹ نے finding دی ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی معاہدہ اس اسمبلی کے ہاتھ نہیں باندھ سکتا اور ہم نے اس اسمبلی کے ہاتھ بندھنے بھی نہیں دینے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے میں اس میں اضافہ صرف یہ کر رہا ہوں کہ اس پر already جو Select Committee کام کر رہی تھی، وہ کمیٹی، محرک اور اس کے علاوہ لاء منسٹر صاحب اور سینئر منسٹر صاحب نے جس طرح بات کی ہے۔ علاوہ ازیں اگر اس میں کسی اور ممبر کو بھی شامل کرنا چاہتے

ہیں تو وہ بھی کر لیں۔ان سب کو بلا کر میٹنگ کر لی جائے اور اگلے ہفتے تک اسمبلی کے اندر سب سے پہلے رپورٹ پیش کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگلے آنے والے بدھ کو ہم اس سلسلے میں میٹنگ کر لیتے ہیں اور لوگوں کو جو مسئلہ پیش آ رہا ہے جس کے متعلق میجر صاحب نے زیادہ concern show کیا ہے، ہم اسی دن کوشش کریں گے کہ محکمے اور متعلقہ کمپنی سے negotiate کر کے جہاں تک بھی ہم کمی لا سکتے ہیں، لائیں گے۔ باقی پھر اس معاہدے کا اور کمیٹیوں کا procedure آ جاتا ہے تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میجر صاحب خود اس بات کے گواہ ہیں کہ اس سے پہلے C&W کے سوال پر یہ تحریک استحقاق لائے تھے۔آپ ان سے پوچھیں کہ میں نے اس دن بھی ان سے کہا تھا کہ آپ بیٹھ کر محکمے سے بات کر لیں تاکہ اس کے بعد یہ بات clear ہو تو جب یہ میرے پاس تشریف لائے تو اس کے بعد وہاں پر انہوں نے جو بات کی تو اس وقت محکمے کی prima facie نظر آ رہی تھی کہ ان کا defect ہے تو پھر میں نے اس کو یہاں پر concede کیا تھا اور وہ استحقاق کمیٹی کو refer ہوئی تھی۔ بات یہ ہے کہ یہ معاہدہ موجودہ حکومت نے نہیں کیا اور ہم قطعی طور پر اس کو کسی عدالت میں defend کریں گے اور نہ ہی اس ہاؤس میں لیکن اس کے proper طریق کار کے مطابق چلا جائے تاکہ لوگوں کو جتنا جلد ہو سکے relief لے کر دے سکیں ورنہ پہلے ہی Select Committee نے آٹھ مہینے لگا دیئے ہیں اور اگر سال اور لگ گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے لوگوں کی تکالیف میں اور اضافہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن پانچ ایم پی ایز کا ذکر رانا عبدالرحمٰن صاحب نے کیا ہے کہ ان کا اس روڈ سے concern ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جن کے حلقوں سے وہ روڈ گزرتی ہے یہ ان کا بھی نام دے دیں تاکہ سب کو ہم کمیٹی میں شامل کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ Select Committee جو dissolve ہو چکی تھی اس کے ارکان بھی ساتھ شامل کرنے ہیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! یہ ایک سڑک کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت کے دوران monopolies کی جو تجارتی پالیسی اپنائی گئی ہے جس کے نتیجے میں بڑی بڑی monopolies قائم کی گئیں۔ مختلف شعبہ جات monopolies ہو گئے اور عوام کو اب تکالیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ صوبے کے اندر investment پالیسی سے متعلق یہ معاملہ ہے کہ آئندہ کے لئے جو کنٹریکٹ دیا جائے گا اس کا کیا criteria ہو گا اور یہ اس اسمبلی کو وضع کرنا چاہئے۔ اس پالیسی کو زیر بحث لانے کے لئے آپ kindly ایک ruling دیں کہ صوبے کے اندر investment پالیسی فلاں ہو ورنہ ہم East India Company کے دور میں واپس چلے جائیں گے۔

میری دوسری استدعا یہ ہے کہ ہماری پارلیمنٹ کی جو کمیٹی ہے اس میں sensible لوگوں کو شامل کیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ پارلیمانی کمیٹیوں کے علاوہ بیٹھ کر ان معاملات کو settle کیا جائے، ان کو functional کیا جائے۔ کمیٹی کے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ ایسے معاملات اور issues کو دیکھیں۔ اگر یہ رِیت پڑ گئی تو آئندہ کے لئے پاکستان اور پنجاب کے عوام لوٹ کھسوٹ اور معاشی استحصال کا شکار ہو جائیں گے اس لئے اس نکتے کے تحت میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ صوبے کے اندر جو بھی investment کسی پراجیکٹ کے لئے آئے تو اس کا criteria اور پالیسی پارلیمنٹ میں لا کر discussion کے بعد final کروا کر کسی کمپنی کو کنٹریکٹ دیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تھوڑا سا confusion ہوا ہے اور راناثناء اللہ صاحب اس کو press کر رہے ہیں۔ لوگوں کو جو لوٹا جا رہا ہے یا ان سے overcharge ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو اس کا relief دیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم پہلو ہے اور اس پر غور و خوض کرنا چاہئے۔ میں میجر صاحب کی اس تحریک استحقاق میں جو بات سمجھا ہوں وہ یہ کہ ان کی نظر میں بہت اہم پہلو یہ ہے کہ اس اسمبلی کو قانون سازی سے روکا گیا ہے اور اس کنٹریکٹ کے ذریعے ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ آپ اس پر قانون سازی نہیں کر سکتے۔ ان کا یہ مطمع نظر ہے کہ اس کنٹریکٹ میں قانون سازی کو روکنے سے اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ یہ چاہ رہے ہیں کہ اس ہاؤس کا حق ہے کہ یہ صوبے کے لئے جو بھی بہتر قانون سازی ہو وہ کرے۔ اس میں میجر عبدالرحمٰن صاحب کا پہلو یہ ہے کہ ہمیں کیوں اس میں ڈالا گیا ہے اور اس House کو اتنا کمزور کیوں سمجھا گیا ہے کہ جو اس

House کا بنیادی کام ہے، اس سے ہمیں روکا گیا ہے اس لئے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ عوام کو ریلیف دینے کی بات پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ رانا صاحب! آج کمیٹی بنائیں، ممبروں کو بے شک نہ شامل کریں آپ خود سربراہ بن جائیں اور تین چار سیکرٹری لے لیں اور عوام کو جو تکلیف ہے اس سے ریلیف دلائیں۔ اس پر تو کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی کو بھیجی جانی اس لئے ضروری ہے کہ آیا کسی کنٹریکٹ میں اس طرح کی شق ڈال کر اس House کو پابند کیا جا سکتا ہے آیا یہ آئین کے متصادم نہیں ہے؟ یہ بات thrash out کرنے والی ہے۔ میں یہاں جو بات کافی دیر سے سن رہا تھا، جو confusion ڈالا گیا ہے کہ اگر یہ کمیٹی بن جائے گی تو ان لوگوں کو ریلیف نہیں ملے گا۔ اگر کسی سے کوئی چیز غلط وصول کی جا رہی ہے تو ویسے ہی گورنمنٹ پابند ہے کہ وہ اس کا نوٹس لے۔ اس اسمبلی میں اگر یہ بات بھی ان کے نوٹس میں آئی ہے تو وہ آج ہی اس کا نوٹس لیں اور اس میں کمیٹی بنانے کی یا کسی سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ استحقاق کمیٹی کو اس لئے جانا چاہئے کہ آیا یہ کنٹریکٹ آئین کے متصادم ہے یا نہیں ہے آیا اس طرح کی شق کسی کنٹریکٹ میں شامل کی جا سکتی ہے؟ وہ کمیٹی recommend کرے کہ آئندہ گورنمنٹ جو بھی معاہدہ کرے اس طرح کی شق شامل کرنے سے احتیاط کرے۔

جناب سپیکر! دو مختلف پہلوؤں کو mix کیا جا رہا ہے۔ ریلیف دینے کے لئے تو میں آج ہی رانا صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ آج ہی نوٹس لیں اور کل شام تک ان سے ریکارڈ اور تمام رپورٹ منگوائیں اور اس پر کمیٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کس لئے ہے؟ گورنمنٹ اسی لئے ہے کہ اگر عوام کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو اس کا خود نوٹس لے اور اس پر action لے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جو ہمارا معاملہ ہے اور جو میجر صاحب نے یہاں point out کیا ہے وہ مختلف ہے اور اس کو اس سے mix up نہ کیا جائے۔ وہ total آئین کا اور اس اسمبلی کے استحقاق کا، اس کو علیٰحدہ thrash out کیا جائے۔ اس پر چاہے چھ مہینے لگیں، آٹھ مہینے لگیں اور اس پر چاہے کمیٹی کسی ماہر جو law knowing ہوں گے، ان کو call کر کے ان سے بھی guide line لے سکتی ہے اور کمیٹی کا یہ اختیار ہے۔ یہ میری گزارش ہے کہ آپ اس لحاظ سے نہ ڈریں کہ یہ تو پھر چلا جائے گا اور لیٹ ہو جائے گا اور لوگوں کو ریلیف جو ملنا ہے وہ نہیں ملے گا۔ اس کمیٹی اور اس بات کو چیلنج کرنے سے ریلیف پر کوئی قدغن نہیں لگ گئی کہ گورنمنٹ اس سے نہ پوچھے۔

جناب سپیکر!اس پر ضرور کمیٹی کو thrash out کرنا چاہئے کہ آئندہ اس طرح کی غلطی کوئی نہ کرے۔اگر گورنمنٹ نے کرنی بھی تھی تو یہ لکھ دیتے کہ گورنمنٹ legislation initiate نہیں کرے گی۔انہوں نے کہا کہ legislation نہیں ہو گی۔اس میں ایک بات ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کم از کم اس پر legislation initiate نہیں کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب !آپ نے بالکل صحیح نشاندہی کی ہے اور already میرا بھی concern یہی ہے کہ اس House کا حق لیا ہی نہیں جا سکتا اور اس House کے حق کو impose بھی ہم نے کرنا ہے جو ہمارا قانونی حق ہے تو اس پر پہلے ہی بات ہو چکی ہے اور اسے بدھ تک pending کر دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!نوانی صاحب نے بڑے مدلل طریقے سے پورا case پیش کیا ہے اور آخر میں آکر سارا case ہی زمین پر دھڑام سے گرا دیا ہے۔وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر اس معاہدے میں کرنا ہی تھا تو یہ کرتے کہ گورنمنٹ initiate نہیں کرے گی۔یہی کیا گیا ہے۔آپ اسے پڑھیں۔آپ نے اس معاملے کو دھڑام سے زمین بوس کر دیا ہے۔یہ کیا ہوا ہے کہ گورنمنٹ نہیں کرے گی۔اس House کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: میری گزارش یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 12 کے تحت fundamental rights کے chapter میں legislation کی حد تک civil domain اور civil side پر agreements وغیرہ یہ سارے civil natures کے ہیں۔اس میں پارلیمنٹ پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں ہے،کوئی limitation نہیں ہے۔وہ with writ respect effect ہو سکتے ہیں۔ بے شک آج ہم معاہدہ کریں اور کل اسے تبدیل کریں۔آرٹیکل 12 اس کو bar نہیں کرتا۔ criminal cases میں ہوتا ہے کہ یہ penalties جو ہیں جس دن سے قانون بنتا ہے اس دن سے enforce ہوتی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ بحث جو ہے کہ پارلیمنٹ کوئی بھی قانون جو مناسب سمجھے بنا سکتی ہے اور کوئی بھی agreement پارلیمنٹ کو legislation کرنے سے روک نہیں سکتا اور اگر

کہاہے کہ گورنمنٹ وہ نہیں کرے گی لیکن اگر گورنمنٹ اس کوinitiate نہ کرےاوراگر otherwise ممبرز چاہیں تواس میںlegislation ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کنٹریکٹ ایکٹ میں بالکل ایک different وہ جو آپ بات کر رہے ہیں وہ null & void ہو جاتاہے جس کے اندر وہ اپنے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے سندھو صاحب نے فرمایاہے تو میں آپ کو متعلقہ portion پڑھ دیتاہوں کہ:

Subject to the terms of this agreement, the Government of Punjab undertakes that during the tenure of this agreement. It will not take any action

یہ Government of Punjab۔۔۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اسے پہلے ہی بدھ تک کے لئے pending کر دیا گیاہے۔اب قواعد کی معطلی کی تحریک چودھری عبدالغفور صاحب وزیر جیل خانہ جات، جناب شوکت محمود بسرا پارلیمانی سیکرٹری اور محمد محسن خان لغاری ایم پی اے پی پی۔245 کی طرف سے آئی ہے محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے پر مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے پر مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرا خیال ہے کہ اس کی کوئی بھی مخالفت نہیں کرے گا اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے پر مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس میں بم دھماکہ کی مذمت اور شہداء کے لواحقین سے اظہار ہمدردی

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔جناب سپیکر!

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے کی پر زور الفاظ میں شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ یہ دھماکہ صوبہ پنجاب اور اسلام کے خلاف وطن عزیز کے دشمنوں کی سازش کا شاخسانہ ہے اور یہ ایوان اس دھماکے کی آڑ میں مذہبی ہم آہنگی میں نفرت پیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس دھماکہ میں جاں بحق ہونے والے معصوم شہریوں کے اہلخانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور خدا تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے کی پر زور الفاظ میں شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ یہ دھماکہ صوبہ پنجاب اور اسلام کے خلاف وطن عزیز کے دشمنوں کی سازش کا شاخسانہ ہے اور یہ ایوان اس دھماکے کی آڑ میں مذہبی ہم آہنگی میں نفرت پیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس دھماکہ میں جاں بحق ہونے والے معصوم شہریوں کے اہلخانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور خدا تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کی گئی لیکن اگر کوئی معزز رکن اس سلسلے میں بات کرنا چاہے تو وہ مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس واقعہ کی پُر زور مذمت کرتا ہوں جس طرح ہم نے یہ قرارداد پیش کی ہے لیکن ہمیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس کے پیچھے وجہ کیا ہے، ہمارا failure کہاں پر ہوا ہے؟ محرم کے مہینے میں پنجاب پولیس نے جو حفاظتی اقدامات کئے تھے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور محرم الحرام کا مہینہ امن وامان سے گزر گیا۔ کل رات جس وقت یہ جلوس گزرنا تھا تو ساڑھے تین چار سو لوگوں کا یہ جلوس تھا اور اس کے لئے اس route پر صرف تین سپاہی تعینات تھے۔ یہ ڈیرہ غازی خان کی پولیس کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس پر کمیٹی بنادی گئی ہے جس میں دوست محمد خان کھوسہ، لاء منسٹر، آئی جی اور ہوم منسٹر ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس وقت اس کمیٹی کی جو رپورٹ آئے اور وہ بہت جلد آئے اسے ایوان میں پیش کیا جائے۔ جو لوگ بھی اس کے قصور وار قرار دیئے جائیں ان کو سزا دی جائے تاکہ لوگوں کو یہ احساس ہو کہ ان کی جو ذمہ داری ہے اگر وہ ان کو پورا نہیں کریں گے تو ان کی باز پُرس ہو گی اور سختی سے نمٹا جائے گا۔

جناب والا! یہ ایک incident تو ہو گیا لیکن اس واقعہ کے بعد کی جو mismanagement ہے اور یہ میں کسی political point scoring کی وجہ سے نہیں کر رہا ہوں، جو ضلعی نظام ڈیرہ

غازی خان میں اس وقت معطل ہوا ہے وہاں کسی کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ وہاں جو حالات ہیں، وہاں جو انتظامیہ ہے اس کو کچھ پتا نہیں، کسی کا کوئی اختیار نہیں، کسی کو کوئی پتا نہیں کہ کیا کرنا ہے؟ ہمارا ضلعی ناظم نہیں ہے، کسی کو نہیں پتا وہاں کے افسران کس سے direction لیں، کس کو جواب دیں؟ وہاں پر نظام کی جو failure ہے پنجاب حکومت کا ضلعی نظام کے ساتھ جو interference ہے وہ بھی اس کی ایک وجہ ہے۔ بخدا! میرے کہنے کا مقصد کوئی political point scoring نہیں ہے بلکہ حقائق کو سامنے رکھنا ہے۔ اس پر جو کمیٹی بنی ہے ایسا نہ ہو کہ اس کی رپورٹ چھ مہینے بعد آئے اور بات پرانی ہو جائے اس کی کوئی اہمیت ہی نہ رہے۔ بلکہ اس کی جلد از جلد رپورٹ آئے اور جو لوگ اس کے قصور وار ہیں ان کو سزائیں دی جائیں اور ان کو responsible ٹھہرایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سارے ماحول کے اندر،۔۔ میں راجہ صاحب کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ بے تاب ہو رہے ہیں کوئی درمیان میں سیاسی قسم کی بات لا رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ اپنی بات کریں اور kindly اس مسئلے کو کوئی سیاسی نہ بنائیں یہ بہت اندوہ ناک واقعہ اور اندوہ ناک سانحہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بالکل جناب! یہ حقائق کی بات ہے اگر پولیس نے وہاں پر کوئی سکیورٹی فراہم نہیں کی تو پھر اس کا کوئی دفاع نہیں کر سکتا۔ اگر وہاں پر انتظامیہ حادثے کے بعد معاملات کو handle نہیں کر سکی تو اس کا پھر کوئی دفاع نہیں کیا جا سکتا۔ اس سارے آپریشن میں جو ایک محکمہ جس نے بہت اچھے طریقے سے performance کی ہے وہ ہے 1122 والے نوجوان۔ ڈاکٹر رضوان اور اس کی ٹیم کی وہاں پر جو performance رہی ہے میں نے جن لڑکوں سے فون کر کے پوچھا، میں نے اخباری صحافیوں سے فون کر کے بات کی اور عام لوگوں سے بات کی تو سب لوگوں نے کہا کہ وہ جو نوجوان تھے وہی واحد کام کرنے والے تھے اور وہاں پر لوگوں کو حکومت صرف 1122 ریسکیو کی صورت میں نظر آئی۔ پولیس کے ڈی ایس پی سٹی، وہ اس کے بعد نظر نہیں آئے، ڈی پی او صاحب گھنٹوں کے بعد ہسپتال آئے اور اس وقت لوگ مشتعل تھے۔ اس وقت حکومت وہاں کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ مہربانی کر کے اس سارے failure کے جو لوگ بھی responsible ہیں ان لوگوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح لغاری صاحب نے کہا ہے کہ یہ ایک افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ پہلے محرم پر حکومت نے foolproof انتظام کئے تھے اور بڑی واضح ہدایت دی تھی کہ محرم کے بعد بھی یہ انتظام اسی طرح رہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں ڈی آئی جی بیٹھتے ہیں، ڈی پی او بیٹھتے ہیں، ڈی سی او اور کمشنر ہیں لیکن میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ حکومت نے جو انہیں ہدایت دی تھی اس پر عمل نہیں ہوا اور غفلت ہوئی ہے۔ جس طرح انہوں نے کہا ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کمیٹی کی جو رپورٹ آئے گی اس کو ہاؤس میں بھی پیش کریں گے اور جن لوگوں نے غفلت کی ہے ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ آج جو یہاں ایوان میں issue raise کیا گیا ہے، دہشت گردی ایک ایسی لعنت ہے جس نے پاکستان کی بنیادوں کو ہلا دیا ہے۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں اور ایوان کے معزز ممبران اس بات سے اتفاق کریں گے کہ جب بھی کوئی واقعہ دہشت گردی کا ہوا ہے تو ہماری forces alert ہو جاتی ہیں اور اس area کے اندر دو چار دن تک ان کی activity نظر آتی ہے اس کے بعد حالات پھر روٹین کے مطابق چلنے لگتے ہیں۔ جس طرح ہمارے صوبے اور ملک بھر میں انسداد دہشت گردی کی عدالتیں قائم ہیں ہمیں انسداد دہشت گردی کی force بھی قائم کرنی ہو گی۔ میں ان تفصیلات میں تو نہیں جانا چاہتا کہ دہشت گردی کن معاملات کی وجہ سے ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک بجے تک بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ان تفصیلات میں تو نہیں جانا چاہتا کہ یہ دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے اور اس میں کون لوگ involve ہیں کیونکہ یہ ایک بہت discussion complex ہے۔ اس کے لئے بہت زیادہ وقت چاہئے لیکن میں یہ ضرور چاہوں گا کہ یہاں پر ہمیں دہشت گردی کی روک تھام کے لئے ایک ایسی force تیار کرنی چاہئے جو کہ مستقل اس پر concentrate کرے اور پنجاب میں جو نہتے شہریوں کی جانوں کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے اور یہاں پر writ of the government کو چیلنج کیا جا رہا ہے ہمیں اس writ of the government کو enforce بھی کرنا ہے اور پنجاب کے شہریوں کی جان و مال کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ اس ضمن میں ایک

foolproof system introduce کروانا ہے جو مستقل طور پر پورے سال کے لئے with open eyes اس پر کام کرے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس حادثہ کے ذمہ داران کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور شہداء کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے ہمارے ہاں اس طرح کے واقعات روز بروز ہو رہے ہیں اور یہ صوبہ سرحد سے پنجاب کی طرف بڑھتے آ رہے ہیں۔ جہاں یہ پنجاب حکومت ان معاملات کو بڑے preference سے deal کر رہی ہے جس طرح بتایا گیا کہ اس کو محرم میں بہت اچھے طریقے سے deal کیا گیا تھا لیکن اب ضرورت یہ ہے کہ پولیس اس کو اپنی روٹین بنا کر ان حادثات کو روکے۔ میں یہاں توجہ دلانا چاہوں گا کہ سوات میں دو دن پہلے تین سو کے قریب جو کانسٹیبلری کے لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور ان سے حلف لیا کہ وہ اس وجہ پر ان کو چھوڑیں گے کہ وہ یہ نوکری چھوڑ دیں۔ یہ ذمہ داری مرکزی حکومت کی ہے کہ وہ علاقہ جہاں اتنی زیادہ دہشت گردی ہو رہی ہے اس کو وہ cordon off کرے اور باقی ملک کو اس لعنت سے بچائے۔ ہم نے بجلی کی کمی کو بھی ایک مقدر سمجھ کر تسلیم کر لیا ہے لیکن ہم دہشت گردی کو اپنا مقدر نہیں سمجھیں گے اور اس قوم کو اٹھنا ہو گا۔ یہ مرکزی حکومت کی زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان واقعات کو بڑھنے سے روکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، علی نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس پورے ایوان کی طرف سے جو ڈیرہ غازی خان میں دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بات جو کہی جا رہی ہے یہ کوئی فرقہ واریت تھی یا کوئی شیعہ سنی کا جھگڑا تھا۔ میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہے، کوئی مسلمان اس طرح کی حرکت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہمیں جو سب سے important چیز ہے، ٹھیک ہے security lapse بھی ہوا ہے لیکن جو سب سے important چیز دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے کون سی قوتیں ہیں جو ہمارے ملک کا امن و امان تباہ کر رہی ہیں، اس کے پیچھے کون سی قوتیں ہیں جو پوری دنیا میں پاکستان کی یہ image دکھانا چاہتی ہیں کہ پاکستان ایک دہشت گرد ملک ہے۔ یہاں فرقہ واریت ہوتی ہے، لوگ آپس میں لڑ

رہے ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اس کی root cause کو ڈھونڈنا ہے۔ میں تو بالکل یہ سب کے سامنے کہوں گا کہ ہمیں یہ چیز دیکھنی ہے کہ کیا اس واقعہ میں ہمارا ہمسایہ ملک تو involve نہیں ہے؟ وہاں اگر کسی چیونٹی کو بھی کچھ ہو جائے تو وہ اٹھ کر ہم پر الزام لگا دیتے ہیں۔ ہم اس چیز کو ڈھونڈیں کہ یہ سب دہشت گردی انڈیا اور امریکہ پاکستان کے اندر کروا رہے ہیں۔ ہمارے ملک کو توڑنے کی سازش کی جا رہی ہے، ہمیں اس سازش کا مقابلہ کرنا ہے اور تمام مسلمانوں نے اتحاد اور اتفاق کے ساتھ ان سازشوں کو ناکام بنانا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! ناظم شاہ صاحب ہمارے سینئر ہیں، محترم ہیں، پہلے وہ بات کر لیں اس کے بعد آپ بات کر لینا۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب! اگر آپ کہیں تو میں باہر ہی نہ چلا جاؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ سندھو صاحب! پلیز! دیکھیں اس طرح نہ کریں۔ میں نے آپ کو special time دیا، یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے آپ سے ایک request کی ہے، میں نے کہا ہے کہ وہ بزرگ ہیں پہلے وہ بات کر لیں۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ پہلے سندھو صاحب کی بات سن لیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! کوئی نہیں، انہی کو پہلے سن لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جیسے نیازی صاحب نے بھی کہا ہے، ہم دیکھیں کہ ہمارا مذہب ہمیں تربیت کیا دیتا ہے؟ سب سے پہلے تو میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ اس دنیا پر analogical commitment جو ہوئی ہے وہ مذہب کے نام پر تھی۔ چاہے اس کی جو بھی شکل تھی اور اس میں الہامی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو، تورات پہلے اتری، زبور اتری، انجیل اتری اور قرآن شریف بعد میں آیا۔ سب میں دیکھیں یہ مشترکہ بات ہے کہ اس میں tolerance ایثار ہونا چاہئے اور سب سے زیادہ آپ ہمارے مذہب اسلام میں دیکھیں کہ

جب لوگ ہجرت کر کے جاتے ہیں تو وہاں پر لوگ ان کے لئے اپنے گھر حاضر کر دیتے ہیں تو سب سے پہلے ایثار کا قربانی کا، جذبہ اور tolerance ہونا چاہئے۔ میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔یہی چیز آپ دیکھیں کہ 712 میں اگر محمد بن قاسم نے یہاں فتح کیا تو سپین جو اس وقت کا اُندلس تھا اور آج کا سپین ہے وہ بھی بنی امیہ نے فتح کر لیا اور اُندلس جو آج کا سپین ہے وہ ہم سے کیسے گیا؟ وہاں پر جب یہ بات ہوئی یہ عجمی ہے یہ یمنی ہے تو اس کے پس پردہ کیا محرکات ہیں، وہ کیا کرنا چاہتے ہیں، کیا خُدانخواستہ اس ملک کی وحدت کو تو خطرہ نہیں ہے اس چیز کو آپ دیکھیں کہ یہ آخر کیوں ہے ؟ایک آدمی محمد بن قاسم 712 میں جب ملتان کو فتح کرتا ہے تو اس وقت اس نے برہمنوں کو بھی یہ اجازت دے دی کہ وہ بھی خیرات لے سکتے ہیں اور یہ بھی ہمارا مذہب کہتا ہے کہ جو جزیہ دے دے اس کو ہر قسم کی آزادی ہے تو آج ہمارے اس ملک میں ،جو ملک پاکستان مذہب کے نام پر بنا ہے آج اس میں ہمارے یہ tolerance کیوں ختم ہو گیا ہے ؟آج اس ایک واقعے سے کسی کو آپ سزا دے دیں گے مگر اس واقعے سے یہ چیزیں نہیں رُکیں گی جب تک آپ پوری قوم کا فلسفہ تبدیل نہیں کریں گے۔ان میں یہ بات ثابت نہیں کریں گے جو پہلے ہمارے مذہب میں ہے کہ ہم میں tolerance ہونا چاہئے، ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنا چاہئے اور ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنا چاہئے۔ ہمارا قرآن شریف کیا کہتا ہے ؟یہی کہتا ہے کہ کسی کے خدا کو، کسی کے امام کو بُرا نہ کہو تاکہ کہیں کوئی آپ کے سچے خُدا کو نہ کہہ دے تو پھر اس میں یہ ہے کہ "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" جو یہ کلمہ کہتا ہے وہ مسلمان ہے تو ہمیں کس نے یہ حق دیا ہے ، پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ فرعون خدائی دعوے کرتا تھا، آج ہم کیا کر رہے ہیں؟ کسی کو عبادت نہیں کرنے دیتے جس طریقے سے بھی وہ کرتا ہے۔ ہمارا مذہب تو اس چیز کی بات نہیں کرتا۔ ہمارا مذہب کیا جتنی بھی الہامی کتابیں ہیں، تورات اس دنیا پر اُتری 1250BC پہلے ، پھر حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور 850BC میں اُتری۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتری، آج آپ دیکھ لیں کہ 1908 ہے ان سب کا فلسفہ کیا ہے ؟یہی فلسفہ ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں، سوسائٹی کے قوانین ہونے چاہئیں، جنگل کا قانون نہیں ہونا چاہئے جو سب سے طاقتور ہے وہ چھوٹے کو جینے کا حق نہ دے اس لئے میری گزارش یہی ہے کہ صرف اس ایک مسئلے کے حل سے کچھ نہیں ہو گا۔آپ دیکھیں کہ کتنے واقعات ہو گئے ہیں، کتنے لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ کون سا مذہب یہ اجازت دیتا ہے کہ ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس کو قتل کیا جا رہا ہے، مرنے والا بھی جنتی اور مارنے

والا بھی جنتی تو اس لئے اس چیز پر ہمیں حکومتی سطح پر بھی اور ذاتی سطح پر بھی اس فلسفہ کو اجاگر کرنا چاہئے۔ان چیزوں کا پرچار ہونا چاہئے۔Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: میری محترم ممبران سے گزارش ہے کہ میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہاؤس کو ہمیشہ in order رکھوں اور اس کو اچھے طریقے سے لے کر بھی چلوں۔ سندھو صاحب!آپ کا بھی تعلق جس profession سے ہے وہاں پر سینئر جونئیر کا بہت لحاظ کیا جاتا ہے۔شاہ صاحب ماشاء اللہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور ہمیں اس ہاؤس میں اتنی grace show کرنی چاہئے کہ اگر کوئی سینئر ساتھی کھڑا ہو جائے تو ہمیں ان کو پہلے ٹائم دینا چاہئے۔اب آپ بات کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب طاہر احمد سندھو:.Thank you very much جناب سپیکر! مجھے آپ سے ہمیشہ یہ اعتراز رہتا ہے کہ جب آپ اس کرسی پر بیٹھتے ہیں تو آپ وکالت بھول جاتے ہیں آخر کار آپ نے ہائی کورٹ میں ہی آنا ہے۔(قہقہہ)

میں نے گزارش یہ کرنی تھی کہ میرے قابل احترام معزز بھائیوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں، نیازی صاحب نے تو میرے دل کی بات کی ہے۔اصولی طور پر یہ جو واقعات ہو رہے ہیں یہ شیعہ کے ہیں، سُنی کے ہیں اور نہ ہی یہ مذہبی فرقہ پرستی کے ہیں ان کے پیچھے کوئی اور ہاتھ ہے۔ وہ کون سے ہاتھ ہیں؟ ہمیشہ ہماری حکومتیں پتا نہیں کس مصلحت کی وجہ سے ان کو باہر نہیں آنے دیتیں، عوام کو ان سے کیوں چھپاتی ہیں، پارلیمنٹیرین سے کیوں چھپاتی ہیں اور کس وجہ سے ان کو انہوں نے in door رکھا ہوا ہے؟ حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری ایجنسیاں بڑی effective ہیں،ان میں بڑی استعداد کار ہے لیکن اس کے باوجود اس طرح کے incidents جو ہیں وہ ہمارے اسی طرح ہی چلے جاتے ہیں۔ پولیس جو ہے بنیادی طور پر میں تو سمجھتا ہوں کہ ایک دن میٹنگ میں بات ہو رہی تھی تو پولیس کے متعلق میں نے یہ کہا کہ ہم پولیس پر 30۔ارب روپیہ خرچ کر رہے ہیں، بہتر تو یہ ہے کہ ہم یہ محکمہ ختم ہی کر دیں کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر تو جرائم، cattle theft اور سارے،اس میں تو ویسے پولیس ہی ملوث ہوتی ہے۔اس کے علاوہ پولیس کی جو خامیاں اور خوبیاں ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں لیکن اس طرح کی جو terrorist activities ہیں، یہ پولیس اگر ایمانداری سے چاہے بھی تو میں نہیں سمجھتا کہ کنٹرول کرے گی اس کے لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی foreign policy کو revise کریں ۔ہم دیکھیں کہ کون ہمارا دوست ہے اور کون ہمارا دشمن ہے اور کس وجہ سے یہ واقعات رونما ہو رہے

ہیں اور ان کا تدارک ہم نے کیسے کرنا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بارہا ہمارے ملک میں دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں جس میں سینکڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں ہمیں پتا بھی چل جاتا ہے، بلوچستان کے معاملات جو ہیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس میں سر عام انڈیا involve رہا ہے لیکن آج تک سرکاری طور پر ہماری حکومت نے یہ بیان نہیں دیا کہ انڈیا اس میں ملوث ہے۔ یہ شواہد ہمارے پاس موجود ہیں، ان کو کیوں آپ باہر نہیں لاتے تاکہ لوگ یہ دیکھیں کہ کون ہمارا دوست ہے کون ہمارا دشمن ہے؟ اگر ہمارے معاشرے میں کوئی منفی عناصر ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے تاکہ اس دہشت گردی سے ہم نجات حاصل کر سکیں۔ Thank you , I am grateful

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! شکریہ۔ finally آپ نے مجھے موقع دے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک بات مجھے کر لینے دیں، جس طرح میں نے پہلے بات کی ہے کہ Chair پر بیٹھ کر میں نے پورے ہاؤس کو دیکھنا ہے اور جس جس طرح جو ساتھی request کرتا ہے اس حساب سے میری کوشش ہوتی ہے کہ سب کو ٹائم ملے لیکن افسوس مجھے اس بات پر ہوتا ہے کہ جب اس طرح کے comments آتے ہیں کہ میں نے آخر کار موقع دیا I try my level best کہ میں سب کو accommodate کر سکوں۔

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: Honorable Speaker! I take my words back and I am so sorry, I had to say that

لیکن یہ ہے کہ جیسے جیسے آپ کسی اور سپیکر کو موقع دیتے ہیں، ویسے ویسے جو باتیں میرے ذہن میں ہوتی ہیں میں ان کو edit کرتی جاتی ہوں اور جہاں تک احترام کی بات ہے، ہم آپ کا بہت احترام کرتے ہیں اور شاہ صاحب نے مجھے ایک دو دن پہلے ہی بتایا ہے کہ He was my father's contemporary اور صرف وہ کھڑے ہوئے ہیں اور میں بیٹھ گئی ہوں اس سے زیادہ میں احترام کی اور کیا مثال دوں۔

جناب سپیکر! ڈی جی خان کا جو افسوسناک واقعہ ہے اس کی میں بھی شدید مذمت کرتی ہوں اور اس سلسلے میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ اس کی جو بھی رپورٹ آئے گی وہ kindly آپ اسی سیشن کے دوران ہی منظر عام پر لے آئیں تاکہ ہم اس کو discuss کریں اور جن لوگوں کی negligence ہے ان کا پتا چلے۔ اس طرح کے واقعات ہوتے چلے آ رہے ہیں کوئی بھی اس

کیresponsibility لینے کو تیار نہیں ہے نہ ہم ان چیزوں کو روک سکیں ہیں۔terrorists نے لوگوں کو ذہنی مریض بنا دیا ہے ،آپ جب ٹی وی چینلز کھولتے ہیں تو وہاں پر سوائے blood shed کےbomb blasts کے آپ کے پاس دیکھنے کو کچھ نہیں ہے، news papers جو ہیں They all are filled up with such kind of horrendous and horrible stories. میں یہ چاہتی ہوں کہ ہم کوشش یہ کریں کہ یہ جو ساری چیزیں ہیں ان کی رپورٹیں بھی اس ہاؤس میں پیش ہونی چاہئیں تاکہ ان کے بارے میں practical and viable solutions نکالے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! جو کچھ ڈیرہ غازی خان میں ہوا تمام پاکستان کی عوام کے دل رنجیدہ ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو دہشت گرد ہیں ان کا کوئی مذہب ہے، کوئی ان کا دین ہے اور نہ ہی ان کا کسی مذہب یا اسلام سے دور کا واسطہ ہے۔ اسلام تو ہمیں اخوت و بھائی چارہ کا درس دیتا ہے اور اللہ کے نبی نے فرمایا ہے کہ:

المسلم من سلم من لسانی و یدہ کہ

"مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ سے، اس کی زبان سے اس کے بھائی محفوظ رہیں۔"

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ وارداتیں فرقہ واریت قرار دی جا رہی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا کہیں بھی اسلام سے کوئی دور کا تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا لیکن

من قتل موممنن متعمدن دخلا فی النار خالدین فیھا کہ

"جس نے کسی ایک مسلمان کو بھی قتل کیا وہ تادم جہنم کے نچلے حصے میں رہے گا۔"

اب جو ہمارے علماء کرام ہیں ان کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے، دین کی جو سمجھ بوجھ رکھنے والے ہیں ان کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ انہیں اس معاشرے کے ایسے لوگوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھانا چاہئے۔ اسلام امن و شانتی کا درس دیتا ہے، اسلام ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور حسن و سلوک کا درس دیتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہیں، یہ جو دہشت گرد ہیں انہیں کڑی سے کڑی سزا دینی چاہئے۔ اسلام کے ساتھ کسی بھی دہشت گردی کا کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائیوں سے ایک گزارش اور کروں گا کہ ہمارے میڈیا اور ہمارے بہت سارے جو فلاسفر ہیں انھوں نے اسلام اور دہشت گردی کو جوڑ دیا ہے بلکہ جہاد اور دہشت گردی کا جو concept ہے اس کو mix کر دیا ہے۔ میں ذمہ داری سے یہ بات کہوں گا کہ یہ کوئی جہاد ہے اور نہ ہی اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہے ہم اس کی جتنی بھی مذمت کریں وہ کم ہے۔ آپ کی بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے باقی تمام ساتھیوں کی طرح ڈی۔ جی۔ خان میں ہونے والے اس واقعہ کی مذمت کرتی ہوں اور ان تمام دہشت گردی کے واقعات کی مذمت کرتی ہوں جن کا ہم پچھلے چند سالوں سے نشانہ بنے ہوئے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کی ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) اس کا نشانہ بنی ہے۔ ہم یہ کبھی بھی نہیں بھلا سکتے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کی جتنی بھی بھرپور مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ پھر یہ بات ہے کہ ہم جب بھی ان کو اخبار میں پڑھتے ہیں یا West کے تجزیے میں پڑھتے ہیں کہ religious extremism، مذہبی انتہا پسندی ان کو نہیں کہنا چاہئے کیونکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مذہب ایک انتہا form میں یا extreme form میں اس کی اجازت دیتا ہے اور کوئی بھی مذہب خاص طور پر اسلام کسی بھی form میں اس کی اجازت نہیں دیتا ہے اس لئے ان لوگوں کو مذہبی انتہا پسند نہیں کہنا چاہئے۔ ان لوگوں کو کہنا چاہئے کہ یہ abandon of religion ہیں، یہ مذہبی بے راہ روی ہے، یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں، کسی بھی حالت میں مسلمان نہیں ہیں کیونکہ قرآن شریف کا سب سے پہلا لفظ "اقراء" ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جو لڑکیوں کے سکولوں پر جا کر دہشت گردی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ہسپتالوں میں حملے کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب عام لوگ کسی cultural centres میں اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ وہاں پر suicide bombing کرتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں کیونکہ کس کو نقصان پہنچ رہا ہے؟ میریٹ ہوٹل پر اگر حملہ ہوا تو کس کو نقصان پہنچا؟ جانیں جن کی گئیں وہ کون تھے؟ پاکستانی تھے، ہزاروں لوگ جن کی نوکریاں چلی گئیں، جن کے گھروں کے چولہے بجھ گئے وہ کون لوگ تھے؟ وہ پاکستانی لوگ تھے۔ یہ ہرگز مسلمان ہیں، نہ یہ پاکستانی ہیں، پتا نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہمارے ملک میں آ کر دہشت پھیلا رہے ہیں اور ہمیں اس سے تمام پاکستانی عوام کو، تمام پارٹیوں کو اپنے اختلافات مٹا کر متحد ہونا ہے اور سیاسی مفاد حاصل نہیں کرنا ہے۔ صرف یہی نہیں کہنا کہ یہ وفاقی حکومت کا فرض ہے، یہ فلاں کا فرض ہے، جب پہلے یہ واقعات ہوتے تھے، کہیں up north ہوتے تھے تو ہم کہتے

تھے کہ اس کا مجھے کوئی نقصان نہیں میں کیا کروں؟اب ہمارے شہر میں ہو رہے ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ سنٹر کا فرض ہے، یہ صوبے کا فرض نہیں ہے، یہ ہم سب کا فرض ہے، ہم سب جو اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں، چاہے ہم سیاست میں ہیں یا نہیں ہیں، ہمارا فرض ہے کہ ہم سب مل کر ان لوگوں کو اپنے ملک سے نکالیں، ہم انہیں ڈھونڈیں اور انہیں سخت سے سخت سزا دیں اور ہم یہ فیصلہ کریں کہ یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں ہے کیونکہ مارٹولوٹر تھنگ نے کہا ہے کہ:

Darkness cannot end darkness only light can do that. Hate cannot end hate only love can do that.

یہ امن کے لئے جدوجہد ہے جو ہم سب کو مل کر کرنی پڑے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ثناء اللہ مستی خیل صاحب!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس ڈیرہ غازی خان واقعہ کی جتنی بھی بھرپور مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ انسانیت سوز، ہولناک، وہشت ناک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا، یہ کسی انسان کا ایکٹ بھی نہیں ہو سکتا۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک شخص کا قتل پوری کائنات کا قتل ہے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ایک مسلمان کا قتل بلکہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک شخص کا قتل پوری کائنات کا قتل ہے اور آپ کے خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ فرمایا تھا کہ ”اگر دریائے فرات کے کنارے کتا بھوک سے مر جائے گا تو روز محشر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بازپُرس ہو گی۔“

جناب سپیکر! اسلام سلامتی کا مذہب ہے، امن کا مذہب ہے،

Islam is a religion of brotherhood; Islam is a religion of equality.

میں نے جیسے کہا ہے کہ ایک کلمے کو ماننے والے، ایک قرآن کو ماننے والے، ایک رسول کو ماننے والے سے میں یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ یہ act کریں گے۔ جہاں تک تعلق اس واقعہ کے پیچھے ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مشرف کی جو پالیسی تھی، ان کی جو continuity ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو امریکن پالیسی کا یہ تسلسل ہے یہ ان کا reaction بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے reaction کا ہرگز ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ انسانیت کی تذلیل کریں، انسانیت کی قتل و غارت کریں کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب، کوئی فلسفہ کوئی چارٹر اجازت نہیں دیتا کہ آپ ایسا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے

موساد اور راء جو ہیں وہ بھی involve ہو سکتی ہیں۔ان کی involvement کو ہم rule out نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ یہ مہینہ صفر المظفر کا ہے کہ مصیبتوں کا مہینہ ہے، آفات کا مہینہ ہے، ہم تمام مسلمانوں کو توبہ تیب کرنی چاہئے اور خیرات وغیرہ کرنی چاہئے۔اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے لیکن میں اس موقع پر اپنے مشائخ عظام، علمائے کرام اور دینی مکاتب فکر کے لوگوں سے گزارش کروں گا کہ وہ ایک سیمینار کروائیں اور یہاں پر متفقہ طور پر ایک فتویٰ دلائیں کہ کیا اسلام کسی شخص کے قتل کی اجازت دیتا ہے، کیا ایک شخص کے قتل کی اسلام میں اجازت ہے؟ اس کے بارے میں، میں چاہتا ہوں کہ ہمارے علمائے کرام بھائیوں کو اس پر توجہ دینی چاہئے اور ایک متفقہ فتویٰ آنا چاہئے کہ یہ دہشت گردی کے جو حملے ہیں یہ حرام ہیں اور اسلام کے عین خلاف ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک پولیس کا تعلق ہے تو اگر ہمارے اس معزز ہاؤس کا ایک ایم پی اے پولیس کے شکنجوں سے محفوظ نہیں ہے، پرسوں میں "دنیا" ٹی وی اور "وقت" نیوز پر دیکھ رہا تھا کہ جس طرح گوجرانوالہ کے اندر روڈ پر پولیس کے لوگ چھتر لگا رہے تھے، یہ question mark ہے، اس پر ایکشن ہونا چاہئے، کسی تھانیدار کو معطل نہیں ہونا چاہئے، کسی ایس آئی کو معطل نہیں ہونا چاہئے، وہاں کے ڈی آئی جی اور ایس پی کو معطل ہونا چاہئے۔ یہ ہمیں کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ہم جتنی بھی مذمت کریں یہ کم ہے، بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت میرے پاس شمسہ گوہر صاحبہ، الیاس چنیوٹی صاحب، صغیرہ اسلام صاحبہ، علی اصغر منڈا صاحب، شمیلہ اسلم صاحبہ کے نام ہیں لیکن ایک بج گیا ہے اور اب جمعہ کا ٹائم ہے۔ ابھی میں نے قرارداد کو put بھی کرنا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! لسٹ میں آپ کا نام تین چار مقررین کے بعد آ رہا ہے۔جمعہ کا ٹائم ہو گیا ہے اگر جمعہ نہ ہوتا تو میں ٹائم بڑھا دیتا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ یہاں جمعہ ایک بجے ہوتا ہے اور سب نے جمعہ پڑھنا ہے۔اگر میں شروع بھی کروں تو پھر بھی آپ کا نمبر تو اگلی لسٹ پر آ رہا ہے اس لئے سب سے معذرت کرتا ہوں۔لہذا اب میں question put کرتا ہوں۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے کی پُرزور الفاظ میں شدید مذمت کرتا ہے۔یہ ایوان سمجھتا ہے کہ یہ دھماکہ صوبہ پنجاب اور اسلام کے خلاف وطن عزیز کے دشمنوں کی سازش کا شاخصانہ ہے اور یہ ایوان اس دھماکہ کی آڑ میں مذہبی ہم آہنگی میں نفرت پیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس دھماکہ میں جاں بحق ہونے والے معصوم شہریوں کے اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور خدا تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسے آپ سب کو پتا ہے کہ آج کے دن کے بزنس میں اس کے بعد تحاریک التوائے کار تھیں اور پھر سالانہ بجٹ کے سلسلے میں پری بجٹ 10-2009 پر اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 4۔فروری 2009 کو ہوا تھا۔بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے ہوا تھا، آج بھی بحث جاری رہنی تھی اور اس کے لئے لسٹ میرے پاس موجود تھی لیکن چونکہ اب ہاؤس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بحث اور تحاریک التوائے کار اگلے اجلاس Monday تک carry forward کی جاتی ہیں۔اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9۔فروری 2009 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

523

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسوں پر سوالات پوچھے جائیں گے
اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ 10۔2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز
لینے کی غرض سے بحث جاری رہے گی۔

525

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

سوموار، 9۔فروری2009

(یوم الاثنین، 13۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر 13منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيۡلِ وَقُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِۖ إِنَّ قُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُودًاo وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهِۦ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰٓ أَن يَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُودًاo وَقُل رَّبِّ أَدۡخِلۡنِي مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِي مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِيرًاo وَقُلۡ جَآءَ ٱلۡحَقُّ وَزَهَقَ ٱلۡبَـٰطِلُۚ إِنَّ ٱلۡبَـٰطِلَ كَانَ زَهُوقًاo وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلۡقُرۡءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِينَۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّـٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًاo

سُوْرَۃُ بنیٓ اسرآئیل آیات 78تا 82

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔اور رات کے کچھ حصے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی اور مجھے اپنے طرف سے مددگار غلبہ دے۔اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

وماعلینا الالبلاغo

حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

بزمِ کونین سجانے کے لئے آپ ﷺ آئے
شمع توحید جلانے کے لئے آپ ﷺ آئے
ایک پیغام جو ہر دل میں اجالا کر دے
ساری دنیا کو سنانے کے لئے آپ ﷺ آئے
ایک مدت سے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو
ایک مرکز پہ بلانے کے لئے آپ ﷺ آئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

صدر مملکت جناب آصف علی زرداری کے والد محترم جناب حاکم علی زرداری کی صحت یابی کے لئے دعا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، تنویر اشرف کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر شرف کائرہ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری کے والد محترم جناب حاکم علی زرداری صاحب کی جلد صحت کے لئے دعا کی استدعا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! پہلے میانوالی اور ڈیرہ غازیخان میں خود کش دھماکے میں شہید ہونے والے لوگوں کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں ہونے والے خود کش دھماکے کے دوران 35 شہداء کے لئے پہلے فاتحہ خوانی کی جائے اور اس کے بعد ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!آپ تشریف رکھیں۔ لغاری صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ پہلے تنویر اشرف کائرہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے لہذا پہلے صحت یابی کے لئے دعا کی جائے گی اور اس کے بعد فاتحہ خوانی بھی کر لیں گے۔ جی، دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کے والد جناب حاکم علی زرداری کی صحت یابی کے لئے معزز ایوان میں دعا کی گئی)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

تعزیت

میانوالی اور ڈیرہ غازی خان میں خوش کش دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہاؤس کی tradition پہلے تو یہ ہوا کرتی تھی کہ پہلے فاتحہ خوانی کی جاتی تھی۔ ڈیری غازی خان اور میانوالی میں اتنے بڑے حادثے ہو گئے پہلے ان کے لئے دعائے مغفرت کر لیتے تو زیادہ in order ہوتا۔

جناب سپیکر: میانوالی اور ڈی جی خان والوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر میانوالی اور ڈیرہ غازی خان کے خود کش دھماکوں میں شہید ہونے والے لوگوں کے لئے معزز ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

امریکی/نیٹو فورسز کی Logistic Basis کی پشاور (صوبہ سرحد) سے حسن ابدال ڈسٹرکٹ اٹک (صوبہ پنجاب) میں منتقلی

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! جو بات مرضی کریں۔ میں آپ پر قدغن نہیں لگا رہا۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

کرنل(ر) شجاع خانزادہ:.Sir, thank you very much میں بہت اہم موضوع کے اوپر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔آج کے اخبار کی خبر ہے کہ ''پشاور میں امریکہ یا نیٹو فورسز کی جو logistic basis تھیں ان کو for security reason پنجاب میں shift کیا جا رہا ہے۔'' پنجاب میں ان کی location حسن ابدال ڈسٹرکٹ اٹک ہے۔اگر یہ خبر ٹھیک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی security کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ جو پشاور میں ہوا ہے یہاں پنجاب میں بھی ہمارا وہی حال ہو جائے گا۔یہ نہیں کہ طالبان پنجاب میں آئیں گے لیکن ضلع اٹک مذہبی علاقہ ہے وہاں پر anti American sentiments بہت زیادہ ہیں۔یہاں پر آپ کے security concerns زیادہ ہو جائیں گے تو میں یہ چیز ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کے اوپر کوئی decision دے دیں کہ یہ basis جہاں پر ہیں وہیں رہنی چاہیئں اور پنجاب میں نہیں آنی چاہیئں۔ہم امریکہ کی جارحیت کے خلاف ہیں۔ہم انشاء اللہ ان کی basis کو پنجاب میں اجازت نہیں دیں گے Thank you very much, sir.

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!انھوں نے اخباری خبر کا حوالہ دیا ہے۔ ہمارا اس میں دو ٹوک موقف ہے کہ پاکستان کو اپنے معاملات اپنے لوگوں سے مشاورت سے حل کرنے چاہیئں اور ہمیں کسی کی front line estate بن کر کسی کی لڑائی اپنے گھر میں لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور امریکہ کی فوج کی پاکستان میں کوئی base نہیں ہونی چاہئے بلکہ پاکستان کی فضائیں بھی اور پاکستان کی زمین ان تمام طاقتوں کے لئے ممنوع ہونی چاہئے جو ہمارے ہمسایہ ملک میں برسرپیکار ہیں۔اس پر ہمارا بالکل دو ٹوک موقف ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

باقی جو لوگ آٹھ سال تک یہ کام کرتے رہے ہیں اور جنھوں نے یہ سارے معاملے کو built کیا ہے، جو ڈالروں کی بارش کی باتیں کرتے تھے کہ ہم front line estate بن گئے ہیں اور اب ہم امریکہ کی لڑائی افغانستان میں لڑیں گے اس کے بعد ہم پر ڈالروں کی بارش ہو گی ان لوگوں نے آٹھ سال اس زمین پر جو زہر بویا ہے وہ فصل ہمیں کاٹنی پڑ رہی ہے۔ہم وہ فصل بھی اس انداز سے کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس ملک کا مستقبل بہتری کی طرف جائے۔اس کے لئے وہی لوگ ذمہ دار ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ان لوگوں کو آج اپنی اس غلطی کا احساس کرنا چاہئے۔ان اداروں میں بھی وہ لوگ بیٹھے ہیں انھیں اپنی اس غلطی کو قوم کے سامنے تسلیم کرنا چاہئے اور اس قوم سے معافی مانگنی چاہئے۔

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! ہم تمام لوگوں کی زندگیوں کو خطرہ ہے۔ میں ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آج ہم دو، تین ممبر بیٹھے ہوئے تھے وہاں کرنل صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے تو ایک ایسا شخص یہاں گھس آیا جو ممبر نہیں تھا اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں فلاں علاقے سے آیا ہوں اور اس کا یہ نمبر ہے لیکن جب حاضری کے لئے اسے کہا گیا تو اس نے دوڑ لگا دی۔ سکیورٹی کا یہ حال ہے کہ nobody knows کہ وہ کون تھا اور اس نے کیوں دوڑ لگائی؟ کیا پتا کہ آج کسی جیکٹ والے نے اسے بھیج دیا ہو کہ اندر جانے میں کتنی آسانی ہو سکتی ہے۔ وہ تو آ کر چلا گیا ہے لیکن کل کوئی دوسرا بھی آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں اس بات کا notice لیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

رابرٹ فارم رحیم یار خان کے بارے میں پیش ہونے والی تحریک التوائے کار کے فیصلہ جناب سپیکر سے نظر ثانی کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Rules of Procedure کی یہ کتاب کہتی ہے کہ:

"a point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution to regulate the business of the Assembly and shall raise a question within the cognizance of the Speaker."

جناب سپیکر! اسی rules کی کتاب میں صفحہ 52 پر ہے کہ:

83.Conditions of Admissibility of a motion.

83(c). it shall be restricted to a matter of recent occurrence;

83 (f). it shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government ...

جناب سپیکر: آپ کس بارے میں یہ بات کر رہے ہیں، آپ rules پڑھ کر سنا رہے ہیں لیکن آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر اس کتاب کے مطابق interpretation مانگنے کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ میں آپ سے یہی پوچھ رہا ہوں کہ ہمارے ہاؤس کے اندر ایک تحریک التوائے کار out of turn لی گئی ہے اس میں 5 سال پرانی بات کو اٹھایا گیا ہے۔ وہ نہ recent occurrence ہے اور اس issue پر پہلے ہی ہاؤس میں discuss ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ہاؤس کی پرانی proceedings ہیں۔ The decision of the Punjab Assembly موجود ہے۔

جناب سپیکر: جب proper time ہو گا تو پھر میرے خیال میں مناسب ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وقت پر ہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا مناسب ہے۔ یہ چیز out of order ہے۔ اگر میں out of order ہوں تو مجھے آپ بالکل چپ کروا دیں۔

جناب سپیکر! میں قانون کی بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری بات پسند نہ ہو تو بیٹھ جاؤں گا۔ میں ہاؤس کی پرانی Chairs کے decisions کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک معاملہ جو discuss ہو چکا ہے اس پر آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں کہنا چاہتا ہوں کہ وہ غلط ہوا ہے میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ اپنی ruling کو review کریں۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے مل لیں اور مجھے دکھائیں اس کے بعد ہم بات کریں گے اب آپ تشریف رکھیں۔ ہم رولز کے مطابق چلیں گے، ہم رولز کے خلاف نہیں چلیں گے، آپ مہربانی کریں۔ ابھی وقفہ سوالات ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم لغاری صاحب جو بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جس وقت یہ تحریک

التوائے کارadmit ہوئی تو اس وقت اپوزیشن کے کم از کم 8 ممبران یہاں پر موجود تھے۔انھوں نے اس وقت کوئی اعتراض کیااور نہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کیاآپ یہاں پر تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ میری بات مکمل ہونے دیں اور ان کی سیٹیں چیک کروالیں یہ ایک دم سارے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!جب یہ تحریک التوائے کار admit ہوئی کہ اس پر دو گھنٹے کا وقت مقرر کر کے بحث ہو گی۔ اس وقت جو اپوزیشن کے اراکین یہاں پر موجود تھے انھوں نے اس وقت کوئی objectionاور پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا۔اس بات کی proceedingگواہ ہے۔اب محسن لغاری صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ آپ اپنی rulingکو reviewکریں۔ محسن لغاری صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ نے احمد محمود صاحب کی تحریک التوائے کار کو بحث کے لئےadmitکیا ہے،اس پر بحث کے لئے کل وقت مقرر ہے تو آپ اپنی rulingکو reviewکریں۔

جناب سپیکر!اس پر آپ کی کوئی rulingنہیں ہے۔آپ نے طریق کار کے مطابق اس تحریک کو ہاؤس میںputکیااور62 سے زائد ممبران کھڑے ہوئے اور اس کے بعد وہ تحریک التوائے کار بحث کے لئے منظور ہوئی۔آپ نے کوئی rulingنہیں دی جس کو آپ reviewکریں۔یہ ہاؤس کا فیصلہ ہے۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈرrelevantنہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس دن بھی یہ بات کی گئی اور اسی طرح شور شرابے میں بات نکل گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس وقت یہ باتیں شور شرابے کی نذر ہو جاتی ہیں تو کوئی صحیح بات نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ میری بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس پر مہربانی کر کے reviewکریں۔اس میں یہ ہے کہ:

> The Speaker may permit, if a member desires to make a submission to the Speaker on the floor of the House regarding a ruling submission, cannot criticize the decisions but can seek resolution of any point of

request the Chair to consider the ruling in light of the facts submitted.

میں آپ کو facts submit کر رہا ہوں آپ اگر مہربانی کر کے اس کو review کر لیں گے تو یہ معاملہ بہتر ہو جائے گا اور اگر پھر بھی آپ کا فیصلہ ہے کہ یہ ایسا ہونا چاہئے تو آپ کا فیصلہ supreme ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ کیس کو plead تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جو یہاں پر تحریک پیش ہوئی اس پر ووٹنگ ہو چکی ہے اور وہ فیصلہ اب فائنل ہو چکا ہے۔ اب اس کو کس طرح revoke کریں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں کچھ facts کے متعلق آپ سے گزارشات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے آپ بعد میں پڑھا دیجئے گا لیکن اب ہاؤس چلنے دیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔ ابھی اس کا ٹائم ہی نہیں ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت کوئی چیز out of order ہے تو اس کو point out کرنا ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر: وہ out of order نہیں تھا۔ That was quite in order پلیز تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: جناب! یہ وقفہ سوالات ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں؟ پلیز! آپ تشریف رکھیں جب relevant time آئے گا تو ضرور کر لینا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! مجھے سپیکر صاحب نے floor دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! میری ذرا عرض سن لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اسے آپ پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! مجھے بات تو کر لینے دیں۔ پلیز! سارے ساتھی تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! اس وقت چونکہ وقفہ سوالات announce ہو گیا ہے۔ آپ کی قرارداد یا جو تحریک ہے اسے ہم وقفہ سوالات کے ختم ہونے کے فوراً بعد take up کر لیں گے کیونکہ اب وقفہ سوالات کا کہہ دیا ہوا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: میں پہلے ایک بات کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت بھی ہاؤس آرڈر میں نہیں ہے تو ہم اس پر بات کر سکتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر اس ہاؤس میں کوئی ممبر بھی نہ بیٹھا ہو تو سپیکر کو پھر بھی قانون نہیں توڑنا چاہئے، سپیکر کو پھر بھی قواعد کے مطابق چلنا چاہئے خواہ اس ہاؤس میں ایک شخص بھی ہو یا نہ ہو۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ اگر آپ نے کسی قانون کو توڑا ہے تو ہم آپ کو کہہ رہے ہیں کہ اس کو review کریں۔ اگر آپ نہیں کرنا چاہتے تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ اُس دن بھی آپ نے ہمیں bulldoze کیا اور آج بھی bulldoze کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم 12 آدمیوں نے ایک تحریک التوائے کار 7 تاریخ کو جمع کرانے کی کوشش کی جو ابھی تک accept نہیں کی گئی۔ ہم اب اسے پڑھنا چاہتے ہیں کیونکہ اس میں غریب مزارعوں کی آواز ہے، وہ انصاف مانگ رہے ہیں۔ انصاف کا جو ڈھونگ آپ کی پارٹی نے رچایا ہوا ہے یہ اس کے متعلق تھی اور آپ اس کو present نہیں ہونے دے رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کو out of turn present کریں جس طرح آپ نے ایک دو دن پہلے اجازت دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! پہلے مجھے تو بات کر لینے دیں۔ Chair کو کوئی اختیار ہے یا نہیں، آپ مجھے صرف اتنا بتا دیں؟ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ مجھے تھوڑی سی بات کر لینے دیں۔ مجھے کئی دفعہ اس بات پر حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے کہ جب بات positive attitude کی آتی ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کی روایات کو قائم رکھ کر آگے لے کر چلنا ہے۔ قائد حزب اختلاف صاحب!

اگر آپ میری دو باتوں کو ذرا سن لیں گے تو مہربانی ہو گی۔ پچھلے دن ایک تحریک التوائے کار ہاؤس میں قواعد کے مطابق آئی تھی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وہ out of turn لی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: out of turn بھی جب لی جاتی ہے تو سپیکر صاحب کے پاس وہ powers اور rights ہیں کہ وہ out of turn لے سکتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ سپیکر اور اس اسمبلی کو طاقت کہاں سے ملتی ہے؟ یہ آپ ممبران طاقت دیتے ہیں۔ اس حوالے سے باقاعدہ procedure adopt کیا گیا اس کے مطابق یہ تھا کہ اگر کوئی تحریک التواء کار اسمبلی میں admit ہوتی ہے تو اس کے لئے کم از کم 62 ممبران اس تحریک التوائے کار کے حق میں ووٹ دے دیتے ہیں تو وہ admit ہو جاتی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ آپ اس میں کس قسم کی illegality کی نشاندہی کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ کہ بحث کے لئے کل ٹائم fix ہے تو اس میں بحث صرف حکومتی بنچوں سے نہیں ہونی بلکہ آپ نے بھی کرنی ہے۔ اس بحث میں آپ کا جو جو point ہے اسے لے کر آئیں۔ Chair is with you اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو thrash out کریں گے۔ اب قائد حزب اختلاف صاحب بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ایک تحریک التوائے کار کے ضمن میں یہ بات ہو رہی ہے۔ جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا اور آپ سے پہلے سپیکر صاحب بیٹھے تھے انہوں نے جو ارشاد فرمایا، اسی کو follow کرتے ہوئے یہاں پر precedent ہے کہ ہاؤس شروع ہوتے ہی تحاریک التوائے کار لی گئی ہیں اور ان کو urgency کے مطابق اجازت دی گئی ہے کہ اس کو out of turn لیا جائے اور پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ یہ تو اس تحریک کو چیلنج کر رہے تھے جو کہ current occurrence کا ہی نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر آپ نے کل اس کو پڑھنا ہے تو پڑھئے گا۔ اُن کو تو حق دیا گیا اور اب یہ اِن کا حق ہے کہ سب سے پہلے یہ قرارداد پڑھیں گے کیونکہ انہوں نے already جمع بھی کرائی ہوئی ہے اور کھڑے بھی ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنی ruling دیجئے گا لیکن پہلے ان کو پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو اس وقت میں بالکل ان کو اجازت دوں گا۔ میں اس بارے میں بڑا clear ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے کہ آپ لوگ بھی rules کو follow کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: تو آپ پھر اس کو out of turn کیوں نہیں لیتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو اس وقت میں بالکل out of turn پڑھنے کی اجازت دوں گا۔

جناب محمد یار ہراج: آپ نے تین چار rules کی violation کی ہے خواہ ہاؤس میں کوئی اس کو object کرے یا نہ کرے۔ اگر آپ کو یہ رولز معلوم نہیں اور اگر آپ ان رولز کی پاسداری نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! میں آپ سے بھی زیادہ اونچا بول سکتا ہوں۔ آپ نے اونچا بول کر بات نہیں کرنی۔ آپ ایک معزز ایوان میں کھڑے ہیں۔ No cross talk تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

ہراج صاحب! جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو میں بالکل آپ کو ٹائم دوں گا۔ پلیز ہاؤس کو چلنے دیں۔

ایک آواز: پوائنٹ آف آرڈر پر پڑھنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ایک علیحدہ چیز ہے اور تحریک التوائے کار بالکل different چیز ہے جب اس کا ٹائم آئے گا تب میں بالکل ٹائم دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ عرض یہ ہے کہ اگر آپ ایک تحریک لانا چاہتے ہیں اور سپیکر صاحب نے آپ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جیسے ہی وقفہ سوالات کے بعد تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو وہ out of turn لے لیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ جب ان سے وعدہ کر لیا گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اب ان کے شور مچانے کا کوئی جواز نہیں رہ گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کہہ دیں کہ آپ مجھے نہیں پڑھنے دے رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ ہاؤس کو dictate نہیں کر سکتے۔ جو ٹائم ہے میں نے اس پر رکھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! مجھے بات تو کر لینے دیں۔ میرا فقرہ تو مکمل ہو لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب لاء منسٹر صاحب کھڑے ہیں ان کی بات سنیں۔ آج آپ ہاؤس کو چلنے دینا چاہتے ہیں یا نہیں؟ لاء منسٹر صاحب کی پہلے بات سن لیں پھر میں ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہراج صاحب جس تحریک التوائے کار کو out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں تو جب تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو تب یہ لے آئیں لیکن اس کی کاپی تو انہوں نے ہمیں ابھی تک فراہم نہیں کی۔ یہ کاپی ہمیں دیں اور جب تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو تو یہ اسے ضرور پیش کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس میں آپ کی commitment ہو چکی ہے۔ یہ 7 تاریخ کو جمع ہو چکی ہے اور یہ میں present کر رہا ہوں۔

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! آپ پھر وہی بات کر رہے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آج محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 106 ہے۔

ایل ڈی اے میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*106: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کل کتنے ملازمین اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 1999 سے 2007 تک بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

(ج) کیا 1999 سے 2007 میں کسی دوسرے محکمے سے ڈیپوٹیشن پر بھی افسران واہلکاران ایل ڈی اے میں تعینات ہوتے رہے ہیں، ان کے نام بھی بتائے جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 2022 ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں جن میں سے 29 ڈیپوٹیشنسٹ ہیں اور 154 ملازمین کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 1999 سے 2007 تک بھرتی ہونے والے ملازمین کی تعداد 472 ہے۔ ان کے نام، عہدہ اور تاریخ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 1999 سے 2007 تک کسی دوسرے محکمے سے ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے افسران واہلکاران کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ L.D.A میں 1999 سے 2007 تک کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے تو اس سوال کے (الف) اور (ب) کا اکٹھا جواب یہ دیا گیا ہے کہ 2022 ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ 154 ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں جن میں سے 29 ڈیپوٹیشن پر ہیں۔ یہ جو 29 افسر ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں تو لاہور کے اندر یہ واحد ادارہ ہے جس میں سب سے زیادہ یعنی 17 گریڈ یا اس سے اوپر کے آفیسر ڈیپوٹیشن پر آتے ہیں۔ میرا آج سے چند دن پیشتر سوال نمبر 105 تھا کہ L.D.A میں کرپشن میں ملوث ملازمین کی فہرست دی جائے۔ میں نے آج وہ فہرست اور ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے افسران کی فہرست دیکھی ہے تو جتنے افسران ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں ان میں سے اکثریت اسی کرپشن میں ملوث ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب افسران کی بھرتی کے لئے ایک ادارہ P.S.C موجود ہے تو پھر کیوں لاہور کے اندر سب سے زیادہ افسران کو ڈیپوٹیشن پر اسی ڈیپارٹمنٹ میں 2007 تک 8 سال کے عرصہ میں لیا گیا، وہ کس قسم کا charm ہے اور کس قسم کا لالچ ہے جو یہاں پر انہیں نظر آتا ہے کہ افسران سب سے زیادہ ڈیپوٹیشن پر بھی جاتے ہیں اور سب سے زیادہ کرپشن میں بھی ملوث پائے جاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈیپوٹیشن پر صرف 29 کا figure ہے جو لوگ اس وقت L.D.A میں کام کر رہے ہیں۔ بہر حال اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تعداد زیادہ ہے تو بذریعہ پبلک سروس کمیشن نئے لوگوں کو بھرتی کیا جا سکتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ بعض سروسز ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے لئے دوسرے محکمہ جات سے skilled لوگوں کو ڈیپوٹیشن پر لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً legal opinion اور اس سے متعلقہ چیزوں کے لئے کچھ لوگوں کو ہائی کورٹ سے ڈیپوٹیشن پر لیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ 29 کا figure اتنا زیادہ نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری یہ ذاتی رائے نہیں ہے کہ یہ 29 کا figure زیادہ ہے۔ میں تو facts & figures کی بات کر رہا ہوں کہ 17 اور اس سے اوپر کے سکیل کے افسران سب سے زیادہ L.D.A میں ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں اور انہی میں سے 11 افسران کرپشن میں ملوث ہیں جو آج تک اپنی سیٹ پر موجود ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آٹھ سال کے اندر P.S.C کے امتحانات بھی ہوئے ہیں اور ہر ڈیپارٹمنٹ میں افسران گئے ہیں تو L.D.A کے لئے کیوں نہیں بھرتی کئے گئے؟ جس طرح گریڈ 17 سے نیچے 12ویں، 11ویں، 9ویں، 5ویں کے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں لیکن 29 افسران جو ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں اور یہاں پر گزشتہ آٹھ سالوں میں P.S.C کے ذریعے ایک بھی بھرتی نہیں کی گئی۔ اس حوالے سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر بھرتی نہیں کی گئی تو کیا آئندہ کوئی پالیسی ہے کہ افسران ڈیپوٹیشن پر نہ لئے جائیں کیونکہ لاہور کے اندر دیکھا یہ گیا ہے کہ اس محکمہ میں آنے کی زیادہ سے زیادہ افسران کی کوشش ہے۔ اب چونکہ یہ point سامنے آیا ہے تو وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس چیز کو سمجھتے ہوئے کہ لاہور کے اندر اس محکمہ میں زیادہ سے زیادہ لوگ ڈیپوٹیشن پر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے افسران بھی شامل ہیں جو 04-2003 کے اندر کسی اور محکمہ میں تھے اور ریٹائرڈ ہونے والے تھے اور ڈیپوٹیشن پر ادھر آئے اور چھ چھ سال گزار چکے ہیں۔ اس حوالے سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا سدباب کیا جائے گا یا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً میاں صاحب کی یہ valid observation ہے اور محکمہ سے کہا جائے گا کہ وہ اس بارے میں کوئی پالیسی مرتب کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے یہ ٹھیک ہے کہ پالیسی بن جائے کیونکہ اس سے تمام ملازمین کا فائدہ ہے اور جو نیچے بیٹھے ہیں ان کا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب کا ہی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں تو اس سوال پر جانے سے پہلے میرے سوال نمبر 7 اور 8 تھے جن پر اس ایوان میں کافی بحث بھی ہوئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ سوال C.M.I.T کے سپرد کر دیا جائے گا اور وہ D.H.A کی گورنمنٹ آف پنجاب کی land پر قبضہ کے حوالے سے اگلے سیشن میں رپورٹ پیش کرے گی تو میں آج اس کا جواب لاء منسٹر صاحب سے چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے یاد پڑتا ہے کہ میاں نصیر صاحب یہ بات بالکل درست کہہ رہے ہیں کہ اس سے متعلق بات ہوئی تھی لیکن C.M.I.T کی طرف سے رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی اور اس سے متعلق آج تو میں نے کوئی information حاصل نہیں کی اور اگر میاں صاحب چاہیں تو کل انہیں latest information لے کر دے سکتا ہوں کہ C.M.I.T نے اس پر کیا کام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اگر کل آپ کو وہ ساری information مل جائے تو کیا اس سوال کو۔۔۔

میاں نصیر احمد: نہیں، جناب سپیکر! میرا یہ سوال رہتا ہے اور سوال نمبر 183 ہے۔

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کی طرف سے ملحقہ آبادیوں کے راستوں کی بندش

*183: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے ملحقہ و منسلکہ آبادیوں کے راستے بند کئے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ راستے حکومت پنجاب کی ملکیت تصور کئے جاتے ہیں، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے کس قانون کے تحت ملحقہ و منسلکہ آبادیوں کے راستے بند کئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ راستے بند کرنے کے لئے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کسی محکمے سے این او سی لیتی ہے؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کس قانون کے تحت راستے بند کئے گئے ہیں اور کس محکمے سے این او سی لیا گیا ہے، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اگر جوابات نفی میں ہیں تو حکومت اس طرح کے اقدامات کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے اس بارے میں بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا علاقہ ایل ڈی اے کے بلڈنگ کنٹرول ایریا سے باہر ہے ماسوائے ای ایم ای سیکٹر ہاؤسنگ سکیم جہاں پر ملحقہ سکیموں اور آبادیوں کے راستے کھلے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ریونیو راستے حکومت پنجاب کی ملکیت تصور کئے جاتے ہیں تاہم ایل ڈی اے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے ملحقہ سکیموں و آبادیوں کے راستے بند نہ کئے ہیں۔

(ج) ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) ایل ڈی اے کے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے کسی سکیم یا آبادی کا راستہ بند نہ کیا ہے تاہم ایل ڈی اے نے اپنے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں (جوہر ٹاؤن) میں آہنی گیٹ اور دیواریں مسمار کر دی ہیں اور راستہ جات کھول دیئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال میرے حلقہ سے متعلق ہے اور میرا خیال ہے کہ جو دوست بھی سوال کرتے ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے حلقوں کے اندر لوگوں کے مسائل ہیں جنہیں دیکھتے اور سمجھتے ہوئے اس ایوان کے اندر سوال اس بنا پر کیا جاتا ہے کہ ہمیں اس ایوان کے اندر جو بھی انفارمیشن دی جائے گی وہ بالکل درست ہو گی۔ D.H.A کے ساتھ روزانہ میری اور میرے حلقے کے لوگوں کی جن کے راستے بند کئے گئے ہیں، بحث ہوتی ہے اور میٹنگ ہوتی ہے کہ ان بند کئے گئے راستوں کو کھول دیا جائے۔ 19 میں سے 6 راستوں کو بند کیا گیا ہے، 7 پر گیٹ لگا دیئے گئے ہیں اور دروازے لگے ہیں جس میں سے صرف ایک آدمی گزر سکتا ہے۔ جن کے ساتھ ہمارا یہ معاملہ چل رہا ہے انہوں نے یہ تحریری رپورٹ دی ہے اور میرے کئے گئے سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ D.H.A نے کوئی راستہ بند نہیں کیا۔ اب جنہوں نے راستہ بند کیا اور جن کا راستہ بند ہوا ہے، تحریری

رپورٹ میرے پاس ہے لیکن مجھے آج یہ جواب دیا گیا ہے کہ ایک بھی راستہ بند نہیں۔ ہمارا تعلق یقیناً سرکاری بنچوں سے ہے اور بڑی مجبوریاں ہیں جنہیں ہم سمجھتے ہیں اور اداروں کی limit کو بھی سمجھتے ہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ کم از کم یہاں جواب درست دیا جائے تاکہ ہمیں یہ پتا ہو کہ جو اس ایوان سے ہم نے جواب لیا ہے وہ ٹھیک ہے۔اب میں سوال کیا کر سکتا ہوں کہ مجھے جواب ہی ٹھیک نہیں دیا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک بھی راستہ بند نہیں ہے جبکہ ہر روز، ہر دوسرے دن بحث ہوتی ہے کہ دو دو سو سال پرانے راستے ہیں، جو قبرستان کو جاتے ہیں، ان کی جو پرانی آبادیوں کو جاتے ہیں انہیں بند کر دیا گیا ہے تو اس حوالے سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب یہ غلط جواب دیا گیا ہے تو اس پر مزید کیا بحث کی جائے اور آگے کیسے بڑھا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ ادھر سے ہی ایم پی اے ہیں، یہ آپ کا علاقہ ہے اور آپ نے خود ادھر دیکھا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ ہے اور میری ہر ہفتے ان سے بحث ہوتی ہے اور 13 راستے بند ہیں جو کہ دو دو سو سال پرانے ہیں۔ انہوں نے قبرستان میں اپنے مردے دفنانے ہوتے ہیں اور ان کے آباؤ واجداد کی قبریں ہیں لیکن راستے بند کر دیئے گئے ہیں اور مجھے یہاں پر جواب دیا گیا ہے کہ کوئی راستہ بند نہیں کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب کا موقف بالکل درست ہے کہ وہاں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے واقعی راستے بند کئے ہوئے ہیں اور انہیں شاید تھوڑا سا impression یہ ہوا ہے کہ جواب غلط ہے تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہ درست ہے کہ ریونیو راستے حکومت پنجاب کی ملکیت تصور کئے جاتے ہیں تاہم ایل ڈی اے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں کوئی راستہ بند نہیں ہے۔ جس علاقے کی یہ بات کر رہے ہیں وہ ایل ڈی اے کا بلڈنگ کنٹرول ایریا نہیں ہے اور وہاں پر بالکل درست بات ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے راستے بند کئے ہوئے ہیں اور لوگوں کو مسائل درپیش ہیں۔ میاں صاحب کا تو وہ حلقہ ہے اور وہ روز وہاں سے گزر کر آتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ان کی information درست نہ ہو لیکن اس سلسلے میں پچھلے اجلاس میں بھی میں نے بات کی تھی کہ یہ معاملہ ایل ڈی اے یا اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ پنجاب گورنمنٹ level کے اوپر یا پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کا proper حل یہ ہے کہ جس طرح ہم نے C.M.I.T کو کہا تھا کہ وہ اس سلسلے

میں پورا analyse کر کے بتائے کہ اگر یہ راستے انہوں نے بند کئے ہیں تو کس قانون کی خلاف ورزی کی ہے آیا انہیں یہ اختیار بھی ہے کہ نہیں ؟کیونکہ وہ اپنے area کی یا اپنے houses کی protection کی آڑ میں یہ سارا کچھ کرتے ہیں تو وہ قانون کس حد تک انہیں protection کی آڑ میں act کرنے کی اجازت دیتا ہے اور کس حد تک نہیں دیتا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ on that side دیکھنے والا ہے۔یہ محکمہ ہاؤسنگ کی دسترس سے باہر ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میں نے ایل ڈی اے سے یہ سوال پوچھا بھی نہیں تھا۔ میں اپنا سوال پڑھ دیتا ہوں کہ ''کیا یہ درست ہے کہ ''ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے ملحقہ ومنسلکہ آبادیوں کے راستے بند کئے ہوئے ہیں؟'' میں نے ایل ڈی اے سے نہیں پوچھا تھا بلکہ اس بنیاد پر یہ سوال کیا تھا کہ میں جس علاقے کا سوال پوچھ رہا ہوں وہ پاکستان کا حصہ ہے۔ جس علاقے کے بارے میں پوچھ رہا ہوں وہ گورنمنٹ آف پنجاب کے under ہے اور میں وہاں سے ایم پی اے منتخب ہوا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر چاہے وہ ڈیفنس ہو، چاہے کینٹ ہو ، چاہے ایل ڈی اے ہو۔ ہر بندہ Government of Punjab کو Government of Pakistan کو جوابدہ ہے۔ میرا سوال اس بنیاد پر تھا کے اگر یہ ایل ڈی اے کی حدود میں نہیں آتا یا کسی اور کی حدود میں نہیں آتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ علاقہ چونکہ پاکستان کا ہے Government of Punjab کا اس پر control ہے اور ہر ادارہ Government of Punjab کو جوابدہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بتا دیا جائے کہ اس کا جواب دینا کس نے ہے ؟اگر ایل ڈی اے نے اس کا جواب نہیں دینا تو کون ادارہ اس کا ذمہ دار ہے ؟کون سی ایسی ہستی ہے جو ان سے پوچھ سکے کہ آپ نے لوگوں کے یہ پرانے راستے جو پاکستان بننے سے پہلے کے ہیں ان کو کیوں بند کر دیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!ویسے یہ بڑا important matter ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!دیکھیں،اس میں بات یہ ہے کہ یہ معاملہ important بھی ہے اور جس angle سے میاں نصیر احمد بات کر رہے ہیں وہ بھی درست ہے لیکن اس میں آپ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اب یہ trend ہے کہ جو بھی ہاؤسنگ سوسائٹی بنتی ہے وہ اپنی چار دیوار بنا لیتی ہے اور اس کے بعد وہ ایک گیٹ لگا کر باقاعدہ ایک گارڈ بھی بٹھاتے ہیں کہ آنے جانے والے لوگوں کو چیک کیا جائے۔اب جو security concern ہو گئے ہیں تو اس کے تحت اب یہ حق کس حد تک right exercise کیا جا سکتا ہے اور کس حد سے آگے جا کر یہ غیر قانونی ہوتا ہے، یہ

معاملہ بھی بڑا حساس ہے۔اس کو میں سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب کی وساطت سے اس معاملے کو کمشنر اور ڈی سی او لاہور کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں۔کیونکہ کسی نہ کسی حد تک ہمیں ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو بلکہ اب تو جو عام محلے ہیں وہاں پر بھی لوگوں نے اپنی گلی کے باہر آہنی گیٹ لگائے ہوئے ہیں اور رات کے نو دس بجے کے بعد وہ اس خیال سے بند کرتے ہیں اور حکومت ان کی اس exercise کو بہتر سمجھتی ہے کہ جس طرح سے رات کو چوری ڈکیتی ہو رہی ہے چلو اس سے وہ کم از کم محفوظ ہو جائیں۔یہ کس حد تک exercise ہو سکتی ہے اور کہاں جا کر تجاوز شروع ہوتی ہے تو اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ڈی سی او لاہور اور کمشنر لاہور کے ساتھ بیٹھ کر اور میاں صاحب کو ساتھ بٹھا کر اس مسئلے کو اس انداز سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔اگر ہم straightway کہیں کہ یہ حق کسی کو دینا ہی نہیں ہے تو اس سے اور بہت سارے لوگ متاثر ہوں گے۔اگر یہ حق اس طرح سے دے دیا جائے جس طرح وہ فرما رہے ہیں کہ وہاں کچھ آبادیاں ہیں within that area اور ان کا راستہ انہوں نے بند کیا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادتی ہے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی جو بات میاں صاحب نے کی ہے چونکہ میں خود بھی ذاتی طور پر یہ سب جانتی ہوں اس حلقے سے میرا ابھی تعلق ہے اور انہی کے ساتھ میں بہت جگہ پر گئی ہوں، campaign کے سلسلے میں بھی گئی ہوں۔ان لوگوں کو سب سے زیادہ جو مشکل ہے وہ یہی ہے کہ ان کو ڈیفنس کے علاقوں میں یا D.H.A میں آنے کا اتنا کوئی شوق نہیں ہے وہ بیچارے صرف وہاں کے رہنے والے لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ان گھروں میں کام کرنے کے لئے آنے کے لئے انہیں بہت لمبے راستے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔وہ کئی سالوں سے بلکہ پاکستان بننے سے پہلے ہی انہی جگہوں پر رہ رہے ہیں یہ وہ چند علاقے ہیں جو ڈیفنس میں شامل نہیں ہو سکے باقی تو سب D.H.A نے خرید لئے ہیں اور اس کی سوسائٹی بن گئی ہے۔یہ وہ علاقے ہیں جہاں لوگوں نے اپنے گھر نہیں چھوڑے اور وہ ڈیفنس کے جو رہائشی ہیں ان کے گھروں میں کام کرنے آتے ہیں اس لئے اگر یہ کوئی بھی لاء ہے تو یہ انتہائی قابل اعتراض ہے کہ ایک شخص جو ویسے ہی less privilege ہے اس کو اور زیادہ مزید تنگ کیا جائے صرف اس بات پر کہ وہ ڈیفنس کے علاقوں میں نہ آئے۔ان کو آنے کا شوق نہیں ہے وہ گھروں میں کام کرنے کے لئے جاتے ہیں اس لئے اس پر ضرور

کوئی کارروائی ہونی چاہئے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور لاء منسٹر سے میری درخواست ہے کہ اس کی جو بھی محکمانہ کارروائی کرنی ہے وہ ضرور کریں اور وہ تمام راستے کھلنے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح محترمہ غزالہ صاحبہ نے کہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ matter تو اور بھی simple ہو جاتا ہے کیونکہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کی جو management ہے وہ انہی لوگوں کی بنیاد پر ہے، وہی لوگ اس کے ممبر ہیں، وہی لوگ ان عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جو وہاں پر رہ رہے ہیں اور وہاں کے مالکان ہیں۔ میں ڈی سی او لاہور یا کمشنر لاہور کے ذمے یہ لگاتا ہوں، محترمہ بھی ساتھ بیٹھ جائیں اور میاں نصیر صاحب بھی ساتھ بیٹھ جائیں۔ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا جو بھی structure ہے، چیئرمین ہے یا ہاؤسنگ سوسائٹی کے president ہیں ان کو ساتھ بٹھا کر اس معاملے کا کوئی solution نکالا جائے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مسئلے کی sensitivity کو سمجھا ہے اور خیال کیا ہے کہ وہاں پر اس طرح کے غلط اقدامات ہو رہے ہیں لیکن جو جواب آیا ہے وہ سو فیصدی غلط ہے۔ یقیناً ہماری ڈی سی او اور کمشنر صاحب سے میٹنگ بھی ہو گی لیکن کم از کم پہلے جو لاہور کی انتظامیہ ہے، عہدیداران ہیں وہ اس چیز کو own کریں کہ ان کے کون کون سے راستے بند کئے گئے ہیں، مجھے اس حوالے سے رانا ثناء اللہ صاحب کی مدد درکار ہو گی کہ وہ ان سے ایک رپورٹ ضرور منگوائیں کہ وہ کون سے راستے ہیں، وہ کون سی جگہیں ہیں وہ اس کو own تو کریں کہ یہ ہماری ہیں اس کے بعد ہم انشاء اللہ اس پر چلیں گے۔ میں یہی امید کرتا ہوں کہ یہ ہمیں ضرور اس کا کوئی time frame یا اس کا کوئی حل بتائیں گے۔ ڈی سی او اور کمشنر ایک رپورٹ ضرور بنا کر دیں کہ کون کون سے راستے Government of Punjab کی ملکیت ہیں جن کو بند نہیں کیا جا سکتا، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم کل ہی ڈی سی او اور کمشنر لاہور دونوں صاحبان سے یا اگر کسی اور معزز ممبر کی D.H.A میں رہائش ہے تو ان سے ٹائم طے کر کے

میٹنگ کر لیتے ہیں۔اس سلسلہ میں جو information چاہئے وہ بھی لے کر دیں گے اور ان کو کہیں گے کہ اس مسئلے کو حل کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر!میں بھی میاں نصیر احمد نے جو point raise کیا ہے اس کو support کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نہیں نہیں،support نہ کریں اگر ضمنی سوال ہے تو وہ کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ public at large کا مسئلہ ہے تو اس میں ہم نے قانون کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ قانون یہ ہے کہ right of easement کو follow کیا گیا یا نہیں کیا گیا،اگر ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی ہے تو ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ وہ ہر قانون کو بالائے طاق رکھ کر پاؤں میں روند کر اپنے راستے بند کر دے۔ جو قانون نے ایک right of easement کسی public at large کو،کسی آبادی یا کسی پرانی گزرگاہ کو دیا ہوا ہے تو وہ کیسے راستہ بند کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!محکمہ ریونیو سے اس کا ریکارڈ منگوالیا جائے جو راستے محکمہ ریونیو کے ریکارڈ میں موجود ہیں وہ راستے کوئی اتھارٹی،ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی یا کوئی بھی ہو وہ بند نہیں کر سکتی۔ This is my legal assistance

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!اس سوال کا جو جز(د) ہے اس میں محکمے نے جواب دیا ہے کہ بلڈنگ کنٹرول ایریا میں جوہر ٹاؤن میں آہنی گیٹ اور دیواریں مسمار کر دی ہیں اور راستہ جات کھول دیئے ہیں جبکہ سوال میں کہیں بھی جوہر ٹاؤن سے متعلقہ کوئی بات نہیں پوچھی گئی۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ سوال کیا تھا اور اس کا محکمے نے جواب کیا دیا ہے؟ سوال گندم جواب چنا والی بات ہے۔ میں یہ بھی جاننا چاہوں گی کہ محکمے سے متعلقہ وزیر کو یہاں ہونا چاہئے تاکہ وہ اس کے proper طریقے سے جواب دے سکیں۔یہ وہی روایت برقرار ہے کہ وزراء موجود نہیں ہیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جن کا سوال ہے وہ satisfied ہیں اور کل کے لئے کمیٹی بن بھی گئی ہے، اس میں کیا مسئلہ ہے مجھے نہیں سمجھ آ رہی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ وہی بات ہے کہ جواب مسلسل غلط آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی already نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے وزیر صاحب نے کل سارے لوگوں کو بلا لیا ہے وہاں بیٹھ کر بات ہو گی اور اس کا حل نکالا جائے گا، basic مسئلہ ہے کہ اس چیز کا حل نکلنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! اس کو اگر Privilege Committee کے سپرد کریں گے، کسی کے خلاف ایکشن لیں گے تو محکمہ درست جواب بھیجنا شروع کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محترمہ نے جو فرمایا ہے کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں سمجھنے میں دقت پیش آئی ہے، محکمے نے جو جواب دیا ہے اور جو اس کا اپنا area ہے اس کے مطابق انہوں نے بالکل درست جواب دیا ہے اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب نے جو کہا ہے میں اس کا جواب دینا چاہ رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ جواب الجواب نہیں ہوتا ہے اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ A-3 بلاک پر بھی gates لگے ہوئے ہیں۔ میں آج کل وہاں ہی رہ رہی ہوں اور اگر آپ وہاں جا کر دیکھیں تو A-3 بلاک جو کہ جوہر ٹاؤن میں ہے وہاں پر gates وغیرہ لگے ہوئے ہیں جبکہ یہاں پر یہ جواب آیا ہے کہ وہاں سے gates ہٹا دیئے گئے ہیں۔ میرا کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جواب غلط آیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس جواب میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ''کسی سکیم یا آبادی کا راستہ بند نہ کیا ہوا ہے تاہم L.D.A نے اپنے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں جوہر ٹاؤن میں آہنی گیٹ اور دیواریں مسمار کر دی ہیں

اور راستہ جات کھول دیئے ہیں۔"اب یہ محترمہ ایک ایم پی اے ہیں وہ on the floor of the House یہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر گیٹ نہیں توڑا گیا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی،3-A,183 بلاک میں اگر آپ دیکھیں تو ابھی تک وہاں پر gates موجود ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ نے یہ جواب دیا ہے کہ آہنی گیٹ، انہوں نے gates نہیں کہا اور دیواریں مسمار کر دی گئی ہیں۔(شور وغُل)

MR. DEPUTY SPEAKER: This is no way.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس گیٹ کی محترمہ نشاندہی کر رہی ہیں اگر وہ نہیں گرا تو وہ بھی گرا دیتے ہیں۔(قہقہہ)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، وہ گرا دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

MRS. AYESHA JAVED: Thank you Honourable Speaker! This is not supplementary question. In fact, I would like to add something in addition of Law Minister.

بہتر تو یہی تھا کہ concerned Minister یہاں ہوتے، یہاں یہ بات ہو رہی ہے اس وقت D.H.A concerned authorities کے لوگوں کو، L.D.A کے لوگوں کو اور خود منسٹر صاحب میٹنگ convene کریں گے اور اس بارے میں کوئی حل نکالیں گے تو آپ لوگوں کی information کے لئے یہاں میں یہ عرض کرتی چلوں کہ یہ زمین جس کا ذکر میرے محترم بھائی نے یہاں کیا ہے L.D.A کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ لاہور کنٹونمنٹ بورڈ کی ملکیت ہے اور لاہور کنٹونمنٹ بورڈ کے اپنے By-laws, rules and regulations ہیں۔

If you want to do something accordingly, you have to get in touch with the Lahore Cantonment Board.

تو L.D.A میں اس کا کوئی لیا، دیا نہیں ہے۔ان سوالات کے جواب آپ نے غلط دیئے ہیں۔آپ لاہور کنٹونمنٹ بورڈ سے رجوع کریں۔ And I am sure they will come up with something.

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بھی متعلقہ محکمہ ہے اس کو بلا کر انشاء اللہ تعالیٰ کل بات ہو گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وزیر محترم کا نام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس وقت اس محکمے کے وزیر کون ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس محکمے کا جو ایڈیشنل چارج ہے وہ دوست محمد کھوسہ صاحب کے پاس ہے اور ڈیرہ غازی خان میں جو اتنا انسانیت سوز واقعہ ہوا ہے اس سلسلے میں وہ وہاں پر موجود ہیں اگر اس سلسلے میں بھی ان کا وہاں پر موجود ہونا اپوزیشن کو ناگوار گزر رہا ہے تو ان کو کل ہی وہاں سے بلا لیتے ہیں۔

MRS SAFINA SAIMA KHAR: I want to mention here that Law Minister is "Jack of all trades". Why can not we have the ministers concerned you just say.

کہ محکمے والے آئیں گے۔

Why not the Ministers to come and answer the questions of the Opposition?

MR. DEPUTY SPEAKER: He has already told that he is busy in Dera Ghazi Khan because of that tragic incident.

MRS SAFINA SAIMA KHAR: Yes, but otherwise also you know that Law Minister is always answering everyone's question. It's not his duty to do that. So, if possible if not the concerned minister, then secretaries should be here to answer.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی، میرے question کا نمبر 318 ہے اور میں اس کے جواب سے satisfied ہوں۔

لاہور میں انڈر پاس بناتے وقت درختوں کو منتقل کرنے کا مسئلہ

*318: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی نہر پر گلزار انڈر پاس (مسلم ٹاؤن گارڈن ٹاؤن) کی تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انڈر پاس کی تعمیر سے قبل یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہاں پر جو درخت موجود ہیں انہیں زندہ حالت میں کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا، اگر جواب ہاں میں ہے تو وہاں پر موجود کتنے درختوں کو کسی دوسری جگہ پر منتقل کیا گیا تھا نیز درختوں کی منتقلی پر کل کتنا خرچ آیا تھا، اس کے متعلق مکمل وضاحت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کی نہر پر محکمہ مواصلات و تعمیرات نے گلزار انڈر پاس (مسلم ٹاؤن گارڈن ٹاؤن) کی تعمیر کی۔

(ب) یہ درست ہے کہ انڈر پاس کے درختوں کو زندہ حالت میں مناسب / متبادل جگہوں پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔متعلقہ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹرز کے ریکارڈ کے مطابق جو درخت قابل منتقلی ہونگے ان کو متبادل جگہ منتقل کر دیا جائے گا اور جو قابل منتقلی نہ ہونگے ان کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیا جائے گا لہذا پی ایچ اے نے متعلقہ افسران کے ریکارڈ کے مطابق 799 عدد درخت زندہ حالت میں لاہور برانچ کینال، گارڈن ٹاؤن، بھیکھے وال موڑ، ٹاؤن شپ، جوہر ٹاؤن، گرین ٹاؤن، قزافی سٹیڈیم اور مصطفیٰ ٹاؤن منتقل کئے جن پر مبلغ -/15458000 روپے جو محکمہ مواصلات نے فراہم کئے تھے خرچ کئے گئے اور منتقل کردہ درخت بہتر نشوونما پا رہے ہیں تاہم منتقلی کے عمل میں زخمی ہونے والے تقریباً 16 فیصد درخت اپنی نشوونما جاری نہیں رکھ سکے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری یہاں ہاؤس میں موجود ہیں اور اگر اس کے منسٹر موجود نہیں ہیں تو ہاؤسنگ کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو چاہئے کہ وہ سوالات کے جواب دیں نہ کہ وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چیف منسٹر competent ہیں کہ وہ اسمبلی بزنس کے لئے کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ، کسی بھی منسٹر کو دے سکتے ہیں اور اس بارے میں میرے پاس نوٹیفکیشن موجود ہے اور انہوں نے میرے ذمے لگایا ہے کہ آج سردار دوست محمد کھوسہ صاحب کی عدم موجودگی میں، میں اس محکمے کے جواب دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بیٹھیں، یہ سُن لیں۔ یہ نوٹیفکیشن میرے پاس موجود ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ:

> Chief Minister has been pleased to approve that during the absence of Sirdar Dost Muhammad Khan Khosa, Minister for Local Govt. and Community Development Department Punjab, Rana Sana Ullah Khan, Minister for Law and Parliamentary Affairs shall look after the Assembly business relating to these departments in the ongoing Assembly session.

اب اس کے بعد تو میرا خیال ہے کہ۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری کو کیوں غائب کیا گیا ہے؟

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! سکول کے دور میں سُنا کرتے تھے کہ "ہر مرض کی ہے دوا محمد علی جناح" بد قسمتی سے ہماری اسمبلی میں اگر پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں تو پھر بھی رانا صاحب کو کہنا کہ وہ اس کو conduct کریں۔ یہ سراسر پارلیمانی اصولوں کے بھی خلاف ہے اور ہمیں آئندہ اس طرح کے precedents نہیں قائم کرنے چاہئیں کہ پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود ہے، ٹھیک ہے، منسٹر صاحب کی genuine reason ہے کہ وہ یہاں موجود نہیں ہے مگر آئندہ کے لئے اس precedent کو repeat نہ کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: I have registered your point.

اور آئندہ میں گورنمنٹ بنچوں سے کہوں گا کہ اس کا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: She is satisfied. Then what is the reason for supplementary question?

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال تو کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب میں آگے چل رہا ہوں اس میں اگلا سوال محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ رفعت صاحبہ! سوال نمبر پڑھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوال نمبر 605 ہے، میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ پارلیمانی سیکرٹری میرے سوالوں کے جوابات دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فیصل آباد۔ایف ڈی اے سٹی سکیم کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*605: محترمہ رفعت سلطانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں ایف ڈی اے سٹی سکیم کہاں اور کتنے رقبہ پر تعمیر کی جا رہی ہے، پلاٹوں کی تعداد اور ان کی قیمت / ڈویلپمنٹ چارجز کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) اس سکیم کے تحت پلاٹ حاصل کرنے والے کس اکاؤنٹ اور بنک میں پلاٹوں کی قیمت / ڈویلپمنٹ چارجز جمع کرواتے ہیں؟

(ج) اب تک اس سکیم کی مد میں کتنی رقم کون سے بنک میں جمع ہو چکی ہے فروخت اور باقی رہ جانے والے پلاٹوں کی تعداد رقبہ کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(د) اس سکیم کا اب کیا سٹیٹس ہے کب تک اس کی تعمیر مکمل کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ایف ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم چک نمبر 5 ج ب (تحصیل صدر)، چک نمبر 118 ج ب (تحصیل صدر) چک نمبر 119 ج ب تحصیل سٹی ضلع فیصل آباد موٹروے ایم-3 کے ساتھ ساتھ 1245 ایکڑ رقبہ پر پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت بنائی جا رہی ہے۔ جس میں مالکان اراضی کو زمین کے عوض 30 فیصد ترقیاتی سہولتوں سے مزین پلاٹ دیئے جا رہے ہیں اس میں پلاٹوں کی تعداد 10057 ہے۔ اس کی قیمت فروخت -/64000 روپے فی مرلہ ہے جس میں -/15000 روپے فی مرلہ ترقیاتی اخراجات شامل ہیں۔

(ب) اس سکیم کے تحت پلاٹ حاصل کرنے والوں نے اکاؤنٹ نمبر2911864-10032216-01031950-01031750-01031600 بنک الفلاح لیاقت روڈ فیصل آباد میں بالترتیب ایک چوتھائی، چھ اقساط اور ترقیاتی مصارف جمع کروائے جبکہ بیرون فیصل آباد جمع ہونے والی رقم بھی مندرجہ بالا اکاؤنٹس میں ہی بھجوائی گئی۔

(ج) اب تک اس مد میں کل 3461 ملین روپے جمع ہوئے جبکہ 345 ملین ابھی تک الاٹیوں کی طرف بقایا ہیں 5257 قرعہ اندازی کے پلاٹوں میں 5013 پلاٹ بک چکے ہیں اور 244 بقایا ہیں جو کہ ضرورت مند الاٹیوں نے الاٹمنٹ کے بعد اپنی جمع شدہ رقم لے کر واپس کر دیئے جواب قواعد کے مطابق نیلام عام میں فروخت کئے جائیں گے۔

(د) اس سکیم میں اب تک 50 فیصد ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں اور بقایا جون 2009 تک مکمل کرنے کا پروگرام ہے اس دوران مکمل ہونے والے بلاکوں میں الاٹیوں کو قبضہ دینا شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں rules بہت clear ہیں کہ چیف منسٹر صاحب نے authorize کیا ہے لاء منسٹر صاحب کو اور انہوں نے محکمے سے ساری briefing لی ہے تو جواب بھی وہی دیں گے۔ اگر آپ ان سے جواب نہیں لینا چاہتیں تو اس کو pending کر دیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! نہیں، نہیں، پورا سال ہو گیا ہے، دیکھیں! کتنا عرصہ ہو گیا ہے، یہ سوال 2008 سے چل رہا ہے اور 2009 میں، میں اس کا جواب سُن رہی ہوں۔ میں پھر بھی اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ سوال اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اس میں بدعنوانیاں پکڑی جائیں، گھپلے پکڑے جائیں۔ جب سوالات کا tenure شروع ہوتا ہے تو ٹیم کی ٹیم ادھر سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے time pass ہو جاتا ہے تو اس سے ہمارا بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ ہمارے سوالات کو pending کیا جائے یا پھر ان کو روک دیا جائے۔ جب وقفہ سوالات ہو تو پوائنٹ آف آرڈر کم لئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب لاء منسٹر صاحب آپ کی بات کا جواب دیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلیں جی، دے دیں۔ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بہن محترمہ رفعت سلطانہ صاحبہ کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے جواب دینے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے جو جو

information مانگی ہے وہ جواب میں درج ہے اگر اس information سے وہ کچھ analyse کر رہی ہیں یا assess کر رہی ہیں کہ یہاں پر کرپشن ہے تو وہ ابھی نشاندہی کر دیں یا بعد میں بھی اگر وہ مناسب سمجھیں تو اس کی نشاندہی کریں گورنمنٹ اس کے اوپر ایکشن لے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں غلط بات کیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں بتاتی ہوں، اس میں یہ ہے کہ بنک الفلاح کو اس کا اکاؤنٹ دیا گیا ہے جبکہ F.D.A جو ہے وہ سرکاری محکمہ ہے اس نے کس اختیار سے بنک الفلاح کو اکاؤنٹ دیا ہے؟ اس دور میں پہلے تو یہ دیکھیں کہ F.D.A والوں نے forms خود چھپوائے اور سارے کے سارے پیسے الفلاح بنک کے اکاؤنٹ میں چلے گئے۔ وہاں پر millions amount credit ہوئی تو اب اس کے اوپر جو profit مانگا جاتا ہے وہ special مانگا جاتا ہے۔ مجھے میرے وزیر موصوف صاحب یہ بتائیں کہ profit اس amount میں شامل ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو اس میں کیوں نہیں شامل کیا گیا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو محترمہ نے فرمایا ہے کہ الفلاح بنک کو یہ اکاؤنٹس کیوں offer کئے گئے تو اس سلسلے میں تمام بنکوں سے offers لی گئی تھیں آٹھ بنکوں نے اپنی offers دیں، بنک الفلاح کا profit margin دوسرے بنکوں سے بہتر تھا تو اس لئے بنک الفلاح میں اکاؤنٹس رکھے گئے ہیں اور اس رقم میں جس کا وہ ذکر فرما رہی ہیں اس میں profit کی رقم شامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بنک زیادہ profit دے گا محکمہ اسی میں رکھوائے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! کیا ہمارے پاس اور بنک نہیں ہیں؟ نیشنل بنک سرکاری بنک ہے، ویمن بنک ہے، ہمارے پاس سٹیٹ بنک ہے۔ بنک میں جو amount credit ہوتی ہے وہ رقم بنک میں پڑی نہیں رہتی بلکہ بنک اس رقم سے بزنس کرتا ہے تو یہ بتایا جائے کہ اس رقم سے بنک نے کتنا کمایا؟ 2005 میں یہ سکیم شروع ہوئی اب تک دیکھیں کہ کب سے وہ پیسے کھا رہے ہیں، اسی وجہ سے تو یہ سوال میں بار بار لا رہی تھی کہ مجھے اس کا proper جواب ملنا چاہئے کیونکہ اس میں انہوں نے اتنے گھپلے کئے ہوئے ہیں، انہوں نے 25 فیصد پلاٹ تقسیم کئے اور 75 فیصد ابھی تک باقی ہیں اور جواب میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 30 فیصد باقی ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں

نے اس میں ایسے کیا کہ ابھی تک وہاں پر ایک گیٹ کھڑا کیا ہوا ہے اور کوئی development نہیں ہوئی۔ یہ سکیم 2005 سے چل رہی ہے لیکن بنجر زمین پڑی ہوئی ہے۔ ایک گیٹ کھڑا کیا ہے تو کہتے ہیں کہ اس پر ایک کروڑ خرچ آیا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ گیٹ پر ایک کروڑ خرچ آتا ہے کیا ایک کروڑ تھوڑا ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک بات سنیں کہ یہ جو سوالات ہوتے ہیں آپ اس کے اوپر ضمنی سوال پوچھ سکتی ہیں۔ آپ نے جو سوال پوچھے ہیں ان کا جواب آیا ہوا ہے۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ اس کا جواب غلط بتایا گیا ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔ آپ نے account کا کہا منسٹر صاحب نے بتا دیا کہ چونکہ وہاں پر ratio of profit زیادہ تھی اس لئے وہاں پر کھلوا دیا گیا۔ اب اگلے جواب کے اندر اگر آپ کو کہیں پر problem ہے تو اس کی نشاندہی کریں لیکن اس طرح نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ 75 فیصد پلاٹس ابھی تک نہیں دیئے گئے اور صرف 25 فیصد دیئے گئے ہیں تو اس میں exact figures یہ ہیں کہ اس کے ٹوٹل پلاٹ 5297 تھے اور قرعہ اندازی کے ذریعے 5013 پلاٹ دیئے جا چکے ہیں اور صرف 244 کے قریب پلاٹ ابھی بقایا ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا ترقیاتی کام 50 فیصد مکمل ہو چکا ہے اور اس کو جون 2009 تک مکمل کر کے قبضہ ان کے الاٹیوں کو دے دیا جائے گا۔ اب اس پورے سوال میں انہوں نے گیٹ سے متعلقہ کوئی بات نہیں کی، اگر یہ گیٹ سے متعلقہ بات کرتیں تو آج میں یہاں پر گیٹ بھی حاضر کر دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کے اندر مزید بات ہے تو آپ کر لیں کیونکہ otherwise جو سوالات ہیں اگر ان کے جوابات پر کوئی مسئلہ ہے تو بتا دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے وزیر صاحب نے یہ بات فرمائی کہ انہوں نے ایک انکوائری بٹھائی اور ابھی تک یہ انکوائری نامکمل ہے۔ یہ F.D.A والوں کے ساتھ نرمی فرما جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سختی کر دیا کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ہاں جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن سے گزارش ہے کہ اس سے متعلقہ اگر کوئی ان سے information lack کرتی ہے تو یہ حکم کریں ہر چیز ان کی خدمت میں حاضر کر دی جائے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دیکھیں کہ ابھی تک وہ سکیم مکمل کیوں نہیں ہوئی جبکہ اتنے ملین بنک میں پیسا پڑا ہوا ہے تو یہ بتایا جائے کہ وہ سکیم مکمل کیوں نہیں ہوئی آپ جو بتا رہے ہیں یہ سکیم 2005 سے چل رہی ہے۔ میں اسی وجہ سے سوال کر رہی ہوں کہ ان کا پتا چلے کہ پچھلی حکومت سے انہوں نے ساز باز کر کے یہ F.D.A سکیم چلائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آخری جواب پڑھ لیں تو اس میں درج ہے کہ اس سکیم میں اب تک 50 فیصد ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں اور بقایا جون 2009 تک مکمل کرنے کا پروگرام ہے۔ اگر یہ نہیں ہوتا تو اس کے بعد آپ ان سے کہیں کہ یہ انہوں نے جواب غلط دیا تھا۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں کہ کوشش کر رہے ہیں اور کوشش ہو رہی ہے اور میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں اور میں تو پوچھ رہی ہوں کہ یہ سکیم 2005 سے شروع ہے تو یہ 2005 سے لے کر اب تک مکمل کیوں نہیں ہوئی اور انہوں نے گاؤں کے گاؤں وہاں پر خریدے ہیں اور ان لوگوں سے سستی زمین خرید لی ہے اور اب ان لوگوں نے رشتہ داروں میں بانٹے ہیں اور انہوں نے حکومت کو مہنگے داموں فروخت کی ہے۔

چودھری رضانصر اللہ گھمن: جناب سپیکر!۔۔۔

جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے چودھری رضانصر اللہ صاحب کو floor دیا ہے۔ ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اکٹھا جواب آئے گا، آپ ذرا تشریف رکھیں۔

چودھری رضانصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ہماری بہن نے سوال put کیا ہے اور اس کا سرمایہ بنک الفلاح میں رکھا اور اس پر جو مارک اپ ملا وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے اس کا competition کیا اور سارے بنکوں کو انہوں نے invite کیا کہ جو ہمیں اس کا maximum interest rate دے گا ہم اس کو

entertainکریں گے۔کیااس چیز کاپتا چل سکتا ہے کہ بنک الفلاح نے کیاinterest rateدیا اور دوسرے بنکوں نے کیاofferکی؟

جناب ڈپٹی سپیکر:یہnew questionہےاوراس کااس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

چودھری رضانصراللہ گھمن:جناب سپیکر!یہ اس کے ساتھ related questionہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ نیاسوالputکردیں اور وہ بالکل اس کا جواب دے دیں گے لیکن ایک دم میرے خیال میںIt will be difficult for himکہ یہاں پر وہ بتا سکیں کہ اس کا کیا rate تھایاکیاratioتھاتوآپ سوالputکردیں اور وہ جواب دے دیں گے۔

چودھری رضانصراللہ گھمن:جناب سپیکر!اس میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہمارے districtکاissueہے اور یہ ایک بڑا نازک issueہے اس کو جان بوجھ کر deliberately pendingکیاجارہاہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! محترم ممبر نے جو کہا ہے کہ اس میں rate of interestکی اس وقت کیا offerہوئی تھی تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ یہ detailوہاںF.D.Aمیں موجود نہ ہوں گی بلکہ اگر یہ چاہیں تو یہ پوری تفصیل میں ان کو لے کر دوں گااور یہcounter checkبھی کرلیں۔اگرانہوں نے کہاہے کہ نیشنل بنک نے ہمیں گیارہ فیصد کہااور حبیب بنک نے ہمیں بارہ فیصد کہااور الفلاح بنک نے ہمیں تیرہ فیصد کہاتو یہ ان بنکوں سے counter checkکر سکتے ہیں کہ بھائی آپ کی offersتھیں اور اگر اس میں کوئی کسی قسم کی mala fide پائی جائے تو یہ حکم کریں اور گورنمنٹ اس سلسلے میں انکوائری کرے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!اگر انہیں profitملا ہے تو اس کوamountمیں شامل کیوں نہیں کیاگیا۔اسamountپرprofitملین میں ملتاہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرے خیال میں اس میں آپ نے جو کچھ پوچھا ہے وہ سب کچھ آجائے گااور اگر آپ چاہتی ہیں تو اس پر نیاسوال putکردیں یااگرquestion putنہیں کرنا تو واقعی یہ اہم بات ہے۔لاء منسٹر صاحب کوآپ مل لیں۔وہ ریکارڈ منگواکرآپ کو دکھادیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں یہ ہاؤس میں کہہ رہی ہوں کہ انکوائری کمیشن بٹھایا جائےاور باقاعدگی سے اس کی انکوائری کی جائے۔اس میں اربوں اور کھربوں روپے کے گھپلے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہوگیا۔جی، جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف) میں محکمہ کی طرف سے جو پلاٹوں کی تعداد بیان کی گئی ہے وہ ایک 1097 ہے۔F.D.Aہاؤسنگ سوسائٹی فیصل آباد میں جو پراجیکٹ ہے اس کے خلاف انٹی کرپشن فیصل آباد میں بھی انکوائری شروع کی گئی ہے اور نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس انکوائری کو dealing tacts میں بدل کر مکمل نہیں کرنے دیا جارہا۔ ہماری اطلاع کے مطابق F.D.Aسٹی کا جو اصل نقشہ تھا اس میں پلاٹوں کی تعداد، جو رہائشی پلاٹوں کو بیچنے کے لئے دینے تھے وہ اور تھی لیکن جب محکمہ نے اس سکیم میں کرپشن کا آغاز کیا تو انہوں نے اس کے اصل نقشہ میں تبدیلی کرتے ہوئے اس سکیم میں جتنے پارک تھے اور سٹیڈیم تھے یا جتنے قبرستانوں کے لئے جگہ رکھی گئی تھی ان تمام جگہوں کو ختم کر کے نقشہ کو انہوں نے رہائشی پلاٹوں میں بدل دیا ہے۔ میرا honourable Minister سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا جو پلاٹوں کی تعداد یہاں بیان کی گئی ہے، جو F.D.Aکا پہلا نقشہ تھا یہ تعداد اس کے مطابق ہے یا جو دوسرا نقشہ ہے جس کی انکوائری انٹی کرپشن فیصل آباد میں اس وقت چل رہی ہے یہ اس کی انکوائری میں جو درج ہے pledge اس کے مطابق ہے اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جز(ب)،(ج)اور(د) میں جتنے بھی انہوں نے fact & figures دیئے ہیں وہ سارے 9۔اگست 2008 کے ہیں ۔ میری گزارش honourable Minister صاحب سے یہ ہے کہ آج جبکہ چھ ماہ اس معاملہ کو گزر گئے ہیں یعنی جواب کو چھ ماہ ہو چکے ہیں میں آپ کی وساطت سے چاہوں گا کہ honourable Minister آج کے دن کا جو fresh statute ہے اس کے بارے میں یہاں بیان فرمائیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس بارے میں جو statute ہے وہ 9۔اگست 2008 کو جب یہ جواب دیئے گئے۔اس وقت کا ہے باقی تو تقریباً وہی ہے اور اس میں صرف ترقیاتی کام ہے جو اس وقت 50 فیصد تھا اس کے متعلق اطلاع یہ ہے کہ اب وہ more than 60 فیصد کے قریب مکمل ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کے سوال کے اندر پہلی تو بات میں یہ بتادوں کہ میں خود یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے محکمے ہیں ان میں کرپشن ہوتی ہے اور ہم سب دیکھتے رہتے ہیں۔اس کے اندر جو بہتر بات ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ آپ ان سے مل لیں اور اس کے بعد اگر آپ اس بات سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ کا پورا حق ہے کہ اس پر آپ سوال بھی لائیں اور تحریک التوائے کار بھی لائیں اور ہم بالکل اس کی root causeتک بھی پہنچیں گے اور اس کے متعلق کارروائی بھی کریں گے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میری گزارش بھی یہ ہے کہ اس مسئلہ پر تحریک التوائے کار بھی لائی گئی تھی اور اس پر سوال بھی آئے ہیں اور میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس سلسلے میں کوئی خصوصی حکم جاری کیا جائے تاکہ جو عوام کا اربوں روپے وہاں پر F.D.Aسٹی کے اس سکینڈل میں لوٹا گیا اس تمام سکینڈلز کو بے نقاب کر کے عوام کو ان کی رقوم مہربانی کر کے واپس دلائی جائیں اور وہ سارے ملزمان اور سارے کردار جنہوں نے یہ ساری کرپشن کی ہے ان کو کم از کم قانون کی عدالت میں کھڑا کیا جائے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس سلسلے میں وزیر صاحب کوئی حکم جاری فرمائیں تاکہ جو انکوائری محکمہ کے متعلق ہو رہی ہے اس کو کسی specific time میں مکمل کر کے اسمبلی کے floor پر پیش کیا جاسکے۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا ایک منٹ۔ محترمہ کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہی ہیں۔وہ بات کر لیں پھر آپ اکٹھا ہی جواب دے دینا۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: MR. Speaker! I would like to request you that you should pass order.

کہ پنجاب کا پیسا foreign banks میں کیوں رکھتے ہیں؟ ہمیں ایسی پالیسی بنانی چاہئے کہ پنجاب کا پیسا پنجاب کے بنکوں میں رکھنا چاہئے ۔باقی اگر ہم اتنا پیسا کسی بھی بنک میں رکھیں گے تو ہمیں وہی interestملے گا لہذا میری استدعا ہے کہ ہمارے تمام محکموں کا پیسا بنک آف دی پنجاب میں جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! میں ایک منٹ میں آپ کو اکٹھا ٹائم دیتا ہوں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بہن چونکہ banker ہیں اس لئے وہ یہ معاملات سمجھتی ہیں۔انھوں نے ایک بہت ہی اچھا سوال کیا تھا۔ میں اسی حوالے سے وزیر قانون سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ محترمہ نے بنک الفلاح کے حوالے سے نشاندہی کی ہے۔سب کو پتا ہے کہ اس وقت حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے بنک الفلاح سے ملازمین بھی فارغ کئے گئے ہیں۔اگر ان حالات میں کوئی بنک بچتا ہوا نظر آتا ہے تو وہ صرف نیشنل بنک ہے اس لئے ان کا point بڑا valid ہے کہ سارے اکاؤنٹس بنک الفلاح میں ہیں لیکن اگر ان حالات میں وہ bankrupt ہو جاتا ہے تو پھر کیا ہو گا؟ محترمہ کے اندر یہ خدشہ چھپا ہوا ہے جسے وہ point out نہیں کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے ہم نے تو خصوصی طور پر یہ بات کہی ہوئی ہے کہ government money یا اس قسم کی جو سکیمیں بنتی ہیں اس کا پیسا سرکاری بنکوں میں رکھیں بلکہ preferable پنجاب بنک کا کہا گیا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس وقت الفلاح بنک میں کیوں رکھا گیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت کو یہ دیکھنا چاہئے اور یہ ان کی ذمہ داری تھی لیکن اگر انھوں نے نہیں دیکھا تو ان کے سارے کئے دھرے کی جوابدہی ہمارے اوپر تو وارد نہیں ہوتی۔ سہوترا صاحب نے جو بات کی ہے پہلے بھی اس معاملے سے متعلق allegations آئے اور یہ معاملہ باقاعدہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کے حوالے کیا گیا۔اس معاملے سے متعلق فیصل آباد میں پوری انکوائری ہوئی، پھر رپورٹ مرتب ہوئی۔اب وہ رپورٹ further verification کے لئے ڈی جی انٹی کرپشن کے پاس موجود ہے۔اگر اس بارے میں کسی معزز ممبر کے پاس کوئی information ہے تو وہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ سے رابطہ کر کے contribute کر سکتے ہیں اور اگر کوئی چیز سامنے آئی تو پھر اس پر قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور پی پی۔144 شالامار ٹاؤن، واہگہ ٹاؤن میں صفائی کے لئے گاڑیوں اور ملازمین کی تعداد

*741: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن میں سیوریج کی صفائی کے لئے کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) پی پی۔144 شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن میں سیوریج کھولنے کے لئے کتنے ملازمین تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔144 اور پی پی۔145 شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن میں واقع 18 یونین کونسلوں کے لئے مغل پورہ سب ڈویژن اور باغبانپورہ سب ڈویژن میں سیور کی صفائی کے لئے مشترکہ طور پر ایک عدد مکسر اور ایک عدد جیٹنگ مشین موجود ہے۔

(ب) پی پی۔144 شالامار ٹاؤن میں بند سیور کھولنے کے لئے مندرجہ ذیل عملہ تعینات ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	نمبر شمار	نام	عہدہ
1-	رانا رفاقت	سب انجینئر	2	رزاق	نائب داروغہ
3	اچھا مسیح	سیوریج کر	4	کالا مسیح	سیوریج کر
5	لبھا مسیح	سیوریج کر	6	ذوالفقار مسیح	سیوریج کر
7	یونس مسیح	سیوریج کر	8	نتھو مسیح	سیوریج کر
9	کالو مسیح	سیوریج کر	10	جمال مسیح	سیوریج کر
11	کمال مسیح	سیوریج کر	12	نواز مسیح	سیوریج کر
13	افتخار مسیح	سیوریج کر	14	لیاقت مسیح	سیوریج کر
15	رفاقت مسیح	سیوریج کر	16	ریاض مسیح	سیوریج کر
17	عمانوائیل مسیح	سیوریج کر	18	گلزار مسیح	سیوریج کر

جبکہ پی پی۔144 واہگہ ٹاؤن میں مندرجہ ذیل عملہ تعینات ہے:۔

1	افضل عمر	سب انجینئر	2	شوکت	سیوروکر
3	شوکت	سیوروکر	4	ہیرا	سیوروکر
5	پرویز	سیوروکر	6	مشتاق	سیوروکر
7	چن	سیوروکر	8	شہزادہ	سیوروکر
9	رانجھا	سیوروکر			

آخری منٹ لاہور میں واسا کے دفتر سے سیوریج کی صفائی والے ملازمین کا غائب رہنا

*743: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آخری منٹ جی ٹی روڈ پر جو واسا کا دفتر ہے وہاں کے سیوریج کھولنے والے ملازمین حاضری لگا کر ڈیوٹی سے غائب ہو جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یو سی 37 اور یو سی 38 کے عوام سیوریج بند ہونے پر دفتر شکایت کرتے ہیں لیکن اہلکاران سیوریج کھولنے نہیں آتے، عوام پرائیویٹ مزدوروں سے سیوریج صاف کرواتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ آخری منٹ جی ٹی روڈ پر واسا کا عملہ حاضری لگا کر غائب ہو جاتا ہے درحقیقت عملہ شکایات لے کر علاقہ میں بند سیوریج کھولنے کے لئے چلا جاتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ یو سی 37، 38 میں واسا کا عملہ، اہلکار عوام کی شکایت پر سیوریج صاف نہیں کرتے جونہی شکایت ملتی ہے اس کو رفع کر دیا جاتا ہے۔ماہ جولائی 2008 میں جتنی بھی شکایات وصول ہوئیں تمام شکایات رفع کی گئیں۔یہ بات درست نہ ہے کہ پرائیویٹ مزدور واسا کی سیوریلائن پر کام کرتے ہیں۔

(ج) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے اس لئے حکومت کو مذکورہ ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لاہور میں واٹر سپلائی کے گھریلو و کمرشل ریٹ کی تفصیلات

*748: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں واٹر سپلائی کے لئے نئے کمرشل اور گھریلو کنکشن کس ریٹ کے مطابق لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا واٹر سپلائی کے کمرشل اور گھریلو کنکشن بغیر میٹر کے بھی لگائے جارہے ہیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) واٹر سپلائی کے نئے کمرشل اور گھریلو کنکشن رقبے کے مطابق کس شرح سے لگائے جاتے ہیں اور کس شرح سے بل وصول کئے جاتے ہیں، رقبہ کے مطابق تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) لاہور میں واسا، ایل ڈی اے کے زیر انتظام علاقہ میں مورخہ 01-07-97 سے تمام کمرشل اور گھریلو کنکشن بطور میٹرڈ پاس کئے جاتے ہیں اور میٹر لگائے جاتے ہیں۔(نقل نوٹیفکیشن (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

میٹرڈ کنکشن:-

ماہانہ:	گھریلو فی ہزار گیلن ماہانہ		کمرشل فی ہزار گیلن ماہانہ	
	پانی	سیور	پانی	سیور
برائے پہلے 5000 گیلن تک:	12.88	9.02	27.34	19.14
5001 تا 20000 گیلن تک	20.86	14.60	48.85	34.19
20001 اور سے زیادہ	27.30	19.11	70.67	49.48

بغیر میٹرڈ پرانے گھریلو کنکشن

سالانہ کرایہ کی شرح (ARV Slabus)	پانی کے نرخ (Water Rate) روپے ماہانہ	سیور کے نرخ (Sewer Rate) روپے ماہانہ
Up to Rs. 400	58.10	40.67
401 to 500	89.60	62.72
501 to 720	152.60	106.62

721 to 1000	266.00	186.20
1001 to 1500	375.20	262.64
1501 to 2388	394.80	276.36
2389 to 4370	420.00	294.00
4371 to 4499	439.60	307.72
4500 and above	84% of ARV	70% of Water

نوٹ: (سینی ٹیشن فیس کی وصولی محکمہ سالڈویسٹ مینجمنٹ کی طرف سے ہوتی ہے)

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تمام نئے کنکشن مورخہ 01-07-97 سے بطور میٹرڈ پاس ہوتے ہیں اس لئے کوئی کنکشن مورخہ 01-07-97 سے بغیر میٹر پاس ہوا ہے اور نہ ہی کیا جا سکتا ہے البتہ میٹر دستیاب نہ ہونے کی صورت میں میٹر نہیں لگایا جاتا اور بل محکمہ کی پالیسی کے تحت اوسط استعمال تخمینہ / پلاٹ سائز کے مطابق جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) کوئی کنکشن مورخہ 01-07-97 سے بغیر میٹر کے منظور نہیں کیا جا سکتا ہے۔البتہ عدم دستیابی کی صورت میں واسا کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق کمرشل کنکشن کا بل کاروبار کی نوعیت کے مطابق اوسط استعمال تخمینہ کے تحت جاری کیا جاتا ہے جبکہ گھریلو تعمیراتی خیراتی اور religious کنکشنوں کے بل محکمہ کی مرتب کردہ پالیسی کے تحت رقبہ کے حساب سے اوسط استعمال کے مطابق جاری کئے جاتے ہیں۔پالیسی حسب ذیل ہے:۔

1-گھریلو کنکشن:

رقبہ (Marla)	اوسط استعمال
0.1تا5.0	10,000 GPM
5.1تا10.0	15,000 GPM
10.1 تا20.0	20,000 GPM
20.1تا40.0	25,000 GPM
40.1یا اس سے زیادہ	30,000 GPM

2-کمرشل کنکشن:

	نوعیت کاروبار:	اوسط استعمال
i)	جنرل سٹور، کلاتھ شاپ، درزی، سبزی اور گوشت کا کاروبار، پٹرول پمپ بغیر سروس سٹیشن، چھوٹے پرائیویٹ سکول، دفتر وغیرہ	10,000 GPM
ii)	ڈاکٹر کلینک ڈسپنسری اور لیبارٹری کے ساتھ، پرنٹنگ پریس، کپڑا رنگائی شاپ، سویٹ شاپ، بڑے سکول ایک سو طالب علم سے زیادہ، چرخہ ہاؤس وغیرہ	15,000 GPM

iii)	ریسٹورنٹ، پلاسٹک انڈسٹری، شوز انڈسٹری، صابن کی انڈسٹری وغیرہ	20,000 GPM
iv)	ہوٹل بی کلاس، آئس کریم فیکٹری، شاپنگ پلازہ، سٹیل مل، کیمیکل اینڈ ربر فیکٹری سینما، سوڈا فیکٹری وغیرہ	25,000 GPM
v)	سیمنٹ پائپ فیکٹری، گھی ملز، ڈیری وغیر	30,000 GPM
vi)	کارپٹ واشنگ اڈا، ڈائینگ فیکٹری، پٹرول پمپ سروس سٹیشن کے ساتھ اے کلاس ہوٹل، آئس اور بوتل انڈسٹری	50,000 GPM
3۔	تعمیراتی: اوسط استعمال	30,000 GPM
4۔	خیراتی: گھریلو کا نصف	

لاہور میں سڑکوں کے کناروں کی جگہ لیز پر دینے کا مسئلہ

*784: **مہر اشتیاق احمد**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبائی دارالحکومت لاہور میں سڑکوں کے کنارے مختلف کاموں کی غرض سے لوگوں کو لیز پر جگہ فراہم کرتی ہے، اگر ہاں تو کس قانون اور ضابطے کے تحت جگہ فراہم کی جاتی ہے؟

(ب) اب تک سڑکوں کے کنارے کتنے پوائنٹس پر کن لوگوں کو جگہ لیز پر دی گئی ہے؟

(ج) سڑکوں کے کنارے کن کن کاموں کی غرض سے جگہ لیز پر دی جا سکتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جہاں تک صوبائی دارالحکومت کے محکمہ ایل ڈی اے کا تعلق ہے ایل ڈی اے سڑکوں کے کنارے مختلف کاموں کی غرض سے لوگوں کو لیز پر جگہ فراہم نہ کرتا ہے۔ درحقیقت صرف ایل ڈی اے ''ریگولر'' پلاٹ ہی ''ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ایکٹ 1998'' کے تحت بذریعہ نیلام عام لیز پر دیئے جاتے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ ''ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ایکٹ 1998'' کے تحت صرف ریگولر پلاٹ نیلام کئے جاتے ہیں۔ سڑکوں کے کنارے کوئی بھی جگہ لیز پر نہ دی گئی ہے۔

(ج) سڑکوں کے کنارے کسی بھی کام کی غرض سے جگہ لیز پر دینے کے لئے مختص نہیں کی جاتی۔

فورٹ منرو واٹر سپلائی سکیم کی بندش

*803:جناب محمد محسن خان لغاری:کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فورٹ منرو کی واٹر سپلائی سکیم ٹرائبل ایریا تحصیل کے پاس وسائل کی کمی کی وجہ سے اکثر بند رہتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مفاد عامہ کے پیش نظر کیا محکمہ پبلک ہیلتھ مذکورہ سکیم کو ٹیک اوور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹرائبل ایریا کے پاس وسائل کی کمی کی وجہ سے صرف گرمیوں کے موسم میں یہ سکیم چلائی جاتی ہے چونکہ لوگ سردیوں کی وجہ سے میدانی علاقوں میں چلے جاتے ہیں تو فورٹ منرو میں آبادی بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔اس وجہ سے سکیم بند رہتی ہے علاوہ ازیں بجلی کے بھاری اخراجات جو کہ ماہوار 12 لاکھ سے زائد بنتے ہیں، ٹی ایم اے کے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اور maintenance گرانٹ نہ ملنے کی وجہ سے موسم سرما میں سکیم بند رہتی ہے۔اس وقت 15.97 ملین روپے اگست 2008 تک بجلی بل واجب الادا ہیں ٹرائبل ایریا میں ذرائع آمدن کم ہونے کی وجہ سے واٹر ٹیکس دینے کے لئے کوئی آمادہ نہ ہے کیونکہ ان کا معیار زندگی خط غربت کی لکیر سے بھی نیچے ہے۔

(ب) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹرائبل ایریا ڈیرہ غازی خان پہلے ہی مذکورہ سکیم کو قبضہ میں لے چکی ہے لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہے۔جونہی مطلوبہ فنڈز میسر ہوئے سکیم چالو کر دی جائے گی۔

شاہدرہ لاہور میں ہاؤسنگ سکیم کا قیام

*1051:سردار خالد سلیم بھٹی:کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ ضلع لاہور میں کوئی ایل ڈی اے کی ہاؤسنگ سکیم نہیں ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ دنیامیں دریاؤں پر اچھی ہاؤسنگ سکیمیں بنی ہوئی ہیں لیکن شاہدرہ لاہور جو کہ دریا پر واقع ہے وہاں پر کوئی اچھی ہاؤسنگ سکیم نہیں ہے؟

(ج) کیاحکومت شاہدرہ میں ایل ڈی اے کی ہاؤسنگ سکیم بنانے کاارادہ رکھتی ہے،اگرہاں توکب تک،اگر نہیں تواس کی کیاوجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) شاہدرہ کا علاقہ (یو سی۔7) جو 1104 ایکڑ پر مشتمل ہے لاہور میں شامل ہے تاہم یہ علاقہ ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں شامل نہ ہے اور اس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔یہ علاقہ دریائے راوی کے سیلاب کی زد میں ہے۔پنجاب پرائیویٹ سکیم ریگولیشن رولز2005 کے مطابق کوئی ہاؤسنگ سکیم / رہائشی کالونی سیلاب زدہ علاقہ میں نہیں بنائی جاسکتی۔

(ب) جی ہاں۔یہ بات شہری آبادکاری کے لحاظ سے درست ہے کہ دنیامیں بیشتر شہر دریاؤں کے کنارے آباد ہیں کیونکہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔بقیہ حصہ کا جواب جز(الف) پر درج کیاجاچکاہے۔

(ج) تفصیلاً جواب جز(الف) میں دیاجاچکاہے۔

راولپنڈی میں ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی تعداد

*1335: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2003 سے 2007 تک راولپنڈی میں کتنی ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنائی گئیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ان ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی وجہ سے زرعی زمین اور قابل کاشت رقبہ بھی متاثر ہوا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال2003 سے 2007 تک راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی حدود کے اندر کل 17 ہاؤسنگ سکیموں کی ٹاؤن پلاننگ کی منظوری گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق دی گئی ان میں سے 8 سکیموں نے گورنمنٹ کے قواعد و ضوابط کے مطابق مقررہ زمین آر ڈی اے کے پاس رہن رکھوادی ہے نیز7 سکیموں کی طرف سے

انفراسٹرکچر ڈیزائن آر ڈی اے کے پاس جمع کروایا گیا ہے اور دو سکیموں کی طرف سے انشورنس گارنٹی دفتر ہذا میں داخل کروادی گئی ہے جو کہ دفتر ہذا میں زیر کارروائی ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق ہی تمام پراسس مکمل کیا جاتا ہے۔آر ڈی اے کے سکیم منظوری کے منظور شدہ stepsاور گورنمنٹ کے قواعد وضوابط ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

سبزہ زار لاہور این بلاک میں سنگل روڈ کو دورویہ کرنے مطالبہ

*1423: محترمہ دیبامرزا:کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم لاہور این بلاک وکلاء کالونی کے آخر میں گندے نالہ کے ساتھ سنگل روڈ ہے جو سبزہ زار سکیم،مرغزار سکیم،پیکو کالونی،ڈبن پورہ اور کھاڑک کی آبادیوں کے لئے واحد گزرگاہ ہے جہاں ٹریفک اکثر رُکی رہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے نے اس سنگل روڈ کے ساتھ 100فٹ جگہ گرین بیلٹ کے لئے رکھی تھی جس پر جگہ جگہ ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور جو جگہ بچی اس پر کارپوریشن کے ٹرک شہر بھر کا کوڑاکرکٹ لاکر پھینک جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوڑاکرکٹ اور خانہ بدوشوں کی جھگیوں سے تعفن پھیل رہا ہے اور علاقہ کے مکین بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؟

(د) کیا ایل ڈی اے اس 100فٹ جگہ میں سے 30فٹ جگہ پر علاقہ کے مکینوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور سنگل روڈ پر ٹریفک کا دباؤ کم کرنے کے لئے اس سنگل روڈ کو دورویہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی(راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ نے100فٹ جگہ گرین بیلٹ کے لئے چھوڑی ہے اس موقع پر کل جگہ 65فٹ چوڑائی میں ہے جو سڑک کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔اس وقت 30 فٹ چوڑی سڑک موقع پر موجود ہے جہاں تک ناجائز قابضین کا ذکر ہے یہ عارضی نوعیت

کی محدود انکروچمنٹ ہے جو وقتاً فوقتاً انٹی انکروچمنٹ آپریشن کرنے کے بعد جگہ صاف کر دی جاتی ہے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔

(د) سال 2008-09 کے بجٹ میں اس سکیم کے لئے فنڈز مختص نہ ہے تاہم ایل ڈی اے نے سنگل روڈ کو دورویہ کرنے کا تخمینہ تیار کر لیا ہے۔سکیم کی منظوری و فنڈز کی فراہمی کے بعد قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس سکیم پر کام شروع کیا جائے گا۔

بند روڈ کی ملحقہ آبادیوں کو صاف پانی و سیوریج کی سہولت کی فراہمی

*1440: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے واسا لاہور کو حکم جاری کیا ہے کہ بند روڈ پار کی آبادیوں کا کنٹرول سنبھال کر اس میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کی جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور نے ان آبادیوں کا چارج ابھی تک نہیں لیا؟

(ج) وزیر اعلیٰ کے احکامات کے باوجود ان آبادیوں کا چارج نہ لینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا واسا ان آبادیوں کا چارج لیکر ان میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے واسا لاہور کو حکم جاری کیا ہے کہ بند روڈ پار کی آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جائے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔واسا لاہور نے بند روڈ پار کی آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی فراہمی کی جامع منصوبہ بندی کے لئے پی سی ٹو تیار کیا جس کی منظوری حکومت پنجاب نے دے دی ہے جس کے تحت مشاورتی خدمات برائے جامع منصوبہ بندی کے لئے تخمینہ لاگت 7.234 ملین روپے ہے۔

(ج) وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق بند روڈ پار کی آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے جامع منصوبہ بندی کا کام کرنے کے لئے مشاورتی فرم کی خدمات حاصل کی جارہی ہیں۔

(د) ۔ایضاً۔

فاطمہ جناح ٹاؤن فیز I اور II ملتان کی تفصیلات

*1463: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فاطمہ جناح ٹاؤن فیز I فیز II ملتان میں شامل رقبہ بھاری رشوت کے عوض بہت سے لوگوں کا رقبہ سکیم سے نکال دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیز I میں ڈی جی، ایم ڈی اے نے ڈویلپمنٹ کے ٹھیکہ میں ٹھیکیدار سے کروڑ روپے کمیشن کی مد میں وصول کئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن لوگوں نے ڈی جی، ایم ڈی اے کی خواہش کے مطابق نذرانہ دیا ان کا رقبہ سکیم میں شامل کر دیا گیا، نذرانہ نہ دینے والے لوگوں کا رقبہ چھوڑ دیا گیا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ مسئلے کی تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مورخہ 28-07-2004 کو زیر دفعہ 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کا جو نوٹس جاری کر دیا گیا تھا اس میں گنجان آبادیاں اور وہ رقبے جو پبلک انٹرسٹ میں نہ آتے تھے شامل کر لئے گئے تھے بعد ازاں متعلقہ مالکان اور متاثرین کی طرف سے اعتراضات اور جوابات موصول ہونے پر ایسی زمینوں کو سکیم سے خارج کر دیا گیا جو قواعد و ضوابط کے مطابق سکیم میں شامل نہیں کی جا سکتی تھیں اس معاملے میں کسی کوتاہی یا بد دیانتی کا ارتکاب نہیں کیا گیا ہے۔صرف دو آبادیاں سکیم سے نکالی گئیں جو قواعد و ضوابط کے مطابق سکیم میں شامل نہیں کی جا سکتی تھیں اس ضمن میں وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ مورخہ 08-11-2007 کو لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے

سیکشن(6)&(4)17 کے تحت نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد سکیم سے کوئی رقبہ نہیں نکالا گیا ہے۔

(ب) سابق ڈی جی، ایم ڈی اے کے خلاف عائد کردہ یہ الزام مفروضہ پر مبنی ہے۔اس سلسلے میں چیف منسٹر انسپکشن ٹیم پنجاب ایک انکوائری کر رہی ہے اس لئے اس پر کوئی کمنٹس نہیں دیئے جا سکتے۔

(ج) یہ درست نہ ہے جو رقبے پبلک انٹرسٹ کے لئے موزوں نہ تھے ان کو مجاز اتھارٹی نے سکیم ہذا سے نکال دیا۔مزید وضاحت شق الف میں پیش کر دی گئی ہے یہ الزام حقیقت پر مبنی نہیں ہے کہ نذرانہ نہ دینے والوں کا رقبہ سکیم میں شامل کر لیا گیا اور نذرانہ دینے والوں کا رقبہ چھوڑ دیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے کام اصول و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے کئے گئے انصاف اور ضرورت کو مقدم رکھا گیا۔

(د) چیف منسٹر انسپکشن ٹیم پنجاب اس سوال میں مذکورہ الزامات کی تحقیقات کر رہی ہے۔ C.M.I.T کی سفارشات اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں عمل کیا جائے گا۔

ماڈل ٹاؤن فیز: فیز I اور II سکیم ملتان کی تفصیلات

*1464: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ماڈل ٹاؤن فیز I اور فیز II ملتان سکیم میں سکول کے لئے کتنی جگہ مختص کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی جی، ایم ڈی اے نے اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے سکول کے رقبہ کو ختم کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے پلاٹ کو بغیر اخباری اشتہار اور بغیر نیلامی اپنے بزنس پارٹنر، اپنے رشتہ داروں، منظور نظر پولیس افسران اور بیوروکریسی کے افسران کو الاٹ کر دیئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پلاٹ نمبر229 تا234 پلاٹ نمبر131 اے، 132-197-84-66 اے - 162-163 - 164-178-3-2-1-190-60-30-32- فیز III جو اپنے لوگوں کے نام کر کے بعد میں

فروخت کر کے کروڑوں کمائے اور بلاک بی میں پلاٹ نمبر172-182-49-54-56-145-235-وغیرہ شامل ہیں؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ شاہ رکن عالم کالونی میں کالج و سکول کا رقبہ اپنی ذاتی کوششوں سے اپنے ایک دوست کے نام فری الاٹ کرایا کیا، حکومت اس بارے میں تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) ہاؤسنگ سکیم ماڈل ٹاؤن ملتان فیز1 اور فیز11 (جو ایم ڈی اے اور متروکہ وقف املاک، حکومت پاکستان کے اشتراک سے بنائی گئی) مفاد عامہ کے تحت ایک عدد پلاٹ برائے پرائمری سکول مختص شدہ ہے جس کا رقبہ 0.63 ایکڑ ہے۔

(ب) ہاؤسنگ سکیم طے شدہ قوانین یارڈ سٹک (Yard Stick) کے تحت بنائی جاتی ہے۔ سکیم زیر بحث میں ایک پلاٹ سکول کے لئے مختص کیا گیا تھا جو موجود ہے۔اس سکول کو نہ ختم کیا گیا ہے اور نہ ہی ابھی اسے نیلام کیا گیا ہے۔

(ج) ماڈل ٹاؤن سکیم محکمہ متروکہ وقف املاک، حکومت پاکستان کے ساتھ مشترکہ طور پر بنائی گئی ہے۔نقشہ سکیم میں ایک عدد یوٹیلٹی پلاٹ محکمہ واپڈا کو برائے گرڈ اسٹیشن فروخت کرنے کے لئے مختص کیا گیا تھا۔بعد میں واپڈا نے اپنا منصوبہ تبدیل کر لیا جس کے بعد گرڈ سٹیشن کے پلاٹ کو جس کا رقبہ 0.63 ایکڑ تھا مشترکہ پارٹنر ETPB کے مشورے سے سکول میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور پہلے سکول کی جگہ پر open space کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ کر کے ایک، ایک کنال کے چھ (6) عدد پلاٹ بنائے گئے جن کی درخواست ہائے مروجہ فارم پر طلب کی گئیں اور اس بارے میں وسیع پیمانے پر مشتہری و منادی کی گئی۔ جملہ درخواست ہائے بذریعہ انڈسٹریل بنک، ملتان کینٹ موصول ہوئیں۔ قرعہ اندازی موجودگی نمائندگان متروکہ وقف املاک حکومت پاکستان، بنک مینجر و دیگر ممبران کی موجودگی میں شفاف طریقے سے ہوئی۔اس عمل میں قواعد سے روگردانی نہیں کی گئی۔

(د) جن پلاٹ ہائے کے نمبر دیئے گئے ہیں وہ سکیم کے باقی پلاٹوں کے ساتھ بذریعہ کمپیوٹر قرعہ اندازی الاٹ ہوئے۔جس کے ممبران درج ذیل ہیں:۔

فیز1اور فیز11 کی الاٹمنٹ کمیٹی ممبران

کمشنر ملتان ڈویژن ملتان /ڈی سی او	(چیئرمین)
ڈائریکٹر جنرل،ایم ڈی اے، ملتان	(ممبر)
ایڈمنسٹریٹر سنٹرل زون، متروکہ وقف املاک، ملتان	(ممبر)
مینجر انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک، ملتان	(ممبر)
ڈسٹرکٹ آفیسر ہاؤسنگ ملتان	(ممبر)

فیز111 کی الاٹمنٹ کمیٹی ممبران برائے سفارشات

ڈائریکٹر اسٹیٹ ولینڈ مینجمنٹ ایم ڈی اے	(چیئرمین)
ڈائریکٹر فنانس اینڈ ایڈمن،ایم ڈی اے	(ممبر)
ڈائریکٹر فنانس اینڈ ایڈمن،ایم ڈی اے	(ممبر)
پبلک ریلیشن آفیسر،ایم ڈی اے	(ممبر)
ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ،ایم ڈی اے	(ممبر)
مینجر یو بی ایل بنک،ایم ڈی اے چوک برانچ	(ممبر)
ناظم یونین کونسل نمبر55 ملتان	(ممبر)

ان تمام پلاٹوں کی قرعہ اندازی شفاف طریقے اور قواعد کے مطابق مشترکہ پارٹنر حکومت پاکستان متروکہ وقف املاک کے نمائندگان کی مشاورت اور موجودگی میں عمل میں لائی گئی۔

(ہ) مذکورہ پلاٹس سابق چیف منسٹر پنجاب کے احکامات پر الخیر پبلک سکول کے لئے قاری محمد حنیف جالندھری کو2007 میں بالعوض23.625 ملین روپے الاٹ کیا گیاتاہم یہ بیان کرناضروری ہے کہ مذکورہ الاٹی اب تک-/1400000 روپے کی اقساط جمع کرواچکا ہے۔ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم اس معاملے کی تحقیقات کررہی ہے جس کی سفارشات کی روشنی میں مزید اقدام کیاجائے گا۔

پی پی۔42 میں واٹر سپلائی سکیموں کی صورتحال

*1511: **ملک محمد وارث کلو:** کیاوزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔42 خوشاب میں کتنی واٹر سپلائی سکیمیں موجود ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) کتنی واٹر سپلائی سکیمیں کام کر رہی ہیں اور کتنی خراب پڑی ہیں؟

(ج) جو خراب پڑی ہیں ان کو ٹھیک کرنے کا کیا بندوبست کیا گیا ہے، اگر نہیں تو کب تک ٹھیک کر دیا جائے گا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی42 خوشاب میں کل16 سکیمیں بنائی گئی ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:-

1-	واٹر سپلائی سکیم گروٹ	2-	واٹر سپلائی سکیم لکو
3-	واٹر سپلائی سکیم روڈہ	4-	واٹر سپلائی سکیم آدھی کوٹ
5-	واٹر سپلائی سکیم چک29ایم بی	6-	واٹر سپلائی سکیم ڈراوی
7-	واٹر سپلائی سکیم رنگپور بگھور	8-	واٹر سپلائی سکیم چن
9-	واٹر سپلائی سکیم راہداری	10-	واٹر سپلائی سکیم آدھی سرکل
11-	واٹر سپلائی سکیم کاتیار	12-	واٹر سپلائی سکیم نواں سگھو
13-	واٹر سپلائی سکیم جمالی	14-	واٹر سپلائی سکیم بلند
15-	واٹر سپلائی سکیم عینوں	16-	واٹر سپلائی سکیم نورپور تھل

(ب) 11 عدد سکیمیں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نورپور تھل کی زیر نگرانی چالو ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:-

1-	واٹر سپلائی سکیم لکو	2-	واٹر سپلائی سکیم روڈہ
3-	واٹر سپلائی سکیم چک29ایم بی	4-	واٹر سپلائی سکیم ڈراوی
5-	واٹر سپلائی سکیم چن	6-	واٹر سپلائی سکیم راہداری
7-	واٹر سپلائی سکیم کاتیار	8-	واٹر سپلائی سکیم نواں سگھو
9-	واٹر سپلائی سکیم بلند	10-	واٹر سپلائی سکیم عینوں
11-	واٹر سپلائی سکیم نورپور تھل		

5 عدد سکیمیں خراب پڑی ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:-

1-	واٹر سپلائی سکیم گروٹ	2-	واٹر سپلائی سکیم آدھی کوٹ
3-	واٹر سپلائی سکیم رنگپور بگھور	4-	واٹر سپلائی سکیم آدھی سرکل
5-	واٹر سپلائی سکیم جمالی		

(ج) ان تمام سکیموں کو چالو کرنے کے لئے گورنمنٹ پنجاب ترجیحی بنیادوں پر کام کر رہی ہے فنڈز جاری ہونے کے بعد کام موقع پر شروع ہو جائینگے۔

لاہور شہر میں سیوریج اور واٹر سپلائی کے مسائل

*1534: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنی آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت حاصل ہے؟

(ب) سال2002تا2005واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات پہنچانے کے لئے لاہور شہر میں سال وار کتنی رقم کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی تقریباً نصف سے زائد آبادی کو گندہ سیوریج ملا پانی مل رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) واسا لاہور شہر میں تقریباً 5.671 ملین آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت فراہم کر رہا ہے۔

(ب) سال2002تا2005 واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبہ جات پر 1555.121 ملین روپے خرچ کئے گئے ان کی سال وار اور مختلف کیٹیگری کے حساب سے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	واٹر سپلائی اور ٹیوب ویل (ملین روپے)	سیوریج اور ڈرینج (ملین روپے)	ٹوٹل (ملین روپے)
1	2002-03	391.948	184.229	576.177
2	2003-04	173.783	307.942	481.725
3	2004-05	181.2945	315.9245	497.219
			ٹوٹل=	1555.121 ملین روپے

ان منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے واسا لاہور شہر کے شہریوں کو صاف پانی مہیا کرتا ہے اگر کسی علاقے سے گندے پانی کی فراہمی کی شکایت آئے تو واسا کی ٹیم جو کہ کیمسٹ کے زیر نگرانی کام کرتی ہے متعلقہ علاقے کے پانی کے نمونے حاصل کرتی ہے ان نمونوں کو واسا کی لیبارٹری میں

ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہو تو متعلقہ سب ڈویژن کے متاثرہ علاقے میں واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔پھر دوبارہ لیبارٹری میں ان علاقوں کے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کی جاتی ہے۔واسالاہور نے حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں پہلے ہی روزانہ کی بنیاد پر لاہور شہر میں پانی کے نمونے حاصل کر کے اس کو لیبارٹری میں ٹیسٹنگ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے کام کی منظوری دے دی ہے ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر حکومت 412.309 ملین روپے خرچ کر رہی ہے۔ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کو دے دیا گیا ہے اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام جاری ہے۔

لاہور، علامہ اقبال ٹاؤن میں سیوریج کا مسئلہ

*1541: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن کی 60 فٹ چوڑی سڑک جو ہما بلاک اور مسلم بلاک کے درمیان میں سے گزر کر مین ملتان روڈ سے جا ملتی ہے، وہاں نرسنگ ہوسٹل فلیٹ کے سامنے عین سڑک پر گزشتہ چار سال سے گٹر ابل رہے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) ہما بلاک کو ملانے والی سڑک جو ملتان روڈ سے منسلک ہے اس پر عموماً سیوریج درست کام کرتا ہے تاہم جب یہ سیوریج بند ہوتا ہے واسا کا عملہ دن رات انتھک محنت کے ساتھ اس سیوریج کو درست کر دیتا ہے۔

(ب) مذکورہ علاقہ اور شہر کی دیگر آبادیوں میں سیوریج کے نظام میں بہتری کے لئے ایک جامع سٹڈی نیسپاک و مشاورتی ماہرین سے کروائی جا رہی ہے جس پر عمل کرنے سے آئندہ ایسی شکایات کا مکمل تدارک ہو جائے گا۔

تحصیل گوجر خان میں پنجاب ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1565: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل گوجر خان میں محکمہ ہاؤسنگ کی کتنی سکیمیں ہیں؟

(ب) ہر سکیم میں پلاٹ الاٹ کرنے کا کیا طریق کار ہے نیز سکیم میں غریب، نادار اور مستحق لوگوں کے لئے بھی کوئی کوٹا سسٹم ہے یا نہیں؟

(ج) پلاٹ کی الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی ہوتی ہے یا کوئی صوابدیدی اختیار ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کون سی اتھارٹی پلاٹ الاٹ کرتی ہے؟

(د) ضلع راولپنڈی میں کسی سکیم کا اجرا زیر غور ہے یا نہیں؟

(ہ) اگر کسی سکیم کا اجرا ہو جاتا ہے تو اس میں کام کی نگرانی کون کرتا ہے نیز سکیم نمبر2 تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ڈویلپمنٹ ورک کی کیا پوزیشن ہے، نیز وہاں پر سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، واٹر سپلائی کی موجودہ سکیم فنکشنل ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کب تک فنکشنل کرنے کا ارادہ ہے؟

(و) تحصیل گوجر خان میں کسی پبلک ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹ کی ٹرانسفر کے کیا چارجز ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل گوجر خان میں محکمہ ہاؤسنگ کی دو سکیمیں ہیں۔

1۔ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان۔ I (2) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان۔II

(ب) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے تحت ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹس کی الاٹمنٹ ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ1998 اور ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ2002 کے تحت بذریعہ قرعہ اندازی/نیلام عام بذریعہ کمیٹی ہوتی ہے۔دس مرلہ سے زائد سائز پلاٹس بذریعہ نیلام عام کمیٹی الاٹ کئے جاتے ہیں۔سات مرلہ سے دس مرلہ تک کل پلاٹس میں سے 93 فیصد نیلام عام، G.H.Q پانچ فیصد کوٹا اور دو فیصد گورنر کوٹا کے تحت الاٹ کئے جاتے ہیں۔تین مرلہ سے پانچ مرلہ تک کل پلاٹس میں سے 80 فیصد بذریعہ قرعہ اندازی کمیٹی، G.H.Q پانچ فیصد، کوٹا دو فیصد گورنر کوٹا، پانچ فیصد گورنمنٹ ملازمین، سرکاری، نیم سرکاری ادارے بذریعہ کمیٹی، دو فیصد ریٹائرڈ گورنمنٹ ملازمین، بیوہ، ورثا گورنمنٹ ملازمین جو کہ دوران سروس انتقال کر گئے ہوں،

ایک فیصد اقلیتی کوٹااور پانچ فیصد غریب، نادار افراد کے لئے الاٹمنٹ بذریعہ کمیٹی مختص ہیں۔

(ج) اس سوال کا جواب (ب) میں تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے۔

(د) ضلع راولپنڈی میں ایریاڈویلپمنٹ سکیم کا اجرائزیر غور ہے۔

(ہ) سکیم کے اجراء کے بعد اس کی نگرانی محکمہ ہذا کرتا ہے اور سکیم نمبرII گوجر خان کے ترقیاتی کام جون1992 میں مکمل ہو گئے تھے، بعد ازاں منظور شدہ زیر تکمیل سکیم ہذا کی سروسز، ترقیاتی کام کی دیکھ بھال متعلقہ ٹی ایم اے نے کرنا تھی جس کے لئے محکمہ نے پلاٹ نمبر204 ڈی ایریاڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-1، 5بی، بلاک سی ایریاڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-2، 19 بی بلاک سی ایریاڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-2، 151 ڈی بلاک سی، ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-11، ٹی ایم اے گوجر خان کو دینا تھے لیکن ٹی ایم اے گوجر خان کی عدم دلچسپی کی بنائپر سکیم ہذا کے ترقیاتی کاموں کی دیکھ بھال ٹی ایم اے گوجر خان کے حوالہ نہ کی جا سکی۔

(و) تحصیل گوجر خان بشمول پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے تحت تمام ہاؤسنگ سکیموں میں ٹرانسفر فیس درج ذیل شرح کے تحت وصول کی جاتی ہے۔

1- پہلی دفعہ ٹرانسفر بصورت پلاٹ کی کل قیمت کا بیس فیصد ٹرانسفر فیس پر خالی پلاٹ ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔

2- دوسری دفعہ ٹرانسفر بصورت پلاٹ کی کل قیمت کا تیس فیصد ٹرانسفر فیس پر خالی پلاٹ ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔

3- تیسری دفعہ ٹرانسفر بصورت پلاٹ کی کل قیمت کا پندرہ فیصد ٹرانسفر فیس پر تعمیر ہونے کی صورت میں ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔

ملتان، ایم ڈی اے میں آفیسران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1576: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایم ڈی اے میں ڈی جی، ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی اور کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل عہدہ وار بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ گریڈ، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور ڈومیسائل کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین مطلوبہ تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کے حامل ہیں اور کون کون سے ملازمین مطلوبہ تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کے حامل نہ ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مطلوبہ تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ نہ رکھنے والے ملازمین کی جگہ مطلوبہ قابلیت کے حامل ملازمین کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درج بالا اسامیوں پر تعینات تمام ملازمین کی قابلیت، گریڈ اور تجربہ جو ایم ڈی اے سروس رولز میں درج ہے، کے حامل ہیں۔

(ہ) ادارہ ہذا میں ایسی صورت حال نہ ہے اور تمام آفیسر مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربے کے حامل ہیں۔

جڑانوالہ شہر میں سیوریج کے مسائل

*1581: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جڑانوالہ شہر میں سیوریج سسٹم کافی عرصہ سے خراب ہے، تقریباً ڈیڑھ سال سے انتہائی سست روی کے ساتھ کام ہو رہا ہے اس کام کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور میعاد تکمیل کیا تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس عوامی مسئلہ پر جلد از جلد توجہ دیکر سیوریج سسٹم کی درستی، سڑکوں گلیوں اور بازاروں کی مرمت کا فوری بندوبست کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) جڑانوالہ شہر میں سیوریج سسٹم خراب نہ ہے بلکہ سسٹم میں بتدریج بہتری آرہی ہے قبل ازیں شہر میں نکاسی آب نالیوں کے ذریعہ ہوتی تھی جو کہ ماحولیاتی آلودگی کا سبب بن رہی تھی اس منصوبے کی تکمیل سے ماحولیاتی آلودگی میں کمی آئے گی کیونکہ گندے پانی کی نکاسی محفوظ طریقہ یعنی سیور پائپ سے ہو گی منصوبہ ہذا پر کام ہو رہا ہے اس منصوبہ کا آغاز دسمبر2006 میں ہوااور اب تک 75 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جس کی دیگر تفصیلات درج ذیل ہیں:-

1	تخمینہ لاگت	54.260ملین روپے
2سال بہ سال مختص رقم		اخراجات
سال2006-07	25.643ملین روپے	23.572ملین روپے
سال2007-08	13.300ملین روپے	13.284ملین روپے
سال2008-09	10.000ملین روپے	3.72ملین روپے
3-کل رقم مختص	48.943ملین روپے	40.582ملین روپے

4- منصوبہ کی تکمیل کے لئے درکار فنڈز6.000ملین روپے

5- منصوبہ مکمل کرنے کی تاریخ30۔جون2009ہے تاہم 31۔مارچ2009تک مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اس عوامی مسئلہ پر خاموش نہ ہے اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لارہا ہے اور مذکورہ منصوبہ پر زور وشور سے کام جاری ہے گلیوں اور بازاروں میں سولنگ کی مرمت کا کام محکمہ خود مکمل کر رہا ہے جبکہ سڑکوں کی تعمیر ومرمت کے لئے محکمہ نے مبلغ دس لاکھ روپے ٹی ایم اے جڑانوالہ کو بذریعہ چیک نمبر6952 D 695183/DO مورخہ27-06-2005 کو جمع کروادیئے ہیں اور ٹی ایم اے یہ کام کر رہا ہے۔منصوبہ ہذا کا باقی ماندہ کام جون2009 تک مکمل ہو گا۔بشرطیکہ منصوبہ کی تکمیل کے لئے درکار فنڈز مبلغ6.000ملین روپے حکومت کی جانب سے محکمہ کو فراہم کر دیئے جائیں۔

پی پی۔233میں ہاؤسنگ کالونیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1594: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔233 بورے والا میں کتنی ہاؤسنگ کالونیاں ہیں؟

(ب) ان کالونیوں میں مسجد، سکول، پارک اور سڑکوں کی جگہ پر کن افراد کا قبضہ ہے؟

(ج) کیا حکومت ان کالونیوں کو لینڈ مافیا سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔233 بورے والہ میں محکمہ ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے ماتحت دو عدد ہاؤسنگ کالونیاں ہیں۔

(1) لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا۔I

(2) لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا۔II

(ب) لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والاi میں درج ذیل تعمیر شدہ مساجد مختلف مسالک کو الاٹ شدہ ہیں۔

1- مسجد بلاک X جامع الفاروق دیوبند۔

2- مسجد بلاک X جامع قدس اہلحدیث

3- مسجد بلاک Z جامع طوبیٰ بریلوی

لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا-i کے بلاک Y میں تعمیر شدہ سکول محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول ہے۔مزید براں بلاک Y میں ہی چلڈرن پارک ٹی ایم اے بورے والا کے زیر کنٹرول ہے اور اسی طرح بلاک X، W اور Z میں پارک بھی ٹی ایم اے بورے والا کے کنٹرول میں ہیں۔

لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا-II

1- مذکورہ ہاؤسنگ سکیم کے بلاک B میں مخصوص جگہ برائے مسجد پر اہلیان چک نمبر EB/447 مولانا محمد اسلم وغیرہ بغیر منظوری تعمیرات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

2- مذکورہ ہاؤسنگ سکیم کی 2 سڑکیں 20 فٹ اور 40 فٹ چوڑی کے کچھ حصہ پر میاں محمد افضل، غلام حسین، رفاقت علی اور محمد علی وغیرہ ناجائز قابض ہیں۔

(ج) محکمہ ناجائز قبضہ واگزار کرانا چاہتا ہے جس کے لئے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

پی پی۔60 سمندری میں ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1597: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری میں کتنی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔60 سمندری میں واقع ہاؤسنگ سکیم نمبر2 گوجرہ روڈ سمندری میں کتنے لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے گئے، تفصیل بتائیں؟

(ج) ہاؤسنگ سکیم نمبر2 گوجرہ روڈ سمندری میں الاٹمنٹ کے بعد کتنے پلاٹس کی لوکیشن تبدیل کر کے مخصوص لوگوں کے پلاٹس تبدیل کر کے نوازا گیا، اس تبدیلی کی وجہ بتائیں لوگوں کے نام اور پلاٹس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) ہاؤسنگ سکیم نمبر1 فیصل آباد روڈ سمندری میں کتنے لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے گئے؟

(ہ) ہاؤسنگ سکیم نمبر1 فیصل آباد سمندری میں الاٹمنٹ کرنے کے بعد کتنے لوگوں کو نوازنے کے لئے پلاٹ نمبر تبدیل کئے گئے تفصیل سے بتائیں اور پلاٹ تبدیل کرنے کی وجہ بتائیں؟

(و) حلقہ پی پی۔60 سمندری میں واقع دونوں ہاؤسنگ سکیمز میں پلاٹ تبدیل کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ کو کتنا نقصان ہوا اور اس فراڈ میں ملوث محکمہ کے کتنے آفیسران کے خلاف کارروائی کی گئی، تفصیل سے بتائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری میں محکمہ ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ نے مندرجہ ذیل ہاؤسنگ سکیمیں تیار کیں۔

1- ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر1 سمندری (رقبہ 40 ایکڑ)

2- ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر2 سمندری (رقبہ 48 ایکڑ)

(ب)

رقبہ پلاٹ	پلاٹوں کی کل تعداد	الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد	بقایا پلاٹوں کی تعداد
ایک کنال	46	33	13
10مرلے	90	70	20
7مرلے	35	27	8
5مرلے	183	161	22
3 1/2 مرلے	190	179	11

(ج) ایریاڈویلپمنٹ ہاؤسنگ سکیم نمبر2 سمندری میں الاٹمنٹ کرنے کے بعد تبدیل کئے گئے پلاٹوں کی تفصیلات مع وجہ تبدیلی کی تفصیلات تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د)

رقبہ پلاٹ	پلاٹوں کی کل تعداد	الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد	بقایا پلاٹوں کی تعداد
10مرلے	49	49	-
5مرلے	225	225	-
3 1/2 3مرلے	277	273	4

(ہ) ایریاڈویلپمنٹ سکیم نمبر1 سمندری میں الاٹمنٹ کرنے کے بعد تبدیل (Exchange) کئے گئے ان پلاٹوں کی تفصیلات مع وجہ تبدیلی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) مذکورہ دو سکیموں میں پلاٹوں کی تبدیلی مروجہ ضابطہ پالیسی کے تحت کی گئی اور اس تبدیلی کے نتیجہ میں حکومت کو کوئی مالی نقصان نہیں ہوا۔ لہذا اس ضمن میں آفیسر کے خلاف کارروائی نہ کی گئی۔

پی پی۔145 میں واٹر سپلائی و سیوریج کے مسائل

*1645: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔145 لاہور کی یو سی 39، 40 اور 41 کی 90 فیصد آبادی میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات نہ ہیں؟

(ب) کیا واسا ان یو سیز کا سروے کروانے اور جن جن آبادیوں میں یہ سہولیات نہ ہیں، ان کی نشاندہی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان علاقہ جات میں واٹر سپلائی کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(د) کیا حکومت ان آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔145 لاہور کی یو سی 40، 39، اور 41 میں جو علاقہ واسا کے سروس ایریا میں شامل ہے، وہاں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت موجود ہے جو کہ واٹر سپلائی کے لئے ستر فیصد اور سیوریج کے لئے تقریباً تیس فیصد ہے۔

(ب) محمد نوید انجم (ایم پی اے) کی ہدایت پر علاقہ کا سروے کیا گیا اور ممکنہ آبادیوں کی فزیبلٹی رپورٹ اور تخمینہ جات بنائے جارہے ہیں۔

(ج) جن علاقوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہ ہے ان علاقوں میں لوگ ہینڈ پمپ اور انجیکٹر پمپ سے پانی حاصل کرتے ہیں۔

(د) ان آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کرنا حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔اس کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جارہی ہے اور "فزیبلٹی سٹڈی" کے لئے مشاورتی فرم نیسپاک کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں اس سٹڈی کے مکمل ہو جانے پر مربوط طریقے سے کام شروع کر دیا جائے گا۔

لاہور نہر پر شجر کاری کی تفصیلات

*1646: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک ٹھوکر نیاز بیگ سے لیکر بی آر بی نہر تک لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کے دونوں اطراف شجر کاری پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) کس کس قسم کے درخت لگائے گئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مغل پورہ سے بی آر بی نہر تک اس نہر کے دونوں اطراف بہت کم درخت ہیں؟

(د) کیا حکومت اس حصہ پر شیشم کے درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) پی ایچ اے سال میں دو مرتبہ شجر کاری مہم میں مختلف جگہوں، سکیموں، پارکوں میں موسم بہار اور موسم برسات میں مختلف اقسام کے پودے لگاتا ہے۔ اسی طرح بی آر بی نہر سے ٹھوکر نیاز بیگ تک بھی شجر کاری مہم میں سال میں دو مرتبہ پودے لگائے اور کسی قسم کا کوئی خرچہ نہ کیا کیونکہ پودہ جات پی ایچ اے کی نرسری سے حاصل کئے اور اپنی ہی لیبر سے پودے لگوائے جو مختلف سکیموں میں کام بھی کرتی ہے۔

(ب) مختلف اقسام کے پودے جگہ کی مناسبت سے لگائے گئے مثلاً املتاس، گل نشتر، گولڈ مہر، آلسٹونیا، نیم، گاب، پیپل، جٹروفا، مرواوغیرہ وغیرہ۔

(ج) مغلپورہ سے بی۔آر۔بی نہر تک بھی جگہ کی مناسبت سے پودے لگائے گئے ہیں۔ البتہ مغلپورہ سے ہربنس پورہ کے درمیان آبادی کا تناسب بہت بڑھ گیا ہے اس لئے پودوں کی افزائش مشکل ہو گئی ہے لیکن پی ایچ اے کا عملہ پودوں کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت مستعد ہے۔

(د) شیشم کے کچھ درخت بھی موجود ہیں اب جگہ کی مناسبت سے لگانے مقصود ہوئے تو لگائے جائیں گے۔

واسا ملتان کے ابجٹ کی تفصیلات

*1683: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسا ملتان کا مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کا بجٹ سال وائز کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم واٹر سپلائی پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سیوریج کی سکیموں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم افسران کی تنخواہوں / ٹی اے، ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید مرمت پیٹرول پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم ٹیلی فون / سوئی گیس / بجلی کے بلوں پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) واسا ملتان کا مالی سال 07۔2006 اور 08۔2007 کا حقیقی بجٹ سال وائز حسب ذیل ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	رقم (روپے ملین میں)
1۔	07۔2006	751.622
2۔	08۔2007	1033.028

(ب) ان سالوں کے دوران واٹر سپلائی پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

1۔	2006۔07	97.829
2۔	2007۔08	183.429

(ج) ان سالوں کے دوران میں سیوریج کی سکیموں و سیوریج مشینری پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	رقم(روپے ملین میں)
1۔	2006۔07	411.224
2۔	2007۔08	586.884

(د) ان سالوں کے دوران افسران کی تنخواہوں /ٹی اے،ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	افسران کی تنخواہوں پر خرچ	افسران کے ٹی اے ڈی اے پر خرچ
1۔	2006۔07	9.130 (روپے ملین میں)	0.394 (روپے ملین میں)
2۔	2007۔08	10.139 (روپے ملین میں)	0.326 (روپے ملین میں)

(ہ) ان سالوں کے دوران سرکاری گاڑیوں کی خرید مرمت پیٹرول پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	نئی گاڑیوں کی خرید پر خرچ	گاڑیوں کی مرمت پر خرچ	گاڑیوں کے پیٹرول پر خرچ
1۔	2006۔07	2.819(روپے ملین میں)	0.434(روپے ملین میں)	2.600(روپے ملین میں)
2۔	2007۔08	0.498(روپے ملین میں)	0.261(روپے ملین میں)	3.250(روپے ملین میں)

(و) ان سالوں کے دوران ٹیلی فون / سوئی گیس / بجلی کے بلوں پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	ٹیلی فون کے بلوں پر خرچ	گیس کے بلوں پر خرچ		بجلی کے بلوں پر خرچ (روپے ملین میں)	میزان بجلی
				دفاتر	واٹر اور سیوریج ڈسپوزل اسٹیشن	
1۔	2006۔07	0.503 (روپے ملین میں)	00	0.287	115.000	115.287
2۔	2007۔08	0.583 (روپے ملین میں)	00	0.266	121.132	121.398

(ز) ان سالوں کے دوران افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ رقم
1۔	2006۔07	0.153(روپے ملین میں)
2۔	2007۔08	0.123(روپے ملین میں)

فیصل آباد، پی پی۔65 میں واٹر سپلائی کی سکیموں کی تفصیلات

*1730: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کے حلقہ پی پی۔65 میں واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں ہیں ان میں سے کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں واٹر سپلائی کی بند سکیموں کو کب چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) مذکورہ حلقہ کی یونین کونسل 198 میں واٹر سپلائی سکیم کب بچھائی گئی اس پر کتنی لاگت آئی نیز کیا اس سے عوام مستفید ہو رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) اس وقت حلقہ پی پی۔65 میں مندرجہ ذیل یونین کونسلز میں واسا پینے کا پانی مہیا کر رہا ہے واسا کی کوئی بھی سکیم بند نہ ہے۔

یونین کونسل نمبر 186: راجہ والا، سرفراز کالونی، گرین ویو کالونی، کنک بستی، سعید آباد۔

یونین کونسل نمبر 187: جمیل ٹاؤن، اعجاز ٹاؤن، اقبال ٹاؤن، رحمت ٹاؤن۔

یونین کونسل نمبر 188: رسول پورہ، فیض آباد، بسم اللہ ٹاؤن۔

یونین کونسل نمبر 190: اکبر آباد، الائیڈ ہسپتال وغیرہ۔

یونین کونسل نمبر 191: چک نمبر 7 ج ب

یونین کونسل نمبر 193: گرین ٹاؤن، عثمان ٹاؤن

یونین کونسل نمبر 194: مسلم ٹاؤن نمبر 1 پی ایم سی ہوسٹل

یونین کونسل نمبر 196: رحمت آباد، اشرف آباد، غوثیہ آباد، حاجی آباد، کمرشل سنٹر گلستان، نیو گرین ٹاؤن

یونین کونسل نمبر 197: حیدر آباد، مٹو پورہ

یونین کونسل نمبر 198: جمیل آباد، گارڈن محلہ، (جہاں کام جاری ہے)

(ب) ان تمام علاقہ جات میں پانی کی فراہمی جاری ہے اور کوئی بھی سکیم بند نہ ہے۔البتہ جہاں replacement رہا ہے یعنی (نشاط آباد ایریا) وہاں فی الحال پرانی لائنوں کے ذریعے ہی

پانی چل رہا ہے لیکن نئی پائپ لائنوں کے کنکشنوں کا کام مکمل ہوتے ہی وہاں بھی پانی کی فراہمی نئی لائنوں کے ذریعے شروع ہو جائے گی۔

(ج) 2007-08 میں یونین کونسل 198 کے محلہ حاجی آباد صدیق آباد گارڈن محلہ میں -/3927482روپے کی لاگت سے واٹر سپلائی کی لائنیں لگائی گئیں۔اس سے تقریباً 10000لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔دوسری سکیم پر کام جاری ہے البتہ حکومت پنجاب کی طرف سے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے کام بند ہوا۔اب کنکشنوں کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور مارچ تک مکمل طور پر کام ختم ہو جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گاؤں درکالی شیر شاہی ضلع راولپنڈی کے واٹر سپلائی کے مسائل

8:راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ):کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گاؤں درکالی شیر شاہی تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں واٹر سپلائی کی سکیم کا کام عرصہ سے التوا کا شکار ہے حالانکہ اس منصوبے پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے ہیں؟

(ب،ج) مذکورہ سکیم کب شروع ہوئی تھی؟

(د) مذکورہ سکیم کے التوا کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

(و) اس منصوبے پر عمل درآمد کب شروع کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ 1997 میں یہ سکیم جس کی لاگت 3892075روپے تھی، اس منصوبے سے 2200افراد کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا تھا۔

(ب،ج) یہ سکیم 1997 میں مکمل کر دی گئی تھی، لیکن کچھ۔عرصے بعد سکیم بند ہو گئی کیونکہ محکمہ کے پاس سکیم کو مینٹین کرنے کے لئے وسائل نہ تھے یہ ذمہ داری (سی بی او) کی تھی کہ سکیم کو مناسب طریقے سے چلاتے لیکن (سی بی او) نے مناسب نگرانی نہ کی اور لوگوں نے

کنویں کی دیوار کو توڑ کر اس میں سے ٹینکر (بوزر) سے پانی بھر کر بیچنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے کنویں کی دیوار ٹوٹ گئی اور مشینری پانی میں جا گری اور سکیم بند ہو گئی اب صورتحال یہ ہے کہ ریزائنگ مین اور ڈسٹریبوشن کے پائپ لوگوں نے کئی جگہ سے اکھاڑ لئے ہیں اور سکیم بند پڑی ہے۔

(د) سکیم مکمل ہونے کے بعد چلانے کی ذمہ داری مقامی افراد/(سی بی او) کی تھی اس لئے اس کو نقصان پہنچانے والے افراد کے خلاف کارروائی ان ہی کے ذمہ آتی ہے۔

(ہ) اس سکیم کو دوبارہ چلانے کے لئے تخمینہ لگا کر ایم پی اے کی Priority List میں شامل کر لیا گیا ہے سکیم پر دوبارہ کام اسٹیمیٹ کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد باقاعدہ کام شروع کر دیا جائے گا۔

یو سی۔42 شالامار ٹاؤن لاہور میں سیوریج کے مسائل

31: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یو سی۔42 شالامار ٹاؤن میں واسا کے کون کون سے اہلکار کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ اہلکاران موقع پر سیوریج کی صفائی کرتے ہیں؟

(ج) کیا ان کی چیکنگ سینئر افسران کرتے ہیں، اگر ہاں تو ان کی کارکردگی تسلی بخش ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 74 نزد نم پیر شالامار ٹاؤن میں سیوریج سسٹم کام نہ کر رہا ہے، ایک ماہ سے پانی گلی میں کھڑا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد دفعہ ایس ڈی او اور ایکسین متعلقہ کو تحریری شکایت کی گئی ہے مگر کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے؟

(و) کیا حکومت اس گلی کا سیوریج سسٹم درست کروانے اور متعلقہ ذمہ دار سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) شالامار ٹاؤن یونین کونسل 42 میں محکمہ واسا کی طرف سے سب انجینئر جنید الرحمان ٹکٹ نمبر 7597 عرصہ ڈھائی سال سے تعینات ہیں جبکہ ماتحت سینیٹری ورکر کام کرتے ہیں۔

علاقہ میں سٹاف کی کمی کے پیش نظر کوئی مستقل سپر وائزر یا اسسٹنٹ سپر وائزر تعینات نہ ہے۔تفصیل سٹاف مندرج ذیل ہے:۔

نام	عہدہ	ٹکٹ نمبر	عرصہ تعیناتی
مغفوراحمد	HPF	2987	5سال
محمد مقصود	P/F	4915	4سال
عبدالغفور	APF	8665	3سال
محمد یوسف	APF	8383	3سال
مشتاق	S/W	8105	6سال
حسن	S/W	5758	7سال
شہزاد	S/W	10261	7سال
حمید	S/W	9999	7سال
سموائیل	S/W	10389	7سال
رانجھا	S/W	5195	7سال
مشتاق	S/W	10439	7سال
تنویر	S/W	10567	7سال

(ب) جی ہاں، جب کبھی بھی علاقہ سے شکایت موصول ہوتی ہے رفع کر دی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں سٹاف کی چیکنگ باقاعدگی سے ہوتی ہے اور ان کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔سٹاف کم ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی شکایت دور نہیں ہو سکتی جو اگلے دن دور کر دی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے کہ گلی نمبر 74 نزد نم پیر میں ایک ماہ سے پانی کھڑا ہے اس علاقہ سے سیور بند ہونے کی شکایت موصول ہوتی رہتی ہے۔جس کو بروقت سٹاف بھیج کر حل کر دیا جاتا ہے۔بار بار بند ہونے کی وجہ گلی نمبر 74 سے ملحقہ گلی ہے۔ جس کا سیور محکمہ واسا نے نہ بچھایا ہے۔

(ہ) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ متعلقہ ایس ڈی او کے دفتر میں شکایت کی گئی ہے۔جس کو حل کروا دیا گیا ہے اور اس وقت گلی نمبر 74 میں کوئی سیور بند نہ ہے اور نہ ہی گلی میں گندہ پانی کھڑا ہے۔

(و) محکمہ واسا کا اس گلی میں نیا سیور ڈالنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔سیور لائن کی صفائی کر دی گئی ہے اور سیور لائن کام کر رہی ہے۔اس لئے متعلقہ سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا۔

این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی لاہور کے رہائشیوں کے مسائل

49: محترمہ طیبہ ضمیر: کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم میں ایل ڈی اے فلیٹس میں ناجائز تجاوزات کی بھرمار، گراؤنڈ والے فلیٹس میں دکانیں کھولنے کا رجحان حد سے زیادہ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس کے اوپر ڈی ٹائپ فلیٹس تعمیر کئے جارہے ہیں، جو کہ محکمہ کے اہلکاروں کی ملی بھگت اور بغیر نقشہ کے تعمیر کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے فلیٹس کی بنیادیں کھوکھلی اور اوپر مزید تعمیر سے کسی بھی وقت فلیٹس زمین پر گر سکتے ہیں اور بہت بڑا جانی نقصان ہونے کا خدشہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس میں تجاوزات کے علاوہ ورکشاپس کھولنے کا رجحان تشویش ناک حد تک بڑھ چکا ہے اور یہ فلیٹس جرائم پیشہ لوگوں کا گڑھ بن چکے ہیں، جس سے رہائش پذیر لوگ بہت پریشان ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس کے ارد گرد کوئی دیوار نہ ہے، جس کی وجہ سے سکیورٹی کے مسائل بھی درپیش ہیں؟

(ہ) کیا محکمہ ایل ڈی اے فلیٹس کے ارد گرد دیوار تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ تجاوزات ختم ہو سکیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم ایل ڈی اے فلیٹس میں تجاوزات کے خلاف آپریشن کیا جاتا رہا ہے اور آخری آپریشن مورخہ 08-11-11 کو کیا گیا تھا اور ناجائز تجاوز کنندگان کے چالان بھی کئے گئے ہیں۔یہاں کل 101 عدد گراؤنڈ والے فلیٹس کمرشل استعمال میں ہیں۔ ان میں سے 62 عدد فلیٹس 02-2001 میں اس وقت لاگو پالیسی کے مطابق سالانہ بنیاد پر کمرشل کر دیئے گئے۔جب کہ بقیہ 39 عدد فلیٹس ناجائز کمرشل استعمال کئے جارہے ہیں۔ اس وقت کمرشل پالیسی چونکہ زیر التواء ہے۔اس لئے محکمہ ایل ڈی اے ان ناجائز کمرشل استعمال فلیٹس کو کمرشل کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ان کا حتمی فیصلہ نئی کمرشل پالیسی آنے کے بعد ہی کیا جائے گا۔تاہم ان ناجائز کمرشل استعمال ہونے والے فلیٹس کے

خلاف اس وقت ایل ڈی اے ایکٹ مجریہ 1975 کی زیر دفعہ 35 اور 38 کے تحت چالان کر کے سینئر سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیجیں جاتے ہیں۔

(ب) اس وقت فلیٹس کی بالائی منزل پر کسی قسم کی تعمیر نہ ہو رہی ہے۔ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم این بلاک میں کل 1184 فلیٹس ہیں۔ان میں سے 296 گراؤنڈ فلور فلیٹس ہیں۔جس میں سے 147 فلیٹس کی آخری چھتوں پر کمروں کی شکل میں ماضی میں ہونے والی پرانی تعمیرات ہیں۔جو کہ بالائی منزل پر رہنے والے مالکان اور رہائشیوں نے بنا رکھی ہیں۔

اس وقت محکمہ ایل ڈی اے نے بلڈنگ کنٹرول کے لئے خصوصی عملہ مقرر کیا ہوا ہے تاکہ ان فلیٹس پر کسی قسم کی مزید کوئی ناجائز تعمیرات نہ ہونے پائے۔

(ج) ورکشاپس جو سرکاری اراضی پر تجاوز کریں ان کا چالان کیا جاتا ہے اور موقع سے عارضی انکروچمنٹ ختم کر دی جاتی ہے۔اس جز کا آخری حصہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) بمطابق نقشہ سکیم این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی فلیٹس کے ارد گرد کوئی دیوار منظور شدہ نہ ہے۔

(ہ) این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی فلیٹس کی کوئی دیوار نقشہ میں منظور نہ ہے لہذا فلیٹس کے ارد گرد دیوار بنانے کی کوئی تجویز نہ ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! مجھے ٹائم دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب! مجھے یاد ہے، میں بالکل آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ایک سال کے بعد تو میرا سوال آیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔رولز کے مطابق وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ ہے۔پلیز تشریف رکھیں۔اب جناب مہدی عباس خان صاحب سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کریں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! آج میرے ساتھ جو حادثہ پیش آیا ہے وہ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے علم میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز!ایک منٹ۔ایک رپورٹ پیش ہونی ہے پھر نیازی صاحب بات کریں گے ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے 30 سیکنڈ میں اپنی بات ختم کر لینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

لاہور چیئرنگ کراس پر معزز خاتون رکن اسمبلی سے موبائل فون کا چھن جانا

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج کے اجلاس میں شرکت کے لئے جب میں پونے تین بجے چیئرنگ کراس پر پہنچی اور میری گاڑی اشارے پر کھڑی تھی۔میں ڈرائیور کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک ایک آدمی آیا جس نے سکیورٹی گارڈ کی وردی پہنی ہوئی تھی، ٹوپی بھی پہنی ہوئی تھی لیکن بیلٹ نہیں تھی اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور سیٹ پر رکھا ہوا میرا موبائل اٹھا کر بھاگا تو میں نے اپنے ڈرائیور سے کہا کہ اس کا پیچھا کرو، ڈرائیور فوری طور پر گاڑی سے نکل کر اس کے پیچھے بھاگا۔90 شاہراہ کے سامنے سڑک کے درمیان جنگلہ ہے اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی کہ وہاں پر کم از کم چھ، سات پولیس والے موجود تھے، وارڈن موجود تھا۔چیئرنگ کراس پر بے تحاشا پولیس تھی۔میرا ڈرائیور آوزیں دیتا ہوا اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے کہ یہ موبائل snatch کر کے لے گیا ہے۔میں گاڑی کے شیشے کھول کر وہاں چیخ رہی ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے موبائل snatch ہونے کا اتنا غم نہیں ہے جتنا اس بات کا غم ہے کہ ان پولیس والوں نے میری کسی دہائی پر، میرے ڈرائیور کے پیچھا کرنے پر کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔کئی منٹ گزرنے کے بعد ٹریفک وارڈن تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آپ گاڑی ہٹائیں۔ میں نے کہا کہ آپ کو نظر نہیں آ رہا کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے اور میں چیخ رہی ہوں؟ بجائے اس کے کہ آپ میری مدد کے لئے آئیں اور وائرلیس کریں الٹا آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ گاڑی ہٹائیں تو اس وارڈن نے میری بات سنی ان سنی کر دی منہ پھیرا اور دوسری طرف چل دیا۔میرا ڈرائیور واپس آیا تو میں نے پھر واویلا کیا اور میں گاڑی سے اس لئے نہیں نکلی کہ پیچھے سے کوئی میرا پرس بھی اٹھا کر نہ لے جائے۔میں پولیس والوں کی طرف اشارے کر کے ان کو بلاتی رہی لیکن ایک پولیس والا بھی میری دہائی دینے پر میرے قریب نہیں آیا۔مجھے یہ بتا دیجئے کہ کیا پولیس والوں کو یہ instructions تھیں کہ

یہاں پر یہ واقعہ ہو گا اور آپ نے آنکھ اٹھا کر بھی اس گاڑی کی طرف نہیں دیکھنا؟ پولیس والوں کے اس رویے پر مجھے کوئی تسلی دی جائے۔ یہ لاء اینڈ آرڈر کا انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے اس لئے اس پر ایوان میں بات کرنے کے لئے کوئی ٹائم رکھا جائے۔ میری گاڑی پر ایم پی اے کی پلیٹ لگی ہوئی ہے لیکن وارڈن مجھے دیکھ کر واپس ہو گیا، پولیس والا کوئی نہیں آیا۔ میں اسمبلی میں آئی اور سیدھی راناثناء اللہ صاحب کے پاس گئی اور سارا معاملہ ان کے گوش گزار کیا۔

جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ اتنی پولیس کی موجودگی میں وہ موبائل فون چھین کر چلا گیا، یہاں پر بے روزگاری ہے، لوگ ڈکیتیاں کر رہے ہیں لیکن پولیس والے میری دہائی پر کیوں نہیں آئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point بڑا valid ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: کیا یہ سب کچھ مجھے روکنے کے لئے کیا گیا ہے؟ کیا یہ واقعہ کسی understanding کے تحت ہوا ہے؟ میں اپنے آپ کو بہت زیادہ unsecure feel کر رہی ہوں۔ میرے ذہن میں بہت سارے سوالات اٹھ رہے ہیں کہ یہ واقعہ ایسے ہوا ہے کہ پولیس والے دانستہ طور پر stuck ہو کر کھڑے رہے ہیں اور کسی نے میری طرف دیکھنے کی کوشش تک نہیں۔ میں اس سلسلے میں شدید پریشان ہوں۔ میرے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے، میری آواز دبانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ لہذا اس سلسلے میں مجھے تسلی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! کیا محترمہ آپ کے پاس آئی تھیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے اس پر ہمیں افسوس اور تشویش ہے۔ محترمہ میرے پاس تشریف لائیں اور انھوں نے مجھے اسی طرح بتایا کہ یہ واقع میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ یہ سول لائن کا ایریا بنتا ہے، میں نے اسی وقت سول لائن کے ایس پی آپریشن اور ایس پی انوسٹی گیشن کو بلا کر محترمہ کے ساتھ ان کی میٹنگ کروائی اور میں نے ان سے دو چیزیں کہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اس بارے میں محترمہ جو بھی کارروائی چاہتی ہیں، ایف آئی آر درج کروانا چاہتی ہیں تو آپ فوری طور پر ایف آئی آر درج کریں اور وہاں پر جو لوگ موجود تھے جو on duty تھے ان سے متعلق پوری معلومات حاصل کریں اور ان سے جواب لیں کہ انھوں نے اس وقت respond کیوں نہیں دیا؟ اگر یہ پایا گیا کہ کسی پولیس ملازم نے جس کی وہاں ڈیوٹی تھی

اس نے proper respond نہیں کیا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔میں پھر عرض کر دیتا ہوں کہ میں نے پولیس والوں سے کہا کہ محترمہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے اس کا مقدمہ بھی درج کریں اور ملزم بھی تلاش کریں۔ایس پی صاحب ان کے ساتھ بیٹھے ہیں and she was satisfied after that محترمہ نے باقی سارا افسانہ تو سنایا ہے لیکن اس بات کا ذکر نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس اسمبلی کے معزز رکن کے ساتھ ایک direct incident ہوا ہے اور ہوا بھی بالکل اسمبلی کے باہر ہے۔اگر اسمبلی کے باہر سکیورٹی کا یہ عالم ہو گا تو پھر باقی جگہوں کی کیا گارنٹی دے سکتے ہیں؟ رانا صاحب! یہ بالکل ٹھیک ہے کہ آپ نے ایس پی آپریشن اور ایس پی انوسٹی گیشن کو بلایا ہے لیکن وہ ملازمین جو اس وقت ڈیوٹی پر موجود تھے یہ ان کا فرض بنتا تھا ایک ایم پی اے کیا اگر وہاں ایک خاتون بھی کھڑے ہو کر واویلا کر رہی ہے تو وہ آ کر سنتے اور ان سے بات کرتے ۔میں آپ سے کہوں گا کہ آپ فوری طور پر انھیں بلائیں اور محترمہ کو ساتھ بٹھا کر وہاں جو جو بھی پولیس ملازمین موجود تھے ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! پلیز ذرا ایک منٹ بیٹھیں۔میں وقفہ سوالات ختم کر چکا ہوں۔ announce کر چکا ہوں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 1729 کا جواب درست نہیں ہے اور میں اس سے مطمئن بھی نہیں ہوں لہذا اسے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ pending کیا جاتا ہے۔سیکرٹری صاحب نے note کر لیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا سوال بھی pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب نہیں۔اگر آپ پہلے کہتے تو کر لیتے، اب تو محکمے والے جا چکے ہیں۔چونکہ محترمہ نے کہا ہے کہ میں بات کرنے کے لئے کھڑی ہوئی تھی لیکن درمیان میں دوسری معزز رکن بات کرنے کے لئے کھڑی ہو گئیں اس لئے وہ بات نہیں کر سکی تھیں۔جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ جوئس روفن جولیس: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ میں آپ کی توجہ اس اشتہار برائے بھرتی کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں جو کہ منڈی بہاؤالدین میں بھرتی کے حوالے سے ہے۔ اس اشتہار میں درخواستیں مانگی گئی ہیں جس میں سینٹری ورکرز کے لئے "غیر مسلم، اقلیت" لکھا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز وزیر اقلیتی امور کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ میاں شہباز شریف صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اقلیتوں کو ملازمتوں کے اندر quota دیا جائے گا۔ اگر یہی سینٹری ورکرز کا quota دینا ہے تو پھر وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ ہمارے لوگ تو پہلے ہی بطور سینٹری ورکرز کام کر رہے ہیں۔ یہ ہم اقلیتوں کی بدنصیبی ہے کہ 35 سال پہلے ہمارے تعلیمی ادارے پیپلز پارٹی نے nationalize کر لئے تھے ورنہ آج ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے اور ہمیں quota مانگنے کی کبھی ضرورت پیش نہ آتی۔ کرسمس کے موقعے پر وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں وزیر اقلیتی امور کو "شیر" کہا تھا تو یہ ایک بڑھک وزیر اعلیٰ کے آگے ماریں کہ اقلیتوں کو quota میں سے اچھی جگہوں پر نوکریاں دی جائیں۔ ہمارے لڑکے بھی بی اے اور ایف اے پاس ہیں۔ ہم نے کوئی sweeper بننے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ جب پاکستان بنا تھا تو تعلیم اور صحت دونوں شعبے اقلیتوں کے پاس تھے ہم نے یہاں پر بڑی خدمت کی ہے اس لئے ہمیں اچھے عہدے بھی دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ جو شیر ہوتا ہے وہ بڑھک نہیں مارتا بلکہ وہ دھاڑتا ہے۔ اب ذرا ہم منسٹر صاحب کی دھاڑ سن لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میری بہن نے ابھی بات کی ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور میں ان کے ادارے nationalize کئے گئے۔ میں کہتی ہوں کہ اس وقت تو ان کے بچے ان سکولوں میں پڑھتے تھے آج جب ان کو یہ ادارے واپس ملے ہیں تو ان کے بچے فیسیں نہ دے سکنے کی وجہ سے ان اداروں میں نہیں پڑھ سکتے۔ آپ کے لوگ سینٹری ورکرز کے علاوہ اسامیوں پر بھی بھرتی ہونے چاہئیں لیکن پیپلز پارٹی نے آپ کا فائدہ کیا تھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب جو کہ خادم اعلیٰ پنجاب ہیں نے اپنی توجہ کو اس community کی طرف مبذول کیا ہے جو کہ ماضی میں محرومیوں کا شکار رہی ہے اور جن کو ہمیشہ ماضی کی حکومتوں نے neglect کیا۔ اس وقت ان کی ضرورت اور demand کو مدنظر رکھتے ہوئے quota کی بحالی کا

اعلان کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ quota کی بحالی کے ساتھ ساتھ آبادی کے تناسب سے نمائندگی کو یقینی بنانے کے لئے notification کی تیاری بھی اس وقت آخری مراحل میں ہے۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ بہت جلد اسی مہینے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ باقاعدہ notification جاری کیا جائے تاکہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کو موثر نمائندگی دی جائے اور ان کے quota کو بحال کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میرا خیال ہے کہ نور خان نیازی صاحب کو قرارداد پیش کر لینے دیں۔ وہ بڑی دیر سے اجازت مانگ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں بڑی relevant بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ محترمہ روفن جولیس صاحبہ نے بڑی proper بات کہی ہے لیکن مجھے وہ زمانہ یاد آ رہا ہے کہ جب وہ یہاں بطور وزیر بیٹھی ہوتی تھیں اور ہم وہاں کھڑے ہو کر یہی رونا روتے تھے کہ خدا کے واسطے اقلیتوں کو صرف سینٹری ورکرز ہی بھرتی نہیں کیا جانا چاہئے۔ ابھی تو ہماری حکومت کو آئے ہوئے سات آٹھ مہینے ہوئے ہیں۔ یہ جو کام اپنے پانچ سالہ دور میں نہیں کر سکے ہم انشاء اللہ جب پانچ سال پورے کر کے جائیں گے تو وہ سب کر کے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترم نور نیازی صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر بم دھماکے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر بم دھماکے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی مخالفت نہیں ہے۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر بم دھماکے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر حملے کی مذمت، شہید ہونے والوں کے لئے خراج تحسین اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار

جناب ڈپٹی سپیکر:اب محرک قرارداد پیش کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر ہفتے کی صبح ہونے والے دہشت گردی کے حملے کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں شہید ہونے والے پولیس اہلکاروں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔یہ ایوان سمجھتا ہے کہ دہشت گردی کی ان مذموم کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے دشمنوں کی پشت پناہی سے کئے گئے ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستان کے عوام اور ان کو تحفظ فراہم کرنے والے محافظوں کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔یہ ایوان پنجاب حکومت کی جانب سے مرحومین کے ورثاء کو دی جانے والی مالی امداد کو بھی سراہتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پہلے یہ بتادوں کہ یہ قرارداد رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون، راجہ ریاض احمد سینئر وزیر، چودھری ظہیر الدین قائد حزب اختلاف، مخدوم سید احمد محمود، جناب علی حیدر نور نیازی اور جناب ثناء اللہ مستی خیل نے مشترکہ طور پر move کی ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر ہفتے کی صبح ہونے والے دہشت گردی کے حملے کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں شہید ہونے والے پولیس اہلکاروں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ دہشت گردی کی ان مذموم کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے دشمنوں کی پشت پناہی سے کئے گئے ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستان کے عوام اور ان کو تحفظ فراہم کرنے والے محافظوں کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ یہ ایوان پنجاب حکومت کی جانب سے مرحومین کے ورثاء کو دی جانے والی مالی امداد کو بھی سراہتا ہے۔"

(اذان مغرب)

میرا خیال ہے کہ اس قرارداد کی مخالفت تو کوئی بھی نہیں کرے گا کیونکہ یہ قرارداد متفقہ طور پر آئی ہے۔ اگر اس پر کوئی معزز رکن بات کرنا چاہتا ہے، وزیر قانون صاحب اس پر کوئی بات کرنے کی ضرورت ہے یا اس پر direct voting کروادی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس پر voting کروادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر ہفتے کی صبح ہونے والے دہشت گرد حملے کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں شہید ہونے والے پولیس اہل کاروں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ دہشت گردی کی ان مذموم کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے

نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے دشمنوں کی پشت پناہی سے کئے گئے ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستان کے عوام اور ان کو تحفظ فراہم کرنے والے محافظوں کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ یہ ایوان پنجاب حکومت کی جانب سے مرحومین کے ورثاء کو دی جانے والی مالی امداد کو بھی سراہتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب مہدی عباس خان مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

جناب مہدی عباس خان: میں یہ رپورٹ پیش کرتا ہوں کہ:

The Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill, 2009
(Bill No.9 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔ (رپورٹ پیش ہوئی)

اب نماز کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 19 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

ایس۔ایچ۔او منصور آباد (فیصل آباد) کے بہنوئی اور بھائی کا مسلح افراد کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ اور آگ لگانے کی کوشش

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میرے ساتھ فیصل آباد میں جو واقعہ پیش آیا تھا اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے اجلاس کے شروع ہونے والے دن پیش کیا تھا اور سپیکر صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی جس کا ایک اجلاس ہو گیا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس میں جو بھی کارروائی ہوئی ہے اس کو ہاؤس کے floor پر پیش کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے آٹھ سالہ دور میں آپ کی بڑی contribution رہی ہے اور آپ ماشاء اللہ بڑے dedicated ساتھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس کا فوری طور پر ازالہ بھی ہونا چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کمیٹی کی میٹنگ میں اب تک کیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو کمیٹی اس حوالے سے بنی تھی اس کا ہم نے ایک اجلاس کیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کا basic grievance یہ تھا کہ انہوں نے جو مقدمہ درج کروایا تھا اس پر investigation conclude نہیں ہو رہی تھی۔ دوسرا یہ کہ ان کے خلاف ایک cross version baseless درج کر دیا گیا تھا جس میں ان کے والد محترم جو کہ بیمار بھی ہیں اور اس وقت ان کی تقریباً 75 سال کے قریب عمر ہے ان کو انہوں نے ملزم نامزد کیا تھا۔ کمیٹی کے بننے اور کمیٹی کے اجلاس ہونے کے درمیان کے عرصے میں سارے معاملے کو monitor کیا گیا ہے۔ اس کمیٹی میں اب conclude یہ ہوا ہے کہ جو انہوں نے پرچہ درج کروایا تھا اس میں تمام ملزمان کو چالان کیا گیا ہے اور ان کے خلاف cross version کو خارج کر دیا گیا ہے۔ نہ صرف خارج کر دیا گیا ہے بلکہ وہ cross version جس آفیسر نے without any base درج کیا تھا، کہا ہے کہ اس کے خلاف بھی proceed کیا جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے police officials کے متعلق

بات کی تھی کہ انہوں نےduring this course threat کیا ہے جس کے بارے میں ڈی آئی جی/ سی پی او فیصل آباد کے ذمہ لگایا ہے کہ وہwithin two weeks اس aspect کی انکوائری کر کے رپورٹ کمیٹی کو پیش کریں۔ اس رپورٹ کے مطابق ان کے خلاف proceed کیا جائے گا۔ اب اس میں دو طرح سے بات آگے بڑھ سکتی ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب چاہیں تو یہی کمیٹی اس معاملے کو دو ہفتے بعد اپنے اجلاس میں دیکھ لے اور اگر یہ چاہیں تو انہوں نے کمیٹی کے اجلاس میں جو بیان اور grievances کا اظہار کیا ہے اس کو بے شک as privilege motion consider کرتے ہوئے اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں ہاؤس کا، آپ کا اور کمیٹی کے ممبران خاص طور پر کمیٹی کے سربراہ راناثناء اللہ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جس طرح اس دن انہوں نے کمیٹی کی میٹنگ کو conduct کیا وہ قابل تحسین ہے۔ یہ واقعہ جو یکم جنوری کو میرے ساتھ پیش آیا میں اس سے تھوڑا پیچھے جانا چاہوں گا اور سیاق و سباق کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ 2006 میں میرے بچوں کو فیصل آباد سلیمی سی این جی کے باہر سے اغواء کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس میں میرا ڈرائیور اور بچوں کے ساتھ گن مین نے حوصلہ دکھایا۔ چونکہ وہ میرے علاقے میں واقع ہے اس لئے سلیمی سی این جی پر تعینات دو گارڈز میری گاڑی سے واقف تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ڈاکٹر اسد معظم کی گاڑی کو روکا گیا ہے جس میں صرف اس کے دو بچے اور دو ملازم تھے، گن پوائنٹ پر بچوں کو چھیننے کی کوشش کی جا رہی ہے تو ان گارڈز نے ان اغواء کاروں پر فائرنگ کی جس سے وہ بھاگ گئے اور میرے بچے اغواء ہونے سے بچ گئے۔ جس direction میں وہ اغواء کار گئے اس کی روشنی میں بعد میں ایک شخص trace ہوا جو کہ مختلف ransom کی وارداتوں میں involve تھا جس کا نام شاد الوہار ہے اور اس کو بعد میں پولیس مقابلے میں مار دیا گیا۔ میں یہاں پر یہ بات ریکارڈ کے لئے کہوں گا کہ شاد الوہار کے مرنے سے پہلے تقریباً دو سے تین سال تک اسی شخص سے مسلسل رابطہ تھا جو کہ زبردستی میرے گھر میں داخل ہوا جس کا نام عاطف محمود ہے۔ یہ انسپکٹر اور سب انسپکٹر کا فیصل آباد میں پورا ایک ٹولہ ہے جو پولیس کی اپنی رپورٹ کے مطابق ransom کی وارداتوں میں involve تھے۔ اس شادے لوہار نامی شخص نے دو بچوں کو زندہ ذبح کر دیا تھا اور تین سے اس نے پیسے بھی وصول کئے تھے۔ جب آخری دفعہ اس کو گرفتار کیا گیا اور بعد میں پولیس مقابلے میں مار دیا گیا تو اس وقت بھی اس شخص کے

قبضے میں پیپلز کالونی کا ایک بچہ تھا جو کہ بعد میں جڑانوالہ کے پاس سے سڑک پر روتا ہوا ملا۔ فیصل آباد کا ایک اور بد معاش جس کا نام عمران اصغر تھا اس کے ساتھ بھی اس کے ٹیلیفون پر تین سے چار سال کے رابطے تھے اور بعد میں وہ شخص بھی قتل، ڈکیتی، ransom بھتے میں اور مختلف وارداتوں میں فیصل آباد میں دہشت کی علامت بن گیا تھا۔ وہ ٹیلیفون ریکارڈ یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ اس رانا عاطف محمود کا اس شخص کے ساتھ بھی رابطہ تھا۔ میں ریکارڈ کے لئے پیش کرنا چاہوں گا کہ 9۔ ستمبر 2008 کا "Dawn" اخبار جس کے مطابق allege رابطوں کی ایک پوری داستان اس اخبار میں شائع ہوئی۔ اس رپورٹ کے بعد پولیس کا محکمہ اگر ان ملزمان کو جو کہ اغواء کاروں، قاتلوں اور ڈکیتوں کے ساتھ تعلقات ثابت ہونے کے باوجود سزا بھی دیتا ہے تو ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں ٹرانسفر کر دیتا ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ پہلے وہ فیصل آباد کی عوام پر ظلم و ستم ڈھاتے رہے اور اس کے بعد ظلم و ستم ڈھانے کے لئے کوئی جھنگ چلا گیا، کوئی ٹوبہ ٹیک سنگھ چلا گیا، کوئی کہیں اور چلا گیا تو یہ کہاں کی سزا ہے، یہ کہاں کا سسٹم ہے، یہ کہاں کی گڈ گورننس ہے؟ یہ سب کچھ پچھلی حکومت کے دور میں ہوتا رہا ہے۔ میں یہاں یہ بات کروں گا کہ good governance کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب کا نام بہت عام ہے اور ہر جگہ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ خدارا! ان لٹیروں، ڈاکوؤں اور ان پولیس والوں سے جو کہ وردی میں پنجاب کی عوام کے ساتھ ظلم و ستم کر رہے ہیں، ان کو اس سروس سے نکالا جائے اور ان کو ان کے جرم کی قرار واقعی سزا دی جائے کیونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو untouchable سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ سے اور اس ہاؤس سے یہ بھی استدعا کروں گا کہ جس طرح پچھلے دور میں disciplinary force جو کہ پولیس فورس ہے اس کو قتل و غارت کے لئے use کیا جاتا ہے ان لوگوں کو question کیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کے بعد ہاؤس سے التماس ہے کہ یہ کمیٹی اپنی جگہ پر قائم رہے کیونکہ یہ مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا بھی ہے۔ یہ مسئلہ نہ صرف ایک ایم پی اے کے ساتھ زیادتی کا ہے بلکہ یہ پورے فیصل آباد ضلع کا لاء اینڈ آرڈر کا بھی مسئلہ ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہی کمیٹی اس مسئلے کو آگے بھی probe کرے کیونکہ وہ لوگ آج بھی مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ایک دفعہ تمہارے بچے بچ گئے تو دوسری دفعہ نہیں بچیں گے۔ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ گولی راستہ نہیں پوچھتی، گولی ایم پی اے کے جسم کو نہیں پہچانتی۔ میں یہ بات on the floor of the House کہنا چاہوں گا میرے بچے کہیں بھی ملک سے باہر بھی رہ سکتے ہیں مگر خدا کی قسم میں ایسے ظالموں کو نہیں چھوڑوں گا۔ میں رانا

صاحب اور آپ سے التماس کروں گا کہ properly اس کو probe کیا جائے۔ میں ریکارڈ کے لئے ان SHOs کے نام بھی لینا چاہوں گا جن کا یہ گروپ ان وارداتوں میں involve ہے، ان میں ایک شخص رانا عطاء جو کہ اس وقت سپیشل برانچ میں ملازم ہے، دوسرے کا نام علمدار شاہ ہے جو ransom اور تمام ملزمان کے ساتھ allege رابطے رکھتا تھا، تیسرے کا نام رانا عاطف اور چوتھے کا نام رانا وسیم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ان وارداتوں میں ملوث ہیں۔ "Dawn" اخبار اور secret agencies کے پاس ان کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ میری کمیٹی سے التماس ہے کہ ریکارڈ کو طلب کر کے باقاعدہ study کیا جائے اور اس کے بعد جو فیصلہ کیا جائے اس کو باقاعدہ ہاؤس میں پیش کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس میں جو already بات ہوئی ہے یہ بڑی serious قسم کی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسد معظم صاحب کی بات واقعی بڑی serious اور بالکل درست ہے۔ اسی طرح سے اس دن کمیٹی کے سامنے بھی انہوں نے ان لوگوں کے نام لئے تھے اور یہ ساری انفارمیشن بھی دی تھی۔ اگر ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ یہی کمیٹی اس کو further probe کرے اور بطور Privilege Motion کے استحقاق کمیٹی کو refer نہیں کرنا چاہتے تو پھر جس قسم کی انفارمیشن اور probe کی بات انہوں نے کی ہے تو پھر آپ اس کمیٹی کا ٹائم اگلے سیشن تک بڑھا دیں تاکہ مزید میٹنگ کر کے اس معاملے کو probe بھی کر لے اور محکمہ کو ہم نے اسی دن ان لوگوں کے نام refer کر دیئے تھے کہ وہ اپنے طور پر probe کریں اور ان کے خلاف disciplinary action لیا جائے۔ کمیٹی کے سامنے جو حقائق آئیں گے وہ بھی ایوان کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہے کیونکہ کمیٹی اپنا کام بھی کرتی رہے اور اس میں جو ریکارڈ ان کے پاس ہے اس کے مطابق کارروائی بھی کرے تو یہ اگلے سیشن تک pending کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: ٹھیک ہے جناب!

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس کا ٹائم ہے۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد یار ہراج اور ڈاکٹر سامیہ امجد کا ہے جس کا نمبر 168 ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جس طرح ڈی جی خان کے متعلق پہلے بات ہوتی رہی ہے تو یہ بڑا اہم ہے اور اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اپوزیشن کے بغیر ایوان کی کارروائی بے مزہ ہوتی ہے تو کیا اپوزیشن کو بلانے کا کوئی پروگرام نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اپوزیشن نے بائیکاٹ کیا ہے؟

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جب نماز کے وقفہ کا اعلان کیا تو انہوں نے بھی بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تھا کہ آپ انہیں وقت نہیں دے رہے اور وہ پریس کانفرنس کرنے چلے گئے تھے۔ ان سے رابطہ تو کرنا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بائیکاٹ نماز کا کیا تھا یا اجلاس کا کیا تھا؟ (قہقہہ)

میرا خیال ہے کہ اپوزیشن کے ایک دو ممبر تو یہاں پر تشریف فرما ہیں لیکن پھر بھی وزیر محنت اشرف خان سوہنا اور وزیر جیل خانہ جات چودھری غفور، آپ دونوں صاحبان اپوزیشن کے پاس جائیں۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! بائیکاٹ تو ہوا نہیں ہے تو پھر آپ کیوں انہیں منانے کے لئے بھجوا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح ایک وزیر نے باقاعدہ ایک بات کو mention کیا ہے۔ ویسے میرے علم میں نہیں ہے۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر اپوزیشن کا ایک آدمی بھی موجود ہو تو اس کو بائیکاٹ تصور نہیں کیا جاتا اور وہ اصولاً بائیکاٹ ہے بھی نہیں۔ سو ہنا صاحب ویسے ان سے پیار محبت کی کوئی بات کرنا چاہیں تو چلے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گھرال صاحب! آپ تو باہر سے آرہے ہیں تو کیا کوئی بائیکاٹ ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ زبردستی بائیکاٹ کرانا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں نوانی صاحب! ہماری ہمیشہ یہ intention رہی ہے کہ دونوں sides کو ساتھ لے کر چلیں اور اگر اپوزیشن موجود نہیں تو یہ پوچھنا میرا فرض بھی ہے کہ وہ کدھر ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بائیکاٹ اس وقت ہوتا ہے جب House میں یہ کہا جائے کہ ہم بائیکاٹ کر کے جا رہے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ کارروائی کو آگے چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا توجہ دلاؤ نوٹس سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

لاہور میں نائب صدر پیپلز پارٹی کا قتل

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 162 ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق ملک شاہد امتیاز نائب صدر پیپلز پارٹی لاہور مورخہ 31۔جنوری 2009 کو نامعلوم افراد کی فائرنگ سے قتل ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ واقعہ کے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے؟

(ج) متعلقہ انتظامیہ نے آج تک کیا کارروائی کی، مکمل صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے جواب کے مطابق یہ وقوعہ اس طرح سے ہے کہ 31-1-09 کو نامعلوم افراد نے ویٹ مین روڈ پر ایک بجے کے قریب جب مرحوم امتیاز صاحب اپنے brother-in-law کے ساتھ جارہے تھے کہ ان کے اوپر فائرنگ کی گئی جس سے ان کی ہلاکت ہو گئی۔ پولیس ٹیم ایس پی انوسٹی گیشن کی زیر نگرانی انوسٹی گیشن کر رہی ہے اور اس سلسلے میں ابھی جو حقائق سامنے آئے ہیں انہیں disclose کرنا مناسب نہیں ہو گا کیونکہ انوسٹی گیشن in progress ہے لیکن اس حوالے سے انوسٹی گیشن ایجنسی کافی قریب پہنچ چکی ہے اور یہ قتل ایک دو دنوں میں انشااللہ تعالیٰ sought out ہو جائے گا اور ملزمان پکڑے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ rules کے مطابق اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ کوئی مزید سوال ہو تو وہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ منسٹر صاحب نے on the Floor of the House assurance دی ہے کہ تفتیش بھی مکمل ہو جائے گی اور ملزمان بھی گرفتار ہو جائیں گے کیونکہ کچھ نہ کچھ ہوا ہو گا تو جس کی بنیاد پر انہوں نے یہ بات کی ہے۔ ایک دو دن انتظار کر کے اس پر آپ دوبارہ بات کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ تو وقت گزارنے کے بہانے ہوتے ہیں کہ ایک دو روز میں ملزم پکڑے جائیں گے۔ ہمارے پنجاب میں سیاسی ورکروں کو مارا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں مسلم لیگ (ن) کا ایک ورکر قتل ہو گیا تھا اور اب یہ ایک ہمارا قتل ہو گیا ہے۔ پولیس ناکے پر جب کھڑی ہوتی ہے تو شراب والوں اور چرس لے کر جانے والوں کو تو ایک منٹ میں پکڑ لیتی ہے اور اس قسم کے heinous crime پر یہ توجہ ہی نہیں دیتے۔ آج تک جتنے بھی قتل ہوئے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ملزم پکڑا گیا ہو اور آپ اسمبلی کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں ہر توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب میں یہی آتا ہے کہ ایک دو دن میں ہم اسے trace کر لیں گے، ہم یہ کر لیں گے۔ جس ایس پی کی سربراہی میں یہ کمیٹی بنائی گئی ہے ایک دفعہ بھی وہ ایس پی خود موقع پر گیا ہے؟ اس کا S.D.P.O چلا گیا یا پولیس والے کوئی اور انسپکٹر وغیرہ چلے گئے۔ جو بندہ اس کی سربراہی کر رہا ہے جب وہ خود ہی موقع پر نہیں گیا تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے؟ میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔ اگر وہ دو دن کا کہہ رہے ہیں تو میں مان لیتا ہوں لیکن میں یہ بات گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ دو دن کے بعد کچھ بھی نہیں ہونا اور پھر جب میں نے کھڑے ہو کر بات کرنی ہے تو مجھے یہ جواب ملے گا کہ اب وہ ٹائم گزر گیا ہے، اب وہ بات گزر گئی ہے اور اب وہ dispose of ہو

گئی ہے۔پولیس والوں نے اپنے پرانے ہتھکنڈوں پر ہی قائم رہنا ہے۔اگر راناصاحب یہ سمجھتے ہیں کہ دو دن میں وہ بندے پکڑلیں گے تو وہ یہ بات ایک دفعہ floor پر کہہ دیں۔ مجھے تسلی ہے اور میں دو دن بعد پوچھ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں جو پیش رفت ہوئی ہے اس سے متعلق I.G.P نے محترم وزیر اعظم کو بھی اعتماد میں لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک چیز جو سامنے آتی ہے اس کو further verify اس لئے کیا جاتا ہے کہ بعد میں کوئی کمی کوتاہی سامنے نہ آئی کیونکہ یہ نامعلوم ملزم تھے تو اس سلسلے میں ابھی شناخت بھی involve ہے تو اس سارے process سے مرحوم کی فیملی بھی پوری طرح سے آگاہ ہے۔اس حوالے سے legal formalities کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے اور اگر اس سے پہلے میں یہاں پر کوئی statement دے دوں جو کل اخبارات میں شائع ہو جائے تو پھر یہی statement اس case کو fire back کرے گی۔اس معاملے میں progress ہوئی ہے اور میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا ورنہ میں یہ کہہ دیتا کہ نامعلوم ملزمان ہیں، پولیس انہیں تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ باقی یہاں پر انہوں نے ایس پی انوسٹی گیشن ڈاکٹر حیدر اشرف کے بارے میں کہا ہے کہ وہ موقع پر نہیں گئے تو میں اس بات کو چیک کر لیتا ہوں۔ وہ اس سارے معاملے کو deeply investigate کر رہے ہیں اور یہ ساری progress انہی کی کوشش سے ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور موقع پر گئے ہوں گے لیکن اگر اس میں کوئی کوتاہی ہے تو اسے بھی دور کروادیں گے۔مدعی فریق نے صوفی نذیر کے متعلق کہا تھا کہ اس کے ساتھ ہماری تھوڑی بہت رنجش ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ملزم ہو جس پر اسے باقاعدہ پکڑ کر interrogate کیا گیا۔اس کے بعد مدعی فریق نے ہی قسم وغیرہ پر اسے clear کیا کہ یہ ہمارا ملزم نہیں ہے۔اس بارے میں پوری تندہی سے proceed کیا گیا ہے اور اس میں قطعی طور پر کوئی کوتاہی یا غفلت نہیں کی گئی۔ میں اپنے بھائی حسن مرتضیٰ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں جو میری ان سے بات ہوئی ہے اس بات کو میں due to legal technicality یہاں پر disclose نہیں کر رہا اس میں proper پیشرفت ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملزمان بہت جلد انصاف کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب!اس میں ان کی بڑی clear statement آ گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں ان سے اتفاق کرتا ہوں وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔انہوں نے جو فرمایا ہے کہ ملزم دو دن میں پکڑے جائیں گے کیا ملزم identify ہو گئے ہیں کہ فلاں فلاں آدمی ہیں وہ صرف پکڑنے بقایا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، تفتیش اور جو technical points اس میں involve ہیں اس بنیاد پر انہوں نے کہا ہے۔ دو دن آپ بھی یہاں پر ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی یہاں پر ہیں اگر کوئی مسئلہ ہو گا تو دو دن بعد پھر اس کو take up کر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!دوسرا صوفی نذیر صاحب والا کوئی چکر، ڈرامہ ہے وہ خود پولیس نے پکڑا ہے، اس کے لواحقین نے نہیں پکڑوایا۔پولیس نے خود ہی پکڑا اور خود ہی اس کو چھوڑ دیا ہے۔آپ خود بھی وکیل ہیں، اسی معاشرے کا حصہ ہیں اور پولیس کو آپ جانتے ہیں۔یہ ان کے delaying tacts ہیں کہ اس کو پکڑ لیا اس کو چھوڑ دیا۔یہ سارے بہانے ہیں، کوئی proper investigation ہو رہی ہے اور نہ ہی بندے identify ہوئے ہیں۔انہوں نے کیسے پکڑ لینا ہے؟ پھر ہماری جو پولیس ہے آپ دیکھیں تو صحیح ان کے حلیے ہی نہیں، چالیس چالیس انچ ان کی waist ہے اوناں دے ڈھڈ نکلے ہوئے نیں، اوناں نے کتھوں بندے پھڑنے او ہناں نیں دو دن وچ۔(قہقہہ)

میری ان سے گزارش ہے کہ یہ صرف اور صرف ٹائم گزارنے کے لئے کر رہے ہیں۔پنجاب پولیس دو دن میں بندے نہیں پکڑ سکتی۔ان کے اپنے ساتھ واردات ہو جائے، نہیں پکڑے جاتے۔ یہاں ان کے D.I.G investigation کو fire لگے تھے آج تک وہ ملزم انہوں نے پکڑے ہیں؟ وہ نہیں پکڑ سکتے۔ دو دن میں پکڑے نہیں جانے باقی رانا صاحب ہمارے لاء منسٹر ہیں میں بھی treasury benches سے ہوں میں زیادہ تو نہیں کر سکتا لیکن ہمارا ایک بھائی شہید ہوا ہے اس کے لئے ہمیں رونا بھی پڑتا ہے۔ مہربانی فرمائیں اور اس میں ذرا دلچسپی لے کر ہمیں جو دو دن کا ٹائم دیا ہے اس کو ensure کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!حسن مرتضیٰ صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے اسے ضمنی سوال تو نہیں کہا جا سکتا انہوں نے تو comment کیا ہے۔ میں ان کی

خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ، دیکھیں تمام departments میں سب لوگ اچھے بھی نہیں ہیں اور سب کے سب برے بھی نہیں ہیں۔ وہ لوگ بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ہی فرد تھے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ میانوالی میں پیش کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہ لوگ بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ کا ہی حصہ ہیں جنہوں نے ان لوگوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہادت قبول کی جو معاشرے کو destable کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کی جان و مال کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ ٹھیک ہے درمیان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کا حوالہ یا ذکر حسن مرتضیٰ صاحب کر رہے ہیں۔ باقی اس کیس میں جو investigation officers ہیں ان کی میں حسن مرتضیٰ صاحب سے اس کے بعد ملاقات کروا دیتا ہوں وہ ان سے زیادہ سمارٹ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو Call Attention Notice ہوتا ہے یہ اسمبلی کا نہایت ہی اہمیت کا حامل سوال ہوتا ہے جو ایک ہی ہوتا ہے اور اس کے تین سوال ہوتے ہیں پھر اس پر ضمنی سوال ہوتے ہیں۔ آپ بھی اس ہاؤس میں دیکھتے رہے ہیں کہ جب Call Attention Notice ہوتا ہے تو کم از کم 20 گریڈ کا آفیسر یا 19 گریڈ کا آفیسر اور اگر وہ نہ ہو تو جو اس investigation کو head کر رہا ہوتا ہے اور اس کی پوری ٹیم اس آفیسر لابی میں موجود ہوتی ہے تاکہ اس ہاؤس کا جو concern ہو وہ اس کا نوٹس لیں اور اس کے مطابق مزید proceed کریں۔ آپ اس وقت دیکھ لیں، جن کو میں دیکھ رہا ہوں اور جن کو میں جانتا ہوں ان میں سے ایک لاء منسٹر صاحب کے P.A بیٹھے ہیں، ایک انسپکٹر ہیں شاید وہ آخری مراحل میں ہیں اور retire ہونے والے ہیں، ڈی ایس پی ہیں اور وہ بھی اس پوزیشن میں ہیں کہ یہ ان کی آخری investigation ہو گی۔(قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے نوانی صاحب کی اس بات پر سخت اعتراض ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ لابی میں فلاں صاحب بیٹھے ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ نوانی صاحب اتنے سینئر آدمی ہیں یہ پہلے بھی منسٹر رہے ہیں اور اب بھی یہ منسٹری کے ارد گرد ہی گھوم رہے ہیں اور پتا نہیں یہ کس وقت ministry میں داخل ہو جائیں۔ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے یہ rules کی کتاب لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کو یہ نہیں معلوم کہ گیلری میں کسی بیٹھے بندے کی طرف اشارہ

کر کے بات نہیں کی جا سکتی۔دوسری بات یہ ہے کہ جو آدمی کسی بات کا اس ہاؤس میں جواب نہ دے سکنے کی پوزیشن میں ہو اس کے متعلق کوئی comment pass کرنا اس ایوان کے وقار کے انتہائی خلاف ہے کیونکہ جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں ان کا ایک مقام ہے،ان کی ایک حیثیت ہے۔اس سلسلے میں جو سب سے اہم آدمی ہے وہ سول لائن سرکل کا S.P Investigation ہے جو اس حلقے کا انچارج بھی ہے اور وہ خود investigation بھی کر رہا ہے۔ میرے ساتھ I.G.P نے اس سلسلے میں پوری بات کی ہے، مجھے جو information درکار تھی وہ انہوں نے دی ہے،اس کے بعد جو C.C.P.O لاہور نے بھی اس سلسلے میں میرے ساتھ بات کی ہے اور پھر میں نے انہیں کہا کہ آپ S.P investigation جو اس کو conduct کر رہے ہیں ان کو بھیج دیں۔انہوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر جتنا ٹائم، جو سوال اور معاملات میں نے ان کے ساتھ discuss کرنا چاہیں انہوں نے میرے ساتھ کئے ہیں۔اب بھی وہ لابی میں بیٹھے ہیں۔اس کے علاوہ جن کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں وہ تو اس سلسلے میں آئے ہی نہیں ہیں وہ تو کسی اور سلسلے میں آئے ہیں۔S.P Investigation خود لابی میں موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب!آپ کی بات کرنے سے پہلے میں بھی ایک بات کرنا چاہوں گا کہ ماشاء اللہ آپ بڑے seasoned پارلیمنٹیرین ہیں اور ہمیشہ آپ نے قواعد و ضوابط کے مطابق بات کی ہے لیکن واقعی آج جو لاء منسٹر نے اشارہ کیا ہے کہ یہ ہاؤس کے rules اور روایات بھی ہیں کہ گیلری میں بیٹھے ہوئے اشخاص ہاؤس میں interact کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہاؤس سے انہیں کوئی point out کیا جا سکتا ہے، یہ ویسے بھی مناسب بات نہیں ہے۔ نوانی صاحب!آپ اگر اس کے علاوہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!یہاں اس ہاؤس میں کوئی بھی اگر گورنمنٹ کی طرف سے خامی ہو یا خرابی ہو اس کو point out بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کی نمائندگی گورنمنٹ کا منسٹر کرتا ہے۔اگر میں یہ کہوں کہ اس گیلری میں جو افسران بیٹھے ہوتے ہیں proper response from department جو ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا۔پھر اس کی نمائندگی concerned minister کرتا ہے اور وہ خود اس کا جواب دیتا ہے۔

دوسری بات منسٹری کے گرد گھومنا یا پھرنا، ہم زندگی میں کبھی منسٹری کے سامنے گھومے ہیں نہ ہمیں ضرورت ہے۔آج میں اس ہاؤس میں حلفاً کہتا ہوں کہ جس دن سے ہم نے join کیا آج تک کسی بندے سے اور Chief Minister سے یہ منسٹری کی بات نہیں کی۔ میں اس کے لئے

حلف دینے کے لئے تیار ہوں کیونکہ یہ کوئی important چیز نہیں ہے۔ اس کا گواہChief Minister بھی ہے اور ان کے party head بھی ہیں کہ جب ہم نے join کیا اس دن سے لے کر آج تک وہ بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کبھی بھی ان سے منسٹری کی بات نہیں کی ہے۔ اگر ہم نے بات کی ہے تو اپنے علاقے کی فلاح و بہبود کی بات کی ہے، اپنے علاقے کے ترقیاتی کاموں کی بات کی ہے، اپنے علاقے کے غریب عوام کی بہتری کے لئے کی ہے، ہم نے اپنے لئے کبھی بات نہیں کی اسی لئے ہمارے ضلع کی عوام کو ہمارا اعتماد حاصل ہے وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں اور ہم جو بھی فیصلہ کرتے ہیں انہیں پتا ہوتا ہے کہ یہ دیانتداری سے اپنے علاقے اور غریب عوام کی نمائندگی کرتے ہیں اسی لئے وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہم کبھی منسٹریوں کے پیچھے نہیں بھاگے اور میری یہ بات on the floor of the House ہے کہ میں نے اور نہ میرے کسی بھائی نے کبھی بھی منسٹری کی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو گئی ہے اور لاء منسٹر نے بھی بات کر لی ہے۔ جی، حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک میرا ہی بقایا بھول گئے ہیں۔ (قہقہہ)

میں نے تو لابی میں point out کیا ہے نہ کچھ اور کیا ہے، میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ کیا ملزم identify ہو گئے ہیں جو دو دن میں پکڑے جائیں گے؟ اس کا جواب ہی کوئی نہیں دیا اور اپنی منسٹریوں میں لڑ لڑا کے میرا نوٹس dispose of کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! وہ بندے identify ہو گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے میں respond تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن نوانی صاحب ویسے ہی دل پر بات لے گئے ہیں اور انہوں نے بات اس تسلسل سے کی ہے مجھے ایسے لگا جیسے وہ یہ کہنے جا رہے ہیں کہ ہم منسٹری لیں گے ہی نہیں لیکن خیر انہوں نے یہ بات نہیں کہی۔ (قہقہہ)

ایک معزز ممبر: پہلے کوئی بناتو دے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر یہ بھی کر دیں اور مل جائے تو آپ لیں گے بھی نہیں؟

ایک معزز ممبر: انشاء اللہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، انہوں نے یہ بات نہیں کی ہے۔(قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس طرح سے نہیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے جس بات کو point out کیا ہے وہ یہ ہے کہ نوانی صاحب ہمارے بھائی ہیں، بڑے سینئر ممبر ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف سے جو انہوں نے ایک فقرہ بولا ہے وہ کسی بھی فرد کے لئے جو اس ہاؤس کی کارروائی میں interact نہیں کر سکتا اس کے لئے مناسب نہیں تھا اس پر میں نے اعتراض کیا تھا باقی جہاں تک حسن مرتضیٰ صاحب نے بات کی ہے میں نے ان سے پہلے بھی یہ بات کی ہے کہ اس میں نامعلوم ملزم ہیں ، اس میں identification کا مرحلہ involve ہے ، میری یہاں پر کوئی statement کل کو اس کیس کے merits کو effect کر سکتی ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں، اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں ۔پہلی تحریک استحقاق نمبر 57 چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، چودھری محمد ارشد، جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد شفیق خان، شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، میاں شفیع محمد، میاں اعجاز شفیع، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزاد الہیٰ، محترمہ جوئیس روفن جولیس کی طرف سے ہے یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی، چونکہ اب یہ سب موجود نہیں ہیں، یہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کے بارے میں تھی اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ lay ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے یہ بتائیں کہ آپ لوگ کدھر ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس وقت ایک پارلیمانی میٹنگ ہے، ہماری پارٹی وہاں گئی ہے لہذا آپ یہ تحریک التوائے کار صبح تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ صبح تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اچھا! آپ یہ بتا دیں کہ سب گئے ہوئے ہیں کیونکہ یہاں منسٹر صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ کوئی بائیکاٹ ہے۔ Is there any boycott?

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! واک آؤٹ کیا تھا، بائیکاٹ تو نہیں کیا تھا، واک آؤٹ کا لفظ ضرور کہا تھا۔ اب چونکہ آپ نے اس کو take up کیا ہے تو اس کو صبح کے لئے pending کر دیں۔ ہم اس پر بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! شکریہ۔ ہماری معزز ممبر نے یہ بات یہاں پر admit کی ہے کہ اس وقت ہماری پارلیمانی میٹنگ ہو رہی ہے۔ آپ یہاں سے اپوزیشن کی سنجیدگی کا اندازہ لگا لیں۔ اس قوم کے rights کے ساتھ، اس ملک کے عوام کے ساتھ ان کی commitment جو ہے وہ یہ ہے کہ یہ پارلیمانی میٹنگ کو ترجیح دیتے ہیں بجائے اس کے کہ یہ اسمبلی کے سیشن میں لوگوں کے حقوق کی بات کریں، عوام کی problems کی بات کریں، proposals دیں، بڑا اہم اجلاس ہے pre-budget discussion ہونی ہے۔ آپ ان کے سنجیدہ پن کا اندازہ لگا لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشرف کی باقیات کی پیداوار ہیں، یہ پاکستانی قوم سے بالکل مخلص نہیں ہیں اور ان کو پاکستانی قوم کی نمائندگی کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ یہ لال مسجد کے قاتل ہیں اور انہوں نے وردی میں مشرف کو دس مرتبہ منتخب کرنے کا کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ان کی غیر موجودگی میں آپ نے ایک point raise کر دیا ہے۔پلیز!آپ تشریف رکھیں۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری ایک privilege motion ہے، بہت important ہے اگر آپ اس کو take up کر لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ ایک تحریک استحقاق نمبر 6 محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں، یہ بھی pending کی جاتی ہے اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 9 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

روزنامہ ''جنگ'' کی غلط رپورٹنگ سے معزز رکن اسمبلی کی شہرت کا نقصان

شیخ علاؤالدین: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 6۔فروری2009 کی اشاعت میں رپورٹر مسٹر نسیم قریشی نے غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ کر کے یہ خبر شائع کروادی کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے دوران شیخ علاؤالدین کو ڈانٹ پڑ گئی۔ تفصیل یوں ہے کہ مورخہ 5۔فروری2009 کو یوم یکجہتی کشمیر پر خصوصی اجلاس طلب کیا گیا تھا، اس میں جناب سپیکر نے کوئی ایسی بات نہ کی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ علاؤالدین کو ڈانٹ پڑ گئی ہو لیکن موصوف رپورٹر نے بے بنیاد، غیر ذمہ دارانہ اور من گھڑت رپورٹنگ کر کے یہ خبر شائع کروادی۔ یہ بے بنیاد خبر شائع کر کے میرے حلقے اور پورے ملک میں میری شہرت کو نقصان پہنچایا گیا ہے اور میری سیاسی ساکھ کو بھی نقصان پہنچایا ہے جبکہ جو واقعہ انہوں نے اپنی خبر میں رپورٹ کیا ہے وہ سرے سے ہوا ہی نہیں ہے۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں ایک ریفرنس کیس چودھری محمد افضل چیمہ MLA، VS روزنامہ سول اینڈ ملٹی گزٹ کے privilege motion مورخہ .1952-03-14 پر محترم جناب سپیکر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کا فیصلہ صفحہ Punjab Assembly decisions,355 پیش

کر رہا ہوں ۔ جس کا میں صرف relevant portion پڑھوں گا جو اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے clear کر دے گا۔ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ :

> Reflection upon members the particular individuals not being named or other wise indicated or equivalent to reflections on the House.

یہ ان کا فیصلہ ہے۔ یہ ان کا تاریخی فیصلہ ہے جس کا میں نے آپ کی آسانی کے لئے حوالہ دیا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ پر اور اس professional misconduct پر مسٹر نسیم قریشی کو پنجاب اسمبلی کی رپورٹنگ کرنے سے ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دیا جائے ۔ روزنامہ ''جنگ'' کو ہدایت کی جائے کہ وہ فوری طور پر واقعہ کی back page پر جہاں انہوں نے یہ خبر لگائی ہے تردید اور معذرت اپنی پہلی اشاعت میں شائع کریں۔ میں آپ کی اجازت سے اس کو تھوڑا سا elaborate کروں گا کہ جب میں نے جنگ کے دوسرے لوگوں سے جو ہمارے دوسرے رپورٹر بیٹھتے ہیں ان سے یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص پہلے دن آیا ہے، یہ جو رپورٹر صاحب ہیں ان کا یہ پہلا دن تھا اور ہم نے اس کو already notice دے دیا ہے کہ تم نے یہ غلط رپورٹنگ کی ہے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ان کا پہلا دن تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ ہاؤس میں اور بھی لوگ بیٹھے تھے جب یہ واقعہ ہوا ہی نہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ کیا کوئی پہلے دن جہاز اُڑائے اور crash کر دے ؟ پہلے دن گاڑی چلائے اور سب کو مار دے تو میں اس معاملے کو نہیں چھوڑوں گا۔ میں کل اپنے حلقے میں تھا اور آپ کو پتا ہے کہ میں اپنے حلقے میں ایسے نہیں پھرتا رہتا ہوں، مجھے بہت سے لوگوں نے کل کہا کہ "او سپیکر نے کی کہہ دِتا جی "اب میں صفائیاں ہی دیتا رہا ہوں۔ میں نے اور کیا کرنا تھا۔ جب کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں its worse type of professional misconduct تو میری اس میں استدعا ہے کہ اس تردیدی خبر کو فوری طور پر چھاپیں ،اس شخص کو ممنوع کریں اور دوسرا یہ میری motion کو allow کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر !اس میں شیخ علاؤالدین صاحب نے جو version اس motion privilege میں لیا ہے اور یہ بالکل درست ہے کہ ایسا کوئی واقعہ اس دن نہیں ہوا اور یہ رپورٹنگ غلط ہوئی ہے لیکن پریس بھی اس ہاؤس کا ایک حصہ ہے جس طرح اپوزیشن

ہے،treasury benches ہیں اور اسی طرح سے پریس ہے اور وہ بہت اہم حصہ ہے جو اس ہاؤس کی proceeding کو ان لوگوں تک پہنچاتا ہے جن کی خدمت کے لئے یا جن کی بہتری کے لئے ہم یہاں پر ہیں یا جنہوں نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے۔ میری شیخ صاحب سے یہ استدعا ہو گی کہ پریس گیلری جو ہے وہ ان کا ایک باقاعدہ طریق کار ہے اس پر ان کے الیکشن ہوتے ہیں وہاں پر ان کی executive body ہے، صدر ہیں، سیکرٹری صاحب ہیں تو اگر وہ اجازت دیں تو میں ان سے جواب بھی لے لوں اور مناسب سمجھیں تو ان کے ساتھ ایک میٹنگ کر کے اس معاملے کو بہتر انداز میں resolve کر لیں تاکہ آئندہ بھی کوئی دوبارہ اس قسم کا واقعہ نہ ہو اور جس قسم کی وہ تردید یا جو وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح سے ان کا معاملہ resolve ہو سکتا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں خود بھی ان سے request کروں گا اور اپنا اثر ورسوخ بھی استعمال کروں گا کہ ہم اس معاملے کو انشاء اللہ تعالیٰ resolve کر لیں گے اور اسے for one week آپ pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! غالباً مناسب بات ہے کیونکہ اس کے اندر میں بھی یہ سمجھتا ہوں لیکن رانا صاحب! ایک چیز ہے کہ ایک ہفتہ کے لئے pending تو کیا جائے لیکن چونکہ یہ واقعہ بالکل ابھی ہوا ہے اگر تو اس ہاؤس کے اندر اس طرح کی بات نہیں ہوئی جو آپ ریکارڈنگ سے دیکھ سکتے ہیں تو آپ بات کر کے خبر کی فوری طور پر تردید تو لگوا سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم اس کو ایک ہفتہ کے بعد take up کریں گے۔ میں اس کو آج ہی take up کروں گا اور اس میں جو رپورٹر صاحب ہیں جس کا اب بتا رہے ہیں کہ وہ پہلے دن آئے تھے اور اس کے بعد وہ آج بھی نہیں رہے تو ان کو بھی بٹھائیں گے، شیخ صاحب وہاں پر موجود ہوں گے اور پریس گیلری کے ہمارے جو ذمہ داران صحافی بھائی ہیں ان کو بٹھا کر اس کا وہ حل جس پر شیخ صاحب مطمئن ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ وہ نکلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات آپ کی بالکل ٹھیک ہے۔ اس کا حل ہفتہ تک تو آپ نکالیں گے لیکن خبر کی تردید تو فوری طور پر اخبار میں آنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں کہتا ہوں کہ چونکہ اجلاس آج سیکنڈ ٹائم تھا تو اس لئے خبر کی تردید کے لئے شاید کل تک ہمیں اس بات کا انتظار کرنا پڑے گا لیکن کل اس سلسلے میں بیٹھیں گے اور اس معاملے کو resolve کریں گے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایک ہفتہ ٹائم زیادہ ہے تو

پھر اگر اس پر کل بات ہو گی تو پرسوں یہ رپورٹ دے دیں گے تو اس میں کوئی تاخیر والی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے آپ کے سامنے ایک رولنگ پیش کی ہے اور سب جانتے ہیں کہ ماشاء اللہ آپ خود ایک وکیل ہیں اور اچھے وکیل ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں نے 1952 کی رولنگ نکالی ہے اور میں نے یہ خود نکالی ہے، I was so disturbed. کہ میں نے اس دن صبح بیٹھ کر خود یہ سارا پڑھا اور پھر آپ کے آگے case law پیش کر دیا۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ صاحب یہاں نہ آئیں لیکن اس کے اندر کیا حرج ہے کہ فوری طور پر روزنامہ "جنگ" اس کی تردید کرے۔ باقی کارروائی ہو، ان کو بلائیں، میں تو ان کو شکل سے جانتا بھی نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ جانتے ہیں کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کیا اخبار تھا، وہ اخبار کیا چیز تھی، اگر اس کے خلاف خلیفہ شجاع الدین (مرحوم) اللہ ان کی مغفرت کرے، میں نے ان کی judgment پڑھی ہے تو پڑھ کر لطف آیا ہے، انھوں نے کہا ہے کہ ایک ممبر کے بارے میں بات کرنا پورے ہاؤس کے بارے میں بات کرنا ہے، انھوں نے hold کیا ہے، اس کی کاپی میرے پاس ہے تو بات یہ ہے کہ یہ پہلے تردید تو کریں ناں۔ باقی بعد میں جو ہمارے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے ان کو بلا کر پوچھ لیں اور یہاں اس وقت بھی وہ معزز ارکان بیٹھے ہوئے ہیں جو اس وقت موجود تھے۔ ایسی کوئی سرے سے بات ہی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک جو basic principle ہے وہ condemn unheard والا بھی ہے۔ اس کے اندر میں صرف اتنی بات کروں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ کل ان سب کو بلا کر سن لیں گے لیکن آپ کی بات سے پہلے میں نے خود یہ بات کی ہے کہ اگر تو رانا صاحب اس بات کی تسلی کر لیں کہ اس ہاؤس میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے تو اس کی تردید فوری طور پر آنی چاہئے۔ اس کا پھر ہمیں انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ اس تردید کی آپ فوری طور پر اشاعت کروائیں اور آپ کی جو اپنی تحقیق ہے وہ کر کے اسے اگلے ہفتہ تک پیش کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب! شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک استحقاق ساری مکمل ہو چکی ہیں۔ جی، محترمہ!

پوائنٹ آف آرڈر

ایل ڈی اے میں بیوہ کوٹا کے پلاٹوں پر تعمیر شدہ گھروں کو خالی کرنے کا نوٹس جاری ہونے سے الاٹیوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک بہت اہم issue ہے جو پچھلے پانچ چھ ماہ سے چل رہا ہے جس کا تعلق ایل ڈی اے کے محکمہ سے ہے اور اس بات سے کوئی بھی بے خبر نہیں ہے کہ ایل ڈی اے میں کرپشن بہت عرصہ سے چل رہی ہے جس کو ابھی تک صحیح طرح سے روکا نہیں گیا۔ میں 1986 کی بات کر رہی ہوں جب ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف وزیر اعلیٰ تھے اور انھوں نے ایک بہت ہی بہترین اقدام widows کوٹا کے لئے شروع کیا تھا تو وہاں بھی ایل ڈی اے کے محکمہ نے کرپشن نہیں چھوڑی اور میرے علاقہ جوہر ٹاؤن میں تقریباً گیارہ سو خاندان ہے جو اس طرح کے حالات کا شکار ہے وہاں پر انھوں نے وہ نوٹس بھیجا کہ آپ یہ گھر خالی کریں، بیس سال کے بعد ایل ڈی اے کے محکمے کو وہ خیال آیا۔ انھوں نے یہ کہا کہ ایل ڈی اے کی پالیسی میں یہ ہے کہ بیس سال قبل جو widows عورتیں تھیں وہ کسی کو پلاٹ نہیں دے سکتیں لیکن بہت سی ایسی مستحق عورتیں تھیں جنھوں نے وہ پلاٹ فروخت کر دیئے اس میں ایسے سو کے قریب پلاٹس ہیں جو اصل ہیں، میاں محمد نواز شریف کے اصل لیٹرز کے ساتھ ہیں اور ایک ہزار جو پلاٹس ہیں وہ جعلی لیٹرز ہیں، ایل ڈی اے کا جو محکمہ ہے انھوں نے یہ کرپشن کی ہے۔ یہ انتہائی لمحہ فکریہ ہے۔ پانچ دنوں کا نوٹس آیا کہ ہم یہ گھر بلڈوز کریں گے، آپ لوگ پانچ دنوں میں یہ گھر خالی کریں۔ بیس سال میں ان کو خیال نہیں آیا، میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایل ڈی اے کا جو محکمہ ہے، ایل ڈی اے کے خلاف کوئی کسی فٹ پاتھ پر ریڑھی بھی نہیں لگا سکتا تو بیس سال کے اندر ان کو یہ خیال نہیں آیا۔ یہ بہت بڑی سازش ہے، جب ہماری پنجاب گورنمنٹ آئی تو اس وقت یہ problem شروع ہوئی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ میں نے اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے ہنگامی حالات میں ٹائم لیا، انھوں نے وہ پانچ دن کا نوٹس رکوایا اور اس کے اوپر تفصیلی directive بھجوایا، directive پانچ چھ بار جا چکا ہے لیکن اس طرف سے کوئی جواب نہیں آیا، میں خود بار بار گئی۔ اس سے پہلے جو ڈی جی، ایل ڈی اے تھے ان سے بھی ملی اور اب جو ڈی جی، ایل ڈی اے ہیں میں ان سے بھی ملی، میں نے ان سے یہ کہا کہ علاقے کے لوگ وہ compensation دینے کو تیار ہیں، آپ یہ گھر ان کے نام ٹرانسفر کریں۔ اس میں ایل ڈی اے

involve ہے اور ایل ڈی اے نے یہ کرپشن کی ہے تو براہ مہربانی اس کو دیکھیں، اس چیز کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور اب جب ان کو پتا چلا ہے کہ یہ بات چل نکلی ہے، ایل ڈی اے کا جو محکمہ ہے، ان کا جو سٹاف ہے وہ ہر گھر میں جا رہا ہے اور ان سے کہہ رہا ہے کہ آپ ہمیں پیسے دیں، یہ گھر آپ کے نام ٹرانسفر ہو سکتا ہے اور ہم یہ کر دیں گے۔ اب without legislation یا نئی پالیسی کے بغیر یہ گھر ٹرانسفر نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ widows کو دیئے گئے تھے۔ براہ مہربانی اس کو دیکھا جائے تاکہ اگر کسی کے گھر چھینیں جائیں تو آپ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں، ہم سب سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بہت ہی فکر والی بات ہے۔ وہاں پر جوان بہنیں بھی ہیں، کسی کی بیٹیاں بھی ہیں، معصوم بچے بھی ہیں اور ریٹائرڈ آفیسرز بھی ہیں۔ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب! یہ کوئی بات ہے جس پر محترمہ فرما رہی ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ بہت important issue ہے، اس پر ذرا فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے انھوں نے کہا ہے کہ یہ ہزاروں لوگوں کے حقوق کا مسئلہ ہے، وہ کافی عرصہ سے وہاں پر بیٹھے ہیں اور ان کے گھروں کا معاملہ ہے تو میں ان سے کہوں گا کہ یہ انتہائی important public کا معاملہ ہے تو اس پر کسی طرح سے کوئی تحریک لے آئیں تاکہ محکمہ سے باضابطہ طور پر جواب لیا جائے۔ اب پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر تو میں یہی کر سکتا ہوں کہ ایل ڈی اے کے جو متعلقہ حکام ہیں ان کو فون کر دوں یا محترمہ جا کر ان کو مل لیں یا ان کو یہاں پر بلا کر بٹھا دیں لیکن اگر یہ چاہتی ہیں، اب اس میں انھوں نے یہ بھی کہا کہ کوئی policy matter بھی involve ہے تو اگر اس میں کوئی اس طرح کی پوزیشن ہے جس طرح سے انھوں نے concern show کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب ہے کہ اس کے اوپر کوئی تحریری طور پر جو طریق کار اس ہاؤس میں کسی معاملے کو اٹھانے کا available ہے اس طرح سے آ جائیں تاکہ اس کے اوپر محکمہ سے proper جواب لیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جتنی آپ نے important بات کی ہے تو اس پر آپ تحریک التوائے کار لے آئیں تاکہ یہ اچھے طریقے سے رجسٹرڈ بھی ہو جائے اور جواب بھی آ جائے۔

محترمہ فرح دیبا: جی، ٹھیک ہے۔اس میں یہ بہت ضروری ہے کیونکہ پچاس ساٹھ لوگ روزانہ پانچ چھ ماہ سے میرے گھر میں آکر بیٹھے رہتے ہیں، صبح سات آٹھ بجے شروع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہمیں پھانسی کی سزا دے دیں اس حکومت نے اگر ہمارا ساتھ نہیں دیا۔یہی ان کے الفاظ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔اس میں اگر اتنی ہی بات تھی تو آپ کو بہت پہلے تحریک التوائے کار لے آنی چاہئے تھی۔اب آپ اس کو فوری طور پر لے آئیں۔اس کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ فرح دیبا: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

جعلی ادویات اور ان کا خام مال بنانے والی کمپنیوں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو یہاں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنھوں نے جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف بہت بڑا آپریشن کیا اور جس کی مد میں تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے کا رامٹیریل جو تھا انھوں نے وہاں سے برآمد کیا لیکن یہاں ایک بات بڑی فکر کی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں صرف لاہور کے اندر سے جعلی ادویات کا برآمد ہونا یہ انسانیت کے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا جا تا رہا ہے اور ان ملزموں سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس کے اندر بہت سی معروف کمپنیوں کو وہ لوگ یہ راء مٹیریل دیتے رہے ہیں۔میں یہاں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ وزیر موصوف صاحب سے آپ یہ بات پوچھیں کہ اگر ملزمان نے اعتراف جرم کرتے ہوئے ان کمپنیوں کا نام لیا ہے جن کو یہ رامٹیریل دیتے رہے ہیں، وہ بڑے بااثر لوگ ہیں، بڑی معروف کمپنیاں ہیں جن سے عام آدمی سے لے کر بڑے سے بڑا آدمی بھی ادویات خریدتا رہتا ہے تو کیا ان کمپنیوں کا نام باہر نہیں آنا چاہئے، کیا ابھی تک ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے، ان کا لائسنس منسوخ کرنے کے بارے میں کچھ سوچا گیا ہے؟ یہ بات کوئی ایسی نہیں ہے کہ ہم اس کو ایسے ہی چھوڑ دیں، یہ اس ایوان کے لئے بہت لمحہ فکریہ ہے اور صرف اس ایوان کے لئے ہی نہیں بلکہ اس عوام کو بھی اس بات کو جاننے کا پورا حق ہے کہ ان کی زندگیوں کے ساتھ اور ان کے بچوں کی زندگیوں کے ساتھ کون لوگ کھیل رہے ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بڑا important point raise کیا ہے۔پتا نہیں کتنی جانیں ان کی نذر ہو چکی ہیں۔ جس طرح اب جعلی ادویات کے خلاف کارروائی شروع ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی حکومت کا ایک اچھا قدم ہے۔منسٹر صاحب! یہ بات بھی بہت important ہے کہ جن لوگوں کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اب تک ان کے خلاف کیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! موجودہ حکومت اور میاں شہباز شریف صاحب نے اس سلسلے میں پوری طرح ایک موثر لائحہ عمل اختیار کرتے ہوئے ٹاسک فورس بنائی ہے۔بعض جگہوں پر ان باتوں پر اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں۔ٹاسک فورسز کو باقاعدہ administrative powers دی گئی ہیں۔ ہمارے رولز کے مطابق آپ کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس administrative powers نہیں ہیں۔ان ٹاسک فورسز میں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران کو شامل کیا گیا ہے اور ان ٹاسک فورسز میں 70 فیصد ممبر شپ اس معزز ایوان سے ہے اور بعض کی سربراہی بھی اس معزز ایوان کے منتخب ممبران کر رہے ہیں۔اس طرح منتخب قیادت کو مختلف حوالوں سے مختلف محکموں کا کنٹرول دینے اور پارلیمانی روایات اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کا vision ہے۔ہیلتھ میں پنجاب کو ساؤتھ، نارتھ اور سنٹرل پنجاب تین حصوں میں تقسیم کر کے ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں اور اس میں منتخب نمائندے ہیں، اس میں ہیلتھ administrative department ہے اس سے بھی نمائندے ہیں ان کے علاوہ اس میں پولیس اور سول ایڈمنسٹریشن کو بھی شامل کیا گیا ہے۔اس پر پوری موثر کارروائی ہو رہی ہے۔ان لوگوں کے خلاف نہ صرف مقدمات درج ہو رہے ہیں بلکہ پوری طرح ان کا پیچھا کیا جارہا ہے۔اب انھوں نے جس particular case کے متعلق بات کی ہے ابھی off hand تو مجھے اس کی تفصیل کا پتا نہیں ہے لیکن میں اس سے متعلق ساری تفصیل لے کر ایوان کو آگاہ کر دوں گا۔میں ایک بات اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ خواہ کوئی ڈرگ مافیا ہو، کوئی پراپرٹی مافیا ہو، خواہ کوئی کتنا ہی بااثر آدمی ہو جب تک وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہے کسی بااثر ملزم کی قطعی طور پر نہ کوئی رسائی ہو سکتی ہے اور نہ ایسا اثر ورسوخ ہو سکتا ہے کہ قانونی action کو divert کر سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا اقبال صاحب نے پہلے کہا ہوا ہے۔جی، رانا صاحب!

ڈی سی او لاہور کی جانب سے پتنگ بازی کی مشروط اجازت دلانے کی یقین دہانی

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! اخبار میں ڈی سی او لاہور سے خبر منسوب ہے کہ انھوں نے فلائنگ کائٹ ایسوسی ایشن کے ساتھ میٹنگ میں انھیں یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر آپ ڈور پر کیمیکل نہ لگائیں تو میں آپ کو پتنگ بازی کی اجازت لے کر دے دوں گا۔لہذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی طرف سے انھیں ہدایت کی جائے کہ وہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں۔یہ ایک جان لیوا کھیل ہے لہذا اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور ہمارا جو فیصلہ ہے اس کے مطابق اس پر پابندی ہی رہنی چاہئے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب مجھے اجازت دی جائے پھر مجھے موقع نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں جعلی ادویات کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزرے وقتوں کی ایک خبر ہے کہ جب پنجاب کے سابق گورنر علاج کے لئے امریکہ تشریف لے گئے اور وہ اپنے ساتھ جو ادویات لے گئے وہ ساری کی ساری جعلی نکلی تھیں۔یہ خبر ہمارے قومی میڈیا میں رپورٹ بھی ہو چکی ہے۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب اتنے بڑے بڑے ایوانوں میں جعلی ادویات پیش کی جاتی ہیں تو پھر غریب عوام کا کیا بنے گا؟ یہ غریب عوام تو زہر کھاتے ہیں اور زہر ہی پیتے ہیں۔بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے علم میں بھی یہ بات آئی ہے کہ فلائنگ کائٹ ایسوسی ایشن والوں سے یہ بات کہی گئی ہے۔میں اس سلسلے میں کہتا ہوں کہ اگر ہم اجازت دے دیں تو پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہو گی کہ پھر دھاتی ڈور یا شیشے والی ڈور استعمال نہیں ہو گی اور اسے روکنے کے کیا parameters ہوں گے؟

(اذان عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اسمبلی میں اس بات پر بحث کرنی چاہئے کہ آیا یہ بسنت اسلامی تہوار ہے یا ہندو تہوار، کیا ہم نے اسلامی روایات اور اسلامی تہواروں کو چھوڑ کر ہندو تہوار کو promote کرنا ہے؟ ایسی تفریح کا موقع فراہم کرنا جس سے قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوں، اس میں معصوم، بے گناہ لوگوں کی گردنیں کٹ جاتی ہیں، جو معصوم بچے اس تفریحی پروگرام کا شکار ہو جاتے ہیں کل ان کے خون کا حساب کون دے گا، ان کے خون کے جرم میں ہم کسے proceed کریں گے؟ لہذا میں گزارش کروں گا کہ آنے والے دنوں میں ایوان میں اس پر بحث کے لئے کوئی دن رکھ لیں یا پھر یہ ایوان متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کرے کہ بسنت ایک غیر اسلامی تہوار ہے اور اس کی بالکل اجازت نہیں دینی چاہئے اور اس سے انسانی جانیں بچانے کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔یہ اسلامی فریضہ بھی ہے اور ہمارے فرائض میں بھی شامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ابھی ہماری ایک معزز ممبر جعلی ادویات کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔میں بھی ساؤتھ میں اس ٹاسک فورس کا ممبر ہوں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو جعلی ادویات پکڑی گئی ہیں وہ بھی اسی ٹاسک فورس اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔پہلے تو ان لوگوں پر کوئی بھی ہاتھ نہیں ڈالتا تھا لیکن یہ ٹاسک فورسز بننے اور لوگوں کو aware کرنے سے محکمہ صحت سے related مشینری بھی activate ہوئی ہے اور اس میں بڑے حوصلہ افزا results آ رہے ہیں۔ جو لوگ جعلی ادویات کا کاروبار کرتے ہیں امید ہے کہ وہ یہ کاروبار چھوڑ جائیں گے یا پھر اپنے انجام کو پہنچیں گے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ میرے خیال میں ابھی چند دنوں میں وزیر اعلیٰ صاحب اس بارے میں میٹنگ بھی رکھنا چاہ رہے ہیں اور اس میں تھوڑی سی قانون سازی کی بھی ضرورت ہے۔میٹنگ کے بعد وہ فیصلہ کریں گے کہ اسمبلی کے Floor پر اس طرح کی بات ہو تاکہ یہ جو گھناؤنا کاروبار کر رہے ہیں اور لوگوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں یہ کاروبار بند ہو۔ میں

معزز ممبران کے notice میں یہ لانا چاہتا تھا کہ ہماری ٹاسک فورسز پوری طرح active ہیں اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں دن رات اسی کام میں لگی ہوئی ہیں اور انشاء اللہ اس کے حوصلہ افزا نتائج پورے پنجاب کو ملیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! رانا اقبال صاحب نے جس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی اور چودھری خادم حسین صاحب نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے میں ان کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فضول کھیل ہے جس میں وقت اور پیسے کا زیاں ہے۔ جیسا کہ چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ اس پر لازمی طور پر کوئی قرار داد آنی چاہئے یا پھر اسمبلی کا متفقہ فیصلہ آنا چاہئے۔ اس قسم کا کوئی کام جو کہ خلاف شریعت ہو اور جس سے جانی و مالی نقصان بھی ہوتا ہو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں نے ایک قرار داد particularly بسنت کے حوالے سے جمع کروائی تھی وہ اس لئے کہ ایک تو یہ ہمارا تہوار نہیں ہے دوسرا اس کی وجہ سے پچھلے سالوں میں کافی زیادہ لوگوں کی اموات ہوئیں اور سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جن حالات سے اس وقت یہ ملک دوچار ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی خوشی منانے والا وقت ہے، میں نہیں سمجھتا کہ ہم پتنگیں اڑا کر ان لوگوں کے ساتھ کوئی انصاف کریں گے جو North میں آئے دن شہید ہو رہے ہیں۔ لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میں نے جو قرار داد جمع کروائی ہے اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محمد اخلاق صاحب!

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دو دن پہلے میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر تہرے قتل کا ایک مسئلہ اٹھایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اخلاق صاحب! وزیر قانون صاحب کھڑے ہوئے ہیں، پہلے انھیں بات کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھا تھا کہ شاید اخلاق صاحب بھی پتنگ بازی کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں اور میرا خیال تھا کہ میں سب معزز ممبران کا ایک ہی بار جواب دے دوں گا۔ غالباً اخلاق صاحب جس معاملے کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں وہ معاملہ سیالکوٹ سے متعلقہ ہے تو اس سلسلے میں جن معزز ممبران نے بات کی ہے اور ڈی سی او، لاہور کے حوالے سے ایک خبر کا بھی حوالہ دیا ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بالکل درست بات ہے کہ kite flying والوں کی ایک ایسوسی ایشن ہے وہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں اور سوسائٹی کے کچھ اور بھی segments ہیں جو اس حق میں ہیں کہ اجازت دے دی جائے۔ بعض دفعہ کہا جاتا ہے کہ چلیں ایک دن کے لئے ہی اجازت دے دی جائے۔ اس ایک دن کی اجازت کو بعد میں پھر کون روکے گا؟ یہ پھر دس دن تک جاری رہے گی اور اس کا کوئی اور حل نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اگر کیمیکل ڈور استعمال نہ کی جائے تو اس سے نقصان نہیں ہوتا، پہلے بھی لوگ پتنگ بازی کرتے رہے ہیں لیکن اس سے کبھی نقصان نہیں ہوا۔ اب جب سے یہ دھاتی ڈور کا سلسلہ چلا ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ آ رہی ہے، اس کو روکا جا سکتا ہے اور نہ اس کو check کیا جا سکتا ہے تو اس لئے حکومت قطعی طور پر پتنگ بازی کی اجازت دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ ڈی سی او، لاہور کے بیان سے متعلق جو بات کہی گئی ہے اس کو بھی میں آج check کر لوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہاؤس میں جس طرح سے معزز ممبران نے بات کی ہے اس سے ہاؤس کی sense بھی بالکل واضح ہے۔ میں اسے بھی وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب تک پہنچاؤں گا کہ پتنگ بازی کی اجازت بالکل نہ دی جائے۔ ویسے اس وقت پتنگ بازی کی اجازت دینے کا معاملہ زیر غور بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس پتنگ بازی سے قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں، کئی گھروں کے چراغ بجھ گئے ہیں اور جس طرح ہاؤس کی sense آ رہی ہے، جس طرح مولانا چنیوٹی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ فعل غیر شرعی بھی ہے، جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے تو پھر اس کے اندر کسی غیر شرعی، غیر اسلامی کام کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ وزیر قانون صاحب نے جس طرح فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا یہ ایک بہت مستحسن اقدام ہے۔ جی، اخلاق صاحب!

سیالکوٹ میں سابق وزیر کے بیٹے کا نشے میں دھت ہو کر تین افراد کو قتل کرنا

(۔۔۔جاری)

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میں نے سیالکوٹ میں triple murder کے بارے میں دو دن پہلے سوال کیا تھا کہ وہ قتل صوبائی وزیر کے بیٹے نے کیا ہے۔ پولیس اس کے بارے میں جانبدارانہ تحقیق کر رہی ہے۔ تین ہیجڑوں کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کیا گیا اور پھر ان کو قتل کر دیا گیا۔ میں مطالبہ کروں گا کہ جس نے بھی یہ قتل کئے ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے۔ میں نے ہاؤس میں یہ درخواست کی تھی کہ اس حوالے سے قائد حزب اختلاف کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ یہ بڑا ضروری ہے کیونکہ وہ لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ اس case کو politicize کیا جائے۔ جس نے یہ قتل کئے ہیں اس کا حقیقی چچا اس وقت ضلعی ناظم سیالکوٹ ہے۔ اس نے ایک اجلاس بلا کر وہاں ایک قرارداد مذمت پیش کی ہے جس میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ اس case کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور مسلم لیگ (ن) ہمیں سیاسی طور پر pressurize کر کے (ق) لیگ چھوڑنے پر مجبور کر رہی ہے تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس کی انکوائری غیر جانبدارانہ طریقے سے کروائی جائے۔ ضلعی ناظم نے اس حوالے سے وہاں پر جو کارروائی کی ہے اور جس یونین ناظم نے وہاں پر یہ قرارداد پیش کی ہے ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔ میری یہی گزارشات تھیں، بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محترم و معزز ممبر محمد اخلاق صاحب نے یہ معاملہ آج سے دو دن پہلے اٹھایا تھا۔ میں نے اس سلسلے میں سیالکوٹ پولیس سے مکمل، تفصیلاً رپورٹ حاصل کی ہے۔

جناب سپیکر! یہ 2008-11-5 کو غلام حیدر ولد اللہ بخش قوم ارائیں ساکن نیا عدالت گڑھ نے پولیس تھانہ اگوکی میں اپنا بیان ریکارڈ کروایا ہے۔ اس میں اس نے بتایا ہے کہ مظہر حسین عرف جھورا بعمر 25/24 سال اور اس کے ساتھ دو ساتھی تھے تو کوئی سیاہ رنگ کی کار میں نامعلوم آدمی آئے اور انھوں نے آکر ان کو قتل کر دیا۔ اس کے بیان کے اوپر یہ مقدمہ درج ہوا اور وہاں سے پھر کچھ ایسے شواہد ملے کہ جس سے یہ معاملہ اس طرف جاتا تھا کہ اس case میں احمد بلال چیمہ ولد محمد اجمل چیمہ

ملزم ہیں جو کہ ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ کے رہائشی ہیں۔اس کے بعد احمد بلال چیمہ صاحب اور ان کے چچا ضلعی ناظم اور ان کے والد کو بھی کہا گیا کہ آپ اس کو لائیں اور شامل تفتیش کریں جو کہ اب کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے خلاف انتقامی کارروائی ہو رہی ہے۔یہ احمد بلال پہلے تو کہتے رہے ہیں کہ ہم آج آ رہے ہیں، کل آ رہے ہیں لیکن پھر انھوں نے ایسے کیا کہ یہ مورخہ 24-1-2009 کو بحوالہ پاسپورٹ نمبری AB4152591 فلائٹ نمبر QR-333 کے ذریعے بیرون ملک فرار ہو گئے۔اب وہاں سے کچھ ایسے شواہد ملے ہیں۔ایک موبائل فون ملا ہے اس سے یہ بات ان کی طرف direct ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر جن کو قتل کیا گیا ہے ان کے وہاں سے ایسے شواہد ملے ہیں، جب test کروائے گئے ہیں تو اس سے بھی احمد بلال کے اس واردات میں ملوث ہونے کے قوی امکانات پائے جاتے ہیں۔اس سلسلے میں مورخہ 4-2-2009 کو ان کے خلاف وارنٹ بلا ضمانت جاری ہو چکے ہیں اور آئندہ ان کے خلاف زیر دفعہ 87/88 ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔اس کے بعد اگر یہ شامل تفتیش نہیں ہوتے تو ان کو بذریعہ انٹرپول لایا جائے گا۔یہ آدمی اس وقت امریکہ میں ہے، اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لی گئی ہیں تو اسے انٹرپول کے ذریعے سے واپس لا کر اس تہرے قتل کی واردات کے حوالے سے انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔میں آج بھی on the Floor of the House کہتا ہوں کہ اگر چیمہ فیملی یہ سمجھتی ہے کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہے یا ان کے ساتھ کوئی victimization ہو رہی ہے تو اس case میں جو ثبوت سامنے آئے ہیں ان کو وہ rebut کریں، وہ آ کر شامل تفتیش ہوں۔اگر وہ بے گناہ ہے تو بے گناہ ہو گا۔اگر وہ گنہگار ہے، اس نے یہ قتل کیا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی باتوں سے قطعی طور پر ان کو سہارا نہیں مل سکتا اور اس طرح سے وہ قانون کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتے۔میں یہ بھی بتا دوں کہ احمد بلال چیمہ اجمل چیمہ صاحب کے بیٹے ہیں۔ضلع ناظم سیالکوٹ کے بھتیجے ہیں اور ضلع ناظم اٹک کے son-in-law ہیں تو آپ دیکھیں کہ یہ لوگ کس قسم کے گھناؤنے جرائم میں پانچ سال ملوث رہے ہیں، لوٹ مار کرتے رہے ہیں، کرپشن کرتے رہے ہیں، لوگوں کو قتل کرتے رہے ہیں اور اب آ کر اگر ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی ہوتی ہے تو پھر یہ دیکھیں کہ پورے ملک میں کس طرح سے شور مچاتے پھرتے ہیں۔اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ یہاں پر آئیں، اپنے آپ کو پیش کریں۔اگر وہ اس کی جوڈیشل انکوائری چاہتے ہیں، کسی دوسرے honest آفیسر سے انکوائری چاہتے ہیں یعنی جس طرح کا انکوائری کمیشن یا انکوائری یہ چاہیں گے ہم ان کو فراہم کرنے کو تیار ہیں لیکن اگر

چور یہ سمجھتا ہے کہ چور چور کا شور مچانے سے بچ جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح سے ان کو بھاگنے دیں گے اور نہ ہی ان کو بچنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! آپ جب مجھے floor عنایت فرماتے ہیں وہ موقع جس پر میں نے کوئی بات point out کرنی ہوتی ہے یا point of order پر کوئی نکتہ پیش کرنا ہوتا ہے تو اس کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ اب میری بات شاید اتنی بر محل نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ ابھی ابھی پتنگ بازی یا بسنت کے حوالے سے بات ہو چکی ہے۔ یہ اسلامی تہوار ہے یا غیر اسلامی تہوار ہے میں اس کو defend کرتا ہوں اور نہ ہی اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ بہت ساری غیر اسلامی رسومات ایسی ہیں جو ہم ابھی تک اپنائے ہوئے ہیں اور دن رات اس پر ہم چل رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم سب غیر اسلامی لباس میں یہاں پر بیٹھے ہیں۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لباس کبھی نہیں پہنا تھا۔ ہماری خوراک غیر اسلامی ہے، ہمارے شادی بیاہ کے رسم و رواج بھی غیر اسلامی ہیں۔ اس حوالے سے میں اس پر تنقید کرتا ہوں اور نہ ہی مخالفت کرتا ہوں۔ کہنا صرف یہ چاہتا ہوں کہ بسنت ایک تفریح کا تہوار ہے۔ بے شک آپ اسے ہندو تہوار کہہ لیں لیکن ہندوستان سے کبھی ایسی خبریں نہیں آئیں کہ لوگ وہاں پر اس طرح سے مرتے ہوں۔ چین میں تقریباً سارا سال پتنگ بازی ہوتی ہے اور وہاں پر لوگ پتنگ بازی کے مقابلے بھی کرتے ہیں لیکن وہاں سے بھی اس طرح اموات کی خبریں نہیں آتی ہیں۔ اب دیکھنا اس میں یہ ہے اور وہ لوگ قابل مذمت ہیں جو اپنے کاروبار کے سلسلے میں کیمیکل ڈور یا دھاتی ڈور بنا کر بیچتے ہیں، وہ لوگ قابل مذمت ہیں اور دخل اندازی پولیس بھی ہیں جو دھات والی یا کیمیکل ڈور سے لوگوں کی گردنیں کاٹتے ہیں۔ یہ عمل قابل مذمت ہے۔ یہ ایک خوشی کا تہوار ہے ساری دنیا میں منایا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میری ایک انتہائی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسے out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک آپ نے ابھی دی ہے۔آفس میں جمع ہو جائے اس پر ساری کارروائی مکمل ہو جائے۔ ہم کل اس کو لے لیں گے۔اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار 998/2008 ہے۔ یہ 09-2-2 کو move ہو چکی ہے اور اس کو 6 تاریخ کے لئے pending کیا گیا تھا اور اس کے بعد یہ آج تک کے لئے موخر ہے۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! mover نے ایک بڑا اہم مسئلہ اشٹام اور رجسٹری جو کہ معاہدہ جات کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان سے متعلق انہوں نے point out کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب تحریک التوائے کار نمبر 998 ہے۔

لاہور مینٹل ہسپتال میں سینئر ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے مریض عدم توجہی کا شکار

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔ انہوں نے جس معاملے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے اس ہسپتال میں جو سہولیات فراہم کی جارہی ہیں اس سلسلے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں پر علاج بہت مہنگا ہے اور ادویات نہ ہونے کے باعث بے بسی سے کسی مسیحا کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس institution کو جو funds already available ہیں، برصغیر کے جو بڑے ہسپتال ہیں metro hospitals ہیں ان میں سے یہ ایک ہسپتال ہے اور برصغیر کی تقسیم سے پہلے یہ ہسپتال قائم ہے۔ اس سلسلے میں ان کو جو فنڈز مہیا کئے جارہے ہیں اور اس وقت وہاں پر مریضوں کو جو سہولتیں میسر ہیں اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑی سی بہتری کی گنجائش ہے۔ جس طرح ہم نے دوسرے ہسپتالوں میں ایمرجنسی میں ادویات مفت کی ہیں، جس طرح teaching hospitals کو ادویات مفت دیتے ہیں یہاں پر شاید کوئی تھوڑی سی negligence ہوئی ہے تو اس سلسلے میں جو بہتری کی گنجائش ہے محکمے کو direct کر دیا گیا ہے کہ وہ اس میں بہتری لائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ mover اس معاملے کو تحریک التوائے کے ذریعے حکومت کے نوٹس میں لائے ہیں۔ میں ان کا انتہائی شکر گزار ہوں اور اس سلسلے میں پیشرفت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو mover نے اس کے اندر لکھا ہے وہ تو اتنی بڑی تعداد لکھی ہے کہ بیس مردانہ، تیرہ زنانہ ڈاکٹر۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: ایک تو وہاں کی جو چیف ہیں ان کا نام ڈاکٹر نصرت حبیب ہے۔انہوں نے مجھے directبھی دو لیٹر لکھے ہیں اور انہوں نے میرا ٹیلی فون پر شکریہ بھی ادا کیا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں صرف اس کا relevant portion پڑھوں گا۔انہوں نے admit کر لیا ہے کہ ہمارے ہاں حالات ایسے ہی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ لاہور میں خالی اسامیوں پر بھرتی اخبار میں اشتہار کے مرحلے میں ہے یعنیunder process ہے انہوں نے مان لیا ہے کہ ہاں واقعی ایسا ہی ہے۔ جناب! جو بات آپ نےfeel کی ہے اس کو اس نے خود admitکر لیا ہے اور لکھا ہے کہ جو جلد ہی مکمل کر لی جائے گی۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ کے سامنے کارڈیالوجی والوں نے بے ہنگم طریقے سے بہت سی عمارتیں بنادی ہیں جس کی وجہ سے مینٹل ہسپتال کے نرسنگ ہوسٹل کی ہوا اور روشنی بھی بند ہو گئی ہے۔ اس کی سوئی گیس پانی اور سیوریج کا نظام بُری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ120 سال پرانا گیٹ جو آثار قدیمہ کا حصہ ہے وہ بھی متاثر ہو رہا ہے۔ حکومت سے استدعا ہے کہ وہ ان مسائل پر غور کرے۔ میرا خیال ہے کہ وہ خاتون مجھے ہی حکومت سمجھ بیٹھی ہے۔ذہنی مریضوں کی مشکلات کو کم کیا جائے۔ Punjab Institute of Mental Health Lahore Community Psychiatryمیں تحصیل و ضلع level کے ڈاکٹروں کو ٹریننگ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے اور میں نے بھی یہ چیز highlightکی ہے کہ ماہر نفسیات نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو وہاں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کی مدد کر سکتا ہے بشرطیکہ اس ہسپتال میں ایک آڈیٹوریم کی سہولت ہو۔ لہذا حکومت سے دوبارہ التجا ہے کہ اس سلسلے میں ہسپتال ہذا کی مدد کی جائے۔W.H.O کے اعداد و شمار کے مطابق ذہنی امراض میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہی جو میں نے کہا ہے اس کو اس نے second کیا ہے۔ لہذا تجویز کیا جاتا ہے کہ معاشرے میں ذہنی بیماریوں کے بارے میں شعور پیدا کرنے کے لئے الیکٹرانک میڈیا پر ذہنی امراض سے آگاہی کے پروگرام منعقد کئے جائیں۔ یہ ادارہ اس معاملے میں پورا تعاون کرے گا۔ اس نیک کام میں نہ صرف حکومت بلکہ معاشرہ انتہائی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہ تو انہوں نے relevant لکھا لیکن جناب سپیکر آپ کا تعلق بھی لاہور سے ہے آپ کو تو پتا ہی ہے کہ اس ہسپتال کا ایک چھوٹا سا پرانا گیٹ ہے اب اس کو بھی بند کیا جا رہا ہے۔ میں یہ بات بھی مانتا ہوں کہ دل کا معاملہ

ہر طرح سے ہی خطرناک ہے، دل کے مریضوں کو ضرور دیکھا جائے لیکن یہ وہ لوگ ہیں اور ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں جن کو کوئی دیکھنے والا نہیں ہے اس لئے ہمیں مینٹل ہسپتال پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے، وہاں واقعی حالات بہت خراب ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں اور آپ کے علم میں بھی ہے کہ اربوں روپے کے اس ہسپتال کے اثاثے تھے۔ شادمان چوک تک مینٹل ہسپتال کی پراپرٹی تھی اور اب وہاں پر دوائیاں تک نہیں ہیں۔ میں یہاں پر صرف ایک دوائی کا ذکر کروں گا Zaprexa کتنی مہنگی دوائی ہے جو صرف Schizophrenia کے اندر استعمال ہو رہی ہے اور اللہ خیر کرے اس وقت Schizophrenia کے مریض کتنے زیادہ ہو گئے ہیں، کتنے لوگ depression کا شکار ہیں۔ میری اس میں صرف یہ گزارش ہے اور مجھے وزیر قانون کی بات پر بھی پورا اعتماد ہے حکومت بھی یہ کرنا چاہے گی لیکن میری اتنی گزارش ہے کہ مینٹل ہسپتال کے معاملات کو اس طرح سے take up کیا جائے کہ یا تو کوئی کمیٹی بنا دی جائے یا اس مسئلے پر پہلے سے کوئی کمیٹی موجود ہے، اگر آپ ہیلتھ کمیٹی یا وزیر قانون صاحب جس کو بہتر سمجھتے ہیں اس کو refer کر دیا جائے اور اس کو باقاعدہ یہ ایجنڈا دیا جائے کہ آپ نے اتنے دن کے اندر اندر اس ہسپتال کے معاملات حل کرنے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک خاتون کا بھی ذکر کیا ہے ہماری ایم پی اے محترمہ عفت صاحبہ ہیں بلکہ چیف منسٹر ٹاسک فورس کی چیئر پرسن محترمہ عفت لیاقت علی خان ہیں اس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ ایک خاتون جو میرے علم میں آیا ہے وہ لاہور کی نہیں ہیں۔ یہ المیہ ہے کہ خاندان والے خود اپنے ان جگر گوشوں اور ان پیاروں کو disown کر دیتے ہیں۔ اس میں میری استدعا یہ ہے کہ اس ایوان کے چار، پانچ لوگ جن میں، میں خود بھی جانے کو تیار ہوں لہذا ان لوگوں کے لئے خاص طور پر کچھ کیا جائے۔ یہ بہت ضروری ہے اس کا ہمیں بہت اجر ملے گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ صاحب نے جو بات کی ہے کہ ان کے پاس کوئی لیٹر ہے غالباً انہوں نے اس ادارے کی سربراہ کا شاید حوالہ دیا ہے کہ ان کا لیٹر ان کے پاس موجود ہے۔ انہوں نے اس لیٹر کا relevant portion پڑھا ہے اس میں اور ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب دیا ہے ان دونوں میں آپ ذرا فرق ملاحظہ کریں کہ ہسپتال میں مریضوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت انتہائی اچھے، منظم اور مربوط انداز سے کی جاتی ہے جبکہ ہسپتال کا عملہ تندہی اور جانفشانی سے مریضوں کی خدمت میں عبادت سمجھ کر اپنے فرائض منصبی انجام دے رہا ہے۔ ہسپتال

میں مریضوں کو ان کی صحت کے لئے جو مختلف خدمات مہیا کی جارہی ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ یہ اس طرح کا جواب ہے کہ میرے خیال میں اس کے بعد اس میں further improvement کی گنجائش نہیں رہتی۔ میں ایک مرتبہ وہاں پر گیا تھا اس visit کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر improvement کی گنجائش ہے لیکن ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب دیا ہے یہ entirely different ہے اور جب ان کے پاس لیٹر کی کاپی ہے تو یہ کاپی مجھے دیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیکرٹری ہیلتھ، عفت لیاقت علی خان چیئرپرسن چیف منسٹر ٹاسک فورس اور شیخ صاحب وہاں پر جائیں اور ہم یہ onfirm کریں کہ ڈیپارٹمنٹ کا موقف صحیح ہے یا اس ادارے کی سربراہ کا وہ خط صحیح ہے۔ اس کے بعد اگر اس میں ضرورت ہوئی تو نہ صرف کمیٹی بنانے پر مجھے کوئی اعتراض ہوگا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ادارے کی سربراہ نے ایک طرف یہ حقائق لکھے ہیں اور دوسری طرف ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب دیا ہے اس نے پھر کہاں سے یہ اندازہ لگایا کہ وہاں پر ہر چیز صحیح انداز میں چل رہی ہے لہذا اس پر proper action لیا جائے گا۔ اس کو بدھ تک کے لئے pending کر لیں جس طرح میں نے عرض کیا ہے تو کل ہی میٹنگ کر کے پرسوں اس پر ہم respond کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات تو سامنے آ گئی کہ ادارے کا سربراہ کچھ لکھ رہا ہے اور ڈیپارٹمنٹ کچھ لکھ رہا ہے۔ رانا صاحب نے بالکل اچھا فیصلہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کا بھی اس پر اچھا experience ہے، جس طرح آپ نے خواتین کا کہا تو محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ بھی رانا صاحب کے ساتھ میٹنگ کر لیں اور اس پر جو بھی ہوتا ہے وہ بدھ والے دن ہاؤس میں پیش کیا جائے لہذا اسے بدھ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 999/2008 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ 04/02/2009 کو move ہوئی تھی اور pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

سابقہ تاریخوں کے stamp papers کی بآسانی دستیابی کی وجہ سے مقدمہ بازی کی بھرمار اور عوام کا جائیدادوں سے محروم ہونا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سیکرٹریٹ کی اس روش کی پہلے بھی ایک دفعہ نشاندہی کر چکا ہوں۔ آپ دیکھیں کہ شیخ صاحب کی منشا ہوگی اور نہ انہوں نے ایسا چاہا

ہو گا کہ اب straightway Adjournment Motions انہی سے منسلک ہیں تو جب ایک معزز ممبر بار بار اٹھ کر Adjournment Motion پیش کرتا ہے تو اس سے پھر بعض اوقات دوسرے ممبران کو اعتراض بھی ہوتا ہے۔اگر سیکرٹریٹ میں ان چیزوں کو regular کر کے numbering ہو جائے تو اس میں اس بات کا لحاظ رکھا جانا چاہئے۔آپ دیکھ لیں کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ یعنی پہلی 5 motions صرف شیخ صاحب کی ہیں اور اس کے بعد جا کر دوسرے معزز ممبران کی ہیں تو اس سلسلے میں شاید رولز کوئی واضح نہیں ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ کی کوئی direction ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ شیخ صاحب نے ایک بڑا important point raise کیا ہے اور دوسرا باقاعدہ ایک mechanism ہے جس کے تحت ممبران تحاریک التوائے کار move کرتے ہیں اور ان کے اندر جو issues ہوتے ہیں اور اتفاق ایسا ہے کہ شیخ صاحب کے issues زیادہ ہیں اور انہوں نے کافی زیادہ matters کے اوپر تحاریک move کی ہوئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے بھی ایک دفعہ یہاں ہاؤس میں جب شیخ صاحب تیسری یا چوتھی Adjournment Motion پر اٹھے تھے تو یہاں پر شور پڑ گیا تھا۔لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کر دیا تھا تو اس میں یہ ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شیخ صاحب نے important issues کو نہیں اٹھایا لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ باقی ممبران نے جو issues اٹھائے ہیں وہ important نہیں ہیں تو اب اس میں یہ ہے کہ اگر ایک معزز ممبر دس Adjournment Motions دے دے اور دس نمبر وہی چلیں اور اس کے بعد پھر کوئی ایک نمبر آئے تو اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ کچھ mechanism ضرور ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پھر ہم mechanism drive کرتے رہیں گے فی الحال اس تحریک کا کیا بنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی یہ motion اشٹام پیپرز سے متعلق ہے، انتہائی important ہے اور اس سلسلے میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ ان اشٹام پیپرز کی وجہ سے بہت زیادہ فراڈ اور litigation ہوتی ہے تو اس کا مفصل جواب ہے جس کا میں relevant portion پڑھ دیتا ہوں کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں یہ تجویز زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! میں اس میں یہ suggest کروں گا کہ یہ بڑا important matter ہے، آپ جو بھی جواب دیں گے اس پر شیخ صاحب بات کریں گے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کو pending کر دیتے ہیں اور آپ دونوں بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کافی پیشرفت ہو چکی ہے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں یہ تجویز زیر غور ہے کہ جعلی اور پرانی تاریخوں میں اشٹام پیپر کے حصول کو ناکام بنانے کے لئے ہر اشٹام پیپر پر کرنسی نوٹ کی طرز کا سیریل نمبر print کیا جائے اس بارے میں مورخہ 04-11-2008 کو بورڈ آف ریونیو میں اجلاس بلایا گیا جس میں زیر صدارت سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، چیف کنٹرولر آف سٹمپس کراچی، اسسٹنٹ مینجر پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کراچی اور چیف انسپکٹر ٹریژری پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے شرکت کی۔ یہ ان کا جواب تھا تو بعد میں، میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ جو فرما رہے ہیں کہ 04-11-2008 کو میٹنگ ہوئی تھی اس کی بعد میں پیشرفت ہوئی ہے تو اس سے آگاہ کیا جائے تو اس میں انہوں نے latest بتایا ہے کہ مورخہ 14-01-2009 کو ہونے والے اجلاس میں اس بات پر اصولی طور پر اتفاق ہوا ہے کہ اشٹام پیپر پر بنک نوٹ کی طرز پر سیریل نمبر کا اندراج کیا جائے اس سلسلے میں نمونہ جات تیار کئے جا رہے ہیں اس ضمن میں جاری کردہ minutes of meeting میٹنگ میں شامل کر دیئے گئے ہیں تو اس سلسلے میں انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے اور اب اس فیصلے کی رو سے میں minutes of meeting شیخ صاحب کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا اس میں انہوں نے 4 steps decide کئے ہیں کہ:

It was decided unanimously by all presentatives of four provinces.

کیونکہ یہ معاملہ تمام صوبوں کا ہے۔

That denomination of paste non judicial stamp be raised form 10 thousand to 25 thousand and 50 thousand.

اس میں دوسرا point decide ہوا ہے کہ:

It was decided unanimously by the all representatives of the four provinces that serial number be printed on all stamp papers and adhesive stamps of all value in future. It was also decided that

province code and year code be also provided in all stamp papers adhesive stamps of all value.

جناب سپیکر!اس میں تیسرا decide ہوا ہے کہ:

It was decided unanimously that the following security features…

اس میں انہوں نے اس کے colour and border line سے متعلق کافی features کو decide کیا ہے۔ یہ بھی تجویز تھی کہ اشٹام پیپر پر سال بھی print کیا جائے کیونکہ دس دس سال پرانے سٹیمپ پیپر زیادہ پیسوں میں ملتے ہیں لہذا یہ بھی decide ہو گیا ہے۔ایک یہ تجویز بھی تھی کہ ہر اشٹام پیپر پر district code ہو لیکن اس کی یہ reason دی گئی ہے کہ پہلے اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ ایک ڈسٹرکٹ کی کیا ضرورت ہو گی اور پھر وہ کسی دوسری جگہ استعمال نہیں ہو سکیں گے تو وہ ضائع جائیں گے۔ یہ اب تک decide ہوا ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ apprehension جن کا اظہار محترم شیخ صاحب نے اس adjournment motion میں کیا ہے ان کا ازالہ ہو جائے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں محترم راجہ بشارت صاحب ہوتے تھے تو ان کو بھی میری تحاریک التوائے کار پر اعتراض ہوتا تھا۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس جگہ میں مسئلہ ہے۔ میں تو جو بھی بات کرتا ہوں وہ لوگوں کے فائدے کے لئے کرتا ہوں اور میرے خیال میں، میں تو پڑھ لکھ کر یہاں تحاریک لاتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو جواب دیئے ہیں وہ ٹھیک ہیں لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ بے شمار ایسے کیس ہیں جن میں 40ہزار روپے والے انعامی بانڈز جعلی بنے ہیں حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے کتنا بڑا risk لیا ہو گا۔آپ اور وزیر قانون بھی جانتے ہیں کہ جتنے زیادہ فراڈ ہوتے ہیں وہ 5 اور 50 روپے والے stamp papers پر ہوتے ہیں، سارے declaratory suits اور سارے specific performance suits جن میں لوگوں کی نسلیں رل جاتی ہیں تو وہ یہ 5اور 50 روپے والے stamp papers ہیں۔ میری ایک سادہ سی تجویز ہے کہ یہ سارے اقدامات ایک طرف اور بنک کے pay order کے ذریعے ایک طرف ہے۔ میں ایک حوالہ دیتا ہوں کہ اگر آج وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیا تو آج جو duty کی

assessmentہو گی اور جو bill of entryپر signہوں گے۔اگر اس کی paymentکا pay orderآج کا بن گیا تو وہ پچھلی ڈیوٹی پر لگے گا، جو dutyکل 100 فیصد تھی اور آج 300 فیصد announceکی گئی ہے تو اس پر وہ لاگو ہو جائے گا اگر اس کا pay orderبنا ہوا ہے۔ میں بڑی سادہ سی بات عرض کر رہا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر برانچ کو pay and order draftکی entryکرنا پڑتی ہے کہ میں نے آج اتنا draftیا pay orderکیا ہے۔بڑے سے بڑے account holderکا pay orderاگلی تاریخ میں بناتے ہوئے bankerڈرتا ہے۔اس میں سادہ سی بات یہ ہے کہ حکومت نے ایک executive order issueکرنا ہے کہ کوئی stamp paperبغیر pay orderکے issueنہ کیا جائے۔

جناب سپیکر!آپ کے علم میں ہو گا کہ 5ہزار روپے کی جعلی کرنسی آ گئی ہے۔ان لوگوں کا خدا بیڑا غرق کرے جو ہمارے ملک کی جعلی کرنسی بنا رہے ہیں۔اس وقت 5ہزار روپے کا جعلی نوٹ بھی بازار میں ہے،40ہزار روپے کا جعلی انعامی بانڈ بھی بازار میں ہے اور جو بانڈ نکل آتا ہے وہ سال دو سال claimنہیں ہوتا تو یہاں ایسا مافیا بھی موجود ہے کہ اس بانڈ کا claimکرتے ہیں اور جعلی بانڈ بناتے ہیں۔اس وقت تک کوئی measureکامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ایسا نہیں کیا جائے گا۔ میں نے اس پر بہت کچھ سوچا ہے کیونکہ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے۔میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتاتا ہوں کہ ایک پارٹی کا pre-emption suitکے اندر فیصلہ ہو گیا، پارٹی appealمیں گئی اور ریمانڈ ہو گیا۔میرے پاس کیس موجود ہے وہ میں پیش کر سکتا ہوں۔جب پارٹی ہائیکورٹ گئی تو اس نے بڑی عجیب بات کہی جو میرے لئے بھی بہت عجیب تھی۔اس نے کہا کہ جو کاغذات exhibit ہوئے ہوئے ہیں ان پر جعلی دستخط ہیں، جج صاحب کے دستخط جعلی ہیں۔اب جو جج یہ سن رہے تھے وہ بہت گھبرائے کہ سول جج کے دستخط جعلی ہیں کہ جس کو وہ baseکیا جا رہا ہے اس لئے جس قوم سے ہمارا واسطہ ہے، جن چوروں اور مافیا سے ہمارا واسطہ ہے، جو پانچ، پانچ ہزار کنال زمین لے جاتے ہیں۔

جناب والا!جس طرح پنجاب یونیورسٹی کا بہت مشہور کیس ہے اور اللہ بھلا کرے جسٹس شفیع الرحمن کا کہ جو پوری زمین بچا گیا ہے۔یہ آپ کے علم میں بھی ہو گا کہ جس میں کتنے بڑے بڑے نام آئے تھے۔وہ کیس نیچے سے اس کے حق میں ہوتا چلا گیا اور جب سپریم کورٹ میں کیس گیا تو وہاں جسٹس شفیع الرحمٰن نے صرف ایک بات پوچھی کہ جس جگہ پر پنجاب یونیورسٹی اور نیو کیمپس بن گیا ہے کیا تمھارے باپ کو پتا تھا کہ یہ خسرہ نمبر نہیں آنے باقی جتنے بڑے بڑے پلاٹ اور میدان ہیں

جناح ہسپتال کا پچھلا سارا حصہ ہے وہ خسرہ نمبر ڈال کر اس نے 1945 کی رجسٹری بنوالی اور وہ upto ہائیکورٹ کیس جیت گیا۔ اس پر سپریم کورٹ کا فل بنچ کا فیصلہ آیا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں لوگوں کو بچانا چاہتا ہوں، میں لوگوں کی نسلوں کو بچانا چاہتا ہوں۔ خدا کے لئے اس میں حکومت کو کہیں کہ یہ سب کچھ کریں لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ جو مرضی کر لیں، کالا، پیلا، نیلا اور لائن لگائیں یا نہ لگائیں کیونکہ میرا کاروبار کچھ ایسا ہے۔ میرے پاس جب ہزار کی جعلی کرنسی آتی ہے تو لڑکے سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ جو مشین آتی ہے جس سے نوٹ چیک کئے جاتے ہیں تو وہ مشین خود چور ہے۔ وہ جعلی نوٹ کو جلدی پاس کرتی ہے اور جس نوٹ پر تھوڑی سی چنٹ پڑی ہو اس کو نکال کر باہر پھینک دیتی ہے اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ میں ایسی کوئی بات نہیں کہہ رہا یہ بڑی معمولی بات ہے۔ ان کو through the bank فروخت کرنا شروع کر دیں۔ ان کو وثیقہ نویس ہی بیچے گا اور وہی لے کر جائے گا لیکن بنک کے ذریعے لے کر آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بورڈ آف ریونیو جو تبدیلیاں لا رہا ہے وہ اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ جہاں شیخ علاؤالدین صاحب نے فرمایا ہے تو اس طرح 50 روپے یا 25 روپے کا stamp paper نکلوانے کے لئے 50 روپے pay order کی فیس دینا پڑے گی تو یہاں پر میں یہ تجویز دوں گا کہ جیسا کہ حکومت نے قانون بنایا ہے کہ کمپنیاں اپنے اکاؤنٹ سے 25 ہزار روپے سے زیادہ cash بھی نہیں نکلوا سکتیں اس سے ٹیکس میں مسئلہ بنتا ہے۔ اگر ایسا قانون بنا دیا جائے کہ رجسٹری کی transaction کی consideration money mandatory ہو جائے اس طرح ایک چیک تو یہ ہو جائے گا کیونکہ جب بھی کوئی deal ہوتی ہے تو اس پر Contract act لاگو ہوتا ہے اور دو پارٹیوں کے درمیان سودا ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی جو consideration money پر بھی پابندی آ جائے کہ pay order کے بغیر رجسٹری ہو ہی نہیں سکے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے جو بات کی ہے یہ بالکل مختلف بات ہے اور یہ معاملہ اور ہے۔ آپ consideration amount کو بہت جانتے ہیں کہ دو کروڑ کے سودے کو 50 لاکھ میں لکھوایا جاتا ہے اور جو ملبہ ہوتا ہے جس کو کباڑ یا 10 ہزار میں لینے کو تیار نہیں ہوتا۔ میں لاہور کا ہوں اور مجھے بہت پتا ہے کہ ایک commercial property میں ایک rake لگا ہوتا

ہے جس کو کباڑیا5سو میں نہیں لیتااس کو50لاکھ میں لیا جاتا ہے۔وہ بالکلdifferent story ہے اور یہ بالکلdifferent ہے۔اس میں بڑی سادہ سی بات ہے کہ جتنے تعمیل مختص کے دعوے ہوتے ہیں ان سے لوگوں کو بچایا جائے اورdeclaratory suits سے بچایا جائے۔1960کے نکاح نامے پیش کئے جارہے ہیں۔آج بھی میرے پاس کیس ہیں کہ 1960 میں مجھے یہ دے دیا تھااور دوروپے کا خالی بغیر stamp paper کہ مجھے تو یہproperty نکاح میں دے دی گئی تھی۔اس طرح چار بیویوں تک کوئی کھڑی ہو جاتی ہےاور کہتی ہے کہ فلاںproperty مجھے دی گئی تھی۔ ہم تو چوری رہتے رہے ہیں اس طرح اس کی اولاد رل جاتی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ رجسٹریشن ایکٹ پہلے ہی موجود ہے۔ شیخ صاحب نے جوstamp paperوالی بات کی ہے کہ جو بھیagreement to sell ہو وہ ہر حالت میں رجسٹرار کے پاس رجسٹرڈ ہونا چاہئے۔ کوئی بھی ایساagreement جو رجسٹرار کے پاس رجسٹرڈ نہ ہو اس کو عدالت میں یا شہادت میںinadmissible ہونا چاہئے،اس پر بھی قانون سازی ہونی چاہئے۔ اس میں ایک بات میں اور شامل کروں گا جو اس سے متعلقہ ہے کہ فراڈ جعلی stamp papers سے ہوتے ہیں جو پرانی تاریخوں میں لئے جاتے ہیں۔ یہ شیخ صاحب کی بات درست ہے کہ یہ مل جاتے ہیں لیکن جائیداد کے فراڈ میں جو زبانی انتقال ہے جس کو ہم بیع زبانی کہتے ہیں وہ بھی ایک اہم کڑی ہے۔اس پر میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کو گزارش کروں گا کہ جو بیع زبانی کا انتقال ہے اس کو قانون سازی کرتے ہوئے مکمل طور پر ختم کرنا چاہئے کیونکہ وہ فراڈ کی ماں ہے۔جب کوئیregistered document ہو گا تو اس کا کوئیproof اور ریکارڈ ہو گا۔ ہمارے پٹواری صاحبان جو کرپشن مافیا ہیں وہ اپنے روزنامچہ واقعاتی میں خالی نمبر ڈال کر چھوڑ رکھتے ہیں اور جو کوئی ٹکٹ لے کر آ جاتا ہے اور جو کوئی ان کی جیب گرم کر دیتا ہے اور ان کی مٹھی گرم کر دیتا ہے تو وہ پرانی تاریخوں میں بیع زبانی کے انتقال درج کر دیتے ہیں۔اس سے ایک لامحدود litigation شروع ہو جاتی ہے جس سے نسلیں لڑائی میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہ سلسلہ سات سات نسلوں تک ختم نہیں ہوتا۔اس کے علاوہ ہمارے سول ایکٹ میں جوlacunas ہیں تو پھر وہی دیوانی والی بات ہے کہ دیوانی دیوانی ہوتی ہے اس لئے میں اپنے موقف پر زور دوں گا کہ بیع زبانی کے انتقال کو ختم کرنا چاہئے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کیااس سے related ہے؟

جناب محمد نوید انجم: نہیں۔پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر بیٹھ جائیں۔ابھی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو جائے پھر ٹائم دیتا ہوں۔ جی، راناصاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! تحاریک التوائے کار ہے جو ہر بنس پورہ کے متعلق ہے اور بہت ہی اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ٹائم ویسے ہی ختم ہو گیا ہے اور اب میں نے floor دے دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وقفہ تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب سے شروع ہوا ہے اور اب انہی پر ہی ختم ہو رہا ہے۔کیونکہ مجھے پتا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک تحریک پر کم از کم پندرہ / بیس منٹ لینے ہوتے ہیں تو دوسرے ممبران کو اگر یہ کہا جائے کہ شیخ صاحب زیادہ پڑھے لکھے ہیں اور باقی اَن پڑھ ہیں تو یہ بھی مناسب نہیں ہے۔اگر rules اس بات کی اجازت نہیں دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب کو خود ہی چاہئے کہ وہ دن میں ایک تحریک التوائے کار کو discuss کیا کریں تاکہ دوسرے معزز ممبران کو بھی وقت ملے۔مجھے ان کے تحاریک التوائے کار پیش کرنے اور محنت پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں نے ہمیشہ ان کو appreciate کیا ہے اور انہوں نے جو بھی معاملہ اٹھایا ہے میں نے اس کو اس نظر سے دیکھا ہے کہ وہ محنت کر کے ایک بہتر چیز سامنے لے کر آئے ہیں جس کو ہم نے concede کیا ہے۔مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ Liquidation Board کے حوالے سے یہ ایک دو بہت important چیزیں تحریک التوائے کار کے ذریعے سے اس معزز ایوان کے نوٹس میں لائے پھر جب ہم نے meetings کیں تو میں سمجھتا ہوں کہ in future ہمیں اس سے بڑا فائدہ ہوا ہو گا۔

جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے جو بات کی ہے اس میں دو چیزیں ہیں، اس کو میں نے بڑے غور سے سنا ہے اور باقی ممبران نے بھی بڑا contribute کیا ہے۔اگر آپ apprehension کے پیچھے چلے جائیں کہ سپریم کورٹ کے جج بھی جعلی ہو گئے ہیں، ان کے دستخط بھی جعلی ہو جاتے ہیں، نوٹ بھی جعلی بن جاتا ہے، بنک سے نکاح نامہ بھی جعلی بن جاتا ہے تو پھر کون کون سی چیز ہم بنک سے کروائیں گے؟ کل کو یہ کہیں گے کہ پہلے نکاح نامے کا بنک سے pay order بنوایا جائے اس کے بعد

نکاح ہونا چاہئے، اگر ہم apprehension پر جائیں تو پھر ہم بالکل خوفزدہ ہو کر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بنیادی بات یہ تھی کہ آج 2009 ہے اور آج اشٹام فروش 1980 کا اشٹام فروخت کرتا ہے اور اس پر معاہدہ لکھا جاتا ہے جس کے بعد اس کے اوپر civil suit ہو جاتا ہے۔ اب وہ تو ہو چکا ہے لیکن اس کو ختم کرنے کے لئے یہ جو apprehension تھیں ان کے متعلق اقدامات لئے گئے ہیں۔ جس طرح اصغر منڈا صاحب نے بات کی ہے تو اس کے متعلق بھی سب کو معلوم ہے کہ ریونیو کے پورے ریکارڈ کو computerize کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت جو چیزیں معاشرے میں برائیوں کا سبب بن رہی ہیں ان کے متعلق اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ جب ریونیو کا سارا ریکارڈ computerize ہو جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ جو بات منڈا صاحب نے کی ہے اس کا بالکل قلع قمع ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ تمام صوبوں نے مل کر کرنا تھا لیکن یہ جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب بھی مطمئن ہیں کہ اس سے stamp paper کے جعلی بننے یا پچھلے سالوں کے خریدے جانے کی زیادہ تر شکایات ساری ختم ہو جائیں گی۔ جہاں تک انہوں نے pay order کی بات کی ہے تو رانا افضل صاحب نے بھی اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ لوگوں کو stamp paper چھوٹے چھوٹے معاملات اور بیان حلفی کے لئے چاہئے ہوتے ہیں۔ ہر آدمی نے رجسٹری تو نہیں کروانی اور بڑی جائیدادیں جس میں کروڑوں روپے involve ہوتے ہیں ان کی رجسٹریاں تو شیخ صاحب جیسے لوگ کم و بیش ہی کرواتے ہیں۔ باقی لوگوں کو اپنے چھوٹے موٹے ڈیڑھ یا دو مرلے کے مکان کے لئے stamp paper کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس process کو ہم اس حد تک complicate کر دیں کہ اس معاملے میں لوگوں کے اخراجات بھی بڑھ جائیں اور وہ مشکلات کا شکار ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو بھی ہم نے پیش نظر رکھنا ہے۔ باقی ان کی تجویز آ گئی ہے، بورڈ آف ریونیو کے آفیسر یہاں پر بیٹھے ہیں انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔ میں بھی ان کو اپنے طور پر refer کر دوں گا جسے وہ consider کر لیں گے لیکن سر دست میں سمجھتا ہوں کہ جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں ان کو کافی سمجھا جائے اور اس تحریک کو شیخ صاحب press نہ کریں اور اسے dispose of کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں لیکن میں ایک چیز add کرنا چاہتا ہوں جو کہ اب ریکارڈ پر آنی ضروری ہو گئی ہے کیونکہ انہوں نے یہ بات کی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ Income Tax Law, 1979 کے تحت حکومت کو سمجھ

نہیں آ رہی تھی کہ ایک آدمی کو چیک کیا جاتا تھا کہ تمہارے پاس دو یا چار کروڑ روپیہ کہاں سے آیا؟ آپ کو یاد ہو گا کہ جب مشرف صاحب کی حکومت آئی تو انہوں نے سروے شروع کروایا جو door to door ہوا۔ بات لمبی نہ ہو جائے میں مختصر یہ کہوں گا کہ بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ wealth tax کیوں ختم ہوا؟ اب حکومت کو یہ پتا نہیں چل رہا تھا اور سمجھ نہیں آتا تھا کہ جس کا مکان پکڑتے تھے تو وہ اپنے کسی بھی ایسے رشتہ دار کا نام لیتا تھا جو پاکستان میں ٹیکس گزار تھا یا پاکستان سے باہر تھا۔ پھر Income Tax Law میں ایک amendment آئی جس کا ذکر میں یہاں پر کرنا اب ضروری سمجھتا ہوں اور اس کا علم لاء منسٹر صاحب کو ہو گا۔ Amendment یہ آئی کہ کوئی loan ایسا consider نہیں کیا جائے گا جو through pay order یا cross check نہیں ہو گا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے white money کرانی شروع کر دی۔ اب لوگ مجبور ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ لوگ چودہ/پندرہ لاکھ والی گاڑی یا پانچ لاکھ کی گاڑی کے لئے بھی سوچتے ہیں۔ آپ سب کو پتا ہے کہ لوگ کیسے گاڑی لیتے ہیں؟ lease کے علاوہ جب گاڑی لی جاتی ہے تو پہلے ڈھونڈا جاتا ہے کہ کوئی رشتہ دار ہے جو قرضہ دے دے اور cross check مجھ سے پہلے ہی لے لے۔ جو لاء منسٹر صاحب نے باتیں کی ہیں وہ صحیح ہیں۔ Registered document کے متعلق آپ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ پانچ، دس، پچاس، سو، دو سو یا پانچ سو روپے کا registered document نہیں ہوتا اور اس کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن اگر اس کا pay order بنک میں enter ہو جائے تو وہ ایک طرح کا authentic document بنے گا اور لوگوں کی نسلیں بچ جائیں گی۔ اگر لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں تو میں اس کو press نہیں کرتا کیونکہ میرا فرض پورا ہو گیا ہے اور میں نے جو سمجھا، دیکھا اور جو مجھے اللہ نے علم دیا ہے اس کے مطابق میں چاہتا ہوں کہ لوگ اس مصیبت سے بچیں۔ میں نے لاء منسٹر صاحب کو اس بات کا جواب صرف اس لئے دیا کہ انہوں نے Income Tax Ordinance, 1979 میں amendment کی کہ loan کو اس طرح کیا جائے کہ یہ واقعی loan ہے اور اب کوئی loan consider نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہی میری بات ہے۔ میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ بات بڑی clear ہے اور ہم بھی اس کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کی تجویز بہت اچھی ہے۔ جو کچھ آپ نے بتایا ہے یہ بالکل ایک improvement ہے لیکن اگر ان کی تجویز کو بھی اس کا حصہ بنا لیا جائے تو یہ اور بھی زیادہ foolproof ہو جائے گا۔ شیخ صاحب اپنی تحریک کو press نہیں کرتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے پچھلے اڑھائی ماہ سے ایک تحریک التوائے کار اسمبلی میں جمع کروائی ہوئی ہے اسے out of turn اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ موضع ہر بنس پورہ میں سرکاری زمین پر قبضہ مافیا پچھلے اڑھائی تین ماہ سے plotting کر کے state land کو فروخت کر رہا ہے۔آپ میری اس تحریک کو out of turn پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے کیونکہ اس کے لئے 30 منٹ ہوتے ہیں۔ایک تحریک التوائے کار اسمبلی میں دی گئی ہوئی ہے جو پیش ہوئی تھی جس پر ووٹنگ ہوئی تھی تو کل اس کے لئے دن رکھا ہوا ہے۔ پرسوں آپ کی تحاریک out of turn لے لی جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: میری تحریک کا نمبر 1100 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کو نوٹ کر لیں اور پرسوں اس کو out of turn لیا جائے گا۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

عام بحث

سالانہ بجٹ 10۔2009 پر اراکین اسمبلی سے پیشگی تجاویز کی غرض سے عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 10-2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 4۔فروری 2009 کو ہوا تھا۔بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے شروع ہوا تھا۔آج بھی بحث جاری رہے گی۔ جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے ناموں کی چٹیں نہیں بھجوا سکے وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔اب میں علی اصغر منڈا صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!ہمارے آئندہ آنے والے بجٹ پرpre-budget تجاویزاور آراء لینے کے لئے یہ ایک نیااور تاریخی قدم اٹھایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلم لیگ(ن)اور پیپلز پارٹی کی مشترکہ کوشش اور سوچ کا نتیجہ ہے اور یہ بڑا احسن قدم ہے کیونکہ ہمارے کچھ دوست بجٹ کی بحث پر اعتراضات اٹھاتے تھے۔ میں اس پر وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی اس سوچ اور pre-budget اجلاس پر ان کی عظمت کو سلام اورsalute پیش کرتا ہوں۔

میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ آنے والے بجٹ میں ہمیں سب سے زیادہ مہنگائی اور غربت ختم کرنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ جس طرح موجودہ بجٹ کے اندر غریبوں کے لئے دو روپے کی روٹی مہیا کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے۔

جناب سپیکر!فوڈ سپورٹ پروگرام غریبوں کے لئے بنایا گیا اور ہر ماہ انہیں جو رقم دی جاتی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دیکھ رہا تھا کہ ایک تو لسٹ بہت لمبی ہے اور بہت زیادہ ممبران بات کرنا چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اگر پانچ منٹ کا ٹائم ہر ممبر کے لئے رکھ لیا جائے تو مناسب رہے گا۔ منڈا صاحب!آپ بھی پانچ منٹ میں مکمل کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ابھی سے پانچ منٹ شروع ہوں گے تاکہ میں اس لحاظ سے اپناconclude mind کرنے کے لئے تیار کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب!آپ کے دو منٹ ہو گئے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں فوڈ سپورٹ پروگرام کی بات کر رہا تھا کہ یہ بہت اچھا پروگرام ہے اور میں نے بجٹ پر بحث کے دوران بھی کہا تھا کہ یہ ہماری حکومت کا مشاورت کے بعد فیصلہ ہے اور ہم اسے own کرتے ہیں لیکن اس حوالے سے میری گزارش تھوڑی سی ذرا مختلف ہے کہ ہم ہزار،ہزار روپے دینے کی بجائے اگرarea مخصوص کر کے جیسے پانچ ہزار ایک صوبائی حلقے میں دے رہے ہیں تو ہم اگر یہ amount ہزار کی بجائے مستحق لوگوں کومark کر کے ان کی لسٹیں بے شک ڈی سی او اور عوام کے منتخب نمائندوں کی مشاورت سے تیار کر لیں۔ ایسے لوگوں کو ووکیشنل ٹریننگ دینے کے بعد، انہیں فنی تربیت دینے کے بعد کم از کم ایک یا دو لاکھ روپے کے

قرضے دیئے جاتے تاکہ مستقل بنیادوں پر غربت ختم کرنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا یا پھر اس طرح کر لیں کہ فی شخص ہزار روپے دیتے ہیں تو ساتھ ساتھ ووکیشنل ٹریننگ، سمال کاٹیج انڈسٹری اور فنی تربیت کا انتظام کر کے مستقل بنیادوں پر ہمیں یہ بے روزگاری اور غربت ختم کرنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نوجوان جو پڑھا لکھا ہے یا ایک نوجوان آدمی کو ہم ہزار روپے مہینہ دے رہے ہیں تو یہ اسے عادت ڈالنے والی بات ہے اس سلسلے میں ہمیں ووکیشنل ٹریننگ پر زور دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھا قدم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ نو سالوں میں زراعت کو ترقی دینے کے لئے، کسان کی حوصلہ افزائی کے لئے اور وہ غریب کسان جس کی اتنی پراپرٹی نہیں ہے کہ وہ اسے pledge کروا کر قرضہ لے کر یا چار لاکھ روپے نقد دے کر ٹریکٹر لے سکے تو یہ ان کے لئے بہت احسن قدم ہے۔ جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بحث کے دوران کہا تھا کہ ہم نے اس کی تعداد دُگنی کر دی ہے یعنی دس ہزار کی بجائے بیس ہزار ٹریکٹر کر دیئے ہیں تو وہ بیس ہزار والا وعدہ پورا نہیں ہوا اور میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ پنجاب میں دس ہزار کی بجائے کم از کم بیس ہزار غریب کسانوں کو ٹریکٹر دینے چاہئیں۔

جناب سپیکر! بجٹ speech میں privatization کا ذکر آیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا احسن قدم ہے اور ہم اسے appreciate کرتے ہیں لیکن میں اس حوالے سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ یہ اتنا شفاف اور صاف عمل ہونا چاہئے کہ کوئی بھی شخص اس پر انگلی نہ اٹھا سکے وگرنہ پھر افتخار محمد چودھری جیسے لوگ اس ملک میں موجود ہیں تو یہ کوئی اچھا شگون نہیں ہوگا۔ یہ اتنا transparent اور صاف وشفاف ہونا چاہئے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ حکومت کو income حاصل ہونی چاہئے اور غلط privatization کا process نہ دہرایا جائے۔

جناب سپیکر! غیر ترقیاتی بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے میں یہ تجویز دوں گا کہ جس طرح مہنگائی بڑھی ہے 100 فیصد نہیں تو کم از کم اس کے 50 فیصد کے حساب سے ان کی تنخواہ ضرور بڑھانی چاہئے کیونکہ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہیں کم از کم 50 فیصد ضرور بڑھانی چاہئیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح بڑی سکیموں کے لئے اور بڑے بڑے منصوبوں کے لئے consultants اور third party validation لازمی قرار دی گئی ہے تو کیا چھوٹے منصوبوں کے لئے یا لوکل گورنمنٹ کے منصوبہ جات کے لئے بھی کوئی check and

balance بنایا گیا ہے یا ان کو کھلا چھوڑ دیا جائے کہ وہ جو چاہیں لوٹ مار کریں، کرپشن کریں اور اپنا کمیشن لیں؟ میری اس حوالے سے یہ گزارش ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے یا باقی اداروں کے چھوٹے منصوبوں کے لئے third party validation یا ان کے لئے ایک monitoring team ہونی چاہئے کہ جہاں پر وہ خرابی کریں یا فنڈز کا صحیح استعمال نہ کریں یا سکیم اچھے انداز سے تیار نہ کریں یا اس کی حیثیت درست نہ کریں اور material معیار کے مطابق نہ لگائیں تو اس کے لئے بھی کوئی Monitoring or Steering Committee ہونی چاہئے جو انہیں پوچھ سکے اور ان سے حساب کتاب لے سکے۔

جناب سپیکر! ایک مزید گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ یہ زرعی ملک ہے اور جب بھی اس ملک کی معیشت پر برا وقت آیا تو میرا یہ دعویٰ ہے الحمد للہ کہ صرف زراعت اس ملک کو بچا سکتی ہے۔ صنعت بھی مددگار ہو سکتی ہے اور صنعت بھی اس ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے میں اپنا مثبت کردار ادا کرتی ہے لیکن کیا ہم نے زراعت اور صنعت کو ترقی دینے کے لئے موجودہ بجٹ میں energy generate کرنے کے لئے کوئی رقم رکھی ہے؟ بجلی کی shortage اور لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کے لئے ڈیم بنانے کے لئے رقم رکھنی چاہئے۔ ہم energy کو promote کریں اور generate کریں، ڈیم بنائیں اور نہروں کے انتظام کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ کھاد کی کمی کا بھی سدباب ہونا چاہئے اور اس کا حق وفاقی حکومت کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ منڈا صاحب! ٹائم کی limit کا خیال کریں۔ باقی آپ لکھ کر دے دیں۔ جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور وانسانی حقوق (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔

جناب سپیکر! تقریباً جو باتیں میرے بھائی نے کی ہیں میری بھی انہی سے ملتی جلتی باتیں تھیں جنہیں میں repeat نہیں کروں گا۔ سب سے پہلے میں حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ پہلی دفعہ یہ مثال قائم ہوئی ہے کہ pre-budget تجاویز مانگی گئی ہیں۔

جناب والا! میں نے پچھلی دفعہ بھی budget speech پر یہ گزارش کی تھی لیکن مجھے نہیں پتا کہ کیا وہ mysterious mystery تھی کہ اس پر غور نہیں ہوا۔ میں نے خاص طور پر پورے پنجاب کی ایک request کی تھی کہ جو عدالتیں ہیں، عدالت صرف ایک جج کا نام نہیں ہوتا بلکہ نائب قاصد سے لے کر جج تک پوری ایک عدالت ہوتی ہے اور فیصلہ صرف جج نہیں کرتا بلکہ فیصلہ

عدالت کرتی ہے۔ جہاں پر پنجاب حکومت نے ایک بہت بڑا کام کیا جس سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے مسائل میں کمی واقع ہوئی ہے کہ ججوں کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ کیا گیا تو وہاں پر میری یہ گزارش ہو گی کہ باقی عملہ کی تنخواہیں بھی اسی مناسبت سے بڑھادی جائیں کیونکہ وہ بیچارے بھی صبح سے لے کر شام تک ججوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ میری وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب سے humble submission ہو گی کہ اس حوالے سے بھی کام کیا جائے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ کی پوری بجٹ speech اور اس کا English version بھی میں نے پڑھا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ فلاں مد میں یہ بجٹ ہے۔ اس میں minorities کا اس دفعہ سرے سے کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ last time وزیر خزانہ نے یہاں پر فرمایا تھا کہ 20 کروڑ روپے minority کی ministry کے لئے اور دوسرے کاموں کے لئے مختص کئے گئے ہیں لیکن اس دفعہ اس کا بالکل سرے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔ میری دو گزارشات ہیں کہ وہ غریب لوگ جو عدالتوں میں صبح سے شام تک کام کرتے ہیں ان کی تنخواہیں بھی اسی ratio سے بڑھادی جائیں جس طرح ججوں کی بڑھائی گئی ہیں تاکہ ان کو بھی relief ملے کیونکہ آج کے دور میں چھ ہزار یا آٹھ ہزار تنخواہ میں چار پانچ بچوں کی پڑھائی اور ان کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں۔

دوسرا میرا جو deep concern ہو گا اور میری وزیر خزانہ سے humble submission ہو گی کہ minorities کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہئے کیونکہ ہم already وہی feel کرتے ہیں کہ minority ایک down trodden طبقہ ہے لہذا اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ہونا چاہئے۔ ہمارے صوبے کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے یہاں پر فرمایا تھا کہ وہ اقلیت اور اکثریت کے concept پر یقین نہیں رکھتے ان کی نظر میں جس طرح قائد اعظم محمد علی جناح نے 11۔اگست 1947 کو پہلی قانون ساز اسمبلی سے یہ speech کرتے ہوئے کہا تھا کہ ریاست کی نظر میں آپ سب برابر کے شہری ہیں۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اس کی base بہت عرصہ پہلے جو Universal Human Right Charter ہے جس کی ہم نے باہر یو حنا میں بھی بات کی ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا تھا کہ

"There is no superiority on black to white or white to black, or Ajam to Arab or Arab to Ajam.

اور اگر کسی کو کوئی فوقیت حاصل ہے تو وہ اس کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک روشنی کا مینار ہے اور انہی کی روشنی میں میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ minorities کے لئے زیادہ سے زیادہ بجٹ رکھا جائے تاکہ وہ بھی اچھے اور خوشحال طریقے سے اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ڈاکٹر محمد اشرف چوہان!

DR MUHAMMAD ASHRAF CHOHAN: Mr. Speaker! Thank you very much for allowing me to talk on this very important subject.

میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ یہاں پر جناب وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہماری معروضات ان تک پہنچیں تاکہ یہ discussion کا اور عملی بجٹ کا حصہ بنے۔ میں آج صبح اپنے حلقے میں گیا وہاں پولیو کے ریجنل کا افتتاح کیا۔ میرا حلقہ گوجرانوالہ شہر میں ہے اور شہر پڑھے لکھے سمجھے جاتے ہیں لیکن آج صبح بڑا جذباتی منظر پیش آیا جب بچوں کو drop دے رہے تھے تو چھوٹی چھوٹی بچیاں آئیں اور رونا شروع ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ انکل ہمارے پاس سکول نہیں ہے۔ وہ بہت زیادہ جذباتی تھیں۔ میری یہ suggestion ہے کہ جب ہم اپنے ملک کی اور اسلامی دنیا کی بات کرتے ہیں تو پھر ہم اسرائیل سے comparison کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بہت پیچھے ہیں۔ ہم اسرائیل کو کہتے ہیں کہ وہ امریکہ کا۔۔۔، جو بھی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس قوم نے پہلے اپنے آپ کو تعلیمی میدان میں بہت آگے کیا۔ میں کچھ تھوڑا سا تناظر پیش کرتا ہوں جو میں نے انٹرنیٹ سے حاصل کیا ہے۔

جناب سپیکر! پوری دنیا میں Jews چودہ ملین ہیں اور ہم مسلم پندرہ سو ملین ہیں۔ چودہ ملین میں سے سات ملین Jews صرف امریکہ میں رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امریکہ ان کی بات سنتا ہے۔ every fifth person in this world is Muslim. اس وقت ایک Jew کے مقابلے میں ایک سو سات مسلمان ہیں اور پھر بھی ہم ان سے کافی موقعوں پر ہار جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ Islamic world میں جو کل یونیورسٹیاں ہیں وہ صرف five hundred ہیں جبکہ صرف U.S.A میں چھ ہزار ہیں اور ہمارے پڑوسی انڈیا میں ساڑھے آٹھ ہزار یونیورسٹیاں ہیں۔ اسی طرح دیکھیں کہ ہمارا literacy rate پوری Islamic world میں صرف 40 فیصد ہے

جبکہ کچھ ایسے ملک بھی ہیں جہاں 100 فیصد ہے۔ میں اس حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم educationاور health والوں کے پاس جاتے ہیں تو departmentوالے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سکول بنانے کے لئے پیسے ہیں یا ہسپتال بنانے کے لئے پیسے ہیں لیکن زمین پر آکر معاملہ رک جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ زمین وہی استعمال کر سکتے ہیں جو گورنمنٹ کی ہے۔ وہ زمین یا تو صحیح جگہ پر نہیں ہوتی یا اس کے لئے problemاتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اس زمین کو اوقاف سے لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں صرف اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اگر میں وہ لسٹ یہاں پڑھوں کہ جو Jewish communityنے educationکے ذریعے سے کیا ہے تو رونگٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا البرٹ، آئن سٹائن، کالموکس، ملٹن فائیو مین ان جیسے لوگ اور پھر دیکھیں Leukemia drugs, Hepatitisاور kidney transplantجتنی چیزیں جو ہم یہاں بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ مریضوں کے لئے کر رہے ہیں وہ سب یہودیوں نے ایجاد کی ہیں۔ کمپیوٹر ورلڈ میں micro processing chipاور optical fiber cableاس کے علاوہ ہم stainless steelاستعمال کرتے ہیں یا ویڈیو ٹیپ ریکارڈر استعمال کرتے ہیں وہ سب انہی کی ہیں۔ marketingمیں آپ دیکھیں کہ کوکا کولا، لیوائز جینز سٹار بکس، ڈیل کمپیوٹر یہ سب کے سب یہودیوں کے ہیں اور یہ صرف اور صرف تعلیم کی بنیاد پر ہے۔ میڈیا میں C.N.N, A.B.C, Washington Post, Time Magazine, Washington Time, New York Timeیہ سب کے سب یہودیوں کے ownہیں۔ میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ہماری پنجاب گورنمنٹ ایک انقلابی گورنمنٹ ہے۔ یہ گورنمنٹ ایسے فیصلے کرنے کی متحمل ہو سکتی ہے جو ایک روایتی حکومت نہیں کر سکتی۔ ہمارے وزیر خزانہ ماشاء اللہ بڑے moderateاور بڑے سمجھدار ہیں اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ہر سال سالانہ بجٹ میں سکول کے لئے land purchaseکرنے کے لئے ایک special budgetہونا چاہئے کیونکہ سکولوں کی تعداد نہیں بڑھ رہی ہے۔ ابھی گوجرانوالہ جو اس ملک کا پانچواں بڑا شہر ہے اس شہر کے middleمیں بچے آکر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سکول نہیں ہے تو جو remote areas ہیں اس کی situationمیرا خیال ہے کہ اس سے بھی worseہو گی۔ landنہ ہونے کی وجہ سے سکول اور ہسپتال بن نہیں رہے ہیں۔ land نہ ہونے کی وجہ سے محکموں کے پاس پیسے lapse

ہو جاتے ہیں۔وزیر خزانہ میری یہ گزارش سن لیں کیونکہ اگر ہم نے اگلی صدی میں اور اگر ہم نے دنیا کے سامنے آنا ہے تو صرف ایک تعلیم ہی ہے جس کی وجہ سے ہم آگے آ سکتے ہیں، بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا محمد افضل خان!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے pre-budget تجاویز دیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جب میں بجٹ کو پڑھ رہا تھا اور وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں بھی کہا کہ اس سال ہم nationalization کو کنٹرول کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ابھی تک پہلے چھ ماہ میں صرف 48 فیصد پیسے خرچ ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی خاص achievement نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ teaching staff اور medical staff کی بہت سی vacancies ہیں جو کہ fill نہیں ہوئی ہیں۔48 فیصد اگر سال کے پہلے آدھے حصے میں خرچ ہو گیا ہے تو دوسرے آدھے حصے میں میرا خیال ہے کہ 60 یا 70 فیصد پر جائے گا۔ہر روز 80 کروڑ روپیہ جو پنجاب حکومت کو چلانے کے لئے ایک دن کا خرچہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں efficiency کو لے کر آنا ہے تو ہمیں ایک definite plan بنانا ہو گا کہ کس طریقے سے ہم نے اس سسٹم کو efficient کرنا ہے اور اس میں saving لے کر آنی ہیں، میں دو چیزوں پر کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ نے سرکاری کاروں کا بے دریغ استعمال دیکھنا ہے تو کسی اچھے پرائیویٹ سکول میں صبح جب بچوں کے سکول کا ٹائم ہوتا ہے تو وہاں دیکھ لیں۔ایک سکول کی میں نشاندہی کر دیتا ہوں جو ڈیفنس میں ہے وہاں اگر سبز پلیٹ والی چار سو گاڑیاں بچے چھوڑنے نہ آئیں تو میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں گا۔اسی طرح سے میں دیکھ رہا تھا کہ برطانیہ میں ان کی بیوروکریسی کی مراعات اور تنخواہوں کا کیا سسٹم ہے تو وہاں پر بھی سرکاری ملازمین کو جو salaries مل رہی ہیں وہ مارکیٹ سے کم ہیں لیکن وہاں پر package deal ہے۔اس میں گاڑی کے پیسے بھی شامل ہیں، مکان کے پیسے بھی شامل ہیں اور اس کی پوری emolument شامل ہیں۔وہ جا کر باقی شہریوں کی طرح اپنے لئے مکان لیتا ہے، اپنے لئے گاڑی لیتا ہے یا وہ choose کرتا ہے کہ میں نے ٹرین سے جانا ہے یہاں میں نے ایسے پولیس آفیسر کو دیکھا ہے جب وہ شام کو کسی باغ میں walk کے لئے جاتے ہیں تو ان کے ساتھ 16 باڈی گارڈ ہوتے ہیں، کچھ آگے چل رہے ہوتے ہیں تو کچھ پیچھے چل رہے ہوتے ہیں۔ایک بڑے افسر کے گھر میں دس سے پندرہ سکیورٹی والے اور ٹیلیفون آپریٹرز دس دس بارہ بارہ ہزار روپے لینے والے ہوتے ہیں جو کسی

گنتی میں نہیں آتے۔ ہمارے بجٹ اور ملکی حالات میں سب سے اہم اور مشکل چیز inflation ہے۔ ہر سال مہنگائی کی رفتار 20 فیصد ہو جاتی ہے اور food item کی inflation ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہم دو تین آئٹم choose کر لیں۔ آٹا، دال اور سبزیاں۔ یہ ہماری اپنی کاوشوں سے صوبہ پنجاب پورے پاکستان کو سپلائی کر سکتا ہے۔ ان کے لئے support دینی ہے تو support دیں، اگر R&D کے لئے پیسا دینا ہے تو دیں، ان کے لئے farm to market roads کرنی ہیں یا cold storages کرنے ہیں اس پر task force بنے، اس پر think tank بنے اور اس کے لئے budgetary support ہو۔ Next ہم نے بہت اچھا کام کیا، ہم نے kidney dialysis machines لگائیں ہم نے بہت چیزیں لگائیں، میں وزیر خزانہ کو دعوت دوں گا کہ پاکستان کے پنجاب کے کسی شہر کے کسی slaughter houses کو وزٹ کریں اور پھر شاید آپ اس کا گوشت کھانا چھوڑ دیں گے۔ ہمارے slaughter houses اتنے گندے، اتنے گھٹیا اور اتنے polluted ہیں کہ میں recommend کرتا ہوں کہ ہم پورے پنجاب کے بڑے شہروں کے لئے modern slaughter houses کے لئے فوری طور پر budget allocation کریں۔ چھوٹے شہروں کے لئے چھوٹے slaughter house بڑے شہروں کے لئے بڑے aughter house اور ہنگامی بنیادوں کے لئے ہم پیسے allocate کریں۔

tax base کو broaden کرنے کی بات ہر بجٹ میں کی جاتی ہے concrete step نہیں لئے جاتے، ہمارے یہاں بہت سے لوگ ٹیکس ادا نہیں کرتے trading profession ٹیکس سے بالکل بالا ہے، ٹریڈ پر کوئی ٹیکس نہیں ہے/ کوئی شخص کسی چیز کی دُکان کہیں بھی کھول سکتا ہے، کوئی licensing نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہم اپنی shops کے لئے licensing شروع کریں ۔ باہر کے ملک میں کوئی نائی بھی اپنی دُکا ن نہیں کھول سکتا جب تک اس کی association اس کو license نہ دے اور اس کی جو T.M.A concerned ہے۔ جب آپ licensing کر دیں گے تو آپ کا قدرتی طور پر next step آ جائے گا کہ آپ اس کو tax net میں لے آئیں گے چاہے وہ سال کا 500 روپے ٹیکس دے۔ آپ کا tax base جو 15 کروڑ عوام میں صرف 20 لاکھ لوگ ٹیکس گزار ہیں اور ان میں سے بھی 5 لاکھ لوگ ٹیکس ادا نہیں کرتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ tax base کو broaden کرنے کے لئے we have to identify the steps. پراپرٹی ٹیکس پنجاب کا ایک بڑا ٹیکس ہے اور اس میں بہت massive violations

ہیں ہم نے 5مرلے کے گھر کے اوپر چھوٹ دے دی، یہ سوچے بغیر کہ گلبرگ میں 5مرلے کا گھر کروڑپتیوں کا ہوا کرتا ہے، کسی کچی آبادی میں 5مرلے کا گھر تو شاید عام آدمی کا ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ generalization جو ہے based on areas یہ کوئی اچھی generalization نہیں ہے ہمیں اپنے پنجاب میں جو پراپرٹی ٹیکس ہے اس کو نہ صرف area base کرنا چاہئے بلکہ اس کو quality base بھی کرنا چاہئے اور tax net سب کے لئے ہونا چاہئے اور جو غریب علاقے ہیں ان میں آپ ٹیکس چھوڑنا چاہتے ہیں تو چھوڑ دیں۔

ہمارا major budget مرکزی حکومت سے آتا ہے اور concurrent list جو ہے وہ آج سے دس سال پہلے صوبوں کو ٹرانسفر ہونی تھی جو کہ نہیں ہوئی اور 2فیصد کے حساب سے وہ ہر سال پیسوں کو پنجاب کے لئے بڑھا دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر جو G.S.T ہے میں آپ کو ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میں چائنا گیا تو مجھے میرے host بڑے اچھے ہوٹل میں کھانے پر لے گئے، کھانے کے بعد انہوں نے بیرے کو اشارہ کیا اور وہ کاغذ لے آیا، اس نے اس کو scratch کیا اور اس نے چھلانگ لگائی اور ہنس پڑا کہ میرا بِل free ہو گیا ہے میں نے کہا کہ یہ کیسے free ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ ہمارے ملک میں لوگ کھانے پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے تھے جو 17فیصد ہمارے اوپر ٹیکس لگا ہوا ہے تو ہماری گورنمنٹ نے سوچا کہ یہ ٹیکس کیسے وصول کریں انہوں نے کہا کہ جو ٹیکس کی رقم ہے اس کا scratch card بنا دیا for example آپ نے کھانا کھایا، آپ کا 200روپے ٹیکس بنا تو وہ 200روپے کے scratch card لے آیا جب اس میں جتنی collection ہے انہوں نے اس میں 10فیصد ہے انعام رکھ دیا تو اس کے ساتھ ان کی فوڈ میں tax collection تھی وہ ایک سال میں دس گنا بڑھ گئی اور ہمارے لاہور میں ماشاء اللہ اگر لاہوریے 20کروڑ کا ایک شام میں کھانا کھاتے ہیں اور اس پر کم از کم 2کروڑ کا جو فوڈ ٹیکس ہے وہ سارا چوری ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں پر ہمیں targeted planning کرنی چاہئیے کہ ہم tax collection کس طرح کریں؟ چند تجاویز میری اور بھی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ ایک وقت مقرر کیا ہے تو آپ اس کو جلدی wind up کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! غریبوں کے لئے ہم کچھ نہیں کرتے، پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں بس ٹرمینلز بنائے جائیں۔ مسافروں کے لئے باعزت طریقے سے travel کرنا، بس پر چڑھنا بس

سے اترنا، ہم نے بسوں کی baseتو بنادی ہے یہاں لائنوں میں بسیں کھڑی رہتی ہیں، ٹرمینلز نہیں ہیں۔ ہمارے پورے پنجاب کے بڑے شہروں کے لئے اگر ہم بس ٹرمینل بنادیں، بارش میں غریب لوگ سامان بھی اٹھائے ہوتے ہیں اور اپنی شلواریں بھی اٹھائی ہوتی ہیں اور وہ کس طریقے سے بسوں پر چڑھتے ہیں، مجھے اس کو مزید کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ٹیچنگ پر میرے بھائی ڈاکٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ ایک آخری آئٹم جب آپ کسی شہر سے دوسرے شہر گاڑی پر جارہے ہوتے ہیں تو راستے میں قصبے اور چھوٹے چھوٹے ٹاؤن ہوتے ہیں اور ہر جگہ traffic obstacleہوتا ہے، سعودی عرب والوں نے ایسا کیا ہے کہ درمیان میں سے run through roadبنادیا ہے اور sidesپر pathsہر قصبے کے لئے بنادیئے ہیں جو قصبے کی لمبائی کے مطابق ہے وہاں پر انہوں نے sidesکے اوپر double roadدے دیا ہے شاید وہ ایک ایک قصبے کے اوپر آدھا آدھا کلو میٹر بنے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ main high waysپر جو چھوٹے شہر آتے ہیں ان کو اس طرح کی run through roadsدی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!۔۔۔She is not presentجناب خرم اعجاز چٹھہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، پیر اشرف رسول!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب میاں محمد رفیق صاحب! جنگل میں مور ناچا سب دیکھیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جنگل میں مور نہیں ناچتا۔ پریس گیلری خالی ہے، باقی میں کہنا نہیں چاہتا۔ مجھے کل موقع عنایت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے مگر کل بحث نہیں ہو گی۔ پریس اس sideپر موجود ہے آپ کو watchکر رہی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا آج بحث wind upہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، کل Private Members Dayہے اس کے بعد دوبارہ بجٹ پر بحث ہو گی۔

میاں محمد رفیق: نہیں، جب بھی بحث ہو میں حاضر ہوں جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں شفیع محمد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب سعید اکبر خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، راجہ شوکت عزیز بھٹی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب جوئیل عامر سہوترا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، میاں غلام سرور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، محترمہ شمسہ گوہر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، محترمہ انیلہ چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، محترمہ آمنہ الفت!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب رائے محمد شاہجہاں!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، انجینئر بلال احمد کھر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب اعجاز احمد اچلانا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، محترمہ شگفتہ شیخ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ یہ پرسوں کے لئےrequest کر گئے ہیں، محترمہ نسیم لودھی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب طاہر احمد سندھو!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب شیر علی خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! شکریہ to the point بات کروں گی، بجٹ میں ہمیشہ چھوٹے اضلاع کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ میرا تعلق ڈسٹرکٹ وہاڑی سے ہے جو کہ ایک زرعی علاقہ ہے اسے cotton king بھی کہا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہاں مکئی، گندم، گنا اور سورج مکھی بھی بکثرت کاشت کی جاتی ہے۔یہاں پر ایک Cotton Research Centre تو ہے لیکن اس سے ریسرچ کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوتے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں پر bio laboratory قائم کی جائے، Regional Agricultural Development centre (R.A.D.C) موجود ہیں جہاں پر کسانوں کو چھوٹی موٹی ٹریننگ دی جاتی ہے، علاقے کے لوگوں کی خواہش ہے کہ 6 ایکڑ سے زائد اس جگہ پر زرعی کالج بنایا جائے جس میں ڈپلومہ اور شارٹ کلاسز بھی شروع کی جائیں۔ وہاڑی کے بوائز کالج میں ایم اے کی کلاسز تو شروع کر دی گئی ہیں لیکن اس کے لئے علیحدہ بلاک بنایا گیا ہے اور نہ ہی فرنیچر موجود ہے اس کے ساتھ ساتھ معیاری لائبریری بھی موجود نہیں ہے جس سے طلباء کتابوں سے استفادہ کر سکیں لہذا آئندہ بجٹ میں لائبریری کے لئے علیٰحدہ رقم مختص کی جائے۔ تحصیل وہاڑی میں کالج ٹاؤن، علامہ اقبال ٹاؤن جیسے علاقے موجود ہیں جن کی آبادی 8 سے 10 ہزار کے لگ بھگ ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہاں بچے اور بچیوں کے سکول ہیں اور نہ ہی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت موجود ہے ، محکمہ سوشل ویلفئر کی تقریباً ساڑھے 33 کنال زمین وہاڑی میں موجود ہے جس میں اس وقت دارالامان کی تعمیر کی جا رہی ہے لیکن صنعت زار اور ورکنگ ویمن ہوسٹل وہاں پر موجود نہیں ہیں، ورکنگ ویمن ہوسٹل موجود

نہ ہونے کی وجہ سے جو بھی خواتین آفیسرز ضلع میں آتی ہیں وہ واپس اپنی ٹرانسفر کروالیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اس ساڑھے 33 کنال زمین پر DO سوشل ویلفیئر کے دفاتر بھی تعمیر کر دیئے جائیں تاکہ تمام سیکرٹریٹ ایک جگہ اکٹھا ہو جائے۔Livestock کے شعبے کو ترقی دینے اور گوشت اور دودھ کی ترسیل کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ کسانوں کو آسان شرائط پر قرضے بھی دیئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ ان کو مردوں کی طرح لیز پر زمین بھی دی جائے۔ منشیات کی وباء جس طرح پورے ملک میں پھیلتی جاتی ہے۔ ضلع وہاڑی بھی اس کی زد میں ہے۔یہاں منشیات کے مریضوں کی بحالی کے لئے ایک سنٹر موجود تھا جسے D.H.Q والوں نے سٹور بنالیا ہے تو میری خواہش ہے کہ وہاں پر ایک مریضوں کی بحالی کا نہ صرف ادارہ قائم کیا جائے بلکہ وہاں پر سٹاف بھی تعینات کیا جائے اور ماہر نفسیات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ میں آخر میں اتنا کہنا چاہوں گی کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو صوبے کی ترقی اور لوگوں کو ریلیف دینے کے لئے اقدامات کئے ہیں اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں جیسے ''گرین ٹریکٹر سکیم'' اور ''فوڈ سٹمپ پروگرام''اور ''سستی روٹی''کی فراہمی ہے،54 کروڑ کی لاگت سے گردوں کے علاج کے لئے Dialysis Centre اور مشینوں کی فراہمی ہے اور اس کے علاوہ144 سکولوں کو Centre of excellence بنایا گیا ہے جنہیں دانش سکول سسٹم کا نام دیا گیا اور وہاں پر وہ طلباء تعلیم حاصل کریں گے جن کے والدین زکوٰۃ سے پیسے لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بڑے ہسپتالوں میں جو انہوں نے parking stands وغیرہ کو فری کر دیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔ جہاں پر پارکنگ کو فری کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یقیناً اس سے نہ صرف عوام کا معیار زندگی بلند ہو گا بلکہ انشااللہ ہمارا صوبہ بھی ترقی کرے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب احمد خان بلوچ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب راحت اجمل خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد سعید مغل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، مہر محمد فیاض!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب طاہر نوید چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رائے محمد اسلم کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان کھرل: جناب سپیکر! موجود تو ہوں لیکن آج کی فہرست کا آخری مقرر تھا اور بجٹ09-2008 میں بھی آخری ہونے کی وجہ سے رہ گیا تو میری گزارش ہے کہ پرسوں کے لئے پہلا نمبر ہی دے دیں۔اس دفعہ بھی پری بجٹ کی بحث کے لئے پیچھے ہی نہ رہ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔جی،اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان جناب سپیکر! میری ایک تجویز یہ ہے کہ لاہور کے سیوریج سسٹم کو مزید بدحالی سے بچانے کے لئے بھینسوں کا انخلا شہر سے بہت ضروری ہے اور وہ میں نے پتا کروایا تو اس میں ایک complete تجویز رہ گئی تھی جو کہ میں یہ suggest کرنا چاہ رہا تھا کہ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ نے لاہور کے اندر، بھینسوں کے انخلا کے لئے ایک message campaign شروع کی تھی لیکن اس میں ہمیں خاطر خواہ فوائد نہیں ہوئے، فوائد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ شہروں کے اندر رہ رہے ہیں ان کے پاس شہروں کے باہر کوئی جگہ موجود نہیں ہے۔ لہذا میری یہ تجویز ہے کہ چار کالونیز گوالہ کالونی لاہور میں دریاراوی کی side پر فوری طور پر گورنمنٹ اپنے اخراجات پر ان کو جگہ دے تاکہ انہیں encourage کیا جائے کہ وہ لاہور کو چھوڑ کر، پوش ایریا کو چھوڑ کر وہاں جا کر خود اپنے shelters بنا کر اپنی بھینسوں کو رکھ لیں اور جو کوشش کی گئی تھی اس میں وہ لوگ ایک دفعہ تو باہر لے کر گئے ہیں لیکن یہ trend سامنے آیا ہے کہ وہ دوبارہ سے آکر شہروں میں داخل ہو گئے ہیں اور وہاں پر شہروں کے اندر بند چار دیواریوں کے اندر رکھتے ہیں اور ان کے فاضل مادہ کو جو S.W.M نے سٹاک کے انتظامات کئے ہوتے ہیں وہاں تک نہیں پہنچاتے بلکہ گٹروں میں ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے گٹر بند ہو رہے ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ لاہور کے لئے ان کالونیوں میں کام شروع کیا جائے۔آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، میاں محمد اسلم صاحب!

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا شکریہ ادا نہ کریں، ان کا کریں جو موجود نہیں ہیں۔

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کی مہربانی ہے کہ وہ چلے گئے ہیں۔ میں سب سے پہلے پنجاب حکومت کے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک نئی روایت ڈالی ہے کہ پری بجٹ 10-2009 کے لئے بحث اور تجاویز کا آغاز کیا ہے۔ میرا

تعلق ساؤتھ پنجاب ضلع رحیم یار خان تحصیل خانپور سے ہے۔ جس ضلع کو پانچ سال قبل پہلے وزیر ستان کہا جاتا تھا جہاں سے آٹھ وزیر بنے تھے اور چار کے قریب میری تحصیل خانپور سے تھے لیکن انہوں نے پانچ سال میں کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ ان کو اچھے لفظوں سے یاد کیا جاتا تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس موقع پر میں اس اسمبلی کے forum سے جناب یوسف رضا گیلانی صاحب وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری استدعا پر اسی پہلے سال میں ایک بینظیر بھٹو شہید کیڈٹ کالج خانپور کے نام کی منظوری دی اور 50 کروڑ کی گرانٹ کا اعلان کیا اور جس میں سے 10 کروڑ کی گرانٹ پنجاب حکومت کو 10۔ جنوری تک release کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ اسی موقع پر میں میاں محمد شہباز شریف کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کا دورہ کیا اور وہاں کھلی کچہری میں فلائی اوور پل تحصیل خانپور کو دینے کی منظوری دی۔ اس کے علاوہ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے 250 ایکڑ اراضی کیڈٹ کالج کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے مفت دینے کا اعلان کیا اور اس کی منظوری دی اس کے لئے بھی میں ان کا شکر گزار ہوں۔ میں صرف اپنے ضلع رحیم یار خان کے مسائل یہاں discuss کرنا چاہتا ہوں اور تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ضلع ہے اس میں چولستان بھی موجود ہے، اس ضلع میں میٹھے پانی کی کمی ہے، میٹھا پانی موجود نہیں بلکہ کڑوا پانی ہے اور زہر آلود پانی ہے جو لوگوں کی زندگی کے لئے مضر صحت ہے۔ اس کے لئے میں استدعا کروں گا کہ سب سے پہلے عوام کی صحت کے پیش نظر وہاں واٹر فلٹر پلانٹ اور میٹھے پانی کا بندوبست کیا جائے اور خصوصی طور پر بجٹ میں اس کو شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ خانپور چاچڑاں شریف دریا کے پل سے کوٹ مٹھن شریف اور راجن پور دو اضلاع کو ملانے کے لئے کافی عرصے سے نشتر گھاٹ پل کی تجویز زیر غور ہے آج تک اس کے estimate بنتے رہے ہیں لیکن موقع پر کسی حکومت نے اس پر عمل نہیں کیا اس لئے میں استدعا کروں گا کہ وہ پل علاقے کی فلاح بہبود کے لئے، معاشی ترقی کے لئے انتہائی ضروری ہے تاکہ غریب لوگوں کے لئے جو آٹھ دس گھنٹے کی مسافت ہے وہ دو گھنٹے میں طے ہو جائے اور ڈیرہ غازیخان اور ضلع رحیم یار خان اور بہاولپور ڈویژن کی مسافت کم ہو جائے اور لوگوں کو معاشی ترقی کے مواقع ملیں۔ اس کے علاوہ میں اپنے خانپور شہر کے مسائل کی طرف آتا ہوں کہ تحصیل ہیڈکوارٹر خانپور میں گردوں کی بیماری کے علاج کے لئے کوئی dialysis وغیرہ کی سہولت موجود نہیں ہے اس لئے بھی میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہاں ہمیں ترجیحی طور پر بجٹ فراہم کریں۔ اس کے علاوہ تحصیل

ہیڈکوارٹر ہسپتال میں کوئی بھی دل کا وارڈ نہیں ہے اور دل کے وارڈ بنانے کے لئے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو upgrade کیا جائے اور وہاں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں دل کا وارڈ سپیشل طور پر بنوایا جائے۔اس کے علاوہ 1122 کی ہنگامی سروس تحصیل خانپور میں موجود نہیں ہے تو پورے پنجاب میں میری استدعا ہے کہ ہر تحصیل level پر اس ایمرجنسی سروس کو شروع کیا جائے اور اس کو بجٹ میں رکھا جائے۔اس کے علاوہ تحصیل خانپور پاکستان بننے سے پہلے ضلع تھا اور اس میں کثیر آبادی کے پیش نظر وہاں 1947 میں پاکستان بننے سے پہلے جو سکول تھے وہ آج تک ویسے ہی ہائی سکول ہیں جن کو upgrade نہیں کیا گیا۔لہذا میری استدعا ہے کہ اس بجٹ میں ان ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولز کا درجہ دیا جائے اور اسی بجٹ میں ان کو ڈگری کلجز کا درجہ دیا جائے اور ان کی تعمیر کے لئے رقم بھی مختص کی جائے۔ اس کے علاوہ میری استدعا ہے کہ مہنگائی، کرپشن اور بے روزگاری ختم کرنے کے لئے بھی اس بجٹ میں احسن طریقے سے اقدامات کئے جائیں اور لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان فراہم کیا جائے۔مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔رانا منور غوث صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے آج باری دے دی۔اگر shortage نہ ہوتی تو پھر آج بھی ہماری باری نہ آتی۔میں سب سے پہلے تو حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ کا انتہائی مشکور ہوں اور انھیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس pre-budget کی روایت ڈالی جو پچھلے ادوار میں نہیں تھی۔مشکور اس لئے ہوں کہ بجٹ سے پہلے تمام ممبران کو سننے اور تجاویز لینے کا موقع ملے اور ہمارے ممبران کو بعد کے پچھتاوے کا موقع نہ ملے۔ایک اچھے ملک اور اچھی قوم کے بننے کے لئے بہت سی تجاویز ہمارے مختلف ممبران نے دیں ہیں۔میں کہتا ہوں کہ جب تک کسی بھی محکمے کو، کسی بھی ایریا کو، کسی بھی employee کو، اگر آپ ملک میں employment دیتے ہیں یا کوئی انسٹیٹیوٹ کھولتے ہیں تو اس کا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تک ان پر check and balance نہیں ہے۔لہذا ہمارے لئے یہ انتہائی ضروری ہے۔ہمارے نیشنل ہائی وے نے جو موٹروے کا سسٹم شروع کیا ہوا ہے سیکرٹری خزانہ بیٹھے ہیں میں اس سلسلے میں وزیر خزانہ کی موجودگی میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ ایک میٹنگ بلائیں جس میں نیشنل ہائی وے، لوکل پنجاب پراونشل ہائی وے اور کچھ ہمارے ممبران بھی ہوں جس میں یہ طے کیا جائے کہ

موٹر وے کا روٹ تو اپنی جگہ بن گیا لیکن چھوٹے شہر جن میں جی ٹی روڈز نکلتی ہیں، جن میں بہت پرانی روڈز نکلتی ہیں۔ مثال کے طور پر لاہور سے راولپنڈی والی روڈ لے لیتے ہیں۔جیسے ابھی رانا صاحب کہہ رہے تھے میں بھی یہی کہوں گا کہ ہر قصبے سے اسے through کریں اور throughout fences لگائیں تاکہ راستے میں کوئی خطرناک ٹریفک نہ ہو۔میں پچھلے دنوں وزیر خزانہ صاحب سے یہ بات کر رہا تھا کہ اگر شہر کے درمیان دو قصبے ہیں تو ان کا centre لے کر دونوں قصبوں کے لئے ایک flyover دے دیا جائے اور شہر کو throughout کر دیا جائے تاکہ شہر کی ٹریفک راولپنڈی اور پشاور کی ٹریفک کو disturb نہ کرے اور موٹر وے یا جی ٹی روڈ کا بوجھ کم ہو اس طرح دونوں روڈز کی آمدنی بھی زیادہ بڑھے گی۔لہذا میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ راولپنڈی، پشاور اور رحیم یار خان تک جو پرانے روڈز ہیں ان کے ساتھ ایسی منصوبہ بندی کی جائے تاکہ جو آئے روز حادثات ہوتے ہیں وہ ختم ہوں اور ہماری مشکلات بھی ختم ہوں اور آئے دن جو ہم موٹر وے کے نئے روٹس نکالتے ہیں وہ نکالنے کی بجائے انہی روٹس کو maintain کر لیں، انہیں rehabilitate کر لیں اور ان میں کچھ renovation کر لیں تاکہ موٹر وے کا پیسا بھی بچ جائے اور روڈز بھی زیادہ نکلیں۔

جناب سپیکر! یہ تو مواصلات کا سسٹم تھا۔اب میں ایگریکلچر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔جب تک ہمارے ایگریکلچر ونگ میں ریسرچ انسٹیٹیوٹس مضبوط نہیں ہوتے انھیں زیادہ بجٹ نہیں دیتے، انہیں زیادہ relief نہیں دیتے with check and balance اس وقت تک ہمارا ایگریکلچر سیکٹر improve نہیں ہو سکتا۔اگر پچھلے دور میں آپ نے کبھی میری تقریر سنی ہو تو آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اس وزیر اعلیٰ سے یہ کہا تھا کہ ہمارے جو ایگریکلچر گریجویٹ ہیں، خوش قسمتی سے ہم ابھی بھی دو ایگریکلچر گریجویٹ بیٹھے ہیں۔ہمارے ایگریکلچر گریجویٹس کو services کے مسائل ہیں باقی جو simple B.A or M.A ہیں انھیں بھی services کے problems ہیں۔ہمارے پاس بے شمار state land پڑی ہے۔میں نے یہ تجویز دی تھی کہ آپ وہ state land acquire کر کے جو آرمی کو بارہ / بارہ ایکڑ دیتے ہیں وہ ہمارے fresh graduates کو for seed purposes دیں۔وہ seed produce کریں اور آپ اسے دوبارہ left back مارکیٹ میں دیں تاکہ ہمارا seed system properly چل سکے اور ہمیں اچھی فصلیں مل سکیں۔جب اچھی فصلیں ملیں گی تو پھر ہمارا ایگریکلچر سیکٹر بھی زیادہ بہتر طریقے سے چل سکے گا۔

جناب سپیکر!میں وزیر خزانہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ خدا را! جو brackish water کا ایریا ہے وہاں نہری پانی زیادہ دیں اور جو sweet water area ہے وہاں بجلی پر سبسڈی دیں تاکہ زمیندار اچھی output لے سکے-آئے دن ہمارے پانی کا مسئلہ ہوتا ہے اور یہ آگے بڑھنا ہے اور یہ اس وقت تک صحیح سسٹم نہیں چل سکتا جب تک آپ sweet and brackish water کو balance نہیں کرتے اور balance تبھی ہو گا جب آپ بجلی پر سبسڈی دیں یا پھر سولر انرجی سسٹم کو improve کریں تاکہ ہمارا ایگریکلچر سیکٹر صحیح چل سکے-

جناب ڈپٹی سپیکر: جاوید صاحب!اتنی باتیں ہو گئی ہیں لیکن آپ کی دوسری بات ختم نہیں ہوئی-

جناب جاوید حسن گجر: جناب!دیکھیں ہوتا کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب دوسری سے تیسری بات پر آ جائیں-

جناب جاوید حسن گجر: اچھا یہ بات ہے-اب میں ایجوکیشن سسٹم پر بات کرتا ہوں میں اپنے حلقہ پی پی-294 رحیم یار خان میں آ جاتا ہوں-یہ ہمارا پسماندہ ایریا ہے وہاں ایجوکیشن کی بہت کمی ہے-لہذا میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ میرے ایریا کے لئے کم از کم دس بوائز اور گرلز ہائی سکول چاہیئں-چار گرلز اور بوائز انٹر کالجز چاہیئں-میرے علاقے کے لئے یہ بہت ضروری ہیں جب تک یہ نہیں ہو گا، جب تک وہاں کے غریب لوگ نہیں پڑھیں گے، اس وقت تک وہاں کی وڈیرہ شاہی سے نہیں نکل سکیں گے-میں آپ کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ یہ ان کی آنے والی نسلوں کے لئے میرے علاقے میں ایجوکیشن کے لئے بجٹ دیں تاکہ غریب کا بچہ بھی پڑھ سکے اور یہاں تک پہنچ سکے-میرے حلقہ پی پی-294 میں چار رورل ہیلتھ سنٹرز جو with all the components of health centre چاہیئں-میرا آخری point بہت اہم ہے کہ ایک مارکیٹنگ سسٹم ہوتا ہے کہ ہم نے ایک چیز کو لے کر اسے focus کر لیا اور اس کا ایک target بنا لیا-ہم جب تک اس target کو achieve نہیں کر لیتے اس کے بعد اسے آگے نہیں بڑھاتے-سیکرٹری خزانہ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب بھی بیٹھے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ آپ ایک دو یا تین مشکل ترین ڈیپارٹمنٹ کو focus کر لیں کہ ایک دو یا تین ماہ میں اس کی efficiency کو بڑھانا ہے جب اس کی efficiency بڑھ جائے تو پھر دوسرا ڈیپارٹمنٹ پکڑ لیں-اس کی efficiency تب ہی بڑھے گی کہ اس کے تمام افسران، ان کو دی جانے والی سہولتیں اور جتنا بجٹ دیتے ہیں اسے check کر کے اسے target کر کے آگے بڑھیں-اس طرح انشاء اللہ آپ کے تمام مسائل حل ہوں گے-خدا حافظ-

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،رانامنور غوث خان صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر!میں pre-budget تقریر میں جو تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں ان میں سب سے پہلے میں فروغ تعلیم کے لئے عرض کروں گا کہ اس وقت مختلف اضلاع میں ٹیچرز، ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے اشتہار آ چکے ہیں اور ایجوکیٹرز بھرتی کئے جا رہے ہیں لیکن ہمارے دیہاتی علاقوں میں ٹیچرز کی بہت زیادہ کمی پائی جاتی ہے خاص طور پر سائنس ٹیچرز کی بہت زیادہ کمی ہے اور دیہات میں زیادہ پڑھے لکھے ٹیچرز available نہیں ہوتے۔اس سے پہلے بھی اسمبلی میں محکمہ تعلیم کے حوالے سے بہت ساری بحث ہو چکی ہے۔ میں آج بھی وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ دیہاتی علاقوں میں ٹیچرز کی تعداد کو بڑھائیں تاکہ تعلیم عام ہو سکے، غریب لوگ پڑھ سکیں اور پاکستانی معاشرے کی تقدیر بدل سکے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ نہری پانی کی shortage کو کنٹرول کرنے کے لئے میرے بھائی جاوید صاحب نے تجویز دی ہے کہ جو brackish and saline area ہے وہاں کا پانی بڑھایا جائے اور جہاں پر میٹھا پانی available ہے انھیں بجلی پر subsidy دی جائے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی۔36 سلاں والی ضلع سرگودھا بھی اس کا شکار ہے، میری تحصیل سلاں والی میں مکمل طور پر brackish water ہے۔ وہاں پر saline area ہے اس علاقے کو بھی اس سہولت سے فیض یاب کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب میں اس وقت Rural Water Supply Schemes بند پڑی ہیں۔اسی حوالے سے میں نے آپ سے اپنی تحریک التوائے کار کو out of turn لینے کی گزارش کی ہے جس پر آپ نے پرسوں کے لئے مہربانی فرمائی ہے۔ Rural Water Supply Scheme کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہے کیونکہ ان کو User Committees کے حوالے کر دیا گیا ہے اور User Committee جو ہیں وہ politicize ہو چکی ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس سال جب بجٹ بنایا جائے تو محکمہ پبلک ہیلتھ میں Maintenance and Operation Wing کا ایک الگ شعبہ قائم کیا جائے تاکہ ان تمام رورل واٹر سپلائی سکیموں کو یہ Maintenance and Operation Wing دیکھے۔ان کا ضلع کی سطح پر الگ سے XEN ہو اور تحصیل کی سطح پر S.D.O مقرر کیا جائے۔ان کے ساتھ اپنا technical and operation

staffہو جو وہاں پر billsکی collectionکرے،ان واٹر سپلائی سکیموں کی maintenanceکرے اوران کو اچھے طریقے سے چلائے تاکہ لوگوں کو اس سے ایک سہولت میسر آ سکے۔

جناب سپیکر!Food Stamp Scheme شروع کی گئی ہے اس کے لئے میں میاں شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔اسی طرح پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو سکیم شروع کی جس سے بہت سے غریب خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔میرے خیال میں پانچ ہزارformsہر صوبائی حلقے میں دیئے گئے ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ جو صوبائی فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا ہے ان کے فارموں کی تعداد بڑھائی جائے،پانچ ہزار formsکم ہیں اس کو سات ہزار یا دس ہزار کیا جائے۔

جناب والا!اس کے ساتھ ساتھ Punjab Mines and Mineral Development Departmentکو activeکیا جائے کیونکہ پچھلے ساڑھے آٹھ سال کے عرصے میں ڈکٹیٹر کی حکومت کے دوران اس محکمہ پر ایسے لوگوں کا قبضہ رہا ہے کہ جنھوں نے قواعد و ضوابط کی دھجیاں اڑائی ہیں۔اس محکمہ کے سیکرٹری اور ڈی جی جتنی کرپشن کر سکتے تھے انھوں نے کی ہے۔18۔فروری کے الیکشن کے بعد سرگودھا میں معدنیات کا ایک نیلام عام ہوا۔اس وقت کے سیکرٹری اور ڈی جی نے اپنی ذاتیpropertyسمجھ کر لوگوں کو اونے پونے داموں پر پہاڑیاں اور minesدیئے ہیں۔میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس Mines and Mineral Development Departmentکی کارکردگی کو بہتر بنائیں۔اس سے انشاءاللہ پنجاب میں بہتر resultآ سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ revenue generateکیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں گورنمنٹ کا investmentکم ہے اور revenue زیادہ generateکیا جا سکتا ہے لہذا اس جانب خاص طور پر توجہ دی جائے۔اس کے علاوہ محکمہ لائیو سٹاک کی activitiesبالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔پورے پنجاب میں جتنے بھی لائیو سٹاک کے ہسپتال،سنٹرز یا لائیو سٹاک آفیسر ہیں وہ صرف اپنے ہسپتال یا سنٹرز تک ہی محدود رہتے ہیں۔اگر عوام کو ان کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ان سے inseminationاور جانوروں کے check upکے لئے special feeطلب کرتے ہیں۔آپ اس محکمہ کی کارکردگی کو بہتر بنائیں،ان کو زیادہ سہولتیں دیں۔اگر لائیو سٹاک بہتر ہو گی،ہمارے جانور بہتر ہوں گے تو ہمارے دودھ کی پیداوار بڑھے گی۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دیہاتی سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جانا بے حد ضروری ہے۔ کئی سکولوں میں چار دیواری نہیں ہے، وہاں لیٹرین کا انتظام بھی نہیں ہے، کئی جگہوں پر سکولوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں،ان کی مرمت نہیں ہو سکی اور کئی سکولوں میں بجلی میسر نہیں ہے۔ پچھلی حکومت نے سکولوں میں missing facilities کو پورا کرنے کا ایک منصوبہ بنایا ہوا تھا اور اس حوالے سے سکولوں کو سالانہ بنیادوں پر missing facilities funds دیئے جاتے تھے۔ مہربانی فرما کر سکولوں کی missing facilities کے لئے funds دیئے جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 10۔فروری2009 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

663

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،10۔فروری 2009

تلاوت پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

Motion Under Rule 87 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

Makhdoom Syed Ahmad Mehmood: to move "that the Assembly do now adjourn."

(Copy of Adjournment Motion No 40/09 is at Annexure-I)

حصہ دوم

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE PUNJAB CONSUMER PROTECTION (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 5 of 2009)

Sheikh Ala-ud-Din: to move that leave be granted to introduce the Punjab Consumer Protection(Amendment) Bill, 2009.

Sheikh Ala-ud-Din: to introduce the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill, 2009.

664

حصہ سوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 3۔فروری2009 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

محترمہ آمنہ اُلفت: یہ ایوان، صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں بڑھتے ہوئے کرایوں کے پیش نظر Rent allowance کی شرح میں اپنے وسائل کے مطابق اضافہ کیا جائے۔

(موجودہ قراردادیں)

1. **Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:**
Ch Zahir ud Din Khan:
Ch. Aamir Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Ch. Moonis Elahi:
Dr Samia Amjad:
Ch. Abdullah Yousaf:
Ch. Muhammad Arshad:
Mr. Tahir Iqbal Ch.
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurrum Nawab:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:
Mrs Ayehsa Javed:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mian Shafi Muhammad:
Ch. Muhammad Ejaz Shafi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Engineer Shahzad Elahi:
Ms. Joyce Rufin Julius:

This House resolves that in addition to Commercial/ Conventional banking, the Government of the Punjab may take immediate steps to develop and promote Islamic modes of banking in line with the policies, instructions and criteria as laid down by the State Bank of Pakistan for promotion of Islamic Banking in the Province of the Punjab.

665

2. جناب جوئیل عامر سہوترا: رانا آصف محمود: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت اس امر کو یقینی بنائے کہ "سرکاری اداروں میں بھرتی کے وقت مخصوص مذہبی تعلیم کے حامل اقلیتی امیدواروں کو بھی حافظ قرآن کی طرح 20 نمبر اضافی دیئے جائیں۔"

3. سید حسن مرتضیٰ: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: یہ ایوان، حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کے خلاف ٹاسک فورس قائم کی جائے جیسا کہ پنجاب گورنمنٹ نے محکمہ صحت میں جعلی ادویات کی فروخت کے خلاف اور محکمہ زراعت میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کے خلاف قائم کر رکھی ہیں۔

4. محترمہ زوبیہ رباب ملک: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جہیز فنڈ کی رقم 5ہزار روپے سے بڑھا کر 25ہزار روپے کر دی جائے۔

5. ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی خدمات جو وہ صوبہ کی خوشحالی و ترقی "خاص طور پر لاہور میں تعمیر و ترقی "سڑکیں، پل اور اوور ہیڈ برج بنانے کے اقدامات پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بڑے شہروں میں 60 فیصد تک ٹریفک کے مسائل حل اور جان لیوا حادثات میں کمی لانے کی غرض، عوام الناس کو سڑک کراس کرنے کے لئے زیبرا کراسنگ سے گزرنے یا اوور ہیڈ برج استعمال کرنے کی ترویج کے لئے خصوصی اقدامات کرے۔

حصہ چہارم

(عام بحث)

1. محترمہ نسیم لودھی: میں قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 243 کے تحت یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے ایوان نے مورخہ 15۔دسمبر 1988 کو متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے ایک رہائشی کالونی بنا کر دی جائے، جس پر آج تک عمل درآمد نہ ہو سکا۔ مذکورہ قرارداد پر عمل درآمد نہ ہونے کے محرکات کو زیر بحث لایا جائے تاکہ مہنگائی کے اس کمر توڑ دور میں ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔ جبکہ صحافی برادری کو حکومت نے حال ہی میں ایک رہائشی کالونی کے لئے زمین بھی مہیا کر دی ہے۔ لہذا اس صورتحال پر عام بحث کی جائے۔

2. محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بھر کے تمام تھیٹروں، بشمول لاہور شہر، میں بے حیائی، فحاشی اور بے ہودہ ڈانس کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کو زیر بحث لایا جائے۔

667

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

منگل،10۔فروری2009

(یوم الثلاثہ،14۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بج کر 12 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَٱلَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُواْ لَمْ يُسْرِفُواْ وَلَمْ يَقْتُرُواْ وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا o وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا o يُضَـٰعَفْ لَهُ ٱلْعَذَابُ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِۦ مُهَانًا o إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَـٰلِحًا فَأُو۟لَـٰٓئِكَ يُبَدِّلُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَـٰتٍ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا o

سُوْرَۃُ الفُرقان آیات 115 تا 118

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا خرچ کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ ان کا طریقہ میانہ روی ہوتا ہے۔اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کی پوجا نہیں کرتے اور نہ کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جن کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔ایسے شخص کے لئے قیامت کے دن دگنا عذاب کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ہاں مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیا تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں اور ان کی خطاؤں اور ان کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا۔اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ وماعلینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رووٴف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لگیاں نیں موجاں ہن لائی رکھیں سوہنیا
چنگے ہاں یا مندے ہاں نبھائی رکھیں سوہنیا
کسے نوں میں اپنا دکھڑا سنایا نہیں
تیرے باجوں کسے مینوں سینے نال لایا نہیں
سینے نال لایا ای تے لائی رکھیں سوہنیا
چنگے ہاں یا مندے ہاں نبھائی رکھیں سوہنیا
آقا دے غلاماں دا میں ادنیٰ غلام آں
لوکی کہندے خاص میں تے عاماں تو وی عام آں
پردہ جے پایا ای تے پائی رکھیں سوہنیا
چنگے ہاں یا مندے ہاں نبھائی رکھیں سوہنیا
ضیاء اوہدی آل دا بنیا غلام میں
اوہدے نالوں ودھ ہور لینا کی انعام میں
بنیا غلام تے بنائی رکھیں سوہنیا
چنگے ہاں یا مندے ہاں نبھائی رکھیں سوہنیا

تعزیت

سابق رکن اسمبلی نواب زادہ سرفراز حسین خان کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارے اس معزز ایوان کے ایک سابق رکن نواب زادہ سرفراز حسین خان اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے کے مطابق محکمہ زراعت سے متعلقہ سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔آج "ایکسپریس "اخبار میں ہمارے ایک فاضل ممبر اسمبلی کے بارے میں خبر چھپی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کے سابق مشیر مخدوم علی اکبر محمود نے اخبار میں ایک اپیل کی ہے۔انھوں نے چیف جسٹس آف پاکستان اور چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سے حصول انصاف کے لئے اپیل کی ہے۔انھوں نے پنجاب اسمبلی کے رکن اور سابق نواز حکومت کے وزیر مخدوم سید احمد محمود پر الزام لگایا ہے کہ انھوں نے اپنے بہن بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں کی اربوں روپے کی سینکڑوں ایکڑ زرعی اراضی،آم کے باغات، شہری جائیداد، جیولری اور دوسری املاک جعل سازی سے ہتھیائی ہے۔اخبار میں آگے لکھا ہے کہ آئین کی دفعہ 62/63 کے تحت انھیں نااہل قرار دیا جائے۔انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ hand writing expertاس بات کی تصدیق کر چکے ہیں کہ مخدوم احمد محمود کے والد صاحب کے دستخط صحیح نہیں ہیں۔اس کے علاوہ انھوں نے عزیز و اقارب اور افراد کے جعلی دستخط کر کے املاک کے حصول کے لئے دستاویز تیار کی ہیں۔مخدوم علی اکبر نے کہا ہے کہ مخدوم سید احمد محمود نے ہمیں ہمارے قانونی اور جائز حق سے محروم کر دیا ہے اور قومی خزانے کو بھاری نقصان پہنچایا ہے۔انھوں نے کہا ہے کہ مخدوم احمد محمود انتہائی بااثر سیاست دان ہیں اس وجہ سے شکایات کا ازالہ آج تک نہیں ہو سکا۔

مخدوم سید احمد محمود:جناب سپیکر!میں.point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

مخدوم سید احمد محمود:جناب سپیکر!مجھے اندازہ تھا کہ یہ اس طرح کی کوئی نہ کوئی چیز میرے اوپر لے کر آئیں گے۔اخبار میں خود ہی انھوں نے یہ بیان لگوایا اور پھر پڑھ کر سنایا ہے۔میں مخدوم زادہ حسن محمود کا بیٹا ہوں اور مخدوم الملک غلام میراں شاہ کا پوتا ہوں۔میری رگوں میں امام حسین کا خون دوڑتا ہے۔میری reputationکے بارے میں معلوم کرنا ہے تو میرے حلقے سے معلوم کریں۔میں 1998 میں منسٹر ایکسائز تھا آج بھی محکمہ ایکسائز جتنی عزت مخدوم احمد محمود کی کرتا ہے موجودہ منسٹر ایکسائز کی نہیں کرتا۔آج بھی وفاقی وزارت لوکل گورنمنٹ احمد محمود کے گیت گاتی ہے۔آج بھی میرے حلقے کے عوام

مجھے اس لئے ووٹ دیتے ہیں کہ میرا کردار ان کے سامنے ہے۔آج ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ کیا یہ اسمبلی لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے بنی ہے، چادر اور چار دیواری کی حرمت کی حفاظت کے لئے بنی ہے یا لوگوں کی زمینوں پر قبضے کرنے کے لئے بنی ہے؟ اگر اس اسمبلی میں ایسی leadership produce ہونی ہے جو Christians کی زمین پر نظر رکھے اور اس کو اپنے نام پر لگوائے اور پھر profit لے کر بیچ دے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ مخدوم صاحب کو بات کرنے دیں وہ personal explanation پر ہیں۔ان کی بات سنیں۔آپ نے جو بات کی ہے اس کا جواب ان کو دینے دیں، یہ ان کا حق ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! رولز کو follow کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ اپنی بات کریں، اپنے بارے میں وضاحت کریں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔آپ تشریف رکھیں۔ان کو بات کرنے دیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا اس لئے احترام کرتا ہوں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ میرے والد صاحب بھی یہاں بیٹھا کرتے تھے اور پھر میں نے تو ان کو بڑی خاموشی سے سنا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ نامناسب ہے۔ بڑی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔کیا ان کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنی بات کا جواب دے سکیں اور اپنے بارے میں وضاحت کر سکیں، اگر آپ ان پر کوئی الزام لگاتے ہیں تو کیا وہ اس کا جواب نہ دیں؟

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میری بات دو منٹ میں ختم ہو جائے گی۔ گزارش یہ ہے کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ اس طرح کی کوئی نہ کوئی حرکت کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ہاں! ان کو پتا تھا کیونکہ انھوں نے فراڈ جو کیا ہوا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں یہاں پر واشگاف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے اوپر لگائے ہوئے تمام الزامات کو یہاں کھڑے ہو کر defend کروں گا۔آج چودھری مونس الہیٰ صاحب جن پر میں نے الزام لگایا وہ کہاں ہے، وہ پاکستان سے کیوں بھاگ گئے ہیں، وہ یہاں اپنے آپ کو defend کرنے کے لئے کیوں نہیں آئے؟ اگر وہ سچا ہے، اگر وہ اس معاملے میں بے قصور ہے تو اسے چاہئے تھا کہ یہاں پر وہ اپنے آپ کو خود defend کرتا۔ان معزز خواتین کے ذریعے اپنے آپ کو کیوں

defend کرواتا ہے؟اگر اس اسمبلی میں اسی طرح کی leadership نے پیدا ہونا ہے تو پھر ہماری معذرت ہے، ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ ہم ایسی leadership کے ہوتے ہوئے اس اسمبلی میں رہیں۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب!آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ معاملہ کہیں کورٹ میں تو نہیں ہے؟ Is it pending adjudication?

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا!یہ معاملہ اس وقت House کی property ہے۔آج اس پر question hour کے بعد دو گھنٹے بحث ہونی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔جو آپ کے متعلقہ بات ہے اس کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔

مخدوم سید احمد محمود: نہیں، میرا کوئی معاملہ کورٹ میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔(قطع کلامیاں)

اب آپ مہربانی فرمائیں آپ نے کافی ٹائم لے لیا ہے۔دیکھیں، اتنے ضروری سوالات ہیں مجھے ان کی طرف جانے دیں۔آپ مہربانی فرمائیں۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب والا!میں نے بھی آج صبح اخبارات میں خبر پڑھی ہے۔اس خبر میں یہ بات آئی ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کا ایک سینئر PCO جج جس کو یہ اپیل کر رہے ہیں وہ دبئی میں شراب کی محفلوں میں ناچتا رہا ہے۔یہ جس PCO judge اور جس چیف جسٹس۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!تشریف رکھیں، میری بات سنیں۔

پیر محمد اشرف رسول: خدا کے لئے پہلے میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ پہلے میری بات سنیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جن PCO judges کو یہ اپیل کرتے ہیں یہ کون کون سی محفلوں میں جاتے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔ اب آپ کی بات ہو گئی ہے۔ Thank you very much.۔میں اب گزارش کرتا ہوں کہ میری بات سنیں(شور وغل)

Order please. I say order please. I say order please. I request you.

جناب خالد جاوید اصغر گھرال:جناب والا!یہ جو میرے ہاتھ میں کاغذ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب!میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں۔۔۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال:جناب والا!میرے ہاتھ میں جو کاغذات ہیں میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اپنے ممبران کی ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: کس چیز کی کمیٹی؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب والا! میرے ہاتھ میں کچھ کاغذات ہیں ان کو دیکھنے کے لئے آپ اپنے ممبران کی ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: وہ بعد کی بات ہے۔ ہماری 80فیصد آبادی سے متعلقہ آج کے سوالات ہیں۔ یہ وقفہ سوالات ہے،آپ مہربانی فرمائیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ تمام دوستوں کے اتنے زیادہ معاملات ہیں جو اس میں discuss ہونے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

معزز اراکین اسمبلی کو ذاتیات کے حوالے سے بحث کرنے سے اجتناب کا مشورہ

جناب قاسم ضیاء:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب قاسم ضیاء: شکریہ۔جناب سپیکر!آج جب اجلاس شروع ہوا ہے تو ممبران نے ایک دوسرے پر جو باتیں کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ ایوان وجود میں آیا تھا treasury benches کی طرف سے بھی اور اپوزیشن کی طرف سے بھی مجھے یاد ہے کہ یہ بات کہی گئی تھی کہ رواداری کی سیاست کو فروغ دیا جائے گا۔ ذاتیات کی سیاست پر بات نہیں ہو گی۔ میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن کو بھی

اور مخدوم احمد محمود صاحب کو بھی یہ requestکروں گا کہ ذاتیات کی سیاست سے ہم اجتناب کریں،تاکہ Houseکا ماحول بہتر رہے۔ ہم جمہوریت کو آگے لے کر چلیں اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے سے شاید ان قوتوں کو پھر تقویت ملے گی جو اس ملک میں جمہوریت کو derailکرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ august House electہوا ہے اور ہم سب کو مل کر کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اس Houseکی بالادستی کے لئے کام کریں۔ ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے سے شاید پھر دنیا کے سامنے مذاق بنیں گے۔ پہلے ہی دنیا کہتی ہے کہ شاید سیاست دان آپس میں لڑتے ہیں اور اپنے گھر کو ہی نہیں سنبھال سکتے، شاید آگے لے کر نہیں چل سکتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میری ان دونوں صاحبان سے یہ گزارش ہے کہ ذاتیات کی سیاست سے اجتناب کریں۔ میں اس سلسلے میں مخدوم احمد محمود صاحب سے اکیلے میں بھی بات کروں گا اور اپوزیشن سے بھی بات کروں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ذاتیات سے بالاتر ہو کر ہمیں سیاست کرنی چاہئے۔issuesکے حوالے سے سیاست کریں کوئی شخص بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس صوبے میںcorruptionہو، کوئی شخص بھی یہ نہیں چاہتا کہ یہاں پر law and orderکی situationخراب ہو۔ کوئی شخص بھی یہ نہیں چاہتا کہ اگر کسی نے کوئی زیادتی کی ہے تو اس کو چھوڑا جائے لیکن ذاتیات سے بالاتر ہو کر ہمیں بات کرنی چاہئے ہمیںissuesاور اداروں کی بات کرنی چاہئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی بات کافی حد تک درست ہے۔ مخدوم احمد محمود!

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میں قاسم ضیاء صاحب کی بے انتہا عزت کرتا ہوں۔ ہم ایک ہی سکول میں پڑھے ہیں اور ویسے بھی ان کی ہاکی میں جوcontributionہے اس کی وجہ سے ہمارے دل میں ان کے لئے بڑی عزت ہے۔

جناب سپیکر: میں پھر آپ دونوں سے یہ اپیل کروں کہ۔۔۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! آپ پہلے میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! یہ مسئلہ ذاتیات کا نہیں ہے۔ ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ کیا اس اسمبلی میں ایسے لیڈر پیدا ہوں گے؟

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا اس کو روکنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: بڑی معذرت کے ساتھ۔۔۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! یہ ذاتیات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے کئی معزز اراکین بیک وقت اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب والا! میرے پاس اس سے متعلقہ کاغذات ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس بہت کچھ ہو گا۔ آپ اس بات کو چھوڑ دیں، آپ کی مہربانی۔ میں مخدوم صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں اور قاسم ضیاء صاحب سے بھی کہ چند منٹ کے لئے لابی میں آپ دونوں حضرات آپس میں بیٹھ کر کوئی بات کر لیں۔ اس کے بعد اللہ کرے گا کہ کوئی اچھا رزلٹ آ جائے گا۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمائیں!

ملک محمد عباس راں: جناب والا! میں یہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز حضرات search سے exempt ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا ہوتا ہے؟

ملک محمد عباس راں: search سے مستثنیٰ ہوتا ہے۔ یعنی تلاشی سے مستثنیٰ ہوتا ہے لیکن میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہم لوگ جب بھی offices میں جاتے ہیں تو ہماری گاڑیوں کی ڈگی کھولی جاتی ہے، بونٹ کھولا جاتا ہے اور اس کو اچھی طرح سے search کرنے کے بعد ہمیں اندر داخل ہونے دیا جاتا ہے۔ کیا ہم search سے مستثنیٰ ہیں یا ہماری تلاشی ہونی چاہئے؟ اس سلسلے میں مجھے آپ کی رولنگ چاہئے۔

جناب سپیکر: مجھے تو آپ سے معتبر کوئی چیز نہیں ہے۔ میرے لئے تو آپ ہر لحاظ سے بہت ہی قابل احترام ہیں۔ میں تو نہیں چاہتا کہ۔۔

ملک محمد عباس راں: جناب! جو رولز کہتے ہیں وہ آپ بتادیں۔ اسمبلی نے جو رولز بنائے ہیں ان کے مطابق ہم عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اسمبلی کے رولز کے علاوہ آپ کا استحقاق ہے اور آپ V.I.P میں شمار ہوتے ہیں اور اب اس سے زیادہ میں آپ کو کیا بتاؤں؟

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! تو پھر ان اداروں کو خصوصاً پولیس کے جو ادارے ہیں ان کو ایک لیٹر لکھ دیں کہ ایم پی اے کی اگر وہ شناخت کر لیتے ہیں یا اس کی identification کر لیتے ہیں تو اس کے بعد اس کی گاڑی کا بونٹ کھولنا یا ڈگی کھولنا یا اس کی گاڑی کے آگے پیچھے پھرنا ایک ایم پی اے کی تضحیک ہے۔ بہت مہربانی

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہتا ہوں اور اسی لئے میں نے دونوں حضرات سے بھی request کی ہے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! ادھر سے آپ ہر خاتون ممبر کو ٹائم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ محترمہ! میں نے سارے House سے گزارش اور اپیل کی ہے کہ آج انتہائی اہم سوالات ہیں۔ میں نے اب floor سید حسن مرتضیٰ صاحب کو دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ Order in the House۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہوں؟

سوالات (محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: میں نے آپ کا نام پکارا ہے۔ آپ کا سوال ہے اور یہ وقفہ سوالات ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 87۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: نہیں، جناب! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کا جواب پڑھنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔وزیر موصوف اس کا جواب پڑھیں۔

ضلع جھنگ میں جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*87: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ زراعت ضلع جھنگ میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کیا اقدامات کر رہا ہے؟

(ب) سال 07۔2006 سے آج تک ضلع جھنگ میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا اور کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت ضلع جھنگ میں شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پی پی) پیسٹ وارننگ ضلع کی سطح پر اور زراعت آفیسر (پی پی) تحصیل شورکوٹ اور چنیوٹ کی سطح پر بطور پیسٹی سائیڈ انسپکٹر تعینات ہیں جو کہ پیسٹی سائیڈ ڈیلرز اور کمپنیوں کے سٹورز سے سیمپل لے کر تجزیہ کے لئے پیسٹی سائیڈ لیبارٹری فیصل آباد بھیجتے ہیں وہاں سے غیر معیاری (unfit) یا ملاوٹ شدہ (substandard) پائے جانے کی صورت میں پیسٹی سائیڈ آرڈیننس 1971 A.P.O اور رولز 1973 ترمیم شدہ 1997 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے اور ملوث ہونے والے افراد کو قید یا جرمانہ کیا جاتا ہے۔

(ب) 07-2006 سے آج تک ضلع جھنگ میں کل 1406 پیسٹی سائیڈ ڈیلرز چیک کئے گئے اور 270 سمپل (نمونہ جات) لئے گئے جن میں سے 246 نمونہ جات کا رزلٹ موصول ہوا، ان میں 231 معیاری اور 15 غیر معیاری پائے گئے۔اس عرصہ میں ضلع میں جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گیارہ افراد کو گرفتار کیا گیا۔اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Pesticides dealers check کئے گئے، 900 samples لئے گئے جن میں 816 معیاری اور 84 غیر معیاری پائے گئے۔اس عرصہ میں

ضلع میں جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر 37افراد کو گرفتار کیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے میں نے تو کہا تھا کہ یہ پڑھیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس ہاؤس میں تفصیل نہیں پڑھی جاتی۔ ایوان کی میز پر تفصیل اس لئے رکھی جاتی ہے تاکہ آپ پڑھ لیں اور اس کے مطابق جواب پوچھ لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض سنیں ناں، میں ہی پڑھ دیتا ہوں۔ انہوں نے تفصیل میں لکھا ہے کہ 2006 میں 525 ڈیلر چیک کئے گئے، samples 142 لئے گئے اور رزلٹ بھی 142 کا ملا۔ 138 معیاری اور 4 غیر معیاری تھے۔ کیس رجسٹر بھی 4 ہوئے، اب آگے دیکھیں کہ ملاوٹ شدہ کے علاوہ 6 کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور یہ ملاوٹ شدہ کے علاوہ 6 کیا ہے؟ پھر پانچ آدمی گرفتار ہوئے، پولیس کے پاس کوئی کیس نہیں ہے، اگر پانچ آدمی گرفتار ہوئے ہیں تو وہ کس نے کئے ہیں؟ جب پولیس کے پاس کیس ہی کوئی نہیں ہے تو یہ پانچ آدمی سوئی گیس والوں نے پکڑے ہیں؟ اب آگے دیکھیں کہ عدالت کو دس چالان بھیجے گئے، زیر سماعت سات اور تین کیس بری ہوئے ہیں یعنی سزا کوئی بھی نہیں ہوا۔ 2007 میں بھی آپ اسی طرح دیکھ لیں کہ دس کیس زیر سماعت ہیں، سزا کسی کو نہیں ہوئی اور فیصلہ بھی کوئی نہیں ہوا۔ آگے ٹوٹل میں آپ دیکھیں تو 20 ٹوٹل ہیں، سترہ زیر سماعت ہیں یا تو کیس زیر سماعت ہیں یا بری ہوئی ہیں ان میں کوئی سزا، کوئی جرمانہ نہیں ہوا۔ وزیر صاحب وضاحت سے بتادیں کہ سزا یا جرمانہ کیوں نہیں ہوا؟ جب ایک چیز چیک کروالی گئی ہے، اس کا رزلٹ لیبارٹری سے آگیا ہے کہ وہ غیر معیاری ہے تو پھر انہیں بری کیوں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے لمبا سوال کر دیا۔ وزیر صاحب! شاہ صاحب آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ اگر پولیس کے پاس کیس نہیں ہے تو پھر جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں وہ کس نے کئے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔ پہلے کیس کی ایف آئی آر نمبر 42 تھانہ کوتوالی، یہ ملاوٹ شدہ کیس ہے۔ یہ چالان 06-03-20 کو بھیجا گیا ہے، زاہد حسین بخاری جج کے پاس زیر سماعت ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جز(ب) میں کہا ہے کہ گیارہ آدمیوں کو گرفتار کیا گیا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر ہے۔ یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان گیارہ آدمیوں کا کیا بنا ہے اور بقول شاہ صاحب کے سارے بری ہو چکے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کچھ مقدمات 2006 کے ہیں اور کچھ 2007 کے ہیں وہ ہمارے آنے سے پہلے کے ہیں۔ کچھ مقدمات 2008 میں درج ہوئے ہیں ان میں بندے گرفتار ہوئے ہیں۔ پہلے اسسٹنٹ کمشنر ہوتے تھے وہ گورنمنٹ آف پنجاب کے ماتحت تھے اور اب سول کورٹس ہیں۔ محکمے نے تو پرچے درج کئے اور چالان کئے اب آگے عدالت کا کام ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس پر وزیر اعلیٰ صاحب سے باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے جس میں فیصلہ کر کے چیف جسٹس سے کہہ کر ہر ضلع میں علیٰحدہ علیٰحدہ ایک جج تعینات کرایا جس کی شہرت اچھی ہے تاکہ ان کو برابر سزا ہو اور قانون میں جو بھی provision ہے اس میں سیکشن 21 میں سزا تین سال قید اور پانچ ہزار جرمانہ ہے۔ کورٹس میں جو کیس جاتے ہیں ان پر پوری توجہ دی جا رہی ہے۔ وہاں پر پراسیکیوٹر بھی مقرر ہو گئے ہیں میں شاہ صاحب کو پراسیکیوٹر کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔ پراسیکیوٹرز ان کیسوں کی پیروی کر رہے ہیں اور سزا عدالت نے کرنی ہوتی ہے۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کیانی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی اسمبلی کی کارروائی میں سب سے اہم element سننے کی صلاحیت ہوتی ہے تو یہاں پر میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ یہاں کے ساؤنڈ سسٹم میں مسئلہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ بھی facing great difficulty to comprehend the speeches of the honourable members. ابھی آپ نے دیکھا کہ فاضل منسٹر بھی بولنے کے لئے مائیک کے اوپر بار بار جھک رہے تھے۔

جناب سپیکر: مجھے تو آپ کی آواز خوب آ رہی ہے۔ پتا نہیں آپ کو آواز کیوں نہیں آتی؟

راجہ طارق کیانی: نہیں، جناب! یہ مسئلہ ہے۔ آپ یہ کریں کہ اگر ساؤنڈ سسٹم تبدیل نہیں ہونے جا رہا تو کم از کم لاء منسٹر کے مائیک پر تھوڑا سا خرچہ کر کے اس کو اگر چھ یا آٹھ انچ اونچا کر دیا جائے تو میں

سمجھتا ہوں کہ ہماری سننے کی capability بہت زیادہ بڑھ جائے گی اور اس پر خرچہ بھی بہت تھوڑا آئے گا۔

جناب سپیکر: جی،اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جھنگ میں ابھی ظفر اقبال صاحب کو نیا اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر تعینات کیا گیا ہے اور ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر ملک جاوید صاحب ہیں۔ یہ سپیشل پراسیکیوٹر مقرر کئے گئے ہیں تاکہ کیسوں کی پیروی کر کے عدالتوں سے ان کے فیصلے کروائے جائیں۔ پہلے پورے پنجاب میں صورتحال یہ تھی کہ جج صاحبان تین سو یا چار سو روپے جرمانہ کرتے تھے۔ابھی بہاولپور میں ایک عدالت نے انہیں تین لاکھ روپے جرمانہ کیا ہے اور پانچ سال قید کی سزا دی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ نے تو تین سال قید مقرر کی ہے،وہاں پانچ سال قید کیسے ہو گئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): نہیں،تین سال قید اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال ہے۔ادویات اتنی غیر معیاری ہیں کہ جب ان کا سپرے کیا جاتا ہے تو کیڑے مکوڑوں کی deforming ہو جاتی ہے، وہ اور زیادہ تیزی سے فصل کھاتے ہیں، موٹے ہوتے ہیں اور نقصان بھی زیادہ کرتے ہیں۔ وزیر صاحب بتادیں کہ وہ اس کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں اور جو بندے بری ہوئے ہیں اس عدالت کا نام بتادیں؟ چنیوٹ، جھنگ، شورکوٹ اور احمد پور سیال، چار تحصیلیں ہیں تو ان چار تحصیلیوں میں ایک ہی جج ہے جس کے پاس یہ کیس آتے ہیں۔یہاں صبح شاہ صاحب نے ججوں کی بات کی ہے تو میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ ہمیں ججوں سے کوئی نہیں کہ جج رنگ رلیاں منائیں، نہ منائیں وہ ان کا ذاتی فعل ہے لیکن اگر آپ غور سے دیکھیں تو اس اخبار میں ایک جملہ لکھا ہوا ہے،"وے گجر اوے۔" انہوں نے ایک قوم کو نشانہ بنایا ہے اور جاوید حسن گجر صاحب ہمارے ہاؤس کے ایم پی اے ہیں وہ آج اجلاس میں احتجاجاً تشریف بھی نہیں لائے۔ وہ باہر ایک پرائیویٹ چینل سے بات کر کے اپنا احتجاج ریکارڈ کروا رہے تھے کہ ان بے حیا اور واہیات گانوں سے ہمارا گجروں کا کیا تعلق ہے۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی چیز منسوب ہی کرنی ہے تو ایک گجر اور 100 "مَجھ" کر لو۔

جناب سپیکر: آپ اس کو چھوڑ دیں ناں، آپ question کے بارے میں بات کریں۔ جی، وزیر زراعت صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ کیڑے مکوڑے بڑھ رہے ہیں تو اس میں آپ دیکھیں کہ چیف منسٹر پنجاب شہباز شریف صاحب نے یہاں اسمبلی کے فورم پر oath لیا تو انہوں نے دو چیزوں پر زور دیا۔ایک انہوں نے فرمایا کہ ہم تین / چار ماہ کے اندر pesticide میں ملاوٹ ختم کر دیں گے۔

دوسرا انہوں نے گرین ٹریکٹر سکیم کا اعلان کیا تھا اس کے مطابق تمام پریس کو بلایا گیا اور بڑی بڑی فیکٹریوں سے ملاوٹ شدہ کروڑوں روپے کی pesitcide پکڑی گئی ہے اور یہ معمولی بات نہیں ہے۔28 کروڑ 66 لاکھ روپے کی pesticide پکڑی گئی ہے۔ان کے خلاف کیس رجسٹر ہوئے ہیں۔پہلے یہ ہوتا تھا کہ سول ججوں کے پاس کیس سماعت کے لئے بھیجے جاتے رہتے تھے۔جو پانچ سو روپے یا ہزار روپے جرمانہ کر دیتے تھے۔اب چیف جسٹس ہائیکورٹ اور ایڈووکیٹ جنرل کو مل کر باقاعدہ ہر ضلع میں سول جج صاحبان میں سے سپیشل جج تعینات کروائے گئے ہیں جن کی شہرت اچھی ہے تاکہ ان لوگوں کو سزا ملے اور جعلی ادویات کی بیماری کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔میں یہ بتاتا ہوں کہ جھنگ میں زاہد حسین بختیار سپیشل مجسٹریٹ سماعت کر رہے ہیں۔شورکوٹ میں میاں غلام رسول صاحب ہیں اور Public Prosecutors بھی ہیں اس لئے امید کی جاتی ہے کہ صورتحال بہتر ہو گی اور ان کو سزا ضرور ملے گی۔

جناب سپیکر:شکریہ۔جی،شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ بہتری کے لئے کیا کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس کے لئے وزیر اعلیٰ نے صوبائی سطح پر ٹاسک فورس بنائی ہے۔اس ٹاسک فورس کے پہلے ایڈیشنل سیکرٹری سربراہ تھے اب شجاع خانزادہ صاحب اس کے سربراہ ہیں۔اس میں ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ،ایڈیشنل آئی جی سی آئی ڈی،ایڈیشنل چیف سیکرٹری ممبران ہیں۔یہ صوبائی سطح پر کمیٹی بنائی گئی ہے۔اضلاع میں ڈی سی او ان کے سربراہ ہیں۔ان میں D.D.O اور D.O Agriculture اور Pest warning کے نمائندے ہیں اور ڈیلروں کا بھی ایک نمائندہ ہے۔ہمارے وزیر اور ٹاسک فورس کے چیئرمین بھی surprise

check کے لئے جاتے ہیں اور جہاں جہاں pesticides کا کاروبار ہو رہا ہے وہاں جاتے ہیں اور اتنی بھاری مقدار میں pesticides برآمد ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 132۔

تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ میں سبزی منڈیوں ورقبہ جات دکانات کی تفصیل

*132: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

تحصیل چنیوٹ اور ضلع جھنگ میں واقع سبزی منڈیوں کی تعداد، ان کے رقبہ جات اور دکانات کی تفصیل بیان کی جائے نیز ان دکانوں سے ہونے والی آمدن اور اخراجات کی سالانہ تفصیل بیان کریں اور کس طرح یہ دکانیں حاصل کی جاتی ہیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

تحصیل چنیوٹ میں ایک سبزی منڈی ہے جبکہ ضلع جھنگ میں کل سبزی منڈیوں کی تعداد تین ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام سبزی منڈی	رقبہ	کل دکانات	دکانات ملکیت مارکیٹ کمیٹی	کیفیت
1	چنیوٹ	فیصل آباد روڈ چنیوٹ	1مرلہ32کنال	55	21	سرکاری
2	جھنگ صدر	کالج روڈ جھنگ صدر	20کنال	31	0	سرکاری
3	شورکوٹ	جھنگ روڈ شورکوٹ	16کنال	16	0	پرائیویٹ

درج بالا سبزی منڈیوں میں سے صرف سبزی منڈی چنیوٹ میں 21 دکانات ملکیت مارکیٹ کمیٹی چنیوٹ ہیں جن سے سالانہ آمدن بطور کرایہ تقریباً 480000 روپے حاصل ہوتی ہے جبکہ گزشتہ سال ان دکانات کی مرمت پر کوئی خرچ نہ ہوا ہے۔ جب کوئی سبزی منڈی قیام عمل میں آتی ہے تو 70 فیصد دکانات سابقہ آڑھتی صاحبان کو الاٹ کی جاتی ہیں جبکہ بقیہ 30 فیصد دکانیں نیلام عام کر دی جاتی ہیں۔

سبزی و پھل منڈی جھنگ میں 2007-07-01 تا 2008-05-31 تک مارکیٹ فیس 493270 روپے وصول ہوئی جبکہ لائسنس فیس 15700 روپے تھی۔ سبزی و پھل منڈی جھنگ صدر میں رقبہ وسیع ہونے کی وجہ سے پارکنگ سٹینڈ کی ضرورت نہ ہے۔ نئی سبزی و پھل منڈی کا رقبہ آڑھتیاں سبزی منڈی نے خرید کر کے مارکیٹ کمیٹی کو بلا قیمت

برائے تعمیر سبزی منڈی ہبہ کر دی ۔ معاہدہ کے مطابق بیس پلاٹ آڑھتیان مذکور ان کو الاٹ کے گئے باقی ماندہ گیارہ پلاٹس بذریعہ نیلام عام فروخت کئے گئے۔مارکیٹ کے پاس حقوق ملکیت نہ ہیں بلکہ سبزی منڈی کا انتظام وانصرام مارکیٹ کمیٹی کے پاس ہے۔ سبزی منڈی شور کوٹ چونکہ پرائیویٹ ہے اس لئے مارکیٹ کمیٹی شور کوٹ کو ان دکانات سے کوئی آمدن نہ ہے۔ تاہم دورانیہ 2007۔07۔01تا2008۔05۔31سبزی منڈی شور کوٹ کی آمدن بابت لائسنس فیس مبلغ6420روپے اور بابت مارکیٹ فیس مبلغ 64693روپے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!وزیر زراعت یہ بتادیں کہ منڈیوں میں جو دکانیں مارکیٹ کمیٹی کی ملکیت ہیں ان کی الاٹمنٹ کا کیا طریق کار ہے، کون ان کی الاٹمنٹ کرتا ہے اور کون لوگ اس الاٹمنٹ کے لئے اہل ہوتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ہمارا محکمہ Agriculture Marketing ہے ان کا طریق کار یہ ہے کہ جب محکمہ کوئی نئی جگہ لیتا ہے تو70فیصد دکانیں پرانے آڑھتیوں کو جو پہلے ہی سبزی کا کام کرتے ہیں ان کو الاٹ کی جاتی ہیں اور 30فیصد نیلام عام کے ذریعے الاٹ ہوتی ہیں۔اس طرح مارکیٹ کمیٹیاں تشکیل پاتی ہیں۔ ضلع جھنگ میں تین سبزی منڈیاں ہیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر!مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین کب بنائے جائیں گے؟

جناب سپیکر: یہ پالیسی کی بات ہے۔آپ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں وزیر زراعت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سبزی منڈیوں سے حاصل کی گئی آمدن کہاں جاتی ہے، کہاں خرچ کی جاتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!انھوں نے جنرل قسم کا سوال کیا ہے۔اس آمدن کو خرچ کرنے کے لئے جو کمیٹی ہوتی ہے اس میں کاشتکاروں کے نمائندے، آڑھتیوں کے نمائندے اور حکومت کے بھی نمائندے ہوتے ہیں۔ پہلے جو چیئرمین منتخب ہوتے تھے انھیں ڈسٹرکٹ کونسل منتخب کرتی تھی۔اس میں آمدنی کھیت سے منڈی تک کی سڑکوں، پلیوں، غلہ منڈیوں اور سبزی منڈیوں کی حالت کو بہت بہتر کرنے کی لئے استعمال ہوتی ہے۔اس کے علاوہ کسان کو سہولت فراہم کرنے کے لئے وہاں سائے کا انتظام کیا جاتا ہے، پینے کے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کی پالیسی چیک کر لیں۔ میرے علم میں ہے کہ ابھی معاملات ٹھیک نہیں ہیں۔ آپ اس کو بہتری کی طرف لائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں خود بہت سی منڈیوں میں گیا ہوں۔ میں کوٹ لکھپت گیا ہوں، شاہدرہ گیا ہوں، جھنگ گیا ہوں اور فیصل آباد کی منڈی میں بھی گیا ہوں۔

جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹیوں میں ایک روپیہ فی کوئنٹل یہ فیس ہے۔ یہ برائے نام فیس ہے اور اس میں کوئی تخصیص نہیں تھی۔ تمام سبزیوں اور فروٹ پر بھی ایک روپیہ فی کوئنٹل فیس تھی۔

جناب سپیکر: آپ سے بھی جتنی بات پوچھی جائے اتنا ہی جواب دیں۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 158۔

کھاد کی مد میں سبسڈی کی تفصیل

*158: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے سبسڈی دیتی ہے، یہ سبسڈی کس کس مد میں دی جاتی ہے؟

(ب) کیا کھاد کی مد میں بھی حکومت پنجاب کسانوں کو سبسڈی دیتی ہے؟

(ج) اس وقت ڈی اے پی کھاد کی بوری کا کنٹرول ریٹ کیا ہے اور بازار میں کس قیمت پر فروخت ہو رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ)::

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے مختلف مدات میں سبسڈی دیتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(i) شعبہ اصلاح آبپاشی کے تحت حکومت نے کسانوں کو 2500 لیزر لینڈ لیولر فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا جو کہ 30۔ جون 2008 تک کاشتکاروں کو مہیا کئے جا چکے ہیں۔ ایک لیزر لینڈ لیولر پر سبسڈی مبلغ -/160000 روپے تھی۔

(ii) حکومت پاکستان "مکئی کپاس اور گندم کی پٹڑیوں پر کاشت کی ترویج کا قومی منصوبہ جو 2007-08 سال میں شروع ہوا کے تحت کسانوں کو مشینری سبسڈی پر

فراہم کی جارہی ہے۔اس پروگرام کے تحت آئندہ چار سالوں میں صوبہ پنجاب میں 400 بیڈ پلانٹر نصف قیمت پر مہیا کئے جائیں گے۔ان میں نو مختلف قسم کے بیڈ پلانٹر شامل ہیں جن کی قیمت-/60000 روپے سے لے کر -/320000روپے تک ہے جن کا نصف بطور سبسڈی دیا جائے گا۔

(iii) ٹیوب ویل بورنگ کے لئے ہینڈ بورنگ پلانٹ کسانوں کو 45 فیصد سے 68 فیصد سبسڈی پر مہیا کئے جاتے ہیں۔مزید برآں حکومت نے زرعی مقاصد کے لئے بلڈوزروں کے استعمال پر سبسڈی دوبارہ بڑھادی ہے اور اب بلڈوزر دوبارہ 560روپے فی گھنٹہ کے حساب سے دستیاب ہیں۔

(iv) حکومت نے دس ہزار ٹریکٹر بحساب 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی دینے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔

(ب) کھاد کی مد میں حکومت پنجاب کسانوں کو سبسڈی فراہم نہیں کرتی تاہم وفاقی حکومت فاسفورس اور پوٹاش کھادوں پر سبسڈی فراہم کر رہی ہے۔حالیہ بجٹ09-2008 میں وفاقی حکومت نے ڈی اے پی کھاد پر سبسڈی470روپے سے بڑھاکر 1000روپے فی بوری کر دی تھی۔حال ہی میں ڈی اے پی کھاد پر سبسڈی مزید بڑھادی گئی ہے تاکہ فی بوری قیمت3050روپے سے تجاوز نہ کرے۔اس کے علاوہ یوریا کھاد کی تیاری کے لئے گیس پر سبسڈی دی جاتی ہے۔درآمدی یوریا پر بھی کافی بڑی سبسڈی دی جاتی ہے۔مزید برآں وفاقی حکومت نے تمام زرعی مداخل پر جی ایس ٹی ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

(ج) کھاد ایک ڈی کنٹرولڈ(De-controlled)آئٹم ہے۔حکومت اس کی قیمت مقرر نہیں کرتی۔کھاد کی قیمتیں کھاد درآمد اور تقسیم کرنے والی کمپنیاں طلب اور رسد کی بنیاد پر مقرر کرتی ہیں۔سال2006 سے ڈی اے پی کی قیمت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔آج کل ڈی اے پی کھاد کی مارکیٹ قیمت3000 سے 3150روپے فی 50 کلو گرام بوری ہے۔ موجودہ بجٹ 09-2008 میں وفاقی حکومت کی طرف سے ڈی اے پی پر سبسڈی -/470روپے سے بڑھاکر-/1000 روپے فی بوری کر دی گئی ہے۔انٹرنیشنل مارکیٹ میں ڈی اے پی کھاد کی قیمت بدستور بڑھ رہی ہے تاہم یہ امر خوش آئند ہے کہ وفاقی

حکومت نے اعلان کیا ہے کہ کسان کو کھاد 3050 روپے ہی میں ملے گی اور اس سے زائد کا تمام بوجھ وفاقی حکومت برداشت کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے مختلف مدات پر سبسڈی دیتی ہے جو کروڑوں کی شکل میں ہوتی ہے۔" اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ 2500 لیزر لینڈ لیولر دیئے گئے ہیں جن پر فی کس حکومت نے ایک لاکھ 60 ہزار روپیہ سبسڈی دیتی ہے اگر اس مد کو دیکھا جائے تو 40 کروڑ روپے کی سبسڈی بنتی ہے۔ اسی طرح اگلے جز میں بتایا گیا ہے کہ بیڈ پلانٹر میں بھی 60 ہزار سے لے کر سوا تین لاکھ روپے کی سبسڈی دی جاتی ہے جو کروڑوں کی سبسڈی بنتی ہے۔ یہ کام یقیناً بڑے اچھے کام ہیں جو موجودہ حکومت کر رہی ہے۔ جناب وزیر صاحب بھی محنت کر رہے ہیں لیکن اس میں اصل چیز یہ ہے کہ کسانوں کی تمام محنت اور جسمانی مشقت اس وقت ضائع ہو جاتی ہے جب ان کو کھاد کی دستیابی کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ گیس پر بھی سبسڈی دی جاتی ہے اور جو یوریا کھاد درآمد کی جاتی ہے اس پر بھی کروڑوں روپے کی سبسڈی دی جاتی ہے۔

میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اربوں روپے کی جو سبسڈی دی جاتی ہے اور ہمیشہ یہ مسئلہ رہا ہے اور یقیناً وقت سے پہلے پتا بھی چل جاتا ہے کہ اس دفعہ یوریا کھاد کی کمی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کو درآمد بھی کیا جائے گا اس کے متعلق کبھی یہ ہوتا ہے کہ کراچی میں منگوایا گیا اور وہ گوادر چلی گئی جس وجہ سے دیر ہو گئی۔ ان تمام مسائل کے لئے جو اتنے اربوں روپے کی سبسڈی دی جاتی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ یوریا کھاد کی مقدار بڑھانے کے لئے اور اپنی ضروریات کے مطابق اس کو پیدا کرنے کے لئے ہم مقامی طور پر کوئی اقدامات کریں اور یوریا کی پیداوار کو بڑھائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہماری اندرون ملک مجموعی طور پر یوریا کھاد کی پیداوار 48 لاکھ ٹن ہے جبکہ ہماری ضرورت ستاون، اٹھاون لاکھ ٹن ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہم نے پہلے دن ہی وزیر قانون صاحب کو آپ کی وساطت سے فرمایا تھا کہ ہمارے پنجاب کی 70 فیصد سے زیادہ آبادی کا زراعت پر انحصار ہے لیکن انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے اور ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ آج جو زمیندار کا یوریا کھاد اور D.A.P لینے کے لئے حشر ہو رہا ہے، آج جو زمیندار کا کپاس بیچنے کے لئے حشر ہو رہا ہے اور باسمتی چاول بیچنے کے لئے حشر ہو رہا ہے۔ اس میں میری گزارش ہے اور میں وزیر قانون سے ہاتھ باندھ کر درخواست کرتا ہوں کہ زراعت پر ایک دن بحث رکھی جائے کیونکہ یہ ایک ایسا issue ہے کہ ایک دن پہلے بات ہوئی تو انہوں نے اس کو گول مول کر کے پھر kill کر دیا۔ آپ ہاؤس میں ایک دن open بحث کیوں نہیں رکھ رہے؟ میری یہ التجا ہے۔

جناب قاسم ضیاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب قاسم ضیاء: جناب سپیکر! آپ نے ابھی مجھے کہا تھا کہ میں احمد محمود صاحب سے جا کر بات کروں۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ بڑے معزز طریقے سے سینئر پارلیمنٹیرین احمد محمود صاحب نے اس ہاؤس کا خیال کرتے ہوئے اس بات سے اتفاق کیا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس طرح کا معاملہ جو اس ہاؤس میں آیا ہے اگر اپوزیشن کو اعتراض نہ ہو تو ایک کمیٹی بنا دیں اور یہ معاملہ اس کمیٹی کے سپرد کر دیں لیکن ادھر debate نہ کی جائے اور اس کو اخباروں کی زینت نہ بنایا جائے۔ I think House facts findings ہم دیکھ لیں گے اس کے بعد پھر ہم اس پر بات کر لیں گے۔ should thank Ahmad Mehmood Sahib کہ انہوں نے اپنی ذات سے بالاتر ہو کر سمجھا کہ ان کا valid point ہے اور یہاں debate ہونی چاہئے تو وہ اس بات سے پیچھے ہٹے ہیں اور کہا ہے کہ ٹھیک ہے چونکہ پورے ہاؤس میں تمام ممبران کی عزت ہمارے لئے مقدم ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ آپ کمیٹی بنا دیں صرف اپوزیشن سے پوچھ لیں اگر انہیں کوئی اعتراض نہ ہو۔ میں اپوزیشن سے یہ بھی request کروں گا کہ جو باتیں انہوں نے کی ہیں اگر کبھی آئندہ ان کا یا کسی اور ممبر کا معاملہ ہو تو پھر کمیٹی کے پاس لے آئیں، بجائے اس کے کہ ہم اس کو آپس میں decide کریں rather than ہم اخباروں اور دنیا کی جگ ہنسائی بنیں۔

جناب سپیکر: آپ نے بہت اچھی بات کی ہے اور میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے بات مان لی اور مجھے امید بھی تھی۔ میں نے اسی لئے آپ دونوں کو وہاں بھیجا تھا اور الحمد للہ کہ اس میں کامیابی ہوئی ہے۔ جہاں تک معاملہ کمیٹی کا ہے تو میں، لاء منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف بیٹھ کر اس کمیٹی کے نام وہاں announce کریں گے لیکن یہاں میں نہیں کروں گا۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور جو آپ نے حکم کیا تھا کہ میں اور قاسم ضیاء صاحب باہر جا کر بیٹھیں۔ میں قاسم ضیاء صاحب کی اس لئے بھی عزت کرتا ہوں کہ وہ ایک بہت بڑی پارٹی کے لیڈر ہیں۔ جب قاسم ضیاء صاحب مجھ سے بات کر رہے تھے تو مجھے احساس تھا کہ ان کے پیچھے بہت بڑی پارٹی کی بھی support ہے۔ لہذا میں نے ان سے یہی گزارش کی کہ اگر آپ اس معاملے کو ہاؤس کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں تو میں اس پر agitate نہیں کروں گا۔ لہذا آپ کے اور قاسم ضیاء صاحب کے حکم کے مطابق میں اس کو agitate نہیں کرتا بشرطیکہ آپ اس پر کمیٹی بنا کر یہ معاملہ اس کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم بیٹھیں گے اور بیٹھ کر کمیٹی کے ممبران کا نام آپس میں decide کر لیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری اس میں یہ گزارش ہے کہ یا تو آپ اس issue کو ہاؤس کمیٹی کے پاس بھیج دیں یا جو کمیٹی آپ ادھر ہاؤس میں announce کریں گے وہ effective ہو گی۔

جناب سپیکر: وہ ہم مشورہ کر کے announce کر دیں گے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ جو مک مکا کی بات ہوئی ہے، ایوان کو بھی واضح طور پر بتایا جائے کہ یہ مخدوم سید احمد محمود صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: اس point کو اب چھوڑ دیں۔ اس پر بات ہو چکی ہے۔ شکریہ

میاں محمد رفیق: بتایا جائے کہ کیا یہ ہاؤس کی پراپرٹی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ پراپرٹی اس ایوان کی ہے اور انشاء اللہ یہیں رہے گی اس کو کوئی اور نہیں لے جا سکتا۔ جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ قاسم ضیاء صاحب نے جو تجویز دی اس کے بعد مخدوم احمد محمود صاحب سے انہوں نے اس معاملے پر بات کی تو پھر قائد حزب اختلاف اور میرے ساتھ بھی اس معاملے کو discuss کیا۔ میں معزز ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج اس پر دو گھنٹے کا ٹائم debate کے لئے تھا تو دو گھنٹے debate ہونے کے بعد بھی یہ معاملہ انکوائری اور fact finding کے لئے یا تو متعلقہ محکمے کے پاس جانا تھا یا پھر ہاؤس کی کمیٹی کے پاس جانا تھا۔اب اس میں فیصلہ صرف یہ ہوا ہے کہ دو گھنٹے کی بحث میں جس قسم کی بات ہو گی اور سب کو پتا ہے کہ بات بعض اوقات ان حدود یا four corners میں نہیں رہتی جہاں پر رہنی چاہئے اس لئے مناسب ہے کہ جس فیصلے پر آپ نے دو گھنٹے کی بحث کے بعد پہنچنا ہے اس فیصلے کو پہلے ہی مان لیا جائے۔اس کے مطابق یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد ہو گا۔ کمیٹی بھی اپنے طور پر fact finding کرے گی اور جب یہ معاملہ مخدوم احمد محمود صاحب نے اٹھایا ہے تو اس کی fact finding انکوائری کے آرڈر بورڈ آف ریونیو کو پہلے سے ہی کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے ابتدائی رپورٹ مجھے آج پیش کی ہے لیکن پھر بھی ان کو detail انکوائری کا کہا گیا ہے تو وہ انکوائری رپورٹ بھی متعلقہ کمیٹی کے سامنے اور کمیٹی کے ذریعے ہاؤس میں لائی جائے گی۔ تمام facts اس ہاؤس کے سامنے رکھنے کے بعد جو فیصلہ یہ ہاؤس کرے گا اس کے مطابق گورنمنٹ further proceed کرے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رائے صفدر عباس بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

رائے صفدر عباس بھٹی: جناب سپیکر!میرا تعلق ضلع لیہ سے ہے اور منسٹر زراعت کے ساتھ کا حلقہ ہے۔ میرے پاس D.C.O کی طرف سے چار سو بوری کی approval ہے لیکن منسٹر صاحب نے مجھے نہیں دیں حالانکہ یہ وہاں خود موجود تھے۔ مجبوراً مجھے گن پوائنٹ پر کھا دلینی پڑی۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ میرے چیمبر میں آکر مجھ سے بات کریں،kindly بیٹھ جائیں۔

رائے صفدر عباس بھٹی: جناب سپیکر! میرے ضلع میں ٹرالے تقسیم کئے گئے اور خود منسٹر صاحب بھی وہاں موجود تھے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، آپ کے لئے بہتر ہے۔

رائے صفدر عباس بھٹی: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب نے ایک بوری بھی نہیں دی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں آپ کو صحیح مشورہ دے رہا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ بہتر بات ہے کہ آپ میرے ساتھ چیمبر میں آکر بات کر لینا کیونکہ یہ وقفہ سوالات ہے۔ مہربانی کریں۔

رائے صفدر عباس بھٹی: انہوں نے مجھے ایک بوری بھی نہیں دی۔

جناب سپیکر: میں ان سے پوچھوں گا۔ جب ہاؤس ختم ہو گا تو مجھے آپ مل لینا ہم آپ کی انشاء اللہ حق رسی کروائیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! خدارا! اس پنجاب اور پاکستان سے مظلوم اور محنت کش کاشتکاروں کا جنازہ نہ نکالیں۔ لاء منسٹر صاحب commitment دینے میں کیا قباحت محسوس کر رہے ہیں کہ زراعت جو اتنا اہم issue ہے اس پر یہ commitment کیوں نہیں دے رہے کہ ہم کل اس پر open debate کرائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ مسئلہ انتہائی ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Pre-budget discussion جاری ہے جو غالباً کل conclude ہو جائے گی۔ اس کے بعد جو دن یہ چاہیں بحث کے لئے مقرر کر لیں کیونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بھی ہماری ان کے ساتھ commitment ہے اور ایگریکلچر یا کھاد کا جو معاملہ ہے اس پر یہ کوئی دن مقرر کر لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔Order in the House.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ہماری پہلے دن ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اور لاء منسٹر صاحب اگلے دن تشریف لائے تھے۔ اس میں ایک commitment تھی کہ pre-budget discussion کے بعد دو چیزوں کو prioritize کرنے کا حق لاء منسٹر صاحب کا ہے وہ prioritize کر لیں گے کہ پہلے کس issue پر بحث کو رکھنا ہے اور دوسرے پر کب رکھنا ہے کیونکہ ایک ایگریکلچر پر ہے اور دوسری لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔ چونکہ اس دن فیصلہ ہو چکا تھا کہ prioritize یہ کریں گے اس لئے ہم اس کو commitment کے مطابق مانتے ہیں۔ اس وقت current issues دونوں بہت زیادہ اہم ہیں لیکن ہماری تجویز یہ ہے کہ اگر ایگریکلچر کو پہلے اور لاء اینڈ آرڈر کو دوسرے نمبر پر رکھ لیا جائے تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ میری یہی جناب کی خدمت میں استدعا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Pre-budget discussion اگر کل conclude ہو جاتی ہے تو جمعرات کو یہ زراعت پر بحث کے لئے تیاری کر لیں۔

جناب سپیکر: اس کو نوٹ کیا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ پرسوں زراعت پر debate ہو گی۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر عوام اس ملک میں زندہ ہو گی تو اس کے لئے pre-budget بنائیں گے۔ جب آپ ان کا جنازہ نکال رہے ہیں، ان کو کھا دے رہے ہیں اور نہ ہی کپاس کی قیمت دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کل پھر ایگریکلچر کے لئے رکھ لیں اور conclude جمعرات کو کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! pre-budget جمعرات کو conclude کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اسے ایک دن آگے لے جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر فنانس منسٹر کو اعتراض نہیں ہے تو رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کل pre-budget debate conclude ہونے دیں اور اس کے بعد پرسوں اور اگر ایک دن سے زیادہ بھی ضرورت پڑے تو زراعت پر بحث جاری رکھنی چاہئے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! زراعت پر بحث کے لئے دن fix کر دیں تاکہ کوئی confusion نہ رہے۔

جناب سپیکر: یہ نوٹ کیا جائے کہ زراعت پر جمعرات کو بحث کی جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی confusion نہیں ہے۔ جمعرات کو زراعت پر بحث کر لیں اور جمعہ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جمعہ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے یہاں پر کہا ہے کہ زمینداروں کا بڑا برا حال ہے تو میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت اس وقت تین لاکھ بیگ روزانہ صوبہ پنجاب کو دے رہی ہے۔ نومبر میں پورے پنجاب میں کھاد کی 21 فیصد کمی تھی اب shortage صرف پانچ فیصد رہ گئی ہے اور اگلے چھ، سات دنوں میں یہ کمی بھی پوری کر دی جائے گی۔ اس کمی ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں اور میں کسی پر کیچڑ نہیں اچھالنا چاہتا۔ جس طرح ہمیں اور بہت سے گند ورثے میں ملے ہیں تو یہ بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔ میں کسی پر کیچڑ نہیں اچھالتا۔۔۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے اور اچھے آدمی صفائی رکھتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پانچ فیصد کمی بھی جلد ہی پوری کر لی جائے گی اور ہم نے صفائی بھی کر دی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ایک سینئر منسٹر اور آبپاشی کے وزیر۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ تو چلے گئے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! سینئر وزیر اگر اس طرح کی باتیں کریں گے کہ یوریا کھاد کی پانچ دن کے بعد کمی دور ہو جائے گی تو اب یوریا کھاد کی جتنی مرضی فیکٹریاں بھی لگالیں اس کا فائدہ عوام کو نہیں ہو گا، اس کا فائدہ کاشت کار کو نہیں ہو گا اور اس کا فائدہ گندم کو نہیں ہے۔ خدارا! کم از کم کچھ تو ذمہ داری کا مظاہرہ کیا جائے کیونکہ 70 فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے اور وزیر آبپاشی اتنی غیر ذمہ دارانہ بات کر کے گئے ہیں کہ پانچ دن بعد کمی پوری ہو جائے گی۔ یہاں میرے سارے دوست زمیندار بیٹھے ہیں تو پوری دیانتداری سے یہ بتائیں کہ اگر پانچ دن یا ایک ہفتہ بعد یوریا کھاد آئے گی تو اس کا گندم کی فصل پر کیا impact ہو گا؟

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سینئر منسٹر کی بات کو چیلنج نہیں کر رہا بلکہ حقائق بتا رہا ہوں کہ میرا تعلق ضلع بھکر سے ہے جہاں سے وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہوئے ہیں اور میں بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ٹکٹ پر منتخب ہوا ہوں۔ میں چیلنج کے ساتھ کہہ رہا ہوں، میں سیکرٹری زراعت کے پاس گیا، میں نے تین دفعہ منسٹر صاحب سے بات کی، ایک دانہ میری constituency میں، میرے حلقہ کلورکوٹ پی پی۔47 میں نہیں گیا۔ کیا ہم اسرائیل کے شہری ہیں، کیا ہم ہندوستان کے شہری ہیں؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ گندم بڑھا رہے ہیں تو یہ کیسی گندم بڑھا رہے ہیں؟ ہم نے زراعت کے لئے پالیسی۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! تشریف رکھیں۔ زراعت پر بحث کے وقت آپ کو پورا ٹائم دیا جائے گا۔ جی، میاں نصیر صاحب! آپ کا سوال مکمل ہوا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کیا تھا جس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر جو بات بھی ہوتی ہے fact کے مطابق ہوتی ہے۔ میں نے جو بھی کہا fact کے مطابق کہا اور حقیقت یہی ہے کہ پاکستان میں ہماری یوریا کھاد کی

مجموعی پیداوار48 لاکھ ٹن ہے۔ گیس کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے شیخوپورہ میں داؤد ہرکولیس کے پلانٹ کی capacity ایک ہزار ٹن روزانہ کی ہے لیکن وہاں پر پانچ سو ٹن پیداوار تیار ہوئی۔اسی طریقہ سے پاک امریکن کی روزانہ پیداوار 1100 ٹن ہے لیکن وہاں بھی پانچ سو ٹن پیداوار ہوئی۔ پاک عرب فرٹیلائزر میں بھی گیس کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے کمی ہوئی اور کل 48لاکھ ٹن کی بجائے 39لاکھ ٹن پیدا ہوئی جبکہ ہماری کھاد کی ضرورت 57لاکھ ٹن ہے۔ یہ 8/7 لاکھ ٹن کا gap جو کہ import سے پورا ہونا ہے لیکن پانچ لاکھ ٹن کے قریب import ہوئی ہے۔ابھی ڈیڑھ لاکھ ٹن کی کمی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہفتہ تک گندم کے لئے یوریا کھاد کی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر!آئندہ کے لئے ہم نے وفاقی حکومت کو کہا ہے کہ براہ مہربانی مستقل اور باقاعدہ طور پر یوریا کھاد درآمد کی جائے کیونکہ ابھی یوریا کھاد کے نئے لگنے والے پلانٹ میں دس ہزار ٹن زیادہ پیداوار ہو گی لیکن اس میں ابھی وقت لگے گا۔اس پلانٹ کے چلنے کے بعد کھاد کی مجموعی پیداوار۔۔۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب! یہ فرمائیں کہ آیا اس وقت کاشت کار کو یوریا کھاد کی ضرورت ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!گندم میں اب یوریا کھاد کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ نومبر میں گندم کاشت ہوئی اور دسمبر میں اسے کھاد چاہئے تھی جو کہ جنوری میں ڈالی گئی۔اب یوریا کھاد ڈالنے کا اتنا زیادہ فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس سے تیلے کا حملے ہوتا ہے، جو یوریا کھاد اب تک پڑ چکی ہے وہی کافی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر تقریباً کھاد کافی ہے اور ایک panic ہے جس کی وجہ سے لوگ خوف زدہ ہیں کہ آئندہ فصل کے لئے وہ کھاد کہاں سے لیں گے اس لئے کچھ لوگ کھاد خرید کر سٹور کر رہے ہیں۔38 فیصد ڈی اے پی کھاد کا کم استعمال ہوا ہے اور یہ اس لئے ہوا ہے کہ ڈی اے پی کھاد بہت مہنگی تھی اور کاشت کاروں نے یوریا کھاد پر زیادہ depend کیا اور درکار مقدار سے زیادہ یوریا کھاد استعمال کی ہے۔Shortage جو ہے وہ تو ہے لیکن یہ دیر سے درآمد ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ گوادر پورٹ کے ذریعے کھاد درآمد ہوئی اور دو جگہ پر transportation ہوئی ہے لیکن حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت دونوں نے اپنے طور پر کوشش کی ہے کہ بروقت پہنچے۔ درآمد کرتے وقت مسائل اپنی جگہ پر ہیں لیکن کھاد ڈیلروں کے خلاف تین ماہ کے دوران 1300 پرچے درج ہوئے ہیں اور مجموعی طور پر آٹھ سالوں کے دوران 1900 پرچے ہوئے لیکن ان تین ماہ میں ڈیلروں کے خلاف 1300 پرچے درج ہوئے ہیں۔ ڈیلروں پر سخت پریشر رہا ہے لیکن یوٹیلٹی سٹور اور این ایف سی کے بنائے گئے stock point پر بڑی محدود کھاد تقسیم ہوئی جس کی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے۔اب ایک

لاکھ ٹن کے قریب کھاد کی کمی ہے لیکن مزید درآمد کی جارہی ہے اور چند دنوں میں اس کمی کو دور کر دیا جائے گا اور یہ معاملہ بالکل normal ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ جب اس کی ضرورت ہو، اس سے قبل آپ کے پاس یہ stock ہونا چاہئے۔ آپ کو اس چیز کا پتا ہونا چاہئے کہ ہماری کتنی demand ہے، ہم نے کتنی درآمد کرنی ہے، آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ sowing season سے پہلے اگر ڈی اے پی ہے تو اس کا اور اگر یوریا ہے تو جو اس کا وقت ہے اس وقت پر اگر کاشتکاروں کو نہ ملے تو میں نہیں سمجھتا کہ اتنا پیسا خرچ کر کے بھی اس سے فصل کو کوئی فائدہ پہنچے؟ اب آپ جو کھاد کاشتکاروں کو دیں گے تو اب اگر کھاد ڈالی جائے گی تو میرے خیال میں اس سے وہ ایک ایکڑ میں ایک من گندم بھی زیادہ نہیں لے پائے گا۔ مستقبل میں اس حوالے سے پلاننگ ٹھیک کروائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ بہتر جانتے ہیں اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ایسی بات ایوان میں کی جائے کیونکہ اب بات ہوئی ہے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 23۔اکتوبر کو وفاقی ادارہ برائے ایگریکلچر کی high power committee کی میٹنگ کے دوران میں نے خود کہا کہ اگر گندم کی پیداوار بڑھانی ہے اور ہم گندم زیادہ اگاؤ کی مہم چلا رہے ہیں تو اس میں تین چار factors ہیں۔ ایک ہمیں یوریا کھاد سات لاکھ ٹن کم ملی ہے جو کہ فراہم کی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! لمبی بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ پہلے پلاننگ کر لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بڑی اہم بات کر رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جس وقت ربیع کی فصل شروع ہوئی تو inventory میں فیکٹریوں کے پاس ایک ٹن کھاد بھی موجود نہیں تھی اور ہم نے پہلے بتا دیا تھا کہ مقامی پیداوار ضروریات پوری نہیں کرتی لہذا فوری طور پر کھاد درآمد کی جائے لیکن اکتوبر میں ایک لاکھ 15 ہزار ٹن درآمد کی گئی اور نومبر میں درآمد ہی نہیں ہوئی جبکہ دسمبر میں بعد میں درآمد شروع ہوئی۔ اسی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوا لیکن اس میں اور بھی مسائل ہوں گے اور ہم نے بار بار کہا کیونکہ درآمد اسلام آباد سے وفاقی حکومت کے ذریعے ہوتی ہے یہ صوبائی حکومت نہیں کرتی۔ ہم نے ہر میٹنگ میں بتایا کہ سات لاکھ ٹن کی کمی ہے۔ اس سے پہلے جب گندم کا سیزن شروع ہوتا تھا ڈیلروں کے پاس advance کھاد ان کے گوداموں میں پڑی ہوتی تھی۔ یہاں پر 3263 ڈیلروں کا network ہے، جن کے گوداموں میں کھاد پڑی ہوتی تھی اور کاشتکاروں کو مل

جاتی تھی۔اب ان ڈیلروں کا network محدود کر دیا گیا ہے۔اس میں این ایف سی اور یوٹیلٹی سٹور پر کھاد کی فراہمی regular نہ ہو سکی۔ ہم نے اب بھی کہا کہ چار لاکھ ٹن اور import کی جائے۔ ہم نے Federal Government کو ابھی کہا ہے اور انشاء اللہ وفاق کی حکومت نے وعدہ کیا ہے کہ وہ چار لاکھ ٹن import کریں گے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: دیکھیں، ٹائم ختم ہونے کو ہے بات آگے چلنے دیں۔ یہ بڑے ضروری سوالات ہیں، تمام ممبران تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! کاشتکار بہت پریشان ہے، اسے کھاد نہیں مل رہی ہے۔ جب ہم ان کے پاس جاتے ہیں وہ ہمارا گریبان پکڑتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا کر رہے ہو؟ کسی کو کوئی کھاد نہیں مل رہی ہے۔ کروڑوں روپے کی کمیشن کھائی جا رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! اس پر بحث ہو گی آپ پوری تیاری سے آئیں، اس وقت question hour ہے آگے آپ کے سوال آ رہے ہیں۔(شور وغل)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: کھاد کے معاملے میں کروڑوں روپے کے گھپلے ہوئے اور اربوں روپے کی کمیشن کھائی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: ہم حساب لیں گے don't worry تھوڑا سا موقع دیں۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ہمیں عوام پوچھتی ہے اور ہم یہاں اللہ کی طاقت سے آئے ہیں، ہم یہاں عوام کی طاقت سے آئے ہیں، کوئی اور ہمیں نہیں یہاں لایا۔ یہاں عوام کی کوئی بات نہیں ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پورے جوش سے بحث کرنا جب اس کا دن آئے گا لیکن اس وقت سوال کا وقت ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں اس کو پھر wind up کرنے والا ہوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! وفاقی حکومت عوام سے سوتیلی ماں والا سلوک کر رہی ہے۔ وہ پنجاب حکومت سے سوتیلی ماں والا سلوک کرے، عوام سے نہ کرے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں تمام ممبران سے کہوں گا کہ یہ سوالات بہت ضروری ہیں اور یہ Agriculture سے متعلقہ ہیں مہربانی فرمائیں جنہوں نے تقاریر کرنی ہیں ان کے لئے ہم نے ٹائم fix کر دیا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے وفاقی حکومت پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ پنجاب حکومت سے سوتیلی ماں والا سلوک کرے، عوام سے نہ کرے۔[*********] حالات خود انہوں نے پیدا کئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ چھوڑ دیں، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: انہوں نے کھاد کا بحران پیدا کیا اور یہ ہماری بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں بڑی مہربانی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں اس ناروا سلوک پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال کرنے دیں، میں نے سوال کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نصیر صاحب! یہ صرف آپ کے لئے ہی نہیں ہے دوسروں کے بھی سوالات ہیں، آپ مہربانی فرمائیں بس اب چھوڑ دیں، شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بات سب سے زیادہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ضروری ہے اور ہم نے کہہ دیا ہے کہ یہ ضروری ہے، آپ کیا کر رہے ہیں؟ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کو اس بات کی یقین دہانی کروانی چاہتا ہوں کہ جب کھاد کے مسئلے کی اہمیت کا نوٹس لے لیا گیا اور اس کے لئے باقاعدہ ٹائم اور دن fix ہو گیا تو وہ اپنے جذبات کو جمع خاطر رکھیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس دن تمام متعلقہ محکمے بھی یہاں پر موجود ہوں گے۔ اس دن یہ جتنی بات کرنا چاہیں بلکہ اگر ہاؤس کی یہ sense ہو تو ہم اس دن routine کا business نہیں لیں گے اور سارا دن اس مسئلے پر بحث کریں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔اس پر تفصیلی بحث ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جو ممبران اسی موضوع پر بات کرتے کرتے جذبات میں آکر باہر چلے گئے ہیں ان سے بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔ میں ڈاکٹر اسد اشرف سے کہوں گا کہ وہ جائیں اور مستی خیل صاحب کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: کون گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ایک ممبر غالباً ثناء اللہ مستی خیل صاحب باہر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! اندر آ جائیں میں آپ کی پوری نمائندگی کر رہا ہوں اس کے باوجود پھر آپ باہر چلے گئے ہیں۔ آپ کو بحث کرنے کے لئے مکمل طور پر ٹائم دیا ہے، آپ اس دن بحث کے لئے پوری طرح تیار ہو کر آئیں۔ اب اندر تشریف لے آئیں، براہ مہربانی آپ ہاؤس میں آ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بحث کب ہو گی؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کہاں بیٹھے ہیں، ہاؤس میں بیٹھے ہیں یا کہیں اور بیٹھے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تو یہاں ہی تھا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 384 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سپر کرنل چاول کی قیمت میں اضافہ

*384: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نومبر 2006 میں سپر کرنل چاول کی قیمت 28 روپے تھی اور نومبر 2007 میں یہ قیمت بڑھ کر 50 روپے کر دی گئی، سال 2008 میں اس کی قیمت 115 گنا بڑھا دی گئی اور اس وقت چاول 130 روپے فی کلو فروخت ہو رہا ہے؟

(ب) ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ اس زرعی ملک میں اتنے قلیل وقت میں چاول کی قیمت اتنی تیزی سے بڑھنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) حکومت غریب عوام کو کم قیمت پر چاول فراہم کرنے کے لئے کیا منصوبہ تیار کر رہی ہے، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نومبر 2006 میں پنجاب کی مختلف منڈیوں میں سپر کرنل چاول کی تھوک میں اوسط قیمت 26.92 روپے سے 32.08 روپے فی کلو گرام رہی۔ نومبر 2007 میں اس کی اوسط قیمت بڑھ کر 43.85 روپے سے 55.00 روپے فی کلو ہو گئی۔ مئی 2008 میں چاول کی زیادہ سے زیادہ اوسط قیمت 73.95 روپے سے 94.85 روپے فی کلو تک رہی۔ چاول کی نومبر 2006 اور نومبر 2007 سے مئی 2008 کی قیمتوں کے موازنہ کا چارٹ اور گزشتہ تین سال کی قیمتوں کا گراف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) سال 06-2005 کے بعد چاول کے زیر کاشت رقبہ اور پیداوار میں اضافہ کی بجائے معمولی سی کمی ہوئی ہے۔ سال 07-2006 میں دنیا میں چاول پیدا کرنے والے ممالک خصوصاً انڈیا میں چاول کی فصل ناموافق حالات کی وجہ سے اچھی نہ ہو سکی جس وجہ سے انڈیا سے چاول کی برآمد کم ہوئی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے چاول درآمد کرنے والے ممالک نے پاکستان کا رخ کیا جس وجہ سے پاکستان سے چاول کی برآمد میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ خصوصاً ایران نے متوقع بین الاقوامی پابندیوں اور جنگ کے غیر یقینی حالات کے پیش نظر پاکستان سے زیادہ چاول درآمد کیا۔ چائنہ نے بھی معمول سے زیادہ چاول پاکستان سے درآمد کیا۔ سال 07-2006 میں پاکستان نے چاول کی برآمد سے 1.88 بلین امریکن ڈالر کا زرمبادلہ کمایا۔ اس وجہ سے مقامی منڈی میں چاول کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ سال 08۔2007 میں چاول کی کاشت کے لئے اس کی زرعی input یعنی کھادوں، بیج، زرعی ادویات، ڈیزل اور بجلی کی قیمتوں میں گزشتہ سالوں کی نسبت غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ نیز چاول کی بیرون ملک برآمد میں بھی اضافہ جاری رہا۔ جس وجہ سے چاول کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافے کا رجحان جاری رہا۔ سال 2008 میں چاول کی قیمت زیادہ سے زیادہ 10000 روپے فی 100 کلو گرام بوری کی سطح پر رہی اب یہ کم ہو کر 6500 روپے فی 100 کلو گرام بوری ہو گئی ہے۔ سال 08-2007 میں اچھی قیمت ملنے کی وجہ سے اس سال چاول کی فصل 13 فیصد زائد رقبہ پر کاشت ہوئی ہے۔ اس طرح اچھی

قیمت اور اچھی پیداوار کے ذریعے کسان کے خوشحال ہونے کے اچھے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔

(ج) وفاقی حکومت نے پنجاب حکومت کو صوبے کے عوام کی ضروریات اور برآمد کو مدنظر رکھتے ہوئے چاول کے مندرجہ ذیل اہداف مقرر کئے ہیں:۔

نمبر شمار	اقسام	رقبہ (ہزار ایکڑ)	پیداوار (ہزار ٹن)	پیداوار (ٹن فی ایکڑ)
1	باسمتی	3679.5	2666.4	32.4
2	اری/ دوسری اقسام	630.2	622.4	44.1
3	کل	43.9.7	3288.8	34.1

محکمہ زراعت پنجاب ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور محنت کر رہا ہے چونکہ بارشیں وقت پر ہوئی ہیں اور حکومت نے تمام زرعی مداخل پر جی ایس ٹی ختم کر دیا ہے جس سے ان کی مناسب قیمت پر دستیابی ہو گی۔فاسفورسی کھادوں پر وفاقی حکومت نے سبسڈی 470 سے بڑھا کر 1000 روپے فی بوری کر دی ہے جس سے کھادوں کا استعمال بھی بڑھے گا۔ محکمہ زراعت بھی زرعی مداخل خصوصاً کھادوں اور زرعی ادویات کی ملاوٹ سے پاک بروقت فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ان کوششوں سے انشاء اللہ چاول کی قیمت مزید کم ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے میرے سوال کے جواب میں جو detail دی ہے میں نے 2007،2006 اور 2008 کے حوالے سے چاولوں کی قیمتیں پوچھی تھیں۔ ان کی طرف سے جواب تھوک میں آیا ہے۔ پہلے تو مجھے وزیر موصوف یہ بتادیں کہ سوال جس sense میں کیا گیا ہے اس sense میں جواب کیوں نہیں آیا؟ جو انہوں نے comparison پیش کیا ہے اس کی رو سے مجھے قیمتوں کے حوالے سے گراف بھی دیا گیا ہے۔محکمے نے جو گراف بنایا ہے اس کی رو سے 2008 میں قیمت کا گراف 50 روپے سے 90 روپے تک پہنچ گیا ہے جبکہ میں نے سوال retail price کے حوالے سے دیا تھا تو انہوں نے جواب تھوک کے ریٹ میں دیا ہے۔ پوری دنیا گواہ ہے، تمام ممبران، پورا میڈیا گواہ ہے کہ چاول 130 روپے سے بھی زیادہ قیمت میں فروخت ہوا اور انہوں نے تھوک کی قیمت 90 روپے بتائی ہے۔ اس

comparison کو بھی سامنے رکھا جائے اور یہ گراف دیکھیں کہ 2008 میں چودھری پرویز الٰہی کی حکومت ختم ہونے کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے آپ اپنا سوال دیکھیں کہ آپ نے اس میں کیا لکھا ہے۔آپ نے پوچھا کہ سپر کرنل چاول کی قیمت 28 روپے تھی۔28 روپے کیا تھی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! محکمے نے یہی جواب تھوک کی قیمت میں دے دیا ہے جبکہ میں نے retail price بیان کی تھی۔یہاں دیکھیں حالات ملتے جلتے ہیں لیکن 2008 میں اس گراف کی رو سے قیمت اتنی تیزی سے rise کر گئی۔2008 میں چودھری پرویز الٰہی کی حکومت ختم ہونے کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کسی کی حکومت کو چھوڑیں آپ اس سوال سے متعلقہ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ قیمت اتنی تیزی سے rise کیوں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ چاول کی پیداوار جتنی بھی ہوئی اس میں انڈیا میں چاول کم پیدا ہوا، بیرون ممالک میں چاول کی مانگ بہت بڑھ گئی۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری غفور صاحب! آپ مستی خیل صاحب کو باہر سے اندر لے کر آئیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس کا سپر باسمتی پوری دنیا میں جاتا ہے۔اسے یورپ کے ممالک میں پسند کیا جاتا ہے اور مشرق وسطیٰ میں بھی پسند کیا جاتا ہے۔چونکہ عالمی سطح پر قیمتیں بہت بڑھی ہوئی تھیں اور کافی مقدار میں چاول باہر export ہو گیا اور کاشتکار کو اس کی اچھی قیمت بھی ملی جس کی وجہ سے چاول کی قیمت پر چون میں بڑھ گئی لیکن اب اس سال ایسا نہیں ہو گا کیونکہ جو پچھلے سال چاول 43 لاکھ ایکڑ پر کاشت ہوا تھا اس سال 48 لاکھ ایکڑ پر کاشت ہوا ہے اور مجموعی طور پر پیداوار جو ہم نے 33 لاکھ ٹن کا تخمینہ لگایا تھا، 38 لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا ہے جس وجہ سے آج مارکیٹ میں 61 روپے فی کلو چاول کی قیمت ہے اور اب قیمت کافی down ہو گئی ہے۔ پچھلے سال قیمت بڑھی تھی اس سال قیمت زیادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اس بات سے مطمئن ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال پھر وہیں پر stand کر رہا ہے، اس کا جواب وزیر موصوف نہیں دے سکے کہ یہ جو انہوں نے figures بتائے ہیں یہ محکمے کی طرف سے آئے ہیں اس میں 2006 اور 2007 میں جب چاول باہر export ہو رہا تھا اس وقت قیمت کنٹرول میں تھی لیکن 2008 میں گراف کے مطابق، یہ آپ کے ہی دورِ حکومت میں آپ کا محکمہ یہ گراف بنا کر دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کس کو کہہ رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ میں وزیر موصوف کو کہہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پھر دیکھ لیں۔(قہقہے)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کی حکومت کی بات کر رہی ہوں کہ 2008 میں یہ گراف اتنا اونچا کیسے چلا گیا جبکہ جتنی بھی export ہوئی ہے وہ 2006 اور 2007 میں ہوئی ہے پھر یہ 2008 میں اتنا کیسے بڑھ گیا؟ انہوں نے یہ جواب دیا ہے اس کے جواب میں میرا یہ سوال ہے۔ یہ ذرا اس کو explain کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ذرا جلدی جواب دے دیں۔ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی ولکھ): جناب سپیکر! ہماری حکومت مارچ اپریل میں آئی ہے اور پچھلے سال جو چاول تھا وہ پہلے ہی ایکسپورٹ ہو چکا تھا اب یہ نئی فصل کی ہم سے بات کریں۔ اب چاول کی پیداوار بڑھ گئی ہے۔ اس سال یہ 15 فیصد بڑھی ہے، یہ پہلے 43 لاکھ ایکڑ پر کاشت ہوتا ہے اب 48 لاکھ ایکڑ پر کاشت ہوا ہے اور اس کی مجموعی پیداوار جو پنجاب میں ہوئی ہے وہ 38 لاکھ ٹن کی ہوئی ہے اور مارکیٹ میں آج چاول کی قیمت 61 روپے کلو ہے نہ کہ 100 روپے ہے اور جو یہ قیمت بتا رہی ہیں یہ ہمارے آنے سے پہلے کی بات ہے اس وقت تو ہمارا پنجاب گورنمنٹ پر کنٹرول نہیں تھا۔ اس کی وجہ وہی تھی کہ انڈیا میں چاول نہیں ہوا تھا اور پاکستانی چاول کی باہر بہت مانگ ہے تو وہ ہمارے آنے سے پہلے ایکسپورٹ ہو چکا تھا کیونکہ ملک کے اندر چاول کی مقدار کم تھی جس وجہ سے قیمتیں بڑھ گئیں۔

جناب سپیکر: جی، سوالات کا وقفہ ختم ہوتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ pending نہیں ہو گا، یہ کیوں pending ہو؟ یہ تو پڑھا جا چکا ہے اور اس کا جواب آ چکا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی دس منٹ باقی ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرے questions بہت important ہیں، ان کو pending کر دیا جائے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی ولکھ): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ زراعت کی زرعی پالیسی کی تفصیلات

*526: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کی زرعی پالیسی کیا ہے، اس کے اہداف کیا ہیں اور ان میں سے کتنے اہداف مکمل ہوئے اور اگر مکمل نہیں ہوئے تو وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا کے اندر بہت سے شعبے بنائے گئے ہیں اور ان کا آپس میں رابطہ ہے اور نہ ہی کسانوں کو تحقیقی، تجرباتی یا جدید طریقہ کاشت صحیح طور پر پہنچایا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ زراعت کے بہت سے شعبے ہیں ان میں کافی تعداد میں افسران اور عملہ ہر شعبہ میں کام کر رہا ہے ان شعبوں کا علیٰحدہ علیٰحدہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ ہے؟

(د) کیا حکومت پنجاب ان تمام شعبوں کو یکجا کرتے ہوئے انتظامی اخراجات کو کم کرنے کا کوئی منصوبہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) محکمہ زراعت بیجوں کی پیداوار مقامی طور پر کرنے کا کیا منصوبہ رکھتا ہے اور کون کون سی فصلات کا بیج صوبہ پنجاب کی ضروریات پوری کر رہا ہے تمام فصلات کا بیج ہائی برڈ یا بی ٹی وغیرہ، محکمہ کب تک صوبہ کی ضروریات کے لئے پورا کر سکے گا، گندم، مکئی، گنا، کپاس،

دالوں و تیل دار اجناس، سبزیات کے بیج کی صوبہ کی ضروریات کتنی ہیں اور کتنا اعلیٰ معیاری اور ہائی برڈ بیج مقامی طور پر پیدا کیا جارہا ہے باقی ضروریات کیسے پوری کی جارہی ہیں تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب حکومت کی زرعی پالیسی زراعت دوستانہ پالیسی ہے ۔ اس مقصد کے پیش نظر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سال صوبہ میں گندم کی پیداوار کا ہدف بڑھا کر 2 کروڑ ٹن کر دیا ہے۔اس ہدف کو پورا کرنے کے لئے بیج، کھاد، زرعی ادویات اور دیگر مداخل کی وافر مقدار میں فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔

1۔ ربیع کی تمام فصلات بشمول گندم ،چنا ، مسور، تیلدار اجناس کا اعلیٰ قسم کا بیج کسانوں کو مناسب قیمت پر مہیا کیا گیا۔

2۔ صوبہ پنجاب کی زرعی پالیسی کا بنیادی محور پیداوار اور کاشتکاروں کی آمدن میں اضافہ ہے اس لئے تمام منصوبہ جات اسی پالیسی کو مدنظر رکھ کر بنائے گئے ہیں۔ جس میں کاشتکاروں کو 10 ہزار ٹریکٹروں پر 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر کے حساب سے سبسڈی کے علاوہ ٹنل فارمنگ اور آلات پر بھی سبسڈی دی گئی ہے۔

3۔ بنجر اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے مشینری کا استعمال بڑھایا گیا ۔ بلڈوزروں کا کرایہ کم کر دیا گیا اور کاشتکاروں میں 50 فیصد رعایتی قیمت پر زرعی آلات فراہم کئے گئے۔ اس سے مشینری کا استعمال بڑھا اور اب بلڈوزروں کی بکنگ بڑھ رہی ہے۔

ان اقدامات سے کپاس ، چاول ،مکئی اور خریف کی دوسری فصلات کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور انشاء اللہ ربیع کی پیداوار بھی اچھی متوقع ہے۔

(ب) محکمہ زراعت کے بہت سے شعبے ہیں ۔ تمام شعبہ جات اپنے اپنے دائرہ کار میں امور سرانجام دے رہے ہیں اور یہ سب آپس میں مربوط ہیں۔ جب مختلف فصلات کے پیداواری منصوبے اور پیداواری ٹیکنالوجی بنائی جاتی ہے تو تمام شعبوں کو اس سلسلہ میں مدعو کیا جاتا ہے۔ ان تمام شعبوں کے تجربات اور تحقیقات کی روشنی میں جدید طریقہ کاشت مرتب کیا جاتا ہے اور کاشتکاروں کی رہنمائی کے لئے زرعی تربیتی پروگرام منعقد

کر کے اس جدید زرعی ٹیکنالوجی کو ان تک پہنچایا جاتا ہے اور جدید کاشت پر مشتمل لٹریچر مفت فراہم کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کے بہت سے شعبے ہیں اور ان میں کافی تعداد میں افسران اور دیگر عملہ دن رات زراعت کی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ محکمہ زراعت کا صوبائی سطح پر ترقیاتی بجٹ برائے سال 09۔2008 درج ذیل ہے۔

ترقیاتی بجٹ	غیر ترقیاتی بجٹ
1799.589 ملین روپے	4258.468 ملین روپے

(د) فی الحال حکومت ان تمام شعبوں کو یکجا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ تمام شعبہ جات اپنے اپنے دائرہ کار میں قابل قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(ہ) محکمہ زراعت کے تحت پنجاب سیڈ کارپوریشن اور اس کے علاوہ نجی سیڈ کمپنیاں مختلف فصلات کا اعلیٰ اور معیاری بیج تیار کر رہی ہیں۔ 08۔2007 میں صوبہ پنجاب کو مختلف فصلات کے بیج کی ضروریات اور پنجاب سیڈ کارپوریشن کی طرف سے ان کی دستیابی کی صورتحال مندرجہ ذیل ہے۔

نام فصل	بیج کی کل ضروریات(000) من	ہدف PSC(000) من	بیج تیار کردہ PSC(000) من
1۔گندم	20500	2050	1188.4
2۔کپاس	1200	600	133.95
3۔چاول	654	58.1	79.1
4۔سبزی			
i۔سنتھیٹک	250	37.5	4.72
ii۔ہائبرڈ	200	100	0.5
5۔مونگ	472.5	46.7	11.95
6۔چنا	1112.5	1112.25	1.4
7۔کنولہ	7.85	3.925	1.39
8۔آلو	6450	322.5	30.46
کل	31087	3469.85	1238.4

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں داخلہ پالیسی کی تفصیل

*527: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں داخلہ پالیسی کیا ہے کیا کسانوں کے بچوں کے لئے خصوصی کوٹا مختص ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب زرعی یونیورسٹی کا ایک کیمپس پاکپتن شریف میں کھولنے کا منصوبہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں داخلہ پالیسی شفاف اوپن میرٹ پر مبنی ہے جس میں 25 فیصد کوٹا تمام قسم کے طالب علموں کے لئے "اوپن میرٹ" پر مختص ہے 75 فیصد کوٹا کسانوں کے بچوں کے لئے مختص ہے جس کی تقسیم محکمہ مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ہر ضلع کی دیہی آبادی کی نسبت سے کی جاتی ہے۔

کسانوں کے بچوں کو ترجیح دینے کے لئے درج ذیل طریق کار استعمال ہوتا ہے۔

کسانوں کے بچوں کو اپنے والدین کی ملکیتی زمین کی فرد جو کہ متعلقہ تحصیلدار سے تصدیق شدہ ہو، جمع کروانی پڑتی ہے۔

مزارعین کے بچوں کو اپنے والدین کے زیر استعمال زمین کا سرٹیفکیٹ جو کہ متعلقہ پٹواری اور تحصیلدار سے تصدیق شدہ ہو، جمع کروانا پڑتا ہے۔

(ب) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا ایک سب کیمپس دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں سال 2006 سے کام کر رہا ہے۔ ایک سب کیمپس یا زرعی کالج ساہیوال میں قائم کرنے کی تجویز ہے۔ اس طرح سے ساہیوال ڈویژن کے تین میں سے دو اضلاع میں زرعی یونیورسٹی کی شاخیں موجود ہو جائیں گی۔

خوشاب میں ٹیوب ویل بورنگ کے لئے سبسڈی دینے کی تفصیل

*902: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پاور رگ مشین کے ذریعے سے پہاڑی علاقوں میں محکمہ زرعی انجینئرنگ کو ٹیوب ویل بور کرنے کے لئے مورخہ 25-6-2001 سے سبسڈی کم کرنے سے گورنمنٹ کے خزانہ میں بورنگ کی مد میں کتنا اضافہ ہوا ہے یا کہ کمی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وادی سون خوشاب میں گزشتہ کئی سالوں کی خشک سالی کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح 250 سے 350 فٹ کی بجائے، اب 400 سے 500 فٹ گہری ہو

گئی ہے سبسڈی کم کرنے اور پانی کی گہرائی زیادہ ہونے سے زمینداروں کو دہرا نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) مندرجہ بالا صورتحال کے پیش نظر کیا موجودہ حکومت زمینداروں کو سبسڈی دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کتنی سبسڈی دی جائے گی اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پاورڈ رلنگ رگ کے ذریعے پہاڑی علاقوں میں ٹیوب ویل بور کرنے کے لئے مورخہ 25-06-2001 سے سبسڈی ختم کرنے سے محکمہ کی انکم میں اضافہ ہوا ہے جو کہ تقریباً 6050131/- روپے ہے۔ 2001 میں وفاقی حکومت کے فیصلہ کے مطابق بورنگ کے ریٹس کی مد میں O&M کاسٹ کے تحت تقریباً 37 فیصد اضافہ کا فیصلہ کیا گیا اور اس فیصلہ کے تحت جو ریٹس طے کئے گئے آج بھی کسانوں سے وہی ریٹس وصول کئے جا رہے ہیں اور ان میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے حالانکہ اس وقت موجودہ صورتحال یعنی ڈیزل کی قیمتوں میں روز افزوں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے پارورگ مشین کی آپریشنل کاسٹ کافی حد تک بڑھ چکی ہے۔ موجودہ ریٹ کی نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گزشتہ کئی سالوں کی خشک سالی سے پانی کی سطح تشویشناک حد تک (400 سے 500 فٹ) گہری چلی گئی ہے جس سے کسانوں کا بورنگ اور ٹیوب ویل لگانے کا خرچ بڑھ گیا ہے۔

(ج) اس وقت ایسی سکیم یا منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں ہے اور ویسے بھی آخری دفعہ ریٹ میں اضافہ 2001 میں کیا گیا تھا اور آج بھی کسانوں سے وہی ریٹ وصول کئے جا رہے ہیں حالانکہ اس دوران ڈیزل کی قیمتوں اور بورنگ اور ٹیوب لگانے کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے لاگت بہت بڑھ چکی ہے لیکن یہ بوجھ حکومت خود برداشت کر رہی ہے۔

ضلع خوشاب میں زرعی ٹیوب ویلوں کے لئے فلیٹ ریٹ مقرر کرنے کا مسئلہ

*910: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں زرعی ٹیوب ویلوں کی پانی کی گہرائی 400 فٹ تا 600 فٹ ہے اور ان زرعی ٹیوب ویلوں کی تعداد 130 ہے کیا اور بھی لگ رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان زرعی ٹیوب ویلوں پر 40 ہارس پاور تا 60 ہارس پاور کی موٹریں لگی ہوئی ہیں اور ان کا بل یونٹوں کے حساب سے 80 ہزار سے ایک لاکھ روپے ہر ماہ آتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 02-2001 میں ٹیوب ویلوں کے لئے فلیٹ ریٹ مختص تھے اور اس حساب سے صرف 15 یا 20 ہزار روپے ہر ماہ بل آتا تھا؟

(د) کیا حکومت پنجاب زرعی ٹیوب ویلوں پر فلیٹ ریٹ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو ایوان کو اس سے مطلع کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب کے کئی موضع جات مثلاً کھوڑہ، کھبیکی اور اچھالی (وادی سون) میں بور کی گہرائی 400 فٹ تا 600 فٹ ہے جبکہ گوہوالی اور وڑچھہ (مہاڑ ایریا) میں بور کی گہرائی 500 فٹ تا 700 فٹ ہے اور سون ویلی میں تقریباً 2000 سے زائد ٹیوب ویل / ٹربائن چل رہے ہیں اور مزید لگ رہے ہیں۔

(ب) یہ سوال محکمہ ہذا کے متعلق نہ ہے تاہم اسسٹنٹ مینجر فیسکو واپڈا جوہر آباد سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق درست ہے۔ کہ ان زرعی ٹیوب ویلوں پر 40 ہارس پاور، 60 ہارس پاور کی موٹریں لگی ہوئی ہیں اور ان کا بل یونٹوں حساب سے 80 ہزار سے ایک لاکھ روپے ہر ماہ آتا ہے۔

(ج) یہ سوال بھی محکمہ ہذا کے متعلق نہ ہے لیکن واپڈا سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق اس وقت 20kv سے کم لوڈ ہو تو مبلغ 3.73 روپے فی کلوواٹ فی گھنٹہ اور اگر 20KV سے زیادہ ہو تو peak time میں مبلغ 7.73 روپے فی گھنٹہ اور off peak time میں مبلغ 3.13 روپے فی کلوواٹ فی گھنٹہ وصول کئے جارہے ہیں جس کے حساب سے ماہانہ بل تقریباً 15 سے 20 ہزار روپے بنتا ہے۔ واپڈا سے حاصل کردہ تفصیل ستمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ سوال بھی محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے لیکن اس سلسلہ میں حکومت کسانوں کو پہلے ہی سے off peak time میں رعایتی نرخ کی سہولت دے رہی ہے۔

خستہ حال اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار، کھالہ جات کی تعمیر نو

*940: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب پختہ کھالہ جات جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں کے پیچ ورک کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب ان کھالہ جات کے پیچ ورک کے لئے کسانوں کو امدادی رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) انجمن آبپاشاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت کھال کی پختگی و اصلاح کے بعد اسے انجمن اصلاح آبپاشاں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو بعد ازاں اس کی صفائی اور دیکھ بھال کی ذمہ دار ہوتی ہے کیونکہ کھالوں کی ٹوٹ پھوٹ کی درستگی حکومت کی ذمہ داری نہ ہے اس لئے حکومت نے اس کام کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ کھالہ جات کی پختگی کے بعد پیچ ورک / ٹوٹ پھوٹ کی ذمہ داری انجمن اصلاح آبپاشاں کی ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

زرعی قرضہ جات پر مارک اپ کم کرنے کا معاملہ

*941: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب زرعی قرضہ جات پر مارک اپ کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت ان چھوٹے کاشتکاروں کو جو قرضہ جات واپس لوٹانے کی سکت نہیں رکھتے ان کے قرضہ جات معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چونکہ تمام سرکاری، نیم سرکاری و نجی بنک، سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ماتحت ہیں لہٰذا مارک اپ کم کرنے کا فیصلہ صرف وفاقی سطح پر ہو سکتا ہے۔ حکومت پنجاب ایک بار پھر وفاقی حکومت سے مارک اپ کم کرنے کی بھرپور سفارش کرتی ہے۔

(ب) کاشتکاروں کے قرضہ جات معاف کرنے کا اختیار حکومت پنجاب کے پاس نہ ہے بلکہ یہ اختیار اب کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ مالی قوانین کے مطابق ان قرضہ جات کو ادا ہونا ہے، چاہے کاشتکار ادا کریں یا ان کی جگہ کوئی اور شخص یا ادارہ یا کوئی حکومت، چھوٹے کاشتکاروں یعنی نصف مربع سے کم کاشتکاروں کے ذمہ 2008-06-30 تک تقریباً 78۔ ارب 84 کروڑ روپے کے واجب الادا قرضے ہیں جن کی نعم البدل ادائیگی ایک بہت بڑا مالی مسئلہ ہو گا۔ حکومت پنجاب اس سلسلہ میں وفاقی حکومت سے ایک مرتبہ پھر سکت نہ رکھنے والے کاشتکاروں کے قرضہ جات معاف کرنے کی سفارش کرتی ہے۔

ڈائریکٹوریٹ آف فلوری کلچر کے قیام کے مقاصد

*1120: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف فلوری کلچر کب قائم کیا گیا، اس کے اغراض و مقاصد کیا تھے، یہ ڈائریکٹوریٹ اب تک اپنے مقاصد میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے؟

(ب) اس کا سال 06-2005، 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کا بجٹ مد وار فراہم کریں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنا بجٹ ریسرچ پر خرچ ہوا؟

(د) ان سالوں کے دوران کن شعبوں پر ریسرچ کی گئی؟

(ہ) اس محکمہ میں ریسرچ سے متعلقہ کون کون سے افسران کام کر رہے ہیں؟

(و) ان سالوں کے دوران پودوں اور پھولوں کی کس کس قسم کی نئی اقسام دریافت کی گئی ہیں؟

(ز) ان سالوں کے دوران پھولوں کی کون کون سی نئی اقسام دریافت کی گئی ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ ادارہ 1987 میں قائم کیا گیا تھا۔

اغراض و مقاصد:

i۔ دیگر محکموں کے کارکنوں کو گلبانی و چمن آرائی کی تربیت دینا۔

ii۔ پھولوں کے اعلیٰ معیار اور نئی اقسام کی افزائش کرنا۔

iii۔ گھریلو پیمانے پر سبزیات کی کاشت کی ترویج کرنا۔

ادارہ نے الحمدللہ اپنے اہداف یعنی کارکنوں کی تربیت ،پھولوں کے اقسام ،نمائش اور سبزیات کی کاشت کی ترویج میں کامیابی حاصل کی ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 06۔2005 کا بجٹ 2کروڑ 64لاکھ 89ہزار، 07۔2006 کا بجٹ 2کروڑ 81لاکھ 58ہزار ، 08۔2007 کا بجٹ 3کروڑ 11لاکھ 71ہزار اور 09۔2008 کا بجٹ 3کروڑ 58لاکھ 46ہزار ہے۔ جس کی مد وار بجٹ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس پر 58لاکھ 90ہزار ریسرچ پر خرچ ہوا ہے جس کی تفصیل تتمہ (ج) پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں میں درج ذیل شعبوں پر ریسرچ کی گئی:۔

(i) ہارٹیکلچر ل ریسرچ انسٹیٹیوٹ فارفلور یکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ مختلف کیمیائی مرکبات کا تراشیدہ پھولوں کی عمر پر اثر اور مٹی کے مختلف آمیزوں کا گملوں میں اگائے جانے والے گلاب پر اثر۔

(ii) ہارٹیکلچر ریسرچ سٹیشن فلوریکلچر اینڈ سکیپنگ، ملتان

* موسم سرما کے بیجوں کے اگاؤ کے لئے بہترین میڈیا کی تلاش۔
* کارنیشن کے پودے پھول کی زندگی بڑھانے کے لئے مختلف کیمیکلز کا استعمال۔
* Gross-an-Taplitz (سرخ گلاب) کی زیادہ پیداوار کے لئے مختلف نامیاتی اور غیر نامیاتی کھادوں کا استعمال۔

(iii) ہارٹیکلچر ریسرچ سب سٹیشن فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ، فیصل آباد

* کٹ فلاورز کی بعداز برداشت زندگی پر تجربات کرنا

* پام کی مختلف اقسام پر تحقیق

(iv) ہارٹیکلچر ریسرچ سب سٹیشن فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ، مری

Exotic flora اورانڈین ڈیلیا پر تحقیق

(ہ) اس محکمہ میں ریسرچ سے متعلق مندرجہ ذیل افسران کام کر رہے ہیں۔

(i) راولپنڈی

1	مہر محمد عارف	ہارٹیکلچرسٹ
2	ریاض علی شاہ	اسسٹنٹ ہارٹیکلچرسٹ
3	محمد سلیم	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر
4	ریاض الرحمٰن	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر
5	نوید اقبال	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر

(ii) ملتان:

1	سید فیاض شاہ	اسسٹنٹ ہارٹیکلچرسٹ آفیسر

(iii) فیصل آباد

1	محمد یونس	ہارٹیکلچرسٹ
2	محمد سعید	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر

(iv) مری

1	محمد سلیم اختر	اسسٹنٹ ہارٹیکلچرسٹ

(و) ان سالوں کے دوران 10 نئی اقسام متعارف کرائی گئی۔ جس میں قابل ذکر Kerrieاور Indian Dahlia ہیں۔

(ز) محکمہ نے پھولوں کی 21اقسام دریافت کیں۔ جس میں قابل ذکر گلائل، Advance Redاور Sonata، کارنیشن میں Marguerite Double اور گلاب میں Pink Doubleاور First Red ہیں۔

اب تک منعقد کئے گئے مختلف کورسز میں کامیاب ہونے والے طلباء وطالبات کی مکمل فہرست

نمبر شمار	کورس کا نام	تعداد کورسز	تعداد طلباء	تعداد طالبات	کل تعداد
1	ایک سالہ ڈپلومہ کورس	22	436	43	479
2	سہ ماہی کورس برائے ان سروس (ملازمین)	43	967	165	1132
3	چھ ہفتے کا کورس برائے خواتین	27	140	357	497
4	پندرہ روزہ کورس برائے خواتین	37	50	549	599
	کل تعداد	129	1593	1114	2707

ڈائریکٹوریٹ آف فلوری کلچر میں گریڈ18 سے اوپر کی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*1121:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ڈائریکٹوریٹ آف فلوری کلچر میں گریڈ18 اور اس سے اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ، تعلیمی قابلیت اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان اسامیوں پر کتنے ملازمین ایسے ہیں جو مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل نہ ہیں،ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اسامی کی تفصیل بیان کریں؟

(ہ) جوافراد مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل نہ ہیں کیا حکومت ان کو ٹرانسفر کر کے ان کی جگہ مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ملازمین تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف فلوریکلچر میں گریڈ18اور اس سے اوپر کی اسامیوں کی تعداد و تفصیل:۔

گریڈ	تعداداسامی	گریڈ	تعداداسامی
19	1	18	4

(ب) گریڈ19 :۔

تجربہ: برائے ترقی پانچ سالہ مع 2 سالہ تجربہ ہارٹیکلچرسٹ یا فلوریکلچر اینڈ لینڈسکیپنگ بطور گریڈ18آفیسر

تعلیمی قابلیت: ایم ایس سی ہارٹیکلچر / باٹنی / لینڈسکیپنگ

گریڈ کی تفصیل: 39080- 970- 19680

گریڈ18:

تجربہ: 5 سالہ بطور گریڈ17+150آفیسر

تعلیمی قابلیت: ایم ایس سی (آنرز) ایگریکلچر، ہارٹیکلچر / فلوریکلچر
گریڈ کی تفصیل: 12910 -930-31510

(ج) نام: ڈاکٹر محمد طارق اقتدار
عہدہ: ڈائریکٹر فلوریکلچر
گریڈ 18
تعلیمی قابلیت: پی ایچ ڈی (ہارٹیکلچر)
تجربہ: 15 سال بطور گریڈ 18 آفیسر

نام: محمد طارق
عہدہ: ڈپٹی ڈائریکٹر
گریڈ: 18
تعلیمی قابلیت: ایم ایس سی (آنرز) ایگریکلچر ہارٹیکلچر
تجربہ: 13 سال بطور گریڈ 18 آفیسر

نام: محمد عارف خان
عہدہ: ہارٹیکلچرسٹ
گریڈ: 18
تعلیمی قابلیت: ایم ایس سی (آنرز) ایگریکلچر ہارٹیکلچر
تجربہ: 14 سال بطور گریڈ 18 آفیسر

نام: محمد نواز ذوق
عہدہ: ڈپٹی ڈائریکٹر
گریڈ: 18
تعلیمی قابلیت: ایم ایس سی (آنرز) ایگریکلچر ہارٹیکلچر
تجربہ: 11 سال بطور گریڈ 18 آفیسر

(د) تمام افسران مطلوبہ معیار پر پورے اترتے ہوئے تعینات کئے گئے ہیں۔

(ہ) متذکرہ اسامیوں پر کوئی بھی مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ سے کم حامل ملازم کام نہیں کر رہا ہے۔

شوگر کین ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے قیام کے اغراض مقاصد

*1142: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے شوگر کین ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے یہ ادارہ کب قائم کیا گیا اور اس کی ریسرچ کے کیا نتائج برآمد ہوئے؟

(ب) مذکورہ ادارے میں افسران اور اہلکاران کی کل تعداد کیا ہے مذکورہ افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں، گاڑیوں اور الاؤنسز پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوتی ہے اور ادارہ کے دیگر اخراجات کیا ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ ادارے کے حساب کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے اگر ہاں تو سال2006 کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ادارہ کے قیام کے باوجود پاکستان میں گنے کی فی ایکڑ اوسط پیداوار300 سے400 من تک محدود ہے، جب کہ دیگر ممالک میں خصوصاً آسٹریلیا میں گنے کی فی ایکڑ پیداوار2000 من فی ایکڑ حاصل کی جارہی ہے، اگر ہاں تو مذکورہ ادارے کی ناقص کارکردگی کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ ادارہ کی سالانہ مفصل کارکردگی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے؟

(و) گنے کی فصل کو لگنے والی بیماریوں کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ز) بجٹ09-2008 میں ریسرچ ڈویلپمنٹ کین کے لئے حکومت نے کتنے فنڈ مختص کئے اور نیز ریسرچ ڈویلپمنٹ کین کے لئے زمینداروں اور مل انتظامیہ کے درمیان پیداواری لاگت کو کم کرنے اور پیداوار بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے شوگر کین ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی کے نام سے ایک ادارہ 2007 میں قائم کیا تھا لیکن ابھی تک ادارہ نے عملی طور پر تحقیق کا آغاز نہیں کیا۔

(ب) ابھی تک شوگر کین ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی نے کوئی تعیناتی نہیں کی اور نہ ہی کسی قسم کے اخراجات کئے ہیں۔

(ج) شوگر کین ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی میں اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ آڈٹ کا جواز نہیں ہے۔

(د) اگرچہ کہ مذکورہ ادارے نے ابھی تک عملی طور پر کام کا آغاز نہیں کیا تاہم شوگر کین ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے اعداد وشمار کے مطابق پنجاب میں گنے کی اوسط پیداوار 533 من فی ایکڑ ہے۔ فصل کا اوسط دورانیہ 8 سے 9 ماہ ہے۔ آسٹریلیا میں اوسط پیداوار 806 من فی ایکڑ ہے اور فصل کا دورانیہ 12 سے 18 ماہ ہے۔ اس طرح پنجاب میں گنے کی اوسط پیداوار اکائی وقت کے لحاظ سے کم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ آسٹریلیا میں سالانہ بارش 1600 ملی میٹر سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور موسم سازگار ہے جبکہ پنجاب میں 100 سے 500 ملی میٹر ہے جو کماد کی مطلوبہ مقدار سے کہیں کم ہے۔ اس کمی کو مصنوعی ذرائع آبپاشی (ٹیوب ویل، نہر وغیرہ) استعمال کر کے پوری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گنے کی بہتر پیداوار لینے کے لئے سالانہ بارش 1200 سے 2000 ملی میٹر درکار ہے اور درجہ حرارت 28 سے 35 سینٹی گریڈ تک رہنا چاہئے جبکہ پنجاب کی آب وہوا شدید ہے اور گرمیوں میں درجہ حرارت 45 سے 47 سینٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے جبکہ سردیوں میں نقطہ انجماد سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح گنے کی بڑھوتری کے لئے صرف 6 سے 7 ماہ ملتے ہیں جبکہ آسٹریلیا کا موسم بہترین ہے۔ سارا سال موسم سازگار رہتا ہے اور بڑھوتری کے لئے زیادہ وقت ملتا ہے۔

(ہ) چونکہ مذکورہ ادارے نے ابھی تک کام کا آغاز نہیں کیا اس لئے مفصل کارکردگی کی رپورٹ کا اسمبلی میں پیش کرنے کا جواز نہیں بنتا۔

(و) گنے کی فصل کو بیماریوں سے بچانے کے لئے بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام عام کاشت کے لئے منظور کروائی گئی ہیں (بیماریوں کے نام اور تدارک کی تفصیل تتمہ (و) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) چونکہ ادارے نے ابھی کام کا آغاز نہیں کیا ہے اس لئے حکومت نے 09۔2008 کے بجٹ میں اس کے لئے کوئی فنڈ بھی مختص نہیں کئے ہیں۔ البتہ بجٹ 08۔2007 میں اس

ادارے کے لئے 20لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن کام کے آغاز نہ ہونے کی وجہ سے اس فنڈ کو حکومت پنجاب نے واپس لے لیا۔

مارکیٹ کمیٹیوں کے ممبران کی نامزدگی کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1270: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل کس طرح کی جاتی ہے، ان کمیٹیوں میں کن لوگوں کو ممبر بنایا جاتا ہے اور یہ کتنے عرصے کے لئے ممبر بنائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی زرعی اجناس کی خرید و فروخت پر مارکیٹ فیس وصول کرتی ہے، اگر یہ درست ہے تو 2006، 2007 اور 2008 ضلع وہاڑی میں کتنی فیس وصول کی گئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ فیس کی مد میں وصول کی جانے والی رقم سے غلہ منڈی کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی جا سکتی ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مارکیٹ کمیٹی ضلع وہاڑی جو فیس وصول کرتی ہے، اس سے غلہ منڈی کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی گئی ہے، اگر ہاں تو اب تک کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے نیز سڑک کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب ایگری کلچرل پروڈیوس مارکیٹس آرڈیننس 1978 کی دفعہ 8(1) کے تحت مارکیٹ کمیٹی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تعداد ممبران مارکیٹ کمیٹی	کیٹیگری مارکیٹ کمیٹی	کاشتکار	دفعہ 6 کے حامل لائسنسدار افراد (کمیشن ایجنٹ/کاروباری زرعی اجناس/ملز مالکان وغیرہ	دفعہ 9 کے حامل لائسنسدار افراد بروکر/پلے دار/تولہ وغیرہ	صارف	سرکاری ممبر
17	A(سالانہ منافع 16 لاکھ سے زائد)	9	5	1	1	1
10	Bاور C(سالانہ منافع 8 سے 16 لاکھ اور 8 لاکھ سے کم بالترتیب	5	2	1	1	1

پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ (2)9 کے تحت سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب بذریعہ نوٹیفکیشن مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے تاریخ مقرر کرتا ہے۔ اگر اس تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود ہو تو ضلع ناظم ہر مارکیٹ کمیٹی کے طے

شدہ ممبران کی تعداد کے مطابق اپنی سفارشات کے ساتھ ہر اسامی کے لئے 2افراد کا پینل ضلع کونسل کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ضلع کونسل اس پینل میں سے ایک ایک نام مارکیٹ کمیٹی کی ہر نشست کے لئے منتخب کرتی ہے۔تاہم ضلع کونسل ضلع ناظم کی سفارشات کو کلی یا جزوی طور پر قبول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔اگر حکومت کی طرف سے مقرر شدہ تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود نہ ہو تو درج بالا طریق کار کے مطابق متعلقہ ضلعی رابطہ آفیسر ممبران کے ناموں کے پینل کی سفارشات حکومت کو ارسال کرتا ہے اور حکومت اس پینل سے ممبران کے نام منتخب کر کے نوٹیفائی کرتی ہے۔

پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 کی دفعہ 10 کے تحت ممبران کی تقرری کا عرصہ 3 سال ہے جس کا آغاز ان کی تقرری کی تاریخ سے ہوتا ہے۔بشرطیکہ گورنمنٹ اس بارے کوئی اور ہدایت جاری نہ کرے تو ان کا عرصہ ان کی جگہ لینے والے ممبران کی تقرری کے وقت جاری رہتا ہے۔ ممبران کی تقرری کے بعد چیئرمین اور وائس چیئرمین کا چناؤ بذریعہ انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔چیئرمین کے لئے کاشتکار ہونا ضروری ہے۔

(ب) جی ہاں!مارکیٹ زرعی!اجناس کی خرید وفرخت پر نوٹیفائیڈ مارکیٹ ایریا مارکیٹ فیس بحساب ایک روپیہ فی کوئنٹل وصول کرتی ہے۔تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	مارکیٹ کمیٹی وہاڑی	مارکیٹ کمیٹی بوریوالہ	مارکیٹ کمیٹی میلسی	کل مارکیٹ فیس ضلع وہاڑی
2005-06	3399050.00	4542646.00	3930117.00	11871813.00
2006-07	5176317.00	4574599.00	4022059.00	13772975.00
2007-08	2056283.00	4547001.00	4007385.00	10610669.00

(ج) جی ہاں۔

(د) مارکیٹ کمیٹی ہر سال اپنی آمدنی میں سے غلہ منڈیوں میں ترقیاتی کاموں پر ضرورت کے مطابق خرچ کرتی ہے جس میں سڑکوں کی تعمیر ومرمت، پلیٹ فارم کی تعمیر ومرمت، مین گیٹ کی تعمیر ومرمت اور واٹر فلٹریشن کی تنصیب وغیرہ کے منصوبہ جات شامل ہوتے ہیں ضلع وہاڑی کی مارکیٹ کمیٹیوں میں پچھلے سالوں میں سڑکوں کی تعمیر ومرمت پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مارکیٹ کمیٹی وہاڑی	مارکیٹ کمیٹی بوریوالہ	مارکیٹ کمیٹی میلسی	کل رقم ضلع وہاڑی
2743667	4428460	2019245	9191372

موجودہ صورتحال یہ ہے کہ غلہ منڈی وہاڑی، ماچھیوال اور غلہ منڈی میلسی میں ضلع کونسل کے فنڈز سے سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں۔غلہ منڈی وہاڑی کی باقی دو سڑکیں قابل مرمت اور

قابل تعمیر ہیں اور غلہ منڈی میلسی میں سڑکوں کی حالت اب تسلی بخش ہے۔ موجودہ مالی سال09۔2008 میں غلہ منڈی / سبزی منڈی میلسی میں ترقیاتی کاموں کے لئے مبلغ 1500000/- روپے منظور ہوئے ہیں۔ جس کے لئے فنڈز بھی defreeze ہو گئے ہیں۔ انشاءاللہ کام جلد شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ضلع کی تمام منڈیوں کے اندر سڑکیں درست حالت میں ہیں اور باقی ترقیاتی کام بمطابق منظوری بجٹ09۔2008 بعد از منظوری NAC تکمیل پائیں گے۔

کھاد کی مارکیٹ میں مہنگے داموں فروخت

*1272: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زراعت سے متعلقہ کھاد کی قیمتیں مقرر ہوئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ میں کھاد مہنگے داموں فروخت کی جارہی ہے؟

(ج) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت کسانوں کو کمپنیوں کی لوٹ مار سے بچانے کے لئے کھاد، بیجوں اور دیگر کاشتکاری کے لئے ضروری اشیاء پر قیمت کا اندراج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کھادوں کی قیمتیں وفاقی حکومت، خوراک وزراعت اور متعلقہ تیار و درآمد کنندگان کمپنیاں طلب اور رسد کی بنیاد پر مقرر کرتی ہیں۔ محکمہ زراعت ان قیمتوں کو ضلعی حکومتوں اور متعلقہ کمپنیوں سے باہمی مشاورت کے بعد مشتہر (notify) کرواتا ہے۔ تحصیل و ضلع میں تعینات ڈپٹی کنٹرولر واسسٹنٹ کنٹرولر فرٹیلائزر اپنے علاقوں میں کھادوں کی مشتہر قیمت پر فروخت کو یقینی بناتے ہیں۔

(ب) محکمہ زراعت نے گزشتہ سال 2008 میں گراں فروشوں، ذخیرہ اندوزوں اور جعلی کھادیں فروخت کرنے والوں کے خلاف بھرپور مہم چلائی جس کے دوران 395 چھاپے مار کر 124 ملزمان کو حراست میں لیا گیا۔ کل 360 ایف آئی آر درج ہوئیں جن میں سے 175 صرف گراں فروشوں کے خلاف تھیں۔ مزید یہ کہ سپیشل برانچ محکمہ پولیس روزانہ

کی بنیاد پر کھاد کے گراں فروشوں اور ذخیرہ اندوزوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے جن پر قانون کے تحت فوری طور پر چھاپے مار کر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) کھاد کی قیمتوں کا تعین اور اندراج وفاقی حکومت minfal کھاد تیار و درآمد کنندگان کی ذمہ داری میں آتا ہے۔تاہم حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے رابطے میں ہے کہ اس میں کسانوں کے نمائندوں کو بھی مشاورت میں شامل کیا جائے۔

جعلی زرعی ادویات وبیج پر کنٹرول کرنے کا مسئلہ

*1273: میاں شفیع محمد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی ادویات اور بیج میں ملاوٹ کی وجہ سے کسانوں کو مالی نقصانات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی کوششوں کے باوجود زرعی ادویات میں ملاوٹ اور ناقص بیج پر مکمل قابو نہیں پایا جاسکا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالص زرعی ادویات اور معیاری بیج فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہے؟

(د) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہر تحصیل میں معیاری بیج اور زرعی ادویات کے نئے ڈپو کھولنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ حکومت پنجاب پہلے ہی جعلی زرعی ادویات کی فروخت کھاد اور بیج میں ملاوٹ کو روکنے کے لئے کوشاں ہے۔ زرعی ادویات کی خالص فراہمی اور ملاوٹ کے تدارک کے لئے باقاعدہ مہم چلائی گئی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف فوری کارروائی ہو سکے۔اسی سلسلہ میں گزشتہ سال جنوری سے دسمبر 2008 تک 28 کروڑ روپے سے زائد رقم کی جعلی ادویات / کھاد پکڑی گئی۔ 314 آدمی گرفتار ہوئے۔ 979 مقدمات درج کرائے گئے 427906 کلوگرام / لیٹر زہر اور 596215 کلوگرام جعلی کھاد seize کی گئی۔ رجسٹرڈ مقدمات اس وقت پولیس یا عدالت کے پاس تفتیش یا فیصلہ کے لئے ہیں۔ بیج میں ملاوٹ کو روکنے کے لئے فیڈرل سرٹیفکیشن

ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر سٹورز سے بیج کی فیصد روئیدگی چیک کرتے رہتے ہیں۔اگر مقررہ حد سے کم فیصد روئیدگی ہو تو اسے فروخت کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس طرح پیداوار میں کمی ہو جاتی ہے۔تاہم اس میں اصل کردار وفاقی حکومت کا ہے۔صوبائی افسران کو اس سلسلے میں ضروری اختیارات تفویض نہیں کئے گئے ہیں۔پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذریعہ سے معیاری بیجوں کی فراہمی کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت بڑھایا جارہا ہے۔اس طرح حکومت کاشتکاران کو خالص زرعی ادویات اور خالص بیج کی فراہمی کے لئے اقدامات جاری رکھے ہوئے ہے تاکہ کسانوں کو مالی نقصان نہ ہو اور پیداوار وآمدنی میں اضافہ ہو سکے۔

(ب) حکومت کی کوشش سے زرعی ادویات کی ملاوٹ میں کمی آئی ہے۔2008 سے قبل 16 فیصد تک ملاوٹ تھی جو کہ کم ہو کر نصف رہ گئی ہے۔ پچھلے سال 31۔دسمبر تک 979 خفیہ ریڈز کئے گئے جن سے گرفتاریاں ہوئیں اور مقدمات درج ہوئے اسی طرح زرعی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف موثر کارروائی کی جارہی ہے۔

(ج) درست ہے کہ بشرطیکہ دیگر ضروریات بھی پوری کی جائیں۔مثلاً زمین کی صحیح تیاری، منظور شدہ اقسام کی کاشت، کھاد یا پانی کا بروقت استعمال کیڑے اور بیماریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے زہروں اور پلانٹ پروٹیکشن مشینری کا صحیح استعمال، برداشت کے وقت جنس کو ضائع ہونے سے بچانا وغیرہ۔جہاں تک بیج کا تعلق ہے۔فیڈرل گورنمنٹ شعبہ Seed Certification کے آفیسر ز بیج کی باقاعدہ انسپیکشن کرتے ہیں اور اگر بیج کی روئیدگی مقرر کردہ فیصد تک ہو تو فروخت کے لئے منظوری دی جاتی ہے۔تاکہ اگاؤ صحیح ہو اور فی ایکڑ پودوں کی مطلوبہ تعداد حاصل کر کے پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔

(د) معیاری بیج اور زرعی ادویات کی فروخت پر ایئویٹ ڈیلرز کرتے ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے محکمہ زراعت سے لائسنس یافتہ اور کمپنیوں کے ڈیلرز ہیں۔ اس وقت تقریباً 294 رجسٹرڈ کمپنیاں ہیں جو کہ زرعی ادویات کی فروخت کا کاروبار کر رہی ہیں اور 13 ہزار کے قریب ڈیلرز ہیں جو پنجاب کے تمام اضلاع میں ضلع، تحصیل اور سب تحصیل تک خصوصی طور پر کپاس اور چاول کے علاقہ جات میں یہ کاروبار کر رہے ہیں۔ڈیلرز ضلع محکمہ زراعت سے باقاعدہ تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے ورنہ زرعی ادویات کی فروخت کے لئے لائسنس سرٹیفکیٹ نہیں دیا جاتا۔حکومت ابھی کوئی نئے ڈپو کھولنے کو تیار نہ ہے۔

تاہم مانیٹرنگ اور چیکنگ کے لئے حکومت نے ایک جامع ایکشن پلان بنایا ہے اور صوبائی سطح پر ٹاسک فورس تشکیل دی ہے جس میں محکمہ زراعت، پولیس، انتظامیہ اور عدلیہ کے آفیسر شامل ہیں اور ضلعی سطح پر DCO صاحبان کے ساتھ متعلقہ محکموں کے آفیسرز شامل ہیں اور باقاعدہ سیمپلنگ کی جاتی ہے۔ ملاوٹ شدہ یا جعلی پائے جانے کی صورت میں مقدمات درج کئے جاتے ہیں اور عدالت کی طرف سے قانون کے تحت سزا یا جرمانہ کیا جاتا ہے تاکہ کاشتکار تک خالص زرعی ادویات کی فراہمی ممکن ہو۔ کیڑوں اور بیماریوں کے خلاف صحیح تدارک اچھی پیداوار کی وجہ بنتی ہے اور ملک کی خوشحالی میں اضافہ کرتی ہے۔ معیاری بیج کی فراہمی کے لئے پنجاب حکومت کا ادارہ پنجاب سیڈ کارپوریشن اچھے طریقے سے کام کر رہا ہے اور اس کے بیج کی مارکیٹ میں بہت ساکھ اور مانگ ہے۔

گوجر خان، چکوال، تلہ گنگ میں جنگلی سوروں کی بہتات

*1275: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خطہ پوٹھوہار کے علاقے گوجر خان، چکوال، تلہ گنگ وغیرہ میں جنگلی سوروں کی بہتات ہے؟

(ب) کیا کوئی تجویز زیر غور ہے کہ ان کو ختم کیا جائے کیونکہ یہ فصلوں کی تباہی مچاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت کسی بیرونی ملک مثلاً شمالی کوریا وغیرہ کو ٹھیکہ دینے کی کوئی تجویز consider کر سکتی ہے جس سے یہ کم ہو سکیں؟

(د) کیا فصلوں کو بچانے کے لئے حکومت پہلے کی طرح کوئی انعامی سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پوٹھوہار کے علاقہ میں جنگلی سوروں کی بہتات اس لئے ہے کہ یہاں ان کو چھپنے کے لئے پناہ گاہیں آسانی سے دستیاب ہوتی ہیں اور خوراک کا بھی ان کو کوئی خاص مسئلہ باقی نہیں رہتا۔

(ب) فی الحال حکومتی سطح پر ان کو ختم کرنے کے لئے کوئی تجویز زیر غور نہیں۔ ماضی میں ان کو ختم کرنے کے لئے محکمہ جنگلات نے ایک پروگرام چلایا تھا جس میں فی جنگلی سور مارنے پر انعام بھی دیا جاتا یہ سکیم دوبارہ شروع کی جا سکتی ہے۔

(ج) فی الوقت کسی بیرونی ملک کو ٹھیکہ دینے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔ انعامی سکیم کا اعلان ہو جائے تو مقامی طور پر ان کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

(د) محکمہ جنگلات کو یہ سکیم دوبارہ شروع کرنی چاہئے۔

جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*1340: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت جعلی اور سب سٹینڈرڈ زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زرعی ادویات کی مارکیٹنگ برانڈ نام سے نہیں کی جاتی، جس کی وجہ سے زرعی ادویات کی کوالٹی پر کوئی دھیان نہیں دیتا؟

(ج) کیا حکومت زرعی ادویات کی مارکیٹنگ برانڈ نام سے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات معزز ایوان کو بتائی جائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں زرعی ادویات اور کھادوں میں ملاوٹ روکنے کے لئے حکومت پنجاب نے باقاعدہ ایک مہم شروع کی ہے۔ جس کے تحت raids کئے گئے ہیں۔ سیمپلنگ اور raids کے سلسلہ میں غیر معیاری یا ملاوٹ شدہ زہروں کے بارے میں اس سال 2008 کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جعلی زرعی ادویات کے خلاف گزشتہ سال 31 دسمبر 2008 تک:

لئے گئے سیمپل کی تعداد:	2650	
تجزیہ شدہ	6419	(سابقہ سیمپل بھی شامل ہیں)
معیاری سیمپل کی تعداد:	5868	(91.42%)
غیر معیاری سیمپل کی تعداد:	551	(8.58 %)

مقدمات / ریڈز کی تعداد:	620
پولیس کے پاس زیر تفتیش:	202
عدالت کے پاس	366
گرفتاریاں:	190
فیصلہ شدہ:	17
بری ہوئے:	5
سزایافتہ:	12
جعلی ادویات کا وزن:	427906 کلوگرام / لیٹر
جعلی ادویات کی مالیت:	1/2 28 کروڑ روپے تقریباً

حکومت پنجاب نے اسی سلسلہ میں ایک جامع ایکشن پلان بنایا ہے۔صوبائی سطح پر ایک ٹاسک فورس تشکیل دی گئی ہے جو صوبہ بھر میں اس کاروبار میں ملوث افراد کی قانون کے مطابق باقاعدہ مانیٹرنگ کر رہی ہے جو کہ صوبائی سطح پر درج ذیل اعلیٰ افسران پر مشتمل ہے۔

1۔کرنل شجاع خانزادہ ایم پی اے، اٹک	چیئرمین
2۔ایڈیشنل سیکرٹری ٹاسک فورس، پنجاب	ممبر
3۔ڈی آئی جی پولیس پنجاب	ممبر
4۔ایڈیشنل سیکرٹری صحت پنجاب	ممبر
5۔ایڈیشنل سیکرٹری قانون پنجاب	ممبر
6۔نمائندہ ایڈیشنل آئی جی آپریشن برانچ پنجاب	ممبر
7۔ڈائریکٹر جنرل پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز پنجاب	ممبر / سیکرٹری
8۔ڈائریکٹر جنرل زراعت (توسیع) پنجاب	ممبر
9۔ڈائریکٹر پلانٹ پروٹیکشن فیصل آباد	ممبر
10۔ڈائریکٹر سائل فرٹیلٹی ریسرچ، انسٹیٹیوٹ لاہور	ممبر
11۔نمائندہ۔ (Prosecutor General Punjab)	ممبر

یہ ٹاسک فورس درج ذیل امور انجام دیتی ہے۔

- دائرہ قانون کے مطابق پیسٹی سائیڈز اور کھادوں کے کاروبار کو باقاعدہ بنانا۔
- پیسٹی سائیڈز انسپکٹرز اور زرعی ادویات کی تجربہ گاہوں کی کارکردگی کو مانیٹر کرنا اور اسی طرح ضلعی سطح پر جعلی زرعی ادویات اور کھادوں کو روکنے کے لئے حکومت نے جو سب کمیٹیز تشکیل دی ہیں وہ درج ذیل افسران پر مشتمل ہے:۔

1۔ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (ڈی سی او)	چیئرمین
2۔ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (ڈی پی او)	ممبر
3۔ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت	ممبر
4۔ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت توسیع	ممبر
5۔اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت (پی پی) پیسٹ وارننگ	ممبر
6۔ڈسٹرکٹ پراسیکیوشن آفیسر	ممبر
7۔دو زمیندار	ممبر
8۔دو نمائندگان پیسٹی سائیڈز فرمز	ممبر

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مارکیٹ میں پہلے ہی برانڈ نام اور جنرک نام دونوں پر زرعی ادویات فروخت ہو رہی ہیں، نیز کوالٹی کو مزید بہتر بنانے کے لئے مارکیٹ میں صرف برانڈ نام پر فروخت کے بارے میں فیڈرل گورنمنٹ کے پاس تجویز زیر غور ہے۔

(ج) زرعی ادویات کی مارکیٹ میں برانڈ نام سے فروخت کرنے کے بارے وفاق کے پاس تجویز زیر غور ہے۔جونہی وفاق سے نوٹیفکیشن جاری ہوا تو اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

مویشی پال مالکان سے تعاون کا معاملہ

*1547: **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مویشی پال فارم مالکان کی کیا مدد کر رہی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا بنیادی مقصد طلباو طالبات کو زرعی علوم سے روشناس کروانا ہے تاہم اس کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات مویشی پال فارم مالکان کی گرانقدر خدمات درج ذیل طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں:-

1- زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا شعبہ ڈویژن آف ایجوکیشن اینڈ ایکسٹینشن عرصہ دراز سے کسانوں اور مویشی پال فارم مالکان کے لئے تعلیمی و تحقیقی اطلاعات پر مبنی سہ ماہی زرعی ڈائجسٹ اور زرعی فارمنگ کے سپیشل معاملات پر مطبوعات جاری کرتا ہے جس میں ڈیری فارمنگ، بھیڑ بکریاں پالنا اور امور حیوانات کے موضوع پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔

2- اسی سلسلہ میں ایک سالہ ویٹرنری اسسٹنٹ ڈپلومہ جو کہ دس سال قبل شروع کیا گیا تھا شعبہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کی سفارشات سے

سال2005 سے دو سالہ لائیو سٹاک اسسٹنٹ کورس میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ یہ کورس فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کیمپس پر کروایا جارہا ہے۔اس کورس کے تحت چار گروپ جو کہ 150 طلباء فی گروپ پر مشتمل ہیں اس میں اب تک داخلہ لے چکے ہیں۔

3- شعبہ فیکلٹی آف ویٹرنری سائنس میں مویشیوں کی بیماریوں کے بارے میں طلبا کو پی ایچ ڈی اور ایم فل کورسز پڑھائے جاتے ہیں اور ٹریننگ دی جاتی ہے۔اس فیکلٹی کے تحت آج تک 2500 ڈی وی ایم، 1667 ایم ایس سی (آنرز)/ ایم فل اور پی ایچ ڈی طلبا کو ٹریننگ دی گئی جو گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات کے علاوہ لائیو سٹاک اور مرغبانی کے شعبہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

4- اس فیکلٹی کے تحت دو مویشی ہسپتال کام کر رہے ہیں جس میں ایک شعبہ کلینیکل میڈیسن اینڈ سرجری اور دوسرا شعبہ Theriogenology کے تحت چلایا جارہا ہے۔

کلینیکل میڈیسن اینڈ سرجری ڈیپارٹمنٹ کے تحت اس سال کے دوران 7836 جانوروں کا علاج کیا گیا جبکہ دوسرے ہسپتال نے Theriogenology ڈیپارٹمنٹ کے تحت آج تک 235283 بھینسوں اور 80604 گائے کی مصنوعی نسل کشی کی نیز گائے، بھینس، بھیڑ، بکری اور گھوڑی کے ابتدائی حمل کے متعلق 108787 جانور رجسٹرڈ کئے گئے۔

5- شعبہ فیکلٹی آف اینیمل ہسبنڈری میں ڈیری، بھیڑ، بکری اور گائے کے متعلقہ فارم بنانے کے لئے یونیورسٹی میں آنے والے فارمرز کو تکنیکی معلومات مہیا کرتی ہے اور مویشی پال فارمرز کو نئے فارمز بنانے میں مدد ملتی ہے۔

6- لائیو سٹاک سے متعلقہ مختلف قسم کے مقالے فارمرز کی رہنمائی کے لئے اردو میں شائع کرواتی ہے مثلاً زرعی ڈائجسٹ، کسان ٹائمز اور ہمارے مویشی وغیرہ۔

7- اسی فیکلٹی کے تحت مویشی پال حضرات کو بغیر منافع کی بنیاد پر کیٹل فیڈ بھی فراہم کی جاتی ہے۔

8- اسی فیکلٹی سے اینیمل پروڈکشن سیکٹر کے ایم فل اور پی ایچ ڈی لیول کے کورس پڑھائے جاتے ہیں اور ماہرین حیوانات تیار کئے جاتے ہیں۔جس کے نتیجے میں دودھ اور گوشت کی فی کس پیداوار بڑھ کر بالترتیب 171 لٹر اور 21 کلو گرام ہو گئی ہے۔اسی طرح اب فی کس 56 انڈے ملک میں دستیاب ہیں۔

چاول کے اعلیٰ کوالٹی کے بیج خریدنے کی تفصیلات

*1601: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے چاول کی فصل کی پیداوار بڑھانے کے لئے کون کون سے نئے بیج کی اقسام باہر کے ملکوں سے خریدیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت چاول کی فصل کی پیداوار بڑھانے کے لئے دوسرے ملکوں سے مزید اعلیٰ کوالٹی کے بیج خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت نے چاول کی فصل کی پیداوار بڑھانے کے لئے باہر کے ملکوں سے چاول کے بیج کی کوئی قسم درآمد نہ کی ہے کیونکہ ہمارے ملک کی اپنی دریافت کردہ اقسام بہترین پیداوار دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور ان کی مقامی آب وہوا سے مطابقت کے علاوہ کوالٹی بھی بہت عمدہ ہے۔

(ب) حکومت کا اعلیٰ کوالٹی بیج چاول منگوانے کا فی الحال کوئی پروگرام نہ ہے کیونکہ ہماری اپنی ملکی اقسام بہترین پیداواری صلاحیت اور عمدہ کوالٹی کی حامل ہیں۔تاہم hybrid کی ٹیکنالوجی کی منتقلی کے لئے مختلف بین الاقوامی اداروں سے رابطہ کیا جارہا ہے۔

گجرات، جعلی زرعی ادویات کی فروخت اور روک تھام کی تفصیل

*1642: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) سال2003 سے آج تک ضلع گجرات میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کرم کش ادویات کے معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ضلع گجرات میں درج ذیل آفیسر متعین ہیں۔

1۔ڈسٹرکٹ آفیسر ایگریکلچر (توسیع)	ضلع گجرات
2۔ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ایگریکلچر (توسیع)	تحصیل گجرات۔
3۔ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ایگریکلچر (توسیع)	تحصیل کھاریاں۔
4۔ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ایگریکلچر (توسیع)	تحصیل سرائے عالمگیر۔
5۔اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت پیسٹ وارننگ	ضلع گجرات۔

کرم کش ادویات کی کوالٹی کو یقینی بنانے کے لئے ہر انسپکٹر اپنے علاقے میں سیمپلنگ باقاعدگی سے کر رہے ہیں۔ جسے تجزیہ کے لئے صوبائی اور مرکزی تجزیہ گاہوں میں بھیج دیتے ہیں اور غیر معیاری یا ملاوٹ شدہ پائے جانے کی صورت میں پولیس کے پاس مقدمات درج کرائے جاتے ہیں جو بعد ازاں عدالت میں ملزمان کو قانون کے تحت سزا یا جرمانہ ہوتا ہے۔

(ب) زرعی نمونہ جات اور معلومات کی تفصیل بتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(1) سمری رپورٹ زرعی ادویات محکمہ زراعت شعبہ پیسٹ وارننگ۔

(11) سمری رپورٹ زرعی ادویات محکمہ زراعت شعبہ توسیع۔

پنجاب کے کھالہ جات کو پختہ کرنے کا مسئلہ

*1733: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے بیشتر کھالہ جات کو ابھی تک پختہ نہیں کیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کچے کھالہ جات کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب کے تمام غیر اصلاح شدہ کھالہ جات کی اصلاح کا کام جاری ہے۔ اور اب تک کل 58ہزار میں سے 38ہزار سے زیادہ کھالہ جات کی اصلاح کی جاچکی ہے۔

(ب) جیسا کہ جزالف میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت تمام غیر اصلاح شدہ کھالہ جات کی اصلاح کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت نے قومی منصوبہ برائے اصلاح کھالہ جات کا دورانیہ مزید دو سال (09۔2008تا10۔2009) کے لئے بڑھادیا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، صغیرہ اسلام صاحبہ!

شیخوپورہ پولیس کی قتل کے ملزموں کو گرفتار کرنے میں ناکامی

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ کی نظر اِس طرف بھی آئی۔ آپ تو دیکھتے ہی اُس طرف ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے اسی floor پر مختلف اوقات میں ایک کیس کے سلسلے میں نشان دہی کرتے ہوئے آٹھ ماہ سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔ دو ماہ پہلے اجلاس میں لاء منسٹر صاحب نے ڈی پی او شیخوپورہ کو یہاں اسمبلی کے floor پر میرے ساتھ بلایا تھا میرے (ق) لیگ کے بھائیوں نے، (ن) لیگ کے بھائیوں نے بھی میرا بہت ساتھ دیا تھا۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ایک ماہ کے اندر ملزم گرفتار کر لئے جائیں گے۔ اس بات کو پھر اب تیسرا مہینہ گزر گیا ہے۔ مجھے صرف اس بات پر افسوس ہے کہ اگر میری جیسی کو جو اس floor پر اپنی بات کر سکتی ہے، ایوان تک پہنچا سکتی ہے، اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جارہا ہے تو ایک عام شہری کے ساتھ یہ پولیس کیا برتاؤ کرتی ہوگی، لاء منسٹر صاحب نے بھی ان کو یہاں بُلایا، کئی دفعہ کہا لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ لاء منسٹر صاحب سے زیادہ طاقتور ہیں اور پولیس والے طاقتور ہیں یا ملزم زیادہ طاقتور ہیں؟ میں نے پہلے بھی یہی کہا تھا کہ ملزم بہت زیادہ طاقتور ہیں اس لئے کہ جب ملزم پیسے دیتے ہیں تو پھر وہ کیوں کمزور ہوں گے؟ کمزور وہ آدمی ہوتا ہے جس کی back پر کوئی نہ ہو تو جن کی پشت پناہی خود یہاں بیٹھے ہوئے لوگ کر رہے ہوں۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ ڈی پی شیخوپورہ ہر تھانے سے monthly لیتا ہے اور اسی

floor پر کہا تھا تو لاء منسٹر صاحب نے اس کو پورا تحفظ دیا تھا کہ جی، نہیں۔ شیخوپورہ جیل سے سلاخوں کے نیچے سے ایک ملزم فرار ہوا وہ ملزم کیسے فرار ہوا؟ یقینی بات ہے اس میں پولیس ملوث تھی تو وہ فرار ہوا۔ ڈی پی او شیخوپورہ تبدیل ہو گیا، نیا ڈی پی او شیخوپورہ آیا لیکن بات جہاں تھی وہاں کی وہاں رہی۔ مجھے شرم آتی ہے یہ بات کہتے ہوئے کہ میں اس ہاؤس کی ممبر ہوں کہ جب میری اتنی سی بات نہ سنی جائے تو پھر میں کس منہ کے ساتھ ان لوگوں کو جا کر یہ کہوں کہ جی، میں آپ کی بات وہاں پر کرتی ہوں میری بات کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ تو ایسے ہے جیسے کہتے ہیں کہ "بھینس کے آگے بین بجانا" کہ میری آواز اس نقار خانے سے باہر نہیں جاتی، یہاں میری آواز سُننے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ نے بھی ٹیلیفون کیا تھا۔ ایک چھوٹی سی بات پر وزیر اعلیٰ پنجاب لوگوں کو بڑی سے بڑی سزا دے دیتے ہیں، لوگوں کو باتھ رومز میں بند کر دیتے ہیں تو ایک آدمی جو ایک انسانی جان ہے اس کو اتنی بے دردی کے ساتھ مار دیا جائے تو اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا قلم اتنا خاموش کیوں ہے، ان کی آواز اتنی خاموش کیوں ہے، وہاں انہیں بیوہ عورت اور یتیم بچوں کا احساس کیوں نہیں آیا؟ مجھے انتہائی افسوس ہے اب نہ تو میں لاء منسٹر صاحب سے کوئی وضاحت پوچھوں گی کیونکہ مجھے پتا ہے کہ وہ بھی اتنا ہی بے بس ہیں جتنا کہ میں بے بس ہوں۔ نہ مجھے اب کسی یقین دہانی کا یقین ہے کیونکہ ہمیشہ ہر دفعہ اسمبلی کا اجلاس تین ماہ کے بعد بُلایا جاتا ہے، تین ماہ کے بعد میں اس بات کو یہاں پر چھیڑتی ہوں اور بات پھر وہیں کی وہیں رہ جاتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ نہیں، میں ابھی اس کو بلاتا ہوں اس سے بات کرتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کا بھی کہنا کوئی نہیں مانتا کیونکہ اگر مانتا ہوتا تو لاء منسٹر صاحب اتنے بے بس نہیں ہیں، میں اس رانا ثناء اللہ کو جانتی ہوں جو اپوزیشن میں بیٹھ کر بھی اپنی ہر بات منوا لیتے تھے اب میں کیسے مانوں کہ لاء منسٹر صاحب کا ڈی پی او کہنا نہیں مانتا؟ تین ماہ میں وہاں پر ایک دفعہ بھی raid نہیں ہوا، اب یہ ہوا کہ وہ لوگ جو وہاں کے زمیندار ہیں ان کی وہاں پر زمینیں ہیں۔ وہ اپنے مکان تک بیچ کر وہاں سے کہیں اور چلے گئے ہیں۔ اگر یہی تحفظ لوگوں کو دیتے رہے تو پھر میرا خیال ہے کہ پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ میں ویسے یہ نہیں کہوں گی کہ لاء منسٹر صاحب مجھے کوئی یقین دہانی کرائیں لیکن میں صرف اس floor کو یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ یہ میری آواز تھی جو میں نے آٹھ ماہ میں بارہا دفعہ یہاں پر اٹھائی لیکن میری شنوائی نہیں ہوئی تو باقی عام لوگوں کو انصاف کہاں سے ملے گا؟

جناب سپیکر: اب ماشاء اللہ آپ کا عہدہ بھی بڑا ہے۔ ذرا خیال کیجئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! نہیں، مجھے اس عہدے کا کوئی فائدہ نہیں جس کا میں استعمال نہیں کر سکتی۔ یہ عہدے صرف کاغذی ہیں، جن عہدوں پر بیٹھ کر آپ کچھ کر نہ سکیں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے وہ قصہ یہ ہے کہ وہاں پر ایک قتل ہوا ہے اس قتل کے ملزمان مفرور ہیں، ان کے خلاف جو بھی حسب ضابطہ کارروائی ہے، ان کے خلاف وارنٹس ہیں، وہ جب کارروائی 87,88 section کے تحت proceedings ہو رہی ہیں۔ اب جو پولیس ہے اس کا یہ مؤقف ہے کہ ہم ملزمان کے پیچھے ہیں اور ان کو گرفتار کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن ملزمان یہاں پر موجود نہیں ہیں، وہ یہاں سے جا چکے ہیں، آپ کو پتا ہے کہ لوگ کوئی نہ کوئی طریقہ استعمال کر کے بیرون ملک چلے جاتے ہیں۔ اب اس میں بات یہ ہے کہ یا تو محترمہ نے جس طرح فرمایا ہے کہ پچھلے چار پانچ ماہ سے یہ اس معاملے پر زور دے رہی ہیں جب بھی انہوں نے کہا ہے اسی وقت یعنی دو مرتبہ تو میں نے جو concerned SP Investigation تھے اور ڈی پی او تھے اُس کو ان کے ساتھ بٹھایا لیکن محترمہ نے کوئی information نہیں دی یا تو آپ information دیں کہ ملزمان فلاں جگہ پر ہیں اور پولیس raid نہیں کر رہی یا فلاں جگہ پر ان کے ہونے کا ان کو شُبہ ہے اور پولیس وہاں پر کارروائی نہیں کر رہی، اس قسم کی کوئی information مدعی شریف کی طرف سے موصول ہوئی ہے نہ محترمہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ اب یہ general allegation صرف یہ کہتی ہیں کہ ملزمان پکڑے کیوں نہیں گئے؟ تو اس میں تو پھر کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ ملزمان جو ہیں، بہت سے ملزمان بعض اوقات واردات کر کے نہیں پکڑے جاتے وہ بھاگ جاتے ہیں، مفرور ہو جاتے ہیں، دوسرے ملک چلے جاتے ہیں، اس پر اب مفروروں کے متعلق جس قسم کی derive موجودہ حکومت نے شروع کی ہوئی ہے، ننھو گورایہ جو گوجرانوالہ کا مجرم تھا جس نے 3۔ارب روپیہ factory owners سے لیا تھا اور وہاں پر یہ حالات پیدا ہو گئے تھے کہ لوگ اپنا کاروبار چھوڑ کر جانے کے لئے تیار تھے تو اس آدمی کو جو ملائشیا کے ایک جزیرے میں بیٹھا تھا یہ پتا چلا کہ وہ وہاں پر موجود ہے، اس حکومت نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے تمام تر resources پولیس کو مہیا کئے اور کہا کہ جس طرح سے بھی ہو سکتا ہے آپ اس کو پکڑ لائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب بات یہ ہے کہ جہاں تک نشان دہی کی بات ہے میں محترمہ سے کہتا ہوں کہ اگر محترمہ کے پاس کوئی information ہو، اس گاؤں کے لوگوں کے پاس کوئی infomation میں ہو، ضلع کے لوگوں کے پاس کوئی information ہو اور اس کے اوپر پولیس کوئی کوتاہی کا مظاہرہ کر رہی ہو یہ اسی وقت میرے نوٹس میں لائیں، اجلاس ہو رہا ہو یا نہ ہو رہا ہو لیکن بات یہ ہے کہ اب efforts کی اگر بات ہے کہ ڈی پی او شیخوپورہ کے متعلق اس کو targets دیئے گئے تھے، اس target کے علاوہ دوسرے targets تھے لیکن جب وہ ان کو پورا نہیں کر سکا تو پھر اس کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب ایک نئے آدمی کو لگایا ہے اور اس کو بھی جو targets دیئے گئے ہیں ان میں یہ کیس بھی موجود ہے۔ اس میں ہماری efforts اور دوسرے جو متعلقہ پولیس آفیسران ہیں جن کے ذمہ یہ بات ہے ان کی efforts کی حد تک تو کوئی کمی نہیں ہے لیکن بعض اوقات کسی چیز میں کامیابی نہیں ہوتی تو اس لئے میں محترمہ سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اتنی دلبرداشتہ نہ ہوں اور ہر بات میں یہ بات نہ دہرائیں کہ ہماری سنتا کوئی نہیں ہے۔ ان کی سنتا کوئی نہیں ہے، بات یہ ہے کہ بالکل وہ سنتے ہیں لیکن اب بہت سے ملزمان جو ہیں یعنی ہم نے جب اس سارے معاملے کو trace out کیا ہے تو وہ واقعی بیرون ملک فرار ہوئے ہیں، وہاں کی اپنی complications ہیں، اب دبئی بہت بڑا ہے، پوری دنیا کا انٹرنیشنل سٹی بنا ہوا ہے لیکن وہاں پر بے شمار مفرور ملزمان پناہ لئے بیٹھے ہیں۔ کچھ لوگ کراچی میں بعض جگہ ایسی ہیں کہ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کے خلاف پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ ان کو جلد سے جلد گرفتار کیا جائے۔ اس کوشش میں قطعی طور پر کوئی بدنیتی کا عنصر شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں محترمہ سے ایک بات کہوں گا کہ اگر ان کے بارے میں کچھ آپ کے علم میں کوئی بات ہے تو وہ یہاں floor پر نہ کریں بلکہ publically بھی آپ نہ کریں کیونکہ اس کا فائدہ پھر ملزم اٹھائیں گے، اگر آپ کے پاس کوئی ایسی information ہے تو مہربانی کر کے آپ رانا صاحب سے اس بارے میں بات کر لیں، سینئر منسٹر صاحب ہوں گے، رانا صاحب ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! آپ میری فیملی کو بھی جانتے ہیں اور میری فیملی کے بہت سے لوگ بھی یہاں پر بیٹھے ہیں۔ آپ کو میں criminal لگتی ہوں اور نہ میں criminal ہوں کہ میں criminal لوگوں کے گھروں کا پیچھا کرتی پھروں، criminal لوگوں کی ایک لسٹ ہوتی ہے جو ہر تھانے میں موجود ہوتی ہے، یہ پچیس لوگوں کا ایک گروپ ہے جس میں ان کے بھانجے ہیں اور یہ ابھی بھی میرے گاؤں کے اندر ہی رہتے ہیں۔ یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو کہ

ڈر کر بھاگے ہیں، وہ کیوں ڈریں گے، جب وہ منتھلیاں دیتے ہیں تو وہ ڈریں کیوں، کس سے ڈریں گے ؟ وہ سارے کے سارے اسی گاؤں کے اندر رہتے ہیں، ان کے گھر ادھر ہیں، ان کی بہن کے گھر کی میں نے نشاندہی کی، لڑکے کا باپ میرے گاؤں میں رہتا ہے۔ وہ کوئی کسی سے ڈرتے تو نہیں ہیں۔ تھوڑے دن پہلے سری محلہ ایک ڈیرہ ہے اس کے اوپر آکر لوگوں کے گھروں کے اندر فائرنگ کی، پولیس کو ان کے ایک ایک ڈیرے کا پتا ہے، ان کی ایک ایک جگہ کا پتا ہے کہ وہ کہاں پر ہیں، نشاندہی ان لوگوں کی کی جاتی ہے جن کا کسی کو پتا نہ ہو۔ وہ ایک آدمی نہیں ہے، وہ پچیس آدمی ہیں۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے میری ہی فیملی کے ایک لڑکے کو مارا تھا، اب جس کو مارا ہے وہ میری سگی بھانجی کا خاوند ہے، اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اتنا ظلم کہ 33 گولیاں اس آدمی کو لگی ہیں کہ جس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ ملزم سارے وہاں پر موجود ہیں، نشاندہی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ان کو ہاتھ ڈالنے کی ضرورت ہے اور ہاتھ ڈالنے کے لئے اس جرأت کی ضرورت ہے جو ان لوگوں میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً اگر وہ یہاں پر ہوں گے تو ان پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! سارے وہاں پر موجود ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں پورے وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ ان کے مقدمے میں جو نامزد ملزمان ہیں وہ تمام کے تمام مفرور ہیں اور قطعی طور پر جو ان کا یہ کہنا ہے کہ وہ اس گاؤں میں موجود ہیں، یہ غلط ہے، اگر یہ اس بات کو substantiate کرتی ہیں تو جس source سے بھی انہیں پتا چلا ہے کہ وہ فلاں سریاں والا یا فلاں ڈیرے پر موجود ہیں تو وہ source یہ مجھے بتادیں یعنی اگر ان کو شیخوپورہ کی پولیس پر اعتماد نہیں ہے تو ہم اس کا ریڈ وہاں کسی اور ڈسٹرکٹ کی پولیس سے conduct کروادیں گے۔ یہ مجھے وہ source بتائیں جس source سے ان کو بتایا گیا ہے کہ وہ فلاں ڈیرے پر موجود ہیں۔ ہماری جو information ہے اس کے مطابق وہ جو نامزد ملزم ہیں وہ وہاں پر نہیں ہیں۔ اب دیکھیں! کہ ایک ملزم فرار ہو جاتا ہے، اب ٹھیک ہے کہ اس کے کوئی رشتہ دار یا دور نزدیک سے اس کے جو عزیز ہیں وہ تو بہر حال وہاں پر ہیں لیکن اب قانون کے مطابق اس کے پورے خاندان کو تو گرفتار نہیں کیا جا سکتا، اگر یہ کیا جائے تو پھر ایک دوسری بات ہوتی ہے کہ دیکھیں، یہ زیادتی ہو رہی ہے، پھر وہ لوگ ہائیکورٹ جاتے ہیں، پھر وہ ایک اور معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نامزد ملزم کا ان کے پاس کوئی source ہے تو یہ میرے پاس لے کر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! اگر اسی طرح میٹھی گولی دینی ہے تو پھر مجھے کہنے کی ضرورت کیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں نے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔

جناب سپیکر: جی، پھر آپ تشریف رکھیں۔

جناب تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اس میں پولیس کو ٹارگٹ دیا جائے کہ وہ کب تک مفرور ملزمان کو پکڑ لے گی، کیا مفرور ملزمان کو پکڑنا پولیس کی ذمہ داری نہ ہے؟ پولیس جن ملزمان کو نہ پکڑ سکے تو ان کے خلاف 87,88 (ض ف) کی کارروائی کر کے اپنی کارروائی ڈال دیتی ہے۔ اب جو نیا ڈی پی او آیا ہے، بیس دن ہو گئے ہیں ابھی تک اس نے ٹارگٹ کو achieve کیوں نہیں کیا؟ اس کی شہرت تو بہت سنی ہے۔ ان کو کوئی ٹارگٹ دیا جائے۔ ہماری بہن سے بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ تین ماہ ہو گئے ہیں اس مسئلے کو اٹھاتے ہوئے۔

جناب سپیکر: جی، ہم سب ان کے ساتھ ہیں۔

جناب تنویر احمد ناصر: جی، شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر انڈونیشیا اور لیبیا سے ملزمان جو مفرور ہیں وہ منگوائے جا سکتے ہیں تو یہ بھی مسئلہ اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج تک کیا کارروائی ہوئی، مجھے اس کے اوپر اعتراض ہے۔ وہ جو مفرور ملزمان ہیں ان کے سر کی قیمت بھی نہیں رکھی گئی۔ اب جو ہائی ٹارگٹ ملزمان ہوتے ہیں ان کے لئے ایک طریق کار ہوتا ہے اور بد قسمتی سے اس طریق کار کو اس کیس میں follow نہیں کیا جا رہا جس کے اوپر میں سمجھتی ہوں کہ محترمہ دلبر داشتہ ہیں، وہ اس پر حق بجانب ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ جیسے پہلے بھی رانا صاحب نے پچھلے اجلاس میں کہا تھا کہ سی آئی اے یا باقی ہماری جو تفتیشی ایجنسیاں ہیں ان کو involve کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ اس سے ہاؤس میں بیٹھی ہوئی ایک ممبر جو ہیں اگر ان کا اتنے concern کے باوجود یہ حال ہے تو واقعی پھر پنجاب پولیس کی جو کارکردگی ہے اس پر بحث کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ بھی فرمالیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا، میں اپنی بات کرنا چاہ رہی تھی اگر میری بہن کی بات ختم ہو گئی ہے، میں آپ کے توسط سے وزیر جیلیات صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: جیلیات۔۔۔(قہقہے)

چلو! ٹھیک ہے۔ ہم درستی کر لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہماری درستی کا نہ سوچئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ نے جو پہلے کہا تھا کہ جیلیات۔۔۔تو جیلیات کوئی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، جیل خانہ جات!

جناب سپیکر: اچھا، جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات ڈالنا چاہتی ہوں کہ 4۔فروری کو انھوں نے on the floor of the House بڑے دعوے کے ساتھ یہ الفاظ کہے تھے جو same to same میں آپ کو ابھی بتانا چاہتی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دوں یا آپ خود دیکھنا پسند کریں گے ؟

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، دیکھیں! آپ جو بھی کرنا چاہتی ہیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ استحقاق کی بات ہے اس لئے میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ میں ذمہ داری سے on the floor of the House یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس شخص کے ساتھ آج یہ لوگ یعنی ہم اپوزیشن میں کھڑے ہیں[**********] (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ کیا کر رہی ہیں؟(شور وغُل)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے استحقاق کا نوٹس جمع کرایا ہے۔ مجھے ان لوگوں کے شور ڈالنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میری زبان بند ہو گی اور نہ میرا سٹائل ختم ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بھی اس بات کا پتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لہذا میں آپ کے گوش گزار یہ کرنا چاہتی ہوں کہ کس حساب سے انھوں نے ایک معزز رکن اسمبلی [******] کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں؟ میں اس پر آپ کو یہ تحریک استحقاق دیتی ہوں جبکہ آپ نے حکم دیا تھا کہ یہ الفاظ ریکارڈ سے حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، ہمارے پاس آپ کی یہ تحریک استحقاق ابھی نہیں پہنچی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ابھی یہ جمع ہوئی ہے۔ یہ ہاؤس میں معافی مانگیں وگرنہ میں اس کو جمع کروا رہی ہوں کیونکہ آپ نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف نہیں کروائے جبکہ اس دن یہ کہا گیا تھا کہ یہ دونوں طرف سے حذف ہوں گے۔ ان کے شور ڈالنے سے یا ان لوگوں کے کہنے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کو تو عادت پڑی ہوئی ہے، انھوں نے کیسے ڈکٹیٹر؟ یہ تو خود گیارہ سال ڈکٹیٹر کی گود میں پل کر بڑے ہوئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ایک منٹ، مجھے بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ہاؤس میں معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، پلیز! میری بات سنیں۔ رانا صاحب! ایک منٹ۔ اگر تو چیئر نے یہ کہا ہے کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے تو پھر یہ کیسے ریکارڈ کا حصہ بنے ہیں؟ میں نازیبا الفاظ کی اجازت نہیں دیا کرتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں تحریک استحقاق جمع کروادی ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس ابھی نہیں آئی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): لیکن انھوں نے کہا ہے کہ آفس میں جمع کرا دی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ اگر یہ معافی نہیں مانگیں گے تو میں اس پر تحریک استحقاق پیش کروں گی۔

جناب سپیکر: چلیں، کریں ناں۔ اس کے بعد بات کریں۔ آپ جمع کروادیں۔ آپ جمع کروائیں پھر دیکھیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے تحریک اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے۔ مجھے ان کے جذبات کا بڑا احساس ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی کاپی مجھے دیں۔ ہم اس تحریک استحقاق کو admit کر کے مجلس استحقاقات کے سپرد کریں گے اور مجلس استحقاقات اچھی طرح سے ان تینوں چوروں کے متعلق غور کرے اور یہ فیصلہ دے کہ یہ کتنے بڑے چور ہیں؟ لہذا یہ تحریک لائیں میں اسے concede کرتا ہوں۔ یہ out of turn لائیں، یہ اسے ہاؤس میں پڑھیں بھی، ہم اسے concede کرتے ہیں اور اسے مجلس استحقاقات کے پاس بھیجتے ہیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! محترمہ اپنی بات کو دہرا دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس بارے میں آپ کا ریکارڈ کیا کہتا ہے؟ اگر آپ نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائے تھے تو پھر یہ ریکارڈ کا حصہ کیسے بنے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ نے بات کر لی ہے۔ اب چودھری صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے ہم اسے face کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بالکل اسے out of turn لائیں لیکن میں آپ کی وساطت سے ایک شعر ان کی نذر کروں گا:

زہر کو امرت کہو نہ سانپ کو مور کہو
اس گھر کو بچانا ہے تو پھر چور کو چور کہو

آوازیں: مکرر، مکرر

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

زہر کو امرت کہو نہ سانپ کو مور کہو
اس گھر کو بچانا ہے تو پھر چور کو چور کہو

جناب سپیکر:چودھری صاحب!پلیز تشریف رکھیں۔آپ اس ماحول کو کیوں خراب کرانا چاہتے ہیں؟ پلیز تشریف رکھیں۔جی قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دن انھوں نے جذبات میں آکر یا جیسے ہی یہ الفاظ کہے جنہیں بعد میں آپ نے حذف فرمادیا۔پھر چند دوستوں نے اپنے تاسف کا بھی اظہار کیا۔اگر کسی وجہ سے یہ ریکارڈ کا حصہ ہیں تو پھر یہ تحریک استحقاق بنتی ہے لیکن آپ انھیں حذف بھی فرما چکے ہیں اور وہ تاسف کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ یہ کسی غلطی کی وجہ سے ریکارڈ کا حصہ بنے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اسے debate میں نہ لایا جائے۔اگر چودھری عبدالغفور صاحب شعروں کے زور پر کوئی نئی بحث کھولنا چاہتے ہیں تو ہم سب اس کے لئے تیار ہیں۔ یہاں پر سکول اور کالج کے بچوں کی طرح شعر پڑھنے کا رواج پڑ گیا ہے۔عبدالغفور صاحب!شعر کی کوئی انتہا نہیں ہوتی شعر for and against آتے ہیں پھر آپ کو شعر سننے بھی پڑیں گے۔میں پھر گزارش کروں گا کہ اگر یہ حذف کئے جا چکے ہیں تو پھر آپ کا فرمان بجا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے ریکارڈ چیک کرنا پڑے گا۔میں یقیناً کہہ دیتا ہوں کہ نازیبا الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اگر یہ الفاظ اس دن کارروائی سے حذف نہیں ہوئے تو پھر rules کے مطابق آٹھ دس دن بعد حذف نہیں ہو سکتے اور یہ ریکارڈ کا حصہ ہیں۔مجھے بالکل قائد حزب اختلاف سے اتفاق ہے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے لہذا آپ اسے پیش کرنے کی اجازت دیں اور اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر:چلیں، تحریک استحقاق دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!بات کرنے سے پہلے قائد حزب اختلاف سے پوچھ لیا کریں۔ان سے مشورہ کر لیا کیجئے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب بجا فرماتے ہیں کہ آٹھ دن کے بعد یاtime lapse کے بعد حذف نہیں کئے جا سکتے۔

جناب سپیکر: جی میں check کروا رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): آپ Custodian of the House ہیں اور اسمبلی میں چیف ایگزیکٹو ہیں اور آپ کا کہا ہوا ہر لفظ حکم کا درجہ رکھتا ہے۔اگر آپ کی یادداشت کے مطابق آپ نے حکم صادر فرمایا ہے لیکن یہ حذف نہیں ہوئے تو یہ ایک سازش کا حصہ ہے لہذا اس کی انکوائری کرائیں پھر کوئی فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!اس وقت رانا مشہود صاحب اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور یہاں ایوان میں پولیس کی بات ہو رہی تھی لہذا میں بھی اس پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ پولیس جو چاہے کر سکتی ہے۔پولیس وہ بے لگام گھوڑا ہے کہ وہ جسے چاہے پکڑ کر ملزم بنا دے، جسے چاہے کہہ دے کہ یہ مجرم نہیں ہے۔آپ نے دیکھا کہ پچھلے دنوں گوجرانوالہ میں انسانیت کی تذلیل ہوئی ہے۔وہاں پولیس والے ایک بندے کو پکڑ کر اسے گدھا گاڑی پر بٹھا کر گلی گلی پھرا رہے تھے۔اس کا جرم یہ تھا کہ وہ جواری ہے اور جوے کا اڈا چلاتا ہے۔میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس ملک کی عدالتیں موجود نہیں ہیں؟اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے تو اس کے خلاف ایف آئی آر درج کر کے اسے جیل بھیجا جاتا۔اگر آپ کو عدالتوں پر اعتماد ہے تو پھر پولیس کو اتنے اختیارات ہیں کہ وہ ملزم کو گدھے پر بٹھا کر پھرائیں؟لوگوں نے اسے ٹیلی ویژن پر دیکھا ہے وہ بے ہوش ہونے والا تھا۔اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں جیل reforms کی بات کرنا چاہتی ہوں، جیل میں medical facilities بالکل نہیں ہیں۔جسے بیس یا پچیس سال سزا ہوتی ہے وہ وہاں مر جاتا ہے لیکن اس کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔وہاں پر اچھے ڈاکٹر بھی نہیں ہیں۔تین ماہ پہلے ظہیر الدین نامی آدمی کیمپ جیل میں مرا،

پچھلے ہفتے کوٹ لکھپت جیل سے ایک بندے کو ہسپتال شفٹ کیا گیا لیکن وہ مر گیا۔ہم کیا کر رہے ہیں، ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ یہ یہاں آ کر کہہ دیتے ہیں کہ چور چور۔میں سمجھتی ہوں کہ چور سپاہی والا کھیل ختم کریں اور عوام کی خدمت کا کام شروع کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔لہذا میں دوبارہ استدعا کرتی ہوں کہ اس وقت جیلreforms کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے۔پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی تقریر ہو گئی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!وزیر جیل خانہ جات بات کو ٹالا نہ کریں۔ اگر قانون کی بات ہے تو پھر قانون کا احترام کرتے ہوئے اس بندے کو سڑکوں اور بازاروں میں پھرانے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!صغیرہ اسلام صاحبہ ناراض ہو کر بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئی ہیں، وہ ہماری معزز ممبر ہیں، وہ دلبرداشتہ ہیں لہذا انھیں ایوان میں بلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ ہماری بہن ہیں۔میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب اور سید حسن مرتضیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جائیں اور ہماری بہن کو واپس ایوان میں لے آئیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں صلح وغیرہ دے چکراں دے وچ نہیں پیندا لیکن جناب دے حکم دی تعمیل کر دیاں ہویاں چلا جاندا آں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیے!

محترمہ نرگس فیض ملک: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے کئی دنوں سے اسمبلی میں موجود ڈسپنسری سے ادویات نہیں مل رہیں۔خود میرے ساتھ ہوا ہے کہ میں نے اپنے والد صاحب کی دوائیوں کے لئے ڈاکٹر کی لکھی ہوئی سلپ بھیجی لیکن پچھلے تین ہفتوں سے اسمبلی ڈسپنسری کے ڈاکٹر یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمیںroutine کی جو لسٹ ملی ہے اس کے مطابق ادویات ملیں گی۔

جناب سپیکر!پلیز دو منٹ توجہ دے دیں۔ ایوان کے تمام ممبران کا استحقاق ہے کہ وہ اپنی اور اپنے والدین کے لئے ادویات لے سکتے ہیں۔جناب سپیکر!پلیز ایک سیکنڈ کے لئے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر:آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک:جناب سپیکر!ایک مہینے کی دوائی ملنی تھی لیکن میں پچھلے تین ہفتوں سے ان کے پاس چکر لگا رہی ہوں لیکن ابھی تک ڈاکٹر صاحب وہ ادویات دینے کے لئے agree نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے ہمیں جو لسٹ مہیا کی گئی ہے ہم نے اس کے مطابق ادویات دینی ہیں۔ہمیں بتایا جایا کہ کیا ہم نے وہاں ڈسپرین یا اسپرو لینے جانا ہے؟ ہمیں جو دوائیاں ڈاکٹر نے لکھ کر دی ہیں اگر وہ نہیں ملیں گی تو پھر انھیں کونسی لسٹ دی گئی ہے اور وہ کون سی دوائیاں دیں گے، ممبران کے ساتھ یہ کیا مذاق ہے، ہم نے ایک ماہ کی دوائیاں لے کر بیچنی تو نہیں ہیں، ممبران کو دوائیاں کیوں نہیں دی جا رہیں؟ پچھلے تین ہفتوں سے روزانہ ان سے request کی جاتی ہے لیکن وہ روزانہ یہی جواب دیتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے ہمیں جو لسٹ مہیا کی گئی ہے ہم نے اس کے علاوہ دوائیاں نہیں دینی تو پھر کیا پہلے ہم بیماری ان کے مطابق شناخت کرائیں گے اور پھر مریض کو دوائی ملے گی؟ کل کو وہ یہ بھی کہیں گے کہ جو بیماری ہمیں ہے اس کے مطابق ہی آپ کو بیماری ہونی چاہئے ورنہ ادویات نہیں ملیں گی۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ابھی ہاؤس میں تشریف لاتے ہیں تو ان سے ہم اس بارے میں وضاحت چاہیں گے۔

محترمہ نرگس فیض ملک:جناب سپیکر!یہ فیصلہ واپس لیا جائے، یہ فہرست والی پابندی ختم کی جائے اگر ممبران کے ساتھ یہ سلوک ہے تو پھر ہسپتالوں میں کون سی ادویات ملتی ہوں گی؟

جناب سپیکر:آپ کی بات درست ہے۔ابھی ڈاکٹر اسد اشرف صاحب آتے ہیں تو اس بارے میں وضاحت لیتے ہیں۔

چودھری محمد شفیق:جناب سپیکر!جیسا کہ میری بہن نے ابھی ذکر کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے ادویات کی ایک فہرست دی گئی ہے اور اس میں جو ادویات ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔معزز ممبران جو نسخہ دیتے ہیں اس کے مطابق ادویات نہیں مل رہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب

کوئی ڈاکٹر نہیں ہیں۔دراصل معزز ممبر صاحبہ جو بات کہہ رہی ہیں وہ بالکل صحیح ہے کہ یہ سارا مسئلہ محکمہ صحت اور سیکرٹری صحت کا ہے۔انھوں نے 761ادویات کی ایک فہرست ان کے generic name سے دی ہے کہ انہی ادویات میں سے نسخہ تجویز کیا جائے۔اگر کوئی ڈاکٹر ہمیں نسخہ دیتا ہے اور ہم ان سے medicines مانگتے ہیں تو اسمبلی ڈسپنسری کے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ یہ medicines ہی آپ کو ملیں گی بلکہ اس میں سے جو چیز generic name سے آئے گی وہ آپ کو مہیا کی جائے گی۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ صحت اور کمپنیوں کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔پورا محکمہ صحت اس معاملے میں involve ہے۔اس میں وزیر اعلیٰ صاحب کا کوئی مسئلہ نہیں ہے،ان کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے،یہ تو محکمہ صحت کا مسئلہ ہے۔ڈاکٹر صاحب ہمیں بتائیں یا پھر سیکرٹری صحت سے پوچھا جائے کہ اس طریقے سے کیوں کیا گیا ہے؟کمپنیوں سے contact کر کے، ان کے ساتھ ریٹ طے کر کے یہ مسئلہ کھڑا کر دیا گیا ہے اور ہمارے لئے مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں۔ہم نے تو وہ medicines لینی ہیں جو ہمیں ڈاکٹر نسخے پر تجویز کرتا ہے اور وہ ساری medicines مارکیٹ میں available ہیں یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ادویات مہیا نہیں کی جا سکتیں؟

محترمہ نرگس فیض ملک:جناب سپیکر!اسمبلی ڈسپنسری میں جو ڈاکٹر تعینات ہے اسی نے کہا ہے کہ ہمارے پاس وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے ایک فہرست آئی ہے اور ہم نے اسی کے مطابق ہی ادویات دینی ہیں۔مسئلہ یہ ہے کہ جو distributors ہیں وہ ان سے اپنے کمیشن کی خاطر سستی ادویات approve کروا لیتے ہیں اور جو مہنگی ادویات ہیں وہ ان کو enlist نہیں کرتے۔اس سے پہلے یہ ساری ادویات ہمیں مل رہی تھیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!ادویات کے حوالے سے زیادہ تر اعتراضات اور تجاویز حکومتی بنچوں کی طرف سے آ رہی ہیں۔ہماری اپوزیشن تو ہر لحاظ سے ایک صحت مند اپوزیشن ہے۔یہ اپنی پارٹی میٹنگ کے اندر یہ باتیں طے کر لیں،جتنے مرضی فنڈز وہاں سے لے لیں۔ہمیں تو چھوٹی موٹی دوائی،اسپرین وغیرہ جو بھی مل جائے گی ہم لے لیا کریں گے۔ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔ادویات تو ہسپتالوں میں بھی کسی کو نہیں مل رہیں،اگر وہاں کی کوئی بات

کرنی ہے تو کریں۔ اپنے privileges کے لئے اپنی پارلیمانی پارٹی میٹنگ میں decide کر لیا کریں تو بہتر ہے۔ اس وقت ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ گولی کون سی ملتی ہے، چھوٹی ملتی ہے یا بڑی ملتی ہے اس کو وہیں اپنی پارلیمانی میٹنگ میں طے کر لیا کریں۔ اپوزیشن کی طرف سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ اپنی ادویات خود ہی تقسیم کر لیں۔

ملک اعتبار خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک صاحب بڑی مشکل سے آج پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں، پہلے ان کی بات سن لی جائے۔ جی، ملک صاحب!

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ کیا پڑھ رہے ہیں؟ ابھی تو اس کا وقت نہیں آیا۔ آپ ذرا وزیر قانون صاحب کے ساتھ coordinate کر لیں، اس کے بعد پھر بات کریں۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب! ہمیں بتائیں کہ یہ کیا معاملہ ہے، کیوں ادویات نہیں مل رہیں، اس بارے میں آپ واضح طور پر بتائیں کہ کیا ہو سکتا ہے، کیا پنجاب اسمبلی کے ڈاکٹر کے اختیار میں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ان معزز ممبران کو نسخے کے مطابق، جس طرح یہ چاہتے ہیں ادویات دے سکتا ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ تین دن پہلے یہ بات ہوئی تھی اور میں نے یقین دہانی کروائی تھی کہ اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔ جس طرح پہلے معزز ارکان اسمبلی یا ان کے dependants کو health or treatment کی جو facilities حکومت پنجاب دے رہی تھی اس پر کوئی compromise نہیں ہے۔ یہ ان کا استحقاق ہے۔ میں نے تو اسی floor پر یہ گزارش بھی کی ہے کہ اگر کوئی معزز ممبر یا اس کا dependant کسی ایسی جگہ پر ہے کہ جہاں پر پبلک سیکٹر کی health facility نہیں ہے تو وہ پرائیویٹ علاج کروا کر reimburse کروا سکتا ہے۔ اس سے یہ بات clear ہو جانی چاہئے کہ کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اصل confusion شاید اس وجہ سے create ہوئی ہے کہ ہسپتالوں کی formulary کے لئے حکومت پنجاب کا محکمہ صحت bulks میں جو ادویات خریدتا ہے اس کی تعداد بڑھا دی گئی ہے۔ اکثر شکایت آتی تھی کہ indoor کے ہر مریض کے attendant کے پاس پرچی ہوتی تھی کہ بازار سے یہ دوائی لے کر آؤ جو کہ ہسپتال میں میسر نہیں

ہے۔outdoor میں بھی یہ ہوتا تھا کہ کچھ multi vitamins یا pain killer دے دی جاتی تھیں یعنی simple سی ادویات تو مہیا کر دی جاتی تھیں اور باقی اصل ادویات brand name کے حوالے مریضوں کو لکھ کر دے دی جاتی تھیں۔

جناب سپیکر: brand name یا پھر generic name؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! جو material یا chemical constituent ہوتا ہے اس میں molecule تو سب کا ایک ہی ہوتا ہے لیکن جب اسے مختلف کمپنیاں بناتی ہیں، جب مختلف pharmaceutical multi national بنا رہی ہوتی ہیں تو ان کی قیمتوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ایک گولی پانچ روپے میں مل رہی ہوتی ہے اور وہی گولی اگر کوئی دوسری کمپنی brand name سے بنا رہی ہے تو وہ پانچ سو روپے میں بھی مل رہی ہوتی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے دنوں یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ کسی شخص کے ہاتھ میں، چاہے کوئی مریض ہو یا attendant ہمیں پرچی نہیں چاہئے۔ہر علاج ہسپتال میں میسر کیا جائے۔اس حوالے سے تمام گورنمنٹ، پبلک سیکٹر، پرنسپل حضرات، پروفیسر صاحبان سے رائے مانگی گئی کہ اپنے اپنے شعبہ جات میں جو جو ادویات استعمال کرتے ہیں وہ ساری لکھ کر دیں تو انھوں نے وہ ساری ادویات لکھ کر دے دیں تو ان ادویات کی تعداد 210 سے بڑھ کر 761 ہو گئی۔Oncology, Cardiology and Dermatology سے لے کر سب شعبہ جات کی ادویات اس فہرست میں شامل کر لی گئی ہیں اور اس کا notification جاری کیا جا چکا ہے۔یہاں پر کسی کا معالج، consultant جو دوائی لکھ کر دے گا، کسی brand کی لکھ کر دے گا اس پر ہسپتال کا ایم ایس پابند ہے کہ وہ معزز ممبران یا اس کے dependant کو مہیا کرے۔شکریہ

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تحاریک استحقاق شروع کر رہے ہیں۔اس کے بعد آپ کا ٹائم آئے گا اور اس وقت ملک صاحب آپ اس پر ضرور بات کریں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسپنسری سے دوائیاں بالکل نہیں مل رہیں اور یہ ایک گھمبیر معاملہ ہے اس کو آپ خود چیک کریں یا اس پر اگر کوئی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو کمیٹی بنا دیں کیونکہ ممبران کا یہ genuine مسئلہ ہے مہربانی فرما کر اس کو حل کروائیں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: نماز کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ ہم انشاء اللہ ڈیڑھ بجے دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے تک اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفے کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان
1ایک بج کر35منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔ جی، لغاری صاحب! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ lay ہو چکی ہوئی ہے، اب اس تحریک کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر57 رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب کی ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! وقفہ سے پہلے تھوڑی دیر میں ہاؤس میں نہیں تھی تو اس وقت آپ نے کچھ فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس جو بھی کوئی نسخہ ہو وہ آپ اسمبلی ڈاکٹر کو جا کر دیں تو اس کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ عمل ہو گا۔

محترمہ نرگس فیض ملک: ڈاکٹر صاحب کے پاس تو already ہے لیکن اب مجھے نہیں پتا کہ وہ میں کس کو دوں؟ یہ ڈاکٹر صاحب کے پاس تین ہفتے سے نسخہ پڑا ہوا ہے اور آج فرما رہے ہیں کہ نہیں جبکہ تین بار ان سے میری بات بھی ہو چکی ہوئی ہے اور فون پر بھی بات ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ ان کو یاد نہ ہو۔ آپ ذرا دوبارہ ان کو چیک کروائیں۔ رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب تشریف فرما نہیں ہیں اور میرے خیال میں وہ دلچسپی نہیں لے رہے لہذا ان کی تحریک استحقاق نمبر2 dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ کی ہے جو انہوں نے T.O.R کے خلاف دائر کی تھی۔ اب ان کی طرف سے چٹ آئی ہے کہ T.O.R نے

معافی مانگ لی ہے۔ لہذا یہ تحریک استحقاق بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 9 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر کل کچھ بات چیت ہوئی تھی اور محترم وزیر قانون صاحب نے اس بارے میں کچھ کرنا تھا۔

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

روزنامہ ''جنگ'' کی غلط رپورٹنگ سے معزز رکن اسمبلی کی شہرت کا نقصان

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس پر ہمارے پریس گیلری کے عہدیداران سے آج اجلاس سے فارغ ہو کر شیخ صاحب کی میٹنگ کرواتے ہیں اور اس مسئلے کو انشاءاللہ حل کر لیں گے۔ اسے آپ بے شک کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق ختم ہوئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 1001/08 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

"O Level"اور"A Level" کے طلباء کو میڈیکل کالجوں میں داخلہ نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میڈیکل کالجوں میں مروجہ داخلہ پالیسی کے تحت"O Level"اور"A Level" کے سینکڑوں طلبا و طالبات میڈیکل کالجوں میں داخلے سے محروم رہ گئے ہیں۔ یہ نہایت ذہین طلبا اور

طالبات مشکل ترین کورس کے ساتھ ساتھ لاکھوں روپے کی فیسیں foreign exchange میں ادا کر کے یہاں تک پہنچتے ہیں لیکن میڈیکل کالجوں میں داخلوں کے حوالہ سے غلط حکومتی پالیسی کی وجہ سے میڈیکل کالجوں میں داخلوں سے قبل انٹر بورڈ کمیٹی آف چیئرمین کے ایک غلط فیصلہ پر "O Level" اور "A Level" کے طلبا و طالبات کے 15 فیصد نمبر کاٹ لئے گئے جس سے ان کے کل نمبر 1100 کی بجائے 935 رہ جاتے ہیں جبکہ اوپن میرٹ کے لئے F.Sc کے لئے طلبا و طالبات کے مجموعی نمبر 1100 ہی رہتے ہیں اور نتیجتاً "O Level" اور "A Level" کے طلبا و طالبات داخلہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پچھلے سال بھی میڈیکل کالجوں نے ان طلبا و طالبات کے داخلہ میں صریحاً زیادتی کی تھی اور اسی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف اکیس طلبا و طالبات داخلہ لے سکے تھے۔ قوم کے ان بچوں کے مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس معزز ایوان کے ہر رکن کا اس اہم معاملے پر نہ صرف اظہار خیال ضروری ہے بلکہ فوری طور پر ایسی پالیسی جس سے دوسرے کی حق تلفی ہو کا ختم کیا جانا بھی ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں محکمہ کا جواب ہے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ امیدواروں کی تعلیمی قابلیت کو پرکھنے کے بعد عمل میں لایا جاتا ہے جو کہ امیدواروں کے F.Sc یا مساوی نمبروں اور میٹرک میں حاصل کردہ نمبروں کے aggregate پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ مساوی نمبر یا equivalence۔ Inter Board Committee of Chairman(I.B.C.C) سے جاری ہوتے ہیں جس کا محکمہ صحت سے کوئی تعلق نہیں۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب اس امر کی یقین دہانی کرتا ہے کہ تمام امیدواروں کا داخلہ میرٹ پالیسی کے تحت ہو اور کسی بھی امیدوار کو خواہ وہ F.Sc stream سے ہو یا "A" level stream سے ہو، حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اگر کوئی امیدوار اوپن میرٹ کے تحت طے کردہ فارمولے کے تحت aggregate نمبرز حاصل کر لیتا ہے تو وہی داخلے کا مستحق قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی "A" level کے طالب علم کے مساوی نمبروں میں کمی کی شکایت ہو تو اس سلسلے میں وہ I.B.C.C سے ہی رجوع کر سکتا ہے اور محکمہ صحت کا اس سلسلے میں کوئی role نہیں بنتا تاہم I.B.C.C حکومت پاکستان کو اس سلسلے میں

حکومت پنجاب کی تشویش سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور I.B.C.C نے اس معاملے میں تمام متعلقہ ملکی اور غیر ملکی اداروں سے رابطہ کر کے اس معاملہ کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کی یقین دہانی کروائی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر صاحب کی طرف سے admission آ گئی اور انہوں نے یہ بات مان لی کہ واقعی یہ معاملہ پنجاب حکومت نے refer کیا ہے تو میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار بھی نومبر کی ہے اور اب اس کی باری آئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آگے آنے والے admission سے پہلے پہلے کوئی ایسا فیصلہ ہو جائے تاکہ مزید بچوں کی حق تلفی نہ ہو اور جتنی جلدی جو فیصلہ ہو جائے، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو معاملہ refer کیا ہے اگر اس کے اندر کوئی urgency ہو جائے اور اگلے admission سے پہلے پہلے ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں آج ہی محکمہ صحت کے جو متعلقہ حکام یہاں موجود ہیں تو ان سے میں کہتا ہوں کہ دوبارہ I.B.C.C کے متعق جو reference بھیجا ہے تو اس کی present position کا بھی پتا کریں اور اس سلسلے میں زیادہ بہتر طور پر expedite کروانے کے لئے کوئی چارہ جوئی کریں تاکہ next examinations سے پہلے پہلے یہ معاملہ حل ہو جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

MR. SPEAKER: It is not pressed, disposed of.

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! زمیندار اکالج گجرات کے معاملے پر اس دن ڈپٹی سپیکر صاحب بیٹھے تھے تو 3۔فروری کو میں نے point of order پر بات کی تھی تو وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ آپ تحریک التوائے کار جمع کروائیں۔ وہ پہلے ہی میں نے جمع کروائی تھی تو پھر request کی سپیکر صاحب سے تو انہوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ ہم out of turn لے لیں گے۔ آج پھر میں یہ درخواست کر رہا ہوں کہ اسے out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایسی کوئی بات ہوئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دینا چاہیں تو ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: جی، گھرال صاحب کی تحریک التوائے کار کا نمبر 43/09 ہے۔ وہ پیش کریں۔

زمیندارا کالج گجرات کی اراضی پر قبضہ کے خلاف احتجاج کرنے والے پروفیسروں اور طلباء وطالبات پر پولیس کا وحشیانہ تشدد

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 29-1-2009 کی خبر کے مطابق گجرات پولیس نے زمیندارا کالج گجرات کی اراضی پر پیپلز پارٹی کے ایک رہنما کی طرف سے قبضہ کرنے کے خلاف احتجاج کرنے والے پروفیسروں، طلبا و طالبات پر دھاوا بول دیا اور کالج میں داخل ہو کر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ آنسو گیس کے استعمال اور وحشیانہ لاٹھی چارج سے درجنوں پروفیسر، طلبا و طالبات شدید زخمی ہو گئے جبکہ جوابی کارروائی پر متعدد اہلکار بھی زخمی ہو گئے۔ بتایا گیا ہے کہ سٹی سرکل کے چاروں تھانوں کی پولیس ایس ایچ او مولوی شریف چھرا کی سربراہی میں جوتوں سمیت مسجد میں بھی داخل ہو گئی اور لاٹھی چارج سے چھپنے والے طلبا کو مسجد سے نکال کر وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا، طالبات کی چادریں کھینچ کر ان کے بال نوچے اور علاقہ کئی گھنٹے میدان جنگ بنا رہا۔ بھمبر روڈ پر ٹریفک معطل رہی اور تصادم کے باعث پروفیسرز و طلبا کی درجنوں موٹر سائیکلیں تباہ ہو گئیں۔ کالج کے پروفیسروں نے بتایا کہ پولیس نے بربریت کی انتہا کر دی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے موصول ہو گئی ہے اور اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا تو اسے آپ Monday next کے لئے pending فرمالیں تاکہ اس پر مفصل جواب لے کر محرک کو مطمئن کیا جا سکے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس issue میں دو چیزیں آتی ہیں کہ پولیس نے جو ظلم و زیادتی کی ہے لیکن اسے اس تناظر میں بھی دیکھنا ہے کہ پولیس نے اتنا بڑا

آپریشن کس کے کہنے پر کیا ہے؟ایک سیاسی بندہ تھا جس نے کالج کی زمین پر قبضہ کیا اور اس میں انتظامیہ اس حد تک involve تھی کہ کالج کے پرنسپل کو محکمہ مال کے آفیسر نے فون کر کے کہا تھا کہ آپ اس معاملے میں نہ پڑیں۔ راناصاحب اس چیز کو اس تناظر میں ضرور دیکھیں اور انکوائری میں اس کو سامنے لے کر آئیں۔ خاص طور پر ممبر بورڈ آف ریونیو انکوائری کے لئے کوئی جواب دیں۔ انہوں نے میڈیا کے سامنے بات کی تھی کہ یہ زمین ریکارڈ میں زمیندار اسکول کے ہی نام ہے۔ یہ بات بھی سامنے آ چکی ہے تو ان باتوں کو ضرور مدنظر رکھا جائے۔

جناب سپیکر: ضرور رکھیں گے، ساری رپورٹ لیں گے۔ جی، شیخ علاؤالدین!

افسران کی ملی بھگت سے پراپرٹی کی غلط تشخیص اور مالکان کے نام تبدیل کرنے سے عوام کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کا عملہ صوبہ میں کروڑوں روپے کی کرپشن میں ملوث ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کے عملے نے ٹیکس دہندگان جن کو پورا عزت و احترام ملنا چاہئے کو ڈرانے دھمکانے کے لئے غنڈوں اور بدمعاشوں کی خدمات بھی حاصل کی ہوئی ہیں۔ یہ امر حقیقت ہے کہ پراپرٹی مالکان کو کبھی سرخ اور کبھی کالا نوٹس بھیجا جاتا ہے۔ پھر وارنٹ گرفتاری جس کا انہیں قانوناً اختیار نہ ہے بھیج دیتے ہیں۔ پہلے جان بوجھ کر پراپرٹی کی غلط تشخیص اور اکثر فرضی کرایہ داروں کے نام ڈالے جاتے ہیں۔ مالکان جائیداد کے نام بھی دانستہ بدل دیئے جاتے ہیں اور پھر ان کی درستی کے لئے علیحدہ مطالبہ ہوتا ہے۔ عملہ اپنے افسران کی ملی بھگت سے اکیسویں صدی میں بھی اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مہاراجوں اور سکھ دور حکومت کے تاریخی بدنام اہلکاروں کی یاد دلاتا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کا عملہ اور افسران محکمے میں ایک بار بھرتی کے بعد یہیں سے ریٹائر ہوتے ہیں اور کرپشن کے ایسے طریقے جانتے ہیں جس کو سپر کمپیوٹر بھی نہیں پکڑ سکتا۔ ایک ہی بازار اور ایک ہی علاقہ کی پراپرٹیوں کے ٹیکس میں زمین و آسمان کا فرق رکھا جاتا ہے۔ جس نے پیسے دے دیئے اس کا ٹیکس چودہ سو روپے اور جس نے نہ دیئے اس کا ایک لاکھ چالیس ہزار روپے سالانہ ہو جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے تمام عملہ کو اور افسران کو فوری طور پر ایسے محکموں میں بھیجا جائے جہاں قطعاً direct public dealing نہ ہو۔ ویسے بھی

Taxation Reforms میں Frequent Transfer Taxation Law کا بنیادی اصول طے شدہ ہے۔ ایسی ترامیم بہت ضروری ہیں جس سے ٹیکس گزار اور عملہ کا آپس میں تعلق ختم ہو جائے اور عملہ کے صوابدیدی اختیارات نہ رہیں۔ تمام کار خاص جو اصل میں محکمہ کے ریٹائرڈ ملازمین ہیں پر نظر رکھنا بہت ضروری ہے جو بد دیانت ملازمین کے ایجنٹ کا کردار بخوبی نبھا رہے ہیں۔ یہ امر بھی یقینی بنایا جائے کہ پراپرٹی ٹیکس میں کوئی نیا ملازم تین سال سے زائد نہ رہ سکے۔ پراپرٹی ٹیکس کے عملے کو ٹیکس دہندگان کا احترام و سلیقہ سکھایا جائے۔ ان تمام امور کے ساتھ ساتھ محکمہ کے تمام بد دیانت ملازمین جن کے نام کوئی صیغہ راز نہ ہیں اور جنہیں سب جانتے ہیں کے شاہانہ رہن سہن اور بود و باش کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! تحریک میں جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ عام نوعیت کے ہیں اور کوئی مخصوص الزام نہ لگایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کا عملہ ٹیکس گزاروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے اور ان کی عزت نفس کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ ٹیکس وصولی کے لئے کسی پرائیویٹ شخص کی خدمات حاصل نہیں کی جاتیں اور نہ ٹیکس گزاروں کو ہراساں کیا جاتا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے مجوزہ نوٹس بمطابق قانون جاری کئے جاتے ہیں۔ تاہم کچھ ایسے ٹیکس نادہندگان بھی ہیں جو بار بار notices جاری کرنے کے باوجود ٹیکس کی ادائیگی سے گریزاں رہتے ہیں۔ ٹیکس کی ادائیگی یا تو جون میں ادئیگی کے وعدے پر موخر رکھی جاتی ہے یا پھر سالہا سال تک ٹیکس کے غلط تشخیص کے بہانے سے ادائیگی نہیں کی جاتی۔ اگرچہ ایسے ٹیکس نادہندگان کی تعداد 15 فیصد سے بھی کم ہے۔ تاہم ایسے ٹیکس نادہندگان کے لئے پراپرٹی ٹیکس اور لینڈ ریونیو کے مروجہ قوانین کے مطابق مندرجہ ذیل تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

1۔ اولاً ٹیکس نادہندہ کو یاددہانی کے نوٹس جاری کئے جاتے ہیں۔

2۔ ٹیکس نادہندہ پر جرمانہ تجویز کیا جاتا ہے۔

3۔ پھر یاددہانی کے نوٹس جاری کئے جاتے ہیں۔ ناکامی کی صورت میں واجب الادا ٹیکس کو بقایا جات لینڈ ریونیو ڈکلیئر کرکے لینڈ ریونیو ایکٹ کے سیکشن 82-81 کے تحت ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کئے جاتے ہیں اور بیس دن کا

وقت دے کر ٹیکس کی ادائیگی کی درخواست کی جاتی ہے۔آخری حربہ استعمال کرنے سے پیشتر ٹیکس نادہندگان کو تنبیہہ کے طور پر یاددہانی کے نوٹس جاری کئے جاتے ہیں جس پر سرخ رنگ سے یہ تحریر کیا ہوتا ہے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں ٹیکس کی وصولی بذریعہ گرفتاری یا قرقی جائیداد کی جاسکتی ہے۔ ٹیکس نادھندگان کے خلاف مندجہ بالا notices عین قانون کے مطابق ہیں اور اس میں کسی قسم کی تفریق روا نہیں رکھی جاسکتی۔ اس معزز ایوان کے اراکین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جاتی ہے کہ بروقت ٹیکس کی ادائیگی کی صورت میں محکمہ کے کسی بھی اہلکار کے پاس کوئی اختیار نہ ہے کہ وہ وقت پر ٹیکس ادا کرنے والے ذمہ دار شہری کو کسی طرح بھی ہراساں کرے یا اس کی عزت نفس کو مجروح کرنے والے نوٹس جاری کرے بلکہ ایسے معزز ٹیکس دہندگان کو نہ صرف دفاتر میں آمد کی صورت میں خوش آمدید کہا جاتا ہے بلکہ ذاتی طور پر افسران کی طرف سے انہیں چائے بھی پیش کی جاتی ہے تاکہ ان معزز شہریوں سے نہ صرف اچھے تعلقات قائم کئے جائیں بلکہ انہیں دوسروں کے لئے مثال کے طور پر بھی پیش کیا جائے۔ ایسے فرض شناس اور حب الوطنی کے جذبہ سے معمور اشخاص کی ہمارے معاشرے میں کوئی کمی نہ ہے بلکہ پراپرٹی ٹیکس دہندگان کا 70 فیصد ایسے ہی فرض شناس شہریوں پر مشتمل ہے۔ پراپرٹی کی تشخیص فارمولا کے مطابق کی جاتی ہے جس میں ٹیکس حکومت کی مقررہ کردہ categoryاور موقع کی نوعیت کے مطابق ہر علاقے میں لگایا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی تفریق روا نہیں رکھی جاتی تاہم غلط تشخیص کی صورت میں پراپرٹی کے مالک کی بذریعہ اپیل داد رسی کی جاتی ہے۔ اگر کوئی اہلکار کرپشن میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف قانون کے تحت باقاعدہ انضباطی کارروائی کی جاتی ہے۔ جہاں تک اہلکاران کی نوکری کا تعلق ہے تو محکمانہ سروس رولز کی رو سے وہ اسی محکمہ میں بھرتی ہوتے ہیں اور مدت ملازمت پوری ہونے پر ساٹھ سال کی عمر میں ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں۔ قانون میں کوئی ایسی شق نہیں ہے جس کی رو سے انہیں کسی اور محکمے میں بھیجا جاسکے، یا تین سال

نوکری کرنے کے بعد انہیں گھر بھیج دیا جائے۔ نیز پراپرٹی ٹیکس کے سرکلوں میں ہر تین سال بعد ملازمین کے تبادلے کئے جاتے ہیں۔ اگر تمام سٹاف کا تبادلہ کیا جائے تو پھر پراپرٹی ٹیکس کی وصولی میں کمی آجائے گی کیونکہ نیا متعلقہ سٹاف ہر ٹیکس گزار کو نہیں پہچانتا۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ کسی ٹی وی یا ریڈیو سے کوئی Government Bulletin جاری ہے اور محکمے کی marketing ہو رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ مجھے منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ میں نے اس میں گزارش کی ہے کہ assessment، مجھے پہلے منسٹر صاحب یہ جواب دیں کہ after every five years کتنے percent increase کر سکتے ہیں، کیا یہ محکمے کے لئے discretionary ہے یا fix ہے، ایک کمرشل پراپرٹی کا یا ایک گھر کا کتنے percent بڑھا سکتے ہیں؟ باقی بات میں بعد میں کروں گا۔ یہ انتہائی important adjournment motion ہے اس کے اندر اس محکمے نے لوگوں کی زندگیاں حرام کی ہوئی ہیں۔ باقی باتیں میں بعد میں کروں گا کہ اگر تین سال کے ادھر ادھر ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے مجھے منسٹر صاحب پہلے یہ بتائیں کہ محکمے کے پاس کتنے percent increase کا اختیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب انتہائی محترم ہیں انہوں نے جتنی تفصیلی تحریک التوائے کار دی تھی اور آپ کو جیسا کہ پتا ہے کہ شیخ صاحب کو اگر جواب تسلی بخش نہ دیا جائے تو وہ پھر اسی طرح بات کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں کوئی bulletin سنا رہا تھا، شیخ صاحب! یہ bulletin نہیں بلکہ محکمے کے حقائق تھے جو میں نے جناب کے سامنے رکھے ہیں۔ اگر وہ آپ کو bulletin لگا ہے تو جناب کی خدمت کے لئے عرض ہے کہ ٹیکس ہر پانچ سال بعد increase کیا جاتا ہے اور اس وقت جو ہمارا taxation ریٹ چل رہا ہے وہ 2001 میں ہمارا جو last survey ہوا تھا اس کے مطابق چل رہا ہے۔ اس میں ہماری categories ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ انہوں نے اپنے محکمے کی بات کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بہت اچھے fullback ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے حقیقت کے موتیوں کو واقعات میں پرو کر آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ آپ خود سمجھتے ہیں۔آپ خود ماشاء اللہ جائیداد والے ہیں۔اس میں یہ مارکیٹنگ کی گئی ہے کہ وہاں چائے بھی پیش کی جاتی ہے۔آپ مجھے یہ بتائیں کہ ٹیکسیشن افسر اور بغیر لالچ کے چائے دے دے۔وہ تو میرے منہ سے کچھ اور نکل جائے گا۔ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ محترم منسٹر صاحب میرے لئے بھی بہت محترم ہیں۔ میں نے پوچھا ہے کہ کتنے فیصد بڑھا سکتے ہیں ؟ بات یہ ہے کہ کرایہ داروں کے مقابلے میں جب مالک مکان کو یا کمرشل پراپرٹی کے مالک کو یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارا کرایہ دار جو ہے وہ تو تمہیں 50ہزار روپے کرایہ دے رہا ہے تو تم نے یہاں پر 10ہزار لکھوایا ہوا ہے وہ کرایہ دار کب سے بیٹھا ہوتا ہے مالک اپنی جان چھڑانے کے لئے فوری طور پر settlement کرتا ہے۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ assessment کا کوئی settled criteria یا barometer نہیں ہے تو اس کا مطلب تو ہے کہ ٹیکسیشن کے عملے کے پاس open hand ہے۔ان کی discretionary powers اتنی زیادہ ہیں کہ وہ 100روپے کے ٹیکس کو assessment میں اٹھا کر ایک ہزار روپے کر سکتے ہیں جو کہ بہت زیادتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو پابند کیا جائے، ان کو کیوں پابند نہیں کیا جاتا کہ پانچ سال کے بعد property deterioration بھی ہوتی ہے، maintenance بھی ہے اور کئی مسائل ہیں، rent ordinance میں بڑے مسائل ہیں تو ان کو کیوں نہیں پابند کیا جاتا کہ آپ اسے زیادہ نہیں بڑھا سکتے، منسٹر صاحب پہلے مجھے یہ تو بتا دیں کہ کتنے فیصد ان کو assessment بڑھانے کا اختیار ہے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ ایک ہی جگہ پر ایک ہی بازار میں، ایک جیسی properties کی مختلف assessments ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ جب یہ خود کہہ رہے ہیں کہ اسی محکمے میں بندہ بھرتی ہوتا ہے اور اسی محکمے سے ریٹائر ہوتا ہے تو آپ خود سمجھ لیں کہ public dealing میں جب یہ کچھ ہو گا اور ایک ملازم آج اس circle میں ہے کل اس circle میں ہے اور یہ اسی طرح چلتا رہتا ہے اور جو backward areas ہیں وہاں کوئی E.D.O لگنے کو تیار نہیں ہے۔ یہ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے ہر E.D.O کی، جیسے ہر سپاہی کی، ہر تھانے دار کی کوشش یا خواہش ہوتی ہے کہ اس کو کسی طرح تھانہ ٹبی میں لگا دیا جائے اسی طرح ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جو prime areas ہیں گلبرگ ہے، شادمان ہے، مال روڈ ہے وہاں لگا دیا جائے۔ بات بہت آگے جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ تو ماشاء اللہ بڑے شریف آدمی ہیں، آپ کدھر کا نام لے رہے ہیں۔(قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ریفرنس کرنے کے لئے تو دینا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ہم ادھر ہی رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کوئی اور بات کر رہے ہیں۔آپ نے وہ سنی نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شیخ صاحب سونے کی کانوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: یہ question hour نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بڑی اہم بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے۔آج لگتا ہے آپ jogging کے mode میں ہیں۔(قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا مناسب سمجھوں گا کہ ایک انسپکٹر جو ٹیکسیشن کرتا ہے، assessment کرتا ہے وہ اگر appeal یا چیلنج کرتا ہے اگر وہ assessment غلط ثابت ہوتی ہے تو وہ کتنے انسپکٹروں کو اور جو ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کو assess کرنے والے آفیسران ہیں، کتنے اہلکاروں کو سزا دی گئی ہے اور جو ان کی نمود و نمائش ہے اور جو یہ لوٹ مار کرتے ہیں آج تک کتنے کرپشن کے cases آئے ہیں اور ان پر کوئی check and balance قائم کیا گیا ہے؟ یہ میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرا بھی آپ سے سوال ہے کہ آپ کی سیٹ کدھر ہے اور آپ بیٹھے کدھر ہیں؟(قہقہے)

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! علی اصغر منڈا صاحب ہمارے انتہائی محترم معزز ممبر ہیں مگر انہوں نے جو بات کی ہے اس کا میرا خیال ہے کہ fresh question بنتا ہے یا نئی Adjournment Motion بنتی ہے۔ جہاں تک شیخ صاحب محترم کا تعلق ہے انہوں نے جو سوال assessment کے حوالے سے کیا ہے وہ تو میں بتانا چاہوں گا کہ ہماری assessment کی categories بنی ہوتی ہیں جو A سے لے کر F تک ہوتی ہیں اس کے مختلف taxation rates

ہیں اور شیخ صاحب اگر چاہ رہے ہیں تو میں ان کو اجلاس کے بعد detail مہیا کر دیتا ہوں وہ بھی ان کو مل جائے گی اور دوسرا ان کا [**********]

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ایسی بات نہیں ہے اس کو حذف کیا جائے۔ یہ الفاظ ٹھیک نہیں ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): محترم نے جو ذکر کیا ہے تو مجھے نہیں پتا تھا کہ اس طرح ہمارے محکمے میں ہو رہا ہے۔ جب سے میں نے اس کا چارج سنبھالا ہے اور جو کسی کی بھی اگر غلط assessment ہوتی ہے اس پر اپیل کا حق اس کے پاس ہوتا ہے، وہ ڈائریکٹر کے پاس اپیل کر سکتا ہے، وہ ڈی جی کے پاس اپیل کر سکتا ہے، وہ سیکرٹری کے پاس، منسٹر کے پاس اپیل کر سکتا ہے اور اس کو ہم فوری طور پر ٹھیک کرتے ہیں اور ہمارے جو افسران غلط assessment کرتے ہیں ان کو سزا دی جاتی ہے اس میں جب سے میں نے اس محکمے کا چارج سنبھالا ہے پچھلے آٹھ ماہ میں اب تک ہم کافی تقریباً ستر مختلف لوگوں کو suspend کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں یہ محکمے کو کافی بہتری کی طرف لے کر آ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، میں اس بات کو ایسے نہیں جانے دوں گا اگر آپ کو سمجھ آتی ہے تو میں اس کو چھوڑ کر باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کیا بات ہوئی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ میری بات یہ ہے کہ اس مسئلے پر پورا پنجاب پریشان ہے خاص طور پر جو بڑے cities ہیں لاہور ہے، راولپنڈی ہے، ملتان ہے یہ لوگ پریشان ہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ ان کے محکمے کے اندر 70 فیصد لوگ رات کو ولی ہونے لگے تھے ان کا ایک نمبر کم رہ گیا، صبح ولی نہیں ہو سکے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس محکمے میں جتنی شدید کرپشن ہے منسٹر صاحب اس بات پر پہلے کہیں مجھے کہ کیا ایک ہی بازار میں ایک جیسی properties کی دو مختلف assessments نہیں ہیں؟ میں ثابت کرتا ہوں منسٹر صاحب on the Floor of the House گارنٹی کریں کہ ایسا نہیں ہے۔ نمبر دو یہ کہ منسٹر صاحب کو یہ بھی بتائیں اچھے بھلے سمجھدار ہیں کہ ریفرنس دینے کے لئے ہر طریقے کا ریفرنس دیا جا سکتا ہے کیونکہ ان لوگوں کو سمجھانا جو سمجھتے ہوئے نہ سمجھیں، میں یہ بات کہنا نہیں چاہتا تھا انہوں نے مجھ سے خود agree کیا کہ آپ سب کچھ صحیح کہتے ہیں لیکن اگلی بات

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جو منسٹر صاحب نے کہی میں پھر بھی ان کی عزت رکھتا ہوں، میں نہیں کہوں گا انہوں نے مجھے کیا کہا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو تحریک التواء ہے اس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔ تمام ارکان اس پر اپنا اظہار کریں، یہ انتہائی ضروری تحریک التواء ہے اور محکمے کو shelter نہ دیا جائے۔ میں باقاعدہ figures دوں گا اس پر جس وقت آپ detail بحث میں اسے لائیں گے کہ کون سے بازار میں کتنی properties کا کیا کچھ ہوا ہے اور دوسرا جب منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ ہم ٹرانسفر نہیں کر سکتے، ان کے پاس دوسرے ڈیپارٹمنٹس ہیں، پٹواریوں کے خلاف، تحصیلداروں کے خلاف تو بہت کچھ ہو رہا ہے اور ہونا بھی چاہئے جو کرپٹ لوگ ہیں لیکن یہاں ان سے بھی بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ تین سال کے بعد تو اس کا سروے کے اندر نام و نشان نہیں رہتا اور میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ ہو کیا رہا ہے، اس واسطے منسٹر صاحب کو آپ یہ ہدایت فرمائیں کہ وہ اس کا جواب صحیح طریقے سے مجھے بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ جب وہ خود مانتے ہیں کہ بندے اسی محکمے میں ریٹائر ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے rules amend کس نے کرنے ہیں، انہوں نے کرنے ہیں یا ہم نے کرنے ہیں؟ اس پر صحیح بات کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو ایکسائز انسپکٹر بھرتی تو ہوئے ہیں، کیا ان کو ڈاکٹر لگایا جا سکتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت سے محکموں میں بھیجا جا سکتا ہے، ان کو خوراک میں بھیجا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جو ان کا کام ہے وہ کون کرے گا؟ جس parent department میں وہ بھرتی ہوئے ہیں اگر ان کو وہاں سے کہیں اور shift کر دیا جائے تو پھر کیا اس کا رزلٹ اچھا ہو گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تو پھر پٹواریوں سے آٹا تقسیم کروانا بھی منع کر دیا جائے وہ تو پٹواری بھرتی ہوئے تھے، ان سے آٹا کیوں تقسیم ہو رہا ہے، تحصیل داروں سے کھاد کیوں تقسیم ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو ان کی عارضی ڈیوٹی ہوتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ دیکھیں! This is the discretion of the Goverment. کہ وہ جہاں چاہے اس کو لگا دے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ ان کی بات کا جواب دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے جو معزز رکن ہیں میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے میں ان کی بات سے agree کرتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ہمارے محکمے میں ایک area کے درمیان میں مختلف properties کی مختلف assessment ہوتی رہی ہیں مگر جب سے یہ نئی گورنمنٹ آئی ہے اس کے بعد سے جب بھی ہمارے پاس کوئی شکایت آتی ہے کیونکہ پچھلے دور میں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، کوئی revenue collection اس محکمے میں properly نہیں ہو رہی تھی اور اس کے بعد اب ہم نے اس کو، میں یہی کہہ رہا ہوں کہ پچھلے دور میں یہاں جو گھپلے ہوتے رہے ہیں (قطع کلامیاں)

اگر وہ سننا چاہتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ relevant ہو جائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں relevant ہی بات کروں گا آپ درست فرما رہے ہیں اور اس عرصہ میں جو غلط assessment کرتے ہیں ان کے خلاف ہمارا محکمہ کارروائی کرتا ہے اور آپ کی اطلاع کے لئے میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ ہم totally پراپرٹی ٹیکس کا جو سسٹم اور نظام ہے اس کو computerized کر رہے ہیں۔اس کو ہم computer پر لے کر آ رہے ہیں اور ہمارے محکمہ کی website سے آپ اپنی properties کو computer پر بیٹھ کر بھی اپنی assessment دیکھ سکتے ہیں کہ وہ صحیح ہوئی ہے یا غلط ہوئی ہے۔ ان کے سارے ریٹ computer پر آ جائیں گے۔ یہ چند دنوں کی بات ہے،اس پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے اور دوسری چیز یہ ہے کہ یہ ٹیکس دینے اور revenue collection کا محکمہ ہے اور ہم نے اس کو overall peoples friendly بنایا ہے اور بنا رہے ہیں۔ وہاں پر ہم نے سینئر شہریوں اور خواتین کے لئے facilitation centres رکھے ہیں۔ شیخ صاحب جو بات فرما رہے تھے بالکل ہمارا عملہ چائے پیش کرتا ہے اور 70 فیصد لوگ ہمیں ٹیکس بالکل ٹھیک pay کر رہے ہیں اور تھوڑے سے یعنی 15 فیصد لوگوں کی یہ شکایت ہے جن پر یہ بات کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ کے پاس صرف ایک منٹ ہے۔

شیخ علاوالدین: جناب سپیکر! لیکن یہ پھر pendingاور dispose of نہیں ہو گی یا پھر میں آج dispose of ہو جاؤں گا اگر یہ dispose of ہوتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اس کے بارے میں بہت پتا ہے یا میں dispose of یا یہ dispose of ہو گی۔ایک ہی راستہ ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب میرے خیال میں آپ ان کو ذرا مطمئن کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ایک آخری بات کرتا ہوں اور اس کے بعد بے شک لاء منسٹر صاحب بات کریں۔ شیخ صاحب کے پاس جو کچھ بھی ہے اور اس محکمہ کے حوالے سے پتا ہے۔ میں تو آٹھ ماہ سے اس محکمہ سے منسلک ہوں، یہ پتا نہیں شیخ صاحب کب سے اس محکمہ سے منسلک ہیں؟ میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ جو بھی ان کو اس محکمہ کی کرپشن اور محکمہ کے بارے میں جو غلط کام ہو رہے ہیں پتا ہے تو وہ بتائیں، مجھے اگر یہ بتانا پسند فرمائیں گے تو ہم ان کی مرضی کے مطابق بلکہ عوام کی خواہشات کے مطابق وہاں پر کارروائی کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب جس بات سے زیادہ ناراض ہوئے ہیں وہ دراصل بات یہ ہے کہ یہاں جو تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے اور اس کے منسٹر صاحب نے جواب دینا ہوتا ہے وہ اس محکمہ کی طرف سے جواب ہوتا ہے اس میں منسٹر صاحب کی طرف سے اس کا کوئی ذاتی جواب نہیں ہوتا اور وہی سب کچھ محکمہ لکھ کر بھیجتا ہے۔اگر محکمہ نے لکھ کر بھیج دیا ہے کہ ہم چائے پیش کرتے ہیں تو شیخ صاحب کو پتا ہے کہ وہ چائے نہیں پیش کرتے تو یہ ان کی ناراضگی محکمہ کی طرف سے بنتی ہے اور منسٹر صاحب کی طرف سے نہیں بنتی۔یہاں پر میں منسٹر ایکسائز سے بھی گزارش کروں گا اور شیخ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ اس کو آپ pending کر دیں اور کل سیکرٹری ایکسائز کو بلا کر منسٹر صاحب اور شیخ صاحب کو ساتھ بٹھا کر اس سلسلے میں جو معاملہ ہے وہ طے کریں گے اور شیخ صاحب جو بات assessment کے حوالے سے کر رہے ہیں وہ بات بالکل درست ہے اور لوگوں کو تکالیف ہیں اور ہمارا یہ کام ہے کہ ہم ان چیزوں کو redress کریں تو اس میں بیٹھ کر جو بہتری ہو سکتی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، کل تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو آپ Monday تک کے لئے pending کر دیں تاکہ space مل جائے اور سیکرٹری ایکسائز اور شیخ صاحب کو منسٹر صاحب کل یا پرسوں بٹھا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، کل کے لئے یا Monday تک کے لئے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب کہہ رہے اس طرح ہی کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہوا۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میری تین تحاریک التوائے کار جمع ہیں لیکن ایک کے لئے بھی وقت نہیں ملا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جو ٹائم ہے۔ میں اس کے مطابق ہی چل رہا ہوں۔ وہ already pending ہے اور وہ dispose of نہیں ہوتی۔ جی، محترمہ آپ فرمالیں۔ بڑی دیر سے یہ پوائنٹ آف آرڈر کہہ رہی تھیں لیکن وقت نہیں مل سکا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ کل میں نے بڑا important issue raise کیا تھا اور راناثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ کل میں اسمبلی کو اعتماد میں لے کر بتاؤں گا کہ اس کے تفصیلی حالات کیا تھے اور میاں محمد شہباز شریف صاحب اور اس کی ٹیم نے بہت بڑا آپریشن کرنے کے بعد ان جعلی ادویات کو پکڑا ہے۔ ان کے متعلق ایوان کو kindly بتائیں گے کہ آج اس کے کیا حالات ہیں اور وہ کیس کہاں تک پہنچا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ہمارے ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں ان سے میرا رابطہ نہیں ہو سکا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو کل تک کے لئے pending فرمادیں۔ میں ان سے رابطہ کر کے اس سلسلے میں جو بھی تفصیل ہو گی ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ کو کل اس کے متعلق بتا سکیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مرتضیٰ صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب سے ایک ملتی جلتی بات کرنی ہے اس لئے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: ان سے ملتی جلتی ہے تو آپ نزدیک بیٹھے ہیں تو ان سے مل لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس بات سے relevant گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہر سوال جو ہے pending ہو جاتا ہے اور پچھلے سیشن میں شاید آپ کو یاد ہو کہ میرا ایک سوال وزیر جیل صاحب نے pending فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: وہ تو اب تشریف فرما نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے سوال pending فرمایا تھا اور انہوں نے ensure کروایا تھا کہ دو دن میں میں اس مسئلہ کو حل کر کے ہاؤس میں رپورٹ پیش کروں گا اس پر جناب نے انہیں کہا کہ آپ ایک ہفتہ کے بعد جواب دے دیں۔ آج تک اس کی رپورٹ آئی ہے اور نہ ہی کوئی بات ہوئی ہے۔ اس طرح اگر ہر چیز pending ہوتی جائے گی تو اس کا حل کیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب! میرے پاس ثبوت موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہاں تشریف نہیں رکھتے اگر وہ آتے ہیں تو ہم ابھی بات کر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کل کے لئے میری اس بات کو بھی pending کر دیں اور ان سے کہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات تو ہو گئی ہے، pending کیسے کروں۔

سید حسن مرتضیٰ: چلیں! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ملک اعتبار خان صاحب!

تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں ایک گینگ کے ذریعے طالبات اور استانیوں کا قتل

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل جنڈ اور ضلع اٹک میں پچھلے چند دنوں سے ایک گینگ آپریٹ کر رہا ہے جو کہ سکول کی بچیوں اور استانیوں کو ایک تیز دھار آلہ (instrument) سے ٹارگٹ بنا رہا ہے۔ اس کی ظالمانہ کارروائی کی وجہ سے اب تک سات معصوم بچیوں کو ٹارگٹ بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے تین بچیاں وفات پا چکی ہیں۔

جناب والا! مورخہ 9۔فروری 2009 کو ایک دردناک واقعہ کل ہی رونما ہوا ہے۔ ایک استانی سکول سے واپس آ رہی تھی کہ دو نوجوان موٹر بائیک پر آئے، انہوں نے اسی تیز دھار instrument سے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر غائب ہو گئے جس کی حالت اب تشویشناک ہے۔ احتجاجاً عوام نے ریلوے روڈ اور شاہراہ کو ہاٹ کو کل سے ابھی تھوڑی دیر پہلے تک بلاک کیا ہوا تھا۔ اس ضمن میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہاں کی پولیس اور انتظامیہ بے بس نظر آتی ہے جس سے والدین اپنی بچیوں کو سکول بھیجنے سے اجتناب کر رہے ہیں۔ مزید برآں بچیوں کا مستقبل تاریک نظر آتا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے جو بات کی ہے۔۔۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری صاحب کے پاس اس کی کاپی جمع کروا دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ اسمبلی کے نوٹس آفس میں جمع کرائیں۔ اسے کل پر رکھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، درست ہے، اسے کل کے لئے رکھ لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار جمع کروادی ہے اس کی فوٹو کاپی میرے پاس موجود ہے۔ازراہ مہربانی مجھے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔اس کا notice میرے پاس آئے گا تو پھر آپ کو اجازت دوں گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آج ہی اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے یہ جمع کروادی ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جی، جمع کروادی ہے۔

جناب سپیکر: وہ آجائے تو پھر کل بات کریں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں اسے پڑھ دیتا ہوں باقی کارروائی بعد میں کر لینا۔

جناب سپیکر: اس طرح پڑھنے کا طریقہ غلط ہے اور یہ مناسب نہیں لگے گا۔ مخدوم احمد محمود صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار تھی اس کی بات ہو چکی ہے۔ہم بیٹھ کر اس کے لئے کمیٹی بنائیں گے اور اس کا جو بھی رزلٹ ہو گا وہ ایوان میں آجائے گا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ ہاؤس میں موجود تھے؟ میں گزارش کروں گا کہ جو ممبران ہاؤس میں موجود نہیں تھے پھر ان کو تو اس کا حق نہیں پہنچتا۔ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران نے سنا ہے لیکن انھوں نے نہیں سنا۔مجھے تو افسوس ہو رہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جو بات میں کہنے والا ہوں اگر وہ سن لی جائے تو اس سے ایوان کا بھلا ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ آپ کا بھلا کرے۔

میاں محمد رفیق: سپیکر تو کھولیں۔پنجاب کے اندر قبضہ گیری کا بہت بڑا دھوکہ اور فراڈ ہوا۔

جناب سپیکر: سپیکر کو تو کسی نے نہیں پکڑا ہوا۔آپ کیوں کہہ رہے ہیں کہ سپیکر کھولیں؟

میاں محمد رفیق: آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی!

میاں محمد رفیق: اس پر تحریک التوائے کار آ گئی۔وہ تحریک التوائے کار ووٹنگ کے لئے اس ایوان میں پیش ہوئی اور اس معزز ایوان نے ووٹ دے کر اس پر بحث کے لئے دن مقرر کرایا اور اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے مقرر ہوئے۔

جناب سپیکر: آپ اچھے ماحول کو خراب نہ کریں۔پلیز، ماحول اچھا رہنے دیں۔

میاں محمد رفیق: اب چار آدمی مک مکا کر کے اس ایوان کی توہین کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی مک مکا نہیں ہوا۔آپ کچھ خیال کریں۔ہاؤس کے ممبران کا تقدس ہوتا ہے اور جو اسے برقرار رکھتا ہے وہ بڑی عزت پاتا ہے۔بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: اب یہ ہاؤس کی اور پبلک کی پراپرٹی بن چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ اس ہاؤس کی پراپرٹی ہے اور رہے گی۔آپ تشریف رکھیں۔ہاؤس کے ممبران نے ہی اس کا فیصلہ کرنا ہے۔

میاں محمد رفیق: اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔تشریف رکھیں۔آپ کی بہت مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم میاں صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس وقت بھی یہ بات کی تھی اور اب بھی معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر صرف اتنی بات ہوئی ہے کہ آج اس معاملے کے لئے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ B.O.R کو انکوائری کے لئے کہا ہے، یہ کمیٹی بھی fact finding کر لے اور اس fact finding کی جو رپورٹ ہو گی اس پر ایوان ہی بحث کرے گا۔اس ایوان میں بحث کرنے کے حق پر کوئی compromise کر سکتا ہے اور نہ کیا گیا ہے لیکن بجائے اس کے کہ صرف زبانی allegations لگائے جائیں اور جواباً allegations لگائے جائیں۔ایک factual report کہ واقعی اس پر قبضہ ہوا ہے، واقعی کوئی اتنا بڑا معاملہ ہوا ہے جیسے مخدوم صاحب نے search کیا ہے یا میاں صاحب فرما رہے ہیں تو جب ایوان کے سامنے ایک fact رپورٹ ہو گی، B.O.R کی انکوائری ہو گی تو پھر اس پر زیادہ بہتر انداز میں بحث ہو سکتی ہے اس لئے آج کی بحث کو موخر کیا ہے ختم نہیں کیا اور نہ ہی کوئی compromise کیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اب یہ بات ریکارڈ پر آ گئی ہے کہ بحث ختم نہیں بلکہ موخر ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: شکر ہے کہ آپ نے کوئی اچھی بات مان لی۔جی،آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی،درست ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جنرل ہسپتال لاہور کے وارڈ نمبر 18 کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہم مسئلے کی طرف دلانا چاہوں گی۔پچھلے دنوں مجھے جنرل ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا۔وہاں کے وارڈ نمبر 18 جہاں مریضوں کو operate کرنے سے پہلے رکھا جاتا ہے وہاں 18 مریضوں کے لئے بیڈ ہیں لیکن وہاں پر 48 مریض تھے۔ایک ایک بیڈ کے درمیان ایک ایک سٹریچر اور ایک ایک بیڈ پر دو دو مریض تھے۔میں نے وہاں پر موجود ڈاکٹر سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس چھوٹی سی جگہ پر صرف 18 مریض آ سکتے ہیں جب زیادہ آئیں گے تو پھر یہی حال ہو گا۔میں لاء منسٹر صاحب سے عرض کروں گی کہ جہاں باقی چیزوں پر اتنا زیادہ پیسا خرچ ہوتا ہے وہاں انسانی زندگی میں صحت سب سے زیادہ اہم حیثیت رکھتی ہے۔وہاں اس وارڈ کے پیچھے بہت ساری جگہ موجود ہے،اگر اس وارڈ کو بڑھا دیا جائے تو بہت بہتر ہو گا۔مرنا تو سب نے ہے لیکن اگر انھیں وقت سے پہلے مار دیا جائے تو یہ مریضوں اور ان کے لواحقین کے لئے بہت بڑی زیادتی ہے۔چونکہ اس وارڈ کے پیچھے کافی زیادہ جگہ پڑی ہے اس لئے صرف اس وارڈ کو بڑا کرنے کی ضرورت ہے لہذا مریضوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس وارڈ کو 18 کی بجائے 50 بیڈ کا کر دیا جائے تاکہ ایک ایک بیڈ پر تین تین مریض نہ ہوں۔یہ تو صحت کے نقطہ نظر سے بھی نقصان دہ ہے۔لہذا میں پھر لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گی کہ جہاں لوگوں کی فلاح کے لئے اور بہت سارے کام ہو رہے ہیں وہیں انسانی صحت اور انسانی جان کو بچانے کے لئے یہ کام بھی کیا جائے۔میری موجودگی میں وہاں پر چھ آدمی مرے ہیں۔یقینی بات ہے کہ وہاں پر وہی لوگ آتے ہیں جو بہت زیادہ زخمی ہوں۔پتا نہیں ان کے لئے علاج کی بہتر سہولت ہے یا نہیں لیکن ان کے لیٹنے کے لئے کوئی سہولت نہیں ہے۔لہذا اس پر ضرور غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب بھی بتائیں گے لیکن ماشاء اللہ آپ بذات خود بھی حکومت کا حصہ ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا صحت پر خاص طور پر focus ہے۔ صحت پر جتنی رقم اب خرچ کی جارہی ہے حکومت کا آئندہ سال اس پر تقریباً اس سے double خرچ کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سے پہلے بھی اس میں بہت ساری بہتری آئی ہے اور آئندہ بھی یہ بہتری آئے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان وسائل کو double بھی کر لیا جائے تو پھر بھی اس سے زیادہ ضرورت ہے۔ میں محترمہ اور باقی ممبران جو ایوان میں بیٹھے ہیں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ pre-budget discussion کا یہی مقصد تھا کہ ممبر اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں۔ ہر شہر، ہر ضلع، ہر ڈویژن کے ایک ایک منصوبے کا نام لے کر identify کریں۔ یہاں فنانس اور پی اینڈ ڈی کا عملہ اسی لئے بیٹھا تھا کہ جو چیزیں ignore ہو جاتی ہیں یا رہ گئی ہیں انھیں note کیا جائے مگر میں اس سلسلے میں ہاؤس کے سامنے بالکل برملا اظہار کروں گا کہ مجھے اور فنانس منسٹر صاحب کو جو توقع تھی اگر میں مایوسی کا لفظ استعمال نہ کروں تو ہمیں توقع کے مطابق response نہیں ملا۔ آپ یقین کیجئے کہ کل بحث کے وقت دس ناموں کے بعد جب گیارہواں نام پکارا جاتا تھا تو وہ صاحب موجود ہوتے تھے۔ ابھی بھی کل کا وقت ہے اس پر بحث کرنے کے لئے دو تین گھنٹے کا ٹائم ہو گا۔ لہذا جن دوستوں کو ٹائم ملے وہ باقاعدہ اضلاع، قصبے، گاؤں اور جو سکیمیں پچھلے سال میں ignore رہی ہیں انھیں اس طرح identify کریں تاکہ ان میں زیادہ سے زیادہ بہتری آسکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! باقی صاحبان تو کر لیں گے لیکن سپیکر کیا کرے گا، وہ تو بحث نہیں کر سکے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): سپیکر صاحب off the record بہت کچھ کرتے ہیں، انشاء اللہ وہ اسی طرح کریں گے۔

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم ہمارے وزیر اعلیٰ کا بڑا انقلابی قدم تھا اور یہ بہت اچھی سکیم تھی۔ شیخوپورہ میں جن لوگوں کے ٹریکٹر نکلے تھے ان میں صرف پچاس لوگوں کو subsidy ملی ہے لیکن بقایا ڈیڑھ سو کاشتکار ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جب زراعت پر بحث ہو گی آپ یہ ساری باتیں اس میں بتائیں، اب مناسب نہیں ہے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر مسرت حسن: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!کارروائی آگے بڑھائیں، ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب محترمہ کھڑی ہیں تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر!میں ایک چھوٹی سی بات گوش گزار کرنا چاہتی ہوں، چونکہ میرا تعلق تعلیم سے رہا ہے اور یہ طالبات کی مشکل کا مسئلہ ہے اسی لئے میں ہاؤس میں اس کو highlight کرنا چاہ رہی ہوں۔اس وقت جیل روڈ پر لاہور کے تین کالج ہیں۔مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سے دو کالج جو کہ elitist ہیں ان کے لئے تو بہت ساری سہولیات میسر ہیں لیکن APWA college جس میں نسبتاً متوسط طبقے کی بچیاں آتی ہیں ان کے لئے وہاں بس سٹاپ بھی موجود نہیں ہے۔بچیوں کو پیدل چل کر کتنی دور کنیئرڈ کالج کے بس سٹاپ پر جانا پڑتا ہے یا پھر لاہور کالج کے بس سٹاپ پر جانا پڑتا ہے۔میں یہ چاہتی ہوں کہ اس چیز کا نوٹس لیا جائے اور ان بچیوں کے لئے کم از کم یہ سہولت میسر کروائی جائے کہ وہاں آکر بس تو کھڑی ہو جایا کرے۔شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب!کیا آپ نے محترمہ کی بات سنی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی،ہاں۔

جناب سپیکر: تو پھر ان کو بتائیں کہ اب کیا کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں سیکرٹری تعلیم سے بات کر کے اس مسئلے کو حل کرواتے ہیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف کروانے کے لئے پیش ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارف پنجاب مصدرہ2009

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔آج غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے۔

MR.SPEAKER: Sheikh Ala-ud-Din may move the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill, 2009.

SHEIKH ALA-UD-DIN: I move:

"That leave be granted to introduce the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill, 2009."

MR.SPEAKER: The motion is moved:

"That leave be granted to introduce the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill, 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر arguments تو کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، ہاں۔ آپ arguments کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر شیخ صاحب اگر arguments کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میں ان کی بات سن کر اس کا جواب دوں گا لیکن اگر آپ مناسب خیال کریں تو اس میں یہ ہے کہ جو نقطہ نظر، جو ضرورت شیخ صاحب نے اس amendment کے ذریعے چاہی ہے کہ یہ ہونی چاہئے تو اس بارے میں محکمہ کا یہ موقف ہے کہ یہ already ہے تو اگر اس کو pending کر لیا جائے اور شیخ صاحب department کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ محکمہ یا تو معزز رکن کو مطمئن کر دے گا اور اگر یہ اپنی بات کو ثابت کر سکے تو میں اس کو oppose نہیں کروں گا کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ private member legislation کو promote کیا جائے، اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں محکمہ کے ساتھ بیٹھ کر بھی اپنا موقف بتا دوں گا لیکن اگر آپ کی اجازت ہو تو میں تھوڑا سا اس بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں کیوں یہ amendment چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے جو بات کہی ہے وہ آپ سن چکے ہیں۔ اگر آپ محکمہ کے ساتھ بیٹھ جائیں اور معلوم ہو جائے کہ جو بات آپ چاہتے ہیں وہ واقعی already اس میں موجود ہے تو پھر

آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔اگر وہ آپ کو satisfy کر سکے تو well and good بصورت دیگر یہ pending تو رہے گا۔

شیخ علاؤالدین: وہ ٹھیک ہے لیکن میں صرف آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس Consumer Act کی وجہ سے unending litigation شروع ہو گئی ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے میں محکمہ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا لیکن میں جو amendment کرنا چاہتا ہوں یا میں جس کے لئے چاہ رہا ہوں کہ یہ amendment ہو جائے اس میں بڑی معمولی سی بات ہے کہ کورٹ میں جانے سے پہلے warranty کے clause کو invoke کیا جائے، warranty کے تحت چلا جائے۔ میں محکمہ کے پاس چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ محکمہ کے پاس نہیں جائیں گے بلکہ محکمہ والے وزیر قانون کی موجودگی میں آپ کے پاس آئیں گے۔

شیخ علاؤالدین: تو پھر اس کے لئے کوئی وقت مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: کب کا وقت مقرر کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب یہ next Tuesday کے لئے pending ہو گا، اگلے private members' day تک یہ pending ہو گا۔ اس سے پہلے ہم شیخ صاحب سے خود رابطہ کر کے ان کو کوئی وقت بتا دیں گے۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ تو یہ next Tuesday تک pending کیا جاتا ہے۔ اب مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلے مورخہ 3۔فروری 2009 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار داد لیتے ہیں۔ یہ قرار داد محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے پیش کی تھی۔ یہ طے ہوا تھا کہ اس قرار داد کو مناسب ترمیم کے بعد پیش کیا جائے گا۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے وزیر قانون کی مشاورت سے ترمیم شدہ قرار داد کا نوٹس دیا ہے۔ وہ اپنی قرار داد پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے کل جو document مجھے بھیجا تھا تو اس پر میں نے suggest کیا تھا کہ اس لائن یا فقرے کی جگہ اس کو اس طرح سے amend

کر لیا جائے۔اب محترمہ جو قرارداد پیش کر رہی ہیں وہ 3۔فروری کے اجلاس والی ہی ہے۔اس کو میرے کہنے کے مطابق انھوں نے amend نہیں کیا۔

جناب سپیکر: محترمہ!وزیر قانون فرمارہے ہیں کہ جو میرے ساتھ بات ہوئی تھی، جو میں چاہتا تھا اس کے مطابق محترمہ نے اپنی قرارداد کو amend نہیں کیا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!وزیر قانون نے اس میں جو amendment کی تھی، انھوں نے اپنے ہاتھ سے جو فقرہ تحریر فرمایا تھا بالکل as it is اسی کے مطابق میں نے اپنی قرارداد دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): تو پھر مجھے اس نئی قرارداد کی کاپی نہیں ملی، میرے پاس اس وقت یہ کاپی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اگر آپ تک اس کی کاپی نہیں پہنچی تو میں پہنچا دیتی ہوں۔

(اس مرحلے پر وزیر قانون کو ترمیم شدہ قرارداد کی کاپی بھجوائی گئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب کو کاپی پہنچا دی گئی ہے۔اب انھیں ایک منٹ کے لئے دیکھ لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!میں نے یہ قرارداد دیکھ لی ہے۔آپ محترمہ کو اجازت دے دیں کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب سپیکر: جی،آمنہ الفت صاحبہ!آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں رینٹ الاؤنس میں اضافے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> "یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں بڑھتے ہوئے کرایوں کے پیش نظر Rent Allowance کی شرح میں اپنے وسائل کے مطابق اضافہ کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں بڑھتے ہوئے کرایوں کے پیش نظر Rent Allowance کی شرح میں اپنے وسائل کے مطابق اضافہ کیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں بڑھتے ہوئے کرایوں کے پیش نظر Rent Allowance کی شرح میں اپنے وسائل کے مطابق اضافہ کیا جائے۔"

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: "ناں"

جناب سپیکر: قرارداد منظور کی جاتی ہے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو مبارک ہو۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میری بات سننے سے پہلے ہی آپ نے فیصلہ تو دیا ہے لیکن یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب کے اندر کتنے میٹروپولیٹن شہر ہیں اور آیا مہنگائی صرف میٹروپولیٹن شہروں کے اندر ہوئی ہے یا باقی شہروں کے اندر بھی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ سوال علیٰحدہ ہے، یہ قرارداد منظور ہو چکی ہے اس پر اب آپ بحث نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اسی کے متعلقہ سوال ہے کہ باقی شہروں کو کیوں اس میں شامل نہیں کیا جاتا؟ آپ بار بار انہی مراعات یافتہ شہروں کو مزید سہولتیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں اپنی قرارداد لے آئیں، اس میں نئی amendment دے دیں، یہ آپ کے اختیار میں ہے، آپ دے سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Rent Allowance میں جب اضافہ ہو گا تو سب کا ہو گا۔ metropolitan cities میں چونکہ کرایہ کی شرح زیادہ ہوتی ہے اس

لئے اس میں proportionate تھوڑا زیادہ ہے اور باقی شہروں میں کم ہے لیکن جب اضافہ ہو گا تو سب میں ہو گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: شکریہ۔ اگر اس میں assurance ہے تو میں بھی "ہاں" میں شامل ہوں۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! میرے پاس یہ بوتل ہے۔

ایک آواز: یہ House میں نہیں آ سکتی۔

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! یہ صحیح فرما رہے ہیں کہ ہال میں کھانے پینے کی چیزیں نہیں آ سکتیں۔ یہ ایک مشہور زمانہ برانڈ "مرنڈا" کی بوتل میرے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے محکموں کا عالم یہ ہے کہ اس کے اندر مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ مکھی ہے یا کیڑا ہے؟ پانی تو چلیں ہم جیسے کیسے پی رہے تھے اور اس کا ہم انشاء اللہ حل بھی نکالیں گے لیکن یہ بوتل میں پورے ایوان کو آپ کے سامنے دکھا رہا ہوں کہ دیکھیں کہ یہ اتنا مشہور برانڈ ہے اور ماشاء اللہ ان کی اربوں روپے کی جائیدادیں ہیں۔ پاکستان میں اور پاکستان کے باہر بھی ان کی جائیدادیں ہیں اور ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی پتا ہے وہ بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ ان کی کتنی جائیدادیں ہیں۔ ان کی بوتلوں کا یہ عالم ہے کہ ان کی بوتلوں کے اندر مکھیاں اور کیڑے تیر رہے ہیں۔ میری اس ایوان سے درخواست ہے کہ اس معاملے کا نوٹس لے کر ان فیکٹری والوں کو کھینچا جائے۔ لوگ جو اتنی مہنگی بوتل پیتے ہیں کم از کم اس کو صاف تو اچھی طرح سے کر لیا کریں۔

میاں محمد رفیق: بوتل کا نام تو بتائیں۔

خواجہ عمران نذیر: "مرنڈا" کی بوتل ہے اور سب کو پتا چل گیا ہے۔ سب نے اسے دیکھ بھی لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس سے پہلے بھی ایک واقعہ ہوا تھا۔ ہر آدمی جو بزنس کرتا ہے اس کا business interest ہے اور ہر آدمی کو protection ہے جو کوئی بھی business کرتا ہے اور اپنی product کو بازار میں لاتا ہے۔ یہ طریق کار مناسب نہیں ہے۔ یہ تو پھر ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی بھی competitor اپنے مخالف کی product میں تھوڑا بہت نقص ڈال کر

کسی کو دے اور کہے کہ دیکھیں کہ اس میں یہ نقص ہے اور اس کے اس عمل سے ان کے جو business interest ہیں جس کے خلاف وہ کر رہا ہے ان کو نقصان پہنچے اور اسے اس کا فائدہ پہنچے۔ اس وقت بھی میں نے یہ گزارش کی تھی کہ آپ پہلے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کریں یا وہاں کا متعلقہ جو area ہے اس area میں جو لوگ اس معاملے پر لگے ہوئے ہیں یا آپ خود پہلے ان سے یہ پوچھ لیں کہ یہ معاملہ ہے اور وہ اس کی وضاحت پیش کریں اور اس طرح سے unheard مناسب نہیں ہے اور یہ ایک معزز ایوان ہے۔ یہاں پر ہونے والی بات کا ایک وزن ہے، اس کی ایک value ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے مناسب نہیں ہے۔ محترم خواجہ صاحب اس معاملے کو اس کمپنی کے ساتھ یا اس متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اٹھائیں اور اگر اس میں کوئی substance ہو تو پھر جو اس کا طریق کار ہے اس کے مطابق ایوان کے نوٹس میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: پچھلی دفعہ بھی یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: وہ بوتل میں لائی تھی۔

خواجہ عمران نذیر: پچھلی دفعہ میں نہیں تھا اس لئے میں نے وہ بات نہیں سنی۔

جناب سپیکر: یہ وہی اٹھا کر لے آئے ہیں پچھلی دفعہ والی؟

خواجہ عمران نذیر: نہیں، جناب! یہ وہ بوتل نہیں ہے، یہ دوسری بوتل ہے۔ وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کوئی بھی initiative لے لیں۔ ہم لوگ ان کو assist کریں گے۔ وزیر قانون سے یہ کہیں کہ اس سلسلے میں کوئی کمیٹی بنا دیں اور وہ اس کی انکوائری کر لے۔

جناب سپیکر: نہیں اس میں کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب والا! فاضل محرک نے بوتل دکھا دی، مشروب کا نام یا برانڈ کا نام نہیں لیا۔

خواجہ عمران نذیر: سب کو پتا ہے۔

میاں محمد رفیق: نہیں، آپ کو اس کا نام لینا چاہئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ سب کو پتا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ سب کو پتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے سوا سارے House نے سنا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! نہیں سنا۔ انہوں نے "مرنڈا" کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے بوتل دکھائی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں انہوں نے نام بھی لیا ہے۔

ایک آواز: نہیں بتایا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! ایک شہادت آ گئی ہے انہوں نے "مرنڈا" کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے ڈر کے مارے "مرنڈا" کا نام نہیں لیا۔

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! ڈر ہمیں اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کا نہیں ہے۔ ہم تو آٹھ سال تک ڈکٹیٹر پرویز مشرف سے نہیں ڈرے۔ "مرنڈا" سے کیا ڈریں گے؟

چودھری طاہر اقبال: [**********]*

جناب سپیکر: اب پھر جواب الجواب شروع ہو جائیں گے۔ پھر آپ کہیں گے کہ یہ کیا ہوا؟ آپ کی بات مناسب نہیں ہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ اب ہم آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، محترمہ ثمینہ خاور حیات، چودھری مونس الٰہی، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، چودھری محمد ارشد، جناب طاہر اقبال اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ عائشہ جاوید، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ، میاں محمد شفیع، چودھری محمد اعجاز شفیع، محترمہ قمر عامر، چودھری انجینئر شہزاد الٰہی اور محترمہ جوئیں روفن جولیس کی ہے اور اسے کون پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں پیش کروں گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پنجاب میں اسلامی بنکنگ کے قیام کا مطالبہ

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری!

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEHGARI: This House resolves second addition to the commercial/conventional banking, the Government of Punjab may take immediate steps to develop and promote Islamic modes of banking inline with the policies, instructions and criteria as laid down by the State Bank of Pakistan for promotion of Islamic banking in the Province of the Punjab.

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "This House resolves second addition to the commercial/conventional banking, the Government of the Punjab may take immediate steps to develop and promote Islamic modes of banking inline with the policies, instructions and criteria as laid down by the State Bank of Pakistan for promotion of islamic banking in the Province of the Punjab."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میں اس کی مخالفت نہیں کر رہا لیکن اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت اور سٹیٹ بنک سے متعلقہ ہے۔ وزیر خزانہ پنجاب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ ہم یہ قرارداد نہ صرف وفاقی حکومت کو بھجوائیں گے بلکہ فنانس منسٹر اس کو پوری طرح سے pursue بھی کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس کا وفاقی حکومت سے تعلق نہیں ہے کیونکہ ہمارا جو پنجاب بنک ہے اور جو کوآپریٹو بنک ہے اسمبلی کے قانون کے تحت form ہوئے ہیں۔ ہماری صرف اس کے اندر Islamic banking رکھنے کی provision کی ضرورت ہے۔ اگر سٹینڈرڈ چارٹرڈ بنک، رائل بنک Islamic banking کر سکتے ہیں تو بنک آف پنجاب کو بھی یہ کرنا چاہئے۔ ہمیں اس کو encourage کرنا چاہئے اور سود کے خلاف ہماری جو تھوڑی سی کوشش ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔ یہ ایک بہت اچھی چیز ہے آپ دیکھیں آج ساری دنیا کے اندر banking crisis ہے لیکن

اسلامک بنک اس سود در سود کی معیشت سے بچے ہوئے ہیں۔ سٹی بنک اور دوسرے جتنے بھی بڑے بنک ہیں وہ سارے کے سارے financial crisis کے اندر ہیں۔ million and billons of dollars امریکہ کی حکومت خرچ کر رہی ہے۔یورپ کی حکومتیں بھی خرچ کر رہی ہیں لیکن اسلامک بنک ان ساری چیزوں سے بچے ہوئے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق banking کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ تھی کہ ہم وفاقی حکومت کا کہہ کر اس بات کو ٹرخانہ دیں کیونکہ اسی قسم کا ایک قانون بنک آف خیبر نے پچھلے دور حکومت میں صوبہ سرحد میں جب ایم ایم اے کی حکومت تھی تو انہوں نے بنک آف خیبر کے اندر یہ provisions ڈالی تھیں کہ Islamic banking کی جائے۔ بنک آف خیبر کے متعلق ان کی اسمبلی نے بل پاس کیا تھا بنک آف پنجاب اور کوآپریٹو بنک ہماری اس اسمبلی کے بنائے ہوئے قانون کے تحت بنے ہیں اس لئے ان کے charter کے اندر amendment کرنی پڑے گی اور ان کو اس کی اجازت دینے کی ضرورت پیش آئے گی۔جناب سے میری گزارش یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد کرایا جائے۔اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو گا۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!لغاری صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں جو کہا ہے ان کے charter کے اندر ان کو اجازت دینے کی ضرورت پڑے گی۔ وہ اجازت سٹیٹ بنک نے ہی دینی ہے اور وہ اجازت وفاقی حکومت نے ہی دینی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کو اس سلسلے میں کوئی hesitation نہیں ہے اور آپ کو پتا ہے کہ بنک آف پنجاب پر پچھلے دنوں جو crises آیا تھا وہ اب built ہو رہا ہے اور اس کے بعد پنجاب حکومت کا یہ خیال ہے کہ بنک آف پنجاب کی administration share holders کے ہاتھوں میں دے دی جائے تو اس سلسلے میں جو بھی بنک ایسا کرنا چاہے اور سٹیٹ بنک یا وفاقی حکومت اجازت دینا چاہے تو پنجاب گورنمنٹ کو اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے اور لغاری صاحب سود اور اسلامی بنکنگ کی جو بات فرما رہے ہیں آخر اسلامی بنکنگ میں بھی ان بنکوں نے اس میں نام کا تھوڑا سا فرق ڈالا ہوا ہے لیکن one way or the other اپنے account holders کو benefit تو وہ بھی دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم نے اس کے اندر کہا ہے کہ حکومت پنجاب اس کے اندر steps لے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بنکنگ کا سود کا مسئلہ اب mark up and profit میں تبدیل ہو چکا ہے۔ سود وہ ہوتا ہے جو fix ہوتا ہے اور profit کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی یہ زیادہ ہوتا ہے۔ بنک میں جو پیسے credit کئے جاتے ہیں بنک ان پیسوں سے کاروبار کرتا ہے تو دیکھیں کہ نشیب و فراز آ ہی رہے ہیں۔ سٹاک ایکسچینج میں نشیب و فراز آ رہے ہیں تو سود کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے اور بنک profit ہی دے رہے ہیں۔ جہاں تک پنجاب بنک کا تعلق ہے اس میں crisis بہت آئے ہیں اگر ہماری الفلاح بنک کی amount پنجاب بنک میں ہوتی تو میرے خیال میں 8 FD والا مسئلہ حل ہو جانا تھا۔ پنجاب بنک حکومت کا بنک ہے اس کو کوئی خطرہ نہیں، crisis آئے ہیں یہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور جو foreign country کا الفلاح بنک ہے انہوں نے باہر پیسے transfer کر دیئے ہیں اور چلے جائیں یہ کبھی بھی فلاپ ہو سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ پرائیویٹ بنک کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کل بھی یہاں پر الفلاح بنک اور دوسرے بنکوں کے بارے میں بحث ہوئی۔ میں آپ کے توسط سے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں جتنے بھی بنک ہیں وہ پاکستان کے قوانین کے تحت سٹیٹ بنک کے پاس incorporated ہیں۔ چاہے وہ الفلاح بنک ہے یا برطانیہ کا کوئی بنک ہے۔ ان کے shares باہر سے آ سکتے ہیں لیکن وہ پاکستانی بنک ہیں، پاکستان میں رجسٹرڈ ہیں کیونکہ ہم foreign investment کو پاکستان میں encourage کرتے ہیں اس لئے ان تمام بنکوں کے ساتھ ملکی سطح پر مساوی سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ کہہ دینا کہ فلاح foreign bank یا الفلاح بنک بھاگ جائے گا۔ وہ بالکل foreign bank نہیں ہے بلکہ پاکستان کا incorporated پاکستانی بنک ہے، یہ ضرور ہے کہ اس کے share holders and major investors ملک کے باہر سے آئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نے floor ان کو دیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہر بنک کی management کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ کاروباری لحاظ سے اسلامی بنکنگ کا شعبہ کھولنا چاہے یا ایسے investors جو اسلامی بنکنگ میں اپنا پیسا لگانا

چاہتے ہیں تو بنک کی management کا اختیار ہے کہ وہ سٹیٹ بنک کو apply کرے اور اپنا اسلامی بنکنگ کا شعبہ کھول لے تو میں اس حد تک لغاری صاحب کی بات کو support کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"This House resolves that in addition to commercial/ conventional banking, the Government of the Punjab may take immediate steps to develop and promote islamic modes of banking inline with the policies, instructions and criteria as laid down by the State Bank of Pakistan for promotion of islamic banking in the Province of the Punjab."

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: دوسری قرارداد جناب جوئیل عامر سہوترا اور رانا عاصم محمود کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

بھرتی کے وقت حافظ قرآن کی طرح مخصوص مذہبی تعلیم کے حامل اقلیتی امیدواروں کو بھی 20 نمبر اضافی دینے کا مطالبہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"پنجاب حکومت اس امر کو یقینی بنائے کہ سرکاری اداروں میں بھرتی کے وقت مخصوص مذہبی تعلیم کے حامل اقلیتی امیدواروں کو بھی حافظ قرآن کی طرح 20 نمبر اضافی دیئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"پنجاب حکومت اس امر کو یقینی بنائے کہ سرکاری اداروں میں بھرتی کے وقت مخصوص مذہبی تعلیم کے حامل اقلیتی امیدواروں کو بھی حافظ قرآن کی طرح 20 نمبر اضافی دیئے جائیں۔"

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، oppose ہوا۔ جی، سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان گزارشات کو مانا جائے۔ جس طرح مسلم سٹوڈنٹس کا یہ بنیادی حق ہے کہ جب وہ حافظ قرآن ہوتے ہیں اور جب وہ انسٹی ٹیوٹس یا میڈیکل کالجز میں داخلے یا سرکاری اداروں میں نوکریاں حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ان کا یہ بنیادی حق ہے کہ انہیں یہ 20 نمبر دیئے جانے چاہئیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ facility صرف مسلم سٹوڈنٹس کے لئے ہی نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ ان تمام غیر مسلم سٹوڈنٹس کے لئے بھی ہونی چاہئے جو کسی بھی ادارے میں داخلہ لینے کے لئے جاتے ہیں یا نوکری کے لئے apply کرتے ہیں کیونکہ کسی ایسے candidates کو اس کے امتحان سے پہلے ہی 20 نمبر اضافی دے دیئے جائیں تو دوسرے نمبر پر آنے والا امیدوار کس طرح اس امیدوار کو compete کر سکتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ 1990 میں جب میاں نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے تو ان کی کیبنٹ نے اس بات کی approval دی تھی کہ حافظ قرآن امیدوار کو 20 نمبر دیئے جائیں گے اور اسی کیبنٹ نے یہ فیصلہ بھی دیا تھا کہ اقلیت سے تعلق رکھنے والے تمام طالبعلموں یا امیدواروں کو ان کی مذہب کے حوالے سے ان کے criteria کو دیکھتے ہوئے ان کو بھی 20 نمبر اضافی دیئے جائیں گے لیکن 1990 کی اس کابینہ جس نے میاں نواز شریف صاحب کی صدارت میں یہ فیصلہ دیا تھا۔ اس میں یکطرفہ طور پر صرف ایک معاملے پر عمل ہو رہا ہے اور وہ صرف مسلم طلباء کے لئے ہے۔ میری آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے یہ گزارش ہو گی کہ اقلیتوں کے حوالے سے جو فیصلہ 1990 میں میاں نواز شریف صاحب کی کابینہ نے کیا تھا اس فیصلہ کو یقینی بنانے کے لئے یہ ہاؤس ہمیں مکمل support دے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے کی جو نوعیت ہے اس سلسلے میں، میں یہ چاہوں گا کہ اس پر ہمیں زیادہ بحث و مباحثہ نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں صرف دو چیزیں عرض کروں گا اس میں ایک تو یہ ہے کہ میرے بھائی کو غلط فہمی ہے کہ 20 نمبر دیئے جاتے ہیں بلکہ صرف 5 نمبر دیئے جاتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ یہ 5 نمبر حاصل کرتے ہیں وہ صرف اور صرف حافظ قرآن ہیں اور قرآن پاک وہ واحد الہامی کتاب ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ اثر رکھا کہ وہ انسان کے سینے میں جذب ہو سکتی ہے، محفوظ ہو سکتی ہے باقی اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ جتنی بھی الہامی کتابیں ہیں ہمیں ان کی پوری قدر ہے، ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ اس بات کا باقاعدہ قرآن پاک

میں ذکر ہے اور ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ الہامی کتابوں پر ایمان رکھے لیکن ان میں سے کوئی کتاب بھی حفظ نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ جو قرآن پاک ناظرہ پڑھنے والے ہیں، انھوں نے اسلامی تعلیم حاصل کی ہے، اسلامی تعلیم میں بہت سی ڈگریاں حاصل کی ہیں تو اس بنیاد پر کسی کو 5 نمبر نہیں دیئے جاتے۔ یہ مخصوص بات ہے جو کسی اور کتاب سے متعلق بھی نہیں ہے اگر کوئی یہ کہے کہ وہ توریت کا انجیل کا حافظ ہے تو حکومت اس پالیسی پر بھی غور کر سکتی ہے لیکن جہاں تک مذہبی تعلیم کا معاملہ ہے تو مذہبی تعلیم کے حوالے سے کوئی نمبر نہیں دیئے جاتے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی قرارداد میں جو نمبر درج کئے ہیں ان کی بھی تصحیح کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ اس معاملے میں ہم بیٹھ کر ان سے بات کرنے کے لئے تیار ہیں اس لئے اس کو pending کر لیں بجائے اس کے کہ اس پر زیادہ بحث کی جائے۔ اگر سموترا صاحب سمجھتے ہیں تو اس کو withdraw کر لیں اور ان کا جو معاملہ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی حوالے سے کوئی تفریق ہے تو اس پر discussion کر کے ہم اس تفریق کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد next Private Member Day تک pending کرتے ہیں۔

جناب جوئیل عامر سموترا: جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ جب ہم مسیحیوں کو اہل کتاب مانتے ہیں تو ان کے بارے میں یہ کہنا کہ توریت یا انجیل حفظ نہیں ہو سکتی یا اس کے بارے میں ہم کوئی ایسا criteria نہیں بنا سکتے۔ مجھے یہ بات سن کر افسوس ہوا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ نے میری قرارداد کو pending تو فرما دیا ہے لیکن اس پر کوئی پالیسی بھی بنائی جا سکتی ہے کیونکہ تمام مذاہب میں چاہے وہ مسیحی مذہب ہے یا اس ملک میں بسنے والی جتنی بھی اقلیتیں ہیں ان سب کا ایک criteria ہے کہ جس کو حفظ کر کے وہ اپنے آپ کو اس قابل بناتے ہیں کہ اس کو حافظ قرآن کی طرح حافظ بائبل یا جس مذہب سے بھی اس کا تعلق ہو اس کو سمجھا جاتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس قرارداد کو next Private Member, Day تک pending کیا گیا ہے۔

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 11۔فروری 2009 بوقت 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

781

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008
(مسودہ قانون نمبر12 بابت2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) مینٹیننس آف پبلک آرڈر پنجاب مصدرہ2008
(مسودہ قانون نمبر13 بابت2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مینٹیننس آف پبلک آرڈر پنجاب مصدرہ2008، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مینٹیننس آف پبلک آرڈر پنجاب مصدرہ2008 منظور کیا جائے۔

3۔ سالانہ بجٹ برائے سال10۔2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث جاری رہے گی۔

783

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

بدھ، 11۔فروری2009

(یوم الاربعاء، 15۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 8 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِذۡ يَتَلَقَّى ٱلۡمُتَلَقِّيَانِ عَنِ ٱلۡيَمِينِ وَعَنِ ٱلشِّمَالِ قَعِيدٌo مَّا يَلۡفِظُ مِن قَوۡلٍ إِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌo وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ ٱلۡمَوۡتِ بِٱلۡحَقِّۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنۡهُ تَحِيدُo وَنُفِخَ فِي ٱلصُّورِۚ ذَٰلِكَ يَوۡمُ ٱلۡوَعِيدِo وَجَآءَتۡ كُلُّ نَفۡسٖ مَّعَهَا سَآئِقٞ وَشَهِيدٞo لَّقَدۡ كُنتَ فِي غَفۡلَةٖ مِّنۡ هَٰذَا فَكَشَفۡنَا عَنكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ ٱلۡيَوۡمَ حَدِيدٞo وَقَالَ قَرِينُهُۥ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌo

سُوْرَۃُ قٓ آیات 17تا 23

جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو دو لکھنے والے جو دائیں بائیں بیٹھتے ہیں لکھ لیتے ہیں کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے اور موت کی بے ہوشی حقیقت کھولنے کو طاری ہو گئی۔اے انسان! یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا اور صور پھونکا جائے گا یہی عذاب کی وعید کا دن ہے اور ہر شخص ہمارے سامنے آئے گا۔ایک فرشتہ اس کے ساتھ چلانے والا ہو گا اور ایک اس کے عملوں کی گواہی دینے والا۔یہ وہ دن ہے کہ اس سے تو غافل ہو رہا تھا۔اب ہم نے تجھ پر سے وہ پردہ اٹھا دیا تو آج تیری نگاہ تیز ہے اور اس کا ہم نشین فرشتہ کہے گا کہ یہ اعمال نامہ میرے پاس حاضر ہے۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اللہ ھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم
جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا
اللہ ھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد
جس وقت تھے خدمت میں ان کی ابو بکر و عمر عثمان و علی
اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہو گا
اللہ ھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد
چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا
اللہ ھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد
یہ تیری نظر کا کمال ہے ہمیں پوچھتے ہیں بڑے بڑے
میں تو سنگ راہ نیاز تھا تو نے اک نگینہ بنا دیا
اللہ ھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ صحت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سوال متعلقہ محکمہ کوارسال نہ کرنااور محکموں کی جانب سے ایوان میں سوالات کے غلط جوابات کی فراہمی

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،جناب لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI Point of order may be raised in relation to the business before the Assembly at the moment and the point of order shall relate to the interpretation and enforcement of rules, sir.

میرا ایک غیر نشان زدہ سوال نمبر 4 ہے جس پر میں نے ضمنی سوالات دیکھے ہیں لیکن میں نہیں پوچھ سکتا لیکن سوال کے جواب میں محکمانہ روش دیکھ رہے ہیں کہ وہ صحیح جواب نہیں دیتے اور procedure follow نہیں کرتے اور ٹرخا دیتے ہیں۔میرے سوال کا انھوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ صحت کے پاس فوڈ انسپکٹر تعینات کرنے کا اختیار نہ ہے۔37 rule میں ہے کہ:

> ‘‘If a bill, motion or question was wrongly addressed to a department by the Assembly office, it shall promptly be transferred to the department concerned in consultation with the Chief Secretary, if necessary, and advice to the Assembly secretariat.’’

میں نے 26۔ مئی 2008 کو سوال جمع کروایا تھااور 16۔ جون 2008 کو یہ سوال محکمے کو چلا گیا اگر اس میں محکمے کا اختیار نہیں تھااور یہ محکمہ خوراک کا تھا تو انھیں چاہئے تھا کہ وہ میرے سوال کو Food Department کو refer کرتا۔اس بات کو آٹھ مہینے ہو گئے ہیں لیکن انھوں نے یہ سوال Food Department کو refer نہیں کیا۔اس ساری بات کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ بیوروکریسی اور محکمے ہماری باتوں کو seriously لیتے ہی نہیں ہیں۔آپ میری اس بات کے گواہ ہیں کہ ہمیں مسلسل غلط جوابات دیئے جارہے ہیں اور یہاں پر وزراء حضرات کو embarrassment ہوتی ہے۔اس پر کافی تحاریک استحقاق بھی جمع کرائی جاچکی ہیں۔یہ معاملہ بار بار آتا ہے لہذا مہربانی کر کے اس چیز کے لئے محکموں کو سختی سے تنبیہہ کی جائے۔

جناب سپیکر! میں پھر سے عرض کرتا ہوں کہ اگر میرا سوال غلط محکمے کو address ہو گیا تھا تو اس محکمے کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس سوال کو متعلقہ محکمے کو refer کرتا لیکن محکمے ہمارے سوالوں کو تو seriously لے ہی نہیں رہے۔میرا point of order raise کرنے کا مقصد یہ تھا۔لہذا آپ مہربانی فرما کر اس اسمبلی کی supremacy کو قائم کرتے ہوئے محکموں کے ساتھ جو بھی سخت زبان استعمال کر سکتے ہیں کریں کہ ہماری بات کو seriously لیں اور ہمیں درست جوابات ملنے چاہیئں۔ اسمبلی اس سارے نظام کو oversee کرنے کے لئے ایک ادارہ ہے۔اگر ہمیں درست جوابات نہیں ملیں گے اور ہمیں ٹرخا دیا جائے گا تو اس سے ہم سب کی توہین کا element ضرور آتا ہے لیکن اگر ہم اسے ignore کر دیں تو پھر اور بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے بڑی صحیح بات کی ہے اور میں ان کی بات سے بالکل متفق ہوں۔یہ refer ہونا چاہئے تھا لیکن نہیں ہوا۔لہذا اس سارے معاملے کا پتا کر لیتے ہیں۔اس کا جواب آیا ہوا تھا لیکن ان کی بات بالکل relevant ہے کہ وہ متعلقہ محکمے کو refer نہیں کیا گیا اس لئے اس کی مکمل تفصیل مہیا نہیں کی گئی۔لہذا اسے check کر کے آج دوپہر تک ہی جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: ویسے تو Ignorance of law is no excuse (نعرہ ہائے تحسین)
لیکن آج اس حوالے سے لغاری صاحب نے جو نشاندہی کی ہے کہ غلط جوابات دیئے جاتے ہیں۔اگر کوئی محکمہ کسی سوال کا جواب اخفا میں رکھتا ہے یا غلط دیتا ہے تو میں آپ سے ملتمس ہوں کہ وہ میرے نوٹس میں ضرور لایا جائے۔اس کے خلاف جو کارروائی قواعد وضوابط اور قانون کے مطابق بنتی ہے وہ ہو گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اور وزیر قانون کے مشورے سے اس پر انشاء اللہ ضرور عمل ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی توجہ ایک بڑے ہی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ صرف ایک منٹ کے لئے بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حلقہ پی پی۔60 فیصل آباد میں نہر ٹوٹنے سے زمینداروں کا مالی نقصان

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی۔60 میں کل شام چھ بجے سے ایک نہر ٹوٹ گئی ہے لیکن ابھی تک وہاں پر کوئی عملہ نہیں پہنچا جس کی وجہ سے آٹھ دس گاؤں زیر آب آ گئے ہیں اور زمینداروں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر development کا کام ہو رہا تھا اور میں نے آج سے دس پندرہ دن پہلے چیف انجینئر فیصل آباد کو نشاندہی کی تھی کہ development material ناقص استعمال ہو رہا ہے۔اسی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ وہاں پر زمینداروں کا جو نقصان ہوا ہے وہ اس ٹھیکے دار سے پورا کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے معزز رکن کی بات سن لی ہو گی؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! فاضل ممبر ابھی ایک گھنٹہ پہلے میرے علم میں یہ بات لائے ہیں۔ میں نے چیف انجینئر کو ہدایت کی ہے کہ وہاں پر فوری طور پر

relief دیں اور ایک تحریری رپورٹ بھی مجھے 2 بجے تک بجھوائیں کہ کیا issue ہے اور ایسا کیوں ہوا ہے؟ جیسے ہی وہ رپورٹ آئے گی میں آپ کے علم میں لے آؤں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ شاہ صاحب! آپ کا سوال ہے، آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں بڑے اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ شکر ہے کہ آج وزیر صحت بھی آ گئے ہیں۔ انھیں آج تک اپنا گھر تو نصیب نہیں ہوا شاید یہ میرا مسئلہ حل کر دیں۔

جناب سپیکر: انھیں کیا نصیب نہیں ہوا؟

سید حسن مرتضیٰ: انھیں اپنا گھر نصیب نہیں ہوا۔ جب سے یہ وزیر بنے ہیں، انھیں گھر نہیں مل سکا۔

جناب سپیکر: کیا یہ شکایت انھوں نے آپ سے کی ہے؟

چلڈرن ہسپتال لاہور میں مریضوں کے علاج میں انتظامیہ اور ڈاکٹروں کی عدم دلچسپی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے اپنے لئے نہیں کی ہر بے گھر کے لئے کوشش کرتا ہوں کہ اسے گھر مل جائے۔ ہمارا نعرہ بھی یہی ہے کہ "روٹی، کپڑا اور مکان" میں اسی وجہ سے کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں رات چلڈرن ہسپتال گیا، میری تین سال کی بچی ہیٹر پر گر گئی اور اس کے ہاتھ جل گئے تھے۔ وہاں چلڈرن ہسپتال میں ڈیوٹی پر جو ڈی ایم ایس تھا اس نے ایک sweeper کو حکم دیا کہ انھیں first aid دے کر میو ہسپتال refer کر دو۔ وہ مجھے لے گیا، میں کوئی آدھا گھنٹہ وہاں بیٹھا رہا ہوں، کسی آدمی نے کوئی medicine نہیں دی، اس بچی کی کوئی treatment نہیں کی گئی، کوئی refer نہیں کیا۔ تنگ آ کر میں پھر اس ڈی ایم ایس کے پاس گیا اور کہا کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے، آپ نے انتہائی زیادتی کی ہے۔ کم از کم آپ کسی ڈاکٹر یا پیرا میڈیکل سٹاف کے ذمے لگاتے۔ آپ نے ایک sweeper کے کھاتے میں مجھے ڈال دیا ہے اور وہ مجھے بٹھا کر چلا گیا ہے اور اب تک واپس نہیں

آیا۔ میرے ساتھ رات کو یہ سلوک ہوا ہے۔اکثر مریضوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ کل بھی یہاں بات ہو رہی تھی کہ اسمبلی کا ڈاکٹر ایم پی اے صاحبان کو ادویات نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ نہیں دیتا، کل ہماری نرگس فیض ملک صاحبہ کی prescription نیچے بھیجی گئی اس پر بھی کوئی ہفتے کا time دے دیا گیا ہے۔اس نے کہہ دیا ہے کہ ہفتے تک دوائی آئے گی۔اب مریض چاہے مر جائے، دوائی تو ہفتے بعد ہی آئے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کا پھر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔مریض کو تو فوراً دوائی ملنی چاہئے۔یہ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ انھوں نے جو کل prescription نیچے ڈسپنسری میں بھیجی تھی کیا اس کی ادویات آ گئی ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کمپنی کی طرف سے منگوا کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: بے شک مریض مر جائے، یہ کمپنی والا کون سا چکر ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز ممبر صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے کہ معزز ممبران کو ادویات مہیا نہیں کی جا رہی ہیں، معزز ممبران کو بالکل ادویات نہیں مل رہی ہیں اور یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ کی یہ ادویات، ہمیں جو لسٹ مہیا کی گئی ہے اس میں نہیں ہیں۔اس پر آپ serious action لیں۔ معزز ممبران جو ادویات demand کریں انھیں وہ ملنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرے خیال میں سیکرٹری ہیلتھ گیلری میں تشریف فرما ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیتے ہیں جس میں ان کو بتائیں کہ یہ ہمارا معاملہ ہے۔ میں سیکرٹری صحت سے کہتا ہوں کہ ہمارے کسی معزز ممبر کی طرف سے یہ شکایت نہیں آنی چاہئے کہ ہمیں ادویات نہیں ملیں۔آپ اپنے محکمہ کے ذمہ داران اور ڈاکٹر صاحبان کو ہدایت فرما دیں۔وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب دونوں تشریف فرما ہیں وہ میری اس بات کو یقینی بنائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو Chair کے conduct پر objection کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو discuss کیا جا سکتا ہے لیکن میں آپ کی خدمت میں یہ

عرض کروں گا کہ ملک ندیم کامران صاحب آج محکمہ صحت سے متعلق سوالات کے جوابات دے رہے ہیں تو ان کے ساتھ سینئر منسٹر صاحب شامل ہو جائیں۔ایک دو مزید دوستوں کی ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ سیکرٹری صحت کے ساتھ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر اس مسئلے کو resolve کر لیں۔یہ مناسب رہے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

معزز ممبر کو زائد المیعاد ادویات کی فراہمی

جناب نشاط احمد خان ڈاہا: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو مجھے دوائی پانچ دن بعد ملی ہے دوسرا جو ادویات لکھی گئی تھیں وہ نہیں دی گئیں بلکہ ان کے بدلے میں کوئی اور ادویات دے دی گئی ہیں۔جب میں نے ان ادویات کو گھر جا کر کھولا تو وہ expiry date والی ادویات تھیں۔اب وہ میں نے واپس لا کر نیچے ڈسپنسری میں موجود ڈاکٹر صاحب کے حوالے کر دی ہیں۔میں نے انھیں کہا کہ آپ ان ادویات کی date پڑھیں۔یہ تو آپ نے مجھے expiry date کی دے دی ہیں۔اگر ایک ایم پی اے کو expiry date والی دوائی ملتی ہے تو باقی لوگوں کا کیا حشر ہوتا ہو گا؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!جواب دیں۔

وزیر خوراک/صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی۔expiry date کی دوائی اگر پورے پنجاب میں ایک عام شخص کو بھی ملے تو اسے بھی spare نہیں کیا جا سکتا۔اگر معزز رکن کو کوئی ایسی دوائی ملی ہے تو ہمیں بتائیں۔جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے اور جو اس میں مجرم پائے گئے ان کو سخت سزا دی جائے گی۔انھیں کسی صورت میں بھی spare نہیں کیا جائے گا۔

جناب نشاط احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر!میں نے کل وہ دوائی اسمبلی کی ڈسپنسری کو واپس کر دی ہے۔ان کے پاس ابھی پڑی ہے۔

وزیر خوراک/صحت (ملک ندیم کامران):آپ وہ دوائی ہمارے پاس لے کر آئیں۔ ہم اس پر پورا ایکشن لیں گے۔

جناب نشاط احمد خان ڈاہا:جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر! جس طرح راناثناء اللہ خان صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ بڑا sensitive issue ہے۔ اسمبلی کے ڈاکٹر نے یہ کہا ہے کہ جو حکومت کی طرف سے منظور شدہ ادویات ہیں صرف وہی ملیں گی۔ اس حوالے سے ایک فہرست جاری کر دی گئی ہے اور اس فہرست کے علاوہ ممبران جو ادویات demand کرتے ہیں وہ مہیا نہیں کی جاتیں۔ ممبران کے لئے یہ کیا جائے کہ وہ جو دوائی demand کریں انھیں ملنی چاہئے۔ آپ فوری طور پر اس بارے میں ایکشن لیں، ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ میں حکومت کی طرف سے کہوں گا کہ ممبران کو یہ سہولت میسر ہونی چاہئے کہ وہ جو ادویات demand کریں وہ انھیں مہیا کی جائیں چاہے وہ لوکل ہوں یا imported ہوں۔

جناب سپیکر: اس کمیٹی میں سینئر منسٹر صاحب، ملک ندیم کامران صاحب اور محکمہ کے سیکرٹری صاحب شامل ہوں گے۔ آپ آج ہی اس بارے میں میٹنگ کر کے اسے final کریں گے اور کل ہاؤس کو اس کی رپورٹ دیں گے۔

وزیر خوراک/صحت (ملک ندیم کامران): جی، ٹھیک ہے۔

ایوان میں تشکیل دی جانے والی کمیٹی میں معزز ممبر حزب اختلاف کو نامزد کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس اجلاس سے دیکھ رہا ہوں کہ اسمبلی میں ایک نئی روایت شروع ہو رہی ہے۔ آپ جو کوئی بھی کمیٹی بناتے ہیں اس میں ہماری طرف نظر کرم نہیں ہوتی۔ کیا ہمیں آپ نے اس اسمبلی کا ممبر سمجھنا چھوڑ دیا ہے؟ ہماری جماعت

اپوزیشن میں ہے اور روایت یہی ہے کہ جو بھی کمیٹی بنتی ہے اس میں اپوزیشن کو بھی membership دی جاتی ہے لیکن اس اجلاس کے دوران جو بھی کمیٹی بنی ہے اس میں ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مان لی، آپ اپنے کسی معزز ممبر کا نام دے دیں۔اس کمیٹی میں اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک معزز ممبر کا اضافہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا، جیسا کہ ابھی لغاری صاحب نے فرمایا ہے کہ اس اجلاس کے دوران اب تک ہمیں کسی کمیٹی میں بھی شامل نہیں کیا گیا۔اب بھی یہی صورتحال تھی۔اس کمیٹی میں آپ کی مہربانی کے باوجود ہم چاہتے ہیں کہ سینئر منسٹر اور وزیر قانون صاحب ہی اس کے ممبر ہوں۔یہ خود ہی اس معاملے کو resolve کر لیں کیونکہ آج کل صورتحال ایسی ہے کہ یہ ایک چیز پر متفق نہیں ہو رہے جو کہ اس قوم کا مسئلہ ہے کہ long march کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے؟اس پر ہی متفق ہو جائیں اور اس پر ہی ان کا اتفاق کا سلسلہ چل پڑے۔اس کمیٹی میں انہی لوگوں کو رہنے دیں کیونکہ اب تک ہمیں کسی کمیٹی میں نہیں رکھا گیا۔اس کمیٹی میں تو کوئی متنازعہ بات ہی نہیں ہے آپ ہمیں متنازعہ معاملات والی کمیٹی میں ممبر بنا دیا کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب شکریہ۔آپ اس کو متنازعہ نہ بنائیں آپ کی مہربانی۔آپ اپنا ایک ممبر نامزد کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہمارے House میں کافی سارے ڈاکٹر صاحبان ممبر ہیں ان کو اس کمیٹی میں شامل کریں۔ان کو اس کمیٹی کا ممبر بنائیں گے تو وہ ان technical باتوں کو بخوبی سمجھ لیں گے۔

جناب سپیکر: ادھر سے آپ اپنے ممبر کا نام دیں تو ادھر سے ہم ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کو شامل کرتے ہیں۔

آوازیں: ڈاکٹر سامیہ امجد کو شامل کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ادھر تے ڈاکٹر ہین ای کوئی نہیں سارے ای مریض نیں۔

جناب سپیکر: کیافرمایا؟

سید حسن مرتضیٰ: اپوزیشن وچ تے سارے مریض نے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سن لینے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ جو ادویات کا مسئلہ ہے یہ اس لئے بھی انتہائی اہم ہے اور اس کو resolve کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں main چیز یہ ہے کہ ان ادویات کے متعلق جو بھی فیصلہ وزیر قانون کریں گے وہ فیصلہ پورے پنجاب پر بھی لاگو ہوگا۔ اس معاملے میں اتنے sensitive لوگوں کے نام آتے ہیں لیکن میں اس وقت کسی کو mention نہیں کروں گی البتہ اسمبلی کی اور آپ کی خاص طور پر توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ آپ نے وزیر قانون صاحب اور سنیئر منسٹر صاحب کو اس کمیٹی میں شامل کیا ہے کیونکہ یہ معاملہ اس نوعیت کا ہے کہ میں کم از کم۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں راجہ ریاض صاحب کی بات کو second کرتی ہوں کہ expired دوائیوں اور generic name میں lowest purchasers اور lowest bidders کو یہ ادویات دی جاتی ہیں۔اسی رواج کو ختم کرنے کے لئے پچھلی حکومت نے اسمبلی میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر relevant بات کریں۔اگلی پچھلی باتوں کو آپ چھوڑ دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے۔ بڑی مہربانی۔آپ اپوزیشن کی طرف سے کسی معزز رکن کا کمیٹی کے لئے نام دیں۔ کون صاحب اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں؟

آوازیں: ڈاکٹر سامیہ امجد۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا نام لکھیں۔ ہمارے ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ہیں۔

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران):ڈاکٹر اختر ملک صاحب (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:بس اب کمیٹی بن گئی ہے۔اتنے ممبر ہی کافی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!اگر اس میں ویٹرنری ڈاکٹر شامل ہو سکتے ہیں تو میں بھی ڈاکٹر ہوں۔ اس میں میرا نام شامل کیوں نہیں ہے۔(قہقہ)

جناب محمد یار ہراج:جناب والا!میں پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:کس بات پر کیا گزارش کرنا چاہتے ہیں؟ پہلے مجھے بتائیں۔

ضلعی اور تحصیل ہسپتالوں کو فراہم کی جانے والی ادویات کی خرید میں رکاوٹ

جناب محمد یار ہراج:جناب والا!ایم پی ایز کی دوائیوں کی بات تو ادھر کر لی گئی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ 18۔فروری کے بعد جب سے یہ نیا set up آیا ہے اضلاع میں پبلک ہسپتالوں میں مریضوں کے لئے دوائیاں موجود ہوتی تھیں ان کی purchasing اس حکومت نے روک دی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔وزیر صحت صاحب متوجہ ہوں۔

جناب محمد یار ہراج:جناب والا!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایم پی ایز کو اپنی دوائیوں کی تو بہت فکر ہے اور ہم جن کے ووٹ لے کر آتے ہیں ان کی دوائیوں کے لئے یہاں پر کسی نے بات ہی نہیں کی۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ پچھلے پورے ایک سال سے ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں دوائیوں کی purchase رکی ہوئی ہے اور کسی جگہ بھی دوائی نہیں مل رہی ہے۔ پنجاب کے پنتیس کے پنتیس اضلاع میں دوائیوں کی purchase نہیں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر:آپ correction کر لیں پنتیس کی بجائے اس میں اب ایک اور add کر لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا!جب تک اگلے بلدیاتی الیکشن نہیں ہوں گے وہ چھتیس نہیں ہوں گے۔اس وقت پینتیس بلدیاتی حکومتیں ہیں، ضلعی حکومتیں ہیں،پینتیس ڈی سی او ہیں۔اب جو بھی کوئی دوائیوں کی purchase ہونی تھی وہ رکی ہوئی ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ اس issue کو بھی redress کیا جائے۔ہمارے دوستوں کو جب نیچے سے دو دوائیاں نہیں ملتیں تو ہم یہاں پر آکر شور مچا دیتے ہیں اور جو پوری عوام کا مسئلہ ہے اس پر کسی کو بولنے کا کوئی شوق ہی نہیں ہے۔

وزیر خوراک وصحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!یہ point جو انہوں نے اٹھایا ہے ان کو شاید اس بات کا علم نہیں ہے کہ کہیں بھی purchase نہیں رُکی ہوئی ہے۔اس کا ایک طریق کار ہے جس پر کام ہو رہا ہے اگر کسی جگہ کی یہ specifically نشاندہی کر سکتے ہیں تو کر دیں otherwise آپ سب دوستوں کو تو یہ پتا ہونا چاہئے کہ یہاں پر وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت تمام ہسپتالوں میں مفت ادویات دی جا رہی ہیں اور یہ سسٹم پورے پنجاب میں پھیلایا گیا ہے۔کسی جگہ پر کوئی پابندی نہیں ہے وہاں پر ادویات کی purchase بھی ہو رہی ہے اور availability بھی ہے۔اگر یہ specifically کسی area کی بات کرنا چاہیں یا کسی ہسپتال کی بات کرنا چاہیں تو یہ ہمارے علم میں لے آئیں اس کے لئے ہم ضرور بات کر لیں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ خانیوال شاید پنجاب کا حصہ نہیں ہے اور وزیر صاحب کا بھی شاید یہی issue ہے کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کے فیصلے بھی کسی سپیشل کمیٹی میں ہوتے ہیں جس میں وزیر اعلیٰ صاحب کوئی بات کر دیتے ہوں گے اور انہوں نے نہیں سنا ہو گا۔اس میں گزارش یہ کروں گا کہ ہم خانیوال کے لوگ، ڈیرہ غازی خان کے لوگ، جھنگ کے لوگ ہم جو لاہور سے ایک گھنٹے کے فاصلے سے زیادہ دور رہتے ہیں ہم شاید اس صوبے کا حصہ نہیں گنے جاتے۔اگر دوائیاں مل رہی ہوں گی تو شاید لاہور والوں کو مل رہی ہوں گی؟ ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں فضل دین والوں سے دوائیاں خرید رہے ہوں یا سروسسز ہسپتال سے خرید رہے ہوں۔خانیوال کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں پچھلے سال سے کوئی دوائی نہیں آئی۔میں ان کو یہ نشاندہی کر رہا ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ نشاندہی نہیں کر رہے۔یہ سنتے بھی ہیں یا نہیں کہ ہم یہاں پر بات کر رہے ہیں؟ڈیرہ غازی خان میں

جب حادثہ ہوا تو تمام اخبارات نے اس بات کو رپورٹ کیا کہ ان کے ہسپتالوں میں ادویات نہیں تھیں۔اس سے زیادہ نشاندہی ان کو کس چیز کی چاہئے؟ کس طرح سے بات کی جائے کہ ان کی سمجھ میں آئے گی؟میں چار زبانیں بول لیتا ہوں اگر یہ چاہیں تو میں جاپانی زبان میں ان سے پوچھ لیتا ہوں۔اگر ان کو اردو نہیں سمجھ آتی، انگریزی نہیں سمجھ آتی، میرے علاقے کی پنجابی نہیں سمجھ آتی تو میں ان سے لاہوری پنجابی میں پوچھ لیتا ہوں اس کے علاوہ مجھے چینی زبان بھی تھوڑی بہت آتی ہے۔ ان سے پوچھیں کہ کون سی زبان میں یہ سنیں گے کہ دوائیاں نہیں ہیں، نہیں ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وزیر موصوف کو ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس انداز میں ہمارے فاضل ممبر نے بات کی ہے اس کی ضرورت تو نہیں تھی۔ شاید کافی عرصہ سے کسی جلسہ میں نہیں گئے، شاید اس کا روپ ہمیں دکھا رہے تھے لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے اور میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ دور گزر گیا ہے کہ جب دوائیاں نہیں ہوتی تھیں اور action بھی نہیں لیا جاتا تھا۔اب ہسپتالوں میں ہر چیز کی سہولت موجود ہے۔یہ ڈی جی خان کی بات کر رہے ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ جب کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو وہاں پر واقعی problem create ہوتی ہے۔ فوری طور پر کوئی آفت آ جاتی ہے، کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو اس کے لئے کچھ special arrangements کرنے پڑتے ہیں۔ان کی نظر سے کوئی اخبار گزرا ہو گا لیکن اس کے علاوہ پورے پنجاب میں ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں یہ سہولیات موجود ہیں۔ادویات کی purchase بھی ہو رہی ہے ادویات بھی موجود ہیں۔انہوں نے ابھی خانیوال کی بات کی ہے اس کا ابھی پتا کر لیتے ہیں کہ اس کی کیا صورتحال ہے اور جو بھی facts ہوں گے ان کے سامنے پیش کر دیں گے۔

محترمہ یاسمین خان: جناب والا! میں یہ عرض کروں گی کہ اب تو دوائیاں مل رہی ہیں سرکاری ہسپتالوں میں بھی مل رہی ہیں۔ ٹھیک ہے کہ سرکاری ہسپتالوں کا system slow ہے لیکن ایسی قطعاً بات نہیں ہے کہ دوائیاں نہیں مل رہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات وزیر موصوف نے کہہ دی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے اب ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! لیبارٹری کا مسئلہ ہے اور یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! انتہائی اہم معاملہ ہے، آپ مجھے ایک منٹ کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جب عام بحث ہو گی اس میں بات کر لیں۔اس وقت نہیں Now, it is question hour. آپ تشریف رکھیں، بہت مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! request ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! انتہائی اہم اور relevant بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔relevant time پر relevant بات سنی جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: جو سوالات آ رہے ہیں ان کا جواب سنئے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دوائیوں کا جہاں تک تعلق ہے۔۔۔

جناب سپیکر تشریف رکھیں۔You are part of the Government.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے اور ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ تحصیل چونیاں کے اندر تحصیل چونیاں ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے۔ وہ کوئی پچیس تیس لاکھ لوگوں کو cater کر رہا ہے۔آپ کو سن کر حیرانگی ہو گی کہ اس کا دوائیوں کا ٹوٹل سالانہ بجٹ 13 لاکھ روپے ہے۔ میرے حلقے کی ایک بچی تھی اس کے لئے جو ضروری ٹیکے لگنے تھے وہ وہاں میسر نہیں تھے۔

میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہتا ہوں کہ اس ہسپتال کے لئے صرف 13 لاکھ روپے سالانہ بجٹ دیا گیا ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ 13 لاکھ روپے تحصیل ہیڈ کوارٹر چونیاں کا دوائیوں بجٹ ہے وہاں صرف paracitamol اور ہاضمے والا شربت دستیاب ہے۔

جناب سپیکر: (قطع کلامیاں) جی، محترمہ۔ نہیں نہیں، میں نے ان کو floor دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ یہ باتیں pre-budget discussion میں کیجئے گا۔ جی، محترمہ!

MS SAFINA SAIMA KHAR: Honourable Speaker, health is such an important ministry and does not have a minister; I think additional charge should be givern to the Food Minister.

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کو انگلش میں بولنے کی اجازت نہیں دی۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ منسٹر اپنی منسٹریاں تو سنبھال نہیں سکتے تو Health جیسی بڑی Ministry کو وہ کیسے سنبھال سکتے ہیں اور اگر ہم سب کی صحت اچھی نہیں ہو گی تو پھر یہ Parliament کس طرح چلے گی؟

جناب سپیکر: چلیں، آپ تشریف رکھیں۔ بہت مہربانی، بہت مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

جی، شاہ صاحب! آپ کا سوال ہے۔ کیا کرتے ہیں آپ؟ خوش گپیوں میں آ جاتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا چلڈرن ہسپتال والا مسئلہ ہو گیا ہے۔ جی؟ (قہقہے)

جناب سپیکر! میں نے تو آپ سے گزارش کی تھی اس کے بعد point of order شروع ہو گئے تو پھر میں چپ کر کے بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ آپ سن لیں ان کا جواب۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو point raise کیا ہے وہ میں نے already convey کر دیا ہے۔ جیسے ہی یہ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے، D.M.O صاحب یہاں پر ہوں گے اِن کے ساتھ بیٹھ کر اُن کی میٹنگ کروائی جاتی ہے اور جو negligence ہوئی ہے اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 130 ہے۔ اس کا جواب پڑھا جائے۔

صوبہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے نظام کے نفاذ سے پہلے اور بعد میں لڑکیوں اور لڑکوں کی تعداد کا مسئلہ

*130: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے نظام کے نفاذ سے پہلے لڑکوں اور لڑکیوں کی کیا تعداد ہوتی تھی اور یہ تعداد اوپن میرٹ کے بعد کیا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا نے میڈیکل کالجوں میں طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اور طالبات کی مخصوص نشتوں کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں ان کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) داخلہ برائے ایم بی بی ایس سال 90۔1989 تک اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ ایس سی۔295 سے قبل لڑکوں اور لڑکیوں کی نشستوں کی تعداد 50:50 کی بنیاد پر درج ذیل تھی۔

(1) لڑکوں کی سیٹیں: 510

(2) لڑکیوں کی سیٹیں: 510

تاہم سال 91۔1990 سے سپریم کورٹ آف پاکستان کے مذکورہ بالا فیصلہ کی روشنی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جنس کی بنیاد پر نشستوں کی تخصیص ختم کر دی گئی۔ مذکورہ تعداد برائے حالیہ سیشن (08۔2007) درج ذیل ہے۔

(i) داخل شدہ لڑکوں کی تعداد: 702

(ii) داخل شدہ لڑکیوں کی تعداد: 1166

(ب) سپریم کورٹ آف پاکستان جنس کی بنیاد پر نشستوں کی تقسیم کو پاکستان کے آئین کے خلاف قرار دے چکی ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں مزید کوئی اقدامات تجویز نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پہلے یہ تعداد 50/50 کی بنیاد پر ہوتی تھی۔ عورتوں کے لئے تو ویسے ہی اس معاشرے میں بہت کچھ ہے کہ انہیں آپ اسمبلیوں میں دیکھ لیں، یہاں بھی مخصوص نشستیں ہیں۔ آپ بل جمع کرانے چلے جائیں تو ان کی علیحدہ line ہوتی ہے اور ہماری اتنی لمبی لمبی لائنیں ہوتی ہیں۔ جتنے بھی قانون بنائے جا رہے ہیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی بات تو سنیں۔ اس کے بعد آپ کوئی بات کریں۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تو بڑی جذباتی ہو گئی ہیں، یہ تو ہمارے لئے بڑی قابل احترام ہیں، میری انہوں نے پوری بات ہی نہیں سنی اور "کھپ" ڈالنی شروع کر دی ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ Men's Protection Bill بھی آنا چاہئے جیسے Domestic Violence Bill آیا ہے۔ یہ سنتی ہیں کوئی نہیں اور گلے پڑ جاتی ہیں۔ میں نے کون سی غلط بات کی ہے میں نے کب کہا ہے ان کا کوٹا ختم کر دیں؟ میں تو کہہ رہا ہوں کہ ہمارا کوٹا بھی مخصوص کر دیں، ہمیں بھی مخصوص نشستیں ملنی چاہئیں۔ یہ بات سنتی نہیں ہیں اور ایسے ہی شور مچا دیتی ہیں۔ اگر میری کسی بات سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پہلے آپ ان کی پوری بات سنیں، پھر آپ کوئی comment کریں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب ذرا بتا دیں کہ کیا انہوں نے rural area یا backward districts کے لئے کوئی کوٹا مخصوص کیا ہے یا نہیں کیونکہ ان کے پاس

اتنیfacilities نہیں ہیں جتنی لاہور، راولپنڈی یا فیصل آباد میں ہیں۔ ہمارے چار / چار ضلعوں میں ایک کالج ہے جہاں سکول کوئی نہیں، جہاں سٹاف کوئی نہیں ہے کیا ان کے لئے انہوں نے کوئی کوٹا مخصوص کیا ہے اور گورنمنٹ کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ وہ مردوں کے لئے بھی کوئی مخصوص نشستیں رکھے۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! فاضل ممبر نےrural area کے بارے میں جو بات کی ہے اس سلسلے میں، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہexams open merit پر ہوتے ہیں اور یہاں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں رکھا جا سکتا اور اس میں سپریم کورٹ آف پاکستان کی rulingبھی موجود ہے تو لہذا کسی علاقے کے لئے مخصوص نشستیں نہیں رکھی گئیں۔ یہ کام open meritپر چل رہا ہے جب تک اس کوamend نہیں کیا جاتا یا اس پر کوئی اورconsensus built نہیں ہوتے ابھی معاملہ اسی طرح چلے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خواتین جب ایم بی بی ایس کر جاتی ہیں یا ڈینٹل سرجن بن جاتی ہیں تو ان کاdrop out تقریباً کتنے percent ہے؟ شادی سے پہلے یا شادی کے فوراً بعد کیا یہ jobپر رہتی ہیں اور اگر نہیں رہتیں، جو میرے پاسfigure موجود ہیں تو جو ڈاکٹر خواتین شادی کے بعد کام پر نہیں آتیں تو ان کی کتنیpercentage ہے؟

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! شیخ صاحب کا یہ بڑاvalid point ہے اس پرalready ایک سروے رپورٹ بھی آ چکی ہے کہ خواتین شادی سے پہلے ڈاکٹری کا امتحان پاس کرتی ہیں یاstudy جاری رکھتی ہیں لیکن جیسے ہی حالات بدلتے ہیں یا وہ خانہ داری میں چلی جاتی ہیں تو اس کے بعد بہت سی خواتین ایسی ہیں جو یہjob چھوڑ دیتی ہیں اور اس کی وجہ سے یہ فرق موجود ہے اور انہوں نے جوaverage پوچھی ہے تو اس کیaverage تیس چالیس فیصد بنتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 55 فیصد خواتین پروفیشنل ڈگری لینے کے بعد فیلڈ میں نہیں رہتیں جس کی وجہ سے قوم کے اربوں روپے کا زیاں ہو رہا ہے اور میں ایک دوسری بات ریکارڈ پر لانا چاہتا

ہوں کہ ٹھیک ہے سپریم کورٹ کا ایک verdict موجود ہے لیکن حکومت کو یہ چاہئے کہ اس کا کچھ نہ کچھ ایسا طریقہ نکالے کہ یہ لڑکے جن سے پورا معاشرہ آگے چلنا ہے انہیں ہم پیچھے کریں۔ یہ صرف ایک یا دو نمبروں کی وجہ سے یا تو کلرک بن جاتے ہیں یا کسی اور پروفیشن میں چلے جاتے ہیں۔ میرے پاس یہاں تک مثالیں موجود ہیں کہ ان بے چاروں نے اچھے خاصے نمبر لینے کے باوجود کانسٹیبل کے لئے درخواستیں دی ہیں تو ان لڑکوں کا کچھ نہ کچھ خیال کیا جائے اور حکومت کو چاہئے کہ اس پر اگر سپریم کورٹ کی ایک judgment آ گئی ہے تو review موجود ہے، جب ground realities بدلتی ہیں اور ہمارے پاس figures موجود ہیں کہ 55 فیصد خواتین پروفیشنل ڈگری لینے کے بعد فیلڈ میں نہیں رہتیں تو ان کے لئے ضرور کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتی ہوں کہ خواتین کے متعلق تو وہ کہہ رہے ہیں کہ سیٹیں لے کر گھروں میں بیٹھ جاتی ہیں جبکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کچھ break آتی ہے جب ان کے بچے چھوٹے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں پر توجہ دیتی ہیں اور کہیں نہ کہیں وہ انسانیت کی خدمت کر رہی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب ان کے بچے بڑے ہوتے ہیں اور وہ دوبارہ اپنے profession میں آ جاتی ہیں۔ ان مردوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے کہ جو ڈاکٹر اور انجینئر بنتے ہیں، سیٹیں لیتے ہیں اور بعد میں C.S.S کا امتحان دے کر سرکاری محکموں میں بڑی بڑی سیٹوں پر چلے جاتے ہیں ان کے بارے میں شیخ صاحب کیا کہتے ہیں اس کے علاوہ ابھی وزیر صاحب نے کہا ہے کہ backward area کا کوٹا مخصوص نہیں ہے لیکن میرے خیال میں کوٹا مخصوص ہے اس بارے میں وزیر صاحب وضاحت فرما دیں کہ انھوں نے اس طرح کیوں کہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے بتایا تھا کہ open merit کے ذریعے سارا معاملہ ہوتا ہے۔ انھوں نے جو بات کی ہے تو 42 نشستیں ایسی ہیں جو backward

area کے لئے مخصوص ہیں اور اس میں لودھراں، مظفر گڑھ، راجن پور، ڈی جی خان اور بھکر وغیرہ شامل ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی شیخ صاحب نے 55 فیصد کی بات کی ہے اس سلسلے میں ہمارے پاس جو سروے رپورٹ ہے اس کے مطابق 46 فیصد خواتین jobs چھوڑ جاتی ہیں جن پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے ابھی بتایا ہے کہ backward districts کا کوٹا ہے۔ براہ مہربانی یہ ان کی تفصیل بتائیں گے کہ بھکر، ڈی جی خان کی کتنی کتنی سیٹیں مخصوص ہیں اور وہ کس بنیاد پر مختص کی گئی ہیں۔ جیسے بھکر کی 8 سیٹیں ہیں اور ڈی جی خان کی 10 سیٹیں ہیں تو اس کا criteria کیا ہے اور میانوالی کی پہلے سیٹیں تھیں وہ ختم کر دی گئی ہیں تو ہمیں اس میں یہ بتایا جائے کہ کیا میانوالی اتنی ترقی کر گیا تھا کہ جس کی وجہ سے وہ سیٹیں ختم کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: ماشاء اللہ ترقی کر گیا ہے تو آپ جیسے booted suited یہاں اسمبلی میں آتے ہیں۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے جن اضلاع کا انھیں بتایا ہے ان کی انھیں مکمل تفصیل چاہئے تو یہ نیا سوال کر دیں۔ میں مکمل تفصیل انھیں فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! دیہاتوں میں اس وقت problem آتی ہے کہ جب کوئی خاتون کسی حادثے میں یا کسی وجہ سے فوت ہو جاتی ہے تو ان کے پوسٹ مارٹم کے لئے خاتون ڈاکٹر کا ہونا ہی نہایت ضروری ہے کیونکہ مذہب اور معاشرتی لحاظ سے یہ بہت بڑی problem ہے۔ اس میں سوال یہ ہے اور دنیا کے بہت سارے ممالک میں ایسا ہے کہ compulsory service لاگو ہے، جب ڈاکٹر M.B.B.S کر لیتے ہیں تو ان کو 5 سال یا کسی prescribed period کے لئے compulsory کر دیتے ہیں کیا ہمارے ہاں یہ ممکن نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ابھی وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ اس سلسلے میں کمیٹی بنائی گئی ہے۔جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!اس میں میری بھی یہی گزارش ہے جو کرنل صاحب نے کہا ہے ان سے کوئی بانڈ لے لیا جائے کہ یہ چار پانچ سال job کریں گے۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): یہ اچھی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: یہ تجویز بڑی اچھی ہے۔آپ اسے زیر غور لائیں اور ان سے بانڈ لیں کہ اگر job چھوڑیں گے تو جتنی رقم گورنمنٹ نے آپ پر خرچ کی ہے وہ آپ کو واپس کرنا پڑے گی۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر!چونکہ خواتین کے حوالے سے بات چل رہی ہے تو میں یہ یاد دلانا چاہوں گی کہ کل 12۔فروری کو پاکستانی خواتین کا دن ہے۔میری آپ سے درخواست ہے کہ کل ہم خواتین کے حوالے سے ایک قرارداد بھی ہاؤس میں لانا چاہ رہے ہیں اور میں چاہوں گی کہ آپ کم از کم دو گھنٹے ہم خواتین کو اظہار خیال کے لئے عنایت فرمائیں۔بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں جو تجویز دینا چاہتا تھا وہ پہلے ہی آ گئی ہے تو جیسا کہ وزیر وصوف نے admit کیا ہے کہ ایک بچی پر تقریباً 23 لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے اور ان میں سے 40 فیصد drop out ہو جاتی ہیں تو ہمیں ان سے بانڈ لینا چاہئے کہ کم از کم وہ 5 سال serve کریں، چاہے وہ لڑکیاں ہوں یا لڑکے ہوں تاکہ جو بھی آئے وہ ملک کی خدمت کرے اور جو پیسا ان پر خرچ ہوتا ہے اس کا کوئی return ملے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اب سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 173

محکمہ صحت میں جنرل کیڈر میں اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*173: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صحت کے جنرل کیڈر میں گریڈ17،18،19اور20 کی کل پوسٹیں کتنی ہیں اور ہر گریڈ میں کتنی پوسٹیں خالی ہیں؟

(ب) 1993 میں چار درجاتی سروس سٹرکچر کے نفاذ کے بعد یہ اسامیاں کیوں خالی رکھی گئی ہیں اور ڈاکٹروں کو ترقی کیوں نہیں دی گئی، وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) جنرل کیڈر میں ڈاکٹروں کی گریڈ17،18،19اور20 کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	پر شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1	پرنسپل میڈیکل آفیسرز(PMO)بی ایس20	92	72	20
2	پرنسپل وومن میڈیکل آفیسرز(PWMO) بی ایس20	28	23	05
3	ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسرز(APMO) بی ایس19	1280	984	296
4	ایڈیشنل پرنسپل وومن میڈیکل آفیسرز (APWMO)بی ایس19	535	298	237
5	سینئر میڈیکل آفیسر(SMO) بی ایس18	3453	1414	2012
6	وومن سینئر میڈیکل آفیسر(WMO)بی ایس18	881	342	439
7	میڈیکل آفیسر بی ایس17	10156	پچھلے سالوں کے دوران یہ ضروری ریکارڈ مستند طور پر مرتب نہیں کیا گیا۔اب تمام اضلاع اور دیگر اداروں سے مکمل Dataاکٹھا کیا جارہا ہے اور جلد ہی مکمل ہو جائے گا	
8	وومن میڈیکل آفیسر بی ایس17	2296	2021	275

(ب) جنرل کیڈر ڈاکٹروں کا چار سطحی سٹرکچر جو 1994 میں منظور ہوا تھا عموماً ترقی نہ ہونے کی وجہ ڈاکٹروں کی طرف سے اپنی A.C.Rs کا ریکارڈ مکمل نہ کروانا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ترقی کے کیس defer ہو جاتے ہیں۔ بہر حال خالی ہونے والی اسامیوں پر وقتاً فوقتاً

ترقی ہوتی رہی ہے۔ جنرل کیڈر ڈاکٹرز گریڈ19،18اور 20 کی ترقی کی موجودہ پوزیشن درج ذیل ہے۔

(i) پی۔ایم۔او اور پی۔ڈبلیو۔ایم۔او گریڈ20 میں خالی اسامیوں کی ترقی کا کیس تیاری کے مراحل میں ہے جو جلد سلیکشن بورڈ کو پیش کر دیا جائے گا۔

(ii) اے۔پی۔ایم۔او گریڈ19 کی 449 خالی اسامیوں کا کیس ترقی کے لئے مورخہ 30اور 31اکتوبر 2008 کو میٹنگ ہوئی تھی جس میں 201ڈاکٹرز کی ترقی گریڈ19 کے لئے منظور ہو چکی ہے جن میں سے 153 ڈاکٹرز کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ باقی کاغذات مکمل ہونے کے بعد جاری کر دیئے جائیں گے۔

(iii) اے۔پی۔ڈبلیو۔ایم۔او گریڈ19 کی 235اسامیوں کی ترقی کے لئے مورخہ 2008۔08۔19 کو سلیکشن بورڈ کی میٹنگ ہوئی تھی جس میں 135لیڈی ڈاکٹرز کی ترقی بطور APWMO گریڈ19 کے لئے منظور ہو چکی ہے۔ جس میں سے 98ڈاکٹرز کے آرڈرز جاری کر دیئے گئے ہیں، باقی کاغذات مکمل ہونے پر جاری کر دیئے جائیں گے۔

(iv) گریڈ18 میں ترقی کے لئے پروموشن کمیٹی کی میٹنگ مورخہ 08۔10۔15 کو ہوئی جس میں صرف 17ڈاکٹروں کا ریکارڈ مکمل تھا لہٰذا انھیں ترقی دے دی گئی ہے جبکہ بارہا یاد ہانی کے باوجود بھی سینئر ڈاکٹرز اپنا ریکارڈ مکمل نہ کروا سکے اس طرح جونیئر ڈاکٹرز کی ترقی نہ ہو سکی کیونکہ اسامیاں سینئر ڈاکٹروں کے لئے مخصوص رکھی ہوئی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مذکورہ اسامیاں پر نہ کی جا سکیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارٹ (ii) میں لکھا ہے کہ ”مورخہ 30اور 31۔اکتوبر 2008 کو میٹنگ ہوئی تھی جس میں 201ڈاکٹروں کی ترقی گریڈ19 کے لئے منظور ہو چکی ہے جن میں سے 153 ڈاکٹروں کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں باقی کاغذات مکمل

ہونے کے بعد جاری کر دیئے جائیں گے۔" وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ جن ڈاکٹروں کے انھوں نے آرڈر جاری کئے ہیں کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ ان ڈاکٹروں کا کن اضلاع سے تعلق ہے؟

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے پوچھا تھا کہ کتنے ڈاکٹروں کے آرڈر جاری ہو چکے ہیں تو وہ ہم نے تفصیل بتا دی ہے۔ اگر یہ ہر ضلع کے متعلق تفصیلاً پوچھنا چاہتے ہیں تو نیا سوال کر دیں تو ان کو جواب دے دیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا یہ سوال پوچھنے کا مقصد تھا کہ ترقیاں بھی ترقی یافتہ اضلاع کی ہوتی ہیں۔ ہمارے اضلاع جو backward ہیں وہاں یہ سہولتیں میسر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضلع backward ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب نکل آیا ہے۔ اب ضلع چنیوٹ بن گیا ہے۔ یہ موٹروے کے قریب ہے اس لئے اب ہم بہتر ہو جائیں گے۔ یہ سوال کافی پرانا ہے اس سوال کا تفصیلی جواب آ گیا ہے اس لئے میں مطمئن ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!۔۔۔ سوال relevent ہو۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ relevant ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ "جز (ب) میں انہوں نے جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کا طریق کار بتایا ہے کہ A.C.R کا ریکارڈ مکمل نہ ہے۔" بار بار انہوں نے یہی لکھا ہے کہ "صرف سات ڈاکٹروں کا مکمل تھا۔" مسئلہ ہی یہی ہے کہ A.C.R متعلقہ ڈاکٹر کو دکھائی ہی نہیں جاتی کیونکہ اس ڈاکٹر کا ذمہ نہیں ہے کہ وہ اپنی A.C.R لے کر پھرے۔ یہ محکمے کی کمزوری ہے، یہی بات انہوں نے خود commit کر لی ہے۔ A.C.R جاری کرنے کے لئے یا تو آپ گورنمنٹ کے ہر میڈیکل ڈاکٹر کو فائلیں دے دیں کہ اپنی اپنی فائل پوری کر کے لاؤ۔ آپ خود ڈیپارٹمنٹ میں جا کر

دیکھ لیں کہ وہاں پر محکمے کی کس قدر بڑی کمزوری ہے یا تو وہ allow کریں کہ ہر ڈاکٹر اپنی A.C.R خود لکھ کر آگے پیش کرے لیکن جب A.C.Rs مکمل نہیں ہیں تو وہ کس کے ذمے ہے؟ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ اس بات کا جواب وہ مجھے اب خاطر خواہ دیں گے۔ میری آپ سے التماس اور درخواست ہے کہ خدارا اس A.C.R system کو foolproof بنایا جائے کیونکہ یہی وجہ ہے کہ تمام اداروں کے سربراہ ہی نہیں ہیں۔ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر نہیں ہیں بلکہ ایک ایک ادارے میں 24/24 پروفیسر ہی نہیں ہیں۔ اتنا بڑا white elephant میڈیکل کالج کھولنے کی کیا ضرورت ہے؟ پروموشن بھی صرف اس لئے نہیں ہو رہی کہ A.C.R system foolproof نہیں ہے اور یہ ذمہ داری محکمے کی ہے۔ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ فائل نہیں مل رہی، اس کا cover نہیں مل رہا۔ میں کہتی ہوں کہ A.C.R قطعاً کسی ڈاکٹر کی ذمہ داری نہیں ہے۔ میں اپیل کرتی ہوں کہ آپ اس کے لئے کوئی special انتظام کریں کیونکہ اس کے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ نقصان پروموشن کا نہیں ہے بلکہ نقصان اس ادارے کا ہے جس کے اوپر سربراہ آپ اس لئے نہیں لا سکتے کہ A.C.R مکمل نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو A.C.R کے حوالے سے بات کی ہے اس میں ایک طرف سے معاملہ نہیں چل سکتا۔ جس کی A.C.R لکھی جانی ہے اور جس نے پروموشن حاصل کرنی ہے وہ خود ہی اس میں interest نہ لے تو یہ معاملہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس کے بعد اگر اس کو کوئی problems face ہو رہی ہیں تو اس سلسلے میں سینئر آفیسر جس نے اس کی A.C.R لکھنی ہے اس کی availability اور ان کے ساتھ اس کا liaison ہونا بہت ضروری ہے۔ محترمہ جواب تو سن نہیں رہیں۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ اگر یہ سن لیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: Attention please. محترمہ! اپنے سوال کا جواب سن لیجئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب افتخار احمد خان): ہن جواب تے لے لوو۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں سن رہی ہوں۔آپ خاموش رہیں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب افتخار احمد خان): آپ بھی خاموش رہیں۔

DR. SAMIA AMJAD: You shut up.

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف جناب افتخار احمد خان نے بیٹھے بیٹھے کہا (You, you, you shut up)

MR. SPEAKER: Please sit like a gentleman and be careful.

(قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ان کو شرم آنی چاہئے۔انہوں نے ایسی بات کیوں کی ہے؟

جناب سپیکر: وہ بات ہو گئی ہے۔میں نے کر دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کو شرم آنی چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج: ایسی باتیں کرتے ہوئے ان کو شرم آنی چاہئے۔یہ معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان سے بات کر دی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ معذرت کریں ان کو ایسی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟

جناب محمد یار ہراج: ان سے کہیں کہ یہ معافی مانگیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہو کر اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میری بات تو سنیں۔اگر آپ میری بات نہیں سن رہے تو میں کیا کروں؟ان سے بات ہو گئی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: ان کو ایسی بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: پارلیمانی سیکرٹری معافی مانگیں ورنہ ہم واک آؤٹ کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!انہوں نے بدتمیزی کی ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب!اگر آپ نے کوئی غلط بات کی ہے تو پھر ان سے معذرت کر لیں۔پلیز تمام اراکین تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!انہیں معافی مانگنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اگر ان کو کوئی بات غلط محسوس ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر!پہلے انہوں نے جو الفاظ کہے ہیں ان سے وہ معذرت کریں۔میں کبھی نہیں کروں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے کہا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں ہماری محترمہ نے نہیں کئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر!آپ ریکارڈ نکال لیں۔پہلے انہوں نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے وہ معذرت کریں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب!آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج: پارلیمانی سیکرٹری ہو کر ان کو شرم نہیں آتی۔انہوں نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو معافی مانگنی چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: وہ معافی مانگ رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: یہ پہلے ٹھیک سے معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب!آپ معذرت کریں۔ہاؤس میں ایسی بات ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اپوزیشن کے اراکین کو بلائیں۔بلوچ صاحب بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب!اگر ڈاکٹر صاحبہ کو کوئی بات محسوس ہوئی ہے تو آپ معذرت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ پہلے انہوں نے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! اگر آپ کی بات سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو اس پر آپ معذرت کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! چلو اگر دل آزاری میری گل توں ہوئی اے تے اوہ آ جاون، کوئی گل نئیں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! دیکھیں۔ اسے مذاق نہ بنائیں، یہ ہاؤس ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے۔ وہ خاتون ہیں اور اگر آپ یہی سمجھتے ہیں تو میں ان سے معذرت کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب انہوں نے کہا ہے کہ میں معذرت کرتا ہوں۔ پلیز اپوزیشن والے اراکین بات ختم کریں اور اندر آئیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: ضمنی سوال۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! چودھری جاوید صاحب بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہیں وہ بھی ضمنی کریں گے تو یہ سارا ٹائم ایک ہی سوال پر گزر جائے گا۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پہلے جواب دے رہا تھا جو A.C.R کے بارے میں یہاں بات کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، وہ آ جاتے ہیں تو پھر جواب دے لیجئے گا۔ پہلے کرنل صاحب کی بات سن لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ گریڈ 19,18,17 اور 20 کی بات ہو رہی ہے تو یہ ہمارا سسٹم ہے جس میں پروموشن ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے grades میں ایک parity آ گئی ہے جس میں pay scale گریڈ 17 کے مطابق salaries ملنی چاہئیں لیکن

محکمہ صحت میں ایک نیا گریڈ چل پڑا ہے کہ جس میں کچھ ہسپتالوں میں job کرنے کی وجہ سے salary enhance مل رہی ہے۔ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس سے brain drain ہو رہے ہیں اور لوگ ان ہسپتالوں کی طرف دوڑ لگائے ہوئے ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کو ہم ایک جگہ پر نہیں رکھ سکتے تاکہ تمام ڈاکٹروں کو یکساں ایک ہی گریڈ میں کام کرنے کا موقع ملے اور وہ ایک ہی level پر ہوں تاکہ سرکاری ہسپتال خالی نہ ہو جائیں اور وہاں کے مریض پریشان نہ ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے pay scale اور گریڈ 17 کے بارے میں جو بات کی ہے اس کے لئے وضاحت کرنا اس لحاظ سے ضروری ہے کہ ہمارے کچھ B.H.Us جہاں پر بنیادی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر نہیں جاتے کیونکہ وہ backward areas ہیں وہاں سے اور ڈسٹرکٹ ہسپتالوں کے درمیان ایک فاصلہ ضرور رکھا ہوا ہے کیونکہ وہاں پر لوگ اگر جانے کے لئے تیار نہیں تھے تو ایک پالیسی کے تحت enhance کیا گیا تھا کہ ان کو زیادہ تنخواہ دی جائے تاکہ attraction پیدا ہو اور لوگ ان جگہوں پر جائیں جہاں پر بڑے شہروں والی سہولتیں نہیں ہیں اس لئے یہ فرق موجود ہے اور اس کو بھی revise کیا جا رہا ہے کہ آیا! اس سے کچھ فرق پڑا ہے یا نہیں۔ اس کے لئے ایک کمیٹی already کام کر رہی ہے اور انشاء اللہ اگلے مہینے مکمل پالیسی بیان کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست سے یہ request کرنا چاہوں گا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جواب دیتے ہوئے انہوں نے A.C.Rs کے بارے میں کہا کہ آفیسروں کی خود اپنی ذمہ داری ہے۔ They should be interested in their own A.C.Rs and I am sorry to say کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری گورنمنٹ اور ان آفیسروں کے سربراہان کی ہے کہ وہ ان کی A.C.R لکھیں نہ کہ اس آفیسر کی کہ وہ اپنی A.C.R

لکھوانے کے لئے ان کے پیچھے پھرے۔ دوسری بات جو کرنل صاحب نے کی ہے اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پالیسی کی وجہ سے less developed areas کو، کچھ کو declare کر دیا گیا۔B.H.Us میں زیادہ تنخواہیں ہیں جس وجہ سے بڑے ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں مل رہے۔ ہمارے ہاں بہت زیادہ مسائل ہیں اور ہمیں پاکپتن میں بھی یہ مسئلہ درپیش ہے۔ حکومت کو آٹھ ماہ ہو گئے ہیں لہذا ہم اس کو finalize کریں۔ ابھی تک یہ پالیسی جو formation نہیں ہوئی اس وجہ سے بھی مسائل آرہے ہیں۔ آخری request میں یہ کروں گا کہ ہمیں ہیلتھ پالیسی بناتے وقت مستقبل کو دیکھنا چاہئے جس طرح ایمرجنسی میں ادویات مفت دی جارہی ہیں اسی طرح سے ہمیں emergency at home کا بھی سوچنا چاہئے یعنی اگر گھر میں کسی کو فوری طور پر ایمرجنسی ہے تو ڈاکٹر کو وہیں پر جا کر دیکھنے کا بندوبست مستقبل کی پالیسی میں رکھنا چاہئے۔ میرے آگے دو سوال ہیں ان کی باری ابھی نہیں آرہی kindly ان کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آج pending والی بات میں نہیں کروں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کی ابھی باری ہی نہیں آرہی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ آپ کی صوابدید ہے۔ اگر آپ اپنے ایجنڈے کے مطابق نہیں چلنا چاہتے تو مجھے نہ کہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایجنڈے کے حساب سے اگر باری آتی ہے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر معذرت بھی ہو گئی ہے اور اپوزیشن والے باہر چلے گئے ہیں۔ آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں تاکہ وہ جا کر ان سے بات کر سکیں۔

جناب سپیکر: وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن اور مال دونوں صاحبان جا کر اپوزیشن سے بات کر کے انہیں ایوان میں لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن اور مال اپوزیشن
کو منانے کے لئے ایوان سے باہر چلے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جس وقت یہ مسئلہ پیدا ہوا تو ہمارے بھائی افتخار بلوچ نے سیٹ پر بیٹھے ہوئے کوئی comments pass کئے جو میں سمجھتا ہوں کہ rules کے مطابق بھی نہیں تھے اور مناسب بھی نہیں تھے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے دوست تشریف لے آئیں۔ میں نے افتخار بلوچ صاحب سے کہا ہے کہ وہ جس انداز میں چاہتے ہیں اسی انداز میں معذرت کریں کیونکہ معذرت کرنے میں کوئی عار نہیں ہے، اگر ایک غلطی سرزد ہو جائے تو پھر معذرت کرنے میں بڑائی ہے کوئی کمی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں خود اپوزیشن کے ساتھیوں سے درخواست کر رہا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر ایوان میں تشریف لائیں۔ ان کی پوری طرح سے حق رسی کی جائے گی اور کر بھی دی گئی ہے۔ اگر پھر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی معاملہ الجھا ہوا ہے تو اسے انشاءاللہ تعالیٰ سلجھا دیں گے۔ جی، ندیم کامران صاحب!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پاکپتن سے جاوید صاحب نے A.C.R کے بارے میں بات کی ہے تو میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے لیکن میں ان کی دلچسپی کی بات کر رہا ہوں اور اس میں کچھ ایسے ڈاکٹر بھی ہیں جو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور وہ سروس میں نہیں ہیں۔ اس کے لئے میں نے انہیں یہ جواب دینا تھا جو انہوں نے کہا کہ آپ efforts کیا کر رہے ہیں؟ اس ایوان کو بتانے کے لئے میں یہ عرض کر دوں کہ ان سب چیزوں کے سسٹم کو سمجھتے ہوئے اور اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے، یہاں پر ایک ایسا طریقہ بھی اپنایا جا رہا ہے جس سے سب کو مل بیٹھ کر یہ opportunity مل سکے کہ وہ A.C.R لکھوا بھی سکیں اور اس پر کام بھی ہو سکے تو اگلے ماہ مارچ میں A.C.R میلے کا انعقاد کر رہے ہیں جو علامہ اقبال میڈیکل کالج میں ہو گا جہاں پر ریٹائرڈ ہونے والے پرانے ڈاکٹروں کو بھی بلایا جا رہا ہے اور یہاں پر ان لوگوں کو invite کیا جا رہا ہے جن کی A.C.R ابھی pending پڑی ہوئی ہیں تاکہ انہیں ایک opportunity ملے کہ ایک دن میں وہ بیٹھ کر ایک دوسرے سے بات کر سکیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میرے سوال کا نمبر190 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں زچہ و بچہ کی اموات کی وجوہات اور اس کی سرکاری روک تھام کے اقدامات

*190: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں زچگی کے دوران زچہ و بچہ کی اموات کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں دوران زچگی، زچہ و بچہ کی اموات کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے، اس کی شرح تناسب سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) دوران زچگی زچہ و بچہ کی اموات کی وجوہات کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا حکومت پنجاب دوران زچگی، زچہ و بچہ کی اموات میں کمی لانے کے لئے اقدامات کر رہی ہے تو اس کے بارے میں ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں۔صوبہ پنجاب میں زچگی کے دوران زچہ و بچہ کی اموات کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں۔سرکاری ہسپتالوں اور متعلقہ مراکز صحت پر بھی یہ ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے۔مزید برآں یہ ریکارڈ یونین کونسل کے ڈیتھ رجسٹر میں بھی ہوتا ہے اور کورڈ ایریا میں لیڈی

ہیلتھ ورکر بھی یہ ریکارڈ بھیجتی ہیں جس کو سنٹرلی کمپیوٹرائز کیا جاتا ہے۔ماؤں کی شرح اموات کا تناسب(Live Birth) 340/100000 ہے۔

(ج) دوران زچگی زچہ وبچہ کی اموات کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

1- زچگی سے پہلے، دوران اور بعد میں خون کا ضیاع(Hemorrhage)

2- انفیکشن(Sepsis)

3- زہر باد(Toxemia)

4- زچگی میں رکاوٹ(Obstructed Labor)

5- حمل کا ضیاع(Abortion)

(د) جی ہاں۔حکومت پنجاب نے اس کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں اور سہولیات کو مزید مستحکم کرنے کے لئے حکومت نے کئی Vertical پروگرام شروع کئے ہیں۔

1- National Maternal Newborn & Child Health (MNCH) Programme.

2- Safe Motherhood

3- National Programme for F.P & P.H.C

4- Expended Programme on Immunization (E.P.I)

5- عالمی ڈونر ایجنسیاں WHO< UNICEF, UNPFPA & PAIMAN حکومت کے ساتھ ان پروگراموں میں تعاون کر رہے ہیں۔تمام لیڈی ڈاکٹرز، نرسز، لیڈی ہیلتھ وزیٹرز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز دوران زچگی زچہ و بچہ کے علاج معالجے کی خدمات مہیا کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! ایک نہایت ہی غیر مہذب اور جو کبھی یہاں پر نہیں ہوا اس قسم کا واقعہ ہوا ہے اور میں پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں پھر بعد میں

اس بات کو سراہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے اس کو acknowledge کیا اور اس چیز کو on board اور on record بھی لے آئے کہ ایسی چیزیں نہ تو ان معزز اور موقر اداروں کے لئے باعث افتخار ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ ہمارے ساتھی جو یہاں پر بلوچ صاحب جو کہ پارلیمانی سیکرٹری بھی بن گئے ہیں، جب آپ rules کی کتاب پڑھیں تو اس میں government کے آگے ایک dot کے بعد لکھا ہوا ہے کہ government means پارلیمانی سیکرٹری، منسٹرز اور وزیر اعلیٰ، یہ تین چیزیں گورنمنٹ ہوتی ہیں۔ اس میں دوسری کوئی شخصیت چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی اور نہ ہی کوئی ایم پی ایز ہیں۔ گورنمنٹ کے یہ تین tears ہیں اور اس کے پہلے tear موصوف بلوچ صاحب ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح کیا ہے اور یہ نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ بھی اگر کسی نے ویڈیو بنائی ہو تو وہ چلائی جا سکتی ہے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے یہ باعث شرم بات ہے کہ اگر میڈیا اس کے اوپر بھی لکھے اور آج اس کے لئے آپ نے cognizanee لے لی اور وزیر قانون صاحب نے فرمایا جس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں لیکن میں یہ recommend کروں گا کہ آئندہ کے لئے یہ جب تک لگاتار اجلاسوں میں اپنا conduct بہتر نہیں کرتے، ان کی پارلیمانی سیکرٹری شپ suspend کی جائے۔ اس طرح کی حرکات خواتین کے اوپر کرنا حکومت کے ماتھے کے اوپر ایک سیاہ نشان ہے۔ ہم آپ کا حکم تالیج لائیں گے اور آپ کا حکم بجالائیں گے اور میں آپ سے یہ بھی استدعا کروں گا کہ اگر ہم میں سے اس کا کوئی ہزارواں حصہ بھی ایسا کرے تو آپ ہمیں جو مرضی سزا دیں ہم اس سزا کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن خدارا یہ کوئی بات ایسی نہیں ہوتی جو کسی دوسرے کو نہیں کرنی آتی، یہ کوئی ایسی زبان نہیں ہوتی جو دوسرے کو ٹیڑھا بولنا نہیں آتا اور یہ کوئی ایسی ذات نہیں ہوتی جس پر دوسری ذات والا بات نہیں کر سکتا۔ ایسی بات ہی نہیں کی جانی چاہئے اور ہم کرنا نہیں چاہتے۔ یہاں سے ہمارے رویے، ہماری روایات باہر نکلنی ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ایک پارلیمانی سیکرٹری نے جو حکومت ہے اور جہاں سے حکومت شروع ہوتی ہے اس نے آج اس طرح ہاتھ ہلائے، اس نے ایک خاتون کو یہ کہا لیکن ان کی بچت یہ ہو جائے گی کہ لا منسٹر صاحب نے اس کو برا جانا۔ اس وجہ سے میڈیا میں اس حکومت کی آج پھر saving ہو جائے گی۔ میں

جناب سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ ہم سب کو سختی سے ہدایت کیجئے کہ ہم اخلاقیات کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: میں چودھری صاحب اور اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں کا بھی بہت شکر گزار ہوں۔ ہمارے لئے اس مقدس اور معزز ایوان کے تمام ممبران یقینی طور پر قابل احترام ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی چیز آپ کا اثاثہ ہے۔آپ نے مستقبل میں ہمارے بعد آنے والوں کے لئے اچھی روایات چھوڑنی ہیں اور بلوچ صاحب! میں آپ سے گزارش کر چکا ہوں اور آپ نے معذرت بھی کر لی ہے لیکن یہ بات مستقبل میں کسی میری معزز بہن اور کسی معزز رکن کی طرف سے بھی دہرائی نہیں جانی چاہئے کیونکہ اس قسم کی باتوں سے پھر معاملات خراب ہوتے ہیں۔ بہن کی دل آزاری ہوئی ہے تو مسٹر بلوچ صاحب! آپ کی طرف سے میں معذرت کر رہا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ہم اب آگے بڑھتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ عارفہ خالد صاحبہ کا سوال ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم، ہر گھر اور آنے والی نسلوں کا معاملہ ہے کیونکہ ہمارا ملک پاکستان infant mortality کے rate میں دنیا کے اندر high numbers پر ہے اور اس سے ہمارے ملک کی باقی ممالک کے سامنے بے عزتی ہوتی ہے کہ اس چیز کے اوپر کیوں کام نہیں کیا جا رہا اور یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اس لئے میں کچھ ضروری سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جز(الف) کے جواب میں بچوں اور خواتین کی اموات کا ریکارڈ دیا گیا ہے تو اس کی credibility کس طرح بنائی جاتی ہے کیونکہ یہ lady health workers جو ریکارڈ آپ کو بھیجتی ہیں آپ اس کی transparency کیسے رکھ سکتے ہیں؟ بہت سے بچے آج بھی گھروں میں پیدا ہوتے ہیں اور خاص طور پر اگر اس ریکارڈ کی کوئی eligibility or credibility ہوتی تو definitely لڑکیوں کی اموات لڑکوں سے زیادہ نہ ہوتیں۔آج ہمارے پاس موجود ریکارڈ کے مطابق ہمارے ملک میں بچیاں زیادہ مرتی ہیں اور بچے کم مرتے ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے جز(ب) اور جز(ج) میں پوچھا تھا کہ ان اموات کی وجوہات کی تفصیل بتائی جائے تو دی گئی تفصیل نامکمل ہے۔

میرے خیال میں family community, government, child health, sanitation, sterilization یہ بہت اہم چیزیں ہیں جو mention بھی نہیں کی گئیں اور on top of a basic education اس کے لئے ان بچوں اور عورتوں کی اموات سے بچنے کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں، میرا یہ بھی سوال ہے کہ جب آپ باہر کی donor agencies سے مدد لیتے ہیں جن میں یونیسیف بھی شامل ہے تو کیا اس میں ڈاکٹر کی ٹریننگ بھی کی جاتی ہے اور Lady Health Visitor کی ٹریننگ کا کس حد تک ریکارڈ رکھا جاتا ہے تاکہ اموات کی شرح کم سے کم ہو سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جز(الف)، (ب) کے بعد جز(ج) کے بارے میں بات کی ہے اور پوچھا گیا ہے کہ وہ کیا جوہات ہیں جس کی وجہ سے زچہ بچہ کی اموات ہوتی ہیں؟ اس میں ایک دو چیزیں شامل نہیں کی گئیں وہ اتنی simple سی ہیں اور understood ہیں کہ اگر ان کو بھی یہاں mention کرنا شروع کر دیں تو۔۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ sterilization بھی اس کا ایک مسئلہ ہے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ انہوں نے جو آخر میں پوچھا ہے کہ جو N.G.Os یا دوسرے donors وغیرہ باہر سے آتے ہیں اور محکمہ ان سے support لیتا ہے یا ان کے پروگرام میں حصہ لیتے ہیں تو اس کا ریکارڈ ہونا چاہئے تو وہ ریکارڈ بھی موجود ہے جب یہ detail چاہیں گی تو وہ ہم provide کر دیں گے۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: شکریہ، جناب سپیکر! میں ایک ایسی چیز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور بعد میں اس پر سوال بھی کروں گا کہ ہمارا paramedics کا اس وقت اتنا problem ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف ضمنی سوال کریں۔

کرنل(ر)نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال ہی کروں گا اور اس کو میں relate کروں گا۔ میری صرف دو منٹ کی گزارش ہے یہاں پر سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہیں، محکمہ صحت کے افسران بالا بھی موجود ہیں اور منسٹر صاحب بھی ہیں۔اس وقت problem یہ ہے کہ paramedics کی اتنی کمی ہے کہ میں اپنی مثال دے سکتا ہوں کہ لیاقت پور کے T.H.Q میں 129 کا سٹاف authorized ہے جبکہ وہاں صرف 62 موجود ہے۔اس کا مطلب ہے کہ 50 فیصد short fall ہے۔ میں سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا rural area میں paramedics کے لئے ایسے انتظامات کئے جارہے ہیں کہ وہاں پر training ہو سکے یا ان کے لئے عارضی کالج قائم کر دیئے جائیں تاکہ وہاں پر trained لوگ مل سکیں؟E.D.O Health چھ دفعہ advertise کر چکے ہیں، چھ دفعہ advertise کرنے کے باوجود بھی لوگ نہیں مل رہے کیونکہ qualified لوگوں کی بہت کمی ہے۔اس میں میرا سوال یہی ہے کہ اگر اس کے لئے کچھ اس طرح کا انتظام ہو جائے اور اس پر محکمہ غور کرے کہ paramedics کے لئے as a special training یا as a special course run کر کے اس shortfall کو ختم کیا جائے اس سے پورے علاقے اور صوبے کی بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں بہت واضح بات ہے اس پر باقاعدہ walk in interviews ہوتے ہیں اور ڈاکٹروں کو invite کیا جاتا ہے۔یہاں پہلے والا سسٹم نہیں ہے کہ ایک پوسٹ advertise کی جائے پھر اس کا انتظار کیا جائے اور بعد میں انٹرویوز ہوں۔جب ایک تاریخ گزر جائے پھر اس کے بعد چھ ماہ کی تاریخ آ جائے۔اب ہر مہینے کے پہلے منگل اور تیسرے منگل walk in interviews کی اجازت ہے لیکن اگر ڈاکٹر نہیں آتے تو یہ problem create ہوئی ہے اور اس کو resolve کرنے کے لئے یہی کیا جا سکتا ہے کہ جتنے ڈاکٹر interested ہوں گے یا وہ walk in interview کے لئے آئیں گے ہم انہی کو appoint کر لیں۔ حکومت already اس پر work کر رہی ہے کہ اگر ڈاکٹر available نہیں ہیں یا وہ interviews کے لئے نہیں آ رہے ہیں تو اس کے لئے ڈاکٹروں کی باقاعدہ permanent basis پر appointment کی جائے کیونکہ پہلے

adhoc system کے تحت ان کو appoint کیا جاتا تھا، کچھ ایسے علاقے ہیں جہاں پر ڈاکٹر جانا پسند بھی نہیں کرتے اور وہاں کے لئے ڈاکٹر انٹرویو بھی نہیں دیتے جس کی وجہ سے ڈاکٹروں کی availability بھی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے وہ علاقے suffer کر رہے ہیں۔ اب پنجاب حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ ہم خود interviews کریں اور ڈاکٹروں کو bound کریں کہ وہ وہاں پر جائیں اور جا کر اپنی jobs کو continue کریں۔ یہ تبدیلی ہم لا رہے ہیں لیکن اس میں ابھی تھوڑا سا ٹائم لگے گا۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گنگارام ہسپتال میں ڈاکٹر اور چند اہلکاران کو تین ماہ کی سپیشل تنخواہ دینے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*223: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گنگارام ہسپتال کے ایم ایس اور بورڈ آف مینجمنٹ نے ڈاکٹر رؤف اے ایم ایس، سسٹر شمسہ بٹ ہیڈ نرس، رفعت نیاز فارماسسٹ، شہزاد کلرک اور شوکت وارڈ بوائے کو تین ماہ کی سپیشل تنخواہ دی، یہ تنخواہ کس قانون اور قاعدے کے تحت دی گئی، مذکورہ افسران و اہلکاران کو کتنی رقم سے نوازا گیا تفصیل بیان کریں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تمام ملازمین صبح کے وقت مختلف پرائیویٹ کلینکس پر ڈیوٹی کرتے ہیں جبکہ ہسپتال میں مذکورہ اہلکاران کی ڈیوٹی شام کے وقت ہے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ صبح کے وقت ڈیوٹی کرنے والے تمام سٹاف کی ڈیوٹی بہت مشکل ہوتی ہے اور مریضوں کا بہت زیادہ تعداد میں آنا جانا ہوتا ہے جبکہ سیکنڈ ٹائم مریضوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ ان مذکورہ لوگوں کو تین بنیادی تنخواہیں غیر قانونی طور پر دی گئیں اور جو کام کرنے والے ملازمین جن میں پروفیسرز، ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل سٹاف، نرسز، وارڈبوائے وغیرہ شامل ہیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو دی گئی غیر قانونی رقوم کو واپس لینے اور ایم ایس و دیگر ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز ایکٹ 2003 کے رول شیڈول V کی شق نمبر 25 کے تحت بورڈ آف مینجمنٹ کو فل پاورز ہیں کہ وہ اچھی کارکردگی کی بنا پر کسی بھی ملازم کو اعزازی تنخواہ دے سکے (رول کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) مذکورہ افسران و اہلکاران کو درج ذیل اعزازی تنخواہیں دی گئی ہیں:۔

1	ڈاکٹر عبدالروف	اے ایم ایس	دو بنیادی تنخواہیں	56000
2۔	شمسہ بٹ	ہیڈ نرس	تین بنیادی تنخواہیں	48639
3۔	رفعت ناز	فارماسسٹ	تین بنیادی تنخواہیں	69000
4۔	شہزاد	کلرک	تین بنیادی تنخواہیں	16020
5۔	شوکت	وارڈبوائے	تین بنیادی تنخواہیں	13710

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ یہ ملازمین صبح کے وقت پرائیویٹ کلینکس پر کام کرتے ہیں اور ان تمام ملازمین کی ہسپتال میں صبح کی ڈیوٹی ہے ماسوائے ہیڈ نرس شمسہ بٹ کے جو کہ ایوننگ شفٹ پر ہے اور تسلی بخش کام کر رہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ صبح کے وقت مریضوں کی آمد و رفت زیادہ ہوتی ہے۔

(د) پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز ایکٹ2003 کے تحت بورڈ آف مینجمنٹ کے پاس اعزازی تنخواہ دینے کا مکمل اختیار موجود ہے مگر تین بنیادی تنخواہیں بطور اعزازیہ دینے کے اختیار و عمل کی قانونی درستی کو جانچنے کے لئے محکمانہ چھان بین کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

(ہ) محکمانہ چھان بین کے نتائج آتے ہی مناسب کارروائی کی جائے گی۔

سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کے مریضوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*268: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کا علاج بہت مہنگا ہونے کے باعث ایک عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے، اس کے علاج کے لئے ایک مریض پر کل کتنا خرچہ آتا ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب کے کتنے سرکاری ہسپتالوں میں اس وقت ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کے مریضوں کا ٹیسٹ اور علاج ہو رہا ہے؟

(ج) اس مرض میں مبتلا مریضوں کو کون کون سی دوائی اور انجکشن لگائے جا رہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا حکومت صوبہ بھر کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کے تمام ٹیسٹ اور علاج فری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں! اس کا علاج اور تشخیص بہت مہنگی ہے۔ ہیپاٹائٹس (سی) کے مریض کے علاج کا خرچ 40 ہزار سے لے کر ساڑھے تین لاکھ روپے ہے ہیپاٹائٹس بی کا خرچ علاج 40 ہزار روپے ہے اور اس کا دورانیہ ایک سال ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کے تمام ضلعی ہسپتالوں کے علاوہ مندرجہ ذیل ہسپتالوں میں علاج کی سہولت دستیاب ہے:۔

جناح ہسپتال، میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، لاہور جنرل ہسپتال، نشتر ہسپتال، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال، شیخ زید ہسپتال ہولی فیملی ہسپتال اور ڈی ایچ کیو ہسپتال، فیصل آباد۔

(ج) ہیپاٹائٹس (سی) کے Casual Repairing Convention Interferon 3 MIVU 72 ٹیکوں کا کورس جو کہ 6 ماہ کے عرصہ پر محیط ہوتا ہے۔اس وقت مختلف کمپنیوں کی ادویات میسر ہیں اور سب ہی کے بہتر نتائج ہیں۔

(د) حکومت پاکستان نے ہیپاٹائٹس کا علاج 2005 میں شروع کیا۔ حکومت پاکستان نے سال 08۔2007 میں پنجاب بھر میں 5000 مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی ہیں۔اس سال 09۔2008 میں مالی مشکلات کی وجہ سے مریضوں کا کوٹا کم کر دیا ہے اور 535 مریضوں کا کوٹا پنجاب کے لئے منظور کیا گیا ہے۔

حکومت پنجاب کی دلی خواہش ہے کہ عوام الناس کو ان کی دہلیز پر علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کرے۔اس سلسلے میں ہیپاٹائٹس کے موذی مرض کے علاج کا PC-1 بنایا گیا ہے۔ جس کے تحت پنجاب بھر میں ہیپاٹائٹس (سی) کے 5 ہزار مریضوں کو علاج کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ہیپاٹائٹس کی یہ بنیادی شرط ہے کہ مریض کے خون کا PCR ٹیسٹ کیا جائے۔اس سلسلے میں بھی حکومت پنجاب نے انقلابی قدم اٹھایا ہے۔اور پنجاب بھر میں مندرجہ ذیل 3 ہسپتالوں میں PCR مشین نصب کی جا رہی ہے۔

(1) فیصل آباد

(2) راولپنڈی

(3) ملتان

بہاولپور اور جناح ہسپتال میں مشین پہلے ہی کام کر رہی ہے۔اس طرح پورے پنجاب میں PCR کی تشخیصی سہولیات فراہم ہو جائیں گی۔یہ علاج مہنگا ہے۔

پنجاب کے میڈیکل اداروں میں پروفیسر کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*298:ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے تمام میڈیکل کالجز میں اس وقت مختلف مضامین میں کتنے پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پرفیسرز صاحبان کی اسامیاں خالی ہیں، یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان پر کب تک بھرتی کی جائیگی؟

(ب) کیا پنجاب حکومت سے قوانین کے تحت تمام میڈیکل کالجز کے بورڈ آف مینجمنٹ کے چیئرمین کو براہ راست بھرتی کے اختیارات دیئے گئے ہیں اور کب سے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب کے میڈیکل کالجز میں اس وقت مختلف تدریسی شعبہ جات میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی کچھ اسامیاں خالی ہیں۔ یہ اسامیاں محکمہ صحت کے مجوزہ قوانین کے مطابق بذریعہ تشہیر اداروں کی بھرتی کمیٹیوں کے تحت پر کی جاتی ہیں۔ ہر ادارہ اسامیاں خالی ہونے پر اخبار میں اشتہار دیتا ہے اور درخواستوں کی جانچ پڑتال کے بعد سپیشل سلیکشن بورڈ کی سفارشات پر محکمہ صحت احکامات جاری کرتا ہے۔

میڈیکل کالجوں میں خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے جن کی شعبہ وار تفصیل کالجوں کے مطابق درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	پروفیسرز	ایسوسی ایٹ پروفیسرز	اسسٹنٹ پروفیسرز	ٹوٹل
1	کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور	5	18	8	31
2	فاطمہ جناح میڈیکل کالج، لاہور	4	9	24	37
3	پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ، لاہور	5	10	11	26
4	سروسز انسٹیٹوٹ آف میڈیکل سائنسز، لاہور	10	12	10	32
5	علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	--	07	15	22
6	پنجاب انسٹیٹوٹ آف کارڈیالوجی لاہور	4	1	6	11
7	انسٹیٹوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور	4	1	6	11
8	انسٹیٹیوٹ آف چائلڈ ہیلتھ، چلڈرن ہسپتال، لاہور	2	7	23	32

9	چلڈرن کمپلیکس/ہسپتال ملتان	1	1	3	5
10	نشتر میڈیکل کالج ملتان	8	20	20	48
11	چودھری پرویزالٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، ملتان	6	6	8	20
12	قائداعظم میڈیکل کالج، بہاولپور	13	22	21	56
13	شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان،	24	21	6	51
14	راولپنڈی میڈیکل کالج، راولپنڈی	8	7	7	22
15	پنجاب میڈیکل کالج، فیصل آباد	4	10	23	31

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا ہے کہ خالی اسامیوں پر بھرتی بذریعہ تشہیر ہوتی ہے۔ یہ بھرتی گورنمنٹ کے مجوزہ قانون "پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوٹ ایکٹ 2003" کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس قانون کے تحت محکمہ ہذا سپیشل بورڈ تشکیل دیتا ہے جس کا سربراہ چیئرمین ہوتا ہے۔ سپیشل سلیکشن بورڈ کی سفارشات پر محکمہ ہذا کی سفارشات پر محکمہ ہذا منظوری کے احکامات جاری کرتا ہے۔ یہ تمام طریق کار قانون کے مطابق اختیار کیا جاتا ہے۔

مظفر گڑھ ڈی ایچ کیو ہسپتال کے مسائل

*498: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مظفر گڑھ ڈی ایچ کیو ہسپتال میں امراض قلب اور امراض گردہ کے ڈیپارٹمنٹ کے لئے عمارات تیار کی جا چکی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عمارات موجود ہیں لیکن امراض قلب اور امراض گردہ کے مریضوں کے علاج معالجہ کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو ملتان ریفر کر دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس علاج کی سہولیات نہ ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا محکمہ تعمیر شدہ عمارات میں باقاعدہ امراض قلب اور امراض گردہ کے ڈیپارٹمنٹ کو شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر صحت(ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں!

(ب) امراض گردہ کے علاج کاانتظام ہے مگر امراض قلب کا علاج ماہر امراض قلب نہ ہونے کے باعث نہ ہے۔

(ج) امراض گردہ کے لئے ڈاکٹر جمشید حسین اور ڈاکٹر راحیل اقبال کی ٹریننگ برائے صفائی گردہ(dialysis)جناح ہسپتال لاہور سے کروائی گئی ہے اور یہ سنٹر مورخہ 18۔دسمبر 2008 سے کام کر رہاہے۔امراض قلب کے لئے کارڈیالوجسٹ(ماہرامراض قلب) کے لئے، متعدد بار اخبار میں اشتہار دیا مگر کسی بھی ماہر امراض قلب نے رجوع نہ کیا۔

(د) امراض قلب کے لئے جلد ہی اخبار میں دوبارہ اشتہار دیا جائے گا اور جونہی ماہر قلب میسر آیا تو یہ شعبہ بھی کام کرنا شروع کر دے گا۔ علاوہ ازیں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے دور افتادہ اضلاع میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی عدم دستیابی کے long standing مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایسے تمام اضلاع اور ایسی تمام جگہوں کی نشاندہی کا کام شروع کر دیا ہے تاکہ ان کے لئے خصوصی تنخواہی پیکج منظور کروایا جاسکے۔ جلد ہی اس معاملے پر قابل ذکر اور تسلی بخش پیش رفت ہونے کی توقع ہے۔اس کے بعد صوبے بھر میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی کمی کو احسن انداز میں بتدریج پورا کر لیا جائے گا۔

Ophthalmic Technical Training Course میں2006میں داخلہ کی تفصیلات

*573: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں ہر سال Ophthalmic Technical Training کا کورس پنجاب فیکلٹی سے منظوری کے بعد شروع ہوتا ہے؟

(ب) کیایہ کورس2006میں بھی منعقد ہوا ہے؟

(ج) اگر ہاں تو داخلہ لینے والے طالبعلموں کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت مع حاصل کردہ نمبر بیان کریں نیز داخلہ ریکارڈ کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) اس کورس میں داخلہ لینے والے سرکاری ملازمین کی تعداد محکمہ نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور حاصل کردہ نمبروں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا سرکاری ملازمین نے داخلہ لینے کے لئے اپنے محکمہ سے اجازت حاصل کی ہے، اگر ہاں تو اجازت نامہ کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ کورس پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی منظوری سے 2001 میں شروع ہوا۔ affiliation اور داخلے کے لئے اخبار میں دیئے گئے اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہاں یہ کورس 2006 میں بھی منعقد ہوا ہے۔

(ج) داخلہ لینے والے طالبعلموں کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت معہ حاصل کردہ نمبروں کی فہرست تتمہ (ج) ایوان کی میز پر کر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کورس میں داخلہ لینے والے سرکاری ملازمین کی فہرست مطلوبہ کوائف کی صورت میں تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سرکاری ملازمین نے اپنے محکمہ کی اجازت سے داخلہ حاصل کیا۔ اجازت ناموں کی نقول تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چار سطحی سٹرکچر 1994 کے مطابق ڈاکٹروں کی ترقی کا معاملہ

*655: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت جنرل کیڈر ڈاکٹروں کا چار سطحی سٹرکچر جو 1994 میں منظور ہوا تھا مکمل کرنے اور ہزاروں ڈاکٹر جو ترقی کے منتظر ہیں ان کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

(ب) سرکاری ہسپتالوں میں کتنی انتظامی عہدے سے متعلق اسامیاں خالی پڑی ہیں، ان اسامیوں کو پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت بلاتاخیر تمام کیڈروں میں 15 سال پر محیط ترقی کے متعلقہ ڈیڈلاک کو ختم کر کے گریڈ 17 اور 18 میں میڈیکل آفیسرز کو ریگولر 18 سکیل میں ترقی دینے کے لئے تیار ہے؟

(د) کیا حکومت 12 سال سروس اور انتظامی امور میں پوسٹ گریجویٹ مکمل کرنے والے ڈاکٹروں کو اگلے گریڈ میں ترقی دینے کے لئے تیار ہے نیز 1994 میں حکومت نے جنرل کیڈروں کے ڈاکٹروں کا جو سٹرکچر منظور کیا تھا، اس پر مکمل طور پر عملدرآمد کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) جنرل کیڈر ڈاکٹروں کا چار سطحی سٹرکچر جو 1994 میں منظور ہوا تھا اور اسی کی روشنی میں جنرل کیڈر ڈاکٹروں کی ترقی عمل میں لائی جارہی ہے تاہم خالی ہونے والی اسامیوں پر وقتاً فوقتاً ترقی ہوتی رہتی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں انتظامی عہدوں کی کل 66 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے چونکہ مندرجہ بالا اسامیاں گریڈ 19 کی ہیں اور 19۔BS میں کوالیفائیڈ ڈاکٹروں یعنی جن کے پاس انتظامی ڈگریاں یا کوالیفکیشن ہو، کی کمی کے باعث ان پوسٹوں پر تعیناتی ممکن نہ ہو سکی۔ مگر اب گریڈ 18 کے کافی ڈاکٹرز صاحبان حال ہی میں گریڈ 19 میں ترقی پاچکے ہیں۔ ان میں سے مطلوبہ کوالیفکیشن اور اچھے کردار کے حامل ڈاکٹروں کی لسٹ مرتب کی جارہی ہے اور جلد ہی ان پوسٹوں کو پر کر لیا جائیگا۔

(ج) ہاں! محکمہ صحت تمام کیڈروں میں گریڈ 17 اور 18 میں میڈیکل آفیسرز کو ریگولر سکیل 18 میں ترقی دینے کو تیار ہے۔

(د) جنرل کیڈر ڈاکٹروں کا چار سطحی سٹرکچر جو 1994 میں منظور ہوا تھا عموماً ترقی نہ ہونے کی وجہ ڈاکٹروں کی طرف سے اپنی A.C.Rs کا ریکارڈ مکمل کروانا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ترقی کے کیس defer ہو جاتے ہیں۔ بہر حال خالی ہونے والی اسامیوں پر وقتاً فوقتاً ترقی ہوتی رہی ہے۔ جنرل کیڈر ڈاکٹرز گریڈ 18، 19 اور 20 کی ترقی کی موجودہ پوزیشن درج ذیل ہے۔

(i) پی۔ایم۔او اور پی۔ڈبلیو۔ایم۔او گریڈ 20 میں خالی اسامیوں کی ترقی کا کیس تیاری کے مراحل میں ہے جو جلد سلیکشن بورڈ کو پیش کر دیا جائے گا۔

(ii) اے۔پی۔ایم۔او گریڈ 19 کی 449 خالی اسامیوں کا کیس ترقی کے لئے مورخہ 30 اور 31۔اکتوبر 2008 کو میٹنگ ہوئی تھی جس میں 201 ڈاکٹرز کی ترقی گریڈ 19 کے لئے منظور ہو چکی ہے۔ جن میں سے 153 ڈاکٹرز کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ باقی کاغذات مکمل ہونے کے بعد جاری کر دیئے جائیں گے۔

(iii) اے۔پی۔ڈبلیو۔ایم۔او گریڈ 19 کی 235 اسامیوں کی ترقی کے لئے مورخہ 19-08-2008 کو سلیکشن بورڈ کی میٹنگ ہوئی تھی جس میں 135 لیڈی ڈاکٹرز کی ترقی بطور APWMO گریڈ 19 کے لئے منظور ہو چکی ہے۔ جس میں سے 98 ڈاکٹرز کے آرڈرز جاری کر دیئے گئے ہیں، باقی کاغذات مکمل ہونے پر جاری کر دیئے جائیں گے۔

(iv) گریڈ 18 میں ترقی کے لئے پروموشن کمیٹی کی میٹنگ مورخہ 15-10-08 کو ہوئی جس میں صرف 17 ڈاکٹروں کا ریکارڈ مکمل تھا لہٰذا انہیں ترقی دے دی گئی ہے جبکہ بارہا یاد دہانی کے باوجود بھی سینئر ڈاکٹرز اپنا ریکارڈ مکمل نہ کروا سکے اس طرح جونیئر ڈاکٹرز کی ترقی نہ ہو سکی۔ کیونکہ اسامیاں سینئر ڈاکٹروں کے لئے مخصوص رکھی ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ اسامیاں پر نہ کی جا سکیں۔

ملتان میں چلڈرن کمپلیکس کا قیام

*683:جناب محمد محسن خان لغاری:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے1998 میں ملتان میں300 بستروں پر مشتمل چلڈرن کمپلیکس بنانے کااعلان کیا تھا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 9۔ستمبر1998 کو بذریعہ نوٹیفکیشن حکم دیا تھاکہ سول ہسپتال ملتان کو چلڈرن کمپلیکس میں تبدیل کر دیا جائے اوراس مقصد کے لئے16 ملین روپے ساز وسامان کی خریداری کے لئے مختص کئے گئے، کیایہ بھی درست ہے کہ اسی سال صرف ساٹھ بستروں پر مشتمل ہسپتال کی سہولت دی گئی؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ کمپلیکس انتظامیہ نے2006 میں محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کو پی سی 1 بھیجا جسے بعض رخنہ اندازیوں کی بناء پر رد کر دیا گیا؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ تازہ ترین پی سی 1 میں کمپلیکس انتظامیہ نے 1.75 بلین روپے کمپلیکس کی لاگت کے طور پر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کوارسال کئے تھے؟

(ہ) حکومت کب تک ملتان کی اشد ضرورت کے پیش نظر300 بستروں پر مشتمل مطلوبہ ہسپتال کے لئے ضروری فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کس تاریخ تک یہ پراجیکٹ مکمل ہونے کاامکان ہے،ایوان کو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت(ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں !یہ درست ہے۔تاہم اس ضمن میں یہ بتاناضروری ہے کہ چلڈرن کمپلیکس میں آؤٹ ڈور یکم اگست2000اوران ڈور جولائی2002 میں60بیڈز کے ساتھ شروع ہوا اور اس وقت 150 بستروں پر مشتمل ان ڈوراور 400 سے 450 آؤٹ ڈور روزانہ مریضوں کے علاج معالجہ کی سہولت دستیاب ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مناسب چھان بین کرنے کے بعد ہدایت کی تھی کہ چند اہم شعبہ جات، جو کہ منصوبہ میں شامل نہ تھے، شامل کئے جائیں۔ جن میں I.T کا شعبہ، فنانشل مینجمنٹ کا شعبہ اور انونیٹری کنٹرول کے شعبے شامل ہیں اور یہ شعبہ جات کسی بھی ادارے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ تازہ ترین PC-I فارم محکمہ منصوبہ بندی کو ارسال کیا گیا تھا۔ تاہم اس کی مالیت 1.75 بلین کی بجائے 1696.669 ملین روپے تھی۔ جو کہ P.D.W.P نے 1367.732 ملین روپے منظور کیا۔

(ہ) یہ منصوبہ 1367.732 ملین روپے کے تخمینہ کا ساتھ بتاریخ 3-07-2008 کو منظور ہو چکا ہے۔ اس سال منصوبہ کے لئے 20.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پی سی۔I کے مطابق یہ منصوبہ جون 2011 میں مکمل ہو گا۔

ساؤتھ سٹی ہسپتال اوکاڑہ میں کرپشن کی تفصیلات

*700: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال، ساؤتھ سٹی اوکاڑہ تعینات ملازمین نے مل کر ادویات اور پٹرول کی مد میں غبن کرتے ہوئے ہسپتال کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچایا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ اہلکاران کی کرپشن منظر عام پر آنے اور ابتدائی انکوائری میں ثابت ہونے کے بعد انہیں صرف ٹرانسفر کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا اثبات میں ہے تو مذکورہ اہلکاران کے خلاف کب تک قواعد کے مطابق انکوائری مکمل کر لی جائے گی، نیز سال 2007-08 کے دوران ہسپتال میں کرپشن اور غبن کے کتنے کیسز سامنے آئے ہیں اور ان کے بارے میں ہسپتال انتظامیہ کی طرف سے کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ابتدائی تحقیقات کے مطابق کچھ ملازمین کے مختلف مدات بشمول میڈیسن اور پی اوایل وغیرہ کی خریداری میں بے ضابطگیوں میں ملوث ہونے کے خدشات پائے گئے ہیں۔ ثبوت کے طور پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 08۔2007 کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم تفصیلی انکوائری کے لئے مزید وقت درکار ہے۔ جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔

(ب) ابتدائی انکوائری ابھی تک تکمیل کے مراحل میں ہے اس سے پہلے ہی کچھ ملازمین انتظامی امور کی بنیاد پر ڈاکٹرز کی شکایت پر تبدیل کئے گئے ہیں۔

(ج) ابتدائی انکوائری پر مامور کمیٹی کی تفصیلی رپورٹ جلد پیش کر دی جائے گی اور بے ضابطگیوں میں ملوث پائے گئے اہلکاروں کے خلاف قواعد کے مطابق تادیبی کارروائی کی سفارش کی جائے گی۔ سال 08۔2007 کے دوران فی الحال کرپشن اور غبن کا کوئی کیس سامنے نہیں آیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ابتدائی انکوائری تکمیل کے مراحل میں ہے جیسے ہی ثبوت سامنے آئیں گے ہسپتال انتظامیہ کو مناسب کارروائی کے لئے سفارش کی جائے گی۔

سرگودھا رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دینا

*769: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دینا منظور کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اس ہسپتال کی اپ گریڈیشن کے لئے تمام مطلوبہ فنڈز فراہم کر دیئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال کے تعمیراتی کام کا ٹھیکہ دیا جا چکا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار تعمیراتی کام نامکمل چھوڑ کر چلا گیا ہے جس سے عوام کو طبی سہولیات کی فراہمی میں غیر ضروری تاخیر ہو رہی ہے؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے اور اگر نہیں ہو رہی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(و) کیا حکومت عوام کو مطلوبہ طبی سہولیات کو ممکن بنانے کے لئے تمام کام مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ کب تک ممکن ہو سکے گا؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے

(ج) درست ہے

(د) ٹھیکیدار نے کام بند کیا تھا لیکن اب دوبارہ کام شروع کر دیا ہے

(ہ) ہیلتھ ای ڈی او سرگودھا اور ایکسین پروونشل بلڈنگ سرگودھا کے نوٹس دینے کے نتیجہ ہی میں ٹھیکیدار نے کام دوبارہ شروع کیا ہے۔

(و) ایکسیئن پروونشل بلڈنگ ڈویژن سرگودھا کے مطابق موجودہ سال کے آخر تک عمارت مکمل کر کے محکمہ صحت کے حوالے کی جائے گی طبی مشینری و آلات پہلے ہی خریدے جا چکے ہیں جس سے عوام کو بہتر طبی سہولیات میسر ہو جائیں گی۔

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کی بندش و دیگر تفصیلات

*831: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کیوں، کب اور کس اتھارٹی کے حکم سے بند کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں چند طلبا کو قادیانیت کی تبلیغ کرنے کے ضمن میں کالج سے نکالا گیا، نکالے گئے طلبا کی تعداد، نام اور ان کے رہائشی ایڈریس کی تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج بند کرنے کے اقدام سے طلباکا تعلیمی حرج ہو رہا ہے اوران میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے ؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کو دوبارہ کھولنے اور قادیانیت کی تبلیغ کرنے والے طلبا کے خلاف کارروائی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) اکیڈمک کونسل کی میٹنگ میں فیصلے کے مطابق 6۔جون تا6۔جولائی2008 گرمیوں کی سالانہ چھٹیوں کی وجہ سے بند کیا گیا۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے طلباء کی تعداد اور دیگر تفصیلات کے متعلق لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے مزید یہ کہ گرمیوں کی چھٹیاں 6۔جولائی سے ختم ہو چکی ہیں اور کالج میں 7۔جولائی سے کلاسز شروع ہو چکی ہیں

(د) ان طلبا وطالبات کو کالج سے نکالنے کا فیصلہ کیا گیا تھا مگر پھر ان کی اور ان کے والدین کی غیر مشروط معافی اور بے حد اپیلوں پر ایک High Power Committee تشکیل دی گئی اور اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں آٹھ طلباء وطالبات کو کالج سے نکال کر دوسرے کالجوں میں Migrate کر دیا گیا ہے۔ مستقبل میں اس قسم کی شکایت کی صورت میں سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔

کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کو ریگولر کرنے کا مسئلہ

*843: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر صحت ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت پنجاب ڈاکٹر جو عرصہ دس سال سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں، ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

حکومت پنجاب نے کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کو ریگولر کرنے کا انقلابی فیصلہ کیا ہے اور کیس تیار کر کے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوا دیا ہے ۔ جلد ہی اس کی منظوری ہو جائے گی۔

فیصل آباد شہر میں ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*868: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

فیصل آباد شہر میں الائیڈ/ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال اور غلام محمد آباد جنرل ہسپتال میں تعینات پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور ڈاکٹرز کی تعداد ان کے نام اور کون کتنے عرصے سے کون کون سے ہسپتال میں تعینات ہے، کی مکمل تفصیلات بیان کی جائیں نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ایک جگہ پر کتنے عرصہ تک تعیناتی ہونی چاہئے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

فیصل آباد شہر میں دو ہسپتال الائیڈ اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال، پنجاب میڈیکل کالج سے ملحقہ ہیں جبکہ غلام محمد جنرل ہسپتال نان ٹیچنگ ہسپتال ہے۔ دیگر تفصیل درج ذیل ہے:-

الائیڈ ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال فیصل آباد میں تعینات پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر کی لسٹ بمعہ تاریخ تعیناتی تتمہ (الف) ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد میں تعینات ڈاکٹرز کی لسٹ بمعہ تاریخ تعیناتی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں تعینات ڈاکٹرز کی لسٹ مع تاریخ تعیناتی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ غلام محمد جنرل ہسپتال فیصل آباد میں تعینات ڈاکٹروں کی لسٹ بمعہ

تاریخ تعیناتی تتمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(کسی بھی ڈاکٹر کی تعیناتی کا عرصہ ایک ہی جگہ پر تین سال تک ہوتا ہے۔)

حکومت پنجاب کی صحت پالیسی و دیگر تفصیلات

*873:چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب کی صحت پالیسی کیا ہے اور کس نے بنائی ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب کے ہر شہری کو کب تک صحت کی سہولتیں میسر آجائیں گی؟

(ج) صوبہ پنجاب کی صحت پالیسی کے اہداف کیا ہیں اور کب تک انہیں حاصل کیا جائیگا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ بڑے شہروں میں صحت کی سہولتیں بہتر اور زیادہ ہونے کی وجہ سے دیہی اور پسماندہ علاقوں سے بڑے شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کے اقدامات کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ پاک پتن میں ڈی ایچ کیو ہسپتال کی اپ گریڈیشن ہو رہی ہے، کب تک مکمل ہو جائیگی اور کب تک وہاں ڈاکٹرز و عملہ کی تعیناتی مکمل ہو جائیگی؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ پاک پتن میں ایک اور 250 بستروں کے ہسپتال کی اشد ضرورت ہے، اگر ضرورت ہے تو کب تک بنایا جائے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت پنجاب قومی صحت پالیسی 2001 مجریہ وزارت صحت حکومت پاکستان پر عمل پیرا ہے اور صوبائی حکومت نے علیٰحدہ سے کوئی صحت پالیسی نہیں بنائی۔تاہم قومی پالیسی میں طے شدہ ترجیحات کے مطابق صوبائی حکومت عوام الناس کو صحت کی بہتر اور ارزاں سہولیات مہیا کرنے کے لئے شب و روز کوشاں ہے اور اس سلسلہ میں ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کئے جارہے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے صوبہ میں محکمہ صحت کا ایک مربوط نظام بنایا ہے جس میں بنیادی مراکز صحت سے لے کر صوبائی سطح کے تدریسی ادارے شامل ہیں موجودہ حکومت کی خصوصی توجہ کی وجہ سے ان تمام اداروں کی کارکردگی میں بہتری واقع ہوئی ہے۔ ہر نظام میں کچھ کمزوریاں اور خامیاں بہر حال موجود ہوتی ہیں مگر مسلسل کاوش اور توجہ سے وہ دن ہر گز دور نہیں جب صحت کی اعلیٰ درجہ سہولیات صوبہ کے ہر ایک شہری کی پہنچ میں ہونگی۔

(ج) قومی صحت پالیسی میں طے شدہ ترجیحات کے علاوہ حال ہی میں حکومت پنجاب نے صحت کے شعبہ میں مندرجہ ذیل انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں:۔

(i) صوبہ کے تمام بڑے ہسپتالوں میں پہلے 24 گھنٹوں میں ایمر جنسی کے دوران فیس یا اخراجات وصول نہیں کئے جاتے اور ایمر جنسی علاج مکمل طور پر فری کر دیا گیا ہے۔

(ii) جن مریضوں کے گردے فیل ہو چکے ہیں ان کے لئے ڈائیلسز کی سہولیات پنجاب کے بیشتر ہسپتالوں میں فراہم کر دی گئی ہیں اور باقی ہسپتالوں میں بھی ایک ماہ کے اندر اندر یہ سہولت مہیا کر دی جائے گی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں داخل مریضوں کی سہولیات کے لئے تمام وارڈ ائر کنڈیشنڈ کئے جارہے ہیں۔ اگلے سال مارچ تک تمام ہسپتالوں کے indoor مکمل طور پر A.C ہو جائیں گے۔

(iv) محکمہ صحت حکومت پنجاب کے اداروں میں جلد ہی تمام ڈاکٹر پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ مستقل بنیادوں پر تعینات کئے جائیں گے اور پہلے سے کنٹریکٹ پر تعینات ڈاکٹرز ایک طے کردہ ضابطہ کار کے تحت مستقل کر دیئے جائے گئے۔ (ابھی اس ضابطہ کار کی تشکیل حتمی مراحل میں ہے اور معاملہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس زیر غور ہے۔)

(v) حکومت پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت 2456 بنیادی مراکز صحت اور 291 دیہی مراکز صحت کو upgrade کر رہی ہے ۔ ان میں تقریباً 100 دیہی مراکز صحت کی بلڈنگ کی upgradation renovation کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور باقی پر کام جاری ہے۔ نیز دیہی /بنیادی مراکز صحت میں آلات کی upgradation کے لئے بھی P.H.S.R.P کے تحت اب تک 1.08 ملین روپے کے فنڈز دیئے جا چکے ہیں ۔ اگلے سال نئے آلات کی خریداری کے لئے بھی فنڈز دیئے جائیں گے۔ اسی طرح 650 سے زائد B.H.Us پر upgradation کا کام جاری ہے اور ان میں سے 100 مکمل ہو چکے ہیں۔

(vi) حکومت پنجاب نے تمام اداروں کو بہتر کارکردگی کے لئے موجودہ سال کی گرانٹ میں تین ارب روپے کا اضافہ کر دیا ہے۔

(vii) حکومت پنجاب نے عوام الناس کو سات مہلک بیماریوں سے بچاؤ کے لئے پانچ سال تک کے تمام بچوں کو حفاظتی ٹیکوں کو ہر وارڈ کی سطح پر فراہمی یقینی بنائی گئی ہے۔E.P.I پروگرام کے تحت پولیو سے بچاؤ کے لئے خصوصی مہم شروع کی جا چکی ہے۔ یہ ایک مسلسل مہم ہے اور حکومت اس کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

(viii) حکومت پنجاب نے تمام بلڈ بنکوں میں ہیپاٹائٹس B&C اور ایڈز سے محفوظ انتقال خون یقینی بنانے کے لئے مفت سکریننگ کی سہولت کی فراہمی کو یقینی بنایا ہے۔

(د) پسماندہ اور دیہی علاقوں سے بڑے شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی میں صحت کی سہولیات کے علاوہ دیگر سماجی اور معاشی عوامل مثلاً روزگار اور تعلیم کے مواقع، رہائشی سہولیات، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، ٹرانسپورٹ، و دیگر سماجی سہولیات کی دستیابی، امن وامان و تحفظ وغیرہ بھی کارفرما ہیں۔ تاہم ضلع کی سطح پر ہسپتالوں کا ایک مربوط نظام موجود ہے اس میں

(1) یونین کونسل کی سطح پر بنیادی مراکز صحت B.H.U
(2) تھانہ /مرکز کی سطح پر رورل ہیلتھ سنٹر R.H.C
(3) تحصیل کی سطح پر تحصیل ہیڈکوارٹر T.H.Q
(4) ضلع کی سطح پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر D.H.Q موجود ہیں اور ان تمام اداروں کی کارکردگی میں بہتری لانے کی بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں۔

(ہ) یہ درست ہے کہ پاک پتن شریف میں 60 بستروں کے ہسپتال کو اپ گریڈ کرکے 125 بستروں پر مشتمل ڈی ایچ کیو ہسپتال تعمیر کیا جارہا ہے اس کی کل لاگت 81.514 ملین روپے ہے جس میں سے بلڈنگ کے لئے 54.774 ملین روپے اور مشینری کے لئے 26.740 ملین روپے منظور ہوئے تھے۔ بلڈنگ کی تعمیر جاری ہے اور منظور شدہ رقم میں سے 08۔06۔30 تک 30 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ رواں مالی سال کی A.D.P میں بلڈنگ کی تعمیر کے لئے 12.774 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اور ان کے استعمال پر مزید فنڈز بھی مہیا کر دیئے جائیں گے ۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ کے مطابق 09۔06۔30 تک اس ہسپتال کی تعمیر کا کام مکمل ہونا متوقع ہے۔

(و) حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے مطابق تمام ضلعوں میں 125 بستروں پر مشتمل D.H.Q ہسپتال ہی قائم کئے جاتے ہیں۔ ضلع پاک پتن میں حکومت پہلے سے 125 بستروں پر مشتمل ہسپتال تعمیر کر رہی ہے پاکپتن سے بڑے اضلاع صوبے میں موجود ہیں اور محض ایک ضلع کے لئے طے کردہ Yardstick سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔

ایف آئی سی میں ڈاکٹرز و ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیل

*895: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

فیصل آباد انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی (ایف آئی سی) میں فرائض سرانجام دینے والے ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل اسٹاف و دیگر ملازمین کی کل تعداد کیا ہے اور تنخواہ کی مد میں ماہانہ کتنی رقم انہیں ادا کی جاتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد (ایف آئی سی) میں فرائض سرانجام دینے والے ڈاکٹرز ،پیرا میڈیکل سٹاف ودیگر ملازمین کی کل تعداد 200 ہے جس کی تفصیل جز(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز تنخواہ کی مد میں ماہانہ 3135112 روپے رقم ادا کی جاتی ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*925: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ صحت کے زیر اہتمام چلنے والے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تحصیل وار تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ مراکز / سنٹرز میں تعینات عملہ اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ صحت کے زیر اہتمام چلنے والے بی۔ایچ۔یوز اور آر۔ایچ۔سیز کی تحصیل وار تعداد درج ذیل ہے۔

نام تحصیل	رورل ہیلتھ سنٹرز	بنیادی مرکز صحت
فیصل آباد	02	52
چک جھمرہ	01	15
جڑانوالہ	04	49
سمندری	01	29
تاندلیانوالہ	03	23
کل تعداد	11	168

(ب) مذکورہ مراکز / سنٹرز میں تعینات عملہ اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال علی پور (مظفر گڑھ) کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*930: جناب شہزادرسول خان: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال علی پور (مظفر گڑھ) کتنے رقبہ پر محیط، کتنے بیڈز پر مشتمل ہے، ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ ہسپتال اور ایمرجنسی میں بیڈز کی سہولیات اس تحصیل اور شہر کی ضروریات کے لئے کافی ہے، اگر ناکافی ہیں تو اس ہسپتال اور ایمرجنسی میں کب تک توسیع متوقع ہے؟

(ج) یہ ہسپتال کب اپ گریڈ ہوا تھا۔2005 سے اب تک سال وار کتنے فنڈز حکومت کی طرف سے فراہم کئے گئے ہیں، کتنے فنڈز ادویات کے لئے اور کتنے فنڈز اس ہسپتال کی عمارت کی توسیع وغیرہ کے لئے تھے؟

(د) مذکورہ عرصہ کے کس کس مالی سال میں مختص شدہ فنڈز اس ہسپتال کے lapse ہوئے، فنڈز lapse ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا اس ہسپتال کے لئے حکومت مزید رقبہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال علی پور ضلع مظفر گڑھ 34 کنال 1 مرلہ پر محیط ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی پور 40 بستروں پر مشتمل ہے۔ایمرجنسی 4 بستروں پر مشتمل ہے۔

(ب) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال علی پور کے بستروں کی تعداد اس تحصیل اور شہر کے لئے ناکافی ہے۔اس سلسلے میں متعلقہ ای ڈی او ہیلتھ نے ڈی سی او کو اپنی سفارشات سے بذریعہ چٹھی نمبری 21585 مورخہ 08۔12۔31 بجھوادی ہیں کہ متعلقہ ریسٹ ہاؤس کو ہسپتال کے رقبہ میں شامل کر دیا جائے تاکہ مزید کمرے اور بستر میسر آسکیں۔ معاملہ ضلع حکومت کے پاس زیر غور ہے۔

(ج) یہ ہسپتال 81۔1980 میں اپ گریڈ ہوا تھا اور 2005 سے اب تک صرف ادویات کی مد میں فنڈز دیئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2005۔06	۔/725000روپے
2006۔07	۔/2000000روپے
2007۔08	۔/6000000روپے
2008۔09	۔/6000000روپے

تاہم عمارت کی توسیع کے لئے کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔

(د) 06۔2005تا08۔2007 میں کوئی فنڈز لیپس نہیں ہوئے۔

(ہ) اس سال ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی پور کی چار سکیمیں پاس کی ہیں۔ان کے شیڈز بھی لگ چکے ہیں۔

(1)	گائنی او پی ڈی	ایک عدد	۔/2572000
(2)	مارجری	ایک عدد	۔/1733000
(3)	وومن میڈیکل آفیسر رہائش گاہ	ایک عدد	۔/2000000
(4)	میڈیکل آفیسر دفتر	پانچ عدد	۔/2497000

ان عمارتوں کے لئے جگہ ناکافی ہے۔تاہم ہسپتال ہذا کے ساتھ ریسٹ ہاؤس منسلک ہے اگر اس کو ہسپتال کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو مندرجہ بالا سکیموں کے لئے کافی سہولت میسر ہو سکتی ہے۔اس سلسلہ میں جناب ڈی سی او مظفر گڑھ کو لیٹر نمبر21585 مورخہ 08۔12۔31 تحریر کر دیا ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی پور (مظفر گڑھ) میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*931: جناب شہزاد رسول خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی پور (مظفر گڑھ) میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں کتنی اسامیاں خالی اور کتنے ڈاکٹر کام کر رہے ہیں خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کی جائے گی؟

(ب) کیااس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی رہائش کے لئے کوارٹرز ہیں؟

(ج) کیااس ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت اس ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز کو کب تک سرکاری رہائش گاہیں فراہم کرے گی؟

(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کے لئے کتنے دفاتر ہیں، کیا ہسپتال میں تعینات تمام ڈاکٹرز کے لئے دفاتر ہیں، اگر کم ہیں تو کب تک مزید دفاتر بنائے جارہے ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں 24 ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ایک عدد A.P.M.O 2 عدد A.P.W.M.O 1 عدد سرجن 1 عدد فزیشن 1 عدد گائناکالوجسٹ 1 عدد اسنتیھزیا سپیشلسٹ 1 عدد چائلڈ سپیشلسٹ 1 عدد آئی سرجن 1 عدد پتھالوجسٹ 1 عدد میڈیکل آفیسر 8 عدد وومن میڈیکل آفیسر 3 عدد ڈینٹل سرجن 1 عدد فارماسسٹ 1 عدد خالی اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

A.P.W.M.O ایک عدد فزیشن 1 عدد فارماسسٹ 1 عدد

(ب) اس ہسپتال میں 24 ڈاکٹرز صاحبان کام کررہے ہیں اور ہسپتال میں صرف 5 عدد ڈاکٹروں کی رہائش گاہیں ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

M.S رہائش گاہ ایک عدد M.Os رہائش گاہ تین عدد W.M.O رہائش گاہ ایک عدد اس سلسلہ میں پہلے ہی 6 عدد M.Os کی رہائش گاہوں کے لئے سکیمیں برائے اجازت E.D.O فنانس مظفر گڑھ کو بھیج دی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی گڑھ نے کہا ہے کہ ان عمارتوں کے لئے ہسپتال ہذا کے ساتھ منسلک ریسٹ ہاؤس کو ہسپتال کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو یہ عمارتیں آسانی سے بن سکتی ہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں متعلقہ ای ڈی او ہیلتھ نے D.C.O کو اپنی سفارشات بذریعہ چٹھی نمبر 21585 مورخہ 08۔12۔31

بھجوادی ہیں کہ متعلقہ ریسٹ ہاؤس کو ہسپتال کے رقبہ میں شامل کر دیا جائے تاکہ مزید کمرے آسانی سے میسر آ سکیں۔ معاملہ ضلع حکومت کے پاس زیر غور ہے۔

(ج) اس سال ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی پور کی چار سکیمیں پاس کی ہیں۔ان کے ٹینڈر بھی لگ چکے ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(i) گائنی O.P.D وارڈ، ایک عداد2572000روپے

(ii) مارچری ایک عدد۔/ 1733000روپے

(iii) وومن میڈیکل آفیسر رہائش گاہ ایک عدد۔/2000000روپے

(iv) میڈیکل آفیسر آفیسر 5عدد۔/2497000روپے

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی گڑھ نے کہا ہے کہ ان عمارتوں کے لئے جگہ ناکافی ہے تاہم اگر ہسپتال ہذا کے ساتھ منسلک ریسٹ ہاؤس کو ہسپتال کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو یہ عمارتیں آسانی سے بن سکتی ہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں متعلقہ ای ڈی او ہیلتھ نے D.C.O کو اپنی سفارشات سے بذریعہ چٹھی نمبری21585 مورخہ 08۔12۔31 بجھوادیں ہیں کہ متعلقہ ریسٹ ہاؤس کو ہسپتال کے رقبہ میں شامل کر دیا جائے تاکہ مزید کمرے آسانی سے میسر آ سکیں۔ معاملہ ضلع حکومت کے پاس زیر غور ہے۔

(د) اس ہسپتال میں دفاتر کی تعداد بہت کم ہے۔ تین تین ڈاکٹرز صاحبان ایک دفتر میں اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔تاہم جلد ہی نئے دفاتر کی تعمیر کے ساتھ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

سیالکوٹ کے علاقہ بجوات بی ایچ یو کی اپ گریڈیشن

*946: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ کا علاقہ بجوات جو تقریباً86 دیہات کی آبادی پر مشتمل ہے وہاں پر ایک ہسپتال /بی ایچ یو تو موجود ہے مگر اس ہسپتال میں مریضوں کے علاج و معالجہ کے لئے خاطر خواہ بندوبست نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت اس ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اسکی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) علاقہ بجوات میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر اور ایک بنیادی مرکز صحت موجود ہے-رورل ہیلتھ سنٹر کاہلیان جو کہ 20 بستروں پر مشتمل ہے وہاں پر لیبارٹری، ایکسرے، ڈینٹل یونٹ اور آپریشن تھیٹر کی سہولیات میسر ہیں-سنٹر ہذا کے انچارج ایک سینئر میڈیکل آفیسر ہیں-ان کے علاوہ میڈیکل آفیسر اور ڈینٹل سرجن بھی موجود ہیں-بنیادی مرکز صحت لونی میں پیرا میڈیکل عملہ اور ایک ڈسپنسر تعینات ہے-ڈاکٹر کے دستیاب ہونے پر فوری طور پر اس کی تعیناتی کر دی جائے گی-(دونوں سنٹروں پر سٹاف کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) دونوں سنٹروں پر ای پی آئی ویکسین اور زچہ و بچہ کے علاج معالجہ کی سہولتیں بھی دستیاب ہیں-

(ب) رورل ہیلتھ سنٹر کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے 2007-08 کا ٹوٹل بجٹ -/726000روپے جو کہ صرف ادویات کے لئے مختص تھا اس سے سو فیصد ادویات خریدی گئی تھیں جو کہ مریضوں کے علاج معالجہ پر صرف ہوئیں- رواں مالی سال2008-09 کا بجٹ825000روپے تھا جو کہ ادویات خریدنے کے لئے مختص ہے-رواں مالی سال کے لئے ادویات کی خرید(under process)ہے-مزید براں گورنمنٹ پنجاب نےH.S.P.R کے تحت تمامR.H.Csاور B.H.Us کو اپ گریڈ کیا- جس کے تحت ہر R.H.C میں چارج نرسز اور ایک کمپیوٹر آپریٹر، ہر بی ایچ یو میں ایک نیوٹریشن سپروائزر، کمپیوٹر آپریٹر اور سوشل موبلائزر کو تعینات کر دیا گیا ہے-ان کی وجہ سے مریضوں کو بہتر علاج معالجہ کی سہولتیں میسر آ رہی ہیں-مزید برآں گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ رورل ہیلتھ سنٹر کی موجودہ بلڈنگ کو مکمل طور پر renovate کرنے کے لئے خطیر رقم خرچ کر رہی ہے- سکیم مکمل ہونے پر R.H.C میں تمام سہولتیں بحال ہو جائیں گی اور مریضوں کو بہتر ماحول ملے گا- (renovation کی مکمل تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

پنجاب بھر میں ٹی بی کے علاج کے لئے Sanitarium کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1013: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بھر میں حکومت پنجاب کے زیر اہتمام کس کس جگہ خصوصی طور پر ٹی بی کے علاج کے لئے کتنے Sanitarium قائم کئے گئے ہیں، انہیں سالانہ کتنے فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں، ہر ایک سینی ٹوریم کو ملنے والی امداد الگ الگ بیان فرمائیں؟

(ب) کس سینی ٹوریم سے ٹی بی کے مریضوں کی باقاعدگی سے مفت ادویات کی فراہمی کا انتظام ہے۔سال06-2005 میں کتنے مریضوں کو ٹی بی کی مفت ادویات فراہم کی گئی ہیں اس پر کتنا خرچہ آیا؟ پنجاب میں اندازً ٹی بی کے مریضوں کی تعداد کیا ہے۔جیلوں میں موجود ٹی بی کے مریضوں کے علاج وادویات کی فراہمی کا کیا انتظام ہے؟

(ج) مری کے قریب واقع ساملی سینی ٹوریم کو سال06-2005 میں کتنی امداد دی گئی، کون کون سی نئی مشینری فراہم کی گئی اور جدید عالمی تحقیق کے حوالہ سے کون سے اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت صرف ایک ہی ٹی بی سینی ٹوریم برائے علاج و معالجہ ٹی بی ضلع راولپنڈی حکومت پنجاب کے زیر انتظام کام کر رہا ہے اس سینی ٹوریم کا نام سید محمد حسین گورنمنٹ ٹی بی سینی ٹوریم ساملی ہے۔اس سینی ٹوریم کو 2005 سے 2008 تک ملنے ولے سالانہ بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال06۔2005 ۔/ 43.72 ملین روپے
سال07۔2006 ۔/41.78 ملین روپے
سال08۔2007 ۔/ 47.00 ملین روپے
سال09۔2008 ۔/ 47.25 ملین روپے

(ب) سید محمد حسین گورنمنٹ ٹی بی سینی ٹوریم ساملی میں مریضوں کے باقاعدگی سے علاج معالجہ کا انتظام ہے۔سال2005 میں کل ۔/61308 اور سال2006 میں کل 66179

مریضوں کو ٹی بی کی ادویات مہیا کی گئیں اور ایک تخمینہ کے مطابق اس وقت پنجاب میں ٹی بی کے مریضوں کی تعداد۔ /164508 سالانہ ہے۔جیلوں میں موجود ٹی بی مریضوں کے لئے میڈیکل عملہ تعینات ہے۔مریض کی ٹی بی کی تشخیص ہونے کی صورت میں کسی بھی قریبی ہسپتال میں بذریعہ ٹی بی dots پروگرام جو کہ اس وقت صوبہ میں محکمہ صحت کے زیرانتظام چل رہاہے منجملہ عام مریضوں کے ساتھ قیدی مریضوں کو بھی مفت ادویات برائے علاج ٹی بی فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) مری کے قریب واقع سید محمد حسین گورنمنٹ ٹی بی سینی ٹوریم سالمی کو 06۔2005 میں ۔ /43.72 ملین روپے بجٹ الاٹ کیا گیا اور 07۔2006 میں حکومت کی طرف سے ایک عدد 500MA ایکسرے پلانٹ مہیا کیا گیا ۔ جدید عالمی تحقیق کے حوالہ سے W.H.O اور حکومت پاکستان کے تعاون سے ٹی بی dots پروگرام اس ہسپتال کے وارڈز اور شعبہ بیرونی مریضان شروع کیا گیا ہے۔مزید برآں پنجاب کے تمام 35 اضلاع میں ٹی بی کنٹرول پروگرام diagnostic centers under dots کام کر رہے ہیں۔ جن کی تعداد 498 ہے اور اسی پروگرام کے ٹی بی treatment tenters کی تعداد 2850 ہے۔ جن میں مفت تشخیص علاج و معالجہ اور ادویات کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

جنڈیالی بنگلہ اڈا چک 56 /15-ایل پر مرکز صحت کا قیام

*1052: رانا بابر حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 56 /15-ایل جنڈیالی بنگلہ اڈا پر کوئی مرکز صحت نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ میں آر ایچ سی /بی ایچ یو نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت جنڈیالی بنگلہ اڈا پر آر ایچ سی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) کسی حد تک یہ بات درست ہو سکتی ہے مگر مکمل طور پر یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ جنڈیالی بنگلہ کے لوگ بنیادی مرکز صحت چک نمبر ایل ۔ 15/50 جو کہ تقریباً سات کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، طبی سہولیات حاصل کر رہے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے مطابق آر ایچ سیز مرکز کی سطح پر بنائے جاتے ہیں۔ چونکہ جنڈیالی بنگلہ مرکز نہ ہے اس لئے یہاں پر آر ایچ سی قائم کرنا مناسب نہیں ہے۔تاہم حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق یہاں پر بی ایچ یو قائم کیا جا سکتا ہے چونکہ تمام ضلعی سطح کے ادارے اور ان کے ترقیاتی کام ضلعی حکومتوں کی ذمہ داری ہے اس لئے جنڈیالی بنگلہ پر بی ایچ یو قائم کرنا بھی ضلعی حکومت خانیوال کی ذمہ داری ہے تاہم اس سلسلے میں ضلعی حکومت کو ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ہدایت کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال میں سرکاری ہسپتالوں کی صورتحال

*1074: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں کتنے سرکاری ہسپتال، آر۔ایچ۔سی اور بی ایچ یوز ہیں۔ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان کے سال 2006 سے آج تک کے بجٹ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان سالوں کے دوران ان کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئی ہیں؟

(د) کتنے ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز کی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ہ) کن کن ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹرز میں طبی آلات اور دیگر مشینری ناکافی ہے؟

(و) کیا حکومت اس تحصیل کے تمام ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹرز میں مسنگ فیسلٹی پوری کرنے کے لئے ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) (i) تحصیل بھلوال میں ایک ٹی ایچ کیو ہسپتال ہے جس کا رقبہ 64 کنال ہے اس کے علاوہ تین آر ایچ سیز اور 19 بی ایچ یوز ہیں جن کے نام اور رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام آر ایچ سی	رقبہ
میانی RHC	32 کنال
بھیرہ RHC	21 کنال
پھلروان RHC	16 کنال

(ii) تحصیل بھلوال میں کل 19 بی ایچ یو ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔	چک سعدیہ	2۔	کلیاں پور
3۔	حضور پور	4۔	ہاتھی ونڈ
5۔	علی پور سیداں	6۔	نبی شاہ خورد،
7۔	چک رام داس	8۔	راتو کالا
9۔	راکھ چراغ	10۔	چک نمبر ایم ایل/10
11۔	پرانا بھلوال	12۔	چک نمبر این ایم/18
13۔	چک نمبر این بی/10	14۔	چبا پرانا
15۔	چک نمبر ایم ایل/8	16۔	چک نمبر این بی/2
17۔	ڈھوری	18۔	سالم
19۔	دیوال اور ہر بی ایچ یو 1.5 ایکڑ پر مشتمل ہے۔		

(ب) سال 2006 سے آج تک ان ہسپتالوں کو دیئے گئے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ہسپتال	کل بجٹ	بجٹ برائے ادویات	مالی سال
ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال	1351000/۔	400000/۔	2006-07
آر ایچ سی میانی	3963000/۔	500000/۔	2006-07
آر ایچ سی بھیرہ	4537000/۔	500000/۔	2006-07
آر ایچ سی پھلروان	4079000/۔	500000/۔	2006-07
19 عدد بی ایچ یو	26192000/۔	1624000/۔	2006-07

ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال	18459000/۔	4300000/۔	2007۔08
آر ایچ سی میانی	5956000/۔	800000/۔	2007۔08
آر ایچ سی بھیرہ	8572000/۔	950000/۔	2007۔08
آر ایچ سی پھلروان	6946000/۔	600000/۔	2007۔08
19 عدد بی ایچ یو	27177000/۔	1940000/۔	2007۔08
ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال	19774000/۔	500000/۔	2008۔09
آر ایچ سی میانی	811000/۔	800000/۔	2008۔09
آر ایچ سی بھیرہ	8337000/۔	950000/۔	2008۔09
آر ایچ سی پھلروان	7730000/۔	700000/۔	2008۔09
19 عدد بی ایچ یو	32230000/۔	2436000/۔	2008۔09

نوٹ:۔ تمام بی ایچ یوز کا بجٹ مساوی ہوتا ہے۔

(ج) اوپر بیان کردہ بجٹ برائے ادویات سب خرچ کیا جاتا رہا ہے اور ادویات فراہم کی جاتی رہیں۔

(د) وومین میڈیکل آفیسر کی ایک سیٹ آر ایچ سی میانی خالی ہے۔
میڈیکل آفیسر کی پانچ سیٹیں خالی ہیں جو کہ ایم ایل بی ایچ یو/10، حضور پور، رتو کالا، چک رمداس اور ہاتھی ونڈ میں خالی ہیں جنہیں جلد ہی پورا کر لیا جائیگا۔

(ہ) آر ایچ سی میانی پر دو عدد اور باقی پھلروان اور بھیرہ پر ایک ایک ایمبولینس موجود ہے۔اس کے علاوہ ایک عدد ڈینٹل یونٹ ایک عدد ایکس رے پلانٹ۔ایک عدد آپریشن تھیٹر میں استعمال ہونے والے اوزار موجود ہیں۔اب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت رواں مالی سال میں مزید خرید کرنے کے لئے بجٹ مہیا کیا جا رہا ہے اور آلات خریدے جائیں گے نیز اور بی ایچ یو لیول کے لئے درکار آلات کافی ہیں۔

(و) تعمیراتی کمی (missing facilities) کو پورا کرنے کے لئے B.H.Us پر N.L.C محکمہ کام کر رہا ہے جبکہ R.H.Cs پر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہا ہے اور یہ تعمیراتی کام 2009۔06۔30 تک پورے ہو جائیں گے ۔ تین عدد R.H.Cs پر 8.023 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔P.H.S.R پروگرام کے تحت B.H.Us پر

کام یعنی مرمت وغیرہ ہوئی ہے۔19 عدد B.H.Us پر 18.246 ملین روپے کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ باقی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ طبی آلات تقریباً ضرورت کے مطابق موجود ہیں اور فراہم کردہ لسٹ کے مطابق مزید کی خریداری جلد متوقع ہے۔

میانی شہر تحصیل بھلوال میں ادویات و گرانٹ کی فراہمی

*1075: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میانی شہر ہیلتھ سنٹر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کو سال 2006 سے آج تک کتنی رقم اور ادویات سال وار فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ ادویات اور گرانٹ ہسپتال کی ضروریات کے لئے کافی تھیں اگر نہیں تو حکومت سال 09-2008 میں اس ہسپتال کو اضافی گرانٹ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) اس ہسپتال میں کتنے آپریشن تھیٹر ہیں، ان میں کیا کیا سہولیات موجود ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال ہذا میں طبی آلات ناکافی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ہسپتال ہذا میں ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت تمام مسنگ فیسلٹی فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) 07۔2006 مالی سال کے لئے 600000 روپے ادویات کے لئے مہیا کئے گئے اور تقریباً اسی رقم کی ادویات خریدی گئیں۔

08۔2007 مالی سال کے لئے 600000 روپے ادویات کے لئے دیئے گئے اور 598822 روپے کی ادویات خریدی گئیں۔

09۔2008 مالی سال کے لئے 800000 روپے دیئے گئے جس سے رواں مالی سال میں خریداری کی جارہی ہے۔

(ب) یہ رقم ضرورت کے مطابق ناکافی تھی۔ البتہ اس سال حکومت نے زائد رقم فراہم کر دی ہے۔

(ج) ایک آپریشن تھیٹر ہے۔مائنر سرجری کی سہولت موجود ہے۔

(د) طبی آلات آر ایچ سی کے مطابق کافی ہیں۔

(ہ) ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت مسنگ فیسلٹی مہیا کی جارہی ہے بلڈنگ کی مرمت کا کام اس سال مکمل ہو جائیگا۔H.S.R.P کے تحت ضلعی حکومت کی طرف سے طبی آلات کی مرمت اور خریداری کے لئے فنڈز مہیا کئے جارہے ہیں اس سال یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔

ہسپتالوں میں استعمال شدہ آلات کو دوبارہ استعمال کرنے کا مسئلہ

*1106: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے تمام چھوٹے یا بڑے ہسپتالوں کے مریضوں کا استعمال شدہ کوڑا اور گندگی clinical waste جس میں 15 تا 20 فیصد انتہائی مضر صحت اور خطرناک بیماریوں کا باعث بنتا ہے ایک بار پھر مریضوں کے استعمال میں لانے کے لئے مارکیٹ میں لایا جاتا ہے؟

(ب) متذکرہ بالا حقائق کی روشنی میں کیا حکومت ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے ہسپتالوں کے استعمال شدہ آلات دوبارہ استعمال نہ ہوں، اگر ایسے اقدامات نہیں کئے جارہے تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ مضر صحت استعمال شدہ کوڑا دوبارہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔ہسپتال کی waste management کی کمیٹیاں ہسپتال کے کوڑے کا مناسب تلفی کے لئے سخت اقدامات اور مانیٹرنگ کرتیں ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب hospital waste کی مناسب طریقے سے تلفی کے بارے میں بڑے اہم اقدامات اٹھا رہی ہے۔ تمام ہسپتالوں میں اس سلسلہ میں ہسپتال کی سطح پر کمیٹیاں بنائی گئیں جو اس سلسلہ میں hospital waste کی مناسب طریقے سے تلفی کو یقینی بناتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے وفاقی حکومت کے تعاون سے 19 ضلعی

ہسپتالوں میں hospital waste کے لئے Inclinator مہیا کئے ہیں۔ اس کے علاوہ waste کے اکٹھا کرنے اور اس سے متعلقہ سامان ہسپتالوں کو مہیا کیا گیا ہے۔ جس میں مختلف رنگ کی بالٹیاں سیفٹی بکس سرنج کٹر وغیرہ شامل ہیں ہسپتال کے waste کی تلفی اور آگاہی کے لئے ہیلتھ ایجوکیشن کا معلوماتی پمفلٹ اور پوسٹ بھی مہیا کئے گئے ہیں۔

سروسز ہسپتال لاہور میں خریدی گئی مشینری کی مالیت و دیگر تفصیلات

*1126: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں سال2005 سے آج تک کتنی مشینری کتنی مالیت میں خرید کی گئی، سٹی سکین، الٹراساؤنڈ، ایکسرے مشین اور دوسری مشینری جو خرید کی گئیں اس کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کتنی ایسی مشینیں ہیں جو اب تک ڈبہ پیک ہیں اور ان کو زیر استعمال نہیں لایا گیا؟

(ج) ان مشینوں کو نصب نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور ان کو زیر استعمال نہ لانے والوں کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں 2005 سے آج تک خریدی جانے والی مشینری کی کل مالیت 479.929 ملین روپے ہے تمام مشینری بشمول سی ٹی سکین، الٹراساؤنڈ، ایکسرے مشین کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لیتھروتھراپی مشین کے علاوہ کوئی مشین ڈبہ پیک نہیں ہے۔ یہ مورخہ 08۔07۔18 کو وصول کی گئی۔

(ج) lithotripter مشین کی تنصب کے لئے خصوصی کمرہ کی تعمیر کا معاہدہ ایل ڈی اے سے ہو چکا ہے۔ اور از کی تعمیر جاری ہے۔ lithotripter مشین کمرہ کی تکمیل مکمل ہونے کے فوراً بعد نصب ہو جائے گی اور اس کام کی تکمیل میں تقریباً ایک مہینہ لگے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر
ادویات جعلی، مہنگی کرنے اور ان کی قلت پیدا کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی توجہ نہایت اہم مسئلے کی طرف جو کہ ادویات سے متعلقہ ہے مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ادویات کا نہ ملنا بھی ایک مسئلہ ہے، جعلی ادویات کا بنایا جانا بھی ایک مسئلہ ہے اور ادویات کا بے پناہ مہنگا ہونا بھی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جو multinational companies یہاں پر ادویات بناتی ہیں وہی multinational ادارے ہندوستان میں بھی وہی ادویات بناتے ہیں۔ وہاں پر ادویات چار گنا سستی ہیں، دس گنا سستی ہیں۔ پاکستان کے اندر ادویات کی بے پناہ مہنگائی بڑھانے میں کون سے ادارے، کون سے پالیسی ساز ذمہ داران کی اجازت دیتے ہیں؟ جبکہ ہندوستان میں ان multinational companies کو ادویات بنانے کے لئے جب تین سال کا لائسنس جاری کرتے ہیں تو وہ ان اداروں کو پابند کرتے ہیں کہ آپ کو تین سال تک ادویات کا raw material یہاں پر ہی پیدا کرنا ہوگا۔ وہ ان پر raw material باہر سے import کرنے کی پابندی لگا دیتے ہیں جبکہ پاکستان میں ان دوائی ساز اداروں کو مسلسل لائسنس جاری کیا جاتا اور ان کو پابند نہیں کیا جاتا کہ آپ ادویات کا raw material پاکستان میں بنا کر دوائی کو سستا بنائیں اور ادویات کے ریٹ ہندوستان کے برابر رکھیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ وہ کون سے ادارے، وہ کون سے ذمہ دار لوگ اور وہ کون سے policy makers ہیں جو ان multinational companies کو بجائے پابند کرنے کے کہ آپ ادویات بنانے کا raw material پاکستان میں manufacture کریں ان کو باہر سے درآمد کرنے کے لئے لائسنس جاری کرتے رہتے ہیں۔ وہ ذمہ داران ادویات کی قیمتیں بڑھانے میں ان اداروں کی معاونت

اوران کی امداد کرتے رہتے ہیں۔وہ کمیشن مافیا ہے اور ایک بہت بڑا کمیشن مافیا ہے۔میں اس معزز ایوان کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس پر ایسی انکوائری کی جائے، کسی ذمہ دار کو انکوائری دی جائے کہ انسانی ادویات، حیوانات کی ادویات اور زرعی ادویات اتنی مہنگی کیوں ہیں؟

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے بزرگو!ایم پی اے صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر debate شروع کر دی ہے۔شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ میری توجہ دلاؤ درخواست تھی۔آپ کا بے حد شکریہ۔آپ نے مجھے موقع دیا میں اس پر توجہ دلانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی،وزیر صحت!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے price کی بات کی ہے یہ ایک federal subject ہے، یہ provincial subject نہیں ہے۔ اس پر Punjab level پر کام نہیں کیا جاتا۔یہ میں clear کرنا چاہتا تھا کہ یہ federal subject ہے۔دوسری بات اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ممبر صاحبان تو بات چھوٹی کرتے ہیں،آپ اس کو اور لمبا کر دیتے ہیں۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): نہیں، جناب !میں نے تو یہ clear کر دیا، میں نے صرف ان کی بات کو clear کرنا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ جوئس روفن جولیس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ جوئس روفن جولیس: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا ہے۔آج جبکہ محکمہ صحت پر بات ہو رہی ہے میں یہاں وزیر صحت سے یہ گزارش کروں گی کہ میاں محمد شہباز شریف نے

اقلیتوں کے لئے وعدہ کیا ہے کہ ان کو کوٹا دیا جائے گا۔ میں وزیر صحت سے درخواست کرتی ہوں کہ کیا میڈیکل کالج میں بھی اقلیتوں کے لئے کوٹا دینے کی کوئی پالیسی ہے؟ 1970 سے پہلے ہر میڈیکل کالج میں پانچ سیٹیں اقلیتیوں کے لئے تھیں وہاں پر اقلیتی بنیادوں پر admission لے سکتے تھے۔ میری یہ درخواست نہ صرف وزیر صحت سے ہے بلکہ اس پورے ہاؤس سے ہے کہ آپ مخلوط الیکشن کے تحت اقلیتوں سے ووٹ لے کر آتے ہیں تو کم از کم ایک آدھ، آج جب ہم بات کرتے ہیں تو ہمیں support ہی کر دیں اور آپ جانتے ہیں کہ یہ community کتنی کمزور ہے۔ آپ کرسمس کے موقع پر وہاں جاتے ہیں اور کیک کاٹتے ہیں، ہم اس بھائی چارے کے لئے بھی شکر گزار ہیں لیکن ان بچوں کو اعلیٰ تعلیم دینے کے لئے آج میں آپ سے request کرتی ہوں کہ آپ اقلیتوں کے لئے میڈیکل کالج میں یہ کوٹا مختص کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا شکریہ۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ Constitution کے مطابق ہر پاکستانی شہری برابر کے حقوق رکھتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس میں کسی کو اقلیت کہنا میں تو مناسب نہیں سمجھتا لیکن آپ اس کو اقلیت خود ہی فرما رہی ہیں۔ جو جواب وزیر صاحب متعلقہ محکمہ کے متعلق دینا چاہتے ہیں وہ بھی دے دیں بہر حال میں نے Constitution کی بات کی ہے۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے، میرا خیال ہے کہ آپ نے جو بات کی ہے یہی سب سے مناسب بات ہے کہ یہاں پر ہم کسی میں فرق نہیں سمجھتے۔ اب جو بھی پاکستانی ہے اور وہ چاہے کسی بھی community سے تعلق رکھتا ہو وہ پاکستانی ہے اور اس کے equal rights ہیں جتنے دوسرے لوگوں کے ہیں۔ البتہ انہوں نے جو سوال کیا ہے کہ کچھ مخصوص کوٹا ان کے لئے مختص کیا جائے تو ابھی تک تو ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ open competition ہوتا ہے اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے 700 لوگ boys seat پر داخل ہوئے ہیں تو ممکن ہے کہ یہ سارے کرسچئن بھی ہو سکتے تھے یہ تو میرٹ کی بات ہے، جتنے بھی زیادہ ہوں گے ان کو welcome کریں گے اور یہ کام میرٹ سے چلے گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال:جناب سپیکر!یہ shaver hand piece سرجری میں استعمال ہوتے ہیں۔سات ماہ پہلے میں میو ہسپتال اپنے کزن کے آپریشن کے لئے گیا تھا تو سرجن صاحب نے کہا تھا کہ یہ FedEx instruments میں صرف clearance کے لئے گئے ہوئے ہیں۔یہ سات ماہ پہلے کی بات ہے۔ پھر ہم ایک ماہ بعد دوبارہ گئے تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک clear نہیں ہوئے۔ میں ایم ایس میو ہسپتال کو ملا،ان کو request کی کہ یہ clear کروا کر مہربانی فرمائیں،آپریشن کروانا ہے اور اس طرح کے کوئی بھی آپریشن نہیں ہو رہے۔یہ آلات jaw joint کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو سات ماہ کے بعد بھی دو،تین دفعہ پتا کرنے کے باوجود وہ FedEx سے ابھی تک clear ہو کر نہیں آئے۔ میری سیکرٹری صاحب سے یہ request ہے کہ یہ چھوٹا سا معاملہ تھا اور اس میں شاید تین، چار ہزار روپے clearance fees تھی وہ باقر صاحب خود بھی شاید pay کر دیتے لیکن جو procedure تھا اس میں وہ خود pay نہیں کر سکتے تھے۔یہ ذرا یم ایس صاحب سے خصوصی طور پر مہربانی کروائیں اور اسے note فرمالیں۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بہت اہم بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ بٹر:جناب سپیکر!میں بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب جوئیل عامر سہوترا:جناب سپیکر!ایک منٹ دے دیں۔۔۔

MR. SPEAKER: Order please, order in the House,

آپ تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھیں۔ میں منسٹر صاحب سے سوال کا جواب لے رہا ہوں۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو نشاندہی ابھی کی ہے۔ فوری طور پر اس کا انشاء اللہ رزلٹ بھی نکل سکتا ہے۔یہ ابھی تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس چیمبر میں آجائیں۔یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔آج ہی اس کو resolve کروادیں گے۔

جناب سپیکر:جی،good

جناب جوئیل عامر سہوترا:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بات کرنے دیں۔آپ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔اب اس سے متعلقہ سوال نہیں ہو سکے گا۔

محترمہ جوئیس روفن جولیس: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ جوئیس روفن جولیس: جناب سپیکر! ہم مخصوص سیٹوں پر آئے ہوئے ہیں اور اس بارے میں ان سے کوٹا مانگتے ہیں۔اگر یہ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر میاں محمد شہباز شریف نے کس چیز کا اعلان کیا تھا ؟یہ کہہ دینا کہ کرسچئن لوگ میرٹ پر آئیں ، میرٹ کا مقابلہ ایک labourer یا ایک sweeper کا بچہ کس طرح سے کر سکتا ہے جبکہ entry test کے لئے اتنی فیسیں وصول کی جاتی ہیں، پروفیسر مافیا اتنی اتنی زیادہ فیسیں لے رہا ہے۔

جناب سپیکر: جو آپ نے بات کی ہے انہوں نے سن لی ہے۔

محترمہ جوئیس روفن جولیس: نہیں، نہیں۔یہ ہمیں اس بات کے لئے کوٹا دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں اور یہ بات چھوڑیں۔ہم آگے بڑھتے ہیں۔

محترمہ آمنہ بٹر: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

رپورٹیں (توسیع)

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر 15 اور 17 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: کوئی کام ہو سکے گا، ایک ایک منٹ کے لئے، 371 ممبران ہیں میں اتنے منٹ کہاں سے لاؤں؟ جی، راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان

میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) is moved by Chaudhry Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32) and No. 2 the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA W-356."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 15۔مارچ2009تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) is moved by Chaudhry Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32) and No. 2 the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA W-356."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 15۔مارچ2009تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) is moved by Chaudhry Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32) and No. 2 the Provincial Assembly of the Punjab Privileges

(Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA W-356."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 15۔مارچ2009تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون پنجاب ایگزامینیشن کمیشن بابت سال2008کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر1 میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Examination Commission Bill, 2008 (Bill No 11 of 2008) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Examination Commission Bill, 2008 (Bill No 11 of 2008) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Examination Commission Bill, 2008 (Bill No 11 of 2008) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی

رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ 2009 تک
توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کی طرف آتے ہیں۔ چودھری شفیق احمد گجر صاحب!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ چونکہ یہ پڑھی جا چکی ہے۔اب لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔

ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی
کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک پر کل محرک اور جو متعلقہ آفیسر تھے ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ ہوئی ہے تو اس کے بعد میری اس میں observation یہی ہے کہ اس تحریک میں کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں probe کرنے کی ضرورت ہے تو اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اس بارے میں تو اب بات نہیں ہو پائے گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کافی ساری تحاریک استحقاق جمع ہو چکی ہیں لیکن Privilege Committee ابھی تک طے نہیں ہو سکی۔ یہ سپیشل کمیٹی کے پاس جاتی ہیں، اگر کمیٹیاں بن رہی ہیں تو میرا خیال ہے کہ ایک سال گزر گیا ہے تو Privilege Committee کو Privatize کر لیا جائے اور اس کو پہلے بنا دیا جائے، یہ میری تجویز ہے۔

جناب سپیکر: فی الحال یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ پھر Privilege Committee کے پاس بھیجی جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ایک سال ہو گیا ہے اور Privileges Committees نہیں بنی، میں اپنی بات نہیں کرتا۔ یہ treasury benches کی طرف سے زیادہ privileges restart ہو رہے ہیں۔ یہ کونسی کمیٹی کے سپرد کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، دیکھیں! کمیٹی بن چکی ہے۔ صرف چیئرمین کی جو بات ہے وہ ہونے والی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کیا کمیٹی اپنے چیئرمین کے بغیر چل سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ بنا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تقریباً 27 سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اجلاس ہو کر چیئرمینوں کا انتخاب ہو چکا ہے اور باقی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ فوٹو سیشن بعد میں کیجئے۔ اللہ رکھا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جو باقی کمیٹیاں ہیں اجلاس کے ختم ہونے کے فوراً بعد ان کو complete کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اب یہ ایک تحریک استحقاق عبدالرحمٰن صاحب کی ہے انہوں نے مجھے خود کہا ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔ اب محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ تشریف فرما ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس کو Monday تک pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، It is pending till Monday اب شیخ علاؤ الدین صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

روزنامہ ''جنگ'' کی غلط رپورٹنگ سے معزز رکن اسمبلی کی شہرت کا نقصان

(۔۔۔جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے جو تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی تھی۔اس کو آج کے لئے pending کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں! بھائی کون سی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور اس دن آپ ہی صدارت کر رہے تھے جس دن کا یہ معاملہ ہے۔Privilege Motion No.9 ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو next week تک pending ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! next week تک نہیں بلکہ آج تک کے لئے pending تھی۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس next week لکھا ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! ان کو یہی کہا گیا تھا اور لاء منسٹر صاحب نے ان کو بلایا تھا۔اس میں بڑا simple issue ہے اور next week تک بات نہیں ہوئی تھی۔اگر آپ اس کو مناسب سمجھتے ہیں تو اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں لیکن لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ اس میں simple سی بات ہے اور آپ صدارت کر رہے تھے اور آپ ہی اس کے اوپر کہہ دیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔یہاں پر بڑے بڑے سینئر اخبار نویس بیٹھے ہوئے ہیں، کسی نے وہ بات نہیں لکھی جو صرف روزنامہ ''جنگ'' نے میرے بارے میں لکھی ہے۔یہاں اتنے بڑے قابل لوگ بیٹھے ہیں کہ کسی نے نہیں لکھی جو خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں ہے تو میں کوئی kid campus میں نہیں آیا ہوا۔یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے اور میرے بارے میں اتنی بڑی بات back page پر چھاپی گئی۔آج لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ آپ اس کو طے کریں ورنہ یا آپ خود

حکم دے دیں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا تاکہ اخبارات میں آجائے ۔ اگر نہیں آتا تو میں خود through advertiseاس کو کر دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہماری پریس گیلری کے معزز صدر اور سیکرٹری صاحب ہیں اور ان میں سے جو سینئر ذمہ دار ساتھی ہیں ان سے میری بھی بات ہوئی ہے۔ کل غالباً پریس گیلری کے صدر شیخ صاحب سے بھی ملے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں یہ مناسب ہے کہ میں بھی requestکرتا ہوں، پریس گیلری میں بیٹھے تمام دوستوں سے اور especiallyان سے بھی جس اخبار کا شیخ صاحب نے حوالہ دیا ہے کہ وہ اس خبر کی تردید شائع کریں کیونکہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا اور آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ بھی تردید شائع کرنے سے متعلق پریس گیلری کے دوستوں کو کہیں۔

جناب سپیکر: جی، پریس والوں سے میں بھی گزارش کر رہا ہوں کہ جو ہمارے بھائی ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسا کوئی مسئلہ اس ہاؤس میں ہوا نہیں جس کی انہوں نے رپورٹنگ کی ہے تو آپ مہربانی کر کے تمام اس کی تردید شائع کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس وقت تک کے لئے اسے pendingکر دیں۔

جناب سپیکر: کب تک؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہ کل تردید آجاتی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! دیکھتے ہیں اور اس کو pendingکرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
پاکستان کے علاقوں پر ڈرون حملوں
سے عوام میں تشویش

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ جی، آپ فرمالیں، آپ صبح سے کھڑے ہیں اور آپ کو کافی دیر ہو گئی پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہوئے لیکن relevant پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! relevant point ہے۔ جہاں پر ہماری اپنے استحقاق کی بات ہو رہی ہے۔ میں on the floor of the House تمام ممبران اور آپ کی بھی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ جہاں پاکستان کی سرحدوں کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ بش اور مش کی دس سالہ آمرانہ حکومت بظاہر تو ختم ہوئی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ بات ذرا غور سے سنیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! کل امریکن گورنمنٹ نے یعنی صدر اوباما نے ایک رچرڈ ہالبروک نامی شخص کو especially پاکستان اور افغانستان کے لئے ایلچی مقرر کیا ہے۔ وہ یہاں پر آئے ہوئے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ جب یہاں پر یہ بات کی جا رہی ہے کہ اب پاکستان میں عوام کی حکومت ہے تو میرے خیال میں یہاں پر عوام اور پاکستان کی بات بھی کی جائے جبکہ رچرڈ ہالبروک بھی یہاں پر موجود ہے تو یہاں on floor of the House سے وفاقی حکومت سے یہ ہم گزارش کرنا چاہیں گے کہ رچرڈ ہالبروک سے سب سے پہلے اپنی ذات کی بات نہ کی جائے بلکہ یہاں ہمارے اوپر ڈرون حملے کئے جا رہے ہیں جیسا کہ آپ اور پورے ملک نے دیکھا ہے کہ جہاں صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں کے حالات خراب ہوئے، اس کے ساتھ ساتھ آپ نے دیکھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو پہلے بھی گزارش کی تھی کہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر!ڈی جی خان اور میانوالی میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس کا تسلسل ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بات سن لی گئی ہے اور یہاں کے جو متعلقہ سوال ہیں ان کی بات کریں۔ بھائی!آپ کیا کرتے ہیں۔جی،لاء منسٹر و پارلیمانی امور آپ نے بات سنی ہے جو بات ادھر ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں نے بالکل ان کی بات سنی ہے جو انہوں نے بات کی ہے۔وہ بالکل اس ہاؤس کے ممبر کے نہیں بلکہ ایک پاکستانی ہونے کے حوالے سے یہ بہت بڑی relevant بات ہے اور بڑی تشویشناک بات ہے لیکن یہ اس ہاؤس اور نہ ہی پنجاب گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے اگر محترم اس بارے میں کوئی قرارداد لے آئیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی قرارداد یہ ہاؤس پاس کرے گا اور یہ سفارشات وفاقی حکومت کو بھیج دی جائیں گی۔

چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔جناب سپیکر!مجھے پھر اجازت دی جائے کہ ہم اس سلسلے میں انشااللہ اس حوالے سے اسمبلی میں قرارداد لائیں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی،قرارداد لے کر آئیں پھر اس پر بات کریں گے۔اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں جی،بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ میری ایک تحریک التوائے کار کے لئے out of turn آپ نے مہربانی فرمائی تھی،وہ rural area کے ایجوکیٹر کی بھرتی کے متعلق تھی اور وہ پیش بھی ہو گئی تھی لیکن افسوس یہ ہے کہ آٹھ دن ہو گئے ہیں out of turn کی باری نہیں آئی اور باقی تحریکیں آ رہی ہیں۔صرف لاء منسٹر صاحب نے اس پالیسی کے بارے میں بیان دینا تھا کہ دو

پالیسیاں پنجاب میں نہیں چلیں گی اور جو موجودہ پالیسی CM صاحب کی ہے اس کے تحت تمام بھرتی ہو گی لیکن آج آٹھ دن کے بعد بھی اس کی باری نہیں۔ مہربانی کریں وہ out of turn ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کا کوئی نمبر یاد ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: نمبر تو یاد نہیں ہے لیکن کا پی تو ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بی بی!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں جس کا ابھی ذکر کیا جا رہا تھا اور وزیر صحت نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ اقلیتوں کا میڈیکل کالج میں آنا بہت اہم مسئلہ ہے اور اس کے لئے ہمیں اس قسم کے remarks نہیں دینے چاہئیں کہ سات سو بھی آ سکتے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ نہیں آتے، جو under served areas کے لوگ ہیں جو pressed areas کے لوگ ہیں اور جو غریب لوگ ہیں اور جو اقلیتوں کے لوگ ہیں تو ایسے insensitive بات نہیں کرنی چاہئے کہ وہ سات سو بھی آ سکتے ہیں، نہیں آ سکتے۔ ہمیں اس کے لئے serious اقدامات کرنے چاہئیں، affirmative action لینا چاہئے تاکہ اقلیتوں کے وہ لوگ جو میڈیکل کالجوں میں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی بات سنی گئی۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں، ماشاء اللہ آپ صبح سے تیسری جگہ پر پہنچ گئے ہیں۔ آپ relevant بات کریں کیونکہ پوائنٹ آرڈر آپ نے لیا ہے اور میں تقریر نہیں سنوں گا۔ This I tell you.

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ان الفاظ کے لئے آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ جو آپ نے اقلیتوں کے حوالے سے فرمائے ہیں اور یہاں پر اس سلسلے میں سوالات وجوابات دیئے جا رہے تھے اور میں صرف آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس floor اور اس

معزز ایوان میں محترم وزیر قانون صاحب نے بھی اس بات کی یقین دہانی کروائی تھی کہ آئندہ جب بھی نوکریوں کے لئے خاص طور پر محکمہ صحت کی طرف سے advertisement آئے گی تو سینٹری ورکر کے لئے specifically non Muslim کا لفظ نہیں لکھا جائے گا اور میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ اس پر خصوصی حکم جاری فرمائیں کہ یہ کسی بھی communities کو disgrace کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ لفظ نہ لکھا جائے۔ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ درجہ چہارم کی نوکریوں یعنی سینٹری ورکر کے لئے لفظ non Muslim نہ لکھا جائے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کے لئے وقت ہے اور یہ آدھا گھنٹہ سارا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں آپ کے پانچ منٹ گزر چکے ہیں۔

ہر بنس پورہ لاہور میں واقع سرکاری اراضی قبضہ گروپ سے واگزار کروانے کا مطالبہ

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت اعامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔145 لاہور کی آبادی ہر بنس پورہ میں راجہ صاحب کی سینکڑوں کنال اراضی تھی جو بحق سرکار حکومت پنجاب کی ملکیت تھی۔اب یہ اراضی چند کنال باقی رہ گئی ہے۔اکثر اراضی قبضہ گروپوں نے قبضہ کر کے جعلی کاغذات بنا کر اپنے نام کرائی اور پھر چند دنوں کے اندر یہ اراضی پلاٹ بنا کر فروخت کر دی گئی۔عید سے چند روز قبل ایک قبضہ گروپ نے راجہ صاحب کی 200 سے 300 کنال اراضی پر قضبہ کیا اور یہ اراضی پلاٹوں کی صورت میں فروخت کی جا رہی ہے۔ اس زمین کو باقاعدہ ایک

ہاؤسنگ سکیم کی شکل میں بنا کر فروخت کیا جا رہا ہے- اس علاقے کے لوگوں نے محکمہ مال اور دیگر متعلقہ اداروں کو اس قبضہ کے بارے میں درخواستیں بھی دی ہیں-میں نے خود جا کر متعلقہ افسران کو مطلع کیا مگر اس قبضہ گروپ کے خلاف کارروائی نہیں کی جا رہی کیونکہ اس قبضہ گروپ میں بااثر شخصیات علاقہ ملوث ہیں جو اس قبضہ کرنے والوں میں شامل ہیں-حکومت کا کوئی بھی محکمہ اس اربوں روپے کی سرکاری اراضی کو واگزار کرانے میں خدمات انجام نہیں دے رہا جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جا رہا ہے- لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے-

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے- اس میں محترم نوید انجم صاحب نے جو فرمایا ہے کہ 200 سے 300 کنال اراضی پر قبضہ کر کے اور پھر آگے پلاٹ بنا کر فروخت کئے جا رہے ہیں- ابھی اجلاس کے بعد ڈی سی او لاہور سے بات کر کے ان پلاٹوں کی جو رجسٹریاں وغیرہ ہو رہی ہیں ان کو رکوا دیتے ہیں-پھر اس کا مفصل جواب آ جائے تب میں عرض کروں گا-

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اس اراضی کے سارے documents میرے پاس موجود ہیں-

جناب سپیکر: اس کا جواب کب تک متوقع ہے،اب اس پر کیا کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں فوری طور پر تو یہ معاملہ ہے کہ موقع پر کوئی قبضہ نہ ہو اور جو رجسٹریاں ہو رہی ہیں وہ روک دی جائیں تو یہ آج ہی رکوا دیتے ہیں-

جناب سپیکر: اسے Monday تک pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جس قسم کا معاملہ درپیش ہے اس کے جواب کے لئے ایک ہفتے کا ٹائم دے دیں تاکہ اس پر مفصل جواب آ سکے اور پھر ہاؤس کو آگاہ کیا جا سکے-

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار آئندہ بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے-

جناب محمد نوید انجم: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب بلوچ صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دے دیں۔

محکمہ تعلیم میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے بارے میں پالیسی پر مکمل طور پر عملدرآمد نہ کرنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بلوچ صاحب نے جو تحریک پیش کی تھی میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری سکولز ندیم اشرف صاحب اور بلوچ صاحب کی میٹنگ کروائی تھی جس میں وہ معاملہ at length discuss ہوا۔ اس میں جو طے پایا اس سے بلوچ صاحب بھی متفق ہیں۔ انھوں نے جس letter کا حوالہ دیا تھا، جس پر انھیں objection تھا وہ withdraw کر لیا گیا ہے۔ اس میٹنگ میں یہ طے ہوا تھا کہ جن اضلاع میں یہ process complete ہو چکا ہے اسے divert یا ختم نہ کیا جائے کیونکہ اگر ہم اس process کو fresh لیتے ہیں تو اس میں کم از کم چار سے چھ ماہ لگیں گے اور یہ بے روزگار لوگوں کے ساتھ اور زیادتی ہو گی چونکہ وہ پہلے بھی کافی عرصہ سے بے روزگار ہیں اور پھر اس process کے delay ہونے سے مزید چار یا چھ ماہ لگ جائیں گے لہذا یہ طے پایا کہ جن اضلاع میں یہ process complete ہو چکا ہے وہاں اسی طرح سے جانے دیا جائے اور بعد میں specific بنیاد پر اس بات کی exercise کر لی جائے کہ اگر دیہہ کے نمبر دیئے جاتے تو کون کون سے لوگ on merit آ جاتے اور ان میں سے کون لوگ رہ گئے ہیں؟ جو لوگ رہ گئے ہوں ہم بعد میں دوبارہ ان سیٹوں کو ایڈورٹائز کر کے انھیں بھی ملازمت کا موقع دیں گے اور جن اضلاع میں یہ process complete نہیں ہوا وہاں جس direction کی نشاندہی بلوچ صاحب نے کی تھی اس کے حساب سے process مکمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! پلیز آپ اس معاملے کو ذرا serious لیں۔ عوام ایم پی ایز صاحبان سے شکایت کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اسی دن متعلقہ سیکرٹری سکولز کو ان کے ساتھ بٹھایا اور انھوں نے ساری pictureان کے سامنے رکھی اور ان دوستوں نے خود agree کیا کہ جہاں جہاں یہ process complete ہو چکا ہے اگر اسے restart کریں گے تو واقعی اس میں بہت زیادہ delay ہو جائے گی اس لئے اس کو جانے دیا جائے اور اس بات کا حساب لگا لیا جائے کہ اس سے کون لوگ affect ہوئے ہیں اور ان کو دوبارہ count for کر لیا جائے۔ جہاں جہاں پر یہ process complete نہیں ہوا وہاں پر یہ process اسی طرح مکمل ہو گا جس طرح بلوچ صاحب نے اپنی تحریک میں ذکر کیا ہے کہ مقامی دیہہ یا مقامی یونین کونسل کے نمبر دینے کے بعد selection process complete ہو گا۔ لہذا اس سلسلے میں یہ بات طے ہو گئی تھی اور اس بارے میں directions بھی جاری ہو چکی ہیں اور اب ریکروٹمنٹ کا عمل اس کے مطابق ہو رہا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بات تو وہی رہ گئی۔ 26 اضلاع میں process ہو رہا ہے اور چھ سات ایسے اضلاع ہیں جہاں درخواستیں نہیں آئیں، وہاں نئی پالیسی لاگو کر رہے ہیں لیکن یہ 26 اضلاع پر پرانی پالیسی لاگو کر رہے ہیں۔ مجھے لاء منسٹر صاحب پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جن اضلاع میں انٹرویو نہیں ہوئے، آرڈر نہیں ہوئے وہاں پر موجودہ پالیسی لاگو کر دیں اور جہاں انٹرویو ہو چکے ہیں اور ان کا process مکمل ہو چکا ہے تو بے شک وہاں نہ کریں۔

جناب سپیکر: یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اب پنجاب میں دو پالیسیاں کیسے ہوں گی؟ لاء منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ تین ماہ لگ جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ دو ماہ لگیں، ایک ماہ لگے یا ایک دن لگے لیکن دیہاتوں کے سکول اس پالیسی سے نہیں کھل سکتے۔ رورل ایریا کے ہزاروں سکولوں کے لئے جو تحصیل ایریا یا ضلع سے آرڈر ہوتے ہیں وہ ٹیچر دیہاتوں میں نہیں جاتے اور سکول بند رہیں گے۔ رورل ایریا میں بے روزگاری ویسی کی ویسی رہے گی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ساری پالیسی سننے کے بعد یہ آرڈر جاری

کیا تھا کہ یہ بات ٹھیک ہے پہلے مقامی لوگوں کو دس نمبر دے کر وہاں لگائیں اگر وہاں نہ ہوں تو پھر یونین کونسل سے لے لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جنھوں نے پالیسی کو violate کیا ہے Turn action should be taken against them.

جناب احمد خان بلوچ: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کسی نے پالیسی کو violate نہیں کیا۔ جب آپ کوئی بھی نوکری offer کرتے ہیں تو اس کے لئے باقاعدہ اشتہار دیتے ہیں۔ اس اشتہار میں آپ کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ اس کی یہ شرائط ہوں گی، یہ تعلیم ہو گی، یہ عمر ہو گی اور یہ تجربہ ہو گا۔ اب آپ نے جو qualifications نہیں دی اور اس اشتہار میں آپ نے جو criteria دیا ہے اس کے مطابق یہ process مکمل کرنا ہے۔ اب اگر آپ half the way اس criteria کو تبدیل کریں گے تو پھر اس سے complication پیدا ہوں گی، معاملات عدالتوں میں جائیں گے وہاں سے stay ہوں گے اور پھر وہ stay سالہا سال چلتے رہیں گے اور یہ ہزاروں لوگ جنہیں روزگار نصیب ہونا ہے وہ دھکے کھاتے رہیں گے۔ ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دن میٹنگ میں یہی فیصلہ کیا گیا کہ جہاں جہاں process complete ہو چکا ہے اسے نہ روکا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ان کو علیحدہ ٹائم دیں اور انھیں مطمئن کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے اور وہاں اس بات پر agree ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو چند منٹ دوبارہ دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چلو جی دوبارہ دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ یہ آپ کو سمجھائیں گے۔ رانا صاحب! اس بارے میں ذرا مجھ سے بھی رابطہ کر لیجئے گا میں بھی آپ کو کچھ باتیں بتاؤں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جی ، جناب سپیکر!اگر آپ کہتے ہیں تو میں کل سیکرٹری سکولز کوبلالیتاہوں۔آپ بھی ساتھ بیٹھ جائیں۔اس میں محکمے کو قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔یہ جو process complete ہوا ہے اس میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کو روزگار ملنے جارہاہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسے چھ ماہ اور delay کر دیا جائے تو کر دیا جائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: یہ کب میٹنگ رکھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کل کا ٹائم رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں ان کی availability check کر لیتاہوں تو کل آپ کے چیمبر میں ہی بیٹھ کر اسے discuss کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے چیمبر میں نہ بلائیں بلکہ انھیں کمیٹی روم میں بلائیں۔میرے چیمبر میں مناسب نہیں ہے اس طرح پھر میں پوری بات نہیں کر پاؤں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔کمیٹی روم میں بلالیں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: ہاؤس آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(نماز ظہر کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک تحریک نمبر 1045 ہے اسے پہلے لے لیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 1045/08 شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ آپ business شروع کر رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہ کس کے سامنے یہ ساری کارروائی ہونی ہے؟ یہ تو بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔ شکر ہے کہ اب رانا صاحب آ گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! medicines سے متعلق ممبران اس قسم کی جو reservations کا اظہار کر رہے تھے اس حوالے سے ہاؤس کا فیصلہ تھا کہ سیکرٹری صحت کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کیا جائے۔ ہاؤس کے فیصلے کے پیش نظر میں اس میٹنگ میں بیٹھا تھا جس وجہ سے دو چار منٹ کی دیر ہوئی ہے۔ جونہی وہ معاملہ resolve ہوا ہے تو میں آ گیا ہوں۔ میں آپ کے علم میں لانا چاہوں گا کہ ممبران کو medicines لینے میں جو دقّت پیش آ رہی تھی وہ finally سیکرٹری صحت کے روبرو بیٹھ کر resolve ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔ جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

ایل ڈی اے کی چائنا سکیم لاہور میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں جعل سازی

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جامعہ نعیمیہ للبنات کی انتظامیہ نے پراپرٹی ڈیلر (میاں نثار اور کمیشن ایجنٹ چودھری اصغر چیمہ) کی وساطت سے گجرپورہ میں L.D.A کی چائنا سکیم میں مدرسہ کے لئے جگہ خریدی۔ یہ جگہ مدرسہ انتظامیہ نے چند پلاٹوں کی شکل میں خریدی تھی جن کو بعد میں انتظامیہ نے یکجا کروالیا کیونکہ مدرسہ کے لئے کم از کم اتنی جگہ درکار تھی جس پر مدرسہ بن سکے اور خریدی گئی زمین کو انتظامیہ نے L.D.A سے confirm بھی کروالیا تھا۔ چند ایام قبل جب مدرسہ انتظامیہ نے اپنی خریدی ہوئی جگہ پر مدرسہ کے لئے construction شروع کروانا چاہی تو L.D.A نے construction رکوا دی اور کہا کہ آپ کو جو کاغذات دیئے گئے ہیں وہ جعلی ہیں اور ان کا محکمہ کے پاس کوئی ریکارڈ نہ ہے۔ مدرسہ کی

انتظامیہ نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پراپرٹی ڈیلر سے فوری رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ پراپرٹی ڈیلر پہلے ہی متعدد بار اس طرح کے فراڈ کر چکا ہے جس پر جامعہ نعیمیہ کی انتظامیہ نے پراپرٹی ڈیلر کے خلاف تھانہ گجر پورہ میں FIR-952/2008 درج کروائی۔ بعد ازاں چند باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ ڈیلر میاں نثار نے مقامی پولیس اور L.D.A کے عملہ جن میں منیر پٹواری، حنیف پٹواری اور دیگر عملہ شامل ہے سے ملی بھگت کر کے کئی پلاٹوں کو متعدد مرتبہ فروخت کر کے کروڑوں روپے کا گھپلا کر کے فرار ہو چکا ہے۔ مقامی پولیس متذکرہ پراپرٹی ڈیلر کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے سے گریزاں ہے کیونکہ جو بھی متاثرہ شخص پولیس کو پراپرٹی ڈیلر کے خلاف کارروائی کا عمل تیز کرنے کا کہتا ہے تو متاثرہ شخص کو تعاون ملنے کی بجائے الٹا مدعی کو طرح طرح کے سوالات کے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ بے عزت بھی ہونا پڑتا ہے۔ مقامی پولیس ہاتھوں پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے کہ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی جبکہ مذکورہ پراپرٹی ڈیلر کے خلاف مختلف تھانوں میں درجنوں مقدمات درج ہیں۔ اس معاملہ کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں مدرسہ کے لئے خریدی گئی زمین کو بھی ان لٹیروں نے چند روپوں کی خاطر بھی نہیں بخشا تو ایک عام شہری کو کیسے اور کس طرح LDA اور پولیس انتظامیہ ریلیف دے سکتی ہے؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے موصول ہونے والے جواب کے مطابق مدعی ڈاکٹر محمد عارف نعیمی نے درخواست دی کہ مورخہ 13-5-2008 کو الزام علیہ میاں نثار احمد سے پلاٹ نمبری 773-D1 گجر پورہ سکیم کی خرید کا سودا رقم مبلغ ساڑھے پانچ لاکھ روپے میں طے کر کے چار لاکھ روپے ادا کر دیئے اور میاں نثار احمد نے کچھ عرصہ کے بعد قبضہ سائل کے حوالے کر دیا۔ جو الزام علیہ نے مذکورہ رقم وصول کر کے اقرار نامہ معاہدہ بیع بحق سائل تحریر کر کے اپنے دستخط کر کے مع دیگر کاغذات حوالے سائل کر دی گئی۔ سائل نے اس رقم کے علاوہ دو لاکھ روپے پلاٹ مذکورہ پر ملبہ کے لئے بھی ادا کر دی ہے اور الزام علیہ چودھری محمد اصغر چیمہ کو کمیشن کی رقم مبلغ پچیس ہزار روپے ادا کئے۔ پلاٹ کے قبضہ حاصل کرنے کے بعد سائل نے اس پر بھاری رقم خرچ

کر کے بلڈنگ تعمیر کی اور اپنے استعمال کے قابل بنایا۔ سائل نے متعدد مرتبہ الزام علیہ کو کہا کہ وہ پلاٹ سائل کے نام ٹرانسفر کروائیں مگر وہ ہمیشہ لیت ولعل سے کام لیتے رہے۔ مورخہ 17-7-2008 اور 28-7-2008 کو L.D.A کی طرف سے نوٹس برائے اظہار وجوہ جاری کیا گیا کہ پلاٹ مذکور پر تعمیر ناجائز اور غیر قانونی ہے اور وہ اسے گرانا چاہتے ہیں جو سائل نے فوری طور پر L.D.A حکام سے رابطہ کیا جنہوں نے ایک چٹھی مورخہ 5-9-2008 کو سائل کے نام جاری کی جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ پلاٹ کی الاٹمنٹ جعلی ہے۔ الزام علیہان نے جعلی اور بوگس دستاویز بنا کر انہیں بطور اصلی استعمال کر کے سائل کے ساتھ فراڈ اور دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا جس پر مقدمہ نمبر 952/08 مورخہ 18-10-2008 بجرم 420, 468, 471 ت۔پ تھانہ گجر پورہ لاہور درج رجسٹر ہوا۔ دوران تفتیش تفتیشی افسر نے محمد اصغر چیمہ اور مدعی فریق کی بالمشافہ گفتگو کروائی جو کہ میاں نثار احمد گرفتاری سے بچنے کے لئے دیدہ دانستہ طور پر روپوش ہے جس کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 87 کا تحرک کیا جارہا ہے اور ملزم کی گرفتاری کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جارہے ہیں تاکہ مقدمہ ہذا کو جلد از جلد حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں، میں ایک بات کہنا چاہوں گی کہ میاں نثار ویسے بھی اشتہاری ہے اور اصغر چیمہ کو پکڑا گیا تھا جس کو بعد میں medical heart patient ہونے کے ناتے چھوڑ دیا گیا حالانکہ وہ heart patient نہیں ہے اور اب وہ روزانہ تھانے میں بیٹھا ہوتا ہے۔ کم از کم اس کو تو فوری طور پر گرفتار کیا جانا چاہئے جو کمیشن ایجنٹ ہے تاکہ میاں نثار تک رسائی کا راستہ بنا سکے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ معاملہ کافی سنگین ہے میں اس میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک بلڈنگ جب تعمیر ہوتی ہے تو L.D.A کا بلڈنگ کا سٹاف progressively

تعمیر کو چیک کرتا ہے۔ بلڈنگ کو مکمل کیوں ہونے دیا گیا اور بعد میں اس کا نوٹس دیا گیا کہ اب اس کو گرا دیا جائے کیونکہ یہ غلط تعمیر کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مدرسہ بھی سکول ہوتا ہے اور جس کو ہم سکول کہتے ہیں وہ بھی سکول ہی ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی activity ہے جو non residential ہے تو یہ مدرسے اور سکول residential areas میں کیسے بنا دیئے جاتے ہیں؟ ایک شخص اپنا رہائشی گھر کسی پُر سکون جگہ پر بناتا ہے اور بعد میں وہاں پر ایک سکول یا commercial activity شروع ہو جاتی ہے تو اس کا بھی میرے خیال میں نوٹس لیا جانا چاہئے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے میری اس میں گزارش ہے کہ جتنے لوگ اس فراڈ میں involve ہیں، فوری طور پر اگر یہ کر دیا جائے کہ انہی موضع جات میں ان کی جو دوسری properties ہیں ان پر یہ لازمی نوٹ دلوا دیا جائے کہ یہ 952/2008 مقدمے میں چونکہ مطلوب ہیں اس لئے ان کی یہ properties ٹرانسفر نہیں ہو سکتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان پر کوئی تو خوف ہو گا کہ وہ اس issue کو settle کریں اور اس مدرسے کی present value کے حساب سے رقم دیں ورنہ جیسے ابھی فاضل رکن کہہ رہی تھیں، اگر وہ تھانے میں آ کر بیٹھے رہتے ہیں تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ حکومت کم از کم یہ کر لے کہ ان کی دوسری properties پر پابندی لگا دی جائے تاکہ ان کو تھوڑا پریشر پڑے اور وہ اس issue کو settle کریں کیونکہ ان کی دوسری پراپرٹی کا پتا لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں ایک بات یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ نوٹس صرف مدرسے کو نہیں ملا تھا بلکہ اس کالونی میں کوئی 100 کے قریب گھر ہیں جن کو یہ notices ملے ہیں اور وہاں پر کافی چھوٹے بڑے گھر ہیں جو کہ بنے ہوئے ہیں اور لوگ کافی عرصے سے وہاں رہ رہے ہیں۔ یہ F.I.R تو صرف مدرسے کی انتظامیہ نے درج کروائی ہے۔ اگر ایسا کوئی کام ہو جائے تو ان لوگوں کو بھی فائدہ ہو گا جو کہ وہاں کے رہائشی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی ہے تو جہاں تک مجھے علم ہے کہ جو کارروائی زیر دفعہ 87,88 ضابطہ فوجداری کی جاتی ہے اس میں یہ گنجائش موجود ہوتی ہے جو شیخ صاحب فرما رہے ہیں۔ اس کے جواب میں بھی کہا گیا کہ ان کے خلاف زیر دفعہ 87 ضابطہ فوجداری تحرک کیا جا رہا ہے۔ اس معاملے کو میں expedite کروا دیتا ہوں۔ جو پراپرٹی یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح سے اس کی attachment ساتھ ہو سکتی ہے تو یہ court نے کرنی ہوتی ہے executive authority نہیں کر سکتی تو اس کے تحت court کو تحرک کر دیا جائے گا اور اگر ایسا ہو جاتا ہے کہ court order مل جاتا ہے تو یقیناً یہ اس معاملے میں معاون ثابت ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بات سے مطمئن ہوں لیکن میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح آج یہ بات open ہو گئی ہے تو جو لوگ اس میں ملوث ہیں ان کو بھی پتا ہی ہو گا۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ اس پر جتنی جلدی عمل ہو جائے۔ ورنہ آپ خود سمجھتے ہیں کہ وہ اس کو زبانی انتقال کے ذریعے یا کسی طرح transfer کریں گے۔ ان کا رقبہ ضرور کوئی نہ کوئی ہو گا یا کوئی نہ کوئی پراپرٹی ہو گی۔ جو کارروائی حکومت کرنا چاہتی ہے، یہ ٹھیک ہے وہ court میں ہو گی لیکن اس پر اگر آپ حکم فرما دیں یا expedite کر دیں یا اتنے دن میں کر دیں تاکہ لوگوں کا بھلا ہو جائے چونکہ مدرسے کا مسئلہ ہے۔ شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وہ لوگ ابھی بھی وہاں پر موجود ہیں اور پولیس انہیں گرفتار نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب میں تو یہی درج ہے کہ میاں نثار احمد گرفتاری سے بچنے کے لئے دیدہ و دانستہ طور پر روپوش ہے اور اس کے خلاف زیر دفعہ 87 ضابطہ فوجداری کارروائی کے لئے تحرک کیا جا رہا ہے۔ جس صاحب چودھری محمد اصغر چیمہ کا یہ ذکر کر رہی ہیں تو اس جواب سے یہ عیاں نہیں ہو رہا کہ آیا وہ بھی اس مقدمہ میں ملزم ہے یا نہیں؟ میں اس کے تفتیشی کو بُلا کر اس سے پوری طرح سے پتا کروا لیتا ہوں۔ اگر وہ ملزم ہے تو اسے گرفتار بھی کیا جائے گا اور پھر

جس طرح شیخ صاحب فرمارہے ہیں تو اس کے بارے میں آج ہی میں کہتا ہوں کہ اس کو expedite کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں اس بارے میں یہی چاہتا ہوں کہ جتنی جلدی مسئلہ حل ہو جائے بہتر ہے۔

جناب سپیکر: لامنسٹر نے کہا ہے کہ وہ آج ہی اس بارے میں نوٹس لے رہے ہیں اور ان سے پوچھ رہے ہیں تو یہ تحریک التوائے کار اب dispose of ہوئی۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر!نماز کے وقفہ سے پہلے احمد خان بلوچ صاحب کی ایک تحریک التوائے کار کے متعلق بات ہو رہی ہے تو رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم کمیٹی میں بات کر لیں گے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ on the floor of the House رانا صاحب نے یہ commit کیا تھا کہ پورے پنجاب میں ایک ہی پالیسی چلے گی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے order جاری کیا ہے اور اگر وہ order جاری ہو چکا ہے اور انہوں نے بھی یہاں یہ commitment دی ہے تو پھر یہ میٹنگ کرنے کی کیا بات ہے؟ اس کے علاوہ پالیسی گورنمنٹ نے دینی ہے تو سیکرٹری کو جو پالیسی یہاں سے چلی جائے گی اس نے اس پر عمل کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب!ایک issue جو decide ہو چکا ہے اور جس پر فیصلہ ہو چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسے دوبارہ اٹھانا غیر ضروری ہے اور آپ مہربانی کر کے وقت اس طرح سے نہ لیں۔ مہربانی

I think which is heard and finally decided, should not be taken into question.

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں مختلف issue پر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع خانیوال میں نہری کھالوں سے متعلق ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے تو میں نے یہ گزارش۔۔۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے اور میں اعلان کر رہا ہوں کہ اس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو کل یا پرسوں out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: جب کل بات آئے گی تو دیکھ لیں گے۔ کل کی بات کل کے ساتھ ہو گی۔ آپ نے نوٹس دیا ہوا ہے ناں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے جمع کروائی ہوئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے جلدی لے لیا جائے کیونکہ فصلوں کے لئے یہ وقت بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو اس وقت آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ commit کر رہے ہیں کہ کل میں پیش کر لوں؟

جناب سپیکر: نہیں، میں commit نہیں کر سکتا لیکن آپ لے آئیں اور ٹائم ہوا تو آپ کی بات ضرور سنی جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس وقت پرائمری اور مڈل سکول کے امتحانات ہو رہے ہیں اور لاکھوں بچے اور بچیاں پورے پنجاب میں امتحان دے رہی ہیں۔ بنائے گئے سنٹروں میں کوئی ٹاٹ کا انتظام ہے نہ ہی بنچ وغیرہ ہیں۔ کل جیسے سردی اور بارش کا موسم تھا تو وہ بچے اور بچیاں جو آٹھویں کلاس کے ہوتے ہیں وہ 14/15 سال کے ہوتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ جو

پہلا نظام تھا اسی کے تحت امتحان کو ریگولر کیا جائے اور جو بچے اور بچیاں امتحان دے رہی ہیں، ان کے لئے ٹاٹ یا بنچ وغیرہ کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ ابھی pre-budget discussion ہو رہی ہے۔اس میں آپ حصہ لے رہے ہیں تو اس کا ذکر کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! متعلقہ منسٹر تو اس ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کے تمام points note ہو رہے ہوں گے۔ سینئر منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔آپ فکر نہ کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر
پی ٹی وی کی جانب سے پنجاب اسمبلی کے ایوان کی کارروائی کی مناسب کوریج نہ کرنا

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ ماشااللہ custodian of the House ہیں تو جتنی coverage یہاں صرف پی ٹی وی اندر آ کر کرتا ہے تو میری آپ سے استدعا ہے اور آپ خود بھی اس بات پر غور فرمالیں کہ اگر فلم سٹار میرا کا چالان ہو جائے تو وہ آتا ہے اور اگر خوشبو کے گھر پر فائرنگ ہو جائے تو یقین کریں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان دونوں میں سے کوئی نہیں ہیں۔(قہقہے)

شیخ علاؤالدین: نہیں، نہیں۔ جناب سپیکر! میری بات سن لیں کہ ان کے لئے بیس بیس منٹ coverage ہے اور ان سے سوال کئے جاتے ہیں اور ایک بڑی سینئر خاتون ثمینہ پیرزادہ کے بارے میں actress یہ کہتی ہے کہ ان کو اب ناچنا نہیں چاہئے کیونکہ یہ old ہو گئی ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں جو ہمارے معزز ممبران اس ایوان میں اپنے حلقے کے بارے میں محنت کرتے ہیں یا جو لوگ عوام کے مسائل یہاں لے کر آتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے کہ دوسرے چینلز کو بھی اندر آنے کی اجازت دیں کیونکہ سندھ اسمبلی میں یہ سب کچھ موجود ہے اور ہمارا صرف پی ٹی وی ہے اور یہاں وہ ہٹلر کے وقت کے کیمرے لے کر آتے ہیں وہ بھی اس طریقے سے coverage دیتا ہے کہ اول تو رات کو 10-1 پر آتی ہے جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں یا کسی کو کوئی خاص تکلیف ہے یا کوئی مریض ہے اور وہ جاگ رہا ہے۔ لوگوں کو پتا نہیں لگے گا کہ ہم یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ جتنے لوگ یہاں پر محنت کرتے ہیں، پڑھ کر سارا دن آتے ہیں اور آ کر اپنے حلقے کی بات کرتے ہیں تو اس کے اوپر مہربانی کر کے پرائیویٹ چینلز کو بھی اجازت دیں تاکہ وہ یہاں آئیں اور اس میں سب کا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کافی بات ہو چکی ہے تو میں آپ کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے کہ انہیں براہ راست یہاں لائیں۔ ہم نے پی ٹی وی کو کہا ہے کہ آپ نے انہیں lead دینی ہے اور اس lead کے ذریعے سے تمام چینلز کو پاس ہو جاتی ہے۔ وہ اگر نہیں دیتے تو یہ ان کی مرضی ہے میں ان پرائیویٹ چینلز کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں سمجھتا ہوں کہ باقاعدہ ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں ہم نے چینلز کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا تھا اور اس پر مکمل بحث ہوئی تھی۔ پی ٹی وی کو شروع سے ایک بڑی مملک بیماری ہے اور وہ اب بھی ختم ہونے کو نہیں آ رہی کہ یہ دوسرے کو lead دے کر راضی ہوتے ہیں اور نہ یہ کوئی صحیح خبر دے سکتے ہیں بلکہ ان کا mind set ہی ایسا بن گیا ہے۔ اب جمہوری دور ہے اور اب ان پر اتنی سختی بھی نہیں ہے لیکن ان کا mind

setup بنا ہوا ہے کہ انہوں نے اس سے آگے نہیں بڑھنا۔ جہاں تک دوسرے channels کو lead دینے کا معاملہ ہے انہوں نے آج تک اس معاملے کو صحیح طور پر کیا ہے اور نہ کریں گے۔ یہ میٹنگ ہوئی تھی اور اس میٹنگ میں ہم نے باقاعدہ اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ باقی channels کو بھی allow کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر ان سے متعلقہ آپریٹر جس کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں ہے، وہ یہ تھا کہ وہ operator یہاں لگ جائے گا اور اس کی lead باہر جو جگہ بھی طے ہو جہاں پر اس وقت میڈیا کے لوگ بیٹھتے ہیں دے دی جائے گی۔اس میں پھر یہ بھی ہوا تھا کہ ایک کی قیمت غالباً کوئی چھ سات لاکھ کے قریب تھی اور اس میں کوئی 24 کے قریب channels استفادہ کر سکتے تھے اور ایک کی قیمت کوئی تین چار لاکھ کے قریب تھی اس سے بارہ channels استفادہ کر سکتے تھے۔یہ بھی طے ہوا تھا کہ فی الحال وہ operator لے لیا جائے جس سے بارہ channels کو بیک وقت یہاں کی کارروائی کی ریکارڈنگ کے لئے باقاعدہ lead لے سکیں۔ اس کا باقاعدہ فیصلہ ہو گیا تھا اس پر پھر exercise ہوئی،اس پر کام کر کے انہوں نے ہمیں دس گیارہ لاکھ روپے کے قریب کا estimate بھی دیا تھا۔وہ estimate سپیکر سیکرٹریٹ نے آگے حکومت کو approval کے لئے بھیجنا تھا۔ میں اس کے انتظار میں ہوں، میں حاضر ہوں، آپ بھیجیں ہم اس کی approval دیتے ہیں تاکہ تمام channels کو اس ہاؤس کی کارروائی coverage کرنے کا موقع ملے۔

جناب سپیکر:اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ کمیٹی ابھی تک میرا خیال ہے کہ میٹنگ نہیں کر پائی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!وہ کس لئے کمیٹی بنی؟اس کی ہم نے اصولی طور پر approval دے دی تھی اور اس کے بعد وہ باقاعدہ خرچہ لے کر آئے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے وہ خرچہ پندرہ بیس لاکھ کے قریب بنا رہے تھے جو round about 1 million تھا اس کا بھی ہم نے کہہ دیا تھا کہ آپ اس کو final کریں۔اب تو انہوں نے صرف بازار سے یہ دیکھنا تھا کہ کون سی چیز کہاں سے ملتی ہے؟ پھر آپ نے اس کی approval دے کر بھیجنا تھا۔ مجھے تو حیرت

ہوئی ہے کہ آپ اس سارے procedure کو بھول گئے ہیں اور آپ نے کہا کہ نہیں، وہ P.T.V والے lead سے ہی کام لیں گے۔

جناب سپیکر: P.T.V والے تو ان کو lead دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں جی، وہ کہاں دے رہے ہیں؟ وہ بالکل نہیں دے رہے۔ اگر اس کی lead پر جائیں بھی تو وہاں بہت discussion ہوئی تھی اور discussion کے بعد یہ بات final ہو گئی تھی اور میرا خیال ہے کہ اب یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی سستی ہے اسے چاہئے کہ وہ اس معاملے کو آگے بڑھائے۔ میں on the floor of the House آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ requisite funds حکومت فوری طور پر available کر دے گی۔

جناب سپیکر: ٹھہریں، پہلے مجھے اسمبلی سیکرٹریٹ سے پتا کرنے دیں۔ مجھے کل 10 بجے تک کا ٹائم دیں۔ میں کل 10 بجے میٹنگ کر کے announce کروں گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے اس میں قباحت کیا ہے، جب ہم صحافت کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں تو ایسا کون سا issue ہے جو آپ resolve نہیں کرنا چاہتے؟ کمیٹی کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی کمیٹی نہیں ہے، یہ ہاؤس کی کمیٹی ہے۔ جو فارمولا میرے سامنے آیا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ یہ technical افراد کی کمیٹی بنائی تھی کیونکہ ہم نے یہ instrument لگانا ہے اور اس کمیٹی میں صحافی بھی شامل ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ اس کی ensurance کروادیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میٹنگ میں کل اسی لئے بلا رہا ہوں۔ میں نے کل D.G.P.R کو بلایا ہے وہ کل دس بجے یہاں آئیں گے پھر میں آپ کو ہاؤس میں بتاؤں گا کہ یہ معاملہ کتنے دن میں حل ہو سکے گا۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!ہماری اسمبلی کے جس کمرے میں چلے جائیں وہاں ٹیلی ویژن پر 100 فیصد ہاؤس کی coverage بڑی خوبصورت دکھائی جارہی ہوتی ہے، ویڈیو سگنل جگہ جگہ پر موجود ہے وہاں پر ریکارڈ کرنے کے لئے صرف ایک instrument چاہئے اور اس کی جتنی مرضی disks بنالیں۔ ہماری پوری اسمبلی کے ہر کمرے میں ٹیلی ویژن لگا ہوا ہے اور آپ 100 فیصد ریکارڈنگ کہیں سے بھی دیکھ سکتے ہیں آپ کے دفتر میں بھی چل رہی ہوتی ہے۔اس کے ساتھ صرف ایک V.C.R لگانا ہے اور وہاں سے disk بنائیں اور پریس کو جاری کر دیں۔آپ کیوں پیسے خرچ کرنا چاہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کل تک صبر نہیں کر سکتے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں نے اپنا point بتادیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جو راناصاحب فرمارہے ہیں جب کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی تو یہ ساری options discuss ہوئی تھیں، یہ practicable نہیں ہیں ۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے صرف آپ نے technical لوگوں کے حوالے کیا تھا انہوں نے دیر کی ہے۔آپ ان سے کہیں کہ اس کی رپورٹ دیں، آپ proposal بھیجیں حکومت اس سلسلے میں جو requirement ہو گی وہ پوری کرے گی اور انشاء اللہ next session تک یہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ انشاء اللہ کل ہی مکمل ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ نے اس پر ٹائم دیا اور توجہ دی ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس پر کل تک کا ٹائم دیا ہے اور اس معاملے کی seriousness کو سمجھا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اتنے بڑے بڑے چینل ہیں اور P.T.V کی تو اب ویسے بھی coverage اور اس کا clientel ختم ہو چکا ہے۔ کم از کم یہ بات دیکھیں آپ خود اتنی محنت کرتے ہیں اگر یہ Dawn, Geo, Waqt, Express چینلز کو آنے کی اجازت دیں یا پھر ان سے ہمیں بات کرنے دیں، دس گیارہ لاکھ روپے کی تو کوئی بات نہیں ہے اگر فرض کیجئے اس میں ٹائم

لگ رہا ہے تو میں اپنے سب بھائیوں کی طرف سے کہتا ہوں کہ یہ پیسا آپ ہمارے accounts سے لے لیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔کیوں؟

شیخ علاؤالدین: ہم بھی دیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: نہیں نہیں، آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اس میں علی انسٹیٹیوٹ بل۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، اس میں جو بقایا pre-budget discussion ہے اس کو continue کر لیں جب وہ مکمل ہو جائے گی پھر ہم legislation لے لیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! تشریف فرما ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): منسٹر صاحب ابھی آ جاتے ہیں۔ جو ممبر صاحبان بیٹھے ہیں ان سے کہیں کہ وہ اپنی بات کریں یہاں پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی موجود ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جو آپ کو شبہ تھا میں وہ بات نہیں کرنے جا رہی۔(قہقہہ) میں تو اس وقت شیخ علاؤالدین صاحب کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔آپ نے تو دِل پر لے لیا۔ میں تو یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ اگر اتنے انتظامات کے باوجود بھی شیخ صاحب کو 'میرا اور ریما' کے برابر coverage نہ ملی تو پھر کیا ہو گا؟

MR SPEAKER: No, point of order. This is not valid.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اصل بات تو رہ گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں محترمہ کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اب جواب الجواب تو نہیں ہو گا۔ محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے معلوم ہے جواب الجواب نہیں ہوتا ہے لیکن میری ان سے کوئی برادری بھی نہیں ہے۔پورے ایوان میں اگر فلمی معاملے کے اندر میری بہن کو ہی صرف problem ہونا تھی، میں نے تو صرف ایک ریفرنس دیا تھا کہ ان کو چھ، چھ کالمی سُرخی میں جگہ ملتی ہے یا ان کے لئے آدھا آدھا گھنٹہ coverage دی جاتی ہے تو اس معزز ایوان کو بھی coverage دی جائے۔ بہر حال انہوں نے جو برادری ازم کا مظاہرہ کیا ہے اس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اصل بات تو رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ نے بہت باتیں کر لی ہیں۔اب اس طرف بھی floor آنے دیں۔ جی، محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی ہے میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف توجہ دلوانا چاہتی ہوں ہم honourable members ہیں، اس اسمبلی کے باہر police constables کھلے عام ہمارے پرسوں کے تلاشیاں لیتی ہیں۔ سکیورٹی point of view سے اس measurement کے لئے بھی اگر ایک اور scanning machine لگا دی جائے، مشین پر چیک کیا جائے تو وہ اتنا odd نہیں لگتا ہے تو بجائے اس کے police constables سر عام ہمارے پرسوں کی تلاشی لیں اس کے اوپر کچھ غور کیجئے گا۔ایک اور عوامی نوعیت کا اہم مسئلہ کشف فاؤنڈیشن کے سلسلے میں ہے، اس میں یہ دیکھا جائے کہ کس طریقے سے illegal grounds پر یا اس کا انہوں نے کیا آئین بنایا ہے، کن بنیادوں پر عوام کو loaning کی ہے؟ غریب عوام کو 10ہزار، 15ہزار دے کر اس میں بے بہا interest وصول کر چکے ہیں اور یہ آج کل کا بہت burning issue بنا ہوا ہے، اس میں عوام بہت پریشان ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ کوئی باضابطہ تحریر لائیں، پھر بات کریں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!اس میں آپ سے یہ request کروں گی کہ آپ کمیٹی بناد یجئے۔

جناب سپیکر: جی، کمیٹی کس بات کی بناؤں؟

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!آپ کسی بھی مسئلہ پر بنا سکتے ہیں کہ وہ اس کو چیک کریں کہ اس کی Liability کیا ہے، اس میں کیا violations ہو رہی ہیں اور عوام کا کیا interest involve ہے؟ یہ مفاد عامہ کا فوری نوعیت کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ in writing لے کر آئیں پلیز!

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ لاہور میں پارکنگ کا جو مسئلہ ہے اس سے لوگ بہت پریشان ہیں۔ عید بھی گزر چکی، رمضان بھی گزر چکا لیکن ہر جگہ پارکنگ کی دُگنا فیس لی جا رہی ہے اس کے لئے لڑائی جھگڑے بھی ہوتے ہیں، ڈرائیوروں کے کپڑے بھی پھٹ جاتے ہیں لیکن وہ لوگ اس بات پر قائم ہیں کہ ہمیں دُگنا فیس چاہئے۔ ایک دُکان پر جاؤ اس نے الگ چٹیں رکھی ہوئی ہیں، دوسری پر جاؤ اس نے الگ رکھی ہوئی ہیں اور اگر کوئی جھگڑا کرتا ہے تو سٹینڈ کے مالکان نے اپنے پالتو غنڈے پال رکھے ہیں جو لوگوں کے کپڑے پھاڑتے پھرتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جو پہلے فیس تھی اس کو بحال کیا جائے اور جو دُگنا فیس لی جا رہی ہے اس کو ختم کروایا جائے۔

جناب سپیکر: کونسی فیس؟

محترمہ نسیم لودھی: جی، پارکنگ کی۔

جناب سپیکر: کدھر؟

محترمہ نسیم لودھی: کہیں بھی، کسی دُکان کے باہر ہے یا کسی بہت بڑے Mall کے باہر ہے، کسی بہت بڑے باغ کے باہر ہے، ہر جگہ دُگنی فیس لی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!آپ ان کی بات سن رہے ہیں؟

محترمہ نسیم لودھی: جی، مہربانی فرمائیں تو یہ روز کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے اور لاہور میں specially بڑا اُودھم مچاہواہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! محترمہ !اجلاس کے بعد تشریف لے آئیں تواس بارے میں نوٹس لے کر جو بھی معاملہ ہے اس پر بات کر لیں گے۔

سالانہ بجٹ برائے سال10۔2009پر معزز اراکین اسمبلی سے پیشگی تجاویز کی غرض سے عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جوcomplaintہے آپ ادھر مکمل کروائیں۔اس کے بعد راناصاحب اس کا نوٹس لیتے ہیں۔ شکریہ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ10-2009کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 4۔فروری2009، کو ہوا تھا۔بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے ہوا تھا۔آج بھی بحث جاری رہے گی اس میں میرے پاس کچھ نام آچکے ہیں جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں میرے پاس بھجوادیں۔ جی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ !آپ نے اس بحث میں حصہ لینا ہے۔ وہ آپ بات کریں۔pre-budgetپر کوئی بحث کرنا چاہتی ہیں تو بات کریں یا کسی اور کو ٹائم دے دوں؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ کسی اور کو ٹائم دے دیں اس کے بعد میں لے لوں گی۔

جناب سپیکر: اچھا جی، جناب خرم اعجاز چٹھہ صاحب!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! نہیں، عورت کے بدلے عورت۔(قہقہے)

جناب سپیکر: تشریف نہیں رکھتے ؟ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل!۔۔۔اپنی جگہ پر پہنچیں اور pre-budgetبحث میں حصہ لیں۔جناب فنانس منسٹر! جن صاحبان کے نام نہیں پکارے جائیں گے یہ سارے دوست تو بحث میں حصہ نہیں لے پائیں گے اتنا ٹائم بھی ہمارے پاس نہیں ہو گا تو میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ جو بحث میں حصہ لے لیں وہ well and goodجو نہ لے سکیں وہ تحریری طور پر اپنی بات آپ تک پہنچا دیں تو اس پر عمل ہو سکے گا؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! آپ کی جو adviceہے وہ بالکل قابل احترام ہے اس میں جو ممبران بحث میں حصہ لیں گے ان کا نام بھی ہم note downکر رہے ہیں اور جو نہیں لے سکیں گے وہ بھی اپنی تجاویز لکھ کر دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، Carry on please.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمد للہ رب العالمین، واصلوٰۃ والسلام علیہ خاتم النبین اما بعد۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بہت important issueپر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر خزانہ کو اور پنجاب کی گورنمنٹ کو کہ انہوں نے ایک ایسی روایت شروع کی ہے جو پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی شروع نہیں کی گئی تھی۔آپ کو یاد ہو گا کہ جب میں نے اپنی پچھلی بجٹ speechمیں یہ عرض کی تھی کہ پوری دنیا کے اندر جو بھی civilized, democratic countriesہیں ان کا بجٹ 6ماہ پہلے شروع ہوتا ہے اور کیا خوبصورت انداز ہے کہ ایک ایسا بجٹ ہو گا جس میں پنجاب کی عوام کے منتخب نمائندوں کی consentشامل ہو گی۔ان کی آراء شامل ہوں گی،ان کی recommendationsشامل ہوں گی تو میں اس پر وزیر خزانہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری اس بات کو وزن دیا اور یہ موقع دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس ملک کو بنے ہوئے 62سال گزر گئے ہیں لیکن افسوس صد افسوس ہے کہ 62 سال کے اندر ہم کوئی directionنہیں بنا سکے، ہم کوئی سمت طے نہیں کر سکے۔ہم ان 62سالوں کے اندر کوئی institution builtنہیں کر سکے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جو

بھی سسٹم آتا رہے، چاہے وہ سسٹم Presidential ہو، چاہے Parliamentary ہو، چاہے سسٹم کو hidden forces derail کرتی رہیں لیکن ایک ایسا institution ہونا چاہئے جس سے ہمارا ملک، ہماری قوم، ہمارا صوبہ جو ہے اس پر عمل اور continuity جاری رہے۔ میں چونکہ mentally prepared نہیں تھا۔ آپ نے کہا لیکن اس پر میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میرے خیال میں ابھی مستی میں نہیں آئے؟ (قہقہے)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ہم جو بلڈنگز کا huge infrastructure بناتے ہیں۔۔۔ جناب وزیر خزانہ صاحب! اگر آپ attentive ہوں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، آرڈر پلیز۔ منڈا صاحب! آپ ذرا اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ہم جو huge infrastructure بناتے ہیں اس کی بجائے میں ایک تجویز دوں گا کہ ڈبل شفٹ سسٹم شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر: ڈبل۔۔۔؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ڈبل شفٹ سسٹم نہ، sorry شفٹ سسٹم شروع کیا جائے، suppose ایک جگہ شاہدرہ کے اندر لاہور میں ایک ڈگری کالج ہے اس کی morning کی classes لگتی ہیں اگر اسی کالج کے اندر، اسی بلڈنگ کے اندر شام کو اگر ایگریکلچر کالج شروع کر دیا جائے، کمپیوٹر کالج شروع کر دیا جائے تو اس سے پنجاب کا خرچہ بھی بچے گا، پنجاب کی بچت بھی ہو گی اور اس طرح ہم زیادہ سے زیادہ facilitate ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! دوسرا وزیر خزانہ صاحب نے جو اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہم ہیلتھ انشورنس کریں گے، میں سمجھتا ہوں کہ جب پنجاب کے اندر ہیلتھ انشورنس ہو گی، ہم جنگ لڑ رہے ہیں، آزادی جمہوریت کی ہم جنگ لڑ رہے ہیں، ہم supremacy of Constitution کی جنگ لڑ رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی صحیح آبیاری اس وقت ہو گی جب ہم دیانتداری کے ساتھ ایسی پالیسیاں اختیار کریں جیسا کہ میرے بھائی احمد خان بلوچ صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ کیسا طریق کار ہے

کہ پنجاب کے اندر جو ریکروٹمنٹ ہو رہی تھی اس میں چیف منسٹر صاحب نے پہلی دفعہ discretionary funds، ان کے ڈی سی اوز اور ریکروٹمنٹ کمیٹیز کے جو discretionary اختیارات تھے وہ ختم کر دیئے ہیں، آئندہ جو بھی ریکروٹمنٹ ہو گی وہ ان کی academic qualification کی بنیاد پر ہو گی لیکن یہ کیسا orthodox ہے کہ ایک ضلع کے اندر تو وہی پالیسی جو چیف منسٹر صاحب نے کہی ہے کہ نہیں free and fair ہو گا جس نے محنت کی ہو گی اس کو نمبر ملیں گے اور دوسرے ضلع میں pick and chose, liking and disliking ہو گی تو میری وزیر تعلیم اور لاء منسٹر صاحب سے بھی گزارش ہو گی کہ اگر اخبار میں اشتہار آ گیا ہے تو وہ قرآن مجید کا لفظ نہیں ہے۔ اس اشتہار کو دوبارہ ایڈورٹائز کروائیں، سات دن میں وہ process complete ہو سکتا ہے۔ اس میں اتنا لمبا issue نہیں تھا، میرے خیال میں پورے پنجاب کے اندر ایک message جانا چاہئے کہ چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی جو visionary policy ہے اس پر عملدرآمد ہو اور ہر غریب شخص کو چاہے وہ بھکر سے لے کر رحیم یار خان تک ہو یا سیالکوٹ سے لے کر اٹک تک ہو اس کو انصاف مل رہا ہے اور cross the board ان کی ترقی ہو رہی ہے at par اس کو اس کی facilities مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میری اگلی تجویز یہ ہو گی کہ آپ ہیلتھ پر مہربانی کریں اور طبقاتی نظام تعلیم ختم کریں۔ یہ کیا ہے کہ ہمارے گاؤں کے جو سکول ہیں وہاں ٹاٹ میسر نہیں ہیں، وہاں چھت میسر نہیں ہے، میں اپنے ڈسٹرکٹ بھکر کی بات کر رہا ہوں جہاں سے ہمارا چیف منسٹر پنجاب منتخب ہوا ہے وہاں پر باسٹھ سالوں میں ابھی تک basic facilities نہیں ہیں، چلو! شاہ صاحب ہمارے سینئر ہیں، معزز ہیں، میں ان کی بات کو بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ پورے دیہات کی جو لائف ہے، آپ بھی دیہات سے ہیں، جو دیہات کی لائف ہے اس میں کیا discrimination ہے؟ شہری بھی ہمارے بھائی ہیں، لاہور ہمارا دارالخلافہ ہے، ہمیں لاہور پر فخر ہے، ہمیں پنڈی پر فخر ہے، ہمیں بڑے شہروں پر فخر ہے لیکن خدارا! جو بھی حکمران آتا ہے وہ اپچی سن کالج جاتا ہے، پنجاب یونیورسٹی جاتا ہے، تیس کروڑ روپیہ دے 2، 3۔ ارب روپیہ دے دو لیکن تھل کی وہ بچیاں، تھل کے وہ بچے بنیادی سہولیات کے لئے سسک رہے ہیں۔ ان کے لئے مسیحا کون آئے گا؟ آج مسیحا میاں محمد شہباز شریف پہنچ چکا ہے۔ میاں

محمد شہباز شریف سے عوام یہ توقعات رکھتی ہیں کہ وہ ایسی پالیسیاں دے گا جو بلاامتیاز ہوں گی، جو ہر غریب کے لئے ہوں گی جس میں کوئی طبقاتی جھلک نہیں ہو گی تو میں گزارش کروں گا کہ طبقاتی نظام تعلیم ختم ہونا چاہئے۔ یہ بہت بڑی اس ملک اور اس پاکستان کی خدمت ہو گی کہ ایک طرف تو انگلش پڑھا رہے ہیں اور دوسری طرف اردو پڑھا رہے ہیں اور ہمارا جو نظام تعلیم ہے وہ بد قسمتی سے ٹھیک نہیں ہے، اب کلرک بھی ہمارے بھائی ہیں، میرا بات کرنے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ہم کلرک پیدا کر رہے ہیں اور ہماری تعلیم کے حالات یہ ہیں کہ اتنا بھاری بستہ ہوتا ہے، بچہ اٹھا نہیں سکتا، ساتھ نوکر بھیجنا پڑتا ہے یہ کیا طریق کار ہے؟ میں یہ کہوں گا کہ آپ چھٹی جماعت سے پروفیشنل تعلیم کو لازمی قرار دیں، جس نے میڈیکل پڑھنا ہے، جس نے کیمسٹری پڑھنی ہے، جس نے math پڑھنا ہے، جس نے کمپیوٹر پڑھنا ہے چھٹی جماعت سے انہیں سپیشلائزیشن کروائی جائے اور میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ جو ٹیکنیکل ادارے ہیں ان کو آپ بجٹ میں زیادہ سے زیادہ متعارف کروائیں تاکہ جو بے روزگاری ہے، جو پسماندگی ہے وہ ختم ہو اور غریب لوگوں کو روزگار مل سکے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے ابھی کچھ بھی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: ابھی شروع نہیں کیا؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں نے تو ابھی کھنگ بھی نہیں ماری۔۔۔(قہقہے)

جناب سپیکر: چلیں! جی۔ بولتے جائیں، میں اب کسی اور کو دعوت نہیں دے رہا ہوں، آپ بولتے جائیں۔ یہ دیکھیں! اگر اتنا ٹائم آپ لیں گے تو پھر دوسروں کا حق ماریں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب آپ suggestions لے رہے ہوتے ہیں تو پھر اس طریقے سے قدغن نہ لگائیں کہ اگر صرف یہی کہ دو منٹ میں تو انسان اپنا تعارف ہی کروا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو تو اب بارہ منٹ ہو گئے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بارہ منٹ ہیں یا دس منٹ ہیں، دیکھیں ناں! اگر یہ منسٹروں کا استحقاق ہے، فنانس منسٹر صاحب نے suggestions مانگی ہیں، اگر آپ seriously suggestions لینا چاہتے ہیں تو پھر یہ قدغن نہ لگائیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا دوسروں کا حق نہیں ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ آپ اس ہاؤس کی تاریخ دیکھیں کہ جب اس ہاؤس میں 80 ممبر ہوتے تھے تو بجٹ ڈسکشن کے اوپر چار دن ملتے تھے یعنی ایک دن 20 آدمیوں کے لئے مختص ہوتا تھا، اب یہاں 371 ممبر ہیں اور بجٹ ڈسکشن کے لئے تین دن ہیں یعنی اس کو اب بڑھانا چاہئے یعنی آپ اس ratio کو دیکھیں کہ جو آپ کی tradition ہے، جو آپ کی precedent ہے، وہ اس ہاؤس کی کیا precedent ہے؟ اس لئے گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے suggestions لینی ہیں تو پھر suggestions میں چاہے فنانس منسٹر صاحب، یہاں ٹائم نہیں ہے تو پھر open debate کر لیں، پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بلا لیں، وہاں بات کر لیں، وہاں پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ کم سے کم پورا دن لگنا چاہئے۔ ابھی ہمارے چیف منسٹر صاحب ملتان میں گئے تھے، انھوں نے پورا دن وہاں لگایا ہے، یہاں سے ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ وہاں پر انھوں نے صبح سے لے کر شام تک meetings کیں اور یہی میں نے اس وقت ان کو بھی کہا تھا کہ مجھے اب ذوالفقار علی بھٹو صاحب یاد آ رہے ہیں کہ وہ بھی بحیثیت پرائم منسٹر صبح سے لے کر شام تک meetings کرتے تھے اور اس میں discussion ہوتی تھی اور positive results نکلتے تھے تو اگر ہم نے صرف یہ اخبارات کی زینت نہیں بننا کہ اخبار میں ہمارا نام آ جائے کہ ہم نے تقریر کی ہے تو اس لئے آپ یہ فیصلہ کریں کہ اگر suggestions لینی ہیں تو seriously ہر ممبر کی

پوری بات سنی جائے اور پھر پارلیمنٹ کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے۔ دیکھیں! آپ کے علاقے کے جو مسائل ہیں وہ آپ بہتر جانتے ہیں، میرے علاقے کے جو مسائل ہیں وہ میں جانتا ہوں یا مستی خیل صاحب اپنے علاقے کے مسائل کو جانتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو وہ کریں ناں۔

سید ناظم حسین شاہ: مختلف ممبران کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ یہاں آکر وہ مختلف تجاویز دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں کوئی اپنے لئے ٹائم نہیں لے رہا، میں دوسرے ممبر صاحبان کے لئے ٹائم لے رہا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ چیئر مین ہیں، You're on that Chair کہ جہاں آپ نے ہمیں کچھ دینا ہے اور آپ سے ہم نے لینا ہے تو یہی میری گزارش ہے، فنانس منسٹر صاحب اس بات پر فیصلہ کر لیں، seriously suggestions لینی ہیں تو پھر ہمیں ٹائم دینا چاہئے اور اگر صرف اخبارات کی حد تک محدود رہنا ہے تو پھر آپ ایک منٹ بھی مختص کر دیں تو ہم اپنا تعارف کروا کر بیٹھ جائیں گے۔ شکریہ

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اجلاس شروع ہونے سے پہلے ایک فیصلہ یہ ہوا تھا کہ تین دن بجٹ پر ڈسکشن ہو گی، ہر ممبر کو بتایا گیا اور ایجنڈا کے مطابق سب کو پتا تھا۔ سوموار کے دن چالیس لوگوں نے اپنے نام لکھوائے لیکن صرف چھ لوگ تھے جنھوں نے ڈسکشن کی، صرف ایک گھنٹہ بحث ہوئی تو اس لئے seriousness ممبران کو بھی لینی چاہئے انھوں نے سوموار کا دن کیوں ضائع کیا، اس دن رانا صاحب preside کر رہے تھے، لسٹ دیکھی جائے کہ اس دن ممبر کیوں نہیں تھے؟ ہم یہاں پر ہیں، پورا محکمہ یہاں پر ہے۔ اس دن بھی تھے اور آج بھی موجود ہیں لہذا میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ معزز ممبران کو بھی serious ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کو ایک بات بتا دوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میری بات سن لیں- Please listen to me میرے خیال میں آپ اس وقت تشریف فرما نہیں تھے-میں نے وزیر خزانہ صاحب سے یہ بات کہی ہے کہ جو صاحبان تقریر میں حصہ نہیں لے پائے یاان کو ٹائم نہیں ملا وہ اپنی تجاویز لکھ کر آپ کو بھجوادیں---

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اس وقت بیٹھا ہوا تھا-

جناب سپیکر: میں نے اس بارے میں ان سے request کر دی ہے کہ جو صاحبان تقریر کرنے سے رہ گئے ہیں وہ اپنی تجاویز لکھ کر بھجوا سکتے ہیں لیکن ٹائم کی پابندی ضرور ہونی چاہئے-ہم نے کہا تھا کہ جو صاحب بولنا چاہیں وہ دس منٹ لیں-شاہ صاحب!آپ بھی اس میٹنگ میں شامل تھے ،اپوزیشن کی طرف سے بھی دوست تھے-میرے خیال میں دس منٹ میں تجاویز دی جا سکتی ہیں-

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک فقرے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں-

جناب سپیکر: جی-

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!1970 میں جب آپ کے والد مرحوم اور ہم منتخب ہو کر آئے تھے اس وقت تقریباً working days 130 ہوتے تھے لیکن وہ کم ہوتے ہوتے اب 70 دن رہ گئے ہیں-یہ بڑھ بھی سکتے ہیں یعنی یہ 70 سے کم نہیں ہو سکتے لیکن آپ زیادہ کر سکتے ہیں، چاہے سو کر لیں یا ڈیڑھ سو کر لیں ہمارے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے-لہذا میری استدعا ہے کہ ان دنوں کو بڑھادیں-ممبر منتخب ہونے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ یہاں بیٹھ کر discussion ہو-جب House on ہو تو ساری ایڈمنسٹریشن alert ہوتی ہے اور خود بخود کام ہوتے رہتے ہیں کیونکہ ایڈمنسٹریشن کو بھی پتا ہے کہ وہاں ہمارے خلاف بات ہو جائے گی-ہم آپ کی بات مانتے ہیں اور لکھ کر دے دیں گے مگر ہم یہاں پر اس لئے اکٹھے ہیں کہ یہاں پر اس صوبے اور صوبے کی عوام کے مسائل کا حل ڈھونڈ سکیں-ہم صرف لکیر کے فقیر نہ ہوں-زندہ لوگ ہی قوانین بناتے ہیں، مردہ لوگ کبھی قوانین نہیں بنایا کرتے-اگر آج یہ ہاؤس 371 کا ہو گیا ہے تو پھر آپ یہ بھی مہربانی کریں اور 130 working days یا 150 کر دیں-

جناب سپیکر: آپ ترمیم لے آئیں-مجھے کیا اعتراض ہے؟آپ کی کمیٹی ہے،آپ اس میں amend کر دیں-

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:میں نے مستی خیل صاحب کو floorدے دیا ہوا ہے اور بار بار interruptionاچھی نہیں لگے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:مستی خیل صاحب نے کوئی کام کی بات تو کی نہیں ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں شاہ صاحب کی بات کی سو فی صد تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ان کی تائید کو چھوڑیں،وہ بات ہو گئی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!جب interruptionہوتی ہے تو آخر،میں بھی انسان ہوں۔

جناب سپیکر:پلیز آپ جلدی کریں کسی اور کو بھی وقت دینا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا۔

بے وجہ تو نہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغبان ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے
مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
کیسے منصف ہو کہ اب حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے

جناب سپیکر!پاکستان کی عوام،پنجاب کی عوام نے 18۔فروری کو جو mandateدیا تھا اب وہ ہمیں ایکسرے سے دیکھ رہے ہیں۔میں کیا لفظ استعمال کروں؟

جناب سپیکر:کسی سے پوچھ لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:وہ ہمیں دوربین اور خوردبین سے دیکھ رہے ہیں کہ پاکستانی عوام کے منتخب نمائندے ہماری بہتری کے لئے کیا کر رہے ہیں ؟ میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں کوئی

ڈویلپمنٹ نہیں چاہئے۔ہم کچھ نہیں مانگتے۔دو تین چیزیں کر دیں۔تعلیم، صحت اور زراعت پر ایمر جنسی نافذ کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا کر دیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ایمر جنسی نافذ کر دیں۔آپ سارا بجٹ ہیلتھ، تعلیم اور زراعت کو دے دیں۔ہم کہتے ہیں کہ ہم زرعی ملک ہیں۔ہماری 75 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے لیکن اس 75 فیصد آبادی کو گندم نہیں مل رہی۔پھر بات ہوئی کہ ہم نے کھاد کے لئے یہ کر دیا ہے۔چونکہ وفاقی حکومت پیپلز پارٹی کی ہے اس لئے میں منسٹر صاحب کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے کراچی کی بجائے گوادر بندرگاہ پر کھاد کیوں منگوائی؟ جہاں ابھی دو سو کلو میٹر روڈ بھی نہیں بنی وہاں کھاد منگوانے کی کیا وجہ تھی ؟ میں دوسری یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو یوٹیلٹی سٹورز کو involve کیا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس بات کا بجٹ پالیسی سے کیا تعلق ہے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: لغاری صاحب! میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ پنجاب کے اندر کھاد نہیں مل رہی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ بجٹ کے بارے میں بات کریں۔جس دن زراعت پر بحث ہو گی اس دن یہ بات کر لینا۔

جناب سپیکر: آپ ان سے نہیں بلکہ مجھ سے بات کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب کھانے کے لئے کچھ ہو گا تو پھر ہی بجٹ بنے گا۔ جب پنجاب میں کھاد ہی نہیں مل رہی تو گندم کیا ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب کی تقریر میں اپوزیشن مداخلت کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے مستی خیل صاحب کوfloorدیاہے-Please carry on

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ زراعت کی بہتری کے لئے ایسا سسٹم involve کریں کہ جو ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں وہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر ایسا بیج introduce کروائیں، کاشتکاروں کو educate کریں تاکہ کاشتکار ایسا بیج کاشت کریں جس سے ہماری بہتری ہو لیکن ہم کیا کر رہے ہیں؟ میں نے جو شعر پڑھا ہے-

"چالیس سال قیامت کا انتظار کیا، روتے رہے"

یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے، کیا ہم اس لئے منتخب ہو کر آئے ہیں کہ ہم ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھیں گے، ہم 1600 CC گاڑیوں پر بیٹھیں گے، ہمارا جھنڈا لگ رہا ہو گا لیکن ہماری پالیسی کچھ نہیں ہو گی؟ پنجاب کی عوام یہ دیکھ رہی ہے، پنجاب کی عوام یہ محسوس کر رہی ہے، پنجاب کی عوام relief مانگتی ہے، پنجاب کی عوام انصاف مانگتی ہے، پنجاب کی عوام ایسی باتیں نہیں سننا چاہتی-

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے جو فوڈ سٹیمپ پروگرام شروع کیا ہے میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جو سستی روٹی شروع کی ہے اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن---

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر- میں ایک بہت ضروری بات کرنا چاہتی ہوں-

جناب علی حیدر نور خان نیازی: انھیں تقریر کرنے دیں-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بی بی! مجھ میں ایک بڑی علت ہے کہ میں خوشامد نہیں کر سکتا-

جناب سپیکر: آپ مجھے مخاطب کریں-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں اس مزاج کا آدمی ہوں کہ مجھ سے خوشامد ہوتی نہیں-اس دن مجھے موت آ جائے جب میں خوشامد کروں- میں دعا مانگتا ہوں کہ یا اللہ میں خوشامد کروں تو مجھے موت آ جائے-

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے-اللہ خیر کرے-اللہ آپ کی عمر دراز کرے-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں یہ اس لئے کہہ رہاہوں چونکہ میں غریب عوام کادرد رکھتاہوں۔اگر عوام نے ہمیں منتخب کر کے بھیجاہے۔اگر رانااقبال صاحب سپیکر کی سیٹ پر بیٹھے ہیں توقصور کی عوام رانااقبال صاحب سے توقع رکھتی ہے۔اگر قصور کی عوام نے آپ کو سپیکر بنایا ہے تووہ توقع رکھتی ہے کہ آپ نے قصور کی عوام کے لئے کیا کیاہے؟

آوازیں:اسمبلی نے سپیکر بنایاہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پہلے قصور کی عوام نے ممبر منتخب کیاہے۔میں کہہ رہاتھاکہ آپ زراعت کے لئے پالیسیاں دیں،آبپاشی کے سسٹم کو بہتر بنائیں اور جوneglect کیاجارہاہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اریگیشن کو بہتر بنانے کے لئے کیاتجاویزدے رہے ہیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!نہروں کو پختہ کریں،حکومت پنجاب ہر موگے پر دو ٹیوب ویل لگائے تاکہ جب وارابندی ہوتی ہے تواسے fulfill کرے تاکہ پیداوار بہتر ہو۔اگر کھاد منگوانی ہے توٹائم پر منگوائیں۔

جناب سپیکر:پلیز!اب wind up کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: اس میں صوبوں کو involve کریں۔گوادر بندر گارہ پر جہاں ابھی تک دوسو کلو میٹر سڑک نہیں بنی آپ نے کھادوہاں منگوالی ہے،یہ کیاہے،یہ ملک کے ساتھ کیاہو رہاہے؟

جناب سپیکر:میں آپ کا شکریہ اداکرتاہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں wind up کر رہاہوں۔میں چاہتاہوں کہ ہمارا پنجاب ترقی کرے۔یہاں غریب لوگ سینہ اٹھاکر چلیں[**********]

جناب سپیکر:.No personal attack اس کو کارروائی سے حذف کر دیاجائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں چاہتا ہوں کہ تعلیمی ادارے عام ہوں، ٹیکنیکل تعلیم کے ادارے عام ہوں۔[**********]

جناب سپیکر:اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے، اس کو حذف کر دیا جائے۔ بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔یہ کیامذاق ہورہاہے؟

جناب سپیکر:لغاری صاحب!وہ تو میں نے کارروائی سے حذف کروا دیا ہے۔میاں محمد رفیق صاحب!آپ کو دس منٹ تقریر کرنے کاوقت دیاجاتاہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!بے حد شکریہ۔مستی خیل صاحب کے نہایت قیمتی خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے میری کچھ عرضداشت ہیں۔سب سے پہلے شعرعرض ہے کہ:

اب نظام زر بدلنا ہوگا
سوچ کا محور بھی بدلنا ہوگا
گر نہ ہو ممکن بدلنا جسم کا بھی
بادشاہ کا سر بدلنا ہوگا

جناب سپیکر!ملک کے اندر قومی وسائل 98 فیصد لوگوں کے تصرف میں نہیں ہیں۔ 98فیصد لوگ قومی وسائل،اقتدار اوراختیارات سے محروم ہیں۔حالانکہ آئین پاکستان guaranteeکرتاہے کہ روزگار کے مواقع، پینے کاصاف پانی، صحت کی سہولتیں تمام شہریوں کو مہیا کی جائیں۔آئین پاکستانdiscrimination and disparityکے خلاف ہے لیکن ہمارے ملک میں جو عملی شکل ہے وہ آپ سب حضرات کے سامنے ہے کہ ملک کے اندرdisparityبھی ہے اور discriminationبھی ہے۔یہاں ہاؤس میں لاہوراور اسلام آباد کاذکرآیاہے مجھے یہ کہنے میں کوئی

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

باک نہیں ہے کہ ملک کے تمام وسائل لاہور اور اسلام آباد کے پوش areas کو دیئے جارہے ہیں۔آپ ان پوش areas کو دیکھیں اور پھر ان محروم اور پسماندہ علاقوں کو دیکھیں کہ ان علاقوں میں آج نہ سکول ہیں، نہ تعلیمی سہولتیں ہیں، نہ صحت کی سہولیات میسر ہیں، نہ ہسپتال اور نہ ہی ڈسپنسریاں ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں دو دو، چار چار کلومیٹر دور پرائمری تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں۔ دیہاتوں میں قبرستان تک جانے کے لئے راستے نہیں ہیں۔ وہاں پر سڑکیں، سکول، بجلی اور پینے کے صاف پانی کی سہولتیں نہیں ہیں۔ایسے پسماندہ اور محروم علاقوں میں تعمیر و ترقی کی کوئی سہولت بھی موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں تھوڑا سا یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ بجٹ اور بجٹ کی تیاری socialist economy کی ماں ہے۔ باقی دنیا میں جو free economy والے لوگ ہیں انھوں نے بجٹ کو بعد میں اختیار کیا ہے۔اسی حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ترقی پذیر ملکوں میں جب تک پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر دونوں ساتھ ساتھ نہیں چلیں گے تو یہاں پر ترقی ممکن نہیں ہو سکتی۔اُس وقت تک لوگوں کو یکساں سہولتیں اور مواقع نہیں دیئے جا سکتے۔ ہم نے نج کاری اور nationalization کو بھی دیکھ لیا ہے۔ سارے ملک کی معیشت monopolistic لوگوں کے ہاتھوں میں دے دی گئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہاں پر ہمیں کھاد نہیں ملتی، ادویات نہیں ملتی، زرعی ادویات مہنگی ہیں اور حیوانات کی ادویات میسر نہیں ہیں۔اسی طرح ہمارے ہاں تعلیمی اور صحت کی سہولتوں کے حوالے سے مکمل طور پر پسماندگی موجود ہے۔

جناب سپیکر!اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ میرا حلقہ پی پی ۔90 جو کہ این اے۔93 اور این اے۔94 دو ایم این اے صاحبان کے نیچے پڑتا ہے جس میں سے این اے۔94 کا حلقہ ،خاص طور پر اس میں جو راوی بیلٹ کا علاقہ ہے، درکھانہ قانونگوئی کی جو تین یونین کونسلیں 73,74,75 ہیں وہاں پر مکمل پسماندگی ہے۔ وہاں پر نہ تعلیمی سہولتیں ہیں، نہ صحت کی سہولتیں ہیں، نہ وہاں پر ہسپتال ہیں، نہ سڑکیں ہیں، نہ بجلی ہے اور نہ ہی مریضوں کو ہسپتال لے جانے کے لئے کوئی راستہ ہے اور نہ ہی قبرستان تک میت کو لے جانے کے لئے کوئی راستہ ہے۔ میں یہ

گزارش کروں گا کہ ایسے ہی دیگر تمام علاقے خواہ وہ تھل کے علاقے ہوں، خواہ وہ جنوبی پنجاب کے علاقے ہوں، خواہ وہ میرا حلقہ در کھانہ قانگوئی کی تین یونین کونسلیں ہوں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ذرا اپنے پی پی نمبر کو دہرا دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا پی پی۔90 ہے۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ زبردست ہے۔ میرے خیال میں باقی تمام حلقوں میں ایک ایم این اے کے نیچے دو ایم پی اے ہیں اور آپ ماشاء اللہ الٹ چل پڑے ہیں۔ آپ دو ایم این اے کے نیچے آ رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہی تو المیہ ہے کہ پھر بھی میرا حلقہ پسماندہ اور تمام تعمیر و ترقی سے محروم ہے۔ میں خاص طور پر اپنے حلقے اور باقی تمام ایسے علاقے جو کہ تعمیر و ترقی سے محروم ہیں کا بھی ذکر کرتا ہوں خواہ وہ تھل کے علاقے ہوں، خواہ وہ جنوبی پنجاب کے علاقے ہوں یا وسطی پنجاب کے علاقے ہوں جہاں جہاں بھی محرومی ہے اسے دور کیا جائے۔ میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ اگر اتفاق کریں تو میں اپنے فنڈز withdraw کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس بارے میں کوئی ایسی کمیٹی بٹھائی جائے جو اس بات کا جائزہ لے کہ جن پسماندہ اور محروم علاقوں میں ابھی تک ترقی نہیں ہو سکی، سکول نہیں بن سکے، ہسپتال نہیں بن سکے ان علاقوں کو ترجیح دی جائے۔ وہاں سکول، ہسپتال اور سڑکیں بنائیں۔ وہاں سولنگ، نالیاں، پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے۔ وہ علاقے جو 50 فیصد تک ترقی کر چکے ہیں ان پسماندہ علاقوں کو ان کے at par لایا جائے۔ جن علاقوں میں zero percent، 10 فیصد یا 20 فیصد ترقی بھی نہیں ہو سکی ان کو ترجیح دے کر ان علاقوں کے at par لایا جائے جہاں پر 50 فیصد ترقی ہو چکی ہے۔ ان علاقوں میں پائی جانے والی discrimination and disparity ختم کی جائے۔ خصوصی طور پر خصوصی علاقوں میں خصوصی لوگوں کے ذریعے سے یہ جو تعمیر و ترقی ہو رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب کی خصوصی توجہ کے لئے کہوں گا کہ آپ ہمارے ایک سابق مرحوم دوست کے پسماندگان میں سے ہیں۔ یہ مرحوم دوست اصغر کائرہ صاحب بوٹوں اور وردی کی تمام تر طاقت کے سامنے ڈٹے رہے اور ان سے کوئی تحصیل ناظمی

نہیں چھین سکا۔یہ ان کے کارنامے اور خدمات تھیں۔ میں آپ سے بھی اسی کی توقع رکھوں گا۔روایات بنانا بہت مشکل ہے اور روایات کو قائم رکھنا اس سے بھی مشکل ہے۔ڈاکٹر محبوب الحق کا نام میں یہاں پر لینا چاہوں گا جو کہ ضیاء الحق کے دور میں ماہر معاشیات تھا، وزیر خزانہ تھا۔ وہ ڈاکٹر محبوب الحق ہی ہماری بربادی کا باعث بنا ہے۔خاص طور پر بجٹ کی کرپشن کے بارے میں اس کو میں quote کرنا چاہتا ہوں۔ڈاکٹر محبوب الحق نے یہ کہا تھا کہ "اعداد و شمار میں جو کرپشن ہوتی ہے وہ نادیدنی ہے" اس کے بعد اس نے یہ بھی کہا تھا کہ جو سکیمیں بنتی ہیں اس کی estimation میں جو over invoicing ہوتی ہے، جو leakage ہوتی ہے یعنی بجٹ کے اعداد و شمار میں جو leakage ہوتی ہے اگر یہ روک لی جاتی تو بقول ڈاکٹر محبوب الحق پاکستان پیرس بن چکا ہوتا اور یہ میرا firm belief ہے کہ اعداد و شمار میں بھی کرپشن ہوتی ہے اور بجٹ میں سکیموں کی جو estimation ہوتی ہے اس میں بھی over invoicing ہوتی ہے۔اس کے بعد بجٹ سکیموں پر جو عملدرآمد ہوتا ہے وہ تو 50 فیصد بھی نہیں رہ جاتا۔ یہ 50 فیصد بھی ٹھیکے داری نظام کے زمرے میں آکر ایک مزید کرپشن کا باعث بن جاتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ کو کم از کم اعداد و شمار میں یہ جو leakage ہے اس پر ان کو خاص نظر رکھنی ہوگی۔اس کے علاوہ سکیموں پر جو estimation ہوتی ہے اس کی over invoicing پر بھی نظر رکھنی ہوگی اور جو commission mafia ہے اس پر بھی نظر رکھنی ہوگی تاکہ مخصوص علاقوں کے لئے، مخصوص سکیموں کے لئے ہم لوگوں کے ذریعے بھی جو فنڈز مہیا ہوتے ہیں اس میں کم از کم corruption کو تو روک دیا جائے۔اس طرح ترقی کی رفتار ڈیڑھ گنا، دوگنا تک بڑھائی جا سکتی ہے۔اس کے بعد میں یہ گزارش بھی کرنا چاہوں گا کہ پانی کی بات ہوئی ہے، مستی خیل صاحب نے نہروں کا ذکر تو کر لیا، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا سارا پنجاب جو ہے اس کی زندگی ہی پانی پر ہے۔یہ ان کے جسم کا خون ہے اور اگر جسم کو خون نہیں ملتا تو 75 فیصد لوگ جو زراعت سے وابستہ ہیں، کھیت مزدور ہیں ان تمام لوگوں کو اگر پانی ہی میسر نہیں ہوگا تو ہمارے صوبے میں قحط آ جائے گا اور زمینیں بنجر ہو جائیں گی۔آپ سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ پانی ہندوستان نے روکا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وقت کا خیال رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نہایت اہم point آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ دریائے جہلم اور دریائے چناب پر ہندوستان نے جو قبضہ کیا ہوا ہے، مختلف ڈیم بنا کر مختلف بیراج بنا کر 8ہزار کیوسک روزانہ پنجاب کو پانی کی کمی کا سامنا ہے۔ یہ ورلڈ بنک کی رپورٹ ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ جو پانی ہمیں میسر ہوتا ہے اس کی بھی منصفانہ تقسیم نہیں ہے۔ مختلف علاقوں میں اس کے مختلف واٹر الاؤنسسز مقرر ہیں۔ کہیں پر 14 فیصد فی ہزار ایکڑ ہے، کہیں پر 9 فیصد فی ہزار ایکڑ ہے۔ ہمارے علاقے میں ڈیڑھ کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے، 2.62 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے۔ یہ پانی کی غیر منصفانہ تقسیم کی disparity اور discrimination بھی ختم کی جائے اور جو پانی میسر ہے اس کی منصفانہ اور یکساں طور پر تقسیم ہونی چاہئے۔

اس کے بعد جو حالیہ کھاد کا بحران ہے۔ یہ دیوار پر لکھا نظر آ رہا ہے کہ ہم لوگ تو قحط کا شکار ہونے والے ہیں۔ کھاد کی پیداوار تقسیم یا درآمد جو بھی وجہ ہے اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔ میں نے تو پہلے ہی یہ گزارش کر دی تھی کہ ہم نے نجکاری میں "اپنے بھانڈے تے وٹیج دتے" باقی جو ملکی پیداوار ہے وہ پوری نہیں ہو رہی۔ درآمد کرنا ہوتی ہے تو وہ in time import کیوں نہیں کرتے؟ ان کا vision یہ کیوں نہیں ہے کہ in time اس کو درآمد کیا جائے تاکہ اس قسم کا بحران پیدا نہ ہو۔ اب commission mafia یا ذخیرہ اندوزوں black market کی وجہ سے کاشتکار مشکلات کا شکار ہیں اور گیارہ بارہ سو روپے میں کھاد کی بوری خرید رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بس وقت ختم ہو گیا ہے۔ شکریہ۔ میرے خیال میں آپ آخری suggestion یہ دینا چاہتے ہیں کہ agriculture sector میں جو تحقیق کا شعبہ ہے اس کو مؤثر کیا جائے۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ تشریف رکھیں۔ محترم میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب سعید اکبر نوانی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب!

راؤکاشف رحیم خان:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!جولوگ گیلری میں بیٹھے ہیں وہ موبائل فون سے اس ایوان کی فلمیں بنارہے ہیں۔

جناب سپیکر:گیلری میں بیٹھے مہمان ایسا کام نہ کریں۔ اس کو ابھی موبائل سے delete کرکے دکھائیں۔ جائیں اور ابھی چیک کریں۔

راؤکاشف رحیم خان:جناب والا!وہ تو ایک گھنٹے سے یہ کام کررہے ہیں۔

جناب سپیکر:ان کے موبائل لے لیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ:جناب والا!یہ تو اسمبلی کے decorum کے بھی خلاف ہے۔

جناب سپیکر:میں اس بات کا سختی سے نوٹس لیتا ہوں۔ میں نے اس پر action لے لیا ہے،آپ فکر نہ کریں۔

راؤکاشف رحیم خان:جناب والا!یہ جو سامنے لوگ بیٹھے ہیں ان کے پاس موبائل ہیں۔

جناب سپیکر:آپ کی بات سن لی گئی ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا:جناب سپیکر!میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ نے مجھے وقت دیا کہ میں آج floor پر آنے والے بجٹ پر اپنی کچھ گزارشات آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کو پیش کرسکوں۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے اور میرا خیال ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہے کہ آنے والے بجٹ کے لئے پیشگی تقریباً تین چار ماہ پہلے اراکین اسمبلی سے تجاویز مانگ لی گئی ہیں۔

جناب سپیکر:آپ اپنی بات کریں۔آپ اپنی تجاویز دیں۔ یہ باتیں سب نے کرلی ہیں۔تکلف چھوڑ دیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا:جناب میں ادھر ہی آرہا ہوں۔

جناب سپیکر:جلدی ادھر آجائیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا:آپ کو دیکھ کر تکلف کرنے کو دل کرتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے مگر وقت کم ہے۔آپ وقت کا خیال کریں میرانہ کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! پچھلی دفعہ جب وزیر خزانہ نے اس ایوان میں تقریر کی تھی توانہوں نے اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم کا اعلان کیا تھا۔ میں ان سے صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے جو بھی حکومتیں آئیں انہوں نے اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے اس سے زیادہ رقم مختص کی تھی۔ان سے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس 20 کروڑ روپے کی رقم کو بڑھا کر ڈبل کر دیا جائے اور یہ بھی بتائیں کہ اس 40 کروڑ روپے کی رقم کو کس طرح اور کس مد میں استعمال کرنا ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ اس رقم کو کس طریقے سے اور کس مد میں استعمال کیا جانا ضروری ہے۔ وزیر خزانہ صاحب بھی توجہ فرمائیں کہ اس کے طریق کار کو وضع کیا جانا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ ابھی جو آپ نے پچھلے پیسے announce کئے تھے اس کا طریق کار بھی ابھی تک وضع نہیں کیا جا سکا۔اقلیتوں کے وہ علاقے جو بنیادی ضرورتوں سے یا سہولتوں سے محروم ہیں یہ فنڈز ابھی تک ان علاقوں میں استعمال ہو سکے ہیں اور نہ ہی اقلیت سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی کو اس بات سے آگاہ کیا گیا ہے کہ اس پیسے کا مصرف کیسے کیا گیا یا وہ پیسے ڈیپارٹمنٹ میں کس stage پر پڑے ہیں؟

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ تعلیم کی مد میں انہوں نے خصوصی اقدامات کئے ہیں اور اس حوالے سے انہوں نے جو students bright کے لئے scholarship کا انعقاد کیا ہے جس کے لئے مسلسل پنجاب بھر میں مقابلے بھی جاری ہیں۔ اس کے لئے حکومت پنجاب نے ایک خطیر رقم مختص کی ہے اور پنجاب کی تاریخ میں یہ بھی پہلی دفعہ ہوا ہے کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے لئے بھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے ایک علیحدہ فنڈ کے قیام کا اعلان کیا ہے اس بات کے لئے میں خصوصاً میاں محمد شہباز شریف کا،ان کی حکومت کا اور وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ اس طرح اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔یہاں پر بارہا اس بات کا بھی ذکر کیا گیا کہ پنجاب بھر میں جتنے بھی ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ چلتے ہیں وہ سب زکوٰۃ کی بنیاد پر ہیں اور زکوٰۃ

based ہونے کی وجہ سے ان اداروں میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کو داخلہ نہیں دیا جاتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زکوۃ غیر مسلموں پر لاگو نہیں ہوتی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ان طالب علموں کے ساتھ یا ان افراد کے ساتھ جو Vocational Training Institute میں داخلہ لینا چاہتے ہیں لیکن parallel system نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اس system سے محروم رکھا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سال کا بجٹ جس میں 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور جس کا ابھی استعمال نہیں ہوا اور آنے والا بجٹ جو خصوصاً V.T.I ہیں ان میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے لئے پورے صوبہ میں تمام اداروں میں پیسے بھجوائے جائیں تاکہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے طالب علم بھی ان اداروں میں فنی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! سستی روٹی کے حوالے سے گورنمنٹ نے جو سکیم شروع کی ہے اس کے لئے بھی میں ان کو خصوصی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ اس بات سے مکمل آگاہی رکھتی ہے کہ غریب عوام کے مسائل کیا ہیں اور گورنمنٹ محدود وسائل میں رہتے ہوئے ان مسائل کا حل تلاش کر رہی ہے۔ میں minorities کے حوالے سے ہی یہ گزارشات آپ کے ذریعے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج میری ایک بہن نے بھی اس حوالے سے بات کی کہ ہم ان اسمبلیوں میں مخصوص سیٹوں پر بیٹھے ہیں جب کہ فنڈز کی تقسیم حلقہ سے ووٹ لے کر آنے والے معزز ممبر کے حوالے سے کی جاتی ہے، یقیناً یہ ان کا حق ہے میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایسا طرزِ انتخاب نہیں چاہئے کہ مسیحی کمیونٹی کے پاس یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ direct election کے ذریعے اپنے نمائندوں کا انتخاب کر کے اسمبلیوں میں انہیں بھیج سکے لہذا اس طرزِ انتخاب کو ختم کیا جائے اور ہمارا وہی طریقہ انتخاب جس کے ذریعے ہماری مسیحی قوم اپنے ووٹ کے ذریعے اپنے نمائندوں کو اسمبلیوں میں بھیجتے تھے اس کو بحال کیا جائے تاکہ فنڈز یا تبادلوں کے مسائل کو ختم کیا جا سکے اور تمام اقوام کو حقیقی نمائندگی مل سکے جیسے کہ میرے مسلمان بھائی اپنے حلقوں سے انتخاب جیت کر یہاں آتے ہیں اسی طرح مسیحی قوم کی بھی حقیقی نمائندگی یہاں پر ہونی چاہئے۔ میں آخر میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اجلاس کا ٹائم آدھا گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔جی، میاں غلام سرور صاحب!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ محترمہ شمسہ کنول صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، محترمہ انیلا چودھری صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری شدید خواہش تھی کہ میں pre-budget کے اوپر اپنے خیالات کا کچھ اظہار کر سکوں۔ گو کہ میں کوئی economist نہیں ہوں لیکن ایک بجٹ کی شروعات کسی بھی گھر سے ہو جاتی ہیں۔بجٹ کا اچھا یا برا ہونے کا سارا انحصار آمدن اور خرچ پر ہے اگر ایک گھر کی آمدن تھوڑی ہے تو اس گھر کی زندگی اسی آمدنی کے مطابق ویسی ہی ہو گی اور اگر آمدن زیادہ ہے تو اسی حساب سے گھر کا ماحول اور اچھا ہو جائے گا۔اگر مزید خوشحال گھرانہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی آمدن بہت زیادہ ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا ملک کیوں غریب ہے، یہاں کا بجٹ کیوں اس قابل نہیں کہ اس میں ہم لوگوں کو ایک بہتر زندگی دے سکیں اور super powers جنہیں ہم خوشحال ممالک میں گنتے ہیں ان کے پاس ایسی کیا چیز ہے کہ ان کی آمدن زیادہ ہے اور وہ اپنے لوگوں کو بہتر زندگیاں دے رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں رکھی اگر ہم زمین کے حوالے سے دیکھیں تو ہمارے پاس جتنی زرخیز زمین ہے اس سے ہم بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم اتنی زرخیز زمین سے دنیا جہان کا پیسا پاکستان میں لا سکتے ہیں یعنی بہت پیداوار لے سکتے ہیں۔ ہم اگر معدنیات کے حوالے سے دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کسی بھی ذخیرے کی ہمارے ہاں کمی نہیں ہے۔بہترین پہاڑ ہیں جن کے نیچے چھپے ہوئے خزانے ہیں، سونا، چاندی اور ہر طرح کے قیمتی پتھر ہیں، ہمارے پاس کیا چیز نہیں ہے؟ پھر آپ ادھر بندرگاہ کی طرف چلے جائیں تو گوادر جیسی بندرگاہ ہمارے پاس موجود ہے اور ہمارے پاس وسطی ایشیا کا راستہ موجود ہے پھر ہم کشکول لئے پھرتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارے پاس ایسی کون سی کمی ہے کہ ہم ان چیزوں سے کما نہیں سکتے؟ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں ان تجاویز کی طرف غور کرنا ہے، ہمیں آج وہ suggestions دینی ہیں کہ جن سے ہم اپنی آمدنی کو بہتر کر سکیں۔ میں اس کے لئے اپنے ہمسایہ ملک کی مثال دوں گی۔ میرا انڈیا بہت دفعہ جانا ہوا، وہاں کی آبادی کا آپ کو بھی پتا ہے کہ بے تحاشا آبادی ہے، غربت ہم سے

بھی زیادہ ہے لیکن وہاں کی معیشت بہت strong ہے ان کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، ان کے پاس foreign reserves بہت زیادہ ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے وہاں پر ایک سلسلہ دیکھا کہ وہ کیسے income generate کر رہے ہیں اور اپنی اتنی بڑی آبادی کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ وہاں پر مجھے پہاڑوں پر travel کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے اپنے پہاڑی مقامات شملے سے لے کر روہتاس تک، ہر نالے اور دریا کے ہر 10 کلو میٹر پر ایک چھوٹا بند تعمیر کیا ہوا ہے۔ اس بند کے بالکل برابر میں ایک فیکٹری جہاں پر ہاتھی تک بندھے ہوئے ہیں اور اس کے ارد گرد ایک آبادی ہے جو اس بند کی رکھوالی بھی کر رہی ہے، وہاں سے بجلی بھی generate ہو رہی ہے، وہاں سے پانی بھی اکٹھا ہو رہا ہے اور اس آبادی کے ساتھ سکول بھی ہے، اس کے ساتھ ایک ہیلتھ سنٹر بھی ہے اور اس پہاڑی علاقے سے معدنیات بھی نکل رہی ہیں، سیمنٹ بھی بن رہا ہے اور وہاں پر فصل بھی پیدا کی جا رہی ہے۔ یعنی وہیں کے لوگوں کو وہیں روزگار مہیا کر کے وہاں سے بہترین پیداوار بھی حاصل کی جا رہی ہے جو پوری دنیا میں جا رہی ہے۔ ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے پاس اس سے زیادہ خوبصورت پہاڑ اور اس سے زیادہ خوبصورت سرزمین ہے جس سے ہم ان سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں کسی طور talent کی کمی نہیں ہے۔

جناب والا! آپ یورپ میں چلے جائیں وہاں سردی اتنی زیادہ ہے کہ وہاں ہر طرح کی فصل نہیں مل سکتی۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جن اقوام نے ترقی حاصل کی ہے انہوں نے پوری منصوبہ بندی کر کے محنت کی ہے۔ جو چیزیں یہاں پر پیدا ہو رہی ہیں ہم وہی چیزیں پوری دنیا سے درآمد کر رہے ہیں۔ ایسی چیزیں جن کی یہاں پر ضرورت نہیں ہے اور وہ یہاں پر بن رہی ہیں تو ہم ان کے اوپر ban لگا دیں۔ مشینری، مثال کے طور پر spare parts ہمارے ہاں نہیں بن رہے وہ ہم باہر سے منگوا کر یہاں ان کی assembling کر سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں کپاس ہے جس سے کپڑا بن سکتا ہے لیکن باہر سے اتنا کپڑا آ رہا ہے جس کی وجہ سے ہماری cotton industry بند ہو رہی ہے، یہ کہاں کی عقل مندی ہے؟ کسی بھی ملک کی انڈسٹری اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اس کو فروغ دینا ہے جس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم جو چیزیں یہاں خود پیدا کر سکتے ہیں ان کی درآمد پر پابندی ہو اور ہم پرائیویٹ سیکٹر کو support کریں یعنی اس قسم کی پالیسیاں بنائی جائیں کہ صنعتکاروں اور سرمایہ

کاروں کو ٹیکسوں میں چھوٹ دی جائے۔ ہمارے پنجاب کے اندر مالٹا اور کنو بہت زیادہ پیدا ہو رہا ہے وہاں پر اگر جوس بنانے اور پیک کرنے والی ایک مل لگتی ہے تو اس سے وہاں کے لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور وہ جوس ہم پوری دنیا میں export بھی کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں سے اتنا مالٹا حاصل کرتے ہیں۔ اس کی بے شمار مثالیں ہیں جو میں دے سکتی ہوں لیکن وقت کم ہے میں کس کس چیز کی بات کروں۔ اس کے لئے پہلے investment کی ضرورت ہے اور حکومت ان ضروری چیزوں پر اس طرح investment کرے کہ ہم ایک روپیہ خرچ کر کے 10 روپے حاصل کر سکیں نہ کہ ہم لوگوں کو بھکاری بنانا شروع کر دیں۔ ان میں بلاوجہ ہزار ہزار روپے تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، اس سے ہم اپنی قوم کو بھکاری بنائیں گے۔

جناب سپیکر! میں اس چیز کی شدید مخالفت کرتی ہوں کہ اگر ہمارے ہاں کوئی مل مالک یا industrialist ایک مل کے بعد دو ملیں لگاتا ہے، تین لگاتا ہے یا چار لگاتا ہے تو ہمارا میڈیا بھی ان کے خلاف ہو جاتا ہے اور ہم اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ ہم سرمایہ دار کے خلاف ہو جاتے ہیں اور اس کو مجبوراً اپنا سرمایہ ملک سے لے جانا پڑتا ہے۔ انڈیا میں T.A.T.A اور B.I.R.L.A کروڑ پتی، ارب پتی اور کھرب پتی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ ایک مل لگاتے ہیں تو حکومت support کرتی ہے تو وہ دس ملیں اور لگا لیتے ہیں۔ وہ سوئی دھاگے سے لے کر ٹرک اور ہوائی جہاز بنا رہے ہیں۔ ان کی حکومت ان کو support کر رہی ہے کہ ملک میں investment ہو رہی ہے۔ اگر یہاں پر کوئی industrialist کچھ کرتا ہے تو اس کے لئے مشکلات کھڑی کر دی جاتی ہیں اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ یہاں پر رویے تبدیل ہونے چاہئیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گا اور to the point رہنے کی کوشش کروں گا۔

جناب والا! وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ budget formation میں اسمبلی کی participation ان تقاریر کی بجائے اسمبلی کی کمیٹیوں یعنی جس محکمے کی ہاؤس کمیٹی ہے وہ محکمے کے

budget formation میں شامل ہو جائے تو اس سے اسمبلی کی empowerment ہو گی۔اس کے بعد بجٹ میں جو targets set کئے جائیں ان کی monitoring بھی کمیٹی کرے۔ میری information شاید غلط ہوں لیکن میں نے اس حد تک سنا ہے کہ پچھلے سال ہمارے جو spending and development targets تھےان میں سے بھی ہم نے ¼ بھی achieve نہیں کئے۔اگر کمیٹیوں کی participation ہو گی تو پھر سپلیمنٹری بجٹ بھی شاید نہ آئیں کیونکہ ہم ساری چیزیں دیکھ کر کریں گے۔ سپلیمنٹری بجٹ ایک bad planning کی نشانی ہے کہ ہماری پہلے منصوبہ بندی خراب تھی جس کی وجہ سے ہم نے یہ مزید خرچہ کیا ہے۔ میری ایک اور گزارش ہے کہ اسمبلی سے پاس ہوئے بغیر ایک پیسا بھی نہ خرچ کیا جائے۔ سپلیمنٹری بجٹ بالکل نامنظور کئے جائیں اور اسمبلی سے پہلے پاس کروایا جائے۔ ہم اس اسمبلی کو طاقت دیں گے تو ہم لوگوں کو empower کریں گے۔اس طرح ہم اسمبلی کی sovereignty کو قائم کریں گے۔اس کے علاوہ حکومت کا بنیادی مقصد لوگوں کو سہولیات دینا ہے، دیہاتی علاقوں کے اندر یونین کونسل کی حد تک میری ایک گزارش اور تجویز ہے کہ ایک یونین کمپلیکس کی طرح کچھ بنایا جائے جس میں پٹوار خانہ، تھانہ، B.H.U یا R.H.C، بچیوں کا ہائی سکول ہو، veterinary hospital ہو اور یہ ساری چیزیں ایک جگہ پر اکٹھی ہو کر ایک یونین کونسل میں مل جائیں گی۔ پنجاب کے کچھ علاقوں میں جہاں چکوک ہیں وہاں تو شاید اس قسم کی سہولیات میسر ہوں لیکن ہمارے علاقوں میں آبادی دور دراز علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے وہاں لوگوں کو یہ سہولیات میسر نہیں ہیں۔اس وقت ہمارے ملک کا اور پوری دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ energy crises کا ہے۔اس وقت پنجاب حکومت کی irrigation and power کی وزارت ہے لیکن یہاں پر irrigation والوں کا کام تو نظر آتا ہے لیکن power والوں کا کوئی کام نظر نہیں آتا۔ ہمیں alternate energy source کو تلاش کرنے کے لئے کام کرنا چاہئے۔ ہمارے اوپر اللہ کا فضل ہے کہ یہاں پر سارا سال دھوپ رہتی ہے۔ solar energy اور wind energy کو tap کرنے کے لئے جہاں بلوچستان کے بعد پنجاب شروع ہوتا ہے تو ان پہاڑوں سے لمبی وادیاں ہیں وہاں سے ہر وقت ہوا کا ایک سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مہربانی کر کے وہاں پر اگر wind energy کو tap کرنے کے لئے سروے کر کے کچھ پیسے رکھ دیئے جائیں تو یہ

بہت بہتر ہوگا کیونکہ wind energy ایک fficient energy ہے جس کا recurring expense کوئی نہیں ہے۔اس پر ایک دفعہ خرچ کرنے کے بعد جس طرح ہائیڈل میں ایک دفعہ ٹربائین لگا دیئے تو اسی طرح wind سے بھی energy حاصل ہوتی رہے گی۔ میری ایک اور گزارش تھی کہ ڈی جی خان کی نہر میں بھی falls ہیں جن کو استعمال کر کے ہم energy حاصل کر سکتے ہیں۔ میرا مشاہدہ محدود ہے میں نے تو ڈیرہ غازی خان کی نہر میں دیکھا ہے۔

جناب سپیکر! میری مودبانہ گزارش یہ ہے کہ تعلیم کے بغیر کوئی بھی قوم کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتی۔ ہمیں جگہ جگہ سکول بنانے کی بجائے بہتر سکول بنانے چاہئیں۔ ہم more schools کی بجائے better schools بنائیں اور centre of excellence بنائیں جو ایک انجن کی طرح سارے process کو drive کرے جیسا کہ L.U.M.S ہے، N.U.S.T، غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ ہیں۔ ہمیں اس قسم کے ادارے بنانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! آپ بھی دیکھتے ہوں گے کہ بچے جنھوں نے پنجابی فزیکل ایجوکیشن میں بی۔اے کیا ہوا ہے۔They are graduates but of no use اگر ہم ٹیکنیکل اور ووکیشنل ٹریننگ پر توجہ دیں تو بہتر ہے اور کسی کو ویلڈنگ، کسی کو ریفریجریشن اور کسی کو آٹو مکینک کی ٹریننگ دیں کیونکہ یہ وہ ہنر ہیں جن کی دنیا میں مانگ ہے۔ان کے پاس جب کوئی سرٹیفکیٹس ہوں گے تو انھیں روزگار ملے گا۔ اس وقت middle east میں ان کی بہت مانگ ہے۔ امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا جہاں ساری دنیا امیگریشن کے لئے جانے کی کوشش کر رہی ہے، وہ ممالک بھی ہنر مند لوگوں کو فوقیت دیتے ہیں اس لئے ہم اپنے صوبے میں بھی کوشش کریں کہ ہم ہنر مند لوگ پیدا کریں جو کہ ملک کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر! میری ایک اور گزارش اپنے علاقے کے حوالے سے ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے میڈیکل کالج کا جنرل مشرف نے بھی اعلان کیا تھا۔ دوست محمد خان کھوسہ بھی جس وقت وزیر اعلیٰ بنے تھے تو انھوں نے بھی اعلان کیا تھا اور میاں محمد شہباز شریف صاحب تو وہاں جا کر اس کا سنگ بنیاد بھی رکھ کر آئے ہیں، اب ایک سال ہونے والا ہے لیکن اس سلسلے میں کچھ نہیں ہوا۔ مہربانی کر کے اس کو expedite کروا دیا جائے کیونکہ ہمارا ڈیرہ غازی خان ڈویژن واحد ڈویژن ہے جس کے پاس کوئی

میڈیکل کالج ہے اور نہ کوئی یونیورسٹی ہے۔ ہمارے ڈویژن میں میڈیکل کالج آنے سے پورے علاقے میں health facilities کا معیار بہتر ہو جائے گا۔ ڈیرہ غازی خان کا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال تقریباً50لاکھ لوگوں کو cater کرتا ہے۔ اس میں ڈیرہ غازی خان ہے، راجن پور ہے، لیہ ہے اور آدھے سے زیادہ بلوچستان وہاں پر آتا ہے۔ یہ سارا دباؤ نشتر ہسپتال پر پڑتا ہے، ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج سے یہ دباؤ بھی کم ہو جائے گا۔اس کے علاوہ نشتر ہسپتال میں ہر کوئی اس لئے جاتا ہے کیونکہ میڈیکل کالج ہونے کی وجہ سے سینئر ڈاکٹر صاحبان وہاں پر میسر ہوتے ہیں۔ اگر مہربانی فرما کر ایک میڈیکل کالج جس کا بارہا اعلان ہو چکا ہے اس کے لئے بجٹ کی allocation ہو جائے تو آپ کی بہت عنائیت ہو گی۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں تحصیل ہیڈکوارٹر، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اور ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہسپتال ایک ہی ہسپتال ہے جس کی upgradation دو سال پہلے بجٹ میں رکھی گئی تھی لیکن شاید فنڈز کے اجراء کی وجہ سے کام بہت آہستگی سے ہو رہا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس کے لئے فنڈز کی allocation کروادیں اور ان فنڈز کو release بھی کروادیں۔ ابھی پچھلے دنوں جو ڈیرہ غازی خان میں بد قسمتی سے واقعہ ہوا ہے اس کے بعد ہمارے ہسپتال کی deficiencies بڑی واضح طور پر سامنے آئی ہیں کہ ہمارا ہسپتال اتنے بڑے سانحے کو handle کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ یہ ایک ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہسپتال ہے جو تقریباً50لاکھ کی آبادی کو cater کرتا ہے۔

جناب والا!ڈیرہ غازی خان کی ایک اور انفرادی حیثیت ہے کہ یہ صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کے ساتھ ملتا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے قابل تحسین اعلانات کئے ہیں کہ وہ بلوچستان کے ساتھ اچھے تعلقات بنانا چاہتے ہیں۔ جب وہاں پر زلزلہ آیا تو ہم نے وہاں پر اعلانات بھی کئے ہیں اور پیسے بھی بھیجے ہیں۔ میری ایک گزارش ہے کہ ڈیرہ غازی خان کا جو tribal area بلوچستان کے ساتھ لگتا ہے اس علاقے میں اگر ہم ایک کیڈٹ کالج قائم کر دیں تو اس سے یہ ہو گا کہ پنجاب اور بلوچستان کے لوگوں میں ہم آہنگی، ایک camaraderie آئے گی۔ ہم سب جو boarding schools میں پڑھے ہیں ہم خود اس چیز کے گواہ ہیں کہ جو دوستیاں سکولوں میں ہوتی ہیں، میں جس سکول میں پڑھا کرتا تھا اس میں چاروں صوبوں سے لوگ آیا کرتے تھے۔ ہمارے class fellows سندھ، سرحد اور بلوچستان سے بھی ہوتے تھے۔ ہم آج ایک بھائی چارے اور ہم آہنگی کی feeling

اپنےclass fellows میںfeel کرتے ہیں۔اسی طرح اگر ہم ایک کیڈٹ کالج قائم کر دیں گے جو بلوچستان اور پنجاب کی حدود کے اندر ہو گا تو دونوں علاقوں کے لوگوں کو دور جانا نہیں پڑے گا اور یہ ایکmelting pot کی طرح کام کرے گا جس کی وجہ سے ہمارا صوبہ پنجاب صوبہ بلوچستان کے زیادہ قریب ہو سکے گا۔

جناب والا!ایک اور میری گزارش آپ سے یہ ہو گی کہ کافی دنوں سے میں کوشش کر رہا ہوں کہ پنجاب میں ہمارا ایک صحت افزا مقام فورٹ منرو ہے جوcolonial days کی وجہ سے ملتان کے کمشنر گرمیوں میں وہاں پر آ جایا کرتے تھے کیونکہ وہاں پر موسم اچھا ہوتا ہے۔اگر آپ مری وغیرہ میں بھی جائیں تو ہمارے اکثر لوگ بہاولپور، ملتان اور رحیم یار خان وغیرہ گرم علاقوں سے آتے ہیں۔ ان لوگوں کو ہم دو تین گھنٹے کی drive پر فورٹ منرو کے اندر وہ سہولیات مہیا کر سکتے ہیں، مری کا جو حسن ہے وہgreenery ہے،اب ہم درخت کاٹ رہے ہیں کیونکہ وہاں پر ہوٹل اور فلیٹس مزید بن رہے ہیں۔ مری کا حسن بھی ہم محفوظ کر سکیں گے اور alternate ایک hill station بھی develop کر سکیں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کے اوپر بھی غور کیجئے گا اور اپنی بجٹ کی priorities میں شامل کر لیجئے گا۔ میری یہ تھوڑی سی تجاویز تھیں اور مجھے امید ہے کہ منسٹر صاحب میری ان تجاویز پر ضرور غور فرمائیں گے۔ شکریہ

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! بعض لوگ تین دن سے اس pre-budget پر بحث کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔اصل میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک اور صوبہ میں یہی بات غیر منصفانہ ہے۔ آج لسٹ کے مطابق اگر آپ پانچ پانچ، دو دو منٹ بھی دے دیں تو ہر بندہ اپنے حلقہ کی نمائندگی کر لے۔ جن لوگوں کے نام فہرست میں آج شامل ہو رہے ہیں ان کے نام پہلے آ جائیں اور پیر والے دن جن لوگوں کے نام لسٹ میں تھے وہ اس دن آئے نہیں تھے اور پیر کو بھی جن کے نام شامل نہیں تھے انہیں اگر آج وقت دے دیا جائے تو جو لائن میں بیٹھے ہیں ان کی میرے خیال میں پورے پانچ سال میں

باری نہیں آئے گی۔ میری یہی گزارش ہے کہ آپ ہاؤس کا وقت بڑھالیں اور تھوڑا تھوڑا وقت ہر مقرر کو دیں لیکن kindly لسٹ کے حساب سے باری دیں۔

جناب سپیکر: اب انہوں نے پانچ منٹ کی بات کر دی ہے، میں کیا کروں؟ آپ ٹائم کا خود بھی خیال رکھیں۔

رائے محمد اسلم خان: آپ ہاؤس کا ٹائم بڑھادیں اور لسٹ کے مطابق چلیں۔

جناب سپیکر: اب پابندی پانچ منٹ کی ہو گی اور پانچ سے سوا پانچ منٹ نہیں ہوں گے۔ رائے شاہجہاں صاحب! تشریف فرما نہیں ہیں؟

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: ایک اور بھی تو رائے شاہجہاں صاحب ہیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: وہ بھٹی صاحب ہیں اور میں کھرل ہوں۔ اب بولنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں، بے شک گپ لگالیں یا کوئی تجویز دے دیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! ہم وزیر خزانہ صاحب اور حکومت پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری گزارشات کو سننا قبول کیا ہے۔ میں صرف دو points پر بات کروں گا۔ پنجاب کے بجٹ کو اگر ہم دیکھیں تو یہ بجٹ ایسی چیز ہوتا ہے جس میں اخراجات کا، آمدن کا اور خرچ کا تعین کیا جاتا ہے کہ اس کی سمت کیا ہو گی۔ صحیح سمت کے اندر خرچ کرنا کامیابی دلاتا ہے اور اگر حکومت وقت اپنے اخراجات کی direction صحیح سمت میں متعین نہ کر سکے تو خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ ہمارے پنجاب میں ساری نوکریاں میرٹ پر دی گئی ہیں جو بڑی اچھی بات ہے لیکن جب ہم urban and rural development کے اندر تفریق کرتے ہیں اور اگر فنڈز شہروں کو زیادہ اور دیہاتوں کو کم دیتے ہیں تو اس وقت دیہات کا بچہ شہر کے پڑھے لکھے بچے سے کیسے compete کر سکتا ہے؟ حکومت وقت کچھ انصاف کرے کہ تعلیم اور development کے اندر جو اخراجات ہیں اس حوالے سے فنڈز زیادہ دیہات کو دیئے جائیں تاکہ وہاں پر development آئے، وہاں پر ترقی ہو اور وہاں پر

اچھے تعلیمی ادارے grow کریں تاکہ ہمارے بچے بھی شہروں کے بچوں کے ساتھ آکر compete کر سکیں لیکن یہاں الٹی گنگا ہے کہ 20 فیصد آبادی کو زیادہ فنڈز دیئے جاتے ہیں اور 80 فیصد آبادی کو development and planning کا کم حصہ ملتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے بچے شہروں کے بچوں سے compete نہیں کر سکتے۔ یہ میرٹ کی خلاف ورزی ہوتی ہے کیونکہ ہر حلقہ ایک آبادی کے اوپر بنا ہوا ہے جب اس کی آبادی یکساں ہے تو پھر یہ discrimination کیوں ہے؟ میں وزیر خزانہ صاحب سے آپ کے توسط سے التجا کرتا ہوں کہ شہری اور دیہاتی ترقی میں تفریق نہ پیدا کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجویز دیں جو آپ بتانا چاہتے ہیں۔ شہری دیہاتی کی بات نہ کریں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! ہمارے سکول اس معیار کے نہیں ہیں کہ ہمارے بچے یہاں آکر compete کر سکیں۔ شہروں کو جو سہولیات دستیاب ہیں اس وجہ سے آبادی کا flow شہروں کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ شہروں کا سائز اور حجم بڑھتا جا رہا ہے جس سے ٹریفک کے مسائل بڑھتے جائیں گے اور لاء اینڈ آرڈر کے مسائل پیدا ہوتے جائیں گے۔ لہذا میری ایک تجویز یہ ہے کہ شہروں اور دیہاتوں میں فنڈز کی تفریق کو ختم کیا جائے تاکہ ہمارے اندر بھی وہی ترقی آئے اور ہمارے لوگ اپنے ہی علاقوں میں بسنا پسند کریں۔ ہاؤسنگ کے اندر بہت ساری نئی کالونیاں بنتی ہیں اور L.D.A کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ میرے شہر جڑانوالہ کا یہ حال ہے کہ ساری سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہیں، کھنڈر کا منظر پیش ہو رہا ہے جس کے لئے T.M.A اور ضلع کونسل نے کچھ کام نہیں کیا لہذا میری تجویز ہے کہ rural and urban کو ایک جیسے فنڈز دیئے جائیں تاکہ مساوات قائم ہو۔ دوسرا سب سے بڑا مسئلہ جو ہمیں پیش آ رہا ہے وہ یہ کہ business monopolies قائم ہو چکی ہیں۔ حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ competitor کے طور پر اپنے فنڈز میں سے کچھ حصہ ایسا مخصوص کرے کہ مارکیٹ forces کو کنٹرول کیا جا سکے۔ جو تاجر اپنی ساری چیزوں کو دبا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کو مہنگے داموں بیچتے ہیں تو حکومت وقت کوئی کارپوریشن ایسی بنائے اور اس کے لئے فنڈز ایسے رکھے کہ ہمیں ان سے نجات حاصل ہو سکے۔ جن اداروں اور business میں competition موجود نہیں ہے تو حکومت کو

چاہئے کہ وہ اس شعبے میں اپنی financing زیادہ کرے، شعبے کے لوگوں کو آگے لایا جائے، ان کو قرضہ جات دیئے جائیں تاکہ اس میں مکمل competition کا رواج قائم ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے کے جو نالے ہیں وہ بڑے سیم ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ irrigation کا فنڈ ان کو پختہ کرنے کے لئے مختص کیا گیا ہے حالانکہ ان کو پختہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہی فنڈ ہمیں divert کر کے water courses کو پکا کرنے کے لئے دیا جائے تاکہ زمینداروں کو آسانی ہو کہ وہ پانی لگا کر irrigation کر سکیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی direction کو تبدیل کیا جائے بجائے اس کے کہ آپ سیم نالوں کو پکا کرتے پھریں۔ میں آپ کے توسط سے حکومت وقت سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں جو تحصیل ہے وہ 57 یونین کونسل پر مشتمل ہے اور نہ صرف پنجاب کی بلکہ پاکستان کی سب سے بڑی تحصیل ہے۔ چھوٹی چھوٹی تحصیلوں کو ضلع بنا دیا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جڑانوالہ کو بھی ضلع بنایا جائے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ ہماری research اتنی فرسودہ ہو چکی ہے کہ ڈیری اور لائیو سٹاک کے اندر بلڈنگ اور کمرے بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلے مقرر انجینئر بلال احمد کھر صاحب ہیں۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب اعجاز اچلانہ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اور محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ بھی نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کو تقریر کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: باری کے حساب سے آئیں گے کیونکہ دوسرے بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جو نہیں بیٹھے ان کی جگہ پر بولنے دیں۔

جناب سپیکر: فکر نہ کریں سب کی باری آئے گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

MRS AYESHA JAVED: Mr. Speaker! Is it irrelevant you can just tell me so? I just want to point out what is the point of holding all the exercise when the concerned Minister is not present.

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا اور آپ پھر انگلش میں بات کر رہی ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہاں تشریف ہی نہیں رکھتے تو پھر اس ساری proceedings کا کیا فائدہ؟

جناب سپیکر: وہ آ رہے ہیں اور ساری باتیں سن رہے ہیں، فکر نہ کریں۔ البتہ آپ کی تمام باتیں نوٹ ہو رہی ہیں۔ جی، محترمہ رفعت سلطان ڈار صاحبہ! ہاؤس کا وقت مزید آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے جلدی floor دے دیا۔ میں صرف دس منٹ ہی لوں گی اور صرف کام کی بات کروں گی۔

جناب سپیکر: دس منٹ نہیں ہیں۔ صرف پانچ منٹ ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ٹھیک ہے جناب سپیکر! میں پانچ منٹ ہی میں اپنی بات کروں گی، کام کی بات کروں گی اور اپنا کام بھی کرواؤں گی۔ میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کی توجہ صرف ایک چیز پر دلانا چاہتی ہوں کہ معاشرے کو اگر ہم نے صحت مند رکھنا ہے تو اسے نشہ سے بچانا چاہئے۔ میرے شہر فیصل آباد میں ہر تیسرے گھر اور ہر تیسری گلی میں نشہ ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے فیصل آباد شہر میں نشہ کرنے والے لوگوں کے علاج کے لئے ایک ہسپتال بنانے کی غرض سے فنڈز رکھے جائیں۔ اگر حکومت کے پاس زیادہ فنڈز نہیں ہیں تو وہ bed کی جگہ پر mattress استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ نشئی فٹ پاتھوں اور باغوں میں پڑے رہتے ہیں تو اگر وہاں پر لیٹ جائیں گے اور ان کا علاج معالجہ ہو جائے گا تو یہ اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! اس کے لئے بے شک ایک چھوٹا سا ہسپتال بنا دیا جائے جہاں پر خاص ادویات ہونی چاہئیں۔ اگر ہم نشہ کے عادی لوگوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہسپتال سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو

سکتی کیونکہ جگہ جگہ نشہ پھیلا ہوا ہے اور ان کے پیچھے بڑے بڑے اژدھے اور مگر مچھ ہیں جو سر عام نشہ کی چیزیں بیچتے ہیں۔ وہ ایک نشہ کی پڑی دیتے ہیں اور اس کے ساتھ دو ٹیکے فری کر دیتے ہیں۔ اس حوالے سے جب بھی کسی سے بات کی جاتی ہے تو میری بات کو مسکرا کر ٹال دیتے ہیں اور میری باتوں پر عمل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ہسپتالوں کی طرف بڑی توجہ دی ہے اور ہمیں باقاعدہ خط بھیجے ہیں کہ ہسپتالوں میں جا کر معائنہ کریں۔ میں ہسپتال گئی اور وہاں جا کر مطمئن بھی ہوئی ہوں لیکن میں نشئیوں کے علاج کے حوالے سے مطمئن نہیں ہوں اس لئے نشئیوں کے لئے ایک الگ ہسپتال ہونا چاہئے جہاں پر ان کا علاج اچھی ادویات سے کیا جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو بڑے بڑے گھرانے ٹھیک ہو سکتے ہیں کیونکہ اگر ایک نشئی کو صحت مند بنا دیا جائے تو سارا گھرانہ تندرست نظر آئے گا کیونکہ گھر کا ایک چراغ اگر نشہ پر لگ جائے تو اس سے ماں بھی بے کار ہو جاتی ہے اور باپ بھی پریشان ہو کر روتا پھرتا ہے اور وہ پھر ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں کہ کیا کیا جائے کہ بچہ نشہ کرنے لگ گیا ہے اس لئے میں چاہتی ہوں کہ میرے شہر فیصل آباد میں نشئیوں کے علاج کے لئے مجوزہ ہسپتال قائم کرنے کے لئے خصوصی فنڈز رکھے جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترم محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! شکریہ۔ الحمد لله وحده والصلوة والسلام على ملا نبى بعده قال الله تبارک و تعالیٰ قال تزرعون سبعاثنين دعواً فما حصدتم فذروه فى سنبله الا قليلا مما تعقلون۔ صدق الله العظيم۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے عربی میں تقریر کرنے کی اجازت نہیں لی اور عربی میں تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ عربی میں تقریر نہیں کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے قرآن پاک کی آیت اس لئے پڑھی ہے کہ میں اپنی حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے وقت آنے سے پہلے pre-budget پر بحث کرنے کی اجازت دی ہے۔اس حوالے سے میں شکر گزار ہوں اور حوالہ کے لئے یہ آیت پڑھی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو جب مصر کا وزیر خزانہ بنایا گیا تو انہوں نے بھی اس وقت ایک مشورہ دیا تھا کہ قحط سالی آنے والی ہے لہذا اس کا بندوبست کرنے کے لئے پہلے ہی انہوں نے فرمایا کہ سات سال غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کر دیا جائے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت سمجھتی ہو کہ فلاں جنس کی ہمیں کمی پیش آنے والی ہے تو قبل از وقت اس کا تدارک کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں میاں شہباز شریف صاحب کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے تمام محکمہ جات کو چیک کرنے کا پروگرام بنایا اور اس کے بعد pre-budget تجاویز کے لئے سپیکر کی رولنگ دینے کا بھی بہت بہت شکریہ۔ بلا تمہید یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بد قسمتی سے ہمارے محکمے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے مثلاً محکمہ زراعت اور پیداوار کے مشیر جن کی عدم توجہی کی وجہ سے آئے روز آٹا، گندم، چینی اور کھاد وغیرہ کے بحران پیدا ہو رہے ہیں۔اگر یہ محکمے ملکی ضروریات کے مطابق اعداد و شمار حکومت کو پیش کر کے ملک کو گندم، دال، چاول وغیرہ اور چینی کے لئے کماد کی اتنی ضرورت ہے، کاشت کاروں کو ترغیب دی جائے کہ اتنی گندم اور اتنا کماد کاشت کیا جائے تو مختلف فصلوں کی گرانی یا ارزانی کا مسئلہ کنٹرول ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے فوڈ سٹیمپ سکیم کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اسی طرح سستی روٹی کے پروگرام میں کئی ایک نقائص ہیں لیکن اس کی جتنی تعریف کی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم بھی تھوڑا ہے۔آپ جو تجاویز دینا چاہتے ہیں، وہ دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے محکمہ زراعت کو چاہئے کہ آئندہ سال ہمیں جتنی گندم چاہئے ہوتی ہے یا کماد اور کوئی دوسری چیز تو اس گندم کی فصل کو کاشت کرنے سے پہلے تمام اضلاع کو بتایا جائے کہ اتنی اتنی چیز کاشت کی جائے اس سے ہمارے حالات بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے 09-2-2 کو چنیوٹ کے دورہ کے موقع پر جب چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کا اعلان کیا تو چار نئے ہائی سکول جن میں سیم نالہ پل ہر سہ شیخ پریل کی تعمیر، لاہور ریلوے کراسنگ کے لئے انڈر پاس اور چنیوٹ ضلع و تحصیل لالیاں و بھوانہ کے علاوہ سٹیل مل کے قیام کا جلسہ عام میں اعلان کیا۔ اس کے لئے بجٹ 10-2009 میں فنڈز مختص کئے جائیں۔ ساڑ مراد والا کی بچیاں جو تیرہ، چودہ کلو میٹر کا سفر طے کر کے چنیوٹ کالج جاتی ہیں، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کے لئے میری گزارش ہے کہ وہاں کے عوام نے پانچ ایکڑز مین بھی وقف کر دی ہے تو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ساڑ مراد والا کو انٹر میڈیٹ کالج کا درجہ دیا جائے۔ اسی طریقے سے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رجوعہ کو بھی انٹر میڈیٹ کالج کا درجہ دے کر عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ اسلامیہ کالج بوائز و خواتین کو اگرچہ پوسٹ گریجوایٹ کا درجہ دے دیا گیا مگر تاحال سٹاف مہیا نہیں کیا گیا تو میری گزارش ہے کہ ہر دو کالجوں میں متعلقہ سٹاف بھی مہیا کیا جائے اور اس کا نوٹیفکیشن بھی جاری کیا جائے۔ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول سلارا کی بلڈنگ 1994 میں مکمل ہوئی مگر ابھی تک سٹاف اور دیگر ضروری سامان مہیا نہیں کیا گیا اور اب یہ عمارت شکست و ریخت کا شکار ہوتی جا رہی ہے لہذا اس سکول میں سٹاف اور دیگر ضروری سامان مہیا کیا جائے۔ اسی طرح گورنمنٹ گرلز مڈل سکول محلہ شاہ بہرام کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا اور اس کی بلڈنگ کو مکمل ہوئے بھی تقریباً دو سال ہو چکے ہیں مگر تاحال سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔ اس تعلیمی سال سے سکول ہذا میں نئی ہائی کلاسوں کا اجرا یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! چنیوٹ شہر میں کوئی قابل ذکر پارک نہ ہے، سوا لاکھ آبادی کے لئے واحد پارک لائبریری پارک ہے لہذا میرے شہر کے لئے تین پارک بالمقابل علی ہسپتال، فیملی پارک محلہ عالم پہاڑی کے ساتھ خالی جگہ پر پبلک پارک اور بہار کالونی سیٹلائٹ ٹاؤن۔۔۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب!آپ کا وقت پورا ہو گیا لہذا تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:: جناب سپیکر!دوسرے صاحبان کو دس دس منٹ بھی دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب!ایک اصول پر آپ چلیں ناں۔جب آپ نے طے کیا کہ پانچ منٹ سے زائد بات نہیں کرنی تو اس سے ہر ایک کو موقع ملے گا۔اب اس پر مزید بحث کرنے سے فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!مجھے پھر اس بات کی اجازت دی جائے کہ میں لکھ کر دے دیتا ہوں اور اسے ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھیتں۔جناب سندھو صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: شکریہ۔جناب سپیکر!آج بھی مشکل ہی سے وقت ملا ہے۔ معزز اراکین نے بہت خوبصورت باتیں کیں اور بالخصوص محسن لغاری صاحب نے تو میرے دل کی باتیں کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا بنیادی المیہ یہ ہے کہ چونکہ ٹائم بہت کم ہے اور سپیکر صاحب بھی بہت سخت ہیں تو میں کوشش کروں گا کہ بہت جلد اپنی تجاویز عرض کر دوں۔

جناب سپیکر!ہمارے بنیادی infrastructure کی کمی تو اپنی جگہ پر بجا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا سکول ہے تو وہ سکول نہیں ہے اور اگر ہسپتال ہے تو وہ ہسپتال نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ existing infrastructure کو پہلے improve کریں تاکہ جو ہمارا سکول ہے ہم سمجھیں کہ اگر واقعی اس میں بچے پڑھ رہے ہیں تو وہ یقینی طور پر ان کی growing ہو رہی ہے،ان کی schooling ہو رہی ہے اور وہ کل کو useful citizen بنیں گے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں میں، میں خود بھی یونیورسٹی میں پڑھاتا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ لیکچر دیتے وقت محسوس ایسے ہی ہوتا ہے جیسے ہم دیواروں کو ہی پڑھا رہے ہیں۔ کم از کم ہمارا graduate اس level پر ہو کہ ہم کہہ سکیں اور بین الاقوامی تعلیمی status کے مطابق ہمارے بھی students ہوں۔ education کے بارے میں ہمارے C.M صاحب بھی اس میں بہت in ہیں۔ میں یہ کہوں

گا کہ education system کو emergency basis پر ٹیکس لگا کر ہمارے elevate کیا جائے اور اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری قوم کو survival کی ضرورت ہے تو ہمیں تعلیم کو elevate کرنا ہو گا، جیسے لغاری صاحب نے کہا کہ ہم صرف مزدور پیدا کرتے جائیں اور ہم useful citizen پیدا نہ کر سکیں تو اس پر خصوصی طور پر توجہ کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! ہماری سوسائٹی agriculture based ہے اور میں بھی agriculture society کا ایک نمائندہ ہوں۔ وہاں صرف یہ کہ سہولتیں نہیں ہیں اس کے علاوہ ہماری فصلات جب مارکیٹ میں آتی ہیں ہم وہاں بھی لٹتے ہیں، زمیندار شوگر مل پر بھی لٹتے ہیں، ان کا گنا کم بھی تولا جاتا ہے اور ان کو پیسے تین تین سال نہیں دیئے جاتے۔ ہم کس معاشرے میں رہ رہے ہیں؟ ہماری agriculture جو ہماری economy کا 85 فیصد ہے، جو ہماری economy کی back bone ہے، آخر زمیندار کب تک لٹتا رہے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ جس طرح اس سال کھاد کے مختلف بحران آئے ہیں ہمیں ensure کرنا چاہئے کہ اگلی مرتبہ ہمیں ایسا وقت دیکھنے میں نہیں آنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے development projects کرپشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کمیشن کو ختم نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کو اگر ہم reduce کر لیں تو جہاں ہمارا بجٹ ڈیڑھ ارب کا ہے وہاں وہ اڑھائی ارب یا تین ارب کا ہو جائے گا۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہم بچت کر کے کم سے کم وسائل میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! پولیس کے بارے میں، میں یہ کہوں گا کہ کہنے کو تو ہے کہ ہمارے ہاں پولیس کا محکمہ ہے۔ جس طرح investigations ہو رہی ہیں اور جس طرح لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے یہ emergency basis پر مرکزی حکومت سے مل کر policy reforms کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم 30۔ ارب روپیہ پولیس پر خرچ کر رہے ہیں لیکن اگر utility دیکھی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ رزلٹ minus میں آئے گا۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے کہ جہاں لوگوں کے rights involve ہیں، براہ راست لوگ hit ہوتے ہیں اور investigations جو ہے، میں سمجھتا ہوں کہ laws کو بھی amendment کرنے کی ضرورت ہے۔ بہت زیادہ laws کو ترمیم کرنے اور reforms کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ، چودھری شیر علی!

چودھری شیر علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا اور گورنمنٹ کا یہ احسن اقدام سراہتا ہوں کہ آپ نے pre-budget پر ہم سے تجاویز لینے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہماری تجاویز کو صرف سنا ہی نہ جائے بلکہ ان تجاویز کو بجٹ میں incorporate بھی کیا جائے۔ میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ جب آپ اپنی priority set کریں تو زراعت جو صرف ہمارے ملک، ہمارے صوبہ بلکہ ہمارے دیہات کا تمام تر انحصار اسی پر ہے لہذا اس کو top priority دی جائے۔ اس سلسلہ میں جہاں آپ نے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے وہ بہت اچھا اقدام ہے اس میں میری تجویز یہ ہو گی کہ اس گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت تحصیل level پر balloting کرنے کی بجائے آپ ہر یونین کونسل میں ایک ٹریکٹر دیں تاکہ یہ ہر یونین کونسل میں پہنچے۔ جو previously balloting ہوئی اس میں ایسا ہوا ہے کہ میری اپنی constituency میں ایک گاؤں کے اندر پانچ ٹریکٹر دے دیئے گئے لہذا یہ بہت اچھا ہو گا کہ اگر ہر شخص اس گرین ٹریکٹر سکیم سے فائدہ اٹھائے۔ جہاں تک implements پر جو subsidy دی گئی ہے وہ بھی بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس میں جس علاقے کے لئے implement دیا جائے اس کو ضرور خاطر میں رکھا جائے۔

ہمارے ہاں جو drill offer کی گئی وہ 80 ہزار روپے کی ہے اس پر 50 فیصد subsidy کے بعد 40 ہزار روپے زمیندار سے لیا گیا۔ وہ drill fix ہے جو ہمارے علاقے میں چلتی ہی نہیں اور جو مقامی drill بنتی ہے وہ 38 ہزار روپے میں میسر ہے اور وہ تمام subsidy ضائع کر دی گئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جب پالیسی بنائی جائے اور جس علاقے کو subsidy دیں تو اس چیز کا ضرور خیال رکھیں کہ وہاں کی local requirement کیا ہے۔

میں یہاں پر آپ کو یہ بھی تجویز دوں گا کہ زمیندار کو ساہوکار کے چنگل سے بچانے کے لئے جو Islamic Bank کا Islamic concept ہے اور سٹیٹ بنک نے بھی کہا ہے کہ Islamic Agricultural Products متعارف کرائی جائیں۔ اس اسمبلی نے بھی ایک resolution پاس کی ہے کہ Islamic Banking کو encourage کیا جائے۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ

Islamic Banking کے concept کو introduce کیا جائے اور ہمیں ساہوکار کے چنگل سے بچایا جائے۔ اس کے اندر جو آپ کی فصل کھڑی ہے اس کے لئے آپ ایک فنڈ بنائیں جو advance buy کرے اور 50 percent of the crop کو خریدے۔ جس طرح ابھی ہماری گندم کی فصل کھڑی ہے اگر آپ آدھی گندم کی فصل ہم سے خرید لیتے ہیں تو ان پیسوں سے ہم کھاد، pesticides وغیرہ خرید کر اس پر زیادہ محنت کر سکیں گے۔ اس طرح سے پہلے اگر 100 من گندم ہونا تھی اس طرح کرنے سے 110 من گندم ضرور ہو گی۔ کسان خوشحال ہو گا تو ہماری economy بھی خوشحال ہو گی۔ میں یہاں پر poorest of the poor کسان کا بھی ذکر ضرور کروں گا جو ہمارے علاقے یعنی بارانی علاقے کا کسان ہے۔ بارانی علاقے کے لئے میری سب سے پہلی تجویز یہ ہو گی کہ آپ وہاں small dams بنائیں اور جہاں پر وہ small dams تجویز کئے گئے ہیں ان کو وہاں پر ہی بنایا جائے سیاسی بنیادوں پر ان dams کو اٹھا کر کہیں اور نہ لے جایا جائے۔ یہاں پر میں دو ڈیموں کا بھی ذکر کروں گا ایک ڈیم میرے آبائی گاؤں کوٹ فتح خان کے نام سے ہے اور ایک میرے حلقہ تحصیل فتح جنگ میں تاجہ بارہ ڈیم ہے۔ آپ یہ investigate کر لیں کہ اس کا catchments area، command area یا structure اگر اس موضع کے کسی جگہ پر آتا ہو تو اس کا نام یہ رکھا گیا ہو گا۔ آج وہ ڈیم کہاں چلے گئے اور کیوں لے جائے گئے؟ اس سوال کا جواب صرف آپ کی گورنمنٹ دے سکتی ہے اور اس کے لئے جو پیسے استعمال ہوئے وہ سب ضائع کر دیئے گئے۔ میں صرف ایک تجویز اور دے کر اجازت چاہوں گا کہ ہمارا علاقہ کیونکہ سرحد کے ساتھ bordering area ہے اور فرنٹیئر میں جو آگ لگی ہوئی ہے اس کی گرمی جتنی ہم محسوس کر رہے ہیں شاید لاہور کے ایوانوں میں آپ کو محسوس نہ ہوتی ہو۔ میرے حلقہ کے 13 دیہات بارش کے موسم میں پنجاب سے زمینی طور پر کٹ جاتے ہیں اور ان کو حسن ابدال آنے کے لئے فرنٹیئر میں سے گزر کر اور ہزارہ روڈ سے گزر کر حسن ابدال آنا پڑتا ہے۔

میری آپ سے یہ گزارش ہے اور ہر حکومت سے ہماری یہ گزارش رہی ہے کہ ساٹھ سال میں بفات کا bridge جو ہر وئی پر بننا تھا وہ نہیں بنایا گیا۔ اس کو بنا کر ان تیرہ دیہاتوں کی یہ محرومی دور

کر دی جائے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم شاید صوبہ سرحد میں ہیں تاکہ انہیں یہ محسوس ہو کہ وہ صوبہ پنجاب میں ہی ہیں اور ان کو یہ سہولت ضرور دی جائے۔

اب چونکہ ٹائم کی آپ نے پابندی لگا دی ہے باتیں تو بہت ہیں اور اگر اجازت ہو تو ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ میں اسلام آباد کا نیا ائیر پورٹ بھی بن رہا ہے جو پچھلی گونمنٹ نے وہاں پر شروع کروایا تھا، اس کا ایک نیا تھانہ بنا دیا گیا اور وہ تھانے والے در بدر کی ٹھوکریں کھاتے رہے ہیں۔ اب انہیں ایک کرایہ کے مکان میں جگہ ملی ہے جب تھانے بنائے جائیں، جب تحصیلیں بنائی جائیں، جب اضلاع بنائے جائیں تو ان کی بلڈنگ، ان کے ملازمین کی رہائش کا ضرور انتظام کیا جائے، وہ تھانہ کاغذوں میں نیو ائیر پورٹ تھانہ تو بنا دیا گیا۔ اسلام آباد کے نیو ائیر پورٹ کے تھانے کی حالت جا کر دیکھیں تو federal capital پر آپ کو ترس آئے گا اور فتح جنگ کی واٹر سپلائی جو پچھلی گونمنٹ نے منظور کی تھی اس موجودہ حکومت نے اس کو سرد خانے میں ڈال دیا ہے۔ ہمیں غازی بروتھا کا کہا جاتا ہے کہ پانی ہم اسلام آباد کو دیں گے تو ہم نے کیا گناہ کیا ہے کہ فتح جنگ کو پانی نہیں دیں گے اور اسلام آباد کو پانی دیں گے اور اسلام آباد کے نئے ائیر پورٹ کو پانی دیں گے؟

میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس بجٹ میں فتح جنگ کی واٹر سپلائی کے لئے زمین بھی خرید لی گئی ہے اور T.M.A نے اپنے حصے کے پیسے بھی جمع کرا دیئے ہیں، فلٹریشن پلانٹ بھی ہمیں مہیا کیا جائے تو میں انہی گزارشات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔ بہت بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جو نام لسٹ پر لکھے ہوئے ہیں میں اس کے مطابق چلوں گا۔ نیچے سے جو request آ رہی ہے معذرت کے ساتھ کہنا چاہوں گا کہ جن لوگوں کے نام آ چکے ہیں ان کا پھر حق مارا جائے گا۔ جی، اب اگلا نام محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں تو بالکل توقع نہیں کر رہی تھی کہ مجھے موقع دیا جائے گا کیونکہ میں نے تو چار دن پہلے اپنا نام دیا تھا اور ابھی میں کچھ تجاویز نوٹ کر رہی تھی تو اگر مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں اور اگر ایک دو اشخاص بات کر لیں تو ان کے بعد میں بات کر لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔آج ہمیں جو کہا گیا ہے وہ یہ کہا گیا ہے کہ آئندہ بجٹ کے لئے آپ صرف تجاویز دیں ہم نے کوئی لمبی چوڑی بجٹ پر بحث نہیں کرنی اس لئے میں ٹائم چونکہ 5 منٹ ہے تو کوشش کروں گا کہ جو ہماری ضروریات زندگی ہیں اس کی تجاویز منسٹر صاحب تک پہنچا سکوں۔

جناب والا!سب سے پہلے ہماری زراعت کا معاملہ ہے۔زراعت کے حوالے سے میری یہ تجویز ہے کہ زراعت ہی ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس سے ہی ملک کی خوشحالی ہے۔کسان خوشحال ہو گا تو ملک کی ترقی میں اضافہ ہو گا اور ملک میں جو پریشانیاں ہیں حقیقت ہے کہ وہ زراعت کی ترقی کی وجہ سے ختم ہو جائیں گی۔اگر آپ زراعت اور کاشتکار کو خوشحال کر دیں تو یہ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔اس میں یہ ہے کہ کاشتکار کو انڈسٹری کا درجہ دے دیں۔خاص طور پر فاسفورس کھاد یں، سبسڈی دے کر اس کو آپ سستا کر دیں، زرعی آلات نصف قیمت پر پہنچا دیں اور پانی، کھاد اور بجلی اگر آپ یہ چیزیں کاشتکار کو دے دیں تو ملک میں سر سبز انقلاب آ جائے گا یہ ملک غیر ترقی یافتہ کی لسٹ میں نہیں ترقی یافتہ کی لسٹ میں شمار ہو گا۔

جناب والا!دوسری میری تجویز یہ ہے کہ جہاں آمدورفت کا ذریعہ نہیں ہے وہ دیہہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا، وہاں ہسپتال چل سکتا ہے، نہ سکول چل سکتا ہے۔اگر آپ ہر دیہات کو metalled roads مہیا کر دیں گے تو وہاں آپ کا سکول بھی کامیاب ہو گا اور آپ کا ہسپتال بھی کامیاب ہو گا۔آپ مہربانی کریں۔بغیر کسی تفریق ہر دیہات کے بارے میں کوشش کریں کہ اس کا منڈیوں سے رابطہ قائم کروا دیں تو وہ دیہات ترقی کرے گا اس کی کاشت بڑھے گی، وہاں کی بے روزگاری کم ہو گی۔تیسری چیز ہے وہاں پر تعلیم مہیا کرنا۔میری تعلیم کے معاملے میں یہ تجویز ہے کہ آپ ہر دیہات میں ایک گرلز اور پرائمری سکول ضرور دیں۔جس دیہات میں آج تک کوئی پرائمری سکول نہیں ہے ہر یونین کونسل میں ایک ہائی سکول گرلز، ایک ہائی سکول مردانہ دے دیں۔یہ نہایت ضروری ہے، چار یونین

کونسلیں ملا کر ایک گرلز ڈگری کالج دے دیں اور آٹھ یونین کونسلوں کو ملا کر ایک مردانہ ڈگری کالج دے دیں تو تعلیم میں انقلاب آ جائے گا۔

جناب والا! بجلی کے لئے میری ایک proposal ہے ویسے تو یہ وفاق کا مسئلہ ہے۔ پہلے سابق دور میں یہ روایت ہوتی تھی کہ جو بجٹ ایم پی اے کو ملتا تھا اس میں پانچ سے آٹھ تک دیہاتوں پر مشتمل علاقے کو بجلی دینے کی اجازت ہوتی تھی اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو جب کوئی عوامی نمائندہ جلسے میں جا کر دو، چار دیہاتوں کو بجلی دینے کا اعلان کرتا ہے تو اس کی عزت رہ جاتی ہے اور وہ لوگ بھی خوش ہو جاتے ہیں اور وہاں پر بجلی بھی مہیا ہو جاتی ہے۔اب جس طرح ایم پی اے باقی سکیمیں دے سکتا اس کو اس کی بھی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب والا! چوتھی چیز صحت ہے۔ صحت میں تو بہت چیزیں ہیں مگر میں مختصر بات کروں گا کہ ہر ہسپتال میں دوائیوں کا بجٹ ڈگنا کر دیں اور خاص طور پر R.H.C جو Rural Health Centre آٹھ دس یونین کونسلوں پر ایک بنتا ہے۔اس میں یہ کہا گیا تھا کہ وہاں لیبارٹری بھی ہو گی وہاں ایکس رے پلانٹ بھی ہوں گے، وہاں ایمبولینس بھی ہو گی لیکن افسوس ہے کہ یہ چیزیں آج تک مکمل طور پر کسی R.H.C میں نہیں مہیا کی گئیں۔R.H.C بنانے کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے اس کا فائدہ دیہاتی عوام کو نہیں ہو رہا۔آپ پلیز! جہاں R.H.C ہے وہاں ایکس رے پلانٹ، لیبارٹری اور ایمبولینس کا ضرور انتظام کریں اس سے دیہاتی عوام کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ جہاں کڑوا پانی ہے وہاں صاف پانی مہیا کر دیں۔ یہ ان کے لئے بہت بڑا مشروب ہو گا۔ صاف پانی نہ ہونے سے دیہاتوں میں پتا نہیں کتنی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ دیہات والے بس یہی مانگتے ہیں کہ یہاں کڑوا پانی ہے، میلوں دور سے لانا پڑتا ہے۔ایک سکیم بنا دیں جہاں کڑوا پانی ہو وہاں واٹر سپلائی ضرور پہنچائیں۔

جناب والا! میری ایک اور proposal ہے کہ فوڈ سٹیمپ اور سستی روٹی یہ اچھی سکیمیں ہیں لیکن اس میں 17۔ارب روپیہ کم از کم فوڈ سٹیمپ پر خرچ کیا گیا ہے، لوگ قطاروں میں بیٹھے رہے ہیں، مزدوری کرنے کی بجائے وہ اس انتظار میں ہیں کہ ڈاکیا کب آئے گا اور ہمیں ہزار، 2 ہزار روپیہ ملے گا، پہلے تھوڑے بھکاری تھے اب زیادہ ہو گئے ہیں، مہربانی کریں یہ سکیم اچھی تو ہے لیکن اگر کہیں اچھے کاروبار کی صورت میں صحیح تشخیص کروا کر اس کو کوئی ریڑھی لے کر دے دیں، کوئی کھوکھا

لے کر دے دیں، کوئی دُکان بنادیں تاکہ لوگ بھکاری بننے کی بجائے کوئی مستقل کاروبار کریں اور اس چیز سے بچ جائیں۔آپ مہربانی کریں اس بارے میں دوبارہ یہی گزارش کروں گا کہ آپ زراعت کو ترقی دے دیں، یہ سستی روٹی تنوروں پر نہیں، ہر گھر میں پکے گی، خریدنی نہیں پڑے گی بلکہ غریب لوگوں کے چولہے چل پڑیں گے۔

جناب والا! میری ایک آخری تجویز یہ ہے کہ ریلوے پھاٹک نہیں بن سکتے کیونکہ یہ صوبائی حکومت کے پاس نہیں ہے، یہ مرکز کا معاملہ ہے لیکن جہاں ریلوے لائن درمیان میں آگئی ہے اور بڑی بڑی آبادیاں دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہیں وہاں روزانہ کے حادثات ہو رہے ہیں، وہاں کے لوگوں کی ڈیمانڈ یہ ہے کہ ہمیں نیچے سے ایک بائی پاس بنادیں تو ان لوگوں کے روز کے حادثات جو ہوتے ہیں اس سے وہ بچ جائیں گے۔جہاں بڑی آبادیوں کے درمیان ریلوے لائن گزر رہی ہے بائی پاس بنانے کی بھی ایم پی اے کے بجٹ میں اجازت ہونی چاہئے تاکہ وہ لوگ جو پریشان ہیں، چھوٹے بچے گزرتے ہیں، سکول آنا جانا ہوتا ہے، بازار دوسری طرف ہیں، آبادی دوسری طرف ہوتی ہے اس سے روزانہ حادثات ہوتے ہیں پھاٹک شاید ہر جگہ نہ بن سکیں۔وہاں چھوٹا سا بائی پاس آمدورفت کے لئے بنادیں تو اس سے دیہاتوں کی جو آمدورفت کی بہت بڑی تکلیف ہے وہ دور ہو جائے گی۔بہت مہربانی، شکریہ۔ میں نے شاید اپنے ٹائم سے بھی پہلے ختم کر دیا ہے۔ میں آپ کا وقت نہیں ضائع کر رہا میری یہ proposals اگر آپ نے لکھی ہیں تو یہ بہت مفید ثابت ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔بلوچ صاحب! آپ نے اپنے ٹائم سے زیادہ لیا ہے۔جی، راحت اجمل خان صاحب!۔۔۔راحت اجمل خان صاحب موجود نہیں ہیں۔طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! اس پری بجٹ پر اور اس tradition پر اور سب کی consultation کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے یہ یقیناً قابل ستائش ہے، اس سے بہت مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔

جناب سپیکر! یقیناً بے بسیاں، مایوسیاں ختم ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر:جناب سپیکر!قوم، خصوصاً پنجاب کے لوگ پرامید ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پنجاب میں ایک فرض شناس، دیانتدار، ہمدرد اور درد دل رکھنے والا وزیر اعلیٰ عنایت فرمایا ہے۔اس میں کوئی امر مانع نہیں،اپنے پرائے اس بات کی تائید وستائش کرتے ہیں کہ میاں محمد شہباز شریف اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں جس مشن کو لے کر چلے ہیں وہ جنون کی حد تک عوامی فلاح و بہبود کے خواہاں ہیں۔بجٹ تجاویز کے بارے میں آپ کے پاس ممبران نے بہت ساری تجاویز دی ہیں اور بہت سارے ممبران کی کمیٹیوں کا ایک اور نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے کہ کمیٹیاں بنا کر ان کی تجاویز لی جاتی ہیں اور جو تجاویز قابل قبول ہوتی ہیں ان پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ میں آج اس معزز ایوان کے توسط سے یہ تجویز بھی پیش کرتی ہوں کہ یہ جو ایوان ہے اس میں مختلف ایجوکیشنز اور مختلف techniques سے آسودہ اذہان ہیں اگر ان کی مطابقت سے، مثال کے طور پر آپ اور ہم Law کے profession سے ہیں تو ہمارے پاس legal opinions ہوں گی، اسی طرح کچھ لوگ ایجوکیشن، ہیلتھ اور زراعت جیسے اہم شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے پاس اس بارے میں اچھی آراء موجود ہوں گی اگر اسی سلسلے میں ایک ٹیم کی شکل میں کام کیا جائے اور وہ تجاویز آ جائیں جو کہ بجٹ کے لئے قابل قبول ہوں رکھ لی جائیں تو اس سے ایک اچھا استفادہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر!ہمیں اس وقت ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے کی بہت ضرورت ہے اور جس تیز رفتاری کے ساتھ پنجاب حکومت نے بہت سی خرابیوں، خامیوں، نااہلیوں اور سستیوں پر کنٹرول کیا ہے اس سے اب عوام کو ریلیف ملنا شروع ہو گیا ہے۔ ہم چاہیں گے کہ زیادہ سے زیادہ مزید بھرپور توجہ دی جائے۔ صحت مند قوم ہی ترقی کے زینے طے کر سکتی ہے اور زندہ قوم کہلوانے کی حقدار ہو سکتی ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب نے سرگودھا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کے لئے 64 لاکھ کی منظوری دی ہے، میں اس ایوان میں گزارش کروں گی کہ upgradation emergency اور دیگر منصوبہ جات کے لئے فنڈز کو release کر دیا جائے کیونکہ اس سے پہلے سرگودھا میں بہت سے دوسرے ہسپتالوں کی طرح بہت برا حال تھا اب وہاں بہتری کے آثار نمودار ہونا شروع ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر!ایجوکیشن میں جس طرح ذہین طلباء کو مضمون نویسی کے مقابلے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے پوزیشن ہولڈرز طلبا کو جو انعامات دیئے گئے ہیں میری یہ تجویز ہے کہ اگر ٹیچرز میں بھی اسی طریقے سے competition کروایا جائے، جو ٹیچرز ریگولر ہیں، جو ٹیچرز رزلٹ اچھا دیتے ہیں، جو ٹیچرز محنتی ہیں اور جن ٹیچرز کا کیریئر اچھا ہے ان کو بھی انعامات دیئے جائیں۔ سکولوں میں ان کو بھرپور facilitate کر دیا جائے تاکہ پاکستان بھر میں یہ تاثر ختم ہو کہ یہاں پر تعلیم کا دوہرا معیار ہے۔ گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں کو بھرپور توجہ کے ساتھ وہ تمام سہولتیں دی جائیں جو L.U.M.S غلام اسحاق خان اور N.U.S.T universities میں پائی جاتی ہیں، پڑھی لکھی قوم ہی ہمیشہ اپنی قوم کے عروج کا سبب بنا کرتی ہے۔ ہمیں ہیلتھ اور ایجوکیشن پر جس طریقے سے ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ، ہمارے قائد توجہ دے رہے ہیں ہمیں اس پر مثبت تنقید کرنی چاہئے اور مثبت انداز میں سوچنا چاہئے اور as a team ان کا ساتھ دینا چاہئے تو میں نہیں سمجھتی کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور ہے کہ جس دن یہاں پر ایجوکیشن میں بھی انقلاب آئے گا اور ہیلتھ میں بھی بہت بڑی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔

جناب سپیکر!ہیپاٹائٹس کا جو مرض ہے وہ پانی کی وجہ سے بہت پھیل رہا ہے۔اس کے کنٹرول کرنے کے لئے بجٹ میں اچھی خاصی رقم مختص کی جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس میں چیک اینڈ بیلنس ہونا چاہئے، کفایت شعاری اور میانہ روی کے ساتھ ہمیں یہ دیکھتے ہوئے کہ ہمارے وسائل کیا ہیں اور ہمارے مسائل کتنے ہیں اور یہ جذبہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے قوم تک پہنچ رہا ہے کہ ہمارا یہ ملک ہے، اس کو ہم نے سنوارنا ہے، اس پر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ بھرپور توجہ دینی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسے ہم cover کریں گے۔

جناب سپیکر!سستی روٹی کے اعتبار سے جس میں تھوڑے سے مسائل سامنے آئے ہیں۔ ڈاکخانوں میں بھی ہیں، ڈاکخانوں کو اگر ڈی سی اوز کے تحت کر دیا جائے اور ہر یونین کی سطح پر ہم ایک female اور ایک male کو job دے دیں اور وہ اس کا سارا ریکارڈ رکھیں کہ کن لوگوں کو deliver ہوا ہے، نہیں ہوا ہے تو اس سے بہت اچھے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ شادی بیاہ کی فضول رسومات کو جو ختم کیا جا رہا ہے وہ احسن اقدام ہے لیکن اس کام کو پولیس کی کم مدد اور وہاں پر کمیٹیاں بنائی

جائیں جو کہ بتائیں کیونکہ ایک آدمی کو ہمارے معاشرے میں اگر پولیس والا آکر چیک کرتا ہے تو وہ اس میں degrade ہوتا ہے، اگر محلہ کے لوگ دیکھیں کہ کتنی لائٹنگ ہو رہی ہے، کتنے کھانے پکائے جا رہے ہیں تو اس پر احسن طریقے سے قابو پایا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! بس، میرا خیال ہے کہ اب آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جی، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد سعید مغل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں انتہائی مختصراً تین نکات کو touch کروں گی کہ budgetary framework کے تحت جو یہ بنایا گیا ہے یہ انتہائی خوش آئند ہے کہ rotatary system میں ایک continuity کی جو پالیسی ہے وہ قائم کی جائے گی۔ لہذا جو international standard کے مطابق بجٹ بنایا جا رہا ہے اس کے لئے میں مبارکباد دوں گی۔

مجھے public private partnership میں کچھ کمی محسوس ہوئی ہے۔ پچھلی دفعہ بھی کچھ experience یہی رہا ہے کہ گورنمنٹ اور عوام میں عدم اعتماد کا جو رشتہ ہے وہ public private partnerships کے through ہی بہت زیادہ facilitate ہوا تھا لہذا ان کے projects کو بڑھانے کی دوبارہ میں ضرور تجویز دوں گی۔ Salam Banking کو میں support کروں گی کہ یہ ایک سود سے پاک چیز ہے جو اسلام کے شایان شان ہی نہیں کہ وہ اس کو ignore کرے، یہ ایک انتہائی اسلامک بنکنگ کا جو طریقہ ہے اس کی recommendation کو بھی میں دوبارہ ادھر float کروں گی۔

مجھے ہیلتھ کے معاملے میں تین باتیں ضرور کہنی ہیں کہ آج صبح کچھ دیر پہلے جو proceeding تھی اس میں وزیر صاحب نے یہ کہا کہ جو پیرا میڈکس ہیں ہم ان کو بی ایچ یوز میں appoint کرنے کے لئے انٹرویوز بھی لے رہے ہیں تاکہ وہاں پر جانے میں جو ڈاکٹر willing نہیں ہیں اور باوجود کوشش کے نہیں جا رہے ہیں تو یہ ایک بہت ہی backward قدم ہے، یہ illegal

ہے۔ایک quackery کو legalize کرنے کے لئے ایک legal quackery شروع کرنے لگے ہیں۔یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر جج صاحب کی طبیعت خراب ہے تو خاکروب اس کی کرسی پر بیٹھ کر دو فیصلے دے دے۔یہ کہیں نہیں ہوتا کہ اگر ایس پی صاحب کہیں مصروف ہیں اور دورے پر نہیں آئے تو ''کاکے'' سپاہی کو کسی نے دو سیلوٹ مار دیئے ہوں۔لہذا ڈاکٹری کے ساتھ یہ مذاق نہ کیا جائے۔ایم بی بی ایس ایک لائسنس یافتہ بندہ ہے۔اس کا wayout یہ ہے کہ اس قسم کی بھرتیاں اور انٹرویو روکے جائیں اور اس کی جگہ سول ڈسپنسریز کے سسٹم کو جو paramedics کے umbrella میں آتا ہے اسے فروغ دیا جائے۔سول ڈسپنسریز نے بہت زیادہ کام کیا ہے اور ہر چیز اپنی جگہ پر قائم ہی ٹھیک لگتی ہے۔ اگر floor پر کھڑے ہو کر منسٹر بھی یہی کہنے لگے کہ ایک ایم بی بی ایس کی جگہ ایک paramedic کا انٹرویو کیا جا رہا ہے تو اس سے زیادہ اور غلط بات نہیں ہو گی اس لئے میں استدعا کروں گی کہ ان بھرتیوں اور اس ارادے کو چھوڑ دیا جائے اور ہیلتھ پالیسی کو دوبارہ revise کریں Let the right people do the right thing یہ official quackery کے لئے بڑا غلط قدم ہو گا۔

جناب سپیکر!نشتر میڈیکل کالج ملتان کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا تھا اور اسی اسمبلی کے unanimous vote سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی بننے کے ایک سال بعد نشتر میڈیکل یونیورسٹی بنائی جائے گی۔آپ جانتے ہیں کہ brain drain ایک انتہائی خطرناک چیز ہے۔اس یونیورسٹی کے قیام سے South کے لوگ مستفید ہوں گے۔ان کی نوکریاں،ہیلتھ سسٹم اور باقی چیزیں ٹھیک ہوں گی۔جب اسمبلی نے unanimously ایک چیز پر vote کر دیا تھا اور commitment کر دی تھی تو خصوصی طور پر میاں محمد شہباز شریف سے درخواست ہو گی اور ان سے میری یہ پہلی درخواست ہے کہ ان یونیورسٹی کو قائم کریں اور اس سسٹم کو international standard تک لے جائیں۔شاید ہی اس سے زیادہ کوئی اور نیک کام ہو۔

جناب سپیکر!صبح بات کی گئی کہ ادویات خریدی نہیں گئیں۔یہ تھوڑی سی غلط بات تھی۔منسٹر صاحب نے درست بات کی تھی کہ ادویات خریدی جا رہی ہیں۔South میں Multan Drug Testing Laboratory قائم کی گئی تھی۔اس کے لئے کروڑوں روپے کا سامان بھی خریدا گیا تھا اس کی S.N.E بھی ہو گئی تھی لیکن ابھی تک اس کا سامان ادھر ادھر پھر رہا ہے۔آپ پورے پنجاب کے لئے

purchase system کے ذریعے تمام ادویات خرید لیتے ہیں لیکن انھیں check کرنے کے لئے Drugs Testing Laboratory صرف لاہور میں موجود ہے اور جنوبی پنجاب کے ہسپتالوں کی باری سال کے آخر میں آتی ہے اور ادویات سٹور میں پڑی پڑی expire ہو جاتی ہیں۔ لہذا Multan Drug Testing Laboratory کا مقصد یہ ہو گا کہ آدھے پنجاب کا load اس پر چلا جائے گا اور جو ادویات خریدی جاتی ہیں ان سے facilitate کیا جائے گا۔اس کے علاوہ ادویات خریدنے کا جو lowest bidder کا طریقہ ہے خدارا!اسے revise کریں اور quality medicine کا slogan ہونا چاہئے۔ابھی جو generic name والی بات ہے اس میں تو ہر دوائی exist کرتی ہے۔ ڈاکٹر کو تو صرف generic name ہی یاد ہوتا ہے بلکہ کسی کانفرنس میں بھی کسی کمپنی کا نام لینا unethical سمجھا جاتا ہے لہذا یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ ہیلتھ پالیسی کے مطابق purchase committee جو lowest bidder سے ادویات خریدتی ہے اسے revise کریں کیونکہ اس طرح metro drugs companies کہیں نہ کہیں رشوت دے کر یا back door سے اپنی سستی ادویات اس میں شامل کراتی ہیں۔

جناب سپیکر ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں Thallium scan تھوڑے سے پیسوں سے لگنا ہے۔کارڈیالوجی کا اتنا بڑا انسٹیٹیوٹ قائم کیا ہے لیکن وہاں صرف ایک Thallium scan لگانے کی کمی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے اس کمی کی طرف توجہ دی جائے اور یہ صرف چند لاکھ کی بات ہے کیونکہ یہ نہ لگنے کی وجہ سے جنوبی پنجاب کے مریضوں کو پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں آنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا خیال تھا کہ میں آج صرف خواتین کی بات کروں گی لیکن میں آخر میں بڑی عجلت میں عرض کروں گی کہ اس ایوان کے ذریعے Women Empowerment Ministry بنائی جائے اور خواتین کو بجٹ کے ساتھ support کیا جائے۔جس کے پاس ایک روپیہ ہوتا ہے وہ ''ککھ'' کا ہوتا ہے اور جس کے پاس لاکھ روپیہ ہوتا ہے وہ ''لکھ'' کا ہوتا ہے۔اگر آپ آئین کی کلاز 106 دیکھیں تو خواتین اور اقلیت کو seats by right دی گئی ہیں کسی کی خیرات نہیں دی گئی۔ایک خاتون کی سیٹ ساڑھے تین منتخب ممبران کے برابر ہے اور ایک اقلیت کی سیٹ سات منتخب

ممبران کے برابر ہے۔اتنے بڑے بڑے حلقے نہیں بنائے جاتے تھے لہذا الیکشن کمیشن نے اس کی methodology پارٹیوں پر چھوڑ دی۔ میں اپنے بھائی کی بات کو support کروں گی کہ یہ methodology بھی revise ہو سکتی ہے اور آپ سے درخواست کروں گی کہ جب آپ اسی اسی لاکھ روپے ڈویلپمنٹ فنڈ دیتے ہیں تو خواتین کو یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ وہی گلی، وہی سڑک، وہی سیوریج بنائیں۔میں منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گی کہ آپ women specific project introduce کرائیں جن میں آپ Women Empowerment Centres بنائیں۔ایک ایک میلہ، گراؤنڈ، تھانہ ویمن بنک، ان کی برانچیں، سمیڈا، ٹیوٹا، سمال کاٹیج انڈسٹری کا ایک ایک دفتر اس Women Empowerment Centres کو دیں۔یہاں 72/70 منتخب خواتین بیٹھی ہیں اور ہر عورت کے پاس اسی اسی لاکھ روپیہ ہے۔۔۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ٹائم ہو چکا ہے۔اگر ہم اسے follow نہیں کریں گے تو پھر بہت زیادہ ٹائم ہو جائے گا ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ آخری جملہ ہے۔میں تو بات ہی ختم کر رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اب یہ تعمیر پنجاب تو نہیں چونکہ پراجیکٹس کا نام بدل گیا ہے۔یہ جو 80 لاکھ روپیہ discretion پر دیا جاتا ہے اس میں کوئی نیا پیسا دینے والا نہیں بلکہ اس کا صرف criteria revise کرنے والا ہے۔بار بار یہ جھگڑا ہوتا رہتا ہے کہ آخر خواتین اس پیسے کا کیا کریں گی؟ان کے فنڈز کو روکا گیا، اس بارے میں سوچا گیا۔simple سی بات ہے کہ جہاں آپ کہتے ہیں کہ خواتین کے فنڈز سے سیوریج بننا ہے یا سڑک بننی ہے ان projects کے لئے جو criteria رکھا گیا ہے اس میں دو چیزیں ضروری ہیں Women Empowerment Centers یا Child Welfare Centres شامل کریں جہاں خواتین اپنے فنڈز لگائیں۔اگر دو دو خواتین ایک ایک ضلع لے لیں تو اب تک 36 اضلاع میں کروڑوں روپے کے Empowerment Centers بن چکے ہوتے۔

جناب سپیکر!فائر بر گیڈ انجن کم ہیں ان کو بھی criteria میں شامل کیا جائے۔ Fire fighting equipment لکھا گیا ہے لیکن اس میں ٹرک specify نہیں کیا گیا۔پہلے وہ ٹرک 60 لاکھ میں آتا تھا اب وہ 80 لاکھ میں آتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس provision کو بھی revise کیا جائے۔میں اسی request کے ساتھ آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ – مہر محمد فیاض صاحب!

مہر محمد فیاض: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری اکثر لڑائیاں محکمہ مال کا ریکارڈ up to date نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ محکمہ مال کا سارا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جن اضلاع میں آج تک اشتمال نہیں ہوا وہاں اشتمال کرایا جائے کیونکہ ہمارے زیادہ تر جھگڑے راستوں کے ہوتے ہیں۔ہمارے کئی ایسے گاؤں ہیں جہاں ابھی تک کوئی سڑک نہیں جاتی، کوئی راستہ نہیں ہے۔اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج سے پانچ سال پہلے دینہ کو تحصیل کا درجہ دیا گیا تھا لیکن آج کے دن تک ادھر کوئی تحصیل کمپلیکس بنا ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز ہے۔صرف ایک شخص کو نوازنے کے لئے وہ تحصیل بنائی گئی تھی۔میں وزیر خزانہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ دینہ میں تحصیل کمپلیکس بنایا جائے، وہاں پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں ہے وہ بھی بنایا جائے۔کراچی سے لے کر پشاور تک کوئی بھی تحصیل ایسی نہیں ہے جو کہ جی ٹی روڈ پر واقع ہو اور وہاں سوئی گیس نہ ہو۔میں آپ سے درخواست کروں گا کہ دینہ شہر کو خصوصی طور پر سوئی گیس مہیا کی جائے۔مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جناب طاہر نوید چودھری!۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں۔ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔وقت بہت کم ہے اور تجاویز بہت زیادہ ہیں تو میں اس کو مختصراً organize کروں گی۔وہ منشور جو محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے 2007 میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں add کیا تھا جس کی بنیاد پانچ ، Es, Energy, Environment, Education, Employment and Equity پر رکھی گئی تھی۔

جناب سپیکر!سب سے پہلا "E" energy کا ہے۔سب کو پتا ہے کہ اس وقت پنجاب اور پورے پاکستان میں ایک بہت بڑا energy crises ہے۔ہماری تمام انڈسٹریز،زراعت، سمال انڈسٹریز اس سے affect ہو رہی ہیں۔سب سے پہلے focus اس بات پر کرنا چاہئے کہ کن alternative sources سے energy آ سکتی ہے۔اس میں solar energy ہے۔ہمیں یہاں پر جتنے solar energy کے plants لگا سکتے ہیں وہ لگانے چاہئیں۔ان پرائیویٹ کمپنیوں کو subsidy دی جانی چاہئے جو کہ solar energy plants لگانا چاہتی ہیں۔اسی طرح hydral energy میں چنیوٹ ڈیم کی feasibility مکمل ہو چکی ہے۔میری یہ درخواست ہے کہ دریائے چناب پر چنیوٹ ڈیم بنایا جائے۔alternative energy میں اس وقت ساؤتھ ایشیا کے دوسرے ممالک میں solar geezers استعمال ہو رہے ہیں۔یہ پاکستان میں بھی available ہیں مگر بہت مہنگے ہیں۔پندرہ سے بیس ہزار روپے کا آتا ہے۔ظاہر ہے کہ middle class یا lower middle کے لوگ اس کو afford نہیں کر سکتے مگر اس سے بہت زیادہ energy conserve ہو گی۔ہمیں چاہئے کہ اس کے لئے incentives دیئے جائیں، حکومت ان کو خرید کر آسان قسطوں پر دے سکتی ہے،اس پر subsidy دی جا سکتی ہے۔پنجاب میں جو بڑے ہوٹل ہیں وہاں پر یہ compulsory کیا جائے کہ وہ solar geezers کا استعمال کریں۔اس کے علاوہ بھی alternative sources of energy ہیں ان کو بھی اپنایا جائے۔سویابین سے بائیو ڈیزل بنایا جا سکتا ہے،corn سے ethanol بنتا ہے جو کہ fuel میں استعمال ہوتا ہے۔ہمیں چاہئے کہ ان پر incentives دیئے جائیں اور subsidy دی جائے۔

جناب سپیکر!دوسرا employment "E" کا ہے۔ہمارے ہاں روزگار کا سب سے بڑا ذریعہ زراعت ہے۔خاص طور پر سب سے زیادہ چھوٹے کاشتکار affect ہو رہے ہیں ان کے لئے خصوصی اقدامات اٹھائے جانے چاہئیں۔ڈیزل کی قیمت جب بڑھتی ہے تو کسان پر اس کا بہت زیادہ اثر پڑتا ہے اس لئے ہمیں کسانوں کے لئے ڈیزل کا special rate مقرر کرنا چاہئے۔کسانوں کو اس کے لئے cards جاری کئے جائیں اور ان کو ڈیزل اسی special rate پر ملے چاہے اس کی قیمت جو بھی ہو جائے۔یہ گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھی ہے مگر بہت سارے کاشت کار ایسے ہیں کہ جو یہ

subsidize ٹریکٹر بھی afford نہیں کر سکتے۔1973 میں ٹریکٹر کرائے پر دینے کا ایک پروگرام چلا تھا۔ میری درخواست ہے کہ اس پروگرام کو دوبارہ شروع کیا جائے۔ ٹریکٹر اور پیٹرا انجن کاشتکاروں کو گاؤں کی سطح پر کرائے پر دیئے جائیں۔ایک اور بہت اچھا پروگرام جو 1970 میں apply کیا گیا تھا اور یہ تمام دنیا کے خوشحال ممالک میں بہت اچھے طریقے سے کام کر رہا ہے۔یعنی employment bureau قائم کئے جائیں جہاں پر بے روزگار لوگوں کا اندراج ہو سکے۔ ہمیں معلوم ہو کہ ہمارے کتنے نوجوان، خواتین اور مرد بے روزگار ہیں ان کو training دی جائے،ان کے CVs بنائے جائیں اور ان کو کوئی تھوڑی بہت financial assistance provide کی جا سکتی ہے۔اگر کوئی نوکری پر لگے ہوئے تھے اور downsize ہو گئے ہیں تو ان کو تب تک financial assistance provide کی جائے جب تک کہ وہ دوبارہ نوکری نہیں ڈھونڈ لیتے۔یہ bureau خاص طور پر اقلیتوں اور عورتوں پر خصوصی توجہ دے۔

جناب سپیکر! تیسرا "E" education کا آتا ہے جو کہ ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ کسی بھی سماج کی development کا سب سے ضروری جز تعلیم ہوتا ہے۔ تعلیم پھیلے گی تو عدل وانصاف پھیلے گا، تعلیم پھیلے گی تو ہماری معاشرت، معیشت اور سماج بہتر ہو گا۔ ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے سکول سسٹم کو بہتر بنانا ہے۔ ہمارا سکول سسٹم پہلے بہت بہترین ہوتا تھا۔ ہمارے گورنمنٹ کے سکولوں سے پڑھے ہوئے لوگ اس وقت بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ پنجاب کا آئی جی، چیف سیکرٹری، سیکرٹری سطح کے لوگ، بڑے بڑے ڈاکٹر سب گورنمنٹ سکولوں کے پڑھے ہوئے ہیں، ماڈلز سکولوں کے پڑھے ہوئے ہیں، گورنمنٹ کالجوں کے پڑھے ہوئے ہیں۔ ہم اسی نظام کو دوبارہ دیکھیں کہ ہم نے اس نظام کو کیسے تباہ کر دیا ہے؟اس کے علاوہ اس وقت existing school facilities, missing facilities کی طرف توجہ دی جانی چاہئے۔ہزاروں ایسے سکول ہیں کہ جہاں پر بجلی نہیں ہے، کئی ایسے سکول ہیں کہ جہاں پر پانی اور واش روم کی سہولت نہیں ہے، boundary walls نہیں ہیں۔ہمیں ان facilities کو repair کرنے کے لئے تقریباً 130۔ ارب روپے چاہیئں۔ ہمیں چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ فنڈز ان کے لئے مختص کریں۔ دیہاتی علاقوں میں تعلیم عام نہیں ہو سکی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ٹیچروں کو incentives دیں۔ وہ استاد جو

دیہاتی علاقوں میں پڑھاتے ہیں ان کی تنخواہیں بڑھائیں۔ ہم teachers training پر جو اربوں، کروڑوں روپے ضائع کرتے ہیں ہمیں چاہئے کہ pre-service training and in-service training کے نظام کو بہتر بنائیں۔ بیوروکریٹس تعلیمی انقلاب نہیں لا سکتے۔ ہمیں اساتذہ پر توجہ دینی ہے۔ بہت سارے ایسے علاقے ہیں کہ جہاں پر گرلز ڈگری کالج نہیں ہیں مثلاً نارنگ منڈی میں خواتین کا ڈگری کالج نہیں ہے، لاہور کے علاقے گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ میں گرلز ڈگری کالج نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر اس کے لئے خصوصی فنڈز مختص کئے جائیں۔ تعلیم میں یہ جو طبقاتی difference ہے اس کو ختم کیا جائے اور تمام سکولوں میں ایک ہی نصاب رائج کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں بہت مختصراً چند باتیں عرض کروں گی۔ میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گی۔ دو "Es" رہ گئے ہیں مہربانی کر کے ان پر بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر! چوتھا environment "E" کا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی اپنی بجٹ تجاویز میں یہ کہا تھا کہ ہم کھالے پکے کر رہے ہیں، جہاں جہاں کھالے پکے کر رہے ہیں وہاں پر زمین بنج رہی ہے۔ ہمیں وہاں پر درخت لگانے چاہئیں۔ اس سے بہت سارے فوائد حاصل ہوں گے۔

دوسری بات جو بار بار کی جاتی ہے کہ ہمیں ہیپاٹائٹس (بی) پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ ہیپاٹائٹس (بی) بہت زیادہ بڑھ رہا ہے۔ تمام بچوں کو جو مفت vaccine فراہم کی جاتی ہے اس میں ہیپاٹائٹس (بی) کو بھی شامل کیا جائے۔ وہ تمام ملازمین جو کہ ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں انھیں مفت ہیپاٹائٹس (بی) کی vaccine دی جائے۔ تمام پرائیویٹ ہسپتالوں میں یہ compulsory کیا جائے کہ وہ اپنے کام کرنے والے تمام employees کو ہیپاٹائٹس (بی) کی مفت vaccine دیں۔ اس کے علاوہ ہر یونین کونسل کی سطح پر ہمیں water filtration plants لگانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! اب میرے پاس equity کے لئے بہت کم وقت رہ گیا ہے مگر مساوات ہی اہم چیز ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم گورنمنٹ کا expense کم کریں تاکہ elite culture کا خاتمہ ہو سکے۔ حکومت کی تمام گاڑیوں میں CNG لگائی جائیں۔ ایک بات بہت ضروری ہے کہ پولیس کی

تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ اگر ہم کرپشن کا خاتمہ چاہتے ہیں تو ہمیں پولیس، خاص طور پر جو operational police ہے ، جو لوگ تھانوں میں کام کرتے ہیں ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔لڑکیوں کی sportsاور اقلیتوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔ تعلیم، کھیل، کلچر اور دوسرے تمام شعبوں میں خواتین کی شمولیت کے مواقع پیدا کئے جائیں۔آپ نے مجھے وقت دیا، بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب رائے محمد اسلم خان کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان کھرل: جناب سپیکر! شکریہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور پنجاب کے وزیر خزانہ کو اس لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے pre-budgetبحث شروع کرواکر پنجاب کے عوام کو یہ احساس دلایا ہے کہ اب پنجاب میں واقعی ایک جمہوری حکومت ہے، اب یہاں لوگوں کی رائے لی جاتی ہے اور سنی جاتی ہے۔اپنے فاضل دوستوں کی تقاریر اور آراء سننے کے بعد میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب فنڈز، وسائل اور اختیارات کی تقسیم منصفانہ بنادے تو اکثر مسائل بھی حل ہوں جائیں گے اور ہمارا صوبہ بہت زیادہ ترقی بھی کرے گا۔ میرے دوست فرما رہے تھے کہ urbanاور rural areasکی developmentمیں جو تفریق ہے وہ ختم ہونی چاہئے۔یہ ایک حقیقت ہے میں اپنے حلقہ انتخاب PP-174کی مثال ہی پیش کرتا ہوں۔ میرے حلقہ انتخاب میں ہر آنے والی گورنمنٹ نے ،1988کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید بنت شہید سے لے کر میاں نواز شریف صاحب قائد پاکستان اور ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے بھی سید والا کے مقام پر راوی کے پل کی منظوری کا اعلان کیا۔ میرے لیڈر میاں محمد شہباز شریف صاحب وہاں جاکر موقع پر پل کا افتتاح بھی کر کے آئے ہیں لیکن وہاں ابھی تک وہی تختی لگی ہوئی ہے، آج تک وہاں پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ اس کے برعکس کئی اور دریاؤں پر پل بھی تعمیر ہوئے۔لاہور ہی کی مثال لے لیجئے اس پل کے اعلان کے بعد سے لے کر لاہور میں راوی کے مقام پر تین پل تعمیر ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک جب فیڈرل گورنمنٹ اور صوبائی حکومت نے اس کے لئے بجٹ 09-2008میں فنڈز بھی رکھے ہیں تو پھر بھی ابھی تک وہ ڈیزائن کے چکروں میں چل رہا ہے۔ٹینڈر ہونے کا نام تک نہیں آرہا۔

اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوششوں پر میں ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے تعلیم کی ترقی کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں اب چپے چپے پر سکول کالج اور فنی تعلیمی ادارے قائم ہو چکے ہیں لیکن میرے حلقہ انتخاب میں آج بھی 70 فیصد یونین کونسلوں میں ہائی سکول تو دور کی بات ہے، فنی ادارے تو دور کی بات ہے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے مڈل سکول بھی نہیں ہیں۔ پورے حلقہ انتخاب میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک بھی ڈگری کالج نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ سید والا اور بجیکی کے مقام پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ڈگری کالج بنائے جائیں۔ بجٹ 09۔2008 میں جو آپ نے رقم سکولوں کی upgradation کے لئے مخصوص کی تھی اس میں یہ priority دیں کہ جن یونین کونسلوں میں ابھی تک مڈل اور ہائی سکول نہیں ہیں اور وہ پنجاب کے کسی بھی حصہ میں ہوں وہاں پر مڈل اور ہائی سکول تعمیر کئے جائیں۔

جناب والا! اسی طرح آپ ملک کی 75 فیصد آبادی جس کا انحصار زراعت پر ہے، ضرور نئے وسائل کے لئے جدوجہد کریں، نئے وسائل کے لئے کوشاں رہیں لیکن اپنے وہ بنیادی وسائل کو نہ بھولیں۔ ان کی حالت کو بہتر کریں۔ جب زراعت کی حالت بہتر ہو گی، جب کاشت کار کی حالت بہتر ہو گی، جب کسان کے بیٹے کے پاؤں میں بھی جوتا ہو گا جب کسان کے بیٹے کا بھی رات کو چولہا جلے گا اور وہ دو وقت کا کھانا کھا سکے گا۔ انشاء اللہ پنجاب کے وسائل سے ہی پنجاب بھی خوشحال ہو گا، ملک بھی خوشحال ہو گا اور ایسے وسائل بھی پیدا ہوں گے جس سے صوبہ اور ملک ترقی کرے گا۔ یہاں پر غربت کا خاتمہ ہو گا subsidy کی بھیک کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ میں یہی عرض کر رہا تھا کہ development کی جب منصفانہ تقسیم ہو گی جب دیہاتوں میں پکی سڑکیں ہوں گی تو یہ صوبہ بہت ترقی کرے گا۔ میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ بہت سے دیہاتوں سے ایسے مطالبات ہیں کہ ہمیں شہر جانے کے لئے اپنی جنس منڈی تک لے جانے کے لئے کچا راستہ ہی بنوا دیں، ہمیں مٹی ڈلوا کر ہی راستہ بنا دیں لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارا محکمہ پی اینڈ ڈی اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ بڑے شہروں پر آبادی کا دباؤ بڑھے اور آپ کو بار بار کئی overhead bridge بنانے پڑ رہے ہیں۔ اس کی بجائے اگر دور دراز کے دیہاتوں کو بھی پختہ سڑکوں سے ملا دیا جائے تو شہروں پر load کم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! پانچ منٹ کا ٹائم تھا آپ کو دس منٹ ہو گئے ہیں۔کیونکہ باقی ممبران نے بھی بات کرنی ہے آپ کی بڑی مہربانی۔اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

رائے محمد اسلم خان کھرل: جناب والا! میں ایک ہی بات کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ جو فنڈز موجود ہیں ان کی اب بھی تقسیم منصفانہ نہیں ہے۔ میرے ضلع میں بھی صرف انہی حلقوں میں وزیراعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز گئے ہیں جو پہلے ہی ترقی یافتہ تھے اور پورے سال میں ایک پیسا بھی صوابدیدی فنڈز سے پی پی۔174 میں خرچ نہیں کیا گیا۔ باوجود اس کے کہ ہم نے وزیراعلیٰ صاحب سے گزارش کر کے لیٹر لکھوائے،feasibilities بنوائیں estimates بنوائے اس لئے میری پنجاب کے قائد وزیراعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ آپ پنجاب میں مکمل جمہوریت کے لئے عوام کو اس کا احساس دلانے کے لئے، جمہوری دوستوں کو مضبوط کریں، جمہوری دوستوں پر اعتماد کریں اور ڈی سی او اور ڈی پی او کا ماتحت نہ بنائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب محمد اعجاز شفیع صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ ملک جاوید اعوان صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ جناب کرم الٰہی بندیال صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: Thank you honourable Speaker! میں یہاں پر کوئی تقریر تو نہیں کروں گی I would like to make few suggestions because I believe P&D department is also around. I would be very honest in saying that یہاں فی الحال تو ہمیں کوئی planning نظر آ رہی ہے اور نہ ہی کوئی development نظر آ رہی ہے۔ اس وقت جو A.D.P کا پروگرام ہے اس میں 160 billion جو پچھلے سال رکھے تھے 31۔جنوری تک اس کی utilization صرف اور صرف 37 billion ہے۔ I fail to understand کہ آپ یہ باقی ماندہ جو چار پانچ ماہ رہتے ہیں، وزیر موصوف کا جو اتنا قابل اور فاضل ڈیپارٹمنٹ ہے How are they going to utilize? اور یہ کس طریقے سے اس کو utilize کریں گے۔ ابھی تک اس رقم کا صرف 23 فیصد utilize ہوا ہے باقی 77 فیصد یہ کہاں خرچ

کریں گے؟We need to ask demand to know کہ انہوں نے اس کی کیسے utilization کرنی ہے۔اب تو یہ اگلا بجٹ بھی بنانے جا رہے ہیں۔ ہمیں تو ان پر پورا confidence ہے لیکن جو اعداد و شمار ہمارے سامنے آ رہے ہیں وہ ان کے قول و فعل میں تضاد نظر آ رہا ہے۔

اگر بات کو آگے بڑھاتے چلیں تو I will give two suggestions کیونکہ جہاں ہم لوگ criticize کرتے ہیں وہاں پر positive بات کرنا بھی لازمی ہو گی۔ ہم لوگ اگر housing sector میں invest کرنا چاہیں جو کہ اس وقت Federal Government کا plan ہے۔ We can invest in low housing schemes. اس سے ایک تو unemployment کو ہم لوگ کم کریں گے دوسرا ہماری وہ youth جو اس وقت unemployed ہے اور They are falling in the hands of the terrorists. تو ہم ان کو incentive دے سکتے ہیں۔اس میں دو تین اور factors بھی ہم لوگ cover کر سکتے ہیں کہ ہمارے تین جو basic طبقے ہیں۔ total uneducated دوسرا semi educated اور تیسرا educated ان کو بھی ہم accommodate کر سکتے ہیں ۔ اس میں You can look into this matter. منسٹر صاحب اگر چاہیں تو اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ An other point I want to make, is F.D.Is (Foreign Direct Investments) ویسے تو investment جو ہے وہ federal subject ہے لیکن جیسے پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ صاحب نے چین کا دورہ کیا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق کوئی پتا نہیں چلا سوائے اس کے کہ M.O.Us sign کر کے آئے ہیں۔We need to know کہ آیا وہ investment ہمیں loan کی صورت میں ملے گا۔ کتنی grants ہیں ہمیں اس کے بارے میں کچھ پتا نہیں What is the outlay, What is the planning? اور یہ جو ہے what is value of investment which has been promised? اور دوسرا یہ پتا کرنا چاہیں گے کہ یہاں پر foreign investor جو پنجاب میں investment کریں گے کیا ان کو اور ہمارے جو local investor ہیں ان کو

You are going to keep them at par. Are the same incentives going to be given to the foreign investors as well as local investors? So

these were just my few humble submissions. And one more thing I would like to reiterate is like Islamic concept of banking which has been mentioned here earlier. So I would like to endorse that we should look into the matter and this is something important. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو میں فنانس منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ پچھلے بجٹ کے اندر ہم نے جو تجویز دی تھی کہ pre-budget suggestions آنی چاہیئں اس پر عمل شروع کیا، اس کو آگے بڑھاتے ہوئے میں suggestion دوں گا کہ اس مشاورت کی base broad کرنے کے لئے اگر ہم پبلک کو بھی over the emails invite in his office تاکہ وہ لوگ بھی participate کر سکیں تو ہمارا بہت بہتر رزلٹ آ سکے گا۔ اس کے بعد ہم فوڈ سٹمپ سکیم، زکوٰۃ یا کسی اور welfare مد میں پیسا دیتے ہیں اس کی بہتر utilization کے لئے میری suggestion ہے کہ private public partnership کی بنیاد پر اسی پیسے سے انڈسٹری بنائی جائے اور ان مستحقین کو اس کے اندر share holder بنا دیا جائے یعنی بغیر پیسے وصول کئے انہیں shares دے دیئے جائیں تاکہ وہ اس انڈسٹری کے مالک بن سکیں اور اسی انڈسٹری کے اندر ان مستحقین میں سے سروس کے قابل لوگوں کو نوکریاں دی جائیں اور اس انڈسٹری سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے گا اور جو ہم army of beggars بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اس سے بچا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! ہر گورنمنٹ آتی ہے اور priorities کی باتیں ہوتی ہیں لیکن تقریروں کے اندر priority مختلف ہوتی ہے اور بجٹ کے اندر priority مختلف ہے، اس بجٹ کے ذریعے ان priorities کی تصدیق ہو گی۔ بڑی اچھی بات ہے کہ موجودہ حکومت ایجوکیشن کو priority دیتی ہے تو میری خواہش ہو گی کہ اگلی دفعہ ایجوکیشن کو پولیس سے زیادہ بجٹ الاٹ مختص ہوا تو میں سمجھوں گا کہ حکومت کے قول و فعل کے اندر واقعی ایک مطابقت ہے کیونکہ ہماری history یہی بتاتی آئی ہے کہ

پولیس کا بجٹ زیادہ ہوتا ہے اور ایجوکیشن و ہیلتھ کا بجٹ بہت پیچھے ہوتا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہمیں priorities practically in the budget change کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! میری ایک اور تجویز یہ ہے کہ جو محکمے اپنے پیسے خرچ نہیں کر سکتے، میں نے آج تک کسی محکمے کو penalize ہوتے نہیں دیکھا۔ They should be made mandatory جیسے کہ آج یہاں بتایا گیا کہ development کا 23 فیصد بجٹ خرچ ہوا، Who is responsible of it? Why? پچھلی دفعہ بھی بجٹ کا یہی حال تھا اور اس دفعہ اس سے بھی بُرا حال نظر آ رہا ہے تو جب تک اس کے لئے ہم اس کے اندر کوئی penalty clause نہیں ڈالتے کہ جو بھی محکمہ پیسا surrender کرتا ہے یا خرچ نہیں کر سکتا they will be held accountable. اس کے بعد جو development سکیمیں آتی ہیں They are not fully funded. نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آدھی سکیم بنتی ہے حکومت تبدیل ہوتی ہے اور اس کے لئے پیسا مختص نہیں کرتی تو وہ آدھی سکیم وہیں غرق ہو جاتی ہے یا پھر ٹھیکیداروں کے بلوں کی ادائیگی نہیں ہوتی اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ project delay ہوتا ہے اس کے لئے جو قانون ہے اس پر فنانس کی طرف سے کوئی implementation نہیں ہوتی کہ کسی بھی پراجیکٹ کی partial fundeing نہیں ہو گی اس کے لئے full funding ہو گی تو وہ پراجیکٹ شروع کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! ہمیں پتا ہے کہ ہمارے ہاں پانی کی shortage ہے، water conservation ضروری ہے تو میں چاہوں گا کہ agriculture research and water conservation research کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو ایک time frame دیا جائے کہ اس کے مطابق یہ دونوں چیزیں کب تک complete کی جا سکیں گی۔ سید والا برج کے متعلق بات ہو چکی ہے اس کی strategic requirement بھی ہے، اس کی financial and economic requirement بھی ہے لیکن مجھے نہیں پتا یہ برج کیوں delay ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساہیوال، میاں چنوں سے لے کر جڑانوالہ تک اور آگے موٹروے کو connect کرتے ہوئے تقریباً 100 کلو میٹر کا فاصلہ کم ہوتا ہے اور اندازہ لگائیے کہ اس کا ہماری economics میں کتنا مفید اثر پڑے گا تو جتنا جلد ممکن ہو سکے اس کو بنایا جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر جو بھی انڈسٹری لگائی جاتی ہے اس کے لئے اگر قانون سازی ہو جائے کہ اس کے اندر اپنے self power generation plants ہوں گے اور اسے فروخت کرنے کی بھی اجازت دی جائے۔ ہمارے Irrigation and Power Department کو اختیار ہونا چاہئے کہ hidal power ارد گرد کے گاؤں کو فروخت کی جا سکے اور انڈسٹری کے پاس جو extra power موجود ہوتی ہے وہ بھی فروخت کی جا سکے۔

جناب والا! جڑانوالہ لاہور روڈ کو dualize ہوتے ہوتے تین سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک مکمل نہیں ہو سکی اس کو priority پر dualize کیا جائے۔ کھرڑیانوالہ جڑانوالہ روڈ کو with the overhead bridge dualize کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب فیصل آباد لاہور روڈ بنا تھا تو اس وقت یہ اعلان کیا گیا تھا کہ یہ overhead bridge بنے گا اور اس انڈسٹریل ایریا کو فائدہ پہنچے گا۔ جڑانوالہ تحصیل سب سے بڑی تحصیل ہے پنجاب میں اس سے چھوٹی تحصیلوں کو ضلع کا درجہ دیا جا رہا ہے مجھے نہیں سمجھ آتی کہ کون سا criteria ہے جس کے اوپر ہم ضلع declare کرتے ہیں اگر کوئی بھی criteria بنے تو میرا خیال ہے جڑانوالہ تحصیل پہلی تحصیل ہو گی جس کو ضلع کا درجہ ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میرا آخری point ہے کہ جڑانوالہ، لاہور روڈ پر next finance budget کے development project کے اندر industrial state کو بھی شامل کیا تو میرا خیال ہے کہ جڑانوالہ، لاہور روڈ پر جتنا بھی ایریا ہے ان کی بہتری اور ترقی کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ملک احمد حسن ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسن ڈیہر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے شکر گزار ہوں کہ یہ pre-budget بحث کی گئی ہے۔ پچھلی دفعہ یہ تجاویز دی گئی تھیں اور یہ یاد رکھا گیا ہے میں سیکرٹری فنانس اور وزیر اعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے planning and policy کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم جتنی بھی بحث کریں یا ہم جن شعبوں میں بھی جائیں سب سے

پہلی بات planning and policy ہے۔ اگر ہمارے پاس planning and policy maker well educated and fully experienced نہ ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ جیسی بھی گورنمنٹ یا جتنے بھی representatives آجائیں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میرا سوال یہ ہے کہ development, health, education or agriculture لے لیں، کسی میں چلے جائیں آپ کو سب سے زیادہ faults planning میں ملیں گے تو اگر planning committees or mastermind لوگوں کے لئے کوئی special criteria بنا دیا جائے جن کا کام صرف یہ ہو کہ وہ بیٹھ کر صرف اور صرف مختلف issues پر planning کریں اور پر کوئی اور jobs نہ ہوں۔ ادھر ہوتا کیا ہے، وہی آپ کا ایم ڈی ہے، وہی آپ کا جی ایم ہے، وہی وہاں کی planning کر رہا ہے اس کو تو ویسے ہی meetings سے فرصت نہیں ہے تو وہ آپ کے future کے لئے planning کیا کرے گا؟ سب سے پہلے .You need a planning cell جو آج یہاں بیٹھ کر اگلے دس سال کی planning کرے۔ میں فی الحال مثال دینا چاہتا ہوں کہ آپ ایگریکلچر کو لے لیں۔ آپ نے next year جو گندم اگانی ہے اس کی کیا planning ہے، اس کے لئے آپ کو کتنی کھاد چاہئے، وہ آپ کہاں سے منگوائیں گے؟ آپ کے ملک میں کتنی پیدا ہو گی اور باہر سے کہاں سے منگوائیں گے؟ اس کی distribution کا طریق کار کیا ہو گا کہ blackmarketing سے بھی بچیں اور لوگوں کو پوری کھاد ملے۔ اسی طرح مونجی اور کاٹن لے لیں۔ کیا وجہ ہے کہ جب کاشتکار کاٹن فروخت کرتا ہے تو اس کا ریٹ کم ہو جاتا ہے اور جب وہ industrialist کے پاس جاتی ہے تو اس کے ریٹس بڑھ جاتے ہیں؟ یہ استحصال اور یہ ظلم کب تک ہوتا رہے گا؟ پچھلی حکومتیں بھی یہی کرتی رہی ہیں اور آج ہم بھی یہی کچھ کر رہے ہیں تو ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟ میں صرف یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک planning department چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ہیلتھ کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج تک B.H.U's and R.H.C's کی کیا پالیسی بنائی گئی ہے؟ B.H.U's آبادی سے دور بنائے گئے ہیں پہلے تو وہاں ڈاکٹر موجود نہیں ہے، اگر وہاں ڈاکٹر موجود ہے تو وہاں کوئی جانے کو تیار نہیں ہے۔ وہ اپنے گاؤں کے نیم حکیم کو دکھالیں گے لیکن وہاں نہیں جائیں گے۔ سب سے پہلے آپ ان B.H.U's کو اپنی آبادیوں کے

اندر لے آئیں اس کے بعد ان کی planning کریں آج ایک سال ہونے کو آیا ہے کیا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کتنے R.H.C's and B.H.U's میں آپ نے missing facilities پوری کی ہیں؟ آج ایک سال کے بعد کہاں پر ڈاکٹروں کی حاضری پوری ہو سکی ہے؟ آج ڈاکٹر P.R.S.P کے خلاف stay لے رہے ہیں۔ ہمارے ملتان میں P.R.S.P والے گئے ہیں تو ڈاکٹروں نے stay لے لیا ہے۔ وہ خود کام نہیں کرنا چاہتے اور ڈیوٹی نہیں دینا چاہتے۔ اگر P.R.S.P والے آئے ہیں اور وہ کام کرنا چاہتے ہیں یا کسی حد تک حالات بہتر کرنا چاہتے ہیں تو ان کے خلاف stay لے لیا گیا ہے۔ وہ خود کام کریں گے اور نہ کسی کو کرنے دیں گے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں اور یہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر! میری ایک تجویز یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم نئے ہسپتال بنائیں اور نئے ادارے بنائیں ہمیں چاہئے کہ ہم سب سے پہلے B.H.Us/R.H.Cs کی missing facilities کو پورا کریں اور اس کے بعد ہم اس چیز کو یقینی بنائیں کہ جو بڑے ڈاکٹر ہیں، جو مافوق الفطرت مخلوق ہیں، جن کے بارے میں ایک غریب آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ انھیں ملیں گے۔ آپ ان بڑے ڈاکٹروں کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ ہر ہفتے میں ایک دن کسی R.H.C یا کسی B.H.U میں جا کر ڈیوٹی کریں۔ اس طرح جب آپ بڑے ڈاکٹروں کو عوام تک لے کر آئیں گے تو پھر آپ یہ دیکھیں گے کہ عوام بڑے ہسپتالوں میں جانے کی بجائے چھوٹے اداروں میں جانا پسند کریں گے۔ یہاں پر یہ ہے کہ ایک ڈاکٹر سرکاری ہسپتال میں ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے اور اسی ڈاکٹر کا پرائیویٹ ہسپتال بھی ہے۔ اس کے لئے ہم نے ایک سال میں کیا کیا ہے؟ اس پر غور ہونا چاہئے۔

جناب والا! میں تعلیم کے حوالے سے دعوے سے کہتا ہوں کہ یہاں پر upgradation اور missing facilities کے نام پر فنڈز غرق ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے کسی بھی عوامی نمائندے کو اعتماد میں نہیں لیا۔ کیا محکمہ صحت یا محکمہ تعلیم نے کسی ایم پی اے سے upgradation اور missing facilities کے سلسلے میں رابطہ کیا ہے؟ کیا انھوں نے کسی سے کہا ہے کہ آپ priority دیں کہ آپ کس علاقے میں سمجھتے ہیں کہ کیا facilities درکار ہیں۔ جب تک وہاں پر سیاسی نمائندوں سے مل کر کام نہیں کیا جائے گا تو اس وقت تک آپ کو نتائج نہیں مل سکتے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ٹیکسٹ بک بورڈ کی جو کتابیں ہیں وہ امتحان کے مطابق نہیں ملتیں۔اس کے لئے action لیا جائے کیونکہ جب آپ تعلیم کے لئے متعلقہ کتابیں ہی فراہم نہیں کریں گے تو پھر آپ کا کام کیسے چل سکتا ہے۔اسی طرح پرائیویٹ اور سرکاری سکولوں کا معاملہ ہے۔میری ایک تجویز اور ہے کہ شہروں میں بہت سے کالج اور پرائیویٹ ادارے بن چکے ہیں۔اگر آپ نے تعلیم کو ملک میں بڑھانا ہے تو دیہاتوں میں ڈگری کالج بنائے جائیں اور جو thickly populated دیہات ہیں وہاں پر بچیوں کے ڈگری کالج بنائے جائیں کیونکہ بچیاں شہروں میں نہیں جا سکتیں۔

جناب سپیکر!میں ڈویلپمنٹ کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جتنے بھی منصوبے بناتے ہیں اور جب ان کے لئے فنڈز دیئے جاتے ہیں تو 60 فیصد فنڈز کمیشن مافیا کھا جاتا ہے اور 40 فیصد فنڈز سے کام ہوتا ہے۔جب ہم 60 فیصد پیسا ضائع کر رہے ہیں اور یہ وہ پیسا ہے جو غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی ہوتی ہے،جب ہم 60 فیصد ضائع کریں گے اور باقی 40 فیصد کا کام کریں گے تو اس طرح 40 فیصد سے جو کام ہو گا تو اس کی quality کیا ہو گی؟ ہم اربوں روپیہ ڈویلپمنٹ پر خرچ کر رہے ہیں لیکن آج تک ہم یہ نہیں کر سکے کہ کس طرح کمیشن مافیا کو مات دے کر کام کریں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس میں Transparency International ایک بہت اچھی تنظیم آئی ہے اور انھوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔اس کے علاوہ ایک ریٹ طے کر لیا جاتا ہے کہ فلاں سکیم کا یہ ریٹ ہے۔اس کی implementation پر آٹھ مہینے یا ایک سال لگ جاتا ہے۔اس دوران اس quarter کا ریٹ بڑھ کر بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔اس طرح ریٹ کا فرق آ جاتا ہے اور وہ منصوبہ رک جاتا ہے۔ لہذا ایک قانون بنایا جائے کہ جب کام شروع کیا جائے تو اس quarter کا ریٹ ان کو دیا جائے۔ اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ دور دراز علاقوں میں industrial infrastructures قائم کئے جائیں۔یہ بنجر زمینوں پر بنائے جائیں اور زرخیز زمینوں کو بچایا جائے جہاں پر ایسے منصوبے بنا کر زرخیز زمینوں کو ختم کیا جا رہا ہے ان زرخیز زمینوں کو بچانا چاہئے۔اس کے علاوہ paper industry, tea industry, cosmetics and electronic industry پر توجہ دی جائے اور ٹرین کی expansion کے لئے کام کیا جائے کیونکہ

جب تیل مہنگا ہو جاتا ہے تو کرائے بڑھ جاتے ہیں۔اگر city train system لایا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سستی سواری مل سکے گی۔ میں human resource کے بارے میں کہتا ہوں کہ یہاں پر فنی تربیت کا آغاز کیا جائے کیونکہ یہاں بے روزگاری بہت زیادہ ہے۔اس کام کے لئے آپ industry اور overseas سے پوچھ لیں کہ آپ کی demand کیا ہے اور کس فنی تربیت کے حامل لوگ آپ کو چاہئیں پھر لوگوں کو اس طرح کی فنی تربیت دلوائیں اور jobs پر لگوائیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں کہ جھوٹے پرچوں کے خاتمے کے لئے قوانین بنانا بہت ضروری ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں اتنے جھوٹے پرچے ہوتے ہیں کہ جب کسی غریب پر جھوٹا پرچہ ہوتا ہے تو سمجھیں کہ اس کے گھر میں موت ہو گئی ہے۔ان جھوٹے پرچوں کو ختم کرنے کے لئے قانون بنانے کی اشد ضرورت ہے اور ہماری اسمبلی کو یہ credit لینا چاہئے۔اس کے بعد جو جھوٹے M.L.C بنائے جاتے ہیں ان کے لئے بھی کوئی سخت قانون بنانا چاہئے۔ ضلع ملتان جنوبی پنجاب کا head ہے وہاں پر آج کل ایک سکول بنایا جا رہا ہے جس کا نام دانش سکول ہے جو ایک سو ایکڑ پر بنایا جا رہا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ضلع ملتان میں اس طرح کے دو سکول بنائے جائیں کیونکہ یہ جنوبی پنجاب کا head ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جناب شاہجہاں احمد بھٹی صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ پنجاب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے pre-budget بحث کا انعقاد کرایا اور ساتھ ساتھ ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اب تک بجٹ کو چلانے میں fiscal discipline کا مظاہرہ کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے جو عوام دوست پالیسیاں اپنائی ہیں مثلاً سستی روٹی سکیم، فوڈ سپورٹ سکیم، کسان دوست گرین ٹریکٹر سکیم اور زرعی آلات کی فراہمی ہیں۔ان پر میں ان کا بہت مشکور ہوں۔

جناب والا!اس سال 10-2009 کے بجٹ کا focus غربت کے خاتمے پر ہونا چاہئے، بے روزگاری کے خاتمے پر ہونا چاہئے اور غربت کا خاتمہ تب ہی ممکن ہے جب ان علاقوں میں جہاں زیادہ غربت ہے وہاں focus ہو۔ لہذا ہمارے جو دیہی علاقے ہیں ان پر focus کیا جائے۔ Rural

development پر focus کیا جائے تو ہم اپنے صوبہ میں غربت کا خاتمہ کر سکیں گے۔ دیہی علاقوں میں جن sectors پر توجہ چاہئے ان میں سب سے پہلے زراعت ہے۔ زراعت کے ذریعے ہم بے روزگاری کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! دیہاتوں میں تعلیم، صحت اور roads کے sectors کو develop کرنا لازمی ہے۔ صحت کے ساتھ ساتھ ماحولیات بھی ضروری ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں جو روایتی چھپڑ ہوتے تھے جہاں دیہاتوں کے سیوریج کا پانی جاتا تھا وہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہے ہیں اور وہی پانی اب انہی دیہاتوں میں اکٹھا ہو رہا ہے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ اس سال ہم ایک exercise کریں کہ صوبے کے تمام دیہاتوں میں ایک ایسی پالیسی اپنائیں کہ وہاں سیوریج کی سکیمیں شروع ہوں جہاں دیہات کے ساتھ سیم نالے ہیں وہاں سیوریج کا پانی بھیجا جا سکتا ہے۔ اس exercise کے بغیر ہم جو بھی نالی یا سولنگ بنائیں گے وہ ضائع جائے گی۔ میرے حلقہ پی پی۔172 میں ایک ڈیک نالہ جاتا ہے۔ جس میں industrial waste کا پانی بھی جا رہا ہے۔ اس کی صفائی کے لئے treatment plants لگائے جائیں اور پنجاب میں جہاں بھی اس طرح کی problems ہیں ان کو دور کیا جائے۔

جناب سپیکر! سڑکوں کے لحاظ سے ایسے دیہات ہیں جہاں missing links ہیں کہ ایک حصے میں سڑک بنی ہوئی ہے اور دوسرے حصے میں نہیں ہے۔ اس حوالے سے سروے کیا جائے کہ جہاں جہاں سڑکیں موجود نہیں، وہاں نئی سڑکیں بنائی جائیں تاکہ وہ مکمل سڑک بن جائے اور جو پیسا پہلے خرچ ہو چکا ہے وہ ضائع نہ جائے۔

جناب والا! تعلیم کے شعبہ میں خاص طور پر میری تجویز ہو گی کہ بچیوں کے جتنے بھی پرائمری سکول ہیں ان کو مڈل تک upgrade کیا جائے۔ یہ اس لئے لازمی ہے کیونکہ دیہاتوں کی بچیاں پرائمری کے بعد drop out ہو جاتی ہیں اور ان کے والدین اجازت نہیں دیتے کہ وہ دوسرے گاؤں میں پڑھنے کے لئے جائیں۔ کم از کم وہاں مڈل level کی تعلیم ہو تو وہ بچیاں آٹھویں جماعت تک پڑھیں گی جس سے ان میں شاید مزید شعور پیدا ہو گا اور وہ مزید تعلیم بھی حاصل کریں گی۔ تعلیم کے میدان میں آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہو گا کہ ہمارے بچوں کے لئے دیہاتوں اور شہروں میں ٹرانسپورٹ کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہوں گے کہ بچے اکثر بسوں کے اوپر یا پیچھے لٹک کر

سکول جاتے ہیں، میں روزانہ یہ چیز دیکھتا ہوں، کم از کم صوبائی سطح کی کوئی ایسی effort ہوئی کہ ہم ڈسٹرکٹ level پر ایک ٹرانسپورٹ سسٹم بچوں کے لئے create کریں جس کے ذریعے وہ اپنے سکول تک اور اپنے گھر تک بآسانی واپس آ سکیں۔

جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں کیونکہ میں نے ابھی ننکانہ صاحب کے بارے میں بات نہیں کی۔ ننکانہ صاحب کے حوالے سے میں نے پچھلے سال بجٹ میں بہت سی تجاویز دی تھیں جس میں چند ایک نہیں آئی تھیں جو میں وزیر خزانہ کو بعد میں پیش کر دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ننکانہ صاحب کے ضلع بننے کے بعد وہاں پر ڈسٹرکٹ پریس کلب کی اشد ضرورت ہے۔ وہ ڈسٹرکٹ تو بن گیا ہے لیکن ہمارے پریس کے بھائیوں کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے تو میں request کروں گا کہ اس سال ڈسٹرکٹ پریس کلب کے لئے special funds مختص کئے جائیں تاکہ ہم ننکانہ صاحب میں لوکل پریس کو دے سکیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا مشکور ہوں اور باقی تجاویز وزیر خزانہ کو بعد میں دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ مہر اشتیاق صاحب!۔۔۔ ہاؤس کا ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں پچھلی حکومت اور اس حکومت میں فرق یہی ہے کہ یہ حکومت جو کہتی ہے وہ کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم pre-budget discussion کروائیں گے جو کہ ہو رہی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس سے پہلے تو ہمیشہ بیوروکریسی کا بجٹ آتا تھا۔ شاید یہ پہلی دفعہ ہو گا کہ ہماری تجاویز بھی اس بجٹ میں شامل ہوں گی اس پر میں حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ پچھلی حکومت میں بہت سے دعوے ہوتے تھے کہ پڑھا لکھا پنجاب لیکن سوائے اشتہارات کے عملی طور پر کچھ نہیں ہوتا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس کا بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way یہ بجٹ تقریر ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! آپ ان کی بات سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کام میرے دیکھنے کا ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی تقاریر جو یہاں پر ہوئی ہیں اگر وہ نکالوں تو آپ کو پتا چل جائے گا۔ بہر حال پلیز بیٹھ جائیں اور سننے کا حوصلہ رکھیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں کوئی غلط بات نہیں کر رہا، میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج جو طلباء first, second اور third آئے ہیں انہوں نے practically ان کے لئے انعامات رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ مضمون نویسی اور تقریری مقابلے کروائے اس سے ہمارا talent ابھر کر سامنے آئے گا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے کیا کیا تھا؟ اگر ایک کام اچھا ہوا ہے تو ہم اسے appreciate بھی نہ کریں۔ میرا حلقہ لاہور میں شامل ہے تو سبزہ زار کے اندر جو پلاٹ کالج بنانے کے لئے رکھے ہوئے تھے وہ پچھلی حکومت نے auction کر دیئے۔ میں اب وزیر اعلیٰ کا مشکور ہوں کہ اس دفعہ میں نے انہیں گزارش کی کہ جو پلاٹ باقی ماندہ بچ گئے ہیں وہاں پر تعلیم کے لئے کالج وغیرہ بنائے جائیں۔ جو پالیسیاں سابق گورنمنٹ کی چلی آ رہی ہیں اس میں ایک پالیسی یہ بھی ہے کہ اگر پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر گرلز کالج ہے تو دوسرا کالج بن نہیں سکتا۔ میری یہ تجویز ہے کہ ان پالیسیوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ لاہور میں آبادی اتنی زیادہ ہے کہ یہاں پر ہر گلی کے کونے پر کالج ہو تو تب بھی میں کہتا ہوں کہ کم ہے۔ میری یہ تجویز بھی ہے کہ اسے آئندہ بجٹ میں شامل کیا جائے اور یہ پالیسی جس پر سیکرٹری صاحب objection لگا کر بھیجتے ہیں کہ اتنا فاصلہ کم ہے اور فلاں مسئلہ ہے۔ میں پرائیویٹ سکولوں کی بات کروں گا کہ ان کی جو maximum فیسیں ہیں ان پر قدغن لگایا جائے کیونکہ سہولیات تو وہاں پر ہوتی نہیں ہیں لیکن جتنا ان کا دل چاہتا ہے وہ اتنی فیسیں لیتے ہیں۔ میری اپنی حکومت سے یہ گزارش ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی زیادہ فیسوں کے حوالے سے کمیٹی بنائی جائے تاکہ ان کی maximum فیسوں کو ایک limit میں لایا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ آزاد عدلیہ کے لئے ہم سب جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ آج ان کے لئے عملی طور پر بھی قدم اٹھایا گیااور نچلی عدالتوں میں تین گنا تنخواہیں بڑھا دی گئیں جس سے انشاء اللہ انصاف میں بہتری آئے گی لیکن اس کے ساتھ میری ایک تجویزاور بھی ہے کہ نچلےlevel پر بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جانا چاہئے،ایک سینئر اور ایک جونیئر۔جب کوئی کیس جاتا ہے تو اس کی تعمیل ہوتی ہے لیکن کبھی تعمیل نہیں ہوتی جس پر عرصہ لگ جاتا ہے اور کبھی اخبار میں اشتہار آتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جونیئر ججوں کے ذمے وہ چیزیں لگائی جائیں اور سینئر جج evidence کے بعد وہ فیصلہ دے تاکہ کوالٹی بھی بہتر ہو جو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب چاہتے ہیں میں اس کے لئے تجویز دوں گا کہ آئندہ بہتری کے لئے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

جناب سپیکر!یہاں اگر ہم انصاف کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پولیس کی بات نہ کریں۔ جب تک پولیس کا نظام درست نہیں ہو گا تب تک ہم اچھے نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔یہاں پر پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے انوسٹی گیشن اور آپریشن کا علیحدہ علیحدہ سسٹم کیا تھا جس کے آج میرے خیال میں اچھے نتائج سامنے نہیں آئے۔ ہم کسی ایک پر ذمہ داری نہیں لگا سکتے کہ اس کاoutcome کیا ہو گا؟آپریشن والے پرچہ کاٹتے ہیں جو آگے انوسٹی گیشن والوں کو دے دیتے ہیں جس کی وجہ سے کسی پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔انوسٹی گیشن والے کہتے ہیں کہ انہوں نے پرچہ ہی اچھا نہیں کاٹا اس لئے ہم ملزم نہیں پکڑ سکتے،فلاں نہیں کر سکتے۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے اور کسی ایک کو ذمہ دار ٹھہرانا چاہئے تاکہ ہم آئندہ کے لئے بہتر نتائج لے سکیں۔اس کے ساتھ میں پولیس کے حوالے سے ایک اور بات کرنا چاہوں گا۔ایک ایس پی پورے پاکستان میں کہیں بھی لگ سکتا ہے۔اب ان کی A.C.R کا نظام اتنا فضول ہے کہ ان کی آٹھ آٹھ،دس دس سال A.C.R نہیں لکھی جاتی۔ایک A.S.I اپنے آفیسر کے نیچے کام کرتا ہے لیکن وہ آٹھ دس سال کے بعد جب ریٹائر ہو جاتا ہے تو پھر وہ متعلقہ آفیسر کے پاس اپنی A.C.R لکھوانے کے لئے جاتا ہے۔اس کے لئے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس نظام کو بہتر بنایا جائے اور تبدیلی لانی چاہئے کہ جب بھی کوئی آفیسر تبدیل ہو تو وہ اپنے نیچے والے ہر آفیسر کی A.C.R لکھ کر جائے بے شک اس کو ٹائم دیا جائے تاکہ آئندہ آنے والے آفیسر کو یہ پتا چل سکے کہ کون سا بندہ اچھا تھا؟اس طرح تو گدھا گھوڑا ایک ہی طرح

ہو گا جو آیا وہ ویسے ہی لکھ کر چلا جائے گا۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ A.C.R کے سسٹم کو فعال بنایا جائے تاکہ فوری طور پر اچھے اور بُرے کا پتا چل سکے۔

جناب سپیکر! میں اپنے علاقے کے حوالے سے بات کروں گا۔ ویسے تو صحت کے بہت مسائل ہیں لیکن وزیر اعلیٰ نے مفت ڈائیلسز کا جو انتظام کیا ہے ان کو بہت بڑا credit جاتا ہے کیونکہ یہ بہت بڑا مسئلہ تھا۔ آج میں پھر حکومت پنجاب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس ڈائیلسز کو دوبارہ سے شروع کیا ہے۔ میرے حلقے میں ایک سلاٹر ہاؤس ہے جس کا میں پچھلے پانچ سال اسی floor پر عرض کرتا رہا ہوں۔ میں پھر اس پر بات کروں گا تو میرے اپوزیشن کے بھائیوں کو اچھی نہیں لگے گی۔ پچھلے وزیر اعلیٰ جب میرے حلقے میں آئے تو انہوں نے کہا کہ ایک مہینے کے اندر اندر یہ سلاٹر ہاؤس باہر شفٹ ہو جائے گا لیکن آج تک نہیں ہوا جس سے میرے حلقے میں ہی نہیں بلکہ پورے لاہور میں صحت کے حوالے سے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ سلاٹر ہاؤس کو میرے حلقہ سے جلد از جلد باہر شفٹ کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ میں قبرستان کا بڑا مسئلہ ہے۔ بند کے پار بہت سی جگہ پڑی ہوئی ہے تو میری حکومت پنجاب سے یہ تجویز ہے کہ وہاں پر کوئی جھیل وغیرہ بنائی جائے جس سے تفریحی ماحول پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں کے مسائل بھی کم ہوں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ!

ڈاکٹر مسرت حسن: شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت سی باتیں تو میری بہنوں اور بھائیوں نے کہہ دی ہیں اس لئے میں صرف انہی باتوں کی طرف توجہ دوں گی جس کا ابھی ذکر نہیں ہوا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بجٹ میں long term budget کے واسطے بھی بہت بڑا حصہ مختص کرنا چاہئے مثلاً خیراتی سکیموں کی بجائے اگر بجٹ کا بیشتر حصہ اہلیت بڑھانے کی ٹریننگ پر خرچ کیا جائے تو پھر وہ بہت بہتر ہو گا، جیسا کہ سب لوگ ذکر بھی کر چکے ہیں کہ اس سے بھکاریوں اور مانگنے والوں میں کمی آئے گی اور trained لوگ زیادہ ہوں گے جو معاشرے کے لئے زیادہ موثر کردار ادا کر سکیں گے۔

جناب سپیکر!ہر ٹریننگ اور تعلیم جو بڑے شہروں میں میسر ہے، میں کہتی ہوں کہ ایک بار ہم دل بڑا کر کے آٹھ جگہوں پر ایسے سنٹرز قائم کریں جہاں پر ہر قسم کی ٹریننگ میسر ہو۔ ہم ذکر کرتے ہیں کہ سکول کھولے جائیں، یہ کیا جائے اور وہ کیا جائے۔ میرا تعلیم کے شعبہ سے تعلق ہے اور اکثر سننے میں آتا تھا کہ گاؤں وغیرہ میں ٹیچرز جاتے ہی نہیں ہیں۔اگر locallyان کو ٹیچرز ٹریننگ دی جائے گی تو وہ وہیں رہیں گے اور انہی سکولوں میں پڑھائیں گے۔ شہروں میں یہ ٹریننگ دی جاتی ہے اور یہاں پر جو trained ہوتے ہیں تو زیادہ تر یہیں سے تعلق رکھتے ہیں پھر وہ چھوٹی جگہوں پر جانے سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں تو میں یہ کہتی ہوں کہ آٹھ بڑے سنٹرز بنا دیئے جائیں جہاں پر ہر وہ ٹریننگ جو شہروں میں میسر ہے، دستیاب کی جائے تو اس سے ایک دم سے تعلیم کا پھیلاؤ ہو گا اور بہت سے لوگ فائدہ اٹھا سکیں گے۔

جناب سپیکر!You see بات اصل میں یہ ہے کہ اس کا ایک یہ بھی فائدہ ہو گا کہ وہاں پر علاقائی حالات کو مدنظر رکھ کر اس کی تحقیق کرنے والے ادارے وجود میں آئیں گے مثلاً بہت ساری چیزوں میں تحقیق کی ضرورت ہے۔ یہ سننے میں آتا ہے کہ sewerage کے پانی کا اتنا پھیلاؤ ہے اور یہ ہر جگہ اتنا زیادہ نقصان کر رہا ہے کہ کوئی پتا نہیں چلتا کہ اس کا کیا علاج کیا جائے تو میرے علم میں ہے کہ ایسے پودے موجود ہیں جو اگر لگائے جائیں تو وہ sewerage کے پانی کو شفاف پانی بنا دیتے ہیں تو علاقائی حالات کے مطابق تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ solid waste management کی معلومات حاصل کی جائیں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جرمنی میں ایسے ادارے ہیں جو پلاسٹک جلا کر بجلی پیدا کرتے ہیں تو ہمیں ضرور اس بارے میں تحقیق کرنی چاہئے کیونکہ ہمارے ہاں تو waste کے انبار لگتے جا رہے ہیں اور پلاسٹک ایسا ناسور ہے جو کبھی گلتا اور سڑتا بھی نہیں ہے تو اگر اسے جلا کر بجلی پیدا کی جا سکے تو میرے خیال میں یہ بہت فائدہ مند ہو گی۔ میں جس بات کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں، ہر وقت ہم یہ سنتے ہیں کہ حکومت نے اس چیز کے لئے اتنے روپے وقف کر دیئے۔ ہوتا کیا ہے کہ روپے تو مختص ہو جاتے ہیں لیکن جیسے میری بہن نے کہا کہ کبھی اس کا استعمال ہی نہیں ہوتا لیکن اکثر ہوتا ہے کہ پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ روپے گئے کہاں؟ میں یہ کہتی ہوں کہ ہمیں یونین کونسل کی سطح

پر monitoring cell بنانے چاہئیں جہاں پیسے خرچ کر کے ان کی ٹریننگ کرائیں کہ وہ کیسے judge کریں کہ وہ رقم ٹھیک خرچ ہو رہی ہے؟ یقین جانیے کہ ان علاقوں کے لوگوں کو پتا چلے کہ ہمارے لئے اتنے پیسے حکومت نے دیئے ہیں یقیناً ان کو اگر ایک monitoring cell کا حصہ بنایا جائے، چاہے انہیں تھوڑی سی مراعات بھی دے دی جائیں تو یہ monitoring ایسی چیز ہے جس کا ہمارے ملک میں بہت فقدان ہے۔ جب تک monitoring نہیں ہو گی پیسے کسی چیز کے لئے مختص کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! آخر میں میری بات یہ ہے کہ اپنی وراثت کو قائم رکھنے کے لئے فنڈز رکھنے چاہئیں تاکہ ہم نے جو خوب صورت چیزیں inherit کی ہیں، انہیں ہم قائم رکھ سکیں، اپنی آنے والی نسلوں کو ان کے بارے میں بتا سکیں اور ان کے بارے میں تحقیق کر سکیں کیونکہ آج تک ہوتا یہ آیا ہے کہ ہمارے بچے کوئی excellence کی چیز ہو تو وہ West کی طرف ہی دیکھتے ہیں تو کیوں نہ ہم انہیں یہاں پر وہ چیزیں دکھائیں کہ ہم بھی کیا تھے، ہم نے کیا کیا کیا؟ تو میرا خیال ہے کہ وہ اپنے ملک پر ضرور فخر کریں گے تو اس کے لئے ہمیں ضرور ایک رقم رکھنی چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سید ابرار حسین شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں عرض کروں گا کہ pre-budget بحث کے حوالے سے ہمارے پنجاب میں وزیر اعلیٰ جو انتہائی محنت سے کام کر رہے ہیں، ان سے میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ہمارے ڈویلپمنٹ فنڈز کو براہ مہربانی ہر حلقے میں برابر اور انصاف کے ساتھ تقسیم کیا جائے کیونکہ اپنی اپنی جگہ ہر علاقے میں اتنے مسائل کھڑے ہیں جن کا زبانی لفظوں میں تو کہا جا سکتا ہے لیکن اپنے مسائل کے حل کے لئے وہ بہت زیادہ پریشان ہیں جیسے کہ خاص طور پر میں عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں سڑکوں کی حالت یہ ہے کہ جو بڑی سڑکیں سو، سو گاؤں کو approach کرتی ہیں، ان کی حالت یہ ہے کہ وہ نظر نہیں آتی ہیں کہ یہ سڑکیں ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ آبادی کے لئے راستوں کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ادھر بھی رہنے والے لوگ ہمارے بھائی ہیں اور ان کا بھی ویسا ہی حق ہے پنجاب میں جیسا کہ ہر علاقے کے رہنے والے کا

ہے۔وہاں پر مریض بھی آسانی سے ہسپتال نہیں جاسکتا کیونکہ راستہ ہی نہیں ہے۔اگر بچوں نے سکول، کالج جانا ہے تو ان کے لئے بھی بڑا مسئلہ ہے اور وہ سکول، کالج نہیں جا سکتے تو میری انتہائی ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ ہماری ترقیاتی سکیموں کے فنڈز برابر تقسیم کئے جائیں تاکہ میرے حلقے کی سڑکوں کے مسائل حل ہوں۔

جناب سپیکر!میں حکومت پنجاب کی تعلیم کے بارے میں پالیسی کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ تعلیم کے حوالے سے بڑی توجہ دی جارہی ہے لیکن اس میں میری یہ گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں تعلیم کے حوالے سے بھی بہت زیادہ مسائل ہیں کیونکہ میرا حلقہ تین قصبات منڈی فیض آباد، وار برٹن اور موڑ کھنڈا پر مشتمل ہے جن کی آبادی تقریباً ایک ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے لیکن وہاں پر بوائز تو کیا گرلز کالج بھی کسی ایک قصبے میں نہیں ہے تو کیا وہاں کی آبادی اور وہاں کے رہنے والوں کا حق نہیں ہے کہ وہاں کے بچے بھی تعلیم حاصل کر سکیں؟ تو میں انتہائی ادب کے ساتھ یہ بھی اپنے جناب وزیر اعلیٰ کو عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں خصوصی طور پر ان قصبہ جات کے لئے کالجز قائم کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ وہاں کے رہنے والے لوگ بھی تعلیم عام کرنے کی پالیسی سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر!shortly میں یہ بھی عرض کروں گا کہ medicine کے حوالے سے صبح کافی بحث چل رہی تھی کیونکہ سب کا حق ہے کہ medicine ملے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادھر بھی روشنی ڈالنی چاہئے کہ غریب لوگ جو صاحب استطاعت نہیں ہیں وہ ادویات کے لئے بہت زیادہ پریشان ہیں اور خاص طور پر میں آپ کو پر زور عرض کروں گا کہ ہر ہسپتال میں ایمرجنسی کی medicine میسر ہو تاکہ اتفاقیہ حادثات ہوں یا خصوصی طور پر دل کا مرض ایسا ہے کہ اس میں وقت کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔کم از کم ہر ہسپتال میں ایمرجنسی والی دوائی تو لازمی دی جائے اور وہ سٹور میں ہر وقت موجود ہونی چاہئے تاکہ جو بھی مریض ایمرجنسی میں آتا ہے اس کو وہاں medicine مل سکے۔مجھے یہ بھی علم اور یقین ہے کہ حکومت کی طرف سے کافی حد تک دوائیوں میں support بھی کی جاتی ہے لیکن اس سلسلے میں، میں مشورے کے طور پر عرض کروں گا کہ وہاں ایک کمیٹی بنائی جائے جو ہر ہسپتال میں ہو جو ہر آنے والی ادویات کو چیک رکھیں۔وہاں ایک

چارٹ ہو جس پر ہسپتال کی موجودہ ادویات کا ریکارڈ ہو تاکہ کسی کو انکار کرنے کی جرأت نہ ہو۔اس کمیٹی میں ہر ماہ دوائی کے استعمال ہونے کا اور مزید نئی ملنے کا جائزہ لیا جائے۔ بلاشبہ اس کمیٹی میں locality کے کچھ لوگ بھی شامل ہوں تاکہ ہسپتال میں جو دوائی تقسیم ہونی ہے اور خصوصی طور پر یہ دوائی پر ان لوگوں کا حق ہے جو مستحقین ہیں۔ وہ لوگ اس دوائی اور حکومت کے اس منصوبہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔اس طرح ہماری حکومت کی عزت بھی بحال ہو گی اور وقار بھی بلند ہو گا کیونکہ حکومت خاص طور پر غریبوں کے سلسلے میں نعرہ لگاتی ہے، حکومت ان لوگوں کی حق رسی تک پہنچے گی، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ دیبامرزا!

محترمہ دیبامرزا: شکریہ۔جناب سپیکر!میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب اوران کی ٹیم کو pre-budget proposals پیش کرنے کا موقع دینے پر شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں پنجاب حکومت کے پروگرام سستی روٹی، Food Stamp Scheme اور Green Tractor Scheme کے حوالے سے بھی وزیراعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میری health سے متعلقہ دو تین proposals ہیں۔ جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف چونکہ ہیلتھ پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں اور انقلابی اقدامات کر رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ علامہ اقبال ہسپتال ضلع سیالکوٹ میں ایک Burn Unit قائم کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ایک heart کے unit کا قیام بھی بہت ضروری ہے۔ جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم سے ہسپتال میں Dialysis Centre تو قائم ہو چکا ہے مگر اس Dialysis Centre کے لئے ایک جنریٹر کی ضرورت ہے جس کی مالیت نو لاکھ روپے ہے۔اگر یہ جنریٹر مہیا کر دیا جائے تو Dialysis Centre working position میں آ جائے گا اور یہ ضلع پر بہت بڑا احسان ہو گا۔

میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ District Hospital میں Trauma Centre بھی قائم کر دیا جائے تاکہ بہت ساری قیمتی جانیں اگر حادثات ہوتے ہیں تو لاہور آنے تک وہ جانیں اللہ کو پیاری ہو جاتی ہیں تو میری یہ بھی تجویز ہے کہ ہسپتال میں ایک Trauma Centre بھی قائم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!ہیلتھ کے علاوہ education سے متعلقہ میری ایک تجویز ہے کہ گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجوایٹ کالج سیالکوٹ کے لئے پہلے دو بسیں کوئی تین سال پرانی ہوتی تھیں جو طالبات کو گاؤں سے لانے لے جانے کے کام آتی تھیں وہ اب اتنی فرسودہ ہو چکی ہیں کہ ناکارہ ہو کر کھڑی ہیں اور طالبات کو بہت پریشانی ہے۔اس سلسلے میں میری تجویز ہے کالج کے لئے جو پوسٹ گریجوایٹ کالج ہے اس کے لئے چار نئی بسیں مہیا کر دی جائیں۔

میری ایک اور تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ کر سچیئن کالج حاجی پورہ جو انٹر کالج ہے اگر اسے upgrade کر کے پوسٹ گریجوایٹ کالج کا درجہ دے دیا جائے تو ضلع کی ضرورت کافی حد تک پوری ہو جائے گی۔ میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ضلع سیالکوٹ سے لاہور تک آنے کے لئے روڈ سنگل ہے اور اس سنگل روڈ پر آئے دن حادثات ہوتے ہیں اور بہت ساری قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ میری اس سلسلے میں یہ تجویز ہے اس بجٹ میں اگر اس روڈ کو ڈبل کر دیا جائے اور اسی سال اس کو بجٹ میں شامل کر کے فنڈز رکھا جائے تو یہ ضلع پر بہت بڑا احسان ہو گا۔

جناب سپیکر!میری آخری تجویز یہ ہے کہ تحصیل سیالکوٹ میں واٹر سپلائی سسٹم جو ساٹھ سال پرانا ہے۔ پانی سپلائی کے تمام پائپ ٹوٹے ہوئے ہیں اور سیوریج کا پانی ان میں mix ہو کر آتا ہے جو لوگ پینے پر مجبور ہیں۔اس وجہ سے ضلع میں ہیپاٹائٹس کی بیماری بہت زیادہ پھیل چکی ہے اور بہت زیادہ اموات اسی وجہ سے ہوتی ہیں۔ وہاں بہت ہی گندا پانی ہے جو لوگ afford کر سکتے ہیں وہ تو mineral water استعمال کرتے ہیں لیکن ایک متوسط طبقہ اور lower middle کلاس یہ گندا پانی پینے پر مجبور ہے جس کی وجہ سے بہت قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس بجٹ میں یہ پرانی اور واٹر سپلائی کی تمام لائنیں تبدیل کر دی جائیں تو بہت مہربانی ہو گی۔ شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا تقریر دیکھ کر پڑھنے کی اجازت ہے؟ انہوں نے ساری تقریر دیکھ کر پڑھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں تشریف رکھیں، محمد حفیظ اختر چودھری!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: شکریہ۔جناب سپیکر!اس وقت pre-budget session ہے جس میں تجاویز لی جارہی ہیں۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا صرف چند تجاویز دینا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے ٹائم کا بھی خیال ہے۔اس وقت planning کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ خاص طور پر ایسے بہت سے departments ہیں جن کو میں پہلے بھی mention کر چکا ہوں اور اگر مزید اس کی ضرورت پڑے گی تو میں ان department کو mention کر دوں گا۔یہ departments جو white elephant کا role ادا کر رہے ہیں اور ان کا اس ملک کے لئے اور اس قوم کے لئے کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیں سب سے پہلے بجٹ میں یہ review کرنا ہو گا اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں تمام منسٹرز اور ان کی ٹیم کو اپنے اپنے departments کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ایسے کون سے ادارے ہیں جن کی افادیت نہیں ہے ایسے departments کو ہمیں ختم کر دینا چاہئے اور ان departments کے تمام technical staff کو دوسرے departments میں shift کر دینا چاہئے۔agriculture کے حوالے سے ہمارا ملک جس کی تقریباً ساٹھ فیصد economy base کرتی ہے اور یہ زیادہ تر آبادی دیہات سے منسلک ہے۔ agriculture کو promote کرنے کے لئے agriculture policy review کرنے کی اشد ضرورت ہے جس میں مارکیٹنگ کے حوالے سے میں چند گزارشات پیش کروں گا جس کو pre-budget میں شامل کیا جائے۔ agro marketing کو export zone بنائے جائیں اور ان کے لئے بجٹ رکھا جائے۔ جس میں vegetable, fruit export zone بنائے جائیں۔اس وقت کیا ہو رہا ہے کہ اس میں farmer بھی پس رہا ہے اور consumer بھی پس رہا ہے۔ایک middle man کا role specify نہیں ہے اس کو limit کرنے کی ضرورت ہے اور agro marketing کو فعال بنانے کی ضرورت ہے اس طرح جب ہم export میں جائیں گے تو ہماری economy میں جو role play ہو گا اس میں ہمیں سہارا ملے گا۔ ہماری تقریباً 90 فیصد انڈسٹری agro base ہے۔ خواہ وہ شوگر کی ہو، رفحان سے تعلق رکھتی ہو، چاہے کارن سے متعلقہ ہو مشینری کے علاوہ جتنی بھی ہماری انڈسٹری ہے وہ

تقریباً agro base ہے۔ ہمیں اس طرف توجہ دینا ہو گی کہ اگر ہم agriculture کو promote کرنا چاہ رہے ہیں تو اس کے لئے ہمیں agro base industry کو promote کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں valuable products میں جانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح energy کا بحران چل رہا ہے تو اس میں بہت سے دوستوں نے اپنی تجاویز منسٹر صاحب تک پہنچائیں۔ اس میں دیہات سے منسلک جتنے بھی لوگ ہیں وہاں پر bio-technology کو عام کرنا چاہئے۔ کیونکہ bio-technology ایسی technology ہے جس کی وجہ سے ہم energy کے بحران پر قابو پا سکتے ہیں جس سے ہم اپنے ٹیوب ویل چلا سکتے ہیں، جس سے ہم اپنی بجلی generate کر سکتے ہیں۔ اس طرح کے پراجیکٹ اگر لائے جائیں اور اس میں سپیشل بجٹ رکھا جائے تو یہ بائیوٹیکنالوجی، solar اور سمال ڈیم جو ہیں اس طرح کے پراجیکٹس میں کام کرنے کی اور اس میں سپیشل بجٹ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جہاں یہ ہم کر سکتے ہیں۔

جناب والا! دوسرا جو میرا سب سے اہم point ہے وہ فارسٹ کے حوالے سے ہے، ایگریکلچر کے حوالے سے کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ اس وقت plantation کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔ ہمارے پنجاب کی نو کروڑ کی آبادی ہے اس آبادی کو pollution کے حوالے سے، خواہ اس میں ہماری انڈسٹری وابستہ ہے، ہماری اکنامکس میں وہ ایک role play کرتی ہے لیکن pollution میں پودے جو role play کرتے ہیں وہ immeasurable ہے تو اس لئے plantation کے لئے خاص طور پر بجٹ رکھنے کی ضرورت ہے اور اس میں private sector میں جتنے بھی جنگلات ہیں اور جتنے بھی farmers plantation کرتے ہیں ان میں legislation کرنے کی ضرورت بھی ہے تاکہ اس پودے کو ایک ٹائم تک اکھاڑا نہ جا سکے کیونکہ وہ بھی pollution کے حوالے سے اس میں اہم role play کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آثار قدیمہ کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا ہمارے پاس بہت سے ایسے آثار قدیمہ ہیں جن کے لئے بجٹ نہیں مختص کیا گیا تو میری گزارش ہو گی کہ ایسے آثار قدیمہ جو بہت پرانے اور جو سب سے پرانی تہذیب کے ہیں ان کے لئے اور ان کی renovation کے لئے سپیشل طور پر بجٹ مخصوص کیا جائے اس کے visitor کی facility کے لئے road improvement کی جائیں اس کے لئے بجٹ ضرور رکھنا چاہئے۔ جب گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی

توبہت سے دوستوں نے اس کے حق میں بھی باتیں کیں لیکن یہ ایک farmer کو facilitate کرنے کی بات ہے ۔ اس میں 2۔ ارب روپے کا بجٹ گرین ٹریکٹر سکیم میں رکھا گیا اور جس میں belting کے ذریعے صرف 10ہزار farmers مستفید ہو سکے ہیں۔ ہر کسان کے پاس ٹریکٹر بھی موجود ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ٹریکٹر کو کسان کس طرح چلائے اگر اس کو calculate کیا جائے جو مزید اس میں گورنمنٹ پنجاب اگلے بجٹ 10-2009 میں رکھنا چاہ رہی ہے تو اس میں تقریباً 20 liters diesel per day, per tractor or per tubewell آتا ہے اگر اس ٹریکٹر کی بجائے وہ دے دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ہر کسان اس سے مستفید ہو گا اگر اس کو ٹریکٹر سکیم میں ہی لے کر آنا ہے تو اگر ہم total لوکل انڈسٹری کی پروڈکشن کا حساب لگائیں تو تقریباً ہماری ایک سال کی لوکل انڈسٹری کی جو پروڈکشن ہے اس پر ہم 50ہزار ٹریکٹر subsidize کر سکتے ہیں تاکہ جو کسان بھی ٹریکٹر خریدے وہ اس سے مستفید ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے اور kindly اب آپ wind up کر لیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جی، جناب سپیکر! میں بس ایک منٹ اور لوں گا۔ اس میں دو تین اور باتیں ہوئی ہیں جس میں فوڈ سٹمپ اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہیں، یہ ایسے پروگرام ہیں جس میں پہلے ہی سادہ تعلیم دے کر ہم کلرک پیدا کر رہے تھے اور اب اس سکیم کی وجہ سے ہم فقیر پیدا کر رہے ہیں۔ میرے تمام دوست جو اس ہاؤس میں موجود ہیں ہمارے حلقہ سے ہر دوست کی خواہش یہ ہے کہ خواہ وہ 100 سال کا ہو کہ میرا کارڈ بن جائے میں ہزار روپیہ لے کر پھر مر جاؤں۔ اس سے بہتر ہو گا کہ ہم جس طرح میجر صاحب نے یا دوسرے لوگوں نے suggestions دیں کہ اس میں ہم کوئی small project بنائیں اس کی انکم کا ذریعہ بنائیں تاکہ مستقل طور پر اس کے مسئلہ کا حل نکلے۔ ہم ان short term policies کو ختم کر دیں اور long term planning پر کام کریں۔ ہم اس طرح کے پراجیکٹ لے کر آئیں جس سے وہ مستقل طور پر مستفید ہو سکے تو میری یہ تجویز ہے کہ اس سکیم کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اس میں تھوڑی سی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ اگر

ہم farmer families پر small projects لے کر آ جائیں تو میرا خیال ہے کہ ہم اس ملک کی ترقی میں کوئی role play کر سکیں گے ہم اپنی اکانومی میں فقیر پیدا نہیں کریں گے بلکہ ہم ان کے لئے ایک روزگار کا مستقل ذریعہ پیدا کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ میں پہلے ہی کافی وقت لے چکا ہوں، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ خیال نہیں، میرا یقین ہے۔

جی، گورچانی صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔ میری ایک observation ہے وہ kindly آپ نوٹ کر لیں، اپوزیشن اور treasury benches دونوں طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ آپ قوم کو بھکاری نہ بنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل نوٹ ہو رہا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گورچانی صاحب!۔۔۔آپ ایک منٹ ٹھہر جائیں۔ان کے بعد پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ ایک طرف میرے بھائی کہتے ہیں کہ بھکاری بنانے والی بات ہے، ہم بھی خود یہ سمجھتے ہیں کہ short term کے لئے نہ بنائیں لیکن پہلے تو لوگوں کا سانس ہی نہیں نکل رہا یہ تو اس لئے سستی روٹی اور دوسرا پروگرام دیا گیا کہ لوگوں کا سانس بحال ہو، جو پچھلی آٹھ سالہ پالیسی تھی اس کی وجہ سے تو سانس نہیں نکل رہا تھا، ہم کوئی مستقل پالیسی adopt نہیں کر رہے ہیں۔ ہم نے تو کہا ہے کہ 100 روپے پنجاب حکومت غریب لوگوں کو دے رہی ہے اس سے وہ کیا خرید سکتا ہے؟ گھی، آٹا، دالیں، چینی تو اس میں ہر قسم کی سبسڈی دی گئی ہے۔ ایسے ہی یہ کہے جا رہے ہیں کہ لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں، قوم کے پاس تو روٹی کھانے کو نہیں ہے، ہم بھکاری کیا بنا رہے ہیں، کیا بھکاری کچھ بھی نہیں کھا سکتا؟ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں continue کرنا چاہوں گا سردار محسن خان کی بات جو تھوڑی دیر پہلے انہوں نے کی تھی کہ لاہور شہر میں اور باقی صوبہ پنجاب میں disparity ہے اس کو ختم کیا جائے اور ایک لاہور شہر کو اتنا بڑا بجٹ دے دیا جاتا ہے جبکہ باقی جو تین ڈویژن ہیں، ملتان، بہاولپور، اور ڈی جی خان ان تینوں کا بھی اتنا بجٹ نہیں ہوتا جتنا کہ لاہور سٹی میں آ جاتا ہے اور پندرہ، بیس فیصد بجٹ ring road کے لئے مختص کر دیا جاتا ہے تو مہربانی فرما کر اس چیز کا نوٹس لیا جائے اور گورنمنٹ کو کوئی تجویز پہنچائی جائے کہ disparity ختم کر کے تمام ڈویژن، تمام علاقے برابر کئے جائیں، پہلے وہ برابر کر لیں پھر ring road بھی بنائیں، overhead bridges بھی بنائیں، underpasses بھی بنائیں، جو کرنا چاہتے ہیں کریں۔

دوسری میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے راجن پور ڈسٹرکٹ کی hill station "کیماڑی" ہے فورٹ منرو کی طرح اس کو بھی develop کیا جائے فیڈرل گورنمنٹ سے ہم نے فنڈز لئے ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں 80 لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ کو ہم بار بار درخواست کر رہے ہیں لیکن اس کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہیں دیا جا رہا۔ یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ ہاں جی دیکھتے ہیں، کرتے ہیں لیکن کوئی positive response نہیں ہے۔ اس کے لئے پنجاب گورنمنٹ کوئی پیسا رکھ دے گی تو میرا خیال ہے کہ "کیماڑی" ایک developed area بن جائے گا اور فورٹ منرو کی طرح جنوبی پنجاب کے لوگوں کو بھی وہاں پر صحت افزاء مقام ملے گا۔

ایک اور درخواست یہ ہے کہ کچھی کنال جو گلستان کے لئے جا رہی ہے اس میں ویسے تو وفاقی بات آتی ہے لیکن اگر گورنمنٹ آف پنجاب، گورنمنٹ level پر اس بات کی فیڈریشن سے درخواست کرے کہ ڈی جی خان اور راجن پور کا جو area جہاں سے یہ زمین لی گئی ہے، جتنی ایکڑز زمین کے لئے یہ پانی جا رہا ہے اتنا ایکڑ نہر کے نیچے آ رہا ہے تو اس کے لئے کوئی فنڈز دے دیئے جائیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کو کہیں کہ ہم ہر سال آپ کو اتنا پیسا دیں گے ہمیں اتنا پانی کچھی کنال کے through دلائیں یا جو بھی طریق کار ہے اس کے مطابق پانی لے لیں تاکہ ہمارے علاقے جو بنجر

پڑے ہوئے ہیں، چار، پانچ لاکھ ایکڑ، ڈی جی خان اور راجن پور میں بنجر پڑے ہوئے ہیں اور وہاں پانی نہیں جاتا، وہاں کچھی کنال سے ہمیں پانی مل جائے گا تو وہ ہمارے لئے بہت فائدہ مند ہو گا۔

ایک اور بات جو میں کرنا چاہوں گا کہ 4 کروڑ روپیہ ہر ایم پی اے کو development funds کے لئے دیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی ہمیں bound کر دیا گیا ہے کہ آپ اس میں سے education sector میں اتنا پیسا لگائیں، health sector میں اتنا لگائیں۔ دیکھیں! راجن پور سے ہم آئے ہوئے ہیں، ہمیں پتا ہے کہ راجن پور میں کیا ضروریات ہیں؟ وہاں پر ہمارا basic infrastructure ہی موجود نہیں ہے، وہاں پر سڑکیں نہیں ہیں اگر میں کسی جگہ پر سکول دے دیتا ہوں، پرائیویٹ سکول دیتا ہوں یا ہسپتال دے دیتا ہوں یا اپنی طرف سے جو بھی میری recommendation چلی جاتی ہے وہاں approach ہی نہیں ہو گی تو لوگ وہاں سے کیا benefit لیں گے؟ لہذا ڈی جی خان اور راجن پور کے ہمارے تمام ایم پی ایز کو bound نہ کیا جائے کہ آپ یہ دے سکتے ہیں اور وہ نہیں دے سکتے۔ میرے خیال میں اس چیز کے لئے ضرور وزیر اعلیٰ صاحب کو request کرنی چاہئے کہ ہمیں فری ہینڈ دیں کہ جس طرح ہم ان کو خرچ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ کرنا تو سب کچھ گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔ صرف ہماری recommendations ہیں جو ہم دے رہے ہیں اور اس پر عمل کیا جائے plus یہ کہ ہمیں یعنی راجن پور اور ڈی جی خان کے ایم پی ایز کے لئے مہربانی کر کے چار کروڑ کی بجائے آٹھ کروڑ دیا جائے کیونکہ چار کروڑ سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا اور آپ یہ imagine کریں کہ 37 لاکھ میں تو ایک کلو میٹر روڈ بنتی ہے تو چار کروڑ میں ہم کیا بنا سکتے ہیں۔ اس میں زیادہ سے زیادہ دس یا بارہ کلو میٹر بن جائے گی اس لئے مہربانی کر کے ہمارا بجٹ بڑھایا جائے اور میں یہ نہیں کہتا کہ صرف راجن پور بلکہ اور بھی اضلاع ہیں مثلاً اٹک، بھکر، میانوالی اور لیہ یہ سارے ایسے علاقے ہیں کہ جن پر ہمیں especially دیکھنا چاہئے کہ لاہور سے باہر بھی کوئی علاقے ہیں اور میرا کوئی بھائی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک کلو میٹر پر کالج allowed نہیں ہے ہمارے تو پورے حلقے پڑے ہوئے ہیں جہاں پر کالج ہی نہیں ہے تو اس طرف بھی دیکھا جائے اور نظر دوڑائی جائے۔

جناب سپیکر! health sector میں میری یہ suggestion ہے کہ ہمارے rural areas کے ہسپتالوں میں ڈاکٹر صاحبان نہیں آتے۔ ہمارے گاؤں کا ہسپتال 1937 میں بنا تھا

اور وہاں پر امرتسر اور دہلی سے ڈاکٹر آکر کام کرتے رہے ہیں۔آج حالات یہ ہیں کہ ہمارے گاؤں میں کوئی ڈاکٹر آنا پسند نہیں کرتا۔ مہربانی کر کے ان علاقوں میں ڈاکٹر کے لئے کوئی incentive دیا جائے اور اگر overall ڈاکٹر کو پچاس ہزار دے رہے ہیں تو گاؤں کے لئے ایک لاکھ دیا جائے تاکہ اس کو پتا ہو کہ اسے ریلیف ملے اور اس میں charming ہو کہ اسے زیادہ پیسے مل رہے ہیں تاکہ ڈاکٹر صاحبان وہاں خوش ہو کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔otherwise وہاں کوئی آنا پسند نہیں کرتا اور پورا راجن پور اسی طرح پڑا ہوا ہے۔ایک جو D.H.Q ہے جہاں پر شاید کام ہو رہا ہے یا T.H.Q پر کام ہو رہا ہے باقی تمام چھوٹے چھوٹے ایریا میں ہسپتال ختم ہو چکے ہیں اور عمارتیں گر گئی ہیں کیونکہ ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی بندہ انہیں چلا ہی نہیں رہا۔

جناب سپیکر! میری آخری یہ request ہے کہ Hill torrent management ہمارا ایک بہت اہم issue ہے۔ ہر دفعہ راجن پور اور ڈی جی خان میں سیلاب آجاتا ہے جیسا کہ آپ ٹی وی پر دیکھتے رہے ہوں گے ۔ بہت سارے مالی اور جانی نقصانات ہوئے ہیں ۔ hill torrent management ایک ایسا department بنایا جائے جو آپ کو تجاویز دے کہ اس کو کیسے روکا جائے اور اس دفعہ C.M صاحب نے مہربانی کی کہ ہماری demand پر بیس ہزار گھنٹے بلڈوزر کے ہمیں دیئے لیکن یہ hills torrent اپنے ساتھ اتنا silt لاتے ہیں کہ ہم کتنی دفعہ ان کی کھدائی کریں گے۔کیا ہر دفعہ اور ہر سال ہمیں بیس ہزار گھنٹے دے دیئے جائیں گے ؟اگر یہ surety ہے تو پھر ٹھیک ہے کوئی ایسی بات نہیں لیکن اس کا کوئی proper حل نکالا جائے اور کوئی management cell ہو جو آپ کو کوئی تجاویز دے کہ اس کے متعلق کیسی حکمت عملی اپنائے اور جو پانی ضائع ہو رہا ہے اس کا بھی کچھ کیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمیں نہر نہیں بھی دی جاتی تو اس پانی کا proper system بنا کر دیا جائے تو ہماری فصلیں بہت اچھی ہو جائیں گی۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں یاور زمان صاحب!

میاں یاور زمان: جناب سپیکر! میں نے تو کہا ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!۔۔۔اس کا مطلب ہے کہ آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
جی، نرگس فیض ملک صاحب!

محترمہ نرگس فیض ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اتنے بڑے اہم issue پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ آج ایک پری بجٹ کے حوالے سے جو تجاویز لی جارہی ہیں یہ ایک احسن اقدام کیا گیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ عوام کا بجٹ عوام کے نمائندے بنانے جارہے ہیں۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو بھی اس لئے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے جناب آصف علی زرداری صاحب کے اس مشن کو آگے بڑھایا ہے کہ جنہوں نے مشاورت کا عمل جاری کیا اور اس ملک میں نظام کی تبدیلی کا جو ہمارا slogan ہے اس میں، میں سمجھتی ہوں کہ اس کو implement کرنے کا پہلا بہت اچھا اقدام ہے کیونکہ اس سے پہلے جتنے بھی بجٹ پچھلی حکومتیں پیش کرتی رہی ہیں یہی تصور کیا جاتا رہا ہے کہ یہ بجٹ یا تو بیوروکریسی کا بجٹ ہے یا پھر I.M.F اور World Bank کا بجٹ ہے جو پیش کیا جاتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی تجاویز میں سب سے پہلے یہ بتاؤں گی کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبہ کی وجہ سے آج کل کا دور جدید دور ہے۔ ہم اس میں ترقی کے لئے نہ صرف لفظوں کے ہیر پھیر یا زبانی جمع خرچ کریں بلکہ ہمیں عملی طور پر اقدامات کرنے چاہئیں۔ اگر ہمیں اپنے ملک کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرانا ہے تو ہمیں دوسری تعلیم کے ساتھ ساتھ آئی ٹی کی تعلیم کو تمام سرکاری اداروں میں لازمی قرار دینا چاہئے کیونکہ پرائیویٹ سکول اور سرکاری سکول کا ایک major فرق تصور کیا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ لوگوں کو وہاں پر کمپیوٹر کی سہولت نہیں ہے اور عام آدمی کمپیوٹر اپنے گھر میں afford کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ کسی اور جگہ کلاسز اور کورسز میں داخلہ لے سکتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے وہ بچے اور بچیاں جو میٹرک کی تعلیم کے بعد اس تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کروں گی کہ آئندہ بجٹ میں رقوم رکھی جائیں جس سے ایسے سنٹر

بنائے جائیں جہاں پر ہم آئی ٹی کی تعلیم دیں تاکہ وہ بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر کے اپنے لئے خود روزگار سکیم کے تحت کچھ نہ کچھ کما سکیں اور اپنے گھر والوں کا بوجھ ہلکا کر سکیں۔

دوسری بات میں اس کے علاوہ یہ کہوں گی کہ خواتین کے لئے آئی ٹی پارک کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور بہت بڑے شہروں میں تو ان کی شروعات ہو چکی ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جیسے سیالکوٹ، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، سرگودھا اور بہاولپور جیسے شہر جو ہیں یہ اتنے اہم شہر ہیں کہ یہاں پر ابھی تک یہ چیز عملی طور پر نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! خواتین کے مسائل پر بھی میں خصوصی طور پر بات کروں گی خواتین خاص طور پر working women جو دور دراز کے علاقوں سے اپنی job کے سلسلے میں اپنے دفتروں میں پہنچنا ہوتا ہے اور صبح کا ٹائم اتنا شارٹ ٹائم ہوتا ہے کہ ٹرانسپورٹ ان کو دفتروں کی طرف سے مہیا نہیں کی جاتی تو میری درخواست ہو گی کہ اگر حکومت خواتین کے لئے الگ ٹرانسپورٹ کا بندوبست کر دے تو بہت ہی بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ محترمہ بینظیر بھٹو شہید کے منصوبے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ جو انہوں نے اپنے دور میں پولیو کی مہم کو سرکاری طور پر شروع کرایا تو میں چاہتی ہوں کہ ہیپاٹائٹس کی مہم کو بھی اگر سرکاری سطح پر آگے بڑھائیں تو شاید اس میں بہت سارے غریب لوگوں کا بھلا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں زراعت کی طرف تھوڑے سے اہم point دینا چاہتی ہوں کہ زراعت ہمارے ملک پاکستان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے تو ریڑھ کی ہڈی تب ہی مضبوط ہوتی ہے جب اس کے لئے مضبوط اقدامات کئے جائیں تو میں چاہتی ہوں کہ ہمارے زمینداروں کو کوئی ایسے کمپیوٹر کارڈ مہیا کر دیئے جائیں جن کے تحت ان کو ٹریکٹر بھی دیا جائے اور ان کو تھریشر مشینیں بھی دی جائیں اور ان کو ٹیوب ویل بھی دیئے جائیں اور باقی سہولتیں مثلاً کھاد وغیرہ بھی دی جائیں اور وہ اپنا کارڈ دکھا کر ان سہولتوں سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں کہوں گی کہ جیلوں میں خواتین کے لئے جو سسٹم ہے وہ بہت خراب ہے۔ وہاں پر خاص توجہ دی جائے اور جیل میں خواتین کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش

کر کے عام تعلیم اور ٹیکنیکل تعلیم کی بھی تربیت کا بندوبست کیا جائے کیونکہ وہاں پر اکثر لوگ جرائم پیشہ لوگ ہوتے ہیں جن کے ساتھ خواتین کو رکھا جاتا ہے، اگرچہ ان کے سیل الگ ہوتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کے لئے وہاں پر تربیت کا ایسا سسٹم موجود نہیں ہے کہ ایک تو وہ کسی نہ کسی وجہ سے وہاں پر سزا جو کاٹ رہی ہیں لیکن ہم ان کی تعلیم و تربیت کا سسٹم وہاں پر قائم کر دیں تو شاید وہ باہر آ کر اپنی نئی نسل کو بچا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ابھی نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ہو گیا ہے۔ آپ کو میں نے ہی بتانا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ایک سیکنڈ۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ یوٹیلٹی سٹور جو حکومت کا بہت اچھا اقدام ہے۔ اس کو U.C level تک لے جایا جائے تاکہ عوام پر مہنگائی کا جو بوجھ ہے وہ کم پڑے کیونکہ عام آدمی کو بازار سے وہ اشیاء ان قیمتوں پر نہیں ملتیں اور عام آدمی سمجھتا ہے کہ شاید ہماری پہنچ میں نہیں ہیں یا ہمارے لئے بنی ہی نہیں تو اس لئے یوٹیلٹی سٹور کو ہر U.C level پر بنایا جائے تاکہ لوگوں کو یہ سہولت بھی میسر ہو اور شکایتوں میں کمی کی جائے۔ اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ یوٹیلٹی اداروں کے جو heads ہیں ان کو اگر بلا کر اس پر ی بجٹ میں ہم ان سے بھی تجویز لیں تو روزانہ جو لوگوں کی شکایتیں ہوتی ہیں اس سلسلے میں وہ بھی ہمارے لئے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ میں آخری بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بجٹ میں میڈیا کے لئے کوئی مخصوص بجٹ ہونا چاہئے۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ خاص طور پر کیمرہ مین، فوٹو گرافرز کے cameras کو insured کیا جائے۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ wind up کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں کہہ رہی تھی کہ جمہوریت کی بحالی کے لئے صحافیوں کی بھی بہت struggle رہی ہے۔ اب اگر عوامی حکومت اپنے ایک اہم شعبے کا خیال نہیں رکھے گی تو میں

سمجھتی ہوں کہ یہ ناانصافی ہو گی۔ پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے جو genuine journalists ہیں حکومت کی طرف سے انھیں ایسے کارڈز جاری ہوں جن پر ان کے بچوں کو تعلیم مفت ہو اور مفت میڈیکل سہولتیں بھی دی جائیں۔چونکہ ان کے وسائل کم ہیں وہ ہم پر تو رعب جھاڑ لیتے ہیں لیکن مالکان کے سامنے نہیں بول سکتے اور mostly اداروں میں ان کو تنخواہ نہیں دی جارہی اس لئے ان کے وسائل بہت کم ہیں اور مسائل بہت زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے شہر سیالکوٹ کے حوالے سے کہوں گی کہ یہ ایک تاریخی شہر ہے، علامہ اقبال کا شہر ہے وہاں پر ویمن یونیورسٹی کا قیام بہت ضروری ہے۔لہذا میں آپ کی وساطت سے استدعا کروں گی کہ اگر حکومت وہاں پر ویمن یونیورسٹی قائم کر دے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس تاریخی شہر کو ایک اور اہمیت مل جائے گی اور یہ اس حکومت کا بہت اہم کارنامہ ہو گا۔جس طرح باقی شہروں میں ویمن کرائسز سنٹر ہیں اور جیسے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ نے اس کام کو آگے بڑھایا تھا جن میں فرسٹ ویمن بنک، ویمن پولیس سٹیشن اور ویمن کرائسسز سنٹر بنائے تھے اگر باقی اضلاع اور خصوصاً سیالکوٹ میں ان پر implement کیا جائے تو میں بہت شکر گزار ہوں گی۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، رانا تنویر ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو محترم وزیر اعلیٰ صاحب اور ان کی ٹیم کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ہم تمام ممبران کو pre-budget proposals پیش کرنے کا موقع دیا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نماز مغرب کے لئے وقفہ نہ کر لیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: End ہو رہا ہے۔wind up ہو رہا ہے، آپ تقریر کر چکے ہیں۔آپ نماز پڑھ لیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: اس کے بعد میں محترم وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے غربت میں کمی کے لئے فوڈ سٹیمپ پروگرام کا آغاز کیا اور اس کی نفی کی جو پرویز مشرف نے پچھلے آٹھ سالوں سے غریب مکاؤ مہم بڑے زور و شور سے جاری کر رکھی تھی میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ

اور کوئی ایسا پروگرام نہیں تھا جس سے غریب کو فوری relief مل سکتا۔فقیر فقیر اور بھکاری بھکاری کہہ کر ان کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہئے۔جیسے سستی روٹی کا پروگرام شروع کیا گیا ہے، گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے، کسانوں کو یوریا پر 30 روپے سبسڈی دی جارہی ہے میں اس پر بھی وزیر اعلیٰ کا مشکور ہوں لیکن میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ یوریا پر جو 30 روپے سبسڈی ہے اسے increase کیا جائے۔

جناب سپیکر!اب میں اپنے حلقہ پی پی۔168 شیخوپورہ / ننکانہ صاحب کی طرف آتا ہوں جسے سابق ادوار میں بری طرح نظر انداز کیا گیا۔میرے اپنے شہر مانانوالہ کی آبادی 70 ہزار سے زیادہ ہے لیکن وہاں پر کوئی بھی گرلز یا بوائز ڈگری کالج نہیں ہے۔وہاں پر صرف ایک گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ہے اس کے علاوہ کوئی بھی گرلز پرائمری یا مڈل سکول موجود نہ ہے جس سے ایک ہائی سکول پر بہت زیادہ pressure پڑ جاتا ہے۔میری تجویز ہے کہ وہاں سکولوں کا جال بچھایا جائے تاکہ وہاں تعلیم عام ہو سکے۔اس کے علاوہ صحت کی سہولیات بہت ضروری ہیں۔مانانوالہ میں جو R.H.C بنایا گیا ہے وہ آبادی سے چار میل دور ہے۔ R.H.C مانانوالہ جعلی M.L.C جاری کرنے کے لئے مشہور ہو چکا ہے۔میری تجویز ہے کہ وہاں شہر میں ضلع کونسل کی ایک ڈسپنسری ہے اسے upgrade کر کے سول ہسپتال، رورل ڈسپنسری یا پھر M.C.S سنٹر میں تبدیل کیا جائے اور اس میں M.O اور W.M.O کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ لیڈی ڈاکٹروں کی لوٹ کھسوٹ سے وہاں کی عوام کی جان چھوٹ سکے۔

جناب سپیکر!میں وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ میرے حلقہ میں گرلز ڈگری کالج بھکھی ایک سال سے تعمیر ہو چکا ہے، اس کی بلڈنگ مکمل ہے لیکن صرف فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے S.N.E کا انتظار ہے۔اسی طرح گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ٹبی ہمبو اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ڈیرہ فخر دین کی بلڈنگ بھی مکمل ہو چکی ہے اور وہ بھی S.N.E کے انتظار میں پڑے ہیں۔میں استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں جتنے بھی ہائی سکولز ہیں انھیں upgrade کر کے ہائیر سیکنڈری سکولز میں تبدیل کیا جائے اور سلیبس سب کے لئے ایک ہونا چاہئے۔B.H.U بھکھی بنا ہے جس پر حکومت کے لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن وہاں پر پولیس

کا کیمپ لگ چکا ہے اور وہاں پر پولیس نے اپنے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔جس مقصد کے لئے B.H.U بھکھی بنایا گیا تھا اس کو اسی مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہئے اس لئے وہاں پر proper staff بھجوایا جائے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں لہذا ان کی تعمیر ہونی چاہئے۔میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ واٹر سپلائی پراجیکٹ کو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ look after کرتا ہے اس بارے میں میری تجویز ہے کہ جس طرح محکمہ سوئی گیس خود کنکشن جاری کرتا ہے اور اس کے پائپ وغیرہ خود محکمہ سوئی گیس لے کر آتا ہے اسی طرح واٹر سپلائی کے لئے بھی محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ خود کنکشن لگایا کرے۔پرائیویٹ پلمبر تو دو نمبر پائپ استعمال کرتے ہیں جس سے پانی صحیح نہیں پہنچتا اور اس سے ہیپاٹائٹس کی بیماری زیادہ ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے صوبہ میں P.C.S اور C.S.S.P افسران کی پوسٹنگ میں جو اتنا فرق ہے اسے دور کیا جائے اور P.C.S افسران کو بھی ان کی ratio کے مطابق پوسٹنگ دی جائے۔میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔بہت شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ pre-budget discussion شروع کی ہے۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ پنجاب کے ان مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں جو کہ پچھلے 60 سالوں سے حل نہیں ہو سکے۔جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ پنجاب کی ترقی کا دارومدار زراعت پر ہے۔آپ چاہے جتنی پالیسیاں بنالیں، صنعت کو جتنا بڑا relief package دے دیں جب تک زراعت کو حقیقی ترقی نہیں دی جائے گی اس وقت تک پنجاب میں ترقی نہیں ہو گی۔اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے کسانوں کی بہتری کے لئے جو سکیمیں شروع کی ہیں ملکی معیشت پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ بیوروکریسی وزیر اعلیٰ پنجاب کی پالیسیوں کو ناکام بنانے کے لئے سرگرم ہے۔میرے مشاہدے میں

آیا ہے کہ جو project announce کیا جاتا ہے اس کی منظوری کے بعد feasibility report بنتی ہے جس میں کئی مہینے لگ جاتے ہیں، پھر estimate بنتا ہے۔اسی تاخیر کی وجہ سے ابھی تک اس سال کا صرف 23 فیصد بجٹ استعمال ہو سکا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے appeal ہے کہ اس process کو تیزی سے مکمل کیا جائے اور اس میں جو رکاوٹیں ہیں انھیں دور کیا جائے تاکہ پنجاب کی ترقی کا جو خواب وزیر اعلیٰ پنجاب نے دیکھا ہے وہ پورا کیا جا سکے۔ تمام معزز ممبران نے پنجاب اور اپنے علاقے کی تعمیر و ترقی کے لئے کافی تجاویز دی ہیں۔ میں بھی اپنے حلقے کے حوالے سے چند گزارشات کروں گا۔ میرا حلقہ پی پی۔60 ہے۔اس میں سمندری شہر شامل ہے جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ کے قریب ہے۔وہاں نہ تو پینے کا صاف پانی میسر ہے، نہ کوئی پارک ہے اور نہ ہی کوئی سیوریج کا نظام ہے جس کی وجہ سے پورے ایشیا میں سمندری وہ واحد شہر ہے جہاں پر 95 فیصد لوگوں کو ہیپاٹائٹس ہو رہا ہے۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ ،جناب تنویر اشرف کائرہ سے مودبانہ گزارش ہے کہ سمندری کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے جو سکیمیں منظور کر دی ہیں وہ تقریباً ایک ماہ سے محکمہ P&D میں پڑی ہوئی ہیں ان کے فنڈز جلد از جلد جاری کروائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 10 منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: سمندری جو کہ ایک لاکھ آبادی کا شہر ہے اس میں ہیپاٹائٹس کو کنٹرول کیا جائے۔اس کے علاوہ وہاں پر پارک کی کوئی سہولت نہیں ہے اس کی بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے منظوری دے دی ہے۔feasibility and estimate وغیرہ بن چکا ہے لہذا اس کے لئے فنڈز جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں تعلیم کے لئے کوئی معیاری سکول نہیں ہے اور بچوں کو تعلیم کے لئے 45 کلو میٹر سفر کر کے فیصل آباد جانا پڑتا ہے۔جب تک ہم دیہاتوں کو یہ تمام وسائل مہیا نہیں کریں گے اس وقت تک ترقی نہیں ہو گی۔ سمندری میں پچھلے پندرہ سال سے ایک D.P.S سکول بن رہا ہے۔ میری وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ اس کے لئے فوری طور پر فنڈز کا اجراء کیا جائے تاکہ پندرہ سال قبل شروع ہونے والا یہ سکول مکمل کیا جا سکے۔

اس کے ساتھ ساتھ پی پی۔60 کی تقریباً تمام سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں انھیں فی الفور دوبارہ سے تعمیر کیا جائے تاکہ دیہات سے آنے والے لوگوں کو آسانی ہو سکے اور سمندری شہر بھی ترقی کر سکے۔اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ اب تقریباً چھ بج چکے ہیں۔بھوک بھی کافی لگی ہوئی ہے۔اجازت چاہوں گا۔اللہ حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب تمام ممبران نے بات کر لی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کی تقریر بھی ہو چکی ہے۔ میرے پاس جو فہرست ہے اس کے مطابق آپ تقریر کر چکے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:سیکرٹری صاحب!ذرا حسن مرتضیٰ صاحب کا دیکھیں کہ کیا وہ تقریر کر چکے ہیں یا نہیں؟چلیں آپ دو منٹ میں جو کہنا چاہتے ہیں وہ فرمالیں۔

سید حسن مرتضیٰ:شکریہ۔ جناب سپیکر!ہماری تقریباً80 فیصد آبادی دیہات سے وابستہ ہے اور ہمارے ہاؤس میں نمائندگی بھی اسی تناسب سے ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جب بھی کوئی ترقیاتی حوالے سے بات ہوتی ہے تو وہ بڑے شہروں کی ہو جاتی ہے۔ میں اپنے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ development کے حوالے سے جب بھی کوئی منصوبہ بنائیں تو ہمارا share بھی اسی تناسب سے رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:حسن مرتضیٰ صاحب!آپ چار تاریخ کو تقریر کر چکے ہیں۔اب اگر آپ کے کوئی خاص points ہیں تو وہ بتادیں۔

سید حسن مرتضیٰ:چلیں، ٹھیک ہے۔ میری گزارش ہے کہ شوگر ملز کی طرف سے ہمیں C.P.R کے حوالے سے جو پیسے ملتے ہیں اس کو چیک کا درجہ دیا جائے کیونکہ ہمیں وہ C.P.R ہاتھ میں پکڑا دیتے ہیں اور تین تین سال تک وہ cash نہیں ہوتے۔اس پر شوگر ملز والے علیحدہ سے کمائی کر رہے ہوتے

ہیں،mark up لے رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں گنے کے پیسے تو ویسے ہی کٹوتی کرنے کے بعد بہت کم ملتے ہیں۔اس دفعہ پاسکو والوں نے زمینداروں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کے حوالے سے بھی کوئی ایسی پالیسی مرتب کی جائے کہ زمیندار کو وقت پر اس کی payment ہو سکے۔جہاں بھی زمیندار کو payment ہونی ہوتی ہے وہیں اس کی حق تلفی کی جاتی ہے۔یہ بڑا serious matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! میرا خیال ہے کہ کافی ہو گیا، اب تشریف رکھیں۔جی، میاں صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ آخر میں آکر اتنے دریا دل ہو جائیں گے تو میں گزارشات پیش کرنے کے لئے اپنے آپ کو آخر میں رکھتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے، آئندہ سے میں آپ کو آخر میں ہی رکھا کروں گا۔(قہقہے)

اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا بھی مکمل ہوا اور وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 12۔فروری2009 صبح 10-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

Formatted: Left: 1.8", Right: 2.3", Top: 0.5", Bottom: 5.8"

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

979

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹس میں درج سوالات پوچھے جائیں گے

اوران کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

صوبہ میں کھاد کی دستیابی کے خصوصی حوالہ سے زراعت پر عام بحث

981

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

¶ :Deleted

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

جمعرات،12۔فروری2009

(یوم الخمیس،16۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحْزَنُواْ وَأَبْشِرُواْ بِٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَo نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْأَخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِىٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَo نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍo

سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات30تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے نہ خوف کرو اور نہ غم ناک ہوں اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہوگی۔یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بن گئی بات ان کا کرم ہوگیا شاخ نخل تمنا ہری ہوگئی
میرے لب پہ محمد کا نام آگیا بیٹھے بیٹھے میری حاضری ہوگئی
مجھ پہ رحمت ہوئی میرے رب کی بڑا مہرباں ہوگیا کملی والا نبی
پڑھ کے سو یادرودان پہ میں جس گھڑی پھر زیارت مجھے آپ ﷺ کی ہوگئی
جھونکے ٹھنڈی ہواؤں کے آنے لگے لوگ آنکھوں پہ اپنی بٹھانے لگے
میری جس دن سے اے تاج دار حرم دوستوں سے تیرے دوستی ہوگئی
مجھ پہ کتنا نیازی کرم ہوگیا دنیا کہنے لگی پنجتن کا گدا
اس گھرانے کا جب سے میں نوکر ہوا سب سے اچھی میری نوکری ہوگئی

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Deleted:

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

سوالات (محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج آبپاشی وقوت برقی کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے ایک سوال کا جواب متعلقہ محکمے سے لینا تھا۔میں پھر سے repeat کر دوں یا آپ کو وہ بات یاد آ گئی ہے؟ منسٹر صاحب نے کل کا وعدہ کیا تھا اور کل بھی انھوں نے بات نہیں کی اور آج بھی وہ آئے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آ جائیں گے۔ذرا انتظار کر لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! کل جو میں نے تقریر کی تھی، میری اس تقریر کو اخبار والوں نے ٹنڈ منڈ کر کے پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا کر دیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطان ڈار: ٹنڈ منڈ کر کے پیش کر دیا ہے۔ایسے نہیں ہونا چاہئے۔میں نے یہ کہا تھا کہ نشہ خوروں کے لئے ایک ہسپتال ہونا چاہئے جہاں پر ان کا اچھے طریقے سے علاج معالجہ ہونا چاہئے تو انھوں نے لکھ دیا ہے کہ "نشئیوں کے لئے ہسپتال ہونا چاہئے جہاں پر وہ نشہ کریں۔" روزنامہ "جنگ" والوں نے یہ لکھا ہے۔(قہقہے)

انہیں کہیں، میں نے بعد میں تردید بھی کر دی تھی، میں نے sorry بھی کیا۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ نے پانچ منٹ کا ٹائم دیا تھا تو اس پریشر میں، میں نے اپنی تقریر میں کہہ دیا ہو گا؟ چلو! غلطی ہو گئی ہو گی جس کی میں نے بعد میں تردید بھی کر دی تھی۔

جناب سپیکر: وہ میں نے اسی وقت ان کو کہا تھا کہ اس کو درست کیا جائے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt

Deleted: دیے

Deleted: بھی

Deleted: بھی

Deleted:

Deleted:

Deleted: اخبار

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: اب وہ بتا نہیں کہ انھوں نے کیا ہے یا نہیں کیا؟

جناب سپیکر: جی، ریکارڈ کو درست کیا جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کل کے اخبار میں صحیح اور واضح طریقے سے لکھا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ جس اخبار میں خبر آئی ہے ان اخبار والوں سے بھی کہوں گا کہ جس طرح سے آپ نے اب جو یہ بات کی ہے اس کو اس طرح سے شائع کیا جائے کہ نشئیوں کو صحت مند کرنے کے لئے ہسپتال ہونا چاہئے، جہاں ان کا علاج کیا جائے۔ جی، شاہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ڈار صاحبہ کے کل کے اعلان کے مطابق آج کافی نشئی باہر آ کر بیٹھے ہیں کہ انھیں نشے کے لئے پیسے دیئے جائیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے صوابدیدی فنڈ سے آج کا دن تو گزاریں اور کل پھر نئے اعلان کے مطابق وہ عمل کریں۔

جناب سپیکر: جی، relevant ہو جائیں، بس ٹھیک ہے، مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ نشئیوں کے پاس کس لئے گئے تھے؟

جناب سپیکر: جی، چھوڑیں۔ بی بی! چھوڑ دیں۔ محترمہ! بہت مہربانی، بہت مہربانی۔ جی، شاہ صاحب! اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 139 ہے۔

جناب سپیکر: کبھی کبھی آپ راولپنڈی جانے کے لئے سوار ہوتے ہیں تو پھر آپ ملتان والی بس پر بیٹھتے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ (قہقہے)

جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے یا کیا کیا جائے، بتائیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی آئی ڈی اے کے قیام اور مقاصد و دیگر تفصیلات

*139: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی آئی ڈی اے کب اور کن مقاصد کے حصول کے لئے قائم ہوئی تھی؟

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: اس کو درست کیا جائے۔

Deleted: تم

Deleted:

Deleted:

Deleted: دیے

Deleted:

Deleted:

Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt

Deleted: پیڈا

(ب) اس کے ممبران کی تعداد، نام اور عہدہ جات بتائیں؟

(ج) اس کا سال 07-2006 اور 08-2007 کا کل بجٹ بیان کریں؟

(د) اس کے پاس گاڑیوں کی کتنی تعداد ہے اور ان گاڑیوں کے سال 08-2007 کے پٹرول اور مرمت کے اخراجات بتائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (پیڈا) 2 جولائی 1997 کو پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج ایکٹ 1997 کے ذریعہ قیام پذیر ہوئی، اس ایکٹ کی منظوری باقاعدہ پنجاب اسمبلی میں پاس ہونے کے بعد گورنر پنجاب نے فرمائی جس کے مقاصد درج ذیل ہیں:-

(1) آبپاشی و نکاسی آب کے نظام کے طریق کار اور موجود نظم و نسق کے ڈھانچے کو زیادہ مؤثر اور شفاف بنانا۔

(2) صوبے کے نظام آبپاشی و نکاسی آب اور نظام انسداد سیلاب کی باکفایت اور مئوثر دیکھ بھال اور عملدرآمد کا انتظام کرنا۔

(3) موجودہ آبپاشی و نکاسی آب کے انتظام کو دیرپا بنیاد پر پائیدار بنانا۔

(4) نظام آبپاشی سے فوائد حاصل کرنے والوں کو اس نظام کی دیکھ بھال اور عمل کاری میں شریک کرنا۔

(ب) اس کے ممبران کی تعداد 16 ہے جس میں 10 کسان ممبران ہیں اور 5 غیر کسان ممبران ہیں جبکہ وزیر آبپاشی اس کے چیئرمین ہیں تفصیل درج ذیل ہے:-

فہرست ممبران پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	وزیر آبپاشی و برقیات	چیئرمین
2	رانا مبشر اقبال	کسان ممبر
3	نوابزادہ سید شمس حیدر	کسان ممبر
4	کرم الٰہی بندیال	کسان ممبر
5	رانا اعجاز احمد نون	کسان ممبر

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: .
Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"
Deleted: عمل درآمد
Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

6	علی حیدر نور خان نیازی	کسان ممبر	
7	چوہدری جاوید حسن گجر	کسان ممبر	
8	ریٹائرڈ میجر عبدالرحمٰن رانا	کسان ممبر	
9	سید ابرار حسین شاہ	کسان ممبر	
10	محمد مظفر علی خان	کسان ممبر	
11	میاں طاہر سعید	کسان ممبر	
12	چیئرمین پی اینڈ ڈی	ممبر (بحیثیت عہدہ)	
13	سیکرٹری آبپاشی و برقیات	ممبر (بحیثیت عہدہ)	
14	سیکرٹری خزانہ	ممبر (بحیثیت عہدہ)	
15	سیکرٹری زراعت	ممبر (بحیثیت عہدہ)	
16	مینجنگ ڈائریکٹر پیڈا	ممبر (بحیثیت عہدہ)	

(ج) مالی سال 07-2006 کا کل بجٹ 2184 ملین روپے تھا اور مالی سال 08-2007 کا کل بجٹ 1741 ملین روپے تھا۔

(د) پنجاب ارریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (پیڈا) کے پاس 72 گاڑیاں ہیں۔ان گاڑیوں کے سال 08-2007 میں پٹرول کے اخراجات 8.0 ملین روپے جبکہ مرمت کے اخراجات 1.90 ملین روپے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جز (ج) میں جواب دیا ہے کہ پنجاب ارریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کا مالی سال 07-2006 کا کل بجٹ اتنا ہے تو یہ 07-2006 اور 08-2007 کا انھوں نے بتایا ہے، یہ ذرا بتا دیں کہ 05-2004 اور 06-2005 سے کتنے فیصد؟۔۔۔

جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: اچھا، [****] چلیں! اگلا سوال بھی آپ کا ہے، نمبر بولئے گا۔یہ کچھ بات میری طرف سے آئی ہے اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ا

Deleted:

Deleted: نہیں،

Deleted:

Deleted: جی،

محترمہ شمیلہ اسلم: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں انھوں نے پوچھا ہوا ہے کہ ممبران کی تعداد، نام اور۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ سوال اب ہم چھوڑ چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیے۔ پہلے بولتے تو ٹھیک تھا۔ اب ہم اگلے سوال پر آ گئے ہیں۔ جی۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر140

جناب سپیکر: چلیں جی، اس کو اب کیسے تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع جھنگ میں اراضی کو سیراب کرنے کے لئے حکومتی اقدامات

*140: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ اور نہروں کے نام نیز ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ب) ہر مائنر، راجباہ اور نہر کی recommended discharge کی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائیں؟

(ج) کس مائنر، راجباہ اور نہر میں recommended discharge سے کم پانی فراہم کیا جا رہا ہے؟

(د) ان مائنرز، راجباہ اور نہروں میں کم پانی فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان میں پانی پورا فراہم کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ¶

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted: اب

Deleted: آپ

Deleted: !

Deleted: ¶

Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt

Deleted: کی

Deleted: والے مائنر،¶ راجباہ ونہروں کے نام ودیگر تفصیلات

Deleted: ¶

* ۔ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔¶

Deleted: ¶

Formatted: Font: 9 pt, Complex Script Font: 11 pt

Deleted: ر

Deleted: کا

Deleted: ڈسچارج

Deleted: ڈسچارج

(ج) تمام نہروں میں منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی دیا جارہا ہے سوائے وارابندی ہونے کی صورت میں۔

(د) دریاؤں میں پانی کی کمی بیشی اور جھنگ برانچ کی ناکافی استطاعت (Capacity) کی وجہ سے وارابندی کی گئی ہے۔

(ہ) وفاقی حکومت کے P.S.D.P کے تحت جھنگ برانچ اور بھوانہ برانچ کی بحالی کا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے اور اس کی تکمیل کے بعد پورے سسٹم میں مطلوبہ پانی کی مقدار پوری کی جاسکے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا اس میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس کے جواب جز (ج) میں انھوں نے کہا ہے کہ تمام نہروں میں منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی دیا جارہا ہے۔ یہ منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی نہیں دیا جارہا تو راجہ صاحب اگر مہربانی فرمائیں اور یہ تھوڑی سی وضاحت کر دیں کہ انھوں نے یہ جو تفصیل دی ہے اس میں انھوں نے مختلف مائنرز پر چنیوٹ ڈسٹری بیوٹری ہے، کوٹ غنی ہے، رجوعہ مائنر ہے، پیر والہ مائنر ہے ان میں انھوں نے ڈسچارج تو لکھا ہے، یہ ذرا بتادیں کہ وہاں اس وقت موجودہ پانی کا کتنا ڈسچارج ہے، یہ منظور شدہ ہے، موجودہ کتنا چل رہا ہے اور کتنی کمی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کسی ایک مائنر کا پوچھ رہے ہیں یا سب کا پوچھ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: یہ ان میں سے کسی کا بھی بتادیں۔ اس میں پانی کی تقسیم کا جو فارمولا ہے وہ انھوں نے کیا کیا ہوا ہے کہ کتنے کیوسک پانی کتنے ایکڑ رقبے کو سیراب کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی 68 مائنرز ہیں ان تمام پر منظور شدہ پانی ہے، پیچھے بھل صفائی رہی ہے اور ابھی پانی کھولا ہے، پانی پورا ہے۔ اس وقت ملک میں پانی کی کمی overall 40 % ہے تو جب پانی میں کمی ہوتی ہے تو اسی طرح تمام راجباہ اور نہروں میں پورے صوبہ میں کمی کر دی جاتی ہے۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ہ
Deleted: ہ
Deleted: اچھا
Deleted: ۔
Deleted: ،
Deleted: س
Deleted: ی
Deleted: جب پانی کی کمی ہوتی ہے کیونکہ
Deleted: overall 40 %
Deleted: اسی طرح وہ

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں نے انہیں گزارش کی ہے کہ کوٹ غنی برانچ میں ان کا9.50 کیوسک پانی ہے۔کوٹ غنی برانچ میں9.50کیوسک پانی منظور شدہ ہے تو اب وہاں پر اس وقت کتنا ہے؟

جناب سپیکر:اس وقت آج تو کوئی نہیں ہے۔آج کل نہریں ویسے ہی بند ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر! میں جواب دے دیتا ہوں۔یہ نمبر6جو ہے کوٹ غنی میں9.50منظور ہے،3453ایکڑاس سے سیراب ہوتے ہیں۔آج کل پانی کی کمی نہیں ہے۔آج کل پورا پانی مل رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!اسی راجباہ پر شاید راجہ صاحب کو معلوم نہیں ہے کہ ان کا اپنا ذاتی رقبہ بھی ہے اور اس میں پانی نہیں ہے۔(قہقہے)

MR. MOHAMMAD YAR HIRAJ: [****]

جناب سپیکر:نہیں،یہ[****]کیا بات ہے؟یہ الفاظ ریکارڈ سے حذف کئے جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ:راجہ صاحب کی یہ تو مہربانی ہے کہ وہ اپنا پانی بند کر کے باقی پنجاب کو دے رہے ہیں اور اس پر بھی یہ کہہ رہے ہیں۔بڑا افسوس ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:جی،ضمنی سوال۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر! Thank you very much. Can I speak in English یا اردو میں بات کروں؟

جناب سپیکر:اردو میں بات کریں۔یہ سارے سمجھیں گے۔میرے جیسے بھی آپ کی بات سمجھ لیں گے۔

محترمہ عائشہ جاوید:شکریہ۔چلیں،جناب!جس طرح آپ کہتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ہے،اس

Deleted: میں نے انہیں عرض کی ہے کہ

Deleted: ،تو

Deleted: جناب محمد یار ہراج:

Formatted: Font: 12 pt, Bold, Complex Script Font: 12 pt, Bold, All caps

Formatted: Left-to-right

Deleted: ¶

* ۔بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔¶

Formatted: Font: 27 pt, Complex Script Font: 29 pt

Deleted: ¶

Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted: e

Deleted: کروں؟

Deleted: ¶

Deleted:

Formatted: Font: 20 pt, Complex Script Font: 22 pt

جناب سپیکر: کیونکہ قواعد وضوابط میں یہ چیز نہیں ہے کہ آپ انگلش میں بات کریں۔آپ اردو میں بات کریں، بہتر بات ہو گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ سے اجازت اسی وجہ سے لی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ عائشہ جاوید: منسٹر صاحب کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ جو اریگیشن سسٹم میں higher water losses ہیں اس کے لئے کیا انھوں نے کوئی مانیٹرنگ سسٹم ابھی بنایا ہے یا آگے کوئی مانیٹرنگ سسٹم ان کا بنانے کا ارادہ ہے اور اس وقت exactly پنجاب میں کتنا irrigated area ہے؟

جناب سپیکر: پنجاب میں کتنا irrigated area ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جی۔ under irrigation کتنا آ رہا ہے اور یہ جو higher water losses ہو رہے ہیں ان کی روک تھام کے لئے یا اس کی مانیٹرنگ کے لئے آگے long term یا short term کوئی ان کے پاس plan ہے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔یہ اس سے related بات کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے اس میں جو کمی دیکھی ہے، جو اس جواب میں آیا ہے، میں نے جواب سے related سوال کیا ہے۔ میں ان سے متعلقہ علاقے پوچھ لیتی ہوں کہ یہ جھنگ کی ہی بات کر دیں کہ اس کی روک تھام کے لئے آگے کیا پلان ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): کس کی روک تھام کے لئے؟

محترمہ عائشہ جاوید: یہ جو higher water losses ہو رہے ہیں۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ¶

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted: ¶

* ۔جھم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔¶

Deleted: ¶

Deleted:

Formatted: Font: 31 pt, Complex Script Font: 33 pt

Deleted: س

Deleted:

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے۔ میں محترمہ کو explain کر دیتا ہوں کہ عرصہ دراز سے نئے ڈیم نہیں بنے اور پورے صوبہ میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں پانی کی کمی ہے اور جس طرح آپ دریاؤں پر سے گزرتے ہیں کہ دریائے راوی ہے، دریائے چناب ہے تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان دریاؤں میں پانی بہت کم ہو گیا ہے۔ وفاقی حکومت اب بہت سنجیدگی سے اس مسئلے کو دیکھ رہی ہے اور صوبائی حکومت بھی اس کو دیکھ رہی ہے۔ جب تک ہم نئے ڈیم نہیں بنائیں گے یہ پانی کی کمی کسی طرح بھی پوری نہیں ہو سکتی اور بد قسمتی سے عرصہ دراز سے کوئی نیا ڈیم نہیں بنا۔ اب وفاقی اور صوبائی حکومت بڑی سنجیدگی کے ساتھ ڈیم بنانے پر ورکنگ کر رہی ہے اور ہم انشاء اللہ جلد ڈیم بنائیں گے لیکن اس کو بنتے بھی چار پانچ سال لگنے ہیں تو یہ چار پانچ سال اس صوبہ اور ملک میں بھی پانی کی کمی رہنی ہے۔

Deleted:

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

محترمہ یاسمین خان: ضمنی سوال۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: ایک ہی ضمنی سوال ہو گا۔ آپ دونوں میں سے کوئی ایک کر لیں۔

آوازیں: دونوں کو کر لینے دیں۔ آدھا آدھا کر لیں۔

Deleted:

جناب سپیکر: چلیں! آدھا آدھا کر لیں۔ (قہقہے)

محترمہ یاسمین خان: ہم زیادہ ٹائم نہیں لیں گے۔

Deleted:

جناب سپیکر: چلیں! مہربانی۔ بڑے چھوٹے کا لحاظ رکھیں۔

محترمہ یاسمین خان: مجھے ایک منٹ ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: چھوٹے شفقت کرتے ہیں کہ بڑے کرتے ہیں؟ میرے خیال میں بڑے شفقت کرتے ہیں۔

Deleted:

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! میرا سوال بہت ضروری ہے۔ بڑے کام کی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔آپ کام کی بات کریں ناں۔

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! یہ ہمارے محترم وزیر راجہ ریاض صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ان سے پانچ ماہ قبل میں نے درخواست کی تھی کہ اگر ہر ہاری اور کسان کو ایک ٹیوب ویل کی بجلی مفت فراہم کر دی جائے تو ان کی water supply زیادہ ہو گی، اس طرح ہریالی بھی زیادہ ہو گی۔ میں نے ان کو یہ تجویز دی تھی کہ اگر یہ قانون پاس کروادیں کیونکہ East India Punjab میں بھی اس طرح ہو رہا ہے تو میرے خیال میں مجھے راجہ ریاض صاحب ذرا اس چیز کا جواب دیں کہ اب تک انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ نہ جواب لیں، میں ان سے جواب لوں گا کیونکہ وہ آپ کو جواب دینے کے پابند نہیں ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ سوال سے related تو نہیں ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی suggestion دی ہے اور وفاقی حکومت اس پر working کر رہی ہے۔ یہ واپڈا نے ریلیف دینا ہے اور ہم نے بھی ان سے یہ گزارش کی ہے کہ کسانوں کو ریلیف دیا جائے۔ اگر انہیں بجلی مفت دی جائے تو ہماری گندم، گنا اور دوسری فصلوں کی اوسط بھی بڑھ جائے گی اور فصل بھی بڑھ جائے گی تو محترمہ کی یہ بڑی اچھی تجویز ہے اور اس پر ہم غور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ اب آپ فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ اس نظام میں بہتری کب آئے گی اور کیسے آئے گی؟ آج تک اس محکمہ کا آڈٹ نہیں ہوا۔ لاکھوں، کروڑوں اور اربوں روپے وزراء استعمال کر چکے ہیں اور وہ کہاں پر استعمال کئے جاتے ہیں اور اگر کئے جاتے ہیں تو ان کا آڈٹ کیوں نہیں ہوتا اگر کسی چیز میں کسی بد عنوانی کا پتا چلانا ہو تو ہم لوگ آڈٹ کرواتے ہیں اور آڈٹ کے ذریعے پتا چلتا ہے۔ یہ گورنمنٹ کا محکمہ ہے اس کے وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری مقرر کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ پرائیویٹ ہوتا تو کچھ اور ہوتا۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted: جو کہ پنجاب برآمد خیز صوبہ ہے
Deleted: ی اگر م
Deleted: already و
Deleted: ان
Deleted: تو
Deleted:
Deleted: s
Deleted: جو
Deleted: ۔
Deleted: وئ
Deleted: اور آڈٹ اس محکمہ کا کیوں نہیں ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!انہیں پتا نہیں ہے۔ ہر سال آڈٹ ہوتا ہے۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ آڈٹ نہ ہو اور دوسری انہوں نے بہتری کی بات کی ہے تو میں اس floor پر چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ پاکستان بننے کے بعد جتنی بہترین بھل صفائی اس دفعہ ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی بھی ایسی نہیں ہوئی اور یہ میں ریکارڈ پر لا رہا ہوں اور چیلنج کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ان محدود وسائل میں جبکہ ہمارے پاس چالیس فیصد پانی کی کمی ہے ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہر زمیندار تک پانی پہنچائیں اور ٹیل پر پانی پہنچانا ہمارا مشن ہے اور یہ ہمارا ٹارگٹ ہے اور اس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم achieve کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!یہ بھل صفائی کی گئی ہے اس میں جو نہروں سے مٹی نکلتی ہے جب وہ فروخت ہوتی ہے تو اس کے جو پیسے ہیں کیا محکمہ وہ ارریگیشن کے پاس آتے ہیں اور وہ کتنی رقم وصول کی جاتی ہے،کیا اس کی تفصیل موجود ہے؟

جناب سپیکر:جی،اس کے بارے میں بتائیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!یہ بھی پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جو نہر لاہور کی بات ہے لیکن دیہاتی علاقوں میں تو آپ کو پتا ہے کہ مٹی نہروں کی side پر ہی پڑی رہتی ہے اور کوئی نہیں اٹھاتا ہے لیکن یہ لاہور اور بڑوں شہروں میں بکتی تھی اور میں اس چیز کا اعتراف کرتا ہوں کہ وہ پیسے محکمہ میں نہیں آتے تھے لیکن اس دفعہ ہم نے ایک ٹرالی بھی نہیں بکنے دی۔ایک جگہ ایک ٹرالی بکی ہے اور میں نے وہ عملہ suspend کر دیا ہے اور اس کے علاوہ ہم نے P.H.A کو کہا ہے کہ یہ مٹی سونا ہے تو آپ اٹھائیں اور ہم نے ساری مٹی P.H.A کو دے دی ہے اور انہوں نے ایک جگہ پر اکٹھی کر لی ہے اور اب وہ آہستہ آہستہ لاہور کی بہتری کے لئے جہاں چاہیں گے اسے استعمال کریں گے۔ایک جگہ صرف کچھ ٹرالیاں بکی تھیں اور میں نے وہ عملہ suspend کر دیا ہے اور انشاء اللہ ان کی انکوائری ہو رہی ہے اور انہیں مکمل سزا دی جائے گی لیکن یہ بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جو بھل صفائی اس دفعہ ہوئی ہے وہ پاکستان بننے کے بعد آج تک کبھی اس طرح کی بھل صفائی نہیں ہوئی۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!شکریہ

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ¶۔

جناب سپیکر!!

Deleted: ۔

Deleted: سے

Deleted: میں

Deleted: یہ

Deleted: ہے

Deleted: ---

جناب سپیکر: چیئر کی طرف سے ایسا کوئی آرڈر پاس نہیں ہوا۔آپ نے خود ہی بنالیا ہے بہر حال آپ شروع کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ پاکستان میں ریکارڈ بھل صفائی ہوئی ہے اور میں اس چیز پر ان کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ definitely ایسا ہوا ہو گا لیکن مجھے بتانا پسند کیا جائے گا کہ جو mechanism device کیا گیا اس ریکارڈ کو achieve کے لئے بھل صفائی کا ایک procedure ہے جو پاکستان میں شروع سے رائج ہے کہ بھل صفائی کس طریقہ سے کی جاتی ہے اس کو تبدیل کر کے یا اسی سسٹم کو اختیار کر کے انہوں نے کیا۔ اگر اسی سسٹم کو اختیار کیا تو آج تک جو رپورٹ آتی رہی ہے تو کیا وہ ریکارڈ میں کوئی کمی تھی یا کہیں پر غفلت تھی یا کیا وجہ تھی کہ نہیں ہو سکا؟ ابھی جو ریکارڈ achieve کرنے کے لئے کیا گیا اس میں کیا بہتری لائی گئی کہ ہم یہاں تک دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اس دفعہ ریکارڈ بھل صفائی تھی اور ریکارڈ بھل صفائی ہوئی؟ (شور وغل)

MR. SPEAKER: Order, please.

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اس کے لئے میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں کرنل صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مہربانی کی کہ مجھے مبارکباد دی ہے اور جو انہوں نے کہا ہے وہ اس سوال سے related نہیں لیکن بڑی اچھی بات ہے اور میں ان کے علم میں لانا چاہوں گا کہ میں نے اور سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب نے بھل صفائی سے پہلے تمام چیف انجینئرز اور کمشنر صاحبان کو لاہور میں بلایا اور ہم نے ان کو کہا کہ کمشنر صاحبان اپنے پٹواریوں تک کی ڈیوٹی لگائیں گے اور ہوتا یہ تھا کہ محکمہ ٹھیکہ دے دیتا تھا لیکن موقع پر بھل صفائی نہیں ہوتی تھی۔۔۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ جہاں جہاں ہمارا plan تھا اس plan کی کاپیاں ہم نے کمشنر صاحبان کو دے دیں اور کمشنر صاحبان کو کہا کہ آپ نے اس اس جگہ اپنے ڈی ڈی او (آر) اور

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: اور آپ کی نوازش ہے

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted: ۔

Formatted: Font: 12 pt, Bold, Complex Script Font: 15 pt, Bold

Formatted: Left-to-right

Deleted: جناب سپیکر:

Deleted: ؟

Deleted: تو ہم جہاں جہاں ہمارا plan تھا۔

پٹواریوں کے ذریعے چیک کرانا ہے کہ یہ کام ہو رہا ہے کہ نہیں۔اس کے بعد محکمہ کی ہم نے چار ٹیمیں بنائیں ان چار ٹیموں کو throughout بھل صفائی کے دوران فیلڈ میں بھیجا۔سیکرٹری صاحب خود ان دنوں فیلڈ میں رہے اور میں بھی جاتا رہا اور منسٹر صاحبان کی بھی ڈیوٹیاں لگائی گئیں تھیں۔یہ ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہیں ان کی بھی ڈیوٹی لگائی گئی اور ان کے علاوہ اور دوستوں کی بھی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ ممبران اسمبلی کو بھی کہا گیا کہ آپ اپنے اپنے علاقوں میں دیکھیں تو ہم نے یہ کوشش کی جس میں اللہ کے فضل وکرم سے ہم کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔اب جو ٹھیکہ دیا گیا ہے اور جس افسر کو کہا گیا ہے کہ آپ نے اس ایریا کو اتنا چیک کرنا ہے تو وہ موقع پر ہونا چاہئے، پہلے یہ تھا کہ موقع پر نہیں ہوتا تھا اور کاغذوں میں ہوتا تھا اس دفعہ ہم نے یہ کیا ہے کہ کاغذوں میں نہ ہو بلکہ موقع پر ہو تو اس میں ہم کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں بات کر دوں کہ ریکارڈ کو ہم درست کر دیں۔ ریکارڈ کو درست کرنا بہت ضروری ہوتا ہے تاکہ آنے والے جو لوگ ہیں اس سے استفادہ کر سکیں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! گیارہ سال کا پچھلا ریکارڈ منگوایا جائے تو پتا چل جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ان کو floor دیا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سیکرٹری صاحب نے دورے کئے اور ان کے محکمہ نے دورے کئے۔اس میں کوئی شک نہیں یہ بجا ہے کہ ان لوگوں نے دورے کئے لیکن اس کا رزلٹ کیا ہے؟ جہاں تک یہ فرمایا گیا ہے کہ ایم پی ایز کو loop میں لایا گیا اور ان کو کہا گیا کہ آپ اس کو دیکھیں گے اور میں بھی اس اسمبلی کا ممبر ہوں کم از کم یہ میرے knowledge میں نہیں ہے لیکن اس چیز کو اگر آگے بڑھایا جائے تو آج بھی نہریں موجود ہیں، آج بھی سارے سسٹم موجود ہیں ایک صرف جنوبی پنجاب میں جا کر ہم دیکھ لیں کہ کتنی نہروں کی بھل صفائی ہوئی ہے یا کتنی جگہ پر اس سارے سسٹم کو رائج کیا گیا، پاکستان میں اور پنجاب میں بالخصوص پرائیویٹ پارٹنر شپ ہوتی ہے، نمبرداروں کو loop میں لایا جاتا ہے زمینداروں کو loop

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ہم نے ان کو
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: !
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: ع
Deleted:
Deleted:
Deleted: کہ
Deleted: !
Deleted: ملا ہوا
Deleted: جی!
Deleted: ئ
Deleted: لوپ
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman
Deleted: ناچ
Deleted: ساؤتھ
Deleted: پ
Deleted: یں
Deleted: ۔
Deleted: اور
Deleted: کولوپ
Formatted ... [1]
Deleted: لوپ
Formatted ... [2]

میں لایا جاتا ہے۔پٹواریوں سے اگر کام کروانا ہو تو پٹواری کوئی اپنے کام نہیں کرتے ہیں۔پٹواری تو موجود ہی نہیں تھے اور وہ بہاولپور ڈویژن میں ہڑتال پر تھے اور جہاں تک محکمہ کا تعلق ہے، چیف سیکرٹری صاحب visit کر رہے تھے اور تمام سیکرٹری صاحبان کبھی ان کے ساتھ کبھی بہاولپور ڈویژن میں اور کبھی پنڈی ڈویژن میں جبکہ پنڈی ڈویژن میں تو نہریں ہی نہیں ہیں اگر اس چیز کو مان بھی لیا جائے کہ یہ ساری چیزیں صحیح ہوئی ہیں تو میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور ڈویژن میں خصوصاً اور ساؤتھ میں عموماً اتنا اچھا رزلٹ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود میں مشکور ہوں اس بات کا کہ راجہ صاحب نے ایک elaborate system بنایا جس کو چلانا تھا اور جس کو چلنا چاہئے تھا لیکن اس کی monitoring اتنی اچھی نہیں تھی، بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال احمد محمود صاحب کا ہے۔تشریف فرما ہیں؟۔۔۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: Q. No. 175 On his behalf (معزز رکن نے مخدوم سید احمد محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 175 دریافت کیا)

جناب سپیکر: On his behalf کیا پھر اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع رحیم یار خان میں قابل کاشت رقبہ کی تعداد و میسر نہری پانی کی تفصیلات

*175: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں قابل کاشت کل رقبہ کتنا ہے اور کل کتنے رقبہ کو نہری پانی میسر ہے نیز کتنے کیوسک پانی مہیا کیا جا رہا ہے اور کتنے کیوسک پانی کی کمی ہے؟

(ب) کیا نہری پانی مطلوبہ ضرورت کے مطابق پورا ہے اگر نہیں تو نہری پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت کون کون سے اقدامات اٹھا رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ۔

Deleted: ۔

Deleted: ہ

Deleted: خالد

Deleted: سوال نمبر175،O

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted: behalf)

Deleted: جی!

Deleted: خالد

Deleted: ¶

¶

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Deleted: ¶

Deleted: خاں

وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع رحیم یار خان کو ہیڈپنجند سے نکلنے والی انہار پنجند وعباسیہ اور عباسیہ لنک کینال سیراب کرتی ہیں-ان پر کل رقبہ 1812917 ایکڑ اور قابل کاشت رقبہ 1625481 ایکڑ ہے جن کو نہری پانی مہیا کیا جارہاہے-دریاؤں اور ڈیموں میں پانی کی کمی کی وجہ سے ان انہار میں اس سال اپریل اور مئی میں اوسطاً بالترتیب 2723 اور 6426 کیوسک پانی مہیا کیا جاتارہا-جوکہ اوسط سسٹم استعمال سے بالترتیب 2877 اور 2274 کیوسک کم رہا-دریاؤں کے بہاؤ میں بہتری آجانے کیوجہ سے ،نہروں میں اب پانی کی بالکل کمی نہیں ہے۔اور 18۔جون سے یہ نہریں ضرورت کے مطابق چل رہی ہیں۔

(ب) نہری پانی مطلوبہ ضرورت کے مطابق پورا نہیں ہے۔موجودہ ڈیمز 28 فیصد سلٹ اپ ہوچکے ہیں اوراس کمی کوپوراکرنے کے لئے مزید نئےڈیموں کی تعمیر ناگزیر ہے-اس مسئلہ پر حکومت سنجیدگی سے غورکررہی ہے-تاہم دستیاب پانی کو منصفانہ تقسیم کیاجارہاہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز(ب)میں لکھا ہواکہ"ڈیمز جو ہیں وہ silt up ہوچکے ہیں اور پانی جو ہے وہ مناسب مقدار میں موجود نہیں ہے اس کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی کہ پھر اس پر کس طرح سے کام کیا جارہے اور پانی کہاں سے دستیاب ہوگا اور یہ جو منصفانہ تقسیم ہے اس کو آپ کس طرح منصفانہ کہتے ہیں اس criteria کی اگر تھوڑی سی تفصیل بتادیجئے اور silt up ڈیم کو ٹھیک کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جارہے ہیں اور پانی آئے گا تو کہاں سے آئے گا even اگر آپ silt remove کردیں؟

سینئر وزیر/وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں محترمہ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پانی بہت ہے لیکن پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے ڈیم نہیں ہیں-بارشوں کے سیزن میں ہمارے پاس اتنا پانی آتا ہے کہ اسے سمندر میں پھینکتے ہیں جو ہماری بدقسمتی ہے۔ اب اس کے لئے ڈیموں کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے-جب تک ڈیم نہیں بنیں گے اس وقت تک پانی کی کمی رہے گی۔ پانی جو ہمارے لئے سونا ہے بدقسمتی سے اسے ذخیرہ کرنے کے لئے پچھلے آٹھ دس سالوں میں کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ہ ل
Deleted: -
Deleted: خالد
Deleted: ۔
Deleted: ۔
Deleted: اورکیا
Deleted:
Deleted:
Deleted: ---
Deleted: ۔
Formatted: Font: _PDMS_Jauhar
Deleted:
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Formatted ... [3]
Formatted ... [4]
Formatted ... [5]
Formatted ... [6]
Formatted ... [7]
Formatted ... [8]
Formatted ... [9]
Formatted ... [10]

کرنل (ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!پنجاب کے تمام اضلاع اور ڈویژن پنجاب کی boundaryمیں آتے ہیں۔پنجاب اضلاع اور ڈویژنوں کا مجموعہ ہے لیکن میں بہت معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ محکمہ انہار نے آج سے نہیں بلکہ جب سے پاکستان بنا ہے ضلع رحیم یار خان کو ایک ایسی سطح پر ڈال دیا ہے جہاں یہ پنجاب سے کٹ جاتا ہے۔لاء اینڈ آرڈر میں مار کھانے کے لئے اور باقی چیزوں کے لئے پنجاب کے ساتھ ہیں لیکن جہاں فوائد کی بات ہے وہاں ساتھ نہیں ہیں۔ضلع رحیم یار خان کا پانی سندھ کے ساتھ attach کر دیا گیا ہے۔ادھر figures quote کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:جب زراعت پر بحث ہو گی تو پھر آپ اس میں یہ ساری باتیں کر لینا۔اب آپ ضمنی سوال کریں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جو figures quote کئے گئے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ تین نہریں بتائی گئیں لیکن محکمے نے دو نہروں کے figures quote کئے ہیں۔جو figures quote کئے گئے ہیں ان میں انھوں نے خود فرمایا ہے کہ ان انہار میں اس سال اپریل اور مئی میں اوسطاً بالترتیب 2723اور 6426کیوسک پانی مہیا کیا جا رہا ہے جبکہ اوسطاً سسٹم استعمال سے بالترتیب 2877اور 2274کیوسک کم رہا۔اگر ہم اس کو سچ مان لیں تو پھر پہلے 2723 figures میں 2877 کی کمی ہو گئی ہے تو پھر نہر کیسے چلی ہے؟ مجھے بتایا جائے کہ اس محکمے نے جو figures quote کئے ہیں، کیا وہ درست ہیں اگر درست ہیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نہر میں کبھی پانی آیا ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر:جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں معزز ممبر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ 2723 figures چلا ہے اور 2877 کم تھا۔میں تو خود مان رہا ہوں کہ جب پانی کی کمی آتی ہے تو تمام نہروں میں پانی کی کمی ہے۔میں نے پہلے شاہ صاحب کے سوال کے جواب میں بھی عرض کیا تھا کہ ہمارے پاس 40 فیصد پانی کم ہے اور جب کمی آتی ہے تو پورے پنجاب کی نہروں میں ایک جیسا سلوک کیا جاتا ہے اور تمام نہروں میں اسی حساب سے کمی کی جاتی ہے۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted: ... [11]
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, 16 pt, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar, 16 pt
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Deleted: ز
Formatted ... [12]
Formatted ... [13]
Deleted: -
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar
Deleted: - - -
Deleted: ... [14]
Deleted: ... [15]
Deleted: ہے۔
Deleted:
Deleted: ... [16]

جناب سپیکر: جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محترم راجہ صاحب نے بتایا ہے کہ ہمارے پاس پانی بہت ہے لیکن ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے ذخیرہ نہیں کر سکتے اور پانی سمندر میں پھینکتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں نہری پانی کے استعمال کے لئے یہ کون کون سے ڈیم بنانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: آواز صحیح نہیں آ رہی۔ آپ ادھر والا مائیک لے لیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں محترم راجہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ پنجاب اور پاکستان میں بہت پانی ہے اور ہم ہر سال لاکھوں ایکڑ فٹ پانی سمندر میں پھینکتے ہیں۔ انھوں نے ڈیموں کی ضرورت کا اظہار کیا ہے لیکن یہ کالا باغ ڈیم بنانے کے سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ اور اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں تاکہ پنجاب میں مزید ڈیم بنا کر نہری پانی کی کمی کو دور کیا جا سکے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز ممبر کا ضمنی سوال اس سوال سے related تو نہیں ہے لیکن میں جواب دے دیتا ہوں۔ میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک پنجاب میں کوئی بڑا ڈیم نہیں ہے۔ منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم بھی پنجاب میں نہیں ہیں۔ ہمارے پاس سال ڈیم ہیں، آگے بھی جو ڈیم بنیں گے وہ کشمیر میں یا سرحد میں بنیں گے۔ ہم عنقریب ہنگامی بنیادوں پر بھاشا ڈیم شروع کرنے جا رہے ہیں۔ اس پر ورکنگ ہو رہی ہے اور وہ کافی حد تک ہمیں مدد دے گا۔ انشاء اللہ اگلے دو ماہ میں ہم اس کا سنگ بنیاد رکھ کر اسے بنانے جا رہے ہیں۔ ہم صرف یہ ایک ڈیم نہیں بنانا چاہتے بلکہ ہمارا target ہے کہ پانچ سالوں میں تین یا چار بڑے ڈیم بنائے جائیں گے جو آٹھ سالوں میں ایک بھی نہیں بنا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ پنجاب میں کوئی بڑا ڈیم نہیں ہے۔ اگر پنجاب میں ایک بڑا ڈیم، کالا باغ ڈیم بن جاتا تو وہ نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کی ترقی کا بھی ضامن ہوتا۔ یہ اس سلسلے میں بھی کوشش کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میرے خیال میں وہ آپ سے کالا باغ ڈیم کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ا

Deleted:

Deleted:

Deleted: ز

Deleted: ز

Deleted:

Deleted: ز

Deleted: ز

Deleted:

Deleted: گ

Deleted:

Deleted:

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں- پاکستان پیپلز پارٹی اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ سب کو ساتھ لے کر چلیں- چاروں صوبوں کو ساتھ لے کر چلیں- ہماری بد قسمتی ہے کہ ایک ایسا کام جو ہونہیں سکتا ہم اس کے لئے نعرہ لگاتے رہے- یہاں پر جرنیل بھی آئے، عوامی حکومتیں بھی آئیں لیکن اس کو بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے- اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ disputed مسئلے کو side پر رکھ کر باقی ڈیموں پر working شروع کریں اسی لئے میں نے کہا ہے کہ اب ہم بھاشا ڈیم بنانے جا رہے ہیں اور باقی ڈیم بھی بنائیں گے-

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں نے پہلے سوال میں بھی تھوڑا سا highlight کیا تھا کہ ضلع رحیم یار خان کا water system پنجاب سے totally different ہے- ضلع رحیم یار خان کو منگلا کمانڈ سے پانی آتا ہے جبکہ پورے پنجاب کو تربیلا سے آتا ہے- جب پورے پنجاب میں پانی کی کمی ہوتی ہے تو اس وقت یہ problem آتا ہے- چونکہ ضلع رحیم یار خان کو منگلا سے پانی جا رہا ہوتا ہے اور اس کا تربیلا یا پنجاب کے باقی نیٹ ورک سے کوئی link نہیں ہے- سندھ کا پانی تو پورا ہو رہا ہوتا ہے وہ تو اپنے indent کے مطابق پانی لے رہا ہوتا ہے جبکہ پنجاب کو پانی کی مار دی جا رہی ہوتی ہے اور وہ تمام کی تمام مار ضلع رحیم یار خان پر آتی ہے- آپ دیکھیں کہ ضلع رحیم یار خان کا رقبہ ایک لاکھ 81 ہزار ہے، اسے دو لاکھ بھی مان لیں تو وہ صحیح ہے- دو لاکھ ایکڑ رقبہ جو پاکستان اور پنجاب کے لئے بہت بڑا رقبہ ہے اگر ان دنوں میں اسے صرف اس وجہ سے پانی نہیں ملتا کہ اس کا پنجاب اور تربیلا کے ساتھ link نہیں ہے تو کیا حکومت پنجاب کا کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ اتنے بڑے رقبے کو بچانے اور پاکستان کو اتنا بڑا reservoir provide کرنے کے لئے اسے کوئی link provide کر دیا جائے تاکہ جب پانی کم ہوتا ہے تو کم از کم اس علاقے کو پانی مل سکے-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! محترم وزیر موصوف نے اپنے ارادوں کے بارے میں ہمیں بتایا ہے- یہ بڑی اچھی بات ہے کہ نئے ڈیموں کی پلاننگ ہو رہی ہے- مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ مخلوط حکومت---

جناب سپیکر: جب تقریر کا وقت آئے گا تو اس وقت کر لینا- ابھی کوئی ضمنی سوال ہے تو فرمائیں-

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted: ن
Deleted: ی
Deleted: تو
Deleted:
Deleted: -
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: -
Deleted:
Deleted:
Deleted: صاحب
Deleted:
Deleted: -
Deleted: ز
Deleted: - - -
Deleted:

جناب محمد یار ہراج:میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:ضمنی سوال کریں۔یہ وقفہ سوالات ہے۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!آپ میری گزارش سن لیں۔اگر اس وقت floor پر یہ discussہوا ہے کہ ڈیموں کی بہت ضرورت ہے تو ہم باتوں میں ہی اپنا وقت نہ گزاریں جیسے پچھلا پورا سال نکل گیا ہے۔ہم اس پر کوئی عمل کریں، پنجاب اسمبلی اس پر کوئی عمل کرے۔اس معاملے میں اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے۔ہم یہاں سے ایک متفقہ قرارداد وفاقی حکومت کو بھیجیں، نیشنل اسمبلی کو بھیجیں کہ یہ ڈیم بننے چاہئیں اور جلد بننے چاہئیں۔

جناب سپیکر:وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم ڈیم بنا رہے ہیں۔اب قرارداد کی کیا ضرورت ہے؟

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!ہمیں اپنی urgencyتو showکرنی چاہئے -

جناب سپیکر:نہیں۔

جناب محمد یار ہراج:صرف دعاؤں اور ارادوں سے تو حکومت نہیں چل سکتی۔پنجاب اسمبلی نے عوام کو اپنا کردار تو دکھانا ہے لہذا میں گزارش کروں گا کہ ہمیں ایک متفقہ قرارداد بھیجنی چاہئے۔بہت شکریہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں ہراج صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ان سے گزارش کروں گا کہ یہ کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے قرارداد اسمبلی میں لائیں انشاء اللہ ہم بھی ان کو supportکریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر:جی راجہ صاحب!کرنل صاحب اپنے سوال کا جواب مانگ رہے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے کہ میں کرنل صاحب سے کہوں گا کہ یہ غور سے پڑھیں۔یہ تو18لاکھ کو ایک لاکھ پر لائے ہیں۔ضلع رحیم یار کا رقبہ 18لاکھ12ہزار 917ایکڑ ہے۔ رحیم یار خان کو منگلا اور تربیلا دونوں سے پانی دیا جاتا ہے۔

انھوں نے سندھ کے بارے میں کہا ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ سندھ میں بھی پانی کی 40 فیصد کمی ہے۔ پنجاب میں جن اضلاع کو سب سے زیادہ پانی دیا جاتا ہے رحیم یار خان ان اضلاع میں نمبر 1 پر ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اسی بات کو discuss کر لیتے ہیں۔ وزیر صاحب میرے محسن ہیں اور میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ رحیم یار خان کو منگلا اور تربیلا کمانڈ سے پانی دیا جاتا ہے۔ یہاں سیکرٹری صاحب اور باقی سارا عملہ بیٹھا ہے۔ ہم اس چیز کو discuss کر لیتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں، محکمہ کے دوسرے افسران بھی گیلری میں بیٹھے ہیں مجھے یہ بتادیں کہ تربیلا ڈیم سے کتنے کیوسک پانی ہر سال رحیم یار خان کو دیا جاتا ہے یا اس سال کتنے کیوسک پانی دیا گیا ہے؟ دوسرا ابھی وزیر صاحب figures غلط پڑھنے کے حوالے سے بات کر رہے تھے اگر میں نے 18 کو ایک پڑھا ہے تو وزیر صاحب نے بھی 2723 میں سے 2877 کو minus کیا ہے۔ جب آدمی روانی سے بات کر رہا ہوتا ہے تو اس طرح کی غلطی ہو جایا کرتی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! پہلے میرے سوال کا جواب تو آ لینے دیں۔ منگلا اور تربیلا command کی جو بات ہے یہ بہت serious issue ہے کیونکہ ہمارے علاقے میں اس وقت cultivation affect ہو رہی ہے۔ لہذا مجھے وزیر صاحب بتادیں کہ تربیلا command سے رحیم یار خان کو کتنا پانی دیا گیا ہے، اس سال دیا گیا ہے یا پہلے کبھی دیا گیا ہے؟ ہمیں تو صرف منگلا command کا پانی مل رہا ہے، اگر تربیلا command سے اس علاقے کو پانی دیا جا رہا ہے تو مجھے بتائیں اگر نہیں تو کم از کم میری گزارشات پر غور کیا جائے کیونکہ رحیم یار خان ایک ایسا ضلع ہے جو کہ پاکستان، پنجاب کو بے پناہ گندم، کپاس اور گنا provide کرتا ہے۔ ایسے ضلع کے عوام کو بچانے کے لئے اگر کوئی منصوبہ نہیں ہے تو کم از کم اسے consider ضرور کیا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ جواب مانگ رہے ہیں۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: تو

Deleted:

Deleted: -

Deleted: پر one

Deleted: -

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted: سبحناہ

Deleted: -

Deleted: - - -جاری- - - ¶
¶Ur-10
کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اسی بات کو ہم discuss کر لیتے ہیں۔

Deleted: وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے، وہ میرے بے پناہ محسن ہیں، میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ رحیم یار خان کو منگلا اور تربیلا command سے پانی دیا جاتا ہے، یہاں پر ہی ہم اس چیز کو discuss کر لیتے ہیں۔

Deleted:

Deleted: ،

Deleted: ح

Deleted: ں

Deleted: ؟

Deleted:

Deleted:

Deleted: ے

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!یہ fresh question کریں۔اب میں وہ تفصیل تو نہیں بتا سکتا۔البتہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تربیلا اور منگلا دونوں اطراف سے رحیم یار خان کو پانی دیا جائے۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!وزیر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب کے اندر بجلی پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ اس وقت زیر بحث ہے؟یہ چونکہ پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں، میں ممنون ہوں کہ انھوں نے وفاق کے حوالے سے بات کی ہے کہ وفاق بھاشا ڈیم پر کام کر رہا ہے لیکن وہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے۔ہم یہ چاہیں گے کہ چھوٹے منصوبہ جات کے حوالے سے وزیر صاحب اس معزز ایوان کو آگاہ کریں کہ پنجاب کے اندر بجلی پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر بحث ہے یا نہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):یہ ضمنی سوال اس سوال سے related تو نہیں ہے لیکن میں جواب دے دیتا ہوں۔نہروں پر ہمارے پاس تقریباً 54 sites ہیں جہاں پر ہم چھوٹے units لگا سکتے ہیں۔پہلے ہمارا خیال تھا کہ ہم یہ تمام پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیں لیکن اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پانچ units حکومت خود لگائے گی اور لگانے کے بعد فروخت کر دے گی۔اس سے ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا۔پھر ہم پرائیویٹ سیکٹر کو دعوت دیں گے کہ وہ ایسے مزید units لگائیں۔زیادہ سے زیادہ ہم 50 میگاواٹ کے units لگا سکتے ہیں۔یہ پانچ میگاواٹ کے بھی ہیں، 10 میگاواٹ کے بھی ہیں اور بڑے سے بڑا 50 میگاواٹ کا unit ہم لگا سکتے ہیں۔محکمہ آبپاشی و قوت برقی پانچ units خود لگانے جا رہا ہے اس کے لئے ہم working کر رہے ہیں۔انشاء اللہ اس سال ان پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر:اب اگلے سوال پر چلتے ہیں، اس سوال پر بہت ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساحد:جناب سپیکر!میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔بات یہ ہے کہ رحیم یار خان ایک بہت بڑا ضلع ہے جو کہ پنجاب میں فصلوں کا بہت بڑا reservoir ہے اس کی اشک شوئی کے لئے کم از کم اتنا تو فرما دیا جائے کہ آپ کے لئے ہم یہ کر سکتے ہیں، یہ کریں گے۔اس کو منصوبے میں لائیں گے تاکہ ہمیں کچھ تو تسلی مل سکے۔یہاں پر میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted: 5
Deleted: یونٹس
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: ح
Deleted: ۔

پہنا نہیں سکتی گل و لالہ کی مالا تجھ کو
کہ پھول اُگتے نہیں صحرا میں پانی کے بغیر

جناب سپیکر! گزارش صرف اتنی ہے کہ پھول اگانے کے لئے ہمیں پانی دیں تاکہ ہمارا مسئلہ حل ہو جائے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!کرنل صاحب نے خوبصورت شعر کہا ہے لہذا میں انھیں خوش خبری سنا دیتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب پچھلے دنوں رحیم یار خان گئے تھے اور انھوں نے رحیم یار خان کو اڑھائی سو کیوسک پانی مزید دینے کا اعلان کیا ہے۔ہم اس پر working کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ان کو یہ اڑھائی سو کیوسک اضافی پانی دیں گے۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میں یہی سننا چاہتا تھا۔آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر:اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!سوال نمبر219،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں ڈیموں کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*219:میاں نصیر احمد:کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کتنے ڈیمز موجود ہیں،ان کے نام کیا ہیں اور کس مقام پر واقع ہیں نیز ان سے نکلنے والی نہروں کی تعداد اور نام بھی بتائے جائیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں کس کس مقام پر چھوٹے یا بڑے ڈیم بنائے جا سکتے ہیں، جن کے بارے میں محکمہ نے اپنی رپوٹیں تیار کی ہوئی ہیں،ان مقامات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا صوبائی سطح پر ڈیمز بنانے کے لئے حکومت پنجاب feasibility رپورٹ تیار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز صوبائی حکومت کو ڈیمز بنانے کا کس قدر اختیار ہے؟

Deleted: ¶
Formatted ... [17]
Formatted ... [18]
Formatted ... [19]
Deleted: تو
Deleted: ... [20] ...ت ب
Deleted: ح
Formatted ... [21]
Formatted ... [22]
Formatted ... [23]
Deleted: ہ پ
Formatted ... [24]
Deleted: ب میں ڈ
Formatted ... [25]
Deleted: ز ک
Formatted ... [26]
Deleted: ی ت
Deleted: ¶
Formatted ... [27]
Deleted: متعلقہ
Formatted ... [28]
Formatted ... [29]
Formatted ... [30]
Deleted: ... [31] ...
Formatted ... [32]
Formatted ... [33]
Deleted:
Formatted ... [34]
Deleted:
Formatted ... [35]
Deleted: ی ت
Formatted ... [36]
Deleted:
Formatted ... [37]
Deleted: ... [38] فزیبلٹی F...)
Formatted ... [39]
Deleted:)

(د) درج بالا جز کی روشنی میں جن مقامات پر ڈیم بنائے جا سکتے ہیں،ان سے مزید کتنی نہریں نکالی جائیں گی اور ان سے کتنا رقبہ سیراب ہو گا؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ انہار، سماں ڈیم آرگنائزیشن اسلام آباد کے تحت صوبہ پنجاب میں اس وقت 46 سمال ڈیمز چل رہے ہیں اور 13 زیر تعمیر ہیں۔تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن ڈیموں کی فزیبلٹی تیار ہو رہی ہے ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن ڈیموں کی فزیبلٹی زیر کار ہے ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز پنجاب گورنمنٹ ارسا ایکٹ (IRSA Act) کے تحت 1200 فٹ کی ایلیویشن تک وہ ڈیم بنا سکتی ہے جن کا زیر کاشت رقبہ 5000 ایکڑ سے کم ہو۔

(د) زیر تجویز ڈیموں سے نہریں نکالنے کا تعین فزیبلٹی مکمل ہونے کے بعد کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ صوبہ پنجاب میں کتنے ڈیم ہیں تو اس حوالے سے مجھے جو تفصیل دی گئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ یہ تقریباً 46 کے قریب ہیں اور 13 نئے ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ان ڈیموں کی کل storage capacity ایک لاکھ سے کچھ زیادہ کیوسک کی ہے اور یہ 90/80 ہزار ایکڑ کے قریب رقبہ سیراب کرتے ہیں۔میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کتنے ڈیم بجلی پیدا کر رہے ہیں اور حکومت پنجاب کو ان سے کتنا revenue جا رہا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): ان میں سے کوئی ڈیم بھی بجلی پیدا نہیں کر رہا۔تمام ڈیم زمینوں کو پانی دینے کے لئے ہیں۔

Deleted: ¶
Formatted ... [40]
Deleted:
Formatted ... [41]
Deleted: سوالات
Formatted ... [42]
Formatted ... [43]
Formatted ... [44]
Formatted ... [45]
Deleted:
Formatted ... [46]
Deleted: چھیالیس(...) ...تیرہ(...) ..." ... [47]
Formatted ... [48]
Deleted: "
Formatted ... [49]
Deleted:
Formatted ... [50]
Deleted: ز
Formatted ... [51]
Deleted: "
Formatted ... [52]
Deleted: "
Formatted ... [53]
Deleted:
Formatted ... [54]
Deleted: ز
Formatted ... [55]
Deleted: "ب"
Formatted ... [56]
Deleted:
Deleted: ز
Formatted ... [57]
Formatted ... [58]
Deleted: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔
Formatted ... [59]
Deleted: ز...؟... ...مزب...ز...ز...کو ... [60]

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

میاں نصیر احمد: سوال کی تفصیل میں چکوال کے ایک ڈیم کا بتایا گیا ہے جس نے 2009 میں مکمل ہونا ہے۔اس کی سیراب کرنے کی capacity ساڑھے چھ ہزار ایکڑ ہے جبکہ جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ ارسا ایکٹ کے تحت 1200 فٹ کی ایلیویشن سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے اور اس کا زیر کاشت رقبہ 5000 ایکڑ سے زیادہ نہ ہو لیکن چکوال میں جو ڈیم بن رہا ہے اس کی capacity ساڑھے چھ ہزار ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس حوالے سے وفاقی حکومت سے کوئی خصوصی اجازت لی گئی تھی یا قانون میں کوئی ترمیم کی گئی ہے، کس بناء پر 5000 ایکڑ سے زیادہ زیر کاشت رقبے کا ڈیم بن رہا ہے؟

Deleted: ؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 5000 ایکڑ تک ہمیں اجازت ہے۔ ہم چکوال میں دربابی ڈیم بنا رہے ہیں جس کا رقبہ 6400 ایکڑ ہے۔اگر کسی جگہ پر ہم سمجھیں کہ تھوڑا رقبہ زیادہ کر سکتے ہیں تو وفاقی حکومت سے اس کی اجازت لے لی جاتی ہے اور پھر بنایا جاتا ہے۔

میاں نصیر احمد: اس میں وزیر صاحب نے ایک بات تو clear کر دی ہے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں ۔وفاقی حکومت نے جو پابندی لگائی ہے کہ ایک ڈیم پانچ ہزار ایکڑ کو سیراب کر سکتا ہے۔آپ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ پنجاب میں چار سے پانچ ہزار ایکڑ رقبہ تو ایک موضع کا ہوتا ہے اور ایسی یونین کونسلیں بھی ہیں کہ جن کے اندر تیس تیس، چالیس چالیس موضع جات ہیں۔یہ ہماری بڑی بد قسمتی ہے کہ ہمارے پاس جتنے بھی ڈیم بنائے گئے ہیں ان کی 4000/3000 ایکڑ کو سیراب کرنے کی capacity ہے۔اگر ان میں صرف پندرہ سے بیس فیصد اضافی cost ڈال دی جائے تو ان کی capacity دس ہزار ایکڑ تک کی جا سکتی ہے۔یہ پنجاب کی بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم نے پنجاب کے اندر کالا باغ ڈیم کو تو بالکل ایک طرف کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ڈیم پنجاب کی عوام کا مقدر بدل سکتا تھا، وہ ڈیم پاکستان کو سر سبز پاکستان بنا سکتا تھا، وہ ڈیم جو پاکستان کو ایک روشن پاکستان بنا سکتا تھا اور وہ ڈیم جو پاکستان کے 13 کروڑ عوام کے مستقبل کو سنوار سکتا تھا وہ ڈیم تو ہم نہیں بنا سکے۔

Deleted: ز

Deleted: ہزار

جناب سپیکر:اس میں تقریر کی اجازت نہیں ہے۔آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ پوچھیں۔

میاں نصیر احمد:میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم تو ہم نہیں بنا سکے لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ وفاقی حکومت سے ہم یہ درخواست کریں کہ حکومت پنجاب کو یہ اجازت دی جائے کہ ہم تھوڑی سی اضافی cost کر کے ان ڈیموں کی capacity کو پانچ ہزار سے بڑھا کر دس ہزار ایکڑ رقبے کو سیراب کرنے تک لے کر جا سکیں۔ان میں سے چھ یا سات ڈیم ایسے ہیں کہ جن میں اگر 10 فیصد cost کا اضافہ کیا جائے تو وہ 10 ہزار ایکڑ رقبے کو بھی سیراب کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان سے بجلی بھی حاصل کی جا سکتی ہے تو کیا اس طرح کی کوئی provision ممکن ہے کہ ہم وفاقی حکومت کو یہ درخواست کریں اور ان ڈیموں کو 10 ہزار ایکڑ کی capacity تک لے جایا جائے؟

جناب سپیکر:میاں صاحب ڈیموں کی capacity کو پانچ سے دس ہزار ایکڑ تک لے جانا چاہتے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):اللہ کرے کہ یہ 20 ہزار ایکڑ کی capacity تک لے جائیں لیکن جب ڈیم بنایا جاتا ہے تو اس کی ایک feasibility report بنتی ہے۔یہاں بڑے پہاڑ تو نہیں ہیں۔تمام چیزوں کو دیکھ کر feasibility بنائی جاتی ہے، منصوبہ بنایا جاتا ہے،اس پر working ہوتی ہے۔ایسے ہی کسی جگہ پر دیوار بنا کر ڈیم کھڑا نہیں کر دیا جاتا۔اس کی باقاعدہ working ہوتی ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کا پیچھے command area کتنا ہے، کتنے area سے یہ پانی آئے گا۔اگر ڈیم بڑے کر دیئے جائیں اور پیچھے سے پانی ہی نہ آئے تو اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ بہر حال اگر معزز رکن کے علم میں کوئی ایسا منصوبہ ہے تو یہ میرے ساتھ discuss کر لیں۔

میاں نصیر احمد:جناب والا! کئی ڈیم ایسے ہیں جن کی feasibilities بنی ہیں اور یہ کہا گیا ہے کہ ان کی چار ہزار سے ساڑھے چار ہزار تک capacity ہے۔پانچ ہزار اس لئے cross نہیں کیا گیا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔میں ان سے یہ request کر رہا ہوں کہ وہ ڈیم دس ہزار کی capacity تک جا سکتے ہیں بلکہ وہ سات ڈیم جن کی capacity even دس ہزار کو بھی cross کر سکتی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ پنجاب اسمبلی فیڈرل گورنمنٹ سے یہ request کرے کہ ان کی

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ز

Deleted: 10ہزار

Deleted: ز

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted: ز

Deleted: ز

Deleted:

Deleted:

Deleted: ز

Deleted: Ghazanfar Khan 12-2-09 ¶ 11-40 ur110212

Deleted: 5

Deleted: ۔

Deleted: ۔

Deleted: اور

capacity کو ہم دس ہزار تک لے جائیں کیونکہ ان ڈیموں کی feasibilities already موجود ہیں۔

جناب سپیکر: پیچھے سے اگر پانی اتنا آئے گا تو ہی آگے جائے گا۔اگر پانی ہی نہیں آئے گا تو۔۔

میاں نصیر احمد: جناب والا!میں کہہ رہا ہوں کہ سات کی تو feasibility تیار ہے۔اگر صرف فیڈرل گورنمنٹ اجازت دے تو ان کی capacity کو دس ہزار تک لے جا سکتے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اگر کوئی ایسی بات ہے تو یہ میرے ساتھ بیٹھ کر discuss کریں،ان کی یہ تجویز بڑی اچھی ہے اور صوبے کے فائدے میں ہے۔ اگر یہ کہیں گے تو ہم وفاقی حکومت سے اس کی special اجازت بھی لے لیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ ضمنی سوال کریں گے یا محترمہ کریں گی؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا!آپ دونوں کو ضمنی سوال کرنے دیں.We will be grateful. آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: چلیں!آپ دونوں ہی کر لیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: پہلے آپ کر لیں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ کر لیں۔.Ladies first۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!میری وزیر موصوف صاحب سے گزارش ہے اور تجویز ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس وقت جو موجودہ ڈیم ہیں وہ power generation کے لئے استعمال نہیں ہو رہے.They are being used more as a reservoir پانی کے reservoir کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔یہاں میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی بلکہ کہنا چاہوں گی کہ کیا ان کے پاس کوئی ایسا plan ہے کہ اس میں کچھ تھوڑی سی modification کر کے اسی کو ہم hydro electric generation کے لئے استعمال کر سکیں؟آنے والے وقتوں کے لئے.It will save a lot of cost

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا!یہ ممکن نہیں ہے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ۔

Deleted: ی

Deleted: اور

Deleted: ۔

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Deleted: ی ک

Deleted:

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Deleted: ۔

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Deleted: ۔

جناب شیر علی خان:جناب والا!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو under construction dam کی لسٹ دی گئی ہے اس میں نمبر 6 پر"تاجابارا ڈیم"کا ذکر ہے، یہ میرے حلقے میں بن رہا ہے۔اس کا atchment area ہے، command area ہے اور نہ ہی اس کا کوئی structure ہے اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا نام "تاجا بارا ڈیم" کیوں رکھا گیا ہے، یہ ڈیم جہاں پر originally propose تھا وہاں سے سیاسی بنیادوں پر اٹھا کر ہماری زمینوں کو خراب کرنے کے لئے ہماری زمین کے بیچ میں جا کر بنا دیا گیا ہے،آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!"تاجابارا ڈیم" ہماری حکومت آنے سے پہلے feasibility بنی تھی اور معزز رکن یہ بات میرے علم میں بھی لائے تھے۔میں نے اپنے X.E.N صاحب سے بھی کہا تھا کہ اس کو discuss کریں اور انہوں نے ان سے discuss بھی کیا ہے اور جو بھی علاقے کی بہتری کا کام ہو گا ان کو اعتماد میں لے کر کریں گے۔ویسے بھی یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں ان کو اعتماد میں لے کر ہی کریں گے۔

جناب سپیکر:چلیں!یہ تو پھر آپس کی بات ہو گئی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ:جناب والا!میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو تکمیل شدہ small dams ہیں ان کو انہوں نے completed کی لسٹ میں شامل کیا ہے، کیا ان تمام غریب لوگوں کو اس کا معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے جن کی زمینیں اس میں آئی ہیں؟ چونکہ میرے حلقہ میں ایک "لیناڈیم" ہے جو نمبر 45 پر ہے اور اس میں ان لوگوں کو ابھی تک اس کا معاوضہ نہیں دیا گیا اور وہ معاوضے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ان کی تمام قیمتی زمینیں بھی اس پانی کے اندر آ گئی ہیں اور یہاں پر تکمیل شدہ کی لسٹ میں دیا گیا ہے لیکن ان کو معاوضہ ابھی تک ادا نہیں کیا گیا۔اگر راجہ صاحب اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ کب تک ان کو معاوضہ ادا کر دیا جائے گا کیونکہ یہ ان لوگوں کا حق ہے۔

جناب سپیکر:جی،وزیر آبپاشی!

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: 6
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Deleted:
Deleted: نہ
Deleted: ۔
Deleted: اور نہ ہی c
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: اس کی
Deleted:
Deleted: ڈیم ہیں
Deleted: اور
Deleted: ۔
Deleted: س
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: 45
Deleted: ا
Deleted: ۔
Deleted: و
Deleted:
Deleted: ۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معاوضہ ادا کرنا ہمارے فرض میں شامل ہے اگر کسی جگہ پر اس میں کوتاہی ہوئی ہے تو یہ مجھے بتائیں انشاءاللہ تعالیٰ اس پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ ان سے رابطہ کر لیجئے گا۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 360۔

ہیڈ تریموں ضلع جھنگ پر ٹول ٹیکس لگانے کا مسئلہ

*360: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ تریموں ضلع جھنگ پر یکم جولائی 1995 سے ٹول ٹیکس لگایا گیا ہے؟

(ب) کیا ہیڈ تریموں پر لگایا گیا ٹول ٹیکس محکمہ اپنے ملازمین کے ذریعے یا ٹھیکیدار کے ذریعے اکٹھا کرتا ہے؟

(ج) ہیڈ تریموں پر لگائے گئے ٹول ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدن یکم جولائی 2003 سے سال وار کیا ہے اور یہ آمدن خزانہ میں جمع کروائی جا رہی ہے، جمع کروانے کی تاریخ کیا ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست ہے۔

(ب) وصولی ٹال ٹیکس بذریعہ ٹھیکیدار کی جاتی ہے اور بعض اوقات ٹھیکہ لیٹ ہونے کی صورت میں محکمہ خود بذریعہ ملازمین وصولی کرتا ہے۔

(ج)

مالی سال	محکمانہ وصولی (روپے)	بذریعہ ٹھیکیدار (روپے)
2003-04	2336775/-	38888786/-
2004-05	- - - - -	40511786/-
2005-06	- - - - -	40526786/-

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted: ۔
Deleted: لیجیے
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted ... [61]
Deleted: ¶
Formatted: Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt
Formatted: No underline
Formatted: Right-to-left
Formatted: No underline
Formatted: Pattern: Clear
Deleted:
Formatted ... [62]
... [63]
... [64]
Deleted:
Deleted:
Deleted: ¶
Deleted: جواب¶
Formatted ... [65]
Deleted:
Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"
Deleted:
Formatted
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted Table

40626786/-	- - - - -	2006-07
48151786/-	- - - - -	2007-08

مندرجہ بالاآمدن ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو خزانہ سرکار میں جمع کروادی جاتی ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال کرنل نوید اقبال ساجد صاحب کا ہے۔ فرمائیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں "جوڑ جواناں دے۔"

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! یہ آپ کی شفقت ہے کہ آپ نے جوان تو کہہ دیا۔ یہ بھی سننے کے لئے کبھی کبھی بہت دل کرتا ہے کہ آپ جوان بھی کہہ دیا کریں۔ سوال نمبر650۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چولستان کی اراضی آباد کرنے کے لئے 700 موگہ جات کو پانی فراہم کرنے کا معاملہ

*650: کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی زمینوں کی آبادکاری کے لئے پانی کے موگہ جات منظور کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چولستان کی اراضی آباد کرنے کے لئے محکمہ نے اس علاقہ کے لئے تقریباً700 کے قریب موگہ جات منظور کئے ہیں، مگر ان موگہ جات کو پانی سپلائی نہ کیا جا رہا ہے؟

(ج) موگہ جات منظور کرنے کے باوجود پانی سپلائی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت چولستان کی اراضی کو آباد کرنے کے لئے ان موگہ جات کو بھی پانی فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 10 pt
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 10 pt
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 10 pt
Formatted: Indent: First line: 0.5"
Deleted:
Deleted: ۔
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt
Deleted: ۔
Formatted ... [66]
Formatted ... [67]
Formatted ... [68]
Formatted ... [69]
Deleted: ¶
Formatted ... [70]
Formatted: Pattern: Clear
Formatted: No underline
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [71]
Deleted: -
Formatted ... [72]
Deleted:
Deleted:
Deleted: کیلئے
Deleted:

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) درست ہے کہ محکمہ آبپاشی زمینوں کی آبادکاری کے لئے وقتاً فوقتاً بمطابق رائج قانون پانی کے لئے موگہ جات منظور کرتا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ چولستان کی اراضی کو سیراب کرنے کے لئے بہاول اور عباسیہ کینال سسٹم میں 29فلڈ سپلائی چینلز ہیں۔جن کا دورانیہ 15۔جون سے 31۔اگست ہے۔ کیونکہ ان ایام میں عموماً گوجہ فلڈ سپلائی دریاؤں میں مستقل اور ششماہی نہروں کی ضرورت سے زائد پانی دستیاب ہوتا ہے۔ان انہار پر 702 موگہ جات منظور شدہ ہیں۔ان میں سے 574 موگہ جات کو بمطابق وار ابندی پانی فراہم کیا جارہا ہے اور باقی موگہ جات پر ابھی رقبہ جات الاٹ ہی نہیں ہوئے اور ناہموار اونچے ٹیلے ہونے کی وجہ سے ان کو پانی فراہم نہیں کیا جارہا۔

(ج) وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے تاہم مستقبل میں مزید ڈیم بننے پر پنجاب کے حصے کے مطابق مذکورہ بالا فلڈ چینلز کو ششماہی بنیادوں پر پانی فراہم کیا جاسکے گا۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:راجہ صاحب نے جو پہلے مجھے نوید سنائی ہے۔میں اس کے بارے میں بھی گزارش کر دوں کہ

کبھی تو سنا دے نوید کہ تم مہرباں بھی ہو
کہ جلاد کے سینے میں بھی دل ہوتا ہے

جناب سپیکر:واہ!واہ!

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب والا!گزارش ہے کہ موگہ جات کے بارے میں فرمایا گیا ہے اور جو تفصیل دی گئی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن اس میں گزارش صرف اتنی ہے کہ بنیادی طور پر موگہ پانی کے لئے ہوتا ہے ہوا کے لئے تو ہوتا نہیں ہے۔اگر موگہ جات sanctioned کئے گئے ہیں تو کیوں کئے گئے ہیں؟ بات پوچھنے والی یہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پانی نہیں ہے تو کیوں sanctioned کئے گئے ہیں اگر کئے گئے ہیں تو پھر پانی کا بندوبست کیوں نہیں کیا جاتا،ان کی ہم فیس

¶ :Deleted
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
جواب¶ :Deleted
Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"
:Deleted
:Deleted
ہ :Deleted
:Deleted
و :Deleted
جناب سپیکر:اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔¶ :Deleted
جی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ :Deleted
:Deleted
پہلے :Deleted
Formatted: Indent: Before: 1", After: 1"
¶ :Deleted
Formatted: Font: 4 pt, Complex Script Font: 6 pt
۔ :Deleted
:Deleted
۔ :Deleted
وجا :Deleted
۔ :Deleted

لیتے ہیں، ان کا ہم revenue بھی لیتے ہیں، ان کے ہم taxes لیتے ہیں اور ایک غریب آدمی جس کی ایک سے پانچ ایکڑز مین ہے وہ revenue دے دے کر تنگ آ جاتا ہے اور مر جاتا ہے لیکن اس کو سارا سال پانی نہیں ملتا۔ اس کے لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگر موگہ جات دیئے گئے ہیں تو اس کے لئے پانی کیوں نہیں ہے اور اگر sanctioned کئے گئے ہیں تو کیوں کئے گئے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! کرنل نوید صاحب کو نوید سنا دی ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ انہوں نے جواب میں پڑھا ہو گا کہ 702 موگہ جات منظور شدہ ہیں جن میں سے 574 موگہ جات کو بمطابق وار اِبندی پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ باقی موگہ جات پر ابھی رقبہ جات الاٹ نہیں ہوئے اور اونچے ٹیلے ہونے کی وجہ سے ان کو پانی فراہم نہیں کیا جا رہا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! اس وقت محکمہ بھی موجود ہے ان کی وساطت سے جو علم میں نے حاصل کیا ہے، ایک موگہ پر کم و بیش 15 سے 20 مربع زمین ہوتی ہے۔ اگر ان figures کو دیکھ لیا جائے تو 702 اور 574 میں بہت زیادہ فرق ہے، اتنے لوگوں کو اتنے مالکان کو، اتنی تکلیفیں کیوں دی جا رہی ہیں، کم و بیش یہ کوئی پونے دو سو موگہ جات ہیں۔ آپ خود اندازہ لگا لیں کہ اس پر کتنے مربع زمین ہے یا کتنے ایکڑز مین ہے جب ہم اس کو ایکڑوں میں consider کرتے ہیں تو ہمیں اس چیز کا بھی احساس کرنا چاہئے کہ ایک ایکڑ کی yield چالیس من گندم بھی count کریں تو پھر ہم پنجاب کو اور پاکستان کو کتنا بڑا دھچکا دے رہے ہیں۔ موگے ہم نے sanctioned کر دیئے ہیں لیکن پانی نہیں دیتے۔ پنجاب میں جو اس وقت گندم کا بحران ہے اس میں ہم کتنا اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ کتنا اس میں add up کر رہے ہیں۔ ہم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ جس چیز کو ہم نے consider کر لیا اس کے لئے ہم وسائل پیدا کریں اور ان چیزوں کو دیکھیں؟ جس طرح میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ رحیم یار خان کی ایک تحصیل کی بات ہو رہی ہے لیکن اگر سارے ڈسٹرکٹ میں دیکھا جائے تو ایسے بہت سارے cases ہیں۔ اگر اس کو ترجیلا سے ملا دیا جائے تو ہمارا یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے میں نے یہ سوال بار بار کیا ہے، تین چار دفعہ کیا ہے اب بھی اسی لئے کر رہا ہوں کہ پاکستان کا مفاد اسی

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ٹیکس دے دے کر
Deleted: ۔
Deleted: دیئے
Deleted: ہ
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: ؟
Deleted: دیئے
Deleted: ۔

میں ہے۔ پنجاب کے بچے بچے کا مفاد ہے، ہماری آنے والی نسلوں کا بھی سوال ہے اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ اس کوconsider کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر آبپاشی!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا!ان کی تجویز بہت اچھی ہے اور اس کوconsider بھی کیا جائے گااس لئے اڑھائی سو کیوسک پانی بھی ان کو دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد اعجاز شفیع صاحب!

MR. MUHAMMAD YAR HIRAJ: Q. No. 814 on his behalf

(معزز رکن نے جناب محمد اعجاز شفیع کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر814 دریافت کیا)

جنوبی پنجاب میں نہری پانی کی فراہمی کا مسئلہ

*814: محمد اعجاز شفیع: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ جنوبی پنجاب میں نہری پانی کی فراہمی کا مسئلہ سنگین صورت اختیار کر گیا ہے جس کے باعث کسان سخت پریشان سب اور فصلوں کو کافی نقصان پہنچ رہا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ نہ صرف عمومی طور پر پانی کا مسئلہ قابل تشویش ہے بلکہ ششماہی پانی تک بھی کسانوں کو میسر نہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مفاد عامہ میں اس انتہائی حساس مسئلہ کے حل کے لئے ٹھوس اقدامات اٹھا رہی ہے،اگر ہاں تو ان اقدامات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب والا!وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ تو کلاس لیں گے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
Deleted: ،
Deleted: پ...
... [73]
Deleted: ۔
Deleted: ۔
Formatted: Font: 12 pt, Bold, Complex Script Font: 15 pt, Bold
Formatted: Left-to-right
Formatted ... [74]
Formatted ... [75]
Formatted: جناب محمد یار خان ہراج:On his behalf سوال
... [76]
Formatted ... [77]
Formatted ... [78]
Formatted ... [79]
Formatted: Right-to-left
Deleted: ¶
Formatted: Pattern: Clear
Formatted: No underline
... [80]
Formatted ... [81]
Deleted:
Deleted:
... [82]
جواب¶ ... [83]
Formatted ... [84]
Deleted: ؟گ
Formatted ... [85]
Formatted ... [86]

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! میں معزز رکن کی خواہش کے مطابق یہی گزارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! ہراج صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں اور جس جگہ یہ بیٹھے ہیں یہاں ہم بھی پانچ سال بیٹھے رہے ہیں تو آپ کے متعلق میں نے سنا ہے کہ آپ بیرسٹر ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! وہ میرے کزن ہیں، میں صرف لاء گریجویٹ ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب! بی اے تو ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! یہ ذاتی سوالات کر رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جعلی سند ہے یا اصلی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان سے براہ راست بات نہ کریں۔ مجھے مخاطب ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! ماشاء اللہ وہ پڑھے ہوئے ہیں لہذا سوال کا جواب پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ وہ پہلے وزیر بھی رہے ہیں۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! یہ تو کوئی جواب نہ ہوا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پڑھ کر سنا دیں۔ سنا دیں کوئی بات نہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اگر یہ کہہ دیں کہ میری سند جعلی ہے تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ میں خود اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt

Deleted: جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔¶
جناب محمد یار خان ہراج: جناب والا! وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں تو مہربانی ہوگی۔¶
جناب سپیکر: یہ تو کلاس لیں گے۔¶
جناب محمد یار خان ہراج: جناب والا! میں معزز رکن کی خواہشات کے مطابق یہی گزارش کرتا ہوں۔¶
جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔¶

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt

Deleted: خان

Deleted: ا

Deleted: خان

Deleted: ۔

Deleted: خان

Deleted: ۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس طرح کی باتیں نہ کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ سوال کا جواب پڑھ دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ سوال کا جواب پڑھ رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ پورے ملک میں پانی کی کمی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! میری عرض سن لیں۔ یہی بات ہے جو ان کی سمجھ اور عقل میں نہیں آتی کہ محکمے نے یہاں لکھا ہے کہ "یہ درست نہیں ہے۔" جواب تو میں دے رہا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ "یہ درست ہے۔"

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔ ہم بار بار یہی کہتے ہیں کہ محکمے صحیح جواب نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ یہ بات نہیں کر رہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست نہیں ہے۔"

جناب محمد محسن خان لغاری: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ درست ہے۔

جناب سپیکر: Order please. وزیر صاحب کی بات ذرا غور سے سنیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ جنوبی پنجاب میں نہری پانی کی فراہمی کا مسئلہ سنگین صورتحال اختیار کر گیا ہے جس کے باعث کسان پریشان ہیں اور فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے؟" محکمے نے فٹافٹ اس کا جواب دے دیا کہ یہ درست نہ ہے۔ میں نے کہا نہیں، یہ غلط جواب ہے۔ میں نے کل جب briefing لی تو اس کے بعد میں نے یہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ (قطع کلامیاں)

ایک منٹ میری بات سنیں۔ کرنل صاحب جو بات کر رہے ہیں آپ خود کہتے ہیں کہ جو محکمہ لکھتا ہے وزیر وہی آ کر پڑھ دیتے ہیں۔ میرے دوست جو بات ہر روز کرتے ہیں میں نے تو آپ کی تائید کی ہے۔ آپ تحمل سے سنیں، ابھی کرنل صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمیں پانی کی کمی ہے۔ میں مان رہا ہوں کہ پانی

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: خان
Deleted: ا
Deleted: ¶
Deleted: ¶Ur-12
Deleted: ۔
Deleted:
Formatted: Indent: First line: 0.5"
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted:

کی کمی ہے۔آپ نے پوچھا کہ پانی کی کمی ہے محکمے نے کہا کہ نہیں ہے، میں نے کہا نہیں، کمی ہے اور لوگوں کو گندم کی کاشت کے لئے بھی ہم پورا پانی نہیں دے رہے۔اس کا اقرار کر کے اب میں آگے ان کی بات کو پڑھ دیتا ہوں کہ "پنجاب کی ہر نہر میں کمی کو پورا کرنے کے لئے حصے کے مطابق پانی مہیا کیا جارہا ہے تاہم اس سال خریف کے اوائل میں دریاؤں میں پانی کی شدید کمی کی وجہ سے پنجاب کی تمام نہروں میں ضرورت سے کم پانی دستیاب رہا۔" اب محکمہ پھر کہہ رہا ہے کہ "پانی کم تھا" تو اس کا مطلب کہ درست ہے یعنی آگے جا کر محکمہ مان گیا، جس کی وجہ سے کاشتکاروں کو فصل کی بوائی کے وقت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ منگلا اور تربیلا ڈیموں میں بھل پڑ جانے کی وجہ سے پانی کی دستیابی میں عمومی طور پر کمی واقع ہوئی ہے تاہم دریاؤں میں پانی کی موجودہ مقدار کو دوامی اور ششماہی نہروں میں ان کے حصے کے تناسب سے پانی مہیا کیا جاتا رہا۔

(ج) پانی کی کمی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے نئے ڈیم بنانے کی ضرورت ہے جو کہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہے اور وفاقی حکومت تمام صوبوں کو متفقہ رائے کے مطابق عمل پیرا ہے چنانچہ منگلا ڈیم کا توسیعی منصوبہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور بھاشا ڈیم کی تعمیر کا کام جلد شروع ہونے والا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے، ایک تو میں نشاندہی چاہوں گا کہ جب کسی سوال کا جواب print ہوتا ہے تو اس کے اوپر منسٹر کے دستخط ہوتے ہیں اس کے بعد محکمہ سوالوں کے جواب یہاں پر پیش کرتا ہے۔یہ ایک طریق کار بن گیا ہے کہ کوئی منسٹر اپنے جوابات کو own up نہیں کرتے۔دوسری بات ہے کہ اگر ان جوابات میں کوئی غلطی ہے تو ہمیں ایک دن advance میں ایجنڈا دے کر ہمارا وقت کیوں ضائع کیا جاتا ہے کہ یہاں کوئی اور جواب لکھا ہوا ہے اور منسٹر صاحب کوئی اور جواب دے رہے ہیں؟ منسٹر صاحب نے جواب میں دوسری بات یہ کی کہ جواب کے جز (ج) میں ابھی 10 منٹ پہلے انہوں نے یہ کہا تھا کہ بھاشا ڈیم کی تعمیر بھی شروع ہو جائے گی۔یہاں تیسرے سوال میں لکھا ہوا ہے کہ دسمبر میں کام شروع ہو گیا ہے۔ان کو کوئی پتا نہیں کہ ان کا محکمہ کیا کر رہا ہے؟

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted: ،
Deleted: ،
Deleted:
Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: ،
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:

جناب سپیکر: ہراج صاحب!آپ جو کہہ رہے ہیں کہ [***] میں یہ حذف کراؤں گا۔(قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔دیکھیں، میری بات سنیں۔منسٹرresponsible ہیں، جواب انہوں نے دینا ہے۔(قطع کلامیاں)

جی جی، میں بات کر رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔آپ سبھی تشریف رکھیں، مجھے ان سے بات کرنے دیں، بھائی، ہراج صاحب!بات یہ ہے کہ ذمہ دار آدمی ذمہ داری سے بات کرتا ہے۔اگر محکمے نے پہلے اس کو print کر دیا ہے اور ان کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے تو آپ کو تو ان کی بات کو appreciate کرنا چاہئے تھا۔اب انہوں نے اس کا فوری طور پر نوٹس لے لیا ہے۔انہوں نے خود جواب دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے کہا ہے کہ ایک آدھ مہینے میں بھاشاڈیم پر کام شروع ہو گا۔اس میں لکھا ہوا ہے کہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔اگر 3۔دسمبر سے کام شروع کر دیا گیا ہے تو ابھی تک منسٹر صاحب کو پتا نہیں ہے کہ کام شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: کام شروع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی feasibility ہو گئی، ساری چیزیں ہو گئیں۔(قطع کلامیاں)

سن لیں.Order please. Order in the House منسٹر صاحب کی بات ذرا سن لیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں ہراج صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اتنے جذباتی نہ ہوں، میری بات کو غور سے سنیں، انشاء اللہ آپ کی عقل میں آئے گی، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!یہاں پر ذاتی attack نہیں ہونے چاہئیں۔انہوں نے میری عقل کی بات کرنا شروع کر دی ہے۔میں ان سے سوالوں کے جوابات پوچھ رہا ہوں۔آپ ان کو روکیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Deleted:

Deleted: "ان کو پتا نہیں۔"

Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, No underline, Complex Script Font: Times New Roman

Formatted: No underline

Deleted: No, no.

Deleted:

Deleted: ؟

Deleted:

Deleted:

Deleted: ہی

Deleted: (قطع کلامیاں)

Deleted:

Deleted:

Deleted: ہ

Deleted: ¶

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔¶

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted: راجاصاحب

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔راجہ صاحب!ذرا معزز طریقے سے چلیں۔اگر بھائی کی دل آزاری ہوئی ہے تو اس کو ذرا console کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے تو چھوٹے بھائی ہیں۔ میں نے یہی کہا ہے کہ غور سے سنیں۔ پہلے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ یہ پڑھیں، کم از کم انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔انہوں نے بھاشا ڈیم کی بات کی ہے میں ان کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Ministery of Water and Power ڈیم بناتی ہے، ڈیم اریگیشن نہیں بناتا۔یہاں جواب میں جو لکھا گیا ہے کہ شروع کر دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے اور میں اب بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کا سنگ بنیاد ابھی نہیں رکھا گیا۔ موقع پر کام کی working شروع ہوئی ہے، اس کی feasibility بن چکی ہے۔ جس دن سنگ بنیاد رکھا جائے گا اس دن سے عملی طور پر کام شروع ہو گا۔ وہاں پر ٹھیکہ ہو گیا ہے، سامان شفٹ ہو رہا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم صاحب سنگ بنیاد رکھنے جا رہے ہیں، جس دن وہ سنگ بنیاد رکھنے جائیں گے اُس دن ہم کہیں گے کہ کام عملی طور پر شروع ہو گیا ہے لیکن موقع پر بھی کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: کسی اچھی بات کو appreciate کر دیا کریں۔ بڑی اچھی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے آپ کی ruling چاہئے ہو گی کہ کیا سوال کو پڑھنے کے لئے کہنا غلط ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔وہ آپ کا حق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو پھر وزیر صاحب اس پر کیوں اعتراض کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ اس لئے کہہ رہے تھے کہ میں ان سے بڑا ہوں لہذا ان کو خیال کرنا چاہئے تھا۔ یہ بات ہو رہی ہے اور تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر عمر کے ساتھ کوئی بات ہوتی تو پتھر پھر سب سے زیادہ معتبر ہوتے اور سب سے زیادہ عقل مند ہوتے۔ اس سوال کے غلط جواب کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ¶

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted: ا

Deleted:

Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Deleted: ی

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

جناب سپیکر: جی،وزیر صاحب اس کا خود نوٹس لیں گے۔بہت شکریہ،آپ تشریف رکھیں۔جی، علی اصغر منڈاصاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!صرف انہی کا حق نہیں ہے باقی دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ آج ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں نے جس طرح شور مچایاہوا ہے یہ آٹھ سال کدھر تھے جب یہ آمریت کی چھتری کے نیچے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی،کرنل صاحب!

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارا آبپاشی کانظام دنیا کے چند بڑے نظاموں میں سے ایک ہے جس کی لوگ اپنے اپنے ملکوں میں مثالیں دیتے ہیں۔اس کی خوبصورتی اوراس کی اچھائیاں انھوں نےadopt کرلی ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے ملک کو سیراب کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں پانی کی کمی ہو گئی ہے۔ یہ نظام اس وقت بنا تھا جب پنجاب میں پانچ دریا ہوتے تھے۔ اب پانچ دریا نہیں رہے، صرف تین دریا رہ گئے ہیں۔ اس وقت بھی ہم نے ایک جگہ سے دوسری جگہlink canal بناکر پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا تھا لیکن بہت عرصہ ہو گیا ہے کہ ہمارے اس سسٹم میں مزید بہتری نہیں آئی کہ اس طرح کی link canals بنیں تاکہ sagacity of water کو دور کیا جا سکے۔اس سوال کے جواب میں وزیر صاحب نے فرمایاہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پانی کی کمی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے آئندہ کوئی منصوبے ہیں کہ ہم link canal بناکر اس کمی کو پورا کر سکیں یا اس کمی کو دور کر لیں؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!ضلع خوشاب میںlift irrigation scheme بنائی گئی تھی اس پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن ایک کیوسک پانی بھی ابھی تک خوشاب میں نہیں پہنچا۔ یہ میانوالی سے لے کر خوشاب تک بن چکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا یہ اس سوال سے متعلقہ ہے؟

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted:

Deleted: چلو،چلو۔

Deleted: ----------¶

¶Ur-13

جناب سپیکر:

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted:

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted:

Deleted: اور

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted: ۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: یہ آبپاشی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جب زراعت پر بحث ہو گی تو اس وقت یہ سب باتیں بحث میں کیجئے گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے عقل کا کہا تھا تو پنجاب میں عقل علم کو بھی کہتے ہیں۔ اگر ہم اس کو تسلیم کر لیں کہ راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ آپ کے علم میں یہ بات آ جائے تو پنجابی وچ عقل وی کہہ دیئے تے اینہاں وڈا مسئلہ نہیں اے۔ صرف اپنی انا دا مسئلہ بنا کے پورے ایوان دا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیدا۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی لغاری صاحب سے معذرت کے ساتھ افسوس ہے کہ یہ ہمیشہ بات کرتے ہیں کہ وزیر صاحب تیاری کے ساتھ نہیں آتے۔ آج میں تیاری کے ساتھ آیا ہوں تو انھوں نے مجھے appreciate نہیں کیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے appreciate کیا ہے۔ کیا یہ مجھے کا احتساب کریں گے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے کا احتساب میری ذمہ داری ہے اور یہاں آپ کو جواب دینا بھی میری ذمہ داری ہے۔ آپ جس طرح کے سوال کرنا چاہیں وہ کریں میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

¶

Deleted: ی

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Formatted: Centered

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ارسا کی جانب سے پنجاب کے حصے کے پانی کی غیر قانونی کٹوتی

*639: میاں شفیع محمد: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ارسا نے پنجاب کے حصہ کا پانی unauthorized طور پر کاٹ کر کسی اور طرف divert کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنے کیوسک پانی کاٹا گیا ہے اور کٹوتی میں سے ضلع رحیم یار خان کی پنجند کینال کتنے کیوسک پانی تک متاثر ہوئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے مالا کا جواب اثبات میں ہے تو کس کے ایماء پر اور کس اتھارٹی نے یہ غیر قانونی فعل کیا ہے، کیونکہ اس فعل سے تقریباً 4 لاکھ ایکڑ رقبہ متاثر ہونے کا خدشہ ہے اور خصوصاً کپاس جو ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اس کی پیداوار پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت پنجاب نے ارسا کے ساتھ اس معاملہ کو take up کیا ہے تو اس کی progress سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ ارسا نے پنجاب کے حصہ کے پانی پر 8۔مئی 2008 سے 12۔مئی 2008 تک 20 فیصد کٹوتی لگا کر پانی تونسہ بیراج سے نیچے دیا۔

(ب) کٹوتی سے پنجاب کے حصے میں 5300 کیوسک کی کمی واقع ہوئی اور اس کمی کا ضلع رحیم یار خان کی پنجند کینال پر کوئی اثر نہیں پڑا کیونکہ یہ کمی پنجاب کی دوسری نہروں میں دے دی گئی تاکہ ضلع رحیم یار خان میں کپاس کی فصل زیادہ متاثر نہ ہو۔

(ج) یہ کٹوتی ارسا کے حکم سے کی گئی کیونکہ دریائی پانی کی بین الصوبائی تقسیم کا اختیار ارسا کے پاس ہے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶ ¶

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

(د) پنجاب حکومت نے کٹوتی کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ارسا سے معاملہ اٹھایااور 12۔مئی کو کٹوتی ختم کرادی اور پنجاب کا پورا حصہ بحال کرادیا گیا۔

لاہور کینال کی بھل صفائی کا مسئلہ

*848: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینال کی سال 2007-08 میں سالانہ بھل صفائی کروائی گئی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس بھل صفائی پر کتنی رقم خرچ آئی تھی اور کتنے دنوں میں مکمل کی گئی تھی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ نہر لاہور برانچ کی برجی 261 تا 314 سال 08-2007 کے دوران سالانہ بندی بھل صفائی کرائی گئی۔

(ب) لاہور برانچ کی بھل صفائی پر 07.55 ملین روپے خرچ ہوئے اور یہ کام 30 یوم میں مکمل ہوا۔

انہار پر درخت لگانے کے معاملات و دیگر تفصیلات

*908: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی انہار پر درخت لگاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب یہ درخت بڑے ہو جاتے ہیں تو محکمہ جنگلات ان پر قابض ہو جاتا ہے اور وہ ان کا نیلام کرتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر انہار پر محکمہ جنگلات درخت لگائے تو اس کو الگ سے خرچ کرنا پڑتا ہے؟

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت انہار پر درخت لگانے سے لے کر ان کی حفاظت اور پرانے درختوں کے نیلام تک تمام تر ذمہ داری محکمہ انہار پر ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ 1994 سے قبل نہروں پر درخت لگانے اور ان کی دیکھ بھال و نیلامی محکمہ انہار کے ذمہ تھی۔1994 میں نہر ہائے پر تمام درخت محکمہ جنگلات کے سپرد کر دیئے گئے اور اس کے بعد اب تک نہروں پر درخت لگانا، ان کی دیکھ بھال اور نیلامی کی تمام تر ذمہ داری محکمہ جنگلات کی ہے۔

(ب) وضاحت جز (الف) میں کر دی گئی ہے۔

(ج) متعلقہ محکمہ جنگلات ہے۔

(د) محکمہ انہار کی بنیادی ذمہ داری انہار کا انتظام و انصرام ہے جب کہ محکمہ جنگلات میں جنگلات سے متعلقہ تمام تکنیکی عملہ موجود ہے جو درخت لگانے اور ان کی دیکھ بھال تکنیکی طور پر بہتر انداز میں کر سکتے ہیں۔

سیالکوٹ کے بارانی علاقہ جات میں پانی کی کمی دور کرنے کے اقدامات

*942: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ کے بارانی علاقہ جات میں پانی کی کمی کی وجہ سے زمینیں بنجر ہو رہی ہیں اور کسان مالی اور معاشی مشکلات سے دوچار ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب پانی کی کمی کو دور کرنے اور کسانوں کی حالت زار کو بہتر بنانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

¶ :Deleted

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) درست نہ ہے۔سیالکوٹ کے بارانی علاقہ میں بارش کی سالانہ اوسط پنجاب کے دوسرے علاقہ جات سے زیادہ ہے ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں زمین بنجر نہ ہے۔سیالکوٹ کا علاقہ معاشی طور پر دوسرے اضلاع سے بہتر ہے۔

(ب) بوجہ کمی آبی وسائل سیالکوٹ کے بارانی علاقہ جات کی آبپاشی کے لئے محکمہ ہذا میں سردست کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

نہر اپر جہلم موضع پنج شمانہ پر وائیڈننگ آف فٹ ایٹ آر ڈی 950+264 کے شروع کرنے کا معاملہ

*971:میاں طارق محمود:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔113میں نہر اپر جہلم پر موضع پنج شمانہ widening of foot bridge at RD264+950 UJC کی اشد ضرورت ہے۔اس کی سابق دور میں منظوری ہوئی تھی لیکن کام شروع نہیں ہوا؟

(ب) محکمہ کب تک اس پر کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ نہر اپر جہلم کی برجی نمبر 950+264 پر فٹ برج کو چوڑا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔سابق دور میں اس سلسلہ میں کوئی منظوری نہ ہوئی تھی البتہ rough cost estimate تیار کئے گئے تھے۔

(ب) اس کام کے لئے تخمینہ لاگت تقریباً پانچ ملین روپے لگایا گیا ہے اور فی الوقت یہ کام نہ تو رواں مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام(A.D.P)میں شامل ہے اور نہ ہی اس کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ،

اوکاڑہ میں پانی چوری کے مقدمات کی صورتحال

*1053:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی کی جانب سے یکم مئی سے 30۔جون2006تک بھڈال اتاڑ مائنر ضلع اوکاڑہ سے پانی چوری کے کتنے مقدمات تھانہ حویلی لکھامیں درج کرنے کی سفارش کی گئی؟

(ب) محکمہ کی جانب سے سفارش کردہ متذکرہ مقدمات میں کتنے لوگوں کے خلاف کن دفعات کے تحت مقدمات درج کئے گئے اور کتنے لوگوں کو گرفتار کیاگیا،تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) محکمہ آبپاشی کی جانب سے مقدمات درج کرنے کی سفارش کے باوجود کتنے لوگوں کے خلاف مقدمات تاحال درج نہیں ہوسکے،اس کی وجوہات کیاہیں،نیز مقدمات درج ہونے کے باوجود کتنے لوگوں کو گرفتار نہیں کیاگیا،تفصیل بیان کریں؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) تھانہ حویلی لکھامیں یکم مئی2008 سے لے کر 30جون2008تک کل23 مقدمات درج کرنے کی سفارش کی گئی۔

(ب) پانی چوری کرنے والوں کے خلاف زیر دفعہ PPC-430 کے تحت تھانہ حویلی لکھامیں 18ایف آئی آرز درج کروائی گئیں اور10افراد گرفتار ہوئے۔

(ج) پانچ تحریرہائے پر ایف آئی آر کااندراج نہ ہواہے جس کی بابت ڈی پی او اوکاڑہ اور ڈی ایس پی دیپالپور کو تحریر کیاگیاہے اور ڈی پی او،اوکاڑہ سے اس سلسلہ میں میٹنگ بھی کی گئی ہے۔

ضلع سرگودھامیں پانی چوری کے مقدمات کی تفصیل

*1097:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 18۔فروری2008 سے 7۔جولائی2008تک ضلع سرگودھامیں پانی چوری کے کتنے مقدمات تاریخ وار درج ہوئے۔مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) کتنے مقدمات زیر التواء ہیں اور کتنے مقدمات میں ذمہ دار افراد کو سزائیں ہوئیں۔مکمل تفصیل تاریخ وار ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) زیر التوا مقدمات کی تاخیر کی وجوہات کیا ہیں، کیا مقدمات کی پیروی پوری تندہی سے کی جا رہی ہے اگر نہیں تو ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(د) مقدمات کی پیروی پر متعین عملہ کی تعلیمی قابلیت، گریڈ اور عرصہ تعیناتی سے مطلع کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) 18۔فروری2008 سے 7۔جولائی2008 تک پانی چوری کے کل 550 وقوعہ جات کی رپورٹس پولیس کو بجھوائی گئی جن میں سے صرف 49 مقدمات کی FIR موصول ہوئیں۔

(ب) تعدادی 501 مقدمات زیر التوا ہیں جن مقدمات کی FIR درج ہوئی ہیں وہ بھی زیر التوا ہیں۔

(ج) محکمہ بروقت پانی چوری کے مقدمات متعلقہ تھانہ جات میں ارسال کر دیتا ہے اور ان کی پیروی کرتا ہے۔

(د) مقدمات کی پیروی متعلقہ ایس ڈی او گریڈ 17، ضلع دار گریڈ 14 اور سب انجینئر گریڈ 11 کرتے ہیں۔

پی پی۔113، ڈھنڈالہ سائفن برجی نمبر 10 سے 12 کی بندش سے ڈنگہ گجرات روڈ کے نقصان کا مسئلہ

*1132: میاں طارق محمود: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔113 گجرات میں محکمہ سیم والوں نے ڈھنڈالہ سائفن برجی نمبر 10 سے 12 کافی عرصہ سے کسی بڑے زمیندار گھرانہ نے بند کر رکھا ہے، اس سے ڈنگہ گجرات روڈ کو کتنا نقصان ہوا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ غیر قانونی کام کی وجہ سے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

(ج) اگر کوئی کارروائی محکمہ سیم نے اب تک کی ہے تو اس کی ایف آئی آر کی نقل ایوان میں پیش کی جائے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) درست نہ ہے کہ ڈھنڈالہ ڈرین کو برجی نمبر10 سے 12 کے درمیان کسی بھی چھوٹے یا بڑے زمیندار نے بند کیا ہوا ہے اور نہ ہی ڈرین کی وجہ سے کسی قسم کا نقصان ہوا ہے۔

(ب) کوئی غیر قانونی وقوعہ نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی اہلکار کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔

(ج) وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے۔

سائتھیلک لیبارٹری کے اغراض ومقاصد اور لاہور منتقل کرنے کا مسئلہ

*1136:چودھری عبداللہ یوسف:کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی پنجاب میں Sythelic لیبارٹری کا قیام کب عمل میں آیا اور کس کے تعاون سے؟

(ب) یہ لیبارٹری بہاولنگر سے لاہور کب منتقل کی گئی منتقل کرنے کے بعد 2001 سے اس کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے۔اگر فنڈز مختص کئے گئے تو اس کی سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) لیبارٹری کو بہاولنگر سے کس کے حکم پر منتقل کیا گیا اور کیا جن مقاصد کے لئے منتقل کیا گیا وہ حاصل ہوئے؟

(د) لاہور میں اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے سلسلہ میں اس لیبارٹری نے اریگیشن ریسرچ کے سلسلہ میں کیا تحقیقی کام کیا؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ تحقیقی انسٹیٹیوٹ کی مفصل سالانہ رپورٹ کارکردگی از سال 2002 تا 2006 ایوان میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے،اگر ہاں تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ،

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Deleted: ن

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) جیو سنتھیٹک لیبارٹری کا قیام 1995 میں بہاولنگر فورڈ واہ ایسٹرن صادقیہ ساؤتھ کینال لائیننگ پراجیکٹ پرورلڈ بنک کے تعاون سے عمل میں آیا۔

(ب) لیبارٹری سال2000 میں بہاول نگر سے لاہور منتقل ہوئی اب تک اس کے لئے کوئی فنڈز مختص نہ کئے گئے کیونکہ گورنمنٹ نے مذکورہ بالا نوعیت کا کوئی پراجیکٹ شروع نہیں کیا جس کی وجہ سے لیبارٹری کے لئے فنڈز کی ضرورت پیش نہ آئی ہے۔

(ج) لیبارٹری بحکم جناب سیکرٹری انہار لیٹر نمبری SDO/2000/2450/S/51/75 مورخہ 23-02-2000 بہاولنگر سے لاہور منتقل کئی گئی دیگر وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ لیبارٹری ایک Testing Lab ہے۔یہاں اسی کام پر ریسرچ کی جاتی ہے جو کسی پراجیکٹ کے تحت بھیجا جائے چونکہ گورنمنٹ نے مذکورہ بالا نوعیت کا کوئی پراجیکٹ شروع نہیں کیا اس لئے فی الحال کوئی تحقیقاتی کام اس لیبارٹری میں نہ ہو سکا۔

(ہ) اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی سالانہ رپورٹ کارکردگی از سال2002 تا2006 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبائی معاہدہ کے تحت نہری پانی کی تقسیم کا مسئلہ

*1137: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی معاہدہ کے تحت نہری پانی کی تقسیم کا جو فارمولا طے کیا گیا ہے،اس کی بنیاد پر پنجاب کے لئے ملک کے آبی وسائل سے کس قدر پانی سالانہ مختص کیا گیا؟

(ب) کیا طے شدہ فارمولا کے تحت پنجاب کو اس کے حصہ کا پانی مہیا کیا گیا ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: 13 pt

Deleted: ,

Formatted: Justified

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) صوبائی معاہدہ کے تحت پنجاب کے لئے ملک کے آبی وسائل سے حسب ذیل پانی کا حصہ مختص کیا گیا ہے۔

خریف سیزن(ایم۔اے۔ایف)	ربیع سیزن(ایم۔اے۔ایف)	کل(ایم۔اے۔ایف)
30.07	18.87	55.94

اس کے علاوہ فلڈ سیلائی اور مجوزہ سٹوریج کا37فیصد سالانہ مختص کیا گیا ہے۔

(ب) ابھی تک چونکہ دریائی پانی کی کل دستیابی صوبائی معاہدہ آب میں دی گئی کل دستیابی سے کم ہے لہذا پنجاب کو پانی کی سالانہ دستیابی اس کے مختص شدہ حصے سے کم رہی ہے۔

بہاولپور،اے پی برانچ کا منظور شدہ پانی ودیگر تفصیلات

*1198:ملک جہانزیب وارن:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اے پی برانچ نہر بہاول پور کا کل منظور شدہ پانی کتنا ہے؟

(ب) اس وقت اس کو کتنا پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(ج) اس سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس میں اب جو پانی دیا جارہا ہے وہ کم ہے،یہ کمی کیوں کی گئی ہے نیز یہ کمی کس قاعدہ/قانون کے تحت کی گئی ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ یہ برانچ جن علاقہ جات کو سیراب کرتی ہے ان کا زیرزمین پانی کڑوا ہے؟

(و) کیا حکومت اس میں کم پانی فراہم کرنے کی تحقیقات کرنے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور اس میں پانی کی کمی دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) احمد پور برانچ نہر کا کل منظور شدہ پانی2380کیوسک ہے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted Table

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

(ب) پانی کی کمی کی وجہ سے ہیڈلال سہانزایر میسر سپلائی سے احمد پور برانچ کو حصہ کے مطابق پانی دیا جاتا ہے۔

(ج) اس نہر سے منظور شدہ324216ایکڑ رقبہ کو پانی مہیا کیا جارہا ہے۔

(د) رواں سال دوران خریف ماہ جون تک پانی کی دستیابی میں کمی رہی لیکن احمد پور برانچ میں ہیڈلال سہانزایر مہیا سپلائی سے حصہ کے مطابق پانی دیا جاتا رہا ہے۔

(ہ) اس حد تک درست ہے کہ کچھ نہروں کے ٹیل کے علاقہ جات کا زیر زمین پانی کڑوا ہے۔

(و) رواں سال ماہ جون تک قدرتی عوامل کی وجہ سے پانی کی دستیابی میں کمی رہی تاہم احمد پور برانچ کو میسر سپلائی سے حصہ کے مطابق پانی دیا گیا چونکہ پانی کی کمی میں کوئی اہلکار ملوث نہ ہے لہذا کسی قسم کی کارروائی یا تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

ہاکڑہ نہر ون آر اور ٹو آر کو پانی فراہمی کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*1341:رانا عبدالرؤف:کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر کی نہر ہاکڑہ ون آر اور ٹو آر کو سالانہ کتنے کیوسک پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) یہ کتنے علاقے کو سیراب کرتی ہے؟

(ج) ہاکڑہ ون آر اور ٹو آر کا بیڈ لیول پختہ ہونے کے بعد کتنا ہے اور پہلے کتنا تھا؟

(د) ہاکڑہ ون آر اور ٹو آر میں پختہ ہونے سے پہلے کتنا پانی چلتا تھا اور اب کتنا چلتا ہے؟

(ہ) ہاکڑہ ون آر اور ٹو آر میں مزید بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع بہاولنگر کی نہر ہاکڑہ ون آر(R-1) اور ٹو آر(R-II) کا ڈیزائن ڈسچارج بالترتیب 25اور22کیوسک ہے۔

(ب) نہر ون آر (R-I) اور ٹو آر (R-II) بالترتیب 4495 اور 5593 ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتی ہیں۔

(ج) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:-

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

نام نہر	بیڈلیول(فٹ) قبل از پختگی	بعد از پختگی	ڈسچارج(کیوسک) قبل از پختگی	بعد از پختگی
ون آر	531.09	532.32	19	25
ٹو آر	529.96	530.44	20	22

(د) مطلوبہ تفصیل جز(ج) میں شامل ہے۔

(ہ) ون آر اور ٹو آر دونوں پختہ نہریں ہیں اور ان کی ٹیلوں پر پانی ڈیزائن کے مطابق پہنچ رہا ہے۔لہٰذا مزید اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع نارووال میں کسانوں کو نہری پانی فراہم کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1379:سردار خالد سلیم بھٹی:کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر کے اکثر اضلاع میں کسانوں کو سرکاری ٹیوب ویلوں کی سہولت دستیاب ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے اکثر اضلاع میں کسانوں کو نہری پانی کی سہولت بھی دستیاب ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع نارووال میں کسانوں کو ایسی کوئی بھی سہولت کیوں دستیاب نہ ہے؟

(د) حکومت مذکورہ ضلع کی عوام کو زرعی مقاصد کے لئے پانی کی فراہمی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ضلع نارووال میں سرکاری ٹیوب ویلوں کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) درست نہ ہے۔صرف سیم سے متاثرہ اضلاع میں ٹیوب ویلز لگائے گئے تھے جو کہ مطلوبہ نتائج حاصل ہونے کے بعد بتدریج ختم کئے جا رہے ہیں۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Justified

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

(ب) درست ہے۔

(ج) ضلع نارووال کا جغرافیائی محل وقوع اور پانی کی دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے نہری پانی کی سہولت سے محروم ہے۔

(د) پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے کوئی سکیم زیر تجویز نہ ہے۔

(ہ) حکومتی سطح پر آبپاشی کے لئے ٹیوب ویل لگانے کی صوبہ میں بشمول ضلع نارووال اس وقت کوئی سکیم زیر تجویز نہ ہے۔

تونسہ بیراج سے ملحقہ ایریا میں سکارپ ٹیوب ویل بند ہونے کا معاملہ

*1390: **ملک احمد یار ہنجرا:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔251 تونسہ بیراج سے ملحقہ ایریا میں سکارپ ٹیوب ویل نومبر 2007 سے بند کر دیئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکارپ ٹیوب ویل بند ہو جانے سے 15تا20 کلو میٹر تک کا علاقہ جس میں لاکھوں ایکڑ اراضی سیم اور تھور کی وجہ سے بنجر ہو رہی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب تونسہ بیراج سے ملحقہ اراضی جو کہ لاکھوں ایکڑ ہے کو بنجر ہونے سے بچانے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اور سکارپ ٹیوب ویل دوبارہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔251 تونسہ بیراج سے ملحقہ ایریا میں سکارپ ٹیوب ویل حکومت پنجاب کی پبلک سیکٹر سے پرائیویٹ سیکٹر ٹیوب ویلز ٹرانسفر کرنے کی پالیسی کے مطابق 16۔اکتوبر 2007 سے مستقل بند کر دیئے گئے ہیں لیکن Anti Water Logging (AWL) کے 66 ٹیوب ویلز متصلہ تونسہ پنجند کینال اور 36 ٹیوب ویلز متصلہ مظفر گڑھ کینال کو چالو رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 10 pt

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

(ب) کوٹ ادو یونٹ میں سکارپ ٹیوب ویلز Transfer Mode کے تحت مبلغ-/15000 روپے فی ٹیوب ویل لے کر کمیونٹی گروپس کے سپرد کر دیئے گئے ہیں جو آبپاشی کا کام دیں گے اور زیر زمین پانی کی سطح کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

(ج) جیسا کہ جزو بالا میں وضاحت کی گئی ہے کہ محکمہ زمینداروں کے تحفظات سے آگاہ ہے۔اس لئے AWL کے 66 اور "Scrap III"Saline Zone کے 36 ٹیوب ویلز چل رہے ہیں اور 243 سکارپ ٹیوب ویلوں کا نظم و نسق زمینداروں کے سپرد کیا گیا ہے اور مزید جو لوگ ٹیول ویل لینا چاہیں ان کے لئے یہ سکیم 30-6-2009 تک جاری رہے گی۔

تحصیل شاہ پور نہری پانی سے متعلقہ تفصیلات

*1482: مسز شہزادی عمر زادی ٹوانہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شاہ پور میں کون کون سی نہریں، راجباہ جات اور مائنر ہیں، ان کا منظور شدہ پانی علیحدہ علیحدہ کتنا ہے؟

(ب) اس وقت ان میں کتنا پانی چل رہا ہے اور کتنا پانی کم فراہم کیا جا رہا ہے نیز کم پانی فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت کسانوں / کاشتکاروں کی مشکلات کے پیش نظر ان میں پورا پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل شاہ پور کو مجموعی طور پر ششماہی نہریں سیراب کرتی ہیں جو کہ فصل خریف کے لئے 15۔اپریل سے پندرہ اکتوبر تک چلائی جاتی ہیں۔اس سال یہ تمام نہریں ڈیزائن ڈسچارج کے مطابق چلتی رہیں۔ماسوائے ان دنوں کے جن میں بارشوں کی وجہ سے پانی کی ضرورت کم تھی یا پورا پانی دستیاب نہ تھا۔

(ج) ڈیموں میں پانی کی کمی کے باوجود حکومت نے اس سال ان ششماہی نہروں کو 15۔اکتوبر کی بجائے 20۔اکتوبر تک پانی فراہم کیا گیا تاکہ کاشتکار اپنی فصل کی آبپاشی احسن طریقے سے کر سکیں اور بہتر پیداوار حاصل کریں۔

محکمہ اریگیشن اسسٹنٹ انجینئر گریڈ17 کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1512: رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ اریگیشن میں اسسٹنٹ انجینئرز گریڈ17 کی کتنی اسامیاں خالی ہیں ان میں سے کتنی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ اور کتنی اسامیاں محکمانہ پروموشن کے ذریعہ پر کی جانی ہیں؟

(ب) اسسٹنٹ انجینئر کی خالی اسامیاں پر کرنے کے سلسلہ میں محکمہ میں 15 فیصد اور 20 فیصد کوٹا کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟

(ج) کیا اسسٹنٹ انجینئر کی خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو محکمہ کی طرف سے کوئی سمری بھجوائی گئی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے؟

(د) محکمانہ پروموشن کے ذریعے کوٹے کے مطابق اگر انجینئرز کی تعیناتی کی گئی ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) فی الوقت 20 فیصد کوٹا کی 15 اسامیاں خالی ہیں جن کی پروموشن کا کیس آئندہ D.P.C میں زیر غور لایا جائے گا جبکہ اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئر گریڈ17 کے 65 فیصد ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ کوٹا میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔دیگر 35 فیصد محکمانہ پروموشن کے ذریعے پر کی جاتی ہیں۔جن کے لئے 15 فیصد کوٹا ہائر کوالیفکیشن کی بنیاد پر جبکہ 20 فیصد محکمانہ امتحان کی کامیابی کی بنیاد پر سب انجینئرز کے لئے مختص ہیں۔

(ب) وضاحت جز (الف) میں کر دی گئی ہے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ،

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

(ج) چونکہ محکمہ ہذا میں ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ کوٹا کے لئے اسامیاں خالی نہ ہیں۔لہذا اتا حال کوئی سمری نہ بھجوائی گئی ہے۔

(د) محکمہ ہذا میں پروموشن کوٹا 20 فیصد کی 67 سیٹوں میں سے 52 اور 51 فیصد کوٹا کی 51 سیٹوں پر ایس ڈی او ز ترقی پاکر کام کر رہے ہیں۔

کیولی لنک فاروق آباد شیخوپورہ پر کھڑی پرانی مشینری کی تفصیلات

*1514:رانا تنویر احمد ناصر:کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیولی لنک فاروق آباد ضلع شیخوپورہ پر عرصہ دراز سے پرانی مشینری کھڑی ہے جو کہ ناکارہ اور ناقابل استعمال ہے اس ناکارہ اور ناقابل استعمال مشینری کی تفصیل اور اس پر maintenance کی مد میں خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا محکمہ اس ناکارہ مشینری کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) کیولی لنک کینال تحصیل فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں محکمہ کا بیس کیمپ ہے۔یہاں محکمہ کی ناقابل استعمال/ناکارہ مشینری رکھی گئی ہے۔ناقابل استعمال/ناکارہ مشینری کی مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہیں کی جاتی۔ناکارہ/ناقابل استعمال مشینری کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ناقابل استعمال مشینری کی کل تعداد = 48عدد

ناقابل استعمال(un-serviceable)قرار دی گئی مشینری جس کی نیلامی کے لئے کارروائی زیر کار ہے۔ = 25عدد

ناکارہ مشینری جس کو ناقابل استعمال(un-serviceable) قرار دینے کے لئے مناسب کارروائی کی جارہی ہے۔ = 23عدد

(ب) 25عدد ناقابل استعمال(un-serviceable)قرار دی گئی مشینری کو فروخت کرنے کے لئے کیس محاذ اتھارٹی D.C.O لاہور کو بھجوادیا گیا ہے۔باقی ماندہ 23 عدد مشینری ناقابل

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: پ

Deleted: رپ

Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt

Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt

Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

استعمال کی(un-serviceable)منظوری کے بعداس کی بھی نیلامی کی کارروائی کی جائے گی۔

پنجاب اریگیشن اینڈڈرینج اتھارٹی کا قیام ودیگر تفصیلات

*1709: محترمہ نگہت ناصر شیخ:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں اریگیشن اینڈڈرینج اتھارٹی(پیڈا)کاوجودکب عمل میں آیااوراس نے کب سے کام شروع کیا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ پیڈاکے زیرانتظام چلنے والے نہری نظام کوتاحال مکمل نہ کیاگیاہےاور اسے ادھوراچھوڑدیاگیاہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں نہری نظام کی اصطلاحات کے لئے کوئی کمیشن تشکیل نہ دیاگیاہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ نہری نظام کی تشکیل کے لئے کسانوں کو بھی شامل کیاگیاہے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی ایکٹ 1997 میں پاس ہوا جبکہ اتھارٹی اسی سال 25۔اکتوبر1997 کو معرض وجود میں آئی۔

(ب) یہ کہنادرست نہیں ہے کہ پیڈاکانظام ادھوراچھوڑدیاگیاہے۔اس وقت تک ایریاواٹربورڈ کی تشکیل اورکسان تنظیموں کونہری نظام تفویض کرنے کے متعلق پوزیشن حسب ذیل ہے:۔

ایریاواٹربورڈ	فارمرآرگنائزیشن
* ایل سی سی(ایسٹ) ایریاواٹربورڈ2007سے کام کررہاہے	تمام راجباہائے پر84کسان تنظیمیں کام کررہی ہیں۔
* ایل سی سی(ویسٹ)ایریاواٹربورڈنوٹیفائی ہواہے اورالیکشن ہوناباقی ہے	64کسان تنظیمیں کام کررہی ہیں
* بہاولنگرایریاواٹربورڈنوٹیفائی ہوچکاہے	52کسان تنظیموں کاالیکشن ہوچکاہے لیکن ابھی فعال نہیں ہیں البتہ اس سرکل میں تین کسان تنظیمیں2000سے کام کررہی ہیں
* ڈیرہ جات ایریاواٹربورڈنوٹیفائی ہوچکاہے۔	85کسان تنظیموں کاالیکشن ہوچکاہے لیکن فعال نہ ہیں البتہ چشمہ رائٹ بنک کینال میں30کسان تنظیمیں فعال ہیں۔
* لوئرباری دوآب ایریاواٹربورڈنوٹیفائی ہوچکاہے	02کسان تنظیمیں بنائی جاچکی ہیں باقی پرابھی الیکشن نہیں ہوا۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted Table

پیڈاایکٹ کے تحت نئے نظام کو بتدریج رائج کرنا ہے نہ کہ ایک دفعہ۔

(ج) درست نہ ہے۔اس وقت پیڈا کے نہری نظام میں اصلاحات کے لئے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی زیر نگرانی ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بنائی گئی ہے جس کی رپورٹ کی روشنی میں اس نظام کو مزید فعال بنایا جائے گا۔

(د) ہاں یہ درست ہے کہ کسان تنظیمیں خالصتاً کسانوں پر مشتمل ہیں اور ایریا واٹر بورڈ میں کسان ممبران کی تعداد غیر کسان ممبران سے زیادہ ہے اور اسی طرح اتھارٹی میں بھی کسان ممبران غیر کسان ممبران سے تعداد میں زیادہ ہیں۔

پیڈا کو فراہم کیا گیا فنڈ و دیگر تفصیلات

*1712: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پیڈا کو سال 2006-07 میں کتنا فنڈ دیا گیا؟

(ب) سال 2006-07 تک پیڈا کو دیا جانیوالا فنڈ کہاں اور کن مقاصد کے لئے خرچ کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پیڈا کے زیر انتظام کون کون سے منصوبے زیر التوا ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب پیڈا کے لئے سال 2006-07 کے دوران 121.87 ملین روپے کا بجٹ منظور تھا اس میں 06۔2005 کی بچت 49.14 ملین روپے ڈال کر خرچ کرنے کے لئے کل رقم 171.01 ملین روپے دستیاب تھی۔

(ب) مدوار خرچ ہونے والے فنڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(i) ادارہ جاتی اصلاحات 57.75 ملین روپے

(ii) انجینئرنگ ڈیزائن اور رہنمائی 102.74 ملین روپے

(iii) کسان تنظیموں کے لئے گرانٹ 1.60 ملین روپے

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt

(iv) متفرق اخراجات0.43ملین روپے

(v) اثاثہ جات کی خریداری6.56ملین روپے

(vi) سوشل انوائرنمنٹ مینجمنٹ یونٹ(SEMU) 1.92ملین روپے

(ج) ابھی تک پیڈامیں مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیرالتوا ہیں:۔

1- ایریاواٹر بورڈ،ایل سی سی(ویسٹ) میں الیکشن و تشکیل

2- بہاولنگر،ایریاواٹر بورڈ کسان تنظیموں کا الیکشن

3- ڈیرہ جات کینال سرکل میں کسان تنظیموں کا الیکشن

4- لوئر باری دوآب کینال سرکل میں کسان تنظیموں کا الیکشن

5- مندرجہ بالاایریاواٹر بورڈزاور پیڈاہیڈکوارٹرز میں سٹاف کی بھرتی

پیڈامیں خالی اسامیوں کی تفصیلات

*1713: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیرآبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب حکومت کے زیرانتظام پیڈامیں جنرل منیجرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) پیڈامیں ڈپٹی جنرل منیجر کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پیڈامیں منیجر کی اسامیاں خالی ہیں اور تاحال پر نہ کی گئی ہیں؟اگر جزبائے مالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب ارریگیشن ڈویلپمنٹ اتھارٹی(پیڈا) میں مذکورہ اسامیوں کو کب تک پورا کرنیکاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) اس وقت پیڈامیں جنرل منیجر کی دواسامیاں خالی ہیں۔

(ب) پیڈاہیڈکوارٹرز میں ڈپٹی جنرل منیجر کی درج ذیل دواسامیاں خالی ہیں:۔

1- ڈپٹی جنرل منیجر(ٹریننگ)

2- ڈپٹی جنرل منیجر(آپریشن)

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

(ج) یہ درست ہے کہ پیڈا ہیڈ کوارٹرز میں مینجر کی تین اسامیاں خالی ہیں۔موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد نو منتخب صوبائی ارکان اسمبلی نے پیڈا کی functioning کے بارے میں مختلف اوقات میں اپنے تحفظات اور اس کو بہتر بنانے کے لئے اپنی سفارشات کا اظہار کیا ہے جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی سربراہی میں کمیٹی بنادی ہے جو ادارہ جاتی اصلاحات کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کرے گی جن کی روشنی میں مزید بہتر انداز میں پالیسی مرتب کی جائے گی۔بھرتی کے مزید اقدامات کمیٹی کی سفارش کے مطابق کئے جائیں گے

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Formatted: Font: 6 pt, Complex Script Font: 6 pt

محکمہ انہار کی رہائش گاہیں و دیگر تفصیلات

*1750: میاں شفیع محمد: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف اضلاع میں محکمہ انہار نے افسران کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کر رکھی ہیں، رہائش گاہوں کی تعداد سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) متذکرہ رہائش گاہیں کتنے کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز ہر رہائش گاہ کا تخمینہ لاگت کیا ہے؟

(ج) ضلع رحیم یار خان کے افسران اور ان کی رہائش گاہوں کی الگ تفصیل بھی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ انہار نے افسران کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کر رکھی ہیں جن کی تعداد 413 ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

¶ :Deleted

محکمہ میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1751:جناب محمد محسن خاں لغاری:کیاوزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی و قوت برقی میں2003، 2004، 2005 میں گریڈ16 اور اس سے اوپر گریڈ کی کتنی اسامیاں خالی ہوئیں؟

(ب) محکمہ نے جز(الف) میں بیان کردہ کتنی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی اور کب، اگر ریکوزیشن نہ بھیجی گئی تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیا محکمہ کے رائج الوقت قوانین کے مطابق ان اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کرنے کی پابندی ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ نے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ آبپاشی و قوت برقی میں سال2003 میں گریڈ17(ایس ڈی اوز) کی 34 اسامیاں خالی ہوئیں جبکہ سال2004 اور2005 میں کوئی اسامی خالی نہ ہوئی۔

(ب) سال2003 میں موجود خالی اسامیوں پر تقرری کے لئے ریکوزیشن، پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ارسال کی گئی جس کا اشتہار روزنامہ نوائے وقت اور "The News" کی اشاعت مورخہ 16-03-2003 کو شائع ہوا۔بعدازاں اکتوبر2003 میں تقرریاں عمل میں لائی گئیں۔

(ج) حکومت پنجاب کی مجوزہ پالیسی کے تحت مستقل اسامیاں گریڈ17 کے لئے بھرتی کا اختیار پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ہی ہے۔

(د) محکمہ ہذا میں کوئی بھی ڈائریکٹ بھرتی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔لہٰذا کسی ایسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

اریگیشن ورکشاپ مغلپورہ لاہور میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1763: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ لاہور میں اس وقت جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جو ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائیاں کس بناء پر چل رہی ہیں-ان کے نام، عہدہ، اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کرنے والے ملازمین کو یہاں سے تبدیل کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) ورکشاپ ملازمین کی post divisional cadre کی ہے جو قابل ٹرانسفر نہ ہے اگرچہ ان کا عرصہ ملازمت 3 سال سے زیادہ ہے-

(ج) اس وقت ورکشاپ ہذا میں کسی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہیں چل رہی-

(د) وضاحت جزہائے بالا میں کر دی گئی ہے-

اریگیشن ورکشاپ لاہور کا فنڈ و دیگر تفصیلات

*1764: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 2006-2007 میں اریگیشن ورکشاپ لاہور کو کتنا فنڈ ملا اور کس کس جگہ خرچ ہوا؟

Formatted: Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

(ب) اس میں سے کتنا فنڈ بغیر خرچ ہوئے واپس ہوا اور فنڈ کو خرچ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف)

(i) مالی سال 07-2006 میں مغل پورہ اریگیشن ورکشاپ کو دوسرے ڈویژنوں کی طرف سے -/13453686 روپے مختلف کاموں کے لئے جمع کروائے گئے اور اس ورکشاپ میں مالی سال 07-2006 کے دوران یہ تمام کام مکمل کئے ان تمام کاموں کے عوض دوسرے ڈویژنوں کی طرف سے وصول کردہ رقم اور اس پر کئے گئے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) اس کے علاوہ -/368000 روپے برائے سالانہ مرمت سرکاری کوارٹرز اور ورکشاپ دفاتر و بلڈنگ حکومت کی طرف سے موصول ہوئے اور ان کاموں پر خرچ کئے گئے۔

(ب) مالی سال 07-2006 میں کوئی فنڈ بغیر خرچ کئے مغل پورہ اریگیشن ورکشاپ کی طرف سے واپس نہ کیا گیا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ابھی لغاری صاحب پتھروں کی بات کر رہے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لغاری صاحب کا تعلق ایسے علاقے سے ہے لیکن اب 21ویں صدی ہے اور اب پتھر کا زمانہ نہیں ہے۔ اس وقت محکمہ آبپاشی کے بارے میں سوالات پوچھے جا رہے ہیں اور لغاری صاحب پتھروں کی بات کر رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اب 21ویں صدی لگ چکی ہے اس لئے اب ہمیں اپنے دماغ میں 21ویں صدی کی disk ڈالنی چاہئے نہ کہ پتھر کے زمانے کی بات کرنی چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!میں نے ضلع خانیوال کے سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی۔اس کی باری نہیں آ رہی۔اس میں ہے کہ پانی کے کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت نے ایک سکیم شروع کی تھی اور لوگوں سے پیسے بھی لئے گئے تھے۔

جناب سپیکر:کیا آپ نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں اپنی تحریک جمع کروائی ہے؟

جناب محمد یار ہراج:جی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جب اس کا وقت آئے گا تو اس وقت آپ بات کیجئے گا۔اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،شاہ صاحب!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔

ضلع جھنگ میں پنجاب کی ثقافت کے مطابق جشن بہاراں میں تفریحی پروگرام منعقد کروانے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!مجھے جناب سپیکر نے floor دیا تھا۔میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے پنجاب کی ثقافت ہے کہ جشن بہاراں ہوتے ہیں۔ ہمارے دیہاتی لوگوں کے لئے یہی تفریح ہوتی ہے جس میں وہ میلے لگاتے ہیں اور اپنے جانوروں کی نمائش کرتے ہیں، نیزہ بازی ہوتی ہے، گھوڑوں کا ناچ ہوتا ہے اور گھوڑوں کی دوڑ بھی ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں سرگودھا میں D.P.O صاحب

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Deleted:

Deleted: ہ

Deleted: یں

Deleted: ۔

Deleted:

Deleted: کیجئے

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 18 pt, Complex Script Font: 18 pt

Formatted: Centered

Formatted: Centered

Deleted: ب

Formatted: Font: 9 pt, Complex Script Font: 9 pt

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Formatted: Centered

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Deleted:

نے ایسا نہیں کرنے دیا۔ میرے ضلع میں بلکہ میرے حلقے میں ایک بہت بڑا سالانہ event ہوتا ہے وہ بھی اب اس خطرے میں ہے کہ نہ ہو اور شاید D.P.O صاحب یہاں پر بھی اجازت نہ دیں کیونکہ پولیس والے گئے ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ایسا کوئی event یہاں نہیں ہونے دینا۔ اس لئے میری وزیر قانون سے اور حکومت سے گزارش ہے کہ ہمارے دیہاتی لوگوں کے لئے یہی تفریح بھی ہے اور یہی ان کے لئے جانوروں کی نمائش کا بہانہ بھی ہے۔ اس لئے مہربانی کریں کہ ہمارے ایسے ثقافتی پروگراموں پر پابندی نہ لگائی جائے بلکہ ان کے فروغ کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! پہلے یہ دیکھ لیجئے گا کہ اس میں کوئی وجہ حسن مرتضیٰ صاحب کی اپنی تو نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ باہر تو مجھے کچھ اور بتا رہے تھے کہ ہم وہاں پر یہ کروانا چاہتے ہیں اور ہمیں اجازت نہیں مل رہی لیکن یہاں پر انہوں نے اپنا بیان اور مؤقف بالکل تبدیل کر لیا ہے تو اب اس تبدیل شدہ مؤقف کے مطابق میں مقامی لوکل ایڈمنسٹریشن سے بات کر لیتا ہوں۔ جو یہ اب کہہ رہے ہیں اس کی اجازت تو میرا خیال ہے کہ ہو گی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور بات ہو تو میں گارنٹی نہیں دے سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے باہر بھی ان سے یہی گزارش کی ہے کہ ہمارے جانوروں کی نمائش جس میں کتوں کی ریس بھی ہے، لڑائی بھی ہے، گھوڑوں کی ریس بھی ہے یعنی یہ ساری چیزیں ہمارے پنجاب کی ثقافت کا حصہ ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو معزز ممبر نے بات کی ہے میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے سرکاری افسران ڈی سی او، ڈی پی او کو جب letter جاتا ہے تو وہ آنکھیں بند کر کے کہہ دیتے ہیں کہ اس ضلع میں صرف یہ ہو گا۔ اگر جھنگ کے

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ہ
Deleted: اب
Deleted:
Deleted: ا
Deleted: ا
Deleted: جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ¶ ¶"SAQIB" 12-2-09 (UR140212) 12:10
Deleted: اس میں
Deleted: لیجئے
Deleted:
Deleted:
Deleted: ی

لئے letter گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جھنگ شہر میں دفعہ 144 ہے۔ شاہ صاحب کا گاؤں ہے اور گاؤں کے کھیتوں میں بھی وہ کہتے ہیں کہ دفعہ 144 نافذ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس طرح کے میلے ٹھیلے ہمارے پنجاب کی ثقافت ہیں لہذا اس کی اجازت ہونی چاہئے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ انہیں ہدایت دی جائے کہ پورے پنجاب میں میلوں ٹھیلوں کی اجازت ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب سینئر منسٹر صاحب کا حکم ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ ابھی manage کروا کر رپورٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ حسن مرتضیٰ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ ان سے مل لیں تاکہ بیٹھ کر ساری بات ہو جائے۔

محترمہ یاسمین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحبہ!

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! میں راجہ ریاض صاحب سے back into history پوچھنا چاہوں گی کہ 1965 میں انڈیا اور پاکستان کے درمیان Indus Water Treaty sign ہوئی تھی جس کو ہم دریائے سندھ کہتے ہیں وہ پاکستان کی شہ رگ ہے۔ ہمارا زیادہ تر پانی انڈیا سے ہی آ رہا ہے تو اس کا جواب راجہ ریاض صاحب دیں کہ پانی کی کمی کیوں آ رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لہذا آپ راجہ صاحب کو مل لیجئے گا وہ انشاء اللہ آپ کو اس کا شافی جواب دے دیں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں out of turn ایک تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ایک قرارداد آپ پیش کرنا چاہتی ہیں اور ایک قرارداد سرفراز افضل صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ دونوں لاء منسٹر صاحب سے مل کر discuss کر لیں پھر مجھے بھجوا دیجئے گا۔

¶ :Deleted

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

:Deleted

:Deleted

:Deleted

:Deleted

:Deleted ،

:Deleted

:Deleted لیجئے

:Deleted ۔

:Deleted

:Deleted

:Deleted دیجئے

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! آج خواتین کا عالمی دن ہے اس حوالے سے میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات بالکل follow کر رہا ہوں اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ آپ ذرا ایک منٹ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اس کے بعد میں اس کو فوری take up کر لوں گا۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میری قرارداد کے حوالے سے کل لاء منسٹر صاحب نے on the floor of the House مجھے پیش کرنے کی اجازت دی تھی اور ان کو بتا کر میں نے یہاں پیش کی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: میں نے بھی سپیکر صاحب سے اجازت لی ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس اور تحاریک استحقاق take up کر لیں اس کے بعد جب تحاریک التوائے کار کا وقفہ شروع ہو گا تو اس میں یہ اپنی قراردادیں بھی پیش کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ مناسب بات ہے۔ اس کو ہم take up کر لیتے ہیں۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! اس وقت ہمارے جو بہار کے مہینے جا رہے ہیں اس طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارا صدیوں سے رائج ایک بہت خوبصورت تہوار بسنت ہے۔ میں جانتی ہوں کہ انسانی جانوں کے ضیاع کی وجہ سے اس پر پابندی لگائی گئی لیکن ابھی آپ دیکھیں کہ ہندوستان نے ہمارے اس خوبصورت تہوار کو چرا لیا ہے۔ ہمیں اس تہوار سے بہت زر مبادلہ بھی حاصل ہوتا تھا اور ہماری ایک tradition بھی تھی۔ جیسے آج کل میڈیا میں بھی یہ analysis دیکھ رہے ہوں گے کہ مایوسی بہت پھیلائی جا رہی ہے۔ اگرچہ مہنگائی ہے، غم ہے اور bomb blast ہیں لیکن یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم لوگوں کو ایک صحت مند تفریح فراہم کریں۔ میری آپ سے یہ گزارش

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted: پاکستانی
Deleted: ہے
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted:

ہے کہ پوری پابندی کے ساتھ انسانی جانوں کو ضائع کئے بغیر حکومت اپنے کنٹرول میں لے کر اس تہوار کی اجازت دے کیونکہ یہ پاکستان اور لاہور کی پہچان تھا۔اس سے ہمیں عزت و وقار حاصل ہوتا تھا اور دنیا میں ہمارا soft image جاتا تھا۔زر مبادلہ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے ہر حصے سے لوگ لاہور میں اس تہوار پر آتے تھے۔یہ تہوار نہ صرف پنجاب کی بلکہ لاہور کی پہچان تھا۔یہ تہوار کسی کا ایجاد کردہ نہیں بلکہ صدیوں سے یہ اس خطے میں رائج ہے۔یہ موسم کی خوبصورتی اور ہمارے سرسوں کے پیلے کھیتوں کی خوبصورتی کا تہوار تھا جسے ہر غریب امیر enjoy کرتا تھا۔میری آپ سے درخواست ہے کہ لوگوں کی جان کی حفاظت کرتے ہوئے اس تہوار کی اجازت دیں۔شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے اس پر already ہاؤس کے floor پر بات ہو چکی ہے۔لاء منسٹر صاحب اس پر حکومت پنجاب کی طرف سے اپنی statement دے چکے ہوئے ہیں۔اب کارروائی کو ہم آگے چلاتے ہیں۔توجہ دلاؤ نوٹس 168 جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد یار ہراج اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی طرف سے ہے۔اسے کون پیش کریں گے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اسے پڑھوں گا اور short statement میرے دوسرے ساتھی دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈیرہ غازی خان میں خودکش دھماکے کی تفصیلات

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں خودکش دھماکہ ہوا جس میں 33 افراد جاں بحق اور 75 زخمی ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقہ کے مشتعل افراد نے سخت احتجاج کیا اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتے رہے؟

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ۔
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 18 pt
Formatted: Centered
Deleted: ۔
Deleted:
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Centered
Deleted: تفصلات
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کے خلاف اس سفاکانہ فعل پر کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 5-2-09 کو بوقت 6-45 بجے شام جلوس روائتی چہلم آستانہ الحسنین اللہ وسایا ولد کرم حسین قوم سید سکنہ جنرل بس سٹینڈ بمقام بالمقابل چوک ٹائر مارکیٹ خودکش دھماکہ ہوا جس میں 25 افراد جاں بحق ہوئے اور 51 زخمی ہوئے جن میں سے 12 نشتر ہسپتال ملتان داخل ہوئے جبکہ 24 افراد تاحال D.H.Q ہسپتال ڈیرہ غازی خان زیر علاج ہیں جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔

(ب) جاں بحق ہونے والے افراد کے لواحقین نے وقوعہ کے بعد احتجاج کیا اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔

(ج) خودکش حملہ آور کا مسخ شدہ چہرہ اور ٹانگیں موقع سے ملی ہیں۔ یہ مواد D.N.A ٹیسٹ کے لئے لاہور بھجوایا گیا ہے۔ ماہرین کے ذریعے حملہ آور کا شناختی خاکہ تیار کیا گیا ہے اور حملہ آور کی شناخت اور اس کے ساتھیوں کی تلاش کے لئے D.S.P/S.D.P.O صدر سرکل کی زیر نگرانی محمد اقبال انسپکٹر S.H.O تھانہ بی ڈویژن، مجاہد اقبال انسپکٹر S.H.O تھانہ کوٹ مبارک، علی محمد انسپکٹر S.H.O تھانہ کالا اور فرخ جہانگیر انسپکٹر S.H.O تھانہ جھوک اترا پر مشتمل ایک تفتیشی ٹیم تشکیل دی گئی ہے جنہیں ٹاسک دیا گیا ہے کہ دیگر ایجنسیوں کی مدد سے نامعلوم حملہ آور اور اس کے پس پردہ ساتھیوں کو بے نقاب کریں۔ اس سلسلہ میں تفتیشی ٹیم نے کام شروع کر دیا ہے جبکہ انسپکٹر جنرل آف پولیس کے حکم سے چودھری تصدق حسین D.I.G سی آئی ڈی، محمد ایوب قریشی S.S.P سی آئی ڈی معہ ٹیکنیکل سٹاف نے موقع پر پہنچ کر تفتیش شروع کر دی ہے۔ 22 اشخاص جن میں سے 18 فورتھ شیڈول اور 4 ریکارڈ یافتہ مشکوک اشخاص جو کہ جہادی تنظیموں سے منسلک رہے

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: و
Deleted: ۔
Deleted: ریفر
Deleted: جناب
Deleted: ی

ہیں، سے پوچھ گچھ کی جارہی ہے۔انشاء اللہ تفتیش کو آگے بڑھاتے ہوئے جلد از جلد خفیہ ہاتھوں کو trace کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

تعزیت

دہشت گردی کے واقعہ میں شہید ہونے والے سرحد اسمبلی کے رکن واے این پی کے رہنما جناب عالم زیب خان کے لئے دعائے مغفرت

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ اس کو appropriate سمجھیں تو یہ دہشت گردی کی بات کر رہے ہیں اور کل پشاور میں دہشت گردی کے ایک incident میں اے این پی کے ایم پی اے شہید ہو گئے ہیں۔ مجھے نہیں پتا کہ ان کی ابھی تک تدفین ہوئی ہے یا نہیں لیکن اگر ہو گئی ہے تو میری گزارش ہے کہ ان کے لئے فاتحہ کی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم اسمبلی سے condolence کی قرارداد ان کے اور ان کی family کے لئے بھیجیں تو میرے خیال میں appropriate ہو گا۔اس خاندان کے لئے بہت اچھا gesture ہو گا جو اس وقت مشکل میں ہیں کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران بھی ان کے دکھ، درد اور غم میں برابر کے شریک ہیں۔اس کی wording کوئی مناسب طریقے سے کروالیں۔اس وقت ہم دہشت گردی کے سلسلے میں بات کر رہے ہیں تو مجھے یہ مناسب موقع لگا اس لئے میں نے اس کی نشاندہی کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پتا کروالیں کہ ان کی تدفین ہو گئی ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ان کی تدفین ہو گئی ہے تو فاتحہ کرنے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تدفین کا پتا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا پتا کروالیں اگر تدفین ہو گئی ہے تو پھر ہم ان کے لئے فاتحہ کر لیں۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 18 pt
Formatted: Centered
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Deleted: اسمبلی رکن اے این پی¶ کے ایم پی اے
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted: صاحب
Deleted:

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے لئے ایک تعزیتی قرارداد بھی آ جائے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ان کا جنازہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ان کے لئے پہلے دعائے مغفرت کر لیتے ہیں پھر اس کے بعد اس اسمبلی کی طرف سے مشترکہ قرارداد لے آئیے گا۔

(اس مرحلہ پر ارکن سرحد اسمبلی جناب عالم زیب خان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کے اندر کوئی proper wording کر کے ایک resolution پورے House کی طرف سے آ جائے۔ آپ وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بنا لیں جسے ہم اسی وقت take up کر لیں گے۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو قرارداد میں کل لے کر آیا تھا تو لا منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اسے pending کر دیا جائے۔ آپ کل کے اخبارات بھی دیکھ لیں ان میں بھی امریکہ نے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ ہم ڈرون حملے بھی جاری رکھیں گے، فاٹا میں بھی آپریشن جاری رکھیں گے تو جس طریقے سے آج آپ کہہ رہے ہیں کہ اے این پی کے رکن اسمبلی وہاں پر شہید ہوئے ہیں تو پنجاب میں جو حالات بنے ہوئے ہیں ان چیزوں کا reaction پنجاب تک پہنچا ہے اور رچرڈ ہالبروک آج یہاں پر لاہور میں آئے ہوئے ہیں اور وہ موجود ہیں تو ان تک آواز پنجاب اسمبلی کے floor سے پہنچ جانی چاہئے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Formatted: Centered

Deleted: ¶
¶"Akmal" UR150212 (12:20) 12-02-09

Deleted: ہ

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted: ہ

Deleted:

Deleted: ۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(۔۔۔جاری)

ڈیرہ غازی خان میں خودکش دھماکے کی تفصیلات

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل مناسب ہے مگر جس طرح وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اسے بالکل ہم take up کریں گے لیکن تحریک استحقاق کے بعد کیونکہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے اور ایجنڈے کے مطابق کارروائی کر کے ہم اسے ضرور وقت پر لیں گے۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ ایک نہایت ہی افسوس ناک واقعہ تھا جو ہو گیا۔ایک شر کا واقعہ تھا جو ہو گیا اور اب اس کے بعد ہم اس کو handle اس طرح سے کریں کہ اس میں سے شاید کوئی خیر نکل آئے۔اس واقعہ کے ہونے کو شاید کوئی روک نہیں سکتا تھا لیکن جو اقدامات لینے چاہئیں تھے وہ تو لئے جانے چاہئیں تھے۔اس وقت بد قسمتی سے ڈیرہ غازی خان کا حال یہ ہے، کسی کا نام لینا مناسب نہیں لیکن ایم این اے صاحبان تین تین، چار چار پولیس اسکواڈ کے ساتھ پھرتے ہیں اور ایم پی اے کا الیکشن ہارنے والے برسر اقتدار پارٹی کے امیدواروں کے ساتھ پولیس سکواڈ ہیں۔ماتمی جلوس کے ساتھ صرف تین A.S.Is تھے۔بد قسمتی سے ڈیرہ غازی خان میں نظام ایسا ہو گیا ہے کہ افسران نے اپنی زندگی کا مقصد یہ بنا لیا ہے کہ خاص لوگوں کو خوش رکھنا ہے، ہم کام کریں یا نہ کریں، ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ڈیرہ غازی خان میں بھی جو افسر تعینات ہوئے تھے وہ خصوصی interviews کے بعد ہوئے تھے۔میرے سارے بھائی اس بات کے گواہ ہوں گے کہ اس وقت میاں محمد شہباز شریف نے ابھی تک الیکشن بھی نہیں لڑا تھا، وہ ممبر بھی نہیں تھے اور انہوں نے خصوصی interviews کر کے ان لوگوں کو کچھ لوگوں کی سفارشات کے اوپر تعینات کیا تھا۔میرا مقصد ذاتی تنقید کرنا بالکل نہیں ہے بلکہ میرا مقصد جب نظام کو ہم توڑ کر کرتے ہیں کہ فلاں فلاں کا بندہ ہے اور فلاں فلاں کا بندہ ہے، اسے لگا دو تو جب فلاں کا بندہ آ کر لگتا ہے تو پھر وہ کام نہیں کرتا کیونکہ اسے پتا ہوتا ہے کہ میں فلاں کا آدمی ہوں۔اس وقت ڈیرہ غازی خان میں ایس پی انوسٹی گیشن نہیں ہے، ڈی ایس پی انوسٹی گیشن نہیں ہے۔رانا صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ انوسٹی گیشن ٹیم میں

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ¶ ¶

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt

Formatted: Indent: First line: 0.5"

Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt

Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt

Deleted: ¶

Deleted: ڈیرہ غازی خان میں خودکش دھماکے کی تفصیلات

Deleted: ،

Deleted:

Deleted: یہ

Deleted: انٹرویوز

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 12 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted: صاحب

Deleted: انٹرویوز

Deleted: ی

Deleted: ی

Deleted: ی

ایسے افسران بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے تھانوں میں تشدد کر کے بندوں کو مارا ہوا ہے۔ان کے تھانوں کے اندر تشدد سے بندے مرے ہوئے ہیں۔آپ اسے چیک کر سکتے ہیں۔اب اگر ہماری انوسٹی گیشن ان لائنوں پر چلنی ہے کہ بندوں کو پکڑ کر "کٹ کٹ کے" مارنا ہے اس سے تو شاید بات نہ بنے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ہمیں اسے سائنٹیفک طریقے سے کرنا ہے۔

جناب سپیکر!ڈیرہ غازی خان میں جن لوگوں کو زیر حراست لیا گیا ہے اس کو sectarian line پر سوچا جا رہا ہے۔sectarian lines میں خود کش حملے ہماری طرف کا رواج نہیں ہے اور بد قسمتی یہ ہے کہ اس وقت جو خود کش حملوں کا رواج ہے۔ڈیرہ غازی خان ضلع کی جغرافیائی اہمیت ہے یہ کہ ہمارا ضلع وزیرستان کے ساتھ بھی لگتا ہے اور ادھر بلوچستان کے ساتھ بھی لگتا ہے اور یہ ضلع پنجاب کے لئے ایک buffer zone کی طرح کام کرتا ہے۔اس ضلع کے اندر پرانے وقتوں میں انگریز کے زمانے میں جس وقت colonial زمانہ ہوتا تھا،یہاں پر سینئر افسر لگائے جاتے تھے۔ہماری ایک tribal belt بھی ہے اور میں وجوہات کی طرف جانا چاہ رہا ہوں تو اس کا پہلے ایک سینئر اسسٹنٹ کمشنر گریڈ 17 کا لگا کرتا تھا۔پی اے کا دفتر اس وقت واحد دفتر ہے جس کے پاس مجسٹریٹ کی powers بھی ہیں، ریونیو کی powers بھی ہیں اور ایک force کا بھی وہ کمانڈر ہے۔وہاں پر ہمارے ایک border military police force ہے جو اس border area کو کنٹرول کرتی ہے۔میں کسی کی ذاتیات پر نہیں آتا لیکن جو افسر وہاں پر لگا ہوا ہے وہ as a person اچھا آدمی ہے لیکن اس کا ان چیزوں کا تجربہ نہیں ہے کیونکہ وہ خاص لوگوں کا منظور نظر ہے،اس لئے وہ لگا ہوا ہے۔

ہم جب تک طریقے کے ساتھ نہیں چلیں گے تو اس قسم کے واقعات بد قسمتی سے ہوں گے۔ڈیرہ غازی خان کا ڈی سی او گریڈ 18 کا آفیسر ہے اور لوکل گورنمنٹ ایکٹ کہتا ہے کہ The D.C.O shall be so for as possible in grade 20 officer اس لئے وہ جو ہمارے ڈی سی او صاحب ہیں وہ کچھ خاص لوگوں کے منظور نظر ہیں اور انہوں نے اپنا تبادلہ وہاں پر اس بنیاد پر کروایا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو خوش رکھنا ہے۔ہم اپوزیشن والے ممبران سے کبھی وہ بات نہ کریں گے۔ہمارے ترقیاتی فنڈز بھی وہ روک دیں گے۔میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ افسروں کا وہاں پر لگنے کا معیار خاص لوگوں کو خوش کرنا ہے۔جب اس معیار کے ساتھ وہ افسر لگیں گے تو پھر انہیں پتا ہے

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ی
Deleted:
Deleted:
Deleted: تو
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted ... [87]
Formatted ... [88]
Deleted:
Formatted ... [89]
Deleted:
Deleted: ی
Deleted: ا
Formatted ... [90]
Deleted: ی
Deleted:
Formatted ... [91]
Formatted ... [92]
Formatted ... [93]
Formatted ... [94]
Formatted ... [95]
Formatted ... [96]
Formatted ... [97]
Deleted: in so for as possible be t
Formatted ... [98]
Formatted ... [99]
Formatted ... [100]

کہ ہم کام کریں یا نہ کریں تو ان کے ساتھ کچھ نہیں ہو گا۔ میری ایک اور گزارش تھی کہ جس وقت ڈیرہ غازی خان کا اقتدار بغیر شراکت کے چند لوگوں کے پاس ہے اسی طرح اس کی ذمہ داری۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! ماشاءاللہ آپ بڑے سمجھدار ہیں تو میرا خیال ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس پر منسٹر صاحب کی statement کے بعد بحث نہیں ہو سکتی بلکہ ضمنی سوالات ہو سکتے ہیں۔آپ نے جو چیزیں point out کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ ٹھیک اور relevant باتیں ہیں لیکن میرا مطلب ہے کہ آپ اس طرف ہی رہیں اور اس کو زیادہ expand نہ کریں جو بنیادی بات ہے اس کی طرف آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر اس پر ضمنی سوال کرنے ہیں تو میرا پہلا سوال یہ ہے کہ بد قسمتی سے اس قسم کا ایک واقعہ میانوالی میں ہوا تو وہاں لوگوں کے لئے حکومت پنجاب نے 20، 20 لاکھ روپے کی مالی امداد کا اعلان کیا لیکن ڈیرہ غازی خان کے لوگوں کے لئے 5 لاکھ روپے کی مالی امداد کا اعلان کیا تو مہربانی کر کے ان کے لئے بھی اسی طرح کی برابری کا اعلان کیا جاتا تو وہ بہتر تھا۔دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے اندر اگر اس وقت قابل افسر نہیں ہیں اس معاملے کی تفتیش کرنے کے لئے تو ہم کسی دوسرے ضلع سے لے آئیں۔ایس پی انوسٹی گیشن اور ڈی ایس پی انوسٹی گیشن ڈیرہ غازی خان میں نہیں ہیں تو کسی اور جگہ سے جو انوسٹی گیشن کا تجربہ رکھتے ہوں، وہ تعینات کریں۔ایک اور سوال یہ ہے کہ ہم اس کو صرف sectarian نقطہ نظر سے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ ہم نے اس کو اسی پر limit کر دیا ہے میرا ایک اور ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وہاں پر کسی سینئر اور قابل افسر کی تعیناتی کرنے کا بھی کوئی پروگرام ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے ایک لمبی چوڑی general statement بیان کی اور چار ضمنی سوالات کئے ہیں۔ اب انہوں نے جو statement دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تو اس توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلقہ نہیں بنتی۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ جو انہوں نے کہا کہ وہ آفیسر صرف اس لئے کام نہیں کر رہے تھے کہ انہیں کسی

Deleted: ¶
Formatted ... [101]
Deleted: ۔
Deleted: ۔
Deleted:
Formatted ... [102]
Deleted:
Formatted ... [103]
Formatted ... [104]
Formatted ... [105]
Deleted:
Deleted:
Deleted: بیس
Deleted: پانچ
Deleted: انویسٹی
Deleted: انویسٹی
Deleted: انویسٹی
Deleted: ک
Deleted: ت
Deleted: ؟
Deleted: ی
Formatted ... [106]
Formatted ... [107]
Deleted: ں
Formatted ... [108]
Deleted:
Formatted ... [109]
Formatted ... [110]
Deleted: ا
Deleted: ز

نے سفارش کر کے لگوایا تھا۔اگر انہوں نے کام نہیں کیا اور انہوں نے اپنی ڈیوٹی میں کوتاہی برتی تو پھر آپ نے یہ دیکھا ہے کہ جتنے بھی وہاں پر higher officers تھے ان سب کو اسی دن اس معاملے کو analyze کرنے کے بعد جب یہ بات سامنے آئی، جس کا ذکر محترم لغاری صاحب نے بھی کیا ہے کہ وہاں پر جلوس کے ساتھ proper duty نہیں لگائی گئی تو duty تھی وہاں پر لیکن proper نہیں تھی۔ وہ criteria جو ہم نے settle کیا تھا اس کے مطابق نہیں تھی تو اس لئے وہاں R.P.O سے لے کر نیچے تک تمام لوگوں کے خلاف action لیا گیا ہے تو نہ ان کی کسی نے سفارش کی ہے اور نہ ہی کسی کی سفارش انشاءاللہ تعالیٰ اس معاملے میں موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کو ایک proper اور merit کے اوپر action کرنے سے روک سکتی ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے ضمنی سوال فرمایا ہے کہ میانوالی میں لوگوں کو 20,20 لاکھ روپے جبکہ ڈیرہ غازی خان میں 5,5 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں تو وہ اس طرح سے ہے کہ میانوالی میں شہید ہونے والے تمام کے تمام پولیس ملازم تھے تو پولیس ملازمین کے لئے ایک علیٰحدہ پیکج طے ہے جس کے مطابق ایک پولیس ملازم کا 20 in cash award لاکھ روپے ہے، اس کے علاوہ اس کی تنخواہ، پنشن اور اس کے بچوں کے لئے مفت تعلیم ہے جو کہ اسی کے مطابق دیا گیا ہے۔ باقی جو افراد اس واقعہ میں پولیس ملازم نہیں تھے بلکہ رضاکار تھے تو انہیں دس دس لاکھ روپے دیا گیا ہے۔ باقی جو ordinary عام شہریوں کے لئے بھی ایک پیکج طے شدہ ہے اور اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں کی جاتی جو کہ پانچ لاکھ روپے ہے۔ باقی انہوں نے کہا کہ وہاں پر اس کو sectarian کیوں نہیں کہا جا رہا ہے؟ ہم اسے قطعی طور پر sectarian نقطہ نظر سے نہیں دیکھ رہے ہیں بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک دہشت گردی کی کارروائی ہے اور جن لوگوں نے کی ہے ان کا ایک مقصد ہے۔ Terrorist activities کرنے والے لوگوں کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ وہ اس قسم کی کارروائیاں اس لئے کرتے ہیں تاکہ سوسائٹی میں کسی طرح سے نفاق آئے، سوسائٹی اور ملک de-stabilize ہو اس لئے ہماری اب تک کی investigation کے مطابق یہ ایک terrorist activity ہے اس میں sectarian یا فرقہ بندی کا کوئی عنصر نہیں ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال اس بات سے ہے کہ جس دن یہ واقعہ ہوا اس دن شیعہ community کے جذبات بہت high تھے کیونکہ ان کی اتنی

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted ... [111]
Formatted ... [112]
Deleted: ۔
Formatted ... [113]
Deleted:
Formatted ... [114]
Deleted: during محرم،
Formatted ... [115]
Deleted: ا
Deleted: ر
Deleted:
Deleted: ں
Deleted: بیس بیس
Formatted ... [116]
Deleted: پانچ پانچ
Deleted: دیے
Deleted: ہیں
... [117] Deleted: کہا جا رہا۔۔۔جاری۔۔۔¶
Deleted: t
Deleted:
Deleted: ۔

زیادہ تعداد میں بندے شہید اور زخمی ہوئے تھے۔ اس سے اگلے روز جو نماز جنازہ ہوئی تو اس میں باقاعدہ طور پر تمام فرقوں کے لوگ موجود تھے اور ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔ اس لئے وہاں پر فرقہ وارانہ یا فرقہ وارانہ tension کا کوئی عنصر نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑا مفصل جواب دیا ہے لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایلیٹ فورس ایک special commando trained force ہے جسے اس وقت صرف اور صرف protocol کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیا حکومت کا کوئی ارادہ ہے کہ جب ان کو information ملتی ہے تو وہ اس فورس کو استعمال کرے کیونکہ یہ اس چیز کو agree کرتے ہیں کہ ہمیں یہاں bomb blast کی information تھی تو وہ dissimilate information اور نہ ہی وہاں پر ایلیٹ فورس یا اس قسم کی کوئی special trained force یا special trained police men تھے۔ اب دیکھیں کہ لغاری صاحب کہہ رہے ہیں کہ تین اے ایس آئی پورے جلوس میں متعین تھے۔ اگر اس کی information تھی اور یہ بات کی گئی ہے کہ اس کی information تھی تو آخر وہاں پر کیا سپیشل اقدامات کئے گئے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر پولیس اس کی investigation کر رہی ہے تو وہ کون سی دوسری ایسی سپیشل ایجنسیاں ہیں جن کو investigation کے لئے کہا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک isolated واقعہ نہیں ہے یہ chain of events ہے جو ہر جگہ پر ہو رہا ہے اور مجرم from place to place move کرتے ہیں یا ان کا اپنا ایک network ہے تو ظاہر ہے کہ یہ اس ایجنسی کے علاوہ بھی ایجنسیاں ہیں اور وہ کون سی ہیں جو اس میں involve کی گئی ہیں۔ آخری سوال جو مجھے پوچھنا ہے کہ جب ایک اتنا drastic failure ہو کہ ایک ایم پی اے کی بھی جان گئی ہے تو دوسرے ملکوں میں جیسا کہ چائنا یا انڈیا ہے وہاں کے inertial Minister نے resign کر دیا تھا۔ اسی طرح ریلوے کا کوئی مسئلہ ہوا تھا تو چائنا کے ریلوے منسٹر نے resign کر دیا تھا۔ جب آپ کے سامنے یہ ہو رہا ہے اور اس سانحے میں political لوگ بھی مرنا شروع ہو گئے ہیں تو اس کے لئے کون resign کر رہے ہیں، کیا ہمارے کردار میں یہ چیز آئی ہے کہ ہم

Formatted ... [118]
Deleted: ¶
Deleted: ے
... [119]
... [120]
Deleted:
Formatted ... [121]
Deleted:
Formatted ... [122]
... [123]
Formatted ... [124]
... [125]
Formatted ... [126]
... [127]
Formatted ... [128]
Deleted:
Formatted ... [129]
Deleted: س
Formatted ... [130]
Deleted: ion
Formatted ... [131]
Deleted:
Formatted ... [132]
Deleted:
Formatted ... [133]
Deleted:
Formatted ... [134]
... [135]
Deleted:
Formatted ... [136]
... [137]
Formatted ... [138]
Deleted: ؟

اور کچھ نہیں کر سکتے اور اتنے بے بس ہیں ہماری منسٹری اتنی بے بس ہے تو کیا ان میں سے کسی کو resign دینے کا کوئی خیال آیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کچھ add کرنا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محترمہ پشاور والے واقعے کو اور ڈیرہ غازی خان والے واقعے کو mix کر رہی ہیں، ڈیرہ غازی خان میں اللہ کے فضل سے کوئی ایم پی اے شہید نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں پشاور کی ہی بات کر رہی تھی، میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ isolated واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک net work ہے اس کے بارے میں جو کچھ سوچا گیا ہے پولیس کے علاوہ وہ کون سی ایجنسیاں ہیں، پولیس کو دس نمبر کا چھتر دے کر بازاروں میں چھتر ول تو ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا سوال ہو گیا ہے منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو فرمایا ہے کہ اس وقت ملک میں جس قسم کی صورتحال ہے، یہ جو دہشت گردی کی کارروائیاں ہو رہی ہیں، یہ جو خود کش حملے ہو رہے ہیں تو اس پر کوئی استعفیٰ کیوں نہیں دیتا؟ یہ سب کچھ جس کا کیا دھرا تھا اس سے قوم نے استعفیٰ لے تو لیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب تو لوگ manage کر رہے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، ان کو جواب دینے دیں۔ this is no way جب آپ بات کر رہے ہوتے ہیں I make a sure کہ ادھر سے بات نہ ہو۔ لغاری صاحب! جس طرح کا بھی جواب ہو میں بعد میں آپ کو اس پر react کرنے کا ٹائم دوں گا۔ آپ سب تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! [**********] (شور وغل)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز اراکین اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: مقصد
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 10 pt
Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 11 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: آ
Deleted:
Deleted: ہ
Deleted:
Deleted:
Deleted: ،
Deleted: وزیر
Formatted ... [139]
Formatted ... [140]
Deleted: مجھے افسوس ہے کہ پرویز مشرف ان کا ماما لگتا تھا۔۔۔
Deleted: وغ
Formatted: Centered
Deleted: ے
Deleted: پ
Formatted: Centered

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، پلیز، پلیز یہ ٹھیک نہیں ہے۔(شور وغل)
دیکھیں اس پر Chair کو کوئی بات کرنے دیں گے؟ پہلے میں بات کرلوں پھر آپ بات کر لیجئے گا۔ صرف ایک ساتھی بات کرلے، آپ میں سے کون بات کرے گا پہلے آپ آپس میں طے کرلیں۔۔۔ آپ لوگ تو آپس میں decide نہیں کر پا رہے ہیں تو بات کیا کرنی ہے؟ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ خود اس کا فیصلہ کریں کہ کیا یہ مناسب ہے یا نہیں؟ میں اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ اگر یہ مناسب نہیں ہے تو ان سے معذرت کروائیں یا اس کو expunge کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اگر آپ پہلے میری بات سن لیتے، دیکھیں جب میں کہتا ہوں کہ ہم نے ہاؤس کو قواعد وضوابط کے مطابق چلانا ہے اور روایات کو برقرار رکھنا ہے تو میں کہتا ہوں کہ ان کے اس dictator کے متعلق جو مرضی sentiments ہوں لیکن وہ آپ پر impose نہیں کر سکتے۔ جو منسٹر صاحب کے الفاظ ہیں ان کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔(شور وغل)
آپ تشریف رکھیں، میں سب کو ٹائم دیتا ہوں۔ قادری صاحب! ایک منٹ ذرا میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔ آپ آپس میں تو decide کرلیں کہ کس نے بات کرنی ہے؟ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب آپ کہتے ہیں کہ آپ اس ہاؤس کی روایت کے custodian ہیں تو سو موار کو جس طرح آپ نے rule 83 کی دھجیاں اڑائی تھیں کیا آپ اسی طرح کی حرکت پھر کرنا چاہ رہے ہیں، کیا بدتہذیبی اس ہاؤس اور اس حکومت کی پالیسی کا حصہ ہے؟ کل ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے منہ چڑا رہے تھے اور longing کر رہے تھے، آج یہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جس dictator کی policies کو ان کی leadership نے کہا تھا کہ ہم اس کا مشن جاری رکھیں گے میں نے کبھی ان کی ان کے ساتھ رشتے داری نہیں جوڑی۔ ہم سب یہاں پر عزت دار لوگ آئے ہیں، اُس جانب جو لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ فضول language، فضول behavior، فضول باتیں کرتے ہیں۔ ہم کسی اور موضوع پر بات کرتے ہیں تو وہ ڈیرہ غازی خان پر شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ کیا ہے، کیا ہم مذاق اڑانے

Deleted: ¶
Formatted ... [141]
Deleted: ¶
Deleted: ¶
Deleted: وہ
Deleted: c
Deleted: لیجیے
Deleted: (شور وغوغہ)¶
Deleted:
... [142]
Formatted ... [143]
Deleted: ¶
Deleted:
Deleted: س
Deleted:
Deleted: وہ
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ؟
Deleted: ھ
Deleted: و
Deleted: جس
Deleted: ۔
Deleted: جناب سپیکر!
Deleted: اور فضول لوگ
Deleted: بات کر رہے ہیں
Deleted: یہ
Deleted: مذاق اڑانے آئے ہیں ایک دوسرے

this is a serious forum for serious people to address serious issues آئے ہیں؟ اس چیز کا تھوڑا سا خیال رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں، میں صرف اتنی بات کروں گا کہ آپ نے جو پہلے بات کی ہے چونکہ آپ نے Chair کو مخاطب کر کے کی ہے اور رول 83 کا حوالہ دیا ہے۔ میں یہاں صرف اتنی بات کروں گا کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم لوگوں نے اس اسمبلی میں وہ دور بھی دیکھا ہے جب یہاں پر آنے اور بات کرنے کے لئے چھپ چھپ کر اور بھیس بدل بدل کر آنا پڑتا تھا۔ یہاں آنے کے لئے ممبران اسمبلی کو اپنے گھروں سے تین تین مہینے تک اٹھا کر دور رکھا جاتا تھا، یہاں پر آنے کے لئے ممبران کا داخلہ بند رکھا جاتا تھا، یہاں پر آنے کے لئے۔۔۔(شور وغل)

چیمہ صاحب! اب میری بات سن لیں، اس کے بعد بات کیجئے گا کیونکہ آپ نے بات کی ہے اور اس پر۔۔۔this is no way(شور وغل)

چیمہ صاحب! میں آپ کو اپنی مثال دے رہا ہوں کہ باہر مال روڈ پر ممبران اسمبلی پر لاٹھیاں پڑیں، سپیکر صاحب نے نہ صرف یہ کہ بات نہ کرنے دی بلکہ ہمارا اندر داخلہ بند کر دیا۔ ہم نے ان روایات سے،۔۔۔ پہلے میری بات سن لیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔(شور وغل)

چیمہ صاحب اور اعجاز شفیع صاحب! بات سننے کا حوصلہ بھی رکھیں، بات سننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔ آپ اگر بات سننے کا حوصلہ نہیں رکھیں گے تو پھر یہ اسمبلیاں اس طرح نہیں چلیں گی۔ ہم وہ ساری باتیں بھول کر اس اسمبلی میں اپوزیشن کو سب سے زیادہ ٹائم دے رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہم نے آئین کی دھجیاں نہیں اڑائی تھیں، ہم نے آئین کو نہیں پھاڑا تھا، ہم نے سپیکر کی چیئر پر attack نہیں کئے تھے۔ اگر وہ چیزیں ہوئی تھیں تو وہ اپنے conduct کی وجہ سے ہوئی تھیں، اگر وہ رویہ اختیار کیا گیا تھا تو وہ اپنے کردار کی وجہ سے کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! اب آپ نے بات کر لی ہے تو اب میری بات بھی سنیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ آپ نے جو یہاں سے بات کی ہے ناں، دیکھیں! اللہ کے فضل و کرم سے اپریل 2009 میں اس اسمبلی کا ایک سال پورا ہو گا، اس کے اندر کوئی ایک مثال آپ اس طرح کی بتا دیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں as a custodian of the House کہ اپوزیشن کو پورا right ہے اور اس کو یہ

Deleted: ¶
Formatted ... [144]
Deleted: کا
Deleted: c
Deleted: ر
Deleted: ہ د
Deleted: بات کرنے آنے
Deleted: ا ت
Deleted: وغ
Deleted: اب میری ایک منٹ بات سن لیں،
Deleted:
Deleted: کیجئے
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: ،
Deleted:
Deleted: و
Deleted: ش)
Deleted:
Deleted: وغ
Deleted:
... [145] کو سب سے زیادہ ٹائم دے رہے ہیں۔
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted: تو
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [146]
Deleted: 09

پورا right ملنا چاہئے کیونکہ اگر اس ملک اور صوبہ میں جمہوریت کو چلانا ہے اور ان اعلیٰ روایات جن کی ہم بات تو کرتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کرتے اگر ان پر عمل کرنا ہے تو ہم سب کو اس ماضی کو بھول کر clean slate کے ساتھ آئندہ آگے چلنا پڑے گا۔آپ نے جو بات کی ہے میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔اب اس کے اوپر میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ فرمائیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: یہ معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا دو منٹ ٹھہر جاتے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: وہ منسٹر جس نے یہ بات کی ہے وہ معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب گورنمنٹ کا point of view تو آ لینے دیں ناں۔آپ نے اپنی بات کر دی ہے۔اس پر گورنمنٹ کا point of view سامنے آنے دیں۔اس کے بعد میں فیصلہ کرتا ہوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پہلے وہ معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! Let me decide what to do, let me decide ان کو پہلے بات تو کرنے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: چودھری عبدالغفور معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ میری دو منٹ بات سنیں گے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: ہم اور کوئی بات نہیں سنیں گے۔ہم کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہاؤس کو کیا کرنا چاہ رہے ہیں، آپ ہاؤس کو کدھر لے کر جانا چاہتے ہیں؟

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House. زعیم قادری صاحب! دو منٹ ٹھہر جائیں۔ دیکھیں! بات بڑی سیدھی سی ہے۔ایک بات غلط ہوئی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ہم بھی بڑی سیدھی سی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ نے میری بات سننی ہے یا نہیں؟

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ؟

Deleted: ، Deleted: ، Deleted: Deleted: ? Deleted: ی Deleted:

Formatted: Right

Deleted: ؟ Deleted: ¶ Deleted:

Deleted: Deleted: سننی

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں سنوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ نہ سنیں۔ ٹھیک ہے۔This is no way آپ کیا چاہتے ہیں، جب آپ نے چیئر کی بات ہی نہیں سننی ہے تو پھر آپ کیا کریں گے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: ہم بھی بد تمیزی کریں گے۔

جناب محمد یار ہراج: وہ معافی مانگیں، معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ نے چیئر کی بات نہیں سننی ہے تو پھر ہاؤس کس طرح چلے گا؟ مجھے آپ یہ بتادیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: وہ پہلے معافی مانگیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب بات کرلیں۔ اس کے بعد پھر میں floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ ہمارا موقف تو سنیں ناں۔ ان کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا ہے۔ اب یہ ہمارا موقف تو سنیں، بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! آپ کا ایک احتجاج آگیا ہے۔ کارروائی سے الفاظ حذف کر دیئے ہیں۔ اب لاء منسٹر صاحب بات کرلیں۔ اس کے بعد let the Chair decide (قطع کلامیاں) آپ کیا کر رہے ہیں؟ پہلے گورنمنٹ کا point of view تو سامنے آنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بات تو سنیں۔ جناب سپیکر! انھوں نے آپ سے ایک مطالبہ کیا۔

HON'BLE MEMBERS OF OPPOSITON: No. No.

MR. DEPUTY SPEAKER: This is no way. This is no way.

چودھری عامر سلطان چیمہ: وہ پہلے معافی مانگیں جو rules کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جو blunder اس ہاؤس میں ہوا ہے وہ پہلے کبھی تاریخ میں نہیں ہوا۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted: ؟
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Bold, Complex Script Font: 15 pt, Bold, All caps
Formatted: Left-to-right, Line spacing: 1.5 lines
Deleted: معزز ممبران حزب اختلاف:
Deleted: جناب ڈپٹی سپیکر:
Formatted: Font: 12 pt, Bold, Complex Script Font: 12 pt, Bold

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ باری باری بات کر لیں۔اس issue کو settle کرنے کے لئے میں ان کو کہہ رہا ہوں ناں۔(قطع کلامیاں)

ویسے آپس میں دیکھیں کہ یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ ہم ڈی جی خان میں بم دھماکے کے اوپر بات کر رہے ہیں اور اس کے اندر اگر ایک comment آیا ہے تو let the Government respond

معزز ممبران حزب اختلاف: جو قصوروار ہے وہ معافی مانگے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، ایک منٹ۔لاء منسٹر صاحب کیا کوئی ایسی بات کر دیں گے، ان کو سن تو لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ہم نہیں سنیں گے۔اسمبلی کی کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، اس کا میرے خیال میں بہتر طریقہ یہ ہے، میری بات سنیں، ایک منٹ ٹھہریں، سن تو لیں اگر آپ نے بات نہیں سننی تو میں چپ کر جاتا ہوں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس وقت اگر ہاؤس کے اندر بات جو کرنا چاہتے ہیں، ایک بالکل valid point ہے جس کو آپ نے register کروایا ہے، اب اس کے اوپر گورنمنٹ اگر respond کر رہی ہے۔(قطع کلامیاں)

پہلے میری بات تو سن لیں۔آپ میں سے ایک بات کر لے ناں۔ان کی بات اب سن لیں وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے personal capacity میں ایک remark دیا ہے، وہ اس کی personal معافی مانگیں۔اگر یہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق جواب دیا ہے تو پھر گورنمنٹ والے جواب دیں۔انھوں نے ذاتی طور پر ایک جواب دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ان کو پھر respond کر لینے دیں۔پھر میں آپ کی بات کرا دیتا ہوں۔جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ میری اس وقت پوری بات نہیں ہوئی تھی۔آپ نے مجھے بٹھا دیا، میں نے

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ،
Deleted: آپ
Deleted:
Deleted: میں
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: خان
Deleted:

تو آپ کا حکم مانا اور میں بیٹھ گیا۔اب آپ ان کو پہلے حکم دیں کہ یہ تشریف رکھیں۔مجھے بات تو کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:تو کون ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف:ہم نہیں بیٹھیں گے۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):چلیں!کھڑے رہیں۔یہ کھڑے رہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:پلیز!خاموش ہو کر اب آپ ان کی بات تو سن لیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):اور یہ میڈم جو کھڑی ہیں اسے کہیں کہ یہ جو تُو کہہ رہی ہے یہ اپنے الفاظ withdraw کرے۔یہ اپنے الفاظ withdraw کرے۔ میں اپنی بات کو مزید define کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سامیہ امجد اپنی نشست سے اٹھ کر
جناب ڈپٹی سپیکر کے سامنے آ کر floor پر بیٹھ گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اُدھر چلیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!میں اپنی بات کو مزید define کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں نے جو کہا تھا، میری بات پوری نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چودھری صاحب!ویسے جو پہلا آپ کا comment ہے ناں۔آپ کو اگر کوئی grievance ہے تو وہ اس ڈکٹیٹر کے ساتھ ہو سکتا ہے۔اب آپ ان کے اوپر جو بات کر رہے ہیں اب اس کی حد تو کوئی بات جو ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد:شیم آپ پر۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):شیم آپ پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بس، بس۔direct نہیں، یہاں پر personal نہیں ہونا۔یہاں پر آپ چیئر کو address کریں۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: خان

Deleted:

Deleted: ¶

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted:

Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):

Deleted: تو

Formatted: Centered

Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):

Deleted:

Deleted:

Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر پرویز مشرف کا نام ان کے لئے چھیڑ بن گیا ہے، اگر ان کے لئے وہ اتنا معتبر تھا جس کے لئے وہ دس دس دفعہ کہتے رہے ہیں کہ ہم وردی میں اس کو منتخب کرائیں گے تو اس پرویز مشرف کے نام سے یہ کیوں چیختے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! سیاسی بات کریں۔ یہاں پر آپ سیاسی بات کریں اور جو آپ نے personal comment پاس کیا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے اٹھ کر معزز ایوان کے درمیان میں آ گئے)

This is no way آپ ذرا ادھر چلیں۔ پلیز! میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ آپ اپنی طرف چلیں۔ آپ اپنی طرف چلیں۔ چودھری صاحب! جو وہ comment ہے اس حد تک تو واقعی وہ میں نے کارروائی سے حذف بھی کیا ہے اور اب اس کے اوپر آپ۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! وہ الفاظ کارروائی سے حذف ہو گئے ہیں۔ وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہیں تو انھوں نے جو "چاچا" کہا ہے پہلے یہ اس بات پر معافی مانگیں ناں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اوہ تم نے کہا ہے۔ تم نے کہا ہے، excuse کریں، معافی مانگیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! اوہ 'تم' نہیں، بھئی اس طرح نہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): تم نہیں ہوتا۔ تم نہیں ہوتا۔ میں اپنی بات پر قائم ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! This is no way ہال کے اندر decency آپ ضرور رکھیں۔ دیکھیں! آپ کا ایک valid point ہے۔ اس کے اوپر میں نے منسٹر صاحب کو کہا ہے کہ اس کے اوپر بات کریں لیکن یہ بھی طریقہ غلط ہے کہ ایک معزز ممبر کو اس طرح کہہ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! آپ کا رویہ impartial ہے۔ آپ نے یہ رویہ چھ سات ماہ سے روا رکھا ہوا ہے۔ یہ اسمبلیاں ٹوٹ جائیں، یہ اسمبلیاں ٹوٹ جائیں۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):
Deleted:
Deleted: ،
Deleted:
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):
Deleted:
Deleted:

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اگر آپ دو منٹ تشریف رکھ لیں۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آپ ریکارڈ نکلوائیں کہ جناب کے بارے میں بھی ان کے کیا comments ہیں اور ابھی کون سے الفاظ انھوں نے استعمال کئے ہیں۔ یہ جمہوریت کے قاتل ہیں اور ڈکٹیٹر کے ساتھی ہیں اور آج اس ڈکٹیٹر کا نام بھی نہیں سننا چاہتے۔ انھوں نے آٹھ سال ان سے رشتہ جوڑ کر رکھا ہے۔ آج اس سے رشتہ جوڑنا ان کو نامناسب لگتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اللہ کے فضل وکرم سے بالکل impartiality رکھی ہوئی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: اس غلط بات پر معافی مانگی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔ اگر میں نے گورنمنٹ بنچوں کو کچھ کہنا بھی ہے تو پہلے آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ مجھے آپ طریقے سے بات تو کر لینے دیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں، نہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: ان اسمبلیوں میں بے نظیر کا خون شامل ہے۔ یہ کیوں ٹوٹ جائیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انھوں نے جو غیر جمہوری رویہ اختیار کیا ہوا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ذرا دو منٹ آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی عزت میں بھی کمی نہیں آئے گی کیونکہ یہ آپ کی عزت نہیں ہے، یہ اس ہاؤس کی عزت ہے اور اس میں تمام ممبران برابر ہیں۔ پلیز! جب بات ہو رہی ہے تو پھر آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چیمہ صاحب! اس طرح نہیں۔ دیکھیں! میری بات سنیں، میں ایک observation دینا چاہوں گا، میری observation تو سن لیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں، نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: observation سننی ہے کہ نہیں؟ میری observation یہ ہے کہ جس طرح یہاں سے آگر معزز ممبران نے بھی مجھ سے بات کی کہ وہ الفاظ جو آپ لوگوں کے متعلق استعمال کئے گئے وہ غلط ہیں اور جہاں پر غلطی ہو وہاں پر ایک وہاں سے معذرت بھی آنی چاہئے اور وہاں سے بات

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):

Deleted:

Deleted:

Deleted: ز

Deleted:

Deleted: ¶UR18/12-02-09/12:50/Sajjad ¶ ¶ ¶

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 15 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Deleted: سننی

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

بھی ہونی چاہئے لیکن اب ہاؤس کو بھی میں نے چلانا ہے، آپ کو بھی میں نے پورا ٹائم دینا ہے اور اس سائیڈ پر بھی دینا ہے۔ اگر اس موقع پر لاء منسٹر صاحب کوئی بات کر کے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پھر لاء منسٹر۔۔۔ ان کے پاس ایک لاء منسٹر ہی ہے جو ہر چیز کا جواب دیتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں ناں۔ ایک طریقے سے۔ چیمہ صاحب! This is no way (قطع کلامیاں)

ہمیں اس طرف آنے تو دیں ناں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی بات سے کوئی بہتری پیدا ہو جائے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا بہتری پیدا ہونی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! دیکھیں! میری بات سنیں۔ اس کو اس طرح نہ بنائیں، اس بات کو آگے چلنے دیں۔ میرے خیال میں ان کو ایک دفعہ وہ بات کر لینے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: چودھری غفور نے گالی نکالی ہے۔ اس نے مشرف کو ہمارا "ماما" بنا کر ہمیں گالی نکالی ہے۔ وہ پہلے معذرت کریں کہ میں نے یہ جو بات کی ہے، یہ میں نے غلط کی ہے، میری بات سے ان کی دلآزاری ہوئی ہے، میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔ یہ الفاظ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔ اس کا ہم نے حل نکالنا ہے ناں۔ انہیں دو منٹ بات کر لینے دیں۔ اس کے بعد بالکل جس طرح آپ کہتے ہیں، otherwise، دیکھیں! میری بات سنیں۔ اعجاز شفیع صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ عبداللہ غازی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! دیکھیں! بات یہ ہے کہ زور سے، جبر سے اگر یہ کوئی بات ہم سے منوانا چاہتے ہیں تو ہمارے پچھلے آٹھ سال بھی اور پانچ سال بھی ان کے سامنے ہیں۔ اس طرح سے تو کوئی بات تسلیم نہیں کی جائے گی۔ ہمارا موقف جو ہے وہ تو سن لیں، انھوں نے ساری بات کی ہے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted: س میں

Deleted: ے

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted:

Deleted:

Deleted:

جناب ڈپٹی سپیکر:Let the Chair decide،ان کی پوری بات تو سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): انھوں نے ساری بات کی ہے۔ اگر یہ اب ہمارا مؤقف نہیں سنیں گے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے یہ ہر چیز کو bulldoze کریں گے تو یہ ممکن نہیں ہے۔یہ میری پوری بات سن لیں۔ میرا اس سلسلے میں موقف یہ ہے کہ جو الفاظ چودھری عبدالغفور صاحب نے کہے ہیں ان کو آپ نے بھی acknowledge نہیں کیا، بات یہ ہے کہ آپ نے فوری طور پر ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کروادیا۔ میرا موقف یہ ہے کہ اس وقت وہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں ہیں۔اگر آپ ان کے protest پر یہ رولنگ دیں کہ وہ الفاظ اب بھی کارروائی کا حصہ ہیں تو میں آپ کی اس رولنگ کے اوپر چودھری صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔اگر ان دوستوں کی جس طرح سے دل آزاری ہوئی ہے معذرت بھی کرلیں لیکن بات یہ ہے کہ جو چیز کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہے اس پر کیسی معذرت اور کیسی واپسی؟(قطع کلامیاں)

یعنی اس طرح سے پھر یہ ہو گا کہ جو چیزیں کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہیں اس کے اوپر پھر معذرت اور معذرت جو ہے وہ کارروائی کا حصہ ہو گی، جو انھوں نے بات کی ہے وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہو گی۔ایسے تو نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لاء منسٹر صاحب!میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیکھیں!ٹھیک ہے کہ اگر ہم technicalities میں پڑیں گے تو وہ بات جو آپ کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے لیکن یہاں پر ہم بات کرتے ہیں کہ ہم نے جب تمام ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور ہم نے ان اداروں کو مضبوط کرنا ہے تو اس کے اندر کوئی بات بھی ایسی، مطلب کہ جس طرح میں بھی سمجھتا ہوں کہ جو میرا پہلا outburst تھا وہ مناسب نہیں تھا کیونکہ اب میں جس کرسی پر بیٹھا ہوں وہاں پر مجھ کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔اسی طرح میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جو کچھ ان کے ساتھ آٹھ سال ہوتا رہا ہے وہ شاید اس کا ایک غصہ ان کے اندر ضرور بھرا ہو گا لیکن آج یہاں پر جو معزز ممبران ہیں یہ اسی طرح ہمارے لئے ان کی عزت ہے جس طرح یہاں پر بیٹھے ہوئے دوستوں کی اور بہنوں کی عزت ہے تو اس کے اندر چودھری صاحب میرے خیال میں۔۔۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: و
Deleted: اگر
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Deleted: تو
Deleted: لاَ
Deleted: ی بات یہ ہے کہ ا
Deleted: ہ ج
Deleted: جو ہیں وہ
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Deleted: ا
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ اس کو گارڈ آف آنرز بھی یہی لوگ دے رہے ہیں، اس کو بڑا سجا کے بٹھایا بھی انہی لوگوں نے ہوا ہے۔ اگر ان کو مشرف پر اتنا غصہ ہے تو جا کر خود کش حملہ آور اس کے پاس لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! پلیز۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے چودھری صاحب سے بات کی ہے، وہ اس بات پر معذرت کر لیں گے لیکن ان الفاظ کو پھر آپ کارروائی کا حصہ رہنے دیں کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ الفاظ کارروائی پر نہ ہوں اور معذرت کارروائی کا حصہ ہو۔ آپ ان الفاظ کو کارروائی پر رہنے دیں تو ٹھیک ہے وہ withdraw کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ رانا صاحب! میں آپ کو بتاؤں کہ چیئر کو ڈکٹیشن ادھر سے ملے اور نہ ادھر سے ملے۔ بڑی سیدھی سی بات ہے۔ اس کے اندر میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل کلاں اگر ان کی طرف سے کوئی ایسی بات آ جائے جس کو کہا جائے کہ اب اس کو بھی کارروائی سے حذف کیا جائے اور اس کے بعد وہ معذرت کریں اس روایت کو ہم آگے نہ بڑھائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ کے پاس اختیار ہے۔ ایک الفاظ ادا ہوئے، آپ نے ان کو کارروائی سے حذف کر دیا لیکن انھوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا تو پھر آپ اپنی وہ رولنگ واپس لے لیں، اب معذرت انھوں نے کس بات کی کرنی ہے؟ ان الفاظ کی کرنی ہے ناں، تو وہ الفاظ بھی کارروائی پر ہونے چاہئیں، معذرت بھی کارروائی پر ہونی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری غفور صاحب! میں آپ سے request کروں گا کہ آپ یہاں پر ان الفاظ کی معذرت کریں۔ آپ سارے تشریف رکھیں۔ ایک منٹ ان کی بات سن لیں۔ مختصر بات ہو گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: صرف معذرت، بس۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Deleted: نہ
Deleted: ۔
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: دیکھیں! بات یہ ہے کہ
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب!پلیز، میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ میں ڈکٹیشن ادھر سے لوں گا اور نہ ادھر سے لوں گا۔اب میں نے ایک ممبر کو کہا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب!آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میں آپ کے حکم کے مطابق اپنی اس بات کو مزید define کر دیتا ہوں اور کرنا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! پہلے اس کی بات کر لیں۔(قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں، نہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

دوست تو!کیا چیز ہے دن رات بدل۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر!: آج پرویز مشرف صدر نہیں رہا تو یہ اس کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ نہیں سننا چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔This is wrong

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میں وہی بات کر رہا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: No, No. (شور وغل)۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میں وہی بات کر رہا ہوں۔

دوست تو کیا چیز ہے دن رات بدل جاتے ہیں
جب کسی شخص کے حالات بدل جاتے ہیں
آپ کہہ کر جو بلاتے تھے اب وہ کیوں کہتے ہیں
وقت کے ساتھ خطابات بدل جاتے ہیں

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر No, No کا نعرہ لگاتے رہے)

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted: ۃ
Deleted:
Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):
Deleted:
Deleted: (چودھری عبدالغفور خان): ¶
Formatted: Indent: Before: 1", After: 1"
Deleted: ت
Deleted:
Formatted: Indent: First line: 0"
Deleted:
Deleted: (چودھری عبدالغفور خان):
Deleted:
Deleted: نو، نو۔
Formatted ... [147]
Deleted:
12-2-2009/13.00/UR19/umar ... [148]
Formatted ... [149]
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [150]
Deleted:
Formatted ... [151]
Formatted: Centered
Deleted: اپوزیشن
Deleted:

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر جو فرمایا ہے- آپ نے اپنی رولنگ دی ہے اور آپ نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں-جب وہ الفاظ کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہیں تو میں کس چیز کی معذرت کروں گا؟ یہ تو آٹھ سال اس کی جوتیاں سیدھی کرتے رہے اور آج اس کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ نہیں سننا چاہتے-یہ بے وفا لوگ ہیں- یہ کبھی نواز شریف کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں اور اب پرویز مشرف کے ساتھ بھی بے وفائی کرے ہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!آپ نے کیا بات کی ہے؟ اذان ہو رہی ہے ذرا خاموشی اختیار کریں-

(اذان ظہر)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اذان ہوئی ہے اس لئے نماز ظہر کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے-اس کے بعد ہم اس کو یہیں سے شروع کریں گے-

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی 15 منٹ تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان 2 بج کر 23 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نماز کے وقفہ سے پہلے جو یہاں افسوس ناک واقعہ ہوا تھا،اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں اور وزیر جیل خانہ جات چودھری عبدالغفور صاحب بھی موجود ہیں۔جی،آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!بہت شکریہ۔چونکہ آپ کا نام اس بات میں آیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ میں نے آپ کو بھی نہیں سنا۔نہیں،ایسی کوئی بات نہیں ہو سکتی اور اگر ان کا کوئی رشتہ یا تعلق اس سے نہیں بنتا، میں اپنے ان الفاظ کو withdraw کرتا ہوں اور اس کے لئے ان کو sorry کہتا ہوں۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: (چودھری عبدالغفور):
Deleted:
Deleted: تے
Deleted:
Formatted: Centered
Deleted: اس مرحلہ پر ایوان میں ظہر کی اذان سنی گئی
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt
Deleted: ¶
Deleted:
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted: ہاؤس کی کارروائی
Deleted: ¶Ur-27
Deleted: وقفہ
Deleted: خاں
Deleted:
Deleted: (چودھری عبدالغفور):
Deleted:
Deleted:

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! دیکھیں! یہ پھر وہی بات کر رہے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اگر ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میرے نبی محترم ﷺ کا حکم بھی یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان بھائی کی دل آزاری آپ سے ہوتی ہے تو میں اپنے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر ان کی اس بات سے دل آزاری ہوئی ہے۔ میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ بس، آپ کا حکم ہے آپ کے حکم کے مطابق میں ان کو already کہہ چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے sorry کر لیا ہے۔ چودھری صاحب! میرا خیال ہے کہ اب ہم اس بات پر بحث نہیں کریں گے۔ اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں اور توجہ دلاؤ نوٹس پر بات ہوتے ہوتے اس طرف چل پڑی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اب اس پر سوال بھی ہو گئے ہیں اور جواب بھی ہو گئے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! یہ جو توجہ دلاؤ نوٹس تھا اس کو آپ wrap up کرنا چاہیں گے؟ کیونکہ اس پر دو، تین ضمنی سوال آئے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ان کے دو جو ضمنی سوال تھے ان میں سے ایک ایلیٹ فورس سے متعلق کہا تھا کہ ایلیٹ فورس کو جب کسی specific purpose کے لئے trained کیا گیا تھا تو اس کو بعد میں دوسرے مقاصد کے لئے کیوں لگایا گیا؟ یہ ایلیٹ فورس، جب پچھلا دور تھا PML(N) کا اور میاں شہباز شریف صاحب اس وقت چیف منسٹر تھے تو ان کا یہ بڑا اچھا ایک idea تھا اور یہ فورس establish کی گئی تھی لیکن بد قسمتی سے جو پچھلا regime گزرا ہے اس میں اس فورس کو پروٹوکول پر لگایا گیا اور ایسے کاموں پر لگایا گیا جس کے لئے یہ trained ہی نہیں تھی تو اب اس وقت ایلیٹ فورس کو تمام دوسری ڈیوٹیوں سے withdraw کر لیا گیا ہے اور اب صرف اور صرف ایلیٹ فورس crime fighting کی ڈیوٹی کے اوپر مامور ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے یہ جاننا چاہ رہی تھی کہ پولیس کی پٹرولنگ چوکیاں 500 کے لگ بھگ یہاں پر قائم کی گئی تھیں کہ یہ سب لاء اینڈ آرڈر اور اس کے حوالے سے تو اس میں میری خبر کے مطابق پچھلے دِنوں اخبارات میں بھی آیا کہ چوکیوں کی جو پٹرولنگ پولیس ہے اس کو گورنمنٹ کی طرف سے گزشتہ دو تین ماہ سے پٹرول نہیں مل رہا۔۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted: (چودھری عبدالغفور):

Deleted:

Deleted:

Deleted: سوری

Deleted: 2,3

Deleted: ض

Deleted: (چودھری عبدالغفور):

Deleted: (راناثناءاللہ خاں):

Deleted:

Deleted: جو

Deleted: انہوں نے دوسرا

Deleted: جو ہے اس

Deleted: اس کو

Deleted: تو

Deleted: ع

Deleted:

Deleted: جو ہیں وہ

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تو بالکل ہی اس سے ہٹ کر ہے۔ میرا خیال ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس میں تو آپ کو اس سے متعلق ضمنی سوال کرنے ہیں۔ آپ یہ بعد میں کر لیجئے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ راناثناء اللہ صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی اس ہاؤس کے اندر assurance ہو گئی کہ سینئر منسٹر کے ساتھ نہ سینئر ایڈوائزر کے ساتھ بلکہ ہمیں تو جہاں تک پتا چلا کہ وہاں MNAs کے ساتھ بھی ایلیٹ فورسز چل رہی ہیں تو آج کی assurance کے بعد یہ بات assure ہو گی کہ نہ سینئر منسٹر کے ساتھ ایلیٹ فورس ہو گی، سینئر ایڈوائزر کے ساتھ اور نہ ہی کسی منسٹر کے ساتھ کیونکہ جو سانحہ ہوا ہے اگر فورس کو اسی جگہ پر رکھا جاتا جہاں ان کی اپنی ڈیوٹی تھی بجائے اس کے کہ پروٹوکول duties کے تو میرا خیال ہے کہ اتنا بڑا سانحہ نہیں ہونا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جو کہا ہے اس کے مطابق ایلیٹ فورس کو تمام پروٹوکول ڈیوٹیز سے withdraw کر لیا گیا ہے۔ اب جو very V.VIP duties ہیں مثال کے طور پر جس طرح کوئی foreign diplomat یہاں پر آتے ہیں یا پرائم منسٹر آتے ہیں تو ان موقعوں پر ان کی جو موومنٹ ہوتی ہے اس موومنٹ کو cover دینے کے لئے ایلیٹ فورس ضرور ڈیوٹی کرتی ہے لیکن otherwise وہ کوئی ڈیوٹی نہیں کر رہی بلکہ وہ اپنے specific purpose پر مامور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرا خیال ہے کہ ---

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں ایک تحریک out of turn لانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں ذرا اس طرف آتو جاؤں پھر میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ جی اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر کوئی نہیں تھی لیکن کچھ out of turn move ہوئی

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted: !
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt
Deleted:
Deleted: یہ انشورنس
Deleted: نہ
Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman
Deleted: ،
Deleted: انشورنس
Deleted: انشور
Deleted: نہ
Deleted: ڈیوٹیز
Formatted: Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 13 pt
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: خاں
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Deleted: جو
Deleted:
Deleted: ع
Deleted:

ہیں اس کی copies آپ سیکرٹری صاحب کو دے دیں جب تک علی حیدر نور نیازی صاحب کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

میانوالی کی یونین کونسل وتہ خیل کی اراضی پر پاکستان ائیر فورس کا مالکان کو معاوضہ دیئے بغیر بے دخل کرنا

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں گورنمنٹ کی توجہ اس وقت جو واقعہ ضلع میانوالی میں ظہور پذیر ہوا ہے اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری یونین کونسل وتہ خیل میانوالی شہر کے ساتھ ہے۔ وہاں اس وقت پاکستان کی Air Force کے ٹرک اور سپاہی آ گئے ہیں اور انہوں نے وہاں کے زمینداروں کو کہا ہے کہ آپ لوگ اپنا رقبہ خالی کر دیں اور اب یہ ہماری ملکیت ہے۔ جب ضلعی انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا ہے تو وہ آگے سے جواب دے رہے ہیں کہ فوجی ہیں۔ ''چھڈو جی اوناں نوں قبضہ کر لین دیو'' اور نہ اس زمین کی کوئی value لگوائی گئی ہے اور نہ ان کو کوئی اس کا معاوضہ ادا کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں انتظامیہ بالکل خاموش ہے اور اس وقت وہاں پر فوجی جیسے پاکستان کے اوپر کبھی آ کر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اس وقت وہ غریب زمینداروں کو کہہ رہے ہیں کہ آپ یہاں سے چلے جائیں اور جن کے گھر ہیں آپ گھروں سے نکل جائیں کیونکہ یہ زمین اب ہماری ملکیت ہے اور جو اتنے سو سو سال سے وہاں پر رہ رہے ہیں اور جن کے اپنے وراثتی رقبے ہیں تو وہ چھوڑ دیں اور فوج کے حوالے کر دیں ۔ اگر فوج کو وہ رقبہ دینا ضروری ہے تو کم از کم اس کی compensation یا اس کا جو معاوضہ ہے تو وہ پہلے وہاں کے زمینداروں کو دیا جائے اور پھر فوج کے حوالے کیا جائے اور میری اس وقت گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ وہاں کی لوکل ایڈمنسٹریشن کو بتائیں کہ اس طرح یہاں کوئی جنگل کا قانون نہیں ہے کہ کوئی اٹھے اور کسی کی زمین کے اوپر پہنچ کر کے کہ یہاں سے آپ تشریف لے جائیں کیونکہ ہم پاکستان کی فوج ہیں اور ہم اس کی اوپر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس بارے میں اگر kindly لاء منسٹر صاحب بتائیں اور اس پر فوراً ضلعی انتظامیہ کو ہدایت کریں کہ ٹھیک ہے اگر زمین دینی ہے تو پہلے اس کی compensation دی جائے اور اس کی value لگوائی

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ۔
Deleted: ----------
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 18 pt
Formatted: Centered
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Deleted: ¶Ur-28 ¶UR28/12-02-09/14 ... [152]
Deleted: جناب سپیکر!
Deleted: کی
Deleted: ے
Deleted: پرے اوتا
Deleted: ر
Deleted: ن دے او''
Formatted ... [153]
Deleted: ے
Deleted: ے

جائے پھر زمین کسی کے حوالے کی جائے۔اس طرح قبضہ کروانے کی ہم شدید مذمت کریں گے اور اس پر احتجاج کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس میں off hand تو میں جونور خان نیازی صاحب نے بات کی ہے۔اس کے متعلق بات نہیں کر سکتااور یہ تھوڑاسا ٹائم دیں تو اس بارے میں لوکل ایڈمنسٹریشن سے پتاکرواکر کہ موقع پر کیاصورتحال ہے تواس کے مطابق پھر میں عرض کرنے کے قابل ہوں گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!وہ مشینری لاکر کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،آپ اس کے اندر میری عرض سن لیں۔آپ نے بڑااچھاpoint raise کیا ہے اور اس میں لاء منسٹر صاحب سے آپ مل کر اس کے اوپر discuss کرلیں اور کل تک اس کی ہم رپورٹ منگوالیتے ہیں کیونکہ ابھی تو ان کے پاس اس سلسلے میں کوئی معلومات نہیں اور ان کو کچھ پتانہیں ہے۔لاء منسٹر صاحب کل تک اس سلسلے میں کچھ کر کے پھر ہاؤس کو inform کر دیجئے گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں بھی ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ ضلع شیخوپورہ اور ضلع ننکانہ میں محکمہ جنگلات پنجاب کا بہت زیادہ رقبہ جو کہ کم از کم سو مربع سے زیادہ ہو گا اس پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور مختلف neighbour کے جو زمیندار ہیں ان سے وہ بھتے کی شکل میں دس ہزار سے لے کر بیس ہزار روپیہ فی ایکڑ وصول کر رہے ہیں۔ہمیں اور معزز ہاؤس کو یہ رپورٹ مکمل کر کے یہ بتایا جاہے کہ کیا یہ رقبہ ان کی کوئی جاگیر ہے،inherited ہے یا ان کو کسی قانون کے تحت دی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب!ایک منٹ میری بات سنیں۔اگر آپ کے لئے matter بہت اہم ہے تو اس کے rules موجود ہیں اور آپ lawyer بھی ہیں۔آپ اس کے اوپر Call Attention Notice،آپ اس کے اوپر questions مطلب اتنے طریقے ہیں ان کے مطابق لے کر آئیں۔ہاؤس اس کے مطابق کارروائی کرے گا۔اتنے اہم point کو آپ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر لے کر آئیں گے تو

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Deleted: میں
Deleted: ے
Deleted: ی
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:
Deleted: ہ
Deleted: ۔
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: ئ
Deleted: پوائنٹ
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
Formatted ... [154]
Formatted ... [155]

اس کے اوپر یہ چیز آپ کی seriousness show نہیں کرتی ہے جتنا یہ اہم مسئلہ ہے اور یہ واقعی بڑا اہم مسئلہ ہے۔اس کو ہاؤس کا جو طریق کار ہے اس کے مطابق put کریں اور اس کو بالکل ہاؤس take up کرے گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جی،ٹھیک ہے۔شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،اعجاز صاحب!اس کے بعد میں راناصاحب آپ کی طرف آتا ہوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!ابھی آپ نے خود ملاحظہ کیا ہے کہ ہمارے یہ بھائی نیازی صاحب یہاں بیٹھے تھے،یہ بھی حکومت کا part and parcel ہیں اور جنہوں نے ابھی پہلے فوج کی بات کی ہے اور ادھر سے دوسرے صاحب جو بولے ہیں وہ بھی حکومت کا part and parcel ہیں۔

جناب سپیکر!دیکھیں کہ اس 18۔فروری کو عوام سے کس چیز کا mandate لیا گیا تھا کہ اس ملک پر فوج کے جہاں قبضے ہیں کہ وہاں سے فوج کو ہم نے واپس بھیجنا ہے اور آج حکومت کے ہی لوگ یہ واویلا کر رہے ہیں کہ ہماری زمینوں پر قبضے ہو رہے ہیں۔آج وہ کہاں ہے کہ جن کا طوطی بولتا تھا کہ ہم یہاں جمہوریت قائم کریں گے۔یہاں سے ہم فوج کو واپس بھیجیں گے اور یہاں ہم فوج کو آنے نہیں دیں گے۔خدانخواستہ اگر اس issue کو serious نہ لیا گیا تو کل کلاں کو جس طرح آج زمینوں پر قبضے ہوئے ہیں اس ہاؤس پر بھی ایک دن قبضہ ہو جائے گا۔میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اتنے اہم issue پر کہ جس کی base پر سارا ہاؤس بنا تھا اور 18۔فروری کو mandate آیا تھا۔اس mandate کی بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی توہین ہو رہی ہے اور یہ انتہائی شرم ناک اور افسوسناک بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،بہت شکریہ۔مہربانی۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اعجاز شفیع صاحب نے بہت اہم بات کی ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ دیکھیں کہ 18۔فروری سے پہلے تو پورے ملک پر ان لوگوں نے فوج کا قبضہ کروایا ہوا تھا بلکہ ملک تو ملک یہ Houses جو ہیں یعنی کتنے شرم کی بات ہے

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
[156] ...ہو...طریقہ کار
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted [157] ...
[158] ...-...
Deleted: جناب
Formatted [159] ...
[160] ...اٹھارہ... مینڈیٹ
Formatted [161] ...
[162] ...سے...ہ...ی...ی...تھی
Deleted:
[163] ...ایشو...ایشو
Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman
Deleted: اٹھارہ
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
[164] ...مینڈیٹ...مینڈیٹ
Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: اٹھارہ
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

کہ اس ہاؤس سے دومرتبہ قرارداد پاس ہوئی کہ فلاں جرنیل کو باوردی ہم اگلے دس سال تک منتخب کروائیں گے۔(شیم۔شیم۔شیم)

تو وہ سارے قبضے اب ختم ہورہے ہیں اور اب دیکھیں کہ صرف زمینوں کی اور ایکڑوں کی بات رہ گئی ہے اور یہاں کوئی تھوڑی بہت اس کی باقیات رہ گئی ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال چھ مہینے میں یہ بھی ہر چیز ختم کردیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اسی ہاؤس میں ایک اتنا بڑا blunder ہوا تھا کہ honourable Chair جہاں آپ بیٹھے ہیں وہاں پر یونیفارم میں ایک جنرل نے بیٹھ کر اسمبلی کے ممبران سے خطاب کیا تھا اور ہم اس وقت بھی یہ کہہ رہے تھے لیکن جو آج دعوے دار ہیں ہم نے پانچ سال پورے کئے اور اللہ کا شکر ہے کہ یہ پہلا اعزاز ہمیں ہی حاصل ہوا ہے اور جمہوریت grass level تک گئی ہے۔آج ضلعی ناظمین ہیں، آج تحصیل ناظمین ہیں، آج یونین ناظمین اور آج کونسلرز ہیں۔ عوام کو ریلیف ان کے door step پر مل رہا ہے۔(Interruption)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talking

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس وقت بھی جمہوریت کے علمبردار تھے لیکن یہ کہہ رہے تھے کہ یہ فوج ہی ہے کہ آج دیکھیں کہ ابھی سے steps شروع ہوگئے ہیں۔ ابھی میرا خیال ہے رانا ثناء اللہ صاحب کو دیکھنا چاہئے کہ آٹھ ہزار پانچ سو کنال رقبہ Defence Housing Authority نے قبضہ کیا ہے۔اب تو کم از کم ایسا کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ میں پاک فوج کی عظمت کو آج بھی سلام پیش کرتا ہوں لیکن پاک فوج کو ان بیرکوں میں ہونا چاہئے جہاں ان کی ڈیوٹی ہے اور ان کے جو کام ہیں، آج دیکھ لیں کہ ایڈمنسٹریشن کہہ رہی ہے کہ ہم بے بس ہیں اور اگر ایڈمنسٹریشن بے بس ہے تو میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ بالکل ایڈمنسٹریشن نے ایسی کوئی بات نہیں کی اور آپ بس اپنی بات کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اگر ایڈمنسٹریشن بے بس ہے تو رانا ثناء اللہ بے بس نہیں ہوگا۔ وہ کل ہی اس کا action لے کر اگلے دن اس ہاؤس میں رپورٹ پیش کرے گا جو فوجیوں نے یہ تسلط کیا اور یہ قبضہ کیا اور لوگوں کے اوپر جبر کر رہے ہیں۔ شکریہ

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: جو ہیں
Deleted: ے
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: گراس
Deleted: ۔
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Bold, Complex Script Font: Times New Roman, 12 pt, Bold
Formatted: Left-to-right
Formatted ... [165]
Deleted: جناب ڈپٹی سپیکر:
Formatted ... [166]
Formatted ... [167]
Deleted:
Formatted ... [168]
Deleted: ی
Deleted: و
Deleted: جو
Deleted: یں
Deleted: ۔
Deleted: ئ
Deleted: کہ
Deleted: ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!دیکھیں اس میں بات یہ ہے کہ یہ آج جمہوریت کی وجہ سے ہے کہ یہاں ممبران اس بات کے اوپر بات کر رہے ہیں اور میں گورنمنٹ کی طرف سے on the floor of the House ان دونوں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ یہ adjournment motion لائیں ہم اس کو admit اور concede کریں گے اور اس کے اوپر بات بھی کریں گے اور اس کے اوپر action بھی لیں گے لیکن بات یہ ہے کہ ایسا تو ہوا کہ کوئی جرنیل جو اس سیٹ پر آکر قابض ہو گیا لیکن اتنا شرمناک واقعہ اس اسمبلی کی تاریخ میں نہیں ہوا کہ یہاں پر قرارداد وردی کے حق میں پیش ہوئی کہ اسے پاس کر دیا جائے۔(شیم۔شیم۔شیم)

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔اب تحریک استحقاق ہے محترمہ ثمینہ خاور حیات۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب!یہ اس ہاؤس کی پراپرٹی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،میرا خیال ہے اس پر کافی بات ہو گئی ہے دیکھیں!بات آپ نے بھی کر لی۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع : جناب سپیکر !اربوں روپے کی پراپرٹی ہے اس کی لاء منسٹر صاحب نے commitment دی تھی کہ میں within week time بتاؤں گا اور اسی طرف آرہا ہوں جو ابھی بات لاء منسٹر صاحب نے کہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ باقی proceeding وہ تو ہم آگے چلائیں گے لیکن آپ last proceeding نکال لیں کہ اس میں لاء منسٹر صاحب نے assurance دی تھی کہ اگلے اجلاس میں وہ ساری پنجاب حکومت کی اربوں روپے کی پراپرٹی ہے جو revenue department اور دوسرے لوگوں نے اور جس پر Defence Housing Authority نے قبضہ کیا ہوا ہے تو آج اس رپورٹ کو میرا خیال ہے کہ ہاؤس میں پیش کرا لیا جائے تاکہ یہ چیز تھوڑی سی پبلک کے لئے اور ہمارے لئے بھی clear ہو جائے۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: ز
Formatted ... [169]
A...M ... [170]
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted ... [171]
Deleted:
Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 7 pt
Formatted ... [172]
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted: ---
Formatted ... [173]
Deleted: و
Formatted ... [174]
ensu...وہ س...ی پ...پ ج... ... [175]
Formatted ... [176]
R... ... [177]
Formatted ... [178]
D... ... [179]
Formatted ... [180]
...کو ... [181]
Formatted ... [182]
Deleted:
Formatted ... [183]

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ میاں نصیر صاحب لاء منسٹر صاحب کو مل چکے تھے اور جو رپورٹ ہے وہ انہوں نے پیچھے بھی آپ شاید اس دن نہیں تھے ایک اور سوال آیا تھا اور اس کے اوپر بھی یہی بات ہوئی تھی کہ لاء منسٹر صاحب نے رپورٹ کو اسی سیشن کے اندر پیش کرنے کا کہا ہوا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج انہوں نے کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اب مجھے معلوم نہیں۔ کیوں لاء منسٹر صاحب! اس کے اندر کیا بات ہوئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو اراضی Defence Housing Authority کے پاس ہے اس کے متعلقہ بھی معاملہ تھا اور پھر کچھ راستوں کے بند ہونے کا معاملہ تھا تو میاں نصیر صاحب اس بات پر متفق ہوئے تھے کہ اس پر سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو وہ انکوائری کر کے رپورٹ پیش کرے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی یہ بات ہوئی تھی اور اب یہ دوسرا اجلاس ہے لہذا منسٹر صاحب assurance دے دیں کہ کل یا پرسوں آ جائے گی تاکہ پورے ہاؤس کو پتا چلے۔ اب یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے اس لئے زبانی جمع خرچ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کے floor پر جو بات کی جاتی ہے وہ زبانی جمع خرچ نہیں ہوتی۔ چیمہ صاحب! اگر آپ نے بات کرنی ہے تو خود کھڑے ہو کر کر لیں۔ میں اسے wind up کر رہا ہوں۔ آپ کی بات بالکل صحیح ہے کہ floor of the House جو بات کی جاتی ہے یا assurance دی جاتی ہے وہ ہاؤس کا حصہ ہے اور اس پر عملدرآمد بھی ہونا ہے۔ مجھے یاد آ گیا ہے، اس وقت میں ہی Chair پر بیٹھا تھا جب سوال put ہوا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ سینئر ممبر اس پر پوری رپورٹ دیں گے چونکہ 8500 کنال کا مسئلہ ہے۔ وہاں سے یہ بات نہیں ہوئی کہ ہم نہیں کریں گے بلکہ وہاں سے یہ بات ہوئی ہے کہ اس بارے میں ایک کمیٹی بنا دی ہے وہ جیسے ہی اپنی رپورٹ مکمل کرے گی وہ ہاؤس میں پیش کر دی جائے گی اور وہ غیر معینہ مدت کے لئے نہیں ہو گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ 12:10 سے اب یہ وقت ہو گیا ہے لہذا ایجنڈے پر چلیں۔ میں نے ایک دو انتہائی اہم issues آپ کے اور ایوان کے سامنے رکھنے ہیں۔ ایک

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ی
Deleted: ۔
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: اس کے اوپر
Deleted: کے او
Deleted: آف
Deleted: ئے
Deleted: 12-2-2009/14.40/UR29/umar ¶daraz
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ں
Deleted: آ
Deleted: ت
Deleted: آ
Deleted:
Deleted:

ایک لمحہ ہم سب پر قوم کا قرض ہے۔لہذا مہربانی کریں۔ابھی جس معاملے پر بات ہو رہی ہے سب کو معلوم ہے کہ وہ معاملہ ہائی کورٹ میں ہے۔میں جانتا ہوں کہ اس پر قبضہ ہوا ہوا ہے اور یہ سب کو معلوم ہے اور وہ پندرہ سال سے چل رہا ہے۔وہ subjudice matter ہے لیکن ابھی اس پر بات ہو رہی ہے یا تو آج کے ایجنڈے کو ختم کر کے اس پر بات کر لیں۔صرف اسی معاملے پر تین گھنٹے ہو گئے ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔محترمہ اپنی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتی ہیں میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔میاں صاحب! پلیز آپ بیٹھ جائیں۔

میاں محمد رفیق: پھر میری بات بے موقع ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو کر لیں جی۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک جملے میں بات کر لینے دیں۔ جمہوری روایات کا پاس کرتے ہوئے چودھری عبدالغفور صاحب نے معافی مانگ لی ہے اور اچھی روایت قائم کی ہے۔میرا احتجاج یہ ہے کہ اس سیاپے کے دوران اپوزیشن والوں نے Chair کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے، آپ کی بات نہیں مانیں گے۔انھوں نے Chair کی توہین کی ہے۔انھوں نے نہ صرف سپیکر بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔لہذا جو اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے اس کی بھی معافی منگوائی جائے۔یہ میرا احتجاج ہے۔ That is on the record آپ ٹیپ چلوا کر سن لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میاں صاحب بالکل صحیح بات کر رہے ہیں۔انھیں بھی gesture show کرنا چاہئے۔

میاں محمد رفیق: انھوں نے سیاپا کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اپوزیشن کی طرف سے کوئی اس پر بات کرے گا؟

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted: -

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted: -

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted: -

Deleted:

Deleted: -جناب سپیکر!

Deleted:

Deleted:

Deleted:

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!خود لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ ریکارڈ کا حصہ ہی نہیں ہے تو پھر یہ معاملہ ہی نہیں ہے-

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر صاحب نے آکر معذرت کر لی اور اپوزیشن نے بھی show_grace کرتے ہوئے معذرت قبول کر لی اور ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلایا-میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب ہوں یا میں،اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ دونوں اطراف کو ساتھ لے کر چلیں-آج آپ سب یہاں موجود تھے جس طرح لاء منسٹر صاحب نے بات کی تو Chair نے ان کے ساتھ agree نہیں کیا تھا چونکہ Chair یہ سمجھتی تھی کہ وہ اس طرح کی بات ہے کہ اس پر وہی ہونا چاہئے جس طرح Chair سمجھ رہی ہے-لہذا اس کے اندر ہر طرف سے show grace ہونی چاہئے اور یہ ہاؤس اس وقت ہی چلے گا جب دونوں sides مل کر اس Chair کو legally respect دیں جو اس کا right بنتا ہے -اب میں محترمہ کو کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں-

محترمہ ثمینہ خاور حیات:شکریہ-جناب سپیکر!---

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں صاحب!آپ کی مہربانی-آپ کا بڑا valid point ہے اور میں نے اس پر اپنی observation دے دی ہے-

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میں اس پر تحریک استحقاق لے آؤں گا-ان سے معافی منگوائی جائے یا پھر میں ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں-

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ہم پر Chair کا احترام فرض ہے چونکہ اسی کی وجہ سے ہماری عزت ہے اور ہماری وجہ سے اس Chair کی عزت ہے- ہم Chair کی impartiality کو question نہیں کرتے-آپ نے اس وقت بہت منصفانہ طریقے سے اور impartial ہوتے ہوئے،

¶ :Deleted
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
:Deleted
:Deleted
:Deleted
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
:Deleted
:Deleted
:Deleted
:Deleted
:Deleted
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
:Deleted
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
:Deleted
:Deleted
:Deleted
:Deleted
:Deleted
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
:Deleted
Formatted ... [184]
Formatted ... [185]
Formatted ... [186]

لاء منسٹر سے disagree کرتے ہوئے جو معذرت کروائی ہے ہم اس بات پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ-جی، محترمہ!

ایس پی ٹریفک لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے- معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 27- جنوری 2009 کو اپنا وزٹنگ کارڈ دے کر اپنے brother-in-law کو ایک عوامی وفد کے ہمراہ ایس پی ٹریفک لاہور سردار آصف کے پاس عوامی شکایات کے ازالہ کے لئے بھیجا-جب وفد نے ایس پی ٹریفک لاہور کو میرا وزٹنگ کارڈ دے کر اپنی شکایت بتانے کی کوشش کی تو موصوف میرا کارڈ دیکھ کر غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں آپ کی کوئی بات سننا چاہتا ہوں-جب وفد کے لوگوں نے بتایا کہ ہمارا تعلق لاہور تا قصور چلنے والی ٹرانسپورٹ سے ہے اور ہمارے کچھ مسائل ہیں تو اس پر موصوف مزید سیخ پا ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں تو لاہور تا قصور ٹرانسپورٹ والوں کو دیکھنا تک نہیں چاہتا اور اوپر سے ایم پی اے کا وزٹنگ کارڈ دکھا کر آپ میرے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں-فوراً میرے دفتر سے نکل جاؤ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا اسی دوران میرے brother-in-law نے مجھے فون کر کے تمام صورتحال بتائی تو میں نے خود ایس پی ٹریفک سردار آصف کو فون کیا اور ان کو وفد کے مسائل حل کرنے کے لئے استدعا کی لیکن ایس پی ٹریفک نے مجھے ہتک آمیز لہجہ میں جواب دیا اور کہا کہ میں آپ کا فون سننے کا پابند نہیں ہوں لوگوں کے مسائل حل کرنا میری مرضی پر منحصر ہے-اس پر میں نے کہا کہ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور لوگوں کے مسائل کے حل کے لئے سرکاری افسران سے رابطہ کرنا میرا آئینی اور قانونی حق ہے چونکہ میں خاتون رکن اسمبلی ہوں اس لئے آپ کے دفتر میں خود نہ آ سکی اور اپنا وزٹنگ کارڈ دے کر brother-in-law کے ہمراہ وفد کو بھیجا ہے-

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ،
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted: ں-
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

جناب سپیکر!ایک سرکاری افسر کا ایک خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز لہجے میں بات کرنے سے عوامی مسائل کو سننے اور حل کرنے سے انکار کے باعث نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!آپ نے اسے out of turn take up کیا ہے۔مجھے ابھی اس کی کاپی موصول ہوئی ہے لہذا اسے pending فرما دیں اس کا جواب آ جائے تو پھر میں کچھ عرض کرنے کے قابل ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کب تک pending کروانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):Tuesday تک pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ تحریک استحقاق Tuesday تک pending کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس سے پہلے کہ ہم تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں۔میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83(E) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہے۔چونکہ زراعت پر بحث کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر09/52 چودھری عبداللہ یوسف صاحب، چودھری خالد جاوید اصغر گھرال صاحب،

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Deleted:
Deleted: محترمہ ثمینہ خاور حیات:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: -
Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 18 pt, Complex Script Font: 18 pt
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: -
Deleted:
Formatted ... [187]

چودھری محمد ارشد صاحب اور تحریک التوائے کار نمبر 59/09 جناب احمد حسین ڈیہر صاحب کی طرف سے ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر998/08 شیخ علاؤالدین صاحب نے move کی تھی یہ پہلے 6تاریخ کے لئے pending ہوئی تھی اور پھر دوبارہ آج تک کے لئے pending ہوئی تھی۔جی، رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر998 کا جواب دیں۔

مینٹل ہسپتال لاہور میں سینئر ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے مریض عدم توجہی کا شکار

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں متعلقہ اتھارٹی سیکرٹری ہیلتھ اور اس ادارے کی ایڈمنسٹریٹو صاحبہ سے شیخ صاحب کی میٹنگ کروائی ہے اور اس میں یہ طے پایا تھا کہ چونکہ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب with in two weeks وہاں جا کر on ground briefing لے رہے ہیں۔ ہم نے اس میں شیخ صاحب کو شامل کروا دیا ہے۔ لہذا وہاں on ground جو بھی شکایات ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ ان کا ازالہ ہو جائے گا۔اس پر محرک اور باقی لوگ بھی متفق تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! بالکل میٹنگ ہوئی ہے۔ میں آپ اور اس ایوان کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس تحریک التوائے کار میں گزارش کی تھی اس بارے میں ٹاسک فورس کی چیئرمین اور ہماری colleague الفت لیاقت علی نے وزیر قانون کے سامنے کہا ہے کہ ہاں وہاں یہ حالات ہیں۔یہ بات تو confirm ہو گئی کہ مینٹل ہسپتال کے حالات خراب ہیں۔دوسرا یہ بھی confirm ہو گیا کہ ان کے 120 سال پرانے دروازے کو بھی بند کیا جا رہا ہے۔وزیر قانون صاحب نے کل اس پر ایک تجویز دی تھی اور انھوں نے فرمایا تھا کہ ایک ہفتے یا کچھ دنوں میں وزیر اعلیٰ صاحب وہاں جائیں گے۔انھوں نے ہسپتال کی انتظامیہ سے بھی کہا ہے کہ آپ بتائیں کہ وہاں مزید کیا کیا مسائل ہیں۔مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب وہاں visit کرتے ہیں اور وہ اپنے طور

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ب ک
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: دیں۔
Deleted: ¶
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
Deleted:
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
Deleted:
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
Deleted: ¶Ur-30

پر ان سارے مسائل کو بذات خود دیکھ کر ان کا کوئی حل نکالتے ہیں۔ میں تو صرف یہی چاہتا ہوں کہ ان کے مسائل کا حل نکلنا چاہئے کیونکہ یہ mentally retarted لوگ ہمارے ہی معاشرے کا حصہ ہیں۔ میرے خیال کے مطابق سب سے زیادہ ہم پر ان کی ذمہ داری آتی ہے۔ ہمیں ان کا اتنا ہی خیال کرنا چاہئے جتنا کہ ہم دوسرے ہسپتالوں کا کرتے ہیں۔ دوسرے ہسپتالوں کے مریض تو کسی کو کچھ کہہ بھی سکتے ہیں جبکہ یہ بے چارے لوگ تو کسی کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتے تو وزیر قانون صاحب کی اس یقین دہانی پر میں یہ کہوں گا کہ یا تو آپ اس کو pending کر لیں یا پھر جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں جانا ہے اور وہ خود ان مسائل کو دیکھ کر ان کا حل تجویز کریں گے لہذا اس کو dispose of کر دیتے ہیں اگر دوبارہ کوئی مسئلہ ہوا تو پھر اسے take up کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، with this condition آپ اسے dispose of کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ تو اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ نے مہربانی فرمائی تھی اور میری ایک تحریک کو out of turn take up کر لیا گیا تھا۔ وزیر قانون صاحب نے اس پر جواب دینا تھا جس کی وجہ سے وہ pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں، اتنی دیر میں اگلی تحریک کو take up کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1003/08 ہے۔ یہ شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس تحریک کو پیش کرنے سے پہلے آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ میں نے ایک تحریک التوائے کار child abuses، بچوں کے ساتھ جو جنسی زیادتیاں ہو رہی ہیں ان کے بارے میں دی تھی۔ میں نے باقاعدہ figures کے ساتھ یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ مجھے آپ کی طرف سے یعنی سپیکر صاحب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں مجھے یہ کہا گیا ہے کہ میں اس تحریک التوائے کار کو اس طرح نہ لاؤں بلکہ میں اس کے اوپر ایک قرار داد لے کر آؤں۔ میں اس کو لے کر خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔ میں نے کہا اچھا

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ت

Deleted: o

Deleted: so۔

Deleted:

Deleted: س

Deleted: I mean،

ٹھیک ہے، میں دیکھوں گا لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کوئی دن ایسا نہیں جا رہا کہ جس دن بچوں کے ساتھ جنسی جرائم نہ ہو رہے ہوں۔اب میں مجبور ہو گیا ہوں۔کل پھر ایک واقعہ لوئر مال کے ایک ہوٹل میں ہوا ہے۔وہاں سے چودہ سالہ بچے کی لاش ملی ہے۔چنانچہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اس تحریک کو آپ دو چار دن میں دیکھ لیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ہاؤس کا فرض ہے کہ بچوں کے خلاف جو جنسی جرائم ہو رہے ہیں ان کا تدارک کیا جائے کیونکہ وہ انتہائی ہولناک ہیں اور اس پر اقوام متحدہ نے بھی کہا ہے کہ پاکستان میں یہ جرائم بڑھ رہے ہیں تو میری اس بارے میں صرف یہ گزارش ہے کہ ان کے لئے کوئی special cells بنائے جائیں، ان کے لئے کوئی special courts بنا دی جائیں۔جب آپ کی اجازت سے میں وہ تحریک التوائے کار پیش کروں گا تو میں اس میں بتاؤں گا کہ اصل میں زیادتیاں ہو کیا رہی ہیں؟ میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس پر قرارداد بنتی ہی نہیں ہے۔میرے خیال میں نہیں بنتی کیونکہ یہ فیڈرل subject ہے اور نہ ہی کوئی ایسا قرارداد والا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے، آپ ذرا مجھے مل لیں۔ہم بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں گے۔فی الحال آپ اس تحریک کی طرف آ جائیں۔

ساہوکاروں کے غیر قانونی لین دین سے کاروبار افراد کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ پورے پنجاب اور خصوصاً صوبائی دارالحکومت لاہور میں (illegal parallel banking) زور شور سے جاری ہے۔مجبور اور بے بس لوگوں کو انتہائی ظالمانہ شرح سود سے قرضے کے جال میں پھنسایا جاتا ہے اور ان ساہوکاروں کے ظلم و ستم کی وجہ سے بے شمار لوگ پریشان ہیں۔معزز ایوان کی توجہ کے لئے صرف ایک واقعہ پیش کر رہا ہوں جس سے اندازہ ہو گا کہ ساہوکار مافیا کن ہتھکنڈوں سے آج اکیسویں صدی کے جدید دور میں لوگوں کو لوٹ رہا ہے۔ایک مقامی کاروباری شخص طاہر جمیل جو گڑھی شاہو لاہور کا رہائشی ہے نے کاروبار کے لئے ایک شخص ظفر اسحاق ولد حاجی اسحاق سے 6 سال

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ں۔ت
Deleted: ۔تو
Deleted: Federal
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Centered
Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt
Deleted: I
Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt
Deleted: P
Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt
Deleted: B
Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

قبل4لاکھ روپے قرضہ لیااوراس نے اس رقم پر تقریباً9لاکھ روپے سوداداکیا۔ایک سال قبل اس نے مزید5لاکھ روپیہ قرض لیااوراس رقم پرایک سال میں ایک لاکھ سوداداکیا۔اس ناقابل برداشت شرح سود کی وجہ سے اس کا کاروبار ٹھپ ہوگیا۔ساہوکار ظفراسحاق نے اس سے(post dated)15لاکھ روپے کے چیک پہلے ہی لے لئے تھے۔ان چیکوں کی تاریخ خود ڈال کر انہیں bounceکرایا گیا۔بعد میں اس نے طاہر جمیل کے خلاف تھانہ ریس کورس میں FIRدرج کرادی اورایک ایڈووکیٹ کی ملی بھگت سے طاہر جمیل کی والدہ حاجراں خانم کو بھی اس میں ملوث کر دیا حالانکہ اس کا اس کاروبار سے کوئی تعلق نہ تھا۔علاوہ ازیں ظفراسحاق نے اس ایڈووکیٹ کے ذریعے طاہر جمیل کے والد جو نسبت روڈ پر سائنس لیبارٹری کا کاروبار کرتا ہے کو بھی ہراساں کیا۔یہ بھی المیہ ہے کہ قانون ہونے کے باوجود ان مظلوموں کو کسی سے بھی کوئی تحفظ نہیں مل رہا۔ایسے بے شمار خاندان اورافراد کو ان ظالموں کے چنگل سے نکالنا ازحد ضروری ہے۔لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق طاہر جمیل مالک پاک انٹرنیشنل گڑھی شاہو لاہور کے ظفراسحاق کے ساتھ گھریلو تعلقات ہیں۔طاہر جمیل نے ظفراسحاق سے کچھ عرصہ قبل20لاکھ روپے اُدھار لئے اوراسے joint accountکے دو چیک دے دیئے جن پر طاہر جمیل اوراس کی والدہ حاجراں خانم کے دستخط تھے۔بنک میں چیک bounceہو گئے جس پر ظفراسحاق نے طاہر جمیل کے خلاف تھانہ ریس کورس میں مورخہ 30-7-2008 کو مقدمہ درج کروایا۔دوران تفتیش مسمات حاجراں خانم بے گناہ ثابت ہوئی اور طاہر جمیل کو مقدمہ بالا میں گرفتار کر کے عدالت میں چالان پیش کر دیا گیا ہے۔Security Exchange Commission of Pakistanنے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ بنکوں کے معاملات براہ راست State Bank of Pakistan کے کنٹرول میں ہیں۔Banking Companies Ordinance,1962کے سیکشن27کے تحت کوئی فرد یا ایسوسی ایشن جو کمپنی کے زمرے میں نہیں آتی جب تک State Bank کا جاری کردہ لائسنس حاصل نہیں کر لیتی bankingکا کاروبار نہیں کر سکتی۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 14 pt

Formatted: Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Deleted: ا

Deleted: بال

Deleted: ت

Deleted: ت

Deleted: O

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!اس میں جو حاجراں خانم کا نام ڈالا گیا تھا، کیا یہ joint account تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ہاں یہ joint account تھا اور حاجراں خانم کے اس چیک کے اوپر دستخط تھے لیکن بعد میں یہ پتا چلا کہ یہ جتنی بھی transactions ہوئی تھیں وہ اس کے علم میں نہیں تھی۔ وہ اس میں اس طرح سے involve نہیں تھی تو اس لئے اس کو بے گناہ کر دیا گیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ اس عورت کو involve ہی اس لئے کیا گیا کہ ان کو pressurize کر کے پیسا لیا جائے اور جس میں وہ کامیاب رہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ تو صرف ایک مثال ہے۔ آپ بھی خوب سمجھتے ہیں کہ اس وقت لاہور میں 30/35 فیصد شرح سود سے بھی زیادہ پر قرضہ دیا جا رہا ہے۔ وزیر قانون صاحب نے صحیح کہا ہے کہ State Bank کے rules کے تحت اس کو monitor کرتا ہے لیکن میں نے اپنی تحریک التوائے کار کے شروع میں ہی یہ گزارش کی ہے، میں نے illegal parallel banking کا لفظ لکھا ہے۔ اب جو illegal banking ہے اس کو تو State Bank دیکھ رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ 21 فیصد سے زیادہ سود نہ لگاؤ، insurance کرو، collateral لو، یہ کرو، وہ کرو۔ میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ لاہور میں کن کن جگہوں پر ابھی بھی قرضہ دیا جا رہا ہے اور وہ سب کن کے ہاتھوں میں ہے۔ آج سے پچاس سال پہلے بھی انہی کے ہاتھوں میں تھا اور آج بھی انہی کی اولاد یہ کام کر رہی ہے۔ وہ پہلے سبز سائیکل پر پھرتے تھے اور اب آپ کو پتا ہے کہ وہ کس طرح پھرتے ہیں۔ زیادہ تر ان کے چنگل میں ملازم پیشہ لوگ ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر ہماری حکومت ان کے لئے اور کچھ نہیں کر سکتی تو کم از کم media کے ذریعے یہ کہا جائے کہ آپ لوگ ان سے قرضہ نہ لیں یا یہ بتایا جائے کہ illegal parallel banking جرم ہے۔ اس چیز کو روکنا بہت ضروری ہے۔ لوگ ضرورت کے مارے، شادی کی وجہ سے، دکھاوے کی وجہ سے، اللہ نہ کرے بیماریوں کی وجہ سے ان لوگوں کے چنگل میں پھنستے ہیں۔ اللہ ان کے شر سے بچائے۔ میں آپ کو ان کا طریق کار بتاؤں جو کہ بڑا عجیب ہوتا ہے۔ یہ simple دستخط کروا لیتے ہیں، اس کے بعد یہ property mortgage کر لیتے ہیں اور انتہائی قیمتی

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ت
Deleted: ¶
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted
Deleted: ¶
Deleted: ¶
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: ت
Deleted:
Deleted: پیسہ
Deleted: I
Deleted: P
Deleted: B
Deleted: I
Deleted: P
Deleted: B
Deleted: طریقہ کار

properties یاان کا جو family silver ہوتا ہے،ان کے باپ دادا کی جو جائیداد ہوتی ہے وہ اس میں رُل جاتی ہے۔یہ ساہوکار پھر ان کو کہتے ہیں کہ اچھا تم قرضہ واپس نہیں دے سکتے تو چلو تھوڑے سے اور پیسے لے لو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے لئے تباہی مچ جاتی ہے۔ کم از کم حکومت کو یہ چاہئے کہ اس قسم کے cases کو take up کرے، ہر تھانے کے ہر S.H.O کو پتا ہے کہ money lender کون ہے اور میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر S.H.O کو پتا ہوتا ہے کہ Who is the illegal money lender?. تو وہ جو illegal money lenders ہیں، جو لوگوں کی زندگیاں حرام کر رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کچھ نہ کچھ کیا جائے۔ لوگوں کو اس عذاب سے بچایا جائے۔لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑی easy money ہے۔ گئے آرام سے اور وہ کسی فروٹ کی دکان پر بیٹھا ہوا ہے، آپ سب سمجھ رہے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، وہ بیٹھا ہوا ہے کسی بوتلوں کی دکان پر کچھ نہیں کر رہا، آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔ایک اس نے کوٹ پہنا ہوا ہے یا پھتوئی پہنی ہوئی ہے اس میں سے وہ پیسے دے رہا ہے اور لے رہا ہے۔اس کا کہیں وجود ہے، کسی sales tax میں، کسی income tax میں، کسٹم میں اور نہ ہی سوشل سکیورٹی میں۔ وہ رات کو دس پندرہ لاکھ روپے دے کر اس کے اوپر جو کما کر جا رہا ہے وہ آپ دیکھ لیں اور وہ کتنا بڑا ظلم کر رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر کچھ نہ کچھ کروا دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! واقعی یہ ایک بہت بڑا issue ہے اس سے معاشرے میں ایک بڑی خرابی آ رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے جس تشویش کا محترم شیخ علاؤالدین نے اظہار کیا ہے واقعی یہ معاملہ بڑا اہم ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو علماء کرام ہیں وہ جو banking system کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اصل میں تو یہ سود ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے بھی فرمایا ہے اور قرآن پاک میں بھی ہے کہ یہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف کھلی جنگ ہے۔ سود کی یہ وہ شکل ہے کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف کھلی جنگ ہے اور ان لوگوں کو میں سمجھتا ہوں کہ قطعی طور پر spare نہیں کرنا چاہئے لیکن اب اس میں جو تجویز انہوں نے دی ہے یہی ہے کہ لوگوں کو aware کیا جائے چونکہ لوگ اپنی ضرورتوں کے

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ب
Deleted: ---------جاری----¶
Ghazanfar Khan 12-2-09 15-00
ur310212 ¶
¶
شیخ علاؤالدین: جاری۔¶
ہر تھانے کے SHO کو پتا ہے کہ money lender کون ہے
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted: و
Deleted: و
Deleted: نہ
Deleted: اور نہ ہی
Deleted: اور نہ ہی کسی
Formatted ... [188]
Deleted: مہ
Deleted: میں اور نہ
Deleted: ی
Deleted: ،
Deleted: ۔
Formatted ... [189]
Deleted: جناب سپیکر
Deleted: ۔
Formatted ... [190]
Deleted: ۔
Deleted: ۔
Deleted: ۔
Deleted: ۔

لئے خود ہی جا کر ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔اب جب cheque bounce ہو جاتا ہے تو اس پر پھر مقدمہ بھی درج ہوتا ہے۔یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم اس قانون کو ہی ختم کر دیں کیونکہ کاروباری لوگوں کو اس معاملے میں بڑا تحفظ ہے۔وہ لوگوں سے cheque sign کروا لیتے ہیں اس کے بعد اس کے حساب سے اس کی کٹوتی کر کے پیسے دے دیتے ہیں اور بعد میں جب وہ ادا نہیں کر سکتے تو پھر بالکل جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ property اور اس طرح کا سارا چکر شروع ہو جاتا ہے۔بہر حال اس سلسلے میں لوگوں کو شعور دینے کے لئے آگاہ کرنے کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا بھی فرض ہے ہم بھی اس سلسلے میں کوئی step اٹھانے کے لئے تیار ہیں، شیخ صاحب بھی اس سلسلے میں suggest کریں اور میں بھی اس سلسلے میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے بات کروں گا۔گورنمنٹ بھی کرے گی اور میں سمجھتا ہوں as a public representative بھی اور میڈیا کو بھی، پریس اس وقت ایوان کی کارروائی کو cover کر رہا ہے اور شیخ صاحب کو اکثر یہ گلہ رہتا ہے کہ پریس ان کی چیزوں کو رپورٹ نہیں کرتا بلکہ "میرا" اور "خوشبو" کی چھ کالمی خبر لگاتا ہے اور شیخ صاحب کی جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے اس کو بالکل ہی گول کر دیتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے آج اس کے اوپر شیخ صاحب نے بھی جو کچھ فرمایا ہے اور اس کے جواب میں، میں نے جو یقین دہانی کروائی ہے اس کو بہتر سے بہتر انداز میں رپورٹ کیا جائے تاکہ لوگوں کو آگاہی ہو اور لوگوں کی آگاہی کے لئے گورنمنٹ مزید step بھی لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، **ملک محمد وارث کلو!**

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر! جس طرح وزیر قانون نے بھی فرمایا ہے کہ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔اس پر میں تھوڑا سا عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ کچھ ہمارے ہاں جو enactment ہوتی ہیں وہ enactment ہوتے وقت ایک پہلو کو دیکھا جاتا ہے اور بہت سارے پہلوؤں سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ابھی 489(f) کی اتنی زیادہ misutilization ہو رہی ہے جس طرح کہا گیا ہے کہ وہ لوگ اللہ کے فرمان سے کھلی جنگ کر رہے ہیں ان کو گورنمنٹ کی سطح پر ہم facilitate کر رہے ہیں کیونکہ ایک ہم نے ان کو locus standi دے دیا ہے وہ procedure ہم نے ان کو دے دیا ہے۔وہ مجبور لوگوں سے پہلے چیکوں کی لسٹ لے لیتے ہیں اور وہ blank cheque لیتے ہیں اور پھر وہ ان مجبور

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: کے او
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: ،
Deleted: ۔
Deleted: ۔

لوگوں کو black mail کرتے ہیں جس طرح سے اس کیس میں ہوا ہے۔اسی طرح آپ کو بھی پتا ہے کہ 2001 میں ایک Banking Ordinance آیا تھا اس میں یہ تھا کہ خود ہی منصف ہیں، خود ہی وکیل ہیں اور خود ہی مدعی ہیں اور اس میں ایک سیکشن 15(b) ہے جو کہ اب سپریم کورٹ میں چیلنج ہو گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: ہمارا یہ House اسی لئے ہے کہ ہم ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ایسے بحث کر کے ہوا میں اڑا کر آگے نہ چلے جائیں۔ ہمیں اس میں کوئی cogent قسم کا کوئی نہ کوئی solution پیش کریں۔ میں یہاں پر وزیر قانون صاحب سے بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ ساہوکارہ نظام جو ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ جب سے آپ کے ہاں consumer banking شروع ہوئی ہے ہمارا علاقہ پاکستانی بنکوں کے لئے golden sparrow بنا ہوا ہے۔پتا نہیں کہاں کہاں سے بنک بھاگ کر یہاں پہنچے ہیں اور جس طرح مثال ہے کہ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی ہے۔ بڑے بنکوں نے چھوٹے چھوٹے بنکوں کو eat up کر لیا ہے۔اب آپ کو بنکوں کے بورڈ نظر آئیں گے، کوئی N.I.B Bank ہے، کوئی سٹینڈرڈ بنک ہے، کوئی فلاں بنک ہے اور وہ اس لئے آئے ہیں کہ یہاں ہمارے ہاں سٹیٹ بنک کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ ہمارا سٹیٹ بنک خود I.M.F اور World Bank کے کنٹرول میں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری سوسائٹی اور ہمارے لوگوں کو یہ بنک eat up کر رہے ہیں۔ان سے جو لوگ بچ جاتے ہیں جو وہ formalities complete نہیں کر سکتے پوری توانائی کے ساتھ ساہوکار لگے ہوئے ہیں وہ ان کو کھا جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ 98 فیصد لوگ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میری وزیر قانون سے اور آپ سے بھی استدعا ہے کہ آپ ایک تو سیکشن 489(f) کو دیکھیں اس کی جو applicability ہے اس کو بھی دیکھیں اور کوئی نئی enactment لائیں۔صرف مشتہری سے کام نہیں ہو گا۔آپ اس میں کوئی cogent قسم کی enactment لائیں۔ ساہوکار جس نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے ساتھ کھلی جنگ کی ہوئی ہے اس کے ساتھ نبرد آزما ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن خان لغاری صاحب!

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: کو
Deleted: جناب
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:
Deleted: صاحب
Deleted: ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی میں prohibition of money lending کا بل ہماری ایک معزز رکن حمیرا اویس صاحبہ نے introduce کروایا تھا جو پاس بھی ہوا تھااور اسی ساہوکار سے متعلق تھا۔حکومت کو صرف اس بل پر عملدرآمد کروانے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بنیادی طور پر اس اسمبلی سے یہ بل منظور ہوا ہے ۔ اس پر صرف implementation کی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!اس پر وزیر قانون صاحب مہربانی فرما کر عملدرآمد کروانے کی کوشش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:رانا محمد افضل صاحب کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔میں ان کی بات سن لوں پھر وزیر قانون کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔

رانا محمد افضل خان:شکریہ۔جناب سپیکر!جب معاشرہ غربت کی ایک سطح سے نیچے چلا جاتا ہے تو اس قسم کے مسائل بڑھ کر سامنے آتے ہیں۔بنگلہ دیش نے ایک بہت اچھی مثال Gramin Bank قائم کرکے کی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو lending ہے،شادیوں پر لینا دینا اور ادھر ادھر کے اخراجات،اس کو آپ enactment کے ساتھ،قانون کے ساتھ کبھی بھی suppress نہیں کر سکیں گے۔آپ کو alternative facilitation کی ضرورت ہے اور لوگوں کو چھوٹے چھوٹے قرضے دینے کی ضرورت ہے اور حکومت نے اس کے اوپر کام بھی کیا ہے اس کی implementation کو بہتر کرنے سے معاملہ حل ہو سکتا ہے۔لوگوں کو alternative facility ملنی چاہئے۔N.G.Os کا کردار،شوشل سیکٹر کا کردار اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت کا جو کردار ہے اس کو اگر آپ implement کر دیں گے تو بہتر ہوگا۔ورنہ شیخ صاحب بھی جانتے ہیں کہ اگر دو لوگ آپس میں لین دین پر agree کرتے ہیں تو اس میں کئی اور طریقوں سے ان کو protection حاصل ہوتی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں پاکستان کے اندر micro banking کو practical کرنا چاہئے۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
Deleted: ہن
Deleted: ک
Deleted: و
Deleted: ا
Deleted: عمل درآمد
Deleted: ب ڈ
Deleted:
Deleted: عمل درآمد
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted: ee
Deleted: ۔
Deleted: کو
Deleted: social sector
Deleted: ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں بھی وہی بات کرنے لگا تھا جو محسن لغاری صاحب نے کی ہے۔یہ واقعی ہماری colleague حمیرا اویس صاحبہ اس پر ایک بل لائی تھیں اور وہ بل کافی عرصہ کمیٹی میں discuss ہوتا رہا اور اس کے بعد وہ اس ایوان سے پاس ہوا تھا۔اس میں میرا خیال ہے کہ implementation کے لئے تو کارروائی ہوئی ہے لیکن اس میں مزید کام کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کو زیادہ مؤثر کس طرح سے بنایا جائے۔میں محسن لغاری صاحب سے بھی اور شیخ علاؤالدین صاحب سے بھی گزارش کروں گا،کلو صاحب،رانا افضل صاحب بھی اس کو دیکھ لیں اور اس پر amendment یا تو گورنمنٹ کو proposed کریں یا خود اپنے نام سے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے آئیں تاکہ اس کو مؤثر بنا کر implement کریں اور اس سے جو مدد مل سکتی ہے وہ بھی لیں لیکن جہاں تک انہوں نے سیکشن 489(f) کی بات کی ہے اس میں اگر ہم نے کسی قسم کی space پیدا کر دی تو اس سے بہت زیادہ نقصان ہو گا۔کاروباری لوگوں کے لینے دینے کے معاملات ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کو کافی سہولت ہے۔اس طرح پھر سارا معاملہ گڑبڑ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ اپنی تحریک التوائے کار کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ بل کے متعلق جو وزیر قانون صاحب کہہ رہے تھے ٹھیک ہے۔میں اس میں انشاء اللہ جو بھی ہو سکے گا کر دوں گا۔مجھے jealousy ہے ملک مقصود صاحب سیکرٹری اسمبلی سے کہ جب بھی کوئی بات ہو رہی ہوتی ہے،ملک صاحب جناب پہلے آپ بات کر لیں۔۔۔(interruption)

بات یہ ہے کہ میں یہ چاہوں گا کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے ہم سے جو بھی ہو سکا دوسرے معزز اراکین کے ساتھ مل کر کچھ کریں گے لیکن on the floor of the House یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ہمارے بھائی کلو صاحب نے جو کہا ہے کہ پاکستان دنیا میں وہ ملک ہے جہاں پر بچت یعنی saving کا ریٹ بدترین ہے۔یہ بات bankers کہتے ہیں اور یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ جو کہ میں کہنا چاہتا ہوں اور ہمارے میڈیا کو چاہئے کہ وہ یہ بات لوگوں کو بتائیں کہ پاکستان وہ ملک ہے یہ وہ

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ۔

Deleted: ۔

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted: ۔

Deleted: ۔

Deleted: ۔

Deleted: س

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted: ر

Deleted: ۔

قوم ہے جو 40فیصد منافع بنکوں کو دے رہی ہے ۔ یہ بنک ایسے ہی نہیں یہاں پر آ رہے اور consumer banking میں جن بنکوں کا بیڑا غرق ہوا،اللہ تعالیٰ رحم کرے جو حشر ہوا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ بنکوں کو پتا تھا کہ اس کی total income پانچ ہزار ہے صرف ایک statement create کی گئی اس میں ایک debit entry ہے اور ایک entry_credit ہے اس پر 15/20 لاکھ یا 8 لاکھ کی گاڑی دے دی۔ consumer banking میں تو بنکوں کا حشر ہو گیا لیکن اب سٹیٹ بنک نے یہ پابندی لگائی ہے کہ 50فیصد سے زیادہ کا وہ قرضہ نہیں لے سکتا اگر 10 ہزار روپے اس کی آمدنی ہے تو وہ 5 ہزار روپے تک کی قسط پر جا سکتا ہے لیکن اب حالات بہت خراب ہو گئے ہیں، اڑھائی لاکھ گاڑیاں دی گئی ہیں، اے سی اور موٹر سائیکلیں دی گئی ہیں۔ وہ بل اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت اپنے طور پر لوگوں کو educate کرے کہ بچت کی عادت ڈالیں۔ زیادہ پرانی بات نہیں ہے ہمارے بزرگ صبح اٹھ کر دعا دیا کرتے تھے کہ بچے!اللہ تعالیٰ تجھے قرضے سے بچائے۔ اب ہماری قوم کی حالت دیکھیں، دنیا میں یہ واحد مسلمان ملک ہے جہاں عمرہ بھی قرضے پر ہوتا ہے اور بنک باقاعدہ اخبار اور ٹی وی میں بھی دیتا ہے کہ آپ عمرہ کر لیں، پیسے پھر دے دینا۔ میری یہ Adjournment Motion بنیادی طور پر ان لوگوں کے خلاف ہے جو بغیر سوچے سمجھے پیسا لے رہے ہیں انہیں educate کرنے کے لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ ہمارے رانا صاحب ابھی کہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس ایک ہی طریقہ ہے اور حکومت انہیں اپنے طور پر educate کرے کہ آپ اپنے آپ کو بچت کی عادت ڈالیں۔ جس آدمی کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا وہ بھی ایک ہزار آدمی کو کھانے پر بلا لیتا ہے۔ ہمیں اس عادت کو discourage کرنا چاہئے اور جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے ہر S.H.O کو پتا ہے کہ وہ money lender کہاں بیٹھا ہے۔ گورنمنٹ کم از کم یہی کہہ دے کہ ہمیں money lenders کی لسٹ بنا دو تاکہ جو illegal parallel banking چل رہی ہے لوگوں کو اس سے بچایا جائے اور میں آپ کو بتاؤں کہ جیسے ابھی میرے بھائی نے Gramin Bank کا بتایا ہے، بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یونس صاحب کے Gramin Bank کا rate of mark up اتنا نہیں تھا۔ میں کسی کا نام نہیں لوں گا لیکن یہاں پر اس قسم کی جو دوسری finances ہوئی ہیں آپ کو پتا ہے کہ ان کا rate of interest 22% ہے۔ 10 ہزار روپے کے اوپر ایک ہزار روپے

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: -- جاری---¶
¶Ur-32
شیخ علاؤالدین: --------جاری--------¶
Consum میں جن بنکوں کا... [191]

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Formatted ... [192]

...کے او ... [193]

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

50...%...ں... ... [194]

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

پیسہ a...m... ... [195]

Formatted ... [196]

Deleted:

Formatted ... [197]

Deleted:

Formatted ... [198]

Deleted: rate of interest 22%ا

Formatted ... [199]

مہینہ کوئی کہاں سے دے گا؟ ہمیں اگر ان لوگوں کو کچھ دینا ہے تو وہ without interest دینا چاہئے اور ان کو کہہ دیا جائے کہ اس سے کاروبار کر لیں اور اتنے سال میں ہمیں واپس کر دیں اس کے لئے حکومت کو باقاعدہ ایک فنڈ مقرر کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ Prohibition of Private Money Lendering Act 2005 تھا اس کے اندر ایک enabling clause تھی کہ گورنمنٹ کے پاس rule making power تھی تو اس کے بعد اس پر کوئی لاء نہیں بنا۔ شیخ صاحب! اس کو پھر ہم dispose of کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! with the condition جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک بل لایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، بل تو already موجود ہے اور اس میں rules making کی enabling clause بھی موجود ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ صرف یہی کہہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اس کے اندر آپ کا نام ہے، رانا افضل صاحب، ادھر سے محسن لغاری صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ نے یہی نام announce کئے تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہی چاروں صاحبان ہو جائیں۔ یہ اس بل میں اگر کوئی amendment suggest کریں گے تو اس پر amendment لے آئیں گے۔ اس کے علاوہ آپ نے جو رولز کے متعلق فرمایا ہے اسے بھی دیکھ لیتے ہیں اور دوسرا جو انہوں نے کہا ہے کہ لوگوں کو aware کیا جائے اس کے متعلق بھی متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو یہ instructions دیتے ہیں اور میں آپ سے بھی request کروں گا کہ جیسے میں نے request کی ہے کہ میرے بھائی کا گلہ دور ہونے کا آج بڑا اچھا وقت ہے تو آپ بھی پریس گیلری سے request کریں کہ صبح یہ بات بھی 6 کالم میں آ جائے۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: ۔
... [200]
Formatted ... [201]
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
... [202]
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted ... [203]
... [204]
... [205]
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
... [206]
Formatted ... [207]
Deleted:
Formatted ... [208]
Deleted:
Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: 13 pt

جناب ڈپٹی سپیکر:اس میں مزید چنیوٹی صاحب اور محترمہ ٹوانہ صاحبہ اس کمیٹی کی ممبر ہوں گی اور یہ کمیٹی اس پر work کر کے بتائے گی۔اس کے علاوہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ بھی اس کی رکن ہوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کمیٹی کو ایک یہ اختیار دے دیں کہ جن محترمہ نے اس بل کو پاس کروایا تھا وہ اس کو بطور ممبر opt کریں اور اس کمیٹی کا convener محسن لغاری صاحب کو بنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، محسن لغاری صاحب!آپ convener ہیں اور جن محترمہ نے یہ بل پیش کیا تھا وہ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہوں گی اور یہ بڑی اچھی suggestion ہے اور میرا خیال ہے کہ اس ہاؤس میں جس نے بھی کوئی positive کام کیا ان کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے She is also a member of this committee. اس کے بعد بلوچ صاحب کی تحریک move ہوئی ہے اور اسے Monday تک pending کیا ہوا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!یہ اتنی اہم تحریک ہے۔وہ وہاں پر گڑبڑ کر رہے ہیں اور جان بوجھ کر زیادتی ہو رہی ہے۔یہ بیوروکریسی اس پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ایک منٹ بات سن لیں۔آپ کی بات ہو گئی ہے۔لاء منسٹر صاحب اسی پر بات کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب والا!area rural کے سکول بند رہیں گے۔ایک مہینہ کیا دو مہینے delay ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بلوچ صاحب!ایک منٹ ان کی بات تو سن لیں۔Let us hear what he want to say. (قطع کلامیاں)

آپ بات صحیح کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔پہلے دو منٹ کے لئے ان کی بات سن لیں وہ کیا کہہ رہے ہیں؟جی،لاء منسٹر صاحب!

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
... [209] ...انہیں
Formatted ... [210]
... [211]
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Formatted ... [212]
Deleted: a
Formatted ... [213]
Deleted: ہوئی
Formatted ... [214]
... [215]
... [216] ...تا
... [217]
Formatted ... [218]
... [219] ... ...
... [220] ...کیا

محکمہ تعلیم میں ایجوکیٹروں کی بھرتی کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی مرتب کردہ پالیسی پر عملدرآمد میں انتظامیہ کی رکاوٹ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں بلوچ صاحب نے اگر اپنی بات کر لی ہے تو پھر میں عرض کرتا ہوں کہ آج میں نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ سب افسران کو بلایا تھا، سیکرٹری سکول بیمار ہونے کی وجہ سے آج نہیں آ سکے باقی سارے لوگ تھے۔ان کے ساتھ میری موجودگی میں جناب احمد خان بلوچ صاحب کی کوئی آدھا گھنٹہ بات ہوئی ہے تو اس میں آخری بات یہ طے ہوئی، بلوچ صاحب نے یہ کہا کہ ہمیں district wise پوری information دے دیں کہ کن districts میں لسٹیں display ہو چکی ہیں اور ان میں یہ نئی پالیسی opt نہیں کر سکتے اور باقی districts جن میں نئی پالیسی opt کرنی ہے ان کی لسٹ علیحدہ دے دیں۔انہوں نے تمام information telephonically سے لے کر یہ لسٹ فراہم کرنی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم آج شام تک یہ لسٹ فراہم کر دیں گے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ نے یہ لسٹ with dully signature provide کرنی ہے اور اس لسٹ میں قطعی طور پر کوئی غلطی نہیں ہونی چاہئے تو یہ ساری بات بلوچ صاحب کے علم میں ہے۔ بلوچ صاحب یہاں پر آ کر بالکل معصوم اور بھولے بن جاتے ہیں۔یہ صبح ساری بات میری موجودگی میں کر کے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بلوچ صاحب!یہ تحریک 3۔فروری کو move ہوئی تھی اور مجھے یاد ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہوتا تب تک میرٹ لسٹ display نہیں کی جائے گی۔آپ جو بات کر رہے ہیں وہ رپورٹ آئے بغیر وہ بات کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہاؤس کوئی بات کر سکتا ہے۔اس پر ہاؤس کی ایک observation آ چکی ہے کہ جب تک اس تحریک کا فیصلہ نہیں ہوتا وہ لسٹ display نہیں ہو گی۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!اس میں مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کہا جاتا ہے کہ میرٹ والی لسٹیں display ہو گئی ہیں لیکن انٹرویو یا کوئی آرڈر نہیں ہوئے۔ چیف منسٹر صاحب کو اگر ایک بات

Deleted: ¶
Formatted ... [221]
Formatted ... [222]
Formatted ... [223]
Formatted ... [224]
Formatted: Indent: Before: 1.5"
Deleted: ¶
Formatted ... [225]
Deleted: ¶
Formatted ... [226]
Formatted ... [227]
Formatted ... [228]
Deleted: ڈسٹرکٹس
Formatted ... [229]
Deleted: س
Formatted ... [230]
Deleted: ڈسٹرکٹس
Deleted:
Formatted ... [231]
Formatted ... [232]
Formatted ... [233]
Deleted:
Formatted ... [234]
Formatted ... [235]
Formatted ... [236]
Deleted: ،
Deleted: نہ تو
Formatted ... [237]
Formatted ... [238]
Formatted ... [239]
Deleted: ڑ
Formatted ... [240]

اچھی لگی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ جہاں کا گاؤں ہے وہاں کے امیدوار کو10 نمبر دیں اور اگر اس گاؤں کا نہ ہو تو یونین کونسل کو8 نمبر دیں۔ یہ لسٹیں صرف تحصیل کی لگ رہی ہیں اس میں یونین کونسل کو بھی ترجیح نہیں دی گئی۔ یہ لسٹیں لگ گئی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دوبارہ محنت کرنی پڑے گی، ان کی محنت کی وجہ سے ہزاروں سکول بند رہے ہیں۔ وہ صرف اس خاطر کر رہے ہیں کہ انہیں پندرہ بیس دن اور محنت کرنا پڑے گی اور اس میں محنت والی کیا بات ہے، ہر درخواست کے ساتھ اس کے رہائشی گاؤں کا شناختی کارڈ لف ہے۔ صرف اس گاؤں کا شناختی کارڈ دیکھتے ہوئے 10 نمبر اس کو دے دیں۔ وہ سکول بھی کھل جائیں گے اور وہاں جو ہزاروں بے روزگار پھر رہے ہیں انہیں روزگار بھی مل جائے گا۔ یہ تو آرڈر کروا کر گھر بیٹھے رہیں گے پھر کسی کو کہہ کر جنرل ڈیوٹی لگوالیں گے۔ آج تک دیہات کے جو سکول نہیں کھلے وہ کبھی نہیں کھل سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو یہ ہے کہ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو عرض کیا تھا تو انھوں نے بہت خوبصورت پالیسی بنائی تھی اور حکم دیا تھا۔ یہ اگست کی بات ہے اور circular موجود ہے جس میں انھوں نے خود کہا تھا کہ گاؤں کو10 نمبر دیں۔ اس کے بعد یونین کونسل اور اس کے بعد تحصیل کو نمبر دیں۔ اب بات یہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایات کو violate کیا ہے اور ایک circular 29۔ جنوری کو جاری کیا جو میں نے رانا صاحب کو بھی دیا تھا۔ اس میں انھوں نے یہ کہا کہ جہاں بھرتی ہو گئی ہے وہ پرانی پالیسی پر ہو گئی ہے اور جو نئی بھرتی ہو گی وہ نئی پالیسی کے مطابق ہو گی۔ میں آپ کو اپنے ضلع کی ایک مثال دیتا ہوں کہ وہاں کالجوں میں بھرتی ہو رہی تھی اور انٹرویو کی آخری تاریخ 25 تھی۔ اس میں حکم تھا کہ 25 کے بعد آپ نے بھرتی کرنی ہے لیکن وہاں کے ڈسٹرکٹ آفیسر کالجز کا مک مکا ہو گیا اور انھوں نے 21 تاریخ تک کے letter جاری کر دیئے اور ایم پی اے کو illuminate کر دیا اور joining بھی کروادی۔ اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ہزاروں بچیاں اور بچے ہیں۔ میں محکمہ تعلیم کے متعلق categorically بتا رہا ہوں کہ:

They have made a head on collusion on the order of Chief Minister Mian Muhammad Shahbaz Sharif.

Formatted ... [241]
Deleted: ¶
Deleted:
Formatted ... [242]
Deleted: 10 نمبر
Formatted ... [243]
Deleted: 15/20
Formatted ... [244]
Deleted: ----------
Deleted: ¶Ur-33
... [245]
Formatted ... [246]
Deleted: 10
Deleted: 10
Deleted:
Formatted ... [247]
Deleted: ز
Formatted ... [248]
Deleted:
Formatted ... [249]
Deleted:
Formatted ... [250]
... [251]
Formatted ... [252]
Deleted:
Formatted ... [253]
Deleted:
Formatted ... [254]
Deleted:
Formatted ... [255]
Deleted: they
Formatted ... [256]
Formatted ... [257]
Formatted ... [258]

تو میری استدعا یہ ہے کہ چاہئے یہ15دن discussہوتا رہے،آج یہ instruction passکر دیں کیونکہ ہم یہ discussکر رہے ہیں اور ادھر وہ listsلگا رہے ہیں اور بچوں کو joinکروا رہے ہیں۔ میں اپنے ضلع میں گیا ہوں اور میں نے انھیں منع کیا ہے کہ آپ نے ابھی تک کوئی lists displayنہیں کیں تو اب یہ نہ کرنا لیکن وہ دھڑا دھڑ لگے ہوئے ہیں۔اس میں ڈھیر ساری چیزیں involveہیں۔اس میں problemیہ ہے کہ خوشاب کا بچہ یا خوشاب کی بچی جب جتوئی والا میں appointہو گا تو وہ وہاں کبھی نہیں جائے گا۔وہ خوشاب اور جوہر آباد میں بیٹھ کر تنخواہ لے گا اور وہاں ملی بھگت کر کے تنخواہ بانٹتے رہیں گے۔اس میں میرا نقصان ہو گا۔مجھے یہ نہیں ہے کہ میرے بچے یا بچی کو وہاں ملازمت مل گئی ہے۔میرا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ میرے علاقے میں تعلیم نہیں آ رہی۔میرا نور پور تھل خالی پڑا ہے۔وہاں تعلیم apartنہیں ہو رہی اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پورے راجن پور میں یہ ہے، منکیرہ میں یہ ہے، چوبارہ میں یہ ہے اور لودھراں میں اسی طرح ہے اس لئے یہ انتہائی اہم issueہے۔اگر ہم تعلیم دینا چاہتے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب کا جو حکم ہے کہ نمبر10 گاؤں کے ہیں تو وہ نمبر ملنے چاہئیں اور یہ نمبر شناختی کارڈ دیکھ کر شامل کرنے ہیں اور پھر listبن جانی ہے۔اس میں کوئی problemنہیں ہے، صرف محکمہ تعلیم اور سیکرٹری تعلیم نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ ہم نے یہ نہیں کرنا اور اس وجہ سے وہ نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ اتنا اہم issueہے۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پاکستان کی62 سالہ تاریخ میں کسی حکمران نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ہم ماضی میں گھوسٹ سکولوں کے بارے میں سنتے رہے ہیں اور absentمافیا جو گھر بیٹھے تنخواہیں لیا کرتے تھے ان کو ختم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ نے جو dynamic decisionلیا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ اس حکومت کے آنے سے پہلے میرے حلقے این اے۔73 کے 50 سکول بند تھے۔لوگوں نے عارضی ڈیوٹیاں لگائی ہوئی تھیں کیونکہ ان کے آرڈر ہو گئے تھے لیکن ان کے گھروں سے فاصلے زیادہ تھے۔ایسے اضلاع جو بہت پسماندہ ہیں، جن کی approachroads نہیں ہیں اور جن کے پاس conveyanceنہیں ہے۔ان کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک

Deleted: ¶
Formatted ... [259]
Deleted: بھلے
Formatted ... [260]
... [261]
Formatted ... [262]
Deleted:
Formatted ... [263]
Deleted:
Formatted ... [264]
Deleted:
Formatted ... [265]
Deleted:
Formatted ... [266]
Deleted:
Formatted ... [267]
... [268]
Formatted ... [269]
... [270]
Formatted ... [271]
Deleted:
Deleted: میں
... [272]
Formatted ... [273]
Deleted: ghost ں
Formatted ... [274]
... [275]
Formatted ... [276]
... [277]
Formatted ... [278]
... [279]
Formatted ... [280]
Deleted:
Formatted ... [281]
Deleted:
Formatted ... [282]
Deleted:
Formatted ... [283]
Deleted:
Formatted ... [284]
Deleted: connivance

پالیسی بنائی ہے کہ جو بندہ جس گاؤں کا رہنے والا ہو گا اس کو 10 نمبر اضافی ملیں گے۔ اگر وہ اس گاؤں کا رہنے والا نہیں ہے، وہ اس یونین کونسل کا رہنے والا ہے تو اس کو 8 نمبر ملیں گے، اگر وہ یونین کونسل کا رہنے والا بھی نہیں ہے اور اس تحصیل کا رہنے والا ہے تو اس کو 6 نمبر ملیں گے۔ یہ absent مافیا جو گھر بیٹھے تنخواہیں لیتے تھے اور national exchequer پر عذاب تھے جن کی وجہ سے پنجاب اور پاکستان کا literacy rate نہیں بڑھ رہا تھا اس literacy rate کو بڑھانے کے لئے اور چور مافیا جو گھر بیٹھے تنخواہیں لے رہا تھا ان کے خلاف وزیر اعلیٰ نے dynamic decision لیا۔ میں اپنے وزیر قانون پر حیران ہوں اور آپ کی وساطت سے انھیں گزارش کرتا ہوں کہ جو فہرستیں تیار ہو گئی ہیں وہ قرآن کا لفظ نہیں ہیں۔ ان کے آرڈر مئی اور جون میں ہونے ہیں یا اگلے مالی سال سے ہونے ہیں یا اگلے تعلیمی سال سے ہونے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس پورے process پر دو دن میں عملدرآمد ہو سکتا ہے۔ یہ کیسا قانون ہو گا کہ ایک ضلع میں A قانون ہو اور دوسرے ضلع میں B قانون ہو اور تیسرے ضلع میں C قانون ہو، state within the state براہ مہربانی آپ create نہ کروائیں۔ وزیر اعلیٰ نے جس spirit اور جس background سے یہ حکم دیا تھا جیسا کہ کلو صاحب اور بلوچ صاحب نے فرمایا ہے، ہمارے اضلاع میں 30/30 کلو میٹر تک سڑکیں نہیں ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کو یہ حکم دینا چاہئے کہ پورے پنجاب کے اندر جو فارمولا وزیر اعلیٰ صاحب نے بنایا ہے اس پر عملدرآمد ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ بہت اہم بات ہے اور یہ writ of government کو challenge کرنے والی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایسا بالکل نہیں ہے۔ اس میں بات یہ ہے کہ میرے بھائیوں کو غلط فہمی ہے کہ تحصیل سطح پر میرٹ بنایا جا رہا ہے جبکہ یونین کونسل کی سطح پر میرٹ بنایا جا رہا ہے اور تحصیل اس کے competition کا area ہے اس میں فرق کتنا پڑتا ہے۔ اس میں مثال کے طور پر میں بتاتا ہوں کہ A اور B ایک یونین کونسل اور تحصیل کے رہائشی ہیں۔ ان کا competition وہیں ہونا ہے اور ان کو نمبر ملنے کے بعد میرٹ بننا ہے۔ اب جو تحصیل کا ہے تو اس کو 6 نمبر ملیں گے، جو یونین کونسل کا ہے اس کو 8 نمبر ملیں گے اور جو مقامی دیہہ کا ہے اس کو 10 نمبر ملیں

گے۔اس میں اگر کسی کو یونین کونسل کی سطح پر8 نمبر ملے ہوئے ہیں اور وہ مقامی دیہہ کا بھی ہے تو اس کو8 کی بجائے10 نمبر مل جائیں گے۔اس میں یہ نہیں ہو گا کہ 10 جمع8 یعنی 18 نمبر مل جائیں۔اس میں صرف2 نمبر کا فرق ہے۔ میں نے آج احمد خان بلوچ صاحب سے کہا ہے کہ آپ اپنے پورے ضلع سے data اکٹھا کر لیں۔ان کا ضلع لودھراں 2nd list میں ہے۔اگر ان 2 نمبروں کے فرق سے 50 سے اوپر لوگوں کو فرق پڑتا ہو گا تو ہم پورے پنجاب میں اس کو reverse کروا دیں گے۔اس سے اتنا فرق نہیں پڑ رہا جتنا کہ میرے بھائی اس پر زور دے رہے ہیں دراصل ان کو غلط فہمی یہ ہو رہی ہے کہ شاید ایک یونین کونسل کی سطح پر جو میرٹ بنا ہے اس سے ایک کو 18 نمبر مل جائیں گے اور ایک کو 8 نمبر ملیں گے تو ایسا نہیں ہو گا۔دونوں اگر ایک یونین کونسل کے ہیں اور ان میں سے ایک مقامی دیہہ کا نکل آتا ہے تو اس کو صرف2 اضافی نمبر ملیں گے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہی یہ فیصلہ کیا ہے اور محکمے کے پاس جو summary گئی ہے وہ approved summary موجود ہے۔اگر دوست کہیں تو میں ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔وزیر اعلیٰ صاحب نے ہی فیصلہ کیا ہے کہ جہاں جہاں فہرستیں display ہو چکی ہیں وہاں پر آپ اس کو جانے دیں اور جہاں پر display نہیں ہوئیں وہاں پر جو2 نمبر کا فرق ہے اس کو آپ نکال دیں اور اس کے مطابق محکمے کو پابند کر دیا گیا ہے۔آج وہ ہمیں فہرست دیں گے کہ ان اضلاع میں فہرستیں display نہیں ہوئیں۔ جن اضلاع میں یہ فہرستیں display ہونے کی بات کرتے ہیں اگر یہ ثابت کر دیں کہ ان میں سے کوئی فہرست جس دن تحریک التوائے کار پیش ہونے کے بعد بدنیتی کی بنیاد پر display کی گئی ہے تو محکمے کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ یہ فیصلہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کیا ہے اور محکمہ قطعی طور پر government کو writ کو challenge نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میری بات سنیں۔یہ already Monday تک pending ہے۔ اس میں جب ان کی طرف سے پہلے بھی assurance آئی ہے اور اب بھی ہے کہ جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہوتا کوئی لسٹ اور display نہیں ہو گی۔ لہذا ہم اس کو Monday کو take up کریں گے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Formatted ... [315]

Deleted:

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Formatted ... [316]

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

... [317]

Formatted ... [318]

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

... [319]

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted: G

Formatted ... [320]

Deleted:

Formatted ... [321]

... [322] جناب ڈپٹی سپیکر:۔۔۔۔۔۔۔۔جاری۔۔۔¶

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! مجھے ذرا complete کر لینے دیں۔ محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ نے صبح سے کہا ہوا ہے کہ آج چونکہ پاکستانی خواتین کا عالمی دن بھی ہے اس حوالے سے وہ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔ جی، محترمہ!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 28, 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی خواتین کے دن کے موقع پر خواتین کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 28, 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی خواتین کے دن کے موقع پر خواتین کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 28, 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی خواتین کے دن کے موقع پر خواتین کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 7 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted: ،
Deleted:
Deleted: ،
Deleted: جناب ڈپٹی سپیکر:
Deleted: ،
Formatted: Centered

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے اس کی correction کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بعد میں اس کا ٹائم آئے گا۔ اس کے اندر بات کرنے کا موقع ملتا ہے پھر میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آج خواتین کا عالمی دن نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پاکستان کی خواتین کا پاکستانی دن ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: وہ 8۔مارچ کو ہے۔ ہم اس کی تصحیح کرنا چاہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج پاکستان کی خواتین کا پاکستانی دن ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! 14۔فروری کو Valentine Day ہے اس کے لئے بھی ہم ایک تحریک بنا رہے ہیں تو اس کو promote کرنے کے لئے میں لاء منسٹر صاحب سے بھی چاہوں گا کہ وہ بتائیں۔ اگر اس کے لئے آپ ہمیں out of turn اجازت دیں تو ہم اس کو ابھی بنا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے آپ کی بات سنی نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب! ذرا توجہ فرمائیں۔ اعجاز شفیع صاحب ایک اور قرارداد لانا چاہتے ہیں تو یہ آپ سے مل کر بات کر لیتے ہیں۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب سے مل کر بات کر لیں۔ اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے منصفانہ قوانین بنانے کا مطالبہ

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ خواتین پر ہر قسم کا تشدد ختم کیا جائے، منصفانہ قوانین کے ذریعے خواتین کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جائے، خدمات اور ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خواتین کو تعلیم، صحت اور روزگار کی سہولتیں برابری کی بنیاد پر فراہم کی جائیں اور خواتین کو آسان شرائط پر قرضے اور

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 18 pt
Formatted: Centered
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Deleted: ہر قسم کا
Deleted:

lease پر زمینیں دی جائیں تاکہ وہ اپنی محنت سے ملک کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ اس طرح ملک کی 50 فیصد آبادی جو خواتین پر مشتمل ہے انہیں روزگار ملے گا جس سے بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہوگا نیز خواتین کو ان کی پوری محنت کا پورا معاوضہ دیا جائے۔

اس کے علاوہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملک سے کاروکاری، جبری شادی، وٹہ سٹہ، ونی، چھوٹی عمر کی شادی، قرآن سے شادی، غیرت کے نام پر قتل، جہیز کی لعنت اور دیگر فرسودہ رسومات کا خاتمہ اور پاکستان میں خواتین اور چھوٹی بچیوں کے ساتھ جو تشدد اور دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے اس کا سدباب کرنے کے لئے سخت قوانین بنائے جائیں اور ان پر سختی سے عملدرآمد بھی کروایا جائے تاکہ خواتین عزت، حرمت، وقار اور خود اعتمادی کی زندگی بسر کر سکیں کیونکہ انصاف پر مبنی معاشرہ پُرامن اور ترقی یافتہ معاشرہ کہلاتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ خواتین پر ہر قسم کا تشدد ختم کیا جائے، منصفانہ قوانین کے ذریعے خواتین کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جائے، خدمات اور ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خواتین کو تعلیم، صحت اور روزگار کی سہولتیں برابری کی بنیاد پر فراہم کی جائیں اور خواتین کو آسان شرائط پر قرضے اور lease پر زمینیں دی جائیں تاکہ وہ اپنی محنت سے ملک کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ اس طرح ملک کی 50 فیصد آبادی جو خواتین پر مشتمل ہے انہیں روزگار ملے گا جس سے بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہوگا نیز خواتین کو ان کی پوری محنت کا پورا معاوضہ دیا جائے۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: 50
Formatted
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Deleted: %
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Formatted
Formatted
Deleted: 50%
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Formatted: Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar
Formatted

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

اس کے علاوہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملک سے کاروکاری، جبری شادی، وٹہ سٹہ، ونی، چھوٹی عمر کی شادی، قرآن سے شادی، غیرت کے نام پر قتل، جہیز کی لعنت اور دیگر فرسودہ رسومات کا خاتمہ اور پاکستان میں خواتین اور چھوٹی بچیوں کے ساتھ جو تشدد اور دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے اس کا سدباب کرنے کے لئے سخت قوانین بنائے جائیں اور ان پر سختی سے عملدرآمد بھی کروایا جائے تاکہ خواتین عزت، حرمت، وقار اور خود اعتمادی کی زندگی بسر کر سکیں کیونکہ انصاف پر مبنی معاشرہ پُرامن اور ترقی یافتہ معاشرہ کہلاتا ہے۔"

Deleted:

جناب محمد محسن خان لغاری: میں oppose کرتا ہوں۔

Deleted: ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

Deleted:

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو oppose کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس میں جو باتیں کی گئی ہیں ان سے کوئی اعتراض ہے لیکن طریق کار یہ نہیں ہونا چاہئے اور وفاقی حکومت سے صوبائی حکومت کیوں کہہ رہی ہے؟ یہی چیزیں ہم پہلے اپنے صوبے میں implement کر لیں اور قوانین لے آئیں تاکہ ہم وفاقی حکومت کے لئے ایک رہبری پیدا کر سکیں۔ یہ تو صرف لفاظی ہو گئی کہ اسمبلی کہہ رہی ہے کہ وفاقی حکومت یہ کرے۔ پہلے ہم پنجاب کے اندر اس کو implement کریں لیکن اس میں ہم ایک amendment کر لیتے ہیں کہ ہم پنجاب کے اندر یہ ساری چیزیں کرنے کا تہیہ کرتے ہیں اور اس کے مطابق ہم قوانین لائیں گے۔ اگر ہم نے یہ قرارداد وہاں بھجوادی تو صرف لفاظی بھجوائیں گے۔

Deleted: طریقہ کار

Deleted: ا

Deleted: ا

Deleted:

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

Deleted:

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں بھی کھڑے ہو کر یہی کہنا چاہ رہی تھی کہ قرارداد بہت اچھی ہے۔ ہمیں صوبائی حکومت اور وزیر اعلیٰ سے درخواست کرنی ہے کہ پچھلی حکومت میں ڈاکٹر انجم امجد نے یہ بل پیش کیا تھا جو کہ ختم کر دیا گیا۔ ہم یہاں پر وفاقی حکومت سے کیوں درخواست کریں، وہ تو بل پاس کر

رہے ہیں۔انہوں نے ابھی sexual harassment bill پاس کیا ہے۔ سندھ میں جہاں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے وہاں پر خواتین کو جائیداد دی جا رہی ہے، وہاں پر women committee ہے۔ وفاق میں women focus ہے لیکن یہاں پر women کی problems ہیں۔ ہمیں صوبائی حکومت سے درخواست کرنی ہے اور ہمیں اس اسمبلی میں کھڑے ہو کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہاں پر women focus اور women committee ہو۔ ہمیں اسمبلی کی خواتین ممبران کے حقوق کی بات کرنی ہے۔ جب ہمارے اپنے حقوق پورے نہیں ہو رہے تو ہم باقی پاکستانی یا پنجابی خواتین کے حقوق کی کیا بات کریں؟ ہمیں فنڈز نہیں مل رہے، فوڈ سٹیمپ کے فنڈز نہیں مل رہے۔ ہمارے بہت سارے مسائل ہیں جو پورے نہیں ہو رہے۔ ہمیں یہاں بولنے نہیں دیا جاتا اور اگر ہم کھڑے ہو کر بولتے ہیں تو ہماری تذلیل اور مذاق اڑایا جاتا ہے، ہمیں اس پر قرارداد پیش کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں اپوزیشن کے بھائی اور ہماری طرف بیٹھے ہوئے ممبران جو اس قرارداد کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں یا amendments چاہتے ہیں تو میری ان سے گزارش ہے کہ چونکہ آج خواتین کا عالمی دن ہے۔۔۔

آوازیں: آج عالمی دن نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پاکستانی دن ہے۔ خواتین کا پاکستانی دن ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چلو۔ اگر National Day ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی International Day سے کم اہمیت نہیں ہے۔ یہ اس سلسلے میں good gesture دیتے ہوئے اس قرارداد کو پاس ہونے دیں باقی جو اس میں amendments چاہ رہے ہیں ان کو بعد میں لے آئیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! بات کر کے پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

¶ :Deleted

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

B :Deleted

:Deleted

:Deleted

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہم نے اسے oppose کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب oppose کر دیا جائے تو پھر ایک general discussion شروع ہو جاتی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: میری صرف ایک عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے بھائی لغاری صاحب نے جو بات کی ہے تو ہمیں یہی کرنا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ پہلا بل جو ہماری بہن حمیرا اویس نے پیش کیا تھا وہ بھی ہمارے ہی پچھلے tenure کی محترم خاتون نے کیا تھا اور دوسرا ڈاکٹر انجم امجد کا بل tenure ختم ہونے کی وجہ سے kill ضرور ہو گیا تھا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسی بل کو دوبارہ اٹھا کر ہماری وہ ڈاکٹر صاحبہ کو اگر آپ اجازت دیں اور اس میں لا منسٹر صاحب اگر کوئی ترمیم کرنا چاہیں تو اسے ایوان میں لایا جائے تاکہ legislation کی جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ بھی ہے کہ عورتوں کے حقوق کے لئے last tenure میں پہلی دفعہ تاریخ میں ہوا ہے کہ یونین کونسل میں بھی خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی گئی، تحصیل کونسل میں عورتوں کو 33 فیصد نمائندگی دی گئی، ضلع کونسل میں خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی گئی، صوبائی اسمبلی میں یہ ہوا ہے، قومی اسمبلی میں ہوا ہے اور سینٹ میں بھی ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہے کیونکہ اس پر بہت ground work ہوا تھا تو ہم اسی بل کو دوبارہ اٹھا کر بہت محنت کے ساتھ ہماری خاتون ممبر نے اسے تیار کیا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل perfect ہے لیکن اگر لاء منسٹر صاحب سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی ترمیم کر کے اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز شفیع نے بڑی بات کی ہے کہ وہ ہماری ہی ممبر خاتون ہیں، ہماری طرف کی تھیں، ہماری طرف سے انہوں نے یہ بل پیش کیا، ہماری طرف سے وہ بل پیش ہوا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہماری طرف سے یہ کیا اور ہماری طرف سے وہ کیا۔ محسن لغاری صاحب بیٹھے ہیں اور مجھے ان پر پورا یقین ہے کہ وہ غلط بات نہیں کریں گے۔ محترمہ

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
Deleted:
Deleted: "Akmal" UR350212 (15:40) ¶12-02-09
Deleted:
Deleted: ی
Deleted:
Deleted: 33%
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: 33%
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: 33%
Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted: ۔
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: خاں
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:

حمیرا اویس صاحبہ کا بل اپوزیشن کی مدد سے take up ہوا تھا اور حکومت اس وقت اس کی مخالفت کر رہی تھی۔ محترمہ انجم امجد صاحبہ کا بل حکومت نے پورے پانچ سال تک pending رکھا اور اسے ایوان میں پیش نہیں ہونے دیا تو آپ اس طرح کی باتیں نہ کیا کریں۔ آپ کا تو "یاد ماضی ہے ناں، وہ عذاب ہے آپ کے لئے" آپ اس حوالے سے باتیں نہ کیا کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہمارا House تھا کیونکہ آج بھی جو legislation ہو رہی ہے وہ ہمارے تعاون اور contribution سے ہو رہی ہے کیونکہ اس وقت یہ اس طرف تھے اور ہم اس طرف تھے تو میں credit یہ دے رہا ہوں کہ وہ ہمارے ہی اس House کی ممبر تھیں جس کے آج ہم ممبر ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس قرارداد میں انہوں نے بڑی خوبصورتی سے کچھ چیزوں کو وفاقی حکومت کے لئے mention کیا ہے کہ انہیں بھی کہہ دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ سارے issues پنجاب کے issues ہیں اور صوبوں کے بھی issues ہیں، خواتین کے issues ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ایک انتہائی تمیز کا مظاہرہ کیا ہے کہ ہم نے وفاق کو بھی involve کرنے کی کوشش کی ہے اور کوئی ego matter نہیں ہے کہ آدھا دن یہ معافیاں مانگنے میں گزر جاتا ہے اور باقی وقت میں جب قرارداد آئی ہے تو اسے یہ oppose کر رہے ہیں یا تو کوئی solid reason ہو۔ خواتین ہماری ہوں یا ان کی ایک برابر ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس وقت کھلے دل کا مظاہرہ کر کے اس قرارداد کو منظور کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج چونکہ پاکستان میں خواتین کا قومی دن ہے تو اس قرارداد کے اندر اعتراض یہ ہے کہ وفاقی حکومت، تو لاء منسٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ اگر اس کے اندر یہ کر لیا جائے کہ "یہ ایوان مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے۔" (نعرہ ہائے تحسین)

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted:

Deleted: اس

Deleted: ۔

Deleted:

Deleted:

Deleted:

میرا خیال ہے کہ زیادہ بحث کرنے سے بہتر ہے کہ آج خواتین کا دن ہے تو اس پر ایک قرارداد اس ایوان کی طرف سے آنی چاہئے۔ چونکہ اس پر پورا ایوان متفق ہے تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ یہ ایوان مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ خواتین پر ہر قسم کا تشدد ختم کیا جائے، منصفانہ قوانین کے ذریعے خواتین کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جائے۔ خدمات اور ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خواتین کو تعلیم، صحت اور روزگار کی سہولتیں برابری کی بنیاد پر فراہم کی جائیں اور خواتین کو آسان شرائط پر قرضے اور لیز پر زمینیں دی جائیں تاکہ وہ اپنی محنت سے ملکی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ اس طرح ملک کی 50 فیصد آبادی جو خواتین پر مشتمل ہے، انہیں روزگار ملے گا جس سے بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہو گا۔ نیز خواتین کو ان کی پوری محنت کا پورا معاوضہ دیا جائے۔

اس کے علاوہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملک سے کاروکاری، جبری شادی، وٹہ سٹہ، ونی، چھوٹی عمر کی شادی، قرآن سے شادی، غیرت کے نام پر قتل، جہیز کی لعنت اور دیگر فرسودہ رسومات کے خاتمہ اور پاکستان میں خواتین اور چھوٹی بچیوں کے ساتھ جو تشدد اور دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے اس کا سدباب کرنے کے لئے سخت قوانین بنائے جائیں اور ان پر سختی سے عملدرآمد بھی کروایا جائے تاکہ خواتین عزت، حرمت، وقار اور خود اعتمادی کی زندگی بسر کر سکیں کیونکہ انصاف پر مبنی معاشرہ پر امن اور ترقی یافتہ معاشرہ کہلاتا ہے"۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر بہت سی معزز خواتین ممبران ایوان میں کھڑی ہو گئیں کہ ان کا نام بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے)

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: 50%

Formatted: Font: 14 pt

Formatted: Complex Script Font: 12 pt

Formatted: Font: 14 pt

Deleted: ،

Formatted: Centered

Deleted:

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! صبح بات ہوئی تھی مرحوم جناب عالم زیب خان ممبر صوبائی اسمبلی سرحد سے متعلق تو اس بارے میں میرے پاس قرارداد موجود ہے تو اسے بھی پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جس طرح خواتین نے کہا ہے تو جو خواتین اس قرارداد میں اپنا نام ڈلوانا چاہتی ہیں وہ ساری خواتین اپنا نام ڈال لیں تاکہ یہ مشترکہ طور پر آ جائے۔ یہ راناثناءاللہ صاحب وزیر قانون، راجہ ریاض احمد سینئر وزیر اور چودھری ظہیر الدین قائد حزب اختلاف کی طرف سے قرارداد آئی ہے۔ جی، وزیر قانون!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پشاور میں ہونے والے بم دھماکے کے نتیجے میں رکن سرحد اسمبلی جناب عالم زیب خان کی شہادت کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پشاور میں ہونے والے بم دھماکے کے نتیجے میں رکن سرحد اسمبلی جناب عالم زیب خان کی شہادت کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرا خیال ہے کہ اس کی کوئی بھی مخالفت نہیں کرے گا اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پشاور میں ہونے والے بم

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted: خاں

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted:

Deleted: ی

Deleted: ہ

Deleted: کہ:

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Formatted: Centered

Deleted: " قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پشاور میں ہونے والے بم دھماکے کے نتیجے میں رکن سرحد اسمبلی جناب عالم زیب خان کی شہادت کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے"۔¶
محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔¶

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted: خاں

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted: ۔

Deleted: ۔

دھماکے کے نتیجے میں رکن سرحد اسمبلی جناب عالم زیب خان کی شہادت کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! مجھے یاد ہے کہ یہ point جناب محسن لغاری صاحب نے raise کیا تھا اگر آپ اجازت دیں تو یہ قرارداد محسن لغاری صاحب پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: rules اس بات کی اجازت نہیں دیتے لیکن لغاری صاحب کا نام اس قرارداد میں شامل کر لیا جائے گا اور لاء منسٹر صاحب ہی اسے پڑھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کا یہ بہت اچھا gesture ہے اور ہم اسے appreciate کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

قرارداد

پشاور بم دھماکہ میں شہید ہونے والے اے این پی کے رہنما جناب عالم زیب خان کی شہادت کی پُرزور مزمت اور قیام امن کے لئے کوششوں کو خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): شکریہ جناب سپیکر!

"صوبائی اسمبلی کا یہ ایوان بدھ 09-2-11 کی صبح پشاور میں ہونے والے بم دھماکے اور اس کے نتیجے میں سرحد اسمبلی کے رکن اور اے این پی کے رہنما جناب عالم زیب خان کی شہادت کی پرزور مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے مخالف ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستانی عوام کو ترقی اور امن کے راستے سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Centered
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: خاں
Deleted:
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: توجناب سپیکر!
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 16 pt, Complex Script Font: 18 pt
Formatted: Centered
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Centered
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted: خاں
Formatted: Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt
Formatted: Indent: Before: 0.5", After: 0.5"

یہ ایوان مرحوم جناب عالم زیب خان کی ان خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جو انہوں نے صوبہ سرحد میں امن کے قیام کے لئے انجام دیں۔ مرحوم نے صوبہ سرحد کی اسمبلی میں دوران اجلاس اعلان کیا تھا کہ وہ بذات خود سوات جاکر امن کی کوشش کریں گے چاہے اس کے لئے ان کی جان ہی نہ چلی جائے۔ مرحوم نے ایک دفعہ اپنے علاقہ کے سکول میں فرنیچر کی عدم فراہمی کے خلاف بطور احتجاج سرحد اسمبلی کے اجلاس میں سیٹ پر بیٹھنے سے انکار کر دیا اور ہاؤس کے floor پر بیٹھ کر اجلاس میں شرکت کی۔

یہ ایوان مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے اور مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بدھ 11-02-2009 کی صبح پشاور میں ہونے والے بم دھماکے اور اس کے نتیجے میں سرحد اسمبلی کے رکن اور اے این پی کے رہنما جناب عالم زیب خان کی ہلاکت کی پرزور مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے مخالف ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستانی عوام کو ترقی اور امن کے راستے سے ہٹایا نہیں جاسکتا۔

یہ ایوان مرحوم جناب عالم زیب خان کی ان خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جو انہوں نے صوبہ سرحد میں امن کے قیام کے لئے انجام دیں۔ مرحوم نے صوبہ سرحد کی اسمبلی میں دوران اجلاس اعلان کیا تھا کہ وہ بذات خود سوات جاکر امن کی کوشش کریں گے چاہے اس کے لئے ان کی جان ہی نہ چلی جائے۔ مرحوم نے ایک دفعہ اپنے علاقہ کے سکول میں فرنیچر کی عدم فراہمی کے خلاف بطور احتجاج سرحد اسمبلی کے اجلاس میں سیٹ پر بیٹھنے سے انکار کر دیا اور ہاؤس کے floor پر بیٹھ کر اجلاس میں شرکت کی۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: فرنیچر۔۔۔جاری۔۔۔¶ ¶UR360212/15-50/12-2-2009/Javed ¶ وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):۔۔۔۔۔۔¶ چاہے اس کے لئے ان کی جان ہی نہ چلی جائے۔مرحوم نے ایک دفعہ اپنے علاقہ کے سکول میں فرنیچر

Deleted: ں

Deleted: فلور

Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Deleted: ¶

Deleted: ف

Deleted: ۔

Deleted: 11فروری 2009

Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Deleted: ا

Deleted: ۔

Deleted: ¶

Deleted: ۔

Deleted: ¶

یہ ایوان مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے اور مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس قرارداد کی کوئی بھی مخالفت نہیں آئی ہے، اگر کوئی معزز رکن اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے تو وہ کر سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے اور یہ ایک gesture ہے جو ہاؤس کی طرف سے ہے۔ تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مدھ 11-02-2009 کی صبح پشاور میں ہونے والے بم دھماکے اور اس کے نتیجے میں سرحد اسمبلی کے رکن اور اے این پی کے رہنما جناب عالم زیب خان کی ہلاکت کی پرزور مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے مخالف ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستانی عوام کو ترقی اور امن کے راستے سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔

یہ ایوان مرحوم جناب عالم زیب خان کی ان خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جو انہوں نے صوبہ سرحد میں امن کے قیام کے لئے انجام دیں۔

مرحوم نے صوبہ سرحد کی اسمبلی میں دوران اجلاس اعلان کیا تھا کہ وہ بذات خود سوات جا کر امن کی کوشش کریں گے چاہے اس کے لئے ان کی جان ہی نہ چلی جائے۔ مرحوم نے ایک دفعہ اپنے علاقہ کے سکول میں فرنیچر کی عدم فراہمی کے خلاف بطور احتجاج سرحد اسمبلی کے اجلاس میں سیٹ پر بیٹھنے سے انکار کر دیا اور ہاؤس کے floor پر بیٹھ کر اجلاس میں شرکت کی۔

یہ ایوان مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے اور مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد چودھری سرفراز افضل ایم پی اے، مرا شتیاق احمد ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115، 28 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات کردہ خصوصی ایلچی رچرڈ

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: .

Deleted: صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بدھ 11۔فروری 2009 کی صبح پشاور میں ہونے والے بم دھماکے اور اس کے نتیجے میں سرحد اسمبلی کے رکن اور اے این پی کے راہنما جناب عالم زیب خان کی ہلاکت کی پرزور مذمت کرتا ہے۔¶

۔ یہ ایوان اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے مخالف ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستانی عوام کو ترقی اور امن کے راستے سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔¶

۔ یہ ایوان مرحوم عالم زیب خان کی ان خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جو انہوں نے صوبہ سرحد میں امن کے قیام کے لئے انجام دیں۔ مرحوم نے صوبہ سرحد کی اسمبلی میں دوران اجلاس اعلان کیا تھا کہ وہ بذات خود سوات جا کر امن کی کوشش کریں گے چاہے اس کے لئے ان کی جان ہی نہ چلی جائے۔ مرحوم نے ایک دفعہ اپنے علاقہ کے سکول میں فرنیچر کی عدم فراہمی کے خلاف بطور احتجاج سرحد اسمبلی کے اجلاس میں سیٹ پر بیٹھنے سے انکار کر دیا اور ہاؤس کے floor پر بیٹھ کر اجلاس میں شرکت کی۔¶

۔ یہ ایوان مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے اور مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔¶

Formatted: Centered

Deleted:

Deleted: 115 ,

ہالبروک کو پاکستان میں ڈرون حملے بند کرنے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 28،115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات کردہ خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک کو پاکستان میں ڈرون حملے بند کرنے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 28،115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات کردہ خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک کو پاکستان میں ڈرون حملے بند کرنے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

چونکہ اس میں ہاؤس کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ لہذا یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 28،115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات کردہ خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک کو پاکستان میں ڈرون حملے بند کرنے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶ ¶

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Formatted: Centered

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Deleted:

Deleted: ں

Formatted: Indent: Before: 0.5", After: 0.5"

Deleted: 28,115

Formatted: Indent: Before: 0.5", After: 0.5"

Deleted: 28,115

Formatted: Indent: Before: 0.5", After: 0.5"

Deleted: 28,115

Formatted: Centered

قرارداد

پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک سے پاکستان میں ڈرون حملے اور فوجی کارروائی بند کرنے کا مطالبہ

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

”یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات کردہ خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک کو پاکستان میں ڈرون حملے بند کرنے اور پاکستان کے علاقوں میں فوجی کارروائی کرنے سے روکا جائے۔ نیز خصوصی ایلچی کو اس امر کا بھی پابند کیا جائے کہ وہ افغانستان اور بھارت کی حکومت کو پاکستان کے خلاف کسی بھی قسم کی بیان بازی بند کرنے کے ساتھ ساتھ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق فوری طور پر حل کرنے پر زور دے۔“

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی کہ:

”یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات کردہ خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک کو پاکستان میں ڈرون حملے بند کرنے اور پاکستان کے علاقوں میں فوجی کارروائی کرنے سے روکا جائے۔ نیز خصوصی ایلچی کو اس امر کا بھی پابند کیا جائے کہ وہ افغانستان اور بھارت کی حکومت کو پاکستان کے خلاف کسی بھی قسم کی بیان بازی بند کرنے کے ساتھ ساتھ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق فوری طور پر حل کرنے پر زور دے۔“

میرا خیال ہے کہ اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

”یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے تعینات کردہ خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک کو پاکستان میں ڈرون

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ¶ ¶ ¶

Formatted: Centered

Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Formatted: Font: 18 pt, Complex Script Font: 18 pt

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

Deleted:

Deleted: .

Formatted: Indent: Before: 0.5", After: 0.5"

Deleted: .

Formatted: Indent: Before: 0.5", After: 0.5"

Deleted: .

Formatted: Indent: Before: 0.5", After: 0.5"

Deleted: .

حملے بند کرنے اور پاکستان کے علاقوں میں فوجی کارروائی کرنے سے روکا جائے۔ نیز خصوصی ایلچی کو اس امر کا بھی پابند کیا جائے کہ وہ افغانستان اور بھارت کی حکومت کو پاکستان کے خلاف کسی بھی قسم کی بیان بازی بند کرنے کے ساتھ ساتھ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق فوری طور پر حل کرنے پر زور دے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ نے موقع عنایت فرمایا میں آپ کا مشکور ہوں۔ بات بہت آگے نکل چکی ہے شاید اب آپ اس کو برمحل نہ سمجھیں۔ جب تعلیمی پالیسی کے میرٹ پر بحث ہو رہی تھی میں نے اس وقت اجازت چاہی تھی آپ نے اس وقت توجہ نہیں فرمائی بہر حال اب آپ کا شکریہ میں ایک نشاندہی کرنے والا ہوں کہ تعلیمی بھرتی کی جو پالیسی ہے اس میں ایک کیٹیگری physical education کی ہے۔ 1995 سے 2008-09 تک اس کی add آئی، اس کی درخواستیں مانگی گئیں اور نہ ہی اس پر تقرریاں ہوئیں۔ یہ ناانصافی ہے حالانکہ آئین پاکستان بھی یکساں مواقع فراہم کرنے کی گارنٹی دیتا ہے۔ جہاں تک دیگر categories کا تعلق ہے ان کی بار بار add آتی رہی ہے، درخواستیں مانگی جاتی رہی ہیں اور تقرریاں ہوتی رہی ہیں۔ چونکہ یہ education_physical میں 1995 کے بعد 2008 تک کوئی add نہیں آئی، کوئی درخواست نہیں مانگی گئی اور کوئی تقرری نہیں ہوئی۔ اس دوران اس category کے جو candidates ہیں جنہوں نے بی اے کرنے کے بعد physical education کا ڈپلومہ پاس کیا وہ بیٹھے بٹھائے over-age ہو گئے۔ اس کے لئے ایک امیدوار محمد طارق جمیل ٹوبہ ٹیک سنگھ نے سیکرٹری ایجوکیشن سے 7 ماہ کی رعایت مانگی۔ انہوں نے جواب دے دیا میں نے چیف منسٹر صاحب کو لیٹر لکھا کہ یہ تو اس کیٹیگری کے ساتھ ناانصافی ہے، اس پر تو درخواستیں نہیں مانگی گئیں، کوئی اشتہار نہیں آیا، 1995 سے لے کر 1908 تک کوئی تقرری نہیں ہوئی تو ان کو تو اس کیٹیگری کو اس کے ساتھ شامل رکھنا چاہئے تھا، انھوں نے ایجوکیشن سیکرٹری سے سمری منگوائی اور

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Formatted: Centered
Deleted:
... [323]
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
Deleted:
Formatted ... [324]
... [325]
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
... [326]
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt
... [327]
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [328]
Deleted:
Formatted ... [329]
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
... [330]
Formatted ... [331]
Deleted: -
Formatted ... [332]
... [333]
Formatted ... [334]

انھوں نے بھی جواب دے دیا تو کیا یہ ناانصافی نہیں ہے؟ یہ فزیکل ایجوکیشن کے ساتھ سوتیلہ سلوک ہے، discrimination ہے، disparity ہے، کیا یہ ایوان اس بات میں مدد نہیں کرتا ہے کہ ان لوگوں کو بھی یکساں مواقع ملیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ایجوکیشن پر بحث رکھیں تو اس پر بھی بات ہو جائے گی، آپ کی مہربانی۔ جی، شیر خان صاحب!۔۔۔ چنیوٹی صاحب! وہ آپ سے پہلے کھڑے ہیں، ان کے بعد پھر آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انھوں نے دو دفعہ 1908 کا ذکر کیا ہے۔ اس کی correction کرا دی جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر میں نے غلط بولا ہے تو اس کی correction کر لی جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ تعلیم کا پانچویں کلاس کے امتحانی پرچہ میں حضور ﷺ کی حیات طیبہ پر نامناسب سوال کر کے معصوم بچوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنا

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پنجاب ایگزامینیشن کمیشن نے مسلمانوں کی دلآزاری کرنے والا ایک کام کیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا نوٹس لیا جائے۔ پانچویں کلاس کا پرچہ معاشرتی علوم کے حصہ (ب) میں انھوں نے ایک سوال لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ انسانیت کے لئے عملی نمونہ تھی۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! کیا ہو گیا ہے؟ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں، Let him talk اس کے بعد Let the Chair decide کہ کیا کرنا ہے؟

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ان
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 7 pt
Deleted: ¶
Formatted: Font: 15 pt, Complex Script Font: 15 pt
Deleted:
Deleted:
Deleted: آپ کو موقع دیا جائے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: انھوں نے ایک سوال کیا ہے کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ انسانیت کے لئے عملی نمونہ ہے کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟" وضاحت کریں۔ باقی اور بھی باتیں ہیں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" کہ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی کا جو اسوہ ہے اس میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے تو یہ سوال اس طریقے سے کیا گیا ہے کہ معصوم بچوں کے ذہنوں میں شکوک پیدا کئے جائیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ بڑی زیادتی کی ہے اگر وہ اس طریقے سے کر لیتے کہ "آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ انسانیت کے لئے عملی نمونہ ہے اس پر آپ روشنی ڈالیں" تو یہ بہتر انداز تھا۔ اس محکمے کا نوٹس لیا جائے اور آئندہ اس قسم کے سوالات کرنے سے ان کو روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ انھوں نے بڑی اہم بات raise کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعی جس طرح سے مولانا صاحب نے بات کی ہے تو یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، مولانا صاحب تھوڑا سا ٹائم اس کے لئے نکال لیں اور اس کے اوپر ایک تحریک التوائے کار لے آئیں جو طریق کار ہے تاکہ اس کے اوپر کارروائی ہو سکے کیونکہ یہ امتحانات سے متعلقہ ہے اور پرچہ جات سے متعلقہ ہے، اس پر جو requisite information ہے وہ لے کر پھر اس کو ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ اس طرح کا matter ہے کہ اس پر آپ تحریک التوائے کار لے کر آئیں اور اس کو ہم out of turn لیں گے لیکن میری تمام ممبران سے گزارش یہ ہے کہ اتنے اتنے important matters ہوتے ہیں جو پوائنٹ آف آرڈرز کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس کے اوپر باقاعدہ ہاؤس کا ایک طریق کار ہے اس کے اوپر اگر عمل کیا جائے تو پھر اس پر باقاعدہ کارروائی بھی ہو۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آپ سے اجازت لینی تھی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، آپ بھی فرمالیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ آج خواتین کا عالمی دن منایا جارہا ہے۔

آوازیں: پاکستان میں ---

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
¶
¶
... [335]
Formatted ... [336]
Deleted: ¶
Formatted ... [337]
Deleted:
¶ ... [338]
Formatted ... [339]
Deleted: '
Deleted: صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
Deleted: ،
Deleted: صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
Deleted:
Deleted: ویسے
Formatted ... [340]
Deleted:
Deleted: طریق کار
Deleted: تاکہ
Deleted: کےاو
Deleted: طریق کار
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted: منایاجارہاہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پاکستان میں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پاکستان میں عورتوں کا عالمی دن منایا جارہا ہے۔۔۔

آوازیں: خواتین کا قومی دن۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز!۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اس عالمی دن پر میں اپنی محترمہ۔۔۔

آوازیں: نیشنل ڈے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلیں، جناب! یہ ساری correction کر لیں، میں پھر بول لیتی ہوں۔۔۔(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں۔پلیز! اعجاز شفیع صاحب!۔۔۔آج خواتین کا دن ہے ان کو بولنے دیں۔وہ بات کر لیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔پلیز! دو منٹ۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹائم بڑھالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اس خواتین کے دن پر میں اپنی محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ ایک عالمی لیڈر تھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

بین الاقوامی سیاستدان تھیں۔ان کی شہادت پر ہر آنکھ اشکبار ہوئی، جگہ جگہ پر ان کی شہادت پر جنازے پڑھے گئے، خواتین کو ان کی شہادت سے سبق سیکھنا چاہئے کیونکہ وہ ایک اچھی اور عظیم لیڈر تھیں۔ جب وہ بیٹی تھیں تو عظیم النساء بنیں، جب وہ زوجیت میں آئیں تو ایک بے مثال ہاؤس وائف بنیں اور جب وہ سیاست میں آئیں تو انھوں نے اس کو فریضہ عبادت سمجھ کر عوام کی خدمت کرنا چاہی تو انھیں بڑی بیدردی سے شہید کر دیا گیا تو یہ ظلم کی داستانوں میں سے ایک عظیم داستان بھی ہے جو ہمیں اس

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted: ایک گھنٹہ

Deleted: ت

Deleted: ب

Deleted:

خواتین کے دن پر یاد رکھنی چاہئے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے وطن کے لوگو! ذرا آنکھ میں بھر لو پانی اور یاد کرو میری بی بی کی جمہوریت کے لئے دی ہوئی قربانی، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، طیبہ ضمیر صاحبہ بات کرنا چاہتی تھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل بھی ممبران اٹھ کر چلے گئے تھے اور میرا خیال ہے کہ فنانس منسٹر صاحب نے اپنی concluding speech نہیں کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس پر تو پھر concluding ہوتی نہیں۔ پری بجٹ سیشن تھا اور اس پر تو وہ آپ کی تجاویز لے رہے تھے۔ اب میرا خیال ہے کہ اس کے اوپر کافی بات ہو چکی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں نے ابھی اس پر اپنی بات کرنی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔ اس طرح وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! وہ محرک تھیں ان کی ذرا بات سن لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کافی بات ہو گئی ہے۔ اب ایگریکلچر پر بحث ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! کوئی بات نہیں۔ چیئر کو بھی کچھ موقع دے دیا کریں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! 8۔مارچ کو خواتین کا عالمی دِن منایا جاتا ہے مگر 12۔فروری کو پاکستانی خواتین کا دِن منایا جاتا ہے۔ 1979 میں جب جنرل ضیاء الحق نے حدود آرڈیننس میں ترمیم کی تھی تو سول سوسائٹی اور N.G.Os سے تعلق رکھنے والی خواتین نے 1982 کو وومن ایکشن فورم کے پلیٹ فارم سے خواتین کے ان امتیازی قوانین کے خلاف سخت احتجاج کیا، ڈنڈے اور لاٹھیاں بھی کھائیں مگر اپنے مؤقف پر قائم رہیں۔ اسی دن کی یاد کے لئے 1983 میں اسے پاکستانی خواتین کے دن سے منسوب کیا گیا تاکہ ہر سال خواتین کے خلاف امتیازی قوانین کے خاتمہ کے لئے حکومت پر زور دیا جائے اور احساس دلایا جائے کہ آئین کے مطابق سب چاہے وہ مرد یا خواتین ہوں برابر حقوق رکھتے ہیں۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ۔
Deleted:
Deleted:
Deleted: ناں
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted: ز

میری آج کی قرارداد صرف پنجاب کی خواتین کے لئے نہیں ہے۔ قوانین کا اطلاق پاکستان کے صرف ایک صوبے پر نہیں پورے پاکستان پر ہوتا ہے۔ دوسرے صوبوں میں رہنے والی خواتین بھی ہمارا حصہ ہیں۔ امتیازی قوانین سے متاثرہ وہ بھی ہوتی ہیں اس لئے میں نے یہ قرارداد پورے پاکستان کی خواتین کے لئے پیش کی ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ میری ساتھی آمنہ بٹر صاحبہ نے اور اپوزیشن کے ممبران نے اسے پنجاب تک محدود رکھنے کے لئے کہا ہے، کیا دوسرے صوبوں میں بسنے والی خواتین ہماری بہنیں نہیں ہیں؟ کیا وہاں تشدد نہیں ہوتا ہے؟ آج پاکستانی عورت کا دن ہے صرف پنجاب کی عورت کا دن نہیں ہے۔ آج پاکستانی خواتین کے دن کے حوالے سے میں شکارپور میں وقوع پذیر اس واقعے کی بھرپور مذمت کرتی ہوں جس میں ماریہ شاہ نامی مڈوائف کو دوران ڈیوٹی ارسلان نامی شخص نے محض رشتہ نہ ہونے کی وجہ سے تیزاب پھینک کر تشدد کا نشانہ بنایا اور کئی روز ہسپتال میں زندگی و موت کی کشمکش کے بعد آخر دو روز قبل وہ زندگی کی بازی ہار گئی ہے۔ میں پنجاب اسمبلی کے floor پر کھڑی ہو کر حکومت پاکستان سے درخواست کرتی ہوں کہ نہ صرف ارسلان نامی شخص کے خلاف سخت کارروائی کی جائے بلکہ اسے عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ کوئی دوسرا ایسی حرکت کی جرأت نہ کر سکے۔ خواتین کے حوالے سے خانیوال کے شاعر قمر رضا شہزاد صاحب کے اشعار پیش خدمت ہیں:

اسی فضا میں سبھی لوگ سانس لیتے ہیں
کسی اک صنف کی خاطر ہوا نہیں ہوتی
خدا نے ہاتھ بنائے ہیں مرد اور عورت
دونوں ہاتھ نہ اٹھیں تو دعا نہیں ہوتی

بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت اچھا۔ جی، صرف ایک منٹ محترمہ! آپ بات کر لیں۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted: ۔
Deleted: ۔
Deleted: ¶
Deleted: .
Deleted: ¶
Deleted: ¶
Deleted: ¶
Deleted: ¶
Deleted: ۔

محترمہ طیبہ ضمیر:

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی چاروں دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر خواتین کو جو مقام اور حقوق بخشے اور اس سے تاریخ اسلام ان بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔اسی طریقے سے میں زینبۃ الکبریٰ کے کردار کو خراج تحسین پیش کروں گی جو کہ انھوں نے کربلا کے میدان سے لے کر یزید کے ایوان تک اور پھر شام کے راستوں میں ادا کیا جو رہتی دنیا تک ہمارے لئے مثال رہے گا۔ پاکستان میں 12۔اکتوبر کو، آج 12۔فروری ہے، وومن کا نیشنل ڈے ہے اور 12۔اکتوبر کو ایک آمر نے جب شب خون مارا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز!۔۔۔دیکھیں ناں!۔۔۔اب انھوں نے بات ختم کر لینی ہے اس کے اندر آپ اس طرح کر کے کیا کریں گے؟ جی، جلدی ختم کر لیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: تو اس وقت ایک خاتون جو خاتون اول تھیں بیگم کلثوم نواز شریف، انھوں نے پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کی قیادت کی اور اس وقت کے جابر، آمر کی بربریت کا انھوں نے جس انداز سے سامنا کیا اور پاکستان کی پولیٹیکل پارٹی مسلم لیگ (ن) میں جس انداز میں انھوں نے جان ڈالی اور کارکنان کو ساتھ لے کر چلیں آج کے دن کے حوالے سے میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں اور وہ بھی ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔ ان کے کردار، افعال، اعمال نے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

بحث

صوبہ پنجاب میں کھاد کی دستیابی کے خصوصی حوالے سے زراعت پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر زراعت، صوبہ پنجاب میں کھاد کی دستیابی کے خصوصی حوالے سے عام بحث ہے۔بحث کا آغاز

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Formatted: Indent: Before: 0.8", After: 0.8"
Deleted: ¶
Formatted: Font: 7 pt, Complex Script Font: 7 pt
Deleted: . .
Deleted:
Deleted: ی
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 18 pt, Complex Script Font: 18 pt
Formatted: Centered
Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt

وزیرزراعت کی تقریر سے ہو گا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوادیں۔ جی،وزیرزراعت!

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کو تھوڑی سی confusion ہو رہی ہے،جب تک policy statement نہیں آئے گی تو پھر اس پر آپ بات کیسے کریں گے Let the policy statement come?

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج ایک اہم موضوع پر اظہار خیال کا مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ گزشتہ روز ہاؤس کے اراکین نے ایگریکلچر پالیسی پر بات کرنے کے لئے دن مخصوص کرنے کو کہا تھا جس کے لئے آج جمعرات کا دن مقرر ہوا۔

جناب سپیکر!میں اراکین اسمبلی کا شکر گزار ہوں کہ وہ زراعت کے موضوع پر خصوصاً دلچسپی لیتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اس پر اظہار خیال بھی فرماتے رہتے ہیں۔اس ہاؤس کی اکثریت کا تعلق دیہات اور خصوصاً زراعت سے ہے اور پھر وہ اپنے جو حلقوں کی نمائندگی کرتے ہیں تو وہاں کی جو کاشتکار کمیونٹی ہے ان کے مسائل پر گفتگو ہوتی ہے تو اس سے ہم یہ اخذ کرنا چاہتے ہیں کہ کاشتکاروں کے مسائل حل کرنے کے لئے کیا تجاویز آتی ہیں اور کس طرح حکومت ان کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔اس میں کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ ہمارا پیارا وطن پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور پھر صوبہ پنجاب، آج میں یہاں اس ایوان میں گزارش کر رہا ہوں، یہ پورے پنجاب کا نمائندہ اجلاس ہے اور صوبہ پنجاب، ٹھیک ہے کہ اہم صوبہ ہے جس کا ملکی معیشت پر دار و مدار ہے وہ زراعت ہے۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں جو ہماری stable food ہے، گندم کی اہم غذائی ضرورت 78 فیصد گندم صوبہ پنجاب پیدا کر رہا ہے۔ اسی طرح کاٹن، جس پر پوری کاٹن انڈسٹری کا دار و مدار بھی ہے اور جہاں پر لاکھوں لوگ اس روزگار سے وابستہ ہیں، پاور لومز کے ذریعے،لیبر کے طور پر اور باقی جگہوں پر جو کام کر رہے ہیں اور ایکسپورٹ امپورٹ کرتے ہیں، کاٹن کی جو مصنوعات ہیں وہ 80 فیصد ایکسپورٹ ہماری زراعت پر مشتمل ہے اور 70 سے 75 فیصد آبادی آج بھی دیہاتوں میں زندگی بسر کر رہی ہے اور دیہاتوں کی زندگی کو اگر آپ دیکھیں تو وہ کاشت کار طبقہ خستہ حال ہے، خوشحال نہیں ہے اور پھر ان کا

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted:

Deleted: ----

Deleted: ----------

Deleted: ¶UR38/12-02-09/16:10/Sajjad ¶

Deleted:

Deleted:

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted: ¶

Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt

Deleted: .

Deleted:

Deleted: رہا

Deleted: ہے"

ذریعہ معاش، ان کا اوڑھنا بچھونا یہی زراعت ہے یا مویشی جانور، بھیڑ بکریاں پال کر وہ گزارہ کرتے ہیں۔ملک کے اندر تقریباً48 فیصدmanpowerایگریکلچر سیکٹر سےbelongکرتی ہے۔اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری مجموعی طور پر جو G.D.P ہے اس میں زراعت 22 فیصد contributeکر رہی ہے۔اس سے پہلے یا پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد اس کا تناسب 48 فیصد تھا، پھر 38 فیصد ہو گیا، پھر کم ہوتے ہوتے 28 فیصد تک آ گیا، پھر 24 فیصد اور اب اس سے بھی نیچے آ رہا ہے تو یہ کوئی اتنی خوش آئند بات نہیں ہے کہ G.D.P میں زراعت کا شیئر کم ہوتا جا رہا ہے جبکہ زراعت ایک ہماری جس طرح ایک جان میں ایک روح ہوتی ہے اس کا roleہے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ایگریکلچر کی جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ جو crops ہیں،major crops گندم، کپاس، چاول اور گنا ہیں، پھر دالیں ہیں، آلو ہے، اس کے علاوہ سبزیات ہیں اور ان تمام کی اکثریت جو ہے وہ پنجاب پیدا کر رہا ہے۔94 فیصد آلو پنجاب میں پیدا ہو رہا ہے۔58 فیصد شوگر کین پنجاب میں پیدا ہو رہا ہے اور کاٹن جو ہے جس طرح میں نے پہلے عرض کی ہے کہ 80 فیصد پنجاب اگا رہا ہے۔رائس، جو سپر باسمتی اور فائن قسم کا جو چاول ہے وہ 97 فیصد پنجاب پیدا کر رہا ہے اور cores varietyاری چھ اور دیگر جوvarieties چاول کی ہیں اس میں پنجاب 56 فیصد پیدا کر رہا ہے۔آم 78 فیصد پنجاب میں پیدا ہو رہا ہے اور citrus جو ہے وہ 97 فیصد پنجاب پیدا کر رہا ہے۔یہ ہمارے پنجاب کا ایک مجموعی طور پر خاکہ بنتا ہے۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں تھوڑا گزشتہ سال کا اور موجودہ جو مالی سال ہے اور جو ہماری خصوصی طور پر major crops ہیں ان کے رقبہ اور پیداوار کا موازنہ کرنا چاہوں گا۔ گندم 08-2007 میں مجموعی طور پر پنجاب میں کاشت کی گئی 15.08 ملین ایکڑ پر، ایک کروڑ 58 لاکھ ایکڑ پر گندم گزشتہ سال 08-2007 میں کاشت کی گئی جبکہ پیداوار کا جو ٹارگٹ رکھا گیا تھا وہ ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن تھا لیکن گزشتہ سال 08-2007 میں گندم ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن کی بجائے ایک کروڑ 56 لاکھ ٹن پیدا ہوئی، گندم کا ایریا بھی کم ہوا اور ایک کروڑ 54 لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت ہوئی تو اس طرح

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ڑ
Deleted: جو
Deleted: بچھونا
Deleted: ہے وہ
Deleted:
Formatted: Centered, Indent: First line: 0"
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt
Deleted:
Deleted: ز
Deleted: ۔

مجموعی طور پر گندم کی پیداوار کافی کم ہو گئی۔ پھر شوگر کین crop جو ہے وہ بھی کم پیدا ہوا۔ کاٹن جو ہے گزشتہ سال59لاکھ ایکڑ پر کاشت کی گئی تھی اور اس کی پیداوار پورے ملک میں تو جو ٹارگٹ رکھا گیا تھا وہ ایک کروڑ چالیس لاکھ گانٹھ کا تھا لیکن جو پنجاب میں پیدا ہوئی وہ 91لاکھ گانٹھ پیدا ہوئی اور جو پنجاب میں ٹارگٹ رکھا گیا تھا وہ پنجاب کا کاٹن کا ٹارگٹ 59لاکھ ایکڑ پر تھا، اس سال وہ اراضی کا ٹارگٹ پورا ہوا اور نہ crop کا پورا ہوا، وہ بھی کم پیدا ہوئی۔ چاول 42لاکھ ایکڑ پر کاشت کیا گیا تھا اور اس کی پیداوار گزشتہ سال 33 لاکھ ٹن 08-2007 میں ہوئی تھی۔ اسی طرح گنے کی crop بھی تقریباً 03 فیصد minus رہی اور شوگر کین جو کاشت کیا گیا تھا وہ 16 لاکھ 65 ہزار ایکڑ پر تھا اور یہ 3.8 فیصد کمی ہوئی۔ گنے کی پیداوار کا target 3 کروڑ 69 لاکھ ٹن رکھا گیا تھا لیکن 3 کروڑ 18 لاکھ گنا پیدا ہوا۔ اس طریقے سے ہماری فی ایکڑ پیداوار بھی decline ہوئی اور مجموعی طور پر بھی پیداوار کم حاصل ہوئی۔ میں اس سال کا موازنہ اس طرح کروں گا جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ پنجاب ایک agro based صوبہ ہے اور معیشت کا دارومدار بھی زراعت پر ہے، ہماری agro based industry ہے، شوگر ملیں ہیں، کاٹن انڈسٹری ہے، ٹیکسٹائل ملیں ہیں یہ ساری agro based industry ہے۔ پھر stable food گندم ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم 25 لاکھ ٹن گندم procure کرنے میں کامیاب ہوئے اس میں بڑی محنت کرنی پڑی اور کاشتکاروں کا نقصان بھی ہوا اور انھیں صحیح معاوضہ نہ مل سکا لیکن مجبوری تھی کہ عام آدمی، غریب آدمی کو خوراک کے مسئلے سے بچانے کے لئے یہ گندم procure کی گئی تھی اور آج بھی الحمدللہ پنجاب میں 11 لاکھ ٹن گندم سٹور میں پڑی ہے اور یہ دو ماہ کے لئے کافی ہے۔ جب موجودہ حکومت بر سر اقتدار آئی تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک working group بنایا اور سفارشات مرتب ہوئیں تو اس میں targets مقرر کئے گئے۔ میں نے محکمہ زراعت کے افسران سے میٹنگ میں کہا کہ آپ اپنی requirement بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں لیکن آپ کی تمام کارکردگی کو جانچا جائے گا، ترقی بھی اسی بنیاد پر ملے گی، انعام واکرام اور شاباش بھی اسی بنیاد پر ملے گی کہ جب آپ کارکردگی دکھائیں گے۔ چونکہ اگر accountability کا process نہ ہو تو پھر کسی محکمے کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ہم نے سوچا کہ پہلے محکمہ زراعت کے افسران کے مسائل حل کئے جائیں اس لئے 32 ہزار فیلڈ اسسٹنٹ کو 6 گریڈ سے 11 گریڈ میں ترقی دی گئی، اس کے ساتھ انھیں

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: نہ تو

Deleted: اراضی کا

Deleted: یہ

Deleted: ۔(جاری۔۔۔) ¶

¶----------¶

12-2-2009/16.20/UR39/umar daraz¶

¶

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): (جاری) اسی طرح گنے کے فصل بھی تین فی صد mines رہی اور 16 لاکھ 65 ہزار ایکڑ پر گنا کاشت کیا گیا تھا

Deleted: -

Deleted: 3

Formatted: Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt

Deleted:

Deleted: ا

Deleted: ؟

پانچ ہزار کا stipend دیا گیا اور انھیں چھ ماہ کا refresher course کرایا گیا ساتھ ہی انھیں موٹر سائیکل بھی دیئے گئے تاکہ یہ فیلڈ اسسٹنٹ کی ٹیم صحیح طور پر کام کر سکے۔اس کے علاوہ افسران کا مطالبہ آ رہا تھا کہ بیس بیس سال سے ان کی 17 گریڈ سے ترقی نہیں ہو رہی اس لئے 150+17 کا سکیل fix کر دیا گیا اور وہ 17 اور 18 گریڈ میں ہی ریٹائر ہو جاتے تھے۔اب انھیں فوری طور پر گریڈ 18 دے دیا گیا اور پھر اس میں پروموشن رکھی گئی۔خصوصی طور پر ریسرچ میں یہ کہا گیا کہ اب آپ کی ترقی استعداد کی بنیاد اور ریسرچ ورک کی بنیاد پر ہو گی نہ کہ سنیارٹی پر۔اس پراجیکٹ کی سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو گئی ہے انشاء اللہ جلد منظور ہو جائے گی۔ہم ریسرچ کے افسران کا احترام کرتے ہیں۔سائنسدانوں کا احترام کرتے ہیں کیونکہ سائنسدانوں نے زراعت کی بہتری کے لئے بڑی مقدور اور بھرپور خدمات دی ہیں اس لئے حکومت ان کی عزت افزائی کے لئے خصوصی توجہ دے رہی ہے۔

جناب سپیکر! پالیسی بنانے کے لئے short term measures اور long term measures ہوتے ہیں۔ہم نے پالیسی بنانے کے لئے فیصلہ کیا کہ فی ایکڑ پیداوار بڑھے گی تو کاشتکار کو آسانی ہو گی۔اس سے اس کا شرح نفع بڑھ جائے گا۔بڑا صوبہ ہونے کی وجہ اور آبادی کے لحاظ سے ہماری قابل کاشت اراضی 40 لاکھ بنتی ہے اسے بھی زیر کاشت لانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے تاکہ باقاعدہ طور پر ایک سسٹم کے ساتھ زراعت پر توجہ دے کر ملک کو خوراک میں خود کفیل کیا جائے۔میں گزشتہ سالوں کی constrain کو بھی یہاں پر زیر بحث لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری زراعت پر جمود کیوں طاری رہا؟اس کی چند بڑی وجوہات ہیں۔ان میں ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مجموعی طور پر ہماری 85 فیصد کاشتکار آبادی چھوٹے کاشتکاروں پر مشتمل ہے اور وہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم ملکیت کے کاشتکار ہیں۔ان کے لئے بڑے مسائل ہیں، انھیں awareness کا مسئلہ ہے، inputs بہت مہنگی ہو گئی ہیں۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عالمی سطح پر ڈی اے پی کھاد کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔جہاں ڈی اے پی فی بوری کی قیمت 1000/900 روپے تھی جو بڑھتی بڑھتی اب تین ہزار روپے سے اوپر چلی گئی ہے اس طرح غریب کاشتکار کو ڈی اے پی کھاد مہنگی خرید کرنا پڑی۔اسی وجہ سے گزشتہ سال ڈی اے پی کھاد کا 38 فیصد استعمال کم ہوا۔اسی طرح یوریا کھاد کی قیمتیں بھی بڑھیں جب دیکھا گیا کہ اتنی تیزی سے inputs کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں تو کاشتکار کے لئے survive کرنا بھی مشکل ہو گیا۔پھر پانی کا

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Deleted: ی

Deleted:

Deleted:

Deleted: -

Deleted: اور

Deleted: گ

Deleted: ے

Deleted:

بھی مسئلہ ہے-کم بارشوں کی وجہ سے بارانی علاقوں کا بھی مسئلہ رہا، پھر under ground پانی نیچے گیا اس سے بھی کاشتکار نے بہت suffer کیا-زراعت میں ہماری جو constrain ہیں، جو مسائل ہیں ان میں solidity ہے، salinity ہے جسے سیم و تھور کہتے ہیں اس کی وجہ سے ہماری زمین marginal ہو گئی ہے اس لئے وہ کم پیداوار دے رہے تھی لیکن اس پر اخراجات زیادہ آ رہے تھے جس وجہ سے کاشتکار کو کچھ بھی نہیں بچتا تھا اور وہ بہت پریشان تھا-اس میں ہماری marginal land ہے پھر زمین کے اندر organic matter ہوتا ہے، زرخیزی ہوتی ہے جو مسلسل multi crop کی وجہ سے زمین کی زرخیزی کم ہوتی چلی گئی اور اس طرح فی ایکڑ پیداوار بھی کم ہونا شروع ہو گئی-اس کے ساتھ ساتھ کاشتکار کے لئے پانی کا مسئلہ تھا-بد قسمتی سے کالا باغ ڈیم نہیں بن سکا-بھاشا ڈیم کی ابھی feasibility بنی ہے اور اس پر ابھی کام کا آغاز ہونا ہے-آج ہمیں پنجاب کے اندر پانی کی 38 فیصد shortage کا سامنا ہے-ہمارے historical ریکارڈ کے مطابق ہمیں 19.75 ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا رہا ہے لیکن آج ہمیں یہ نوید دی گئی ہے کہ اس سال 12.75 ملین ایکڑ فٹ پانی پنجاب کو ملے گا-یہ نہری پانی کی بہت بڑی shortage ہے-اس سے بھی ہماری زراعت بڑی متاثر ہو رہی ہے اور پانی کی کمی کی وجہ سے ہمیں مسئلہ درپیش ہے-جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ پاکستان کے اندر ڈی اے پی کھاد کی ماہانہ پیداوار 55 ہزار ٹن ہے جبکہ ہم 80 فیصد ڈی اے پی باہر سے درآمد کر رہے ہیں-جب عالمی سطح پر ڈی اے پی کی قیمت بڑھی تو پھر یہاں بھی اس کی قیمت بڑھا دی گئی اور 3150 روپے فی بوری رکھی گئی جو کاشتکار کی رسائی سے باہر تھی اس وجہ سے کاشتکار نے ڈی اے پی کھاد 38 فیصد کم استعمال کی-پھر frost اور دیگر وجوہات کی وجہ سے گندم کی فصل کم ہوئی-اس کے علاوہ ہماری constrain میں ریسرچ کا مسئلہ بھی ہے، quality seed کا بھی مسئلہ ہے-کاشتکاروں کو بہتر بیج میسر نہیں آ رہا تھا-کاشتکار 80 فیصد بیج اپنے ذرائع سے استعمال کرتا ہے اور 20 فیصد quality certified seed جس میں سے 10 فیصد پنجاب سیڈ کارپوریشن تیار کرتی ہے باقی پرائیویٹ کمپنیاں تیار کرتی ہیں-لہذا مارکیٹ میں 20 فیصد quality seed دستیاب ہے اور باقی 80 فیصد کاشتکار اپنا بیج استعمال کرتے ہیں - یہ بھی ہماری ایک بڑی constrain ہے-اگر کاشتکار کو بہتر بیج دستیاب نہیں ہو گا تو پھر فی ایکڑ پیداوار بڑھانے میں ہمارے مسائل کا ایک بڑا اہم جز ہے-

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

Deleted:

جناب سپیکر!اس کے علاوہ مشینری کا استعمال ہے لیکن ہمارے روایتی کاشت کے طریقے سے بھی پیداوار متاثر ہوئی ہے پھر awareness کا مسئلہ ہے-دیہاتوں میں ناخواندگی ہے، تعلیم کی کمی ہے اس لئے انھیں معلومات ہی نہیں ہیں کہ کونسی کھاد کس وقت ڈالنی ہے اور کب پانی دینا ہے؟ یہ بھی ہماری زراعت پر برے طریقے سے اثرانداز ہو رہا ہے-اس میں extension کا کام اتنا امید افزا نہیں تھا، research and extension کا اتنا link نہیں تھا اس وجہ سے research and extension کا کام مناسب طور پر کاشتکار تک نہیں پہنچا اور کاشتکار کو آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوار پر یہ عوامل اثرانداز ہوئے ہیں-اس سے بڑھ کر process of the sowing سے نقصانات ہوتے ہیں اور پھر مارکیٹنگ کا سسٹم ہے ، ہمارے ملک کے اندر گودام نہیں ہیں ، capacity نہیں ہے، storage capacity نہیں ہے-جب کاشتکار کی پیداوار بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے جیسے چاول میں ہوا تو کاشتکار نقصان میں چلا جاتا ہے-جب پیداوار کم ہوتی ہے تو قیمت بہتر ملتی ہے- اگر کسی فصل کی پیداوار بڑھ جاتی ہے تو کاشتکار کو اس کا معاوضہ نہیں ملتا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاشتکار کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے-چونکہ میرا تعلق بھی دیہات اور کاشتکار کمیونٹی سے ہے-1988 کو میں آزاد MPA کی حیثیت سے منتخب ہو کر اس ایوان میں آیا تھا-میں پچھلے بیس سال سے کاشتکاروں کے حقوق کے لئے ہر forum پر آواز اٹھا رہا ہوں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کاشتکار طبقہ مظلوم ہے-اس کے ساتھ بہت زیادتی کی جا رہی ہے اور ابھی تک وہ زیادتیاں بند نہیں ہوئیں-کاشتکار کے لئے ایک پٹواری سے فرد حاصل کرنا مسئلہ ہے-اس کو ناخواندگی اور awareness نہ ہونے کی وجہ سے بڑے مسائل کا سامنا ہے-جب کسان زرعی بنک جاتا ہے تو اسے وہاں پر کمیشن دینا پڑتا ہے-اگر نہری پانی کا کوئی مسئلہ ہے تو وہاں پر محکمہ آبپاشی والے اس کو معاف نہیں کرتے، محکمہ مال والے معاف نہیں کرتے، زرعی بنک والے اس کو معاف نہیں کرتے-وہ کمپنیاں جو کہ زراعت سے related ہیں چاہے وہ pesticides companies ہیں، چاہے وہ companies fertilizers ہیں یا کوئی دوسری انڈسٹری ہے کوئی بھی کسان کو معاف نہیں کرتا- میں چونکہ حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں اور میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن یہاں پر کوئی ایسا proper mechanism derive نہیں ہو سکا کہ کاشت کار بے چارے کی ہر جگہ پر آسانی سے رسائی ہو سکے-کاشت کار کو پتا ہونا چاہئے

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted: ی
Deleted: -
Deleted:
Deleted:
Deleted: ہے- - -جاری- - -¶
¶Ur-40
وزیر زراعت(جناب احمد علی اوکھ):-----جاری-----¶
اگر کسی فصل کی پیداوار بڑھ جاتی ہے تو کاشت کار کو اس کا معاوضہ نہیں ملتا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاشت کار کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے-چونکہ میرا تعلق بھی دیہات سے ہے، میرا تعلق بھی کاشت کار community سے-
Deleted:
Formatted ... [341]
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [342]
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [343]
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [344]
Formatted ... [345]

کہ وہ جو کھاد خرید رہا ہے اس کی per bag لاگت کیا ہے، شرح منافع کیا ہے اور کھاد کی بوری کی اصل قیمت کیا ہے اور آیا مجھے واقعی صحیح قیمت پر مل رہی ہے یا نہیں؟ یہ سب مسائل کسان face کرتا چلا آ رہا ہے۔اس کے لئے ہمیں سوچ و بچار کرنا ہے۔یہ حکومتی بنچوں کا مسئلہ ہے، حزب اختلاف کے بنچوں کا معاملہ ہے، اور نہ یہ مسلم لیگ (ن)، مسلم لیگ (ق) یا پیپلز پارٹی کا مسئلہ ہے۔یہ ملک کی معیشت کا مسئلہ ہے اس بارے میں ہم سب کو مل بیٹھ کر سوچنا ہے، پارٹی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر سوچنا ہے۔یہ صرف ملکی معیشت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ملک کی 70 فیصد بے زبان آبادی، دیہاتوں میں رہنے والی آبادی کا مسئلہ ہے۔یہ بھی پاکستانی ہیں، ان کا بھی وسائل پر حق ہے۔یہ بہتر طور پر ملک کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی دوسرا ایسا طبقہ نہیں ہے جو کہ کاشت کار سے زیادہ خدمات سرانجام دے رہا ہو۔کاشتکار ملک کے لئے گندم بھی پیدا کر رہا ہے، ہماری صنعتوں کو چلانے کے لئے خام مال بھی پیدا کر رہا ہے، ملک کے foreign exchange کے لئے مواد بھی فراہم کر رہا ہے۔کاشتکار کو کچھ بچتا ہے یا نہیں لیکن وہ خود ایک vicious circle سے گزر رہا ہے، منحوس چکر سے گزر رہا ہے۔ایک سال کی آمدن وہ اگلے سال کی فصل پر خرچ کرتا ہے، پھر اگلے سال کی فصل پر خرچ کرنے کے بعد جو پیداوار آتی ہے اس سے اسے کچھ بچتا ہے یا نہیں لیکن وہ لگا رہتا ہے کیونکہ اس کی زمین کے ساتھ ایک وابستگی ہوتی ہے۔اس وابستگی کو قائم رکھنے کے لئے ایک فصل سے آمدنی حاصل کر کے پھر اگلی فصل کی بہتری پر خرچ کرتا ہے۔طویل عرصے سے وہ اس منحوس چکر سے نہیں نکل سکا۔آپ دیکھیں گے کہ پسماندگی کا تناسب دیہی علاقوں میں زیادہ ہے اس لئے سوچ و بچار کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ وزیراعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہم کسان اور زراعت کی بہتری کے لئے بہت سے اقدامات اٹھا رہے ہیں۔وزیراعلیٰ صاحب نے جب حلف لیا تو انھوں نے اعلان کیا تھا کہ فوری طور پر ادویات میں ملاوٹ کا خاتمہ ہو گا۔ زرعی اور انسانی جانوں کے لئے استعمال ہونے والی ادویات میں ملاوٹ کے خاتمے کا وزیراعلیٰ نے اعلان کیا تھا۔انھوں نے مشینی کاشت کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا اعلان کیا۔وزیراعلیٰ کے یہ دو بہت بڑے اقدامات ہیں۔وزیراعلیٰ نے جو کچھ کہا ان کی پوری ٹیم اس پر بھرپور کام کر رہی ہے۔تقریباً 28

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ؟

Deleted: یہ ان

Deleted: تو

Deleted: ز

Deleted: ہ ،نہ

Deleted: ز

Deleted: تو

Deleted:

Deleted: اف

Deleted: ۔

Deleted: ۔

Deleted:

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted: ں

Deleted: صاحب

Deleted:

Deleted: غ

Deleted: ہ

Deleted: صاحب

کروڑ 60 لاکھ روپے کی pesticides recover ہوئیں۔اس حوالے سے ہمارے افسران کو دھمکیاں ملتی رہیں۔ڈی جی صاحب نے مجھے بتایا کہ انھیں دھمکیاں مل رہی ہیں، بڑی مشکلات ہیں تو میں نے خود براہ راست R.P.O,D.P.O صاحبان سے رابطہ کیا،ان کو pursue کیا۔کٹاربند روڈ پر دو دو کروڑ کی ادویات پڑی تھیں۔ہم نے تمام پریس کو دعوت دی کہ آکر دیکھ لیں تاکہ کل کو کوئی یہ نہ کہے کہ یہ ساری فرضی کارروائی ہے۔ہر جگہ اور موقعے پر باقاعدہ پریس کو بلایا کہ آئیں دیکھیں، یہ inventory بنا رہے ہیں۔آپ counting کر لیں، جو material پڑا ہے اس کو دیکھیں۔یہ لوگوں کے پاس جو in bulk pesticides پڑی ہیں ان کو اسے رکھنے کا اختیار نہیں ہے، یہ جو unregistered pesticides پڑی ہیں ان کو رکھنے کا اختیار نہیں ہے،ان کو refilling کا اختیار نہیں ہے،ان کو formulation کا اختیار نہیں ہے۔ہم نے جو ادویات پکڑیں ان کو سب نے دیکھا۔ ہم نے ایک شفاف طریقے سے ساری کارروائی کی ہے۔ان کمپنیوں کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں کی گئی۔یہ جو جعلی زرعی ادویات پکڑی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک احسن اقدام ہے جو کہ وزیراعلیٰ کی ہدایت پر اٹھایا گیا ہے۔اس کی ساری تفصیل میرے پاس ہے اگر میرے بھائی جاننا چاہتے ہیں تو میں دکھا سکتا ہوں۔یہاں میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن اختصار سے یہ عرض کروں گا کہ اس عرصہ میں 6332 samples لئے گئے۔6454 samples کا تجزیہ کیا گیا جن میں سے 5905 samples fit آئے اور 554 samples unfit نکلے۔ جو fit نہیں ہیں ان کی شرح فیصد 8.57 کے قریب ہے۔620 ایف آئی آر درج ہوئیں۔202 cases کی پولیس کے ذریعے تفتیش ہوئی۔اس بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے میٹنگ لی کیونکہ ہمارے قوانین میں کچھ flaws تھے۔پہلے جو Pesticide Act تھا اس کو update کرنے کے لئے اس میں amendments کی گئیں۔پہلے چھ ماہ سزا تھی،ان کی ضمانت ہو جاتی تھی۔اب اس کے سیکشن 22-21 میں ترمیم کر کے ملاوٹ پر سزا تین سال قید اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ رکھی گئی ہے۔اس کا آگے sub section ہے کہ اگر کوئی pesticide sub standard ہے تو اس کی سزا بھی تین سال تک قید اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ کی رکھی گئی ہے۔ان ترامیم کے بعد ہم نے دیکھا کہ عدالتیں سزائیں نہیں دے رہی تھیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے میٹنگ لی اور بہت ناراضگی کا اظہار کیا۔اس میٹنگ میں سیکرٹری قانون، سیکرٹری

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ،

Deleted: ۔

Deleted: کی

prosecution کو بلایا گیا۔ فوری طور پر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس صاحب سے درخواست کی گئی کہ عدالتیں چونکہ سول کورٹس ہیں اور وہ آزاد ہیں لہذا ان کو سزا دلوانے کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں۔چنانچہ اس حوالے سے خصوصی انتظامات کئے گئے اور ہر ضلع میں اچھی شہرت والے ایک جج، سپیشل مجسٹریٹ کو deputeکیا گیا تاکہ ان کو جلد از جلد سزا دلوائی جا سکے۔چھان بین کرنے کے بعد، intelligence agencies سے رپورٹیں لینے کے بعد public prosecutors تعینات کروائے گئے۔ بہاول پور میں ابھی ایک مقدمہ میں 5 لاکھ روپے جرمانہ اور تین سال قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ تو ان سب cases کی بھرپور پیروی ہو رہی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کو عبرتناک سزائیں ملیں گی۔ ہم نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ اس برائی کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔دس ہزار ٹریکٹر دیئے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کو مشینی کاشت پر لانے کے لئے حکومت پنجاب کا یہ بہت بڑا اقدام ہے۔اس میں کاشت کار کو 2 لاکھ روپے کی subsidy دی جا رہی ہے۔جب یہ دس ہزار ٹریکٹر کاشتکار تک پہنچیں گے تو پنجاب میں ایک بہت بڑا انقلاب آئے گا۔ٹریکٹروں کی دو بڑی کمپنیوں کو یہ گرین ٹریکٹر سپلائی کرنے کا کام سونپا گیا۔اچانک ان کمپنیوں نے اپنے ٹریکٹر کی قیمت پچاس ہزار روپے بڑھا دی۔چونکہ یہ کمپنیاں de-regulate ہیں، ان کو محکمہ صنعت کنٹرول کرتا ہے، حکومت پنجاب کی براہ راست ان کے ساتھ کوئی intervention نہیں تھی لیکن اس کے باوجود ان کے ساتھ مسلسل مذاکرات کئے گئے، میٹنگز ہوئیں اور ان سے پندرہ ہزار روپے فی ٹریکٹر قیمت کم کروائی گئی۔اب جلد ہی تمام booking والے ٹریکٹروں کی ادائیگی کر دی جائے گی اور جو 9990 ٹریکٹر book ہوئے ہیں وہ جلد کاشتکار کو فراہم کر دیئے جائیں گے۔23۔اکتوبر کو شفاف طریقے سے قرعہ اندازی کی گئی۔اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں اور ایک اہم بات جو میں کرنا بھول گیا ہوں۔ ایک اہم شعبہ تھا جس کے متعلق مجھے پہلے بات کرنی چاہئے تھی۔ میں گزارش کرتا ہوں اور میں quality of seed کی بات کرنا چاہوں گا۔ ہم نے اس سلسلے میں یہ اقدامات کئے ہیں کہ جب تک کاشتکار کو تصدیق شدہ معیاری بیج نہیں ملے گا تو اس وقت تک زرعی پیداوار نہیں بڑھے گی اس کے لئے بڑے اہم اقدامات کئے گئے ہیں۔ پہلے سیڈ کونسل کی میٹنگ کبھی کبھار ہوتی تھی اب اس

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: س

Deleted: ت ان

Formatted: Indent: First line: 0.5"

Deleted: دو

Deleted: 10

Deleted: ہ

Deleted:

Deleted:

Deleted: ز

Deleted: ز

Deleted: ز

Deleted:

Deleted:

Deleted: ---------جاری-----¶
Ghazanfar Khan 12-2-09 16-40
¶ur410212
وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جاری۔¶

Deleted:

Deleted: ۔

دور میں سیڈ کو نسل جس کا چیئرمین وزیر زراعت ہوتا ہے ہم نے تین meetings کیں۔16 نئی اقسام جو کہ گندم، کپاس اور fodder کی ہیں ہم نے approve کی ہیں۔اسی سلسلے میں عرض کروں گا کہ ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں سحر2006 شفق2006 جو کہ اچھی کامیاب جارہی تھیں لیکن ابھی ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں جو نئی 2008 میں ورائٹی آئی ہیں ان میں لاثانی 2008 ایک نئی ورائٹی ہے۔اسی طرح فیصل آباد 2008 بھی ایک ورائٹی ہے،ایک معراج2008 ورائٹی ہے اور ایک اور ورائٹی چکوال 50 ہے جو کہ گندم کی نئی قسم ہے۔اس کے علاوہ ان کو میں نے target بھی دیئے ہیں۔جتنی بھی ورائٹی ہوں اس میں تنے پر جو کونگی آتی ہے وہ نہیں آنی چاہئے اس کے علاوہ پانی کم لینا چاہئے اور جلدی mature ہوں۔اس پر کافی کام ہوا ہے اور کم پانی کے ساتھ اس کی پیداوار 60 سے 70 من ہو گی۔لاثانی 2008 اور دوسری اقسام جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ان میں بیماری کا حملہ بھی کم ہے اور اس کا potential بھی 70 من فی ایکڑ تک ہے۔اسی طریقے سے کاٹن کے متعلق عرض کروں گا۔اس میں ایک نئی ورائٹی 942 آئی ہے۔سی ایل سی "ملی بگ" کا بھی یہاں پر attack ہے جس کی وجہ سے کاٹن تباہ ہوئی۔اس پر بھرپور طریقے سے سوچ بچار کیا گیا اور اس پر کام ہو رہا ہے۔اس پر ریسرچ کے لئے امریکہ کی ایک بہت بڑی کمپنی Monsanto ہے۔ان سے بھی تفصیلی meetings ہوئی ہیں۔وزیر اعلیٰ کے ساتھ بھی میٹنگ ہوئی ہے اور وفاق کی سطح پر بھی میٹنگ ہوئی ہے اور پنجاب میں بھی مسلسل ان کے ساتھ meetings ہوئی ہیں کیونکہ وہ قیمت بہت زیادہ مانگتے تھے لیکن میں آپ کو خوش خبری دینا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے پنجاب میں B T cotton کی variety approved نہیں تھی۔اب اس کے لئے باقاعدہ دو کمیٹیاں بنائی گئیں۔ایک long term measures کے لئے اور دوسری short term measures کے لئے بنائی گئی ہے۔long terms measure کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس کو وزیر زراعت head کر رہا ہے۔جو short terms کے لئے کمیٹی ہے اس کو جناب جہانگیر ترین صاحب head کر رہے ہیں۔اس پر کافی meetings ہوئی ہیں اور اس سلسلے میں آٹھ varieties select کی گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ BT cotton میں جو ball worm ہوتا ہے، جو سنڈیاں ہوتی ہیں اس میں toxin کی وجہ سے سنڈی مر جاتی ہے۔اس سے pesticide کا استعمال کم ہوتا ہے اور اس میں پیداوار

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ¶

Deleted: ۔

Deleted: ں۔ا

Deleted: ئ

Deleted: ی verity

Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Deleted: دیے

Deleted: ۔

Deleted: 942

Deleted:

Deleted: Monsanto

Deleted:

Deleted: ۔

Deleted: l

Deleted: ۔

Deleted: ے

Deleted: erities

Deleted: ی

Deleted:

بھی اچھی ہے۔ پہلے جو unknown قسم کی varieties تھیں اب ان کو باقاعدہ stream line کر کے system میں لایا جارہا ہے اور عنقریب ہم اس variety کو approve کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارے جو ادارے جیسے ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے N.I.B.G.E ہے پنجاب یونیورسٹی کا T.A.M بھی ایک ادارہ ہے ان میں کاٹن کی نئی variety کے لئے کام کیا جارہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں اور ہم چاہتے ہیں کہ مستقبل قریب میں C.L.C.D اور "ملی بھگ" کا خاتمہ ہو۔ اس نے Cotton crop کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ کاشت کار مجبوراً کاٹن کو چھوڑ کر سورج مکھی پر گئے ہیں۔ خاص طور پر کاٹن کے علاقہ میں چار لاکھ ایکڑ کے کاشت کاروں نے کاٹن کی کاشت ترک کر دی اور وہاں پر چاول کی کاشت کی گئی کیونکہ چاول کی پیداوار بہتر تھی۔ Cotton crop میں یہ ایک بہت بڑا crisis ہے کیونکہ ہمارے ملک کا دارومدار کاٹن پر ہے ہماری ٹیکسٹائل ملوں کا دارومدار کاٹن پر ہے۔ اس کے علاوہ ہماری cotton export ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے زر مبادلہ کا ایک بڑا اہم ذریعہ کاٹن ہے اس لئے اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پچھلے دنوں چین گئے تھے اور وہاں پر ایک سلور لینڈ کمپنی کے ساتھ M.O.U sign کیا ہے جس سے BT cotton , rice vegetable میں بہتری آئے گی۔ اس کے علاوہ ہم دیگر ممالک سے جاپان سے اور باقی ساری دنیا سے interaction کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے جو ایک ادارہ کام کر رہا تھا اس کا نام ایگریکلچر ریسرچ بورڈ جو 1997 میں قائم ہوا تھا۔ اس نے اب تک کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا تھا ہم نے فیصلہ کیا کہ یا تو اس ادارے کو بند کیا جائے یا پھر اس کو activate کیا جائے۔ اب ہم نے اس کو ٹائم دیا ہے اور target بھی دیا ہے اس کے علاوہ اس کو 93 کروڑ روپے کے فنڈز بھی فراہم کئے ہیں۔

حکومت پنجاب پچھلے ایک سال سے زراعت کے متعلق جو کوششیں کر رہی ہے اس کے متعلق میں اس معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح میں عرض کر رہا تھا کہ ایک ادارہ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ جو non-functional تھا اس کو functional کیا گیا ہے۔ اس میں بڑی تعداد میں ریسرچ کمپنیاں آئی ہیں competitive research ہو گی۔ اس کے اعلیٰ ترین سنٹرز ہوں گے، ان کو انٹرنیشنل سطح سے بھی دیکھا جا سکے گا اور ایگریکلچر ریسرچ میں ایک بہت بڑا jump آئے گا۔ P.A.M.C.O پنجاب ایگریکلچر کا ایک ذیلی ادارہ ہے جس نے پچھلے پانچ دس سالوں میں دس کروڑ

Deleted: ¶

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Deleted: ی

Deleted: c

Deleted: c

Deleted: .

Deleted: ,

Deleted:

Deleted: ¶

Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: 15 pt

روپے لیااور وہاں پر بھی کوئی کام نہیں ہوا تھا۔اب جب یہ موجودہ حکومت بر سر اقتدار آئی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی میٹنگ بلائی اس کو پچاس کروڑ روپے دیئے۔ان کے جو اخراجات تھے اس میں وہ دس کروڑ روپے خرچ کر چکے تھے لیکن وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا تھا۔اب لاہور ائرپورٹ پر ایک کولڈ سٹوریج بنایا گیا ہے اور اس پر 7کروڑ 90لاکھ کی لاگت آئی ہے اور اس طرح یہ ادارہ بھی functional ہو گیا ہے۔اس کے علاوہ بھی ہم چار اور کولڈ سٹوریج بنا رہے ہیں۔اس سے ہماری سبزیات اور پھل جو پہلے ضائع ہو جاتے تھے ان کو export کرنے کے لئے اور کاشت کار کو تحفظ دینے کے لئے P.A.M.C.O کو active کیا گیا ہے۔آپ کی اطلاع کے لئے میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام آباد ائرپورٹ پر کولڈ سٹوریج کی تعمیر پر 119ملین خرچ ہو گا۔اس سلسلے میں زمین خرید کر لی گئی ہے۔فیصل آباد ائرپورٹ پر بھی کولڈ سٹوریج تعمیر کیا جائے گا اور اس مد میں 114ملین رکھے گئے ہیں اور زمین خرید کر لی گئی ہے۔شیخ زید انٹرنیشل ائرپورٹ رحیم یار خان میں کولڈ سٹوریج کی تعمیر پر 112ملین کی زمین خریدی جائے گی۔ملتان ائرپورٹ کے لئے 115ملین روپے رکھا گیا ہے اور اس سلسلے میں زمین خریدی جا رہی ہے۔460ملین یعنی 46کروڑ روپے اس مد میں رکھے گئے ہیں۔یہ ایک cool chain بنائی گئی ہے تاکہ citrus پھل،آم اور جو سبزیات ہیں ان کو محفوظ کیا جا سکے۔اس کے علاوہ processing اور grading کے لئے پلانٹ لگائے جا رہے ہیں۔ان کولڈ سٹوریج میں محفوظ کر کے chartered طیارے کے ذریعے export ہوں گی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ملک محمد وارث کلوکر سی صدرات پر متمکن ہوئے)

جب یہ پھل اور سبزیاں export ہوں گی تو اس سے 2۔ارب روپے کا ہمارا صوبہ پنجاب زر مبادلہ کما سکے گا۔میں یہ چیزیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ اب آپ دیکھیں کہ حکومت پنجاب مختلف شعبوں میں کتنی تیزی سے کام کر رہی ہے۔ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ نے سبزیوں، گندم اور کچھ دیگر اجناس کی new varieties سولہ ریسرچ کے بعد منظور کی ہیں اور وہ اب کاشتکاروں کو فراہم کی جا رہی ہیں۔شوگر کین پر ایک اچھی ورائٹی آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی پیداوار 1300من فی ایکڑ ہے۔

جناب چیئرمین:اوکھ صاحب!میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے کیونکہ کافی لوگ پہلے ہی چلے گئے ہیں۔

Deleted: ¶
Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted:
Deleted: روپے
Deleted:
Deleted: دیے
Deleted:
Deleted:
Formatted: Centered
Deleted: یہ
Deleted: کس تیزی سے حکومت
Deleted: پنجاب مختلف شعبوں میں کام کر رہی ہے۔ --جاری---¶ ¶Ur-42 وزیر زراعت (جناب احمد علی اوکھ): ----------جاری----------¶ تو اس سے ہمارا پنجاب 2ارب زر مبادلہ کما سکے گا۔میں یہ چیزیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ اب آپ دیکھیں کہ حکومت پنجاب مختلف شعبوں میں کتنی تیزی
... [346]
Deleted:
Deleted:
Deleted: ی
Deleted: 16
Formatted
... [347]
Deleted:
Deleted: ر
Deleted:
Deleted: ی variety
Formatted
... [348]
Deleted:
Deleted:

وزیر زراعت (جناب احمد علی اولکھ): آپ یہ بتائیں کہ جب آپ زرعی پالیسی پر بات کریں گے تو ہاؤس اگر اس سے آگاہ نہیں ہو گا تو پھر اس پر کیسے بحث چلے گی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اتنا اہم موقع ہے اور دیکھیں کتنے بندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزراء حضرات میں سے کوئی بھی اس میں دلچسپی نہیں لے رہا۔ مہربانی کر کے آپ اس پر سختی سے نوٹس لیں۔ آپ خود agriculture background والے آدمی ہیں اور آپ اس چیز کو سمجھتے ہیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ڈیہر صاحب!

کورم کی نشاندہی

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ زراعت سب سے important issue ہے۔ 80 فیصد لوگ بلواسطہ یا بلاواسطہ اس سے منسلک ہیں اور ہم میں سے ممبران کی اکثریت کا تعلق زرعی شعبے سے ہے اور میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر اس کی توجہ دیکھ لی جائے کہ ایک تو جس وقت زراعت پر بحث رکھی گئی تو اس کے لئے بالکل آخری ٹائم رکھا گیا اور اس کے بعد اس میں ہماری دلچسپی سامنے آ رہی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر عوام نے ہمیں یہاں اپنے نمائندے بنا کر بھیجا ہے تو سب سے پہلے ان کی یہ ڈیمانڈ ہے کہ انہیں زراعت سے متعلق relief ملے۔ میری صرف تجویز یہ ہے کہ اس زراعت پر جب بھی بحث کی جائے تو اس ہال کو بھرا ہوا ہونا چاہئے۔ میرے لیڈر یا آپ کے لیڈر پر جب بات ہو گی تو ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب ایوان میں موجود ہوں تاکہ ان کے لئے نعرے بھی لگائیں اور ان کے لئے بات بھی کریں۔ میں آج کورم کی نشاندہی بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس وقت بحث کروائیں جب ہال میں پورے بندے موجود ہوں۔ یہ ہم عوام سے دھوکا کر رہے ہیں کہ ہم چار ممبر بیٹھے ہیں اور ہمیں briefing دی جا رہی ہے اور ہم اس زراعت پر بات کر رہے ہیں جو 80 فیصد عوام کے ساتھ منسلک ہے۔ میں آج یہاں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
Deleted: اور
Deleted:
Deleted:
Deleted:
Formatted: Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt
Deleted:
Deleted: ،
Deleted: جناب چیئرمین!
Deleted:
Formatted: Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt
Formatted: Font: 17 pt, Complex Script Font: 17 pt
Formatted: Centered
Deleted:
Deleted:
Formatted ... [349]
Formatted ... [350]
Deleted: %
Deleted: ز
Deleted: کےاو
Deleted:
Deleted: ی
Deleted: 4ممبر
Deleted: %
Deleted:

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب!ایک منٹ تشریف رکھیں۔کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔(قطع کلامیاں)
میرے خیال میں کورم کی نشاندہی کے بعد آپ کوئی بات نہیں کر سکتے۔سیکرٹری صاحب!5منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ زراعت پر بحث ہو رہی تھی اور کورم کی نشاندہی کی گئی۔ہم نے اعلیٰ پارلیمانی روایات کو آگے لے کر چلنا ہے۔اس میں، میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جہاں پر اتنے بڑے بڑے اور اہم issues ہوں اور میں نے اسی ہاؤس میں مثال دی تھی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انڈیا کے اندر، امریکہ کے اندر اور برطانیہ کے اندر ایک ایک ممبر پارلیمنٹ بیٹھا ہوتا ہے اور میڈیا ان کو دکھا رہا ہوتا ہے۔وہاں پر اہم issues decide ہو رہے ہوتے ہیں، Chair بیٹھ کر کر رہی ہوتی ہے۔آج ہمیں اس بات پر بھی اپنے ممبران کی ٹریننگ کرنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر میں حکومتی بنچوں سے کہوں گا کہ جب بھی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا کرے تو اپنے ممبران کو brief کر کے لایا کریں کہ کس بات پر بات کرنی ہے اور کس بات پر نہیں کرنی۔میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کا اتنا اہم issue ہے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔یہ issue بہت اہم ہے۔اس سلسلے میں، میں نے وزیر زراعت سے بھی بات کی ہے۔ابھی ان کی policy statement جاری تھی اور بعد میں ممبران کی inputs آنی تھیں لیکن اس پر اب مزید بات نہیں ہو سکتی۔اب پیر کے دن سوائے زراعت کے اور کوئی ایجنڈا نہیں ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اور جو list یہاں آج پڑی ہے یہی list carry forward کرے گی۔ان ممبران کے علاوہ اگر کسی ممبر نے بحث میں حصہ لینا ہو گا تو ان کا نام اس list کے بعد آئے گا۔

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔لہذا اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 13۔فروری2009 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

Formatted: Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered
Deleted: ¶
Deleted:
... [351]
Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: 13 pt
Formatted: Font: 13 pt, Complex Script Font: 13 pt
... [352]
Formatted: Centered
... [353]
Deleted: ے
... [354]
Deleted: ----------¶ ¶Ur-43
... [355]
Formatted
... [356]
... [357]
Deleted:
Formatted
... [358]
Formatted
... [359]
Deleted: بریف
Formatted
... [360]
Deleted:
Formatted
... [361]
... [362]
Formatted
... [363]
... [364]
Formatted
... [365]
Formatted
... [366]
... [367]
(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی
Formatted
... [368]

Page 997: [1] Formatted **editor2** **6/22/2009 7:54:00 AM**

Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Page 997: [2] Formatted **editor** **9/24/2009 9:51:00 AM**

Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Page 999: [3] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 999: [4] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar

Page 999: [5] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 999: [6] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar

Page 999: [7] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 999: [8] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 999: [9] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar

Page 999: [10] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [11] Deleted **editor2** **6/22/2009 8:07:00 AM**

Page 1000: [11] Deleted **editor2** **6/22/2009 8:07:00 AM**

Page 1000: [12] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [12] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [12] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar

Page 1000: [12] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted **umar** **2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted	**umar**	**2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted	**umar**	**2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted	**umar**	**2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted	**umar**	**2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [13] Formatted	**umar**	**2/13/2009 6:23:00 PM**

Font: (Default) _PDMS_Jauhar, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1000: [14] Deleted	**editor2**	**6/22/2009 8:08:00 AM**

Page 1000: [14] Deleted	**editor2**	**6/22/2009 8:08:00 AM**

-

Page 1000: [14] Deleted	**editor2**	**6/22/2009 8:09:00 AM**

ہیں-

Page 1000: [15] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 3:56:00 PM**

Page 1000: [15] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 3:56:00 PM**

Page 1000: [15] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 3:56:00 PM**

Page 1000: [15] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 3:56:00 PM**

؟

Page 1000: [16] Deleted	**editor2**	**6/22/2009 8:09:00 AM**

Page 1000: [16] Deleted	**editor2**	**6/22/2009 8:10:00 AM**

صاحب

Page 1000: [16] Deleted **editor2** **4/3/2009 3:57:00 PM**

2723

Page 1000: [16] Deleted **editor2** **4/3/2009 3:58:00 PM**

Page 982: [17] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1006: [18] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:11:00 PM**

Indent: Before: 1", After: 1"

Page 1006: [19] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:11:00 PM**

Font: 6 pt, Complex Script Font: 8 pt

Page 1006: [20] Deleted **editor2** **6/22/2009 9:04:00 AM**

Page 1006: [20] Deleted **editor2** **6/22/2009 9:05:00 AM**

ت ب

Page 1006: [21] Formatted **editor2** **6/22/2009 11:33:00 AM**

Font: 10 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1006: [22] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:48:00 PM**

Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Page 1006: [23] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:17:00 PM**

Font: 8 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1006: [24] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:17:00 PM**

Font: 8 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1006: [25] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:17:00 PM**

Font: 8 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1006: [26] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:17:00 PM**

Font: 8 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1006: [27] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:17:00 PM**

Font: 8 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1006: [28] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:17:00 PM**

Font: 8 pt, Complex Script Font: 10 pt

Page 1006: [29] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:17:00 PM**

Font: 8 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1006: [30] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Justified

Page 1006: [31] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Page 1006: [31] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Page 1006: [32] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1006: [33] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Page 1006: [34] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1006: [35] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1006: [36] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1006: [37] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1006: [38] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:20:00 PM**

فزیبلٹی)

Page 1006: [38] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:20:00 PM**

F

Page 1006: [39] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 982: [40] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1007: [41] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [42] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [43] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 16 pt

Page 1007: [43] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [44] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [45] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:19:00 PM**

Indent: Before: 0", Hanging: 0.5"

Page 1007: [46] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [47] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 4:21:00 PM**

چھیالیس(

Page 1007: [47] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 4:21:00 PM**

(

Page 1007: [47] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 4:21:00 PM**

تیرہ)

Page 1007: [47] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 4:21:00 PM**

(

Page 1007: [47] Deleted	**editor2**	**4/3/2009 4:21:00 PM**

"

Page 1007: [48] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [49] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [50] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [51] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [52] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [53] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [54] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [55] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [56] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [57] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [58] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1007: [59] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:18:00 PM**

Font: 14 pt

Page 1007: [60] Deleted **editor2** **6/22/2009 11:44:00 AM**

ز

Page 1007: [60] Deleted **editor2** **6/22/2009 11:44:00 AM**

؟

Page 1007: [60] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:24:00 PM**

Page 1007: [60] Deleted **editor2** **6/22/2009 11:45:00 AM**

مزب

Page 1007: [60] Deleted **editor2** **6/22/2009 11:45:00 AM**

ز

Page 1007: [60] Deleted **editor2** **6/22/2009 11:45:00 AM**

ز

Page 1007: [60] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:24:00 PM**

کو

Page 1012: [61] Formatted **editor2** **6/22/2009 11:41:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1012: [61] Formatted **editor2** **6/22/2009 11:41:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1012: [61] Formatted **editor2** **6/22/2009 11:41:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1012: [61] Formatted **editor2** **6/22/2009 11:41:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1012: [62] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:29:00 PM**

Font: 14 pt, No underline, Complex Script Font: 14 pt

Page 1012: [62] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:29:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1012: [63] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:29:00 PM**

Page 1012: [63] Deleted **editor2** **6/23/2009 10:57:00 AM**

ا

Page 1012: [64] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:29:00 PM**

Page 1012: [64] Deleted **editor2** **6/23/2009 10:58:00 AM**

ء

Page 1012: [64] Deleted **editor2** **6/23/2009 10:58:00 AM**

ا

Page 1012: [65] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:30:00 PM**

Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt

Page 1012: [65] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:29:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1013: [66] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:34:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1013: [67] Formatted **editor2** **7/4/2009 2:46:00 PM**

Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Page 1013: [68] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:32:00 PM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1013: [69] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:32:00 PM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1013: [70] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:32:00 PM**

Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt

Page 1013: [71] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:32:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1013: [72] Formatted **editor2** **4/3/2009 4:32:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1016: [73] Deleted **editor2** **7/4/2009 2:47:00 PM**

پ

Page 1016: [73] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:37:00 PM**

-

Page 1016: [74] Formatted **editor** **9/24/2009 11:10:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 15 pt

Page 1016: [74] Formatted **editor** **9/24/2009 11:10:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 15 pt

Page 1016: [75] Formatted **editor** **9/24/2009 11:11:00 AM**

Complex Script Font: _PDMS_Jauhar, 14 pt

Page 1016: [75] Formatted **editor** **9/24/2009 11:11:00 AM**

Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1016: [76] Deleted **editor2** **7/4/2009 2:52:00 PM**

جناب محمد یار خان ہراج:On his behalf سوال نمبر814۔

Page 1016: [77] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:02:00 AM**

Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1016: [77] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:02:00 AM**

Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt

Page 1016: [78] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:03:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [79] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:03:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [79] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:03:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [79] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:03:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [79] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:03:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [79] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:03:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [79] Formatted **editor2** **6/23/2009 11:03:00 AM**

Font: 16 pt, No underline, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [80] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:39:00 PM**

Page 1016: [80] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:39:00 PM**

Page 1016: [80] Deleted **editor2** **4/3/2009 4:39:00 PM**

Page 1016: [81] Formatted	editor2	4/3/2009 4:39:00 PM

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1016: [82] Deleted	editor2	4/3/2009 4:39:00 PM

Page 1016: [82] Deleted	editor2	7/4/2009 2:47:00 PM

و

Page 1016: [82] Deleted	editor2	7/4/2009 2:54:00 PM

Page 1016: [83] Deleted	editor2	4/3/2009 4:39:00 PM

جواب

وزیر آبپاشی وقوت برقی

(الف) یہ درست نہیں ہے۔پنجاب کی ہر نہر میں اس کے حصہ کے مطابق پانی مہیا کیا جارہا ہے تاہم اس سال خریف کے اوائل میں دریاؤں میں پانی کی شدید کمی کی وجہ سے پنجاب کی تمام نہروں میں ضرورت سے کم پانی دستیاب رہا جس کی وجہ سے جملہ کاشت کاروں کو فصلوں کی بوائی کے وقت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ منگلا اور تربیلا ڈیموں میں بھل (Silt) پڑ جانے کی وجہ سے پانی کی دستیابی میں عمومی طور پر کمی واقع ہوئی ہے۔تاہم دریاؤں میں پانی کی موجودہ مقدار کو دوامی اور ششماہی نہروں میں ان کے حصہ کے تناسب سے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) پانی کی کمی کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے نئے ڈیم بنانے کی ضرورت ہے جو کہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہے اور وفاقی حکومت تمام صوبوں کی متفقہ رائے کے مطابق عمل پیرا ہے۔چنانچہ منگلا ڈیم کا توسیعی منصوبہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور بھاشا ڈیم کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔

Page 1016: [84] Formatted	editor2	6/23/2009 11:04:00 AM

Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [85] Formatted	editor2	6/23/2009 11:05:00 AM

Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt

Page 1016: [86] Formatted	editor2	6/23/2009 11:05:00 AM

Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt

Page 1055: [87] Formatted	editor2	4/3/2009 5:23:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [88] Formatted	editor2	4/3/2009 5:23:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [89] Formatted	editor2	6/23/2009 6:09:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [90] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:09:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [91] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:09:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [92] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:09:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [93] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:09:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [94] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:09:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [95] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:09:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [96] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:10:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [97] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:10:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [98] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:10:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [99] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:10:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1055: [100] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:10:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 982: [101] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1056: [102] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:15:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1056: [103] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:15:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1056: [104] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:16:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1056: [105] Formatted	**editor2**	**6/23/2009 6:16:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1056: [106] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 5:25:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1056: [107] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 5:25:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1056: [108] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 5:25:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1056: [109] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 5:26:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1056: [110] Formatted	**editor2**	**4/3/2009 5:26:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1057: [111] Formatted	editor2	6/23/2009 6:52:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1057: [112] Formatted	editor2	6/23/2009 6:52:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1057: [113] Formatted	editor2	6/23/2009 6:52:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1057: [114] Formatted	editor2	6/23/2009 6:52:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1057: [115] Formatted	editor2	6/23/2009 6:53:00 PM

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1057: [116] Formatted	editor2	4/3/2009 5:28:00 PM

Font: 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Page 1057: [117] Deleted	editor2	4/3/2009 5:28:00 PM

کہا جارہا۔۔۔جاری۔۔۔۔

UR160212/12-30/12-2-2009/Javed

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان)۔۔۔۔

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [121] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:30:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [121] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:30:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [122] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:30:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [123] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:30:00 PM**

Page 1058: [123] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:30:00 PM**

Page 1058: [124] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:30:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [125] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:31:00 PM**

Page 1058: [125] Deleted **editor2** **6/23/2009 6:55:00 PM**

ی۔ ت

Page 1058: [125] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:29:00 PM**

نہ ہی

Page 1058: [125] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:30:00 PM**

Page 1058: [126] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:31:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [126] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:31:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [126] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:31:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [126] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:31:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [127] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:33:00 PM**

آ

Page 1058: [127] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:33:00 PM**

ئ

Page 1058: [127] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:31:00 PM**

Page 1058: [128] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:31:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [128] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:32:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [129] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:32:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [130] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:32:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [130] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:32:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [131] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:32:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [131] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:32:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [131] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:32:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1058: [132] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [133] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [133] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [134] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [135] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:33:00 PM**

Page 1058: [135] Deleted **editor2** **6/23/2009 6:56:00 PM**

ی

Page 1058: [135] Deleted **editor2** **6/23/2009 6:56:00 PM**

ه

Page 1058: [136] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [136] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [137] Deleted **editor2** **6/23/2009 6:56:00 PM**

ین

Page 1058: [137] Deleted **editor2** **6/23/2009 6:57:00 PM**

ه

Page 1058: [138] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [138] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1058: [138] Formatted **editor** **9/24/2009 12:44:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1059: [139] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:34:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1059: [140] Formatted **editor2** **4/3/2009 5:34:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 982: [141] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1060: [142] Deleted **editor** **9/24/2009 12:43:00 PM**

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

Page 1060: [143] Formatted **editor2** **7/4/2009 3:20:00 PM**

Font: 4 pt, Complex Script Font: 4 pt

Page 982: [144] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1061: [145] Deleted **editor2** **4/3/2009 5:38:00 PM**

کو سب سے زیادہ ٹائم دے رہے ہیں۔۔۔۔۔جاری۔۔۔۔۔

Ur-17

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب اور اعجاز شفیع صاحب! بات سننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔(قطع کلامیاں)

بات سننے کا حوصلہ بھی رکھیں، بات سننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔آپ اگر بات سننے کا حوصلہ نہیں رکھیں گے تو پھر یہ اسمبلی اس طرح نہیں چلے گی۔ہم وہ ساری باتیں بھول کر اس اسمبلی کے اندر اپوزیشن

Page 1061: [146] Formatted **editor2** **6/23/2009 7:10:00 PM**

Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1071: [147] Formatted **editor2** **6/24/2009 8:45:00 AM**

Font: 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Page 1071: [148] Deleted **editor2** **4/4/2009 9:52:00 AM**

12-2-2009/13.00/UR19/umar daraz

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور): (جاری) آج پرویز مشرف صدر نہیں رہا تو یہ اس کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ نہیں سننا چاہتے۔

Mr. Deputy Speaker: This is no.

(معزز ممبران اپوزیشن کھڑے ہو کر,No No کا نعرہ لگاتے رہے)

Page 1071: [149] Formatted **editor2** **6/24/2009 8:45:00 AM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1071: [150] Formatted **editor2** **4/4/2009 9:53:00 AM**

Indent: Before: 1", After: 1"

Page 1071: [151] Formatted **editor2** **4/4/2009 9:53:00 AM**

Font: 1 pt, Complex Script Font: 1 pt

Page 1075: [152] Deleted **editor2** **4/4/2009 9:59:00 AM**

Ur-28

UR28/12-02-09/14:30/Sajjad

Page 1075: [153] Formatted **editor2** **4/4/2009 10:03:00 AM**

Font: 5 pt, Complex Script Font: 7 pt

Page 1076: [154] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:01:00 AM**

Font: 13 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1076: [155] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:01:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1077: [156] Deleted **editor2** **6/24/2009 9:01:00 AM**

ہو

Page 1077: [156] Deleted **editor2** **7/4/2009 3:28:00 PM**

طریقہ کار

Page 1077: [157] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:01:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1077: [157] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:01:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1077: [158] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:11:00 AM**

Page 1077: [158] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:11:00 AM**

۔

Page 1077: [159] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:02:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1077: [159] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:02:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1077: [160] Deleted **editor2** **6/24/2009 9:02:00 AM**

اٹھارہ

Page 1077: [160] Deleted **editor2** **6/24/2009 9:02:00 AM**

مینڈیٹ

Page 1077: [161] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:02:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1077: [161] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:02:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1077: [162] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:15:00 AM**

سے

Page 1077: [162] Deleted **editor2** **6/24/2009 9:03:00 AM**

ہ

Page 1077: [162] Deleted	**editor2**	**7/4/2009 3:31:00 PM**

ی

Page 1077: [162] Deleted	**editor2**	**7/4/2009 3:31:00 PM**

ی

Page 1077: [162] Deleted	**editor2**	**7/4/2009 3:31:00 PM**

تھی

Page 1077: [163] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:15:00 AM**

ایشو

Page 1077: [163] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:15:00 AM**

ایشو

Page 1077: [164] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 9:03:00 AM**

مینڈیٹ

Page 1077: [164] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 9:03:00 AM**

مینڈیٹ

Page 1078: [165] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 10:17:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 12 pt

Page 1078: [166] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 10:17:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 12 pt

Page 1078: [167] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 10:17:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 12 pt

Page 1078: [168] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:07:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1079: [169] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:11:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [169] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:11:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [170] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:19:00 AM**

A

Page 1079: [170] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:19:00 AM**

M

Page 1079: [171] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:12:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [171] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:12:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [172] Formatted **editor2** **4/4/2009 10:19:00 AM**

Font: 18 pt, Complex Script Font: 18 pt

Page 1079: [173] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:12:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [173] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:12:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [174] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:12:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [174] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:12:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [174] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:13:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [175] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:19:00 AM**

ensu

Page 1079: [175] Deleted **editor2** **6/24/2009 9:14:00 AM**

ںوہس

Page 1079: [175] Deleted **editor2** **6/24/2009 9:14:00 AM**

یپ

Page 1079: [175] Deleted **editor2** **6/24/2009 9:14:00 AM**

بح

Page 1079: [175] Deleted **editor2** **7/4/2009 3:33:00 PM**

Page 1079: [175] Deleted **editor2** **7/4/2009 3:33:00 PM**

Page 1079: [176] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:13:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [177] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:20:00 AM**

R

Page 1079: [177] Deleted **editor2** **7/4/2009 3:33:00 PM**

Page 1079: [178] Formatted **editor2** **6/24/2009 9:13:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [179] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:20:00 AM**

D

Page 1079: [179] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:20:00 AM**
Page 1079: [180] Formatted	**editor2**	**7/4/2009 3:34:00 PM**

Font: 2 pt, Complex Script Font: 2 pt

Page 1079: [181] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 9:13:00 AM**

Page 1079: [181] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 9:14:00 AM**

کو

Page 1079: [182] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:13:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1079: [183] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:14:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1082: [184] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:18:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1082: [185] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:18:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1082: [186] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:18:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1084: [187] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 9:20:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1090: [188] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 10:48:00 AM**

Font: 13 pt, Complex Script Font: 15 pt

Page 1090: [189] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 10:48:00 AM**

Font: 13 pt, Complex Script Font: 15 pt

Page 1090: [190] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 10:49:00 AM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1095: [191] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:52:00 AM**

--جاری---

Ur-32

شیخ علاؤالدین: --------جاری--------

Consumer banking میں جن بنکوں کا

Page 1095: [191] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:25:00 AM**

Page 1095: [192] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:26:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [192] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:26:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [192] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:26:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [193] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:53:00 AM**

Page 1095: [193] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:26:00 AM**

کے او

Page 1095: [194] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:54:00 AM**

50

Page 1095: [194] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:53:00 AM**

%

Page 1095: [194] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:26:00 AM**

ں

Page 1095: [194] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:55:00 AM**

Page 1095: [195] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:27:00 AM**

a

Page 1095: [195] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:27:00 AM**

m

Page 1095: [195] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:43:00 AM**

پیسہ

Page 1095: [196] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:27:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [196] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:27:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [196] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:27:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [196] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:27:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [196] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:28:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [197] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:28:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [197] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:28:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [197] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:28:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [198] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:28:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [198] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:28:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1095: [198] Formatted	**editor2**	**7/4/2009 3:43:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1095: [198] Formatted	**editor2**	**7/4/2009 3:43:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar

Page 1095: [198] Formatted	**editor2**	**7/4/2009 3:43:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1095: [199] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 10:58:00 AM**

Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: 15 pt

Page 1095: [199] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:28:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [200] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:55:00 AM**

Page 1096: [200] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:55:00 AM**

Page 1096: [201] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:29:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [201] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:29:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [201] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:30:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [202] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [202] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [203] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:30:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [203] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:30:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [203] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:30:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [204] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [204] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [205] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [205] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [206] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [206] Deleted **editor2** **4/4/2009 10:59:00 AM**

Page 1096: [207] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:31:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [207] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:31:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [208] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:31:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [208] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:32:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [208] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:32:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [208] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:32:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1096: [208] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:32:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [209] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:00:00 AM**

Page 1097: [209] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:00:00 AM**

Page 1097: [209] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:01:00 AM**

انہیں

Page 1097: [210] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:32:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [210] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:32:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [211] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:00:00 AM**

Page 1097: [211] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:32:00 AM**

Page 1097: [212] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [212] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [212] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [212] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [213] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [213] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [214] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [214] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:33:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [215] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:01:00 AM**

Page 1097: [215] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:01:00 AM**

Page 1097: [216] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:01:00 AM**

Page 1097: [216] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:01:00 AM**

نا

Page 1097: [217] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:01:00 AM**

Page 1097: [217] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:34:00 AM**

Page 1097: [218] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:34:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [218] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:34:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1097: [219] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:02:00 AM**

Page 1097: [219] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:02:00 AM**

Page 1097: [219] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:02:00 AM**

Page 1097: [220] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:02:00 AM**

Page 1097: [220] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:02:00 AM**

کیا

Page 982: [221] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1098: [222] Deleted **editor** **12/18/2009 11:38:00 AM**

Page 1098: [223] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:34:00 AM**

Font: 5 pt, Complex Script Font: 5 pt

Page 1098: [224] Deleted **editor** **9/24/2009 12:04:00 PM**

محکمہ تعلیم میں ایجوکیٹروں کی بھرتی کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی مرتب کردہ
پالیسی پر عملدرآمد میں انتظامیہ کی رکاوٹ

Page 1098: [225] Formatted **editor2** **4/4/2009 11:07:00 AM**

Font: 13 pt, Complex Script Font: 15 pt

Page 1098: [226] Formatted **editor** **9/24/2009 12:05:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1098: [227] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:02:00 AM**

Page 1098: [227] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:02:00 AM**

Page 1098: [227] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:35:00 AM**

نٹ ک

Page 1098: [228] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:36:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [228] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:36:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [229] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:36:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [230] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:36:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [231] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:36:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [232] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:37:00 AM**

Page 1098: [232] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:37:00 AM**

ڈسٹرکٹس

Page 1098: [233] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:37:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [234] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:37:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [234] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:37:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [235] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:09:00 AM**

Page 1098: [235] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:09:00 AM**

Page 1098: [236] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:38:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [236] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:38:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [237] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:09:00 AM**

نہ تووہ

Page 1098: [237] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:38:00 AM**

Page 1098: [238] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:38:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [238] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:38:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1098: [239] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:10:00 AM**

Page 1098: [239] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:10:00 AM**

Page 1098: [240] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:38:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 982: [241] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1099: [242] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:39:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [243] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:39:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [244] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:39:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [245] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:10:00 AM**

Page 1099: [245] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:10:00 AM**

Page 1099: [246] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:40:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [247] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:40:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [247] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:40:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [247] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:40:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [248] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:41:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [249] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:41:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [250] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:42:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [251] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:42:00 AM**

Page 1099: [251] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:41:00 AM**

Page 1099: [252] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:41:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [253] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:41:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [254] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:42:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [255] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:42:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1099: [256] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:43:00 AM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1099: [257] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:43:00 AM**

Left-to-right, Line spacing: 1.5 lines

Page 1099: [258] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:43:00 AM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 982: [259] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1100: [260] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:43:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [260] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:44:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [261] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:45:00 AM**

Page 1100: [261] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:44:00 AM**

Page 1100: [262] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:44:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [262] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:44:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [263] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:44:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [264] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:44:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [264] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:44:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [265] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:45:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [266] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:45:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [266] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:45:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [267] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:46:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [268] Deleted **editor2** **7/4/2009 3:40:00 PM**

Page 1100: [268] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:11:00 AM**

-

Page 1100: [268] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:11:00 AM**

issue

Page 1100: [268] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:11:00 AM**

Page 1100: [269] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:46:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [270] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:46:00 AM**

10

Page 1100: [270] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:11:00 AM**

Page 1100: [271] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:46:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [272] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:12:00 AM**

Page 1100: [272] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:47:00 AM**

Page 1100: [273] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:47:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [273] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:47:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [274] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:52:00 AM**

Font: 16 pt, Complex Script Font: 16 pt

Page 1100: [274] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:52:00 AM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1100: [275] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:12:00 AM**

س

Page 1100: [275] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:12:00 AM**

Page 1100: [276] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:47:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [277] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:13:00 AM**

-

Page 1100: [277] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:47:00 AM**

Page 1100: [278] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:47:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [279] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:52:00 AM**

-

Page 1100: [279] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:48:00 AM**

Page 1100: [280] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:52:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [280] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:52:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [281] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:48:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [282] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:49:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [283] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:49:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1100: [284] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:53:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 982: [285] Formatted **editor2** **6/24/2009 1:46:00 PM**

Header, Justified, Right-to-left, After: 0.25", Tabs: 2.08", Centered

Page 1101: [286] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:49:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [287] Deleted **editor** **9/24/2009 12:10:00 PM**

Page 1101: [287] Deleted **editor** **9/24/2009 12:10:00 PM**

Page 1101: [288] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:50:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [289] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:50:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [290] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:49:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [291] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:13:00 AM**

Page 1101: [291] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:13:00 AM**

Page 1101: [292] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:49:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [293] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:50:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [294] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 11:53:00 AM**

Page 1101: [294] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:13:00 AM**

Page 1101: [295] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:50:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [296] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:50:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [297] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:50:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [298] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:50:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [298] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 10 pt, Complex Script Font: 10 pt

Page 1101: [298] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [299] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [300] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [301] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [301] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [302] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [303] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:51:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [304] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:55:00 AM**

Page 1101: [304] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:55:00 AM**

Page 1101: [304] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:55:00 AM**

Page 1101: [305] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:54:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [306] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:15:00 AM**

G

Page 1101: [306] Deleted **editor2** **6/24/2009 11:55:00 AM**

Page 1101: [306] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:14:00 AM**

Page 1101: [307] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:55:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [308] Formatted **editor2** **4/4/2009 11:15:00 AM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1101: [309] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:15:00 AM**

Page 1101: [309] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:15:00 AM**

Page 1101: [310] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:55:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [311] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:56:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [312] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:56:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [313] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:56:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [314] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:56:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [314] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:57:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [314] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:57:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1101: [314] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:57:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [315] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:57:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [315] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [315] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [315] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [315] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [315] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [315] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [316] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [316] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [316] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:58:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [316] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:59:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [316] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:59:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [316] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 11:59:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [317] Deleted **editor2** **6/24/2009 12:00:00 PM**

‘

Page 1102: [317] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:16:00 AM**

Page 1102: [318] Formatted **editor2** **6/24/2009 11:59:00 AM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [318] Formatted **editor2** **6/24/2009 12:00:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [318] Formatted **editor2** **6/24/2009 12:00:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [319] Deleted **editor2** **6/24/2009 12:01:00 PM**

-

Page 1102: [319] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:16:00 AM**

Page 1102: [320] Formatted **editor2** **6/24/2009 12:00:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [320] Formatted **editor2** **6/24/2009 12:01:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [321] Formatted **editor2** **6/24/2009 12:01:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1102: [322] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:17:00 AM**

جناب ڈپٹی سپیکر:۔۔۔۔۔۔۔۔جاری۔۔۔

“SAQIB” 12-2-09 (UR340212) 15:30

Page 1102: [322] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:17:00 AM**

Page 1117: [323] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:44:00 AM**

Page 1117: [323] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:44:00 AM**

Page 1117: [323] Deleted **editor2** **4/4/2009 2:48:00 PM**

-

Page 1117: [324] Formatted **editor2** **4/4/2009 2:50:00 PM**

Font: 13 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1117: [324] Formatted **editor2** **4/4/2009 2:50:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 11 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 12 pt

Page 1117: [325] Deleted **editor2** **4/4/2009 11:44:00 AM**

Page 1117: [325] Deleted **editor2** **4/4/2009 2:49:00 PM**

1908-09

Page 1117: [326] Deleted **editor2** **4/4/2009 2:49:00 PM**

Page 1117: [326] Deleted **editor2** **4/4/2009 2:49:00 PM**

نہ

Page 1117: [327] Deleted **editor2** **4/4/2009 2:49:00 PM**

نہ

Page 1117: [327] Deleted **editor2** **4/4/2009 2:50:00 PM**

ی

Page 1117: [328] Formatted **editor2** **4/4/2009 2:50:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1117: [328] Formatted **editor2** **4/4/2009 2:50:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1117: [328] Formatted **editor2** **4/4/2009 2:51:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1117: [329] Formatted **editor2** **6/24/2009 12:15:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1117: [329] Formatted **editor2** **6/24/2009 12:15:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1117: [330] Deleted **editor2** **4/4/2009 2:51:00 PM**

Page 1117: [330] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 2:51:00 PM**

میں

Page 1117: [331] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 12:15:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1117: [331] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 12:15:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1117: [331] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 12:15:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1117: [331] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 12:16:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1117: [332] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 12:16:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1117: [333] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:44:00 AM**

۔۔۔۔۔جاری۔۔۔۔۔

Ur-37

(۔۔۔جاری)

میاں محمد رفیق:جنہوں نے فزیکل ایجوکیشن میں یہ ڈپلومہ پاس کیا ہے وہ بیٹھے بٹھائے over ageہو گئے

Page 1117: [333] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 12:16:00 PM**

نے

Page 1117: [333] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 12:16:00 PM**

اس

Page 1117: [334] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 12:16:00 PM**

Font: 10 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1119: [335] Deleted	**editor**	**9/24/2009 12:17:00 PM**

محکمہ تعلیم کا پانچویں کلاس کے امتحانی پرچہ میں حضور ﷺ کی
حیات طبیہ پر نامناسب سوال کر کے معصوم بچوں کے ذہنوں
میں شکوک و شہبات پیدا کرنا

Page 1119: [336] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:00:00 PM**

Font: 3 pt, Complex Script Font: 5 pt

Page 1119: [337] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 2:55:00 PM**

Font: 15 pt, Complex Script Font: 17 pt

Page 1119: [338] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 1:00:00 PM**

'

Page 1119: [339] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 11:45:00 AM**

Complex Script Font: Times New Roman

Page 1119: [340] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 11:45:00 AM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1129: [341] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:14:00 PM**

Font: 14 pt, Complex Script Font: 16 pt

Page 1129: [342] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 3:15:00 PM**

Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1129: [343] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 3:15:00 PM**

Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1129: [344] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 3:15:00 PM**

Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1129: [345] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 3:15:00 PM**

Font: 11 pt, Complex Script Font: 13 pt

Page 1135: [346] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:29:00 PM**

پنجاب مختلف شعبوں میں کام کر رہی ہے۔۔۔جاری۔۔۔

Ur-42

وزیر زراعت (جناب احمد علی اولکھ): ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اس سے ہمارا پنجاب 2 ارب زر مبادلہ کما سکے گا۔ میں یہ چیزیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ حکومت پنجاب مختلف شعبوں میں کتنی تیزی سے کام کر رہی ہے۔

Page 1135: [347] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:29:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1135: [348] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:30:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1136: [349] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:30:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1136: [350] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 1:30:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 12 pt

Page 1137: [351] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:57:00 AM**

Page 1137: [351] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:57:00 AM**

Page 1137: [351] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:30:00 PM**

Page 1137: [352] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:57:00 AM**

Page 1137: [352] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:57:00 AM**

Page 1137: [352] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:30:00 PM**

Page 1137: [353] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 1:43:00 PM**

ے

Page 1137: [353] Deleted	**editor2**	**6/24/2009 1:43:00 PM**

ایوان میں

Page 1137: [353] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:31:00 PM**

کورم

Page 1137: [353] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:31:00 PM**

رہی ہ

Page 1137: [354] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:30:00 PM**

Page 1137: [354] Deleted editor2 4/4/2009 3:31:00 PM

-

Page 1137: [355] Deleted editor2 4/4/2009 11:57:00 AM

Ur-43

---جاری---

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر:---

Page 1137: [356] Formatted editor2 4/4/2009 11:57:00 AM

Font: 14 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1137: [357] Deleted editor2 4/4/2009 3:32:00 PM

Page 1137: [357] Deleted editor2 4/4/2009 11:58:00 AM

Page 1137: [358] Formatted editor2 4/4/2009 11:58:00 AM

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1137: [359] Formatted editor2 4/4/2009 11:59:00 AM

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1137: [360] Formatted editor2 4/4/2009 3:33:00 PM

Font: (Default) Times New Roman, 13 pt, Complex Script Font: Times New Roman

Page 1137: [361] Formatted editor2 4/4/2009 11:59:00 AM

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1137: [361] Formatted editor2 4/4/2009 11:59:00 AM

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1137: [362] Deleted editor2 4/4/2009 11:58:00 AM

Page 1137: [362] Deleted editor2 4/4/2009 11:59:00 AM

Page 1137: [362] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:33:00 PM**

Page 1137: [362] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:33:00 PM**

P

Page 1137: [363] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 11:59:00 AM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt, Complex Script Font: Times New Roman, 13 pt

Page 1137: [364] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:59:00 AM**

Page 1137: [364] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 3:34:00 PM**

اب ہم مزید

Page 1137: [365] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 3:34:00 PM**

Font: (Default) Times New Roman, 12 pt

Page 1137: [365] Formatted	**editor2**	**4/4/2009 3:34:00 PM**

Font: 12 pt, Complex Script Font: 14 pt

Page 1137: [366] Formatted	**editor2**	**6/24/2009 2:10:00 PM**

Font: 3 pt, Complex Script Font: 3 pt

Page 1137: [367] Deleted	**editor2**	**4/4/2009 11:59:00 AM**

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی مورخہ13فروری 2009بروز جمعة المبارک صبح 9 بجے تک ملتوی کی گئی)

Font color: Black, Complex Script Font: _PDMS_Jauhar, 14 pt, (Complex) Arabic Saudi Arabia

1137

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر عام بحث

1139

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،13۔فروری2009

(یوم الجمع،17۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح9بج کر49منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَمَا خَلَقۡتُ ٱلۡجِنَّ وَٱلۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِo مَآ أُرِيدُ مِنۡهُم مِّن رِّزۡقٖ وَمَآ أُرِيدُ أَن يُطۡعِمُونِo إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلۡقُوَّةِ ٱلۡمَتِينُo فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُواْ ذَنُوبٗا مِّثۡلَ ذَنُوبِ أَصۡحَـٰبِهِمۡ فَلَا يَسۡتَعۡجِلُونِo فَوَيۡلٞ لِّلَّذِينَ كَفَرُواْ مِن يَوۡمِهِمُ ٱلَّذِي يُوعَدُونَo

سُوۡرَةُ الذّٰرِيَات آیات 56تا 60

اور میں نے جن اور انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے مخلوق کی رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ ہی یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ کھلایا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو رزق پہنچانے والا قوت والا نہایت قوت والا ہے۔ تو ان ظالموں کی سزا کی بھی باری علم الہیٰ میں مقرر ہے جیسے ان کے گزشتہ ہم مشربوں کی باری مقرر تھی۔ سو مجھ سے عذاب جلدی طلب نہ کریں غرض ان کافروں کے لئے اس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہو گی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے عشق نبی میرے دل میں بھی سما جانا
مجھ کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیوانہ بنا جانا
قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرے کو تکتی ہیں
اس چہرہ انور کا دیدار کرا جانا
جس خواب میں ہو جائے دیدار نبی حاصل
اے عشق کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا
جو رنگ کہ رومی وجامی پہ چڑھایا تھا
اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پہ بھی چڑھا جانا
اے عشق نبی میرے دل میں بھی سما جانا

سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کچھ قواعد وضوابط کا خیال کیا کیجئے۔جب میں بول رہا ہوتا ہوں تو اس وقت آپ تھوڑا سا کچھ خیال کیا کیجئے۔ میرے بعد اپنی بات کریں اگر میں آپ کی بات نہ سنوں تو پھر مناسب ہے کہ آپ کھڑے ہو کر بات کریں، بہت مہربانی۔اب آپ فرمائیں!کیا فرمانا چاہتی ہیں، کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جی ہاں۔جناب سپیکر!کل ایک day منایا جارہا ہے جسے Valentine Day کہا جاتا ہے۔یہ day سرکاری ہے اور نہ اس کا ہماری تہذیب سے کوئی تعلق ہے۔

جناب سپیکر: ادھر یہاں کوئی نہیں منا رہا ہے۔یہاں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا ہے۔وہ ہمارے دین میں ہے، آئین میں ہے اور نہ قواعد وضوابط میں ہے۔آپ کیا کر رہی ہیں؟اس بات کو چھوڑیں۔ بہت مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں بے شک کچھ نہ کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔یہ سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!ٹھیک ہے آپ میری بات نہ سنیں، پھر لوگوں نے آپ کو ہی پھول پیش کر دینے ہیں۔(قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 45 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں کیٹیگری (سی) کی رہائشوں کی الاٹمنٹ میں تفریق

*45: سید حسن مرتضٰی: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ اس وقت سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین پر سرکاری رہائشوں کی یکساں الاٹمنٹ پالیسی لاگو ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پنجاب سول سیکرٹریٹ میں سیکشن آفیسرز جو کہ گریڈ سترہ میں پانچ سال ملازمت پوری کر چکے ہوں کو (سی) کیٹیگری میں گھر کی الاٹمنٹ کا اہل قرار دیا گیاہے اور وہ قواعد کے مطابق کرایہ مکان ادا کرتے ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ اور لاہور ہائی کورٹ جن میں آفیسر گریڈ سترہ کی تعداد سول سیکرٹریٹ سے کہیں کم ہے، وہ گریڈ سترہ میں پانچ سال سے کہیں زیادہ ملازمت پورے کرنے پر بھی اس سہولت سے محروم ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ سلیکشن گریڈ کے خاتمہ سے تمام محکمہ جات کے سترہ گریڈ کے تمام آفیسرز جو کہ سلیکشن گریڈ اٹھارہ میں تھے یکساں طور پر متاثر ہوئے جبکہ کیٹیگری (سی) کی الاٹمنٹ کا استحقاق صرف سول سیکرٹریٹ آفیسرز گریڈ سترہ کو دیا گیاہے؟

(ہ) یہ امتیازی قانون پاس کرنے والی اتھارٹی / کمیٹی ارکان کے نام و عہدہ جات نیز یہ قانون جس میٹنگ میں پاس ہوا اس کے روکنگ پیپر اور منٹس کی کاپی فراہم کریں؟

(و) کیاحکومت ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے آفیسرز گریڈ سترہ سے روا امتیازی سلوک اور بے چینی پیدا کرنے والے مذکورہ فیصلہ کو ختم کرنے یا مساوی الاٹمنٹ کیٹیگری (سی) کا استحقاق دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ سول سیکرٹریٹ میں انڈر سیکرٹری (بی ایس۔18) کی پوسٹ ختم ہونے سے سیکشن آفیسران براہ راست ڈپٹی سیکرٹری کی پوسٹ پر ترقی پا سکتے ہیں اس طرح (سی) کیٹیگری میں صرف لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے گریڈ اٹھارہ کے ملازمین اہل علاقہ پاتے تھے اور ایک مدت تک صرف انہی دو محکموں کے ملازمین کو سی کیٹیگری میں گھر الاٹ ہوتے رہے۔ مجاز اتھارٹی نے انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے والی صورتحال کا تدارک کیا ہے۔ سیکشن آفیسران کی مشکلات کا ازالہ کرنے کے لئے انہیں (سی) کیٹیگری کا اہل قرار دیا جبکہ دوسرے محکموں کے اسی گریڈ کے آفیسران کے ساتھ اس طرح کی کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔

(د) اصولی طور پر درست نہ ہے۔ جیسا کہ جز(ج) میں ہے۔

(ہ) سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے محکمہ کی طرف سے ارسال کردہ سمری پر مذکورہ پالیسی کی منظوری دی، جس کی کاپی پ تتمہ (الف) پر موجود ہے۔

(و) نہیں کیونکہ مجاز اتھارٹی نے انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے سے پیدا ہونے والی صورتحال کا تدارک کیا ہے جبکہ دوسرے محکموں کے گریڈ سترہ کے ملازمین کے ساتھ اس طرح کی کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ اس لئے ان کو مساوی الاٹمنٹ کا یہ استحقاق نہیں دیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ یہاں ایڈیشنل سیکرٹریوں کو جو B categories میں مکانات الاٹ کئے جاتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک فلیٹس دوسرا کوٹھیاں ہیں جو independent گھر ہوتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کا انہوں نے کیا criteria بنایا ہوا ہے کہ ایڈیشنل سیکرٹری جو ایک ہی گریڈ میں ہوتے ہیں ان میں سے کسی کو فلیٹ مل جاتا ہے، کسی کو independent residence ملتی ہے کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ان کا criteria کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ ڈپٹی سیکرٹری صاحبان کے لئے پوچھ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں گریڈ 18 کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ اس میں ایڈیشنل سیکرٹری بھی آتے ہیں اور ڈپٹی سیکرٹری بھی آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو entitlement ہے وہ جس بھی آفیسر کی ہے اس کی باقاعدہ ایک ترجیحی لسٹ بن جاتی ہے پھر اس کے مطابق entitlement ہوتی ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ جب بعض لوگوں کی turn آتی ہے اور ان کے لئے ایک فلیٹ available ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کو نہیں لیتے ہمارے پیچھے جس کا نمبر ہے آپ یہ فلیٹ اس کو دے دیں، ہم بعد میں لے لیں گے۔ دوسرا گھر جیسے حسن مرتضیٰ صاحب فرما رہے تھے کہ وہ کوٹھی ٹائپ ہے، اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے جس کی جب turn آتی ہے اور جو بھی available ہو چاہے بنگلہ ہو یا فلیٹ ہو تو اس کو وہی offer کیا جاتا ہے۔ یہ آگے اس کی صوابدید ہے کہ یہ offer اسی وقت accept کرنی ہے یا رکنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! راناصاحب نے صحیح فرمایا ہے ملتا تو انہی کو ہے جو اس گریڈ میں آتے ہیں لیکن وہاں مسئلہ یہ ہے کہ جو P.C.S آفیسران ہیں ان کو فلیٹ ملتے ہیں اور جو D.M.G گروپ میں ہیں انہیں independent گھر ملتے ہیں۔ آپ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں کہ D.M.G گروپ والوں کو ہی کوٹھیاں الاٹ ہوئی ہوں گی۔ اگر کوئی کوٹھی کسی P.C.S والے بیچارے مسکین کو ہوئی ہو تو پھر کہیں۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ مسکین کے الفاظ تو استعمال نہ کریں وہ آفیسر ہیں لیکن پنجاب گورنمنٹ کے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان افسروں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے جو نشاندہی کی ہے ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور اگر راناصاحب یہ مہربانی فرما دیں تو یہ ان پر بھی احسان ہو گا کیونکہ ان کا بھی حق ہے۔ جس طرح D.M.G والے باقی معاشرے سے نفرت کرتے ہیں

P.C.S والوں سے بھی اسی طرح سے کرتے ہیں۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے مجھے تو ملنی نہیں ہے، ملنی تو پنجاب گورنمنٹ کے افسران کو ہی ہے۔ ان بیچاروں کے ساتھ یہ تو نہ ہو کہ انہیں نہ ملے اور باقی دوسروں کو ملے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے specifically جس point کو raise کیا ہے ان کے question میں یہ بات اس طرح سے نہیں تھی ورنہ میں اس کی بھی تفصیل منگوا لیتا لیکن ایک general term میں جو انہوں نے بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ واقعی جو P.C.S افسران ہیں کیونکہ آگے بھی ایک دو سوالات اس بارے میں ہیں تو ان کے جوابات سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ سلوک کم از کم ان کی تعداد اور ان کے status کے مطابق نہیں ہوتا۔ اس میں ان کو تھوڑا سا پیچھے رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ان کی بات پر غور کریں۔ وہ بات یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اصل جو گھر کے مالک ہیں ان کو مکان صحیح نہیں مل رہا ہے اور جو P.C.S اور C.S.S والے ہیں وہ لے جاتے ہیں۔ وہ اچھے مکان لے جاتے ہیں اور ان کی سنتا کوئی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات تو پھر وہی ہے ناں۔ انہوں نے کہا ہے کہ P.C.S افسران کے due share یا due right سے محروم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے جو general بات کی ہے تو ہو سکتا ہے کہ facts & figures اگر سامنے ہوں تو اس سے یہ بات reflect ہو کیونکہ آگے ایک سوال ہے اس سے بھی یہ بات عیاں ہوتی ہے میں ان کی اس بات سے تو اتفاق کرتا ہوں۔ باقی جو گھر ہے وہ جس کی turn ہوتی ہے اور جو گھر available ہو وہ offer کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ شکایات کہیں اور سے بھی آ رہی ہیں۔ چلیں، وہ میں پھر آپ سے علیحدہ سے بات کروں گا ادھر تو مناسب نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جب آپ کے ذہن میں D.M.G گروپ کے خلاف شکایت کرنے کی کوئی بات آئی تو آپ نے کہا کہ میں علیحدہ کروں گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس D.M.G گروپ کا کوئی تھوڑا بہت اثر تو ہے ناں۔

جناب سپیکر: D.M.G کی بات نہیں ہے، میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے منسٹر صاحبان کا بھی کچھ خیال کیجئے۔ کئی صاحبان ایسے بھی ہیں جن کو میرے خیال میں ابھی تک گھر نہیں ملے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آگے جو available houses کے حوالے سے سوال آئے گا میں اس میں عرض کروں گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے ہمیں یہ طے کر لینا چاہئے کہ جو گریڈ ہیں وہ برابر ہیں یا نہیں ہیں؟ P.C.S آفیسر کا گریڈ 18، D.M.G آفیسر کا گریڈ 18، کسی کالج کے پروفیسر کا گریڈ 18 اور کسی ڈاکٹر کا گریڈ 18 ہے۔ اگر یہ سارے گریڈ برابر ہیں تو میرا خیال ہے کہ مکان waiting list کے مطابق ملنا چاہئے اور اس میں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ کون کس سروس سے آ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کالج میں پروفیسر ہیں، جو میڈیکل کالج میں ہیں وہ ان سے بھی نیچے کی category میں اگر آ رہے ہیں تو میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ گریڈ سب کے برابر ہیں یا ان میں بھی تفریق ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں جو پالیسی ہے اس میں گریڈ کا تو کوئی فرق نہیں ہے۔ گریڈ 18 جو ہے وہ 18 ہے، گریڈ 17 جو ہے وہ 17 ہے۔ اس میں تو کوئی فرق نہیں ہے لیکن department کے حساب سے جو وہاں پر department کا کوٹا government houses میں مقرر کیا جاتا ہے اس میں فرق ہے۔ اس کی ایک وجہ بھی ہے کہ جو لوگ executive یا administration department سے تعلق رکھتے ہیں ان کی transfers پورے صوبے میں ہوتی رہتی ہیں اور بعض اوقات ان کی posting مرکز میں بھی ہو جاتی ہے۔ باقی departments مثال کے طور پر education یا health میں سے کسی آفیسر کو گھر مل جاتا ہے وہ تو پھر 60 سال تک بلکہ اگر اس کا بیٹا ملازم ہو کر دوبارہ اس گھر کو حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ گھر نہیں چھوڑتا اس لئے کچھ departments کی پالیسی ہے اس میں قدرے حصہ دوسرے departments سے کم ہے اور اس کی کچھ وجوہات ہیں، جو administration کے محکمے ہیں ان کی چونکہ frequent transfers ہوتی ہیں تو اس لئے ان کا قدرے حصہ زیادہ رکھا گیا ہے تاکہ جو لوگ serve کرنے کے لئے آئیں تو ان کو گھر available ہو سکیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر پنجاب اسمبلی میں تقریباً بیس بیس سال سے ملازمین کام کر رہے ہیں لیکن انہیں آج تک گھر الاٹ نہیں ہوئے اور ان سے جو جونیئر ہیں انہیں گھر ملے ہیں۔ ہماری جو الاٹمنٹ پالیسی ہے یا جو میرٹ لسٹ بنی ہوئی ہے تو اس میں اکثر تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ کیا اس کا کوئی ایسا فول پروف نظام بن سکتا ہے جس سے یہ زیادتی نہ ہو، جس بندے کی seniority ہے اسے ملنی چاہئے تو جب بیس سال سے ملازم کام کر رہا ہے، وہ گریڈ چار، پانچ سے چلے تھے اب وہ چودھویں، پندرھویں میں پہنچ چکے ہیں انہیں آج تک گھر نہیں مل سکا اور کئی ان سے جونیئر ہیں انہیں گھر مل گئے ہیں اس بارے میں لاء منسٹر صاحب بتادیں کہ یہ کیوں ہوا ہے اور وہ آئندہ اس کے لئے کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ہاؤس الاٹ کرنے کی پالیسی ہے وہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے، جو نمبر 11 پر ہے اس کی باری پر نمبر 11 پر ہی آئے گی لیکن اس کے ساتھ ایک اور معاملہ یہ ہے کہ چیف منسٹر کو hardship cases میں پالیسی relax کر کے کسی کو الاٹ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور آگے ایک سوال کے جواب میں اس کی باقاعدہ figures بھی درج ہیں کہ پچھلے پانچ سالوں میں کتنے لوگوں کو آؤٹ آف ٹرن گھر الاٹ کئے گئے ہیں؟ اس طرح سے پھر وہ تو اختیار ہے اور جو اختیار ہے اس کو بہتر طور پر exercise کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا ہے وہ another thing ہے لیکن یہ اختیار موجود ہے اور جس چیز کی انہوں نے نشاندہی کی تھی اس کو انہوں نے کہا کہ یہ زیادتی ہے تو وہ اس اختیار کے تحت ہی الاٹ ہونے والے گھروں کی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question کرتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ بھی آپ کا ہی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں؟ میاں طارق محمود صاحب! تشریف فرما ہیں؟ جی، موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 151 ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ ونگ میں موجود گاڑیوں کی تفصیلات

*151: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ ونگ میں اس وقت کل کتنی گاڑیاں موجود ہیں اور کن کن عہدیداروں اور افسران کے زیر استعمال ہیں، ان کی تفصیل مع گاڑی نمبر، انجن کی پاور، ماڈل اور عہدیدار اور افسران کے نام بیان کئے جائیں؟

(ب) ان گاڑیوں کے پٹرول،مینیٹننس اور مرمت پر ماہانہ اخراجات بابت 2007 ایک سال کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں اس وقت 300 گاڑیاں موجود ہیں۔ان کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان گاڑیوں کے پٹرول مینیٹننس اور مرمت پر ماہانہ اخراجات بابت 07-2006 کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟ انہوں نے جو تفصیل دی ہے اس میں ایک تو اس کی کوئی ترتیب بھی صحیح نہیں ہے۔پتا نہیں کہاں سے شروع ہوئی ہے، کچھ پتا ہی نہیں چل رہا صرف do, do, do لکھا ہوا ہے اوپر نام تو کسی کا ہے ہی نہیں، کس طرح پڑھا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں حسن مرتضیٰ صاحب کو ساتھ بٹھا کر وہ سارا پڑھا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بٹھا لیں اگر وہ یہ بات مانتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ مجھے پکا پکا وہاں بٹھائیں۔ میں کب نہ کر رہا ہوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: پھر پیچھے آنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ next سوال لے لیں۔

جناب سپیکر: جو آپ کی مرضی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! زیادہ بہتر ہے کہ آپ اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 212 ہے۔

گریڈ 18 کے آفیسرز کو سی اینڈ بی ٹائپ کے گھر اور فلیٹس کی الاٹمنٹ

*212: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گریڈ 18 کے آفیسروں کے لئے سی اور بی ٹائپ کے گھر اور فلیٹس الاٹ کئے جاتے ہیں- گریڈ 18 کے جن افسروں کو بی ٹائپ گھر الاٹ ہوئے ہیں، ان کی فہرست ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے اہلکار ملی بھگت سے اچھے گھر اپنے منظور نظر لوگوں کو الاٹ کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو لوگ سفارش نہیں کراتے، انھیں فلیٹ الاٹ کئے جاتے ہیں جبکہ ان کے بعد کی رجسٹریشن والوں کو انڈیپنڈنٹ ہاؤسز الاٹ کئے جاتے ہیں، سی ٹائپ کی 300 سے 360 تک کی رجسٹریشن والوں کی الاٹمنٹ کے حوالے سے تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا متعلقہ ذمہ داران کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ سی اور بی ٹائپ رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ، الاٹمنٹ پالیسی تتمہ (الف) کے مطابق کی جاتی ہے- گریڈ 18 کے جن افسروں کو بی ٹائپ گھر الاٹ ہوئے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) درست نہیں ہے۔

(ج) درست نہیں ہے کیونکہ سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ ''پہلے آئے اور پہلے پائے'' کے اصول کے تحت کی جاتی ہیں۔مطلوبہ فہرست تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نہیں کیونکہ درج بالا جوابات کی روشنی میں کسی اہلکار کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: میں نے اپنے سوال کے جز(الف)میں یہ سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ''گریڈ 18 کے آفیسروں کے لئے سی اور بی ٹائپ کے گھر دیئے جاتے ہیں اور فلیٹس الاٹ کئے جاتے ہیں؟'' اس میں انہوں نے اس کی لسٹ ساتھ دی ہے اور جو گھر الاٹ کئے گئے ہیں ان کی فہرست بھی مجھے بالکل درست دی گئی ہے۔ اس میں یہ provision ہے کہ 18 سکیل کے جتنے افسران ہیں ان کو سی ٹائپ کے بلاک میں گھر ملنے تھے لیکن 66 افسران کی مجھے لسٹ دی گئی ہے۔ وہ تمام کے تمام بلاک بی کے اندر رہی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی آفیسر بلاک سی کے اندر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ یہ ضمنی سوال بھی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ بھی کوئی لاء ہے کہ اس میں سے اکثر افسران جو ہیں کوئی قصور میں ہے، کوئی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر ہے اور مختلف اضلاع کے اندر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور تمام کے تمام افسران کو جو گھر ہیں وہ لاہور کے اندر الاٹ ہیں اور کوئی دس دس، پندرہ پندرہ سال سے اس طرح ان کی الاٹمنٹ کی گئی ہے تو اس کی بھی ذرا وضاحت کریں کہ کیا اس طرح کی بھی ان کو کوئی facility ہے کہ وہ پورے پنجاب میں جہاں جی چاہے خدمات دیں لیکن گھر ان کو لاہور میں ملیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس طرح کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ ٹرانسفر ہونے کے بعد صرف ایک صورت ایسی ہے کہ اگر تبادلہ مرکز میں ہو تو جب تک وہاں پر انہیں گھر الاٹ نہ ہو تو وہ retain کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ باقی جتنے بھی ہیں ہر صورت میں زیادہ سے زیادہ کوئی آٹھ ماہ تک کی گنجائش ہے اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جو لوگ اس وقت قابض ہیں یا ناجائز طور پر بیٹھے ہیں اور انہوں نے عدالتوں سے بھی

stay حاصل کئے ہوئے ہیں اور اس طرح کے معاملات کو انہوں نے الجھایا ہوا ہے اور پالیسی میں ایسے لوگوں کے لئے قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ ٹرانسفر ہونے کے بعد دس، پندرہ سال تو کیا وہ دو سال بھی گھر نہیں رکھ سکتے۔

جناب سپیکر: کچھ عرصہ تو دیا جاتا ہے ناں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں غور ہو رہا ہے کہ اس عرصے کو 8 ماہ سے 2 سال کر دیا جائے لیکن 5 سال اور 10 سال والی جو بات ہے وہ قطعی طور پر اس پالیسی اور rules کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں ابھی آپ نے بھی پہلے D.M.G اور P.C.S افسران کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ اس حوالے سے بڑی زیادتی ہے اور might is right کی پالیسی اس میں still نظر آتی ہے اس میں بعض ایسے افسران بھی ہیں میں quote نہیں کرنا چاہتا کہ جو وفاقی حکومت کو اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں اور ابھی تک وہ یہاں لاہور کے اندر ہی رہ رہے ہیں۔ اس میں آپ اگر غور فرمائیں تو جو لسٹ میرے پاس ہے اس میں اگر یہ دیکھیں تو آٹھ، دس سال سے گھر ان لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ رانا صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے کہ آٹھ ماہ یا ایک سال کا ٹائم دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی رہائش کا بندوبست کر سکیں لیکن حقیقت میں، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایسے افسران بھی ہیں جو 18، 18 سال سے لاہور نہیں آ سکے but even then ان کی رہائش گاہیں لاہور کے اندر ہی ہیں۔ میں اس حوالے سے ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے ان کو especially توجہ دینی پڑے گی کہ ایسے افسران جو اپنا سیاسی یا غیر سیاسی اثر و رسوخ نہیں رکھتے اور وہ الاٹمنٹ نہیں کرا سکتے ان کے لئے کوئی نہ کوئی mechanism بنانا پڑے گا تاکہ بہت حد تک نہ سہی کافی حد تک ہم ان کی مدد بھی کر سکیں اور وہ لوگ جو ایمانداری سے لاہور کے اندر اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں ان

کے لئے یہ کس قسم کا mechanism بنانے کا سوچ رہے ہیں یا ان کے لئے کیا کریں گے تاکہ ان کو facilitate کیا جاسکے ؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس بارے میں کافی توجہ دی ہے اور یہ پچھلے تقریباً آٹھ دس ماہ میں کافی گھر اس قسم کے آفیسران سے خالی کروائے گئے ہیں اور اس سلسلے میں کافی پیشرفت ہوئی ہے۔ اب پہلے جیسی صورتحال نہیں ہے لیکن اب جن cases میں عدالت، ہائی کورٹ یا سول کورٹ سے stay لیا ہوا ہے تو اس میں گورنمنٹ کو مشکل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جو cases عدالت میں ہیں ان میں تو مشکل ہے وہ تو نہیں ہوگا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سب سے shortest طریق کار یہ ہے کہ جب بھی کوئی دوسرا افسر لاہور میں تعینات ہوتا ہے اور وہ پرانے افسر سے اپنا گھر خالی کروانے حکومت بات کرتی ہے تو فوری جو اس کا short cut حل یہ ہے کہ وہ عدالت میں جاکر stay لے آتے ہیں۔ میں جناب منسٹر صاحب سے یہ درخواست کرنا چاہ رہا ہوں کہ اگر تو رہائش گاہیں بہت کم ہیں تو اس کے لئے اس طرح کا کوئی ایک mechanism یا آئندہ بجٹ پیش کرنے کے لئے ہم جا رہے ہیں کم از کم اس میں اس طرح کی سرکاری رہائش گاہوں کو بنانے کے لئے کوئی تجویز رکھ دی جائے یا اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ Otherwise عدالت میں جاکر stay order لے کر آنا یہ سب سے آسان ترین حل ہے اور یہ دس، دس سال تک چلتا ہے اور اس کے بعد میرے خیال میں جو لاہور میں ڈیوٹی دیتے ہیں، دے کر اگلے شہروں میں بھی چلے جاتے ہیں اور رہائش گاہ انہیں پھر نہیں ملتی۔ اس میں میرا رانا صاحب سے جو ضمنی سوال بنتا ہے وہ یہ ہے کہ بجٹ پری سیشن بھی ہوا ہے اور ہم آئندہ بجٹ پیش کرنے کے لئے بھی جا رہے ہیں تو ان تجاویز میں سرکاری رہائش گاہوں میں آفیسروں کے اگر نمبرز دیکھے جائیں تو اس کے حوالے سے صرف بیس فیصد ہیں، اسی فیصد افسران کے لئے رہائش گاہیں

موجود نہیں ہیں، کیا اس کے لئے وہ بجٹ میں کوئی provision رکھنے کے لئے جا رہے ہیں کہ لاہور میں maximum اور رہائش گاہیں اس حوالے سے تعمیر کی جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس مسئلے کا جو عدالت کے stay سے متعلق aspect ہے اس کے متعلق تو اب میں اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا اور ویسے بھی آج عدالت عالیہ نے یہ بھی فیصلہ کر دیا ہے کہ کسی جج یا عدالت کے خلاف اب کوئی خبر بھی نہیں دی جا سکتی۔ یہ بھی آج فیصلہ آ گیا ہے۔ اب اس کے بعد پھر وہ جو کریں وہ ہمیں امنا و صدقنا قبول ہے تو اس سلسلے میں میاں نصیر صاحب کی یہ بالکل valid observation ہے۔ اس میں جو لوگ ٹرانسفر ہو کر آتے ہیں ان کو یہاں پر گھر نہیں ملتے۔ ان کی ڈیوٹی یہاں پر ہوتی ہے اور ان کا کام بھی suffer ہوتا ہے، ان کی families بھی مشکلات کا شکار ہوتی ہیں لیکن اب اس میں اگر ایک آدمی stay لے کر بیٹھا ہے تو پھر اس کے خلاف وہ کارروائی قانون کے مطابق تو نہیں ہو سکتی۔ باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس مسئلے کے حل کے لئے کیا کیا جائے؟ اس میں موجودہ حکومت دو طرح سے اس معاملے کو redress کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ان گھروں کو خالی کروانے کے لئے جو قانونی چارہ جوئی ہے اس کو زیادہ سے زیادہ موثر کیا جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ جو رینٹ لاؤنس ملازمین کو دیا جاتا ہے اس میں بھی اضافہ کی تجویز زیر غور ہے تاکہ وہ لوگ جو privately کرایہ پر گھر لے کر رہتے ہیں تو ان کو تھوڑا بہت feed کیا جائے، ان کو سہولت دی جائے۔ تیسرا یہ ہے کہ یہ معاملہ بالکل اس مرتبہ زیر غور ہے کہ مزید گھروں کے لئے کوئی proper جگہ دیکھ کر یا جہاں پر کئی گھر ہیں وہ بہت بڑے بڑے ہیں اور وہاں پر چھوٹے گھر زیادہ بن سکتے ہیں، ایک کی جگہ کم از کم وہاں پر پانچ آفیسر accommodate ہو سکتے ہیں تو اس بارے میں غور ہو رہا ہے اور اس میں انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ میں پیشرفت ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، I think کہ next question پر چلیں۔ اس میں supplementary ٹھیک ہو گئے ہیں۔

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: اگلے سوال پر آ جائیں۔ میرے خیال میں اب اس کو چھوڑ دیں۔ اس میں پہلے ہی دو تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ دیکھو! اب ٹائم بھی تو کتنا ہو گیا ہے۔ آپ کی مہربانی۔ جی، میاں نصیر صاحب! اگلا سوال بھی میرے خیال میں آپ ہی کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جی۔

جناب سپیکر: نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 214 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جی او آر۔III شادمان (سی) کیٹیگری رہائشوں میں سرونٹ کوارٹرز کی تعمیر

*214: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی او آر 3 شادمان میں (سی) کیٹیگری کے گھر موجود ہیں، ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III شادمان لاہور میں (سی) کیٹیگری کے گھروں میں سرونٹ کوارٹرز بھی موجود ہیں؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو جی او آر۔III شادمان لاہور میں سی کیٹیگری کے ان گھروں کی فہرست ایوان میں فراہم کی جائے جن میں سرونٹ کوارٹرز موجود ہیں نیز جن گھروں میں سرونٹ کوارٹرز موجود نہیں کیا حکومت ان میں سرونٹ کوارٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔ان کی کل تعداد 77 ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جی او آر۔III شادمان لاہور کے جن گھروں میں سرونٹ موجود ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

C-1to C-44=	4	Servant Quarters
C-/1to C-1/8 =	8	Servant Quarters
C-1/10to C-1/11=	2	Servant Quarters
C -1/14to C-1/15 =	2	Servant Quarters
C -1/17 =	1	Servant Quarter
C-1/21 to C-1/22 =	2	Servant Quarters
C-1/19to C-1/20 =	2	Servant Quarters
C -1/24 to C-1/25 =	2	Servant Quarter
C -1/27 =	1	Servant Quarter
Total =	64 Nos.	

فنڈز اور جگہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے سرونٹ کوارٹرز کی تعمیر کی سکیم زیر غور نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال کے حوالے سے جس طرح مجھے اس میں بتایا گیا ہے کہ فی الحال فنڈز اور جگہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے کسی قسم کا کوئی گھر زیر تعمیر ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب کا کوئی نیا گھر بنانے کا ارادہ ہے۔ میرے اس سوال کے حوالے سے "نوائے وقت" کے اندر ایک اداریہ بھی چھپا ہے، بڑے معروف کالم نگار ہیں جنھوں نے یہ لکھا ہوا ہے کہ میرے جواب میں جو بتایا گیا ہے کہ "فنڈز اور جگہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے فی الحال کوئی سرونٹ کوارٹر زیر تعمیر نہ ہے" لیکن میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ گھر نمبر 27 کے سامنے جو آفیسر ڈائریکٹر (پی اینڈ ڈی) رہتے ہیں، انھوں نے گرین بیلٹ پر اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے ایک گھر کی تعمیر وہاں پر شروع کر رکھی ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ گھر بنانے یا نہ بنانے کی پالیسی کا فیصلہ حکومت پنجاب نے کرنا ہے نہ کہ کسی سرکاری افسر نے کرنا ہے۔ میں جناب لاء منسٹر سے اس بارے میں پوچھنا چاہتا

ہوں کہ کیا کسی سرکاری افسر کو یہ اجازت ہے کہ وہ اپنی مرضی سے یہاں پر گرین بیلٹ کے اوپر گھر بنا سکے چاہے وہ اپنی جیب سے ہی پیسے لگائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ خواہ وہ کوئی سرکاری ملازم ہو یا پرائیویٹ آدمی ہو گرین بیلٹ کے اوپر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی کو اجازت دی جائے کہ وہ پیسے اپنی گرہ سے خرچے اور اس کے اوپر قبضہ کر لے، انھوں نے جس بات کی نشاندہی کی ہے میں نے اسے note down کر لیا ہے۔ یہ ابھی اس کا پتا کرواتے ہیں کہ وہ کون ڈائریکٹر صاحب ہیں، جو انھوں نے غالباً ہاؤس نمبر 27 بولا ہے۔۔۔

میاں نصیر احمد: جی، C-1/27

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): تو یہ اس کا ابھی پتا کروا لیتے ہیں اور اگر گرین بیلٹ کے اوپر کوئی آفیسر قبضہ کر رہا ہے یا اس نے وہاں پر کوئی encroachment کی ہے تو نہ صرف اس کو ختم کروایا جائے گا بلکہ اس کے خلاف اس بارے میں تادیبی کارروائی بھی کی جائے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں صرف گرین بیلٹ کا ہی نہیں ہے بلکہ میرے خیال میں یہ جو بھی گھر بننا ہے یا اس میں addition ہونی ہے تو یہ حکومت پنجاب کا فرض ہے اور یہ اسی نے کرنی ہے، کسی سرکاری افسر کے پاس اگر اتنے ذاتی ذرائع ہیں پھر بھی اس کو یہ allow نہیں ہے کہ وہ وہاں پر گھر بنائے یا اس میں کسی قسم کا کام کرے۔

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم نوٹس لے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): نہیں، نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گرین بیلٹ پر تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی کو اجازت ہو ہی نہیں سکتی۔

میاں نصیر احمد: شکریہ

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب! آپ اس میں کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے تھے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پچھلے سوال پر میں ضمنی سوال کرنا چاہتا تھا، اس پر تو میرا ضمنی سوال بنتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! اگلا سوال آپ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، سوال نمبر 240۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

لاہور میں گریڈ 17 تا 20 کے سرکاری ملازمین کو رہائشگاہوں کی فراہمی

*240: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت لاہور میں سکیل 20، 19، 18، 17 کے ملازمین کو سرکاری رہائش کس کس جگہ فراہم کرتی ہے، ان کالونیوں کے نام اور ان میں گھروں یا فلیٹ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) یہ گھر/فلیٹ جن ملازمین کو الاٹ ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، محکمہ اور تاریخ الاٹمنٹ کی تفصیل بتائیں نیز کتنے گھر کس کس جگہ اور کس کالونی میں خالی ہیں، ان کے نمبر بتائیں؟

(ج) ایسے کتنے سرکاری ملازم لاہور میں تعینات نہ ہیں اور گزشتہ ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ الاٹمنٹ اور وہ کب سے ان رہائشوں میں غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں اور ان سے کرایہ کس شرح سے وصول کیا جا رہا ہے؟

(د) حکومت ان ناجائز رہائش پذیر اہلکار سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) مطلوبہ فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ صرف سکیل 17 کے لئے کوئی خاص رہائش گاہیں مختص نہیں ہیں کیونکہ کیٹیگری 4-3 رومز سکیل 14 تا 17 کے ملازمین کے لئے مختص ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے میں موجود ہے۔صرف جی او آر فور میں خوشنما 19، 20، 29 اور غزالی 12 خالی ہیں۔

(ج) وفاقی حکومت کے ملازمین لاہور سے ٹرانسفر ہونے پر سرکاری رہائش اس وقت تک رکھ سکتے ہیں جب تک انہیں ان کی تعیناتی کی جگہ پر ان کی حیثیت کے مطابق سرکاری رہائش الاٹ نہیں ہو جاتی تاہم دیگر ملازمین لاہور سے ٹرانسفر ہونے پر مجاز اتھارٹی کی اجازت سے آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش گاہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔جو سرکاری ملازم مذکورہ مدت ختم ہونے کے بعد سرکاری رہائش گاہیں رکھے ہوئے ہیں انہیں قانون کے مطابق نوٹس جاری ہو چکے ہیں اور انہوں نے عدالتوں سے رجوع کر کے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں۔ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سرکاری گھر خالی کروانے کے لئے عدالتوں میں مقدمات کی تندہی سے پیروی کی جاتی ہے اور عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں غیر قانونی قابضین سے بذریعہ سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ سرکاری گھر خالی کروالئے جاتے ہیں اور ان سے غیر قانونی دورانیہ کا کرایہ تنخواہ کا 60 فیصد بطور جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ جو لوگ ایک سال سے زائد عرصہ سے سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں ان کے نام، عہدے، گریڈ، تاریخ الاٹمنٹ اور وہ کب سے ان رہائش گاہوں میں غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں اور ان سے کس شرح سے کرایہ وصول کیا جا رہا ہے؟ یہ سوال تھا اور اس کا جواب انھوں نے تتمہ (ج) میں دیا ہے، یہ تتمہ (ج) اگر کوئی دیکھے تو اس میں پتا نہیں اب ان کا پردہ رکھنے کے لئے ایسا جواب دیا گیا ہے یا یہ کوئی زیادہ بااثر

لوگ ہیں؟ایک تیرہ لوگوں کی لسٹ دی گئی ہے جس میں صرف نام لکھے ہیں، سوائے نمبر1 پر رانا مقبول احمد آئی جی پولیس سندھ 2008 سے وہ اس گھر میں رہائش پذیر ہیں جبکہ آٹھ ماہ تک صرف رہ سکتے ہیں تو یہ باقی کی پوری تفصیل اس کے اوپر کیوں نہیں دی گئی کہ یہ بارہ لوگ کون ہیں جن کے لئے ڈیپارٹمنٹ نے نامکمل جواب بھیجا ہے جس سے یہ پتا چل رہا ہے کہ وہ کب سے وہاں پر قابض ہیں، یہ پتا چل رہا ہے کہ ان کے اس کیس کا status کیا ہے اور نہ ہی یہ گورنمنٹ کی کوئی کارکردگی اس کے اوپر نظر آ رہی ہے؟ سوال میں clearly چار پانچ چیزیں پوچھی گئی ہیں تو یہ جواب نامکمل ہے یا تو آپ اس کو pending کریں اور محکمے کو direction دیں کہ تتمہ (ج) جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے اس میں یہ نامکمل جواب کیوں دیا گیا ہے؟ اس کو pending کر لیں، اس کو دوبارہ لے آئیں یا پھر اس چیز کا جواب دیں کہ مثلاً محمد انور خان، اب کوئی ایک محمد انور خان تو نہیں ہے، کتنے سارے محمد انور خان ہو سکتے ہیں یا مسٹر جاوید اقبال، کاشف قیوم، سہیل شفیق، نصیر جاوید، رانا شہزاد رضا، مقصد یہ پوری تیرہ لوگوں کی ایک لسٹ ہے، آخر یہ کون لوگ ہیں، کتنی دیر سے رہائش پذیر ہیں، ان سے گھر کیوں نہیں خالی کرائے گئے؟

دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک یہ لسٹ منگوائی گئی تھی کہ کن کن لوگوں کے نام پر---

جناب سپیکر: آپ اس کو pending بھی کروانا چاہتی ہیں اور پھر آگے پوچھ بھی رہی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ٹھیک ہے۔ آپ اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب منسٹر صاحب کو ذرا بات بھی کر لینے دیں ناں۔ منسٹر صاحب کو جواب دے لینے دیں، اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ کیا صورتحال بنتی ہے؟ جی، اس کو pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو تفصیل اس سوال کے جواب میں ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے تو محترمہ اگر اسے دیکھ لیں تو اس میں تمام آفیسروں کے نام ہیں اور واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ انہیں قانونی نوٹس بھی جاری ہو چکے ہیں اور انھوں نے عدالتوں سے رجوع کیا ہوا ہے اور وہاں

سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے بلکہ اس کالم کے سامنے جن عدالتوں سے انھوں نے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے ان کا بھی بتایا گیا ہے کہ فلاں نے فلاں کورٹ سے اور فلاں نے فلاں کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کیا ہے۔اس کے باوجود اگر یہ pending کروانا چاہتی ہیں اور اس بارے میں اگر یہ مزید details میں جانا چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں،آپ اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! جی۔ میں نے آپ کے کہنے پر pending کر دیا ہے۔ اگلا سوال بھی میرا خیال ہے کہ آپ کا ہی ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، میرا ہی ہے۔

جناب سپیکر: نمبر بول دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: سوال نمبر 241 اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت بنائے گئے گھروں کی قیمت کا تعین و تفصیل

*241: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فانڈیشن کے تحت بنائے گئے گھروں کی قیمت کا تعین کرنے کا کیا طریقہ ہے یہ تعین کون کون سے سرکاری ملازمین کرتے ہیں؟

(ب) سات، دس مرلہ اور ایک کنال گھر کی قیمت لاہور اور دیگر شہروں میں کیا ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ شہر وار بتائیں؟

(ج) کیا اس کی قیمت مختص شدہ قیمت میں زمین کی قیمت اور ڈویلپمنٹ چارجز بھی شامل ہوتے ہیں؟

(د) کیا جو قیمتیں اس وقت ان گھروں کی وصول کی جارہی ہیں وہ گھروں کی لوکیشن، تعمیراتی معیار اور کالونی ڈیزائن کے مطابق بہت زیادہ نہیں ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان گھروں کی قیمتیں کم کرنے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت بنائے گئے گھروں کی قیمت کا تعین فاؤنڈیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری سے کیا جاتا ہے۔یہ تعین تعمیری اخراجات، متعلقہ انتظامی اخراجات اور سرمایہ پر کئے گئے اخراجات کو ملا کر متعین کیا جاتا ہے۔

(ب) تاحال پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی ایک سکیم واقع موہلنوال، لاہور جزوی طور پر مکمل ہے۔اس میں شامل گھروں کی حتمی قیمت کا تعین فی الحال ممکن نہیں۔ تاہم فی یونٹ متوقع عبوری قیمت درج ذیل ہے:۔

پانچ مرلہ	1450000روپے
سات مرلہ	1800000روپے
دس مرلہ	3350000روپے
ایک کنال	4600000 روپے

(ج) مکان کی الاٹمنٹ حاصل کرنے والے سرکاری ملازم سے صرف تعمیراتی اور ترقیاتی اخراجات وصول کئے جائیں گے جبکہ زمین کی قیمت حکومت کی طرف سے عطیہ ہو گی۔

(د) مستقبل قریب میں مکمل ہونے والے گھروں کی قیمتیں لوکیشن، تعمیری معیار اور ڈیزائن کے حساب سے نہایت مناسب ہیں کیونکہ اس قیمت میں کسی قسم کے منافع کی گنجائش نہیں رکھی گئی، یہ قیمتیں فی مربع فٹ کے حساب سے پرائیویٹ سیکٹر میں تعمیر کی گئی سکیموں کے مکانات سے بہت کم ہیں۔

(ہ) چونکہ قیمتوں کا تعین بغیر نفع و نقصان کی بنیاد پر کیا جا رہا ہے اس لئے بغیر معیار کو کم کئے قیمتوں کو کم نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:اس کا جواب ٹھیک ہے، میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے اگلا سوال محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں۔ لہذاایہ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ کا ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of ہوا۔ جی، محترمہ انجم صفدر صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!۔۔۔۔

محترمہ طلعت یعقوب:جناب سپیکر! میرا سوال نمبر846ہے answer to be taken as read. بڑا satisfactory answer دیا گیا ہے Therefore no supplementary question. Thank you, sir.

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

وزراء کو رہائش و گاڑیاں دینے کی تفصیلات

*846: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے وزراء کو رہائش اور گاڑیاں قانون کے مطابق دی جاتی ہیں۔ وزارت ختم ہونے کے بعد کتنا عرصہ گاڑی اپنے پاس رکھ سکتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پچھلی اسمبلی کی میعاد ختم ہونے کے بعد کتنے وزراء نے مجوزہ میعاد ختم ہونے کے بعد اپنی رہائش اور گاڑی واپس نہ کی، ان کے نام، رہائش اور گاڑی واپس کرنے کی تاریخ کیا ہے نیز کیا ان کو واپس کرنے کی تاریخ میں توسیع دی گئی تھی، اگر ہاں تو کس قانون کے تحت؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! قانون کے مطابق وزراء وزارت ختم ہونے کے پندرہ دن بعد تک سرکاری گاڑی اور سرکاری رہائش گاہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

(ب) سابق صوبائی اسمبلی پنجاب کی میعاد ختم ہونے کے بعد تمام وزراء نے بروقت گاڑیاں واپس کر دی تھیں اور سرکاری رہائش گاہیں چھوڑ دیں تھیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 856 ہے اس پر بھی بڑا تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔ very satisfactory answer لہذا no supplementary question Answer to be taken as read and Thank you, sir.

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔

سرکاری ملازم کی وفات پر بینوولنٹ فنڈ سے ماہانہ امداد کی تفصیلات

*856: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کسی سرکاری ملازم کی وفات پر اس کی فیملی کے حق دار کو بینوولنٹ فنڈ سے گریڈ وار دی جانے والی ماہانہ امداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گریڈ ایک تا پندرہ اور سولہ تا بیس کو دی جانے والی ماہانہ امداد میں بہت زیادہ فرق ہے، اگر ہاں تو کیا حکومت گریڈ ایک تا پندرہ کو دی جانے والی ماہانہ امداد کو بڑھانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سرکاری ملازم کی وفات پر اس کی فیملی کے حقدار کو بینوولنٹ فنڈ سے گریڈ وار دی جانے والی ماہانہ امداد کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

i	ا تا10 گریڈ	1300/-Pm
ii	11تا16 گریڈ (نان گزٹیڈ)	1700/-Pm
Iii	16 (گزٹیڈ) تا17 گریڈ	3500/-Pm
Iv	18تا19 گریڈ	6000/-Pm
v	20 (پلس)	8000/-Pm

یہ بات بھی واضح رہے کہ موجودہ (rate) 2002 میں revise کئے گئے تھے۔ اس سے پہلے ادائیگیوں کی شرح بہت کم تھی بعد میں ان میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ گریڈ ایک تا پندرہ کو دی جانے والی ماہانہ امداد گریڈ سولہ تا بیس کو دی جانے والی امداد سے بہت کم ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نان گزٹیڈ ملازمین کی بہبود فنڈ کی مد سے ہونے والی کٹوتی گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی سے بہت کم ہے۔ بہبود فنڈ کی مد میں کٹوتی ویسے بھی ریگولر ملازمین کی تنخواہ سے کی جاتی ہے اور عارضی اور کنٹریکٹ پر ہونے والے ملازمین کی تنخواہ سے کوئی کٹوتی نہیں کی جاتی۔ چونکہ اب حکومت مستقل ملازمین (regular) کی بجائے (contract) ملازمین بھرتی کر رہی ہے لہٰذا بہبود فنڈ کی آمدن میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے، اور اس وقت بہبود فنڈ کی مالی حالت کافی کمزور ہے، لہٰذا سر دست ماہانہ امداد کی مد میں کسی قسم کا اضافہ ممکن نہیں ہے، اگر بہبود فنڈ کی معاشی حالت بہتر ہو گی، اس میں اضافے پر غور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔تشریف فرما ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سر و سز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، pended، اگلا سوال نمبر 1134 چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے ہے۔تشریف فرما ہیں؟ تشریف نہیں رکھتے پھر اسے dispose of کیا جائے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: request تو ان کی طرف سے آنی چاہئے تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سر و سز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ pending نہیں ہو سکتا۔صرف اسی صورت میں pending ہو سکتا ہے کہ اگر جواب موصول نہیں ہوا یا جیسے ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ میں اس جواب کی تفصیل دیکھنا چاہتی ہوں۔اگر انھوں نے لینا ہے تو اسے on his behalf لے لیں ورنہ یہ dispose of ہو گا۔

جناب سپیکر: یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے-اگلا سوال بھی انہی کا ہے لہذا یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے-اگلا سوال نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے-

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1445 ہے- اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے-

لاہور شہر میں انٹی کرپشن کے تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1445: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں محکمہ انٹی کرپشن کے کتنے تھانے ہیں،ان تھانوں کی جگہ اور عملہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان تھانوں میں رشوت وصول کرنے کے حوالے سے2002 تا2007 کتنی انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں؟

(ج) ان تھانوں سے انکوائریاں مکمل ہونے کے بعد کتنی ریکوریاں ہوئیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) لاہور کے تمام انٹی کرپشن تھانوں میں تعینات سٹاف، مع عہدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت اس محکمہ کو اپ گریڈ کرنے اور اس میں موجود انکوائریوں کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ انٹی کرپشن کے تین تھانے ہیں:-

1-تھانہ دفتر ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن پنجاب 2فرید کوٹ ہاؤس لاہور

2-تھانہ دفتر ڈائریکٹر انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور 6 کورٹ سٹریٹ لوئر مال لاہور

3-تھانہ دفتر سرکل آفیسر انٹی کرپشن لاہور 6 کورٹ سٹریٹ لوئر مال لاہور

تفصیل

1-تھانہ انٹی کرپشن لاہور

1۔	انسپکٹر/ سرکل آفیسر	1=
2۔	کانسٹیبل/ پراسیس سرور	9=

2-عملہ تھانہ ریجن ہیڈکوارٹر لاہور

1۔	انسپکٹر ہیڈکوارٹر	1=
2-	ہیڈکانسٹیبل	9=
3-	کانسٹیبل/پراسیس سرور	7=

عملہ تھانہ ہیڈکوارٹر لاہور

1۔	انسپکٹر ہیڈکوارٹر	1=
2۔	سب انسپکٹرز	2=
3۔	اسسٹنٹ سب انسپکٹرز	4=
4۔	ہیڈکانسٹیبل	2=
5۔	کانسٹیبل	10=

(ب) ان تھانوں میں رشوت وصول کرنے کے حوالے سے2002 سے 2007 کل 2690انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں۔

(ج) ان تھانوں میں سال2002 سے 2007 کل 4142611615 روپے کی ریکوری ہوئی ہے۔

(د) تفصیل سوال نمبر ایک میں دے دی گئی ہے۔

(ہ) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب صوبائی سطح پر ایک ڈائریکٹر جنرل(BPS-21)کی سربراہی میں ہے جبکہ ریجنل لیول پر سات ڈائریکٹرز جو کہ لاہور، بہاولپور، ملتان، گوجرانوالہ، فیصل آباد، سرگودھااور راولپنڈی میں واقع ہیں۔ محکمہ ہذا کو وقتاً فوقتاً ضرورت کے تحت اپ گریڈ کیا جاتا رہا ہے اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اہم اقدامات ہوتے رہے ہیں جن میں ڈائریکٹ اور اچھی شہرت کے حامل پولیس اور سول آفیسران کی

تعیناتی جیسے قابل ذکر اقدامات ہیں۔ محکمہ تمام انکوائریز legal procedure کے تحت مکمل کرتا اور تمام انکوائری آفیسران کو مقررہ وقت میں ہی انکوائری میرٹ اور انصاف کے تقاضا کے تحت مکمل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ سائل کو جلد از جلد ریلیف مل سکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ عام تھانوں اور انٹی کرپشن تھانوں میں کیا فرق ہے؟ یہاں پر جو انکوائریاں ہوتی ہیں اور ان میں جو guilty پائے جاتے ہیں کیا ان کو عام عدالتوں میں refer کر دیا جاتا ہے یا یہیں پر ہی کوئی سزا دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! عام تھانوں اور انٹی کرپشن کے تھانوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ عام تھانے عام تھانے ہوتے ہیں اور انٹی کرپشن کے تھانے، انٹی کرپشن کے تھانے ہوتے ہیں۔ اس میں انکوائری procedure کا یہ فرق ہوتا ہے کہ اگر آپ عام تھانوں میں جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی مجھے نہ بھیجیں۔ آپ خود ہی جائیں۔ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ جاتے رہے ہیں۔ عام تھانوں بلکہ دوسرے لفظوں میں پولیس تھانوں میں یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ وہاں پر تشریف لے جائیں تو وہاں آپ جو بھی درخواست دیں گے پولیس bound ہے کہ وہ اس کو اپنے روزنامچے میں رجسٹرڈ کرے یا اگر وہ cognizance ہے تو اس کی ایف آئی آر درج کرے۔

جناب سپیکر: یعنی First information report

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جی لیکن انٹی کرپشن کے تھانوں میں یہ procedure نہیں ہے بلکہ وہاں پر پہلے انھوں نے انکوائری کرنی ہوتی

ہے اور انکوائری proceeding کے بعد مقدمہ درج ہونا ہوتا ہے-یہ ایک بنیادی فرق ہے کہ ایک عام تھانے میں complaint under section 154 فوری طور پر lodge ہوتی ہے جبکہ انٹی کرپشن کے تھانوں میں پہلے ہر معاملے کی انکوائری ہوتی ہے اور جب متعلقہ اتھارٹی سے اس انکوائری کی approval ہو جائے تو پھر مقدمہ درج ہوتا ہے and then investigation ہوتی ہے-

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے-

جناب سپیکر:اچھا جی-

محترمہ نگہت ناصر شیخ :کیا عام شہری کسی انکوائری کے لئے انٹی کرپشن تھانوں میں درخواست دے سکتا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر تو کوئی پابندی نہیں ہے-

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! انٹی کرپشن کے دو procedure ہیں ایک یہ ہے کہ اگر عام آدمی سے کسی بھی محکمے کا کوئی آفیسر کسی جائز کام کے لئے یا ناجائز طریق سے اس سے رشوت طلب کرتا ہے تو وہ جا کر انٹی کرپشن تھانے میں رپورٹ کر سکتا ہے اور وہاں سے raid conduct کروا سکتا ہے جس کا ایک علیحدہ طریق کار ہے- دوسرا یہ ہے کہ اگر کسی آفیسر نے کسی سے زبردستی رشوت لی ہے اور وہ کرپشن میں ملوث ہوا ہے تو اس میں بھی عام آدمی درخواست دے سکتا ہے کہ میرا جائز کام تھا میں وہاں پر گیا ہوں لیکن اس آفیسر نے مجھے مجبور کر کے مجھ سے اتنی رقم حاصل کی ہے-تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شہری کسی بھی آفیسر کے متعلق سمجھے کہ اس کی جائیداد اس کے non means of income سے زیادہ ہے تو وہ بھی انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کو درخواست دے سکتا ہے کہ اس آفیسر کے means of income اور اس کی property position کے متعلق انکوائری کی جائے تو اس ڈیپارٹمنٹ کے پاس وہ cognizance ہے-

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے-

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1447 ہے اور میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں رہائشی کالونیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***1447: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں اس وقت کتنی سرکاری ملازمین کی رہائشی کالونیاں ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سرکاری رہائش گاہوں میں سرکاری ملازمین کے علاوہ پرائیویٹ لوگوں کو بھی کوارٹر الاٹ کئے جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سرکاری رہائش گاہوں میں میرٹ کی بنیاد پر کوارٹروں کو الاٹ نہ کیا جاتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پرائیویٹ لوگوں سے کوارٹر خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ایس اینڈ جی اے ڈی کے پول پر درج ذیل سرکاری ملازمین کی رہائشی کالونیاں ہیں:۔

1- جی او آر I مال روڈ لاہور
2۔ جی او آر II (بہاولپور ہاؤس) لاہور
3۔ جی او آر III، شادمان لاہور
4۔ جی او آر IV ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن، لاہور
5۔ جی او آر V فیصل ٹاؤن لاہور
6 جی او آر VI، چلڈرن ہسپتال، فیروزپور روڈ لاہور
7 چوبرجی گارڈن اسٹیٹ، ملتان روڈ لاہور
8۔ پونچھ ہاؤس کالونی، ملتان روڈ لاہور

9۔ وحدت کالونی، وحدت روڈ لاہور
10۔ ہمابلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
11۔ پی اینڈ ڈی کالونی، جوہر ٹاؤن لاہور

(ب) یہ درست نہ ہے۔سرکاری رہائش گاہیں صرف سرکاری ملازمین کو ہی الاٹ ہوتی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹ پہلے آئیے اور پہلے پائیے کے اصول پر کی جاتی ہے تاہم مجاز اتھارٹی نے قوائد وضوابط میں نرمی کر کے کچھ سرکاری ملازمین کو الاٹمنٹس کی ہیں۔

(د) جیسا کہ جز(ب) میں ہے کہ پرائیویٹ لوگوں کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!انھوں نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے۔ سرکاری رہائش گاہیں صرف سرکاری ملازمین کو الاٹ ہوتی ہیں۔" میرا سوال ہے کہ جو سرکاری رہائش گاہیں، سرکاری ملازمین کو الاٹ ہوتی ہیں، اکثر ملازمین اپنی ذاتی رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ہوتے ہیں اور ان کو آگے rent out کر دیتے ہیں تو کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ہے یا ان کو check کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نگہت صاحبہ نے یہ درست بات کی ہے کہ بعض جگہ پر ایسی شکایات موصول بھی ہوئی ہیں کہ لوگ اپنے نام پر گھر لے لیتے ہیں اور اس کے بعد اسے rent out کر دیتے ہیں یا کسی اور کو وہاں پر بٹھا دیتے ہیں تو اس کے متعلق informer policy موجود ہے اور گورنمنٹ نے اس میں یہ سہولت بھی دی ہے کہ اگر ایک آدمی waiting list میں ہے اور اس کا نمبر 138 ہے لیکن اگر وہ کسی گھر کی نشاندہی کرے کہ فلاں گھر فلاں آدمی کے نام الاٹ تھا اور اس نے اسے rent out کیا ہوا ہے تو وہ گھر خالی کروانے کے بعد اس کو الاٹ کرنے کی پالیسی ہے تاکہ اس قسم کی practice کا ایک

extra measure کے لئے اسے چیک کیا جا سکے۔ویسے بھی اگر حکومت کو شکایت ملے یا کسی طرح بھی معلوم ہو کہ کوئی پرائیویٹ آدمی خواہ وہ ملازم ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کے نام پر گھر الاٹ نہیں ہوا اور وہ رہ رہا ہے تو اس سے فوری طور پر گھر خالی کروانے کی کارروائی کی جاتی ہے اور اس قسم کی کوئی پالیسی یا rules نہیں ہیں کہ جس سرکاری ملازم کے نام گھر الاٹ ہے اس کے علاوہ پرائیویٹ تو کیا سرکاری ملازم بھی اس گھر میں رہ سکے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ج) میں جواب ہے کہ "درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹ پہلے آئیے پہلے پائیے کے اصول پر کی جاتی ہے تاہم مجاز اتھارٹی نے قواعد وضوابط میں نرمی کر کے کچھ سرکاری ملازمین کو الاٹمنٹس کی ہیں۔" میرا سوال یہ ہے کہ جو الاٹمنٹس پہلے آئیے پہلے پائیے کے تحت کی جاتی ہیں ان میں کن قواعد کے تحت نرمی کی جاتی ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے کافی پہلے اپنے نام دیئے ہوتے ہیں، ان کی مدت ملازمت ختم ہو جاتی ہے لیکن انھیں الاٹمنٹ نہیں ہوتی تو اس سلسلے میں کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ان کو فوری طور پر الاٹمنٹ ہو جایا کرے؟

جناب سپیکر: ایک ہی forum ہے جو انھوں نے پہلے بتایا ہے لیکن آپ نے سنا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ پالیسی کے مطابق جو نمبر 11 پر ہے جب اس کی باری آئے گی تو اسے اسی وقت ہی گھر الاٹ ہو گا لیکن اس میں ایک شق موجود ہے جو نہ صرف اس پالیسی میں بلکہ overall ہے کہ Chief Executive of the Province کو قانونی طور پر یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ hardship cases میں کسی وقت بھی کسی rule یا پالیسی کو تبدیل کر سکتا ہے۔چونکہ یہ rules ہیں، پالیسی ہے تو اس میں ایسے ضرور ہوا ہے کہ بعض hardship cases میں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔یہ اس وقت کی competent authority کی صوابدید ہے کہ اس نے کن معاملات میں hardship کو سمجھا کہ یہ جائز ہے اور اس کے تحت یہ گھر out of turn الاٹ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: وہ پھول لینے گئی ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1516۔(معزز رکن نے محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1516 دریافت کیا)

جناب سپیکر: بھائی!آپ کیابن گئے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں رفعت سلطانہ ڈاربن گیاہوں۔ میں ان کے ایماء پر سوال پوچھ رہاہوں۔اس کو پڑھاہوا تصور کیاجائے۔

ایگزیکٹوپوسٹ پر تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی کامسئلہ

*1516: **محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق کسی بھی ایگزیگٹوپوسٹ پر تین سال سے زائد عرصہ تک کسی بھی افسر کوایک ہی جگہ پر تعینات نہیں کیاجاسکتا؟

(ب) فیصل آباد میں ایگزیگٹوپوسٹوں پر تعینات افسران کی عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

(ج) کیاحکومت تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی ایگزیکٹوپوسٹ پر تعینات افسران کا تبادلہ کرنے اوران کے عرصہ تعیناتی کا خصوصی آڈٹ کرانے کا کوئی اردہ رکھتی ہے،اگر ہاں توکب تک اور نہیں توکیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جزوی طور پر درست ہے حکومت پنجاب کی موجودہ ٹرانسفر پالیسی کے مطابق کسی بھی executiveپوسٹ پر تعیناتی کی میعاد(normal tenure)تین سال ہے تاہم عوام عامہ کے مفاد میں یا کسی بھی معروضی حالات میں مجاز اتھارٹی کسی بھی آفیسر کو قبل از وقت بھی تبدیل کر سکتی ہے۔

(ب) فیصل آباد میں ایگزیکٹو پوسٹوں پر تعینات آفیسران کی میعاد تعیناتی کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ایگزیکٹو پوسٹوں پر تعینات آفیسران کو وقتاً فوقتاً تبدیل کرتی رہتی ہے تاہم حکومت تبادلے کرتے وقت پوسٹنگ کے کم از کم (normal tenure) کو بھی مدنظر رکھتی ہے۔ تاہم کسی بھی خصوصی آڈٹ کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے مزید یہ کہ مقامی طور پر ضلعی حکومت ایک مروجہ اور مربوط طریق کار کے مطابق آڈٹ کرواتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! فیصل آباد اور دوسرے شہروں میں کچھ ایسے صاحبان ہیں جو کہ city specialist بن گئے ہیں اور عرصہ دراز سے ایک ہی شہر میں تعینات ہیں۔ اگر ان کا تبادلہ بھی کیا جاتا ہے تو وہ پندرہ دن یا دو، تین مہینے کے لئے کہیں چلے جاتے ہیں اور پھر دوبارہ آ کر اسی شہر میں تعینات ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو سوچ ہے کہ تبادلے ہونے چاہئیں اور نیا آدمی ایک بہتر کارکردگی کو لے کر آئے اور آگے چلے اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ کیا ہماری حکومت اس پر سختی سے پابندی کرنا چاہے گی کہ لوگ جب اپنے تین سال پورے کر لیں تو پھر ان کو کسی اور شہر میں موقع دیا جائے اور وہاں پر نئے لوگ آ کر کام کو چلائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا سوال ہے جس کو رانا محمد افضل خان صاحب نے ان کے ایماء پر raise کیا ہے لیکن جب ان کا نام پکارا گیا تو یہاں ساجدہ میر صاحبہ بیٹھی ہیں انھوں نے بڑی قابل اعتراض بات کی ہے۔ شاید آپ نے اس کا نوٹس نہیں لیا؟

جناب سپیکر: میں سن نہیں سکا۔ اب جو سن نہیں سکا اس کا کیا نوٹس لوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): چلیں، پھر اس کو ایسے ہی جانے دیتے ہیں۔ ویسے انھوں نے کہا تھا کہ وہ Valentine Day کے حوالے

سے پھول لینے گئی ہیں اور آگے انھوں نے refer بھی کیا ہے کہ وہ کس کو دیں گی بہر حال اچھا ہوا کہ وہ آپ نے نہیں سنا۔

جناب سپیکر! رانا افضل خان صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میرے پاس فہرست موجود ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک ایک آدمی کئی کئی سال تک ایک ہی جگہ پر تعینات رہتا ہے۔ کوئی 2002 سے بیٹھا ہے، کوئی 2003 سے بیٹھا ہے اور بعض لوگ تو 2000 سے بیٹھے ہیں یعنی یہ لوگ نو نو، دس دس سال سے بیٹھے ہیں بلکہ ایک دو cases میں شاید بارہ سال کا بھی عرصہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ لوگ بیٹھے ہیں اور جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ city specialist بنے ہوئے ہیں۔ افضل خان صاحب میری اس بات کو endorse کریں گے کہ فیصل آباد میں بہت سی posts خالی ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر علم ہے، ان کو بھی ذاتی طور پر علم ہوگا کہ وہاں پر آفیسرز available نہیں ہو رہے۔ دراصل جنرل مشرف نے یہ جو devolution plan نافذ کیا تھا اب دیکھیں اس میں لوگوں کو کیا کہا گیا؟ لوگوں کو یہ کہا گیا کہ ہم bureaucratic barriers کم کر رہے ہیں لیکن انھوں نے محکموں میں گریڈ 19 اور گریڈ 20 کے افسران کی منڈی لگا دی ہے۔ جہاں پر ایک آدمی کام کرتا تھا اب وہاں پر دس دس seats create کی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے حکومت کا خرچہ بھی کم از کم پانچ گنا ہو گیا ہے۔ یہ ایک غلط نظام ہے اور اس میں لوگوں کو پریشانی ہوئی ہے۔ اس میں افسران کو بھی بے پناہ مشکلات ہیں۔ آج تک لوگوں کو پتا ہی نہیں چلا کہ ان کے مسائل کہاں سے حل ہونے ہیں، کون سے مسئلے کا حل کون سا آفیسر کرے گا؟ ایک ایک محکمے میں کئی کئی آفیسرز بٹھا دیئے گئے ہیں۔ کہیں D.O.R، کہیں D.O(Education)، کسی جگہ پر D.O(Health) ہیں۔ تمام افسران کو E.D.O,D.D.O یعنی اڈو اور ڈڈو بنا کر انھوں نے دفتروں میں بٹھا دیا ہے۔ ان کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ یہ انگریز کے زمانے کے نام ہیں اس لئے ہم ان کو نہیں چاہتے۔ بھئی! جنرل بھی تو انگریز کے زمانے کا نام ہے۔ آپ پھر مغلیہ دور کا نام ضلعے دار وغیرہ رکھیں۔ ان کے اپنے نام تو وہی ہیں لیکن لوگوں کو بدنام کرنے کے لئے اور سول سروس کو demolish کرنے کے لئے یہ نظام لایا گیا تھا۔ ہم بالکل committed ہیں کہ اس نظام کو جو کہ جنرل مشرف کی بدترین نشانی ہے ختم کریں گے۔ اس کی اور

بھی بہت سی باقیات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ سب کو مٹائیں گے لیکن اس نظام کو ہم کسی طور پر بھی نہیں رہنے دیں گے۔اس پر اس نے جو آئینی قدغن لگائی تھی اس میں بھی اب چند ماہ رہ گئے ہیں، تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔اس سے قطعی طور پر یہ تاثر نہیں لینا چاہئے کہ موجودہ حکومت یا موجودہ coalition گورنمنٹ بلدیاتی نظام کے خلاف ہے یا بلدیاتی اداروں کے خلاف ہے۔ہم بلدیاتی اداروں کے حق میں ہیں، ہم بلدیاتی نظام کے حق میں ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس نظام کے بغیر لوگوں کے روزمرہ کے مسائل حل نہیں ہو سکتے تو اس لئے میں رانا افضل خان صاحب کے ضمنی سوال کے جواب میں یہی کہوں گا کہ یہ جو ایک ایک جگہ انھوں نے دس دس posts create کی ہوئی ہیں جب تک ان کو ختم نہیں کیا جاتا اس وقت تک افسران کی shortage بھی رہے گی اور ان لوگوں کو ایک ایک جگہ پر کئی کئی سال تک تعینات رہنے کا موقع بھی ملتا رہے گا۔ باقی حکومت کی یہ intention ہے کہ پالیسی کے مطابق عمل کیا جائے اور ایک جو specific tenure ہے اس سے زیادہ کوئی آفیسر ایک ضلع میں نہ رہے۔

جناب سپیکر:اس حوالے سے میں بھی ایک بات کہوں گا، اگر ممکن ہو تو آپ سے میں اس میں تھوڑی سی ترمیم کروانا چاہتا ہوں۔ڈی اوز تو ٹھیک ہیں۔(DO(C),D.O(E پتا نہیں کیا کیا ہیں؟ لیکن ایک جو(DO(G ہے وہ یقیناً قابل اعتراض ہے اس کو ضرور ختم کروادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!(D.O(G اکیلا نہیں ہے اس کے آگے (D.O(C بھی ہے۔یعنی پتا ہی نہیں چلتا کہ کتنے ڈی اوز ہیں اور ان کا کیا کام ہے؟ پہلے ایک ڈائریکٹر کالجز ہوتا تھا اب (D.O(Colleges بھی ہے اور(E.D.O(Colleges بھی ہے یعنی ایک ہی جگہ پر کئی کئی آفیسر ہیں۔ جن لوگوں نے کرپشن کی، جن لوگوں نے اس ملک کو لوٹا ہے، جن لوگوں نے 18۔فروری کے الیکشن میں اپنے بھانجوں، سالوں اور بھتیجوں کو الیکشن لڑوائے اور ان کے لئے بے دریغ بلدیاتی فنڈز استعمال کئے اب وہ ہر جگہ بھاگے پھرتے ہیں، کبھی وہ ایک کے گھر جاتے ہیں اور کبھی دوسرے کے گھر جاتے ہیں۔چور مچائے شور والی بات،اب وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس طرح سے شور مچا کر اس کارروائی سے بچ جائیں گے۔اب

وہ ایک سیاسی چھتری کے نیچے آنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ غیر سیاسی اور غیر جماعتی ہیں لیکن وہ ایک سیاسی چھتری استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ میں on the floor of the House اس معزز ایوان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ سیاست میں ملوث ہوئے اور اگر انھوں نے ایسی حرکت کی تو اس سے اگلے دن یہ اپنا حشر دیکھیں گے۔ یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ کوئی آدمی غیر سیاسی طور پر، غیر جماعتی طور پر منتخب ہوا ہو اور اس کے بعد وہ کسی کا آلہ کار بن کر، کسی کا سیاسی tout بن کر اس حکومت کو کام کرنے سے روکے، اس حکومت کو خدمت کرنے سے روکے جو عوام کے ووٹ لے کر آئی ہے اور جو دن رات عوام کی خدمت کرنے کے لئے سر گرم ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی clarification دینا چاہتی ہوں۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ بھی آپ کی بہن ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ ہم لوگ اگر آپ کو روزانہ ایک گلدستہ دیں تو یہ بھی ایک بہت اچھی بات ہے۔ انھوں نے Valentine Day کی بات کی تھی تو میں نے سمجھا کہ شاید وہ پھول لینے چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، بہنیں بھائیوں کو پھول دے دیتی ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کا اتنا کہنا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اول تو آج کوئی Valentine Day ہے اور نہ ہی آپ بزرگ ہیں۔ یہ بات بھی clear ہونی چاہئے کہ آپ بزرگ نہیں ہیں۔ جب Valentine Day ہو گا تو اس وقت جس سے آپ چاہیں ضرور پھول لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن محترمہ رفعت سلطانہ ڈار ہاؤس میں تشریف لے آئیں)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! Valentine Day کل ہے، آج نہیں ہے۔ میں کل بھی ہاؤس میں بات کر رہی تھی کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس پر پابندی لگا دیں۔ لڑکوں نے لڑکیوں کو تنگ کرنا ہے۔ لڑکوں نے بوڑھی عورتوں کو تنگ کرنا ہے۔ ہمارا کلچر اور اسلام اس چیز کی اجازت نہیں دیتا۔ شیخ صاحب تو ایسے ہی بول دیتے ہیں۔ یہ تو بڑے خوش ہو کر پھول accept کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!انہوں نے فرمایا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کو تنگ کریں گے، مائیوں کو تنگ کریں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لڑکیاں تنگ نہیں کرتیں؟ یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔اس بات کو چھوڑ دیں۔.This is not relevantآپ اس بات کو چھوڑ دیں۔آپ اس بحث کو ہی چھوڑ دیں بہت مہربانی۔ شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک نہ کھولا کریں۔ماشاءاللہ ان کی اپنی آواز بہت ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا!اگر اسمبلی کے اجلاس کے دوران Valentine Dayآ جائے تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اسمبلی کے باہر ایک پھولوں کا سٹال لگوانے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ ضمنی سوال کر رہی تھیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: چلیں،آپ صرف commentsلے لیں رانا ثناء اللہ خان نے بڑا کچھ کہا ہے لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ جو لوگ commissioner systemلے کر آئے ہیں وہ انگریزوں کو ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ یہ صرف E.D.O systemمیں سیٹیں اس لئے بڑھائی گئی تھیں۔good will behind it. devolution of powerکا یہ مطلب نہیں تھا کہ کوئی ریڑھی والے آ کر اس کو چلائیں گے۔پچیس ہزار افراد کے اوپر پوری دنیا میں یہ چیز رائج ہے کہ وہاں پر حکومت اور اس کے ادارے پہنچیں۔ یہ عہدے اس لئے نہیں بنائے گئے کہ صرف نوازا جائے۔ اب اگر یہ عہدے بن گئے ہیں تو یہ لوگ ان کو ہٹا کر اپنے رشتہ داروں کو لگانا چاہتے ہیں تو لگا لیں۔یہ جو لڑائی والی باتیں اور یہ مرچیں اور invitationدینے کی ضرورت نہیں ہے،آپ لوگ حکومت ہیں،آپ کو یہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ جو سسٹم میں خرابیاں ہیں آپ وہ بتائیں کہ ہم نے کیا ٹھیک کیا ہے۔ جب آپ کمشنر سسٹم لاتے ہیں تو پھر آپ کسی بھی objectionکرنے کے مجاز نہیں رہ جاتے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال نہیں بنتا۔

میاں محمد رفیق:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ devolution ہوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):جناب والا!ڈاکٹر صاحبہ نے جو کچھ فرمایا ہے ساتھ انہوں نے مرچوں کا لفظ استعمال کیا ہے۔مرچیں تو جناب میرے پاس ہیں اور نہ ہی یہاں پر کسی کو مرچیں لگائی جا سکتی ہیں۔بات یہ ہے کہ یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ سسٹم انگریزوں والا ہے تو جو devolution نافذ کیا ہے وہ کہاں سے لائے تھے؟ وہ تو پیسے بھی انگریزوں نے دیئے تھے۔اس طرح سے انہوں نے اپنے معاشرے کا اور اپنی ایڈمنسٹریشن کا بیڑا غرق کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اب اس بات کو میرے خیال میں چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):کمشنر سسٹم جو ہے،کمشنر نام سے انگریز نہیں یہاں پر آ جائیں گے۔

جناب سپیکر:بس چھوڑ دیں،چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):لیکن وہ سسٹم جو ہے اس نے بہتر طور پر کام کیا ہے جب سے اس کو نافذ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:شکریہ۔اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

راناتنویر احمد ناصر:جناب والا!اس سوال پر میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:وہ سوال تو dispose of ہو گیا اس پر ضمنی سوال اب کیسے ہو سکتا ہے؟ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔جناب شاہجہاں احمد بھٹی صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: سوال نمبر2028اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔جی اوآر۔4خوشنما بلاک کے فلیٹس کی تفصیلات

*2028:جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی، جی اوآر۔IVخوشنما بلاک میں سرکاری ملازمین کے لئے تعمیر کئے گئے فلیٹ تقریباً چار ماہ سے مکمل ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فلیٹس کے درمیان بننے والی سڑکوں پر کافی عرصہ سے پتھر ڈالا ہوا ہے لیکن یہ سڑکیں پر تارکول ڈال کر مکمل نہیں کی جارہی ہیں جس کی وجہ سے کروڑوں روپے مالیت کے سرکاری فلیٹ خالی ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان سڑکوں کو جلد از جلد مکمل کر کے ان فلیٹس کا قبضہ متعلقہ الاٹیوں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔مگر کالونی کی اندرونی سڑک کی تعمیر کا کام جاری ہے۔زندگی کی بنیادی ضروریات سوئی گیس اور بجلی کی متعلقہ محکموں کی طرف سے عدم فراہمی کے باعث ان فلیٹس کا قبضہ ابھی متعلقہ الاٹیز کے حوالے نہیں کیا جاسکا۔

(ب) درست ہے۔تاہم فنڈ کی کمی کی وجہ سے سڑک کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی اب revised administrative approval جاری ہو چکی ہے مگر سڑک کی تعمیر کے لئے موجودہ سرد موسم سازگار نہیں ہے۔موسم کے بہتر ہوتے ہی سڑک کی تعمیر مکمل کر دی جائے گی۔

(ج) فلیٹس کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے مگر ان فلیٹس میں سوئی گیس اور بجلی کے میٹروں کی تنصیب کا کام جاری ہے۔جیسے ہی بجلی اور گیس جیسی بنیادی ضرورت مہیا ہو جائیں گی تو ان فلیٹس کا قبضہ متعلقہ الاٹیز کے حوالے کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب والا!اس میں کوئی time limit ہے کہ کب یہ الاٹ ہوں گے، اس سلسلے میں کسی کو کوئی ذمہ داری دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس میں کوئی time limit ہے کہ کب تک یہ الاٹمنٹ ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ نشاندہی کر دیں کہ کس جز کے متعلق ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب والا! جز (الف) کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے نے جواب میں تو time limit نہیں بتائی لیکن اگر بھٹی صاحب وقفہ سوالات کے بعد مجھ سے رابطہ کر لیں تو میں بتا دوں گا۔یقیناً اس میں time limit ہونی چاہئے بلکہ time limit جون سے پہلے ہی ہونی چاہئے کیونکہ time limit سالوں میں تو ہو نہیں سکتی۔کوشش کریں گے کہ اسی مالی سال میں ان کا یہ معاملہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: آپ ان کی اس بات سے مطمئن ہیں؟

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: سوال نمبر 2088۔

جناب سپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جی، جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام ودیگر تفصیلات

*2088: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام کب عمل میں لایا گیا نیز اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تمام صوبائی ملازمین مذکورہ فاؤنڈیشن کے ممبر ہیں اور ان کی تنخواہ سے کٹوتی کی جاری ہے، اگر کٹوتی کی جارہی ہے تو ہر سکیل کے مطابق کتنی کٹوتی کی جارہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازم کی وفات کے بعد اس کی بیوہ یا لواحقین کو بغیر کسی معاوضے کے گھر فراہم کیا جائے گا، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن 2004 میں معرض وجود میں آئی۔ اس کا مقصد پنجاب کے سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر سستا گھر فراہم کرنا ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب نے تمام سرکاری ملازمین کو ممبر بننے کی دعوت دی تھی۔ صرف تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار ممبر بنے ہیں۔ ان کی تنخواہوں سے درج ذیل شرح سے کٹوتی کی جارہی ہے۔

بنیاد سکیل 1تا4	=	500روپے ماہوار
بنیادی سکیل 5تا7	=	600روپے ماہوار
بنیادی سکیل 8تا12	=	700روپے ماہوار
بنیادی سکیل 13تا16	=	900روپے ماہوار
بنیادی سکیل 17تا18	=	1200روپے ماہوار
بنیادی سکیل 19تا22	=	1800روپے ماہوار

(ج) درست نہیں۔ فاؤنڈیشن بغیر نفع ونقصان کے کام کررہی ہے۔ اس مقصد کے لئے زمین حکومت فراہم کرتی ہے۔ فاؤنڈیشن تعمیراتی اور ترقیاتی اخراجات ممبران کی جمع شدہ رقوم

سے ادا کرتی ہے جو کہ بعد میں مکانات کی فروخت پر وصول کر لئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ فاؤنڈیشن کے پاس کوئی ذریعہ آمدن نہ ہے کہ جس کے ذریعہ بیوگان یالواحقین کو سرکاری ملازمین کی وفات کے بعد بغیر کسی معاوضے کے گھر فراہم کر سکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب والا!حکومت پنجاب نے اس سوسائٹی کا تمام ملازمین کو ممبر بننے کی دعوت دی تھی۔صرف ایک لاکھ اور تیس ہزار ملازمین اس کے ممبر بنے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب اب بھی تمام سرکاری ملازمین کو ممبر بننے کی دعوت دے گی،اگر دعوت دے گی تو کب تک یعنی ایک لاکھ تیس ہزار کے علاوہ اگر کچھ لوگ رہ گئے ہیں تو ان کو ممبر بننے کی دعوت دے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے جو ممبر بنے ہیں ان کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار ہے۔اب اس میں یہ ہے کہ کوئی پابندی تو نہیں لگائی جا سکتی۔اگر کوئی جائز طریقے سے اضافہ ہو رہا ہے تو کوئی بات نہیں اور اس پر کوئی پابندی والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب بہت سے افسران contract پر hire کئے جا رہے ہیں۔بالخصوص ڈاکٹر اور پروفیسر contract basis پر hire کئے جا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب والا!سر دست تو ان کو یہ سہولت حاصل نہیں ہے لیکن آئندہ اس پر غور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ملک محمد وارث کلو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

آوازیں: بہت بہت مبارک ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال جناب لغاری صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد اگلا سوال جناب طارق محمود صاحب کا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: on his behalf سوال نمبر2265۔(معزز رکن نے میاں طارق محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر2265 دریافت کیا)

جناب چیئرمین: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبائی سیکرٹریز کی تعیناتی میں وفاقی اور صوبائی آفیسرز کا تناسب

*2265: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں اس وقت سیکرٹری ٹو گورنمنٹ کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے وفاقی سروس اور پی سی ایس سروس کے ملازمین کا تناسب کیا ہے؟

(ج) اس وقت ان اسامیوں پر کتنے پی سی ایس افسران کام کر رہے ہیں،ان کا تناسب کیا ہے؟

(د) کیا موجودہ سیکرٹری ٹو گورنمنٹ کی تعیناتی میں پی سی ایس افسران کا تناسب صحیح ہے اگر کم ہے تو حکومت کب تک مزید پی سی ایس افسران تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت سیکرٹری ٹو گورنمنٹ کی کل 55 اسامیوں پر افسران کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے وفاقی سروس اور پی سی ایس کے ملازمین کا کوئی طے شدہ تناسب نہ ہے اور کسی بھی سروس گروپ کے افسران کو ان عہدوں پر تعینات کیا جا سکتا ہے۔

(ج) اس وقت صوبائی سروس کے دوافسران بطور سیکرٹری ٹو گورنمنٹ تعینات ہیں۔

(د) اس سوال کا جواب پہلے ہی حصہ (ب) میں دیا جا چکا ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے، پوچھنا یہ ہے کہ جس طرح ابھی بات ہوئی تھی S. S. cadre اور P.C.S cadre، جیسا کہ جواب میں لکھا گیا ہے اس کے مطابق پنجاب سول سروس کے جو افسران ہیں وہ تعداد میں بہت کم ہیں۔ جواب میں لکھا گیا ہے کہ سیکرٹری level کے کل اس وقت 55 افسران ہیں جو پنجاب میں تعینات ہیں اس میں صوبائی سروس کے دوافسران ایسے ہیں جو سیکرٹری level پر تعینات ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا اس سلسلے میں بھی عدالتوں کی طرف سے کوئی stay ہے یا عدالتوں کے احکامات ہیں جس کی وجہ سے صوبائی سول سروس کے افسران کو ان کے حق سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ آپ خود ہی اندازہ کریں کہ 55 میں سے صرف دوافسر صوبائی سول سروس کے ہیں اور 53 افسران federal cadre کے ہیں جنہوں نے سی ایس ایس کیا ہوا ہے کیا حکومت اس سلسلے میں proportion کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ممبر نے جو نشاندہی کی ہے یہ بالکل valid ہے، درست ہے 2 اور 53 کا تناسب نامناسب ہے۔ اس بارے میں چونکہ کوئی رولز نہیں ہیں کوئی تناسب طے نہیں ہے اس وجہ سے ایسا ہے۔ گورنمنٹ انشاء اللہ تعالیٰ اس تناسب کو بہتر بنانے کی کوشش کرے گی۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔2369 جناب اعجاز شفیع صاحب!

شیخ علاؤالدین: .On his behalf سوال نمبر 2369۔ (معزز رکن نے جناب محمد اعجاز شفیع کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2369 دریافت کیا ہے۔

لاہور سول سیکرٹریٹ میں نقشے سے ہٹ کر بنی عمارات کا مسئلہ

*2369:جناب محمد اعجاز شفیع:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ سول سیکرٹریٹ لاہور اور جی او آر 1 لاہور کی عمارتوں کو گرانے کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور اس کے لئے یہ جواز فراہم کیا جارہا ہے کہ لاہور کو اس کی پرانی شکل میں لایا جارہا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عمارتوں کو گرانے سے حکومت کو کثیر مالی نقصان اٹھانا پڑے گا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سیکرٹری حضرات ڈیڑھ اور دو لاکھ کی کوٹھیاں ریکوزیشن کر کے حکومت کے خزانے پر بوجھ بن رہے ہیں نیز جن کوٹھیوں میں دفتر قائم کئے جارہے ہیں وہ شادمان، مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن اور فیروز پور روڈ پر واقع ہیں اور اس پر اسمبیس میں عوام کو lack of coordination کی وجہ سے کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے نیز حکومتی خزانے پر مزید بوجھ بھی بڑھ رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پالیسی پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔ سول سیکرٹریٹ میں گرائی جانے والی عمارتیں انتہائی خستہ ہو چکی تھیں اور انسانی استعمال کے لئے انہیں خطرناک قرار دیا گیا تھا۔ مزید برآں کچھ ایسی عمارتیں گرائی گئی ہیں جو بغیر کسی منصوبہ بندی کے عارضی طور پر بنائی گئی تھیں۔

(ب) گرائی جانے والی عمارتیں انسانی استعمال کے لئے خطرناک قرار دی گئی تھیں اور کسی بھی وقت کسی بڑے حادثے کا سبب بن سکتی تھیں۔ انسانی جان، مال سے بہر حال زیادہ قیمتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔البتہ حکومت پنجاب کے پاس جگہ نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے دفاتر لاہور کے مختلف علاقوں میں کرایہ کی عمارتوں میں کام کر رہے ہیں۔یہ درست ہے کہ ان دفاتر کے دور دور واقع ہونے کی وجہ سے عوام کو کافی پریشانی اٹھانا پڑتی ہے اس لئے حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ سیکرٹریٹ کے ارد گرد عمارتیں حاصل کر کے تمام سرکاری دفاتر کو یکجا کر دیا جائے تاکہ عوام کو سہولت بہم پہنچائی جا سکے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔صرف ایسی عمارتوں کو گرایا گیا ہے جنہیں خطرناک قرار دیا گیا تھا اور ان کا گرایا جانا ناگزیر تھا۔حکومت کے تمام دفاتر کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کے لئے ماسٹر پلان تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر جو ground reality ہے اس کے تحت وہاں پر صرف cosmetic changes کی جا رہی ہیں کوئی main building نہیں گرائی گئی البتہ مسجد ضرور شہید کی گئی ہے تو وہاں کون سی عمارت ایسی تھی جو انسانی زندگی کے لئے خطرہ ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ یہ بھی سوال ہے کہ سول سیکرٹریٹ کی renovation پر ٹوٹل کتنا پیسا لگایا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!سول سیکرٹریٹ میں جو عمارتیں گرائی گئی ہیں ان کے لئے متعلقہ building authorities سے باقاعدہ آرڈر حاصل کئے گئے کہ یہ عمارتیں اس وقت استعمال کے قابل نہیں ہیں یا یہ خطرناک ہیں۔متعلقہ اتھارٹیز نے اس کے بارے میں declare کیا اور اس کی تفصیل ایوان کی میز پر بھی ہے اور میرے پاس بھی موجود ہے جو میں شیخ صاحب کو دکھا دوں گا۔باقی شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس پر کتنا فنڈ خرچ کیا جائے گا تو اس سلسلے میں کوئی specific allocation نہیں ہے۔دیکھا یہ جائے گا کہ وہاں پر جتنی ضرورت ہے،جائز ہے اور within limits ہے تو پھر اس کے مطابق ان کی منظوری دی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! بات اصل میں یہ ہے کہ وہاں گاڑیوں کی جتنی پارکنگ ہوتی تھی وہ وہاں سے نکال کر ایک انتہائی اہم سکول گراؤنڈ جسے گورنمنٹ چشتیہ ہائی سکول گراؤنڈ کہتے ہیں وہاں گاڑیاں لگنی شروع ہو گئی ہیں اور ground reality یہ بھی ہے کہ پورے لاہور میں مختلف جگہوں پر حکومت پنجاب کے دفاتر ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ سب changes لانی ہی تھیں تو وہیں پر ان buildings کے اوپر مزید floors ڈال کر کرائے کی buildings میں قائم دفاتر کو وہاں پر لایا جاتا۔ وہاں ہو یہ رہا ہے کہ برآمدے میں جو ضرورت کے تحت دفاتر بنائے گئے تھے ان دفاتر کو وہاں سے ہٹایا گیا اور وہاں کے پرانے pillars کو دوبارہ اپنی اصل حالت میں لانے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ سال بھی آپ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ وہاں جو کچھ ہوا ہے میں نے بھی دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح قائداعظم کا فرمان ہے کہ قوم میں نظم وضبط ضروری ہے اور جس طرح آپ نے خود فرمایا کہ وہاں برآمدوں میں دفاتر بنائے گئے تھے اور میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ایک بے ہنگم سا سسٹم تھا جس کو ختم کیا گیا ہے۔ میں یہاں سے گورنمنٹ کو advise کروں گا اور جیسے آپ نے point out کیا ہے کہ شہر کے دور دراز علاقوں میں دفاتر بنانے کی بجائے یہیں پر ساتھ ساتھ خوبصورت انداز میں اور نئے نقشے کے مطابق نئی construction کی جائے لیکن وہاں جو کچھ ہوا ہے وہ بہت بہتر ہوا ہے، مسجد کے ساتھ بہت خوبصورت پارکنگ بھی بن گئی ہے۔ پچھلے پانچ سال ہم دیکھتے رہے ہیں، وہ بالکل بے ہنگم سسٹم تھا اور جو لوگ برآمدوں میں بیٹھے تھے وہ گرمی اور سردی سے بھی بچ سکتے تھے اور ویسے بھی وہ بہت odd لگتا تھا تو میں یہاں بیٹھے ہوئے یہ ruling دینا چاہوں گا کہ کوشش کی جائے کہ پنجاب سیکرٹریٹ کے offices کے لئے budget allocate کر کے نئے نقشے کے مطابق یہیں کہیں ان کی تعمیر کی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ نے جو فرمایا ہے وہ آپ کا اپنا خیال ہے میں اس بحث میں نہیں جاؤں گا لیکن میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ مملکتِ خداداد عطا

فرمائی تھی تو میرے اور آپ کے بزرگوں نے ٹینٹوں میں دفتر شروع کئے تھے، جرنل منٹورا جو وہاں کبھی رہتا تھا اگر ہم نے اس عمارت کو اس اصلی شکل میں لانا ہے تو میں آپ سے یہ بات بالکل دعوے سے کہتا ہوں کہ عمارتوں نے ان لوگوں کو relief دینا ہے نہ گاڑیوں نے relief دنیا ہے، لوگوں کو اگر relief ملنا ہے تو attitude سے ملنا ہے۔ وہ آپ کی اپنی سوچ ہے لیکن میں اس سے agree نہیں کرتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر پیسا لگایا جائے تو سب دفاتر کو ایک جگہ لایا جائے تاکہ لوگوں کو relief ملے۔ آپ جو بات کر رہے ہیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ابھی بھی وہاں پر پارکنگ ہو رہی ہے لیکن عوام کو وہاں پر پارکنگ نہیں مل رہی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! شیخ صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ جو دفاتر دور ہیں ان کو قریب لایا جائے، اس پر planning ہو رہی ہے اور اس پر انشاء اللہ عمل ہو گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب جوئیل عامر سہوترا!

جناب جوئیل عامر سہوترا: سوال نمبر 2412۔

غیر مسلموں کو بھی بائبل مقدس کا کورس کرنے پر اضافی نمبر دینے کا مسئلہ

*2412: **جناب جوئیل عامر سہوترا:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مختلف سرکاری اداروں میں ملازمت یا داخلہ کے وقت طلباء کو حافظ قرآن ہونے پر 20 اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ انہی اداروں میں غیر مسلموں کو بائبل مقدس کا کورس کرنے پر کوئی اضافی نمبر نہیں دیئے جاتے، اگر ہاں تو کیا حکومت غیر مسلموں کو بھی رعایت دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب اور نہیں کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان):

(الف) حافظ قرآن کو ملازمت حاصل کرنے کے لئے 5 جبکہ تعلیمی اداروں میں داخلہ کے لئے 20 اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں۔

(ب) جی نہیں۔ غیر مسلموں کو بائبل مقدس کا کورس کرنے پر سرکاری اداروں میں داخلہ یا ملازمت کے لئے کوئی اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی حکومت ایسا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کیونکہ قرآن پاک کی تعلیمات میں بھی کئی ایک رائج الوقت کورسز مکمل کرنے والوں کو نہ تو ملازمت کے لئے اور نہ ہی تعلیمی اداروں میں داخلہ کے لئے کوئی اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں۔یہ رعایت صرف حفاظ کرام کے لئے ہے جو کہ غیر مسلموں میں موجود ہی نہیں ہیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حافظ قرآن کو ملازمت حاصل کرنے کے لئے 5 جبکہ تعلیمی اداروں میں داخلے کے لئے 20 اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں نے ایک تحریک بھی جمع کروائی ہوئی ہے جو کہ pending ہے اور محترم وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ 20 نمبر نہیں دیئے جاتے تو انہی کے جواب کے مطابق ایک تو یہ چیز clear ہے کہ 20 نمبر تعلیمی اداروں میں داخلے کے وقت حافظ قرآن کو دیئے جاتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال جز (ب) کے بارے میں ہے جس میں لکھا ہے کہ ''غیر مسلم کو بائبل مقدس کا کورس مکمل کرنے پر سرکاری اداروں میں داخلہ یا ملازمت کے لئے کوئی اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی حکومت ایسا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔'' میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر یہ facility مسلم سٹوڈنٹس کو حاصل ہے کہ قرآنِ پاک حفظ کرنے پر انہیں اضافی نمبر دیئے جائیں تو گورنمنٹ کو ضرور ایسی پالیسی بنانی چاہئے کہ تمام communities کے لئے یہ facility ہونی چاہئے تاکہ تمام سٹوڈنٹس اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ اس سلسلہ میں کوئی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے

کیونکہ بائبل مقدس میں بھی کورسز ایسے ہیں کہ جنہیں مکمل کرنے کے بعد ایک سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے کہ اس سٹوڈنٹ نے بائبل مقدس کا کورس مکمل کیا ہے، کیا گورنمنٹ ایسی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جناب عامر سہوترا صاحب اس کے اوپر ایک قرارداد بھی لائے تھے تو اس وقت انہوں نے ملازمت کے حوالے سے پوچھا تھا تو ملازمت میں میرٹ سے 5 نمبر علیٰحدہ دیئے جاتے ہیں، 20 نمبر نہیں۔ 20 نمبر والی بات تعلیمی اداروں میں داخلے کے لئے ہے۔

جناب والا! مذہبی تعلیم مکمل کرنے پر مذہب اسلام یا دیگر مذاہب میں کوئی اضافی نمبر نہیں دیئے جاتے۔ یہ صرف اور صرف حافظ قرآن کے لئے مختص ہے۔ اس کے علاوہ کوئی آدمی مذہبی تعلیم مکمل کرے، قرآنِ پاک کی تعلیم مکمل کرے یا کوئی ڈگری حاصل کرے تو ملازمت کے لئے یا کسی تعلیمی ادارے میں داخلے کے سلسلے میں اسے کوئی اضافی نمبر نہیں دیئے جاتے۔ یہ اس کے اوپر قرارداد بھی لائے تھے، متعلقہ authorities سے میری بات ہوئی ہے اس کے مطابق اب تک کی sense تو یہ ہے کہ حافظ قرآن کے لئے مخصوص ہے لیکن دوسرے مذاہب میں اس طرح کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی لیکن ہم اس پر ایک بورڈ بنائیں گے جس میں متعلقہ authorities بھی ہوں، ہم ان کو بھی اس میں موقع دیں گے اگر اس بات کے اوپر کوئی اتفاق ہو جائے کہ حافظ قرآن سے تقابل ان کے اپنے مذہب میں بھی کوئی ایسی چیز موجود ہے تو اس پر غور کرنے کے لئے گورنمنٹ کو قطعی طور پر کوئی hesitation نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب اقلیتوں کو اپنے سے زیادہ درجہ دینا چاہتے ہیں، ہم انہیں ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور ہم کسی بھی walk of life میں ان کو اس وجہ سے deprive نہیں کرنا چاہتے کہ مذہبی حوالے سے ان کا اور ہمارا کوئی فرق ہے۔ ہم اس حوالے کو دور کر کے ہر طرح سے ان

اقلیتوں خواہ وہ عیسائی ہوں، سکھ ہوں، ہندو ہوں، ان کو اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔یہی گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور یہی قائدِ اعظم کا فرمان اور vision تھا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو ان کے ساتھ بیٹھ کر ضرور resolve کریں گے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اور انہوں نے خصوصاً میاں محمد شہباز شریف صاحب کا حوالہ دیا تو جس دن میری یہ تحریک دی میں نے اس دن بھی floor پر یہ بات گزارش کی تھی کہ 1990 میں میاں نواز شریف صاحب کی کیبنٹ کا یہ فیصلہ تھا کہ حافظ قرآن کو 20 نمبر دیئے جائیں گے اور minorities والے اپنے اپنے مذہب کے مطابق اپنا کوئی طریق کار طے کر لیں کہ وہ کس طرح سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں اس لئے میں ان کا مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین: اب سوالات بھی مکمل ہو گئے ہیں اور وقفہ سوالات بھی ختم ہوا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

9۔اپریل2008 سے آج تک حکومت پنجاب میں گریڈ17 اور اس سے اوپر کے ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*64: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 9اپریل 2008 سے آج تک حکومت پنجاب نے گریڈ 17 اور اوپر کے جن ملازمین کے تبادلے کئے ہیں ان کے نام عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟ نیز ان تبادلوں کی کیا وجوہات ہیں ان کا کس جگہ سے تبادلہ کیا گیا وہاں عرصہ تعیناتی کتنا تھا؟

(ب) مذکورہ تبادلوں کے لئے کیا criteria تھا، کیا تمام تبادلے اس criteria کے مطابق ہوئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مختلف محکمہ جات میں 9-اپریل2008 سے آج تک حکومت پنجاب نے گریڈ17اور اوپر کے جن ملازمین کے تبادلے کئے ہیں ان کے نام، عہدہ جات اور جائے تعیناتی کی محکمہ وار تفصیل مع وجہ تبادلہ تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے-

(ب) مذکورہ تبادلہ جات کاcriteria انتظامی امور، عوامی مفاد اور پالیسی کے مطابق عرصہ تعیناتی کا مکمل ہونااورwedlock پالیسی تھا-مذکورہ بالا تمام تبادلہ جات اسیcriteria کے تحت کئے گئے ہیں- محکمہ وار تفصیل تتمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

سرکاری رہائش گاہوں کی تزئین وآرائش، ایڈیشن، آلٹریشن پر2002تا2007میں خرچ کردہ رقم کی تفصیل

*394: محترمہ شمسہ گوہر: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مندرجہ ذیل سرکاری بنگلوں کی تزئین وآرائش /ایڈیشن /آلٹریشن کی مد میں2002 تا2007 کتنا خرچہ ہوا ہے؟

1-	سولہ گاف روڈ لاہور	2-	گیارہ گاف روڈ لاہور
3-	چودہ گاف روڈ لاہور	4-	آٹھ گاف روڈ لاہور
5-	سیون گاف لین لاہور	6-	پندرہ گاف لین لاہور
7-	ون سی کلب روڈ لاہور	8-	ون سی بلوم ہیڈ روڈ لاہور

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

نمبر شمار	رہائش گاہ	2002-03	2003-04	2004-05	2005-06	2006-07	2007-08
1	سولہ گاف روڈ، لاہور	-	1.002(M)	0.959(M)	2.878(M)	0.847(M)	1.147(M)
2	گیارہ گاف روڈ لاہور	-	1.226(M)	-	-	0.989(M)	1.102(M)
3	چودہ گاف روڈ، لاہور	-	-	0.087	0.464	0.866(M)	1.122(M)
4	آٹھ گاف روڈ لاہور	-	1.115(M)	-	0.032(M)	0.576(M)	-
5	سیون گاف لین لاہور	-	-	-	-	-	-
6	پندرہ گاف لین لاہور	-	-	0.323(M	-	0.670(M)	0.760(M)
7	ون سی کلب روڈ لاہور	-	-	-	-	1.368(M)	1.353(M)
8	ون سی بلوم ہیڈ روڈ، لاہور	-	-	-	-	0.299(M)	0.170(M)

پونچھ روڈ کے کوارٹرز کی تزئین وآرائش کی مد میں 2002تا2007اخراجات کی تفصیل

*395: محترمہ شمسہ گوہر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال2002 تا2007پونچھ روڈ کے تمام کوارٹروں کی تزئین و آرائش، ایڈیشن / آلٹریشن کی مد میں کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

سال2002۔2008پونچھ روڈیعنی پونچھ ہاؤس چوبرجی گارڈن پر واقع کوارٹرز کی تزئین وآرائش،آلٹریشن پر مبلغ61.670ملین روپے خرچ کئے گئے۔

ریٹائرڈملازمین /افسران کوانشورنس کلیم کی سہولت دینے کامسئلہ

*826: محترمہ انجم صفدر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے تمام ملازمین /افسران کی تنخواہ سے گروپ انشورنس کی مد میں ہر ماہ باقاعدہ کٹوتی کی جاتی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ دوران سروس فوت ہونے والے ملازمین /افسران کو مذکورہ مد سے انشورنس کلیم کی سہولت میسر ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ریٹائر ہونے والے ملازمین /افسران کو مذکورہ مد سے انشورنس کلیم کی سہولت میسر نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیاحکومت ریٹائر ہونے والے ملازمین / افسران کو بھی مذکورہ مد سے انشورنس کلیم کی سہولت دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں توکب تک اور نہیں توکیوں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔ ویسٹ پاکستان (اب پنجاب)ایمپلائز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1969(ویسٹ پاکستان آرڈیننس آف 1969)(وقتاً فوقتاً ترمیم شدہ)کے مطابق اور سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کے ساتھ وقتاً فوقتاً طے پانے والے معاہدے کے تحت حکومت پنجاب کے تمام ملازمین کی ماہانہ تنخواہ سے مقرر کردہ شرح کے مطابق کٹوتی کی جاتی ہے اور مجموعی رقم اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر سے S&GAD کی وساطت سے پیش کئے گئے بل کے ذریعے متذکرہ انشورنس کمپنی کو منتقل ہو جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ کسی سرکاری ملازم کی فوتیدگی کی صورت میں اس کے لواحقین مرحوم سرکاری ملازم کے متعلقہ دفتر/ محکمہ کی معرفت متذکرہ بالا انشورنس کمپنی کو درخواست پیش کرتے ہیں اور کمپنی انشورنس کی طے شدہ رقم لواحقین کو ادا کرتی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ملازمین ریٹائر ہونے تک گروپ انشورنس کی کٹوتی کراتے ہیں مگر انشورنس کی رقم مذکورہ بالا کمپنی کی طرف سے دوران ملازمت وفات کی صورت میں ہی کی جاتی ہے ، تاہم کمپنی کے ساتھ معاہدہ کی رو سے سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد کٹوتی نہ کروانے کے باوجود 5 سال تک بیمہ کا تحفظ حاصل رہتا ہے، یعنی ریٹائرمنٹ کے بعد 5 سال کے اندر تک بیمہ کا تحفظ حاصل رہتا ہے۔ یعنی ریٹائرمنٹ کے بعد 5 سال کے اندر وفات کی صورت میں بھی سرکاری ملازم کے لواحقین کو بیمہ کمپنی کی طرف سے طے شدہ رقم ملتی ہے۔

(د) ارادہ نہیں رکھتی ،کیونکہ پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1969 کی سیکشن (1)5 کے مطابق ملازم کی فوتیدگی کی صورت میں ہی گروپ انشورنس کلیم کی سہولت دی جاتی ہے۔ سٹیٹ لائف انشورنس کمپنی کے ساتھ پراونشل ویلفیئر بورڈ کا معاہدہ 3 سال کے لئے ہوتا ہے جس میں وقتاً فوقتاً تبدیلی اور توسیع باہمی رضامندی سے ہوتی ہے۔ موجودہ معاہدہ کی مدت 2007۔07۔01 سے 2010۔06۔30 تک

ہے۔ موجودہ معاہدے کے تحت انشورنس کمپنی بیمہ کی طے شدہ رقم سرکاری ملازم کی دوران ملازمت یا ریٹائرمنٹ کے 5سال کے اندر وفات کی صورت میں ادا کرنے کی پابند ہے۔

تنخواہوں سے بینوولینٹ فنڈز کی کٹوتی میں ہیرا پھیری

*1134:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بینوولینٹ فنڈ میں تنخواہوں سے ہیرا پھیری کی شکایات پر حکومت پنجاب نے اے جی آفس کے ریٹائرڈ اکاؤنٹنٹ بھرتی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے،اگر ہاں تو ریٹائرڈ اکاؤنٹنٹ کو کن شرائط کے تحت بھرتی کیا گیا ہے اور اس تعیناتی کے لئے کیاcriteria مقرر کیا گیا ہے،تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ کو شکایت ہے کہ ان کی کٹوتی زیادہ ہوتی ہے اور اس اکاؤنٹ میں کم رقوم دکھائی جاتی ہیں اگر ہاں تو کٹوتی کم کرنے والے افسران کی نشاندہی اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی زیر صدارت منعقد ہونے والے بورڈ کے اجلاس میں یہ تجویز دی گئی ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں کٹوتی تین فیصد سے پانچ فیصد کر دی جائے،اگر ہاں تو کیا ممبران نے اس کی منظوری دے دی ہے؟

(د) کیا حکومت ارکان اسمبلی اور ٹیکنوکریٹ پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو مذکورہ مسائل کے حل کے لئے ایکWorkable فارمولا مرتب کر کے اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ تنخواہوں سے بینوولینٹ فنڈ کی مد میں ہونے والی کٹوتی میں ہیرا پھیری ہو رہی ہے اور اس کو روکنے کے لئے حکومت پنجاب نے کسی اکاؤنٹنٹ کو

بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا ہے-اصل بات یہ ہے کہ صوبائی ملازمین کی تنخواہوں سے بہبود فنڈ کی مد میں جو ماہانہ کٹوتی ہوتی ہے اس کے لئے اے-جی آفس میں گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ اکاؤنٹس ہیں-اے جی آفس نے اپنے سسٹم کی سہولت کے لئے اکاونٹس کو مشترکہ کر دیا ہے-اس عمل سے نہ بہبود فنڈ کی رقم میں کوئی ہیرا پھیری ہو رہی ہے اور نہ ہی بہبود فنڈ کی آمدنی میں کوئی فرق آیا ہے تاہم reconciliation کی غرض سے ایک اکاؤنٹس آفیسر (reconciliation) کی اسامی منظور کی گئی ہے جو دونوں اکاؤنٹس کی رقوم کے حساب کو درست کرنے میں معاون ہو گا-دوسری بات یہ کہ reconciliation of accounts ایک مستقل عمل ہے جو ہر محکمہ میں ایک معمول کی کارروائی ہے-لہذا سوال میں اٹھائے گئے نکات حقیقت پر مبنی نہ ہیں-

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ بورڈ کی بہبود فنڈ کی کٹوتیوں میں کوئی کمی کی جا رہی ہے نہ ہی بورڈ نے کبھی ایسی کوئی شکایت کی ہے-لہذا اس سوال کے مندرجات حقائق کے منافی ہیں-

(ج) یہ بات بھی درست نہ ہے کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی زیر صدارت ہونے والے کسی اجلاس میں ملازمین کی تنخواہوں سے کٹوتی کو تین سے پانچ فیصد کرنے کا کوئی فیصلہ کیا ہے-لہذا ایسی کسی منظوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا-بہبود فنڈ بورڈ ملازمین کی بہبود کا ادارہ ہے-جس میں تمام درجہ کے ملازمین کی نمائندہ تنظیموں کو نمائندگی دی گئی ہے اور ہر فیصلہ ان کی مشاورت سے ہوتا ہے اور بورڈ میں ہمیشہ فیصلے ملازمین کی بہبود کو مد نظر رکھ کر کئے جاتے ہیں-

(د) چونکہ سوال (الف)، (ب) اور (ج) میں اٹھائے گئے نکات حقیقت پر مبنی نہ ہیں جن کا تفصیلی جواب دیا جا چکا ہے لہذا ایسی کسی کمیٹی کی تشکیل کی کوئی ضرورت نہ ہے-

صوبائی محتسب پنجاب کی تقرری کا مسئلہ

*1231: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی محستب پنجاب کا ادارہ ایک اہم ادارہ ہے، جو تقریباً مفت اور آسان انداز میں عوام الناس کی شکایات کا ازالہ کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اہم ادارہ کے صوبائی محتسب پنجاب ریٹائر ہو چکے ہیں اور محکمہ ہذا بغیر محتسب کے چل رہا ہے دو ماہ سے عوام کو کوئی انصاف نہیں ملا اور نہ ہی ان کی شکایات کا ازالہ ہوا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محتسب پنجاب کے عہدے پر تقرری میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں۔کیا حکومت فوری طور پر صوبائی محتسب کا تقرر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبائی محتسب کا ادارہ ایک اہم ادارہ ہے جو عوام الناس کی شکایات کا ازالہ کرتا ہے۔

(ب) سابق صوبائی محتسب پنجاب رشید احمد خان اپنی مدت تعیناتی کی تکمیل پر 16-05-2008 کو اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

(ج) صوبائی محتسب پنجاب کا عہدہ خالی نہ ہے بلکہ جناب خالد محمود کو اس کے محکمہ نوٹیفیکشن مورخہ 19-08-2008 کے تحت بطور صوبائی محتسب پنجاب تعینات کیا گیا ہے جو تاحال اس عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔

انفارمیشن سکیم کے تحت الاٹ کئے گئے کوارٹروں کی تفصیلات

*1695: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک انفارمیشن سکیم کے تحت کتنے اور کس کس کیٹیگری کے سرکاری کوارٹر لاہور کی کن کن سرکاری کالونیوں میں الاٹ کئے گئے، ان الاٹیز کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ تعیناتی اور مدت ملازمت محکمہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان ملازمین نے اس سکیم کے تحت جن کوارٹرز میں ناجائز رہائشی کی نشاندہی کی ان کوارٹروں کے نمبرز کیس وار بتائیں؟

(ج) کیا جن کوارٹروں میں ناجائز رہائشی کی نشاندہی کی گئی تھی وہ کوارٹر میرٹ پر الاٹ ہوئے ہیں اگر ہاں تو یہ کوارٹر جن کو الاٹ ہوئے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ تعیناتی اور سنیارٹی نمبر مع کوارٹر نمبر کی تفصیل بتائیں؟

(د) اگر یہ کوارٹر میرٹ سے ہٹ کر الاٹ ہوئے ہیں تو یہ کس مجاز اتھارٹی نے الاٹ کئے، اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2002 تا 31۔دسمبر 2008 انفارمر سکیم کے تحت سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن ملازمین نے انفارمر سکیم کے تحت ناجائز رہائشیوں کی نشاندہی کی تھی ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن سرکاری کواٹروں کی انفارمر سکیم کے تحت نشاندہی ہوئی تھی ان کی الاٹمنٹ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہ کوارٹرز میرٹ پر، تبادلہ رہائش پر یا سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت الاٹ کی گئی ہیں۔

(د) میرٹ سے ہٹ کر الاٹمنٹس سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت کی گئی ہیں۔

ضلع قصور محکمہ انٹی کرپشن کی کارکردگی

*1943: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ انٹی کرپشن نے سال 2007 میں کتنے سرکاری کرپٹ ملازمین کو گرفتار کیا گیا اور ان کے خلاف کیا انضباطی کارروائی کی گئی، آگاہ فرمائیں؟

(ب) ضلع قصور میں محکمہ نے سال 2007 کے دوران پکڑے گئے سرکاری ملازمین سے کتنی رقم وصول کی گئی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

A.C.E ضلع قصور سال 2007 میں کل 7 سرکاری ملازمین کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

نمبر شمار	مقدمہ نمبر	تاریخ مقدمہ	جرم	سرکاری ملازمین جو گرفتار کئے گئے	انضباطی کارروائی	کیفیت
1	03/07	10-03-07	468/420/471ت پ PCA5/2/47	ذوالفقار علی پنواری	حسب ضابطہ گرفتار کرکے جیل بھجوایا گیا	
2	04/07	10-03-07	468/420/471،161ت پ PCA5/2/47	مراتب علی پنواری	حسب ضابطہ گرفتار کرکے جیل بھجوایا گیا	
3	05/07	26-03-07	409ت پ PAC5/2/47	1۔ذوالفقار علی عرف نتھا ٹیکس انسپکٹر TMA پتوکی 2۔محمد اسلم عرف بھاؤ آفس سپرنٹنڈنٹ TMA پتوکی	حسب ضابطہ گرفتار کرکے جیل بھجوایا گیا	
4	09/07	09-05-07	468/420/161،/ت پ PCA5/2/47	عبیداللہ شیخ سابقہ ٹیکس سپرنٹنڈنٹ TMA پتوکی	حسب ضابطہ گرفتار کرکے جیل بھجوایا گیا	
5	19/07	25-09-08	161ت پ PCA5/2/47	محمد منیر ایکسرے اسسٹنٹ DHQ قصور	حسب ضابطہ گرفتار کرکے جیل بھجوایا گیا	چالان عدالت میں جمع ہو چکا ہے اور زیر سماعت ہے۔
6	20/07	12-10-07	161ت پ PCA5/2/47	زبیر قادر سابقہ TMO/TMA پتوکی	حسب ضابطہ گرفتار کرکے جیل بھجوایا گیا	چالان عدالت میں جمع ہو چکا ہے اور زیر سماعت ہے

(ب) سال 2007 میں پکڑے جانے والے سرکاری ملازمین سے ذیل رقم کی وصولی کی گئی تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	مقدمہ نمبر	تاریخ مقدمہ	جرم	سرکاری ملازمین جو گرفتار کئے گئے	سرکاری ملازمین سے پکڑے جانے پر وصولی رقم	کیفیت
1	05/07	26-03-07	409ت پ PCA5/2/47	1۔ذوالفقار علی عرف نتھا ٹیکس انسپکٹر TMA پتوکی 2۔محمد اسلم عرف بھاؤ آفس سپرنٹنڈنٹ TMA پتوکی	355619/- زخود خزانہ جمع کروائی	
2	19/07	25-09-08	161ت پ PCA5/2/47	محمد منیر ایکسرے اسسٹنٹ DHQ قصور	5000/- روپے برآمد	

جریدی وغیر جریدی ملازمین کو بینوولنٹ فنڈ کی گرانٹس کی ادائیگی میں تفریق کا جواز

*2225: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بینوولنٹ فنڈ کی مد میں جریدی ملازمین کے بچوں کو مبلغ 14000روپے جبکہ غیر جریدی ملازمین کے بچوں کو تعلیم کی مد میں صرف 3000روپے وظیفہ دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچیوں کی شادی کی مد میں جریدی ملازمین کو مبلغ 25000روپے جبکہ غیر جریدی ملازمین کو صرف6000روپے دیئے جاتے؟

(ج) اگر جز(الف)و(ب)کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت جریدی اور غیر جریدی ملازمین کی بینوولنٹ فنڈ میں تفاوت دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ،دو حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول برائے جریدی(گزٹیڈ)ملازمین اور حصہ دوم برائے غیر جریدی(نان گزٹیڈ)ملازمین۔حکومت پنجاب کے تمام ملازمین ہر ماہ اپنی تنخواہ سے بہبود فنڈ کی مد میں 3فیصد کٹوتی کرواتے ہیں کٹوتی کی یہ رقم اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کے ذریعے حصہ اول اور حصہ دوم کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ موصول ہوتی ہے اور آمدنی اور خرچ کا حساب بھی الگ الگ رکھا جاتا ہے۔حکومت پنجاب کے ملازمین اور ان کی فیملیز کو بہبود فنڈ سے مندرجہ ذیل گرانٹس درخواست دینے پر جاری کی جاتی ہے۔

1۔ ماہانہ امداد 2۔ شادی گرانٹ
3۔ تجہیز و تکفین گرانٹ 4۔ تعلیمی وظائف
5۔ الوداعی گرانٹ(صرف جریدی ملازمین کے لئے)

جریدی ملازمین کی بہبود فنڈ کی کٹوتی سے حاصل ہونے والی رقم غیر جریدی ملازمین کی بہبود فنڈ کی کٹوتی سے حاصل ہونیوالی رقم سے زیادہ ہوتی ہے۔اسی بناء پر جریدی اور غیر جریدی ملازمین کی گرانٹس کی مالیت میں فرق ہے۔

جریدی اور غیر جریدی ملازمین کی بہبود فنڈ سے گرانٹس کا تعین ان کی بہبود فنڈ کی کٹوتی سے حاصل ہونے والی رقم کے مطابق کیا جاتا ہے اس وقت حصہ دوم کو مالی خسارے کا سامنا ہے لہٰذا صوبائی بہبود فنڈ بورڈ غیر جریدی ملازمین کی گرانٹس کی مالیت میں اضافے کا ارادہ نہ رکھتا ہے تاہم حصہ دوم کی مالی حالت مستحکم ہونے پر اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان تعینات ڈی سی او سے متعلقہ تفصیلات

*2249:جناب محمد محسن خان لغاری:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان کے ڈی سی او کا نام، گریڈ، تاریخ تعیناتی اور سابق appointments کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) پچھلے ایک سال کے دوران ڈیرہ غازی خان میں جو ڈی سی او تعینات رہے ہیں ان کے نام گریڈ، تجربہ اور عرصہ تعیناتی بیان کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت ڈی سی او کی tenure posting تین سال ہوتی ہے؟ اس کی خلاف ورزی کے مرتکب افسران کے خلاف محکمہ کیا کارروائی کرتا ہے اور کس قانون کے تحت مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان کے ڈی سی او کا نام کیپٹن (ریٹائرڈ) اسد اللہ خان ہے اور ان کا گریڈ 19 ہے۔ان کی تعیناتی کی تاریخ 9۔جون 2008 ہے۔سابق تعیناتی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

i. ڈپٹی سیکرٹری (جوڈیشل ہوم) 9۔فروری 2002 سے 19۔جولائی 2004

ii. ڈپٹی سیکرٹری(پولیس ہوم)19۔جولائی2004سے20 ۔اپریل2005

iii. پرسنل سٹاف آفیسر(وزیراعلیٰ پنجاب)28۔جون2006سے28۔جون2008

(ب) گزشتہ سال جو ڈی سی تعینات رہے ان کا نام مسٹر طاہر حسین تھا انکا گریڈ19 ہے اور ان کا عرصہ تعیناتی 28۔اپریل2008سے 9۔جون2008 ہے۔ان کی تعیناتی سے قبل مسزارم بخاری(DMG/BS۔19)کے پاس ڈی سی اوڈیرہ غازی خان کا اضافی چارج رہا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت ڈی سی او کی مدت تین سال ہے۔تاہم حکومت انتظامی امور کی بہتر برآوری کے لئے کسی بھی افسر کو تبدیل کر سکتی ہے اور اس ضمن میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب چیئرمین! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ جب سے یہ اسمبلی آئی ہے اکثر وقفہ سوالات چلتا رہتا تھا اور سوال مکمل نہیں ہوتے تھے۔آج الحمدللہ خوش قسمتی سے تمام کے تمام سوالات take up ہوئے ہیں۔میں اس پر وزیر قانون کو بھی مبارکباد دوں گا اور ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو سوالات ہم غریب ممبران کے رہ جاتے ہیں ان کا بھی سوچا کریں اور ان کو بھی دوبارہ لگوانے کا انتظام کیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی بخشا ہے۔ہم نے پیچھے بھی 5 سال گزارے ہیں۔آج وقفہ سوالات میں پورے سوالات take up ہوئے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا سوال رہ گیا ہے۔ میں پانی پینے گئی تھی اور پیچھے سے اس سوال کا نمبر آ گیا تھا۔

جناب چیئرمین: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں نے اپنی بہن محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کا سوال take up کر لیا تھا اور اس سوال پر پوری بحث ہوئی ہے۔ میں نے اپنی بہن کی ہاؤس میں پوری نمائندگی کی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: میں اس پر اپنے بھائی رانا محمد افضل صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب میں کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! پچھلے اجلاس میں، میں نے حکومت سے گزارش کی تھی کہ مرکزی حکومت نے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کر دیا ہے۔ میں نے نوٹیفکیشن کی کاپی بھی پڑھ کر سنائی تھی۔ اس وقت یہ بات ہوئی تھی کہ پنجاب حکومت بھی اس پر غور کر رہی ہے اور بہت جلد اس پر فیصلہ کر لیا جائے گا کہ پنجاب حکومت کے جو کنٹریکٹ ملازمین ہیں ان کو بھی مستقل کر دیا جائے۔ اب ان پر ایک تلوار لٹک رہی ہے میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے کہوں گا کہ اس پر مہربانی کر کے کوئی final wording دے دیں۔ یہ لوگ عجیب خوف کی حالت میں مبتلا ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا اس لئے میں final wording نہیں دے سکتا لیکن یہ سوچ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے ذہن میں موجود ہے اور اس پر کئی دفعہ بات بھی ہوئی ہے۔ میری بھی ان سے ذاتی طور پر بات ہوئی ہے۔ وہ کسی کو بھی بے روزگار نہیں کرنا چاہتے۔ میں آپ کو خصوصی طور پر مثال دوں گا کہ یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ میں جتنی رولز اور قوانین کی دھجیاں اڑائی گئیں اور جس طرح سے نااہل لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ آپ ان کے ڈومیسائل اور ایڈریس دیکھ لیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ کہاں کہاں سے لوگوں کو بھرتی کیا گیا، نااہل لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے یعنی جس کو cook بھرتی کیا گیا ہے اس کو چائے نہیں بنانی آتی، جس کو ٹیلیفون آپریٹر بھرتی کیا گیا ہے اس کو ہیلو کہنا نہیں آتا اور جس کو ڈرائیور بھرتی کیا گیا ہے اس کو گاڑی کا دروازہ کھولنا نہیں آتا۔ یہ حالت ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ صرف اور صرف اس وجہ سے ہیں کہ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ میں کسی کو

بے روزگار نہیں کرنا چاہتا۔اس کا کوئی ایسا حل نکالیں کہ ان کو trained کریں۔اس لئے میں یہ بات تو کہہ سکتا ہوں کہ ہم ان لوگوں سے ان کا روزگار نہیں چھینیں گے باقی ان کو کس طرح سے regularize کرنا ہے یاان کے کنٹریکٹ کو بڑھانا ہے تواس سلسلے میں ابھی حکومت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس مالی سال میں اس مسئلے کو بھی حل کر لیں گے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں وزیر قانون صاحب کی بات سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ جو لوگ کسی بھی ذریعے سے سرکاری ملازمت میں گھس جاتے ہیں۔ ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ تو ہو جاتی ہیں لیکن ان سے بہتر تعلیم یافتہ بے روزگار سڑکوں پر دھکے کھا رہے ہیں، جن کی حق تلفی ہوتی ہے تو ہماری ہمدردی ان کے ساتھ زیادہ ہونی چاہئے۔ میں یہ کہوں گا کہ بھرتیوں کا ایک طریق کار موجود ہے۔ وہ طریق کار اس ملک کے مفاد کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہمارے ہاں ایک میرٹ کا نظام پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے appointments کا ہے اس کو follow کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے اجلاس میں اور اس سے پچھلے اجلاس میں میرے ایک دو سوال pending ہوئے تھے اور ان پر کمیٹی بھی بنائی گئی تھی۔اس کمیٹی نے جھنگ میں جو بوگس تقرریاں ہوئی تھیں اور بھی جو material pending ہوا تھا اس کو دیکھنا تھا۔ وزیر جیل خانہ جات نے خود یہاں پر on the floor of the House یہ admit کیا تھا کہ جیلوں میں حالات بہت خراب ہیں ہم ان کی بہتری کے لئے کوشش بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں تین دن کے اندر اندر رپورٹ

دوں گا۔اس پر سپیکر صاحب نے مہربانی فرمائی کہ آپ تین دن کے اندر نہ کریں آپ 7دن کے اندر ٹھیک کر کے رپورٹ پیش کر دیں۔اب سال گزرنے کو ہے اور وہ جتنا بھی مٹیریل pending ہوا تھا وہ ویسے کا ویسا پڑا ہے۔آج تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔اگر آج متعلقہ وزیر صاحب یا وزیر قانون صاحب مہربانی فرمادیں اور ہمیں بتادیں کہ ان معاملات پر کیا کرنا چاہتے ہیں اور کب تک وہ معاملات دوبارہ take up ہوں گے ؟اس کے علاوہ کمیٹی کی آج تک کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی،جناب شیر علی خان صاحب!

ضلع اٹک میں سینکڑوں برطرف بیلداروں کو ہائیکورٹ کی جانب سے بحال کرنے کے باوجود تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنا

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین!شکریہ۔میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ ہمارے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!رانا صاحب نے کہا ہے کہ یہاں پر جن لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے ان میں جس کو cook رکھا گیا اس کو چائے نہیں بنانی آتی اور ڈرائیور کو دروازہ کھولنا نہیں آتا۔میں نے ایک تحریک بھی پیش کی ہوئی ہے اس کی باری اس لئے نہیں آتی کہ ان کی حکومت نے میرے حلقے میں 933 بیلداروں کو برطرف کیا ہے۔جن کو لاہور ہائیکورٹ نے بحال کیا ہے لیکن پچھلے 10 ماہ سے ان کو تنخواہ نہیں دی گئی۔ان غریبوں کا کیا قصور ہے؟ میرے خیال میں بیلدار کو کام سکھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔اس نے سڑک پر مٹی ڈالنی ہوتی ہے۔آپ Food Stamp Scheme کے تحت ایک ایم پی اے کی recommendation پر کسی کو ایک ہزار روپے ماہوار تو دے دیتے ہیں لیکن ایک بیلدار جس نے سڑک پر مٹی بھی ڈالی ہے اس کو چار ہزار روپے تنخواہ نہیں دیتے۔اس سے زیادہ ناانصافی شاید پنجاب حکومت نہیں کر سکتی۔انھوں نے پریس کلب اٹک میں بھوک ہڑتال

کیمپ قائم کیا ہوا ہے اور آج اس کا 37واں دن ہے۔ میرے پاس تمام اخبارات کی cuttings بھی موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: کیا آپ نے تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے؟

جناب شیر علی خان: جی۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! پہلے تو میں یہ کہنے والا تھا کہ اگر انھوں نے تحریک التوائے کار جمع کروائی ہوئی ہے تو ہم اس کو آج ہی out of turn لے لیتے ہیں اور اس کا جو بھی مناسب جواب ہو گا وہ حاصل کر لیں گے۔ اب انھوں نے جو اٹک کا ذکر کیا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ جو ضلع ناظم تھے انھوں نے ایک اور کام بھی کیا ہے۔ انھوں نے ہزاروں لوگوں کو payroll پر رکھا ہوا تھا اور کچھ کا تو نام و نشان ہی نہیں تھا، ہزاروں لوگوں کی pay draw ہو رہی تھی اور اس کا پتا نہیں کہاں جا رہی تھی؟ اس میں اس قسم کا معاملہ نہ ہو جب ان کی تحریک التوائے کار آئے گی تو ہم اس کو بہتر انداز میں دیکھ لیں گے اور اس کا جواب دیں گے کیونکہ اٹک میں یہ معاملہ بہت ہوا ہے وہاں تو کروڑوں روپیہ ہڑپ ہوا ہے اور پورے ضلع کے لوگوں پر ظلم ہوا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! میری اس میں صرف یہ تجویز ہے کہ جنھوں نے یہ گناہ کیا ہے، راناصاحب ان کو سزا ضرور دیں لیکن ان غریب بیلداروں کو اس کی سزا نہ دیں۔

جناب چیئرمین: راناصاحب نے وضاحت کر دی ہے۔

جناب شیر علی خان: انھوں نے کہا ہے کہ وہاں پر کرپشن ہوئی ہے اور ایسے لوگ بھرتی کئے گئے ہیں اگر ایک بھی آدمی ایسا میرے حلقے میں ثابت ہو جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: انھوں نے وضاحت کر دی ہے۔ ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ راناصاحب نے وضاحت فرما دی ہے کہ آپ تحریک التوائے کار out of turn لے کر آئیں وہ oppose نہیں کریں گے اور اس تحریک التوائے کار پر پوری scrutiny ہو گی۔ چونکہ ایک سسٹم یہ بھی چل پڑا ہے

کہ تنخواہیں وصول کی جاتی ہیں، نام نہیں ہوتے، شناختی کارڈ کہیں سے ہوتا ہے اور فوٹو گرافر سے فوٹو لے کر بھرتیاں ہوتی رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں یہی بات کرنے لگا تھا۔ اب اٹک میں ایک تو ویسے ہی سڑک پر مٹی کم پڑتی ہے کیونکہ وہاں پر زمین تھوڑی مضبوط ہے یہاں کی طرح نہیں ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ اٹک میں اتنی سڑکیں نہیں ہیں جہاں پر 933 بیلدار مٹی ڈال رہے ہوں گے۔ اب وہاں پر ناظم پورے پنجاب میں شور ڈالتے پھرتے ہیں۔ سیالکوٹ میں ایک صاحب جس نے تین ہیجڑے مارے تھے وہ بھی ان کے داماد ہیں تو اس قسم کے لوگ یہ کام کرتے رہے ہیں اور اب شور ڈال رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میری معروضات کچھ اور ہیں۔ دراصل ہمارا معاشرہ ایک طرف چل پڑتا ہے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس میں کتنے حقیقی ہیں اور کتنے جعلی لوگ ہیں۔ حق دار اور ناحق کی ہم نے تفریق کرنی ہے۔ ابھی رانا افضل صاحب اور شاہ صاحب نے بات کی تو میں اس سلسلے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک کنٹریکٹ ملازمین کو permanent کرنے کا تعلق ہے تو اس میں rules and regulations مکمل طور پر observe ہونے چاہئیں۔ کوئی بھی favouritism, nepotism نہیں ہونا چاہئے۔ جس طرح آپ نے صحیح statement دی کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا حکم ہے کہ جو لوگ کنٹریکٹ پر آ گئے ہیں ان کو نہیں نکالنا لیکن جو لوگ کسی کے میرٹ کو ذبح کر کے آئے ہیں ان کو نکالنا بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ میں ایک اور بات یہ کروں گا کہ محکموں نے یہ کر رکھا ہے کہ جب سے کنٹریکٹ ملازمین بحال ہونا شروع ہوئے ہیں تب سے انہوں نے Daily wages ملازمین رکھنا شروع کر دیئے ہیں۔ رانا صاحب! اس پر غور کریں کہ تین تین، چار چار سال سے لوگ ہمارے محکموں میں daily wages پر کام کر رہے ہیں اور محکمے daily wages اس لئے دیتے ہیں کہ ان کا right accrue نہ ہو جائے۔ ان کو بھی دیکھیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ کا حق ہی نہیں بنتا۔ جب ایک آدمی 90 دن سے اوپر regular کام کر لیتا ہے تو اس کا حق accrue ہو جاتا ہے۔ رانا صاحب! میں ہاؤس کے توسط سے آپ سے کہوں گا کہ

جہاں آپ کنٹریکٹ ملازمین کو دیکھیں وہاں daily wages ملازمین کا حق بھی determine کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں۔ daily wages ملازمین جو work charge ہیں اسی میں ہی ساری کرپشن چلتی ہے کہ وہ لوگوں کو تین تین ماہ بلکہ 89 دنوں کے لئے رکھ لیتے ہیں جس میں بہت زیادہ کرپشن کا element ہے۔ وہ یا تو لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں یا ویسے کوئی اور کام کر رہے ہوتے ہیں تو ان کو چار پانچ ہزار روپے مہینہ وظیفہ ملتا رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ category ویسے ہی ختم ہونی چاہئے۔ جہاں پر ضرورت ہے وہاں پر رکھ لینا چاہئے اور work charge رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے محترم بھائی شیر علی خان صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ایک ایم پی اے کی recommendation کے اوپر ایک ہزار روپے مہینہ فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت دے رہے ہیں۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ قطعی طور پر کسی ایم پی اے کی recommendation پر یہ پیسے نہیں دیئے جا رہے بلکہ ہر ضلع کا ڈی سی او تحریری سرٹیفکیٹ دیتا ہے کہ یہ فائنل لسٹ ہے کیونکہ اس لسٹ میں تو کوئی بھی اپنا نام داخل کر سکتا ہے، کوئی ملازم بھی کر سکتا ہے اور پرائیویٹ آدمی بھی جا کر کہہ سکتا ہے کہ میں حق دار ہوں یا فلاں عورت بیوہ ہے اور فلاں گھر اس قابل نہیں ہے کہ وہ کما سکے۔ ہوتا یہ ہے کہ لسٹ مرتب ہونے کے بعد ڈی سی او تحریری سرٹیفکیٹ دیتا ہے کہ میں اپنی ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ فلاں لوگ حق دار ہیں پھر ان کو رقم ملتی ہے۔ کسی منسٹر، ایم این اے یا ایم پی اے کے کہنے پر پیسے نہیں ملتے۔ میں نے خود اپنے حلقے میں اپنے workers کی مدد سے جن لوگوں کو refer کیا ان میں سے تقریباً 30 فیصد لوگوں کو ڈی سی او صاحب نے reject کر دیا لیکن میں نے کوئی object نہیں کیا کیونکہ جس آدمی نے تحریری طور پر ذمہ داری لینی ہے تو اس کی صوابدید ہے کہ جس کو وہ حق دار سمجھتا ہے اس کو پیسے ملنے چاہئیں اور ناحق دار کو نہیں ملنے چاہئیں لیکن کسی political figure کی recommendation پر فوڈ سٹیمپ تقسیم نہیں کیا جا رہا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! راناصاحب کی بات پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! انہوں نے تو floor لیتے ہی رہنا ہے کیونکہ قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز، تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: مستی خیل صاحب! وہ already پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میری بہن نے جو لفظ قبضہ استعمال کیا ہے اسے حذف کروایا جائے کیونکہ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب چیئرمین: مستی خیل صاحب! آپ اتنے sensitive نہ ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! پنجاب اسمبلی کی sanctity کو برقرار رکھا جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایسی گفتگو ہو۔

جناب چیئرمین: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں اور اتنے sensitive نہ ہوں۔ قبضہ غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔ پتا نہیں آپ نے اسے کس معنی میں لے لیا ہے؟ شیر علی صاحب! بات یہ ہے کہ ایم پی ایز کو صرف identification کے لئے کہا گیا ہے۔ مجھے بھی پتا ہے کیونکہ میں بھی اسی process میں ہوں۔ وہاں transparent طریقے سے مکمل طور پر D.O.Rs اور ڈی سی او کی ذمہ داری ہے۔ جب وہ سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں اس کے بعد payment ہوتی ہے۔ وہ payment transparent طریقے سے حق داروں کو پہنچائی جا رہی ہے۔ جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! پبلک سروس کمیشن میں جو بھی امتحان دینے آتے ہیں وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہوتے ہیں اور پبلک سروس کمیشن کا امتحان clear کرتے ہیں لیکن جب

انٹرویو کا وقت آتا ہے تو اس وقت وہ انٹرویو میں سب کچھ کرتے ہیں تو جن لوگوں کو انہوں نے رکھنا ہوتا ہے ان سے تھوڑے سے سوال پوچھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور باقیوں سے لمبا لمبا انٹرویو کرتے ہیں۔ اس طرف بھی وزیر قانون کو توجہ دینی چاہئے۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحبہ! اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتی ہیں تو اس پر کوئی تحریک التوائے کار یا سوال لائیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں ہو سکتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں نے یہاں بات کی تھی جس کا جواب ہی نہیں آیا اور پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو گیا۔ میں نے request کی تھی کہ جو ہمارے pending معاملات ہیں وہ کیسے take up ہوں گے؟ وہ چھ چھ مہینے سے pending ہوئے پڑے ہیں۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب نے اس کا نوٹس لے لیا ہے۔ شاہ صاحب! انہوں نے اس کا جواب بھی دے دیا ہے لیکن آپ اس وقت تھوڑے مصروف بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرما دیا ہے کہ ہم اس کو take up کر رہے ہیں اور اس کو scrutinize کریں گے۔ اس کے بعد جہاں جہاں دھاندلی ہو گی اس کو take up کریں گے۔ جس طرح اٹک یا جیل خانہ جات کے issue کو لے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! جیل خانہ جات کا جو مسئلہ ہے، جن بے چارے قیدیوں نے اس ظالم درندہ صفت سپرنٹنڈنٹ کی شکایت کی تھی وہ ان کے ساتھ انتقامی کارروائیاں کر رہا ہے، تشدد کر رہا ہے۔ میں نے ہاؤس کے اندر تصویریں بھی دکھائی تھیں جو اتنا انسانیت سوز سلوک ہوا تھا جس کی مثال نہیں ملتی۔ اب وہ لوگ ان کے رحم و کرم پر ہیں۔ انہوں نے ان کو بیڑیاں لگائی ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ توجہ دلاؤ نوٹس لائے تھے یا تحریک التوائے کار لائے تھے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میرا سوال جو کہ pending ہوا تھا اور منسٹر جیل خانہ جات نے فرمایا تھا کہ تین دن میں جواب دوں گا تو سپیکر صاحب بڑے رحم دل تھے جنہوں نے انہیں سات دن کا ٹائم دے دیا۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب!آپ تشریف رکھیں، میں اس بارے میں ruling دے رہا ہوں۔ جیل خانہ جات کے سوالوں کا جس دن بھی وقت آئے گا تو آپ کا pending ہونے والا سوال اس میں insert ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین!آپ کی ruling بجا ہے اور میں آپ کو direct بھی نہیں کر سکتا لیکن میرا مقصد ہے کہ انہوں نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ اس کے مطابق جواب دیں ناں۔آپ کی ruling کے مطابق میرا سوال تو take up ہو جائے گا لیکن میرے مسئلے کا تو حل نہیں نکلے گا۔۔۔

جناب چیئرمین:اس میں ہو گا،ابھی انہوں نے جواب دینا ہے تو یہ priority پر take up ہو گا۔ جب وہ جواب آئے گا تو آپ وہاں سے اپنے issue کو لے کر آگے چلیں گے جو وقفہ سوالات کا ایک نظام ہے یا تو آپ تحریک التوائے کار لاتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین!اتنی زیادہ violation ہوئی ہے اور سارے پنجاب کا مسئلہ ہے۔آپ نے کہہ دیا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب شیر علی خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی،فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر!رانا صاحب نے فرمایا ہے اور آپ نے بھی ارشاد کیا ہے کہ ایم پی ایز سے نہیں لیا گیا تو گزارش یہ ہے کہ جو فارم دیا گیا ہے اس میں specifically لکھا ہے ممبر صوبائی اسمبلی، وہ اس پر دستخط کرتا ہے۔ یہ کیسے کہتے ہیں ممبر صوبائی اسمبلی نہیں اور یہ بھی گھوسٹ ہے؟ یہ جس طرح کہتے ہیں کہ ریکروٹمنٹ ہوئی ہیں تو یہ بھی گھوسٹ لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں اور پانچ ہزار فوڈ سٹیمپ سکیم ہر حلقہ میں دیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ 50 لاکھ روپے ہر مہینہ آپ ایک حلقے میں دے رہے ہیں اور اس میں جتنے گھوسٹ لوگ ہیں، وہ پیسے یہ خود کھا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!شیر علی صاحب کا ضلع اٹک ہے۔ ضلع اٹک میں جن لوگوں کو فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت پیسے دیئے جا رہے ہیں ان کی لسٹ میں انہیں

فراہم کر دیتا ہوں۔ یہ اسے verify کر لیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ 50 لاکھ روپے ماہانہ گھوسٹ لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک آدھ percent کی تو میں بات نہیں کرتا۔ یہ اگر اس میں سے پانچ فیصد بھی نکال دیں یعنی کہ جو گھوسٹ لوگ ہیں تو میں on the floor of the House انہیں کہتا ہوں کہ ہم نہ صرف اس کے اوپر action لیں گے بلکہ اس سکیم پر بھی دوبارہ revise کریں گے کہ کیا اس کے ذریعے سے قوم کا پیسا ضائع نہیں کر رہے؟ میں انہیں لسٹ فراہم کر دیتا ہوں اور انہوں نے تو سارے کا سارا ہی کہہ دیا ہے کہ پچاس لاکھ روپے ہی ضائع کیا جا رہا ہے تو میں انہیں کہتا ہوں کہ پانچ فیصد کی identification کر دیں کہ یہ لوگ غلط لے رہے ہیں اور یہ حقدار نہیں ہیں۔ اگر یہ ثابت کر دیں کہ یہ حق دار نہیں ہیں تو تب بھی ہم ان کی بات کو تسلیم کر لیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! رانا صاحب بات کو ادھر لے گئے ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا I would clarify myself, Rana Sahib. I say کہ یہ پچاس لاکھ پانچ ہزار لوگوں کو جب ایک ہزار روپے مہینہ دیا جائے تو یہ پچاس لاکھ روپے بنتا ہے غالباً میرا mathematic اتنا اچھا نہیں ہے۔ وہ جتنے بھی پیسے ہیں پانچ ہزار لوگوں کو ایک ہزار روپے کے حساب سے، میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ وہ پچاس کے پچاس لاکھ ہی غلط ہیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جس طرح آپ نے دعویٰ کیا کہ گھوسٹ لوگوں کو بھرتی کیا گیا۔ اسی طرح گھوسٹ لوگوں کو یہ فوڈ سٹیمپ سکیم دی جا رہی ہے۔ انہوں نے یہ ارشاد جو فرمایا کہ پچاس کا پچاس لاکھ I never say پچاس لاکھ I mean کہ اس میں سے لوگوں کو دیا جا رہا ہے I would identify those people انشاء اللہ اور رانا صاحب اگر اس پر action لیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: آپ رانا صاحب سے لسٹ لے لیں اور اس کے بعد آپ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں نے تین دن پہلے اس معزز ایوان کے سامنے ایک مسئلہ رکھا تھا کہ نہروں کی بھل صفائی میں جو فراڈ ہو رہے ہیں اور عملی طور پر کام نہیں ہو رہا تو پرسوں یہ ہوا کہ سپرنٹنڈنگ انجینئر لاہور کے دفتر میں جیسا کہ اطلاعات آئی ہیں اور اخبارات میں بھی آگیا ہے کہ وہاں پر ٹھیکیداروں اور انتظامیہ اریگیشن کا آپس میں لڑائی جھگڑا ہوا۔ اطلاعات ہیں کہ ٹھیکیداروں نے وہاں پر اپنا حصہ مانگا جس پر انتظامیہ سے لڑائی ہو گئی۔آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے کہا تھا کہ تین چار دن میں پانی آنے والا ہے اور اس پر حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ ہم اس کا کچھ نہ کچھ تدارک کریں گے۔ میرے اس موقف کی تائید ہو گئی جب وہاں بندر بانٹ پر جھگڑا ہو گیا جیسا کہ بتایا گیا ہے اور یہ کروڑوں روپے قوم کا اس طریقے سے ضائع ہو رہا ہے کہ شاید دو یا ایک دن میں پانی آنے والا ہے اور اس کے بعد کوئی پتا نہیں چلے گا کہ کہاں صفائی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب!آپ پورے procedure کو جانتے ہیں۔یہ اتنا اہم issue ہے اور اس کو آپ point of order پر لا رہے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین!اس کو point of order پر لانا اس لئے ضروری ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ حکومت یہ بتائے کہ جب میں نے یہ بات چار دن پہلے کہی تھی کہ اس میں فراڈ ہو رہا ہے۔اب اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے اور اخبارات میں بھی آگیا ہے تو میرا مقصد یہ ہے کہ حکومت اس پر اپنا موقف بتائے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ کیا ہو رہا ہے؟ مجھے معلوم ہے کہ میں اسے تحریک التوائے کار میں لاؤں گا تو پھر یہ تحریک جولائی میں کہیں جا کر آئے گی۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب!آپ اسے out of turn لے آئیں۔رانا صاحب آپ کو تو oppose ہی نہیں کرتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین!کل بھی سینئر وزیر راجہ صاحب نے کہا ہے کہ بہترین بھل صفائی ہوئی ہے۔ کل انہوں نے یہ بات on the floor of the House کی ہے لیکن اس واقعہ کے بارے میں لاء منسٹر صاحب سینئر منسٹر سے پوچھیں یا آپ اس پر پتا کریں اور کل اس کا جواب دے دیں، پرسوں دے دیں کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب چیئرمین: شیخ صاحب!آپ rules & procedure کو سمجھتے ہیں کہ point of order پر اس طرح کی بات نہیں پوچھ سکتے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین!اگر آپ نے procedure میں ہی رہنا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ہم ان کو shelter دے رہے ہیں جنہوں نے یہ کام نہیں کرنا اور۔۔۔

جناب چیئرمین: sorry Sheikh Sahib rules & procedure سے باہر کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ میں جا سکتا ہوں اور نہ آپ جا سکتے ہیں۔ابھی سیشن چل رہا ہے تو آپ تحریک التوائے کار لائیں اور آپ کی تحریک out of turn لی جائے گی ۔ آپ کو تو سب سے زیادہ accommodation اس Chair سے ملتی ہے اور یہ سارا ایوان اس بات کا گواہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! مجھے کیا ملتی ہے؟آپ نے بات ہی ایسی کر دی ہے کہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بچوں کے جنسی معاملات پر میں تحریک التوائے کار لے کر آیا تو اس پر انہوں نے کہا کہ آپ اس پر resolution لے کر آئیں، مجھے کون سی extra accommodation ملتی ہے؟

جناب چیئرمین: ماشاءاللہ آپ بڑا اچھا contribute کرتے ہیں اور House میں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! یہ ایک اہم issue تھا اور میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔آپ خود ایک اچھے زمیندار ہیں بتائیں کہ جو کچھ بھل صفائی کے دوران نہروں میں ہو رہا ہے کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اسے take up کریں؟

جناب چیئرمین: شیخ صاحب!آپ اسے take up کریں۔ میں کب آپ کو روک رہا ہوں؟

شیخ علاؤالدین: دیکھیں جناب! بات یہ ہے کہ اگر پہلے گاڑی نکل گئی اور پانی آ گیا تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔آپ کا شکریہ۔آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ فرح دیبا: شکریہ۔جناب سپیکر! میں نے تین چار روز قبل اس ایوان میں بہت۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کا point of order ہے؟

محترمہ فرح دیبا: جی، میری تحریک التوائے کار ہے جسے میں out of turn لینے کے لئے گزارش کرتی ہوں؟

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب چیئرمین: محترمہ! جب تحریک التوائے کا وقت آئے گا تو پھر بات کریں۔ ابھی ٹائم نہیں ہے۔ ابھی تحریک استحقاق کا وقت ہے اور ملک عباس راں صاحب کی تحریک استحقاق تھی لیکن وہ اس وقت ایوان میں تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی لیکن مجھے آج جو نقل دی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ آپ کی یہ بنتی نہیں ہے اور 70-A کے تحت تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میری گزارش ہے کہ 70-A میں تو rules کی بات آتی ہے تو rules کے مطابق تو یہ بنتی ہے کیونکہ میں نے letters لکھے ہیں۔ جب ایک تھانیدار جواب نہیں دیتا تو اس کے بارے میں تحریک استحقاق بن جاتی ہے میں نے تو D.C.O کو letters لکھے ہیں اور D.C.O نے ان letters کا جواب نہیں دیا۔ کم از کم میں یہ پوچھنے کا حق تو رکھتا ہوں اور یہ میرا استحقاق بنتا ہے کہ D.C.O میرے خطوط کا جواب دے۔ وہ تو میرا حق بنتا ہے اور یہ تحریک استحقاق بالکل جائز بنتی ہے جبکہ اس کو turn down کر دیا گیا ہے اور اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ لہذا مجھے یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: چیمہ صاحب!میں آپ کو عرض کردوں کہ چونکہ یہ تحریک سپیکر آفس سے turn down ہوئی ہے تو آپ سپیکر صاحب کے آفس میں بات کرلیں۔آپ ماشاء اللہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب چیئرمین!ہم کوئی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: نہیں، بھیک والی بات نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب چیئرمین! مجھے ہاؤس میں پیش کرنے کی تو اجازت دی جائے اگر یہ نہیں بنتی تو وزیر قانون صاحب کہہ دیں کہ یہ نہیں بنتی ان کے پاس اکثریت ہے جو اکثریت کا فیصلہ ہوگا مجھے وہ قابل قبول ہوگا یا پھر ہاؤس کی کمیٹی اس کا فیصلہ کرے۔ مجھے کم از کم یہ تحریک پیش کرنے کی تو اجازت دی جائے، یہ میرا استحقاق بنتا ہے۔ میں بھی as a member اپنے حلقہ کی نمائندگی کرتا ہوں اور میں اپنے حلقے سے کوئی جعلی ووٹ لے کر نہیں آیا ہوں۔ میں نے ووٹ لئے ہیں اور اللہ کے فضل سے اکثریتی ووٹوں سے الیکشن جیت کر آیا ہوں۔ میری یہ 1988 سے پانچویں turn ہے، میں اسمبلی میں مسلسل پانچویں دفعہ جیتتا آرہا ہوں۔ یہ کم از کم میرا حق بنتا ہے اور یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ عوام کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب ہمارے سینئر colleague ہیں اور یہ منسٹر بھی رہے ہیں۔اس میں بہت سارے سوال disallow ہوتے ہیں، بہت ساری Adjournment Motions allow نہیں ہوتیں۔ اسی طرح Privilege Motions بھی allow اور disallow ہوتی رہتی ہیں۔اس میں جو اسمبلی سیکرٹریٹ کی functioning ہے اس سے متعلق باقاعدہ rules ہیں کہ اگر کسی نے اس کے متعلق کوئی اعتراض یا بات کرنی ہے تو وہ سپیکر چیمبر میں ہوگی۔ وہ چیزیں جو disallow ہوئی ہیں ان کو اگر یہاں آکر اس انداز سے discuss کرنا شروع کر دیا جائے تو اس طرح اسمبلی کا business چل نہیں سکے گا اس

لئے محترم چیمہ صاحب سپیکر صاحب کے چیمبر میں جائیں اور ان کا جو اعتراض ہے اسے raise کریں، ہو سکتا ہے کہ ان کی بات valid ہو اور وہ ان کو allow کر دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب چیئرمین! مجھے پڑھنے کی اجازت دی جائے یہ میرا حق بنتا ہے۔

جناب چیئرمین: چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں، میری عرض سنیں۔ تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو چکا ہے، میں اس وقت تحریک التوائے کار شروع کر چکا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

فوڈ سپورٹ سکیم کی رقم نہ دے کر رکن اسمبلی کی شہرت کو نقصان پہنچانا

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں لیکن اس تحریک کو رہنے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔32 جس کا میں نمائندہ ہوں food support جو پروگرام چل رہا ہے مجھے بھی کہا گیا تھا کہ آپ 600 افراد کے فارم پُر کر کے دیں۔ میرے پاس تحصیلدار، D.D.O(R) سرگودھا آئے اور کہا کہ آپ 600 افراد کے فارم fill کر کے ہمیں دے دیں۔ میں نے انہیں کہا کہ میں اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہوں، پہلے آپ پتا کر لیں کہ آپ مجھے جو 600 افراد کا کوٹا دے رہے ہیں کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں اوپر سے حکم آیا ہے لہذا آپ 600 افراد کے فارم fill کر کے ہمیں دے دیں۔ انہوں نے وہ فارم مجھے مہیا کر دیئے اور میں نے وہ فارم اپنے حلقے میں تقسیم کئے اور ان کو fill کر کے جمع کرا دیئے۔ اس کو آج تقریباً تین ماہ ہو چکے ہیں میں نے بار بار ان سے پوچھا کہ ان فارموں کا کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ D.C.O صاحب سے پتا کریں ہمارے پاس اس وقت کوئی فارم نہیں ہیں بلکہ وہ فارم ہم نے scrutiny کر کے D.C.O سرگودھا کو بھیج دیئے ہیں۔ میں نے D.C.O سرگودھا سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو بتاؤں گا۔ پھر میں نے ان کو ایک

letter لکھا جس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے پھر دوبارہ ایک letter لکھا، اس کا بھی جواب نہیں دیا اور میں نے تیسری بار بھی letter لکھا، میں نے ان کو تین دفعہ letters لکھے ہیں۔ میں نے کہا کہ کم از کم مجھے یہ بتا دیا جائے کہ اس پر آپ نے کچھ کرنا ہے یا نہیں کرنا؟ کیونکہ حلقے کے لوگوں کا مجھ پر pressure تھا اور ان کا کہنا تھا کہ چونکہ آپ نے وہ فارم ہم سے fill کرائیں ہیں اور ہمیں اب دے نہیں رہے ہیں۔ اس طرح میری ساکھ کو نقصان ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ میں نے فارم جمع کرا دیئے ہیں وہاں سے مجھے وہ صحیح بتا نہیں رہے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں نے پھر چیئرمین ٹاسک فورس ایس اے حمید سے بات کی تو انہوں نے مہربانی کی۔ ان کے ایڈیشنل سیکرٹری ناصر رفیق صاحب نے ایک خط D.C.O سرگودھا کو لکھا کہ آپ تمام معلومات فراہم کر کے چیمہ صاحب کو دیں، اس کی کاپی مجھے بھی دی گئی۔ میں نے وہ letter بھی D.C.O صاحب کو بھیجا کہ آپ اس letter کے تحت معلومات دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اجازت نہیں ہے کہ ہم آپ کو کوئی information دے سکیں اور ہمیں اوپر سے ہدایت ملی ہے، اب ہم آپ کو معلومات نہیں دیں گے۔ میں نے کہا کہ مجھے پہلے یہ 600 افراد کے لئے فارم دیئے کیوں تھے؟ اب وہ فارم میں نے اپنے حلقے کے لوگوں میں تقسیم کر دیئے ہیں، اب ان لوگوں کا حق ہے۔ میں کم از کم آپ کی وساطت سے اپنے حلقے کے لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ مجھے جو یہ فارم دیئے گئے تھے وہ محض ایک ڈھونگ تھا۔

جناب چیئرمین: چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی پوری بات سن لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں، آپ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! ڈیرہ غازی خان میں محسن لغاری حلقہ پی پی۔245، یوسف لغاری حلقہ پی پی۔246 اور امجد خان کھوسہ کو ایک فارم بھی نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں جو یہ ناصر رفیق صاحب کے خط تمام ممبران کو آئے ہیں کہ اگر اس میں کوئی۔۔۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ ذرا اس میں پالیسی بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!میں یہ عرض کر دیتا ہوں میرے بھائی محترم لغاری صاحب نے یہ فرمایاہے کہ محسن لغاری کو،یوسف لغاری کواور کسی ایک اور لغاری کا بھی نام لیا کہ ان کوایک فارم بھی نہیں دیا گیا۔یہ فارم لغاریوں کے لئے تو نہیں ہیں یہ فارم تو غریب لوگوں کے لئے ہیں۔ان کو تو وہ فارم نہیں دیا جاسکتا۔ پالیسی یہی ہے، یہ فارم کھوسوں کے لئے بھی نہیں ہیں۔(شوروغل)

لغاری صاحب!آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔ میری ان کی خدمت میں یہی عرض ہے کہ یہ فارم، چاہے یہ ایک ہی کیوں نہ مانگیں یہ محسن لغاری کو مل سکتااور نہ ہی یوسف لغاری کو مل سکتاہے بلکہ یہ غریب آدمی یا کوئی بیوہ عورت جس کے گھر کا گزارہ نہیں ہو سکتااس کو تھوڑی بہت مدد کی ضرورت ہے تو یہ اس کا نام مجھے دے دیں،اس کو وہ فارم بالکل اسی وقت مل جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!ادھر مجھ سے بھی زیادہ بڑے عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تو مل گیاہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): انہوں نے کبھی ایک فارم نہیں مانگا، نہ میں نے ایک فارم مانگاہےاور نہ مجھے ایک فارم چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!یہ بات کو ہیر پھیر کر کے غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!گزارش ہے کہ یہ جو Food Stamp Scheme ہے اس میں D.C.O صاحبان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حلقے سے جو حقدار لوگ ہیں اس کا ایک criteria ہے وہ فارم چھپا ہوا ہے اگر محسن صاحب کہیں گے تو میں ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔اس کے مطابق انہوں نے لسٹ verify کر کے بھیجنی ہے کہ کون لوگ حقدار ہیں۔اس میں جو input ہے یقیناً وہ منتخب نمائندے جو جس سطح پر بھی ہیں وہ چاہے بلدیاتی سطح پر ہیں، صوبائی سطح پر ہیں یا قومی سطح پر ہیں input دے سکتے ہیں۔ اگر محسن لغاری صاحب یا یوسف لغاری صاحب سے input نہیں لی گئی تو میں اس بارے میں بھی پتا کر لیتا ہوں۔

باقی جو چیمہ صاحب نے بات کی ہے کہ انہوں نے 600 فارم دیئے تھے یہ بالکل ان کا right ہے کہ جو انہوں نے فارم جمع کروائے تھے آیا وہ criteria پر پورے نہیں اترے؟ ان کا کیا معاملہ ہوا میں ان کو Monday کو انشاء اللہ تعالیٰ information لے کر دے دوں گا۔ اگر چیمہ صاحب کے پاس وہ لسٹ موجود ہے تو یہ وہ لسٹ میرے حوالے کر دیں۔ میں ان کو D.C.O سرگودھا سے information لے کر دے دوں گا کہ اس کا کیا بنا؟

جناب چیئرمین: چیمہ صاحب! آپ تشریف تو رکھیں، ماشاء اللہ آپ اتنے seasoned parliamentarian ہیں۔ یہ issue اب settle ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب چیئرمین! مجھے جب یہ فارم دیئے گئے تھے، ان کے fill کروانے کے لئے کہا گیا تھا اور ان کے چیئرمین ٹاسک فورس نے بھی letter لکھا، مجھے اس سے غرض نہیں ہے کہ وہ چھ سو کے چھ سو ہی بقول ان کے کہ وہ شاید criteria پر پورا نہ اتریں لیکن مجھے جو D.C.O صاحب سے اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ میں نے تین letters لکھے وہ کم از کم مجھے جواب تو دے دیں، اس کی input تو دیں۔ کم از کم یہ تو بتائیں کہ کن وجوہات کی بناء پر ان چھ سو آدمیوں کو نہیں دیئے جا رہے۔ اب میں اپنے حلقے میں جاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ نے شاید آگے تک نہیں پہنچائے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا، آپ کی وساطت سے میں اپنے حلقے تک لوگوں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ ان کی آواز بلند کی ہے، مجھے کوئی غرض ہے اور نہ میں بھیک مانگتا ہوں، مجھے کوئی غرض نہیں ہے، مجھے فخر ہے کہ میں اپوزیشن میں ہوں اور میں اپوزیشن میں رہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں نے دو تین دفعہ ان سے پوچھا۔ مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔ اس کی معلومات مجھے فراہم کی جائیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک تو جیسے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ identification کے لئے کسی ایم پی اے سے آپ لے سکتے ہیں، کسی اور معزز آدمی سے لے سکتے ہیں، یہ policy matter ہے، یہ فوڈ سٹیمپ پروگرام کی جتنی رقم ہے جس طرح چیمہ صاحب نے

مہربانی کی ہے یہ particularly غریبوں کے لئے، حقداروں کے لئے ہے اور یہ کسی بھی پارٹی کے لئے نہیں ہے تو میں یہ ruling دینا چاہوں گا کہ رانا صاحب آپ make sure کریں کہ یہ پارٹی کی بنیاد سے بالاتر ہو کر غرباء میں یہ پیسے تقسیم ہونے چاہئیں اور وہ چاہے ایم پی اے صاحبان کریں، ہمارے مسلم لیگ یا اپوزیشن سے کریں یا پیپلز پارٹی سے کریں جس طرح ہو لیکن اس کا جو basic theme ہے وہ یہ ہے کہ غریب کو اس کا حق ملنا چاہئے اور اس میں transparent رہنا چاہئے، جو چیمہ صاحب کے ساتھ ہوا ہے apparently، جو نظر آ رہا ہے وہ زیادتی ہے کہ ایک دفعہ ان کو کہہ کر کہ آپ identify کریں تو اس میں آپ direction دے دیں کہ یا تو ان کے جو 600 بندے ہیں وہ حقدار نہیں ہیں تو ٹھیک ہے۔ان کو rule out کر دیں، ان کو intimate کر دیں کہ یہ آپ نے 600 بندے دیئے تھے ان میں سے یہ اس category میں نہیں آتے، لہذا ان 600 بندوں کو accommodate نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر ان کے بندے جتنے بھی آتے ہیں 100 آتے ہیں، 50 آتے ہیں، 60 آتے ہیں تو یا تو ان کو کہا نہ جاتا اگر کہا گیا ہے تو ان کو reasonable طریقے سے accommodate کرنا چاہئے۔ ٹھیک ہے۔ جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ایسے نہیں ہے کہ یہ unlimited تعداد ہے اس کا ہر ڈسٹرکٹ میں بھی اور ایک صوبائی حلقہ میں ایک particular number ہے۔اب دیکھیں! اگر میرے حلقے میں یہ تو نہیں ہے کہ وہاں پر صرف 5 ہزار لوگ ہی حقدار ہیں، وہاں پر 11 ہزار لوگ بھی حقدار ہو سکتے ہیں اور جو لوگ 5 ہزار رجسٹر ہو جائیں گے تو ان کو تو فوڈ سٹیمپ ملے گی لیکن جو باقی 6 ہزار ہوں گے ان کے متعلق آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ میں یہ وضاحت کر دوں چیمہ صاحب کے لئے بھی اور محترم لغاری صاحب کے لئے بھی کہ یہ ممکن نہیں ہے یا بعض جگہ پر ایسا ہو گا کہ ایک حلقے میں ہم نے کوئی specific target دیا ہے کہ جی 5 ہزار لوگوں کو دینا ہے تو یہ ایسے نہیں ہے کہ اس حلقے میں صرف 5 ہزار ہی حقدار ہیں۔may be possible اس حلقے میں ساڑھے 5 ہزار حقدار ہیں۔

جناب چیئرمین: مقصد یہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں جو پانچ سو سےabove ہوں گے تو ان کو تو فوڈ سٹیمپ نہیں ملے گا لیکن وہ حقدار تو ہوں گے۔

جناب راؤ کاشف رحیم:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:جی، میرے خیال میں اب پوائنٹ آف آرڈر ختم کریں۔جمعہ کی نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ذرا جلدی کریں۔اذان ہونے والی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!میری تحریک التوائے کار ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین:جی، بیٹھیں تو سہی۔میں آپ کو بتاتا ہوں۔راؤ صاحب آپ جلدی سے پوچھ لیں۔تحریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں۔میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(e) 83 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں یہ تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں چونکہ امن عامہ پر بحث کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔اس میں تحریک نمبر 1086 میاں شفیع محمد صاحب اور ڈاکٹر سامیہ امجد اور تحریک نمبر1099 جناب محمد شفیق خان جناب شیر علی خان اور ملک اعتبار خان کی ہے۔اب محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی پہلی تحریک التوائے کار ہے، نسیم لودھی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں ؟۔۔۔ موجود نہیں ہے.It is disposed of دوسری تحریک نمبر 1015 محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!مجھےfloor دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین:جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب چیئرمین!اس میں ایسے ہے کہ اگر ہاؤس کیsense ہو کیونکہ اس میں زیادہ تر جو تحاریک التوائے کار تھیں وہ لاء اینڈ آرڈر سے ہی متعلقہ

تھیں جن کا آپ نے کہا ہے کہ وہdispose ofہو گئی ہیں تو اگر ہاؤس کی senseہو تو اس میں چونکہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے تو ٹائم جو ہے وہ آپ کے سامنے ہے تو آپ اس کو take up کر لیں تاکہ ممبر اس میں بہتر انداز میں حصہ لے سکیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، take upتو نہیں ہو سکتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چلیں!اس کو take upنہ کریں۔یہ take up تو ہو ہی نہیں سکتیں۔ میں کہتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پر جنرل ڈسکشن کر لی جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شیر علی صاحب سے چونکہ out of turn وعدہ کیا گیا تھا تو یہ پیش کر لیں پھر اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر ڈسکشن کر لیں۔

ضلع اٹک میں درجہ چہارم کے ملازمین کی برطرفی

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔17 اٹک میں حال ہی میں 933 کے قریب بے روزگار اور دیگر درجہ چہارم کے ملازمین کو جو پنجاب ہائی وے میں ملازم تھے نکال دیا گیا ہے ان ملازمین میں سے اکثریت کا تعلق غریب گھرانے سے ہے جن کا روزگار یہ ملازمت تھی۔ یہ نہ صرف اپنا بلکہ اپنے بیوی بچوں اور والدین کی کفالت اسی نوکری سے کر رہے تھے اس طرح ان کو روزگار سے نکال کر حکومت نے سینکڑوں افراد کو فاقہ کشی پر مجبور کر دیا ہے جبکہ موجودہ حکومت کا visionزیادہ سے زیادہ روزگار فراہم کرنے کا ہے۔اس طرح ان غریب افراد کو ملازمت سے نکال کر حکومت نے اپنے visionکی خلاف ورزی کی ہے بلکہ سینکڑوں گھرانوں کے افراد کو فاقہ کشی پر مجبور کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ صرف میرے حلقہ میں اور ضلع میں بلکہ پورے صوبے میں حکومت کی پوزیشن کمزور

ہوئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!اس میں جیسا کہ commit ہوا تھا یہ تحریک out of turn انہوں نے take up کر لی ہے اس کا جواب تو میرے پاس فی الحال نہیں ہے تو آپ اس کو بدھ تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: Monday کے لئے کر دیں؟۔۔۔جی،Monday کو تو full day زراعت پر بحث ہے،Tuesday کے لئے آپ کی take up ہوئی ہے۔جی،اب آپ فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میری ایک انتہائی اہم نوعیت کی تحریک التوائے کار ہے جو میں نے 9۔فروری کو جمع کروائی ہے جس کا نمبر 76 ہے جس میں نابینا اساتذہ کرام کے ہوسٹل پر قبضہ کر کے انہیں ہوسٹل سے بے دخل کر دیا گیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ مجھے out of turn تحریک التوائے کار پڑھ لینے دیں۔ منسٹر صاحب اس کا جواب آج تو دے نہیں سکیں گے لہذا میری استدعا ہے کہ مجھے یہ تحریک پڑھ لینے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، پڑھ لیں،آپ پڑھیں۔

گورنمنٹ ٹریننگ کالج برائے نابینا اساتذہ کے ہوسٹل پر قبضہ سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار دی ٹیچرز آف بلائنڈ 31 شیر شاہ بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور پنجاب کا واحد کالج ہے جو 1987 میں قائم ہوا اور اس کے ساتھ ہی کالج میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے 100 کے قریب نابینا اساتذہ کرام کو رہائشی سہولیات کی فراہمی کے لئے لاکھوں روپے

کی لاگت سے کالج کے اوپر ہوسٹل بھی قائم کیا گیا جہاں صوبہ بھر سے آنے والے نابینا اساتذہ کرام بی ایڈ اور ایم ایڈ کی خصوصی تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن بد قسمتی سے امسال مذکورہ کالج کی پرنسپل مسز طاہرہ یامین کی آشیر باد سے صفیہ سلطانہ نامی لیکچرار نے کالج کے بوائز ہوسٹل پر قبضہ کر کے وہاں سے نابینا اساتذہ کرام کو بے دخل کر دیا اور ہوسٹل میں رہائش اختیار کر لی۔ مذکورہ کالج کے بوائز ہوسٹل پر قبضہ ہونے کی بابت نابینا اساتذہ کرام نے کالج پرنسپل، انتظامیہ اور اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا تو انہیں کوئی response نہیں ملا۔ مذکورہ واقعہ پر ایک طرف تو بے چارے نابینا اساتذہ کرام بھاری بھر کم اخراجات کے عوض پرائیویٹ رہائش اختیار کرنے پر مجبور ہیں اور دوسری طرف انہیں نابینا ہونے کی وجہ سے آمد و رفت میں بھی بڑی مشکلات اور دقت پیش آ رہی ہے جبکہ ایک سرکاری کالج کے سرکاری ہوسٹل پر پرنسپل کی آشیر باد سے قبضہ کرنے اور نابینا اساتذہ کرام کو ہوسٹل سے بے دخل کرنے پر مذکورہ کالج کے نابینا اساتذہ کرام اور ان کے لواحقین میں بالخصوص اور صوبہ پنجاب کے عوام میں بالعموم شدید غم و غصہ اور پریشانی کی لہر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی اب out of turn پیش ہوئی ہے تو اس کو منگل کے لئے pending فرمالیں۔

جناب چیئرمین: یہ بھی منگل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ فرح دیبا: نہیں، جناب! میری یہ تحریک التوائے کار ہے، مجھے اس کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ بہت ہی important ہے۔

جناب چیئرمین: آپ منگل کو لے آنا۔

محترمہ فرح دیبا: نہیں، جناب! یہ بہت important ہے۔ میں نے تین چار روز قبل یہاں یہ بات کی تھی اور لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ آپ تحریک التوائے کار لے آئیں تو پھر میں یہاں پر پہنچی ہوں۔ یہ گیارہ سو خاندانوں کے گھروں کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ اگر کوئی انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے تو یہ میرے ساتھ discuss کر لیں، اس پر جو ایکشن required ہوا اگر وہ آج ہی ہونا ہوا تو وہ آج ہی کروادیں گے تو یہ اس کو پیش سوموار کو کر لیں۔ آج چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آج چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے جو کہ ایک انتہائی اہم issue ہے تو آپ نے جو بات کرنی ہے اگر تو وہ کوئی انتہائی ضروری ہے تو وہ آپ لاء منسٹر صاحب کے آفس میں ان کو بتادیں، otherwise آپ پھر سوموار کو یہ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

محترمہ فرح دیبا: یہ میں پڑھ دیتی ہوں، صرف دو منٹ لگیں گے۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کو مل لیں، ٹھیک ہے ناں۔

محترمہ فرح دیبا: جی، ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر عام بحث

جناب چیئرمین: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم صوبہ میں امن عامہ پر عام بحث ہے، بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے ہوگا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔آج امن وامان پر بحث کے لئے ٹائم مختص ہے اور یہاں پر میں یہ بات بھی on record کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت اپوزیشن کے مطالبے اور ڈیمانڈ پر آج کا دن مختص کیا گیا تھا۔آج ٹائم کی قلت کے پیش نظر میں اس پر زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور میں اپنی تقریر کو صرف دو تین جو main points ہیں ان تک محدود رکھوں گا۔ یہ بات کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کے ساتھ جو ٹیم ہے وہ کس انداز سے اور کس حد تک اس صوبہ کے لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہے، جدوجہد کر رہی ہے۔ یہ معاملہ میں اس ہاؤس کے جو معزز اراکین ہیں ان کی زبان سے سننا چاہوں گا اور ان پر چھوڑوں گا کہ وہ اس بارے میں اپنی آراء کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ بات کرنی چاہوں گا کہ اس مرتبہ جو محرم الحرام کا وقت تھا اور وہ پہلے جو دس دن تھے تو اس میں مختلف قسم کی threats تھیں کیونکہ اس سے چند دن پہلے ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کے شہر بمبئی میں ایک حادثہ ہوا تھا اور اس حادثہ کے بعد انٹیلی جنس رپورٹیں اس طرح سے تھیں کہ وہاں کی جو انٹیلی جنس ایجنسیاں ہیں اور خاص طور پر راء جو ہے انھوں نے اس بات کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ اس دوران وہ ہمارے سوسائٹی اور ہمارے ملک کو destabilized کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی کام کریں گے تو اس پورے چیلنج کو پولیس نے single handedly face کیا ہے، ان پورے دس دنوں میں باقی فورسز رینجرز یا آرمی on alert تو تھیں، on call تو تھیں لیکن ان دس دنوں میں کسی جگہ پر آرمی کو call کیا گیا نہ رینجرز کو call کیا گیا اور پولیس نے single handedly اس چیلنج کو قبول کیا۔ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ان دس دنوں میں کوئی حادثہ نہیں ہوا اور جس دن دسویں محرم تھی اس دن پورے ملک میں دو جگہ شیخوپورہ اور جھنگ میں دو چھوٹے چھوٹے incidents ہوئے جن کو اگر بروقت pre-empt نہ کیا جاتا تو وہ بڑے incident میں تبدیل ہو سکتے تھے لیکن ان کو بروقت pre-empts کیا گیا۔اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا vision کہ انھوں نے تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو، اپوزیشن کے لوگوں کو، سب کو اس مرتبہ امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے شامل کیا اور اس سلسلے میں ایک

کیبنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی جو daily basis پر یہاں بیٹھ کر پورے صوبے کو مانیٹر کرتی رہی۔اس کے علاوہ آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور جہانزیب برکی صاحب اور ایک ہمارے ممبر صاحبزادہ فضل کریم صاحب تھے ان کے ذمہ لگایا گیا،انھوں نے پورے پنجاب کا tour کیااور موقع پر جاکر جو minor سے minor detail بھی تھی اس تک لوگوں کو آگاہ کیااور اس کے بعد اس طرح سے یہ ممکن ہوا کہ دسویں محرم تک کا سارا وقت پرامن ماحول میں گزرا۔ اس پر میں اس ایوان اور گورنمنٹ کی جانب سے بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے تمام اہلکاروں اور بالخصوص آئی جی پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: لغاری صاحب!کوئی اچھی بات آئے تو آپ بھی اس کو appreciate کر دیا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں تو پہلے ہی appreciate کر چکا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس کے علاوہ بعد میں دو incidents ہوئے ہیں،ایک ڈیرہ غازی خان کا incident ہوااور اس کے بعد ایک میانوالی میں incident ہوا۔ان incidents کی میں detailed میں تو نہیں جاتا لیکن آپ ڈیپارٹمنٹ اور گورنمنٹ کی اس بارے میں کہ جو ڈیرہ غازی خان میں حادثہ پیش آیا اس حادثے کی detail انکوائری کی گئی اور تمام ذمہ داران ایس ایچ او سے لے کر آر پی او تک کے خلاف کارروائی کی گئی اور اس کے بعد اسی میٹنگ میں محترم وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کمیٹی کو کہا کہ within three days آپ ہمارے پنجاب کے جو بارڈر ہیں،این ڈبلیو ایف پی اور بلوچستان سے جو لگتے ہیں اس کی رپورٹ کریں۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جو پنجاب کا بارڈر سرحد اور بلوچستان سے لگتا ہے وہ محفوظ نہیں ہے،وہاں پر so called طالبان یا دہشت گرد جو ہیں ان کی آمد ہے اور اس روٹ کے اوپر انھوں نے مختلف قسم کی کارروائیاں شروع کی ہوئی ہیں۔ یہ جس دن واقعہ میانوالی کا ہوا اس سے چند دن پہلے درہ طم میں ایک پولیس چوکی تھی وہاں پر دو میزائل داغے گئے اور اس کے کوئی چار دن بعد قدرت آباد میں جو چوکی ہے وہاں

پر یہ دلخراش اور انتہائی قابل مذمت واقعہ پیش آیا۔ جس میں چھ پولیس اہلکاران اور دو رضاکار شہید ہوئے-وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور میں موقع پر گئے، وہاں ہم نے ان شہداء کی نماز جنازہ میں شرکت کی، ان کے لواحقین اور وہاں پر موجود پولیس فورس کی حوصلہ افزائی کی اور حکومت پنجاب نے شہدا کے لئے جو خصوصی مالی گرانٹ کا پیکیج منظور کیا ہوا ہے وہ announce کیا-اس معاملے کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی تھی اس نے پوری detail میں جا کر پنجاب کے بارڈر کو دہشت گردوں سے محفوظ کرنے کے لئے ایک detail paper تیار کیا ہے-وہاں پر جو ہتھیاروں اور فورس کی کمی ہے اسے فوری طور پر پورا کیا جائے گا اور ہم وہاں پر بطور خاص ایک ایسی force establish کرنے جا رہے ہیں جو پولیس کا حصہ ہو گی جیسے ایلیٹ فورس ہے لیکن اس کی اس حوالے سے ایک سپیشل ٹریننگ ہو گی تاکہ دہشت گردوں کو پنجاب میں داخل ہونے سے روکا جائے-جب تک وہ force establish نہیں ہو جاتی اس وقت تک ہم نے وہاں پر فوری طور پر ایلیٹ فورس تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے-ابھی ایک معزز ممبر نے مجھے چٹ بھیجی ہے کہ آپ نے آج سے دو دن پہلے اس بات کی یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم نے ایلیٹ فورس کے basic purpose پر focus کرنے کے لئے اسے پروٹوکول ڈیوٹی سے withdraw کر لیا ہے تو انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ابھی تک ایلیٹ فورس وزراء کے ساتھ ڈیوٹی کر رہی ہے اس سلسلے میں categorically فیصلہ ہو چکا ہے-اس میٹنگ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے آئی جی پنجاب کو کہہ دیا گیا ہے کہ آپ تمام ایلیٹ فورس کو پروٹوکول ڈیوٹی سے withdraw کر کے جس specific purpose کے لئے یہ بنی ہے اس پر focus کیا جائے-میں یہ check کر لوں گا لیکن اگر کسی جگہ پر آرڈر پہنچنے میں کوئی دیر ہوئی ہو تو وہ علیحدہ بات ہے-بہر حال یہ حکومت کا فیصلہ ہے کہ ایلیٹ فورس ایک specific purpose کے لئے بنائی گئی ہے، وہ specific purpose کے لئے trained ہے-ہم اسے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور crime fighting کے لئے رکھیں گے اور اس سے کوئی اور ڈیوٹی نہیں لی جائے گی-یہ جو specific force بنے گی اسے تمام تر وسائل فراہم کئے جائیں گے خواہ ان کا حجم کتنا ہی کیوں نہ ہوا۔

جناب سپیکر!اس عرصے میں جو بہتر کام ہوئے ہیں میں ان کا مختصر تذکرہ کرنا چاہوں گا کہ اس دفعہ آٹے اور گندم کی سمگلنگ کا بہت بڑا مسئلہ تھا اس میں پورا صوبہ اور سوسائٹی مبتلا رہی-اس سلسلے میں 3127 ملزمان کے خلاف 2041 مقدمے درج کئے گئے-اسی طرح اس وقت یوریا کھاد کا مسئلہ بڑا اہم بنا ہوا ہے اس میں بھی ملوث 487 ملزمان کے خلاف تقریباً 458 مقدمات درج کئے گئے اور تقریباً 1 لاکھ 68 ہزار 312 بوریاں ان ذخیرہ اندوزوں سے ضبط کی گئیں جنھوں نے ذخیرہ اندوزی کر کے صوبے کو اس صورتحال سے دوچار کیا ہوا تھا-اسی طرح پتنگ بازی کے cases ہیں، قبضہ گروپ کے خلاف 707 cases کا اندراج کیا گیا- جواء خانوں کے خلاف 4747 کیسز کا اندراج ہوا اور 16088 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے-اسی طرح موبائل سمیں کرائم کے لئے بہت facilitate کرتی ہیں، جو سمیں unregistered بغیر کسی شناختی کارڈ اور بغیر کسی identification کے دی جاتی ہیں اس پر بھی پورا crack down کیا گیا ہے اور 10170 کے قریب مقدمات درج کئے گئے ہیں اور اس بات کو ensure کیا گیا ہے کہ سمیں identification کے بغیر قطعی طور پر نہ دی جائیں-اس طرح موجودہ حکومت اس بات سے انتہائی concern ہے اور ہمارا اس بات پر پوری طرح یقین ہے کہ اگر اس صوبے کے لوگوں نے ترقی کرنی ہے، اگر اس صوبے نے آگے بڑھنا ہے تو سب سے پہلے اس صوبے میں بسنے والے لوگوں کو جان و مال کا تحفظ حاصل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ان کے کاروبار کو تحفظ حاصل ہونا چاہئے، ان کی جائز legal activities کو تحفظ حاصل ہونا چاہئے اور اس مقصد کے لئے پولیس فورس کو تیار کرنے کے لئے مختلف تجاویز زیر غور ہیں۔ جس میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ پولیس فورس کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا جائے اور اس کے بعد جو فرد بھی کرپشن میں ملوث پایا جائے اس کے خلاف بالکل zero tolerance کا مظاہرہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں first step پر police constables کی بھرتی ہوئی ہے، میں on the floor of the House پورے ایوان کو

اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں اور سب نے اس بات کو observe بھی کیا ہے کہ کانسٹیبلان کی بھرتی میں قطعی طور پر کوئی political intervention نہیں تھی۔جب کچھ لوگوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو pressurize کیا کہ آپ کسی نہ کسی stage پر ہمیں اجازت دیں تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ہی بات کہی کہ میں پولیس میں سفارشی بھرتی کر کے اس قوم کو چوروں اور ڈاکوؤں کے سپرد نہیں کر سکتا اور انھوں نے اس پر پوری طرح عمل کیا۔

جناب والا!اس کے علاوہ اے ایس آئی cadre کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جارہی ہے۔اس میں کچھ حصہ مکمل ہو گیا ہے اور وہاں پر بھی کسی قسم کی سفارش یا interference کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اس کے بعد جو available آفیسر کی lot ہے آئی جی پولیس سے لے کر ہوم سیکرٹری اور downward بہترین professional ہیں جو اس قوم کے مفادات اور اس صوبے میں امن وامان کو قائم رکھنے کے ساتھ ذہنی طور پر committed ہیں،انہیں ڈی پی او،ڈی سی او اور آر پی او لگایا گیا ہے۔ میں on the floor of the House یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جو ٹیم امن وامان کی ڈیوٹی دے رہی ہے ان میں کوئی malafide assessment نہیں۔Bona fide assessment میں تو تھوڑا بہت فرق ہو سکتا ہے as human error لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے جس کو تمام تر reports کے بعد اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب نے خود انٹرویو کئے اور خود تسلی کئے بغیر اسے لگایا ہو۔اس طرح ایسی ٹیم کو میدان میں اتارا گیا ہے جو لوگوں کی جان ومال کی حفاظت کے لئے نہ صرف بہترین صلاحیتیں رکھتی ہے بلکہ ذہنی اور ایمانی طور پر بھی committed ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس اس سلسلے میں کافی تفصیل ہے لیکن چونکہ آج وقت کی کمی ہے اس لئے میں اپنی بات کو یہیں پر ختم کر کے اس معزز ایوان کو اس یقین دہانی کے ساتھ کہ آج وہ جو بھی آراء دیں گے، میں ایک اور بات بھی share کر لوں کہ تھانہ کلچر ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے، تھانہ کلچر کو بہتر کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو target دیا ہے کہ آپ ہمیں اس بارے میں تجاویز دیں اور ایک road map لے کر آئیں کہ آپ کس طرح سے تھانہ کلچر کو بہتر کر سکتے ہیں اور ہم کس طرح سے تھانے کا ماحول اس طرح کا کر دیں

کہ ایک مظلوم وہاں جاکر سکون محسوس کرے اور ایک بد معاش اور usurper وہاں جانے میں خوف محسوس کرے۔موجودہ انسپکٹر جنرل پولیس شوکت جاوید صاحب نے یہ چیلنج قبول کیا ہے کہ وہ جلد از جلد اس بارے میں ایک road map حکومت کو پیش کریں گے اور ہم وہ for discussion اس ایوان میں پیش کریں گے اور اس پر معزز ممبران کی تجاویز بھی لیں گے۔ہم نے اس کے ساتھ اس بات کو بھی attach کیا ہے کہ اگر پولیس ڈیپارٹمنٹ اس بارے میں آگے آتا ہے تو حکومت بھی ان کی تنخواہوں،ان کی سہولتوں اور ان کے باقی مسائل حل کرنے کے لئے غور کرے گی۔میں اس کے ساتھ ہی معزز ممبران کو یہ دعوت دوں گا کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے پنجاب حکومت کی کارکردگی اور پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے ایک positive concrete and based on suggestions بات کریں چونکہ لاء اینڈ آرڈر صرف حکومتی بنچوں کا مسئلہ نہیں ہے،یہ صرف حکومت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ اپوزیشن اور حکومت کا بالکل ایک جیسا مسئلہ ہے۔ اس پر قطعی طور پر کوئی political scoring کی بات نہیں ہونی چاہئے۔دونوں طرف سے تجاویز آئیں اور آج اسی مقصد کے لئے پولیس کے سربراہ اور ہوم سیکرٹری کو،میں نے بطور خاص آنے کا کہا تھا اور وہ موجود ہیں،وہ معزز اراکین کی تجاویز note کریں گے اور میں بھی کروں گا اور انشاء اللہ ہم سب مل کر کوشش کریں گے کہ پنجاب امن وامان کا گہوارا بنے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،محمد یار ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ آج جو بحث اور discussion ہو رہی ہے ہم اس کو productive ہی رکھنا چاہتے ہیں۔میں پنجاب کی عوام سے،اس صوبے کی عوام سے،اس صوبے کے ایم پی اے صاحبان اور اپنے media کے بھائیوں سے آج یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آج 13۔فروری 2009 کو وہ اپنے آپ کو ایک سال پہلے سے زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں؟

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے Yes, Yes اور الحمد للہ کی آوازیں)

جناب سپیکر!party politics کو side پر رکھ کر اس سوال کا ہم جواب دیں تو نہیں میں جواب آئے گا۔ میرے ساتھی ابھی Yes, Yes کی آوازیں لگا رہے تھے اگر ایسا ہے تو پھر ہر وزیر نے تین تین پولیس کی گاڑیوں کے علاوہ ایلیٹ فورس کو بھی ساتھ کیوں رکھا ہوا ہے؟ اگر انھیں اپنی جان و مال کا تحفظ حاصل ہے تو پھر وہ اتنے پروٹوکول اور اتنی حفاظت کا کیوں بندوبست کرتے ہیں؟ اس صوبہ پنجاب میں law and order کی صورتحال کا آج یہ حال ہے کہ ہماری ایک معزز ایم پی اے کا موبائل اسمبلی کے باہر سے چھین لیا گیا۔ ان کی گاڑی اشارے پر رُکی اور وہاں سے کسی نے دروازہ کھول کر موبائل چھین لیا۔ جب لاہور پنجاب کے دل میں اس طرح ہو رہا ہے تو باقی صوبے کا کیا حال ہو گا؟ (قطع کلامیاں)

میں گزارش کروں گا کہ یہ discussion ہو رہی ہے لہذا ان کو قواعد و ضوابط کا خیال بھی رکھنا چاہئے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ No, cross talk. ان کی بات سنیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آج سے ایک سال پہلے یہ کسی نے نہیں سوچا تھا کہ طالبان پنجاب میں آ جائیں گے۔ آج ہمارے بارڈر کے جتنے بھی اضلاع ہیں ان کے اندر کوئی نہ کوئی حادثہ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے طالبان کا fear اب پنجاب میں بھی آ گیا ہے۔ آج امن و امان اور lawlessness کا یہ حال ہے کہ ایم پی ایز کے گھروں تک ڈاکے پڑ جاتے ہیں اور پولیس بھی ان کے گھروں میں پوچھے بغیر داخل ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! میں آپ کو صرف ایک بات کہوں گا کہ تعصب کی عینک اُتار کر بحث کریں۔ یہ آپ اور سب کی بہتری کے لئے ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Chair کی شان کے خلاف ہے، یہ آپ کی شان کے خلاف ہے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ تم یہ بات کرو اور یہ نہ کرو۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں یہ بات نہیں کر رہا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ بھی ہمیں تعصب کی نظر سے نہ دیکھیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات تو سنیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اچھی اچھی تجاویز دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جمعہ کی نماز کا وقت ہونے والا ہے لہذا ہراج صاحب کو بات کرنے دیں۔اس کے بعد اگر کسی کو اس پر اعتراض ہے یا کوئی جواب دینا چاہتا ہے تو وہ اپنی باری پر یہ جواب دے لے۔ ہم نے وزیر قانون صاحب کی تقریر کے دوران مداخلت نہیں کی لہذا اب حکومتی بنچ بھی ہراج صاحب کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔ان کو بات مکمل کرنے دیں ورنہ ہم یہاں سے باہر چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات کر کے زیادتی کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ ان کو سنیں، اس کے بعد وزیر قانون صاحب نے wind up speech کرنی ہے وہ ہماری باتوں کا جواب دے دیں گے۔اگر آپ کو لاء منسٹر بننے کا شوق ہے تو نیچے آ کر بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: آپ بات تو سنیں، یہ شوق تو سارے پورے ہو چکے ہیں۔اللہ کا فضل و کرم ہے، ایسی بات نہیں ہے۔اگر آپ کو میری بات سمجھ نہ آئے تو دوبارہ پوچھ لیا کریں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جو بھی تجاویز دیں ان میں تعصب کی عینک نہیں ہونی چاہئے، اتنی بات تھی۔ یہ جو تجاویز دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ہمیں جو چیز اچھی معلوم ہوتی ہے اس کی ہم نے ہمیشہ تعریف کی ہے۔آپ ہماری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں، نہ صرف میں بلکہ پورا ہاؤس آپ کی بات سن رہا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: سپیکر اور جج کا کام سننا ہوتا ہے۔اگر جج dictation دینا شروع کر دیں تو کام نہیں چلتا اس لئے وزیر قانون صاحب اپنی wind up speech میں جواب دے دیں گے۔آپ براہ مہربانی جج بن کر بیٹھیں، آپ منصف بنیں۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر، میں تو اپنی پوری کوشش کرتا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ مجھے بات مکمل کرنے دی جائے۔ میرا ایک موقف ہے اور مجھے اس کو present کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!ہم نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ جب حکومت کی طرف سے کوئی positive چیز نظر آئے تو ہم اس کو appreciate کریں۔ محرم الحرام کے دوران حکومت نے امن وامان کی بحالی کے لئے جو arrangements کئے ہم نے ان کو appreciate کیا تھا۔ یہ افسوسناک بات ہے کہ چالیسویں پر ڈیرہ غازی خان میں دھماکہ ہوا لیکن ہم نے اس سے پہلے یہاں آ کر appreciate کیا تھا کہ محرم امن وامان سے گزر گیا۔

جناب سپیکر! مجھے یہاں بولنے کا حق ہے اور میں اپنا مؤقف پیش کرنا چاہتا ہوں۔آج صوبائی اسمبلی جو کہ پنجاب کی custodian ہے، پنجاب کے عوام کے حقوق کی custodian ہے اس کے سامنے موبائل فون لوٹ لئے جاتے ہیں اور ادھر سامنے ہی دھماکے بھی ہوئے ہیں۔اگر ہم اس پنجاب اسمبلی کے سوفٹ کے اندر بھی امن وامان قائم نہیں رکھ سکتے تو پھر باقی پنجاب میں کیسے امن و امان قائم رکھنے کی بات کریں گے؟ہماری خواہش تھی کہ وزیر قانون اپنی policy statement دیتے لیکن انھوں نے کچھ اقدامات کی بات کی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ وہ اچھے اقدامات کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، ہم یہاں پر نظام بنانے آئے ہیں،نظام تبدیل کرنے آئے ہیں، نظام بہتر کرنے آئے ہیں، عوام کو یہ دکھانے آئے ہیں کہ ہم یہاں کچھ سوچ و بچار کے بعد ایسے steps لیں گے کہ جن کی وجہ سے پہلے سے موجود نظام بہتر ہوگا۔انھوں نے جو تقریر کی ہے اس میں حکومت کی پالیسی اور نظام کی کیا تبدیلی بتائی ہے؟انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے اچھے افسر لگائے ہیں۔ہر طرف اچھے افسر لگانے کا ہمارا فیصلہ ہے تو ہمیں یہ بتائیں کہ ان بُرے افسروں کا کیا بندوبست کیا گیا ہے جن کا انھیں معلوم ہے کہ وہ اچھے افسر نہیں ہیں،وہ رشوت خور ہیں یا دوسری چیزوں میں ملوث ہیں تو کیا ان کو سروس سے نکال دیا گیا ہے یا ان کو بھی ابھی تک پولیس سروس میں رکھا ہوا ہے،اگر معلوم ہے کہ افسر بُرے ہیں تو ان کو پنجاب حکومت نے کیوں pay role پر رکھا ہوا

ہے،اگر ان کو اچھے افسر ملے ہیں توانھوں نے junior officers کو D.P.Oکیوں لگایا ہوا ہے؟ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہمیں معلوم ہے کہ بُرے افسر کون ہیں تو ان کو ہمیں سروس سے نکالنا چاہئے۔ ہمیں کوئی bold steps لینے چاہئیں۔ پچھلے 60 سالوں سے ہم اسی ایک circle میں چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں policy solutions, policy decisions and policy steps پر بات کرنی ہے۔ رانا صاحب نے جو action steps بتائے ہیں یہ وہی ہیں جو ہم پچھلے ایک سال سے اخبارات میں پڑھتے آ رہے ہیں اور جس کے نتیجے میں تین دن پہلے ایک ایم پی اے صاحبہ کا فون اسمبلی کے باہر سے چھین لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے good governance کی بات سنی ہے، میری بھی خواہش ہے کہ اس صوبے میں good governance ہو لیکن ان باتوں کو صرف اخبارات کی حد تک محدود نہ رکھا جائے۔ اگر Elite Force پروٹوکول میں لگی رہے گی تو عوام کے حقوق اور ان کی جان و مال کے تحفظ کے لئے کون ہو گا؟ ہمیں خوشی ہے کہ وزیر قانون نے on the floor of the House کہا ہے کہ آئندہ سے ایلیٹ فورس یہ کام نہیں کرے گی۔ ہمیں یہ بھی خوشی ہے کہ یہ ہم نے point out کیا اور انھوں نے ہماری اس بات کو acknowledge کیا ہے۔ پچھلے ایک سال سے ایلیٹ فورس صرف V.I.Ps کو ہی protect کرتی رہی ہے اسی لئے ہر طرف دھماکے ہو رہے ہیں، ہر طرف خود کش حملے ہو رہے ہیں اور طالبان یہاں گھس آئے ہیں۔ ہمارے جو institutions of the State ہیں، ہمارے جو institutions of the Province ہیں ان میں ایک بارڈر پولیس بھی ہے جس میں آدھی سے زیادہ vacancies خالی پڑی ہیں۔ اگر ان اسامیوں کو ہی پچھلے سال میں پُر کر دیا گیا ہوتا تو شاید یہ طالبان جو پنجاب میں گھس رہے ہیں ان کے لئے بھی کوئی stoppage ہوتی، ان کے لئے کوئی speed bump ہوتا اور وہ اتنی آسانی سے ہمارے صوبے کے اندر نہ گھس آتے۔ اس وقت جب ہم governance کی بات کرتے ہیں تو مجھے لگتا ہے کہ پنجاب میں دو parallel system چل رہے ہیں۔ ایک سسٹم پنجاب سیکرٹریٹ

کے through ہے، دوسرا سسٹم پنجاب کی کمیٹیوں کے ذریعے ہے اور شاید ایک تیسرا سسٹم ہے جس میں ہمارے وزیر صاحبان ہوتے ہیں جن کو کسی بات کا پتا ہی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ parallel government, parallel system کو بنانے کی بجائے ہمارے جو existing systems ہیں ان کو آگے چلائیں، ان کو تحفظ دیں۔ عوام اور administration میں multiple systems, multiple setups, create کر کے confusion create نہ کریں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے عوام کو تحفظ دینا ہے، ہم نے عوام کے حقوق کو protect کرنا ہے۔ مجھے یہ بتائیے کہ ایک سال ہو گیا ہے، پچھلے فروری کے الیکشن سے اب تک ایک سال ہو گیا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ on the floor of the House ہمیشہ ان کی طرف سے الزامات آتے تھے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آدھا گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: شکریہ۔ جناب والا! ان کی طرف سے ہمیشہ یہ الزام آتا تھا کہ پولیس نظام صحیح نہیں ہے، ڈی پی او یہ کر رہا ہے، وہ کر رہا ہے اور ڈی سی او یہ کر رہا ہے۔ اب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایک سال میں انہوں نے پولیس کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے کتنی قانون سازی کی ہے، کتنی legislation پنجاب اسمبلی کے floor پر آئی ہے جس سے یہ نظام بہتر ہو جائے گا؟ ایک بل بھی ابھی تک اس floor پر نہیں آیا اور جو ایک بل ابھی آنا ہے اور جو legislation ابھی pending ہے اس میں صرف اور صرف یہ change کیا گیا ہے کہ کوئی بھی سیاسی شخص بغیر trial کے، بغیر کسی allegation کے اٹھا کر جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ سب کچھ D.C.O یا E.D.O کے کہنے پر کیا جائے گا۔ یہ تو civil dictatorship ہے۔ آپ کی حکومت کو صرف یہ ایک قانون ملا تھا جس کے ذریعے سے ابھی یہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس صوبے میں امن و امان کا کوئی issue نہیں ہے۔ ان جیسے draconian اور villain laws کو ہم promote کرنے کی بجائے صحیح قسم کی باتیں کریں۔ ہم دیکھیں کہ پنجاب پولیس کے نظام میں corruption کیوں ہے، کیا issues ہیں؟ کس قسم کے issues ہیں check and balance کا system کس طرح سے

ہونا چاہئے،Judges and judiciaryکا نظام کس طرح سے ہونا چاہئے، ان کا کیا roleہونا چاہئے؟ ہمیں تو ان چیزوں پر legislationلانی چاہئے۔اس پر نہیں کہ D.C.Oکے کہنے پر کسی کو بھی اٹھا کر تین مہینے کے لئے جیل میں ڈال دیا جائے اور اس کو اپیل کرنے کا کوئی اختیار بھی نہ ہو۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں گزارش یہ کروں گا کہ جو senior officersہیں ان کو senior officersکا کام کرنے کے لئے رکھا جائے اور جو junior officersہیں ان کو ان کے کام کے لئے رکھا جائے۔اگر سیکرٹری T.M.Oکی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں تو پھر صوبے کی پالیسیاں کون بنا رہا ہے؟ یہ break down of governanceہے اور جب یہ break down of governanceہوتی رہے گی تو اس کا رزلٹ بھی آپ کو پتا ہے کہ کیا ہو گا۔یہ خان پور سے ایم پی اے بیٹھے ہیں، میں خانیوال سے اور یہ ڈیرہ غازی خان سے بیٹھے ہیں۔کوئی ایم پی اے ایسا نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ پچھلے سال میں سیاسی پرچے پہلے سے کم ہوئے ہیں بلکہ اب پرچے کروانے کا ریٹ بھی بڑھ گیا ہے،S.H.Oکی رشوت بھی بڑھ گئی ہیں اور پرچوں کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں اپنی تقریر کو concludeکرنا چاہتا ہوں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر کوئی seriousnessکے ساتھ law and orderپر پالیسی بنانی ہے تو ہم حاضر ہیں۔ہم حکومت کے شانہ بشانہ چلیں گے،اگر کوئی serious policy makingکرنی ہے تو ہم حاضر ہیں۔ہم میں دو چار شاید پڑھے لکھے بھی ہوں ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ جو حکم کریں،جب حکم کریں ہم حاضر ہیں ، کسی قسم کی discussionکے لئے بھی حاضر ہیں لیکن ان چیزوں کو seriouslyلیا جائے اور پنجاب کے اندر جو ایک serious law and order breakdownہو رہا ہے اس کو preventکیا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:جناب اعجاز احمد خان صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔میجر عبدالرحمٰن صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!میری چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ابھی وزیر قانون صاحب نے border کو secure کرنے کی بات کی ہے۔ آئی جی صاحب بھی ڈیرہ غازی خان میں بلوچ لیوی کے commandant کے طور پر serve کر چکے ہیں۔ بلوچستان اور پنجاب کا جو بارڈر ہے ایک بہت پرانی فورس ہے جس کو بارڈر ملٹری پولیس کہتے ہیں اس کے اوپر ایک بل بھی 2006 میں آیا تھا اس کے اندر کچھ خامیاں تھیں ان کو دور کرنے کے لئے، کیونکہ یہ 1904 کا ایک قانون تھا جس کے تحت یہ فورس بنی ہوئی تھی اور اسی کو آج کے وقت کے ساتھ مطابقت کے لئے بل لایا گیا تھا۔ 2006 سے لے کر اب تک اس کے service rules کا معاملہ Law Department اور Home Department کے درمیان shuttle cock بنا ہوا ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس کے اندر اور بلوچ لیوی کے اندر اس وقت تقریباً آدھی vacancies خالی پڑی ہوئی ہیں۔ ہمارا جو بارڈر ملٹری پولیس کا commandant ہوتا ہے وہ وہاں کا P.A ہوتا ہے اور پرانی روایت یہ ہے اور آئی جی صاحب ایک سنیئر آفیسر ہیں اور اس علاقے میں serve بھی کر چکے ہیں کہ ایک سینئر اسسٹنٹ کمشنر P.A ہوا کرتا تھا۔ جو موجودہ P.A ہیں، میں کسی کی ذات کے متعلق عرض نہیں کر رہا لیکن وہ آدمی P.A بنے جو کہ کمانڈ کا بھی تجربہ رکھتا ہو اور ایڈمنسٹریشن کا بھی تجربہ رکھتا ہو اور سینئر بھی ہو کیونکہ یہ P.A کی جو پوسٹ ہے یہ واحد پوسٹ ہے جس کے پاس judicial powers بھی ہیں اور executive power بھی ہے اور فورس کا کمانڈر بھی ہے۔ جب یہ فورس effective ہو جائے گی تو پھر ہمارے جو border areas ہیں وہ قبائل جو ان علاقوں کے اندر رہتے ہیں ان سے بنی ہوئی یہ ایک فورس ہے اور چونکہ پورا قبیلہ اس کے اندر involve ہو جاتا ہے۔ یہ community policing کا ایک بہترین model ہے۔ مہربانی کر کے اس کا infrastructure مزید بہتر کیا جائے اور اس کی جو vacancies ہیں ان کو جلد از جلد fill کیا جائے۔ اس سے بھی ہمارے لئے ایک buffer zone بن جائے گا۔ یہی میری ایک گزارش تھی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے بلاتامل یہ کہنا چاہوں گا کہ آج کے دور میں آج کے وقت میں law and order situation موجودہ حکومت کی بہتر حکمت عملی کی وجہ سے بہتر ہوئی ہے۔ جو لوگ ان میں، میں بھی شامل ہوں آج سے ایک سال پہلے insecure feel کرتے تھے آج وہ law and order کی بہتر حکمت عملی کی وجہ سے اپنے آپ کو زیادہ secure feel کر رہے ہیں۔ خاص طور پر جرائم کے اندر کمی آئی ہے اس میں مویشی چوری، چوری، ڈکیتی، جعلی ادویات کی فروخت ان کے اندر خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے لیکن بڑھتی ہوئی آبادی اور دیگر عوامل کی وجہ سے جرائم ہمیشہ آگے چلتے رہتے ہیں اور جو اس وقت کی حکومت ہوتی ہے وہ اپنی پالیسیوں میں بہتری لاتی رہتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ There is always room for improvement. تو اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کچھ suggestion دینا چاہوں گا جو کہ امن عامہ سے متعلق ہیں۔

سب سے پہلے میری suggestion ہے کہ ایک تھانے کا جو S.H.O ہوتا ہے یعنی Station House Officer اس کی ایک ذمہ داری ہے بلکہ law and order سے متعلق ٹوٹل ذمہ داری اپنے علاقہ کے اندر اس کی ہے۔ لیکن اس وقت جو مختلف قسم کی پولیس معرض وجود میں آچکی ہے۔ جس طرح پنجاب ہائی وے پٹرولیم ہے، اسی طرح سٹی ڈسٹرکٹ کے اندر جو دوسرے لوگ آگئے ہیں جیسے ٹریفک وارڈن ہیں یا پھر prosecution کی بھی علیحدہ پولیس بن چکی ہے ان کے اندر unification of command نہیں ہے جس کی وجہ سے عوام کو پریشانی ہے اور پولیس کی کارکردگی بھی متاثر ہو رہی ہے۔ اس لئے میری یہ suggestion ہے جتنی بھی قسم کی پولیس ہو اس area کے اندر جب operate کر رہی ہو تو وہ S.H.O کے ماتحت آنی چاہئے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ adhocism جو ہے. It doesn't pay۔ مثلاً پنجاب ہائی وے پولیس high way patrolling کے لئے بنائی گئی ہے۔ اب پالیسی کے اندر ایک recently change آئی ہے کہ ان کو main high way کے اوپر ٹریفک کی ذمہ داریاں بھی دینی شروع کر دی گئی ہیں۔ یہ سراسر غلط بات ہے کیونکہ وہ لوگ ٹریفک کنٹرول کرنے کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی

وہtrainedہیں اس لئے جس کام کے لئے جس قسم کی پولیس کوtrainedکیا گیا ہے اس کی ان کو ذمہ داری دیں اور اسی کا وہ کام کریں۔ جیسے آپ کے ٹریفک وارڈن ہیں ان کوmain citiesکے لئےtrainedکیا گیا اور اب ان کوrural areasمیں تحصیلوں کے اندر بھیج دیا گیا ہے جہاں کے لئے وہ trainedنہیں ہیں اس کے cultureکو وہ نہیں جانتے، ان کے مطابق ان کی trainingنہیں ہے تو اس سے عوام کے لئے مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں اور عوام اور پولیس کے درمیان دوریاں بھی پیدا ہو رہی ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ جو بھی نظام ہو مستقل بنیادوں پر ہو اور اسی کو چلنے دیا جائے، اسی میں ہی بہتری تلاش کی جائے، نہ کہ ہر روز اپنی پالیسیاں بدل دی جائیں۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہماری جو سب سے بڑیcrime nurseryہے وہ جیل ہے۔ جیلوں کو جب تک ہم improveنہیں کریں گے اس وقت تک ہمارے crime rateمیں بھی کمی نہیں آئے گی۔ نئے جرائم پیشہ لوگ پرانے جرائم پیشہ لوگوں سے جیل میں ٹریننگ لے کر باہر عوام کے لئے مصیبت کا باعث بنیں گے۔اس کے ساتھ ہی میری یہ گزارش ہے کہ ہماری عدالتوں کے اندرdeferred punishmentکا رواج ڈالا جائے۔ پہلی دفعہ اگر کوئی چھوٹا موٹا جرم سرزد ہو جائے تو ان کو جیلوں میں بھیجنے کی بجائے ان کو deferred punishmentکا رواج ڈال کر ان کو بہتر شہری بننے کا موقع دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے ماحول میں کافی بہتری آنے کے امکان ہیں۔اس کے بعد جرائم کو بڑھانے کے لئے judicial roleبھی بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ جب ہمjudicial roleکی بات کرتے ہیں تو صرف جج یا مجسٹریٹ نہیں بلکہ judicial role شروع ہوتا ہے اس چپڑاسی سے، اس نائب قاصد سے جو جج کے دروازے کے آگے کھڑا ہو کر رشوت وصول کر رہا ہے، یہroleشروع ہوتا ہے اس ریڈر یا اس کلرک کی جگہ سے جہاں پر وہ پیسا لے کر تاریخ دیتا ہے، یہroleشروع ہوتا ہے وہاں سے جہاں ایک آدمی گواہ کے طور پر جا رہا ہے جو انصاف دینے میں حکومت کی مدد کر رہا ہے اس کو بھی اتنا ہی خوار ہونا پڑتا ہے جتنا کہ مدعا الیہ یا مدعی کو خوار ہونا پڑتا ہے۔ جب تک اس سسٹم کو بہتر نہیں کیا جاتا آپ نے یہ واقعہ سنا ہو گا کہ چند دن پہلے ایک خاتون نے اپنے بھائی کے قاتل کو عدالت کے اندر گولی مار دی تو یہ

ظاہر کرتا ہے کہ لوگ اس انصاف سے کتنا تنگ آئے ہوئے ہیں یا کتنے مایوس ہیں کہ وہ خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو حکومت کو اس مایوسی کو ختم کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر! پچھلے زمانے میں پنچائتی نظام، نمبر داری نظام اور سول ڈیفنس کا نظام، یہ تین نظام تھے جو لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے اندر بہت بڑا کردار ادا کر رہے تھے۔ بد قسمتی سے یہ تینوں نظام ہماری سوسائٹی کے اندر ناپید ہو رہے ہیں یا ان کو جان بوجھ کر ختم کیا جا رہا ہے۔ آج بھی ہندوستان کے اندر پنچائتی سسٹم بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب پنچائتی طور پر صلح ہو جاتی ہے تو پولیس اس صلح کو نہیں مانتی لہذا اس کو legal coverage دیا جائے کہ جب پنچائتی بنیاد کے اوپر صلح صفائی ہو جاتی ہے تو اس کو پولیس قبول کرے اور اس کو قانونی coverage ملنا چاہئے۔ اسی طرح ہمیں نمبر داری نظام کو بحال کر کے اور مضبوط کر کے لاء اینڈ آرڈر کے اندر ان کو role ملنا چاہئے اسی طرح سول ڈیفنس کی organization کو مضبوط کر کے اس کو لاء اینڈ آرڈر کے اندر accommodate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس وقت police service structure کافی بہتر ہو چکا ہے اور کافی بہتر کیا جا رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی پولیس کی working condition کو بہتر کرنا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ تھانے کے اندر اگر 100 ملازم ہیں تو ان کے سنگل رہنے کے لئے جگہ نہیں ہے، What to talk of the family accommodation. تو میری یہ گزارش ہے کہ ہر تھانے کے اندر کم از کم پچاس فیصد family accommodation مہیا کی جائے اور اس کے لئے اس بجٹ کے اندر رقم مختص کی جائے تاکہ جو لوگ تھانے کے اندر اپنی فیملی رکھنا چاہیں وہ رکھ سکیں اور باقی لوگوں کو سو فیصد single accommodation available ہونی چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی ٹریننگ کے اندر public friendly ماحول مہیا کرنے کی تربیت دی جائے کیونکہ اس وقت موجودہ حالات کے اندر عام شریف آدمی تھانے جانے سے گھبراتا ہے کیونکہ وہاں پر public friendly ماحول نہیں ہے۔

میری ایک suggestion ہے کہ جو لوگ فوج سے ریٹائر ہونے والے ہوتے ہیں ان کی ایک paramilitary force تیار کی جائے specially to fight against the

terrorism and deteriorating law and order situation.اس سے گورنمنٹ کو کوئی فالتو مالی بوجھ نہیں پڑے گا۔اس کے لئے میں نے ایک سکیم تیار کی ہے میں وہ لاء منسٹر صاحب کو بھجوا رہا ہوں اس کی detail یہ ہے کہ 33/32 سال کی عمر میں ایک فوجی ریٹائر ہوتا ہے اس کو ریٹائر کرنے کی بجائے اس سے option لے کر اس کے گھر کے تھانے یا گھر کے ضلع میں paramilitary force کے اندر ٹرانسفر کر دیا جائے اور اس کو اس وقت پنشن نہ دی جائے،super annuation stage کے اوپر جا کر وہ اپنی پنشن لے تو اس طریقے سے گورنمنٹ کو کوئی فالتو خرچ نہیں کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر:اب wind up کریں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!میں اپنی بات کو یہیں پر ختم کرتا ہوں۔آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے بہت ٹائم دیا۔میں اپنی باقی تجاویز لکھ کر لاء منسٹر صاحب کو بھجوا دوں گا۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی،مستی خیل صاحب،کھڑے ہوں جناب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ یہ بہت important topic on law and order ہے اس کے لئے ایک دن بڑھایا جائے۔میں اس موقع پر میاں محمد شہباز شریف،موجودہ حکومت اور آئی جی کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ محرم میں امن وامان کی جو بہترین صورتحال رہی اس کے لئے پورے پنجاب کو شکرانے کے نوافل ادا کرنے چاہیئں۔

جناب سپیکر!میں چند باتیں کروں گا۔ایک یہ کہ ہماری پولیس کی ٹریننگ ابھی تک 1861 کے پرانے track پر کی جا رہی ہے اس میں کوئی جدت یا modern techniques والی بات نہیں ہے۔جیسا کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی کہتے ہیں اور خاص کر ہمارے region میں bomb blast or suicide attack کا کوئی concept نہیں تھا اس کے لئے ہماری پولیس کی ٹریننگ نہیں کی جا رہی تو اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ اس ٹریننگ کو modern

techniques پر کیا جائے اور ہماری پولیس کو جدید سے جدید تر اوزار دیئے جائیں جس کے لئے میری suggestion ہے چونکہ میرا تعلق ضلع بھکر سے ہے جہاں بھکر اور میانوالی دو blast ہو چکے ہیں اور بھکر towards Waziristan or Frontier Province very easy way ہے تو اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ پنجاب کے جو entry points ہیں ان کی bridges پر rapi scan system introduce کروایا جائے جو damper and trucks کی ایک گھنٹے میں scanning کر سکتا ہے اور اس کے اندر اگر کسی قسم کا کوئی مواد ہوتا ہے تو فوری طور پر سائرن بجنا شروع ہو جاتے ہیں اور اس کی اتنی قیمت بھی نہیں ہے۔

میں دوسری گزارش کروں گا کہ ہمارے پنجاب کے اندر مارکیٹس کی انتظامیہ کو اعتماد میں لے کر قانون سازی کر کے road blockers introduce کروائے جائیں جیسا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے آگے لگائے گئے ہیں ان کی بھی کوئی اتنی زیادہ قیمت نہیں ہے، یہ پاکستانی 15 لاکھ کا ملتا ہے اور باہر کا 50 لاکھ کا ہے۔ جہاں تک میری information ہے 450 افراد کو ایک پولیس والا cater کر رہا ہے حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ 40 سے 50 افراد کو ایک پولیس والا cater کرے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ فوری طور پر بھرتی کی جائے اور جو V.V.I.P movements کے لئے ایلیٹ فورس کو لگا دیا گیا ہے جو پولیس کی سب سے trained force ہے، no doubt V.V.I.P کی safety بھی ضروری ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پولیس کی capability enhance کر کے مختلف اضلاع سے باقی لوگوں کو بھی مرحلہ وار ٹریننگ کے لئے بھیجا جائے۔

جناب سپیکر! میں بہت important suggestions دے رہا ہوں چونکہ میں Federal Parliamentary Secretary Interior رہا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ مرکز میں کیا کیا حالات ہوتے ہیں اس کے علاوہ ہمارے entry points of big cities کو کم از کم کیا جائے اور ان entry points پر وہ سسٹم لگایا جائے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے میں نے وہ سسٹم آپ کو بتایا ہے، وہ سسٹم لاگو کیا جائے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام آباد سے لاہور تک موٹروے پر جو بھی ٹریفک چلتی ہے تو راستے میں کہیں بھی چیکنگ نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں اس وقت تک امن وامان کی صورتحال بہتر نہیں ہو گی جب تک آپ کی معیشت بہتر نہیں ہو گی۔ اس کے علاوہ تھانہ کلچر کیسے بہتر ہو گا؟ پولیس والے بھی ہمارے بھائی ہیں ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے سہولیات ہونی چاہئیں، ان کو بیماری میں ادویات مفت ملنی چاہئیں اور ان کی رہائش کے لئے بھی بہتر انتظام ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر! ایک بہت اہم سسٹم جو اسلام آباد میں American Embassy میں لگایا گیا ہے، جسے sensor کہا جاتا ہے وہ sensor دس، دس کلو میٹر تک کی range کو watch کرتا ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اگر ہم ہر جگہ نہیں لگا سکتے تو کم از کم لاہور، راولپنڈی اور ملتان جیسے بڑے شہروں میں sensors introduce کرائے جائیں تو صورتحال بہتر ہو سکتی ہے اور ہمارا جو red zone area خاص طور پر مال روڈ اور جہاں دفاتر ہیں ان کی بھی security بڑھائی جائے۔

جناب والا! ہم نے پچھلے بجٹ میں جج صاحبان کی تنخواہیں massive بنیادوں پر بڑھائی ہیں تو ان کے ساتھ ساتھ پولیس کو بھی incorporate کیا جائے تاکہ وہ بھی بہتر ہو جائے۔ اس کے علاوہ پولیس کے جو ٹریننگ سنٹر ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے ہی تین منٹ زیادہ لے لئے ہیں۔ آپ wind up کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ پولیس والے ہمارے بھائی ہیں۔ ان کو آرمی کے ٹریننگ سنٹروں کے ساتھ link کر دیا جائے اور پولیس کے لوگوں کو وہاں بھجوایا جائے۔ انھیں bomb blast اور suicide attacks کے خلاف خصوصی ٹریننگ دلائی جائے۔ یہ بہت بڑا subject ہے اور آپ ایک گھنٹے میں بحث کروانا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے پاس اتنے اچھے points ہیں آپ اس کے لئے ایک دن بڑھا دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب احمد حسین ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: تین منٹ ہیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! کم از کم 5 منٹ تو دیں۔

جناب سپیکر: آپ دیکھیں آج جمعہ کا دن ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! اگر ہم بات ہی نہ کر سکیں تو پھر کیا فائدہ ہے؟ صرف 5 منٹ دے دیں۔یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس کے لئے آپ کو وقت دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: سوموار کو زراعت پر بحث ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! منگل کا دن رکھ لیں۔یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! منگل کا دن رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جتنے دوست بات کر سکیں ان کی تجاویز آ جانی چاہئیں اور باقی جتنے دوست تجاویز دینا چاہتے ہیں اور ہاؤس میں موجود ہیں وہ تحریری طور پر اپنی تجاویز ہمیں دے دیں کیونکہ سوموار کو زراعت اور کھاد کے حوالے سے بحث ہونی ہے اور سب کی رائے ہے کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے۔ منگل کو Private Members Day ہے۔اس کے بعد ہم نے دو دن legislation کے لئے رکھے ہیں کیونکہ چار بل ہیں جو بہت اہمیت کے حامل ہیں۔اس کے بعد اگر موقع ہوا تو دوبارہ پھر ایک دن رکھ لیں گے۔ ہم نے بدھ اور جمعرات کا دن legislation کے لئے رکھا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ آج جمعہ کی نماز کے بعد دوبارہ اجلاس شروع کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں سے بات کر کے ایک دن کا تعین کر لیں گے۔ اگر منگل کے دن کا business ختم کرنے کے بعد بحث رکھی جا سکتی ہے تو بے شک اس دن دو گھنٹے کا وقت مقرر کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! legislation جمعہ کے دن رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے ترامیم دی ہوئی ہیں۔ یہ پھر اپنی ترامیم کو withdraw کر لیں۔ آج جتنے دوست بات کر سکتے ہیں انھیں بات کرنے دیں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ ہاؤس سب کا ہے۔ یہ ہاؤس میرا اور آپ کا نہیں ہے، یہ سب کا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کسی ملک کی ترقی اور بقاء کا انحصار امن وامان پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: درست۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم بھی یہاں امن وامان کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ اگر اس ملک میں بدامنی ہو گی تو ہم بھی نہیں ہوں گے اور آپ بھی نہیں ہوں گے۔ اب آپ پر منحصر ہے، وزیر قانون پر منحصر ہے کہ کیا یہ بحث کرنا چاہتے ہیں اور تجاویز لینا چاہتے ہیں یا نہیں لینا چاہتے؟ اس میں زیادہ فائدہ حکومت کو ہو گا ہمیں نہیں ہو گا۔ اگر یہ تجاویز لے لیں گے تو ان کی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایسا کر لیتے ہیں کہ سوموار کو آپ امن وامان پر بحث رکھ لیں اور زراعت کو بعد میں کر لیں گے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! زراعت کو تبدیل نہ کریں، یہ 80 فیصد آبادی کا معاملہ ہے۔ اس لئے زراعت پر یہ ظلم نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دونوں کی priority fix کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! امن وامان پر بحث کے لئے منگل کا دن رکھ لیں۔

جناب سپیکر: ہم امن وامان کی صورتحال پر بحث کے لئے منگل کا دن رکھ لیتے ہیں اور اس دن ہم وقت بھی بڑھالیں گے۔ یہ بہتر رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! منگل کا business جب ختم ہو جائے تو اس کے بعد آپ دو گھنٹے مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، جناب احمد حسین ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں پر جو اچھا کام کرے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اس کو appreciate کریں اس لئے کہ ہمارے ہاں طنز کرنے کی روایت بہت زیادہ ہے اور اچھے کام کی تعریف کرنا بہت کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے دور حکومت میں جو ظلم، زیادتیاں، دھماکے اور lawlessness ہوئی ہے اس کو جس حد تک اس حکومت کے آنے کے بعد جو آئی جی اور ہوم سیکرٹری پر مشتمل ہماری ٹیم نے کنٹرول کیا ہے ہمیں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر Law and its implementation. These are two basic things. جس پر ہم نے بات کرنی ہے۔ law کیا ہے اور اس کی implementation کیا ہے۔ میں سب سے پہلے یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے laws بہت پرانے ہیں اور بہت سے laws میں ہمیں amendments درکار ہیں اس کے لئے ہمیں وفاقی حکومت کے ساتھ مل کر ایسی amendments لانا پڑیں گی کہ جس سے ہم غریب آدمی کے مسائل حل کریں۔ اس غریب آدمی کا مسئلہ حل کریں جس نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے اور آج ہم نے اس کے حق کے لئے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بحث کو دو شعبوں میں کرنا چاہوں گا ایک تو Judiciary ہے اور دوسری Police ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں کھل کر ان تمام معاملات پر discuss کرنا چاہئے اور اس میں وقت کی کمی نہیں ہونی چاہئے۔ ہمیں judiciary کے حوالے سے جن points پر کام کرنا چاہئے۔ اس میں سستا اور معیاری انصاف اور تنخواہوں کو بڑھانا ہے۔ اس کے لئے کافی کام ہو چکا ہے جن میں تنخواہوں کو بھی بڑھایا گیا ہے اور working environment پر بھی کام ہو چکا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں وہ culture لانا ہے جو law and order کے لئے اور انصاف کے لئے ہو۔ ہمیں اپنا احتساب کرنا ہے، عوامی شعور پیدا کرنا ہے، حق کیا ہے اس کا پتا کرنا ہے، رویوں کی تبدیلی اور عدالتی نظام کو سامنے لانا ہے۔

جناب سپیکر! میں سول کورٹس کے بارے میں تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا کہ آج بھی اگر کوئی کیس عدالت میں چلا جاتا ہے جس میں آپ کے پاس فرد ملکیت بھی ہو اور اگر عدالت میں اس کے خلاف کوئی کیس چلا جائے تو آج بھی پانچ پانچ، دس دس سال اس بندے کو ذلیل ہونا پڑتا ہے حالانکہ وہ اس زمین کا اصل مالک ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اصل مالک کو ایک دھوکے باز شخص دس دس سال عدالتوں میں کیوں ذلیل کرتا ہے اس کے لئے ہمیں سب سے پہلے قانون بنانا چاہئے۔ یہ قانون وہ ہے جس کے لئے اس غریب نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں اس کی آواز اٹھانی ہے۔ اس کے بعد جہاں تک سول کورٹس کے مسائل ہیں میں adjournment of cases پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک written statement, evidence, arguments دیئے جاتے ہیں اور اس پر جب adjournments دی جاتی ہیں تو ایک ایک مسئلے پر دس دس، بیس بیس دفعہ تاریخیں دی جاتی ہیں۔ وہ غریب آدمی جو پچاس میل دور اپنے گھر سے چل کر عدالت پہنچتا ہے تو اس کو رات عدالت میں ہی سونا پڑتا ہے کیونکہ اس کو صبح پھر تاریخ دی جاتی ہے۔ ان کا 80/80 ہزار روپیہ عدالتوں کے چکر لگاتے ہوئے خرچ ہو جاتا ہے جس کے بعد بھی اس کو انصاف نہیں ملتا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک طلبانہ ہوتا ہے جو عدالت میں بھرنا ہوتا ہے اور وہ آٹھ آنے کا ہوتا ہے لیکن ایک غریب آدمی کو پانچ سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں کیونکہ اس میں کلرک کھاتا ہے، منشی کھاتا ہے اور ٹھیکیدار کھاتا ہے ہم اس پر کیوں نہیں قانون سازی کرتے کہ طلبانہ صرف ایک دفعہ ادا کیا جائے اور

اس کے بعد حکومت اس کو ادا کرے۔ ایسی قانون سازی کی ضرورت ہے جس سے غریب کو سکھ ملے۔ میں اپنے دوسرے point پولیس پر تھوڑی بات کرنا چاہوں گا کہ پولیس کی proper working نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ڈیہر صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! پولیس کی proper working کیوں نہیں ہے اس کے لئے کوئی بندہ بات کرنے کو تیار نہیں ہے، سوچنے کو تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ڈیہر صاحب! وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! اگر آپ بات نہیں کرنے دیں گے تو ہمارا یہاں آنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں پولیس کے بارے میں تھوڑی سی بات کر کے ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آج جمعہ کا دن ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! صرف دو منٹ لوں گا۔ پولیس کا کام نہ کرنے کی وجہ اقربا پروری ہے۔ اس کے بعد پیسا ہے جو پولیس کو صحیح کام کرنے نہیں دیتا۔۔۔

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا۔ اب انشاء اللہ ہم بروز سوموار مورخہ 16۔فروری 2009 بوقت 3.00 بجے سہ پہر دوبارہ ملیں گے اس وقت تک ہاؤس ملتوی کیا جاتا ہے۔

1253

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے
اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

صوبہ میں کھاد کی دستیابی کے خصوصی حوالہ
سے زراعت پر عام بحث جاری رہے گی۔

1255

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

سوموار،16۔فروری2009

(یوم الاثنین،20۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـًٔاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنًا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَـٰنُكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخۡتَالٗا فَخُورًا ۝o ٱلَّذِينَ يَبۡخَلُونَ وَيَأۡمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُونَ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦۗ وَأَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٗا مُّهِينٗا ۝o

سُوۡرَةُ النِّسَاء آیات 36تا 37

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتے دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو(یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ یکساں کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور تکبر کرنے والے، بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے ان کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کر رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

روک لیتی ہے آپ کی نسبت تیر جتنے بھی ہم پہ چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضور کا ہم پر آنے والے عذاب ٹلتے ہیں
وہی سنتے ہیں بولیاں سب کی وہی بھرتے ہیں جھولیاں سب کی
آؤ بازارِ مصطفیٰ کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں
اب کوئی کیا ہمیں گرائے گا ہر سہارا گلے لگائے گا
ہم نے خود کو گرا دیا ہے وہاں گرنے والے جہاں سنبھلتے ہیں
اپنی اوقات صرف اتنی ہے کچھ نہیں بات صرف اتنی ہے
کل بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے تھے اب بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے ہیں

سوالات (محکمہ جات سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے دو points ہیں۔ پہلے نمبر پر میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم لوگ تقریباً آٹھ کروڑ سے زیادہ آبادی کے نمائندہ ہیں۔ پہلے بھی اس ایوان کے اندر بہت سے معزز اراکین نے یہ point out کیا کہ ہر روز اجلاس ایک ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ہمارا یہی یہ attitude رہے گا تو ہماری بیوروکریسی اور ہماری یہ عوام جس نے ہمیں منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے تو ان کا attitude یا behaviour کیا ہو گا اور وہ ہم سے کیا learn کریں گے؟ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو ایک گھنٹہ مزید extend کر دیں یعنی تین کی بجائے چار بجے کر دیں اور نو بجے کی بجائے دس بجے کر دیں تاکہ جو معزز اراکین اگر نہیں آتے تو وہ آ جائیں۔ آپ نے وقت پر آنے کی ایک اچھی روایت شروع کی تھی۔ آپ آ جاتے تھے تو ایوان کی کارروائی شروع ہو جاتی تھی۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے Chair سے request کی تھی کہ آج پورے پنجاب کے کاشتکار کھاد کے ایک ایک دانے کے لئے ترس رہے ہیں تو آپ نے مہربانی کرتے ہوئے اس پر بحث کے لئے جمعرات کا دن fix کیا تھا لیکن بڑی بدقسمتی کی بات کہ اس دن گورنمنٹ کی طرف سے lack of interest تھا چونکہ میں نہیں سمجھتا کہ حکومت اتنی نااہلی اور کم عقلی کا ثبوت دے گی کہ انہوں نے ایک تو خود کورم کی نشاندہی کی اور دوسرا اس دن ایوان میں بیٹھے ہوئے حکومتی ممبران کی حالت بھی آپ نے دیکھی کہ وہ چار / پانچ ہی تھے۔ آج ہمارے پنجاب کا base زراعت پر ہے اور اس کا main issue یہ تھا کہ کاشتکار تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ اس دن Chair پر رانا مشہود صاحب نے

commit کیا تھا کہ سوموار کے دن اور کوئی business نہیں ہوگا اور صرف کھاد اور زراعت پر بحث ہوگی۔ پھر وہی حالات ہو جائیں گے جو اس دن ہوئے تھے تو میری یہ گزارش ہے اور Chair نے اس دن commit کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آج زراعت پر بحث ہے اور آپ اس میں حصہ لیں لیکن قواعد و ضوابط کے مطابق ہی آپ اس ایوان کی کارروائی چلا سکتے ہیں۔ سر دست تو نہیں ہو سکتی جو آپ کہہ رہے ہیں۔ گورنمنٹ کا اپنا اور کوئی business نہیں ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں جو business take up کرنے آپ جا رہے ہیں یہ اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ کھاد کا ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو اس پر بات کرتے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس پر ہم نے یہ request کی تھی کہ یہ اتنا اہم issue ہے کہ دوسرے کسی business کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: I agree with you لیکن وزیر زراعت اور وزیر قانون آ لیں تو پھر ان کی بات سن کر ہی مزید کوئی بات ہو سکے گی۔ جہاں تک آپ نے تین کی بجائے چار بجے کی بات کی ہے تو یہ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے۔ قواعد و ضوابط کو بھی آپ پڑھ لیا کریں۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں انتہائی کوشش کرتا ہوں کہ اجلاس سے پہلے یہاں موجود ہوں اور اکثر و بیشتر میں اسی طرح کرتا ہوں لیکن آپ جیسے دوستوں کو میں مجبور تو نہیں کر سکتا بلکہ request ہی کر سکتا ہوں کہ وہ وقت پر آ جایا کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں قواعد و ضوابط پڑھ کر ہی آپ سے بات کر رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر آپ Chair پر تشریف لے آیا کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ House میں جتنے بھی دوست موجود ہوں گے، کارروائی، شروع ہو کر ایک tradition بن جائے گی کیونکہ ہم نے ہی یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم لوگ وقت کی پابندی کرتے ہیں اور ذمہ دار قوم کا ثبوت پیش کریں۔

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

کرنل(ر) شجاع خانزادہ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں دو موضوعات پر بات کرنا چاہتا ہوں اور دونوں موضوع پاکستان کی سالمیت سے متعلقہ ہیں۔پاکستان کے لئے پہلی بہت اچھی چیز جو ضروری ہے کہ جو مالاکنڈ میں پرسوں between the localsاور حکومت کے مابین معاہدہ ہوا ہے۔یہ شرعی معاہدہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب!اس کے لئے آپ کوئی تحریک لائیں یا قرارداد لائیں۔اس طرح سے point of orderپر بات تو نہیں ہو سکے گی۔

کرنل(ر) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!میں صرف صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ،ان کی کابینہ اور اس اسمبلی کو جس نے دن رات محنت کر کے اس معاہدہ کو effectiveکیا ہے تو میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔آج اس معاہدے کو24 گھنٹے ہو گئے ہیں تو اس کے بعد اب تک اس علاقے میں کوئی گولی تک نہیں چلی۔لوگ اس پر خوش ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ معاہدہ چلے اسی لئے میں نے کہا کہ اس معزز ایوان میں،میں انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ معاہدہ چلے اور پاکستان کی سالمیت کو فائدہ ہو۔۔۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب!آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔

کرنل(ر) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!میری دوسری بات ڈرون حملوں سے متعلق ہے کہ ہم نے ہمیشہ اس اسمبلی میں کئی بار کہا ہے کہ ڈرون حملوں سے پاکستان کی sovereignty خطرے میں ہے اور وہ eliteہو رہی ہے لیکن ابھی پتا لگا ہے کہ ڈرون کی فلائٹس پاکستان کی bases سے ہو رہی ہیں وہ foreign baseسے نہیں ہو رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب!اس بات کی لوگ تردید دے رہے ہیں لیکن مجھے نہیں پتا اس بارے میں جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو وہی کچھ بتائیں گے۔آپ ان سے بیٹھ کر بات کر لیں۔

ملک محمد عباس راں:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں کرپٹ پٹواریوں کے خلاف ایک مہم چلائی گئی ہے کہ جو پٹواری زیادہ کرپٹ ہیں ان کو نکال دیا جائے۔ ان کی لسٹ خفیہ طریقے سے .بنی ہے اور انہیں black listed قرار دے دیا ہے۔ میرے حلقہ ملتان سے پٹواری عبدالقیوم شاہ جسے تعینات ہوئے دو سال ہو گئے ہیں اور وہ نو مہینے NTO برانچ میں رہے ہیں یعنی کھڈے لائن میں تو ایک سال اور دو مہینے field میں رہے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس پٹواری کو بھی black list میں شامل کر دیا گیا ہے جو بیس بیس، پچیس پچیس سال رہے ہیں تو اس نے سال میں کیا کرپشن کر لی ہو گی؟ اس کی انکوائری کروائی جائے تاکہ پتا چلے کہ اس کے اثاثہ جات کتنے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے معزز رکن نے ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلائی ہے کہ اس وقت امریکہ کی انٹیلی جنس کمیٹی کے سربراہ نے on record یہ بیان دیا ہے کہ ڈرون حملوں کے attacks کے لئے پاکستان کی bases استعمال ہو رہی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس سے اہم اور کوئی point نہیں ہو سکتا۔ لا منسٹر صاحب تو موجود نہیں ہیں اور انہوں نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کرنا۔ اس سلسلے میں اس ایوان کے اندر This is the matter یہ پاکستان کی سالمیت کا مسئلہ ہے اور اس وقت اس سے اہم مسئلہ اور کوئی نہیں ہے کہ ہمارے اپنے شہریوں کو ہلاک کرنے کے لئے ہماری اپنی bases استعمال ہو رہی ہیں تو آپ اس بارے میں تمام ممبران کو بولنے کی اجازت دیں۔ لا منسٹر صاحب نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کرنا کیونکہ یہ کوئی اس طرح کا issue نہیں ہے جو پہلے ہم حکومت سے اجازت لیں اور اس پر کرنل صاحب نے جو بات کی ہے تو یہ انتہائی حساس بات ہے اور اس پر ہر ممبر کو بولنے کی اجازت دی جائے۔ ہمارا یہ حق

ہے۔ حکومت کو ہمیں یہ بتانا چاہئے کہ امریکن انٹیلی جنس جھوٹ بول رہی ہے یا ہماری حکومت جھوٹ بول رہی ہے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہمارے بھائیوں نے جس issue پر توجہ دلائی ہے یہ Federal Government سے related ہے۔ اب question hour شروع ہو چکا ہے ہمارے سوال لگے ہوئے ہیں اگر ان کی باری نہیں آتی تو براہ مہربانی ان کو pending فرمائیں یا پھر question hour کی بجائے point of order کر لیں۔

جناب سپیکر: اب کوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر نہ کرے، بڑی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ اب میں ایجنڈے کے مطابق چلتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہاں اس ہاؤس میں one sided بات کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ جن صاحبان نے ان ڈرون حملوں کے بارے میں بات کی انہوں نے ہمارے Defense Minister کی statement نہیں پڑھی۔ Defense Minister نے بڑی categorically کہا ہے اور ہمارے Foreign Minister کی statement بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ ایسے ڈرون حملوں میں پاکستان کی سرزمین استعمال نہیں ہو رہی ہے۔ لہذا اس قسم کے controversial issues create کر کے اگر یہ media کے لئے کھیلنا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی ہے لیکن اس وقت question hour ہے اور پنجاب اسمبلی کا وقت اور پیسا question hour کے لئے استعمال ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ، سن لیا محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ سید حسن مرتضیٰ آپ کا سوال ہے اپنا سوال نمبر پکارئیے گا۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: میں نے کہا کہ اب پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا آپ مہربانی کریں اس طرح دوسروں کی باری ہی نہیں آئے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری ایک گزارش سن لیں۔ کل یہاں گوجرانوالہ روڈ پر ایک ڈکیتی ہوئی ہے جس میں سات آدمی مر گئے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے Call Attention Notice دیں جو طریقہ ہے اور اس وقت آپ اپنے سوال پر آئیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جب تک Call Attention Notice کی باری آئے گی اس وقت تک بہت لیٹ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کیوں لیٹ ہو جائے گا؟ آپ Call Attention Notice دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا وہ ابھی take up ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ دیں گے تو پھر اس کے بعد بتائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے، میں دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! بہت مہربانی۔ میں نے سب سے گزارش کی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہ کریں اس طرح پھر یہ ایجنڈا نہیں چل پائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو دو گھنٹے کا ٹائم دے رہا ہوں اس میں آپ بحث کیجئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:اس کو پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چنیوٹ،2003تاحال محکمہ تعلیم میں بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*37(الف): سید حسن مرتضیٰ:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتااور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یکم جنوری2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیاان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، مستقل پتااور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر جز(ب) میں بھرتی کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیاتو میرٹ کی تفصیل میرٹ بنانے کا طریق کاراور میرٹ بنانے والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈاور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں2003 سے آج تک ڈی ای او(ایس ای)آفس نے300 اور ڈی ای او(ڈبلیوای ای)آفس نے329افراد کو بھرتی کیا،ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتااور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں2003 سے آج تک جن افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیاان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتااور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز(ب) میں معذور افراد کو گورنمنٹ کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق اسامیوں کا2 فیصد کوٹانکال کران کو بھرتی کیا گیا ہے، میرٹ کی تفصیل، میرٹ کا طریق کاراور میرٹ بنانے

والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ Order in the House, I say order in the House, order in the House جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے پہلے بھی ایک دو محکموں کے سوالات تھے ان میں، میں گزارش کر چکا ہوں کہ یہ جو تقرریاں ہوئی تھیں یہ غلط ہوئی تھیں۔ اس میں میرٹ کو violate کیا گیا تھا اور اس پر ایک کمیٹی بھی بنی تھی۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں اور اس کی اگر میٹنگ ہو جائے تو میں اس میں ثبوت دے سکتا ہوں کہ یہ تقرریاں غلط ہوئی ہیں۔ اس سوال میں بھی وہی مسئلہ ہے کہ معذور کوٹے پر جو لوگ بھرتی ہوئے ہیں، کئی ایسے لوگ جن کا صرف ناخن اکھڑا ہوا ہے ان کو بھی معذور کوٹے میں سیٹ ملی ہوئی ہے اور جو اصل مستحق ہیں ان کا حق مارا گیا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اگر وزیر صاحب یہ بتادیں کہ وہ اس میں کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے؟ یہ تو لکھے پڑھے جواب محکموں کے آجاتے ہیں اگر یہ ہر دفعہ جواب غلط دیتے رہے۔۔۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اب عصر کی نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ پونے پانچ بجے ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ نماز عصر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد 16.45 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! سوالات شروع کر دیں اور جو ممبران موجود نہیں ہیں ان کے سوالات dispose of کرتے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!. This is not the way، چیئر کو انتظار نہیں کرنا چاہئے، آپ کارروائی شروع کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ موجود ہیں وہ جواب دینا چاہتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! دیکھ لیں کہ یہ کتنے serious ہیں اور ان سے پچھلے تو ان سے بھی زیادہ serious ہیں۔ لہذا یہ پہلے اپنے آپ کو serious behave کرائیں پھر ہمارے بارے میں بات کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ آپ تمام سوالات of dispose کر دیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں اور جن کا سوال ہے وہ بھی بیٹھے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: گھبرائیں نہیں، منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ان کی بات کریں جنھوں نے جواب دینا ہے لیکن میرے سوال تو dispose of نہ کرائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ انھیں warning دیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! دیکھیں، آج آگے important باتیں آ رہی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو serious ہوں اور کھڑا ہوں۔ میری طرف سے تو کوئی دیر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے گزارش کی تھی لیکن اس وقت نماز کا وقفہ ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ کچھ ایسے بندے بھی تھے جن کا ناخن اترا ہوا تھا اور انھیں disable سیٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جو ملازمین کے بچوں کا کوٹا تھا اسے بھی نظر انداز کیا گیا ہے اس طرح اس میں کافی violation ہوئی ہے۔ پہلے لوکل گورنمنٹ کے سوال کے سلسلے میں جناب کے حکم سے کمیٹی بھی

.بنی تھی لیکن آج تک اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔اگر وزیر صاحب مہربانی فرما کر ensure کروادیں کہ اس پر بھی کمیٹی بنتی ہے یا اسی کمیٹی میں ڈال دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہتر ہے کہ اس کو اسی کمیٹی میں ڈال دیا جائے۔ شاہ صاحب! منسٹر صاحب کا جواب آ لینے دیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/ تعلیم: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا جو regarding disable quota سوال ہے اس بارے میں عرض کروں گا کہ ایک District Disability Board بنا ہوا ہے۔District Headquarter Hospital کا ایم۔ایس اس بورڈ کا سربراہ ہوتا ہے۔اس میں criteria finalize کیا جاتا ہے اور یہ سارا عمل بالکل transparent طریقے سے مکمل کیا جاتا ہے۔اگر حسن مرتضیٰ صاحب کی پھر بھی کوئی reservations ہیں تو آپ بے شک اس معاملے کو کمیٹی میں بھیج دیں، وہ اس سارے معاملے کو چیک کر لے گی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اس بارے میں کوئی particular case بتائیں تاکہ وہ آپ کو صحیح طریقے سے جواب دے سکیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/ تعلیم: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اس کا جو merit criteria ہے وہ سارا میرے پاس ہے اگر یہ ہاؤس میں اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو میں دے سکتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس بارے میں کوئی نام تو نہیں بتانا چاہتا۔ میں نے تو یہ گزارش کی ہے کہ already جو ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے اسی میں یہ معاملہ بھجوادیں، میں وہاں ثبوت دے سکتا ہوں۔اب یہاں پر میں کسی کا بھلا کرتے کرتے کسی دوسرے کو نوکری سے نکلوانے کی کوشش کیوں کروں اور پھر یہ نکال بھی نہ سکیں گے اس لئے مجھے ایسی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ اس سے مجھے کوئی نقصان ہوا، میرا کوئی بچہ بھرتی ہونا تھا اور نہ ہی میرا کوئی بھائی بھرتی ہونا تھا۔یہ لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔اگر وزیر صاحب سمجھتے ہیں کہ زیادتی ہوئی ہے تو اس کو کمیٹی میں discuss کر لیں۔ کمیٹی تو already رانا ثناء اللہ خان صاحب کی سربراہی میں بنی ہوئی ہے۔یہ ایک علیٰحدہ بات ہے کہ ایک سال سے اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔ذرا اس کمیٹی کی میٹنگ کی کوئی

exact date ہی ہمیں دے دیں۔ میں وہاں یہ ساری چیزیں پیش کروں گا۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ نے جو کمیٹی بنائی تھی وہ ابھی تک notify نہیں ہوئی، یہ تو آپ کی طرف سے دیر ہے اگر آپ اس کو notify کر دیں تو ہمارا یہ سارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جو کمیٹی بنی تھی اس بارے میں آپ کو کوئی معلومات ہیں؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/ تعلیم: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس یہ portfolio نہیں تھا۔ وزیر قانون صاحب بہتر بتا سکیں گے۔ میں overall بتانا چاہوں گا کہ ضلع کا disability quota دو فیصد ہوتا ہے۔ معزز رکن نے جس ضلعے کا پوچھا ہے ہم نے اس کی exact calculation 2.4 percent نکالی ہے یعنی اس ratio سے وہاں پر disable لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ District Disability Board کی recommendations پر transparent طریقے سے محکمے نے ان لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی ان کی کوئی reservations ہیں تو آپ بے شک کمیٹی میں اسے بھجوا دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! منسٹر صاحب نے تو کہہ دیا ہے کہ بے شک اس معاملے کو اس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں لیکن پہلے اس کمیٹی کو notify تو کریں۔ اس دن لوکل گورنمنٹ کا question day تھا اور اسی حوالے سے یہ کمیٹی بنی تھی۔ اس میں ملازمین کے بچوں کا جو کوٹا ہوتا ہے وہ بھی سابق حکومت کھا گئی تھی، اس disable quota میں بھی یہی کچھ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کیا اس معاملے کو بھی اسی کمیٹی میں بھجوا دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے تو اس کمیٹی کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے کہ وہ کمیٹی کب بنی تھی اور کہاں پر اس کا وجود ہے؟ سیکرٹری صاحب اس بارے میں وضاحت کر دیں کہ آیا کوئی کمیٹی بنی بھی تھی یا نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب رانا صاحب حج پر گئے تھے تو اس سے کوئی مہینہ پہلے یہ کمیٹی بنی تھی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ کیا ہو رہا ہے، کیا یہ کوئی legislation ہو رہی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کو بتائیں کہ اسمبلی میں کیسے بولتے ہیں، کھڑے ہو کر پہلے اجازت لی جاتی ہے اور پھر بات کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: Please, no cross talk محترمہ! آپ خاموش بیٹھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: یہ cross talk بھی کرتے ہیں اور پھر اس پر شور اور واویلا بھی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑیں، آپ اپنی بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیسے کروں؟ میں بات کر رہا ہوں اور وہ درمیان میں بولنا شروع ہو جاتی ہیں۔ میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ انھیں حکم دیں کہ کسی طریقے سے بات کیا کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کیا آپ کو اس تاریخ کا علم ہے جس دن یہ کمیٹی بنی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ جب رانا صاحب حج پر گئے تھے تو اس سے کوئی ایک مہینہ پہلے کی بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی exact date بتا دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے confirm date معلوم نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین کے ڈی سی او اور ایک معزز ممبر کی آپس میں جو بدمزگی ہوئی تھی اس حوالے سے بھی آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اس نے اپنا کام پورا کیا اور نہ کبھی وہ دوبارہ meet ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس کے ممبر نہیں تھے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، میں ممبر تھا لیکن اس کمیٹی نے اپنا کام پورا نہیں کیا۔ اس میں اور issues بھی تھے جو کہ ابھی pending تھے، ہم نے ان میں سے صرف ایک کام کیا اور دوبارہ اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: چلیں، رانا صاحب! جو جو committees بنی ہوئی ہیں ان کی کوئی رپورٹ پیش کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یا تو آپ کمیٹی بنایا نہ کریں اگر بنائیں تو پھر ان کے ذمے جو کام لگے اسے پورا کروایا کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! اس کمیٹی کو چیک کر لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ کمیٹی پچھلے اجلاس میں بنی تھی۔ پچھلے اجلاس میں لوکل گورنمنٹ کا دن تھا اور وقفہ سوالات میں یہ کمیٹی بنی تھی۔ میرا سوال لوکل گورنمنٹ کے متعلق ہی تھا اور اسی پر آپ نے یہ کمیٹی بنائی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو چیک کر لیتے ہیں اگر وہ notify نہیں ہوئی تو پھر اس کو notify کرواتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: تو میرے اس سوال کو اتنی دیر تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کچھ عرصہ پہلے کالجوں میں بھرتیاں ہوئیں اور ان میں بہت بڑی دھاندلی اور کرپشن کی گئی۔ اس بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی سختی سے نوٹس لیا اور سیکرٹری (کالجز) کو ہدایت کی کہ اس شکایت کو آپ probe کریں اور اس پر ایکشن لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ جو کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں اس معاملے کو بھی اس کمیٹی میں ڈال دیں۔ یہ بھی ایک اسی طرح کا معاملہ ہے، بھرتیوں سے related ہے۔ کمیٹی اس بارے میں بھی thrash out کرے اور اس میں پائی جانے والی خامیوں اور خرابیوں کو اس ہاؤس کے سامنے لائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس بارے میں جواب دیں کہ کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے ایسی کوئی ہدایت جاری کی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کس بارے میں؟

جناب سپیکر: بھرتیوں کے بارے میں، جیسا کہ سعید اکبر خان صاحب فرما رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بھرتیاں تو merit پر ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: سعید اکبر نوانی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے کیا وہ آپ نے نہیں سنا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): سعید اکبر خان صاحب نے جو کچھ بھی فرمایا ہے انھوں نے بالکل بجا فرمایا ہے لیکن جو بھرتیاں ہو رہی ہیں ان کے متعلق باقاعدہ ایک criteria set کیا گیا ہے اور سب بھرتیاں merit پر ہو رہی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جو بھرتیاں ابھی ہو رہی ہیں میں ان کی بات نہیں کر رہا بلکہ جو بھرتیاں ہو چکی ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ رانا صاحب سیکرٹری (کالجز) سے inquire کر سکتے ہیں۔ وہ ان کو بتائیں گے definitely ایک direction وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے آئی تھی۔ ان کو کافی زیادہ لوگوں نے یہ شکایات کی تھیں، ایم پی اے صاحبان نے بھی شکایات کی تھیں چنانچہ انھوں نے اس پر direction دی تھی کہ اس بارے میں انکوائری کر کے ایکشن لیا جائے۔ میری خود سیکرٹری سے بات ہوئی تھی اور انھوں نے یہ admit کیا کہ اس میں خرابیاں ہیں، غلط بھرتیاں ہوئی ہیں اور انھوں نے کہا کہ میں اس پر انکوائری mark کر رہا ہوں۔ یہ بات تین چار مہینے پہلے کی ہے۔ اب معلوم نہیں کہ اس انکوائری کا کیا بنا اور وزیر اعلیٰ صاحب کی اس direction کا کیا result نکلا ہے اسی لئے میں on the floor of the House گزارش کر رہا ہوں کہ اس بارے میں وزیر قانون صاحب مفصل رپورٹ منگوائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک نوانی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ سیکرٹری ہائر ایجوکیشن نے admit کیا تھا کہ غلطیاں ہوئی ہیں اس کو تو میں concede نہیں کرتا لیکن یہ ضرور ہے کہ اس قسم کی complaints آئی تھیں اور ان کے اوپر وزیر اعلیٰ نے واقعی یہ direction دی تھی کہ اس کو چیک کیا جائے۔ اب اس میں آیا کوئی غلطی یا کرپشن پکڑی گئی ہے یا نہیں، آیا کوئی ایکشن ہوا ہے یا نہیں تو میں سیکرٹری ہائر ایجوکیشن سے اس بارے میں پوری تفصیل لے کر انشاء اللہ تعالیٰ کل ہاؤس کے سامنے پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! جب وزیراعلیٰ صاحب نے یہ orders pass کئے تھے کہ اسے transparent بنایا جائے تو اس وقت ہمارے ضلعے میں بھی بھرتی ہو رہی تھی، جو ان کے اس حکم کی وجہ سے رُک گئی تھی۔ ہمارے جھنگ کے جو D.E.O(Colleges) تھے انھیں تبدیل بھی کر دیا گیا تھا۔آج تک وہ انکوائری ہو رہی ہے، میرے خیال میں کئی اضلاع میں بھرتی ہو گئی تھی جبکہ ہمارے ضلع میں ابھی تک وہ بھرتی رُکی ہوئی ہے تو وزیر قانون صاحب اس معاملے کی رپورٹ منگوانے کے ساتھ ساتھ اس چیز کو بھی ensure کروا دیں کہ وہ بھرتیاں جلدی ہو جائیں گی۔ یہ بھرتیاں class-IV کی ہیں، جو لوگ بے چارے بے روزگار ہیں انھیں روزگار تو ملے۔

جناب سپیکر:یہ تو میرے خیال میں آپ کے نوٹس میں بھی نہیں ہے کہ کہاں کہاں اور کس کس گریڈ میں یہ بھرتیاں کی گئی ہیں۔ بس وہ ہو گئی ہیں، اب کیا کرنا ہے، پتا نہیں اس میں کیا جواب آتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! یہ بالکل اس طرح سے نہیں ہے۔ کوئی بھی آفیسر اس طرح سے اپنی مرضی سے کوئی بھرتی نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر:پلیز، اس کی ذرا مفصل انکوائری کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اس میں جو complaints آئی تھیں ان کو thoroughly check کیا گیا ہے اور اس کے متعلق رپورٹ موجود ہے، جو انھوں نے جھنگ کی بات کی ہے تو اس وقت جھنگ کے جو (DEO(Colleges تھے ان کے خلاف بھی انکوائری ہوئی ہے اور اس انکوائری کی رپورٹ پر final action approve ہو چکا ہے۔ یہ کوئی اس طرح سے معاملہ نہیں ہے لیکن اس کی جو specific report ہے وہ میں انشاء اللہ تعالیٰ کل اس معزز ایوان میں پیش کر دوں گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 1 سے صفحہ نمبر 4 تک جو بھرتیاں ہوئی ہیں اس میں مخصوص نشستوں والی جو خواتین ہیں ان کو نظر انداز کیا گیا ہے اور ہمیں ایک بھی job نہیں ملی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے اور اس سے پہلے آپ لوگوں نے ہمیں فنڈز نہیں دیئے، اب بھرتیوں کے معاملے میں بھی آپ ہمیں ignore کر رہے ہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہم نے ڈیم

بنانے ہیں، ہم نے پل بنانے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاشرے میں ہم نے اچھے انسان بھی بنانے ہیں۔ خدا کے لئے دس فیصد ہمارا کوٹا ہے اس پر ہی implementation کروادیں۔ خواتین کا جو مخصوص کوٹا ہے وہی ہمیں دے دیں تاکہ ہم بھی اپنے علاقے میں ایک آدھ نوکری کسی کو دے سکیں، کسی کو چپڑاسی ہی لگوادیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بھرتیوں کے لئے ایک criteria مقرر کیا گیا ہے۔اس کے مطابق پنجاب میں ہر وہ شخص جو required qualification رکھتا ہے اس کے لئے field open ہے اور اگر وہ merit کو touch کرے گا تو پنجاب حکومت اس بات کی bound ہے کہ اسے وہ نوکری دے۔اس میں pick and choose والی بات نہیں ہے اور نہ ہی یہ اس حکومت کا نقطہ نظر ہے اور نہ ہی pick and choose کیا جائے گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ یہاں پر صحیح بات نہیں کی جارہی، تقریباً آدھے گھنٹے سے جو تقریریں ہو رہی ہیں، اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ جو appointments میں delay ہوئی ہے اس میں سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے جو ادھر سے خاتون رکن اسمبلی نے بات کی ہے کہ ہمارا جو کوٹا ہے [**********]

جناب سپیکر: نہیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ This is not a point of order. This is irrelevant. آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

ان نازیبا الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: [**********]

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے جواب لینے دیں۔ وزیر قانون صاحب بات کا جواب دے رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

Order please. Order in the House.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب والا!جو بھرتیاں اس وقت تک ہوئی ہیں وہ میرٹ پر ہوئی ہیں اور پنجاب پبلک سروس کمیشن نے کی ہیں اور محکمہ تعلیم جو recruitment کر رہا ہے وہ criteria کے مطابق کر رہا ہے اور اس میں criteria open ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ میٹرک میں فرسٹ ڈویژن کے کتنے نمبر ہیں، سیکنڈ ڈویژن کے کتنے ہیں، گریجویشن میں کتنے نمبر ہیں۔ اس کے مطابق تمام procedure complete ہو رہا ہے ۔ انٹرویو کے بھی ہم نے نمبر کم سے کم کر کے صرف پانچ رکھے ہیں۔ اس بات کی گواہی اس بات سے بھی ملتی ہے کہ treasury benches سے جو دوست ہیں معزز ممبران ہیں ان کو بھی گلہ ہے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا ہے کہ نوکری حاصل کرنا جو ہے ہر پاکستانی کا، ہر شہری کا میرٹ پر حق بنتا ہے۔[**********](قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! بات تو class four کے ملازمین کی ہو رہی تھی۔ یہ انٹر اور میٹرک پاس کا criteria بتا رہے ہیں۔[*********]

جناب سپیکر: پھر آپ وہی بات کر گئے ہیں۔ اس ماحول کو اچھا رہنے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! بات تو class four کے ملازمین کی ہو رہی تھی۔(قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر![********] یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر یہ لفظ غیر پارلیمانی ہے۔(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر:ان کی بات سنیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب والا!سید حسن مرتضیٰ خود یہ الفاظ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر:میں نے کہہ دیا ہے کہ یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔(قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!بات بھی نہیں کرنے دیتے عجیب آدمی ہیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ سنائیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!یہ جو پچھلے دور میں مونس الٰہی فورس بھرتی کی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔No personal attack۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!ان کےdomicile۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!یہ ساری باتیں کرلیں۔

جناب سپیکر:بس شاہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!ان کی ساری باتیں برداشت کرلیں۔

جناب سپیکر:ان کا مائیک بند کریں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

شاہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔جس طرف سے بھی نازیبا الفاظ آئیں گے ان کو حذف کیا جائے گا اور میں حذف کرنے کا حکم دے رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!اپوزیشن کی رکن نے مجھے گالی دی ہے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

ایک آواز:کہا ہے جی،کہا ہے۔حسن مرتضیٰ کو گالی دی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بری بات ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: کسی نے گالی نہیں دی۔

جناب سپیکر: یہ بری بات ہے۔ بہت بری بات ہے۔ اگر آپ نے ایسی حرکت کی ہے تو بہت بری بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کسی نے گالی نہیں دی۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ اس معاملے کو کنٹرول کریں۔

ایک آواز: دانت نکالنے بند کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے گالی دی ہے۔ آپ ان کے خلاف جو بھی رولنگ دے سکتے ہیں یا بات کر سکتے ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے اور ان کی یہ عادت بنتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: اگر گالی دی ہے تو بہت بری بات ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! وہ پیچھے بیٹھ کر غلط اشارے بھی کرتی ہیں اور گالیاں بھی دیتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

پارلیمانی سیکرٹری (جناب شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ You are a Parliamentary Secretary, Mr. Please sit down. I say please sit down. ماحول کو ٹھیک کیجئے آپ کی مہربانی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کروں گا کہ ماحول کو ٹھیک رہنا چاہئے اور دونوں طرف سے میں گزارش کروں گا اپنے بنچوں سے اور treasury benches سے بھی گزارش کروں گا کہ سوالات کا وقت ہے اور ہمیں تہذیب کے ساتھ اس House کی کارروائی چلانی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہراج صاحب! بات یہ ہے کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہاں جناب محسن لغاری صاحب بیٹھے ہیں، اعجاز شفیع صاحب بیٹھے ہیں پوچھیں ان سے ہمارا اتنا اچھا دوستانہ محبت پیار سے وقت گزرتا ہے لیکن جناب! ان کی خواتین ان کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔(قہقہے)

وہ زیادتی کرتی ہیں اور ہمارے ساتھ ہر دفعہ زیادتی ہوتی ہے۔انہیں چاہئے کہ یہ ان کو سمجھائیں تاکہ اس House کے حالات خراب نہ ہوں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! میں آپ سے بھی گزارش کروں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ پہلے میری بات سنیں۔ دیکھیں، جس بات سے کسی معزز رکن کی دل آزاری ہوئی ہو، جس کے ساتھ کوئی زیادتی کسی معزز رکن نے کی ہو اس میں معذرت کرنے سے میں نہیں سمجھتا کہ اس کی شان میں فرق آتا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں کی۔

جناب سپیکر: جنہوں نے سنی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں کی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ بات مناسب نہیں لگتی۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا آپ مجھے یہ بتائیں کہ مجھے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کھڑے ہو کر آپ بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں عرض کروں۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔

محترمہ ثمیہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں وہ کروں گی جو آپ کہیں گے لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے بھائی ہیں آپ یہاں ہمارے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ اگر آپ سے کچھ ان کی دل آزاری ہوئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ یہ ہمارے معزز بھائی ہیں۔ یہ ہر بات پر خواتین کو criticize کرتے ہیں۔ یہ بتائیں کہ کیا ناز یبا الفاظ استعمال کئے ہیں؟ غلط بیانی نہ کریں آپ بڑے ہیں ہمارے House کے custodian ہیں آپ جو بھی فیصلہ کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے ایسی بات نہیں کی۔ آپ اس بات کو چھوڑ دیجئے گا، آپ کی مہربانی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری مہربانی کوئی نہیں۔ آپ custodian ہیں، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ ہم لوگ اس ہاؤس کا ماحول خراب کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ میں نے تو 5 سال ادھر بنچوں پر بیٹھ کر ان کے ساتھ گزارے ہیں ان سے پوچھیں، اس سے سخت وقت بھی گزرا ہے انہوں نے ہمیں زبردستی ہاؤس سے باہر پھینکا ہے، ہمارے خلاف پرچے کروائے ہیں لیکن ہم نے بدکلامی کی کبھی کوئی روایت ڈالی ہی نہیں ہے۔ انہیں چاہئے کہ یہ تھوڑی زبان شائستہ رکھیں، آنکھوں سے بھی اشارے، ہاتھوں سے بھی اشارے اور زبان سے بھی یہ ہمیں للکارتے ہیں، جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو وہاں انسان کیا کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ماشاء اللہ سمجھدار ہیں۔ دیکھیں، ٹائم کہاں پہنچ گیا ہے؟ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ کوئی چٹ مجھے بھیجی گئی ہے۔ doorman نے مجھے آکر پکڑائی ہے یہ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیا ہے؟ یہ تو اچھی بات ہے، آپ کو اس میں کیا اعتراض ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ماحول خراب کرنے والی بات ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ رقعہ ہاؤس کی property ہے لہذا میری استدعا ہے کہ یہ پڑھ کر سنائیں اس پر کیا لکھا ہوا ہے؟(قہقہے)

جناب سپیکر: میں نے آمنہ الفت صاحبہ کو floor دیا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ نے ہاؤس میں فوٹو اتارنے پر پابندی لگا رکھی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سے حضرات ہاؤس کی کارروائی کی فلم بنا رہے ہیں اور تصویریں اتار رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر آپ کو ایکشن لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں اس کا نوٹس لے رہا ہوں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ آپ اگر پہلے مجھے point of order پر بات کرنے کی اجازت دے دیتے تو یہ مسئلہ وہیں ختم ہو جاتا۔ آج چونکہ ایجوکیشن کے سوالات کا دن ہے میں کافی دن سے انتظار کر رہی تھی کہ ایجوکیشن کے سوالات کا دن آئے اور میں کوئی کام کی بات کر سکوں۔

جناب والا! مورخہ 3۔ جولائی کو محکمہ تعلیم سے متعلقہ جو سوالات ہوئے تھے اس میں میاں نصیر صاحب کے سوال نمبر 14 کا جواب غلط آیا تھا اور اسی طرح کا سوال نمبر 180 میرا بھی تھا جس پر میں نے ایوان میں تحریک استحقاق بھی جمع کروائی تھی جو نامنظور ہوئی تھی۔ یہ کام عرصے سے لٹکا ہوا ہے، آپ نے شفقت فرمائی تھی اور 25۔ نومبر کو دوبارہ محکمہ تعلیم کے سوالات کے دوران میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر سوال نمبر 14 اور 180 سے متعلق آپ کی اور ہاؤس کی توجہ دلائی تھی اس وقت وزیر تعلیم اولکھ صاحب تھے تو آپ نے انہیں اس سوال سے متعلق میٹنگ کرنے کا فرمایا تھا۔ یہ مسئلہ ان 58 لوگوں کا ہے جو 1987 اور 1991 میں SS Physical Education تعینات ہوئے تھے اور جنہیں آج تک ترقی نہیں دی گئی تھی۔ ہم نے ان 58 لوگوں کو پورے صوبے سے بلا کر اولکھ صاحب سے اسمبلی میں میٹنگ کروائی تھی اس میٹنگ میں سیکرٹری ایجوکیشن نہیں آئے تھے اور جب میٹنگ ختم ہو گئی تھی تو SO صاحب آ گئے تھے۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ یہ متاثرہ SS Physical Education موجودہ وزیر تعلیم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میاں شہباز شریف

صاحب سے بھی ملے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ 58لوگوں کی زندگی موت کا سوال ہے اس مسئلے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ یہ کام ہونا چاہئے اس کو سختی سے کریں یا نرمی سے کریں اس کے اوپر عمل ہونا چاہئے اگر یہ چیزیں اسی طرح سے pending رہیں گی تو فضولیات میں وقت ضائع ہوتا رہے گا۔آپ سے میری پرزور request ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔اس وقت بھی آپ نے وہ کمیٹی بنائی تھی اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اس مسئلے کو آگے لے کر چلیں،ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا تو وہ لوگ آپ کو دعائیں دیں گے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر تعلیم صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!معزز رکن جس کمیٹی کا ذکر کر رہی ہیں اس وقت میں اس کمیٹی میں نہیں تھا اور میرے پاس یہ portfolio بھی نہیں تھا۔ یہ جو SS Physical Education 58 کا مسئلہ ہے یہ مجھے بتائیں سیکرٹری صاحب کو میں بلالوں گا، محترمہ بھی تشریف لے آئیں تو اس سلسلے میں بات کر لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اگر آپ اس معاملے پر اپنی ruling دے کر کمیٹی کے سپرد کر دیں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ کام آگے کی طرف چل پڑے گا اور میں چاہوں گی کہ اس میں speedy work ہونا چاہئے تاکہ یہ مسئلہ سرد خانے میں نہ چلا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب ذمہ داری لے رہے ہیں اگر پھر بھی اس میں آپ کوئی محسوس کریں تو مجھے بتادیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اگر وہاں پر منسٹر صاحب نہ ہوئے تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہاں منسٹر صاحب کیوں نہیں ہوں گے ؟آپ منسٹر صاحب سے مل کر ابھی ٹائم بنا لیں۔ شکریہ۔next question میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 161۔

لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی میں مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لئے حصول رخصت کا مسئلہ

*161: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی میں طالبات پر اعتکاف، عمرہ اور حج کے لئے رخصت لینے پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی کی انتظامیہ نے بی اے (آنرز) کی طالبہ کو عمرہ کی ادائیگی کے لئے رخصت دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم قانون کے تحت رخصت دینے کے مجاز نہ ہیں؟

(ج) اگر قانونی طور پر رخصت دینے پر پابندی ہے تو ایوان کو تفصیل سے اس قانون کے بارے میں آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے بلکہ امتحانی قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے طالبات کو راغب کیا جاتا ہے کہ اعتکاف، عمرہ و حج کی سعادت کے لئے رخصت تعلیمی سیشن آف ہونے پر لی جائے تاکہ ان مقدس عبادات کی ادائیگی دل جمعی و خشوع و خضوع سے ہو سکے۔

(ج) رخصت دینے پر پابندی نہ ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے پہلے جز میں سوال تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی میں طالبات پر اعتکاف، عمرہ اور حج کے لئے رخصت لینے پر پابندی ہے اس حوالے سے انہوں نے جز (الف) اور (ب) کا جواب بڑے طریقے کے ساتھ دیا ہے۔ اس سے پہلے میں بتانا چاہتا ہوں کہ 07-2006 کے اندر چند بچیوں نے اس کالج سے اجازت مانگی تھی تو انہیں ایک بڑا خوب صورت جواب دیا گیا تھا کہ اگر آپ حج، عمرہ یا اعتکاف اس طرح کی کوئی سرگرمی کرنا چاہتی ہیں تو

یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد کیجئے گا کیونکہ اس وقت ایک آمر کی مادر پدر آزادی کی ایک vision تھی جو اس وقت کالجوں اور یونیورسٹیوں کو دی ہوئی تھی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ انہیں بات کرنے دیں۔آپ ان کی بات ہی نہیں سنتے، انہوں نے کسی کا نام لیا ہے؟(قطع کلامیاں)

انہوں نے کس کا نام لیا ہے؟(قطع کلامیاں)

ان کا پورا نام عامر سلطان چیمہ ہے، یہ "ع" سے لکھا جاتا ہے اور وہ "آ" سے لکھا جاتا ہے۔آپ ان کی بات سنیں۔میاں صاحب! میں آپ سے ملتمس ہوں، آپ question کے بارے میں بات کریں، آپ تقریر شروع کر دیتے ہیں اس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ تقریر نہیں ہے میں اس question کی تھوڑی سی history بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ history کو چھوڑ دیں، آپ اس سوال کا جواب لیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں supplementary question کرنے جا رہا ہوں، یہ سن تو لیں کہ اس وقت ان بچیوں کو یہ جواب دیا گیا تھا کہ پاکستان کے اندر پاکستان کے پریذیڈنٹ کی vision روشن خیالی کی ہے اور ہم وہ روشن خیالی کی vision تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اندر لاگو کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ vision تو لاگو نہ ہو سکی اور وہ vision لاگو کرنے والا بھی نہ رہا۔جناب منسٹر صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ 18۔فروری کے بعد جب یہ حکومت آئی ہے تو کیا ان اداروں کی اپنی کوئی پالیسی ہے جو وقت کے آمروں اور ڈکٹیٹروں کے مرہون منت نہ ہو بلکہ ان تعلیمی اداروں کی کوئی ایسی پالیسی ہے جو ہمارے معاشرے کی عکاس ہو؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو بات کی ہے تو میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ پچھلے سال 2008 میں ایک طالبہ کو عمرہ کے لئے، تین طالبات کو حج پر جانے کی اجازت دی گئی اور تقریباً ساٹھ طالبات اور اساتذہ کو اعتکاف کے لئے رخصت

دی گئی۔اگران کے پاس پچھلے دور کی کوئی مثال ہے تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔اس کے علاوہ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ لاہور کالج برائے خواتین میں ایف۔اے، ایف۔ایس۔ سی کے علاوہ بی۔اے، بی۔ایس۔ سی(آنرز)اور ماسٹر کی کلاسیں ہوتی ہیں جن میں سمیسٹر سسٹم ہوتا ہے اور اعتکاف اور حج کے دن مخصوص ہوتے ہیں اگر سمیسٹر سسٹم میں طالبات رخصت لیں تو ان کا سال ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔اس وجہ سے شاید طالبات رخصت نہیں لیتیں لیکن اگر کوئی رخصت apply کرے تو کالج کے قوانین میں اجازت ہے اور ان کو اس مقصد کے لئے رخصت ملتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ پابندی نہیں ہے۔اس پر میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ پورے پنجاب میں ہے کہ کسی بھی سرکاری تعلیمی ادارے میں رخصت مانگنے پر رخصت مل جاتی ہے اس میں حکومت پنجاب کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ بالکل حکومت کی پالیسی ہے کہ مذہبی معاملات حج، عمرہ اور اعتکاف کے لئے اگر کوئی رخصت مانگتا ہے تو اساتذہ اور طلباء کو رخصت ملتی ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ پالیسی کب سے ہے؟ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ رخصت پر ممانعت نہیں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پالیسی ہے کہ اس کام کے لئے رخصت لی جا سکتی ہے اور رخصت پر جانا ہر کسی کا حق ہے یعنی اس رخصت کو روکا نہیں جا سکتا۔کیا یہ تحریری پالیسی ہے یا زبانی پالیسی ہے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے۔یہ نیا سوال کریں گے تو میں ان کو جواب دے دوں گا۔ مجھے اس کا جواب آتا ہے اور میں جواب دے سکتا ہوں مگر یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے اگر تین لفظ پوچھے گئے ہیں تو کم از کم۔۔۔

جناب سپیکر: انھوں نے بتا تو دیا ہے، آپ اور کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: ہم پالیسی پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو پالیسی کی dates پوچھ رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ متعلقہ سوال ہے۔ وزیر صاحب سیکرٹری سے چٹ لے کر بتا دیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں کیوں سیکرٹری سے چٹ لوں۔ یہ نیا سوال بنتا ہے۔ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے کہ یہ اٹھ جاتے ہیں۔ انھوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ میں کنٹرول کروں گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: یہ سیکرٹری سے پوچھ کر بتا دیں تاکہ ہاؤس میں یہ بات clear ہو جائے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بھی پانچ سال وزیر رہے ہیں۔ ان کو اس بات کا پتا ہونا چاہئے۔ میں ان سے یہی گزارش کروں گا کہ یہ نیا سوال کریں تو ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ رخصت لینا حق ہے یا نہیں ہے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کے سارے سوالوں کا جواب دے سکتا ہوں لیکن ان کا نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 69۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور میں
تعینات معلمات کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*69: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈنز کوارٹرز لاہور میں تعینات معلمات کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان معلمات کی سروس بکس اور دیگر معاملات نمٹانے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

(ج) اس سکول میں تعنیات کتنے ملازمین کی سروس بکس مکمل ہیں اور کن کن کی نامکمل ہیں؟

(د) ان ملازمین کی سروس بکس مکمل کرنے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور سروس بکس مکمل نہ کرنے پر حکومت کیا ایکشن لے رہی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سکول ہذا میں معلمات کی تعداد 75 ہے۔

(ب) معلمات کی سروس بکس ودیگر معاملات نمٹانے کی ذمہ داری ہیڈ مسٹریس / ڈی ڈی او پر عائد ہوتی ہے۔

(ج) سکول ہذا میں تعینات تمام ملازمین کی سروس بکس مکمل ہیں کسی کی سروس بک نامکمل نہیں ہے۔

(د) سروس بکس مکمل کرنے کی ذمہ داری ہیڈ مسٹریس پر عائد ہوتی ہے اور مکمل نہ کرنے پر محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے جس وقت یہ سوال دیا تھا تو اس وقت اساتذہ کی service books کا مسئلہ تھا۔ اب جواب میں ہے کہ ہیڈ مسٹریس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ مکمل ہو گئی ہیں۔ وزیر صاحب یقین دہانی کروادیں کہ یہ جواب درست ہے اور مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ میں نے پتا نہیں کیا لیکن میں پتا کر لوں گا۔ اگر مسئلہ حل نہ ہوا تو میں دوبارہ پھر ہاؤس میں وزیر صاحب سے پوچھ لوں گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ ان کے جواب سے مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ہو گیا ہو گا اور مجھے پورا یقین ہے کہ وزیر صاحب غلط نہیں کہہ رہے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب یہ سوال محکمے کو بھیجا گیا تھا تو اس وقت سکول ہذا میں تعداد 75 تھی جو آج 73 ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے سروس بک کی بات کی ہے تو ہیڈ مسٹریس کا مکمل طور پر اختیار ہوتا ہے۔ اگر کسی بھی قسم کی کوتاہی ہو تو P.E.D.A کے تحت disciplinary action لیا جاتا ہے۔ اس سوال کا جواب محکمے نے بالکل صحیح دیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ آپ کے جواب سے پہلے ہی مطمئن ہو چکے ہیں۔ شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: On her behalf Q. No. 245 (معزز رکن نے ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 245 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا یہ سوال پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت محکمہ تعلیم کی کارکردگی

*245: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت محکمہ تعلیم کی کارکردگی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پروگرام کے تحت صوبہ کے متعدد سکولوں کی عمارتوں، چار دیواری اور فرنیچر وغیرہ کی فراہمی میں نمایاں بہتری لائی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پروگرام کے تحت سکولوں میں بچوں کے داخلہ جات، سکولوں میں بچوں کی حاضری اور ٹیچرز کی حاضری میں نمایاں بہتری ہوئی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ پروگرام جاری رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت محکمہ تعلیم کی کارکردگی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔(قطع کلامی)

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کے دور میں محکمہ تعلیم میں کیا ہوتا تھا۔

جناب سپیکر: آپ آرام سے بیٹھیں۔اور سنیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

اس پروگرام پر عملدرآمد سے نہ صرف سکولوں میں بچوں کے داخلوں میں اضافہ ہوا بلکہ سکولوں کو missing facilities کے لئے فنڈز بھی فراہم کئے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں حکومت پنجاب تعلیم کے شعبہ میں خاطر خواہ بہتری کی خواہاں ہے اور اس مقصد کے لئے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت میٹرک تک کے طلبہ کو مفت کتابوں کی فراہمی کی جاتی ہے۔صوبہ کے 15 کم شرح خواندگی والے اضلاع میں کلاس ششم سے دہم تک بچیوں کو کم از کم 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر 200 روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے جس سے ان اضلاع میں سکول جانے والی بچیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ان اقدامات سے تعلیم کے سیکٹر میں حوصلہ افزاء نتائج سامنے آئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس پروگرام کے تحت صوبہ کے متعدد سکولوں کی عمارتوں، چار دیواری و دیگر بنیادی ضروریات فراہم کی گئی ہیں۔تاہم پالیسی نقائص کی وجہ سے کسی بھی سکول کی تمام ضروریات پوری نہ کی جا سکی ہیں۔اس بناء پر موجودہ حکومت نے نئی پالیسی وضع کی ہے جس کے تحت اب کسی بھی سکول میں تمام ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ان کے دور کے وزیر اعلیٰ نے اس وقت پچاس کروڑ روپے اپنی ذاتی تشہیر کے اوپر خرچ کئے جو ایجوکیشن کا فنڈ تھا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ جواب تو پورا پڑھ لیں۔

جناب محمد یار ہراج: اب یہ کہیں اور سے شروع ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان پر پابندی نہیں لگا سکتے کہ وہ آگے بات ہی نہ کریں۔ پلیز، تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ صرف جواب ہی پڑھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ نے کہا کہ جواب پڑھا جائے۔ وہ پڑھ رہے ہیں اور آپ سنتے جائیں۔ منسٹر صاحب! جس سے ان کو تکلیف نہ ہو ایسی بات کر دیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/ تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے حقائق تو بتانے چاہئیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ان کی دل آزاری نہ کریں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/ تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے پچاس کروڑ روپے سے زیادہ اپنی تشہیر پر پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر خرچ کئے اور آج کے وزیر اعلیٰ کو دیکھئے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔ (قطع کلامیاں)

MINISTER FOR EXCISE & TAXATION/EDUCATION (Mian Mujtaba Shuja ur Rehman): Shame for them, shame for their Leader, sir.

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انہیں صرف جواب پڑھنے کے لئے کہا گیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: صرف جواب پڑھا جائے۔ policy statement نہ دیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ بیٹھیں گے تو جواب سنیں گے، کیا آپ جواب نہیں سننا چاہتے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ورلڈ بنک سے قرضے پر لئے گئے پیسے ان کا وزیر اعلیٰ اپنی ذاتی تشہیر پر "پڑھے لکھے پنجاب" کے نام پر خرچ کرتا رہا، یہ کس منہ سے یہاں کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جز(د) کا جواب تو پڑھ لیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں حقائق بتا رہا ہوں۔ ان میں سننے کی ہمت نہیں ہے۔ ان کے وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے بچوں کی کتابوں کے اوپر قائد اعظم محمد علی جناح کی تصویر ہٹا کر اپنی تصویر لگا دی۔

جناب سپیکر: میاں مجتبیٰ صاحب! آپ سوالات کے جواب دے کر بات کو ختم کریں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(ج) یہ ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ اس پروگرام کے تحت سکولوں میں بچوں کے داخلہ جات، بچوں کی حاضری اور ٹیچروں کی حاضری میں نمایاں بہتری ہوئی ہے اور اس کا credit ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو جاتا ہے جنہوں نے 14۔اگست 2008 کو پرائمری ایجوکیشن کے نام پر enrolment شروع کی۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ان کے وزیر اعلیٰ کو نہیں بلکہ ہمارے وزیر اعلیٰ کو جاتا ہے۔ منسٹر صاحب کو صرف پڑھنے کے لئے کہا گیا تھا اور یہ اپنی طرف سے statement دے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جز(د) بھی پڑھیں۔ وہ تو ایسے ہی چھوڑ دیا ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ ان کی وضاحت تو سنیں۔ This is not good. Really I am not allowing you. Please sit down and listen to the Minister.

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(د) کا جواب ہے کہ حکومت پنجاب نہ صرف اس پروگرام کو جاری رکھے گی بلکہ اس میں مزید بہتری کے اقدامات کر رہی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ میرا منسٹر صاحب سے اسی سوال سے related ضمنی سوال ہے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please. Order in the House. No comments and no cross talk.

جی، میاں صاحب! تشریف رکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال سے خوش نہیں ہوئے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس پر میرا بڑا ضروری ضمنی سوال ہے جو میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ صرف آپ کا ضمنی سوال ہوگا اور اس کے بعد سوالات کا وقت ختم ہو جائے گا۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جز(ج) کا جواب دیا ہے کہ ان سکولوں میں بچوں کے داخلہ جات، بچوں کی حاضری اور ٹیچروں کی حاضری کے حوالے سے بات کی ہے تو آج سے ٹھیک ڈیڑھ مہینہ پہلے ورلڈ بنک کی ایک رپورٹ آئی ہے۔ میں منسٹر صاحب کی اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتا کیونکہ ورلڈ بنک کی رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے اپنی modeling پر 60 کروڑ روپیہ لگایا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے urban areas کے 33 فیصد بچوں کی رجسٹریشن drop ہوئی ہے جناب منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ صرف ضمنی سوال کریں۔ This is not a relevant question پلیز، تشریف رکھیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/ تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن میاں نصیر صاحب نے جو بات کی ہے وہ درست ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ نے قرضے پر لیا گیا پچاس کروڑ روپیہ اپنی ذاتی تشہیر اور نمود و نمائش پر خرچ کیا جو تعلیم کے لئے مختص تھا۔۔۔

جناب سپیکر: تمام اراکین تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب یونیورسٹی کی طرح کالجز میں بھی سمسٹر سسٹم رائج کرنے کا معاملہ

*278: محترمہ عارفہ خالد پرویز:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے دو سال سے ایم ایس سی سٹوڈنٹس کے لئے امتحان کا سمسٹر سسٹم رکھا ہوا ہے جبکہ یونیورسٹی نے اپنے affiliated کالجز میں annual سسٹم کر رکھا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کا یہ عمل affiliated کالجز کے سٹوڈنٹس کے لئے انصاف پر مبنی نہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یونیورسٹی کی طرح اس کے affiliated کالجز میں بھی ایم ایس سی کے سٹوڈنٹس کے لئے سمسٹر سسٹم رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) سمسٹر سسٹم کے مؤثر اطلاق کے لئے تدریسی عملہ کی تعداد، جدید کمپیوٹر لیبارٹریز، لائبریریز اور شفاف امتحانی نظام کا حصول اولین ترجیحات ہیں۔حکومت پنجاب کی کوشش

ہے کہ سمسٹر سسٹم کے اجراء کے لئے سرکاری کالجوں میں مذکورہ ضروریات کو پورا کر کے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں یکساں تعلیمی نظام رائج کر دیا جائے۔

گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج لاہور میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر کے قیام کا مسئلہ

*328: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج لاہور میں کسی پرائیویٹ کالج کو کمپیوٹر کورسز کرانے کے لئے کمپیوٹر سنٹر بنا کر دیا گیا ہے، مذکورہ کالج کا نام و مالکان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج میں سرکاری طور پر بھی کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ کا آغاز ہو چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر کی فیس اور سرکاری کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ کی فیس میں بہت زیادہ فرق ہے، دونوں کی فیسوں کی مکمل تفصیلی فہرست پیش کی جائے نیز دونوں سنٹرز میں داخلہ لینے والی طالبات کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر چلانے والے مالکان دیگر سرکاری کالجوں میں بھی سنٹرز چلا رہے ہیں، مذکورہ کالجوں کے ناموں سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر بنانے کے لئے کب اور کس اتھارٹی نے اجازت نامہ جاری کیا تھا، کاپی فراہم کی جائے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوم اکنامکس کالج کا نام استعمال کر کے پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر کے مالکان وانتظامیہ اپنے داخلوں میں اضافہ کرتے ہیں؟

(ز) کیا حکومت سرکاری کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ کے قیام کے بعد پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج لاہور میں 1998 سے کمپیوٹر سنٹر کو ایک پرائیویٹ ادارہ (WISE) برائے خواتین چلا رہا تھا جس کی مالکہ کا نام مسز حامدہ طارق تھا اور ایڈریس 48۔ مین گلبرگ تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر کی فیس -/2400 روپے فی طالبہ سالانہ جبکہ سرکاری کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ کی فیس -/1000 روپے فی طالبہ سالانہ ہے۔ سرکاری کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ میں طالبات کی تعداد 295 ہے۔ (دونوں کمپیوٹر سنٹرز کا تقابلی جائزہ منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(د) درست ہے۔ گورنمنٹ کالج آف ہوم اکنامکس گلبرگ میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز چلانے والے مالکان لاہور اور دیگر سرکاری کالجوں میں بھی اپنے کمپیوٹر سنٹرز چلا رہے ہیں۔ لاہور کے سرکاری کالجز میں گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج اور دیال سنگھ کالج بھی شامل ہیں۔

(ہ) گورنمنٹ کالج آف ہوم اکنامکس میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر کے قیام کا آغاز حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کی پالیسی 1998 کے تحت کیا گیا۔ کالج ہذا کی اس وقت کی پرنسپل صاحبہ پروفیسر مسز نسیم تسنیم اللہ اور مس حامدہ فاروق چیف ایگزیکٹو بوائز کالج 48 مین گلبرگ کے درمیان ایک تحریری معاہدہ طے پایا تھا۔ (تحریری معاہدہ منسلکہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(و) محکمہ تعلیم کے مطابق کالج میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر بند کر دیا گیا ہے۔ (فیصلہ منسلکہ (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(ز) چونکہ گورنمنٹ کالج آف ہوم اکنامکس میں آئی سی ایس پروگرام کے تحت کلاسز نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے 27-08-2007 سے کالج ہذا کو

اس پالیسی سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ محکمہ تعلیم نے پرائیویٹ پارٹی کو سنٹر بند کرنے کا حکم دیا جس کے بعد کالج میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر بند کر دیا گیا ہے۔

لاہور میں بڑے سرکاری سکولوں کی این جی اوز کو سپردگی و دیگر تفصیلات

*277: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں بڑے سرکاری سکولوں کو این جی اوز کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ جو سکول این جی اوز کو دیئے گئے ہیں ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز سکول این جی اوز کو دینے کے حکومتی آرڈر کی کاپی بھی فراہم کی جائے؟

(ب) کیا بھی یہ درست ہے کہ این جی اوز، سکولوں اور طلباء کے نام پر مالی امداد اور فنڈز حاصل کرتی ہیں، اگر ہاں تو لاہور میں جو سکول این جی اوز کے کنٹرول میں ہیں، انھوں نے جو مالی امداد اور فنڈز حاصل کئے ہیں، ان کے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی امداد اور فنڈز سے حاصل ہونے والی رقم کا کوئی آڈٹ نہیں ہوتا، اگر ہوتا ہے تو اس کی تفصیل کے متعلق بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں ایک باضابطہ معاہدہ کے تحت 30 این جی اوز نے 390 سکولوں کو adopt کیا ہوا ہے۔ معاہدے کی کاپی اور سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر این جی او اپنے source سے خود فنڈ اور امداد مختلف donors سے حاصل کرتی ہے جس کا محکمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ مزید یہ کہ معاہدے کی شق نمبر 3 کے تحت کوئی بھی این جی او طلبا سے کسی قسم کی مالی امداد اور فنڈز حاصل نہیں کر سکتی نہ ہی کسی این جی او کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی ہے۔

(ج) جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

بورڈ آف انٹر میڈیٹ اور سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کے اکاؤنٹ کی تبدیلی کا معاملہ

*604: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کا بنک اکاؤنٹ تبدیل کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ اکاؤنٹ پہلے کسی اور بنک میں تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنک اکاؤنٹ کی تبدیلی چند مفاد پرست عناصر کے ذاتی ایماء پر کی گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو بنک اکاؤنٹ تبدیل کرنے کی وجہ بیان کی جائے دونوں بنک اکاؤنٹس کے نمبر اور اکاؤنٹ کھولنے کی تاریخیں نیز اکاؤنٹ تبدیل کرتے وقت بنک بیلنس اور موجودہ بنک میں موجود رقم کی مکمل تفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کے بنک اکاؤنٹس اور تواریخ اجراء مندرجہ ذیل ہیں:-

نیشنل بنک آف پاکستان

1-اکاؤنٹ نمبر 53187-2	مورخہ 16-05-1992
2-اکاؤنٹ نمبر 17-9(NIDA)	مورخہ 10-4-2000

یو بی ایل کوتوالی روڈ:

1-اکاؤنٹ نمبر 010-1625-6	مورخہ 13-2-1988
2-اکاؤنٹ نمبر 120-0001-5(یونی سیور)	مورخہ 2-3-2002
3-اکاؤنٹ نمبر 122-0001-6(یونی سیور پلس)	مورخہ 19-02-2008

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جواب بحوالہ جز(ب) غیر متعلقہ ہے۔

(د) جزہائے بالا(الف)اور(ب) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام و دیگر تفصیلات

*370: محترمہ ثمینہ نوید: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ محکمہ کے تحت ایجوکیشن فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہے؟

(ب) ایجوکیشن فاؤنڈیشن کب قائم ہوئی، آخری بار اس کے قواعد میں کب ترمیم ہوئی، فاؤنڈیشن کا ڈھانچہ کیا ہے؟

(ج) ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے سکولوں اور کالجوں کے لئے مالی معاونت کی کون کون سی سکیمیں بنا رکھی ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) 2003 تا 2007 مذکورہ فاؤنڈیشن کو سال وار کتنا فنڈ دیا گیا، کتنا عملہ کی تنخواہ کی مد میں خرچ ہوا اور کتنا فنڈ پرائیویٹ اداروں کو بطور مالی معاونت دیا گیا، تفصیلاً ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن 1991 میں پنجاب اسمبلی کے منظور کردہ ایکٹ کے تحت قائم ہوئی اور 2004 میں ایک نئے ایکٹ کے تحت اس کی تشکیل نو کی گئی اور اس کو خود مختاری دی گئی۔

(ب) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن 1991 میں پنجاب اسمبلی کے منظور کردہ ایکٹ کے تحت قائم ہوئی اور 2004 میں ایک نئے ایکٹ XII آف 2004 کے تحت فاؤنڈیشن کی تشکیل نو کی گئی۔ نئے ایکٹ کے تحت پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے قواعد و ضوابط 2005 اور 2006 میں بنائے گئے جو کہ محکمہ قانون، محکمہ فنانس اور S&GAD سے vetting کے بعد محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن جاری کئے۔

1991 کے ایکٹ کے تحت اس کا مقصد غیر سرکاری تنظیموں کے غیر تجارتی بنیادوں پر چلنے والے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی تھی۔ جس میں ان اداروں کو امداد قرضہ کے علاوہ زمین کی فراہمی شامل تھی جبکہ 2004 میں تشکیل نو کے بعد فاؤنڈیشن

کی ذمہ داری پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت معیاری تعلیم کا فروغ ہے جس میں پرائیویٹ سیکٹر کی طرف سے کی گئی کاوشوں کی تکنیکی اور معاشی معاونت کے ذریعے حوصلہ افزائی ہے تاکہ معاشرے کے پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ طبقہ کے لوگوں کو حصول تعلیم کے مواقع میسر آ سکیں۔ فاؤنڈیشن کا بورڈ آف ڈائریکٹرز تمام مالی اور انتظامی معاملات میں خود مختار ہے۔ فاؤنڈیشن کا بورڈ آف ڈائریکٹرز سیکرٹری ایجوکیشن، سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری لٹریسی، سیکرٹری سوشل ویلفیئر، وائس چانسلر یونیورسٹی آف ایجوکیشن کے علاوہ آٹھ غیر سرکاری ممبران پر مشتمل ہے جبکہ فاؤنڈیشن کا انتظامی سربراہ مینجنگ ڈائریکٹر ہوتا ہے جس کے نیچے دو ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹرز اور پانچ پروگرام ڈائریکٹرز کام کر رہے ہیں۔

(ج) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے 2004 کے بعد سے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت مختلف پروگرام شروع کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:-

1- فاؤنڈیشن اسسٹڈ سکول (FAS)

2- ایجوکیشن ووچر سکیم (EVS)

3- کنٹی نیوئنس پروفیشنل ڈویلپمنٹ پروگرام (CPDP) اس پروگرام میں سکول لیڈرشپ ڈویلپمنٹ پروگرام (SLDP)، کنٹی نیوئنس ٹیچرز ڈویلپمنٹ پروگرام (CTDP) ٹیچنگ ان کلسٹر بائے سبجیکٹ سپیشلسٹ (TICSS)، سیکنڈری لیول مینٹورنگ (SLM) شامل ہیں۔

4- نیو سکول پروگرام (NSP)

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*737: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں اس وقت جو ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گریڈ، ماہانہ تنخواہ اور کنٹریکٹ پر عرصہ ملازمت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے ریٹائرمنٹ کے بعد کام کرنے والے ملازمین کا کنٹریکٹ ختم کر دیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس یونیورسٹی میں ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ملازمت کرنے والے ملازمین کی جگہ نئے بے روزگار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں جو ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گریڈ، ماہانہ تنخواہ اور کنٹریکٹ پر عرصہ ملازمت کی تفصیل (الف) ایوان کی پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ریٹائرمنٹ کے بعد کام کرنے والے سول سرونٹ کا کنٹریکٹ ختم کر دیا ہے۔لیٹر کی کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی ایک خود مختار ادارہ ہے جو کہ پنجاب اسمبلی کے منظور شدہ ایکٹ کے مطابق کام کرتا ہے۔یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ ایک بااختیار اتھارٹی ہے جو مختلف اسامیوں کی تخلیق کرتی ہے اور اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے سلیکشن بورڈ کی سفارشات پر تعیناتی کرتی ہے۔مذکورہ یونیورسٹی میں جو ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کی تقرری بھی سنڈیکیٹ کی منظوری کے بعد کی گئی ہے۔

لاہور۔ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت سکول و کالجوں کی معاونت کا مسئلہ

*371: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت نجی سکول و کالج چل رہے ہیں؟

(ب) سابق دور حکومت نے لاہور میں کن کن سکولوں اور کالجوں کی مالی معاونت کی ہے، سکولوں کے مالکان کے نام مع ولدیت،ایڈریس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے تاحال کتنی رقم مختلف سکولوں اور کالجوں کو دی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن تنظیم نو کے بعد پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت کام کر رہی ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن پرائیویٹ سکولوں کا فاؤنڈیشن اسسٹڈ سکول (Foundation Assisted School) (FAS) ایجوکیشن ووچر سکیم (Education Voucher Scheme -EVS) اور نیو سکول پروگرام (New School Program-NSP) کے تحت اپنے ساتھ الحاق کرتی ہے۔ان پروگراموں کے تحت فاؤنڈیشن سکول میں داخل بچوں کی تعداد کے پیش نظر فی طالب علم 300روپے ماہوار دیئے جاتے ہیں۔فاؤنڈیشن بچوں کے تعلیمی معیار کو جانچنے کے لئے ششماہی بنیادوں پر سکول کے بچوں کا کوالٹی ایشورنس ٹیسٹ (کیوا ے ٹی) لیتی ہے، ماہانہ اور کیوا ے ٹی کے رزلٹ سے مشروط ہوتی ہے۔یعنی سکول کے دو تہائی بچوں کا ٹیسٹ میں پاس ہونا ضروری ہے۔فاؤنڈیشن کے ساتھ الحاق کے بعد سکول بچوں سے کسی بھی مد میں کوئی رقم وصول نہیں کرتا۔تین ہائر سیکنڈری سکول بھی فاؤنڈیشن کے ساتھ الحاق کے بعد بچوں سے کسی بھی مد میں کوئی رقم وصول نہیں کرتے اور یہ سکول بھی فاؤنڈیشن کے تحت لڑکیوں کو انٹر میڈیٹ لیول تک تعلیم دے رہے ہیں۔

(ب) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی تشکیل نو 2004 کے بعد فاؤنڈیشن نے لاہور میں 19 سکولوں کے ساتھ اپنے پروگرام فاؤنڈیشن اسسٹڈ سکول (ایف اے ایس) کے تحت جبکہ ایجوکیشن ووچر سکیم (ای وی ایس) کے تحت 52 سکولوں کے ساتھ معاہدہ کیا گیا ہے جس کے تحت سکول میں داخل بچوں کی تعداد کے حساب سے فی طالب علم 300 روپے دیئے جاتے ہیں۔سکولوں کی مکمل لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نو مبر 2005 (تشکیل نو

کے بعد) سے لے کر اب تک سکولوں کو مبلغ1369638730روپے بطور مالی امداد دیئے گئے ہیں نیز ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ کا تناسب درج ذیل ہے:۔

Development Expenditure	=	99.29
Non Development Expenditure	=	0.71
Total	=	100

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*738: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں نان ٹیچنگ سٹاف میں گریڈ17 اور اوپر کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ان کو حاصل مراعات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اگر ان ملازمین کو حکومت پنجاب کی طرف سے دی گئی مراعات کے علاوہ بھی کوئی مراعات حاصل ہیں تو اس کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس وقت ان اسامیوں پر ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈیپوٹیشن پر تعیناتی کا عرصہ بتائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں نان ٹیچنگ سٹاف گریڈ17 اور اس سے اوپر کی کل65اسامیاں ہیں۔

(ب) مذکورہ65 میں سے 37اسامیوں پر تعیناتی ہو چکی ہے جبکہ بقیہ28اسامیاں خالی ہیں۔ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ان کو حاصل مراعات کی تفصیل منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ملازمین کو جواب (ب) میں بیان کردہ مراعات کے علاوہ کوئی اضافی مراعات حاصل نہ ہیں۔

(د) ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈیپوٹیشن پر تعیناتی کے عرصہ کے بارے میں تفصیل منسلکہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔گورنمنٹ کمپری ہینسو گرلز ہائی سکول سنگھ پورہ کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*401: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمپری ہینسو گرلز ہائی سکول سنگھ پورہ برائے طالبات لاہور میں تقریباً 20 سیکشنز میں طالبات زیر تعلیم ہیں لیکن اس سکول میں پینے کا صاف پانی، بیت الخلاء اور لیبارٹری وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں؟

(ب) مذکورہ کتنے کلاس رومز ہیں اور طالبات کی موجودہ تعداد کتنی ہے اور کیا اساتذہ کو فرنیچرز مہیا کیا گیا ہے؟

(ج) کیا ان طالبات کو پریکٹیکل کے لئے سائنس لیبارٹری کی سہولت موجود ہے؟

(د) مذکورہ سکولز میں لیبارٹری کے لئے کتنا سالانہ فنڈ مہیا کیا جاتا ہے؟

(ہ) مذکورہ سکول میں اس وقت کتنے اساتذہ ہیں، ان کے نام، عہدہ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) اس وقت سکول میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور حکومت ان کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

(ز) اس سکول میں موجود تمام اساتذہ، مالی، چوکیدار اور دیگر عملے کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں گورنمنٹ کمپری ہینسو گرلز ہائی سکول سنگھ پورہ کے نام سے کوئی ادارہ نہ ہے۔تاہم سنگھ پورہ کے علاقے میں گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ کے نام سے قائم ہے جس میں 54 سیکشن میں طالبات زیر تعلیم ہیں۔ پینے کے پانی کے لئے تین عدد ڈونکی پمپس موجود ہیں اور چالو

حالت میں ہیں-ادارہ میں 20 عدد بیت الخلا چالو حالت میں موجود ہیں نیز لیبارٹریز بھی موجود ہیں جن میں ادارہ کی تمام طالبات پریکٹیکلز سے مستفید ہوتی ہیں-

(ب) ادارہ ہذا میں کلاس رومز کی تعداد 48 ہے-طالبات کی تعداد 3260 ہے-اساتذہ کے لئے 107 کرسیاں ہیں اور کلاس رومز کی میزیں بھی موجود ہیں-ادارہ دو شفٹوں میں کام کر رہا ہے جس کی وجہ سے فرنیچر اور کلاس رومز کی تعداد کافی ہے-

(ج) ادارہ ہذا میں طالبات کے لئے لیب برائے سائنس مضامین موجود ہیں۔ جن میں طالبات پریکٹیکل کرتی ہیں-

(د) مذکورہ سکول میں لیب کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سالانہ سائنس فنڈز سے سامان مہیا کیا جاتا ہے-رواں سال میں مبلغ 12150 روپے استعمال کئے گئے ہیں-

(ہ) اس وقت سکول میں 83 اساتذہ کام کر رہے ہیں-فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(و) ادارہ ہذا میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کی دو اسامیاں خالی ہیں اور ایک خاکروبہ کی اسامی بوجہ ریٹائرمنٹ خالی ہے باقی تمام اسامیاں پر ہیں-

(ز) ادارہ ہذا میں کل 102 اسامیاں ہیں جن میں 85 اسامیاں اساتذہ کی ہیں جن میں سے صرف دو اسامیاں خالی ہیں-باقی مالی، چوکیدار اور دیگر عملے کی 17 اسامیاں ہیں-جن میں سے صرف خاکروبہ کی ایک اسامی بوجہ ریٹائرمنٹ خالی ہے-عنقریب بھرتی کا عمل شروع ہونے پر یہ اسامیاں پر ہو جائیں گی

پنجاب پبلک لائبریری میں کتابوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*785: **مہر اشتیاق احمد**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب پبلک لائبریری میں کتابوں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ لائبریری کو عطیہ میں بھی کتابیں ملتی ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ لائبریری کے لئے اوپن مارکیٹ سے پوری قیمت پر کتابیں خرید کی جاتی ہیں یا اشاعتی ادارے سے رعایت بھی لی جاتی ہے؟

(د) مذکورہ لائبریری کے لئے کتابوں کی خرید کی اجازت کون سی اتھارٹی دیتی ہے؟

(ہ) کیا مذکورہ لائبریری کا کبھی کوئی آڈٹ ہوا ہے، اگر ہاں تو گزشتہ چار سال کی تفصیل کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر پچھلے پانچ سال میں مذکورہ لائبریری میں کسی بھی اہلکار وافسر کے خلاف بد عنوانی پر کوئی کارروائی کی گئی ہے تو اس سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب پبلک لائبریری میں کتابوں کی کل تعداد 221082 ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) وزارت تعلیم حکومت پاکستان کے محکمہ لائبریریز اسلام آباد کے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق اوپن مارکیٹ سے رعایت حاصل کر کے کتابیں خرید کی جاتی ہیں منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے نیز اشاعتی اداروں سے مزید رعایت بھی حاصل کی جاتی ہے۔

(د) مذکورہ لائبریری کے لئے بک پرچیز کمیٹی کے ذریعے کتابیں خریدی جاتی ہیں۔

(ہ) لائبریری کا ہر سال آڈٹ ہوتا ہے اور محکمہ لوکل فنڈ حکومت پنجاب کا عملہ آڈٹ کرتا ہے۔ گزشتہ سال کے آڈٹ پر 188 اعتراضات ہیں جنہیں جلد فنانس کمیٹی کے ایجنڈے میں شامل کر دیا جائے گا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(و) پچھلے پانچ سال میں لائبریری سے کسی بھی اہلکار یا افسر کے خلاف بد عنوانی پر کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے تاہم کچھ ملازمین کے خلاف انکوائریاں زیر التواء ہیں۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جی ٹی روڈ گڑھی شاہو تا شالامار باغ لاہور پر واقع رجسٹرڈ وغیر رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*402: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جی ٹی روڈ گڑھی شاہو تا شالامار باغ لاہور میں واقع کتنے ایسے سکولز ہیں جو غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ سکولز کی فیسوں میں حدود کا تعین کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکولز فی بچہ چار سے پانچ ہزار روپے فیس وصول کر رہے ہیں؟

(د) مذکورہ علاقے میں غیر قانونی چلنے والے سکولز کی تفصیل دی جائے اور فی بچہ کتنی فیس لی جاتی ہے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) جو آفیسرز ان تمام بے قاعدگیوں کے ذمہ دار ہیں، کیا محکمہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کر رہا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ٹی روڈ سنگھ پورہ باغبانپورہ میں کل 14 سکول غیر رجسٹرڈ تھے جن میں سے پانچ سکول رجسٹرڈ ہو چکے ہیں جس کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رجسٹریشن آرڈیننس میں فیسوں کی حدود کا تعین نہ کیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ان سکولز کا دسمبر 2008 میں سروے کروایا گیا ہے جس میں کم از کم 100 روپے اور زیادہ سے زیادہ 600 روپے ماہانہ فیس بتائی گئی ہے۔

(د) علاقے کے سکولز کا دسمبر 2008 میں سروے کروایا گیا ہے جس میں کم از کم 100 روپے اور زیادہ سے زیادہ 600 روپے ماہانہ فیس بتائی گئی ہے غیر رجسٹرڈ سکولوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) محکمہ کی طرف سے کروائے گئے سروے کے مطابق غیر رجسٹرڈ اداروں کے مالکان کو نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ جن کے نوٹس نمبر 10336 بتاریخ 25-06-2008 سیکنڈ نوٹس نمبر 14177 بتاریخ 22-09-2008، پرسنل ہیرنگ نمبر 16574 بتاریخ 15-11-2008 فرسٹ ریمائنڈر پرسنل ہیرنگ نمبر 17606 بتاریخ 15-12-2008 اور آخری ریمائنڈر پرسنل ہیرنگ نمبر 418 تا 406 مورخہ 15-01-2009 کو رجسٹرڈ کروائے گئے ہیں۔

کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں اور پرسنل ہیرنگ کی تاریخ 31-01-2009 بوقت 9-00 بجے رکھی گئی ہے- مزید کارروائی پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل دی انسٹیٹیوشن پرائیویٹ اینڈ ریگولیشن رولز1984 کی شق نمبر12 کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی-

قائداعظم لائبریری میں کتابوں کی کل تعداد و دیگر تفصیلات

*786: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قائداعظم لائبریری میں کتابوں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ لائبریری کو عطیہ میں بھی کتابیں ملتی ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ لائبریری کے لئے اوپن مارکیٹ سے پوری قیمت پر کتابیں خرید کی جاتی ہیں یا اشاعتی ادارے سے رعایت بھی لی جاتی ہے؟

(د) مذکورہ لائبریری کے لئے کتابوں کی خرید کی اجازت کون سی اتھارٹی دیتی ہے؟

(ہ) کیا مذکورہ لائبریری کا کبھی کوئی آڈٹ ہوا ہے اگر ہاں تو گزشتہ چار سال کی تفصیل کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) پچھلے پانچ سال میں مذکورہ لائبریری میں کسی بھی اہلکار و افسر کے خلاف بدعنوانی پر کوئی کارروائی کی گئی ہے تو اس سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) قائداعظم لائبریری میں کتابوں کی کل تعداد 126683 ہے-

(ب) درست ہے-

(ج) وزارت تعلیم حکومت پاکستان محکمہ لائبریریز اسلام آباد کے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق اوپن مارکیٹ سے رعایت حاصل کر کے کتابیں خریدی جاتی ہیں-(کاپی جز(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) کتابوں کی خریداری کی حتمی منظوری ڈائریکٹر جنرل پبلک لائبریریز پنجاب / سیکرٹری بورڈ آف گورنرز قائداعظم لائبریری دیتے ہیں۔

(ہ) لائبریری کا ہر سال آڈٹ ہوتا ہے اور محکمہ لوکل فنڈ حکومت پنجاب کا عملہ آڈٹ کرتا ہے۔ گزشتہ چار سال سے آڈٹ پر چار اعتراضات ہیں جن کے جوابات محکمہ کو ارسال کئے جا چکے ہیں۔اس سال کے آڈٹ میں ان اعتراضات کو ختم کروالیا جائے گا۔

(و) 2007 میں قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی پر ایک سکیورٹی آفیسر اشرف تنویر (بی ایس 15) کو جبری ریٹائر کیا گیا۔ (کاپی جز(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

پی پی۔217 میاں چنوں میں گرلز پرائمری، مڈل، ہائی و ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*599: رانا بابر حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔217 میاں چنوں میں کتنے گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی / ہائر سیکنڈری سکولز ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) کیا اس حلقہ کی ہر یونین کونسل میں گرلز ہائی اور مڈل سکول ہیں، اگر نہیں تو جن یونین کونسلز میں سکولز ہیں ان کے نام اور مقام سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس حلقہ کے دیہی علاقہ جات میں گرلز سکولز کی تعداد آبادی سے کافی کم ہے اور 10/8 چکوک کے لئے ایک گرلز مڈل سکول ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائمری کے بعد بچیوں کے مڈل اور ہائی سکول کافی دور واقع ہونے کی وجہ سے بچیوں کی 90 فیصد تعداد پرائمری کے بعد تعلیم حاصل نہ کر پاتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس حلقہ میں مزید گرلز مڈل اور ہائی سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔217 میں گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی / ہائر سیکنڈری سکولز کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

گرلز پرائمری	مڈل	گرلز ہائی	ہائر سیکنڈری	کل سکولز
50	20	06	01	70

نیز سکولز کی جائے مقام کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس حلقہ کی ہر یونین کونسل میں گرلز ہائی اور مڈل سکول نہیں ہیں۔ جن یونین کونسلز میں گرلز ہائی / ہائر سیکنڈری سکول ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ اس حلقہ میں 20 مڈل سکول موجود ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ گرلز مڈل سکول سکولوں کی تعداد پرائمری سکولوں کی نسبت کم ہے مگر یہ درست نہ ہے کہ 90 فیصد بچیاں پرائمری سکول کے بعد تعلیم حاصل نہیں کر پاتی ہیں۔

(ہ) حلقہ پی پی 217 میاں چنوں میں کسی نئے گرلز مڈل اور ہائی سکول کے اجرأ کے لئے اگر کوئی درخواست موصول ہوئی تو ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر خانیوال قواعد و ضوابط کے مطابق اس کی فزیبلٹی رپورٹ اپنے محکمہ کو پیش کرے گا۔

ڈی جی خان۔ تحصیل ٹرائبل ایریا میں ڈگری کالج کے قیام کا مسئلہ

*804: جناب محمد محسن خاں لغاری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ٹرائبل ایریا ضلع ڈی جی خان میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو عوامی مفاد کے لئے اس پسماندہ علاقے کے لئے کب تک ڈگری کالج کا اجرأ کیا جائے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم حکومت پنجاب نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز)ڈی جی خان سے تحصیل ٹرائیبل ایریا میں گرلز ڈگری کالج کے لئے feasibility report بھجوانے کے لئے کہا ہے۔ feasibility report آنے پر محکمہ اپنے مقرر کردہ criteriac کے مطابق اس علاقہ میں کالج کے قیام کے منصوبے کا جائزہ لے گا اور اسی رپورٹ کی روشنی میں کالج بنانے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

حلقہ پی پی۔225 کے سکولوں میں اساتذہ کی کمی کا مسئلہ

*671: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال پی پی۔225 میں کتنے ایسے ہائی سکول ہیں جن میں ہیڈ ماسٹر نہ ہیں؟

(ب) کتنے ہائی سکول ایسے ہیں جن میں طلبا کے لئے لیبارٹریز نہ ہیں؟

(ج) کتنے ہائی سکول ایسے ہیں جن میں اساتذہ کی تعداد ریٹائرمنٹ یا ٹرانسفر کے سبب پوری نہ ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہائی سکولز میں اساتذہ کی تعداد پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) تحصیل چیچہ وطنی پی پی۔225، 107/12 ایل ہائی سکول میں اساتذہ کی تعداد کتنی ہے اگر کم ہے تو محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں کہ وہ تعداد پوری ہو سکے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ساہیوال حلقہ پی پی۔225 میں مندرجہ ذیل 5 ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر کی اسامیاں خالی ہیں۔ گورنمنٹ ہائی سکول 39/14-L,121/7-ER,120/13-AL,119/7 DR, 113/12-L

(ب) ضلع ساہیوال حلقہ پی پی۔225 میں مندرجہ ذیل 7 ہائی سکول میں سائنس لیبارٹریز موجود نہ ہیں۔ گورنمنٹ رائے نیاز ہائی سکول چیچہ وطنی-39/14-L,50/12-L, 121/7 ER, 109/12-L, 120/13-L 104/12-L

(ج) ضلع ساہیوال حلقہ پی پی۔225 میں مندرجہ ذیل 5 ہائی سکول میں اساتذہ کی تعداد بوجہ ریٹائرمنٹ/تبادلہ پوری نہ ہے۔ گورنمنٹ ہائی سکول 104/12-L، 120/13-L، 107/12-L، 113/12-L، 119/7-DRان سکولوں میں خالی اسامیوں پر درخواستیں موصول ہو چکی ہیں بھرتی کل عمل زیر تکمیل ہے۔

(د) ان سکولوں میں خالی اسامیوں پر درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ بھرتی کا عمل زیر تکمیل ہے۔

(ہ) ضلع ساہیوال حلقہ پی پی۔225 چک نمبر107/12-L، ہائی سکول میں 8 اسامیاں خالی ہیں۔بذریعہ نئی تقرری اسامیاں پر ہو سکیں گی۔ایک ایس ایس ٹی، ایک اے ٹی، ایک ڈی ایم، دو ای ایس ٹی اور دو پی ایس ٹی ہیں۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین طفیل روڈ لاہور کینٹ کی کنٹین اور بک شاپ کے ٹھیکہ کی تفصیل

*860: **چودھری محمد طارق گجر**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین طفیل روڈ لاہور کینٹ کی کنٹین اور بک شاپ کا ٹھکیہ کب کن افراد کو الاٹ ہوا؟

(ب) اگر یہ ٹھکیہ باقاعدہ نیلام عام کے تحت الاٹ ہوا ہے تو یہ کس اخبار میں مشتہر ہوا، اس کی نقل فراہم کریں؟

(ج) اس ٹھکیہ میں کن کن پارٹیوں نے حصہ لیا ان کے نام بتائیں؟

(د) ٹھیکہ کس قاعدہ اور قانون کے تحت الاٹ ہوا؟

(ہ) اگر اس ٹھیکہ کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی تو اس کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(و) موجودہ ٹھیکیداران کے نام بتائیں اور ان کو کب سے ٹھیکہ الاٹ ہوا، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

(1) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین طفیل روڈ لاہور کینٹ کی کنٹین اور بک شاپ کا ٹھیکہ مورخہ 1998-08-04 کو مسماۃ رضیہ بیگم کو دیا گیا۔

(11) دوسری نشست کی طالبات کے لئے کنٹین کا ٹھیکہ مورخہ 2007-09-27 سے مسماۃ شمیم اختر کو دیا گیا۔

(111) کالج میں کوئی بک شاپ موجود نہ ہے۔

(ب) کنٹین کا ٹھیکہ باقاعدہ روزنامہ جرأت مورخہ 31۔جولائی 1998 میں مشتہر ہوا۔اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ٹھیکہ میں حصہ لینے والوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) مسماۃ رضیہ بیگم ساکن بیگم واڑہ موضع واسیاں برکی روڈ لاہور

(2) فوزیہ محمد خورشید ساکن مکان نمبر 5 گلی نمبر 3 بوستان سٹریٹ لاہور

(3) مسرت فاروق ساکن مکان نمبر 9 گلی نمبر 2 محمد نگر گڑھی شاہو لاہور

(4) حنیفہ بی بی کوٹ لکھپت لیاقت آباد لاہور

برائے کنٹین دوسری نشست

(1) یاسمین بیگم مکان نمبر 4 سی ایم ایچ حسین شاہ لائن 145/T لاہور کینٹ

(2) نازیہ ریاض ریلوے گیس کوارٹر ریلوے کالونی مغل محلہ ریلوے روڈ لاہور

(3) فہمیدہ اختر مکان نمبر 13/1455 گلی عیدگاہ صدر بازار لاہور کینٹ

(4) شمیم اختر MES کالونی شامی روڈ لاہور کینٹ

(5) صفیہ نصیر مکان نمبر 2 گلی نمبر 2 لال پل مغل پورہ لاہور

(د) ٹھیکہ گورنمنٹ کی جاری کردہ پالیسی بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبر SO(SE-III)21-1/97 مورخہ 1998-06-11 کے تحت دیا گیا۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کالج کنٹین کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جن کے نام مع عہدہ درج ذیل ہیں:۔

1	مسز خالدہ خالد	اسسٹنٹ پروفیسر	گریڈ18
2	مس راشدہ رضوانہ	لیکچرار	گریڈ17

3	مسز خالدہ رفعت زبیر	ایسوسی ایٹ پروفیسر	گریڈ19
4	چیئرپرسن مسز آصفہ خالد	پرنسپل	گریڈ19

برائے کنٹین دوسری نشست

1	مس صنوبر جمیل	اسسٹنٹ پروفیسر	گریڈ18
2	مسز انجم واحد	ایسوسی ایٹ پروفیسر	گریڈ19
3	مسز آصفہ خالد	پرنسپل	گریڈ19

(و) ٹھیکیداران کے نام درج ذیل ہیں:-

پہلی نشست مسماۃ رضیہ بیگم مورخہ 1998-8-04 سے تاحال

دوسری نشست مسماۃ شمیم اختر مورخہ 2007-09-01 سے تاحال

گورنمنٹ پرائمری سکول یونین کونسل سانگ جنڈہارنی تحصیل گوجر خان میں سہولیات کی فراہمی

*676: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول یونین کونسل سانگ جنڈہارنی تحصیل گوجر خان میں مختلف کلاسوں میں بچے زیر تعلیم ہیں، کیا مختلف کلاسوں میں انہیں پڑھانے کے تمام مضامین کے لئے سرکاری ٹیچر ہیں؟

(ب) جز بالا کا جواب اگر نہ میں ہے تو ایسا کیوں ہے جبکہ سکول ہذا میں تقریباً 65 بچے مختلف کلاسوں میں داخل ہیں اور گزشتہ پانچ سالوں سے کوئی سرکاری ٹیچر نہ ہے؟

(ج) سکول ہذا کی عمارت کتنے عرصہ سے متعلقہ یونین کونسل میں موجود ہے اور کیا اس میں بجلی، چار دیواری، ٹائیلٹ، پینے کا پانی موجود ہے اگر نہیں، تو آج کے جدید دور میں اس سکول میں بجلی، چار دیواری، ٹائیلٹ، پینے کا پانی حکومت کی طرف سے کیوں مہیا نہ کیا گیا ہے؟

(د) سکول ہذا میں حکومت کی طرف سے مذکورہ بالا بیان کردہ ضروریات کب تک مہیا کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول یونین کونسل سانگ جنڈ ہارنی تحصیل گوجر خان جو مسجد مکتب سکول تھا اور سال 2006 میں گرلز پرائمری سکول میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔عارضی طور پر ٹیچر تعینات کی گئی ہے جس کی وجہ سے سکول باقاعدگی سے چل رہا ہے۔تعداد طالبات انچاس ہے چونکہ بغیر ایس این ای کے گرلز پرائمری سکول میں تبدیل ہوا ہے۔ایس این ای کی منظوری کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو متعدد بار خطوط لکھے ہیں جن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔جونہی ایس این ای کی منظوری آئے گی تو مستقل سرکاری ٹیچرز تعینات ہو جائیں گی۔

(ب) گورنمنٹ پرائمری سکول یونین کونسل سانگ جنڈ ہارنی تحصیل گوجر خان جو مسجد مکتب سکول تھا اور سال 2006 میں گرلز پرائمری سکول میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔عارضی طور پر ٹیچر تعینات کی گئی ہے جس کی وجہ سے سکول باقاعدگی سے چل رہا ہے۔تعداد طالبات انچاس ہے۔ایس این ای کی منظوری کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو لکھا گیا ہے۔ (لیٹرز کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ج) سکول ہذا کی عمارت یو سی سائنگ میں 1995 سے موجود ہے چار دیواری اور ٹائیلٹ دو عدد موجود ہیں۔پانی کے پمپ اور بجلی کے انتظام کی فراہمی کے لئے متعلقہ افسران کو لکھا گیا ہے۔امید ہے کہ موجودہ مالی سال میں فنڈز کی منظوری کے بعد پانی اور بجلی کی سہولیات بھی مل جائیں گی۔

(د) موجودہ مالی سال کے دوران مندرجہ بالا ضروریات مہیا کر دی جائیں گی۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین طفیل روڈ لاہور کینٹ کی آمدن و دیگر تفصیلات

*861: چودھری محمد طارق گجر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین طفیل روڈ لاہور کو سال 2005 سے آج تک کتنی رقم سالانہ حکومت کی جانب سے دی گئی اور کتنی آمدن اس کالج کے اپنے ذرائع سے وصول ہوئی؟

(ب) اس عرصہ کے دوران یہ رقم کن کن اشیاء کی خریداری پر خرچ ہوئی ان اشیاء کے نام اور قیمت خرید بتائیں؟

(ج) اگر اس خریداری کے لئے کوئی پرچیز کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) اگر اس رقم کا آڈٹ ہوا ہے تو یہ کن کن افسران نے کیا تھا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کالج ہذا میں زیر تعلیم بچیوں کی تعداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کی جانب سے کالج ہذا کو مالی سال 06-2005 تا 09-2008 میں مندرجہ ذیل گرانٹ ملی ہے۔

2005-06	31651640روپے
2006-07	39488035روپے
2007-08	38580900روپے
2008-09	41715800روپے

کالج ہذا نے اپنے ذرائع سے کالج کی طالبات سے مندرجہ ذیل فنڈز میں آمدن حاصل کی ہے۔

جنرل فنڈ	728016روپے
میڈیکل فنڈ	15167روپے
ریڈ کریسینٹ فنڈ	15167روپے
ویلفیئر فنڈ	910020روپے
سائنس بریکیج فنڈ	346320روپے

(ب) کالج ہذا میں ملازمین کی تنخواہوں اور یوٹیلٹی بلز پر مذکورہ سالوں میں مندرجہ ذیل اخراجات کئے گئے۔

2005-06	27119354روپے
2006-07	39488035روپے
2007-08	40599114روپے
2008-09	

کالج کے فنڈز میں سے بابت متفرق اشیاء خرید کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(1) نرل فنڈ-/1915959روپے

تعلیمی پروگرام سپورٹس، گرلز گائیڈ، بین الکلیاتی پروگرام، یوم آزادی، یوم قائداعظم اور یوم اقبال کے سلسلے میں خرچ کئے جاتے ہیں۔

(2) میڈیکل فنڈ-/438991روپے

طالبات کی طبی امداد پر خرچ کئے جاتے ہیں۔

(3) ریڈ کریسینٹ فنڈ-/533250روپے

غریب طالبات کی مالی امداد یعنی خرید کتب اور یونیفارم وغیرہ کی خرید پر خرچ کئے جاتے ہیں۔

(4) سائنس بریکیج فنڈ-/869850روپے

طالبات کے سائنس کے پریکٹیکل کا سامان خریدا جاتا ہے۔

(5) ویلفیئر فنڈ-/980049روپے

کالج اور طالبات کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ کالج پرچیز کمیٹی درج ذیل افسران پر مشتمل تھی:-

1	مسز نیلوفر سہیل ایسوسی ایٹ پروفیسر	گریڈ19
2	مسز تنویر ابراہیم ایسوسی ایٹ پروفیسر	گریڈ19
3	مسز روبینہ ظہور ایسوسی ایٹ پروفیسر	گریڈ19
4	مسز عامرہ وحید ایسوسی ایٹ پروفیسر	گریڈ19
5	مسز آصفہ خالد پرنسپل	گریڈ19

(د) جی ہاں۔مذکورہ کالج کا آڈٹ برائے سال2002تا2007 درج ذیل افسران نے کیا ہے۔

1	جناب ارشد محمود الحسن آڈٹ آفیسر	گریڈ18
2	جناب ارشد صفوان اسسٹنٹ آڈٹ آفیسر	گریڈ17

آڈٹ رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کل تعداد

طالبات	5190
سال اول	1630
سال دوئم	1650
سال سوئم	965
سال چہارم	945

حلقہ پی پی۔4 گوجر خان کے سکولوں میں اساتذہ کی کمی کا مسئلہ

*677:راجہ شوکت عزیز بھٹی:کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل گوجر خان حلقہ پی پی۔4 میں کتنے ایسے ہائی سکول ہیں جن میں ہیڈ ماسٹر نہ ہیں؟

(ب) کتنے ہائی سکول ایسے ہیں جن میں طلبا کے لئے لیبارٹریز نہ ہیں؟

(ج) مختلف مضامین کے کتنے اساتذہ ریٹائر ہو چکے ہیں اور کیا ان کی جگہ پر حکومت کی طرف سے ان مضامین کے اساتذہ مہیا کئے گئے ہیں،اگر نہیں تو کب تک مہیا کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل گوجر خان حلقہ پی پی۔4 میں بغیر ہیڈ ماسٹر کے بیس سکول ہیں۔سکول وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم ان سکولوں میں سینئر اساتذہ کو ہیڈ ماسٹر کے فرائض دیئے گئے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں سولہ بوائز ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹری نہ ہے۔فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اساتذہ کی ریٹائرمنٹ سے مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں۔

ہیڈماسٹر	ایس ایس ٹی	ای ایس ٹی	پی ای ٹی	پی ٹی سی
20	20	19	11	31

میزان
101

نئی بھرتی کرنے کے سلسلے میں 06-10-2008 کو تقرریوں کا اشتہار اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔کارروائی مکمل ہونے پر ان مضامین کے اساتذہ مہیا کر دیئے جائیں گے۔

سابق وزیر اعلیٰ کی جانب سے اساتذہ کے لئے مراعات کا اعلان و دیگر تفصیلات

*703: رانا بابر حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ٹیچرز کے لئے کچھ incentive کا اعلان کیا تھا جس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن بھی جاری ہو چکا ہے؟

(ب) یہ اعلان کب ہوا اور اس کا نوٹیفکیشن کب ہوا؟

(ج) اس اعلان کے مطابق اساتذہ کو جو incentive دیا گیا اس کی تفصیل بیان کریں؟

(د) کیا سابق وزیر اعلیٰ کے اس incentive پر صوبہ کے تمام اضلاع میں عملدرآمد ہو چکا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع خانیوال میں ان incentive پر عملدرآمد ہو چکا ہے اگر ابھی تک ضلع خانیوال میں عملدرآمد نہیں ہوا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ اعلان اور باقاعدہ نوٹیفکیشن مورخہ 24-09-2007 کو جاری ہوا کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آمدہ مراسلہ / پالیسی کے مطابق عمل کیا گیا ہے۔تفصیل مراسلہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس incentive پر صوبہ کے تمام اضلاع میں عملدرآمد ہو چکا ہے تاہم چند اضلاع میں پیکج کے کچھ حصوں پر عملدرآمد ہونا باقی ہے جو عنقریب کر دیا جائے گا۔

(ہ) ضلع خانیوال میں عمل ہو چکا ہے۔

گورنمنٹ پرائمری سکول بستی مورن تحصیل صادق آباد کی اپ گریڈیشن

*739: **جناب محمد اعجاز شفیع**: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول بستی مورن تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کافی عرصہ سے پرائمری سکول ہی چلا آرہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول سے کئی کئی کلو میٹر تک مڈل اور ہائی سکول نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کر کے مڈل کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے مذکورہ سکول کے نزدیک تین کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول صادق آباد، گورنمنٹ ہائی سکول اجمل باغ صادق آباد، پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر145/P اور چار کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ ہائی سکول چندرامی واقع ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا نہ اترتا ہے۔

(د) مذکورہ سکول کے طلبا کی تعداد اپ گریڈیشن criteria سے بہت کم ہے اس کے نزدیک ترین مڈل اور ہائی سکول پہلے سے موجود ہیں لہذا مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے لئے موزوں نہ ہے۔

ضلع سرگودھا کے سکولوں کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ ودیگر تفصیلات

*771:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ درج ذیل سکولوں کی اپ گریڈیشن کی منظوری دی گئی تھی؟

1۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ گرلزمڈل سکول، چک نمبر38جنوبی سرگودھا
2۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر119جنوبی سرگودھا
3۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر112جنوبی سرگودھا
4۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزمڈل سکول چک نمبر104جنوبی سرگودھا
5۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر108جنوبی سرگودھا
6۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ گرلزمڈل سکول چک نمبر108جنوبی سرگودھا
7۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر190شمالی ترکوٹاسرگودھا
8۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر103جنوبی سرگودھا
9۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر75شمالی سرگودھا
10۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر94شمالی سرگودھا
11۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر105شمالی سرگودھا
12۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزمڈل سکول چک نمبر107جنوبی سرگودھا
13۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر136جنوبی سرگودھا
14۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ گرلزمڈل سکول چک نمبر74شمالی سرگودھا
15۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول مٹھہ لک سرگودھا
16۔ اپ گریڈیشن گرلزمڈل سکول چک نمبر8ریمونٹ ڈپوسرگودھا
17۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائزپرائمری سکول چک نمبر106جنوبی سرگودھا
18۔ اپ گریڈیشن گورنمنٹ گرلزپرائمری سکول چک نمبر190شمالی ترکوٹاسرگودھا

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ان سکولوں کے لئے مطلوبہ فنڈز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھاکوفراہم کردیئے ہیں؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سکولوں کے لئے ٹینڈر کس تاریخ کو طلب کئے گئے اور ورک آرڈر کب دیئے گئے، اگر ورک آرڈر نہیں دیئے گئے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ان سکولوں کے لئے دوبارہ ٹینڈر طلب کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے اور اگر ایسا ہے تو عوام کو بہتر تعلیمی سہولیات سے محروم رکھنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ہ) یہ کام کب تک شروع کر دیئے جائیں گے اور کتنے عرصہ میں مکمل ہوں گے ؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سوال میں شامل اٹھارہ مدارس کا درجہ بڑھانے کی منظوری ہو چکی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے فنڈز مہیا کئے گئے جو ضلعی حکومت نے اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لئے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے نئی سکیموں پر پابندی کی وجہ سے ٹینڈر روک لئے گئے تھے۔

(د) حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی ہٹالی گئی ہے لہذا پہلے سے منظور شدہ سکیموں کی تجدید ضروری ہو گئی ہے۔ سکیموں کی تجدید کے لئے تخمینہ جات تیار کئے جا رہے ہیں۔ محکمہ عمارات کی طرف سے تخمینہ جات کی موصولی کے بعد انہیں دوبارہ District Government Committee کی میٹنگ میں رکھا جاتا ہے۔

(ہ) District Government Committee کی منظوری کے بعد ان کاموں کے ٹینڈر طلب کئے جائیں گے، جبکہ عرصہ چھ ماہ میں مکمل ہونے کا امکان ہے۔

لاہور۔جوہر ٹاؤن میں واقع پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کا تعین

*796: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے جوہر ٹاؤن کے بلاک ڈی 1 اور 11 میں واقع پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کی حدود کا تعین نہیں کیا، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرائیویٹ سکولوں میں ایک بچے سے پانچ ہزار سے آٹھ ہزار تک فیس وصول کر رہے ہیں، کیا حکومت ان کو کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت سرکاری ملازمین کے بچوں کو ان سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے کوئی سہولیات دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا کوئی ایسی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں سرکاری ملازمین کے بچوں کو پچاس فیصد تک فیس دے کر داخلہ مل سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے کیونکہ رجسٹریشن ایکٹ میں فیسوں کا تعین نہیں کیا گیا۔

(ب) درست ہے۔ حکومت نے ان کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس کے لئے سفارشات وزیر اعلیٰ کو پیش کرے گی۔

(ج) کمیٹی کی سفارشات کے بعد یہ طے ہو سکے گا کہ سرکاری ملازمین کے بچوں کو پچاس فیصد تک فیس دے کر داخلہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول تولیکی ورکاں تحصیل کامونکی میں کلاسوں کا اجراء

*844: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول تولیکی ورکاں تحصیل کامونکی کی عمارت تعمیر ہوئے تقریباً پانچ سال کا عرصہ ہو چکا لیکن کلاسوں کا اجراء نہیں ہو سکا؟

(ب) کیا حکومت اس سکول میں کلاسوں کے اجرا کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سکول میں اساتذہ کی فوری تعیناتی کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔اس نام کا کوئی سکول تحصیل کامونکی میں نہ ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) تحصیل کامونکی میں گورنمنٹ ہائی سکول تولیکی ورکاں نام کا کوئی سکول اپ گریڈ نہ ہوا ہے۔

صوبہ پنجاب کی تعلیمی پالیسی و دیگر تفصیلات

*870: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب کی تعلیمی پالیسی کیا ہے؟

(ب) پنجاب کی تعلیمی پالیسی کب بنائی گئی اور کس نے بنائی؟

(ج) حکومت پنجاب طبقاتی نظام تعلیم کو بدلنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس کے تعلیمی اہداف کیا ہیں اور کن کن علاقوں میں ترجیحاً کام کیا جا رہا ہے؟

(د) صوبہ پنجاب کے فرسودہ نظام تعلیم کو کب تک تبدیل کر کے مساوی اور بامقصد تعلیم کا ٹارگٹ پورا کیا جائے گا؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تعلیم کے شعبہ کو سکولز، کالجز، سپیشل ایجوکیشن اور لٹریسی جیسے شعبوں میں تقسیم کرنے سے بہتری آنے کی بجائے، انحطاط کا شکار ہو گیا ہے؟

(و) ضلع پاک پتن کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں رجسٹرڈ یا غیر رجسٹرڈ کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔ان پرئیویٹ تعلیمی اداروں کی فیس کیا ہیں، اس کی تفصیل مع نام ادارہ سے آگاہ فرمائیں، ان میں زیر تعلیم طلباوطالبات کی تعداد کیا ہے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تعلیمی پالیسی وفاقی حکومت بناتی ہے۔صوبہ پنجاب وفاقی حکومت کی طرف سے مرتب کردہ تعلیمی پالیسی پر عمل کرتا ہے۔تاہم حکمت کی موجودہ تعلیمی پالیسی کوالٹی ایجوکیشن ہے جس کے تحت تعلیم کے شعبہ سے متعلقہ تمام امور کا جائزہ لینا اور تعلیمی معیار میں بہتری اور تمام ایسے بچوں کو جو اس وقت سکول سے باہر ہیں ان کو سکولوں میں لانا شامل ہے۔

(ب) وفاقی حکومت کی طرف سے تعلیمی پالیسی 1998 سے 2010 ترتیب دی گئی ہے جس پر صوبہ پنجاب میں عمل کیا جارہا ہے تاہم اس تعلیمی پالیسی کو مرتب کرنے میں صوبہ پنجاب نے اہم اور مؤثر کردار ادا کیا۔

(ج) حکومت پنجاب طبقاتی نظام تعلیم کے خلاف ہے اور یکساں نظام تعلیم رائج کرنے کی خواہاں ہے۔تاہم اس پر بتاریج ہی عمل کیا جاسکتا ہے تاکہ یہ لاکھوں طلباو طالبات جو مختلف نظام تعلیم کے تحت تعلیم حاصل کر رہے ہیں تبدیلی سے متاثر نہ ہیں۔ تعلیمی نظام میں بہتری کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔ عوامی نمائندگان کی سربراہی میں ایلیمنٹری تعلیم اور دیگر شعبوں میں اصلاحات تجویز کرنے کے لئے ٹاسک فورسز قائم کر دی گئی ہیں جو نظام تعلیم میں اصلاحات تجویز کرنے کے لئے حکومت کو سفارشات پیش کریں گے۔

(د) پورے تعلیمی نظام کو فرسودہ کہنا درست نہ ہوگا۔تاہم تعلیمی نظام کو جدید تقاضوں کے مطابق لانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جارہے ہیں جبکہ تعلیمی شعبہ میں بھی یہ on going process ہے۔

(ہ) حکومت نے کام کے زیادہ پھیلاؤ اور بہت زیادہ حجم کے پیش نظر اور کارکردگی بڑھانے کے لئے اسے مختلف شعبوں میں تقسیم کیا ہے۔حکومت کے اس اقدام سے مختلف شعبوں کی کارکردگی میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔

(و) ضلع پاکپتن میں اس وقت کل پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعداد 222 ہے۔جس میں سے 192 پرائیویٹ تعلیمی ادارے رجسٹرڈ ہیں اور 30 غیر رجسٹرڈ ہیں۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی طرف سے وصول کی جانیوالی فیسوں کی تفصیل اور ان کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

ضلع خوشاب کے سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*907: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خوشاب میں واقع پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں اساتذہ کی کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیلات سکول وائز ہاؤس میں پیش کی جائے نیز کیا حکومت ان اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع خوشاب میں واقع پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں اساتذہ کی 505 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیلات سکول وائز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ان خالی اسامیوں میں سے 346 اسامیوں کو پر کرنے کے لئے کارروائی عنقریب مکمل ہو جائے گی۔

ضلع خوشاب میں ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کے معاملات

*911: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خوشاب میں کتنے ہائی سکولز ہیں ان میں سے کتنے سکولوں میں سائنس لیبارٹریز موجود ہیں؟

(ب) کیا جن ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں موجود ہیں، ان میں ضرورت کے مطابق سامان موجود ہے، کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں سائنس لیبارٹری کا سامان مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

بوائز سکول	بوائز لیبارٹریز	گرلز سکول	گرلز لیبارٹریز
61	22	25	9

(ب) جن ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریز موجود ہیں ان میں ضرورت کے مطابق سامان موجود ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ہیڈماسٹروں / سینئر ہیڈماسٹروں کے بغیر سکولوں کی تعداد

1: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

صوبے میں کتنے ہائر سیکنڈری اور سیکنڈری سکول کل وقتی سربراہوں یعنی سینئر ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈماسٹروں کے بغیر چل رہے ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

صوبہ میں کل ہائر سیکنڈری سکول کی تعداد406 ہے، جس میں سے بوائز ہائر سیکنڈری سکول کی تعداد218 گرلز ہائر سیکنڈری سکول کی تعداد188 ہے۔اسی طرح کل ہائی سکول کی تعداد4729 ہے جس میں سے بوائز ہائی سکول2996 اور گرلز ہائی سکول1733 کام کر رہے ہیں۔

اس وقت صوبہ میں تقریباً52 بوائز ہائر سیکنڈری سکول اور 74 گرلز ہائر سیکنڈری سکول کل وقتی پرنسپل کے بغیر چل رہے ہیں جبکہ 1314 بوائز ہائی سکول اور 729 گرلز ہائی سکول کل وقتی سربراہوں یعنی سینئر ہیڈ ماسٹروں، ہیڈ ماسٹروں، سینئر ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ مسٹریس کے بغیر چل رہے ہیں۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کے کالجوں میں کنٹریکٹ پر مرد و خواتین لیکچراروں کی تعداد

18:انجینیر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب کے کالجوں میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے (مرد اور خاتون) لیکچراروں کی کل تعداد کتنی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

پنجاب کے کالجوں میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے (مرد اور خواتین) لیکچراروں کی کل تعداد1818 ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	خواتین	مرد	کل تعداد
1	2002	344	392	736
2	2005	543	539	1082
	کل تعداد	887	931	1818

گورنمنٹ مڈل سکول، درکالی شیر شاہی ضلع راولپنڈی کا رقبہ و دیگر تفصیلات

7: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ مڈل سکول درکالی شیر شاہی تحصیل کلر سیداں، ضلع راولپنڈی کل کتنی اراضی پر قائم ہے؟

(ب) مذکورہ سکول کے گراؤنڈ پر کچھ لوگوں نے ملی بھگت کر کے قبضہ کر لیا ہے؟

(ج) اگر ایسا ہے تو سکول کی اراضی کی پیمائش کب عمل میں آئی نیز سکول کی اراضی کو دوبارہ سکول انتظامیہ کے حوالے کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ مڈل سکول درکالی شیر شاہی 9 کنال 16 مرلے پر قائم ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کے خسرہ نمبر 653 جو کہ 3 کنال 9 مرلے ہے۔اس خسرہ نمبر کی 2 مرلے زمین پر محمد اشرف ولد گلاب خان اور مجید ولد گلاب خان نے قبضہ کر رکھا ہے خسرہ نمبر 652 جو کہ 5 کنال 13 مرلے ہے اس نمبر کی 4 مرلے زمین پر بھی مندرجہ بالا لوگ قابض ہیں۔

(ج) آج سے دو سال قبل اراضی کی پیمائش ہوئی تھی اب دوبارہ پیمائش کے لئے ڈی ڈی او (آر) کو درخواست دی ہوئی ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول کلر سیداں (راولپنڈی) کی گراؤنڈ پر غیر قانونی پارکنگ کا مسئلہ

9:راجہ حنیف عباسی(ایڈووکیٹ):کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا گراؤنڈ غیر قانونی طور پر پرائیویٹ گاڑیوں کی پارکنگ میں تبدیل کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور گراؤنڈ کو پارکنگ میں تبدیل کرنے کی اجازت کس نے دی ہے؟

(ج) اس گراؤنڈ کو کب تک سکول انتظامیہ کے حوالے کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا گراؤنڈ غیر قانونی طور پر پرائیویٹ گاڑیوں کی پارکنگ میں تبدیل ہو چکا ہے۔

(ب) گراؤنڈ پر ناجائز قبضے کا مقدمہ بعدالت راجہ خرم علی سول جج راولپنڈی کی عدالت میں زیر سماعت ہے جبکہ گراؤنڈ میں پارکنگ کی اجازت کسی بھی انتظامی افسر نے نہیں دی۔

(ج) عدالت کے فیصلے کے بعد ہی مکمل گراؤنڈ سکول انتظامیہ کے حوالے ہو سکتا ہے۔

پی پی۔144 لاہور میں پرائمری سکول کو اپ گریڈ کرنے کا مسئلہ

27:جناب وسیم قادر:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔144 میں کتنے گورنمنٹ پرائمری سکول ہیں ان میں کتنے پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیااور جن پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ نہ دیا گیااس کی وجہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ان گورنمنٹ کے سکولوں میں پینے کا صاف پانی،بچوں کے بیٹھنے کے لئے ڈیسک ودیگر سہولیات موجود نہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان تمام پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ اور سہولیات دینے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر تعلیم(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی-144 میں گورنمنٹ کے انیس پرائمری سکول ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-کسی بھی سکول کو مڈل کا درجہ نہ دیا گیا ہے-گورنمنٹ نارم کے مطابق ایک مڈل سکول کے لئے چار کنال کا رقبہ درکار ہوتا ہے چونکہ کسی بھی پرائمری سکول کا رقبہ 4 کنال نہ ہے اس وجہ سے سکول کو اپ گریڈ نہ کیا گیا ہے-

(ب) تمام سکولوں میں پینے کے صاف پانی کی سہولت موجود ہے تاہم مندرجہ ذیل سکولوں میں فرنیچر زکی تمام طلبا کو سہولت نہ ہے تاہم نئے مالی سال میں گرانٹ ملنے صورت میں سہولیات فراہم کر دی جائیں گی-

1- گورنمنٹ زریاب پرائمری سکول مدینہ کالونی شالیمار کالونی لاہور
2- گورنمنٹ ماڈرن گرلز پرائمری سکول بیگم پورہ لاہور
3- گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کچا باغ لاہور
4- گورنمنٹ رشید گرلز پرائمری سکول باغبانپورہ لاہور
5- گورنمنٹ جنرل ماڈل پرائمری سکول بیگم پورہ لاہور
6- گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول مادھولال حسین باغبانپورہ لاہور
7- سی ڈی جی گرلز پرائمری سکول محمود بوٹی لاہور
8- گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول خضر آباد لاہور

(ج) جواب (الف) اور (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے-

ضلع رحیم یار خان میں اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی بھرتی

34: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ب) ضلع رحیم یار خان میں کتنے عرصہ سے اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی اسامیوں پر بھرتی نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی خالی اسامیوں پر بھرتی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی 325 خالی اسامیاں ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جنس	اوٹی ٹیچرز	اے ٹی ٹیچرز
بوائز سکولز	81	39
گرلز سکولز	121	84
میزان	202	123

(ب) ضلع رحیم یار خان میں 1997 کے بعد اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی اسامیوں پر بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے موجودہ بھرتی پالیسی میں اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔عنقریب ان اوٹی اور اے ٹی ٹیچرز کی خالی اسامیوں پر بھرتی کر لی جائے گی۔

پنجاب کی تعلیمی پالیسی و دیگر تفصیلات

46: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کی تعلیمی پالیسی کیا ہے؟

(ب) تعلیمی سلیبس پنجاب کے تمام سکولوں میں کب تک یکساں کیا جائیگا اور اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) طبقاتی نظام تعلیم کو بدلنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) پنجاب کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے لئے کیا حکومتی تعلیمی پالیسی ہے؟

(ہ) پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں علیٰحدہ علیٰحدہ سلیبس پڑھایا جاتا ہے، ان میں یکسانیت کب تک پیدا کی جائیگی؟

(و) پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیس مقرر کرنے کا کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟

(ز) پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیسوں کو جائز بنانے اور بچوں کو سہولیات مہیا کرنے کے لئے حکومتی ضوابط وطریق کار سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تعلیمی پالیسی فیڈرل گورنمنٹ تشکیل دیتی ہے اور صوبے اس تعلیمی پالیسی پر عمل کرتے ہیں اس وقت تعلیمی پالیسی 2010-1998 پر عمل ہو رہا ہے۔

(ب) ایسے پرائیویٹ تعلیمی ادارے جو پنجاب کے بورڈز اور دیگر اداروں سے الحاق شدہ ہیں ان میں پنجاب کے سرکاری سکولوں میں رائج ایک جیسا نصاب پڑھایا جا رہا ہے تاہم حکومت کوشش کر رہی ہے کہ تمام اداروں میں ایک جیسا نصاب پڑھایا جائے۔

(ج) حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ صوبے کے تمام سرکاری و پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں یکساں نظام تعلیم رائج ہو۔اس ضمن میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو پنجاب اگزامینیشن کمیشن کے تحت امتحان عمل میں لانے، پنجاب پرائیویٹ سکولز (پروموشن اینڈ ریگولیشن) آرڈیننس 1984 کو مؤثر بنانے جیسے اقدامات شامل ہیں۔

(د) حکومت نجی سیکٹر میں تعلیمی اداروں کے قیام کی حوصلہ افزائی چاہتی ہے تاہم تعلیمی پالیسی سرکاری و پرائیویٹ اداروں دونوں کے لئے یکساں ہے۔

(ہ) پرائیویٹ تعلیمی ادارے جن کی رجسٹریشن اور الحاق پنجاب کے بورڈز کے ساتھ ہے وہ حکومت کا منظور شدہ نصاب ہی پڑھا رہے ہیں کیونکہ ان کے طلبہ کے امتحانات اس کے مطابق ہونا ہیں۔تاہم وہ ادارے جن کا الحاق پنجاب سے ہٹ کر کسی دوسرے بورڈ یا بیرون ملک کسی ادارے سے ہے تو وہ اس کے مطابق سلیبس پڑھا رہے ہیں۔

(و) پرائیویٹ تعلیمی ادارے ٹیوشن فیس کا تعین خود کرتے ہیں تاہم رجسٹریشن کی شرائط میں یہ بات درج ہے کہ وہ ٹیوشن فیس مناسب حد کے اندر رکھیں گے۔سردست ٹیوشن فیس کا تعین کرنے کا کوئی طریقہ رائج نہ ہے۔

(ز) فی الوقت پرائیویٹ تعلیمی اداوں کیطرف سے ٹیوشن فیس کو جائز حد میں رکھنے اور ان فیسوں میں اضافہ کو روکنے کے لئے کوئی باقاعدہ طریقہ اور معیار مقرر نہ ہوا ہے تاہم حکومت والدین کی پریشانی سے آگاہ ہے اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی ٹیوشن فیسوں کو مناسب حد کے اندر رکھنے کے لئے اقدامات کرنے پر غور کر رہی ہے۔پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی کارکردگی مانٹیر کرنے کے لئے پنجاب پرائیویٹ سکولز (پروموشن اینڈ ریگولیشن)ایکٹ1984رائج ہے۔

ضلع لاہوراور فیصل آباد میں اوٹی /اے ٹی ٹیچروں کی خالی اسامیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

76: محترمہ زیب جعفر:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہوراور ضلع فیصل آباد میں عرصہ دراز سے اوٹی /اے ٹی ٹیچروں کی بھرتی نہ کی گئی ہے؟

(ب) ضلع لاہوراور ضلع فیصل آباد میں اوٹی /اے ٹی ٹیچروں کی کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) کیاحکومت ان خالی اسامیوں پر تعیناتی کاارادہ رکھتی ہے توکب تک اوراگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع لاہوراور ضلع فیصل آباد میں عرصہ دراز سے اوٹی /اے ٹی ٹیچرز کی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں او ٹی /اے ٹی ٹیچرز (مردانہ) کی خالی اسامیوں کی تعداد 89 اور او ٹی /اے ٹی ٹیچرز (زنانہ) کی خالی اسامیوں کی تعداد 37 ضلع فیصل آباد میں اوٹی /اے ٹی ٹیچرز (مردانہ) کی خالی اسامیوں کی تعداد 47 جبکہ اوٹی /اے ٹی ٹیچرز (زنانہ) کی خالی اسامیوں کی تعداد 78 ہے جو کہ 1997 سے خالی پڑی ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب اوٹی /اے ٹی ٹیچرز کی خالی اسامیوں پر عنقریب بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

صوبہ میں اوٹی /اے ٹی ٹیچرز کی بھرتی کا مسئلہ

77: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں 1995 کے بعد سے اوٹی /اے ٹی ٹیچرز کی بھرتی نہ کی گئی ہے جبکہ ہزاروں اوٹی ٹیچرز کی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1995 کے بعد متعدد بار مختلف کیڈرز میں بھرتی کی گئی لیکن اس تیرہ سالہ عرصہ کے دوران اوٹی ٹیچرز کو یکسر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ان ہزاروں اوٹی ٹیچرز کی خالی اسامیوں پر بھرتی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ 1997 میں بھی کچھ اضلاع نے اے ٹی / اوٹی ٹیچرز کی بھرتی گورنمنٹ آف پنجاب کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ہدایت کے مطابق کی تھی لیکن بعد ازاں بھرتی پر پابندی ہونے کی وجہ سے 2002 تک کسی اسامی پر بھرتی نہ کی گئی۔ 2002 کے بعد کنٹریکٹ پالیسی میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے ان پوسٹوں پر بھرتی نہ کی جا سکی۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ 1997 میں ان پوسٹوں پر متعدد اضلاع نے بھرتی کی جبکہ بعدازاں 2002 میں کنٹریکٹ پالیسی پر صرف ESE، SESE اور SSE کی پوسٹوں پر ہی بھرتی کی جاتی رہی۔

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے جاری کردہ بھرتی پالیسی نمبر SO(SE-IV)2-34/08 مورخہ 30-08-2008 کے تحت اوٹی/اے ٹی سمیت مختلف کیڈرز کی اسامیوں پر بھرتی کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے اور بہت سے اضلاع نے مذکورہ اسامیوں کے لئے درخواستیں بھی طلب کر لی ہیں۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول سمجہ تحصیل خانپور کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

78: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول سمجہ تحصیل خان پور اپ گریڈیشن کے مطلوبہ معیار پر پورا اترتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکول کے آس پاس تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلہ پر کوئی گرلز ہائی سکول نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت متذکرہ سکول کی اپ گریڈیشن کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول سمجہ تحصیل خانپور کی فزیبلٹی رپورٹ برائے اپ گریڈیشن مڈل سے ہائی سکول بھجوائی جا چکی ہے اور سکول کا رقبہ تعداد طالبات کے لحاظ سے گورنمنٹ کے نارم کے مطابق پورا اترتا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے آس پاس دس کلو میٹر کے فاصلے پر کوئی گرلز سکول نہ ہے۔

(ج) جیسے ہی منظوری ہو گی عملدرآمد کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بستی رحیم آباد تحصیل خانپور کے مسائل

85: محترمہ زیب جعفر: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بستی رحیم آباد تحصیل خان پور میں بچیوں کی تعداد تقریباً پندرہ سو کے قریب ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ سکول عام آبادی کی نسبت سطح زمین سے نیچا ہے اور آس پاس کی آبادی کا پانی برسات کے دنوں میں اس سکول میں جمع ہو جاتا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اس سال انتظامیہ مذکورہ سکول میں اس گندے پانی کے مسئلے کی وجہ سے چھٹی کلاس میں بچیوں کی تعلیم جاری نہ رکھ سکی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سکول کا سروے کر کے اس میں بھرتی ڈال کر اس سکول کو اونچا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بستی رحیم آباد تحصیل خان پور میں بچیوں کی تعداد 650 ہے۔

(ب) درست ہے۔ سکول مذکورہ کی جگہ سڑک / زمین کی سطح سے تقریباً چار فٹ نیچی ہے جس میں برسات کے علاوہ عام دنوں میں بھی محلے کے گٹروں کا گندا پانی جمع ہو جاتا ہے۔

(ج) درست ہے۔ اس گندے پانی کی وجہ سے سکول سے طالبات نے سرٹیفکیٹ لے کر دوسرے سکول میں داخلہ لینا شروع کر دیا تھا۔

(د) مذکورہ سکول کا رقبہ سات کنال تیرہ مرلے ہے۔ ایک کنال چھ مرلے پر کمرے اور برآمدہ تعمیر ہے باقی چھ کنال سات مرلے پر مشتمل گراؤنڈ موجود ہے جو کہ سڑک / زمین کی سطح سے تقریباً چار فٹ نیچے ہے۔ سکول کونسل کی مد میں گراؤنڈ میں مٹی ڈالنے کے لئے مبلغ ایک لاکھ روپے دیئے گئے جس سے صرف دو کنال رقبہ پر مٹی ڈالی جا سکی مزید چار کنال رقبہ پر مٹی ڈالنا باقی ہے جس پر تقریباً تین لاکھ روپے خرچ آئیں گے، مزید رقم ملنے پر گراؤنڈ کی

سطح سڑک / زمین کے برابر ہو جائے گی۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو فنڈز کی فراہمی کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول سہجہ تحصیل خانپور کے مسائل

86: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول سہجہ تحصیل خان پور میں لڑکوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے آس پاس 12 کلومیٹر کے فاصلہ پر کوئی ہائر سیکنڈری سکول نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔گورنمنٹ ہائی سکول سہجہ تحصیل خان پور میں لڑکوں کی تعداد 478 ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ بالا سکول کا رقبہ 5 ایکڑ 7 کنال اور 19 مرلہ ہے اگر سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتا ہے۔

(د) سکول اپ گریڈ کے لئے فزیبل ہے اور رپورٹ حکومت پنجاب کو بذریعہ نمبر 14741 مورخہ 18-02-2008 بھجوا دی گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

نشان زدہ سوال نمبر 37 (الف) کے غلط جواب کی فراہمی

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لیکن میں وزیر صاحب کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ غلط جواب ہے اور میں اس پر تحریک استحقاق لاؤں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ منسٹر صاحب کے ساتھ ابھی بیٹھ جائیں یا کوئی time fix کر لیں۔ اگر آپ کے سوال کا جواب محکمے نے غلط دیا ہو گا تو یقیناً اس کا نوٹس منسٹر صاحب کو لینا چاہئے، نہیں تو یہ ہاؤس نوٹس لے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے جو جواب پڑھا ہے یہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ کے لئے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مانیں تو صحیح کہ یہ جواب غلط ہے یا درست ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس شروع کرتے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! آپ سے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں۔ آپ کو بڑے حساب سے چلنا چاہئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! آپ پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں تو میں نے floor حسن مرتضیٰ صاحب کو point of order پر دیا ہوا ہے اور آپ interrupt کر کے درمیان میں بات کریں تو یہ مناسب نہیں لگتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے سوال کا محکمہ نے جواب صحیح نہیں دیا اس بارے میں منسٹر صاحب جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن و تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں بالکل محکمہ نے لکھا ہے کہ پالیسی نقائص کی وجہ سے کسی بھی سکول کی تمام ضروریات پوری نہ کی جا سکیں۔ آخر میں بھی ہے کہ اس میں مزید بہتری کے لئے حکومت نہ صرف اس پروگرام کو جاری رکھے گی بلکہ اس میں مزید بہتری کے اقدامات کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر معزز رکن کو اعتراض ہے کہ اس سوال کا جواب محکمہ نے proper نہیں دیا تو اس پر ہم محکمہ کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایوان کی توجہ ملک کی بہت بڑی علمی اور مذہبی شخصیت پیر نصیر الدین شاہ صاحب آف گولڑہ شریف کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ وفات پا گئے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے تو ان کے لئے دعائے مغفرت فرمالی جائے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہم اس بارے میں resolution لا رہے ہیں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: جی، سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی وفات کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی وفات کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی وفات کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی وفات پر ایوان کا اظہار تعزیت

سید محمد رفیع الدین بخاری: میرے ساتھ ثناءاللہ مستی خیل صاحب اور میاں محمد شفیع صاحب بھی محرک ہیں۔

جناب سپیکر: ان کے نام بھی شامل کر دیں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: شکریہ جناب سپیکر!

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان خانوادہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے درخشندہ ماہتاب پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عکس جمیل تھے اور تصوف کے نکات اور اسرار و رموز سے اچھی طرح آشنا تھے۔ پیر صاحب عصر حاضر کی معروف دینی، ادبی اور علمی شخصیت تھے۔ آپ کو نہ صرف اردو بلکہ عربی، فارسی، سرائیکی اور پنجابی زبان میں بھی منقبت، نعت اور غزل پر دسترس حاصل تھی۔ آپ متعدد دینی، ادبی اور علمی کتب کے

مصنف تھے۔ آپ درس نظامی کے ساتھ ساتھ فن تجوید و قرات کے بھی ماہر تھے۔ یہ ایوان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم دینی، علمی اور ادبی خدمات پر ان کو شاندار خراج تحسین پیش کرتا ہے اور آپ کی وفات کو ایک بڑا سانحہ قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ خلا صدیوں تک پر نہ ہو سکے گا۔ یہ ایوان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے اور آپ کے لواحقین اور مریدین سے اظہار ہمدردی بھی کرتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان خانوادہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے درخشندہ ماہتاب پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عکس جمیل تھے اور تصوف کے نکات اور اسرار و رموز سے اچھی طرح آشنا تھے۔ پیر صاحب عصر حاضر کی معروف دینی، ادبی اور علمی شخصیت تھے۔ آپ کو نہ صرف اردو بلکہ عربی، فارسی، سرائیکی اور پنجابی زبان میں بھی منقبت، نعت اور غزل پر دسترس حاصل تھی۔ آپ متعدد دینی، ادبی اور علمی کتب کے مصنف تھے۔ آپ درس نظامی کے ساتھ ساتھ فن تجوید و قرات کے بھی ماہر تھے۔ یہ ایوان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم دینی، علمی اور ادبی خدمات پر ان کو شاندار خراج تحسین پیش کرتا ہے اور آپ کی وفات کو ایک بڑا سانحہ قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ خلا صدیوں تک پر نہ ہو سکے گا۔ یہ ایوان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے اور آپ کے لواحقین اور مریدین سے اظہار ہمدردی بھی کرتا ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت تو کسی نے نہیں کی لیکن اگر کوئی معزز رکن اس سلسلے میں بات کرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پہلے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔ پھر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی
روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ السلام علیٰ خاتم النبیین امابعد۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس موقع پر بولنے کی اجازت دی ہے۔ ہمارے پیر و مرشد سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب جو قضائے الٰہی سے دو دن قبل وفات پا چکے ہیں۔ یہ سانحہ نہ صرف پاکستان کے لئے بلکہ عالم اسلام کے لئے بھی ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ آپ رشد و ہدایت، علم و ادب کے پیکر تھے۔ آپ نہ صرف ادیب تھے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ عالم اسلام کے ایک سفیر تھے۔ آپ کی خدمات تا قیام قیامت یاد رکھی جائیں گی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے ہے۔ آپ ان کے پوتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب وہ پیر ہو گزرے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مرزا قادیان کو چیلنج کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تم صحیح ہو اور جو تم نے گستاخی کی ہے کہ میں آخری نبی ہوں تو میرے مقابلے میں آؤ، میں تمہیں وہیں جھوٹا ثابت کروں گا اور اللہ کا فضل اور کرم ہوا کہ مرزا قادیان کو جرات نہ ہوئی اور پیر صاحب کی کوششوں سے ذوالفقار علی بھٹو شہید نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج میرے پیر و مرشد جن کا روحانی سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ ان کے رشد و ہدایت کے چشمے ہر علاقے میں پھوٹ رہے ہیں۔ پورے پاکستان کی عوام نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ جب آپ کا جنازہ مبارک پڑھایا جا رہا تھا تو اخبار نویسوں نے لکھا کہ میں کہوں گا کہ پاکستان کی تاریخ کا حضرت قائداعظم کے بعد سب سے بڑا جنازہ تھا اور لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ آپ کوئی حکمران نہیں تھے بلکہ

آپ صوفیائے کرام کی اس لڑی سے تھے۔ میں آپ کی مسک سمجھتا ہوں کہ وہ شہید ہوئے ہیں۔پیر کبھی مردہ نہیں ہوتے اور ان کا سلسلہ انشاء اللہ تا قیامت چلتا رہے گا۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب!wind upکریں۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو تو اعزاز حاصل ہے ادھر اذان ہو گئی ہے اور دوستوں نے نماز پڑھنے کے لئے بھی جانا ہے۔آپ جلدی کریں تاکہ اس قرارداد کو پیش کر دیا جائے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میںwind upکر رہا ہوں۔ میں انتہائی احترام کے ساتھ کہتا ہوں کہ مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ۔۔۔

جناب والا! اگر بات نہیں سننی تو میں نہیں کرتا نماز پڑھنے کے بعد بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اب انہوں نے خود ہی کہہ دیا ہے، اب میں کیا کروں؟ ٹھیک ہے اب نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔آدھ گھنٹہ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 18 بج کر 21 منٹ پر
جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ علاؤ الدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ چند دن پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ پرائیویٹ چینلز کے بارے میں کل فیصلہ کر دیں گے۔میرے خیال میں اس میں کوئی بجٹ کا مسئلہ تھا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس پر کوئی فیصلہ کر دیں اور اپنی رولنگ دے دیں تاکہ یہ پرائیویٹ چینلز یہاں آئیں اور اسمبلی کی maximum کارروائی کا لوگوں کو پتا چل سکے۔

جناب سپیکر:آج ہمارے سینئر وزیر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں-ان سے جو بات ہوئی ہے وہ آپ کو اس بارے میں مکمل بتادیں گے-اس معاملے کو جلد از جلد take up کر رہے ہیں، انشاء اللہ اس کا جلدی اور بہتر انداز سے فیصلہ ہو جائے گا-

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ نے اس میں صرف 11 لاکھ روپے کا بجٹ دینا تھا-

جناب سپیکر:صرف بجٹ نہیں بلکہ بیچ میں اور بھی باتیں ہیں-آپ میرے پاس بیٹھیں گے تو میں آپ کو بتاؤں گا-آپ آتے تو ہیں نہیں-

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر:جناب مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت پیر نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل ولی تھے، کامل ولی کی اولاد تھے آپ کے خانوادہ نے نظام مصطفیٰ کی خاطر جو کوششیں اور کاوشیں کیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں-مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت خواجہ پیر نصیر الدین نصیر صاحب میری election campaign کے دوران میرے حلقے میں تین جگہ گئے اور انھوں نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ثناء اللہ مستی خیل کو ووٹ دیں-کیوں کہا تھا؟جب پچھلی قومی اسمبلی میں حدود آرڈیننس کا بل پیش ہو رہا تھا تو میں نے ایوان صدر اور نیشنل اسمبلی میں کھڑے ہو کر مشرف کو کہا تھا کہ میرا ووٹ حدود آرڈیننس کے حق میں نہیں آ سکتا-میں سمجھتا ہوں کہ ایسی آئین سازی، ایسی قانون سازی جو شریعت محمدی کے خلاف ہو، جو قرآن و سنت کے منافی ہو اس پر میں ایک ایم این اے تو کیا، میں ہزار ایم این اے قربان کر سکتا ہوں لیکن قرآن و سنت کے منافی ووٹ نہیں دے سکتا-میں سمجھتا ہوں کہ ان کی رحلت پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے-

جناب سپیکر:آپ سیٹ بھول گئے تھے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!علی حیدر نور خان نیازی بھی اس پر بولے ہیں اگر آپ ان کا نام بھی اس میں شامل کر لیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا-

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب کا نام بھی شامل کیا جائے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب question put کر دیا جائے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: حضرت! ٹائم کا خیال رکھیں۔آگے ایجنڈا بھی چلنا ہے اور آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ آج important بحث بھی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں مختصر عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: بہت مختصر کرنا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! گولڑہ شریف میں جو حضرات آسودہ خاک ہیں ان میں خاص کر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ختم نبوت کے محاذ پر ایک بہت بڑا مثالی کردار ہے جیسے میرے پیش رو بھائی مستی خیل صاحب نے فرمایا ہے۔مرزا غلام قادیانی کے ساتھ ان کے براہ راست مناظرے رہے ہیں اگرچہ مرزا قادیانی ہر مناظرے سے پہلے ہی شکست کھا جاتا تھا اور بھاگ جاتا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اللہ پاک نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام کی حقانیت کی ایک واضح دلیل بنایا تھا۔بے شک مرزا قادیانی نے ان کی ذات پر بہت کیچڑ اچھالا، بہت کچھ کیا لیکن انھوں نے اپنی ذات، اپنی انانیت سب کچھ ختم نبوت پر فدا کر دیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ خاندان آج تک اس مسئلہ ختم نبوت کو اپنے سینے سے تھامے ہوئے ہے۔حضرت پیر نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے بنتے ہیں۔ختم نبوت کے عنوان پر میری ان سے دو مرتبہ ملاقات ہوئی ہے وہ اس سلسلے میں بہت اچھے جذبات رکھتے تھے۔میں بھی گزارش کروں گا کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی قرارداد ضرور منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان خانوادہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے درخشندہ ماہتاب پیر نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف کی وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عکس جمیل تھے اور تصوف کے نکات اور اسرار و رموز سے اچھی طرح آشنا تھے۔ پیر صاحب عصر حاضر کی معروف دینی، ادبی اور علمی شخصیت تھے۔ آپ کو نہ صرف اردو بلکہ عربی، فارسی، سرائیکی اور پنجابی زبان میں بھی منقبت، نعت اور غزل پر دسترس حاصل تھی۔ آپ متعدد دینی، ادبی اور علمی کتب کے مصنف تھے۔ آپ درس نظامی کے ساتھ ساتھ فن تجوید و قرات کے بھی ماہر تھے۔ یہ ایوان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم دینی، علمی اور ادبی خدمات پر ان کو شاندار خراج تحسین پیش کرتا ہے اور آپ کی وفات کو ایک بڑا سانحہ قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ خلا صدیوں تک پر نہ ہو سکے گا۔ یہ ایوان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے اور آپ کے لواحقین اور مریدین سے اظہار ہمدردی بھی کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ کی عدالت میں قتل کی تفصیلات

جناب سپیکر: جی، رانا تنویر احمد صاحب کا Call Attention Notice ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 11-2-2009 کو شیخوپورہ ہیڈ کوارٹر میں ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت کے اندر ایک خاتون نے اپنے مخالف کو بھری عدالت میں فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

(ب) مذکورہ بالا واقع کے بارے میں متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی ہے؟مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

یہ درست ہے کہ مورخہ 2009-2-11 کو ایک خاتون مسماۃ مشرف بی بی نے سابق دشمنی کی بنا پر ایک شخص سکندر حیات کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں بذریعہ آتشیں اسلحہ قتل کر دیا۔

اس وقوعہ کے فوری بعد مقدمہ نمبر2009/94 مورخہ2009-2-11 بجرم 148/ 149,109,302ت پ تھانہ سٹی(بی) ڈویژن مستغیث محمد عاشق ولد محمد صالح قوم سندھو سکنہ دوہٹہ خورد تھانے کالے کی منڈی تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد کی رپورٹ پر مقدمہ درج رجسٹر کیا گیا جس میں اس نے الزام لگایا کہ مسماۃ مشرف بی بی نے مورخہ 2009-2-11 کو بوقت 11-00 بجے دن مسٹر عاقب نذیر، ایڈیشنل سیشن جج ، شیخوپورہ کے کمرہ عدالت میں اپنے مخالف سکندر حیات ولد نور محمد، قوم بھٹی سکنہ سالار بھٹیاں جس کو مقدمہ نمبر162/2008 مورخہ 2008-5-25 بجرم 302,324,148,149ت پ تھانہ خانقاہ ڈوگراں ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ سے لاکر پیش کیا گیا تھا کو بذریعہ pistol قتل کر دیا۔ مزید الزام لگایا کہ ملزمان آصف، قمر، الطاف، سجاد، محمد عاشق اور فیاض احمد عدالت کی سیڑھیوں میں اور ان میں سے کچھ کار میں بیٹھے تھے جو وقوعہ کے بعد مسماۃ مشرف بی بی کو گاڑی میں ڈال کر فرار ہو گئے۔ مستغیث نے دو پولیس ملازمین ایس آئی عبدالمجید اور ایس آئی محمد ارشد بنگو پر اس وقوعہ کی اعانت کا الزام لگایا۔ وجہ عنادیہ ہے کہ مابین فریقین دیرینہ قتل کی دشمنی چلی آرہی ہے۔ دوران تفتیش مسماۃ مشرف بی بی کو تفتیشی افسر نے گرفتار کر لیا اور اس سے آلہ قتل بھی برآمد کر لیا گیا ہے۔ ملزمہ مذکوریہ کو بعد ازاں حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔ باقی ملزمان کی گرفتاری کے لئے S.P, Investigation شیخوپورہ کی نگرانی میں کوشش کی جارہی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر:جناب سپیکر!.I am not satisfied جب میں نے یہ Call Attention Notice دیا تھا تو میں نے اس میں مرید کے میں ہونے والے ایک واقعے کا ذکر بھی کیا تھا جس میں باپ بیٹے کو اشتہاری ملزمان نے قتل کر دیا تھا اس کا جواب نہیں آیا۔مزید میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب سے نئے D.P.O شیخوپورہ آئے ہیں مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اُس وقت سے شیخوپورہ میں crime کی ratio میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔مرید کے والے واقعے کے علاوہ کل بھی ایک واقعہ ہوا ہے کہ جس میں ڈکیتی کے دوران بے گناہ لوگ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں شاید یہ ڈکیتی کا سب سے بڑا واقعہ ہو گا جس میں اتنے سارے لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔یہ وقوعہ تھانہ صدر شیخوپورہ میں ہوا ہے۔ وہاں وہ S.H.O تعینات ہے جو کبھی سیالکوٹ میں ہوتا تھا جب D.P.O شیخوپورہ سیالکوٹ میں تعینات تھے تو اس وقت یہ S.H.O ان کا کار خاص تھا۔آخر کیا وجہ ہے کہ اس کو یہاں پر تعینات کیا گیا ہے، مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ جتنے بھی نئے D.P.Os آتے ہیں وہ پیچھے سے چند S.H.Os کو کیوں لے کر آتے ہیں؟ یہ تو ویسے ہی بات ہو گئی جیسے کوئی خاتون اپنی پچھلی شادی سے جو بچے ہوتے ہیں وہ ساتھ لے آتی ہے تو یہ SHOs بھی "پچھلگ" کے طور پر اگلے ضلع میں آ جاتے ہیں۔ایسے رویے کو condemn کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!D.P.O شیخوپورہ کی لاپرواہی کا یہ عالم ہے کہ آج وہ خود تشریف نہیں لائے بلکہ انھوں نے S.P(Investigation) کو بھیج دیا جو یقیناً بہت competent ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جن "پچھلگوں" کا انھوں نے ذکر کیا ہے یہ مجھے ان کے نام لکھ کر دے دیں تو میں اس کی پوری طرح سے انکوائری کر لوں گا۔ اگر D.P.O شیخوپورہ پیچھے سے کسی کو لے کر آیا ہے تو اس کو واپس وہیں بجھوا دیں گے جہاں سے وہ لے کر آیا ہے۔ باقی جہاں تک انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ D.P.O صاحب آج کیوں تشریف نہیں لائے؟ تو انھوں نے خود ہی اپنے ضمنی سوال میں ڈکیتی کے اس واقعے کا ذکر کیا ہے۔ واقعی یہ ایک بہت بڑا ڈکیتی کا واقعہ ہوا ہے۔اس میں مالی نقصان تو نہیں ہوا لیکن انسانی جانوں کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے تو اس سلسلے میں آج آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب وزیر اعلیٰ صاحب کی خصوصی ہدایت پر وہاں پر

گئے ہیں اس لئے D.P.O صاحب نے مجھے فون پر مطلع کیا تھا کہ وہ اس ذمہ داری کے لئے وہاں پر موجود ہیں اور S.P(Investigation) کو بھجوا رہے ہیں۔چونکہ یہ معاملہ بھی investigation میں ہے اس میں کسی ملزم کے پکڑنے یا موقعے سے فرار ہونے کی کوئی بات نہیں تھی۔لہذا میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ S.P(Investigation) کو بھیج دیں۔اب اس سوال سے متعلق تو انھوں نے کوئی ضمنی سوال نہیں کیا لیکن اس میں آپ کو یاد ہو گا کہ جس دن یہ واقعہ ہوا ہے اس دن مشرف بی بی نے میڈیا کے لوگوں سے دو باتیں کہی تھیں۔اس نے کہا کہ اس آدمی نے میرے تین بھائیوں کو قتل کیا تھا، ہمارا گھر برباد کر دیا تھا اس لئے میں نے انتقاماً اس کو قتل کیا ہے اور اس نے ایک دوسری اور بہت بڑی بات بھی کہی تھی۔اس نے کہا کہ مجھے عدالتوں سے انصاف کی توقع نہیں۔یہ وہ بات ہے جو ہم روز یہاں پر کرتے ہیں، دہراتے ہیں اور لوگوں کو باور کرانے کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ جب تک عدلیہ کا وقار بحال نہیں ہو گا، جب تک قانون کی حکمرانی نہیں ہو گی اس وقت تک اس قسم کے جرائم کو روکا نہیں جا سکتا۔اس وقت تک عدلیہ کا اعتماد بحال نہیں ہو سکتا جب تک عدلیہ میں ایسے لوگ بیٹھے ہوں کہ جن کے متعلق آج جنرل پرویز مشرف نے یہ کہا ہے کہ میں نے الیکشن کروانے کی غلطی کی ہے۔اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ کچھ ہوتا ہے تو میں سپریم کورٹ سے پانچ سال کے لئے اور اجازت لے لیتا تو جب عدالتوں کی اس ملک میں یہ حالت ہو تو پھر اس کے بعد اگر جرائم پیشہ لوگ، جرائم یا امن وامان کی صورتحال قابو میں نہیں آ رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی صرف law enforcing agencies and police ہی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ یہ پورا نظام اس کا ذمہ دار ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے۔آپ تشریف رکھیں۔اس کے لئے صرف پندرہ منٹ کا وقت ہے اور ابھی مجھے اگلے سوال کو بھی take up کرنا ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! اس Call Attention Notice میں میرا بھی نام ہے۔میں وزیر قانون صاحب کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں اس لئے کہ یہ جو لوگ قتل ہوئے ان کی ایک خاتون اس واقعے سے چار دن پہلے D.P.O شیخوپورہ کے پاس پیش ہوئی تھی، میں وہاں پر

موجود تھا اور اس خاتون نے یہ نشاندہی کی تھی کہ جناب!آپ نے جو نیا عملہ لگایا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ہمارے دشمن ہمیں قتل کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ضلع کچہری شیخوپورہ میں قتل ہو سکتا ہے۔مقتول کی رشتہ دار عورتیں پیش ہوئی تھیں اور یہ بات D.P.O کے نوٹس میں تھی۔اگر سیشن جج کی عدالت میں اس طرح کوئی خاتون پستول لے کر جا سکتی ہے تو پھر آپ کا امن وامان اور security بہت خطرے میں ہے۔کل کوئی بھی وہاں اسلحہ لے کر چلا جائے گا، کوئی جج صاحب کو مار دے گا، کوئی وکیل کو مادے گا۔

سوال یہ ہے کہ عدالت کے اندر ایک خاتون پستول لے کر کیسے گئی ہے جبکہ وہاں پر security کا سسٹم موجود تھا؟کل وکلاء تو بالکل عدالت میں پیش نہیں ہوں گے۔کل ملزمان بھی عدالت میں نہیں جائیں گے۔D.P.O کے نوٹس میں تھا کہ یہ قتل ہونے والا ہے کیونکہ میرے سامنے وہ لوگ روتے رہے ہیں کہ یہ ہونے والا ہے اس کے باوجود D.P.O نے کوئی حفاظت کے انتظامات نہیں کئے اور تین دن بعد وہ حادثہ وقوع پذیر ہو گیا۔اس بارے میں ایک کمیٹی بنائیں جو اس سارے معاملے کی انکوائری کرے۔جب سے یہ D.P.O صاحب آئے ہیں اس قسم کی وارداتوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔وہ تو لوگوں کو license to kill دے رہے ہیں۔وہ وہاں پر بیٹھ کر فیصلے کر رہے ہیں کہ ٹھیک ہے ان کی آپس کی دشمنی ہے، وہ لڑتے ہیں تو لڑیں، مرتے ہیں تو مریں اس پر ایک کمیٹی بنانی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جہاں تک اس مقدمے کا تعلق ہے تو اس کی investigation تقریباً مکمل ہو چکی ہے اور ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔اب معزز رکن D.P.O صاحب کے حوالے سے بات کر رہے ہیں کہ D.P.O صاحب کی انکوائری کروائی جائے۔ان کے جو بھی الزمات ہیں وہ پہلے گورنمنٹ کو لکھ کر دیں کہ ان کے D.P.O صاحب کے بارے میں یہ apprehensions ہیں۔حکومت ان کو دیکھے گی اس کے بعد اگر یہ مطمئن نہ ہوئے تو اس کے بعد یہ ایک طریق کار کے تحت تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار یا کوئی سوال لے کر آئیں۔یہ ایک طریق کار کے تحت جس طرح سے چاہیں اپنے معاملے کو اٹھا سکتے ہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میرا D.P.O صاحب سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے جب سے وہ آئے ہیں ضلع میں ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔آپ ایسا کریں کہ اس ضلع کا crime rate کا data منگوالیں۔کل D.P.O کو بلوالیں۔قتل اور ڈکیتی کی وارداتیں مسلسل ہو رہی ہیں، پہلے سے زیادہ ہو رہی ہیں اور تمام وارداتیں اس حلقے میں ہو رہی ہیں جہاں پر انھوں نے اپنے جہیز میں لائے ہوئے S.H.Os لگائے ہیں۔جب ایک سائل جاکر D.P.O کے پاس پیش ہوتا ہے کہ عدالت میں ان کو قتل کرنے کا پروگرام ہے، قتل ہونے والے ہیں تو پھر بھی انھوں نے security کے کوئی انتظامات نہیں کئے۔میرا ذاتی طور پر D.P.O سے کوئی اختلاف نہیں ہے،وہ وہاں رہے، posting, transfer اس کا مسئلہ ہے۔وہ وہاں دو سال رہے، دس سال رہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں قتل اور ڈکیتی کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں،وہ شریف لوگوں کو پکڑ کر اندر دے دیتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہاں پر بات کریں تو اپنی ہی بے عزتی ہے۔وہ تو جن لوگوں کی ضمانتیں ہوئی ہوتی ہیں ان کو اندر دے دیتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ میں یہاں کا کرتا دھرتا ہوں۔ان کو چاہئے کہ اس کو لگام دیں۔اس کو یہاں بلائیں اور data کے ساتھ بلائیں، میں بھی بتاتا ہوں کہ روزانہ ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوتی ہیں۔آج میں ابھی جاؤں گا تو پتا چل جائے گا کہ علاقے میں کیا ہوا ہے۔صبح شام یہ ہو رہا ہے اس لئے یہ اس کو لگام دیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہ صرف شیخوپورہ کا معاملہ نہیں ہے یہ پورے صوبہ پنجاب کا مسئلہ ہے کہ دن دہاڑے ڈکیتیاں ہو رہی ہیں اور اس سے پہلے جب امن عامہ پر بحث تھی تو رانا ثناء اللہ خان نے۔۔۔

جناب سپیکر: جب امن عامہ پر منگل کو بحث ہو گی تو آپ کل پوری تیاری کے ساتھ آئیں۔اب آپ کو پتا ہے کہ Call Attention Notice کا وقت ہے۔آپ تشریف رکھیں۔ان کا وقت برباد ہو گیا ہے۔پلیز! آپ تشریف رکھیں۔مولانا چنیوٹی صاحب کا Call Attention Notice ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! چنیوٹ میں تین بچوں کے اغواء کا مسئلہ تھا الحمد للہ کل شام کے وقت وہ تینوں بچے گھر پہنچ گئے ہیں اس لئے میں اس پر مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو بہت مبارک ہو۔اب رخصت کی درخواستیں ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

اراکین کی درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"تحریراً اطلاع دی جاتی ہے کہ فیملی میں ایمرجنسی کی وجہ سے مورخہ 27 تا 30۔جون تک جاری اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ انجم صفدر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ انجم صفدر ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"عرض ہے کہ میں نے 6تا15۔اگست 2008تک اسمبلی اجلاس میں شرکت سے معذرت کی درخواست رخصت گزاری تھی لیکن ناگزیر وجوہات کی بناء پر مجھے 11۔اگست کو اسمبلی اجلاس میں شرکت کرنا پڑی۔ لہذا استدعا ہے کہ میری 6تا10۔اگست 2008تک کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری رضانصر اللہ گھمن

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری رضانصر اللہ گھمن ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ تحریر کیا ہے کہ:

"Sir,

I alongwith my family am leaving for UK to attend a marriage ceremony of my friend's daughter. I humbly request you to grant me leave from 15th August 2008 to 4th September 2008."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری ندیم خادم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری ندیم خادم ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں نے 6تا15۔اگست 2008تک اسمبلی سیشن میں شرکت سے معذرت کی درخواست دی تھی لیکن ناگزیر وجوہات کی بناء پر مجھے 11۔اگست کو اجلاس میں شرکت کرنی پڑی۔ لہذا6تا10۔اگست2008کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد یار ہراج

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یار ہراج ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Dear Sir,

Please grant me leave from Monday 11th August to Friday 15th August 2008 for personal reason. I shall be obliged."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ شازیہ اشفاق مٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,

It is stated that I have received a telephonic call from my constituency regarding illegal position of encroachment. Therefore, I have to go back to

Gujranwala in emergency on issue. Please allow me leave for one day on 8th August 2008."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ شازیہ اشفاق مٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,
I am suffering from fever and cold. So please grant me today's leave on 20th August 2008 and obliged."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

" مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب احمد خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب احمد خان بلوچ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جا رہا ہوں۔ براہ مہربانی مورخہ 19۔جولائی سے 19۔اگست 2008 کے درمیان اگر اسمبلی کا اجلاس آ جائے تو مجھے رخصت کی اجازت فرمائی جائے ممنون رہوں گا۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

سید ابرار حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید ابرار حسین شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I would like to bring to your kind notice that I have to visit abroad in connection with some personal engagements. It is therefore, requested that leave may please be granted to the undersigned for the rest of the ongoing Assembly session."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ زیب جعفر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ زیب جعفر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں رواں اجلاس میں مورخہ 6تا10۔اگست2008تک ضروری کام کی بناء پر اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ لہذا مہربانی فرما کر میری رخصت منظور فرمائی جائے۔نوازش ہو گی۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ نجی اور کاروباری مصروفیت کے سلسلے میں بیرون ملک ہونے کی وجہ سے پنجاب اسمبلی کے جاری اجلاس میں 17۔نومبر سے حاضر نہیں ہو سکتا۔لہذا مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"
(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ تحریر کیا ہے کہ

"زیر دستخطی کو اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔شیڈول روانگی اور واپسی کے لئے مورخہ 6۔نومبر 2008اور 17۔دسمبر 2008 مقرر ہے۔آپ سے اور معزز ایوان سے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: بس نام پڑھ دیں ساری کی ساری منظور ہیں۔
شیخ علاؤالدین: جناب والا! اصل ایجنڈے کی طرف آئیں۔
سیکرٹری اسمبلی: شکریہ۔
جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جہاں تک پڑھی گئی ہیں ٹھیک ہے۔ باقی درخواستیں پھر اگلے اجلاس میں لے آئیں گے۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ اتنی پرانی درخواستیں اب کیوں پیش کی جارہی ہیں؟
جناب سپیکر: یہ کسی وقت بھی آسکتی ہیں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔
شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری بھی اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ٹائم بچائیں اور House کو ایجنڈے کے مطابق چلالیں۔ ابھی پھر اذان ہونے والی ہے۔

جناب سپیکر: اس کو روکا جاسکتا ہے۔
شیخ علاؤالدین: اس کو روکا نہیں جاسکتا لیکن ہم جو irrelevant باتیں ہیں ان کو تو روک سکتے ہیں۔

تحاریک استحقاق

روزنامہ ''جنگ'' کی غلط رپورٹنگ سے معزز رکن اسمبلی کی شہرت کا نقصان

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بہت اچھا شاباش۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 9 ہے۔
شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" نے اپنی کل کی اشاعت میں معذرت بھی چھاپ دی ہے اور تردید بھی کر دی ہے کہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا اور انہوں نے خود

personallyبھی مجھ سے معذرت کی ہے اس لئے میں اس پر stressنہیں کرتا لہذا آپ اسے dispose ofکر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق dispose ofکی جاتی ہے۔جی، ملک محمد عباس راں اپنی تحریک استحقاق ہاؤس میں پیش کریں۔

اے ایس آئی، ایس آئی سپیشل برانچ ملتان کا رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

ملک محمد عباس راں: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 8۔ مئی 2009 بروز اتوار بوقت 10:30 بجے صبح میں وزیر اعظم پاکستان کو receiveکرنے کے لئے ملتان ایئرپورٹ پہنچا، جب میں V.I.Pلاؤنج کے مین گیٹ پر گیا تو مجھے سپیشل برانچ کے اسلام نامی A.S.I یا S.Iنے روک لیا، میں نے اپنا تعارف کروایا کہ ممبر صوبائی اسمبلی ہوں۔ واضح رہے اس کے ساتھ باقی سپیشل برانچ کے جو اہلکار موجود تھے وہ اور اسلام دونوں مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے مگر سپیشل برانچ کے اہلکار نے گیٹ کھولنے اور مجھے اندر داخل ہونے سے انکار کر دیا اور تقریباً 15 منٹ تک میری گاڑی گیٹ پر رکی رہی جب میرے پیچھے C.P.Oملتان سعود عزیز D.I.Gکی جیپ آئی تو فوراً گیٹ کھل گیا جس پر D.I.Gنے تمام ملازمین کی سرزنش کی اور کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ یہ ملک محمد عباس راں ممبر صوبائی اسمبلی ہیں۔ اس کے باوجود تم نے ان کو روکے رکھا، تمہیں شرم آنی چاہئے۔ اس واقعہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اسلام نامی اہلکار کے خلاف کارروائی کی جائے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو آپ دو دن کے لئے pendingفرما دیں اس کا جواب موصول ہوتا ہے تو پھر میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر:اس کو دو دن کے لئےpending کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!جو تحریک استحقاقA.S.I تک کے خلاف ہو اسے بغیر سوچے سمجھے کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر:قانون کہتا ہے.Now it should be condemned at heart

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!مجھے بات تو پوری کر لینے دیں ناں۔ میرے خیال میں کوئی بھی ایم پی اے یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ وہ کسی A.S.I سے بے عزتی کروا کر آئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کمیٹی نے بھی یہی کچھ دیکھنا ہے کہ کیا اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یا نہیں؟ایک ایم پی اے یہاں کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ میرے ساتھ A.S.I نے بدتمیزی کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اس معزز ممبر کا استحقاق دوبارہ مجروح کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!یہ بات ہو چکی ہے،آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

ای ڈی او(ایجوکیشن) ننکانہ صاحب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ دیبا مرزا:میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نےpublic interest میںE.D.O ایجوکیشن ضلع ننکانہ صاحب شیخ نعیم سے ان کے سیل نمبر 0333-4432946 پر مورخہ 12۔فروری2009 کو بات کی،اپنا تعارف کروایا اور request کی کہ گورنمنٹ گرلز ٹیکنیکل ہائی سکول سانگلہ ہل کی ڈپٹی ہیڈ مسٹریس عزیز فاطمہ اور D.D.O ایجوکیشن راحت بانو جس کے پاس سکول ہذا کی ہیڈ مسٹریس کا اضافی چارج بھی ہے،دونوں میں کوئی جھگڑا ہوا ہے اور آپ دونوں خواتین ملازمین میں صلح کروا دیں تاکہ سکول کا کام احسن طریقے سے انجام پا سکے لیکن E.D.O مذکور نے کہا کہ میں آپ کو نہیں جانتا۔ اگر کوئی بات کرنی ہے تو

میرے دفتر آکر کریں جس پر میں نے اسے بتایا کہ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور اس دوران میں نہیں آ سکتی تو اس نے کہا کہ آپ اگر M.P.A ہیں تو میں کیا کروں؟ آپ نے جو کرنا ہے کر لیں، کسی M.P.A کا فون سننا میری ڈیوٹی میں شامل نہیں اور فون بند کر دیا۔ عوامی مسائل حل کرنے کے سلسلے میں افسران سے رابطہ کرنا میرے فرائض میں شامل ہے، متعلقہ افسر نے میرے ساتھ بد تمیزی کی، فون سننے سے انکار کیا اور میرا استحقاق مجروح کیا ہے اور اس ایوان کی توہین کی ہے۔ لہذا مجھے اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس کی کاپی ابھی موصول ہوئی ہے تو اس کو بھی جواب کے لئے بدھ تک pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ pending کی جاتی ہے۔ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک پڑھی جا چکی ہے۔۔۔ یہ next week تک pending ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار take up کی جاتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اخباروں میں اشتہار آ گیا ہے کہ منسٹر بلاک کو بیچا جا رہا ہے تو اس سلسلہ میں میری ایک تحریک التوائے کار ہے۔ میں نے لاء منسٹر صاحب سے بھی بات کی ہے اور آپ کی خدمت میں بھی کاپی دی ہے تو اس اہم معاملے کے حوالے سے میری تحریک التوائے کار ہے اور اس میں bidding date 27 تاریخ رکھی گئی ہے۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، لے لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کی تحریک کا کون سا نمبر ہے؟

شیخ علاؤالدین:09/89۔

جناب سپیکر: جی، پیش کریں۔

سول سیکرٹریٹ کے قریب نو تعمیر شدہ منسٹر بلاک فروخت کرنے سے سکیورٹی کے مسائل پیدا ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

یہ امر اس معزز ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے کہ حکومت کے ایک فیصلہ کے مطابق پنجاب سیکرٹریٹ کے قریب نیا تعمیر شدہ منسٹر بلاک جو کہ تقریباً19 کنال جگہ اور دو لاکھ اسکوائر فٹ پر ائم کنسٹرکشن پر مشتمل ہے کو فروخت کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں اخبارات میں دیئے گئے اشتہارات کے مطابق اس کی مالیت تقریباً ایک ارب پچیس کروڑ روپے لگائی گئی ہے اور اس کی bidding date مورخہ 27۔فروری2009 رکھی گئی ہے۔ایک طرف تو پنجاب سیکرٹریٹ پر زر کثیر خرچ کیا جارہا ہے اور دوسری طرف ایک ایسی جگہ کو نیلام عام کے ذریعے فروخت کیا جارہا ہے جو کوئی بھی خریدار ممکنہ طور پر ہوٹل وغیرہ میں تبدیل کر دے گا جس کا فوری نتیجہ پنجاب سیکرٹریٹ کے لئے سکیورٹی کے تحفظات کے ساتھ ساتھ بے شمار مسائل کا موجب بنے گا۔ پنجاب حکومت کے لاہور میں چاروں طرف پھیلے ہوئے دفاتر پر اگر غور کریں تو یہ بات ہر معزز رکن کے علم میں ہے کہ بے شمار جگہیں ایسی ہیں جن کا کروڑوں روپیہ سالانہ کرایہ ادا کیا جارہا ہے۔ بہت سے دفاتر ایسے ہیں جو خود پنجاب حکومت کی ملکیت ہیں لیکن سیکرٹریٹ کی دوری کی وجہ سے وہاں تک پہنچنے میں عوام کا ان دفاتر تک پہنچنے کے لئے ٹرانسپورٹ پر بے شمار خرچہ اور وقت کا ضیاع ہو رہا ہے۔D.G. Excise کا دفتر جو شادمان میں ہے، ٹرانسپورٹ ہاؤس میں تمام حکومتی دفاتر اور اس طرح کے اور تمام حکومتی دفاتر کو عوام کے مفاد میں یکجا کیا جانا انتہائی ضروری ہے جس کے لئے میرے خیال میں یہ ایک نادر

موقع ہے کہ پنجاب سیکرٹریٹ کو ایک زیر زمین راستہ کے ذریعے اس نو تعمیر شدہ عمارت کے ساتھ ملا دیا جائے اور تمام ایسے دفاتر جو مختلف جگہوں پر حکومت کی ملکیت ہیں کو فروخت کر دیا جائے۔اس کے علاوہ ایسے تمام دفاتر جو کرایہ پر لئے ہوئے ہیں کو اس عمارت میں منتقل کیا جائے۔ حکومت کے ملکیتی دفاتر مثلاً شادمان میں D.G. Excise کا دفتر اور اس طرح کے دفاتر بہت زیادہ قیمت میں فروخت ہو سکتے ہیں اور اس کا سب سے زیادہ فائدہ حکومتی محکموں کے ساتھ ساتھ عوام کو بے شمار وقت اور پیسا ضیاع سے بچائے گا۔

جناب سپیکر! یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اس ایوان کے بہت سے اراکین کو ہوسٹل میں اب تک رہائش نہ ملی ہے۔ نو تعمیر شدہ منسٹر بلاک کا وہ حصہ جو open land ہے اور People House کے ساتھ لگتا ہے اس کو اس طرح سے علیٰحدہ کیا جائے کہ وہاں ایک تین منزلہ ایم پی اے ہوسٹل بھی آسانی سے بن سکے اور بقایا عمارت میں لاہور میں پھیلے ہوئے حکومت پنجاب کے تمام دفاتر بھی منتقل کئے جائیں۔

جناب سپیکر! یہاں تک تو یہ بات تھی اب اسی معاملے میں ایک latest بات ہے کہ اس پنجاب اسمبلی کی ملکیت جو بابا گراؤنڈ ہے جس کو چشتیہ ہائی سکول گراؤنڈ کہتے ہیں، وہ بھی حکومت پنجاب اب پنجاب اسمبلی سے لینا چاہتی ہے تاکہ وہاں پر دفاتر بنا دیئے جائیں۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ جس وقت یہ اسمبلی بنی تھی تو اس وقت لوگوں نے یہ خیال رکھا تھا کہ اس کی expansion کہاں تک ہو گی۔اس میں ایک اور نئی خبر ہے کہ سیکرٹریٹ میں محکمہ قانون اور محکمہ صحت کے blocks کو بھی گرایا جا رہا ہے۔ میں نے پرسوں خود جا کر دیکھا تو مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہاں صرف General Vintora کا گھر ہی کھڑا نظر آتا ہے اور اب وہی French walk ways رہ گئے ہیں باقی وہاں پر good governance کی کوئی بات نہیں ہے۔ میری جناب سے یہ استدعا ہے کہ اس پر عام بحث کی بھی اجازت دی جائے اور فوری طور پر حکومت سے کہا جائے کہ 27 تاریخ کی bidding نہ کرے اور کسی صورت نہ کرے کیونکہ یہ بہت بڑا ظلم ہو گا۔

MR SPEAKER: Thank you for this kind information.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے ابھی مجھے اس کی کاپی فراہم کی ہے، انھوں نے پڑھ دی ہے۔ اس کو pending کر لیں۔ اس کا جواب لے کر ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب کب تک آ جائے گا؟ آپ محکمے کو ہدایت فرمائیں کہ جب تک یہ فیصلہ نہیں ہو جاتا تو اس وقت تک مزید کچھ نہ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے کی urgency کے پیش نظر اس کو کل تک pending کریں۔ ہم کوشش کریں گے کہ کل ہی اس کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو کل تک pending کیا جاتا ہے۔ جی، محترمہ فرح دیبا!

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! مجھے اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے کے لئے out of turn اجازت چاہئے۔ وزیر قانون کو پتا ہے کہ یہ بہت اہم issue ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی تحریک التوائے کار پڑھ لوں۔

جناب سپیکر: میرے پاس اس کی کاپی نہیں ہے۔ اس کا نمبر کیا ہے؟

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! اس کا نمبر 82/09 ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرح دیبا!

ایل ڈی اے کی جانب سے جوہر ٹاؤن لاہور میں بیوگان، معذوروں اور ناداروں سے خریدے گئے پلاٹوں پر تعمیر شدہ تعمیر مکانات کو گرانے کے نوٹسوں سے مالکان کو پریشانی کا سامنا

محترمہ فرح دیبا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں 1986 میں E-1 بلاک سمیت دیگر بلاکوں میں بیوگان، معذوروں اور

ناداروں کے لئے پلاٹ مختص کئے گئے تھے جن میں سے 100 پلاٹ محکمہ ایل ڈی اے نے ایک پروقار تقریب میں اصل بیوگاں، معذوروں کو دیئے تھے جبکہ بقیہ 1000 پلاٹوں کو غیر قانونی طریقہ سے ایل ڈی اے نے ملی بھگت کر کے بیوہ کو ٹاظاہر کر کے جعلی الاٹمنٹ لیٹر بنا کر مختلف لوگوں کو دیئے گئے تھے۔ محکمہ ایل ڈی اے کی الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق بیوگان معذوروں اور نادار اپنے پلاٹ بیس سال سے قبل فروخت کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کو ٹرانسفر کر سکتے ہیں لیکن چند ضرورتمند بیوگان و دیگر نے اپنے پلاٹ پالیسی کے تعین وقت سے پہلے ہی فروخت کر دیئے تھے۔اب جن لوگوں نے یہ پلاٹ خریدے ہیں وہ عرصہ بیس سال سے ان پلاٹوں پر اپنے مکانات تعمیر کر کے رہ رہے ہیں اور اپنے مکانات پر پراپرٹی ٹیکس دے رہے ہیں۔اپنے بجلی، پانی، گیس، ٹیلیفون وغیرہ کے بل باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں۔جب یہ لوگ اپنے مکانات کے پراپرٹی ٹیکس دے رہے ہیں تو پھر یہ قانونی وارث ہیں اور وہ مکانات میں رہنے کا حق رکھتے ہیں۔آج جب بیس سال کے بعد محکمہ ایل ڈی اے کو اپنی غفلت کا پتا چلا کہ بیوگان و دیگر اپنے پلاٹ کو پالیسی کے مطابق وقت سے پہلے فروخت کرنے کے مجاز نہ تھے تو اب ایل ڈی اے کا عملہ موجودہ مالکان کو نوٹس بھیج رہا ہے اور انھیں مکانات خالی کرنے کا کہہ رہا ہے اور انھیں وارننگ دے رہا ہے کہ مکانات خالی کر دیئے جائیں ورنہ ان کو بلڈوز کر دیا جائے گا اور ان کو پانچ دن کی مہلت دی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جن لوگوں نے بیوگان سے پلاٹ خریدے ہیں اس میں ان کا کیا قصور ہے؟ وہ جائیداد، پلاٹ وغیرہ بحیثیت پاکستانی شہری خریدنے کا حق رکھتے ہیں ان کو بلاوجہ پریشان کیوں کیا جاتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتی ہوں کہ محکمہ ایل ڈی اے کو ہدایت کی جائے کہ فوری طور پر موجودہ مالکان کے خلاف کوئی ایکشن نہ کیا جائے اور مالکان کو ہراساں نہ کیا جائے اور ایسی پالیسی مرتب کی جائے کہ موجودہ مالکان سے کچھ اضافی رقم لے کر ان کے نام پلاٹ ٹرانسفر کر دیئے جائیں جس کے لئے موجودہ مالکان تیار بھی ہیں۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو out of turn لیا گیا ہے آپ اس کو جمعرات تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو جمعرات تک pending کرتے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا بھی جواب آنا تھا۔ میری تحریک التوائے کار زمیندار اکالج گجرات سے متعلق تھی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس جواب موجود ہے۔ جب آپ اس کو take up کریں گے تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، جناب بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 65 کافی دنوں سے چل رہی ہے۔ اس کو آج تک pending کیا گیا تھا، وہ پیش ہو چکی ہے۔ اس میں رفاہ عامہ کا مسئلہ ہے، پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور ایجوکیٹر کی بھرتی کا معاملہ ہے۔ رانا صاحب نے آج کے لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کروایا تھا۔ آپ مہربانی کریں اس میں وزیر اعلیٰ کی پالیسی ہے اس کے مطابق پورے پنجاب میں ایک پالیسی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں محکمے کے ساتھ محترم احمد خان بلوچ صاحب، جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل اور ملک محمد وارث کلو صاحب کی میٹنگ کروائی گئی تھی تو اس کے بعد انھوں نے کچھ information مانگی تھی اور کل صبح 9:30 کا وقت میرے office میں میٹنگ کے لئے طے ہے۔ یہ تینوں صاحبان اور محکمہ بیٹھیں گے اور اس کے بعد جو بھی final ہو گا تو میں ہاؤس میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی۔ مجھے حیرت ہے کہ تحریک التوائے کار کو تحریک استحقاق میں کیسے بدل دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس پر دستخط میرے ہیں یا آپ کے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! دفتر والوں نے بدلی ہے۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

صوبہ میں کھاد کی دستیابی کے خصوصی حوالہ سے زراعت پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آپ سیکرٹری اسمبلی سے رابطہ کر لیں۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ صوبہ میں کھاد کی دستیابی کے خصوصی حوالے سے زراعت پر عام بحث کا آغاز 12۔فروری 2009 کو ہوا تھا۔ بحث کا آغاز وزیر زراعت نے کیا تھا۔ وزیر زراعت اپنی تقریر مکمل نہیں کر سکے تھے۔ ان کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنی تقریر مکمل کر لیں اور مورخہ 12۔فروری 2009 کے مرتب کردہ لسٹ میں 22 اراکین کے نام موجود ہیں۔ پہلے ترتیب سے نام پکارے جائیں گے تاہم اگر ان کے علاوہ بھی کوئی معزز رکن بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو وہ حصہ لے سکتا ہے لیکن اس کے ٹائم کے حوالے سے میں آپ تمام سے

ملتمس ہوں کہ اگر ہم ٹائم fix کر لیں تو بہتر ہے۔ اگر ٹائم تھوڑا ہو گا تو سب adjust ہو جائیں گے لیکن دس منٹ مانگیں گے تو مشکل ہو جائے گا۔

آوازیں: سات منٹ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں۔ چھ منٹ کا ٹائم fix کرتے ہیں لیکن چھ سے سوا چھ منٹ نہیں ہوں گے۔ میری وزیر صاحب سے التماس ہے کہ آپ اپنا پالیسی بیان ضرور مکمل کر لیں لیکن زیادہ لمبی بحث سے آپ بھی تھوڑا سا پرہیز کریں۔ میں 22 صاحبان کا نام پکار لوں تاکہ ان کو پتا چل جائے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو بھی پانچ منٹ دیں ورنہ کورم ٹوٹ جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ اس سے پہلے ہی بات ختم کر لیں گے کیونکہ انہوں نے پالیسی بیان ہی دینا ہے جو بقایا رہ گیا تھا۔ میجر صاحب! آپ کو مبارک ہو کیونکہ پہلا نمبر آپ کا ہے۔ دوسرے نمبر پر رانا محمد افضل صاحب، میاں محمد رفیق صاحب، میاں محمد شفیع صاحب، ملک احمد حسین ڈیہر صاحب، جناب محمد اعجاز شفیع صاحب، جناب محسن خان لغاری صاحب، چودھری شیر علی صاحب، رائے محمد شاہ جہاں صاحب، جناب وارث کلو صاحب، انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب، جناب شاہجہاں احمد بھٹی صاحب، محترمہ خدیجہ عمر فاروقی صاحبہ، چودھری محمد ارشد صاحب، چودھری خالد جاوید اصغر گھرال صاحب، جناب احمد خان بلوچ صاحب ہیں۔

(اذان عشاء)

جناب محمد الیاس چنیوٹی صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، جناب محمد سعید مغل صاحب، کرم الہیٰ بندیال صاحب، ملک عادل حسین اترا صاحب، جناب محمد حفیظ اختر چودھری صاحب، جناب جاوید حسن گجر صاحب، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ، جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نام نہیں آیا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا نام میرے پاس تو نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا نام بھی لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ پھر چٹ دے دیں کیونکہ آپ کا نام اس میں نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا نام اسی میں ہی ہے۔

جناب سپیکر: مل گیا تو آ جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہماری خواتین اراکین اٹھ کر باہر جا رہی ہیں۔ وزراء صاحبان نہیں ہیں۔ مہربانی کر کے اس کا نوٹس لیں۔ اس وقت صرف لاء منسٹر صاحب اور ایگریکلچر منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ محکمہ آبپاشی اور خوراک کا تعلق بھی اسی issue سے ہے۔ مہربانی کر کے اس کا نوٹس لیں کیونکہ کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: واقعی انہیں آنا چاہئے اور بہت افسوس ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں کوئی مصروفیت ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مصروفیت سے زیادہ اہم چیز آج کا یہ issue ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ خود ہی اس حکومت کا اندازہ لگائیں کہ حکومت اس issue پر کتنی سنجیدہ ہے؟

جناب سپیکر: آپ کو serious ہونا چاہئے۔ وہ آپ کی باتیں سنیں گے۔ جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے زرعی پالیسی پر بات کرنے کا موقع فرمایا۔ پچھلے اجلاس میں جب زراعت پر بحث ہونی تھی۔ ہمارے اپنے اندر کے نہایت ہی محترم بھائی نے کورم کی نشاندہی کر دی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ زراعت ہمارا بڑا اہم subject ہے انہیں چاہئے تو نہیں تھا کہ وہ کورم کی نشاندہی کرتے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں۔ آپ اپنی بات آگے بڑھائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں کچھ اختصار سے دوبارہ repeat کروں گا کہ زراعت ایک اہم شعبہ ہے جس کے بہت سارے wings ہیں۔ اس کے پانچ D.G ہیں اور پھر آگے شعبوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے comparison کرنا موجودہ حکومت کی جو interventions ہیں ان کو تفصیل سے بیان کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ موازنہ کیا جا سکے کہ

موجودہ حکومت زراعت کے بارے میں کیا اقدامات کر رہی ہے تاہم ابھی چونکہ آپ نے بھی فرمایا ہے کہ تفصیل سے یہاں نہیں بتایا جا سکتا تو میں اس طرح گزارش کروں گا کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زرعی ملک ہونے کے ناتے گندم ہماری اہم food staple ہے اور اس کے علاوہ ہماری major crops ہیں، ہماری انڈسٹری agro based انڈسٹری ہے اور 80 فیصد ہماری برآمدات زراعت پر مشتمل ہیں۔ ہمارے صوبے میں 78 فیصد گندم پیدا ہو رہی ہے، کپاس 80 فیصد پنجاب میں پیدا ہو رہی ہے اور سپر باسمتی چاول 94 فیصد اور coarse variety 56 فیصد جس میں اری۔6 وغیرہ پنجاب ہی پیدا کر رہا ہے۔ میں نے یہ بھی گزارش کی تھی کہ citrus یعنی ترشاوہ پھل 94 فیصد پنجاب میں پیدا ہو رہا ہے، آلو بھی 94 فیصد پنجاب میں پیدا ہو رہا ہے۔ آم 78 فیصد پنجاب پیدا کر رہا ہے اور sugarcane 68 percent پنجاب پیدا کر رہا ہے لہذا پورے ملک میں مجموعی طور پر زراعت کے حوالے سے پنجاب کا ایک leading role ہے۔ اس لئے اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پھر مجموعی طور پر ہماری آبادی کا ذریعہ روزگار زراعت ہے۔ 75 فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے اور دیہاتوں میں زندگی گزار رہی ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد G.D.P میں زراعت کا 48 فیصد حصہ تھا۔ پھر آج سے دس سال پہلے 38 فیصد تھا اور کم ہوتے ہوتے آج زراعت کا G.D.P میں حصہ 22 فیصد ہے۔ 48 percent manpower زراعت سے ہی ہے۔ جتنے کارخانے چل رہے ہیں اور وہاں پر لاکھوں لوگ کام کر رہے ہیں۔ زراعت کے شعبہ میں بڑی بھاری تعداد میں کھیتوں میں کام کر رہے۔ manpower جو ہے وہ زراعت کے شعبے نے observe کی ہوئی ہے اور ہماری مجموعی طور پر برآمدات agro based industry کاٹن انڈسٹری، ٹیکسٹائل انڈسٹری، sugarcane industry، شوگر ملیں ہیں۔ اسی طریقے سے rice industry تمام انڈسٹری کا بیشتر حصہ agro based ہے اس لئے اس کی بڑی اہمیت ہے لیکن میں تھوڑا سا موازنہ کرنا چاہوں گا 08-2007 کی زراعت سے کہ وہ کہاں کھڑی تھی اور ہمیں کن مشکلات کا سامنا ہے اور ان مشکلات میں پنجاب حکومت نے کیا intervention کی ہیں؟ مجموعی طور پر 08-2007 میں 15.8 ملین ایکڑ اراضی پر گندم کاشت کرنے کا ٹارگٹ تھا اور پنجاب میں پیداوار کا ٹارگٹ 18.5 یعنی ایک کروڑ 85 لاکھ

ٹن تھا لیکن یہ ٹارگٹ achieve نہیں ہو سکا اور پھر 15.4 ملین یعنی ایک کروڑ 54 لاکھ ایکڑ رقبہ پر گندم کاشت کی گئی اور پیداوار کم ہو کر بجائے 18.5 کے وہ 15.4 لاکھ ٹن پیدا ہوئی۔ کاٹن کی پیداوار بھی کم رہی۔ صرف چاول تھوڑا زیادہ رہا۔ سورج مکھی کے علاوہ مکئی میں تھوڑی سی زیادہ پیداوار ہوئی باقی تمام فصلوں کی مجموعی طور پر پیداوار کم رہی ہے۔ میں تھوڑی سی تفصیل بتا دوں تاکہ آپ کو بہتر طور پر موازنے کا اندازہ ہو سکے کہ ہماری پیداوار کس حد تک کم ہوئی ہے۔ گندم 15 فیصد کم ہوئی ہے، چنا 41 فیصد کم ہوا ہے 6 لاکھ 53 ہزار ٹن ٹارگٹ تھا لیکن 3 لاکھ 87 ہزار ٹن achieve ہوا اور سورج مکھی تھوڑی زیادہ ہوئی۔ آلو 18 فیصد کم ہوا تھا۔ کپاس میں 13 فیصد کپاس کی کاشتکا ٹارگٹ تقریباً 59 لاکھ 92 ہزار ایکڑ کا تھا اور 90 لاکھ bale پیدا ہوئی۔ اس سال رقبہ مزید کم ہو گیا۔ ہم نے کپاس کاشت کرنے کا ٹارگٹ 62 لاکھ ایکڑ کا رکھا تھا لیکن کپاس کی قیمتیں بہتر نہ ملنے کی وجہ سے C.L.C.V جو کپاس کی بڑی اہم بیماری ہے اور ملی بھگ کے attack کی وجہ سے 62 لاکھ ایکڑ کا ٹارگٹ مزید کم ہو کر 55 لاکھ ایکڑ ہو گیا اور اس طریقے سے کپاس پچھلے سال کے مقابلے میں 59 لاکھ ایکڑ رقبہ پر کاشت کی گئی تھی تو اس سال 55 لاکھ ایکڑ پر کاشت کی گئی اور یوں مزید چار لاکھ ایکڑ پر کپاس کم کاشت ہوئی اور کاشتکار سورج مکھی کاشت کرنے کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے اس فصل کا بہتر معاوضہ ملا تھا۔

جناب سپیکر! چاول کی صورتحال یہ تھی کہ 43 لاکھ ایکڑ پر چاول کاشت ہونا تھا لیکن اس سال 48 لاکھ ایکڑ پر کاشت ہوا جبکہ پیداوار 32 لاکھ ٹن کی بجائے 37.70 لاکھ ٹن ہوئی۔ اس طرح چاول کی پیداوار بڑھی ہے کیونکہ پچھلے سال قیمتیں بہتر ملی تھیں۔ یہ تو پیداوار کا ایک مجموعی خاکہ تھا لیکن جو صورتحال درپیش ہے کہ پچھلے سال پیداوار کیوں کم ہوئی؟ ایک ہزار روپے فی بوری سے 3200 روپے قیمت ہو گئی تو 38 فیصد ڈی اے پی کھاد کا استعمال کم ہوا اور 38 فیصد پانی کی کمی ہوئی اور اوپر سے کورے کا حملہ تھا۔ گندم کی امدادی قیمت میں اضافے کا بروقت اعلان نہ کیا گیا، پہلے 425 روپے فی من پھر 510 روپے اور پھر موجودہ حکومت نے آ کر اس کی قیمت 625 روپے فی من مقرر کی۔ جب procure میں گندم ہو رہی تھی تو یہ عوامل تھے جن کی وجوہات کی بنا پر گندم کی پیداوار کم ہوئی۔

یہ عوامل لے کر موجودہ حکومت نے کچھ plan تیار کیا اور ہماری strategy یہ ہے کہ فی ایکڑ پیداوار بڑھانی ہے، اس کے لئے مشینری کی کاشت پر کسانوں کو لانا ہے۔ دوسرا یہ تھا کہ قابل

کاشت زمین جو خالی پڑی ہے اس کو آباد کرنا ہے تو جونہی موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالا تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو بڑے اہم اعلان کئے۔ ایک تو زراعت کو مشینی کاشت کی طرف لانے کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم اور زرعی آلات کا اعلان کیا اور دوسری طرف انہوں نے زرعی ادویات میں ملاوٹ کے خلاف مہم کے آغاز کا اعلان کیا جس میں ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں کہ کتنے پرچے ہوئے، کتنے بندے گرفتار ہوئے اور کتنی pesticide recover ہوئی؟ مجموعی طور پر 28 کروڑ 60 لاکھ روپے کی جعلی، unregistered اور ملاوٹ شدہ زرعی ادویات recover ہوئیں۔ شفاف طریقے سے وہاں پر raid کئے گئے۔ وزیر زراعت اور ٹاسک فورس کے چیئرمین نے ان کی نگرانی کی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب کی سطح پر pesticide کی ملاوٹ کو کنٹرول کرنے کے لئے ٹاسک فورس بنائی۔ پہلے ایڈیشنل سیکرٹری اس کے انچارج تھے اب ہمارے معزز ممبر کرنل شجاع خانزادہ صاحب اس ٹاسک فورس کے head ہیں۔ اسی طریقے سے اضلاع میں بنائی گئی ٹاسک فورس جن میں محکمہ پولیس کے افسران بھی اس کے ممبر ہیں، ایڈیشنل آئی جی اور ڈی آئی جی بھی سپیشل برانچ کے ممبر ہیں۔ یہ process بڑا slow تھا چنانچہ رجسٹرار ہائی کورٹ سے درخواست کی گئی کہ چونکہ عدالتوں میں ان کو سزا نہیں ہوتی چنانچہ ہر ضلع میں ان کو سزا دلوانے کے لئے ایک جج مقرر کیا گیا، اس کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا۔ سپیشل پبلک پراسیکیوٹر مقرر کئے گئے اور باقاعدہ سزاؤں کا عمل جاری ہو چکا ہے۔ دو جگہوں پر سزائیں ہوئی ہیں جن میں تین سال قید پانچ لاکھ روپے جرمانے کی سزا بھی ہوئی ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی سزا ہے۔ اس کی وجہ سے اب زرعی ادویات میں ملاوٹ اور substandard ادویات کی بہت کمی ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی محدود عرصہ میں اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ دوسری intervention گرین ٹریکٹر سکیم کی تھی اس میں 2۔ارب روپے کی بہت major subsidy ہے۔ کاشتکاروں کو دس ہزار ٹریکٹرز دیئے گئے جس میں دو لاکھ روپے فی ٹریکٹر subsidy تھی۔ 23۔اکتوبر کو پنجاب بنک کے computerized system کے ذریعے open قرعہ اندازی کی گئی اور یہ قرعہ اندازی بلاتفریق پارٹی، بلاتفریق سیاسی وابستگی کے کی گئی اور سب کاشتکاروں کو موقع فراہم کیا گیا۔ اس

قرعہ اندازی میں دس ہزار ٹریکٹر تقسیم کئے جارہے ہیں ان دس ہزار میں سے 9900 ٹریکٹروں کی booking ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ tunnel technology کو فروغ دینے کے لئے سبزیوں کی کاشت کے لئے 55 کروڑ روپے رکھے گئے۔اس میں 2300 tunnels جو ہیں وہ pass tunnels اور 2300 walk in tunnels ہیں۔ یہ بھی شفاف طریقے سے قرعہ اندازی کر کے 55 کروڑ روپے کی رقوم سے فراہم کئے گئے تاکہ پاکستان میں بے موسمی سبزیاں مل سکیں اور export بھی ہو سکیں۔ جو 40 لاکھ ایکڑ زمین قابل کاشت غیر آباد پڑی تھی اس کو زیر کاشت لانے کے لئے، موجودہ حکومت سے پہلے بلڈوزر کا کرایہ 13 سے 14 سو روپے بنتا تھا وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھیجی گئی تو اب بلڈوزر کا کرایہ کم کر کے 560 روپے فی گھنٹہ ہو گیا۔اس کی وجہ سے اب تقریباً ڈیڑھ لاکھ ایکڑ کے قریب زمین کی booking ہو چکی ہے اور وہ جلد آباد ہو جائے گی۔ اس سے ہماری زراعت کے لئے نئی زمین کا اضافہ ہو گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پہلے کتنا تھا؟

جناب سپیکر: مستی صاحب!آپ چھوڑیں Please no interruption ۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہم نے drip اور sprinkle کو arise کیا کیونکہ پانی کی بہت کمی ہے۔ ہمارے پنجاب کے پانی میں historical record میں 19.75 ملین ایکڑ فٹ پانی ملا کرتا تھا اب ہمیں 12.75 ملین ایکڑ فٹ پانی مل رہا ہے۔ پانی کی کمی ہو گئی ہے اور اس کمی نے بڑے اثرات مرتب کئے ہیں اس میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔ کالا باغ ڈیم جو بہت اہم issue ہے متنازع ہونے کی وجہ سے اس پر عمل نہیں ہو سکا۔ اگر کالا باغ ڈیم بن جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ 6.1 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ ہوتا، 3500 میگاواٹ بجلی مزید پیدا ہوتی اور جو ہمیں بجلی کی کمی یا پانی کی کمی کا سامنا ہے یہ مسئلہ حل ہو جاتا۔ 35 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں جا رہا ہے اور پنجاب میں کوئی دیگر storage نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں 38 فیصد پانی کی کمی کا سامنا ہے۔ یہ ہمارا بہت بڑا issue ہے اس کے لئے یہی کیا گیا کہ اس میں drip اور sprinkle کے ذریعے آبپاشی کے high use

efficiency کے لئے ایک سکیم بنائی گئی ہے اس پر کام شروع ہے۔جب یہ سسٹم پورے پنجاب میں عام ہو گا تو اس سے انشاء اللہ تعالیٰ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں بڑا انقلاب آئے گا۔اس منصوبہ کے لئے جو رقوم رکھی گئی ہیں وہ اس طرح سے ہے کہ پٹڑیوں پر فصلوں کی کاشت کے لئے 12 کروڑ 17 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور اس میں 5 کروڑ معاونت ہو گی اس میں چار سو bed planters ہیں۔ اس سال 85 bed planters کاشتکاروں کو میسر کئے گئے ہیں۔79 bed planters اور دیئے جا رہے ہیں۔drip کے لئے ٹوٹل رقم 4۔ارب 41 کروڑ روپے رکھی گئی ہے اس میں پنجاب کا حصہ ایک ارب 25 کروڑ روپے ہے۔یہ 4۔ارب 41 کروڑ روپے مرکزی حکومت کا اور ایک ارب 25 کروڑ روپے پنجاب کا share ہے۔ زمینداروں کا حصہ ایک ارب 25 کروڑ روپے بنتا ہے اس طریقے سے تقریباً ایک لاکھ 39 ہزار ایکڑ اس میں drip کے ذریعے پانی فراہم کیا جائے گا اور یہ بہت بڑا project ہے۔اس کے علاوہ اصلاح آبپاشی کے لئے بھی project ہے جس میں 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور 3۔ارب 75 کروڑ روپے اس سال رکھے گئے ہیں۔اس طریقے سے 5 ہزار کھالہ جات کی انشاء اللہ جلد اصلاح کی جائے گی۔ایک بہت بڑا project گریٹر تھل کینال کا زیر تعمیر ہے اس کے لئے ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس کی کل رقم تو 2۔ارب چار کروڑ روپے آئے گی لیکن اس میں ایک ارب روپے فوری طور پر فراہم کئے جائیں گے۔اس سے 725 نئے کھالہ جات کی تعمیر ہو گی، 150 کھالہ جات کی تعمیر ہو گی اور 239 کا ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے۔یہ گریٹر تھل کینال کے لئے project رکھا گیا ہے۔پٹڑیوں پر سبزیوں کی کاشت کے لئے 12 کروڑ 17 لاکھ اور 5 کروڑ 30 لاکھ روپے ہیں میں نے پہلے بتایا ہے یہ ہمارا Water Management کا project ہے۔ زرعی نہری کے لئے نئے 60 بلڈوزروں کو مرمت کیا جائے گا ان میں نئے انجن ڈال کر اس کی مرمت کی جائے گی اور اس کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔کپاس کی چھڑیوں کی سنبھال کے لئے ایک کروڑ 25 لاکھ روپے، food security کے لئے 34 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔اس میں کاشتکار کو مختلف زرعی آلات کے لئے پچاس فیصد subsidy دی جا رہی ہے ان میں زرعی آلات کے لئے chisel plough ہے، MB plough ہے، cotal drill ہے، مختلف قسم کے drills اور ہل

دیئے جارہے ہیں۔ اس طریقے سے دوسرا project سبزیات اور فروٹ کی مشینی کاشت کا project ہے اس میں 23 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! خوشاب کے علاقہ میں mini dam کے لئے 5 کروڑ سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ یہ ہمارے بڑے بڑے منصوبے ہیں۔ اس کے علاوہ شعبہ توسیع ہے، جس میں گندم کی پیداوار کے لئے 86 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس میں band placement bill اس میں کھاد اور بیج اکٹھے ڈالے جائیں گے۔ اس میں نصف subsidy ہے اور نصف قیمت پر دیئے جارہے ہیں۔ 75 ہزار سپرئیر، drill 850، 350 سری ڈرل اور ایک ہزار نمائشی پلاٹ بنائے گئے ہیں۔ انسانی وسائل کی ترقی کے لئے جو courses ہیں ان کی بہتری کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ محکمہ زراعت کے سرکاری ملازمین کی بہتری کے لئے کورس دو سال کا تھا اسے اب تین سال کا کر دیا گیا ہے اس طرح ان کو پانچ ہزار فی آدمی وظیفہ دیا گیا ہے۔ ڈیڑھ کروڑ روپے وظیفے کے طور پر دیئے گئے ہیں اور چار کروڑ روپے تنخواہوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ان کو گریڈ 6 سے گریڈ 11 دیا گیا ہے، انسپکٹر صاحبان کا گریڈ بھی بڑھایا گیا ہے، افسران اور زرعی سائنسدان کا گریڈ 17 تھا ان کو گریڈ 18 دیا گیا ہے۔ اس طرح پورے structure میں بہتری لاکر ان کو اچھی سروس دی گئی ہے تاکہ وہ دلجمعی سے کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں ریسرچ کے شعبے کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ریسرچ کے شعبے میں کیونکہ ہمارے مسائل میں ایک ریسرچ کا مسئلہ ہے، ریسرچ اور extension کا کام کاشتکار تک نہیں پہنچتا ان تک ایک gape ہے۔ دوسرا یہ کہ چھوٹے کاشتکار کے لئے کاشت کے مسائل ہیں ان کو صحیح بیج نہیں ملتا، پانی کی کمی ہے اور کچھ زمین جو margin land ہے جس پر سیم تھور کا attack ہے۔ alkaline زمینوں پر فصلات نہیں ہو رہی ہیں ان زمینوں کو قابل کاشت لانے کے لئے 79 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ پانچ اضلاع ہیں قصور، ننکانہ، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا ہمارے علاقے میں نہیں رکھے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): یہاں سندھ آجاتا ہے یہ سندھ کا علاقہ آجاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آڈر۔

جناب سپیکر:جی۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!اس بارے میں تفصیلاً گفتگو ہو گئی ہے۔انہوں نے openings کیں۔

جناب سپیکر:وہwind up کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!ایہہ کوئی مکنی اے،ساڈیاں سنو۔

جناب سپیکر:جی،ان کی سن لیں ناں۔پھر آپ کی بھی سنیں گے۔جی!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہ زراعت بہت بڑا سبجیکٹ ہے لیکن اگر ہم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں جو کچھ ایک سال میں کیا ہے تو ہاؤس کو اس بارے میں well aware ہونا چاہئے۔اس میں پھر جب ہاؤس open ہو گا،آپ چاہے کل کا دن رکھ لیں،پرسوں کا دن رکھ لیں،ہم یہاں پر بیٹھے ہیں،آپ تجاویز دیں۔(قطع کلامی)

جناب سپیکر:جی،ان سے پوچھیں گے،ابھی کوئی بات نہیں،ابھی آپ تشریف رکھیں۔خانزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں،ان کو بولنے دیں۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہمارا ایک شعبہ پیمکو پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کا ہے کیونکہ کاشتکاروں کا جہاں سیڈ کا مسئلہ ہے وہاں پانی کی کمی کا مسئلہ ہے،پھر ان کی awareness کا مسئلہ ہے،پھر اس کے ساتھ ساتھ ان کو مارکیٹنگ کا مسئلہ ہے۔یہ ان کے پاس چار بڑی major چیزیں ہیں جو کہ ان کو تکالیف ہیں۔ریسرچ کے میدان میں اس وقت تک سولہ نئی varieties سیڈ کونسل کے ذریعے approve کی گئی ہیں۔ان سولہ varieties میں فیصل آباد کی گندم کی ایک قسم لاثانی 2008 ہے اور فیصل آباد 2008 ہے،ایک میراج 2008 ہے،چکوال 50 ہے،یہ نئی اقسام آئی ہیں،ان سے پہلے جو varieties تھیں وہ سحر،شفق،2006 تھیں،یہ

گندم کی نئی اقسام ہیں،ان میں 70 من تک potential ہے۔ان اقسام پر بیماریوں کا attack بھی نہیں ہوتا،یہ resistance varieties ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ اگر کپاس کو دیکھیں تو کپاس ہماری بڑی stress میں ہے۔ کپاس کے لئے ابھی جو نئی اقسام آ رہی ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا کپاس کا مسئلہ حل ہو گا۔ کپاس میں ایک بیماری ملی بھگ کی ہے اس کے لئے ایک pesticide ہے جو bollworm ہے، جو پہلے کپاس کا نقصان کرتے تھے اور کاشتکار بے چارہ سنڈیوں کے حملے کی وجہ سے پریشان تھا،اس میں بی ٹی کاٹن کے لئے نئی اقسام جو آ رہی ہیں میں ان کے بارے میں تھوڑا سا عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،اب ذرا جلدی wind up کریں۔۔۔(قطع کلامیاں)

وہ بی ٹی کاٹن کی بات کر رہے ہیں،ذرا غور سے سنیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ہمارے پاس اس وقت بی ٹی کاٹن کے لئے جو ایک بہترین ورائٹی آئی ہے وہ فیصل آباد کی ورائٹی FH-942 ہے۔ پہلے CIM-496 تھی تو اس پر لودھراں اور ملتان میں بڑا stress آیا۔اس پر میں نے ایک کمیٹی بنائی اور اس کی انکوائری کرائی، انکوائری کرانے کے بعد وہاں پر یہ ثابت ہوا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ انکوائری تو اس پالیسی کا حصہ نہیں ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): FH-942 بی ٹی کاٹن میں آٹھ ورائٹیز set ہوئی ہیں،امریکہ کی ایک Monsanto Company ہے جو سیڈ کی ایک بہت بڑی کمپنی ہے اس سے مذاکرات جاری ہیں، سلور لینڈ چائنا کی کمپنی ہے،اس سے مذاکرات ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں جو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے چائنا کی کوئی بات ہی نہیں بتائی،اتنی لمبی بات کر لی اور چائنا کے متعلق کچھ نہیں بتایا کہ آپ نے کیا کیا؟(شور وغل)

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!یہ سارا کچھ میں نے بتایا ہے۔ چائنا میں جو ہمارے معاہدے ہوئے ہیں،ایک سلور لینڈ چائنا کی کمپنی ہے اس سے بی ٹی کاٹن پر گفتگو ہوئی ہے اور M.O.U sign ہوئے ہیں تو وہاں پر یانگفو ایگریکلچر سائنسز اکیڈمی ہے، ہمارے یہاں سے پانچ سائنسدان تربیت

لینے کے لئے وہاں جا رہے ہیں اور پانچ سائنسدان وہاں سے پاکستان آئیں گے۔ اس کے علاوہ pesticide کے لئے چونکہ formulation پاکستان میں نہیں ہوتی، formulation کے لئے یہاں پر پلانٹ لگیں گے، چائنا کی کمپنی سے M.O.U sign ہوا ہے۔ سولرانرجی پر M.O.U sign ہوا ہے، اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ drip پر ایک پراجیکٹ sign ہوا ہے۔ یہ پانچ بڑے معاہدے چائنا کے ساتھ جو sign ہوئے ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی زراعت میں ایک انقلاب پیدا ہو گا۔ یہاں پر ہمارا ایک ادارہ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہے جو کہ 1997 سے آ رہا ہے اور اس میں سالانہ دس کروڑ روپیہ خرچ ہوتا تھا لیکن انھوں نے پچھلے آٹھ سالوں میں کوئی کام نہیں کیا، اب ہم نے ان کے لئے 94 کروڑ روپے اس سال رکھے ہیں اور competitive research پر کام ہو رہا ہے۔ اس میں کافی سارے 186 پراجیکٹس آئے ہیں۔ ان پراجیکٹس کے آنے سے یہ ہو گا کہ زراعت میں بہت بڑا ایک انقلاب آئے گا اور اس میں بڑی ترقی ہو گی۔ اس کے علاوہ آج کل جو current issue ہے اس میں ایک مارکیٹنگ کا تھا، مارکیٹنگ کے لئے مسائل ہیں، ہمارے پاس سبزیات ہیں، ہمارے پاس پھل ہیں، یہ جلدی خراب ہونے والی ہیں، اس کے لئے ہماری ایک کمپنی جو پبلک سیکٹر کی پیمکو پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی ہے اس کو پچاس لاکھ روپے سیڈ منی کے طور پر دیئے گئے تھے اور اس میں اس دفعہ ان کو 80 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ لاہور ایئرپورٹ پر کولڈ سٹوریج مکمل ہو چکا ہے، ایک کولڈ سٹوریج ملتان میں بننا ہے اور اس طریقہ سے رحیم یار خان، بھلوال اور اسلام آباد میں یہ کولڈ سٹوریج بنیں گے۔ کولڈ سٹوریج بننے سے انشاءاللہ تعالیٰ ہماری جو سبزیات اور پھل ہیں یہ ایکسپورٹ ہوں گی اور ان سے 2۔ارب روپیہ زرمبادلہ حاصل ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے بڑے اقدامات ہیں۔ اب میں آتا ہوں کہ جو current issue ہے اس بارے میں یہاں پر بہت کچھ کہا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: کس کی طرف آ رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جو کھاد کا current issue ہے۔ ابھی بات ہو رہی ہے current issue کی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی لکھی ہوئی تقریر ہمیں بھی دے دیں اس سے ہمیں بھی فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہے ہیں، وہ اپنی طرف سے بات کر رہے ہیں۔(شور وغل)

آپ پریشان نہ ہوں، وہ ابھی آپ کو اچھی اچھی باتیں بتا رہے ہیں، آپ پریشان ہو رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! ذرا جلدی کر لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک تو ہمارا مسئلہ پیڈی چاول کا تھا۔ پیڈی چاول اور کھاد کے یہ دو current issues تھے میں ان پر بات کر کے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کون سے، میں نہیں سمجھ سکا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): پیڈی چاول۔ پیڈی چاول ہمارے پنجاب میں اس سال bumper crop ہوئی ہے۔ ہمارا پچھلے سال 33 لاکھ ٹن کا ٹارگٹ تھا اور اس سال 38 لاکھ ٹن چاول پنجاب میں پیدا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر 65 لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا ہے، ہمارا ٹارگٹ 43 لاکھ ایکڑ کاشت کرنے پر تھا لیکن 48 لاکھ ایکڑ پر چاول کاشت ہوا ہے۔ اس وجہ سے چونکہ ایک مسئلہ پیدا ہوا تو 10 لاکھ ٹن پاسکو نے چاول خرید کرنا تھا، دس لاکھ ٹن میں سے ابھی اس نے چار لاکھ ٹن چاول خرید کیا ہے باقی چاول خرید نہیں ہو سکے لہذا اس سے farmers کو تکلیف ہوئی ہے۔ پندرہ سو روپے فی من سپر باسمتی کی قیمت مقرر تھی تو وہ حکومت کو مسئلہ پیش آیا کیونکہ مارکیٹ کا نظام ٹھیک نہیں تھا۔

جناب سپیکر! دوسرا مسئلہ فرٹیلائزر کا ہے، ہماری مجموعی طور پر کھاد کی پیداوار پاکستان کی 48 لاکھ ٹن ہے اور ہماری جو کھاد کی ضرورت تھی وہ 56 لاکھ ٹن تھی تو شروع سے ہی اسلام آباد میں متعدد اجلاس ہوئے، اسلام آباد میں کوئی 26 میٹنگیں ہوئیں، تمام کھاد کی review meetings میں ہم نے بار بار ان کو آگاہ کیا، ہم نے مسلسل آگاہ کیا کہ مجموعی طور پر 48 لاکھ ٹن کی پیداوار ہے اور ہماری جو consumption ہے وہ 56 لاکھ ٹن ہے، سات لاکھ ٹن کی ہمیں کھاد کی کمی کا سامنا تھا، اس کی 26 میٹنگیں ہوئیں اور ہم نے ہر میٹنگ میں آگاہ کیا، اس میں 15 اکتوبر کو وہاں اسلام آباد

میں ایک میٹنگ ہوئی، میں FCA کی میٹنگ میں گیا تو وہاں پر بھی یہی بات کی۔ پھر میاں منظور وٹو کی سربراہی میں 15 دسمبر کو میٹنگ ہوئی، میں اس میٹنگ میں بھی گیا تھا، ہم نے بار بار آگاہ کیا اور ان کے اپنے مسائل تھے، پچھلے دور میں اوور ڈرافٹنگ ہوئی تھی جو بتایا گیا ہے تو فارن ایکسچینج کی کمی کی وجہ سے in time۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے لگتا ہے کہ آج بھی آپ کی تقریر پر ہی ہاؤس کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔ آپ مہربانی کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): ابھی ختم کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! اب تک مکمل طور پر جو کل درآمد کھاد ہوئی ہے وہ 5 لاکھ 79 ہزار ٹن ہے۔ اس میں پنجاب کا حصہ تین لاکھ اٹھتر ہزار ٹن بنتا ہے۔ اس میں 65 فیصد حصہ پنجاب کا تھا اور 35 فیصد سندھ کو ملی تھی۔ پھر جو این ایف سی کے کل ڈپوؤں کے ذریعے تقسیم ہونی تھی وہ چار لاکھ سولہ ہزار ٹن ہونی تھی۔ لوکل عام ڈیلر کے ذریعے گیارہ لاکھ اکتیس ہزار ٹن، 31۔ جنوری تک تقسیم ہونی تھی جبکہ 31۔ جنوری تک ہماری ضرورت 16 لاکھ 19 ہزار ٹن تھی اور 13۔ فروری تک ہماری ضرورت ایک لاکھ 26 ہزار ٹن تھی، ہماری کل ضرورت 17 لاکھ 45 ہزار ٹن تھی۔ دو لاکھ ٹن کی کمی ہوئی جو چالیس لاکھ بیگ بنتی ہے، اس کی وجہ سے کچھ مسائل پیدا ہوئے۔ پنجاب میں جو ڈیلر نیٹ ورک ہے وہ تین ہزار دو سو تریسٹھ ڈیلر ہیں، اس میں N.F.M.L کے 35 points ہیں اور یوٹیلٹی سٹور کے 94 ہیں، کل 129 points تھے جبکہ 150 میں سے 129 points پر کھاد تقسیم کی گئی۔ کہاں مسائل پیدا ہوئے اور کھاد کا بحران کیوں پیدا ہوا؟ اس کی چند وجوہات ہیں جو میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! ایک تو کھاد دیر سے امپورٹ ہو سکی جو گندم 15۔ نومبر تک کاشت ہو رہی تھی اس کو دسمبر میں کھاد کی ضرورت پڑتی ہے لیکن کھاد اس وقت تک ایک لاکھ پندرہ ہزار ٹن درآمد ہوئی جبکہ ہمیں ضرورت سات لاکھ ٹن کی تھی۔ سات لاکھ ٹن کھاد میں سے جنوری میں آئی ہے، پھر فروری میں آئی ہے، پہلے ہمارا جو شیئر تھا وہ 65 فیصد کھاد پنجاب کو ملنی تھی اور 35 فیصد سندھ کو ملنی تھی اور ہمیں جو اکتوبر میں ملی ہے وہ 7.61 فیصد ملی ہے اور نومبر میں 27.35 فیصد شیئر سے کھاد ملی ہے۔ دسمبر میں 54.74 فیصد پنجاب میں کھاد ملی ہے جبکہ سندھ میں 54 ہزار 600، نومبر میں سندھ میں

13264 کھاد ملی ہے۔ یہ ہمیں شیئر ملا ہے۔ جنوری میں ہمیں 55 فیصد شیئر ملا ہے اور فروری میں آکر یہ 90.71 فیصد ملا ہے اور ٹوٹل جو بنتا ہے وہ 65 فیصد ہمیں کھاد ملی ہے لیکن شروع میں ہمیں کم حصہ ملا اور جو imported کھاد تھی اس میں سے 63 ہزار ٹن کھاد ہمیں ملی اور سندھ کو 61 ہزار ٹن کھاد ملی۔ ہمیں شروع میں جو شیئر کم ملا اس کی وجہ سے یہ stress بڑھ گیا۔ پھر گوادر پورٹ پر کھاد منگوائی گئی اور اس میں کافی دیر ہوئی، دس بارہ دن یہاں پہنچنے میں لگ گئے۔ پھر وہاں گوادر سے اٹھا کر حب میں کھاد اتاری گئی۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا اس میں کاشتکاروں کا کوئی قصور ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

پلیز! آپ ذرا جلدی کر لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں پورے ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کسی پر الزام دینا چاہتے اور نہ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں الزام سننا بھی نہیں چاہتا۔ آپ مہربانی کریں، ذرا جلدی کر لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ کاشتکار کا تو قصور نہیں ہے لیکن پنجاب گورنمنٹ کا قصور آپ بتا دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! بس ٹھیک ہے، اب بات ہو گئی ہے۔ آپ آئندہ سے مستقبل میں خیال رکھیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: آپ اس کو wind up کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): تو آپ نہیں سننا چاہتے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: یہ سارا جھوٹ کا پلندہ ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): آپ اس میں سے ایک بات بھی جھوٹ ثابت کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی، آپ ادھر بات کریں۔ ادھر نہ کریں، مہربانی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں ابھی کچھ فیصلے کئے گئے ہیں کہ ڈیلر کا نیٹ ورک بڑھا، تین ہزار دو سو ساٹھ ڈیلر تھے جبکہ وہ points محدود ہو گئے اور پھر وہاں پر ایک panic

create ہوا کیونکہ این ایف سی اور یوٹیلٹی سٹور کے نیٹ ورک کی وجہ سے اب اس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پچاس فیصد کھاد جو ڈیلر سے واپس لی گئی تھی وہ کھاد ڈیلر صاحبان کو واپس دے دی گئی ہے اور اس وقت ہم نے وفاقی حکومت سے یہ سفارش کی ہے کہ ہر ماہ کم از کم ایک لاکھ ٹن کھاد امپورٹ ہوتی رہے تاکہ اتنی وافر مقدار میں یوریا کھاد موجود ہو جو کہ ڈیلر کو بروقت میسر ہو۔ چونکہ آپ کے سامنے اگر پچاس گلاس پانی کی ضرورت ہو اور تیس گلاس پانی میسر ہو تو پھر ظاہر ہے کہ بیس آدمیوں نے شور ڈالنا ہے۔ یہ جو ہماری کمی تھی وہ ایک کروڑ چالیس لاکھ بیگ کی کمی تھی جس کی وجہ سے یہ ہوا ہے۔ اب ہماری صرف پانچ فیصد کی کمی رہ گئی ہے۔ باقی کمی پوری ہو گئی ہے اور 10۔فروری تک کاشتکاروں نے کھاد استعمال کر لی ہے۔ کچھ points تھے میرے بھائی ثناء اللہ خان مستی خیل نے پچھلی دفعہ یہاں پر کھاد کے مسئلے پر غصے کا اظہار کیا، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور یہ اہم بات ہے کہ میں خود ایسی صورتحال کو دیکھنے کے لئے قصور گیا ہوں، ساہیوال گیا ہوں، پاکپتن، ملتان خانیوال، لودھراں، بہاولپور، لیہ، بھکر، سرگودھا، فیصل آباد اور جھنگ گیا ہوں، ان points پر میں نے وہاں افسران کے ساتھ میٹنگز کیں۔ بھکر میں گیا تو میں نے وہاں ڈی سی او، ڈی پی او کے علاوہ محکمہ زراعت کے افسران تھے، 15۔ دسمبر کو میں نے وہاں پر میٹنگ کی۔ انہوں نے بتایا کہ یہاں پر کھاد کا اتنا serious مسئلہ نہیں ہے۔ پھر میں وہاں سے کوٹلہ جام گیا، نوتک گیا، دریا خان تک گیا، میں نے ایک کاشتکار سے پوچھا، وہ stress نہیں تھا۔ ابھی میں نے جناب منظور احمد وٹو سے بات کی ہے جو پروڈکشن کے منسٹر ہیں، بھکر میں جو کلورکوٹ ہے، کلورکوٹ میں کھاد فراہم نہیں کی گئی، یہ یوٹیلٹی سٹور سے فراہم ہونی تھی، ابھی کوئی ان کو کھاد بھیجی گئی ہے اور وہ وہاں پر پہنچ گئی ہے۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: کتنی پہنچی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): 2200 بیگ پہنچی ہے۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر صاحب! آپ مجھ سے بات کریں۔ آپ ادھر نہ مخاطب ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): اب اس میں جو pocket points رہ گئے ہیں اس میں چونکہ ایک سسٹم جو تھا وہ break ہو گیا، سسٹم یہ تھا کہ کھاد پہلے ڈیلر کے ذریعے تقسیم ہو رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: بس، اب میرے خیال میں اس بارے میں کافی بات ہو گئی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ اب آپ کے ساتھی تجاویز دیں گے، ان کے لئے ذرا آپ اپنے محکمے کو بھی ہدایت فرمائیں اور خود بھی ذرا attentive ہو کر سنیں بھی اور اس کا جواب بھی پھر دینا ہے۔ یہ آپ نے پالیسی بیان دے دیا۔ سب نے یہ سن لیا، اب ان کی آراء جو آئیں گی ان پر بھی ذرا خصوصی توجہ فرمائیے گا تاکہ اس سیکٹر کا کچھ بھلا آپ کر سکیں اور یہ بھی آپ کے معاون اس میں ثابت ہو سکیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جو باتیں وزیر زراعت سے رہ گئی ہیں وہ میں حاضر ہوں۔ وہ میں بتاؤں گا، مجھے یہاں موقع فراہم کریں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کچھ نہیں بن پائیں گے۔ ابھی وہ خود منسٹر ہیں ماشاء اللہ۔ آپ اپنی جو بات کریں گے وہ اپنے points اپنی باری پر آ کر ضرور کریں۔ جی، ہراج صاحب، ڈپٹی اپوزیشن لیڈر!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: یہ انھوں نے مجھے بتایا ہے۔ میرے پاس ایسا کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جیسے مرضی۔ آپ مجھے جو مرضی کہیں، میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جب تک ہے نواز لیگ کا راج۔۔۔

جناب سپیکر: کاہے کا؟

آوازیں:نواز لیگ۔

جناب محمد یار ہراج:[**********](نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:اس کو میں نہیں سمجھ پایا۔ پہلے آپ نے کیا کہا ہے؟ مجھے نہیں سمجھ آئی۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!میں نے ایک شعر پڑھا تھا۔ کوئی نہیں اب پرانی بات ہو گئی۔

جناب سپیکر:یہ آپ پھر سننے کی ہمت بھی رکھیں ناں، جب ادھر سے بات ہوتی ہے تو پھر آپ کچھ اور بات کرتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!آپ نے مجھے floor دیا ہے۔ میں بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر:دیکھیں!ذرا چلیں۔

جناب محمد یار ہراج: میرے بعد جب ان کی باری آئے گی، یہ بے شک بول لیں۔

جناب سپیکر:بولیں گے، بڑی اچھی طرح بولیں گے۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!آپ جانبداری نہ کریں۔ مجھے floor ملا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جانبداری میں نہیں کرتا،آپ بھی سوچیں،آپ کیا کرتے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!مجھے floor ملا ہوا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کی پھر ایسی بات ریکارڈ کا حصہ نہیں بننے دوں گا۔ یہ ریکارڈ کا حصہ نہ بنائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہ شعر جو پڑھا ہے یہ طنزیہ پڑھا ہے یا یہ appreciate کر کے پڑھا گیا ہے because اناج تو ہم نے produce کر دیا ہے۔ سب کو دے دیا ہے، روٹی مل رہی ہے، گندم ہر جگہ ہے، آٹا ہر جگہ پہنچ گیا ہے تو یہ کس لہجے میں یہ بات کر رہے تھے؟

جناب سپیکر: چلیں، انھوں نے بات کر لی ہے۔ آپ اپنی تقریر میں جواب دیتے رہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!پورے پنجاب کی آٹھ کروڑ عوام اس بات کی گواہ ہے۔آج میڈیااس بات کا گواہ ہے کہ الحمد للہ میاں محمد شہباز شریف کی زیر قیادت(ن)لیگ نے پورے پنجاب میں دوروپے کی روٹی فروخت کر کے وہ ریکارڈ قائم کیا ہے کہ غریبوں کی دعائیں لی ہیں اور الحمد للہ ہم یہ دعوے سے کہتے ہیں کہ دوروپے کی روٹی پورے پنجاب میں اس وقت میسر ہے، جہاں پر کوئی شکایات آرہی ہیں ان کو سنجیدگی سے take up کرتے ہوئے بڑا سخت ایکشن لیا جارہا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو دوروپے کلوآٹا تھا اس کو چالیس روپے کلو تک لے گئے اور یہ اسی مشرف کی باقیات کا رزلٹ تھا کہ آٹاملا، گیس ملی،اور نہ ہی بجلی ملی، غریب ترس ترس کے رہ گئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اس کو چھوڑیں،ان کو تقریر کرنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):ان کے ہاتھوں پر لال مسجد کے شہداء کا خون ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔اب وہ تقریر فرمارہے ہیں،آپ ان کے points note کرتے جائیں۔آپ نے جواب اپنی تقاریر میں دینا ہے، درمیان میں kindly ان کو interrupt نہ کیا جائے۔آپ سے بھی میں یہ کہوں گا کہ مہربانی فرمائیں،ایسی بات جو آپ کرتے ہیں جس سے ان کی دلآزاری ہوتی ہے، پھر اس کو برداشت کرنے کی ہمت بھی رکھیں لیکن آپ میں ہمت کم ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!ہمیں بھی تو جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر:آپ کی تقریر کی جب باری آئے گی تو پھر آپ جواب دیتے رہیں۔جی۔

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ میں وزیر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے ایک comprehensive debate کی جس کے اندر انھوں نے مختلف چیزوں پر روشنی ڈالی۔

جناب سپیکر!جب پنجاب کا کسان روتا ہے تو پورا پنجاب بلکہ پورا پاکستان دھل جاتا ہے۔ہم میں سے اکثر لوگ یہاں پر دیہاتی علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں، جس طرح کہ آپ کے اس document میں بھی لکھا ہے کہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی دیہاتی ہے تو پنجاب میں زراعت جو ہے، ایگریکلچر جو ہے وہ پنجاب کی نہ صرف competitive advantage ہے بلکہ پنجاب کی شہ رگ

ہے اور اگر یہ پنجاب کی شہ رگ ہے تو یہ پاکستان کی شہ رگ ہے۔آج کے دور میں جب ہم کسان کی حالت دیکھتے ہیں اگر اس کی حالت اچھی نہیں ہے تو ہمیں یہ سوچ لینا چاہئے کہ کسان خوشحال نہیں ہو گا تو پھر یہ ملک بھی خوشحال نہیں ہو سکتا۔اس وقت پورے صوبے میں کھاد کا شدید قسم کا بحران رہا ہے۔ جب سے ہمارا اجلاس شروع ہے اور ابھی جو دو ہفتے کا time period گزرا ہے ہم نے اس میں بھی گزارش کی تھی کہ اسے جلدی redress کیا جائے کیونکہ کھاد کی ضرورت بہت immediate ہے۔ میں ایک point پر زیادہ stress نہیں کرنا چاہتا بلکہ مختلف points پر بات کرنا چاہتا ہوں چونکہ باقی دوست بھی in detail بات کریں گے۔وزیر صاحب نے جو کاغذ دیا ہے میں خانیوال کی مثال دینا چاہتا ہوں جہاں سے میرا تعلق ہے اس میں لکھا ہے کہ خانیوال میں 103 فیصد کھاد کی ڈیمانڈ meet ہوئی۔مجھے تو اس میں سوائے جھوٹ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔چونکہ مجھے تو وہاں سے روزانہ فون آ رہے ہیں کہ مر گئے، مر گئے، کھاد نہیں ہے، کھاد نہیں ہے، کھاد نہیں ہے یا تو یہ documents صحیح نہیں ہیں یا حکومت کو اپنی طاقت میں عوام کی کوئی درد اور تکلیف نظر نہیں آتی۔ کھاد کے بغیر زراعت آگے نہیں چل سکتی لہذا جتنا جلدی اس پر notice لیا جا سکے، لیا جائے۔میں باقی inputs پر بھی بات کروں گا۔ میں اس وقت پنجاب سیڈ کارپوریشن کے مختلف seed samples ساتھ لے کر آیا ہوں۔میرا تعلق زراعت سے ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: میں یہ بیج آپ کے چیمبر میں بھی حاضر کرنے کے لئے تیار ہوں آپ ان seeds کو دیکھیں کہ یہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو کھیت میں ڈالا جائے اس سے تو بہتر ہے کہ کسان اپنے کھیت میں سیسہ ڈال لے اور پنجاب سیڈ کارپوریشن کے seed کو باہر پھینک دینا ہی بہتر ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے مالی سال میں صرف ساہیوال کے ایک سنٹر میں دو لاکھ بوری فروخت ہوئی ہے لیکن اس سال ایک لاکھ چالیس ہزار فروخت ہوئی ہے کیونکہ اس بیج کا معیار ہی نہیں ہے۔آپ زراعت کی inputs دیکھیں اس وقت وہ تمام کی تمام stretch ہیں۔پھر water courses اور کھالوں کی بات ہے میں نے اس پر ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی کہ matching

grantکے ذریعے کسانوں سے پیسے تو اکٹھے کر لئے گئے ہیں کہ ان کے کھالے بنائے جائیں گے اور پرانے کچے کھالے گرا دیئے گئے ہیں۔ ان سے ایڈوانس بھی لے لیا گیا ہے ان کا جو حصہ گنا جاتا ہے حالانکہ میرے خیال میں تو یہ conceptہی غلط ہے کہ کسان سے پیسے لے کر اس کے کھالے بنائے جائیں۔ان سے پیسے لے لئے گئے ہیں، کچے کھالے بھی گرا دیئے گئے ہیں لیکن پکے کھالے نہیں بن سکے اور یہ سیزن بھی نکل جائے گا۔میں نے اس پر تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی اور میں نے اس ہاؤس میں چار دفعہ کھڑے ہو کر گزارش کی کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے اس کو discussکیا جائے لیکن اسے discussکرنے کا وقت نہیں دیا گیا۔اس کے علاوہ اگر آپ spraysدیکھیں تو یہاں جتنے کاشتکار بیٹھے ہیں آپ کو بتائیں گے کہ مارکیٹ میں جو سپرے موجود ہیں وہ غیر معیاری ہیں۔اگر آپ ٹریکٹر یا کھاد کو دیکھیں تو ان کو سیاسی ہتھیار بنا لیا گیا ہے۔ایوان میں حکومتی پارٹی کے ممبران نے کہا ہے کہ منسٹر صاحبان نے کھاد political weaponکے طور پر استعمال کی اور انھوں نے ٹرکوں کے ٹرک moveکئے ہیں آگے پتا نہیں وہ کھاد بلیک کروائی گئی ہے یا کیا ہوا ہے؟ لیکن آپ ہی کے ہاؤس میں، آپ ہی کی پارٹی کی طرف سے یہ الزامات آپ کے ہی وزرا پر لگے ہیں۔اگر میں اپوزیشن سے یہ کہوں تو آپ اسے برداشت کریں۔ہم اس وقت اپوزیشن برائے اپوزیشن نہیں بلکہ یہاں پر عوام کی فریاد پہنچانے کے لئے آئے ہیں۔

جناب سپیکر!کسان کے پاس credit availabilityنہیں ہے۔ وہ سود usuryجو کہ دیہاتی علاقوں میں monthly basisپر تیس چالیس اور پچاس فیصد پر ہوتا ہے جس کے خلاف پچھلی اسمبلی میں ایک بل بھی پاس کیا گیا اور دو تین دن پہلے یہاں اسے discussبھی کیا گیا وہ سود بھی اس کی گردن دبا رہا ہے۔ ہم نے بارہا کہا کہ وہ قانون جو بن چکا ہے حکومت اس پر implementکرے لیکن حکومت نے وہ قانون بھی implementنہ کروایا۔اگر ہم یہ سارے constraintsدیکھیں یہ inputsدیکھیں جو کسان faceکر رہے ہیں۔اگر آپ اس وقت انڈیا کے ساتھ ایسٹ پنجاب اور ویسٹ پنجاب کی اوسط پیداوار کو compareکریں تو ہماری اوسط کسی بھی فصل میں کم از کم 40 فیصد کم ہوتی ہے۔ہمیں ان چیزوں کو مذاق میں نہیں اڑا دینا چاہئے ۔ہمیں ان چیزوں کو seriouslyلینا چاہئے اور ہمیں اپنی policy makingاس طرح کرنی چاہئے کہ ہم

اپنیoutputکے target hard numberکے طور پر دیں۔ہمیں صرف یہ نہیں کہنا چاہئے کہ ہم بڑھائیں گے بلکہ ہمیںnumbersدیئے جائیں کہ اگر اس سال گندم کی فصل فی ایکڑ 35 من آ رہی ہے تو اگلے سال 38 یا40 من ہو گی اور کیسے ہو گی ؟policy makingکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دو روپے کی روٹی موجود ہو بلکہpolicy makingکا مطلب ہوتا ہے کہ ان جیسے پروگراموں کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ policy makingیہ نہیں ہوتی کہ راشن کارڈ بڑھا لئے جائیں بلکہPolicy makingکا مطلب ہوتا ہے کہ راشن کارڈوں کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

جناب سپیکر!جب پچھلی فصل ہوئی تو خریدار کوئی نہیں تھا۔آپ خود کاشتکار ہیں آپ کو بھی پتا ہے کہ کاشتکاروں کے ساتھ کیا کیا ظلم ہوئے ہیں۔فصل خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا اس سے ان کو بہت زیادہlossہوتا ہے۔ان پر جو ٹیکس لگتا ہے وہindirect taxہے وہsale taxہے۔خواہ ان کو منافع ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا لیکن ان بے چاروں کو ہمیشہ ایکsale taxبرداشت کرنا پڑتا ہے۔یہ ظلمmajority of punjabاس کسان پر ہو رہا ہے، جو ہم سب کو کھانا کھلاتا ہے۔جو ہم سب کو روٹی دیتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس پرmulti department effortہو،اس میں ٹیکس ڈیپارٹمنٹ ہو،اس میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہو،اس میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ ہو،اس میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ہو اور بیٹھ کر ایسی policy makingاور ایسی قانون سازی کی جائے کہ ہم جو good governanceکا break downدیکھ رہے ہیں جس کی وجہ سے کھاد مل رہی ہے،water coursesبن پا رہے ہیں اور نہ spraysمعیاری ہیں۔یہ سارا مسئلہ ختم ہو جائے۔

جناب سپیکر!اگر میں حکومت سے کہتا ہوں کہ آپ کی پالیسی کیا ہے ؟ان کی مہربانی سے جو یہdocument ہمیں دیا گیا ہے اگر آپ اس documentکو پڑھیں تو پہلا صفحہ وہی ہے جب 1985 میں میرے والد اسمبلی سے واپس آئے تو میں نے جو کاپی کھولی تھی تو اس کا پہلا صفحہ یہی تھا جو کہ اب ہے۔اس میں بھی وہی پرانی باتیں لکھی ہیں کہ Poverty in punjab is a rural phenomenonیہ گھسی پٹی باتیں جوincorrectہیں۔کیا مطلب ہے کہ لاہور میںpovertyنہیں ہے، کراچی میں نہیں ہے، کیا سیالکوٹ یا راولپنڈی میںpovertyنہیں ہے ؟ میری استدعا ہے کہ ان دو سو سال پرانےdocumentsکو چھوڑ کر ہمیں نئی پالیسیاں بنانی چاہئیں۔ ہمیں شروع سے کام

شروع کرنا چاہئے اور پرانی کتابوں کو اٹھا کر دوبارہ پیش نہیں کر دینا چاہئے۔اس میں منسٹر صاحب نے جو constraints کی بات کی ہے مجھے خوشی ہے کہ انھوں نے constraints کو acknowledge کیا جب تک ہم اپنی خامیاں acknowledge نہیں کریں گے اس وقت تک ہم آگے کیسے چل سکتے ہیں؟ لیکن آج کے session میں لکھا ہے کہ availability of fertilizer in the province special reference چیز کہ important اتنی main issue ہے لیکن availability of fertilizer availability and lack of availability of fertilizer constraints یہاں کہیں نہیں لکھی ہوئی یہ کیا بات ہوئی؟ ہم جو چیز discuss کرنے آئے ہیں، جو main issue ہے اسے constrain کا حصہ نہیں بنایا گیا۔لہذا میں گزارش کروں گا کہ جب اس قسم کے document بنائے جائیں تو ان کو کوئی پڑھ بھی لے، ان کو کوئی دیکھ بھی لے اور ان کو کوئی update بھی کر لے۔میں constraints میں دو تین چیزیں اور add کرنا چاہوں گا کھالوں کا issue ہے water courses کا issue بھی constraints میں لکھا ہونا چاہئے تھا۔ credit availability کا issue جو loan کا issue ہے معیاری سپرے کی availability کا issue وہ سب کچھ بھی ادھر لکھا ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! اگر حکومت کوئی اچھا قدم اٹھاتی ہے تو ہم اسے سراہنے کے لئے ہمیشہ حاضر ہیں لیکن جب ہمیں اس طرح کے documents دکھائے جاتے ہیں تو پھر ہمیں good governance کی بجائے break down of governance نظر آتا ہے تو ہم یہی سوچتے ہیں کہ جب یہ policy document بن رہا تھا تو کیا سیکرٹری صاحب اس وقت کسی T.M.O کو supervise کر رہے تھے، کیا کوئی dustbin remove کرا رہے تھے، کیا وجہ ہے کہ اس صوبے میں ایک نئی پالیسی نہیں بن پا رہی؟ اس اسمبلی کو ایک سال ہو گیا ہے کیا سیڈ کارپوریشن یا حکومت کے کنٹرول میں جو مختلف ادارے ہیں کسی ایک کے بارے میں بھی ایک لائن کی قانون سازی بھی آئی ہے، کیا قانون سازی کی ایک لکیر بھی آئی ہے جس میں کہا گیا ہو کہ اب ہم اس نظام کو improve کریں گے؟ قانون سازی کی ایک لائن بھی نہیں آئی کہ ہم پچھلے نظام کو کس طرح بہتر کریں گے۔میں آخر میں یہ گزارش کروں گا اور مجھے خوشی ہے کہ آپ نے یہ point out کیا۔کسان کا اس میں کوئی قصور نہیں

ہے۔اگر اس کا قصور ہے تو وہ یہ ہے کہ وہinternational prices کیinputs use کرتا ہے اور subsidized rate پر اپنی فصل فروخت کرتا ہے اور غربت میں رہتا ہے۔ہمیں کسان کو کسان کا حق دینا چاہئے۔ہمیں کھاد، پانی، سپرے، بیج اور ہر چیز اس کے لئے available کرنی چاہئے تاکہ وہ خود بھی خوشحال ہو اور اس ملک کو بھی خوشحال کرے۔ہمیں ایسی policy making کرنی چاہئے جو sensible ہو۔ میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ٹریکٹر اور کھاد کو political weapon کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے یہ سیاسی weapons نہیں ہیں ان کو کسان کا حق سمجھا جائے خواہ وہ (ن) لیگ، (ق) لیگ یا پاکستان پیپلز پارٹی کا کسان ہے۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ہمیں اس policy making کو جتنی جلدی ہو سکے accelerate کرنا چاہئے کیونکہ اگر ہم کسان کو بہتر نہیں کریں گے تو پاکستان بہتر نہیں ہو گا۔اپنی بات ختم کرنے سے پہلے میں علامہ اقبال کا ایک شعر modify کر کے پیش کرنا چاہوں گا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے پنجاب والو!
تمھاری داستاں بھی نہ ہو گی داستانوں میں

جناب سپیکر: جی، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب! آپ 8 بج کر 10 منٹ پر آ رہے ہیں اور 8 بج کر 16 پر آپ نے اپنی تقریر کو ختم کرنا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آیا تو صبح سے ہوں لیکن ابھی تقریر کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے دو چیزوں کی وضاحت کروں گا جن کا ذکر جو ہمارے so-called ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں کیا ہے کہ ٹریکٹر کو political weapon کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہئے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ٹریکٹر کی تقسیم کے اندر جتنی transparency تھی وہ آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ میرے قابل احترام ساتھی نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ پالیسی جامع، بروقت اور ٹھیک ہونی چاہیے۔ میں تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ بات اس وقت بھی لاگو تھی جب ایک سال پہلے انھوں نے بے وقت گندم کو export کیا اور اس کے بعد پھر double rate پر گندم import کرنی پڑی۔اس وقت بھی پالیسی کا فقدان موجود تھا۔آج میں اس

بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہم agriculture کے اندر جو inputs کر رہے ہیں، حکومت کی جو inputs آ رہی ہیں وہ شاید اتنی کافی نہ ہوں جتنی ہونی چاہئیں لیکن inputs آ رہی ہیں۔ زراعت کے اندر جو تنزلی آ رہی ہے، جو degeneration آ رہی ہے وہ آج سے نہیں ہے، پچھلے ایک سال سے نہیں ہے بلکہ بہت سی پچھلی حکومتوں کے دور سے یہ چلی آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے پاس زراعت کے تمام لوازمات موجود ہیں۔ پانی، زمین، موسم ہوں یا محنتی کسان سب کچھ ہمارے پاس موجود ہے، پھر بھی کیا وجہ ہے کہ وہی خطہ جو کسی زمانے، pre-partition کے وقت پورے انڈیا کو زرعی اجناس supply کرتا تھا آج ہم خود باہر سے خریدنے کے محتاج ہو گئے ہیں، ٹھیک ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی ایک factor ہے، زمین کی کمی دوسرا factor ہے اور تیسرا factor یہ ہے کہ انڈیا زیادتی کرتے ہوئے ہمارے دریاؤں کے پانی کو روک رہا ہے، ہمارے دریاؤں میں پانی کم ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ قدرتی عوامل بھی شامل ہیں۔ میں اپنے بچپن سے سنتا آ رہا ہوں کہ زراعت اس ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن پچھلی حکومتوں کی mismanagement کی وجہ سے یہ ریڑھ کی ہڈی مجھے کینسر شدہ لگ رہی ہے۔ اس کے اندر مزید degeneration آ رہی ہے جس کو اس حکومت نے روکنا ہے اور امید ہے کہ جس طریقے سے یہ محنت ہو رہی ہے اس کی تنزلی کو روکنے میں ہماری حکومت کامیاب ہو جائے گی۔ جس طریقے سے ہماری فی ایکڑ yield بڑھنی چاہئے وہ نہیں بڑھ رہی۔ جس طرح دنیا کے اندر upward trend جا رہا ہے، گراف اوپر جا رہا ہے ہمارا گراف اتنی تیزی سے اوپر نہیں جا رہا۔ اس کے لئے ہمیں ریسرچ پر زیادہ پیسا خرچ کرنا پڑے گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میرا وقت بھی رانا صاحب کو دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے اختیار کی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں پھر بھی مستی خیل صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں تو میں بات کر رہا تھا کہ ہماری forward planning ایسی ہونی چاہئے۔ اب ہمیں پتا ہے کہ پانی کی کمی لگاتار آ رہی ہے اور مزید آنے کی امید ہے۔ کیا ہم نے water conservation کے لئے کوئی کام

شروع کیا ہے، کیا اس کے لئے کوئی پالیسی وضع کی گئی ہے؟ اس کے لئے غور و فکر ہونا چاہئے۔ ہمیں نئی نئی crops کو through research لے کر آنا پڑے گا کہ جن کے اندر کم پانی کا استعمال ہو تاکہ water conservation زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔

دوسرا valuable vegetables and fruits کی طرف rather than the cash crops ہمیں زیادہ دھیان دینا ہو گا کیونکہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ زمین میں کمی آ رہی ہے۔ اس وقت بھی ہمارے statistics کے مطابق پنجاب کے اندر 20 سے 25 فیصد ایسی زمین پڑی ہے جو کہ استعمال نہیں ہو رہی۔ اس کو utilize کرنے کے لئے محکمہ زراعت کیا پیشرفت کر رہا ہے؟ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر! اب میں سب سے اہم چیز کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے جو inputs ہیں خصوصی طور پر کھاد کے بارے میں کہوں گا کہ اگر timely کھاد import ہو جاتی اور یہاں وقت پر پہنچ جاتی تو ملک میں کسان کو کھاد کی کمی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ کھاد کی distribution میں mismanagement ہوئی ہے۔ کبھی ایک طریقہ آزمایا گیا، کبھی دوسرا طریقہ اپنایا گیا۔ کبھی ڈیلروں کے ذریعے، کبھی سرکاری افسروں کے ذریعے، کبھی منتخب نمائندوں کے ذریعے اور کبھی یوٹیلٹی سٹوروں کے ذریعے کھاد distribute کی گئی۔ اس بارے میں آئندہ کے لئے ایک جامع پالیسی تیار ہونی چاہئے کہ اس کا کیا سسٹم ہو گا؟ محکمہ زراعت ایک time frame بنائے کہ کون سی چیز کس وقت ہوتی ہے، کون سا step کس وقت لینا ہے۔ جب پانی کی ضرورت ہو تو پانی موجود ہو، جب کھاد کی ضرورت ہو تو کھاد موجود ہونی چاہئے۔ اس سے ہماری food grain کی کمی کافی حد تک دور ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اب مزید دو چیزوں پر بات کروں گا اس کے بعد بیٹھ جاؤں گا۔ میں یہ کہوں گا کہ حکومت پنجاب کسان کے لئے ایک dedicated television channel چلائے۔ جس کے اندر جدید تحقیق اور دنیا کے اندر جو رجحان ہے اس بارے میں کسان کو ٹیلی ویژن چینل کے ذریعے آگاہ کیا جائے۔ میرا آخری point جس پر میں شروع سے ہی stress کرتا آ رہا ہوں کہ زراعت

کو انڈسٹری declare کر کے وہ مراعات دی جائیں جو کہ صنعت کو دی جاتی ہیں۔اگر ایسا کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کسان کو فائدہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!نوٹ فرمائیں۔ رانا صاحب نے بڑی important بات کی ہے۔بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں چھ منٹ میں صرف تجاویز ہی دے پاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ تجاویز دیں اور آپ نے کیا کرنا ہے ؟(قہقہے)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میری پہلی تجویز یہ ہے کہ منسٹر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب چائنا تشریف لے گئے تھے۔ چائنا arid agriculture اور saline water agriculture میں آج امریکہ سے بھی آگے ہے۔آج پاکستان میں پانی کی کمی کے جو مسائل ہمارے سامنے ہیں اس بارے ریسرچ کے لئے ہمیں اپنے research institutions کو زیادہ سے زیادہ فنڈز دینے چاہئیں۔ arid agriculture and saline water agriculture کے لئے یہ ادارے کام کریں تاکہ ہمارے وہ علاقے جن کا انحصار بارش پر ہوتا ہے یا وہ علاقے کہ جن کو کم پانی ملتا ہے وہاں سے بھی ہم اچھی فصلیں حاصل کر سکیں۔ ہم تقریباً ایک ارب ڈالر کا edible oil ہر سال import کرتے ہیں اور پچھلے پندرہ بیس سالوں سے کنولا کے بارے میں صرف باتیں ہو رہی ہیں۔اس پر کوئی definite research نہیں ہوئی۔اس کے علاوہ زمینداروں کو تربیت دینے کا ایک سلسلہ تھا وہ نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ زمینداروں کو تربیت کے لئے sample farms بنا کر دکھائے جائیں،اس سلسلہ کو بڑھانا چاہئے اور اس بارے میں incentives دیئے جائیں۔

جناب سپیکر!ہمارے ہاں 80 فیصد farm holdings ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم ہو گئی ہے لہذا اب لائیو سٹاک کی development کے لئے ready made schemes بنائیں۔ جو model farms ہیں، جیسے بیس جانوروں، چالیس جانوروں،پچاس جانوروں کے فارم ہیں ان کو

ہمیں عام کر دینا چاہئے۔ چونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے اندر سے ہم mutton اور beef کی export سے اتنا پیسا کما سکتے ہیں جتنا ہم ٹیکسٹائل سے بھی نہیں کما رہے۔

جناب سپیکر! بائیو گیس آج دنیا میں اہم ترین سائنس بن کر سامنے آئی ہے اور اس کا تعلق لائیو سٹاک کے ساتھ ہی ہے۔ اگر ہم لائیو سٹاک فارم اور animal facting units لگائیں تو آج بجلی بنانے والے Electric generators ایسے موجود ہیں جو بائیو گیس پر چلتے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات ہے کہ ایک ہزار hertz کا اگر آپ یونٹ لگائیں تو ایک گاؤں کے لئے وہ بجلی بھی پیدا کر سکتا ہے۔ بائیو گیس ایک neglected industry ہے انڈیا نے اس کے اندر بے شمار ترقی کی ہے اس لئے اس مد میں funds allocate کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: باقی پھر آپ ان کو لکھ کر دے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب! میں دو تین منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔ milk production کے اندر ہم دنیا کا پانچواں بڑا ملک بن کر سامنے آئے ہیں لیکن صرف 15 فیصد دودھ یعنی production of milk organized sector کے اندر ہے۔ اس میں value added cheese ہے، آئس کریم ہے، چاکلیٹ ہے۔ ان صنعتوں کو اگر ہم لگائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ milk production کو ایک زیادہ value added اور export item میں لا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آخر میں یہ کہوں گا کہ فرٹیلائزر کے سلسلے میں بڑی پریشانی کا سامنا رہا۔ یہ ایک unregulated sector ہے جس کو مرکزی حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ میں خراج تحسین پیش کروں گا پنجاب کی حکومت اور سیکرٹری زراعت کو، مجھے ان دنوں گوادر جانے کا اتفاق ہوا اور میں نے دیکھا کہ سیکرٹری زراعت گوادر میں بیٹھے تھے اور وہ بروقت ٹرکوں کی ترسیل اپنے ہاتھوں سے اپنی نگرانی میں کروا رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں مرکزی حکومت کی غلطیوں کی وجہ سے یہ delay ہوئی وہاں پنجاب حکومت کی طرف سے پوری کاوش کی گئی کہ کھاد ہر جگہ جلدی پہنچے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ مرکزی حکومت کی غلطی کی وجہ سے fertilizer short fall آئی ہے۔

جناب سپیکر: کسی ایک شخص نے کر دیا ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! پنجاب گورنمنٹ کا data میرے پاس موجود ہے اور انہیں یہ پڑھ کر شرم آنی چاہئے کہ ان کے ہاتھوں کی district wise کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ میرے پاس ربیع 09-2008 کی لکھی ہوئی تفصیل موجود ہے۔ اگر یہ پڑھیں تو انہیں پتا چل جائے گا میں انہیں division wise بتا سکتا ہوں کہ یہاں پر short fall کتنی تھی۔ راولپنڈی ڈویژن میں 153.52 تھی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب اعجاز شفیع صاحب مجھے ایک منٹ بات تو کرنے دیں۔ تسی اپوزیشن والے اگر بہتر ہندے تے اے نوبت نہ آندی۔ تہاڈا کردار وی ساڈے لوکاں نوں ادا کرنا پیندا اے ایس لئی تسی چپ کر کے سن تے لیا کرو۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہ اگر آپ غور سے پڑھیں اور انہوں نے شاید پڑھا نہیں ہے۔ اگر یہ پڑھ لیتے تو یہ بات کبھی بھی نہ کہتے۔ یہ صرف سیکرٹری صاحب کو گواہ در میں بیٹھے دیکھ کر اتنے خوش ہو گئے ہیں کہ انہوں نے اپنی گورنمنٹ کے پیش کئے ہوئے اعداد و شمار کو بھی نہیں پڑھا اور انہوں نے اسمبلی floor پر کھڑے ہو کر غلط بات کی ہے۔ اگر آپ پڑھیں تو سارا کچھ انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ پر ڈالا ہوا ہے۔ حالانکہ فیڈرل گورنمنٹ کا کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ اگر کھاد نہ ہوتی تو فیڈرل گورنمنٹ ذمہ دار تھی۔ اب اس کی تقسیم پر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے کافی defend کر لیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!ان کی اپنی mismanagement کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے اس کو یہ فیڈرل گورنمنٹ کے گلے میں تو نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ یہ بڑی زیادتی ہے فیڈرل گورنمنٹ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور یہاں ہم coalition میں ہیں۔"اے جھولی وچ پا کے منن آلی گل اے"اینا ں نے سانوں نال وی بہایا ہویا اے۔اسیں اینا ں نوں support وی کرنے آں تے اگر اے ساڈے بارے غلط تاثر دین تے اسیں اپنی clearance ضرور دینی اے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!جہاں میں نے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف اشارہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو اب چھوڑ دیں۔ میاں محمد رفیق صاحب!(قطع کلا میاں) آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! کھاد کے جہاز لیٹ پہنچے ان کو کراچی میں clear نہیں کیا گیا، ان کو بلوچستان بھیج دیا گیا، یہ غلطیاں ہوئی ہیں اور اگر ہوئی ہیں تو ان کو دور کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ مستقبل کو آپ دونوں صاحبان بہتر بنائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آپ سے یہ توقع رکھوں گا کہ آپ مجھے خصوصی وقت عنایت فرمائیں گے کیونکہ میرے پاس کچھ حقائق زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر: چھ منٹ۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!پہلی بات تو میں اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ [**********]

جناب سپیکر: ایک بات ہو سکتی ہے۔

میاں محمد رفیق: وہ وقت اپنا یاد کریں جب [**********]زیادہ ہوتا تھا۔ کس دام سے کتنے ڈالروں سے اپنی گندم باہر بھجوائی گئی اور اسی گندم کو کتنے مہنگے ڈالروں کے ساتھ واپس منگوایا گیا۔ میں یہ کہوں گا کہ "ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا" آج ان کو یہ مروڑا ٹھا ہے [**********] دوسری بات انہوں نے زرعی ٹیکس کے حوالے سے فرمائی ہے۔ زرعی ٹیکس بھی انہی کے دور سے ایجاد ہوا تھا کہ کاشتہ اور غیر کاشتہ رقبے پر جو انہوں نے ٹیکس لگایا تھا، جو زمین ہم کاشت کرتے ہیں اس پر تو زرعی ٹیکس دینا ہی ہوتا ہے لیکن جو رقبہ کاشت ہی نہیں کرتے ہیں اس پر بھی انہوں نے ٹیکس وصول کیا ہے۔ ان لوگوں نے کاشت کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر رکھ دی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر لمبی بات کی جا سکتی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ مجھے اتنا وقت عنایت نہیں فرمائیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ غذائی خود کفالت کے لئے زمین کی ضرورت ہے، پانی کی ضرورت ہے، بیج کی ضرورت ہے اور manpower کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ inputs کی بھی ضرورت ہے inputs میں بھی بہت ساری چیزوں کی ضرورت ہے اب میں سب کا ذکر کروں تو شاید وقت کم پڑ جائے۔ اس وقت میں صرف ایک کھاد کا مسئلہ آپ کے سامنے اٹھاتا ہوں۔ کھاد کی کمی جو واقع ہوتی ہے یہ کیوں ہوتی ہے؟ یہ پچھلے کئی سالوں سے ہے جب D.A.P کی ضرورت پڑتی ہے تو D.A.P غائب ہو

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جاتی ہے، جب یوریا کی ضرورت پڑتی ہے تو یوریا غائب ہو جاتی ہے۔ بجٹ اجلاس میں بھی میں نے اس مسئلے پر تحریک پیش کی تھی جب D.A.P غائب تھی اور میں اس تحریک کا محرک تھا اور اس پر خوب بحث ہوئی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اگلے ہی روز ایک meeting call کی میں بھی اس میں موجود تھا۔ اس وقت بھی وزیر اعلیٰ صاحب جن کو کاشتکاروں کے ساتھ great concern ہے۔ انہوں نے اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں فیڈرل سیکرٹری کو ہدایت کی کہ فوراً جاؤ اور سعودی عرب سے کھاد کی خریداری کر کے آؤ۔ اب بھی 16۔ جون کو وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک میٹنگ کی ہے اس میں بھی وزیر اعلیٰ

صاحب نے سیکرٹری زراعت کو ہدایت کی کہ آپ اڑکر گوادر جاؤاور طوفان کی طرح کھاد کو لے کر پنجاب میں پہنچاؤ۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کھاد کی کمی کی وجوہات کیا ہیں، کیا اس کی supply short ہے، کیا اس کی ذخیرہ اندوزی ہے کیا اس کی black marketing ہے، آخر اس کی وجوہات کیا ہیں؟اس پر میرا بھی great concern رہا ہے۔ مختلف میٹنگوں میں، میں بھی شامل رہا ہوں ایک بات سامنے آئی ہے کہ حکومت نے چیف منسٹر کی ہدایت پر اور چیف سیکرٹری کی دن رات میٹنگوں کے باوجود بھی اس میں محکمہ زراعت، محکمہ ریونیو کے کچھ لوگ، پولیس کے لوگ، ان کی انتھک کوششوں سے اس مسئلے پر کچھ قابو تو پایا ہے black marketing کو ختم کرنے کوشش تو کی ہے۔ایک بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ کہ اس کی supply short ہے۔اس short supply کی وجوہات، میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں مہربانی کریں اگر وقت کم بھی پڑے تو آپ زیادہ دے دیں۔ یہ ایک اہم موضوع ہے اور میں وضاحت نہیں کر پاؤں گا ایوان کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ کھاد کی کمی کی وجوہات کیا ہیں؟ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے پبلک سیکٹر کو ختم کر کے سارا کچھ پرائیویٹ سیکٹر کے ہاتھ میں دے دیا اور monopolist لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہمارے ہاں ملکی کارخانے جو کھاد بناتے ہیں وہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق اطلاع ہی نہیں دیتے۔ جب ٹرک ڈیلر کے پاس آ جاتا ہے تو اس وقت مقامی انتظامیہ کو پتا چلتا ہے حالانکہ ان کو یہ ہدایت ہوتی ہے کہ وہ جس ڈیلر کو کھاد بھیجیں اس کی invoice زرعی انتظامیہ کو بھی بھیجیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مقامی کھاد پیدا کرنے والے کارخانے میں ٹیکس وصول کرنے والے بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو ٹرک باہر نکالتے ہیں وہی اندراج ہوتا ہے جو مک مکا کر کے ٹیکس بھی بچاتے ہیں اور وہ کھاد بلیک میں جاتی ہے وہ کہیں درج نہیں ہوتی ہے۔اس کے علاوہ جو لوگ کھاد import کرتے ہیں، اب میں یہ سوال اٹھاتا ہوں کہ وہ وقت پر import کیوں نہیں ہوتی ہے؟ یہ vision نہیں ہے افسروں میں visions ہے اور نہ ہمارے حکمرانوں میں vision ہے، یہ visionless لوگ ہیں۔ یہ پہلے سے پتا چلے کہ کھاد کی کتنی ضرورت ہے اور کب ضرورت ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے ڈیسک بجائے)

بھئی!آپ کے دور میں بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ کھاد وقت پر کیوں import نہیں کی جاتی ہے جب import بھی کی جاتی ہے تو گوادر میں پھنسا دی جاتی ہے۔ وہ برسات میں بھی ضائع ہوئی، وہاں دو سو کلو میٹر سڑک بھی نہیں بنی اور وہاں ٹرالے لینے کے لئے نہیں جاتے۔ کھاد جب منگوا ہی لی، دیر سے منگوائی تو گوادر میں کیوں جا کر پھنسا دی اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ میاں محمد شہباز شریف اور کاشتکاروں کے خلاف سازش ہے تاکہ یہ کھاد وقت پر نہ آئے اور اسی طرح سے ان کا استحصال ہوتا رہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ سازش کسی حکومت کے خلاف تو نہیں ہے لیکن بعد میں آپ نے جو کاشتکاروں کے خلاف سازش والی بات کی ہے وہ ہو سکتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ غذائی خود کفالت نہیں ہونے دینا چاہتے ہیں، قحط ہی رہنے دینا چاہتے ہیں اور پردہ نشینوں کو فائدہ دینا چاہتے ہیں۔ میں بہت ہی اہم نکتہ آپ کے سامنے پیش کرنے والا ہوں وہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو باہر سے کھاد import کرتی ہیں انہیں کھاد import کرنے کا لائسنس کیوں دیا جاتا ہے انہیں کہا جائے کہ یہیں پر کھاد پیدا کرو۔ وہی کمپنیاں پاکستان میں کھاد import کرتی ہیں اور ہندوستان کے اندر وہی کمپنیاں کھاد پیدا کرتی ہیں۔ وہاں کی حکومت انہیں پابند کرتی ہے کہ یہیں کھاد پیدا کرو۔ کھاد کے raw material، انسانی ادویات کے raw material، زرعی سپرے اور حیوانات کی inputs کی قیمتیں کتنی کم ہیں لیکن یہ کمپنیاں یہاں import کرتی ہیں اور اس کا ریٹ بڑا مہنگا ہے۔ وفاقی حکومت ان کو کیوں لائسنس جاری کرتی ہے، تجدید کیوں کرتی ہے؟ اس میں کمیشن مافیا ملوث ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہوا۔ جی، میاں محمد شفیع صاحب!

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے زراعت کی بحث پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں خود اس پیشے سے وابستہ ہوں جس طرح وزیر زراعت صاحب نے points discuss کئے اسی ترتیب سے میں اپنی گزارشات آپ کے توسط سے پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ Agriculture Universities دو ہیں تو میں ان سے عرض کروں گا کہ میری معلومات کے مطابق فیصل آباد اور صادق آباد کے درمیان کوئی 600 کلو میٹر کا فاصلہ ہے تو kindly

اس فاصلے کو کم کرتے ہوئے اگر یہ South Punjab میں بھی کوئی یونیورسٹی بنوادیں تو اس سے بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ اتنی دور کیوں لے کر جا رہے ہیں اگر لیہ میں بن جائے تو آپ کا کیا خیال ہے؟

میاں شفیع محمد: چلیں، لیہ بھی South Punjab میں آتا ہے وہیں بنادیں ہم اس کو بھی قبول کر لیں گے۔ اس سے آگے انہوں نے فرمایا کہ پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی کے مختلف ائیر پورٹس پر cold storage بنا رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ فیوڈلز کے آم، سٹرس اور سبزیاں باہر بھیجنے کے علاوہ چھوٹے کاشتکار کو ان cold storages کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس P.A.M.C.O کو rehabilitate کیا جائے اور یہ چھوٹے کاشتکار کے حق میں بھی کچھ سوچ لیں۔

جناب سپیکر! میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ لاہور میں Consumer Courts بن رہی ہیں تو اگر لاہور میں Consumer Courts بن سکتی ہیں تو ہمارے لئے کوئی Farmer Courts بھی بنائے جائیں تاکہ ہماری فصل میں جو ناجائز کٹوتی ہوتی ہے اس کی ہمیں پوری قیمت نہیں ملتی تو اس کے لئے کوئی ایسی عدالت ہو جس کا ہم دروازہ کھٹکھٹا سکیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا کہ یہ سیڈ کے حوالے سے مختلف ممالک سے M.O.U sign کر رہے ہیں جس میں انہوں نے B.T cotton کا بھی ذکر کیا۔ میں پندرہ/ بیس سال پہلے B.T cotton کی one to one قسم امریکہ سے لایا تھا آپ یقین کریں کہ اس سے پہلے ہمارے لوکل سیڈز 40 من سے اوپر پیداوار دیتے تھے جبکہ B.T one to one آنے کے بعد ہم 20 من سے اوپر نہیں بڑھ رہے تو آپ کے توسط سے ان سے گزارش ہے کہ انہیں کوئی ایسا گورانہ پھنسالے جو انہیں ایسا بیج دے دے جس سے production کم ہو جائے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو دوبارہ delta fine پر لے جانا چاہتے ہیں؟

میاں شفیع محمد: میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ کچھ local researchers پر بھی بھروسا کریں، گوروں کی ریسرچ پر کم بھروسا کریں شاید وہ ہماری بھلائی نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے گرین

ٹریکٹروں کا فرمایا،اس پر انہوں نے 15ہزار روپے رعایت بھی دی ہے یہ ان کا appreciable کام ہے مگر D.D.O.(R's) نے جو گرین ٹریکٹروں کے لئے درخواستیں لی تھیں ان پر 300روپے چارج کئے تھے اور جن لوگوں کی درخواستیں پاس نہیں ہوئیں ان کے وہ پیسے ابھی تک D.D.O(R's) کے پاس pending ہیں تو اگر یہ واپس دلوادیں اور کل سے ہی شروع کروادیں تو چلواس سے انہیں کوئی آدھی بوری یوریا کی مل جائے گی۔

جناب سپیکر!انہوں نے شوگر ملز کی payment کی بات کی ہے میں برملا کہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں پانچ شوگر ملیں ہیں، واقعی کسی شوگر ملز کی payment pending نہیں ہے لیکن ہمارے گنے میں سے شوگر سیس کٹتا ہے، وہ سارا پیسا یہاں لاہور کین کمشنر کے پاس شفٹ ہوتا ہے اور پھر وہاں سے ہماری سڑکوں پر جاکر خرچ ہوتا ہے۔Logistic problem کی وجہ سے ہماری سڑکیں برباد ہو جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!یہ نوٹ کریں جس ضلع کا پیسا ہے وہ اسی ضلع میں ہی لگنا چاہئے۔

میاں شفیع محمد:جناب سپیکر!اسی ضلع میں اور اسی شوگر ملز کے علاقے میں لگنا چاہئے اور اس کی disbursement fast ہونی چاہئے کیونکہ دو سال سے یہ پیسا pending پڑا ہے، میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ پیسا جلد از جلد بھیجا جائے۔

جناب سپیکر!انہوں نے فرمایا ہے کہ pedi purchase پندرہ سو روپے کے ریٹ پر ہوئی ہے آپ بھی زمیندار ہیں، میں بھی زمیندار ہوں میں نے تو 12روپے میں بیچی ہے اور تین ماہ بعد پیسے لئے ہیں تو اگر آئندہ یہ اس طرح کے figures quote کریں تو میں ان کا مشکور رہوں گا۔

جناب سپیکر!water courses کے حوالے سے انہوں نے فرمایا ہے اس میں یوریا پر تو ban ہے ہی ہے، انہوں نے water courses کی renovation and extension کے اوپر ban لگایا ہوا ہے، اگر یہ مہربانی فرمائیں اور وہ ban کھول دیں کیونکہ بیس سال پہلے ایک water course بنا تھا اس کی حالت کچے کھال سے بھی بری ہے اس لئے اگر اس کی renovation کی اجازت دے دیں تو اس سے ہمارے کسان کی بہتری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!انھوں نے سبسڈی پر ٹریکٹر دیئے ہیں۔ اگر یہ laser leveller scheme بھی سبسڈی پر شروع کر دیں تو اس سے بھی ہمارے کسان کو بہت فائدہ ہو گا۔ اسی طرح انھوں نے جو laser leveller provide کئے تھے وہ بہت پرانے ہو چکے ہیں ان کی renovation water management کر دیں تو اس سے بھی ہمارے کسان کو بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر!جب ہم یوریا پر آتے ہیں تو ہم تمام ممبران آپ کے مشکور ہیں اور خاص طور پر حکومتی ارکان زیادہ مشکور ہوں گے۔ اگر آپ اس وقت اجلاس نہ بلاتے تو ہمارے کپڑے بھی سلامت نہ ہوتے۔ ہمارے حلقوں میں یوریا کی بہت بری حالت ہے۔ وزیر زراعت نے ایک figure quote فرمائی ہے کہ انھوں نے ضلع رحیم یار خان میں 106.57 فیصد supply دے دی ہے۔ اگر 106 فیصد supply دے دی گئی ہے تو پھر لوگ سڑکوں پر کیوں آئے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر! میرے پاس دو رپورٹیں ہیں۔ انھوں نے ایک رپورٹ کمیٹی کی میٹنگ میں بھی دی تھی اور ایک محکمہ زراعت کی رپورٹ بھی ہے اس میں بار بار انھوں نے advise کیا ہے کہ یوریا ڈیلر کو دے دی جائے۔ جناب!آپ بھی زمیندار ہیں۔ آپ ہی مجھے بتائیں کہ اگر یوریا ساہوکار کے حوالے کر دی جائے تو وہ ہمارا کیا بھلا کرے گا؟

جناب سپیکر: پنجابی کی مثال ہے کہ خربوزوں کا راکھا۔۔۔آگے میں بات نہیں کرتا۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے میرے point کو valid کیا اور تقویت دی۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ tracking system کے متعلق انھوں نے فرمایا ہے تو اس کی عملداری کہاں پر ہو رہی ہے؟ میں پچھلے دنوں ایک انگریزی اخبار میں دیکھ رہا تھا کہ لاہور کی ایک آٹے کی مل کی تصویر تھی، وہ تصویر سیٹلائٹ سے بنائی گئی تھی کہ آٹا track کرنے کے لئے سیٹلائٹ کو use کیا جا رہا ہے۔ ہماری دوسری فصل یوریا کی وجہ سے خراب ہو رہی ہے۔ پہلے خریف خراب ہو گئی اور اب ربیع میں بھی یہی مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کے لئے سیٹلائٹ کیوں use نہیں ہو رہے اور tracker کیوں use نہیں ہو رہے؟

جناب سپیکر! میرے ایک معزز رکن نے بھی یہاں فرمایا ہے اور سارے کے سارے points کو سنٹرل گورنمنٹ پر ڈال دیا ہے۔ اس کے علاوہ بار بار ڈیلر کو protect کیا گیا ہے کہ ان پر پرچے دیئے گئے ہیں اس لئے یوریا کی کمی ہوئی ہے۔ اگر پرچے نہ دیئے جاتے تو جو یوریا مل رہی ہے یہ بھی نہ ملتی۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے زراعت پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ آپ کا شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No please آپ اپنی بات کر چکے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ پنجاب کے کاشتکار کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کر چکے ہیں۔ میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ اپنی تجاویز لکھ کر دے دیں۔ اگر وقت بچے گا تو آپ کو ضرور موقع دیں گے۔ جی، محمد اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج کے اسی current issue سے شروع کروں گا کیونکہ یہ پہلے بھی repeat ہوا ہے۔ اس وقت حسن مرتضیٰ صاحب چلے گئے ہیں۔ Current issue میں causes of shortage of fertilizer میں نمبر 2 میں change of port نمبر 3 میں two stage carriage نمبر 4 میں پنجاب کا quota less ہے، نمبر 8 میں ہے کہ 13-2-2009 کو monitoring committees بنا دی گئی تھیں اور نمبر 11 میں over harassment ہے۔

جناب سپیکر! ماشاء اللہ آپ خود زمیندار ہیں اس لئے آپ بھی جانتے ہیں کہ غریب کاشتکار سردیوں میں ٹھٹھر کر اور گرمیوں کی تپتی دھوپ میں مشقت کر کے ہمارے لئے کھانے کی چیزیں فراہم کرتا ہے۔ اس ملک کی معیشت کا سب سے بڑے ذمہ دار شخص کے ساتھ آپ بندر بانٹ والی باتیں کر کے آپ عوام کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر!آگے جاکر measures بتائے گئے ہیں۔انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ یہاں پر آپ بھی اور بہت سے ممبران زمیندار ہیں لیکن آج تک زمیندار کی اس طرح تذلیل نہیں ہوئی جس طرح(f) میں لکھا ہوا کہ

(f) 70 percent of total urea fertilizer may be provided to small farmers up to 10 bags per farmer while remaining 30 percent of the fertilizer may be provided to large land holders either on ratio of one bag per acre or his requirement may be determined on the basis of his "fard Malkiat".

جناب سپیکر!اس سے یہ کاشتکار کی اور کیاتذلیل کرانا چاہتے ہیں جو کہ سارا دن اور ساری رات محنت کر کے پورے پنجاب اور پورے پاکستان کو feed کر رہا ہے، پوری economy کو feed کر رہا ہے اس کے ساتھ آپ اتنا تذلیل آمیز سلوک کرنا چاہتے ہیں۔کیا یہ ہماری پالیسی ہے؟ میں ایک ایک point پر آکر اس کو discuss کروں گا کہ یہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔

بیوروکریسی کے اس جھوٹ کے پلندے کو
میں نہیں جانتا میں نہیں مانتا

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کھاد کی درآمد کا معاملہ وفاقی حکومت کے اختیار میں ہے۔وفاقی حکومت نے درآمد کرنی ہے اور اس کی تقسیم مقامی طور پر ہونی ہے۔جب اس کی سپلائی نہیں ہو گی تو پھر تقسیم کہاں سے ہو گی؟

جناب سپیکر: آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ وہ سب کچھ خود جانتے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے یہی کہا ہے کہ یہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے 93 فیصد سپلائی کر دی ہے۔ میرے رحیم یار خان میں بھی 106 فیصد بتایا گیا ہے۔ میں یہاں حلفاً کہتا ہوں کہ آج بھی میرے ضلع رحیم یار خان میں خانپور کے لوگ کھاد کو ترس رہے ہیں۔ میں پھر وہی بات کروں گا کہ:

بیوروکریسی کے اس جھوٹ کے پلندے کو
میں نہیں جانتا میں نہیں مانتا

جناب سپیکر! ابھی میرے بزرگوں نے بات کی تھی کہ یہ مافیا ہے۔اس مافیا نے زمیندار کا وہ حشر کیا ہے، میں آپ کو record کی بات بتاؤں گا۔ اس حکومت کا یہ پہلا ہی سال ہے۔ ابھی کوئی صدیاں نہیں گزریں۔ وزیر صاحب یہاں بیٹھے ہیں، محکمہ زراعت کے افسران بیٹھے ہیں اور ہمارے کاشتکار دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ہمیں پوری دیانت داری کے ساتھ بتائیں کہ پچھلے سال یوریا کی بوری کی قیمت 600 روپے تھی، D.A.P کی قیمت 1200 روپے تھی، ڈیزل کی قیمت 37 روپے تھی اور کاشتکار کو cotton کا 1800 average rate روپے ملا تھا۔ اس سال rice کا average rate 2000 روپے ملا تھا تو یہ عوامی حکومت کا پہلا سال ہے اور اس حکومت کا پہلا سال ہے جس کے بہت بلند بانگ دعوے تھے۔ اس کے اندر کاشتکار کو یوریا کی بوری 900 روپے کی مل رہی ہے، ڈی اے پی 3200 روپے کی مل رہی ہے اور ڈیزل 57 روپے فی لٹر مل رہا ہے۔ اس کے برعکس cotton کا 1400 average rate روپے ہے اور منجی کا rate 900 روپے ملا ہے۔ یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔ اگر وزیر صاحب اس سے differ کریں گے تو میں یہاں ان کو proof سے بتاؤں گا۔ آپ دیکھیں کہ ایک طرف قیمتیں آسمان کو چلی گئی ہیں اور دوسری طرف کاشتکار کو کیا ملتا ہے۔ آپ کیا message دینا چاہتے ہیں؟ آپ کس طرح روٹی کو سستا کر دیں گے، کس طرح دوسری چیزوں کو نیچے لے آئیں گے، کس طرح اس معاشرے کی حالت بدل دیں گے اور کس طرح پنجاب کی حالت بدلیں گے؟ آپ جس پر base کر رہے ہیں اس کا تو ستیاناس ہو رہا ہے اور آپ اس معاشرے کی حالت بدلنے کی بات کر رہے ہیں۔ میں پھر اسی جھوٹ کے پلندے پر آ کر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ بار بار کیوں پوائنٹ آف آرڈر کرتے ہیں۔ please sit down. It's not good

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ اس کو دیکھ لیں کہ یہی commitment ہے کہ 2005 میں اس کا بجٹ 28 ملین تھا اور 23 ملین خرچ ہو گیا تھا۔ موجودہ گورنمنٹ نے صرف ایک بجٹ پیش کیا ہے۔ 2008 میں اس کا بجٹ 24 ملین ہے یعنی اس کو increase کرنا چاہئے تھا اور اب یہ کہاں سے کہاں آ رہا ہے؟ یہ محکمہ صرف اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس میں کاشتکار کو relief دیا جائے اور اسے اس کی product کی مناسب قیمت ملے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم over ہو گیا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! صرف دو باتیں کر کے میں ختم کرتا ہوں۔ ایک بات یہ ہے کہ خان پور میں ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو سالہا سال سے کام کر رہا ہے جس نے بہت ساری new varieties دی ہیں مجھے انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس کی 100 ایکڑ اراضی پر دانش سکول بنایا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سکول بنانا بہت اچھی بات ہے لیکن زراعت کا ڈیڑھ سو ایکڑ رقبے کا ستیاناس نہ کریں۔ ایگریکلچر انسٹی ٹیوٹ کو ریسرچ کے لئے رکھا گیا ہے جس پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ اگر ہم اس پر سکول بنائیں گے تو ہم ایگریکلچر ریسرچ کہاں کروائیں گے؟ ایجوکیشن کا ہونا بہت ضروری ہے لیکن اس کو کسی اور جگہ پر بنائیں۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا کہ 17 کروڑ روپے سیم کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میرا علاقہ خان پور جو بنیادی طور پر agriculture area ہے وہ سیم سے تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے التجا کی کہ خدارا! اس علاقے کو بچائیں، وہ سیم سے تباہ ہو جائے گا کیونکہ وہ cotton area ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اسے نوٹ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔ جی، ڈیسر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیسر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ سب سے پہلے میں پورے ہاؤس اور ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کو ایک دعوت فکر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں ایک موقع ایسا بھی آیا ہے کہ جس وقت ہماری بقاء کا مسئلہ تھا اور انڈیا کے ساتھ جنگ کا معاملہ چلا تھا تو اس وقت تمام جماعتیں اپوزیشن اور گورنمنٹ اکٹھی ہو گئی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح وہ معاملہ تھا اس کے بعد اگر کوئی اہمیت کا معاملہ ہے تو وہ زراعت ہے کیونکہ یہ واحد چیز ہے جس سے ہم اپنے ملک کو ترقی کے اس راستے پر لے جا سکتے ہیں جہاں ہم پوری دنیا سے لڑ سکتے ہیں اس کے لئے میری دعوت فکر یہ ہے کہ اپوزیشن ہو یا حکومتی جماعت ہو ایک دوسرے پر blame game کرنے کی بجائے ہمیں تجاویز دینی چاہئیں۔ اپوزیشن کی طرف سے جتنی بھی تقریریں ہوئی ہیں صرف اور صرف blame لگائے گئے ہیں، کوئی ایک تجویز نہیں دی گئی۔ کیا یہ صرف چاہتے ہیں کہ مخالفت کرتے رہیں۔ کوئی تجویز دیں کہ فلاں غلط ہوا ہے تو اس کا حل کیا ہے؟ لیکن حل نہیں بتایا جاتا۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنے ٹائم میں ہی بات ختم کر لوں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں planning and policy کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری زراعت بلکہ بہت سارے شعبے ایسے ہیں جس میں اس دور سے پہلے تک planning اور پالیسی کا فقدان تھا۔ ایک منٹ میں جیسے کہتے ہیں کہ "ڈنگ ٹپاؤ" فیصلے کئے جاتے تھے جس کا پھل ہم آج کھا رہے ہیں۔ ابھی ہمیں ایک سال ہونے کو آیا ہے اور ان کے طعنے شروع ہو گئے ہیں۔ یہ اگر ہمیں تھوڑا سا ٹائم دیں گے تو انشاء اللہ ہم انہیں پہلے سے بہت بہتر کر کے دکھائیں گے۔ ہمیں سب سے پہلے یہ اصلاح کرنی ہے کہ ہم وفاق، پنجاب، اپوزیشن یا کوئی بھی ہیں ہم آپس میں متحد ہو کر پالیسیاں بنائیں اور ان 85 فیصد کاشتکار طبقے کو جس کا تعلق غریب لوگوں سے ہے، سہولتیں پہنچائیں۔ میں یہاں وزیر زراعت اور سیکرٹری زراعت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس book کو تیار

کیا ہے اور اس میں ایک دو مسئلے ضرور ہوں گے جو اپوزیشن والے کہہ رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ 80 فیصد اس book میں وہ باتیں ہیں جو آج تک ان کی 12 سال کی حکومت میں کبھی سامنے نہیں آئیں۔ اس دفعہ سات ارب روپیہ جو کاشتکار کو دیا جا رہا ہے اس کے لئے ہم پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میں اپنی جو reservations دوں گا اس کے متعلق چاہتا ہوں کہ ان کو positively take up کرتے ہوئے ان کا حل نکالا جائے۔ سب سے پہلے میں کہنا چاہتا ہوں کہ 85 فیصد وہ لوگ ہیں جن کا ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم رقبہ ہے۔ میں ان کے مسائل کا معمولی سا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کھاد سٹور نہیں کر سکتے، اپنے بچوں کو اچھے سکولوں میں پڑھا نہیں سکتے، ان کی اکثریت اَن پڑھ ہے، pesticides اصلی نہیں ملتیں، جھوٹے پرچے ان پر ہوتے ہیں، شہر میں اناج لاتے وقت ان کی ٹرالیوں کا چالان کر دیا جاتا ہے، مہنگا پانی ملتا ہے کیونکہ ان کے پاس ٹیوب ویل نہیں ہیں یعنی سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا ان کو کرنا پڑتا ہے۔ اس book میں جو لکھا ہوا ہے شاید یہ دیکھنے سے قاصر رہے ہیں۔ جو 16 ٹیوب ویلوں کا منصوبہ حکومت لا رہی ہے پاکستان کی تاریخ میں آج تک اس کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ اگر 16 ٹیوب ویل لے کر آ جاتے ہیں تو انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ 80 فیصد ہمارے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح جو کاشتکار اپنا اناج شہر لے آتے ہیں وہ بے چارے چھ مہینے میں ایک دفعہ اپنا اناج ٹریکٹر ٹرالی پر لے آتے ہیں اور ٹریفک پولیس والے انہیں چالان کر کے کھڑا کر دیتے ہیں جس کے لئے انہیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پر بھی کوئی اقدامات کئے جائیں۔ اس کے علاوہ vaccination کے لئے بہت اچھی سکیم لائی گئی ہے لیکن میری اطلاع کے مطابق 80 فیصد غریب لوگ اس سے صحیح طرح استفادہ حاصل نہیں کر سکے اس کے لئے بھی ہمیں دیکھنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ soil testing کے لئے گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ ہر علاقے کی خود soil test کروائے، کاشتکار کو معلومات دے اور ان سے پوچھے کہ آپ کی زمین کی کیا requirements ہیں؟ اس کے علاوہ ہمارے چھوٹے کاشتکار کو پٹواری کے مسائل پیش آتے ہیں۔ انڈیا میں جب رجسٹری کی جاتی ہے تو وہاں پر یہ قانون ہے کہ 15 دن میں اگر پٹواری زمین انتقال نہیں کرتا تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ یہاں تو سالہا سال انتقال نہیں کئے جاتے۔ اسی طرح پٹواری سے بھی ان کو محفوظ کیا جائے۔ میں بنیادی بات ہمارے planners کے حوالے سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو فنڈز دیئے

گئے ہیں اس میں implementation سب سے اہم مسئلہ ہے۔ اس کی implementation ایسے ہونی چاہئے کہ آپ کا 85 فیصد کاشتکار جو بارہ ایکڑ سے کم ہے اس کو اس کا فائدہ ملے۔ اس کی implementation کے لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ mastermind لوگوں کی ایک ٹیم بنائی جائے، اس میں ہمارے کاشتکار ایم پی ایز بھائی بٹھائیں، سیکرٹری صاحبان یا ایجوکیشن سے متعلقہ جو اچھی ٹیم ہے ان کو بھی بٹھائیں اور فیصلہ کریں کہ یہ 7۔ارب روپیہ اس غریب تک کیسے پہنچ سکتا ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ خامیاں ہیں۔ میں کھاد کی بات کرنا چاہوں گا کہ جب میں نے خود اپنے علاقے میں سات جگہ پر کھاد کے سات ٹرک تقسیم کرائے تو ہم انہیں دس دس بوری سے زیادہ نہیں دے رہے تھے۔ اگر دس دس بوری 70 فیصد کاشتکاروں کو دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے مسئلے حل ہوتے ہیں لیکن وہاں یہ ہوا کہ دکانداروں نے اپنے بندے چھوڑے ہوئے تھے اور انہوں نے کھاد لے کر اپنی دکانوں پر رکھ لی۔ میری یہ تجویز ہے کہ اگلی دفعہ جب ایسا کوئی بحران ہو تو ایک سال پہلے اس کی planning کر دی جائے۔ گندم، مونجی یا گنا ہے تو اس کی ایک سال پہلے planning کر لیں۔ میں آخری بات کر کے ختم کروں گا کہ کھاد کو اگر blackmailer سے بچانا ہے تو جس کے پاس pass book ہے صرف اسی کو دی جائے کیونکہ pass book صرف زمیندار کے پاس ہے۔ آپ pass book والے کی زمین دیکھیں اور اس حساب سے انہیں کھاد دے دیں۔

جناب سپیکر: اس میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے کاشت کی ہوتی ہے لیکن ان کی اپنی ذاتی زمین نہیں ہوتی، جو زمین مزارع کاشت کرتے ہیں پھر ان کو تو کھاد مل ہی نہیں سکتی۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! مزارع تو کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ pass book والا مالک کھاد لے لے اور آگے مزارع کو دے دے، اس طرح بھی ان کو authority دی جا سکتی ہے لیکن pass book پر جب آپ کھاد دیں گے تو اصل لوگوں کو ملے گی blackmailer کو نہیں ملے گی۔ بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ آپ کا نام تو اس میں کہیں نظر نہیں آ رہا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر:پوائنٹ آف آرڈر پر آپ آ گئے ہیں لیکن تقریر نہیں کرنی۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):صرف ایک دو تجاویز دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!باری کے حساب سے آئیں۔

جناب سپیکر:منڈا صاحب!آپ کو اپنی باری کا انتظار کرنا پڑے گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!صرف دو تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر:آپ ایسا کریں کہ اپنی دو تجویزیں لکھ کر دے دیں یا اپنے نام پر انتظار کریں۔جی، محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ اصول کے ساتھ باری کے حساب سے چلتے ہوئے آئے ہیں۔

جناب سپیکر:اگر آپ مہربانی فرمائیں تو وہ ایک بات کرنا چاہتے ہیں اسے سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن مجھے پتا ہے کہ ان کی ایک بات نہیں ہو گی کیونکہ منڈا صاحب کو بولنے کا بہت شوق ہے۔

جناب سپیکر:میں ان کا شوق پورا نہیں ہونے دوں گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!ایک بار پھر ہمیں بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر:ہاؤس کا ٹائم ختم ہو رہا ہے لہذا ایک گھنٹہ ٹائم مزید بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ میں conclude کر دوں گا۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ میں مختصراً اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کو یہ گزارش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر:آپ یہ تمہید چھوڑ دیں بلکہ relevant بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ تو لازمی کہنا چاہوں گا کہ یہ اسمبلی کا floor ہے کوئی تھیٹر والی جگہ نہیں ہے کہ یہاں پر پٹاری سے چیزیں نکال نکال کر بندہ کرتب دکھانے شروع کر دے۔یہ بیج پتا نہیں کہاں سے لے کر آ گئے؟ مجھے سمجھ نہیں آئی اور میری ایک proposal ہے کہ ہر شخص جو چیز پیدا کرتا ہے وہ اپنی پیداوار کی قیمت بھی مقرر کر لیتا ہے لیکن فقط زمیندار ایسا شخص ہے جو اپنی پیداوار کی قیمت نہیں بنا سکتا،اپنی پیداوار کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا اس لئے میری آپ کے توسط سے محکمہ زراعت کو التجا ہے کہ اس پر ایک agro marketing authority قائم کر دی جائے جو زمیندار کی پیداوار کی قیمت مقرر کر دے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کھاد کی اس وقت کمی ہے تو سابق حکومت نے جو بارہ،تیرہ فیکٹریاں اپنے چہیتوں کو سستے داموں اور کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر دیں اگر وہ واپس لے لی جائیں تو کھاد کا بحران ختم ہو سکتا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!یہ سارا وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کے درمیان[*******] کیا دھرا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر:اجلاس کا وقت مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے صحافی بھائی اٹھ کر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: پریس والوں کو کیا ہوا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: میرا خیال ہے کہ رات کافی ہو گئی ہے اور انہوں نے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ میں سے کسی کے نوٹس میں ہے یہ بات کہ وہ کیوں گئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: شاید وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہاں پر کوئی constructive بات تو ہونی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب interruption نہیں ہو گی اور ٹائم ضائع نہ کریں۔ اگر لغاری صاحب آپ track سے ہٹ کر بات کریں گے تو میں سنوں گا نہیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری زراعت کا main بندہ کسان ہے اور وہ سب سے مظلوم ہے جو کہ آڑھتی اور ساہوکار کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر صاحب کہاں گئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ ابھی آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انہیں اب جانے کی کوئی جلدی ہو گئی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں جناب! وہ نیچے تک گئے ہیں اور ابھی آ رہے ہیں لیکن وزراء بھی تو یہاں پر نہیں بیٹھے۔

جناب سپیکر: متعلقہ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ اس لئے پھنسے ہوئے ہیں کہ ان کے محکمہ سے متعلق آج بحث ہے اور by choice نہیں بیٹھے ہوئے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا کسان سب سے مظلوم آدمی ہے اور وہ ساہوکار کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے جسے ہم نے ساہوکار کے چنگل سے آزاد کروانا ہے۔ وہ کھاد، بیج اور pesticide ساہوکار سے بھاری بھر کم سود پر لیتا ہے جو کہ دو سے پانچ فیصد فی مہینہ ہے اور ایک فصل کے لئے 40 سے 50 فیصد تک اسے سود دینا پڑ رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم اس کے لئے ایک اسلامی طریقہ اور شرعی طریقہ Salaam Bank کا جو advance forward خریدنے کا ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ سود کی تو بندش ہو گئی ہے تو ہم جو یہودی سے سود پر قرض لے کر اپنے باغوں اور کھیتوں کو تیار کرتے تھے تو چونکہ اب سود کی بندش کا حکم آگیا ہے تو مہربانی کر کے ہمیں اس کے advance کی اجازت دی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت دی کہ آپ اپنی فصل کو advance فروخت کر کے اس سے پیسے لے سکتے ہیں۔ اگر مثال کے طور پر میں سو من گندم پیدا کر سکتا ہوں تو میں دسمبر کے مہینے میں پچاس من فروخت کر دوں اور وقت پر inputs ڈال دوں اور وقت پر اس کو کھاد، pesticide اور insecticide استعمال کر کے اپنی فصل کو بڑھا لوں۔ میری یہ عرض تھی کہ جس وقت کاشتکار کو وقت پر پیسے ملیں گے تو وہ ساہوکار اور دو نمبر ڈیلر کے ہاتھ میں نہیں پھنسے گا جس سے وہ 100 روپے کی چیز 140 روپے میں خرید رہا ہے اور وہ بھی پتا نہیں کہ دو نمبر خرید رہا ہے یا ایک نمبر خرید رہا ہے۔ اگر اس کو Salaam Bank جو اسلامی طریقہ ہے، کے مطابق پیسے مل جائیں گے اور صحیح وقت پر مل جائیں گے اور پھر وہ صحیح وقت پر inputs دے گا تو یہ ایک study ہے جس کے مطابق صحیح وقت پر inputs ڈالنے کے فرق کی تفصیل ہے۔

کاٹن اس وقت 22 من فی ایکڑ پیداوار ہے اور اگر وقت پر صحیح طریقے سے inputs دی جائیں تو وہ 30 من ہو جائے گی۔ گندم کی فی ایکڑ پیداوار 28 من ہے اور اگر وقت پر inputs دے دی جائیں تو وہ 38 من تک ہو جائے گی۔ چاول کی 18 سے 28 من ہو جائے گی، مکئی کی 44 سے 60 من ہو جائے گی، گنے کی 536 سے 700 من ہو جائے گی۔ اس کا impact ہماری economy پر کیا

پڑے گا؟ صحیح ٹائم پر inputs دینے کا ہماری economy کے اوپر 290 بلین روپے کا impact پڑے گا۔ صحیح ٹائم پر inputs دینے کے لئے جب اس کے پاس ایک شرعی طریقہ ہے تو وہ کیوں سود کے چنگل میں پھنسا رہے؟ مہربانی کر کے یہ جواب بھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو A.D.B.P کیسا لگتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ سود ہے اور وہ بہت مشکل ہے۔ اس وقت ہوتا یہ ہے کہ آپ جیسے بڑے زمیندار پیسے والے لوگ تو شاید اپنی فصل اپنی farming کو خود finance کرتے ہیں لیکن جو اس سے چھوٹے والے کاشتکار زرعی ترقیاتی بنک کے پاس جاتے ہیں ان میں سے اکثریت آڑھتی کے پاس پھنس جاتی ہے جو اسے بیج اور کھاد وغیرہ سود پر دیتا ہے اور وہ سود کے چنگل میں پھنسے رہتے ہیں۔ میری التجا آپ سے یہ ہے کہ ہم Salaam Bank کے لئے ایک فنڈ قائم کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں منسٹر صاحب کو لکھ کر بھی دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ فروری کے مہینے کی سٹیٹ بنک کی guide lines آئی ہیں کہ Islamic financing for agriculture کو encourage کیا جائے۔ ہمارے House میں پچھلے ہفتے Islamic banking کی promotion کے لئے ایک resolution بھی پاس ہوئی ہے تو مہربانی کر کے ہم کوئی ایسا نظام لائیں اور جب ہم سود کے ساتھ جنگ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس میں برکت شامل ہو گی۔

جناب سپیکر! میری گزارش اور میرا خیال ہے کہ 70/75۔ارب روپے کا وفاقی حکومت کا پروگرام ہے جو ہم ہزار ہزار روپے میں دے رہے ہیں جو میرے ذاتی خیال میں اور میرے اکثر بھائیوں نے pre-budget بحث کے دوران حکومتی بنچوں سے بھی لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ہم لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ اس طرح سے پیسے ضائع کرنے کی بجائے ہم ایک ایسا فنڈ قائم کر دیں جو کہ Salaam Bank کرے اور اگر حکومت نہیں کر سکتی تو ہم encourage کریں کہ ایسی commodity exchanges بنائی جائیں، بڑے بڑے storage houses بنائے جائیں، پرائیویٹ لوگوں کو اس کے اندر encourage کیا جائے، ان کو discount rates کے اوپر

interest دیئے جائیں،انہیں tax holiday دی جائے کیونکہ ابھی تو شاید اس سے کوئی ریونیو نہیں آ رہا لیکن آٹھ دس سالوں کے بعد جب یہ نظام develop ہو جائے گا تو تب تک یہ tax holiday رہے گی تو پھر انہیں income آنی شروع ہو گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے سال کھاد کے اوپر 64 بلین روپے کی سبسڈی دی گئی ہے جس میں ڈی اے پی کے تھیلے پر دو ہزار اور یوریا کھاد کے تھیلے پر چار سو روپے دیئے گئے لیکن وہ سبسڈی کاشتکار تک نہیں پہنچی۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب ہمارے پاس سبسڈی کو end users تک لے جانے کے لئے mechanism کوئی نہیں ہے تو ہم سبسڈی پر رقم ضائع نہ کریں۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک میں فاسفیٹ کی ایسی quantity نہیں ہے کہ ہم یہاں پر ڈی اے پی بنا لیں لیکن ہم یہاں پر ایس ایس پی بنا سکتے ہیں، شاید اس کے اندر 14 فیصد فاسفورس ہوتی ہے اور ڈی اے پی کے اندر 46 فیصد ہوتی ہے تو اگر ایک بوری ڈی اے پی کی بجائے ہم تین بوری ایس ایس پی بنائیں جو ہم locally produce بھی کر سکتے ہیں۔ ایبٹ آباد اور آگے والے علاقے وہاں پر فاسفورس ہے، پنجاب حکومت سرحد حکومت کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاہدہ کرے کہ ہم ان سے raw material لیں جس سے ہم اربوں کا زر مبادلہ بھی بچائیں گے۔

جناب سپیکر! مختصر سے وقت کے دوران میری یہ چھوٹی چھوٹی سی گزارشات تھیں۔ ہم نے کاشتکار کو ساہوکار کے چنگل سے نکالنا ہے، یہ میری گزارش ہے اس پر کچھ کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہر کوئی کہتا ہے کہ زراعت معیشت کا سب سے اہم جز ہے لیکن کسان جو زراعت کا سب سے اہم جز ہے اس کو policy making میں کوئی جگہ نہیں دی جاتی۔ میں تجویز یہ کروں گا کہ policy making کی جو bodies ہیں اس میں progressive farmers کو ضرور حصہ دیں اور یہ policy air conditioned کمروں میں بیٹھے ہوئے بابو نہ بنائیں بلکہ زمیندار بھی اس میں اپنا input ڈالیں۔ خاص طور پر ہم بارانی علاقے کے جو زمیندار ہیں، ہمارے مسائل شاید یہ نہری علاقے کے لوگ سمجھیں گے ہی نہیں اس لئے ہماری input جب تک

اس میں نہیں ہو گی، پچھلی دفعہ بھی جب زراعت پر بحث ہوئی تو میں نے یہ point out کیا تھا اور اس پورے document میں کہیں بھی بارانی علاقے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ بہت زیادتی ہے کہ ہمیں کہیں پر بھی اس پالیسی میں incorporate نہیں کیا گیا۔ چونکہ fertilizer کے متعلق debate ہے میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس document کو ہر کسی نے جھٹلایا ہے اور ہمارے ضلع اٹک کو 230 فیصد fertilizer دی گئی ہے۔ یہ figure اگر سچ ہے تو آپ اندازہ لگائیں۔۔

جناب سپیکر: کیا خانزادہ صاحب چلے گئے ہیں؟ اگر وہ باہر بیٹھے ہیں تو ان کو اندر بلایا جائے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہمیں 5 ہزار 218 ٹن فالتو یوریا دیا گیا ہے۔ اس وقت جو وہاں fertilizer دینے کی practice ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ زمیندار سے ایک پرچی لی جاتی ہے اور وہ پرچی جا کر یوٹیلٹی سٹور یا ڈیلر کو پاس دیتے ہیں پھر وہ دو بیگ اس زمیندار کو لمبی لائن میں کھڑے ہونے کے بعد ملتے ہیں اور وہاں پر پانچ بوریاں اندراج کر دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد one window operation شروع ہوتا ہے کہ جو اس لائن میں خوار نہیں ہونا چاہتا اس کو بارہ سو روپے کی بوری اسی سٹور سے بیچ دی جاتی ہے۔ اس میں مزیداری کی بات یہ ہے کہ اسی window سے حصے دار آ کر اپنے حصے وصول کرتے ہیں۔ میں اس کا ثبوت لے کر آیا ہوں میرے پاس 30۔جنوری کا اخبار ہے اس میں لکھا ہے کہ "محکمہ زراعت کی ملی بھگت، من پسند افراد کو کھاد فروخت ہونے لگی اور مقامی کسان سراپا احتجاج بن گئے اعلیٰ حکام سے نوٹس لینے کا مطالبہ" یہ فتح جھنگ کی خبر ہے۔ 6۔فروری کی خبر ہے کہ "مسلسل چار روز تک سرکاری ڈپو سے کھاد نہ ملنے پر کاشتکار نے خودکشی کر لی۔" اگر یہ حالت ہے اور اس کے بعد 13۔فروری کو خبر آئی یعنی تین دن پہلے یہ رپورٹ آئی ہے کہ "فتح جھنگ سرکاری سٹور سے دو سو بوری کھاد سمگل کرنے کی کوشش، اہلکاروں کے خلاف مقدمہ اور ایک گرفتار۔" یہ کوئی local اخبار کی خبریں نہیں ہیں بلکہ یہ "روزنامہ خبریں" کی خبر ہے۔اسی کی continuation میں 14۔فروری کی اخبار میں لکھا ہے کہ "فتح جھنگ سرکاری سٹور سے کھاد کی سمگلنگ، پانچ ملازمین کے خلاف مقدمہ، دو گرفتار" اس میں interesting بات یہ ہے کہ "ملزمان سٹور سے دو سو بوری کھاد

لے جاتے ہوئے پکڑے گئے، چار سو بوری مزید غائب ہونے کا انکشاف" یہ جتنی figures دی گئی ہیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر صاحب کو یہ fight figures یہاں bureaucracy نے دے دیئے ہیں اور انہوں نے اٹھا کر یہی figures ہمیں دے دیئے ہیں۔ حکومت کا کام ہی نہیں ہے کہ وہ marketing کرنا شروع کر دے یہ privatization کا دور ہے یہاں پر حکومت کو price control کرنا چاہیئے۔ جس زمانے میں حکومت کی writ ہوا کرتی تھی اور میرے بزرگ نواب کالا باغ مغربی پاکستان کے گورنر تھے تو 1965 میں جنگ کے دوران بھی قیمتیں نہیں بڑھی تھیں۔ حکومت کی writ آج کہاں ہے؟ آپ نے price control کرنے کی بجائے marketing کرنا شروع کر دی ہے حالانکہ یہ marketing حکومت کا کام نہیں ہے۔ یہ اسی ڈیلر نیٹ ورک کے ذریعے آپ اپنی کھاد کو فروخت کرتے، اس پر price control کرتے اور price check رکھتے۔ یہ اس وقت ہی ممکن تھا جب کوئی بہتر پالیسی بنائی جاتی۔ میں تجویز یہ کروں گا کہ آئندہ جو گندم کی فصل آ رہی ہے اس کی ابھی سے ہی منصوبہ بندی کر لیں۔ میں آپ کو prewarn کر رہا ہوں کہ پچھلی دفعہ کی طرح کھلاڑے پر گندم پڑی ہو گی اور مارکیٹ میں گندم نہیں مل رہی ہو گی This is bad policy making۔ ہماری ایک ہی فصل ہوتی ہے and that is wheat اگر آپ گندم کی قیمت انٹرنیشنل مارکیٹ کے حساب سے نہیں دے سکتے تو کم از کم فرنٹیئر کے حساب سے تو دے دیا کریں کیونکہ چند قدموں کی مسافت پر فرنٹیئر ہے۔ میں نے اس دن بھی عرض کی تھی کہ تیرہ دیہات ایسے ہیں جو بارش کے موسم میں پنجاب سے کٹ جاتے ہیں اور ہم فرنٹیئر سے ہو کر پھر پنجاب میں آتے ہیں۔ جب ہم ایک دو تھیلے حسن ابدال سے ان گاؤں میں لے جا رہے ہوتے ہیں، منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے اتنے مقدمے درج کئے ہیں۔ میں اٹک جیل خود گیا وہاں چار سو لوگ صرف ایک بیگ۔۔۔ جناب! بوری نہیں بیگ، ایک یا دو بیگ لے جانے پر وہاں بند تھے۔ اس میں ایک U.N کا انجینئر جو سات ہزار ڈالر تنخواہ لیتا تھا یہ record کی بات ہے بے شک آپ اس کو چیک کر لیں وہ بھی اس جیل میں عید والے دن بند تھا اور ہم نے منت کر کے اس کو وہاں سے چھڑوایا۔

جناب سپیکر! چونکہ ٹائم بہت کم ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقے میں small dams کی بہت ضرورت ہے اور ان کو سیاسی بنیادوں پر مت بنایا جائے۔ میرے آبائی

گاؤں کورٹ فتح خان کے نام سے ایک dam ہے اگر اس کا command area یا اس کا catchment area یا اس کا structure اس موضع میں آتا ہو تو اس کا نام اس موضع پر رکھا گیا ہو گا آج اس کو اٹھا کر کہیں اور لے جایا گیا ہے۔ صرف اس لئے کہ ہماری زمینیں خراب کر دی جائیں۔ اس قسم کی policies نہیں ہونی چاہیئں۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ اس طرح کے ہتھکنڈوں سے یہ ہمیں ڈرا لیں گے تو انشاء اللہ ہم ڈرنے والے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! ان کو ہر یونین کونسل میں laser levellers دینے چاہیئں۔ یہاں بلڈوزروں کی بات ہوئی کہ ہم نے ریٹ کم کر دیئے۔ میرے جیسے بااثر لوگ تو بلڈوزر لے جاتے ہیں، غریب کسان تو دو دو سال کی booking کرا کے بیٹھا ہوتا ہے اس کو بلڈوزر نہیں ملتے۔ آپ کو چاہئے کہ بلڈوزر کا ٹائم مقرر کریں کہ اس سے زیادہ کسی کسان کو نہیں ملے گا تاکہ تمام کسان اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! صرف ایک point رہ گیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ Green Tractor Scheme بہت اچھی سکیم ہے۔ میں نے اس دن بھی گزارش کی تھی کہ یہ دس ہزار ٹریکٹر جو انہوں نے دیا ہے balloting بھی شفاف ہوئی ہے، جو اچھی بات ہو گی میں اس کو ضرور appreciate کروں گا۔ میری اس میں submission صرف یہ ہے ہر یونین کونسل میں ایک ٹریکٹر دیا جائے۔ ہمارے حلقے میں ایک گاؤں میں پانچ ٹریکٹر نکل آئے۔ balloting تو ٹھیک ہوئی لیکن پوری تحصیل کے ٹریکٹر ایک گاؤں میں چلے گئے اس لئے گزارش یہ ہے کہ اس کی balloting یونین کونسل level پر کرائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ ماشاء اللہ آپ نے اچھی بات کی ہے۔ شاہ جہاں صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! مئی 1974 میں جب بھارت نے نیوکلیئر دھماکے کئے تو اس کے بعد پاکستان میں ایک بہت غیر یقینی سی صورتحال پیدا ہو گئی تھی اور تب کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اس وقت ایک عزم کیا تھا کہ ہم پاکستان کے دفاع کو impregnable

بنائیں گے۔اس سلسلہ میں انہوں نے دنیا سے سائنسدان منگوائے جن میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی شامل تھے اور یقیناً اسی effort کی وجہ سے آج پاکستان کا دفاع impregnable ہے۔اسی طرح کی آج پھر ایک effort کی ضرورت ہے ہماری food security کے لئے اسی طرح کی ایک effort کی آج بھی ضرورت ہے اور اس کے لئے اسی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے چند دن پہلے 4۔فروری کے انگریزی اخبار "The News" میں ایک آرٹیکل لکھا تھا اور وہ زراعت کے بارے میں تھا کہ جس طرح زراعت کے ذریعے ہم اپنے ملک کی food secure کر سکتے ہیں۔سب کو معلوم ہے کہ زراعت ہمارے ملک کا 50 فیصد ہے اور ہمارے ملک کی جو سب سے زیادہ employment ہے وہ زراعت کے ذریعے ہے۔70 سے 80 فیصد کی exports زراعت پر مبنی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ زراعت پر جو اس سال A.D.P کے اندر 3۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے وہ کم ہیں۔میں امید کروں گا کہ آئندہ سال کا A.D.P جو ہماری زراعت کا حصہ ہے اس سے نہ صرف دُگنا بلکہ کئی گنا زیادہ ہونا چاہئے وہ اس لئے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا ملک زراعت کے ذریعے ہی ترقی کرے گا اور میں چند ایک گزارشات کروں گا۔وزیر زراعت نے بڑے اچھے طریقے سے briefing دی ہے۔یہ ہمارے مسائل کے حل کے لئے جو کوششیں کر رہے ہیں ان کے بارے میں بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ہمارے محترم میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب نے پہلے ایک بات کی کہ زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دیا جانا چاہئے اور وہ اس لئے کہ جو ہماری agriculture labour ہے اس کو بھی وہی مراعات ملنی چاہئیں جو کہ انڈسٹریل ورکروں کو ملتی ہیں۔اس کے ذریعے ہی وہ معاشرے کا ایک strong حصہ بن سکیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ میری گزارش ہو گی کہ جو زرعی قرضے ہیں، industrialist کے قرضے تو اربوں اور کروڑوں کے حساب سے write off ہوتے ہیں لیکن جو کسانوں کے قرضے ہیں، کسی کے 50 ہزار ہیں، کسی کے 80 ہزار ہیں وہ ابھی بھی ان قرضوں کے تلے دبے ہیں لہذا میری گزارش یہ بھی ہو گی کہ ہم وفاقی حکومت سے اور جہاں تک صوبائی حکومت کا تعلق ہے ہم ان کے قرضے معاف کروائیں۔زرعی انکم ٹیکس کی بھی بات ہوئی میں پھر ایک بات دہراؤں گا کہ ہمیں قطعی طور پر کسانوں اور زراعت پر ٹیکس نہیں لگانا چاہئے اور باقی جو taxes ہیں ان کے دباؤ سے بھی ان کو بچانا چاہئے۔کھاد کی بات چلی تو کھاد کا مسئلہ صرف پاکستان کا نہیں یہ ایک

global shortage تھی یہ ہندوستان میں بھی تھی، یہ برما میں تھی، یہ فلپائن میں تھی اگر آپ پڑھیں ان کے بارے میں دنیا کے تمام ممالک میں اس کی shortage تھی، ہماری حکومت نے کوشش کی ہے لیکن اس کے ابھی وہ نتائج نہیں آئے جو ہم توقع کر رہے تھے تو میں یقیناً یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہماری کمی رہ گئی تھی وہ یہ تھی کہ ہمارا جو distribution mechanism تھا اس میں محکمہ زراعت کا جو role ہونا چاہئے تھا وہ missing تھا۔ ہمارے محکمہ زراعت کے وزیر نے بتایا کہ تقریباً ساڑھے 30 ہزار ملازمین ہیں اور اس میں زیادہ تر field assistant ہوتے ہیں میں نے یہ دیکھا کہ field کے اندر اور دیہاتوں میں جا کر field assistants اپنا کام اور اپنی ڈیوٹی نہیں دے رہے تھے، یہ job ان کی تھی، ان کو چاہئے تھا کہ اپنے کاشتکاروں تک کھاد مہیا کرواتے اس کی میں نے وزیر زراعت صاحب کو بھی گزارش کی تھی اور وہ یقیناً اس کا نوٹس لیں گے اور میں امید کروں گا کہ آئندہ سال اس کا خیال کریں تاکہ آئندہ سال ہمیں اس چیز کو نہ face کرنا پڑے۔ آخر میں، شوگر ملز کے حوالے سے بات ہوئی اس میں کہا گیا کہ صرف دو کروڑ روپے کی payments outstanding ہیں۔ ننکانہ صاحب کے اندر ایک شوگر مل ہے حسیب وقاص کے نام سے اور روزانہ وہاں سینکڑوں کی تعداد میں زمیندار بے چارے اپنے پچھلے سال کے C.P.R لئے پھر رہے ہیں اور ان کی ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہو رہی تو میں آپ کے ذریعے وزیر خوارک سے درخواست کروں گا کہ وہ اس چیز کا سختی سے نوٹس لیں اور جو کاشتکار ہیں ان کی میں فہرستیں فراہم کروادوں گا۔

جناب سپیکر: جی، جی، آپ کروائیں۔ اس پر فوری عمل کریں گے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر ! اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر زراعت صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں کلو صاحب نہیں ہیں۔ انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب!۔۔۔ وہ بھی نہیں ہیں ۔ جی ، محترمہ خدیجہ عمر فاروقی صاحبہ!۔۔۔ وہ بھی نہیں ہیں ۔ چودھری محمد ارشد صاحب!۔۔۔ جی، چودھری خالد جاوید اصغر گھرال صاحب بھی نہیں ہیں؟ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔کاشتکار ایک مظلوم طبقہ ہے جس کے متعلق بات کرنے کے لئے میرا خیال ہے دِن ہونے چاہئیں۔آپ تو ہمیں سیکنڈ دے رہے ہیں ایک طرف ہمیں باری دیتے ہیں دوسری طرف یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ٹائم بھی دیکھ لیں کہ ختم ہونے والا ہے۔یہ وہ مظلوم طبقہ ہے جو پریشانی میں رات دن گزار کر شہروں میں رونق دیتا ہے،ملک کی خدمت کرتا ہے،سب مصیبتیں جھیل کر ملک کی معیشت مضبوط کرتا ہے کیونکہ اب لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے میں اس میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔اس میں یہ ہے کہ ہمارے ملک کی بد نصیبی یہ ہے کہ تمام دنیا کے زرعی ملکوں سے ہماری اوسط پیداوار کم ہے۔ہمیں سب سے زیادہ ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہماری اوسط پیداوار جو ہماری اجناس کی ہے وہ بڑھنی چاہئے۔اس کے لئے میری دو چار تجاویز ہیں جو میں دینا چاہتا ہوں۔اس میں ہمارے کاشتکار کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ زمین کا لیبارٹری سے test کروانا بہت ضروری ہے۔ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے چھوٹے کاشتکار کو جو کھاد بھی مل جاتی ہے وہ ڈال دیتے ہیں ان کو یہ نہیں پتا کہ نائٹروجن کی کمی ہے، فاسفورس کی کمی ہے، کیلشیم کی کمی ہے،پوٹاشیم کی کمی ہے۔اگر اس کا بندوبست کر دیا جائے کہ زمین کا ٹیسٹ ہونے کے بعد اس کا خرچہ بھی کم ہو گا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس کی اوسط پیداوار بھی بڑھ سکتی ہے اور اس کے لئے Agriculture Minister صاحب بیٹھے ہیں ان کے پاس ہر یونین کونسل میں field test ہے جس طرح میرے عزیز نے کہا ہے کہ اس کا کوئی کام نہیں ہے فارغ پھرتا ہے اس کی ڈیوٹی اگر یہ لگا دیں کہ آپ ایک رجسٹر بنائیں اور اپنی یونین کونسل کے جتنے چھوٹے کاشتکار ہیں ان کا تجزیہ کر کے اپنے پاس رکھیں اور جس طرح ڈاکٹر ایک نسخہ دیتا ہے جا کر ان کو دیں کہ آپ کی زمین میں نائٹروجن نہیں ہے، فاسفورس نہیں ہے یا کیلشیم نہیں ہے اس کی یہ ڈیوٹی لگا دیں تو حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر کاشتکار کو جو اس کی ضرورت زمین کے لئے ہو گی وہ کاشتکار کو مہیا ہو گی اور اس سے پیداوار بڑھ سکتی ہے۔دوسرے نمبر پر اگر رقبے level کرا دیں تو اس سے ہماری اوسط پیداوار بڑھ سکتی ہے۔ ہمارے رقبے level نہیں ہیں کچھ رقبے پانی زیادہ کھڑا ہونے کی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں اور کچھ رقبے پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں اس کے لئے بھی اگر water management اور

agricultureکا ایک سیل بنادیں یونین کونسل کی حد تک یا تحصیل levelپر اور ان کی یہ ڈیوٹی ہو ، جیسے واٹر بناتے ہیں، پختہ کھال بناتے ہیں ایسے ہی اگر یہ چھوٹے کاشتکاروں کے رقبے levelکرنے شروع کر دیں اور ان کا جو خرچہ ہے جیسے کھاد میں وہ پیسے وصول کرتے ہیں قسطوں سے، آبیانے سے اس طریقے سے کاشتکار سے بھی وصول کیا جائے تو اس میں زمین کا ٹیسٹ اور رقبہ کا levelہونا ہماری اوسط پیداوار کے لئے نہایت ضروری ہے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ ہمارا ریسرچ سنٹر جو کروڑوں روپے لے رہا ہے، بجٹ لے رہا ہے لیکن آج تک اس نے ہمیں کچھ نہیں دیا ہمیں بتائیں کہ کاٹن کا آج تک

جناب سپیکر: یہ غور سے سُنیں۔ منسٹر صاحب بات ہو رہی ہے، اس کو غور سے سُنیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! کاٹن ہو یا کوئی اجناس ہو ہمیں افسوس ہے کہ دوسرے ملکوں میں بھی وائرس آیا تھا لیکن ایک، دو سال میں انہوں نے اپنے ملک کو وائرس سے پاک کر لیا۔ آج پتا نہیں کتنا عرصہ گزر گیا ہے کہ وائرس ہمارے ملک میں ہے لیکن ہمارے ریسرچ سنٹر نے آج تک ایسا کوئی seed نہیں تیار کیا جو وائرس سے پاک ہو اور وائرس سے پاک بیج کاشتکار کو مہیا کر سکیں۔ بجٹ ضرور دیں، میں یہ نہیں کہتا کہ ریسرچ سنٹر میں بجٹ نہ دیں لیکن اس کی نگرانی کے لئے کوئی ایسی ٹیم مقرر کریں کہ وہ اس کا آڈٹ کریں جو کچھ وہ لیتا ہے، جس مقصد کے لئے وہ ٹارگٹ بھی پورا کر رہا ہے یا نہیں کر رہا۔ یہ سب کچھ ہونے کے بعد جب کاشتکار کا levelبھی ہو گیا، فرض کر و لیبارٹری ٹیسٹ بھی ہو گیا، بیج بھی اچھا مل گیا اس کے بعد اس کو جعلی دواؤں والے دشمن سے واسطہ پڑ گیا، جعلی ادویات والے آ گئے جو کاشتکار کی تیار شدہ فصل کے دشمن، ملک کی معیشت کے دشمن میدان میں آ گئے۔ میں جناب Agriculture Ministerکا شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ میں نے جعلی ادویات کے جرم میں اتنے لوگوں کو پکڑا ہے مگر یہ تو نہیں بتایا کہ ان کو سزا کیا دی گئی ہے؟ ان کو جب تک سخت سے سخت سزا نہیں دی جائے گی ہمارا ملک جعلی ادویات سے پاک نہیں ہو سکتا۔ کاشتکار کو زرعی بنک کے قرضوں سے نجات دی جائے۔ ان کو سود کے بغیر قرضے دیئے جائیں۔ جو ہمارا ہمسایہ ملک ہے وہاں پانی، بجلی، قرضے سب مفت دیتے ہیں آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا ہمسایہ ملک جنس کے لحاظ سے خود کفیل

ہو چکا ہے لیکن آج تک ہم نہیں ہو سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں ہم کاشتکار کو مہیا نہیں کر رہے ہیں۔

جناب والا! تیسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ ایک مظلوم طبقہ صرف کاشتکار ہی ہے کہ جو اپنی جنس کی قیمت تک مقرر نہیں کر سکتا جتنی محنت کرے جتنی کھاد ڈالے جو خرچہ کرے۔ ایک ریڑھی والا جو پیاز لے کر گھر سے نکلتا ہے اس کو بھی پتا ہوتا ہے کہ میں دو من پیاز لے کر جا رہا ہوں اس پر مجھے اتنا منافع ہو گا۔ کاشتکار جو کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کی قیمت مقرر کرنے والے اور ہوتے ہیں جو کاشتکار کی مصیبت کو نہیں سمجھتے۔ کم سے کم ہر کاشتکار کو بھی قیمت مقرر کرنے میں اس کو حصہ ملنا چاہئے۔ میں اس پر آتا ہوں کہ کھاد جو نہیں مل رہی وہ ڈیلر کی پریشانی کی وجہ سے نہیں مل رہی۔ کھاد کا انہوں نے نہیں بتایا، جب کھاد کی یہ حالت ہے تو کھاد ڈیلروں کو نہ دیں اس کو ہیڈ کوارٹر پر جمع کریں، بڑے بڑے قصبوں پر جمع کریں۔ ایگریکلچر کے افسر بھی ان کے ڈیلروں کے ساتھ مل کر کمیشن لے رہے ہیں ۔ وہ خود یہ سب کچھ کروا رہے ہیں، خدا کے لئے ان کے لئے کوئی اور انتظامیہ کے افسر شامل کریں جس سے وہ کمیشن نہ لے سکیں اور کاشتکار کو کھاد صحیح طریقے سے مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! صرف ایک اور بات کہنا چاہوں گا کہ فوڈ سٹمپ اور سستی روٹی پر 17۔ارب روپے خرچ کر دیئے ہیں، خدا کے لئے یہ 17۔ارب روپیہ پیسا خرچ کیا گیا ہے یہ سستی روٹی جو دو روپے والی ہے اس کو کھانے کے لئے لوہے کے دانت ہونے چاہئیں، یہ ربڑ کی روٹی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ بس، شکریہ۔ بہت شکریہ۔ جناب الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آخر کار مجھے بہت دیر انتظار کے بعد موقع مل ہی گیا۔ میرا خیال تھا کہ خواتین پر کچھ ترس کھایا جائے گا، مجھے پہلے آپ خود ہی announce کر دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ دیکھیں ناں! یہاں مرد/خواتین کی بات نہیں ہے۔یہاں معزز ممبران کی بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہی مجھے اختلاف ہے کہ یہاں خواتین کے ساتھ بہت ہی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ suggestions دے دیں۔بس ذرا جلدی کریں، پھر آپ کہیں گے کہ ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: میرے معزز بھائیوں نے یہاں پر زراعت کے حوالے سے اتنی بات چیت کی ہے۔مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خواتین بھی کسان ہیں اور سب سے زیادہ role زراعت میں جو ہے، آپ دیہاتوں میں جا کر دیکھیں کہ خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں بلکہ مردوں سے زیادہ کام کر رہی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! وہ زیادہ کام اس لئے کر رہی ہیں کہ وہ گھر کا کھانا پکانا، بچوں کو پڑھانا لکھانا، گھر کے کام کاج کے علاوہ آپ کو جانوروں کو چارہ ڈالتے ہوئے بھی نظر آئیں گی۔

جناب سپیکر: یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، سب جانتے ہیں۔آپ suggestions دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ان خواتین کے لئے میں وزیر زراعت کو یہ suggestions دینا چاہوں گی کہ خواتین کا اتنا اہم رول ہے لیکن ان خواتین کو معاوضے کے سلسلے میں کبھی بھی کچھ نہیں مل رہا ہوتا۔آپ یہ دیکھئے کہ وہ اتنا کام کرنے کے باوجود بھی، عورتیں وہاں پر جتنا کام کر سکتی ہیں جب کسی بھی چیز کا معاوضہ ہاتھ میں آتا ہے تو وہ ایک مرد کے ہاتھ میں آتا ہے وہ عورت کے ہاتھ میں نہیں جاتا اور وہ اسے اس قابل نہیں سمجھا جاتا ہے کہ اسے سود سے پاک کوئی قرضہ دے دیا جائے۔میری suggestion ہے کہ عورتوں کو خاص طور پر سود سے پاک قرضے دیئے جائیں جن میں انہیں مویشی پالنے کی کوئی سکیمیں دی جائیں، فصل اگانے کے لئے دی جائیں، پھر وہاں کھڈی پر عورتیں کپڑا بُن رہی ہوتی ہیں، سوت کات رہی ہوتی ہیں، کولہو پر تیل نکالا جا رہا ہوتا ہے۔پوری دنیا میں آج ہربل کی مارکیٹنگ ہو رہی ہے، ہربل سے related عورتیں وہاں پر بہت زیادہ کام کر سکتی ہیں، علاقائی دستکاری

کے حوالے سے وہ بہت زیادہ کام کر رہی ہوتی ہیں، انہیں موقع پر تربیت اور awareness فراہم کرنے کے لئے کسی کے پاس بھی کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ساری باتیں ہو چکی ہیں، بڑی facts and figures کے حوالے سے ہو چکی ہیں۔ میں ایک general concept بھی آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی کہ ہمارے ہاں آپ نے دیکھا ہے کہ آپ نے کہیں نہیں سنا ہو گا کہ ایک گھر میں بچے کو یہ تو کہا جاتا ہے کہ تم بڑے ہو کر ڈاکٹر بنو گے انجینئر بنو گے لیکن میں نے نہیں سنا کہ کسی بچے کو کہا جائے گا کہ تم بڑے ہو کر کسان بنو گے بڑے کاشتکار بنو گے بڑی فصل اگاؤ گے اس سلسلے میں کوئی بڑا کارنامہ کرو گے اس حوالے سے ایسا اس لئے نہیں ہوتا کہ آپ جا کر دیکھیں کہ چاہے بڑے سے بڑا زمیندار ہے یا غریب سے غریب زمیندار ہے، وہاں پر environment ایسا ہے کہ وہاں پر کوئی بھی رہنا نہیں چاہتا۔ اس علاقے سے بڑے بڑے ہمارے جو جاگیر دار ہیں ان کے بچے پڑھ لکھ کر جا کر باہر ملکوں میں یا یہاں شہروں میں آ کر بڑی بڑی jobs لے رہے ہوتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہ ایک اہم point ہے، اس کو ہنسی مذاق میں نہ اڑایا جائے۔ یہ ایک بہت serious issue ہے کہ لوگوں کو ایسا environment provide کیا جائے، اگر وہاں پر ایک جگہ کوئی بہتر فارم ہاؤس ہے، وہاں فصل سے related کوئی فیکٹری کام کر رہی ہے تو وہاں پر اچھے سکول ہونے چاہئیں، وہاں پر ہیلتھ سنٹرز ہونے چاہئیں، وہاں پر سڑکیں ہونی چاہئیں تاکہ کل کو ہماری جو نسل ہے وہ اس کو بطور پیشہ اختیار کرے اور بڑی خوشی سے اس کو اپنا پیشہ بنائے اور اس میں ایک جدت اختیار کرنے کے حوالے سے بھی ان کو awareness دی جائے۔ زرعی یونیورسٹیاں زیادہ سے زیادہ قائم کی جائیں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے بہت باتیں ہوئی ہیں لیکن ایک suggestion میں آخر میں دینا چاہوں گی، میں نے بہت زیادہ بات نہیں کرنی ہے کہ ابھی تک میرے مشاہدے میں جو چیز آئی ہے کہ اگر زرعی قرضے دیئے بھی جاتے ہیں، جو چھوٹا کسان ہے وہ پیسوں سے بہت زیادہ تنگ ہے، اس کے پاس اپنی باقی ضروریات کے لئے بھی پیسا نہیں ہے، اگر اس کو قرضہ ملتا بھی ہے تو وہ بجائے اس کے

کہ اپنی فصل کی ضرورت پوری کرے، اکثر وہ پیسا قرضہ اتارنے میں خرچ کر دیتا ہے یا اپنی کسی اور ضرورت مثلاً شادی بیاہ یا کسی اور رسم ورواج پر خرچ کر دیتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یا پیجارو جیپ لیتا ہے۔(قہقہے)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! چھوٹا کسان پیجارو جیپ دیکھ سکتا ہے خرید نہیں سکتا۔ میں یہاں پر آپ کے توسط سے یہ suggestion دینا چاہوں گی کہ اگر غریب کسان جس کے پاس چند ایکڑ زمین ہے اس کو بجلی، پانی، بیج، کھاد اور جو بھی فصل کے لئے requirement ہے ادویات وغیرہ اس کو بالکل free of cost وہاں پر provide کی جائیں اور جس وقت فصل بکنے کا وقت آئے اور وہ فصل جب محکمہ اٹھانے لگے تو اس وقت اس کا معاوضہ اسے ادا کیا جائے اور اس فصل میں سے اگر اس کو حصہ provide کر دیا جائے تو وہ اس وقت اپنے مسائل کے حوالے سے جو اس کی بہت سی ضروریات ہیں وہ پوری نہیں کر پاتا ہر چیز خرید نہیں سکتا یا اپنا وہ جو قرضہ بھی لیتا ہے وہ اپنے کسی اور رسم ورواج پر خرچ کر دیتا ہے تو اس طرح اس چیز کے اوپر قابو پایا جا سکے گا۔ میرے بھائی نے آج ابھی ایک مثال بھی دی تھی کہ ہمارے ہمسایہ ملک میں یہی ہے کہ ٹیوب ویلوں پر ان کو بجلی مفت فراہم کی جاتی ہے، وہاں پر تو اتنی زیادہ فصل لی جا رہی ہے کہ صرف ایک صوبہ پنجاب ان کا ہے جو باقی اٹھائیس صوبوں کو اناج provide کر رہا ہے۔ ہمارے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے اگر ہم ایسا نہیں کر رہے تو یہ ہمارے رویوں کا بحران ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ہمیں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹائم ختم ہوا۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں پر زراعت کے حوالے سے بہت بات ہوئی ہے۔ جب ہمارے کسان کو اگر اس کھیت سے روٹی میسر نہیں تو یہ لمحہ فکریہ ہے۔ میں اس موقع پر یہ کہوں گی کہ:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر: چلو!وہ پرانی بات ہو گئی ہے،اب چھوڑ دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک منٹ، بہن نے ابھی جاگیروں کی بات کی تھی تو میں یہ کہوں گا کہ:

All Jageers in Punjab were abolished by the Revolution of Jageers Act, 1952.

تواب پنجاب میں کوئی جاگیر نہیں ہے۔کوئی جاگیر دار نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی۔چھ ہزار پی آئی یو سے زیادہ کوئی رکھ ہی نہیں سکتا۔کوئی جاگیر دار ہے ہی نہیں۔ پنجاب میں تو نہیں ہے۔اگر اور کہیں ہو گا تو میں نہیں کہہ سکتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بڑے جاگیر دار سے مطلب یہ ہے، میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی زمین پر جدید خطوط پر بہتر کاشتکاری کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی، شکریہ۔محمد سعید مغل صاحب!

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔بہت سے دوستوں نے زراعت پر بات کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجاویز دے دیں۔

جناب محمد سعید مغل: جی، میں تجاویز ہی دوں گا۔ ایک ایسا topic جسے کسی دوست نے touch نہیں کیا انشاء اللہ میں وہ touch کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔

جناب محمد سعید مغل: ہمارے ملک میں سب سے زیادہ کمی پانی کی ہے اور ہماری مجبوری ہے کہ ہندوستان نے ہمارے دریاؤں کا پانی روک لیا، ان پر ڈیم بنا کر اپنے علاقوں کو سیراب کر لیا اور ہمارے

علاقوں نے آہستہ آہستہ بنجر ہونے کی طرف سفر شروع کر دیا۔ میری تجویز ہے کہ زمیندار کو drip irrigation کی طرف راغب کیا جائے تاکہ کم پانی سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکے۔ بجلی پیدا کرنے کے لئے جو ڈیم بنانے ہیں شاید ہم سیاسی مصلحت کے شکار ہو جائیں اور شاید وہ اس طرح نہ بن سکیں لیکن اریگیشن کے لئے کم از کم وہ ڈیم جن کی height کی بہت زیادہ ضرورت نہیں ہوتی وہ ضرور بنائے جائیں اور کسی مصلحت کا شکار نہ ہوا جائے۔اس میں میرا دوسرا point یہ ہے کہ sprinkle irrigation جو بارش کی طرز پر سپرے کی صورت میں پانی دیتی ہے اس میں بہت زیادہ level کی بھی ضرورت نہیں ہوتی اور ہر جگہ پر مناسب طریقے سے بارش کی طرح equal watering ہو جاتی ہے۔اس طرح پیداوار میں 30 فیصد تک اضافہ اور پانی کی 40 فیصد تک بچت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ جو دونوں باتیں کر رہے ہیں کبھی اندازہ لگایا ہے کہ اس پر فی ایکڑ کتنا خرچ آئے گا؟

جناب جاوید حسن گجر: یہ small farming کے لئے ہے۔

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! میں نے اپنی زمینوں پر تجربے کئے ہیں پھر یہ بات کی ہے، یہ بات baseless نہیں ہے۔ میں مختصر اور اشارے کے طور پر تیسری بات کروں گا کہ خاص طور پر کھاد کی فراہمی اور سپلائی کے بارے میں بہت دوستوں نے اظہار رنج بھی کیا اور سپلائی پر drawbacks بھی ظاہر کئے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے fertilizing ادارے جو کھاد پیدا کرتے ہیں ان کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنے میں کیا رکاوٹ ہے، ہم ہر چیز کو subsidize کر رہے ہیں تو یہ ادارے پیداواری صلاحیت کیوں نہیں بڑھا سکتے۔؟ ان کو assist کیا جائے اور سو سو میل کے فاصلے پر نئے fertilizing units لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! زمیندار بڑی مہنگی ادویات خریدتا ہے لیکن اسے یہ پتا نہیں ہوتا کہ میں خالص ادویات لے کر جا رہا ہوں یا ملاوٹ والی ؟ وہ اللہ کے آسرے پر زمین میں ڈال دیتا ہے لیکن اس بے چارے کو فائدہ نہیں ملتا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس پر سخت نگرانی کی جائے اور ملاوٹ شدہ ادویات سپلائی کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے۔ زمیندار کا استحصال تو یہ ہے۔ ایک اور اہم بات ہے

اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ point کسی دوست کے ذہن میں آ جائے لیکن بلوچ صاحب نے وہ touch کر دیا ہے۔انھوں نے زمین کے ٹیسٹ کی جو بات کی ہے this is very important زمیندار کو تو یہ بھی نہیں پتا کہ میری زمین میں کس چیز کی shortage ہے اور اس میں کیا چیز add کروں تو میری پیداوار میں اضافہ ہو گا اسے صرف یہ پتا ہے کہ ڈی اے پی ڈالیں گے تو بجائی ہو گی، یوریا ڈالیں گے تو دانہ بنے گا لیکن یہ پتا نہیں کہ میری زمین کے اندر کیا کمی ہے اور کیا چاہئے ؟ لہذا میری استدعا ہے کہ اس سلسلے میں موبائل ٹیمیں ہوں جو دیہاتوں میں جا کر ان کی زمینوں کو وہیں پر ٹیسٹ کریں اور انھیں بتائیں کہ آپ کو یہ پیداوار لینے کے لئے اس زمین کے لئے اس اس کھاد کی ضرورت ہے۔میں چھ منٹ سے بھی جلدی کام ختم کر گیا ہوں۔شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، کرم الہیٰ بندیال صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کوآپریٹو (جناب کرم الہیٰ بندیال): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری اس طرح بات نہیں کر سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کوآپریٹو (جناب کرم الہیٰ بندیال): جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے بھائی نے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہر حال آپ دونوں ہی part of the government ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے ساتھ بڑا برا ہوا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!آج کی بحث یوریا کھاد کی دستیابی، عدم دستیابی، short supply, manipulator short supply پر بحث تھی لیکن اس پر بحث نہیں ہوئی اور کچھ پتا نہیں چلنے دیا گیا کہ اس کے پس پردہ کیا بات ہے ؟اور اس کی بہتری کیسے ہو سکتی ہے ؟

جناب سپیکر:آپ ذرا اس کو پڑھیں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!آپ اس پر مجھے دو منٹ دے دیں۔کتنے دوست نہیں آئے لہذا کسی ایک کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر:آپ فکر نہ کریں۔میں اور آپ دونوں ادھر بیٹھ کر بات کریں گے۔میں بھی آپ کی بات پوری طرح سنوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کوآپریٹو(جناب کرم الہیٰ بندیال):جناب سپیکر!میری چند تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر:میرا خیال اے کہ چنگی گل تاں ایہہ اے کہ تسیں suggestions لکھ کے دے دیو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کوآپریٹو(جناب کرم الہیٰ بندیال):جی درست ہے۔میں لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔جی،ملک عادل حسین اترا!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!نہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں ایک شعر بندیال صاحب کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی۔

سید حسن مرتضیٰ:انہاں نال جو ہویا میں اس دے اُتے۔

جناب سپیکر:نہیں نہیں۔ایہہ ہوئے والی گل نہیں۔میرے لئے قابل احترام ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں تاں اینہاں دی ترجمانی کر رہیاں آں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:

میں مارا جاؤں گا پہلے کسی فسانے میں
پھر اس کے بعد حقیقت میں مارا جاؤں گا
چپ رہا تو مار دے گا میرا ضمیر
جو گواہی دی تو عدالت میں مارا جاؤں گا

اگر یہاں پر ایک زمیندار کو بولنے کی اجازت نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ضمیر اسے مار دے گا۔

جناب سپیکر: وہ تو part of the government ہیں۔ میری ہمدردیاں بھی ان کے ساتھ ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: ان کی کمیونٹی کے ساتھ جو باہر ہو رہا ہے اگر آج وہ یہاں پر بولیں اور گواہی دیں تو پھر ان کی پارلیمانی سیکرٹری شپ جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اترا صاحب!

ملک عادل حسین اترا: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ کل منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم نے محکمہ زراعت کے افسروں اور فیلڈ اسسٹنٹس کو موٹر سائیکل اور بہت سی مراعات دی ہیں۔ وہ کس لئے دی ہیں؟ آج تک کوئی فیلڈ اسسٹنٹ یا زراعت آفیسر کسی کاشتکار کی رہنمائی کے لئے نہیں گیا۔ وہ تو صرف اپنے بچوں کی، اپنے خاندان اور اپنے افسران ضلع کی خدمت میں ہی پیش پیش رہتے ہیں۔ کھاد کی کوئی کمی نہیں تھی مگر ذخیرہ اندوزوں نے وفاقی اور صوبائی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے ذخیرہ کیا جس وجہ سے یہ بحران پیدا ہوا ہے۔ کافی عرصہ بعد محکمہ زراعت کو کھاد سپلائی کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی مگر افسوس کہ انھوں نے بغیر کسی منصوبہ بندی کے کھاد تقسیم کی ہے۔ ایک بے چارہ شریف کاشتکار لائن دیکھتا رہا ہے اور سارا دن اپنی عزت اور جیب بچانے کے لئے کھڑا رہا ہے لیکن اسے کھاد نہیں ملی تو اس نے اسی شام کو انھیں مفاد پرست عناصر سے

وہی کھاد black میں خریدی۔اس سے تو کسانوں کا بہت نقصان ہو رہا ہے اور ہماری آنے والی پیداوار بھی کم ہو گی۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ایک پسماندہ ضلع بھکر سے ہے لیکن وہاں لاہور اور فیصل آباد کے حساب سے آبیانہ لیا جارہا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے۔جب ہمیں قرضہ دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ آپ کی زمین کی حیثیت کم ہے اور آپ کے کم یونٹ بنتے ہیں لہذا آپ کم قرضہ لیں۔حالانکہ ادھر زیادہ قرضہ ملتا ہے لہذا اس پر غور کیا جائے اور اسی حساب سے ہم پر آبیانہ بھی کم لاگو ہونا چاہئے۔بھلا ہو نواب آف کالا باغ کا جس نے میری تحصیل بھکر میں ایک شوگر مل لگائی تھی لیکن اس کے بعد کوئی انڈسٹری نہیں لگی لہذا استدعا ہے کہ اس مل سے شوگر سیس کا پیسا لے کر میرے ضلع کی سڑکیں بنائی جائیں تاکہ میرے ضلع کے غریب کاشتکار گھر سے منڈی تک بآسانی اپنی فصل لا سکیں۔میں آخر میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پڑوسی ملک کی طرح نفع نقصان دیکھے بغیر یہاں کے کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دیں۔پھر آپ دیکھیں کہ ہمارا صوبہ اور ملک کتنی ترقی کرتا ہے۔ میں ایک اور گزارش بھی کرنا چاہتا ہوں مجھے افسوس ہے کہ آج اتنی اہم بحث ہو رہی ہے لیکن پریس والے نہیں آئے حالانکہ کسی اداکارہ کا چالان ہو جائے تو سارے آتے ہیں۔آج ہم انہی بے چارے کاشتکاروں کی وجہ سے زندہ ہیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔محمد حفیظ اختر چودھری صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں دو تین تجاویز دوں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے۔زمیندارہ، کاشتکاری میں تین چار inputs انتہائی ضروری ہیں۔ان میں سب سے پہلے land levelling ہے۔جیسا کہ ابھی ہمارے بھائی نے کہا کہ حکومت کو تحصیل کی سطح پر laser leveller دینے چاہئیں۔جیسے جیسے levelling ہو گی ویسے ویسے پانی کی consumption بھی کم ہو گی اور جب field میں پانی کی consumption کم ہو گی تو نہروں کا پانی زیادہ علاقوں کو سیراب کر سکے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ ہر یونین کونسل میں ایک زراعت آفیسر ہونا چاہئے جو زمینداروں کی ایک formal meeting arrange کرے اور irrigational system پر لیکچر دے، اس کی provision کے بارے میں زمینداروں کو سمجھائے۔ آج تک agriculture extension مختلف ذرائع سے، مختلف اوقات میں pesticides کی applications بتاتا رہا ہے، seeds کے بارے میں بتاتا رہا ہے لیکن آج پانی کی کمی کی وجہ سے ہمارے پنجاب میں جو نہریں بند پڑی ہیں اس کی وجہ سے field میں پانی کی کمی ہے۔ یہ کمی تب ہی پوری ہو سکتی ہے جب water irrigational system کی اچھی طرح سے management کی جائے اور کسانوں کو بتایا جائے کہ ہم نے flood irrigation نہیں کرنی۔ ایک دفعہ نکا کھول کر سو نہیں جانا۔ جب پانی پوری طرح ہر بنے کے اوپر سے تیرتا ہے تو اس وقت بند کیا جاتا ہے حالانکہ جتنی بھی فصلیں ہیں وہ ساری کی ساری wet system میں ہوتی ہیں۔ جس فصل کو بھی flood irrigation ملے گا اس کی average کم ہو گی۔ پانی کم لگنے کی وجہ سے گندم کی فصل زیادہ ہو گی، اس کا potential زیادہ ہو گا، کاٹن کی پیداوار زیادہ ہو گی۔ اسی طرح باقی جو minor crops ہیں ان کو بھی جتنا پانی کم ملے گا ان کی production اتنی ہی زیادہ بڑھے گی۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعظم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک Labour Conference call کر کے ہمارے ملک کے غریب، مزدور لوگوں کو سنا اور ان کے مسائل کے حل کے لئے تجاویز لیں کیونکہ ان لوگوں کی کوئی شنوائی نہیں ہے، industrialist ان کی سنتا نہیں ہے۔ ان کی مراعات کے لئے انھوں نے کانفرنس call کی ہے۔ میں آپ اور وزیر اعلیٰ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ جہاں آپ نے مزدوروں کے لئے مراعات دینی ہیں، social security کے ہسپتال بنانے ہیں، social securities کے لئے کالونیاں بنانی ہیں وہاں پر ہمارے زراعت کے جو مزدور ہیں ان کو بھی مراعات دی جائیں۔ دیہاتوں میں social security کی ڈسپنسریاں بنائی جائیں تاکہ ان کو صحت کی سہولتیں میسر آ سکیں اور ان کے اخراجات کم ہو سکیں۔

جناب سپیکر! seed کی procurement کے لئے پنجاب سیڈ کارپوریشن کی جو efficiency ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہے۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن کا field staff تھوڑا سا سست ہو

گیا ہے جس کی وجہ سے پرائیویٹ سیکٹر آگے بڑھ رہا ہے اور وہ اپنی من مانی کر کے، اپنی مرضی کے نرخوں سے کسانوں کو بیج دے رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ وزیر زراعت کو اس پر ایکشن لینا چاہئے اور پنجاب سیڈ کارپوریشن کے field staff کو تھوڑا سا motivate کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ time دیکھ رہے ہیں، مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔ seed production کے لئے میں نے پچھلی اسمبلی میں بھی کہا تھا کہ ہمارے agriculture graduates کو accommodate کرنے کے لئے وہ زمین lease پر دی جائے جو کہ ویران پڑی ہے۔ یہ زمین ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے ان کو lease پر دی جائے جہاں پر وہ seed کی production کریں تاکہ agriculture graduates اپنی آمدنی بڑھا سکیں اور ہمارے پنجاب میں بیج کی جو کمی ہے وہ بھی پوری ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ fertilizers کی اتنی کمی نہیں ہے جتنی کہ mismanagement ہوئی ہے۔ آڑھتی سسٹم نے اپنی من مانی کی ہے، لوگوں کو بھیج کر، لائن میں اپنے لوگوں کو لگا کر انھوں نے کھاد حاصل کی اور پھر دوبارہ اپنی مرضی سے اس کے نرخ وصول کئے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ پنجاب حکومت اور محکمہ زراعت جہاں پر fertilizers اور باقی چیزوں کے لئے محنت کر رہا ہے وہاں پر agriculture extension کو یہ چاہئے کہ وہ اپنے field staff assistant یا جو بھی agriculture staff ہے اس کو یہ ہدایت کی جائے کہ کسانوں کی میٹنگ بُلا کر آنے والی فصل کے بارے میں بتایا جائے کہ یوریا کس وقت لگانی ہے، دوسری کھاد کس وقت دینی ہے۔ اسی طرح اگر یوریا کی تین application کی بجائے دو application ہوں تو اس سے یوریا کھاد کی کمی پوری ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ میرے بھائی لغاری صاحب نے کہا ہے کہ D.A.P کی substitution اور fertilizers بھی ہیں۔ ان میں T.S.P,S.S.P ہے ان کی طرف بھی ہمیں توجہ دینا ہو گی۔ ہمیں اپنے field staff کو اس بارے میں استعمال کرنا ہو گا۔ جب ہمارا field staff utilize ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا fertilizers کا سسٹم ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! cotton zones, areas میں شوگر انڈسریز کو develop کیا جا رہا ہے۔ خدارا! آنے والی نسل کو اس چیز سے بچایا جائے۔ cotton zones میں لگنے والی شوگر

انڈسٹریز کو آئندہ کے لئے ban کیا جائے۔اس علاقے کے لئے شوگر انڈسٹریز کے لائسنس جاری نہ کئے جائیں تاکہ cotton zones میں کاٹن ہی کاشت ہوتی رہے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک آخری بات عرض کر کے بیٹھ جاؤں گا۔ڈنمارک کی پاکستان میں ایک کمپنی آئی ہے۔ہمارا Jatropha کے نام سے ایک ornamental plant ہے۔اس نے کمپنی Jatropha کے seed سے oil energy حاصل کرنا شروع کی ہے۔انھوں نے یہاں پر آکر farmers کو اس کی کاشت کے لئے بہت زیادہ incentives دیئے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ اس کمپنی کے ساتھ رابطہ کر کے Jatropha کی plantation کے لئے اور Jatropha کی cultivation کے لئے کام کریں تاکہ ہم oil energy ethanol کی بجائے Jetropha کے seed سے produce کر سکیں۔یہ oil آپ کی گاڑیوں میں استعمال ہوگا اور ہم جو اپنا بہت زیادہ foreign exchange پٹرول وغیرہ پر ضائع کرتے ہیں اس سے ہماری بچت ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے ضلع رحیم یار خان میں تین ریسرچ سنٹرز ہیں۔ان میں سے دو میرے علاقے میں ہیں جبکہ ایک سنٹر میاں شفیع صاحب کے علاقے میں ہے۔ابھی میاں صاحب بھی اس بارے میں بات کر رہے تھے۔میں بھی ان کی تائید کروں گا کہ وہاں پر ڈیڑھ سو ایکڑ پر آپ جو سکول بنوا رہے ہیں خدارا وہ کسی اور جگہ پر بنائیں۔ہمارا وہ ریسرچ سنٹر جو کہ oil seed purpose کے لئے بنایا گیا ہے اس کی زمین نہ لی جائے۔بجائے اس کے کہ ہم اس سنٹر کو مزید develop کریں ہم الٹا اس کی ڈیڑھ سو یا سو ایکڑ زمین چھین کر سکول کے لئے دے رہے ہیں۔مہربانی فرما کر یہ سکول کسی اور جگہ پر shift کیا جائے، وہاں پر میاں شفیع صاحب کی زمین ہے ان سے معاوضہ دے کر زمین لی جا سکتی ہے۔اسی طرح خان پور میں Oil Research Centre ہے۔میں سب بھائیوں، پورے ہاؤس سے یہ درخواست کروں گا کہ 4 چک خان پور کے Oil Seed Research Center اور 101/P Cotton Research Center رحیم یار خان پر ریخبرز والوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! وہ عمارت ہمارے محکمہ زراعت کی ملکیت ہے۔ خدارا! ینجرز کو وہاں سے shift کروایا جائے۔ Oil Seed Research Centre Khan Pur میں بھی ریجرز کا ہیڈکوارٹر ہے اور رحیم یار خان 101/P میں بھی ریجرز کا ہیڈکوارٹر ہے یہ وہاں سے shift کئے جائیں تاکہ ہمارے ریسرچ انسٹیٹیوٹس بہتر طور پر کام کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس طرح ہم سب جانتے ہیں کہ کسی بھی جاندار میں ریڑھ کی ہڈی کلیدی حیثیت رکھتی ہے لیکن پاکستان ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود زراعت کے شعبے میں پسماندگی کی طرف جارہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان وجوہات کا پتا لگایا جائے جس کی وجہ سے ہمارا زرعی شعبہ ترقی کرنے کی بجائے پسماندگی کی طرف جارہا ہے اور بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ان وجوہات کو ختم کیا جائے۔ سب سے زیادہ جو مسئلہ زراعت کو درپیش ہے وہ پانی کا مسئلہ ہے۔ بھارت نے ڈیم بنا کر جو پانی کی کمی ہمارے ملک میں پیدا کی ہے اصولاً تو ہم سب کو سراپا احتجاج بننا چاہئے تھا لیکن اس مسئلے کو کسی نے اٹھایا ہے اور نہ ہی کسی نے کوئی احتجاج کیا ہے لیکن اب بھی جو پانی میسر ہے وہ ہماری فصلوں کے لئے ناکافی تو ہے لیکن اس میں سے بھی پانی کا ایک بہت بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پانی کو بہتر طریقے سے استعمال میں لایا جائے۔ نالے، نہریں اور کھالے وغیرہ ہیں، اگر ان کو پختہ کر دیا جائے تو بہت سا پانی ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔ پانی کے ضائع ہونے سے نہ صرف فصلوں میں کمی ہوتی ہے بلکہ پانی زیر زمین جا کر زرخیز زمینوں کو بنجر بھی کر دیتا ہے اس لئے پانی کے مسئلے کو خصوصی طور پر سامنے رکھ کر اس کے لئے انتظامات کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ زراعت کو جو دوسرا اہم مسئلہ درپیش ہے وہ زرعی ادویات اور کھاد کی عدم دستیابی ہے۔ زرعی ادویات کے سلسلے میں عرض کروں گی کہ جعلی ادویات کے سلسلے میں سخت کارروائی ہونی چاہئے اور آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے اپیل کروں گی کہ جس طرح انہوں نے میڈیسن میں اور آٹے کے بحران کے سلسلے میں سخت احکامات جاری کئے اور بہتر حکمت

عملی کے تحت آٹے کے بحران پر قابو پالیا گیا ہے۔اسی طرح جعلی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف بھی سخت کارروائی کی جائے۔ جعلی زرعی ادویات میں ایک اہم حصہ sampling کا عمل ہے۔ اگر sampling کے عمل کو شفاف کر دیا جائے تو بہتری ہو سکتی ہے۔اس کے علاوہ اس سلسلے میں جو فرمیں اور کمپنیاں مجرم ثابت ہوتی ہیں ان کو جو سزائیں دی جاتی ہیں ان سزاؤں کو سخت کر دیا جائے۔ sampling کا عملہ ایماندار ہو اور وہ شفاف طریقے سے sampling کرے۔ 2002 میں sampling کے تحت158 مقدمات درج ہوئے تھے جن میں سے صرف 128 مقدمات پر کارروائی ہوئی۔ان میں سے بھی بہت سے ایسے cases تھے جن پر کوئی action نہیں لیا گیا اور انہیں چھوڑ دیا گیا جبکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ان کے خلاف سخت کارروائی ہوتی۔ اس قانون کے تحت پانچ لاکھ روپے جرمانہ اور تین سال قید ہے جبکہ میری تجویز یہ ہے کہ ان سزاؤں کو بڑھا کر پانچ سال قید اور پندرہ سے بیس لاکھ روپے جرمانہ کر دیا جائے۔ سخت سزاؤں کے تحت جعلی ادویات کا کاروبار کرنے والوں کی یقیناً حوصلہ شکنی ہو گی۔ جہاں تک کھاد کی عدم دستیابی کا تعلق ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے چند مفاد پرست لوگوں نے آٹے کا بحران پیدا کیا تھا، کھاد کی shortage بھی انہی مفاد پرستوں نے جعلی طور پر پیدا کی ہوئی ہے۔اس سلسلے میں بھی اگر بہتر حکمت عملی اختیار کی جائے اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ کھاد کی قلت کو دور کیا جا سکتا ہے۔ابھی کچھ دن پہلے تک گندم کی فصل کو کھاد کی اشد ضرورت تھی لیکن آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ میری ناقص معلومات کے مطابق جو کھاد کی ملکی پیداوار ہے وہ ملکی ضرورت کے لئے ناکافی ہے اور ہم نے باہر سے جو کھاد منگوائی وہ جہاز گوادر پورٹ پر لنگر انداز ہو گئے۔ مرکزی حکومت اگر بروقت۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا وقت ختم ہوا۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ کرنل نوید ساجد صاحب!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میرے ساتھ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے ساری باتیں کر لی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! ابھی کچھ باقی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت موجود نہیں تھیں جب ہم نے time fix کیا تھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! کسی نے بھی اس ٹائم میں بات نہیں کی۔ سب نے زیادہ ٹائم لیا ہے ابھی ہمارے ساتھی نے دس منٹ سے زیادہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر: ایسا نہ کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب! آپ خود ٹائم دیکھیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ مزید بات کرنا چاہتی ہیں تو ان کے بعد آپ بات کر لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے تو دو منٹ میں بات ختم کر دینی تھی۔ میری کوئی لمبی تقریر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کریں اور جتنی دیر مرضی کریں۔ میں آپ کو نہیں ٹوکوں گا اور نہیں روکوں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنی تقریر کرتی جائیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: لیکن جناب! آپ جس طرح ٹائم دے رہے ہیں آپ تقریر کرتی جائیں آپ ٹوکیں گے نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! بس میں دو منٹ اور لوں گی۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ مرکزی حکومت اگر بروقت انتظامات کر لیتی تو یہ جو کھاد کا بحران پیدا ہوا ہے اس پر قابو پایا جا سکتا تھا۔ آخری point یہ ہے کہ print media اور electronic media کے ذریعے کاشتکاروں کو خصوصی تربیت دی جانی چاہئے۔ کھاد کو بروقت استعمال کرنے کا طریق کار بھی بتانا چاہئے کیونکہ ہمارا جو کاشتکار طبقہ ہے اور خصوصاً جو چھوٹے کاشتکار ہیں وہ زیادہ تر ان پڑھ ہیں، ان کو ادویات کے استعمال کا صحیح طریقہ معلوم نہیں ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے کاشتکاروں کو تربیت دی جائے، فصل کی بوائی کے وقت ان کو بتایا جائے اور electronic and print media کے ذریعے ان کو اس بات سے آگاہی حاصل ہو کہ ہم نے کھاد کو کیسے اور کس وقت استعمال کرنا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جناب کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: محترمہ بہت معزز ہیں اگر اور ٹائم چاہئے تو میں اور انتظار کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہم نے تو ان کو کہا ہی نہیں ہے کہ اپنی بات ختم کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: ٹھیک ہے۔ جناب!

جناب سپیکر: خود ہی انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ٹھیک ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! آپ کی بڑی محبت ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے ٹائم دیا۔ میرے خیال میں، میں آخری مقرر ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ آخری مقرر نہیں ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے علاوہ۔

جناب سپیکر: اس کے علاوہ بھی ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! باقی کوئی ہے ہی نہیں، سب چلے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں ایک point clarify کر دوں اس کے بعد میں تین points پر بات کروں گا زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا اور چھ منٹ کے اندر اپنی بات ختم کر دوں گا۔ بہت سے دوستوں نے یہاں پر point اٹھایا کہ وفاقی حکومت نے گوادر پر کھاد اتاری ہے، کراچی نہیں اتاری۔ یہ ایک ٹیکنیکل چیز ہے جس کو سمجھنا چاہئے۔ کراچی بندرگاہ کی جو worth ہے وہ چار سو ٹن سے زیادہ کھاد نیچے ٹرانسپورٹ نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر مرکزی حکومت وہ کھاد کراچی میں اتار دیتی تو وہ کھاد ہمیں نہیں ملنی تھی۔ گوادر کی worth جو ہے اس پر ایک ہزار ٹن کی capacity ہے۔ جب ایک ہزار ٹن کی capacity کی وجہ سے ہم لیٹ ہو گئے ہیں تو 400 سے پتا نہیں کہاں پہنچ جاتے؟ اچھائی کو بھی اگر برائی میں لیا جاتا ہے تو مجھے نہیں سمجھ آتی کہ پھر اچھائی کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پاکستان نے بہت بڑااور اچھا قدم اٹھایا کہ جب پاکستان میں کھاد کی قلت تھی حکومت پاکستان نے کھاد import کی اتنے اچھے اقدام کو بھی ہم negative لے کر جا رہے ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ 15ہزار ٹن کھاد پاکستان کی روزانہ کی پیداوار ہے، پرائیویٹ سیکٹر میں پندرہ ہزار ٹن پیداوار ہے اگر اس کو ہم bags میں convert کریں تو تین لاکھ bags بنتے ہیں۔ تین لاکھ bags جو ہماری production ہے پتا نہیں کہاں جا رہی ہے؟ اگر تین لاکھ ٹن روزانہ کے حساب سے calculate کیا جائے تو جس دن سے کھاد کا problem چل رہا ہے اس حساب سے اب تک پورا پاکستان کھاد و کھاد ہو جانا تھا لیکن اس کا مجھے نہیں پتا کہ وہ production کہاں ہے؟

جناب سپیکر: وہ آپ کو نہیں پتا کہ کارخانے چل رہے تھے کہ بند تھے؟

کرنل (ریٹائرڈ) **نوید اقبال ساجد**: جناب والا! بات یہ ہے کہ جو کارخانوں میں کھاد پڑی ہوئی ہے جو ڈیلروں کو کھاد آ رہی ہے وہی کھاد ہے جس کو اگر حکومت اپنی وساطت سے تقسیم کرواتی تو زیادہ بہتر تھا۔ دوسرا اس میں بڑا اہم point ہے جو bug ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ڈیلروں کے بارے میں بہت بات کی۔ یہاں پر جو production units ہیں ان کی بات نہیں کرتے جو کہ ڈیلروں کو اور کسان کو بھی blackmail کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ شرط لگا رکھی ہے کہ جب آپ ایک ہزار ٹن urea لیں گے تو اس کے ساتھ D.A.P 400 bags کا بھی لیں گے اور پونے دو سو bags آپ phosphorus کے بھی لیں گے۔ ابھی phosphorus کا season نہیں ہے phosphorus بکتی نہیں ہے، D.A.P، بکتی نہیں ہے جس وجہ سے جب ڈیلر بلیک میل ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری قیمت بڑھا دی جائے تو جس کھاد کی 660 میں بکنگ ہوتی ہے وہ اس وقت مارکیٹ میں 750 میں مل رہی ہے اور وہی کھاد 1800 روپے تک بکی ہے۔ اگر ہم اس چیز کو صرف پالیسی میں لے لیں کہ ہم ان کے اوپر بھی تو ban لگائیں کہ یوریا کے ٹائم پر یوریا دیں اس کے ساتھ یہ تو نہیں کہ باٹا کے ساتھ آپ سروس کی چپل بھی لے کر جائیں گے۔ جب اس طرح کی قدغن لگتی ہے تو definitely کسان suffer کرتا ہے اور یہاں پر سب سے مجبور انسان کسان ہی ہے جو نہ اپنی چیزوں کی قیمت لگا سکتا ہے،

جس طرح یہاں ایک صاحب نے فرمایا کہ اس میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ جو چیزیں وہ پیدا کرتا ہے اس کو اپنے حساب سے بیچ سکے۔ اس کو بھی ساہوکار، بیوپاری لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بات کی گئی کہ کھاد کا بڑا اچھا نظام بنایا گیا اس کی تقسیم کو ہم نے بڑا appreciate کرنے کی کوشش کی۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ رحیم یار خان میں تحصیل لیاقت پور ہے وہاں پر آج بھی سنٹر نہیں ہے۔ اس تحصیل کا 6 لاکھ ایکڑ رقبہ under cultivation ہے، اگر چولستان کو ساتھ ملا لیا جائے تو 7 لاکھ ایکڑ رقبہ بنتا ہے۔ اگر 7 لاکھ ایکڑ والی تحصیل ہمارے ڈیپارٹمنٹ کو نظر نہیں آتی ہے تو مجھے نہیں پتا کہ باقی تحصیلوں کا کیا حشر ہوا ہوگا؟ اس چیز کو ضرور مدنظر رکھا جائے کہ main growing area کی ضروریات کو پورا کیا جائے اور وہاں پر N.F.M.L کا عارضی point بنایا جائے تاکہ لوگوں کو کھاد مل سکے کیونکہ ابھی آگے اور بحران آنے والے ہیں کیونکہ کپاس کا سیزن شروع ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات water management کی ہے جس طرح پہلے میرے بھائی نے کہا، We understand کہ پانی کم ہے، پانی کم ہو تو ایک ایک گھونٹ سارے پی لیتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اتنی غیر منصفانہ تقسیم ہے کہ اگر آپ south and Upper Punjab کی پانی کی تقسیم دیکھیں تو آپ کو پتا چل جائے گا۔ Upper Punjab میں میٹھا پانی بھی ہے، South میں تو پانی میٹھا نہیں ہے۔ زیر زمین پانی بھی کسی قابل نہیں ہے، پی سکتے ہیں اور نہ ہی فصلوں کو لگا سکتے ہیں۔ اس کے لئے صرف اتنا کر لیا جائے کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اپنے point of view سے دیکھ لے کہ کس ایریا کو کس وقت پانی زیادہ دینا ہے کیونکہ جو wheat growing area ہے اس کو پانی کی زیادہ ضرورت ہے اور جس ایریے میں wheat کم ہے وہاں ضرورت کم ہے لہذا ہم نے اس کی management کو بہتر بنانا ہے تو اس کے لئے میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ ایگریکلچر اور اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں گے تو بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹائم 15 منٹ بڑھا دیا جائے۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ رحیم یار خان کا ایریا ریتلا ہے جس میں پانی seeping کر جاتا ہے، let us say ایک موگے سے ڈیڑھ کیوسک پانی مل رہا ہے تو وہ

seeping کی وجہ سے پورا پانی نہیں پہنچتا تو جب ہم نے کھالوں کو پختہ کرنا ہے تو میں محکمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ پورس لینڈ کو priority دیتے ہوئے اس کے کھالوں کو پکا کیا جائے تاکہ اس چیز سے بھی بچا جا سکے۔

جناب سپیکر! میرا آخری پوائنٹ یہ ہے کہ چولستان ایک بہت بڑا ایریا ہے جہاں پر لاکھوں ایکڑ اراضی ہے، آج شہروں کی زمین تنگ ہو گئی ہے، Upper Punjab میں زمینیں کم ہو گئی ہیں کیونکہ آبادیاں بڑھ گئی ہیں تو اگر ہم اگلے پانچ/سات سال میں چولستان کو آباد نہیں کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بہت بڑے مجرم ہوں گے اور ایسے جرم کا ہمارے پاس شاید کوئی سد باب نہیں ہو گا لہذا میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر توجہ دیں اور اس کو آبادی کی طرف لے کر آئیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: کرنل شجاع خانزادہ صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر!

میں اپنے بچوں کو باتوں میں لگا لیتا ہوں
جب سرِ راہ کھلونوں کی دکاں آتی ہے

جناب سپیکر! آج آپ حسن گجر صاحب کی performance دیکھ رہے ہیں پچھلے دنوں میں نے ان کے بارے میں بات کی تھی اور میں نے صحیح کہا تھا کہ گجر اچھا perform کر سکتے ہیں لیکن ان کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ کاشتکار کے ساتھ جو زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے اس کی وجہ اس کی تقدیر لکھنے والے، اس کی تقدیر کا فیصلہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کا کاشتکاری کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ کاشتکار اس وقت تک خوشحال نہیں ہو سکتا جب تک اس کی تقدیروں کے فیصلے بیوروکریسی کرے گی۔ یہ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھنے والوں پر کروڑوں روپے کے فنڈز خرچ ہوتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنی کلاس کو بھی معاف نہیں کرتے۔ یہاں آپ دیکھیں کہ ڈی ایم جی والے پی سی ایس کو برداشت نہیں کرتے تو یہ ایک غریب کاشتکار کو کس طرح برداشت کر سکتے

ہیں۔ مجھے یہاں بتایا جائے کہ جب سے یہ fertilizer crisis and pedi crisis چل رہے ہیں کاشتکار کو خریدار نہیں ملتا، جس فصل کی قیمت گورنمنٹ نے 2ہزار مقرر کی وہ 1300/1200 روپے میں بک رہی تھی، مجھے منسٹر صاحب یا سیکرٹری ایگریکلچر بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کتنے اضلاع کا دورہ کیا، انہوں نے کہاں کہاں جا کر کاشتکار کے مسائل سنے؟ یہ نہیں بتا سکیں گے۔ یہاں پر دہری پالیسی بنائی گئی ہے، کاشتکار کے لئے اور ہے اور سرمایہ دار کے لئے اور ہے۔ اگر سرمایہ دار کا کوئی sick unit or any industry نقصان میں چلی جائے تو وہ insurance claim کرتا ہے اور اگر وہ bank default کر جاتا ہے تو اسے کوئی کان سے پکڑ کر حوالات میں بند نہیں کرتا چاہے، اس کی ماچس فیکٹری ہی کیوں نہ ہو اور دوسری طرف وہ سفید پوش کاشتکار ہے جو کروڑوں روپے کی زمین mortgage کرواتا ہے اور اسے ہزاروں میں قرضہ دیا جاتا ہے اور اس کی فصل کا کوئی خریدار نہ ہو، اس کے پاس پیسا نہ ہو تو اسے ایک نائب تحصیل دار کان سے پکڑتا ہے اور جا کر حوالات میں بند کر دیتا ہے۔ جس وقت تک یہ روش نہیں بدلی جائے گی، جس وقت تک یہ ذہن نہیں بدلا جائے گا اس وقت تک ہمارا کاشتکار بہتر نہیں ہو سکتا۔ آپ دیکھیں، میرے پاس ثبوت موجود ہیں، تین/تین سال سے گنے کے کاشتکار کو پیسا نہیں ملا۔ وہ کین کمشنر کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کی بات نہیں سنتا کیونکہ کوئی بھی حکومت آ جائے لیکن sugarcane industry ہمیشہ اقتدار میں رہتی ہے لیکن Cane Commissioner غریب کاشتکار کی نہیں سنتا۔ ہمارے وزیر زراعت نے کیا کیا ہے اور ہمارے محکمہ زراعت نے کیا کیا ہے؟ میں یہاں یہ تجویز دوں گا کہ اگر آپ کسان کی خوشحالی چاہتے ہیں تو اس کے C.P.R کو جو گنے کے عوض اس کو کاغذ کا ایک ٹکڑا پکڑا دیتے ہیں اس کو چیک کا درجہ دیا جائے۔ اگر اس کا وہ چیک dishonour ہو تو اس مل کے خلاف پرچہ بھی درج ہو اور اس سے زبردستی پیسے نکلوا کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! اگر آپ D.C.O کے پاس شکایت کریں اور وہ مل مالک کے خلاف لکھے تو ایک ہزار روپے سے زیادہ جرمانہ نہیں ہوتا۔ اگر شوگر مل کے مالک کو ایک ہزار روپے جرمانہ ہو جائے تو اسے کیا نقصان ہے۔ ہمارے ہی پیسے سے وہ کاروبار کر رہا ہے اور بار بار وہ ہمارا پیسا استعمال کر کے اس پر mark up وصول کر کے سستے داموں گنا خریدتا ہے۔ آپ دیکھیں اس وقت 125 روپے میں گنا بک رہا ہے اور جب شروع ہوا تھا تو 90 روپے میں خرید رہے تھے۔ ان کو 90 روپے پر بھی منافع تھا اور آج

125 روپے میں بک رہا ہے تب بھی وہ منافع میں ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا جو sugar cess کاٹا جاتا ہے میں دعوے کے ساتھ یہاں کہتا ہوں کہ وہ زمیندار پر خرچ نہیں ہوتا۔ اس سے زمیندار کے لئے سڑکیں نہیں بنتیں۔ وہ پیسا بھی ادھر لاہور میں آتا ہے اور یہاں سے اپنی مرضی کے مطابق لگایا جاتا ہے۔ میں وزیر صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ یہاں اس کی distribution لاکر دکھادیں۔ میں مان جاؤں گا کہ اگر اس میں سے 30 فیصد بھی ہمارے علاقوں میں خرچ ہوا ہو۔

جناب سپیکر! اگر آپ بہتری چاہتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ پالیسی بناتے وقت غریب کاشتکار کے نمائندوں کو اس میں شامل کریں۔ اس میں امراء کو شامل نہ کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ جب کوئی اپنے لئے پالیسی بنائے گا تو وہ کوئی آدمی بھی غلط نہیں بنا سکتا۔ ہمارے ساتھ تو یہ عجیب ظلم ہے کہ ہمارے خام مال کی قیمت بھی سرمایہ دار لگاتا ہے اور جب ہماری فصل تیار ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت بھی سرمایہ دار لگاتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہاں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے دیہات آباد رہیں تو انھیں شہروں میں ہونے والی امیگریشن کو روکنا ہوگا۔ یہ ڈنڈوں سے نہیں ہوگا بلکہ انھیں چاہئے کہ ہمارے دیہاتوں میں لوگوں کو سہولیات دیں۔ لوگوں کے لئے اچھی تعلیم کا بندوبست کریں، اچھے ہسپتالوں کا بندوبست کریں، اچھی رہائش گاہوں کا بندوبست کریں اور ایسی پالیسی کی awareness کے لئے electronic media اور print media کے ذریعے ایسے پروگرام مرتب کریں کہ وہ شہروں کا رخ ہی نہ کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہت مہربانی بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے وقت دیا۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! زراعت ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ اس پر بہت بحث ہو سکتی ہے اور معزز ممبران نے اپنے اپنے انداز میں بحث کی ہے۔ آج کی بحث یوریا کھاد کی دستیابی، عدم دستیابی،

short supply اور manual operator supply پر confine تھی۔ میں ایک تجویز اس معزز ایوان کے سامنے رکھتا ہوں کہ کوئی کمیٹی مقرر کی جائے جو probe کرے کہ ہر season پر جس کھاد کی ضرورت ہوتی ہے وہ کھاد کیوں غائب ہو جاتی ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تجویز دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! supply کے حوالے سے discrimination اور disparity ٹھیک نہیں ہوتی۔ میں نے آج ہی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے فیکس منگوائی ہے کہ وہاں ایک ایکٹر کے لئے دو bags لازمی چاہئیں لیکن وہاں پر جو supply ہوئی ہے وہ میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 169566 ایکٹر، گوجرہ میں 129286 ایکٹر اور کمالیہ میں 126805 ایکٹر رقبہ زیر کاشت ہے لیکن وہاں پر جو کھاد supply کی گئی ہے آپ حیران ہوں گے کہ discrimination اور disparity ایک ہی ضلع میں پیدا کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ F.F.C, N.F.C, Daood, Angro, Pak American اور Pak Arab کی supply جو وہاں گئی ہے اس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل میں صرف 84770 bags تقسیم ہوئے ہیں جبکہ گوجرہ تحصیل میں 188530 bags تقسیم ہوئے اور کمالیہ میں 105700 bags تقسیم ہوئے ہیں۔ یہ تقسم کا ایک واضح فرق ہے۔ یہ کام وہاں اس لئے ہوا ہے کہ گوجرہ میں (ق) لیگ والے بیٹھے ہیں اور کچھ دوست پیپلز پارٹی کے بھی بیٹھے ہیں۔ اسی طرح سے کمالیہ میں بھی (ق) لیگ کے ہیں اور وہاں بھی supply زیادہ ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں زیر کاشت رقبہ بھی زیادہ ہے لیکن ان کو یوریا کھاد کی supply آدھی ہے۔ یہ discrimination کیوں ہے؟ میرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ہم آپ سے تجویز مانگ رہے ہیں اور آپ سوال کر رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ترقی پذیر ملکوں میں جب تک پبلک سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر ساتھ ساتھ نہیں چلیں گے اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہمارے جو کارخانے کھاد پیدا کرتے ہیں تو ان کی supply جو چور دروازے سے black ہوتی ہے اس کو بھی روکا جائے۔ اس کے علاوہ ہمیں پبلک سیکٹر میں اور کارخانے لگانے چاہئیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ائیرپورٹ پر جو cold storages بن رہے ہیں ان میں اسلام آباد انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر 110 ملین کا جو cold storage بن رہا ہے میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہ رہا ہوں کہ اگر یہ پرانے ائیرپورٹ پر بن رہا ہے تو نیا ائیرپورٹ میرے حلقے میں ہے اس پر کام شروع ہے اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ تین سال میں ائیرپورٹ مکمل ہو جائے گا اگر cold storage نئے ائیرپورٹ پر بنایا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ تین سال بعد یہ نہ ہو کہ اس کو اٹھا کر وہاں لے جانا پڑے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ہاؤس کا وقت مزید 6 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ اولکھ صاحب! آپ کے پاس wind up کرنے کے لئے 6 منٹ ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر کافی سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور مجھے تفصیل سے بات کرنے دیں۔ یہاں بہت اہم points discuss ہوئے ہیں۔ یہ مسئلے منٹوں سے حل نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: آپ جتنا مرضی ٹائم لے لیں۔ کیا آپ 6 منٹ سے زیادہ ٹائم لینا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ ٹائم بڑھاتے رہے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر چند points سامنے آئے ہیں۔ سب سے پہلے یہاں پر پنجاب سیڈ کارپوریشن کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ گزشتہ سال 11 لاکھ من بیج procure کیا گیا تھا لیکن اس سال تمام تر shortage کے باوجود 13 لاکھ من گندم کا بیج procure کیا

گیا ہے۔ ہم نے سیڈ کارپوریشن کو targets دیئے ہیں۔ جتنے بھی ہمارے معاملات ہیں، موجودہ حکومت تمام چیزوں کو دیکھ رہی ہے، تمام محکموں کی کارکردگی کو بڑھایا جارہا ہے، پہلے والا status اب ختم ہو رہا ہے۔ زراعت کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے کہ اس کے چند دنوں میں فیصلے ہو جائیں۔ تمام معاملات long term ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا خیال کریں کیونکہ یہی شعبہ ہے جس میں تین سے چھ مہینے کے اندر اندر results آ سکتے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔ یہاں پر P.A.M.C.O کی بات ہو رہی تھی کہ 05-2004 سے لے کر 09-2008 تک انہوں نے 10 کروڑ 35 لاکھ روپے کی رقم استعمال کی ہے اور ایک آنے کا کام نہیں ہوا۔ اب جونہی موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تو حکومت نے فیصلہ کیا کہ اس کا کوئی function ہونا چاہئے، کوئی کارکردگی ہونی چاہئے۔ P.A.M.C.O پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی کا مخفف ہے۔ اس کمپنی کو ٹارگٹ دیا گیا ہے کہ اتنے محدود وقت میں آپ نے اتنا کام کرنا ہے، ان کو پچاس ملین seed money دی گئی ہے۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب نے متعدد meeting کی ہیں جن میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ جو perishable crops ہیں جیسے سبزیات، پھل، mango اور citrus وغیرہ ہیں کیونکہ اس کی self life تھوڑی ہوتی ہے اور جلدی خراب ہو جاتے ہیں لہذا ان کو محفوظ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ وضع کیا جائے۔ یہ نہیں کہ اس کے لئے صرف کولڈ سٹوریج بنائے جارہے ہیں۔ لاہور کا کولڈ سٹوریج چھ ماہ سے کم عرصے میں 79 کروڑ کی لاگت سے مکمل ہو چکا ہے۔ بے نظیر ایئرپورٹ اسلام آباد پر 11 کروڑ 90 لاکھ روپے سے زمین خرید لی گئی ہے، فیصل آباد ایئرپورٹ 11 کروڑ 40 لاکھ، شیخ زید ایئرپورٹ رحیم یار خان کولڈ سٹوریج کی تعمیر کے لئے 11 کروڑ 20 لاکھ، ملتان ایئرپورٹ پر 11 کروڑ 50 لاکھ روپے جس کا ٹوٹل تقریباً 46 کروڑ روپیہ بن جائے گا۔ اس کے لئے پیشگی رقم دے دی گئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے فوری طور فنڈز release کر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ صرف یہ نہیں کہ کولڈ سٹوریج بنائیں گے بلکہ اس سے دو ارب روپے کی export ہو گی۔ 31 ٹن بیف اور مٹن Gulf کو لاہور ایئرپورٹ سے export ہوا ہے۔ اس کے لئے

بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ہمارا پھل مینگو جو پنجاب 78 فیصد پیدا کر رہا ہے اور زیادہ تر ملتان کے علاقے میں ہے اس کا باقاعدہ process ہے، ان کی gradation ہے پھر packing ہے جس کے لئے P.A.M.C.O کو ٹارگٹ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کمپنی کو بھلوال میں ٹارگٹ دیا گیا ہے کیونکہ وہ citrus کا علاقہ ہے۔ یہ P.A.M.C.O کی تین چار ماہ کی کارکردگی ہے۔ اس کے بعد میں P.A.R.B کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یہ 1997 کے ایکٹ کے تحت تشکیل پایا تھا لیکن گزشتہ پانچ چھ سال سے آج تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اب اس کو جو پیسے دیئے گئے ہیں اس میں 186 کمپنیاں آئی تھیں۔ Competitive research کے لئے باقاعدہ ٹیکنیکل گروپ بنا دیئے گئے ہیں یعنی ریسرچ کے لئے ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں جس پر تیزی سے کام ہو رہا ہے اس سے پہلے یہ بالکل dead تھا۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سیڈ کارپوریشن پہلے بیس لاکھ ٹن بیج تیار کر رہا تھا۔ اب ہم نے اس کو ٹارگٹ دیا ہے۔ اس کی capacity بڑھانے کے لئے 13 سے 18 لاکھ من تک بیج تیار کریں گے، کپاس کا بیج ایک سے ڈیڑھ لاکھ من تیار کیا جائے گا، دھان کا بیج 17 ہزار من سے سوا لاکھ من تیار کیا جائے گا، hybrid مکئی بیج پانچ ہزار سے دس ہزار من، دالوں کے لئے پندرہ ہزار سے پچیس ہزار من، آلو سبزی کے لئے بیس سے تیس ہزار من تیار کیا جائے گا۔ اس کے بعد سیڈ پلانٹ کی پیداواری گنجائش کے لئے پچاس لاکھ سے بڑھا کر تین کروڑ روپے دیئے گئے ہیں کہ جتنے ان کے processing plant ہیں ان کی حالت خراب تھی جس کے حوالے سے ہم نے کہا کہ فوری طور پر سیڈ کی دگنی پیداوار ہونی چاہئے تاکہ کاشتکار کو سہولتیں میسر ہوں۔ بیجوں کے لئے چار فارم دیئے گئے ہیں۔ بنیادی فارم جو سیڈ کارپوریشن بنائے گی وہ نئی ورائٹی خود develop کریں گے کیونکہ انہیں ایک mandate دیا گیا ہے۔ اس کے لئے چائنا میں سیورلینڈ کمپنی سے B.T cotton بیج پر جو معاہدہ ہوا ہے وہ بھی سیڈ کارپوریشن نے کیا ہے۔ چار فارم جو دیئے گئے ہیں وہاں پر نئی ورائٹیاں تیار ہوں گی۔ pre bases seed تیار ہو گا اور کینولا بیج کا hybrid کا میگا پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے،

hybrid مکئی کے لئے 79 ملین کا منصوبہ زیر منظوری ہے۔ سردیوں کے hybrid اور tunnel technology بیجوں کا ایک کروڑ مالیت کا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔ اس طریقے سے ڈویژنل سطح پر scientific stores کی تعمیر کے لئے 14 کروڑ روپے کی منظوری دی گئی ہے۔ سیڈ کارپوریشن کے شعبے میں اس سے پہلے کیا ہو رہا تھا لیکن اب وزیر اعلیٰ پنجاب کا تمام پہلوؤں پر concern ہے۔ میں خود کاشتکار ہوں اور اسی floor پر ہم نے مسلسل کاشتکاروں کے لئے آواز بلند کی ہے۔ آج اگر دیہاتوں میں غربت ہے تو یہی وجہ ہے کہ کاشتکار کو نظر انداز کیا گیا ہے کیونکہ اسے اپنی فصل کا صحیح معاوضہ نہیں ملتا۔ چند باتیں ایسی ہیں جن پر زمینی حقائق بیان کرنے پڑتے ہیں۔ یہ (ق) لیگ کا معاملہ ہے، (ن) لیگ کا ہے اور نہ ہی پیپلز پارٹی کا بلکہ یہ قومی معاملات ہیں اور زراعت ہمارا ایک اہم قومی شعبہ ہے جس کو سب نے مل کر آگے بڑھانا ہے اور کاشتکار کے تحفظ کے لئے کام کرنا ہے۔ اس سے بلا تفریق ایک دوسرے پر ہمیں تنقید نہیں کرنی چاہئے بلکہ جہاں خامیاں ہیں ان کو دور کرنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ کھاد پر ابھی کمیشن بنایا جا سکتا ہے۔ اگر پنجاب حکومت کی اس میں کوتاہی ہوئی تو وہ جواب دہ ہو گی۔ کھاد کا معاملہ سادہ سا ہے کیونکہ اس میں فیڈرل کا معاملہ ہے نہ صوبائی کا ہے بلکہ سب کا ہے۔ اس میں ایسے ہی بحث چھڑ جاتی ہے۔ ان اداروں کے درمیان سرخ فیتہ رکاوٹیں ڈالتا ہے جس کے اثرات حکومتوں پر پڑتے ہیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ تمام تر import فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ T.C.P کر رہا ہے یا N.F.C کر رہا ہے۔ جتنی بھی transportation ہے اس میں پنجاب حکومت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ میں یوریا کھاد کی بات کر رہا ہوں کہ 48 لاکھ ٹن پیداوار ہے جس کا سب کو پتا ہے۔ ہم نے مسلسل 26 meetings اسلام آباد میں review کیں اور ہم نے واضح طور پر بتایا کہ 48 لاکھ ٹن کھاد تھوڑی ہے کیونکہ گندم کی کاشت زیادہ ہو رہی ہے۔ D.A.P کیونکہ پاکستان میں تیار نہیں ہوتی، صرف 20 فیصد تیار ہوتی ہے جس کا ٹوٹل تقریباً 55 ہزار ٹن ماہانہ بنتا ہے اور 80 فیصد D.A.P کھاد باہر سے import کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی قیمت اچانک 900 روپے سے بڑھ کر چار ہزار تک چلی گئی۔ اس میں فیڈرل گورنمنٹ نے 28۔ارب روپے کی subsidy دی اس کے باوجود بھی 3050 روپے فی بوری قیمت مقرر ہوئی۔ چونکہ مہنگی ہونے کی وجہ سے کاشتکار اس کو خرید نہیں سکتا تھا جس بناء پر اس کا 38 فیصد استعمال کم ہوا۔ کاشتکار نے پھر یوریا کا استعمال کرنا شروع کر دیا اور بار بار انہیں

بتایا کہ یوریا کھاد کا اپنا اثر ہے اور D.A.P کا اپنا ایک اثر ہے لیکن کاشتکار نے فاسفیٹ کھاد کی بجائے یوریا کھاد زیادہ استعمال کی۔اس کی وجہ سے ہماری production کم ہوئی جس کی تفصیل میں نے پہلے آپ کو بتادی ہے کہ کس طریقے سے اس کا استعمال ہوا ہے؟اس کے بعد جب یہ import ہو گئی تو جیسے ہمارے بھائی کرنل صاحب نے گوادر اور کراچی کی بات کی تو ہم نے priority پر کہا تھا کہ دو بر تھ لے لیں اس سے دس دن کا فرق پڑتا ہے۔گوادر سے پھر جب یہاں پر transportation ہوتی ہے تو جب پر اتارتے ہیں پھر آگے ٹرالے آتے ہیں اس سے loading اور unloading کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ابھی میں نے بتایا کہ کھاد فروخت کرنے کے یوٹیلٹی سٹورز کے کل points 94 ہیں اور points 28 این ایف سی کے تھے۔

جناب سپیکر!میں نے ساری تفصیل بتائی ہے کہ 3263 ڈیلر کا نیٹ ورک ہے لیکن اس وقت N.F.M.L کے 35 اور یوٹیلٹی سٹوروں کے points 94 ہیں جو کل points 129 بنتے ہیں۔اب قائم کئے گئے points پر کون ہیں؟ وہ ادارہ بھی این ایف سی ہے جسے وفاقی حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ کھاد کے جتنے کارخانے بھی ہیں انہیں انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ کنٹرول کرتا ہے اور پنجاب حکومت کا اس میں کوئی کنٹرول نہیں ہے، چاہے ایف ایف سی ہے جو 62 فیصد کھاد تیار کرتا ہے 19 فیصد کھاد اینگرو پیدا کر رہا ہے۔اس کے علاوہ پاک امریکن، پاک عرب کھاد فیکٹری اور داؤد ہر کولیس کے کارخانے پاکستان کے اندر کھاد تیار کر رہے ہیں۔اب گیس کی لوڈ شیڈنگ ہوئی تو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی جس میں سیکرٹری زراعت نے، میں نے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے انہیں بار بار کہا کہ براہ مہربانی گیس کی لوڈ شیڈنگ کا شیڈول تبدیل کیا جائے لیکن ہماری بات کسی نے نہ سنی اور لوڈ شیڈنگ کا شیڈول تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے کھاد فیکٹریوں کی پیداوار بند ہو گئی اور اگر یہ پیداوار ہوتی رہتی تو کوئی نہ کوئی کمی cover ہو سکتی تھی۔

جناب سپیکر!جب distribution آئی تو چند points محدود کر دیئے گئے بجائے ڈیلر نیٹ ورک جو میں نے بتائے کہ N.M.F.L کے 35 points ہیں۔جس طرح میرے بھائی کہہ رہے تھے تو جب ship آیا تو کہیں انہوں نے زیادہ بھیج دیئے اور کہیں کم بھیج دیئے گئے۔اس میں یہ mismanagement ہوئی ہے۔ جہاں تک پنجاب حکومت کے ملازمین کا تعلق ہے تو پنجاب

حکومت کے محکمہ زراعت کا کام کھاد فروخت کرنا نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس ایوان میں سب نے کہا کہ mismanagement ہوئی محکمہ زراعت نے mismanagement کی جس کا اخبارات میں بھی آیا ہے۔ بھئی محکمہ زراعت کا کام پیداوار بڑھانا ہے، کسان کو guide کرنا کہ کون سا بیج استعمال کرنا ہے، کس وقت کرنا ہے، کھاد کس وقت ڈالنی ہے، کون سی استعمال کرنی ہے اور پانی کب اور کس وقت دینا ہے؟ اس کے علاوہ pesticides کا کنٹرول محکمہ زراعت کا کام ہے۔ اب کھاد as such محکمہ زراعت کا کام نہیں تھا جہاں غلطیاں ہوئی ہیں میں نے ہر معزز ممبر کو کہا ہے اور میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میں قصور میں گیا ہوں، میں نے ساہیوال میں میٹنگ کی ہے، میں نے اوکاڑہ میں میٹنگ کی ہے اور بہاولپور، لودھراں بھی گیا ہوں اور ہر جگہ میں نے سوال کیا کہ پنجاب حکومت ایک آدمی کو بچانے کے لئے بدنام ہونے کو تیار نہیں ہے۔ اگر محکمہ زراعت کا کوئی افسر کرپشن میں ملوث ہوا تو اس کے لئے کوئی معافی نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک بندے کو بچانے کے لئے پنجاب حکومت ساری بدنامی اپنے سر لے۔

اب صورتحال یہ تھی کہ جب shortage ہوتی ہے تو demand & supply کا واضح کلیہ ہے اور اس کو غلط ملط کرنے کی ضرورت نہیں ہے، demand اگر زیادہ ہے اور supply کم ہے تو مسئلہ پیدا ہونا ہے تو کیونکہ demand زیادہ تھی ایک کروڑ 40 لاکھ کی shortage تھی کس طرح پوری ہوتی؟ کرنل عباس صاحب نے جو tie up کی بات کی ہے تو tie up کس نے کیا؟ پنجاب حکومت نے نہیں کیا۔ ڈی اے پی کے ساتھ tie up کر دیا۔ ڈی اے پی کھاد کی قیمت 3000 ہزار سے 2900 روپے پر آ گئی پھر 2800 اور 2700 پر آ گئی۔ سبسڈی دی گئی تو ان کو پتا ہے جہاں calculation ہوئی ہے لیکن کھاد کمپنیوں نے یہ بہانہ بنایا کہ ہمیں ڈی اے پی میں خسارہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے ڈی اے پی اور یوریا کو link کر دیا۔ یہ link پنجاب حکومت نے نہیں کیا بلکہ یہ اسلام آباد میں ہوا ہے۔ اب link کیا ہے تو ڈیلروں نے کہا ہے کہ ہم نے یوریا کھاد مہنگی فروخت کرنی ہے۔ میری گزارش ہے کہ پورے دس سال میں 1900 پرچے ہوئے ہیں لیکن ان چار ماہ میں 1313 پرچے ڈیلروں کے خلاف ہوئے ہیں اور انہیں اٹھا کر جیل میں پھینکا گیا ہے۔ اب بتائیں کہ تین چار ماہ میں 13/14 سو پرچے ڈیلروں کے خلاف کھاد کی بلیک مارکیٹنگ اور holding پر ہوتے ہیں تو اس سے زیادہ اتنے محدود عرصہ میں اور

کیا کیا جا سکتا تھا؟اب انہوں نے کیا کیا کہ ڈیلروں نے کھاد کمپنیوں سے کھاد اٹھانی بند کر دی۔ پنجاب حکومت کا کھاد کمپنیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کھاد فیکٹریاں پرائیویٹ ادارے ہیں۔اگر ان پر کسی کا کنٹرول ہے تو اسلام آباد میں انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور وہاں پر Production Ministry اسے کنٹرول کرتی ہے اور اسے Industrial Ministry کنٹرول کرتی ہے۔اس کا پنجاب حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان فیکٹریوں پر پنجاب حکومت کا کوئی چیک اینڈ کنٹرول نہیں ہے،اس کے علاوہ ڈیلرز ہیں تو ہماری پنجاب حکومت کے جو محکمہ زراعت پنجاب کے افسران تھے، کو اگر کوئی شکایت ملی ہے تو انہوں نے وہاں جا کر بلیک مارکیٹنگ کے ان پر پرچے درج کروائے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:اجلاس کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہ بڑا اہم issue ہے کیونکہ مسلسل تین ماہ سے کھاد کی یہ بحث چل رہی ہے۔چند اراکین اسمبلی اور صحافی صاحبان یہاں پر بیٹھے ہیں تو اسے غلط تو نہیں کہا جا سکتا جو facts ہیں وہ facts ہیں۔ نہ تو وفاقی حکومت میں ہمارا حصہ ہے اور ہمیں ان پر تنقید بھی نہیں کرنی اور ہمیں کسی اور پر بھی تنقید نہیں کرنی۔ جہاں ہماری پنجاب حکومت کا قصور ہو گا تو ہم اسے تسلیم کریں گے۔ ہمارے محکمہ زراعت کے افسران کی جہاں غلطی ہوئی ہے ، میں نے اپنے تمام ممبران ساتھیوں کو کہا ہے کہ آپ ہمیں آگاہ کریں، اگر اس میں محکمہ زراعت کا کوئی افسر ملوث ہے تو فوراً کارروائی ہو گی۔ ہم اسے بچانے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن بعد میں جب تحقیق ہوتی ہے تو حقائق کچھ اور نکلتے ہیں۔ پہلے یہاں بتایا کہ store کا holding ہے تو وہاں پر میں خود گیا ہوں تو وہاں پر نہیں تھا۔ میرے بھائی حسن مرتضیٰ نے کہا ہے کہ وزیر موصوف فیکٹری پر نہیں گئے تو میں ان کے ضلع جھنگ میں گیا اور اخباری نمائندوں کی موجودگی میں پاسکو کے ڈی جی ذاکر حسین کو کہا کہ آپ لوگوں نے کیا لوٹ مار کی ہوئی ہے؟ پھر میں چنیوٹ کی ایک فیکٹری میں گیا جہاں پر تین گھنٹے گزارے تو میں ان کے ضلع جھنگ کی بات کر رہا ہوں۔ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ بھی گیا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ پاسکو کس کے ماتحت ہے،اس پر ہماری حکومت پنجاب کا چیک ہو سکتا ہے؟ جب ان سے agreement کیا ہے کہ 1500 روپے فی من سپر باسمتی کا کسان کو دینا تھا۔ جب دینا تھا تو یہ کسان کو براہ راست چیک دیں

لیکن وہ اس مل والوں کو دے رہے ہیں جن سے انہوں نے تین ہزار روپے میں تیار چاول خریدنا تھا۔ اب 1500 روپے جب آپ سپر باسمتی کے دے رہے ہیں تو اس کا چیک کسانوں کو دیں۔ ملوں کے اندر آ کر کسان دھان دیتا ہے اور پرچی کی بنیاد پر براہ راست چیک دیا جا سکتا ہے لیکن اب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو یہ ان کی mismanagement ہے۔ پاسکو سے پنجاب حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم نے مسلسل میٹنگ کر کے ان سے کہا کہ خدارا! کسانوں کو بچائیں۔ واقعی لوٹ مار ہوئی ہے اور اس پر ہمیں بے حد دکھ ہے اس لئے دکھ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب تو غریبوں اور دکھی لوگوں کے لئے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے غریب لوگوں کے لئے سستی روٹی فراہم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ انہوں نے ذہین بچوں کے لئے 15 کروڑ روپے کے انعامات رکھے ہیں، انہوں نے endowment fund قائم کیا ہے اور انہوں نے 30۔ارب روپے تعلیم کے لئے رکھے ہیں۔ یہ تو نہیں ہے کہ پنجاب حکومت کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب مسلسل کھاد کے حوالے سے خود میٹنگ لیتے رہے ہیں۔ ان کا کام نہیں تھا لیکن انہوں نے ہمارے سامنے وزیر اعظم سے بات کی۔ ابھی یہ خریف کی فصل ہے اور جب ہم نے خریف کی فصل کے موقع پر بتا دیا تھا کہ کھاد کی کمی ہے اور نظر یہ آ رہا تھا فصل بھی کم ہو گی کیونکہ گندم کا 17 ملین ایکڑ کا ٹارگٹ تھا تو انہوں نے ہمیں 16.9 ملین ایکڑ کا ٹارگٹ دیا تو پنجاب حکومت نے 17 ملین ایکڑ پر گندم کی کاشت کروائی تو یہ محکمہ زراعت کی معاونت سے ہی کی۔ ٹھیک ہے گندم کی قیمت 950 روپے فی من مقرر ہوئی اور اس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے اور یہ احسن فیصلہ ہوا جو کہ وزیر اعظم نے سب کی مشاورت سے کیا۔ 20 ملین ٹن گندم پیدا کرنے کا ٹارگٹ پنجاب حکومت نے قبول کیا تو اب جب گندم کی فصل کاشت کی ہے تو محکمہ زراعت کی کوشش سے مسلسل پروگرام بنا کر فیلڈ کے دورے ہوئے ہیں جہاں پر محکمہ زراعت کے لوگ گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ماشاء اللہ اس دفعہ گندم کی شاندار فصل ہے۔ میں جھنگ میں محکمہ زراعت کے فارم پر گیا وہاں پر 30 ایکڑ پر گندم کاشت ہوتی ہے لیکن اس دفعہ محکمہ زراعت کے اس فارم پر 104 ایکڑ میں سے 102 ایکڑ پر گندم کاشت ہوئی ہے۔ جتنی بھی وہاں سرکاری زمین تھی تمام پر گندم کی کاشت کروائی وہاں پر ایک ہزار سے زائد نمائشی پلاٹ بنائے ہیں۔

کسانوں کی ٹریننگ ہوئی ہے باقاعدہ میڈیا کے ذریعے مہم چلائی گئی ہے۔ یہ ایسے ہی تو کاشت نہیں ہو گئی۔ ٹھیک ہے اس میں کاشتکار کا بڑا کردار ہے لیکن حکومت پنجاب نے بھی اس پر پوری توجہ دی ہے۔ اب توجہ دی ہے تو سب کو پتا تھا کہ وفاقی حکومت کے ادارے ہیں، وہاں پر ان کی ایجنسیاں ہیں، ان کی Provincial Ministry میں بھی لوگ بیٹھے ہیں اور ہم نے انہیں چھ ماہ پہلے بتایا کہ خریف میں اگر یہ بحران آیا تو ربیع میں بھی امکان ہے۔ ہم نے انہیں بتایا کہ ہمیں مارچ تک 22 لاکھ ٹن کھاد کی ضرورت ہے لیکن وہ نہیں آ سکی اور تاخیر سے آئی ہے تو یہ ایک حقیقت ہے۔ قصور کس کا ہے؟ ہم کسی کو blame نہیں کر رہے لیکن یہ تو نہیں ہے کہ حقائق کو حقائق نہ سمجھا جائے تو میری تمام پریس والوں سے اپیل ہے اور تمام اراکین اسمبلی سے اپیل ہے کہ جو حقائق ہیں اس کے مطابق اس کو سمجھا جائے۔ گندم تو کاشت ہو گئی ہے۔ گندم کے بعد citrus ہے لیکن الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے اور بارشیں اچھی ہو گئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے موسمی حالات ٹھیک رہے تو یہ ٹارگٹ achieve ہو گا۔ ہم کاشتکاروں سے معذرت خواہ ہیں، ہم کاشتکاروں سے معذرت خواہ ہیں لیکن اس میں ہمارا اتنا دخل نہیں ہے۔ اگر کاشتکار کی ہمدردی کی بات ہوئی ہے تو واقعی کاشتکار ملک کے لئے جتنا مخلص اور قربانی دینے والا طبقہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور طبقہ نہیں ہے۔ وہ لائنوں میں دھکے کھائیں اور ہمیں کاشتکار کے لئے رات کو نیند نہیں آتی تھی کہ وہ غریب ایک تو ملک کے لئے غلہ اگا رہے ہیں دوسرا لائنوں میں کھڑے ہو کر کھاد لے رہے ہیں۔ پھر بدنظمی کیوں ہوئی؟ آپ خود بتائیں کہ ڈیلر کے 3263 پوائنٹ تھے اگر تھوڑی کھاد black تھی تو اس کو کنٹرول کیا جا سکتا تھا۔ اچانک بیٹھ کر یہ فیصلہ ہو گیا کہ نہیں N.F.C ہی کھاد تقسیم کرے گی۔ N.F.C کے پاس کوئی نیٹ ورک نہیں تھا بتایا جائے کہ یوٹیلٹی سٹور کے پاس کیا نیٹ ورک ہے؟ جب یہ فیصلہ کیا گیا اس وقت ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اب یہ اگر کسی ایک بندے نے کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ پر تنقید کر رہے ہیں لیکن جو فیصلہ کیا گیا ہے، آپ چیک کر لیں N.F.M.L کے 35 پوائنٹ کھلے ہیں اور پنجاب میں یوٹیلٹی سٹور کے 94 پوائنٹ بنائے گئے۔ 50 فیصد کھاد پرائیویٹ ڈیلر کے لئے آ رہی تھی اور آدھی fertilizer کی انڈسٹری کے لئے تھی۔ 5 لاکھ 79 ہزار ٹن کھاد import ہوئی ہے۔ اب اس میں ہمارے پنجاب کا حصہ 3 لاکھ 78 ہزار بنتا تھا، 65 فیصد کھاد دینا تھی لیکن

ہمارے ساتھ یہ ہوا کہ یہ کھاد ہمیں آخر میں دی گئی۔ شروع میں تین ماہ تک تو ہمیں صرف 7 فیصد، 20 فیصد، 30 فیصد اور 40 فیصد کھاد دی گئی۔ وہی وقت کھاد ڈالنے کا تھا سندھ کے مقابلے میں پنجاب کو حصہ کم دیا گیا۔ یہ محدود points تھے جو کل 138 پوائنٹ بنتے ہیں، جب آپ پورے پنجاب سے کھاد اٹھا کر 3 ہزار 263 ڈیلر کی بجائے 129 پوائنٹ پر لے آئیں گے تو وہاں ہزاروں لوگ جمع ہوں گے اور لائنیں لگیں گی وہاں پھر لوگوں کو تکلیف تو ہونی ہے۔ وہاں کھاد بیچنے کے لئے ایک آدمی N.F.C کا تھا، ایک آدمی یوٹیلٹی سٹور کا تھا۔ اب وہاں چھ ہزار آدمی کھڑے ہیں ایک آدمی کس طرح بیچ سکتا ہے؟ ہم نے بار بار کہا کہ براہ مہربانی points بڑھائیں تاکہ جو کھاد آئی ہے وہ تقسیم ہو سکے۔ ہمارے محکمے نے بہت کام کیا، چیف منسٹر نے کہا کہ سیکرٹری صاحب آپ وہاں جائیں۔ وہاں پر 35 ہزار ٹن کھاد زمین پر پڑی تھی اور N.F.C والوں نے ہاتھ کھڑے کر لئے اور کہا کہ ہم سے نہیں اٹھائی جاتی آپ خود اٹھائیں۔ وہ کھاد اٹھانی تو NFC والوں نے ہی تھی اور اٹھا کر ٹرانسپورٹ تک انہوں نے ہی پہنچانی تھی لیکن وہاں پر سیکرٹری زراعت گئے، ایڈیشنل سیکرٹری طاہر خورشید صاحب گئے اور وہاں پر 22 دن بیٹھے رہے۔ ایک دن میں ایک لاکھ 80 ہزار بیگ کھاد وہاں سے اٹھائی اور یہ کہہ دینا آسان ہے۔ انہوں نے پوری مستعدی سے کام کیا وہاں پر جتنی فیکٹریاں تھیں tracking کے لئے اپنے بندے بٹھائے۔ اس میں پھر 35 ہزار ٹن کھاد یہاں تقسیم کی گئی لیکن جو points تھے وہ یوٹیلٹی سٹور کے تھے وہ منشاء پروڈکشن کے لوگ ہیں۔ N.F.C اور یوٹیلٹی سٹور والے منشاء پروڈکشن کے ہیں اور انہی کا کنٹرول تھا۔ انہوں نے کھاد میں mismanagement کی اور بدنامی پنجاب حکومت کی ہوئی۔ ہمارے محکمہ زراعت کے لوگ صرف ان کی help کے لئے تھے، محکمہ پولیس ان کی help کے لئے تھا اور محکمہ مال ان کی help کے لئے تھا جبکہ رسیدیں وہ بناتے تھے اور کھاد بھی وہی فروخت کرتے تھے۔ یہ سب کچھ ہے اور یہ حقائق ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے فوری طور پر کہا کہ ڈیلر کی مدد کرنی ہے اور ان کو فی بیگ کھاد پر تیس روپے دے دیئے تاکہ ڈیلر اپنی کھاد باہر سے منگوائے۔ ان حالات کی وجہ سے مسئلہ پیدا ہوا لیکن اب اس پر stress کم ہوا ہے ہم نے مرکزی حکومت کو تجاویز دی ہیں۔ انہوں نے جو پچاس فیصد کھاد اٹھائی تھی F.F.C کی کمپنی کو ہم نے واپس کر دی ہے۔ ایک لاکھ ٹن کھاد import کی جا رہی ہے ابھی تین لاکھ ٹن کھاد کی ضرورت ہے کیونکہ آگے ربیع کی فصل آ رہی ہے۔ یہ میں پہلے ہی

warning کر رہا ہوں کہ تین لاکھ ٹن کھاد فوری منگوائی جائے اور ایک لاکھ ٹن ماہانہ آنی چاہئے تاکہ ہماری زرعی فصل متاثر نہ ہو۔ یہ میری کھاد کے بارے میں گزارش تھی۔ تین ماہ میں 1313 پرچے ڈیلروں پر ہوئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ وہی پرانی باتیں ہیں۔ جو گزارشات اور سفارشات یہاں آئی ہیں اگر ان کو بھی کسی طریقے سے incorporate کر لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب! آپ ذرا حوصلے سے بیٹھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: حوصلہ ہے، حوصلہ ہے تو یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ وہی باتیں repeat ہو رہی ہیں جو پہلے انہوں کی تھیں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو یہاں suggestions آئی ہیں ان کو بھی شامل کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں اسی طرف آ رہا ہوں seed corporation کی بات ہوئی ہے تو ہم اس کی capacity double کر رہے ہیں اور کریں گے آپ اس کو appreciate کریں، جو کام حکومت پنجاب کر رہی ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب کر رہے ہیں انہیں appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شاباش، شاباش، شاباش۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! مہربانی کریں ہم چار آدمی ہیں، ہم بالکل سمجھ گئے ہیں ہر چیز یا تو پورا ہاؤس ہوتا تو ان کو سمجھاتے خدا کے لئے چار آدمیوں کو سزا نہ دیں۔ ہم سمجھ گئے ہیں جو منسٹر صاحب کہنا چاہتے ہیں، ہم ان سے کھاد ہی نہیں مانگتے، پانی نہیں مانگتے، کچھ نہیں مانگتے آپ مہربانی کریں ہماری بات چھوڑیں۔ رانا صاحب ہاؤس سے باہر گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ جب میں گیا تھا تو منسٹر صاحب کھڑے تھے اور جب میں واپس آیا ہوں تو پھر بھی منسٹر صاحب کھڑے ہیں۔ مہربانی کریں جناب! wind up کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، منسٹر صاحب!wind up کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے corporation seed کی بات کر دی، کھاد کی بات کر دی اور P.A.M.C.O کی بھی بات کر دی۔ ابھی محسن خان لغاری نے ایس ایس پی کھاد کی بات کی تھی۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ پاکستان میں فاسفورس کھاد کے rocks نہیں ہیں، ہمیں 80 فیصد کھاد باہر سے import کرنی پڑ رہی ہے۔ کراچی میں صرف 55 ہزار ٹن ماہانہ production ہوئی ہے۔ اب جو ایس ایس پی کھاد کی بات کی ہے وہ محدود ہے، اتنی یہاں پیدا نہیں ہو سکتی یہ import سے ہی پوری ہونی ہے۔ یہاں flood water کی بات کی ابھی میرے بھائی نے کہا کہ flood watering ہوتی ہے، پانی ضائع ہوتا ہے۔ Sprinkle اور drip کے لئے بھاری رقوم رکھی گئی ہیں، 36 ہزار سے لے کر 50 ہزار روپے تک فی drip پر گورنمنٹ subsidy دے رہی ہے کافی تعداد میں کام ہو رہا ہے لیکن چونکہ یہ مہنگے پڑتے ہیں اس لئے کسان اس پر نہیں آ رہا ہے۔ اس پر ابھی کافی کام ہو رہا ہے، bed planters ہے اس میں پانی کی بچت ہوتی ہے۔ Sprinkle اور drip پر بڑے وسیع پیمانے پر کام ہو رہا ہے۔ چائنا کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ صورتحال بہتر ہو گی۔ میرے بھائی نے ٹیسٹ لیبارٹری کے بارے میں سوال کیا تھا تو ہر ضلع میں ٹیسٹ لیبارٹری بنائی جا رہی ہے۔ یہاں پر ہمارے محکمے کے لوگ بیٹھے ہیں اس کو ہم ensure کریں گے اور میں یہاں پر اعلان کرتا ہوں کہ وہاں کی زمین کو ٹیسٹ کرنے کے لئے محکمہ پابند ہو گا۔ وہاں پر زمین کے بارے میں کسانوں کو محکمے کے لوگ بتائیں گے کہ یہ زمین کتنی alkaline ہے، sodic ہے یا اس کی کیا صورتحال ہے، PH level کیا ہے تاکہ اس کے مطابق کھادوں کا استعمال ہو سکے۔ ہم اس کو activate کریں گے۔ laser level کے لئے بڑی سکیم شروع کر رہے ہیں جس طرح green tractor scheme شروع کی اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ laser level کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے اور بہت کامیابی کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ یہ چلتا رہے گا۔ اس کے علاوہ زرعی آلات کے لئے 86 کروڑ کا پراجیکٹ ہے، margin land کے لئے 79 کروڑ روپے اور انسانی وسائل کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ Field Assistant کی بات ہوئی ہے، زراعت پر بات ہوئی ہے۔ میں مانتا

ہوں کہ ہمارا extension wing کمزور ہے۔اس wing میں Field assistant ہیں،انسپکٹر ہیں یا ان کے اوپر لوگ ہیں ان کی کارکردگی اتنی بہتر نہیں ہے جتنی ہونی چاہئے۔ ہم اس کو improve کریں گے جو کام نہیں کریں گے ان کو ہم باہر نکالیں گے کیونکہ جو کام کر رہے ہیں ان کو سہولت ملنی چاہئے اور جو کام نہیں کریں گے ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر!اس میں 2۔ارب روپے کا منصوبہ گریٹر تھل کینال کے لئے رکھا ہے۔اصلاح آبپاشی کی بات ہوئی ہے اس کے لئے دو چیزیں ہیں۔water courses کے لئے 2۔ارب روپے کے پراجیکٹ ہیں ان کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اور بڑھائیں گے۔یہاں مرمت کی بات کی ہے پہلے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس میں user repair کرتے رہے ہیں،وہ user repair کرتے ہیں لیکن ہم اس کو دوبارہ reconsider کر سکتے ہیں کہ آیا حکومت پنجاب اس میں کوئی کام کر سکتی ہے یا نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر!میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ محکمہ زراعت کے لوگ دن رات کام کر رہے ہیں۔ ہمارے جتنے بھی افسران ہیں وہ روزانہ رات کے بارہ ایک بجے تک بیٹھتے ہیں۔اس کے لئے legislation کی بات ہوئی ہے۔ایگریکلچر مارکیٹنگ میں ہم نے وہاں پر legislation کی ہوئی ہے وہ cabinet meeting میں پیش ہونی ہے۔ تمام صوبوں میں اصلاحات نافذ ہو رہی ہیں۔آپ ان چھ ماہ کا اور پچھلے آٹھ ،دس سالوں کا موازنہ کریں۔انشاء اللہ تعالیٰ اگر اللہ تعالیٰ نے ٹائم دیا تو دو سالوں میں زراعت میں بھرپور انقلاب آئے گا۔

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ذرا جلدی کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!آخری بات کر کے میں اپنی بات ختم کروں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اسلامی بنکنگ کے متعلق میں نے ان سے پوچھا تھا۔

جناب سپیکر: ٹائم دو منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!انہوں نے بنکنگ کی بات کی ہے اس دفعہ پنجاب بنک کو چیف منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ زرعی بنک کی طرح قرضہ دیا جائے اور اس میں 20 کروڑ روپیہ چیف منسٹر صاحب نے دیا ہے جو انہوں نے پنجاب گورنمنٹ سے interest دینا تھا۔ ہم

کروڑوں روپے دے رہے ہیں، کہنے سے پہلے دے دیتے ہیں، اسلامی بنکنگ rates کو study کر لیتے ہیں۔اس کے بعد اگر قابل عمل ہو گا ضرور اس پر عمل کیا جائے گا۔ باقی یہاں پر میں یہ التجا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ لاء منسٹر صاحب کو دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں یہی میری التجا ہے کہ اراکین اسمبلی تجاویز دیں میں ان سے on the floor of the House وعدہ کرتا ہوں۔ ہم بالکل شفاف طریقے سے کام کر رہے ہیں چیف منسٹر کی خواہش ہے کہ زراعت میں انقلاب آئے۔آپ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ ابھی دو crops آئی ہیں، چاول کی آپ production دیکھ لیں کہ چاول اس دفعہ 48 لاکھ ایکڑ پر کاشت ہوا تو پیداوار اس کی پنجاب میں 38 لاکھ ٹن ہوئی ہے۔ پچھلی دفعہ پیداوار ہوئی تھی 32 لاکھ ٹن۔ فرق دیکھ لیں۔ جہاں تک گندم کی بات ہے تو گندم میں کبھی پاکستان کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا پہلی دفعہ 17 ملین ایکڑ پر گندم کاشت ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بہت اچھے۔ شاباش!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں 20 ملین کا ٹارگٹ رکھا ہے اور یہ ٹارگٹ انشاء اللہ achieve ہو گا تو جو حکومت کے اچھے اقدام ہیں فراخ دلی سے ان کی حمایت کرنی چاہئے۔ جہاں تک دیہات میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ان کے لئے، خواتین کے لئے مرغیاں پالنے، گائے بھینسیں رکھنے کے لئے جو rural community کے لوگ ہیں ان کی خوشحالی کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بڑے بڑے پراجیکٹ آ رہے ہیں۔ چولستان میں slaughter house قائم کئے جا رہے ہیں۔ وہاں پر گوشت export کرنے کے لئے بڑے processing plants لگائے جا رہے ہیں۔ان کی breeding کی جا رہی ہے، free vaccination کی جا رہی ہے اور foot and mouth کی بیماریوں کے لئے باہر سے ویکسین امپورٹ کی جا رہی ہے۔آپ دیکھیں گے کہ چونکہ اس میں تھوڑا سا ٹائم لگتا ہے آپ صرف ایک seed دیکھ لیں B.T cotton پر آج تک کسی نے کام نہیں کیا، دس سال گزر گئے ہیں۔آج B.T cotton پر ماشاء اللہ، الحمد للہ ہم بہت آگے

جا چکے ہیں اور اس سے کھاد کی بچت ہوتی ہے، پانی کی بچت ہوتی ہے، اس gene میں toxin ہوتا ہے تو اس سے sugarcane کی نئی variety آئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ نے بہت اچھا wind up کیا ہے۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ لہذاب اجلاس کل منگل مورخہ 17۔فروری 2009 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1457

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،17۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مورخہ 10فروری2009 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھا گیا مسودہ قانون)

THE PUNJAB CONSUMER PROTECTION (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 5 of 2009)

Sheikh Ala-ud-Din:	to move that leave be granted to introduce the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill, 2009.
Sheikh Ala-ud-Din:	to introduce the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill, 2009.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 10فروری2009 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قرارداد)

جناب جوئیل عامر سہوترا:	اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت اس امر کو یقینی بنائے کہ "سرکاری
رانا آصف محمود:	اداروں میں بھرتی کے وقت مخصوص مذہبی تعلیم کے حامل اقلیتی امیدواروں کو بھی حافظ قرآن کی طرح 20 نمبر اضافی دیئے جائیں۔"

1458

(موجودہ قرار دادیں)

1. جناب محمد محسن خان لغاری:
چودھری ظہیر الدین خان:
محترمہ ثمینہ خاور حیات:
چودھری عامر سلطان چیمہ:
جناب محمد یار ہراج:
ڈاکٹر سامیہ امجد:
چودھری عبداللہ یوسف:
چودھری مونس الٰہی:
چودھری محمد ارشد:
جناب طاہر اقبال چودھری:
محترمہ آمنہ اُلفت:
جناب محمد شفیق خان:
جناب شیر علی خان:
جناب خرم نواب:
محترمہ خدیجہ عمر:
محترمہ آمنہ جہانگیر:
حاجی محمد قمر حیات کاٹھیا:
محترمہ عائشہ جاوید:
جناب خالد جاوید اصغر گھرال:
سیدہ ماجدہ زیدی:
سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:
میاں شفیع محمد:
جناب محمد اعجاز شفیع:

یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چوک یتیم خانہ میں جلد از جلد Overhead Bridge یا Underpass تعمیر کرنے کے انتظامات کئے جائیں تاکہ عوام کو ٹریفک کی شدید مشکلات سے نجات مل سکے۔

2. محترمہ نگہت ناصر شیخ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مسجد مکتب پرائمری سکولوں میں اساتذہ کرام کو ملنے والے ماہانہ اعزازیہ میں -/250روپے سے بڑھا کر -/1000روپے کرے۔

3. محترمہ طیبہ ضمیر:

یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ینگ وکلاء کو ہر ڈسٹرکٹ بار میں حسب استحقاق چیمبر بنانے کیلئے زمین الاٹ کرے۔

4. محترمہ فرح دیبا:

یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں ورکنگ اور گھریلو خواتین کیلئے مشترکہ ٹرانسپورٹ کے ساتھ علیحدہ بھی ٹرانسپورٹ چلانے کیلئے جامع پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

1459

5. جناب محمد حفیظ اختر چودھری: یہ ایوان، حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کے خلاف ٹاسک فورس قائم کی جائے جیسا کہ پنجاب گورنمنٹ نے محکمہ صحت میں جعلی ادویات کی فروخت کے خلاف اور محکمہ زراعت میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کے خلاف قائم کر رکھی ہیں۔

حصہ سوم

(عام بحث)

1. محترمہ نسیم لودھی: میں قواعد وانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 243 کے تحت یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے ایوان نے مورخہ 15 دسمبر 1988 کو متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کیلئے ایک رہائشی کالونی بنا کر دی جائے، جس پر آج تک عمل درآمد نہ ہو سکا۔ مذکورہ قرارداد پر عمل درآمد نہ ہونے کے محرکات کو زیر بحث لایا جائے تاکہ مہنگائی کے اس کمر توڑ دور میں ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔ جبکہ صحافی برادری کو حکومت نے حال ہی میں ایک رہائشی کالونی کیلئے زمین بھی مہیا کر دی ہے۔ لہذا اس صورتحال پر عام بحث کی جائے۔

2. محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بھر کے تمام تھیٹروں، بشمول لاہور شہر، میں بے حیائی، فحاشی اور بے ہودہ ڈانس کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کو زیر بحث لایا جائے۔

حصہ چہارم

(جاری بحث)

وزیر قانون (رانا ثناء اللہ خان): صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر بحث جاری رہے گی۔

1461

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

منگل،17۔فروری2009

(یوم الثلاثہ،21۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

ٱلرَّحۡمَـٰنُo عَلَّمَ ٱلۡقُرۡءَانَo خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَo عَلَّمَهُ ٱلۡبَيَانَo ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍo وَٱلنَّجۡمُ وَٱلشَّجَرُ يَسۡجُدَانِo وَٱلسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ ٱلۡمِيزَانَo أَلَّا تَطۡغَوۡاْ فِى ٱلۡمِيزَانِo وَأَقِيمُواْ ٱلۡوَزۡنَ بِٱلۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُواْ ٱلۡمِيزَانَo وَٱلۡأَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡأَنَامِo فِيهَا فَـٰكِهَةٌ وَٱلنَّخۡلُ ذَاتُ ٱلۡأَكۡمَامِo وَٱلۡحَبُّ ذُو ٱلۡعَصۡفِ وَٱلرَّيۡحَانُ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوْرَةُ الرَّحمٰن آیات 1 تا 13

رحمٰن نے اپنے محبوب ﷺ کو قرآن سکھایا۔انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا۔ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا۔سورج اور چاند حساب سے ہیں اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی کہ ترازو سے بے اعتدالی نہ کرو اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ اور زمین رکھی مخلوق کے لئے۔اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول۔تو اے جن وانس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

غمزدوں کے لئے رحمت مصطفیٰ وہ سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں
حشر کے دن بھی وہ سب کے کام آئیں گے کون ہے جس نے ان کو پکارا نہیں
شاید اس پہ ہوا ہے کلام خدا مصطفیٰ کی رضا ہے خدا کی رضا
اپنے محبوب سے حق نے فرما دیا جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں
کیا گھڑی ہوگی محشر میں سب انبیاء امتوں کو نہ دیں گے کوئی آسرا
ہوگی سب کی زباں پہ یہی اِک صدا مصطفیٰ کے سوا کوئی چارہ نہیں
ہو کے وارفتہ جو بھی مدینے گیا سبز گنبد کو بس دیکھتا رہ گیا
ساری دنیا میں ایسا حسیں دلربا دوسرا اور کوئی نظارہ نہیں

سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کل میں نے آپ سے ایک گزارش کی تھی کہ شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ پر ایک ڈکیتی ہوئی ہے جس میں چھ آدمی مارے گئے ہیں اور ایک آدمی ان میں زخمی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اس حوالے سے توجہ دلاؤ نوٹس جمع کراؤ جو میں نے کل ہی کروا دیا ہے۔ ابھی گزارش یہ کرنی تھی کہ آج اس واقعہ کو تیسرا دن ہو گیا ہے۔ ان کا تقریباً ساڑھے چار کلو سونا پولیس کی custody میں ہے۔ وہ بے چارے گھر ہی نہیں جا سکتے ہیں کیونکہ ساڑھے چار کلو سونا کافی مالیت کا بنتا ہے اور وہ پولیس کے رحم وکرم پر چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس Thursday کو آئے گا لیکن ابھی رانا صاحب آ جاتے ہیں تو ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ وہ ان بے چاروں کی مدد کر دیں یا کسی کو کہہ دیں۔ پہلے جج نہیں مل رہا تھا، اب جج ملا ہے تو پولیس والے نہیں مل رہے۔ وہ بے چارے بڑے پریشان ہیں کیونکہ ان کے چھ بندے بھی مر چکے ہیں اور ساتواں ہسپتال میں پڑا ہے۔ آج تک کوئی حکومتی نمائندہ ہسپتال تک نہیں گیا کہ اس کی تیمارداری ہی کر لی جائے کیونکہ اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اس بارے میں تھوڑی بہت خود بھی زحمت کی ہے یا نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا تو ان سے ویسے ہی تعلق ہے۔ میں پہلے دن بھی گیا تھا اور روزانہ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔ابھی رانا صاحب آتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں۔اب سوالات کی طرف آتے ہیں۔پہلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔نمبر پکاریں۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 97۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ روڈ کی توسیع وانڈر پاس بنانے کا مسئلہ

*97۔ میاں نصیر احمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ ملتان روڈ لاہور شہر کا مصروف ترین روڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چوک یتیم خانہ اور سمن آباد موڑ انتہائی تنگ ہیں، جس کی وجہ سے وہاں پر ٹریفک کا رش ہر وقت رہنے سے عوام انتہائی مشکل صورتحال سے دوچار رہتے ہیں؟

(ج) لاہور کے دوسرے روڈز کی طرح کیا حکومت ملتان روڈ لاہور کے اس حصے (چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ) کی بھی توسیع کرنے نیز چوک یتیم خانہ اور سمن آباد موڑ پر انڈر پاس بنانے کا پروگرام رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست ہے۔

(ب) سڑک کی چوڑائی مناسب ہے۔

(ج) ورکس اینڈ سروسز ڈیپارٹمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور، ملتان روڈ کی بحالی کا پروگرام رکھتی ہے جس پر مرحلہ وار عملدرآمد ہو گا۔ سڑک کی توسیع اور انڈر پاس کا منصوبہ فی الحال زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس روڈ کے بارے میں، میں نے سوال کیا ہے یہ 1997 میں میاں نواز شریف صاحب کی حکومت میں اس سڑک کو چوڑا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ جیسے آج پورے لاہور کے اندر ٹریفک اور roads کے مسائل سامنے آ رہے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جن محکمے کی یہ سڑکیں ہیں ان کے پاس ان سڑکوں کی چوڑائی اور لمبائی کا proper data ہی نہیں ہے۔ میں نے اپنے سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ چوک یتیم خانہ سے سمن آباد موڑ انتہائی تنگ ہے جس کی وجہ سے وہاں پر ٹریفک کا رش رہتا ہے۔" جواب میں یہ کہا گیا کہ "سڑک کی چوڑائی مناسب ہے۔" میں ان سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے سامنے مناسب کتنی ہوتی ہے، اس سڑک کی چوڑائی دس فٹ ہے، چالیس فٹ ہے یا 100 فٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے جو "مناسب" لکھا ہے اس سے مراد کتنے فٹ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! سڑک کی چوڑائی مناسب نہ ہے۔ چوڑائی دونوں طرف سے 70 فٹ ہے جبکہ چوک یتیم خانہ اور چوک سمن آباد کی چوڑائی 90 فٹ ہے۔ روزانہ اس روڈ پر تقریباً چار لاکھ گاڑیاں گزرتی ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کا رش رہتا ہے اور اسی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ سڑک کی چوڑائی مناسب ہے تو یہ مناسب کیا ہوتی ہے؟ پورے لاہور کی، موٹر وے کی طرف آنے جانے والی ٹریفک کا وہاں رش ہوتا ہے اور ایمبولینسیں بھی پھنسی ہوتی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنے اہم روڈ کی مناسب چوڑائی سے کیا مراد ہے؟ یہ مناسب کا بتا دیں تاکہ میں ان کے آئندہ کے جوابات کا اندازہ لگا سکوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! حکم وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب 2008-2-5 کو ملتان روڈ محکمہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے

Communication & Works Department, Government of Punjab کو transfer ہو چکی ہے اور انشااللہ تعالیٰ اس کی مزید development کے لئے بھی کام ہو گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال کیا جا رہا ہے کہ اس سڑک کی مناسب چوڑائی کیا ہے۔ وہ جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔ ہمارا سوال گندم ہے اور جواب ہمیں چنا مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، چودھری صاحب! ایسے تو نہ کریں کیونکہ آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا پہلا دن ہے۔ آپ ان کے جواب سنیں۔

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جتنے لوگ لاہور میں فیصل آباد سے موٹروے کے ذریعے داخل ہوتے ہیں وہ ٹھوکر نیاز بیگ بھی آتے ہیں، چوک یتیم خانہ بھی آتے ہیں اور سگیاں پل سے بھی آتے ہیں تو یہ تینوں راستے جب کھلے ہوتے ہیں تو اس وقت بھی choked ہوتے ہیں۔ ہمارا فیصل آباد سے لاہور کا سفر ڈیڑھ گھنٹے کا ہوتا ہے اور چوک یتیم خانہ cross کرنے میں تقریباً 45 منٹ لگ جاتے ہیں۔ وہاں پر ٹریفک ہر وقت jam (جام) رہتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال نہایت اہم ہے elevated transit کے لئے بھی یہ روڈ منتخب کی گئی تھی اور اس روڈ کی ٹریفک congestion کے پیش نظر حکومت پنجاب کو priority کے اوپر handle کرنا چاہئے۔ یہ ایک bottle neck road ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب کوئی assurance دیں کہ اس روڈ کو وہ حکومت پنجاب سے priority دلوا سکیں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے بتا تو دیا ہے کہ وہ اس روڈ سے متعلق کچھ کر رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کچھ واضح نہیں بتایا کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بتادیا ہے کہ بقول ان کے وزیر اعلیٰ صاحب اس پر کوئی خصوصی نوٹس لے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں بتا رہا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس روڈ کو عوام کی سہولت کے لئے develop کیا جائے گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کچھ اور ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ underpass اور flyover کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے تو پھر یہ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ اس پر وزیر اعلیٰ صاحب کچھ سوچ رہے ہیں کیونکہ یہاں پر تو انہوں نے واضح لکھا ہے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور ملتان روڈ پر آنے والے ٹھوکر سے ہو کر آتے ہیں تو یہ پورے جنوبی پنجاب کا مسئلہ ہے اور جواب میں بڑا واضح لکھا ہے کہ اس طرح کا ان کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ جہاں تک بات انہوں نے پوچھی ہے تو وہ انہوں نے بتادی ہے۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: میرے سوال کا نمبر 182 ہے۔

لاہور میں سائیکل، موٹر سائیکل سٹینڈز کی تعداد اور زائد پارکنگ فیس وصولی کا معاملہ

*182: میاں نصیر احمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں سائیکل، موٹر سائیکل اور موٹر کار کے لئے کتنے پارکنگ سٹینڈ موجود ہیں، نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان پارکنگ سٹینڈز میں کتنی پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ج) کیا مختلف مقامات پر پارکنگ فیس بھی مختلف وصول کی جاتی ہے؟

(د) کیا ٹھیکیدار سرکاری ریٹ سے زائد پارکنگ فیس بھی وصول کرتے ہیں؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایسے ٹھیکیداروں کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے، اگر کارروائی نہیں کر رہی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) دفتر شہری سہولیات، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انتظام چلنے والے پارکنگ سٹینڈز کی تعداد 51 ہے جو 32 مین سڑکوں پر واقع ہیں، تفصیل پارکنگ سٹینڈز مع روڈز تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دفتر شہری سہولیات، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انتظام چلنے والے پارکنگ سٹینڈز پر درج ذیل شرح سے پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے:۔

کار، جیپ	10 روپے
موٹر سائیکل / سکوٹر	5 روپے
سائیکل	1 روپیہ

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تمام پارکنگ سٹینڈز پر منظور شدہ شرح کے مطابق یکساں پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تمام پارکنگ سٹینڈز پر منظور شدہ شرح کے مطابق ہی یکساں پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ح) اگر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے کسی بھی پارکنگ سٹینڈ پر منظور شدہ شرح سے زائد پارکنگ فیس وصولی کی شکایت موصول ہو تو فوری طور پر کارروائی کر کے متعلقہ ٹھیکیدار / کارندہ کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے

حال ہی میں 4 پارکنگ سٹینڈز، 1۔ پیس گلبرک ،2۔شالامار باغ ، 3۔ عباسی اینڈ کو، 4۔لاہور سٹاک ایکسچینج، کے ٹھیکیداروں کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!لاہور میں پارکنگ کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ کار پارکنگ دس روپے اور موٹر سائیکل اور سکوٹر کی پانچ روپے اور سائیکل کی پارکنگ فیس ایک روپے لی جاتی ہے۔لاہور میں جو زیادہ تر مثالیں سامنے آئیں اور ہم نے خود بھی pay کئے ہیں کہ جس طرح پیس(pace)،حفیظ سنٹر اور اس طرح کے بڑے پلازوں میں پارکنگ بیس روپے فی گھنٹہ کے حساب سے لی جاتی ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیاان کے محکمہ کے علم میں یہ ہے کہ وہاں پر پارکنگ توانہوں نے دس روپے پورے دن کی رکھی ہے لیکن وہاں پر جو عام طور پر وصول کی جاتی ہے اور جو صاحبان وہاں پر گاڑی کھڑی کرتے ہیں تو وہ ان سے بحث بھی نہیں کر سکتے اور انہیں دینی پڑتی ہے جو بیس روپے گھنٹہ یا دو گھنٹے کے حساب سے ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پارکنگ فیس جو آپ نے دس روپے ، پانچ روپے اور ایک روپیہ سارے دن کا رکھا ہے لیکن وہ گھنٹوں کے حساب سے فیس وصول کرتے ہیں۔کیا یہ گھنٹوں کے حساب سے ہے یا پورے دن کے حساب سے ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!یہ پورے دن کے حساب سے ہے۔اگر اس میں کوئی شکایت آئے گی تو پھر ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔کافی ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے اور مزید انشاء اللہ کارروائی کی جائے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!یہاں پر انہوں نے ابھی بتایا کہ سائیکل کی پارکنگ فیس ایک روپے ہے تو میرا نہیں خیال کہ پچھلے دس سال سے میں نے خود آج تک کسی سے سنا ہے اور نہ کسی نے دیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ particular case انہیں بتائیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!پورے لاہور میں سائیکل سٹینڈ کی فیس ایک روپیہ تو کہیں بھی نہیں ہے کیونکہ ایک روپیہ تو ویسے ہی نہیں ملتا تو اس کی پارکنگ ایک روپیہ کیسے ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: ایک روپیہ ملتا تو ہے کیوں نہیں ملتا؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! فاضل ممبر کا حق ہے کہ اگر کوئی evidence ہو تو ہمیں ضرور بتائیں۔

جناب سپیکر: اگر کوئی case ایسا سامنے آئے تو آپ اس کی شکایت کریں وہ اس پر نوٹس لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو کچھ بتایا کہ ہم اس حساب سے پارکنگ فیس وصول کرتے ہیں تو پنجاب میں ٹھیکیداروں کے مافیا کو ختم کرنے کے سلسلے میں پہلا جو قدم اٹھایا گیا تھا وہ last tenure میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کے دور میں ضلع ٹیکس کے ٹھیکیداروں کی بدمعاشی ختم کی گئی تھی اور اوکڑائے کو ختم کیا تھا۔ اسی طرح سے پارکنگ کے جتنے بھی ٹھیکیدار ہیں وہ بدمعاشی سے زائد پارکنگ فیس وصول کرتے ہیں اور یہ جو ratio مقرر کی گئی ہے تو میرے بھائی نے بالکل ٹھیک کہا کہ ایک روپیہ تو کہیں بھی نہیں لیا جا رہا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس مافیا کو ختم کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ ہمیں ان ٹھیکیداروں کے نام بتائیں، ہم ان کے خلاف سخت کارروائی کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح پوری دنیا میں ابھی کمپیوٹرائزڈ پارکنگ کا نظام رائج ہو رہا ہے اور کیا بھی جا رہا ہے تو کیا لاہور کے اندر یا پنجاب کے اندر حکومت کا کوئی منصوبہ ہے کہ جس طرح پہلے بھی اعلان کیا گیا تھا کہ کمپیوٹرائزڈ پارکنگ کو متعارف کروایا جائے گا۔ جس طرح میرے فاضل دوست نے ابھی بات کی کہ وہاں پر زبردستی لوگوں سے پیسے فالتو

لئے جاتے ہیں تو کیا حکومت پنجاب کا کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ کمپیوٹرائزڈ پارکنگ کو لاہور اور دوسرے شہروں میں متعارف کروایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس کے لئے یہ ہمیں الگ سوال دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہتر سے بہتر کرنے کے لئے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ پنجاب میں پارکنگ کے لئے کمپیوٹرائزڈ نظام بنانا چاہتے ہیں یا کوئی ارادہ ہے یا نہیں یا کوئی ایسی بات زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: میرے سوال کا نمبر 307 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور کے ٹاؤنز میں ریگولر، کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیل

*307: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع لاہور میں موجود تمام ٹاؤنوں میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا عملہ تعینات ہے، تمام ٹاؤنوں میں سالڈ ویسٹ کے ریگولر/کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کی علیحدہ علیحدہ تعداد سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا ضلع لاہور میں تمام سینٹری ورکر اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہوتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سینٹری ورکروں کے انچارج (داروغہ) ان سے پیسے لے کر ان کی حاضری لگا دیتے ہیں اور وہ ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے؟

(د) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو غیر حاضر رہنے والے ملازمین اور رشوت لینے والے اہلکاران و افسران کے خلاف محکمہ کیا کارروائی کرتا ہے، اس کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے، اگر کارروائی نہیں کی جاتی تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) سالڈ ویسٹ مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ ضلع لاہور میں کوئی ملازم کنٹریکٹ پر بھرتی نہ ہے۔ ڈیلی ویجز اور ریگولر ملازمین کی تعداد ٹاؤن وار کے مطابق درج ذیل ہے:-

راوی ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 940 اور ورک چارج کی تعداد 566 ہے۔
گلبرگ ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 552 اور ورک چارج کی تعداد 363 ہے۔
عزیز بھٹی ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 391 اور ورک چارج کی تعداد 281 ہے۔
داتا ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 1090 اور ورک چارج کی تعداد 549 ہے۔
واہگہ ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 241 اور ورک چارج کی تعداد 199 ہے۔
نشتر ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 270 اور ورک چارج کی تعداد 389
علامہ اقبال ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 291 اور ورک چارج کی تعداد 462 ہے۔
شالامار ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 646 اور ورک چارج کی تعداد 351 ے۔
سمن آباد ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 633 اور ورک چارج کی تعداد 512 ہے۔

(ب) تمام سینٹری ورکر اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہوتے ہیں تاہم غیر حاضر ملازمین کی باقاعدہ غیر حاضری لگائی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے جو سینٹری ورکر حاضر ہوتے ہیں ان کی حاضری لگائی جاتی ہے اور جو حاضر نہیں ہوتے ان کی غیر حاضری لگائی جاتی ہے۔ تنخواہ ملازمین کے ذاتی بنک اکاؤنٹ میں جاتی ہے اس لئے پیسے لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) جواب اثبات میں نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ج) کا جواب یہ دیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ جو سینیٹری ورکر حاضر ہوتے ہیں ان کی حاضری لگائی جاتی ہے اور جو حاضر نہیں ہوتے ان کی غیر حاضری لگائی جاتی ہے۔ تنخواہ ملازمین کے ذاتی بنک اکاؤنٹس میں جاتی ہے اس لئے پیسے لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" میرا سوال یہ تھا کہ مجھے ایک تو یہ بتایا جائے، آپ کو بھی پتا ہے کہ ہر جگہ یہ شکایت ہے بلکہ پورے لاہور کی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ عملہ بھی تعینات ہے، مشینری بھی provide کی جاتی ہے اور اس پر خرچہ بھی حکومت کا ہر لحاظ سے ہوتا ہے لیکن جو ملازمین خواہ وہ daily wages والے ہیں یا regular ہیں وہ داروغہ کو پیسے کھلا کر علاقے میں جا کر کوئی صفائی ستھرائی نہیں کرتے۔ میرا تو سوال یہ تھا لیکن اس کا جواب محکمے نے بالکل غلط دیا ہے۔ میرے ساتھ آپ بھی اور ہر کوئی اتفاق کرے گا۔ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ daily wages والوں کی جب تک حاضری نہیں لگے گی تو کس طرح یہ calculation ہو گی کہ انہوں نے کتنے دن آ کر کام کیا ہے؟ میرا ڈھلوں صاحب سے سوال یہ ہے کہ ان کو کیا خواب آئے گا؟ حاضری لگے گی تو ان کی calculation ہو گی کہ انہوں نے مہینے میں اتنے دن کام کیا ہے اس کے بعد ہی انہیں پیسے دیئے جائیں گے۔ غلط حاضری لگائی جاتی ہے داروغہ اس سلسلے میں غلط حاضری لگاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں صفائی ستھرائی کا نظام ٹھیک نہیں ہے۔ یہ غلط جواب ہے اور اس غلط جواب کے حوالے سے ڈھلوں صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ ان کا اس حوالے سے کیا کہنا ہے، یہ خود ذرا بتائیں کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے تو بتا دیا ہے۔ اگر آپ اس کو غلط کہتے ہیں تو ان کو کوئی particular case بتائیں اس پر وہ نوٹس لیں گے۔ جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں قابل احترام ممبر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے کافی سالوں سے یہ گند پڑا ہوا تھا اب جو انشاء اللہ ہم تک evidence پہنچیں گی تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! گلبرگ ٹاؤن میں regular ملازمین کی تعداد 552 ہے اور work charge کی تعداد 363 ہے۔ مجھے kindly ڈھلوں صاحب یہ بتادیں کہ گلبرگ ٹاؤن میں کتنی یونین کونسل ہیں جن پر انہوں نے ان ملازمین کو divide کیا ہوا ہے، تاکہ پتا چلے کہ یونین کونسل میں کتنے ملازمین ہیں، daily wages والے کتنے ہیں اور regular کتنے ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس پر میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے ان کے سوال کا تو جواب آنے دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: ہر ٹاؤن میں جو work charge ملازمین ہیں ان کی تنخواہ کا مسئلہ T.M.O صاحب جو ان کے یونین کونسل میں کرتا دھرتا ہیں وہ کرتے ہیں۔ ایک شالامار ٹاؤن کا مسئلہ ہے کہ وہاں پر انہوں نے کچھ غیر متعلقہ اشخاص کو یونین کونسل میں رکھا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے ان کے سوال کا جواب آنے دیں۔ ابھی آپ کو اجازت نہیں ملی ہے، آپ مہربانی فرمائیں، آپ ضمنی سوال ضرور کریں لیکن ابھی نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! گلبرگ ٹاؤن میں regular ملازمین کی تعداد 552 اور work charge کی تعداد 363 ہے۔ ڈھلوں صاحب پھر سے سن لیں اور مجھے یہ بتائیں کہ اس گلبرگ ٹاؤن میں کتنی یونین کونسل ہیں اور انہوں نے ایک یونین کونسل کو کتنے ملازمین دیئے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! ان کو بتادیں کہ کتنی یونین کونسل ہیں، اگر آپ کو پتا ہے یا نیا سوال لینا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اپنے قابل احترام ممبر سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ مجھے اس سلسلہ میں مل لیں تو اس میں جو معاونت ہوگی وہ ضرور کریں گے۔ اگر اس سلسلہ میں ان کو مزید معلومات چاہئیں تو اس

کے لئے یہ ایک نیا سوال کریں ویسے وہاں ایک ہی ٹاؤن ہے جس میں 552 ملازمین ہیں اور 363ورک چارج ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ان ملازمین کو divide کیا ہوا ہے کیونکہ وہاں پر صفائی ستھرائی proper نہیں ہوتی۔آپ کو بھی پتا ہے کہ صبح خاکروب نہیں آتے۔حکومت کا خرچہ ہو رہا ہے۔وہ خاکروب کو تنخواہ بھی دیتے ہیں، ان کو جھاڑو بھی دیتے ہیں اور ان کو ہر طرح کی مشینری بھی provide کی جاتی ہے۔حکومت کا خرچہ ہو رہا ہے لیکن وہ لوگ کتنی تعداد میں ہیں جو کہ ہمیں تو کبھی نظر نہیں آئے۔ہم تو اپنی اپنی سڑکوں کے باہر جاکر خود صفائی کرواتے ہیں۔جس دن ہمارا ملازم صفائی نہیں کرتا اس دن ہماری سڑک گندی پڑی رہتی ہے۔گندگی اسی لئے زیادہ ہے اور میرا سوال یہ ہے کہ ان چیزوں کو ہم نے کنٹرول کرنا ہے۔سوال جواب کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ہمیں ان خرابیوں پر قابو پانا ہے۔اگر کوئی چیز knowledge میں نہیں ہے تو اس سوال جواب کے ذریعے ایک بہت بڑے مسئلے کا حل نکالا جا سکتا ہے۔میرا وزیر موصوف سے کہنا یہ ہے کہ کس ratio کے مطابق انہوں نے یونین کونسل level پر ان ملازمین کو divide کیا ہوا ہے؟ داروغہ کے پاس ایک سسٹم ہے کہ یہ پیسا دیتے ہیں اور اپنی حاضری لگوا لیتے ہیں اور پھر کہیں اور جاکر کام کرتے ہیں۔یہ رویوں کے خلاف اور نظام کی خرابی کے اوپر check and balance کے حوالے سے میں ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔اس خرابی کو ختم کرنے کے لئے ڈھلوں صاحب کے پاس کیا منصوبہ ہے، یہ مسئلے ان کے زیر غور ہیں یا نہیں ہیں؟ جواب تو محکمے کا آگیا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہوتا اور آپ کو بھی پتا ہے کہ یہ غلط جواب ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب ان کی طرف سے نہیں آیا کہ کتنی یونین کونسل ہیں اور کس ratio کے حساب سے ملازمین کی division کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی ڈھلوں صاحب!ان کو بتائیں محترمہ کو satisfy کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں بتارہا ہوں کہ یہ اس کے لئے نیا سوال دیں اور اگر ان کے پاس کوئی اس علاقے کے لئے بہتر تجاویز ہیں تو وہ بتادیں۔

جناب سپیکر: محترمہ چاہتی ہیں کہ علاقے میں صفائی ستھرائی نہیں ہورہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ محترمہ کے پاس اگر اس علاقے کے لئے کوئی بہتر تجاویز ہیں اور وہ موجودہ تجاویز سے بہتر ہیں تو وہ ہمیں دیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد کروائیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کے نوٹس میں لائیں کہ فلاں جگہ ایسے ہورہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ میرے محلے میں ہورہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ کے محلے میں خصوصی توجہ دی جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان کے محلے میں بھی ہورہا ہوگا۔ کیا انہوں نے کبھی دیکھا ہے کسی خاکروب کو regular آتے ہوئے، انہیں صبح صبح کوڑا اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے؟

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! سب کی طرف خصوصی توجہ دیں اور ان کا خصوصی خیال رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کے علاقے میں جو کمی بیشی ہوگی اس کو پورا کیا جائے گا اور جو انہوں نے گلبرگ کا سوال کیا ہے اس کی 15 یونین کونسلیں ہیں۔

جناب سپیکر: چلو، شاباش، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ یہ یونین کونسل نمبر 31 سے شروع ہوتا ہے اور اس میں 32 نمبر یونین کونسل بھی آتی ہے، 96 بھی آتی ہے، 97 بھی آتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں 13 یونین کونسلیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال داروغہ کے مسئلے پر ہے کہ وہ جو regular ملازم ہیں ان سے تو پیسے لے لیتا ہے اور جو work charge والے دن رات کام کرتے ہیں ان سے بہت زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ جب T.M.O صاحب ان کو تنخواہیں ہی نہیں دیتے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سسٹم کی خرابی ہے، اس کی بہتری کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس کے لئے بہتر سے بہتر اقدامات ہوں گے۔ جن معاملات میں شکایتیں آئیں گی ان کو دور کیا جائے گا اور میری اپنے معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ ہم تک شکایت ضرور پہنچائیں تاکہ اس کو ہم properly حل کر سکیں اور ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیں جو اس قسم کی کارروائی میں شامل ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آخری سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ جو داروغہ کے پاس حاضری لگائی جاتی ہے اس سسٹم میں بھی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے کیا قانون ہے جس کے تحت حاضری لگائی جاتی ہے؟ اس میں اتنے flaws ہیں کہ غلط حاضریاں لگا کر وہ لوگ پیسے کھاتے ہیں۔ ڈھلوں صاحب ہر سوال کے جواب میں دعائیں اور نیک تمنائیں فراہم کر رہے ہیں، وہ جواب نہیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں، میری بات سنیں۔ آپ نے یہ بات کر دی ہے لیکن آپ کوئی particular cases بتائیں کہ یہ آدمی ہیں جن کے اتنے پیسے انہوں نے نکلوائے ہیں تو اس کے خلاف وہ کارروائی کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، درست ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں اور میں پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!اس پر اب مزید ضمنی سوال نہ کریں۔ بڑی مہربانی، زیادہ سے زیادہ دو ہو سکتے ہیں، تین ہو سکتے ہیں،اس سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہاں پر work charge ملازمین regular ملازمین سے زیادہ رکھے گئے ہیں، کیا گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ work charge ملازمین کو زیادہ رکھا جائے ؟اگر ایسا ہے تو اسی نام پر سب سے زیادہ کرپشن بلدیاتی اداروں میں ہوئی ہے، نشتر ٹاؤن اور علامہ اقبال ٹاؤن میں آپ دیکھیں کہ نشتر ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد270 ہے، اس کے مقابلے میں389 work charge رکھے ہوئے ہیں۔اسی طرح سے علامہ اقبال ٹاؤن میں ریگولر ملازمین کی تعداد 291 ہے اور 462 ورک چارج رکھے ہوئے ہیں تو میں حکومتی پالیسی کے سلسلے میں توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ اس کی کوئی ratio مقرر کریں کہ ریگولر ملازمین کے مقابلے میں ورک چارج اتنے رکھے جائیں گے تاکہ اس معاملے کو دھاندلی سے یا جو محکمے میں کرپشن ہے اس کو ختم کرایا جاسکے۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے معزز رکن نے بہت اچھا سوال کیا ہے،اس میں ban لگنے کی وجہ سے ہم ملازمین پورے نہیں کر سکے،انشاءاللہ تعالیٰ اس پر فوری عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں!ٹھیک ہے۔اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!On his behalf Q.No.372 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ وسوال نمبر372 دریافت کیا)

لاری اڈہ بادامی لاہور میں ٹریفک کے مسئلہ

*372: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاری اڈا بادامی باغ میں اکثر ٹریفک جام رہتی ہے؟
(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر کی مشہور سیر گاہ مینار پاکستان کے پارکوں کو ختم کر کے بس سٹینڈ بنائے جارہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟
(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ بس سٹینڈ سٹی گورنمنٹ نے بنوائے ہیں؟
(د) کیا موجودہ حکومت ان بس سٹینڈز کو شہر سے باہر لے جانے کاارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تواس کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاری اڈا بادامی باغ میں اکثر ٹریفک بند رہتی ہے۔جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ کی حدود میں بہترین ایڈمنسٹریشن کی وجہ سے ٹریفک 24 گھنٹے رواں دواں رہتی ہے۔
(ب) درست نہ ہے پی ایچ اے کے زیر غور ایسا کوئی منصوبہ نہ ہے۔
(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انتظام سال 2005 میں سٹی بس ٹرمینل سکندریہ کالونی کے نام سے ایک نیا بس سٹینڈ تعمیر کیا گیا ہے جہاں سے ملک کے مختلف شہروں کے لئے بسیں روانہ ہورہی ہیں جن میں مسافروں کے لئے جدید ترین سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔
(د) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک نیا بس ٹرمینل بنانے کاارادہ رکھتی ہے۔یہ معاملہ under process ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں اس کے اوپر ضمنی سوال کروں گی کہ سوال کے جز(الف) میں تھا کہ لاری اڈا، بادامی باغ میں اکثر ٹریفک جام رہتی ہے تواس کا ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے کہ ”یہ درست نہ ہے کہ لاری اڈا، بادامی باغ میں اکثر ٹریفک بند رہتی ہے، جنرل بس سٹینڈ، بادامی باغ میں بہترین ایڈمنسٹریشن کی وجہ سے ٹریفک چوبیس گھنٹے رواں دواں رہتی ہے۔“ میری یہاں یہ گزارش ہے کہ لاہور میں کم از کم رہنے والے اور یہاں لاہور سے باہر جانے والے لوگ اس

بات سے بڑی اچھی طرح آگاہ ہیں کہ یہاں چوبیس گھنٹے ٹریفک رواں دواں نہیں رہتی۔یہ ground reality ہے، یہ ڈیپارٹمنٹ نے سراسر غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ یہ بتایا جائے کہ کہاں چوبیس گھنٹے ٹریفک رواں دواں رہتی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس روڈ پر ٹریفک کے معاملات پہلے سے بہت بہتر ہیں لیکن اگر کبھی کبھی ایسا کوئی معاملہ ہوتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی کوشش کریں گے کہ آئندہ نہ ہو۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ روزانہ کا معاملہ ہے، یہ کبھی کبھی کی بات نہیں ہے۔بادامی باغ، لاری اڈا میں چوبیس گھنٹے ٹریفک کے معاملات بڑے خراب رہتے ہیں، آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کبھی کبھی یہ معاملات ہوتے ہیں؟ ٹریفک کا روزانہ کا شیڈول چلنے کا ہوتا ہے، پھر کیسے کبھی کبھی خراب ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! آبادی میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے لہذا اس لحاظ سے کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ سڑک بڑی ہو اور بہتر حالات ہوں، اب انشاء اللہ تعالیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب اچھی policies لے کر آ رہے ہیں تو اس روڈ پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہتر حالات ہو جائیں گے۔اس کو ٹھیک کیا جائے گا اور اس پر پیشرفت ہو گی۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!شکریہ۔یہ سوال وسیم قادر صاحب نے کیا تھا کہ جز(د)بس سٹینڈ شہر سے باہر نکالنے کی کوئی سکیم زیر غور ہے تو اس میں صرف ایک نیاز بیگ ٹھوکر کے نئے بس ٹرمینل کا ذکر ہوا ہے اور اس میں بھی مدت نہیں بتائی گئی کہ وہ کب تک مکمل ہو گا؟دوسرا جو فیصل آباد، سرگودھا اور راولپنڈی کو جانے والی بسیں ہیں اس طرف جانے والے مسافروں کے لئے کیا شاہدرہ کی طرف کوئی نیا بس ٹرمینل بنانے کا پروگرام ہے،اگر ہے تو وہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
اس پر موجودہ صورتحال بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر پسنجر زاینڈ ٹریڈ ٹرانزٹ ٹرمینل،لاہور ضلعی حکومت، موضع ٹھوکر نیاز بیگ میں نیا بس ٹرمینل بنانے کے منصوبہ پر۔۔۔

جناب سپیکر:وہ تو انہوں نے پڑھ لیا ہے۔وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ہم نے پڑھ لیا ہے۔وہ پوچھ رہے ہیں کہ فیصل آباد، سرگودھا، جو لاہور کے دائیں جانب ہیں ان کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جی،ان کی بات ٹھیک ہے۔اس پر منصوبہ بندی ہو رہی ہے اور انشاء اللہ بہت جلد عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر:چلیں،جی، محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے یہاں پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک نیا بس ٹرمینل بنانے کا گورنمنٹ ارادہ رکھتی ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ کیا ایک بس ٹرمینل سے پورے لاہور کی ضرورت پوری ہو جائے گی؟اگر نہیں تو کیا گورنمنٹ مزید بس ٹرمینل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب؟

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب والا!میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ اور بہتر طور پر کام کیا جائے گا۔(قطع کلامی)

دیکھیں جی! یہ تو میرا فرض ہے۔اس کے لئے انشاء اللہ معاملات بہتر ہوں گے۔ان کے لئے آگے کوئی بہتر قوانین بھی آئیں گے اور اس کو آگے لے کر جائیں گے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: ہر سوال کا جواب انشاء اللہ، ماشاء اللہ۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ڈائیوو کا اڈا شہر کے درمیان ہے تو کیا حکومت کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ ڈائیوو کے اڈے کا شہر سے باہر کوئی ٹرمینل بنایا جائے کیونکہ صرف specific ایک ہی اڈا ہے جو ڈائیوو کا ہے باقی شہر کے اندر کوئی بھی اڈا نہیں ہے اور اس پر یہ بھی بتایا جائے کہ یہ شہر کے اندر کیوں موجود ہے اور باقیوں کو کیوں شہر سے باہر نکالا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): اس پر بھی یہ میرے محترم بھائی سوال نیا دیں، اس پر انشاء اللہ جواب آئے گا۔

جناب سپیکر: جی، جس کیس کے بارے میں انہوں نے ذکر کیا ہے آپ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے تو وہ بتادیں اگر نہیں تو اس پر کوئی غور کیجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، ضرور غور کریں گے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری کہہ رہے ہیں کہ ہر چیز زیر غور ہے اور [******] اس کا کوئی حل نکالیں، پارلیمانی سیکرٹری کا ہر جواب ہے کہ زیر غور اور [*******] یہ بڑی سنجیدہ باتیں ہو رہی ہیں، اس میں حکومت کو بڑی سنجیدگی سے اس کا نوٹس لینا چاہئے تاکہ ہاؤس میں صحیح جواب آسکیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نہیں سمجھ سکا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: [**********]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ منسٹر صاحب یہیں ہوں گے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! یہ آپ نے پوچھا ہے۔[**********]اصل بات یہ ہے کہ ڈھلوں صاحب پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک اچھے انداز میں جواب دے رہے ہیں، ہم ان کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرنا چاہ رہے، اصل معاملہ یہ ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے دوست محمد کھوسہ صاحب کی سنیٹرز کے ووٹ پورے کرنے کے لئے ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اس معاملے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: میں کہتا ہوں کہ ان کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ ایسی بات چھوڑیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں، رہنے دیں۔ اس بات کو چھوڑ دیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ غیر پارلیمانی ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے وہ حذف کرا دیئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ No comments on this issue please. آپ اب اس بات کو چھوڑیں۔ جی، اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!On his behalf Q.No.375(معزز رکن نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: نہیں، یہ تو وسیم قادر صاحب ہیں، آپ اپنا نام بھی بول دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نےon his behalf کہا ہے۔ Q.No.375 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور یونین کونسل 37 اور 38 میں مختص فنڈز کی تفصیلات

*375: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور، پی پی۔144 میں یو سی۔37 اور 38 کو کتنا فنڈ دیا گیا نیز ناظم اور نائب ناظم کو کتنا فنڈ دیا گیا، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یو سی۔37 کو یو سی 38 کے مقابلے میں بہت کم فنڈ ملا اور جو ملا وہ بھی حکومتی نائب ناظم نے ہڑپ کر لیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یو سی۔37 کو فنڈ نہ ملنے کی وجہ سے ترقیاتی کام نہ ہو سکے وضاحت بیان فرمائیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ یو سی 37 کے مسائل حل کئے جائیں، اگر رکھتی ہے تو کب، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) یونین کونسل نمبر 37 اور 38 کو مالی سال 06۔2005 اور 07۔2006 کو جو فنڈ دیئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (الف) اور تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جبکہ موجودہ سال 08۔2007 کے ترقیاتی منصوبہ جات کی انتظامی منظوری ٹاؤن کونسل نے اپنے

اجلاس مورخہ 2007۔10۔25 میں دی اور ٹینڈر کال کرنے کی کارروائی شروع ہی کی تھی کہ حکومت نے جنرل الیکشن کی وجہ سے نئے منصوبہ جات پر پابندی لگادی جو ابھی تک برقرار ہے۔

(ب) جواب جز(الف) کے مطابق ہے۔

(ج) جواب جز(الف) کے مطابق ہے۔

(د) جواب جز(الف) کے مطابق ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس کے اوپر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: very good جی، اگلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب!۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں۔یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اس سے اگلا سوال بھی راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔نمبر بولئے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 524 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور نہ کیا جائے۔اسے پارلیمانی سیکرٹری صاحب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! جی۔آپ نے جواب پڑھنا ہے، سوال نہیں پڑھنا۔

تحصیل کونسل پاکپتن میں ترقیاتی سکیموں کی صورتحال ودیگر تفصیلات

*524: **چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل کونسل پاکپتن نے 2001 سے 31۔مئی 2008 تک کون کون C.C.Bs بنائے ہیں ان کے نام وپتاجات اور کتنی کتنی رقم ادا کی گئی ہے؟

(ب) تحصیل کونسل کی ایک سی سی بی نے کتنے waiting sheds بنائے ہیں اور ان شیڈز کی Specifications کیا ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) سی سی بی کا کتنا پیسا31۔ مئی 2008 کو ضلع حکومت پاکپتن کے پاس پڑا ہے سی سی بی کے کتنے اور کون کون سے بورڈز ضلع حکومت پاکپتن نے یکم جولائی 2001 سے 31۔ مئی 2008 تک بنائے یا منظور کئے ہیں اور ان کے لئے فنڈز ریلیز کئے گئے ہیں ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) محکمہ لوکل گورنمنٹ نے کون سا ایسا نظام وضع کیا ہے، جس میں قومی پیسا کا ضیاع تحصیل کونسل و ضلعی حکومت میں روکا جا سکتا ہے؟

(ہ) ضلعی حکومت پاکپتن کا ترقیاتی بجٹ سال 2007-08 کا کتنا تھا اس میں کون کون سی ترقیاتی سکیمیں شامل ہیں ان کی مالیت کتنی کتنی تھی اور سال 2007-08 میں کتنے منصوبے منظور کر کے شروع کرائے گئے، کب ٹینڈرز ہوئے ان کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت پاکپتن نے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے پاس موجودہ ترقیاتی بجٹ سے کہیں زیادہ مالیت کے منصوبے شروع کروا دیئے جبکہ ان کے پاس اتنے فنڈز ہی نہ تھے اور اس طرح قومی پیسے کے ضیاع کا سبب بنے ہیں ان کے احتساب کے لئے کیا کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) ضلعی حکومت تحصیل ایڈمنسٹریشن پاکپتن سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

تحصیل کونسل پاکپتن شریف میں 2001 سے 31۔ مئی 2008 تک سی سی بی ایس کے 32 منصوبہ جات پر کام ہوا جن پر 5,70,42,106 روپے خرچ کئے گئے۔ تخمینہ لاگت 5,46,47,120 روپے تھا، تفصیل لف ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل کونسل پاکپتن شریف نے 2001 سے 31۔ مئی 2008 تک مسافروں کی سہولت کے پیش نظر مختلف سڑکات پر 93 ویٹنگ شیڈز بنانے کی منظوری دی، جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ویٹنگ شیڈز کی درج ذیل

specification کے مطابق چیف انجینئر، محکمہ لوکل گورنمنٹ سے باقاعدہ پیشگی منظور کروائے گئے۔

1. Steel Squere piler SWG6″ (16 x 16″)
2. Roof fiber Glass PlY2
3. Steel Frame
4. Fool Tuff Pavers
5. Bench Brick Work & Marble

(ج) ضلعی حکومت پاکپتن کے پاس مورخہ 31-05-2008 تک مبلغ 280.777 ملین روپے C.C.Bs کی مد میں موجود ہیں۔یکم جولائی 2001 سے اب تک 276 بورڈز رجسٹر ہوئے ہیں اور جن میں سے C.C.Bs18 کے لئے فنڈز ریلیز کئے جن کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر C.C.Bs کی ترقیاتی سرگرمیوں کو monitor کرنے اور ان کو streamline بنانے کے لئے کمیٹیاں بنائی جارہی ہیں۔

(ہ) ضلعی حکومت کے ترمیمی بجٹ برائے سال 08۔2007 میں مبلغ 600.597 ملین روپے مختص کئے گئے تھے۔ سکیموں کی تفصیل مع مالیت منظور شدہ منصوبہ جات اور ان کی کیفیت تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت نے 568 سکیموں کے لئے مالی سال 08-2007 میں مبلغ 590.612 ملین روپے مالیت کے منصوبہ جات کی منظوری دی جن میں سے 378 سکیمیں ایسی تھیں جو کہ نئی سکیموں پر پابندی کی وجہ سے شروع نہ ہو سکیں۔اس طرح تقریباً 190 سکیموں پر ترقیاتی کام جاری ہے، جن کے لئے 09-2008 کے ترقیاتی بجٹ میں 100 فیصد فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں۔اس طرح سرکاری خزانے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ان کا آئے گا جنہوں نے سوال کیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اتنے زیادہ سوال ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں، کیا ہم ان کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کے حوالے سے توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہاں پر جو سب سے پہلا فقرہ لکھا ہوا ہے۔ ضلعی حکومت/تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خانیوال سے موصولہ رپورٹ کے مطابق تو میں نے پاکپتن کے متعلق پوچھا ہے اور میرا تعلق بھی پاکپتن سے ہے اور میں پاکپتن کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں اور سب سے پہلا جواب تو یہی غلط ہے یا شاید یہ clerical mistake ہوگی لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے C.C.Bs کے بارے میں جتنی رقم لکھی ہے کیا انہوں نے اس سلسلے میں کوئی آڈٹ کرایا ہے کہ کیا واقعی C.C.Bs سے کام صحیح ہوا ہے؟ میرے خیال میں جتنا گھپلا C.C.Bs میں ان بلدیاتی اداروں نے 2001 سے لے کر اب تک کیا ہے اس کا کوئی آڈٹ اور کوئی اسی قسم کا ان کے اوپر چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر سب سے بڑا گھپلا ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا معیاری کام ہوا ہے اور کیا یہ گورنمنٹ اس سے مطمئن ہے؟ اتنے کروڑوں روپے خرچ کر دیئے اور C.C.Bs کا پیسا لوگوں کی جیبوں میں چلا گیا۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، ان کا سوال بالکل ٹھیک ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کا آڈٹ کروائیں گے اور اس میں واقعی گھپلے ہیں اور ان کا آڈٹ ہوگا اور ضرور ہوگا۔

جناب سپیکر: جی،ایک بات یہ تو بتائیں کہ جو وہ پوچھ رہے ہیں اور انہوں نے ویسے ہی لکھا ہے کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خانیوال سے موصولہ رپورٹ کے مطابق?what does it mean یہ کیسی بھول ہو گئی ہے یا میرے خیال میں clerical mistakes ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی،clerical mistakes ہے۔

جناب سپیکر: چلیں!اس کوignore کیا جائے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میرا سوال یہ ہے کہ باقی جو جز(ب) میں ہے کہ تحصیل کونسل پاکپتن میں مسافروں کی سہولت کے لئے waiting shads بنائے گئے ہیں ان کی specifications کے بارے میں انہوں نے کہہ دیا ہے کہ چیف انجینئر محکمہ لوکل گورنمنٹ سے approve کرالئے ہیں۔وہ جو specifications approve کر لی گئی ہیں،وہ گورنمنٹ کے منظور شدہ ریٹ سے بہت زیادہ ہیں اور یہ کہ وہاں چیف انجینئر کو پیسا دے کر کوئی چیز اگر منظور کرالی جاتی ہے اور اس کے نام پر پھر پیسا کھایا جاتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا waiting shads کی وہ specifications ہیں جو approve ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی،اس کے بارے میں کوئی information۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں ان کو جاکر دکھا سکتا ہوں لیکن انہوں نے جواب دینے سے پہلے اس ہاؤس کو ان کی specifications چیک کروائی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!یہ اس پر کرپشن کی allegations لگائی جارہی ہیں اور اس میں اگر کوئی کرپشن ہو رہی ہے تو یہ اس کے متعلق ہمیں کوئی information دیں تو ہم اس پر انکوائری کروائیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!information کیا دیں؟ ان سے میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ کیا وہ specifications جو چیف انجینئر صاحب نے approve کی ہیں؟وہ

موقع پر موجود ہیں،اگر نہیں ہیں تو گورنمنٹ اور محکمہ کیوں action نہیں لیتا،اگر ہیں تو مجھے بتادیں کہ موقع پر موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): اس سلسلے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں ایکشن لیا جائے گا۔اس کے علاوہ کوئی fresh question کریں۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس میں، میں کیا fresh question سوال کروں گا۔ میرا سوال تو اتنا ہے کہ کیا وہ specifications جو خود فرمارہے ہیں کہ چیف انجینئر صاحب نے approve کی ہیں، کیا وہ موقع پر موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): اس کے لئے میں اپنے عزیز دوست سے گزارش کروں گا کہ وہ ایک نیا سوال دیں اور اس کا تفصیل سے جواب دیا جائے گا۔اس کو physically check کروالیتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس کے باقی جزو میں بھی اسی طرح کی ambiguity ہے۔

جناب سپیکر: جو آپ ان کے نوٹس میں بات لارہے ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!ان کی بات بالکل درست ہے کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں پر ایسی کرپشن ہورہی ہے یا۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں کرپشن کی بات بالکل نہیں کررہا۔ میں تو آپ سے یہ جواب چاہ رہا ہوں کہ گورنمنٹ اس ہاؤس کو بتائے کہ جو سوال کیا گیا ہے، جن کے بارے میں

آپ بتا رہے ہیں کہ چیف انجینئر صاحب نے یہ specifications approve کی ہیں کیا وہ موقع پر موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، وہ چیک کروالیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وہ جواب غلط ہوا تو پھر محکمہ کے متعلق آپ کیا کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ان کے خلاف قانونی کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ ہمیں آپ کب بتائیں گے اور آپ کو اس سوال کا جواب لینا ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، ٹھیک ہے۔ اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس کی assurance دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ جواب میں دے رہا ہوں اور assurance لاء منسٹر صاحب کیوں دیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(د) کے بارے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ میرا سوال نمبر 2 ہے جو جون 2008 کو جمع ہوا تھا اور اس کا جواب 8۔اگست 2008 کو وصول ہوا اور آج 17۔فروری 2009 کو یہ ایوان میں پیش ہو رہا ہے تو اس کے جواب کے جز(د) میں بتا رہے ہیں کہ کمیٹیاں تشکیل دی جا رہی ہیں۔ یہ 8۔اگست 2008 کی رپورٹ کو آج پیش کر رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ stream line کرنے کے لئے اور C.C.Bs کو مانیٹر کرنے کے لئے یہ کمیٹیاں اب تک form کیوں نہیں ہوئیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ گورنمنٹ کے پاس ہر مسئلے کا حل رانا ثناء اللہ ہے تو اس لئے میں چاہوں گا کہ ایوان کے اندر۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!نہیں۔ یہ بات کو کسی اور طرف لے جانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ ان کی بات کا جواب خود بخود دے رہے ہیں۔ جی،آپ نے جز(د) کا جواب کیا دیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جز(د) کا جواب یہ دیا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے کمیٹیاں مکمل کر لی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! کمیٹیاں بنادی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: بنادی گئی ہیں یا بنا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بنادی گئی ہیں یعنی اس کا procedure مکمل ہو گیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس میں جواب دیا گیا ہے کہ بنائی جائیں گی، بنا رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ بنادی گئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ جواب پرانا ہے اور میں موجودہ پوزیشن بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اب بنادی گئی ہیں۔ جی۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! جو جز(د) کا جواب دیا گیا ہے میرا سوال بھی اسی سے متعلق ہے اور اس میں دال میں کچھ کالا ہے۔ اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی اور کوئی کہہ دے گا کہ کالا کس نے کیا؟ پھر آپ نئے سرے سے کام شروع کر دیں گے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر!اس پر میں کہہ رہا ہوں کہ اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ''وزیر اعلیٰ پنجاب'' تو رانا صاحب یہی بتادیں کہ چونکہ وہ تو خادم اعلیٰ ہوئے تھے اور اس کے بعد خادم ہوئے ہیں اب وہ کیا ہیں تاکہ جواب کے لئے محکمہ کو پتا ہو کہ وزیر اعلیٰ لکھنا ہے یا خادم اعلیٰ لکھنا ہے یا خادم لکھنا ہے یا دم کا دم لکھنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں جواب دے دیتا ہوں پھر آپ کام لمبا کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب نہ دیں۔ میں ان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لاء کے مطابق وہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہی ہیں۔یہ ان کا ظرف ہے کہ وہ خود کو وزیر اعلیٰ نہیں بلکہ اس قوم اور صوبے کا خادم سمجھتے ہیں۔باقی جو انہوں نے فرمایا ہے کہ دال میں کالا ہے تو یہ شکر کریں کیونکہ اس سے پہلے تو انہوں نے پوری دال ہی کالی کی ہوئی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MRS. AYESHA JAVED: Sir! Supplementary question regarding

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

MRS. AYESHA JAVED: Hon'able Speaker!

جناب سپیکر: No، میں نے آپ کو انگریزی میں بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے آپ کو hon'able Speaker کہا ہے۔میں نے آپ کو کیا کہہ دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ ہمارے لئے hon'able Speaker ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں سپیکر ہوں اور آپ نے ہی بنایا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!آپ ہمارے لئےhon'able Speakerہیں۔

جناب سپیکر:آپ ضمنی سوال کریں۔ آپ کون سا سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید:میں جز(د)پر سوال کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر:پھر(د)پر کیا کر رہی ہیں؟

آوازیں:دال کو تڑکا لگا رہی ہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ عائشہ جاوید:شکریہ۔جناب سپیکر!میں جز(د)کے بارے میں سوال کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نےC.C.Bsکی monitoringکے لئے جو ٹیمیں بنائی ہیں My question is whether this team is for the whole of the Punjab?

جناب سپیکر:آپ پھر انگریزی میں شروع ہو گئیں۔

محترمہ عائشہ جاوید:اس کے ممبر کون کون ہیں،کیا یہ ممبر پورے پنجاب سے لئے گئے ہیں اور اس کی تشکیل کون کرتا ہے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس کی تشکیل بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر!اس کے لئےfresh questionبنتا ہے۔یہ اپنا سوال کریں تو ان کو تفصیل سے جواب دیا جائے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!یہ کیسےfresh questionبنتا ہے؟

جناب سپیکر:کیا آپ انہیں شاباش نہیں دیتے کہ وہ آج پہلے دن آئے ہیں اور بڑے اچھے طریقے سے dealکر رہے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ سوال کیا گیا تھا کہ کیا یہ کمیٹی پورے پنجاب کے لئے ہے، اس کمیٹی کے ممبر کون کون ہوں گے اور اسے کون تشکیل کرے گا؟ یہ اسی سوال کے اندر ہے اور simple سا ضمنی سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ ضرور سوال کریں اور ہم جواب دیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ بڑے اچھے طریقے سے ہاؤس کو لے کر چل رہے ہیں لیکن یہ detrack کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! ان بہن بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ آپ انتہائی شاندار طریقے سے ہاؤس کو لے کر چل رہے ہیں۔ جس پر ہم آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں لے کر نہیں چل رہا بلکہ آپ سارے لے کر چل رہے ہیں۔ یہ تو آپ کی مہربانی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): لہذا یہ detrack نہ کریں اور اس ہاؤس کو چلنے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتادیں کہ ان کی تشکیل کون کرتا ہے اور ممبر کون کون سے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ صرف دال کو تڑکا لگانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ اپنا نیا سوال دیں تو ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر ترقیاتی سکیموں کو monitor کرنے اور ان کی streamline بنانے کے لئے کمیٹیاں بنائی جارہی ہیں۔ ہم پوچھ رہے ہیں کہ کیسے بنائی جائیں گی،

کیاپورے پنجاب میں بنائی جائیں گی اور ان کے ممبر کون ہوں گے ؟اگر یہ نہیں بتا سکتے تو پھر بُرکریسی سے پوچھ لیں-بیوروکریسی نہیں بلکہ بُرکریسی سے پوچھ لیں کہ انہوں نے جواب میں غلط کیوں لکھا ہے ؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اب آگے چلیں-

جناب سپیکر:اب میں آگے کیسے چلوں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!وہ اس کے بارے میں بتا چکے ہیں لہذا اب آپ اسے چھوڑیں اور آگے چلیں-

جناب خالد جاوید اصغر گھرال:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ کمیٹیاں بن چکی ہیں تو کم از کم انہیں اتنا پتا ہونا چاہئے کہ ان میں کون کون ممبر ہیں، یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ان کے پاس اس بارے میں معلومات نہ ہوں-

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!آپ بتائیں کہ کمیٹیاں کون بنا رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہر مسئلے کا حل راناثناء اللہ ہیں اس کے سوا حکومت کے پاس اور کوئی حل نہیں ہے-

جناب سپیکر:نہیں، نہیں-وہ بتا رہے ہیں

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں جواب نہیں دے رہا-بلکہ ان کے ضمنی سوال کا جواب پارلیمانی سیکرٹری محترم ڈھلوں صاحب ہی دیں گے-میں تو صرف آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ضمنی سوال for information کیا جاتا ہے لیکن C.C.B کے متعلق انہیں خود پتا ہے کہ ہر سکیم کے لئے کمیٹی بنتی ہے اس میں سے کچھ حصہ کمیونٹی نے دینا ہوتا ہے باقی حکومت کی contribution ہوتی ہے اور اس کے بعد وہ سکیم implement ہوتی ہے- یعنی یہ سمجھتے ہوئے خواہ مخواہ معاملے کو الجھا رہے ہیں-

جناب محمد اعجاز شفیع:ان کی monitoring کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس سوال پر کافی بات ہو گئی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جب کوئی سوال pending ہو جائے تو پھر وہ کیسے آ سکتا ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ pending ہونے والا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! انہوں نے سوال کے جز (د) میں کہاں پر نام پوچھے ہیں اور کہاں ان کی تفصیل پوچھی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): یہ اپنا سوال پڑھیں اس کے مطابق ہی ان کو جواب ملے گا۔ اس سوال میں اس کی تفصیل نہیں پوچھی گئی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: میں سوال پڑھ دیتا ہوں کہ streamline بنانے کے لئے کمیٹیاں بنائی جا رہی۔ میں تو monitoring کمیٹیوں کا ہی پوچھ رہا ہوں؟

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ کیا فرما رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں یہ اس کے علاوہ جو تفصیلات چاہتے ہیں یہ اپنا سوال دیں ہم جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 582 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے سپر سٹوروں پر امپورٹڈ کھانے پینے کی اشیاء کی چیکنگ کا مسئلہ

*582: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں بڑے سپر سٹورز میں امپورٹڈ کھانے پینے کی اشیاء مثلاً چٹنی، جام جیلی، سیریلز وغیرہ بیچے جارہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا امپورٹڈ کھانے پینے کی اشیاء کسی قانون اور ضابطے کے تحت فروخت کی جارہی ہیں، اگر ہاں تو اس قانون اور ضابطے کے متعلق تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا اشیاء کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی کروایا جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فوڈ انسپکٹر اور عملہ منتھلیاں وصول کر کے بڑے سٹورز کے خلاف کارروائی نہیں کرتا؟

(ہ) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت محکمے کے کرپٹ عناصر اور امپورٹڈ کھانے پینے والی اشیاء فروخت کرنے والے سٹورز کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست ہے۔

(ب) امپورٹڈ یا غیر امپورٹڈ کھانے پینے کی تمام اشیاء چیکنگ کے نقطہ نظر سے Pure Food Ordinance 1960, اور Pure Food Rules 2007 کے تحت فروخت کی جاتی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے۔ مذکورہ بالا قوانین کے تحت ان اشیاء کی لیبارٹری میں پڑتال کی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ فوڈ انسپکٹر منتھلیاں لے کر کارروائی نہیں کرتے۔ فوڈ انسپکٹر بڑے بڑے سٹورز سے وقتاً فوقتاً اشیاء کے نمونہ جات حاصل کرتے ہیں اور ان اشیاء کو لیبارٹری میں پڑتال کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جعلی اور غیر معیاری کھانے پینے والی اشیاء فروخت کرنے والوں کے خلاف مستقل بنیادوں پر کارروائی ہوتی رہتی ہے اور مضر صحت ثابت ہونے پر موقع پر ضائع کر دی جاتی ہیں۔ نمونہ فیل ہونے کی صورت میں کیس عدالتوں میں برائے کارروائی ارسال کر دیئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایک بڑے گودام پر چھاپہ مار کر زائد المیعاد جوسز کے 27228 ڈبے قبضہ میں لئے گئے اس کے علاوہ 10 عدد نمونہ جات بھی لئے گئے جن کے کیس عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

(ہ) جیسا کہ جز(د) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ تمام سٹورز کی پڑتال باقاعدہ جاری رہتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے imported اشیاء کے بارے میں سوال کیا ہے۔ میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ ان کے جو ٹیسٹ کئے جاتے ہیں ان کا testing standard کیا ہے، کیا ان کے ٹیسٹ بھی انہی جگہوں پر کئے جاتے ہیں جہاں ہمارے اپنے ملک کی اشیاء ٹیسٹ کی جاتی ہیں یا imported اشیاء کا ٹیسٹ کسی اور طریقے سے کیا جاتا ہے؟ اس کے علاوہ میں نے یہ پوچھنا ہے کہ جب ہمارا ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے تو اس میں یہ جام (Jam) چٹنیاں اور ایسی چیزیں کس وجہ سے allow کی گئی ہیں؟ اور اگر یہ imported اشیاء allow کی گئی ہیں تو میں نے اسی میں سوال کیا ہے کہ ان کے اوپر جو انسپکٹرز ہیں وہ منتھلیاں لے کر۔۔۔

جناب سپیکر: ایسے الزام لگانا درست نہیں ہوتا۔ جب تک آپ کے پاس particular کوئی ثبوت نہ ہو تو اس طرح کہنا مناسب نہیں لگتا۔ ذرا مستقبل میں بھی اس بات کا خیال کیجئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی. OK میرا سوال یہی ہے کہ کونسا ڈیپارٹمنٹ کریشن کو check کرتا ہے اور ان کا standard of testing کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی اپنی فوڈ لیبارٹری ہے جو notify public analysis کے ماتحت کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے سن لیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جو imported اشیاء جام (Jam)، جیلی وغیرہ آتی ہیں یہ عام طور پر sealed ہوتی ہیں، لہذا sale سے پہلے ان کی quality checking کیسے کی جاتی ہے؟ انہوں نے جز (د) میں جو checking کے بعد عدالت سے سزا کا لکھا ہے۔ میں اس بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس طرح کے کیسوں کا عدالت سے کتنے عرصہ میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اس کی سزا یا جرمانہ کیا رکھا گیا ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ میرا سوال تھا اور میں اس کے جواب سے مطمئن ہوں اگر انہوں نے سوال کرنا ہے تو نیا سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔ بہت مہربانی۔ ڈھلوں صاحب! محترمہ کے سوال کا جواب دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اب یہ ہاؤس کی property بن چکی ہے۔

جناب سپیکر: پلیز آپ ان سے بات نہ کریں۔ میں سن رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ مجھے اس میں کیا کرنا ہے؟ ڈھلوں صاحب! محترمہ کے سوال کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! عدالت کے معاملات عدالت کے دائرہ کار میں ہیں اور وہی اس کا فیصلہ دے سکتی ہے لیکن 2008 میں تقریباً 108 سٹوروں کو check کیا گیا اور ان کے خلاف جو قانونی کارروائی کی گئی اس کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر موجود ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا پہلا سوال یہ تھا کہ یہ importedاشیاء packing میں ہی آتی ہیں تو ان کی کوالٹی کو کس طریقے سے checkکیا جاتا ہے ؟ کیاsale سے پہلے ان کی کوالٹیcheck کی جاتی ہے یا نہیں، اگر کی جاتی ہے تو کس طرح؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جو اشیاء بھیimport ہو کر آتی ہیں ان کیexpiry date پرdepend کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جب کوئی سوال ایوان میں پیش ہوتا ہے تو وہpublic property بنتا ہے، وہ اس ایوان کی property ہوتا ہے۔ معزز خاتون جنہوں نے یہ سوال پیش کیا ہے وہ مطمئن ہوں گی لیکن ہم مطمئن نہیں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ imported اشیاء بھیجنے والے تو quality کا خیال رکھتے ہوں گے لیکن ہمارے ہاں قطعی طور پر کوئی ایسا سسٹم موجود نہیں ہے، سب مک مکا پر چلتے ہیں۔ فوڈ انسپکٹر اور نہ ہی سپر سٹور والے اس کی quality کو چیک کرتے ہیں، سب مک مکا ہے، کوئیfoolproof نظام موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کوئیparticular case بتائیں اس طرح تو آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی energy foods آ رہے ہیں وہ درآمدی پالیسی کا حصہ ہیں۔ یہ جو energy جو س آ رہے ہیں کیا ان کو چیک کیا جا رہا ہے اور ان کے کیا effects ہیں؟ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ یہ import پالیسی کا حصہ ہیں، یہ گرین چینل کا حصہ ہیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں محمد افضل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اسمبلی کا وقت نہایت قیمتی ہے۔ جتنی بھیimport ہوتی ہے اسے مرکزی حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ ان کی اپنیfood testing کی policies ہیں۔ import کے اندر conditions ہوتی ہیں کہ کون کون سے tests کے certificates وہ دیں گے اور پھر وہ

food import ہو گا۔جب وہfood مارکیٹ کے shelves کے اوپر آ جاتا ہے، پنجاب کے اندر آ جاتا ہے تو وہ صرف expiry date سے کنٹرول ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک ایسی بحث میں الجھ گئے ہیں کہ جس کا پنجاب حکومت کے پاس کنٹرول نہیں ہے۔اس کو آپ طوالت دے رہے ہیں اور عوام کے لئے پریشانی پیدا کر رہے ہیں کہ جیسے یہ سب کچھ فراڈ ہی ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ مجھے سارا علم ہے۔آپ کو شاید اس بات کا پتا ہو گا کہ میں کب سے import کر رہا ہوں، کب سے export جانتا ہوں۔ میرا سوال یہ تھا کہ صرف expiry date کا ہی مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے لفظ بولا ہے کہ گرین چینل کے تحت بھی آ رہے ہیں۔مسئلہ یہ ہے کہ expiry date کو ہی tamper کیا جاتا ہے۔فرض کریں جو 2007 میں expire ہوا اس کو 2009 بنا دیا جاتا ہے تو اس کے لئے checking کی ضرورت ہے یعنی جو چیزیں expire پلائی جا رہی ہیں ان کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان چیزوں کو کنٹرول کیا جائے۔اب اس بات کو ختم کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میرے بھائی نے بہت اچھی بات کہی ہے۔یہ ہمیں ثبوت دیں، انشاءاللہ اس پر سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔اگلا سوال رانا بابر حسین صاحب کا ہے۔تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ معزز ممبر تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ ذرا ٹھہر جائیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں 30 سیکنڈ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا۔ میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔ابھی شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے اس کے evidences موجود ہیں کہ foodstuff جب د.بئ آتا ہے تو د.بئ میں ان کی expiry date change کی جاتی ہے اور غیر قانونی طریقے سے نئی expiry date لگا کر پاکستان بھیج دیا جاتا ہے۔اس کے لئے مرکزی

حکومت کو سفارش کرنی چاہئے کہ جب foodstuff پاکستان میں آئے تو اس کا کوئی sample لیبارٹری میں بھیج کر چیک کیا جائے کہ آیا واقعی یہ جو تاریخ اس پر print ہوئی ہے یہ اس کے مطابق ہے یا نہیں کیونکہ دبئی میں دو نمبر مہریں لگا کر expiry date کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی، اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 765۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے محترمہ انجم صفدر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 765 دریافت کیا)

فیصل آباد میں ریلوے کراسنگ پل کے ساتھ سروس روڈ کی خستہ حالی

*765: **محترمہ انجم صفدر:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں نشاط آباد ریلوے کراسنگ پل کے دونوں اطراف سروس روڈ عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سروس روڈ کی تعمیر و مرمت کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ مذکورہ سڑک فیکٹری ایریا میں واقع ہے۔ نکاسی آب کا بہتر نظام نہ ہونے کی وجہ سے سڑک مرمت کے بعد دوبارہ ٹوٹ جاتی ہے جس کے لئے واسا فیصل آباد کام کر رہا ہے۔

(ب) نکاسی آب کا نظام بہتر ہونے پر اور ضلعی اسمبلی سے منظوری کے بعد سڑک دوبارہ تعمیر کی جائے گی تاکہ پانی کھڑا ہونے کی وجہ سے سڑک دوبارہ نہ ٹوٹ جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ " نکاسی آب کا نظام بہتر ہونے پر اور ضلعی اسمبلی سے منظوری کے بعد سڑک دوبارہ تعمیر کر دی جائے گی"اور جز(الف) میں کہا ہے کہ "جی ہاں یہ درست ہے۔ مذکورہ سڑک فیکٹری ایریا میں واقع ہے۔ نکاسی آب کا بہتر نظام نہ ہونے کی وجہ سے سڑک مرمت کے بعد دوبارہ ٹوٹ جاتی ہے۔" یہ فیصل آباد کا ایک اہم چوک ہے اور یہ سڑک کئی دفعہ بنائی گئی اور کئی دفعہ ٹوٹ گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جہاں پانی کنٹرول نہ ہو وہاں کنکریٹ کی سڑک بنائی جا سکتی ہے۔ وہاں پر بار بار روایتی سڑک کیوں بنائی جاتی رہی، کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ حالات کے مطابق وہاں کنکریٹ کی سڑک بنا دی جائے جیسا کہ یہاں لاہور میں سگیاں پُل سے آگے کنکریٹ کی سڑک 1997 میں میاں محمد شہباز شریف نے بنوائی تھی اور آج تک outfall road بہترین چل رہی ہے، کیا فیصل آباد کے اس مشکل ترین حصے میں کنکریٹ کی سڑک بنانے کا ارادہ حکومت رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): موصوف بھائی نے جو سوال کیا ہے میں اس ضمن میں کہوں گا کہ یہ سابق ادوار میں کام misplan ہوتے رہے ہیں اور سڑکیں بار بار بنتی رہی ہیں۔ ہم ان کی تجویز پر ضرور غور کریں گے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ایک بہت ہی ضروری سوال تھا، اس کو out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال کو out of turn نہیں لیا جا سکتا۔ I am sorry.

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی، پچھلے پانچ سالوں میں بنائے گئے پارکس کی تعداد و دیگر تفصیل

*471: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں پچھلے پانچ سالوں میں کل کتنے نئے پبلک پارکس بنائے گئے؟

(ب) راولپنڈی میں پچھلے پانچ سالوں میں پبلک پارکس میں ہر ایک کی مرمت توسیع دیکھ بھال اور خوبصورتی پر مدوار کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) کیا حکومت پارکوں کی انٹری فیس ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) راولپنڈی میں پچھلے پانچ سالوں میں فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے نئے پبلک پارکس نہ بنائے گئے۔

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت پچھلے پانچ سالوں 04-2003،05-2004 اور 06-2005 میں پبلک پارکس پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے جبکہ سال 07-2006 اور 08-2007 میں پبلک پارکس پر جو رقم خرچ کی گئی اس کی مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ نے صوبہ کے تمام ڈسٹرکٹس اور ٹی ایم ایز کو بذریعہ چٹھی ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ دس سال تک کے بچوں کے لئے کوئی انٹری فیس وصول نہ کریں۔ مراسلہ کی کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے البتہ عملہ کی تنخواہوں اور بجلی کے بل وغیرہ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے دس سال سے زیادہ عمر کے بچوں اور بڑوں سے مقررہ فیس وصول کرنے کی اجازت ہے۔

راولپنڈی، نالہ لئی کی صفائی پر اخراجات کی تفصیل

*473:راجہ حنیف عباسی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

نالہ لئی کی صفائی پر پچھلے پانچ سالوں میں سالانہ کل کتنی رقم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ راولپنڈی اور صوبائی حکومت کی طرف سے مدوار خرچ ہوئی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(سردار دوست محمد خان کھوسہ):

صوبائی حکومت، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ راولپنڈی یا راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے پچھلے پانچ سالوں میں نالہ لئی کی صفائی میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

ٹی چوک میاں چنوں سے لے کر بائی پاس تک تلمبہ روڈ کی تعمیر و مرمت کا معاملہ

*726:رانا بابر حسین:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی چوک میاں چنوں سے لیکر بائی پاس تک تلمبہ روڈ کی تعمیر و مرمت پر 2002 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ اس سڑک کی از سر نو تعمیر ہوئی ہے، ہر دفعہ کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سے لیکر بائی پاس تک یہ روڈ نہایت ہی خستہ حالت میں ہے؟

(د) کیا حکومت اس حصہ کی از سر نو تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ٹی چوک میاں چنوں سے لے کر گورنمنٹ ڈگری کالج تک ڈبل سڑک ٹی ایم اے کے پاس ہے اس سے آگے بائی پاس تک سنگل سڑک پراونشل ہائی وے ڈویژن ملتان کے پاس ہے

جس پر سال 08۔ 2007 میں خصوصی مرمت کی مد میں 3809923 روپے خرچ ہوئے۔

(ب) خصوصی مرمت کی مد میں سال 08۔2007 میں ایک ہی مرتبہ سنگل سڑک کی 1480 فٹ لمبائی کو اکھاڑ کر اونچا کر کے نئی سڑک بنائی گئی جس کے دونوں طرف پانی کے اخراج کے لئے نالیاں بھی بنائی گئی ہیں۔اس کے علاوہ اس سڑک کی 2650 فٹ لمبائی میں سڑک کی مرمت کرنے کے بعد اس پر دو کوٹ تار کول و بجری کیا گیا ہے جس پر کل 3609923 روپے خرچ ہوئے اس کے علاوہ پہلے یا بعد میں کوئی خرچہ نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) گورنمنٹ ڈگری کالج سے لے کر بائی پاس تک خصوصی مرمت کرانے کے بعد اس سڑک کی حالت تسلی بخش ہے۔

(د) چونکہ سڑک کی حالت تسلی بخش ہے اس لئے فی الوقت اس کی از سر نو تعمیر کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

فیصل آباد۔گٹ والا سے بلیو سٹار پٹرول پمپ روڈ کی تعمیر نو

*766: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گٹ والا فیصل آباد سے بلیو سٹار پٹرول پمپ پرانی چونگی تک سڑک کی لمبائی بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک سنگل اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے علاوہ فیصل آباد سے شیخوپورہ تک تمام سڑک دو طرفہ ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو بھی دو طرفہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) گٹ والا فیصل آباد سے بلیو سٹار پٹرول پمپ پرانی چونگی تک سڑک کی لمبائی تقریباً1.85 کلو میٹر ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ سڑک قابل سفر ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے علاوہ فیصل آباد سے شیخوپورہ تک تمام سڑک دو طرفہ ہے۔

(د) حکومت سڑک کے مذکورہ حصے کو دوطرفہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کی تعمیر وتوسیع کا کام محکمہ شاہرات پنجاب کو سونپ دیا گیا ہے جس کے لئے ایک کروڑ روپیہ سالانہ ترقیاتی پروگرام09۔2008 میں مختص کیا گیا ہے۔

لاہور۔ناظم شالامار ٹاؤن کی طرف سے2003 سے اب تک ترقیاتی کاموں کی تفصیل

*774: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ناظم شالامار ٹاؤن لاہور نے2003 سے اب تک جو ترقیاتی کام کروائے، ان کی تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ب) شالامار ٹاؤن کی حدود میں کسی یوسی کو ترقیاتی کاموں کے لئے سب سے زیادہ اور کون سی یوسی کو سب سے کم فنڈز فراہم کئے، اس تفریق کی وجہ سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) یوسی45-46 کو گلیوں کی مرمت اور پختہ کرنے کے لئے2003 سے اب تک کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور ان میں سے کتنے فنڈز کا استعمال ہوا، سال وار تفصیل فراہم کریں؟

(د) یوسی45-46 کی کتنی گلیوں کو ابھی تک پختہ نہیں کیا گیا، گلی نمبر وار آگاہ فرمائیں اور یہ گلیاں کب تک پختہ کر دی جائیں گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ناظم شالامار ٹاؤن نے 2003 سے اب تک جو ترقیاتی کام کروائے ان کی سال وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن اپنی حدود میں واقع کسی بھی یونین کونسل کو زیادہ یا کم فنڈز فراہم نہیں کرتا بلکہ اپنے ٹاؤن کونسل کے اجلاس میں ہر یونین کونسل کے اجلاس میں ہر یونین کونسل کی ڈیمانڈ کے حساب سے ترقیاتی کاموں کی منظوری دیتا ہے۔

(ج) ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن نے یوسی نمبر 46 میں سال 2003 سے لے کر اب تک اور یوسی نمبر 45 میں سال 2003 سے لے کر 05۔2004 تک ترقیاتی کام کروائے۔ ان کے خرچہ کی تفصیل ہر سکیم کے سامنے دے دی گئی ہے تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ناظم عزیز بھٹی ٹاؤن نے یونین کونسل نمبر 45 میں 06۔2005 سے لے کر اب تک (جب سے ان کے زیر انتظام آئی ہے) جو ترقیاتی کام کروائے ان کے خرچہ کی تفصیل ہر سکیم کے سامنے دے دی گئی ہے اس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یونین کونسل 45، 46 کی جن گلیوں کو ابھی تک پختہ نہیں کیا گیا ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے. جہاں تک گلیوں کو پختہ کرنے کا سوال ہے تو ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن اپنے مالی وسائل کے حساب سے ترقیاتی کام کرواتا ہے۔ لہذا اگر ایم پی اے صاحبہ ان گلیوں کو (برتتمہ (ج) شالامار ٹاؤن) جلد پختہ کروانا چاہتی ہیں تو اپنے سالانہ فنڈز سے کرواسکتی ہے۔ البتہ ٹی ایم اے عزیز بھٹی ٹاؤن نے یوسی 45 کی بقیہ گلیوں جن کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کی فوری تعمیر ومرمت کے لئے 2 ٹینڈرز مورخہ 2008۔09۔17 اور 2008۔09۔18 دیئے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (د) اور (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ترقیاتی کاموں کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*777: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ناظم لاہور نے 2003 سے اب تک لاہور شہر میں جو جو ترقیاتی کام کروائے ان کی سال وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ضلع ناظم لاہور نے سب سے زیادہ کس ٹاؤن کو فنڈز فراہم کئے اور کس ٹاؤن میں سب سے زیادہ ترقیاتی کام ہوئے؟

(ج) ضلع ناظم لاہور نے لاہور میں کتنے مزید تفریح پارکس اور کھیلوں کے گراؤنڈز کس کس علاقے میں بنوائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) ضلع ناظم لاہور نے 2003 سے اب تک جو ترقیاتی کام کروائے ان کی تفصیل سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف دی پنجاب ٹاؤن انتظامیہ کو براہ راست فنڈز ریلیز کرتا ہے۔

(ج) لاہور میں پارکس کی تعمیر و ترقی PHA ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ جبکہ کھیلوں کی تعمیر و ترقی پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ ہے، لہذا جواب متعلقہ محکمہ ہی دے سکتا ہے۔

اوکاڑہ رسول پور سے سکھالا دھوکا تحصیل دیپالپور سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*889: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپال پور کی نئی آبادی رسول پور سے سکھالا دھو کا تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک ایک دفعہ بھی مرمت نہیں ہوئی؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ضلعی حکومت اوکاڑہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور کی نئی آبادی رسول پور سے سکھالا دھو کا تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ جب سے ضلعی حکومتیں قیام میں آئی ہیں سڑک مذکورہ ایک دفعہ بھی مرمت نہ کی گئی ہے۔

(ج) سڑک مذکورہ ایک ذیلی سڑک ہے جس کی لمبائی 5.75 کلو میٹر اور چوڑائی 10 فٹ ہے۔ اگر رواں مالی سال 09۔2008 میں فنڈز مہیا کر دیئے گئے تو سڑک مرمت کر دی جائے گی۔

ضلع بہاولپور میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*956: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں اس وقت سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے کتنے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے؟

(ب) ضلع بہاولپور میں لینڈ فل سائٹ کی تعداد کیا ہے اور وہ کتنے رقبے پر محیط ہیں، نیز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) ہر مہینے کتنے waste کو ٹھکانے لگایا جاتا ہے اور کتنا بقیہ یوں ہی چھوڑ دیا جاتا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولپور (سٹی)میں اس وقت سالڈویسٹ مینجمنٹ کے 05 منصوبوں پر کام ہورہاہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولپور (صدر)میں اس وقت سالڈویسٹ مینجمٹ کے کسی منصوبہ پر کام نہ ہورہاہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن یزمان میں اس وقت سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے کسی منصوبہ پر کام نہ ہورہاہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن حاصل پور میں اس وقت سالڈویسٹ مینجمنٹ کے ایک منصوبہ پر کام ہورہاہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خیرپور ٹامیوالی میں اس وقت سالڈویسٹ مینجمنٹ کے ایک منصوبہ پر کام ہورہاہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن احمد پور شرقیہ میں اس وقت سالڈویسٹ مینجمنٹ کے ایک منصوبہ پر کام ہورہاہے۔

(ب) لینڈ فل سائٹ کی تعداد 05ہے اور 370 کنال رقبہ پر محیط ہے جوکہ بہاولپور حاصل پور، خیرپور احمد پور شرقیہ اور یزمان میں واقع ہے۔تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولپور (صدر)میں کوئی لینڈ فل سائٹ موجود نہ ہے۔تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن یزمان میں ایک لینڈ فل سائٹ موجود ہے جس کا رقبہ 45کنال ہے اور یہ سائٹ چک نمبرA۔ DB/56 میں مین ڈسپوزل سٹیشن کے قریب واقع ہے۔تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن حاصل پور میں کوئی لینڈ فل سائٹ موجود نہ ہے۔تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن حاصل پور میں ایک لینڈ فل سائٹ موجود ہے جس کا رقبہ 1.5ایکڑ ہے جوکہ ریلوے لائن کے قریب واقع ہے۔تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن احمد پور شرقیہ میں ایک لینڈ فل سائٹ موجود ہے

جس کا رقبہ 110 کنال 13 مرلہ پر محیط ہے جو کہ اچ شریف روڈ موضع موسیٰ کھوکھر پر واقع ہے۔

(ج) T.M.A بہاولپور شہر سے سالڈ ویسٹ اکٹھا کرنے کی گنجائش تقریباً 25.4 ملین ٹن ہے جو کہ شہر کے 30 فیصد ایریا کو سروس فراہم کرتا ہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولپور (صدر) دیہاتی علاقہ پر مشتمل ہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن یزمان میں ہر ماہ 60 ٹن سالڈ ویسٹ اکٹھا کیا جاتا ہے جبکہ تقریباً 30 ٹن یوں ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن حاصل پور میں ہر ماہ 275 ٹرالیاں اور 120 کنٹینر سالڈ ویسٹ کو روزانہ کی بنیاد پر ٹھکانے لگایا جاتا ہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خیرپور ٹامیوالی میں ہر روز 20 ٹن سالڈ ویسٹ اکٹھا کیا جاتا ہے اور روزانہ کی بنیاد پر ٹھکانے لگایا جاتا ہے۔ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن احمد پور شرقیہ میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا منصوبہ ستمبر 2008 میں شروع ہوا جس کی تکمیل کے بعد شہر کے 75 فیصد سالڈ ویسٹ کو ٹھکانے لگایا جا سکے گا۔

بہاولپور میں سبزی منڈی کو باہر منتقل کرنے کا معاملہ

*957: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور میں واقع سبزی منڈی کو شہر سے باہر منتقل کرنے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

(ب) حکومت کب تک اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ضلعی حکومت بہاولپور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف، ب)بہاولپور میں واقع سبزی منڈی کو شہر سے باہر78کنال 10مرلہ پر مشتمل نئی سبزی منڈی کی جگہ پر2009۔01۔25کو منتقل کر دیا گیا ہے۔

لاہور بیگم کوٹ تافرخ آباد براستہ چھیمبیاں والا کھوہ سڑک کی تعمیر

*978:سردار خالد سلیم بھٹی :کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور بیگم کوٹ تافرخ آباد براستہ چھیمبیاں والا کھوہ سڑک بالکل ناکارہ ہو گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے یہ سڑک بنی ہے،اس وقت سے لے کر اب تک دوبارہ نہیں بنائی گئی اور نہ مرمت کی گئی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) درست ہے۔اس سڑک کا کچھ حصہ تتمہ(الف) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔نقشے کے مطابق خستہ حالت میں ہے۔پانی اور کیچڑ کی وجہ سے یہ حصہ ناکارہ ہو چکا ہے۔

(ب) درست ہے کہ راوی ٹاؤن کی طرف سے یہ سڑک نہ بنائی گئی ہے اور نہ ہی مرمت کی گئی ہے۔

(ج) جو سیوریج ڈالا ہوا ہے اس کی مکمل صفائی نہ ہے جس کی وجہ سے مین ہول سے پانی اوور فلو ہو رہا ہے۔جہاں تک ٹی ایم اے راوی ٹاؤن کا اس سڑک کی مرمت اور رینوویشن کرانے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ رواں مالی سال کے بجٹ میں فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ٹی ایم اے مذکورہ سڑک کی تعمیر نہیں کر سکتی تاہم اس سلسلہ میں متعلقہ

ایم پی اے رانا اقبال صاحب (پی پی 137) سے بھی بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مذکورہ سڑک take up کر لی گئی ہے اور اس کو جلد تعمیر کروا دیا جائے گا۔

واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب

*1063: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت صوبہ کے ہر گاؤں میں پینے کے صاف پانی کے لئے واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) سردست کتنے فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر ہے ضلع خانیوال کی کن یونین کونسلز اور دیہاتوں میں صاف پانی پینے کی سہولت موجود نہیں اور اس سلسلہ میں حکومت کیا منصوبہ بندی کر رہی ہے؟

(ج) واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کا criteria کیا ہے کیا آبادی کے لحاظ سے یہ عمل مکمل کیا جائیگا اگر ہاں تو کتنی آبادی والی یونین کونسل اور دیہات اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں گے اور کب تک؟

(د) کیا حکومت ٹیکنوکریٹ اور پبلک نمائندوں پر مشتمل ہر ضلع میں ایک کمیٹی بنانے کو تیار ہے جو تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر دیہاتوں اور یونین کونسلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کے لئے اپنی سفارشات مرتب کرے اور حکومت کو پیش کرے؟

(ہ) اگر پلانٹ لگانے کی مذکورہ سکیم کا آغاز ہو چکا ہے تو پہلے فیز میں کم از کم 20 پلانٹ کن علاقوں میں لگائے جانے کی تجویز ہے تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) حکومت پنجاب نے ابھی تک کسی ایسے منصوبے کو منظور نہ کیا ہے جس کے تحت ہر دیہات میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگایا جائے۔ ایسا ایک پروگرام مرکزی حکومت کی مدد سے شروع

کیا جا چکا ہے جس کے تحت پہلے مرحلہ میں پنجاب میں تحصیل کی سطح پر ایک عدد واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کا منصوبہ مکمل کیا گیا ہے۔کل146 میں سے 116 واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جا چکے ہیں باقی 30 پلانٹس دوسرے مرحلے میں مکمل کئے جائیں گے۔ دوسرے مرحلے میں مرکزی حکومت نے ہر یونین کونسل میں ایک عدد پلانٹ لگانے کا منصوبہ منظور کیا ہے۔اس طرح پنجاب میں3464واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں گے۔

(ب) محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، فیڈرل بیورو آف شماریات اور یونیسف نے مشترکہ طور پر (Multi Indicator Cluster Survey 2003-04) جاری کیا تھا جس کے تحت دیہاتی آبادی میں90 فیصد اور شہری آبادی میں93 فیصد لوگوں کو(improved) واٹر دستیاب ہے۔ اسی سروے کے مطابق ضلع خانیوال میں 96 فیصد آبادی کو (improved)واٹر کی سہولت موجود ہے۔حکومت کی خواہش ہے کہ 100 فیصد آبادی تک پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے۔

(ج) مرکزی حکومت نے واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کاcriteriaاس طرح مقرر کیا ہے۔

The criteria for site selection and technical location parameters are proposed as under:-

1- it should be located at publically accessible places (hospitals, schools, public parks etc) in case where the site has to be located on the private land, the community will donate the same free of cost to ministry

2- The village where the quality of drinking water is very contaminated having a minimum population of 1000 persons or the villages which meet the criteria mentioned above.The District Govt. Tehsil and Union

3- Council Administrations will be responsible and ensure provision of water supply connection (at least 2" dia pipe) from the overhead reservoir or the tube well as well as electric connection prior to the installation of filtration plants.

اس criteria کے مطابق ان دیہاتوں کو فلٹریشن پلانٹس مہیا کئے جائیں گے جن کی آبادی 1000 افراد یا اس سے زیادہ افراد پر مشتمل ہو گی۔ایک ہزار سے کم آبادی والوں کے لئے مرکزی حکومت نے ابھی کوئی criteria جاری نہ کیا ہے۔

(د) ایسی کوئی کمیٹی ضلعی سطح پر نہ بنائی گئی ہے البتہ حکومت ایسی کمیٹی بنانے کو تیار ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب کا ایسا کوئی منصوبہ نہیں ہے مگر مرکزی حکومت پنجاب میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کا مرحلہ وار پروگرام شروع کر چکی ہے جس میں 116 تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی سطح پر پلانٹس لگانے کا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ دوسرے مرحلے میں یونین کونسل کی سطح پر پلانٹس لگائے جائیں گے۔ابھی تک اس مرحلے کو مرکزی حکومت نے شروع نہ کیا ہے۔جب یہ پروگرام شروع کیا جائے گا تو ضلع خانیوال کی تمام یونین کونسلوں میں دوسرے اضلاع کے ساتھ کام شروع ہو جائے گا۔

ٹی ایم او کی بھرتی کی تفصیلات

*1085: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سابق حکومت پنجاب نے کتنی تعداد میں ٹی ایم او اور کونسل آفیسرز بھرتی کئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بھرتی ہونے والوں میں سے تقریباً 75 فیصد لوگوں کا تعلق ضلع گجرات سے ہے؟

(ج) کیا حکومت ان بھرتیوں میں گھپلوں کی مکمل تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) جلد از جلد ان بھرتیوں میں گھپلوں کی تحقیقات مکمل کر کے معزز ایوان کو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

لوکل گورنمنٹ بورڈ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) سابق حکومت نے محکمہ بلدیات میں 53 ٹی ایم او (بی ایس۔17) بھرتی کئے ہیں، تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی ہونے والوں کی کل تعداد 170 بنتی ہے جن میں سے 36 کا تعلق ضلع گجرات سے ہے جو بھرتی کا تقریباً 21 فیصد بنتی ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں حکومت تحقیقات کر رہی ہے۔

(د) چونکہ ابھی تحقیقات جاری ہیں جیسے ہی تحقیقات مکمل ہوں گی معزز ایوان کو تفصیلات سے آگاہ کر دیا جائے گا۔

پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام میں نوٹیفکیشن کے تحت مساجد کو شامل کرنا

*1119: محترمہ فرح دیبا: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوٹیفکیشن نمبر ایس۔او ڈی II (ایل جی) 5-35/2008 مورخہ 20۔مئی 2008 کے تحت پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے لئے گائیڈ لائن دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گائیڈ لائن کے پیرا گراف (ایف) Civic Amenities کے سب پیرا (6) Addition Alteration Renovation میں مساجد کو شامل نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا حکومت مساجد کو بھی اس میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(سردار دوست محمد خان کھوسہ):
محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ نوٹیفکیشن نمبر ایس او ڈیII(ایل جی)08/35۔5 مورخہ 20۔ مئی2008 کے تحت پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے لئے گائیڈلائنز جاری کی گئی ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ان گائیڈلائنز جو کہ تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں کے پیراگراف ایف Civic Amenities کے، Renovation Addition Alteration میں مساجد کو شامل نہ کیا گیا۔

(ج) وزیر اعلیٰ پنجاب نے مساجد کی Renovation Addition Alteration کو بھی پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کی گائیڈلائنز میں شامل کرنے کی منظوری دے دی ہے اور اس ضمن میں محکمہ ہذا کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے۔ کاپی تتمہ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور شہر میں ناجائز تجاوزات کے بارے میں منصوبہ بندی

*1153:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیالاہور شہر سے ناجائز تجاوزات ختم کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

(ب) لاہور شہر میں تجاوزات ختم کرنے کی گزشتہ مہم کب چلائی گئی تھی اور آئندہ کب چلائی جائے گی، کیا تجاوزات کو ختم کرنے سے پہلے دکانداروں اور تجاوز کنندگان کی نمائندہ تنظیموں کے ذریعے ان تجاوزات کو ختم کرنے کی ترغیب دی جائے گی اگر ہاں تو حکومت کے پاس کیا منصوبہ ہے تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) گھروں کے باہر باڑیں اور دیگر تجاوزات کے ذریعہ سڑکات پر قابض لوگوں سے بھی سڑکات واگزار کرانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) کیا حکومت ارکان اسمبلی اور ٹیکنوکریٹ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا کر معمولی نوعیت کا کاروبار بذریعہ تجاوزات کرنے والوں کے لئے کوئی متبادل اور workable فارمولا بنانے کو تیار ہے تاکہ بے روزگاری کے مسائل پیدا نہ ہوں؟

(ہ) کیا حکومت ایسی موبائل ٹیمیں تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو تجاوزات سے قبل ہی مذکورہ مسائل پر قابو پا سکیں، منصوبہ کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ضلع لاہور کی 9 ٹاؤنز میونسپل ایڈمنسٹریشن تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے منصوبہ بندی نہیں کرتیں بلکہ روزانہ کی بنیاد پر کارروائی عمل میں لاتی ہیں اور کسی ادارے /پبلک کی طرف سے کسی ٹی ایم اے کو تجاوزات سے متعلقہ کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو تجاوزات کو موقع سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ تجاوزات کے خاتمہ کے لئے گورنمنٹ کی موجودہ پالیسی پر عملدرآمد کیا جاتا ہے اور تجاوزات کے خاتمہ کے لئے ٹاؤنز انتظامیہ گاہے بگاہے گرینڈ آپریشن کرتی رہتی ہیں۔

(ب) جہاں تک لاہور شہر میں تجاوزات کو ہٹانے کے لئے گزشتہ مہم اور آئندہ مہم چلانے کا سوال ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ انتظامیہ باقاعدگی کے ساتھ روزانہ کی بنیاد پر تجاوزات کے خلاف آپریشن کرتی ہیں اور یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے اس سلسلے میں ہر ٹاؤن انتظامیہ مستعد رہتی ہے۔ تجاوزات کے متعلق جب کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو متعلقہ دکانداروں کو زبانی اور تحریری نوٹس دیئے جاتے ہیں کہ وہ موقع سے تجاوزات از خود ختم کر دیں عدم تعمیل کی صورت میں ٹی ایم ایز خود کارروائی کرتی ہیں۔ ٹاؤن انتظامیہ اقبال ٹاؤن لاہور نے اس ضمن میں انجمن تاجران کے صدر سیکرٹری صاحبان سے میٹنگ کر کے ان کو ہدایات کی ہیں کہ وہ اپنے بازاروں میں تجاوزات کا از خود خاتمہ کروائیں۔ بصورت دیگر ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن لاہور حسب ضابطہ کارروائی کرے گی۔

علاوہ ازیں ہر ٹاؤن انتظامیہ علاقے کے معززین کو بھی اس مہم میں شامل رکھتی ہے تاکہ کسی بڑے ہنگامے سے بچا جا سکے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف) اور(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ ضلع لاہور کی تمام ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اپنے اپنے علاقہ جات کی آبادیوں اور سڑکات پر تجاوزات ہٹاتی رہتی ہیں اور اس سلسلے میں جرمانے کئے جاتے ہیں اور سامان داخل سٹور کیا جاتا ہے۔

(د) حکومت اس سلسلے میں پورے طور پر تعاون کے لئے تیار ہے۔

(ہ) اس سلسلے میں حکومت پنجاب غور و خوض کر رہی ہے۔

لاہور میں پارکنگ ایریاز کی تعداد

*1155: **محترمہ ماجدہ زیدی**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مال روڈ، گلبرک، ماڈل ٹاؤن اور ٹاؤن شپ لاہور کی سڑکوں پر ضلعی حکومت کے منظور کردہ پارکنگ ایریاز کی کتنی تعداد ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان منظور شدہ پارکنگ ایریاز کے موجودہ پارکنگ ریٹس کیا ہیں؟

(ج) کیا موجودہ ایریاز کی باقاعدہ طور پر نیلامی کی گئی ہے یا یومیہ آمدنی کی بنیاد پر دیئے گئے ہیں ان پارکنگ ایریاز کی وجہ سے ٹریفک کے کیا مسائل درپیش ہیں اور ان سے نمٹنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) دفتر شہری سہولیات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور 32 مین سڑکوں پر واقع پارکنگ سٹینڈز کو باقاعدہ اخبار اشتہار کے بعد نیلام عام کے ذریعے ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے، سوال کے مطابق پارکنگ سٹینڈز کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دفتر شہری سہولیات، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انتظام چلنے والے پارکنگ سٹینڈز پر درج ذیل شرح سے پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے۔

کار، جیپ	10روپے
موٹر سائیکل / سکوٹر	5روپے
سائیکل	ایک روپیہ

(ج) دفتر شہری سہولیات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تمام پارکنگ سٹینڈز نیلام کئے جا چکے ہیں جبکہ پانچ پارکنگ سٹینڈز حالیہ دنوں میں بوجہ عدم ادائیگی ماہوار قسط منسوخ کئے گئے ہیں اور دیگر دو پارکنگ سٹینڈز جن کی بابت کوئی بولی موصول نہ ہو سکی یا مطلوبہ ٹارگٹ سے کم بولی موصول ہوئی ان سے محکمانہ وصولی کی جارہی ہے۔ دفتر شہری سہولیات کے زیر انتظام پارکنگ سٹینڈز صرف شہر کی 32 سڑکوں (سروس روڈ) پر واقع ہیں جن پر ٹھیکیداروں کو صرف ایک لائن میں پارکنگ کرنے کی اجازت ہے نیز اگر کسی جگہ ٹریفک کی بندش کی شکایت ہو تو فوری طور پر ایکشن لیا جاتا ہے تاہم ایسی شکایات کم ہی موصول ہوتی ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ خان صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ رات ساڑھے گیارہ بجے رانا ثناء اللہ صاحب کا "دنیا" ٹی وی پر ایک بہت اچھا انٹرویو چل رہا تھا جس میں انہوں نے commitment کی اور عوام کو بتایا کہ ہماری پنجاب کے عوام کے ساتھ الیکشن سے پہلے بھی on oath commitment تھی، ہمارے ممبران کی بھی commitment ہے کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک پاکستان کے اندر rule of law نہیں ہوگا۔ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک جسٹس افتخار بحال نہیں ہو جاتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! چھوڑیں، ایجنڈے کو آگے چلنے دیں، مجھے کارروائی کو آگے بڑھانے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!پندرہ منٹ کے بعد میں دوسرا ٹی وی چینل دیکھ رہا تھا اس پر چودھری نثار صاحب جو قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر ہیں وہ فرما رہے تھے کہ ہمارا وکلاء تحریک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔وکلاء نے ہمارے ساتھ کوئی مشاورت نہیں کی ہے۔یہ ذمہ دار لوگ ہیں، یہ اتنی غیر ذمہ دارانہ اور double standard باتیں کر کے عوام کو بے وقوف نہ بنائیں۔

جناب سپیکر:جی، ہر ایک کے standard کا سب کو پتا ہے۔آپ اس بات کو چھوڑیں۔پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:ہم ان کو موبائل فون لے دیتے ہیں یہ کم از کم آپس میں بات کر کے کوئی بیان دیا کریں۔

جناب سپیکر:بہت مہربانی، شکریہ۔تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!محترم اعجاز شفیع صاحب نے ایک بڑی confusion create کی ہے اور چودھری نثار علی خان، قائد حزب اختلاف کے بیان کو انہوں نے اس کے context سے علیٰحدہ کر کے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ہمارا وکلاء تحریک سے تعلق ہے، ہم اس تحریک کے ساتھ ہیں اور چودھری نثار علی خان صاحب نے یہ نہیں کہا۔ہاں!انہوں نے یہ ضرور کہا کہ وکلاء تحریک سے متعلق جو بھی فیصلے ہوتے ہیں یا انہوں نے جو بھی فیصلے کئے ہیں وہ ان کی ایک National Coordination Committee ہے اس میں انہوں نے کئے ہیں اور انہوں نے ہمارے ساتھ مشاورت نہیں کی ہے۔باقی انہوں نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک rule of law نہیں ہو گا۔بالکل یہ میں نے کہا ہے لیکن ایک بات میں نے اور بھی کہی تھی وہ یہ چھوڑ گئے ہیں، وہ میں بتا دیتا ہوں کہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تک ریٹائرڈ جنرل مشرف کی باقیات ختم نہیں ہوتیں اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر!وہ باقیات ختم کر کے نئی باقیات پیدا نہ کریں۔اب یہ نئی باقیات اسی چیز کا تسلسل ہے اور یہ اسی چیز کو continue کر رہے ہیں۔

رپورٹیں(توسیع)

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اریگیشن اینڈڈرینج اتھارٹی مصدرہ2008کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی بات بھی آ گئی اور ان کی بات بھی ہو چکی ہے۔ اب اس مسئلے کو چھوڑیں اور ہاؤس کو چلنے دیں۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP -245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP -245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP -245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

نشان زدہ سوال نمبر334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: مہر اشتیاق صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

''نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2009 تک توسیع کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر اگر relevant ہو گا تو سنوں گا اور اگر relevant نہیں ہو گا تو آپ کو اجازت نہیں ملے گی۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب والا! آپ سن تو لیں۔

جناب سپیکر: فرمائیں!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب والا! میں نے پہلے وقفہ سوالات ختم ہونے کا انتظار کیا۔

جناب سپیکر: کیا؟

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر raise کرنے کے لئے میں نے وقفہ سوالات کا انتظار کیا، اس کا ٹائم ضائع نہیں کیا، اس وقت میرا پوائنٹ آف آرڈر relevant تھا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر House کی کارروائی سے relevant ہے وہ یہ ہے کہ ایک سال ہو گیا ہے آپ بھی گواہ ہیں اور آپ بھی اس بات سے agree کریں گے کہ ہر بار question hour میں وزراء کا رویہ casual ہوتا ہے اور جو محکموں سے جوابات آتے ہیں ان میں بھی بے تحاشا غلطیاں ہوتی ہیں۔ آج والا question hour بھی casual تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات سن لی گئی ہے۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب! میری بات ابھی complete نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جو غلط جواب دیتا ہے اس کا حساب کتاب ہوتا ہے۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب! میری بات مکمل نہیں ہوئی۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں۔ بہت، بہت شکریہ۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب! میری بات مکمل نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک بند کریں۔ (قطع کلامیاں)
میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب! آپ بات ہی نہیں سنتے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ پلیز! بیٹھ جائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب والا! جو irrelevant باتیں ہوتی ہیں وہ تو آپ سنتے ہیں اور relevant بات نہیں سنتے۔

جناب سپیکر: جو بات صحیح ہو گی وہ ضرور سنوں گا۔ اب آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بار بار یہ بات دھرا رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب والا! آپ ہماری بات تو سنتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جب سوالات سے متعلقہ بات تھی تو اس وقت آپ کو بات کرنی چاہئے تھی۔ آپ کی مہربانی اب آپ بیٹھیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ سامیہ امجد: جناب والا! ان کی تحریک استحقاق کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: کب تک pending کی جائے؟ آپ کے قائد حزب اختلاف کدھر ہیں، ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کدھر ہیں؟

محترمہ سامیہ امجد: جناب On her behalf پیش کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، On her behalf نہیں ہو سکتا۔ میرے پاس تو ان کی کوئی request نہیں آئی۔

محترمہ سامیہ امجد: جناب والا! وہ ابھی آ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! میں کل تک اسے pending کرتا ہوں۔ pending till tomorrow.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب والا! ایک نہایت اہم موضوع پر میں نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے جو صوبہ پنجاب بھر سے متعلق ہے۔ جن بچوں نے جونئیر فزیکل ایجوکیشن میں ڈپلومہ حاصل کیا ان کو 1995 سے 2008 تک ان کے حق سے محروم کیا گیا۔ ان کے لئے کوئی add آئی کوئی درخواستیں مانگی گئیں اور نہ ہی ان پوسٹوں پر بھرتی کی گئی۔ یہ آئین کے ساتھ بھی مذاق کیا گیا ہے جس میں اس بات کی guarantee دی جاتی ہے کہ equal opportunities ملیں گی۔ باقی تمام categories میں بھرتیاں ہوئی ہیں صرف یہی ایک category ہے جس کو محروم رکھا گیا ہے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس محرومی کو دور کرنے کے لئے آپ اس تحریک التوائے کار کو out of turn take up کریں۔ اس کا نمبر 93 ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کو پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا پتا کرتے ہیں۔ ابھی یہ میرے خیال میں circulate نہیں ہوئی۔ آپ ادھر آ جائیں اور وزیر قانون سے بات کر لیں پھر آپ کی بات سنتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو تو انکار نہیں کیا جا سکتا آپ ان کو اجازت دیں کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پڑھیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب! پڑھ دیں۔

فزیکل ایجوکیشن میں 1995 سے بھرتی پر پابندی کی وجہ سے جونیئر ڈپلومہ ہولڈروں کو عمر میں رعایت نہ ملنے پر پریشانی کا سامنا

میاں محمد رفیق: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ PET/SESE junior diploma (Physical Education) ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ تعلیم کے ذمہ داران/ پالیسی سازوں نے 1995 تا 10- اکتوبر 2008 تک نہ تو کوئی advertisement کی تھی، نہ درخواستیں طلب کی تھیں اور نہ ہی کوئی بھرتی کی گئی ہے جبکہ SESE ایجوکیٹرز کی دیگر کیٹیگریز میں متعدد بار درخواستیں طلب کی جا چکی ہیں اور تقرریاں بھی متعدد بار کی جا چکی ہیں۔ جونیئر ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن حاصل کرنے والوں کے ساتھ محکمہ تعلیم کے ذمہ داران کا امتیازی سلوک ہے جس کی وجہ سے اس دوران جونیئر ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن پاس کرنے والے نہ تو ملازمتیں حاصل کر سکے ہیں بلکہ گھر بیٹھے بیٹھے انتظار، انتظار میں overage بھی ہو چکے ہیں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 10- اکتوبر 2008 میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے تمام کیٹیگریز میں درخواستیں طلب کی گئی تھیں مگر بوجہ جونیئر ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن حاصل کرنے والوں کی اکثریت overage ہو چکی تھی جن کو 35 سال سے زائد بالائی حد عمر کی رعایت نہ دی گئی جس کی وجہ سے بے شمار امیدوار نااہل قرار پا چکے ہیں۔ محکمہ تعلیم کے ذمے داران/ پالیسی سازوں کی، جونیئر ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن حاصل کرنے والوں کے ساتھ نہ صرف ناانصافی ہے بلکہ کوتاہ بینی بھی جونیئر ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن پاس کرنے

والے سوال کرتے ہیں کہ آخر ان کا کیا قصور ہے جبکہ 1995تا10۔اکتوبر2008تک بھرتی کے لئے درخواستیں ہی طلب نہ کی گئی ہیں، ان کو کس ناکردہ جرم کی سزا دی گئی ہے، ان کے ساتھ discriminationکیوں روا رکھی گئی ہے؟اس کی وجہ سے disparityبھی پیدا ہو گئی ہے جبکہ آئین پاکستان ہر کسی کو ہر معاملہ میں یکساں مواقع فراہم کرنے کی گارنٹی دیتا ہے۔ محکمہ تعلیم کے ذمہ داران/پالیسی سازوں کا یہ ناعاقبت اندیشانہ فعل ہے جو کہ آئین، رواداری اور اخلاقی روایات نیز انسانی ہمدردی اور حقائق کے منافی ہے۔ایسے ہی دیگر نوجوانوں میں ایک نوجوان محمد طارق جمیل بھی ہے جو ایک نہایت غریب گھرانے کا کفیل ہے۔دال ساگ کھا کر مقامی قریبی دیہاتی علم کی روشنی پھیلانے والے مینار گورنمنٹ غوثیہ ڈگری کالج چک نمبر333گ ب فرید آباد تحصیل وضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شفیق اساتذہ کی مدد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی، جن کی مدد ہی سے جونیئر ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن بھی 2000-1999 میں پاس کیا اور PET/SESEفزیکل ایجوکیشن کی بھرتی کے اشتہار دیکھتا رہا۔انتظار، انتظار میں 10۔اکتوبر2008 میں مطلوبہ اشتہار کے انتظار میں سات ماہ پچیس دن overage ہو چکا تھا۔ محمد طارق جمیل نے سیکرٹری محکمہ تعلیم (ای۔ایس)لاہور کو ایک درخواست بمراد منظوری/رعایت بالائی حد سے زائد عمر سات ماہ پچیس دن بمطابق 10۔اکتوبر 2008 گزاری (درخواست لف ہے)جواب ملنے پر زیر دستخطی سے رابطہ کیا جس پر زیر دستخطی نے حقائق پر مبنی حصول انصاف کے لئے ایک درخواست مورخہ 21-10-2008 کو جناب چیف منسٹر صاحب کو بمراد رعایت زائد عمر سات ماہ پچیس دن گزاری(درخواست لف ہے)۔ سیکرٹری ٹو چیف منسٹر نے درخواست متذکرہ ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی کو بغرض رپورٹ منگوانے کے لئے بھیج دی(درخواست لف ہے)۔ ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی شاہد اقبال (فیصل آباد ڈویژن) نے سیکرٹری ایجوکیشن (ای۔ایس)لاہور سے رپورٹ منگوائی۔ ڈپٹی سیکرٹری(ای۔ای)مہر مشتاق احمد نے جو رپورٹ ارسال کی ہے جس میں اعتراف کیا گیا ہے کہ PET/SESEفزیکل ایجوکیشن کی بھرتی درخواستیں ازاں پیشتر طلب نہ کی گئی تھیں نیز litigation سے بچنے کی خاطر زائد عمر میں رعایت دینے سے معذوری ظاہر کر دی ہے۔(لیٹر لف ہے)

محکمہ تعلیم کے ذمہ داران/پالیسی سازوں کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے جونیئر ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن پاس کرنے والوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ محمد طارق جمیل نے تو یہ اعلان کر دیا ہوا ہے کہ اسے ملازمت نہ دی گئی تو صوبائی اسمبلی کے سامنے وہ خود سوزی کر لے گا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے موصول ہو گئی ہے آپ کے علم میں ہے کہ یہ out of turn لی گئی ہے تو اس کو pending فرما دیں اس کا جواب آ جائے گا تو میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں، یہ pending ہو گئی ہے دو دن میں اس پر رپورٹ آ جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 89/2009 منسٹر بلاک کی auction کے بارے میں تھی اس کا آج جواب آنا تھا اور اس پر بحث ہونی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے لئے ٹائم مانگا ہے لیکن میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ اس کے facts آج ہی convey کر دیں تاکہ میں ہاؤس کے علم میں لا سکوں تو ابھی تک میرے پاس وہ facts پہنچے نہیں ہیں اگر اجلاس کے دوران مجھے پہنچ جائیں گے تو میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! زمیندار اکالج کے حوالے سے میری تحریک التوائے کار نمبر 43 تھی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب آ گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

زمیندارا کالج گجرات کی اراضی پر قبضہ کے خلاف احتجاج کرنے والے پروفیسروں اور طلباء وطالبات پر پولیس کا وحشیانہ تشدد

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔ انہوں نے تحریک پیش کی تھی کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 29-01-2009 کو شائع ہونے والی خبر کے متعلق عرض ہے کہ زمیندارا کالج گجرات میں زمین کے ایک ٹکڑے پر نوابزادہ عضنفر گل کے قبضہ کے سلسلہ میں مورخہ 28-01-2009 کو کالج کی انتظامیہ اور طلباء نے ایک ریلی نکالنے کا پروگرام بنایا تھا جس کی اطلاع انہوں نے مقامی پولیس تھانہ سول لائن کو دی۔ مورخہ 28-01-2009 کو ایس ایچ او سول لائن گجرات، ایک اے ایس آئی اور 7 کانسٹیبلان کالج برائے ڈیوٹی گئے وہاں پر طلباء اور پولیس کے درمیان جھگڑا ہو گیا ایک طالب علم کے زخمی ہونے پر طلباء نے پولیس پر پتھر برسائے، ایس ایچ او تھانہ سول لائن بھی چونکہ طلباء کے پتھراؤ سے زخمی ہوا تھا اس نے پولیس لائن سے مزید نفری کے لئے وائرلیس پر کال چلائی۔ ڈی ایس پی اور ایس پی سٹی سرکل گجرات موقع پر پہنچ گئے، انسپکٹر عبدالقیوم انچارج پولیس لائن کی قیادت میں جو نفری پولیس لائن سے مقامی پولیس کی مدد کے لئے آئی تھی وہ کالج میں داخل ہو گئی انہوں نے لاٹھی چارج کیا، tear gas shells پھینکے اور ہوائی فائرنگ بھی کی اس اطلاع پر ایس پی ہیڈ کوارٹر اور ایس پی انوسٹی گیشن گجرات موقع پر پہنچ گئے اور پولیس کو کالج کی حدود سے باہر نکالا۔ دونوں ایس پی صاحبان پرنسپل صاحب، پروفیسر صاحبان اور طلباء سے ملے اور امن وامان کو بحال کیا اس سلسلے میں مقدمہ تھانہ سول لائن گجرات رجسٹر ہوا۔ اس واقعہ میں پروفیسر صاحبان اور طلباء بھی رخمی ہوئے تھے اس لئے مقدمہ میں cross version درج کیا گیا۔ ایڈیشنل ایس پی صاحب کو انکوائری کا حکم دیا گیا تھا جس انکوائری کی روشنی میں انسپکٹر عبدالقیوم گوندل انچارج پولیس لائن، انسپکٹر محمد شریف ایس ایچ او سول لائن، اے ایس آئی ساجد حسین، اے ایس آئی شمشاد اور 26 کانسٹیبلان کو معطل کیا گیا۔

جناب سپیکر! واقعی وہاں پر پہلے جو پولیس پارٹی گئی تھی تو اس کے ساتھ طلباء کا جو الجھاؤ ہوا اس میں بھی ایس ایچ او at fault تھا اس situation کو avoid کیا جا سکتا تھا لیکن اس نے وہاں حکمت عملی سے کام نہیں لیا اور اس کے بعد اس نے کال کر کے اور نفری منگوالی اور یہ لوگ بلا جواز کالج میں داخل ہو گئے۔ جب اس کی ابتدائی رپورٹ آئی تو پھر ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج کو گورنمنٹ کی طرف سے direct کیا گیا وہ خود موقع پر گئے وہاں پر پرنسپل صاحب، پروفیسر صاحبان سے ملے، ان سے ذاتی طور پر معذرت کی اور ذمہ داران دونوں انسپکٹرز، اے ایس آئیز اور 26 کے قریب کانسٹیبلان جنہوں نے زمیندارا کالج میں تشدد میں حصہ لیا ان سب کو suspend کیا گیا ہے اور ان کے خلاف محکمانہ تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس جگہ کا تعلق ہے اس میں تھوڑا سا dispute ہے کہ نوابزادہ عضنفر گل صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ جگہ ہماری ہے جبکہ کالج والے کہہ رہے ہیں کہ یہ کالج کو handover ہو چکی ہوئی ہے لیکن اس میں تھوڑا سا ایک technical angle بنتا ہے لیکن چونکہ یہ معاملہ کورٹس میں بھی چل رہا ہے تو اس کے اوپر گورنمنٹ کی طرف سے سر دست کوئی opinion نہیں ہے۔ عدالت سے جو فیصلہ ہو گا اس کے مطابق وہ جگہ جس فریق کی ہوئی اس کے حوالے کروائی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس میں دو issue ہیں، ایک تو جگہ کا معاملہ ہے اور دوسرا پولیس نے جو کچھ کیا۔ جگہ کی فرد میرے پاس موجود ہے، راناثناء اللہ صاحب اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے کھوسہ صاحب کی قیادت میں ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں رانا صاحب، کائرہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب بھی ہیں۔ ابھی تک ہمیں اس کمیٹی کے متعلق کوئی پتا نہیں چل سکا کہ اس کمیٹی نے کوئی کام کیا ہے یا نہیں کیا؟ میں ان کو یہ فرد دیتا ہوں، اس میں 13 کنال 8 مرلے ہے جو 3 مختلف پارٹیوں نے یہ زمین لی ہوئی ہے اور یہ ابھی تک سکول کے نام ہے اور میرے پاس یہ فرد 09-01-09 latest کی ہے۔ یہ اس پر ساری تحقیق کریں، اس سارے معاملے کو دیکھیں،

صرف یہ کہہ کر انہیں cover دینا کہ یہ زمین عضنفر گل صاحب کی ہے۔ یہ زمین ان کے باپ دادا سے آئی ہے اور نہ ہی انہوں نے یہ زمین خریدی ہے۔ آپ محکمہ مال کا سارا ریکارڈ دیکھ لیں، وہاں پر گورنمنٹ نے جو ممبر بورڈ آف ریونیو بھیجے تھے انہوں نے پریس کے سامنے بتایا تھا کہ اس ریکارڈ میں کہیں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے کوئی ایسا reference آتا ہو کہ یہ زمین عضنفر گل یا ان کے کسی رشتہ دار کی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے جو کمیٹی بنائی ہے اس کمیٹی نے ابھی تک کوئی کام نہیں کیا تو ادھر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنالیں اس میں اپوزیشن سے بھی کوئی ممبر لیں تاکہ پتا چلے کہ یہ معاملہ کس رخ پر چل رہا ہے۔ یہ public interest ہے اس میں میرا کوئی ذاتی مسئلہ ہے اور نہ ہی کسی اور کا ہے۔ یہ زمیندار اکالج کی زمین ہے اور کم از کم 30/25 کروڑ کی زمین ہے کیونکہ وہ مین روڈ کے اوپر ہے اس پر قبضہ کر لینا اور ایسے ہی ایجوکیشن سوسائٹی کا بورڈ لگا دینا یہ کہاں کا رویہ ہے؟ رانا صاحب نے ایسے ہی گول مول سا جواب دیا ہے انہوں نے اس زمین کے حوالے سے کوئی specific report پیش نہیں کی آپ اپنی کوئی کمیٹی بنالیں اور اس میں جو چاہے ممبر لے لیں جو دیکھ لیں کہ اس میں معاملہ کیا ہے۔ اس میں کسی کو cover نہ دیا جائے۔ یہ اتنا بڑا معاملہ ہوا ہے کہ جب طلباء کی طرف سے ہڑتال کی گئی ہے تو اتنی تعداد میں پولیس کیوں آئی ہے؟ وہ صرف ان صاحب کو cover دینے کے لئے آئی ہے کہ یہ معاملہ ٹھپ ہو جائے اور میڈیا کے ذریعے عوام کے سامنے نہ آئے لیکن جو کچھ ہوا وہ سب Channels نے بھی دکھایا اس لئے اس بات کو چھپایا نہ جائے بلکہ اس کے facts کو سامنے لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ یہ جائیداد کا معاملہ ہے اور proprietary rights کا معاملہ ہے۔ اس ہاؤس کی کمیٹی لوگوں کے proprietary rights سے متعلق کوئی فیصلہ دینے کا استحقاق نہیں رکھتی۔ اب جو جگہ موقع پر پڑی ہے وہ چاہے نوابزادہ عضنفر گل صاحب کی ہے، چاہے کالج یا سکول کی ہے ہم نے اس بات کو manage کیا ہے کہ اس جگہ پر کوئی فریق بھی قبضہ نہیں کرے گا۔ اس سلسلہ میں جو معاملہ عدالت میں چل رہا ہے اس کو final ہونے دیں یا جس فریق کا جو claim ہے وہ اسے لے کر عدالت میں جائے اور عدالت جس کا

claim صحیح تسلیم کرے گی تو اس جگہ پر اسے قابض کروادیا جائے گا۔اب کسی جائیداد کے claim کا کوئی کمیٹی فیصلہ نہیں کر سکتی۔یہ بڑی واضح بات ہے۔مجھے نہیں پتا کہ میرے بھائی کس چیز کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ ابہام ہے۔اس کے علاوہ جو پولیس کا معاملہ ہے تو میں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ وہاں پر جو پولیس افسران تھے انہوں نے حکمت عملی سے کام نہیں لیا اور معاملے کو خراب ہونے دیا۔اس پر ان کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے۔یہ بات on record ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! ضلعی افسران کی طرف سے کالج کے پرنسپل کو فون آئے ہیں کہ آپ اس معاملے میں سامنے نہ آئیں۔یہ سیاسی معاملہ ہے اور ان کو اس پر قبضہ کرنے دیں لیکن انہوں نے اپنے ادارے زمیندارا کالج کو بچانے کے لئے جو بھی کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔اس طرح کہہ دینا کہ زمین کا معاملہ کسی کا ذاتی معاملہ ہے تو پھر جو چاہے گا اٹھے گا اور کسی سکول پر جا کر قبضہ کر لے گا اور کہے گا کہ میں نے کسی عدالت میں stay لے لیا ہے۔اگر حکومت اپنے اداروں کو support نہیں کرے گی تو پھر معاملات کیسے چلیں گے؟

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔جب کوئی معاملہ عدالت میں ہے تو اس معاملے کو یہاں پر زیر بحث نہیں لانا چاہئے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! ریکارڈ کے مطابق نوابزادہ صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: جہاں تک پولیس کی زیادتی کا تعلق ہے تو اس پر notice لیا گیا ہے۔اب آپ اس کو press نہ کریں تو بہتر ہے۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ زمیندارا کالج قیام پاکستان سے پہلے کا بنا ہوا ہے، وہ پہلے سکول تھا اب کالج ہے۔وہ جگہ نوابزادہ صاحب کے آباء واجداد نے دی تھی۔اب ان کو اتنی جلدی ہے کہ ادارے کی حمایت نہیں ہو رہی اور support نہیں ہو رہی۔اس ادارے نے 60 سال سے اس جگہ پر عمارت کیوں نہیں بنائی؟ ہم نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ جب تک اس جگہ کا کوئی عدالت فیصلہ نہیں کرتی اس وقت تک اس پر کوئی قبضہ نہیں کرے گا اور کوئی فریق اس میں دخل نہیں دے گا۔باقی اگر یہ کمیٹی بنوانا چاہتے ہیں تو کمیٹی کا یہ اختیار نہیں ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! عضنفر گل صاحب کے آباء واجداد کا وہاں ایک مرلہ بھی زمین نہیں تھی۔ یہ لوگوں کی donate کی ہوئی جگہ ہے۔ یہ کسی کی ذاتی جگہ نہیں تھی تو پھر یہ کالج کی جگہ تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ رانا صاحب کیوں اس معاملے سے avoid کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ فیصلہ عدالت نے کرنا ہے۔ اب اس بات کو چھوڑیں۔ جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار نمبر 76 جمعہ کو پیش کی تھی، وہ آج تک pending تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب اس کا نمبر آئے گا تو اسے لے لیں گے۔ تحاریک التوائے کار کے لئے آدھ گھنٹہ ہوتا ہے۔ اب وقت کم رہ گیا ہے۔ ابھی آپ کا نمبر نہیں آ سکے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے۔ یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: یہ ختم نہیں ہو گی۔ یہ کل آ جائے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ اندھوں کا معاملہ ہے، نابینوں کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: ہم وقت پر اسے ضرور take up کریں گے۔ محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔ میں بار بار آپ کو تاکید کر رہا ہوں اور آپ میری بات پر غور نہیں کر رہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ مجھے ڈانٹ دیں تو میں بیٹھ جاؤں گی۔

جناب سپیکر: میں تو نہیں ڈانٹتا۔ میں تو اپنی پیاری بہن سے کہوں گا کہ آرام سے تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ٹھیک ہے۔ میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 90 ہے جسے میں out of turn پیش کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے آپ کی اجازت درکار ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھ لیں۔

محکمہ معدنیات کی جانب سے دیئے گئے ریت کے ٹھیکہ میں ٹھیکیداروں کی جانب سے اوورچارجنگ سے صوبہ بھر کی عوام کو پریشانی کا سامنا

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ معدنیات حکومت پنجاب کی طرف سے صوبہ بھر میں دریاؤں/پرائیویٹ زمین سے ریت نکالنے کے لئے رائلٹی کا ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور ٹھیکیداروں نے محکمہ معدنیات کے افسران سے ملی بھگت کر کے ایک مناپلی قائم کر رکھی ہے جس کے تحت محکمہ مختلف اضلاع میں پرائیویٹ زمینوں/دریائی علاقے کا ریت نکالنے کا "نام نہاد ٹھیکہ" دے دیتے ہیں لیکن مذکورہ ٹھیکے کی باضابطہ اور باقاعدہ طور پر کوئی تحریر کی جاتی ہے اور نہ ہی نوٹیفکیشن وغیرہ جاری کیا جاتا ہے بلکہ زبانی کلامی یہ "نام نہاد ٹھیکہ" طے کیا جاتا ہے۔ اس نام نہاد ٹھیکہ کی وجہ سے ٹھیکیدار ریت اٹھانے والی ٹرالیوں سے اپنی مرضی کے مطابق ایک ہزار یا آٹھ سو روپے تک زبردستی فی پھیرا وصول کر رہے ہیں اور اس چیز کا عملی مظاہرہ پاک پتن اور ساہیوال کے اضلاع میں ہو رہا ہے جہاں پر آئے روز ریت اٹھانے والوں اور ٹھیکیداروں کے مابین لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں بلکہ بسا اوقات تو نوبت جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے تک پہنچ جاتی ہے اور گزشتہ سال لاہور میں ایسے ہی ایک واقعہ میں تین آدمی قتل ہو گئے تھے۔ محکمہ معدنیات کی طرف سے ریت نکالنے کا باقاعدہ نوٹیفکیشن نہ کرنے اور ٹھیکیداروں کا فی ٹرالی ایک ہزار یا آٹھ سو روپے فی پھیرا وصول کرنے پر نہ صرف پاک پتن اور ساہیوال کے اضلاع بلکہ صوبہ بھر کے عوام میں شدید اشتعال اور غم وغصہ کی لہر پائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس میں add کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ پورے پنجاب میں فی پھیرا نوٹیفکیشن نہیں کیا جاتا چاہے وہ دس روپے لیں چاہے دس ہزار روپے فی ٹرالی لیں۔ محکمہ اور ہماری ضلعی انتظامیہ بے بس ہو جاتی ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسا قانون ہی نہیں ہے۔ جہاں پر نوٹیفکیشن نہیں ہوا تو وہ overcharging کا پرچہ بھی نہیں درج کر سکتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ حکومت اس اہم مسئلے کی طرف توجہ دے اور اس سلسلے میں میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر انکوائری کروائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے بات سن لی ہے۔ آپ کب اس کا جواب دیں گے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ابھی اس کا جواب دے دیتا ہوں اس میں ایسا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محکمہ انہار کی نہروں کا ٹھیکہ محکمہ معدنیات دیتا تھا۔ پچھلے سالوں میں جب ٹھیکہ ہوتا تھا تو نہریں کئی جگہ سے بہت گہری ہو جاتی تھیں اور بعد میں زمینداروں کے لئے پانی کا بڑا مسئلہ بنتا تھا تو محکمہ آبپاشی نے محکمہ معدنیات کو لیٹر لکھا ہے کہ آپ نہروں کا ٹھیکہ نہ دیں۔ اس کے بعد محکمہ معدنیات نہروں کا ٹھیکہ نہیں دیتا اور آبپاشی کے افسران لوگوں کے ساتھ مل کر ریت نکالنے کی اجازت دیتے ہیں جس پر اس دفعہ میں نے کوشش کی ہے اور یہ پچھلے سالوں کی بات کر رہے ہیں۔ لاہور کے حوالے سے ایک دفعہ میرے علم میں آیا تو میں نے ایس ڈی او اور اوور سیئر کو بھی معطل کر دیا۔ اس کے علاوہ میں نے پی ایچ اے والوں سے کہا کہ جتنی ہمارے محکمے نے بھل نکالی ہے اس کو مناسب نکال لیں اس کے علاوہ باقی جگہوں پر بھی ہم نے کوشش کی ہے لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ 100 فیصد عمل ہوا ہے کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ کرپٹ ترین محکموں میں سے محکمہ انہار بھی ایک ہے۔ میں نے ایکسیئن اور ایس ای بلیک لسٹ کئے ہیں اس کے علاوہ بہت سارے ایس ڈی او بھی بلیک لسٹ کر دیئے ہیں۔ اس دفعہ ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ یہ ریت نہ بیچیں۔ اگر محکمے نے بھل صفائی کے لئے ریت نکالنی ہے تو وہ خود نکالیں۔ میں یہ یقین کے

ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تقریباً80 سے85 فیصد اس کو achieve کیا ہے کیونکہ یہ میرا پہلا سال تھا۔ ہم نے اس دفعہ کمشنر صاحبان اور پولیس کو بھی involve کیا ہے کہ کسی جگہ پر ایسا نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ صرف نہروں کی طرف نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری پہلے پوری بات سن لیں۔ ہم نے وہ ٹارگٹ 85 تک achieve کیا ہے انشاء اللہ اگلے سال ہم اس کو ensure کریں گے کہ اگر نہر سے کسی جگہ پر کسی نے ریت بیچی تو اس کے خلاف ہم پرچہ دیں گے اور متعلقہ افسر کو بھی معطل کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ اپنے سینئر پارلیمنٹرین سے گزارش کروں گا کہ میرا سوال محکمہ انہار کے بارے میں ہے، میری تحریک التوائے کار اس سے متعلقہ ہے اور نہ نہروں سے بھل صفائی یا ریت اٹھانے سے ہے۔ میں تو محکمہ معدنیات کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ان کی بات نہر سے متعلقہ نہیں ہے۔ وہ تو معدنیات سے متعلق پوچھ رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محکمہ معدنیات کو محکمہ نہر والوں نے روکا ہے کہ آپ ٹھیکہ نہیں دے سکتے۔ اگر ہم معدنیات والوں کو اجازت دے دیں تو وہ ٹھیکہ دے دیتے ہیں اور ٹھیکیدار ایسا کرتے ہیں کہ نہر ایک دم 10 فٹ گہری ہو گئی، آگے جا کر اوپر ہو گئی پھر آگے ٹھیکہ کسی اور کو دیا تو وہاں سے 10 فٹ گہری ہو گئی۔

جناب سپیکر: وہ علیٰحدہ مسئلہ ہے جسے آپ نے کنٹرول کیا ہے۔ چودھری صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ کچھ اور کر رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): وہ کہہ رہے ہیں کہ معدنیات والوں کو اجازت ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: کس کی؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): نہروں سے ریت نکالنے کی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سمجھے نہیں ہیں۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ محکمہ معدنیات بغیر کسی notification کے ایک lump sum رقم پر ٹھیکہ دے دیتا ہے کہ پنجاب میں دو کروڑ روپے میں ٹھیکہ دے دیا گیا جبکہ اس کا notification یہ نہیں کیا جاتا کہ یہ کس پر charge ہو گا اور وہ ریت کی ٹرالی لینے جائیں یا مٹی کی۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میرے خیال میں آپ اس کو غور سے پڑھ لیں اور کل اس کا جواب دے دیں۔ کل تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار 1050/08 ہے مجھے اس کو out of turn پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے دکھائیں کہ کون سی ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری دفعہ آپ نے کہا کہ اس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے اور ان کو آپ ٹائم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم تو واقعی دونوں کا ہی ختم ہو گیا ہے۔ مولانا صاحب! اسے آپ کل پڑھ لینا، اب ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: اسے پھر pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ خود بخود ہی pending ہو جاتی ہے، ضائع نہیں جاتی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! کل مجھے بھی پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی تحریک بھی کل آ جائے گی۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 41 کے حوالے سے رانا صاحب نے کہا تھا کہ وہ آج اس کا جواب دیں گے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہو چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مصدرہ2009

جناب سپیکر: اس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ بھی کل تک اس کا انتظار کریں۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی طرف سے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ہے کہ کارروائی میں زیر التواء رکھے گئے مسودہ قانون، مفاد عامہ کے متعلق قرار دادیں اور عام بحث جاری ہے۔ مسودہ قانون میں The Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill, 2009 ہے۔ یہ move ہو چکا ہے اور لاء منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں متعلقہ محکمہ اور محترم شیخ صاحب کی بات ہوئی ہے تو میری اطلاع کے مطابق جو arrangement شیخ صاحب کا محکمے سے طے ہوا ہے اور اس سلسلے میں محکمہ جو amendments لائے گا وہ اس پر مطمئن ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محکمے سے جو بات ہوئی ہے اس میں یہ طے پایا ہے کہ اس بل میں موجود خامیوں کو گورنمنٹ درست کر کے اپنی طرف سے لائے گی۔ موجودہ قانون یہ کہتا ہے کہ دس ہزار

روپیہ اس پر جرمانہ کیا جائے گا۔اہم بات جس پر ان کا اور میرا اتفاق ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی غلط قسم کے claim کو جس وقت damages میں لایا جائے گا تو اس کو amend کر کے دس لاکھ روپیہ جرمانہ کیا جائے گا۔ باقی جو خامیاں اس بل میں ہیں ان کو دور کر کے گورنمنٹ خود لائے گی۔ ان observations کے ساتھ آپ چاہے اس کو pending کر دیں، چاہے dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: بات تو آپ کی ہو گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: میری بات ہو گئی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب بھی یہی بات کہہ رہے ہیں جو میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Bogus claim کے بارے میں جرمانے کی رقم کو بڑھانے کی بات ہوئی ہے۔اب یہ دس ہزار سے دس لاکھ روپے کہہ رہے ہیں، اتنا تو نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اس کو بڑھایا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں۔آپ reasonable کر دیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔جتنا بڑا product ہوتا ہے وہ اس کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے کیونکہ manufacturers کی نسلیں گزر جاتی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ دس لاکھ نہیں بلکہ ایک کروڑ روپیہ کم از کم fine ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بیٹھ کر طے کر لینا۔Let me dispose of it how?

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خالی dispose of نہ کیجئے گا بلکہ Subject to the observations and the consensus may between me and department dispose of کیجئے گا۔I hope کہ آپ یہ لکھیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے لیکن اس کو یاد رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کام پھر بھول بھلیوں میں چلا جائے۔اگلی قرارداد سموترا صاحب کی ہے۔ان کی طرف سے request آ گئی ہے، اسے اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری قرارداد جو سوئی گیس کے بلوں کے حوالے سے ہے اس کی اجازت دے دیں کیونکہ لوگ زیادہ بلوں کے حوالے سے ٹائر جلا رہے ہیں، سڑکیں بلاک کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری قرارداد سوئی گیس کے بلوں کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: آج ہم ایجنڈے کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری ظہیر الدین خان، محترمہ ثمینہ خاور حیات، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، چودھری مونس الہیٰ، چودھری محمد ارشد، جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ عائشہ جاوید، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، میاں محمد شفیع اور جناب محمد اعجاز شفیع! جی، قرارداد پیش کریں۔

چوک یتیم خانہ میں اوور ہیڈ برج / انڈر پاس کی تعمیر کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد شکریہ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چوک یتیم خانہ میں جلد از جلد overhead bridge یا underpass تعمیر کرنے کے انتظامات کئے جائیں تاکہ عوام کو ٹریفک کی شدید مشکلات سے نجات مل سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چوک یتیم خانہ میں جلد از جلد overhead bridge یا underpass تعمیر کرنے کے انتظامات کئے جائیں تاکہ عوام کو ٹریفک کی شدید مشکلات سے نجات مل سکے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنی چاہوں گا کہ یہ منصوبہ پہلے ہی حکومت کے زیر غور ہے اور اس سلسلے میں نیسپاک study کر رہا ہے جو کہ تین ماہ میں مکمل ہو جائے گی اور اس کے بعد یہ final ہو گا کہ یہاں پر انڈر پاس بننا چاہئے یا overhead bridge بننا چاہئے تو یہ معاملہ پہلے ہی حکومت کے زیر غور ہے اس لئے اسے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ یہ منصوبہ پہلے ہی زیر غور ہے لیکن منسٹر صاحب time bar commit کریں تاکہ ہمیں یقین ہو کہ یہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ اس کی finalization کے بارے میں study ہو رہی ہے جو تین مہینے میں مکمل ہو جائے گی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ کی بات ہوئی ہے تو میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے تمام ٹرانسپورٹروں نے 18۔فروری کو ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر ٹرانسپورٹ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کو اس تکلیف سے نجات دلانے کے لئے کچھ اقدامات کئے ہیں یا کوئی ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ کل انہوں نے سارے پنجاب میں ہڑتال کرنے کا اعلان کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آج صبح پورے پنجاب سے آنے والے ٹرانسپورٹروں سے ہمارے مذاکرات کامیاب رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ہدایات کے مطابق کل ٹرانسپورٹروں نے اپنی ہڑتال ختم کر دی ہے اور کل پنجاب میں معمول کے مطابق ٹرانسپورٹ چلے گی اور عوام کو سفری سہولیات دستیاب ہوں گی۔ کل کوئی ہڑتال نہیں ہو گی اور ٹرانسپورٹر حضرات نے میرے ساتھ پریس میں بھی آکر آج صبح یہ بات کر دی ہے اور انہوں نے لاہور اور دوسرے اضلاع میں لگائے گئے بھوک ہڑتالی کیمپ بھی ختم کر دیئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں کے دوران اس حوالے سے ان کے مسائل حل کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

مسجد مکتب سکولوں کے اساتذہ کے ماہانہ اعزازیہ میں اضافے کا مطالبہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مسجد مکتب پرائمری سکولوں میں اساتذہ کرام کو ملنے والے ماہانہ اعزازیہ کو -/250 روپے سے بڑھا کر -/1000 روپے کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مسجد مکتب پرائمری سکولوں میں اساتذہ کرام کو ملنے والے ماہانہ اعزازیہ کو -/250 روپے سے بڑھا کر -/1000 روپے کرے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ اڑھائی سو روپے اتنے تھوڑے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہاں پر بیٹھا ہوا ہر ممبر یہ جانتا ہے کہ اڑھائی سو روپے میں آج کل کیا ملتا ہے؟ ایک ہزار روپے کی میں نے جو

بات کہی ہے تو یہ کوئی بہت بڑی رقم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایک ہزار روپے کر دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے ان کے حالات میں کچھ تو بہتری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ پہلے ڈیڑھ سو تھا، پھر یہ اڑھائی سو روپے کر دیا گیا۔ انہوں نے صرف آدھ گھنٹے کے لئے یعنی تھوڑے سے وقت کے لئے وہاں پر بچوں کو قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم دینی ہوتی ہے اور اگر محترمہ ایک ہزار روپے کی بجائے پانچ سو روپے کر لیں تو یہ بھی تقریباً دگنا اضافہ ہو جائے گا اور اس میں 9 ملین روپے involve ہو گا۔ سردست حکومت پانچ سو کرنے کو تیار ہے اور اگر محترمہ ایک ہزار کی بجائے پانچ سو کر لیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے؟

جناب سپیکر: پھر آپ منظور کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، کر لیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کہنا چاہیں گی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ پانچ سو ہی ہو جائیں لیکن یہ بھی دیکھیں کہ سکولوں میں انگلش پڑھانے کے لئے کتنے پیسے دیتے ہیں اور دینی تعلیم کے لئے صرف یہ کر رہے ہیں تو میرے خیال میں قرآن پاک سے اہم کوئی تعلیم نہیں ہے بجائے اس کے کہ ان حضرات کو زیادہ فیسیں دی جائیں، ان کو کم کر دیا جاتا ہے۔ ویسے ٹھیک ہے لیکن ایک ہزار بھی کوئی زیادہ رقم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ قرداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مسجد مکتب پرائمری سکولوں میں اساتذہ کرام کو ملنے والے ماہانہ اعزازیہ کو -/250 روپے سے بڑھا کر -/500 روپے کر دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ کی ہے۔جی، پیش کریں۔

حکومت سے ہر ضلع میں ینگ وکلاء کو چیمبر بنانے کے لئے زمین الاٹ کرنے کا مطالبہ

محترمہ طیبہ ضمیر: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وہ ینگ وکلاء کو ہر ڈسٹرکٹ بار میں حسب استحقاق چیمبر بنانے کے لئے زمین الاٹ کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وہ ینگ وکلاء کو ہر ڈسٹرکٹ بار میں حسب استحقاق چیمبر بنانے کے لئے زمین الاٹ کرے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر محترمہ اس قرارداد کو اس طرح سے amend کر لیں کہ بشرطیکہ وہاں پر سرکاری اراضی available ہو تو پھر اس کو گورنمنٹ oppose نہیں کرتی کیونکہ ہم خود چاہتے ہیں کہ وکلاء کو اس سلسلے میں facilitate کیا جائے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں اس بات سے مکمل اتفاق کرتی ہوں کہ جہاں پر property available ہو۔ان ینگ وکلا کے پاس جن کے پاس پہلے چیمبرز نہیں ہیں، ان کو الاٹ کئے جائیں اور اس کے لئے کمیٹی تشکیل دی جائے اور after scrutiny اس چیز کو یقینی بنایا جائے اور یہ process دو ماہ کے اندر مکمل کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ینگ وکلاء سے آپ کی کیا مراد ہے؟

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! جو new comers ہوتے ہیں کیونکہ پرانے اور سینئر وکلاء کی پریکٹس اتنی ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ اپنے چیمبرز خود بنا لیتے ہیں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر:اب نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے آدھ گھنٹہ کے بعد دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر ظہر کی نماز کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 13.32 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ young Lawyers کی definition میں آتا ہے کہ جن کی پریکٹس کو پانچ سال ہو گئے ہیں اور کچھ ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد بھی یہ profession join کر لیتے ہیں لیکن وہ اس زمرے میں نہیں آئیں گے۔ جو لوگ fresh graduate آتے ہیں اور باقاعدہ پریکٹس کرتے ہیں اور ان کی پریکٹس کا پیریڈ پانچ سال ہو جاتا ہے اور یہ بھی condition ہے کہ ان میں سے جو chamberless ہیں ان کو چیمبرز دیئے جائیں۔جہاں زمین موجود ہے وہ دے دی جائے اور اگر کہیں دور دراز ہے تو وہ بھی وکلاء کی مشاورت کے ساتھ انہیں حتی الوسع accommodate کرنے کی کوشش کی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر وہاں سرکاری زمین دستیاب ہو تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔محترمہ! آپ کی تجویز قابل عمل ہو سکتی ہے۔ٹھیک ہے؟

محترمہ طیبہ ضمیر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ینگ وکلاء کو ہر ڈسٹرکٹ بار میں حسب استحقاق چیمبر بشرط دستیابی سرکاری زمین بنانے کے لئے زمین الاٹ کرے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ آپ کو مبارک ہو۔چوتھی قرارداد محترمہ فرح دیبا صاحبہ کی طرف سے ہے۔

صوبہ بھر میں ورکنگ اور گھریلو خواتین کے لئے علیٰحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کا مطالبہ

محترمہ فرح دیبا: شکریہ۔جناب سپیکر!بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں ورکنگ اور گھریلو خواتین کے لئے مشترکہ ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ علیٰحدہ بھی ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے جامع پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں ورکنگ اور گھریلو خواتین کے لئے مشترکہ ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ علیٰحدہ بھی ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے جامع پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں محترمہ سے گزارش کروں گا کہ یہ اسے pending کروالیں کیونکہ کل ہم ٹرانسپورٹ پر ایک بل پیش کر رہے ہیں اور اس کے بعد جو بڑے شہر ہیں جہاں پر problem exist کرتا ہے اسے resolve کرنے کے لئے اس بل میں خاطر خواہ انتظام موجود ہے اور میرا خیال ہے کہ اس بل کے پاس ہونے کے بعد یہ قرارداد پیش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ!منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اسے pending کر دیا جائے چونکہ وہ کل یا پرسوں اس بارے میں پالیسی لے کر آ رہے ہیں۔پھر اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو اسے دوبارہ take up کر لیں گے۔

محترمہ فرح دیبا:جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب کی بات سے متفق ہوں لیکن میں اس قرارداد کو پیش کرنے کی وجوہات بیان کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارا معاشرہ کبھی بھی frustration سے باہر نہیں آئے گا اور ہمیں اس میں صدیاں گزر جائیں گی-اس وقت پنجاب بھر میں خواتین کی percentage زیادہ ہے- ہماری جو بہنیں اور بیٹیاں گھروں سے نکلتی ہیں اور بسوں کے انتظار میں سڑکوں پر کھڑی ہوتی ہیں لیکن بسوں میں اگلا حصہ چھوٹا ہوتا ہے اور پچھلا حصہ جو مردوں کے لئے ہوتا ہے وہ زیادہ ہوتا ہے- ایک تو عورتوں کو جگہ نہیں دی جاتی پھر ان کی عزت نہیں کی جاتی، ویگنوں میں بھی ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر دو یا تین خواتین برے انداز سے بیٹھی ہوتی ہیں اور پیچھے تو بالکل مرغی خانہ بنا ہوتا ہے-لہذا میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری جو بہنیں سڑکوں پر کھڑی ہوتی ہیں اگر وہ شریف ہیں اور وہ اپنے کام سے گھروں کو جا رہی ہیں لیکن ہمارے مردوں کی ذہنیت کے مطابق انہیں بُرا سمجھتا جاتا ہے-

جناب سپیکر:اگر نہیں-آپ اگر کا لفظ نکال دیں-ہماری بہنیں شریف ہیں-

محترمہ فرح دیبا:جی، درست ہے-ان کے بارے میں برا سوچا جاتا ہے اور غلط خیال کیا جاتا ہے-میں وزیر قانون کی بات سے اتفاق کرتی ہوں لیکن یہ استدعا کرتی ہوں کہ اگر یہ قرارداد دوبارہ آئے تو پھر اسے منظور کیا جائے-یہ بڑے غور و فکر والی بات ہے-میں ایسے یہ قرارداد لے کر نہیں آئی-

جناب سپیکر:رانا صاحب!جب تک آپ کی طرف سے پالیسی بیان نہیں آ جاتا اور محترمہ مطمئن نہیں ہو جاتیں اس وقت تک اسے pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں نے تو پہلے بھی pending کرنے کے متعلق بات کی ہے-

جناب سپیکر:جی، یہ قرارداد till policy statement pending کی جاتی ہے-

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!مجھے اجازت ہے، میں نے سوئی گیس کے بلوں کے بارے میں بات کرنی ہے؟

جناب سپیکر: مجھے یہ کر لینے دیں۔پانچویں قرارداد محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ قرارداد dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔آج کے ایجنڈے کا اگلا item عام بحث ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک قرارداد out of turn پڑھنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے بھی ایک قرارداد out of turn پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ دونوں کو اجازت دیتا ہوں۔پہلے اعجاز شفیع صاحب پڑھ لیں پھر آپ کو بھی موقع مل جائے گا۔جی، اعجاز شفیع صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ27، قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سینیٹ، قومی اسمبلی اور تینوں صوبائی اسمبلیوں کے گریڈ۔16 کے سرکاری افسران کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے گریڈ۔16کے سرکاری افسران کو medical reimbursement کی سہولت دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اسمبلی کے ملازمین سے متعلقہ معاملہ ہے اور آپ سے متعلقہ معاملہ ہے اس لئے اس قرارداد کو آپ ہاؤس کمیٹی میں refer کر دیں۔ وہاں پر دیکھ لیں، جو ہاؤس کمیٹی اور آپ کی منشاء ہو ویسے کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ابھی تو ہمارے پاس مکمل طور پر اس کا نوٹس بھی نہیں آیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ request آپ کو براہ راست بھی کی جا سکتی ہے۔ اب یہ ہاؤس کس طرح سے آپ کو کچھ کہے گا؟ یہ معاملہ ہاؤس کمیٹی کا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ اس قرار داد کو Finance Committee میں refer کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ٹھیک ہے، اس issue کو آپ فنانس کمیٹی میں refer کر دیں۔ آپ جس طرح مناسب سمجھیں کر لیں۔

جناب سپیکر: تو یہ قرارداد Finance Committee کے سپرد کی جاتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب اسمبلی کے گریڈ۔16 کے تقریباً تیس، چالیس ملازمین کا یہ مسئلہ ہے۔ باقی محکموں میں گریڈ۔16 کے ملازمین کو medical reimbursement ملتا ہے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو بھی یہ ملنا چاہئے۔ فنانس کمیٹی کے پاس یہ اختیارات ہیں، وہ کر سکتے ہیں اور اس کو کرنا بھی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ فنانس کمیٹی اس کو سنے اور بعد میں کہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں یا ہم ان کو نہیں دے سکتے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور پنجاب اسمبلی کے ان چالیس ملازمین کو یہ medical reimbursement دیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، محترم شیخ صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 27، قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سوئی گیس کے ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمارے پاس اس کا مکمل نوٹس نہیں ہے لہذا کل تک اس کو pending کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ انتہائی important مسئلہ ہے، کل آپ نے آج کے لئے مہربانی کی تھی۔ آپ وزیر قانون صاحب سے پوچھ لیں۔ لوگ اس پر سڑکیں بلاک کر رہے ہیں۔ وفاقی حکومت نے اس کے بل چھ گنا کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بہت زیادتی ہے اور یہ لوگوں کے ساتھ ظلم ہے کہ کسی justification کے بغیر بل بڑھا دیئے گئے ہیں۔ جس کا بل ایک ہزار روپے آ رہا تھا اس کا چھ ہزار بل ہو گیا ہے اور جس کا بل چار سو روپے تھا اس کا بل تین ہزار روپے ہو گیا ہے۔ اس پر لوگ واقعی بڑے پریشان ہیں اور اگر ہاؤس کی sense ہو تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: اس پر بحث کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چونکہ اس کو rules suspend کر کے ہی پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ ہاؤس کی sense لیں کیونکہ rules suspend تو ہاؤس ہی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی ابھی فائل ہی نہیں ہے، میرے پاس اس کی کاپی ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):اس کی کاپی انہوں نے مجھے فراہم کی ہے اگر آپ کو کاپی نہیں پہنچی تو وہ آپ کو پہنچا دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے آپ کو بھی ایک کاپی دی تھی۔یہ اتنا اہم معاملہ ہے،لوگ اس بارے میں بہت پریشان ہیں۔آپ یہ دیکھیں کہ لوگوں کو ایک ہزار کا بل چھ ہزار آ گیا ہے۔

جناب سپیکر:اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں ایک بڑی important قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں انگریزی میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔یہ میں نے ابھی سیکرٹری صاحب کو دی ہے اور آپ کے پاس آ جائے گی۔

جناب سپیکر:میرے نوٹس میں تو نہیں ہے۔جب تک آپ کی قرارداد میرے پاس نہیں آئے گی اس وقت تک میں کوئی بات نہیں کر سکتا۔

کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!آپ کی خصوصی شفقت اور اجازت کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر:خانزادہ صاحب!آپ تو ماشاءاللہ بہت سمجھ دار ہیں۔جب تک میرے پاس آپ کی قرارداد نہیں آئے گی تو اس وقت تک میں کچھ نہیں کر سکتا۔ابھی مجھے کیا معلوم کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟آپ کو خان صاحب لقمے دے رہے ہیں وہ لے لیں۔

کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!اجازت دیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر:مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ قرارداد آپ نے آج ہی دی ہے،ابھی تو اس کو نمبر بھی نہیں لگا۔آپ اس کو کل پیش کر لینا۔دیکھیں،قواعد و ضوابط کو بھی مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔

کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!میں صرف اسے پڑھنے کی اجازت مانگ رہا ہوں۔اگر آج میں اس کو پڑھ دوں گا تو اس سے کیا ہو جائے گا؟

جناب سپیکر:اگر آپ کل پڑھ لیں گے تو پھر کیا ہو جائے گا؟

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ بڑا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو پیچھے سے کیا کہہ رہے ہیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: نہیں، کوئی کچھ نہیں کہہ رہا۔ یہ قرارداد بہت ضروری ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر کرنل صاحب کو پڑھنے کی اجازت دی گئی تو پھر میں بھی اپنی قرارداد پڑھوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ کرنل صاحب! مہربانی کر کے آپ اس کو کل کے لئے رکھ لیں۔ ان کی یہ قرارداد کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! کل تو یہ نہیں ہو سکے گی کیونکہ کل قرارداد کا دن نہیں ہے۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہے۔ یہ تو آج ہی پیش ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں، اگر ہاؤس اجازت دے تو rules suspend ہو سکتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! اگر آج پیش ہو جائے گی تو ایک بہت اچھا message جائے گا۔ ابھی اس کا وقت ہے پھر یہ لیٹ ہو جائے گی۔

عام بحث

جناب سپیکر: نہیں، مجھ سے غلطی نہ کروائیں، قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بات نہیں ہو گی۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ ماشاء اللہ سمجھ دار ہیں اور میری بات آپ کو سمجھ آ جانی چاہئے۔ بہت شکریہ

آج کے ایجنڈے کا اگلا item عام بحث ہے۔ عام بحث کی پہلی تحریک محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی جانب سے ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! محترمہ نسیم لودھی صاحبہ موجود نہیں ہیں لیکن یہ معاملہ اسمبلی کے ملازمین کے حوالے سے ہے اس لئے اس کو اگلے منگل تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو next Tuesday تک pending کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: عام بحث کے لئے دوسری تحریک محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی جانب سے ہے۔ سیکرٹری صاحب! نوٹ کریں، آئندہ جب بھی کوئی معزز رکن آپ کو کوئی قرارداد پیش کرتا ہے تو اس کے ساتھ "صاحب" یا "جناب" کا لفظ ضرور لکھا کریں جس طرح سے آپ لکھ رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ عملہ کو ہدایت کریں۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

صوبہ بھر اور لاہور کے تھیٹروں میں بے ہودہ ڈانس سے پیدا ہونے والی صورتحال پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"صوبہ بھر کے تمام تھیٹروں، بشمول لاہور شہر میں بے حیائی، فحاشی اور بے ہودہ ڈانس کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کو زیر بحث لایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبہ بھر کے تمام تھیٹروں، بشمول لاہور شہر میں بے حیائی، فحاشی اور بے ہودہ ڈانس کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کو زیر بحث لایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ہاؤس اس پر بحث کرنا چاہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کر دیں۔ قائد حزب اختلاف اور دوسرے پارلیمانی لیڈروں کی مشاورت سے جب بھی مناسب ہوا اس کے اوپر time رکھ لیا جائے گا لیکن حکومت اس بارے میں بڑے effective measures لے رہی ہے اور تھیٹروں میں یہ جو بے حیائی، فحاشی اور بے ہودہ ڈانس کروائے جا رہے ہیں ان کے اوپر پابندی بھی لگائی گئی ہے اور جو لوگ اس میں ملوث پائے گئے ہیں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے اور کی جا رہی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس پر بحث کے لئے دن مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ Advisory Committee کے سپرد کر دیا جائے۔ محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! اگر آپ اس پر کوئی دن مقرر کروانا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس طرح سے دن مقرر کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف اور دوسرے اپوزیشن کے جو ممبران ہیں وہ Business Advisory Committee کے ممبر بھی ہیں اور وہاں پر ان کو پتا ہی ہے کہ انہوں نے جب بھی کسی بھی صورتحال پر بحث کے لئے بات کی ہے تو ہم نے اس کو concede کیا ہے۔ اس معاملے کو یہ قائد حزب اختلاف کے ذریعے یا جناب اعجاز شفیع صاحب کے ذریعے جو کہ Business Advisory Committee میں لے جائیں۔ اگر یہاں پر بحث کرنی ہے تو پھر ٹھیک ہے کر لیں۔

جناب سپیکر: پھر تو آپ oppose ہی کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، بالکل لیکن میں تو چاہتا ہوں کہ وہ اس کو واپس لیں اور یہ معاملہ Business Advisory Committee کو refer کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پورا House اور آپ بھی اس بات کو مدنظر رکھیں کہ اس مسئلے پر ہائی کورٹ کی ایک recent judgement ہے اور اسی issue پر ہے۔ پنجاب حکومت نے dances ban کئے تھے جس پر ہائی کورٹ نے judgement دی ہے۔ جو بحث اس وقت کی جا رہی ہے اس میں ہائی کورٹ کی judgement کو بھی سامنے رکھا جائے کیونکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ dances پر پابندی نہ لگائی جائے۔ یہ سارا معاملہ وزیر قانون کے علم میں ہو گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جیسا کہ میرے بھائی نے کہا ہے دوبارہ سے ہائی کورٹ نے اجازت دی ہے کہ بے ہودہ dances کو دوبارہ سے شروع کر دیا جائے۔

آوازیں: نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں ہائی کورٹ نے بے ہودہ کا نہیں کہا۔ ہائی کورٹ نے صرف dances کی اجازت دی ہے۔ یہ بات contempt of court میں آتی ہے اور میں یہ بات نہیں کر رہا، وہ کہہ رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پھر اس بات پر بحث کی جائے کہ اخلاقیات میں رہنے والے dances کون سے ہوتے ہیں اور بے ہودہ کون سے ہوتے ہیں؟ اس کو differentiate کیا جائے۔

جناب سپیکر: اگر آپ discussion کرنا چاہتی ہیں تو آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارا ملک چونکہ ایک اسلامی ریاست ہے ۔ اس طرح کے dances اور vulgar language اور جس طرح کے dialogues theater میں بولے جاتے ہیں اس کا ہماری نئی نسل پر اور خاص طور پر طلباء وطالبات پر negative اثر ہو رہا ہے۔ وہاں پر ایک ایسا مافیا جنم لے چکا ہوا ہے جو کہ وہاں پر movies بناتا ہے اور ساری باتیں record کرتا ہے اس کے علاوہ سارے dances اور dialogue بھی record کرتا ہے پھر کیبل کے ذریعے ٹیلی ویژن پر دکھاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ٹی وی پر ایک مخصوص چینل بھی بنا دیا گیا ہے جو صبح شام چلتا رہتا ہے اور اس پر وہ vulgar dances نمایاں کرتے ہیں۔ میں اس پر یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ اس طرح کی قانون سازی ہونی چاہئے کہ اس پر سخت سے سخت سزا رکھی جائے۔ اگر کوئی monitoring cell بھی بنا ہوا ہے تو اس cell میں کوئی بھی شخص کسی کی favour کر کے اس چیز کو آگے فروغ نہ دے۔ عوامی نمائندوں کی کوئی ایسی ٹیم بنا دی جائے جو اس کو discourage کرے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس بات پر آپ ضرور توجہ دیں کیونکہ یہ ہماری نئی نسل کو خراب کر رہے ہیں۔ ہمارا معاشرہ اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتا کہ تھیٹر پر اور ٹیلی ویژن پر ان dances کو display کیا جائے۔ آرٹس کونسل والے بھی یہ چیز کر رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ وہاں پر bomb blasting بھی کی گئی ہے۔ تماثیل تھیٹر کے باہر اور الفلاح تھیٹر کے باہر crackers پھینکنے کی آخر کیا وجہ تھی؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! محترمہ نے فرمایا ہے کہ بے شک عوامی نمائندوں کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو ان dances کو دیکھے۔ ہمارے پاس تو پہلے ہی بہت کام ہے اور نہ ہی ہم اس طرح کے کاموں کو دیکھ سکتے ہیں۔ ہم تو پہلے ہی بہت مصروف ہیں اور اس قسم کے dances کو دیکھنے کے لئے ہمارے پاس وقت ہے اور نہ ہی اس قسم کے کاموں پر ہم اپنا وقت ضائع کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! آج کا جو کلچر اور ثقافت ہے اس میں سے پاکستان کے کلچر اور ثقافت کو بالکل ہی نکال دیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلے سکولوں میں باقاعدہ ڈانس کی کلاسیں ہوا کرتی تھیں لیکن کبھی بھی کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ وہاں پر vulgar dance ہو رہا ہے۔ یہ entertainment کا پروگرام ہے اس میں اگر پاکستان کا کلچر نظر آئے تو بہتر ہے۔ اس سے crime کم ہوتا ہے اور اس پر پابندی نہیں لگنی چاہئے اس لئے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ یہ ہونا چاہئے بلکہ جو بچے دوسری طرف جاتے ہیں یعنی چوریاں ڈکیتیاں کرتے ہیں اگر ان کے تفریحی مشاغل ہوں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ جرائم بھی کم ہوں گے اس لئے اس پر پابندی نہیں لگنی چاہئے۔ ہم کوئی مذہبی تو نہیں ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی نہیں دیکھنا چاہتا تو وہ نہ دیکھے۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ ان کی بات ہو لینے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پہلے mover کو بات کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! culture represent کرنا ایک اور بات ہے۔ پیپلز پارٹی کا کلچر اگر اس طرح کے بے ہودہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ Order please. Order please۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر مکمل پابندی لگنی چاہئے اور اگر یہ کلچر کی بات کرتے ہیں تو یہ اپنے کلچر کو represent کریں۔ کلچر یہ نہیں ہے کہ آپ mini skirt پہن کر dances کریں۔

اگر آپ کہیں گے تو ہم آپ کو show بھی کروا سکتے ہیں۔ میرے پاس اس کا ریکارڈ ہے اور یہ اس قدر بے ہودہ dances تھے جن کی ہمارا معاشرہ اجازت ہی نہیں دیتا۔ اس کو ہم کلچر سے کیسے compare کر سکتے ہیں۔ That is not our culture. جو ہماری ثقافت ہے میری بہن تو اس سے بالکل متضاد بات کر رہی ہیں۔ آپ نے سنا ہو گا کہ بازار حسن میں بھی خواتین لائسنس لے کر بیٹھی ہوئی ہیں جنہیں جانا ہے وہ ادھر جا کر dances دیکھ سکتے ہیں۔ تھیٹر ہماری representation کرتے ہیں ، ہماری ثقافت کو show کرواتے ہیں۔ تھیٹر کو اس قسم کے بے ہودہ dances کو show نہیں کروانا چاہئے۔ اگر جنہوں نے dances دیکھنے ہیں یا جو نمائندہ ڈانس دیکھنا چاہتا ہے وہ کہیں اور جا کر بھی دیکھ سکتا ہے یہاں پر نہیں دیکھ سکتا۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ یا تو مکمل طور پر اس پر ban لگا دیا جائے۔ میرے بھائی نے ابھی بات کی تھی کہ کیا ہم جا کر ڈانس دیکھیں، میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا، میں monitoring team کو کہہ رہی تھی۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کو تقریر کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کوئی ایسی monitoring team ہونی چاہئے جو اس کو monitor کرے۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ عوامی نمائندے جا کر ڈانس دیکھیں، میں تو اس کو condemn کر رہی ہوں۔ اگر کوئی cell بنا ہوا ہے تو کون اس کو لے کر چل رہا ہے، کون سی پالیسی کے تحت وہ cell بنا ہوا ہے؟ میرے خیال میں تو کوئی monitoring cell نہیں بنا ہوا میں چاہتی ہوں کہ monitoring cell بنایا جائے تاکہ ہم خود چیک کر سکیں کہ وہاں پر یہ بے حیائی اور فحاشی کو ختم کرنا چاہئے۔ اس پر میں آپ سے request کرنا چاہتی ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اگر کوئی معزز رکن اس پر بحث کرنا چاہتا ہے تو ضرور کرے۔ ہمیں اس پر رائے دینی چاہئے کہ یا تو ہمیں اس کو totally ختم کرنا چاہئے یا پھر ہمیں بتا دیا جائے کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق اخلاقیات کے دائرے میں رہ کر کس قسم کا ڈانس کرنا چاہئے۔ یہ پھر ان کو show کروا دینا چاہئے۔

جناب سعید اکبر خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان :جناب سپیکر!میرا بڑا genuine point of orderہے ۔ گزارش ہے کہ محترمہ نے جو یہ بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنادی جائے۔ میں نے اس پر اعتراض کیا اور میں نے seriousاعتراض کیا،انہوں نے کہا کہ میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ ان dancesکو یہ دیکھیں۔monitoringکرنے کا کیا طریقہ ہے؟دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ڈانس شاید مجھے برا لگے اور کرنل صاحب کو اچھا لگے۔(قہقہے)

جناب سپیکر:میرے خیال میں آپ کمیٹی سے بچنا چاہتے ہیں اور کرنل صاحب کو کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کمیٹی میں جائیں۔

جناب سعید اکبر خان:جناب والا!میرا مقصد یہ نہیں ہے۔ میں نے ایک بات کی ہے کہ ایک چیز کسی کو اچھی لگتی ہے دوسرے کو بری لگتی ہے۔اس کے لئے ہائی کورٹ کی judgementآ گئی ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو under discussionلایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر:نہیں اس کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔

جناب سعید اکبر خان:آپ کی observationآ گئی، بہت بہتر ہے۔ اس پر ایک بہت بڑی discussionچل سکتی ہے اور جیسے کہتے ہیں کہ ہر دیکھنے والے کی نظر مختلف ہوتی ہے۔ جو چیز ایک کو بُری لگتی ہے، دوسرے کو اچھی لگتی ہے تو اس پر آپ بحث کو سمیٹ ہی نہیں سکتے۔ اس پر کوئی verdictآ ہی نہیں سکتا۔ سب سے بہتر بات یہ ہے کہ محکمہ کلچر definitelyان کو کنٹرول کرے اور اخلاقیات سے ہٹ کر ایسی چیزوں پر وہ قدغن لگائے۔ایک دم ہر چیز پر پابندی لگاتے جائیں گے تو یہ معاشرہ اور زیادہ برائی کی طرف جائے گا تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات اصولی لحاظ سے بہتر ہے لیکن اس پر اتنا strictہو جانا کہ عوامی نمائندوں کی ایک کمیٹی بنادی جائے یا اس پر کچھ اور کیا جائے۔ اس کا محکمہ ہے ان کو آپ directionدیں کہ ان کے اوپر کنٹرول کریں اور اس طرح کی غلط حرکت نہ ہونے دیں،یہ سب سے بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، ملک اعتبار صاحب! بڑی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

ملک اعتبار خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی کمیٹی بنانے کے حوالے سے مخالفت کی ہے میں ان سے معذرت کے ساتھ تھوڑا اختلاف کروں گا اور یہ suggest کروں گا کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو یہ determine کرے کہ کون سے dances vulgar ہیں اور کون سے vulgar نہیں اور میں propose کرتا ہوں کہ شجاع خانزادہ کی زیر قیادت وہ کمیٹی تشکیل دے دی جائے تو میرے خیال میں کافی بہتر انداز میں رزلٹ آئے گا۔

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ملک اعتبار صاحب نے ابھی جو بات کی ہے، ملک صاحب میرے ساتھ رجمنٹ میں رہے ہیں جب میں کپتان تھا تو یہ اس وقت لیفٹیننٹ آئے تھے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ملک صاحب نے کمیٹی کی جو proposal دی ہے میں اس کمیٹی سے بالکل disagree کرتا ہوں، میں نوانی صاحب کے ساتھ ہوں۔ یہ ہمارے ملک کے کلچر کا معاملہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری کلچر منسٹری اس سارے subject کو دیکھے اور یہ partition کرنا کہ یہ vulgar dance اور یہ nonvulgar dance ہے بڑا مشکل ہو جائے گا کیونکہ کوئی audience کہے گا یہ vulgar ہے اور کوئی کہے گا یہ vulgar نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کو یہیں ختم کرنا چاہئے اور یہ معاملہ کلچر منسٹری کو بھیج دینا چاہئے کہ وہ خود اس کو دیکھے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج یہ issue raise ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی important issue ہے آپ دیکھیں کہ جس نے اپنی مرضی سے ڈرامہ وغیرہ دیکھنا ہے وہ تھیٹر میں جا کر دیکھ لے گا لیکن آج یہ حشر ہو رہا ہے کہ ٹی وی چینل کیبلز کے اوپر دوسرے تفریحی پروگرام کم ہیں اور سٹیج ڈراموں کے لئے انہوں نے کوئی چار چار، پانچ پانچ چینل fix کئے ہوئے ہیں مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ نوانی صاحب اور دوسرے دوستوں نے کیسے کہا، وہاں گانے چل رہے ہوتے ہیں،

"مینوں نوٹ وکھا میرا موڈ بنے"، "وے جیھی پا گجرا"، "منجی تھلے ڈانگ پھیر دا" اس طرح کے واہیات گانے وہاں پر چل رہے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! ماشاء اللہ آپ پارلیمنٹیرین ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں جب تک ہم نمائندہ لوگ اس کے اوپر ایکشن نہیں لیں گے کیونکہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے اگر وہ حکومت کی committee effective ہوتی تو میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ نہ صرف گانے بلکہ ان کے اندر جو جگتیں بولی جاتی ہیں وہ میں یہاں پر بولنا توہین سمجھتا ہوں کہ سٹیج پر اتنی vulgar باتیں بولی جاتی ہیں۔ وہاں گھروں کے اندر ہمارے کم عمر بچے ہیں، بچیاں بھی ہیں اور باقی سارے لوگ ہیں تو ٹی وی چینل پر یہ ساری فحاشی دکھائی جاتی ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جو کمیٹی ڈراموں میں vulgar باتوں کو ختم کرنے کے لئے ہے اس کو effective کریں یا ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کیونکہ ہم نے اس معاشرے کو مغربی معاشرہ نہیں بنانا، ہم نے اس معاشرے کو انڈیا کے کلچر پر نہیں لے کر جانا۔ ہماری آج کی تباہی کا موجب انڈین موویز، یہ vulgar ڈرامے اور یہ vulgar dances ہیں اور آج ہم راہِ راست سے بہک چکے ہیں۔ اگر آج ہم ان انڈین موویز یا ڈراموں کا سد باب نہیں کریں گے تو ہماری آئندہ آنے والی نسل ڈسکو نسل ہو سکتی ہے وہ پارلیمنٹرین نہیں ہوں گے، وہ اس ملک کی تعمیر و ترقی نہیں کریں گے، وہ اس پاکستان کو آگے کی طرف نہیں لے جا سکیں گے بلکہ یہ پاکستان جو ہمارے بزرگوں اور قائداعظم نے ہمیں دیا ہے وہ اس کا ستیاناس کر دیں گے اور یہ ان فلموں اور ایسے کلچر نے کرنا ہے۔ یہ بہت سنجیدہ issue ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب ماشاء اللہ بہت expert ہیں، لاء منسٹر ہیں اور اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال سکتے ہیں اس لئے ان کی سربراہی میں ہی یہ کمیٹی تشکیل دے دی جائے۔ میری گزارش یہی ہے کہ اس پر legislation بھی ہونی چاہئے اور اگر حکومت ہمیں کہتی ہے تو ہم پرائیویٹ بل لے کر آتے ہیں اور اگر حکومت خود لانا چاہتی ہے تو لے کر آئے ہم ان کا ساتھ دیں گے۔ آج اگر ہم اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ہاتھوں سے remote کھینچ لیں گے تو وہ نفسیاتی مریض ہو جائیں گے۔ آج میں اس ہاؤس کے سامنے پورے یقین سے کہتا ہوں

کہ ہر ٹی وی کیبل چینل نے 10/8 چینل ان vulgar dances اور vulgar ڈراموں کے لئے fix کئے ہوئے ہیں تو بچوں کے لئے تفریحی پروگراموں اور historical پروگراموں کو کیوں فروغ نہیں دیا جارہا تاکہ ہماری نئی نسل ہماری history، پاکستان بننے کی تاریخ دیکھے اور ہمارے اسلامی کلچر کو دیکھے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس کی ضرور کمیٹی ہونی چاہئے اور اس issue کو مذاق اور غیر سنجیدگی سے نہیں ٹالنا چاہئے کیونکہ یہ بڑا serious نوعیت کا issue ہے اس لئے اس پر legislation بھی ہونی چاہئے اور اس کلچر کا خاتمہ بھی ہونا چاہئے۔ تفریح ہونی چاہئے ہم تفریح کے خلاف نہیں ہیں یا ہم اپنے ان لوگوں کو criticism نہیں کر رہے لیکن اصلاحی قسم کی تفریح ہونی چاہئے تاکہ معاشرے میں اصلاح اور بہتری پیدا ہو۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج اپوزیشن کی طرف سے بار بار کھڑے ہو کر یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ بے حیائی اور فحاشی ختم ہونی چاہئے، یہ بے حیائی اور فحاشی پھیلائی کس نے ہے؟ یہ سارے تھیٹر ان کی حکومت کے دور میں پھیلے ہیں اور اب عوام کو یہ entertainment مل رہی ہے تو یہ اس کے خلاف legislation کرانا چاہتے ہیں، یہ عوام کا حق ہے، ہمارے کلچر کا حصہ ہے اس کو اور طریقے سے regulate کیا جائے اور میری یہ درخواست ہے کہ کمیٹی نہ بنائی جائے بلکہ کلچر منسٹر یہ فیصلہ کریں۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ نوانی صاحب نے مخالفت کی ہے کہ کمیٹی نہ بنائی جائے۔ میری اس میں ایک تجویز ہے کہ کمیٹی بنائیں لیکن اس میں مولانا چنیوٹی صاحب اور عمر رسیدہ آدمیوں کو رکھیں، نوجوانوں کو نہ رکھیں، یہ وہاں جا کر ڈنڈی ماریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ جی، نہیں۔ میرے لئے تمام ممبران قابل احترام ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جو تحریک پیش کی ہے اس پر انہوں نے بھی بات کر لی ہے اور کافی ممبران نے بھی بات کر لی ہے۔ آج ہم نے law and

order پر بحث کے لئے وقت مختص کیا تھا۔ یہ معاملہ بھی اسی سے متعلقہ بن جاتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ law and order پر بحث کا آغاز فرمائیں اور اس میں جن دوستوں نے خصوصاً اس issue پر بات کرنی ہو گی تو وہ بھی اپنی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ مناسب بات ہے۔ جی، وزیر ثقافت!

وزیر کھیل / امور نوجوانان وثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جس طرح یہ تحریک پیش ہوئی ہے تو اس پر حکومت کا واضح موقف ہے کہ حکومت بے حیائی، فحاشی اور بے ہودہ ڈانس کے خلاف ہے۔ اس پر ہائیکورٹ کی ruling بھی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس ڈانس کی یہ بات کر رہے ہیں یہ ڈانس انہی کا پیدا کردہ ہے۔ ان کے دور حکومت میں روشن خیال پاکستان نے وجود لیا تھا۔ ہم اس کے خلاف ہیں، حکومت بالکل اس کی اجازت نہیں دیتی اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں تو on the record یہ بات ہے کہ حکومت ان کو ban بھی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر سکرپٹ حکومت سے approval کے بعد ان تک پہنچتا ہے۔ اگر ان کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو یہ آ کر بتائیں تو حکومت اس پر کارروائی کرے گی۔ یہ اسی کا ذکر کر رہے ہیں جو پانچ سال مشرف کے اشاروں پر ہوتا رہا ہے۔ اب ایسی کوئی بات نہیں ہو رہی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جس نے یہ حرکتیں کی ہیں اللہ کے فضل سے اس کو تو نتیجہ مل گیا ہے۔ اس کو انہی لوگوں نے guard of honour دے کر گھر بٹھایا ہے۔ انہی لوگوں نے اس کو سر کا تاج بنایا ہوا ہے جبکہ اس کو behind the bars ہونا چاہئے تھا۔

صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ وزیر صاحب نے اس کو wind up کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مورخہ 13۔فروری2009 کو امن عامہ پر بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے

ہوا تھا آج بھی بحث جاری رہے گی، جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام بھجوادیں، میں پہلے سے موجود فہرست کو پڑھ دیتا ہوں۔

پہلا نام اعجاز احمد خان صاحب کا ہے اور ان کے بعد ملک احمد حسین ڈیہر، جناب احمد خان بلوچ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، رانا محمد افضل صاحب، ملک وارث کلو صاحب، میاں محمد رفیق صاحب، جناب علی اصغر منڈا صاحب، جناب کاشف رحیم صاحب، جناب محمد سعید مغل صاحب، رانا تنویر ناصر صاحب، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ، جناب شیر علی خان صاحب، جناب عامر سلطان چیمہ، چودھری محمد ارشد صاحب، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ، میاں شفیع محمد صاحب، جناب طاہر احمد سندھو، جناب شاہجہاں احمد بھٹی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ، جناب جوئیل عامر سہوترا، جناب شاہ رخ ملک صاحب، ملک عامر ڈوگر صاحب، انجینئر قمرالاسلام صاحب، جناب مسعود لالی، رائے محمد اسلم کھرل اور ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ! یہ نام ابھی تک میرے پاس آئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نام نہیں ہے۔ میں نے بھی چٹ دی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کا نام زراعت پر بحث کے لئے تھا۔ آج law and order پر بحث ہے۔ اب آپ کی چٹ میرے پاس آ گئی ہے۔ شاہ صاحب! میں آپ کو کہیں نہ کہیں adjust کرنے کی کوشش کروں گا لیکن آپ کا نام بڑی دیر سے آیا ہے۔ آپ کا نام 29 نمبر پر ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس پر بھی خوش ہوں۔

جناب سپیکر: ہر ممبر کے لئے کتنا وقت ہونا چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: 15 منٹ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں تو رات کے 11 بجے تک بیٹھا رہوں گا لیکن آپ سے نہیں بیٹھا جائے گا پھر آپ کہتے ہیں کہ مجھے ادھر درد ہو گئی اور ادھر درد ہو گئی ہے اور میں جا رہا ہوں۔ میرے خیال میں ایک مقرر کے لئے 10 منٹ کا وقت کافی ہے اگر کم ہو جائے تو بہتر ہے۔ اب اعجاز احمد خان صاحب سے بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس وقت امن وامان کا مسئلہ صرف صوبہ پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان بھر کا مسئلہ ہے۔ آج جو بہت سی خرابیاں پاکستان کے اندر ہیں، معیشت میں خرابی یا ہمارے ملک کے اندر انڈسٹری بیٹھ گئی ہے اور بیرونی سرمایہ کاری ختم ہو گئی ہے تو اس کے اندر امن وامان کے نامساعد حالات ہی ہیں جن کی بنیاد پر ہمیں یہ challenges درپیش ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب کے معاملے کو زیر بحث لانے سے پہلے میں امن وامان کی خرابی میں جو دہشتگردی کا کردار ہے وہ میں آپ کے سامنے لانا چاہوں گا۔ یہ بات طے ہے کہ پاکستان کو آمریت نے جتنا نقصان پہنچایا ہے اس کی کہیں اور نظیر نہیں ملتی۔ آمروں کے اندر بھی جو بدترین آمر سابقہ ڈکٹیٹر پرویز مشرف تھا جس نے امریکہ کے مفادات کو تحفظ دیتے ہوئے افغانستان کی جنگ میں پاکستان کے interest کے بغیر پاکستان کو وہاں پر front state کے طور پر وہ کردار سونپا جس میں پاکستانیوں کا کوئی کردار نہیں تھا۔ عوام پاکستان اس جنگ میں، اس so-called terrorism میں بالکل interested نہیں تھے لیکن پرویز مشرف جس نے بندوق کے زور پر پوری قوم کو آٹھ سال تک یرغمال بنائے رکھا اس نے امریکہ کے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اپنی regime کی continuity کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب جنرل محمود کو امریکہ نے 9/11 کے بعد کہا کہ ہمیں پاکستان کی terrorism کے خلاف support چاہئے تو جنرل محمود نے پرویز مشرف کو consult کیا تو پرویز مشرف نے اس کے اوپر قوم کی کوئی رائے لئے بغیر وہ support بھی ان کو advance کر دی جس کی American توقع کرتے تھے اور نہ انہوں نے formally اس بات کی demand کی تھی۔ اس کے نتیجہ میں ہم نے افغانستان میں وہی طالبان جو روس کے خلاف ہمارے پاکستان کی جنگ لڑتے رہے اور وہاں پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ ہم نے نتیجتاً طالبان کو مارنے کے لئے امریکہ کی dictation پر ایک ایسا mission شروع کیا جس کے نتیجے میں آج دہشتگردی صرف صوبہ سرحد میں نہیں ہے بلکہ دہشتگردی آپ کے پورے ملک میں پہنچ چکی ہے اور آج سب سے بڑا challenge قوم کو یہ ہے کہ suicide bomber سے کس طرح محفوظ رہا جا سکے؟ میں یہ عرض کروں گا کہ اس نتیجہ میں نہ صرف American C.I.A بلکہ Indian Intelligence

Agency"را" اور اسرائیل کی ایجنسی "موساد" اور Great Britain کی Intelligence Agency نے اس علاقے کے اندر اپنی مذموم سازشیں شروع کر رکھی ہیں۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری قوم متحد ہو اور ہم پاکستان کی solidarity اور سالمیت کے خلاف جو شرمناک حرکات ہیں ان کو مل کر counter کریں اس کے لئے unjust insurgency وزیرستان، فاٹا اور سوات میں ہیں اس پر میری یہ تجویز ہو گی کہ قومی کانفرنس بلائی جائے اور اس میں تمام سیاسی پارٹیوں کو call کیا جائے اور اس کو ایجنڈا نمبر ایک پر رکھا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پچھلے دنوں جب میں صوبہ پنجاب کے اندر امن و امان پر اپنی گزارشات پیش کر رہا تھا تو میں نے اس ہاؤس کے floor پر یہ گزارش بھی کی تھی کہ جس طرح Anti terrorism courts پاکستان اور پنجاب کے اندر کام کر رہی ہیں اسی طرح پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک Anti terrorism force بھی تشکیل دی جانی چاہئے جس کے دوسرے دن بعد جناب چیف منسٹر پنجاب نے اس پر حکم نامہ جاری کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ پاکستانیوں کی جانیں اور املاک کی حفاظت کے لئے ہماری پنجاب کی پولیس اپنا کردار ادا کرے گی۔ ہمیں ایک ایسی full time force چاہئے جو بنیادی طور پر ان کے تانے بانے کے اوپر کام کرے۔ suicide bombers جن جن علاقوں میں پیدا ہو رہے ہیں ان کے پیچھے کون سے objectives ہیں اور وہ کیوں اس کی طرف motivate ہو رہے ہیں لہذا اس پر کام ہونا چاہئے اور ان کو جڑ سے ہی اکھاڑنا چاہئے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت پنجاب میں سٹریٹ کرائم کی بڑی بات ہوتی ہے۔ لوگوں نے اپنی جیبوں سے خرچ کر کے لاہور بھر کے اندر شاہراہ عام پر گیٹ اس لئے تنصیب کئے ہیں کہ ان گلیوں اور سڑکوں کے اندر مائیں، بہنیں اور باقی احباب باہر نہیں نکل سکتے کیونکہ کوئی پتا نہیں کہ کس وقت موٹر سائیکل پر کچھ لوگ آ کر gun point پر ان سے نقدی اور موبائل وغیرہ چھین لیں، لاہور کو اس وقت سب سے بڑا challenge ہے جس کے اوپر پنجاب پولیس کام کر رہی ہے۔ پولیس کو اس حوالے سے واضح ہدایات بھی دی ہیں کہ وہ اس کی روک تھام کے لئے کام کریں۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس کی روک تھام صرف اس طریقے سے ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے تھانوں کے اندر نفری پوری کریں۔ اگر تھانے کے اندر 90 لوگ موجود ہیں تو اس وقت practically جو کام کر رہے ہیں وہ

45لوگ ہیں۔ موبائل ٹیموں کی scrutinyاوران کے اوپر کی managementکمزور ہے۔یہ ایک چوک کے اندر چار چار گھنٹے تک کھڑے رہتے ہیں جبکہ موبائل فورس کو موبائل کی طرح رہ کر ہی لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔آج کے دور حاضر میں وزیر اعلیٰ پنجاب ہمارے جان ومال کے حوالے سے بہت کام کر رہے ہیں لیکن اس کام کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔اس ملک اور اس صوبے کے اندر اگر پولیس فرض شناسی کے ساتھ کام کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان کا مسئلہ بہتر انداز میں حل ہو سکتا ہے۔یہ پولیس نبرد آزما بھی ہے تو ہمیں ان کو appreciate بھی کرنا ہے اور ان سے بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے مزید ذمہ داریاں احسن انداز میں پوری کرنے کا mission بھی سونپنا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلے مقرر ملک احمد حسین ڈیہر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ امن وامان ملک اور صوبے کے معاملات کو چلانے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔کوئی بھی ملک یا صوبہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک امن وامان کا مسئلہ صحیح نہیں ہو گا،اس ملک کی معیشت مضبوط نہیں ہو سکتی جس میں امن وامان کا مسئلہ صحیح نہیں ہو گا۔غیر ملکی سرمایہ دار بھی اس ملک میں نہیں آتے جہاں امن وامان کا مسئلہ صحیح نہ ہو۔جہاں بچے اغواہوں،گاڑیاں اغواہوں،انجینئر اغواہوں تو وہاں کوئی بھی ملک اپنا سرمایہ اور جانیں قربان کرنے کے لئے نہیں آتا۔جس طرح ہمارے ملک کے لئے زرعی ترقی ضروری ہے اسی طرح سے ملک کو ترقی یافتہ بنانے کے لئے امن وامان کا مسئلہ نہایت ضروری ہے۔اگر ملکی معیشت مضبوط کرنی ہے اور غیر ملکیوں کو سرمایے کی دعوت دینی ہے تو پہلے ہمیں امن وامان کا مسئلہ صحیح کرنا ہو گا۔یہاں سب کچھ ہوتا ہے لیکن سعودی عرب میں یہ کیوں نہیں ہوتا،ڈکیتیاں،چوریاں اور جو جرائم ہمارے ہاں ہوتے ہیں وہاں کیوں نہیں ہوتے؟کیونکہ وہاں پولیس زیادہ ہے اور نہ ہی کوئی انوسٹی گیشن آفیسر زیادہ قابل ہیں۔اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہاں پر فیصلے جلدی ہوتے ہیں اور سزا سخت سے سخت دی جاتی ہے۔ہر جمعہ کو عدالت لگتی ہے اور جو ملزم پکڑا جاتا ہے اس کو سب کے سامنے سزا دی جاتی ہے جس سے وہ پورے سعودی عرب کے لئے باعث عبرت

بنتا ہے۔ سعودی عرب میں ہر چیز کھلی پڑی ہوتی ہے۔ اصل میں وجہ یہ ہے کہ ہمیں انصاف جلدی نہیں ملتا اور فیصلے دیر سے ہوتے ہیں۔ جب ڈاکو یا جرائم پیشہ لوگ پکڑے جاتے ہیں تو دس دس سال اس کے فیصلے نہیں ہوتے جس سے گواہ منحرف ہو جاتے ہیں اور کیس ختم ہونے کے بعد وہی ڈاکو واپس آ جاتے ہیں۔ ان سنگین جرائم سے بچنے کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ جب ڈاکو پکڑے جائیں، خود کش حملہ آور پکڑے جائیں اور اغواء کرنے والے پکڑے جائیں تو اس کیس کو date to date سماعت کر کے فوری ملزمان کو سزا ملنی چاہئے تاکہ باقیوں کے لئے عبرت بنے۔

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک کی تعمیر و ترقی اور امن وامان کے مسئلے کو ٹھیک کرنے کے لئے پولیس کی بہت اہم ضرورت ہے۔ جب ڈکیتی ہوتی ہے، مظلوم لُٹا ہوا انسان جب تھانے جاتا ہے تو پولیس والے اس کا پرچہ لینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری monthly میٹنگ ہوتی ہے، D.P.O ہمیں کھڑا کر دیتا ہے اور S.H.O کہتا ہے کہ آپ میرا تھانہ واپس لینا چاہتے ہیں یعنی کئی کئی مہینے گزر جاتے ہیں اور پرچے درج نہیں ہوتے۔ اگر D.P.O صاحبان monthly میٹنگ کرتے ہیں تو اس میں براہ مہربانی بجائے یہ کہنے کے کہ آپ کے تھانے میں کتنے پرچے درج ہوئے ہیں بلکہ یہ پوچھنا چاہئے کہ آپ نے کتنی ڈکیتیاں برآمد کی ہیں اور کتنا مال برآمد کیا ہے؟ اگر اس طرح پوچھتے رہے تو تھانے میں مظلوم لوگوں کے پرچے درج نہیں ہوں گے۔ جب پرچوں پر پابندی لگتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ آپ کے ہاں دس پرچے ہو گئے ہیں لہذا آپ کا تبادلہ کر دیا جاتا ہے اس لئے وہ مظلوم لوگوں کو پریشان کرتے ہیں۔ میں آئی جی صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے آتے ہی یہ حکم لاگو کیا تھا کہ جس کی F.I.R درج نہیں ہو گی اس S.H.O کو معطل کر دیا جائے گا اور D.S.P سے انکوائری ہو گی۔ میں معذرت سے کہتا ہوں کہ اس حکم پر ابھی تک عمل نہیں ہو رہا جس کے لئے میں ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں کہ لوگ دو دو مہینے تھانے کے چکر کاٹتے رہتے ہیں لیکن ان کا پرچہ درج نہیں ہوتا۔ میری دوسری request یہ ہے کہ یہاں پر ہمارا انوسٹی گیشن کا طریق کار اتنا غلط ہے کہ صرف ایڈیشنل آئی جی تفتیشیں تبدیل کرتا ہے۔ پورے پنجاب کے 35 اضلاع میں سے جس بندے نے اپنے ضلع میں ہی تفتیش تبدیل کروانی ہو تو اس کو بھی یہاں ایڈیشنل آئی جی کے پاس لاہور آنا پڑتا ہے۔ جو بندہ درخواست دیتا ہے تو افسوس اس بات کا ہے کہ وہ ایڈیشنل آئی جی بھی بے بس ہے

اور اس کو بھی تفتیش تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے اور وہ بھی لکھ کر بھیجتا ہے کہ آپ واپس اپنے ضلع میں جائیں کیونکہ وہاں پر بورڈ بیٹھے گا، اس میں یہ فیصلہ ہو گا کہ آپ کی تفتیش تبدیل ہو یا نہ ہو۔ غریب آدمی اپنا انصاف حاصل کرنے کی خاطر رحیم یار خان یا ڈیرہ غازی خان سے لاہور صرف اپنی تفتیش تبدیل کروانے کے لئے آتا ہے۔ میری وزیر قانون سے آپ کی توسط سے گزارش ہے کہ مہربانی کریں اور یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم 2009 میں جب اس قانون کو تبدیل کریں گے اور جیسے پہلے ایس پی یا ڈی آئی جی کو اختیارات تھے کہ وہ مظلوم آدمی کی درخواست پر وہیں پر تفتیش تبدیل کر دیتے تھے تاکہ انہیں انصاف حاصل کرنے کے لئے کم سے کم یہ پریشانی تو نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں ایک گزارش اور کروں گا کہ پولیس والوں کو چاہئے کہ جہاں چوری، ڈکیتی ہوتی ہے وہاں چور پکڑتے ہیں تو جہاں چوری کا مال بکتا ہے، اس کو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جب تک آپ رسہ گیروں کو نہیں پکڑیں گے ان کے مال کی جو خرید و فروخت کرتے ہیں، موٹر سائیکل ڈکیتی ہوتی ہے، کار ڈکیتی ہوتی ہے، جو اس کو آگے خرید کرتا ہے، اس کو پیسے ملتے ہیں، جب تک خرید کرنے والے قائم رہیں گے تو چوری ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر چور سے زیادہ پہلے رسہ گیر کو سزا دیں گے، اگر وہ چوری کرے گا تو اس چوری کا مال خریدنے والا کوئی نہیں ہو گا تو اس چوری اور ڈکیتی میں ضرور رکاوٹ پیدا ہو گی۔ رسہ گیر کو جب معاف کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ ضمانت کروا کر آ جاتا ہے اور پھر وہی دھندہ شروع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی ماہانہ meetings ہوتی ہیں تو میری اس حوالے سے گزارش ہے کہ آپ مہربانی کر کے ان میں عوامی نمائندوں کو بھی شامل کریں کیونکہ وہاں ایس ایچ او اپنے ڈی پی او یا آر پی او کو جا کر کارروائی ڈالتا ہے کہ سب رپورٹ ٹھیک ہے۔ جب اس تھانے یا علاقے اور حلقے کا وہاں نمائندہ موجود ہو گا تو وہ کہہ سکے گا کہ اتنی چوریاں ہوئی ہیں، اتنی ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور تھانیدار نے یہ برآمدگیاں کی ہیں اور یہ نہیں کیں تو وہ غلط کارروائی کر کے واپس نہیں آئے گا۔ ہمیشہ پہلے بھی ہوتا تھا کہ crime committee کی میٹنگ یا لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ ہوتی تھی تو اس میں متعلقہ ایم پی اے کو ضرور شامل کیا جاتا تھا تاکہ وہ صحیح صورتحال سے آگاہ کر سکیں۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ چوروں ڈکیتوں اور جرائم پیشہ عناصر کے پاس کلاشنکوفیں اور پتا نہیں کیا کیا چیزیں ہیں اور ہر ناجائز اسلحہ ان کے پاس ہے لیکن افسوس ہے کہ ہم نے شریف شہریوں کے لئے یہ پابندی عائد کر رکھی ہے کہ وہ12 بور کا بھی لائسنس نہیں بنوا سکتا۔جب ایک چور یا غلط آدمی کو یہ پتا ہوتا ہے کہ اس گھر میں کوئی اسلحہ نہیں ہے اور یہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تو وہ دلیری کے ساتھ وہاں جاتا ہے۔ چوروں اور ڈاکوؤں کے لئے کلاشنکوفیں عام ہیں تو کم از کم شریف شہریوں کے لئے یہ پابندی تو اٹھا سکیں کہ وہ اپنا لائسنس بنوا کر اپنی حفاظت کرنے کے لئے اسلحہ رکھ سکیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر میری ایک تجویز ہے کہ پہلے ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ تین سال سے زیادہ ایک انسپکٹر کو ایک ضلع میں نہیں رہنے دیا جاتا تھا، جو انسپکٹر یا سب انسپکٹر تین سال ایک ضلع میں رہتا تھا تو اس کا ہمیشہ آر پی او صاحبان تبادلہ کر دیتے تھے لیکن آج یہ ہو رہا ہے کہ دس دس سال سے انسپکٹر، سب انسپکٹر صاحبان وہاں موجود ہیں اور ایک دفعہ نہیں بلکہ ایک ایک تھانے میں کئی کئی دفعہ لگتے ہیں، چھ چھ دفعہ لگتے ہیں اور اس سے یہ ہوتا ہے کہ ان کا رابطہ جرائم پیشہ لوگوں سے ہو جاتا ہے اور ان عناصر سے واسطہ بن جاتا ہے اور پھر وہ raid کامیاب نہیں ہونے دیتے، ملزم نہیں پکڑنے دیتے اور ان جرائم پیشہ عناصر سے منتھلیاں وصول کرتے ہیں۔ایک اصول اور ضابطہ بنایا جائے کہ کم از کم ایک انسپکٹر ایک یا دو دفعہ سے زائد ایک تھانے میں نہ لگے اور جس انسپکٹر کی تین سال سروس ہو جائے اسے اپنے ضلع سے فوری تبادلہ کیا جائے۔جب وہ دس دس مرتبہ ایک تھانے میں لگتے ہیں تو پھر وہ دوستیاں ہی پالتے ہیں اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر!میری صدر پاکستان،وزیر اعظم پاکستان سے بھی گزارش ہے کہ سزائے موت کو ختم نہ کیا جائے۔ اس سزا کو ختم کرنے سے ظالموں کے گھر تو خوشیاں ہوئی ہیں لیکن مظلوم طبقہ پریشان ہے۔ جن بہنوں کے بھائی قتل ہوئے ہیں وہ رو رہی ہیں۔ وہ مائیں رو رہی ہیں جن کے بیٹے قتل ہو گئے ہیں جب انہیں یہ خبر ملی ہے کہ سزائے موت ختم کر دی ہے تو وہ اس وقت سے پریشان ہیں کہ جن کو ہم نے دعائیں مانگ مانگ کر سزائے موت تک پہنچایا اور آج ان کے لئے یہ خبریں ہیں کہ ان کی سزائے موت معاف کر دی جائے گی،اگر یہ سزا بھی ختم کر دی گئی تو ڈکیت اور جرائم پیشہ عناصر بڑی

دلیری کے ساتھ وارداتیں کریں گے اور انہیں پتا ہو گا کہ ہم جتنے بھی قتل کریں گے ہمیں سزائے موت تو ہونی نہیں۔ یہ سزائے موت کا قانون ختم نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں تو سر عام چوکوں میں ایسی سزا دینی چاہئے تاکہ دوسروں کے لئے نشان عبرت ہو اور آئندہ کے لئے جرائم پیشہ عناصر ظلم کرنا چھوڑ دیں۔

جناب سپیکر! میری آخری بات یہ ہے کہ آئی جی پولیس اور وزیر قانون صاحبان بھی موجود ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پارٹیوں کے آپس میں تصفیے ہو جاتے ہیں لیکن پولیس کہتی ہے کہ ہمارا تو تصفیہ نہیں ہوا اور وہ ان کے تصفیے کو قبول نہیں کرتے۔ جب مدعی کہہ دیتا ہے کہ میری حق رسی ہو گئی ہے تو کم از کم مہربانی کریں کہ ایسے مقدمات کو فوری طور پر خارج کر دیا جائے اور انہیں ذلیل نہ کریں۔

جناب سپیکر! دیہاتوں میں ٹرالیوں پر جب بارات جاتی ہے تو پولیس ان سے مٹھائی اور انعام لینے کے چکروں میں انہیں تنگ کرتی ہے، کئی کئی گھنٹے انہیں کھڑا رکھتی ہے چونکہ خواتین اور بچے بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں جنہیں ناجائز پریشان کیا جاتا ہے تو مہربانی کر کے ان پولیس والوں کو روکیں کہ وہ دیہاتوں میں اس طرح کا سلسلہ نہ کیا کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! امن وامان کا مسئلہ ایسا ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ آج کا مسئلہ ہے تو نہیں بلکہ یہ مسئلہ ہر دور میں کسی نہ کسی صورت میں رہا ہے۔ اگر ہم نے اس کے اوپر سنجیدگی سے عمل کرتے ہوئے کچھ اصلاحات کرنی ہیں تو پھر اس کے لئے ہمیں تھوڑے سے مثبت رویے بھی اپنانے ہوں گے۔ ہم صرف تنقید برائے تنقید نہ کریں، صرف ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ ایک شعبہ ہے جس کی درستی بھی چاہئے، عوام اور معاشرے کو ایک خوش حالی اور امن وامان مکمل طور پر provide کیا جائے۔ یہاں پر تمام ممبران اس موضوع پر بات کرنے کے لئے اکٹھے ہیں اور اس میں بلاوجہ ایک دوسرے کے اوپر الزام دینے کی بجائے ہماری طرف سے تجاویز آنی چاہئیں۔ سب سے پہلے میں یہ کہوں گی کہ ہم محکمہ پولیس کے اوپر صرف تنقید کرتے رہیں اور اسے مورد الزام

ٹھہراتے رہیں تو یہ بھی غلط ہو گا۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ امن وامان کیوں نہیں ہے؟اس کی بہت ساری وجوہات ہیں۔

جناب سپیکر!امن وامان برقرار رکھنے کے لئے سب سے پہلی چیز معاشرے میں خوشحالی ہے اور جب خوش حالی آئے گی تو automatically جرائم میں کمی ہو جائے گی۔اس بارے میں دوسری لازمی چیز انصاف ہے کہ لوگوں کو وقت پر انصاف مہیا کیا جائے۔کسی کے ساتھ کوئی بھی زیادتی ہوتی ہے تو اس کا ازالہ اگر فوری طور پر ہو جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس آدمی کے اندر فی الوقت پیدا ہونے والا انتقامی کارروائی کرنے کا جذبہ یا غصہ تھم جاتا ہے اور وہ پرامن رہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔اس میں سب سے اہم چیز انسانی رویے ہیں۔پولیس کا محکمہ ہے یا عوام ہے۔سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ہمارے رویوں میں برداشت ہونی چاہئے اور ہماری positive approach ہونی چاہئے۔احساس ذمہ داری اور فرض شناسی بھی ہونی چاہئے جس کا سب سے بڑا فقدان ہمارے معاشرے میں ہر شعبہ میں پایا جاتا ہے۔اچھے اور خراب پولیس والے بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر!جب خودکش حملے ہوتے ہیں اور جبکہیں پر کوئی بھی تصادم ہوتا ہے تو ہم نے دیکھا ہے کہ پولیس والے بڑی تعداد میں چوکوں میں گولیوں کا نشانہ بنے اور مارے گئے وہ بھی کسی کی اولاد تھے،وہ بھی کسی کے باپ یا بھائی تھے۔اس میں وہ لوگ بھی suffer کرتے ہیں۔ابھی ڈیرہ غازی خان میں ہونے والے واقعہ میں ایک طرف تو پولیس کی نفری بھی بہت زیادہ اس کا شکار ہوئی تو دوسری طرف ہم نے دیکھا کہ ڈی آئی جی مبارک اطہر کا استحقاق نہیں تھا کہ وہ موقع پر 21 جنازوں میں شرکت کرتے،انہوں نے اپنے آپ کو stake پر لگایا،جا کر وہاں پر کھڑے ہوئے اور انہوں نے بڑی دلیری کا مظاہرہ کیا۔انہوں نے سارے سسٹم پر بڑے اچھے طریقے سے قابو پایا۔دوسری طرف ایسی مثالیں موجود ہیں میں ایک ایسے ڈی ایس پی کی نشاندہی کروں گی جو خاتون ہیں،ملتان میں وہ ڈی ایس پی کے عہدے پر تعینات ہیں اور ان کا نام ہما نصیب ہے۔ایک وہ خاتون ہیں جس نے اپنے پڑوسی کا جینا حرام کیا ہوا ہے،وہ پڑوسی یاسین نامی شخص ہے۔اس کا پورا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے جو اس کے ظلم وتشدد کا شکار ہے۔وہ شخص وزیر اعلیٰ کی کچہری میں بھی گیا ہے اور وہاں جا کر بھی اس کو انصاف نہیں ملا۔ایسی کچہری بھی اس وقت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے کہ ایک ایسی پولیس آفیسر جو اثر ورسوخ

رکھتی ہے اور جس نے اپنے ہمسائے کا جینا حرام کیا ہوا ہے اس کی باز پشت نہیں ہو رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑی ایک رویے کی خرابی ہے۔ جہاں تک پولیس کا سوال ہے وہی میں رویوں کی بات کروں گی کہ امن وامان کی صورتحال کیسے بہتر ہو سکتی ہے جبکہ بذات خود میرا اسمبلی کے سامنے موبائلsnatch ہو جاتا ہے اور وہاں پولیس کی کثیر نفری موجود ہے۔ میں ان کو بلا رہی ہوں اور ڈاکو بھاگا چلا جا رہا ہے، میرا ڈرائیور اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ سب بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، دیکھ رہے ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے چور نکل گیا اور میرے بلانے پر وہ نہیں آئے۔ جہاں یہ رویے ہوں گے وہاں پر کیسے امن وامان قائم ہو سکتا ہے؟ رویوں کو سدھارنے کی ضرورت ہے اگر محکمے کی اصلاح چاہتے ہیں تو ہمارے دور حکومت میں Wardens بھرتی ہوئے تھے انہیں اس چیز کی training دی گئی تھی کہ جب بھی آپ کسی کو راستے میں روکیں، کوئی اشارہ کاٹ رہا ہے، کوئی جرم کر رہا ہے یا کسی سے کوئی بھی غلطی سرزد ہوئی ہے تو اس سے پہلے آپ سلام دعا لیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! Wardens تو آپ نے ہی بھرتی کئے تھے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ان لوگوں کا رویہ آج کے دور میں بالکل مختلف ہے۔ آج وہ بے حسی سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس دور حکومت میں پولیس کو یہ آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں کہ انہوں نے صرف انتقامی کارروائیوں میں شرکت کرنی ہے، انہوں نے صرف ان عزائم میں آگے بڑھ کر کام کرنا ہے جس کا لاء اینڈ آرڈر سے کوئی تعلق نہیں ہے، ذاتی رنجشیں ہیں اور انتقامی کارروائیاں ہیں۔ پھر اس میں ان پولیس والوں کی کیا خطا اور قصور ہے؟ جب انہیں آرڈر ہی نہیں ہو گا، جب ان پر اس قسم کے احکامات جاری کر دیئے جائیں گے تو پھر وہ کیا کر سکتے ہیں؟ وہ تو اس سلسلے میں بالکل، مجھے تو ترس ہی آتا ہے اگر ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی بات کرتا ہے، اگر کوئی ان پر action لینے کی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میں سمجھتی ہوں کہ وہ مصیبت کا شکار ہوتے ہیں۔ ایک طرف ہم لوگ کہتے ہیں کہ خودکش حملے ہو رہے ہیں دوسری طرف لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہے۔ ایسی صورت میں اگر یہاں پر کوئی واردات ہو جاتی ہے یا کوئی bomb blast ہو جاتا ہے۔۔۔ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ اسمبلی کے سامنے دائیں طرف مسلسل ٹریفک رواں دواں ہے وہاں پر اگر کوئی واردات ہو جاتی ہے

اور یہاں کی سکیورٹی متاثر ہوتی ہے تو اس میں سکیورٹی کی کیا خطا ہے؟ جس وقت اجلاس ہو رہا ہو اس وقت ضروری ہے کہ یہاں پر دائیں ہاتھ کی ٹریفک کو عوام کے لئے بند کر دینا چاہئے۔ جب تک اس قسم کی روک تھام نہیں ہو گی، جن مسائل سے ہم گزر رہے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے policies نہیں بنائی جائیں گی، ان کی اصلاح کے لئے جب تک صحیح طریقے سے صحیح نہج پر ان کو بلا کر ان مسائل پر meetings نہیں ہوں گی اس وقت تک ہم کوئی بھی چیز درست نہیں کر سکتے۔ میں خواتین کے حوالے سے آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہوں گی کہ خواتین کے لئے بڑی تضحیک آمیز بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ تھانے میں جائیں۔ حالانکہ تھانے کو تو ایسی جائے امن ہونا چاہئے کہ جہاں پر کوئی بھی عورت ہو یا بچہ وہاں جا کر پناہ حاصل کر سکے۔ نہ کہ وہ کوئی ایسی جگہ بن جائے کہ کوئی کسی بھی قسم کی شکایت لے جانے سے گھبرانے لگے اور وہ سمجھنے لگے کہ اگر میں وہاں پر جاؤں گا تو میری تضحیک ہو گی یا میرے لئے اس میں کوئی برائی کا عنصر ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ پولیس کی custody میں آنے کے بعد ہر ایک اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگے۔ ہمارے رویے ان خطوط پر ہونے چاہئیں، ہماری تربیت ان خطوط پر ہونی چاہئے، ہمارے محکموں کی اصلاح ان خطوط پر ہونی چاہئے۔ اگر ہم خود انہیں غلط راستے پر یا غلط کاموں کے لئے استعمال کرنے لگیں گے تو ہم ان سے بہتری کی کیا امید کر سکتے ہیں؟ 500 پٹرولنگ پوسٹیں سابق دور حکومت میں قائم ہوئی تھیں، ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی crime ہو رہا ہے تو ان کی proper طریقے سے ان پوسٹ پر checking ہو سکے، چوروں کا پیچھا کیا جا سکے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! time fix کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے کر دیا ہے اس وقت آپ یہاں نہیں تھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ چیزیں واضح طور پر دیکھنے میں آئیں، دو مہینے سے ان پٹرولنگ پوسٹ کو پٹرول نہیں دیا جا رہا ہے پٹرول ہو گا تو پٹرولنگ ہو گی۔ ہم نے اس محکمے کے مسائل بھی تو دیکھنے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے ٹائم ختم ہونے کی bell ہو گئی ہے، اب آپ تشریف رکھیں شکریہ۔ جی، رانا محمد افضل!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کو ایک priority بنادیا ہے۔آج بہت سے مجرم ملک سے بھاگے ہوئے ہیں اور بہت سے محتاط ہو گئے ہیں۔جو کھلی کچہریاں لگ رہی ہیں وہ بھی عوام کے لئے ایک دروازہ کھلا ہے کہ وہاں پر عوام اپنی شکایت لے کر جاتے ہیں۔اس کا رزلٹ یہ ہے کہ تھانوں میں پولیس کا عملہ اور دوسرے قانونی ادارے محتاط ہیں کہ ہماری شکایت اوپر بھی پہنچ سکتی ہے۔یہاں رویوں کی بات ہوئی تو یہی ایک رویہ ہے کہ حکمران جماعت کے ممبران،ایم پی ایز،منسٹرز اور ہمارے چیف منسٹر نے ثابت کیا ہے کہ وہ عوام کی دادرسی کے لئے crime کو ایک محاذ اور جنگ کی بنیاد پر ختم کرنا چاہتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کافی بہتری ہو رہی ہے لیکن بے پناہ گنجائش بھی باقی ہے۔میں چند تجاویز دینا چاہوں گا کہ پولیس افسران سے جب ہم لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ایک obstacle جس کا ذکر وہ بار بار کرتے ہیں کہ Policing اور Investigation کو جب سے separate کیا گیا ہے اس نے مسائل پیدا کئے ہیں۔اگر واقعی یہ ایسی ہی بات ہے تو آج ایک سال میں اس معاملے کو حل کر کے اس کے اندر جو بھی تجدید لانی ہے وہ لے آنی چاہئے۔میرا مشورہ ہے کہ اس پر بہت جلد فیصلہ کر لینا چاہئے کہ اس کے اندر کیا تبدیلی لانی ہے اور اس کو reality میں تبدیل کر دینا چاہئے۔میں پولیس کی training کے حوالے سے مطمئن نہیں ہوں۔ایک دفعہ پولیس اکیڈمی سے سپاہی trained ہو کر آجاتے ہیں اس کے بعد on the job اپنے senior سے ہی learn کرتے ہیں۔اس میں وہ برائی زیادہ سیکھتے ہیں،اچھائی کم سیکھتے ہیں۔تمام forces میں mid career training ایک لازم جز ہوا کرتا ہے۔اگر کسی نے پانچ سال کے بعد سپاہی سے حوالدار بننا ہے یا اس نے ترقی حاصل کرنی ہے تو اس کے لئے کوئی تعلیم کا معیار پہلے سے بڑھ کر ہونا چاہئے اور اس کی تربیت کے لئے ادارے ہونے چاہئیں۔فیصل آباد میں جہاں چھ سات ہزار پولیس ہے اور لاہور میں دس سے پندرہ ہزار پولیس ہے تو پولیس کے لئے وہاں پر باقاعدہ ٹریننگ سکول ہونے چاہئیں۔ان کو فنی جو معاملات میں بھی تربیت دیں،ان کے conduct اور لوگوں کے ساتھ ان کا جو رویہ ہے اس کو بھی بہتر بنائیں۔میں چاہوں گا کہ ہمارے تھانے میں اتنے خوش اخلاق لوگ بیٹھے

ہوں کہ کم از کم لوگ ان سے خوفزدہ نہ ہوں۔ میں یہاں یہ بھی تجویز دینا چاہوں گا کہ I.G صاحب ایسے پروگرام ترتیب دیں جن میں سکول کے بچوں کو بھی تھانے دکھائے جائیں تاکہ وہ بچپن سے ہی دیکھیں کہ تھانوں میں بھی شریف لوگ جا سکتے ہیں۔ عوام میں تھانوں کا خوف نہ ہو، تھانوں کو مسائل حل کرنے والی جگہ بنادی جائے اور لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہاں جانے سے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! ایک معاملہ تھانوں کے کنٹرول میں جو علاقے آتے ہیں اس کا بھی ہے۔ کچھ تھانے ایسے ہیں جن کے پاس میل ہا میل کا area زیر کنٹرول ہے وہاں پر اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ تھانوں کو تقسیم کر کے ایک سے زیادہ دو یا تین تھانے بنائے جائیں۔ میں فیصل آباد میں دو تھانوں کی نشاندہی کرنا چاہوں گا، ایک نشاط آباد کا تھانہ ہے دوسرا صدر کا تھانہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان علاقوں میں دو تھانوں کی بجائے پانچ تھانے بھی بن جائیں تو یہ اتنے بڑے علاقے پر محیط ہیں کہ وہ بھی کم ہوں گے۔ میری ایک یونین کونسل ہے جو تین تھانوں میں تقسیم ہے۔ جو reorganization of areas under command of Thaana ہیں وہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ ایک بہتر لاء اینڈ آرڈر کے حصول کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ باہر کے ملکوں کی پولیس کی طرح ہماری پولیس کے اندر بھی specialization کے شعبے ہونے چاہئیں۔ وہاں homicide یا قتل وغارت کے لئے الگ شعبہ ہوتا ہے، ان کے آفیسرز اس crime کے اندر اعلیٰ ترین تربیت حاصل کرتے ہیں اور انہی ڈیپارٹمنٹس میں وہ کام کر کے ایک بہتر رزلٹ دیتے ہیں اسی طرح ہمارے ہاں drug کا جو problem ہے، جسم فروشی کا جو معاملہ ہے ان کے لئے اگر الگ special units تمام بڑے شہروں میں بن جائیں اور ان کی الگ raiding teams ہوں اور ان کی الگ performance، ان کو ایک result oriented performance کی طرف لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس ایک بہتر رزلٹ دینے میں ضرور کامیاب ہو گی۔ یہاں agencies کا جو کردار ہے میں سمجھتا ہوں کہ between agencies and police جو co-ordination ہے اس کی بہت کمی ہے۔ یقین کریں کہ ایک موبائل کے اوپر اگر threats آتی ہیں اور موبائل نمبر مل جاتا ہے اور ہم لوگ اپنے sources سے چند گھنٹوں میں اس بندے کا address اس کی ساری معلومات موبائل نمبر

سے کمپنیوں کے ذریعے حاصل کر لیتے ہیں لیکن جب وہی کام تھانے کو کہا جاتا ہے تو انہوں نے کسی ایجنسی کے through یا سرکاری طور پر وہ information لینی ہوتی ہے تو کئی کئی دِن وہ information نہیں ملتی، جب تک crime کرنے والا شخص کہیں کا کہیں جا چکا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے التماس ہے کہ جب کوئی مقرر تقریر فرما رہے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا انتہائی نامناسب ہے میں آپ سے ملتمس ہوں، مستقبل میں اس کا خیال رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! تو یہ جو agencies کا اور دوسری پولیس کی آپس میں co-ordination میں بہت بڑا gap ہے جس کو ختم ہونا چاہئے ہماری پولیس کہتی ہے کہ اب ادارے اپنی خود حفاظت کریں security companies کو استعمال کریں جن میں پٹرول پمپ، پلازہ اور بے شمار ادارے ہیں لیکن پچھلے سات، آٹھ ماہ سے ہمارے ہاں security companies کے بارے میں نئی پالیسی ترتیب دی جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جلد ہی finalize ہو جانا اشد ضروری اس لئے بھی ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کو ملازمتیں بھی ملیں گی، بہت سے لوگوں کو securities بھی مل جائیں گی اور اس سے policing اور لاء اینڈ آرڈر کے کنٹرول میں ایک بہتر رزلٹ آئے گا۔ میں نے سُنا ہے کہ کوئی مرکزی حکومت کی طرف سے اس کی policy formation میں رکاوٹ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام بہت جلد اس کی جو پالیسی بنانی ہے وہ بنا دی جائے تاکہ security companies اپنے افراد کی تعداد بڑھا لیں اور پولیس کی معاون ثابت ہوں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے معاملے میں تعلیم کی پالیسی کا بھی بہت بڑا دخل ہے جو بے روزگاری کی فضا ہم پیدا کر رہے ہیں۔ ابھی میرے فاضل دوست نے P.T teachers کے بارے میں آج صبح بہت لمبی بحث کی۔ اسی طرح M.A Sociology ہے، M.A Punjabi ہے اور اس طرح کے کئی اور subjects ہیں جن کے اندر بے پناہ students ایم اے پاس کر کے مارکیٹ میں آ جاتے ہیں اور ان کی ملازمت کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور دوسری طرف بہت سے ایسے شعبے ہیں جس کے اندر shortage ہے اگر ہم skill development کے اوپر توجہ دیں اور اس قسم کی جن کی ڈیمانڈ کم ہے ان کو مارکیٹ کی ڈیمانڈ کے مطابق adjust کریں تو ہمارے تعلیم یافتہ jobless جو لوگ

ہیں ان میں ایک واضح کمی آئے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کل تعلیم یافتہ، پڑھے لکھے لوگ street crime میں شامل ہوتے جارہے ہیں وہ شاید وہ ہماری پولیس کی تعلیمی قابلیت سے زیادہ تعلیمی قابلیت رکھتے ہیں تو ان کے قابو نہیں آرہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی پالیسی کو بھی اس point of view سے study کر کے ترتیب دینا ہو گا کہ ہمیں کہاں پر ان لوگوں کو jobs دینی ہیں اور کس طریقے کے ساتھ یہ لوگ adjust ہو سکتے ہیں؟

جیلوں کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جیلوں میں jail reforms کی اشد ضرورت ہے۔ میں آج ہی کے "Dawn" اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ جیل خانہ جات کے محکمہ میں تقریباً top کی دس سینئر پوسٹیں خالی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کے اوپر کے سربراہان ہی نہیں ہوں گے تو نیچے ان اداروں کے اندر کوئی تبدیلی تو آ ہی نہیں سکتی، بہتری آ ہی نہیں سکتی تو یہ جو جیل خانہ جات ہیں، جیل کا جو محکمہ ہے اس میں جو خالی پوسٹیں ہیں ان کو فوری طور پر fill کیا جائے تاکہ جیلوں کے اندر سے ہم بہتر لوگوں کو لے کر آئیں بجائے اس کے کہ وہ criminals کے ساتھ مل کر نئے جرم کرنے کے طریقے سیکھیں۔ جیلوں کے اندر پہلے یہ طریق کار تھا کہ کچھ لوگوں کو انڈسٹری کے ساتھ منسلک کر کے وہاں پر skill development کی جاتی تھی لیکن آج ہماری جیلوں کے اندر اس چیز کو بھی ختم کر دیا گیا کہ وہ جیل کے اندر کوئی تربیت حاصل نہیں کرتے بلکہ وہ criminal بن کر آتے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب بے شمار کوشش کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ ایک بہت اچھی تبدیلی آئے گی اور ہم ترقی کی طرف گامزن ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی تنخواہ کے لئے بھی آپ کچھ بتادیں۔ جو اچھا کام کرتا ہے ان کی تنخواہ بھی بڑھنی چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں تنخواہ کے معاملے میں چند شعبے ایسے ہیں، ہم نے اس ملک میں 60 سال سے ایک ادارہ پالا جس کا نام پاکستان فوج ہے اور ان کو تمام سہولیات دیں اور ہمیں رزلٹ میں یہ زیادہ نہیں کہتا سوائے اس کے کہ ہمیں چارڈ کنٹیٹر دیئے۔ چائنا نے اپنے دروازے اس وقت کھولے جب انہوں نے پورے ملک کو دسویں پاس کروالی اور وہاں کا

پوسٹ مین بھی وہی مراعات لیتا ہے، وہاں کا فوجی افسر بھی وہی مراعات لیتا ہے، وہاں کا پولیس آفیسر بھی وہی مراعات لیتا ہے۔ ہمیں جو inter departmental differences ہیں، تنخواہیں کسی کی بڑھا دیں، کسی کی کم رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قومی یونیفارم پالیسی should be based on کہ ان کا ایک باعزت زندگی کا گزارا ہو سکے۔ تنخواہ کا معیار ایک ہونا چاہئے نہ کہ ایک شعبے کو ترجیح دیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وارث کلو صاحب! موجود نہیں ہیں۔ Mian Muhammad Rafique of T.T Singh!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جی، میں ہی تو ٹوبہ ٹیک سنگھ ہوں۔ بے حد شکریہ۔ آپ نے موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر: تکلفات چھوڑ دیں، اپنی بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تحسین میں بھی بخل نہیں کرتا ہوں اور تنقید میں بھی مجھے کسی سے خوف نہیں ہوتا ہے۔ امن وامان کی صورتحال سب اچھا نہیں ہے۔ یہ میں مانتا ہوں، سب مانتے ہیں، تنقید ہو رہی ہے، سب اچھا نہیں ہے لیکن بہتری ضرور آئی ہے اور بہتری آ رہی ہے۔ کبھی فوری معجزاتی تبدیلیاں نہیں آتی ہیں۔ صورتحال کی جو reformation ہے، احوال کی بہتری جو ہے، یہ تبدیلیاں بتدریج gradual آتی ہیں اور وہ آ رہی ہے۔ اس میں آپ کے سامنے میں تین ٹیسٹ رکھتا ہوں۔ ہمارے ایک دوست اعجاز شفیع صاحب نے جس روز بحث کا آغاز ہوا تھا اپنی تقریر میں امن و امان کی بڑی خوفناک صورتحال پیش کی تھی۔ ایک ٹیسٹ تو یہ ہے، جب یہ پڑھتے تھے کہ ''ڈاکے، فاقے، ناکے، نہایت شرمناک بات ہے کہ نہ صرف ڈاکے پڑتے تھے بلکہ وہ لوگ گینگ ریپ بھی کرتے تھے۔ اب اگر ڈاکے پڑتے ہیں تو گینگ ریپ کی رپورٹ نہیں آتی ہے۔ یہ بہتری کی شکل ہے اور میں مبارکباد دیتا ہوں آئی جی صاحب کو، چیف منسٹر صاحب کو جنہیں good governance کے لئے great concern ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کے متعلق یہ بہتری آئی ہے۔ [**]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! تیسرا ٹیسٹ ہے۔ میں تیسری مثال دیتا ہوں۔28۔فروری کے الیکشن سے پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا28۔فروری؟ میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! sorry،18۔فروری کے جو صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے الیکشن تھے، 18۔فروری سے پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو فتح کرنے کے لئے ایک ڈی پی او ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات کیا گیا تھا، موصوف کی یہ شہرت تھی کہ تھانے ٹھیکے پر چڑھتے تھے، کوئی افسر رشوت لئے بغیر تبدیل نہیں ہوتا تھا۔ ہر تھانے کے ریٹ مقرر تھے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: تفتیش کے بھی ریٹ مقرر تھے۔ کوئی افسر اس کی اجازت کے بغیر ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ جو جھوٹے پرچے درج ہوتے رہے، آج بھی ہوتا ہے میں نے ابتداء میں یہ گزارش کی ہے کہ سب اچھا نہیں ہے لیکن بہتری آ رہی ہے، بہتری ہو رہی ہے۔ اس میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور میرے بعد بھی کہا جائے گا لیکن میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ یہ جھوٹے پرچے درج کرانے میں انصاف بکتا ہے، قانون بکتا ہے اور اس میں میری سول سوسائٹی بھی شامل ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو ڈاکٹروں سے جھوٹے میڈیکل لیتے ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جو تھانوں میں جا کر جھوٹے پرچے درج کراتے ہیں وہ کون لوگ ہیں جو اپنے مخالفوں کو نیچا دکھانے کے لئے، انہیں جیل کے اندر کروانے کے لئے یہ سارا عمل کرتے ہیں؟ جب تک یہ screening نہ ہو گی، سول سوسائٹی میں بھی بہتری نہیں آئے گی اور لاء اینڈ آرڈر میں بہتری آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ عدالتیں آزاد ہوں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ جج بحال ہوں، چودھری افتخار بحال ہو کیونکہ یہ قانون اور انصاف کی حکمرانی کی علامت ہیں اور جب تک قانون اور انصاف کی حکمرانی نہیں ہوتی تو radical changes اور فوری معجزاتی تبدیلی کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔

جناب سپیکر! میں اس کے لئے ایک گزارش اور بھی کرتا ہوں کہ رشوت تو ہے ہی اور اس کے اوپر پھر انٹی کرپشن بھی ہے اور اس کا بھی یہ کام ہے کہ رشوت لے کر پرچے درج کرواؤ اور رشوت دینے والے رشوت دے کر انٹی کرپشن سے جان چھڑواتے ہیں اور یہ ایک عمل تو جاری ہے، اس کی عام کہاوت بنی ہوئی ہے کہ ''دہلی مچی لوٹ، جو نہ لوٹے وہ بھی اونٹ'' ان حالات میں آپ بہتری کی کیسے توقع کر سکیں گے ؟اس کے لئے میں نے ایک گزارش پہلے بھی کی ہے۔ایک تو یہ ہے کہ عدالتوں میں قانون اور انصاف کی حکمرانی ہونی چاہئے اور عوام کی بالادستی بھی ہونی چاہئے اور ان اداروں کی بھی بالادستی ہونی چاہئے جہاں پر قانون سازی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! ہر تھانے سے لاکھوں نہیں آدھا کروڑ بلکہ کروڑ کروڑ تک ایک S.H.O رشوت لے کر وہاں سے ٹرانسفر ہوتا ہے اور اس کے حصے کہاں کہاں جاتے ہیں اس پر یہ بھی محل نظر ہے سوچ لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! ایک ایماندار افسر، ایک سپاہی، ایک محرر، ایک منشی، ایس ایچ او، سب انسپکٹر اور اے ایس آئی کو جو incentive ملنا چاہئے اور میں یہ بھی چاہوں گا کہ ان کو honoraria بھی دیا جائے اور ان کو ہر مہینہ یا سال کے بعد انعام دیا جائے اور تمغے بھی دیئے جائیں اور ان کی چھاتی پر یہ تمغے علامتی نسب ہوں تاکہ دوسروں کو بھی حوصلہ ہو اور ان کی بھی نیت بڑھے کہ جو ایمانداری کے صلے ہیں جب تک ہم ایمانداری کے یہ درجات پیدا نہیں کریں گے بہتری کیسے آسکتی ہے ؟

جناب سپیکر! اب میں آپ کے سامنے دو ایسی مثالیں پیش کروں گا کہ ایک تو تھانہ کلچر ہے اس کو بھی تبدیل کیا جانا ضروری ہے ۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گو گلواں توں مٹی نہ چھڑاؤ کوئی موقع تے دیو۔اچھا چلیں، کہ جو تھانہ کلچر ہے وہاں پر شرفاء کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ایس ایچ او کی کرسی ہوتی ہے باقی تمام ملزمان کی طرح کھڑے ہوتے ہیں یا نیچے بیٹھے ہوتے ہیں ایک تو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو آئی جی

صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ معزز لوگوں اور عوام کے لئے جب وہ تھانے میں جائیں تو انہیں وہاں بیٹھنے کے لئے کوئی باعزت جگہ مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ سے بھی آخری گزارش کر لوں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ وقت نہیں دیں گے۔ ایماندار لوگوں کے لئے incentive ہونا چاہئے اور اسی طرح سے آپ دیکھیں کہ پولیس فورس بڑھائی گئی ہے، ایلیٹ آئی ہے، پٹرولنگ فورس بھی آئی ہے اس کی وجہ سے بہتری بھی آ رہی ہے، ان کی تنخواہیں بھی بڑھائی گئی ہیں اور ایمانداروں کے لئے incentive جو میں نے گزارش کی ہے وہ بھی ملنا چاہئے اس کے ساتھ ہی میں ایک جیل خانہ جات کی کرپشن پر بات نہیں کروں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے وہاں پر ایک ایسی دنیا آباد ہے کہ آپ حیران ہوں گے کہ وہاں کتنی کرپشن ہے۔

جناب سپیکر: جب لوگوں کے لئے بھرتی آپ کرتے تھے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ان لوگوں کے لئے وہاں پر بھی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ جیل کے عملہ کے لئے بھی تنخواؤں کا اعلان کیا جائے اور ایک نیا پیکج دیا جائے تاکہ ان کی بھی کرپشن کم ہو اور جو قیدی حضرات ہیں جیلوں میں بھی وہ امن و سکون کے ساتھ رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب! تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ راؤ کاشف صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ایک منٹ آپ کو دے دیا۔ راؤ صاحب! آپ تشریف رکھیں انہوں نے ایک منٹ مانگا ہے اور بزرگ آدمی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ آپ سے رعایت لے رہا ہوں، آپ کا شکریہ کیونکہ آئی جی صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اور میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ایک تھانہ سٹی شورکوٹ کی مثال ہے۔ وہاں پر کچھ لوگوں کے خلاف جھوٹا پرچہ درج کروایا گیا جو سچے لوگ تھے انہوں نے سیشن کورٹ سے پرچہ درج کرانے کا حکم لیا اور بہت عرصے بعد وہ پرچہ درج ہوا۔ لیکن ملزمان گرفتار

نہیں ہو رہے، پرچے کا نمبر 86/07 ہے۔ دوسرا پرچہ تھانہ چوٹیانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا۔ وہ بھی ایک جھوٹا پرچہ درج ہوا اور مقدمہ نمبر 202 ہے اور سیشن جج سے پرچہ درج کرانے کی اجازت لی گئی۔ وہاں پر چار مہینے سے ایک ڈی پی او نے cross version درج نہیں ہونے دی۔ اب نیا ڈی پی او گیا اور cross version درج ہوئی ہے لیکن ملزمان پھر بھی گرفتار نہیں کئے جا رہے۔ بے حد شکریہ

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف رحیم صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور اس کے بعد میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب میں جرائم کے خاتمہ کے لئے بہت مثبت اقدام اٹھائے جس کی وجہ سے پچھلے ایک سال سے دیکھ لیں پنجاب میں جرائم کا گراف کافی گرا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں جو شاید پنجاب میں جرائم کے خاتمے کے لئے کارآمد ہوں۔ جب تک کسی سسٹم میں سزا اور جزا کا تصور نہ ہو وہ سسٹم چل ہی نہیں سکتا۔ پولیس آرڈر 2002 میں بنا تو لیا گیا لیکن چھ سال سے لے کر ابھی تک ان کے rules نہیں بنائے گئے۔ اگر کوئی کرپٹ افسر، کرپٹ اے ایس آئی یا تھانیدار تفتیش کرتا ہے تو قانون میں اس کے لئے کوئی سزا نہیں، چاہے کوئی شریف آدمی ساری عمر ایک بے گناہ مقدمے میں پھنس جائے۔ میں اس موقع پر آئی جی صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر پولیس rules بنا کر فوراً implement کروا دیا جائے تو ایک ماہ میں پولیس محکمہ میں سے کالی بھیڑوں کا خاتمہ بھی ہو جائے گا اور جو بے گناہ لوگ جھوٹے مقدمات میں ملوث کئے جاتے ہیں انشاء اللہ وہ جھوٹے مقدمات بھی ختم ہو جائیں گے چونکہ میرا تعلق دیہی علاقے سے ہے، دیہی علاقے میں جرائم کی کافی کمی ہوئی ہے لیکن اس سلسلے میں، میں بہت اہم تجویز دینا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں پٹرولنگ پولیس چیک پوسٹیں کافی عرصے سے بنی ہوئی ہیں لیکن ابھی تک وہاں سٹاف نہیں پہنچا، شاید ایک دو سال میں وہ عمارتیں ہی گر جائیں۔ اگر ان چیک پوسٹوں کو فوراً شروع کیا جائے تو دیہی علاقوں میں جرائم کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ محکمہ پولیس میں اے ایس آئی کے اوپر کے لوگوں کو اپنے ضلع میں تعینات نہ کیا جائے۔ جب وہ دوسرے اضلاع میں ہوں گے تو ادھر ان کی واقفیت کم ہو گی اس طرح سیاسی مداخلت بھی کم ہو گی اور یہ جرائم کے خاتمہ میں بہت کارآمد ہو گا۔ تھانوں کا فاصلہ بھی کم کیا جائے۔ میرے حلقہ میں تھانہ سمندری ہے جس کی حدود تقریباً 75 کلو میٹر ہے۔ پولیس کو گشت کے لئے 20 لٹر پٹرول ملتا ہے تو جس آدمی کو 20 لٹر پٹرول میں 150 کلو میٹر کرنا پڑے تو لامحالہ پولیس کرپشن کرے گی چونکہ 20 لٹر پٹرول میں تو 150 کلو میٹر نہیں ہو گا۔ لہذا میری گزارش ہے کہ گشت کے لئے پٹرول کی limit میں اضافہ کیا جائے تو ایماندار افسران کسی کو ناجائز تنگ نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ تھانوں کی ساری کارروائی کو check کرنے کے لئے تمام تھانوں کو کمپیوٹرائز کیا جائے اور انہیں آئی جی پولیس پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے دفاتر سے منسلک کیا جائے تاکہ آئی جی صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب اپنے دفاتر میں بیٹھ کر تھانوں کی نگرانی کر سکیں کہ واقعی کرپشن ختم ہو گئی ہے یا صرف تقریروں سے ختم کر رہے ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تھانوں کو بذریعہ کمپیوٹر آئی جی اور وزیر اعلیٰ کے آفس سے منسلک کر دیا جائے تو انشاء اللہ کوئی شریف آدمی تھانے جانے سے نہیں گھبرائے گا اور بدمعاش ویسے ہی علاقے چھوڑ جائیں گے۔ انگریز دور میں دیہاتی علاقوں میں کھوجی سسٹم ہوتا تھا۔ دو مہینے پہلے میری چوری ہو گئی تھی اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دیہی علاقے کے تھانوں میں 80 فیصد چوری، ڈکیتی اور قاتلوں کو کھوجی پکڑتے ہیں لیکن وہ پولیس کے متعلقہ آفیسر کے کھاتے میں چلے جاتے ہیں۔ کھوجیوں کے پاس کوئی گاڑی وغیرہ نہیں ہوتی لہذا میری استدعا ہے کہ اگر ان کو گاڑی اور پٹرول دیا جائے تو اس سے جرائم کے خاتمہ میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ پنجاب کی کسی جیل کا visit کر لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ کئی ملزمان اپنی صحت set کرنے کے لئے جیلوں میں چلے جاتے ہیں اور وہ وہاں سے جرائم monitor کرتے ہیں اور ہدایات دیتے ہیں۔ ہم نے کئی دفعہ استدعا کی کہ جیلوں میں ملزمان سے موبائل واپس لئے جائیں لیکن جیل سپرنٹنڈنٹ صرف خانہ پری کرتے ہیں۔ ہمیں جیل سے کئی مرتبہ

فون آتے ہیں کہ ہمارا یہ کام کروا دیں لہذا میری استدعا ہے کہ check and balance system مضبوط کیا جائے اور دیکھا جائے کہ جیل میں موجود ملزم کے پاس موبائل کیسے پہنچا؟ جیلوں میں باقاعدہ گروپ بنے ہوئے ہیں جو باہر کے لوگوں سے بھتا لیتے ہیں اور موبائل پر ہدایات بھی دیتے ہیں۔ لہذا میں آئی جی پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کرتا ہوں کہ پنجاب کی تمام جیلوں پر اچانک چھاپے مارے جائیں اور جن ملزمان سے موبائل اور منشیات پکڑی جائیں انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایس پی کو پابند کیا جائے کہ نہ صرف کاغذوں میں بلکہ عملی طور پر ہر ہفتے تھانوں کو check کریں۔ جب وہ عملی طور پر تمام تھانے check کریں گے اور علاقے میں کھلی کچہریاں لگائیں گے تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ پنجاب میں جرائم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب سپیکر: جناب محمد سعید مغل صاحب! تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ مغل صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ رانا تنویر ناصر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جو ممبران ایوان میں موجود ہیں ان میں سے جو ممبر بات کرنا چاہیں کریں اور میرے خیال میں غیر حاضر ممبران کی لسٹ پکارنے کی بجائے یہاں پر موجود ممبران کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ان کی جگہ مجھے ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: کن کی جگہ؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ تشریف فرما ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ عائشہ جاوید: بہت شکریہ .I will take just two minutes چونکہ میرا تعلق اپوزیشن سے ہے اس لئے میرا مقصد صرف criticize کرنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میری اپوزیشن یا گورنمنٹ کی اپوزیشن؟

محترمہ عائشہ جاوید: آپ کی نہیں بلکہ گورنمنٹ کی اپوزیشن۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں میں صرف دو points ان کی نذر کرنا چاہوں گی I hope my Urdu is correct and it's good enough you can understand. میرے پاس دو points ہیں ایک تو law and order concerning the Province اور law and order concerning Lahore city ہم اس چیز کو بالکل نظر انداز کر رہے ہیں کہ N.A.T.O کے جو ammunition depots اور supply depots کو پشاور سے صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک میں لایا گیا ہے، یہ بات بہت ضروری ہے بلکہ ہم سب کے لئے، سکیورٹی کے لئے، نہ صرف پنجاب کی سکیورٹی کے لئے بلکہ ہماری arms forces کے لئے ایک بہت alarming matter ہے کہ یہ جس جگہ پر N.A.T.O کے سپلائی ڈپو لے کر آئے ہیں وہاں ہماری P.O.F فیکٹری ہے جو Pakistan Ordinance Factory کے نام سے جانی جاتی ہے پھر واہ کی Heavy Rebuilt Factory ہے، ٹیکسلا اور کامرہ جہاں ہماری base ہے وہاں P.A.F کا Aeronautical Engineering Sector ہے۔ یہ ہمارے بہت important installations ہیں لہذا منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ کیا آپ نے سکیورٹی کے کوئی اچھے measures کئے ہیں؟ N.A.T.O سپلائی کو یہاں لانے کا مقصد کیا تھا؟ اگر ہم ان کو protection دینا چاہتے ہیں جو انہیں پشاور میں نہیں تھی تو یہ بات قابل ذکر ہے کہ N.A.T.O کی سپلائی اور ڈپو پنجاب کے لئے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے افغانستان جانا ہے۔ انہوں نے ہوائی راستے سے افغانستان نہیں جانا بلکہ پشاور سے گزر کر جانا ہے۔ already ایک problem کا area ہے اور اب ہم اسے مزید بڑھا رہے ہیں تو پھر اس کو کس طرح cover کریں گے؟ اگر آپ اس

کو Air C.A.P دیتے ہیں جسے Combat Air Patrolling کہتے ہیں-آخر وہ وہیں سے گزر کر جائیں گے تو کیا حکومت پنجاب نے اس کے لئے کوئی اقدامات کئے ہیں کہ اس ایریا میں security hazard and security problems نہ ہوں؟

جناب سپیکر! میرا دوسرا point regarding Lahore city تھا - ہم اس وقت لاء اینڈ آرڈر میں صرف crimes کو دیکھ رہے ہیں لیکن میرے نزدیک traffic lawlessness کا ایک بڑا اہم issue ہے-اگر ہم اس وقت دیکھیں تو لاہور شہر میں جتنے جلسے ہوتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں یا مظاہرے ہوتے ہیں وہ تمام ہمارے famous Mall road پر ہی کئے جاتے ہیں اور لوگوں کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ حکومت کی توجہ اپنی طرف attract کی جائے-اگر لوگوں کی سکیورٹی کو دیکھا جائے اور خصوصی طور پر لوگوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے دیکھیں کہ جب ہماری main arteries block ہو جاتی ہیں تو There are so many patients جو گزر نہیں سکتے اس سے لوگوں کے بہت مسائل بڑھ جاتے ہیں۔یہاں آئے دن ٹریفک block ہو جاتی ہے جس سے بچے بروقت سکول نہیں پہنچ سکتے اگر کسی طریقے سے سکول پہنچ گئے ہیں تو پھر گھروں میں واپس نہیں جا سکتے-لہذا میری استدعا ہے کہ آپ لاہور میں کچھ ایریا specifically earmark کر دیں جس میں پنجاب اسمبلی سے گزرتے ہوئے اور گورنر ہاؤس سے گزرتے ہوئے کہ وہاں حکومت کو، نہ اپوزیشن کو بلکہ کسی بھی شخص کو جلسے جلوس کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے-امن وامان اور ہماری daily life disturb کی جائے اور نہ ہی routine خراب کی جائے-اس سے نہ صرف آپ کے لئے بلکہ I would say ٹریفک پولیس کے لئے بھی آسانی پیدا ہو گی کیونکہ end of the day problem تو پولیس ایڈمنسٹریشن کو بھی ہوتی ہے اور جس طرح عام لوگوں کے ساتھ پولیس کا رویہ ہوتا ہے میں اسی میں V.I.P کلچر کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ---

جناب سپیکر: آپ پولیس کے رویے سے تو ناخوش ہیں لیکن آپ فوج کے رویے کے متعلق کیا کہتی ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: Let me say something. ہمارے قابل سیکرٹری صاحبان یہاں بیٹھے ہیں میرا خیال ہے کہ We are not allowed to criticize army as such. ہم army کو اس floor پر criticize نہیں کر سکتے۔ Please correct me if I am wrong. آپ اس کو دیکھیں، آپ کی Chair بھی اس کی اجازت نہیں دے گی۔ ہم میں سے کوئی بھی آرمی اور judiciary کو criticize نہیں کر سکتا۔ And I know nobody to comment on that.

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں شکر گزار ہوں کہ law and order پر یہ بحث رکھی گئی ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں disinterest اتنا ہے کہ امن و عامہ کے اس موضوع پر بحث کے دوران رانا ثناء اللہ کے سوا حکومت کا کوئی بھی نمائندہ یہاں پر موجود نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: آئی جی پنجاب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب شیر علی خان: He is not a part of this House. جناب سپیکر! امن و عامہ کی مجموعی صورتحال کو اچھا نہیں کہا جا سکتا۔ میں صرف criticize کرنے کے لئے یہ بات نہیں کر رہا۔ میں party politics سے بالاتر ہو کر چند تجاویز دینا چاہوں گا۔ ابھی پنجاب میں جو situation فرنٹیئر سے داخل ہو رہی ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ ہم لوگ جو bordering districts سے تعلق رکھتے ہیں فرنٹیئر میں لگی ہوئی آگ کی heat بہت زیادہ محسوس کر رہے ہیں۔ پولیس ایکٹ 1861 میں بنا تھا جبکہ 63 سال بعد 1924 میں پولیس کے rules بنائے گئے۔ It took an other seventy eight years اور پولیس آرڈر 2002 بنا۔ کوئی بھی قانون بُرا نہیں ہوتا اس میں ہمیشہ بہتری کی گنجائش ہوتی ہے۔ اگر پولیس آرڈر 2002 میں کوئی غلطیاں ہیں، کوتاہیاں ہیں تو ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم پولیس کو criticize تو بہت کرتے ہیں لیکن پولیس کی working conditions پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ انگریز بہادر نے جب یہ اضلاع،

تحصیلیں اور تھانے بنائے تو اس نے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کی demarcation خود کی تھی اور پھر ان کو notify کیا تھا۔ ہمارے ہاں اب سیاسی لوگوں کے کہنے پر ضلعے بھی بن جاتے ہیں، تحصیلیں بھی بن جاتی ہیں اور تھانے بھی بن جاتے ہیں۔ ہمارے تھانہ فتح جنگ میں ایک نیا تھانہ carve out کیا گیا۔ جس کا نام "نیو اسلام آباد ایئرپورٹ تھانہ" ہے۔ وہ تھانہ فتح جنگ کا ہے، airport اسلام آباد کا ہے اور اگر آپ تھانے کی حدود دیکھیں تو وہ ایسی ہیں کہ اس تھانے میں جانے کے لئے آپ کو کئی شہروں میں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس تھانے نے دربدر کی ٹھوکریں کھائیں اور آخر میں میرے پاس آئے، میں نے ان کو ایک مکان لے کر دیا جس میں وہ تھانہ آج قائم ہے۔ جب بھی کوئی تھانہ قائم کیا جائے، کوئی تحصیل بنائی جائے یا کوئی ضلع بنایا جائے تو پہلے اس کی عمارت اور ملازمین کی رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں اس کے بعد اس کا notification ہونا چاہئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی نیا تھانہ نہ بنے لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اس کی منصوبہ بندی اس طرح سے کی جائے کہ ملازمین بہتر conditions میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے سکیں۔

جناب سپیکر! ضلع اٹک 1904 میں وجود میں آیا۔ 1904 سے لے کر 2008 تک، 104 سالوں کے دوران S.S.P جو کہ اب D.P.O کہلاتا ہے اسے security کے لئے 16 انچ کی دیوار اپنے دفتر کے ارد گرد بنانے کی ضرورت نہ پڑی۔ ادھر گیلری میں کوئی ایسے صاحبان بھی بیٹھے ہیں کہ جنہوں نے ضلع اٹک میں serve کیا ہے۔ پرانے ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی یعنی D.P.O اور D.C.O کے دفاتر بالکل ملحقہ ہیں۔ اب اس کے درمیان میں دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ اس کو تین gates لگا دیئے گئے ہیں۔ ہم یہ کیا message دے رہے ہیں؟ if the top ranking police officer of our district اتنا غیر محفوظ ہے تو پھر پورا ضلع کتنا غیر محفوظ ہو گا، ان کی اپنی security پر تمام پولیس نہیں لگنی چاہئے۔ جب کوئی وی آئی پی کسی ضلعے میں جاتا ہے تو تمام پولیس اس کی security پر لگ جاتی ہے، چاہے باقی ضلعے میں جو مرضی ہوتا رہے۔ VIP movement کے لئے ایک special force ہونی چاہئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وی آئی پی کی security ضروری نہیں ہے، ان کی security بھی گورنمنٹ کا فرض ہے لیکن اس کے لئے ایک علیٰحدہ force ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ چار اضلاع کی پولیس بلا لی جائے۔ یہ practice آج سے نہیں بلکہ کافی عرصے سے

رائج ہے۔ میں کسی حکومت پر تنقید نہیں کر رہا بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس قسم کی practices ہمیں ختم کرنی پڑیں گی۔پولیس کا جو کام ہے اسے وہی کرنے دیا جائے۔جو Constantine Commission بنا تھا اس نے محرر جو کہ ایک head constable ہوتا تھا اس کو A.S.I بنا دیا، وہ منشی والے تختے پر بیٹھ کر لکھا کرتا تھا، اس کو افسر بنا کر کرسی پر بٹھا دیا گیا۔اب تھانوں میں A.S.I زیادہ ہیں اور کانسٹیبل کم ہیں۔ ہمیں constables زیادہ بھرتی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم فوج کی مثالیں تو دیتے ہیں کیا فوج میں افسر زیادہ ہیں یا سپاہی زیادہ ہیں؟ افسر ضرور بنائیں لیکن اسی ratio سے Constables کی بھرتی بھی زیادہ کریں اور ان کو زیادہ سے زیادہ مراعات دیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ کہوں گا کہ آپ کے سامنے دو مثالیں بہت اچھی ہیں، ایک موٹروے پولیس اور دوسری وارڈن اور پٹرولنگ پولیس بنائی گئی ہے۔ان نوجوانوں نے آج بہت اچھی example set کی ہے۔ یہ بھی ہمارے ہی معاشرے کے لوگ ہیں، یہ ہم نے کوئی باہر سے import نہیں کئے۔ وہ اس لئے اچھا perform کر رہے ہیں کیونکہ ان کے working hours determine کر دیئے گئے ہیں۔آپ اس پولیس آفیسر، اس سپاہی سے کیا expect کریں گے ؟ جب آپ اور میں آرام سے سو رہے ہوتے ہیں تو وہ ہماری حفاظت کے لئے پٹرولنگ پر ہوتا ہے اور پھر صبح جب عدالت کا وقت ہوتا ہے تو وہ بغل میں فائل لے کر عدالت کے برآمدے میں کھڑا ہوتا ہے۔ وہاں اس نے چالان پیش کرنا ہوتا ہے یا وہاں پر کسی کا ریمانڈ لینا ہوتا ہے۔ جب عدالت کا وقت ختم ہوتا ہے تو وہ تفتیش شروع کر دیتا ہے، اس دن کی جو نئی crime ہوتی ہے اس کو report کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جب تک آپ ان کے working hours determine نہیں کریں گے اور نئی modern lines پر ان کی تربیت نہیں کریں گے تو اس وقت تک آپ یہ کلچر نہیں بدل سکتے۔ جرائم کرنے والوں کے پاس بہت sophisticated weapons and equipment ہیں۔ وائرلیس جو ایک زمانے میں بہت privilege کی چیز تھی اور صرف forces کے پاس پائی جاتی تھی آج ہم تمام لوگوں کی جیبوں میں ایک ایک وائرلیس موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وائرلیس کے دور میں جب تک ہم پولیس کو modern lines پر نہیں لائیں گے تو اس وقت تک جرائم کو کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ رشوت کیسے ختم کی جائے؟ اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ تمام پولیس آفیسرز کرپٹ نہیں

ہیں۔آپ اچھے پولیس افسروں کو post کریں اور جب وہ اچھی performance دیں تو ان کو rewards دیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ان کوpostingکاtenureپورا کرنے دیا جائے۔یہاں پر کسی کیwhimپر ایک رات میں تین تین S.H.Oبدل جاتے ہیں۔یہاں پر کسی کیwhimپرD.P.Oبدل جاتے ہیں۔ایکexampleجوڈیرہ غازی خان میں موجود ہے وہ community policingکا ہے کیونکہ وہاں کا جو annual crime rateہے وہ settled areaکے ایک ہفتے کے crime rateکے برابر ہے۔اس کیstatisticsآپ چیک کر سکتے ہیں۔ وہاں پر 27 تھانے ہیں، اس کے ایک تھانے کا جو annual crime rateہے وہ settled areaکے ایک ہفتے کے برابر ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب والا!اگرcommunity policingکاconceptیہاںintroduce کیا جائے تو وہ بہت بہتر ہو گا۔Thank you very much, sir۔

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،چودھری محمد ارشد!

چودھری محمد ارشد: شکریہ۔ جناب سپیکر!law and orderکے حوالے سے جب بات کرنا چاہوں گا تو جیسا کہ بات ہو رہی تھی کہ ہمارا تعلق اپوزیشن سے ہے۔اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی کوئی ساتھی اپوزیشن کی طرف سے بات کرتا ہے تو اس کی بات کی گہرائی میں کبھی کوئی نہیں جاتا۔ اسے ہمیشہ اپوزیشن کا حصہ سمجھتے ہوئےtreasury benchesکی طرف سےhootingشروع ہو جاتی ہے۔ میں آج بات تو کرنا چاہتا تھا اور میرا خیال تو یہ تھا کہ debate openہو گی تو وقت کی پابندی نہیں ہو گی۔ میں کچھ فائلیں ایسی لے کر آیا تھا کہ میں صرف اور صرف پچھلے ایک مہینہ پر discussکرنا چاہتا تھا۔ میں اس پر کوئی اپنی طرف سےcommentsنہیں دینا چاہتا کہ امن عامہ کی صورتحال میں کوئی بہتری آئی ہے یا خراب ہوئی ہے۔ فیصلہ یہاں پر بیٹھے ہمارے ساتھیوں نے کرنا تھا،وزیر قانون نے کرنا تھا،آئی جی نے کرنا تھا یا پھر اوپر بیٹھے ہوئے میڈیا کے دوستوں نے کرنا تھا۔

میں اب صرف ایک ہفتے کے حوالے سے بات کروں گا۔ جیسے کہتے ہیں کہ بندے نے خود کھانا کھایا ہو تو کسی کو کھلا سکتا ہے اگر خود بھوکا ہو تو وہ دوسرے کو نہیں کھلا سکتا۔

میں پنجاب کی بات کیا کروں گا، میں گوجرانوالہ ڈویژن کی بات کیا کروں گا، میں ضلع گجرات کی بھی بات کیا کروں گا مجھے تو اپنی تحصیل سے شروع کرنا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ مجھے صرف اور صرف تحصیل کی بات کرنے کی اجازت دیں تو مجھے کم از کم تین گھنٹے لگیں گے اور صرف تحصیل سرائے عالم گیر کے دو پولیس سٹیشنوں کے لئے اور وہ بھی دو پولیس سٹیشن نہیں ہیں، ایک پولیس سٹیشن کے دو پولیس سٹیشن بنائے گئے ہیں۔ ایک سٹی پولیس سٹیشن ہے اور دوسرا صدر پولیس سٹیشن ہے۔ ان پر بات کرنے کے لئے اگر آپ کہیں تو پھر میں facts کے ساتھ، اخباری cuttings کے ساتھ بات کرنے کو تیار ہوں اور مجھے کم از کم تین گھنٹے لگیں گے۔ میں نے ایک فائل جناب وزیر قانون کے پاس بھی بھیجی ہے، میں نے آئی جی کے پاس بھی بھیجی ہے، اس کی ایک کاپی میرے پاس بھی موجود ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ میں جو تجاویز دینا چاہتا ہوں وہ میں ضروری سمجھتا ہوں۔ پولیس کو criticize کرنا اپنی جگہ پر درست ہے کیونکہ جہاں پر ان کی خامیاں ہیں وہاں پر ہمیں criticize کرنا ہے اور ہمیں کرنا چاہئے لیکن جہاں پر ان کی support کرنی ہے وہ بھی ہم نے ہی کرنی ہے۔ ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں جیسا کہ موٹروے پولیس کا ابھی ذکر ہوا کہ وہاں پر کام میں بہتری کیوں آئی؟ definitely جب ہم نے مراعات دیں تو اس میں بہتری آئی۔ جیسے ابھی معزز رکن نے پولیس کی تنخواہوں کی بات کی۔ اتفاق سے جناب سپیکر میں تحصیلدار بھی رہا ہوں اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب میں تحصیل سیالکوٹ میں تعینات تھا تو میں نے وہاں سال کا تحصیل بجٹ دیکھا تو وہ دو سو روپے سے بھی کم تھا۔ ہم سپاہی کی بات کرتے ہیں، ابھی ڈیوٹی کی بات ہو رہی تھی۔ اس میں شک نہیں ہے کیا اس سپاہی کو ہم ٹرانسپورٹ مہیا کرتے ہیں، کیا اس سپاہی کو ہم کوئی fuel دیتے ہیں، کیا اس سپاہی کو جو allowances دیتے ہیں وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے سکے؟ قطعی طور پر نہیں۔ ہم نے اس طرف بھی توجہ دینی ہے۔ انہیں ٹرانسپورٹ بھی مہیا کرنی ہے، اچھے اسلحہ سے بھی lace کرنا ہے ہم نے ان کو اچھی تنخواہیں بھی دینی ہیں اس کے بعد جا کر ہم

expectکر سکتے ہیں کہ وہ کچھ بہتری لائیں گے لیکن مجھے پتا ہے کہ ٹائم تھوڑا ہے کچھ ضروری باتیں ایسی ہیں، کچھ مقدمات ایسے ہیں جن کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر! اسی اسمبلی کے سابق ممبر سابق وزیر قانون چودھری فاروق کی میں بات کرنا چاہوں گا ان کے ساتھ ان کا ڈرائیور بھی murder ہوا تھا۔ اس کی بیوہ کے گھر میں کچھ لوگوں نے داخل ہوتے ہوئے دیکھا F.I.R جس کا نمبر524 ہے اور18-11-08 کو بجرم 452,427,337, 354درج ہوئی۔ آج تک ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا، کیوں نہیں ہوا، بات یہ نہیں ہے کہ یہ جرم سرزد نہیں ہوا بات یہ ہے کہ وہ چودھری فاروق کے ڈرائیور کی بیوہ ہے اور فاروق کے ڈرائیور کی بیوہ کا تعلق مجھ سے ہے۔ میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں اپوزیشن میں ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے معاملات جب ہوں گے تو میں نہیں سمجھتا، اسی طرح ایک F.I.R 11 نمبر کی ہے جو کہ جنوری کی 13 تاریخ کو دفعات 336، 337 کے تحت کاٹی گئی تھی۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کو واضح کیا جائے۔ آئی جی صاحب سمجھ رہے ہوں گے۔ اس کا آج تک ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا۔ کاغذوں میں ہر چیز موجود ہے۔ اسی طرح میں ایک بات اور کرنا چاہتا ہوں اور بالخصوص آئی جی صاحب کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک مقدمہ نمبر 104/8 مورخہ 23-3-2008 بجرم 365ت پ کا درج کیا گیا تھا۔ یہ مقدمہ اغوا برائے تاوان کا تھا۔ ہوتا کیا ہے کہ پی او سٹاف جس کا انچارج مظہر اقبال عرف گوری کھاریاں میں انچارج تھا۔ اس نے جو اشتہاری بندہ ہے اور جس کا نام مدثر اقبال ہے اور جس کے خلاف FIR نمبر 668-666 بجرم 399,402 کی 132065 کی 25-9-2006 کو درج تھیں۔ وہ ایک اشتہاری تھا اسے پکڑ کر حوالات میں بند کر دیا۔ جب اسے پکڑ کر پی او سٹاف کے انچارج نے اسے بند کر دیا تو اس وقت کیا ہوتا ہے کہ ہمارے محترم متعلقہ ایم این اے صاحب کے چچا جو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے لیکن treasury benches کی طرف سے بات آئے گی۔ میں نے یہ فائل بھی اسی لئے دی ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے یہ میرا لکھا ہوا نہیں ہے۔ یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے روزنامچے کی بات ہے۔ روزنامچے میں بمعہ رپٹ سب کچھ لکھا ہوا ہے اور وہ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی دردناک story ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ہم نے پولیس والوں سے کام کیسے لینے ہیں؟ جناب آفیسرز کمانڈ کرتے ہیں، officers

planningکرتے ہیں آفیسرز ان اہلکاروں کو protectionدیتے ہیں۔Actuallyکام ان کانسٹیبلوں نے کرنا ہوتا ہے اگر کوئی کانسٹیبل کسی اشتہاری کو پکڑ کر حوالات میں بند کرتا ہے تو کوئی سرکاری آفیسر یا اقتدار میں بیٹھا ہوا کوئی ایم این اے یا ایم پی اے اپنی اتھارٹی کے تحت کہے کہ یہ اشتہاری مجھے دے دو وہ دینے سے انکار کر دے اور اسے dismiss from serviceکیا جائے تو کیا آپ believeکریں گے کہ پولیس والے کام کریں گے۔ یہ فائل میں روزنامچے کی جو languageہے اسے اگر میں پڑھنا شروع کروں۔ اگر آپ تھوڑی سی مہربانی فرمائیں تو میں اسے پڑھنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے مقررہ وقت میں جتنا مرضی پڑھ لیں مجھے اس پر کیا اعتراض ہے۔

چودھری محمد ارشد: اے ایس آئی کے روزنامچہ میں رپٹ نمبر 6 ہے۔ مورخہ 3-6-2008 کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پی او سٹاف کے صحن میں گاڑیاں رکنے کی آواز آئی۔ دروازہ کھٹکا اور سنتری نے دروازہ کھولا ملک حنیف اعوان ضلعی صدر مسلم لیگ (ن) ہمراہ ان کا سیکرٹری مدثر، ملک عبیداللہ، خالد بمعہ آتشیں اسلحہ بلٹ مارتے ہوئے احاطہ سٹاف میں داخل ہوئے۔ بے ہودہ گفتگو شروع کر دی، گالی گلوچ کرتے رہے۔ میں نے منت سماجت کی کہ ملک حنیف صاحب، بیٹھنے کے لئے کہا اور پوچھا کہ وجہ کیا ہے، ملک حنیف صاحب نے فرمایا کہ مجھے جانتے ہو میں کیا کرتا ہوں؟ میں نے کہا، ملک صاحب! بات تو بتاؤ، ملک صاحب کہنے لگے کہ میرے پوچھے بغیر میرے سیکرٹری مدثر کے گاؤں کیوں گئے؟ میں نے کہا ملک صاحب! مدثر سیکرٹری کے گاؤں میاں مدثر اقبال ولد شریف دو مقدمات میں رجسٹرڈ، چار مقدمات میں ریکارڈ یافتہ اشتہاری ہے۔ رپٹ نمبر 5 کے تحت اس کو باضابطہ طور پر گرفتار کیا ہے، دے نہیں سکتا۔ ملک صاحب نے غصے میں آکر کہا، میرا قانون چلے گا میرا حکم ہے کہ پی او سٹاف ختم، کوئی پی او سٹاف نہیں۔

جناب والا! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت وہاں کے ڈی پی او محمد افضل ورک صاحب تھے اس میں شک نہیں ہے کہ میرے پاس ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے ان کی ایمانداری پر شاید مجھے شک نہیں ہے لیکن ان کی ایک ایمانداری پر مجھے شک ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ کسی

کوانصافprovide نہیں کرتے۔انہوں نے پیسے نہ لے کر ایمانداری کا جھنڈا گاڑا ہوا ہے لیکن یقین کرلیں میں نے ابھی جن ایف آئی آرز کی بات کی میں خود ان سے ملا ہوں۔ میں نے آئی جی صاحب کو جو فائل دی ہے اس کے حوالے سے میری آخریrequest یہ ہے کہ وہ اے ایس آئی تو چار مہینوں کے بعد بحال ہو گیا ان پولیس ملازمین کا کیا قصور جنہوں نے اس شتہاری کو پکڑا اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ اشتہاری 3 تاریخ کو گرفتار ہوتا ہے، حوالات میں بند ہوتا ہے، روزنامچے پر گرفتاری پڑتی ہے وہ releaseہو جاتا ہے اورnext day اسی اشتہاری کو مدعی بنا کر ان اہلکاران کے خلاف پرچہ درج کیا جاتا ہے اور وہ آج بھی اشتہاری ہی ہے۔ یہ کانسٹیبلز دو مہینے حوالات میں رہتے ہیں اور آج تک dismiss ہیں۔اس پرچے کی ایف آئی آر بھی اس فائل میں موجود ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کیسے بات چلے گی، یہ پولیس والوں سے کیسے کہیں گے کہ وہ ہمارے لئے امن و امان کا کوئی سلسلہ کریں؟

جناب سپیکر: چودھری ارشد صاحب! بہت شکریہ۔جی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔الحمد للہ یارب العالمین۔ میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں as compared to آج سے ایک سال پہلے اور اس سے پیچھے چلے جائیں دس سالوں پر محیط عرصہ قوم نے جس طریقے سے گزارا اور اب ان حالات کو ہم اطمینان بخش نہیں کہہ سکتے تو تسلی بخش ضرور ہیں۔یہاں پرFriday کو law and order situation پر میرے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب لاء منسٹر نے جس طریقے سے factual in detail اعداد و شمار کے ساتھ comprehensive debate کی اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔لاء منسٹر صاحب ہمیشہ home work کر کے آتے ہیں اور ہر ڈیپارٹمنٹ پر ان کی گہری اور کڑی نظر ہوتی ہے اور یہ اس جاب کے لئےdeserve کرتے تھے اور اس کے لئےfit ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے goal کو آسانی سے achieve کریں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر موبائل فون کا رونا رویا گیا اور بھی چھوٹی چھوٹی باتیں point out کی گئیں، کاش! اس floor پر آج ظلِ ہما کا بھی ذکر ہوتا۔ 3۔نومبر کو جس انداز میں ایک historic

Kiani Hall کے در و دیوار توڑے گئے اور جہاں پر میرے وکلاء بھائی جو اپنی age کی اس پوزیشن میں تھے کہ سیدھے ہو کر بھی نہیں چل سکتے تھے ان پر کیانی ہال کے اندر گھس کر لاٹھیاں برسائی گئیں اور قانون دانوں کے ساتھ جو رویہ برتا گیا وہاں سے وہ آواز اٹھی، ایک رانا ثناء اللہ کی تھی اور دوسری قاسم ضیا کی لیکن اس floor پر کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی اور کسی کو یہ شرم نہ آئی کہ ہم نے 3۔نومبر کو P.C.O لگا کر غیر آئینی اقدام کے ساتھ طاقت کے بل بوتے پر کس طریقے سے وکلاء کا حشر نشر کیا ہے اور ساتھ میڈیا والوں کے کیمرے توڑے ہیں، ان پر گولیاں برسائی ہیں، ان کو لاٹھیوں سے چکنا چور کیا لیکن آج الحمد للہ اسی ظلم اور مظلومیت کی اس جنگ میں فتح جمہوریت کی ہوئی۔آج اللہ رب العزت نے ہمیں ایسی قیادت سے نوازا جس کے آنے سے کریمینل لوگ اور غیر آئینی اقدامات کرنے والے لوگ تھر تھر کانپنے لگے۔چیف منسٹر صاحب نے آج جو افسران کی ٹیم پنجاب بھر میں دی ہے میں ان کے ان اقدامات پر بلا مبالغہ انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کیونکہ ان پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا اور محرم کے دنوں میں آپ نے دیکھا، میں نے اپنے شہر سرگودھا میں دیکھا، ہوم سیکرٹری وسیم حسن ندیم صاحب، آئی جی صاحب اور coalition partners نے جس طریقے سے law and order کی صورتحال کو قابو کیا اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں تھا۔

جناب سپیکر!.Merit is the best policy پولیس بھرتی میں میرٹ کو جس طریقے سے develop کیا گیا ہے اس کے بھی بہت اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔اس کی بھی ضرورت ہے کہ اے ایس آئی کی پوسٹوں پر new blood کو سامنے لایا جائے تاکہ جس طرح میرٹ پر پولیس بھرتی کے نتائج سامنے آرہے ہیں اسی طریقے سے جو پرانے typical قسم کے ایس ایچ اوز ہیں اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان کے criminal لوگوں سے relationship ہوتے ہیں ان پر بھی نظر رکھی جائے کیونکہ وہ خود بھی آہستہ آہستہ criminal ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے یہاں ایک بات کہی کہ ہم آپ کو consensus دیں گے، coordination and harmony ہو گی تو وہ ہمیں اس طریقے سے تجاویز دیں۔ڈکٹیٹر نے اس ملک کو دس سال میں تباہی کے جس دہانے پر لا کھڑا کیا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔اس وقت صرف وزیر اعلیٰ شہباز شریف نہیں، مسلم لیگ (ن) یا پیپلز پارٹی نہیں بلکہ اپوزیشن کو بھی اپنا

آئینی،اخلاقی اور پاکستانی رول ادا کرنا ہے۔یہاں پولیس سروس کی بات ہوتی ہے ہم تو اس سے آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ D.S.P's and S.H.O's کے لئے residential flats بنائے جائیں،ان کو facilitate کیا جائے تاکہ وہ اپنی performance کو بہتر بنائیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے بڑی مہربانی کرتے ہوئے اور خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے جیل اہلکاروں کے لئے upgradation and increasing of salaries summary ہوم سیکرٹری صاحب کے پاس بھجوائی ہے میں ایوان کے توسط سے ان سے درخواست کروں گی کہ آپ وہ summary finalize کر کے چیف منسٹر صاحب کو return بھجوادیں تاکہ اس پر implement ہو سکے۔

جناب سپیکر!معیشت میں لاء اینڈ آرڈر کا بہت تعلق ہے۔پچھلے دور میں بے روزگاری نے جس طریقے سے زور پکڑا اسی طریقے سے یہ situation بھی خراب ہوتی گئی حتیٰ کہ سرمایہ داروں نے منہ موڑ لیا۔آپ1999 میں دیکھیں کہ کسی suicide bomber کی ایسی مثال نہیں ملتی، آپ دیکھیں کہ 2007 تک یہ تعداد کہاں بڑھ گئی تھی۔پولیس والے ہائی کورٹ کے باہر ایک ریلی کے منتظر تھے اور وہاں پر ان بے چاروں کے چیتھڑے اڑ گئے میری مراد 2007 کی ہے، ہم نے کتنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھوئے اور پاکستان کی نقصِ عامہ کی یہ صورتحال کہاں تک پہنچی اور اس کے محرکات کیا ہیں۔لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ بات نہ کریں کہ پچھلے سالوں میں کیا ہوا، پچھلی آمرانہ حکومت نے عنانِ حکومت کیسے سنبھالا لیکن یہ تو ایک تاریخ رقم ہو چکی ہے اس کو ہم نہیں بھلا سکتے، یہ ہمارے ساتھ چلے گی اور آئندہ آنے والے حکمرانوں کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا ہو گا۔پرویز مشرف نے پنجاب کے علاوہ سرحد میں جو آگ لگائی ہے، بلوچستان میں جو بارود پھینکا ہے، کراچی میں جو فرقہ واریت پھیلائی ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ highly vision میاں محمد نواز شریف صاحب کا ہے جس نے rule of law کی بات کی ہے، جس نے supremacy of Constitution کی بات کی ہے، جس نے restoration of democracy کی بات کی ہے۔انشاء اللہ تعالی ہم اپنے goal کو achieve کریں گے۔ابھی culture کی بات ہو رہی تھی۔معاشرے میں مثبت values بہت اہمیت رکھتی ہیں۔میں آپ کے توسط سے میڈیا کو یاد کروانا چاہتی ہوں کہ صحافیوں نے،وکلاء نے،سول سوسائٹی نے اور کارکنان مسلم لیگ(ن)اور پیپلز پارٹی نے اکٹھے جنگ لڑی ہے۔

وہ روشن خیالی، وہ ڈانسر صدر پرویز مشرف، وہ valentine day منانے والے، وہ marathon race والے، بہنوں بیٹیوں کو نیکریں پہنانے والے، فحاشی، بے حیائی کو فروغ دینے والے اگر آج بھی یہ بات کرتے ہیں تو یہ ''دیر آئید درست آئید'' والی بات ہے۔ ہم تو پہلے ہی اپنی اسلامی پہچان کے داعی ہیں لیکن اس میں معاشرے کو خصوصاً الیکٹرانک میڈیا کو سمجھنا ہوگا جیسے 14 تاریخ کو Valentine day منایا گیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ یہ زہر نوجوان نسل میں پھیل جاتا ہے۔ موبائل فون کمپنیاں اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لئے یہ slow poison inject کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے ایک ایسا code of conduct بنایا جائے کہ کوئی باہر کی کمپنی پاکستان میں اس طرح نہ کرے۔ آپ دیکھیں انڈیا میں پاکستان کے چینل چلانے کے لئے اجازت لینا پڑتی ہے لیکن ہمارے یہاں بھی code of conduct ہونا چاہئے۔ اس کے لئے قانون سازی ہونی چاہئے۔ اس طرح نہ ہو کہ اونٹ بے مہار کی طرح جس کا جی چاہے جو مرضی کرتا رہے۔ میرے بہت ہی قابل احترام صحافی بھائیوں کو اس میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے کہ معاشرہ رسم و رواج میں جکڑ کر نہ رہ جائے، جیسے بسنت پر گلے کٹتے رہے ہیں، خون بہتا رہا ہے۔ اسی طرح دوسری رسمیں زور نہ پکڑ جائیں۔ ان خرابیوں سے ہم نے بڑے مثبت انداز سے اور بڑے احسن طریقے سے اپنی نسل کو، اپنے بچوں کو اور اپنی قوم کو بچانا ہے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب طاہر احمد سندھو!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب شاہجہاں احمد بھٹی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب جوئیل عامر سموترا!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب شاہ رخ ملک!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک عامر ڈوگر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ انجینئر قمرالاسلام صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بقول شاعر

چلا ہے میری غریبی کا تماشا دیکھنے والے
یہ محفل اٹھ گئی جس دم تو مجھ تک دور جام آیا

جناب سپیکر! کچھ باتیں جو میں امن وامان کے حوالے سے کرنا چاہ رہا تھا، وہ بہت سے معزز ممبران نے کر دی ہیں۔اس لئے میں repetition سے گریز کرتے ہوئے جو باتیں اور تجاویز رہ گئی ہیں وہ عرض کروں گا کیونکہ یہ ایک گھمبیر مسئلہ ہے،اس کی سنجیدگی اور شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں پر جو پہلے آٹھ خواتین وحضرات ممبران اسمبلی نے اس مسئلے پر اظہار خیال کیا ہے تو ان میں سے دو ایسے ممبران تھے جن کے ساتھ خود واردات ہو چکی تھی۔ان میں سے ایک کا تعلق اپوزیشن سے ہے اور ایک کا تعلق حکومتی بنچوں سے تھا۔ میرا خیال ہے کہ ایک اہم پہلو کا ذکر نہیں ہوا۔ وہ امن وامان اور crime control میں intelligence value ہے اس لئے جب تک ہمارے پاس یا law enforcement agencies کے پاس صحیح اطلاع نہیں ہو گی کہ کہاں پر جرم ہونے والا ہے یا کہاں پر جرم ہونے کا اندیشہ ہے تو پھر اس پر قابو پانا بہت مشکل ہو جائے گا۔اس سلسلہ میں صوبائی حکومت کے پاس ایک سپیشل برانچ کا محکمہ ہے۔یہ بہت پرانا محکمہ ہے،اس کا بنیادی مقصد anti state elements کے متعلق اطلاعات کو اکٹھا کرنا تھا اور متعلقہ اداروں تک پہنچانا تھا لیکن بد قسمتی سے سپیشل برانچ کا محکمہ افسران کی "کھڈالائن" بن چکا ہے۔اس کے علاوہ پولیس کے افسران جو اضلاع یا ڈویژن میں خدمات سرانجام دے کر جب سپیشل برانچ میں آتے ہیں تو بجائے اپنے فرائض کی بجاآوری کے ان کی نظر مختلف اضلاع میں واپس اپنی posting پر ہوتی ہے کہ فلاں ضلع لینا ہے یا فلاں ڈویژن میں جانا ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم طالبعلم تھے تو یہاں پر ایک تجربہ کیا گیا تھا۔اگر میں غلط نہیں ہوں تو غالباً وہ چودھری سردار محمد صاحب کا دور تھا۔ جس طرح ابھی ٹریفک پولیس میں تجربہ کیا گیا ہے انہوں نے اسی طرح پڑھے لکھے نوجوانوں کو سپیشل برانچ کے لئے بھرتی کیا تھا اور انہیں بتایا گیا تھا کہ آپ نے سپیشل برانچ میں کام کرنا ہے۔ میں اگر غلط نہیں ہوں تو اس زمانے میں پنجاب کی سپیشل برانچ کی کارکردگی باقی تمام ادوار کی نسبت بہتر رہی ہے۔اسی طرح I.B کا جو مرکز میں محکمہ ہے اس میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ P.S.P کے افسران کی جب I.B میں posting ہوتی ہے تو وہ واپس اپنے صوبوں میں یا اضلاع میں جانے کے لئے بے چین رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ proper طریقے سے کام نہیں کر سکتے اس لئے صوبے کے حوالے سے میری یہ تجویز تھی کہ اگر سپیشل برانچ کے محکمے کے

لئے ایسی قانون سازی کر دی جائے کہ وہاں پر جو بھرتی شدہ افسران یا اہلکاران ہیں، اسی محکمے میں رہیں اور یہی تجربہ ابھی فوج میں کیا گیا ہے کہ core of military intelligence الگ کر دی گئی ہے۔ جس طرح پہلے فوج کے افسران Intelligence میں آتے جاتے رہتے تھے لیکن اب C.M.I الگ بنا دی گئی ہے۔ اس سے specialized activities کے لئے special and proper trained staff کا تقرر ہوتا ہے۔ اسی طرح تھانوں کی سطح پر پرانے دور میں S.H.O کے ساتھ کار خاص سپاہی ہوا کرتے تھے جو پرائیویٹ کپڑوں، میں اپنی beat میں اور اپنے علاقوں میں گشت کیا کرتے تھے۔ وہ وہاں سے جوا، شراب اور جو بھی جرائم ہوتے تھے ان کے متعلق اطلاعات لاتے تھے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ intelligence کے معاملے پر زیادہ توجہ دی جائے تاکہ جرائم میں کمی ہو سکے۔

جناب سپیکر! پولیس کے ملازمین پر تنقید تو سب کرتے ہیں لیکن جس طرح ابھی working hours کی بات ہوئی ہے یہ بات پہلے ہو چکی ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگر پولیس ملازمین کے working hours طے کر دیئے جائیں تو بہتر ہے جیسا کہ شیر علی خان صاحب نے بھی کہا تھا تو پھر ہم موٹروے پولیس یا ٹریفک وارڈن کے معیار کی کارکردگی کی توقع رکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں تھانوں کی اکثریت کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر ملازمین کے سونے، جاگنے اور رہائش کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ دیہات کے تھانوں میں درمیان میں ایک ہینڈ پمپ لگا ہوتا ہے اور وہاں پر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ملازم اس ہینڈ پمپ سے مستفید ہو رہا ہوتا ہے اور باقی قطار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ان حالات میں ہم توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد وسائل کا مسئلہ ہے چونکہ ہمارا ملک غریب ہے اور ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے لیکن بد قسمتی سے جتنے بھی وسائل پولیس کے لئے مختص کئے گئے ہیں، اس کا major chunk افسران بالا تک رہ جاتا ہے اور نیچے کم پہنچتا ہے۔ میں اس کی مثال یہ دوں گا کہ اگر آپ رہائشی سہولیات پر جائیں تو پنجاب کے تمام اضلاع میں D.P.O حضرات یا R.P.O حضرات کے لئے گھر

کا کل رقبہ باقی ضلع کے پولیس ملازمین کے entire گھریلو رقبے سے زیادہ نہیں تو برابر ضرور ہو گا۔ اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ وسائل کی تقسیم صحیح طریقے سے ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! بظاہر تو یہ بہت attractive figure لگتی ہے کہ اس دفعہ امن و امان کے حوالے سے اتنا بجٹ مختص کر دیا گیا لیکن وہ بجٹ بد قسمتی سے نیچے نہیں جاتا اور کچھ تھوڑی بہت seepage ہو کر ملازمین تک جاتی ہے۔ پنجاب کا کوئی ضلع ایسا نہیں ہے جہاں پر D.P.O حضرات کے پاس تین سے کم گاڑیاں ہوں۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت گھنٹہ کا اور بڑھایا جاتا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: ایک گاڑی ان کے اپنے استعمال میں ہوتی ہے، دوسری گاڑی ان کے بچوں کے زیر استعمال ہو گی۔ میں تین گاڑیوں کا کم از کم figure بتا رہا ہوں اور یہاں پر تشریف فرما تمام معزز ممبران حضرات اور آئی جی صاحب اس بات کے گواہ ہوں گے کہ چاہے اس کے استعمال کے لحاظ سے log book میں entry کچھ اور ہو گی لیکن کہیں سے بھی پتا کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم تین گاڑیاں ہر ضلع کے DPO کے زیر استعمال ہیں اور اسی طرح ان کے گھروں کا معیار دیکھ لیں چاہے وہ بجلی کے حوالے سے ہیں یا کسی دوسری مد کے حوالے سے فنڈز ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ضلع کے فنڈز کے استعمال کے سلسلے میں دو چار ایس پی حضرات یا کسی دوسرے افسران پر مشتمل کمیٹی بنا دی جائے بجائے اس کے کہ فرد واحد کے ہاتھ میں وہ تمام فنڈز ہوں۔ اس کے علاوہ پولیس آرڈر جو اس وقت enforce ہے اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ سیاسی دباؤ سے پولیس کو آزاد کیا جائے۔ اس میں کچھ تجاویز یہ بھی تھیں کہ جو P.P.O یا I.G صاحب ہیں ان کا عرصہ متعین کر دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب محمد مسعود لالی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد اسلم خان کھرل صاحب! ذرا جلدی کریں کیونکہ میں نے پہلے ہی دو تین دفعہ ہاؤس کا ٹائم بڑھا دیا ہے۔ اب مناسب نہیں لگے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ جتنا مرضی ٹائم بڑھا دیں ہم رات 12 بجے تک بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: میں تو بیٹھوں گا لیکن باقیوں کا دیکھ لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے بھی کچھ بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا نام بھی آئے گا۔ فکر نہ کریں، میں آپ کو سنوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کو بولنے کا موقع دے دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہماری request پر محترمہ کو out of turn بولنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ رائے اسلم خان صاحب سے پوچھ لیں۔

رائے محمد اسلم خان: بولنے دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کے لئے پانچ منٹ ہوں گے اس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے ساتھ یہ ناانصافی کیوں ہوتی ہے؟ دوسرے دس دس منٹ بولتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ صرف پانچ منٹ۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ ہر کوئی حکومتوں پر تنقید کر رہا ہے لیکن حکومت کے مثبت کردار کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر اعظم صاحب اور محترم صدر پاکستان جو دن رات وطن عزیز کے لئے محنت کر رہے ہیں وہ کسی کو یاد نہیں ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت جب بھی آئی اس کو بحران ملے۔ بجلی، گیس اور آٹے کا بحران ورثے میں ملا۔ الحمد للہ آج صدر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کے باہمی مشورے سے اس پر پوری لگن سے قابو پایا جا رہا ہے۔ آج ذرا غور کریں تو گھر گھر میں بجلی روشن ہے۔ پچاس فیصد لوڈ شیڈنگ کم ہو گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا لاء اینڈ آرڈر سے کیا تعلق ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کو interference سے روکا جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پہلے پانی نہیں تھا تو اس وقت ڈیم بنانا تو درکنار کسی نے گرڈ سٹیشنوں کی مرمت تک نہیں کروائی۔ آج صدر محترم نے اس پر سختی سے نوٹس لیا اور بتیس ڈیم بنانے کی فوری طور پر منظوری دی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اعجاز شفیع: اس کالاء اینڈ آرڈر کے issue سے کیا تعلق ہے جو یہ بول رہی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں سچی بات کر رہی ہوں کوئی غلط نہیں کر رہی کیونکہ سچی بات کرنے سے ان کو بہت جلن ہوتی ہے اس لئے ان سے کہیں کہ ذرا relax ہو کر پہلے میری باتیں سن لیں اس کے بعد انہوں نے جو کچھ بات کرنی ہے کر لیں کیونکہ ان کے لئے ٹائم بہت زیادہ ہوتا ہے۔ انڈسٹری کو بچانے کے لئے ہمارے صدر نے میاں منظور وٹو کو شہر شہر کا دورہ کرنے کی ہدایت کی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے خود door to door اور شہر شہر جا کر صنعتکاروں سے مشورے لئے۔ پنجاب اور وفاقی حکومت باہمی مشورے سے چل رہی ہے جو کہ دوسروں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ ہمارے صدر محترم نے چین، آسٹریلیا اور کئی ملکوں کے دورے کئے اور کہا کہ آئیں! Investment کریں، ہم آپ کو تحفظ فراہم کریں گے۔ امن و امان قائم کرنے کے لئے صدر محترم آصف علی زرداری نے خود قبائلی علاقے کا دورہ کیا۔ ایک بڑے جرگے سے خطاب کیا اور اسلام نافذ کرنے کا معاہدہ کیا۔ قبائلی متاثرین کو سہارا دینے کے لئے 16۔ارب روپے کی امداد کا اعلان کیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب میں ہمارے خادمین حرمین شریف محترم میاں محمد شہباز شریف نے پولیس والوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کہا کہ ایمانداری سے کام کرو میں تمہاری تین ہزار تک monthly بڑھا دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ انہوں نے غلط لفظ بولا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: تنخواہ بڑھا دوں گا، تنخواہ بڑھا دوں گا

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ پولیس کے ادارے پر بہت بڑا الزام لگا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے تنخواہ کے لئے کہا ہے۔ تنخواہ پر monthly تو بڑھ سکتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Leader of the Hose پر تہمت لگانے کے برابر ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ٹائم یہ لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ monthly تنخواہ کہہ رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں بھی یہی کہہ رہی ہوں۔ خادم اعلیٰ نے اپنا فریضہ عبادت سمجھتے ہوئے فوری طور پر گھر گھر جا کر انصاف دلایا اور حوّا کی بیٹی کو انصاف دلایا۔ جیو چینل پر یہ واضح دکھایا جاتا ہے کہ عورتوں کو کس طرح یہ انصاف دلا رہے ہیں۔ گیارہ سال سے نظام اتنا بگڑا ہوا تھا کہ ان دونوں حکومتوں کے پاس اس کو ٹھیک کرنے کے لئے کوئی الہ دین کا چراغ تو نہیں ہے یا کوئی ''کھل جا سم سم'' تو نہیں ہے کہ فوری ہو جائے اس پر تھوڑا سا وقت لگے گا اس لئے تنقید برائے تنقید کرنا حکومت کے لئے ناانصافی ہے۔ لہذا حکومت کے لئے خیر سگالی جذبات رکھنے چاہئیں اسی میں ملک کی بہتری ہے۔ اب ان کو آپ موقع دے دیں۔ میں صرف ایک بات کہتی ہوں کہ:

اپنے لئے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! "منتھلی" لفظ حذف کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مہربانی کر کے اسے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ وہ منتھلی تنخواہ کی بات کر رہی تھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا الزام ہے۔ اس طرح آپ ایک محکمے پر الزام لگا رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ہم نہیں دیکھتے اس جہاں میں، ہم کام کرنے والے ہیں اور کرتے رہیں گے، کرواتے رہیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رائے اسلم صاحب!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ جمہوری حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد پنجاب اور پاکستان میں امن وامان کی حالت بہت بہتر ہوئی ہے۔ ہماری بڑی بہن کی تقریر کے درمیان میرے بھائی بولتے رہے ہیں۔ میں کم از کم اپنے ضلع اور حلقہ انتخاب کی مثال دیتا ہوں کہ جہاں مویشی چوری اور ڈاکہ زنی کا راج تھا لیکن جمہوری حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد اب شاذ و نادر ہی ایسی مثال سامنے آتی ہو۔ اسی طرح پورے پنجاب میں ایک وقت تھا کہ جب آپ صبح اخبار دیکھتے تھے تو بلڈ پریشر تیز ہو جایا کرتا تھا لیکن اللہ کے فضل سے اب آپ جب صبح اخبار دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ کسی جگہ پر کسی مظلوم کے پاس وزیر اعلیٰ پہنچے ہوئے ہیں، کسی مظلوم کے پاس کوئی وزیر گئے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کہیں صدر مملکت نے وفاقی وزراء کی ڈیوٹیاں لگائی ہیں کہ گھر گھر جا کر لوگوں کی تکالیف معلوم کریں اور ہر ضلع اور تحصیل ہیڈ کوارٹر پر لوگوں کے مسائل سنیں اور انہیں دہلیز تک انصاف پہنچائیں۔ باوجود اس چیز کے کہ امن و امان ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں مزید بہتری کے لئے اصلاحات کی ضرورت ہے۔ میرے بھائی صبح فرما رہے تھے کہ واقعی اس بات کی ضرورت ہے کہ موٹروے پولیس اور پٹرولنگ پولیس کی طرح پنجاب پولیس کے ملازمین کو بھی اس معیار سے تنخواہیں دی جائیں اور ایسے الاؤنسز دیئے جائیں کہ ان کی نظر کہیں اور نہ پڑے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور عرض کروں کہ آمریت کے بعد جب جمہوریت کا سورج طلوع ہوا ہے تو فوج کے بعد بیوروکریسی کو بھی بے لگام نہیں کر دینا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب منتخب عوامی نمائندے بیوروکریسی کے ساتھ مشاورت کر کے تجاویز دیں گے، اصلاحات لائیں گے تو انشاء اللہ یہ جو چھوٹی موٹی باتیں ہیں یا جو تحاریک استحقاق وغیرہ ہیں، جب یہ سیشن شروع ہوا تو ایک دن میں پانچ تحاریک استحقاق پولیس کے خلاف آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب مشاورت کا عمل

ہو گا، جب بیوروکریسی بھی یہ محسوس کرے گی کہ یہ ایک ایک لاکھ عوام کے نمائندے ہیں اور ان سے مثبت تجاویز ملیں گی، لوگوں نے انہیں اس لئے ووٹ دیئے ہیں کہ یہ قدرے ملک اور صوبہ کی بھلائی چاہتے ہیں۔ جب ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ ہو جائے گا اور معقول تنخواہیں ہو جائیں گی، allowances معقول ہو جائیں گے تو میں توقع کرتا ہوں کہ پھر کرپشن بلاشبہ بالکل ختم ہو جائے گی اور جس کا گراف اللہ کے فضل سے اب کافی حد تک down ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، ہوم سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں تو میں یہ کہنے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کروں گا کہ سوچ کی جتنی تبدیلی افسران میں آئی ہے اتنی تبدیلی نیچے کی سطح پر بھی آ جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ پرانا تھانہ کلچر ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے۔ میرے بھائی نے فرمایا تھا کہ پولیس اگر کسی اشتہاری پر ہاتھ ڈالتی ہے تو صبح کو وہ ڈی پی او نہیں ہوتا۔ میرے دوست! وہ وقت چلا گیا جب اراکین اسمبلی اور اقتدار والے لوگوں کے ڈیروں پر اشتہاریوں کے جھرمٹ لگے ہوتے تھے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر یہی سوچ نیچے کی طرف بھی جائے گی تو انشاء اللہ یہ معاملات طے ہو جائیں گے۔ چونکہ بعض پولیس اہلکار یا کسی اور محکمے کے ملازم بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ کوئی میرا عزیز ہے، کوئی راؤ صاحب کا دوست ہے اور کوئی میرے بھائی کا عزیز ہے تو وہ اپنے عزیزوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے۔۔۔۔

(اذان عصر)

میں عرض کر رہا تھا کہ ہر محکمے میں کچھ نہ کچھ کالی بھیڑیں ہوتی ہیں جو اپنے دوستوں، اپنے عزیزوں، سابق حکمرانوں کے مفادات کو تحفظ دینے کے لئے اور ان کے کالے کرتوتوں کو تحفظ دینے کے لئے اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی لئے میں عرض کر رہا تھا کہ جب عوامی نمائندوں اور افسران کی آپس میں مشاورت ہو گی تو میں اپنی اسی بات کو دہراتا ہوں کہ عوامی نمائندے جنہیں لوگوں نے منتخب کیا ہے، ہمارے صوبے کے وزیراعلیٰ کو عوام نے منتخب کیا ہے۔ ہمارے ملک کے وزیراعظم کو عوام نے منتخب کیا ہے تو وہ گلی گلی جاتے ہیں، پانی میں جاتے ہیں، مظلوموں کے پاس جاتے ہیں اور وہاں جا کر مسائل معلوم کرتے ہیں، تکالیف معلوم کرتے ہیں۔ وہ کسی سابق ڈکٹیٹر اور آمر کی طرح صرف ڈنڈا ہی نہیں

چلاتے اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر قانون سے گزارش ہے کہ ممبران اسمبلی کی شکایات کو حل کیا کریں چاہے ان کا تعلق (ق)لیگ سے ہو،(ن)لیگ سے ہو یا پیپلز پارٹی سے ہو۔ شکریہ

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب!تقریر نہیں صرف پوائنٹ آف آرڈر ہی ہو گا۔

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔جناب سپیکر!آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے تو میں آئی جی صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے فیصل آباد میں پی پی۔72 جو کہ میرا حلقہ ہے وہاں کرسچین ٹاؤن ہے جو ہیروئن کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔میں یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر ہر روز صبح دو سے تین سو آدمیوں کی لائن لگتی ہے اور لائن لگا کر وہاں پر ہیروئن بکتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں،ان کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے،بس آپ بیٹھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!کرسچین ٹاؤن پی پی۔72،فیصل آباد۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔شاہ صاحب!صرف پانچ منٹ کے لئے بات ہو ان سب دوستوں کا خیال کریں کیونکہ ٹائم کافی ہو رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میرا تو آخری نمبر تھا۔

جناب سپیکر: جی،نہیں۔آپ کا آخری نمبر کہاں تھا؟

سید حسن مرتضیٰ: اگر کسی نے بات کرنی ہے تو وہ کر لے۔

جناب سپیکر: کیا آپ آخر میں جانا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں آخر میں کر لوں گا۔میں جناب!wind up کر لوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ بٹر!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔ سید صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں بعد میں بات کروں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے۔جناب!میں کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ صرف آپ پانچ منٹ کے لئے بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں خواجہ اسلام کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کے حلقے میں لوگ اتنے civilized ہیں کہ وہ ہر چیز لائن میں لگ کر لیتے ہیں۔ (قہقہہ)

ایک آواز: یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے آج تک کبھی بھی غیر پارلیمانی زبان استعمال نہیں کی۔

جناب سپیکر: شاباش، شاباش۔

سید حسن مرتضیٰ: حالانکہ اس طرف سے ہمیں گالیاں بھی دی جاتی ہیں لیکن ہم اس کے بدلے میں بھی انہیں پیار اور محبت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سارے سمجھدار ہیں ایسی بات نہیں کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو پولیس کے ان شہیدوں کو جنہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اس کے ساتھ ساتھ ان کے بچوں کے مستقبل کا بھی خیال کیجئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان شہداء کے بچوں کے مستقبل کے لئے ہماری جانیں بھی حاضر ہیں۔ اس پر اگر ہماری حکومت legislation کرے، انہیں facilitate کریں گے تو ہم ان کے ساتھ ہیں کیونکہ انہوں نے ہمارے امن وامان کو بچانے کی خاطر بہت قربانیاں دی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان درندہ صفت پولیس ملازمین کی مذمت بھی کروں گا جن کے پیچھے حصول انصاف کی خاطر غریب لوگ تڑپ تڑپ کر جانیں دے دیتے ہیں، چل چل کر اپنے جوتے توڑ لیتے ہیں۔ یہاں لاہور میں شاید کوئی اچھا یا بہتر طریقہ ہو لیکن ہمارے جو backward اضلاع ہیں وہاں ایک تھانیدار اپنے آپ کو سپر پاور سمجھتا ہے۔ اس کے دروازے پر اگر کوئی چلا جائے تو وہ سیدھے منہ بات کرنا پسند نہیں

کرتا۔آج اس2009 میں بھی F.I.R درج کروانا اتنا مشکل کام ہے کہ آپ سوچ نہیں سکتے۔ میاں محمد شہباز شریف کے حکم سے پچھلے دنوں جو P.Os کے خلاف کریک ڈاؤن ہوا اس میں بڑے بڑے نامی گرامی اشتہاری پکڑے گئے لیکن میری تحصیل چنیوٹ میں ان کے خلاف کوئی مقدمہ، کوئی F.I.R کاٹنے کے لئے تیار نہیں۔ میں کل بھی I.G صاحب کے پاس حاضر ہوا اور انہیں ایک درخواست دی۔ایک آدمی جس نے تاوان دے کر اپنا ٹریکٹر واپس لیا تھا اس کا بھی پرچہ S.H.O درج نہیں کر رہا تھا، ایک آدمی جس نے تاوان دے کر اپنا بچہ واگزار کروایا تھا اور اس اشتہاری کے پکڑے جانے کے بعد وہ دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں لیکن ان کا پرچہ درج نہیں ہو رہا ہے۔ ہم یہاں امن وامان کے حوالے سے بات کرتے ہیں کہ وانا میں یہ ہو رہا ہے، باجوڑ میں یہ ہو رہا ہے، سوات میں یہ ہو رہا ہے لیکن ہمارا پنجاب، ہماری اپنی تحصیلیں اور ہمارے اپنے گاؤں محفوظ نہیں ہیں۔

جناب والا!آپ دیکھیں، آپ کا تعلق بھی ایک گاؤں سے ہے ایک ایک رات میں اٹھارہ اٹھارہ چوریاں اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، لوگ اپنے جانوروں کے رسے پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک وقت تھا جب چوریاں ہوتی تھیں لوگ سوئے ہوتے تھے، گھروں سے باہر ہوتے تھے تو چور چوری کر کے لے جاتے تھے۔آج جناب!ایسا وقت آگیا ہے کہ ڈکیتی ہوتی ہے، چور گھر میں گھستے ہیں، لوگوں کو مارتے ہیں پیٹتے ہیں اور انہیں گن پوائنٹ سے اٹھا کر ان کا سامان انہی کے سروں پر رکھ کر کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں جگہ چھوڑ کر آؤ۔یہ لمحہ فکریہ ہے۔ میں پچھلے دنوں جی ٹی روڈ سے گجرات جا رہا تھا میں نے وزیر آباد کے قریب دیکھا ایک شخص اپنے کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔ایک طرف بیل تھا اور دوسری طرف اس کسان نے خود پنجالی اپنے گلے میں ڈالی ہوئی تھی اور ہل چلا رہا تھا۔ یہ alarming situation ہے اس سے زیادہ حالات خراب نہیں ہو سکتے۔ ہماری گورنمنٹ ہے، ہم گورنمنٹ کا حصہ ہیں، ہماری گورنمنٹ اس پر کوشش بھی کر رہی ہے۔ شاید میری ان باتوں سے ہمارے اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے بھائی بڑے خوش ہو رہے ہوں۔۔۔

معزز اراکین حزب اختلاف: ہم افسوس کر رہے ہیں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اچھا ہے،انہیں افسوس کرنا چاہئے کیونکہ یہ حالات انہی کے پیدا کردہ ہیں۔(قہقہہ)

آج پہلی مرتبہ انہوں نے مہربانی کی اور اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ ان کی طرف نہ دیکھیں آپ میری طرف دیکھیں اور مجھ سے مخاطب ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیسے نہ دیکھیں،پوری قوم ان کی طرف دیکھ رہی ہے کہ انہوں نے کس حال میں اس ملک کو چھوڑا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ جی!بس کریں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے صرف اعجاز شفیع صاحب اور لغاری صاحب سے بات کی تھی باقی ویسے ہی بول رہے ہیں۔ میں لاء منسٹر اور آپ کی وساطت سے آئی جی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے ماتحتوں کا رویہ اس حد تک تبدیل کریں کہ وہ بغیر سفارش کے، اگر کسی کے پاس کوئی ایم پی اے، کوئی ایم این اے، کوئی کونسلر، کوئی ناظم نہیں ہے تو اس غریب کی بات سنیں اسے انصاف ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یقیناً آپ کی بات صحیح ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اگر یہ کام ہو جائے گا تو پھر کوئی ایم پی اے، کوئی ایم این اے S.H.O لگوانے کی خواہش ظاہر کرے گا اور نہ ہی اس چیز کی ضرورت پڑے گی۔ آپ بار بار گھڑی کو دیکھ رہے ہیں میں انہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ بڑی مہربانی۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر!میرے بھائی ابھی بات کر رہے تھے میں بالکل ان سے اتفاق کروں گی کیونکہ ہمیشہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ میں بولوں گی تو لگے گا کہ میں criticize کر رہی ہوں لیکن اگر صحیح بات کو point out کیا جائے تو اس پر ہمیں اتفاق کرنا چاہئے اور اس کو

second کرنا چاہئے اس سے اگلے کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔same یہی میرے points تھے کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کے ٹیلیفون کے بغیر پولیس افسران کو چاہئے کہ وہ ان عام لوگوں کی بات سنیں جن کے پیچھے کسی ایم پی اے، کسی ایم این اے اور کسی منسٹر کا ٹیلیفون نہیں جاتا۔ کچھ روز پہلے اسی طرح کا ایک واقعہ رونما ہوا ہے جس پر میں تحریک استحقاق بھی لے کر آئی ہوں اور جناب وزیر قانون نے میری اس معاملے میں بہت help کی ہے۔ انہوں نے باقاعدہ ان پولیس افسران کو حاضر کیا، میں کسی وجہ سے موجود نہیں تھی۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت پندرہ منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ transport سے related تھا۔ یہ میری شکایت نہیں ہے میں صرف request کرتی ہوں پولیس کے اس ناروا سلوک کے بارے میں جو transporters کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ transporters جو directly پولیس کو یہ نہیں کہتے کہ ہم آپ کے من پسند transporters ہیں یا ہم آپ کو پیسے دے دیں گے آپ ہماری یہ بات سن لیں، یا ہمارے پیچھے منسٹرز ہیں یا کسی کا ٹیلیفون ہے۔ میں ان transporters کی بات کر رہی ہوں جو direct پولیس افسران کے پاس جاتے ہیں اور وہ پولیس کو اپنا protector سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری help کریں گے اور آگے سے پولیس افسران ان کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ ہمارے دفتر میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ ہم مصروف ہیں، ہمارے پاس ابھی وقت نہیں ہے جس پر میں already تحریک استحقاق جمع کروا چکی ہوں اور میں آپ کی توجہ اسی معاملے پر مبذول کراؤں گی جو میرے بھائی نے بات شروع کی تھی۔ بہت اچھا ہے کہ ہم لوگوں کے ٹیلیفون کئے بغیر ان transporters کی بات سنیں تاکہ وہ پہیہ جام ہڑتالوں تک نہ پہنچیں اور مجھے ابھی بھی امید ہے جیسا کہ پٹرولنگ پوسٹ اور ٹریفک وارڈنز ہیں وہ بالکل رشوت نہیں لیتے۔ ان کی اتنی اچھی repute ہے، ہر کوئی ان کی تعریف کرتا ہے تو میں چاہتی ہوں، میری تجویز ہے کہ اسی طرح کے جو پچھلے دور میں، میں کسی دور کو point out نہیں کرنا چاہوں گی لیکن میں یہ بتانا چاہوں گی کہ جو rules relax کر کے جن افسران کو بھرتی کیا جاتا تھا انہیں اب گولڈن شیک ہینڈ کر کے ہٹا دیا جائے اور ان کی جگہ پٹرولنگ پوسٹ اور ٹریفک وارڈن جیسے افسران کو لانا

چاہئے تاکہ جو ہمارا نظام ہے جسے اب لوگ appreciate کررہے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ appreciate کر سکیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب بس کریں۔اب میرا بھی کچھ خیال کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر !آپ کا حکم، میں صرف ایک منٹ سے بھی کم آپ کے اور آئی جی صاحب کے نوٹس میں لانا چاہوں گی کہ کچھ روز پہلے میں نے آئی جی صاحب سے بات کی ہے کہ میں ان ٹرانسپورٹروں کی طرف سے ان کی نمائندگی کرنا چاہتی ہوں کہ جو پولیس کے پاس جاتے ہیں اور ان کی بات نہیں سنی جاتی۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے بھی میری اس درخواست کو منظور کیا ہے اور میں ان کی بڑی شکر گزار ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔آگے ہیں سید ابرار حسین شاہ صاحب۔ شاہ صاحب! منٹوں میں بات کریں۔ دو تین منٹوں میں، یہ معاملہ پھر خراب ہو رہا ہے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس لاء اینڈ آرڈر کی تجاویز میں شمولیت حاصل کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ امن وامان کی صورتحال ہر ملک کی سلامتی کے لئے درست رہنا ہی ضروری ہوتی ہے۔ امن امان کی صورتحال درست اور اچھی اس وقت ہی رہتی ہے جب آبادی یا سوسائٹیاں انصاف کی بناء پر اپنے معاملات کو حل کرتی ہیں۔ ہماری عدالتوں میں جو کیس اتنی دیر انتظار میں رہتے ہیں کہ ان کا آٹھ آٹھ سال، دس دس سال فیصلہ ہی نہیں ہوتا اور جو ملزم ہیں یا جو بھی جرم کرنے والے ہیں وہ اس وقفے میں نہ جانے اور بھی کتنے جرم کر گزرتے ہیں اب ہمارے لئے انتہائی ضروری یہ ہے کہ جو جرم وار ثابت ہوتا ہے یا جو عدالت میں کیس پہنچتا ہے تو ہماری معزز عدالتیں جلد سے جلد فیصلہ کر کے جرم کرنے والوں کو کیفر کردار تک یا ان کی جو سزا بنتی ہے انہیں وہاں تک پہنچائیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ کا حامل ہوں۔ اس کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ ہم اپنی قوم میں شعور develop کرنے کے لئے اپنے تعلیمی پروگرام کو آگے بڑھائیں جیسا کہ ہماری حکومت

کے ایجنڈے میں بہت زیادہ اس کو اہمیت دی جاتی ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے ہم ہر بچے کو موقع مہیا کریں۔ اس طرح ہماری تعلیم بھی دہشت گردی اور اس طرح کے جرائم کے واقعات سے بچا سکتی ہے جو کہ پہلا درس ہم اپنے بچوں کو سکولوں کی صورت میں دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بھی چھوٹے موٹے واقعات روزمرہ کے ماحول میں routine میں ہوتے ہیں وہ بھی اسی لئے ضد اور نفرت کا سبب بنتے ہیں جب کسی کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے۔ جب سارے معاملات انصاف کے ساتھ حل ہوں، کوئی بھی درخواست گزار جب تھانے میں اپنی درخواست لے کر جائے تو اس پر اس کو فوری حق رسی ملے۔ اس طرح جرم وزیادتی کرنے والا discourage ہوتا ہے اور اس discourage ہونی کی وجہ سے آئندہ آنے والا ایک جرم مزید پیدا ہونے سے کم ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے ایک یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں یہ جو بدامنی کے حالات ہیں، خاص طور پر دہشت گردی کے حوالے سے جو حالات پیدا ہوئے ہیں اس میں، میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے میڈیا والوں کو گزارش کروں گا کہ وہ اپنا role ادا کریں، یہ نہ کریں کہ ہم نے صرف یہ خبر لگانی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! wind up کریں پلیز۔

سید ابرار حسین شاہ: جی، میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

سید ابرار حسین شاہ: یہ میرے آخری message کے طور پر عرض ہے کہ اس کو صرف اس حد تک نہ رکھیں کہ فلاں جگہ پر یہ واقعہ ہو گیا ہے بلکہ آپ ہمارے بھائی ہیں، اس کمیونٹی میں انہوں نے بھی اس کو لے کر آگے چلنا ہے، اس کو بھی یہ اس طرز پر کریں کہ جرم کرنے والا discourage ہو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! بہت مہربانی۔

سید ابرار حسین شاہ: مثلاً ہمارے ٹی وی میں ایسے پروگرام ہوں جو کہ نصیحت آموز ہوں اور ہماری آنے والی نسل ان سے استفادہ حاصل کرے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔جی، چنیوٹی صاحب!آپ ذرا جلدی دو منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔دو منٹ سے زیادہ ٹائم میں نہیں دے سکتا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!مجھے یہ شکوہ ہے کہ میں نے تین گھنٹے پہلے یہاں سلپ بھیجی تھی۔

جناب سپیکر:جی، میرے پاس وہ نہیں آ سکی ہے۔I am sorryآپ نے جو مجھے اب فرمایا ہے میں دو منٹ کے لئے آپ کو کہہ رہا ہوں، وہ دو منٹ اگر آپ نے ایسے ہی ضائع کرنے ہیں تو پھر آپ کی مرضی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!یہ دو منٹ میں تو بے عزتی کروانے والی بات ہے۔میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ عدل قائم ہو تو امن آتا ہے اس کے لئے ایک بڑا تاریخی جملہ ہے کہ ایک سفیر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے تھے،انہوں نے دیکھا کہ وہ جنگل میں سو رہے ہیں تو انہوں نے کہا تھا"حکمتا فعدلتا امنتا فمنتا" کہ آپ نے حکومت قائم کی تو آپ نے عدل قائم کیا اور امن قائم کیا تو آپ آج آرام سے سو رہے ہیں۔امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امنتا بھی حاصل ہو گا جب ہم عدل معاشرے میں قائم کریں۔لہذا معاشرے کے تمام طبقات میں عدل و انصاف کا قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت جو امن تباہ ہو رہا ہے اس میں پہلے دوستوں نے بھی اشارہ کیا ہے کہ ایف آئی آر کو چاک کرنے میں جو بلاوجہ تاخیر کی جاتی ہے اس سے مدعی جب دیکھتا ہے کہ اس سے مجھے کوئی وہاں انصاف نہیں مل رہا تو وہ غلط قسم کے انتقامی ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے اس لئے اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ جیسے کسی صحیح واقعہ کی اطلاع تھانے میں پہنچائی جائے تو اس پر فوری ایکشن لیا جائے۔ہم یہاں جیسے پولیس کو کوستے ہیں تو ان کی ضروریات کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ہمارے ہاں 2004 میں چوکی چناب نگر کو قادیانیوں کی سازش سے منہدم کر دیا گیا لیکن 6۔دسمبر 2004 کو ڈی آئی جی فیصل آباد نے دوبارہ اس چوکی کو بحال کیا مگر آج تقریباً پانچ سال گزر گئے ہیں اس چوکی کی کوئی عمارت نہیں بنائی گئی اور وہاں پولیس ملازمین سردی اور گرمی کے تھپیڑے

جھیلتے رہتے ہیں۔اس طریقے سے ہمارے ہاں ایک بدنام زمانہ جگہ جنگھڑ گلوتھراں ہے، وہاں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک چوکی پاس کی گئی لیکن ابھی تک اس کی کوئی عمارت نہیں بنائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، حضرت ٹائم ختم ہوا، بڑی مہربانی۔ جی، محمد شفیق خان صاحب!۔۔۔ محمد شفیق خان صاحب ہیں؟

جناب محمد شفیق خان: جی۔

جناب سپیکر: جی، بولئے گا لیکن آپ کو بھی اتنے ہی منٹ ملیں گے جتنے حضرت کو ملے ہیں۔ دو منٹ کے بعد آپ کو bell ہو جائے گی۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ کوئی بات نہیں، میں نے دو منٹ ہی بات کرنی ہے۔ مجھ سے پہلے جتنے معزز اراکین ہیں انہوں نے بہت تفصیل سے بات کر لی ہے تو آج چونکہ ہمارے آئی جی صاحب بھی بیٹھے ہیں میں ایک دو باتیں ان کے گوش گزار بھی کرنا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی۔7 تحصیل ٹیکسلا اور چکڑی پر مشتمل ہے۔ میں ایک دو باتیں ضلع راولپنڈی کے حوالے سے بھی کروں گا۔ میرا حلقہ پی پی۔7 چونکہ این ڈبلیو ایف پی اور پنجاب کے سنگم پر واقع ہے اور دہشت گردی کی جو آگ این ڈبلیو ایف پی میں لگی ہوئی ہے اس کے اثرات، اس کی تپش ہم لوگ بھی محسوس کرتے ہیں۔ آپ سب کے علم میں بھی ہو گا کہ پچھلے دنوں جو واہ کینٹ میں ایک بہت بڑا خودکش دھماکا ہوا اور اس میں سینکڑوں لوگ مارے گئے اور کافی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے جو آج تک ہسپتالوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ وہاں کی ایک دہشت گردی کی مثال ہے۔ میں آئی جی صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو دہشت گردی کا سلسلہ این ڈبلیو ایف پی میں چل رہا ہے یہ آہستہ آہستہ پنجاب میں بھی آ رہا ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے انہیں کچھ سوچنا چاہئے جس طرح کہ ہمارے یہاں ایلیٹ فورس ہے اس ٹائپ یا پیٹرولنگ پولیس ٹائپ کوئی ایسی فورس ہونی چاہئے کیونکہ ہمارے حلقہ کے لوگ بہت عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ اس کے علاوہ میرا حلقہ چونکہ یہ ایک بارڈر پر واقع ہے، آئے دنوں اغوا برائے تاوان، چوری، ڈکیتی، قتل و غارت کے واقعات بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے ہاں جو ڈمپر اور کار لفٹنگ کے واقعات ہیں وہ بھی بہت زیادہ ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا بلکہ میں نے اغوا برائے تاوان

کے لئے اسمبلی question بھی دیا ہوا ہے اور گزشتہ سات آٹھ ماہ کے دوران تقریباً اٹھارہ سے بیس اچھے کاروباری اشخاص وہاں سے اغوا ہوئے ہیں اور وہ باقاعدہ تاوان دے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! بہت مہربانی۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! ایک منٹ۔ اس کے علاوہ میں آئی جی صاحب کو ایک گزارش یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں جو سی پی او اور او محمد اقبال صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی بات نہیں ہم انہیں برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ان کا جو رویہ ہے وہ اپوزیشن کے خلاف بالکل one sided ہے اور ہمارے خلاف جو یہ political victimization ہو رہی ہے وہ ان کے علم میں ہو گی، ہم اس سے بہت زیادہ پریشان ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں بھی کوئی ایسی ہدایات جاری کریں کہ میرے حلقہ کے لوگ اس چیز سے بہت زیادہ پریشان ہیں، بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اب اس کو wind up کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، one minute کی بات کی ہے اور one سے آگے سنی نہیں جائے گی۔ This I tell you.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جی، بالکل۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں، پچھلی دفعہ میں نے پرسوں بات کی تھی۔ میں گزارش کروں گا کہ جو western countries ہیں ان میں جو policing ہے اس کو وہ as a special force treat کرتے ہیں اور ان کی جو salaries ہیں وہ highly salaried forces ہیں، kindly ان کو بھی ہمیں اسی طرح treat کرنا چاہئے۔

میری دوسری بات یہ ہے کہ جب تک ہماری سیاسی مداخلت کم نہیں ہو گی تب تک یہ معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ڈی پی او، ڈی سی او، ڈی آئی جی level تک، انہوں نے یہ ensure کیا ہے کہ جو competent لوگ ہیں وہ لگائے جائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اگر 1122، موٹر وے پولیس، ٹریفک

وارڈنز اور پٹرولنگ پولیس یہاں پاکستان کے اندر اس دور میں وہ اچھا وقت گزار سکتے ہیں تو باقی کیوں نہیں گزار سکتے ؟اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کو 24 hours لگایا ہوا ہے۔ایک تو شفٹ سسٹم کرنا چاہئے، اگر شفٹ سسٹم نہیں کریں گے، پولیس کو highly salaried کریں گے، پھر ان سے responsibility بھی مانگیں گے، ان سے accountability بھی مانگیں گے۔

تیسری بات میں یہ کہوں گا کہ جیسا کہ اسلام آباد میں Crisis Management Cell ہے، آئی جی صاحب اگر attentive ہوں پلیز۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان کو attentive نہ کریں، آپ چھوڑیں، اپنی بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: آئی جی صاحب اگر attentive ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: .You are not supposed to ask him آپ مجھ سے بات کریں۔ بھئی! آپ کیا کر رہے ہیں؟

You are not supposed to speak him and people sitting in the gallery.

.جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جیسا کہ اسلام آباد میں Crisis Management Cell ہے یہاں پنجاب level پر بھی Crisis Management Cell ہونا چاہئے جس میں تمام ایجنسیوں کے سربراہ اکٹھے بیٹھ کر معاملات کو چاہے وہ فرقہ وارانہ معاملات ہوں، چاہے بم بلاسٹ کے معاملات ہوں ان کو deal کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم ختم ہوا۔ جی، راناصاحب! wind up کریں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔یہاں پورے پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی بات ہو رہی ہے۔پورے پنجاب کے عوام کی بات ہو رہی ہے تو اس ناتے میں بھی ایک بات جو کہ ابھی ابھی

میرے علم میں آئی ہے میں آپ کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی میں دیکھ کر آ رہا ہوں کہ پنجاب کا پیسا دوسرے صوبوں پر لگایا جا رہا ہے۔ ہمارے قائد ایوان جو پنجاب کے خادم اعلیٰ بنے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ذرا آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: نہیں، جناب!

جناب سپیکر: آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کریں اور اس کے بارے میں کوئی تحریک لائیں، پھر بات کریں گے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں آپ سے وہ اجازت لینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی عوام کا ایک ارب روپیہ بلوچستان میں لگایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں، بس۔ مہربانی، آپ کی مہربانی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لیڈر آف دی ہاؤس کے بارے میں جو کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات ختم ہوئی، آپ چھوڑیں، چھوڑ دیجئے گا، no, please, no۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے صرف ایک جملہ کہنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا ہوں میاں صاحب!۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! صرف ایک جملہ کہنے دیجئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اب آپ کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔ رانا صاحب! Please carry on آپ اس کو wind up کریں۔ ہاؤس کا ٹائم 15 منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے مجھے ابھی وقت دیا کہ میں آج کی اس بحث کو wind up کروں محترم دوست نے جو بلوچستان کے حوالے سے بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی قابل افسوس ہے، بلوچستان پاکستان کا صوبہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اصل میں انہوں نے اپنے دوستوں سے مشورہ نہیں کیا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، جناب سپیکر! انہوں نے بات کر لی، انہیں بٹھائیں اور مجھے بات کرنے دیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ انہیں دیں لیکن اس ہاؤس سے منظوری لے کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ہاؤس سے منظوری لے کر دی ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: یہ پورا طریق کار adopt کریں، ہم ان کے ساتھ ہیں۔یہ ہاؤس سے منظوری لیں۔یہ ہاؤس اسی لئے بنا ہے۔آپ پہلے اس ہاؤس سے منظوری لیں، آپ پورا طریق کار adopt کریں۔ایک ارب کی بجائے آپ انہیں چاہے دس ارب دیں، وہ ہمارے بھائی ہیں لیکن اس ہاؤس کی منظوری سے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: ہم اس پر آپ سے اجازت لینا چاہتے ہیں۔ہم اس پر تحریک لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: لائیں تحریک، جب تحریک لائیں گے تو پھر دیکھ لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر ہی ساری تقریر کرنی ہے تو یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ہاؤس ان کا کوئی مرہون منت ہے یا

ہاؤس کوانہوں نے hostage کیاہواہے،ہاؤس کی اجازت سے دی ہے۔یہ budget document پڑھیں کہ اس میں وزیراعلیٰ کی discretion پر ہاؤس نے اپناووٹ دیاہواہے یانہیں دیاہوا؟اس discretion کواستعمال کرکے وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنے بلوچستان کے بھائیوں کے لئے اگر وہاں پر ایک کارڈیالوجی سنٹر بنایاہے تو میں سمجھتاہوں کہ وہ پاکستان کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے بنایا ہے۔انہیں کیامعلوم؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر!یہ وہ طریق کارadopt کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): یہ کیاطریقہ ہے،آپ نے بات کی ہے،اب آپ بیٹھیں،یہ آپ کابات کرنے کاکوئی طریقہ ہے؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: ہاؤس سے منظوری لے کر دیں۔آپ پہلے ہاؤس سے منظوری لیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی ہے۔آپ کارویہ ٹھیک نہیں۔لغاری صاحب!آپ دیکھیں!کنٹرول کریں۔(قطع کلامیاں)

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: وہ میری طرف اشارے کررہاہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈرپلیز۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: میں ان سے ڈرنے والانہیں ہوں۔آپ بے شک بند کریں،مجھے ڈرانے والایہ کون ہوتاہے،مجھے ایسے دھمکیاں دے رہاہے؟

جناب سپیکر: نہیں،آپ کو کوئی ڈرانہیں رہا۔نہیں،ایسی بات نہیں ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: یہ ہوتاکون ہے مجھے دھمکیاں دینے والا؟

جناب سپیکر: جی،آپ کواجازت نہیں ملی۔آپ کو بولنے کی اجازت نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: یہ بول کیسے رہاہے؟میں عوام کے ووٹوں سے آیاہوں،یہ ضمنی الیکشن میں سیٹ خیرات میں لے کرآیاہے۔

جناب سپیکر: جی،جی۔میری بات سنیں،ٹھیک ہے،ٹھیک ہے۔جی،جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): آپ کس طرح بات کر رہے ہیں؟ آپ کو تمیز نہیں ہے، آپ کو پتا نہیں ہے کہ آپ اس وقت کیسے بول رہے ہیں؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: آپ کو بھی تمیز نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب!۔۔۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ I say order. I say order for all of you. No.

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: میں اس کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔ میں لاء منسٹر کے رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔ یہ اس کا رویہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کیا ایسی بات آپ کو کہی ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا معزز ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جی، رانا صاحب! آپ اس کو wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب نے بات کرنی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اس بات کو دیکھیں کہ رانا صاحب نے اس میں ایک ڈانٹنے والی پوزیشن اختیار کی ہے۔

رانا محمد ارشد: لغاری صاحب! اس کا طریق کار تو آپ دیکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس نے ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے۔ اس میں ڈانٹنے والی بات مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رائے اسلم صاحب آپ اور رانا اقبال صاحب دونوں جائیں اور اس بھائی کو اندر لے کر آئیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ بولیں، پوائنٹ آف آرڈر پر کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہمارے جو بھائی ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے، یہاں جو بھی آئے ہیں وہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان اگر ضمنی الیکشن جیت کر آیا ہے تو رانا ثناء اللہ خان نے 2002 کا الیکشن بھی جیتا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں وہ اپوزیشن میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر تھے، اگر کسی candidate کی death ہو گئی ہے تو الیکشن کمیشن آف پاکستان نے الیکشن postpone کر دیئے تھے، definitely under the rules and under the law اگر آپ نے رانا صاحب کو جب ہاؤس دیا ہے تو میرے بھائی کو چاہئے تھا کہ ان کی بات سنتے، اگر ان کو کوئی objection تھا تو وہ اس پر ضرور بات کرتے۔

جناب سپیکر: جی، چلیں! وہ کچھ ہو گیا ہے، ایسا معاملہ کوئی نہیں۔

آئیں، آئیں، جی، اندر آئیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس میں یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آئیں، آئیں، جی، اندر آئیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: No doubt یہ بھی ہمارے بھائی عوام کے منتخب نمائندہ ہیں، ان کا حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آ جائیں، آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا واک آؤٹ ختم کر کے معزز ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر آپ مجھے بھی ایک جملہ کہنے کی اجازت دے دیں۔ میرا یہ point اختلافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، شاباش۔ آپ بھی اپنی بات کر لیں۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جن معزز ممبران کو ایوان میں تقاریر کا اتنا ہی شوق ہے آپ انہیں موقع دیں جو تقریر کرنے کے بعد چلے نہ جائیں بلکہ ایوان میں بیٹھے رہیں۔لہذا آپ اس بات کا بھی خیال رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بڑا valid point ہے۔

جناب سپیکر: آئندہ ایسے ہی کریں گے۔ان کا بھی شکریہ اور آپ کا بھی۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اختلاف رائے جمہوریت کا حسن ہوتا ہے لیکن ہر ممبر قابل احترام ہے اور اس کا احترام سب پر لازم ہے۔

جناب سپیکر: میرے لئے دونوں طرف سے ہی قابل احترام ہیں۔میں ان سے گزارش کروں گا کہ ایک دوسرے کا احترام ضروری ہے۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے معزز ممبر کا مشکور ہوں کہ وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لائے ہیں۔میں بات کی وضاحت کے لئے صرف دو لفظ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر میں اٹھ کر بات کر رہا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام معزز ممبران کا اسی طرح فرض ہے جس طرح میں نے دو یا تین گھنٹے ان کی باتیں خاموشی کے ساتھ سنی ہیں اور دوسرے ممبران نے بھی سنی ہیں۔کاٹھیا صاحب نے ایک بات کی، میں نے ان کی بات کو پوری طرح سنا اب میں اس کی وضاحت اس طرح کرنا چاہتا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بلوچستان میں جو فنڈ دیا ہے انہوں نے اپنے اس discretionary fund سے دیا ہے جس کو خرچ کرنے کا اختیار انہیں اس ہاؤس نے دیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ فنڈ دے کر پاکستان کی بنیادوں کو مضبوط کیا ہے اور انہوں نے اس روایت کو آگے بڑھایا ہے کہ جب بلوچستان میں زلزلہ آیا تو آپ کو پتا ہی ہے کہ اس وقت کس قسم کے حالات تھے لیکن پنجاب کی حکومت اور عوام نے کس طرح اپنی ضرورتوں کو ایک طرف رکھ کر گندم کے ٹرک، آٹے کے ٹرک اور ضرورت کی ہر چیز بلوچستان بھیجی۔یہ میڈیا نے اور اخبارات نے بھی چھاپا کہ جن علاقوں میں زلزلے کی وجہ سے تباہی آئی تھی وہاں ضرورت کی ہر چیز وافر تھی۔

جناب سپیکر!جب کاٹھیا صاحب بار بار میری بات interrupt کر رہے تھے تو اس وقت میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا ورنہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں وہ آپ کے چھوٹے بھائی ہیں اور انہوں نے آپ کی بات مان لی ہے۔کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ورنہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم کسی کو اس ایوان میں بات کرنے سے ڈرائیں یا دھمکی دیں۔میں سمجھتا ہوں کہ جو یہاں بات کرنا چاہتا ہے اسے پوری طرح بات کرنے کا حق ہے اور وہ ملنا چاہئے۔مجھ سے زیادہ اس حق کا علمبردار کوئی نہیں ہو سکتا۔ہم نے بدترین حالات میں بھی اس حق کو نہ صرف exercise کیا بلکہ اس حق کو protect بھی کیا ہے اور آج بھی اس چیز کو protect کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آج کی امن و امان کے حوالے سے بحث پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب، آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور اپنی طرف سے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں سے تمام ممبران کا جنہوں نے اس بحث میں لیا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے جو تجاویز دی ہیں میں نے کسی تجویز کو confront نہیں کرنا بلکہ ان سے یہی عرض کرنا ہے کہ ہم نے آپ کی ہر بات کو نہ صرف note کیا ہے بلکہ ہم نے انہیں دل و دماغ سے اس طرح سے لیا ہے کہ ہماری یہ سوچ ہے کہ جو اجتماعی wisdom ہے اگر ہم اسی کو اپنا رہنما بنائیں گے تو اس پر چل کر ہی آگے حالات کو بہتر کر سکیں گے۔اس بات کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ہم بھی پانچ سال اپوزیشن میں رہے، وہ اور لوگ تھے جو پانچ سال حکومت میں رہے، ان پانچ سالوں میں متعدد بار لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوئی، اس وقت کے ممبران میں لغاری صاحب اور دوسرے دوست اس بات کے گواہ ہوں گے کہ ہم ہر مرتبہ یہ مطالبہ کرتے رہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو اور تمام ممبران تجاویز دیں تو لاء اینڈ آرڈر سے directly concern ہوم اور پولیس ڈیپارٹمنٹ ہیں ان کے سربراہ آفیسرز گیلری میں موجود ہیں لیکن ہمیں ایک مرتبہ بھی یہ موقع حاصل نہ ہو سکا بلکہ یہاں پر جو پہلے ہوم سیکرٹری تھے جو بعد میں مرکز میں چلے گئے تھے انہوں نے تو حکومت کو باقاعدہ جواب دے دیا تھا کہ میں اس ہاؤس میں جانے والا نہیں ہوں لیکن موجودہ ٹیم،

موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ عزم اور سوچ ہے کہ یہ معزز ایوان اس صوبے کی آٹھ کروڑ عوام کا نمائندہ ہے اور یہاں سے جو اجتماعی سوچ ابھرے گی اس اجتماعی سوچ کو اپنا کر ہی ہم اس صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر کر سکتے ہیں۔میں اس معزز ایوان کا اس بات پر بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ ممبران نے اس بات کو تسلیم کیا کہ گو اس میں بڑی space ہے اور ہم خود سمجھتے ہیں کہ اس میں بڑی گنجائش ہے اور اس میں ابھی بڑا کام اور جدوجہد کرنے والی صورتحال ہے لیکن انہوں نے یہ کہا کہ اس میں بہتری آ رہی ہے۔اس سے نہ صرف وزیر اعلیٰ پنجاب، میری بلکہ ان تمام لوگوں کی جو ایک ٹیم ورک کرتے ہوئے صوبے میں لوگوں کے جان ومال کی حفاظت کے لئے کام کر رہے ہیں ان سب کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! جو بھی تجاویز دی گئی ہیں ، میں نے اپنی opening speech میں identify کیا تھا کہ حکومت ان ان areas میں یہ یہ steps لے رہی ہے معزز ممبران نے اسی میں زیادہ تر تجاویز دی ہیں۔میں ان باتوں کو نہیں دہرانا چاہوں گا لیکن جیسے دوستوں نے کہا کہ تھانوں کی boundaries اس طرح سے ہیں کہ بہت زیادہ فاصلہ بنتا ہے اور workable نہیں ہے۔انشاء اللہ محکمہ اس پر پوری طرح سے کام کرے گا۔یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی ماہانہ میٹنگوں سے متعلق تجویز آئی ہے کہ اس میں منتخب نمائندوں کو شامل کیا جائے۔ہم نے محرم میں یہ تجربہ کیا ہے اور lower level سے لے کر upper level تک منتخب قیادت کو امن وامان کی صورتحال میں شامل رکھا ہے اور اس کے بہت ہی بہتر نتائج آئے ہیں اور اس سے حالات کو قابو کرنے میں بڑی مدد ملی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس تجویز کو آگے بڑھانے کے لئے اس کا mechanism تشکیل دیں گے۔جہاں تک انسپکٹر اور اس سے اوپر آفیسروں کی پوسٹنگ کا تعلق ہے تو میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ انسپکٹر سے اوپر آفیسروں کے کسی ایک جگہ رہنے کے cases یقیناً بڑے کم ہوں گے لیکن بہر حال ہم اس level پر بھی دیکھیں گے۔یہ درست ہے کہ جب کوئی آدمی ایک ہی جگہ پر بہت زیادہ عرصہ رہتا ہے تو پھر liking and disliking ہو جاتی ہے اور جس طرح معزز اراکین نے بات کی ہے کہ اس طرح کے معاملات develop ہو جاتے ہیں تو اس پر بھی غور کیا جائے گا۔میں اپنی opening speech میں

بھی تھانہ کلچر کے متعلق بتا چکا ہوں اور اب ہم نے یہ سوچا ہے کہ ہر ضلع میں کم از کم دو تھانوں کو ماڈل پولیس سٹیشن بنایا جائے پھر اس تجربے کو آگے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! اشتہاری ملزمان کے متعلق جو بات ہوئی ہے اس پر معزز ممبران نے جو concern show کیا ہے میں بالکل اسے تسلیم کرتا ہوں لیکن میں صرف ان کی information کے لئے عرض کرنا چاہوں گا کہ 360 کے قریب harden criminals کو identify کیا گیا ہے اور ان کی head money مقرر کی گئی ہے۔ان میں سے سو کے قریب لوگوں کو جو کہ انتہائی harden criminals کے gangs تھے کو arrest کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں war footing پر کام کیا جا رہا ہے۔ہماری کوشش ہے کہ آنے والے دو تین ماہ میں تمام اشتہاری ملزمان کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔میں ایک اور بات بھی on record لانا چاہوں گا کہ معزز ممبران خواہ ان کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حکومتی بنچوں سے جس معزز ممبر نے لاء اینڈ آرڈر سے متعلق کوئی point raise کیا ہے میں نے اس پر جو بھی صحیح صورتحال تھی اسے resolve کرایا اور اس کے بعد اس معزز ممبر کی table پر جا کر یا اسے اپنے آفس میں بلا کر اسے آگاہ کیا۔کوئی ممبر یہ نہیں کہہ سکتا کہ دوران اجلاس یا بعد میں کوئی معاملہ میرے notice میں لایا ہو اور میں نے resolve نہ کیا ہو۔ہم نے اس کے لئے باقاعدہ ایس پی رینک کے ایک آفیسر کو as liasion officer مقرر کیا ہوا ہے اور ان معاملات کا پوری طرح notice لے رہے ہیں۔چودھری ارشد صاحب نے ایک بات کی ہے میں ان کی بات کو rebut نہیں کرتا بلکہ ان سے یہی کہوں گا۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو معاملہ raise کیا ہے اگر واقعہ اس قسم کا کوئی واقع ہوا ہے تو اس میں جو بھی ملوث ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی اور اگر اب تک اس معاملے کا notice نہیں لیا گیا تو اس کا بھی notice لیا جائے گا۔اس معاملے کی جو بھی تفصیل ہوئی اور اس میں جو required action ہو گا میں اس سے دو دن کے اندر اس معزز ایوان کو آگاہ کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان کو ہی مطمئن کر دیں، یہ آپ کو مل لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، ہم مطمئن اسی طرح سے کریں گے کہ جس بات کی نشاندہی ہو گی اس پر باقاعدہ ایکشن ہو گا۔ صرف otherwise مطمئن کرنے والی بات نہیں ہو گی اور اس پر اگر کوئی culprits ہوا، اگر کسی کا fault ہوا خواہ وہ محکمے سے ہو یا otherwise ہو اس کے خلاف بالکل قانون کے تحت، rule of law کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر ایک بھائی نے بات کی تھی کہ پٹرولنگ کے لئے پٹرول مہیا نہیں کیا جا رہا اور جس کی وجہ سے وہاں پر پٹرولنگ نہیں ہو رہی۔ یہ information درست نہیں ہے۔ ہم نے اس کو چیک کروایا ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے جو required وسائل ہیں وہ ان کو دیئے جا رہے ہیں اور پٹرولنگ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! ایک معزز ممبر نے نیٹو کے ڈپو پنجاب میں shift کرنے کی بات کی ہے کہ یہ پنجاب میں shift ہو رہے ہیں۔ یہ information بھی غلط ہے، ایسی کوئی تجویز مرکزی حکومت نے پنجاب حکومت کے ساتھ discuss کی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا معاملہ زیر تجویز ہے۔ اسی کے ساتھ ہی میں ایک بار پھر اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر ممبر کو on behalf of Chief Minister Punjab, on behalf of Government, on behalf of Home Department and on behalf of Police Department اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے vision، آپ کی سوچ اور آپ کی آراء کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اس صوبہ کو امن و امان کا گہوارہ بنائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آج کا ایجنڈا تکمیل تک پہنچ گیا ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 18۔فروری 2009 بروز بدھ کو صبح 10-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1631

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ حکومت پنجاب کے سال06۔2005 کے اکاؤنٹس کی آڈٹ رپورٹ کاایوان میں پیش کیا جانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سال06۔2005 کے اکاؤنٹس کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ حکومت پنجاب کے سال05۔2004 کے مدبندی حسابات کاایوان میں پیش کیا جانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سال05۔2004 کے مدبندی حسابات ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ حکومت پنجاب کے سال05۔2004 کے فنانس اکاؤنٹس کاایوان میں پیش کیا جانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سال05۔2004 کے فنانس اکاؤنٹس ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سال 05۔2004 کے مد بندی حسابات کا ایوان میں پیش کیا جانا

ایک وزیر محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سال 05۔2004 کے مدبندی حسابات ایوان میں پیش کریں گے۔

1632

5۔ حکومت پنجاب سول ورکس کے اکاؤنٹس برائے سال 06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

ایک وزیر حکومت پنجاب، سول ورکس کے اکاؤنٹس برائے سال06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے میں تجارت کے اکاؤنٹس برائے سال06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے میں تجارت کے اکاؤنٹس برائے سال06۔2005 کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر9 بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009، جیساکہ مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فوری طور پر زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 منظور کیاجائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ2008(مسودہ قانون نمبر13 بابت2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 2008، جیساکہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فوری طور پر زیرِ غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 2008 منظور کیاجائے۔

1633

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

بدھ،18۔فروری2009

(یوم الاربعاء،22۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 24 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن صَلۡصَـٰلٖ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٖ مِّن نَّارٖ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٞ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِي ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٖo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِ o

سُوۡرَةُ الرَّحمٰن آیات 14 تا 27

اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے (لپٹ) سے۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کرم کے آشیانے کی کیا بات ہے
آپ کے آستانے کی کیا بات ہے
ایک گھر جو ملے شہر سرکار میں
پھر تو ایسے ٹھکانے کی کیا بات ہے
کتنے نانا ہیں ان کے نواسے بھی ہیں
پر ابن حیدر کے نانا کی کیا بات ہے
فاطمہؓ و علیؓ حسنؓ اور پھر حسینؓ
پنجتن کے گھرانے کی کیا بات ہے
موت کا وقت ہے اور وہ ہیں سامنے
اے قضا تیرے آنے کی کیا بات ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں ہم نے ایک point raise کیا تھا جس پر Chair نے یہ observation دی تھی کہ ہمارے ہاں جنگلات کی چوری اور کٹائی بہت زیادہ ہے۔ ہم نے اس ہاؤس میں اس کو point out کیا اور یہاں یہ direction pass ہوئی کہ forest والوں کو اس پر depute کر کے اس کی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے گی۔ میں وہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے اجلاس میں آپ نے observe کیا تھا اور یہ direction دی تھی کہ اگلے اجلاس میں رپورٹ پیش کی جائے گی۔ وہاں بھکر میں جنگلات کی چوری ہو رہی ہے اور ہم نے مخصوص جگہ بتائی تھی کلور کوٹ پھر وزیر صاحب جن کے پاس جنگلات کا چارج تھا ان کے ساتھ ہماری میٹنگ بھی ہوئی تھی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس اجلاس میں اس کی رپورٹ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: forest کا محکمہ کس کے پاس ہے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب میں بہت اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ وقت عنایت فرمایا۔ آج کا دن ان لوگوں کے لئے ہے جو جمہوریت پسند اور آئین کے علمبردار ہیں۔ جنہوں نے جمہوریت، جمہوری اداروں اور آئین کی بالادستی کی خاطر جدوجہد کی تھی۔ 18۔ فروری کا دن وہ دن ہے جس دن جمہوریت کی فتح ہوئی، عوام کی فتح ہوئی اور اس دن

آمریت کی چولیں ہلا کر رکھ دی گئیں۔آج میں آپ کو یہ مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ 18۔فروری کے دن عوام نے منتخب نمائندوں سے جو امیدیں باندھی تھیں،ان سے جو توقعات وابستہ کی تھیں اور عوام کے نمائندے جو عوام سے وعدے کر کے آئے تھے۔وہ جامعہ حفصہ لال مسجد کی سسکتی ہوئی لاشیں ہم سے سوال کر رہی ہیں،وہ بگٹی کی شہادت ہم سے سوال کر رہی ہے، جن ججوں کو کانوں سے پکڑ کر بھگا دیا گیاان کی بحالی ہم سے سوال کر رہی ہے،آج جمہوریت اور آئین کی بالادستی ہم سے سوال کر رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب کافی بات ہو گئی آپ کی بڑی مہربانی۔آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے یہ مناسب نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں جی،کاٹھیا صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی،سب کو پتا چل گیا آپ کی مبارکباد کا اور آپ کو بھی مبارک ہو۔جی،کاٹھیا صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹ کو بلوچستان کی بجائے پنجاب میں خرچ کرنے کا مطالبہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ کل جب راناثناء اللہ صاحب نے اپنی بحث کو مکمل کیا اس سے پہلے میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا تھا۔اس میں راناثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ discretionary grant میں C.M کی power ہے کہ وہ پنجاب حکومت کا پیسا کہیں بھی خرچ کر سکتے ہیں۔میرے پاس Punjab Parliamentary Privileges کے صفحہ نمبر 61 پر discretionary grant کا پیرا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔راناصاحب بھی سن لیں گے،پورا ہاؤس بھی سن لے گا اور آپ بھی دیکھ لیں کہ یہ کس طرح ہوا کہ:

A sum of 3,00,000 rupees shall be placed at the disposal of the Chief Minister and Minister respectively per annum for making discretionary grant in such manner as may be prescribed.

اس کے باوجود میں یہ پورے ہاؤس کے سامنے on the floor یہ بات کہتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ 'لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ' ہمیں کسی کو اعتراض نہیں ہے کہ آپ بلوچستان میں کارڈیالوجی سنٹر کیوں بنا رہے ہیں لیکن میں اس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ایک طریق کار ہے، آپ نے بھی سنا ہے، پریس نے بھی سنا ہے، پورے ہاؤس نے سنا ہے یا اس کی وہ وضاحت کر دیں، میرا علم تو بہت کم ہے، لاء منسٹر صاحب کا بہت زیادہ ہے، وہ اس کی اگر وضاحت کر دیں یا پھر جو proper طریق کار ہے وہ اپنائیں، اس ہاؤس سے اجازت لے کر ایک ارب نہیں، دس ارب بیشک دیں ہم اس کی support کریں گے، اس کے علاوہ اگر وہ اپنے بلوچ بھائیوں کی وہاں مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے پنجاب میں میرے ضلع جھنگ ، بھکر، لیہ، ڈی جی خان میں پورے پنجاب میں بلوچ ہیں وہاں ان کے لئے کچھ بنائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے ہی وہ بول رہے ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! وہ ایک تو اس کی وضاحت کر دیں اور دوسرا شاید یہاں سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ یا وزیر بلدیات موجود ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، میری بات سنیں، اب وقفہ سوالات ہے۔۔۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس کی وضاحت کروا دیں۔ میں نے پڑھا ہے، آپ کا قانون اور book بتا رہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اس کی وضاحت کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھ سے proper طریق کار کا مطالبہ کرنے والے میرے بھائی کو خود بھی proper طریق کار کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ بات یہ ہے کہ

ایک اچھے کام کو، ایک اچھے جذبے کو اور اس ملک میں یکجہتی پیدا کرنے کے لئے، پاکستان کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے، پاکستان کے جو federating units ہیں ان کو قریب لانے کے لئے ایک انتہائی اچھے جذبے سے کئے جانے والے اچھے کام کو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس طرح سے point out نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر یہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ بڑا proper طریق کار ہے کہ یہ تحریک التوائے کار لے آئیں۔ یہ تحریک استحقاق لے آئیں، یہ جو چاہتے ہیں، اس ہاؤس میں کسی معاملے کو take up کرنے کے جو بھی proper طریقے ہیں ان میں سے کسی طریق کار کے مطابق یہ آ جائیں ان کی تسلی و تشفی کروائی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اسی debate کو برقرار رکھتے ہوئے ہم نے ایک تحریک جمع کروائی ہے میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں، آپ اسے out of turn لیتے ہوئے مجھے اس کو پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی وہ ٹائم نہیں ہے۔ This is not proper time for that جب وہ ٹائم آئے گا تو اس وقت آپ پوچھنا۔ پھر میں آپ کو اجازت دوں گا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس کی پڑھنے کی اجازت دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! نہیں۔ When I say no کاٹھیا صاحب! No، کاٹھیا صاحب! No، کاٹھیا صاحب! No اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔(شور وغل)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر نوانی صاحب اور ان کے بعد پھر شاہ صاحب، دیکھیں! ایجنڈے کے مطابق چلنے دیتے تو بہتر تھا لیکن آپ دونوں ہی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے عزیز ثناء اللہ خان مستی خیل نے یہاں بڑی تقریر فرمائی۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ کم از کم اس دور میں جو ہم privilege class تھے یا ہم ان کو support

کرتے رہے، کوئی منسٹر رہا، وہ خود پارلیمانی سیکرٹری رہے اور ہم ان کی اتنی حمایت کرتے رہے اور ہم ان کی اتنی بڑی بڑی تعریفیں کرتے رہے، آج کم از کم ہمارا حق نہیں بنتا کہ ہم اتنی لمبی تقریر کریں اور اس کو ہم criticize کریں۔ الیکشن سے پہلے میں نے بھی اپنے future کے لئے فیصلہ کیا، انھوں نے بھی کیا لیکن میں جو پانچ سال ان کے ساتھ بیٹھ کر منسٹر رہا، وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ہوم کے پارلیمانی سیکرٹری رہے اگر آج میں یہاں یہ آ کر کہوں کہ جناب والا وہ آمر تھے، وہ تو کرتے تھے تو مجھے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر ہمیں اس وقت اتنا احساس تھا تو کیوں نہیں ہم چھوڑ گئے؟۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اچھا، بس ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ہمیں ان دنوں کا ضرور احساس رکھنا چاہئے کہ جب ہم ان کی حمایت کرتے تھے، جب اس ہاؤس میں ایک تحریک پاس ہوئی، ہم نے اس کو support کیا، نیشنل اسمبلی میں اتنی بڑی ان کے حق میں قرار دادیں آتی رہیں، ہم سارے بیٹھ کر ان کو support کرتے رہے۔ میرا criticize کرنے کا مقصد نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے اپنے ضمیر کو اتنا نہیں مارنا چاہئے کہ جب ہم ان کو support کرتے تھے تو ہم اس پر آج خاموش رہتے، ہمیں اس پر اتنی بڑی تقریر نہیں کرنی چاہئے کہ آج ہم کہیں کہ وہ آمر تھے، اگر آمر تھے تو ہم ان کے ساتھ کیوں بیٹھے رہے؟ نہیں بیٹھنا چاہئے تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! Personal explanation

جناب سپیکر: وہ personal explanation پر آ گئے ہیں، شاہ صاحب! ایک منٹ۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں پہلے personal explanation پر ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک سیکنڈ۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! شاہ صاحب سینئر ہیں، پلیز ان کی بات سن لیں۔

معزز ممبران کو اسمبلی میں داخلے کے وقت سکیورٹی چیکنگ سے مستثنیٰ قرار دینے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری صرف یہ بات ہے کہ مجھے یہ بتائیں کہ ایم پی اے کا status کیا ہے، Order of Precedent کے تحت کیا status ہے؟ اگر ایک ڈی سی او آتا ہے یا کمشنر آتا ہے تو اس کو تو کوئی search نہیں کرتا، ہماری خواتین ممبران آتی ہیں، جس طریقے سے ان کے پرس کی تلاشی لی جاتی ہے کیا وہ مشتبہ ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بات یہ ہے کہ ایک ممبر جو ہے یہ اس کا استحقاق ہے۔ یہ انھوں نے دیکھنا ہے کہ Whether he is a member or not? جب وہ ممبر ہے، ان کو پتا ہے کہ He should not be searched like an ordinary person. ہمارا استحقاق اگر اس ہاؤس میں بھی نہیں ہو گا، آج میں نے دیکھا ہے کہ ہماری محترم دو خواتین کا وہاں پر جس طریقے سے ان کا پرس search out کیا جا رہا تھا میں نے وہاں پر بھی اعتراض کیا اس لئے I just want to bring it

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میری بات سنیں، میری بات سنیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سکیورٹی کا مسئلہ ہم سب کے لئے ہے۔ ہمیں بھی پتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کچھ ہو گا تو ہم بھی نہیں رہیں گے مگر یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ان کو اس طریقے سے search out کیا جائے کہ ان کی humiliation ہو، I will not accept this humiliation at all, sir. یہ ممبران کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ یہ انھوں نے واضح کہا ہے کہ ہمیں سپیکر صاحب کی instruction ہے، میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے کہ ان کو یہ بتا دیا جائے کہ وہ یہ confirm کریں کہ اگر وہ ممبر ہے تو He should not be searched like this. Thank you very much.

معزز خواتین ممبران: ہم سب ان کی تائید کرتی ہیں۔ آپ سکیورٹی والوں سے کہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں ابھی کہہ رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب! سی ایس او سے کہیں کہ ہماری جو معزز خواتین ممبران ہیں ان کا خیال کیا جائے۔۔۔

محترمہ انجم صفدر: ہم ان کا ہمارے پرسوں کو کھولنا اور پھر ان کو بند کرنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہیں۔ ایسے جھٹک کر ہمارے پرس چیک کئے جاتے ہیں۔ آج جب میں باہر کھڑی تھی تو میرے ساتھ میرے ساتھی ممبر نے وہاں احتجاج کیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کریں۔ ہم سب خواتین ہیں، ہم سب کا دل دُکھتا ہے، ہمارا جو استحقاق مجروح کیا جاتا ہے وہ اسمبلی کے باہر کھڑے ہو کر کیا جاتا ہے، کیا وجہ ہے، کیا ہم چور ہیں؟ آٹھ کروڑ عوام کی نمائندگی کرنے والے تین سو سے زائد ممبران میں ہم بھی ممبران ہیں، کیا male حضرات کی تلاشی لی جا سکتی ہے، آپ کے پاس کیا گارنٹی ہے، ہم اس چیز کا احتجاج کرتی ہیں، ہم سب خواتین اس پر احتجاج کریں گی جس طرح آج اسمبلی کے باہر کھڑے ہو کر میری بے عزتی کی گئی ہے اور آگے سے مجھے یہ جواب دیا گیا ہے کہ آپ اپنے سپیکر صاحب سے بات کریں۔ ان سے پوچھیں، انھوں نے یہ پابندی لگائی ہے۔

معزز خواتین ممبران: ہم سب اس پر بھرپور احتجاج کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ نے بات کر لی؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے خواتین کے تقدس کی بات کی ہے۔ میں یہاں پر اس ہاؤس کے جو تمام پارلیمنٹیرین ہیں ان تمام کی بات کروں گی۔ ہر پُل کے اوپر ایم پی ایز کی گاڑی کو روکا جاتا ہے۔ تیر والی گاڑیوں کو پار کیا جاتا ہے، وہاں بھی پارلیمنٹیرین کا استحقاق مجروح ہوتا ہے، خدارا! پارلیمنٹیرین کو ان کا حق دیں، ان کا استحقاق دیں اور ان کا استحقاق جگہ جگہ مجروح نہ کریں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! کیا آپ کی اجازت سے ہم سب پارلیمنٹیرین خواتین کے بیگ چیک کئے جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو اس پر رولنگ دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری صاحب! یہ ہدایت کی جائے کہ ہمارے جتنے بھی معزز ارکان خواتین و حضرات ہیں وہ اس تلاشی سے مستثنیٰ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قطعاً یہ شکایت آئندہ نہیں آنی چاہئے۔اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو I will take strict action against the man(قطع کلامیاں)

Order in the House. Order in the House. Order in the House.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میرے معزز دوست سعید اکبر خان صاحب نے جو کہاان کی اطلاع کے لئے اور ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض یہ ہے کہ پچھلے دور میں جب جنرل مشرف صاحب اور چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی حکومت تھی تو وہblue eyed تھے،وہ آخری دن تک منسٹر رہے ہیں،مجھے یہ امتیاز حاصل ہے کہ۔۔۔

MR. SPEAKER: No. personal attack. No personal attack, please no personal attack.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں اخلاق کے دائرے میں رہ کر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: personal نہیں ہونا۔میں نے آپ کوpersonal explanation کے لئے floorدیا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں ان پانچ ایم این ایز میں شامل ہوں جنھوں نے میاں محمد نواز شریف کے ساتھ اگست2006 میں لندن میں ملاقات کی تھی اور ان کے ساتھ شمولیت کا اعلان کیا تھا۔میں وہ واحد آدمی ہوں کہ جس نے اسمبلی کےfloor پر کہا تھا کہ حدود بل کے خلاف میں ووٹ نہیں دیتا چونکہ یہ قرآن و سنت کے منافی ہے۔میں وہ واحد آدمی تھا کہ جس نے فیڈرل پارلیمانی سیکرٹری داخلہ جولائی2006 میں چھوڑ دی تھی۔میں نے اس وقت مسلم لیگ(ن) کوjoin کیا تھا۔یہ آخر تک سیاہ و سفید کے مالک رہے،ان کا ریکارڈ یہ رہا ہے کہ یہ ہر چڑھتے سورج کی پوجا کرتے رہے ہیں،

یہ کبھی وٹو کے ساتھی رہے ہیں، کبھی نکئی کے ساتھی رہے ہیں،ان کی مرضی یہ ہے کہ یہ ہمیشہ اقتدار میں رہیں۔۔۔

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: نوپلیز، نوپلیز۔ بہت مہربانی، بہت مہربانی۔آپ دونوں حضرات کا بہت شکریہ۔جی، مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آپ سے دو تین دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پر floor مانگا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں اب ایجنڈے کے مطابق چل رہا ہوں۔ بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!۔۔۔ سوال نمبر بولئے گا۔(قطع کلامیاں)

Order please. Order in the House, Order in the House

میاں نصیر احمد: On her behalf Q.No.343(معزز رکن نے محترمہ ساجدہ میر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر343دریافت کیا گیا)

سیاسی کارکنوں ورہنماؤں پر دائر مقدمات کی واپسی کا مسئلہ

*343: **محترمہ ساجدہ میر:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سابق دور حکومت میں جن سیاسی کارکنوں، رہنماؤں اور سول سوسائٹی کے ارکان کو دہشت گردی سمیت مختلف دفعات کے تحت گرفتار کیا گیا تھا ان پر دائر کئے گئے تمام مقدمات کو حکومت واپس لینے کاارادہ رکھتی ہے،اگر ایسا ہے تو اس میں حکومت کو کتنا عرصہ درکار ہو گا؟

(ب) کیا موجودہ حکومت سیاسی بنیادوں پر مقدمات قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو گرفتار کرنے کی سابق روش کو برقرار رکھے گی یا لوگوں کو اظہار رائے کی مکمل آزادی ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سابق دور حکومت میں جن سیاسی کارکنوں، رہنماؤں اور سول سوسائٹی کے ارکان کو قانون ہاتھ میں لینے پر گرفتار کیا گیا تھا ان پر دائر کئے گئے 695 مقدمات جن میں 5047 ملزمان تھے ان کو واپس لے لیا گیا ہے۔کچھ مقدمات حکومت پنجاب کی کمیٹی کے زیر غور ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب لوگوں پر کوئی مقدمہ قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو ناجائز گرفتار کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے اور نہ ہی کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت دیتی ہے۔ عوام الناس کو اظہار رائے کی حکومت پنجاب کی جانب سے مکمل آزادی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس میں جو سوال پوچھا گیا تھا وہ یہ تھا کہ سیاسی کارکنوں، رہنماؤں اور سول سوسائٹی کے ارکان کو دہشت گردی سمیت مختلف دفعات کے تحت گرفتار کیا گیا تھا،اس حوالے سے سوال تھا کہ پچھلے چھ سالہ دور میں یہ دفعہ سب سے زیادہ نہ کریمنل پر لگائی گئی ہے، نہ دہشت گردوں پر لگائی گئی ہے بلکہ اس قانون کے تحت اگر سب سے زیادہ گرفتاریاں ہوئی ہیں تو وہ ان سیاسی کارکنوں کی ہوئی ہیں جنھوں نے آٹھ سال ایک ڈکٹیٹر کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ میرا جناب منسٹر سے سوال یہ ہے کہ جن پر یہ قانون لاگو ہونا چاہئے تھا ان کو تو ریڈ کارپٹ اور گارڈ آف آنر پیش کر کے رخصت کر دیا گیا لیکن وہ سیاسی کارکن جو آٹھ سال آمریت کے خلاف جدوجہد کرتے رہے ہیں ان پر یہ دفعہ آپ کب ختم کریں گے،کب ان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیں گے ؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی میاں نصیر صاحب نے جو بات کی ہے اس سے مجھے بالکل اتفاق ہے کہ واقعی جن لوگوں کو دہشت گردی کی دفعات میں اگر پہلے نہیں تو اب کم از کم ان کو پکڑے جانا چاہئے تھا،ان کے خلاف مقدمات بننے چاہئیں تھے،یقیناً ان کو گارڈ آف آنر کے ذریعے ہی رخصت کیا گیا ہے لیکن اس معاملے میں جوابدہی جو ہے وہ اس ہاؤس

کی بنتی ہے اور نہ پنجاب حکومت کی بنتی ہے تو اس لئے میں ان کی اس بات سے زیادہ سے زیادہ اتفاق ہی کر سکتا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جو سوال پوچھا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ کچھ مقدمات حکومت پنجاب کی کمیٹی کے زیر غور ہیں جن میں محترمہ ساجدہ میر بھی ابھی تک ہیں تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کتنی جلدی آپ ان تمام سیاسی کارکنوں کو ان سے فارغ کریں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں 695 مقدمات واپس ہو چکے ہیں اور کوئی 30 کے قریب مقدمات کمیٹی کے زیر غور ہیں۔ یہ کل ہی جب یہ بات میرے نوٹس میں آئی ہے تو میں نے ان کو تیس دن کی deadline دی ہے۔ یہ سارے مقدمات within one monthواپس ہو جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال ؟

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ ''کیا موجودہ حکومت سیاسی بنیادوں پر مقدمات قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو گرفتار کرنے کی سابق روش کو برقرار رکھے گی یا لوگوں کو اظہار رائے کرنے کی مکمل آزادی ہو گی ؟'' اس کا جواب آیا ہے کہ ''حکومت پنجاب لوگوں پر کوئی مقدمہ قائم کرنے اور سیاسی مخالفین کو گرفتار کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور نہ ہی کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت دیتی ہے۔ عوام الناس کو اظہار رائے کی حکومت پنجاب کی جانب سے مکمل آزادی ہے تو یہ جواب بہت اچھا ہے سننے میں بھی اور عمل کرنے میں بھی لیکن کیا مقدمات قائم نہیں ہو رہے، میرا سوال وزیر قانون سے یہ ہے کہ کیا آج کے دور میں لوگوں پر سیاسی مقدمات قائم نہیں ہو رہے، کیا یہ جواب صحیح ہے ؟ یہ جواب صریحاً غلط ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ موجودہ دور میں لوگوں پر سیاسی مقدمات کتنے قائم ہو چکے ہیں اور کن پر ہو چکے ہیں، اس کی تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ہاؤس کو یہ بھی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت کے دور میں کوئی ایک سیاسی مقدمہ بھی دائر نہیں ہوا۔ اب اگر یہ

گجرات کے بدمعاشوں کو، گجرات کے قبضہ مافیا کو، گجرات کے غنڈوں کو، گجرات کے ان لوگوں کو جنھوں نے لوگوں کا جینا تنگ کیا ہوا تھا ان کو اگر یہ سیاسی کارکن کہتے ہیں تو پھر اس کے لئے ہماری معذرت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! کوئی ایک دن مختص کر لیا جائے۔ میں پنجاب کے ہر ضلع سے، ہر شہر سے، ہر یونین کونسل سے لاکر مقدمات کے انبار لگادوں گی، یہاں پر میں سیاسی کارکنوں کا ڈھیر لگا سکتی ہوں۔ کوئی ایک دن مختص کر لیں، میں with proof میڈیا کے سامنے، عوام کے سامنے، ہاؤس کے سامنے، سب کے سامنے چیلنج کرتی ہوں کہ میں ڈھیر لگا سکتی ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی اس offer کو قبول کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ آج ہی اس کے لئے کوئی دن fix کر دیں لیکن ان کا جو بیان ہے اس کو ریکارڈ کر لیں، انھوں نے کہا ہے کہ میں ڈھیر لگادوں گی۔ یہ ذرا ریکارڈ پر رہے اور آپ اس سلسلے میں ایک دن fix کر دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آگئے ہیں۔ جی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ پہلے بھی ایک پروسیڈنگ میں ہماری معزز ممبر آمنہ الفت صاحبہ نے ایک offer کی تھی کہ یہ رجسٹری مونس الہیٰ ولد پرویز الہیٰ سابق وزیراعلیٰ پنجاب کے نام آپ ہاؤس کے سامنے لا دیں تو میں استعفیٰ دے دوں گی لیکن اپنی اس commitment پر۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اب اس بات کو چھوڑیں۔ بڑی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں ناں۔ On the Assembly floor انھوں نے یہ بات کی تھی۔ ہم اس وقت آپ کے توسط سے ان سے پہلے اس استعفیٰ کا مطالبہ کرتے ہیں، ایک تو پہلے ہی انھوں نے ایک جھوٹ بولا ہے، پہلے ہی ان کے خلاف ہم ثابت کر چکے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں، میری بات سنیں، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج ہوم ڈیپارٹمنٹ کے اوپر سوالات ہیں، کیا ہوم سیکرٹری صاحب کو یہاں ہونا چاہئے تھا یا نہیں ہونا چاہئے تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے اوپر بحث تھی اور چونکہ انھوں نے اس سے متعلقہ notes لینے تھے، ممبران کے points اور تجاویز کو note کرنا تھا، وہ کل سارا دن اور اس سے پہلے بھی گیلری میں موجود رہے۔ جواب دیتے وقت چونکہ مجھے چٹوں کی ضرورت نہیں پڑتی، میں پہلے تیاری کر لیتا ہوں اس لئے آج ہوم ڈیپارٹمنٹ کے کسی فرد کی ضرورت نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میں ایک بات کروں گا۔ میری بات سنیں، آپ میری بات سنیں پلیز، وہ بات ہو گئی۔ میں ہاؤس کے تمام معزز ممبران سے ملتمس ہوں کہ اس ہاؤس کا جو بھی معزز رکن ہے وہ انتہائی قابل احترام ہے اور ان کے متعلق کوئی ذکر اذکار ان کی عدم موجودگی میں قطعاً نہ کیا جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ابھی سوال کے جز(ب) کے جواب میں رانا ثناء اللہ صاحب نے گجرات کے حوالے سے ذکر کیا تھا، میرا تعلق بھی گجرات سے ہے لہذا میں یہ کہنا چاہوں گی کہ گجرات کے ہمارے تمام شہری بڑے معزز ہیں۔ رانا صاحب لاء منسٹر ہیں ان کو شہریوں اور عوام کے متعلق بات کرتے ہوئے سوچنا چاہئے۔ غنڈے اور اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے سب کے لئے نہیں کہا بلکہ جو اس categoryکے بندے ہیں ان کے متعلق کہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: نہیں۔چاہے انھوں نے کسی کے متعلق کہا ہو۔میں کہتی ہوں کہ پورے ملک اور ہمارے پورے صوبہ کے شہری معزز ہیں، سب برابر ہیں۔یہ اس طرح کے تفرقے مت ڈالیں۔ انھیں گجرات فوبیا ہو گیا ہے۔یہ اپنے دماغ سے گجرات کا ڈر نکال دیں اور اس طرح کے الفاظ ایوان میں استعمال نہ کریں۔

جناب سپیکر: اس کا سوال سے کیا تعلق ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: انھوں نے صرف غنڈوں اور بدمعاشوں کے لئے کہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں Order please. Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن نے کہا ہے کہ گجرات میں شریف لوگ بھی رہتے ہیں۔میں ان کی بات کو بالکل تسلیم کرتا ہوں کہ گجرات میں بہت زیادہ شریف لوگ رہتے ہیں میں ان سب کی عزت کرتا ہوں اور انھیں سلام پیش کرتا ہوں لیکن یہ ریکارڈ کی بات ہے اور یہ کہیں تو میں کسی دن ریکارڈ لے آؤں گا ریکارڈ کے مطابق گجرات میں اشتہاری سب سے زیادہ ہیں۔ جو لوگوں کو بیرون ملک فروخت کرتے ہیں، غلط طریقے سے لوگوں کو باہر بھیجتے ہیں اور انسانوں کو فروخت کرتے ہیں وہ لوگ بھی سب سے زیادہ گجرات سے ہیں۔ میری مراد ان غنڈوں سے ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے آپ میری بات سنیں، دیکھیں! انھوں نے تمام گجرات کے بارے میں یہ بات قطعاً نہیں کہی۔یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور انھوں نے ان بد معاشوں اور غنڈوں کا ذکر کیا ہے جو لوگوں کو تنگ کرتے ہیں۔باقی تمام شہری قابل احترام ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: یہ تو پھر پنجاب کے ہر شہر میں ہیں۔فیصل آباد کی لسٹ بھی لے کر آئیں۔

محترمہ آمنہ الفت: یہ تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔

حاجی ناصر محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔میں نے ان کو floor دیا ہے۔

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بھی گجرات کے متعلق کچھ کہوں۔

MR. SPEAKER: Order please, Order in the House.

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! میرا تعلق گجرات سے ہے کیا معزز ممبر یہ بھول گئی ہیں کہ انھوں نے مجھ جیسے شخص پر نعوذ باللہ، نعوذ باللہ توہین رسالت اور منکر قرآن کا پرچہ کرایا؟ کیا یہ بھول گئی ہیں کہ انھوں نے مجھ جیسے شخص پر موٹر چوری کا پرچہ کرایا؟ (شیم، شیم)

لیکن میں آج یہاں کھڑے ہو کر دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ بتائیں اگر گجرات میں ایک بھی جھوٹا پرچہ درج ہوا ہو تو میں resign دے دوں گا۔یہ قبضہ گروپ ہیں، ابھی تو ہم نے قبضہ گروپ کو touch ہی نہیں کیا۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر:اگلا سوال راجہ محمد حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔محترمہ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ ماحول کیوں خراب کر رہی ہیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!جوئیہ صاحب پر بھی قتل کے چار پرچے درج ہوئے تھے۔

جناب سپیکر:جی،آپ تشریف رکھیں۔راجہ حنیف عباسی صاحب (ایڈووکیٹ) کا سوال ہے۔تشریف نہیں رکھتے۔کیا یہ سوال dispose of کیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر On his behalf سوال نمبر 459(معزز رکن نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 459 دریافت کیا)

جناب سپیکر:کیا آپ آدھ گھنٹہ بیٹھے بیٹھے سوچتے رہتے ہیں؟اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!دیکھیں وقفہ سوالات ہے آپ خود بار بار مجھے کہتے ہیں کہ آپ ایجنڈے کے مطابق نہیں چلتے لیکن آپ خود ہی پوائنٹ آف آرڈر لے لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!جب آپ دوسرے لوگوں کو پوائنٹ آف آرڈر دے رہے ہیں تو پھر مجھے کیوں نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر:شیخ صاحب!آپ ایسے سوال نہ کیا کریں۔I am grateful،آپ میری بات سنیں، آپ اچھے لہجے میں بات کیا کریں۔ آپ جس انداز سے بات کرتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔میں آپ کا شکر گزار ہوں،آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ان کو سوال نمبر بولنے دیں اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لیتا ہوں۔جی،چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!On his behalf سوال نمبر 459 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ذرا check کر لیں یہ سوال نمبر 459 نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر459ہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے تھانوں میں ایف آئی آر کے اندراج کا طریق کار آسان بنانے کا مسئلہ

*459: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت صوبہ بھر کے تھانوں میں ایف آئی آرز کے اندراج کا طریق کار آسان بنانے کے ضمن میں عام آدمی کی سہولت کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

ایف آئی آر کے طریقے کو آسان اور بہتر بنانے کے لئے حکومت درج ذیل اقدامات کر رہی ہے۔

1۔ چیف منسٹر صاحب کی ہدایت پر آئی جی پنجاب پولیس نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ماڈل پولیس سٹیشن پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے اور بہت جلد اپنی سفارشات آئی جی صاحب کو دے گی جس کی بنیاد پر پنجاب کے تمام تھانوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا اور تھانوں کو بہتر بنایا جائے گا اس کے اندر ایک یہ بھی خیال ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر تھانے کے اندر ایک reception ہونا چاہئے جس پر professional reception تعینات کئے جائیں گے جو سویلین ہوں گے اور پولیس ملازمین نہ ہوں گے اور وہ ہر قسم کی درخواست سائل سے وصول کریں گے اور بغیر کسی حیل وحجت کے ایف آئی آر درج کریں گے۔

2۔ تجرباتی بنیاد پر بہاولپور ریجن کے تینوں اضلاع میں ایک ایک موبائل سٹیشن تشکیل دیا گیا ہے اس پولیس سٹیشن کے عملہ کے پاس اپنی ایف آئی آر بک ہوتی ہے اور یہ موقع پر پہنچ کر سائل کی ایف آئی آر درج کرتے ہیں اگر یہ تجربہ

کامیاب رہا تو پنجاب کے باقی اضلاع میں بھی موبائل تھانے بنائے جائیں گے۔

3۔ آئی جی پنجاب پولیس نے چارج سنبھالتے ہی وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات پہلے ہی سے جاری کئے ہوئے ہیں کہ ہر ضلع میں ایف آئی آر کی فری رجسٹریشن کو یقینی بنایا جائے اور اس ضلع میں کرائم کا تناسب بڑھتا ہے تو متعلقہ ایس ایچ او اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سے اس کی باز پرس نہ کی جائے گی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت آپ تشریف رکھیں۔جی، شیخ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ اجلاس جس وقت شروع ہوا، چلو میں اس کو بھی debate نہیں کرتا لیکن اس کے بعد آپ نے پوائنٹ آف آرڈر دیئے اور personal explanation پر معاملہ چل پڑا۔اب پچھلے 35 منٹ سے personal explanation ہے۔میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو اس ایوان کا ہر رکن بھگت رہا ہے وہ معاملہ یہ ہے اور میں یہ historically بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ کم از کم جب اجلاس ہو رہے ہوں تو سیکرٹری صاحبان کو اسمبلی میں موجود ہونا چاہئے۔ہمارے بہت سے ارکان کا وقت اس معاملے میں ضائع ہوتا ہے کہ ہم جاتے ہیں لیکن سیکرٹری ملتے نہیں ہیں اور ہمارے پاس 92 والا نمبر نہیں ہے کہ وہ دیکھنے کے بعد ہمارے نمبر اٹھا لیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا ہر معزز ممبر سخت مصیبت میں مبتلا ہے، سیکرٹری نہیں ملتے اور حلقوں کے کام نہیں ہوتے اور لوگ وہاں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہم کن حالات میں اپنے حلقوں کو چلا رہے ہیں لہذا میں historically ثابت کر سکتا ہوں کہ جب لیجسلیٹو اسمبلی بنی تھی تو اس وقت سیکرٹریٹ کے اندر اسمبلی کا اجلاس ہوتا تھا اور سیکرٹری موجود ہوتے تھے۔اگر آج سارے سیکرٹری نہیں آ سکتے تو کم از کم روزانہ سات یا دس سیکرٹری موجود ہوں تاکہ لوگ یہاں پر ان سے اپنے کام کروائیں۔یہ ہم پر رحم کریں اور ان لوگوں کو ہمارے لئے یہاں پر لائیں اور پرنسپل سیکرٹری کو بھی ہفتے میں کم از کم دو دن یہاں ہونا چاہئے۔آپ سے

یہی گزارش کرنا تھی اور پلیز ہاؤس کو personal explanation پر نہ چلائیں- شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں-

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے بات سن لی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جو بعد میں بات کی ہے پہلے تو اس بارے میں بتائیں کہ اس بارے میں کیا کرنا چاہئے What should I do?

شیخ علاؤالدین: کس بارے میں؟

جناب سپیکر: آپ نے کہا ہے کہ ہاؤس کو personal explanation پر نہ چلائیں-ان الفاظ کا کیا کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دونوں طرف سے personal explanations ہو رہی ہیں اور اس پر ہاؤس کا وقت ضائع ہو رہا ہے-

جناب سپیکر: کیا صرف آپ ہی اس معزز ایوان کے ممبر ہیں اور کوئی ممبر نہیں ہے؟ آپ اس طرح کے سوالات کرنے سے گریز کیا کریں-آپ کی مہربانی-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر کوئی ممبر بھی آپ کی توجہ چاہتا ہے-

MR. SPEAKER: Try to follow me I will be thankful to you

جی، رانا صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب شیخ صاحب کی بات کا جواب دیں-

جناب سپیکر: جی، دے رہے ہیں-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس ہو تو سیکرٹری صاحبان اپنے آفس یا اسمبلی چیمبر میں موجود ہوں تاکہ ممبران اپنے کاموں کے سلسلے میں ان سے مل سکیں۔یہ بالکل ایک valid observation ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ بات کر کے اس بات کو ensure کراؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ یہ بات ensure کریں اور کل اس بارے میں ایوان کو مکمل اطلاع دیں کہ آپ نے کیا بات کی ہے اور ادھر سے کیا جواب آیا ہے؟ مستقبل میں متعلقہ محکمے کا جو سیکرٹری بغیر وجہ بتائے یہاں موجود نہیں ہو گا تو پھر اس کے خلاف اسمبلی کی طرف سے کارروائی کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا آپ کی بات کو آگے بڑھاؤں کہ جس دن question hour ہوتا ہے اس دن محکمہ کا سیکرٹری یا دوسرے اہلکار اسمبلی میں اس سلسلے میں مصروف ہوتے ہیں۔شیخ صاحب نے جو بات کی ہے وہ اور طرح سے ہے۔ان کا یہ فرمانا ہے کہ سیکرٹری صاحبان اجلاس کے دنوں میں اپنی meetings نہ رکھیں، اپنے دفاتر میں موجود رہیں یا اسمبلی سیکرٹریٹ میں موجود رہیں تاکہ لوگ ان کو اپنے کاموں کے سلسلے میں مل سکیں تو میں اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات کر لوں گا اور next session سے انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو ensure کریں گے کہ اس complaint کو redress کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تو اجلاس کے دنوں کی بات ہو گئی، اجلاس کے علاوہ انھیں کہہ دیں کہ کوئی ایک یا دو گھنٹے عوام کے لئے اور public raps کے لئے مختص کریں تاکہ لوگ اس وقت کے دوران ان سے اپنے کام کروا سکیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ احکامات تو already ہیں اس کے متعلق انھیں ہدایات ہیں اور انھوں نے اس کے لئے وقت مقرر بھی کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود یہ شکایت ہے۔ان سب کو دوبارہ اس بات کی تاکید کی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم جاتے ہیں اور سیکرٹری صاحبان موجود نہیں ہوتے تو ہم اپنا کارڈ چھوڑتے ہیں، فون کرتے ہیں اور message لکھواتے ہیں لیکن کبھی واپس جواب نہیں آتا۔ پچھلی دفعہ بھی وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کروائی تھی کہ سیکرٹری صاحبان back reply کیا کریں گے۔ ہاؤس میں آپ کی طرف سے یہ بات آئی تھی کہ اگر کوئی معزز رکن کارڈ چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ آفیسر واپس آنے پر فون کرے گا، reply دے گا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ عوامی نمائندہ، ایک ممبر اسمبلی اگر کسی بھی آفیسر کو فون کرے، خواہ اس کا مرتبہ گریڈ-11 کا ہو یا گریڈ-20 کا ہو یہ اس آفیسر کا فرض ہے کہ وہ ring back کرے۔ لغاری صاحب! یہ آپ کے علم میں ہو گا کہ یہاں پر متعدد تحاریک استحقاق اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی طرف سے آئی ہیں جن کی بنیاد صرف اور صرف یہ تھی کہ ہم نے فون کیا اور ring back نہیں ہوا تو ہم نے ان تحاریک استحقاق کو منظور کیا ہے۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں عطا محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے ابھی حکم دیا ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو سیکرٹری صاحبان اپنے دفاتر میں اراکین اسمبلی کے لئے کوئی وقت مختص کر دیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ direction دی ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو ہمارے چیف سیکرٹری صاحب تمام سیکرٹریوں کی فوج لے کر excursion trip پر نکل جاتے ہیں اور سات سات دن سیکرٹریٹ بند رہتا ہے جن divisions میں جاتے ہیں وہاں تحصیلوں میں کام بند ہو جاتا ہے کیونکہ ہر تحصیل پر گریڈ-20 کا ایک افسر نازل کر دیتے ہیں۔ میں وزیر قانون صاحب کی وساطت سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کبھی assessment بھی کی ہے کہ یہ جو 20/22 سیکرٹریوں اور ممبر بورڈ آف ریونیو کو لے کر چیف سیکرٹری صاحب جاتے ہیں اس کا حاصل کیا ہے؟ یہاں سیکرٹریٹ میں عوام کے کام بند ہو جاتے ہیں

اور جن اضلاع میں یہ جاتے ہیں وہاں پر بھی عوام کے کام بند ہو جاتے ہیں۔ میں حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وزیر قانون صاحب ایوان کو اس بارے میں آگاہ فرمائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ چیف سیکرٹری صاحب کے ذہن میں یہ ایک concept, vision یا سوچ تھی کہ سیکرٹری صاحبان کو صرف بابو بنا کر دفتروں میں نہ بٹھایا جائے بلکہ ان کو field میں لے جایا جائے۔ یہ on ground جا کر لوگوں کے معاملات کو دیکھیں، لوگوں کی تکالیف کو سمجھیں اور ایک assessment کے بعد واپس آئیں اور واپس آ کر اس experience کی بنیاد پر لوگوں کی یہ بہتر طور پر خدمت کر سکیں۔ اب تک انھوں نے غالباً تین divisions کا visit کیا ہے۔ جیسا کہ مانیکا صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس معاملے کو assess کرنا چاہئے تو ٹھیک ہے اس کو assess کر لیتے ہیں اگر اس سے کارکردگی میں کوئی بہتری آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس practice کو جاری رہنا چاہئے اور اگر بہتری نہیں آئی تو اس کے متعلق معزز ممبران کی جو تجاویز ہوں گی اس کے مطابق اس programme کو بہتر بھی بنایا جا سکتا ہے اور اگر معزز ممبران چاہیں تو اس کو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، محترم میاں صاحب! آپ بھی گوہر افشانی فرمالیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر دو باتیں کرنی ہیں۔ ابھی ابھی فاضل ممبر نے جو بات کہی ہے میں اس کے جواب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چیف سیکرٹری صاحب سیکرٹریوں کی جو فوج لے کر جاتے ہیں وہاں پر عام آدمی کو رسائی حاصل ہوتی ہے جبکہ سیکرٹریٹ میں صرف ایم پی اے ہی جا سکتا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ صرف ایم پی اے کو ہی رسائی حاصل ہو عام آدمی کو رسائی حاصل نہ ہو سکے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ انصاف عوام کی دہلیز پر لے جایا جا رہا ہے اس لئے ان کا اعتراض نہیں بنتا۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بوٹوں اور وردی کی سرکار کی پروردہ سابق حکومت کے دوران ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ہر تحصیل میں بیسیوں سیاسی کارکنوں پر پرچے درج

کروائے گئے اور میں خود اس کا victim رہا ہوں۔ محترمہ نیلم جبار کا ایک بھائی اور اسی طرح سے سینکڑوں سیاسی کارکنوں کے خلاف بغاوت کے پرچے درج کروائے گئے۔ میں خود اڑھائی تین سال تک ہر ہفتہ بدمعاشوں کی طرح عدالتوں میں جاکر حاضری لگواتا رہا۔ تین سال بعد ایک سول جج آیا، اس نے مجھ سے سوال کیا کہ کیوں بھئی یہ کام کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں میں کرتا ہوں۔ اس نے کہا جاؤ باعزت بری۔ میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک تو آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے موقف کے gist کو سمجھا۔ آپ نے میری بات بالکل صحیح سمجھ لی لیکن پھر وہ بات deviate ہو کر ادھر اُدھر چلی گئی۔ میرا موقف بالکل بڑا clear ہے کہ جب اجلاس ہو رہا ہو تو اس کے دوران کم از کم دس سیکرٹری صاحبان کا یہاں پر پروگرام دیا جائے کہ فلاں فلاں سیکرٹری فلاں فلاں دن available ہوں گے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت ہم لوگ یہاں اجلاس میں آتے ہیں تو حلقے کے کاموں کے حوالے سے سیکرٹریٹ جانا پڑتا ہے اور سیکرٹری صاحبان وہاں پر available نہیں ہوتے تو ان سیکرٹری صاحبان کو یہاں پر بلایا جائے۔ وزیر قانون صاحب نے اس پر جو یقین دہانی کروائی ہے آپ اس کی پابندی کروائیں۔ میں یہ historically reference دے سکتا ہوں کہ جس وقت اجلاس ہوتا تھا تو آج سے ساٹھ سال پہلے بھی سیکرٹری صاحبان یہاں موجود رہتے تھے۔ آپ صرف اس پر عملدرآمد کروادیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جو چیف سیکرٹری صاحب کے entourage کا ذکر ہوا ہے۔ انھوں نے واپس آکر شاید رانا صاحب کو صحیح رپورٹ نہیں دی۔ یہ اخبار کہتی ہے کہ:

Rana Sana Ullah speaks out "NATO depots are not being shifted to Punjab"

جناب سپیکر! میرے حلقے میں یہ staging station بن چکا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جن نیٹو کے ڈپوؤں کو پشاور میں آگ لگائی جارہی تھی وہاں سے

وہshift کر کے ضلع اٹک میں لے آئے ہیں۔کیا اب وہ آگ آپ ہمارے پنجاب میں لانا چاہتے ہیں؟فتح جنگ موٹروے کےexit پر جب اُترتے ہیں تو اس کے بالکل ساتھ main road کے اوپر ہی یہstaging station بنا ہوا ہے،آپ خود جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں نے کل باقاعدہinformation لی ہے اور اس information کے مطابق یہی تھا کہ کوئی ایسی تجویز ہے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل ہوا ہے۔اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو یہ مجھے اجلاس کے بعد مل لیں اور مجھے اس بارے میں پوری طرح سے brief کر دیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں ساری معلومات لے لوں گا لیکن یہ بات طے ہے،اس ہاؤس کا بھی یہ consensus ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کا کوئی اڈا پنجاب میں بنے جو کہ پنجاب کے امن کے لئےthreaten ثابت ہو۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!میں وہ location بھی یہاں on the floor of the House ان کو بتا رہا ہوں کہ فتح جنگ موٹروے کےexit کے بالکل ساتھ main road کے اوپر ترنول انٹرچینج بنا ہوا ہے،فتح جنگ انٹرچینج کے اوپر جب آپ فتح جنگ کی طرفexit کرتے ہیں تو اس کے بالکل ملحقہ main road کے اوپر، جو کوہاٹ روڈ کہلاتی ہے اس پر بنا ہوا ہے۔ It exists there. آپ وہاں پر جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب والا!یہ مجھے وہ سارا ایڈریس لکھ کر دے دیں۔اس میں دو چیزیں ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ NATO forces کی جو عام سپلائی ہے،مثال کے طور پر ان کیfood ہے یا اس قسم کی چیزیں ہیں یا ان کےvehicles ہیں تو وہ بھی جہاں سے گزرتی ہیں وہاں پر بھی انہوں نے کچھ جگہوں پر جیسے پٹرول پمپ،سی این جی سٹیشن یا جہاں پر رکنے کا انہوں نے علیٰحدہ سے انتظام کیا ہوا ہے کیونکہ ان کو اپنا life threat ہے اگر یہ اس کے متعلق بات کر رہے ہیں تو وہ اور بات ہے لیکن انہوں نے جو کل کہا تھا کہ وہاں پر کوئی اسلحہ کا ڈپو یا اس قسم کی کوئی installations ہو رہی ہیں تو اس پر حکومت کی طرف سے تو denial ہے کہ اس قسم کی کوئی بات

نہیں ہو رہی لیکن یہ مجھے ایڈریس لکھ کر دے دیں تو میں اس بارے میں صحیح طور پر confirm کر کے اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، میرے خیال میں آپ آپس میں کوئی میٹنگ کر لیں۔ شکریہ۔ جی، چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا!اس سلسلے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ایف آئی آر اتنے آسان طریقے سے درج ہونا شروع ہو گئی ہے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی یہی ہدایات ہیں اور آئی جی صاحب بھی کر رہے ہیں اس سے ہمارے معاشرے میں غلط اور جھوٹے پرچوں کا رواج بھی پڑتا ہے۔ اس کا انہوں نے کیا mechanism اپنایا ہے اس سے کہیں جھوٹے پرچوں کا اندراج نہ بڑھ جائے؟ اس سے نہ صرف عوام پریشان ہو گی بلکہ عدالتوں پر بوجھ بھی بڑھ جائے گا اور پولیس بھی زیادہ مصروف ہو گی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کوئی ایسا mechanism وضع کیا جائے تاکہ جھوٹی درخواستیں اور جھوٹے پرچے درج نہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم جاوید صاحب نے جو بات کی ہے یہ بالکل درست ہے کہ اس سے ایسے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو لوگوں کے خلاف غلط پرچے درج کروائیں لیکن بات یہ ہے کہ فری رجسٹریشن سے ہر گز مراد یہ نہیں ہے کہ جہاں پر cognizable offence نہیں بنتا وہاں پر بھی پرچہ درج کر دیا جائے، جو application آتی ہے ضابطہ فوجداری کے تحت ایس ایچ او کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے اس حد تک تو ضرور دیکھے کہ آیا اس میں حقیقت ہے اور cognizable offence بنتا ہے یا نہیں بنتا لیکن even then F.I.R کا جو طریق کار ہے جو رول 154 ہے اس میں اس بات کی گنجائش ضرور موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رول نہیں ہے بلکہ سیکشن ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب! C.R.P.C section 154 میں واقعی یہ گنجائش موجود ہے جس کی نشاندہی چودھری جاوید صاحب نے کی ہے۔ اس وقت ہم تھانہ کلچر

کو بہتر بنانے میں work کر رہے ہیں تو اس میں یہ بات بھی زیر غور ہے کہ F.I.R کے اندراج کا اور پولیس کے investigation initiate کرنے کا جو طریق کار ہے اس میں تھوڑی سی کوئی ایسی line draw کی جائے جس سے ان جھوٹے مقدمات کا اندراج رک سکے اور جو مقدمہ بالآخر after investigation جھوٹا ثابت ہو تو complainant کے خلاف کارروائی کو ضروری قرار دیا جائے اور زیر دفعہ 182 کے تحت جو سزا ہے اس کو بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! ایک گزارش میں اور بھی کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا ضمنی سوال آ گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! کیس کی رجسٹریشن کے لئے Criminal Procedure Code کی جو دفعہ 154 ہے اس میں لفظ "may"" نہیں ہے، اس میں لفظ "shall" ہے۔ کوئی بھی درخواست جو کسی ایس ایچ او کے پاس آئے گی اگر اس میں کوئی cognizable offence made out ہوتا ہے تو ایس ایچ او کے صوابدیدی اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی ایسی تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ لفظ "shall" کو "may" میں convert کر دیا جائے یا اس میں یہ کر دیا جائے کہ section-182 کے تحت چھ مہینے کی جو سزا ہے اس کو enhance کر دیا جائے کہ اگر کوئی بھی complaint جھوٹی ثابت ہوتی ہے تو اس کی سزا زیادہ کر دی جائے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ section-154 میں لفظ "shall" ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اگر "shall" کے لفظ کو "may" کریں گے تو پولیس کے متعلقہ جو افسران ہیں ان کو اتنا طاقت ور کر دے گا کہ وہ پھر ہر کسی کو No کرتے جائیں گے۔ اس میں کوئی بنیادی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے لیکن اس کے اوپر جو کمیٹی اس وقت کام کر رہی ہے اس میں ہوم سیکرٹری صاحب ہیں، آئی جی پی صاحب ہیں، کچھ منتخب نمائندوں کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا ہے لیکن یہ ساری exercise ایک دفعہ ہم اس معزز House سے بھی share کریں گے

اور اس کے بعد اس کے اوپر کوئی comprehensiveاور بنیادی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے اس لئے میں سر دست اس پر کوئی commitment نہیں دے سکتا کہ ہم یہ کریں گے یا وہ کریں گے لیکن اس سلسلے میں ترمیم کی ضرورت ہے اور جو پولیس آرڈر 2002 ہے اس میں بھی تبدیلیوں کی ضرورت ہے، ترمیم کی ضرورت ہے۔ پولیس آرڈر عنقریب 6th schedule سے باہر آ رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری exercise جلد complete ہو جائے گی اور اس کے بعد یہ ترمیم کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ عباسی صاحب کا ہے۔

چودھری سرفراز افضل: On his behalf سوال نمبر 479 اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایما پر طبع شدہ سوال نمبر 479 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔14 راولپنڈی تھانوں کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*479: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔14 میں کل کتنے تھانے ہیں اور ہر ایک تھانہ میں گریڈ وار تعینات پولیس ملازمین کی کیا تعداد ہے؟

(ب) کیا مذکورہ ہر ایک تھانہ میں پولیس سٹاف اور تھانہ کی تعداد بڑھانے کا کوئی ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) کیا پی پی۔14 راولپنڈی میں صادق آباد پولیس سٹیشن کرایہ کی بلڈنگ میں ہے جس کی حالت انتہائی خستہ ہے، کیا حکومت صادق آباد پولیس سٹیشن کے لئے اپنی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔14 تین تھانوں، تھانہ صادق آباد، تھانہ نیوٹاؤن و تھانہ بنی پر مشتمل ہے اور اس میں تعینات ملازمین کی تعداد گریڈوار درج ذیل ہے:۔

I۔ تھانہ صادق آباد

INSP	SI	ASI	HC	CS
1	7	10	3	105

II۔ تھانہ نیوٹاؤن۔

INSP	SI	ASI	HC	CS
1	7	9	7	102

III۔ تھانہ بنی۔

INSP	SI	ASI	HC	CS
1	6	6	4	98

(ب) پولیس رولز کے باب نمبر2 کے فقرہ نمبر2 میں وضع کردہ اصول متعلق نفری کے مطابق آبادی زیادہ ہونے پر گورنمنٹ آف پنجاب کو پولیس ملازمین کی تعداد بڑھانے کے لئے متحرک کیا جائیگا۔

(ج) تھانہ صادق آباد کی بلڈنگ کرایہ پر لے رکھی ہے۔بلڈنگ کی حالت خستہ ہے۔ایس ایچ او تھانہ صادق آباد و D.S.P/S.P.O نیوٹاؤن کو ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ اس علاقہ میں ایک ایسی بلڈنگ جس میں تھانہ کا کام اور سٹاف کی رہائش ممکن ہو کرایہ پر لے کر اس بلڈنگ میں تھانہ کو منتقل کریں جو ایسی بلڈنگ کی تلاش کر رہے ہیں۔جونہی کوئی مناسب بلڈنگ میسر ہوئی تو تھانہ اس میں شفٹ کر دیا جائیگا۔

گنجان آبادی ہونے کی وجہ سے تھانہ کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ملی ہے تاہم تھانہ کے لئے جگہ کی تلاش دن رات جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری سرفراز افضل: جناب والا! تھانہ صادق آباد راجہ حنیف عباسی صاحب کے حلقے کے ساتھ ساتھ میرے حلقے کو بھی لگتا ہے۔ ایک تو وہاں پر جو کیس چل رہا تھا، تھانے کو خالی کرنے کے آرڈر کر دیئے گئے ہیں اور وہاں پر بلڈنگ موجود نہیں ہے۔ یہاں پر جواب یہ آیا ہے کہ گنجان آبادی ہونے کی وجہ سے تھانے کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ملی ہے تاہم تھانہ کی جگہ کی تلاش دن رات جاری ہے۔ میں وزیر قانون کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ وہاں پر alreadyاس علاقے میں اوقاف کی جگہ موجود ہے تو کیا محکمہ اوقاف کی جگہ کو اس کے لئےutilize کیا جاسکتا ہے یا اس طرح کی کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً جس اوقاف کی جگہ کی یہ نشاندہی کر رہے ہیں اگر تو وہ صوبہ پنجاب کی ملکیت ہے تو پھر بالکل اس کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آپ اس کی نشاندہی کریں تو میں متعلقہ افسران سے کہوں گا کہ اس بارے میں رپورٹ بنا کر بھیجیں۔ اگر اوقاف کی جگہ ہے تو پنجاب گورنمنٹ اس کوutilize کر سکتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! محکمہ تمام تھانوں کے لئے ذاتی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے، جو تھانوں کی requirement کے مطابق ہوں کیونکہ اس طرح کرایہ کی شکل میں محکمے کے بہت زیادہ پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر اس کی اپنی بلڈنگ تعمیر ہوتی ہے اور long term کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بچت کے زمرے میں بھی آجاتا ہے اور ایک پراپرٹی بھی بن جاتی ہے۔ محکمہ اس سلسلے میں کوئی سوچ و فکر رکھتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً یہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی valid observation ہے۔ گورنمنٹ اس بارے میں ارادہ رکھتی ہے اور اس سال کے بجٹ میں اس سلسلے میں خاطر خواہ فنڈز مختص کئے جائیں گے لیکن یکدم اس سارے معاملے کو

redress نہیں کیا جا سکتا۔انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دو تین سالوں میں مکمل طور پر تمام تھانوں کو اپنی ذاتی بلڈنگ مہیا کر دی جائے گی۔

چودھری اقبال: جناب والا!سوال کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ ''حکومت صادق آباد پولیس سٹیشن کے لئے اپنی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟'' جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ''مناسب جگہ نہ ملی ہے تاہم تھانہ کے لئے جگہ کی تلاش دن رات جاری ہے۔'' یہ دن رات سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: کوشاں ہیں اور اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ کوشش جو ہے محکمہ پولیس کے لوگ کر رہے ہیں کیونکہ وہ رات کو بھی گشت کرتے ہیں دن کو بھی کرتے ہیں اس لئے دن رات وہ اس کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: میرا سوال نمبر501 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں جوئے کے بکنگ ہاؤس و دیگر تفصیلات

*501: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی اور اس سے ملحقہ پوش علاقوں میں50 سے100 کے قریب جواریوں اور بکیوں نے بکنگ ہاؤس بنا رکھے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقامی تھانوں کے اہلکاران وافسران اس مکروہ کاروبار میں اپنا کمیشن لے کر جواریوں اور بکیوں کا ساتھ دیتے ہیں،اگر ہاں تو ایسے اہلکاران وافسران کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے؟

(ج) ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی اور اس سے ملحقہ پوش علاقوں میں2003 کے بعد اب تک کتنے جوئے کے بکنگ ہاؤسوں پر چھاپے مارے گئے ہیں، کتنے جواری اور بکیے گرفتار ہوئے،

کتنے پرچے درج کئے گئے، کتنے جواریوں کو سزائیں ہوئیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر درج بالا جز(الف)کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بکنگ ہاؤسز کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ ڈیفنس اور ملحقہ پوش علاقوں سرور روڈ، جنوبی چھاؤنی، فیکٹری ایریا میں کسی بکئے یا جوار یئے کا بکنگ ہاؤس نہ ہے اور نہ ہی اس حوالے سے کوئی ریڈ کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے۔

(ب) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی اور اس کے ملحقہ تھانوں کا کوئی اہلکار یا افسر کسی سے کوئی کمیشن وغیرہ وصول نہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی جوار یئے اور بکیے کا ساتھ دیتا ہے۔

(ج) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ تھانہ ڈیفنس اے، بی میں کوئی جوا خانہ نہ ہے تاہم قمار بازی کے دو مقدمات مقدمہ نمبر 701/08 بجرم 5/7/78 قمار بازی آرڈیننس اور مقدمہ نمبر 871/08 بجرم 6/7/78 قمار بازی آرڈیننس تھانہ ڈیفنس اے میں درج ہوئے ان مقدمات میں جواء کی رقم مبلغ-/32530 روپے برآمد ہوئی ابھی تک یہ مقدمات زیر سماعت ہیں۔تھانہ ڈیفنس بی میں بھی مقدمہ نمبر 154/08 بجرم 6/7/78 قمار بازی آرڈیننس درج ہوا ہے جس میں جواء کی رقم-/2920 روپے برآمد ہوئی ہے اور مقدمہ عدالت میں ابھی تک زیر سماعت ہے۔

(د) بروئے رپورٹ ایس پی کینٹ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی اور اس کے ملحقہ پوش علاقوں میں کوئی بکی ہاؤس نہ ہے۔کڑی نگرانی کی جارہی ہے جونہی کوئی ایسی رپورٹ یا اطلاع موصول ہوگی تو قانون کے مطابق ملزمان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: اس سوال کے جز(ج) میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں مجھے بتایا گیا ہے کہ پولیس نے جوئے کی رقم کی جو recovery کی ہے بہت بڑی رقم بتائی گئی ہے جو کہ 32ہزار 530 ہے اور دوسری 2900روپے ہے۔ میں ان سے پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں کرکٹ میچوں پر ٹیلی فون پر اربوں روپے کا جواء لگایا جاتا ہے۔آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ اس کو صرف پولیس ہی پکڑتی ہے اور اس ادارے کے پاس ان ٹیلی فون کالوں کو trace کرنے کا کوئی سسٹم نہ ہے تو میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ٹیلی فون پر اربوں روپے کی gambling کرتے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں؟ ایک ادارے کے پاس اسے trace کرنے کا سسٹم ہی نہیں ہے تو پھر جواب میں 2900روپے کا ہی جوا پکڑا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب نے جو observe کیا ہے وہ درست ہے کہ ڈیفنس میں جواء ہوا اور وہ بھی 32000روپے اور 2900روپے پکڑے جائیں یہ تو بالکل eye wash ہے۔انہوں نے یہ بات درست کی ہے کہ وہاں جواء ایسے نہیں ہوتا کہ لوگ باہر گلی میں بیٹھ کر کھیل رہے ہیں اور پولیس انہیں جا کر پکڑ لے۔ وہاں پر یہ سارا crime telephonically ہوتا ہے اور ان کے ماسوائے ایک technical طریق کار نہیں پکڑا جا سکتا۔ جہاں تک انہوں نے ٹیلی فون trace کرنے کی بات کی ہے بہر حال اس وقت پولیس کے پاس یہ نظام موجود ہے اور یہ نظام پنجاب حکومت نے ابھی اس مقصد کے لئے انہیں خرید کر دیا ہے لیکن اس کا مقصد پولیس کو جواریوں کے پیچھے یا لوگوں کے پیچھے لگانا نہیں ہے بلکہ اس نظام کا مصرف terrorists activities کو trace کرنا ہے۔ عام ٹیلی فون کالوں کو otherwise سننا، ٹیلی گراف ایکٹ کے تحت فی الحال جرم ہے اور اس کے اوپر عدالتوں کے فیصلے بھی ہیں کہ کوئی بھی ادارہ کسی کی پرائیویٹ کال کو سننے کا حق نہیں رکھتا تو یہ بڑا complicated سا مسئلہ ہے کہ اگر پولیس یا کسی بھی law enforcing agency کو اجازت دی جائے کہ وہ لوگوں کے ٹیلی فون ٹیپ کرے یا ٹیلی فون سنے تو اس سے پھر اور

complications بھی پیدا ہوں گی تو اس سلسلے میں ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا لیکن اس سلسلے میں آنے والے وقتوں میں اس معاملے پر غور کر کے اس کا کوئی بہتر حل نکالا جا سکتا ہے۔

حافظ میاں محمد نعمان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ٹیلیفون کالوں کے اوپر قانون سازی کی ضرورت ہے لیکن ای میلز اور انٹرنیٹ کے ذریعے gambling کا گھناؤنا عمل جاری ہے اور جب اس کو electronically transfer کیا جاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر تو واضح law موجود ہے کہ اس کو تو detect through instruments کیا جا سکتا ہے۔ میرے ضمنی سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ لاہور میں گھڑ سواری کے لئے ریس کورس بڑا مشہور ہے جہاں پر مربع کھانے والے بڑے بڑے نامور گھوڑے اور سابق دور کی بڑی نامور شخصیات جن races میں involve ہوتی ہیں اس حوالے سے ذرا بتایا جائے کہ وہاں پر جو gambling ہوتی ہے کیا اس کی کوئی قانونی حیثیت ہے یا حکومت کو اس بارے میں علم نہیں ہے کیونکہ یہ بات بالکل مبنی بر حقیقت ہے کہ وہاں پر باقاعدہ books open ہوتی ہیں اور جس میں سابق دور کی بہت ساری شخصیات بھی involve ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو ای میلز اور انٹرنیٹ پر gambling کے حوالے سے بات کی ہے، ٹھیک ہے وہ detect تو ہو جاتے ہیں لیکن ابھی تک Evidence Act میں مطلوبہ amendments نہیں ہوئیں تاکہ انہیں اس زمرے میں لایا جائے اور وہ criminal liability fix ہو سکے۔ جہاں تک انہوں نے گھوڑوں اور gambling کی بات کی ہے تو ایسا کلبوں میں ہوتا ہے، ان کلبوں میں within their own boundary کچھ activities کرنے کا حق حاصل ہے اور حکومت اس میں بلا جواز مداخلت نہیں کر سکتی لیکن وہ اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ یہ ایک healthy activity ہے اور گھڑ دوڑ ایک کھیل ہے وہ اس انداز سے کرتے ہیں لیکن no doubt کہ بعد میں اس کے اوپر gambling بھی ہوتی ہے اور جہاں تک انہوں نے قانون کی بات کی ہے تو قانون بالکل ایک جیسا ہے خواہ کوئی گدھا ریڑھی چلا رہا ہو اور خواہ کوئی گورنر ہو،

جو law violate کرے گا تو law ان کے خلاف ایک طرح کی ہی کارروائی کرے گا، خواہ وہ پتنگ بازی ہو، خواہ وہ جواء ہو، تو اگر وہ وہاں پر جواء کرتے ہیں تو law کے act کے تحت وہ جرم کرتے ہیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ یہ میاں نصیر احمد صاحب کا سوال تھا، میاں صاحب تو شاید اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوئے ہیں لیکن میں مطمئن نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایس پی کا جواب آیا ہے کہ پورے ڈیفنس میں کوئی بھی booking house نہیں ہے یا جواء نہیں ہوتا، یہ بالکل غلط جواب ہے۔ ایس پی صاحب میرے ساتھ چلیں میں انہیں جا کر دکھاتا ہوں کہ کہاں کہاں جواء ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا کوئی اہلکار ملوث نہیں ہے میں یہ بات بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے لاہور میں جتنے بھی جواء خانے ہیں اور جتنے بھی غلط کام ہوتے ہیں ان کی سرپرستی پولیس والے کرتے ہیں اگر پولیس والے چاہیں تو ایک بھی جواء خانہ نہیں چل سکتا اور ڈیفنس میں جواء نہ ہو میں تو یہ بات بالکل نہیں مانتا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن جواء خانوں کی پہلے نشاندہی کی گئی ہے وہاں پر تو پولیس کا کوئی اختیار ہی نہیں ہے کہ جہاں پر وقت کے حکمران آ کر گھڑدوڑ میں حصہ لیں اور پرنسپل سیکرٹری صاحبان حصہ لیں جن کا بڑے بڑے ایوانوں میں ہاتھ ہو تو وہاں پر پولیس کی تو جرأت نہیں ہے کہ جا کر raid کرے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ میاں نصیر صاحب کے سوال کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس سوال کی تاریخ وصولی 30-05-2008 لکھی ہوئی ہے اور آگے تاریخ ترسیل 16-06-2008 لکھی ہوئی ہے۔ اس سوال کو کئے ہوئے تقریباً 8 ماہ کے قریب ہو گئے ہیں اتنے عرصے کے بعد اس سوال کا جواب آیا اور یہ معمولی سا جواب ہے اس میں کوئی اتنی پیچیدگی تھی اور نہ ہی اس میں کوئی بڑی عرق ریزی کی گئی ہے کہ یہ بڑا پیچیدہ سوال تھا اور اس پر اتنا وقت لگ گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ سوال کے جواب کا طریق کار یہ ہونا چاہئے کہ اس سیشن کے بعد جو سیشن

ہواس سے پہلے سوال وصول کئے جائیں اور اسی سیشن میں اس کے جواب آئیں، اب 8ماہ کے بعد اس سوال اور اس کے جواب کی کیا افادیت رہ گئی ہے؟

جناب سپیکر: جب اس محکمے کے سوالات ایجنڈے پر آئیں گے تبھی ان کے جواب آئیں گے ناں!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! دیکھیں، معمولی سا جواب ہے اور وزیر قانون صاحب نے ایک سیکنڈ میں جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں جواب دینے والے کا قصور تو نہیں ہے ناں! انہوں نے تو جواب دے دیا ہے اور آپ کی بات ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔ اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔151 میں پولیس سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*509: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔151 میں پولیس سٹیشنز کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔151 میں موجودہ پولیس سٹیشنز میں تعینات اہلکاران وافسران کی تفصیل نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کے ساتھ بتائی جائے؟

(ج) 2002 سے اب تک پی پی۔151 کے پولیس سٹیشنز میں درج ہونے والے پرچوں کی تعداد کیا ہے، ان میں کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے التوا کا شکار ہیں، ہر پولیس سٹیشن کے مطابق علیحدہ علیحدہ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔151 میں 5پولیس سٹیشنز اقبال ٹاؤن، گلشن اقبال، مسلم ٹاؤن، وحدت کالونی اور فیصل ٹاؤن آتے ہیں جو کہ تھانہ اقبال ٹاؤن بالمقابل مون مارکیٹ، تھانہ گلشن اقبال 732 نشتر بلاک اقبال ٹاؤن، تھانہ مسلم ٹاؤن ایوبیہ مارکیٹ نیو مسلم ٹاؤن، تھانہ وحدت کالونی گورنمنٹ کوارٹرز ایم بلاک وحدت کالونی اور تھانہ فیصل ٹاؤن سنٹرل فلیٹ مسلم ٹاؤن لاہور میں واقع ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔151 میں موجود تھانہ جات متذکرہ بالا میں تعینات پولیس افسران واہلکاران کی تفصیل نام، نمبر، عہدہ وتاریخ تعیناتی کے ساتھ مرتب کر کے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 2002 سے اب تک حلقہ پی پی۔151 میں موجود تھانہ جات میں درج ہونے والے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 7794 جن میں سے 893 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 6901 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ گلشن اقبال لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 2629 جن میں سے 213 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 2416 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ مسلم ٹاؤن لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 2540 جن میں سے 462 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 2078 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ وحدت کالونی لاہور میں درج شدہ مقدمات 3545 جن میں سے 3265 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 280 مقدمات زیر التواء ہیں۔

تھانہ فیصل ٹاؤن لاہور میں کل درج شدہ مقدمات 3793 جن میں سے 2640 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور 1153 مقدمات زیر التواء ہیں۔

پی پی۔32 سرگودھا کے تھانوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*713: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔32 سرگودھا کے تھانوں میں انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر، ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبلوں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت ان تھانوں میں موجود نفری کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے، کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔32 سرگودھا چار تھانہ جات اور ایک پولیس چوکی پر مشتمل ہے جس میں نفری کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام تھانہ	منظور نفری						تعینات نفری						کمی نفری					
	ہ کانسٹیبل	ہیڈ کانسٹیبل	اے ایس آئی	سب انسپکٹر	انسپکٹر	ڈی ایس پی	ہ کانسٹیبل	ہیڈ کانسٹیبل	اے ایس آئی	سب انسپکٹر	انسپکٹر	ڈی ایس پی	ہ کانسٹیبل	ہیڈ کانسٹیبل	اے ایس آئی	سب انسپکٹر	انسپکٹر	ڈی ایس پی
تھانہ صدر	25	2	7	3	1	-	19	4	6	4	1	-	6	-	1	-	-	-
تھانہ مظفر شہید	19	3	6	3	1	-	19	5	6	5	1	-	-	-	-	-	-	-
تھانہ کوٹ	18	2	4	2	1	-	16	1	4	2	-	-	2	1	-	-	-	-
چوکی نمبر 32 (تھانہ کوٹ)	10	3	3	1	-	-	6	1	2	1	-	-	4	2	2	-	-	-
تھانہ بھانوالہ	14	2	5	2	1	-	18	4	6	2	1	-	-	-	-	-	-	-

(ب) درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ نفری سے کم ہے کیونکہ موجودہ حالات کے پیش نظر ضلع ہذا میں سکیورٹی ڈیوٹی، لاء اینڈ آرڈر ڈیوٹی اور جوڈیشل ڈیوٹی پر کافی نفری تعینات ہے جس کی وجہ سے تھانہ جات میں منظور شدہ نفری کے مطابق نفری تعینات نہ ہے۔ منظور شدہ نفری میں اضافہ کے لئے حکومت پنجاب سے بذریعہ انسپکٹر جنرل آف پولیس، پنجاب درخواست کی گئی ہے۔

ڈومیسائل کی مد میں 1999 میں وصول کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*716: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 1999 میں ڈومیسائل بنانے کی فیس کتنی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں ڈومیسائل بنانے کی فیس میں 400 فیصد تک اضافہ کر کے 200 روپے کر دی گئی ہے اور طریق کار بھی مشکل کر دیا ہے؟

(ج) اس فیس میں اضافہ کے بعد کتنے ڈومیسائل صوبہ میں جاری ہوئے، ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے اور اس مد میں کتنی رقم جمع ہوئی، اس کی تفصیل بھی ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 1999 سے قبل ڈومیسائل بنانے کی فیس مبلغ 40 روپے تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈومیسائل بنانے کی فیس میں اضافہ کیا گیا ہے تاہم ڈومیسائل کے حصول کے طریق کار میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی ہے۔

(ج) فیس میں اضافہ کے بعد پنجاب کے تمام اضلاع سے 2433723 ڈومیسائل جاری ہوئے جن کی مد میں مبلغ 486744600 روپے وصول کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد میں پرائیویٹ گاڑیوں کے مالکان کو ٹریفک پولیس سے شکایات

*829: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزی منڈی سدھار فیصل آباد جھنگ روڈ سے سبزی وغیرہ لوڈ کر کے آنے والی پرائیویٹ ویگنوں، ڈالوں، منی ٹرکوں وغیرہ کو ٹریفک پولیس کے اہلکار ناجائز تنگ کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر اکثر اوقات ان گاڑیوں کو روک کر چالان کر کے روڈ پر ہی سامان ان لوڈ کر دیا جاتا ہے اور گاڑیاں تھانوں میں بند کر دی جاتی ہیں، جس سے لوگوں کی سبزی اور فروٹ خراب ہو جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر تعینات پولیس انسپکٹرز سبزی منڈی آنے اور جانے والی گاڑیوں سے باقاعدہ منتھلی بھی وصول کرتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لوڈ گاڑیوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے پولیس انسپکٹر/اہلکاران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے اور گاڑیوں کی آمدورفت میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سبزی منڈی کو جانے والے پرائیویٹ ڈالے، ویگنیں اور منی ٹرک سبزی لوڈ کرنے کی غرض سے جھنگ روڈ پر سے گزرتے ہیں جن میں سے زیادہ تر روٹ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں ان گاڑیوں کے پاس مجاز اتھارٹی کی طرف سے جاری شدہ روٹ کسی اور طرف کا ہوتا ہے لیکن صرف صبح کے وقت سبزی بار کرنے کی غرض سے ایک آدھ پھیرا یہ لگاتے ہیں جو کہ قانونی نقطہ نظر سے روٹ کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتا ہے علاوہ ازیں کچھ گاڑیاں بہت زیادہ اوور لوڈ ہوتی ہیں جو کہ حادثات کا سبب بھی بن سکتی ہیں اس لئے ایسی گاڑیوں کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) اوور لوڈنگ کی مرتکب اور روٹ کی خلاف ورزی کرنے والی گاڑیوں کے خلاف حادثات کے تدارک کے پیش نظر اور قانون کی بالادستی قائم رکھنے کے لئے کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔ایسی گاڑیاں جن پر سبزی، فروٹ لوڈ ہوتا ہے اور متذکرہ بالا سنگین نوعیت کی خلاف ورزی کی صورت میں ان کیخلاف قانونی کارروائی بھی ناگزیر ہو تو حتی الامکان موقع کی مناسبت سے یہ حکمت عملی اپنائی جاتی ہے جس سے سبزی یا فروٹ کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(ج) جو گاڑیاں روٹ کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرتی ہیں، اوور لوڈنگ کرتی ہیں یا کوئی دیگر متحرک خلاف ورزی کی مرتکب ہوتی ہیں تو ان کیخلاف حسب ضابطہ بلاامتیاز زیادہ سے زیادہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ ماہ کے دوران

اوورلوڈنگ کی مرتکب 285گاڑیوں کیخلاف کارروائی کی گئی۔اور اسی طرح روٹ کی خلاف ورزی پر51گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ منتھلی لئے جانے کی صورت میں اتنی تعداد میں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر کارروائی ممکن نہیں ہے۔

(د) فرائض منصبی میں غفلت برتنے پر عوام کے ساتھ تلخ رویہ یا رشوت ستانی کی شکایت پر بعد ازانکوائری اہلکاران کیخلاف قصور ثابت ہونے پر بہر صورت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے لیکن اس کے لئے کسی ایک آفیسر یا ماتحت کو نامزد کیا جانا ضروری ہے لیکن موصولہ سوال میں مجموعی شکایت کا ذکر ہے انفرادی طور پر کسی کو نامزد نہ کیا گیا ہے۔اگر مستقبل قریب میں بھی مقامی طور پر کسی کو نامزد کیا جائے بالعموم جملہ روڈہائے اور بالخصوص جھنگ روڈ پر متعینہ ٹریفک سٹاف سے متعلق کوئی شکایت موصول ہوئی تو بعد ازانکوائری قصور ثابت ہونے پر محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد میں قائم پولیس تھانوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*867: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں قائم پولیس تھانوں اور پولیس چوکیوں کی تعداد، وہاں پر تعینات ایس ایچ او/چوکی انچارج کے نام اوران کے ڈومیسائل کی مکمل تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ب) کیامقامی رہائشی اپنے آبائی ضلع میں پولیس آفیسر تعینات ہو سکتا ہے؟

(ج) ایک ایس ایچ او/چوکی انچارج کتنے عرصہ تک ایک تھانہ یاچوکی میں تعینات رہ سکتا ہے؟

(د) کیا کوئی پولیس اہلکار/افسر تھانہ/چوکی میں سول کپڑوں میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تعداد تھانہ جات:35

تعداد چوکیات:10

فہرست ایس ایچ او / چوکی انچارج کے نام اور ان کے ڈومیسائل کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بمطابق پولیس آرڈر 2002 کانسٹیبل سے لے کر D.S.P کے عہدہ تک اپنے آبائی / ڈومیسائل کے ضلع میں تعینات ہو سکتا ہے لیکن حسب الحکم جناب انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب کانسٹیبل / ہیڈ کانسٹیبل اپنے رہائشی تھانہ اور A.S.I سے لے کر انسپکٹر تک اپنے رہائشی سرکل / ٹاؤن میں تعینات نہ ہو سکتا ہے۔

(ج) بمطابق پولیس آرڈر 2002 ایک ایس ایچ او تھانہ میں عرصہ 2 سال تک تعینات رہ سکتا ہے لیکن لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے پیش نظر پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے اور انچارج چوکی کی تعیناتی کا عرصہ متعین نہ ہے۔

(د) کوئی بھی پولیس اہلکار / افسر تھانہ / چوکی میں باوردی اپنی ڈیوٹی سرانجام دے گا لیکن سکیورٹی کے پیش نظر خاص حالات میں سول کپڑوں میں بھی ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے۔

پولیس ملازمین کی ڈیوٹی آٹھ گھنٹے کرنے کا مطالبہ

*953: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پولیس ملازمین جو 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں ان کے لئے افواج پاکستان کی طرح کھانے کے mess بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا حکومت پولیس ملازمین کی ڈیوٹی 24 گھنٹے سے کم کر کے 8 گھنٹے یا 10 گھنٹے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد کیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تفصیلی جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) تفصیلی جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ضلع بہاولپور میں گاڑیوں کی چوری کے مقدمات کی تفصیل

*955: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں دسمبر 2007 سے اب تک کتنی گاڑیاں، موٹر سائیکل / سکوٹر چوری ہوئے، ان میں سے کتنے برآمد کئے گئے اور کتنے تاحال برآمد نہیں کئے گئے؟

(ب) حکومت پنجاب نے چوری شدہ گاڑیوں کو دوسرے صوبوں میں پہنچانے سے روکنے کے لئے کیا مستقل انتظامات کئے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا میں دسمبر 2007 سے 08۔09۔15 تک چوری ہونے والی گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	تعداد چوری شدہ وہیکلز	تعداد برآمد شدہ وہیکلز	تعداد بقایا برآمدگی
موٹر سائیکل	168	102	66
کار	27	13	14
دیگر وہیکلز	09	05	04

(ب) ضلع پولیس نے چوری شدہ گاڑیوں کو دوسرے صوبوں میں پہنچانے سے روکنے کے لئے تمام داخلی و خارجی راستوں پر ناکہ بندی اور چیک پوسٹس قائم کی ہوئی ہیں۔

چالان کی صورت میں فوری ادائیگی کی سہولت دینے کا مسئلہ

*1043: ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنک ٹائم کے بعد یا رات کو ٹریفک وارڈن جو چالان کرتے ہیں تو دوسری صبح بنک میں جرمانہ جمع کروا کر کاغذات لینے پڑتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیرون لاہور سے بسلسلہ سیر و شاپنگ آنے والے افراد کی اسی روز واپسی ہوتی ہے مذکورہ بالا صورتحال پر ان کی پریشانی قابل غور ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا چالان کی صورت میں چالان کی اسی وقت ادائیگی اور کاغذات کی واپسی کا طریق کار طے کر کے شہریوں کو سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) عوام الناس کی پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے چالان کی فوری ادائیگی کے سلسلے میں اعلیٰ سطح پر کوششیں جاری ہیں اس سلسلہ میں جونہی کوئی تجویز فائنل ہو گی عوام الناس کو فوری طور پر آگاہ کر دیا جائے گا۔

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر ہوائی فائرنگ پر پابندی کا مسئلہ

*1049: ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شادی و دیگر موقعوں پر ہوائی فائرنگ سے خوف و ہراس کے علاوہ آرام و سکون غارت ہوتا ہے اور بعض اوقات جانوں کا نقصان بھی ہو جاتا ہے؟

(ب) یکم جنوری2008 تا حال لاہور شہر میں ہوائی فائرنگ کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور ایسا کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) جس علاقے میں ہوائی فائرنگ ہو کیا حکومت اس علاقے کے ایس ایچ او کو ذمہ دار ٹھہرا کر اس کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ شادی و دیگر موقعوں پر ہوائی فائرنگ سے خوف و ہراس کے علاوہ آرام و سکون غارت ہوتا ہے اور بعض اوقات جانوں کا نقصان بھی ہو جاتا ہے۔

(ب) یکم جنوری2008تاحال لاہور شہر میں ہوائی فائرنگ کے کل106 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ایسا کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے انہیں گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیاہے۔

(ج) جس علاقے میں ہوائی فائرنگ ہوتی ہے اس علاقے کا ایس ایچ او فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجواتا ہے۔اگر متعلقہ ایس ایچ او کو قصور وار پایا جائے تواس کے خلاف بھی محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

صدر سرکل سرگودھا کے تھانوں میں مقدمات کی تفصیل

*1096: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 18۔فروری2008 سے 7۔جولائی2008تک صدر سرکل سرگودھا کے تمام تھانوں کی تھانہ وار تفصیل مقدمات، درج شدہ مع از قسم چوری، ڈکیتی، راہزنی، مویشی چوری بیان کی جائے کتنے مقدمات درج ہوئے اور کتنے مقدمات میں ملزمان گرفتار ہوئے تاریخ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جن مقدمات میں ابھی تک گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی اس کی وجوہات کیا ہیں اگر زیر تفتیش ہیں تو کس مرحلہ پر ہیں؟

(ج) کیامذکورہ مقدمات میں ملزمان کو سزابھی ہوئی، جن ملزمان کو سزاہوئی ان کے نام اور سزا کی نوعیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صدر سرکل سرگودھا کے مختلف تھانوں میں درج ذیل مقدمات درج ہوئے

تھانہ کڑانہ	تھانہ صدر	بھاگٹانوالہ
148	170	148
تھانہ عطاشہید	تھانہ جھال چکیاں	کل مقدمات
139	225	830

مقدمات چوری،ڈکیتی،راہزنی،مویشی چوری کے مقدمات تھانہ وائزدرج ذیل ہیں:۔

تھانہ کڑانہ

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
13	4	13	12

تھانہ بھاگٹانوالہ

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
9	1	4	10

تھانہ عطاشہید

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
5	2	14	2

تھانہ صدر

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
11	2	14	8

تھانہ جھال چکیاں

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
16	3	14	8

کل درج شدہ مقدمات سرکل صدر سرگودھا

چوری	ڈکیتی	راہزنی	مویشی چوری
54	12	59	40

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ذیل مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی۔

1- مقدمہ نمبر40 مورخہ 08-3-2 جرم 13/20/65-AO تھانہ بھاگٹانوالہ ملزم منشاء اللہ ولد سلطان قوم مسلم شیخ سکنہ کانڈیوال کو ایک ماہ20یوم قید سخت کا حکم ہوا۔

2- مقدمہ نمبر41 مورخہ 08-3-2 جرم 13/20/65-AO تھانہ بھاگٹانوالہ میں ملزم اللہ بخش ولد سلطان قوم مسلم شیخ سکنہ کانڈیوال کو ایک ماہ20یوم قید سخت کا حکم ہوا۔

3- مقدمہ نمبر42 مورخہ 08-3-2 جرم 9-B/CNSA تھانہ بھاگٹانوالہ میں ملزم عبدالستار ولد نور محمد قوم گجر سکنہ چک نمبر23-الف جنوبی کو 3 ماہ قید اور 2000روپے جرمانہ کا حکم ہوا۔

صوبہ میں اغوابرائے تاوان کے مقدمات میں اضافہ

*1159: میاں طارق محمود: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں بالعموم اور لاہور شہر میں بالخصوص بچوں کے اغوابرائے تاوان کے مقدمات میں اضافہ انتہائی تشویشناک صورتحال اختیار کر گیا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اغوابرائے تاوان کی یہ وارداتیں اپنی سنگینی کے اعتبار سے قتل سے کم نہیں اور اس کے خاتمہ کے لئے حکومتی اقدامات غیر مؤثر ثابت ہو چکے ہیں؟

(ج) اغوابرائے تاوان کے لئے جو دہشت گردی کی عدالتیں قائم کی گئی ہیں ان میں 2004تا 2007 کتنے کیس بھیجے گئے ہر کیس کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائی جائے؟ کتنے کیسوں میں فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے کیس ابھی زیرالتواہیں؟

(د) کیاارکان اسمبلی اور technocrats پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو مذکورہ مسئلہ کا in depth جائزہ لے کر اپنی حتمی سفارشات مرتب کرے جسے اسمبلی میں زیر بحث لاکر قابل عمل لائحہ عمل بنایا جاسکے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں رواں سال کے دوران بچوں کے اغوا برائے تاوان کے 5 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اغوا برائے تاوان کی وارداتیں اپنی سنگینی کے اعتبار سے قتل سے کم نہیں تاہم صوبائی دارالحکومت لاہور میں اس نوعیت کی وارداتوں کے انسداد وتدارک کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لایا جارہا ہے۔

(ج) صوبائی دارالحکومت لاہور میں سال 2004 اور 2007 کے دوران اغوا برائے تاوان کے کل 76 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 58 مقدمات چالان، 15 خارج، 2 عدم پتا اور ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

(د) حکومت اس تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے کہ حکومتی ارکان اسمبلی و ٹیکنوکریٹ پر مشتمل اسمبلی کی کمیٹی بنادی جائے۔

مرحوم پولیس ملازمین کے زیر تعلیم بچوں کے لئے امداد کا مسئلہ

*1161: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پولیس ویلفیئر فنڈ سے مرحوم ملازمین کے زیر تعلیم بچوں کو کوئی ماہانہ یا سالانہ امداد دی جاتی ہے نیز اس مقصد کے لئے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پرائمری، ہائی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے کتنی امداد دی جاتی ہے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ امداد میں موجودہ معاشی حالات کے پیش نظر اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کتنا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ارکان اسمبلی اور technocrats پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنانے کو تیار ہے جو مرحوم پولیس ملازمین کے اہل خانہ کے لئے خصوصی پیکیج کے لئے سفارشات مرتب کر

کے اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈ سے مرحوم / حاضر سروس ملازمین کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے سالانہ امداد دی جاتی ہے جس پر محکمہ کو تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ کے اخراجات اٹھانا پڑتے ہیں۔

(ب) جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1	کلاس ایف اے	2400/-
2	کلاس بی اے / ایم اے	3600/-
3	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ	12000/-
4	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ(ہوسٹل رہائش)	28000/-
5	ایگریکلچر / فارسٹری	6000/-
6	ایگریکلچر / فارسٹری(ہوسٹل رہائش)	12000/-
7-	معذور بچے(Special Children)	6000/-

(ج) حال ہی میں پولیس ڈیپارٹمنٹ نے اپنے ملازمین کے بچوں کے تعلیمی وظائف میں اضافہ کیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	تفصیلات	پرانے ریٹ	نئے ریٹ
1	کلاس ایف اے	1500/-	2400/-
2	کلاس بی اے / ایم اے	3000/-	3600/-
3	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ	12000/-	12000
4	ایم بی بی ایس / انجینئرنگ(ہوسٹل رہائش)	28000/-	28000/-
5	ایگریکلچر / فارسٹری	-	6000/-
6	ایگریکلچر / فارسٹری(ہوسٹل رہائش)	-	12000/-
7	معذور بچے(Special Children)	–	6000/-

(د) یہ شق گورنمنٹ پنجاب کے متعلقہ ہے اس کے بارے میں وہی بہتر جواب دے سکتے ہیں۔ لہذا محکمہ کوئی ریمارکس دینے سے قاصر ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1205: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو لاہور نے 2003 تا 2007 عوامی فلاح و بہبود کے لئے جو جو اقدامات اٹھائے ان کی مرحلہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں کل کتنا سٹاف ہے، کیا یہ سٹاف ضرورت سے زائد ہے یا کم، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) چائلڈ پروٹیکشن بیورو آفس میں تنخواہوں کی مد میں 2005 تا 2007 کتنا بجٹ رکھا گیا سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بیورو میں غلط استعمال ہونے والے فنڈز پر کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو حکومت پنجاب ایک ایسا فلاحی منصوبہ ہے جس میں ان تمام بچوں کو تحفظ دیا گیا ہے جو لاوارث، گھروں سے بھاگے ہوئے، عدم توجہی کا شکار، رات کو سڑکوں پر سونے والے، نشے کی لعنت میں ملوث اور جو مختلف چوراہوں پر بھیک مانگتے تھے۔ بیورو نے فروری 2005 سے باقاعدگی سے سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن انسٹی ٹیوشن کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں 300 بچوں کے لئے رہائش، قیام وطعام، لباس، تعلیم، صحت و تفریحی سرگرمیوں کا بندوبست کیا گیا۔ اس کے بعد ادارہ ہذا کی سرگرمیوں کو مختلف شہروں میں پھیلایا گیا جس میں گوجرانوالہ، ملتان،

فیصل آباد اور راولپنڈی شامل ہیں۔اس کے علاوہ رحیم یار خان اور سیالکوٹ میں بھی دفاتر قائم کر دیئے گئے ہیں:۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا قیام باقاعدہ قانون مجریہ 2004 کے تحت عمل میں لایا گیا ہے جس کے تحت بے سہارا بچوں کی بحالی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:۔

1. چائلڈ پروٹیکشن عدالت کا قیام
2. چائلڈ پروٹیکشن یونٹ
3. چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن
4. چائلڈ پروٹیکشن سکول
5. ووکیشنل سنٹر
6. چائلڈ ہیلپ لائن
7. Open Reception Centres کا قیام
8. اونٹ دوڑ میں استعمال ہونے والے بچوں کی بحالی کا منصوبہ
9. نشے میں ملوث بچوں کی بحالی کا منصوبہ

مندرجہ بالا شہروں کے علاوہ بیورو عنقریب سیالکوٹ، رحیم یار خان اور بہاول پور میں مکمل سرگرمیوں کا آغاز کر دے گا۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں کل 360 ملازمین کام کر رہے ہیں اور یہ سٹاف ضرورت سے کم ہے۔کیونکہ ایسے بچوں کی دیکھ بھال، تعلیم، صحت، حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ ڈاکٹرز، نرسیں، چائلڈ اٹینڈنٹ، سکیورٹی گارڈ، وارڈن، سائکالوجسٹ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔متعلقہ سٹاف کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں تنخواہوں کی مد میں سال 2004-05 میں 7.012 ملین روپے، 2005-06 میں 30.399 ملین روپے اور 2006-07 میں 43.077 ملین روپے مختص کئے گئے تھے۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں فنڈز کا استعمال باقاعدہ طریق کار اور منظور شدہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو رہا ہے اور کسی قسم کی بھی بے ضابطگی نہیں ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی چیئر پرسن کی تنخواہ و دیگر تفصیلات

*1206: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی موجودہ چیئر پرسن کتنی تنخواہ اور دیگر کیا کیا سہولیات لے رہی ہیں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں 2004 تا 2007 اگر آڈٹ کروایا گیا تو رپورٹ لف کریں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ادارہ ہذا کی چیئر پرسن کے لئے کسی قسم کی تنخواہ مقرر نہ ہے۔صرف سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے حکومت کی طرف سے منظور شدہ سرکاری گاڑی استعمال کرتی ہیں۔اس کے علاوہ کسی طرح کی بھی کوئی سہولت میسر نہ ہے۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں 2004 تا 2007 کا آڈٹ ڈائریکٹر جنرل آڈٹ پنجاب سے کروایا گیا ہے جس کی رپورٹ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ میں تکمیل کے مراحل میں ہے۔

لاہور میں عورتوں کے خلاف درج ہونے والے مقدمات کی تفصیلات

*1238: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال 2004، 2005 اور 2006 میں عورتوں کے خلاف درج ہونے والے مقدمات / جرائم کی تعداد کیا ہے خصوصاً ان واقعات کی تفصیل بیان کی جائے قتل، اغوا، کاروکاری، زخمی، ریپ، جلنے کے واقعات؟

(ب) اگر ہر سال تعداد بڑھی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کے تدارک کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قتل،اغوا،کار کاری،زخمی،ریپ، جلنے کے واقعات کی تفصیل مقدمات بر خلاف خواتین دوران سال2004،2005،2006

عرصہ	قتل	اغوا	کاروکاری	زخمی	ریپ	جلنے والے واقعات	میزان
سال2004	30	399	Nil	86	41	2	558
سال2005	47	410	Nil	86	56	3	602
سال2006	64	515	Nil	98	42	2	721
میزان	141	1324	Nil	270	139	7	1881

(ب) بڑھتی ہوئی آبادی اور بے روزگاری عورتوں کے خلاف جرائم میں اضافے کا باعث ہے۔ عورتوں کے خلاف جرائم کی روک تھام کے لئے مؤثر اقدامات کئے جارہے ہیں۔

لاہور کینٹ کچہری و دیگر عدالتوں میں ملزمان کے لئے انتظار گاہوں کے انتظام کا مسئلہ

*1244:جناب محمد اعجاز شفیع:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ کچہری اور انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں ملزمان کے لئے بخشی خانوں(انتظار گاہوں) کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیگر تمام عدالتوں میں بھی فریقین مقدمہ، گواہان اور دیگر متعلقین کے لئے انتظار گاہوں کا کوئی مناسب انتظام نہیں ہے؟

(ج) اگر جز(الف)اور(ب)کا جواب اثبات میں ہے تو ملزمان و دیگر فریقین مقدمہ کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے کیااقدامات زیر غور ہیں اور کب تک عمل درآمد متوقع ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ امور داخلہ کے تحت اس وقت صوبہ پنجاب میں 14 انسداد دہشت گردی کی عدالتیں کام کر رہی ہیں اور ان عدالتوں کے جج صاحبان سے معلوم کرنے پر پتا چلا ہے کہ ان عدالتوں میں ملزمان کے لئے بخشی خانوں (انتظار گاہوں) کا مناسب انتظام نہیں ہے تاہم لاہور

کینٹ کچہری میں محدود پیمانے پر ملزموں کے لئے بخشی خانہ اور سائلان و گواہان کے لئے سہولیات موجود ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان عدالتوں میں فریقین مقدمہ، گواہان اور دیگر متعلقین کے لئے انتظار گاہوں کا مناسب انتظام نہیں ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ تمام عدالتیں بشمول فوج داری، دیوانی عدالتیں ہائی کورٹ کے زیر انتظام کام کر رہی ہیں اس سلسلے میں ہائی کورٹ نے تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز کو بخشی خانوں کی تعمیر کے بارے میں ہدایت جاری کی ہے۔تتمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محکمہ پولیس و دیگر محکموں میں بھرتی کے لئے اقلیتوں کا کوٹا

*1247: محترمہ جوئیس روفن جولیس: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پولیس پنجاب میں بھرتی کے لئے اقلیتوں کا کتنے فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ب) مقرر کردہ اقلیتی کوٹا کے تحت بھرتی کے طریق کار کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) صوبہ بھر میں محکمہ پولیس میں اقلیتی ملازمین و افسران و اہلکاران کی تعداد کیا ہے ان کے نام، عہدہ اور حال تعیناتی سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے محکمہ پولیس میں کلریکل سٹاف کے لئے اقلیتوں کا کوئی کوٹا مقرر نہ کیا ہے۔کوٹا مقرر نہ کرنے کی وجہ حکومت پنجاب بتا سکتی ہے۔اقلیتوں پر کوئی پابندی نہیں ہے وہ کلریکل سٹاف کی کسی بھی سیٹ پر نوکری حاصل کرنے کے اہل ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر جواب دیا گیا ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چک نمبر269گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چرس، ہیروئن، شراب کی سر عام فروخت کا مسئلہ

*1255: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ کے ارد گرد گاؤں بالخصوص چک نمبر269گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چرس، شراب اور ہیروئن کا دھندہ کھلے عام ہے جس کی وجہ سے نئی نسل جو ملک کے معمار ہیں اس لعنت میں مبتلا ہو کر اپنی زندگیاں برباد کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس ان منشیات فروشوں سے منتھلی وصول کر کے اس گھناؤنے دھندے میں مبتلا لوگوں کا دفاع کر رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے مذکورہ بالا علاقے سے اس ناجائز دھندے کو ختم کر کے منشیات فروخت کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ کمالیہ کے ارد گرد گاؤں بالخصوص چک نمبر269گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ چرس، شراب اور ہیروئن کا دھندہ کھلے عام ہوتا ہے، تاہم مقامی پولیس نے کڑی نگرانی رکھی ہوئی ہے جونہی اس بارے میں کوئی اطلاع ہوتی ہے، تو متعلقہ اشخاص کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) یہ غلط ہے کہ مقامی پولیس منشیات فروشوں سے منتھلی وصول کرتی ہے اور ان کا دفاع کرتی ہے ذمہ دار اشخاص کے خلاف بلاتفریق فوری کارروائی ضابطہ کی جاتی ہے۔

(ج) جز(الف)اور(ب)کا جواب نفی میں ہے تاہم مقامی پولیس ہمہ وقت نگرانی کر رہی ہے۔

فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی بنا پر پکڑی گئی گاڑیوں کی تفصیل

*1310: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 06-2005 میں لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، سیالکوٹ، راولپنڈی، جہلم اور گجرات کے اضلاع میں گاڑیوں کا فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے پر کچھ گاڑیاں پکڑی گئیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنی گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا، ضلع وار تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل ذیل ہے:-

لاہور 1048، گوجرانوالہ 166، فیصل آباد 1304، سیالکوٹ 296، راولپنڈی 751، جہلم 55، گجرات 133 اور ٹوٹل 3753 چالان کئے گئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا۔ ضلع وار تفصیل ذیل ہے:-

لاہور 1048000، گوجرانوالہ 166000، فیصل آباد 1304000، سیالکوٹ 296000، راولپنڈی 751000، جہلم 55000، گجرات 133000 اور ٹوٹل 3753000 جرمانہ کیا گیا۔

ضلع راولپنڈی میں پولیس کی بھرتی

*1328: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں 2002 تا 2007 کتنے افراد کو پولیس میں کنٹریکٹ یا ریگولر بھرتی کیا گیا؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی ہیں اور حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی میں2002 تا2007، 135اے ایس آئی، (مرد)اور 6 اے ایس آئی (لیڈیز)4593 کانسٹیبلان، 84 لیڈیز کانسٹیبلان، 99 ڈرائیورز کانسٹیبلان، 7 جونئیر کلرک، 1 دفتری، 10 نائب قاصد اور 24 درجہ چہارم ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔

(ب) ضلع ہذا میں ایک انسپکٹر، 219 سب انسپکٹر، 263 اے ایس آئی، 564 ہیڈ کانسٹیبلان، 307 کانسٹیبلان جبکہ 13 سٹینو ٹائپسٹ، ایک اسسٹنٹ، 7 جونئیر کلرک، 3 نائب قاصد، 21 درجہ چہارم کی اسامیاں خالی ہیں۔تاہم انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر اور ہیڈ کانسٹیبلان کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے محکمانہ بورڈ برائے ترقی تشکیل پاکر ترقیاں کی جارہی ہیں جبکہ کانسٹیبلان کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے مورخہ 08-10-6 سے بھرتی کی جارہی ہے۔

راولپنڈی میں ڈکیتی، راہزنی، اغواء کی وارداتوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1331: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی شہر میں سال 2007 میں کتنی ڈکیتی، راہزنی، اغوا برائے تاوان اور قتل کی وارداتیں ہوئیں؟

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان کو پکڑا گیا، ان وارداتوں میں کمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال 2007 میں ڈکیتی کی کل 48، راہزنی کی 410، اغوا برائے تاوان کی 18 جبکہ قتل کی 244 وارداتیں ہوئیں۔

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کل 835 ملزمان جن میں ڈکیتی کی123، راہزنی کے 349، اغوا برائے تاوان کے 37 اور قتل کے 326 کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا۔ان وارداتوں میں کمی لانے کے لئے گشت کے نظام کو بہتر بنایا گیا ہے، پولیس پکٹس اور ناکہ بندی ہر روز عمل میں لائی جارہی ہے۔

تحصیل سمندری کے تھانوں، چوکیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1410: راؤ کاشف رحیم خان :کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے تمام تھانوں، چوکیوں کی تعداد کتنی ہے اور ان تھانوں میں تمام مقدمات کی تعداد اور جرائم کی نوعیت کے بارے میں بتایا جائے؟

(ب) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں تمام تھانوں کے اشتہاری ملزمان کی کتنی تعداد ہے، ان کے نام اور تفصیل مقدمات بتائی جائیں؟

(ج) تھانہ سٹی سمندری و تھانہ صدر سمندری میں دہشت گردی کے پچھلے چھ ماہ میں کتنے مقدمات درج کئے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(د) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں تمام مقدمات کے اشتہاری ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے متعلقہ محکمہ پولیس نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور اب تک کتنے گرفتار ہوئے ہیں؟

(ہ) تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں جو اشتہاری ملزمان گرفتار نہ ہوئے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق رپورٹ ایس پی صدر تحصیل سمندری میں تین تھانہ جات اور ایک چوکی ہے۔تھانہ صدر سمندری میں کل کرائم 598، تھانہ سٹی سمندری میں 422، تھانہ ترکھانی میں 366 ہے۔سرکل ہذا میں زیادہ تر آبادی دیہات پر مشتمل ہے۔زیادہ تر جرم سرقہ مویشی، سرقہ عام اور لڑائی جھگڑوں کی نوعیت کے ہیں۔

(ب) سرکل ہذا میں کل مجرمان اشتہاری 365 تھے جن میں سے 267 مجرم اشتہاری گرفتار ہوئے۔بقایا98 مجرمان اشتہاری کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سرکل سمندری کے پچھلے چھ ماہ میں تھانہ سٹی سمندری اور تھانہ صدر سمندری میں 2 مقدمات دہشت گردی کے درج ہوئے ہیں۔

مقدمہ نمبر251 مورخہ08-06-14 بجرم 149/148/440/186/506 ت پ 7ATA تھانہ سٹی سمندری مقدمہ نمبر324 مورخہ08-07-11 بجرم 149/148/ 2-3771/3793/324 337F/ت پ7ATA تھانہ صدر سمندری

(د) سرکل ہذا میں پینڈنگ مجرمانہ اشتہاری کی گرفتاری کے لئے P.Os اپر سبارڈینیٹس کو بائی نیم الاٹ کر کے گرفتاری کے لئے مامور کیا گیا ہے۔خصوصی ٹیمیں بھی تشکیل دی گئی ہیں۔ P.Os کے ممکنہ ٹھکانوں پر ریڈ کر رہے ہیں۔ P.Os کو پناہ دینے والوں کے خلاف کارروائی زیر دفعہ216 ت پ کی جا رہی ہے۔ان مجرمان اشتہاریوں کے خلاف کارروائی زیر دفعہ88 ض ف کا بھی تحرک جاری ہے۔سال رواں میں تھانہ صدر سمندری نے 102، تھانہ سٹی سمندری نے 39 اور تھانہ ترکھانی نے 126 مجرمان اشتہاریوں کو گرفتار کیا ہے۔

(ہ) مجرمان اشتہاری بعد وقوعہ دانستہ طور پر روپوش ہیں جن کے ٹھکانوں پر ریڈ کئے جا رہے ہیں جو دستیاب نہ ہو رہے ہیں۔ان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو دن رات محنت کر رہی ہیں انشاءاللہ جلد از جلد مجرمان اشتہاریوں کی گرفتاری کو یقینی بنایا جائے گا۔

ضلع ننکانہ صاحب میں پولیس ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1513: رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں پولیس ملازمین کی کل تعداد کتنی ہے، اس نفری میں سے کتنی تعداد تھانوں میں تعینات ہے اور کتنی تعداد پی سی میں ہے؟

(ب) ضلع ننکانہ صاحب میں تھانوں کی کل تعداد کتنی ہے، کیا حکومت مزید تھانے بنانا چاہتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ضلع ننکانہ صاحب میں پولیس کانسٹیبلان کی بھرتی کرنا چاہتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) موجودہ نفری / تفصیل نفری ضلع ہذا:۔

کانسٹیبل	1065
ہیڈ کانسٹیبل	129
ASI	98
SI	52
انسپکٹر	30
DSP	4
SP	2

تھانوں میں تعینات نفری:۔

کانسٹیبل	348
ہیڈ کانسٹیبل	61
ASI	47
SI	37
انسپکٹر	20

نفری جو PC ٹرانسفر ہوئی:۔

کانسٹیبل	79
ہیڈ کانسٹیبل	02

(ب) تھانوں کی تعداد 11 ہے، فی الحال ضلع ہذا میں نئے تھانہ جات قائم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے اور نہ ہی نئے تھانہ جات کے قیام کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔

(ج) ضلع ننکانہ صاحب میں درج ذیل کمی نفری(Shortage of Strength)پائی جاتی ہے:-

کانسٹیبل	242
ہیڈکانسٹیبل	NIL
ASI	36
SI	20
انسپکٹر	10
DSP	1

نوزائیدہ ضلع میں لاء اینڈآرڈر کی Situation کنٹرول کرنے کے لئے منظور شدہ نفری کی اشد ضرورت ہے-اس کے علاوہ CPO اور RPO آفس بھی اس سلسلہ میں خطوط لکھے گئے ہیں جونہی کوئی حکم اس بارے میں موصول ہوگا بھرتی کا عمل ضلع ہذا میں شروع کر دیا جائے گا-

محکمہ پولیس میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1564:راجہ شوکت عزیز بھٹی:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پولیس میں پروموشن کے کیسوں کو نمٹانے کے لئے پروموشن کمیٹی سال میں کتنی مرتبہ اپنا اجلاس کرتی ہے نیز پچھلے کتنے عرصہ سے مذکورہ کمیٹی کا اجلاس نہیں ہوا، اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجہ بیان کریں؟

(ب) محکمہ پولیس میں پروموشن کیسز نمٹانے کے لئے کمیٹی کے اجلاس بروقت منعقد کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل زیر غور ہے؟

(ج) پنجاب میں ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، ان کو کب تک پر کیا جائے گا نیز کتنے انسپکٹر حضرات ڈی ایس پی بننے کے لئے پروموشن لسٹ میں ویٹنگ پر موجود ہیں؟

(د) محکمہ پولیس میں کانسٹیبلان کی کتنی اسامیاں خالی ہیں نیز ان پر بھرتی کے لئے محکمہ کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

(ہ) پنجاب پولیس اور موٹروے پولیس میں تنخواہ کا تفاوت کیا ہے نیز اگر پنجاب پولیس کی تنخواہ میں کمی ہے تو ان کے اوقات کار فرائض منصبی زیادہ ہونے کے باعث ان کی تنخواہ میں موٹروے پولیس کی نسبت فرق زیادہ کیوں ہے، کیا حکومت اس فرق کو دور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پولیس میں انسپکٹرز (مختلف برانچ ہائے) سے بطور ڈی ایس پی ترقی رولز 1979 کے تحت کی جاتی ہے جس کے مطابق پروموشن کمیٹی کا اجلاس بلانے کی مخصوص تواریخ نہ دی گئی ہیں بلکہ جو کوئی کیس تیار ہو جاتا ہے تو چیئرمین، پروموشن کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیتا ہے۔ پروموشن کمیٹی کا آخری اجلاس مورخہ 7۔ جولائی 2008 کو ہوا جس میں کل 54 انسپکٹرز لیگل کے کیسز کا فیصلہ کیا گیا اور آئندہ بھی جونہی کوئی کیس تیار ہو گا تو فوری طور پر پروموشن کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے گا۔ یہاں اس بات کا ذکر خصوصی طور پر کرنا ضروری ہے کہ پنجاب سروس ٹریبونل نے اپیل نمبری 719/06، 239/06 وغیرہ میں دیئے گئے حکم مورخہ 22/8/2006 (جسے سپریم کورٹ آف پاکستان نے سول اپیل نمبری 2031/2007-2017 اور 18/2006-4 میں بحکم مورخہ 29/01/2008 برقرار رکھا) کے تحت جنرل ایگزیکٹو کنفرم انسپکٹرز کی نئے سرے سے سنیارٹی لسٹ تیار کر لی گئی ہے اور ان کی ترقی بطور ڈی ایس پی کا کیس زیر تکمیل ہے جس کی تکمیل کے بعد فوری طور پر محکمانہ پروموشن کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیا جائے گا۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

(ج) اس وقت ڈی ایس پی صاحبان کے مختلف برانچ ہائے کی کل 202 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جیسا کہ جز (الف) میں ذکر کیا گیا ہے انسپکٹرز لیگل سے ڈی ایس پی لیگل ترقی یاب ہو چکے ہیں۔ ٹریفک برانچ میں اس وقت کوئی انسپکٹر سارجنٹ نہ ہے جس کو بطور ڈی ایس پی ترقی دی جا سکے۔ telecommunication برانچ میں اس وقت کوئی ایسا اہل انسپکٹر جس کی

بطور سات سال سروس ہو، نہ ہے جس کو ترقی دی جا سکے۔البتہ جنرل ایگزیکٹو برانچ میں تقریباً145 اسامیاں خالی پڑی ہیں لیکن ان کی پنجاب سروس ٹربیونل کی اپیل نمبری etc 719/06/239/06 میں لئے گئے حکم مورخہ 22/08/2006 (جسے سپریم کورٹ آف پاکستان نے سول اپیل نمبری 2031/2007-2017 اور 4/18/2006 میں بحکم مورخہ 29/01/2008 برقرار رکھا) کے تحت جنرل ایگزیکٹو برانچ کے کنفرم انسپکٹرز کی سنیارٹی لسٹ تیار کر کے جاری کر دی گئی ہے اور جنرل ایگزیکٹو برانچ کے کنفرم انسپکٹروں کا بطور ڈی ایس پی پروموشن کیس تیار کیا جا رہا ہے۔اس کی تکمیل کے فوری بعد پروموشن کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیا جائے گا اور بمطابق سنیارٹی ان کا کیس برائے ترقی بطور ڈی ایس پی محکمانہ پروموشن کمیٹی کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔البتہ اس وقت کوئی انسپکٹر جس کی محکمانہ پروموشن کمیٹی نے ترقی بطور ڈی ایس پی منظوری دی ہے ویٹنگ لسٹ پر موجود نہ ہے۔

(د) پنجاب بھر کے تمام اضلاع میں کانسٹیبلان / ڈرائیور کانسٹیبلان / لیڈی کانسٹیبلان کی 308 خالی اسامیوں پر بھرتی کے مراحل مکمل ہو چکے ہیں۔یہ بھرتی دو فیز میں کی گئی ہے۔ ان میں کامیاب امیدواران کے کاغذات کی جانچ پڑتال، میڈیکل چیک اپ، کریکٹر پڑتال اور بھرتی کے آرڈر متعلقہ اضلاع کے افسران (ڈی پی او حضرات) جاری کر رہے ہیں۔

(ہ) 1- اس بارے میں عرض ہے کہ سوائے ٹریفک سٹی پولیس (پانچ بڑے شہروں میں) اور پنجاب ہائی وے پٹرولنگ پولیس کے پنجاب پولیس کی تنخواہ موٹروے پولیس سے کم ہے۔ جس کی وجہ 100 فیصد بنیادی تنخواہ میں اضافہ اور 20 دن fix ٹی اے ہے۔

2- وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر پنجاب پولیس کی تنخواہ موٹروے پولیس کے برابر کرنے کے لئے پے پیکج کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ کمیٹی کی متعدد میٹنگز ہو چکی ہیں لیکن کمیٹی ابھی کسی حتمی نتیجہ پر نہ پہنچی ہے۔

تحصیل جڑانوالہ میں عرصہ دو سال سے پولیس ملازمین کی تعیناتی کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1579: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کتنے پولیس ملازمین بر عہدہ ایس آئی، اے ایس آئی اپنے سرکل میں عرصہ دو سال سے تحصیل جڑانوالہ میں تعینات ہیں، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ب) جو مذکورہ ملازمین بار بار تعینات ہوتے رہے ہیں، ان کے نام، عہدے اور تاریخ تعیناتی تفصیل کے ساتھ علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مورخہ 08-06-17 کو تمام ایس آئی، اے ایس آئی صاحبان کو اپنے اپنے رہائشی سرکل سے تبدیل کر دیا گیا ہے اب کوئی بھی ایس آئی، اے ایس آئی اپنے رہائشی سرکل جڑانوالہ میں تعینات نہ ہے۔

(ب) جو ایس آئی، اے ایس آئی جڑانوالہ سرکل میں بار بار تعینات ہوتے ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جڑانوالہ میں ڈکیتی، راہزنی، اغوا اور قتل کے مقدمات کی تفصیلات

*1580: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جڑانوالہ ضلع میں جنوری2008 سے جولائی2008 تک ڈکیتی چوری اور راہزنی، اغوا اور قتل کے کتنے واقعات درج ہوئے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی جائے؟

(ب) مذکورہ واقعات میں کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے چالان عدالتوں میں پیش کئے گئے اور کتنے چالان ابھی تک نامکمل ہیں؟

(ج) چوری، ڈکیتی اور راہزنی میں کتنی ریکوری ہوئی اور کتنے مدعیان کی دادرسی ہوئی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جنوری 2008 سے لے کر جولائی 2008 تک تحصیل جڑانوالہ میں ڈکیتی کے 16 مقدمات، چوری کے 296 مقدمات راہزنی 81 مقدمات، اغوا کے 99 مقدمات اور قتل کے 62 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ب) مذکورہ واقعات کے کل 554 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 246 مقدمات کے چالان عدالتوں میں بھجوائے گئے جبکہ 99 مقدمات خارج ہوئے اور 39 مقدمات عدم پتا ہوئے۔ 170 مقدمات زیر تفتیش افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان مقدمات کو فوری طور پر یکسو کریں، بصورت دیگر ان کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(ج) چوری، ڈکیتی اور راہزنی کے مقدمات میں ملزمان سے کل 6892832 روپے برآمد گی کی گئی ہے جبکہ 181 مدعیاں کی دادرسی کی گئی ہے۔

ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کے لئے شرائط ودیگر تفصیلات

*1804: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کے لئے کن کن شرائط کا ہونا لازمی ہے؟

(ب) ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کو شرائط پر پورا نہ اترنے کی صورت میں کس رولز کے تحت جرمانہ عائد کیا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع قصور میں داخل ہونے والی ہیوی ٹریفک کے لئے جن شرائط کا ہونا لازمی ہے درج ذیل ہیں:۔

1۔(i) ہیوی وہیکل کی ڈرائیونگ کرنے کے لئے ڈرائیور کے پاس HTV ڈرائیونگ لائسنس کا ہونا ضروری ہے۔

(ii) ہیوی پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنے کے لئے ڈرائیور کے پاس HTV/PSV ڈرائیونگ لائسنس کا ہونا ضروری ہے۔

2۔گاڑی کی رجسٹریشن ہونا ضروری ہے۔
3۔گاڑی کی فٹنس ہونا لازمی ہے۔
4۔گاڑی کا روٹ پرمٹ ہونا لازمی ہے۔
5۔گاڑی کو اوورلوڈنگ نہیں ہونا چاہئے۔

(i) پبلک ٹرانسپورٹ وہیکل میں منظور شدہ سواریوں سے زیادہ سواریاں نہیں ہونی چاہئیں۔

(ii) ہیوی گڈز ٹرانسپورٹ میں سامان باڈی کے اندر ہونا لازمی ہے۔

6۔ شہری حدود کے اندر دن کے وقت ہیوی ٹرانسپورٹ کا داخلہ ممنوع ہے۔

(ب) اس ضمن میں پنجاب بھر میں موٹر وہیکل آرڈیننس ورولز رائج العمل ہیں اس آرڈیننس ورولز کی خلاف ورزی پر ضلع قصور میں حسب ضابطہ چالان کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	خلاف ورزی	جرم کوڈ	جرمانہ
1	PSV گاڑیوں میں مقررہ حد سے زیادہ لوگوں کو سوار کرنا	02	750
2	مال بردار گاڑی کا مقررہ حد سے زائد سامان لوڈ کرنا	04	500
3	شہری حدود کے اندر ممنوع اوقات میں گاڑی چلانا	09	750
4	ڈرائیور کا بغیر لائسنس گاڑی چلانا	12	1000
5	بغیر رجسٹریشن کے گاڑی چلانا	15	1000
6	بغیر فٹنس سرٹیفکیٹ گاڑی چلانا	17	1000
7	بغیر روٹ پرمٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گاڑی چلانا	18	1000

نوٹ: موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے ترمیمی ایکٹ A۔116 کے تحت خلاف ورزی کرنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور حکومت پنجاب سے منظور شدہ ٹکٹ چالان بک جاری کی گئی ہے جس میں ہر ٹکٹ کی پشت پر کوڈ پروفارمہ دیا گیا جو تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخوپورہ ریجن سپیشل برانچ کے الیکشن ڈیوٹی فنڈز میں خورد برد

*1819:راؤکاشف رحیم خان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ فروری2008 میں منعقدہ جنرل الیکشن میں سپیشل برانچ (پنجاب) کی ڈیوٹی کے لئے ایڈیشنل آئی جی سپیشل برانچ رابرٹس کلب لاہور نے سٹیشنری، ٹی اے / ڈی اے، تیل وپٹرول کی مد میں فنڈز جاری کئے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ایس ایس پی سپیشل برانچ شیخوپورہ ریجن کو بھی مذکورہ مد میں دس لاکھ روپے جاری کئے گئے؟

(ج) اگر مذکورہ رقم شیخوپورہ ریجن کے متعلقہ اضلاع میں الیکشن2008 کی ڈیوٹی پر مامور اہلکاران میں تقسیم کردی گئی، تواس کی ضلع وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دس لاکھ میں سے شیخوپورہ ریجن کے اضلاع اوکاڑہ، قصور، ننکانہ صاحب اور شیخوپورہ میں سپیشل برانچ کے الیکشن ڈیوٹی پر تعینات کسی بھی اہلکار کو کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے بلکہ ساری رقم خورد برد کرلی گئی ہے؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خورد برد کی تحقیقات کر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایڈیشنل آئی جی، سپیشل برانچ پنجاب، رابرٹس کلب کی طرف سے بحوالہ چٹھی نمبر Acctt/44-3935 مورخہ 2008-01-18 میں ایس پی سپیشل برانچ شیخوپورہ ریجن کو مبلغ 563000 روپے، AO3970-001-Others کی مد میں برائے الیکشن ڈیوٹی 2008 الاٹ کئے گئے۔

(ب) شیخوپورہ ریجن کو جنرل الیکشن ڈیوٹی کے لئے 563000 روپے بحوالہ چٹھی نمبری Acctt/44-3935 مورخہ 2008-01-18 کے تحت جاری کئے گئے۔

(ج)

سامان سٹیشنری	۔/100000روپے
سامان سٹیشنری	۔/99600روپے
کھانالازمین	۔/51306روپے
کھانالازمین	۔/67060روپے
پٹرول/ ڈیزل گاڑیاں	۔/60255روپے
پٹرول/ ڈیزل گاڑیاں	۔/60645روپے
پرائیویٹ کرایہ گاڑیاں	۔/62000روپے
پرائیویٹ کرایہ گاڑیاں	۔/62000روپے
ٹوٹل	-/562866روپے

(د) ملازمین کو کھانا دیا گیا۔ گاڑیوں کا کرایہ دیا گیا۔ سامان سٹیشنری حاصل کیا گیا۔ پٹرول کی رقم ادا کی گئی۔ اس میں کوئی خورد برد نہ کی گئی ہے۔

(ہ) خورد برد کے بارے میں کوئی شکایت نہیں ملی ہے۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر: ملک محمد وارث کلو صاحب! تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال2008اور2009کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر,4,6,15,23,24,25,31,34,35,40,49,51
52,58 بابت سال 2008، تحریک استحقاق نمبر 3اور 4 بابت سال 2009

کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 2009-04-30 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,31,34,35,40,49,51,52,58 بابت سال 2008، تحریک استحقاق نمبر 3 اور 4 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 2009-04-30 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,31,34,35,40,49,51,52,58 بابت سال 2008، تحریک استحقاق نمبر 3 اور 4 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 2009-04-30 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

سی سی او پی کی جانب سے ملک کے اہم اداروں کو فروخت کرنے کا فیصلہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب! اب آپ بات کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس ایوان کی اور آپ کی توجہ اس امر کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ کل Cabinet Committee on Privatization نے اعلان کیا ہے کہ اس ملک کے 21 state own اداروں کو privatize کیا جا رہا ہے۔ اس میں PESCO, FESCO, CEPCO, Jamshoro, Cotri, SME Bank, Pakistan Railway, Electrical Complex, PMDC, Mineral Development Corporation,

PTDC Motors, Utility Stores, Pakistan Post, National Insurance Company, وغیرہ۔ اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پچھلے ایک آمر کے دور میں سٹیل مل کا سیکنڈل آیا اور سپریم کورٹ نے اس کے خلاف suo motu action لیا۔ اب پورے ملک کو بیچنے کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ ہمیں آج اس بات کا احساس ہو رہا ہے کہ کیوں جسٹس افتخار چودھری کو بحال نہیں کیا گیا اس لئے کہ اس ملک میں ایک P.C.O جج چاہئے تھا، اس ڈوگر کے through وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کو بیچ دیں۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پہلے اس ملک کے ساتھ بہت ظلم ہو چکے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور اس پورے ملک کو فروخت نہ کریں۔ پہلے ہم percentage کی بات بھی سنتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم PCO جج ڈوگر سے بھی مطالبہ کریں کہ وہ اس پر suo motu action لے لیں۔ میرے خیال میں پنجاب اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں۔ کیا یہ مسئلہ آپ کے متعلقہ ہے بھی یا نہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس ملک کے متعلقہ ہے اور ہم اس ملک کے شہری ہیں۔ کیا صوبہ پنجاب کے لوگوں نے ہمیں ووٹ نہیں دیئے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ نے نیازی صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی اور انھوں نے بڑے اچھے انداز سے طریق کار بتایا ہے کہ ایک مشترکہ قرارداد آنی چاہئے کہ حکومت پاکستان کے جو ادارے بیچے جارہے ہیں اس میں میری بھی استدعا ہے کہ اس پر مشترکہ قرارداد آنی چاہئے اور جو کوئی اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے وہ مخالفت کر لے اور جو اس کے حق میں ووٹ دینا چاہتا ہے وہ حق میں ووٹ دے دے۔ اگر قرارداد پاس ہو جائے تو وہ آپ مرکزی حکومت کو بھجوادیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم نور خان نیازی نے بات کی ہے اور ان کے بعد وارث کلو صاحب نے بھی بات کی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے دونوں بھائیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ جب تک اس کو analyze نہ کر لیں اور deeply جا کر دیکھ نہ لیں تو صرف ایک خبر پڑھ کر انھوں نے اس طرح سے شروع کر دیا ہے کہ جیسے واقعی یہ ملک بکنے جا رہا ہے۔ یہ ملک کوئی بیچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی میں اتنی جرات ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم خود کو خواہ مخواہ ایک ایسے انداز میں پیش کریں کہ جیسے صبح ہی کوئی ملک بیچ دے گا۔ میرے خیال میں انھوں نے خبر کی heading پڑھی ہے کہ CCOP approves new privatization policy اور بعد میں انھوں نے اس کی تفصیل نہیں پڑھی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ پوری خبر پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس میں خبر اس طرح سے ہے کہ:

Islamabad (APP) The Cabinet Committee on Privatization C.C.O.P hereon Tuesday approved the new privatization policy besides approving privatization of 21 state own enterprises. Addressing a press conference after C.C.O.P meeting Federal Minister for Privatization Syed Naveed Qamar said that the new privatization policy has been modeled around the concept of public private partnership and advertisement of 26 percent share.

اب اس میں بات یہ ہے کہ اکیس enterprises ہیں، اس میں حالت یہ ہوتی ہے کہ جتنے بھی سرکاری own enterprises ہیں ان سب کا ویسے ہی بھٹہ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ سارے کے سارے خسارے میں جا رہے ہیں اور بجائے اس کے کہ وہاں سے کوئی چار پیسے آمدن یا منافع قوم کو ملے بلکہ الٹا بجٹ سے ان کو پیسے دیئے جا رہے ہیں کہ آپ اپنے ملازمین کو تنخواہیں دیں۔ اس صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے private or public partnership کا concept بڑے عرصے سے پوری دنیا

میں کامیابی سے چل رہا ہے۔اگر ہم اسے نہیں چلا سکتے تو ہمیں اپنے متعلق سوچنا چاہئے نہ کہ ہم اس policy کو زیر تنقید لائیں۔اس میں یہ ہے کہ ان سارے کے سارےenterprises کو سو فیصد فروخت نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کا صرف 26فیصد share جو کہ share controlling نہیں ہو گا اورcontrol administrative تو51فیصد کے پاس ہی جا سکتا ہے، اس وقت private partnership کواس لئے لایا جا رہا ہے کہ ان اداروں کی حالت بہتر کی جا سکے اور یہ ادارے جو حکومت پر بوجھ بنے ہوئے ہیں تو اس بوجھ کو کم کیا جا سکے لیکن ابھی انھوں نے جو policy دی ہے اس پر قومی اسمبلی میںdebate ہو سکتی ہے۔یہاں پر اکیس اداروں کا نام نہیں ہے، جب یہ نام آئیں گے تو پتا چلے گا اور ہم یہ کہہ سکیں گے کہ اکیس میں سے یہ دس ادارے منافع میں جا رہے ہیں تو آپ ان کی privatizationکیوں کر رہے ہیں اور یہ جو تیرہ ادارے ہیں جوlossمیں جا رہے ہیں ان کو آپ کر دیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کوdetail سے دیکھ لیں اور پھر قرارداد کی بات کریں۔آپ ایسے ہی نہ کہیں کہ فوری طور پر مشتر کہ قرارداد پاس کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم بغیر سوچے سمجھےprivate sector کے اوپر عدم اعتماد کا اعلان کر دیتے ہیں۔private sector بھی اس ملک کا بہت اہم حصہ ہے اور بہت سے ملکوں میں کامیابی سے یہ کام کر رہے ہیں جو ان اکیس بائیس اداروں میں ہوتے ہیں۔اگرprivate sectorڈاک تقسیم نہیں کر سکتا تو90فیصدcourier companies پہلے ہیtake over کر چکی ہیں۔ آج دنیا میں حکومت کوtrim کرنے کے لئے،ایکsmaller governmentبنانے کے لئے اور better performance کے لئے ایک establish حقیقت ہے۔اگر پاکستان میں یہ چیز ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری قومی اسمبلی میں بھی ہمارے جیسے ممبران بیٹھے ہیں۔ان کا بھی فرض ہے کہ وہ ان معاملات کو دیکھیں۔ ہم ان کے اوپر یہاں بیٹھ کر عدم اعتماد نہیں کر سکتے۔اس میں ایک ہی پہلو ہے کہ privatization کے عمل کو

شفاف طریقے سے کیا جائے۔ اس کے علاوہ جب تک آپ private sector کو strong نہیں ہونے دیں گے تو ملک کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! 26 percent share with controlling rights وہ پورے انتظامی اختیارات ان کو shift ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ presumption ہے۔آپ presume کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے نیازی صاحب سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے جو بات کہی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ میں اس ہاؤس کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ نیازی صاحب کی جماعت اس حکومت میں شامل تھی جنھوں نے حبیب بنک 22۔ارب میں بیچا اور بیچنے کے بعد وہ دو سال میں پیسے پورے کر گیا۔آج جو اتنا بڑا asset بکا اس میں بھی ان کی جماعت شامل تھی، جب ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ 18۔ارب میں بیچا گیا جس کا ایک سال کا 29۔ارب روپیہ منافع تھا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت خدا کی قسم ریلوے کے حالات ایسے ہیں کہ فروری کی تنخواہیں نہیں ہیں اور کوئی بنک انھیں پیسے دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس وقت جو مصیبت وفاقی حکومت کو پڑی ہوئی ہے اور privatization کے معاملے میں یہ ملیں کوئی لینے کو تیار نہیں ہے تو ایسے جذبات میں آ کر یہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ریلوے کے حالات ایسے ہیں کہ کوئی بنک اسے پیسے دینے کو تیار نہیں ہے۔ Barclays جیسا بنک بھی وہاں سے بھاگ گیا ہے۔ لہذا ان باتوں کو یہاں نہ لایا جائے اور اگر ان کے اوپر بات کرنی ہے تو میں پھر یہ کہتا ہوں کہ آپ سب کو ٹائم دیں۔ میں بتاؤں گا کہ privatization میں کیا ظلم ہوئے ہیں اور کیا کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: چلیں،آپ کی بات اب سامنے آ گئی ہے۔

جناب محمد وارث کلو: شیخ صاحب اپنی بات کا جواب خود دیں گے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ ظلم دوبارہ نہ ہو۔۔۔

جناب سپیکر: کلو صاحب!اگر آپ کو بات کی سمجھ نہیں آ رہی تو پھر میں کیا کروں؟ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!عرض یہ ہے کہ صرف یہ کہہ دینا کہ فلاں ادارہ ٹھیک نہیں چل رہا لہذا اس کو privatize کر دیا جائے تو گورنمنٹ کس لئے ہوتی ہے، گورنمنٹ کس چیز کا نام ہے، عوام آپ لوگوں کو ووٹ کس لئے دیتے ہیں؟ عوام نے آپ کو ووٹ اس لئے دیئے ہیں کہ جو خرابیاں پچھلے دور میں پیدا کی گئی ہیں ان کو درست کریں۔ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ملک ٹھیک نہیں چل رہا تو کیا اسے بھی privatize کر دیں؟ یہ بات کہ ریلوے یا پاکستان پوسٹ کے 26 فیصد shares فروخت کئے جا رہے ہیں اور اس کا انتظامی کنٹرول ان کو دیا جا رہا ہے۔ ہم جو بات joint resolution کی کر رہے تھے اس میں ہم اپنا concern show کرنا چاہتے ہیں کہ we are concerned کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اگر اس میں کچھ کرنا بھی ہے تو کسی شفاف طریقے سے کریں۔[*********]

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب!یہ جو بعد میں آپ نے بات کی ہے کوئی بھلی نہیں لگی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!وفاقی حکومت سے متعلق بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کسی بھی گورنمنٹ کے بارے میں ایسے الفاظ نہیں بول سکتے لہذا یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! علی نور نیازی صاحب کا تعلق مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جماعت کے ساتھ ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس چیز سے حیران ہوں کہ ہمارے وزیر قانون صاحب کو یہ بھی نہیں پتا کہ میرا تعلق کس جماعت سے ہے؟

جناب سپیکر: راناصاحب! وہ پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میرا تعلق اس جماعت کے ساتھ ہے جس کے لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی صاحب تھے۔ میں بڑے فخر سے اس چیز کا اعلان کرتا ہوں اور کوئی مجھ پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ لاء منسٹر صاحب اپنے بیان کو درست کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو correct کر دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایم ایم اے کی پارٹی ٹکٹ سے elect ہو کر آئے ہیں اور اب ماشاء اللہ ہمارے ساتھ ہیں۔ جو یہ فرما رہے ہیں کہ فلاں چیز کو privatize کر دیا جائے، فلاں کو کر دیا جائے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ حکومت اگر ساری چیزیں اپنے ذمے لے لے جیسے ملیں بھی اس نے چلانی ہیں، ہمارا ایک ادارہ کرکٹ ہے یہ بھی اس نے کھیلانی تھی، ہاکی بھی اسی نے کھیلانی تھی، ملیں بھی اس نے چلانی تھیں اور باقی سارا کاروبار بھی حکومت نے ہی کرنا تھا۔ اب اس کا جو اصل کام ہے اس میں وہ suffer کر رہا تھا جس میں جو نقصان ہوا ہے وہ پوری قوم کے سامنے ہے۔ گورنمنٹ کا کام کاروبار کرنا نہیں ہے بلکہ لوگوں کو ایسا ماحول دینا ہے جس میں لوگ باعزت طریقے سے اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے کاروبار کر سکیں اور یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر ان کو privatize کیا جا رہا ہے تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حکومت اپنے بنیادی function سے withdraw کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اصل میں ان کی سیٹ ایسی جگہ پر آ گئی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ سیٹ مجھے گورنمنٹ نے الاٹ کی ہے اس پر میرا نام لکھا ہوا ہے۔ مجھے بے شک آپ کسی دوسری جگہ پر بٹھا دیں۔

جناب سپیکر: آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے خوبصورت لگتے ہیں اور میں اپنے برخوردار کو اپنے نزدیک رکھنا چاہتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ کیا شفاف ہے اور کیا غیر شفاف ہے اس بارے میں، میں یہ عرض کروں کہ پرائیویٹ سیکٹر کلی طور پر منافع خوری کی ایک monopoly ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں کبھی بھی ملک ترقی نہیں کر سکتے جب تک پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر ساتھ ساتھ نہ چلیں۔ ہم نے یہ تجربہ بھی کر لیا ہے، nationalization اور privatization کا تجربہ بھی کر لیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نجکاری کے عمل کے بعد ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا ہے؟ یہ منافع خوری کی ایک monopoly ہے، لوگوں کی لوٹ کھسوٹ ہے، لوگ کھا رہے ہیں، کھال بھی نوچ رہے ہیں اور اب ہڈیاں بھی ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ پلیز، تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل بھی میں نے سوئی گیس کے بلوں کے بارے میں کہا تھا اس پر مہربانی کر دیں کیونکہ لوگ بہت پریشان ہیں۔ لاء منسٹر صاحب اور آپ نے کل فرمایا تھا کہ اس کو آج take up کیا جائے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی تحریک التوائے کار کا وقت نہیں آیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نہیں ہے۔ یہ ایک قرارداد ہے جس کے لئے آپ نے کل اجازت دی تھی۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: میں ابھی تحریک استحقاق پر ہوں۔ جی، ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

ایس پی ٹریفک لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ پڑھ چکی ہوں اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: یہ pending ہوئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میرے خیال میں ان کی دو تحاریک استحقاق ہیں۔ یہ نمبر بتادیں کہ کون سی تحریک کے جواب کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: تحریک استحقاق نمبر 12 کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: 12 نمبر ہے جو ایس پی ٹریفک کے متعلقہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج اجلاس کے بعد اس کا ٹائم fix ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کی ان سے بات کروا کر ان کا معاملہ resolve کروا دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اسے پھر pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لیکن کب تک pending ہو گی؟

جناب سپیکر: راناصاحب! کل تک کے لئے ٹھیک ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل تک کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کل تک pending کی جاتی ہے۔ جی، شیخ صاحب! پہلے آپ اپنی پرانی بات کر لیں پھر نئی بات شروع کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ اگر اجازت دیں تو پہلے میں یہ قرارداد پیش کر دوں یا جو منسٹر بلاک والی تحریک التواء ہے وہ بھی انتہائی اہم ہے،وہ پیش کر دوں؟

جناب سپیکر: جو آپ کو پسند آئے وہ پہلے پڑھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!کیا تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ختم ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے تحاریک التوائے کار شروع کر لیں بعد میں یہ قرارداد لے آئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!منسٹر بلاک والا مسئلہ جس کو بیچا جا رہا ہے جو سیکرٹریٹ کے ساتھ ہے۔ اگر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے تو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ ورنہ لاء منسٹر صاحب نے اس پر اپنا اظہار خیال کرنا تھا۔اس کا نمبر 89/09 ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ کو اس کی اطلاع مل گئی ہے؟

سول سیکرٹریٹ کے قریب نو تعمیر شدہ منسٹر بلاک فروخت کرنے سے سکیورٹی کے مسائل پیدا ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں نے کل وعدہ کیا تھا کہ اس کا آج جواب دیا جائے گا۔اس کا جواب موصول ہو گیا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب عوام کی سہولت کے پیش نظر تمام دفاتر کو یکجا کرنے کے لئے ایک master plan بنا رہی ہے جو کہ تیاری

کے آخری مراحل میں ہے۔اس منصوبے پر عملدرآمد سے نہ صرف عوام کو اپنے مسائل کے حل کے لئے پورے لاہور میں سفر کی مشکلات سے نجات ملے گی بلکہ کثیر سرمایہ جو حکومت کرائے کی مد میں ادا کر رہی ہے اس کی بھی بچت ہو گی۔ جہاں تک منسٹر بلاک کو حکومتی دفاتر کے لئے استعمال کرنے کا تعلق ہے تو یہ عمارت اس کے لئے موزوں نہ ہے۔ چونکہ اس کی تعمیر اس نقطہ نظر سے نہ کی گئی ہے۔ مزید برآں یہ عمارت حکومت پنجاب کی سادگی مہم سے مطابقت نہیں رکھتی۔اس عمارت کی تکمیل، تزئین وآرائش پر ابھی کروڑوں روپے کی رقم خرچ ہونا باقی ہے اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پیسے کے مزید ضیاع کی بجائے اسے فروخت کر دیا جائے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: اب ڈیڑھ بجے تک وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 1 بج کر 30 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ نے کچھ کہنا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں منسٹر بلاک والے معاملہ پر بات کر رہا تھا اور لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت پنجاب عوام کی سہولت کے پیش نظر تمام دفاتر کو یکجا کرنے کے لئے ایک ماسٹر پلان بنا رہی ہے جو کہ تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔اس منصوبہ پر عملدارآمد سے نہ صرف عوام کو اپنے مسائل کے حل کے لئے پورے لاہور کے سفر کی مشکلات سے نجات ملے گی بلکہ کثیر سرمایہ جو حکومت کرایہ کی مد میں ادا کر رہی ہے اس کی بھی بچت ہو گی۔ جہاں تک منسٹر بلاک کو حکومت دفاتر کے لئے استعمال کرنے کا تعلق ہے تو یہ عمارت اس کے لئے موزوں نہ ہے کیونکہ اس کی تعمیر اس نقطہ نظر سے نہ کی گئی

ہے مزید برآں یہ عمارت حکومت پنجاب کی سادگی مہم سے مطابقت نہیں رکھتی۔اس عمارت کی تکمیل اور تزین وآرائش پر ابھی کروڑوں روپے کی رقم خرچ ہونا باقی ہے اس لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیسے کے مزید ضیاع کی بجائے اسے فروخت کر دیا جائے۔اس عمارت کی فروخت کو شفاف بنانے کے لئے اسے Punjab Privatizations Board کے حوالے کیا گیا ہے۔اس جگہ اور تعمیر کا تخمینہ masses NESPAK, masses Defence Architect, ORCATE, and Associate, District Revenue Authority and Provincial Prices Assessment Committee

علاوہ ازیں اس علاقے کے بااعتماد پراپرٹی ڈیلر سے بھی اس جگہ کی قیمت کا تعین کروایا گیا ہے تاکہ اس اہم حکومتی اثاثے کی بھرپور قیمت وصول کی جاسکے۔

جناب سپیکر: آپ کو ہاؤس کی طرف سے تجاویز بھی آئیں تھیں کہ اس کو کس طرح کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دیکھیں، اس میں بات یہ ہے کہ جو اس وقت گورنمنٹ کی سوچ ہے وہ یہ ہے کہ پرانے سیکرٹریٹ میں جو بے ہنگم عمارتیں بنائی گئی ہیں اور کوئی کمرہ برآمدہ میں بنا دیا گیا ہے اور کوئی کمرہ کسی جگہ بنا دیا گیا ہے اس بے ہنگم پن کو دور کیا جائے۔یہ بات بالکل غلط ہے اور شیخ صاحب کو یہ غلط impression دیا گیا ہے کہ 1710 کی جو بلڈنگ بنی تھی اس structure کو revise کیا جارہے قطعی طور پر یہ غلط ہے اور اس میں بغیر کسی planning اور نقشہ کے صرف جو بے ہنگم وہاں پر عمارتیں بنائی گئی ہیں ان کو ختم کر دیا جائے اور اس کو ایک original shape کے قریب ترین بحال کر لیا جائے گا۔وہ میں سمجھتا ہوں کہ سیکرٹریٹ ہمارا ایک اثاثہ ہے اور ایک تاریخی چیز ہے جو کہ کافی عرصے سے بلڈنگ بنی ہوئی ہے اس کو اس حساب سے رکھ کر کہ اس میں جتنے دفاتر آسکیں تو وہاں پر سیکرٹریٹ کے دفاتر ہوں اور علاوہ اس کے سامنے جہاں پر محترم شیخ صاحب کئی دفعہ گئے ہوں گے اور باقی دوستوں کو بھی پتا ہوگا اس کے سامنے ہمارے پاس کافی جگہ ہے جس میں ایجوکیشن کا آفس ہے، ایگریکلچر کا آفس ہے اور انڈسٹری کا آفس ہے تو اس میں کافی جگہ ہے۔اس بارے میں، میں کوئی commitment نہیں دے سکتا لیکن یہ جیسے جواب میں ہے کہ ماسٹر پلان ابھی تیاری کے آخری مراحل میں ہے اور ایک تجویز یہ بھی ہے کہ اس جگہ کو locate کرا کر وہاں پر

ایک ملٹی سٹوری ماڈرن بلڈنگ جو آج کے جدید دور کا شاہکار ہو تو وہ بنائی جائے اور اس میں تمام دفاتر وہاں پر لائے جائیں لیکن اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا vision یہ ہے کہ ہم اسی طرح کریں گے لیکن ہم اس کو کسی ڈویلپمنٹ فنڈ یا کسی اور جگہ سے sources لاکر نہیں کریں گے بلکہ وہی sources مثال کے طور پر ایکسائز اور ڈی جی ایکسائز کے دفتر کا حوالہ انہوں نے دیا تھا۔ اسی طرح سے کچھ اور دفاتر ہیں یا یہ جگہ ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ جتنے بھی sources اس بلڈنگ کے اوپر لگیں وہ چاہے ایک بلین لگیں یا دو بلین لگیں تو ہم sources اس طرح collect کریں گے کہ وہاں پر ایک ملٹی سٹوری بلڈنگ بن جائے اور وہاں پر پنجاب گورنمنٹ کے تمام دفاتر جو سیکرٹریٹ میں ہیں وہ اس میں سما جائیں اور ایک طرح سے جو اس وقت سیکرٹریٹ کا original structure ہے وہ بھی اس طرح سے قائم رہے لیکن میں نے کل اس کی سمری منگوائی تھی کہ یہ سارا process کس طرح سے چلا اور یہ معاملہ کیوں ہوا تو اس میں، میں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ یہ پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی اور اس نے اس ماسٹر پلان کی تیاری کرتے ہوئے یہ جو تمام مراحل ہیں ان کو پوری طرح سے دیکھا۔ اس میں بیوروکریٹ بھی تھے، اس میں عوامی نمائندے بھی تھے اور اس میں ٹیکنیکل لوگ بھی تھے اور اس کے بعد جب ultimately اس کمیٹی نے decide کیا کہ یہ اس طرح سے بہتر ہے اور یہ یہ اثاثہ بیچ دیا جائے تو دفاتر بھی ایک جگہ آ جائیں گے اور otherwise جو قومی خزانہ اور ہمارے development بجٹ کے معاملات ہیں ان کے اوپر بھی بوجھ نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر! چیف سیکرٹری صاحب نے اس پر اپنی رائے دی جو کہ اس کمیٹی کی رائے سے مختلف تھی پھر اس کے بعد دوبارہ اس معاملے کو reconsider کیا گیا تو اب بھی اس کے اوپر وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ سوچ ہے کہ اس کی جو bid ہے تو جب وہ bid آئے گی تو اس کے بعد ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ جو قیمت ہمیں اس اثاثہ کی مل رہی ہے آیا اس قابل ہے کہ وہ اس کے اوپر ہم نے پوری طرح سے خرچ کی ہے، اس کے مطابق مل رہی ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر مناسب قیمت نہ ملی تو گورنمنٹ اس اثاثہ کو through away ضائع کرنے والی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رانا صاحب جو بلڈنگ کے حوالے سے بتا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ نئی بلڈنگ بنائی جائے گی جہاں پر ایجوکیشن اور ایگری کلچر دفاتر ہیں اسی بلڈنگ کو استعمال کیا جائے۔ اسی طرح چیف منسٹر سیکرٹریٹ G.O.R میں بنا تھا اور وہ بھی پچھلے سال سے کھڑا ہوا ہے اس کے لئے آئی ٹی یونیورسٹی کے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اعلان کئے گئے اور ابھی جنوری کے پہلے ہفتہ کی بات ہے اور میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ اس کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے اگر مخالفت صرف اس لئے کرنی ہے کہ یہ کسی اور دور میں بنی تھی اس لئے بُری ہے اور جو چیز ہم بنائیں گے وہ اچھی ہو گی۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے جو وسائل ہیں ہم انہیں استعمال کریں بجائے اس کے کہ ان کا زیاں کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ چیف سیکرٹری صاحب سے جو میٹنگ کریں اس میں پانچ ایم پی اے صاحبان کو بھی بلا لیں اور اس میں آپ بھی ہوں، بہتر ہے کہ اس میں کوئی اچھی تجویز آ جائے۔ یہ خوبصورت بلڈنگ موجود ہے لیکن آپ نئی بلڈنگ بنانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہی تو بات ہے۔ یہی تو سمجھنے کی بات ہے۔ ہم جو نئی بلڈنگ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم اس میں دفاتر قائم کرنا چاہتے ہیں جو پورے لاہور میں بکھرے ہوئے ہیں۔ جس بلڈنگ کو بیچنا چاہتے ہیں یہ جس طرز کی بنی ہے یہ اس مقصد کو suit ہی نہیں کرتی اس میں تو وہ دفاتر بن ہی نہیں سکتے۔ جس انداز سے یہ بلڈنگ ڈیزائن کی گئی ہے اگر اس پر کروڑوں روپے اور خرچ کر لیں تو پھر بھی اس میں صرف وزراء ہی بیٹھ سکتے ہیں، اس کے علاوہ وہ اور کسی کام نہیں آ سکتی۔ اب وزراء کے لئے منسٹر بلاک موجود ہے، 90 شاہراہ قائداعظم موجود ہے، 7 کلب اور ساتھ بھی بلڈنگ موجود ہے۔ اب ہم نے کتنی جگہ اور کتنے assets صرف اس لئے مخصوص کرنے ہیں کہ یہاں وزراء صاحبان بیٹھیں؟ جہاں تک انھوں نے 8 کلب کی بات کی ہے،

جب 7 کلب موجود تھا، جب 90 شاہراہ کی بلڈنگ موجود تھی تو اس کے بعد 8 کلب پر 2۔ارب روپے خرچ کرنے کا کوئی تک بنتا تھا؟ صرف اس لئے خرچ کر لیا کہ ہم نے یہاں بڑی شان اور شوکت سے بیٹھنا ہے۔اس وقت خرچ کرنے والوں کو یہ تو نظر نہیں آ رہا تھا کہ ہمیں اس ملک کے sources کس طرح خرچ کرنے چاہئیں۔اس ملک کے لوگوں کا جن کی یہ tax money ہے، جن کی جیبوں سے یہ پیسا گیا ہے ان کے حالات کیا ہیں؟ ان کو دوائی نہیں ملتی، ان کو آٹا نہیں ملتا، ان کو روزگار نہیں ملتا اور وہاں پر 2۔ارب روپے خرچ کر دیئے۔اب جس طرح 8 کلب روڈ بنی ہے اسے اور کسی مقصد کے لئے استعمال کیا ہی نہیں جا سکتا۔اس پر جو کمیٹی بنی تھی اس نے بتایا ہے کہ جہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بیٹھنا تھا یا بیٹھیں گے وہاں تقریباً پانچ کروڑ روپے کا bulletproof glass لگا ہوا ہے۔آپ ان لوگوں کے چونچلے اور mentality دیکھیں کہ کہاں 8 کلب اور اس کی بھی دوسری یا تیسری منزل پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بیٹھنا تھا لیکن وہاں پر بھی bulletproof glass لگا ہوا ہے۔آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ وہاں کس قسم کی عیاشی اور اسراف کیا گیا ہے، کیا ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر اس غریب قوم کے مسئلے حل کرنے تھے یہ انھوں نے کر دیا ہے اور اب ہمیں کہتے ہیں کہ اس کا کوئی حل نکالیں، کیا حل نکالیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: اسے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ بنا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پہلے میرا جواب مکمل ہونے دیں پھر آپ کو موقع ملے گا۔وہ بلڈنگ جو دو ارب روپے سے بنی ہے وہ اس طرح سے designed ہے کہ اس میں میٹنگز ہال بنے ہوئے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب کا کمرہ بنا ہوا ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کے کمرے کے ارد گرد اور کئی کمرے بنے ہوئے ہیں۔پتا نہیں انھوں نے وہاں کیا کیا کرنا تھا اور ان کے کیا خیالات تھے کہ ان کے آفس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے اور میٹنگز ہال بنائے ہوئے ہیں یعنی وہاں کیا کچھ ہے۔اب اسے ہم کسی اور مقصد کے لئے کس طرح convert کریں؟ اس پر جو کمیٹی بٹھائی تھی اس نے سارا کچھ دیکھ کر کہا ہے کہ یہ جس مقصد کے لئے بنی تھی یہ اسی مقصد کے لئے ہی استعمال ہو سکتی ہے اس کا کوئی اور حل نہیں ہے۔

اب موجودہ بلڈنگ جو sale ہو رہی ہے اس پر کم از کم ڈیڑھ ارب روپے خرچ ہوا اور اس پر مزید ایک ارب روپیہ خرچ ہو گا-اب اڑھائی ارب روپے خرچ کرنے کے بعد وہاں پر اور کچھ نہیں ہو گا ماسوائے اس کے کہ منسٹر صاحبان بیٹھیں-اس بلڈنگ کا سٹرکچر تیار ہو چکا ہے-اگر اب آپ کہیں کہ ہم نے اسے تبدیل کر کے کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنا ہے تو اس کی بھی ساری study ہوئی ہے لیکن وہ اس مقصد کے لئے suitable ہی نہیں ہے-وہ focused building ہے، وہ specific purpose کے لئے بنی ہے اس لئے وہاں سیکرٹریٹ کے آفس نہیں بن سکتے-ہاں البتہ وہ منسٹر صاحبان کے دفاتر کے لئے suit کرتی ہے-ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے جس جگہ کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ بھی دو تین جگہیں ہیں جو زیر غور ہیں کہ وہاں پر اس طرح سے multi story building بنائی جائے کہ ایک floor پر ایک یا دو ڈیپارٹمنٹ کے آفس آ جائیں اور اس طرح تمام ڈیپارٹمنٹ اس بلڈنگ میں سمو جائیں اور سامنے سیکرٹریٹ کی جو original کے قریب ترین shape ہے یعنی بے ہنگم عمارتوں کو گرا دیا جائے-

جناب سپیکر! اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر اپوزیشن سے بھی اور ادھر سے بھی چار معزز ممبران کو نامزد کر دیں-میں کوشش کروں گا کہ آج یا کل چیف سیکرٹری صاحب سے ٹائم لے کر ان کو ادھر بلا لیں گے اور یہ ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں-میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب ان دوستوں کو معلوم ہو گا تو چیف سیکرٹری صاحب کی اس مسئلے میں بالکل مختلف رائے ہے یعنی یہ ان کے initiative پر نہیں ہو رہا-یہ ایک impression پھیلایا گیا ہے کہ شاید چیف سیکرٹری صاحب اس قسم کا impression دے رہے ہیں جبکہ ان کی اس قسم کی کوئی سوچ نہیں ہے بلکہ حکومت نے اس سارے معاملے کو پوری طرح deliberate کیا ہے پھر اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے-اس طرح جو پہلے بات ہوئی اس میں بھی یہ کہا گیا کہ شاید یہ ان کی سوچ ہے کہ وہ سب سیکرٹری صاحبان کو لے جا کر کام بند کروانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کی سوچ یہ تھی کہ یہ لوگ جو باؤن کر اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ادھر اپنے دفتروں میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو لے جایا جائے اور کم از کم عام آدمی کے مسائل سے ان کو آگاہ کیا جائے لہذا آپ یہ کمیٹی بنا دیں-میں اس کمیٹی کو چیف سیکرٹری صاحب سے ملا دوں گا اور میں یہ بھی کہہ دوں کہ یہ ہمارا کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہے-یہ on record ہے کہ جب یہ بولی ہو گی، bid آ جائے

گی تو اس کے بعد اسے کیبنٹ میں یا اس کمیٹی میں دوبارہ consider کیا جائے گا کہ آیا یہ قیمت اس قابل ہے کہ اس assets کو بیچ دیا جائے یا نہ بیچا جائے۔لہذا اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب جیسی شخصیت یہ مانتی ہے اور ان کا لہجہ بتاتا ہے کہ وہ مانتے ہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ حکومت کو defend کرتے چلے جا رہے ہیں۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ انھوں نے خود یہ مانا ہے کہ کروڑوں روپے کرایہ دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگر لاء منسٹر صاحب defend نہ کریں تو اور کون کرے گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!غلط defend کرنا بھی تو ایک غلط بات ہے۔میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب یہ مانتے ہیں کہ کروڑوں روپے کرایہ دیا جا رہا ہے، یہ بھی مانتے ہیں کہ ہاں وہ بالکل پیپلز ہاؤس اور سیکرٹریٹ سے adjacent ہے۔میں پورے ایوان کے سامنے آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میرے جیسا ادنیٰ بندہ اسے بہترین convert کر سکتا ہے۔یہ جس طرح چاہیں اور جس بلڈنگ میں چاہیں میں انھیں convert کرا دیتا ہوں اور وہ بہترین convert ہو گی۔

جناب سپیکر!جب یہ مانتے ہیں کہ ہم نے اسے بیچنا ہے اور بلڈنگ auction میں آ گئی ہے۔اخبارات میں بھی آ گیا ہے اور اب تو بیز بھی لگ گئے ہیں۔جب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے بیچنے کا حتمی فیصلہ نہیں کیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے جو سارے سیکرٹریٹ کو change کیا ہے وہ عوام کی فلاح کے لئے کیا ہے۔میں آپ پر چھوڑتا ہوں آپ میرے ساتھ سیکرٹریٹ تشریف لے چلیں جس طرح کا اب سیکرٹریٹ بن رہا ہے اگر اس میں عوام کا مفاد ہے تو آپ جو جرمانہ کہیں گے میں دوں گا۔وہ تو صرف جنرل منٹورا کی رہائش گاہ بن رہی ہے۔جیسے جنرل منٹورا walk ways کے لئے رہتا تھا۔انھوں نے بالکل صحیح کہا تھا کہ اس کے لئے یہ رنجیت سنگھ نے بنایا تھا اور ساتھ عورتیں بھی دی تھیں وہ وہاں پر رہتا ہے۔اگر وہ بنانا ہے تو بنا لیں لیکن وہاں عوام کے لئے کچھ نہیں ہو رہا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں اپنی اس تحریک التوائے کار کو کسی صورت نہیں چھوڑوں گا۔اسمبلی کا اجلاس تو دو یا تین دن چلے گا۔لہذا ہمیں کمیٹی کا لولی پاپ نہ دیا جائے یا تو حکم دے دیں کہ اس کی جو

bid آئے گی اسے final کرنے کی اتھارٹی اس کمیٹی کو ہو گی جو آپ بنائیں گے تو میں کمیٹی مان لیتا ہوں۔چیف سیکرٹری صاحب سے ملنے کے بعد اسمبلی کا اجلاس ختم ہو جائے گا اور یہ auction ہو جائے گی اللہ اللہ خیر سلا۔اس طرح تو یہ معاملہ نہیں چلے گا۔آپ مہربانی فرما کر یہ بھی کہیں کہ جو 27۔فروری کی bid ہے اسے ہمیشہ کے لئے ختم کیا جائے یا کم از کم suspend کیا جائے پھر کمیٹی بنالیں میں حاضر ہوں۔یہاں اور لوگ بھی بیٹھے ہیں جن کو یہ افسوس ہے۔میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کہ بابا گراؤنڈ جو اس اسمبلی کی ملکیت ہے اسے کس لئے چھیڑا جا رہا ہے؟ وہ ایم پی ایز جن کے پاس لاہور میں رہائش نہیں ہے اور روز آپ کے پاس آتے ہیں آپ اپنی کوشش بھی کرتے ہیں کہ ان کو رہائش مل جائے لیکن ان کے لئے تو کوئی کمرہ نہیں ہے اس لئے یہ سارا کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی میرا دعویٰ ہے کہ میں لاہور میں ان کی بلڈنگ بیچ کر اس سے زیادہ پیسا اکٹھا کر کے دے سکتا ہوں۔لہذا اسے بچالیں، یہ قوم کا asset ہے۔سو سال بعد بھی لوگ ہمیں گالیاں دیں گے۔اگر آج آپ نے اس پر action نہ لیا تو پھر ہم جو یہاں موجود ہیں سب ہی مجرم ہوں گے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بلڈنگ یا یہ جگہ بھی assets ہیں اور جن کو بیچ کر ہمیں اس سے زیادہ رقم دینی چاہتے ہیں وہ بھی گورنمنٹ کے assets ہیں۔ مجھے ان کی یہ منطق سمجھ نہیں آئی کہ اس کو اگر بیچیں گے تو قوم ہمیں معاف نہیں کرے گی تو کیا یہ جو باقی بیچ کر ہمیں اس سے زیادہ رقم اکٹھی کر کے دینے کا کہہ رہے ہیں اس پر قوم معاف کر دے گی؟ بات یہ ہے کہ اس بلڈنگ سے متعلقہ جو بھی ٹیکنیکل لوگ ہیں، اس بلڈنگ کی designing سے متعلقہ جو لوگ ہیں انھوں نے تو یہ کہا ہے کہ آپ اس عمارت کو سیکرٹریٹ کے مقاصد کے تحت استعمال نہیں کر سکتے، اسے آپ کو گرانا پڑے گا۔اگر ان کے پاس کوئی ایسی technicality ہے تو اس کمیٹی کے ساتھ میں ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں۔اس technical کمیٹی میں designing کے ماہر ترین لوگ ہیں یہ ان کو سمجھا دیں، وہ طریق کار بتا دیں کہ یہ بلڈنگ اس طرح سے convert ہو سکتی ہے۔یہ بھی قوم کا asset ہے، باقی عمارتیں بھی assets ہیں اور جو نئی بلڈنگ بنے گی وہ بھی پنجاب گورنمنٹ کا

asset ہو گا۔اب ایک asset کو آپ نے بیچنا ہے، دوسرے asset پر خرچ کر کے اس کو اس طرح سے بنانا ہے کہ وہاں پر آپ کا مقصد بھی پورا ہو اور اس asset کی قیمت میں بھی اضافہ ہو۔اب ادھر کے asset کو بیچ کر ادھر لگانا ہے یا اُدھر کے asset کو بیچ کر ادھر لگانا ہے اس چیز پر باقاعدہ thoroughly investigation, inquiry, deliberation ہو چکی ہے۔میں ان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جب کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب سے ملے گی اور اگر شیخ صاحب یا باقی ممبران کوئی بہتر نقطہ نظر سامنے لاتے ہیں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔ہم پوری طرح سے اس کے اوپر توجہ دیں گے۔اب یہ کہیں کہ پہلے مانیں پھر اس کے بعد بات کرنی ہے یہ مناسب نہیں ہے۔اگر آپ کی ساری شرائط ہم پہلے ہی تسلیم کر لیں تو پھر کمیٹی کس لئے بنی ہے پھر آپ نے چیف سیکرٹری صاحب کے ساتھ میٹنگ کس لئے کرنی ہے ؟آپ پہلے کوئی شرائط لگائیں اور نہ ہی ہم اس قسم کی کوئی شرط لگاتے ہیں۔میں آپ کو یہ ensure کرتا ہوں کہ آپ بیٹھیں یا تو آپ گورنمنٹ کے نقطہ نظر کے قائل ہو جائیں گے یا اگر آپ قائل کرتے ہیں، کوئی بنیادی چیز پیش کرتے ہیں تو بالکل اس کے اوپر ہم توجہ دیں گے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ معزز ممبر ہیں۔آپ کو اس صوبے کا، اس قوم کا، اس ملک کا اور اس گورنمنٹ کا پوری طرح سے احساس ہے۔ہم آپ کے مشوروں اور تجاویز کی ہمیشہ قدر کرتے ہیں۔اس سے پہلے معزز ممبر نے جو جو تجاویز دی ہیں ان پر غور کیا گیا ہے۔ تحریک التوائے کار توجہ دلاؤ کے لئے ہوتی ہے تو جن چیزوں پر انھوں نے توجہ دلائی ہے، جن کو انھوں نے قابل غور کہا ہے ان کے اوپر باقاعدہ غور بھی کیا ہے اور ان کی بعض تجاویز کو نہ صرف ہم نے تسلیم کیا ہے بلکہ ان کو اس پر appreciate بھی کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو چیز جس کے لئے design ہوتی ہے اسی چیز کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔اسی طرح یہ منسٹر بلاک جس مقصد کے لئے design کیا گیا ہے اسی کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔یہ اسمبلی صرف اسمبلی کے functions کے لئے designed ہے اور یہ اسی کے لئے استعمال ہو سکتی ہے تو جس مقصد کے لئے جو چیز designed ہے اس کو اسی مقصد کے لئے

کیوں استعمال نہ کیا جائے،آئی ٹی یونیورسٹی کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ اعلان کر دیا گیا تھا لیکن بعد میں پھر کیا ہوا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کا آپ جواب لے لیں۔منسٹر بلاک وزراء کے دفاتر کے لئے design کیا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ فی الحال گورنمنٹ کو آنے والے دس سال تک بھی مزید وزراء کے دفاتر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم وزراء کی تعداد کم سے کم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کوئی 100 یا 70 وزیر نہیں بنانے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور relevant ہے۔ پنجاب سیکرٹریٹ لاہور میں مختلف جگہوں پر پھیلا ہوا ہے اس سے ہمیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ہم حکومت کی اس سکیم کو appreciate کرتے ہیں کہ تمام سیکرٹریٹ کو ایک بلاک میں اکٹھا کر دیا جائے، یہ انتہائی ضروری ہے۔ جہاں تک منسٹر بلاک کا تعلق ہے تو میرا خیال ہے کہ اس دور کی حکومت نے فیصلہ کیا ہو گا کہ جیسے وزیر اعلیٰ کا عالیشان دفتر بنا ہوا ہے ویسے ہی وزراء کے لئے عالیشان بلاک بنایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قومی اثاثے کوڑی کے بھاؤ نہیں بیچے جا سکتے۔ انشاء اللہ شفاف طریقے سے کمیٹی اس کا فیصلہ کرے گی۔ وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس بارے میں فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے یہ کہا ہے کہ پہلے شرائط نہ لگائی جائیں، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ کسی معاملے کو resolve کرنے کے لئے ہمیشہ کمیٹی بنتی ہے اگر پہلے ہی condition لگا کر ہر چیز کو ختم کرنا ہے تو پھر کمیٹی بنانے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ یہ منسٹر بلاک اس لئے design ہوا تھا کیونکہ ساتھ ہی سیکرٹریٹ ہے۔ وزراء کے مختلف جگہوں پر دفاتر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایم پی اے صاحبان اور عام لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ سیکرٹریٹ کے ساتھ ہی ایک کیبنٹ بلاک بن جائے گا جہاں تمام وزیر اکٹھے بیٹھیں گے۔ اس کے ساتھ ہی پیپلز ہاؤس بھی ہے۔ اصل میں یہ concept تھا۔ اب یہ عمارت بن گئی ہے۔ رانا صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس منسٹرز کے دفاتر ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ دفاتر خالی ہو جائیں گے اور جو دفاتر سیکرٹریٹ سے باہر ہیں، جن کا کرایہ دیا جا رہا ہے وہ سیکرٹریٹ میں منسٹرز کے آفس میں آ جائیں گے اور تمام وزیر صاحبان ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہو جائیں گے۔اس سے عام آدمی کو سہولت ہو جائے گی۔یہ عام آدمی کی سہولت کے لئے بنایا گیا ہے۔اب اس پر اخراجات ہو گئے ہیں، یہ ایک منسٹر بلاک بن گیا ہے۔جیسے سیکرٹری صاحبان کے لئے سیکرٹریٹ ضروری ہے اسی طرح کیبنٹ کے لئے بھی کیبنٹ سیکرٹریٹ ہونا بہت ضروری ہے۔یہ پارلیمانی نظام ہے، ہم سب اس نظام کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔کابینہ بنتی رہے گی، وزیر اعلیٰ آتے جاتے رہیں گے۔یہ ایک جگہ مخصوص ہو جائے گی۔جب کوئی آدمی رحیم یار خان سے چلے گا تو اسے معلوم ہو گا کہ فلاں جگہ پر منسٹر بلاک ہے اور وہاں جا کر میں اپنا کام کروالوں گا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو thrash out کرنے کے لئے اگر کمیٹی بن جائے تو ٹھیک ہے لیکن اس کی کوئی condition نہ ہو۔میں شیخ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیشہ کمیٹیاں کسی مسئلے کو resolve کرنے کے لئے بنتی ہیں۔ان کی بات سن لیں، شاید جب کمیٹی ان کی بات سنے تو وہ ان کے ساتھ agree بھی کر سکتے ہیں۔اگر ہم نے agree نہ کیا تو کمیٹی ان کے ساتھ argument کرے گی اور اگر ہم نے ان کو اپنی بات سمجھا لی تو وہ ہماری بات مان جائیں گے۔میں نے اس میں کوئی تضاد نہیں دیکھا۔وزیر قانون صاحب بھی اس پر کوئی اتنے بضد نہیں ہیں تو اس کو اس طریقے سے resolve کیا جا سکتا ہے۔شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق auction کرنے کا فیصلہ متفقہ نہیں ہے۔اس میں شاید سارے وزراء شامل نہیں ہیں۔یہ بھی ٹاسک فورس کا فیصلہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ساتھ ہی سیکرٹریٹ ہے، ساتھ ہی پیپلز ہاؤس ہے، منسٹر صاحبان سارے مل کر بیٹھ جائیں گے اور سارے مسئلے حل کر دیں گے۔اس میں پہلا نقص یہ ہے کہ سیکرٹریٹ ہونے کے باوجود اس وقت بھی دفاتر پورے شہر میں بکھرے ہوئے ہیں۔اب وہاں پر منسٹرز کا بلاک بنانے سے تو وہ اکٹھے نہیں ہو جائیں گے۔وہ اکٹھے تو تبھی ہوں گے جب یہ multi story building بنے گی۔اب جہاں تک

اس بات کا تعلق ہے کہ جہاں پر سیکرٹریٹ ہو وہاں پر ہی منسٹر صاحبان ہوں تو اس multi story building میں بھی منسٹرز کے دفاتر بنائے جا سکتے ہیں اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ آپ کمیٹی بنائیں، بیٹھیں اور ہو سکتا ہے کہ آپ کی تجاویز اتنی worthy ہوں کہ ان کے اوپر موجودہ حکومت غور کرے۔ کمیٹی کے چار ممبران میں سے ایک اپوزیشن کا معزز ممبر بھی ہونا چاہئے۔ اپوزیشن کی طرف سے آپ لغاری صاحب کو شامل کریں۔ یہ کمیٹی ممبران بیٹھ کر بات کریں۔ ہم تو آپ کی تجاویز لینا چاہتے ہیں، ہم تو آپ کی بات سننا چاہتے ہیں۔ ہم نے آپ کی بات کو وزن دینا ہے اسی لئے سننا چاہتے ہیں ورنہ تو وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں defend کر رہا ہوں۔ دیکھیں، بات یہ ہے کہ یہ ڈیوٹی میری ہے اس لئے میں نے ہی defend کرنا ہے اور تو کسی نے نہیں کرنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ کے باقی ساتھی اس سے agree نہیں کرتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ agree کر رہے ہیں تو اسی لئے میں جواب دے رہا ہوں۔ یہ cabinet کا decision ہے یہ کوئی میرے اکیلے کا نہیں ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: ہم سب مسلم لیگ (ن) والے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان کے ساتھ ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! یہ اپنے وزراء کو strengthen کریں، یہ bureaucracy کو مضبوط کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کمیٹی بن جائے گی تو کوئی اچھی بات آ جائے گی، کوئی فائدہ مند بات آ جائے گی۔

(قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت ایک کو دوں یا سب کو دوں۔ (قطع کلامیاں)

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک مخصوص بلڈنگ صرف منسٹروں کے لئے بنا دینا ایک مخصوص کلاس پیدا کرنے والی بات ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جہاں منسٹری کا سٹاف بیٹھے منسٹر کا کمرہ بھی اپنے سٹاف کے ساتھ ہونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ پہلے منسٹروں کے لئے مخصوص بلڈنگ میں جائیں اور پھر اپنے کام کے لئے آپ سیکرٹریٹ میں اس شعبے میں جائیں۔ جہاں سیکرٹریٹ کا سٹاف ہو، جہاں سیکرٹری بیٹھے ہوں وہیں پر ہی ایک کمرہ منسٹر کا بھی ہونا چاہئے۔

محترمہ سامیہ امجد: آپ bureaucracy کے ساتھ ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! ایک منٹ مجھے بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے کام کرنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر تحریک التوائے کار پر کیا فیصلہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: کون سی تحریک التواء کی بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! یہ جو شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اس پر کیا فیصلہ ہوا ہے؟ ہم آپ کے حکم کے مطابق بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر کمیٹی بنا رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جو چیز جس چیز کے لئے ڈیزائن ہے اس کو کیوں نہیں بناتے؟

جناب سپیکر: جی، میں کمیٹی بنا رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بولنے دیں۔ مجھے کام کرنے دیں پلیز تشریف رکھیں۔ I request all of you. دیکھیں، مجھے بات کرنے دیں۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ شیخ علاؤالدین صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب بھی اس کمیٹی میں ممبر ہیں اور لغاری صاحب بھی اس میں شامل ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ویمن آئی ٹی یونیورسٹی کے اوپر بھی ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: وہ بات ابھی میرے سامنے نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! حکومت نے اس پر خود اعلان کیا تھا۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس کمیٹی میں ممبران کی تعداد بڑھا دیں، آجاسم شریف صاحب کا بھی یہ حلقہ ہے ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیں۔اس کے علاوہ بھی ایک دو ممبر اور بڑھا دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آجاسم شریف صاحب بھی بڑے بے تاب ہیں۔ان کا حلقہ ہے ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب! نوانی صاحب کو بھی اس میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ تعداد پھر بڑھتی جائے گی۔نوانی صاحب کو بھی شامل کر لیں تو پھر مخدوم احمد محمود صاحب کو بھی شامل کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو ممبر بھی اس کمیٹی میں آنا چاہتا ہے آپ سب کو اجازت دے دیں۔میں سب کی sitting arrange کروادوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے اب یہ کمیٹی مکمل کر دی ہے۔یہ معاملہ ختم ہوا۔مجھے اب ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ فیصلہ بھی کر دیں کہ کمیٹی کے فیصلے تک اس بلڈنگ کا نیلام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ فیصلہ بھی کر دیں کہ کمیٹی کے فیصلے تک اس بلڈنگ کا نیلام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: کمیٹی اس پر بیٹھے گی اور بے شک کل ہی اس پر میٹنگ کر لے اور کل ہی چیف سیکرٹری سے بات کر لیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ پیچھے سے بیبیوں کو کہہ دیتے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔آرڈر پلیز۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وہ خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کیونکہ یہ خواتین کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: وہ جب کوئی تحریک لائیں گی تو اس کے مطابق اس کو دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تحریک ہم ابھی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا بھی ایک طریق کار ہے۔لغاری صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس House کو اچھے طریقے سے چلنے دیں All we highly oblige. Kindly accommodate me at least. لیکن مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں بات کرتا ہوں تو آپ کے ساتھی interrupt کرنا شروع کر دیتے ہیں. This is not good.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی والا معاملہ بھی دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: اسمبلی کا اپنا ایک طریق کار ہے، اسمبلی کے قواعد وضوابط ہیں ان کے مطابق آپ چلیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! assets کی بات ہو رہی ہے تاکہ اس کا زیاں نہ ہو۔اسی طرح سے 8 کلب روڈ بھی ایک asset ہے جو بنا ہوا ہے اور ایک سال سے اجڑا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بارے میں آپ تحریک لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہر چیز کے لئے ایک علیٰحدہ تحریک آئے؟

جناب سپیکر: اس کے لئے علیٰحدہ آئے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: چلیں ٹھیک ہے۔ہر issue کو علیٰحدہ take up کرنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:ابھی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:ابھی نہیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر1050/08 ہے۔

جناب سپیکر:پیش کریں۔

جناب محمد نوید انجم:میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر:اس کی کاپی پہنچ گئی ہے؟

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!کل آپ نے اس کے لئے اجازت عنایت فرمائی تھی۔

جناب سپیکر:آپ نے آفس میں جمع کروائی ہے؟

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!اس کا نمبر1050/08 ہے۔

جناب سپیکر:جی، پڑھیں۔

حلقہ پی پی۔145 لاہور میں سینکڑوں فیکٹریوں کے زہریلے پانی اور دھوئیں سے عوام الناس موذی بیماریوں میں مبتلا

جناب محمد نوید انجم:میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔145 لاہور کی آبادیاں لکھوڈیر، شادی پورہ اور داروغہ والا کے علاقہ میں سینکڑوں کی تعداد میں فیکڑیاں اور کارخانے ہیں ان میں لوھے کو melt کرنے کا کاروبار کیا جاتا ہے اور پرانی گاڑیوں کو رنگ روغن کیا جاتا ہے۔ ان فیکڑیوں میں پرانا لوہا حاصل کرنے کے لئے پرانے ٹائر جلائے جاتے ہیں۔ ٹائروں کے جلنے کی وجہ سے ان علاقوں میں ہر وقت دھوئیں کے بادل چھائے رہتے ہیں اور ان فیکڑیوں کا مضر صحت پانی گلیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس علاقہ میں دمہ، کھانسی، گلے

اور دیگر موذی امراض انسانوں میں پھیل رہی ہیں۔اس کے بارے میں محکمہ ماحولیات کے متعلقہ افسران اور اہلکاران کو مطلع کیا گیا اور ساری صورتحال کا موقع ملاحظہ کروایا گیا مگر ان فیکٹریوں اور کارخانوں اور ان کے مالکان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔اس وجہ سے میرے حلقہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے پڑھ دی ہے۔اب اس کے بارے میں آپ فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کو آپ pending فرمادیں کیونکہ تحریک التوائے کار کا وقت تو ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 1100 بھی آپ نے بدھ تک کے لئے pending کی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جو pending ہے اس نے ابھی House میں آنا ہے۔رانا صاحب کب تک کے لئے pending کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پرسوں تک کے لئے pending کر دیں۔جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔کلو صاحب! آپ جلدی پیش کریں، کیا یہ پہلے پڑھی گئی ہے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میری تحریکیں پچھلے دو اجلاسوں سے اسی طرح چلی آرہی ہیں۔ out of turn accommodate ہو جاتی ہیں اور میری تحاریک رہ جاتی ہیں۔مجھے بھی out of turn پیش کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب جو رہ جائیں گی پھر ان کا کیا بنے گا؟ آج کے بعد پھر میں اس کو اور طریقے سے deal کروں گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب! مہربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے اپنی تحریک التوائے کار کا نمبر بولیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! اس کا نمبر 53/09 ہے۔

جناب سپیکر: تحریک نمبر 53/09 ہے۔

پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں ایم ایس کی من مانی سے مستحق مریض ادویات سے محروم

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری تحریک التوا کار نمبر 09/53 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت پنجاب کے ہر ہسپتال کے اندرونی اور بیرونی مریضوں کے لئے ادویات کا بجٹ متعین کرتا ہے اور رقم ایم ایس صاحبان اپنے اختیارات کے مطابق اندرونی اور بیرونی مریضوں کو ادویات جاری کرتے ہیں مگر فی الواقع ہو یہ رہا ہے کہ اندرون ہسپتال داخل شدہ مستحق مریضوں کو ادویات جاری کرنے کے لئے میسر نہیں ہوتیں کیونکہ ساری ادویات آؤٹ ڈور مریضوں کو سفارشی جاری کر دی جاتی ہیں۔ ہر ضلع اور تحصیل کے افسران اور دوسرے بااثر لوگ انہی ادویات سے مستفید ہوتے ہیں اور ایم ایس صاحبان اس head کو من مانے طریقے سے استعمال کرتے ہیں اور غریب مریضوں کے لئے ادویات ناپید ہو جاتی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک out of turn ہے اس کی کاپی مجھے موصول ہو گئی ہے تو اس کو آپ جمعہ کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک Friday کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جی، اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!میں نے تحریک التوائے کار نمبر 41 پڑھی تھی،لاء منسٹر صاحب نےTuesdayکواس کا جواب دینا تھا،آجWednesdayہو گیا،کل بھی آپ نے کہا تھا کہ اسے کل لے لیں گے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس تحریک کو کل کے لئے pendingفرمادیں تو کل اس کو take upکرلیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں سوئی گیس کے بلوں کاresolutionپڑھ دوں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور:جناب سپیکر!اس کو کل لے لیں گے۔

شیخ علاؤالدین:ٹھیک ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔جی،شیر علی خان صاحب فرمائیں!

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!شیخ علاؤالدین صاحب نے چند دن پہلے منسٹرز بلاک کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی اس حوالے سے میری تجویز یہ تھی کہ اگر اسے منسٹرز بلاک نہیں بنانا چاہتے تو اسے ایم پی ایز ہوسٹل ہی بنادیں۔ایم پی اے غریب دھکے کھاتے پھر رہے ہیں یا پھر ایسا کریں کہ پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ بن رہی ہے اس کو بھی نیلام کر دیں کیونکہ اسی پرانی بلڈنگ میں گزارا چل رہا ہے۔(قہقہے)

سرکاری کارروائی

رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر:اب سرکاری کارروائی کا وقت شروع ہوتا ہے۔

Laying of Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سال06-2005 کے اکاؤنٹس کی آڈٹ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06.

MR. SPEAEKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying the Appropriation of Accounts of Government of the Punjab for the year 2004-05. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سال05-2004 کے مدبندی حسابات کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) I lay the Appropriation of Accounts of the Government of the Punjab for the year 2004-05.

MR. SPEAKER: The appropriation Accounts of the Government of the Punjab for the year 2004-05has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying of the Finance Accounts of Government of the Punjab for the year 2004-05. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سال2004-05کے فنانس اکاؤنٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Finance Accounts of Government of the Punjab for the Year 2004-05.

MR. SPEAKER: The Finance Accounts of the Government of the Punjab for the year 2004-05 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, the Appropriation Accounts of Government of the Punjab, Forest Department, for the year 2004-05

محکمہ جنگلات، حکومت پنجاب کے سال2004-05کے مدبندی حسابات کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Appropriation Accounts of Government of the Punjab, Forest Department, for the year 2004-05.

MR. SPEAKER: The Appropriation Accounts of Government of the Punjab, Forest Department, for the year 2004-05 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying of Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Civil Works, for the year 2005-06. Minister for Law!

حکومت پنجاب، سول ورکس کے اکاؤنٹس برائے سال2005-06 کی آڈٹ
رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Civil Works, for the year 2005-06.

MR. SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Civil Works, for the year 2005-06 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

Now, laying of Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab, for the year 2005-06 Minister for Law!

حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے میں تجارت کے اکاؤنٹس
برائے سال2005-06 کی آڈٹ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I lay the Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab, for the year 2005-06

MR. SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the year

2005-06 has been laid and referred to the Public Accounts Committee II for report within the period of one year.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR. SPEAKER: Now, the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 9 of 2009). First reading starts.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once.''

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose it.

MR. SPEAKER: There are two amendments in it. In this motion the first amendment is form Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj. Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Dr. Muhammad Afzal,

Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shfiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius.

جی،لغاری صاحب!

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 15th March 2009.''

MR SPEAKER: The motion is moved

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 15th March 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!اسے عوامی رائے عامہ کے لئے پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ جب ہم اس bill کو دیکھتے ہیں تو اس کے اندر ایک نئی کمپنی بنائی جا رہی ہے۔ powers of the company میں بڑی خطرناک powersدی جارہی ہیں کہ

(a) plan, align, classify and re-classify a route;

(b). it should specify, operate and enforce the urban transport on the routes; and

(c). plan, build, and maintain infrastructures for the urban.

وہ کمپنی اپنی routing خود کرے گی، خود ہی کرائے بڑھائے گی اور جس routeپر یہ کمپنی چل رہی ہو گی تو آگے جاکر ہے کہ

…Provincial Transport Authority or Regional Transport Authority shall not:

(a) issue route permit for such route to any public service vehicle as the company may notify…

جناب سپیکر!ہم سب کچھ تو اس کمپنی کے ہاتھ میں دے رہے ہیں تو پھر ہمارا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کس کام کا ہے؟ہم نے اس کو کس کام کے لئے رکھا ہوا ہے؟اگر ہم نے سب کچھ ایک کمپنی بنا کر اس کے ہاتھ میں دے دینا ہے تو پھر جو غریب آدمی ویگن اور بس پر چڑھ کر آتا ہے اسے مشکل ہو گی کیونکہ بڑے بڑے لوگوں نے تو بڑی بڑی گاڑیوں میں آنا ہے اور جو آدمی بس ویگن پر چڑھ رہا ہے اس کے لئے کرائے کون مقرر کرے گا؟وہ ایک کمپنی بنادیں گے جو کرائے خود مقرر کرتی رہے گی۔اس کے اندر ایک عام آدمی کے مفاد کا ذکر ہے اور اس عام آدمی کو فائدہ ہے۔ہم نے یہاں بیٹھ کر بغیر سوچے ایک فیصلہ کر لیا۔اس کا عام آدمی پر کیا اثر ہو گا؟اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے یہ amendmentاس لئے پیش کی ہے کہ ہمیں اس پر public opinion solicitکرنی چاہئے اور لوگوں سے مشورہ لینا چاہئے کہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔اگر عوام کیsupportہے کہ ایک کمپنی آئے اور آکر جیسے چاہے اپنے routeبنائے اور ان پر کسی اور کو نہ چلنے دے۔اگر لوگوں کو اس سے

کوئی فائدہ ہے اور لوگ اس سے راضی ہیں تو ہم ضرور اس پر قانون سازی کریں، اگر لوگوں کو اس پر اعتراض ہے تو ہم اسے نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ ان بسوں کے حوالے سے سب ہی جاننا چاہیں گے کہ ان بسوں میں کتنی capacity ہے، یہ کس ماڈل کی ہیں، یہ کہاں سے منگوائی جارہی ہیں، یہ نئی لی جا رہی ہیں یا پرانی لی جارہی ہیں، یہ بہت اہم بات ہے کہ ان کی حالت کیا ہے اور ان میں سہولیات کیا ہیں کیونکہ ایک جدید معاشرے میں چلنے والی سواری میں جدید سہولیات ہونی چاہئیں، وہ ان بسوں میں کس قدر موجود ہیں آیا ائیر کنڈیشنڈ ہیں، کیا موسم کے لحاظ سے اور ماحول کے حوالے سے ان میں سہولیات ہیں یا وہ پرانے طریقے کی بنی ہوئی ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم issue ہے۔ اس پر بھی نظر ثانی ہونی چاہئے کہ یہ بسیں کس حال میں ہیں اور یہ لوگوں کے استعمال کے لئے comfortable بھی ہیں یا نہیں ہیں، اس حوالے سے بھی وزیر صاحب ہمیں آگاہ فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس بل میں لکھا گیا ہے کہ 25 فیصد بطور سبسڈی حکومت اس کو ادا کرے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر آپ آئین کے آرٹیکل 125 دیکھیں تو اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ بغیر اسمبلی کی اجازت کے اس قسم کے اخراجات کے لئے جو اس مد میں پیسے رکھے جاتے ہیں مجھے اس پر یہ پوچھنا ہے کہ آرٹیکل 125 کے ہوتے ہوئے بھی 25 فیصد ادا کرنے کا جو فیصلہ ہوا ہے یہ کہاں ہوا ہے کیونکہ یہ اسمبلی میں لایا گیا ہے، نہ کوئی کمیٹی بنی ہے اور کابینہ کی میٹنگ بھی ایسے ہی ہے کہ اللہ اللہ خیر سلہ جو دو یا چار سے زیادہ ہوئی ہی نہیں۔ اس اسمبلی کو کسی طرح بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا اس سلسلے میں جو بھی فیصلے ہیں وہ ایک bureaucratic office میں کئے جارہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ bureaucracy کو بڑا مضبوط ہونا چاہئے لیکن وہ political assistance کا source نہیں ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ 25 فیصد اس کے لئے جو سبسڈی ادا کرنی

ہے وہ کہاں سے آئے گی، کیوں آئے گی اور اس کی کون اجازت دے گا؟ یہ سبسڈی جب آپ ایک پرائیویٹ کمپنی کو ادا کر دیں گے تو اس میں محکمہ ٹرانسپورٹ کیا کرے گا؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس کمپنی کی جو تشکیل ہونی ہے اس کی composition کے بارے میں، بل میں کوئی تفصیل نہیں ہے کہ یہ کمپنی کہاں سے آئے گی، اس کے اراکین کون ہوں گے اور اسمبلی کا اس میں کوئی حصہ ہو گا یا نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر! اس بل میں کہیں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ اس Act کی provision کی اگر خلاف ورزی ہوئی تو کمپنی کا check and balance کون کرے گا، ان کی monitoring کون کرے گا، کیا کوئی خصوصی cell ہو گا؟ اس میں کوئی ایسی provision نہیں رکھی گئی کہ سالانہ رپورٹ اسمبلی کو دی جائے گی۔ یہ بھی نہیں ہے کہ اگر یہ کمپنی ناکام ہو گئی اور wind up ہو گئی تو وہ کدھر جائے گی، اس کو کون پکڑے گا اور وہ کس کو جوابدہ ہو گی؟ اس بل میں جب اتنے سارے loopholes موجود ہیں تو ایک کمپنی کو مادر پدر آزاد کر کے آپ اتنے بڑے Motor Vehicles Bill کو لے آئے ہیں۔ اس میں بہت سارے lacunas موجود ہیں۔ یہ فی الحال اس صورت میں کسی بھی طرح سے پاس ہونے کے قابل نہیں ہے۔ ان تمام چیزوں کا جواب اس ایوان کو دیا جائے اور اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ اگر آپ ایک کمپنی کے حوالے سے privatize کر کے یا جن بھی شرائط کے تحت دے رہے ہیں تو پھر یہ اسمبلی یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ میں یہ کہوں گی کہ یہاں ایسا ہے کہ بیوروکریسی کو strengthen کریں اور وزیروں کو باہر کریں، یہاں پر اسمبلی کی رائے تک نہ لی جائے اور بغیر رائے کے آئین پاکستان کے آرٹیکل 125 کو violate کر کے آپ نے 25 فیصد کیسے اس کے لئے allocate کر دیا؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس بل کے حوالے سے 2 گزارشات ہیں۔ اس بل میں کہیں بھی statement of assets کے متعلق واضح کیا گیا اور نہ ہی کمپنی کی انشورنس وغیرہ کے متعلق کوئی وضاحت موجود ہے۔ اس حوالے سے وضاحت ضرور ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ اس کمپنی کی

liabilities and assets کے متعلق بھی بل میں کہیں وضاحت نہیں دی گئی۔ یہ میری observationsہیں۔ میرے خیال میں ان پر غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں کہیں specify نہیں کیا گیا کہ یہ CNG کی بسیں ہوں گی یا ڈیزل کی۔ اس سے پہلے ایک تجربہ راولپنڈی میں ہوا اور وہاں واران ٹرانسپورٹ چلی جو ہم نے خود دیکھی اور وہ بسیں آج بھی ایک ڈپو میں کھڑی ہوئی ہیں۔ اگر اس طرح آپ نے یہ بل پاس کرا دیا اور لاہور یا دیگر بڑے شہروں میں اس واران ٹرانسپورٹ کی طرح آپ نے ٹرانسپورٹ چلا دی تو جیسے چھوٹے ویگن والوں کا روزگار اس ویگن کے ساتھ ہے، ان کو بے روزگار کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی عوام کے ساتھ یہ بہت بڑا ظلم ہو گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! جو صاحبان اب بول چکے ہیں وہ دوبارہ repeat نہ کریں۔ میرے خیال میں آپ کی دو amendments ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بنیادی طور پر ہمارا point of view یہ ہے کہ یہ notified area صرف لاہور کے لئے نہ ہو بلکہ پورے صوبے کے لئے ہو۔ لاہور کے لوگوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا ڈیرہ غازی خان اور راولپنڈی کے لوگوں کا ہے۔ ابھی تو ہمارا یہی point ہے۔ ہمارے بیس پچیس بندے ہیں جن میں سے صرف چار پانچ لوگ بولیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Second amendment کو بھی take up کیا جائے۔ اس کو پڑھنے کی اجازت دے دیں کہ:

> The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport, be referred to a Select Committee.

اس میں Select Committee بنانی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جو باتیں آپ نے کی ہیں لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں اپوزیشن کے ممبران نے جو بات کی ہے کہ اس کو public opinion کے لئے مشتہر کیا جائے تو اس میں انہوں نے کوئی طریق کار نہیں بتایا کہ کس طرح سے عوامی رائے gather کی جائے گی ؟قانون سازی اس ہاؤس نے کرنی ہے اس میں کوئی ریفرنڈم تو نہیں ہونا۔ عوامی رائے ان کے نمائندگان کے ذریعے آنی ہے جو اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔اس ہاؤس کی اجازت سے بنائی گئی سٹینڈنگ کمیٹی تھی جس نے یہ پاس کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس ہاؤس کے کتنے لوگ بسوں یا ویگنوں پر چڑھ کر آتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): وہ تو علیحدہ بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس لئے ان کو ٹرانسپورٹ والے لوگوں کے مسائل کا علم ہی نہیں ہے، جس پر گزرتی ہے اسی کو ہی پتا ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ایسا کریں کہ قانون سازی کا اختیار کسی ویگنوں کے اڈے پر دے دیں تو وہی اس کو کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!وہ بول رہے ہیں ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ پانچ معزز اراکین نے بات کی ہے تو میں نے ان کی بات پورے غور سے سنی ہے لہذا اب مجھے جواب دینے کی اجازت فرمائیں۔ اس ہاؤس کی بنائی ہوئی سٹینڈنگ کمیٹی نے ہی public opinion لی ہے۔public opinion through this House reflect ہونی ہے اور اس ہاؤس نے اپنی power through Standing Committees ہی استعمال کرنی ہے۔ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل پر پورا غور و فکر کرنے کے بعد ہی اس کو پاس کیا ہے۔اب انہوں نے دو خدشات کا ذکر کیا ہے۔ایک انہوں نے بار بار یہ کہا ہے کہ یہ کمپنی مادر پدر آزاد ہو گی، اس کا یہ ہو گا، فلاں ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مادر آزاد ہو گی، نہ پدر آزاد ہو گی بلکہ یہ کمپنی گورنمنٹ کی ہو گی اور

گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہو گی۔اس کا جو پہلا سیکشن(A)72 ہے اس کو اگر یہ پڑھ لیتے تو ان کو پتا چل جاتا کہ اس کمپنی کے مادر پدر کنٹرول میں ہیں اور وہ کہیں نہیں جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!define نہیں کیا گیا کہ کون ہوں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!define کیا گیا ہے۔بل کی کاپی میں Chapter V-A میں لکھا ہوا ہے کہ:

72-A. Company.- (1) The Government may, in the notified area, establish an Urban Transport Company registered under the Companies Ordinance, 1984.

تو یہ کمپنی گورنمنٹ نے establish کرنی ہے۔اس کے بعد اگر 72 کی سب کلاز(2) پڑھیں کہ:

(2) A director or an employee of the Company shall be deemed as a public servant within the meaning of section 21 of the Pakistan Penal Code.

یعنی یہ بالکل Government own کمپنی ہو گی اور گورنمنٹ کا اس کے اوپر پورا کنٹرول ہو گا۔اس کے علاوہ معزز اراکین نے ایک اور بات کی ہے کہ کمپنی کو ہی سارا اختیار ہو گا کہ وہ جو مرضی کرایہ مقرر کرے۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ انہوں نے بل کو پڑھا نہیں ہے۔اس بل میں 72-D Fixation of fares کی سب کلاز(2) میں ہے کہ:

72-D. Fixation of fares.- (2) The Government may, on its own motion or on the application of any person, revise the fare fixed by the Company by taking into consideration the operational viability of the urban transport.

اس میں جو بھی کرایہ کمپنی مقرر کرے گی وہ subject to approval of the Government ہو گا اور گورنمنٹ on the application of anyone کو revise کر سکتی ہے اس لئے یہ خدشات جو معزز اراکین نے اٹھائے ہیں ان میں کوئی وزن نہیں ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس motion کو vote out کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!(B)72 کی سب کلاز میں آپ نے واضح لکھا ہے کہ:

> Anything contained in this Ordinance, the Provincial Transport Authority or a Regional Transport Authority shall not:

اس کی سب کلاز (a) میں ہے کہ:

> Issue route permit for such route to any public service vehicle as the Company may notify to the Authority

کمپنی یہ بتائے گی کہ کون سے routes کے اوپر آپ نے route permit issue کرنے ہیں اور کن پر نہیں کرنے۔ یہ کمپنی حکومت کو dictate کرے گی۔ اس کمپنی کو مانیٹر کرنے کا جو بھی ادارہ بنائیں گے اس کو بھی واضح نہیں کیا گیا کہ اس کا monitoring cell کیا ہو گا اور اس کو کیسے دیکھا جائے گا؟ اس میں اسمبلی کے نمائندگان میں سے کسی کو نمائندگی دے دی جائے تاکہ کسی نہ کسی طریقے سے عوام کی نمائندگی بھی اس کے اندر ہو۔ یہ ایک purely کمرشل ادارہ بن کر نہ رہ جائے کیونکہ purely کمرشل ادارے کا aim صرف profit کی maximization ہو گا نہ کہ utility provide کرنا ہو گا۔ جو routes بنتے ہیں ان میں کچھ ایسے بھی routes ہوتے ہیں جن میں نفع کم ہوتا ہے اس لئے وہ کوئی بھی لینا نہیں چاہے گا۔ اسی طرح یہ جو کمپنی بنے گی یہ وہ routes لے گی جو زیادہ منافع والے ہوں گے اور وہ کمپنی خود اپنے routes بنائے گی۔ آپ نے اس بل میں اس کو طاقت دی ہے کہ کمپنی خود ہی اس کو plan کرے گی۔ وہ ایک روٹ کو classify کرے گی یا de-classify کرے گی یعنی وہ خود ہی سارا کچھ کرے گی۔ یہ جو کمپنی بنائی جا رہی ہے یہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ سے آزاد ہو گی۔ ہمیں واضح کر

دیں کہ کس طرح اس پر ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا کنٹرول ہوگا، کون اس کو مانیٹر کرے گا، اس کی مانیٹرنگ کے اندر اس اسمبلی کا کوئی عمل دخل ہوگا کیونکہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ اسمبلی عوام کی نمائندگی کرتی ہے۔ ہمیں یہ واضح کر دیں کیونکہ اتنے سارے لوگوں کا روزگار اس سے وابستہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے(A)72 کی کلاز(1) اور(2) پڑھ کر سنائی ہے۔ انہوں نے جیسے کہا ہے کہ یہ کمپنی گورنمنٹ کو dictate کرے گی۔ یہ کمپنی گورنمنٹ کے under ہے اور یہ گورنمنٹ ہی ہوگی۔ اس میں dictation گورنمنٹ کو یا کمپنی کو کرنے والی بات نہیں ہے۔ آپ ان دونوں clauses کو مدنظر رکھیں کہ گورنمنٹ ہی یہ کمپنی establish کر رہی ہے اور اس کا ڈائریکٹر گورنمنٹ کا employee ہوگا۔ واضح طور پر یہاں لکھا ہے کہ وہ public servant ہوگا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب ختم کریں۔ Let me proceed further

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے ان کی بات پر اپنی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی ہے اور دوبارہ بھی کر لی ہے، ایسے تو مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں آپ سے request کرتا ہوں اور آپ مجھے بتائیں کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ:

> Provincial Transport Authority or a Regional Transport Authority shall not issue route permit

جن پر کمپنی نے منع کیا ہوا ہے۔ اب اس پر آپ فیصلہ کریں کہ یہ کمپنی حکومت کی بات مان رہی ہے یا حکومت کو بتا رہی ہے کہ کہاں پر route issue کرو اور کہاں پر نہ کرو؟

جناب سعید اکبر خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان:شکریہ ۔جناب سپیکر!حکومت legislation initiate کرتی ہے اور اپوزیشن اس پر ترمیم دیتی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے amendment پڑھی اور رانا صاحب نےاس کوopposeکیا اس کے بعد آپ نے اپوزیشن کو باری دی کہ آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ یہ cross questioning نہیں ہوتی کہ جب انہوں نے اپنی بات پوری کہہ دی اور اس کے بعد وزیر قانون اپنا جواب دیں گے اور پھر آپ اس کوputکریں گے۔

جناب سپیکر:ان کی بات سننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان:جناب سپیکر!آپ rules دیکھ لیں کہ جب اپوزیشن کی amendment پر کوئی محرک بول لیتا ہے تو پھر اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ دوبارہ اس پر cross questioning کرے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے نوانی صاحب! I agree with you اب میںquestion putکر رہا ہوں۔

The amendment moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2009."

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!اس کے حق میں آواز زیادہ آئی ہے اور خلاف میں کم ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس پر ووٹنگ کروالیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کے حق میں زیادہ آواز آئی ہے آپ بے شک ریکارڈ چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!انہوں نے اس کے حق میں کہا ہے۔

جناب سپیکر: کس نے کہا ہے،راناصاحب نے کہا ہے یا سینئر منسٹر نے کہا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!حکومتی بنچوں سے آواز آئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔میں اس سوال کو دوبارہ put کرتا ہوں۔

That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2009.

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amajad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Dr. Muhammad Afzal, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural,

Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Mrs. Qamar Aamir Ch., Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be referred to Select Committee consisting of the following members with instruction to report by 20th March 2009.

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA (PP-194)
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA (PP-198)
3. Dr. Farukh Javed, MPA (PP-230)
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA (PP-71)
5. Malik Khuram Ali Khan, MPA (PP-18)
6. Mr. Shahan Malik, MPA (PP-15)
7. Qazi Ahmed Saeed, MPA (PP-286)
8. Ms. Fouzia Behram, MPA (W-333)
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA (PP-256)
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport be referred to Select Committee consisting of the following

members with instruction to report by 20th March 2009."

The names are;

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA (PP-194)
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA (PP-198)
3. Dr. Farukh Javed, MPA (PP-230)
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA (PP-71)
5. Malik Khuram Ali Khan, MPA (PP-18)
6. Mr. Shahan Malik, MPA (PP-15)
7. Qazi Ahmed Saeed, MPA (PP-286)
8. Ms. Fouzia Behram, MPA (W-333)
9. Mrs. Amna Ulfat, MPA (PP-256)
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Be opposed.

جناب سپیکر: لاء منسٹر نے اس کو oppose کیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بڑا ہی اہم matter ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اسے ایک ہی دن میں کیوں پاس کرنا چاہتے ہیں اور ہماری ترامیم کو bulldoze کرنا چاہ رہے ہیں۔ حکومت کی seriousness کا اندازہ اس سے لگائیں کہ "ہاں" کا جواب "ناں" میں اور "ناں" کا جواب "ہاں" میں دیا جا رہا ہے اور ہم نے clause B کا جواب مانگا اور انہوں نے clause A کا جواب دیا تو ہم اس سے بالکل بھی مطمئن نہیں۔ مہربانی کر کے آپ اسے select committee کے سپرد کریں تاکہ ہماری reservations جو ہم نے یہاں پیش کی ہیں وہ وہاں پر discuss ہو سکیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام:جناب سپیکر!میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ الزام تراشی کی ہے کہ ہاں کا جواب "ناں" میں اور "ناں" کا "ہاں" میں جواب دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب!اس بات کا فائدہ نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں اور اس بات کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ قطعاًالزام تراشی نہیں تھی۔ پریس بھی دیکھ رہا تھا اور ہم لوگ دیکھ رہے تھے اور حکومت کو یہ پتا نہیں تھا کہ انہوں نے "ہاں" کہنی ہے یا "ناں" کہنی ہے ؟آپ کو دوبارہ ووٹ کرانا پڑا۔

جناب سپیکر:انہیں اس چیز کا بہت پتا ہے۔آپ ایسی بات نہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد جناب سپیکر!آپ آنکھوں میں مٹی نہ ڈالیں۔یہی تو ساری بات ہے۔

جناب سپیکر:آپ پہلے بات کر چکی ہیں اس لئے اب دوبارہ بات نہیں کر سکتیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!کیوں؟

جناب سپیکر:آپ پہلی ترمیم میں بات کر چکی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!second amendment میں بول سکتی ہوں۔

جناب سپیکر:rules کے مطابق آپ نہیں بول سکتیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!کون سا rule ہے ؟آپ پڑھ دیں تاکہ ہم بھی lighten ہو جائیں۔

جناب سپیکر:میں آپ کے پاس کتاب بھجوا دیتا ہوں۔آپ خود پڑھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آپ خود پڑھ دیں۔

جناب سپیکر:آپ خود پڑھیں اور آپ پڑھ کر آیا کریں مجھے کیوں پڑھنے کو کہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہم کوئی غلطی کریں تو آپ ہماری اصلاح کریں۔ بتادیں کہ کون سا rule ہے؟

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ 98(2) ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ادھر کتاب بھجوادیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کو کتاب بھجوائیں تاکہ وہ پڑھ سکیں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! میرا خیال ہے کہ آپ صبح سے انتظار میں ہیں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک سال ہونے کو آیا ہے کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے رہتے ہیں اور آپ ہماری طرف دیکھتے تک بھی نہیں ہیں۔ آپ کا سارا دھیان آمنہ الفت اور ہماری دوسری بہنوں کی طرف رہتا ہے۔ آپ انہیں بہت زیادہ ٹائم دیتے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ ہمیں بھی ٹائم دیا کریں کیونکہ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جب legislation ہو رہی ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر مناسب نہیں لگتا لیکن پھر بھی میں نے آپ کو اجازت دے دی اور مہربانی کر کے آئندہ تمام احباب اس سے اجتناب کریں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! آپ ہمیں ٹائم ہی نہیں دیتے جس کی وجہ سے ہماری بہت سی باتیں رہ جاتی ہیں اور پورے ایک سال سے آپ نے ہمیں ٹائم ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ کچھ بتانا چاہیں گے؟۔۔۔ محترمہ! آپ نہیں بولی تھیں، آپ بولیں آپ کو اجازت ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کمپنی کے آنے سے جو already routes پر گاڑیاں چل رہی ہیں جیسے مزدا اور دوسری فلائنگ کوچز ہیں کیا ان کے route permit جو ان کو دیئے گئے ہیں، کینسل کر دیئے جائیں گے؟ یہ تو پھر آپ خود موقع دے رہے ہیں کہ پہیہ جام ہڑتالیں کی جائیں۔ جن کی ٹرانسپورٹ 1962 سے چل رہی ہے، مثال کے طور پر

میں transporter ہوں اگر میری کمپنی چل رہی ہے، میں 1962 سے ٹرانسپورٹ چلا رہی ہوں اور میری transport قصور تا لاہور چل رہی ہے تو اگر آپ route permit کینسل کر دیں گے تو ہمارا روزگار کیسے چلے گا، کیا میں ایک ہزار فلائنگ کوچز کو سڑکوں پر کھڑا کر دوں، کیا میں ان کے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں سے ہڑتالیں کرواؤں؟ یہ تو حکومت ہم لوگوں کو خود موقع دے رہی ہے۔ اربن ٹرانسپورٹ کمپنی باقی ٹرانسپورٹروں کے ساتھ کیوں اس طرح کی زیادتی کر رہی ہے، کیا یہ personal grudge نکالی جا رہی ہے، کیا میں اپوزیشن میں ہوں اس لئے grudge نکالی جا رہی ہے؟ میرے جیسے ہزاروں ٹرانسپورٹرز ہیں جن کا روزگار خراب ہوگا۔ صرف میری ٹرانسپورٹ نہیں چلتی ہے، میری طرح کے اور بہت سے ٹرانسپورٹرز ہیں۔ 1976 میں پالیسی بنائی گئی تھی کہ route permit کو آزاد کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کس طریقے سے اس پر implementation کی ہے، کونسا law لے کر آئے ہیں، کونسی پالیسی کے تحت یہ اس طرح کر رہے ہیں؟ یہ اپنی پالیسی بنا رہے ہیں میرے جیسے ہزاروں ٹرانسپورٹرز ہیں جو روڈ پر چل رہے ہیں ان کے لئے یہ کیا روزگار کا سبب بنائیں گے؟ یہ تو civil dictatorship ہو رہی ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ باقی ٹرانسپورٹروں کا اس میں کیا قصور ہے؟ یہ تو پھر ہمیں کھلے عام طریقے سے کہا جا رہا ہے کہ ہم پہیہ جام ہڑتالوں کے لئے سڑکوں پر نکل آئیں۔ میں dictation نہیں لے رہی ہوں میں صرف پوچھ رہی ہوں کہ باقی ٹرانسپورٹروں کا اس میں کیا قصور ہے؟ مجھے یہ جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں پورے ہاؤس کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ آج وزیر اعظم صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ پنجاب کے تمام ایم پی ایز چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہو، پیپلز پارٹی سے ہو، مسلم لیگ (ق) سے ہو، ایم ایم اے سے ہو

یا مسلم لیگ (فنکشنل) سے ہو تمام کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید سپورٹ کے فارم دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! Order in the House. Please order in the House اس وقت legislation ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا اپوزیشن کی طرف سے بات مکمل ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: ان کی بات مکمل ہو گئی ہے۔اپوزیشن کی طرف سے اب کوئی اور تو نہیں بولیں گے ؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے ایک اور خوشخبری سنانی تھی۔ وزیر اعظم صاحب نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ انہوں نے تمام خواتین ممبران جو پنجاب اسمبلی کی رکن ہیں ان تمام کے لئے ایک ایک کروڑ روپے کی گرانٹ کا بھی اعلان کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب legislation ہونے دیں، جی رانا صاحب! اب آپ جواب دیں۔ Let us proceed further.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک اور خوشخبری ہے کہ ہمارے جو ممبران minority سے تعلق رکھتے ہیں چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ (ن)، (ق) یا پیپلز پارٹی سے ہو ان سب کے لئے بھی وزیر اعظم صاحب نے ایک ایک کروڑ روپے کا اعلان کیا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: Order please. Order in the House جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Legislation کے دوران سینئر منسٹر صاحب نے جو خوشخبریاں بطور breaking news یہاں پر دی ہیں ان پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اب اس ہاؤس کا جو حصہ ان خوشخبریوں سے رہ گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے بھی آپ کچھ نہ کچھ کریں گے۔

جناب سپیکر!اس motion کے ذریعے معزز اراکین اپوزیشن نے یہ کہا ہے کہ اس بل کو دوبارہ Select Committee کے پاس بھیجا جائے جبکہ اس پر پہلے ہی Standing Committee کافی غور و خوض کر چکی ہے اور اس کے بعد کمیٹی نے اس بل کو clear کیا ہے۔ جن خدشات کا اظہار محترمہ ثمینہ خاور حیات نے کیا ہے تو اس سلسلے میں دو چیزیں ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ یہ کمپنی اس روڈ پر ساری کی ساری بسیں خود نہیں چلائے گی بلکہ ان بسوں میں پرائیویٹ مالکان جو ایک ایک یا دو دو بسوں کے مالک ہوں گے انہیں بھی اس بات کا موقع ہو گا کہ وہ ایک regulate system کے تحت اپنی بسیں اس کمپنی کے تحت چلا سکیں گے جس کی ratio کمپنی کے ساتھ rules میں طے کر دی جائے گی۔دوسرا جو انہوں نے کہا کہ باقی تمام بسیں یا ویگنیں جو اس وقت چل رہی ہیں وہ کہاں جائیں گی؟پورے شہر میں تمام route پر یہ کمپنی اپنی بسیں نہیں چلائے گی بلکہ وہ مخصوص routes ہوں گے۔ جن routes پر حکومت یہ سمجھے گی کہ وہاں یہ facility دینے کی ضرورت ہے، ٹریفک کو regulate کرنے کی ضرورت ہے تو صرف ان route پر ہی یہ کمپنی transport چلائے گی، باقی route پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے لئے open ہوں گے جبکہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کو اس کمپنی میں بھی اپنا حصہ ڈالنے اور اپنی بسیں ڈالنے کی اجازت ہو گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں رانا صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں محترمہ!اس کا طریق کار اس طرح نہیں ہے۔آپ کو چاہئے کہ جب آپ تقریر کریں تو اس وقت مکمل طور پر اپنی بات کر لیں۔اس کے بعد انہوں نے جواب دینا ہوتا ہے پھر ہم نے question put کرنا ہوتا ہے۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کلو صاحب!نہیں، یہ سب کے لئے ایک جیسی بات ہے،آپ کی مہربانی۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر!ہاؤس کی روایات پامال ہو رہی ہیں،یہ طریق کار بالکل غلط ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں،آپ تشریف رکھیں This is not good, I am not allowing you پلیز تشریف رکھیں۔اب میں question put کرنے لگا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اگرroute clashہو جائے گاتو پھر کیاہو گا؟

جناب سپیکر: راناصاحب!ان کو اس بات کا جواب دے دیں وہ پوچھ رہی ہیں کہ اگر route clash ہو جائے گاتواس کا کیاعلاج ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!ان کی جو قسط ہو گی وہ ہر ٹرانسپورٹر تو نہیں دے سکے گا۔اگر ان کی قسط ہی دس لاکھ سے شروع ہو رہی ہو یا یہ کتنی قسط پر وہ گاڑیprovideکریں گے،آپ کو پتا ہے کہ ایک گاڑی میں کتنے ہی ٹرانسپورٹروں کےsharesہوتے ہیں تو یہ کس طریقے سے ان کو accommodateکریں گے؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جیسا انہوں نے اس point کو point out کیا تھا کہ حکومت subsidy کس طرح سے دے گی؟subsidy اسی لئے ہے کہ جوtransportersکمزور ہوں گے ان کی بھی مدد کی جائے گی اور اس سلسلے میں حکومت اپنا حصہ ادا کرے گی۔جہاں تک بات ہے بسوں کی،تو بسیںprivate transporters نے خود لانی ہیں اور وہ خود لاکر کمپنی سے معاہدہ کریں گے کہ اسrouteپر ہماری بسوں کو بھی چلنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم لانا چاہیں تو کیا ہمیں بھی اجازت مل جائے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں ان کوopen offerکرتا ہوں کہ ان کے پاس جو ویگنیں وغیرہ ہیں ان کو فروخت کر کے اچھی لگژری بسیں بنائیں،ان سب کو اس کمپنی میں شامل کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!ہم اس طرح کے لوگ نہیں ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!میں یہquestion putکرنے لگا ہوں۔

The amendment moved and question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 as recommended by Standing Committee on Transport, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instruction to report by 20th March 2009:-

1. Mr. Shahid Mahmood Malik. MPA (PP-194)
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA (PP-198)
3. Dr. Farukh Javed, MPA (PP-230)
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA (PP-71)
5. Malik Khurram Ali Khan, MPA (PP-18)
6. Mr. Shahan Malik, MPA (PP-15)
7. Qazi Ahmed Saeed, MPA (PP-286)
8. Ms. Fouzia Behram, MPA (W-333)
9. Mrs. Amna Ulat, MPA (PP-256)
10. Mr. Huhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009, as recommended by Standing Committee on Transport be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. There are eight amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Dr. Muhammad Afzal, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr, Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius.Leghari Sahib! Who is to move it?

MRS. AYESHA JAVED: Sir, I move:

i. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance, in sub-section (1) for the words “in the notified area” appearing in line 1, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

ii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed

section 72-B of the Principal Ordinance, in sub-section(1) for the words “in the notified area” appearing in line 1, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

iii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance, in sub-section(1) for the words “in the notified area” appearing in line 1, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

iv. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in sub-section (2) before the word “revise” appearing in line 2, the word “reasonably” be added.

v. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-E of the Principal Ordinance, for the words “in the notified area” appearing in line 3, the words “in the Province of Punjab” be substituted.

vi. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-F of the Principal Ordinance-

(i) para (c) be omitted and subsequent para (d) be renumbered as para (c); and

(ii)In renumbered para (c), for the words"in the notified area" appearing in lines 1-2, the words "in the Province of the Punjab" be substituted.

vii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-G of the Principal Ordinance, in sub-section (1) for the words "in the notified area" appearing in line 2, the words "in the Province of Punjab" be substituted.

viii. That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub-section (1) and the following be added thereafter:-

(2) The Rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The Rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with

the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

MR. SPEAKER: That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance, in sub-section (1) for the words "in the notified area" appearing in line 1, the words "in the Province of Punjab" be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I opposed.

جناب سپیکر: جی، opposed

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر آپ کی اجازت ہو تو میں بول سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! basically جو بات ان ساری amendments میں کی گئی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ باور کروانا ہے کہ ہمیں پورے پنجاب پر نظر رکھنی چاہئے اور لاہور کے اندر یہ بسیں نہ چلیں۔

جناب سپیکر: ایک گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اس کو لانے کا ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اگر یہ اتنی ہی اچھی چیز ہے جو ہم کر رہے ہیں تو صرف اس کو لاہور تک limited نہ رکھا جائے، notified areas کے ساتھ اس پورے پنجاب کے ساتھ اس کو اگر ہم substitute کر دیں گے تو اس میں سب کا بھلا ہو گا، کہیں یہ نہ ہو گا کہ میانوالی کے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ جو اچھی چیز ہے یہ صرف لاہور تک ہی محدود ہے اور ڈیرہ غازی خان کے لوگوں کو یہ نہ احساس ہو کہ جو مراعات مل رہی ہیں وہ لاہور والے لوگوں کو ہی مل رہی ہیں اور ہم اس سے محروم رہ

رہے ہیں تو سارے صوبے کو ایک نظر سے دیکھنے کے لئے اس کو پورے صوبے کے اندر extend کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کافی دیر سے اب آپ بھی لاہور میں رہ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ان کی جو ترامیم ہیں اس سے آگے بھی وہ ساری identical ہیں یعنی انہوں نے notified area کو in the province substitute کرنے کا کہا ہے تو اگر یہ اسی amendment پر throughout پورے بِل پر بات کر لیں اور باقی amendment کو withdraw کر لیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بالکل اگر آپ کے جواب سے ہم مطمئن ہو جاتے ہیں اور ہاؤس مطمئن ہو جاتا ہے تو باقی کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ویسے اصولی طور پر جنہوں نے پڑھا ہے ان کو start کرنا چاہیئے تھا لیکن آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نام تو ساروں کے ہیں، جیسے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے نام ہیں لیکن۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! ان کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو ٹائم دے دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں ایک اور جو ہم نے amendment دی تھی جو کہ صرف یہ notified area سے الگ تھی۔ ہم نے کہا ہے کہ اس کمپنی کو جو ہم اختیار دے رہے ہیں کہ وہ کرائے revise کر سکے تو ہم نے یہ کہا ہے کہ اس میں reasonable کا لفظ add کر دیں تاکہ وہ reasonable increase کریں، ایسے ہی بڑھاتی نہ چلی جائے تو یہ میرے خیال میں ایک اچھی تجویز ہے اگر آپ ہماری اس تجویز کو incorporate کر لیں گے تو اس میں سب کی اجتماعی بہتری ہو

گی۔ایک جو یہ ہے کہ کرائے بڑھائے جائیں ان کی reasonable revision ہو، بہت زیادہ نہ ہو اور دوسرا وہی ایک بات تھی کہ سارے پنجاب کو برابر دیکھا جائے، ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے لاہور ہی میں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: سب برابر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو چیئر کی اس بات کو ہم سمجھیں کہ چیئر نے یہ رولنگ دی ہے کہ سب کو برابر دیکھا جائے۔آپ کی تو بڑی شفقت ہے، حکومت پنجاب بھی سب کو برابر دیکھے۔آپ سے یہ گزارش تھی کہ آپ مہربانی کر کے اس میں ہمارا ساتھ دیں اور حکومت سے ہماری اس گزارش کو قبول کروانے میں ہمارا ساتھ دیں۔لاء منسٹر صاحب اگر یہ چیز واضح کر دیں کہ یہ notified area جو ہیں یہ پورے پنجاب میں کیوں نہیں ہیں اور مخصوص علاقوں کے لئے اس کو کیوں رکھا جا رہا ہے تو ہم اس پر ان کے بڑے شکر گزار ہوں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ جتنی اجازت دیں گے میں اتنی ہی بات کروں گی۔اس وقت amendment کے حوالے سے بھائیوں نے بات کر بھی لی ہے۔بات یہ ہے کہ جو کمپنی اس وقت بننے جا رہی ہے گورنمنٹ کو اس کو بنانے میں ایسی کوئی کمی یا بیشی نہیں کرنی چاہئے، اس بحث کا مقصد یہ ہے کہ اس میں لوگوں کی بہتری ہونی چاہئے، کہیں کوئی flaw یا کوئی ایسی کمی بیشی نہ رہ جائے جس کی وجہ سے کل کو عوام کسی problem کا شکار ہوں۔

جناب والا! یہ جو کمپنی بنائی جا رہی ہے اس کمپنی کو اس حد تک بھی کیا چیک کرنے کے لئے کوئی چیز درمیان میں شامل ہے کہ جو بسیں آئیں گی، وہ کس ٹائپ کی ہوں گی؟ وہ عوام کی سہولت کے عین مطابق ہوں گی اور اس کے اندر capacity کیا ہو گی؟ اس قسم کا بھی کوئی جو پلان ہے وہ اس میں شامل ہونا چاہئے، اس قسم کی بات بھی درمیان میں شامل ہونی چاہئے اور جیسے ابھی میری بہن نے روٹوں کی بات کی تھی کہ جو چھوٹے ٹرانسپورٹر ہیں، جن کی بات کبھی بھی اوپر تک نہیں جا سکتی اور بڑے ٹرانسپورٹر جو ہیں، جو پہلے ہی ان روٹوں پر بسیں چلا رہے ہیں اگر ان سے clash ہوتا ہے تو اس کو بھی چیک کرنے کے لئے کوئی مانیٹرنگ ٹیم ہونی چاہئے، کوئی ایسی کمیٹی ہو جس میں یہ ساری چیزیں

discussہوں اور اس کے بعد ایک بہتر صورت سامنے آئے۔اس کو صرف بحث برائے بحث کا حصہ نہ بنایا جائے بلکہ لوگوں کی بہتری کے لئے ہر اس چیز کو شامل کیا جائے جو کہ کہیں پر بھی clash کر رہی ہے یا جس کی ضرورت ہے تو اس میں مسافروں کی capacity کو بھی دیکھا جائے،اس کے ماڈل کو بھی چیک کرنے کے لئے اس میں اس قسم کی تجاویز شامل کی جائیں کہ کمپنی اس سلسلے میں بھی بالکل بے مہار نہ ہو کہ وہ اپنی مرضی سے فیصلے کرے،اس پر بھی چیکنگ ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!۔۔۔ اچھا،آپ بھی اس پر بولنا چاہتی ہیں۔ چلو! بڑے دنوں کے بعد آئے ہیں آپ میرے خیال میں۔۔۔ جی،amendment کے بارے میں کوئی بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!وہی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: دونوں میں سے کوئی لے لیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس amendment پر Minister for Law کو صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ جو ٹرانسپورٹ کا یہ سلسلہ کر رہے ہیں، جس میں عوام کا بھی issue ہے، میں کہنا چاہوں گی کہ اکثر جب ہم آ رہے ہوتے ہیں، سڑکوں پر دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہماری یونیورسٹی کی بہت ساری بہنیں اور دوسری بہت ساری خواتین جو ہیں، جس غریب طبقہ کی عورتوں نے اس ٹرانسپورٹ پر سفر کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تقریر نہیں، میں تو آپ کو amendment کے بارے میں بولنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ آپ کا تو اس میں نام بھی نہیں آیا، میں کیا کروں؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!میں اپنی کوئی personal کہانی نہیں سنا رہی۔

جناب سپیکر: نہیں،اب بس ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے، بڑی مہربانی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں اپنی کوئی personal کہانی نہیں سنا رہی، یہ عوام کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی،دیکھیں ناں!یہlegislationکاوقت ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!خواتین کے لئے کوئی ایسا انتظام بھی کیا جائے تاکہ ان کی سہولیات کے بارے میں بھی سوچا جائے۔ہماری بہت ساری بہنیں سڑکوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور مرد حضرات مذاق اڑاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،وہ اس بات کا خیال رکھیں گے،ٹھیک ہے۔

محترمہ سامیہ امجد: جناب سپیکر!میںamendmentکی بات ہی کروں گی۔میں بالکلrelevant بات کروں گی کہ ہم نے clause 72(d) میں یہ request کی ہے کہ .جہاں پر72(d)کی clause(2)ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:

> The government may its on motion or on the application of any person revise the fare fixed by the company.

وہrevise the fareسے پہلے ہم نے لفظ کہا ہے کہ "reasonable"لکھ دیں۔ revise the fare میں تو پھر ان کے اوپر کوئی قدغن نہیں ہو گی۔"reasonable"لفظ لکھنا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے،یہ عوام کےinterestکی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلو!وہ توamendmentآپ نے دی ہوئی ہے،پھر دیکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی،اس کو آپ مان لیں،"reasonable"لفظ کو کچھ تو مان لیں،آپ لوگوں کا بھی بھرم رہ جائے گا کہ یہ کمپنی تو پھر جتنا مرضیfareبڑھا سکتی ہے،یہ ایک مشورہ ہے اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں!آپ کا یہ مشورہ انھوں نے سن لیا ہے۔جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!یہ ابھی جو انھوں نے notified area سے متعلق بات کی ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، وہ اسی کے اندر ہی ہے۔اسی کے اندر ہی کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): اس کو پھر آپ علیٰحدہ سے move کر دیں۔اس کو پھر دیکھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے اندر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ رومن IV ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): ابھی تو دو ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے کہا ہے ناں کہ ساروں کو ایک ساتھ ہی کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): یہ جو notified area سے متعلق identical ہیں ان پر آپ اب بات کر لیں۔اس کے بعد جو identical نہیں ہے اس کو آپ علیٰحدہ سے پیش کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں سمجھا کہ شاید آپ کہہ رہے ہیں کہ ساروں کو ایک ساتھ ہی کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معزز اراکین نے جو amendment پیش کی ہے کہ notified area کی بجائے whole province کو شامل کر لیا جائے تو اس بل کے اوپر پوری طرح سے غور و فکر کر کے اس کو تیار کیا گیا ہے اور اس کے بعد اس کا جو area رکھا گیا ہے وہ صرف urban areas ہیں اور urban area میں بھی زیادہ تر وہ شہر جو کہ میٹروپولیٹن ہیں یا جہاں پر ٹریفک کے problems بہت زیادہ ہیں تو ان شہروں میں، ان مخصوص روٹوں کے اوپر جہاں پر یہ ٹریفک کا problem ہے ان کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔اگر اس کو پورے province پر محیط کیا جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ پھر تمام روٹوں کے اوپر اس کمپنی کی بسیں چلانے کی ذمہ داری بن جائے گی جبکہ اس ذمہ داری کو محدود کرنے کے لئے ایک تو notified area

اور اس کے بعد specific route کو رکھا گیا ہے اور اس سے نہ صرف یہ کہ باقی پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے لئے rural area اور چھوٹے شہروں میں space ہو گی بلکہ جب ہم اس کو ایک شہر میں نافذ کریں گے اور اس شہر میں جب لوگ اس کمپنی کی کارکردگی اور اس طریق کار کو دیکھیں گے تو وہ جس جس طرح سے on ground اپنا آپریشن کرے گا تو اس سے جو experience حاصل ہو گا تو اس طرح سے پھر ہم دوسرے شہروں میں بہتر تجربے اور بہتر سروس لے کر جائیں گے تو اس لئے سر دست یہ notified area ہی درست ہے اور اب اس کے بعد اگر پنجاب میں دوسرے areas میں بھی اس کو محسوس کیا جائے کہ وہاں پر بھی یہ بہتر طور پر عوام کی سہولت کا باعث بن سکتی ہے تو حکومت پنجاب کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی area کو اور کسی بھی شہر کو نئے سرے سے notify کر سکتی ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Transport in the proposed section 72-A of the Principal Ordinance in sub section (1) for the words "the notified area" appearing in line one the words "in the Province of Punjab" be substituted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from…

آوازیں: یہ تو withdraw ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے مجھے نہیں کہا۔ کیا آپ باقیوں کو withdraw کرتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! باقی identical ہی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اگر تجرباتی بنیاد پر یہ ٹرانسپورٹ چلانی ہے تو پھر تجربہ ہمیشہ چھوٹی جگہ پر ہوتا ہے۔کسی چھوٹے شہر جیسے خانیوال، ساہیوال یا جہلم میں اسے experimental basis پر چلا لیتے اور جب وہ کامیاب ہو جاتا تو پھر اسے لاہور میں بھی لے آتے۔

جناب سپیکر: ہمیشہ بڑوں سے چھوٹوں پر شفقت ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ بھی ہمارے اوپر شفقت کریں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! آپ لغاری صاحب کو زیادہ ٹائم دیتے ہیں۔

MR. SPEAKER: Now, the 4th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chahdhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius. Who will move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> "That in clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in the sub

section 2 before the word “revise’’ appearing in line 2 the word “reasonably’’ be added.’’

MR. SPEAKER: The motion is moved:

“That in clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in the sub section 2 before the word “revise’’ appearing in line 2 the word “reasonably’’ be added.’’

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!پبلک کی goodwill حاصل کرنے اور ان کی side لینے کے لئے اگر آپ ایک لفظ reasonably ڈال دیں گے تو It will be kindness to the public اور unlimited authority پر ایک check and balance آ جائے گا۔میں پہلے بھی اس پر بات کر چکی ہوں اور میرا خیال ہے اب اسے repeat بھی کر رہی ہوں کہ اس میں ایک لفظ reasonably add کرنے سے اس میں حکومت کا بھی interest ہو گا۔ یہ پرائیویٹ یا کسی بھی کمپنی کو جا رہی ہے تو پھر ان کا اختیار ہو گا کہ وہ جس وقت چاہیں بہت کرایہ بڑھا دیں۔ آپ نے کئی دفعہ ٹیلی ویژن پر دیکھا ہے کہ بغیر وجہ ریلوے یا ٹرانسپورٹ کے کرائے دو دو سو روپے بلکہ کئی کئی گنا بڑھا دیئے جاتے ہیں کہ آج گیس مہنگی ہو گئی یا پٹرول مہنگا ہو گیا اس لئے ان کی من مانی سے لوگوں کو بچانے کے لئے اگر آپ لفظ reasonably add کر دیں تو یہ کوئی اتنی بری بات نہیں ہو گی بلکہ پبلک کے مفاد میں ہو گی۔شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں ہماری ایک بڑی معقول سی تجویز ہے کہ کرایوں کی revision معقول ہو۔اس لئے لاء منسٹر صاحب اپنا دل بڑا کرتے ہوئے ہماری یہ چھوٹی

سی اور معقول تجویز قبول کر لیں تو ہم بھی سمجھیں گے کہ ہم نے بھی اس بل میں کچھ contribute کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن ممبران نے جو تجویز یا motion پیش کی ہے یہ معقول تو ہے لیکن ہے فضول۔

جناب سپیکر: جی، فضول ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، فضول ہے۔

جناب سپیکر: اچھا معقول ہے لیکن فضول ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، معقول ہے لیکن فضول ہے وہ اس لئے کہ legislation drafting کے طریق کار میں یہ بات understood ہے۔اب اگر آپ ایک جگہ پر "reasonably" کا لفظ لکھیں گے تو پھر تمام جگہوں پر "reasonably" ہی لکھنا پڑے گا۔حکومت پابند ہے اور یہ بات presumed ہے کہ عوام کے نمائندوں نے جو اتھارٹی انھیں دی ہے They will exercise that authority reasonably اس لئے یہ لفظ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے

It is understood that this power will be exercised reasonably

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> ''That in clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Transport, in the proposed section 72-D of the Principal Ordinance, in the sub section 2 before the word "revise'' appearing in line 2 the word "reasonably'' be added.''

(The motion was lost)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی آواز بہت زیادہ گرجدار ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی اور کوئی amendment ہے؟ 5th amendment تو withdraw ہو گئی ہے۔

The 8th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Ch. Moonis Elahi, Ch. Muhammad Arshad, Mr. Tahir Iqbal Chahdhry, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mrs. Khadija Umar, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Mrs. Qamar Aamir Ch, Engineer Shahzad Elahi, Ms. Joyce Rufin Julius.Who will move it?

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir! I move:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub section (1) and the following be added thereafter:-
>
> "(2) The rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub section (1) and the following be added thereafter:-

(2) The rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose. (Interreption)

جناب سپیکر: معزز ممبران! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ serious matter چل رہا ہو تو آپ مہربانی فرمایا کریں۔ یہ گپ شپ ذرا لابی میں جا کر کر لیں تو بہتر ہے۔ آپ کی بہت مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اس میں جو rules بنائے جائیں گے وہ جلدی بنانے چاہیئں۔ دوسرا اس میں جو ملازمین رکھے جائیں گے ان کو کیا مراعات دی جائیں گی؟تیسری بات یہ ہے کہ کیا ہم اس کو repeal یا amend کرنے کا اختیار رکھیں گے۔اگر اس حوالے سے ہمیں کوئی شکایت ملتی ہے تو کیا ہم اس کو repeal or amend کر سکیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم اس میں یہ گزارش کر رہے ہیں کہ اس کے اندر جو rules بنائے جائیں وہ ایک مہینے کے اندر اندر بنا لئے جائیں۔ایک مہینے کے اندر اندر ان کی publication ہو جائے اور وہ notify ہو جائیں۔ہم یہ بھی دیکھیں کہ یہ Provincial Motor Vehicles Ordinance کے ساتھ کہیں متصادم نہ ہو۔مقصد یہ ہے کہ اس کے اندر کسی نہ کسی طریقے سے،کوئی نہ کوئی عمل دخل تو اسمبلی کا ہونا چاہئے کہ ہم rules کے اندر کوئی چیز repeal کر سکیں۔اس کو ختم کر سکیں یا اس کو amend کر سکیں۔میں نے جیسا کہ پہلے عرض کی تھی کہ یہ ایک مادر پدر آزاد کمپنی نہ بن جائے۔صرف اتنی سی ہماری گزارش ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ rules within one month بننے چاہیئں۔یہ legislation کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔آج تک کسی بھی Bill میں اس قسم کی کوئی clause نہیں رکھی گئی کہ جس میں اس بات کی پابندی لگائی گئی ہو کہ اس کے rules within one month بننے چاہیئں۔اگر کوئی complication پیدا ہوتی ہے تو rules amend ہوتے رہتے ہیں،ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، ان میں کمی ہوتی رہتی ہے۔اس بات کی یہ ہاؤس legislation کے ذریعے سے،Bill کے ذریعے سے اجازت دیتا ہے۔جہاں تک انھوں نے یہ کہا کہ ان کو دوبارہ اسمبلی میں لایا جائے اور یہاں through resolution ان کو repeal کیا جائے۔میں یہ عرض کرتا ہوں کہ through resolution کسی legislation کو repeal کرنے کا اختیار اس اسمبلی کو ہے اور نہ ہی یہ طریق کار ہے۔اس اسمبلی میں resolution اور legislation کا طریق کار الگ الگ ہے۔اگر کسی مرحلہ پر کوئی ممبر یہ بات محسوس کرتا ہے کہ کوئی ایسا قانون یا کوئی ایسا rule inconsistent ہے تو اس کے

لئے اس ہاؤس کے پاس مختلف options ہیں اور Rules of Procedure کے تحت وہ optionsاختیار کئے جا سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم بہت سارے قوانین یہاں سے pass کرتے ہیں اور وہ rules making کے اندر چھ چھ، سات سات سال تک رُلتے رہتے ہیں۔یہاں Border Military Police Act بنا تھا لیکن ابھی تک اس کے rules نہیں بنے۔ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بارڈرز پر کس طرح کے حالات ہیں۔اس Act کو پاس ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے لیکن اس کے rules نہیں بنے۔یہ تو ہم آپ کی آسانی کے لئے کر رہے ہیں کہ ایک مہینے کے اندر اندر اس کے rules بنالیں۔وہ بسیں، وہ understanding, MOUs جو ہیں وہ تو ہو چکی ہیں۔اس سے تو آپ لوگ سرخرو ہوں گے کہ آپ نے ایک مہینے کے اندر rules بنا کر اس کو چلا دیا۔جن لوگوں کے ساتھ معاہدے ہوئے ہیں جن کو 25 فیصد subsidies مل رہی ہیں وہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ جلدی جلدی اس کو operational کریں۔اگر rules نہیں بنائیں گے تو یہ operational نہیں ہو سکے گا۔یہ تو ہم آپ کی آسانی کے لئے کر رہے ہیں کہ جلدی سے جلدی rules بنائیں اور ان کو لے آئیں۔آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ بہت عرصہ لگ جاتا ہے اور rules نہیں بنتے۔ہم تو یہ آپ کو facilitate کر رہے ہیں کہ جلدی جلدی rules بنائیں اور ان کو پیش کر کے اس معاملے کو آگے چلائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی لغاری صاحب کی بات پر حیران ہوں۔ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ ہمیں کہہ رہے تھے کہ اس legislation کو منظور کروانے کی کون سی جلدی پڑی ہوئی ہے، اس کو Select Committee کے سپرد کریں۔وہاں سے ایک مہینے بعد رپورٹ آئے گی۔پھر یہ کہہ رہے تھے کہ اس پر public opinion لے لیں۔اس میں چھ ماہ گزر جائیں گے۔بات یہ ہے کہ rules کے لئے specific time کبھی مقرر نہیں کیا جاتا۔اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ زیادہ دیر تک rules نہیں بنتے تو اس ہاؤس میں جو options available ہیں ان کے تحت یہ ہاؤس کے نوٹس میں ایسی بات لا سکتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ایک مہینہ بڑا مناسب time ہے۔ کسی بھی regulations کو قائم کرنے کے لئے rules بنانے بہت ضروری ہیں اور اس کے لئے specific time ہونا بھی ضروری ہے۔ایسے important matter کو ہنسی مذاق میں نہیں ٹال دینا چاہئے۔اس کی گہرائی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔قانون کو operational position میں لانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک specific time میں اس کے rules بنائے جائیں۔ ہم نے یہی بات کی ہے کہ اس کے rules کو ایک مہینے کے اندر اندر بنالیا جائے۔ یہ benefit تو آپ کے بچوں کو جائے گا۔اگر عوام دیکھیں گے کہ جلدی سے قانون بن گیا ہے اور وہ operational بھی ہو گیا ہے تو اس کا benefit آپ لوگوں کو ہی جانا ہے۔اس کا فائدہ ہم اپوزیشن کو نہیں ہونا۔دوسرا rules کے بغیر یہ کمپنی operational بھی نہیں ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): میں اپوزیشن ممبران کا انتہائی مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کمپنی اور اس قانون سازی کی اہمیت کو سمجھا ہے۔ پہلے وہ کہہ رہے تھے کہ اس کو ذرا دیر سے کریں ، دیر سے کریں۔ اب انھوں نے کہا ہے کہ اسے فوراً نافذ کریں کیونکہ واقعی اس کی ضرورت ہے اور اس سے لوگوں کے ٹرانسپورٹ کے مسائل حل ہوں گے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کام کو وزیر اعلیٰ پنجاب جلدی کرنا چاہتے ہیں اور یہ سہولت لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔انشاءاللہ within one month بلکہ اس سے بھی پہلے یہ rules بن جائیں گے اور یہ law in-operational ہو جائے گا۔

MR. SPEAKER: The motion moved and question is:

> "That clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Transport, the proposed section 72-G of the Principal Ordinance be renumbered as sub section (1) and the following be added thereafter:-

(2) The rules shall be made within one month of the publication of the notification of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009 and shall be laid before the Assembly.

(3) The rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provisions of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Act, 2009."

(The motion was lost)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That the preamble of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

(That the long title of the Bill do stand part of the Bill)

(The motion was carried)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں کہتے ہیں کہ Point of order shall lay to the interpretation of enforcement of these rules. جناب! مجھے آپ سے ایک رولنگ چاہئے تھی اور ایک وضاحت بھی چاہئے تھی تاکہ مجھے یہ بات سمجھ میں آ جائے، آپ سے guidance لینا چاہتا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہو گا کہ To be circulated for the purpose of eliciting public opinion. اس کی مہربانی کر کے وضاحت کر دیں، اس

پر کوئی بعد میں لکھی ہوئی تفصیلی رولنگ دے دیں تاکہ وہ اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ بن جائے کہ ہم نے public opinion gather کرنے کے لئے کس طرح سے circulate کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس بارے میں رولنگ دے دوں گا۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے، ابھی مجھے ایجنڈے پر چلنے دیں۔

The report laid on the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 13 of 2008). The first reading starts.

مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 2008

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I move:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose it.

MR. SPEAKER: There are two amendments in the motion. These are from: Ch Zahir-ud-Din Khan, Dr Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin

Khan Leghari, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Khadija Umar, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mian Shafi Muhammad, Mr Muhammad Ejaz Shafi, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mrs Nasim Lodhi and Mrs Qamar Aamir Chaudhry. Who is to move it, Leghari Sahib! Who is to move it?

MRS. AMNA ULFAT: I move:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th Mach 2009."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th Mach 2009."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it:

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بل کمیٹی کو 6۔اگست 2008 کو refer ہوا اور 27 اور 29۔اگست کی دو meetings نے اس بل کو approve کر دیا۔ اتنی عجلت میں approve ہونے والے اس بل

میں کافی خامیاں رہ گئی ہیں۔ جیسا کہ M.P.O اتنا بدنام زمانہ ہے اور اس کی شہرت اچھی نہیں ہے اس لئے اس قانون کو لازمی طور پر سیاسی کارکنوں کے خلاف اور سیاسی مقاصد کے لئے misuse کیا جا سکتا ہے اس لئے اس کے اندر safeguard مہیا کرنے چاہئیں۔ اس میں ایسے لوگ آتے ہیں جو اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے کیونکہ وہ انگلش تو سمجھ ہی نہیں سکتے لہذا اس کو اس طرح سے کیا جائے کہ اسے misuse نہ کیا جا سکے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے ذرا guide کر دیں۔ یہ 2008 کا بل ہے تو اب تو 2009 آ گیا ہے تو کیا اس میں 2009 کی amendment نہیں ہو گی؟ شاید میں غلطی پر ہوں بہر حال میری سمجھ کے مطابق تو ایسے ہی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بتائیں جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ amendment کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے اس لئے ہم اس میں amendment لا رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہ amendment اس کے بعد آئے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جی۔ وہ بل جس طرح سے Select Committee کو refer ہوا تھا وہ اسی طرح سے واپس ہاؤس میں آنا تھا تو اب چونکہ 2009 کرنا ہے تو اس کی amendment آج آئے گی۔

جناب سپیکر: clause-1 میں اس کی amendment آ رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہ آج ہی ہو جائے گی؟ ہمیں وہ circulate تو نہیں ہوا۔ مجھے ہاؤس میں سے کسی اور ممبر کے پاس دکھا دیں، ہمیں تو نہیں دیا گیا۔ (قطع کلامیاں)

ٹھیک ہے جناب! مجھے ادھر سے مل گیا ہے۔ اس کو تو circulate کیا جانا چاہئے تھا اس میں تو آپ کی تفصیلاً ruling آ جائے گی کہ اس کا طریق کار کیا ہے۔ اخبار میں چھپوانا ہے، مال روڈ پر کھڑا ہو کر لوگوں سے پوچھنا ہے، کس طرح کرنا ہے اس پر آپ کی ruling آ جائے گی تو یہ بات واضح ہو جائے گی لیکن ہمارا مقصد یہ تھا کہ اس پر public opinion لے لینی چاہئے۔

جناب سپیکر:آپ میں سے کوئی اور اس پر بات کرنا چاہتا ہے؟ بار بار مناسب نہیں لگتا،آپ نے جتنی بات کرنی ہے ایک بار ہی بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ اس میں بڑی minor amendments ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ through Special Committee اس میں public opinion آ چکی ہے کیونکہ اس کمیٹی میں عوام کے نمائندے تھے لہذا اب اس کو مشتہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے اس motion کو vote out کیا جائے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> ‘‘That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2009.

(The motion was lost)

MR.SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Dr. Samia Amjad, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Khadiha Umar, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mrs. Nasim Lodhi, Mrs. Mrs. Qamar Aamir Ch.Who is to move it?

MR. MUHAMAMD MOHSIN KHAN LEHGARI: I move:

‘‘That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 20th March 2009.’’

جناب سپیکر: میرا خیال ہے آپ کسی اور کو ٹائم دے دیں، پلیز۔(قطع کلامیاں)

قمر حیات کاٹھیا صاحب!

HAFIZ MUHAMMAD QAMAR HAYAT KATHIA: I move:

“That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 20th March 2009.’’

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA
3. Dr. Farukh Javed, MPA
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA
5. Mr. Shahan Malik, MPA
6. Qazi Ahmed Saeed, MPA
7. Ms. Fouzia Beharam, MPA
8. Mrs. Aman Ulfat, MPA
9. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA

MR. SPEAKER:

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, as recommended by Special Committee be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 20th March 2009.''

1. Mr. Shahid Mahmood Khan, MPA
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA
3. Dr. Farukh Javed, MPA
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA
5. Mr. Shahan Malik, MPA
6. Qazi Ahmed Saeed, MPA
7. Ms. Fouzia Behram, MPA
8. Mrs. Aman Ulfat, MPA
9. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے اور ایوان کی کارروائی کے لئے آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 20 March 2009.''

1. Mr Shahid Mehmood Khan, MPA
2. Malik Muhammad Aamir Dogar, MPA
3. Dr Farukh Javed, MPA
4. Malik Muhammad Nawaz, MPA
5. Malik Khuram Ali Khan, MPA
6. Mr Shahid Mehmood Khan, MPA
7. Mr Shahan Malik, MPA
8. Ms Fouzia Behram, MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, clause 2 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it, the question is:

‘‘That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.’’.

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. There are 3 amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Dr Samia Amjad, Ch Abdullah Yousaf, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Ayesha Javed, Mrs Khadia Umar, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr Muhammad Ejaz Shafi, Mrs Nasim Lodhi and Mrs Qamar Aamir Chaudhry. Who is to move it?

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

“That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (3), for the proposed sub section(5-i) of the Principal Ordinance, the following be substituted:

“(5-i) if the Board reports that there is, in its opinion, sufficient cause for the further

detention of the detained person, the Board shall determine the place of detention of the person. Keeping in view the detainee's age, habit, health and rank in society the Board shall fix a reasonable allowance for himself and subsistence allowance for his family which is to be paid by the Government; provided that before the period of further detention is commenced, the Ordering Authority shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such further detention.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (3), for the proposed sub section(5-i) of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"(5-i) if the Board reports that there is, in its opinion, sufficient cause for the further detention of the detained person, the Board shall determine the place of detention of

the person. Keeping in view the detainee's age, habit, health and rank in society the Board shall fix a reasonable allowance for himself and subsistence allowance for his family which is to be paid by the Government; provided that before the period of further detention is commenced, the Ordering Authority shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such further detention.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جب آپ کسی آدمی کو detain کر رہے ہیں تو اس کا معاشرے میں جو رتبہ، جو مقام، جو عمر اور جو صحت ہے اس کے مطابق اسے کسی جگہ پر detain کیا جائے۔ میرے خیال میں حکومت نے جس کو detain کرنا ہے وہ تو کرنا ہے لیکن اس کو اتنا حق تو کم از کم ملنا چاہئے کہ اگر کوئی آدمی بیمار ہے جیسا کہ MPO میں کئی دفعہ ہو جاتا ہے کہ ایسے ہی لوگ پکڑے جاتے ہیں۔ آپ امام مسجد کو جو اریوں کے ساتھ تو بند نہیں کر دیں گے جو نیک آدمی ہے۔ اس کا جو عہدہ ہے، جو مقام ہے، کوئی پیسے والا ہے، کوئی غریب ہے، کسی کی عادات اچھی

ہیں، کسی کی عادات بری ہیں کسی کو کسی خاص دوائی کی ضرورت ہے، کوئی شوگر کا مریض ہے اور کوئی صحت مند ہے تو ان سب چیزوں کو زیر غور لا کر اس حساب سے detain کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ جب اس کی extension کی جا رہی ہے تو اس کی صحت کا ایک سرٹیفکیٹ بورڈ سے چیک کروا کر دیکھ لیا جائے کہ وہ مزید detention کے قابل بھی ہے یا نہیں ہے کیونکہ accused کے بھی حقوق ہیں۔ ان کے تحفظ کے لئے یہاں ایک کوشش کی گئی ہے۔ میرے خیال سے اس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہے کہ وزیر قانون اس کو oppose کریں۔ ہم نے تو اس کو نیک نیتی سے detainee کی بہتری کے لئے پیش کیا ہے۔ اس میں جو لوگ بھی arrest ہوں گے۔ بدقسمتی سے اس میں ہوتا یہی ہے کہ political لوگ اس میں arrest ہوتے ہیں۔ رانا صاحب تو اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ misuse بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس misuse کے اندر بہتری ہو اور ہم کسی proper طریقے سے accused کی بہتری کے لئے کچھ کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! جس طرح لغاری صاحب نے کہا ہے وہ سارے ایم پی ایز سمجھتے ہیں کہ یہ M.P.O بالکل political ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ہم نے اس میں جو amendment دی ہے بالکل اس چیز کو مدنظر رکھ کر دی ہے۔ اگر ہماری اس amendment کو مان لیا جائے تو میرے خیال میں فرق واضح ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ مجھے اس بات کا پتا ہے کہ یہ law misuse ہوتا ہے لیکن law misuse کرنے والے کرتے ہیں تو misuse ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں 18۔فروری

2008 کے بعد جو دور شروع ہوا ہے اس میں اس قسم کے laws misuse نہیں ہوں گے۔ یہ صرف ان criminals اور terrorists کے لئے ہے جن کا detain کرنا اس معاشرے کے امن اور سکون کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ جو بات سوسائٹی میں مقام کے حوالے سے کر رہے ہیں تو اس کے متعلق already laws موجود ہیں جن پر میں سمجھتا ہوں کہ further elaborate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ reasonable allowance تقرر کرنے کا اختیار پہلے سے ہی گورنمنٹ کو ہے، اس میں عدالت بھی اپنی input دے سکتی ہے۔ دوسرا یہ فرمارہے ہیں کہ ان کو کسی ایسی جگہ پر بند نہ کیا جائے۔ میں بتاتا ہوں کہ جیل میں کلاس اے، بی اور سی ہے تو اس کے متعلق ٹرائل کورٹ ہوتی ہے جب کیس ٹرائل میں چلا جائے گا یا detainee بورڈ کے پاس چلا جائے گا تو بورڈ کے پاس وہ اختیار ہے کہ اس کے لئے اس قسم کی سہولت بہم پہنچا سکے۔ باقی انہوں نے میڈیکل سرٹیفکیٹ کا کہا ہے تو بورڈ کو یہ اختیار ہے۔ آگے جا کر آپ دیکھیں گے کہ detainees کو پہلے وکیل پیش کرنے کا حق نہیں تھا وہ بھی دے دیا ہے۔ اگر کوئی detainee یہ سمجھتا ہے کہ وہ بیمار ہے اور اسے ہسپتال میں جانا چاہئے تو وہ application دے سکتا ہے تو بورڈ اور عدالت کے حکم پر اس کا میڈیکل چیک اپ بھی ہو سکتا ہے اور اسے ہسپتال میں medical admission کی یا کوئی اور ضرورت ہے تو وہ اسے بہم پہنچائی جا سکتی ہے۔ یہ پہلے سے اس میں موجود ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That in clause 3 of the Bill as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the proposed sub-section (5-i) of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(5-i) if the Board reports that there is, in its opinion, sufficient cause for the further detention of the detained person, the Board shall determine the place of detention of

the person. Keeping in view the detainee's age, habits, health and rank in society, the Board shall fix a reasonable allowance for himself and subsistence allowance for his family which is to be paid by the Government; provided that before the period of further detention is commenced, the Ordinary Authority shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such further detention."

(The motion was lost)

(اذان عصر)

MR. SPEAKER: Second amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Dr Samia Amjad, Ch Abdullah Yousaf, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Ayesha Javed, Mrs Khadija Umar, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr Muhammad Ejaz Shafi, Mrs Nasim Lodhi and Mrs Qamar Aamir Chaudhry. Who is to move it?

HAFIZ MUHAMMAD QAMAR HAYAT KATHIA: I move:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, before para (a), the following shall be inserted as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:-

"(a) shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such detention."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, before para (a), the following shall be inserted as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:

"(a) shall immediately refer the detainee to a Medical Board constituted by the government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such detention."

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب سپیکر: جی، کاٹھیا صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس قانون ہذا میں کوئی ایسی شق موجود نہیں ہے جس میں بتایا گیا ہو کہ میڈیکل بورڈ detainee کا چیک اپ کرے۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بتا دیں کہ کہاں پر میڈیکل بورڈ کا ذکر ہے اور کس طرح اسے appoint کرنا ہے؟ ابھی رانا صاحب نے ٹرائل کے بارے میں فرمایا تھا تو جب کوئی بھی شخص M.P.O کے تحت پکڑا جاتا ہے تو اسے تین ماہ کے لئے اندر کر دیا جاتا ہے پھر تین ماہ کے بعد عدالت میں جائے تو تب اس کی صحت کے بارے میں کیسے پتا چلے گا کہ وہ اس قابل تھا کہ نہیں؟ پتا نہیں اس وقت تک وہ گزر گیا ہو اس لئے کوئی ایسی بات واضح ہونی چاہئے کہ پتا چلے کہ اسے detain کرنے سے اس کا میڈیکل ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: مزید کوئی ممبر بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں اس کے بعد interruption دوبارہ نہیں ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب بھی کوئی آدمی detain ہوتا ہے تو اگر اسے جیل میں بند کیا جائے تو وہاں باقاعدہ ایک میڈیکل آفیسر ہوتا ہے اور وہاں پر جو بھی detainee یا حوالاتی جاتے ہیں تو باقاعدہ ان کا وہاں پر میڈیکل چیک اپ ہوتا ہے اور اگر کوئی ایسا circumstance ہو کہ جس میں detainee خود یہ سمجھے کہ اسے میڈیکل treatment کی ضرورت ہے تو وہ اس بارے میں detain کرنے والی authority پہلے صوبہ کی سطح پر ہوم سیکرٹری کے پاس اختیارات تھے لیکن اب ہم اسے ضلع کی سطح پر ڈی سی او کو اختیارات دے رہے ہیں وہ اس کے پاس apply کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ میڈیکل بورڈ کے متعلق بھی پوچھ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو detainee چونکہ اب تو وہ وقت رہا ہی نہیں کہ سیاسی لوگوں کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی آپ بیتی سنا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب وہ وقت نہیں رہا کہ سیاسی لوگوں کو detain کیا جائے۔ یہ تو جرائم پیشہ لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے اور جیل میں باقاعدہ میڈیکل treatment کا اہتمام ہے۔ وہاں پر باقاعدہ ایک ایم بی بی ایس میڈیکل آفیسر ہوتا ہے جو اس حوالے سے ساری چیزیں چیک کر سکتا ہے اور اگر وہ چاہے کہ اس پر میڈیکل بورڈ بننا چاہئے تو وہ میڈیکل بورڈ بنایا جا سکتا ہے لیکن عام حالات میں ہر آدمی کو میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش کرنا اور اس کی فٹنس کا تقاضا کرنا ویسے بھی میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, before para (a), the following shall be inserted as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:-
>
> "(a) shall immediately refer the detainee to a medical Board constituted by government who shall issue a certificate of mental and physical fitness of the detainee for such detention."

(The motion was lost)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام میرے بھائی اور بہنیں جانے کی جلدی میں ہیں اور اشارے بھی کر رہے ہیں تو آگے والی تین ترامیم identical ہیں تو انہیں ایک ساتھ لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب! ایسا کریں کہ آپ ایک کو لے لیں اور دو کو withdraw کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔ آپ ہماری ایک پر ہی مان جائیں۔

جناب سپیکر: مجھے بتائیں کہ کون سی پیش کرنی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! تیسری پیش کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہماری بات معقول ہوئی تو لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ہماری بات مان لیں۔ ہم ان کی اتنی مانتے ہیں تو وہ ہماری بھی ایک مان لیں۔

MR. SPEAKER: The third amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din, Dr. Samia Amajad, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ms. Amna Jehangir, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Khadija Umar, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Syeda Majida Zaidi, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mian Shafi Muhammad, Mr. Muhammad Ejaz Shafi,Mrs. Nasim Lodhi, Mrs. Qamar Aamir Ch. Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir! I move:

> "That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, after para (a), the following proviso shall be added:-
>
> "Provided that the grounds on which the order has been made, shall be communicated to the detainee in the language which he understands, preferably in Urdu."

MR. SPEAKER: The amendment is moved:

> "That in clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee, in sub-clause (4), in the proposed sub-section (6) of the Principal Ordinance, after para (a), the following proviso shall be added:-
>
> "Provided that the grounds on which the order has been made, shall be communicated to the detainee in the language which he understands, preferably in Urdu."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس ترمیمی بل کا جب تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے تو آپ اس چیز کو خوب سمجھتے ہیں کہ اگر زبان انگریزی ہو یا کوئی ایسی زبان ہو کہ جو detainee کو سمجھ ہی نہ آئے تو اس

کے لئے اس میں کوئی انتظام نہیں کیا گیا کہ اس کے لئے کیا کرنا ہے؟ میں یہ کہنا چاہتی ہوں اور سپریم کورٹ کے میرے پاس کئی حوالے ہیں جو میں سارے پڑھنا چاہوں تو ایک گھنٹہ وقت لگ جائے گا۔

آوازیں: اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں صرف ایک کی وضاحت کر دیتی ہوں چونکہ اتنی زور سے احتجاج ہوا ہے اور تقریباً تمام نے کھانا بھی کھانا ہے۔ چیف جسٹس ہدایت اللہ کی ایک ruling ہے

> If the detainee is an illiterate person and it is absolutely necessary that when he is dealing with the detainee who cannot read or understand English language or any language at all. That the grounds of detention should be explained to him clearly possible in the line which he understand. So that he can aware himself of the statuary right of making the representation to hand over to him the document written in English and to obtain his thumb impression on leaving token office having received the same.

جناب سپیکر! اس کی تفصیل میں اگر جائیں تو آپ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اردو زبان میں ہی اگر اس کی provision دے دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ کئی مواقع پر ہوا ہے کہ آپ نے اگر ایک ملزم کو پکڑ لیا ہے تو وہ اگر یہ کہہ دے کہ مجھے سمجھ ہی نہیں آتی، اس کا thumb impression ہو، اس کو انگریزی ہی سمجھ نہیں آتی۔ جس شخص کو انگریزی ہی سمجھ نہ آئے تو وہ بار بار یہ کہے گا کہ اردو میں documentation ہونی چاہئے تاکہ وہ شخص اس کو پڑھ سکے۔

جناب سپیکر! ہمارا نیچ اس ترمیمی بل میں یہ کہتا ہے کہ اس چیز کا بالکل اہتمام نہیں کیا گیا کہ detainee پر جو الزامات ہیں، اس کو سمجھ کیسے آئے کہ مجھ پر کیا جس زبان میں الزامات ہیں۔ اگر

وہ انگریزی میں لکھے گئے ہیں یا کسی ایسی زبان میں لکھے گئے ہیں جو اس کو سمجھ ہی نہ آئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ detainee پرائمری پاس اور انگریزی نہ سمجھتا ہو۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ اس بل میں اس قسم کی ایسی شق ہونی چاہئے کہ جو زبان اس detainee کو سمجھ آتی ہو، ترجیحی طور پر اس کو الزامات کی فہرست فراہم کی جائے کیونکہ ایک طرف سے تو وکیل کی بھی اجازت لینی ہے اور دوسری طرف اگر detainee میرا مطلب ہے کہ اس کی remedy کیا ہے اگر اس کو زبان سمجھ نہیں آئی تو وہ اشاروں کی زبان اختیار کرے گا تو اس بارے میں کیا کیا جائے گا؟ اس چیز کو کیوں نہیں سوچا گیا اور اس بل میں اس چیز کو کیوں نہیں شامل کیا گیا؟ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے communication بات ہے کہ international phenomena ہے۔ باہر کے ملکوں میں بھی آپ نے دیکھا ہے کہ کئی مرتبہ یہاں کے لوگ جو پکڑے جاتے ہیں تو انہیں بھی یہ چیز فراہم کی جاتی ہے کہ جو languages ہیں ان کو understand کیا جائے۔ صرف ایک لفظ کی بات کہتی ہوں کہ Indo Pak war میں قومہ کی ایک غلطی تھی کہ "روکو مت جانے دو" روکو مت، جانے دو اور جب اس قومہ کو تبدیل کیا، روکو مت جانے دو تو اس کا مطلب بالکل بدل گیا۔ ایک قومہ کے آگے پیچھے ہونے سے تو language brrier تو بہت بڑی بات ہے۔ آپ کو یہ پتا ہو گا کہ یہ روکو مت جانے دو پر Indo Pak کی war میں ایک پوری کی پوری جنگ شروع ہو گئی تھی۔ انگریز نے حکم دیا تھا کہ اس کو روکو۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم آدھ گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

آوازیں: جناب سپیکر! ٹائم بہت ہو گیا ہے ہم نے جانا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے بھی جانا ہے۔ محترمہ جلدی کریں۔

محترمہ سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت respect کرتی ہوں اور اس سارے ایوان کی بھی respect کرتی ہوں۔ میں اپنی بات کو ذرا کم کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ اگر آپ اس بل میں اس amendment کو منظور کر لیں گے تو اس detainee کو فائدہ ہو گا، ایسے بندے کو فائدہ ہو گا جو پڑھ لکھ نہیں سکتا اور جس کو legal language کا پتا نہیں۔ ایسی language ضرور ہونی چاہئے جس

سے detainee کو فائدہ ہو۔ہمیں ان prisoners کے حقوق کا بھی خیال رکھنا ہےاور یہ ایک international phenomena ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے ضد پکڑلی ہے۔ میں بھی ایسے ہی چلتا جاؤں گا اس کو درمیان میں نہیں چھوڑوں گااور ہم ٹائم بڑھاتے جائیں گے۔جی محترمہ!بولیں جتنامرضی بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نہیں کہتا، میں آپ کو کیوں کہوں؟میں نہیں کہوں گا،آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اگر آپ خوشی خوشی اجازت دیں گے تو پھر میں بولوں گی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!آپ کی مہربانی،آپ ناراض ہیں، میرا تو دل ہی مرجھا گیا میرا تو بات کرنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا ہے۔ میں آپ کو ناراض نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر: پلیز، بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!زبان کے مسئلے کو آپ بھی بہتر سمجھتے ہیں کہ زبان انسان کی زندگی میں کتنا زیادہ matter کرتی ہے۔زبان کے مسئلے کا تو سب سے زیادہ تجربہ آپ کو ہے کہ عائشہ جاوید نے آپ کو کتنا زیادہ پریشان کیا ہوا ہے۔ کہیں انگلش زبان سمجھنا مشکل ہے، کہیں اردو زبان سمجھنا مشکل ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ زبان بہت اہم ہے اور اس چیز کا حق ہونا چاہئے کہ اپنی زبان جس میں آپ easily اپنے آپ کو defend کر سکیں اور اپنی وکالت کر سکیں اس زبان کو بولنے کا right ہونا چاہئے کیونکہ ایک شخص جو مصیبت کا شکار ہے ، اس وقت وہ

occupiedہےاور تمام ممبران بھی سمجھتے ہیں کہ یہ حق ہونا چاہئے۔ میں صرف یہی گزارش کرنا چاہ رہی تھی sorryآپ ناراض ہو گئے۔

جناب سپیکر: میں ناراض نہیں ہوں۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس مسئلے کو خواہ مخواہ اس طرف لے آئے کہ detaineeکو زبان سمجھ نہیں آئے گی۔ بات یہ ہے کہ جو detaining authorityہوتی ہے اس کی جو بھی زبان ہوتی ہے، اب ہمارے آفس میں اردو اور انگلش دونوں زبانیں چلتی ہیں تو اسی زبان میں detaining authority اپنا آرڈر پاس کرتا ہے۔ جو detaineeہے بعض terroristsہیں وہ اس وقت پکڑے گئے پھر کیا ہم ان کو اس وقت سے ہی نوٹس بھیجیں گے؟ بعض کی فارسی زبان ہے بعض کی پشتو زبان ہے تو اس میں detaineeکی languageکی کوئی اہمیت نہیں ہے جو detaining authority ہے اس نے اپنی official language میں نوٹس بھیجنا ہے۔ اس میں ہم وکیل کرنے کی opportunityدے رہے ہیں۔ وکیل اردو بھی سمجھتے ہیں، انگلش بھی سمجھتے ہیں اور جو پنجابی بول رہا ہو گا اس کو بھی وہ translate کروالیں گے۔ اس لئے اس میں زبان کا مسئلہ سامنے آنے والا نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم سب یہاں پر لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور زبان بہت important matter ہے۔ زبان سے بڑھ کر کوئی بھی شخص اپنے جذبات کو expressنہیں کر سکتا، اپنی سچائی کو نہیں بتا سکتا۔ زبان پر عبور ہو گا تو کوئی اپنے آپ کو explainکرے گا، یہ بہت important pointہے، زبان سے بڑھ کر کوئی بھی چیز نہیں ہے اور آپ اپنے آپ کو کیسے expressکریں گے؟

جناب والا! یہ انہی کو creditجائے گا، یہ بل انہی کی حکومت میں آ رہا ہے، یہ اتنا بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا اور لوگ دعائیں دیں گے۔ اس کو acceptلینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ کوئی اڑ جانے والا pointہے۔ اس میں دل بڑا کرنے کی ضرورت ہے، یہ کہنے کو ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن آپ سوچ نہیں سکتے کہ اس میں کتنے لوگوں کا بھلا ہو گا۔ جو لوگ اپنی بات

نہیں کر سکتے، جو انگلش کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں یا وہ اردو میں جا کر پھنس جاتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ کہنے کو یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن یہ بہت بڑا point ہے اور اس میں بہت بھلا ہو گا اور یہ credit آپ کو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی بڑی بات involve نہیں ہے۔ جو detention کی grounds ہیں وہ detainee کے حوالے کی جاتی ہیں پھر اس کے بعد اس نے ان grounds کو چیلنج کرنا ہوتا ہے اور وہ عدالت میں چیلنج کرنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو بھی ان چیزوں کا پتا ہے وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں اور ان کو سمجھ ہے۔

The amendment moved and the question is:

> "That clause 3 of the Bill as recommended by Special Committee in sub section (4) the proposed sub section (6) of the Principal Ordinance after Para (a), of the following proviso shall be added:-
> "Provided that the grounds on which the order has been made shall be communicated to the detainee in the language which he understands, preferably in Urdu."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now the motion moved and the question is:

> "That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause I of the Bill is under consideration. Since there is an amendment in it, the amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr. Speaker! I move:

"That clause I of the Bill as recommended by Special Committee in sub clause I the figures 2008 shall be substituted by the figures 2009."

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

"That clause I of the Bill as recommended by Special Committee in Clause I of the figures 2008 shall be substituted by the figures 2009."

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I opposed.

MR SPEAKER: Yes!

جناب محمد محسن خان لغاری: I opposed it on a very simple ground ہمیں جو گنتی سکھائی گئی تھی اس میں "ایک" پہلے آتا تھا، آپ سب سے آخر میں "ایک" لے کر آئے ہیں۔ ہمیں استادوں نے غلط گنتی سکھائی تھی یا آج کوئی نئی گنتی آ گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے کہ بل کی جن clauses میں انہوں نے پہلے ترامیم دی ہیں اس پر یہ اپنی بات کر لیں، پہلے ہاؤس اس کو take up کر لے اور اس کے بعد last میں ہماری ترمیم take up کی جائیں۔ یہ ہم نے آپ کو preference دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جناب لاء منسٹر نے بڑی بردباری کا ثبوت دیا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی جو معقول تجاویز تھیں ان کو بھی غیر معقول قرار دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں رہنے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بڑی بردباری کا ثبوت دیا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی جو معقول تجاویز تھیں ان کو بھی غیر معقول قرار دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں رہنے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی!

Now, the question is:

"That clause I of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the long title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اُدھر منہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری طرف آپ نے کمر کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میں تو زیادہ دیکھتا ہی آپ کی طرف ہوں۔ (قہقہے)

جناب محمد افتخار خان: جناب سپیکر! ادھر سارے مشکوک ہیں کہ تسی اُدھر کیوں دیکھدے ہو؟

MR SPEAKER: Third reading starts.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008, be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2009, be passed."

(The Motion was carried)

(The Bill was passed)

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈہ مکمل ہو گیا ہے۔ لہذا اجلاس کل بروز جمعرات 19۔فروری 2009 بوقت صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ آپ تمام حضرات کا شکریہ

1803

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات امداد باہمی، ٹرانسپورٹ اور خصوصی ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسوں کے سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008

(مسودہ قانون نمبر12 بابت2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008 منظور کیا جائے۔

1805

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

جمعرات،19۔فروری2009

(یوم الخمیس،23۔صفر المظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا ٱكۡتَسَبَتۡۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَـٰفِرِينَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا۔ برے کرے گا تو اسے اس کا نقصان پہنچے گا۔اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجئو۔اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار!) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کرo

وماعلینا الالبلاغo

الحاج اختر حسین قریشی نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعہ ثانی اے
متھے چمکے لاٹ نُورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدبھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ماالجملک
ما احسناک ماالکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امداد باہمی، ٹرانسپورٹ اور سپیشل ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سوات میں جیو کے نمائندے کا اغوا اور قتل

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیو کا نمائندہ ہمارا صحافی بھائی جو سوات میں بڑی اچھی ڈیوٹی دے رہا تھا کو اغواء کر کے قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔ ہم اس کے لئے فاتحہ خوانی کر لیں اور جس بہادری کے ساتھ وہ اپنے فرائض انجام دے رہا تھا ہم اس کو appreciate بھی کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ان کی ابھی تک تدفین نہیں کی گئی اور غالباً ان کا جنازہ ڈیڑھ بجے ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا۔ ان کی تدفین کے بعد ہم فاتحہ کر لیں گے۔ ان کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری کرنل شجاع خانزادہ صاحب، چنیوٹی صاحب اور دیگر صاحبان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ایجنڈے کے مطابق ذرا مہربانی فرمایا کریں کیونکہ اس طرح یہ سوالات رہ جاتے ہیں اور ان پر بہت محنت ہوتی ہے۔ محکمہ جات بھی ان سوالات پر محنت کرتے ہیں اور جن صاحبان نے یہ سوالات

دیئے ہوتے ہیں انہوں نے بھی بہت محنت کی ہوتی ہے kindly اس کا خصوصی خیال رکھا کیجئے۔ جتنے پوائنٹ آف آرڈر آپ کم سے کم کر سکتے ہیں کیا کریں اس پر میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرے خیال میں پریس کے حضرات ناراض ہیں کیونکہ وہ باہر چلے گئے ہیں۔ ہمیں پتا کرنا پڑے گا کہ پریس والے کس لئے باہر گئے ہیں؟ ہم ان کے اظہار ہمدردی میں ان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ہی ہمت کریں لیکن آپ کا سوال بھی پہلا ہے تو میرے خیال میں آپ شروع کر دیں دوسرے صاحبان میں سے کسی کو بھیج دیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس تشریف لائے)

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اظہار ہمدردی کے لئے ہم صحافت کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں۔ اس شخص نے ہمیشہ ان علاقوں میں جا کر صحافت کو فروغ دیا ہے اور اپنے فرائض کی انجام دہی کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اپنے صحافی بھائیوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ایک منٹ کے لئے ہاؤس میں خاموشی اختیار کر لیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بقول اعجاز شفیع صاحب کے ہاؤس میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر صحافیوں سے بطور اظہار ہمدردی ہاؤس میں
ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ صحافی ہمارے بھائی ہیں اور اس وقت جو ہماری پہلی جمہوری حکومت آئی ہے ہم لوگوں نے ان کی

صحافت پر کوئی قدغن نہیں لگائی۔اس اہم واقعہ کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ہماری اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صحافی بھائی کو جنت میں جگہ دے۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ statement دینا چاہتا ہوں کہ ہم صحافی بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے اس بھائی کے قتل میں ذمہ داران ہوں گے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ایک لمحے کی غفلت نہیں کریں گے۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحافی بھائی ہمارے لئے بہت اہم ہیں۔ صحافی کا قتل اس وقت ہمارے لئے ملکی level پر بہت بڑا سانحہ ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! کل مجھے channel-5 والوں نے اطلاع دی ہے کہ رائیونڈ روڈ پر میموریل ہسپتال کا ہوسٹل ہے اور وہاں پر نرسوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کون سا میموریل ہسپتال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: لالہ زار کالونی رائیونڈ روڈ پر میموریل ہسپتال کا ہوسٹل ہے۔ وہاں پر مسلمان اور Christian لڑکیاں اکٹھی ٹریننگ حاصل کرتی ہیں۔ Christian لڑکیوں نے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی تصویر لٹکا دی۔ مسلمان لڑکیوں نے کہا کہ ہم نے یہاں کمرے میں نماز پڑھنی ہوتی ہے اس لئے یہ تصویر آپ یہاں نہ لگائیں۔ان بچیوں نے یہ کیا کہ اس تصویر کو لپیٹ کر Christian لڑکی کی الماری میں رکھ دی۔ اس کے بعد Christian لڑکیوں نے بدلہ لینے کے لئے قرآن پاک کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر جوتوں والے ڈبے میں رکھ دیا جس سے مسلمان بچیوں کی بڑی دل آزاری ہوئی اور انہوں نے احتجاج کیا۔اب تین دن سے وہ ہڑتال پر ہیں اور ہسپتال کی انتظامیہ ان کو کسی سے بات بھی نہیں کرنے دے رہی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو ان کے نوٹس میں لاتے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی میں لے جایا جائے اور آئے روز ان واقعات پر کنٹرول کیا جائے۔

سوالات (محکمہ جات امداد باہمی، ٹرانسپورٹ اور خصوصی تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب جب آئیں گے تو پھر ان سے بات کر لیجئے گا۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شیخوپورہ میں ڈکیتی کا ایک واقعہ ہوا تھا اس سلسلے میں، میں نے تین چار دن پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک request کی تھی تو جناب نے فرمایا تھا کہ آپ اس پر توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروائیں۔ وہ میں نے جمع کروا دیا تھا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ماشاء اللہ بہت سمجھدار ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جب توجہ دلاؤ نوٹس کا ٹائم آئے گا تو میں آپ کی بات کا بڑا اچھی طرح سے جواب دوں گا اور آپ اس کو غور سے بھی سننا۔ اب آپ پہلے اپنے سوال کی طرف چلیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا point بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے۔ آپ سوال نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 70۔

جناب سپیکر: یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب کوآپریٹو بنک کا قیام، سالانہ آمدن، اخراجات و دیگر معاملات کی تفصیلات

*70۔ سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کوآپریٹو بنک کب قائم ہوا تھا، اس کے آرڈر کی کاپی فراہم کریں؟

(ب) بنک کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں نیز اس کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ حکومت یہ بنک، پنجاب بنک میں ضم/الحاق کرنا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(د) اس وقت اس بنک کے ملازمین کی تعداد کیا ہے اگر اس بنک کو پنجاب بنک میں ضم کیا جا رہا ہے تو اس کے ملازمین کا مستقبل کیا ہو گا؟

(ہ) اس بنک کے ملازمین کی سنیارٹی کس طرح ہو گی، کیا سنیارٹی joint ہو گی یا علیٰحدہ علیٰحدہ؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ایک کارپوریٹ باڈی ہے جو کہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت رجسٹرڈ ہے، آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنک کی سابقہ تین سال کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	آمدن	اخراجات
2005-06	1079.790	923.727
2006-07	1603.582	1473.318
2007-08	1340.212	1218.676

بنک کی آمدن کے ذرائع درج ذیل ہیں:۔

1- آمدن بذریعہ قرضہ جات مارک اپ

2- آمدن بذریعہ ڈپازٹ منافع

3- آمدن بذریعہ بنک وسروس چارجز

4- متفرق آمدن جس میں یوٹیلٹی بلوں کی وصولی کی کمیشن، جائیداد کا کرایہ وغیرہ شامل ہیں۔

(ج) سٹیٹ بنک آف پاکستان کے مسلسل اصرار اور ہدایات کی روشنی میں بنک ہذا کو بنک آف پنجاب میں ضم کرنے کا بنیادی فیصلہ مورخہ 05-04-2007 کو سابق چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں کیا گیا تاہم اس سلسلہ میں مزید اطلاع دی جاتی ہے کہ حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر09-2008/4-7(W&M)FD مورخہ 28-07-2008 ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا مقصد بنک ہذا کو بنک آف پنجاب میں ضم کرنے کے مسئلہ کو حل کرنا ہے۔ کمیٹی نے بنک ہذا کے مستقبل کے لئے مختلف ترجیحات کا جائزہ لے کر اپنی میٹنگ مورخہ 30-10-2008 میں درج ذیل سفارشات کی ہیں:۔

a) PPCBL would be revamped in the larger interest of the small farmers.

b) Professional study from experts would be conducted to identify the requirements, support and cost involved in the revamping process. TORs of the study may be formulated separately after the approval of Chief Minister, Punjab.

c) The Government of the Punjab would bear the restructuring cost of the PPCBL' if any.

d) Finance Department will request the State Bank of Pakistan not to take any supervisory action during the period in which Government of the Punjab/ PPCBL will be paying back the

outstanding installments of loan advanced by the SBP to PPCBL. This is to ensure to avoid any further complications as well as to facilitate the studies and restructuring process.

(د) اس وقت بنک ملازمین کی تعداد1492 ہے بقیہ بمطابق جز(ج)۔

(ہ) جواب بمطابق جز(ج) ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: یہاں آمدن اور اخراجات کے figures میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ہزار ہیں، لاکھ ہیں یا کروڑ ہیں اس کا اندراج نہیں ہے اور اگر یہ ملین میں ہیں تو یہاں جو proposals دی گئی ہیں تو اس کے اندر (d) میں لکھا گیا ہے کہ:

The Government of the Punjab/PPCBL will be paying back the outstanding installments of loan advanced by SBP to PPCBL..

اگر اتنا منافع 06-2005 میں 156 ملین، 07-2006 میں 130 ملین اور 08-2007 میں 121 ملین کا تھا تو یہ installment کیوں pay back نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 06-2005 میں بچت 15 کروڑ 60 لاکھ ہے اور 07-2006 میں 13 کروڑ اور 08-2007 میں 12 کروڑ 15 لاکھ روپے ہے۔ سٹیٹ بنک کا قرضہ 8 بلین روپے ہے۔ وہ بلین میں ہے اور منافع کروڑوں میں ہے۔ اس میں باقی اخراجات بھی ہیں بنک کے ملازمین کی تنخواہیں بھی ہیں۔ اس وقت بچت تھوڑی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی پتا چلنا چاہئے۔

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سٹیٹ بنک کا loan آٹھ ارب روپے کا ہے اور بچت بڑی تھوڑی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ یہ profit میں کس طرح آیا کہ 5 بلین انہوں نے سٹیٹ بنک کا دینا ہے تو یہ ان کی profit &loss statement میں کیوں show نہیں کیا گیا؟ اس آمدن اور خرچ کے حساب میں 06-2005 میں 156 ملین 07-2006 میں 130 ملین اور 08-2007 میں 121 ملین کا منافع ہوا ہے۔ یہ تو خسارہ ہونا چاہئے تھا اور اس میں پانچ بلین show ہونا چاہئے تھا وہ کیوں show نہیں کیا گیا؟ کیونکہ یہاں لکھا ہوا ہے کہ:

Outstanding installments of loan advanced by S.B.P would be paid by PPCBL and the Government of the Punjab.

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے فیڈرل کو آپریٹو بنک تھا لیکن اب براہ راست صوبائی آپریٹو بنک سٹیٹ بنک سے قرض لیتا ہے۔ ان کی credit line ہے جس کے تحت قسطیں بھی ادا ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کا یہ internal profit ہے جو بنک کے اپنے اخراجات ہیں، income internal profit ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف T.O.Rs کا بتائیں یہ کیا ہے؟ دوسرا جز(ہ) میں لکھا ہے کہ جواب بمطابق جز(ج) ہے۔ جز(ہ) میں سوال اور ہے تو اس بارے میں بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):: جناب سپیکر! T.O.Rs کا مطلب terms of reference ہے۔ جز(ہ) کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ Provincial Cooperative Bank کی credit line State Bank of Pakistan ہے تو سٹیٹ بنک نے 2007-08

میں وہcredit line discontinue کر دی ہے جس کی وجہ سے سٹیٹ بنک نےconditions لگائی تھیں کہ یہ بنک sustainable نہیں ہے یا تو اسے پنجاب بنک میں ضم کر دیا جائے یا پھر micro financing کے لئے انتظام کیا جائے یا پھر اس کیrestructuring کر کے liquidation کی طرف لے جایا جائے یعنی بنک کو تحلیل کر دیا جائے۔ یہ پچھلی گورنمنٹ میں ہوا تھااور انہوں نے یہ شرائط عائد کی تھیں کہ آٹھ ملین ادا کیا جائے تو اس وقت یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ اسے پنجاب میں ضم کر دیا جائے لیکن موجودہ حکومت میں وزیر خزانہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی اور تاریخیں لکھی ہوئی ہیں کہ یہ 2007-4-5 کو چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں ایک میٹنگ کی گئی جس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس کو ضم کر دیا جائے لیکن بعد میں پھر 30-10-2008 کو دوبارہ کمیٹی بنی اور اس میں یہ جائزہ لیا گیااور ہم نے اس کمیٹی میں بڑاstand لیا کہ اسے ضم نہیں کرنا چاہئے کیونکہProvincial Cooperative Bank یہ خاص طور پر micro finance کے لئے ہے اور یہ چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے دیتا ہے اس لئے اسے چلنا چاہئے۔ کمیٹی میں ہم نے اپنی بہت ہی مضبوط قسم کیobservations بھی دیں جس کی وجہ سے کمیٹی نے سفارشات بھیجی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ اس کی regranting کی جائے، بنک کو liquidation کی طرف لے جایا جائے،اس کی تحلیل کی جائے اور نہ ہی اسے پنجاب بنک میں ضم کیا جائے بلکہ اسے قائم رہنا چاہئے اور قائم رکھنے کے لئےregranting کی جائے۔اس کی سمری وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھیجی گئی ہے اور وہاں پر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ regranting میں ان کاindependent چیف ایگزیکٹو ہونا چاہئے جو banking sector سے ہو تاکہ یہ بنک اچھے انداز سے چل سکے۔ چونکہ اس کی liquidation نہیں ہوئی اور یہ ضم نہیں ہوا تو اس لئے ملازمین کا معاملہ ختم ہو گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ اسے پنجاب بنک میں ضم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس حکومت کے آنے سے پہلے یہ فیصلہ کیا گیا تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے اب دوبارہ اس پر غور کیا اور کمیٹی بنائی جس نے اپنی سفارشات میں کہا ہے کہ اسے پنجاب بنک میں ضم نہ کیا جائے۔ چونکہ یہ کاشتکاروں کے مفاد میں ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: بات پیچھے سے چلی آ رہی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ پیچھے سے پڑھا جائے کیونکہ پچھلی گورنمنٹ نے یہ تجویز کیا تھا۔

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سٹیٹ بنک کے گورنر ڈاکٹر شمشاد نے پرویز الہیٰ سابق وزیر اعلیٰ کو خط میں تین options لکھیں کہ اسے پنجاب بنک میں ضم کر دیا جائے۔ اگر یہ نہیں کرتے تو پھر اسے liquidation کی طرف لے جایا جائے، اسے تحلیل کر دیا جائے۔ اس کی micro finance کی window پنجاب بنک کرے گا لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اسے ضم کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم اسے ضم نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ بتا رہے ہیں کہ ہم اسے ضم نہیں کر رہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سابقہ حکومت نے جو فیصلہ کیا تھا اس کا کیا بنا، کیا اسے set aside کر دیا ہے یا نہیں؟ کیونکہ کمیٹی کی رپورٹ پر تو یہ نہیں ہو سکتا کہ کمیٹی نے رپورٹ کر دی ہے یا کمیٹی کی میٹنگ ہو گئی ہے تو وہ فیصلہ ختم تو نہیں ہو گیا۔ جب تک وہ فیصلہ stand کرتا ہے، جب وہ فیصلہ ہوا تھا تو اس میں ملازمین کا بھی تو کچھ کیا ہو گا تو ان ملازمین کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): وہ چیف سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اور کمیٹی نے گورنمنٹ کو سفارش بھیجی تھی اور بعد میں حکومت تبدیل ہو گئی۔ جب

وہ رپورٹ وزیر اعلیٰ کے پاس گئی تو پھر وزیر اعلیٰ نے دوبارہ کمیٹی بنائی جس میں تمام bankers ہیں، اس میں پنجاب بنک کے متعلقہ لوگ ہیں۔Provincial Cooperative Bank کے لوگ بھی اس میٹنگ میں آئے اور از سر نو discuss کیا گیا تو حتمی طور پر ضم کرنے کا فیصلہ مکمل نہیں ہو سکا۔ اب وہ تبدیل ہو گیا ہے اور اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسے ضم کیا جائے اور نہ اسے ختم کیا بلکہ اس کی revamping کی جائے اور نئے طریقے سے چلایا جائے۔ ضم کرنے کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: میرے سوال کا نمبر 697 ہے۔اس کا جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں معذور بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کرنے کا مسئلہ

*697: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر خصوصی تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں حکومت کی طرف سے mentally retarded سپیشل بچوں کو سکول پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت میسر نہیں جس بنا پر سپیشل بچے سکول نہیں جا سکتے نیز اس وقت لاہور کے کس کس علاقے میں سپیشل بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت حاصل ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت صوبائی دارالحکومت لاہور میں بالخصوص اور پورے پنجاب میں بالعموم سپیشل بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ محکمہ سپیشل ایجوکیشن کی کوشش ہے کہ سکول جانے والے تمام خصوصی بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مہیا کرے۔اس وقت لاہور میں خصوصی بچوں کے پک اینڈ ڈراپ کے لئے جو بسیں فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے34200000 کی رقم برائے پک اینڈ ڈراپ مہیا کر دی گئی ہے۔اب پورے پنجاب میں پک اینڈ ڈراپ کا کوئی مسئلہ نہ ہے۔بجٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جو ہمیں بتایا گیا ہے کہ پورے پنجاب میں سپیشل بچے mentally retarded بچوں کے بارے میں محکمہ کے پاس proper data موجود نہیں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ڈیپارٹمنٹ کے پاس اس data کو اکٹھا کرنے کی سہولت موجود ہے،اگر سہولت موجود نہیں تو ڈیپارٹمنٹ ان بچوں کے لئے funds کی allocation کس طرح کرتا ہے اور ان کو facilitate کرنے کے لئے جو بجٹ مختص کیا جاتا ہے وہ کس behalf پر کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،چنڑ صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!اس وقت پورے پنجاب میں mentally retarded بچوں کے صرف تین سکول ہیں۔ ایک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور،دوسرا سرگودھا اور تیسرا ملتان میں ہے۔

جناب سپیکر: جو انہوں نے سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!وہ میں بتا رہا ہوں۔ان بچوں کی تعداد لاہور میں150 بچے بچیاں پڑھتی ہیں، سرگودھا میں80اور ملتان میں 70 بچے پڑھتے ہیں۔انہوں نے پوچھا ہے کہ ان کو funds کس طرح allocate کئے جاتے ہیں؟ ہم ضلعی حکومت کو funds دے دیتے ہیں اور ضلعی حکومت ان تینوں سکولوں میں وہ funds تقسیم کر دیتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جو پنجاب کے چھوٹے اضلاع ہیں جہاں پر mentally retarded بچوں کے لئے سہولیات میسر نہیں ہیں وہ بچے جو routine کے ہسپتالوں میں جاتے ہیں کیونکہ وہاں پر لوگوں میں یہ شعور اور تعلیم نہیں ہے کہ mentally retarded بچوں کو کہاں لے کر جانا چاہئے اور ان کے لئے کس طرح کی سہولیات میسر ہونی چاہیئں۔ میں نے ان سے صرف یہ پوچھا ہے کہ کیاان کاdata مختلف اضلاع سے اکٹھا کرنے کاان کے پاس کوئیmechanism ہے؟ جو بچےalready سکول جارہے ہیں میں ان کی بات نہیں کر رہا ہوں میں چھوٹے اضلاع کی بھی ساتھ بات کر رہا ہوں کہ یہ ان سےdata کیinput کیسے لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہمارا ہر ضلع اور تحصیلlevel میں ایک سنٹر ہے جسےflow learner centre کہتے ہیں۔ وہاں پرmentally retarded بچے جاتے ہیں، blind بھی جاتے ہیں،deaf بھی جاتے ہیں اور ان کےdata کے لئے 1998 کیcensus نہیں ہوئیں۔ ہم نےmotivate کرنے کے لئے پٹواری کے ذمے لگایا ہے، ریونیو کے ذمے لگایا ہے کہ data collect کریں اور بتائیں کہ کس تحصیل میں، کس ضلع میں کتنے بچےdisable ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں صرف ایک چیز سمجھنا چاہ رہا ہوں کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ پٹواریوں کے ذریعےdata اکٹھا کیا جاتا ہے وہ کس طرح ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہر حلقے کے پٹواری کے ذمے یہ لگایا ہے کہ جس طرح آپ گرداوری کرتے ہیں اسی طرح اپنے حلقے میں پتا کریں کہ کتنے بچےdisable ہیں، blind کتنے ہیں، deaf and de-facto کتنے ہیں اور mentally retarded کتنے ہیں؟ 1998 کے بعدsurvey نہیں ہوا۔ اب ہم دوبارہ کوشش کر رہے ہیں کہ throughپٹواری اور ریونیو آفیسر ہم

ہر تحصیل میں یہ collect کریں کہ کتنے بچے disable ہیں؟ ہمارا ہر تحصیل اور ضلع میں ایک سنٹر ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال پوچھنا تھا کہ سابقہ حکومت نے سپیشل سکولوں میں جو اقدامات کئے تھے تو کیا انہوں نے اس سے آگے بڑھ کر کوئی اقدامات کئے ہیں، ٹرانسپورٹ میں بھی اور اس کے علاوہ کوئی چیزیں add up کی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ کے لئے ہم نے ہر ضلع کو 22 لاکھ روپے دیا ہے اور وہ ضلعی حکومت کو پہنچ چکا ہے۔ D.C.O اس کا انچارج اور چیئرمین ہے وہی بسیں خریدے گا اس میں ایک Purchase Committee ہو گی۔ جہاں تک انہوں نے سکول کا کہا ہے تو اس وقت، میں سابقہ حکومت کی تو بات نہیں کرتا، اس وقت تو اخبار اور ٹیلیویژن میں صرف اشتہار آتے تھے۔ ہماری حکومت نے، ہمارے چیف منسٹر نے ان بچوں کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے ہیں ہمارے اس وقت پانچ کالج چل رہے ہیں۔ ایک کالج بہاولپور میں چل رہا ہے۔ ہم اس وقت چھ سکول upgrade کر رہے ہیں انہیں مڈل سے ہائی کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے سوال کرتی ہوں کہ امتحان میں نقل کرنے والے اور بچوں سے موبائل چھیننے والے بچوں کو دو سال کی سزا دی جاتی ہے۔ اس سزا کو آیا وہ ختم کر سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر: محترمہ!آپ یہ سوال کون سے منسٹر صاحب سے پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!ایجوکیشن منسٹر صاحب سے۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ کون ایجوکیشن منسٹر ہیں؟آپ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں خصوصی بچوں کی کتنی تعداد ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پچھلے دور میں 15 ہزار بچے زیر تعلیم تھے اور جب سے ہماری حکومت آئی ہے ہم نے والدین کو motivate کیا ہے تو اس وقت 17 ہزار بچے زیر تعلیم ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ جو disable بچے ہیں ان کے کچھ N.G.Os نے بھی سکول بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے کیا ان کا محکمہ ٹرانسپورٹ کی سہولت، کوئی wheel chair یا کوئی ایسی activities جس سے وہ بچے ہماری طرح ہمارے ساتھ چل سکیں، ان کے لئے کیا strategy بنائی ہے، جو N.G.Os نے سکول بنائے ہیں ان کو حکومت کیا funds دیتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! پہلی بات تو یہ ہے کہ I think you are part of the Government آپ ذرا خیال کیجئے بڑی مہربانی کسی اور کو موقع دیں جن کا حق ہے۔ ان کے سوال کا جواب دے کر اس کو بس اب ختم کریں۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گی کہ وہ والدین جن کے بچے disable ہیں اور وہاں پر سکول ہوتے ہوئے وہ ان کو سکول نہیں بھیجتے کیا ان کے لئے کوئی قانون سازی کی جارہی ہے، وہ اپنے بچوں کو کوڑا سمجھ کر گھر میں ڈالے رکھتے ہیں اس کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟ میرے علاقے میں بے شمار ایسے بچے ہیں جو کہ معذور ہوتے ہوئے بھی، ہمارے قریب ایک پرائیویٹ سکول بھی ہے وہاں بہت facility available ہے اس کے باوجود والدین اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجتے، کیا ان والدین کے لئے کوئی قانون سازی یا ان کے لئے ہدایات دینے کا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: یہ کیا کریں گے، جن والدین کو اپنے بچوں کا خود ہی احساس نہ ہو تو مجھے بتائیں یہ کیا کریں گے؟

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! ان بچوں کو کم از کم کوئی awareness دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کا جواب محکمے کی طرف سے غلط آیا ہوا ہے کیونکہ پوچھا یہ گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض بچوں کو pick and drop کی سہولت مہیا نہیں ہے جس بنا پر سپیشل بچے سکول نہیں جا سکتے نیز اس وقت لاہور کے کس کس علاقے میں سپیشل بچوں کو pick and drop کی سہولت حاصل ہے؟ جو محکمے نے جواب بھیجا ہے انہوں نے بسوں کی detail بھیج دی ہے علاقے کے بارے میں بالکل نہیں لکھا کہ کس کس علاقے میں یہ سہولت ہے۔ میری اطلاع کے مطابق دو موریہ پل اور شمالی علاقہ جات جس میں تاج پورہ، شاد باغ، وسن پور، عامر روڈ اور اس کی ملحقہ آبادیوں میں یہ mentally retarded بچوں کو بسوں کی سہولت نہیں پہنچا رہے اس کے حوالے سے آپ دیکھئے، میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ علاقہ جات کو اس جواب میں کیوں نہیں mention کیا گیا اور اس سلسلے میں وہ محکمے سے کس طرح باز پرس کریں گے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اسی شاداب سنٹر میں جو mentally retarded بچے ہیں ان کی تعداد 150 ہے تو ان کے لئے دو بسیں اور ایک ویگن اپنے روٹ پر چلتی ہے جو کہ بچوں کو لے بھی آتی ہے اور گھر بھی چھوڑ آتی ہے۔ ایک مزید بس لینے کے لئے ہم نے بائیس لاکھ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دے دیا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ان ذہنی مریض بچوں کے لئے سکول میں آ جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ان بچوں کو ہم pick and drop نہ کرتے ہوں۔ ہم ان بچوں کو facilitate کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری حکومت کی priority یہ ہے کہ ان کو ہم معاشرے کا ایک مفید فرد بنائیں بلکہ میں معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ parents کو motivate کریں کہ وہ اپنے ایسے بچوں کو سکول میں داخل کروائیں تاکہ وہ مزید اٹھنا، بیٹھنا، بولنا سیکھ جائیں اور ہم ان بچوں کو skilled کر رہے ہیں جو mentally retarded ہیں تاکہ یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس سوال کے جواب جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب کے لئے تین کروڑ بتالیس لاکھ روپے کے فنڈز برائے pick and drop مہیا کر دیئے گئے ہیں اور پورے پنجاب میں pick and drop کا کوئی مسئلہ نہ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میں نے جو علاقہ جات بتائے ہیں وہاں پر ابھی تک تو رسائی نہیں ہے تو پورے پنجاب میں یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ جواب آیا ہے کہ پورے پنجاب کو facilitate کر دیا گیا ہے، How can it be possible? جبکہ ان علاقہ جات کی نشاندہی میں نے کی ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز وزیر سے پوچھنا چاہوں گی کہ محکمے کے غلط جوابات پر کیوں نہیں ایکشن لیا جاتا؟ یہ سب کو نظر آ رہا ہے، آپ خود بھی اپنی ریسرچ کر سکتے ہیں کہ میں نے یہاں پر جو علاقہ جات بتائے ہیں وہاں پر کوئی ایسی سروسز نہیں ہے اور وہاں کے جو سپیشل بچے ہیں وہ بڑی تعداد میں ہیں اور وہاں پر کوئی awareness programme بھی نہیں ہے۔ میری بہن نے جو سوال کیا تھا وہ یہ تھا کہ لوگوں میں awareness پیدا کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کیونکہ لوگ aware نہیں ہیں۔ اس حوالے سے کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں کہ ہم نے ہر ڈسٹرکٹ کو بسوں کی خرید کے لئے پیسے دے دیئے ہیں، ہر ڈسٹرکٹ کو بائیس لاکھ روپیہ فی بس کے حساب سے پیسے دے دیئے ہیں۔ لاہور کے لئے ہم مزید چار بسیں خرید رہے ہیں اور اس کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو D.C.O through اٹھاسی لاکھ روپیہ دے دیا ہے۔ اب جہاں تک یہ روٹ کی بات کر رہے ہیں مجھے یہ بتائیں کہ کس روٹ پر ان بچوں کو نہیں لیا جاتا؟ میں ابھی پتا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ جو کہہ رہے ہیں، دو موریہ پُل اور کون کون سے؟

محترمہ آمنہ الفت: شمالی علاقہ جات۔

جناب سپیکر: لاہور کے شمالی علاقہ جات۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ ایسے بچوں کی تعداد 150 ہے اور ہمارے پاس دو بسیں، ایک ویگن ہے۔ اس طرح کوئی بچہ رہ نہیں جاتا۔

جناب سپیکر: چلیں، شاباش۔ جی، شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کوئی تو proper جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ بھی تو گول مول سوال کر رہی ہیں ناں۔ how it be possible? They have made it possible. پھر آپ اور کیا جواب چاہتے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: کوئی supervision کی جائے، کوئی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم through پٹواری یعنی کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہماری تعداد 37 ہزار یا پتا نہیں ڈبل بتا دی ہے کہ پچھلے سالوں سے ہم نے کر

لی ہے تو یہ کونسا mechanism ہے؟ کون سے پٹواری ہیں کہ جو پٹواری مہم چلا رہے ہیں، اکیسویں صدی میں پٹواری کلچر ابھی بھی ان کے گلے میں اٹکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوال کریں۔ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پٹواریوں نے کیسے ان کی تعداد ڈبل کر دی ہے، یہ اس کی ہاؤس میں کوئی تفصیل بتائیں گے کہ جو انھوں نے figure بتائی ہے اس کو کیسے پٹواریوں نے ڈبل کیا ہے، قلم سے کیا ہے یا حقیقت میں کیا ہے؟

جناب سپیکر: بتائیں جی، کیسے ڈبل کیا ہے اور کب سے کیا ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ پچھلی حکومت جب تھی تو اس وقت یہ 15 ہزار طلباء تھے، اب اس وقت 17 ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں اور پٹواری اپنے حلقہ اور اپنے علاقے میں بڑا اہم role ادا کرتے ہیں، جہاں وہ گرداوری کرتے ہیں وہاں یہ بھی پتا کرتے ہیں کہ کتنے بچے disable ہیں، ہم نے ان کے ذمہ یہ لگایا ہے، یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے یہ سوچا ہے کہ ہم معلومات کر لیں کہ کتنے بچے disable ہیں؟ ان کے لئے اب collection کر رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد انہیں وہ figure بتا دیں گے۔ باقی جو میری بہن نے کہا ہے کہ وہاں بس نہیں جاتی، یہ میرے پاس آ جائیں اور مجھے بتا دیں، میں ابھی محکمے کو کہتا ہوں تو وہاں پر بھی بس چلی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، جی۔ اگلا سوال۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اب بھی یہ اگر پٹواریوں کی figure پر یقین کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سے بڑی نالائقی، نااہلی حکومت کی اور نہیں ہو سکتی، میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ یہ سارے اس میں غنڈے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: اگر پٹواری 15ہزار کی figure کو 37ہزار بنا سکتے ہیں تو میڈیا کو اور سیکرٹریوں کو اور یہ ساری جو بیوروکریسی ہے اس کو ختم کر کے پٹواری کلچر کو ہی فروغ دینا چاہئے۔ یہ غلط ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس پٹواری کلچر کا یہ کہہ رہے ہیں کہ پٹواری بہت اہم ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا غلط ہے، کیا غلط ہے؟ I am sorry. No, no.۔(قطع کلامیاں)

میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ سپیشل بچوں، سپیشل سکول کی pick and drop کے بیچ میں یہ پٹواری کہاں سے آ گیا؟ ایسے پٹواری کتھوں آ گیا؟ یہ عجیب بات ہے کہ آپ ایسے irrelevant بیانات کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کسی کی بھی کسی بھی کام پر ڈیوٹی لگائی جا سکتی ہے۔ یہ بات چھوڑیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اعجاز شفیع سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب پٹواری۔۔۔

جناب سپیکر: ان سے کچھ بھی نہ پوچھیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جب پٹواری ان کے نام زمین کرواتا تھا تب وہ نیک تھا پھر وہ اچھے کردار کا مالک تھا۔ جب وہ مونس الہیٰ کے ذمے 20 مربعے انتقال کرتا تھا پھر وہ ٹھیک تھا اب وہ بدکردار ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ بات چھوڑیں۔ جی، محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: on her behalf. سوال کا نمبر بولئے۔

جناب حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 984

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ سے پہلے وہ ادھر آ گئی ہیں۔خاتون کھڑی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 984 ہے۔(معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 984 دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

موٹر وہیکل آرڈیننس پر عملدرآمد کرنے کا مسئلہ

*984: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دسمبر 2007 سے آج تک صوبہ بھر میں موٹر وہیکل آرڈیننس نمبر 19 آف 1965 کے تحت موٹر وہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے اور سیٹ بیلٹ باندھنے کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کتنے چالان کئے جا چکے ہیں اور اس مد میں حکومت کو کتنی آمدنی حاصل ہو چکی ہے؟

(ب) کیا حکومت سمجھتی ہے کہ لاہور کے علاوہ دیگر اضلاع میں مذکورہ بالا آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کرانے کی ضرورت نہ ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ سوال چونکہ ٹریفک پولیس سے متعلقہ تھا اس لئے ان سے رابطہ کر کے اس کا جواب حاصل کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے کہ "8۔جون 2007 میں پنجاب موٹر وہیکل (ترمیمی) آرڈیننس 2007 میں دفعہ B۔89 کو ایزاد کیا گیا، جس میں صراحت کی گئی ہے کہ جو شخص گورنمنٹ کی تجویز شدہ روڈ (بابت باندھے سیٹ بیلٹ) گاڑی، ٹیکسی، لائٹ ٹرانسپورٹ، ہیوی ٹرانسپورٹ چلائے گا وہ سیٹ بیلٹ ضرور باندھے گا۔

چونکہ اس سلسلے میں ابھی تک ایسی روڈ ہائے کا کوئی ٹوٹیفکیشن جاری نہ ہوا ہے اس لئے اس ضمن میں کوئی چالان یا جرمانہ نہ کیا گیا ہے جونہی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یہ نوٹیفکیشن جاری کر دے گی تو اس پر کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

(ب) چونکہ مذکورہ بالا آرڈیننس لوگوں کی جان کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس پر ہر ضلع میں مؤثر عملدرآمد ہونا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر میں پڑھ دوں تو اس کا جواب ادھر سے proper آ جائے گا۔ میں ایک سیکنڈ میں پڑھ دیتی ہوں۔ دسمبر 2007 سے 2008 تک صوبہ بھر میں موٹر وہیکل آرڈیننس نمبر 19 آف 1965 کے تحت موٹر وہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے اور سیٹ بیلٹ باندھنے کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کتنے چالان کئے جا چکے ہیں اور اس مد میں حکومت کو کتنی آمدنی حاصل ہو چکی ہے؟ اس کا جواب تو آ گیا ہے لیکن کیا یہ قانون آج بھی ہر ایک پر لاگو ہے اور اس کے اوپر کتنی restrictions ہیں، اس پر کتنی پابندی کروائی جا رہی ہے اور جن گاڑیوں میں سیٹ بیلٹ کی سہولت نہیں ہے ان کے لئے کیا پروگرام بنایا گیا ہے، کیا ان کو سیٹ بیلٹس لگوا کے دی جائیں گی یا ان کے لئے قانون relax ہے، اس حوالے سے clear کیا جائے کہ آئندہ اس حوالے سے کیا قانون بنایا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ! ماشاءاللہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! اس میں ایسے ہے کہ 2007 میں (b)89 جو آرٹیکل تھا پنجاب موٹر وہیکلز آرڈیننس میں amendment کی گئی تھی اور اس میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جی پڑھیں۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR TRANSPORT (Mr. Muhammad Khurram Gulfam): A person, who is driving a motor car, motor cab, light transport vehicle or a heavy transport vehicle on a notified road, shall fasten a seat belt.

اس کے ساتھ provisions دی ہوئی ہیں اور یہ پورے صوبہ پنجاب پر لاگو ہوتا ہے لیکن اس میں ان کے دور حکومت میں جو amendment کی گئی اس میں یہ کیا گیا تھا کہ صوبہ بھر میں roads notify کئے جائیں گے تو وہ ایک بہت hectic task تھا اور وہ پورا ہو چکا ہے اور جو D.I.G ٹریفک ہے انہوں نے اس ضمن میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ایک لیٹر بھی بھیجا ہے کہ ہم نے یہ یہ roads mention کئے ہیں اور اس پر آپ implement کروائیں تو اس میں جب ہوم ڈیپارٹمنٹ notify کر دے گا تو اس پر implementation شروع ہو جائے گی اور اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

It is further requested that direction may be issued to the manufacturers of the four wheelers to provide seat belt facilities in the new vehicles sent for sale in the market

ان میں car manufacturers کو بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ اس میں سیٹ بیلٹس لگوائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! جو چھوٹے علاقہ جات ہیں وہاں پر تو زیادہ تر رکشے چلتے ہیں یا چنگ چی چل رہے ہوتے ہیں تو اس میں تو سیٹ بیلٹ لگانے کے لئے میرے خیال میں کوئی proper جگہ بھی بنی ہوئی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے حکومت کے پاس کوئی تجاویز زیر غور ہیں کہ ان لوگوں کی سیٹ بیلٹ کہاں باندھی جائے گی اور دوسری بات یہ کہ جز(ب) کا جواب ہے بلکہ دعا ہے کہ لکھا ہے "چونکہ مذکورہ بالا آرڈیننس لوگوں کی جان کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس پر ہر ضلع میں مؤثر عملدرآمد ہونا چاہئے، کیا یہ ہونا چاہئے؟ جواب ہے اور یہ تو جواب نہیں بنتا؟ یہ تو خواہش ہے اور یہ تو نیک جذبات ہیں اور محکمہ جواب دیا کرے kindly اس چیز کو آپ ذرا کروائیے۔

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! محترمہ نے جو پہلی بات کی ہے اس میں محترمہ نے چنگ چی رکشوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ

2007میں جو یہ amendment کی گئی تھی اور اس میں جو provision دی ہوئی ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں The provision of sub section (1) shall not apply if the vehicles of two or three wheels vehicles اس میں common sense کی بات ہے کہ موٹر سائیکل میں seat belt آسکتی ہے؟

جناب سپیکر: شاباش، شاباش!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! دوسری بات جو میں نے کی ہے کہ اس ضلع میں مؤثر عملدرآمد ہونا چاہئے ۔ میں نے اس میں عرض کی ہے کہ سارا survey کرنے کے بعد ڈی آئی جی ٹریفک نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو 19 جنوری کو یہ لیٹر لکھا ہے کہ notify کر دیں تو جب وہ notify ہو جائے. تو اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

> All the roads in the cities of Lahore, Rawalpindi, Faisalabad, Multan, and Gujranwala are metropolitan cities and all inter cities roads in the Province shall be made mandatorily and notified accordingly.

محترمہ خدیجہ عمر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھنا ہے کہ جن علاقوں میں یہ restriction ہے تو ان کو minimum اور maximum کتنا fine ہے؟

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! دو سو روپے، اس میں، میں ایک اور add کرتا چلوں کہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ implement ہونے سے پہلے اس پر ایک awareness campaign چلائی جائے گی جو کہ لاہور میں پندرہ دن کے لئے چلائی گئی ہے اب

انشاءاللہ notifiedہو جائے گا تو اس پر عملدرآمد ہو گااور راولپنڈی میں چلا کر اس پر عملدرآمد ہو بھی رہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ پوچھنا ہے کہ کس ruleکے تحت ہے اور یہ campaign کب چلائی گئی تھی؟

جناب سپیکر: جی،

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): یہ Rule 89(B) کے تحت چلائی گئی اور میں نے پہلے ہی بتایا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی،

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ترمیمی آرڈیننس 8۔جون 2008 کو پاس ہوا اور آج تک اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تو یہ کیوں نہیں ہوا اور کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں نے شروع میں گزارش کی تھی کہ اس میں ایک sentence add کر دیا گیا تھا کہ on notified road یعنی اب صوبہ بھر کے روڈ کی ہم پہلے جا کر سروے کرواتے تھے اور ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ all the roads ہوتا اور اس میں پھر بعد میں exemptions create کر لیتے لیکن سارے روڈ کا پہلے انہوں نے سروے کیا تو ان کے پاس سروے سارا تیار ہو گیا ہے۔ اب ہوم ڈیپارٹمنٹ سے نوٹیفکیشن انشاءاللہ تعالیٰ جلدی ہو جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! دو سال ہو گئے ہیں لیکن یہ دو سال میں بھی کہہ رہے ہیں کہ جلدی ہو جائے گا تو یہاں پر جتنے بھی قانون بنتے ہیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہ جی! آپ ایسی بات نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ دیکھیں سگریٹ نوشی پر پابندی ہے اور آپ دیکھ لیں کہ اسمبلی کی لابی میں بیٹھ ایم پی ایز سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں تو اس لئے جو قانون بھی بنے ہیں تو اس پر کم از کم عملدرآمد بھی ہونا چاہئے اور اس پرimplementہونا چاہئے۔یہاں دو سال تک نوٹیفکیشن نہیں ہوتے۔یہ انتہائی شرم کی بات ہے اور اس پر بھی کہہ رہے ہیں کہ جلدی ہو جائے گا۔پتا نہیں ایک گورنمنٹ نے بنایا تھا اور دوسری کا دور ہے اور بنتے بنتے تیسری آ جائے گی۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اس میں کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔جی،next question

محترمہ عارفہ خالد پرویز:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ سگریٹ کی ڈبی پر لکھا ہوتا ہےsmoking is bad for healthاس کے باوجود بھی وہ پیتے ہیں۔اب ہماری لابی میں اگر smoking areaہے تو وہاں پر لکھ دیا جائے کہ non smokersکو وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے اسے کسی دوسری جگہ بیٹھنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ جو لوگ اس ہاؤس میں بیٹھ کر چیونگم یا بل گم وغیرہ کھاتے ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے۔

میاں محمد رفیق:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،میاں صاحب!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!seat beltسے کہیں زیادہ۔۔۔

جناب سپیکر:وہ معاملہ ختم ہو گیا۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر ختم نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں وہ سوال ختم ہوا۔

میاں محمد رفیق: سوال ختم ہو گیا ہو گا لیکن پوائنٹ آف آرڈر ختم نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! seat belt سے کہیں زیادہ ٹرانسپورٹر کے مسافروں کے خلاف عمومی رویے ہیں۔ زیادہ کرایہ وصول کرنا، بھیڑ بکریوں کی طرح ان کو سفر کرانا اور دھکا مار کر باہر کر دینا۔ میں خود اس کا victim ہوں اور میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔ پچھلے اجلاس میں میں حاضر نہیں تھا، میں حج پر گیا ہوا تھا اور میری اس تحریک استحقاق کا کیا ہوا؟ وہ ایوان میں پیش کی جائے آج چونکہ ٹرانسپورٹ کے متعلق سوال وجواب ہیں۔ یہ بڑا valid point of order ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ حاضر ہی نہیں ہوئے تو وہ kill ہو گئی ہو گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! kill ہو گئی ہے تو میں تو چھٹی پر تھا۔ اب اس کو زندہ کیا جائے اور آپ کہیں زندہ ہو جاؤ۔

جناب سپیکر: اللہ آپ کی زندگی رکھے۔ آپ بعد میں مجھے مل لیں۔ جی، ڈاکٹر زمرد یا سمین صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر بولئے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! question No:1044 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایسوسی ایشن آف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز پنجاب کے ارکان کے تحفظات

*1044: ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایسوسی ایشن آف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز پنجاب کے ارکان نے رجسٹرار کوآپریٹو کی طرف سے جاری کردہ شق نمبر 19 کے نفاذ پر تحفظات کا اظہار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ شق ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ اور روزمرہ معاملات میں تاخیر کا باعث ہے؟

(ج) مذکورہ شق کے مندرجات اور تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا حکومت مفاد عامہ کے پیش نظر مذکورہ شق کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) اس ضمن میں حتمی رائے دینا مناسب نہ ہے کیونکہ یہ معاملہ زیر غور ہے۔

(ج) مذکورہ شق یعنی دفعہ 19 کو آپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی ذیلی دفعہ 2 کے تحت کوئی ممبر اپنی حصہ داری یا انجمن کے سرمایہ یا جائیداد میں مفاد یا اس کا کوئی حصہ اس وقت تک منتقل نہیں کر سکتا جب تک کہ:۔

(i) اس نے حصہ داری یا مفاد کو کم از کم ایک سال تک حاصل نہ کر رکھا ہو۔

(ii) منتقلی یا بار انجمن یا انجمن کے کسی ممبر یا اس شخص کے نام جس کی ممبری کی درخواست انجمن نے منظور کر لی ہو، نہ کیا گیا۔

مذکورہ بالا شق کو آپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925ء کا حصہ ہے اور اس میں ترمیم کا اختیار صوبائی اسمبلی کے پاس ہے۔

(د) محکمہ اس وقت اس شق کے مختلف قانونی پہلوؤں کا جائزہ لے رہا ہے جس میں ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر اس کے اطلاق کے اثرات کا جائزہ لینا بھی شامل ہے۔ فی الحال ایک عدالتی حکم کے ذریعے رجسٹرار کوآپریٹوز کی ہدایات کو معطل کیا گیا ہے اور ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے ممبران حسب سابق اپنی جائیداد کا لین دین کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! اس کے جواب سے میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: مطمئن ہیں۔ چلیں! ماشاء اللہ۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں ایک کوآپریٹو سوسائٹی کے under ایک woolen factory ہے جو عرصہ دراز سے بند ہے حالانکہ وہاں میٹریل بھی موجود ہے اور اس کی مشینری کو زنگ لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ اس محکمہ کی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اسی محکمہ کی ہے اور اتنی costly زمین ہے کہ وہ شہر کے درمیان میں موجود ہے اور وہ فیکٹری پہلے بھی میں نے pursue کیا تھا کہ اس کو چالو کیا جائے کیونکہ چولستان سے اس کے لئے بھیڑ بکریوں کی woolen آتی ہے وہاں کام ہوتا تھا اس سے کافی روزگار پیدا ہوتا تھا اور وہاں کے لوگ اس سے فیض یاب ہوتے تھے تو kindly ہمارے منسٹر صاحب اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بھائی حکم کر رہے ہیں تو انشاء اللہ اسے دیکھ لیتے ہیں۔ اگر مسئلہ ہے تو مدد کریں گے اور جو سوال آیا ہے اس کے تو متعلقہ نہیں ہے لیکن جیسا وہ فرما رہے ہیں ان کے اس مسئلہ کو take up کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی پراپرٹی ہے اس کا کچھ خیال کریں۔

وزیر زراعت و امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بتایا تو ہے کہ اس کی انکوائری کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ next question محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، next question سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 1002، on her behalf (معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1002 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،on her behalf Q. No.1002اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
محترمہ آمنہ الفت: جی!

بہتر ٹرانسپورٹ سسٹم متعارف کروانے کا مسئلہ

*1002: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیا حکومت نے صوبہ بھر میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور بے ہنگم ٹریفک، آلودگی اور تیل کی ہوشربا قیمتوں کے پیش نظر system mass transit کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے؟
(ب) کیا حکومت public transport کا معیار بہتر بنانے کے لئے مؤثر حکمت عملی اپنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟
(ج) کیا حکومت subway یا metro کی طرز کے transport سسٹم متعارف کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو اب تک، اس سلسلہ میں کیا پیشرفت ہو چکی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):
(الف) لاہور شہر کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر لوگوں کو ٹرانسپورٹ کے جو مسائل درپیش ہیں ان کو حل کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے لاہور میں ریپڈ ماس ٹرانزٹ ٹرین چلانے کا منصوبہ بنایا جس کے پہلے مرحلے میں فیزیبلٹی سٹڈی اور دوسرے مرحلے میں ریفرینس ڈیزائن کی رپورٹس غیر ملکی فرموں M/S MVA Asia ہانگ کانگ اور M/S Systra France نے تیار کی ہیں جبکہ منصوبے کا اگلا مرحلہ ریفرنس ڈیزائن کی تکینکی جانچ پڑتال کے بعد شروع کیا جائے گا۔
(ب) جی ہاں! موجودہ حکومت public transport کے معیار میں بہتری لانے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر کوشاں ہے اور اس سلسلے میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے تجربہ کار افراد پر مشتمل ایک task force قائم کی گئی ہے اس task force سفارشات کے نتیجے

میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام عمل میں آ چکا ہے جو کہ لاہور میں اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کو فعال اور منظم بنانے کے لئے عملی اقدامات کرے گی۔

(ج) فی الوقت LRMTS کے علاوہ کوئی اور منصوبہ محکمہ میں زیر غور نہ ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کا جز(الف) ہے کہ "کیا حکومت نے صوبہ بھر میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور بے ہنگم ٹریفک، آلودگی اور تیل کی ہوشربا قیمتوں کے پیش نظر system mass transit کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے؟ میرا ضمنی سوال ہے کہ اس سلسلے کو بہتر بنانے کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے کیونکہ آج کل ٹریفک بہت برے طریقے سے stuck ہوتا ہے اور خاص طور پر جس وقت C.M صاحب کا convoy گزرتا ہے اس وقت ٹریفک پورے ایک underpass سے دوسرے underpass تک اکثر اوقات آدھا آدھا گھنٹہ بلاک رہتا ہے۔ وہاں پر اس قسم کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور لوگ بیمار ہو رہے ہیں تو اس سلسلے میں منسٹر صاحب ذرا فرمادیں کہ کوئی further plan اس کو کنٹرول کرنے کے لئے زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! ویسے تو یہ سوال ماس ٹرانزٹ سسٹم سے relevant تھا لیکن overall ٹریفک کی صورت بہتر بنانے کے لئے ہماری حکومت اقدامات کر رہی ہے۔ کل جو یہاں اسمبلی سے اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے نام سے بل پاس ہوا ہے وہ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی تاکہ ہم لاہور میں پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر کر سکیں۔ جو بسیں سٹاپ کے علاوہ رک جاتی ہیں ہم اس میں strict ہو جائیں اور اس پر کوئی rules follow کریں۔ ماس ٹرانزٹ سسٹم (mass tranist system) بھی اسی لئے ہے تاکہ لوگ پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کریں۔ اگر ہم اچھی اور معیاری ٹرانسپورٹ مہیا کریں گے تو لوگ اپنی گاڑیاں، موٹر سائیکل اور سائیکل وغیرہ چھوڑ کر اسی ٹرانسپورٹ پر سفر کریں گے تو پھر definitely اس پر بوجھ کم پڑے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے کہنا چاہوں گی کہ یہ ایک بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے اور بعض جگہوں پر بہتر منصوبہ بندی سے ٹریفک کنٹرول کی جا سکتی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہاں proper منصوبہ بندی نہیں ہے۔ آپ یتیم خانہ چوک میں دیکھیں کہ وہاں بسوں کے اڈے

بنے ہوئے ہیں اور بہت دیر کے لئے ٹریفک stuck ہو جاتی ہے۔پھر وہاں ارد گرد کچے فٹ پاتھ ہیں اس لئے وہاں گرد بھی بہت زیادہ اٹھتی ہے چونکہ وہاں سے بہت بڑی بڑی بسیں گزرتی ہیں۔ایسی جگہوں پر فٹ پاتھ کو wall to wall پکا بنا دیا جائے تاکہ کم از کم وہ گرد تو نہ اٹھے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ ضمنی سوال کریں۔تجاویز بعد میں دے دینا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!سوالات سے مسائل اجاگر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔انھوں نے سن لیا ہے۔جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!ضمنی سوال پر ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!I think concerned Minister is out تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: یقیناً وہ part of the Government ہیں اور وہ یہ office hold کر رہے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: We welcome میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ rapid mass transit system کب تک شروع کرنے کا ارداہ ہے؟کیا ابھی تک یہ feasibility process سے گزر رہا ہے یا گزر چکا ہے اور کب تک شروع کرنے کا ارادہ ہے؟اور انھوں نے اس کے لئے کوئی awareness programme ترتیب دیا ہے؟چونکہ یہ تھوڑا سا complicated programme ہے۔

جناب سپیکر: یہ پیسوں کی بات ہے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ 2005 میں اس کی feasibility تیار کروائی تھی۔جواب میں بھی موجود ہے کہ ہانگ کانگ کی فرم MVA Asia نے اس کی feasibility تیار کی تھی۔کیا اس کی لاگت وغیرہ بھی بتادوں؟

محترمہ عائشہ جاوید: یہ بتادیں کہ یہ کب تک شروع کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): پھر فرانس کی Systra company نے اس کا reference design تیار کیا اور اسے feasible قرار دیا۔اس میں کچھ

conditions ہوتی ہیں انھوں نے ان conditions کے مطابق سارے لاہور کی ٹرانسپورٹ اور مسافروں کو دیکھ کر اور ان کا جائزہ لینے کے بعد اسے feasible قرار دیا اور اس کا سارا structure design کر دیا۔ اب اس کا اگلا step انجینئرنگ کی طرف آ جائے گا اور ہم ملٹی نیشنل فرم سے انجینئرنگ کی خدمات حاصل کریں گے۔ انشاء اللہ ہم media internationally میں add دینے والے ہیں تاکہ اس میں کوئی further step لیا جا سکے۔ واقعی یہ ایک تو بہت costly ہے جب یہ شروع کیا گیا تھا تو اس وقت یہ پراجیکٹ 6 بلین ڈالر کا تھا اور اس کے چار routes بتائے گئے تھے ان میں سے ایک روٹ کو green line کہہ کر اس پر اس کی ساری feasibility رپورٹس تیار کرائی ہیں۔ یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے، process سے گزر رہا ہے جیسے جیسے اس کے process ہوتے جائیں گے انشاء اللہ جلدی شروع ہو گا۔ اس پر کام رکا نہیں ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہاں کوئی یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ اندازاً یہ کب تک شروع ہو پائے گا چونکہ یہ 2005 سے ہماری حکومت کے دور سے ہی چل رہا ہے لیکن ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا لہذا یہ کوئی exact time frame دے سکتے ہیں کہ کب تک یہ شروع کریں گے؟ میں completion کی بات نہیں کر رہی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صحافی بھائی بائیکاٹ کر کے باہر چلے گئے ہیں۔ issue یہ ہے کہ ایس پی ٹریفک سٹی سردار آصف نے شاید یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ اس نے ہمارے جتنے صحافی بھائی جو صحافت کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں، جو اس ملک میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں ان کے اور ان کی فیملیوں کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کرنا ہے بلکہ اس نے ہمارے ایک ایم پی اے کے ساتھ بھی اسی قسم کا رویہ اختیار کیا۔ اگر ہم پولیس کو غنڈہ گردی اور پولیس گردی کا اتنا اختیار دے دیں گے تو جہاں ہمارے صحافی بھائی اور پارلیمنٹیرین محفوظ نہیں ہیں تو اس شہر اور اس صوبہ میں عام شہریوں کے ساتھ کیا رویہ ہو گا؟ ایس پی جو بغیر وردی اتنی غنڈہ گردی اور harassment create کر رہا ہے اس کے خلاف ہمارے صحافی بھائی پریس گیلری سے بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ شاہ صاحب کدھر گئے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: لاء منسٹر صاحب اپنی سٹیٹمنٹ دیں کہ حکومت کیا چاہتی ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ایک ذمہ دار پولیس افسر کے لئے غنڈہ گردی کا لفظ استعمال کرنا ناجائز اور نامناسب ہے۔اگر اس نے کوئی زیادتی کی ہے تو زیادتی کی بات کی جائے۔پولیس کا ایک ایس پی جو گریڈ 18 کا آفیسر ہے اگر آپ اس کے بارے میں غنڈہ گردی کے الفاظ استعمال کریں تو میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ماشاء اللہ رانا صاحب پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک شخص بغیر وردی اس قسم کی حرکات کر رہا ہے۔اگر ایک سویلین کرے تو وہ غنڈہ گردی ہے اور اگر ایک وردی والا کرے تو غنڈہ گردی کا لفظ استعمال کرنے سے اس کی شان خراب ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک اور شرمناک واقعہ ہے کہ نہ صرف ہمارے صحافی بھائیوں کے ساتھ بلکہ ان کی فیملیوں کے ساتھ اس قسم کی حرکات کی جاتی ہیں اور وہ شخص تو ہمارے پارلیمنٹیرین کے ساتھ بھی یہی حرکات کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے لیکن جہاں تک میں سمجھا ہوں کہ جس بات سے انھیں انتہائی شرم محسوس ہوئی اس کا انھوں نے ذکر نہیں کیا کہ واقعہ کیا ہوا ہے؟ جو یہ پارلیمنٹیرین کے حوالے سے بات کر رہے ہیں میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے ایک تحریک استحقاق جمع کرائی تھی اور مجھے بھی بتایا تھا کہ میں نے متعلقہ ایس پی ٹریفک آصف کو ٹیلی فون کیا تو اس نے کہا کہ آپ اپنے بندوں کو بھیج دیں تو میں ان سے بات کر کے معاملہ طے کروا دیتا ہوں۔ان کا گلہ یہ تھا کہ میرے بندے وہاں پر گئے ہیں لیکن انھیں وہاں پر properly accommodate نہیں کیا گیا۔میں نے کل ایس پی ٹریفک کو بلوایا تھا اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے بھی درخواست کی تھی کہ آپ بھی آ جائیں اور ان بندوں کو بھی لے آئیں جن کو آپ نے بھیجا تھا اور ایس پی نے ان کے ساتھ misbehave کیا۔ یہ میرے آفس میں بیٹھے ہیں اور وہاں پر جو معاملہ سامنے آیا وہ یہ تھا کہ سیکرٹری آر ٹی اے نے کچھ روٹس پر ویگنیں چلنے پر پابندی لگا دی ہے۔جب میں نے ساری بات سنی تو

میں نے کہا کہ اس میں ایس پی ٹریفک کا تو کوئی role نہیں ہے بلکہ یہ پالیسی تو سیکرٹری آر ٹی اے نے بنائی ہے۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پالیسی میں کوئی زیادتی ہے یا غلط بنی ہے تو پھر ہم سیکرٹری آر ٹی اے کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور جس حد تک آپ کی بات reasonable ہے ان سے کہتے ہیں کہ وہ اسے accede کریں۔اس پر آج کا ٹائم مقرر ہوا تھا اس کے بعد میں نے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے پوچھا اور ان بندوں سے بھی پوچھا کہ اگر کل سیکرٹری آر ٹی اے کو بلوا کر آپ کا یہ روٹ کا معاملہ طے ہو جائے تو پھر آپ کا ایس پی صاحب سے تو کوئی گلہ نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ کوئی گلہ نہیں ہے۔ٹھیک ہے ہم گئے تھے تھوڑی بہت بات ہوئی تو ایس پی نے کہا کہ آپ میرے پاس آئے تھے تو کیا میں نے آپ کو بٹھایا نہیں، آپ کو چائے نہیں پلائی؟ لیکن انھوں نے کہا کہ آپ نے ہماری بات تو مانی نہیں تو آگے سے ایس پی کا جواب تھا کہ یہ بات تو سیکرٹری آر ٹی اے یا سیکرٹری ٹرانسپورٹ مان سکتا ہے، میں نہیں مان سکتا۔

جناب سپیکر! جہاں تک صحافی بھائیوں کا تعلق ہے بعض صحافی بھائی مجھے آج صبح ملے بھی ہیں لیکن حقیقتاً مجھے اس واقعہ کا پتا نہیں ہے کہ انھوں نے کس بات پر واک آؤٹ کیا ہے؟ کیا اس ایس پی سے متعلقہ ہے یا کوئی اور معاملہ ہے لیکن وہ جو بھی ہے آپ یہاں ہاؤس سے کوئی دو معزز ممبران بھیجیں بلکہ اعجاز شفیع صاحب کو بھی ساتھ بھیجیں وہ صحافی بھائیوں کو جو یقین دہانی کروانا چاہیں کرائیں اور آ کر مجھے اور گورنمنٹ کو بھی حکم کریں اور وہ جو بات مناسب سمجھتے ہیں صحافی بھائیوں کے ساتھ بیٹھ جائیں یا پھر مجھے شامل کرنا چاہیں تو پھر اجلاس کے بعد بیٹھ جاتے ہیں تو ان کا اس بارے میں جو بھی مطالبہ ہو گا یا انھیں جو بھی تکلیف پہنچی ہے تو انشاء اللہ اس کا سو فی صد ازالہ ہو گا۔اس میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں کہ کوئی پولیس آفیسر، کوئی سرکاری ملازم صحافیوں کے ساتھ یا معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ کسی قسم کا misbehave کرے۔

جناب سپیکر: رانا محمد افضل صاحب اور اعجاز شفیع صاحب آپ دونوں حضرات صحافی بھائیوں کے پاس جائیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں درخواست کروں کہ "غنڈہ گردی" کا لفظ جو پولیس کے بارے میں، ایس پی کے بارے میں کہا گیا ہے وہ کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: نہیں، جناب سپیکر! میں نے categorically بتایا ہے کہ سردار آصف، ایس پی ہمارے صحافی بھائیوں کے خلاف ایک خصوصی مہم چلا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذمہ دار لوگ ہیں وہ کبھی غلط بات نہیں کرتے۔ میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ ہاؤس میں کہہ رہا ہوں۔

MR. SPEAKER: Mr. Ejaz Shafi! You should behave like a good Parliamentarian. You are a good man.

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر پولیس کا رویہ ہمارے صحافی بھائیوں کے ساتھ غنڈہ گردی والا ہو تو پھر وہ کیا کریں؟

جناب سپیکر: کوئی بھی آدمی جو کہ ایک معزز شہری ہے اگر اس کو آپ غنڈہ کہیں گے تو کیا یہ مناسب ہو گا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جو کالی وردی پہن کر ان صحافی بھائیوں کے ساتھ یا ہمارے ساتھ اس طرح کا رویہ اختیار کرے گا تو ان کو پھر کیا کہا جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میرا خیال ہے کہ اعجاز شفیع صاحب نے یہ نہیں کہا کہ وہ ایس پی غنڈہ ہے۔ بلکہ انھوں نے یہ کہا کہ انھوں نے ہمارے ممبران اور صحافیوں کے ساتھ غنڈہ گردی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ذات کے اوپر بات نہیں ہے، یہ ان کے ایک عمل کے اوپر بات ہے۔ صحافی بھائیوں سے بات کر کے اس کو certain کر لیں اگر ان کی طرف سے کوئی تجاوز ہوا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ازالہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ دونوں حضرات جائیں۔ کیا آپ کے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کرنا چاہئے؟ میرا خیال ہے کہ دو خواتین بھی جائیں۔ ایک خاتون ممبر حکومتی بنچوں کی طرف سے اور ایک اپوزیشن بنچوں کی طرف سے جائے گی۔ اپوزیشن کی طرف سے آمنہ الفت صاحبہ جائیں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!صحافی ہمارے بھائی ہیں لیکن یہ آپ نے ان کے لئے ایک مسئلہ بنادیاہے۔ بھائی تو ان کی طرف جارہے ہیں،جب بہنوں کو بھیجیں گے تو پھر انھیں ہر قیمت پر واپس آنا پڑے گا۔

جناب سپیکر:چلیں،ٹھیک ہے،اچھی بات ہے۔جی،اگلاء سوال۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر:انھوں نے کہاہے کہ اس پر کام ہورہاہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:میں نے پوچھاہے کہ کام کب شروع ہوگا،میں نے پوچھاہے کہ یہ پراجیکٹ کب شروع ہوگا؟

جناب سپیکر:وہ ابھی اس کو finalize کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!I am sorry میں اس وقت اس کے لئے کوئی time limit نہیں دے سکتا کیونکہ اس کے اوپر ابھی feasibility report آئی ہے۔ ابھی اس بارے میں کافی مراحل طے ہونے والے ہیں۔Asian Development Bank نے اس کی funding کرنی ہے، کچھ حصہ پنجاب حکومت سے جاناہے۔یہ کسی گاؤں یا شہر کی عام سڑک نہیں ہے کہ میں بتادوں کہ کل شروع ہو جائے گی۔یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔اس طرح سے اس بارے میں یقین دہانی نہیں کروائی جا سکتی۔

جناب سپیکر:اگلا سوال جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ یہ dispose of کیا جاتاہے۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں۔ یہ بھی dispose of کیا جاتاہے۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! On his behalf Q. No. 1339 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1339 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرقپور موڑ کھنڈا پر چوبیس گھنٹے بس سروس چلانے کا مسئلہ

*1339: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرق پور موڑ کھنڈا پر رات 9 بجے کے بعد پبلک ٹرانسپورٹ بند ہو جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روٹ پر کسی کمپنی کی بسیں نہیں چلتیں اور نہ ہی کوئی پرائیویٹ اچھی بسیں چلتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ رات 9 بجے کے بعد یا ٹرکوں، ٹرالیوں پر سفر کرنا پڑتا ہے یا پھر اگلے دن سفر کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایمرجنسی کی صورت میں رات کو کوئی بھی بس وغیرہ نہیں ملتی؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک پر دن رات بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ بات درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرقپور شریف موڑ کھنڈا پر رات 9 بجے کے بعد پبلک ٹرانسپورٹ بند ہو جاتی ہے مگر اس امر میں محکمہ ہذا کی کوئی غفلت شامل نہ ہے کیونکہ اس روٹ پر تقریباً 175 پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیاں چلتی ہیں جو کہ سواریوں کی ضرورت کے مطابق دن کے اوقات میں آمدورفت کی سہولت بہم پہنچاتی رہتی ہیں۔

یہ درست ہے کہ اس روٹ پر رات کے وقت کوئی بس یا ویگن نہیں چلتی جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ روڈ بہت زیادہ ناہموار ہے جس کی وجہ سے رات کے وقت حادثات کا امکان ہوتا ہے اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس روٹ پر رات کے وقت بسا اوقات ڈکیتیاں ہونے کی شکایات ہوتی رہتی ہیں اس وجہ سے ٹرانسپورٹرز اور سواریاں رات کے وقت سفر کرنے سے گریزاں ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ اس روٹ پر ہر قسم کی پرائیویٹ ٹرانسپورٹ مثلاً ویگن، بس، منی بس اور ایئر کنڈیشنڈ بس سروس کی سہولت میسر ہے جبکہ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کی رو سے آزادانہ روٹ پرمٹ کے اجرا کی پالیسی کی بنا پر کسی مخصوص کمپنی کو روٹ پرمٹ جاری نہ کئے جا سکتے ہیں جبکہ انفرادی طور پر روٹ پرمٹ کے حامل ٹرانسپورٹرز انتظامی سہولت کی خاطر مختلف گروپ تشکیل دے کر اپنی اپنی ٹرانسپورٹ چلا رہے ہیں۔

(ج) یہ بات کسی حد تک درست ہے اور اس کی وجہ جز(الف) میں بیان کی گئی ہے۔

(د) یہ بات بھی کسی حد تک درست ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس روٹ پر پہلے ہی کافی تعداد میں پبلک ٹرانسپورٹ موجود ہے جو کہ آزادانہ پالیسی کے تحت رواں دواں ہے جبکہ محکمہ ہذا کی طرف سے ایسی کوئی قدغن نہ ہے جس کے تحت ٹرانسپورٹرز رات کے وقت گاڑیاں نہ چلا سکتے ہیں۔اگر معقول تعداد میں مسافروں کی دستیابی ہو اور دیہی علاقوں میں رات کے سفر کو محفوظ بنانے کے لئے یقینی اقدامات کئے جائیں تو ٹرانسپورٹر حضرات رات گئے تک بسیں اور ویگنیں چلانے پر لازمی طور پر رضامند ہو جائینگے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرقپور اب dual carriage ہو چکی ہے کیا حکومت پنجاب مستقبل قریب میں اس پر چوبیس گھنٹے ٹرانسپورٹ چلانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: کہاں تک 24 گھنٹے ٹرانسپورٹ چلانے کا پوچھ رہے ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): یہ جڑانوالہ، موڑ کھنڈا، منڈی فیض آباد، شرق پور تک مختلف routes ہیں۔ کچھ ویگنیں شرقپور تک چلتی ہیں، کچھ ویگنیں منڈی فیض آباد ضلع ننکانہ تک چلتی ہیں۔ کچھ موڑ کھنڈا، کچھ جڑانوالہ اور کچھ روٹ فیصل آباد تک بھی جاتا ہے۔ جواب میں روڈ ڈکیتی کی وارداتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ وہاں پر روڈ ڈکیتی کی وجہ سے رات ٹرانسپورٹ نہیں چلتی۔ کیا حکومت مستقبل قریب میں ان روڈ ڈکیتیوں کو روکنے کے لئے کوئی پٹرولنگ چیک پوسٹ یا روڈ گشت میں اضافہ کرنا چاہتی ہے تاکہ یہاں بھی چوبیس گھنٹے ٹرانسپورٹ میسر آ سکے۔ یہ علاقہ بھی پاکستان کا حصہ ہے، بالکل لاہور کے قریب ہے۔ اس علاقے کے لوگوں کا بھی حق ہے کہ یہ آزادی کے ساتھ، محفوظ طریقے سے سفر کر سکیں۔ حکومت اس بارے میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ منڈا صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ہماری پنجاب حکومت کے آتے ہی وہاں پر ان کے لئے dual carriage کا اعلان ہوا ہے۔ اس پر کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ بڑی اچھی بات ہے، ہمیں بھی خوشی ہے۔ جہاں تک چوبیس گھنٹے بس چلانے والی بات ہے تو اس میں گزارش یہ ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ جب کسی کو روٹ پرمٹ دیتا ہے تو اس میں گھنٹے specify نہیں کئے جاتے۔ وہ روٹ پرمٹ چوبیس گھنٹوں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اب آگے وہاں کے جو حالات ہیں، جو circumstances ہیں، مسافروں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے ٹرانسپورٹر اپنی ٹرانسپورٹ چلاتے ہیں۔ اب رات کے بارہ ایک بجے مسافر بہت کم ہو جاتے ہیں۔ جب مسافر کم ہوں گے تو ظاہری بات ہے کہ وہاں پر ٹرانسپورٹ بھی کم ہو جائے گی، obviously انھوں نے خالی بسیں تو نہیں چلانی۔ جب وہاں پر نئی سڑک بن جائے گی، وہاں پر ترقی آئے گی تو پھر رات کا سفر بڑھ جائے گا اور لوگ رات کو بھی لاہور آنا شروع کر دیں گے اور پھر میرا خیال ہے کہ ٹریفک بھی رات کو چلے گی۔ میں منڈا صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ ان کا علاقہ ہے، مہربانی کریں اور وہاں پر ڈکیتیاں کم کروانے میں تھوڑی مدد کریں کیونکہ یہ anti cattle

theft کی ٹاسک فورس کے چیئرمین بھی ہیں۔رات کو جو لوگ مویشی چوری کے لئے سڑکوں پر نکلتے ہیں ان کی بھی ذرا روک تھام کریں۔ شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس حوالے سے ایک اور ضمنی سوال کروں گا کہ شرقپور شریف سے جو ویگنیں لاہور آتی ہیں،لاہور میں ان کے کھڑے ہونے کے لئے سیکرٹری ٹرانسپورٹ اور آر ٹی اے سیکرٹری صاحب نے آج تک کوئی اڈا منظور نہیں کیا جبکہ ٹرانسپورٹروں کی طرف سے بے شمار مرتبہ درخواستیں آئی ہیں اور pending ہیں تو ان ویگنوں کے لئے لاہور میں کوئی اڈا دینے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔

جناب سپیکر:ان کی اس جائز درخواست پر غور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!یہ اصل سوال سے ہٹ کر بات کی گئی ہے۔ میرے علم میں یہ بات ہے،انشاءاللہ ان کی متعلقہ حکام سے میٹنگ کروائیں گے اور یہ مسئلہ حل کروادیں گے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال راؤ کاشف رحیم خان صاحب کا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان:جناب سپیکر!سوال نمبر1411،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ میں انسپکٹروں کی بھرتی کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1411:**راؤ کاشف رحیم خان**:کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اگست2007 کو محکمہ کوآپریٹو میں انسپکٹروں کی بھرتی کے لئے تحریری امتحان لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نومبر2007 میں250 امیدواران کو ٹیسٹ/انٹرویو کے لئے کال کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بھرتی ڈائریکٹ کوٹا کے لئے تھی جبکہ محکمانہ امیدواران نے یہ بھرتی رکوانے کا stay لے لیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جولائی 2008 سے stay ختم ہو چکا ہے اور محکمہ بھرتی کے لئے دوبارہ امتحان لینا چاہتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت ٹیسٹ انٹرویو میں پاس پہلے سے درخواست دہندگان کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں، درست ہے۔

(ب) جی ہاں، درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ امداد باہمی میں کچھ سب انسپکٹرز جو کہ پروموٹی کوٹا کے تحت پروموٹ ہوئے تھے انہوں نے لاہور ہائی کورٹ سے stay لے لیا۔ بعدازاں کورٹ نے مورخہ 2008۔07۔02 کو stay ختم کر دیا اور کیس کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ محکمہ ہذا نے مورخہ 2008۔06۔18 کی ڈی پی سی میٹنگ میں 162 انسپکٹران کو ریگولر کر دیا۔

(د) یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے مورخہ 2008۔07۔02 کو stay ختم کر دیا۔ چونکہ اس وقت بھرتی پر پابندی ہے اس لئے جیسے ہی بھرتی پر پابندی ختم ہو گی تو نئی پالیسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

(ہ) محکمہ امداد باہمی میں انسپکٹران بھرتی کے خواہشمند درخواست دہندگان جنہوں نے ٹیسٹ پاس کر لیا ہے اور ان کا انٹرویو لینا باقی ہے۔ چونکہ حکومت پنجاب کی طرف سے بھرتی پر پابندی ہے جیسے ہی بھرتی پر پابندی ختم ہو گی حکومت پنجاب کی نئی پالیسی کے تحت 40 اسامیاں جو کہ ڈائریکٹ کوٹا برائے انسپکٹر ہیں نئی بھرتی پالیسی کے مطابق پُر کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انسپکٹروں کی بھرتی پر پابندی کب ختم ہو گی؟

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب جلد ہی بھرتی پر پابندی اٹھا رہی ہے۔ جونہی پابندی ختم کی جائے گی انسپکٹروں کے انٹرویو شروع کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (ملک محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور میں محکمہ کے سکولوں و کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1903: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ ہذا کے سکول اور کالج کہاں کہاں واقع ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) حکومت ان سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم بچوں کو کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں کے سال 2006-07 اور 2007-08 کے اخراجات بیان کریں؟

(د) لاہور میں محکمہ ہذا مزید سکول، کالج اور دیگر ادارے کہاں کہاں اور کب تک کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ ہذا کے زیر انتظام چودہ سکولز اور چار کالجز کام کر رہے ہیں، جن کے نام اور جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم ہر بچے کو حکومت کی طرف سے بنیادی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں جن کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں کے سال 2006-07 اور 2007-08 کے اخراجات کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لاہور میں ادارہ جات ضرورت کے مطابق ہیں اور فی الحال حکومت نئے ادارے کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

کوآپریٹو متاثرین کی تعداد اور ان کی رقوم کی ادائیگی کا مسئلہ

*1141: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو متاثرین کی کل تعداد کیا ہے، ان کی کل کتنی رقم فنانس کارپوریشنوں کے پاس جمع تھی، اس رقم میں سے کتنی انہیں واپس کر دی گئی ہے اور کتنی تاحال واجب الادا ہے، کتنے افراد تاحال کوئی رقم وصول نہیں کر سکے؟

(ب) ایسی کتنی کوآپریٹو فنانس کارپوریشنیں ہیں جن سے کوئی نقد رقوم یا assets وصول نہیں ہوئے، ان کارپوریشنوں سے متعلق متاثرین کی تعداد کیا ہے، ان کے متاثرین کو کیسے ادائیگی ہو گی، متاثرین کو رقوم واپس کرنے کا کیا طریقہ ہے اور کتنے عرصہ میں تمام متاثرین کو رقوم واپس کی جا سکیں گی؟

(ج) آئندہ کے لئے کیا اقدامات تجویز کئے گئے ہیں کہ کوآپریٹو کارپوریشنیں لوگوں کی رقوم اس طرح غبن نہ کر سکیں؟

(د) ابھی تک کتنے کورٹ کیس پینڈنگ ہیں اور کیا ان کی پیروی تندہی سے کی جارہی ہے؟

(ہ) کوآپریٹو ایک صوبائی معاملہ ہے، ریکوری نیب کے ذریعے ہو رہی ہے نیب کن شرائط اور ایگریمنٹ کے تحت ریکوری کرتے ہیں کتنے فیصد پر ریکوری ہوتی ہے؟

(و) کیا حکومت ایسا کوئی انتظام کرنے یا قانون نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ کوآپریٹو کے غریب متاثرین کو 100 فیصد ریکوری ان کی دہلیز پر پہنچے اور نیب یا اور کوئی ادارہ کوئی کٹوتی نہ کرے؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) کوآپریٹو متاثرین کی کل تعداد 266,413 ہے جن کی کل رقم 13254.03 ملین روپے تھی۔ اس میں سے 235,067 متاثرین کو 8408.85 ملین روپے کی کل و جزوی ادائیگی کی جاچکی ہے اور 31346 متاثرین کو کوئی ادائیگی نہ ہوئی ہے۔

(ب) ایسی کارپوریشنوں کی تعداد 38 ہے اور ان کارپوریشنز کے متاثرین کی تعداد 1999 ہے اور جن کے کلیم کی مالیت 182791963 روپے ہے اور ان متاثرین کو ہیڈ آفس فنڈ سے ادائیگی کی جاری ہے۔ جتنی جلدی متاثرین اپنے کلیمز کی وصولی کے لیے بورڈ سے رابطہ کریں گے۔ اتنی ہی جلدی ادائیگی مکمل کر لی جائیگی۔

(ج) کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کی رجسٹریشن پر مکمل پابندی ہے۔

(د) مختلف عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد 426 ہے اور PCBL کی طرف سے مقرر کردہ وکلا صاحبان اور PCBL کا نمائندہ پوری تندہی سے پیروی کر رہے ہیں۔

(ہ) نیب PCBL کی ریکوری بغیر کسی شرائط اور بغیر کسی فیصد کے کر رہا ہے۔

(و) PCBL تمام متاثرین کو ان کے کلیم کی ادائیگی اپنے ہیڈآفس واقع مال ویوپلازہ نیلا گنبد بنک سکوائر، لاہور میں کر رہا ہے۔ متاثرین کو ان کے کلیم کی ادائیگی روزانہ کی بنیاد پر کی جارہی ہے۔

ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن کے زیر کنٹرول سکولوں وکالجوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1904: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن کے ماتحت کل کتنے سکول اور کالج ہیں؟

(ب) لاہور میں واقع سکولوں اور کالجوں کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل اور عہدہ گریڈوار بتائیں؟

(د) یکم جنوری2008 سے آج تک لاہور محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومیسائل پتاجات اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(ہ) کنگ محل کالج گلبرک کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(و) اس کالج کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات بیان کریں؟

(ز) اس کالج میں زیر تعلیم بچوں کے لئے کہاں کہاں ہوسٹل ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن کے ماتحت پانچ کالج، اکاون سکول اور ایک سو بارہ سینٹر کام کر رہے ہیں۔

(ب) لاہور میں واقع سکولوں اور کالجوں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل، عہدہ اور گریڈ وار (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یکم جنوری2008 سے آج تک لاہور محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومیسائل، پتاجات اور تعلیمی قابلیت (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) گورنمنٹ ڈگری کالج آف سپیشل ایجوکیشن سپیشل ہاؤس (کنک محل) کا کل رقبہ 47200 مربع فٹ ہے اور اس کالج میں بی اے تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(و) اس کالج کے سال 2006-07 اور 2007-08 کے اخراجات مندرجہ ذیل ہیں:۔

سال	2006-07	12194294 روپے
سال	2007-08	15495444 روپے
میزان		27689738 روپے

(ز) اس کالج میں زیر تعلیم بچوں کے لئے ہوسٹل کی سہولت مندرجہ ذیل اداروں میں ہے۔

1- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی بلائینڈ شیرانوالہ گیٹ لاہور (بلائینڈ طلبا)

2- گورنمنٹ ڈگری کالج سپیشل ایجوکیشن گلبرگ لاہور (ڈیف طلبا)

3- گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج آف ڈیف سپیشل ہاؤس گلبرگ لاہور (طالبات)

سواں کیمپ راولپنڈی، گونگے بہرے بچوں کے سکول کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*2209: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر خصوصی تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سواں کیمپ راولپنڈی میں واقع گونگے اور بہرے بچوں کے لئے سرکاری سکول ابھی تک مڈل سکول کے طور پر کام کر رہا ہے، جملہ تقاضے پورے کرنے کے باوجود اپ گریڈ نہیں کیا گیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ چند سال پہلے اپ گریڈیشن کے تحت ثانوی کلاسیں شروع کی گئی تھیں لیکن سکول ہذا کے طالب علم میٹرک کے امتحانات میں بطور پرائیویٹ شریک ہوتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت صورتحال کو ٹھیک کرنے اور سپیشل بچوں اوران کے والدین کے مسائل کم کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سکول برائے گونگے، بہرے (سواں کیمپ) راولپنڈی ابھی تک مڈل سکول کے طور پر کام کر رہاہے ضلعی حکومت راولپنڈی نے سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے نوٹیفکیشن جاری کر دیاہے۔جس کی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) مزید یہ کہ فنڈز کی فراہمی کے لئے محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے کیس پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(B&D)3-6/2007 مورخہ 29-1-2008 کو ارسال کیاکہ وہ محکمہ خزانہ کو فنڈز جاری کرنے کے لئے ہدایات جاری کریں (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جس پر محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اعتراضات لگائے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ان اعتراضات کو دور کر کے کیس دوبارہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(B&D)3-6/2007 مورخہ 18-4-2008 کو بھیجا جا چکاہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ثانوی کلاسیں والدین کے پرزور اصرار اور ضلعی حکومت کے نوٹیفکیشن کے بعد شروع کی گئی ہیں تاہم راولپنڈی تعلیمی بورڈ اس وقت تک بچوں کے امتحانات ریگولر نہیں لیتا جب تک اس کی منظوری صوبائی حکومت سے نہ ہو جائے اور محکمہ سپیشل ایجوکیشن یہ منظوری حاصل کرنے کی کوشش کر رہاہے۔

(ج) سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ سکولوں کی اپ گریڈیشن کے سلسلہ میں رابطہ میں ہے اور جلد ہی اس کو مکمل کر لیا جائے گا۔

لاہور میں بسوں ویگنوں کے غیر قانونی اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1479: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بسوں اور ویگنوں کے بے شمار غیر قانونی اڈے لاہور میں ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر قانونی اڈے روزانہ ہر ویگن سے کم از کم تین سو روپیہ وصول کر کے محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس کے بد عنوان اہلکاران کو پہنچاتے ہیں تاکہ اڈے برقرار رہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر قانونی اڈوں کو جلد از جلد ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع لاہور کی حدود میں 11 عدد ڈی کلاس سٹینڈ باقاعدہ طور پر DRTA لاہور سے منظور شدہ ہیں جبکہ 2 عدد اڈا جات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انصرام چل رہے ہیں۔ دیگر کسی بھی جگہ پر غیر قانونی اڈوں کی موجودگی نہ پائی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) اور (ب) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ لاہور شہر میں کوئی بھی غیر قانونی اڈا موجود نہیں ہے اس لئے فی الحال ایسی کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

کوآپریٹو بنک کے حاصل شدہ فنڈز کی تقسیم کا طریق کار

*1849: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کوآپریٹو فیڈرل بنک برائے کوآپریٹو سے قرضہ حاصل کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ فیڈرل بنک سے تو قرضہ کم شرح مارک اپ پر حاصل کرتا ہے اور تقسیم زیادہ مارک اپ پر کرتا ہے، دونوں شرح مارک اپ تحریر کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ حاصل شدہ فنڈ(قرضہ) کو ضلع وار تقسیم کرنے میں بھی تفریق کرتا ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اسی شرح مارک اپ پر قرضہ دینے اور ضلع وار تقسیم برابر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز یہ بھی بتایا جائے کہ قرضہ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے یا رقبہ کے لحاظ سے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 2001 تک فیڈرل بنک برائے کوآپریٹوز سے قرضہ حاصل کرتا رہا ہے۔ 2001 میں فیڈرل بنک فار کوآپریٹوز کے زیر انصرام کر دیا گیا ہے۔

(ب) 2001 میں فیڈرل بنک برائے کوآپریٹوز کے زیر انصرام آجانے کے بعد پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کو فنڈز کی فراہمی کا متبادل انتظام بذریعہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کیا گیا۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو قرضہ جات بشرح 6 ماہ کے اوسط G.O.P T.Bills ریٹ پر فراہم کرتا رہا ہے۔ P.P.C.BL جس شرح مارک اپ پر قرضہ حاصل کرتا رہا ہے اس میں اپنے انتظامی اخراجات / کاسٹ آف فنڈز شامل کر کے مجاز اتھارٹی سے منظوری کے بعد قرضہ جات پر شرح مارک اپ کا تعین کرتا رہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	SBP سے جس شرح پر فنڈز حاصل کئے۔	PPCBL جس شرح مارک اپ پر قرضہ جات جاری کرتا رہا ہے۔	
		فصلی قرضہ جات	درمیانی مدت کے قرضہ جات
2001-02	8.3047%	14%	14%
2002-03	6.3985%	14%	14%
		9% خریف 2003	
2003-04	1.2116 TO 1.8418%	9%	12%
2004-05	2.6164 To 7.8234%	9%	12%
2005-06	7.9677 To 8.2910 %	9%	12%
2006-07	8.4669 To 8.9017	12%	15%
2007-08	SBP سے فنڈز حاصل نہیں ہوئے۔	14%	16%

30-06-2007 کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان نے پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کو فنڈز کی فراہمی بند رکھی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فنڈز کی تقسیم ضلع وار کرتا ہے جس میں کسی قسم کی تفریق نہیں کی جاتی محض کاشتکاران / مقروضان کی طلب اور سابقہ قرضہ کی وصولی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

(د) چونکہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فنڈز کی تقسیم بذریعہ کوآپریٹو سوسائٹیز کرتا ہے۔اس لئے متعلقہ ضلع کی قرضہ حاصل کرنے والی انجمن ہائے کی تعداد اور مقروضان / کاشتکاران کی تعداد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔جس ضلع میں کاشتکاران کو فنڈز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس ضلع کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے فنڈز مختص کر دیئے جاتے ہیں۔اس سلسلہ میں آبادی یا رقبے کا لحاظ نہیں رکھا جاتا نیز شرح مارک اپ میں کمی اس صورت میں کی جاسکتی ہے کہ P.P.C.B.L کو کم شرح مارک اپ پر فنڈز میسر ہوں۔

لاہور میں بس اور ویگن ڈرائیوروں و کنڈیکٹروں کے خلاف موصول ہونے والی درخواستیں و دیگر تفصیلات

*1498: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2002 تا2005 لاہور میں عوام کی طرف سے بسوں اور ویگن ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کے خلاف کتنی درخواستیں موصول ہوئیں انکی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران موصول ہونے والی چند درخواستوں پر عملدرآمد ہو چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران موصول ہونے والی متعدد درخواستیں زیرالتواء ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان ڈرائیور اور کنڈیکٹر حضرات کے خلاف کب تک کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 2002 تا 2005 کے درمیان بسوں اور ویگنوں کے ڈرائیور اور کنڈیکٹروں کے خلاف 46 درخواستیں موصول ہوئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ ان میں سے 35 درخواستوں پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے چونکہ 46 میں سے صرف 11 درخواستیں زیرالتواء ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ ان زیرالتواء درخواستوں پر بھی آئندہ دو سے تین ہفتوں میں عملدآمد کروادیا جائے گا۔

(د) بسوں /ویگنوں کے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کے خلاف وقتاً فوقتاً موصول ہونی والی درخواستوں پر فوری طور پر کارروائی کی جاتی ہے جیسا کہ جزو(ب) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

رجسٹرار کوآپریٹو کے تحت بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*1850: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رجسٹرار کوآپریٹو لاہور کے ماتحت یکم جنوری 2007 سے آج تک جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، ڈومیسائل، پتاجات، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہارات پرنٹ ہوئے تو ان اشتہارات کی نقل مع نام، اخبار اور تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر مذکورہ بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی اور میرٹ کمیٹی بنائی گئی تو اس کی تفصیل نیز کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز، پنجاب لاہور اور صوبائی ماتحت دفاتر میں یکم جنوری 2007 سے آج تک حکومت پنجاب کی ہدایت پر کل 61 افراد کو بھرتی کیا گیا جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بھرتی سے قبل جن اخبارات میں اشتہار دیئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز اور صوبائی ماتحت دفاتر میں مذکورہ بھرتی کے لئے ریکروٹمنٹ کمیٹیاں بنائی گئیں جن کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور میں ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ

*1499: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ حکومت ضلع قصور میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی زیادہ سے زیادہ سہولت پہنچانے کے ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع قصور میں سی این جی پبلک ٹرانسپورٹ بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب اور کس کس روٹ پر تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں عوام کو ہر قسم کی ٹرانسپورٹ سہولیات میسر ہیں اور بمطابق ریکارڈ دفتر D.R.T.A قصور، اس وقت 227 ویگنیں، 110 بسیں اور 766 منی بسیں مختلف شہروں کے لئے چل رہی ہیں جبکہ قصور سے لاہور کے لئے ایک H.O.V روٹ مختص کیا گیا ہے جس پر پنجاب حکومت نئی H.O.V بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس روٹ پر C.N.G بس سروس کو priority دی جائے گی۔

(ب) جی ہاں جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔

فیصل آباد کسانوں کو قرضہ فراہم کرنے والی
کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2111:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو قرضہ فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیاں کام کر رہی ہیں،ان کی تفصیل وار تعداد کیا ہے؟

(ب) سال2006 سے تا حال ان سوسائیٹیز کے ذریعے سالانہ کتنی رقوم کسانوں کو بطور قرضہ فراہم کی گئیں، تحصیل وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) یہ قرضہ جات کس شرح سود پر فراہم کئے گئے ہیں اور ان کی وصولی کا کیا طریق کار ہے، تفصیلاً ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیرامداد باہمی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت جتنی کوآپریٹو سوسائٹیز کسانوں کو قرضہ فراہم کر رہی ہیں ان کی تعداد1525 ہے جن کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام تحصیل	تعداد کوآپریٹو سوسائٹیز
1	فیصل آباد	655
2	جڑانوالہ	204
3	سمندری	666
	میزان	1525

(ب) سال2006 سے تا حال (12-12-2008)ان کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے کسانوں کو مختلف مدات میں جتنی رقوم بطور قرضہ فراہم کی گئی ہے ان کی تفصیل سال وار و تحصیل وار درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام تحصیل	رقم قرضہ			
		01-07-2008	تا	01-07-2007تا	01-07-2008تا
		30-06-2007		30-06-2008	12-12-2008
1	فیصل آباد	134535625		120716780	14121100

2	جڑانوالہ	48461660	45966500	6412500
3	سمندری	139555052	136712970	33875000
	میزان:-	3225552337	303396250	54408600

(ج) یہ قرضہ جات دوران سال 07-2006 و 08-2007 ، 14 فیصد تا 16 فیصد سالانہ شرح مارک پر مختلف مدات میں حسب ذیل شرائط پر جاری کئے گئے ہیں:-

1- فصلی قرضہ جات برائے خرید کھاد بیج وزرعی ادویات وغیرہ-

دولاکھ تک قرضہ شخصی ضمانت اور دولاکھ سے زائد قرضہ زرعی زمین کی کفالت پر فراہم کیا گیا ہے نیز فصلی قرضہ صرف ممبران انجمن ہائے کو ہی فراہم کیا جاتا ہے-اس قرضہ کی وصولی آٹھ ماہ کے اندر فصل ربیع یا خریف کی برداشت پر کی جاتی ہے- موجودہ شرح مارک اپ بروقت ادائیگی کی صورت میں 14 فیصد سالانہ ہے-

2- درمیانی مدت کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات

درمیانی مدت کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات وغیرہ 5 سال کی مدت کے لئے جاری کئے گئے ہیں-اس کی وصولی 10 مساوی ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے- موجودہ شرح مارک اپ 16 فیصد سالانہ ہے-

3- لائیوسٹاک ریوالونگ کریڈٹ

اس سکیم کے ذریعے قرضہ 3 سال کی مدت کے لئے فراہم کیا گیا ہے کاغذات تین سال کے لئے کارآمد ہوتے ہیں-سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ اصل زر مع مارک اپ جمع کروانا لازمی ہوتا ہے- مقروض اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کرواسکتا ہے اور نکلوا سکتا ہے-موجودہ شرح مارک اپ 13 فیصد سالانہ ہے-

4- ریوالونگ کریڈٹ فصلی قرضہ جات

ریوالونگ کریڈٹ فصلی قرضہ جات تین سال کی مدت کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ اصل زرمع مارک اپ جمع کروانا لازمی ہوتا ہے۔ مقروض اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کروا سکتا ہے اور نکلوا سکتا ہے۔موجودہ شرح مارک اپ 14 فیصد سالانہ ہے۔

5- لائیو سٹاک پراجیکٹ فنانس

لائیو سٹاک پراجیکٹ فنانس سکیم کے تحت قرضہ پانچ سال کی مدت کے لئے جاری کیا گیا ہے اور وصولی 10 مساوی ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے۔جس پر شرح مارک 13 فیصد سالانہ ہے۔تاہم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے فنڈز کی عدم فراہمی کی بنا پر یہ سکیم فی الحال بند ہے۔

6- قرضہ برائے وومن کوآپریٹو سوسائٹیز:

وومن کوآپریٹو سوسائٹیز کو قرضہ 3 سال کی مدت کے لئے جاری کیا گیا ہے اور وصولی 36 ماہانہ مساوی اقساط میں کی جاتی ہے۔موجودہ شرح مارک اپ 11 فیصد سالانہ ہے۔

لاہور شہر میں خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کی فراہمی

*1518: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**:کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں خواتین کی سہولت کے لئے کوئی پبلک ٹرانسپورٹ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں خواتین کی تعداد کے تناسب سے سیٹیں نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے سفری سہولیات میں مشکلات پیش آرہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دور دراز علاقوں میں جانیوالی خواتین کے لئے کوئی الگ ٹرانسپورٹ نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت خواتین کی ٹرانسپورٹ کی سہولت بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ لاہور شہر میں چلنے والی اربن بسوں میں خواتین کے لئے علیٰحدہ کمپارٹمنٹ موجود ہیں جن میں خواتین کے لئے نشستیں مخصوص رکھی گئی ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ خواتین کے لئے ہر بس میں الگ نشستیں مخصوص ہیں البتہ خواتین کی تعداد کی تناسب سے کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ خواتین کے لئے الگ ٹرانسپورٹ نہ ہے لیکن خواتین کے لئے مخصوص نشستیں ضرور ہیں۔

(د) پچھلے دو سالوں میں پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے ان کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوا ہے جس کی وجہ سے شہروں میں ٹرانسپورٹ کی کمی محسوس ہو رہی ہے مگر موجودہ حکومت صوبہ کے بڑے شہروں لاہور گوجرانوالہ ،راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں نئی سی این جی بسیں چلانے کے لئے کوشاں ہے جو کہ جلد لاہور کی سڑکوں پر رواں دواں ہوں گی اور ان میں خواتین کے لئے مخصوص نشستوں کی تعداد میں اضافہ بھی کیا جائے گا۔

ضلع سرگودھا میں رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2165: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنی کوآپریٹو سوسائیٹیاں رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) کوآپریٹو سوسائٹی رجسٹرڈ کروانے کا طریق کار کیا ہے اور ان کو کون رجسٹرڈ کرتا ہے؟

(ج) یکم جنوری2007 سے آج تک اس ضلع کی سوسائیٹیز کو کتنی رقم قرض دی گئی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کتنی اور کون کون سی کوآپریٹو سوسائیٹیز defaulter ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ڈیفالٹر سوسائیٹیز کا قرض معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں کل رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 1302 ہے۔

(ب) کسی موضع دیہہ یا چک کے چھوٹے کاشتکار جن کی تعداد کم از کم 30 ہو اور جو 15 کلو میٹر کے اندر کے رہائشی ہوں اور C.N.I.C رکھتے ہوں 100 روپیہ داخلہ فیس اور 500 روپے بطور ممبر شپ فیس فی کس کے حساب سے ادا کر کے سوسائٹی رجسٹرڈ کرانے کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ جس سوسائٹی کا سرمایہ حصص 10000 روپے ہو اس کو اسسٹنٹ رجسٹرار صاحب اور جبکہ 10000 روپے سے زائد اور پانچ لاکھ سے کم سرمایہ حصص والی سوسائٹی کو سرکل رجسٹرار صاحب اس سے اوپر جناب رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور رجسٹرڈ کرنے کے مجاز ہیں۔

(ج) یکم جنوری 2007 سے آج تک ضلع سرگودھا کی کوآپریٹو سوسائٹیز کو بطور قرض دی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	تفصیل قرضہ	کل رقم	تعداد انجمن ہائے	تعداد و مقروضان
1	فصلی قرضہ	-/250791076	376	3296
2	فصلی قرضہ ریوالونگ سکیم	-/28944034	140	1281
3	لائیوسٹاک ریوالونگ سکیم	-/9257307	08	12
4	لائیوسٹاک پراجیکٹ سکیم	-/3437224	08	08
	میزان	-/292429641	532	4597

(د) ضلع سرگودھا میں 26-12-2008 تک ڈیفالٹر سوسائٹیز کی تعداد 45 ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کسی نادہندہ انجمن / ڈیفالٹر سوسائٹی کو رقم قرضہ معاف نہیں کر سکتا کیونکہ بنک ہذا سٹیٹ بنک آف پاکستان سے مذکورہ رقم بطور قرض حاصل کرتا ہے

جس کی واپسی ایک سال کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مع سروس چارجز کرنی ہوتی ہے۔

لاہور سے میرپور آزاد کشمیر چلنے والی ٹرانسپورٹ کی تفصیلات

*1549: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور سے میرپور آزاد کشمیر چلنے والی کتنی کمپنیوں کو حکومت پنجاب کی طرف سے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب اور میرپور آزاد کشمیر سے چلنے والی گاڑیوں کو کس روٹ پالیسی کے تحت پرمٹ جاری کیا جاتا ہے؟

(ج) پنجاب میرپور آزاد کشمیر کے روٹ پر چلنے والی گاڑیوں کی تعداد مع مالکان کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسیں زیادہ تر پرائیویٹ ہیں اور اپنی من مرضی کے ریٹ مقرر کئے ہوئے ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بغیر پرمٹ اور روٹس چلنے والی گاڑیوں کو بند کرنے اور مالکان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور تا میرپور (آزاد کشمیر) روٹ پر (26) مختلف گاڑیوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام صوبوں کے درمیان چلنے والی ٹرانسپورٹ کو روٹ جاری کرنے کے لئے روٹ پالیسی بڑی واضح ہے اسی کے تحت پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (P.T.A) اور میرپور آزاد کشمیر، پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے چیئرمینوں کی باہمی مشاورت سے فاصلہ کی بنیاد پر روٹ پرمٹوں کی تعداد متعین کی جاتی ہے۔

(ج) مذکورہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صوبہ پنجاب یا دیگر صوبوں میں کسی بھی روٹ پر سرکاری پبلک ٹرانسپورٹ نہیں چل رہی ہے صوبہ پنجاب اور دوسرے صوبوں میں صرف پرائیویٹ سیکٹر میں پبلک ٹرانسپورٹ چل رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے نان اے سی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کی شرح کرایہ مقرر کی ہوئی ہے جبکہ اے سی گاڑیوں کے کرایوں کو صوبائی کابینہ کے فیصلہ نومبر 2000 کے مطابق مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ روٹ پر نان اے سی بسوں کی جانب سے زائد کرایہ وصولی کی کوئی شکایت محکمہ کو موصول نہ ہوئی ہے۔ البتہ محکمہ کا فیلڈ سٹاف اس سلسلہ میں پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف ضابطہ کے مطابق کارروائی جاری رکھے ہوئے ہیں اور متعلقہ ٹریفک پولیس کو بھی حکومت کی طرف سے ایسی شکایتوں کے خلاف کارروائی جاری رکھنے کی ہدایت ہے۔

(ہ) بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرتے ہوئے متعلقہ تھانہ میں بند کیا جاتا ہے اور یہ عمل باقاعدگی سے جاری ہے۔ موجودہ مالی سال 2008 کے پہلے چار ماہ جولائی تا اکتوبر میں 951 گاڑیاں متعلقہ تھانہ میں بند کی گئیں۔ اس مد میں ان گاڑیوں کو مبلغ۔/814800 روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔

ضلع سرگودھا میں پرائیویٹ کوآپریٹو بنکوں کی تعداد

*2166: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں پرائیویٹ کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) یہ بنک کن کن افراد کو کس کس مقصد کے لئے قرض فراہم کرتا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2007 سے آج تک ان بنکوں سے کتنے افراد کو ٹریکٹر اور زرعی آلات کی خرید کے لئے قرضہ دیا گیا اور کس شرح سود پر دیا گیا ہے؟

(د) ان بنکس سے یکم جنوری 2007 سے آج تک کتنے افراد کو کھیتی باڑی کے لئے قرض دیا گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چھ برانچیں سرگودھا، شاہ پور، ساہیوال ضلع سرگودھا، بھلوال، کوٹ مومن اور بھیرہ میں کام کر رہی ہیں۔

(ب) بنک ہذا عموماً ممبران انجمن ہائے امداد باہمی کو ان کی زرعی ضروریات پورا کرنے کے لئے برائے خرید کھاد، بیج وزرعی ادویات فصلی قرضہ جات فراہم کرتا ہے۔اس کے علاوہ ٹریکٹر و زرعی آلات وغیرہ خریدنے کے لئے درمیانی مدت کے قرضہ جات کا اجرا کیا جاتا ہے۔نیز برائے خرید بھینس گائے بھیڑ بکری وغیرہ لائیو سٹاک کے قرضہ جات کے ساتھ ساتھ طلائی زیورات کے عوض زرعی مداخل خریدنے کے لئے قرضہ جات فراہم کئے جاتے ہیں۔ لیکن سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے مالی سال08-2007 میں فنڈز کی فراہمی منقطع ہونے کی وجہ سے بنک ہذا اب صرف فصلی قرض جات اور طلائی زیورات کے عوض محدود پیمانے پر قرضہ جات فراہم کر رہا ہے جبکہ بھیڑ بکریوں کی خرید کے لئے پہلے سے حاصل شدہ قرض کی رقم کی واپسی پر اتنی ہی رقم دوبارہ بطور قرض جاری کر رہا ہے۔

(ج) سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے فنڈز کی فراہمی منقطع ہونے کی وجہ سے یکم جنوری2007 سے آج تک ضلع سرگودھا میں کوئی ٹریکٹر وزرعی آلات کا قرضہ جاری نہ ہو سکا ہے تاہم مذکورہ قرضہ کی سالانہ شرح مارک اپ16 فیصد ہے۔

(د) ضلع سرگودھا کی برانچوں کے ذریعے یکم جنوری2007 سے آج تک تقریباً4597 لوگوں/کاشتکاروں کو قرضہ کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔

پبلک ٹرانسپورٹ کو فٹنس سرٹیفکیٹ فراہم کرنے کے لئے ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام

*1577: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت سمیت پنجاب بھر میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے والی اتھارٹی محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب کے پاس کوئی جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے بعض اہلکار چند سو روپوں کے عوض فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر رہے ہیں ایسے اہلکاروں کے خلاف محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور سمیت پنجاب میں کھٹارہ پرانی اور زہریلا دھواں دینے والی بسیں، مزدا کوچز اور ویگنیں سر عام دندناتی پھر رہی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ چھ برس قبل یونیورسٹی آف انجینئرنگ لاہور کے تعاون سے جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا جو محکمہ ٹرانسپورٹ کی روائتی سستی اور غفلت کے باعث فلاپ ہو چکا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ انجینئرنگ یونیورسٹی انتظامیہ نے مجوزہ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے آلات اور جگہ بھی یونیورسٹی میں مہیا کر دی تھی، مگر اب محکمہ ٹرانسپورٹ کی عدم دلچسپی کے باعث اب انجینئرنگ یونیورسٹی نے ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کرنے سے معذرت کر لی ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھٹارہ، پرانی اور زہریلا دھواں چھوڑنے والی بسوں سے ماحول میں آلودگی پھیل رہی ہے جو عوام کے لئے بیماریوں کا باعث بن رہی ہے؟

(ز) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انجینئرنگ یونیورسٹی میں یا کسی اور جگہ ٹیسٹنگ لیب مہیا کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ بات درست ہے کہ فی الوقت پنجاب کے کسی بھی ضلع میں کوئی جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ M.V.E گاڑیوں کی فزیکل انسپکشن کرنے کے بعد فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔

(ج) یہ بات کسی حد تک درست ہے تاہم محکمہ ٹرانسپورٹ کا عملہ محکمہ ماحولیات کے عملے سے مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خاتمے کے لئے کوشاں ہے۔

(د) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ لاہور نے جدید ٹیسٹنگ سٹیشن بنانے کے منصوبے کی ابتداء کی تھی تاہم بعض تکنیکی وجوہات کی بناء پر منصوبہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

(ہ) جز(د) میں کی گئی وضاحت کی روشنی میں جز(ہ) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(و) یہ بات درست ہے کہ زہریلا دھواں عوام کی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے ۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کے اہلکار محکمہ ماحولیات کے عملے کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف ضروری کارروائی کرتے رہتے ہیں۔

(ز) ایسا کوئی منصوبہ انجینئرنگ یونیورسٹی کے تعاون سے زیر غور نہ ہے تاہم محکمہ جلد ایک جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ریلوے سٹیشن لاہور گاڑیوں کو اڈا فراہم کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1661: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ریلوے سٹیشن لاہور پر سال2002 تا سال2007 کے دوران کتنی گاڑیوں کو اڈا فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ریلوے سٹیشن لاہور پر سال2002 تا سال2007 کے دوران کتنا ٹیکس وصول ہوا، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ریلوے سٹیشن لاہور پر سال2002 تا سال2007 کے دوران کن کن گاڑیوں پر ٹیکس حاصل کیا گیا، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ریلوے سٹیشن لاہور پر کن کن گاڑیوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا،ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن پر کسی کو کوئی اڈاالاٹ نہ کیا گیا ہے تاہم لاہور سٹیشن پر موجود baysکی الاٹمنٹ وفراہمی ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن داتا گنج بخش ٹاؤن کی عملداری میں ہے۔

(ب) bus baysسے ٹیکس کی وصولی T.M.Aمتعلقہ کے ہی دائرہ کار میں آتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جزہائے بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ معاملہ زیر غور T.M.Aداتا گنج بخش ٹاؤن سے متعلقہ ہے۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں بیان کیا گیا ہے۔مزید یہ کہ متعلقہ T.M.Aہی مطلوبہ تفصیلات فراہم کر سکتا ہے۔

فیصل آباد شہر فرنچائزڈ بسوں،ویگنوں کے روٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1727: محترمہ انجم صفدر:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں فرنچائزڈ بسیں کتنے روٹوں پر کتنی کتنی چل رہی ہیں ہر روٹ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) فیصل آباد شہر میں کتنے روٹس پر ویگنیں چل رہی ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے،ہر روٹ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ فرنچائزڈ بسیں اور ویگنیں فیصل آباد شہر کی آبادی کے لحاظ سے کم ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بسوں اور ویگنوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) عدالت عظمیٰ پاکستان کے حکم مورخہ 29-10-2004 کے تحت فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ کی شق A-9 موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کو آئین پاکستان سے متصادم قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا گیا۔ بعد موٹر وہیکلز (ترمیمی) آرڈیننس 1965 کی دفعہ A-45 کے تحت بس کو H.O.V روٹوں پر روٹ پرمٹ جاری کئے گئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	روٹ نمبر	بسیں جو چل رہی ہیں
1	B-1	24
2	B-2	12
3	B-5	23
4	B-6	23
5	B-8	25
6	B-11	29

(ب)

نمبر شمار	روٹ نمبر	ویگنیں جو چل رہی ہیں
1	9	33
2	10	95
3	13	88
4	17	64
5	19	71
6	20	97
7	22	37

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جی ہاں! پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لئے شہری روٹوں کا سروے وقتاً فوقتاً کیا جاتا ہے اور اگر ضرورت پڑے تو مزید پبلک ٹرانسپورٹ چلائی جاتی ہے۔

لاہور میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا مسئلہ

*1772: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سٹیشن سے چھاؤنی تک کون کون سی پبلک ٹرانسپورٹ چلتی ہے اور اسکے روٹ اختیار کرنے کا کیاطریقہ ہے؟

(ب) لاہور میں چلنے والی پرائیویٹ پبلک ٹرانسپورٹ کے علاوہ گورنمنٹ بھی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن سے چھاؤنی کے علاقوں میں آنے جانے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کے مندرجہ ذیل روٹ منظور شدہ ہیں جن کی مکمل تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر	روٹ نمبر	روٹ کی تفصیل
1	B-5	ریلوے سٹیشن تاآرے بازار
2	B-2	جنرل بس سٹینڈ تاعلامہ اقبال ائرپورٹ
3	B-12	ریلوے سٹیشن تایوحناآباد
4	B-15	ریلوے سٹیشن تاباؤوالا
5	B-42	ریلوے سٹیشن الطاف کالونی
6	LOV-108	ریلوے سٹیشن تانشاط کالونی

(ب) فی الحال ایسی کوئی پالیسی حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

خواتین کے لئے علیٰحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2157 محترمہ فرح دیبا: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ لیٹر نمبری2603 مورخہ 13۔جون2008 کے تحت محکمہ ہذا کو خواتین کے لئے علیٰحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے ویو/کومنٹس/فزیبلٹی رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کرنے کا کہا گیا تھا؟

(ب) محکمہ نے ان احکامات کی روشنی میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

ج) کیا محکمہ نے وزیر اعلیٰ کو تجویز اس سلسلہ میں پیش کر دی ہے، اگر ہاں تو تفصیلاً بیان کریں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں اس مسئلہ پر تفصیلی جائزہ لیا۔ اس وقت اربن ٹرانسپورٹ کے تحت چلنے والی بس میں ایک علیٰحدہ کمپارٹمنٹ مختص ہے جس میں کم از کم 20 خواتین (standing+seating capacity) سفر کر سکتی ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے سال 2006 میں اربن ٹرانسپورٹ آپریٹرز کی مشاورت سے خواتین کی الگ بس سروس کا آغاز کیا تھا لیکن خواتین مسافروں کی کم تعداد کی وجہ سے یہ سروس کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ روایتی طور پر خواتین بمعہ فیملی سفر کرنے کو ترجیح دیتی ہیں ۔ دوسری طرف بس آپریٹرز بھی ہر دس منٹ کے بعد خواتین کے لئے علیٰحدہ بسیں نہیں لا سکتے تھے کیونکہ انکو مطلوبہ تعداد میں مسافر خواتین نہیں ملتی تھیں۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ رپورٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کر دی گئی ہے جس کے مطابق فی الحال خواتین کے لئے الگ بس سروس کی تجویز قابل عمل نہیں ہے البتہ کوشش کی جارہی ہے کہ بسوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تاکہ خواتین کو دوران سفر زیادہ سے زیادہ سہولت میسر ہو سکے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice کو take up کرتے ہیں۔ یہ سوال جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، جناب محمد اعجاز شفیع کی طرف سے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!اس میں چونکہ اعجاز شفیع صاحب کا نام بھی movers کی لسٹ میں شامل ہے اور آپ نے ہی ان کو پریس سے بات کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اگر وہ واپس آ جائیں تو اس وقت اس سوال کو take up کر لیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے انہوں نے بھی اس پر ضمنی سوال کرنا ہو۔ دوسرے سوال میں شاید ان کا نام شامل نہیں ہے۔ پہلے اسے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد ارشد صاحب، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، جناب محمد شفیق خان کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: یہ میرا Call Attention Notice ہے۔

انٹر چینج گوجرانوالہ پر ڈکیتی اور چھ افراد کا قتل

176: چودھری محمد ارشد، مسز محترمہ قمر عامر چودھری اور جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 16-02-09 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ کے علاقہ دھیر دے موڑ انٹر چینج گوجرانوالہ پر سونے کے تاجر فیاض احمد کے مینجر ندیم بٹ جو سوا پانچ کلو سے زائد سونا لے کر گوجرانوالہ جا رہا تھا کو شیخوپورہ کے نزدیک اندھا دھند فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا اور تاجر کے گن مین محمد امجد، اصغر علی اور ڈرائیور امجد علی کو ہلاک کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دوران مذکورہ ڈاکوؤں نے دو دیگنوں پر بھی فائرنگ کی جس سے دو مسافر ہلاک ہو گئے اور ایک بارہ سالہ لڑکا شدید زخمی ہو گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اگر ہاں اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ شیخوپورہ کے علاقے دھیر دے موڑ انٹر چینج گوجرانوالہ پر سونے کے تاجر ندیم بٹ جو سوا پانچ کلو سے زائد سونا لے کر گوجرانوالہ جا رہا تھا کو شیخوپورہ کے نزدیک اندھا دھند فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا اور تاجر کے گن مین محمد امجد، اصغر علی اور ڈرائیور امجد علی کو ہلاک کر دیا گیا؟اس وقوعہ کی نسبت سے مقدمہ نمبر 153/2009 مورخہ 2009-2-5 جرم 302/397 ت ب تھانہ صدر شیخوپورہ میں درج ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس دوران مذکورہ ڈاکوؤں کی فائرنگ کی زد میں ایک کوچ اور ٹیوٹا ہائی ایس ویگن بھی آ گئی جس سے ان میں سوار چار مسافر ہلاک ہو گئے اور ایک بارہ سالہ لڑکا شدید زخمی ہو گیا۔

(ج) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تاہم وقوعہ میں ملوث نامعلوم ملزمان تا حال گرفتار نہ ہوئے ہیں۔نامعلوم ملزموں کے trace گرفتار کرنے کے لئے D.P.O شیخوپورہ نے S.P(Investigation) شیخوپورہ کی زیر نگرانی ایک ٹیم جو مختلف پولیس افسران پر مشتمل ہے، خصوصی ٹیم تشکیل دی ہے جو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے دن رات کوشاں ہے اور جلد ہی کامیابی کی توقع ہے۔مقدمہ کی مفصل رپورٹ بھی میرے پاس ہے۔ اگر اس سے معزز ممبران استفادہ کرنا چاہیں تو اس کی کاپی میں فراہم کر دوں گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا!یہ میرے ضلع کی بابت سوال ہے۔ایک اخباری خبر تھی کہ ''وزیر اعلیٰ نے D.P.O شیخوپورہ کو سات دن کے اندر اندر ملزمان کی گرفتاری کے لئے ٹائم دے دیا ہے۔''اگر سات دن کے اندر ملزمان گرفتار نہیں ہوتے تو کیا پھر یہ امید رکھنی چاہئے کہ D.P.O شیخوپورہ کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں جو law and order کی میٹنگ ہوئی تھی تو میں اس میں موجود تھا اور اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں

محمد شہباز شریف نے بہت افسوس رنج اور concern کا اظہار کیا اس کا تفصیلی analysis کیا۔اس کے بعد موقع پر اب تک پولیس نے جو کارروائی کی تھی اس میں بھی جہاں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی تھی اس کی بھی نشاندہی کی گئی۔D.P.O شیخوپورہ کو یہ کہا گیا کہ وہ سات دن کے اندر اندر اس وقوعہ کو trace کرے اور اس وقوعہ کی authentic اور positive بات یہ ہے کہ یہی جو مدعی فریق ہے جن کے ساتھ یہ واردات ہوئی ہے ان کے ساتھ اسی طرح کی تین پہلے بھی وارداتیں ہوئی ہیں کیونکہ یہ سونا لے کر مختلف شہروں میں travel کرتے ہیں۔وہ ملزمان مختلف مقدمات میں جیلوں میں تھے اور وہ recently ضمانت پر رہا ہو کر باہر آئے۔اس lead کو جب پولیس نے investigate کیا ہے تو بات آگے بڑھی ہے۔یہ مقدمہ بہت جلد trace ہو گا اور ملزمان پکڑے جائیں گے۔اگر سات دن کے اندر positive progress ہو اور یہ نظر آئے کہ معاملہ بڑے بہتر انداز میں آگے بڑھ رہا ہے، اگر اس قسم کی progress دینے میں مقامی پولیس ناکام رہی تو یقیناً ان کے خلاف disciplinary action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم کے تحت باہر گئے تھے۔میں سب سے پہلے اپنے صحافی بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی مہربانی۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): لیکن ان کا ایک انتہائی سنگین معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔ایس پی ٹریفک (سٹی) سردار آصف کے بارے میں ان کی بہت سی شکایات ہیں۔ایک نہیں ہے بلکہ بہت سی شکایات ہیں تو اس سلسلے میں آپ نے جو پوری کمیٹی بھیجی تھی اس نے ان سے request کی ہے کہ آپ تشریف لے آئیں اور کل صبح دس بجے رانا صاحب کے چیمبر میں ان کو بھی بلا لیا جائے گا اور جن دوستوں کے جو grievances ہیں وہ بھی آ جائیں گے اس کے علاوہ ان کے صدر اور جنرل سیکرٹری کو بھی ہم نے ٹائم دے دیا ہے، رانا صاحب نے بھی بتایا ہے کہ ان کے علم میں یہ بات پہلے بھی تھی اسی لئے ملاقات کے لئے پروگرام رانا صاحب کے چیمبر میں رکھا ہے۔صبح دس بجے وہاں پر اکٹھے

ہوں گے تاکہ وہاں بیٹھ کر ان کی تمام بات سن کر ان کے grievances کو دور کیا جاسکے۔چند ایک شکایات جو بڑی genuine ہیں ان کی تلافی بہت ضروری ہے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے صحافی بھائیوں کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر کے واپس تشریف لائے ہیں۔اس سلسلے میں کمیٹی کے ممبران نے جو کوشش کی ہے میں ان کا بھی بے حد مشکور ہوں اور اگر یہ practicable ہے تو آج اجلاس غالباً دو اڑھائی بجے تک ختم ہو جائے گا اگر یہ حکم کریں تو آج ہی تین بجے میں انہیں اپنے چیمبر میں بلوا لیتا ہوں اور آج ہی ہم اس معاملے کو بیٹھ کر resolve کر لیتے ہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب والا! بڑا بہتر ہے کہ اگر تین بجے کا ٹائم مقرر ہو جاتا ہے لیکن انہیں بھی پھر بتادیں کہ تین بجے کا وقت مقرر ہو گیا ہے۔ تین بجے آپ کے چیمبر میں حاضر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! میں پڑھ دیتا ہوں۔

لاہور۔گرین ٹاؤن میں آٹھ سالہ بچی کا اغواو قتل

175: جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ خدیجہ عمر اور جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 16-02-09 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن لاہور کے علاقہ باگڑیاں فیز 1 کا رہائشی محنت کش محمد پرویز تندور سے روٹیاں لینے گیا تو اس کی آٹھ سالہ بیٹی سونو بھی اس کے پیچھے بازار آ گئی اور پراسرار طور پر لاپتا ہو گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ روز چاندماری گراؤنڈ سے مقتولہ کی نعش ملی جسے زیادتی کے بعد پھندا ڈال کر قتل کیا گیا تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مسمی محمد پرویز ولد عبدالحمید سکنہ فیروز پارک باگڑیاں روڈ گرین ٹاؤن نے مورخہ 15۔فروری 2009 کو اپنا بیان قلمبند کروایا جس پر مقدمہ نمبر 126/09 مورخہ 15۔فروری 2009 بجرم 364,302 ت۔پ، تھانہ گرین ٹاؤن لاہور درج رجسٹرڈ ہوا۔اس کے بعد تفتیش بذریعہ محمد ارشد سب انسپکٹر انچارج انوسٹی گیشن گرین ٹاؤن عمل میں لائی گئی۔ دوران تفتیش ابتدائی کارروائی ضابطہ مکمل کر کے مقتولہ ماہم عرف سونو کی نعش بعد از پوسٹمارٹم بغرض کفن دفن حوالے وارثان کی گئی۔پوسٹمارٹم رپورٹ کالم نمبر 13 مقدمہ ہذا میں دفعہ 376 ت۔پ، ایزاد کی گئی ہے۔ مدعی مقدمہ کے تتمہ بیان پر عثمان ولد باغ علی سکنہ دیپالپور کو نامزد کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے بعد از پوسٹمارٹم swabs برائے کیمیکل ایگزامینر و ڈی این اے ٹیسٹ حوالہ پولیس کئے جو برائے تجزیہ و دفتر کیمیکل ایگزامینر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں جمع کروائے گئے ہیں۔ مقدمہ ہذا میں عثمان ملزم نامزد تتمہ بیان کی گرفتاری کے لئے متعدد جگہ پر raid کئے گئے ہیں اور گردونواح کی بُری شہرت رکھنے والے اشخاص کو بھی پہلے شامل تفتیش کیا گیا ہے۔تلاش ملزم جاری ہے جلد ملزم کو تلاش کر کے قانونی گرفت میں لا کر قانون اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں گے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! یہ معاملہ بڑی سنگین نوعیت کا ہے اور اس طرح کے واقعات آئے روز پنجاب کے اندر ہوتے رہتے ہیں اور اس واقعہ کو بھی آج چوتھا دن ہے تو اس کے اندر گورنمنٹ کی طرف سے کیا پیش رفت ہوئی ہے؟ یا صرف اس حد تک ہے کہ اگر اس طرح کا واقعہ ہو

جائے اور گورنمنٹ ان کے ورثاء کو تسلی و تشفی دلانے کے لئے ان کی امداد کا کوئی اعلان کر دیتی ہے تاکہ متاثرین اس سے راضی ہو جائیں حالانکہ اس میں سب سے بڑا اہم معاملہ صرف اور صرف یہ ہے کہ وارثان کی مالی امداد کا کوئی اعلان کیا جائے کیونکہ جن کی بچی کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ جو ظلم کیا گیا ہے تو اس پر یہ مرہم نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور انہیں کڑی سے کڑی اور سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ ہمارے معاشرے کے اندر ایسے ناسور ختم ہوں اور آئندہ کسی کی بچی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی اور ظلم نہ ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم طاہر اقبال صاحب کی observation valid اور بالکل درست ہے کہ واقعی اس قسم کے ناسوروں سے معاشرے کو پاک ہونا چاہئے۔ واقعی یہ بہت دلخراش اور ظلم کا واقعہ ہے جو اس معصوم بچی کے ساتھ پیش آیا ہے۔ اس سلسلے میں پولیس نے اب تک جو کارروائی کی ہے اور جو شواہد اکٹھے کئے ہیں، انوسٹی گیشن ایجنسی کو سو فیصد یقین ہے کہ اس وقوعہ کا ملزم یہی ہے جس کا نام عثمان ولد باغ علی ہے۔ یہ مستقل رہنے والا تو دیپالپور کا ہے لیکن اسی مکان میں، جس مکان میں اس مرحومہ بچی کے والدین کرائے پر رہتے ہیں، اسی مکان میں ایک بیٹھک کرائے پر لے کر رہتا تھا۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہی ملزم ہے اور اب جو طریقے ہوتے ہیں کہ اس کے عزیزوں کو اور لواحقین کو pressurize کیا گیا ہے اور ان کے باقی رشتہ دار جہاں جہاں رہتے ہیں ان کے ایڈریس لئے گئے ہیں تاکہ اس کو thoroughly پتا کروا کر کہ یہاں کہاں پر چھپا ہوا ہے اس کو پکڑا جائے اور آج جب اس مقدمہ کی ساری بریفنگ میں نے لی ہے تو متعلقہ پولیس سٹیشن اور انوسٹی گیشن کرنے والے صاحبان کو دس دن کا ٹارگٹ دیا ہے کہ دس دن کے اندر اندر یہ ملزم ہر قیمت پر گرفتار ہونا چاہئے۔ اگر دس دن میں متعلقہ تھانہ اور انوسٹی گیشن ایجنسی نے گرفتار نہ کیا تو ان کے خلاف قانون اور ضابطے کے مطابق سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے اور ہماری اطلاعات کے مطابق اجلاس آج یا کل ختم ہو جائے گا تو کیا یہ متعلقہ ممبر کو اس چیز کی رپورٹ بھیجیں گے؟ دس دن کے اندر گرفتار کرنے کا جو ٹارگٹ انہوں نے دیا ہے، جہاں پر ایک جرم سرزد ہو جائے تو پولیس کو trace کرنے میں ٹائم تو چاہئے۔ انہوں نے دس دن کا وقت دیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں کس طرح اس چیز کا پتا چلے گا کہ واقعی وہ ملزم گرفتار ہو چکا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! دس دن کے اندر یا ملزم گرفتار ہو گا یا پھر جن لوگوں کی گرفتاری کے اوپر ڈیوٹی لگائی ہے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو گی اور اگر آپ حکم کریں تو اس سے متعلق جو بھی انفارمیشن ہو گی وہ میں اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا دوں گا۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ابھی ایک توجہ دلاؤ نوٹس تھا وہ نہیں لیا گیا۔ اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس ہے؟

جناب شیر علی خان: جی ہاں۔ 17 تاریخ کا میں نے جمع کروایا ہے اور عدالت کے اندر دو آدمی قتل ہو گئے ہیں۔ اس سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: آج تو دو ہی آ سکتے تھے۔ وہ select ہو گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ دونوں ہی آپ کے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں نے ایک دن پہلے بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ایک تحریک التوائے کار نمبر103 تھی۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!ابھی تحریک التوائے کار کی بات نہیں ہو رہی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میری بات تو سن لیجئے کہ یہ جو child abuses کا مسئلہ ہے جس پر ابھی توجہ دلاؤ نوٹس پر بحث بھی سن رہے تھے تو اس کے اوپر ایک تفصیلی تحریک التوائے کار ہے جس کے بارے میں آپ نے مجھے یہ حکم دیا تھا، جس پر آپ نے لیٹر لکھا تھا کہ آپ اس پر resolution لے آئیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے اندر figures بھی ہیں تو آج جب یہ آئے تو آپ اس کے اوپر توجہ دے لیں کیونکہ روزانہ کسی نہ کسی بچے کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے اس میں جو گزارش کی ہے وہ آپ سن لیں۔ شکریہ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔یہ درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

> ”گزارش ہے کہ مجھے بین الاقوامی خواتین اور دیہی خواتین کے بین الاقوامی فورم کانفرنس انٹرنیشنل ویمن کانفرنس اور انٹرنیشنل کمیونٹی کی میٹنگ کے سلسلے میں پاکستان پیپلز پارٹی اور قومی نمائندگی کے لئے میکسیکو اور پیرس جانا ہے۔ میری غیر موجودگی میں اجلاس شروع ہو گیا ہے جس میں پہلے دن سے حاضر نہ ہو سکی۔ براہ مہربانی 2008-11-14 سے 2008-11-23 تک میری درخواست منظور کی جائے۔“

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار محمد حسین ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست سردار محمد حسین ڈوگر ایم پی اے، پی پی۔179 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں مورخہ 28-11-2008 سے 15-1-2009 تک ادائیگی فریضہ حج کے لئے سعودی عرب جارہا ہوں۔ رخصت منظور فرمادیں۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر آمنہ بٹر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی application ڈاکٹر آمنہ بٹر ایم پی اے، ڈبلیو۔339 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"Respected Sir

I have to go out of the country for personal reasons from 28th November 2008 on ward. Therefore I will not be able to attend the remaining session of the Assembly after 27th November 2008."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب قیصر اقبال سندھو

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب قیصر اقبال سندھو ایم پی اے، پی پی۔99 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں حج پر جانا چاہتا ہوں اس لئے میری ایک ماہ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"Sir,

Due to an engagement I could not attend the Assembly Session on 27-11-2008. I may kindly be granted the leave for 27-11-2008."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"Sir,

I have to inform you kindly that I, Fouzia Behram met with in a road accident on 27th December 2008 on my way to Larrkana in which I have sustained head injuries and was hospitalized till 26th January 2009 and have been advised complete bed rest for the next few weeks. I shall be unable to attend the current Assembly Session. I shall submit the Medical Certificate when I shall be advised by the Doctor to resume my personal and normal political activities."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ کرن ڈار

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ کرن ڈار ایم پی اے، ڈبلیو۔312 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir,

Respectfully, I, MPA, Kiran Dar cannot attend this Assembly Session due to the birth of my daughter

on 2nd Feb, 2009. I want leave till the session off. Kindly accept my leave."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد ارشد

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری محمد ارشد ایم پی اے، پی پی۔225 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,

It is submitted that I am proceeding to England (UK) due to some private business on 4th of February 2009. So I am reluctant to attend the remaining proceedings of the House of ongoing session. May kindly grant me leave from 4th of February 2009 to 14th February 2009."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے، پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے۔

"زیر دستخطی کو دو نہایت اہم معاملات کی وجہ سے مورخہ 5۔فروری2009 کو مجبوراً صوبائی اسمبلی کے اجلاس سے چھٹی کرنی پڑی تھی۔ایک عزیز کی منگنی کی رسم تھی اور دوسرے ایک عزیز کی فوتیدگی۔

بحالات بالا استدعا ہے کہ مورخہ 5۔فروری2009 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔شکریہ"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ آصفہ فاروقی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ آصفہ فاروقی ایم پی اے، ڈبلیو۔329 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,

I am unable to attend the session because of my homely engagements kindly grant me leave for two days only for 9 and 10 February 2009."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

راجہ شوکت عزیز بھٹی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست راجہ شوکت عزیز بھٹی ایم پی اے، پی پی۔4 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,

It is submitted that I with my family am proceeding to England (U.K) due to some private business on 9th of February 2009. So I am reluctant to attend the remaining proceedings of the House of ongoing session. May kindly grant me leave from 9th of February 2009 till the end of the session."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

پیر ولائت شاہ کھگہ

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست پیر ولائت شاہ کھگہ ایم پی اے، پی پی۔220 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کی ہے کہ:

"Sir,

It is submitted that I am proceeding to France in connection with my personal business. So I am reluctant to attend the rest of the ongoing session. May kindly grant me leave from 17th to 28th February 2009.I shall be much obliged for this act of kindness."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(رخصت منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میں ایک گزارش تمام معزز ممبران ہاؤس سے کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے افسوس ہے کہ چند حضرات، میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا کہ ہاؤس میں آکر ٹیلیفون سننا، پان کھانا اور کوئی ایسا کام کرنا جس سے ہاؤس کی تضحیک ہوتی ہو، اگر کوئی صاحب کچھ کھانا پینا چاہتے ہیں تو لابی میں جا سکتے ہیں۔ میری تو مجبوری ہے کہ میں یہاں سے اٹھ نہیں سکتا۔ آپ کے لئے تو یہ ساری آسائشیں موجود ہیں۔ اگر آپ گپ شپ لگانا چاہتے ہیں تو آپ کے پاس لابی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اپنے اس business کی طرف توجہ کیجئے جس کے لئے آپ یہاں آئے ہیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے صرف حضرات کا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ میں نے معزز ممبران کہا ہے کیونکہ میں نے یہاں ایک دن دوستوں کو دیکھا تھا تو مجھے اچھا نہیں لگا تھا۔

مجالس قائمہ کی ترمیم شدہ فہرست ایوان میں پیش کرنے کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جن مجالس قائمہ میں ترامیم کی گئی ہیں اور جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جن مجالس قائمہ میں ترامیم کی گئی ہیں اور جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوئی گیس کے بلوں کے حوالے سے وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ تین دن میں جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب اس جدوجہد میں تین دن سے ہیں اور یہ معاملہ بڑا ہی اہم ہے۔ اس وقت تحاریک استحقاق کا وقت ہے، اس کے بعد آپ ان کی قرارداد کو out of turn لے لیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: پہلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ اس کو pending کیا جائے۔ اس کے بعد ملک عباس راں صاحب کی ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ کیا یہ تحریک استحقاق آپ نے پڑھ دی تھی؟

محترمہ دیبا مرزا: جی، جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک استحقاق پڑھ دی تھی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ نے اس کا جواب 19-2-09 کو دینا تھا۔

ای ڈی او(ایجوکیشن) ننکانہ کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب ابھی مجھے موصول نہیں ہوا۔اس لئے آپ اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: میں اس کو pending تو کر دیتا ہوں لیکن آپ اس کے جواب سے محترمہ کو آگاہ کر دیجئے گا۔اگر اس کی طرف توجہ نہ دی جائے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔آپ نے ان کو مطلع بھی کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کی پابندی کی جائے گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر!تین دن کا وقفہ تھا۔اگر اس میں جواب نہیں آیا تو بعد میں بھی نہیں آئے گا۔اس لئے میری تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ محکمے اور متعلقہ افسر کی کوتاہی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔محترمہ دیبا مرزا کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

(اذان ظہر)

اب نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔انشاء اللہ ڈیڑھ بجے دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 1 بج کر 47 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، تحاریک استحقاق تو ختم ہوئیں۔شیخ صاحب کی کیا ہے؟

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> ''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 227 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سوئی گیس کے ناقابل برداشت 6 گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> ''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 227 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سوئی گیس کے ناقابل برداشت 6 گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose نہیں کرتا۔ یہ اس قرارداد کو پڑھ لیں لیکن میں اس میں دو چیزوں کی نشاندہی کرنے جا رہا ہوں لہذا یہ مہربانی کر کے اسے amend کر لیں۔ اس میں ایک تو یہ ہے کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے یہ مرکزی نہیں بلکہ وفاقی حکومت ہوتی ہے۔ جہاں پر بھی ذکر ہے وہ as Federal Government ہے لیکن مرکزی حکومت کے طور پر کہیں ذکر نہیں ہے اس لئے اس طرح کر لیں کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ پھر محترم شیخ صاحب نے کہا ہے کہ کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے نرخوں کو عوام کی برداشت کے قابل بنائے۔ برداشت کے قابل بنائے vague سی term رہ جاتی ہے۔ یہ بتا

رہے ہیں کہ چھ گنا ہے تو یہ ایک یا دو گنا پر آ جائیں یا جیسے بھی مناسب سمجھتے ہیں۔لہذا یہ دونوں ambiguities کو دور کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے یہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اسے amend کر کے پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے رانا صاحب نے فرمایا ہے میں اس میں ابھی ترمیم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں ابھی اسے پڑھ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جی، درست ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ایوان کے لئے ایک information دینا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے تمام معزز ممبران جا کر B-122 نیو مسلم ٹاؤن سے بے نظیر سپورٹ پروگرام کے فارم وصول کر سکتے ہیں۔آج سے وہاں پر عملہ بیٹھا ہوا ہے اور جو بھی معزز ممبر جائے گا اسے فارم ملیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ مجھے فارم کون دے گا؟)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): آپ کو میں فارم لا کر دوں گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم پیپلز پارٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پہلے میری پوری بات سن لیں۔میں یہ بھی بتا دوں کہ پہلی دفعہ جو پیسے ملیں گے ان میں پچھلے چھ ماہ کے بھی ہوں گے اور اس طرح چھ ہزار روپے ملے گا۔اس میں مسلم لیگ (ن) پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق)، خواتین، اقلیتیں سب کو یہ فارم ملیں گے۔

میڈیا اس بات کا گواہ رہے کہ میں خاص طور پر (ق)لیگ والوں کو دعوت دے رہا ہوں کہ اسی سلسلے میں آج چار بجے 90 شاہراہ پر میٹنگ ہے اور پروگرام کی کوآرڈینیٹر فرزانہ راجہ صاحبہ تمام معزز ہاؤس کے ممبران کو وہاں پر بریفنگ دیں گی اور میں تمام معزز ممبران کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ چار بجے وہاں 90 شاہراہ پر آئیں اور اس بریفنگ میں سمجھ لیں تاکہ فارم ضائع نہ ہوں۔پہلے ایم این ایز کے تقریباً تین لاکھ فارم غلط بھرنے کی وجہ سے نادرا نے reject کئے ہیں۔لہذا اگر یہ بریفنگ میں حصہ لے لیں گے تو میرے خیال میں مزید غلطی نہیں ہوگی۔شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کی آخری تاریخ کون سی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جو فارم ملیں گے ان کے ساتھ لفافے ملیں گے جن پر ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ایک لفافے میں پانچ سو تک فارم آ سکتے ہیں۔اس پر پتا بھی لکھا ہوا ہے انھوں نے صرف فارم پر کر کے اور requirement پوری کرنی ہے۔آپ جتنی جلدی بھیجیں گے اتنا اچھا ہے۔ہم نے last date کوئی نہیں رکھی۔جیسے جیسے فارم جا رہے ہیں ان کی انکوائری ہو رہی ہے لیکن آپ کوشش کریں کہ فارم جلد از جلد جائیں تاکہ آپ کے لوگوں کو جلدی پیسے ملنا شروع ہو جائیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! ہم شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی طرف سے ہو گیا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! یہ وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت بھی پیپلز پارٹی کی تقلید کرتے ہوئے بیت المال سے جو فوڈ سٹیمپ پروگرام ہے وہ بلاتفریق تمام جماعتوں کے ایم پی ایز کو برابری کی سطح پر فارم دیئے جائیں تاکہ جو ہمارے حلقے کے مستحق لوگ ہیں ان تک گورنمنٹ کے اچھے پروگرام کے فوائد پہنچ سکیں۔

تعزیت

رکن اسمبلی ڈاکٹر اختر ملک کے بھائی کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک معزز رکن ڈاکٹر اختر ملک صاحب کے بھائی فوت ہو گئے تھے۔لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی،کون؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!ڈاکٹر اختر ملک صاحب ملتان سے پیپلز پارٹی کے رکن صوبائی اسمبلی ہیں ان کے بھائی فوت ہو گئے تھے لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی،ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اختر ملک کے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کلو صاحب!ذرا پیچھے دھیان کریں۔میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: ابھی میں question put کر رہا ہوں۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور 227و دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سوئی گیس کے ناقابل برداشت 6 گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

وفاقی حکومت سے سوئی گیس کے ناقابل برداشت بلوں کو کالعدم قرار دینے کا مطالبہ

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اب آپ قرارداد پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

''یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس فیصد سے زائد اضافہ نہ کرے۔''

جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے اسے amend کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے میں نے اسے amend کر کے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ amended کاپی مجھے بھی دیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

''یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس

کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس فیصد سے زائد اضافہ نہ کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس فیصد سے زائد اضافہ نہ کرے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس فی صد سے زائد اضافہ نہ کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

امریکہ کا پشاور نیٹو فورسز کی Logistic Basis کو پنجاب کے علاقہ حسن ابدال ڈسٹرکٹ اٹک میں منتقل کرنا

(۔۔۔جاری)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں نے کل یہاں NATO forces کے حوالے سے ایک معاملہ کی نشاندہی کی تھی۔ آج اخبارات نے اس کو report کیا ہے۔ اخبار میں میرے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ راناثناء اللہ صاحب نے اس کو refute کیا ہے۔ میں اب بھی اس بات پر قائم ہوں کہ فتح جنگ انٹرچینج کے پاس میرے حلقے میں نیٹو کا staging station بنا ہوا

ہے۔رانا صاحب نے کل کہا تھا کہ وہ اس بارے میں آج معلومات لے کر ہاؤس کو آگاہ کریں گے۔تو وہ ذرا اس کے متعلق بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں محترم شیر علی خان صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ وہ ایک معاملہ حکومت کے نوٹس میں لائے۔جس دن انھوں نے یہ بات کی تھی تو اس دن آفیسر گیلری میں ہوم سیکرٹری صاحب بھی موجود تھے تو انھوں نے اس دن categorically کہا تھا کہ اس قسم کا کوئی ڈپو قائم نہیں ہوا تو وفاقی حکومت نے اس حوالے سے کوئی رابطہ کیا ہے،نہ کوئی تجویز دی ہے اور نہ ہی کوئی اس قسم کی تجویز ہمارے زیر غور ہے اور نہ ہی ہم نے اس قسم کے ڈپو کی اجازت دی ہے۔اس دن میں نے اسی کے مطابق شیر علی خان صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا تھا لیکن اگلے روز انھوں نے پھر دوبارہ stress کیا کہ نہیں وہاں پر اس قسم کی activity ہے تو پھر میں نے کل اس کو thoroughly check کروایا۔میں نے ہوم سیکرٹری صاحب سے شیر علی خان صاحب کی بات بھی کروائی ہے۔انھوں نے اس جگہ کی نشاندہی کی تو اس کے بعد پتا چلا کہ واقعی وہاں پر 12 ایکڑ زمین کسی private owner کی ہے اور اس نے privately ایک private logistic کمپنی کو اس لئے کرایہ پر دی ہوئی ہے کہ جب آپ کے containers or trucks وغیرہ گزریں تو آپ یہاں fuel لینے یا چائے وغیرہ پینے کے سلسلے میں stay کر سکتے ہیں۔وہاں پر NATO forces کو supply کرنے والے containers رُکتے ہیں۔وہاں پر کسی چیز کا ڈپو تو بالکل قائم نہیں ہے اور نہ ہی کسی چیز کو store کیا جاتا ہے لیکن اس حد تک بات درست ہے کہ وہ containers وہاں پر رُکتے ہیں۔میں محترم شیر علی خان صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ یہ بات حکومت کے نوٹس میں لائے۔چونکہ وہ ہماری اجازت،NOC کے بغیر بنایا گیا تھا تو آج صبح ہی حکومت پنجاب نے یہ orders کئے ہیں اور مقامی انتظامیہ کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ اس سنٹر کو یا جو بھی وہاں پر installations ہیں ان کو pack up کیا جائے اور اس کو فوری close کر دیا جائے۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!میں رانا صاحب اور حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے concedeکر لیا کہ وہاں واقعی staging stationہے۔یہ بڑا اچھا اقدام ہے کہ انھوں نے اس کو بند کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ ہمیں بہت خطرہ ہے اگر پنجاب میں اس طرح کے stationsبن گئے تو جس طرح سرحد میں دہشت گردی ہو رہی ہے شاید وہ Indus Riverکے اس sideپر بھی آ جائے۔میں ان سے گزارش کروں گا کہ سیکرٹری صاحبان کو ہدایت کریں کہ وہ ان کو صحیح informationدیا کریں۔Thank you very much.

صوبہ میں نئی تعلیمی پالیسی پر تحریک التوائے کار کے تحت مکمل عملدرآمد کا مطالبہ

جناب سپیکر:جی،بلوچ صاحب!

ملک احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!میری ایک پرانی تحریک التوائے کار نمبر65 ہے۔یہ پیش ہو چکی ہے،رانا صاحب کے علم میں ہے اور یہ رفاع عامہ کا معاملہ ہے۔ہزاروں سکول جو بند پڑے ہیں اس تحریک کی وجہ سے کھل جائیں گے۔وزیر اعلیٰ صاحب کی اس حوالے سے ایک بہت اچھی پالیسی ہے۔میری گزارش صرف یہ ہے کہ موجودہ پالیسی کے تحت ایجوکیٹروں کی بھرتی کر لیں اس سے پورے پنجاب کے بہت سے سکولوں کا فائدہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے دو پالیسیاں بنائی تھیں۔پہلی پالیسی 23-01-08میں بنی اور دوسری 29-12-08کو بنائی گئی ہے۔29-12-08والی پالیسی میں یونین کونسل، مقامی گاؤں اور تحصیل کے ممبران بھی شامل ہیں۔وزیر اعلیٰ صاحب کی اس پالیسی سے وہ سکول جو بند پڑے ہیں، خاص طور پر rural areasکے جو سکول بند پڑے ہیں وہ کھل جائیں گے۔یہ بہت اچھی پالیسی ہے،کرپشن سے بھی پاک ہے۔یہ آٹھ کروڑ عوام کا مسئلہ ہے اور خاص طور پر دیہات کے وہ سکول جو بیس بیس سال سے بند پڑے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب کی اس پالیسی سے وہ کھل جائیں گے۔اس حوالے سے میری تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے۔میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے محکمہ سے بھی

رابطہ کر لیا ہے۔انھوں نے میری بھی میٹنگ کروائی ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ موجودہ نئی پالیسی کو پورے پنجاب کے لئے لاگو کر دیں۔اس سے پنجاب کے عوام کا فائدہ ہو گا اور وہ سکول کھل جائیں گے جو ایک عرصہ سے بند پڑے ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!احمد خان بلوچ صاحب نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔اس کے بعد میں نے محکمہ تعلیم کے سیکرٹری صاحب سے discuss کیا اور پھر اس کے بعد اس معاملے کو بلوچ صاحب، ثناء اللہ مستی خیل صاحب اور ملک وارث کلو صاحب کی disposal پر کر دیا۔ سیکرٹری صاحبان نے یہاں پر آ کر ان معزز ممبران کے ساتھ دو تین بڑی lengthy meetings کی ہیں اور ان معزز ممبران کو پوری طرح سے satisfy کیا گیا۔جب معزز ممبران نے مجھے کہا کہ ہم satisfy ہیں تو تب میں نے سیکرٹری صاحبان کو اپنے دفتر سے جانے دیا۔اب اس میں جو formula طے ہوا ہے اس کے مطابق 26 اضلاع میں سو فیصد وہی پالیسی نافذ ہو گی جو بلوچ صاحب نے کہا ہے یعنی جو بعد والی پالیسی ہے۔ باقی آٹھ اضلاع میں کچھ urban areas ہیں۔ ملک وارث کلو صاحب کی یہ تجویز تھی کہ urban areas میں یہ مسائل نہیں ہیں۔یہ مسائل صرف rural areas میں ہیں تو اس بارے میں ہم نے ان سے کہا ہے کہ اس exercise کو دوبارہ کریں اور جس خدشہ کا اظہار ہمارے بھائی کر رہے تھے کہ اس سے ہمارے کچھ سکول خالی رہ جائیں گے اس کو وہ سو فیصد resolve کریں گے۔ اسی formula کے مطابق ان صاحبان کی موجودگی میں محکمہ کو direction بھی دے دی گئی تھی۔ میں بعد میں یہ معاملہ وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب کے علم میں لایا اور ان سے discuss کیا۔انھوں نے بھی اس کے ساتھ اتفاق کیا ہے اس لئے اب جس طرح سے ان بھائیوں نے مل بیٹھ کر بات طے کی ہے اسی کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہو گا۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے خصوصی مہربانی فرمائی ہے اور وہ issue settle down ہو گیا ہے۔ ہم اس پر ان کے انتہائی شکر گزار ہیں۔

جناب مہدی عباس خان:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ضلع ملتان میں کافی rural area آتا ہے۔ابھی پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ صاحب شجاع آباد اور تحصیل جلالپور پیر والا میں تشریف لے گئے تھے وہاں بھی یہی problem ہے۔کلو صاحب کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔ضلع ملتان کے لئے کچھ کیا جائے۔یہ ان آٹھ اضلاع میں آ گیا ہے۔میں یہ درخواست کروں گا کہ تمام اضلاع میں ایک جیسی پالیسی اپنائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں نے یہ کہا ہے کہ ان آٹھ اضلاع میں جو urban area ہے،جہاں پر اس problem کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے تو وہاں پر ہم لوگوں کو کیوں disturb کریں؟ان میں جو rural areas ہیں،جہاں پر یہ problem exist کرتا ہے تو ان میں اسی پالیسی کے مطابق عمل ہو گا۔

جناب شاہان ملک:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ابھی کچھ دیر پہلے معزز رکن شیر علی خان صاحب نے ایک بات کا تذکرہ کیا تھا۔میرا بھی اسی ضلع سے تعلق ہے اور میرے ساتھ ملک خرم صاحب بیٹھے ہیں ان کا بھی اسی ضلع سے تعلق ہے۔ہم شیر علی خان صاحب کی بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہ بات بالکل درست ہے۔

دوسرا جو بہت ہی اہمیت کا حامل issue ہے اور میں نے وزیر اعظم صاحب کے بھی کل گوش گزار کیا تھا،انھوں نے بھی اس بات کا نوٹس لیا تھا۔ہمارا ضلع چونکہ border lines area ہے۔میں ضلع اٹک کی بات کر رہا ہوں۔ہمارے پاس تقریباً 8/10 entry and exit points ہیں اور پچھلے کئی سالوں سے یہ کام جاری تھا کہ افغانستان سے افغانی وہاں پر آتے جا رہے تھے۔اب صورتحال اس وقت یہ ہے کہ افغانی تو بہت زیادہ آ چکے ہیں۔باجوڑ اور گردونواح سے بھی لاکھوں کی تعداد میں لوگ آ چکے ہیں۔ان کے پاس اسلحہ بھی آ چکا ہے اور DCO جو کہ competent authority ہے ان کے پاس اس بارے میں کوئی record ہے،ان کے پاس کوئی تفصیلات ہیں اور نہ ہی ان پر کوئی check and balance ہے۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اٹک چونکہ ایک sensitive area ہے،آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر ammunition depots ہیں

فیکٹریاں ہیں اور سارا کچھ وہاں پر ہے۔اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے یہ معاملہ triggerہو گیا تو لاہور اور اسلام آباد پہنچنے میں ان کو دیر نہیں لگے گی۔

جناب سپیکر:اللہ خیر کرے۔

گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر سیکرٹریٹ کی چپقلش کی وجہ سے صوبہ کے ترقیاتی منصوبوں میں تاخیر

جناب محمد اعجاز شفیع:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:اللہ خیر کرے۔ بڑی بے تابی سے پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی توجہ چاہوں گا 18۔فروری کا"نیوز"اخبار ہے۔

> Tussle between Governor House and Chief Minister Secretariat has adversely affected all the 17 public sector Universities in Punjab. As no development project could be initiated in these institutions during the current year.

اور ان کا بجٹ 4.4 بلین تھا۔کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ یہ صرف ایک سیکٹر ہے اور اسی طرح کے بے شمار سیکٹر ہیں۔میں اسی پارلیمانی سال نہیں بلکہ نون اور پیپلز پارٹی کا جو آپس میں ازدواجی رشتہ ہوا تھا اس رشتے کی ناچاقیاں اور اس رشتے میں ان کی آپس میں چپقلش کی وجہ سے، چاہئے تو یہ تھا کہ ان کا آپس میں جو بندھن بندھا ہے اس میں عوام کو reliefملتا لیکن اس بندھن کی ناچاقیوں کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔اگر ان کا آپس میں کوئی تھوڑا سا سلوک ہوتا تو کوئی developmentبھی ہوتی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:آپ بھی ادھر آ جائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم اس کیچڑ میں نہیں آنا چاہتے۔ ہم اس گند کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں عوام نے جو mandate دیا ہے، عوام نے جس مقصد کے لئے ووٹ دیا ہے ہم اپنا وہ کردار ادا کرنا چاہ رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج جب یہ پارلیمانی سال مکمل ہوا ہے تو میں پر اعتماد اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ 1947 کے بعد آج تک کوئی ایسی اسمبلی نہیں ہو گی کہ اپوزیشن کا کردار جس احسن طریقے سے، جمہوری طریقے سے ہم لوگوں نے ادا کیا ہے اس کی مثال شاید پنجاب اسمبلی کے ریکارڈ میں نہیں ہو گی کیونکہ آج تک ہم نے وہ کام نہیں کیا، ہم نے legislation کو پھاڑا ہے، ہم نے ڈیسک بجائے ہیں اور نہ ہی ہم نے نعرے بازی کی ماسوائے ان اقدامات کے جو عوام کے مفاد میں تھے۔ اپوزیشن برائے اپوزیشن نہیں بلکہ اپوزیشن برائے اصلاح کی بات کی ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت کی اصلاح کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس چیز کا شوق نہیں لیکن ان کا جواز دواجی رشتہ ہے ہماری اب بھی دعا ہے کہ وہ نہ ٹوٹے اور ان کے پانچ سال مکمل ہوں اور یہ پھلیں پھولیں۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! امید ہے کہ آپ اس بات کا جواب وزیر قانون سے ضرور لیں گے کہ اگر یہ خبر سچ ہے تو ان کی وہ تعلیم دوست پالیسیاں کہاں گئیں اور ان کا وہ نعرہ کہاں گیا جس میں یہ چاہتے تھے کہ پنجاب میں جہالت کا خاتمہ ہو گا اور یہ کہتے تھے کہ ہم نے ایک ایک گھر میں ایک ایک بچے کے ہاتھوں میں کتاب دینی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو جواب دینے دیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! محترم اعجاز شفیع صاحب نے جو ڈویلپمنٹ کے پراجیکٹ کے دیر سے شروع ہونے کے متعلق بات کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی lack of information ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس ملک میں بہت عرصہ سے اور درمیان میں کوئی تھوڑا سا عرصہ ایسا آیا جس میں ان چیزوں کا خیال رکھا گیا۔ بہت عرصہ سے یہ جو ٹھیکیداری نظام ہے اور جس طرح سے سرکاری سیکٹر میں عمارتیں بنتی ہیں اور جس طرح سے ڈویلپمنٹ ہوتی ہے وہ

نظام اتنا خراب ہو چکا تھا کہ اب جو commission کی bidding ratio سے لے کر آخر تک جائیں تو وہ تقریباً 26 فیصد بن جاتی ہے۔ ٹھیکیدار جو کام کرتے ہیں آپ سڑکوں کا حال دیکھ لیں، بلڈنگوں کا حال دیکھ لیں۔اب جو فیصل آباد اور ملتان میں کارڈیالوجی سنٹر بنا ہے آپ انہیں جا کر دیکھیں کہ ابھی انہیں بنے ایک سال نہیں ہوا لیکن عمارتوں کا یہ حال ہے کہ ایسے لگتا ہے جیسے یہ دس سال کی بنی ہوئی ہیں اور ہر چیز وہاں سے اکھڑی ہوئی ہے ۔ اب ان اللوں تللوں اور اس commission mafia کو کنٹرول کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ ہم اس نظام کی اصلاح کریں۔اس میں ایسے rules and regulations لے کر آئیں تاکہ اس قسم کی corruption کا راستہ رک سکے۔اس میں ایک third party validation کا concept لائے ہیں اور اس کے علاوہ ٹھیکیداروں کے خلاف action لیا ہے اور جو black list تھے ان کو black list کیا ہے۔ سالہا سال کا بگڑا ہوا procedure جو ہے،اس میں پچھلے تین چار ماہ میں اتنی محنت ہوئی ہے اتنا کام ہوا ہے کہ اب جا کر یہ معاملہ regulate ہوا ہے اور یہ جو پچھلے تین چار ماہ میں دیر ہوئی ہے آپ آنے والے تین چار ماہ میں دیکھیں گے کہ تمام دیر cover ہو جائے گی اور انشاءاللہ تعالیٰ 30۔جون 2009 تک تمام development fund جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر: اب تشریف رکھیں. Let me proceed۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ تمام کا تمام فنڈ انشاء اللہ استعمال ہو گا اور یہ لوگوں کی فلاح کے لئے خرچ ہو گا۔انہوں نے یہ جو بات کی ہے کہ اپوزیشن نے بڑا اچھا کردار ادا کیا ہے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں دونوں کو شاباش دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس بات کو ہم سراہتے ہیں کہ انہوں نے اچھا کردار ادا کیا ہے اور ہم ان سے اچھے کردار کی توقع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ان کو اسی کردار پر برقرار رکھے۔ جو کردار انہوں نے پچھلے پانچ سال میں ادا کیا ہے اس بُرے کردار کی طرف یہ دوبارہ نہ لوٹ جائیں۔ باقی جہاں تک ازدواجی رشتے کی بات ہے ہمارے درمیان تو political coalitionہوئی ہے ،ازدواجی رشتہ تو آمروں اور ڈکٹیٹروں کے ساتھ لوگوں کا قائم ہوتا ہے وہ ان کا تھا جو بعد میں ختم ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب والا!یہ اپنےD.G.P.Rکو کہیں وہ اس خبر کی تصحیح کروائیں۔

جناب سپیکر:جناب اعجاز شفیع صاحب!اب مہربانی فرمائیں۔

Paddy Commissionerکی جانب سے صوبہ پنجاب میں چاول کی مقررہ قیمت میں کمی کے فیصلے سے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

راؤ کاشف رحیم خان:جناب والا!میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پنجاب کے زمینداروں کے ساتھ Paddy Commissionerجو کہ سندھ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے صوبائی تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے پنجاب کے زمینداروں کو نقصان پہنچانے کے لئے چاول کی قیمت جو کہ پنجاب میں 3ہزار روپے فی من تھی اسے کم کر کے 2600روپے فی من کر دی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ پہلے والی قیمت جو 3ہزار روپے فی من تھی اسے برقرار رکھا جائےاورPaddy Commissionerکے فیصلے کو معطل کروایا جائے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں مجھے ان کی بات کا جواب لینے دیں۔ پنجاب کے کاشتکاروں کا معاملہ ہے،آپ سنیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:آپ ان کی بات سنیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب والا!وزیر قانون نے جو یہ سب کچھ سنایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری بات غلط ہے۔D.G.P.Rکی طرف سے جو رپورٹ آئی ہے اس میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا کہ یہ systemکیimprovementکے لئے ایک سالdelayہوئی ہے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:اب آپ تشریف رکھیں۔ I will be grateful. Thank you very much. مجھے بات کرنے دیں۔رانا صاحب!راؤ کاشف رحیم صاحب نے serious قسم کی بات کی ہے۔آپ اس پر غور کیجئے کہ Paddy Commissioner نے یہاں پنجاب میں جو تین ہزار روپے فی من چاول کی قیمت مقرر تھی اس میں انہوں نے چار سو روپے کی کمی کر دی ہے جبکہ باقی صوبوں میں بقول ان کے ابھی تین ہزار روپے ہے،آخر ایسا کیوں ہوا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کی off hand تو میرے پاس کوئی information نہیں ہے۔یہ note مجھے دے دیں تو میں انشاء اللہ پتا کر کے بتا دوں گا۔

جناب سپیکر:اس کا آپ نوٹس لیں،بڑا ضروری معاملہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب والا!میں آج ہی اس کا پتا کرواتا ہوں۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر 54 ہے اور یہ کاشتکاروں کے بارے میں ہے تو مہربانی فرما کر مجھے out of turn پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میری یہ تجویز ہے کہ میں نے محترم لغاری صاحب سے اجازت لی ہے اور ان سے بات کی ہے کہ آج سرکاری کارروائی میں ہم صرف ایک Bill lay کرنا چاہتے ہیں وہ بل lay ہونے کے بعد جتنے بھی اہم point of orders یا

تحاریک التوائے کار ہیں ان کو لیا جائے اور جب تک بھی اجلاس چلے تو میں اس وقت تک ان سب کا جواب دینے اور بیٹھنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ آج آخری دن ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم تو as a gesture of goodwill جو چیز کرنے سے اسمبلی ختم ہو جائے وہ نہیں کر رہے۔ ہم وہ نہیں کر رہے تاکہ ہمارے لوگوں کو بولنے کا موقع مل جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے جنگ اخبار میں خبر ہے کہ پنجاب کے وزراء کے لئے 30 نئی گاڑیوں کی منظوری دے دی گئی ہے۔ نہایت ہی افسوس کہ جب انہوں نے گورنمنٹ سنبھالی تھی تو اس وقت انہوں نے بہت باتیں کی تھیں کہ ہم بلٹ پروف گاڑیوں کو فروخت کر دیں گے اور کوئی نئی گاڑی نہیں خریدی جائے گی۔ 8 کلب کو T.I یونیورسٹی بنا دیا جائے گا۔ ایک سال ہو گیا ہے اور بلٹ پروف گاڑیاں بھی ان کے استعمال میں ہیں اور آج کی خبر کے مطابق 30 نئی گاڑیاں وزراء کے لئے خریدی جا رہی ہیں۔ یہ بھی بات سامنے آئی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے بھی گاڑیاں لی جا رہی ہیں۔ انہیں چاہئے کہ جو بھی یہ بات کریں اپنی commitment پر پورا اتریں۔ یہ نہ کریں کہ پہلے کچھ کہتے ہیں اور اس وقت ایک سال بعد ان کی statements ہی تبدیل ہو گئی ہیں۔ یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے۔ یہ پہلے اس پر کیچڑ اچھالتے رہے ہیں کہ انہوں نے خزانے کو ضائع کر دیا ہے۔ اب یہ لوگ خود کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اس کا جواب لاء منسٹر صاحب legislation کے بعد دیں گے۔

زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل میں تاخیر سے مستحقین کو پریشانی کا سامنا

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار زکوٰۃ کمیٹیوں سے متعلق ہے۔ سترہ ہزار خاندانوں کا مسئلہ ہے اور مستحقین ہیں۔ رانا صاحب نے جو پہلے بات کی ہے تو اعجاز شفیع صاحب اصل میں یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ ان دونوں پارٹیوں کے اندرونی معاملات کی وجہ سے بے شمار لوگ پنجاب کے suffer کر رہے ہیں۔ اس میں مستحقین کے یہ سترہ ہزار خاندان ہیں جنہیں گزارہ الاؤنس ملنا تھا جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں وہ گزشتہ آٹھ ماہ سے انتظار میں ہیں۔ پچیس ہزار کمیٹیاں ہیں جو پنجاب کے اندر نہیں بن سکیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے آپس کے معاملات طے نہیں ہو رہے جس وجہ سے یہ معاملہ لٹکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، چودھری طاہر اقبال صاحب جو out of turn تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے ہیں اور میاں رفیق صاحب بھی out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وارث کلو صاحب بھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ادھر بھی چار ہیں۔ یہ بعد میں کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ بعد میں کر لیں۔ اس کے بعد اگر دو گھنٹے بھی ممبران بیٹھ کر اجلاس کو چلانا چاہیں، تمام پوائنٹ آف آرڈر اور تحاریک التوائے کار پیش کرنا چاہیں تو میں تیار ہوں۔ لغاری صاحب! جو پوائنٹ آف آرڈر آپ نے raise کرنا ہے، جو تحریک آپ نے پڑھنی ہے اس کا جواب میں نے لے کر دینا ہے۔ میں موجود ہوں گا جب تک آپ بیٹھیں گے۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): I move:

> "That the requirements of rules 28 and 91 (4) and the other relevant rules of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended

under rule 234 of the aforementioned rules for introduction of University of the Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That the requirements of rules 28 and 91 (4) and all other relevant rules of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the aforementioned rules for introduction of University of the Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.''

The motion moved and the question is:

"That the requirements of rules 28 and 91 (4) and all other relevant rules of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the aforementioned rules for introduction of University of the Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was unanimously carried)

مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I introduce the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.

MR. SPAKER: The University of Health Science, Lahore (Amendment) Bill, 2009 has been introduced in the house under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly

of the Punjab 1997 and his referred to the Standing Committee on Health for report upto 15th March 2009.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ کی جو تحاریک التوائے کار ہیں اب وہ لیتے ہیں اور اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ جنہیں میں نے پہلے floor دیا تھا وہ پہلے اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، کلو صاحب!

ملز مالکان کی جانب سے گنا کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا

ملک محمد وارث کلو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہر سال شوگر ملز مالکان کاشتکاروں سے گنا وصول کر لیتے ہیں اور کاشتکاروں کو گنے کی رقم کی ادائیگی نہیں کرتے۔ ابھی تک پچھلے سالوں کے گنے کی ادائیگی ملز اونرز کی طرف بقایا ہے جبکہ اب پھر نیا سیزن شروع ہو چکا ہے اور ملز اونرز بنکوں سے قرضہ جات منظور کروا کر رکھ لیتے ہیں لیکن شرح سود بچانے کی خاطر کاشتکاروں کو ادائیگی نہیں کرتے۔ لہذا ملز اونرز کو ادائیگی کا پابند بنانے کے لئے کوئی صحیح اور مضبوط لائحہ عمل طے ہونا چاہئے تاکہ غریب کسان کو ریلیف دیا جا سکے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوا ہے کہ crushing year 2007-08 کے دوران پنجاب کی شوگر ملوں نے کل 49۔ارب 50 کروڑ 43 لاکھ 80 ہزار 20 روپے کا گنا خریدا جس میں سے 49۔ارب 47 کروڑ 51 لاکھ 21 ہزار 5 سو 17 روپے کاشتکاروں کو ادا کئے جا چکے ہیں جو کل رقم کا 99.94 فیصد ہے اور اب 2 کروڑ 92 لاکھ 58 ہزار 5 سو 3 روپے کی ادائیگی 11 شوگر ملوں کی طرف بقایا رہ گئی ہے جس کے لئے متعلقہ شوگر ملوں کو باقاعدگی کے ساتھ لکھا جا رہا ہے۔ کسانوں کو بروقت ادائیگی کے سلسلہ میں

وزیر خوراک کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ یہ کمیٹی اپنی سفارشات مرتب کر رہی ہے جن کی منظوری کے بعد انھیں قانون کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ اس میں جو figures محکمے نے دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ figures کافی مناسب ہیں۔ اگر ان figures پر محرک کو کوئی اعتراض ہے تو اس کو verify کروالیا جائے گا۔ اگر 99.94 فیصد ادائیگی ہو چکی ہے تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ باقی کو بھی ہم expedite کروا کر ادائیگی کروا دیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ رانا صاحب نے جو figures پیش کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس میں بھی آپ یہ دیکھ لیں کہ ہماری اسمبلی اور حکومت کی طرف سے کاوش ہوئی ہے تب جا کر یہ ادائیگی کی گئی ہے لیکن یہ پچھلے season کی figures ہیں۔ اب تو دوسرا season بھی ختم ہونے کو ہے۔ میں ایک روایت کی بات کر رہا ہوں کہ مل مالکان اپنے قرضہ جات منظور کروا لیتے ہیں تو یہ کسان کو ساتھ ساتھ ادائیگی کیوں نہیں کرتے؟ اگر اس سال جو season crushing چل رہا ہے اس کی ادائیگی رانا صاحب کروائیں گے تو پھر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ billions میں ہو گی۔ میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس کا ایک fool proof system ہونا چاہئے جس کے تحت غریب کسان کو اس طرح تنگ نہ کیا جائے۔ مل مالکان بھی ایک مافیا ہیں وہ کسان کا استحصال کرتے ہیں۔ اس استحصال سے کسان کو بچانے کے لئے ایک system ہونا چاہئے جو مستقل ہو تاکہ کسان کو ساتھ ساتھ ادائیگی کروائی جا سکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا کہنا ہے کہ آپ نے سابقہ season کی بات کی ہے۔ اب موجودہ season کے حوالے سے کیا صورتحال ہے اور اس کے لئے ایک ایسی policy بنائیں کہ ایک مہینے کے اندر اندر کاشتکار کو اس کی رقم مل جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم کلو صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے۔ آپ اس کی wording پڑھ لیں کہ ہر سال شوگر مل مالکان کاشتکاروں سے گنا وصول کر لیتے ہیں اور کاشتکاروں کو رقم کی ادائیگی نہیں کرتے۔ ابھی تک پچھلے سالوں کی ادائیگی مل مالکان کی طرف بقایا

ہے۔اس حساب سے انھوں نے جواب بھیج دیا ہے۔اگر یہ current year کی figures چاہتے ہیں تو وہ بھی منگوا لیتے ہیں اور ان کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بھی منگوالیں لیکن کلو صاحب اصل میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے کیونکہ کاشتکار دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ان کو ایک مہینے کے اندر اندر ادائیگی ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ حکومت کی priority ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار ہے اس میں اندھوں کی فریاد ہے۔ میں نے یہ تحریک جمعہ کو پیش کی تھی اور یہ کل تک pending تھی۔ اس تحریک میں یہ ہے کہ اندھوں کو ہوسٹل سے نکال دیا گیا ہے۔اگر مقابلہ کرنا ہے تو آنکھوں والے آنکھوں والوں سے کریں۔ یہ آنکھوں کے بجھے ہوئے چراغوں سے مقابلہ کیوں کرتے ہیں کیوں ان بے چاروں کو دکھ دیا گیا ہے، کیوں ان کو ہوسٹل سے نکالا گیا ہے؟ اگر نکالا گیا ہے تو ان کو متبادل جگہ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کر دی جائے۔یہ تو بڑے دکھ اور ستم ظریفی کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر سپیشل ایجوکیشن!

گورنمنٹ ٹریننگ کالج برائے نابینا اساتذہ کے ہوسٹل پر قبضہ سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت چلنے والا ادارہ ہے جہاں چاروں قسم یعنی سماعت سے محروم، بصارت سے محروم، جسمانی اور ذہنی معذوری کے بچوں کو پڑھانے کے لئے B.Ed اور M.Ed کے دو خصوصی کورس کروائے جاتے ہیں۔یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والوں کو خصوصی تعلیم کے چاروں قسم سماعت سے محروم، بصارت سے

محروم، جسمانی اور ذہنی معذوری کے اداروں میں تعینات کیا جاتا ہے۔ان دونوں کورسوں کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے مخصوص نشستوں کی مکمل تعداد95 ہے۔یہ نشستیں صرف نابینالوگوں کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ جسمانی معذوراور نارمل افراد کے لئے بھی ہیں۔کالج کے سیکنڈ فلور پر قائم ہوسٹل میں تین بڑے کمرے، چھ چھوٹے کمرے ،ایک کچن اور ایک ڈائننگ ہال ہے۔ان میں سے ایک چھوٹا کمرہ ہوسٹل وارڈن کے لئے ہے۔ان کمروں میں زیادہ سے زیادہ22 طلبہ وطالبات رہائش پذیر ہو سکتے ہیں۔یہاں پر طالبات کو رہائش فراہم کی گئی ہے۔کالج کونسل کی وساطت سے ہوسٹل کی نگرانی کی ذمہ داری مسز صفیہ سلطانہ سائیکالوجسٹ کو سونپی گئی ہے اور ان کو رہائش بھی فراہم کی گئی ہے۔وہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی assessment کے مطابق باقاعدگی سے ہر ماہ اپنی تنخواہ سے کٹوتی بھی کروارہی ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب کے سپیشل ایجوکیشن کے ڈیپارٹمنٹ کے ایک اور اہم پراجیکٹ بولتی کتابیں کی ذمہ داری بھی کالج ہذا کو سونپی گئی ہے۔اس سلسلہ میں CDs اور cassettes کی ریکارڈنگ کی ذمہ داری پرنسپل صاحبہ نے مسز صفیہ سلطانہ کو سونپی ہے۔ریکارڈنگ کے سٹوڈیو کی عدم دستیابی کی وجہ سے ریکارڈنگ کا کام شام کے اوقات میں سرانجام دیا جاتا ہے جب ماحول پرسکون اور شور نسبتاً کم ہوتا ہے۔ موجودہ تعلیمی سال 09-2008 کے دونوں کورسوں میں صرف ایک طالبعلم نابینا ہے۔کالج enrollment کے مطابق یہاں طالبات کی تعداد طلبہ کی نسبت زیادہ رہی ہے اور یہ طالبات پنجاب کے دوردراز اضلاع سے حصول تعلیم کے لئے آتی ہیں اس لئے ان طالبات کے مسائل کو ترجیح دیتے ہوئے اس ہوسٹل میں ان طالبات کو رہائش فراہم کی جاتی ہے۔اب یہاں صرف Government Training College for Blind کی طالبات اور Government in Service Training College for Disable کی in service خواتین اساتذہ رہائش پذیر ہیں۔ہمارے کالج کے ساتھ Government in Service Training College ہے جس میں خصوصی اداروں کے مرد اور خواتین اساتذہ کو refresher courses کروائے جاتے ہیں۔ان اساتذہ کو بھی ہمارے کالج کے ہوسٹل میں رہائش فراہم کی جاتی رہی ہے۔ چونکہ کالج کا کوئی اپنا ہوسٹل نہیں ہے اس لئے ہمارے کالج کے ہوسٹل میں اتنی جگہ موجود نہ ہے کہ دونوں کالجوں کے اساتذہ اور طلباء کو اکٹھا رکھا جاسکے۔اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے

محکمہ تعلیم نے مرد اساتذہ کو Government Brail Printing Press کی بلڈنگ کے فرسٹ فلور پر رہائش فراہم کر دی ہے اور خواتین اساتذہ کو بدستور Government Training College for the Teachers or Blind میں رکھا جا رہا ہے لہذا کوئی بھی نابینا استاد کو ہوسٹل سے بے دخل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ کو سمجھ آئی ہے؟ میں تو سیدھا سیدھا جواب مانگ رہی ہوں۔ اندھے بے چاروں کی اس میں فریاد ہے۔ اگر ہم آنکھوں والے ان اندھوں کی مدد نہیں کر سکتے تو ہمیں اسلام میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ کوئی اندھا جا رہا ہو تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو سڑک پار کروا دیں لیکن ان کو تو ہوسٹل سے ہی ایک قسم کا گرایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ ان کی بات غور سے سن کر جواب دیں۔ تحریری کی بجائے آپ ان کو زبانی بتا دیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پیپر کو چھوڑ دیں۔ اگر اس کو پکڑیں گے تو خرابی کرے گا۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اگر کوئی امیدوار نابینا ہے تو یہ انہیں میرے پاس بھجوا دیں میں اس کا admission کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان سے رابطہ کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم بھی لاء منسٹر صاحب سے جواب مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بعد میں آئے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک تحریک پیش ہو چکی ہے اس کا صرف جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: متعلقہ منسٹر صاحب یہاں پر نہیں ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): رانا صاحب اس کا جواب فرما دیں۔

جناب سپیکر: وہ راناصاحب سے متعلقہ بات نہیں ہے۔ میں اسی لئے ہی یہاں بیٹھا ہوں۔ متعلقہ منسٹر آ جاتے ہیں تو میں پھر لے لیتا ہوں۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 47 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

لاہور تا قصور روٹ تبدیل کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق سیکرٹری RTA نے فلائنگ کوچ (کوسٹر) لاہور تا قصور کا روٹ تبدیل کر کے لاہور شہر میں داخلہ بند کر دیا۔ تفصیل یوں ہے کہ لاہور تا قصور چلنے والی فلائنگ کوچ (کوسٹر) کا منظور شدہ روٹ فیروزپور روڈ براستہ مزنگ چونگی، چوبرجی، سیکرٹریٹ، بھاٹی، لاری اڈہ ہے جس کو سیکرٹری RTA نے سیاسی دباؤ کے تحت ان ٹرانسپورٹ کے روٹ کو تبدیل کر کے لاہور شہر میں داخل ہونے سے بند کر دیا۔ اب اس ٹرانسپورٹ کو زبردستی چونگی امر سدھو، گوالہ کالونی موڑ کربند روڈ سے ہوتے ہوئے لاری اڈہ سبزی منڈی جانے کو کہا جاتا ہے جس سے عوام جو چونگی امر سدھو سے آگے سیکرٹریٹ، بھاٹی آنا جانا چاہتی ہے، ان کو دو یا تین ویگنیں بدل کر اپنی منزل مقصود پر آنا پڑتا ہے۔ ایک طرف تو عوام سیکرٹری RTA کے اس حکم کے خلاف سخت احتجاج کر رہے ہیں۔ دوسرا ٹرانسپورٹ مالکان کو روزانہ کی بنیاد پر 50 ہزار روپے کا اضافی خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے اور اس روٹ پر ان کو کرایہ بھی پرانا ملتا ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اس کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کیونکہ سیکرٹری RTA یا محکمہ ٹرانسپورٹ نے لاہور قصور روڈ پر چلنے والی کسی فلائنگ کوچ (کوسٹر) کو لاہور شہر میں داخل ہونے سے نہ روکا ہے بلکہ ٹرانسپورٹروں کی باہمی مشاورت کے بعد صرف داتا دربار تا

سیکرٹریٹ والی سڑک پر ٹریفک دباؤ کم کرنے کے لئے ان کی route alignment براستہ چوبرجی اور بند روڈ تبدیل کی گئی ہے جس پر 350 کے قریب فلائنگ کوچ اور کوسٹر اس وقت بھی رواں دواں ہیں۔تاہم لاہور قصور روڈ پر ٹریفک نظام کو بہتر بنانے کے لئے ایک colour scheme کے تحت جو نیا plan بنایا گیا ہے اس میں شامل ہونے کے لئے ٹرانسپورٹروں نے خود 350 گاڑیوں کی فہرست بنا کر دی ہے جس کی نقل لف ہے۔یہ نئی colour سکیم ماہ مارچ سے رائج کی جائے گی۔البتہ غیر قانونی طور پر یا بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی گاڑیوں کے خلاف خصوصی چیکنگ جاری ہے تاکہ تمام قسم کی ٹرانسپورٹ گاڑیاں صرف اپنے منظور شدہ روٹوں پر چلیں اور بغیر روٹ پرمٹ کے کوئی گاڑی لاہور شہر میں داخل نہ ہو سکے۔جواب تو بڑا clear ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ معاملات اسی طرح سے ہیں تو پھر ان کی grievance بالکل دور ہو جانی چاہئے کیونکہ کل والے معاملے کے سلسلے میں تین بجے ہم نے یہاں پر سیکرٹری RTA اور ایس پی ٹریفک کو بلایا ہوا ہے تو محترمہ سے اس میٹنگ کا پروگرام پہلے سے طے ہے لہذا میرا خیال ہے کہ اس جواب کی روشنی میں جب وہاں بات کی جائے گی تو ان کی satisfaction ہو جائے گی اور یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹھیک ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ اس حوالے سے جو رپورٹ ہے وہ ہاؤس میں پیش کر دی جائے۔میری آج ان سے میٹنگ ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ہم اس کو ہاؤس میں پیش کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب میں انہوں نے categorically کہا ہے کہ ہم نے کسی کو نہیں روکا۔یہ on record ہے جو پیش کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ discuss کر لیں لیکن پھر بھی آپ تشنگی محسوس کریں گی تو اس کو دوبارہ دیکھ لیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کو ہاؤس میں دوبارہ لایا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک میاں محمد رفیق صاحب کی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، سب کی اہم باتیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

یہ کیسا دستورِ زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! یہاں پر جو آدمی جس قدر مؤدب ہے، احترام کرتا ہے، قانون پر چلتا ہے اس کو اسی قدر زیادہ snub کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بالکل نہیں۔

میاں محمد رفیق: یہاں پر میں نے generally دیکھا ہے کہ بغیر اجازت کے بھی مائیک کھل جاتے ہیں اور ہمیں اجازت ہی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: جی، ایسا نہیں ہے۔ پہلے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار جس پر آپ نے شفقت فرمائی تھی اور وزیر قانون صاحب کو جواب طلب کرنے کے لئے آپ نے دو دن کی مہلت عنایت فرمائی تھی۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک کا نمبر تو بولیں۔

میاں محمد رفیق: تحریک التوائے کار نمبر 93 ہے جسے آپ نے out of turn پیش کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

جناب سپیکر: یہ پڑھی جا چکی ہے؟

میاں محمد رفیق: پڑھی جا چکی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج آخری دن ہے ذرا مہربانی کریں۔ حقوق العباد کا مسئلہ تھا جسے آپ نے حل کر دیا ہے۔

ایجوکیٹروں کی بھرتی کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی نئی بھرتی پالیسی پر عملدرآمد میں رکاوٹ

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ adjournment motion No. 93 out of turn take up ہوئی تھی اوراس کا جواب اس طرح سے ہے کہ حکومت پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے 23-8-08 کو افسر مجاز کی اجازت سے ایجوکیٹر کی بھرتی کی پالیسی جاری کی۔ بعدازاں 30-8-08 کو اس بھرتی میں سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر عربی، oriental physical education art and design کو شامل کر لیا گیا۔ اس بھرتی کے خلاف لاہور ہائیکورٹ لاہور میں بالائی عمر کے حوالے سے متعدد writs دائر ہوئیں جس کی وجہ سے بھرتی کا عمل رُک گیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے وزیر قانون کی سربراہی میں ایک 11 رکنی کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے ایک تفصیلی جائزہ لینے کے لئے درج ذیل سفارش پیش کی:۔

> Upper age limit beyond 35 year should not be relaxed in any case, so as to induct younger lot with potential for training and career profession.

جناب وزیر اعلیٰ نے 14-11-2008 کو درج بالا سفارش کی منظوری کے احکامات جاری کر دیئے۔ اسی اثنا میں لاہور ہائی کورٹ لاہور نے رٹ پٹیشن نمبر such &such یہ تقریباً دس کے قریب ہیں، میں مورخہ 1-12-2008 کو عمر کے حوالہ سے تفصیلی فیصلہ جاری کیا جس میں عمر کی حد 35 سال برقرار رکھتے ہوئے کہا کہ:

> "For the foregoing reasons, I find it perfectly reasonable for the Provincial Government to fix the upper age limit for appointments as educators from 35 to 45 years and in my view there is no such leave to interfere in the present policy accordingly the writ petition is dismissed."

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات، لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے اور ریکروٹمنٹ کے آخری مراحل کے پیش نظر اس وقت ممکن نہ ہے کہ عمر کی حد 35 سال سے بڑھائی جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہائی کورٹ تو قانون کی تشریح کرتی ہے، قانون سازی نہیں کر سکتی۔ پالیسی بنانا اور قانون سازی کرنا اس ایوان کا یا اداروں کا کام ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آئین پاکستان کے مطابق بھی equal opportunity سب کو guaranty کرتا ہے۔ میرا موقف یہ ہے کہ جہاں پر دیگر کیٹیگریز کو متعدد بار مواقع ملے، اشتہار آئے اور درخواستیں مانگی گئیں اور تقرریاں بھی ہوئیں لیکن اس واحد ایک فزیکل ایجوکیشن کیٹیگری کو 1995 سے لے کر 2008 تک موقع نہیں دیا گیا۔ کوئی اشتہار نہیں آیا، کوئی درخواست نہیں مانگی گئی اور کوئی تقرری نہیں ہوئی اور جن بچوں نے فزیکل ایجوکیشن میں ڈپلومہ حاصل کیا تھا انہیں موقع ہی نہیں ملا، وہ گھر بیٹھے بیٹھے نوکری یا اشتہار اور درخواست دینے کے طریق کار کا انتظار کرتے کرتے overage ہو چکے ہیں۔ یہ کس کا قصور ہے، کیا ڈپلومہ پاس کرنے والوں کا قصور ہے، ان کے ماں باپ کا قصور ہے، یہ کس کا قصور ہے؟ ظاہر ہے کہ اگر اس میں vacancies نہ تھیں تو ڈپلومہ پاس کرنے کے لئے ان کو داخلے کیوں دیئے گئے اور انہیں ٹریننگ دے کر ان کا وقت کیوں ضائع کیا گیا؟ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس معاملے کو ایوان میں پیش کر دیا جائے۔ اگر یہ معزز ایوان مناسب اور ضروری سمجھے تو میں استدعا کروں گا کہ اس کیٹیگری کو خاص طور پر اس دفعہ ایک بار ضرور استحقاق اور رعایت ضرور ملنی چاہئے۔ اس کی بنیاد یہی ہے کہ اس کیٹیگری کو موقع ہی نہیں دیا گیا۔ یہ discrimination اور disparity ہے۔ ان بچوں کا خاص طور پر اس نوجوان نے یہ اعلان بھی کر رکھا ہے کہ وہ صوبائی اسمبلی کے سامنے خود سوزی کر لے گا اگر اس کو نوکری کا استحقاق نہ دیا گیا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔ دیکھیں، آپ کی بات سنی گئی ہے اور اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اور یہ پابندی ہے کہ 35 سال سے زائد کسی کو رعائت مل نہیں سکتی۔ عدالت نے بھی یہی hold کیا ہے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹھیک ہے عدالت کا فیصلہ بھی آگیا اور حکمرانوں کا طے کرنا 35 سال عمر بھی میرے سامنے ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ خاص طور پر اس اکیلی واحد کیٹیگری کو یہ موقع ہی سابق دور میں نہیں ملا۔ 15 سالوں میں اسے موقع ہی نہیں دیا گیا اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ اس کیٹیگری کو ضرور موقع ملنا چاہئے۔ ایک بار تو انہیں رعایت ضرور دے دینی چاہئے کیونکہ 15 سالوں میں نہ درخواست مانگی گئی نہ ان کو نوکریاں ملی ہیں۔

ضلع اٹک میں درجہ چہارم کے ملازمین کی برطرفی

(۔۔۔جاری)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری ایک تحریک ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 41 جو میں نے پڑھی ہوئی ہے جس میں 933 بیلداروں کا ذکر ہے کہ وہ حکومت نے فارغ کئے تھے اور انہیں ہائی کورٹ نے بحال کیا۔ پھر انہیں دس ماہ کی تنخواہ نہیں دی گئی۔ اس تحریک کے بارے میں رانا صاحب نے کہا تھا کہ منگل کو جواب دیں گے لیکن کل بھی آپ نے کہا کہ کل مل جائے گا۔ یہ 933 بیلداروں کا مسئلہ ہے اور میری گزارش ہے کہ وہ اس بارے میں بتائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ پچھلے ناظمین نے غلط بھرتی کئے تھے تو جنہوں نے غلطی کی تھی ان کے خلاف کارروائی کریں۔ ان 933 آدمیوں نے کیا گناہ کیا ہے؟ اب جو ناظمین کا کنونشن ہونے جا رہا ہے تو اسے بھی روکنے کو کہا ہے کہ ہم ان ناظمین کو فارغ کر دیں گے۔ پہلے 933 بیلدار برطرف اور بے روزگار ہوئے ہیں۔ اب ناظمین کو بھی بے روزگار نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شیر علی خان صاحب! میں جواب دے رہا ہوں۔ ان کو ہم نے کیا فارغ کرنا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ نے ہی فارغ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر!موصول ہونے والے جواب کے مطابق ضلعی حکومت اٹک نے 2007 میں محکمہ Works & Services کے ذیلی دفتر ڈسٹرکٹ ہائی وے ڈویژن اٹک نے بیلداروں کی کل545اسامیاں create کی تھیں جن کی سمری اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کی تھی۔ ان اسامیوں پر ڈسٹرکٹ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے 2007 میں 545 بیلدار تین سال کی مدت کے لئے کنٹریکٹ پر بھرتی کئے۔ بعد میں محکمہ خزانہ پنجاب کے اعتراض پر کہ اسامیاں محکمہ خزانہ پنجاب کی منظور شدہ نہ ہیں جو کہ محکمہ ہذا کو E.D.O(Finance) اٹک نے بذریعہ چٹھی نمبری such & such مورخہ 12-9-2008 مطلع کیا لہذا اسی اعتراض پر ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر اٹک نے مندرجہ بالا ملازمین کی تنخواہیں پاس کرنے سے انکار کر دیا اور اس بناء پر محکمہ نے ان ملازمین کی ملازمتیں 13-9-2008 کو terminate کر دیں۔ ان terminated بیلداروں میں سے کچھ بیلداروں نے لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ میں اپنے termination orders کے خلاف رٹ پٹیشن نمبر 2008/1375 دائر کی۔ معزز عدالت نے ان termination orders کو معطل کر دیا۔ جن بیلداروں نے پٹیشن دائر کی تھی وہ وہاں پر by the order that court اپنی نوکریوں پر بحال ہیں اور انہیں تنخواہ بھی مل رہی ہے لیکن دوسرا جو ہے محکمہ Finance کی observation کی وجہ سے یا تو اس میں court order involve ہو otherwise میں نے جیسے اوپر بیان کیا ہے کہ ان کی تنخواہیں جاری نہیں ہو سکتیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! راناصاحب جس طرح فرما رہے ہیں وہ بالکل درست ہے کہ لاہور ہائیکورٹ نے انہیں بحال کیا اور صرف ان لوگوں کو بحال نہیں کیا بلکہ وہ چٹھی ہی suspend کر دی جس کے تحت انہیں فارغ کیا گیا تھا۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ ان بیلداروں نے جو دس ماہ کام کیا ہے، انہیں تنخواہ نہیں دی گئی۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہ بحال نہیں ہوئے ہیں بلکہ بحال تو انہیں لاہور ہائیکورٹ نے کر دیا۔ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب کا آرڈر Finance Department کے order کے ماتحت ہے؟ یہ راناصاحب فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے، یہ کون سی بات آپ نے کر دی ہے؟ جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ جو ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تعداد 545 یا 454 ہے یہ غریب لوگ ہیں، یہ بیلدار ہیں اور یہ کوئی ایسے contract پر نہیں لگے ہوئے ہیں جن کی لاکھوں روپے تنخواہیں ہیں۔ شیر علی خان صاحب جس چٹھی کا فرمارہے ہیں یہ اس کی کاپی مجھے مہیا کریں میں EDO فنانس اٹک کو بُلا کر اس معاملے کو resolve کراؤں گا۔اس کو آپ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ خود ہی pending ہو جاتی ہے۔جی، محترمہ آمنہ الفت!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو pending کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔انہوں نے آپ کو assurance دے دی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے وہ غریب لوگ ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ چٹھی جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی کاپی مجھے فراہم کر دی ہے میں E.D.O فنانس اٹک کو بُلا کر اس معاملے کو resolve کرا دوں گا۔اسے اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات آ گئی ہے۔ محترمہ! آپ فرمائیے گا جلدی کریں ٹائم نہیں ہے۔ہاؤس کا وقت ایک منٹ بڑھایا جاتا ہے۔جی، جلدی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری باری پر آپ کے پاس ٹائم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جلدی کریں،آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے ذمہ آپ نے ہی کچھ کام لگائے ہوئے تھے جو لوگوں کے تھے۔اس سے relevant آپ نے کمیٹیاں بنائی تھیں اور میں نے ان کمیٹیوں میں جو working

کی ہے اسی کے بارے میں، میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے اگر آپ ٹائم نہیں دیں گے تو یہ کام بیچ میں اسی طرح ادھورے رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ جلدی فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ہماری ان کے ساتھ commitment ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم دو منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ٹائم بڑھا دیں مجھے آپ کی commitment کا احساس ہے۔ اگر آپ Penal of Chairmen کے کسی دوست کو بٹھا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ان کے ساتھ بلکہ تمام بھائیوں کے ساتھ جو commitment کی ہے ہمیں اس کو honour کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ ٹائم دو منٹ نہ بڑھائیں بے شک آدھ گھنٹہ بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں جو اپنا point صبح سے raise کرنے کے لئے بیٹھی ہوں وہ میں جلدی جلدی بیان کرتی ہوں۔ ابھی شیخ علاؤالدین نے جو قرارداد پیش کی ہے اسی سے relevant ایک انتہائی اہم point ہے جو آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔ یہ میرے پاس ایک سوئی گیس کا بل ہے جس کی رقم 53 ہزار روپے ہے۔ ایسے ہزاروں بل ہیں جس کی وجہ سے لوگ بل pay نہیں کر سکے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ قرارداد تو پاس ہو چکی ہے، اب اس کا کیا کرنا چاہتے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ان کے میٹر کٹ گئے ہیں اور میں نے صرف یہ نوٹس میں لانا ہے کہ ان کی کم از کم گیس بحال کرائی جائے۔

جناب سپیکر: پلیز، آپ میری بات سنیں، ایک قرارداد آپ نے پاس کر دی ہے اب اس پر اور کیا کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے آپ کے سامنے 58ایس ایس فزیکل ایجوکیشن کا مسئلہ پیش کیا تھا۔ اس سلسلہ میں، میں نے ایک سوال نمبر 180 دیا تھا اسی طرح کا ایک اور سوال نمبر 14 میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے تھا جن کا جواب ہاؤس میں غلط دیا گیا تھا تو میں نے اس وجہ سے تحریک استحقاق جمع کروائی تھی جو معلوم نہیں کیوں نامنظور ہو گئی تھی۔ 16۔ فروری کو ایجوکیشن کے سوالات تھے میں نے ان 58 لوگوں کے بارے میں دوبارہ بات کی تھی تو وزیر قانون نے کہا تھا کہ آپ جا کر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے مل لیں۔

جناب والا! ان لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے کیونکہ انہیں ان کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب مجھے کل بھی نہیں ملے اور آج بھی نہیں ملے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین جناب محمد وارث کلو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! بات جاری رکھیں۔ ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
فزیکل ایجوکیشن میں 58ایس ایس کی ترقی
کے معاملہ کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ 58ایس ایس فزیکل ایجوکیشن کی ترقیاں رُکی ہوئی ہیں اور ان کے جونیئر ان سے آگے نکل گئے ہیں۔ وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں وہ سارا معاملہ ہے اور پرسوں جب میں نے یہ معاملہ اٹھایا تھا تو اس میں وزیر قانون نے کہا تھا کہ اسے کمیٹی کو refer کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ جا کر متعلقہ وزیر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے مل لیں۔ میں کل بھی ان کے آفس گئی تھی تو ان کا آفس بند تھا اور میں نے اس دن بھی یہ بات کی تھی کہ جب ہم بات کرنے کے لئے جاتے ہیں تو اکثر

اجلاس کے فوراً بعد لوگ نکل جاتے ہیں۔ میں آج بھی گئی ہوں تو وہ آج بھی available نہیں تھے۔ایک کام بڑی مشقت اور محنت سے تیار کر کے ہاؤس میں لایا جاتا ہے اس پر ٹائم بھی spend ہوتا ہے۔ایک مسئلے کے حل پر آٹھ آٹھ ،دس دس مہینے لگ جاتے ہیں اور وہ معاملہ بیچ میں لٹک جاتا ہے۔ میری گزارش تھی کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کا کوئی proper solution نکل سکے اور ان لوگوں کا مسئلہ حل ہو تاکہ انہیں ان کی رُکی ہوئی ترقیاں ملیں۔

جناب والا! میرے پاس گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج ریلوے روڈ کی ایک رپورٹ ہے اس کی بھی ایک سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی۔یہ point اللہ رکھا صاحب نے یہاں پر raise کیا تھا۔ ہم نے اس ٹیکنیکل کالج کا survey کیا تھا اور اس کی رپورٹ آج ہم نے ایک طویل مدت سے بنا کر رکھی ہوئی ہے۔اس پر ہم نے بہت محنت کی تھی اس کو بھی ابھی تک پڑھنے کی اجازت نہیں ہوئی اور اس پر further کوئی کام نہیں ہوا۔یہ ہماری محنت رائیگاں جا رہی ہے اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ محترمہ۔جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جہاں تک محترمہ کا یہ گلہ ہے کہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب ان کو available نہیں ہوئے۔اگر ان کے available ہونے سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو میں آج ہی ان کو trace out کر کے ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں۔ باقی دوسری جو انہوں نے بات کی ہے وہ میرے knowledge میں نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب سپیشل کمیٹیوں والا مسئلہ ختم ہونا چاہئے۔اگر کوئی معاملہ اس قابل ہے کہ اس نے کمیٹی کو refer ہونا ہے تو ایجوکیشن کی جب سٹینڈنگ کمیٹی موجود ہے تو اس کو وہاں refer کریں تاکہ ان کے بھی اجلاس ہوں اور وہ لوگ بھی کام کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، محترمہ! میں اس میں تھوڑا سا یہ عرض کر دوں کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو ایس ایس کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں آپ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب سے مل لیں۔راناصاحب! آپ انہیں ملا دیں۔انشاء اللہ تعالیٰ وہ positive thinking issue کے ساتھ settle ہو جائے گا۔ محترمہ! رہا آپ کا دوسرا مسئلہ، تو اللہ خیر کرے جب اگلا

اجلاس آ جائے گا اس میں آپ تحریری طور پر لے کر آئیں۔ اس طرح اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گی تو کوئی چیز cogent نہیں بنے گی۔ اس میں آپ جو بھی چیز لانا چاہتی ہیں، آپ تحریک التوائے کار لانا چاہتی ہیں یا جس بھی طریقے سے لانا چاہتی ہیں وہ لے آئیں۔ وہ ہاؤس decide کرے گا اور وہ ایجوکیشن کمیٹی کے سپرد ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کا issue discuss ہو جائے گا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے حد شکریہ۔ میں نے ایک نہایت اہم موضوع پر کل تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی۔ وہ ولیم رابرٹ کے بارے میں ہے جو علم دوست اور انسان دوست شخص تھا۔ وہ زرعی کالج فیصل آباد کا پرنسپل تھا اور اس کی علمی دوستی پر۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! آپ میاں صاحب کو یہ تحریک التوائے کار out of turn پڑھنے کی اجازت دے دیں اور اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں تاکہ اس کا مفصل جواب آ سکے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، میاں صاحب! آپ وہ تحریک پڑھ لیں۔

رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ کی انتظامیہ کی جانب سے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیر تعلیم مستحق طالبعلموں کے وظائف بند کرنے سے طلباو طالبات کو پریشانی کا سامنا

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے حد شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے طلباء، اساتذہ اور سول سوسائٹی میں فکر و نظر رکھنے والوں نے ٹیلیفون اور پیغامات کے ذریعے زیر دستخطی کو مطلع کیا ہے اور اپنے تحفظات سے بھی آگاہ کیا ہے کہ سر ولیم رابرٹس (مرحوم پر اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے) نے رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ قائم کیا تھا جو سابق زرعی کالج فیصل آباد اور موجودہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے زیر تعلیم مستحق غریب طلباء کو سر ولیم رابرٹس سکالر شپ دیتا تھا۔ متذکرہ وظائف زرعی کالج فیصل آباد و زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے بی ایس سی، ایم ایس سی اور زرعی ریسرچ کرنے والے پی ایچ ڈی طلباء کو جاری کئے جاتے تھے جن سے بے شمار غریب و مستحق طلباء فیض پاتے تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے تین وائس چانسلر صاحبان جن میں سے موجودہ وائس چانسلر بھی شامل ہیں ان وظائف کی بدولت ہی پی ایچ ڈی کی ڈگریوں کے حامل ہیں۔ متذکرہ سر ولیم رابرٹس سکالرشپ کو ٹرسٹیوں نے بند کر دیا ہے۔ سر ولیم رابرٹس سکالرشپ کی بندش سے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے طلباء، اساتذہ نیز سول سوسائٹی کے اہل دل، اہل نظر اور اہل فکر طبقہ میں بھی شدید بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ سر ولیم رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ کے ریکارڈ کو جو اب پبلک پراپرٹی ہے حکومت اپنے قبضہ میں لے کر ٹرسٹ اور ٹرسٹیوں کے معاملات کا آڈٹ کروائے اور تفتیش کروائے۔ یہ امر بھی قابل ذکر اور قابل توجہ ہے کہ سر ولیم رابرٹس ایک عظیم انسان دوست اور علم دوست شخص تھے جو دردِ دل بھی رکھتے تھے اور زرعی کالج فیصل آباد کے پرنسپل تھے، ریٹائرمنٹ کے بعد حکومت وقت نے ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں رحیم یار خان اور خانیوال میں کثیر زرعی رقبہ جات عطا کئے تھے۔ انتظام و انصرام کے لئے سر ولیم رابرٹس نے خانیوال میں مرکزی دفتر قائم کیا تھا۔ سر ولیم رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ بھی انہی کا قائم کیا ہوا تھا جو سر ولیم رابرٹس سکالرشپ جاری کرتا تھا متذکرہ سکالرشپ بند کئے جانے پر طلباء و اساتذہ اور سول سوسائٹی میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہونے پر استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا brief بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! یہ briefوغیرہ چھوڑیں۔

جناب چیئرمین: آپ کی تحریک pendingہو رہی ہے تو یہ next sessionمیں آ جائے گی۔آپ اس وقت بول لینا۔ ٹھیک ہے ناں!

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب طاہر اقبال چودھری!

زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے لاکھوں مستحقین زکوٰۃ کی فاقہ کشی

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 09-02-18 کی خبر کے مطابق پنجاب میں 8ماہ گزر جانے کے باوجود زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہونے سے لاکھوں مستحقین فاقوں مرنے لگے، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی محاذ آرائی کی وجہ سے نئی کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا سکیں۔ان 25,000کمیٹیوں کی مدت جون2008میں ختم ہو گئی تھی۔ صورتحال یہ ہے کہ 11لاکھ مستحقین زکوٰۃ اور 6لاکھ مستحقین گزارہ الاؤنس سے محروم ہیں۔ شادی گرانٹ نہ ملنے کی وجہ سے درجنوں بچیاں والدین کے گھر بیٹھے رخصتی کے انتظار میں ہیں۔ عوام میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی،لاء منسٹر! آپ بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ واقعی بہت اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ان کا sourceوہ ایک اخباری خبر ہے۔اس کو آپ next sessionکے لئے pendingکر دیں۔اس پر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر اس معاملے میں اگر کوئی دقت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو resolveکروائیں گے۔

جناب چیئرمین: اس میں تھوڑی سی عرض کر دوں۔ اس میں تھوڑا سا اگر ممکن ہو، میری استدعا ہے کہ آپ کا یہ issue بہت valid ہے اور اس کو settle down ہونا چاہئے اور واقعتاً ہم سب لوگ حلقوں سے آئے ہیں وہاں کا یہ burning problem ہے لیکن اس میں آپ نے جس چیز کو highlight کیا ہے اس کو آپ delete کر دیں، یہ میری استدعا ہے۔ یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی محاذ آرائی کی وجہ سے نئی کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا سکیں اس میں آپ یہ لکھ دیں کہ بوجوہ کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا سکیں، یہ میری استدعا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین! یہ جو معاملہ ابھی تک لٹکا ہوا ہے اس کی۔۔۔

جناب چیئرمین: طاہر صاحب! میں نے اس پر بحث کے لئے نہیں کہا۔ میں نے بڑے اچھے انداز میں کہا ہے۔ آپ نے ایک خوبصورت ہوم ورک کیا ہے اور آپ نے صحیح input دی ہے تو آپ صرف ایک لفظ لکھ دیں۔ (شور وغل)

اگر تو اس کو politicize کرنا ہے۔۔۔ اس کو politicize نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو یہ خدمت نہیں ہو گی۔ آپ اس کو positive طریقے سے پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! انہوں نے جس طرح سے اس کو draft کیا ہے اس طرح سے انہوں نے پڑھ دیا ہے۔ یہ آپ pending فرما دیں تو اس کا جب جواب دیں گے تو اس aspect کو بھی دیکھ لیں گے اور اس کا بھی جواب دے دیں گے کہ آیا اس میں کوئی جڑ کہیں اور جگہ پر ہے یا اس جگہ پر ہے۔

جناب چیئرمین: میں اسی چیز سے avoid کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! ٹھیک ہے، آپ ان سے amendment نہ کروائیں۔ جس طرح انہوں نے draft کی ہے آپ اس کو pending فرمائیں۔ اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب اس چیز کی assurance دے دیں کہ جب next Assembly session ہو گا اس وقت تک کمیٹیاں بن جائیں گی تو ٹھیک ہے اس کی

languageجس طرح بھی آپ کرنا چاہتے ہیں،کیونکہ یہ غریب عوام کا مسئلہ ہے،اس کو اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس چیز سے کسی کی دل آزاری ہو رہی ہے تو وہ ہم withdrawکر دیتے ہیں مگر یہ غریبوں کا issueہے اس طرح سے اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ۔ لاء منسٹر صاحب یہ assuranceدے دیں کہ اگلے اسمبلی سیشن تک کمیٹیاں بن جائیں گی۔

جناب چیئرمین: اعجاز صاحب!ایک منٹ ٹھہریں، یہpointرانا صاحب نے raiseکیا ہے نہ ہی انہوں نے objection raiseکیا ہے۔ یہ آپ دیکھ رہے ہیں، یہ اتناvalid pointتھا کہ میں نے اپنے طور پر، چیئر نے moverسے requestکی تھی کہ آپ اس کو بوجہ کر لیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہissue politicizeنہ ہو بلکہ مسئلہ حل ہو تو اسی لئے میں نے استدعا کی تھی۔ رانا صاحب نے کوئی objectionنہیں کیا۔ اگر آپ لوگ نہیں کرنا چاہتے، رانا صاحب نے فرما دیا ہے، اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو آپ اٹھ کر statementدے دیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین!ہم اس کو politicizeنہیں کرنا چاہ رہے، مقصد صرف یہ ہے کہ کمیٹیاں بننی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: پھر آپ اس میںamendmentکر لیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین!کر لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئرمین!میں ایک تحریک out of turnپیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین!ہم نے تحریک پیش کی ہے ، کمیٹیاں بننی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو pendingہو گئی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئرمین! رانا صاحب اگر اس چیز کی assurance دے دیں کہ اگلے سیشن تک یہ کمیٹیاں بن جائیں گی، کم از کم اگلے سیشن تک تو یہ کمیٹیاں بن جائیں۔ اصل میں ہمارا یہ issue غریب عوام کے لئے ہے جس کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب اگر یہ assurance دے دیں تو ہم اس کو withdraw بھی کر لیں گے تاکہ یہ کمیٹیاں کم از کم اگلے سیشن تک تو بن جائیں کیونکہ آٹھ ماہ گزر گئے ہیں اور غریبوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، ان کو جہیز فنڈ نہیں مل رہا، ان کو health facilities نہیں مل رہیں، ان کو education stipend نہیں مل رہے، ان کو جو ماہانہ الاؤنس ملتا ہے وہ نہیں مل رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس میں off hand assurance کی بات تو نہیں کی جا سکتی لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ next session تک بھرپور کوشش ہو گی، میری طرف سے بھی اور محکمہ کی طرف سے بھی کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک out of turn پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی!

تحصیل صادق آباد میں پولیس کی غفلت کی وجہ سے علاقہ میں ڈاکوؤں کا راج

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے کہ صادق آباد تحصیل بالخصوص میرے حلقہ پی پی-296 میں ڈاکوؤں کا راج ہے اور ڈاکوؤں کی آماجگاہ بن چکا ہے جس سے میرے حلقہ کے باسیوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔ عوام میں خوف وہراس اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔ دن کو سفر کرنے کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے اور رات کو سفر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اغوا برائے تاوان کی واردات بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ صرف فروری کے مہینہ میں میرے شہر صادق آباد میں تیرہ ڈکیتیاں ہوئی ہیں جن کی تھانہ میں رپورٹ درج ہے اور بہت سے چھوٹے واقعات کا تو اندراج ہی نہیں ہے۔ ہماری حکومت اور ہمارے قائد

میاں محمد شہباز شریف کے دور میں ایسی وارداتیں ہونا، ہماری حکومت کو ناکام کرنے کے مترادف ہے۔پولیس کے آفیسران اپنے دفاتر اور گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گھر سے باہر نکلنا گناہ سمجھتے ہیں۔دفتر میں بیٹھے بیٹھے کارروائیاں ڈالتے ہیں، ناتجربہ کاری جرائم کو کنٹرول کرنے میں بڑی رکاوٹ محسوس ہورہی ہے، عزم اور عملی اقدامات کے نہ ہونے سے جرائم پیشہ افراد دندناتے پھر رہے ہیں۔ میری اس معزز ایوان کے توسط سے حکومت سے یہ درخواست ہے کہ ان حالات کا فوری نوٹس لیا جائے اور تجربہ کار آفیسران کے ذریعے جرائم کی بیخ کنی کی جائے۔ جرائم پیشہ لوگوں ،ڈاکوؤں،اغوا برائے تاوان کے مجرموں کا محاسبہ کرنے کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ میرے حلقہ کے عوام سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔

جناب چیئرمین: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب چیئرمین!مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اس لاء اینڈآرڈر پر بحث کے لئے ٹائم مقرر تھااور غالباً دودن وہ ٹائم رہااور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ ہوم سیکرٹری بھی موجود تھے اور پولیس کے سربراہ بھی موجود تھے تو محترم شفیق صاحب کو یہ چاہئے تھا کہ اس دن یہ اپنی دیگر مصروفیات میں سے کچھ ٹائم نکالتے اور جس دن لاء اینڈآرڈر پر بحث تھی اگر اس دن یہ عمل اور یہ معاملہ میرے اور ہاؤس اور متعلقہ اتھارٹی کے نوٹس میں آتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا آج تک حل نکل چکا ہوتا اور اس کا میں جواب دینے کی بھی پوزیشن میں ہوتا لیکن اس کے باوجود کیونکہ میرے بھائی کا concern تھا تو میں نے اسے پڑھ لیا تھا لیکن اس کے باوجود سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا ایمان ہے کہ اس ہاؤس میں ہر وہ بات ہونی چاہئے جو بھی کسی ممبر کا اپنا ضمیر یہ کہتا ہے کہ یہ بات یہاں ایوان میں کرنی چاہئے تو اس لئے میں نے کہا کہ آپ اس کو out of turn لینا چاہتے ہیں تو اس کو لیں یا پھر اس کو pending فرمادیں۔اگلے اجلاس میں جس دن یہ take up ہوگی اس کا جواب بھی دیا جائے گا لیکن میں معزز ایوان اور چودھری شفیق صاحب کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر وہاں پر جن آفیسران کو امن وامان کی صورتحال بہتر کرنے کے لئے لگایا گیا ہے اور جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ گھروں میں بیٹھے ہیں اور کام نہیں کر رہے تو اسی وجہ

سے وہاں پر جرائم پیشہ لوگوں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے تو انشاء اللہ اسی ہفتہ پوری انکوائری کروا کر اگر یہ بات درست ثابت ہوئی تو ان کے خلاف کارروائی کے لئے اگلے سیشن تک کا انتظار نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے پہلے کارروائی کی جائے اور اگلے سیشن میں اس کا جواب اور رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین : چودھری شفیق صاحب pending کر لیتے ہیں لیکن meanwhile جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اس دوران چونکہ آپ نے اتنی grave nature کی چیزیں بتائی ہیں اور رانا صاحب جس طرح فرما رہے وہ take up کر لیں گے اور اگلے سیشن تک جب یہ take up ہو گی اس وقت تک کچھ نہ کچھ وہاں ہو چکا ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میری عرض یہ تھی کہ جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بات تھی تو اس دن جب ہم اپوزیشن بنچوں والے اگر کوئی نشاندہی کرتے تھے کہ یہ کمزوریاں ہیں تو حکومتی بنچوں کے سارے بھائی ہمیں اس طرح دیکھتے تھے کہ جیسے ہم کسی اور ملک، شہر اور گلیکسی کی بات کر رہے ہوں۔ آج چودھری صاحب نے یہ چیز پوائنٹ آؤٹ کی ہے اور بار بار یہ چیز پوائنٹ آؤٹ کی جا رہی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوتی جا رہی ہے۔ جیسے چودھری صاحب بتاتے ہیں کہ رات کے وقت تو وہاں سفر کرنا ممکن ہی نہیں ہے اور دن کے وقت بھی وہاں سفر کرتے ہوئے انسان سوچتا ہے اور صادق آباد جو میری معلومات ہیں کہ وہ اچھا خاصا بڑا شہر ہے۔ یہ نہیں کہ صادق آباد کہیں پر بالکل کوئی God for sake ایسی جگہ ہے۔ اگر وہاں کا یہ حال ہے تو میرے خیال میں اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ افسران کی پوچھ گچھ کم ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب آپ نے بڑا صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اور اس میں تھوڑا سا میں بھی عرض کر دوں کہ وہ کہتے ہیں کہ جو پڑوس ہے وہ اچھا نہیں ہے وہ چونکہ چودھری شفیق صاحب کا پڑوس بن جاتا ہے تو وہاں سے بھی کچھ کارروائیاں ہو جاتی ہیں تو اس میں وہ ساری چیز سامنے آ جائے گی، جب

سامنے آجائے گی تو پھر پتا چلے گا تو بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کے درست کرنے کے لئے لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن پہلے سے بہت بہتر ہے۔۔۔

ایک معزز ممبر: جناب چیئرمین! پھر چودھری صاحب نے غلط بیانی کی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، چودھری صاحب نے مخصوص سیکشن اور مخصوص ایریا کی بات کی ہے اور اس میں مخصوص وجوہات ہیں تو وہ بھی میں نے آپ کو بتادی ہیں کہ صادق آباد جہاں کی چودھری صاحب نے بات کی ہے تو وہ سندھ کے بارڈر پر ہے اور سندھ کے ڈاکو وہاں سے حالات خراب کرتے ہیں۔ بہر حال یہ ساری چیز thrash out ہو جائے گی اور رانا صاحب تمام معلومات اگلے سیشن میں لے آئیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! sitting on the Chair, آپ یہ فیصلے نہ کریں کہ یہ بہتر ہے یا یہ نہیں ہے اور neutral رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔اس سے چیئر کی sanctity متاثر ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! سن لیں کہ چیئر پر بیٹھے ہوئے honestly speaking from core of my heart یہ without prejudice بتا رہا ہوں کہ law and order کی situation پہلے سے بہت بہتر ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میانوالی میں بم دھماکے نہیں ہو رہے تھے اور بھکر میں نہیں ہو رہے تھے۔شاید آپ کے علاقے میں بہتر ہو گئی ہو، ہم تو اس کو بہتر نہیں سمجھتے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین! پچھلے پانچ سال سے ہم آپ کی تقریریں سنتے رہے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال جو ہے وہ بہتر ہے اور آج بھی آپ کہہ رہے ہیں تو۔۔۔

جناب چیئرمین: اس میں طاہر صاحب میں آپ کو بتا دوں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہر وقت بہتری کی گنجائش ہوتی ہے تو اس وقت کے حالات بھی جتنے بہتر تھے اس سے کئی گنا یعنی میں یہ نہیں کہتا اور میں نے تو کوئی الزام نہیں لگایا اور میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ improvement ہوئی ہے۔اب اس دفعہ improvement ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی،

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! یہ خادم اعلیٰ صاحب اس بات کا خود اعتراف کر چکے ہیں کہ 40 فیصد لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوئی اور کرائم ریٹ بڑھ گیا ہے تو میرا نہیں خیال کہ اس بات میں کوئی صداقت ہے۔ بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چینوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

الحاج محمد الیاس چینوٹی: جناب چیئرمین! میاں رفیق صاحب نے جو تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے اور وہ پڑھی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ طلبا کو وظائف ملنے چاہئیں لیکن صرف عبارت کی اصلاح ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ رابرٹ مرحوم۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے تو گزارش یہ ہے کہ دینی لحاظ سے اور مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں دو لفظ استعمال فرمائے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم تو علماء کہتے ہیں کہ رحمٰن جو ہے وہ دنیا کے اعتبار سے ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ مسلمان، کافر انسان اور جانور سب کے لئے رحمٰن ہے لیکن آخرت کے اعتبار سے رحیم ہے اور یہ رحمت صرف مسلمانوں کے لئے خاص ہے اس لئے جو مغفرت اور رحمت کی دعا صرف مسلمان کے لئے کی جاسکتی ہے تو میری گزارش ہے کہ ریکارڈ کو درست کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میرا جواب دینے کا حق بنتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ نے جس طریقے سے پیش کرنا تھا آپ نے کر دیا۔ مولانا صاحب نے دینی حوالے سے اپنا اظہار کر دیا ہے۔ لہذا اب میں رائے صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! مجھے تو اپوزیشن سے صرف اتنا کہنا ہے۔یہ کہہ رہے ہیں کہ سپیکر کو جانبدار نہیں ہونا چاہئے تو آپ اسے سپیکر صاحب کی رولنگ ہی سمجھیں کہ صوبے میں امن وامان کی صورتحال بہتر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: انھیں چیئرمین کو مخاطب کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔جی، اعجاز صاحب! فرمائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئرمین! اسمبلی میں 14۔اگست کا function ہوا تھا۔اسمبلی ملازمین جو سارا دن آپ کی اور ہماری خدمت کرتے ہیں جناب سپیکر صاحب نے ان کو ایک ماہ کی extra تنخواہ دینے کا اعلان کیا تھا۔اب پھر 14۔اگست آنے والی ہے اور یہ غریب لوگ ہیں۔اگر ان کا بھی کمیٹیوں میں چلتا رہے گا تو پھر ان کے چولہے بھی بند ہو جائیں گے چونکہ ان کا تو کوئی source نہیں ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس بارے میں رولنگ دیں اور اسے confirm کرائیں کہ وہ 14۔اگست والا وعدہ اسی ماہ ایفا ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: اعجاز صاحب! کیا ہی اچھا ہوتا کہ جب سپیکر صاحب یا ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف رکھتے ہوتے تو آپ یہ فرماتے۔میرے دل کی آواز بھی یہی ہے کہ ان کی مدد کی جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چیئرمین کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

ملتان اور دوسرے بڑے شہروں میں ٹریفک وارڈنز کا اختیارات سے تجاوز کرنے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین! وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں آج ایک انتہائی اہم واقعہ رونما ہوا ہے میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ وارڈن ٹریفک ٹھیک کرتے، عوام کے لئے سہولتیں اور آسانیاں پیدا کرتے بلکہ یہ تو الٹا عذاب بنتے جا رہے ہیں۔ انھوں نے پچھلے دنوں ہمارے ایم این اے صاحب کے ساتھ ملتان میں بدتمیزی کی۔آج پھر

وہاں پنتیس چالیس وارڈن اکٹھے ہو گئے اور ایم این اے کے بھائی کو physically مارا۔میں کل کی بات بتاتا ہوں کہ کل میرے ایک ووٹر نے مجھے فون کیا کہ وارڈن صاحب میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں آپ اس سے بات تو کریں۔پہلے تو تین دفعہ وارڈن نے مجھ سے بات نہیں کی پھر میں نے اسے کہا کہ اگر یہ غلط کر رہا ہے تو آپ اس سے بد تمیزی نہ کریں بے شک چالان کر دیں تو اس نے مجھے کہا کہ آپ بکواس بند کریں۔یہ کل کا واقعہ ہے کہ اس نے مجھے کہا کہ بکواس بند کریں۔کچھ دن پہلے میں فیروزپور روڈ پر آ رہا تھا تو تین چار وارڈنز نے ہماری ایم پی اے بہن کو گھیرا ہوا تھا میں نے دیکھا تو وہاں رک گیا اور ان سے کہا کہ بھائی کیا مسئلہ ہے اور کہا کہ یہ ایم پی اے ہیں کم از کم آپ تمیز کے لہجے میں تو بات کریں۔ہم آپ کو چالان کرنے سے نہیں روکتے لیکن آپ behaviour تو ٹھیک رکھیں۔میں وزیر قانون کی توجہ چاہوں گا کہ آج ملتان میں وارڈن نے تشدد بھی کیا۔میں نے اس سلسلے میں ایس پی سے بھی بات کی ہے۔مجھے بتایا جائے کہ وارڈن کس لئے بھرتی کئے تھے، یہ کیا ہو رہا ہے؟ وارڈن بد معاش بھرتی ہو گئے ہیں انھیں ٹھیک کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اگر محترم اس سلسلے میں کوئی تحریر لے آئیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے concede کرتا ہوں اور آپ کے پاس power ہے کہ آپ اسے straight away مجلس استحقاقات کو refer کر دیں اور مجلس استحقاقات in detail اس معاملے کو دیکھے اور جتنے آدمی بھی قصور وار ہے اور جس آدمی کے متعلق انھوں نے کہا کہ اس نے ٹیلی فون پر ان سے بھی بد تمیزی کی ہے ان تمام آدمیوں کو sort out کر کے رپورٹ کرے گی تو ان کو وہاں سے نکالا جائے گا اور وہاں ایسے لوگ رہیں گے جو لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئیں۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر دے دیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ طیبہ ضمیر قریشی صاحبہ!۔۔۔ مہر صاحب! محترمہ کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہاں پر جتنے معزز ممبران موجود ہیں میں آپ کی وساطت سے انھیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جب آپ یہ پوچھیں گے کہ کسی اور ممبر نے بات کرنی ہے، جب آگے سے آواز آئے گی کہ کسی نے نہیں کرنی پھر ہم جائیں گے اس لئے وہ one by one بات کریں تاکہ بہتر انداز میں بات آگے چلے۔

جناب چیئرمین: جی، جب ان کی تسلی ہو جائے گی۔جی، محترمہ قریشی صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! ابھی جو سارجنٹس کا معاملہ اٹھایا گیا ہے میری رائے ہے کہ ان کا بھی کوئی اخلاقی refresher course ہونا چاہئے اور پولیس کی بھی تھوڑی سی اخلاقی تربیت کر دی جائے تو حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔gradually performance اور عوامی مسائل درست ہو رہے ہیں۔اس میں کچھ پولیس کے بھی مسائل ہیں جس طرح پٹرول مہنگا ہو چکا ہے لیکن پولیس کی گاڑیاں جنھوں نے ملزمان کو پکڑنا اور بھاگ دوڑ کرنی ہوتی ہے یہ بات ان کے آڑے آ رہی ہے۔ ہمیں آبادی کے اعتبار سے ان کی بھرتی کرنی چاہئے۔پولیس کی نفری بہت کم ہے لہذا نفری میں اضافہ کرنا چاہئے۔۔۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہو سکتی۔آپ کی تجویز آ گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ تو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر رہی ہیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! جو gangs پکڑے گئے procession ان کی ضمانتیں جلدی نہ ہونے دے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: جو ملزمان باہر بھاگ جاتے ہیں اس سلسلے میں پولیس ہوم ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کرتی ہے لیکن۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! میرا ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ کشف فاؤنڈیشن میں عوام بہت سے مسائل میں مبتلا ہے۔انھوں نے interest پر loaning کی ہے۔میں نے منسٹر صاحب کے کہنے پر تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی لہذا میری استدعا ہے کہ وہ تحریک کمیٹی کو refer کر دی جائے تاکہ جس طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے money laundering کا point اٹھایا وہ بھی اس کمیٹی میں شامل ہو جائے اور اسے بھی دیکھ لیا جائے کیونکہ اس میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ مسائل زدہ ہو چکے ہیں۔اس سے ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! محترمہ اس تحریک کی کاپی مجھے فراہم کر دیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تحریک کی کاپی رانا صاحب کو دے دیں۔جی، مہر اشتیاق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ پنجاب اسمبلی کے ہونہار محمد ارشد علی کی طرف دلانا چاہتا ہوں وہ یہاں پر جونیئر کلرک ہیں اور انھوں نے دوران ملازمت ہی ایف اے، بی اے اور ایم فل پولیٹیکل سائنس کیا ہے۔میں اسے نہ صرف اسمبلی کی طرف سے مبارکباد دینا چاہتا ہوں بلکہ یہ بھی چاہوں گا کہ اسے ڈائریکٹر یا ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے پر تعینات کیا جائے۔مضمون نویسی میں بھی اس بچے نے پاکستان میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! مجھے جواب تو دے لینے دیں۔شیر علی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔مہر صاحب! میں اور پورا ہاؤس بھی اسے مبارکباد پیش کرتا ہے، بچے نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ آپ نے جو دوسری بات فرمائی ہے اس میں یہ ہے کہ There are certain rules and

rules and کے service ہوتے ہیں تو enter میں service جب وہ regulations regulations ہوتے ہیں۔اگر کوئی آدمی qualification improve کر لیتا ہے تو ہر ڈیپارٹمنٹ اس کا benefit دیتا ہے تو جو بھی ہو گا وہ تو اسے automatically ملنا ہے۔جہاں تک out of way جا کر اس بچے کو out of turn کچھ دینے کا سلسلہ ہے وہ میرے purview میں نہیں آتا۔وہ سپیکر صاحب جانیں،ان کا ہاؤس جانے،وہ ان کا کام ہے۔شکریہ۔جی،شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:جی،شیر علی خان صاحب!آپ فرمائیں۔

پنجاب میں سینیٹرز کو بلا مقابلہ منتخب کرنے پر تمام پولیٹیکل پارٹیوں کے سربراہان کو خراج تحسین پیش کرنا

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب چیئرمین!یہاں بہت senior parliamentarians موجود ہیں،میں سارا دن انتظار میں رہا،میرا خیال تھا کہ یہ بات کوئی senior معزز ممبر کرے گا۔آخر یہ بات بھی مجھے ہی کرنی پڑی کہ پنجاب میں ایک بہت اچھی روایت ڈال دی گئی ہے۔سینٹ کے الیکشن کے سلسلے میں تمام گیارہ سینٹ کے ممبران جو elect ہونے تھے وہ unopposed elect ہو گئے ہیں میں اس سلسلے میں تمام پارٹیوں کے سربراہان کو مبارکباد دیتا ہوں۔خصوصاً چودھری شجاعت حسین کو senator بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں میاں محمد نواز شریف،جناب آصف علی زرداری اور چودھری شجاعت حسین صاحب کو اس بردباری پر خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں۔میرا خیال ہے کہ اگر پنجاب میں اس طرح کی مثبت روایات رہیں،مل جل کر چلنے کی کوششیں ہوتی رہیں تو بہت مثبت نتائج نکلیں گے کیونکہ جو صورتحال آج ہمارے ملک کو درپیش ہے اس سے نکلنے کے لئے cohesion کی بہت سخت ضرورت ہے۔میں تمام ممبران سے بھی گزارش کروں گا کہ جس طرح ہمارے لیڈروں نے بردباری کا ثبوت دیا ہے اسی طرح ہمیں بھی آپس میں برداشت اور بردباری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میں اس وقت رانا اقبال صاحب کی جگہ پر اجلاس کی صدارت کر رہا ہوں۔ چونکہ وہ کافی شعر کہتے رہتے ہیں تو اس حوالے سے میں بھی ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اپنے اپنے بے وفاؤں نے ہمیں یکجا کیا
ورنہ تُو میرا نہ تھا اور میں تیرا نہ تھا

یہ اپنے اپنے مفادات کی بات ہے کہ سارے اکٹھے ہوئے ہیں۔ جی، لغاری صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! آپ بھی بردباری کی بات کر دیتے تو بہت اچھا تھا۔ آپ نے ایک اچھی بات کو negative کر دیا۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! میں صرف آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں وہ بھی کچھ فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! شیر علی خان صاحب نے جو بات کی ہے یہ درست ہے کہ انھوں نے تمام سیاسی قیادت کو مبارکباد پیش کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مبارکباد کا اصل حق دار پاکستان کا electronic and print media ہے جنھوں نے عوام کے شعور کو اس حد تک اُجاگر کر دیا ہے کہ اب کوئی بھی سیاسی لیڈر یا سیاسی پارٹی ہو وہ یہ سمجھتی ہے کہ اگر اس نے اپنے طے شدہ mandate سے تجاوز کرنے کی کوشش کی، ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہوئی تو وہ اپنی credibility کھو دے گی اور وہ politically اپنا نقصان کرے گی۔ یہ وہ sense ہے جو کہ لوگوں پر حاوی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے discussions ہوئی ہیں اور اس کے بعد ہر کسی نے یہ سمجھا ہے کہ اس کا جتنا حق بنتا ہے وہ اسی تک اپنے آپ کو محدود رکھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اصل مبارکباد کے حق دار پاکستان کے عوام اور میڈیا ہے جس نے عوام کے شعور کو بلند کیا ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر زمرد صاحبہ!

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے عملہ کو تنخواہ اور طالبعلموں کو وظائف کی عدم ادائیگی

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب چیئرمین! یہاں پر میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد جو کہ پاکستان کی ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہے وہاں کے پڑھے ہوئے طالب علم پورے پاکستان میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ وہاں پر پچھلے چھ مہینے سے ایک problem چل رہا ہے۔ ان کی salaries کا جو بجٹ HEC کی طرف سے آنا ہوتا ہے اور وہ quarterly pay کرتے ہیں لیکن پچھلے چھ مہینے سے انھیں salaries کا بجٹ نہیں دیا جا رہا۔ ان کو صرف 25 فیصد بجٹ ملا ہے جس کی وجہ سے وہ کافی زیادہ مسائل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انھیں evening classes کی مد میں جو پیسے آتے ہیں اس میں سے وہ اپنی تنخواہیں ادا کر رہے ہیں۔ ان کی تنخواہوں کا ماہانہ بجٹ تقریباً دو کروڑ روپے ہے۔ جس طرح سے میاں محمد شہباز شریف، وزیراعلیٰ پنجاب نے war footing پر تعلیم کے فروغ کے لئے کام شروع کیا ہوا ہے تو اس جانب بھی توجہ دی جائے۔ یہ یونیورسٹی پنجاب میں ہے اس لئے HEC kindly کو پابند کیا جائے کہ وہ اس یونیورسٹی کے مسائل کو حل کرے۔

جناب چیئرمین: Higher Education پنجاب کے تحت نہیں ہے یہ مرکز کے کنٹرول میں ہے اور ساری یونیورسٹیوں کو فنڈز وہیں سے آتے ہیں۔ آپ اس حوالے سے کوئی قرارداد لے آئیں تاکہ یہاں پر discuss ہو جائے ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر as such یہاں سے کوئی instructions نہیں دی جا سکتیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! محترمہ نے جو بات کی ہے وہ بڑی جائز اور صحیح ہے۔ زرعی یونیورسٹی نہایت اہم ادارہ ہے۔ میں نے پہلے بھی اس حوالے سے بات کرنے کی کوشش کی ہے اور میرا ایک سوال بھی اسی حوالے سے آ رہا ہے۔ 2008 کا الیکشن شیڈول آنے کے بعد جو صاحب آپ کی اس کرسی پر براجمان تھے، پچھلی اسمبلی کے جو سپیکر تھے انھوں نے وہاں پر تقریباً ساڑھے چار سو ایڈہاک ملازمین بھرتی کروائے۔ جن کو کروڑوں روپے تنخواہ دیتے ہوئے اس یونیورسٹی کی کمر دہری ہو

گئی ہے۔اب ان کو نکالنا ایک وبال جان بنا ہوا ہے۔وہاں پر بے انتہا بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔سیکرٹری زراعت نے انکوائری کی ہے جس کا ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ان ساڑھے چار پانچ سو لوگوں کو خلاف قانون، خلاف نظام ملازمتیں دینے کی وجہ سے یہ یونیورسٹی مفلوج ہو گئی ہے۔میری بہن نے جو بات کی ہے واقعی یہ بالکل صحیح ہے۔وہاں سکالرشپ بند ہو گئے ہیں اور کئی دوسرے معاملات بھی رُک گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب!اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحبہ یا آپ کوئی قرارداد یا تحریک لے آئیں تاکہ یہاں اس سارے معاملے کے بارے میں بحث ہو جائے۔آپ نے ساڑھے چار سو ملازمین کو ناجائز طریقے سے بھرتی کرنے کی بات کی ہے۔یہ بہت grave issue ہے۔بقول آپ کے اگر یہ ساڑھے چار سو لوگ incompetent رکھے گئے ہیں تو یہ ایک grave قسم کی irregularity ہے۔اس کے لئے آپ کوئی قرارداد یا تحریک لے آئیں، وہ یہاں ہاؤس میں discuss ہو جائے گی اور اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔اجلاس کا وقت 15 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔جی، چودھری ندیم خادم صاحب!

ضلع جہلم میں کرپٹ پٹواریوں کے خلاف وزیر اعلیٰ کے حکم پر عملدرآمد میں متعلقہ افسران کی لاپرواہی

چودھری ندیم خادم: جناب چیئرمین!میں اس ایوان کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق ضلع جہلم سے ہے۔میاں محمد شہباز شریف صاحب کے حکم سے محکمہ مال کے کرپٹ پٹواریوں کے خلاف crack down شروع کیا گیا۔ہمارے ضلع میں جو پٹواری suspend ہوئے وہ ریکارڈ سمیت آج تک غائب ہیں۔انھوں نے وہ ریکارڈ اپنے دفتر میں جمع کروایا ہے اور نہ ہی وہ خود حاضر ہو رہے ہیں۔وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں

کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی یہ جو عوام دوست پالیسی تھی، یہ جو عوام دوست فیصلہ تھا ہمارے ضلع کے اعلیٰ افسران اس پر عملدرآمد کیوں نہیں کر رہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جن کرپٹ پٹواریوں کو فارغ کیا گیا ہے ان کے بارے میں یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اپنا ریکارڈ لے کر بھاگ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان پٹواریوں کا کوئی کمال یا قصور نہیں ہے بلکہ یہ تو ڈی او آر جہلم کا قصور ہے کہ اس نے اب تک اس پر کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان کے خلاف فوری طور پر پرچے درج ہونے چاہئیں اور پولیس ان کو پکڑ کر ریکارڈ recover کرے۔ میرے علم میں تو یہ بات ابھی آئی ہے۔ میں ابھی اجلاس کے بعد DOR جہلم سے بات کر کے اس معاملے کو resolve کرواتا ہوں۔

چودھری ندیم خادم: جی، بہت شکریہ۔ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئرمین! سرکاری ملازمین کے دو چھوٹے چھوٹے issues ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اجلاس کا شاید آخری دن ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری ملازمین کا Benevolent Fund ہوتا ہے جس سے ان کے بچوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ وظیفہ کے لئے درخواست دینے کی 7۔مارچ آخری تاریخ ہے۔ پہلے جو criteria تھا اس میں 50 فیصد نمبر رکھے گئے تھے اب اس کو بڑھا کر 60 فیصد کر دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے ملازمین کے بہت سارے بچے اس وظیفے سے محروم ہو گئے ہیں۔ پرانے criteria کو اگر بحال کر دیا جائے تو غریب ملازمین کے بچے بھی مستفید ہو جائیں گے۔ ویسے بھی یہ ان کا اپنا ہی فنڈ ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اسے 50 فیصد ہی رکھا جائے۔ دوسری میری ایک گزارش ہو گی کہ وفاقی حکومت کے گریڈ ایک سے سولہ تک کے سرکاری ملازمین جو سرکاری رہائش گاہوں میں رہتے ہیں ان کی تنخواہ میں سے ہاؤس رینٹ الاؤنس کے علاوہ 5 فیصد ان کی تنخواہ میں سے deduct ہوتے تھے۔ فیڈرل گورنمنٹ نے یہ deduction ختم کر

دی ہے۔آپ کی وساطت سے میری رانا صاحب سے یہ گزارش ہوگی کہ پنجاب کے جو سرکاری ملازمین ہیں ان کی بھی 5 فیصد deduction ختم کر دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ دونوں معاملات جو ہیں اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کو یہ تحریک التوائے کار یا resolution کے ذریعے لے آئیں اس پر محکمے کا ایک اپنا نقطہ نظر اور مؤقف ہوگا اس کو پھر House میں دیکھ لیا جائے گا کہ کون سا مؤقف زیادہ قرین قیاس ہے اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! وظیفے کے لئے درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 7۔مارچ 2009 ہے۔اس کے بعد ان کے والدین یہ afford نہیں کر سکیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اگر ایسا ہے تو کم از کم یہ معاملہ ہمارے نوٹس میں نہیں تھا۔اس میں پھر سارا قصور جناب اعجاز شفیع صاحب کا ہے۔2۔فروری سے اجلاس شروع ہے اور اب ان کو اس بات کا خیال آیا ہے، پہلے یہ کیا کرتے رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو emergency basis پر کروا دیں کیونکہ اس میں ہمارا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اب اس میں ایسا ہو سکتا ہے کہ محترم آج اس پر تھوڑی سی محنت کریں۔ اس مسئلے پر ایک تحریک التوائے کار بنا کر جب اجلاس prorogue ہوگا تو آفس میں جمع کروا دیں اور اس کی ایک کاپی اپنے طور پر مجھے فراہم کر دیں تاکہ میں اس کا جواب محکمے سے دو تین دن میں لے کر ان سے بھی بات کر لوں گا اور اگر اس میں کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو ہمیں ضرور کرنی چاہئے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میں یہاں پر دو باتیں کہنا چاہوں گا ایک تو یہ کہ میں کوئی مناظرہ بھی نہیں کرنا چاہتا اور جواب الجواب بھی نہیں دینا چاہتا۔ صرف ریکارڈ کی درستی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مولانا صاحب نے جو اعتراض فرمایا۔ اس پر میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی مسلمانوں کے رب کے طور پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں آیا۔ جہاں جہاں بھی نام آیا ہے وہ "رب العالمین" ہے۔ اور عالمین کا رب ہونے کے ناتے سے جو اچھے بندے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرتا ہے۔ میں نے اس لئے اس میں کوئی غلط جملہ درج نہیں کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر میرے ایک فاضل دوست نے قیادت کو جو خراج تحسین پیش کیا ہے میں بھی اپنے انداز میں قومی قیادت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا جس کے لئے رانا ثناء اللہ خان نے نہایت اچھے انداز سے، خوبصورت انداز سے بنیادی باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ میں اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ دنیا کے اندر کبھی فوری معجزاتی تبدیلی نہیں آئی۔ کسی ملک کی، کسی قوم کی، کسی بھی دور کی تاریخ پڑھ لیں کہیں بھی فوری معجزاتی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ صرف ارتقاء اور اجتہاد ہی ترقی کا ایک طریقہ ہے جس سے تہذیبیں عروج پر آئی ہیں اور زوال پر بھی گئی ہیں۔ اس حوالے سے میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر کافی بات کر لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! ان کو بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! قومی اتفاق رائے بہت بڑی طاقت ہے اس سے بڑی کوئی طاقت نہیں، ایٹم بم بھی اس سے بڑی طاقت نہیں ہے۔ اگر ایٹم بم بڑی طاقت ہوتا تو روس کبھی نہ ٹوٹتا جس کے پاس ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے انبار تھے۔ قومی اتفاق رائے ہی بہت بڑی طاقت ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قومی اتفاق رائے کو اسی طرح سے پھلنے پھولنے میں مدد فرمائے۔ میں تو کہتا ہوں قومی اتفاق رائے ہی ایک "گیدڑ سنگھی" ہے جو بہت بڑی طاقت ہے جو تبدیلیاں لاتی ہے، حکومتیں

گراتی ہے اور حکومتیں بناتی ہے۔ قومی اتفاق رائے بنانے پر میں کلی طور پر راناثناء اللہ خان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ سیاسی سفر کا ارتقاء اور پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کا جو check and control رہا ہے۔ یہ قومی اتفاق رائے اپنانے میں بھی میڈیا کا ہاتھ ہے۔ میں print and electronic media کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ قومی قیادت کو بھی تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اتفاق رائے سے سینٹ الیکشن میں جو اظہار کیا ہے یہ خوش آئند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پھلنے پھولنے میں مدد فرمائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: میں تھوڑا سا جواب دینا چاہتا ہوں۔ رفیق صاحب! آپ نے جو مولانا صاحب والی بات کی ہے، میں تو بہت گناہ گار آدمی ہوں اور دینی لحاظ سے بھی کم علم ہوں لیکن وہ ہم سے تھوڑے سے بہتر ہیں کیونکہ ان کا دینی اور علمی گھرانے سے تعلق ہے دینی گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کی دینی تعلیم ہم سے بہتر ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا وہ بھی کسی basis پر کہا ہے اور انہوں نے بیان بھی کیا۔ اس سلسلے میں ہمیں مذہبی dispute میں نہیں پڑنا چاہئے لیکن جو بات انہوں نے کہی وہ مسلمانوں کے حوالے سے، یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے لیکن جو الفاظ مسلمان ایک مسلمان کے لئے کہہ سکتا ہے وہ مبادا کسی اور مذہب کے لئے نہیں کہہ سکتا اس لئے آپ اس پر ضد نہ کریں۔ مولانا صاحب نے جو الفاظ کہے وہ دینی حوالے سے ٹھیک تھے، آپ مہربانی کریں آپ نے جو کہہ دیا وہ درست ہے لیکن مولانا صاحب کے الفاظ کی تردید نہ کریں۔ شکریہ. Have a seat please.

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میں بڑا liberal آدمی ہوں۔

جناب چیئرمین: مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ آپ liberal آدمی ہیں، وہ پتا چل رہا ہے اور سمجھ بھی آ رہی ہے۔ ملک احمد خان بلوچ!

ملک احمد خان بلوچ: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جتنی دیر آپ بیٹھے ہیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ماشاء اللہ اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں آپ نے ممبران کے جو دل میں حسرت تھی کہ ہمارے جو علاقے کے مسائل ہیں کسی طریقے سے ہم بھی اس ایوان میں آواز اٹھا سکیں۔

جناب چیئرمین: پندرہ منٹ کے لئے House کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

ملک احمد خان بلوچ: میں رانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ممبران کی دلی طور پر جو خیالات تھے، جو مسائل تھے ان کو اس House میں اور میڈیا تک پہنچا دیا۔ اگر آپ یہاں نہ بیٹھے ہوتے تو شاید وہ یہ آواز نہ پہنچا سکتے۔ ماشاء اللہ جس محبت اور خلوص سے آپ نے موقع دیا ہے آپ کا شکریہ۔ میں اس اجلاس کی کارروائی جو اتنے دن چلی ہے اس میں رانا صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے چاہے تحاریک استحقاق ہوں یا تحاریک التوائے کار ہوں بغیر کسی تعصب کے یا معزز رکن کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حزب اقتدر سے سب کو اچھے طریقے سے deal کیا ہے۔ انہوں نے مسائل کے سلسلے میں اپوزیشن کو بھی اپنے چیمبر میں بلایا ہے، بیوروکریٹس کو بھی بلایا ہے اور کوشش کی ہے کہ ممبران کے حلقوں میں جو مسائل ہیں، تکلیفیں ہیں وہ ہر طرح سے دور ہونی چاہیئں۔ انہوں نے ممبران کو satisfied کر کے بھیجا ہے۔ ان کی یہ بھی بڑی فراخدلی ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو بھی کوئی تنقید آئی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے بھی میں نے دیکھا ہے کہ کوئی ناجائز تنقید نہیں ہوئی پریشان نہیں کیا۔ تنقید برائے تنقید والا مسئلہ نہیں تھا جو جائز تنقید تھی، جو جائز اعتراضات تھے رانا صاحب نے اس کو فراخدلی سے سنا اور اس کا جواب دیا۔ ماشاء اللہ میں رانا صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جناب کی وساطت سے سپیکر صاحب اور ڈپٹی سپیکر صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنی محبت سے اجلاس چلایا ہے۔ اس معزز ایوان میں ہم میں سے کافی دوست نئے صاحبان آئے ہیں اور ہم بھی ان سیکھنے والوں میں شامل ہیں۔ تھوڑا سا مسئلہ ہے کہ آپ جب بھی اس کرسی پر تشریف فرما ہوں تو ہمارے معزز ممبران کے دو چار اصول ہیں اگر وہ بتاتے رہیں تو ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ایک تو پوائنٹ آف آرڈر پر میں جب بھی کھڑا ہوتا ہوں تو دس اور آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ جب بھی کوئی آدمی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو دوسرے صاحبان تھوڑا سا صبر کریں۔ اس طرح اگر سپیکر صاحب بات کر رہے ہیں تو ان کے سامنے نہیں بولنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہت کچھ سیکھ رہے ہیں اور عنقریب ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔

جناب چیئرمین!آپ کا بہت شکریہ کہ شاید اگر اجلاس آج ختم ہو رہا ہے تو ہم اتنے مطمئن ہو کر اور سکون کے ساتھ باہر نکلیں گے کہ جو ہمارے دل میں جو خواہش تھی اور ہم جو کہنا چاہتے تھے ہمیں وہ کہنے کا موقع ملا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی پچھلے سیشن میں بھی ہم دیکھتے رہے ہیں اور اس سے پہلے بھی دیکھتے رہے ہیں تو طریقہ یہی ہے اور آہستہ آہستہ اب یہاں بھی settle down ہو جائے گا اور انشاء اللہ ضرور ہو گا۔ سارے لوگ سمجھدار اور باعزت ممبران ہیں۔ ہوتا یہی ہے کہ اگر ایک ممبر بات کر رہا ہے اور دوسرا جب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب یہ محسوس کرے کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری بنتا ہے اور جب کوئی دوسرا معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو جو ممبر بول رہا ہوتا ہے اسے فوری طور پر دوسرے کو وقت دینے کے لئے بیٹھ جانا چاہئے۔ یہ اسمبلی کی روایات ہیں۔ ابھی یہ سلسلہ جو چل رہا ہے تو آہستہ آہستہ settle down ہو جائے گا۔ ہم سب لوگ دعا گو ہیں اور ایک کشتی پر سوار ہیں اور ہم سب نے اسے مل کر خوبصورت انداز میں چلانا ہے۔

حلقہ پی پی۔252 مظفر گڑھ میں اشتمال کی آڑ میں بااثر افراد کا پٹواری اور تحصیلدار کی ملی بھگت سے چند مواضعات پر ناجائز قبضہ

ملک بلال احمد کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ملک بلال احمد کھر: جناب چیئرمین!میں آپ کی توجہ اپنے حلقہ کے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔252 مظفر گڑھ میں چند مواضعات ایسے ہیں جو زیر اشتمال ہیں اور وہاں پر جو بھی بااثر آدمی آتا ہے، پٹواری اور تحصیلدار کی ملی بھگت سے فرد ملکیت لے کر ان پر قبضہ کر لیتا ہے جس سے چھوٹے چھوٹے کاشت کار بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ان میں ایک موضع پتی غلام علی ایسا ہے کہ جس کا سلیم نامی پٹواری کرپشن کی بنیاد پر عرصہ تین سال سے برخواست ہو چکا ہے لیکن ابھی تک

اس نے پتی غلام علی کا ریکارڈ اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے اور مقامی انتظامیہ اس سے یہ ریکارڈ نہیں لے سکی اور اب اس نے اپنی بحالی کے لئے اپیل E.D.O(R) ملتان کے پاس کی ہوئی ہے۔ وہ case بھی E.D.O(R) ملتان کے پاس زیر سماعت ہے تو میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر مال اور خصوصی طور پر وزیر قانون صاحب سے ملتمس ہوں کہ ان مواضعات جو زیر اشتمال ہیں، ان کا اشتمال کر کے لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور بدنام زمانہ پٹواری سے پتی غلام علی کا ریکارڈ برآمد کروایا جائے تاکہ وہاں کے لوگ سکون کی نیند سو سکیں اور اپنے مالکانہ حقوق کے لئے در در نہ پھریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ معاملہ جو انہوں نے یہاں پر بیان کیا ہے یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں وزیر مال سے میں ان کی sitting کروا دیتا ہوں۔ انہیں چاہئے کہ وہ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی اس سلسلے میں بات کریں کیونکہ یہ تین چکوک کا مسئلہ ہے اور بہت سارے لوگ اس سے متاثر ہو رہے ہوں گے اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس فورم کے ذریعے سے اس میں کوئی input کرنی ہے تو میں یہی کہوں گا کہ یہ اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں لائیں اور باقاعدہ یہ کہہ رہے ہیں کہ فلاں فلاں چکوک ہیں اور ان پر قبضے ہوئے ہیں تو کوئی example quote کریں تاکہ بورڈ آف ریونیو سے ان چیزوں کا specifically جواب حاصل کیا جائے۔ اس میں جو چیز بھی سامنے آئے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ اس بارے میں یہ سوال جمع کروائیں یا تحریک التوائے کار جمع کروائیں۔ ان کی میٹنگ وزیر مال صاحب تو اس وقت موجود نہیں ہیں، بہر حال ان کے نوٹس میں بھی میں لے آؤں گا اور یہ بھی ان کے نوٹس میں لائیں۔ اگر وہاں پر واقعی کوئی ایسا مسئلہ ہے تو اسے حل کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: میری اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ میرے دوست چونکہ کافی دور کے علاقے سے ہیں اور یہ backward area بھی ہے۔ میری suggestion یہ ہے کہ یہ ایک توجہ دلاؤ نوٹس بنتا ہے یا تحریک التوائے کار بنتی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب چیئر مین! توجہ دلاؤ نوٹس لا اینڈ آرڈر سے متعلق ہوتا ہے اور یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے یا اگر ان کے پاس کوئی specific information ہے جیسے انہوں نے کہا کہ فلاں چک نمبر ہے ، فلاں پٹواری ہے اور فلاں لوگوں نے قبضہ کیا ہے تو specifically question لے آئیں تو اگلے سیشن تک ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب چیئر مین: وہ جمع کروا کر کاپی رانا صاحب کو دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئر مین! یہ کام تو بورڈ آف ریونیو والے بھی کر لیں گے اگر انہیں کہہ دیا جائے۔ یہ اسمبلی میں تو اتنی بڑی بات یا کوئی policy making والی یا بڑی کوئی چیز نہیں تھی تو ہم ایک ایک پٹواری کی شکایت پر۔۔۔

جناب چیئر مین: ایک آدمی کے اپنے حلقے میں اگر کوئی issue ہے تو اس کے لئے تو وہی بڑا issue ہے ناں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئر مین! اگر ہم ایک ایک پٹواری کو discuss کرنے بیٹھ جائیں گے تو۔۔۔

جناب چیئر مین: لغاری صاحب! پٹواری کا issue نہیں ہے نہ اس میں بتایا ہے بلکہ ان کے حلقے میں جو مواضعات زیر اشتمال آ چکے ہیں، issue یہ ہے کہ وہ اشتمال لمبی ہو گئی ہے اور وہ تیس سال سے نہیں ہو رہی۔ وہ چاہتے ہیں کہ اشتمال مکمل کروائی جائے اور جلدی کروائی جائے۔ اس سلسلے میں وہ تحریک التوائے کار لائیں گے۔ وہ تحریک التوائے کار جمع ہو جائے گی۔ کوئی شکل بنے گی، قواعد و ضوابط بھی تو کوئی چیز ہوتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئر مین! ان کی بات سننے سے کسی نے انکار کیا ہے یا وہاں پر ان کے مسئلے کا حل نہیں ہو سکا؟

جناب چیئرمین: جی، نہیں۔آپ اس کو اس طرح سے نہ لیں۔آپ تحریک دیں اور اس کی ایک کاپی رانا صاحب کو دے دیں۔meanwhile Rana Sahib take up کر لیں گے۔ شکریہ۔ جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب چیئرمین! میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 8 تھی۔ کل اس کا جواب لیگلو نے دینا تھا تو معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس کا جواب آ چکا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میجر صاحب اس میں محرک تھے اور یہ لاہور سے فیصل آباد روڈ جسے ایکسپریس وے کہتے ہیں تو اس کے متعلق محکمہ کو بلوا کر ان صاحبان کے پاس دو میٹنگ ہوئی ہیں اور کل بدھ کو محکمے نے اس سلسلے میں حتمی رپورٹ پیش کرنی تھی۔ جو رپورٹ لے کر آئے ہیں تو اس کے مطابق ان صاحبان کی satisfaction نہیں تھی اور انہوں نے کہا کہ جن چیزوں کی رپورٹ میں نشاندہی کی تھی ہم انہیں موقع پر چیک کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے Saturday کا ٹائم مقرر ہوا ہے۔ چیف انجینئر C&W ان ممبران کو ساتھ لے کر on ground ان چیزوں کو چیک کریں گے اس کے بعد رپورٹ پیش کریں گے اور پھر وہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی۔ اس پر محرک کے اعتراضات اور انہوں نے جو انکوائری raise کی تھی اس کے مطابق محکمہ نے کافی کام کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ رپورٹ ان کی ground پر visit کرنے کے بعد یہ معاملہ redress ہو جائے گا۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرا تعلق ضلع لیہ سے ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پنجاب کا سب سے بڑا دریا، دریائے سندھ مظفر گڑھ اور لیہ سے گزرتا ہے اور ضلع لیہ میں ہزاروں سال سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ دریائے سندھ کے سیلاب سے متاثر ہوتے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ دوران سیلاب ہی کافی بند ٹوٹ جاتے ہیں sipper ٹوٹ جاتے ہیں۔ دوران سیلاب ہی محکمہ اریگیشن اس پر کچھ action لیتا ہے۔ میں اس معزز ایوان کی مدد سے یہ چاہوں گا کیونکہ سیلاب کا سیزن آنے والا ہے

اس سے پہلے محکمہ اریگیشن کو ہدایات دی جائیں کہ وہ پہلے سے حفاظتی اقدامات کرے تاکہ ہر سال کی طرح اس سال بھی لوگ سیلاب سے متاثر نہ ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: وہ ہر سال ہوتی ہے تو اس دفعہ بھی انشاء اللہ ہدایات ہو جائیں گی۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس وقت issue تحریک استحقاق کا تھا جب میں نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی گزارش کی تھی تو یہ وارڈن کے issue پر تقریباً چار تحاریک پہلے آئی ہیں۔ وارڈن جو پچھلے دور میں بھرتی کئے گئے۔ یہ کسی میرٹ پالیسی سے ہٹ کر ایم پی ایز کو اور اس وقت کی political party جو برسر اقتدار تھی، اس نے۔۔۔

جناب چیئرمین: اعجاز صاحب! اس طرح نہ کریں۔ اس سے ماحول خراب ہو جائے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: میں اپنی بات conclude کروں گا کہ بات صرف یہ ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: اس میں mind کرنے والی بات نہیں ہے۔ یہ وارڈن میرٹ پالیسی کے مطابق نہیں آئے۔ یہ ایک حقیقت بات ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کے خلاف شکایات پیدا ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بیٹھیں۔ آپ چیئر کو سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! یہ نمبر بنا رہے ہیں۔ یہ نمبر گیم کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جب ایک point اٹھایا گیا ہے تو میں نے ہاؤس کی رائے کے مطابق کل صبح دس بجے کی میٹنگ رکھی ہے۔ اس میں کچھ دوستوں نے

لاہور سے باہر کی بات کی ہے تو میں نے ڈی آئی جی ٹریفک طارق کھوکھر کو بھی بلایا ہے۔اب کسی ایک کی حرکت سے سارے سسٹم کو خراب کہنا مناسب نہیں ہے۔یہ معاملہ انشاء اللہ صبح حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: یہ ٹھیک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سارے سسٹم کو blame نہیں کیا جا سکتا۔اس کے علاوہ وارڈن کو بھی بلایا گیا ہے اور جو قرار واقعی سزا ہو گی۔وہ انشاء اللہ اس کو ملے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!انھوں نے اچھے ماحول کو خراب کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!قانون اور ضابطے کے مطابق میں پوائنٹ آف آرڈر کی قانونی حیثیت پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب!یہ اسمبلی گریجوایٹ اسمبلی ہے اور یہاں سے سب لوگوں کو کتابیں ملی ہوئی ہیں۔آپ پوائنٹ آف آرڈر کی جو وضاحت کرنا چاہتے ہیں وہ سارے لوگوں نے پڑھی ہوئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!اگر پڑھا ہوا ہے تو اس پر عمل نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب!آپ بیٹھیں۔آخر میں آپ ایسا نہ کریں۔سارے لوگ object کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔جی، چٹھہ صاحب!

لاہور سے گوجرانوالہ دورویہ روڈ کی بروقت تکمیل نہ ہونے پر مسافروں کو پریشانی کا سامنا

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب چیئرمین!شکریہ۔میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے تین اہم مسائل رکھوں گا۔سب سے پہلے بڑا مسئلہ جو لاکھوں لوگوں کا مسئلہ ہے۔وہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ سے لاہور جو dual carriage way بن رہا ہے جو پچھلے کئی سالوں سے under

construction ہے۔اس کی فروری2009میں تاریخ ختم ہونا تھی۔ وہ مکمل نہیں ہوا بلکہ اس کا 50فیصد کام ابھی رہتا ہے جس وجہ سے بہت سے لوگ پریشان ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر فوراً کارروائی کی جائے اور immediate reinvention کے ساتھ جو بھی ٹھیکیدار ہے اس سے مل کر جس طرح بھی ہو سکتا ہے اس کام کو speed up کیا جائے۔ وہاں پر حادثات ہو رہے ہیں، ٹریفک جام ہو رہی ہے۔ یہ ہائی وے بہت سے لوگوں کو لاہور کے ساتھ link کرتا ہے۔

جناب چیئرمین!اس کے علاوہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شاہدرہ جہاں پر پھاٹک ہے۔آپ دیکھیں کہ پورے جی ٹی روڈ پر کہیں پھاٹک نہیں ہے کہیں پر underpass ہے یا پھر overhead bridge ہے۔اس پھاٹک کے بند ہونے کی وجہ سے کئی کلو میٹر تک رش لگ جاتا ہے اور ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے راوی کے پل پر اور پھر پورے لاہور میں ٹریفک کا مسئلہ forward کرتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ پھاٹک کی جگہ overhead bridge بنایا جائے یا پھر underpass بنایا جائے تاکہ ٹریفک جام نہ ہو جس کی وجہ سے لاہور میں بھی ٹریفک جام ہو جاتی ہے وہ ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین!تیسرا مسئلہ یہ ہے کیونکہ میرا تعلق مریدکے سے ہے اور مریدکے کے لاکھوں لوگ روزانہ لاہور اپنے کاروبار کے سلسلے میں اور ملازمت کے سلسلے میں آتے ہیں۔انھیں جو بڑا مسئلہ درپیش ہے کہ اس وقت کوئی بھی ٹرانسپورٹ کمپنی مریدکے سے لاہور نہیں آ رہی، مریدکے لاہور سے 20کلو میٹر پر ہے جہاں لوگوں کو 20روپے خرچ کرنے پڑتے تھے اب وہ گوجرانوالہ کی ٹرانسپورٹ پر 100روپے دے کر آتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے پر جلد کارروائی کرتے ہوئے کوئی ٹرانسپورٹ شروع کروائی جائے تاکہ لوگوں کے لئے آسانی ہو۔بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میرے محترم بھائی نے جو باتیں کی ہیں تو ان کو چاہئے تھا کہ ان کو pre-budget discussion پر یہ پھاٹک اور underpass یا overhead bridge کی بات کرتے لیکن بہر حال میں نے ان کی باتیں سن لی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں Finance Department کو بھی اور سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو بھی ان کا حکم پہنچادوں گا۔

جناب چیئرمین!اب آخر میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ میاں رفیق صاحب کی پوائنٹ آف آرڈر پر تعریف سن لیں۔

جناب چیئرمین: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!میں وزیر قانون کا بے حد مشکور ہوں کہ جنھوں نے مجھے یہ موقع فراہم کرنے میں میری مدد کی ہے۔چیئر تو ظاہر ہے کہ مجھے موقع نہ دیتی۔شاید چیئر یہ سمجھتی ہے کہ میں اتنے پوائنٹ آف آرڈر لے چکا ہوں۔شاید اسی سے چیئر مجھ سے prejudice ہے کہ میں جب بھی اٹھتا ہوں تو مجھے موقع نہیں دیا جاتا اور ایوان کے اندر بہت سارے ایسے ممبران بھی ہیں کہ جن کے کھڑے ہونے پر ہی ان کے مائیک کھل جاتے ہیں۔میرے بار بار اصرار پر بھی مجھے موقع نہیں دیا جاتا۔

جناب چیئرمین!پوائنٹ آف آرڈر کی تعریف یہ ہے کہ جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے تو یہ اسمبلی کی کارروائی کو روکنے کے لئے break ہے۔یہ الگ بات ہے کہ ہم میں سے بہت سارے دوستوں کو معزز ممبران کو یہ علم نہیں ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا بات کرنی ہے اور کب کرنی ہے؟ میں اس کی تعریف بتانا چاہتا تھا تاکہ یہ پریکٹس چلے گی تو معزز ممبران کی بھی ٹریننگ ہو گی۔جب کوئی سپیکر بولتے بولتے پٹڑی سے اترتا ہے، سیاق وسباق سے ہٹتا ہے، قواعد وضوابط سے دور چلا جاتا ہے تو اس کو پٹڑی پر واپس لانے کے لئے اور اس کو سمجھانے کے لئے کہ آپ غلط چل رہے ہیں تو پوائنٹ آف آرڈر پر اسمبلی کی کارروائی روکی جاتی ہے اور اس پر اتنی ہی بات ہوتی ہے تاکہ سپیکر صاحب کو پتا چل جائے کہ بولنے والا ممبر پٹڑی سے اتر گیا ہے یا سیاق وسباق سے ہٹ گیا ہے یا حقائق سے پرے چلا گیا ہے یا غلط حقائق پیش کر رہا ہے۔اس سے زیادہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی بلکہ بولنے والے ممبر کو روک کر اس کی درستی کے لئے پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ جملے یا کوئی بات حقائق کے مطابق کہی جا سکتی ہے۔پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کی جا سکتی جیسا کہ ایوان کے اندر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے اور تقریر شروع کر دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین!میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں جب بھی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہوں تو مجھے یہ ruling دی جائے کہ میں نے غلط پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔اگر سپیکر صاحب یا کوئی بھی چیئر پر ہوں وہ اس بات پر غور کریں تو ممبران کی اصلاح ہو سکتی ہے۔اس طرح کم سے کم پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جائیں گے اور ایوان کی کارروائی کو روکا نہیں جا سکے گا۔اصل میں پوائنٹ آف آرڈر ایوان کی کارروائی روکنے کے لئے break ہے۔

جناب چیئرمین!میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر میں غلط ہوں تو میری اصلاح فرمائیں۔میں اپنی اصلاح کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین!میاں صاحب نے بہت اچھی تشریح کی ہے۔انھوں نے دو تین دفعہ کہا ہے کہ سپیکر پٹڑی سے اتر جاتا ہے۔ان کو کہنا چاہئے تھا کہ ممبر پٹڑی سے اتر جاتا ہے۔بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!کارروائی چلا کر ایوان کو سنائی جائے کہ میں نے یہ جملہ کہا ہے یا نہیں؟جو جملہ میں نے کہا ہی نہیں وہ میرے فاضل دوست نے کہہ دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میاں رفیق صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: اس کی ٹیپ سنائی جائے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب!ابھی آپ نے کچھ کہنا ہے یا میں بولوں۔پہلے ہی اتنا ٹائم ہو چکا ہے۔ہاؤس کا وقت مزید پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!آپ فرمائیں میں سنوں گا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے فرمایا کہ Chair نے مجھے روکا ہے۔آپ بھی اپنا ریکارڈ اگر سننا چاہتے ہیں تو پچھلے ایک سال سے جب سے آپ آئے ہیں تو آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر لینے کے لئے اپنی efforts نکال لیں وہ بھی recorded ہیں اور آپ کو کتنا

ٹائم ملااور کتناآپ بول پائے یہ بھی نکال لیں۔آج کادنexclusivelyآپ کے پوائنٹ آف آرڈرز کا ہے۔ میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جتنے پوائنٹ آف آرڈر آج آپ کو ملے ہیں یا جتنا آج آپ بولے ہیں اتنا کبھی آپ بول نہیں پائے۔دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر مخصوص چھوٹی سی بات ہو سکتی ہے۔ میرے سمیت پوائنٹ آف آرڈر پر ہم سب لوگ بولتے رہے ہیں۔آپ بھی اپنے پوائنٹ آف آرڈرز نکال لیں تو پورے چھ چھ، دس دس منٹ کی تقریر فرما دیتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر آدمی کو صرف ایکpointبتانا ہوتا ہے۔اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو پوری طرح اس پر عملدرآمد کی توفیق عطا فرمائے۔اگر آپ اجازت دیں تو پھر میں ہاؤسprorogueکر دوں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے شک آپwind upکریں لیکن میں آپ کے جواب میں آخری بات کہہ لینا چاہتا ہوں کہ جو آپ نے فرمادیا ہے کہ سب سے زیادہ پوائنٹ آف آرڈر میں نے استعمال کئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ آپ ہاؤس سے پوچھ لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! یہ بات بھی میں درست نہیں سمجھتا۔ مجھے آپ کی ruling چاہئے کہ میرا پوائنٹ آف آرڈرrelevantہوتا ہے یاirrelevantہوتا ہے؟ چاہے میں سو بار بولتا ہوں اس کا مجھے حق ہے۔ مجھے اس پر آپ کیrulingچاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، میںrulingدیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! ہمارے محترم میاں رفیق صاحب نے جب پہلے بات کی تو انہوں نے کہا تھا کہ اب لاء منسٹر بتائیں کہ میں غلط ہوں یا صحیح ہوں۔جب میں concedeکر رہا ہوں کہ میاں صاحب صحیح ہیں تو پھر آگے rulingکی ضرورت ہی نہیں رہتی اور معاملہ ویسے ہیresolveہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ آپ اجلاسprorogueکریں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کے تمام ممبران، پریس گیلری کے تمام ممبران، اس سیکرٹریٹ سے منسلک تمام

صاحبان یا جو صاحبان اس پورے سال میں اس ہاؤس کی proceeding سے کسی نہ کسی طور پر منسلک رہے ہیں، اس پہلے پارلیمانی سال constitutional working days کے مکمل ہونے پر سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ سب کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

تعزیت

سوات میں جیو کے نمائندہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! جیو کا نمائندہ جس کا سوات میں قتل ہو گیا تھا۔ اگر ان کی تدفین ہو گئی ہے تو ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(56)/2009/33. Dated 19th February 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. February 19, 2009 (Thursday) on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the 19th February, 2009

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"